کلیات اقبال

(فارسی)

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

فرہنگ و ترجمہ

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

مکتبہ دانیال لاہور

email:maktabahdaneyal@hotmail.com

Tel : 042 - 7660736 Mobile : 0333 - 4276640

تعارف

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کا تمام تر شعری سرمایہ فارسی اور اُردو میں ہے۔ فارسی برصغیر کے مسلمانوں کی عظیم ثقافتی اور ادبی زُبان رہی ہے، مگر اَب وہ ہمارے ہاں ایک اَجنبی زُبان بنتی جا رہی ہے۔ مطالعہ فارسی کے انحطاط کی وجہ سے عام قاری اور طلبہ/طالبات ان سے استفادہ کم کرتے ہیں، ضرورت اِس بات کی ہے کہ علامہ اِقبالؒ کے افکار (جو زیادہ تر فارسی میں ہیں) کو زیادہ سے زیادہ سلیس اور عام فہم انداز میں بیان کر دیا جائے تاکہ عام قاری کے لئے فکرِ اقبال تک رسائی آسان ہو جائے۔ یہی اِس کتاب کا مقصد ہے کہ عام پڑھا لکھا آدمی آسانی سے علامہ مرحوم ومغفور کا پیغام صحیح طور پر سمجھ سکے اور علامہ مرحوم کی تعلیمات سے استفادہ کر سکے۔

انہی مقاصد کے پیشِ نظر یہ شرح تحریر کی گئی ہے، جس میں علامہ اِقبالؒ کے افکار کو عام اُردو دان طبقے میں آسان پیرائے میں متعارف کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اِس میں اختصار سے کام لیتے ہوئے ترجمہ کو آسان اور عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مشکل الفاظ کے معانی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دیے گئے ہیں، تاکہ مطلب سمجھنے میں مزید آسانی ہو۔ اور مسلمان اِقبالؒ کے پیغام کی روح سے آشنا ہو جائیں تاکہ علامہ مرحوم کی آرزو بھی پوری ہو جائے۔

آخر میں راقم شیخ محمد ابوبکر صدیق صاحب کا شکر گزار ہے کہ ان کی مخلصانہ خواہش پر مجھے یہ کام کرنے کا موقع ملا ہے۔

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی
ایم۔اے (اردو)، ایم۔اے (تاریخ)
ایم۔اے (اسلامیات)، ایم۔اے (پنجابی)
پرنسپل چکوال گرامر سکول، چکوال

اسرار و رموز

اقبال

اسرارِ خودی

فارسی

معہ فرہنگ وترجمہ وتشریح

اقبالؔ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسرار خودی

تمہید

فارسی زبان میں یہ مثنوی سب سے پہلے ۱۹۱۵ء میں شائع ہوئی۔ اس مثنوی کا پس منظر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ علامہ کے والد محترم نے ایک دفعہ ان سے فرمائش کی تھی کہ وہ بوعلی قلندر کی مثنوی کے نمونے پر فارسی زبان میں کوئی مثنوی لکھیں۔ چنانچہ اقبال نے پہلے ۱۵۰ اشعار لکھے لیکن پھر یہ خیال کر کے ان اشعار میں ان کا مافی الضمیر صحیح طریقے سے ادا نہیں ہو پایا انہوں نے اسے تلف کر دیا۔ چند سالوں کے بعد انہوں نے اسے دوبارہ لکھنا شروع کیا۔ اور یہ کام ۱۹۱۴ء میں ختم ہوا۔ مثنوی کے نام کا مسئلہ اس کی تکمیل کے بعد اقبال کے زیر غور رہا۔ وہ اپنے دوستوں سے بھی نام کے بارے میں مشورے فرماتے رہے۔ شیخ عبدالقادر صاحب نے اس کے نام ''اسرار حیات''، ''پیام سروش''، ''پیام نو''، ''آئین نو'' تجویز کیے۔ اس مثنوی کو علامہ نے سر علی امام کے نام سے معنون کیا۔ اس پر زبردست احتجاج بلند ہوا۔ چنانچہ دوسرے ایڈیشن میں یہ انتساب حذف کر دیا گیا۔ کیونکہ اس مثنوی کی نوعیت اس امر کی متقاضی تھی کہ اسے کسی فرد سے منسوب نہ کیا جائے۔

اس مثنوی میں افلاطون اور خاص طور پر حافظ کی شاعری پر تنقید کی گئی تھی۔ چنانچہ حافظ کے معتقدین نے سخت طوفان برپا کر دیا۔ جب لے دے کا سلسلہ طول پکڑ گیا اور علامہ کے والد نے ان سے حقیقت حال سے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے جواب دیا:

''میں نے حافظ کی ذات اور شخصیت پر اعتراض نہیں کیا۔ میں نے صرف ایک اصول کی تشریح کی ہے۔ اس کا افسوس ہے کہ مسلمانان وطن پر عجمی اثرات اس قدر غالب آ چکے ہیں کہ وہ زہر کو آب حیات سمجھتے ہیں''۔

علامہ کے والد نے فرمایا کہ حافظ کے عقیدت مندوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائے بغیر اس اصول کی وضاحت کر دی جاتی تو اچھا ہوتا۔ علامہ نے جواب دیا کہ یہ حافظ پرستی بھی تو بت پرستی سے کم نہیں۔ اس پر علامہ کے والد نے کہا کہ خدا اور اس کے رسولؐ نے تو غیر مسلموں

کے خداؤں کو بھی تو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے حافظ کے ضمن میں جن اشعار پر لوگوں کو اعتراض ہے، انہیں حذف کر دینا مناسب رہے گا۔ علامہ نے مسکرا کر والد کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا اور دوسرے ایڈیشن میں متعلقہ اشعار حذف کر کے ان کی جگہ نئے اشعار لکھ دیئے۔ اسی طرح علامہ نے اکبر الہ آبادی کو ایک خط 11 جون 1918ء کو تحریر کیا اور لکھا: ''میں نے خواجہ حافظ پر کہیں یہ الزام نہیں لگایا کہ ان کے دیوان سے میکشی بڑھ گئی میرا اعتراض حافظ پر بالکل اور نوعیت کا ہے۔ اسرار خودی میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ ایک لٹریری نصب العین کی تنقید تھی، جو مسلمانوں میں کئی صدیوں سے پاپولر (مقبول) ہے۔ اپنے وقت میں اس نصب العین سے ضرور فائدہ ہوا لیکن اس وقت یہ غیر مفید ہی نہیں بلکہ مضر ہے۔ خواجہ حافظ کی ولایت سے اس تنقید میں کوئی سروکار نہ تھا، نہ ان کی شخصیت سے نہ اُن کے اشعار میں مئے سے مراد وہ مئے ہے جو لوگ ہوٹلوں میں پیتے ہیں بلکہ اس سے وہ حالتِ سُکر مُراد ہے جو حافظ کے کلام سے پیدا ہوتی ہے''۔

اقبال، خواجہ حافظ کو بہت اچھا شاعر مانتے تھے۔ انہوں نے خود لکھا ہے کہ: از تخیل جنتے پیدا کند، اس سے بڑھ کر کسی شاعر کی تعریف میں کیا کہا جا سکتا تھا لیکن اقبال جس نصب العین کیلئے اپنی زندگی وقف کر چکے تھے، خواجہ حافظ کا دیوان اس پر بہت بُری طرح اثر انداز ہوتا تھا یعنی وہ ایسا ادب مُہیا کرتا تھا، جو قوم کے ہمت اور حوصلے پست کر دے، اس کی عملی قوت کو کھا جائے اور اسے ناکارہ محض بنا دے۔

بحیثیت مجموعی اسرار خودی کو بہت سراہا گیا۔ ایک صحبت میں ایران کے پروفیسر محمد کاظم شیرازی بھی موجود تھے۔ جب یہ مثنوی پڑھی جا رہی تھی تو پروفیسر موصوف اشعار کو سن کر جھوم رہے تھے اور بار بار کہتے تھے:۔

''کاش یہ شاعر ایران میں پیدا ہوا ہوتا''۔

اقبال کی اس کتاب کو انگلستان میں بھی خوش آمدید کہا گیا۔ پروفیسر رینالڈ نکلسن نے جب اسرار خودی پڑھی تو وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ انہوں نے علامہ اقبال کو لکھا کہ وہ اس مثنوی کا انگریزی میں ترجمہ کرنا چاہتے ہیں اور باقاعدہ اجازت کے خواہاں ہیں۔ جب یہ خط علامہ اقبال کو لاہور میں موصول ہوا تو وہ بے اختیار رو پڑے۔ فقیر وحید الدین نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا:۔

''میرے عوام جن کے لئے میں نے یہ کتاب لکھی نہ تو اس کی قدر و قیمت پہچانتے ہیں اور نہ اسے کوئی بڑا کام سمجھتے ہیں۔ لیکن یورپ جس کے لئے میں نے یہ کتاب نہیں لکھی، میرا پیغام سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں''۔

1930ء میں اسرار خودی کے انگریزی ترجمے کے ساتھ ہی علامہ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ کئی نقادوں نے اس کتاب پر بیش قیمت تبصرے لکھے۔ امریکہ کے ڈاکٹر ہربرٹ ایڈ نے 25 اگست 1931ء کو لکھا۔

''............ میرے ذہن میں اگر کسی زندہ شاعر کا خیال آ سکتا ہے..... تو وہ ایک ہی ہے اور وہ بھی لازمی طور پر نہ ہمارا ہم قوم، نہ ہمارا ہم مذہب، میری مراد اقبال سے ہے۔ جس کی نظم اسرار خودی ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ڈاکٹر رینالڈ نکلسن کے قلم سے اصل زبان فارسی سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر میسرز میک ملن کے اہتمام سے شائع ہوئی۔ اس زمانہ میں جب کہ ہمارے ہم وطن شاعر بلبلوں اور بیٹروں پر تنگ بندی سے اپنے یاروں کی ضیافت طبع کا سامان پیدا کر رہے تھے اور کیٹس (Keats) کے انداز پر پیش افتادہ مضامین پر طبع آزمائیوں میں مشغول تھے۔ عین اسی وقت لاہور میں یہ نظم جس کی نسبت ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس نے ہندوستان کے مسلمان نوجوانوں کے خیالات میں ایک محشر برپا کر دیا ہے'' تصنیف کی اور شائع ہوئی......''

مثنوی کے پہلے ایڈیشن کا مقدمہ

مثنوی کے پہلے ایڈیشن کی ترتیب یہ تھی کہ شروع میں ایک لاجواب مقدمہ تھا جس میں علامہ اقبال نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا تھا یعنی نفی خودی کے نظریہ کی ابتداء اور مسلمانوں میں اس کی اشاعت کے اسباب اور نتائج بیان کرنے کے بعد اسلامی تحریک کا حقیقی مقصد واضح کیا تھا۔ پھر یہ بتایا تھا کہ مسلمان اس مقصد سے کیونکر بیگانہ ہو گئے اور اس بیگانگی کا کیا نتیجہ نکلا۔ آخر میں لفظ ''خودی'' کی تشریح درج کی تھی۔ یہ مقدمہ ہر لحاظ سے بہت مفید تھا اور ہے۔ لیکن علامہ نے محض اس لئے اس کو دوسرے ایڈیشن میں شامل نہیں کیا کہ وہ بہت مجمل ہے اور اجمال سے ابہام اور ابہام سے غلط فہمیوں کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ یہ مقدمہ بے حد مفید، ضروری اور اہم ہے' اس لئے اس مقدمہ کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ وحدت وجدانی یا شعور کا روشن نقطہ، جس سے تمام انسانی تخیلات و جذبات (تمنیات مستغیر ہوتے ہیں)، یہ پُراسرار شئی جو فطرتِ انسانی کی منتشر اور غیر محدود کیفیتوں کی شیرازہ بند ہے، یہ خودی یا انا یا ''میں'' جو اپنے عمل کی رُو سے ظاہر ہے لیکن اپنی حقیقت کی رُو سے مضمر ہے، جو تمام مشاہدات کی خالق ہے مگر جس کی لطافت، مشاہدہ کی گرم نگاہوں کی تاب نہیں لاسکتی، کیا چیز ہے؟ کیا یہ ایک لازوال حقیقت ہے یا زندگی نے محض عارضی طور پر اپنی فوری عملی اغراض کے حصول کی خاطر، اپنے آپ کو اس فریب تخیل یا دروغ مصلحت آمیز کی صورت میں نمایاں کیا ہے؟ اخلاقی اعتبار سے افراد و اقوام کا طرز عمل، اس نہایت ضروری سوال کے جواب پر منحصر ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہ ہوگی جس کے حکماء و علمانے کسی نہ کسی صورت میں اس سوال کا جواب پیدا کرنے کے لیے دماغ سوزی نہ کی ہو۔ مگر اس سوال کا جواب افراد و اقوام کی دماغی قابلیت پر اس قدر انحصار نہیں رکھتا جس قدر کہ ان کی افتادِ طبیعت پر۔ مشرق کی فلسفی مزاج قومیں زیادہ تر اسی نتیجہ کی طرف مائل ہوئیں کہ انسانی انا محض ایک فریب تخیل ہے اور اس پھندے کو گلے سے اتار دینے کا نام نجات ہے۔ مغربی اقوام کا عملی مذاق ان کو ایسے نتائج کی طرف لے گیا جس کے لیے ان کی فطرت متقاضی ہے۔

۲۔ ہندو قوم کے دل و دماغ میں عملیات و نظریات کی ایک عجیب طریق سے آمیزش ہوئی ہے۔ اس قوم کے موشگاف حکماء نے قوتِ عمل کی حقیقت پر نہایت دقیق بحث کی ہے، اور بالآخر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ انا کی حیات کا یہ مشہود تسلسل جو تمام آلام و مصائب کی جڑ ہے۔ عمل سے متعین ہوتا ہے، یا یوں کہیے کہ انسانی انا کی موجودہ کیفیات اور لوازمات اس کے گذشتہ طریق عمل کا لازمی نتیجہ ہیں اور جب تک یہ قانون عمل اپنا کام کرتا رہے گا وہی نتائج پیدا ہوتے رہیں گے۔ انیسویں صدی کے مشہور شاعر گوئٹے کا ہیرو فاؤسٹ جب انجیل یوحنا کی پہلی آیت میں لفظ ''کلام'' کی جگہ لفظ ''عمل'' پڑھتا ہے (ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا) تو حقیقت میں اس کی دقیقہ رس نگاہ اس نکتہ کو دیکھتی ہے جس کو ہندو حکما نے صدیوں پہلے دیکھ لیا تھا۔ اس عجیب و غریب طریقہ پر ہندو حکماء نے تقدیر کی مطلق العنانی اور انسانی حریت بالفاظ دگر، جبر و اختیار کی گتھی کو سلجھایا اور اس میں شک نہیں کہ فلسفیانہ لحاظ سے ان کی جدت طرازی داد تحسین کی مستحق ہے۔ اور بالخصوص اس وجہ سے کہ وہ ایک بہت بڑی اخلاقی جرات کے ساتھ ان تمام فلسفیانہ نتائج کو بھی قبول کرتے ہیں جو اس قضیہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی یہ کہ جب انا کا تعین عمل سے ہے، تو انا کے پھندے سے نکلنے کا ایک ہی طریق ہے اور وہ ترک عمل ہے یہ نتیجہ انفرادی اور ملی دونوں پہلوؤں سے نہایت خطرناک تھا اور اس بات کا متقضی تھا کہ کوئی مجدد

پیدا ہو جو ترکِ عمل کے اصلی مفہوم کو واضح کرے۔ بنی نوع انسان کی ذہنی تاریخ میں شری کرشن کا نام ہمیشہ ادب و احترام سے لیا جائے گا کہ اس عظیم الشان انسان نے ایک نہایت دلفریب پیرایہ میں اپنے ملک و قوم کی فلسفیانہ روایات کی تنقید کی اور حقیقت کو آشکار کیا کہ ترکِ عمل سے مراد ترکِ کلی نہیں ہے۔ کیونکہ عمل اقتضائے فطرت ہے اور اسی سے زندگی کا استحکام ہے بلکہ ترکِ عمل سے مراد یہ ہے کہ عمل اور اس کے نتائج سے مطلق دل بستگی نہ ہو۔ شری کرشن کے بعد شری رام نوج اچاریہ بھی اسی رستے پر چلے مگر افسوس ہے کہ جس عروسِ معنی کو شری کرشن اور شری رام نوج بے نقاب کرنا چاہتے تھے۔ شری شنکر اچاریہ کے منطقی طلسم نے اسے پھر محجوب کر دیا اور شری کرشن کی قوم ان کی تجدید کے ثمرات سے محروم رہ گئی۔

۳۔ مغربی ایشیا میں اسلامی تحریک بھی ایک نہایت زبردست پیغامِ عمل تھی گو اس تحریک کے نزدیک (ہندو فلسفہ کے خلاف) انا ایک مخلوق ہستی ہے جو عمل سے لازوال ہو سکتی ہے۔ مگر مسئلہ انا کی تحقیق و تدقیق میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی ذہنی تاریخ میں ایک عجیب و غریب مماثلت ہے اور وہ یہ کہ جس نقطۂ خیال سے شری شنکر اچاریہ نے گیتا کی تفسیر کی تھی اسی نقطہ خیال سے شیخ محی الدین ابن عربی اندلسی نے قرآن شریف کی تفسیر کی جس نے مسلمانوں کے دل و دماغ پر نہایت گہرا اثر ڈالا ہے، شیخ اکبر کے علم و فضل اور ان کی زبردست شخصیت نے مسئلہ وحدۃ الوجود کو جس کے وہ انتھک مفسر تھے، اسلامی تخیل کا ایک لاینفک عنصر بنا دیا۔ اوحد الدین کرمانی اور فخر الدین عراقی ان کی تعلیم سے نہایت متاثر ہوئے اور رفتہ رفتہ چودھویں صدی عیسوی کے تمام عجمی شعراء اس رنگ میں رنگین ہو گئے۔ ایرانیوں کی نازک مزاج اور لطیف الطبع قوم اس طویل مشقت کی کہاں متحمل ہو سکتی تھی جو جزو سے کُل تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے۔ اس لیے انہوں نے جزو اور کل کا دشوار گزار درمیانی فاصلہ تخیل کی مدد سے طے کر کے ''رگِ چراغ'' میں ''خونِ آفتاب'' کا اور ''شرارِ سنگ'' میں ''جلوہ طور کا بلا واسطہ مشاہدہ کیا۔

۴۔ مختصر یہ کہ ہندو حکماء نے مسئلہ وحدۃ الوجود کے اثبات میں دماغ کو اپنا مخاطب بنایا مگر ایرانی شعراء نے اس مسئلہ کی تفسیر میں زیادہ خطرناک طریقہ اختیار کیا یعنی انہوں نے دل کو اپنی آماجگاہ بنایا اور ان کی حسین و جمیل نکتہ آفرینیوں کا انجام کار یہ نتیجہ ہوا کہ اس مسئلہ نے عوام تک پہنچ کر قریباً تمام اسلامی اقوام کو ذوقِ عمل سے محروم کر دیا۔ علمائے قوم میں سب سے پہلے غالباً امام ابن تیمیہؒ نے اور حکماء میں واحد محمود نے اسلامی تخیل کے اس ہمہ گیر میلان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ مگر افسوس ہے کہ واحد محمود کی تصانیف آج ناپید ہیں۔ ملا محسن فانی کشمیری نے ''دبستان مذاہب'' میں اس حکیم کا تھوڑا سا تذکرہ لکھا ہے۔ جس سے اس حکیم کے خیالات کا پورا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ ابن تیمیہ کی زبردست منطق نے کچھ نہ کچھ اثر ضرور پیدا کیا۔ مگر حق یہ ہے کہ منطق کی خشکی، شعر کی دلربائی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

شعرا میں شیخ علی حزیں نے یہ کہہ کر کہ ''تصوف برائے شعر گفتن خوب است'' اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ وہ حقیقت حال سے آگاہ تھا مگر باوجود اس بات کے اس کا کلام شاہد ہے کہ وہ بھی اپنے گردوپیش کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکا۔ ان حالات میں یہ کیونکر ممکن تھا کہ ہندوستان میں اسلامی تخیل اپنے عملی ذوق کو محفوظ رکھ سکتا۔

مرزا بیدل، لذتِ سکون کے اس قدر دلدادہ ہیں کہ ان کو جنبشِ نگاہ تک گوارا نہیں:۔

نزاکت ہاست در آغوش مینا خانۂ حیرت
مژہ برہم مزن تا نشکنی رنگ تماشا را

اور امیر مینائی مرحوم یہ تعلیم دیتے ہیں:۔

دیکھ جو کچھ سامنے آجائے مونہہ سے کچھ نہ بول
آنکھ آئینہ کی پیدا کر، دہن تصویر کا

۵۔ مغربی اقوام اپنی قوت عمل کی وجہ سے تمام اقوام عالم میں ممتاز ہیں اور اسی وجہ سے اسرار زندگی کو سمجھنے کے لئے ان کے ادبیات وتخیلات، اہل مشرق کے واسطے بہترین رہنما ہیں۔ اگرچہ مغرب کے فلسفہ جدید کی ابتداء ہالینڈ کے اسرائیلی فلسفی کے نظام وحدۃ الوجود سے ہوتی ہے لیکن مغربی طبائع پر رنگ عمل غالب تھا۔ اس لیے وحدۃ الوجود کا یہ طلسم جسے ریاضیات کے طریق استدلال سے پختہ کیا گیا تھا۔ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ سب سے پہلے جرمنی میں انسانی انا کی انفرادی حقیقت پر زور دیا گیا اور رفتہ رفتہ فلاسفۂ مغرب بالخصوص حکمائے انگلستان کے علمی ذوق کی بدولت، اس خیالی طلسم کے اثر سے آزاد ہوگئے جس طرح رنگ وبُو کے لیے مختص حواس ہیں، اسی طرح انسانوں میں ایک اور خاصہ بھی ہے۔ جسے میں ''حس واقعات'' سے تعبیر کرتا ہوں۔ ہماری زندگی، واقعات گردوپیش کے مشاہدہ کرنے اور ان کے صحیح مفہوم کو سمجھ کر عمل پیرا ہونے پر منحصر ہے۔ مگر ہم میں کتنے ہیں جو اس وقت سے کام لیتے ہیں۔ جس کو میں نے ''حس واقعات'' کی اصطلاح سے تعبیر کیا ہے؟ نظام قدرت کے پر اسرار بطن سے ہر وقت مختلف واقعات پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ مگر بیکن سے پہلے کون جانتا تھا کہ یہ واقعات حاضرہ جن کو نظریات کے دلدادہ فلسفی اپنے تخیل کی بلندی سے بنگاہِ حقارت دیکھتے ہیں اپنے اندر حقائق ومعارف کا ایک گنج گراں مایہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ انگریزی قوم کی عملی نکتہ رَسی کا احسان تمام دنیا کی قوموں پر ہے کہ اس قوم میں حسِ واقعات اور اقوام عالم کی نسبت زیادہ تیز اور ترقی یافتہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ''دماغ بافتہ'' فلسفیانہ نظام جو واقعات متعارفہ کی تیز روشنی کا متحمل نہ ہوسکتا ہو۔ انگلستان کی سرزمین میں آج تک مقبول نہیں ہوا۔ پس حکمائے انگلستان کی تحریریں، ادبیات عالم میں ایک خاص پایہ رکھتی ہیں اور اس قابل ہیں کہ مشرقی دل ودماغ ان سے مستفید ہوکر اپنی قدیم فلسفیانہ روایات پر نظر ثانی کریں۔

۶۔ یہ ہے ایک مختصر سا خاکہ اس مسئلہ کی تاریخ کا جو اس نظم کا موضوع ہے میں نے اس دقیق مسئلہ کو فلسفیانہ دلائل کی پیچیدگیوں سے آزاد کر کے تخیل کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ اس کی حقیقت کو سمجھنے میں اور غور کرنے میں آسانی پیدا ہو۔ اس دیباچہ سے اس نظم کی تفسیر مقصود نہیں ہے۔ محض ان لوگوں کو نشانِ راہ بتانا مقصود ہے جو اس سے پہلے اس عسیر الفہم حقیقت کی دشواریوں اور دقتوں سے آشنا نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ سطور بالا سے کسی حد تک یہ مطلب نکل آئے گا۔ شاعرانہ پہلو سے اس نظم کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ شاعرانہ تخیل محض ایک ذریعہ ہے اس حقیقت کی طرف توجہ دلانے کا کہ لذتِ حیات ''انا'' کی انفرادی حیثیت، اس کے اثبات، استحکام اور توسیع سے وابستہ ہے یہ نکتہ مسئلہ حیات مابعد الموت کی حقیقت کے سمجھنے کے لیے بطور ایک تمہید کے کام دے گا۔

۷۔ ہاں لفظ خودی کے متعلق ناظرین کو آگاہ کر دینا ضروری ہے کہ یہ لفظ اس نظم میں بمعنی غرور استعمال نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ عام طور پر اُردو میں مستعمل ہے اس کا مفہوم محض احساس نفس یا تعین ذات ہے۔ مرکب لفظ بے خودی میں بھی اس کا یہی مفہوم ہے اور غالباً محسن تاثیر کے اس شعر میں بھی لفظ خودی کے یہی معنی ہیں:۔

غریق قلزم وحدت دم از خودی نزند
بود محال کشیدن میان آب نفس

کلام اقبال کو کیسے سمجھا جائے؟

ایک دفعہ 1925ء میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے علامہ اقبال سے دبی ہوئی زبان سے یہ عرض کی کہ اسرار اور پیام دونوں کتابیں سمجھ میں نہیں آتیں لیکن ان سے قطع نظر بھی نہیں کر سکتا۔ دماغ قاصر سہی لیکن دل ان کی طرف ضرور مائل ہے۔ یہ سن کر علامہ نے دریافت فرمایا کہ ''اسرار خودی کتنی مرتبہ پڑھی ہے؟ جواب میں کہا'' جناب والا! ساری کتاب تو نہیں پڑھی صرف پہلا باب پڑھا، لیکن وہ سمجھ میں نہیں آیا۔ اس لئے آگے پڑھنے کی ہمت ہی نہ ہوئی۔ اب رہی دوسری کتاب تو اس کی غزلیں تو پڑھ لی ہیں لیکن نہ لالہ طور تک رسائی ہوئی نہ نقشِ فرنگ تک'' یہ سن کر علامہ نے فرمایا کہ ''خوش نویسی یا موسیقی ایک دن میں نہیں آسکتی ہیں؟ فلسفیانہ نظمیں ایک دفعہ پڑھنے سے کیسے اور کیونکر سمجھ میں آسکتی ہیں؟ الفارابی نے ارسطو کی مابعد الطبیعات کو کئی سال تک مسلسل پڑھا تھا۔ تم بھی اس کی تقلید کرو اور ان کتابوں کو بار بار پڑھو''۔

رومی اور تلاش انسان

دی شیخ با چراغ همی گشت گردِ شهر	کز دام و دد ملولم و انسانم آرزوست
زیں همرهانِ ست عناصر دلم گرفت	شیرِ خدا و رستمِ دستانم آرزوست
گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما	گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست

(مولینا جلال الدّین رومیؒ)

اقبال نے مولانا رومؒ کی ایک مشہور غزل کے تین اشعار آغاز میں درج کئے ہیں۔ ان کے مضمون کو مثنوی کے مطالب و مقاصد سے جو مناسبت ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔

معانی...... : دی: کل (گزری ہوئی) رات۔ همی گشت: پھر رہا تھا۔ دام و دد: حیوان اور درندے (دام = پالتو جانور، حیوان وغیرہ دو = درندہ، جنگلی جانور)۔ ملولم: میں ملول، آزردہ ہوں۔ انسانم آرزوست: مجھے انسان کی آرزو ہے۔ همرہان ست عناصر: ست یا کاہل اعضا کے مالک ہم راہی۔ دلم گرفت: میرا دل تنگ آگیا ہے۔ شیر خدا: حضرت علیؓ کا لقب، خدا کا شیر، غازی، رستم دستانم آرزوست: مجھے رستم دستان کی آرزو ہے (رستم = مشہور ایرانی پہلوان)۔ دستان = رستم کے باپ زال پہلوان کا دوسرا نام۔ یافت می نشود: مل نہیں رہا ہے۔ جستہ ایم ما: ہم نے تلاش کیا ہے۔ آنکہ یافت می نشود: وہ جو نہیں مل رہا ہے۔ آنم آرزوست: مجھے اس (اسی) کی آرزو ہے۔ تین لفظوں کا یہ مختصر جملہ اس عنوان کی جان ہے ''اسرار خودی'' کی پوری کی پوری روح اس ایک جملہ میں پوشیدہ ہے۔

ترجمہ وتشریح...... : کل شیخ چراغ لئے شہر میں گھوم رہا (اور کہہ رہا) تھا کہ میں جانوروں حیوانوں اور درندوں سے تنگ ہو گیا ہوں، مجھے کسی انسان کی آرزو یا تلاش ہے۔ یعنی جو آدمی ہر جگہ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں ان کی حقیقت چوپایوں اور درندوں کی سی ہے۔ ان ست الوجود اور نکمے ہمراہیوں سے تو میرا دل بیزار ہو گیا ہے، مجھے شیر خدا اور رستم دستاں (جیسے شجاع اور بہادر انسان) کی تلاش ہے۔

میں نے کہا وہ تو مل نہیں رہا، جسے آپ بہت تلاش کر چکے ہیں۔ جواب میں شیخ نے کہا کہ وہ جو مل نہیں رہا اسی کی تو مجھے تلاش و آرزو ہے۔ (گویا ''اسرار خودی'' کا مُدعا بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہ شیر خدا اور رستم دستاں جیسے انسان پیدا کرے جواب بازارِ زندگی میں کہیں نظر نہیں آتے)۔ یہ کتاب اس لئے لکھی کہ اس کی تعلیمات سے انسان حقیقی معنی میں انسان بن جائے۔ سست عناصر ہمراہی، ایسے معاصرین ہیں جو جہد و عمل سے عاری ہیں۔ شیر خدا اور رستم دستاں سے مراد ایسا مردِ کامل ہے جو انسانی معاشرے سے ظلم و ستم اور فساد ختم کر کے اسے (معاشرے کو) ایک زبردست انقلاب سے آشنا کر دے تاکہ انسانی معاشرے میں حق کا بول بالا ہو۔ آخری شعر میں ایسے انسان کامل کے، تلاش بسیار کے باوجود، نہ ملنے پر انتہائی مایوسی کا بالواسطہ اظہار ہے جب کہ اس کے پالینے کی آرزو کی تکرار میں امید کا کچھ نہ کچھ پہلو بھی ہے۔

نیست در خشک و ترِ بیشۂ من کوتاہی
چوبِ ہر نخل کہ منبر نہ شود، دار کنم
(نظیری نیشاپوری)

راہ شب چوں مہر ...... زد | گریہ من بر رخ گل آب زد
اشک من از چشم نرگس خواب شست | سبزہ از ہنگامہ ام بیدار رست
باغباں زور کلامم آزمود | مصرعے کارید و شمشیرے درود
در چمن جز دانہ اشکم نکشت | تار افغانم بپود باغ رشت
ذرہ ام مہر منیر آن من است | صد سحر اندر گریبان من است

اسرارِ خودی

تمہید

معانی: ...... اسرار خودی: خودی کے راز (اسرار = سر کی جمع بھیج، راز، خودی = خودشناسی، اپنی ذات اور اپنی شخصیت کو سمجھنا، معرفت نفس۔ تمہید: کسی بات کی تقریب، آغاز، دیباچہ۔ بیشہ: جنگل۔ کوتاہی: کمی، نقص۔ چوب: لکڑی۔ نخل: درخت، شجر۔ منبر: مسجد وغیرہ میں وہ بلند جگہ جس پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر واعظ یا خطیب خطبہ دیتا ہے۔ دار: پھانسی۔ خشک و تر: اچھا برا، اچھی بری لکڑی۔ نظیر نیشاپوری: مغلیہ دور (اکبر و جہانگیر) کا مشہور ایرانی شاعر۔ محمد حسین نام، نظیری تخلص۔ ایران کے مردم خیز شہر نیشاپور میں **1552**ء میں پیدا ہوا۔ بطور شاعر اسے خراسان اور کاشان میں بہت شہرت ملی۔ **1583**ء میں مغلیہ بادشاہوں کی فیاضیوں کے قصے سن کر برصغیر آیا۔ یہاں عبدالرحیم خان خاناں نے اس کی دلجوئی کی۔ خانخاناں کے دربار میں ہی ایران کے مشہور شاعر عرفی سے شاعرانہ مقابلوں کے نتیجے میں اس کے جوہر خوب چمکے۔ نظیری نے خانخاناں کے علاوہ اکبر اور جہانگیر کی مدح میں بھی قصیدے کہے۔ **1612**ء میں فوت اور احمد آباد (گجرات) میں دفن ہے۔ راہ شب زد: رات کو لوٹ لیا یعنی رات کو ختم کر دیا، دن چڑھ آیا۔ مہر عالمتاب: دنیا کو روشن کرنے والا سورج۔ گریہ: رونا، آنسوؤں کا گرنا۔ آب زد: پانی چھڑکا۔ خواب شست: نیند دھو ڈالی، نیند اڑا دی۔ بیدار رست: جاگ اٹھا، سبزہ کھڑی صورت میں ہوتا ہے اس لئے بیدار کہا۔ باغبان: مالی۔ زور کلام: کلام کا زور۔ آزمود: آزمایا۔ مصرعے کارید: ایک مصرع بویا۔ شمشیرے درود: ایک تلوار کی فصل کاٹی۔ دانہ اشکم: میرے آنسو کا بیج۔ نکشت: نہ بویا۔ تار افغانم: میری فریاد کا تار۔ بپود باغ رشت: باغ کے بانے میں بنا (پود = بانا، کپڑا بنتے

وقت اس کے عرض میں آنے والا دھاگا)۔ ذرہ ام: میں ذرہ ہوں۔ مہر منیر: روشنی دینے والا سورج۔ آن من است: میرا ہے، مجھ سے ہے۔ صد سحر: سینکڑوں صبحیں، بیشمار صبحیں۔

ترجمہ وتشریح......: میرے جنگل کی اچھی بری یا گیلی اور خشک لکڑی میں کسی قسم کا نقص نہیں ہے۔ جس درخت کی لکڑی سے منبر نہیں بن سکتا میں اسے تختہ دار بنا دیتا ہوں۔ میں اس سے سولی تیار کرا دیتا ہوں (تاکہ مجاہد اس پر چڑھ کر حق کی شہادت دے سکیں) اعلان حق کے دو ہی ذریعے ہیں مسجد کا منبر یا سولی۔ سولی کا درجہ زیادہ بلند ہے۔ یہ اسی کو نصیب ہو سکتا ہے جو اعلان حق میں جان دینے پر آمادہ ہو۔ اقبال نے اس شعر کے پردہ میں اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ میں نے اپنے کلام یا اس مثنوی میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب کارآمد اور مفید مطلب ہے کوئی بات بیکار نہیں لکھی۔ اس شعر میں نظیری نے استعاروں میں بات کی ہے۔ منبر علامت ہے شریعت کی اور دار، طریقت کی (منصور حلاج کی طرف اشارہ ہے، جسے انا الحق کہنے پر سولی پر چڑھایا گیا تھا)۔ مطلب یہ کہ شاعر کے سرچشمہ فکر سے جو مضامین پھوٹتے ہیں ان میں کسی میں بھی کوئی خامی یا کمی نہیں ہے۔ اس کے بعض مضامین اگر شریعت سے متعلق ہیں تو بعض کا تعلق طریقت سے ہے۔ علامہ اقبال نے مثنوی کے آغاز میں نظیری کا یہ شعر دے کر دراصل اپنی شاعری یا نظریہ کی وضاحت کی ہے۔

☆...... جب دنیا کو روشن کرنے والے سورج نے رات کو لوٹ لیا (صبح ہو گئی) تو میرے آنسوؤں نے پھول کے چہرے پر پانی مل دیا۔

☆...... میرے آنسوؤں نے گل نرگس کی آنکھوں سے نیند دھو ڈالی (اڑا دی)۔ سبزہ میرے شور شرابے کے باعث بیدار ہو کر اُگ پڑا۔

☆...... باغبان نے میری شاعری کے زور کو آزمایا، اس نے ایک مصرع بویا اور (اس کی فصل کے طور پر) ایک تلوار کاٹی۔ (میرے ہر مصرعہ میں تلوار کے جوہر درخشاں تھے)۔

☆...... اس نے باغ میں میرے آنسو کے بیج کے سوا اور کچھ نہ بویا، اور میری آہ وفغاں کا تانا باغ کے بان میں بنا۔ پیوند کر دیا۔

☆...... اگرچہ میں ذرہ ہوں، لیکن اس زمانے کو روشن کرنے والا سورج میرا ہے، سینکڑوں صبحیں میرے گریبان میں ہیں۔

خاک من روشن تراز جام جم است	محرم از نازادہائے عالم است
فکرم آں آہو سر فتراک بست	کو ہنوز .ازنیستی بیروں نجست
سبزہ نا روئیدہ زیب گلشنم	گل بشاخ اندر نہاں در دامنم
محفل رامش گری برہم زدم	زخمہ .برتار رگ عالم زدم
بسکہ عود فطرتم نادر نواست	ہم نشیں از نغمہ ام نا آشناست

معانی......: خاک من: میری مٹی۔ جام جم: جمشید کا پیالہ (جام = وہ ظرف یا پیالہ جس میں عموماً شراب پی جاتی ہے، جم = جمشید کا مخفف۔ جمشید، ایران کا ایک قدیم بادشاہ جس کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ اس کے پاس ایک ایسا پیالہ تھا جس میں اسے تمام دنیا کا حال نظر آتا تھا۔ بعض کے مطابق پہلی مرتبہ اس نے انگور سے شراب کشید کی تھی جسے پی کر نشے کے عالم میں وہ یہ سمجھتا تھا کہ ساری دنیا اسے مل گئی یا ساری دنیا اسے نظر آ رہی ہے) محرم: اپنا، گھر کا فرد، واقف۔ نازادہائے عالم: دنیا کی وہ اشیا جو ابھی وجود میں نہیں آئیں۔ فکرم: میری فکر۔ آہو: ہرن۔ فتراک = چمڑے کے وہ تسمے جو زین کے ساتھ شکار یا ضروری اشیا باندھنے کے لئے لگے ہوتے ہیں۔ نیستی: وجود میں نہ ہونا۔ بیرون نجست: باہر نہیں کودا، باہر نہیں آیا۔ سبزہ نا روئیدہ: ان اگا سبزہ۔ زیب گلشنم: میرے گلشن کی آرائش ہے۔ گل بشاخ اندر نہاں: وہ پھول جو ابھی ٹہنی میں چھپا ہوا ہے۔ نہاں: مخفی، پوشیدہ، چھپا ہوا۔ دار دامنم: میری جھولی میں ہے۔ محفل رامش گری: نغمہ و سرود کی محفل۔ رامش = خوشی اور شادمانی کے نغمے اور گیت۔ برہم زدم: میں نے درہم برہم کر دی۔ زخمہ: مضراب، تار کا بنا ہوا وہ چھلا جسے

انگلی میں پہن کر اس سے ستار وغیرہ بجائی جاتی ہے۔ زخمہ زدم: میں نے مضراب لگائی، میں نے ساز چھیڑا۔ تار رگ عالم: کائنات کی رگ کا ساز۔ بسکہ: بہت زیادہ۔ عود فطرتم: میری فطری کا ساز، (عود = ایک قسم کا ساز، باجا، بر ابط، فطرت = سرشت، خمیر۔ نادر نوا: جس کے نغمے میں انوکھا پن ہو۔ ہم نشین: ساتھ بیٹھنے والا۔ نغمہ: مراد میری شاعری۔ نا آشنا: ناواقف۔

ترجمہ وتشریح...... میری خاک جام جم سے بھی زیادہ روشن ہے۔ (اس لئے کہ جام میں تو دنیا کے صرف موجودہ حالات دیکھے جاسکتے) لیکن میری ذات وہ کائنات کے ان حالات سے بھی واقف ہے جو ابھی تک عالم ظہور میں نہیں آئے۔

☆...... میری قوت فکر نے اس ہرن کو اپنے شکار بند میں باندھ لیا ہے جس نے ابھی تک عدم سے باہر قدم نہیں رکھا۔ (میں وہ حقائق پیش کرنے والا ہوں جو پہلے کسی شاعر کو نصیب نہ ہوئے)۔

☆...... جو سبزہ ابھی تک اگا نہیں، وہ میرے باغ کے لئے زیب وزینت کا سامان بنا ہوا ہے۔ وہ پھول جس کا وجود ابھی ٹہنی کے اندر ہی ہے وہ میرے دامن میں پہنچ گیا ہے۔ (اس شعر میں نمبر 7 کا مضمون دوسرے رنگ میں پیش کیا گیا ہے)

☆...... میں نے ساز ونغمہ کی محفل درہم برہم کر دی۔ میں نے کائنات کی رگ کے تار پر مضراب لگائی ہے۔ (دوسرے شاعر صرف عیش ونشاط کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ میں زندگی کے حقائق سے پردہ اٹھا رہا ہوں)۔

☆...... میری فطرت کے باجے کا نغمہ بہت ہی انوکھی قسم کا ہے لیکن میرے رفیق میرے اس نغمے سے ناواقف ہیں۔

در جہاں خورشید نوزائیدہ ام	رسم و آئین فلک نادیدہ ام
رم ندیدہ انجم از تابم ہنوز	ہست نا آشفتہ سیمابم ہنوز
بحراز رقص ضیایم بے نصیب	کوہ از رنگ حنایم بے نصیب
خو گر من نیست چشم ہست و بود	لرزہ برتن خیزم از بیم نمود
بامم از خاور رسید و شب شکست	شبنم نوبر گل عالم نشست

معانی...... خورشید نوزائیدہ ام: میں نیا نیا وجود میں آیا سورج ہوں۔ رسم وآئین: طور طریقے، دستور، رسم ورواج۔ نادیدہ ام: میں نے نہیں دیکھا ہے۔ رم: وحشت سے بھاگ اٹھنا۔ ندیدہ: نہیں دیکھا۔ انجم: نجم کی جمع، ستارے۔ تابم: میری روشنی۔ نا آشفتہ: تڑپ سے عاری، اضطراب سے خالی۔ سیمابم: میرا پارا (سیماب = پارا، ایک قسم کی دھات جو ٹک کے نہیں رہتی، ہلتی یا تڑپتی رہتی ہے، سیم = چاندی، آب = پانی یعنی آب سیم، چاندی کا پانی، پارا)۔ از رقص ضیایم: میری روشنی کے رقص سے، ضیا = روشنی، چمک، تابنا کی۔ از رنگ حنایم: میری مہندی کے رنگ سے کرنیں۔ خوگر: عادی۔ چشم ہست وبود: کائنات کی آنکھ، زمانے کی آنکھ۔ لرزہ: کپکپی۔ خیزم: میں اٹھتا ہوں۔ بیم نمود: ظاہر ہونے یا وجود میں آنے کا ڈر۔ بامم: میری صبح۔ خاور: مشرق۔ شب شکست: رات کو توڑ دیا، رات کو ختم کر دیا، مراد صبح ہو گئی۔

ترجمہ وتشریح...... میں دنیا میں نیا نیا وجود میں آیا ہوا سورج ہوں۔ پرانے سورج کے برعکس (آسمان) کے طور طریقے میری نظروں سے نہیں گزرے ہیں۔

☆...... ستاروں نے میرے سورج کی روشنی سے بھاگنا شروع نہیں کیا۔ ابھی میرا پارا قرار پکڑے ہوئے ہے۔ ابھی اس میں تڑپ اور بے قراری پیدا نہیں ہوئی۔

☆...... ابھی تک سمندر میری روشنی کے رقص سے بے بہرہ ہے۔ پہاڑ میری مہندی کے رنگ سے محروم ہے۔

☆...... ہست وبود (زمانے) کی آنکھ مجھے دیکھنے کی ابھی عادی نہیں ہوئی، میں اظہار کے خوف سے کانپ اٹھتا ہوں۔

☆......میری صبح مشرق سے طلوع ہوئی اور رات بھاگ گئی، (رات کا اندھیرا ختم ہوا) دنیا کے پھول پر تازہ شبنم آ گری۔

انتظار صبح خیزاں می کشم اے خوشا زرتشتیان آتشم
نغمہ ام زخمہ بے پرداستم من نوائے شاعر فرد استم
عصر من دانندہ اسرار نیست یوسف من بہر ایں بازار نیست
ناامید استم زیاران قدیم طور من سوزد کہ مے آید کلیم
قلزم یاراں چو شبنم بے خروش شبنم من مثل یم طوفاں بدوش

معانی...... صبح خیزاں: صبح کو اٹھنے والے۔ می کشم: میں کھینچتا ہوں۔ اے خوشا: اے کہ کتنے اچھے ہیں، کتنے مبارک ہیں۔ زرتشتیان آتشم: میری آگ کے زرتشتی، زرتشتیان = جمع زرتشتی یا زردشتی یا زردہشتی، ایران کے قدیم دانشمند و بزرگ زرتشت یا زردشت کے پیروکار۔ حضرت عیسیٰ سے تقریباً نو سو برس قبل ایران کا ایک مدعی نبوت ہے جس نے آگ پوجنے کے مذہب کی بنیاد رکھی۔ بعض علمائے اسلام کے مطابق وہ حکیم کامل تھا۔ اس کے مذہب کی بنیاد دو خداؤں پر ہے۔ خدائے خیر، یزدان یا اہورمزدا اور خدائے شر، اہرمن یا اہریمن، دوسرے لفظوں میں شیطان۔ آتش پرست اس کا نام ابراہیم بتاتے ہیں۔ نغمہ ام: میں نغمہ ہوں۔ بے پرواستم: میں بے پرواہوں۔ نوائے شاعر فرد استم: میں مستقبل کے شاعر کی نوا ہوں۔ اسرار: سر کی جمع، بھید، راز۔ یوسفؑ: حضرت یوسف علیہ السلام۔ طور من: میرا طور، (طور = قرآنی تلمیح کے مطابق وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ کو ان کے اصرار پر نور خداوندی کی ایک جھلک دکھائی دی تھی اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ کلیم: حضرت موسیٰ علیہ السلام جن کا لقب کلیم اللہ تھا، اللہ سے باتیں کرنے والا)۔ می سوزد: جلتا ہے۔ قلزم یاراں: دوستوں کا سمندر۔ بے خروش: شور اور طوفان سے خالی۔ طوفاں بدوش: کندھوں پر طوفان لئے ہوئے۔

☆......میں صبح سویرے بیدار ہونے والوں (عابدوں، کلام کا اثر لینے والوں) کا انتظار کر رہا ہوں۔ میری آگ کے پجاریوں کا کیا کہنا یا میری آگ کے پجاری کیا مبارک ہیں۔ (جو میری روشن کی ہوئی آگ کی طرف اسی طرح کھچے چلے آ رہے ہیں جس طرح زرتشتی صبح سویرے آتش کدے کی طرف جاتے ہیں)۔

☆......میں ایک ایسا نغمہ ہوں جو مضراب سے بے نیاز (مجھے مضراب کی ضرورت نہیں) میں مستقبل کے شاعر کی نوا ہوں۔ (میرا پیغام عام فہم نہیں ہے اور میرا فلسفہ عام عقول سے بالاتر ہے۔)

☆......میرا زمانہ اسرار (رازوں) سے آگاہ نہیں ہے، میرا یوسف (مراد شاعری) اس بازار کے لئے نہیں ہے۔ (میرا یوسف اس بازار میں صحیح قیمت نہیں پا سکتا۔)

☆......اپنے پرانے رفیقوں سے میں مایوس ہوں۔ میرا طور جل رہا ہے کہ شاید اس کے لئے بھی کوئی کلیم آئے۔

☆......یاروں کا سمندر شبنم کی طرح طوفان سے عاری ہے جب کہ میری شبنم سمندر کی طرح طوفاں آغوش میں لئے ہوئے ہے۔

نغمہ من از جہان دیگراست ایں جرس و اکاروان دیگراست
اے بسا شاعر کہ بعد از مرگ زاد چشم خود بربست و چشم ما کشاد
رخت بازار نیستی بیروں کشید چوں گل از خاک مزار خود دمید
کارواں ہا گرچہ زیں صحرا گزشت مثل گام ناقہ کم غوغا گزشت
عاشقم فریاد ایمان من است شور حشراز پیش خیزاں من است

نغمہ ام زاندازہ تار است بیش من نترسم از شکست عود خویش

معانی...... نغمہ من: میرا نغمہ، مراد شاعری۔ جرس: گھنٹی وہ گھڑیال یا گھنٹا جو قافلے میں بجایا جاتا ہے۔ کاروان: قافلہ۔ اے بسا شاعر: اے کہ اکثر شاعر۔ بعد از مرگ زاد: موت کے بعد پیدا ہوا، موت کے بعد اس کو سمجھا گیا۔ بر بست: بند کر لی۔ کشاد: کھولی، کھول دی۔ رخت ناز: سامان ناز، ادا یا فخر کا سامان۔ نیستی: عدم، وجود یا ہستی کی ضد۔ بیرون کشید: باہر کھینچا۔ چون: مانند، مثل۔ دمید: پھوٹا، اگا۔ گام ناقہ: اونٹنی کا پاؤں، اونٹنی کا قدم، (اونٹنی جب چلتی ہے تو اس کے پاؤں کی چاپ سنائی نہیں دیتی) شور حشر: قیامت یا محشر کا ہنگامہ۔ پیش خیزاں: پیش خیز کی جمع، پہلے اٹھنے والے، شاگرد، خادم یا چوبدار جو کسی کے آنے کی اطلاع دیتا ہے۔ نغمہ ام: میرا نغمہ، میری شاعری۔ زاندازہ تار: تار یا ساز کی گنجائش سے۔ من نترسم: میں نہیں ڈرتا۔ شکست: ٹوٹ، ٹوٹ پھوٹ۔ عود: باجا، ساز۔

ترجمہ وتشریح...... میرے گیت (شاعری) کا تعلق کسی دوسری دنیا سے ہے۔ (نئی دنیا کی خوشخبری سناتا ہے) یہ گھنٹی کسی اور ہی قافلے سے متعلق ہے۔

☆......اے کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ کوئی شاعر اپنی موت کے بعد پیدا ہوا ہے (یا اکثر شاعر اپنے مرنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں) اس نے اپنی آنکھ بند کر لی اور ہماری آنکھیں کھول دیں (یا انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں، یعنی وہ خود تو مر گئے لیکن ہماری آنکھیں کھول گئے)۔ ایسا شاعر عدم سے اپنا سامان ناز باہر لے آیا، وہ اپنے مزار کی مٹی سے پھول کی مانند پھوٹ پڑا۔ (شاید میرے لئے بھی یہی مقدر ہے)۔

☆......اگرچہ اس صحرا سے کئی قافلے گزر چکے ہیں لیکن وہ سب اونٹنی کے قدموں کی طرح کسی آہٹ اور چاپ کے بغیر ہی گزر گئے۔ (ان کے چلنے کی آواز کسی کے کان تک نہ پہنچی، کسی کو احساس تک نہ ہوا کہ انہوں نے کیا کہا اور کیا کر گئے)۔

☆......میں محض شاعر نہیں، میں عاشق ہوں، فریاد کرنا میرا ایمان ہے۔ محشر کا شور میرے نقیبوں میں سے ہے۔

☆......میرا نغمہ تار کی گنجائش سے بڑھ کر ہے، میں اپنے ساز کی ٹوٹ پھوٹ سے نہیں ڈرتا۔ (میں وہ نغمہ ضرور سناؤں گا۔ اگر اس وجہ سے میرا ساز ٹوٹ بھی جائے تو مجھے پرواہ نہیں)۔

قطرہ از سیلاب من بیگانہ بہ قلزم آزا شوب او دیوانہ بہ

در نمی گنجد بجو عمان من بحر ہا باید پے طوفان من

غنچہ کرنا بالید گی گلشن نشد درخور ابر بہار من نشد

برقہا خوابیدہ درجان من است کوہ و صحرا باب جولان من است

پنجہ کن بابحرم ار صحرا ستی برق من درگیر اگر سیناستی

معانی...... بیگانہ بہ: ناواقف رہنا۔ قلزم: سمندر۔ آشوب: شور و غوغا، ہنگامہ۔ در نمی گنجد: نہیں سماتا ہے۔ بجو: ندی میں۔ عمان: مراد سمندر۔ باید: چاہئے۔ بالید گی: نمو، نشو و نما کا عمل۔ درخور: لائق، سزاوار۔ خوابیدہ: سوئی ہوئی۔ باب: دروازہ۔ جولان: گھومنا، چکر کاٹنا، ہر طرف گھوڑا دوڑانا۔ پنجہ کن: پنجہ لڑا، مقابلہ کر۔ ار صحرا ستی: اگر تو صحرا ہے۔ درگیر: لے، سمولے، سمیٹ لے۔ سیناستی: تو سینا ہے (سینا= کوہ سینا جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تجلی خداوندی نظر آئی تھی، اسے کوہ طور بھی کہتے ہیں، ستی= تو ہے)۔

ترجمہ وتشریح...... قطرہ میرے طوفان سے ناآشنا ہی رہے تو اچھا ہے۔ سمندر کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ میرے طوفان سے دیوانہ ہو جائے۔ (دیوانگی کی کیفیت طاری کر لے)۔ قطرہ سے مراد کم ہمت اور فرومایہ افراد ہیں۔ سمندر سے اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جو ہمت اور جوش عمل کے پیکر ہوں۔

☆......میرا سمندر، ندی میں نہیں سماتا۔ میرے طوفان کے لئے تو سمندروں کے سمندر درکار ہیں۔
☆......وہ کلی جو نشو ونما پاتی ہوئی گلشن کی صورت اختیار نہیں کرسکتی وہ میرے ابرِ بہار سے فیض پانے کے لائق نہیں۔
☆......میری جان میں بجلیاں سوئی ہوئی ہیں۔ پہاڑ اور صحرا تو میری جولانگاہ کا دروازہ ہیں۔
☆......اگر تو صحرا ہے تو پھر میرے سمندر سے پنجہ آزمائی کر، میری بجلی سے خود کو روشن کرلے اگر تو کوہ طور ہے۔ (میری بجلی اپنے رگ و پے میں سمیٹ لے)۔

چشمہ حیواں براتم کردہ اند	محرم راز حیاتم کردہ اند
ذرہ از سوز نو ایم زندہ گشت	پر کشود و کرمک تابندہ گشت
ہیچکس رازے کہ من گویم نگفت	ہمچو فکر من در معنی نہ سفت
سر عیش جاوداں خواہی بیا	ہم زمیں ہم آسماں خواہی بیا
پیر گردوں بامن ایں اسرار گفت	از ندیماں رازہا نتواں نہفت

معانی......: چشمہ حیواں: آب حیات کا چشمہ، چشمہ حیواں ایک اسطورہ یا قصہ کہانی ہے جس کے مطابق یہ ایک ایسا چشمہ ہے کہ جو بھی اس کا پانی پی لے وہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت خضر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے یہ پانی پی لیا اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے جب کہ سکندر اس کی تلاش میں بحرِ ظلمات تک گیا لیکن ناکام لوٹا۔ براتم کردہ اند: میرا حصہ قرار دیا گیا ہے، قضا و قدر نے میرے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ راز حیاتم: مجھے زندگی کے راز کا واقف۔ سوز نوایم: میری نوا یعنی شاعری کی تپش۔ زندہ گشت: زندہ ہو گیا۔ پر کشود: اس نے پر کھولے، اڑنے کے لئے تیار ہوا۔ کرمک تابندہ: چمکنے والا کیڑا، مراد جگنو۔ در معنی: حقیقت کا موتی۔ نہ سفت: نہیں چھیدا، نہیں پرویا۔ سرِ عیش جاوداں: ہمیشہ کے عیش کا بھید۔ خواہی: تو چاہتا ہے۔ بیا: آ۔ پیر گردوں: آسماں کا بوڑھا، آسمان کا پیر و مرشد۔ ندیماں: ندیم کی جمع بمعنی ساتھ بیٹھنے والے۔ رازہا نتواں نہفت: راز چھپائے نہیں جاسکتے۔

ترجمہ وتشریح......: قضا و قدر نے آبِ حیات کا چشمہ میرے نصیب میں لکھ دیا ہے، مجھے انہوں نے رازِ حیات سے آشنا کر دیا ہے۔
☆......میری نوا کے سوز سے ذرے کو زندگی مل گئی۔ اس (ذرے) نے بال و پر نکالے اور وہ جگنو بن گیا۔
☆......وہ راز جو میں ظاہر کر رہا ہوں کسی نے بھی ظاہر نہیں کیا، کسی نے بھی میرے فکر کی مانند معنی کا موتی نہیں پرویا۔
☆......تو ہمیشہ کی زندگی کا بھید جاننا چاہتا ہے تو میرے پاس آ، اگر زمین اور آسمان کا بھی تو طالب ہے تو آ۔ (یہ سب نعمتیں تجھے مل جائیں گی)۔
☆......یہ اسرار مجھے بوڑھے آسمان یعنی قضا و قدر نے بتائے۔ دوستوں اور رفیقوں سے راز بھید چھپائے نہیں جاسکتے۔

ساقیا برخیز و مے در جام کن	محو از دل کاوش ایام کن
شعلہ آبے کہ اصلش زمزم است	گر گدا باشد پرستارش جم است
می کند اندیشہ راہشیار تر	دیدہ بیدار رابیدار تر
اعتبار کوہ بخشد کاہ را	قوت شیراں دہ روباہ را
خاک را اوج ثریا میدہد	قطرہ را پہنائے دریا میدہد
خامشی راشورش محشر کند	پائے کبک ازخون باز احمر کند

معانی...... برخیز: برخاستن مصدر بمعنی اٹھنا۔ درجام کن: پیالے یا جام میں انڈیل۔ محو: زائل، دور۔ کاوش ایام: زمانے کی خلش، غم ورنج۔ شعلہ آبے: ایسے پانی کا شعلہ۔ کہ اصلش: جس کی بنیاد۔ زمزم: کعبۃ اللہ کے اندر ایک چشمہ جو اس وقت پھوٹا تھا جب حضرت ابراہیمؑ اپنی زوجہ حضرت ہاجرہ اور بیٹے اسماعیلؑ کو جو ابھی بچے تھے شام سے مکہ مکرمہ لا کر کعبہ کے قریب چھوڑ گئے تھے۔ ایک موقع پر حضرت اسماعیلؑ کو بہت پیاس لگی۔ حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان کئی مرتبہ ادھر سے ادھر اور ادھر سے اُدھر دوڑتی پھریں، مگر پانی کہیں نہ ملا۔ اسمٰعیلؑ پیاس سے بے تاب ہو کر زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگے۔ قدرت الٰہی سے اسی ایڑیاں رگڑنے کی جگہ سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا، جو اب تک کنویں کی صورت میں موجود ہے۔ پرستارش: اس کا غلام، اس کا عقیدت مند۔ جم: جمشید، ایران قدیم کا ایک بادشاہ جو اپنی بیحد شان وشوکت کی بنا پر مشہور ہے، انگور کی شراب اسی نے ایجاد کی۔ روباہ: لومڑی۔ اوج: بلندی، عظمت۔ ثریا: ان چھ ستاروں کا جھرمٹ جو بہت بلندی پر ہیں، پروین۔ پہنائے دریا: سمندر کی سی وسعت۔ کبک: کبوتر کی مانند ایک پرندہ، اردو میں اسے چکور کہا جاتا ہے۔ احمر: نہایت سرخ۔

ترجمہ وتشریح...... اے ساقی: اٹھ اور شراب جام (پیالے) میں ڈال، اس طرح زمانے کے غم ورنج میرے دل سے دُور کر دے۔

☆...... ایسے پانی کا شعلہ عطا کر جس کا سرچشمہ زمزم ہے، اگر وہ گدا (فقیر) ہو تو جمشید جیسا بادشاہ اس کا عقیدت مند یا غلام ہو۔

☆...... جو قوت فکر میں اور تیزی پیدا کر دے اور جاگتی ہوئی آنکھوں کو اور زیادہ بیدار کر دے۔

☆...... جو تنکے کو پہاڑ کی سی عظمت بخش دے، جو لومڑی کو شیروں کی سی طاقت عطا کر دے۔

☆...... جو خاک کو ثریا کی بلندی پر پہنچا دیتی ہے جو قطرے میں سمندر کی سی وسعتیں پیدا کر دیتی ہے۔

☆...... جو خاموشی کو شور محشر کی صورت دے دے، جو چکور کے پنجے کو باز کے خون سے سرخ کر دے۔

خیز و در جام شراب ناب ریز — برشب اندیشہ ام مہتاب ریز
تا سوئے منزل کشم آوارہ را — ذوق بیتابی دہم نظارہ را
گرم رو از جستجوئے نو شوم — روشناس آرزوئے نو شوم
چشم اہل ذوق را مردم شوم — چوں صدا در گوش عالم گم شوم
قیمت جنس سخن بالا کنم — آب چشم خویش در کالا کنم

معانی...... خیز: اُٹھ۔ شراب ناب: خالص شراب۔ ریز: گرانا، انڈیلنا۔ برشب اندیشہ ام: میری فکر کی رات پر۔ مہتاب ریز: چاندنی گرا، مراد روشن کر دے۔ کشم: میں کھینچوں، مراد میں لے چلوں۔ آوارہ را: بھٹکے ہوئے کو۔ ذوق بیتابی: بیقراری کا جذبہ، تڑپ کی لذت۔ نظارہ: بصارت۔ گرم رو: تیزی سے چلنے والا۔ جستجوئے نو: تازہ یا نئی تلاش۔ روشناس: واقف، آگاہ۔ مردم: آنکھ کی پتلی جس میں نظر ہوتی ہے۔ چون صدا: آواز کی مانند۔ گوش عالم: دنیا کا کان۔ گم شوم: میں گم ہو جاؤں۔ جنس سخن: شاعری کا سامان یعنی شاعری۔ بالا کنم: اوپر کر دوں، بڑھا دوں۔ آب چشم خویش: اپنی آنکھ کا پانی، مراد آنسو۔ کالا: سامان تجارت، متاع۔

ترجمہ وتشریح...... اے ساقی اٹھ اور میرے جام میں خالص شراب ڈال دے۔ میری قوت فکر کی رات پر چاندنی بکھیر دے۔ یعنی اسے نور سے جگمگا دے۔

☆...... تا کہ میں بھٹکے ہوئے (مراد بھٹکی ہوئی قوم) کو منزل (مقصود) کی طرف لے چلوں اور نظارے کو بیقراری کا ذوق پیدا کر دوں۔

☆...... نئی جستجو کی تڑپ میں تیز رفتار ہو جاؤں اور ایک نئی آرزو سے آگاہ ہو جاؤں۔

☆......میں اہل ذوق (مراد جن کے دلوں میں ملت کا درد ہے) کی آنکھوں کی پتلی بن جاؤں، آواز کی مانند دنیا کے کانوں میں گم ہو جاؤں۔
☆......شاعری کی جنس کی قیمت بڑھا دوں اور اپنے آنسو سامانِ تجارت میں رکھ دوں۔

باز بر خوانم زفیضِ پیرِ روم	دفترِ سربستۂ اسرارِ علوم
جانِ اوازِ شعلہ ہا سرمایہ دار	من فروغِ یک نفس مثلِ شرار
شمعِ سوزاں تاخت بر پروانہ ام	بادہ شبخوں ریخت بر پیمانہ ام
پیرِ رومی خاک را اکسیر کرد	از غبارم جلوہ ہا تعمیر کرد
ذرہ از خاکِ بیاباں رخت بست	تا شعاعِ آفتاب آرد بدست
موجم و در بحرِ او منزل کنم	تا درِ تابندہ حاصل کنم
من کہ مستی ہاز صہبایش کنم	زندگانی از نفس ہایش کنم

معانی...... باز بر خوانم: میں پھر پڑھوں۔ زفیض پیر روم: پیر روم کے فیض سے، پیر روم = لفظی معنی روم کے بزرگ، مراد مولانا جلال الدین رومی جن کی مثنوی معنوی آفاقی شہرت کی حامل ہے اور جنہیں علامہ اپنا روحانی مرشد مانتے ہیں۔ اسی لئے انہیں پیر روم کہا۔ جس بحر میں مولانا کی مثنوی ہے اسی بحر میں علامہ نے اپنی مثنوی کہی ہے۔ علامہ نے مولانا کو کئی اور دوسرے القاب سے بھی یاد کیا ہے جیسے پیر یزدانی، پیر حقیقت سرشت اور پیر عجم۔ (مولانا ۶ ربیع الاول ۶۱۴ھ/ ۳۰ ستمبر ۱۲۰۷ کو بلخ میں پیدا اور ۵ جمادی الاخر ۶۷۲/ ۷ ستمبر ۱۲۷۳ کو ترکی کے شہر قونیہ میں فوت اور دفن ہوئے)۔ دفتر: بیاض، رجسٹر، طویل مضمون۔ دفتر سربستہ: ایسی کتاب جس کا منہ بند ہو۔ اسرار علوم: علموں کے راز (اسرار = جمع سر بمعنی بھید، راز، علوم = علم کی جمع، حکمت و دانش کی معلومات۔ از شعلہ ہا سرمایہ دار: شعلوں سے مالا مال۔ فروغ یک نفس: ایک پل کی روشنی۔ مثل شرار: چنگاری کی طرح۔ شمع سوزان: جلتی ہوئی شمع، (جلتا ہوا، جلتی ہوئی)۔ تاخت: حملہ کیا، اس نے حملہ کیا۔ بر پروانہ ام: میرے پروانے پر۔ بادہ شب خون ریخت: شراب نے شب خون مارا۔ خاک را اکسیر کرد: خاک کو کیمیا بنا دیا، معمولی شے کو بلند مرتبہ کر دیا (خاک = مٹی، مراد معمولی شے، خود علامہ کا اپنی طرف اشارہ ہے)۔ از غبارم: میرے غبار سے۔ جلوہ ہا تعمیر کرد: کئی جلوے تعمیر کیے۔ رخت بست: سامان باندھا، سفر کا ارادہ کیا۔ شعاع آفتاب: سورج کی کرن۔ آرد بدست: ہاتھ میں لائے، پکڑ لے۔ موجم: میں موج ہوں، میں لہر ہوں۔ منزل کنم: میں ٹھکانا کروں۔ در تابندہ: چمکتا ہوا موتی۔ زصہبایش: اس کی شراب سے۔ از نفسہایش: اس کے سانسوں سے۔

ترجمہ وتشریح...... میں پیر روم (مولانا رومیؒ) کے فیض سے پھر وہ دفتر دنیا کو سنا دوں جس میں علوم کے اسرار بند ہیں۔ علوم کے رازوں کی سربمہر کتاب پھر پڑھوں۔
☆......مولانا کی جان تو دل کی تپشوں سے مالا مال ہے (اپنے اندر شعلوں کا خزانہ لئے ہوئے ہے) جبکہ ان کے مقابلے میں میری حیثیت چنگاری کی مانند اس روشنی کی سی ہے جو ادھر چمکی ادھر بجھ گئی۔
☆......جلتی ہوئی (روشن) شمع میرے پروانے پر چڑھ دوڑی۔ شراب نے میرے جام پر شب خون (چھاپہ) مارا۔
☆......پیر رومی نے خاک کو (علامہ کو جن کی حیثیت کچھ نہ تھی) اکسیر بنا دیا (انہیں باطنی طور پر صاحب جذب اور صاحب مقام بنا دیا) اور میرے غبار سے کئی جلوے تعمیر کیے۔
☆......ذرے نے صحرا کی خاک سے اپنا سامان سمیٹا تاکہ وہ سورج کی کرن ہاتھ میں لے سکے۔ (سورج کی کرن سے فیض یاب ہو سکے)۔

☆......میں لہر ہوں اور اس کے پیر روم کے سمندر میں بسیرا کرتی ہوں تاکہ میں چمکتا ہوا موتی حاصل کرلوں۔
☆......میں جو اس کی شرابوں کی بدولت سرمستیوں میں کھویا ہوا ہوں، اسی کے سانسوں سے زندگی بسر کر رہا ہوں۔ (اسی کے اشعار پڑھ کر جیتا ہوں)۔

شب دل من مائل فریاد بود	خامشی از یارب آباد بود!
شکوہ آشوب غم دوراں بدم	از تہی پیمانگی نالاں بدم
ایں قدر نظارہ ام بیتاب شد	بال و پر بشکست و آخر خواب شد
روئے خود بنمود پیر حق سرشت	کو بحرف پہلوی قرآں نوشت
گفت اے دیوانہ ارباب عشق	جرعہ گیر از شراب ناب عشق
بر جگر ہنگامہ محشر بزن	شیشہ برسر دیدہ برنشتر بزن

معانی...... مائل فریاد: فریاد کی طرف جھکا ہوا۔ یارب: میرے ''یارب''۔ شکوہ آشوب: زور و شور سے شکوہ شکایت کرنے والا۔ تہی پیمانگی: پیمانے کا خالی ہونا، جام کا خالی ہونا۔ نظارہ ام بیتاب شد: میرا نظارہ بیتاب ہو گیا، مجھ میں دیکھنے کی ہمت نہ رہی۔ بال و پر بشکست: بال و پر ٹوٹ گئے، طاقت پرواز ختم ہو گئی۔ خواب شد: نیند آ گئی، میں سو گیا۔ روی خود بنمود: اپنا چہرہ دکھایا۔ پیر حق سرشت: وہ بزرگ جن کا خمیر حق سے اٹھا ہو، جن کی فطرت میں حق ہو، مراد مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ۔ بحرف پہلوی: پہلوی حرف میں، مراد فارسی زبان میں؛ (پہلوی = قدیم فارسی زبان، مراد فارسی)۔ قرآن نوشت: قرآن لکھنا، اشارہ ہے مولانا روم کی مثنوی معنوی کی طرف، جس کے بارے میں شعر ہے:

مثنویٔ مولویٔ معنوی
ہست قرآن درزبان پہلوی

(قرآن = لغوی معنی پڑھی جانے والی چیز یا کتاب، مصحف، اصطلاحی معنی آسمانی کتاب قرآن مجید، نوشت = اس نے لکھا)۔ ارباب عشق: عشق کے مالک، عشق والے۔ جرعہ: ایک گھونٹ۔ گیر: پکڑ، لے۔ شراب ناب: خالص شراب۔ ہنگامہ محشر بزن: قیامت کا ہنگامہ کھڑا کر دے یا برپا کر دے۔

ترجمہ وتشریح...... رات میرا دل فریاد پر مائل تھا، میری ''یارب، یارب'' کی پکار سے خاموشی میں بھی ایک شور سا تھا۔ (سب سو رہے تھے صرف میری زبان پر ''یارب یارب'' کی فریاد جاری تھی)۔
☆......میں زمانے کے دکھوں کا سخت شکوہ کر رہا تھا، اپنے خالی پیمانے کی وجہ سے فریاد کناں تھا۔ اشک بار تھا۔
☆......میں غور سے دیکھنے میں مصروف تھا کہ میری قوت بصارت گھٹ گئی، میرے بال و پر ٹوٹ گئے، یعنی قوت پرواز جاتی رہی اور میں سو گیا۔ (میری نگاہیں تڑپتے تڑپتے بال و پر توڑ بیٹھیں اور میں سو گیا)۔
☆......(اسی اثنا میں) حق کی فطرت رکھنے والے پیر (مولانا روم) خواب میں تشریف لائے۔ وہ بزرگ جنہوں نے فارسی زبان میں قرآن لکھا ہے۔ (جنہوں نے قرآن کے حقائق فارسی زبان میں پیش کیے ہیں)
☆......انہوں نے فرمایا: ''اے عشق والوں کے دلدادہ عشق کی خالص شراب سے تو بھی ایک گھونٹ پی لے۔''
☆......تو اپنے جگر یعنی دل میں قیامت کا ہنگامہ برپا کر، صراحی سر پر مار، آنکھیں نشتر پر مار (اور نشتر سے آنکھیں پھوڑ) دوسرے لفظوں میں عقل کو ایک طرف رکھ اور نظارے سے کام لینے کی بجائے عشق کو اپنا خضرِ راہ بنا۔

خندہ را سرمایہ صد نالہ ساز — اشک خونیں راجگر پر کالہ ساز
تا بکے چوں غنچہ می باشی خموش — نکہت خود راچو گل ارزاں فروش
در گرہ ہنگامہ داری چوں سپند — محمل خود برسر آتش بہ بند
چوں جرس آخر زہر جزو بدن — نالہ خاموش رابیروں فگن
آتش استی بزم عالم برفروز — دیگراں راہم زسوز خود بسوز
فاش گو اسرار پیر مے فروش — موج مے شو کسوت مینا بپوش

معانی...... : خندہ: ہنسی۔ سرمایہ صد نالہ ساز: سینکڑوں نالوں کا سرمایہ بنا۔ اشک خونین: خون کے آنسو۔ پرکالہ: ٹکڑا، حصہ۔ تا بکی: کب تک۔ چون غنچہ: کلی کی مانند۔ نکہت: خوشبو۔ سپند: کالا دانہ، حرمل کا دانہ۔ جرس: گھنٹی۔ فگن: ڈال۔ آتش استی: تو آگ ہے۔ برفروز: روشن کر دے۔ فاش گو: کھل کر کہہ ڈال۔ پیر می فروش: شراب بیچنے والا پیر، حقیقت کی رہنمائی کرنے والا۔ موج می شو: شراب کی موج (لہر) بن جا۔ کسوت مینا پوش: صراحی کا لباس پہن لے۔

ترجمہ وتشریح...... : ہنسی کو سینکڑوں نالوں کا سرمایہ بنا، خون کے آنسوؤں کو جگر کا ٹکڑا بنا۔ خون کے آنسوا تنے سرخ ہوں گویا خون جگر کے ٹکڑوں سے نکل رہا ہو۔

☆......تو کب تک کلی کی طرح خاموش بیٹھا رہے گا، پھول کی طرح اپنی خوشبو ارزاں فروخت کر، ہر طرف بکھیر دے۔

☆......تیرے دامن میں سپند کی طرح ہنگامہ موجود ہے تو اپنی محمل آگ پر باندھ۔

☆......جرس کی طرح تو اپنے بدن کے ہر حصے سے خاموش نالہ باہر پھینک (نالہ برپا کر)۔

☆......تو آگ ہے، دنیا کی محفل کو جگمگا دے، دوسروں کو بھی اپنے سوز سے پھونک ڈال۔ جس جلن سے تو خود جل رہا ہے، اُسی سے دوسروں کو بھی جلا کر رکھ دے۔

☆......پیرمے فروش (مولانا روم) کے راز کھول کر بیان کر دے۔ شراب کی موج بن جا اور صراحی کا لباس پہن لے۔

سنگ شو آئینہ اندیشہ را — برسر بازار بشکن شیشہ را
از نیستاں ہمچو نے پیغام دہ — قیس را ازقوم حے پیغام دہ
نالہ را انداز نو ایجاد کن — بزم راز ازہاے وہو آباد کن
خیز و جادہ دیگر بنہ — جوش سودا ے کہن از سر بنہ

معانی...... : سنگ شو: پتھر بن جا۔ آئینہ اندیشہ را: فکر یا خوف کے آئینے کے لئے۔ نیستاں: نے+ستاں، نرکل یا بانس کا جنگل۔ قیس: نجد کا مشہور عاشق جو لیلیٰ پر عاشق تھا اور مجنوں کے عرف سے مشہور ہوا۔ طے: لیلیٰ کے قبیلے کا نام۔ ہاے وہو: شور و غوغا، ہنگامہ۔ ازقم خود: اپنے قم سے (قم=اٹھ، اٹھ کھڑا ہو، قرآنی تلمیح، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے کی طرف اشارہ ہے۔ وہ "قم باذن اللہ" خدا کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو، کہہ کر مردے کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ کہن: پرانی۔ قدیم۔ (سودا=جنون، دیوانگی، دھن، شوق) از سر بنہ: سر سے نکال ڈال۔

ترجمہ وتشریح...... : فکر و خوف کے شیشے کے لئے پتھر بن جا، شیشے کو چورا ہے پر توڑ ڈال۔ چکنا چور کر دے۔ یعنی راز چھپا کر نہ رکھ بلکہ ان کو سب کے سامنے کھول کر بیان کر دے۔

☆......نرکل کے جنگل سے بانسری کی مانند پیغام دے۔ قیس کو قبیلہ طے کی طرف سے پیغام محبت دے۔

☆......نالے آہ وفغاں کے لئے نیا انداز ایجاد (پیدا) کر، محفل کو ہاؤ ہو سے آباد کر (گرما دے)۔

☆......اٹھ اور ہر زندہ کو نئی جان دے، (نئی روح پھونک) جو زندہ ہیں ان کو اپنے قم سے اور بھی زندہ کردے۔ مزید زندگی بخش۔

☆......اٹھ اور قدم ایک نئی راہ پر رکھ (چل) اپنے قدیم سودا کا ابال اپنے سر سے نکال دے۔ (نئے مسلک پر کاربند ہو۔ پرانے مسلک سے کنارہ کش ہوجا۔)

آشنائے لذت گفتار شو — اے درا اے کارواں بیدار شو
زیں سخن آتش بہ پیراہن شدم — مثل نے ہنگامہ آبستن شدم
چوں نوا از تار خود برخاستم — جنتے از بہر گوش آراستم
برگرفتم پردہ از راز خودی — وا نمودم سر اعجاز خودی

معانی......: آشنا: آگاہ، واقف۔ لذت: ذوق، مزہ، تاثیر۔ درائے کاروان: قافلے کی گھنٹی۔ آتش بہ پیراہن شدم: میں بہت مضطرب ہوگیا، ''آتش بہ پیراہن شدن'' محاورہ ہے جس کے معنی مضطرب ہونے کے ہیں۔ مثل نے: بانسری کی مانند۔ ہنگامہ آبستن: شوروغوغا سے بھرا ہوا۔ چون نوا: آواز یا نغمے کی طرح۔ از تار خود برخاستم: میں اپنے تار سے اٹھا، میں اپنے ساز سے نکلا۔ جنتے: ایک جنت۔ از برگوش: کان یا کانوں کے لئے۔ آراستم: میں نے سجائی۔ وانمودم: میں نے دکھادیا، میں نے ظاہر کردیا۔ اعجاز: عام غیر معمولی بات، کرامت، معجزہ، کرشمہ۔

ترجمہ وتشریح......: تو گفتار کی لذت وتاثیر سے آگاہ ہوجا، (بات کہنے اور پیغام پہنچانے میں بڑی لذت ہے) تو جو قافلے کے آگے آگے بجنے والی گھنٹی ہے، بیدار ہوجا۔ (تیرا منصب یہی ہے کہ خود جاگ اور دوسروں کو جگا)۔

☆......اس (پیرروم) کی ان باتوں سے تو میں بڑا ہی مضطرب ہوگیا، بانسری کی طرح میں شوروغوغا سے پر ہوگیا (نغموں کے ہنگامے سے لبریز ہوگیا)۔

☆......میں اپنے باجے سے نغمے کی طرح طرح پھوٹ پڑا، میں نے اپنے کانوں کے لئے ایک بہشت سجالی۔

☆......میں نے خودی کے راز سے پردہ اٹھادیا اور خودی کی کرامت کا بھید ظاہر کردیا۔

بود نقش ہستیم انگارہ — ناقبولے ناکسے ناکارہ
عشق سوہاں زدمرا آدم شدم — عالم کیف و کم عالم شدم
حرکت اعصاب گردوں دیدہ ام — در رگ مہ گردش خوں دیدہ ام
بہر انساں چشم من شبہا گریست — تا دریدم پردہ اسرار زیست
ازدرون کار گاہ ممکنات — برکشیدم سر تقویم حیات

معانی......: نقش ہستیم: میری زندگی کی تصویر۔ انگارہء: انگارہ ای، ایک انگارہ، ایک تصور، ایک افسانہ، مراد ایک نامکمل نقش، ناقبولے: ایک ناقبول، ایک ناپسندیدہ، ناکسے: ایک ناقص، ایک نااہل، جو کسی کام کا نہ ہو۔ سوہان: ریتی، ایک اوزار جس سے لوہے کے آلات تیز کئے جاتے ہیں۔ زد: چلائی، رگڑی۔ آدم شدم: میں آدمی ہوگیا یعنی صحیح معنوں میں مجھ سے اشرف المخلوقات یا خلیفۃ اللہ والی خوبیاں پیدا ہوگئیں۔ کیف: کیفیت، کیسا، کم: اندازہ، کتنا، کیف وکم: کیسا اور کتنا، کیفیت اور مقدار، کیف وکم سے مراد اس دنیا کی تمام چیزیں اور ان کی کیفیات ہیں۔ اعصاب گردون: آسمان کے پٹھے، مراد آسمان کا اندرونی نظام۔ دریدم: میں نے پھاڑ دیا۔ اسرار زیست:

زندگی یا ہستی کے راز۔ درون: باطن، ضمیر، پوشیدگی۔ کارگاہ ممکنات: ممکنات کا کارخانہ، (ممکنات = ممکن کی جمع وہ بات جو موجودہ قوت و طاقت کے مطابق ہو سکے اور عمل میں لائی جا سکے)۔ تقویم حیات: زندگی کی حقیقت (تقویم = لغوی معنی قائم کرنا، اصطلاح میں ان اوراق کو کہتے ہیں جن پر علم نجوم کے رو سے زمانے کے حالات لکھے جاتے ہیں، سیدھا کرنا، قیمت لگانا۔ کسی چیز کی قیمت مقرر کرنا، یہاں مراد حقیقت، حیات = زندگی، ہستی، وجود)۔

ترجمہ وتشریح...... میرا وجود ایک ناتمام نقش تھا، جس کی حیثیت ایک بیرنگ خاک کی تھی۔ نہ کوئی اسے قبول کر سکتا تھا نہ اس میں کوئی خوبی تھی، نہ وہ کسی کام آ سکتا تھا۔

☆......عشق نے مجھ پر ریتی چلائی اور میں انسان ہو گیا، (میں نے آدمی کی صورت اختیار کر لی) میں دنیا کے تمام احوال و اسرار کا جاننے والا بن گیا۔

☆......میں نے آسمان کے اندر جھانک کر اس کے نظام کا جائزہ لیا اور اس طرح چاند کی رگ میں خون کی گردش کا نظارہ کیا ہے (مراد چاند کے اندرونی نظام میں جھانکا ہے)۔

☆......انسان کے لئے میری آنکھیں کئی راتیں روتی رہیں، جب کہیں جا کر میں نے ہستی کے رازوں کا پردہ چاک کر ڈالا (قدرت نے زندگی کے رازوں کا پردہ میرے لئے چاک کر دیا)۔

☆......ممکنات کے کارخانے کے اندر سے میں نے ہستی کی حقیقت کا بھید کھول دیا (بھید پا لیا)۔

من کہ ایں شب را چومہ آراستم — گرد پائے ملت بیضا ستم
ملتے درباغ و راغ آوازہ اش — آتش دلہا سرود تازہ اش
ذرہ کشت و آفتاب انبار کرد — خرمن از صد رومی و عطار کرد
آہ گرمم رخت بر گردوں کشم — گرچہ دود دم از تبار آتشم
خامہ ام از ہمت فکر بلند — راز ایں نہ پردہ در صحرا افگند
قطرہ تا ہم پایہ دریا شود — ذرہ از بالیدگی صحرا شود

معانی...... : چومہ: چاند کی طرح۔ آراستم: میں نے سجایا۔ ملت بیضا: روشن ملت، ایسی ملت جسے نور سے نسبت ہے، اسلام کو نور کہا گیا ہے۔ درباغ و راغ: باغ اور سبزہ زار میں۔ آوازہ اش: اس کا شہرہ۔ آتش دلہا: دلوں کی آگ، مراد جوش اور ولولہ۔ سرود تازہ اش: اس کا نیا نغمہ، اس کا تازہ پیغام۔ آفتاب انبار کرد: سورج کی فصل حاصل کی، بہت سے سورج پیدا ہو گئے۔ خرمن: کھلیان، پک کر کٹی ہوئی فصل کا ڈھیر۔ رومی: مولانا روم، مراد بہت بڑا صاحب عشق و معرفت۔ عطار: مشہور ایرانی صوفی شاعر فرید الدین عطار، جن سے کئی مثنویاں اور ایک دیوان یادگار ہیں۔ مثنویوں میں سب سے زیادہ شہرت منطق الطیر کو ملی۔ ۵۱۲ یا ۵۱۳/ ۱۱۱۸ یا ۱۱۱۹ میں نیشاپور کے قصبے کدکن یا شادیاخ میں پیدا ہوئے اور ۶۲۷/ ۱۲۳۰ میں ایک منگول کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ نثر میں ان کی کتاب تذکرۃ الاولیا بہت مشہور ہے۔ رخت بر گردون کشم: سامان آسمان پر لے جاؤں گا۔ گرچہ دودم: اگرچہ میں دھواں ہوں۔ از تبار آتشم: آگ کے خاندان سے ہوں۔ خامہ ام: میرا قلم۔ نہ پردہ: نو پردے، مراد نو آسمان، کائنات۔ فگند: ڈالا، ڈالے۔ ہم پایہ: برابر، مساوی۔ بالیدگی: نشو و نما، بڑھنا پھولنا۔

ترجمہ وتشریح...... میں کہ جس نے اس رات کو چاند کی طرح آراستہ یا منور کیا ہے، روشن ملت کے پاؤں کی خاک ہوں۔ یعنی اسلام کا ایک انتہائی ادنیٰ فرد ہوں۔

☆......وہ ملت ایسی ملت ہے جس کی شہرت باغ اور جنگل میں ہے یعنی چہار دانگ عالم میں ہے، اس کے نئے نغموں سے دلوں کی آگ کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ (دلوں کو گرما دیتے ہیں)۔

☆......(اس ملت نے) ذرہ بویا اور سورج حاصل کر لیا۔ جس کا کھلیان سینکڑوں رومیوں اور عطاروں سے بھرا پڑا ہے۔

☆......میں ایک گرم آہ ہوں، آسمان کی طرف سفر کرتا ہوں (کروں گا) اگرچہ میں دھواں ہوں۔ آہ کو دھواں ہی قرار دیا جا سکتا ہے لیکن میرا تعلق آگ کے خاندان سے ہے۔

☆......میرے قلم نے فکر کی بلندی کے بل پر ان نو پردوں کے راز سب کے لئے کھول دیئے۔ (نو پردوں سے مراد اصطلاح ادب میں نو آسمان ہیں)۔

☆......تا کہ قطرہ سمندر کا ہم پلہ ہو جائے اور ذرہ بڑھتے بڑھتے صحرا بن جائے۔

شاعری زیں مثنوی مقصود نیست — بت پرستی بت گری مقصود نیست
ہندیم از پارسی بیگانہ ام — ماہ نو باشم تہی پیمانہ ام
حسن انداز بیاں ازمن مجو — خوانسار و اصفہاں ازمن مجو
گرچہ ہندی درعذوبت شکراست — طرز گفتار دری شیریں تراست
فکر من ازجلوہ اشس مسحور گشت — خامہ من شاخ نخل طور گشت
پارسی از رفعت اندیشہ ام — در خورد با فطرت اندیشہ ام
خردہ، برمینا مگیر اے ہوشمند — دل بذوق خردہ ۲، مینا بہ بند

معانی...... مقصود: قصد کیا گیا، ارادہ کیا گیا۔ بت گری: بُت بنانا۔ ہندیم: میں ہندی ہوں، میرا تعلق ہندوستان سے، میں برصغیر سے ہوں۔ پارسی: جس کا تعلق پارس یا فارس سے ہو، فارسی زبان۔ ماہ نو: نیا چاند، ہلال۔ ازمن مجو: مجھ سے مت تلاش کر یعنی مت مانگ، مت ڈھونڈ۔ خوانسار و اصفہان: ایران کے دو مشہور شہر جہاں فارسی زبان کے بعض نامور شاعر پیدا ہوئے۔ ہندی: مراد اردو زبان۔ عذوبت: مٹھاس، شیرینی۔ طرز گفتار دری: فارسی زبان کا انداز۔ مسحور: سحر کیا گیا، جس پر جادو کیا گیا ہو۔ نخل طور: کوہ طور کا درخت، وہ درخت جس پر حضرت موسیٰ کے اصرار پر جلوہ ایزدی کی ایک جھلک پڑی تھی اور موسیٰ بیہوش ہو گئے تھے۔ رفعت: بلندی، عظمت۔ اندیشہ: فکر، تخیل۔ درخورد: مطابقت رکھتی ہے۔ فطرت اندیشہ ام: میری فکر یا میری سوچ کی سرشت۔ خردہ برمینا مگیر: صراحی پر عیب نہ لگا۔

ترجمہ وتشریح...... میں نے جو یہ مثنوی (اسرار خودی) لکھی ہے تو اس سے میرا مقصد کسی قسم کی شاعری کے کمالات دکھانا نہیں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ عام شاعروں کی طرح بُت بنا کر آراستہ کرتا جاؤں اور بُت پرستی کی دعوت دیتا رہوں۔ (الفاظ کی تراش خراش، شعبدہ گری اور فنی چابک دستی دکھانا میرا مقصد نہیں ہے) بلکہ میں قوم کی سربلندی کا طریقہ بتاتا ہوں۔

☆......میں ہند کا رہنے والا ہوں، فارسی زبان سے ناآشنا ہوں۔ میں نیا چاند ہوں (یعنی جس طرح ہلال الٹے پیمانے کی طرح ہوتا ہے میں بھی اسی طرح) خالی پیمانہ ہوں (فارسی زبان سے ناآشنائی کا ذکر تمثیل و استعارہ کی صورت میں)۔

☆......مجھ سے تو (قاری، مخاطب) شاعرانہ انداز بیان کی خوبیاں مت مانگ (یا میری شاعری میں انداز بیان کا حسن مت تلاش کر)۔ میرے کلام میں خوانسار و اصفہان (کے بڑے بڑے شعرا کی سی فنی خوبیاں) مت ڈھونڈ۔ (مثنوی کی لسانی خامیوں سے قطع نظر کریں)۔

☆......اگرچہ اردو زبان اپنی شیرینی اور مٹھاس کے لحاظ سے شکر جیسی ہے لیکن فارسی زبان اس سے کہیں زیادہ میٹھی ہے۔ (فارسی کے طرز

سخن میں زیادہ مٹھاس پائی جاتی ہے)۔

☆......میری فکر اس (یعنی فارسی زبان) کے جلوے سے مسحور ہو گئی۔ اس جلوہ افروزی کی بدولت میرا قلم طور کے درخت کی شاخ بن گیا۔

☆......میرے افکار بہت بلند ہیں اور فارسی کی ان افکار کی فطرت سے بہت مناسبت ہے۔

☆......اے صاحب عقل و دانش تو صراحی اعتراض نہ کر۔ (میری شاعری کی فنی کوتاہیوں کو نہ دیکھ) تو صراحی میں موجود شراب کے ذوق سے دل بستگی پیدا کر۔ (اپنے دل کو شراب کی لذت سے وابستہ کر لے)۔

(یہاں علامہ اقبال نے ''اسرار خودی'' کے لئے فارسی زبان اختیار کرنے کی دو وجوہات بیان کی ہیں۔ اول یہ کہ اردو کے مقابلے میں فارسی زیادہ میٹھی ہے۔ دوم یہ کہ بلند افکار کو اچھے انداز میں پیش کرنے کے لئے فارسی زیادہ موزوں ہے۔ ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ اس زمانے میں عالم اسلام میں فارسی زبان زیادہ وسیع حلقے میں بولی جاتی تھی۔ اس ذریعے سے علامہ اپنے افکار مسلمانوں کے زیادہ سے زیادہ حصے تک پہنچا سکتے تھے۔

در بیان اینکہ اصل نظام عالم از خودی است و تسلسل حیات تعینات وجود بر استحکام خودی انحصار دارد

(اس بیان میں کہ دنیا کے انتظام کی بنیاد خودی پر ہے اور زندگی کی مختلف شکلوں کا مدار اور ان کی ترقی خودی کے مضبوط ہونے پر موقوف ہے)

پیکر ہستی ز آثار خودی است ہر چہ می بینی ز اسرار خودی است

خویشتن را چوں خودی بیدار کرد آشکارا عالم پندار کرد

صد جہاں پوشیدہ اندر ذات او غیر او پیدا است از اثبات او

در جہاں تخم خصومت کاشت است خویشتن را غیر خود پنداشت است

سازد از خود پیکر اغیار را تا فزاید لذت پیکار را

میکشد از قوت بازوے خویش تا شود آگاہ از نیروے خویش

خود فریبی ہاے او عین حیات ہمچو گل از خوں وضو عین حیات

معانی......: پیکر ہستی: ہستی کا جسم، مراد کائنات۔ آثار: اثر کی جمع، پیچھے رہ جانے والی چیزیں۔ آشکار: ظاہر، واضح۔ عالم پندار: کبریائی کی دنیا۔ غیر او: اس کا غیر، یعنی اللہ کے سوا جو کچھ ہے۔ پیداست: ظاہر ہے، نمایاں ہے۔ اثبات: ثابت کرنا، قائم رکھنا، کسی شے کے ہونے کا بیان۔ تہد تخم خصومت: دشمنی کا بیج۔ غیر خود: اپنا غیر، ماسوا۔ پنداشت است: سمجھا ہے، جانا ہے۔ سازد: بناتا ہے، بناتی ہے۔ از خود: مراد اپنی طرف سے، خود سے۔ پیکر اغیار: غیروں کے جسم۔ تا فزاید: تا کہ بڑھائے۔ لذت پیکار: کشمکش کی لذت، باہمی لڑائی کی لذت۔ میکشد: می کشد، مار ڈالتا ہے، مار ڈالتی ہے۔ نیروے خویش: اپنی طاقت۔ خود فریبی ہاے او: اس کا اپنے آپ کو فریب دینا۔ عین حیات: سراپا زندگی۔ ہمچو گل: گلاب کی مانند۔ از خون وضو: خون سے وضو کرنا۔ اصل: جڑ، سرچشمہ۔ استحکام: مضبوطی، انحصار۔ دارد: منحصر ہے، مبنی ہے، دار و مدار رکھتا ہے۔

ترجمہ وتشریح......: عنوان کا اس بیان میں کہ نظام کائنات کی اصل خودی پر ہے اور وجود کے تعینات کی زندگی کے تسلسل کا

انحصار خودی کے مضبوط ہونے پر موقوف ہے۔

☆......عالم موجودات خودی کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے تو جو کچھ یہاں دیکھ رہا ہے اس کا تعلق خودی کے اسرار سے ہے۔ (خودی کے رازوں کا کرشمہ ہے)۔

☆......جب خودی نے اپنے آپ کو جگایا تو اس نے عالم کبریائی کو آشکار کر دیا۔

☆......اس کی ذات میں سینکڑوں عالم چھپے ہوئے ہیں۔ اس کے اثبات ہی سے اس کا ماسوا ظاہر ہے۔ (جب خودی تعین کرتی ہے اور اس طرح اپنا اثبات وقیام چاہتی ہے تو غیر پیدا ہو جاتا ہے)۔

☆......اس نے (خودی) اس کائنات میں دشمنی کا بیج بو دیا! اپنے آپ کو اپنا غیر سمجھ لیا۔

☆......وہ اپنی طرف سے یا اپنی ذات سے غیروں کے وجود تیاری کرتی ہے تاکہ پیکار کی لذت میں اضافہ ہو جائے۔

☆......وہ اپنے بازو کی قوت سے غیروں کو مار ڈالتی ہے تاکہ وہ اپنی طاقت اور توانائی سے آگاہ ہو۔

☆......اس کی خود فریبیاں سراسر زندگی ہیں۔ گلاب کی طرح خون سے وضو کرنا سراسر زندگی ہے۔

بہر یک گل خون صد گلشن کند — از پے یک نغمہ صد شیون کند
یک فلک را صد ہلال آوردہ است — بہر حرفے صد مقال آوردہ است
عذر ایں اسراف و ایں سنگیں دلی — خلق و تکمیل جمال معنوی
حسن شیریں عذر درد کوہکن — نافہ عذر صد آہوئے ختن
سوز پیہم قسمت پروانہ ہا — شمع عذر محنت پروانہ ہا
خامہ او نقش صد امروز بست — تا بیارد صبح فردائے بدست

معانی...... : بہر یک گل: ایک پھول کے لئے۔ صد گلشن: سو باغ۔ از پے یک نغمہ: ایک نغمے کے لئے۔ شیون: ماتم، آہ وزاری۔ یک فلک را: ایک آسمان کے لئے۔ آوردہ است: لائی/ لایا ہے۔ بہر حرفے: ایک حرف کے لئے۔ صد مقال: سو یا سینکڑوں باتیں۔ عذر: بہانہ، سبب۔ اسراف: فضول خرچی، ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔ سنگین دلی: پتھر دل ہونا، ظالم ہونا۔ خلق: تخلیق کرنا، پیدا کرنا۔ تکمیل: مکمل کرنا۔ جمال معنوی: حقیقی حسن۔ کوہ کن: پہاڑ کھودنے والا، مراد فرہاد جو شیرین کا عاشق تھا۔ نافہء: ایک نافہ، (نافہ = ایک تھیلی سی جو ختن کے علاقے کی ایک خاص نسل کے ہرن کی ناف میں ہوتی ہے۔ ہرن کو مارنے کے بعد خون اس تھیلی میں جم جاتا ہے جو نہایت خوشبو دار ہوتا ہے اسے مشک کہتے ہیں)۔ آہوے ختن: ختن کے ہرن، (ختن = تاتار کا ایک علاقہ جہاں کے ہرن اپنے مشک کی وجہ سے مشہور ہیں)۔ سوز پیہم: مسلسل جلنا، جلتے رہنا۔ قسمت: مقدر، نصیبہ۔ محنت: تکلیف، دکھ۔ خامہ او: اس کا قلم۔ نقش صد امروز بست: سینکڑوں "امروزوں" کے نقش کھینچے تصویریں بنائیں۔ تا بیارد: تاکہ لائے۔ صبح فردائے بدست: خاص فردا کی صبح ہاتھ میں، (فردا = آنے والا کل، مستقبل، بدست آوردن = ہاتھ میں لے لینا، پالینا)۔

ترجمہ وتشریح...... : ایک حسب منشا پھول کی خاطر وہ بیشمار گلشنوں کو اجاڑ دیتی ہے۔ (سینکڑوں گلشنوں کا خون کر ڈالتی ہے)۔ ایک نغمے کی ترتیب کے لئے سینکڑوں ماتم کرتی ہے۔

☆......ایک آسمان پر وہ (خودی، خدا کی خودی مطلق) سینکڑوں ہلال لائی ہے (طلوع کئے یا پیدا کئے ہیں)، ایک حرف (مطلب) کی خاطر اس نے سینکڑوں باتیں تخلیق کی ہیں۔

☆......اس فضول خرچی اور سنگ دلی کا سبب (اصل میں) تخلیق کائنات اور جمال حقیقی کی تکمیل ہے۔
☆......شیریں کا حسن و جمال، فرہاد کے درد کا بہانہ بنا ہے تو ایک نافہ سینکڑوں ختنی ہرنوں کی ہلاکت کا سبب ہے۔
☆......مسلسل جلتے رہنا پروانہ کا مقدر ٹھہرا اور شمع پروانوں کے دکھ کے درد کا سبب بنی۔
☆......اس کے قلم (برش، موقلم) نے سینکڑوں امروزوں کی تصویریں بنائیں تا کہ آنے والے کل کی صبح کو حاصل کر لے۔ (خودی نے سینکڑوں امروز کے نقش جمائے، غرض یہ تھی کہ آنے والی کل کی صبح ہاتھ آ جائے)۔

شعلہ ہائے اوصد ابراہیمؑ سوخت	تا چراغ یک محمدؐ بر فروخت
می شود از بہر اغراض عمل	عامل و معمول و اسباب و علل
خیزد انگیزد پرد تابد رمد	سوزد افروزد کشد میرد دمد
وسعت ایام جولا نگاہ او	آسماں موجے زگرد راہ او
گل بجیب آفاق از گلکاریش	شب زخوابش، روز از بیداریش

معانی...... : صد ابراہیمؑ: سینکڑوں ابراہیمؑ، ابراہیمؑ = قرآنی تلمیح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آتش نمرود میں ڈالے جانے کے واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مورث اعلیٰ تھے۔ آپ نے بت پرستوں کے بتوں کو توڑا۔ اس زمانے کے بت پرست بادشاہ نمرود نے آپ کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا۔ بہت بڑی آگ بھڑکائی گئی اور آپ کو گھوپھن کے ذریعے اس میں پھینکا گیا، لیکن وہ آگ حکم خداوندی سے گلزار بن گئی اور آپ کو ذرا سی بھی تکلیف نہ پہنچی اور زندہ سلامت اس سے باہر نکل آئے)۔ برفروخت: ہو جاتی یا بن جاتی ہے۔ از بہر: برائے، لئے، واسطے۔ اغراض عمل: عمل کے مقاصد (اغراض = غرض کی جمع، مقصد)۔ عامل: عمل کرنے والا۔ معمول: جس پر عمل کیا جائے۔ اسباب وعلل: وجوہات اور علتیں، (علل = علت کی جمع سبب، وسیلہ)۔ خیزد: وہ اٹھتی ہے۔ انگیزد: اچھلتی ہے۔ پرد: اڑتی ہے۔ تابد: چمکتی ہے۔ رمد: رم کرتی ہے، چھلانگ لگا کے دوڑتی ہے۔ سوزد: جلتی ہے۔ افروزد: روشن ہوتی ہے۔ کشد: مارتی ہے، مار ڈالتی ہے۔ میرد: مرتی ہے، مرجاتی ہے۔ دمد: پھوٹتی ہے، اگتی ہے۔ وسعت ایام: زمانے کا پھیلاؤ۔ جولاں گاہ او: اس کا دوڑنے کا میدان، (گاہ = جگہ، میدان)۔ موجے: ایک موج، ایک لہر۔ زگرد راہ او: اس کے راستے کی مٹی کی۔ گل بجیب: دامن میں پھول رکھے ہوئے یا گریبان میں پھول لگائے ہوئے۔ آفاق: افق کی جمع بمعنی کنارہ، آسمان کا کنارہ۔ از گل کاریش: اس کی گل کاری سے۔ شب زخوابش: رات اس کی نیند سے ہے، مراد اس کی نیند کا نام رات ہے۔ روز از بیداریش: دن اس کی بیداری سے ہے، مراد اس کی بیداری کا نام دن ہے۔

ترجمہ وتشریح...... : اس (انائے مطلق یا خودی مطلق) نے سینکڑوں ابراہیمؑ آگ میں جھونک دیئے ہیں تب کہیں ایک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا چراغ روشن کیا۔
☆......وہ عمل کے مقاصد کی خاطر کبھی عامل (عمل کرنے والی) بن جاتی ہے اور کبھی معمول (جس پر عمل کیا گیا) اور کبھی وجوہات اور علتیں بن جاتی ہے۔ (مختلف روپ دھارنے پڑتے ہیں)۔
☆......وہ اٹھتی ہے، اچھلتی ہے، اڑتی ہے، چمکتی ہے، چھلانگیں لگاتے ہوئے دوڑتی ہے، جلتی ہے، روشن کرتی ہے، مار ڈالتی ہے، مر جاتی ہے اور پھوٹتی ہے۔ (یہ سب مختلف روپ دھارتی ہے)۔
☆......ساری کائنات کا پھیلاؤ اس کی دوڑ کا میدان ہے، آسمان اس کے راستے کی گرد کی ایک لہر ہے۔

☆...... کائنات نے اس کی گل کاری کے سبب دامن میں پھول سمیٹ رکھے ہیں۔ رات (دراصل) اس کی نیند کا اور دن اس کی بیداری کا نام ہے۔

شعلہ خود درشرر تقسیم کرد	جز پرستی عقل را تعلیم کرد
خود شکن گردید و اجزا آفرید	اند کے آشفت و صحرا آفرید
بازاز آشفتگی بیزار شد	وزبہم پیوستگی کہسار شد
وانمو دن خویش راخوئے خودی است	خفتہ در ہر ذرہ نیر وے خودی است
قوت خاموش و بیتاب عمل	از عمل پابند اسباب عمل

معانی...... :جز پرتی: حصے کی پرستش کرنا، جز کو دیکھنا۔ تعلیم کرد: سکھائی۔ خودشکن گردید: اپنے آپ کو توڑنے والی بن گئی۔ اجزا آفرید: اس نے جز پیدا کئے۔ اند کے: تھوڑا سا، کچھ دیر کے لئے۔ آشفت: بکھری، منتشر ہوئی۔ باز: پھر۔ آشفتگی: حالت انتشار، منتشر ہونے کی کیفیت۔ وزبہم پیوستگی: اور سمٹ جانے کے سبب، اور خود میں سمٹ جانے کی وجہ سے، (بہم = مل جانا، دو چیزوں کا چپک جانا)۔ کہسار شد: (بہت سے) پہاڑ بن گئی، کہسار = وہ جگہ جہاں بہت پہاڑ ہوں۔ وانمودن: ظاہر کرنا، نمایاں کرنا، خود کو دکھانا، سامنے آنا۔ خویش را: خود کو، اپنی ذات کو۔ خوے خودی: خودی کی عادت۔ خفتہ: سوئی ہوئی۔ نیرو: طاقت، قوت۔ بیتاب عمل: عمل کرنے میں بے قرار، (بے چین)۔ پابند: پای بند، جس کے پاؤں بندھے ہوں، مراد گرفتار، مقید۔ اسباب عمل: عمل کے اسباب۔

ترجمہ وتشریح...... : اس (خودی مطلق یا ذات خداوندی) نے اپنے شعلے کو چھوٹی چھوٹی چنگاریوں میں بانٹ دیا۔ اس طرح عقل کو جز ہی پر توجہ رکھے رہنے کی تعلیم کی۔ (اور عقل کو جزو پرستی کی تعلیم دی)۔

☆...... اس نے اپنی ذات کو توڑ کر حصے یا اجزاء پیدا کر لئے، کچھ دیر کے لئے وہ بکھری (اپنے آپ آشفتگی طاری کی) تو صحرا کی صورت پیدا کر دی۔ (صحرا نمودار ہو گیا)۔

☆...... پھر وہ اس منتشر اور بکھری حالت سے (اکتائی) بیزار ہو گئی اور اپنی ذات میں سمٹ کر پہاڑ کی صورت اختیار کر گئی۔ تمام اجزاء نئے سرے سے ایک دوسرے کے ساتھ پیوست ہو گئے اور پہاڑ نمودار ہوئے۔

☆...... اپنے آپ کو نمایاں کرنا خودی کی عادت یا فطرت ہے، ہر ذرے میں خودی کی قوت سوئی ہوئی ہے۔

☆...... (خودی ایک) خاموش قوت ہے اور کچھ نہ کچھ کرتے رہنے کے لئے بے قرار رہتی ہے، وہ عمل کی غرض سے اسباب عمل کی پابند ہو جاتی ہے۔

چوں حیات عالم از زور خودی است	پس بقدر استواری زندگی است
قطرہ چوں حرف خودی از بر کند	ہستی بے مایہ راگوہر کند
بادہ از ضعف خودی بے پیکر است	پیکرش منت پذیر ساغر است
گرچہ پیکر می پذیرد جام مے	گردش از ماوام گیرد جام مے
کوہ چوں از خودرود صحرا شود	شوہ سنج جوشش دریا شود
موج تاموج است در آغوش بحر	می کندہ خود راسوار دوش بحر

معانی...... :حیات عالم: کائنات کی زندگی۔ از زور خودی: خودی کی قوت سے۔ بقدر استواری زندگی است: جس قدر خودی قوی ہو

گی اسی قدر زندگی میں قوت آئے گی۔ (استواری = مضبوطی، استحکام)۔ از بر کند: زبانی یاد کر لیتا ہے، حفظ کر لیتا ہے۔ ہستی بے مایہ: ایسی زندگی جس کی کوئی قدر نہ ہو، بے وقعت زندگی۔ گوہر کند: موتی بنا دیا ہے، موتی بنا لیتا ہے (گوہر = موتی، عام روایت کے مطابق ابر نیساں جب برستا ہے تو اس کے قطرے سیپی کے منہ میں جا کر موتی بن جاتے ہیں)۔ بادہ: شراب۔ از ضعف خودی: خودی کی کمزوری کے سبب، باعث۔ بے پیکر: جس کا جسم نہ ہو۔ منت پذیر: احسان اٹھانے والا، احسان قبول کرنے والا۔ از ما دام گیرد: ہم سے ادھار لیتا ہے، ہماری وجہ سے ہے۔ وام گیرد: ادھار لیتا ہے یعنی ہمارے سبب اس کی گردش ہے۔ (وام = قرض، ادھار، گیرد = مصدر گرفتن بمعنی لینا، پکڑنا)۔ از خود رود: اپنے آپ سے (اپنی خودی) سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ شکوہ سنج: شکایت کرنے والا، شاکی۔ جوشش دریا: سمندر کا طوفان (جوشش = ابلنا، طغیانی میں ہونا۔ دریا = سمندر) موج تا موج است: موج جب تک موج ہے۔ در آغوش بحر: سمندر کی گود میں، مراد سمندر میں۔ دوش بحر: سمندر کا کندھا (دوش = کندھا، کندھے)۔

ترجمہ وتشریح......: چونکہ کائنات کے وجود کے برقرار رہنے کا انحصار خودی کی قوت پر ہے (کائنات کی زندگی خودی کے بل پر قائم ہے) اس لئے خودی جس قدر مضبوط ہوگی، زندگی اسی قدر مستحکم ہوگی۔

☆...... جب پانی کی ایک بوند "خودی" کا حرف یاد (حفظ) کر لیتی ہے یعنی اس میں خودی پیدا ہو جاتی ہے تو وہ اپنے بے حقیقت وجود کو موتی بنا لیتی ہے۔

☆...... شراب اپنی خودی کی کمزوری کے سبب قالب سے عاری ہے (اس کی اپنی کوئی شکل نہیں)۔ وہ ہر پیالے یا ظرف کا احسان گوارا کر لیتی ہے اور اسی کی شکل میں ڈھل جاتی ہے۔

☆...... اگرچہ شراب کا پیالہ قالب قبول کرتا ہے یعنی اس کا قالب یا جسم ہے لیکن خود گردش نہیں کر سکتا وہ اپنی گردش ہم سے قرض لیتا ہے۔ ہمارا محتاج ہے۔ (پیالے کی خودی شراب سے زیادہ مستحکم ہے)۔

☆...... پہاڑ جب اپنی ذات یا خودی سے غافل ہو جاتا ہے تو وہ بکھر کر صحرا کی صورت اختیار کر جاتا ہے اور سمندر کے طوفان کی شکایت کرنے لگتا ہے۔ (اس پر جو مصیبت آئی وہ خودی کو کمزور کر لینے کی وجہ سے آئی۔ نہ اس کی خودی کمزور ہوتی نہ وہ ذروں میں بکھرتا اور نہ صحرا بنتا۔ وہ جب تک پہاڑ تھا، طغیانی یا تختہ مشق بن ہی نہیں سکتا تھا)۔

☆...... موج جب تک آغوش بحر میں موج کی صورت ہے سمندر کے اندر ہے۔ (یعنی وہ اپنی خودی سے باخبر ہے) وہ اپنے آپ کو سمندر کے کندھوں پر سوار رکھتی ہے۔

حلقہ زد نور تا گر دید چشم	از تلاش جلوہ ہا جنبید چشم
سبزہ چوں تاب و میداز خویش یافت	ہمت او سینہ گلشن شگافت
شمع ہسم خود را نجود زنجیر کرد	خویش را از ذرہ ہا تعمیر کرد
خود گرازی پیشہ کرو از خود مید	ہم چو اشک آخرز چشم خود چکید
گر بفطرت پختہ تر بودے نگیں	از جراحت ہا بیا سودے نگیں
می شود سرمایہ دار نام غیر	دوش او مجروح بار نام غیر

معانی......: حلقہ زد: حلقہ بنا لیا، (گھیرا یا دائرہ بنا لیا)۔ تا گردید چشم: یہاں تک کہ وہ آنکھ بن گیا۔ از تلاش جلوہ ہا: جلوؤں کی تلاش کی خاطر۔ جنبید: اس نے ہلائی، وہ حرکت لے آیا۔ تاب دمید: پھوٹنے (اگ آنے) کی قوت۔ شگافت: پھاڑ ڈالا۔ خود گدازی: خود (اپنے

آپ) کو جلا کر پگھلا لینا۔ پیشہ کرد: اختیار کر لیا، اپنا لیا۔ از خود رمید: اپنے آپ سے بھاگ گئی، مراد اپنی ہستی (خودی) کھو بیٹھی۔ ز چشم خود چکید: اپنی آنکھوں سے ٹپک گئی۔ گر بفطرت: اگر فطرت میں۔ بودے: ہوتا۔ جراحت ہا: جراحت کی جمع، زخم۔ بیا سودے شود: ہو جاتا ہے، بن جاتا ہے۔ نام غیر: کسی دوسرے کے نام۔ نگیں: نگینہ۔

ترجمہ وتشریح...... : نور (روشنی) نے ایک گھیرا یا دائرہ بنا لیا (خود کو مجتمع کیا) تو آنکھ بن گیا اور وہ آنکھ جلوؤں میں سرگرم ہو گئی۔

☆......سبزے نے جب اپنے اندر اُگ آنے کی قوت پیدا کر لی۔ تو اس کی ہمت نے باغ کا سینہ چیرا اور باہر نکل آیا۔

☆......شمع نے خود کو آپ ہی زنجیر میں جکڑ لیا (اپنے دھاگے پر خود کو لپیٹ لیا) اس نے اپنی تعمیر ذروں سے کی (اس کی ہستی کا سروسامان فراہم ہو گیا)۔

☆......اس (شمع یعنی موم بتی) نے اپنے آپ کو پگھلانے کا شغل اختیار کر کے اپنی ہستی کھو دی اور آخر آنسوؤں کی صورت اپنی آنکھ سے ٹپک پڑی۔

☆......اگر نگین اپنی فطرت میں زیادہ پختہ ہوتا تو وہ رگڑائی اور چھلائی کے زخموں سے محفوظ رہتا۔

☆......وہ (نگین) دوسروں کے نام کا سرمایہ دار تو بن جاتا ہے (اس پر نام کندہ کیا جاتا ہے) لیکن غیر کے نام کے بوجھ سے اس کا کندھا زخم کھاتا ہے۔

چوں زمیں بر ہستی خود محکم است ماہ پابند طواف پیہم است
ہستی مہر از زمیں محکم تر است پس زمیں مسحور چشم خاور است
جنبش از مژگان بردشان چنار مایہ دار از سطوت او کوہسار
تار و پود کسوت او آتش است اصل او یک دانہ گردن کش است
چوں خودی آرد بہم نیروئے زیست می کشاید قلزمے از جوئے زیست

معانی...... : ہستی: وجود، مراد خودی۔ محکم: مضبوط۔ طواف پیہم: متواتر چکر کاٹنا۔ مہر: سورج۔ مسحور: سحر کیا گیا، جس پر جادو کیا گیا ہو۔ چشم خاور: مشرق کی آنکھ، مراد سورج۔ جنبش: حرکت، ہلنا۔ مژگان: مژہ کی جمع، پلکیں۔ چنار: ایک خوبصورت پہاڑی درخت جس کے پتے انسانی پنجوں کی مانند اور سرخ ہوتے ہیں۔ دور سے ان درختوں کا جھنڈ دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے آگ لگی ہو۔ مایہ دار: پونجی رکھنے والا، مالا مال۔ سطوت: شان و شوکت، دبدبہ۔ تار و پود: تانا بانا، مراد اصل، بنیاد، جڑ۔ پود: بانا وہ تار جو چوڑائی میں تانے ہوں۔ کسوت: لباس۔ دانہ گردن کش: گردن اٹھانے والا دانہ، مراد بیج جو پھوٹتے وقت زمین کا سینہ چیر کر باہر نکلتا ہے۔ آرد بہم: سمیٹ لیتی ہے۔ نیروے زیست: زندگی کی قوت۔ می کشاید: کھول دیتی ہے، جاری کر دیتی ہے۔ قلزمے: ایک سمندر۔ جوے زیست: زندگی کی ندی۔

ترجمہ وتشریح...... : چونکہ زمین نے اپنی ہستی یعنی خودی مضبوط رکھی ہے اسلئے چاند اسکے گرد مسلسل چکر لگانے کا پابند ہو گیا ہے۔

☆......سورج کی خودی زمین کی خودی سے زیادہ مضبوط ہے لہٰذا زمین مشرق کی آنکھ یعنی سورج کی گرویدہ ہے یعنی اس کے گرد چکر لگانے لگی۔

☆......چنار کے درخت کی دل کشی پلکیں جھپکنے کی فرصت نہیں دیتی۔ (انسان کی آنکھ کھلی کی کھلی رہ جاتی ہے)۔ پہاڑ اس (چنار) کی شان و شوکت سے مالا مال ہے، (اس کی سطوت اپنی دولت سمجھتے ہیں)۔

☆......اس (چنار) کے لباس کا تانا بانا آگ سے ہے جبکہ اس کی اصل ایک گردن کش بیج ہے۔ (جس میں گردن اونچی رکھنے کی ہمت ہے)۔

☆......جب خودی زندگی کی قوت و طاقت مجتمع کر لیتی ہے تو وہ زندگی کی ندی سے ایک بے کراں سمندر جاری کر دیتی ہے۔

در بیان اینکہ حیات خودی از تخلیق وتولید مقاصد است

زندگانی را بقا از مدعاست   کار دانش را دراز مدعاست
زندگی در جستجو پوشیدہ است   اصل او در آرزو پوشیدہ است
آرزو را در دل خود زندہ دار   تا نگردد مشت خاک تو مزار
آرزو جان جہان رنگ و بوست   فطرت ہر شے امین آرزوست
از تمنا رقص دل در سینہ ہا   سینہ ہا از تاب او آئینہ ہا
طاقت پرواز بخشد خاک را   خضر باشد موسی ادراک را
دل ز سوز آرزو گیرد حیات   غیر حق میرد چو او گیرد حیات
چوں ز تخلیق تمنا باز ماند   شہپرش بشکست و از پرواز ماند

معانی...... :حیات خودی: خودی کی زندگی۔ تخلیق: خلق کرنا، پیدا کرنا، تولید: پیدا کرنا، وجود میں لانا۔ مقاصد: مقصد کی جمع، ارادہ کیا گیا۔ بقا: دوام، ہمیشگی، زندگی باقی رہنے کا عمل۔ مدعا: آرزو، مقصود۔ کاروانش رادرا: اس کے قافلے کے کوچ کی گھنٹی، (درا= گھنٹی، پرانے زمانے میں جب قافلہ کوچ کرنے لگتا تو اس وقت گھنٹی بجائی جاتی تھی)۔ جستجو: تلاش، جدوجہد۔ پوشیدہ است: چھپی ہوئی ہے۔ آرزو: تمنا، خواہش۔ زندہ دار: زندہ رکھ۔ تا نگردد: تا کہ نہ ہو، تا کہ بن نہ جائے۔ مشت خاک تو: تیری مٹی کی مٹھی، مراد جسم۔ جہان رنگ وبو: رنگ اور خوشبو کی دنیا، کائنات۔ تاب: چمک، روشنی۔ خضر باشد: خضر بنتی ہے، رہنما بنتی ہے (خضر = مراد رہنما، یہاں قرآنی تلمیح ہے)۔ قرآن کریم میں ان کا نام نہیں۔ سورہ الکہف، آیات 60 بعد میں ان بزرگ اور حضرت موسیٰ کی ان سے ملاقات اور تین واقعات کا ذکر ملتا ہے۔ علامہ نے بانگ درا کی ایک نظم ''خضر راہ'' کے اس شعر میں ان واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے:۔

''کشتیِ مسکین'' و ''جانِ پاک'' و ''دیوارِ یتیم''
علمِ موسیٰؑ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش

ادراک: پا جانا، سمجھ لینا، مراد عقل وشعور۔ گیرو حیات: زندگی حاصل کرتا ہے۔ غیر حق: ماسواء، اللہ کے سوا جو کچھ ہے، غیر اللہ۔ میرد: مر جاتا ہے۔ باز ماند: رک گیا۔

ترجمہ وتشریح......: زندگی کا وجود مقصد پر موقوف ہے۔ اس (زندگی) کے قافلے میں مقصد کو جرس کی حیثیت حاصل ہے۔

☆......زندگی تلاش وجستجو میں پوشیدہ ہے۔ اس کی اصل واساس آرزو میں چھپی ہوئی ہے۔

☆......تو اپنے دل میں آرزو کو زندہ رکھ، تا کہ، بصورت دیگر، تیری یہ مٹھی بھر خاک (جسم)، مزار کی صورت اختیار نہ کر جائے۔

☆......آرزو اس کائنات رنگ وبو کی جان ہے۔ ہر شے کی فطرت آرزو کی امانت دار ہے۔

☆......تمنا و آرزو ہی سے دل سینوں میں دھڑکتے ہیں اور سینے، اسی آرزو کی بدولت چمک کر آئینے بنتے ہیں۔

☆......آرزو خاک میں پرواز کی قوت پیدا کر دیتی ہے۔ یہ عقل وشعور کے موسیٰ کے لئے خضر (رہنما) بن جاتی ہے۔

☆......دل کی آرزو کی تپش ہی سے بقا میسر آتی ہے اور جب اسے حیات حاصل ہو جاتی ہے تو پھر ماسوا، یعنی اللہ کے سوا جو کچھ ہے، مٹ

جاتا ہے۔ گویا آرزو کی تخلیق سے محروم ہو جانا انسان کی موت ہے۔

☆...... جب وہ (دل) آرزوؤں کی تخلیق سے رک گیا تو سمجھ لو کہ اس کا بڑا پر ٹوٹ گیا اور وہ پرواز کے قابل نہ رہا (مردہ ہو گیا)۔

سوز آرزو کو دل کی زندگی کا باعث ٹھہرایا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے اردو میں ایک جگہ کیا خوب کہا ہے:

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

دل کی زندگی سے ان کی مراد یہی دل زندہ ہے جو سراپا آرزو ہے۔ میر درد کے بقول:

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

آرزو ہنگامہ آرائے خودی — موج بیتاب ز دریائے خودی
آرزو صید مقاصد را کمند — دفتر افعال را شیرازہ بند
زندہ را نفی تمنا مردہ کرد — شعلہ را نقصان سوز افسردہ کرد
چیست اصل دیدۂ بیدار ما — بست صورت لذت دیدار ما
کبک پا از شوخی رفتار یافت — بلبل از سعی نوا منقار یافت
نے بروں از نیستاں آباد شد — نغمہ از زندان او آزاد شد

معانی...... : آرائے خودی: خودی کا ہنگامہ۔ کمند: وہ مضبوط رسی جو کسی انسان یا جانور کو پھانسنے کے کام آتی ہے، اس سے دیوار پر بھی چڑھا جا سکتا ہے۔ دفتر افعال: کاموں یا کارناموں کی کتاب۔ شیرازہ بند: بکھرے ہوئے اجزا کو سمیٹنے اور یکجا کرنے والی۔ نفی تمنا: آرزو کا نہ ہونا۔ نقصان سوز: تپش کی کمی۔ بست صورت: صورت اختیار کی۔ منقار: چونچ۔ نے: بانسری، نرکل، بانس۔ نیستان: نرکل کا جنگل۔ زندان: قید خانہ۔

ترجمہ وتشریح...... : آرزو ہی خودی کیلئے ہنگامے آراستہ کرتی ہے۔ اسے خودی کے سمندر کی ایک بے قرار موج سمجھنا چاہیے۔

☆...... آرزو، مقاصد کے شکار کو پھانسنے والی کمند ہے، (بلند مقاصد کے لئے کمند ہے) وہ کاموں اور کارناموں کی کتاب کی جز بندی کرنے والی ہے۔

☆...... جب کوئی زندہ انسان آرزو اور تمنا سے خالی ہو تو وہ گویا مردہ ہو گیا (اس کی مثال) اس شعلے کی سی ہے جس میں جب جلنے کی کیفیت اور حرارت کم ہو جائے تو وہ بجھ جاتا ہے۔ اس کی ہستی ختم ہو جاتی ہے۔

☆...... ہماری بیدار یعنی دیکھتی آنکھوں کی اصل یا حقیقت کیا ہے؟ یہی کہ ہمارے دیدار کی لذت اور ذوق نے (ان آنکھوں کی) شکل اختیار کر لی۔

☆...... چکور کو جو پاؤں میسر آئے تو وہ اس کی چال کے البیلے پن کا نتیجہ ہے۔ بلبل کو جو چونچ ملی ہے تو وہ اس کے نغمے الاپنے کے جذبے کا نتیجہ ہے۔ گویا شوخی رفتار نہ ہوتی تو چکور کو پاؤں نہ ملتے اور نوا پرائی کا ذوق نہ ہوتا تو بلبل چونچ سے محروم رہتی۔

☆...... بانسری نے اپنے جنگل سے باہر آ کر اپنی آبادی کا سروسامان کیا اور اس طرح اس میں مقید نغمہ آزاد ہو گیا۔

عقل ندرت کوش و گردوں تاز چیست — ہیچ میدانی کہ ایں اعجاز چیست؟

زندگی سرمایہ دار ازا آرزوست — عقل از زائیدگان بطن اوست
چیست نظم قوم و آئین و رسوم — چیست راز تازگیہائے علوم
آرزوئے کو بزور خود شکست — سر زدل بیروں زدو صورت یہ بست
وست دوندان و دماغ چشم و گوش — فکر و تخلیل و شعور ویاد و ہوش
زندگی مرکب چودر جنگاہ باخت — بہر حفظ خویش ایں آلات ساخت

معانی......: ندرت: انوکھاپن۔ کوش: کوشش کرنے والی، گردوں تاز: آسمان پر حملہ کرنے والی۔ اعجاز: معجزہ، کرامت۔ زائیدگان: زائیدہ کی جمع۔ آئین: قانون، شریعت، دستور، اصول۔ رسوم: رسم کی جمع، طور طریقے۔ تازگیہائے علوم: نئے نئے علوم کا وجود میں آنا۔ بزور خود شکست: اپنی قوت طاقت سے نکلنے کی راہ نکالی۔ سر زدل بیرون زد: اس نے دل سے باہر سر نکالا۔ مرکب: سواری، گھوڑا، کشتی۔ جنگاہ: میدان جنگ۔ باخت: دوڑادیا۔ بہر: برائے، لئے، واسطے۔ حفظ خویش: اپنی حفاظت۔ آلات: آلہ کی جمع، ہتھیار، اوزار، یہاں اشارہ ہے ہاتھ، دانت اور آنکھ وغیرہ۔

ترجمہ وتشریح......: یہ نت نئے اور انوکھے کام کرنے کی کوشش میں مصروف اور آسمان تک پرواز کرنے والی عقل کیا ہے؟ کیا تجھے کچھ علم ہے کہ یہ کیا اعجاز ہے؟

☆......زندگی نے آرزوؤں کا سرمایہ فراہم کرلیا اور عقل بھی زندگی کے بطن سے پیدا ہوئی۔

☆...... یہ قوم کی تنظیم، یہ اس کے دستور اور طور طریقے کیا ہیں؟ علوم کا تروتازہ رہنا اور نت نئے علوم کا وجود میں آنا کیا ہے؟ یہ سب آرزوؤں کے کرشمے ہیں۔

☆......آرزوئیں پوری طاقت سے اچھل کر راہ پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں اسی اچھلنے میں ٹوٹ جاتی ہیں۔ پھر دل سے باہر نکل کر مختلف صورتیں اختیار کرلیتی ہیں۔

☆...... ہاتھ اور دانت اور دماغ اور آنکھ اور کان، فکر وتخیل، شعور، حافظہ اور دانش (یہ سب کیا ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ) جب زندگی نے میدان جنگ (عمل) میں گھوڑا دوڑایا تو اپنی حفاظت کے لئے اس نے یہ ہتھیار (آلات) تیار کر لئے۔

اردو میں علامہ اقبال فرماتے ہیں:۔

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صبح وشام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں

یعنی ان کی بقا کا راز مسلسل انقلاب وارتقا سے ہے۔

آگہی از علم و فن مقصود نیست — غنچہ و گل از چمن مقصود نیست
علم از سامان حفظ زندگی است — علم از اسباب تقویم خودی است
علم و فن از پیش خیزان حیات — علم و فن از خانہ زادان حیات

معانی......: آگہی: آگاہی کا مخفف، واقفیت، سمجھ بوجھ۔ تقویم: سیدھا کرنا، قیمت لگنا۔ پیش خیزان: پیش خیز کی جمع، مستعد نوکر، خدمت گار۔ خانہ زادان: خانہ زاد کی جمع، غلام، خادم۔

ترجمہ وتشریح......: علم اور فن کا مقصد، محض آگاہی یا معلومات حاصل کرنا نہیں ہے اور نہ چمن کو وجود میں لانے کا مقصد پھول

اور کلیاں حاصل کرتا ہے۔

☆......علم تو زندگی کی حفاظت کے اسباب میں سے ہے، علم تو خودی کو مستحکم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

☆......علم اور فن تو زندگی کے خدمت گار اور اسکے غلام ہیں۔(ان اشعار میں فن برائے فن اور فن برائے زندگی کا فرق بیان کیا گیا ہے)۔

اے ز راز زندگی بیگانہ خیز — از شراب مقصدے مستانہ خیز
مقصدے مثل سحر تابندہ — ماسوئ را آتش سو زندہ
مقصدے از آسماں بالا ترے — دل ربائے دلستائے دلبرے
باطل دیرینہ راغار تگرے — فتنہ در جیبے سراپا محشرے
ماز تخلیق مقاصد زندہ ایم — از شعاع آرزو تابندہ ایم

معانی...... : بیگانہ: اجنبی، ناواقف۔خیز: اٹھ، بیدار ہو جا۔شراب مقصدے: کسی ایک مقصد کی شراب۔مستانہ خیز: مستی کے عالم میں اٹھ۔مثل سحر تابندہ: صبح کی طرح منور۔ماسوئ: جو کچھ غیر ہے، یعنی اللہ کے سوا جو کچھ ہے۔آتش سوزندہ: جلا دینے والی آگ۔از آسمان بالا ترے: آسمان سے زیادہ اونچا۔دل ربائے: بہت دل اچک لے جانے والا محبوب۔دلستائے: بہت دل لینے والا محبوب۔دلبرے: بہت دل لے جانے والا۔غارت گرے: لوٹ مار کرنے والا، تباہ ہونے والا۔فتنہ در جیبے: دامن میں شورش رکھے ہوئے۔سراپا محشرے: سر سے پاؤں تک محشر کی صورت، بہت بڑی قیامت۔تابندہ: منور، روشن، چمکنے والا۔

ترجمہ وتشریح......: اے (وہ آدمی) تو جو زندگی کے راز سے ناواقف ہے، بیدار ہو جا اور مقصد کی شراب پی کر مستی کے عالم میں اٹھ کھڑا ہو۔(مستی کی کیفیت طاری کر لے)۔

☆......وہ مقصد ایسا ہو جو صبح کی طرح روشن ہو، جو غیر اللہ جلا کر راکھ کر دینے والا ہو۔اللہ کی خوشنودی کے سوا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہونا چاہئے۔

☆......ایسا مقصد جو آسمان سے بھی بلند تر ہو، جو دل کو لبھانے والا، بہت ہی دل پذیر اور بہت ہی دل کش ہو۔

☆......ایسا مقصد جو قدیم باطل کو فنا کر دے۔اس کے گریبان میں قیامت کے ہنگامے موجود ہوں۔

☆......نت نئے مقصد پیدا کرتے رہنے ہی میں ہماری زندگی ہے، آرزو ہی کی کرن سے ہمیں چمک دمک نصیب ہے۔

حصول کے لئے تگ ودو ضروری ہے یہی تگ ودو کسی قوم کی زندگی کی ضمانت بنتی ہے اور علامہ ہی کے بقول:

نشان یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں

در بیان اینکہ خودی از عشق ومحبت استحکام می پذیرد

(اس بیان میں کہ خودی عشق اور محبت سے مضبوط ہوتی ہے)

نقطہ نوری کہ نام او خودی است — زیر خاک ماشرار زندگی است
از محبت می شود پایندہ تر — زندہ تر، سو زندہ، تابندہ تر
از محبت اشتعال جوہرش — ارتقاے ممکنات مضمرش
فطرت او آتش اندوزد زعشق — عالم افروزی بیا موزد ز عشق

عشق را از تیغ و خنجر باک نیست
اصل عشق از آب و باد و خاک نیست
در جہاں ہم صلح و ہم پیکار عشق
آب حیواں تیغ جوہر دار عشق
از نگاہ عشق خارا شق بود
عشق حق آخر سراپا حق بود
عاشقی آموز و محبوبے طلب
چشم نوحے قلب ایوبے طلب
کیمیا پیدا کن از مشت گلے
بوسہ زن بر آستان کاملے
شمع خود را ہمچو رومی برفروز
روم را در آتش تبریز سوز

معانی...... :اسرار: سر کی جمع بمعنی بھید۔ استحکام: مضبوطی۔ پذیرد: قبول کرتی ہے، حاصل کرتی ہے۔ خودی: اپنی ذات کی پہچان۔ شرار: چنگاری۔ پائندہ تر: زیادہ استوار، زیادہ مستحکم۔ سوزندہ تر: زیادہ جلانے والی، تابندہ تر: زیادہ چمکنے والی، زیادہ روشن۔ اشتعال: شعلہ در ہونا، بھڑکانا، بھڑکنا، روشن کرنا، روشن ہونا، آگ پکڑنا۔ جوہرش: اس کا جوہر۔ ارتقا: ترقی کرنا، درجہ بدرجہ بلند درجے پر پہنچنا۔ ممکنات: ممکنہ کی جمع، بمعنی ایسے امور جو ہو سکتے ہوں، جن کا ہونا ممکن ہو۔ مضمر: چھپا ہوا، پوشیدہ، مخفی، دل میں، مقدر کے ضمیر میں۔ آتش اندوزد: آگ جمع کرتی ہے۔ عالم افروزی: دنیا کو روشن کرنا۔ بیاموزد: سیکھتی ہے۔ باک: خوف، ڈر، پروا۔ اصل: بنیاد، اساس، جڑ۔ آب و باد و خاک: مراد عناصر اربعہ، مادہ (آب = پانی، باد = ہوا، خاک، چوتھا عنصر آتش یعنی آگ ہے)۔ پیکار: لڑائی، مار دھاڑ۔ آب حیواں: زندگی کا پانی مراد آب حیات، جسے پی کر حیات ابدی ملتی ہے۔ تیغ جوہر دار: چمک دار یا تیز تلوار۔ خارا: سخت، مراد بہت سخت پتھر۔ شق بود: پھٹ جاتا ہے۔ حق: حقیقت، خدا۔ سراپا: سرتاپا، سر سے پاؤں تک، پورا، مکمل۔ آموز: سیکھ۔ چشم نوحی: حضرت نوح علیہ السلام کی سی آنکھ، مراد اللہ کے حضور بہت گریہ کرنے والی آنکھ۔ قلب ایوبی: حضرت ایوب علیہ السلام کا سا دل حضرت ایوب بہت صابر تھے۔ ان کا صبر ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ طلب: مانگ۔ کیمیا: وہ چیز جو بآسانی ہاتھ نہ لگے، اکسیر، ایسی چیز یا دوائی جس سے کسی دھات کو سونا بنا لیتے ہیں۔ مشت گلی: مٹی کی ایک مٹھی، مراد جسم، دل۔ آستان: دہلیز، درگاہ، چوکھٹ۔ آستانہ کاملی: ایک کامل، ماہر، ایک عارف، خدا تک پہنچا ہوا۔ رومی: مولانا جلال الدین رومی، مشہور عارف، جن کی مثنوی معنوی کو آفاقی شہرت حاصل ہے۔ مولانا ۶۰۴/ ۸-۱۲۰۷ء بمقام بلخ پیدا ہوئے اور ۶۷۲/ ۴-۱۲۷۳ء میں انہوں نے ترکی کے شہر قونیہ میں وفات پائی۔ مدفون بھی وہیں ہیں۔ برفروز: روشن کر، جلا۔ روم: ایک ملک کا نام۔ آتش تبریز: تبریز کی آگ (تبریز = ایران کا ایک شہر، یہاں اشارہ ہے رومی کے مرشد شمس تبریزی (شمس الدین بن علی بن ملک داد) کی جانب جن سے رومی کی ملاقات ۶۴۲/ ۵-۱۲۴۴ء میں ہوئی۔ اس پراسرار درویش نے مولانا کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ اس ملاقات کے بعد مولانا علوم منقول و معقول سے توجہ ہٹا کر عشق و معرفت اور جذب و سلوک کی طرف مائل ہو گئے)۔ سوز: جلا۔ مصدر سوختن بمعنی جلانا۔

ترجمہ وتشریح...... : نور وہ نقطہ جس کا نام خودی ہے، ہماری خاک (بدن) کے اندر زندگی کی ایک چنگاری ہے۔ گویا ہماری زندگی خودی پر منحصر ہے۔

یہ ایک ایسا نقطہ نور ہے جس کی بدولت انسان کی زندگی منور ہوتی چلی جاتی ہے۔ جب انسان اپنی خودی سے یعنی اپنی ذات کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے تو اس میں ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے جس کی بنا پر وہ بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیتا ہے۔

☆ ......وہ محبت سے زیادہ دیر تک رہنے والی (جاوید) اور زیادہ زندہ، زیادہ جلانے والی اور زیادہ چمکنے والی بن جاتی ہے۔

☆......محبت ہی سے اس کے جوہر میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور اس میں پوشیدہ امکانات یعنی قوتوں کی نشو ونما ہوتی ہے۔
☆......خودی کی فطرت عشق ہی سے حرارت حاصل کرتی ہے اور عشق ہی سے دینا کو روشن اور منور کرنے کا طریقہ سیکھتی ہے۔
☆......عشق کو تلوار اور خنجر سے کوئی خوف نہیں ہے۔ عشق کی اصل (بنیاد) پانی، آگ، ہوا اور خاک یعنی عناصر اربعہ سے نہیں ہے۔
☆......دنیا میں عشق صلح بھی ہے اور جنگ بھی۔ وہ آب حیات بھی ہے اور تیز کاٹ والی تلوار بھی۔
☆......عشق کی نگاہ سخت پتھر کو بھی توڑ دیتی ہے۔ حق کا عشق آخر کار خود حق کی مکمل صورت بن جاتا ہے۔ (حق کے ساتھ عشق آخر خود حق بن جاتا ہے)۔
☆......تو بھی عاشقی سیکھ اور کوئی محبوب تلاش کر، کسی نوحؑ کی آنکھ اور کسی ایوبؑ کا صبر مانگ۔ نوحؑ کی آنکھ یہاں تلمیح ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو کفار سے سخت قسم کا واسطہ پڑا۔ وہ اللہ کے حضور گڑ گڑا کر روتے رہے۔ اس سے ان میں گداز دل پیدا ہوا، جو عشق میں یا مقصد و محبوب تک رسائی کے لئے بڑا ضروری ہے۔ علامہ ہی کا ایک شعر ہے:

تو بچا بچا کر نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر مشہور ہے۔ سخت سے سخت آزمائش میں بھی انہوں نے صبر سے کام لیا۔ گویا علامہ ان دو حوالوں سے سراپا عمل بننے، دل میں گداز پیدا کرنے اور ہر آزمائش میں صبر کی بدولت پورا اترنے کی تلقین فرماتے ہیں۔
☆......تو مٹی کی ایک مٹھی سے کیمیا پیدا کر، کسی کامل انسان کے آستانے پر بوسہ دے۔
☆......اپنی شمع کو پیر رومی کی طرح روشن کر، روم کو تبریز کی آگ میں جلا دے۔
مولانا روم یا رومی ساتویں صدی ہجری / تیرہویں صدی عیسوی کے بہت بڑے عالم و صوفی گزرے ہیں۔ شروع میں انہوں نے درس و تدریس کا پیشہ اپنایا، لیکن ایک موقع پر جب ان کی ملاقات شمس تبریزی جیسے صاحب باطن درویش سے ہوئی تو اس (ملاقات) نے ان کی کایا ہی پلٹ کر رکھ دی اور وہ ظاہری علوم اور درس و تدریس سے الگ ہو کر باطن کی طرف متوجہ ہو گئے۔ علامہ کے نزدیک رومی سراپا عشق کی علامت ہیں۔ علامہ اسی حوالے سے فرماتے ہیں کہ جس طرح مولانا روم نے شمس تبریزی سے مل کر اپنی ذات کو بھلا دیا اور سراپا عشق بن گئے تو بھی کسی مرشد کامل تلاش کر کے خود کو بھی ایسے ہی مقام پر لے جا۔

هست معشوقے نہاں اندر دلت | چشم اگر داری، بیا، بنمایمت
عاشقان او زخوباں خوب تر | خوشتر وزیبا تر و محبوب تر
دل زعشق او توانا میشود ! | خاک همدوش ثریا میشود
خاک نجد از فیض او چالاک شد | آمد اندر وجد وبرا افلاک شد
در دل مسلم مقام مصطفیٰؐ است | آبروئے ما زنام مصطفیٰؐ است
طور موجے از غبار خانہ اش | کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش
کمتراز آنے زاو قاتش ابد | کاسب افزایش از ذاتش ابد
بوریا ممنون خواب راحتش | تاج کسریٰ زیر پائے امتش
در شبستان حرا خلوت گزید | قوم و آئین و حکومت آفرید

ماند شبہا چشم او محرم نوم تا بہ تخت خسروی خوابید قوم

معانی...... نہان: پوشیدہ، چھپا ہوا۔ اندر دلت: تیرے دل میں۔ داری: تو رکھتا ہے۔ بیا: آ۔ نمایمت: میں تجھے دکھاؤں۔ خوبان: خوب کی جمع بمعنی حسین۔ خوب تر: زیادہ حسین، زیادہ خوبصورت۔ خوش تر: زیادہ اچھا۔ زیبا تر: زیادہ خوبصورت۔ محبوب تر: زیادہ پیارا۔ توانا: مضبوط، طاقتور۔ ہمدوش: ہم پلہ، برابر۔ ثریا: آسمان پر ایک دوسرے کے قریب نظر آنے والے سات ستارے، جنہیں پروین بھی کہا جاتا ہے۔ نجد: اونچی زمین، عرب کے ایک علاقے کا نام جو ایک ریگستانی علاقہ ہے اور حجاز سے جانب مشرق، خلیج فارس تک پھیلا ہوا ہے۔ خاک نجد سے مراد عرب کی سرزمین جو اسلام کا سرچشمہ ہے۔ فیض: بڑا فائدہ۔ وجد: ذوق وشوق، بے خودی۔ آبرو: آب + رو = چہرے کی چمک۔ طور: مشہور پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام جلوہ خداوندی سے بہرہ ور ہوئے اور اسی بنا پر اس پہاڑ کو شہرت ملی۔ موجی: ایک موج، ایک لہر۔ غبار: گرد مٹی۔ بیت الحرم: خانہ کعبہ، بیت اللہ، اسے بیت الحرام اور بیت العتیق (پرانا گھر) بھی کہتے ہیں۔ مکہ معظمہ میں واقع ہے جس کے گرد حاجی حضرات طواف کرتے ہیں۔ آنی: ایک آن، ایک لحہ، ایک پل، بہت تھوڑا وقت۔ کمتر: بہت کم، بہت تھوڑا۔ اوقاتش: اس کے اوقات (اوقات جمع ہے وقت کی) مراد ہے حضور نبی کریم صلعم کے اوقات یا لمحات۔ ابد: ہمیشگی۔ کاسب: کسب کرنے والا، کمانے والا/والی، حاصل کرنے والا۔ کسریٰ: ایران کے قدیم بادشاہوں کا لقب۔ نوشیروان عادل کا نام۔ امتش: حضورؐ کی امت۔ شبستان: رات گزارنے کی جگہ، خواب گاہ۔ حرا: مراد غار حرا، یہ غار مکہ معظمہ سے تقریباً 3 میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ جبل نُور کی بلندی پر واقع ہے۔ حضور اکرم نے بعثت (اعلان نبوت) سے پہلے اس غار میں عبادت وریاضت فرمائی۔ خلوت: تنہائی۔ گزید: اختیار کی۔ آئین: دستور آفرید: پیدا کیا۔ ماند: رہا/رہی۔ نوم: نیند، خواب۔ تخت خسروی: خسرو کا تخت، مراد شان وشوکت۔ خوابید: سوئی۔

ترجمہ وتشریح......: (اے مسلمان) تیرے دل میں بھی ایک معشوق پوشیدہ (چھپا ہوا) ہے، اگر تو آنکھ رکھتا ہے (تو بصیرت رکھتا ہے) تو آ، میں تجھے دکھاتا ہوں۔

مسلمانوں کی حضور اکرمؐ سے (یعنی حضورؐ کی تعلیمات سے) دوری کا نتیجہ علامہ نے اپنی ایک دوبیتی میں اس طرح بتایا ہے:

شبی پیش خدا بگریستم زار مسلمانان چرا زارند و خوارند

ندا آمد: نمی دانی کہ این قوم دلی دارند و محبوبی ندارند

(ایک رات میں خدا کے حضور بہت رویا کہ مسلمان کس وجہ سے ذلیل وخوار ہیں؟ آواز آئی: تجھے علم نہیں کہ اس قوم کے پاس دل تو ہے لیکن ان کا کوئی محبوب نہیں ہے)

☆......اس (حضورؐ) کے عاشق حسینوں سے بھی کہیں زیادہ حسین، عمدہ، زیبا اور محبوب ہوتے ہیں۔ آپ سے پیار کرنے والے زیادہ حسین اور خوبصورت ہو جاتے ہیں۔

☆......دل اس (حضورؐ) کے عشق سے قوی اور مضبوط ہوتا ہے اور (مرتبے میں) خاک بھی ثریا کے ہم پلہ ہو جاتی ہے۔ (ثریا کے برابر پہنچ جاتا ہے)۔

☆......نجد کی خاک اس (حضورؐ) کے فیض سے حرکت پذیر ہوگئی (چست وچالاک اور ہنرمند بن گئی)۔ وہ (خاک) اس پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور وہ آسمانوں پر جا پہنچی۔

☆......مصطفی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقام مسلمان کے دل میں ہے۔ ہماری عزت اور آبرو مصطفی (صلعم) کے نام مبارک سے ہے۔

☆......کوہ طور حضورؐ کی دولت خانے کی گرد کی ایک لہر ہے اور آپ کا کاشانہ مبارک کعبہ کیلئے بیت الحرم (عزت کا گھر) کی حیثیت رکھتا ہے۔

☆......ابد حضور اکرمؐ کے اوقات کے ایک پل سے بھی کمتر ہے۔ ابد حضور اکرمؐ کی ذات مبارک سے فیضان حاصل کرنے والا ہے۔
☆......چٹائی حضور اکرمؐ کی راحت بھری نیند کی احسان مند ہے۔ کسریٰ (ایران کا بادشاہ) کا تاج حضور اکرمؐ کی امت کے پاؤں تلے ہے۔
☆......حضور اکرمؐ نے غارِ حرا کے شبستان (وہ جگہ جہاں رات بسر کی جائے) میں خلوت گزینی اختیار کی (اور اس طرح) ایک قوم ایک (عظیم) آئین اور ایک (عظیم) حکومت دنیا کو دی۔
☆......حضور اکرمؐ کی مبارک آنکھیں کئی کئی راتیں نیند سے محروم رہیں، جب کہیں قوم شاہی (امت) تخت پر آرام سے سوئی۔ (آرام کیا)۔

وقت ہیجا تیغ او آہن گداز	دیدہ او اشکبار اندر نماز
در دعائے نصرت آمیں تیغ او	قاطع نسل سلاطیں تیغ او
در جہاں آئین نو آغاز کرد	مسند اقوام پشییں در نورد
از کلید دیں درِ دنیا کشاد	ہمچو او بطن ام گیتی نزاد
در نگاہ او یکے بالا و پست	با غلام خویش بر یک خواں نشست

معانی...... ہیجا: جنگ، لڑائی۔ آہن گداز: لوہے کو پگھلا دینے والی۔ اشکبار: آنسو برسانے والی۔ نصرت: فتح، مدد۔ آمین: دعا کے آخر میں بولا جانے والا لفظ جس کا مطلب ہے: ایسا ہی ہو، دعا قبول کر۔ قاطع: قطع کرنے والا، کاٹنے والا۔ آئین نو: نیا دستور، نیا قانون، نئی شریعت۔ مسند: گدی، تخت، تکیہ گاہ۔ پیشیں: پہلے کی جو پہلے گزر چکی ہیں۔ درنورد: (نون اور واو پر زبر) تہ کر ڈالی، مراد مٹا ڈالی۔ گیتی: زمانہ، دنیا۔ نزاد: نہیں جنا۔ یکی: ایک جیسا یکساں۔ بالا: اونچا، بلند۔ پست: نچلا۔ خوان: دستر خوان۔ نشست: بیٹھا۔

ترجمہ وتشریح...... لڑائی (مراد جہاد) کے وقت حضور اکرمؐ کی تلوار لوہے کو پگھلا دینے والی تھی جب کہ نماز میں حضورؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے پُر رہتی تھیں۔ (آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی)۔
جب حضور اکرمؐ خدا سے (کافروں کے خلاف) فتح ونصرت کیلئے دعا فرماتے تو حضورؐ کی تلوار ''آمین'' بن جاتی۔ حضور اکرمؐ کی تلوار نے بادشاہوں کی نسلوں کا سلسلہ کاٹ کر رکھ دیا۔
☆......حضورؐ نے اس دنیا میں نئے آئین اور نئے نظام کی بنیاد رکھی۔ گذشتہ قوموں کی مسند کو حضورؐ نے الٹ کر رکھ دیا۔
☆......حضور اکرمؐ نے دین کی چابی سے دنیا کا دروازہ کھولا۔ حضور اکرمؐ جیسی شخصیت دنیا کی کسی ماں نے نہیں جنی۔ (نہیں پیدا کی)۔
☆......حضور اکرمؐ کی نگاہ مبارک میں بلند وپست یکساں تھے (سب لوگ ایک درجہ رکھتے تھے)۔ حضورؐ اپنے غلام کے ساتھ ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھانے بیٹھتے۔

در مصافے پیش آں گردوں سریر	دختر سردار طے آمد اسیر
پائے در زنجیر و ہم بے پردہ بود	گردن از شرم و حیا خم کردہ بود
دخترک راچوں نبیؐ بے پردہ دید	چادر خود پیش روے او کشید
ما ازاں خاتون طے عریاں تریم	پیش اقوام جہاں بے چادریم
روز محشر اعتبار ماست او	در جہاں ہم پردہ دار ماست او
لطف و قہر او سراپا رحمتے	آں بیاراں ایں باعدا رحمتے
آں کہ براعدا درِ رحمت کشاد	مکہ را پیغام لا تثریب داد

معانی ...... : مصافی: ایک مصاف (فوجی صف بندی کا مقام، جنگ کا میدان)، جمع مصف، صف باندھنے کی جگہیں، مراد لڑائی کا میدان۔ گردون سریر: جس کا تخت آسمان ہو، مراد بہت بلند مرتبہ۔ سردار طی: قبیلہ طے کا سردار مراد حاتم طائی جو اپنی سخاوت و فیاضی کے باعث مشہور ہے (عرب کا ایک قبیلہ)۔ پای درزنجیر: پاؤں میں زنجیر تھی۔ بی پردہ: پردے کے بغیر۔ خم کردہ بود: جھکا رکھی تھی۔ دخترک: بیٹی، لڑکی، کاف اسم تصغیر کا ہے، چھوٹی لڑکی، یہاں بیچاری لڑکی، مجبور لڑکی وغیرہ کے معنوں میں ہے۔ روی او: اس کا چہرہ۔ کشد: کھینچی، ڈالی۔ خاتون طے: قبیلہ بنی طے کی عورت مراد حاتم طائی کی بیٹی۔ عریان تریم: ہم زیادہ بے پردہ ہیں۔ بی چادریم: ہم چادر کے بغیر ہیں۔ سراپا: سرتاپا، سر سے پاؤں تک۔ رحمتی: ایک رحمت، خاص رحمت۔ بیاران: یاروں کے ساتھ، اپنوں کے ساتھ۔ اعدا= عدد کی جمع، بمعنی دشمن۔ لاتثریب: کوئی تعزیر (سرزنش) نہیں، اشارہ ہے حضور اکرم کے ایک فرمان کی طرف لاتثریب علیکم (تمہارے لئے کوئی تعزیر نہیں)۔ کفار عرب نے حضور اکرمؐ کو بہت تکلیفیں پہنچائیں۔ جس کے نتیجے میں حضور اکرم ہجرت پر مجبور ہوئے، لیکن جب حضورؐ نے مکہ کو فتح کیا تو بقول علامہ ''جب کہ فاتح کو انتقام کا حق اور قوت حاصل تھی، حضور علیہ السلام نے لاتثریب علیکم، فرما کر سب کو معاف کر دیا۔'' حقیقت یہ ہے کہ سورہ یوسف: آیت ۹۲ میں یہ عبارت اس طرح آئی ہے: لاتثریف علیکم الیوم الخ'' (آج تمہارے لئے کوئی سزا یا تم پر کوئی الزام نہیں۔ اللہ تمہاری مغفرت فرمائے وہ سب سے بڑا رحم فرمانے والا ہے) اور یہ بات حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں، سے ان کے سارے ظلم جتانے کے بعد کہی تھی۔ حضور اکرم نے جو یہ فرمایا تو یہ اسی آیت کے حوالے سے تھا۔ حضورؐ نے فرمایا تھا، اقول لکم کما قال اخی یوسف الخ میں تم سے وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے کہا تھا۔

ترجمہ وتشریح ...... : ۱۸۷تا۱۸۹ ایک جنگ میں اس بلند مرتبہ ذات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے طے قبیلے کے سردار کی بیٹی کو بطور قیدی کے پیش کیا گیا۔ اس کے پاؤں میں بیڑیاں (زنجیریں) تھیں اور اس کے لئے پردے کا کوئی سامان نہ تھا بے پردہ بھی تھی۔ شرم وحیا کے باعث اس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ جب نبیؐ نے اس لڑکی کو بے پردہ دیکھا تو اپنی مبارک چادر اس کے سر پر ڈال دی۔

☆ ......ہم قبیلہ طے کی اس خاتون سے بھی زیادہ عریاں ہیں۔ دنیا کی قوموں کے سامنے بے چادر (بے عزت) ہیں۔

☆ ......قیامت کے روز حضور اکرمؐ ہماری آبرو اور عزت ہیں۔ دنیا میں بھی حضور اکرمؐ ہمارے پردہ دار ہیں۔

حضور اکرم شفیع المذنبین ہیں۔ قیامت کے روز حضورؐ اہل ایمان کی شفاعت فرمائیں گے تا کہ ان کی بخشش کا سامان ہو سکے، یوں ان کی ساکھ رہ جائے گی، وہ ذلت و رسوائی سے بچ جائیں گے۔

☆ ......حضور کی مہربانی اور سختی دونوں مکمل طور پر ایک رحمت (خاص رحمت) ہیں۔ وہ یعنی لطف و مہربانی دوستوں اور ساتھیوں (اپنوں، صحابہ کرامؓ) کے لئے اور یہ یعنی قہر اور سختی دشمنوں کے لئے سراپا رحمت ہے۔

☆ ......وہ ذات (والاصفات) کہ جس نے دشمنوں کے لئے رحمت وشفقت کا دروازہ کھول دیا اس نے مکہ والوں کو ''لاتثریب'' کا پیغام دیا۔ (معافی کی بشارت دی)۔

ما کہ از قید وطن بیگانہ ایم   چوں نگہ نور دو چشمیم و یکیم
از حجاز و چین و ایرانیم ما   شبنم یک صبح خندانیم ما
مست چشم ساقی بطحا ستیم   درجہاں مثل مے و مینا ستیم
امتیازات نسب را پاک سوخت   آتش اوایں خس و خاشاک سوخت

معانی ...... : نور دو چشمیم ویکیم: ہم دو آنکھوں کا نور ہیں اور ایک ہیں۔ صبح خندان: ہنستی ہوئی صبح، مراد روشن صبح۔ ساقی بطحا: بطحا کا

ساقی، مراد حضور نبی کریم صلی علیہ وآلہ وسلم، (بطحا= لفظی معنی سیل کی وسیع گزرگاہ، جس میں ریت اور باریک سنگریزے ہوں۔ مکہ مکرمہ کی وادی، مکہ معظمہ)۔ امتیازات: فرق، تمیز، امتیاز کی جمع، مراد رنگ، نسل یا وطن یا امیر و غریب کے درمیان فرق۔ نسب: خاندان، نسل۔ پاک سوخت: پورے طور پر جلا دیئے، مکمل طور پر خاتمہ کر دیا۔

ترجمہ وتشریح...... : ہم (مسلمان) جو وطن کی قید یعنی جغرافیائی حدود سے نا آشنا ہیں، ہم نور تو دو آنکھوں کا ہیں لیکن نگاہ کی طرح ایک ہیں۔

☆......ہم حجاز، چین اور ایران سے ہیں، ہم ایک ہنستی مسکراتی یعنی صبح خنداں یعنی روشن صبح کی شبنم ہیں۔ (صبح خنداں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے)۔

☆......ہم ساقی بطحا (حضور نبی اکرمؐ) کی آنکھوں کے مست و سرشار ہیں، دنیا میں ہماری مثال شراب اور صراحی کی سی ہے۔ (جو ایک دوسری سے الگ نہیں ہو سکتی)۔

☆......حضور اکرمؐ نے رنگ و نسل کی تمیز مکمل طور پر مٹا کے رکھ دی، حضورؐ کی آگ نے یہ سب گھاس پھونس (امتیازات) جلا ڈالی۔

چوں گل صد برگ مارا بو یکیست — اوست جان ایں نظام و او یکیست
سر مکنون دل اوما بدیم — نعرہ بے باکانہ زدا فشا شدیم
شور عشقش در نے خاموش من — می تپد صد نغمہ در آغوش من
من چہ گویم از تولایش کہ چیست — خشک چوبے در فراق او گریست

معانی......: گل صد برگ: سو پتیوں والا پھول، بہت سی پتیوں والا پھول۔ بو: خوشبو۔ یکیست: ایک ہے۔ سر مکنون: چھپا ہوا بھید۔ مابدیم: ہم تھے۔ نعرہ بی باکانہ: دلیرانہ للکار۔ افشا شدیم: ہم ظاہر ہوئے۔ نے خاموش: خاموش بانسری، مراد دل۔ می تپد: تڑپتا ہے۔ چہ گویم: میں کیا کہوں۔ تولایش: اس کی محبت، اس کی دوستی۔ چیست: کیا ہے۔ خشک چوبی: ایک خشک لکڑی۔ فراق: ہجر، جدائی۔ گریست: روئی، رویا۔

ترجمہ وتشریح......: سینکڑوں پتیوں والے پھول کی طرح ہماری خوشبو ایک ہے۔ وہ یعنی حضورؐ کی ذات اس نظام کی روح (جان) ہے اور وہ ایک ہی ہے۔

☆......ہم حضورؐ کے دل کے چھپے ہوئے بھید تھے، ہم ایک دلیرانہ للکار تھے جسے حضور اکرمؐ کی ذات نے ظاہر یعنی کلمہ توحید بلند کیا۔

☆......حضورؐ کے عشق کا شور میری خاموش بانسری میں بھرا ہوا ہے، میرے پہلو میں سینکڑوں نغمے بے قرار ہیں۔ (تڑپ رہے ہیں)۔ چاہتے ہیں کہ جلد دنیا کے کانوں تک پہنچ جائیں۔

☆......میں حضورؐ کی ذات سے محبت کی بات کیا بیان کروں کہ وہ کیسی ہے، کیا ہے (اتنا جان لو کہ) ایک خشک لکڑی نے حضورؐ کی جدائی میں رونا شروع کر دیا تھا۔

علامہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضور اکرمؐ کی ذات ایک ایسی ذات گرامی ہے جس کی محبت میں صرف انسان ہی نہیں بلکہ بے جان اشیا بھی گرفتار ہیں۔ علامہ نے اس شعر میں حضورؐ کے ایک معجزے سے متعلق تلمیح بروئے کار لا کر حضورؐ کی سراپا محبوبیت کی عکاسی کرنے کی کوشش کی ہے۔ مسجد نبوی میں منبر کی تعمیر سے پہلے حضور اکرمؐ لکڑی کے ایک ستون کا سہارا لے کر وعظ و خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ منبر کی تعمیر کے بعد حضورؐ نے مذکورہ سہارا چھوڑ دیا تو ایک روز کہیں سے رونے کی آواز آئی۔ سب صحابہ کرامؓ حیران ہوئے کیونکہ رونے والے کا پتا نہیں چل

رہا تھا۔ آخر کار حضورؐ نے صحابہؓ کی حیرانی یہ کہہ کر دور فرمادی کہ لکڑی کا یہ ستون میری جدائی میں رو رہا ہے۔ اس ستون کو ستون حنانہ یا استن حنانہ (بہت رونے والا ستون) کہا جاتا ہے۔

هستی مسلم تجلی گاه او! طورها بالد ز گرد راه او
پیکرم را آفرید آئینه اش صبح من از آفتاب سینه اش
در تپید دمبدم آرام من گرم تر از صبح محشر شام من
ابر آذار است و من بستان او تاک من نمناک از باران او
چشم در کشت محبت کاشتم ای خنک شهری که آنجا دلبر است

معانی...... : ہستی: وجود، زندگی۔ تجلی گاہ: وہ جگہ جہاں جلوہ نظر آئے، ظاہر ہونے کی جگہ۔ طورہا: طور کی جمع، پہاڑ، مراد کئی طور۔ طور وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام جلوہ خداوندی سے فیضیاب ہوئے تھے۔ پیکرم: میرا وجود، میرا جسم۔ آفرید: پیدا کیا۔ بالد: نمو پاتا ہے، اگتا ہے، فخر کرتا ہے۔ آفتاب: سورج، خورشید۔ در تپید دمبدم: لحہ بہ لحہ تڑپنے میں، پیہم تڑپتے رہنے میں۔ محشر: اکٹھے ہونے کی جگہ مراد قیامت۔ ابر آذار: موسم بہار کا بادل۔ بستان: بوستان کا مخفف، خوشبو کی جگہ، مراد باغ۔ تاک: انگور کی بیل۔ نمناک: گیلی، تر و تازہ، سرسبز۔ کشت: کھیتی۔ کاشتم: میں نے بوئی ہے۔ تماشا: نظارہ، دیدہ، جلوہ۔ حاصلے: ایک حاصل، ایک فصل۔ برداشتم: میں نے اٹھائی ہے۔

ترجمہ وتشریح...... : مسلمان کا وجود حضورؐ کی جلوہ گاہ (تجلیات کا کرشمہ) ہے۔ حضورؐ کے راستے کی گرد سے کئی طور پیدا ہوتے ہیں۔

☆...... حضورؐ کے آئینے نے میرے جسم کو یا مجھے وجود سے نوازا (مجھے وجود بخشا)۔ میری صبح حضورؐ کے مبارک سینے کے آفتاب سے تعلق رکھتی ہے۔

☆...... ہر ہر لمحے کی تڑپ میں میرے لئے سکون و راحت (تسکین) ہے۔ میری شام قیامت کی صبح سے بھی زیادہ گرم ہے۔

☆...... حضورؐ کی ذات گرامی گویا بہار کا بادل ہے اور میں باغ ہوں۔ میری انگور کی بیل میں جو تازگی اور نمی ہے وہ حضورؐ کی بارش (فیضان) ہی کے سبب ہے۔

☆...... میں نے محبت کی کھیتی میں اپنی آنکھ بوئی ہے (اور اس طرح) نظارے یعنی دیدار کی فصل کاٹی ہے۔ (دید کا سرمایہ حاصل کیا ہے)۔

خاک یثرب از دو عالم خوش تراست ای خنک شهری که آنجا دلبراست
کشته انداز ملا جامی ام نظم و نثرا او علاج خامی ام
شعر لب ریز معانی گفته است در ثنای خواجه گوهر خفته است
نسخه کونین را دیباجو اوست جمله عالم بندگان و خواجه اوست
کیفیت ہا خیز داز صہبائے عشق ہست ہم تقلید از اسمائے عشق
کامل بسطام در تقلید فرد اجتناب از خوردن خربوزه کرد

معانی...... : یثرب: حضور اکرمؐ کی ہجرت سے پہلے مدینہ شریف کا قدیم نام۔ خوش تر: زیادہ اچھی۔ خنک: اچھا، عمدہ، مبارک، سرد۔ دل بر: دل لے جانے والا، مراد محبوب، حسین۔ کشتہ: مارا ہوا۔ ملا جامی: پورا نام نور الدین عبدالرحمٰن، تخلص جامی، خراسان کے شہر جام میں ۸۱۷/۱۴۱۴ میں پیدا ہوئے۔ اصل مولد ولایت جام کا ایک گاؤں فرجرد ہے۔ شیخ الاسلام احمد جامی سے عقیدت کی بنا پر تخلص جامی رکھا۔ نویں صدی/پندرھویں صدی عیسوی کے سب سے بڑے ادیب اور شاعر۔ براؤن کے مطابق جامی فارسی شعر کی کلاسیکی روایت کے آخر علم

بردار ہیں۔ جامی کی ساری زندگی حصول علم اور عرفان وسلوک کی منزلیں طے کرنے میں گزری۔ جامی کی وفات ۸۹۸/۳-۱۴۹۲ میں ہوئی۔ وہ حضور اکرمؐ کے عشق میں بے حد سرشار تھے، جس کی بنا پر ان کے بہت سے قصاید میں یہ رنگ کسی نہ کسی صورت میں نظر آتا ہے۔ ان کی نعت میں چونکہ ان کا خلوص جذبہ شامل ہے اس لئے حال وقال کی محفلوں میں ان کا کلام دلوں کو گرماتا ہے۔ خامی: کچا پن، نا تجربہ کاری، (نسخہ = کوئی لکھی ہوئی چیز، مراد کتاب، کونین = کون کی جمع بمعنی دنیا، جہان، عالم) دیباجہ: دیباچہ، کسی کتاب کے آغاز میں اس کے نفس مضمون سے متعلق تحریر جسے مقدمہ، پیش لفظ اور حرف اول وغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ چہرے اور رخسار کو بھی کہتے ہیں۔ جملہ: تمام، فقرہ۔ عالم: (لام پر زبر) دنیا، جہان، کائنات۔ بندگان: بندہ کی جمع بمعنی غلام۔ خواجہ: آقا، مالک۔ کیفیت ہا: کیفیت کی جمع، حالتیں۔ خیزد: اٹھتا ہے، اٹھتے ہیں، پیدا ہوتا ہے۔ صہبا: شراب، مے۔ تقلید: نقل، کسی کے نقش قدم پر چلنا۔ اسما: اسم کی جمع بمعنی نام۔ کامل بسطام: اشارہ ہے حضرت بایزید بسطامی علیہ رحمہ کی طرف۔ بسطام (ایران کا ایک شہر) کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی دور کے صوفیہ میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ وحدت وجود کے علم بردار تھے۔ ۸۷۴ عیسوی میں فوت ہوئے۔ انہوں نے ساری زندگی خربوزہ اس لئے نہ کھایا کہ انہیں معلوم نہ تھا حضور اکرمؐ نے یہ پھل کس طرح کاٹا اور کھایا۔ علامہ نے اسی کامل تقلید کو عشق کا نام دیا ہے۔ فرد: منفرد، یکتا، بے مثل۔ اجتناب: پرہیز کرنا، کسی چیز سے بچنا، کنارہ کشی کرنا، دوری۔ خوردن: کھانا۔

ترجمہ وتشریح...... : یثرب کی خاک (سرزمین، مٹی) دونوں جہانوں سے کہیں بہتر ہے۔ وہ شہر کتنا مبارک (جاودانی ٹھنڈک پیدا کرنے والا) ہے جس میں دلبر (محبوب) رہتا ہے۔

☆...... میں ملا جامی کے انداز کا مارا (مٹا) ہوا ہوں۔ ان کی نظم اور نثر میری خامی کا علاج ہے انہوں نے معانی سے بھرپور شعر کہا گویا حضورؐ کی نعت میں موتی پرو دیے ہیں۔ ملا جامی، جن کا پورا نام نور الدین عبدالرحمٰن اور جامی تخلص ہے نویں/ پندرھویں صدی کے نہ صرف بڑے صوفی ہیں بلکہ بڑے شاعر اور نثر نگار نیز عاشق رسول مقبول بھی ہیں۔

☆...... فرماتے ہیں:۔ دونوں جہانوں کی کتاب کا دیباچہ حضورؐ پرنور ہیں۔ تمام دنیا والے غلام ہیں اور حضورؐ آقا ہیں۔ (دنیا کی ہر شے غلام ہے آقائی صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زیبا ہے)۔

یہ شعر مولانا جامی کی مثنوی ''سلامان وابسال'' کے نعتیہ حصے سے ماخوذ ہے۔ بعض نسخوں میں اس شعر کا دوسرا مصرع یوں ہے:۔

جملہ عالی، مفلس اند و خواجہ اوستؐ

(تمام بڑی شخصیات مفلس ہیں اور حضورؐ امیر و آقا ہیں)۔

☆...... عشق کی شراب سے (کیا کیا) سرور پیدا ہوتے ہیں۔ تقلید اور پیروی بھی عشق کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (یہاں تقلید ہو بہو محبوب کے نقش قدم پر چلنا ہے)۔ بسطام کے مرد کامل بایزید تقلید میں بے مثال تھے۔ آپ نے خربوزہ کھانے سے اس لئے انکار کر دیا کہ انہیں معلوم نہ تھا کہ حضور اکرمؐ نے یہ پھل کس طرح کاٹا اور کس طرح کھایا۔

عاشقی؟ محکم شواز تقلید یار — تا کمند تو شود یزداں شکار
اندر کے اندر حرائے دل نشیں — ترک خود کن سوئے حق ہجرت گزیں
محکم از حق شو سوئے خود گام زن — لات و عزائے ہوس راسر شکن!
لشکرے پیدا کن از سلطان عشق — جلوہ گر شو بر سر فاران عشق
تا خدائے کعبہ بنوازد ترا — شرح انی جاعل سازد ترا

معانی...... عاشقی: کیا تو عاشق ہے؟ محکم: ٹھوس، مضبوط۔ شو: ہو، ہو جا۔ تقلید: پیروی، نقل۔ کمند: جال پھندا، شود: ہو، ہو جائے۔ یزداں شکار: خدا کو دام میں لانے والا (یزدان = آتش پرستوں کے ہاں دو خداؤں کا تصور ہے۔ ایک یزدان جو نیکیوں کا خدا ہے اور دوسرا اہرمن یا اہریمن کہ برائیوں کا خدا ہے)۔ اندکے: تھوڑی یا کچھ دیر کے لئے۔ حرای دل: دل کی حرا۔ یہاں اشارہ ہے غار حرا کی طرف جس میں حضور نبی کریمؐ عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ نشین: بیٹھ۔ (ترک = کسی چیز کو چھوڑنا ہے، خود = ذات، نفس)۔ سوی حق: حق کی طرف، حقیقت کی جانب، خدا کی جانب۔ گزین: (گاف پر پیش) اختیار کر۔ گام زن: قدم چلا، قدم اٹھا، چل۔ لات: زمانہ جاہلیت میں عربوں کے ایک قبیلہ طائف کا ایک مشہور بت۔ عزیٰ: یہ بھی عربوں کے قبیلہ غطعان کا ایک مشہور بت تھا۔ سرشکن: سر توڑ ڈال۔ پیدا کن: پیدا کر یعنی تیار کر۔ سلطان: غلبہ، قوت۔ سر: چوٹی۔ فاران: پہاڑ کا نام، یاقوت نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ یہ مکہ معظمہ کا نام ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مکہ معظمہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ تورات میں ہے ''اللہ تعالیٰ سینا سے ہے، ساعیر سے چمکا اور فاران سے بلند ہوا۔'' ''سینا'' سے مراد دعوت موسوی، ''ساعیر'' سے مراد دعوت عیسوی۔ ''فاران'' سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق ہے۔ شرح: تشریح، تفصیل۔ انی جاعل: قرآنی تلمیح، سورہ بقرہ، آیہ ۳۰ پوری آیت یوں ہے اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ بیشک میں زمین پر اپنا ایک خلیفہ یعنی نائب بنانا چاہتا ہوں۔ سازد ترا: تجھے بنائے۔

ترجمہ وتشریح...... : کیا تو عاشق ہے؟ (یعنی اگر تو عاشق ہے تو پھر) تو آپ کی پوری پیروی کر اور اس پیروی پر پختہ ہو جا۔ تاکہ تیرا جال خدا کا شکار کرنے والا بن جائے۔ (تیری کمند تجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے)۔

☆...... کچھ دیر کے لئے دل کی (غار) حرا میں بیٹھ، اپنی ذات کو ترک کر (خود کو بھول جا) اور حق کی طرف ہجرت کر۔ (دل کو ذکر و فکر کا شیدائی بنا لے)۔

☆...... حق سے خود کو مضبوط کر لے پھر اپنی (ذات کی) طرف قدم بڑھا۔ حرص و ہوا کے بتوں لات وعزیٰ کے سر توڑ ڈال۔ (ٹکڑے ٹکڑے کر دے) (صرف خدا کو اپنا نصب العین بنا لے)۔ انسان اپنے نفس امارہ پر قابو پا کر اپنے ممکنات سے آگاہ ہو سکتا ہے اور اسے اپنی ذات کی پہچان ہو جاتی ہے اور پھر صحیح معنوں میں اسے حق کی شناخت ہوتی ہے۔ جیسے کسی صوفی کا قول ہے:

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

(جس نے اپنی ذات کو پہچانا اس نے خدا کو پہچان لیا)

☆...... عشق کے غلبے سے ایک فوج تیار کر (پھر) عشق کے فاران کی چوٹی جلوہ گر ہو جا تا کہ کعبہ کا خداوند تعالیٰ تجھ پر نوازش کرے اور تجھے انی جاعل (تحقیق میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں) کی تفسیر بنا دے۔ یعنی خلافت کا تاج تیرے سر پر رکھ دے۔

علامہ نے اردو میں ایک جگہ کہا ہے:

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

اس شعر کو مذکورہ اشعار کی شرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ عشق سے مراد اعلیٰ وارفع مقصد سے وابستگی ہے۔ جب انسان خدا کا نائب قرار پایا تو پھر ضروری ہے کہ وہ انہی صفات کو اپنائے جو خدا کی ہیں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اسے اس ذات حق اور اس کے رسول کریمؐ سے صحیح معنوں میں عشق ہو۔ اس صورت میں خدا کا فضل و کرم بھی اس کے شامل حال ہو جاتا ہے اور انسان یا صحیح معنوں میں مرد مومن اس دنیا میں ذات خداوندی کا نائب بن جاتا ہے۔ اس نیابت کی وضاحت علامہ نے اس شعر میں کر دی ہے:

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

قہاری اور جبروت کفار، اسلام کے دشمنوں اور معاشرے کے ناسوروں کے حق میں اور غفاری اور قدوسی اپنوں یا مومنین کے حق میں، جیسا کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

در بیان اینکہ خودی از سوال ضعیف می گردد

(اس بیان میں کہ سوال کرنے سے خودی کمزور ہو جاتی ہے)

اے فراہم کردہ از شیراں خراج — گشتہ روبہ مزاج از احتیاج
خستگی ہائے تو از نا داری است — اصل درد تو ہمیں بیماری است
می رباید رفعت از فکر بلند — می کشد شمع خیال ارجمند
از خم ہستی مے گلفام گیر ! — نقد خود از کیسہ ایام گیر !
خود فرود آ از شتر مثل عمرؓ — الحذر از منت غیر الحذر

معانی...... :اے فراہم کردہ: اے (مخاطب) تو نے/جس نے حاصل کیا۔ گشتہ روبہ مزاج: تو لومڑی کی خصلت والا بن گیا ہے۔ احتیاج: ضرورت، حاجت۔ خستگی ہائے تو: تیری بدحالیاں۔ می رباید: اڑا لے جاتی ہے۔ رفعت: بلندی، عظمت۔ فکر بلند: بلند خیالی۔ می کشید: مار ڈالتی ہے۔ ارجمند: باوقعت، قیمتی، باعظمت۔ خم ہستی: وجود یا زندگی کی شراب کا مٹکا۔ کیسہ: تھیلی۔ ایام: یوم بمعنی دن کی جمع، مراد زمانہ۔ خود فرود آ: تو خود نیچے اتر۔ مے گلفام: سرخ رنگ کی شراب۔ مثل عمرؓ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح۔ اس میں تلمیح کی صنعت ہے۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کسی کا احسان اٹھانا پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ اونٹ پر سوار ہو کر جا رہے تھے، راستے میں آپ کے ہاتھ سے چابک نیچے گر گیا۔ آپؓ نے یہ پسند نہ کیا کہ کسی سے کہہ کر چابک اٹھوا لیں بلکہ خود اونٹ سے اترے اور چابک اٹھائی۔ الحذر: بچ، بچو، پرہیز کرو۔ منت: احسان۔ شیران: شیر کی جمع۔

ترجمہ وتشریح...... : اے (مسلمان) تو نے کبھی شیروں سے خراج حاصل کیا تھا۔ (اب تو) ضرورت کے ہاتھوں تیری طبیعت لومڑی جیسی ہو گئی ہے۔

☆...... تیری یہ بدحالی تیری مفلسی کی وجہ سے ہے۔ تیرے دکھ کا بنیادی سبب تیری یہی بیماری ہے۔

☆...... ناداری بلند فکری سے رفعت چھین لیتی ہے اور اعلیٰ درجے کے خیال کی شمع بجھا دیتی ہے۔

☆...... تو زندگی کے مٹکے سے سرخ رنگ کی شراب حاصل کر، اپنی پونجی زمانے کی تھیلی (جیب) سے حاصل کر۔

☆...... تو حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرح خود اونٹ سے اتر کر (اپنا کوڑا اٹھا)، بچ، دوسروں کے احسان سے بچ۔ (دوسروں کا احسان مند نہ ہو)۔

تا بکے دریوزہ منصب کنی — صورت طفلاں زنے مرکب کنی

فطرتے کو بر فلک بند د نظر   پست میگردد ز احسان دگر
از سوال افلاس گردد خوار تر   از گدائی گریہ گر نادار تر
از سوال آشفتہ اجزائے خودی   بے تجلی . نخل سینائے خودی

معانی ...... : تا بکے: کب تک۔ دریوزہ: لفظی معنی سوال کے لئے، دروازے سے لٹکنا، بھیک، بھیک مانگنا۔ منصب: مرتبہ، عہدہ، کرسی، حکومت۔ صورت طفلاں: بچوں کی طرح۔ زنے مرکب کنی: تو بانس کی سواری کرے گا۔ بچے بانس کے ڈنڈے کو دونوں ٹانگوں کے درمیان رکھ کر دوڑتے ہیں جیسے کسی جانور پر سوار ہوں، یہاں مراد تو کب تک فضول کاموں میں الجھا رہے گا۔ بند نظر: نظر جماتی / جماتا ہے، نظر رکھتی ہے۔ پست می گردد: پست ہو جاتی ہے، ذلیل ہو جاتی ہے۔ افلاس: مفلسی، فقیری۔ خوار تر: زیادہ ذلیل، زیادہ رسوا۔ گدائی: گدیہ، بھیک مانگنے یا کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کا عمل۔ گدیہ گر: فقیر، گداگر۔ نادار تر: زیادہ مفلس۔ آشفتہ: منتشر۔ (نخل = درخت، سینا = کوہِ طور، وہ پہاڑ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلوہ باری تعالیٰ نظر آیا تھا)۔

ترجمہ وتشریح ...... : تو کب تک مرتبہ واقتدار (عہدوں) کی بھیک مانگتا رہے گا، یعنی بچوں کی طرح بانس کے ڈنڈے کی سواری (فضول کاموں) میں مصروف رہے گا۔ (ان دنوں مسلمان انگریزوں کے ماتحت منصبوں اور خطابوں کی کشمکش میں گرفتار تھے)۔

☆...... وہ فطرت جو آسمان (عظمت وبلندی) پر نظریں جمانے والی ہے وہ دوسرے کے احسان سے پست ہو کر رہ جاتی ہے۔

☆...... نادار آدمی سوال کرتا ہے، اس کی ناداری اور بھی ذلیل ہو جاتی ہے۔ بھیک مانگنے والا بھیک مانگ کر اور بھی نادار بن جاتا ہے۔

☆...... سوال کی وجہ سے خودی کے اجزا برہم ہو جاتے ہیں، یوں خودی کے کوہِ طور کا درخت (جس پر خدا کا جلوہ ظاہر ہوا تھا) تجلی سے محروم رہ جاتا ہے۔ (بے نور رہ جاتا ہے)

مشت خاک خویش را از ہم مپاش   مثل مہ رزق خود از پہلو تراش
گرچہ باشی تنگ روز و تنگ بخت   در رہ سیل بلا افگندہ رخت
رزق خویش از نعمت دیگر مجو   موج آب از چشمہ خاور مجو
تانباشی پیش پیغمبرؐ خجل   روز فردا اے کہ باشد جاں گسل
ماہ را روزی رسد از خوان مہر   داغ بر دل دار داز احسان مہر
ہمت از حق خواہ و باگردوں ستیز   آبروے ملت بیضا مریز
آنکہ خاشاک بتاں از کعبہ رفت   مرد کاسب را حبیب اللہ گفت

معانی ...... : مشت خاک خویش: اپنی خاک کی مٹھی، مراد انسانی جسم جو مٹی سے بنا ہے۔ از ہم مپاش: بالکل بکھیر نہ دے، مراد خود کو ضائع نہ کر دے۔ مہ: ماہ بمعنی چاند کا مخفف۔ از پہلو تراش: پہلو سے گھڑ لے۔ گرچہ باشی: اگرچہ تو ہوگا۔ تنگ روز: بدحال، تنگ دست۔ سیل بلا: مصیبت کا طوفان۔ افگندہ رخت: سامان گرائے ہوئے، سامان ڈالے ہوئے۔ مجو: مت ڈھونڈ۔ چشمہ خاور: مشرق کا چشمہ، مراد سورج کہ مشرق سے نکلتا ہے۔ تانباشی: تا کہ تو نہ ہو۔ خجل: شرمندہ۔ رز فردا اے کہ باشد: آنے والا کل، جو ہوگا، مراد قیامت کا دن۔ جان گسل: جان کو توڑنے والا، جان کو شدید تکلیف میں ڈالنے والا۔ روزی رسد: رزق پہنچتا ہے۔ خوان مہر: سورج کا دستر خوان۔ داغ بر دل دارد: وہ دل پر داغ رکھتا ہے۔ از حق خواہ: خدا سے مانگ۔ باگردوں ستیز: آسمان سے لڑ۔ آبروے ملت بیضا مریز: ملت بیضا یعنی ملت اسلامیہ کی آبرو نہ گنوا۔ مرد کاسب: کسب کرنے والا آدمی، محنت سے روزی کمانے والا شخص، مزدور۔

ترجمہ وتشریح...... : تو اپنی مٹھی بھر خاک کو زیادہ پریشان نہ کر، چاند کی طرح اپنی روزی اپنے پہلو سے پیدا کر۔ چاند بدر بننے کے بعد وہ برابر گھٹتا ہے۔ گویا پہلو کاٹ کر اپنا رزق مہیا کرتا ہے۔

☆...... اگرچہ تیرے دن کتنی ہی تنگی ترشی میں گزریں تو بدحالی کا شکار ہو، اس طرح کی مصیبتوں کے سیلاب کے راستے میں تو نے اپنا سامان اسباب ڈال رکھا ہو (پھر بھی) تو اپنی روزی کسی دوسرے کے مال و دولت میں مت تلاش کر اور مشرق کے چشمے سے پانی کی موج کا طلب گار نہ ہو۔

☆...... تاکہ کل قیامت کے دن، جو بڑا ہی جان توڑ اور عذاب کا دن ہوگا، تجھے حضور اکرمؐ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

☆...... چاند کو سورج کے دستر خوان سے رزق پہنچتا ہے۔ (روشنی ملتی ہے)۔ سورج کے اس احسان کے سبب اس کے دل پر داغ ہے۔ (اشارہ ان دھبوں کی طرف ہے جو چاند میں نظر آتے ہیں)۔

☆...... ہمت خدا سے مانگ اور آسمان سے الجھ جا، (تقدیر کو خود سنوار) ملت روشن یعنی ملت اسلامی کی عزت و آبرو خاک میں نہ ملا۔

☆...... جس ذات گرامیؐ نے کعبے کو بتوں کے خس و خاشاک سے پاک کیا۔ اس ہستی نے محنت مزدوری کرنے والے کو اللہ کا دوست کہا ہے۔ (جو شخص اپنے ہاتھ سے روزی کماتا ہے وہ اللہ کا دوست (پیارا) ہے۔)

اپنی تقدیر انسان خود بناتا ہے اپنی جدوجہد سے، اپنے عمل پیہم سے، اسی لئے علامہ کو یہ کہنا پڑا:

عبث ہے شکوہ تقدیر یزداں
تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے

وائے بر منت پذیر خوان غیر — گردنش خم گشتہ احسان غیر
خویش را از برق لطف غیر سوخت — باپشیزے مایہ غیرت فروخت
اے خنک آں تشنہ کاندر آفتاب — می نخواہد از خضر یک جام آب
ترجبیں از خجلت سائل نشد — شکل آدم ماند و مشت گل نشد
زیر گردوں آں جوان ارجمند — میر و مثل صنوبر سر بلند
در تہی دستی شود خود دارتر — بخت او خوابیدہ او بیدار تر
قلزم زنبیل سیل آتش است — گرز دست خود رسد شبنم خوش است
چوں حباب از غیرت مردانہ باش — ہم بہ بحر اندر نگوں پیمانہ باش

معانی...... :وائے: کلمہ نفرین، افسوس۔ منت پذیر: احسان قبول کرنے والا۔ خوان غیر: غیر کا دستر خوان، دوسروں کا دستر خواں۔ گردنش خم گشتہ: اس کی گردن جھکی ہوئی۔ برق لطف غیر: غیر کی مہربانی کی بجلی۔ باپشیزے: ایک کوڑی کے ساتھ، مراد ایک کوڑی کی خاطر۔ مایہ غیرت: غیرت کی متاع۔ اے خنک: اے، مبارک ہے، وہ شخص مبارک ہے۔ کاندر آفتاب: جو دھوپ میں۔ می نخواہد: نہیں چاہتا ہے۔ ترجبیں: ایسا شخص جس کی پیشانی گیلی ہو، مراد جس کی پیشانی پر ندامت کا پسینا ہو۔ خجلت سائل: سوال کرنے والے کی شرمندگی۔ مشت گل: مٹی کی مٹھی، مراد نام کا آدمی۔ زیر گردوں: آسمان کے نیچے۔ ارجمند: قیمت والا، صاحب عزت و وقار۔ مثل صنوبر: صنوبر کی طرح / مانند۔ (صنوبر = چنار کی مانند ایک درخت)۔ در تہی دستی: تنگی یا مفلسی کی حالت میں۔ خود دارتر: اپنے آپ کو زیادہ رکھنے والا، مراد جسے اپنی عزت کا بہت خیال ہو، غیور، غیرت مند۔ بخت او خوابید: اس کا نصیبہ سو گیا۔ قلزم زنبیل: ٹوکری کا سمندر (زنبیل = فقیروں کا تھیلا، بیت یا

نرکل وغیرہ کی بنی ہوئی ٹوکری)۔ سیل آتش: آگ کا طوفان۔ چون حباب: بلبلے کی طرح۔ باش: ہو جا، بن جا۔ (نگون = الٹا، اوندھا، پیانہ = ظرف شراب)۔

ترجمہ وتشریح...... : اس آدمی پر افسوس ہے جو غیروں کے دستر خوان کا احسان مند ہے۔ دوسروں کا احسان اٹھانے کے سبب اس کی گردن جھکی رہتی ہے۔

☆......اس نے دوسرے کی مہربانی کی بجلی سے اپنے آپ کو جلا لیا۔ اس نے معمولی شے کے عوض اپنی غیرت کا سرمایہ بیچ ڈالا۔

☆......(اس کے برعکس) وہ پیاسا بڑا ہی مبارک انسان ہے جو کڑکتی دھوپ میں بھی خضر سے پانی کا ایک پیالہ بھی لینے کو تیار نہیں ہے۔ وہ (مبارک انسان) سوال کرنے کی ذلت سے بچا اور شرمندگی کے پسینے سے اس کی پیشانی نہ بھیگی۔ وہ ایک انسان کی صورت جیا اور مٹھی بھر مٹی نہ بنا۔ (آدمیت کو برقرار رکھا)۔

☆......اس دنیا میں ایسا باوقار جوان اپنی گردن صنوبر کے درخت کی طرح اٹھا کر چلتا ہے۔

☆......اگر وہ خالی ہاتھ ہو تو اور زیادہ خوددار بن جاتا ہے۔ ہر چند اس کے مقدر سوئے ہوتے ہیں، وہ خود کہیں زیادہ بیدار ہو جاتا ہے۔

☆......گدائی کے تھیلے کا سمندر گویا آگ کا طوفان ہے، ہاں اگر اپنے ہاتھوں سے شبنم بھی حاصل کر لی جائے تو وہ خوب ہے۔ (گدائی کے سمندر سے بہتر ہیں)۔

☆......تو مردانہ غیرت (خود میں پیدا کر کے) بلبلے کی طرح ہو جا، یعنی اس (بلبلے) کی طرح تو سمندر میں بھی رہتے ہوئے اپنا پیالہ اوندھا رکھ۔ یہی خیال اقبال نے "شمع اور شاعر" میں پیش کیا ہے۔

تو اگر خود دار ہے، منت کش ساقی نہ ہو
عین دریا میں حباب آسا نگوں پیمانہ کر

در بیان اینکہ چوں خودی از عشق و محبت محکم میگردد قوائے ظاہرہ و مخفیہ نظام عالم را مسخر می سازد

(اس بیان میں کہ جب خودی عشق اور محبت سے مضبوط ہو جاتی ہے تو وہ نظام کائنات کی ظاہری اور خفیہ (پوشیدہ) قوتوں کو اپنے تصرف میں لے کر مطیع کر لیتی ہے)

از محبت چوں خودی محکم شود — قوتش فرمانده عالم شود
پیر گردوں کز کواکب نقش بست — غنچه ہا از شاخسار او شکست
پنجه او پنجه حق می شود — ماه از انگشت او شق می شود
در خصومات جہاں گردد حکم — تابع فرمان او دارا و جم

معانی...... :قوائے ظاہرہ ومخفیہ: ظاہری اور پوشیدہ طاقتیں۔ نظام عالم: کائنات کا نظام۔ مسخر می سازد: تسخیر کر لیتی ہے۔ محکم: مضبوط، طاقت ور۔ فرمانده عالم: دنیا کو حکم دینے والی، دنیا پر حکومت کرنے والی۔ پیر گردوں: آسمان کا بزرگ، آسمان کا پیرو مرشد۔ کز کواکب: کہ ستاروں سے۔ نقش بست: تصویر بنائی۔ شاخسار: گھنی شاخ۔ شق می شود: ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ خصومات: خصومت، دشمنی،

جھگڑا، باہمی تنازعے، عداوت۔ حکم: فیصلہ کرنے والا، ثالث، منصف۔ تابع فرمان او: اس کے حکم کے تحت۔ دارا: ایران کا مشہور بادشاہ داریوش سوم، ایران کے ہخامنشی خاندان کا ایک فرمانروا جس نے ۳۳۱ ق م میں سکندر مقدونی کے ہاتھوں شکست کھائی۔ جم: جمشید، ایران کا قدیم ترین بادشاہ تھا۔ اگر تخت جم، خاتم جم وغیرہ کی ترکیب ہو تو اس میں جم سے مراد حضرت سلیمانؑ ہوں گے۔

ترجمہ وتشریح...... جب عشق ومحبت کی بدولت خودی مضبوط پختہ ہوجاتی ہے تو اسکی قوت وطاقت کائنات پر حکمرانی کرنے لگتی ہے۔

☆...... آسمان کے بزرگ نے ستاروں سے تصویریں بنائی، دراصل یہ تصویریں (ستارے) نہیں ہیں بلکہ خودی کی شاخ سے کلیاں پھوٹ نکلی ہیں۔

☆...... اس (خودی) کا ہاتھ، خدا کا ہاتھ بن جاتا ہے، اس کی انگلی سے چاند ٹکڑے ہوجاتا ہے۔ اردو میں بھی علامہ نے ایک جگہ کہا ہے:

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشا کار ساز

دوسرے مصرعے میں حضور اکرمؐ کے مشہور معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے۔

با تو میگویم حدیث بو علیؒ ۔ در سواد ہند نام او جلی
آں نوا پیرا ے گلزار کہن ۔ گفت باما ازگل رعنا سخن
خطہ ایں جنت آتش نژاد ۔ از ہواے دامنش مینو سواد
کوچک ابدالش سوے بازار رفت ۔ از شراب بو علیؒ سرشار رفت
عامل آں شہری آمد سوار ۔ ہمرکاب او غلام و چوابدار
پیشرو زد بانگ اے ناہوشمند ۔ برجلو داران عامل رہ مبند
رفت آں درویش سرافگندہ پیش ۔ غوطہ زن اندریم افکار خویش
چوبدار از جام استکبار مست ۔ برسر درویش چوب خود شکست

معانی...... حدیث: بات، قصہ، سورۂ یوسف میں یہ لفظ خواب کے معنوں میں بھی آیا ہے (تاویل الاحادیث [خوابوں کی تاویل و تعبیر] آیت ۱۰۱)، اصطلاح میں حضور نبی کریمؐ کی فرمائی ہوئی بات۔ بو علیؒ: مراد حضرت شیخ شرف الدین بو علی شاہ قلندر جن کا مزار پانی پت میں ہے۔ اپنے وقت کے بہت بڑے صوفی تھے۔ ۶۰۵/ ۹-۱۲۰۸ میں پانی پت کے مقام پر ان کی ولادت ہوئی۔ چھوٹی عمر ہی میں علوم معقول ومنقول میں کمال حاصل کیا۔ علاؤ الدین خلجی ان کے عقیدت مندوں میں سے تھا۔ پانی پت کے گرد ونواح کے بے شمار ہندو راجپوتوں کو شیخ نے مسلمان کیا۔ نثر کے علاوہ شاعری میں بھی کچھ کتابیں ان سے یادگار ہیں۔ ۷۲۴/ ۱۳۲۴ (۱۳ رمضان المبارک) میں فوت ہوئے۔ کرنال میں انہیں دفن کیا گیا، لیکن اقربا نے کسی طرح نعش نکال کر پانی پت میں دفن کی۔ سواد ہند: خطہ ہند، یعنی برصغیر پاک و ہند کا علاقہ۔ جلی: روشن، مشہور، واضح۔ نواپیرا: آواز کو آراستہ کرنے والا، نغمہ، الاپنے والا۔ گلزار کہن: پرانا باغ۔ گل رعنا: شگفتہ اور حسین پھول، مراد محبوب حقیقی، اس لئے کہ بو علی قلندرؒ کے جس شعر کے حوالے سے بات کی گئی ہے وہ ان کی ایک مختصر سی مثنوی کا پہلا شعر ہے اور اس میں روح سے مخاطب ہو کر گل رعنا یعنی محبوب حقیقی کا پوچھا گیا ہے۔

مرحبا اے بلبلے باغ کہن
از گل رعنا بگو با ما سخن

معانی ...... : اے قدیم باغ کے بلبل خوش آمدید یا کیا کہنے۔ ہمیں خوبصورت پھول کے بارے میں کچھ بتا۔ (پھول سے مراد محبوب حقیقی ہے)۔ (مثنوی شاہ بوعلی قلندر۔ مطبوعہ مطبع نولکشور کانپور ص ۲)۔ جنت آتش نژاد: ایسی جنت جو اپنی اصل کے لحاظ سے آگ ہے، مراد برصغیر پاک و ہند کا وہ خطہ جو پہلے کفرستان تھا اور حضرت بوعلی قلندرؒ کی کوشش سے وہاں اسلام پھیلا۔ (مینو = بہت، عالم بال، سواد = سیاہی، حدود، اطراف)۔ کوچک ابدالش: اس کا چھوٹا ابدال، قلندروں کی اصطلاح میں وہ مرید جو دوسرے مریدوں سے چھوٹی عمر کا یا نیا نیا مرید ہوا ہو۔ سرشار: لبریز، لباب، بھرا ہوا۔ عامل: عمل کرنے والا، یہاں مراد حاکم، گورنر۔ (رکاب = لوہے وغیرہ کا حلقہ جو گھوڑے کی زین کے ساتھ لٹکا ہوتا ہے، ہم رکاب = ساتھ چلنے والا، ہم راہی، شریک سفر)۔ چوبدار: لکڑی رکھنے والا، مراد عصا بردار چپڑاسی یا غلام جو کسی حاکم یا حکمران و فرمانروا کی سواری کے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ پیشرو: آگے چلنے والا، نقیب۔ زد بانگ: چلایا، پکار اٹھا، زور سے بولا۔ جلوداران: آگے چلنے والے پیشرو، نقیب، مالک کی سواری کے آگے آگے چلنے والے نوکر یا غلام۔ رہ مبند: راستہ مت بند کر۔ سرافگندہ پیش: سر آگے جھکائے ہوئے۔ غوطہ زن: غوطہ لگائے ہوئے، محو، کھویا ہوا۔ یم: سمندر، دریا۔ استکبار: خود کو بڑا سمجھنا، تکبر کرنا، غرور کرنا۔ چوب خود شکست: اپنا ڈنڈا مارا۔

ترجمہ وتشریح ...... : میں تجھ سے بوعلی (قلندرؒ پانی پت) کی بات کرتا ہوں جن کا نام ہندوستان کی سرزمین میں بہت روشن (مشہور) ہے۔

☆ ...... قدیم باغ کے اس نغمہ الاپنے والے (قلندرؒ) نے ہمیں شگفتہ و حسین پھول کی بات سنائی۔

☆ ...... بہشت کا یہ خطہ جو کبھی اپنی اصل کے لحاظ سے آگ (کفرستان) تھا۔ حضرت بوعلیؒ کے دامن کی ہوا سے واقعی بہشت کا ٹکڑا بن گیا۔

☆ ...... (ان کا) ایک چھوٹا مرید بازار کی طرف گیا (اس حالت میں کہ) وہ حضرت بوعلیؒ کی شراب (محبت) سے سرشار تھا۔ (اسے گرد و پیش کی کچھ خبر نہ تھی)۔

☆ ...... (اتفاق سے) اس شہر کے حاکم کی سواری ادھر سے گزر رہی تھی جس کے ساتھ اس کے غلام اور چوبدار بھی تھے۔

☆ ...... اس حاکم کے نقیب نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ او بے خبر! حاکم کے نقیبوں اور حاکم کی سواری کا راستہ نہ روک۔

☆ ...... وہ درویش اسی طرح سر جھکائے اپنے خیالات کے سمندر میں غوطہ لگائے ہوئے چلتا رہا (اسے پتا بھی نہ چلا کہ کون آ رہا ہے اور اسے کیا کہا گیا ہے)۔

☆ ...... اس عصا بردار نقیب نے غرور کے نشے میں اس درویش کے سر پر اپنا عصا پورے زور سے مارا۔

از رہ عامل فقیر آزردہ رفت — دلگران و ناخوش و افسردہ رفت
در حضور بو علیؒ فریاد کرد — اشک از زندان چشم آزاد کرد
صورت برقے کہ برکہسار ریخت — شیخ سیل آتش از گفتار ریخت
از رگ جاں آتش دیگر کشود — باد بیر خویش ارشادے نمود
خامہ را بر گیر و فرمانے نویس! — از فقیرے سوے سلطانے نویس!
بندہ ام را عامل برسر زدہ است — بر متاع جان خود اخگر زدہ است
باز گیر ایں عامل بد گوہرے — ورنہ بخشم ملک تو با دیگرے

معانی ...... : آزردہ رفت: رنجیدگی کے عالم میں گیا۔ دل گران: بوجھل دل۔ ناخوش: غمگین۔ افسردہ: بجھا ہوا، مرجھایا ہوا۔ زندان:

قید خانہ۔ صورت برقے کہ: اس بجلی کی مانند جو۔ ریخت: گری۔ رگ جاں: روح کی رگ، شہ رگ۔ آتش دیگر کشود: ایک اور آگ نکالی۔ دبیر: منشی، سیکرٹری۔ ارشادے: ایک فرمان، خاص ارشاد۔ خامہ رابرگیر: قلم پکڑ۔ بندہ ام را: میرے غلام کو، میرے آدمی کو۔ عاملت: تیرے عامل نے، تیرے حاکم نے۔ برسرزدہ است: سر پر مارا ہے۔ اخگر: چنگاری، انگارہ، شعلہ۔ باز گیر: باز پرس کر، محاسبہ کر، ڈانٹ ڈپٹ۔ عامل بد گوہرے: بدفطرت حاکم۔

ترجمہ وتشریح...... فقیر، حاکم کے اس رویئے سے آزردہ ہوگیا، اس کا دل بھاری تھا، وہ ناخوش تھا اور افسردہ ہوگیا۔

☆......اس نے بوعلیؒ کی خدمت میں فریاد کی۔ آنکھوں کے قید خانے سے آنسوؤں کو بہایا (رودیا)۔

☆......شیخ (بوعلی) نے اس بجلی کی طرح جو پہاڑوں پر گرتی ہے، اپنی گفتگو سے آگ کا طوفان رواں کیا (غصے میں آگئے)۔

☆......انہوں (شیخ) نے شدت کے ساتھ منہ سے ایک اور آگ برسائی (جلال آگیا) اور اپنے میر منشی کو فرمایا کہ قلم اٹھا اور فرمان لکھ۔ یہ فرمان ایک فقیر کی طرف سے سلطان کے نام جائے گا۔

☆......لکھ کر تیرے حاکم نے میرے ایک خادم کے سر پر لاٹھی ماری ہے۔ گویا اس نے اپنی متاعِ کو آگ دکھائی ہے۔ (سروسامان کو آگ کی نذر کردیا ہے)۔

☆......(اے بادشاہ) اس بدفطرت حاکم کو واپس بلالے، ورنہ میں تیرا ملک کسی اور کو بخش دوں گا۔

نامہ آں بندہ حق دستگاہ	لرزہ ہا انداخت در اندام شاہ
پیکرش سرمایہ آلام گشت	زرد مثل آفتاب شام گشت
بہر عامل حلقہ زنجیر جست	از قلندر عفو ایں تقصیر جست
خسرو شیریں زباں، رنگیں بیاں	نغمہ ہائش از ضمیر کن فکاں
فطرتش روشن مثال ماہتاب	گشت از بہر سفارت انتخاب
چنگ راپیش قلندر چوں نواخت	از نوائے شیشہ جانش گداخت
شوکتے کو پختہ چوں کہسار بود	قیمت یک نغمہ گفتار بود
نیشتر بر قلب درویشاں مزن	خویش را در آتش سوزاں مزن

معانی...... : بندہ حق دستگاہ: حق تک رسائی رکھنے والا یا خدا کی عطا کردہ طاقت رکھنے والا انسان۔ لرزہ ہا: لرزہ کی جمع، لرزہ بمعنی کپکپی۔ اندام: جسم، بدن۔ پیکرش: اس کا جسم۔ سرمایہ آلام: غموں دکھوں کا مجموعہ۔ حلقہ زنجیر جست: زنجیر کا حلقہ تلاش کیا، مراد اسے قید میں ڈال دیا۔ عفو: معافی۔ تقصیر: خطا، قصور۔ خسرو شیریں زباں: عمدہ شعر کہنے والا خسرو (خسرو = ساتویں/ تیرھویں اور آٹھویں/ چودھویں صدی کا مشہور فارسی گو صوفی شاعر [وفات: ۷۲۵/ ۱۳۲۵] اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص۔ انہیں اپنے مرشد سے بہت عشق تھا اور حضرت خواجہ کو بھی ان سے دلی لگاؤ تھا، ان کا یہ قول مشہور ہے کہ اگر روز حشر مجھ سے یہ پوچھا گیا کہ نظام الدین تم ہمارے لئے کیا لائے ہو، تو میں عرض کروں گا میں اپنی تمام عمر کا سرمایہ یعنی خسرو کا سوز لایا ہوں۔ علامہ نے ایک جگہ دعا کی صورت میں اس سوز کا ذکر کیا ہے۔

عطا کن شور رومی، سوز خسرو

خسرو سے کئی مثنویاں اور دیوان نیز نثر کی کتابیں یادگار ہیں۔ شیریں زباں = میٹھی زبان والا، مراد اچھے اور عمدہ شعر کہنے والا۔ رنگین بیان:

جس کے کلام میں رنگ ہو۔ از ضمیر کن فکاں: کائنات کے اسرار سے متعلق (اشارہ ہے ارشادِ خداوندی کی طرف جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے، روزِ ازل جب خدا نے کائنات پیدا کی فرمایا "کن" یعنی ہو جا، پس ہو گیا) فطرتش: اس کی فطرت۔ چنگ: باجا، ساز، ستار۔ نواخت: بجایا۔ از نوائے: ایک نغمہ یا خاص نغمے سے۔ شیشہ جانش: اس کی جان کا شیشہ۔ گداخت: پگھلا دیا، پگھلا ڈالا۔ شوکتے کو: ایسی شوکت جو۔ پختہ: پکی ہوئی، مراد مضبوط ٹھوس۔ نیشتر: زخم کھولنے کا اوزار، نشتر۔ مزن: مت مار، مت لگا۔ آتش سوزاں: جلا ڈالنے والی آگ۔

ترجمہ وتشریح...... اس خدا رسیدہ (حق پرست) بندے کے خط نے بادشاہ کے جسم پر لرزہ طاری کر دیا۔

☆......اس کا جسم رنج والم کا مجموعہ بن گیا۔ شام کے (ڈوبتے) سورج کی طرح اس کا رنگ پیلا پڑ گیا۔

☆......اس (بادشاہ) نے حاکم کو قید میں ڈال دیا اور قلندرؒ سے اس قصور کی معافی طلب کی۔

☆......شیریں زباں اور رنگیں بیاں شاعر خسرو کو، جس کے نغمے کن فکاں کے اسرار کے آئینہ دار ہیں، جس کا باطن چاندنی کی طرح روشن اور نورانی ہے، سفارت کے لئے چنا گیا۔ جب اس (خسرو) نے قلندر کے سامنے ستار پر نغمہ چھیڑا تو اس نغمے سے (قلندر) کی جان کا شیشہ پگھل گیا۔

☆......شان وشوکت جو پہاڑوں کی طرح مضبوط تھی اس کی قیمت، گفتار کا ایک نغمہ ٹھہری۔ (یعنی اس میں نرمی پیدا ہو گئی)۔

☆......(دیکھو) درویشوں کے دل پر نشتر نہ لگایئے۔ اپنے آپ کو راکھ کر دینے والی آگ میں نہ پھینکئے۔

حکایت دریں معنی کہ مسئلہ نفی خودی از مخترعات اقوام مغلوبہ بنی نوع انسان است کہ بایں طریق مخفی اخلاق اقوام غالبہ را ضعیف می سازند

(اس موضوع سے متعلق حکایت کہ خودی کی نفی کا مسئلہ (سوال) بنی نوع انسان کی مغلوب قوموں کی اختراعات (ایجادات) میں سے ہے تاکہ وہ اس خفیہ طریقے سے غالب قوموں کے اخلاق کو کمزور کر دیں۔

حکایت دریں معنی کہ مسئلہ نفی خود از مخترعات اقوام مغلوبہ بنی نوع انسان ست اکہ بایں طریق مخفی اخلاق اوقام غالبہ راضعیف می سازند

آں شنیدستی کہ در عہد قدیم — گوسفنداں در علف زارے مقیم
از وفور کاہ نسل افزا بدند — فارغ از اندیشہ اعدا بدند
آخر از ناسازی تقدیر میش — گشت از تیر بلائے سینہ ریش
شیر ہا از بیشہ بیروں زدند — بر علف زار بزاں شبخوں زدند
جذب و استیلا شعار قوت است — فتح راز آشکار قوت است
شیر نر کوس شہنشاہی نواخت — میش را از حریت محروم ساخت
بسکہ از شیراں نیا بدجز شکار — سرخ شد از خون میش آں مرغزار

معانی...... نفی خودی سے کام نہ لینا، طاقت ہوتے ہوئے طاقت کا مظاہرہ نہ کرنا۔ مخترعات: جمع مخترع، ایجاد کی ہوئی باتیں۔ اقوام مغلوبہ: محکوم قومیں، وہ قومیں جن پر دوسروں کا غلبہ ہو۔ طریق مخفی: پوشیدہ۔ اقوام غالبہ: غالب قومیں، طاقتور قومیں، حاکم قومیں۔ ضعیف می سازند: کمزور کر دیتی ہیں۔ آں شنیدستی: تو نے وہ سنا، کیا تو نے وہ کہانی سنی ہے؟ گوسفنداں: گوسفند بمعنی بھیڑ کی جمع، بھیڑ بکریاں۔ علف

زارے: ایک چراگاہ۔ وفور: وافر ہونا، زیادہ ہونا۔ کاہ: گھاس، چارا۔ نسل افزا: نسل بڑھانے والی۔ اندیشہ اعدا: دشمنوں کا خوف۔ ناسازی تقدیر: تقدیر کا ساتھ نہ دینا۔ میش: بکری، بھیڑ۔ از تیر بلائے: ایک بلا کے تیر سے۔ گشت سینہ ریش: سینہ زخمی ہو گیا۔ بیشہ: جنگل۔ سر بیرون زوند: سر باہر نکالا۔ بزاں: بز بمعنی بکری کی جمع، بکریاں۔ شبخون زوند: رات کے وقت حملہ کیا، شب خون مارا (وہ حملہ جو رات کے وقت کیا جائے جب لوگ غافل پڑے ہوں۔ جذب: کھینچ لینا۔ استیلا: غلبہ، غالب آ جانا۔ شعار قوت: قوت کا انداز۔ آشکار: ظاہر، ظاہر کرنا۔ کوس شہنشاہی: سلطنت کا ڈنکا۔ نواخت: بجایا۔ حریت: آزادی۔ از شیراں نیاید: شیروں سے نہیں ہوتا ہے۔

ترجمہ وتشریح......: کیا تو نے سنا ہے کہ قدیم زمانے میں بہت سی بھیڑ بکریاں ایک چراگاہ میں رہتی تھیں۔

☆......گھاس چارے کی کثرت کی وجہ سے ان کی نسل خوب بڑھ رہی تھی اور وہ دشمنوں کے ڈر سے بھی بے فکر تھیں۔

☆......یہ حالت تھی کہ بھیڑ بکریوں کی تقدیر یکا یک بگڑی اور مصیبت کے تیروں سے ان کے سینے زخمی ہو گئے۔

☆......(ہوا یوں کہ) چند شیر کسی جنگل سے ادھر آ نکلے اور انہوں نے رات کے وقت ان بھیڑوں پر حملہ کر دیا۔

(حقیقت یہ ہے کہ) اپنی طرف کھینچ لینا اور غلبہ پالینا قوت کا (پرانا) طریق کار ہے اور فتح قوت ہی کا ایک کھلا بھید ہے۔

☆......شیر نر (شیروں) نے اپنی شہنشاہی کا ڈنکا بجایا اور بھیڑوں کو آزادی سے محروم کر دیا۔

☆......شیر چونکہ صرف شکار کرنا ہی جانتے ہیں (اس لئے) وہ چراگاہ بھیڑوں کے خون سے سرخ ہو گئی۔

گوسفندے زیرکے فہمیدہ ... کہنہ سالے، گرگ باراں دیدہ
تنگ دل از روزگار قوم خویش ... از ستم ہائے ہزبراں سینہ ریش
شکوہ ہا از گردش تقدیر کرد ... کار خود را محکم از تدبیر کرد
بہر حفظ خویش مرد ناتواں ... حیلہ ہا جوید ز عقل کارداں
در غلامی از پے دفع ضرر ... قوت تدبیر گرد و تیز تر
پختہ چوں گرد و جنون انتقام ... فتنہ اندیشی کند عقل غلام

معانی......: زیرکے: ایک زیرک، ایک عقلمند۔ فہمیدہ: ایک صاحب فہم، ایک سمجھ بوجھ رکھنے والا۔ کہنہ سالے: ایک بوڑھا، ایک جہاں دیدہ۔ گرگ باراں دیدہ: ایک بھیڑیا جس نے بارش دیکھی ہو، مراد، تجربہ کار، جہاں دیدہ، مکار۔ برسات میں بھیڑیا بارش کے خوف سے اپنے بھٹ سے باہر نہیں نکلتا، جس کے نتیجے میں وہ بہت بھوکا رہتا ہے لیکن اگر وہ باہر نکلا ہو اور اس دوران میں بارش ہو جائے تو اس کا ڈر جاتا رہتا ہے۔ روزگار: زمانہ، حالات۔ ہزبراں: ہزبر کی جمع، شیر۔ سینہ ریش: جس کا سینہ زخمی ہو۔ محکم: مضبوط، قوی۔ بہر حفظ خویش: اپنی حفاظت کے لئے۔ حیلہ ہا جوید: بہانے تلاش کرتا ہے، تدبیریں اور چالیں سوچتا ہے۔ عقل کارداں: کام جاننے والی، عقل، مراد تجربہ کار۔ از پے دفع ضرر: تکلیف دور کرنے کی خاطر۔ جنون انتقام: بدلہ لینے کا جنون۔ فتنہ اندیشی: فتنے سوچنا۔

ترجمہ وتشریح......: ایک بھیڑ بڑی دانا اور سمجھ بوجھ والی تھی، باشعور تھی، پختہ عمر کی اور جہاں دیدہ تھی۔

☆......وہ اپنی قوم کے حالات سے پریشان تھی، اس کا سینہ شیروں کے ظلم وستم کے سبب زخمی تھا۔

☆......بھیڑوں کی گردش تقدیر کے شکوے کرتے ہوئے اپنے معاملے کو تدبیر سے مستحکم کیا (اپنا کام تدبیر سے مضبوط کیا)۔

☆......(حقیقت یہ ہے کہ) کمزور آدمی اپنی حفاظت کیلئے آزمودہ اور معاملہ فہم عقل سے کام لینے کے انداز سوچتا ہے۔ (حیلہ سازی کرتا ہے)۔

☆......غلامی میں نقصان اور تکلیف کو دور رکھنے (اس سے بچنے) کے لئے تدبیر کی قوت تیز ہو جاتی ہے۔ (بہت بڑھ جایا کرتی ہے)۔

☆...... جب انتقام کا جنون پختہ ہو جاتا ہے تو غلام کی عقل نت نئے مکر و فریب سوچنے لگتی ہے۔

(ان اشعار میں بھیڑوں ہی کے حوالے سے یہ بتایا گیا ہے کہ کمزور اقوام کس طرح طاقت کی بجائے تدبیر سے کام لے کر غالب اقوام کو جہد و عمل سے بیگانہ کر دیتی ہیں)۔

گفت، باخود عقدہ ما مشکل است قلزم غمہائے ما بے ساحل است
میش نتواند بزور از شیر رست سیم ساعد ماوا و پولا ددست
نیست ممکن کز کمال اوعظ و پند خوئے گرگی آفریند گوسفند
شیر نر رامیش کردن ممکن است غافلش از خویش کردن ممکن است
صاحب آوازۂ الہام گشت واعظ شیران خوں آشام گشت

معانی...... : عقدہ: گرہ، مشکل بات۔ قلزم: سمندر۔ بے ساحل: جس کا کنارہ نہ ہو، وسیع لامحدود۔ بزور: طاقت سے، قوت کے بل پر۔ نتواند رست: رہائی نہیں پا سکتا۔ سیم ساعد ما: ہم چاندی کی کلائی والے/ والی ہیں، مراد ہم بہت کمزور ہیں۔ پولا د دست: جس کا ہاتھ لوہے جیسا ہو، مراد بہت قوی، زبردست طاقت والا۔ خوے گرگی: بھیڑیئے کی سی خصلت، بھیڑیا پن۔ آفریند: پیدا کر لے۔ میش کردن: بھیڑ بنا لینا، بزدل بنا لینا (میش = بھیڑ، بکری، کردن = کرنا، یہاں بمعنی بنا لینا)۔ صاحب آوازہ الہام: الہام کی آواز کی مالک، مراد جسے وحی وغیرہ ہونے لگے (صاحب = مالک، آوازہ = آواز، صدا، شہرت، الہام = وحی)۔ شیران خون آشام: خون پینے والے شیر (شیران = شیر کی جمع، خون آشام = خون پینے والا/ والے خون، آشام = مصدر آشامیدن بمعنی پینا سے صفت فاعلی)۔

ترجمہ وتشریح...... : اس نے دل میں کہا کہ: ہماری گتھی کا سلجھاؤ بہت مشکل ہے۔ ہمارے غموں کا سمندر بے کراں ہے (اس کا کوئی کنارہ نہیں دکھائی دیتا)۔

☆...... بھیڑ بکری میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ اس کے بل پر شیر سے نجات حاصل کر سکیں۔ ہم چاندی کی کلائی والی (بہت کمزور) ہیں اور وہ فولاد کے ہاتھوں والا (بہت طاقتور) ہے۔

☆...... وعظ و نصیحت سے ممکن نہیں ہے کہ بھیڑ، بھیڑیئے کی سی خو خصلت پیدا کر لے۔

☆...... ہاں شیر نر کو بکری بنا لینا ممکن ہے۔ اسے اس کی اپنی ذات سے غافل کر دینا بھی ممکن ہے۔

☆...... چنانچہ اس نے کچھ ایسا ڈھنڈورا پیٹ دیا جیسے اس پر وحی نازل ہوتی (الہام کا دعویٰ کیا) اور یوں وہ خون پینے والے شیروں کی واعظ بن گئی۔

نعرہ زد اے قوم کذاب اشر بے خبر از یوم نحس مستمر
مایہ دار از قوت روحانیم بہر شیراں مرسل یزدانیم
دیدہ بے نور را نور آمدم صاحب دستور و مامور آمدم
توبہ از اعمال نا محمود کن اے زیاں اندیش فکر سود کن
ہر کہ باشد تند و زور آور شقی است زندگی مستحکم از نفی خودی است

معانی...... : نعرہ زد: اس نے نعرہ لگایا۔ قوم کذاب اشر: بہت جھوٹی اور شیخی باز قوم (کذاب اشر، سورہ القمر میں یہ الفاظ دو مرتبہ

استعمال ہوئے ہیں۔ آیت ۲۵، ۲۶، کذاب = بہت زیادہ جھوٹا، اشر = بہت شیخی باز، بہت اترانے والا) یوم نحس مستمر: ہمیشہ ہمیشہ کی نحوست کا دن، (قرآن کریم سورہ القمر آیت ۱۹ میں یہ الفاظ آئے ہیں نحس = نحوست، منحوس ہونا، سبز قدم ہونا، شوم یا بد بخت ہونا، مستمر = ہمیشہ، دوام)۔ مایہ دار: قوی، طاقتور، سرمایہ دار۔ از قوت روحانیم: میں روحانی قوت سے (مایہ دار) ہوں۔ بہر شیران: شیروں کے لئے۔ مرسل یزدانیم: میں خدائی رسول ہوں، میں خدائی پیغامبر ہوں (یزداں = آتش پرستوں کی اصطلاح میں نیکیوں کا خدا)۔ دیدہ بے نور: نور یا بصارت سے عاری آنکھ۔ نور آدم: میں نور آئی ہوں، میں رہنما ہوں، میں روشنی کا کام دیتی ہوں۔ صاحب دستور: جس کے پاس کوئی قانون ہو، جسے قانون و شریعت عطا ہوا ہو۔ مامور: امر کیا گیا، حکم دیا گیا (محمود = حمد یعنی تعریف کیا گیا، مراد تعریف کے لائق)۔ زیاں اندیش: نقصان سوچنے والا۔ فکر سود: فائدے کی فکر، بھلائی کی فکر۔ تندوزور آور: تیز یعنی غصے والا اور طاقتور، قوی۔ شقی: بد بخت، سنگ دل۔ نفی خودی: اپنی ذات کی نفی، بلا وجہ کمزوری کا مظاہرہ یا عجز و انکسار اختیار کرنا۔

ترجمہ وتشریح......: نعرہ لگایا کہ ''اے بے حد جھوٹی اور شیخی باز قوم، تم لوگ ہمیشہ ہمیشہ کی نحوست سے بے خبر ہو (غافل ہو)۔

☆......میں روحانی قوت سے مالا مال ہوں (مجھے بے حد روحانی قوت عطا ہوئی ہے)۔ میں شیروں کے لئے خدا کی طرف سے بھیجی گئی رسول ہوں۔

☆......میں بصارت سے محروم آنکھوں کے لئے نور بن کر آئی ہوں۔ میں شریعت لے کر اور خاص حکم و منصب کے ساتھ آئی ہوں۔

☆......(تو اے شیروں کی قوم) تو اپنے برے کاموں سے توبہ کرو۔ اے نقصان کی حامل سوچ رکھنے والی قوم اپنی بھلائی اور فائدے کا خیال کرو۔

☆......جو کوئی بھی غصیلا اور طاقت کے نشے میں چور ہے وہ بد بخت ہے، زندگی کو استحکام تو اپنی ذات، اپنی قوت کی نفی ہی سے میسر آتا ہے۔

روح نیکاں از علف یابد غذا — تارک اللحم است مقبول خدا
تیزی دنداں ترا رسوا کند — دیدہ ادراک را اعمیٰ کند
جنت از بہر ضعیفان است و بس — قوت از اسباب خسران است و بس
جستجوئے عظمت و سطوت شر است — تنگدستی از امارت خوشتر است
برق سوزاں در کمین دانہ نیست — دانہ گر خرمن شود فرزانہ نیست
ذرہ شو، صحرا مشو گر عاقلی! — تاز نور آفتابے برخوری
اے کہ می نازی بذبح گوسفند — ذبح کن خود را کہ باشی ارجمند

معانی......: نیکاں: نیک کی جمع، اچھے اور لائق لوگ۔ علف: گھاس، چارا۔ تارک اللحم: گوشت چھوڑنے والا، وہ جو گوشت نہ کھاتا ہو۔ مقبول: قبول کیا گیا، پسندیدہ۔ تیزی دنداں: دانتوں کی تیزی۔ دیدہ ادراک: فہم و شعور کی آنکھ، بصیرت۔ اعمیٰ: اندھا، نابینا، کور۔ از بہر ضعیفان: کمزوروں کے لئے۔ اسباب خسران: گھاٹے کے ذرائع۔ جستجوئے عظمت و سطوت: بڑائی اور شوکت و ہیبت کی تلاش۔ شر است: برائی ہے، خرابی ہے۔ تنگ دستی: ہاتھ تنگ ہونا، مفلسی، غریبی۔ امارت: امیری، دولتمندی، سرداری۔ خوشتر: بہت اچھی، بہتر۔ برق سوزاں: جلا دینے والی بجلی۔ کمین: گھات۔ خرمن: کھلیان، کٹی ہوئی فصل کا ڈھیر، پکی ہوئی فصل۔ فرزانہ: عقل مند۔ ذرہ شو: ذرہ بن جا، خود کو حقیر بنا لے۔ صحرا مشو: صحرا مت بن۔ برخوری: تو پھل کھائے، تو فائدہ اٹھائے۔ می نازی: تو ناز کرتا ہے، تو فخر کرتا ہے۔ ارجمند: قیمت والا، مراد صاحب عظمت، عظیم۔

ترجمہ وتشریح......: دیکھو، نیک روحیں گھاس پات کھا کر گزارہ کرتی ہے، جو گوشت کھانا چھوڑ دے، وہ خدا کا مقبول بندہ بن جاتا ہے۔

☆......دانتوں کی تیزی تجھے رسوا کر رہی ہے اس سے عقل کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔
☆......جنت تو صرف کمزوروں اور ناتوانوں کے لئے ہے، جب کہ قوت و طاقت ہی خسارے کا سامان بن جاتی ہے۔
☆......شان و شوکت اور ہیبت و دبدبہ کی تلاش و کوشش تو نرا فساد (برائی) ہے۔ مفلسی (تنگ دستی) دولتمندی سے کہیں بہتر ہے۔
☆......جلا دینے والی بجلی اکیلے دانے کی گھات میں نہیں رہتی، سو دانہ اگر فصل کی صورت اختیار کر لیتا ہے تو وہ دانشمند نہیں ہے (بجلی کے گرنے کا راستہ کھل جاتا ہے۔ اس لئے انبار جمع نہ کیا جائے)۔
☆......اگر تم عقل مند ہو تو ذرہ ہی بنے رہو، صحرا نہ بنو۔ تا کہ تو سورج کی روشنی سے فیض حاصل کر سکو۔
☆......تو جو بھیڑ بکری کو مار کر فخر کرتا ہے اگر بلندی کا درجہ حاصل کرنا چاہتا ہے ہو تو اپنے آپ کو ذبح کر یعنی اپنے آپ کو مار۔

(مغلوب قومیں کیسی کیسی نفسیاتی چالیں چل کر غالب قوام کو ناتواں و ضعیف بنا دیتی ہیں)۔

زندگی رامی کند نا پایدار — جبر و قہر و انتقام و اقتدار
سبزہ پامال است و روید باربار — خواب مرگ از دیدہ شوید بار بار
غافل از خود شواگر فرزانہ — گرز خود غافل نہ دیوانہ
چشم بند و گوش بند و لب بہ بند — تارسد فکر تو بر چرغ بلند
ایں علف زار جہاں ہیچ است ہیچ — تو بریں موہوم اے ناں مپیچ

معانی...... : ناپایدار: جو مضبوط اور مستحکم نہ ہو، پاؤں یا بنیاد نہ رکھنے والا۔ جبر: سختی، زور، ظلم، تشدد۔ قہر: غصہ، غضب۔ اقتدار: قدرت رکھنا، قوت و غلبہ رکھنا۔ پامال: پاؤں کے نیچے روندا ہوا۔ روید: اگتا ہے۔ شوید: دھوتا ہے۔ تارسد: تا کہ پہنچے۔ علف زار: چراگاہ۔ ہیچ است ہیچ: کچھ بھی نہیں ہے۔ موہوم: وہم کیا گیا، خیالی۔ مپیچ: ملت الجھ، مت لپٹ۔

☆......ظلم و تشدد، سختی، انتقام اور قوت و قدرت، زندگی کو ناپائیدار بنا دیتا ہے۔ (بنیاد کھوکھلی کر ڈالتا ہے)۔
☆......(دیکھو) سبزہ پاؤں تلے روندا جاتا ہے (لیکن پھر بھی) بار بار اگتا ہے اور اپنی آنکھوں سے موت کی نیند بار بار دھو ڈالتا ہے (یعنی پامالی اسے ختم نہیں کرتی بلکہ رہنے کی قوت عطا کرتی ہے)۔
☆......اگر تو عقل مند ہے تو اپنے آپ سے (اپنی اہلیتوں) سے غافل ہو جا۔ اگر تو خود سے غافل نہیں ہے تو پھر تو دیوانہ ہے۔
☆......آنکھ بند کر لے، کان بند کر لے اور ہونٹ یعنی منہ بند کر لے تا کہ تیری قوت، فکر، بلند آسمان تک جا پہنچے۔
☆...... یہ دنیا کی چراگاہ کچھ بھی نہیں ہے (سراسر ناکارہ اور بے حقیقت ہے) تو اے پگلے! اس خیالی دنیا سے مت لپٹ۔ (یہ وہم کی پیداوار ہے۔ اس سے تعلق نہ رکھ)۔

(بھیڑ نے اپنے سارے وعظ میں ان صلاحیتوں اور قوتوں سے ہاتھ اٹھانے کی ترغیب دلائی ہے جن سے شیر کا شیر پن قائم رہتا ہے)۔

خیل شیراز سخت کوشی خستہ بود — دل بذوق تن پرستی بستہ بود
آمدش ایں پند خواب آور پسند — خور داز خامی فسون گوسفند
آنکہ کردے گوسفنداں راشکار — کرد دین گوسفندی اختیار
باپلنگاں سازگار آمد علف — گشت آخر گوہی شیری خزف

از علف آں تیزی دنداں نماند ہیبت چشم شرار افشاں نماند
دل بتدریج از میان سینہ رفت جوہر آئینہ از آئینہ رفت

معانی...... : خیل: گروہ، قبیلہ۔ سخت کوشی: نہایت محنت اور کوشش۔ خستہ بود: تھک چکا (گیا) تھا۔ تن پرستی: جسم کی پوجا کرنا، مراد آرام طلبی۔ دل بستہ بود: دل لگا رکھا تھا۔ پند خواب آور: نیند لانے والی نصیحت۔ خامی: خام ہونا، کچا ہونا۔ فسون: افسون، سحر، جادو، مکر۔ پلنگان: پلنگ بمعنی چیتا کی جمع، یہاں مراد شیر ہے۔ ساز گار آمد علف: گھاس طبیعت کو موافق آگئی، (راس آگئی)۔ گوہر شیری: شیر ہونے کا جوہر، شیر ہونے کی خوبیاں۔ خزف: ٹھیکری۔ ہیبت: ڈر، خوف، دبدبہ۔ چشم شرار افشاں: شرارے بکھیرنے والی آنکھ۔ جوہر آئینہ: آئینے کی چمک۔

ترجمہ وتشریح...... : شیروں کا گروہ لگاتار جدوجہد اور محنت مشقت سے تھک کر چُور ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس نے تن پرستی کا ذوق دل میں پیدا کرلیا تھا (آرام طلب ہوگیا)۔

☆......اس گروہ کو جدوجہد سے بیگانہ کردینے والی یہ نصیحت پسند آگئی۔ نادانی سے ان پر بھیڑ کا جادو چل گیا۔

☆......وہ گروہ جو کبھی بھیڑوں کا شکار کیا کرتا تھا، اب اس نے بھیڑوں کی سی خصلت اپنالی۔

☆......(نتیجہ یہ نکلا کہ) چیتوں یعنی شیروں کو اب گھاس مزہ دینے لگی اور یوں ان کے شیر پن کا گوہر بہا ٹھیکری بن کر رہ گیا (تمام جوہر زائل ہوگئے)۔

☆......گھاس کھانے سے دانتوں کی وہ پہلی سی کاٹ اور تیزی نہ رہی۔ شعلے بکھیرنے والی آنکھ کی وہ پہلی سی ہیبت نہ رہی۔

☆......دل (جو جرات و دلیری کا منبع تھا) سینے سے نکل گیا، گویا آئینے کی چمک آئینے سے جاتی رہی۔ (آئینہ جوہروں سے خالی ہوگیا)۔

نوٹ: جب شیر کی پوری فطرت اور شخصیت متاثر ہوئی تو اس کا وہ دبدبہ اور ہیبت بھی ختم ہوگئی جو اس کی ذات کا بنیادی وصف تھا۔ دل کا سینے سے نکل جانا گویا جذبوں سے عاری ہو جانا ہے۔ اس ضمن میں علامہ کا یہ شعر قابل توجہ ہے:

سمجھا لہو کی بوند اگر تو اسے تو خیر
دل آدمی کا ہے فقط اک جذبہ بلند

جب جذبے ہی نہ رہے تو قوت و عظمت خود بخود مٹ گئی۔ آئینہ سے مراد یہی دل اور جوہر آئینہ سے مراد وہ جذبہ صادق ہے جس کی بدولت بڑے بڑے معرکے سر کیے جاتے ہیں)۔

آں جنون کوشش کامل نماز آں تقاضائے عمل در دل نماند
اقتدار و عزم استقلال رفت اعتبار و عزت و اقبال رفت
پنجہ ہائے آہنیں بے زور شد مردہ شد دلہا و تنہا گور شد
زور تن کاہید و خوف جاں فزود خوف جاں سرمایہ ہمت ربود
صد مرض پیدا شد از بے ہمتی کوتہ دستی، بیدلی، دوں فطرتی
شیر بیدار از فسون میش خفت انحطاط خویش را تہذیب گفت

معانی...... : کوشش کامل: مکمل جدوجہد، پوری پوری محنت۔ پنجہ ہائے آہنین: لوہے کے پنجے، مراد بہت مضبوط پنجے۔ کاہید: گھٹ یا۔ فزود: بڑھ گیا۔ سرمایہ ہمت ربود: ہمت کی پونجی لے اڑا، مراد ہمت ختم کرکے رکھ دی۔ کوتہ دستی: ہاتھ کا چھوٹا ہونا، مراد پست ہمتی۔ دوں فطرتی:

پست فطرتی، نیچ لوگوں کی عدت وخصلت، گھٹیا پن۔ خفت: سوگیا۔ انحطاط: زوال، پستی، تنزل۔ تہذیب: خوش اخلاقی، شائستگی، انسانیت۔

ترجمہ وتشریح......: وہ پورے طور پر جدو جہد کرنے کا شوق وجذبہ نہ رہا۔ عمل کا وہ تقاضا دل سے جاتا رہا۔

☆......اقتدار، عزم اور ثابت قدمی سے وہ محروم ہو گئے۔ ساکھ، عزت اور خوش بختی نے ساتھ چھوڑ دیا (جاتے رہے)۔

☆......فولادی مضبوط پنجوں میں کمزوری آ گئی، دل مردہ ہو گئے اور جسموں نے قبر کی سی صورت اختیار کر لی۔

☆......جسم کی قوت وطاقت گھٹ گئی اور جان کا خوف بڑھ گیا۔ جان کے اس خوف نے ہمت اور دلیری کی پونجی کو بھی ختم کر دیا۔

☆......بے ہمتی آئی تو سینکڑوں بیماریاں پیدا ہو گئیں مثلاً ناکارگی، بیدلی اور پست فطرتی۔

☆......وہ شیر جو بیدار تھا (دلیری وقوی تھا) بھیڑ کے جادو نے اسے سُلا دیا۔ اس کی قوت میں زوال آ گیا۔ اس نے زوال کی حالت کو تہذیب کا نام دے دیا۔

نوٹ: اس سے مراد یہی ہے کہ وہ جذبوں اور قوت عمل سے عاری ہو کر اپنا تشخص کھو بیٹھا۔ علامہ ایک جگہ کہتے ہیں:

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

اور میر دردؔ کے بقول:

مجھے یہ ڈر ہے، دل زندہ تو نہ مر جاوے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

تو گویا جب کوئی قوم دل زندہ سے محروم ہو جاتی ہے تو وہ اپنی فنا کا سامان کر لیتی ہے۔

در معنی این کہ افلاطون یونانی کے تصوف وادبیات اقوام اسلامیہ از افکار او اثر عظیم پذیرفتہ بر مسلک گوسفندی رفتہ است و از تخیلات او احتراز واجب است

(اس بیان میں کہ یونان کا [فلسفی] افلاطون جس کے افکار سے مسلم اقوام کے تصوف اور ادب نے بہت زیادہ اثر قبول کیا، مسلک گوسفندی ہی پر چلا ہے، اس کے افکار وخیالات سے بچا رہنا ضروری ہے)

راہب دیرینہ افلاطون حکیم — از گروہ گوسفندان قدیم
رخش او در ظلمت معقول گم — در کہستان وجود افگندہ سم
آنچناں افسون نامحسوس خورد — اعتبار از دست و چشم و گوش برد
گفت سر زندگی در مردن است — شمع را صد جلوہ از افسردن است
بر تخیلہائے ما فرماں رواست — جام او خواب آور و گیتی رباست
گوسفندے در لباس آدم است — حکم او بر جان صوفی محکم است
عقل خود را بر سر گردوں رساند — عالم اسباب را افسانہ خواند

معانی...... : افلاطون یونانی: یونان کا رہنے والا افلاطون، Plato (افلاطون = مشہور فلسفی، سقراط کا شاگرد اور ارسطو کا استاد۔ ۴۲۸ قبل مسیح یونان کے شہر ایتھنز (اثیمیہ) میں پیدا ہوا اور ۳۴۷۔۳۴۸ ق م میں فوت ہوا۔ اثیمیہ کے ایک ممتاز خاندان کا فرد تھا۔ اس نے ۳۸۷ ق م میں فلسفیانہ اور علمی تحقیقات کے لئے ایک اکیڈیمی قائم کی۔ اس کے ''مکالمات'' اور ''ریاست'' کو اپنی نوعیت کے لحاظ سے بے مثال کارنامے میں شمار کیا گیا ہے)۔ اثر عظیم پذیرفتہ: بڑا اثر قبول کیا ہے۔ مسلک گوسفندی: بھیڑ کا طریق۔ احتراز: بچاؤ، دوری، پرہیز راہب: پادری، عیسائیوں کا تارک الدنیا درویش۔ رخش: شاہنامہ فردوسی کے مطابق مشہور داستانی ایرانی پہلوان رستم کے گھوڑے کا نام جس کا رنگ سرخ وسفید تھا۔ یہاں مراد محض گھوڑا۔ ظلمت معقول: فلسفے کی تاریکی، عقلی علوم۔ وجود: ہستی، زندگی۔ افگندہ سم: یعنی اس نے سم (کھر) ڈال دیئے ہیں۔ افسون: سحر، جادو، مکر۔ اعتبار از دست وچشم وگوش برد: اس نے اپنے ہاتھ، آنکھ اور کان کا اعتبار کھو دیا۔ یعنی ان اعضا کو اس نے بیکار جانا۔ سر زندگی: زندگی کا بھید۔ گیتی ربا: زمانہ چھین لے جانے والا، مراد دنیا کو اپنی طرف مائل کرنے والا۔ بر سر گردون رساند: آسمان تک پہنچا دیا، بہت بلندیوں پر لے گیا۔ افسانہ خواند: افسانہ، کہا۔

ترجمہ وتشریح......: یونان کا وہ قدیم تارک دنیا حکیم افلاطون اپنے عہد کے قدیم بھیڑوں کے ریوڑ میں سے تھا۔

☆......اس کا گھوڑا فلسفے کی تاریکی میں کھو گیا، وہ (گھوڑا) وجود کے کوہستان میں چلنے سے عاجز ودرماندہ رہ گیا۔

☆......وہ نامحسوس کے فریب میں کچھ اس قدر مبتلا ہو گیا کہ اسے ہاتھ، آنکھ اور کان کے وجود کا اعتبار ہی نہ رہا۔

☆......اس نے کہا کہ زندگی کا راز مر جانے میں چھپا ہے شمع کے بجھ جانے ہی سے اس کے سینکڑوں جلوے ظاہر ہوتے ہیں۔

☆......وہ ہمارے خیالات پر چھایا ہوا ہے، اس کا جام نیند لانے والا اور زمانے کو چھین لے جانے والا ہے۔

☆......(درحقیقت) وہ آدمی کے لباس میں ایک بھیڑ ہے، اس کا حکم صوفی کی روح پر پوری طرح غالب ہے۔ (صوفی اس کے خیالات و افکار پر مٹے ہوئے ہیں)۔

☆......اس نے اپنی عقل آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دی۔ اس نے عالم اسباب یعنی اس مادی دنیا کو بے حقیقت کہا۔

کار او تحلیل اجزائے حیات قطع شاخ سرو رعنائے حیات
فکر افلاطون زیاں را سود گفت حکمت او بود را نابود گفت
فطرتش خوابید و خوابے آفرید چشم ہوش او سرابے آفرید
بسکہ از ذوق عمل محروم بود جان او وارفتۂ معدوم بود
منکر ہنگامۂ موجود گشت خالق اعیان نامشہود گشت

معانی...... : تحلیل اجزائے حیات: زندگی کے اجزا کا الگ الگ ہونا، گھل جانا۔ قطع: کاٹ، کاٹنا۔ (سرو = مشہور درخت، رعنا = خوبصورت، دل کش)۔ زیاں: نقصان، گھاٹا۔ سود: فائدہ، منافع۔ بود: وجود، موجود انسان یا چیز۔ نابود: جس کا وجود نہ ہو۔ خوابے آفرید: ایک خواب پیدا کیا۔ سرابے آفرید: ایک سراب پیدا کیا (سراب = دھوپ میں صحرائی ریت کی چمک، جس پر دیکھنے والے کو پانی کا دھوکا ہوتا ہے)۔ وارفتہ معدوم: غیر موجود کا دیوانہ، غیر موجود کا دل دادہ۔ اعیان نامشہود: وہ اشیا جو خارج میں موجود نہیں (اعیان = عین کی جمع بمعنی موجودات، مشہود = دیکھا گیا، آشکار)۔ نامشہود: نظر نہ آنے والا۔

ترجمہ وتشریح......: اس کا کام زندگی کے اجزا کا تجزیہ کرنا اور زندگی کے دل کش سرو کی شاخ کو کاٹنا ہے۔

☆......افلاطون کی فکر نے نقصان کو نفع کہا، اس کی حکمت نے وجود کو غیر وجود کہا۔

☆......اس کی فطرت سوگئی پھر اس نے ایک خواب پیدا کیا۔اس کے ہوش کی آنکھ نے ایک سراب کو تخلیق کیا (وجود میں لے آئی)۔
☆......وہ عمل کے ذوق سے کچھ زیادہ ہی محروم تھا۔اس کی روح معدوم کی دیوانی تھی۔(اس کی جان عدم محض پر مٹی ہوئی تھی)۔
☆......اس نے موجودات کے ہنگامے سے انکار کر دیا۔اس نے خارج میں غیر موجود اشیا تخلیق کیں۔

زندہ جاں را عالم مکاں خوش است — مردہ دل را عالم اعیاں خوش است
آہوش بے بہرہ از لطف خرام — لذت رفتار بر کبکش حرام
شبنمش از طاقت رم بے نصیب — طائرش راسینہ ازدم بے نصیب
ذوق روئیدن ندارد دانہ اش — از طپیدن بے خبر پروانہ اش

معانی......: زندہ جاں: زندہ روح۔عالم امکاں: ممکنات کی دنیا، مراد یہ فانی دنیا۔عالم اعیان: موجودات کی دنیا، (اعیان = عین کی جمع، موجودات)۔بے بہرہ: محروم، جسے حصہ نہ ملا ہو۔خرام: چال۔کبکش: اس کا چور۔طاقت رم: وحشت یا گریز کی طاقت یہاں مراد اڑ جانے کی طاقت۔روئیدن: اگنا۔تپیدن: تڑپنا۔

ترجمہ وتشریح......: جس شخص میں زندگی کی روح موجود ہے اسے یہ فانی دنیا اچھی لگتی ہے۔البتہ جس کا دل مر چکا ہو اس کے لئے وہ دنیا اچھی ہے جس کی محسوس اشیا اس کے نزدیک معدوم ہیں۔
☆......اس (افلاطون) کے ہرن کو خرام کے لطف سے کوئی حصہ نہ ملا (محروم ہے) اس کے چکور پر رفتار کی لذت حرام ہوگئی۔ہرن کا کمال چوکڑی بھرنا اور چکور کا کمال دلاویز طریق پر چلنا ہے۔اگر یہ خوبیاں غائب ہو جائیں تو ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔
☆......اس کی شبنم اڑ جانے کی طاقت سے بے نصیب ہے۔اس کے پرندے کے سینے میں نغمہ آرائی کا دم ہی نہ تھا۔(شبنم کی خوبی اڑنا اور پرندے کی خوبی گانا ہے)۔
☆......اس کے دانے میں نمو پانے (اُگنے) کا ذوق نہیں ہے۔اس کا پروانہ تڑپنے سے بے خبر ہے۔(تڑپ سے نا آشنا ہے)۔

راہب ماچارہ غیر ازرم نداشت — طاقت غوغائے ایں عالم نداشت
دل بسوز شعلہ افسردہ بست — نقش آں دنیائے افیوں خوردہ بست
از نشیمن سوے گردوں پر کشود — باز سوئے آشیاں نامد فرود
درخم گردوں خیال او گم است — من ندانم دردیا خشت خم است
قومہا از سکر او مسموم گشت — خفت و از ذوق عمل محروم گشت

معانی......: راہب: تارک دنیا شخص، عیسائیوں کا مذہبی پیشوا۔چارہ غیر از رم: بھاگ جانے کے سوا کوئی اور علاج، فرار کے سوا کوئی اور تدبیر۔شعلہ افسردہ: بجھا ہوا شعلہ۔سوے گردوں: آسمان کی طرف۔پر کشود: پر کھولے، اڑا۔باز: پھر، دوبارہ۔نامد فرود: نہ اترا، نیچے نہ آیا۔خم گردوں: آسمان کا مٹکا۔درد: تلچھٹ، میل یا گاد جو مٹکے وغیرہ کی تہ میں بیٹھ جاتی ہے۔خشت خم: مٹکے کی اینٹ۔سکر: نشہ، بے ہوشی، اپنے آپ سے بے خبری، غفلت، تصوف کی اصطلاح میں وہ کیفیت و حالت جب سالک اپنے ماحول سے بے خبر اور حالت جذب میں ہوتا ہے۔مسموم: سم کیا گیا، زہریلا، زہر دیا گیا ہو۔خفت: سوگئی، سوگئیں، سوگیا۔

ترجمہ وتشریح......: ہمارے تارک دنیا (افلاطون کے لئے فرار کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا، اس میں اس دنیا کے ہنگامے

(تنازع للبقا کی جدوجہد) کی طاقت نہ تھی۔ (لہٰذا سب کچھ چھوڑ کر بھاگ گیا)۔

☆......اس نے بجھے ہوئے شعلے سے اپنا دل لگایا، اس نے اس افیون خوردہ دنیا کی تصویر بنائی۔ (خاکہ تیار کرتا رہا)۔

☆......اس نے پر کھولے اور آسمان کی طرف اڑ گیا۔ پھر وہ آشیانے میں نہیں اترا۔ (واپس نہ پہنچا)۔

☆......آسمان کے مٹکے میں اس کا خیال گم ہو گیا مجھے علم نہیں کہ وہ تلچھٹ ہے یا مٹکے کے سر کی اینٹ ہے۔

☆......قومیں اس کے غفلت انگیز (نشہ آور) فلسفے کے زہر کا شکار ہو گئیں، وہ سو گئیں اور عمل کے ذوق سے محروم ہو گئیں۔ (جن قوموں نے افلاطون کا فلسفہ اختیار کیا وہ سو گئیں اور ذوق عمل سے محروم رہیں)۔

در حقیقت شعر و اصلاح ادبیات اسلامیہ

(شعر کی حقیقت اور اسلامی ادبیات کی اصلاح کے بارے میں)

گرم خوں انساں ز داغ آرزو　　آتش ایں خاک از چراغ آرزو
از تمنا مے بجام آمد حیات　　گرم خیز و تیزگام آمد حیات
زندگی مضمون تسخیر است و بس　　آرزو افسون تسخیر است و بس
زندگی صید افگن و دام آرزو　　حسن را از عشق پیغام آرزو

معانی...... مے بجام آمد حیات: زندگی جام میں شراب لئے ہوئے آئی، زندگی میں جوش و ولولہ پیدا ہوا۔ گرم خیز: عمل میں سرگرمی دکھانے والی۔ تیز گام: تیز قدم والی، تیز چلنے والی۔ مضمون تسخیر: مغلوب کر لینے کا مضمون۔ صید افگن: شکار گرانے والا/ والی، مراد شکار کرنے والا۔ افسون: جادو، سحر، یہاں بمعنی تدبیر۔

ترجمہ وتشریح......انسان کا خون آرزو کے داغ سے گرم ہوتا ہے۔ یہ خاک (انسان) آرزو کے چراغ سے آگ بن جاتی ہے۔

☆......آرزو اور تمنا ہی سے زندگی کا پیالہ شراب سے بھرتا ہے۔ اسی آرزو کے طفیل زندگی میں تیز روی، سرگرمی اور تیزی آ جاتی ہے۔

☆......زندگی تو فقط فطرت پر غلبہ پا کر اسے اپنے کام میں لانے کا مضمون ہے جب کہ آرزو اس تسخیر کا جادو (منتر) ہے اور بس۔

☆......زندگی، شکار کھیلتی ہے اور (اس شکار کے لئے) آرزو جال کا کام دیتی ہے یہ آرزو گویا عشق کی طرف سے حسن کا نام پیغام ہے۔

از چہ رو خیز و تمنا دمبدم　　ایں نوائے زندگی را زیر و بم
ہر چہ باشد خوب و زیبا و جمیل　　در بیابان طلب مارا دلیل
نقش او محکم نشیند در دلت　　آرزوہا آفریند در دلت
حسن خلاق بہار آرزوست　　جلوہ اش پروردگار آرزوست
سینہ شاعر تجلی زار حسن　　خیزد از سینائے او انوار حسن
از نگاہش خوب گردد خوب تر　　فطرت از افسون او محبوب تر

معانی...... از چہ رو: کس طرح سے، کیونکر۔ خیزد: اٹھتی ہے۔ زیر و بم: موسیقی کی اصطلاح، نیچا اور اونچا سر۔ دمبدم: ہر لحظہ، ہر لمحہ،

مسلسل، لگاتار۔ ہر چہ باشد: جو کچھ بھی ہے۔ دلیل: رہنما، رہبر، رستہ دکھانے والا، قائد، پیشوا، آگے آگے چلنے والا۔ محکم نشیند: مضبوط جمتا ہے، مضبوط بیٹھتا ہے۔ خلاق: بہت زیادہ پیدا کرنے والا۔ تجلی زار حسن: حسن کے جلوہ گر ہونے کی جگہ، حسن کا جلوہ گاہ۔ سینائے او: اس کا سینا (سینا= وہ پہاڑ جس پر حضرت موسیٰ کو خدا کا دیدار ہوا تھا۔ افسون: سحر، جادو۔ خوب گردد خوب تر: اچھا، اور بھی اچھا بن جاتا ہے۔

ترجمہ وتشریح......: آرزو وتمنا کس لئے ہر لحہ وجود میں آتی رہتی ہے؟ یہ زندگی کے نغمے کی نیچی لے اور اونچی لے ہے۔

☆......جو چیز بھی دل کش، خوبصورت اور حسن و جمال سے آراستہ ہے، وہ آرزو اور خواہش کے جنگل میں ہماری رہنمائی کرنے والی ہے۔

☆......اس (دل کش شے) کا نقش تیرے دل میں گہرا اور مستحکم بیٹھتا ہے یہ تیرے دل میں آرزوؤں کو جنم دیتی ہے۔

☆......حسن ہی سے آرزو کی بہار پیدا ہوتی ہے، اسی کے آغوش سے آرزو پاتی ہے۔

☆......شاعر کا سینہ حسن کی جلوہ گاہ ہے اس کے سینا سے حسن کے انوار پھوٹتے ہیں۔ (جلوے ابھرتے ہیں)۔

☆......اس کی نگاہ سے حسن میں مزید نکھار آجاتا ہے، فطرت اس کے سحر سے اور بھی محبوب ہو جاتی ہے۔

ازدمش بلبل نوا آموخت است	غازہ اش رخسار گل افروخت است
سوز او اندر دل پروانہ ہا	عشق را رنگیں ازو افسانہ ہا
بحر و بر پوشیدہ در آب و گلش	صد جہان تازہ مضمر دردلش
در دماغش نادمیدہ لالہ ہا	ناشنیدہ نغمہ ہا ہم نالہ ہا
فکر اوبا ماہ و انجم ہم نیں	زشت و انا آشنا خوب آفریں
خضرت و در ظلمات او آب حیات	زندہ تراز آب چشمش کائنات

معانی......: آموخت است: اس نے سیکھا ہے۔ افروخت است: اس نے روشن کیا ہے۔ صد جہان تازہ: سینکڑوں نئے نئے عالم، بے شمار نئی دنیائیں۔ مضمر: مخفی، چھپا ہوا/ ہوئے، پوشیدہ۔ نادمیدہ لالہ ہا: لالہ کے ایسے پھول جو ابھی پھوٹے نہیں۔ ناشنیدہ نغمہ ہا: ایسے نغمے جو ابھی سنے نہیں گئے۔ زشت را نا آشنا: بری چیز یا برائی۔ خوب آفرین: اچھا پیدا کرنے والا، اچھائی یا خوبی تخلیق کرنے والا۔ خضر: ایک داستانی بزرگ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے آب حیات، جو تاریکیوں میں تھا اور جس تک پہنچنا بے حد دشوار تھا، پی لیا تھا جس کی وجہ سے انہیں حیات دائمی مل گئی۔ بعض اس ولی اللہ کا نام خضر بتاتے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے اور جن کے پاس حضرت موسیٰ پہنچے تھے۔ ان ولی نے تین کام کئے جو حضرت موسیٰ کی سمجھ میں نہ آسکے اور یوں وہ ان کے پاس زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکے۔ آخر میں ولی کو کہنا پڑا: ھذا فراق بینی وبینک (اب مجھ میں اور تجھ میں جدائی ہے) خضر سے مراد رہنما بھی ہے۔ ظلمات: ظلمت بمعنی تاریکی کی جمع، تاریکیاں، اندھیرے، وہ تاریکی جو سکندر کو آب حیات کے چشمے کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ملی۔ ایسی گہری تاریکی کہ سکندر آگے نہ بڑھ سکا ناکام لوٹ آیا۔

ترجمہ وتشریح......: اس (شاعر) کی پھونک (نغمے، شاعری) سے بلبل نغمے سیکھتی ہے (چہچہاتی ہے)۔ شاعر ہی کے گلگونہ سے پھول کا چہرہ تابناک ہو جاتا ہے۔

☆......اس کا سوز پروانوں کے دل میں ہے، عشق کے افسانے اسی ہی کی وجہ سے رنگین ہیں۔

☆......اس کے خمیر میں، بحر و بر (آب وگل) پوشیدہ ہیں۔ بے شمار نئے جہان اس کے دل میں پوشیدہ ہیں۔

☆......اس کے دماغ میں ایسے لالہ کے پھول موجود ہیں جو ابھی کھلے نہیں اور ایسے نغمے اور نالے (آہیں) بھی اس کے دماغ میں پوشیدہ

ہیں جوابھی تک سنے نہیں گئے۔(وہ ایسے حقائق بیان کرے گا، جو پہلے سنے اور دیکھے نہیں گئے)۔

☆......اس کے خیالات بلندی میں چاند ستاروں کی ہم نشین ہے وہ برائی سے ناواقف اور خوبیاں تخلیق کرنے والا ہے۔(بری چیز اس کے تصور میں بھی نہیں آسکتی۔وہ ہمیشہ اچھی چیزیں پیدا کرتا ہے)۔

☆......وہ خضر ہے جس کی تاریکی میں آب حیات موجود ہے۔اس کی آنکھوں کے پانی (آنسوؤں) سے کائنات اور بھی زیادہ زندہ ہے۔اس کے آنسوؤں سے کائنات کی رگوں میں زندگی کی نئی لہریں دوڑنے لگتی ہیں۔

ماگراں سیریم و خام و سادہ ایم — در رہ منزل زپا افتادہ ایم
عندلیب او نوا پرداخت است — حیلہ از بہرما انداخت است
تاکشد مار الفردوس حیات — حلقہ کامل شود قوس حیات
کاروانہا ازدرایش گام زن — در پے آواز نالیش گام زن
چوں نسیمش در ریاض ماوزد — نرمک اندر لالہ و گل می خزد
از فریب او خود افزا زندگی — خود حساب و ناشکیبا زندگی
اہل عالم را صلا برخواں کند — آتش خود راچو باداز زاں کند

معانی...... : ماگراں سیریم: ہم دشواری سے چلنے والے ہیں۔خام وسادہ: ناپختہ اور شعور سے عاری، نادان۔زپا افتادہ ایم: ہم گرے ہوئے ہیں، ٹھوکر کھا کر گر پڑے ہیں۔عندلیب: بلبل۔نواپرداخت است: چہچہا اٹھی ہے، نغمہ الاپتی ہے۔انداخت است: ڈالی ہے، مراد کام میں لایا/لائی ہے۔تاکشد: تاکہ کھینچے، مراد تاکہ لے جائے۔قوس: علم ہندسہ کی رو سے دائرے کا وہ حصہ جو وتر اور محیط کے درمیان ہو، یعنی کوئی حصہ۔ازدرایش: اس کی کوچ کی گھنٹی سے، اس کے جرس سے۔گام زن: قدم اٹھانے والا/والے، چلنے والے۔در پے آواز نالیش: اس کی بانسری کی آواز کے پیچھے پیچھے۔ریاض: باغ۔وزد: چلے۔نرمک: آہستہ، آہستہ آہستہ۔می خزد: رینگتی ہے، مراد گھستی یا داخل ہوتی ہے۔خودافزا: اپنے آپ کو بڑھانے والی۔خود حساب: اپنا محاسبہ آپ کرنے والا، اپنی قدر و قیمت کی جانچ خود کرنے والا۔ناشکیبا: بے قرار، بے چین، بے صبر۔صلا: دعوت عام۔خوان: دستر خوان۔

ترجمہ وتشریح...... : ہم چلنے میں سست ہیں، محنت مشقت سے جی چراتے ہیں، نفع نقصان کا ہمیں کوئی اندازہ نہیں۔منزل مقصود سے دور راستے میں گرے پڑے ہیں۔

☆......اس کی بلبل چہچہا اٹھی ہے، اس نے ہمارے لئے کوئی تدبیر سوچی ہے (شاعر بلبل بنا کر نغمے گائے گا)۔

☆......تاکہ ہمیں وہ زندگی کے بہشت تک پہنچا دے (یوں) زندگی کی کمان (نیم دائرہ) مکمل حلقے کی صورت اختیار کر جائے۔(ہماری قوس پورا دائرہ بن جائے یعنی ہم ناقص نہ رہیں، کامل بن جائیں)۔

☆......قافلے شاعر ہی آواز جرس پر کوچ کرنے لگتے ہیں وہ (قافلے) اس کی بانسری کی آواز کے پیچھے رواں رہتے ہیں۔

☆......جب اس کی نسیم ہمارے باغ میں چلتی ہے تو وہ نرمی و آہستگی سے گل و لالہ میں داخل ہوتی ہے۔

☆......اسکے جادو سے زندگی کے زور و قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے وہ اپنی قدر و قیمت کا جائزہ لیتی ہے اور اس میں تگ و دو کی بیتابی پیدا ہوتی ہے۔

☆......وہ دنیا والوں کو پکار کر دستر خوان پر دعوت عام دیتا ہے اپنی آگ کو ہوا کی مانند ارزاں (عام) کر دیتا ہے۔

وائے قومے کز اجل گیرد برات	شاعرش وابو سد از ذوق حیات
خوش نماید زشت را آئینہ اش	در جگر صد نشتر از نوشینہ اش
بوسۂ او تازگی از گل برد	ذوق پرواز از دل بلبل برد
سست اعصاب تو از افیون او	زندگانی قیمت مضمون او
می رباید ذوق رعنائی زسرو	جرہ شاہیں از دم سردش تدرو

معانی...... : وائے: افسوس ہے۔ قومے: وہ قوم۔ کز اجل: جو موت سے۔ گیرد برات: حصہ لے، حصہ لے لیتی ہے، مراد خوش ہوتی ہے۔ شاعرش وابوسد: اس کا شاعر روگردانی کرتا ہے۔ خوش نماید: اچھا دکھاتا ہے۔ زشت: برا، بدصورت۔ آئینہ اش: اس کا آئینہ۔ در جگر صد نشتر: جگر میں سینکڑوں نشتر، مراد جگر میں بے شمار زخم۔ نوشینہ اش: اس کا مشروب، اس کا شہد یا شیریں شربت۔ تازگی از گل برد: پھول کی شگفتگی کو لے جاتا ہے۔ (اعصاب= عصب کی جمع، پٹھے جو گوشت میں ہوتے ہیں)۔ زندگانی قیمت مضمون او: زندگی اس کے مضمون کی قیمت ہے۔ می رباید: اچک لے جاتا ہے، چھین لے جاتا ہے۔ ذوق رعنائی: زیبائی کا ذوق (شوق) مراد خوش ادائی کا ذوق۔ جرہ شاہین: نرشکاری باز چست و چالاک، بہادر۔ اعلیٰ درجے کا نرشکاری باز جو اپنے خصائل میں گویا خودی کا مجسمہ ہوتا ہے۔ دم سردش: اس کا ٹھنڈا سانس۔ تدرو: تذرو۔ ایک صحرائی مرغ جو استر آباد میں زیادہ ہوتا ہے۔ اسے چکور سمجھنا صحیح نہیں۔

ترجمہ وتشریح...... : اس قوم پر افسوس ہے جو موت سے یعنی جذبہ عمل کی موت سے خوش ہوتی ہے۔ اس کا شاعر زندگی کی لذت سے روگردانی کرتا ہے۔

☆......اس کا آئینہ بری چیزوں کو بھی اس کے سامنے خوشنما کر کے دکھاتا ہے، اسکے شیریں مشروب سے جگر میں سینکڑوں نشتر اتر جاتے ہیں۔

☆......اگر وہ پھول کا بوسہ لے لے تو اس کی تازگی ختم ہو کے رہ جائے، وہ بلبل کے دل سے پرواز کا ذوق لے جاتا یعنی ختم کر دیتا ہے۔ (لذت کی پرواز کی لذت باقی نہ رہے)۔

☆......تیرے اعصاب اس کی افیون سے بے حس اور بیکار ہو کر رہ جاتے ہیں، اس کے مضمون کی قیمت زندگی ہے۔ (جو وہ پیغام دیتا ہے اس سے زندگی کی فنا ہو جاتی ہے)۔

☆......وہ سرو سے زیبائی و خوش قامتی کا ذوق چھین لے جاتا ہے۔ اس کے حرارت سے عاری سانس سے نر باز بھی ایک عام صحرائی پرندہ یعنی بزدل بن جاتا ہے۔

ماہی واز سینہ تا سر آدم است	چوں بنات آشیاں اندریم است
از نوا برنا خدا افسوں زند	کشتیش در قعر دریا افگند
نغمہ ہائش از دلت و زدد ثبات	مرگ را از سحر او دانی حیات
وا بہ ہستی زجان تو برد	لعل عنابی زکان تو برد
چوں زیاں پیرا یہ بندد سود وار	می کند مذموم ہر محمود را
در یم اندیشہ انداز د ترا	از عمل بیگانہ می سازد ترا

معانی...... : بنات آشیاں اندریم: سمندر کی پریاں، جنہیں عربی میں بنات البحر (سمندر کی بیٹیاں) کہتے ہیں اور انگریزی میں

سائرنز، ملاحوں کے توہمات کے مطابق ان کا آدھا جسم مچھلی کا ہے اور آدھا انسان کا، اور جہاز ران ان کی خوش آوازی سے بے راہ ہو کر غرق ہوتے ہیں۔ پرانے زمانے کے افسانوں میں سے یہ بھی ایک افسانہ ہے۔ ناخدا: ملاح، جہاز ران۔ افسون زند: جادو پھونکتا ہے۔ کشتیش: اس کی کشتی، اس کا جہاز۔ قعر دریا: سمندر کی گہرائی۔ افگند: ڈالتا ہے، ڈبو دیتا ہے۔ وزدد: چرائے، چراتا ہے۔ ثبات: مراد ثابت قدمی، قیام، استقلال۔ سحر: جادو، مکر، فریب۔ دایۂ ہستی: زندگی کی خواہش، زندہ رہنے کی آرزو۔ لعلِ عنابی: عناب کے رنگ کا شوخ رنگ لعل۔ زیاں: نقصان، گھاٹا۔ پیرایہ بندد: لباس پہنتا ہے، شکل اختیار کرتا ہے۔ سود: نفع، منافع۔ مذموم: ذم یا مذمت کیا گیا، برا، گھٹیا۔ محمود: حمد کیا گیا یا تعریف کیا گیا، اچھا۔ یم اندیشہ: خوف کا سمندر۔

ترجمہ وتشریح...... وہ (شاعر) نچلے دھڑ سے مچھلی اور سینے سے سر تک آدمی ہے (نصف جسم انسان کا اور نصف مچھلی کا ہوتا ہے) وہ سمندر کی پریوں کی مانند ہے۔

☆...... جو اپنے نغموں سے ملاح/جہاز ران پر جادو کر دیتی ہیں اور جہاز کو سمندر کی گہرائی میں ڈبو دیتی ہیں۔

☆...... اس شاعر کے نغمے (اشعار) تیرے دل سے استقلال و ثابت قدمی چرا لے جاتے ہیں۔ اس کے جادو کے سبب تو موت کو زندگی سمجھنے (قرار دینے) لگتا ہے۔

☆...... وہ تیری روح سے زندہ رہنے کی خواہش نکال دیتا ہے، تیری کان سے عناب ایسا سرخ لعل لے جاتا ہے۔

☆...... جب نقصان فائدے کا لباس پہن لیتا ہے تو وہ ہر اچھائی برائی بن جاتی ہے۔

☆...... وہ تجھے خوف اور ڈر کے سمندر میں ڈال دیتا ہے، عمل سے تجھے بیگانہ بنا دیتا ہے۔

خستہ ما از کلامش خستہ تر انجمن از دورِ جامش خستہ تر
جوے برقے نیست در نیسانِ او یک سرابِ رنگ و بو بستانِ او
حسنِ اورا با صداقت کار نیست در یمش جز گوہرِ تف دار نیست
خواب را خوشتر ز بیداری شمرد آتشِ ما از نفسہا لیش فسرد
قلبِ مسموم از سرودِ بلبلش خفتہ مارے زیرِ انبارِ گلش
از خم و مینا و جامش الحذر از مے آئینہ فامش الحذر

معانی...... خستہ: تھکا ہوا۔ جامش: اس کے جام کی گردش سے۔ جوے برقے: کسی بجلی کی ندی۔ نیسان: موسم بہار کی پہلی بارش جس کے بارے میں قدما میں یہ تاثر پایا جاتا تھا کہ اس کا پہلا قطرہ صدف کے شکم میں موتی کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ قدیم رومی مہینا، مارچ کا آخر، اپریل کا آغاز، یہودیوں کے سال کا ساتواں مہینہ، اس مہینے کی بارش کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے بہت سے خواص ہیں جن کی بنا پر شفا کی خاطر، اس کا پانی پلایا جاتا ہے۔ سرابِ رنگ و بو: رنگ اور خوشبو کا فریب اور دھوکا، ایسی شے جس میں نہ کوئی رنگ ہو اور نہ کوئی خوشبو جیسے کاغذ کے پھول، محض دھوکا ہی دھوکا۔ در یمش: اس کے سمندر میں۔ گوہرِ تف دار: ایسا موتی جس میں کوئی نقص ہو۔ خوشتر: زیادہ اچھا۔ شمرد: اس نے سمجھا۔ از نفسہا لیش: اس کے سانسوں سے۔ فسرد: بجھ گئی۔ مسموم: سم کیا گیا یعنی زہر دیا گیا، جسے زہر دیا گیا ہو۔ مارے: ایک سانپ۔ سرود: نغمہ، ترانہ، چہچہاہٹ، نوا۔ خفتہ: سویا ہوا۔ زیرِ انبارِ گلش: اس کے پھولوں کے ڈھیر کے نیچے۔ الحذر: بچ، بچو، اجتناب کرو۔ مے آئینہ فامش: اس کی شیشے ایسی صاف شفاف شراب۔

ترجمہ وتشریح...... وہ مضمحل ہے اور ہم اس کے کلام کے سبب اور بھی زیادہ مضمحل ہیں۔ محفل اس کے جام کی گردش سے بہت

ہی مضمحل اور تھکی ماندی ہے۔ (انجمن کی رونق چلی جاتی ہے)۔
اس کے بادل میں کسی بجلی کی ندی ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ اس کا باغ تو رنگ و بو کے معاملے میں سراسر فریب نظر ہے، دھوکا ہے۔
☆......اس کے حسن و خوبی کو راستی اور حقیقت سے کوئی سروکار (تعلق) نہیں، اس کے سمندر میں ناقص موتیوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (جو بھی موتی نکلے گا وہ عیب سے خالی نہ ہوگا)۔
☆......وہ سونے (نیند) کو بیداری پر ترجیح دیتا ہے، ہماری آگ اس کی سانسوں سے بجھ گئی، ٹھنڈی ہوگئی۔ (ہمیں ہمت کی حرارت سے بے بہرہ کر دیا)۔
☆......دل اس کی بلبل کے نغمے سے زہر آلود ہو گیا زہر سرایت کر گیا)۔ اس کے پھولوں کے ڈھیر کے نیچے ایک سانپ سویا ہوا ہے۔ (جو ان تک پہنچا وہ ڈٹ گیا)۔
☆......اسکی صراحی، اس کے شراب کے مٹکے اور اس کے جام سے دور رہو۔ اس کی آئینے ایسی شفاف شراب سے بچو۔ ہر گز نہ چھوؤ۔

اے زپا افتادہ صہبائے او — صبح تو از مشرق مینائے او
اے دلت از نغمہ ہایش سرد جوش — زہر قاتل خوردہ از راہ گوش
اے دلیل انحطاط انداز تو — از نوا افتاد تار ساز تو
آں چناں زار ازتن آسانی شدی — در جہاں ننگ مسلمانی شدی
از رگ گل میتواں بستن ترا — از نسیمے میتواں خستن ترا
عشق رسوا گشتہ از فریاد تو — زشت رو تمثالش از بہزاد تو
زرد از آزار تو رخسار او — سردی تو بردہ سوز از نار او
خستہ جاں از خستہ جانیہائے تو — ناتواں ازنا تو انیہائے تو

معانی......: زپا افتادہ صہبائے او: اس کی شراب کے نشے کے سبب گرا ہوا۔ دلت: تیرا دل۔ سرد جوش: جس کا جوش و ولولہ سرد پڑ گیا ہو۔ ازراہ گوش: کان کے راستے سے۔ دلیل انحطاط: زوال کی نشانی۔ ازنوا افتاد: آواز سے محروم ہو گیا، نغمے یا پرتاثیر آواز سے محروم ہو گیا۔ آن چنان زار: اس طرح خوار، اس قدر پست۔ ننگ مسلمانی: مسلمانی کے لئے باعث شرم۔ می تواں بستن ترا: تجھے باندھا جا سکتا ہے۔ از رگ گل: پھول کی رگ یا ڈوری سے (رگ = یہاں مراد پھول کی پتی پر بنی ہوئی لکیر وغیرہ یعنی انتہائی نازک تار) از نسیمے: ایک نسیم سے، ایک ہلکی سی ہوا سے۔ می تواں خستن ترا: تجھے زخمی کیا جا سکتا ہے۔ رسوا گشتہ: رسوا ہو گیا۔ زشت رو: بدصورت۔ بہزاد: ایک مشہور ایرانی مصور جس کا تعلق ایران کے سلطان ابوالحسین غازی (مولانا جامی کا ہمعصر، نویں/ ۱۵ ویں صدی) کے دربار سے تھا، پورا نام کمال الدین بہزاد ہے، بعد میں وہ صفوی دربار سے منسلک ہو گیا۔ اس کی تصویروں میں خطوط کی نفاست اور خوبصورتی چینی فن کاروں کی یاد دلاتی ہے۔ تمثالش: اس کی تصویر، اس کا مرقع۔ آزار: تکلیف۔ خستہ جاں: زخمی روح والا۔ جس کی جان کو کوئی آزار لگ گیا ہو۔

ترجمہ وتشریح......: اے (قوم یا مخاطب) کہ تو اس کی شراب کے نشے سے ٹھوکر کھا کر گرا پڑا ہے۔ تیرے دن کا طلوع اس کی صراحی شراب کے مشرق سے ہوتا ہے۔ (ان کی صراحیوں کی آب و تاب کو صبح قرار دیتی ہے)۔
☆......اے کہ تیرے دل کا اس کے نغموں (شعروں) سے جوش و خروش ختم ہو گیا۔ (یوں سمجھنا چاہئے کہ) کان کے راستے سے زہر قاتل اندر پہنچ گیا۔

☆......اے کہ تیرا طریق تیرے زوال و پستی کی دلیل ہے۔ تیرے ساز کا تار آواز (نغمے) سے عاری ہو چکا ہے۔
☆......تو اپنی تن آسانی یعنی سستی و کاہلی کے سبب اس حد تک تباہ و برباد ہو گیا ہے کہ دنیا میں تجھے مسلمانی کیلئے باعث ننگ سمجھا جاتا ہے۔
☆......(تیری کمزوری کا یہ حال ہے کہ) تجھے رگ گل سے باندھا جاسکتا ہے اور ہلکی سی ہوا سے تجھے زخمی کیا جاسکتا ہے۔
☆......تیری فریاد کے نتیجے میں عشق ذلیل و رسوا ہو کر رہ گیا ہے۔ اس (عشق) کی تصویر تیرے بہزاد نے بدصورت بنائی ہے۔
☆......تیرے دکھ اور رنج کو دیکھ کر تیرے شاعر کا چہرہ زرد ہو گیا ہے۔ تیری سرد مہری نے اس کی آگ کی حرارت ہی اڑا لی ہے۔ (تجھے بے عمل اور بے حوصلہ بنا دیا ہے)۔
☆......وہ تیری ذہنی تھکن اور زخمی جان کے سبب خستہ جاں ہو گیا ہے اور تیری کمزوریوں نے اسے بھی کمزور کر دیا ہے۔

گریہ طفلانہ در پیمانہ اش	کلفت آہے متاع خانہ اش
سرخوش از دریوزہ میخانہ ہا	جلوہ دزد روزن کاشانہ ہا
ناخوشے افسردہ آزردہ	از لگد کوب نگہباں مردہ
از غماں مانند نے کاہیدہ	وز فلک صد شکوہ برلب چیدہ
لابہ و کیں جوہر آئینہ اش	ناتوانی ہمدم دیرینہ اش
پست بخت و زیردست و دوں نہاد	نا سزا و ناامید و نامراد
شیونش از جان تو سرمایہ برد	لطف خاب از دیدہ ہمسایہ برد
وائے برعشقے کہ نار او فسرد	در حرم زائید و در تبخانہ مرد

معانی......: گریہ طفلانہ: بچوں کا سا رونا، بچوں کی طرح رونا۔ کلفت آہے: ایک آہ کی زحمت۔ متاع خانہ اش: اس کے گھر کی پونجی۔ سرخوش: بہت خوش، بہت مست، نشے میں ڈوبا ہوا۔ دریوزہ: بھیک، گدائی۔ جلوہ دزد: نظارہ یا روشنی چرانے والا۔ روزن کاشانہ ہا: گھروں کا روشن دان۔ ناخوشے: ایک ناخوش۔ افسردہ: ایک بجھا ہوا، ایک مرجھایا ہوا۔ لگدکوب نگہبان: محافظ کی لاتوں کی ٹھوکر، مار پیٹ، پامالی۔ مردہ: ایک مردہ۔ غماں: غم کی جمع، بہت سے غم۔ مانند نے: نرکل یا سرکنڈے کی مانند۔ کاہیدہ: ایک گھٹا ہوا۔ صد شکوہ برلب چیدہ: ایک ایسا شخص جس کے ہونٹوں پر سینکڑوں شکوے ہیں۔ لابہ و کیں: خوشامد اور دشمنی، چاپلوسی اور کینہ پروری۔ جوہر آئینہ اش: اس کے آئینے کا جوہر، اس کے آئینے کی اصل یا چمک۔ ہمدم دیرینہ اش: اس کی پرانی ساتھی۔ پست بخت: کم نصیب، بدقسمت۔ زیردست: ماتحت محتاج محکوم۔ دوں نہاد: پست فطرت، گھٹیا ذہنیت کا مالک، کمینہ، برے کردار والا۔ ناسزا: ناشائستہ، نالائق، گھٹیا۔ شیونش: اس کا رونا دھونا، اس کی آہ و زاری، اس کی فریاد۔ از جان تو سرمایہ برد: تیری جان کا سرمایہ لوٹ لے گیا۔ لطف خواب: نیند کا مزہ۔ وائے برعشقے: ایسے عشق پر افسوس ہے۔ کہ نار او فسرد: جس کی آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ در حرم زائید: حرم میں پیدا ہوا مراد مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا۔ در بتخانہ مرد: بت خانے میں مرا۔

ترجمہ وتشریح......: وہ بچوں کی طرح روتا ہے اس کے پیالے میں آنسوؤں کے سوا کچھ نہیں۔ اس کے گھر کا سرو سامان کیا ہے؟ صرف ایک آہ کی تکلیف و اذیت۔
☆......میخانوں سے مانگی ہوئی بھیک ہی سے وہ سرمست ہے، وہ گھروں کے سوراخوں میں سے (محبوب کا) نظارہ چرانے والا ہے۔
☆......وہ ایک غمگین و ملول، ایک افسردہ اور ایک آزردہ (انسان) ہے، جو (محبوب کے دروازے کے) چوکیدار کی لاتوں کی ٹھوکروں ہی سے مرجانے والا ہے۔

☆......غموں کے سبب وہ بانس کی باریک شاخ کی طرح سوکھا ہوا ہے اور اس کے لبوں پر آسمان کی (ستم رانیوں) کے سینکڑوں گلے شکوے ہیں۔

☆......چاپلوسی، خوشامد اور کینہ و دشمنی اس کی فطرت کا خاصہ ہے، ضعف اور کمزوری اس کی پرانی ساتھی ہے۔

☆......وہ بدنصیب ہے، محکوم و محتاج ہے اور پست فطرت ہے۔ وہ ناپسندیدہ و ناشائستہ ہے، وہ نالائق ہے، ناامید اور نامراد ہے۔

☆......اسکے رونے دھونے اور فریاد (کے انداز) نے تیری روح کا سرمایہ کھالیا ہے۔ اس نے ہمسایہ کی آنکھوں سے نیند کا مزہ ہی اڑا دیا ہے۔

☆......افسوس ہے ایسے عشق پر جس کی حرارت و گرمی سرد پڑ گئی ہو، جو پیدا تو حرم (کعبے) میں ہوا لیکن مرابت خانے میں جا کر۔

اے میان کیسہ ات نقد سخن ‌ ‌ ‌ ‌ برعیار زندگی او را بزن

فکر روشن بیں عمل را رہبر است ‌ ‌ ‌ ‌ چوں درخش برق پیش از تندر است

فکر صالح در ادب می بایدت ‌ ‌ ‌ ‌ رجعتے سوے عرب می بایدت

دل بہ سلمائے عرب باید سپرد ‌ ‌ ‌ ‌ تادمد صبح حجاز از شام کرد

از چمن زار عجم گل چیدہ ‌ ‌ ‌ ‌ نو بہار ہندو ایراں دیدہ

اند کے ازگرمی صحرا بخور ‌ ‌ ‌ ‌ بادہ دیرینہ از خرما بخور

سرِ یکے اندر برگرمش بدہ ‌ ‌ ‌ ‌ تن دمے با صرصر گرمش بدہ

مدتے غلطیدہ اندر حریر ‌ ‌ ‌ ‌ خوبہ کرپاس درشتے ہم گیر

معانی...... : میان کیسہ ات: تیری تھیلی میں، مراد تجھ میں صلاحیت ہے۔ (کیسہ = تھیلی)۔ نقد سخن: شعر کی نقدی۔ عیار: کسوٹی، پتھر جس پر سونا رگڑ کر اس کے اصلی یا کھوٹے ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اورا بزن: اسے مار، یعنی اسے پرکھ۔ فکر روشن بیں: وہ خیال جو روشن یا نورانی پہلو کو پیش نظر رکھے۔ درخش برق: بجلی کی چمک۔ تندر: گرج، بجلی یا بادل کی گرج، کڑک۔ فکر صالح: درستی اور صلاح کی طرف لے جانے والی سوچ اور فکر۔ می بایدت: تجھے چاہیے۔ رجعتے: ایک رجعت، ایک واپسی۔ سوے ادب: ادب (لٹریچر) کی طرف، جانب۔ سلمائے عرب: عرب کی سلما/سلمٰی (سلمٰی = عربی ادب کی ایک معشوقہ کا نام) تادمد: تا کہ پھوٹے، تا کہ طلوع ہو۔ صبح حجاز از شام کرد: حجاز کی صبح کُرد کی شام سے، مراد غیر اسلامی زندگی سے اسلامی زندگی پھوٹے، اس میں شیخ حسام الحق ضیاء الدین کے مقولے ''امسیت کرد یا، اصبحت عربیا'' یعنی میں شام کو کُردی تھا، صبح کو میں عربی ہو گیا کی طرف اشارہ ہے بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سادہ لوح کرد بعض عالموں کے پاس پہنچا اور عرض کیا کہ تصوف کے بارے میں رہنمائی فرمایئے۔ انہوں نے کُرد کی سادہ لوحی دیکھ کر اسے مذاق سے کہا کہ اپنے میں رسا باندھ کر چھت سے اُلٹا لٹک جانا اور فلاں ورد پڑھتے رہنا، تصوف کے تمام حقائق روشن ہو جائیں گے۔ اس نے اس تدبیر پر عمل کیا۔ خدا نے خلوص کی برکت سے اُسے ایک ہی رات میں ولایت کے درجے پر پہنچا دیا۔ اس نے یہ کہا ''می شام کو کُرد تھا، صبح اٹھا تو عرب بن گیا''۔ یعنی جو قلب شام کو دین کے معارف سے خالی تھا، وہ صبح کے وقت ان سے لبریز ہو گیا۔ اس مقولے کا مفہوم یہ ہو گا کہ رات ہی رات کے اندر اللہ کے فضل سے مجھے وہ علوم و معارف حاصل ہوئے کہ صبح تک مجھ جیسا نادان و جاہل انسان اسرار الٰہی کا خازن اور فاضل بن گیا۔ شیخ حسام الحق یا حسام الدین، مولانا رومی کے خاص معتقدین و مریدین میں سے اور ان کے ہم راز تھے۔ مثنوی کی تصنیف کے سلسلے میں انہیں خصوصی دخل رہا ہے۔ چنانچہ مثنوی کے پہلے دفتر کے سوا باقی پانچوں دفتر حسام الدین ضیاء الحق ہی کے نام سے آراستہ ہیں۔ علامہ اقبال سے ان کے نام کے آخری حصے آگے پیچھے ہو گئے ہیں یعنی حسام الدین کی بجائے حسام الحق اور ضیاء الحق کی بجائے ضیاء الدین

لکھ دیا ہے۔ (کُرد=ایک ترکی قبیلے کا نام)۔گل چیدہ ای: تونے پھول توڑے ہیں یا چنے ہیں، مراد تونے ایران کے ادب سے استفادہ کیا ہے۔عجم: لفظی معنی گونگا، یہاں مراد ایران، عرب اپنی زبان کی فصاحت وبلاغت پر نازاں ہونے کی وجہ سے دنیا کے دوسرے ممالک کو عجم کے نام سے پکارتے تھے۔نو بہار ہند: ہندوستان کی تازہ بہار۔اندکے: تھوڑا سا، کچھ دیر کے لئے۔بخور: کھا۔بادۂ دیرینہ: پرانی شراب۔خرما: کھجور۔یکے: کچھ، ایک، تھوڑی دیر کے لئے۔برگرمش بدہ: اس کے گرم پہلو میں دے۔دمے: ایک پل کے لئے، کچھ دیر کے لئے۔صرصر: آندھی، تیز وتند ہوا، طوفان۔غلطیدہ ای: تو لڑکھا ہے۔حریر: ریشم، ریشمی کپڑا۔خو: عادت۔کرپاس درشتے: ایک سخت کھردار کپڑا (کرپاس=روئی کا موٹا کپڑا، کرپاس، کپاس کو کہتے ہیں، درشت=موٹا کھردرا)۔

ترجمہ وتشریح...... اے مخاطب (شاعر) تیری تھیلی میں شعروسخن کی جو متاع موجود ہے تو انہیں زندگی کی کسوٹی پر پرکھ۔(اس کی شان یہی ہے کہ قوم میں زندگی کی روح پیدا کرے)۔

☆......(شاعر کی) روشن پہلو دیکھنے والی فکر، عمل کی رہنما بن جاتی ہے، بالکل اس چمک کی طرح جو بجلی کی کڑک اور گرج سے پہلے نمودار ہوتی ہے۔

☆......ادب وشعر میں تجھے چاہئے کہ درستی وصلاح والی فکر سے کام لے۔اس سلسلے میں تجھے عرب کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔(عربوں کی شاعری کو نمونہ بنانا چاہئے)۔

☆...... تجھے اپنا دل عرب کی سلمٰی (محبوبہ) سے لگانا چاہئے تاکہ حجاز کی صبح کرد کی شام سے پھوٹے۔(یعنی تمام غیر اسلامی خصوصیات مٹ جائیں اور اسلامی اوصاف جلا پائیں)۔

☆......(اے شاعر) تونے عجم (ایران، پاک وہند) کے باغ سے پھول چنے ہیں، تونے ہند اور ایران کی تازہ بہار دیکھی ہے۔

☆......اب تھوڑی دیر کیلئے یا تھوڑی سی صحرا کی تپش کا بھی لطف اٹھا، پرانی شراب کھجور سے (کھجور سے بنی ہوئی پرانی شراب) بھی چکھ لے۔

☆......کچھ دیر کے لئے اپنا سر اس (صحرا) کی گرم آغوش میں رکھ دے، کچھ دیر کے لئے اپنا جسم اس کی گرم تیز ہوا کے حوالے کر دے۔

☆......مدت تک ریشمی لباس کی لذت میں مست رہا ہے، ذرا موٹے کھردرے کپڑے کی بھی عادت ڈال لے۔(عادی ہو جا)۔

قرنہا بر لالہ پا کوبیدہ ای عارض از شبنم چوگل شوئیدہ ای

خویش را بر ریگ سوزاں ہم بزن غوطہ اندر چشمہ زمزم بزن

مثل بلبل ذوق شیون تا کجا در چمن زاراں نشیمن تا کجا

اے ہما از یمن دامت ارجمند آشیانے ساز برکوہ بلند

آشیانے برق و تندر در برے از کنام جرہ بازاں برترے

تاشوری در خورد پیکار حیات جسم و جانت سوز دار تار حیات

معانی...... : قرنہا: قرن بمعنی صدی کی جمع، بہت سی صدیاں۔پا کوبیدہ ای: تونے پاؤں مارے ہیں/ چلائے ہیں۔عارض: گال، رخسار۔شوئیدہ ای: تونے دھویا ہے۔ریگ سوزاں: تپتی۔بزن: مار۔چشمہ زمزم: زمزم کا چشمہ (زمزم= کعبۃ اللہ کے اندر پانی کا وہ چشمہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں پھوٹا۔حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی ہاجرہؑ کو اپنے ساتھ شام سے مکہ لے آئے۔انہوں نے وہاں حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو جو ابھی بچے تھے، کعبۃ اللہ کے پاس چھوڑ دیا۔جب حضرت اسماعیلؑ شدت پیاس سے بے تاب ہو کر زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگے قدرت خداوندی سے ایڑیاں رگڑنے والی جگہ سے ایک چشمہ پھوٹ پڑا جو اب تک کنوئیں کی صورت

میں موجود ہے۔ اس پانی کو اب خاص تبرک کی حیثیت حاصل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس پانی میں شفا ہے)۔ ذوق شیون: نالہ و فریاد کا شوق۔ تا کجا: کب تک، کہاں تک۔ چمن زاراں: چمن زار کی جمع، بہت سے چمن۔ نشیمن: گھونسلا، ایک فرضی پرندہ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا سایہ بہت مبارک سمجھا جاتا ہے، جس پر پڑ جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ از یمن دامت: تیرے جال کی برکت سے۔ ارجمند: قیمت والا، مرتبے والا، قدر و قیمت والا۔ در برے: پہلو میں۔ از کنام جرہ بازاں: نر بازوں کے گھونسلے سے۔ درخورد پیکار حیات: زندگی کی جدوجہد کے لائق۔

ترجمہ وتشریح......: تو صدیوں تک گل لالہ کے فرش پر رقص کرتا رہا، پھول کی طرح تو شبنم سے اپنے گال (منہ) دھوتا رہا ہے۔

☆......(اب) جھلسا دینے والی ریت پر بھی ذرا خود کو ڈال دے، زمزم کے چشمے میں بھی غوطہ لگا لے۔

☆......تو بلبل کی طرح کب تک آہ و فریاد کرتا رہے گا اور باغوں میں کب تک گھونسلا بنائے رہے گا؟

☆......اے (شاعر) ہما کو تیرے دام (جال) ہی کی بدولت قدر و منزلت میسر ہے تو کسی بلند پہاڑ پر اپنا گھونسلا یعنی آشیانہ بنا۔

☆......ایسا آشیانہ جس کی آغوش میں بجلی اور گرج (کڑک) ہو، جو نر بازوں کے آشیانے سے بھی کہیں اونچا اور برتر ہو۔

☆......تا کہ تو زندگی کی جدوجہد کے قابل ہو، تیری جان اور تیرا جسم زندگی کی آگ سے تپش پذیر ہو۔ (آتش حیات کی حرارت پیدا ہو)

در بیان این کہ تربیت خودی را سہ مراحل است مرحلہ اول را اطاعت و مرلہ دوم را ضبط نفس و مرحلہ سوم را نیابت الٰہی نامیدہ اند

(اس بیان میں کہ خودی کی تربیت کے تین مرحلے ہیں۔ پہلے مرحلے کو اطاعت اور دوسرے مرحلے کو ضبط نفس اور تیسرے مرحلے کو نیابت الٰہی کا نام دیا گیا ہے)

مرحلہ اول: اطاعت

خدمت و محنت شعار اشتر است ——— صبر و استقلال کا راشتر است
گام اور در راہ کم غوغا ستے ——— کارواں را زورق صحرا ستے
نقش پایش قسمت ہر بیشہ ——— کم خورد کم خواب و محنت پیشہ
مست زیر بار محمل می رود ——— پاے کوباں سوے منزل می رود
سرخوش از کیفیت رفتار خویش ——— در سفر صابر تر از اسوار خویش

معانی......: مراحل: مرحلہ کی جمع، منزلیں، اترنے کی یا ٹھہرنے کی جگہیں۔ اطاعت: پیروی۔ ضبط نفس: نفس کو قابو میں رکھنا۔ نیابت الٰہی: خدا کا خلیفہ یا نائب ہونے کا منصب۔ شعار: جسم سے لپٹا ہوا لباس، علامت، نشانی، عادت، طور طریقہ، شیوہ۔ اشتر: اونٹ، شتر۔ گام او: اس کا قدم، اس کے قدم، کم غوغاستی: کم شور کرتے ہیں۔ کم شور کرتا ہے۔ زورق صحرا: ریگستان کی کشتی۔ نقش پایش: اس کے پاؤں کے نشان۔ قسمت ہر بیشہ: ہر جنگل یا صحرا کا مقدر۔ کم خور: کم یا تھوڑا کھانے والا۔ کم خواب: تھوڑا سونے والا۔ محنت پیشہ: وہ جس کا پیشہ یا

کام محنت کرنا ہو۔ پای کوباں: پاؤں مارتے ہوئے۔ سرخوش: بہت مست، بہت خوش۔

ترجمہ وتشریح......: خدمت اور محنت مشقت کرتے رہنا اونٹ کا شیوہ ہے۔ صبر اور ثابت قدمی ہی اس کا کام ہے۔

☆......راستہ چلتے ہوئے اس کے پاؤں سے شور کم پیدا ہوتا ہے۔ وہ قافلے کے لئے صحرا کا جہاز ہے۔

☆......اسکے پاؤں کے نشان ہر جنگل اور صحرا کا مقدر ہیں (ہر جگہ چلتا ہے)۔ وہ کم کھاتا ہے، کم سوتا اور محنت ومشق کو اپنی روش بنائے رکھتا ہے۔

☆......وہ محمل (کجاوے) کا بوجھ اٹھائے مزے مزے سے چلتا ہے، پاؤں چلاتے مارتے (رقص کرتا ہوا) منزل مقصود کی طرف بڑھا چلا جاتا ہے۔

☆......وہ اپنی رفتار کے نشے میں مگن ہو کر چلتا ہے۔ سفر میں وہ اپنے سوار کے مقابلے میں زیادہ صبر سے کام لیتا ہے۔

(ان اشعار میں علامہ نے اطاعت اختیار کرنے پر زور دیا ہے اور اس کے لئے وہ اونٹ کی مثال لائے ہیں، جوان کے نزدیک اطاعت کا ایک عملی نمونہ ہے)۔

تو ہم از بار فرائض سرمتاب　　برخوری از عندہ حسن المآب
در اطاعت کوش اے غفلت شعار　　می شود از جبر پیدا اختیار
ناکس از فرماں پذیری کس شود　　آتش ار باشد ز طغیاں خس شود
ہر کہ تسخیر مہ و پرویں کند　　خویش را زنجیری آئیں کند
باد را زنداں گل خوشبو کند　　قید بو را نافہ آہو کند
می زند اختر سوے منزل قدم　　پیش آئینے سر تسلیم خم

معانی......: بار فرائض: فرضوں یا ذمہ داریوں کا بوجھ۔ سرمتاب: سر نہ موڑ، سرگردانی نہ کر۔ برخوری: تو فائدہ اٹھائے۔ عندہ حسن المآب: اچھا انجام اسی (اللہ) کے پاس ہے۔ ''اس کے پاس بہتر ٹھکانا'' آیت قرآنی ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ آل عمران، آیہ ۱۴، پوری آیت کا ترجمہ ہے:...... یہ دینوی زندگی کی متاع ہے اور اللہ وہ ہے کہ اچھا انجام اس کے پاس ہے۔ کوش: کوشش کر۔ غفلت شعار: جس نے غفلت اختیار کر رکھی۔ ناکس: نااہل، گھٹیا۔ فرماں پذیری: حکم ماننا۔ طغیان: حد سے گزرنا، سرکشی، نافرمانی۔ تسخیر: اپنے قابو میں کر لینا۔ پروین: چھ ستارے جو ایک خوشے کی طرح دکھائی دیتے ہیں، یا ثریا، جھمکا۔ زنجیری آئین: قانون یا آئین و دستور کا پابند۔ زندان: قید خانہ۔ گل خوشبو: اچھی بو رکھنے والا پھول۔ نافہ آہو: ہرن کا نافہ (نافہ = ختن کے علاقے میں ایک خاص قسم کا ہرن پایا جاتا ہے، اس کی ناف میں ایک تھیلی ہوتی ہے۔ ہرن کو مارنے کے بعد اس کا خون اس تھیلی میں جم جاتا ہے۔ یہ بہت خوشبودار ہوتا ہے، اسے مشک بھی کہتے ہیں)۔ پیش آئینے: ایک آئین، ایک نظام کے آگے، آئین، ایک قانون۔

ترجمہ وتشریح......: (اے انسان!) ان فرضوں کے بوجھ سے سرتابی نہ کر، منہ موڑ، جو خدا نے تیرے ذمے لگا دیے ہیں (تاکہ) تو ''عندہ حسن المآب'' کا پھل پائے۔ اس طرح تو اس بہترین ٹھکانے پر پہنچ جائے گا، جو خدا کے پاس ہے۔

☆......اے غفلت کے عادی انسان تو اطاعت خداوندی کی کوشش کر، یاد رکھ کہ جبر ہی سے اختیار پیدا ہوتا ہے۔

☆...... سچے احکام کی پابندی ایسی شے ہے جو نکمے اور بے حقیقت آدمی کو بھی واقعی انسان بنا دیتی ہے۔ اس کے برعکس سرکشی اور نافرمانی کا یہ حال ہے کہ اگر وہ آگ بھی ہے تو سرکشی کی بنا پر اس کی حیثیت تنکے کی سی ہو جاتی ہے۔

☆......جو کوئی چاند ستاروں کو تسخیر کرتا ہے، وہ (پہلے) اپنے آپ کو آئین کا مقید و پابند بناتا ہے۔
☆......ہوا پھول کے قید خانہ میں بند ہو کر خوشبو بن جاتی ہے۔ یہی قید خوشبو کو ہرن کا نافہ بنا دیتی ہے۔
☆......ستارہ منزل کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو اطاعت کا سر جھکائے ہوئے چلتا ہے۔

سبزہ بر دین نمو روئیدہ است — پائمال از ترک آں گردیدہ است
لالہ پیہم سوختن قانون او — بر جہد اندر رگ او خون او
قطرہا دریاست از آئین وصل — ذرہ ہا صحراست از آئین وصل
باطن ہر شے ز آئینے قوی — تو چرا غافل زایں ساماں روی
باز اے آزاد دستور قدیم — زینت پاکن ہماں زنجیر سیم
شکوہ سنج سختیِ آئیں مشو — از حدود مصطفیٰ بیروں مرو

معانی......: دین نمو: بڑھنے پھولنے کا آئین، پرورش پانے کا دستور۔ روئیدہ است: اگا ہے۔ پائمال: پاؤں کے نیچے روندا ہوا۔ پیہم سوختن: مسلسل جلتے رہنا۔ بر جہد: اچھلے، دوڑے۔ آئین وصل: باہم مل جانے کا قانون، دستور۔ باطن ہر شے: ہر چیز کا اندر، ہر شے کا اندرون۔ آئینے قوی: کسی نہ کسی آئین سے مضبوط ہے۔ آزاد دستور قدیم: وہ جو پرانے آئین سے آزاد۔ زینت پاکن: پاؤں کی زینت بنا لے، پاؤں کو سجا لے۔ ہماں: وہی۔ زنجیر سیم: چاندی کی زنجیر۔ شکوہ سنج: شکوہ شکایت کرنے والا۔ حدود مصطفیٰ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیں، مراد حضور اکرمؐ کے مقرر کردہ آئین و شریعت کا دائرہ۔ بیرون مرو: باہر نہ جا، مت نکل۔

ترجمہ وتشریح......: سبزہ بڑھنے پھولنے کے نظام کے تحت اگا ہے/ اگتا ہے، (اگر) وہ اس نظام سے پہلو تہی کرے تو وہ پاؤں کے نیچے روندا جاتا ہے۔
☆......لالہ یعنی گل لالہ کا آئین و دستور مسلسل جلتے رہنا ہے (اس کے سرخ رنگ کی طرف اشارہ ہے) اس کی رگوں میں اس کا خون دوڑتا رہتا ہے۔
☆......باہم مل جانے کے نظام کی بنا پر قطرے دریا کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ اسی باہمی ملاپ کے دستور کے سبب ذرے صحرا بن جاتے ہیں۔
☆......ہر چیز کا باطن کسی نہ کسی آئین کی وجہ سے مضبوط و مستحکم بنتا ہے (تو پھر) تو کس لئے اس پابندی اور فرمانبرداری کو کیوں پس پشت ڈال رکھا ہے؟ کیوں غفلت برت رہا ہے؟۔
☆......اے پرانے آئین و دستور سے بے تعلق (مسلمان) تو پھر سے وہی چاندی کی زنجیر پاؤں میں ڈال لے۔
☆......آئین کی سختی کا گلہ شکوہ نہ کر، حضور نبی کریمؐ کے مقرر کردہ آئین و دستور کے دائرے سے باہر نہ نکل۔

مرحلہ دوم : ضبطِ نفس

نفس تو مثل شتر خود پرو است — خود پرست و خود سوار و خود سراست
مرد شو آور زمام او بکف — تا شوری گوہرا گرباشی خزف

ہر کہ برخود نیست فرمانش رواں	می شود فرماں پذیر از دیگراں
طرح تعمیر تو از گل ریختند	با محبت خوف را آمیختند
خوف دنیا خوف عقبیٰ خوف جاں	خوف آلام زمین و آسماں
حب مال و دولت و حب وطن	حب خویش و اقربا و حب زن
امتزاج ماوطیں تن پرور است	کشتہ فحشا، ہلاک منکر است

معانی...... : خود پرور: اپنے آپ کی پرورش کرنے والا۔ خود پرست: اپنی ہی پوجا کرنے والا۔ خود سوار: اپنا سوار آپ۔ خود سر: ضدی، سرکش۔ مردشو: مرد بن، دلیر بن۔ آور زمام او بکف: اس کی لگام ہاتھ میں لے آ، مراد اس کو اپنے قابو میں لے آ۔ خزف: ٹھیکری۔ فرمانش رواں: اس کا حکم جاری۔ فرماں پذیر: حکم قبول کرنے والا۔ طرح تعمیر تو: تیری تعمیر کی بنیاد۔ از گل ریختند: انہوں نے مٹی سے رکھی ہے۔ آمیختند: انہوں نے یعنی قضاوقدر نے ملا دیا۔ آلام: الم بمعنی دکھ، تکلیف، غم کی جمع۔ عقبیٰ: مراد دوسری دنیا، آخرت۔ اقربا: قریبی رشتہ دار، قریب کی جمع۔ متزج ماء وطیں: پانی اور مٹی کی آمیزش یا ترکیب۔ تن پرور: جسم کی پرورش کرنے والا، اپنے آپ کو پالنے والا۔ کشتۂ فحشا: فحش باتوں کا مارا ہوا، بے حیائی کے کاموں کا مارا ہوا۔ ہلاک منکر: منکر کا مارا ہوا، منکر پر جان دینے والا، برائی خلاف شرع، ناشائستگی۔

ترجمہ وتشریح...... : تیرا نفس اونٹ کی طرح اپنے آپ کو پالنے والا ہے، ساتھ ہی وہ خود پسند، اپنا سوار آپ (اپنے آپ سرکشی کا اقتدار روا نہیں رکھتا) اور ضدی اور سرکش بھی ہے۔

☆......تو مرد بن (اپنے اندر مردانگی پیدا کر) اور نفس کی لگام ہاتھ میں تھام لے، اس پر قابو پا لے تا کہ اگر تو ٹھیکری ہے تو گوہر بن جائے۔ (پستی سے اٹھ کر بلند حیثیت اختیار کر لے)۔

☆......جس کا بھی اپنے آپ (نفس) پر حکم نہیں چلتا وہ دوسروں ہی کا حکم ماننے پر لگا رہتا ہے۔ (فرماں بردار بن جاتا ہے)۔

☆......تیرے وجود کی تعمیر مٹی سے ہوئی ہے۔ یعنی تو آب وگل سے بنا ہے اس تعمیر میں محبت اور خوف کی باہم آمیزش کی گئی ہے۔

☆......(تیرے دل میں) دنیا کا خوف ہے، آخرت کا خوف ہے جان کا خوف ہے، زمین اور آسمان سے نازل ہونے والی آفتوں کا خوف ہے۔

☆......(اور محبت کی قسمیں کچھ اس طرح ہیں) مال و دولت کی محبت اور وطن کی محبت، اپنے عزیزوں رشتہ داروں کی محبت اور عورت یا بیوی کی محبت۔

☆......پانی اور مٹی کا آمیزہ و مرکب جسم کی پرورش کرنے والا ہے۔ وہ برائیوں اور بدکاریوں کا شکار بن جاتا ہے۔

تا عصائے لا الٰہ داری بدست	ہر طلسم خوف را خواہی شکست
ہر کہ حق باشد چو جاں اندر تنش	خم نگردد پیش باطل گردنش
خوف را درسینۂ او راہ نیست	خاطرش مرعوب غیر اللہ نیست
ہر کہ در اقلیم لا آباد شد	فارغ از بند زن و اولاد شد
می کند از ما سوی قطع نظر	می نہد ساطور بر حلق پسر
با یکی مثل ہجوم لشکر است	جاں بچشم او زبادا رزاں ترا است

معانی...... : عصائے لا الٰہ: لا الٰہ کا ڈنڈا (الٰہ = معبود، کوئی معبود، مراد لا الٰہ، یعنی اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں)۔ داری بدست: تو ہاتھ میں رکھے، تو ہاتھ میں رکھتا ہے۔ طلسم خوف: ڈر کا جادو۔ خواہی شکست: تو توڑ ڈالے گا۔ حق باشد: حق ہو، حق ہے۔ اندر

تنش: اس کے بدن میں۔ چو جاں: روح کی طرح، جان کی مانند۔ خم نگردد: نہیں جھکتی/ جھکتا۔ پیش باطل گردنش: باطل۔ راہ نیست: راستہ نہیں ہے۔ خاطرش: اس کا دل۔ مرعوب: رعب میں آیا، رعب کھایا ہوا، ڈرا ہوا، خوف زدہ۔ غیر اللہ: اللہ کے سوا۔ اقلیم لا: لا کی سلطنت، لا کی مملکت (اقلیم = قدیم جغرافیہ دانوں نے زمین کو سات اقلیموں میں تقسیم کیا ہے، ہر اقلیم یا خطہ کسی ایک سیارے سے متعلق ہے، لا = نہیں، نہیں ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے)۔ بند زن و اولاد: بیوی بچوں کی قید۔ ماسوئ: مراد غیر اللہ، اللہ کے سوا جو کچھ ہے۔ قطع نظر: نظر ہٹا لینا، نظر انداز کرنا، چشم پوشی کرنا۔ می نہد: رکھتا ہے۔ ساطور: چھری، چھرا۔ بر حلق پسر: بیٹے کے گلے پر (پسر = بیٹا، حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ سے متعلق قرآنی تلمیح)۔ با یکی: ایک کے ساتھ یعنی ایک ہوتے ہوئے بھی۔ ہجوم لشکر: فوج کی کثرت۔ جاں بچشم او: جان اس کی نظروں میں۔ ز باد ارزاں تر است: ہوا سے بھی زیادہ سستی ہے۔

ترجمہ وتشریح......: جب تک تیرے ہاتھ میں ''لا الہٰ'' (کلمہ توحید) کا عصا ہے تو خوف اور ڈر کے ہر طلسم کو توڑ کے رکھ دے گا۔

☆......جس کسی کے جسم میں حق جاں کی طرح موجود ہے، اس کی گردن کبھی باطل کے سامنے نہیں جھک سکتی۔

☆......اس کے سینے میں خوف کا گزر ہو ہی نہیں سکتا، اس کا دل خدا کے سوا کسی شے سے نہیں ڈرتا۔

☆......جو شخص ''لا'' یعنی توحید کی مملکت میں آباد ہو گیا وہ بال بچوں (دینوی دھندوں وغیرہ) کی زنجیر (بندش) سے بالکل آزاد ہو گیا۔

☆......وہ جو غیر اللہ سے نظریں ہٹا لیتا ہے وہ اپنے بیٹے کے حلق پر چھرا رکھ دینے میں بھی پس وپیش نہیں کرتا۔

☆......اگر چہ وہ ایک/ تنہا ہونے کے باوصف ایک بہت بڑے لشکر کی صورت ہے، اس کی نظروں میں اس کی جان ہوا سے بھی کہیں سستی ہے۔ (جو شخص جان سے بے پرواہ ہے ان کی قوت کا اندازہ کون کر سکتا ہے)۔

آخری شعر میں اسی پختہ محبت وایمان کی ایک اور مثال سے وضاحت کی گئی ہے۔ ایسا شخص یعنی مرد مومن چونکہ باطل قوتوں سے خوف زدہ نہیں ہوتا اس لئے وہ ان قوتوں سے ٹکر لے لیتا ہے، اس صورت میں اسے اپنی جان کا ذرا بھر بھی احساس نہیں ہوتا، بلکہ غالب کے لفظوں میں اس کا احساس کچھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ:

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

تنہا ہونے سے مراد باطل قوت کے مقابلے میں بہت کم جمعیت ہونے والا بھی ہے۔ اس کی بہترین مثال حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے، جن کے بارے میں کہا گیا ہے:

سرداد، نہ داد دست در دست یزید حقا کہ بنائے لا الہٰ ہست حسینؓ

(یعنی جان دے دی لیکن یزید کی باطل قوت کی بیعت نہیں کی، بلاشبہ حسین لا الہٰ کی بنیاد ہیں) جان کا ہوا سے بھی سستا ہونے سے یہی مراد ہے۔

لا الہ باشد صدف گوہر نماز قلب مسلم راحج اصغر نماز
در کف مسلم مثال خنجر است قاتل فحشا و بغی و منکر است
روزہ برجوع و عطش شبخوں زند خیبر تن پروری را بشکند
مومناں را فطرت افروز است حج ہجرت آموز و وطن سوز است حج
طاعتے سرمایہ جمعیتے ربط اوراق کتاب ملتے

حب دولت را فنا سازد و زکوٰۃ ہم مساوات آشنا سازد زکوٰۃ
دل ز حتیٰ تنفقوا محکم کند زر فزاید الفت زر کم کند
ایں ہمہ اسباب استحکام تست پختۂ محکم اگر اسلام تست
اہل قوت شو ز وردِ یا قوی تا سوار اشتر خاکی شوی

معانی......: صدف: سیپی۔ گوہر: موتی۔ حج اصغر: چھوٹا حج، اصطلاح میں عمرہ کو کہتے ہیں (حج = اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن، خانہ کعبہ کا طواف اور دوسری مقررہ عبادتیں جو ذی الحجہ کے مہینے میں آٹھویں سے بارہویں تاریخ تک مکہ معظمہ، عرفات، مشعر الحرام اور منا میں بجالاتے ہیں۔ فحشا: بری باتیں، برے کام یعنی سرکشی، ظلم۔ منکر: جن باتوں سے شریعت نے منع کیا ہے، روکا ہے۔ جوع: بھوک۔ عطش: پیاس۔ شبخون زند: رات کے وقت حملہ کرتا ہے۔ خیبر تن پروری: بدن کی پرورش کا خیبر (خیبر = مدینہ منورہ سے دوسو میل شمال میں واقع یہودیوں کا مضبوط ترین قلعہ، اس کا آہنی دروازہ بہت اونچا، چوڑا اور وزنی تھا، اسے پہاڑ پر بنایا گیا تھا اور اس میں یہودیوں کے بڑے بڑے پہلوان مثلاً عنتر، مرہ اور مرحب وغیرہ مشقیں کیا کرتے تھے۔ اسے حضرت علیؓ نے فتح کیا۔ بشکند: توڑ ڈالے یعنی فتح کرلے۔ فطرت افروز: سرشت کو منور کرنے والا، مراد ایمان و یقین میں اضافہ کرنے والا۔ ہجرت آموز: ہجرت سکھانے والا، یہاں حضور اکرمؐ کی ہجرت کی طرف بھی اشارہ ہے جو آپؐ نے اسلام کی خاطر مکہ سے مدینہ کی طرف کی۔ وطن سوز: وطن کو جلا دینے والا۔ طاعتِ سرمایہ جمعیتے: ایسی عبادت جو جمعیت کا سرمایہ ہے۔ ربط: رابطہ، تعلق۔ اوراق کتاب ملتے: ملت اسلامیہ کی کتاب کے اوراق۔ زکوٰۃ: اسلام کا ایک رکن، فاضل مال کا چالیسواں حصہ جو راہ خدا میں دیا جائے، اڑھائی فیصد۔ مساوات آشنا: برابری کے اصول سے واقف۔ حتیٰ تنفقوا: قرآنی تلمیح، پوری آیت کا ترجمہ ہے: (مسلمانو) تم اس وقت تک نیکی کا درجہ کبھی حاصل نہیں کرسکتے جب تک تم اس دولت میں سے، جسے تم محبوب رکھتے ہو، خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ (سورہ: آل عمران، آیت: ۹۲)۔ محکم کند: مضبوط کرتی ہے۔ زر فزاید: دولت بڑھاتی ہے۔ استحکام: مضبوطی، قوی ہونا۔ پختۂ ای: تو مضبوط ہے۔ اہل قوت شو: صاحب قوت بن۔ ز وردِ یا قوی: یا قوی کی تسبیح سے۔ اشتر خاکی: مٹی کا اونٹ، مراد نفس، جسم۔

ترجمہ وتشریح......: لاالٰہ سیپی ہے تو نماز گوہر (موتی) ہے۔ مسلمان کے دل کے لئے نماز، حج اصغر کا درجہ رکھتی ہے۔

☆......(یہ نماز) مسلمان کے ہاتھ میں ایک خنجر کی مانند ہے۔ یہ بری اور بے حیائی کی باتوں، خدائی احکام سے سرتابی اور برے کاموں کو ختم کردینے والی ہے۔

☆......روزہ، بھوک اور پیاس پر شب خون مارتا ہے، وہ (روزہ) صرف بدن کی پرورش کرنے والے خیبر کو فتح کرتا ہے۔ یعنی تن پروری باقی نہیں رہتی۔

☆......حج مومنوں کی فطرت کو منور یعنی ان کے ایمان میں اضافہ کرنے والا ہے۔ حج گھر بار چھوڑنے کی تعلیم دیتا ہے اور وطن کی محبت دل سے نکال دیتا ہے۔

☆......وہ (حج) ایک ایسی عبادت ہے جو (پوری ملت اسلامیہ کو) ایک لڑی میں پرونے والی اور ملت کی کتاب کی شیرازہ بندی کرنے والی ہے۔

☆......زکوٰۃ، مال و دولت کی محبت کو مٹا دیتی ہے، زکوٰۃ (ملت کے افراد کو) برابری سے بھی آگاہ کرتی ہے۔ یعنی سب مسلمان برابر ہیں۔

☆......یہ (زکوٰۃ) "حتیٰ تنفقوا" کے ارشاد ربانی سے دل کو مضبوط کرتی ہے، دولت کو برکت عطا کرتی اور اس (دولت) سے محبت میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

☆......یہ سب (ارکان اسلام) تیری پختگی و مضبوطی کا سامان ہیں، اگر تیرا اسلام مضبوط ہے تو تو خود بھی مضبوط ہے۔

☆......"یا قوی" کے ورد سے اپنے آپ کو صاحب قوت بنا لے تاکہ تو مٹی کے اونٹ پر سوار ہو جائے (نفس پر قابو پا لے)

☆......(ان اشعار میں اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کا ذکر کر کے ان کی اہمیت و افادیت بیان کی گئی ہے۔ ان پر عمل کرنے سے اسلامی معاشرہ دنیا کا ایک عظیم معاشرہ بن سکتا ہے)۔

مرحلہ سوم : نیابت الٰہی

گر شتر بانی جہانبانی کنی زیب سر تاج سلیمانی کنی
تا جہاں باشد جہاں آرا شوی تاجدار ملک لایبلیٰ شوی
نائب حق در جہاں بودن خوش است بر عناصر حکمراں بودن خوش است
نائب حق ہمچو جان عالم است ہستی او ظل اسم اعظم است
از رموز جزو و کل آگہ بود در جہاں قائم بامر اللہ بود

شتربانی: اونٹ ہانکنے کا کام۔ جہانبانی: دنیا کو ہانکنے کا کام۔ زیب سر: سر کی زینت۔ تاج سلیمانی: سلیمانؑ کا تاج (سلیمان= حضرت سلیمان علیہ السلام، جن کے چرند پرند، درند اور دوسرے عناصر مسخر تھے)۔ تاجہاں باشد: جب تک دنیا ہے۔ جہاں آرا شوی: تو دنیا کو آراستہ کرنے والا ہوگا، تو دنیا پر غالب ہوگا، حکمرانی کرے گا۔ تاجدار: تاج رکھنے والا، حکمران، بادشاہ۔ ملک لایبلیٰ: ایسا ملک جسے کبھی زوال نہ ہو، اشارہ ہے سورہ طٰہٰ کی ایک آیت کی طرف، ایسی بادشاہی جسے کبھی زوال نہ ہو۔ نائب حق: خدا کا خلیفہ۔ بودن: ہونا۔ خوش است: اچھا ہے۔ عناصر: عنصر کی جمع، مراد وہ اشیا جن کے مرکب سے مادی اجسام وجود میں آتے ہیں، آگ، پانی، مٹی اور ہوا۔ ہستی: وجود۔ ہمچو: مانند، مثل، طرح۔ ظل: سایہ، پرتو۔ اسم اعظم: سب سے بڑا نام، اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام، جس کی تاثیر سے ہر دعا قبول ہوتی ہے، یہ نام کون سا ہے اس کی خبر اللہ کے صرف خاص بندوں ہی کو ہے۔ جزو و کل: حصہ اور تمام، یہاں مراد ساری کائنات۔ آگہ: آگاہ کا مخفف، واقف، باخبر۔ قائم بامر اللہ: اللہ کی طرف سے مامور اللہ کے حکم سے قائم (امر = حکم)۔

ترجمہ وتشریح......: اگر تو شتربان بن جائے (نفس کے اونٹ کو قابو میں لے آئے) تو دنیا پر حکم چلائے گا اور سلیمانؑ کا تاج تیرے سر کی زینت بنے گا۔

☆......جب تک یہ دنیا قائم ہے تو اس کو سجانے والا رہے گا اور اس ملک کا تاجدار بن جائے گا جس پر کبھی زوال نہ آئے گا۔

☆......دنیا میں اللہ تعالیٰ کا نائب بننا اچھی بات ہے۔ عناصر پر حکمرانی کرنا کتنا اچھا ہے۔

☆......خدا کا نائب، دنیا کی روح کی مانند ہے، اس کا وجود اسم اعظم کا سایہ ہوتا ہے۔

☆......وہ اس کائنات کی ہر ہر شے کے تمام بھید جانتا ہے اور دنیا میں اللہ کی طرف سے مامور ہوتا ہے (اللہ کے حکم جاری کرنا اس کا اصل کام ہے)۔

خیمہ چوں در وسعت عالم زند ایں بساط کہنہ را برہم زند
فطرتش معمور و می خواہد نمود عالمے دیگر بیارد در وجود

صد جہاں مثل جہان جزو و کل	روید از کشت خیال او چو گل
پختہ سازد فطرت ہر خام را	از حرم بیروں کند اصنام را
نغمہ زا تار دل از مضراب او	بہر حق بیداری او خواب او
شیب را آموزد آہنگ شباب	می دہد ہر چیز را رنگ شباب
نوع انساں را بشیر و ہم نذیر	ہم سپاہی ہم سپہگر ہم امیر

معانی...... :وسعت: پھیلاؤ، وسیع ہونا۔خیمہ...... زند: خیمہ لگائے، خیمہ لگاتا ہے۔بساط کہنہ: پرانی چٹائی، مراد یہ دنیا (جو ہزاروں صدیوں سے چلی آرہی ہے)۔ برہم زند: درہم برہم کردے، الٹ پلٹ کردے/کردیتا ہے۔فطرش معمور: اس کی سرشت بھری ہوئی ہے۔می خواہد نمود: وہ دکھانا چاہتی ہے۔ عالمے دیگر: کوئی اور دنیا، ایک نئی دنیا۔ بیارد در وجود: وجود میں لائے، پیدا کرے۔صد جہان: سینکڑوں دنیائیں۔ جہان جزو و کل: حصے اور کل کی دنیا، یہ کائنات۔روید: اگے، یعنی اگتے ہیں۔کشت: کھیتی۔ پختہ سازد: پکا بنائے/ بناتا ہے، مراد کمال تک پہنچاتا ہے۔فطرت ہر خام را: ہر کچے یعنی ناقص کی سیرت کو۔حرم: چاردیواری، مراد حرم کعبہ، جہاں اسلام سے پہلے کئی بت رکھے ہوئے تھے۔اصنام: صنم بمعنی بت کی جمع، بہت سے بت۔نغمہ زا: نغمہ پیدا کرنے والا۔تار دل: دل کا ساز۔ مضراب: آلہ ضرب، زخمہ، ستار بجانے کا چھلا جو سازندہ اپنی انگلی میں چڑھا لیتا ہے۔بہر حق: خدا کے لئے۔شیب: بڑھاپا۔آموزد: وہ سکھائے، وہ سکھاتا ہے۔ آہنگ شباب: جوانی کی لے، جوانی کا ولولہ۔نوع انساں را: بنی نوع انسان کے لئے۔بشیر: بشارت دینے والا، خوش خبری سنانے والا۔ نذیر: ڈرانے والا۔سپہ گر: سپاہ سالار۔

ترجمہ وتشریح......: جب وہ کائنات (دنیا) کی وسعتوں میں خیمہ لگا لیتا ہے تو اس پرانی بساط کو الٹ کے رکھ دیتا ہے (درہم برہم کر دیتا ہے)۔

☆......اس کی فطرت برکتوں اور اچھائیوں بھری ہوتی ہے اور اس کا اظہار وہ ایک نئی دنیا کے وجود میں لانے سے کرنا چاہتی ہے۔

☆......اس کائنات جیسے سینکڑوں عالم اس کے خیالات اور افکار کی کھیتی سے پھول کی طرح اگتے رہتے ہیں۔

☆......وہ خام فطرت کو پختہ اور پائیدار بنا دیتا ہے، وہ حرم سے بتوں کو باہر نکال دیتا ہے۔

☆......اس کے مضراب سے دل کے ساز میں سے نغمے پھوٹنے لگتے ہیں۔اس کا جاگنا اور اس کا سونا سب اللہ کے لئے ہوتا ہے۔

☆......وہ بڑھاپے کو جوانی کی لے (جوانی کا سا عزم و ولولہ) سکھا دیتا ہے۔وہ ہر چیز کو شباب (جوانی) کے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔

☆......وہ بنی نوع انسان کے لئے خوش خبری دینے والا بھی ہے اور اسے برائی سے ڈرانے والا بھی وہ سپاہی بھی ہوتا ہے وہ فوج کا سپہ سالار بھی ہے اور سردار بھی۔

آخری شعر میں اس کی جباری وقہاری کا ذکر ہے۔علامہ اقبال اردو میں ایک جگہ کہتے ہیں:

جباری و قہاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

یعنی کفر و شرک میں ڈوبے ہوؤں اور معاشرے کے ناسوروں کیلئے وہ نذیر ہے جب کہ توحید پرستوں اور انسان دوستوں کیلئے بشیر ہے:

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

(یہ ایک قرآنی آیت کا منظوم ترجمہ ہے)
اسکے سپاہی، سپہ گر اور امیر ہونے کا مطلب ہے کہ وہ زندگی کے ہر ہر شعبے میں ملت کی رہنمائی کرتا اور اسے آگے لے کر بڑھتا ہے۔

مدعائے علم الاسما ستے | سر سبحان الذی اسرا ستے
از عصا دست سفیدش محکم است | قدرت کامل بعلمش توام است
چوں عناں گیرد بدست آں شہسوار | تیز تر گردد سمند روزگار
خشک سازد ہیبت او نیل را | می برد از مصر اسرائیل را
از قم او خیزد اندر گور تن | مردہ جانہا چوں صنوبر در چمن
ذات او توجیہ ذات عالم است | از جلال او نجات عالم است

لغت: مدعا: مقصود، مراد۔ علم الاسما ستے: علم الاسماء ہے (علم الاسما قرآنی تلمیح ہے، سورہ بقرہ، آیت ۳۱ اور آدم کو تمام اشیا کے نام سکھا دیئے)۔ سر: بھید، راز۔ سبحان الذی اسرا: پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات لے گئی، قرآنی تلمیح، سورۃ الاسراء، آیت ۱، وہ ذات قابل تسبیح ہے جو اپنے بندے یعنی حضور اکرم کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی (جسے واقعہ معراج کہا جاتا ہے)۔ دست سفیدش: اس کا سفید ہاتھ، اس کا روشن ہاتھ، قرآنی تلمیح، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک معجزے کی طرف اشارہ ہے، ید بیضا، جب حضرت موسیٰ اپنا ہاتھ بغل میں دبا کر باہر نکالتے تو وہ روشن ہوتا اور اس کی روشنی دور دور تک جاتی۔ عصا: ڈنڈا، لاٹھی، یہ بھی حضرت موسیٰ کے ایک معجزے کی طرف اشارہ ہے، جب وہ اپنا عصا زمین پر پھینکتے تو وہ اژدہا بن کر جادوگروں کے سانپوں کو نگل جاتا۔ قدرت کامل: مکمل اختیار۔ بعلمش توام است: اس کے علم کے ساتھ جڑواں ہے، ملی ہوئی ہے۔ چون عناں گیر دبدست: جب وہ ہاتھ میں لگام تھامتا ہے۔ تیز تر گردد: اور تیز رفتار ہو جاتا ہے۔ سمند روزگار: زمانے کا گھوڑا (بادامی رنگ کا گھوڑا)۔ خشک سازد: خشک کر دیتی ہے۔ نیل را: نیل کو، مراد دریائے نیل کو حضرت موسیٰ کے حوالے سے قرآنی تلمیح، حضرت موسیٰ جب اپنے پیروکاروں کو فرعون سے بچانے کے لئے ہجرت پر مجبور ہوئے تو راستے میں دریائے نیل تھا، اللہ کے حکم سے انہوں نے پانی پر عصا مارا تو نیل درمیان میں سے خشک ہو گیا اور وہ پار اتر گئے لیکن جب فرعون اور اس کے سپاہی جوان کے تعاقب میں تھے اس میں داخل ہوئے تو پانی پھر اپنی جگہ آ گیا اور وہ سب غرق ہو گئے۔ نیل مصر کا ایک مشہور دریا ہے۔ می برد: لے جاتا ہے۔ اسرائیل: حضرت موسیٰ کی قوم کا نام، یہ قوم مصر میں فرعون کی معتوب تھی۔ از قم او: اس کی قم سے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے کی طرف اشارہ ہے۔ قرآنی تلمیح کے مطابق وہ مردے کو کہتے قم باذن اللہ: خدا کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو اور مردہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوتا)۔ گور: قبر۔ مردہ جانہا: مردہ جانیں، مردہ روحیں۔ چون صنوبر: صنوبر کی مانند (صنوبر = ایک مشہور درخت) توجیہ ذات عالم: کائنات کے وجود کی دلیل (یہاں مراد دلیل، ذات = وجود، شخصیت) جلال: غیظ، غضب، رعب و دبدبہ)۔

ترجمہ وتشریح......: وہ علم الاسماء کا مقصود و مدعا ہوتا ہے وہ (نائب خدا) ''سبحان الذی سرا'' کا بھید (راز) ہوتا ہے۔

☆......عصا سے اس کا سفید ہاتھ (ید بیضا، روشن ہاتھ) مضبوط ہے، اس کا مکمل اختیار و قدرت اس کے علم کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ (اس کا علم اور قدرت کامل دونوں جڑواں ہوتے ہیں)۔

☆......جب وہ شہسوار اپنے ہاتھوں میں زمانے کے گھوڑے کی باگ تھام لیتا ہے تو اس (گھوڑے) کی رفتار اور بھی تیز ہو جاتی ہے۔

☆......اس کا رعب و دبدبہ دریائے نیل کو خشک کر دیتا ہے، وہ اسرائیل کو لے کر مصر سے باہر نکل جاتا ہے۔ (تا کہ فرعون کی غلامی سے نجات پائیں)۔

☆......اس کے ''قم'' (اٹھ، اللہ کے حکم سے) کہنے سے مری ہوئی جانیں بدن کی قبر میں یوں اٹھ کھڑی ہوتی ہیں جس طرح صنوبر کا درخت باغ میں اُگتا ہے۔

☆......اس کی شخصیت (اس کا وجود) کائنات کے وجود کی دلیل یا تفسیر ہے، اس کے جلال وعظمت پر دنیا کی نجات موقوف ہے۔

ذرہ خورشید آشنا از سایہ اش — قیمت ہستی گراں از مایہ اش
زندگی بخشد ز اعجاز عمل — می کند تجدید انداز عمل
جلوہ ہا خیزد ز نقش پائے او — صد کلیم آوارہ سینائے او
زندگی رامی کند تفسیر نو — میدہد ایں خواب را تعبیر نو
ہستی مکنون او راز حیات — نغمہ نشنیدہ ساز حیات

معانی......: ذرہ: مادے کا چھوٹا ٹکڑا۔ خورشید آشنا: ایسا شخص جو سورج سے واقف اور آگاہ ہو۔ قیمت ہستی گراں: کائنات، وجود یا شخصیت کی قدر و قیمت مہنگی ہو جاتی ہے۔ از مایہ اش: اس کے سرمائے یعنی علوم اور روحانیت سے (اعجاز = معجزہ، کرامت ایسی بات یا کام جو عام طاقت سے بڑھ کر ہو، عمل = جدوجہد)۔ می کند تجدید: وہ نئے سر سے زندہ کرتا ہے۔ جلوہ ہا خیزد: جلوے پھوٹتے ہیں/اٹھتے ہیں۔ ز نقش پائے او: اس کے پاؤں کے نقش سے۔ صد کلیم: سینکڑوں کلیم، بہت سے کلیم (کلیم = کلام کرنے والا، مراد حضرت موسیٰ جن کو کوہ طور پر اللہ سے ہم کلام ہونے کی بنا پر کلیم اللہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے)۔ آوارہ = بے مقصد گھومنے والا۔ سینا = اس پہاڑ کا نام جس پر حضرت موسیٰ کو تجلی ایزدی دکھائی دی تھی اور وہ اللہ سے ہم کلام بھی ہوئے تھے اسے کوہ طور بھی کہا جاتا ہے۔ تفسیر نو: نئی تشریح۔ تعبیر نو: نئی تعبیر۔ ہستی مکنون او: اس کی چھپی ہوئی شخصیت۔ نغمہ نشنیدہ: وہ نغمہ جو سنا نہ گیا ہو۔

ترجمہ وتشریح......: اس کے سائے کی حفاظت سے ذرہ بھی خورشید آشنا (سورج سے شناسائی کرنے والا) بن جاتا ہے، اس کے سرمایہ زندگی (علوم وروحانیت) سے کائنات کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے۔

☆......وہ اپنے زور عمل کے اعجاز سے ہر شے کو زندگی عطا کرتا ہے وہ عمل کے انداز کو نئے سرے سے زندہ کر دیتا ہے۔ (عمل کے طور طریقے سراسر نئے ہو جاتے ہیں)۔

☆......اس کے پاؤں کے نقش سے کئی جلوے پھوٹتے ہیں، سینکڑوں کلیم اس کے سینا ملک پہنچنے کے لئے آوارہ پھرتے ہیں (بیتاب نظر آتے ہیں)۔

☆......وہ زندگی کی نئی تفسیر کرتا ہے وہ اس خواب کو نئی تعبیر دیتا ہے۔

☆......اس کی پوشیدہ شخصیت، زندگی کا راز ہوتی ہے، وہ زندگی کے ساز کا ایسا نغمہ ہے جو پہلے کبھی سنا نہ گیا ہو۔

طبع مضموں بند فطرت خوں شود — تا دو بیت ذات او موزوں شود
مشت خاک ما سر گردوں رسید — زیں غبار آں شہسوار آید پدید
خفتہ در خاکسترا مرو زما — شعلہ فرد اے عالم سوز ما
غنچہ ما گلستاں در دامن است — چشم ما از صبح فردا روشن است
اے سوار اشہب دوراں بیا — اے فروغ دیدہ امکاں بیا

رونق ہنگامہ ایجاد شو | در سواد دیدہ ہا آباد شو
شورش اقوام را خاموش کن | نغمہ خود را بہشت گوش کن

معانی...... : طبعِ مضمون بندِ فطرت: کائنات کی فطرت کے مطابق مضمون باندھنے والی طبیعت، ہر لحہ مضمون باندھنے والی فطرت۔ خون شود: خون ہوجاتی ہے۔تا: تب، کہیں۔ دو بیت ذات او: اس کی شخصیت یا وجود کے دو شعر (بیت= شعر، گھر)۔ سر گردوں رسید: آسمان پر پہنچی۔ زیں غبار: اس غبار سے گرد سے۔ آں شہسوار آید پدید: وہ شہسوار ظاہر ہوگا وہ شہسوار آئے گا (آید پدید: ظاہر ہو، آئے، خفتہ: سویا ہوا ہے)۔ در خاکستر امروز ما: ہماری آج کی راکھ میں۔ شعلہ فردائے عالم سوز ما: ہمارا دنیا کو جلا دینے والا کل کا شعلہ۔ غنچہ ما: ہماری کلی، مراد ہماری ملت۔ گلستان در دامن است: دامن میں گلستان سمیٹے ہوئے ہے۔ چشم ما: ہماری آنکھ۔ از صبح فردا: مستقبل کی صبح سے (فردا= آنے والا کل، مستقبل) اشہب دوراں: زمانے کا گھوڑا۔ بیا: آ۔ فروغ دیدہ امکاں: امکان کی آنکھوں کی روشنی۔ رونق ہنگامہ ایجاد شو: ہنگامہ ایجاد یعنی موجوداتِ عالم کی رونق بن/ ہوجا۔ سواد دیدہ ہا: آنکھوں کی سیاہی، آنکھوں کی پتلی ہو/ ہو جا، رہ۔ شورش اقوام: قوموں کی شورش، قوموں کا فتنہ و فساد، قوموں کا ہنگامہ۔ خاموش کن: خاموش کر یعنی مٹا دے۔ بہشت گوش کن: سماعت کے لئے بہشت کی سی کیفیت پیدا کر دے۔

ترجمہ وتشریح...... : نئے نئے خیالات و مضامین باندھنے والی فطرت کی طبیعت خون ہوجاتی ہے کاوش کرتے کرتے گھل گھل کر لہو بن جاتی ہے، تب کہیں اس کی ذات کے متعلق دو شعر موزوں ہوتے ہیں۔ (تائب کا پیدا ہونا آسان نہیں) حالی نے کیا خوب کہا ہے:

خشک سیروں تن شاعر میں لہو ہوتا ہے
تب نظر آتی ہے اک مصرع تر کی صورت

☆...... ہماری خاک کی مٹھی آسمان پر جا پہنچی (اب) اس غبار سے وہ شہسوار (خدا کا خلیفہ) ظاہر ہوگا۔

☆...... کائنات کو جلا دینے والا ہمارے آنے والے کل کا شعلہ ہمارے ''آج'' کی راکھ میں سویا پڑا ہے۔ (جو کل چمکے گا تو دنیا کے لئے روشنی پہنچائے گا)۔

☆...... ہمارا غنچہ اپنے دامن میں گلستاں سمیٹے ہوئے ہے۔ ہماری آنکھ آنے والی صبح کے نور سے روشن ہے۔

☆...... اے زمانے کے گھوڑے پر سوار، آجا، اے امکان (اس کائنات) کی آنکھوں کا نور ہے، روشنی ہے، آجا (نمودار ہوجا)۔

☆...... تو ہنگامہ ایجاد (موجوداتِ عالم) میں رونق پیدا کر دے، آنکھوں کی پتلیوں میں آباد ہوجا۔

☆...... دنیا کی قوموں نے جو ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اسے ختم (خاموش) کر دے، اپنے نغمے کو (انسانوں) کی سماعت کے لئے بہشت کی سی تازگی والا بنا دے۔

خیز و قانون اخوت سازدہ | جام صہبائے محبت بازدہ
بازد عالم بیار ایام صلح | جنگجویاں رابدہ پیغام صلح
نوع انساں مزرع و تو حاصلی | کاروان زندگی را منزلی
ریخت از جور خزاں برگ شجر | چوں بہاراں بر ریاض ما گزر
سجدہ ہائے طفلک و برناو پیر | از جبین شرمسار ما بگیر
از وجود تو سرا فرازیم ما | پس بہ سوز ایں جہاں سوزیم ما

معانی...... : خیز: اٹھ، خاستن مصدر بمعنی اٹھنا۔ قانون اخوت: بھائی چارے کا قانون۔ سازدہ: تیار کر۔ جام صہبائے محبت: محبت کی شراب کا جام۔ بازدہ: پھر دے۔ بیار ایام صلح: صلح کے دن لا۔ جنگجویاں را: جنگ کرنے والوں کو۔ بدہ: دے۔ مزرع: کھیت، زرع یا زراعت کی جگہ، کھیتی باڑی۔ تو حاصلی: تو حاصل ہے۔ کاروان زندگی را: زندگی کے قافلے کا۔ منزلی: تو منزل ہے، تو پڑاؤ ہے۔ ریخت: گر گیا، گر گئے۔ از جور خزاں: خزاں کے ستم سے۔ برگ شجر: درخت کا پتا، مراد درخت کے پتے۔ چوں بہاراں: بہار کی مانند۔ ریاض: باغ۔ طفلک: طفل کا اسم تصغیر، بچہ۔ برنا و پیر: جوان اور بوڑھا۔ جبین شرمسار ما: ہماری ندامت کی حامل پیشانی۔ سرافرازیم ما: ہم سربلند ہیں۔ بہ سوزایں جہاں: اس دنیا کے سوز/تپش سے۔ سازیم ما: یعنی ہم نباہ کریں/کرتے ہیں۔

ترجمہ وتشریح......: اٹھ اور بھائی چارے کا ساز چھیڑ۔ محبت کی شراب کا جام پھر سے دے۔ (تقسیم کر دے)۔

☆......ایک مرتبہ پھر دنیا میں صلح اور امن کا دور لے آ، جنگ و فساد پر آمادہ لوگوں کو صلح کا پیغام دے۔

☆......بنی نوع انسان کھیت ہے اور تو اس کا حاصل ہے، تو زندگی کے قافلے کی منزل مقصود ہے۔

☆......درخت کے پتے، خزاں کے ستم سے، جھڑ گئے ہیں، تو پھر موسم بہار کی صورت بن کر ہمارے باغ میں سے گزر۔

☆......تو ہماری ندامت سے، شرمسار پیشانیوں سے (ہمارے) بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کے سجدے لے۔ (نذر عقیدت پیش کرنے کے لئے بے قرار ہیں تو وہ قبول کر)۔

☆...... تیرے وجود سے ہمیں سربلندی میسر ہے، سو اس دنیا کے سوز سے ہم نباہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ (ہم اس انتظار میں ہیں کہ تو نمودار ہو۔ آج ہم دنیا میں گھرے ہوئے ہیں)۔

در شرح اسرار اسمائے علی مرتضیٰؓ

(حضرت علی مرتضیٰؓ کے اسما کے بھیدوں کی تشریح)

مسلم اول شہ مرداں علیؓ — عشق را سرمایہ ایماں علیؓ
از ولائے دود مانش زندہ ام — در جہاں مثل گہر تابندہ ام
نرگسم و ارفتۂ نظارہ ام — در خیابانش چو بو آوارہ ام
زمزم از جوشد ز خاک من ازوست — مے اگر ریزد ز تاک من ازوست
خاکم و از مہر او آئینہ ام — می تواں دیدن نوا در سینہ ام
از رخ او فال پیغمبرؐ گرفت — ملت حق از شکوہش فر گرفت
قوت دین مبیں فرمودہ اش — کائنات آئیں پذیر از دودہ اش

معانی...... : مسلم اول: پہلا مسلمان، مراد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا۔ شہ مرداں: مردوں کا شاہ، مراد دلیروں کا سردار علیؓ: حضرت ابو طالب کے چھوٹے بیٹے، حضور اکرمؐ کے چچا زاد بھائی، نیز داماد، لغوی معنی مرتبہ، اعلیٰ۔ ولائے دود مانش: اس کے خاندان کی محبت۔ تابندہ ام: میں چمکنے والا ہوں، میں چمکتا ہوں۔ نرگسم: میں نرگس ہوں (نرگس = مشہور پھول، جس میں سیاہ داغ کے سبب اسے آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے)۔ وارفتہ نظارہ: نظارے میں کھوئی ہوئی، نظارے میں محو۔ در خیابانش: اس کی کیاری یا اس کے باغ میں۔ آوارہ ام:

میں منتشر یا پھیلا ہوا ہوں۔ زمزم: کعبۃ اللہ کے اندر ایک چشمہ۔ ار جوشد: اگر پھوٹے، اگر بہہ نکلے۔ تاک: انگور کی بیل۔ خاکم: میں خاک ہوں، میں معمولی یا حقیر چیز ہوں۔ می تواں دیدن: دیکھی/ دیکھا جا سکتا ہے۔ نوا: آواز، نغمہ۔ از رخ او فال پیغمبر گرفت: اس/ان کے چہرے سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فال لی۔ ملت حق: مراد ملت اسلامیہ۔ از شکوہش: اس/ ان کے رعب و دبدبہ سے۔ فر گرفت: شان و شوکت پکڑی۔ دین مبین: روشن دین، مراد دین اسلام۔ آئین پذیر: آئین قبول کرنے والی۔ دودہ: ان کا گھرانا، ان کا خاندان۔

ترجمہ وتشریح......: (حضرت) علیؓ کہ دلیروں کے سردار ہیں، اسلام لانے والوں میں سرفہرست ہیں۔ (حضرت) علیؓ کی ذات عشق کے لئے ایمان کا سرمایہ تھی۔

☆......میں (اقبال) آپؓ کے خاندان (مبارک) کی محبت کے سبب زندہ ہوں اور (اسی برکت سے) میں دنیا میں موتی کی طرح چمک رہا ہوں۔

☆......میں نرگس ہوں (یعنی سراپا آنکھ ہوں) اور نظارے میں کھویا ہوا ہوں (نظارے کے لئے بیخود ہوں) میں آپؓ کی کیاری میں خوشبو کی طرح ادھر اُدھر پھرتا ہوں۔

☆......اگر میری خاک سے زمزم کا چشمہ پھوٹتا ہے تو یہ آپؓ ہی سے محبت اور برکت کے سبب ہے شراب ٹپک رہی ہے تو یہ بھی اسی باعث ہے۔

☆......میں خاک ہوں اور (حضرت علیؓ) سے محبت کے نتیجے میں آئینہ صفت ہو گیا ہوں، چنانچہ میرے سینے میں آواز کو دیکھا جا سکتا ہے۔

☆......آپؓ کے (مبارک) چہرے سے حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اچھا شگون لیا، ملت اسلامیہ کو آپؓ کے شکوہ و دبدبہ کے نتیجے میں شان و شوکت ملی۔

☆......آپؓ کے فرمودات، روشن دین (اسلام) کے لئے قوت کا باعث ہیں۔ دنیا کو انہی کے خاندان سے آئین، قانون اور دستور ملا۔

مرسل حق کرد نامش بوتراب
حق ید اللہ خواند در ام الکتاب

ہر کہ دانائے رموز زندگیست
سر اسمائے علیؓ داند کہ چیست

خاک تاریکے کہ نام اوتن است
عقل از بیداد او درشیون است

فکر گردوں رس زمیں پیما ازو
چشم کورو گوش ناشنوا ازو

از ہوس تیغ دور و دارد بدست
رہرواں رادل بریں رہزن شکست

شیر حق ایں خاک را تسخیر کرد
ایں گل تاریک را اکسیر کرد

مرتضیٰ کز تیغ اوحق روشن است
بو تراب از فتح اقلیم تن است

معانی......: مرسل حق: حق یا خدا کا بھیجا ہوا، مراد حضور نبی کریمؐ۔ کرد نامش: اس کا (آپؓ کا) نام رکھا۔ بوتراب: مٹی کا یا زمین کا باپ، حضرت علیؓ کا لقب جو حضور اکرمؐ نے آپ کو دیا۔ اس کے پیچھے ایک واقعہ ہے جو یوں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرمؐ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت علیؓ فرش پر سوئے ہوئے تھے اور آپؓ کا جسم فرش کے گرد و غبار سے بھرا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیفیت دیکھ کر فرمایا: ''یا ابا تراب'' (اے مٹی یا زمین کے باپ اٹھ کھڑا ہو)۔ ابوتراب کا خطاب بہت ہی موزوں اور لبریز محبت و شفقت تھا۔ ید اللہ: خدا کا ہاتھ۔ خواند: پڑھا یعنی کہا۔ ام الکتاب: کتاب کی ماں، مراد قرآن کریم۔ دانائے رموز زندگیست: زندگی کی رمزوں کا جاننے والا ہے (رموز = رمز بمعنی بھید، حقیقت، اشارہ، کنایہ، نکتہ کی جمع) سر اسمائے علیؓ: حضرت علیؓ کے ناموں یعنی القاب کا بھید۔ خاک تاریکے کہ: وہ

تاریک خاک جو۔ بیداد: ظلم وستم۔ درشیون است: ماتم میں ہے، فریادی ہے۔ فکر گردوں رس: آسمان تک پہنچنے والا تخیل، بلند خیالات۔ زمیں پیما: زمین کو ناپنے والا، زمین پر گھومنے پھرنے والا۔ کو: اندھی۔ ناشنوا: نہ سننے والا، بہرا۔ تیغ دورو: دورخوں یعنی دھاروں والی تلوار، دودھاری تلوار۔ رہرواں را: چلنے والوں کا، مسافروں کا۔ شیر حق: اللہ کا شیر، حضرت علیؓ کا لقب۔ این خاک را: اس خاک کو۔ گل تاریک: اندھیری یا سیاہ مٹی، مراد وہ مٹی جس سے انسانی جسم کا ہیولیٰ تیار ہوا۔ اکسیر: کیمیا، خاص قسم کی جڑی بوٹیوں کو ایک خاص انداز میں ملا کے ایسا پاؤڈر بنانا جس کی ایک چٹکی معمولی سی دھات میں ملا کر اسے سونا بنالیا جاتا ہے۔ اقلیم تن: جسم کی مملکت۔ مرتضیٰ: چنا ہوا، منتخب کیا ہوا، حضرت علیؓ کا لقب۔

ترجمہ وتشریح......: اللہ کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آپ کو بوتراب کا نام (لقب) دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کو ید اللہ (اللہ کا ہاتھ) قرار دیا ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرمؐ کے دست مبارک کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے" بلاشبہ جو لوگ (ببول کے درخت کے سایہ میں) آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے ان کے ہاتھوں کے اوپر آپ کا ہاتھ نہیں ہے بلکہ اللہ کا ہاتھ ہے" (۴۸۔۱۰) چونکہ حضرت علیؓ اتباع کاملہ کی بدولت فنافی الرسول کے مرتبہ پر فائز ہو چکے تھے۔ اس لئے اقبال نے مجازی طور پر ان کو بھی "یداللہ" کے لقب میں شامل کرلیا۔

☆......جوکوئی بھی زندگی کے بھید جانتا ہے اسے علم ہے کہ حضرت علیؓ کے اسماوالقاب کا راز کیا ہے۔

☆......وہ سیاہ خاک جسے بدن کہا جاتا ہے اور عقل جس کے ظلم سے نالاں ہے (آہ و فریاد کر رہی ہے)۔

☆......آسمانوں کی سی بلندی کا حامل فکر اس کے ہاتھوں پستی کا شکار رہتا ہے اور دیکھنے والی آنکھ اس کے سبب اندھی ہے اور کان بہرے ہیں۔

☆......جس کے ہاتھ میں حرص وہوس کی دودھاری تلوار ہے اور اللہ کی راہ میں چلنے والوں (سالکوں) کے دل اس سے خوف زدہ ہیں۔

☆......اللہ کے شیر (اسد اللہ، حضرت علیؓ) نے اس خاک (بدن) پر قابو پالیا، آپ نے اس سیاہ خاک کو جو بالکل نور تھی اکسیر یعنی کیمیا میں بدل دیا۔

☆......مرتضیٰؓ جن کی تلوار سے حق روشن ہے، جو بوتراب بنے یا کہلائے ہیں تو یہ جسم کی ولایت (مملکت) کو فتح کرنے کے نتیجے میں ہے۔

مرد کشور گیر از کراری است — گوہرش را آبرو خود داری است
ہر کہ در آفاق گرد و بو تراب — باز گرد اندز مغرب آفتاب
ہر کہ زیں بر مرکب تن تنگ بست — چوں نگیں برخاتم دولت نشست
زیر پاش اینجا شکوہ خیبر است — دست او آنجا قسیم کوثر است
از خود آگاہی ید اللّٰہی کند — از ید اللّٰہی شہنشاہی کند
ذات او دروازہ شہر علوم — زیر فرمانش حجاز و چین و روم

معانی......: مرد کشور گیر: ملک فتح کرنے والا دلیر۔ از کراری است: کراری کے سبب ہے، کراری کے نتیجے میں ہے (کراری=بار بار حملہ کرنا، بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے کی کیفیت، کرار حضرت علیؓ کا لقب ہے کیونکہ وہ میدان جنگ میں بار بار حملہ کرتے تھے)۔ گوہرش را آبرو: اس کے گوہر کی چمک، اس کی اصل یا اس کے خاندان کی آبرو۔ خودداری: اپنی ذات، اپنے وجود اور اپنے وقار کا خود تحفظ کرنا۔ آفاق: افق کی جمع بمعنی آسمان کے کنارے، مراد کائنات۔ گردد بوتراب: بوتراب ہو جاتا ہے۔ باز گرداند: لوٹا دیتا ہے، موڑ دیتا ہے۔ ز مغرب آفتاب: مغرب

سے سورج کو، یہ اشارہ ہے ''معجزہ ردشمس'' کی طرف، جس کی تفصیل کچھ یوں بیان کی گئی ہے کہ ایک روز حضور اکرمؐ، حضرت علیؓ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے، اور اتنی دیر سوئے کہ سورج غروب ہونے لگا، حضرت علیؓ نے حضورؐ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا اور نہ جگایا، جب حضورؐ بیدار ہوئے تو سورج آخری نقطے پر تھا۔ حضرت علیؓ نے بتایا کہ وہ نماز نہیں پڑھ سکے۔ اس پر حضورؐ نے دعا کی کہ یا الٰہی یہ تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں مصروف تھا اس لئے آفتاب کو لوٹا دے۔ روایت ہے کہ ڈوبا ہوا سورج پھر پہاڑ پر کھڑا ہو گیا اور یہ واقعہ صہبا خیبر میں رونما ہوا۔ اکثر محققین کے نزدیک یہ روایت موضوعات میں سے ہے)۔ مرکب: سواری۔ زین: چارجامہ وغیرہ جو سوار ہونے سے پہلے گھوڑے کی پیٹھ پر کستے ہیں۔ زین...... تنگ بست: مضبوطی سے زین کسی۔ چوں نگیں: نگینے کی طرح۔ خاتم: انگوٹھی، مہر۔ خاتم دولت: حکومت کی مہر۔ زیر پاش: اس کے پاؤں کے نیچے۔ اینجا: یہاں مراد اس دنیا میں۔ شکوہ خیبر: خیبر کی شان وشوکت، خیبر کا دبدبہ (خیبر = قلعہ خیبر جو حضرت علیؓ نے فتح کیا تھا۔ آنجا: وہاں، مراد اگلی دنیا۔ قسیم کوثر: کوثر تقسیم کرنے والا (کوثر = جنت کی ایک نہر، قسیم کوثر = یہاں حضرت علیؓ کا لقب۔ قیامت کے روز حضور اکرمؐ کے فرمان پر حضرت علیؓ اس نہر کا میٹھا پانی نجات پانے والوں میں تقسیم کریں گے، اسی لئے آپؓ کو ساقی کوثر بھی کہا جاتا ہے)۔ خود آگاہی: اپنی ذات وشخصیت کی شناخت کی۔ ید اللٰہی: خدا کا ہاتھ ہونے کی کیفیت۔ دروازہ شہر علوم: علموں کے شہر کا دروازہ (علوم = علم کی جمع، اس حدیث کی طرف اشارہ ہے، جس میں ارشاد ہوا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ کئی محققین اسے تسلیم نہیں کرتے)۔ زیر فرمائش: اس کے حکم کے تحت۔ حجاز وچین وروم: مشہور ممالک، یہاں مراد تمام کائنات۔

ترجمہ وتشریح......: دلیر اور شجاع آدمی کراری (بڑھ بڑھ کر دشمن پر حملہ کرنے) کی بنا پر فاتح ملک بنتا ہے۔ اس کے گوہر کی آب وتاب خودداری کے سبب ہے۔

☆......اس کائنات میں جو کوئی بھی بوتراب بنتا ہے (یعنی اپنے جسم اور ہوا وہوس پر قابو پالیتا ہے۔ اسی کو یہ قوت میسر آتی ہے کہ) وہ چاہے تو سورج کو مغرب سے لوٹا لاتا ہے۔

☆......جس کسی نے بھی تن کی سواری پر کس کر زین باندھی اسی کو یہ مرتبہ ملا کہ وہ حکومت کی مہر میں نگینے کی طرح بیٹھ گیا۔ یعنی سلطنت کا مالک بن گیا۔

☆......اس دنیا میں تو خیبر جیسے باشکوہ قلعے کی ساری شان وشوکت اس کے پاؤں کے نیچے ہوتی ہے اور دوسری دنیا (آخرت) میں اس کا ہاتھ حوض کوثر کا شیریں پانی تقسیم کرنے والا ہوتا ہے۔

☆......وہ اپنی ذات سے بخوبی واقف ہونے کے نتیجے میں اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے اور پھر اسی الوہی ہاتھ کے ساتھ وہ کائنات پر حکمرانی کرنے لگتا ہے۔

☆......وہ اپنی ذات سے بخوبی واقف ہونے کے نتیجے میں اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے اور پھر اس الوہی ہاتھ کے ساتھ وہ کائنات پر حکمرانی کرنے لگتا ہے۔

☆......اس کی ذات شہر علوم کا دروازہ (بن جاتی) ہے اور حجاز، چین اور شام یعنی ساری دنیا اس کے زیر فرمان آجاتی ہے۔

حکمراں باید شدن برخاک خویش　　تا مے روشن خوری از تاک خویش
خاک گشتن مذہب پروانگی است　　خاک را اب شو کہ ایں مردانگی است
سنگ شو اے ہمچو گل نازک بدن　　تا شوی بنیاد دیوار چمن
از گل خود آدمے تعمیر کن　　آدمے را عالمے تعمیر کن

گر بنا سازی نہ دیوار و درے | خشت از خاک تو بند و دیگرے
اے ز جور چرخ ناہنجار تنگ | جام تو فریادی بیداد سنگ
نالہ و فریاد و ماتم تا کجا | سینہ کو بیہائے پیہم تا کجا
در عمل پوشیدہ مضمون حیات | لذت تخلیق قانون حیات

معانی...... : حکمران باید شدن: حکمران ہونا چاہئے۔ خاک خویش: اپنی مٹی، مراد اپنا تن، اپنا جسم۔ مے روشن: چمکتی ہوئی یعنی عمدہ قسم کی شراب۔ تاک: انگور کی بیل، خاک گشتن: مٹی ہو جانا، جل کر راکھ ہو جانا۔ پروانگی: پروانہ کا طریقہ، راستہ، طرز۔ خاک را اب شو: مٹی کا باپ بن جا، مراد تن پر قابو پا کر بوتراب بن جا۔ مردانگی: دلیری، شجاعت۔ سنگ شو: پتھر ہو جا، مراد اس راہ میں آنے والی سختیوں کو جھیلنے کی عادت ڈال۔ ہمچو گل: پھول کی مانند۔ تا شوی: تا کہ تو ہو۔ از گل خود: اپنی مٹی سے۔ آدمے تعمیر کن: ایک یعنی خاص آدمی تخلیق کر۔ آدمے را: اس آدمی کے۔ عالمے: ایک دنیا، ایک نئی اور خاص دنیا۔ گر بنا سازی نہ: اگر تو نہیں بنائے گا۔ خشت: اینٹ۔ بندد: باندھے یعنی باندھے گا، بنائے گا۔ دیگرے: کوئی اور کوئی دوسرا۔ درے: کوئی دروازہ۔ چرخ ناہنجار: نالائق یا بے اصولا آسمان۔ فریادی بیداد سنگ: پتھر کے ستم کے ہاتھوں فریاد یا شکایت کرنے والا۔ تا کجا: کہاں تک، کب تک۔ سینہ کو بیہائے پیہم: مسلسل سینہ پیٹتے رہنا، مسلسل ماتم کرنا۔ لذت تخلیق: خلق کرنا/ پیدا کرنے کا لطف۔ مضمون حیات: زندگی کا مضمون، زندگی کا مقصد۔

ترجمہ وتشریح......: اپنی خاک (بدن) پر حکم چلانے والا (حکمران) بننا چاہئے تا کہ تو اپنی تاک (انگور کی بیل) سے مصفا اور روشن شراب پیئے۔

☆......(جل کر) راکھ ہو جانا پروانے کا طریقہ ہے۔ تو مٹی کا باپ (بوتراب) بن جا (اسے فتح کر اور قابو پا) کہ یہی شجاعت و دلیری ہے۔

☆......تیرا بدن پھول کی طرح نرم و نازک ہے۔ پتھر بن جا (سخت جان ہو جا) تا کہ تو چمن کی دیوار کی بنیاد بن سکے۔

☆......اپنی مٹی گارے سے (ایک صاحب عمل) آدمی کی تعمیر کر، (نیا آدم پیدا کر) ایسے آدمی کیلئے ایک عالم نو تعمیر کر۔ (نئے جہان کی بنیاد رکھ)

☆......اگر تو خود کوئی دیوار اور دروازہ نہیں بنائے گا تو کوئی دوسرا آ کر تیری بیکار پڑی مٹی سے اپنی تعمیر کے لئے اینٹیں بنانے لگے گا۔

☆......اے (مخاطب، اس دور کے مسلمان) بے شک تو جو اس بے اصولے آسمان کے جور و ستم سے تنگ ہے (نالاں ہے) تیرا جام (پیالہ) پتھر کے ظلم و ستم کا فریادی ہے۔

☆......تو کب تک نالہ و فریاد اور ماتم کرتا رہے گا؟ کب تک شب و روز سینہ پیٹتا جائے گا؟

☆......عمل ہی میں زندگی کا مقصد پوشیدہ (چھپا ہوا) تخلیق کا لطف، زندگی کا قانون ہے۔

خیز و خلاق جہان تازہ شو | شعلہ در بر کن خلیل آوازہ شو
با جہان نامساعد ساختن | ہست در میداں سپر انداختن
مرد خود دارے کہ باشد پختہ کار | با مزاج او بسازد روزگار
گر نہ سازد با مزاج او جہاں | می شود جنگ آزما با آسماں
بر کند بنیاد موجودات را | میدہد ترکیب نو ذرات را
گردش ایام را برہم زند | چرخ نیلی فام را برہم زند

روزگار نو کہ باشد سازگار	می کند از قوت خود آشکار
ہمچو مرداں جاں سپردن زندگیست	درجہاں نتواں اگر مردانہ زیست

معانی...... : خیز: اٹھ۔ خلاق: بہت زیادہ تخلیق یا پیدا کرنے والا۔ جہان تازہ: نئی دنیا۔ شو: ہو، ہوجا۔ شعلہ در برکن: اپنے پہلو یا بدن میں آگ لگا دے۔ خلیلؑ آوازہ: خلیلؑ کی طرح مشہور (خلیل = حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب جنہیں نمرود نے آگ میں ڈالا تھا لیکن خدا کے حکم سے وہ آگ، باغ کی شکل اختیار کر گئی۔ جہان نا مساعد: ناسازگار یا ناموافق دنیا۔ ساختن: نباہ کرنا، بنانا۔ سپر انداختن: ڈھال گرانا، مراد شکست تسلیم کر لینا۔ پختہ کار: تجربہ کار، آزمودہ کار۔ بسازد: نباہ کرے۔ می شود جنگ آزما: وہ جنگ پر اتر آتا ہے وہ لڑنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ برکند: اکھاڑ ڈالے یعنی اکھاڑ ڈالتا ہے۔ موجودات: موجود کی جمع مراد یہ کائنات، یہ دنیا۔ می دہد ترکیب نو: وہ نئے سرے یا ایک نئی تشکیل دیتا ہے۔ برہم زند: الٹ پلٹ کر دیتا ہے، انقلاب لے آتا ہے۔ چرخ نیلی فام: نیلے رنگ کا پہیا، مراد نیلا آسمان۔ نتواں اگر مردانہ زیست: اگر دلیروں کی سی زندگی بسر نہیں کی جا سکتی۔ جان سپردن: جان دینا، جان دے دینا۔

ترجمہ وتشریح...... : اٹھ اور نیا جہان پیدا کر۔ آگ کو آغوش میں لے لے۔ اپنے جسم میں آگ بھڑکا کر خود کو حضرت خلیلؑ کی شہرت کا مالک بنا۔ (نعرہ حق لگا)۔

☆...... ناموافق دنیا سے نباہ یا موافقت پیدا کرنا ایسے ہی ہے جیسے میدان (جنگ) میں ہتھیار ڈال دینا۔ (ہار قبول کر لینا)۔

☆...... جو خوددار انسان عمل میں پکا اور تجربہ کار ہوتا ہے، زمانہ خود اس کے مزاج کے مطابق چلتا ہے۔

☆...... اور اگر زمانہ اس (خوددار) کے مزاج سے نباہ (یا موافقت) نہیں کرتا تو وہ آسمان سے جنگ کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔

☆...... وہ کائنات کو جڑ سے اکھاڑ ڈالتا ہے اور اس کی جگہ ذروں کو ایک نئی ترکیب (نئی دنیا) سے نئے سرے سے آراستہ کرتا ہے۔

☆...... وہ زمانے کی گردش کو درہم برہم کر کے رکھ دیتا ہے وہ نیلے آسمان ہی کو باقی نہیں چھوڑتا جس سے گردش پیدا ہوتی ہے۔

☆...... وہ اپنی قوت سے ایک ایسا نیا زمانہ وجود میں لے آتا ہے جو اس سے موافقت کے لئے تیار ہو۔

☆...... اگر دنیا میں جواں مردوں کی طرح زندہ نہیں رہ سکتے تو پھر جواں مردوں کی طرح جان دے دیتے۔ یعنی دلیرانہ موت کو سینے سے لگا لینا ہی زندگی ہے۔

زور خود را از مہمات عظیم	آزماید صاحب قلب سلیم
چوں خلیلؑ از شعلہ گل چیدن خوش است	عشق بادشوار ورزیدن خوش است
گردد از مشکل پسندی آشکار	ممکنات قوت مردان کار
زندگی را ایں یک آئین است و بس	حربہ دوں ہمتاں کین است و بس
اصل او از ذوق استیلا ستے	زندگانی قوت پیداستے
سکتہ در بیت موزون حیات	عفو بیجا سردی خون حیات

معانی...... : آزماید: وہ آزمائے، یعنی وہ آزماتا ہے۔ صاحب قلب سلیم: تندرست اور سالم دل والا۔ عشق...... ورزیدن: عشق اختیار کرنا۔ گل چیدن: پھول توڑنا۔ آشکار: واضح، روشن، ظاہر۔ ممکنات: ممکن کی جمع، ایسی باتیں یا ایسے کارنامے جو عمل میں لائے جا سکیں۔ مردان کار: کارنامے یا بڑے بڑے کام انجام دینے والے دلیر مرد۔ مشکل پسندی: دشوار کام اختیار کرنے کا عمل۔ حربہ دوں

ہمتاں: کم ہمت لوگوں کا ہتھیار۔ کین: دشمنی، کینہ، عداوت۔ زندگانی قوت پیدا ستے: زندگی ایک ظاہر قوت ہے۔ اصل او: اس کی اصل، اس کی بنیاد۔ ذوق استیلا: غالب آنے کی فطری خواہش۔ عفو بیجا: بے موقع معافی، بے محل درگزر۔ سردی خون حیات: زندگی کے خون کے ٹھنڈے ہونے کی کیفیت۔ سکتہ: شعر کے وزن میں معمولی سا وقفہ جو شعر کا عیب ہے۔ بیت موزون: وزن کیا گیا شعر، مراد ایسا شعر جو وزن کے لحاظ سے صحیح ہو (بیت=شعر، موزوں=وزن کے لحاظ سے صحیح و درست)۔

ترجمہ وتشریح......: صحت مند وتوانا دل والا بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیتے ہوئے اپنی قوت وطاقت کی آزمائش کرتا ہے۔ (اسے زور آزمانے کا موقع ملتا ہے)۔

☆......مشکلات سے دلچسپی و وابستگی ایک اچھی بات ہے۔ (ایسی ہی زندگی کے لئے دل میں تڑپ ہونی چاہئے)۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی مانند آگ سے پھول چننے کا عمل اچھا ہے۔ (انہی کے نقش قدم پر چلنا چاہئے)۔

☆......صاحبان عمل کی قوت کے ممکنات، ان کی کٹھن اور مشکل کاموں سے رغبت کی بنا پر ظاہر ہوتے ہیں۔

☆......جو لوگ ہمت سے عاری ہیں ان کے پاس کینے کے سوا کوئی ہتھیار نہیں۔ ان کی زندگی کا دستور یہی ہے۔ حالانکہ زندگی تو ایک واضح قوت ہے، جس کی بنیاد غلبہ پالینے کی فطری خواہش سے ہے۔

☆......بے موقع اور بے محل قسم کی درگزر اور (چشم پوشی سے) زندگی کا خون ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ (دوسرے لفظوں میں ایسی درگزر) زندگی کے عمدہ شعر میں ایک سکتہ پیدا ہو جاتا ہے۔

ہر کہ در قعر مذلت ماندہ است	ناتوانی را قناعت خواندہ است
ناتوانی زندگی را رہزن است	بطنش از خوف و دروغ آبستن است
از مکارم اندرون او تہی است	شیرش از بہر ذمائم فربہی است
ہوشیار! اے صاحب عقل سلیم	در کمینہا می نشیند ایں غنیم
گر خرد مندی فریب او مخور	مثل حربا ہر زماں رنگش دگر
شکل او اہل نظر نشناختند	پردہ ہا بر روے او انداختند
گاہ اورا رحم و نرمی پردہ دار	گاہ می پوشد ردائے انکسار
گاہ او مستور در مجبوری است	گاہ پنہاں در تہ معذوری است
چہرہ در شکل تن آسانی نمود	دل ز دست صاحب قوت ربود

معانی......: ہر کہ: جو کوئی۔ قعر مذلت: ذلت یا رسوائی کا گڑھا۔ ماندہ است: رہا ہے، رہ گیا ہے۔ قناعت: جو کچھ میسر ہو اسی پر صابر و شاکر ہو جانا۔ خواندہ است: اس نے کہا ہے۔ رہزن: راہ مار، ڈاکو، لٹیرا۔ بطنش: اس کا پیٹ، اس کا دل، اس کا اندر۔ مکارم: مکرمت کی جمع، نوازشیں، مہربانیاں۔ آبستن: حاملہ، مراد بھرا ہوا، پر۔ اندرون او: اس کا اندر، اس کا باطن، اس کا دل۔ تہی: خالی۔ شیرش: اس کا دودھ۔ بہر ذمائم: بری باتوں کے لئے۔ فربہی: موٹاپا۔ صاحب عقل سلیم: صحیح عقل والا۔ کمینہا: گھاتیں، کمین بمعنی گھات کی جمع۔ غنیم: دشمن۔ گر خرد مندی: اگر تو صاحب عقل ہے۔ حربا: گرگٹ، چھپکلی سے ملتا جلتا ایک رینگنے والا بڑا سا جانور جو اکثر دھوپ میں رنگ بدلتا ہے۔ نشناختند: انہوں نے نہ پہچانی۔ گاہ: کبھی۔ پردہ دار: پردے میں رکھنے والا، اصل صورتحال کو چھپانے والا۔ ردائے انکسار: عاجزی کی چادر۔

مستور: ستر کیا گیا، چھپا ہوا، مخفی۔ پنہاں: پوشیدہ، مخفی، چھپا ہوا۔ تن آسانی: سستی، کام سے جی چرانا۔ ربود: چھین لے گیا، اچک کر لے گیا۔

ترجمه وتشریح...... : جو کوئی بھی ذلت و پستی کے گڑھے میں گرا ہوا ہے، وہ اپنی کمزوری اور ناتوانی کو صبر و ''قناعت'' کا نام دے دیتا ہے۔

☆......حالانکہ کمزوری اور ناتوانی زندگی کے راستے کی قزاق اور رہزن ہے۔ اس کا باطن ڈر اور جھوٹ سے پر ہے۔ یعنی اس کے بطن سے ڈر اور جھوٹ پیدا ہوتے ہیں۔

☆......اس کا اندر (باطن، دل) اچھے اوصاف سے بالکل خالی ہوتا ہے۔ اس (ناتوانی) کا دودھ بری باتوں کے موٹاپے (یعنی اضافے) کا باعث ہے۔ (اس کے دودھ سے برائیاں پرورش پا کر موٹی ہوتی ہیں)۔

☆......اے عقل سلیم رکھنے والے! خبردار رہ یہ دشمن (ہر وقت) گھات میں رہتا ہے۔

☆......اگر تو عقل مند ہے تو اس کا فریب کبھی نہ کھا (فریب میں مت آ) اس لئے کہ یہ تو گرگٹ کی طرح ہر گھڑی اور ہر لحہ رنگ بدلتی رہتی ہے۔

☆......اہل نظر نے کمزوری اور ناتوانی کی اصل صورت نہیں دیکھی، اس کے چہرے پر رنگ رنگ کے پردے ڈال دیئے۔

☆......چنانچہ کبھی تو رحم اور نرمی اس کی پردہ داری کرتی ہے اور کبھی وہ عاجزی و مسکینی کی چادر اوڑھ لیتی ہے۔

☆......کبھی وہ ''مجبوری'' کے پردے میں چھپ جاتی ہے اور کبھی ''معذوری'' کی تہ میں چھپ جاتی ہے۔

☆......اس نے ''تن آسانی'' کے پردے میں اپنا چہرہ نمایاں کیا اور اس طرح صاحب قوت کا دل چھین لیا۔

باتوانائی صداقت توام است — گر خود آگاہی ہمیں جام جم است
زندگی کشت است و حاصل قوت است — شرح رمز حق و باطل قوت است
مدعی گر مایہ دار از قوت است — دعوی او بے نیاز از حجت است
باطل از قوت پذیرد شان حق — خویش را حق داند از بطلان حق
از کن او زہر کوثر می شود — خیر را گوید شرے شری شود
اے ز آداب امانت بے خبر — از دو عالم خویش را بہتر شمر
از رموز زندگی آگاہ شو — ظالم و جاہل زغیر اللہ شو
چشم و گوش و لب کشا اے ہوشمند — گر نہ بینی راہ حق بر من نجند

معانی...... : توانائی: قوت و طاقت۔ صداقت: سچائی، حقیقت۔ توام: جڑواں، ساتھ ملی ہوئی۔ گر خود آگاہی: اگر تو اپنے آپ سے آگاہ ہے۔ جام جم: جم کا پیالہ (جام = شراب کا پیالہ، جم = ایران کا ایک قدیم بادشاہ جمشید، ایک روایت ہے کہ اس نے ایک ایسا پیالہ بنوایا تھا جس میں ساری دنیا نظر آتی تھی۔ یہ بھی روایت ہے کہ انگور کی شراب اس نے ایجاد کی تھی اور جب وہ پی کر نشے میں دھت ہو جاتا تو یہ سمجھنے لگتا کہ اسے ساری دنیا مل گئی ہے۔ اس جام کو جام جہاں نما بھی کہا جاتا ہے۔ صوفیا نے اس سے مراد دل لیا ہے جو ماسوا اللہ کی آلودگیوں سے پاک ہو)۔ حاصل: فصل پکنے کے بعد جو کچھ حاصل ہو، پیداوار۔ مدعی: دعویٰ کرنے والا، مد مقابل۔ مایہ دار: پونجی رکھنے والا، مراد مالک۔ بے نیاز از حجت: دلیل کی ضرورت سے خالی، جسے ثبوت اور دلیل کی کوئی ضرورت نہ ہو۔ باطل: جھوٹ، غلط، کفر۔ پذیرد: قبول کرے یعنی قبول کر لیتا ہے۔ خویش را: اپنے آپ کو۔ بطلان حق: حق کو باطل کرنا۔ کن: ہو جا، یہ قرآنی لفظ کے حوالے سے یہاں آیا ہے۔ روز ازل اللہ تعالیٰ نے ''کن'' فرمایا تو یہ ساری کائنات وجود میں آ گئی، یہاں مراد حکم۔ زہر، کوثر می شود: یعنی کوثر (جو شیریں

پانی کی بہشتی نہر ہے) زہر میں بدل جاتی ہے۔ خیر: اچھی بات۔ آداب امانت: امانت کے طور طریقے، امانت کے دستور کا علم۔ بہتر شمر: افضل جان، افضل سمجھ۔ رموز زندگی: زندگی کے اشارے، زندگی کی حقیقتیں۔ آگاہ شو: واقف ہو۔ غیر اللہ: اللہ کے سوا جو کچھ ہے، ماسوا۔ ظالم جاہل: ظلم کرنے والا اور نادان، دراصل یہ قرآنی تلمیح ہے، سورہ الاحزاب آیت ۷۲ میں ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے خلافت کی امانت فرشتوں، جنوں اور پہاڑوں وغیرہ کے سپرد کرنا چاہی، سب نے مارے خوف کے اس بوجھ کو اٹھانے سے معذوری ظاہر کردی، آخر انسان نے اسے اٹھالیا، بیشک انسان ظالم اور نادان ہے (یہ الفاظ محبت کے طور پر استعمال ہوئے ہیں)۔ کشا: کھول۔ گر نہ بینی راہ حق: اگر تو حق کا راستہ نہ دیکھے، اگر تجھے حق وصداقت کی راہ نظر نہ آئے۔ بر من بخند: مجھ پر ہنس یعنی میرا مذاق اڑا۔

ترجمہ وتشریح...... لیکن قوت اور توانائی سچائی کی جڑواں ہے۔ (قوت وقدرت اور صداقت کا چولی دامن کا ساتھ ہے) اگر تو اپنی ذات حقیقت سے آگاہ ہو جائے تو پھر یہی جمشید کا پیالہ ہے۔

☆......زندگی کھیتی ہے اور اس کی فصل (پیداوار) قوت ہے، حق اور باطل میں جو بھید ہے، قوت اس کی رمز یا شرح ہے۔

☆......اگر کوئی دعویٰ کرنے والا (مدمقابل) قوت کی دولت سے مالا مال ہے تو اس کے دعوے کے اثبات کے لئے کسی دلیل یا ثبوت کی ضرورت نہیں رہتی۔

☆......باطل، قوت کی بدولت حق کی سی شان پیدا کر لیتا ہے اور حق کو باطل کہہ کر خود کو حق جاننے لگتا ہے۔

☆......اس کے "کن" (حکم) سے کوثر، زہر میں تبدیل ہو جاتی ہے وہ خیر کو شر کا نام دے کر اسے شر بنا دیتا ہے۔

☆......اے (انسان) تو "امانت" کے آداب سے نا آشنا ہے تو اپنے آپ کو دونوں جہانوں سے بہتر سمجھ (یعنی تو اشرف المخلوقات ہے، تجھے سب سے بلند درجہ عطا کیا گیا ہے)۔

☆......تو زندگی کے اسرار ورموز سے واقفیت حاصل کر اور خدا کے سوا جو کچھ ہے، اس کے معاملے میں ظالم اور جاہل ہو جا۔ (اپنے آپ کو صرف خدا کے کاموں کے لئے وقف کر دے)۔

☆......اے عقلمند تو اپنے کان، ہونٹ اور آنکھیں کھول (ان سے صحیح کام لے۔ ان سے فائدہ اٹھا) پھر اگر اس کے باوجود تجھے حق و صداقت کی راہ نظر نہ آئے تو اس وقت مجھ پر ہنس۔ (میری نصیحت کی ہنسی اڑا دینا)۔

حکایت نوجوانے از مرو کہ پیش حضرت سید مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ آمدہ از ستم اعدا فریاد کرد

(مرو کے ایک نوجوان کی داستان جو مخدوم حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور دشمنوں کے ظلم وستم کے خلاف فریاد کی)

سید ہجویرؒ مخدوم امم — مرقد او پیر سنجر را حرم
بند ہائے کوہسار آساں گسیخت — در زمین ہند تخم سجدہ ریخت
عہد فاروق از جمالش تازہ شد — حق ز حرف او بلند آوازہ شد
پاسبان عزت ام الکتاب — از نگاہش خانہ باطل خراب

خاک پنجاب ازدم او زندہ گشت صبحِ ما از مہر او تابندہ گشت
عاشق و ہم قاصدِ طیارِ عشق از جبینش آشکار اسرارِ عشق
داستانے از کمالش سر کنم گلشنے در غنچہ مضمر کنم

معانی...... : سید ہجویر: ہجویر کے سردار (سید = سردار، ہجویر = غزنی کا محلہ، [افغانستان] کے نواح میں ایک چھوٹا سا گاؤں جہاں حضرت علیؒ عرف داتا گنج بخش شروع میں رہے تھے)۔ مخدوم امم: امتوں کے مخدوم، مختلف گروہوں کے مخدوم (مخدوم = خدمت کیا گیا، جس کی خدمت کی جائے، صوفیائے کرام وغیرہ کے ناموں کے ساتھ تعظیمی کلمہ، امم = امت کی جمع، گروہ، جماعتیں)۔ مرو: ایران کا ایک مشہور شہر۔ سید مخدوم علی ہجویری: حضرت شیخ ابوالحسن علیؒ، جنہیں ''داتا گنج بخش'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور جو لاہور میں بھاٹی دروازے کے باہر مدفون ہیں۔ سالِ ولادت ۴۰۰ھ/۱۰۰۹،۱۰۱۰ء ہے اور سالِ وفات ۴۶۵/۷۳-۱۰۷۲ء۔ بہت بڑے صوفی اور ولی اللہ تھے۔ تصوف کی مشہور کتاب کشف المحجوب آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ اس کتاب کے ذریعے، پہلی مرتبہ اسلامی تصوف کو برصغیر میں پیش کیا گیا ہے۔ برصغیر کے مشہور صوفی حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے ایک مرتبہ آپ کے مزار کے قریب ہی (اسی جگہ کو آج بھی محفوظ و برقرار رکھا ہوا ہے) چلہ کاٹا تو وقتِ رخصت یہ شعر پڑھا:

گنج بخش ہر دو عالم مظہرِ نورِ خدا
کاملاں را نور کامل ناکساں را رہنما

(بعد میں کسی نے اس شعر میں تحریف کر کے یہ صورت دے دی (آپ کے مزار کے گنبد پر یہی شعر ہے)

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناکساں را پیر کامل کاملاں راہنما

رحمۃ اللہ علیہ: اس پر اللہ کی رحمت ہو۔ از ستم اعدا: دشمنوں کے ظلم و ستم کی۔ مرقد او: اس کا یعنی ان کا مزار، آخری آرام گاہ، قبر، مزار۔ پیر سجز: مراد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جو سجستان کے رہنے والے تھے اس لئے سجزی (س ج زی) کہلائے۔ یہاں علامہ کو سہو ہوا ہے، کیونکہ خواجہؒ کی کسی قسم کی بھی نسبت کسی سجز سے نہیں ہے۔ انہیں سلطان الہند خواجہ غریب نواز (اجمیری) کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ برصغیر پاکستان و ہند میں سلسلہ چشتیہ کے بانی اور اپنے وقت کے بہت بڑے صوفی۔ وفات ۶۳۳/ ۱۲۳۵ اجمیر میں مدفون ہیں۔ حرم: چار دیواری، مقام مقدس، کعبۃ اللہ کے آس پاس کی سرزمین۔ بندھائے کوہسار: پہاڑوں کے بند۔ آسان گسیخت: آسانی سے توڑ ڈالے، مراد آسانی سے پہاڑی راستے طے کر لئے۔ تخم سدہ ریخت: انہوں نے سجدے کا بیج ڈالا، سجدے کا بیج بویا، مراد اسلام پھیلایا۔ فاروقؓ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے خلیفہ اسلم۔ از جمالش: اس کے جمال سے یعنی انؒ کے جمال سے۔ تازہ شد: تازہ ہو گیا۔ بلند آوازہ: بہت چرچے والا، جس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہو۔ پاسبان: حفاظت کرنے والا، پہرہ دینے والا، محافظ۔ ام الکتاب: مراد قرآن کریم۔ خانہ باطل خراب: باطل یعنی کفر و شرک کا گھر تباہ۔ خاک پنجاب: صوبہ پنجاب کی مٹی۔ از دم او: اس کی سانس سے یعنی ان کی بدولت۔ تابندہ: چمکنے والی۔ قاصد طیارہ عشق: عشق کا ہر وقت آمادہ بہ پرواز پیغام رساں۔ جبینش: اس/ان کی پیشانی سے۔ آشکارا: ظاہر، روشن۔ داستانے: ایک قصہ۔ زکمالش اس/ان کے کمال کی (کمال = کامل ہونا، مراد ولی کامل)۔ سر کنم: شروع کرتا ہوں، بیان کرتا ہوں۔ گلشنے: ایک گلشن، ایک باغ۔ درغنچہ: ایک غنچے میں۔ مضمر کنم: چھپاتا ہوں۔

ترجمہ وتشریح...... : ہجویر کے سید اور مسلمانوں کے مخدوم (حضرت علی ہجویریؒ) جن کا مزار حضرت معین الدین چشتی سجزیؒ کے

لئے ایک مقدس مقام تھا (انہوں نے اس مزار پر چلہ کشی کی)۔

☆...... انہوں نے پہاڑوں کے کٹھن راستے آسانی سے طے کئے اور ہندوستان پنجاب کی سرزمین میں انہوں نے سجدے کا بیج بویا۔ (اسلام کی تبلیغ کی)۔

☆...... انؒ کے جمال سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور (عہد) کی یاد تازہ ہوگئی۔ ان کی باتوں (تبلیغ) سے دین حق کا شہرہ عام ہوگیا۔

☆...... حضرت، قرآن کریم کی عزت کے محافظ تھے۔ ان کی نگاہ سے باطل (کفر و شرک) کے گھروندے ویران ہوتے گئے۔

☆...... پنجاب کی سرزمین ان کے دم سے زندہ ہوگئی۔ ہماری صبح ان کے آفتاب سے منور ہوگئی۔

☆...... وہ دین حق کے عاشق بھی تھے اور عشق کے ہمہ وقت تیز رفتار قاصد بھی، ان کی پیشانی سے عشق کے بھید آشکار (بے نقاب) تھے۔

☆...... میں ان کے ولی کامل ہونے کی ایک داستان بیان کرتا ہوں اور یہ اس طرح کہ میں ایک کلی میں ایک پورا باغ سمو رہا ہوں (کوزے میں دریا بند کر رہا ہوں)۔

نوجوانے قامتش بالا چو سرو — وارد لاہور شد از شہر مرو
رفت پیش سید والا جناب — تا رباید ظلمتش را آفتاب
گفت محصور صف اعدا ستم — درمیان سنگہا مینا ستم
بامن آموز اے شہ گردوں مکاں — زندگی کردن میان دشمناں
پیر دانائے کہ در ذاتش جمال — بستہ پیمان محبت با جلال
گفت اے نامحرم از راز حیات — غافل از انجام و آغاز حیات
فارغ از اندیشہ اغیار شو — قوت خوابیدہ بیدار شو
سنگ چوں بر خود گمان شیشہ کرد — شیشہ گردید و شکستن پیشہ کرد
ناتواں خود را اگر رہرو شمرد — نقد جان خویش با رہزن سپرد

معانی...... : نوجوانے: ایک یا کوئی نوجوان۔ قامتش: اس کا قد۔ بالا چو سرو: سرو کی مانند بلند (بالا=بلند، لمبا)۔ وارد لاہور شد: لاہور میں داخل ہوا، لاہور آیا۔ سید والا جناب: بلند مرتبہ سید۔ تا رباید: تاکہ اچک لے جائے، تاکہ دور کردے۔ ظلمتش را آفتاب: اس کی تاریکی کو سورج۔ محصور صف اعدا ستم: میں دشمنوں کی صف میں گھرا ہوا ہوں۔ درمیان سنگہا مینا ستم: میں پتھروں کے درمیان صراحی ہوں۔ بامن آموز: مجھے سکھایئے۔ شہ گردوں مکاں: آسمان جیسے بلند محل والا بادشاہ، مراد انتہائی بلند مرتبہ بادشاہ۔ پیر دانائے کہ: وہ دانا بزرگ ہستی جو۔ درذاتش جمال: اس کی ذات میں حسن و خوبی۔ بستہ پیمان محبت با جلال: (جمال نے) جلال کے ساتھ محبت کا پیمان باندھ رکھا تھا (جلال=رعب و دبدبہ)۔ نامحرم: ناواقف، ناآشنا۔ غافل: غفلت کرنے والا، مراد بے خبر۔ فارغ: بے پروا، آسودہ، پروا نہ کرنے والا، جسے کسی کام سے فراغت یعنی فرصت مل گئی ہو۔ اندیشہ: فکر، ڈر۔ اغیار: غیر کی جمع، یہاں بمعنی دشمن۔ شو: ہو، ہو جا۔ قوت خوابیدہ ای: تو ایک سوئی ہوئی قوت ہے۔ بیدار شو: جاگ اٹھ، اٹھ کھڑا ہو۔ گمان شیشہ کرد: شیشہ سمجھا، (خود کو) شیشہ خیال کیا۔ شیشہ گردید: وہ شیشہ ہو گیا، اس کی حالت شیشے کی سی ہوگئی۔ شکستن پیشہ کرد: ٹوٹنا اس کی خصلت بن گئی، اس نے ٹوٹنا اختیار کرلی۔ اگر رہرو شمرد: اگر مسافر نے

جانا۔ نقد جان خویش: اپنی جان کی نقدی (نقدی، پونجی، سرمایہ)۔ بار ہزن سپرد: راہ مار کے حوالے کردی، لٹیرے کے سپرد کردی (رہزن = راہ مار، کسی کا راستہ روک کر اسے لوٹنے والا)۔

ترجمہ وتشریح......: ایک نوجوان جس کا قد سرو سہی کی طرح بلند تھا (ایران کے ایک) شہر مرو سے لاہور آیا (داخل ہوا)۔

☆......وہ (حضرت علی ہجویریؒ) کی بلند مرتبہ شخصیت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تاکہ سورج اس کی تاریکی کو دور کردے۔

☆......اس نے عرض کیا کہ حضرت میں دشمنوں کے درمیان گھرا ہوا ہوں، میری حالت ایسی ہے جیسے صراحی پتھروں کے درمیان ہو۔

☆......اے آسمان کی سی بلندی والے مرتبے کی حامل ذات مجھے دشمنوں کے درمیان رہ کر کامیاب زندگی بسر کرنے کا طریقہ سکھایئے

☆......اس دانا مرشد نے جن کی ذات میں حسن وخوبی اور شفقت نے دبدبہ وغیظ کے ساتھ محبت کا عہد باندھ رکھا تھا۔

☆......حضرت نے فرمایا: اے زندگی کے بھید سے ناآشنا انسان تو زندگی کے انجام اور آغاز سے بے خبر ہے۔

☆......تو غیروں کا وسوسہ دل سے نکال دے، بے نیاز ہو جا، تو ایک سوئی ہوئی قوت ہے، جاگ اٹھ (بیدار ہو جا)۔

☆......(دیکھو) پتھر جب خود کو شیشہ سمجھ لیتا ہے تو وہ شیشہ ہی بن جاتا ہے اور ٹوٹنا اس کی فطرت بن جاتی ہے۔

☆......اگر راستہ چلنے والے (مسافر) خود کو کمزور سمجھ لے تو اس نے اس باعث اپنی جان کی پونجی رہزن کے حوالے کردی۔

(حضرت ہجویریؒ نے اس نوجوان کو خود میں قوت ارادی پیدا کرنے اور اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے اور بروئے کار لانے کا سبق مختلف استعماروں میں دیا ہے جو عام فہم اور واضح ہیں)۔

تاکجا خود را شماری ماء وطیں — از گل خود شعلہ طور آفریں
با عزیزاں سرگراں بودن چرا — شکوہ سنج دشمناں بودن چرا
راست میگویم عدو ہم یار تست — ہستی او رونق بازار تست
ہر کہ دانائے مقامات خودی است — فضل حق داند اگر دشمن قوی است
کشت انساں راعدو باشد سحاب — ممکناتش رابر انگیزد ز خواب
سنگ راہ آب است اگر ہمت قوی است — سیل راپست و بلند جادہ چیست
سنگ رہ گردد فسان تیغ عزم — قطع منزل امتحان تیغ عزم

معانی......: تاکجا: کہاں تک، کب تک۔ خدر اشاری: تو خود کو سمجھے، تو خود کو سمجھے گا۔ ماء وطین: پانی اور مٹی، مراد حقیر و پست۔ از گل خود: اپنی مٹی سے۔ شعلہ طور آفریں: طور کا شعلہ پیدا کر، کوہ طور، اشارہ ہے قرآنی تلمیح کی طرف، جس کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور پر تجلی دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنا جلوہ دکھانے کی درخواست کی۔ باعزیزاں: عزیزوں کے ساتھ، اپنوں کے ساتھ۔ سرگرا بودن: ناراض ہونا۔ چرا: کیوں، کس لئے۔ شکوہ سنج: شکوہ کرنے والا، شکوہ کرنا۔ راست می گویم: میں سچ کہتا ہوں۔ عدو ہم: دشمن بھی۔ یار تست: تیرا دوست ہے۔ ہستی او: اس کا وجود۔ ہر کہ: جو کوئی۔ دانائے مقامات خودی: خودی کے مقامات سے آگاہ۔ فضل حق: خدا کا کرم، خدا کی عنایت و مہربانی۔ کشت انساں را: انسان کی کھیتی کے لئے، مراد انسان کے وجود کے لئے۔ عدو باشد سحاب: دشمن، بادل کی مانند ہے۔ ممکناتش را: مراد اس مخفی قوتوں کو (ممکنات = جمع ممکن بمعنی وہ کام جو انسان اپنی قوت و طاقت کے مطابق انجام دے سکے۔ برانگیزد و زخواب: نیند سے بیدار کر دیتا ہے۔ سنگ رہ: راستے کا پتھر، مراد رکاوٹیں، دشواریاں۔ آب است: پانی ہے، مراد سہل ہے۔ اگر ہمت قوی

است: اگر حوصلہ مضبوط ہے۔ سیل را: طوفان کے لئے، سیلاب کے لئے۔ پست و بلند جادہ چیست: راستے کی اونچ نیچ کیا ہے، یعنی ہر طرح کی رکاوٹیں وغیرہ کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ گرددفسان تیغ عزم: ارادے کی تلوار کے لئے تیز کرنے کا پتھر بن جاتا ہے، (عزم = قوی ارادہ)۔ قطع منزل: منزل طے کرنا۔ امتحان تیغ عزم: قوی ارادے کی تلوار کی آزمائش۔

ترجمہ وتشریح......: تو کب تک اپنے آپ کو پانی اور مٹی سمجھتا رہے گا، اٹھ اور اپنی مٹی سے طور کا سا شعلہ پیدا کر۔

☆......اپنوں سے ناراض ہونا، کس کی خاطر اور دشمنوں کی شکایت کرتے رہنا، کیوں، کس لئے؟۔

☆......میں سچ کہتا ہوں کہ دشمن بھی (حقیقت میں) تیرا دوست ہے، اس کا وجود تیری زندگی کے بازار کی رونق اور گرمی سرچشمہ ہے۔

☆......جو کوئی خودی کے مقامات سے آگاہ ہے وہ اپنے طاقتور دشمن کو خدا کا فضل و کرم جانتا ہے۔

☆......دشمن تو انسان کی کھیتی کے لئے بادل کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ (دشمن) انسان کے ممکنات کو نیند سے بیدار کرتا ہے۔ (انسان کی تمام سوئی ہوئی قوتیں جاگ اٹھتی ہیں)۔

☆......اگر انسان کا حوصلہ مضبوط اور ہمت پختہ ہو تو راستے کا پتھر اس کے لئے پانی بن جاتا ہے (اس کی مثال اسی طرح ہے جس طرح سیلاب کے لئے راستے کے نشیب و فراز کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔

☆......راستے کا پتھر عزم و ہمت کی تلوار کے لئے سان بن جاتا ہے، کٹھن راستوں کو کاٹنا مضبوط ارادے کی تلوار کی آزمائش ہے۔

مثل حیواں خوردن آسودن چہ سود — گر بخود محکم نہ بودن چہ سود
خویش راچوں از خودی محکم کنی — تو اگر خواہی جہاں برہم کنی
گرفنا خواہی زخود آزاد شو — گربقا خواہی بخود آباد شو
چیست مردن از خودی غافل شدن — توچہ پنداری فراق جان و تن؟
درخودی کن صورت یوسف مقام — ازاسیری تا شہنشاہی خرام
از خودی اندیش و مرد کار شو — مرد حق شو حامل اسرار شو
شرح راز ازداستا نہامی کنم — غنچہ از زور نفس و امی کنم
"خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں — گفتہ آید در حدیث دیگراں"

معانی......: مثل حیواں: جانوروں کی طرح۔ خوردن آسودن: کھانا، آرام کرنا، بیکار کی زندگی بسر کرنا۔ چہ سود: کیا فائدہ، مراد بیکار اور فضول ہے۔ گر بخود محکم نہ ای: اگر تو اپنے آپ میں مضبوط نہیں ہے اگر تیری خودی قوی نہیں ہے۔ بودن: ہونا، وجود رکھنا۔ خویش را: اپنے آپ کو۔ تو اگر خواہی: تو اگر چاہے۔ جہاں برہم کنی: دنیا کو تو الٹ پلٹ کر کے رکھ دے، دنیا میں انقلاب برپا کر دے۔ گرفنا خواہی: اگر تو فانی بننا چاہتا ہے۔ از خود آزاد شو: اپنے آپ سے آزاد ہو جا، اپنی خودی سے ہاتھ اٹھا لے، بے پروا ہو جا۔ گر بقا خواہی: اگر تو بقا چاہتا ہے۔ بخود آباد شو: اپنے آپ یا اپنی ذات میں آباد ہو جا، اپنی خودی کی طرف توجہ دے۔ چیست مردن: مرنا کیا ہے (چیست = کیا ہے)۔ از خود غافل شدن: خودی سے بے پروا ہو جانا۔ توچہ پنداری فراق جان وتن؟: تو کیا سمجھے جسم اور روح کی جدائی کو؟۔ صورت یوسف: یوسف کی مانند (حضرت یوسف علیہ السلام، جنہیں انکے بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ کسی قافلے والے نے انہیں نکال کر عزیز مصر کے ہاتھ بیچ دیا، وہاں انہیں کچھ عرصہ کے لئے جیل میں بھی رہنا پڑا اور پھر اپنے صبر اور ثابت قدمی سے وہ عزیز مصر بن گئے)۔ کن...... مقام: یعنی مقام کن، ٹھہر، قیام کر (کن = کر)۔ اسیری: قید، قیدی ہونا۔ خرام: ٹہل، گھوم پھر، چل، مصدر خرامیدن بمعنی ٹہلنا۔ از خودی

اندیش: خودی کے بارے میں سوچ۔ مرد کار شو: جوانمرد بن جا۔ مردِ حق: اللہ والا، مومن و مجاہد۔ حامل اسرار: بھید اٹھانے والا، مراد رازوں سے آگاہ۔ شرحِ راز: راز کی وضاحت، تشریح۔ از زورِ نفس: سانس کے زور سے۔ وامی کنم: میں کھولتا ہوں۔ خوشتر آن باشد: سب سے اچھی بات یہ ہے، اچھا اور مناسب یہ ہے۔ سرِ دلبراں: حسینوں کا راز، دل لے جانے والوں کا بھید۔ گفتہ آید: کہا جائے، بیان کیا جائے۔ در حدیث دیگراں: دوسروں کی باتوں میں۔

ترجمہ وتشریح...... : جانوروں کی طرح کھاپی کر لیٹے رہنے سے کیا فائدہ ہے، اگر تو اپنی ذات میں مضبوط و مستحکم نہیں ہے تو کیا فائدہ؟ (اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے)۔

☆......جب تو خود کو "خودی" سے مضبوط و مستحکم کر لے تو (اس قوت کی بدولت) اگر تو چاہے تو دنیا کو بھی تہ و بالا کر ڈالے گا۔

☆......اگر تو فنا کا طالب ہے تو اپنی ذات (خودی) سے آزاد (بے تعلق) ہو جا، اگر دوام (زندگی) کی خواہش ہے تو پھر تو اپنی ذات (خودی) میں آباد ہو جا۔

☆......مرنے سے کیا مراد ہے؟ (یہی کہ) اپنی خودی سے غافل ہو جانا۔ تو مرنے سے کیا مراد لیتا ہے، جان اور بدن کی ایک دوسرے سے دوری (الگ ہو جانے کا نام)؟

☆......تو حضرت یوسف علیہ السلام کی مانند خودی کو جائے قیام بنالے (اور اس طرح) قیدی بننے سے شہنشاہی تک کے مرحلے طے کر لے۔ (قید خانے سے اٹھ کر تختِ شاہی پر پہنچ جائے گا)

☆......خودی کے بارے میں غور و فکر کر اور صاحب عزم و ہمت بن جا۔ اس طرح مردِ حق بن کر صاحب اسرار ہو جا۔ (زندگی کے بھید خود بخود تجھ پر آشکارا ہو جائیں گے)۔

☆......میرے سینے میں جو راز ہے اس کی شرح کہانیوں کے ذریعے سے کروں گا۔ کلی کو پھونک کے زور سے کھلاؤں گا۔ (کلی کو پھول بناؤں گا)۔

☆......اچھی بات یہی ہے کہ دلبروں کی باتیں اور راز دوسروں کی باتوں یعنی اشاروں کنایوں میں بیان کی جائیں۔ (تو بہت دلکش دلاویز بن جاتے ہیں)۔

(آخری شعر مولانا روم کی مثنوی کا ہے)۔

حکایت طائرے کہ از تشنگی بیتاب بود

(اس پرندے کی کہانی جسے پیاس نے بے قرار کر رکھا تھا)

طائرے از تشنگی بیتاب بود — در تن اودم مثال موج دود
ریزہ الماس در گلزار دید — تشنگی نظارہ آب آفرید
از فریب ریزہ خورشید تاب — مرغ ناداں سنگ را پنداشت آب
مایہ اندوز نم از گوہر نشد — زد بر و منقار و کامش تر نشد
گفت الماس اے گرفتار ہوس — تیز برمن کردہ منقار ہوس

قطرہ آبے نیم ساقی نیم | من برائے دیگراں باقی نیم
قصد آزارم کنی دیوانہ؟ | از حیات خود نما بیگانہ
آب من منقار مرغاں بشکند | آدمی را گوہر جاں بشکند

معانی......: طائرے کہ: ایسا پرندہ جو (تشنگی = پیاس)۔ بیتاب: بے قرار، نڈھال۔ دم مثال موج بود: سانس لہر کی مانند تھا، مراد وہ ہانپ رہا تھا۔ ریزہ الماس: الماس (قیمتی پتھر، ہیرا) کا ٹکڑا، ہیرے کی کنی۔ نظارہ آب آفرید: پانی کا نظارہ پیدا کیا، مراد دیکھنے میں پانی نظر آیا۔ ریزہ خورشید تاب: سورج کی سی چمک رکھنے والا ریزہ۔ مرغ ناداں: کم عقل پرندہ۔ پنداشت: سمجھا۔ مایہ اندوزنم: نمی کی پونجی حاصل کرنے والا، مراد تری سے کوئی فائدہ اٹھانے یا حاصل کرنے والا۔ نشد: نہ ہوا۔ زرد بر و منقار: اس پر چونچ ماری۔ کامش تر نشد: اس کا حلق تر نہ ہوا۔ گرفتار ہوس: لالچ میں گرفتار۔ قطرہ آبے نیم: میں پانی کا کوئی قطرہ نہیں ہوں۔ ساقی: پلانے والا۔ قصد آزارم کنی: تو مجھے تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے۔ باقی: مراد زندہ، موجود۔ دیوانہ ای: تو پاگل ہے۔ حیات خودنما: خود کو ظاہر کرنے والی زندگی، مراد اپنی خودی کو ظاہر کرنے والی زندگی۔ بیگانہ: تو ناواقف ہے۔ آب من: میری کاٹ، میری چمک۔ بشکند: توڑے یعنی توڑ ڈالتی ہے۔ آدمی را گوہر جا بشکند: آدمی کی روح کا موتی توڑ ڈالتی ہے، مراد آدمی کی موت کا سامان بنتی ہے۔

ترجمہ وتشریح......: ایک پرندہ پیاس سے نڈھال اور بے قرار تھا، سانس اس کے جسم میں لہر کی مانند چل رہا تھا (وہ ہانپ رہا تھا)۔

☆......اس نے باغ میں ہیرے کی ایک کنی دیکھی، پیاس کے سبب اسے وہ پانی دکھائی دی۔

☆......سورج کی مانند چمکنے والے اس ٹکڑے کے دھوکے میں اس کم عقل پرندے نے پتھر کے ریزے کو پانی سمجھ لیا۔

☆......اسے اس ٹکڑے سے ذرا سی بھی نمی حاصل نہ ہو سکی، اس نے اس پر چونچ ماری لیکن اس کا حلق تر نہ ہوا۔

☆......ہیرے کی اس کنی نے اس پرندے سے کہا: اے حرص اور لالچ میں گرفتار پرندے تو نے مجھ پر حرص کی چونچ تیز کی ہے۔

☆......میں نہ تو پانی کا کوئی قطرہ ہوں اور نہ ساقی ہی ہوں، میں دوسروں کے لئے زندہ نہیں ہوں۔ (میں اس لئے زندہ نہیں کہ دوسرے مجھے ہضم کر جائیں)۔

☆......مجھے دکھ دینے کا ارادہ کر رہا ہے کیا تو پاگل ہو گیا ہے؟ تو اپنی خودی کو ظاہر کرنے والی زندگی سے نا آشنا ہے۔

☆......میرا پانی (چمک) پرندوں کی چونچ توڑ ڈالتا ہے، انسان کی جان کا موتی توڑ ڈالتا ہے (اگر آدمی کھالے تو مر جاتا ہے)۔

طائر از الماس کام دل نیافت | روئے خویش از ریزہ تابندہ تافت
حسرت اندر سینہ اش آباد گشت | در گلوے اونو افریاد گشت
قطرہ شبنم سرشاخ گلے | تافت مثل اشک چشم بلبلے
تاب او محو سپاس آفتاب | لرزہ برتن از ہر اس آفتاب
کوکب رم خوے گردوں زادہ | یک دم از ذوق نمود استادہ
صد فریب از غنچہ و گل خوردہ | بہرہ از زندگی نا بردہ
مثل اشک عاشق دلدادہ | زیب مژگانے چکید آمادہ
مرغ مضطر زیر شاخ گل رسید | درد ہانش قطرہ شبنم چکید

معانی ......: کام دل نیافت: دل کی آرزو نہ پائی۔ روے تافت: منہ موڑ لیا۔ ریزہ تابندہ: چمکنے والا ٹکڑا۔ آباد گشت: آباد ہو گئی۔ در گلوے او: اس کے گلے میں۔ نوا فریاد گشت: آواز فریاد کی صورت اختیار کر گئی۔ سر شاخ گلے: کسی پھول کی ٹہنی پر۔ تافت: چمکا، چمک رہا تھا۔ اشک چشم بلبلے: کسی بلبل کی آنکھ سے ٹپکنے والا آنسو۔ تاب او: اس کی چمک۔ محو سپاس آفتاب: سورج کے تشکر میں کھویا ہوا۔ لرزہ برتن: جسم پر کپکپی۔ از ہراس آفتاب: سورج کے خوف سے۔ کوکب رم خوے: دوڑ جانے یعنی ڈوب جانے والی عادت رکھنے والا تارا۔ گردوں زادہ: آسمان پر پیدا ہونے والا، آسمان کا بیٹا۔ یکدم: کچھ دیر، کچھ دیر کے لئے۔ از ذوق نمود: اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے شوق کے سبب۔ استادہ: کوئی ٹھہرا ہوا، ایک کھڑا ہوا۔ خوردہ: کھایا ہوا۔ نابردہ: جس نے نہ لیا۔ عاشق دل دادہ: ایسا عاشق جس نے دل دے رکھا ہو۔ زیب مژگانے: ایک یا کسی پلک کو آراستہ کیے ہوئے، پلک کی زینت۔ چکید آمادہ: ٹپکنے پر تیار۔ مرغ مضطر: بے قرار پرندہ۔ در دہانش: اس کے منہ میں۔ چکید: ٹپکا۔

ترجمہ وتشریح ......: ہیرے سے پرندے کا دلی مقصد پورا نہ ہوا۔ چنانچہ وہ اس چمکتے ہوئے ریزے سے اپنا منہ پھیر لینے پر مجبور ہوا (توجہ ہٹالی)۔

☆ ......اس کے سینے میں حسرت نے ڈیرا جمالیا، اس کے گلے میں آواز، فریاد کی صورت اختیار کر گئی۔

☆ ......کسی پھول کی ٹہنی پر شبنم کا ایک قطرہ کسی بلبل کے آنسو کی طرح چمک دمک رہا تھا۔

☆ ......اس کی چمک سورج کا شکریہ ادا کرنے میں کھوئی ہوئی تھی (اس کی چمک اس پر دھوپ پڑنے کے سبب تھی)، سورج کے خوف سے اس کا بدن کانپ رہا تھا۔

☆ ......سمجھنا چاہئے کہ وہ ایک ستارہ تھا جس کی فطرت ہی نقل و حرکت تھی۔ آسمان پر پیدا ہوا اور اپنی نمود کی لذت میں دم بھرنے کے لئے ٹھہر گیا۔

☆ ......ایک ایسا قطرہ جس نے غنچہ وگل سے سینکڑوں فریب اور دھوکے کھائے۔ جس نے زندگی سے کچھ حاصل نہ کیا ہو (کچھ حصہ نہ ملا)۔

☆ ......(وہ قطرہ ایسا تھا جیسے) کسی دل دینے والے عاشق کا آنسو جو کسی پلک پر سجا ہو اور ٹپکنے ہی والا ہو۔

☆ ......وہ پیاس سے بیتاب اور بے قرار پرندہ پھول کی ٹہنی کے نیچے پہنچا گیا۔ شبنم کا وہ قطرہ اس کے منہ (حلق) میں ٹپک پڑا۔

اے کہ می خواہی ز دشمن جاں بری	از تو پرسم قطرہ یا گوہری؟
چوں ز سوز تشنگی طاہر گداخت	از حیات دیگرے سرمایہ ساخت
قطرہ سخت اندام و گہر خو نبود	ریزہ الماس شو، شبنم مشو
پختہ فطرت صورت کہسار باش	حامل صد ابر دریا بار باش
خویش را دریاب از ایجاب خویش	سیم شو از بستن سیماب خویش
نغمہ پیدا کن از تار خودی	آشکار اساز اسرار خودی

معانی ......: ز دشمن جاں بری: دشمن سے جان بچالے۔ از تو پرسم: میں تجھ سے پوچھوں یعنی میں تجھ سے پوچھتا ہوں۔ قطرہ یا گوہری: تو قطرہ ہے یا موتی۔ سوز تشنگی: پیاس کی تپش، پیاس کی حرارت۔ طائر گداخت: پرندہ پگھل گیا، مراد نڈھال ہو گیا۔ از حیات دیگرے: کسی دوسرے کی زندگی سے۔ سرمایہ ساخت: پونجی بنائی مراد اپنی زندگی کا سامان کیا۔ سخت اندام: ٹھوس جسم والا، سخت بدن والا۔ گوہر خو: موتی یا ہیرے کی سی خصلت والا۔ نبود: نہ تھا۔ حفظ خودی: خودی کی حفاظت۔ یک دم مشو: ایک لمحہ بھی نہ رہ، ایک پل بھی نہ رہ۔ پختہ فطرت: مستحکم

اور مضبوط سرشت والا۔ صورت کہسار باش: پہاڑ کی مانند ہو جا۔ حامل صد ابر دریا بار: دریا کی صورت برسنے والے سینکڑوں بادلوں کا حامل۔ خویش را دریاب: اپنے آپ کو پالے، اپنی خودی کو پہچان لے۔ از یجاب خویش: اپنے آپ کو واجب جاننے سے، اپنی ذات کا اقرار کرنے سے (ایجاب=واجب جاننا، اقرار کرنا، ایجاب: اثبات)۔ سیم شو: چاندی بن، چاندی ہو جا۔ سیماب خویش: اپنا پارہ۔ بستن سیماب خویش: اپنے پارے کو منجمد کر کے، مراد اپنی ذات کو جو پارے کی مانند مضطرب ہے ضبط نفس کی آگ پر رکھ کر چاندی بنا دے۔ نغمہ: ایک نغمہ۔ پیدا کن: وجود میں لا، پیدا کر۔ آشکارا ساز: ظاہر کر دے۔

ترجمہ وتشریح......: اے مخاطب! تو جو اس بات کا خواہاں ہے کہ دشمن سے اپنی جان بچالے میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ تو قطرہ ہے یا موتی؟

☆......جب پرندہ پیاس کی شدت سے گھلا جا رہا تھا (ہانپ اٹھا) تو اس نے کسی دوسرے کی زندگی سے اپنی زندگی بچانے کا ذریعہ بنالیا۔

☆......شبنم کا قطرہ ٹھوس جسم اور موتی کی سی فطرت والا نہ تھا، وہ تو ہیرے کی کنی ایسی (ٹھوس وغیرہ) تھی، وہ قطرہ ایسا نہ تھا۔

☆......شاعر کہتا ہے تو اپنی خودی کی حفاظت سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہ ہو۔ ہیرے کی کنی بن جا، شبنم کا قطرہ نہ بن۔

☆......پہاڑ کی مانند مضبوط بنیاد والا بن جا، ایسا بن جا کہ سینکڑوں بادل آغوش میں لے لے جن سے دریا برستے ہیں۔

☆......اپنی ذات کو تسلیم کر کے (یعنی اس کا اقرار کر کے) اپنے آپ کو پالے۔ اپنی حقیقت سے آگاہ ہو جا، اپنے پارے کو منجمد کر کے چاندی بن جا۔

☆......خودی کے ساز پر کوئی نغمہ چھیڑ (اس طرح) خودی کے بھید سب پر آشکارا کر دے۔

حکایت الماس وزغال

(الماس اور کوئلے کی حکایت)

از حقیقت باز بکشایم درے ‏ ‏ ‏ باتو میگویم حدیث دیگرے

گفت با الماس درمعدن نغال ‏ ‏ ‏ اے امین جلوہ ہائے لازوال

ہمدمیم و ہست و بود ما یکسیت ‏ ‏ ‏ درجہاں اصل وجود مایکسیت

من بکاں میرم زدرد ناکسی ‏ ‏ ‏ تو سرتاج شہنشاہاں رسی

قدر من ازبد گلی کمترز خاک ‏ ‏ ‏ از جمال تو دل آئینہ چاک

روشن از تاریکی من مجمراست ‏ ‏ ‏ پس کمال جوہرم خاکستر است

پشت پاہرکس مرابر سرزند ‏ ‏ ‏ برمتاع ہستیم اخگر زند

برسر وسامان من باید گریست ‏ ‏ ‏ برگ و ساز ہستیم دانی کہ چیست؟

موجہ دودے بہم پیوستہ ‏ ‏ ‏ مایہ دار یک شرار جستہ

مثل انجم روے تو ہم خوے تو ‏ ‏ ‏ جلوہ ہا خیز دزہر پہلوے تو

گاہ نور دیدہ قیصر شوی ‏ ‏ ‏ گاہ زیب دستہ خنجر شوی

معانی...... : باز بکشایم درے: میں پھر ایک دروازہ کھولتا ہوں۔ حدیث دیگرے: ایک دوسری بات۔ الماس: ہیرا۔ معدن: کان۔ زغال: کوئلہ۔ امین جلوہ ہائے لازوال: ایسے جلوؤں کا امین جنہیں زوال نہ ہو۔ ہمدمیم: ہم ہمدم ہیں، ہم ساتھی ہیں (تسنیم بمعنی ہم ہیں کا مخفف) ہست و بود ما: ہماری زندگی، ہمارا حال اور ماضی۔ یکیست: ایک ہے۔ اصل وجود ما: ہمارے وجود کا خمیر (اصل = بنیاد، جوہر جس سے کوئی چیز بنتی ہو، مراد خمیر، وجود = ہستی)۔ من بکاں میرم: میں تو کان ہی میں مرجاتا ہوں۔ ز درد ناکسی: گھٹیا پن کے دکھ سے۔ رسی: تو پہنچتا ہے۔ بدگلی: بدگل ہونے کی کیفیت، بدہیتی، بدصورتی۔ دل آئینہ چاک: آئینے کا دل زخمی (ہے)، آئینے کا دل پھٹا ہو۔ مجمر: انگیٹھی۔ کمال جوہرم: میرے جوہر کا کمال، میری اصل کا آخر یا انتہا۔ خاکستر: راکھ۔ متاع ہستیم: میری زندگی کی پونجی۔ اخگر زند: چنگاری لگاتا ہے، جلاتا ہے۔ سروسامان: گھر اور زندگی، اسباب خانہ۔ باید گریست: رونا چاہئے۔ برگ وساز تسنیم: میری زندگی کا ساز و سامان۔ موجہ دودے: دھوئیں کی لہر یا لہریں۔ بہم پیوستہ: اکٹھے ملے ہوئے، ایک دوسرے میں پیوست۔ مایہ دار: پونجی رکھنے والا، مالا مال۔ یک شرار جستہ: ایک اچھلی ہوئی چنگاری۔ مثل انجم: ستاروں کی طرح / مانند۔ روتیو ہم خوے تو: تیرا چہرہ بھی تیری خصلت بھی، تیری خو بو بھی۔ جلوہ ہا خیزد: جلوے اٹھتے ہیں۔ ز ہر پہلوے: تیرے ہر ہر رخ سے۔ نور دیدہ قیصر: قیصر کی آنکھوں کا نور (قیصر = روم کے بادشاہوں کا لقب)۔ شوی: تو ہوتا ہے۔ زیب دستہ خنجر: خنجر کے دستے کی زیبائش۔

ترجمہ وتشریح...... : اقبال فرماتے ہیں میں پھر حقیقت کا ایک اور باب وا کرتا ہوں، (ایک دروازہ کھولتا ہوں) میں تجھ سے ایک اور (ڈھنگ) سے بات کرتا ہوں۔ (کہانی سناتا ہوں)۔

☆...... کان میں ہیرے سے کسی کوئلے نے کہا: اے کہ تو امنٹ (لازوال) روشنیوں کا امانت دار ہے (جن کی آب و تاب برابر باقی رہتی ہے)۔

☆...... ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور ہماری زندگی اور رہن سہن بھی ایک ہے۔ دنیا میں ہمارے وجود کا خمیر (اصل) ایک ہی ہے۔

☆...... میں اپنے گھٹیا ہونے کے دکھ سے کان میں رنج وغم سے مر رہا ہوں جب کہ تیرے حسن سے حسد اور رشک کی بنا پر آئینے کا دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے (پھٹا ہوا ہے)۔

دوسرے مصرع میں حسن بیان کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آئینے کو الماس ہی کے ریزے سے کاٹا جاتا ہے۔

☆...... میری کالک سے انگیٹھی روشن ہے، سو میرے خمیر کی انتہا راکھ ہے۔ گویا میرے کمال کا جوہر صرف یہ ہے کہ راکھ ہو جاؤں۔

☆...... ہر کوئی مجھے پاؤں سے سر پر ٹھوکر مارتا ہے، میرے وجود کی پونجی کو آگ دکھاتا ہے۔

☆...... میرے سروسامان پر رونا چاہئے، تجھے علم ہے کہ میرا ساز و سامان کیا ہے؟ (میرے وجود کی حقیقت کیا ہے؟)۔

(یوں سمجھو کہ) دھوئیں کی لہریں باہم مل گئی ہیں۔ (اور یوں باہم سمٹ کر) وہ ایک اچھلنے والی چنگاری کی پونجی بن گئی ہیں۔ (ایک اڑتی سی چنگاری اس پر پڑ جائے تو وہ ختم ہو جائے)۔

☆...... جب کہ تیرا چہرہ بھی اور تیری خو بو بھی ستاروں کی سی ہے، تیرے ہر پہلو سے کرنیں پھوٹتی ہیں۔

☆...... تو کبھی تو بادشاہوں کی آنکھوں کا نور بن جاتا ہے اور کبھی تو خنجر کے قبضے کی زیب و زینت کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔

گفت الماس اے رفیق نکتہ بیں ! تیرہ خاک از پختگی گردد نگیں

تا بہ پیرا مون خود در جنگ شد پختہ از پیکار مثل سنگ شد

پیکرم از پختگی ذوالنور شد سینہ ام از جلوہ ہا معمور شد

خوار گشتی از وجود خام خویش سوختی از نرمی اندام خویش

فارغ از خوف و غم و وسواس باش	پختہ مثل سنگ شو الماس باش
می شود از وے دو عالم مستنیر	ہر کہ باشد سخت کوش و سخت گیر
مشت خاکے اصل سنگ اسود است	کہ سراز جیب حرم بیروں زد است
رتبہ اش از طور بالا ترشد است	بوسہ گاہ اسود و احمر شد است
در صلابت آبروے زندگی است	ناتوانی، ناکسی، ناپختگی است

معانی...... : رفیق نکتہ بیں: باریک اور گہری باتیں دیکھنے اور سمجھنے والا، دوست، ساتھی۔ تیرہ خاک: سیاہ مٹی۔ پختگی: پکا پن، ٹھوس پن، مضبوطی۔ تابہ پیرامون خود: جب تک اپنے اردگرد، جب تک اپنے ماحول میں یا آس پاس (پیرامون=اردگرد، ماحول)۔ در جنگ شد: جنگ میں رہا، لڑتا رہا۔ پختہ از پیکار: لڑائی کے سبب مضبوط۔ پیکرم: میرا جسم، میرا وجود۔ ذوالنور: روشنی والا۔ معمور: پر، بھرا ہوا۔ خوار گشتی: تو ذلیل ہو گیا بمعنی پھرنا، ہو جانا۔ از وجود خام خویش: اپنے کچے، نرم وجود کے ہاتھوں۔ سوختی: تو جلا، تو جل گیا۔ اندام: جسم۔ وسواس: شیطانی سوچ، شیطانی قسم کے خیالات۔ باش: ہو، ہو جا۔ مستنیر: روشن، منور۔ سخت کوش: بہت محنتی، بڑی جدوجہد کرنے والا، کوشش کرنا۔ سخت گیر: مضبوط پکڑ والا۔ مشت خاکے: خاک کی ایک مٹھی۔ اصل: خمیر، جوہر، بنیاد۔ سنگ اسود: سیاہ پتھر جو خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہے۔ اسے بوسہ دینا ارکان حج میں شامل ہے۔ جیب حرم: حرم کا گریبان، مراد حرم یعنی کعبۃ اللہ کی دیوار۔ بیرون زد است: باہر نکلا ہوا ہے۔ رتبہ اش: اس کا مرتبہ و مقام۔ بالاتر شد است: بہت بلند ہو گیا۔ بوسہ گاہ: چومنے کی جگہ۔ اسود و احمر: سیاہ اور سرخ، مراد سیاہ فام اقوام اور سرخ فام اقوام یعنی دنیا کے تمام ملکوں کے مسلمان۔ صلابت: استحکام، مضبوطی، سختی، ناتوانی، ناکسی۔ ناپختگی است: ضعف و کمزوری۔

ترجمہ وتشریح...... : الماس نے (کوئلے سے) کہا کہ اے میری گہری باتوں کو سمجھنے والے ساتھی، سیاہ خاک اپنی پختگی اور مضبوطی کی بنا پر انگشتری کا نگینہ بن جاتی ہے۔

☆...... جب وہ اپنے ماحول یعنی گردوپیش سے برابر ٹکراتی رہی تو اس جنگ کے نتیجے میں وہ پتھر کی طرح مضبوط ہوتی چلی گئی۔

☆...... میرا وجود بھی پختگی اور مضبوطی ہی کے سبب روشنیوں والا بنا (اور اسی باعث) میرا سینہ جلوؤں سے لبریز (پُر) ہو گیا۔

☆...... تو اپنے کچے اور خام وجود کی وجہ سے ذلیل و خوار ٹھہرا اور اپنے وجود کی نرمی کے باعث جل اٹھا۔

☆...... تو ہر قسم کے غم، خوف اور بیہودہ وسوسوں سے خود کو بچائے رکھ اور پتھر کی طرح سخت ہو کر ہیرا بن جا۔

☆...... جو وجود سخت جدوجہد کرنے اور مضبوط پختگی والا ہوتا ہے اس سے دونوں جہان روشنی کے طلبگار ہوتے ہیں (منور ہو جاتے ہیں)۔

☆...... متبرک پتھر سنگ اسود کی اصل یہی مٹھی بھر خاک ہے، جو (سنگ اسود) نے حرم یعنی کعبۃ اللہ کے دامن سے سر باہر نکالے ہوئے ہے۔

☆...... اس (سنگ اسود) کا رتبہ کوہ طور جیسے مقدس پہاڑ سے بھی اونچا ہو گیا ہے اور وہ سیاہ و سرخ (اقوام) کی بوسہ گاہ بن گیا ہے۔

☆...... سختی اور پختگی ہی سے زندگی کی عزت و آبرو ہے جو ناپختہ ہو گا وہ ناکارہ بھی ہو گا اور کمزور بھی۔

حکایت شیخ و برہمن و مکالمہ گنگا و ہمالہ در معنی ایں کہ تسلسل حیات ملیہ از محکم گرفتن روایات مخصوصہ ملیہ می باشد

(شیخ اور برہمن کی داستان اور دریائے گنگا اور ہمالیہ کے مابین مکالمہ، اس حقیقت سے متعلق کہ ملی زندگی کا تسلسل ملت کی مخصوص ملی

روایات کے ساتھ مضبوطی سے وابستہ رہنے پر موقوف ہے)۔

در بنارس برہمنے محترم | سرفرو اندر یم بود وعدم
بہرہ افرز حکمت داشتے | باخدا جویاں ارادت داشتے
ذہن او گیراؤ ندرت کوش بود | باثریا عقل او ہمدوش بود
آشیانش صورت عنقا بلند | مہرومہ برشعلہ فکرش سپند
مدتے مینائے او درخوں نشست | ساقی حکمت بجامش مے نہ بست
در ریاض علم و دانش دام چید | چشم دامش طائر معنی ندید
ناخن فکرش بخوں آلودہ ماند | عقدہ بود و عدم نکشودہ ماند
آہ برلب شاہد حرمان او | چہرہ غماز دل حیران او
رفت روزے نزد شیخ کاملے | آنکہ اندر سینہ پرو ردے دلے
گوش برگفتار آں فرزانہ داد | برلب خود مہر خاموشی نہاد

معانی ......: مکالمہ: ایک سے زیادہ یا دو آدمیوں کا باہم کلام یا گفتگو کرنا۔ گنگا: مراد دریائے گنگا جو بھارت کے شہر بنارس میں واقع اور ہندوؤں کے نزدیک بہت مقدس ہے۔ ان کے مطابق اس میں نہانے سے انسان کے سب گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ ہندو اس دریا میں اپنے مردوں کی راکھ اور ہڈیاں ڈالنا نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ہمالیہ: مشہور پہاڑ ہمالیہ جو بھارت کے شمال میں واقع ہے۔ اس کے دامن میں قدیم زمانے سے سینکڑوں رشی اور سادھو دھیان گیان اور ریاضت کے لئے جاتے ہیں۔ تسلسل: کڑی سے کڑی ملنا، پیہم اور لگاتار رہنا۔ حیات ملیہ: قومی زندگی۔ محکم گرفتن: مضبوطی سے پکڑنا۔ روایات مخصوصہ ملیہ: ملت کی خاص روایات۔ می باشد: ہوتا ہے۔ بنارس: بھارت میں دریائے گنگا کے کنارے واقع ہندوؤں کا ایک مقدس مقام۔ برہمنے: ایک برہمن۔ محترم: جس کا احترام کیا جائے۔ سرفرو: سر جھکائے ہوئے۔ یم بود وعدم: وجود یا ہستی اور نیستی (فنا اور بقا) کا دریا، مراد فلسفیانہ مسائل کا دریا یا سمندر۔ بہرہ وافر: بہت سا حصہ۔ حکمت: دانائی۔ داشتے: وہ رکھتا تھا۔ خدا جویاں: خدا کو تلاش کرنے والے، خدا کی حقیقت جاننے کی تلاش میں رہنے والے۔ ارادت داشتے: عقیدت، ارادت رکھتا تھا۔ گیرا: پکڑنے والا، مطلب کو پا جانے والا۔ گیرندہ ندرت کوش: نئی نرالی اور انوکھی بات نکالنے کی کوشش کرنے والا۔ باثریا: ثریا کے ساتھ، پروین یعنی بہت بلندی والے چھ ستاروں کے ساتھ، مراد بہت بلندی۔ ہمدوش: کندھے کے ساتھ کندھا، مراد برابر۔ آشیانش: اس کا آشیاں، اس کا ٹھکانا۔ صورت عنق: عنقا کی مانند (صورت = مانند، مثل، طرح، عنقا = ایک فرضی پرندہ جو نایاب ہے۔ برشعلہ فکرش سپند: اس کی فکر کی لپٹ پر ہرمل کے دانے کی طرح مضطرب۔ مدتے: یک مدت، بہت عرصہ۔ مینائے او: اس کی صراحی، مراد اس کا دل۔ درخون نشست: خون میں بیٹھی، مراد بہت محنت کے بعد بھی وہ پا نہ سکا، اس کا دل خون ہو کر رہ گیا۔ ساقی حکمت: دانائی کا ساقی۔ بجامش مے نہ بست: اس کے پیالے میں شراب نہ بھری، مراد فلسفہ اس کا مقصد حل نہ کر سکا۔ ریاض: باغ، چمن۔ دام چید: جال بچھایا، جال لگایا۔ چشم دامش: اس کے جال کی آنکھ۔ طائر معنی: حقیقت کا پرندہ۔ بخوں آلودہ ماند: خون سے لتھڑ گیا۔ عقدہ بود وعدم: ہستی اور نیستی کی گرہ، فلسفیانہ مسائل کی گتھی۔ نکشودہ ماند: ان کھلی رہی، نہ سلجھ سکی۔ شاہد حرمان او: اس کی مایوسی ناکامی کی گواہ۔ غماز: چغلی کھانے والا نشان دہی کرنے والا۔ شیخ کاملے: ایک کامل شیخ، ایک خدا رسیدہ عالم۔ اندر سینہ: سینے میں۔ پروردے دلے: ایک دل پال رکھتا تھا۔ گوش داد: توجہ غور سے سنا۔ فرزانہ: دانشمند، عقلمند، عالم۔ مہر خاموشی نہاد: خاموشی کی مہر رکھ لی، خاموش رہا۔

ترجمہ وتشریح......: بنارس شہر میں ایک معزز برہمن ہستی اور نیستی (فنا اور بقا) کے سمندر میں ڈوبا رہتا تھا۔ وہ بقا اور فنا کی فلسفیانہ گتھیاں سلجھانے میں مصروف رہتا تھا (کہ زندگی کی کیا حقیقت ہے)۔

☆......اسے دانائی کا بہت بڑا حصہ عطا ہوا تھا، اسے اللہ کی تلاش میں رہنے والوں (اللہ والوں) سے عقیدت تھی۔

☆......اس کا ذہن مطلب کو پا جانے والا اور نت نئی نرالی بات نکالنے کی کوشش کرنے والا تھا۔ اس کی عقل بلندی میں پروین کے برابر پہنچی ہوئی تھی۔

☆......اس کا آشیانہ عنقا (کے آشیانے) کی طرح بلند تھا۔ سورج اور چاند اس کے غوروفکر کے شعلے پر کالے دانے کی مانند تھے۔

☆......مدت تک اس کی صراحی (دل) خون میں رہی (اس کا دل خون ہو گیا) (وہ مدت تک فکری منت ومشقت میں لگا رہا) لیکن حکمت ودانائی کے ساقی نے اس کے جام (پیالے) میں شراب نہ ڈالی۔

☆......اس نے علم وحکمت کے باغ میں مسلسل جال بچھائے رکھا لیکن اس کے جال کی آنکھ نے حقیقت کا کوئی پرندہ نہ دیکھا۔ یعنی کوئی پرندہ اس کے حلقہ دام میں نہ پھنسا۔

☆......اس کی فکر کا ناخن عقدے کھولتے کھولتے لہو سے آلودہ ہو کر رہ گیا۔ (لیکن پھر بھی) ہستی اور نیستی (فنا وبقا) کے فلسفے کی گتھی سلجھ نہ سکی۔

☆......اس کے لبوں پر آہ تھی جو اس کی محرومی وناکامی کی گواہ تھی۔ اس کا چہرہ اس کے حیران دل کا غماز بنا۔ (اس کا چہرہ دیکھتے ہی دل کی حیرانی نمایاں ہو جاتی تھی)۔

☆......ایک روز وہ کسی کامل بزرگ کے پاس گیا، ایسا بزرگ جس کے سینے میں حق شناس دل موجود تھا۔

☆......برہمن نے اس دانشمند کی باتوں پر کان لگا لئے اور اپنے لبوں پر خاموشی کی مہر لگا لی۔

گفت شیخ اے طائف چرخ بلند	اند کے عہد و فابا خاک بند
تا شدی آوارہ صحرا ودشت	فکر بیباک تواز گردوں گزشت
باز میں درساز اے گردوں نورد	در تلاش گوہر انجم مگرد
من نگویم از بتاں بیزار شو	کافری ؟ شائستہ زنار شو
اے امانت دار تہذیب کہن	پشت پابر مسلک آبا مزن
گزر جمعیت حیات ملت است	کفر ہم سرمایہ جمعیت است
تو کہ ہم در کافری کامل نہ	درخود طوف حریم دل نہ
ماندہ ایم از جادہ تسلیم دور	تواز آزر من زا ابراہیمؑ دور
قیس ماسودائی محمل نشد	درجنون عاشقی کامل نشد
مرد چوں شمع خودی اندر وجود	از خیال آسماں سمپیا چہ سود

معانی......: طائف چرخ بلند: اونچے آسمان کے چکر لگانے والا، اونچی فضاؤں میں پرواز کرنے والا۔ اند کے: تھوڑا۔ باخاک بند: خاک سے باندھ۔ تاشدی: جب تو ہوا۔ آوارہ صحرا ودشت: جنگل اور بیابان میں بے مقصد گھومنے والا۔ فکر بیباک تو: تیرا بے خوف فکر۔ باز میں درساز: زمین کے ساتھ بنا کے رکھ۔ گردوں نورد: آسمان کو طے کرنے والا۔ مگرد: مت پھر، مت گھوم۔ کافری: تو کافر (خدا کا منکر)

ہے۔شائستہ زنار شو: زنار کے لائق بن (شائستہ = لائق، اہل، زنار = بت پرستوں کا وہ مقدس دھاگا جو وہ گلے میں ڈالتے ہیں، شو = ہو، بن)۔امانت دار: امانت رکھنے والا، محافظ۔تہذیب کہن: پرانی تہذیب (تہذیب = کسی معاشرے کے اصول اور رسم ورواج، کہن = پرانی)۔ پشت پا: پاؤں کی پشت، مراد ٹھوکر۔ مسلک آبا: بزرگوں کا دین۔ مزن: مت مار۔ جمعیت: جمع ہونا، جمع کرنا، جماعت یا گروہ کی صورت میں ہونا، مل کر رہنا۔ ہم درکافری: کافری میں بھی۔ کامل نہ ء: تو کامل (پورا) نہیں ہے۔ درخور: لائق، سزاوار، اہل، شائستہ۔ حریم دل: دل کی چاردیواری، مراد دل کا کعبہ۔ ماندہ ایم: ہم رہے ہیں، ہم رہ گئے ہیں۔ جادۂ تسلیم: راضی بہ رضا ہونے کا راستہ۔ آزر: بت تراش، حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کا ایک مشہور بت تراش اور بڑا پجاری، بعض کے نزدیک وہ حضرت ابراہیمؑ کا چچا تھا، قرآن کریم کے مطابق والد۔ قیس ما: ہمارا قیس (قیس = مجنوں کا اصل نام، مراد عاشق)۔ سودائی: دیوانہ۔ سودازدہ مرد: مرگئی، بجھ گئی۔ خیال آسماں پیما: آسمان کو ناپنے والا خیال، بہت بلند خیال۔

ترجمہ وتشریح......: شیخ نے فرمایا: اے بلند آسمان کا طواف کرنے والے تھوڑی دیر کے لئے خاک (زمین) کے ساتھ بھی پیمان وفا باندھ لے۔

☆......جب تو صحرا و دشت میں آوارہ ہوگیا (مارا مارا پھرنے لگا) تیرا بیباک خیال آسمان سے بھی آگے گزر گیا۔

☆......اے آسمان کو طے کرنے والے تو زمین کے ساتھ بھی تعلق پیدا کر، ستاروں کے موتیوں کی تلاش میں پھرنا چھوڑ دے۔

☆......میں نہیں کہتا کہ تو بتوں سے بیزار ہوجا، تاہم تو کافر ہے تو کافر ہی رہ لیکن اپنے آپ کو زنار پہننے کے لائق تو کرلے۔

وفاداری بشرط استواری اصل ایماں ہے
میرے بت خانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو

(غالبؔ)

☆......میرے پاس ایک پرانی تہذیب بطور امانت موجود ہے، اسکا حق ادا کر اور باپ دادا کے طور طریقے نہ چھوڑ۔

☆......اگر قوی زندگی جمعیت واتحاد پر موقوف ہے تو ظاہر ہے کہ کفر بھی جمعیت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

☆......تو جو کفر میں بھی کامل نہیں ہے، اس لئے تو دل کے حرم کا طواف کرنے کے قابل نہ ہوسکا (صاحب دل نہ بن سکا)۔

☆......ہم دونوں تسلیم ورضا کے راستے سے بھٹک گئے ہیں تو آزر (بت پرست) سے دور ہوگیا ہے اور میں ابراہیمؑ سے دور ہوگیا ہوں (ان کے راستے پر نہ چل سکا)۔

☆......ہمارا مجنوں محمل کا دیوانہ نہ بنا، وہ عاشقی کے جنون میں کمال حاصل نہ کرسکا۔

☆......جب خودی کی شمع ہی وجود میں بجھ گئی تو آسمانوں کی سی بلندی والے خیال کا کیا فائدہ حاصل ہوگا۔

آب زد در دامن کہسار چنگ — گفتہ، روزے باہمالہ رود گنگ
اے ز صبح آفرینش یخ بدوش — پیکرت از رودہا زنار پوش
حق ترا باآسماں ہمراز ساخت — پات محروم خرام ناز ساخت
طاقت رفتار از پایت ربود — ایں وقار و رفعت و تمکیں چہ سود؟
زندگانی از خرام پیہم است — برگ و ساز ہستی موج ارزم است
کوہ چوں ایں طعنہ از دریا شنید — ہم چو بحر آتش از کیں بردمید

گفت اے پہنائے تو آئینہ ام | چوں تو صد دریا درون سینہ ام
ایں خرام ناز سامان فناست | ہر کہ از خود رفت شایان فناست
از مقام خود نداری آگہی | برزیان خویش نازی، ابلہی!
اے ز بطن چرخ گرداں زادہ | از تو بہتر ساحل افتادہ
ہستی خود نذر قلزم ساختی | پیش رہزن نقد جاں انداختی

معانی......: آب زد: پانی نے مارا۔ در دامن کہسار: پہاڑ کے پلو میں، پہاڑ کی وادی میں۔ چنگ: پنجہ۔ ہمالیہ: کوہ ہمالیہ، ہمالیہ پہاڑ۔ ز صبح آفرینش: خلقت کی صبح سے، کائنات (ابتدائے عالم) کے وجود میں آنے کی صبح سے۔ یخ بدوش: کندھے پر یا کندھوں پر برف لئے ہوئے۔ پیکرت: تیرا جسم، تیرا وجود۔ رودہا: رود بمعنی دریا، ندی کی جمع۔ زنار پوش: زنار پہنے ہوئے (زنار = ہندوؤں کا مقدس دھاگا جو وہ گلے میں ڈالتے ہیں، جینو)۔ ہمراز ساخت: آسمان کے ساتھ ہم راز بنایا، یعنی آسمان کی سی بلندی عطا کی۔ پات: تیرا پاؤں۔ خرام ناز: ناز و ادا سے چلنا، مٹک چال۔ از پایت ربود: تیرے پاؤں سے اڑا لی۔ تمکیں: شان و شوکت۔ چہ سود: کیا فائدہ، خرام پیہم: مسلسل چلنا (خرام = چال، مٹک، پیہم = مسلسل، متواتر)۔ رم: دوڑ، دوڑنا، وحشت کرنا، ڈر کر دوڑنا۔ ہم چو آتش: آگ کی مانند۔ زکیں بر دمید: غصے سے اچھل پڑا۔ پہنائے تو: تیری وسعت۔ آئینہ ام: میرا آئینہ ہے۔ چوں تو: تیرے جیسے۔ درون سینہ ام: میرے سینے کے اندر، ہر کہ از خود رفت: جو کوئی اپنے آپ سے گیا، جس نے اپنی خودی کھودی۔ شایان فناست: فنا کے لائق ہے۔ نداری آگہی: تو خبر نہیں رکھتا، تجھے معلوم نہیں۔ زیان: نقصان۔ نازی: تو فخر کرے یعنی تو فخر کرتا ہے۔ ابلہی: تو بیوقوف ہے۔ بطن: پیٹ، شکم۔ چرخ گرداں: گھومنے والا یا گردش کرنے والا آسمان۔ زادہ: پیدا شدہ، جنا ہوا۔ ساحل افتادہ: ایک پڑا ہوا ساحل، ساکن، ٹھہرا ہوا کنارہ۔ نذر قلزم ساختی: سمندر کی بھینٹ چڑھا دی (ساختی = تو نے بنایا یعنی تو نے کیا) پیش رہزن: راہ مار کے آگے، لٹیرے کے آگے۔ نقد جاں انداختی: تو نے جان کی نقدی ڈال دی۔

ترجمہ وتشریح......: پانی نے پہاڑ کے پلو (دامن) پر پنجہ مارا (یعنی) ایک روز دریائے گنگا نے ہمالیہ پہاڑ سے کہا۔

☆......تو کہ کائنات کے وجود میں آنے کے دن سے کندھوں پر برف لئے ہوئے ہے، تیرا جسم ندی نالوں کی وجہ سے اس طرح ہے جیسے تو نے ان کی زنار پہن رکھی ہو۔

☆......خدا نے بلندی میں تجھے آسمان کا ہمراز بنا دیا، تیرے پاؤں کو خرام ناز سے محروم رکھا۔

☆......اس (خدا) نے تیرے پاؤں سے چلنے کی طاقت باقی نہ چھوڑی، تو اس وقار، اس بلندی اور شان وعظمت کا کیا فائدہ؟

☆......زندگی تو مسلسل چلتے رہنے کا نام ہے، موج کے وجود کا پورا سروسامان چلنے ہی پر ہے۔

☆......پہاڑ نے جب دریا سے یہ طعنہ سنا تو وہ تو غصے سے آگ کے سمندر کی مانند بھڑک اٹھا۔

☆......وہ بولا: اے دریا، تیری وسعت میرے لئے آئینے کا کام دے رہی ہے تجھ جیسے سینکڑوں دریا میرے سینے میں موجود ہیں۔

☆......تو جسے خرام ناز کہتا ہے وہ تو اپنے آپ کو ختم کر لینے کا ذریعہ ہے، جو کوئی اپنی ذات (خودی) سے گیا وہ فنا ہی کے لائق ہے۔

☆......تجھے اپنے مقام سے آگاہی نہیں ہے تو اپنے مقام سے آگاہ نہیں تو اپنے نقصان پر فخر و ناز کر رہا ہے، تو نادان ہے کہ اپنے نقصان پر نازاں ہے۔

☆......تو کہ گھومتے ہوئے آسمان کے شکم سے پیدا ہوا ہے، تجھ سے تو وہ ساحل ہی بہتر ہے جو اپنی جگہ پر جما کھڑا ہے۔

☆......تو نے اپنا وجود سمندر کی نذر کر دیا اور اپنی جان کا سرمایہ لٹیرے کے آگے ڈال دیا۔

ہمچو گل در گلستاں خود دار شو　　بہر نشر بو پے گلچیں مرو
زندگی برجائے خود بالیدن است　　از خیابان خودی گل چیدن است
قرنہا بگذشت و من پادر گلم　　تو گماں داری کہ دور از منزلم
ہستیم بالید و تاگردوں رسید　　زیرِ دامانم ثریا آرمید
ہستیِ تو بے نشاں در قلزم است　　ذروہ من سجدہ گاہ انجم است
چشم من بینائے اسرار فلک　　آشنا گوشم ز پرواز ملک
تاز سوز سعی پیہم سوختم　　لعل و الماس و گہر اندوختم
در درونم سنگ و اندر سنگ نار　　آب رابر نارمن نبود گزار
قطرہ؟ خود را بپائے خود مریز　　در تلاطم کوش و باقلزم ستیز
آب گوہر خواہ و گوہر ریزہ شو　　بہر گوش شاہدے آویزہ شو
یا خود افزا شو، سبک رفتار شو　　ابر برق انداز و دریا بار شو
از تو قلزم گدیہ طوفاں کند　　شکوہ ہا از تنگی داماں کند
کمتر از موجے شمارد خویش را　　پیش پائے تو گراز و خویش را

معانی...... : ہمچو گل: پھول کی مانند۔ خود دار شو: اپنے آپ کو رکھنے والا ہو جا، مراد اپنی خودی کی حفاظت کر۔ بہر نشر بو: خوشبو پھیلانے کی خاطر۔ پے گل چیں مرو: پھول توڑنے والے کے پیچھے مت جا (مرو=مت جا)۔ برجائے خود بالیدن: اپنے مقام پر بڑھنا پھولنا (بالیدن= بڑھنا پھولنا، نشو ونما پانا)۔ خیابان: کیاری۔ قرنہا بگذشت: صدیاں گزر گئیں۔ پادر گلم: میرے پاؤں کیچڑ میں ہیں، میں کیچڑ میں پھنسا ہوا ہوں۔ تو گماں داری: تو خیال کرتا (رکھتا) ہے۔ ہستیم بالید: میرا وجود بڑھا پھولا۔ تا گردوں رسید: آسمان تک پہنچی۔ زیر دامانم: میرے دامن کے نیچے۔ ثریا آرمید: ثریا نے آرام کیا۔ ذروہ من: میری چوٹی۔ سجدہ گاہ: جھکنے یا سجدہ کرنے کی جگہ۔ بینائے اسرار فلک: آسمان کی مخفی اشیا کو دیکھنے والی، آسمان کے راز جاننے والی (اسرار= سر بمعنی بھید کی جمع، مخفی اشیا، فلک = آسمان)۔ آشنا گوشم: میرے کان آشنا ہیں۔ ز پرواز ملک: فرشتے کی اڑان سے۔ سعی پیہم: مسلسل جدوجہد، لگاتار کوشش۔ اندوختم: میں نے کمایا، میں نے کمائے۔ در درونم: میرے باطن میں۔ نبود گذار: گزر نہیں ہے۔ قطرہ؟: کیا تو قطرہ ہے؟۔ مریز: مت گرا۔ در طلاطم کوش: تھپیڑوں میں کوشش کر (طلاطم= صحیح املا تلاطم، طوفان، تھپیڑے)۔ باقلزم ستیز: سمندر کے ساتھ الجھ جا۔ آب گوہر خواہ: موتی کا پانی مانگ۔ گوہر ریزہ: موتی کا چھوٹا سا ٹکڑا۔ بہر گوش شاہدے: کسی حسین کے کانوں کے لئے۔ آویزہ: بندا، کانوں میں ڈالنے والا ایک زیور۔ خود افزا: اپنے آپ کو بڑھانے والا۔ سبک رفتار: تیز چلنے والا۔ ابر برق انداز: بجلی گرانے والا بادل۔ دریا بار: سمندر برسانے والا۔ گدیہ: بھیک، گدائی۔ شمارد: سمجھے۔

ترجمہ وتشریح...... : باغ میں رہنے والے (یارہ جانے والے) پھول کی طرح خوددار بن جا، خوشبو پھیلانے کی غرض سے پھول توڑنے والے (مالی) کے پیچھے نہ جا۔

☆......زندگی اپنی جگہ پر رہ کر نشو ونما کا نام ہے، یعنی خودی کی کیاری سے پھول توڑنے کا نام زندگی ہے۔

☆......(دیکھو) صدیاں گزر گئیں ہیں اور میں اپنی جگہ پر پاؤں جمائے کھڑا ہوں۔ (برقرار قائم ہوں) تو یہ خیال کرتا ہے کہ میں اپنی منزل سے دور ہوں۔

☆......میرا وجود بڑھتے بڑھتے آسمان تک جا پہنچا، اور ثریا جیسے بلند ستاروں نے میرے دامن میں آرام کیا۔

☆......تیرا وجود سمندر میں جا کر مٹ جاتا ہے، جب کہ میری چوٹی ستاروں کی سجدہ گاہ ہے۔

☆......میری آنکھ آسمان کے بھید کو دیکھ لیتی ہے (آسمان کے رازوں سے آگاہ ہے) میرے کان فرشتوں کے اڑنے کی آواز سے واقف (آشنا) ہیں۔

☆......میں مسلسل جدوجہد کرتا رہا اور اس آگ میں جلتا رہا تب کہیں میں نے لعل، ہیرے اور موتی حاصل کیے۔

☆......میرے اندر پتھر ہے اور پتھر کے اندر آگ ہے، پانی کی ہمت نہیں کہ وہ میری آگ پر سے گزر سکے (پہنچ سکے)۔ (یہ مولانا روم کا شعر ہے۔ اس لئے اسے واوین کے اندر رکھا گیا ہے)۔

☆......کیا تو قطرہ ہے؟ اپنے آپ کو اپنے پاؤں میں نہ گرا (خود کو ذلیل نہ کر) تھپیڑوں میں جدوجہد کر اور سمندر سے الجھ (لڑ) جا۔

☆......تو گوہر کی آب و تاب کا طالب بن اور موتی کا ریزہ بن جا، اس طرح کسی حسین کے کانوں کے لئے بندا بن جا۔

☆......یا تو اپنے آپ کو آگے بڑھا اور سبک (تیز) رفتار ہو جا، بجلی گرانے اور چھاجوں مینہ برسانے والا بادل بن جا۔

☆......(تاکہ) سمندر تجھ سے طوفان کی بھیک مانگے اور اپنے دامن کے تنگ ہونے کی شکایت کرے۔

☆......سمندر تیرے مقابل خود کو محض ایک موج سے بھی کم سمجھے اور اپنے آپ کو تیرے پاؤں میں ڈال دے۔

در بیان ایں کہ مقصد حیات مسلم اعلائے کلمۃ اللہ است وجہاد

اگر محرک او جوع الارض باشد در مذہب اسلام حرام است

(اس موضوع کے بارے میں کہ مسلمان کی زندگی کا مقصد کلمۃ اللہ کا بلند کرنا ہے
اور ایسا جہاد جو تسخیر ممالک کا باعث بنے، اسلام کی رو سے حرام ہے)۔

قلب را از صبغۃ اللہ رنگ دہ — عشق را ناموس و نام و ننگ دہ
طبع مسلم از محبت قاہر است — مسلم ار عاشق نباشد کافر است
تابع حق دیدنش نادیدنش — خوردنش، نوشیدنش، خوابیدنش
در رضایش مرضی حق گم شود — ایں سخن کے باور مردم شود
خیمہ در میدان الا اللہ زدست — درجہاں شاہد علی الناس آمدست
شاہد حالش نبی انس و جاں — شاہدے صادق ترین شاہداں
قال را بگوار و باب حال زن — نور حق بر ظلمت اعمال زن
در قبائے خسروی درویش زی — دیدہ بیدار و خدا اندیش زی

قربِ حق از ہر عمل مقصود دار تاز تو گردد جلالش آشکار

معانی...... : اعلائے کلمۃ اللہ: اللہ کا کلمہ بلند کرنا۔ محرک: حرکت دینے والا۔ جوع الارض: زمین کی بھوک، اپنی سلطنت کو وسعت دینے کے لئے دوسرے ممالک پر قبضہ کرنا۔ حرام: ممنوع، منع کیا گیا، روکا گیا۔ صبغۃ اللہ: اللہ کا رنگ، قرآنی تلمیح ''اللہ کا رنگ اور رنگ کے معاملے میں اللہ سے بڑھ کر کون اچھا ہے'' سورہ بقرہ، آیہ ۱۳۸۔ رنگ دہ: رنگ دے۔ ناموس و نام و ننگ: عزت و احترام اور نیک نامی۔ طبع مسلم: مسلمان کی طبیعت۔ قاہر: غلب، غلبے والی۔ تابع حق: حق کا پابند۔ دیدنش، نادیدنش: اس کا دیکھنا، اس کا نہ دیکھنا۔ خوردنش: اس کا کھانے کا عمل۔ نوشیدنش: اس کا پینے کا عمل۔ خوابیدنش: اس کا سونے کا عمل۔ در رضایش: اس کی خوشنودی میں۔ گم شود: گم ہو جاتی ہے۔ کے: کب، کیونکر۔ باور مردم شود: لوگوں کو یقین آئے گا، لوگ مانیں گے۔ خیمہ...... زدست: خیمہ لگایا ہے۔ در میدان الا اللہ: ''سوائے اللہ کے'' میدان میں یعنی نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا کے میدان میں (الا اللہ = کلمہ طیبہ کا دوسرا ٹکڑا، مراد اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں)۔ شاہد علی الناس: سورہ بقرہ کی آیت ۱۴۳ سے ماخوذ لوگوں پر گواہ، مراد لوگوں کے لئے توحید باری تعالیٰ کا گواہ۔ آمدست: آیا ہے۔ آیت کا ترجمہ اس طرح ہے اور اسی طرح ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنا دیا ہے جو (ہر پہلو سے) نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلے میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسولؐ گواہ ہوں۔ نبیؐ انس و جاں: انسانوں اور جنوں کے نبی، مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (انس = انسان، جان = جن کی جمع، ایک مخلوق جس کا خمیر آگ سے اٹھایا گیا)۔ شاہدے صادق ترین شاہداں: حضورؐ اکرم ایک ایسے گواہ ہیں جو سب گواہوں سے زیادہ سچے ہیں۔ قال را بگذار: باتوں کو چھوڑ، بحثیں چھوڑ۔ باب حال زن: حال کا دروازہ کھٹکھٹا۔ ظلمت اعمال: عملوں کی تاریکی۔ قبائے خسروی: شاہی لباس (قبا = شانوں سے پاؤں کے ٹخنوں تک کا کھلا کھلا لباس، خسرو = ایک بادشاہ کا نام)۔ درویش زی: درویش کی سی زندگی بسر کر (درویش = فقیر، اللہ مست، یہ لفظ پہلے در آویز تھا بمعنی دروازے کے ساتھ لٹک جانے والا، فقیروں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کسی دروازے پر صدا لگا کر وہاں سے اس وقت تک نہیں ہلتے جب تک نہیں اخیرات نہ مل جائے، اسی لئے انہیں در آویز کہا گیا، بعد میں یہ لفظ موجودہ صورت اختیار کر گیا)۔ دیدہ بیدار: جس کی آنکھیں جاگتی ہوں۔ خدا اندیش: خدا کا خوف رکھنے والا یا خدا کے بارے میں ہر لحہ سوچنے یا اس کی ذات پر غور کرنے والا۔ مقصود دار: اپنا مقصد بنا۔ تاز تو: تاکہ تجھ سے۔ گردد جلالش آشکار: اس کا جلال ظاہر ہو (جلال = عظمت و بزرگی، شکوہ، غیظ و غضب، آشکار = ظاہر، نمایاں، پیدا)۔

ترجمہ وتشریح...... : اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگ لے (جس سے بہتر کوئی رنگ نہیں) اس طرح عشق کو عزت و احترام اور قدر و منزلت دے۔

☆......مسلمان کی فطرت محبت ہی کے بل پر غلبہ پاتی ہے، (لہٰذا) اگر مسلمان عاشق نہیں، سمجھ لینا چاہئے کہ وہ مسلمان نہیں ہے وہ کافر ہے۔

☆......اس کا دیکھنا، اس کا نہ دیکھنا، اس کا کھانا، اس کا پینا اور اس کا سونا سب کچھ خدا کی رضا کے تابع ہوتا ہے۔

☆......اس کی خوشنودی میں حق کی مرضی کھو جاتی ہے (خدا کی مرضی اس کی مرضی میں گم ہو جاتی ہے) لیکن عام لوگ اسے کیونکر تسلیم کریں گے۔ (اس شعر کا آخری مصرع مولانا روم سے لیا گیا ہے)۔

☆......اس نے ''الا اللہ'' (توحید) کے میدان میں ڈیرے جما رکھے ہیں، دنیا میں وہ (مسلمان، مردِ مومن) لوگوں کے لئے (توحید باری تعالیٰ کا) گواہ بن کر آیا ہے۔

☆......اس کے حال کی گواہی دینے والے حضور نبی کریمؐ ہیں جو صرف انسانوں ہی کے نہیں جنوں کے بھی نبی آخر الزمان ہیں اور جو سب گواہوں سے کہیں زیادہ سچے گواہ ہیں۔

☆...... بحث مباحثے چھوڑ اور حال کا دروازہ کھٹکھٹا۔ عمل (اور ولولہ عشق) کو کام میں لا، اعمال کی تاریکی پر نورِ حق ڈال۔

☆...... سلطانی نوشاہی لباس میں رہتے ہوئے بھی درویشوں کی سی زندگی بسر کر، آنکھ بیدار رکھ، خدا اندیش رہ کر جی۔ (ہر وقت اللہ کو دھیان میں رکھ)۔

☆...... اپنے ہر عمل سے تیرا مقصد حق کے قرب کا حصول ہو تا کہ تجھ سے اس کی عظمت و شکوہ ظاہر ہو۔

صلح شر گردد چو مقصود است غیر　　گر خدا باشد غرض، جنگ است خیر

گر نہ گردد حق ز تیغ ما بلند　　جنگ باشد قوم را نا ارجمند

حضرت شیخ میاں میرؒ ولی　　ہر خفی از نور جان او جلی

بر طریق مصطفیٰؐ محکم پے　　نغمہ عشق و محبت را نے

تربتش ایمان خاک شہر ما　　مشعل نور ہدایت بہر ما

بر در او جبہ فرسا آسماں　　از مرید انش شہ ہندوستاں

معانی...... : صلح، شر گردد: صلح، فساد بن جاتی ہے۔ چو مقصود است غیر: جب مقصد حق سے ہٹ کر کچھ اور ہو۔ غرض: مقصد، خواہش، ارادہ۔ خیر: بھلائی، نیکی، اچھائی۔ گر نہ گردد حق: اگر حق نہیں ہوتا، اگر حق نہ ہو۔ قوم را: قوم کے لئے۔ نا ارجمند: بے وقعت، قدر و قیمت سے عاری۔ حضرت شیخ میاں میر: اشارہ ہے لاہور کے مشہور صوفی بزرگ کی طرف جن کا تعلق قادریہ سلسلے سے تھا اور جن کا مزار لاہور چھاؤنی کے قریب واقع اور مرجع خلائق ہے۔ یہ علاقہ بھی میاں میر ہی کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت کی جائے ولادت سندھ ہے۔ ۲۵ برس کی عمر میں لاہور تشریف لائے۔ اس سے قبل حضرت شیخ محمد خضر قادری سے فیض حاصل کیا تھا۔ لاہور میں ملا سعد لاہوری کے درس میں شامل ہوئے۔ تکمیل علم کے بعد مخلوق خدا کو روحانی فیوضات سے نوازنے لگے۔ مغل شہنشاہ جہانگیر، شاہ جہان اور دارا شکوہ نے کئی مرتبہ آپ کے در پر حاضری دی۔ شاہ جہان نے آپ کے ترک و تجرد کی بے حد تعریف کی ہے۔ آپ کی ولادت بمقام ٹھٹھہ ۹۵۷/۱۵۵۰ اور وفات بمقام لاہور ۱۰۴۵/۱۶۳۵ ہوئی (حضرت = بزرگوں کے لئے احترام کا لفظ، شیخ = بوڑھا، دانشمند، بزرگ، سردار)۔ ولی: دوست، مراد اللہ کا برگزیدہ بندہ، اللہ تعالیٰ کو دل سے دوست رکھنے والا۔ خفی: پوشیدہ، چھپی ہوئی شے، مراد راز، علم و معرفت کا بھید۔ جلی: روشن، نمایاں، واضح۔ بر طریق مصطفیٰؐ: حضور اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر۔ محکم پے: مضبوط قدم والا، ثابت قدمی سے چلنے والا۔ نے: ایک یا خاص بانسری (نے = بانسری)۔ تربتش: اس کی قبر، ان کا مزار۔ ایمان خاک شہر ما: ہمارے شہر کی خاک کا اعتبار، ہمارے شہر کی خاک کے لئے وجہ عقیدت و احترام یا عظمت۔ مشعل نور ہدایت: ہدایت کے نور کا چراغ۔ جبہ فرسا: پیشانی گھسنے والا، ماتھا رگڑنے والا (جبہ = پیشانی، ماتھا)۔ شہ ہندوستان: ہندوستان کا شاہ یعنی بادشاہ، مراد شاہ جہان جو حضرت میاں میر کا مرید تھا (شہ = شاہ بمعنی سردار، بادشاہ کا مخفف)۔

ترجمہ وتشریح...... : اگر خدا کے سوا کچھ اور مقصد ہوگا تو صلح بھی، جو بظاہر نیک کام ہے، سراسر برائی بن جائے گی اور اگر غرض حق ہو تو جنگ میں بھی جو بظاہر برا کام ہے، بلاشبہ خیر کا پہلو ہوتا ہے۔

☆...... اگر ہماری تلوار سے کلمہ حق سربلند نہ ہو تو اس قسم کی جنگ ملت کے لئے بے کار اور بے وقعت و قدر ہوگی (نہ اس سے کوئی نفع ملے گا نہ عزت)۔

☆...... حضرت شیخ میاں میرؒ اللہ کے خاص اور برگزیدہ بندے تھے (صوفی تھے) ان کے روحانی انوار کی بدولت معرفت حق کا ہر چھپا ہوا

کلید روشن تھا۔

☆......آپ رسول اللہؐ کی سنت پر مضبوطی سے قائم تھے۔ آپ ایک ایسی بانسری تھے جس سے عشق و محبت کے نغمے نکلتے تھے۔

☆......ان کا مزار ہمارے شہر کی خاک کے لئے ایمان کا سرمایہ ہے اور ہمارے لئے نور ہدایت کی مشعل ہے۔

☆......(ان کا رتبہ اتنا بلند ہے کہ) آسمان بھی آپ کے دروازے پر پیشانی ملتا تھا۔ ہندوستان کا شہنشاہ (شاہجہان) ان کا مرید ہے۔

شاہ تخم حرص در دل کاشتے قصد تسخیر ممالک داشتے
از ہوس آتش بجاں افروختے تیغ راہل من مزید آموختے
درد کن ہنگامہ ہابسیار بود لشکرش در عرصہ پیکار بود
رفت پیش شیخ گردوں پایہ تا بگیرد از دعا سرمایہ
مسلم از دنیا سوے حق رم کند از دعا تدبیر را محکم کند
شیخ از گفتار شہ خاموش ماند بزم درویشاں سراپا گوش ماند
تا مریدے سکۂ سیمیں بدست لب کشود و مہر خاموشی شکست
گفت ایں نذر حقیر ازمن پذیر اے زحق آوارگان را دستگیر
غوطہ ہازد درخوئے محنت تنم تاگرہ زد درہمے راد امنم

معانی...... : شاہ: مراد شاہ جہان بادشاہ۔ تخم حرص: لالچ کا بیج۔ دردل کاشتے: دل میں بوتا رہتا۔ تسخیر ممالک: ملکوں کو اپنے قبضے میں لانا، ملک فتح کرنا۔ داشتے: رکھا کرتا۔ از ہوس: حرص کی وجہ سے، لالچ کے باعث۔ آتش بجاں افروختے: جان میں آگ بھڑکاتا۔ ہل من مزید: کیا کچھ اور ہے؟ کچھ اور زیادہ ہے۔ آموختے: سکھاتا رہتا۔ دکن: ہندوستان کا جنوبی علاقہ۔ ہنگامہ ہابسیار بود: بہت زیادہ شورشیں تھیں۔ لشکرش: اس کا لشکر۔ درعرصہ پیکار بود: میدان جنگ میں تھا۔ شیخ گردوں پایہ: آسمان کی سی بلندی رکھنے والا شیخ (حضرت میاں میر) تا بگیرد: تاکہ حاصل کرے۔ سرمایہ: ایک یا خاص پونجی۔ سوے حق: حق کی طرف۔ رم کند: دوڑتا ہے۔ محکم کند: مضبوط کرتا ہے۔ خاموش ماند: چپ رہا۔ سراپا گوش ماند: توجہ سے سنتی رہی۔ مریدے: ایک مرید، کسی مرید نے۔ سکہ سیمیں بدست: ہاتھ میں چاندی کا سکہ لئے۔ لب کشود: ہونٹ کھولے۔ مہر خاموشی شکست: خاموش کی مہر توڑ ڈالی، سکوت توڑ ڈالا۔ نذر حقیر: معمولی سی نذر۔ ازمن پذیر: مجھ سے قبول کر۔ زحق آوارگاں: حق کی تلاش میں سرگرداں لوگ۔ خوے محنت: جانفشانی کا پسینا (خوے، تلفظ خے ہے = پسینا)۔ تنم: میرا جسم۔ تا گرہ زد درہمے راد امنم: جب کہیں میری جھولی نے ایک درہم کو گرہ لگائی۔

ترجمہ وتشریح...... : بادشاہ نے دل میں حرص و ہوس کا بیج بو رکھا تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ بہت سے ملک فتح کرے۔

☆......اس ہوس نے اس کی جان میں آگ دہکا دی تھی یعنی اس کی جان اضطراب اور بے قراری کا شکار رہتی۔ وہ اپنی تلوار کو ''کیا کچھ اور ہے؟'' کا سبق پڑھاتا رہتا تھا۔

☆......(ادھر) دکن میں بہت سی شورشیں برپا تھیں، اس کا لشکر میدان جنگ میں مصروف تھا۔

☆......وہ (ایک روز) اس باعظمت شیخ (جس کا رتبہ بلندی میں آسمان کے برابر تھا) کی خدمت میں پہنچا تا کہ ان سے دعا کی پونجی حاصل کرے (فتح کے لئے دعا کرائے)۔

☆......مسلمان (مرد مومن) تو دنیا کا خیال ترک کر کے خدا کی طرف دوڑتا ہے، وہ اپنی دعا سے تدبیر کو تقویت پہنچاتا ہے۔

☆......شیخ (حضرت میاں میر) بادشاہ کی باتیں سن کر خاموش رہے۔ درویشوں کی یہ محفل پوری طرح ان کی طرف کان لگائے رہی۔

☆......اسی اثنا میں ایک مرید، جس کے ہاتھ میں چاندی کا ایک سکہ تھا، بولا اور مجلس کا سکوت ٹوٹا۔

☆......اس مرید نے کہا: حضرت یہ معمولی سی نذر مجھ سے قبول کیجئے کہ آپ حق کی تلاش میں بھٹکنے والے لوگوں کا ہاتھ تھام لیتے ہیں۔

☆......میرے جسم نے محنت و مشقت کے پسینے میں غوطے کھائے تب کہیں یہ ایک درہم میری جھولی میں آیا۔

گفت شیخ ایں زر حق سلطان ماست	آنکہ در پیراہن شاہی گداست
حکمران مہر و ماہ انجم است	شاہ ما مفلس ترین مردم است
دیدہ برخوان اجانب دوختہ است	آتش جوعش جہانے سوخت است
قحط و طاعوں تابع شمشیر او	عالمے ویرانہ از تعمیر او
خلق درفریاد از نادارلیش	از تہیدستی ضعیف آزارلیش
سطوتش اہل جہاں رادشمن است	نوع انساں کا رواں، اور رہزن است
از خیال خود فریب و فکر خام	می کند تاراج را تسخیر نام
عسکر شاہی و افواج غنیم	ہر دو از شمشیر جوع اود و نیم
آتش جان گدا جوع گداست	جوع سلطان ملک و سلطنت را فناست
ہر کہ خنجر بہر غیر اللہ کشید	تیغ او در سینہ او آرمید

معانی...... : این زر: یہ دولت، سونا۔ حق سلطان ماست: ہمارے سلطان کا حق ہے۔ آنکہ: وہ جو (آن = وہ یعنی شاہ جہان، کہ = جو)۔ در پیراہن شاہی گداست: شاہی لباس میں بھک منگا ہے، لباس شاہی پہن رکھا ہے لیکن مزاج بھک منگوں والا ہے۔ مفلس ترین مردم است: لوگوں میں سب سے زیادہ غریب ہے۔ دیدہ: نظریں۔ اجانب: اجنبی کی جمع، غیر لوگ کی جمع، بیگانے، غیر۔ دوخت است: یعنی دوختہ است، گاڑ رکھی ہے۔ آتش جوعش: اس کی بھوک کی آگ۔ جہانے سوخت است: ایک دنیا کو جلا ڈالا ہے۔ قحط وطاعون: غلے کی کمی اور وبائی مرض خشک سالی اور ایک مہلک متعدی بیماری۔ تابع شمشیر او: اس کی تلوار کے ماتحت ہیں۔ عالمے ویرانہ: ایک دنیا ویرانے کی صورت ہے۔ از تعمیر او: اس کی تعمیر سے، یعنی اس کی فتوحات کے نتیجے میں۔ خلق در فریاد: مخلوق چیخ و پکار رہی ہے۔ از نادارلیش: اس کی مفلسی کے ہاتھوں۔ از تہی دستی ضعیف آزارلیش: اس کی کنگالی (اور) کمزور کو تکلیف پہنچانے کے سبب۔ سطوتش: اس کا رعب و دبدبہ، اس کی شان و شوکت۔ خیال خود فریب: اپنے آپ کو دھوکا دینے والا خیال۔ فکر خام: کچی سوچ، ناقص سوچ۔ میکند: کرتی ہے، یعنی دیتی ہے۔ تاراج: لوٹ مار، غارت گری۔ تسخیر: فتح کسی ملک پر قبضہ کرنا۔ عسکر شاہی: شاہی فوج۔ افواج غنیم: دشمن کی فوجیں۔ ہر دو: دونوں۔ دو نیم: دو ٹکڑے۔ بہر غیر اللہ: اللہ کے سوا کسی اور کی خاطر مراد محض دنیوی مفاد کی خاطر۔ خنجر کشید: خنجر کھینچا، خنجر نکالا، خنجر چلایا، لڑائی کی۔ در سینہ او آرمید: خود اسی کے سینے میں پیوست ہو گئی، خود اسی کے سینے میں سو گئی۔

ترجمہ وتشریح...... : حضرت شیخ (میاں میر) نے فرمایا کہ یہ سکہ ہمارے بادشاہ کا حق ہے وہ جو لباس تو شاہانہ پہنے ہوئے ہے لیکن حقیقت میں بھک منگا ہے (بادشاہی کے لباس میں فقیر ہے)۔

☆......ہمارا بادشاہ اگرچہ سورج، چاند اور ستاروں پر حکمران ہے لیکن (پھر بھی) سب سے زیادہ غریب ہے۔

☆......اس نے غیروں کے دسترخوان پر نظریں گاڑ رکھی ہیں۔ اس کی بھوک (حرص و ہوس) کی آگ نے ایک دنیا کو جلا ڈالا ہے۔

☆......قحط اور طاعون جیسی بیماری بھی اس کی تلوار کی ماتحت ہے (یہ چیزیں اتنا نقصان نہیں پہنچاتیں جتنا اس کی تلوار پہنچاتی ہے) اس کی فتوحات کے نتیجے میں ایک دنیا ویران ہوگئی ہے۔ اس نے اپنے لئے تعمیر کا جو نقشہ تیار کر رکھا ہے اس کی وجہ سے ایک جہان ویرانہ بن گیا ہے۔

☆......مخلوق خدا اس کی مفلسی اور کمزوروں کو آزار پہنانے والی کنگالی کے ہاتھوں واویلا مچا رہی ہے (آہ فریاد میں مبتلا ہے)۔

☆......اس کی شان وشوکت دنیا والوں کی دشمن ہے۔ بنی نوع انسان اگر قافلہ ہیں تو یہ لٹیرا (رہزن) ہے۔

☆......وہ خود کو دھوکا دینے والے خیال اور ناقص سوچ کے باعث لوٹ مار، بربادی اور غارت گری کو فتوحات کا نام دے رکھا ہے۔

☆......شاہی فوج اور دشمن کی فوجیں سبھی اس کی بھوک (حرص و ہوس) کی تلوار سے دو ٹکڑے ہیں۔

☆......اگر فقیر بھوکا ہو تو اس کی بھوک صرف اس کی جان کے لئے آگ بن کر اسے جلا دیتی ہے (جب کہ) سلطان کی بھوک ملک اور قوم کو فنا کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔

☆......جو کوئی بھی اللہ سے ہٹ کر کسی اور مقصد کی خاطر خنجر نکالتا یعنی جنگ کرتا ہے اس کی تلوار خود اس کے اپنے سینے میں آرام کرتی ہے (خود اس کی اپنی ہلاکت کا سبب بنتی ہے)۔

میر نجات نقشبند بظاہر ایک فرضی شخصیت ہے جس کے پردے میں اقبال نے اپنے افکار مسلمانوں کے سامنے پیش کئے۔ قیاس ہے کہ اس سے خود علامہ کی اپنی ذات مراد ہے)۔

اندز میر نجات نقشبند المعروف بہ بابائے صحرائی کہ برائے مسلمانان ہندوستان رقم فرمودہ است

(بابائے صحرائی کے لقب سے مشہور میر نجات نقشبندی کی نصیحت جو انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے تحریر فرمائی ہے)

اے کہ مثل گل زگل بالیدہ	تو ہم از بطن خودی زائیدہ
از خودی مگذر بقا انجام باش	قطرہ ای باش و بحر آشام باش
تو کہ از نور خودی تابندہ	گر خودی محکم کنی پائندہ
سود در جیب ہمیں سودا ستے	خواجگی از حفظ ایں کالاستے
ہستی و از نیستی ترسیدہ	اے سرت گردم، غلط فہمیدہ
چوں خبر دارم زساز زندگی	باتو گویم چیست راز زندگی

معانی...... مثل گل: پھول کی طرح۔ زگل بالیدہ: تو مٹی سے باہر پھوٹا ہے، مٹی میں سے تو نے نشوونما پائی ہے۔ تو ہم: تو بھی۔ از بطن خودی زائیدہ: تو خودی کے شکم سے پیدا ہوا ہے۔ از خودی مگذر: خودی سے نہ گزر، مراد خودی کو ہاتھ سے نہ جانے دے، خودی پر قائم رہ۔ بقا انجام باش: بقا پر خاتمے کا سامان کر۔ قطرہ: ایک قطرہ، باعظمت قطرہ۔ می باش: رہ، بنتا: رہ، ہوتا، رہ، مراد بن جا۔ بحر آشام: سمندر پی جانے والا، بلانوش۔ تابندہ ای: تو چمکنے والا ہے، تو منور ہے۔ پائندہ ای: تو ہمیشہ رہنے والا ہے، سود: نفع، منافع۔ در جیب ہمیں

سوداستے: اسی سودے کی جیب میں ہے۔ خواجگی: امارت، امیر ہونا۔ حفظ: حفاظت۔ کالا: سامان تجارت۔ ہستی: تو ہے، تیرا وجود ہے۔ نیستی: عدم، وجود نہ ہونا۔ ترسیدہ ای: تو ڈر گیا ہے۔ اے سرت گردم: اے کہ میں تیرے واری جاؤں، اے کہ میں تیرے صدقے جاؤں۔ غلط فہمیدہ ای: تو نے غلط سمجھا ہے۔ چوں خبر دارم: چونکہ میں خبر رکھتا ہوں، چونکہ مجھے علم ہے۔ سازِ زندگی: زندگی کا ساز، مراد زندگی کے اسرار و رموز۔ باتو بگویم: میں تجھ کو بتاتا ہوں۔ چیست: کیا ہے (چہ = کیا، است = ہے)۔

ترجمہ وتشریح......: اے (مسلمان) تو جو پھول کی صورت خاک سے پھوٹا ہے (تو نے نشوونما پائی ہے) تو بھی خودی ہی کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔

☆......تو خودی کو نہ چھوڑ (خودی پر قائم رہ) اور اس طرح خود کو ایسا بنا لے جس کا انجام بقا پر ہو (دوام حاصل کر لے) تو ایک قطرہ بن جا اور سمندر پی جانے والا بن جا۔

☆......تیری چمک دمک خودی کے نور سے ہے اگر تو اپنی خودی کو مضبوط و مستحکم کر لے تو تجھے دوام حاصل ہو جائے (تو خود بھی استوار و پایندہ رہے گا)۔

☆......اسی سودے کی جیب میں منافع ہے۔ امیری/امارت اسی سامان تجارت کی حفاظت کی وجہ سے ہے۔

☆......تو تو زندہ ہے (تیرا وجود ہے) اور عدم و نبود (نیست) ہونے سے تو ڈر رہا ہے۔ میں تیرے صدقے جاؤں، تو نے غلط سمجھا ہے۔

☆......چونکہ میں زندگی کے ساز (حقیقت، راز) سے آگاہ ہوں اس لئے تجھے بتاتا ہوں کہ زندگی کا راز کیا ہے۔

غوطہ در خود صورت گوہر زدن — پست زخلوت گاہ خود سر بر زدن
زیر خاکستر شرا را ندوختن — شعلہ گردیدن نظر ہا سوختن
خانہ سوز محنت چل سالہ شو — طوف خود کن شعلہ جوالہ شو
زندگی از طوف دیگر رستن است — خویش را بیت الحرم دانستن است
پرزن و از جذب خاک آزاد باش — ہمچو طائر ایمن از افتاد باش
تو اگر طائر نہ اے ہوشمند — بر سر غار آشیان خود مبند
اے کہ باشی درپے کسب علوم — باتو میگویم پیام پیر روم
"علم رابرتن زنی، مارے بود — علم را بردل زنی، یارے بود"

معانی......: غوطہ......زدن: غوطہ لگانا یا مارنا، کسی خیال میں کھو جانا۔ صورت گوہر: موتی کی مانند۔ پس: بعد، اس کے بعد، پھر، تب۔ خلوت گاہ: تنہائی کی جگہ۔ سر برزدن: سر باہر نکالنا۔ خاکستر: راکھ۔ شرار اندوختن: چنگاری کمانا، شعلہ گردیدن' مراد چنگاری جمع کرنا' شعلہ بن جانا۔ نظر ہا سوختن: نظریں جلانا، مراد سب کچھ نظر انداز کر کے خودی میں محو ہو جانا، یا دیکھنے والوں کی نظریں جلا ڈالنا، مراد باطل قوتوں کو بھسم کر ڈالنا۔ خانہ سوز محنت چل سالہ: چالیس برس کی محنت کا گھر پھونکنے والا۔ شو: ہو، ہو جا، بن جا۔ طوف خود کن: اپنا طواف کر، اپنے گرد چکر کاٹ، مراد اپنی ذات یا خودی میں کھو جا۔ شعلہ جوالہ: اچھلنے اور بھڑکنے والا شعلہ۔ طوف دیگر: دوسرے کے گرد چکر کاٹنا، یعنی ماسوا اللہ کے در کے چکر لگانا۔ رستن: نجات پانا، رہائی پانا۔ دانستن: جاننا، سمجھنا۔ بیت الحرم: قابل احترام گھر (حرم = قابل حرمت یعنی کعبۃ اللہ کے آس پاس بارہ بارہ میل تک کی سرزمین جس میں شکار اور خوں ریزی وغیرہ حرام ہے، یہاں مراد اپنی ذات کو ایسا سمجھ کر اس میں محو رہنا)۔ پرزن: پر مار، یعنی اڑ۔ جذب خاک: خاک کی کشش، مراد دینوی مفادات کی کشش۔ ایمن از افتاد باش: گرنے سے محفوظ رہ۔

تو اگر طائرنہ ای: تو اگر پرندہ نہیں ہے۔ آشیان خود مبند: اپنا آشیانہ مت بنا۔ اے کہ باشی: اے کہ تو ہے۔ در پے کسب علوم: علوم حاصل کرنے کے در پے، علوم کے حصول میں مصروف۔ پیر روم: روم والے مرشد، مراد مولانا جلال الدین رومیؒ۔ علم را بر تن زنی: علم کو تو جسم پر مارے گا، مراد علم سے صرف مادی فوائد حاصل کرے گا۔ مارے بود: ایک سانپ ہوگا، سانپ کی صورت ہوگا۔ علم را بر دل زنی: تو علم کو دل پر مارے، مراد علم دل کی اصلاح کے لئے سیکھے گا۔ یارے بود: ایک یا خاص دوست ہوگا۔

ترجمہ وتشریح......: زندگی کا بھید یہ ہے کہ پہلے موتی کی طرح اپنی ذات (خودی) میں غوطہ لگانا، اس کے بعد اپنی خلوت گاہ (تنہائی) سے سر باہر نکالنا۔

☆......راکھ کے نیچے چنگاریاں جمع کرنا، پھر یکا یک شعلے کی صورت اختیار کر لینا، دیکھنے والوں کی نظریں جلا ڈالنا (زندگی کا راز ہے)۔

☆......چالیس سالہ محنت و مشقت کا گھر پھونکنے والا بن جا، اپنے گرد چکر لگا (خودی میں محو ہو جا) اچھلنے اور بھڑکنے والا شعلہ بن جا۔

☆......زندگی نام ہے دوسروں کے گرد چکر لگانے سے نجات پانے کا، اپنی ذات ہی کو بیت الحرم جاننے کا۔ (تاکہ دوسرے تیرے ارد گرد چکر لگائیں)۔

☆......تُو پَر کھول (اڑ) اور زمین کی کوشش سے آزاد ہو جا، پرندے کی طرح گرنے سے محفوظ ہو جا۔

☆......عقل مند! اگر تو پرندہ نہیں ہے اور اڑ نہیں سکتا تو پھر غار کے منہ پر اپنا گھونسلا نہ بنا۔ (کیونکہ اگر اڑ نہ سکے گا تو غار میں گر جائے گا)۔

☆......تو علم حاصل کر رہا ہے میں تجھے مرشد روم یعنی مولانا روم کا پیغام سناتا ہوں (وہ فرماتے ہیں کہ)۔

☆......اگر تو علم سے تن پروری کا کام لے گا تو یہ تیرے لئے ایک سانپ کی مانند ہوگا۔ (جو تجھے ڈسے گا) اور اگر تو علم کو دل کی اصلاح کے کام میں لائے گا تو یہ تیرے لئے ایک سچا اور اچھا رفیق ہوگا۔ (یہ شعر مولانا روم کا ہے)۔

آگہی از قصہ اخوند روم — آنکہ داد اندر حلب درس علوم
پائے در زنجیر توجیہات عقل — کشتیش طوفانی "ظلمات" عقل
موسی، بیگانہ سینائے عشق — بے خبر از عشق داز سود اے عشق
از تشکک گفت و از اشراق گفت — وز حکم صد گوہر تابندہ سفت
عقدہ ہائے قول مشائیں کشود — نور فکرش ہر خفی را وا نمود
گرد و پیشش بود انبار کتب — برلب او شرح اسرار کتب

معانی......: آگہی: تو آگاہ ہے، تو جانتا ہے۔ اخوند روم: روم کے ملا، مراد مولانا جلال الدین رومی جو شروع شروع میں شام کے ایک شہر حلب میں درس دیا کرتے تھے (اخوند = ملا، استاد، روم = یہاں مراد ایشیائے کوچک، ترکی جہاں مولانا روم مدفون ہیں)۔ حلب: شام کا ایک مشہور شہر جہاں مولانا رومی تکمیل علم کے بعد درس دیا کرتے تھے۔ توجیہات عقل: عقل کے استدلات، عقل کی موشگافیاں، دلائل۔ پائے در زنجیر: زنجیر میں پاؤں یعنی بیڑیوں میں جکڑی ہوئی (ایسی عقل جو اسرار کائنات جاننے کے معاملے میں بے بس ہے)۔ کشتیش: اس کی کشتی۔ طوفانی ظلمات عقل: عقل کی تاریکیوں کے طوفان میں پھنسی ہوئی۔ مُوسیٰ: ایسا موسیٰ جو (موسیٰ = حضرت موسیٰ علیہ السلام)۔ بیگانہ سینائے عشق: عشق کے کوہ سینا سے ناواقف، یعنی جو عشق کی واردات و کیفیات سے بالکل ناآشنا تھے۔ سودائے عشق: عشق کا جنون۔ تشکک: شک میں پڑے رہنے کی صورت حال، یونان کے قدیم فلاسفہ کے ایک مکتب خیال کا نظریہ جس کی شاخ آج کے دور

کی اشتراکیت ہے۔ اشراق: سورج کا طلوع، روشن ضمیری، لغوی معنی روشن ہونا، اصطلاح میں فلسفہ وتصوف کے اس مجموعے کو کہتے ہیں جس کی ابتدا افلاطون سے ہوگی۔ یہ بھی قدیم فلسفہ یونان کا ایک مکتبہ خیال اور افلاطون کے فلسفے کا نتیجہ ہے۔ مسلمانوں میں اس کے جامع اور مرتب شیخ شہاب الدین سہروردی تھے جنہیں سلطان صلاح الدین نے علمائے وقت کے فتوے پر قتل کروا دیا تھا۔ حکم: حکمت کی جمع، فلسفہ، علوم حکمیہ، یہاں مراد شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی مشہور کتاب فصوص الحکم جو تصوف کے مکاتب فکر میں ایسی انقلاب انگیز کتاب ہے جس کے باعث شیخ کو دنیا بھر کے فلاسفہ میں امتیازی مقام حاصل ہے۔ صد گوہر تابندہ سفت: سینکڑوں تابناک موتی پروئے۔ عقدہ ہائے قول مشائیں کشود: اس نے مشائیوں کے فلسفے کی گتھیاں سلجھائیں (مشائیں = مشاء کی جمع، چلنے پھرنے والے [مشاء + ین = لاحقہ جمع] فلسفیوں کا ایک گروہ جس کا سرکردہ ارسطو تھا، یہ چونکہ چل پھر کر سبق دیتا تھا اس لئے اس کے گروہ کو مشائین کا نام دیا گیا۔ فارابی، ابن سینا اور ابن رشد اسی کے پیرو اور شارح تھے۔ برصغیر پاکستان و ہند کے درس نظامی میں یہی فلسفہ پڑھایا جاتا ہے)۔ نور فکرش: اس کے فکر کی روشنی۔ ہر خفی را: ہر پوشیدہ بات یا راز کو۔ وانمود: ظاہر کر دیا، روشن کر دیا، واضح کر کے دکھا دیا۔ گرد و پیشش: اس کے ارد گرد اور آگے۔ انبار کتب: کتابوں کا ڈھیر۔ شرح اسرار کتب: کتابوں کے بھیدوں یعنی پوشیدہ معانی کی تشریح (اسرار = سر کی جمع، بمعنی بھید، پوشیدہ معانی)۔

ترجمہ وتشریح...... کیا تو روم کے ملا یعنی مولانا جلال الدین رومی علیہ رحمہ کے قصے سے تو واقف ہے وہ جو حلب کے شہر میں مختلف علوم کا درس دیا کرتے تھے۔

☆......ان کے پاؤں عقل کے استدلات کی بیڑیوں میں بندھے ہوئے تھے اور ان کی کشتی فلسفہ کی تاریکیوں کے طوفان میں تھپیڑے کھاتی رہتی تھی۔

☆......وہ ایک ایسے موسیٰ تھے جو عشق کے کوہ طور سے نا آشنا تھے، جو عشق سے اور اس کے جنوں سے بالکل ناواقف تھے۔

☆......ان کا وعظ و درس تشکک اور اشراق ایسے نظریات سے متعلق ہوتا اور وہ حکمت و فلسفہ یا حکم کے بارے میں سینکڑوں دانائی کے موتی پروتے۔

☆......مولانا نے مشائین کے افکار و نظریات کی گتھیاں سلجھائیں (سلجھاتے رہتے)۔ ان کے فکر کے نور نے ہر پوشیدہ معنی کو ظاہر کر دیا۔

☆......ان کے اردگرد اور سامنے کتابوں کے ڈھیر (انبار) لگے رہتے اور ان کے ہونٹوں (زبان) پر کتابوں کے معانی کی تشریح ہوتی۔ (وہ کتابوں ہی کے اسرار بیان کرتے رہتے)۔

پیر تبریزی ز ارشاد کمال جست راہ مکتب ملا جلال
گفت ایں غوغا و قیل و قال چیست ایں قیاس و وہم و استدلال چیست
مولوی فرمود ناداں لب بہ بند بر مقالات خرد منداں مخند
پائے خویش از مکتبم بیروں گزار قیل و قال است ایں ترا با وے چہ کار
قال ما از فہم تو بالا تر است شیشہ ادراک را رو شنگر است
سوز شمس از گفتہ ملا فزود آتشے از جان تبریزی کشود
بر زمیں برق نگاہ او فتاد خاک از سوز دم او شعلہ زاد
آتش دل خرمن ادراک سوخت دفتر آں فلسفی را پاک سوخت

معانی...... پیر تبریزی: تبریزی مرشد، مراد شمس تبریزی، جن سے ملاقات کے بعد مولانا رومی کی کایا پلٹ گئی۔ شمس الدین محمد بن علی

بن ملک داد کا تعلق تبریز سے تھا۔ بابا کمال الدین جندی کے تربیت یافتہ اور خلیفہ تھے۔ مولانا روم نے انہیں اپنا مرشد تسلیم کیا ہے۔ انہیں اپنے مرشد سے بے پناہ عشق تھا۔ جب کچھ عرصہ کے لئے شمس کہیں چلے گئے تو مولانا ان کی تلاش میں گئے لیکن ان کا کچھ پتا نہ چل سکا۔ بعض کا کہنا ہے کہ مولانا کی شمس تبریزی سے بہت زیادہ وابستگی نے خود مولانا کے بیٹے اور مریدوں کو شمس سے برگشتہ کر دیا تھا جس کے نتیجے میں انہوں نے (بعض کے مطابق بیٹے نے اور بعض کے مطابق مریدوں نے) شمس کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۴۵/ ۱۲۴۷ کا ہے۔ زارشاد کمال: کمال کے ارشاد سے، کمال کے فرمانے پر، کہتے ہیں بابا کمال جندی نے شمس تبریزی کو مولانا روم کی طرف بھیجا تھا (کمال جندی جو شمس تبریزی کے مرشد تھے، انہوں نے شیخ نجم الدین کی صحبت میں ظاہری و باطنی علوم حاصل کئے اور ان میں کمال پیدا کیا)۔ جست: ڈھونڈا، تلاش کیا۔ ملا جلال: مراد مولانا جلال الدین رومی۔ قیاس و وہم و استدلال: اندازہ، تخمینہ اور وہم اور استدلال (یہاں بھی وہی منطقیانہ بحثیں مراد ہیں جو اس وقت مولانا کے مدرسے میں ہو رہی تھیں)۔ ناداں لب بہ بند: کم عقل ہونٹ بند کر، جاہل منہ بند رکھ، خاموش رہ۔ مقالات خردمنداں: عقلمندوں کی باتیں۔ مخند: مت ہنس، مذاق مت اڑا۔ پائے خویش: اپنا پاؤں، اپنے پاؤں۔ بیروں گذار: باہر نکال، باہر نکل جا۔ ترا باوے چہ کار: تجھے اس سے کیا کام، تجھے اس سے کیا واسطہ۔ قال ما: ہماری گفتگو۔ ازفہم تو: تیری سمجھ سے۔ بالا تر است: بہت اونچی ہے، بہت باہر ہے۔ شیشہ ادراک: عقل کا شیشہ۔ روشنگر: چمکانے والا، پالش کرنے والا۔ سوز شمس: شمس کی سوزش، مراد شمس تبریزی کا غصہ (شمس = یعنی شمس تبریزی)۔ از گفتہ ملا: ملا کی بات سے۔ فزود: بڑھ گیا۔ آتشے از جان تبریزی کشود: شمس تبریزی کی جان سے ایک دبی ہوئی آگ نکالی، مراد شمس کی جان غصے کی آگ سے بھڑک اٹھی۔ برق نگاہ او: اس کی نظر کی بجلی، مراد قہر آلود نظریں، جلا دینے والی نگاہیں۔ فتد: گری۔ خاک از سوز دم او: مٹی نے اس کے دم کی تپش سے۔ شعلہ زاد: شعلہ جنا مراد آگ لگ گئی۔ خرمن ادراک سوخت: ادراک کا کھلیان جلا دیا۔ دفتر آں فلسفی را: اس فلسفی یعنی رومی کی کتاب یعنی کتابوں کو (فلسفی = فلسفے کا ماہر، یہاں مراد مولانا روم)۔ پاک سوخت: بالکل جلا دیا، جلا کر راکھ کر دیا۔

ترجمہ وتشریح......: مرشد تبریزی یعنی شمس تبریزیؒ نے اپنے مرشد کمالؒ کے ایما پر ملا جلال یعنی مولانا روم کے مدرسے کا پتہ چلا لیا (جہاں وہ درس دیتے تھے) وہ درس گاہ میں پہنچ گئے۔

☆......شمس نے مولانا سے کہا، میاں یہ سب شوروغوغا اور بحث مباحثہ کیا ہے، یہ منطقیانہ اصطلاحات قیاس، وہم اور استدلال جن کے حوالے سے یہ بحثیں ہو رہی ہیں، سب کیا ہیں؟

☆......مولا روم نے جواب میں فرمایا: او ناواقف منہ بند رکھ (خاموش رہ) تو عقلمندوں کی باتوں کا مذاق مت اڑا۔

☆......تو میرے مدرسے سے نکل جا، یہ بحث مباحثہ (قیل وقال) ہے، تجھے اس سے کیا مطلب؟

☆......ہماری بحث وگفتگو تیری سمجھ سے بالکل باہر ہے، یہ قیل وقال ادراک کے شیشے کو چمکانے والی ہے۔ (ادراک کا شیشہ جلا پاتا ہے)۔

☆......شمس نے جو یہ جواب سنا تو ان کی گرمی (غصہ) بڑھ گئی، ان کی جان میں دبی ہوئی آگ باہر شعلہ زن ہوگئی۔

☆......زمین پر ان کی نگاہ کی بجلی گری، ان کی پھونک سے مٹی آگ کی صورت اختیار کر گئی۔

☆......دل کی آگ نے ادراک کا کھلیان جلا ڈالا، اس آگ نے اس فلسفی (مولانا روم) کی کتابوں کا پلندہ جلا کر راکھ کر ڈالا (بھسم کر ڈالا)۔

مولوی بیگانہ از اعجاز عشق ناشناس نغمہائے ساز عشق
گفت ایں آتش چساں افروختی دفتر ارباب حکمت سوختی

گفت شیخ اے مسلم زنار دار	ذوق و حال است ایں، ترا با وے چہ کار
حال ما از فکر تو بالا تر است	شعلہ ما کیمیائے احمر است
ساختی از برف حکمت ساز و برگ	از سحاب فکر تو بارد تگرگ
آتشے افروز از خاشاک خویش	شعلہ تعمیر کن از خاک خویش
علم مسلم کامل از سوز دل است	معنی اسلام ترک آفل است
چوں ز بند آفل ابراہیم رست	درمیان شعلہ ہا نیکو نشست

معانی......: بیگانہ: غیر، مراد ناواقف۔ ناآشنا۔ اعجاز: معجزہ، کرامت۔ ناشناس: نہ پہچاننے والا، نہ سمجھنے والا۔ نغمہائے ساز عشق: عشق کے ساز سے نکلنے والے نغمے۔ چساں افروختی: تو نے کس طرح روشن کی۔ ارباب حکمت: فلسفہ و دانائی کے مالک، مراد اہل فلسفہ و حکمت۔ اے مسلم زنار دار: اے زنار پہنے ہوئے مسلمان، مراد بظاہر مسلمان لیکن عملاً مشرک۔ ذوق و حال: وجد و حال، عشق الٰہی اور وجدان۔ کیمیائے احمر: سرخ کیمیا، سرخ گندھک، جو کیمیا کا جزو اعظم ہوتی ہے۔ مشہور ہے کہ اس سے تانبا، سونا بن جاتا ہے۔ اردو میں اس کے لئے پارس پتھر کی ترکیب مستعمل ہے۔ برف حکمت: حکمت کی برف، مراد فلسفہ و منطق کی باتیں جو خون اور دل میں حرارت و گرمی پیدا کرنے سے قاصر ہیں اور جن سے الٹا قوت عمل منجمد ہو کے رہ جاتی ہے۔ ساز و برگ: ساز و سامان، زاد راہ، توشہ۔ سحاب: بادل۔ بارد تگرگ: اولے برستے ہیں۔ آتشے افروز: کوئی آگ روشن کر۔ کامل: مکمل۔ ترک آفل: غروب ہو جانے والے کو چھوڑ دینا، قرآنی تلمیح ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ستارے کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ میرا خدا ہے، پھر چاند کو اور بعد میں سورج کو دیکھ کر یہی کچھ فرمایا لیکن جب یہ سب غروب ہو گئے تو آپ نے فرمایا: یہ ڈوبنے والے میرے خدا نہیں ہو سکتے، مجھے ڈوبنے والوں سے کوئی لگاؤ نہیں، یہاں مراد شرک کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں ہے (آفل = چھپ جانے والا، زائل ہو جانے والا، ڈوبنے والا، غروب ہونے والا)۔ نیکو نشست: اچھی طرح سے بیٹھا/ بیٹھے۔

ترجمہ وتشریح......: مولانا روم عشق کی کرامات سے بے خبر اور ناواقف تھے وہ عشق کے ساز کے نغموں سے ناواقف تھے۔

☆......بولے: یہ آگ تو نے کیوں کر روشن کی، تو نے تو حکمت و فلسفہ کی کتابیں ہی جلا ڈالی ہیں۔

☆......شمس بولے، اے شرک میں گرفتار مومن، یہ سب ذوق اور وجد و حال کا اثر ہے، تجھے ان سے کیا سروکار؟

☆......ہمارا وجد و حال تیری قوت فکر سے کہیں بڑھ کر ہے، ہمارا شعلہ، سرخ کیمیا (پارس پتھر) ہے۔ (جو تانبے کو سونا بنا دیتا ہے)۔

☆......تو نے تو حکمت و فلسفہ کی برف سے اپنا ساز و سامان تیار کیا ہے۔ تیری فکر کے بادلوں سے تو اولے برستے ہیں۔

☆......تو (رومی) اپنے خاشاک سے (عشق و جذبہ کی) کوئی آگ پیدا کر۔ اپنی خاک سے کوئی شعلہ بنا۔

☆......مومن کا علم تو دل کے سوز سے درجہ کمال پر ہوتا ہے۔ اسلام کے معنی غروب کر جانے والوں سے دور رہنے یا انہیں ترک کر دینے کے ہیں۔

☆......جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی آفل (غروب کر جانے والوں) سے نجات پالی تو وہ آتش نمرود میں بڑے اطمینان سے بیٹھ گئے۔ (اور شعلے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے)۔

علم حق را درقفا انداختی	بہر نانے نقد دیں درباختی
گرم رو در جستجوے سرمہ	واقف از چشم سیاہ خودنہ

آب حیواں از دم خنجر طلب | از دہان اژدہا کوثر طلب
سنگ اسود از در بتخانہ خواہ | نافہ مشک از سگ دیوانہ خواہ
سوز عشق از دانش حاضر مجوے | کیف حق از جام ایں کافر مجوے
مدتے محو تگ و دو بودہ ام | راز دان دانش نوبودہ ام
باغباناں امتحانم کردہ اند | محرم ایں گلستانم کردہ اند
گلستانے لالہ زار عبرتے | چوں گل کاغذ سراب نکہتے
تاز بند ایں گلستاں رستہ ام | آشیاں برشاخ طوبےٰ بستہ ام

معانی...... : درقفاانداختی: تونے پیچھے ڈال دیا ہے۔ بہرنانے: ایک روٹی کی خاطر، محض روٹی کے لئے۔ نقد دیں درباختی: تو نے دین کی نقدی ہاردی۔ گرم رو: تیز چلنے والا، تیز رفتار۔ درجستجوے سرمہ ای: تو سرمے کی تلاش میں ہے۔ آب حیواں: آب حیات، وہ پانی جسے پی کر آدمی حیات دوام پالیتا ہے، زندگی بخش پانی۔ دم خنجر: خنجر کی دھار، خنجر کی آب۔ طلب: مانگ۔ سنگ اسود: سیاہ پتھر، وہ پتھر جو کعبۃ اللہ میں نصب ہے۔ خواہ: چاہ، مراد مانگ۔ نافہ مشک: مشک کا نافہ (نافہ = ختن کے ایک خاص نسل کے ہرن کی ٹونڈی میں ایک تھیلی جس میں ہرن کے مارے جانے کے بعد اس کا خون جم جاتا ہے جو بہت خوشبودار ہوتا ہے، مشک = ایک خوشبو جو سیاہ رنگ کی ہوتی ہے)۔ سگ دیوانہ: پاگل کتا۔ دانش حاضر: موجودہ دور کی عقل، مراد موجودہ زمانے کے علوم وفنون۔ مجوے: مت تلاش کر، مت ڈھونڈ۔ کیف حق: حق کا نشہ، حق کا لطف۔ ایں کافر: یہ کافر، مراد دانش حاضر۔ مدتے: ایک مدت، مراد بہت عرصے تک۔ محو تگ و دو: بھاگ دوڑ میں مصروف، دوڑ دھوپ اور جستجو میں مصروف۔ بودہ ام: میں رہا ہوں۔ دانش نو: نیا علم، مراد دانش حاضر، جدید دور کے علوم وفنون۔ باغباناں: باغبان بمعنی مالی کی جمع، بہت سے مالی۔ امتحانم کردہ اند: انہوں نے مجھے آزمایا پرکھا ہے۔ محرم این گلستانم: مجھے اس باغ کا واقف حال۔ گلستانے لالہ زار عبرتے: ایک ایسا گلستان جو خاص عبرت کا لالہ زار ہے (عبرت = درس، ایسی نصیحت جو کسی برے انجام سے حاصل ہو)۔ گل کاغذ: کاغذ کا پھول، وہ پھول جس میں خوشبو نہیں ہوتی۔ سراب نکہتے: خوشبو کا ایک فریب۔ تاز بند ایں گلستان: جب سے اس گلستاں کی قید سے۔ رستہ ام: میں چھوٹا ہوں، میں رہا ہوا ہوں۔ شاخ طوبیٰ: طوبیٰ کی شاخ، مراد علم حق (طوبیٰ = بہشت کا ایک درخت جس کا پھل نہایت شیریں ہے اور جس کے پتوں کا سایہ مومنوں کے گھر پر ہوگا)۔

ترجمہ وتشریح...... : تو نے وہ علم پس پشت ڈال دیا جو حق تک پہنچانے والا تھا، محض روٹی کی خاطر تو دین کی پونجی ہار دی۔

☆ ...... تو سرمے کی تلاش میں تیز تیز اِدھر اُدھر دوڑتا پھرا۔ اپنی سیاہ آنکھوں کی تجھے خبر ہی نہیں۔ (جو سرمے کی محتاج نہیں)۔

☆ ...... خنجر کی آب (دھار) سے آب حیات طلب کر، اژدہا کے منہ سے کوثر کا خواہاں ہو، سنگ اسود، بت خانے کے دروازے سے لے اور مشک کا نافہ پاگل کتے سے حاصل کر۔ (ایسی بدیہی ناممکن باتیں ممکن ہوسکتی ہیں۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ دور حاضر کے علوم وفنون سے تجھے عشق کا سوز اور محبت کی تپش مل جائے)۔

☆ ...... دور حاضر کے علوم وفنون میں سوز حق کی جستجو نہ کر، حق کے سرور کی اس کافر کے جام سے توقع مت رکھ۔

☆ ...... میں ایک عرصے تک دوڑ دھوپ اور تگ ودو میں رہا ہوں، میں نے دور حاضر کے علوم وفنون کو بڑے قریب سے دیکھا، جانا ہے۔ (اس کے میں تمام بھید جانتا ہوں)۔

☆ ...... باغبانوں نے مجھے جانچا پرکھا ہے اور مجھے اس گلستان کا رازداں بنایا ہے۔

☆......(عہدِ حاضر کے علوم وفنون کا) گلستاں ایک ایسا گلستاں ہے جو عبرت کا ایک لالہ زار ہے، مراد سراپا عبرت ونصیحت ہے، اس کی کیفیت کاغذ کے پھول کی مانند ہے یعنی خوشبو سے عاری اور خوشبو کا محض ایک فریب (کاغذی پھول خوشنما ہوتے ہیں لیکن خوشبو سے خالی ہیں)۔

☆......جب سے میں اس گلستاں کی قید سے آزاد ہو چکا ہوں میں نے طوبیٰ کی شاخ اپنا گھونسلا بنالیا ہے۔

دانش حاضر حجاب اکبر است — بت پرست و بت فروش و بت گر است

پا بزندان مظاہر بستہ — از حدود حس بروں ناجستہ

در صراط زندگی از پافتاد — برگلوے خویشتن خنجر نہاد

آتشے دار دمثال لالہ سرد — شعلہ دارد مثال ژالہ سرد

فطرتش از سوز عشق آزاد ماند — در جہان جستجو ناشاد ماند

عشق افلاطون علتہاے عقل — بہ شود از نشترش سوداے عقل

جملہ عالم ساجد و مسجود عشق — سومنات عقل را محمود عشق

ایں مے دیرینہ در میناش نیست — شور یارب، قسمت شبہاش نیست

معانی...... : دانش حاضر: موجودہ دور کی دانائی۔ حجاب اکبر: سب سے بڑا پردہ، مراد ایک ایسی بڑی رکاوٹ جو تجلیات ایزدی اور انسانوں کے درمیان حائل ہے۔ بت پرست: بت پوجنے والا۔ بت فروش: بت بیچنے والا۔ بتگر: بت بنانے یا تراشنے والا۔ پا بزندان مظاہر بستہ: (ایسا علم) جس کے پاؤں اس کائنات کی ظاہری اشیا کے قید خانے میں جکڑے ہوئے ہیں، مراد جس کی تمام تر توجہ اس دنیا کے ظواہر پر ہے (مظاہر = مظہر کی جمع، لغوی معنی ظاہر ہونے کی جگہ، مقصود ہے تمام وہ اشیا جو نظر آتی ہیں)۔ حدود حس: حس کی حدیں، مراد محسوسات کی حدیں (حدود = حد کی جمع، حدیں، حس = محسوس کرنے کی کیفیت، مراد محسوسات، ایسی اشیا جنہیں حواس خمسہ میں سے کسی ایک کے ذریعے جان سکیں کہ موجود ہے، جس کا وجود خارج میں ہو، صرف عقلی اور ذہنی نہ ہو)۔ بروں ناجستہ: باہر نہ کودا، باہر نہ نکلا ہوا۔ صراط: راستہ۔ از پا فتاد: پاؤں سے گر گیا، گر گیا، گر پڑا۔ برگلوے خویشتن: اپنے گلے پر۔ نہاد: رکھا۔ آتشے دارد: ایک ایسی آگ رکھتا ہے۔ ژالہ: اولہ۔ آزاد ماند: آزاد رہی۔ جہان جستجو: تلاش کی دنیا۔ ناشاد ماند: ناخوش رہا۔ افلاطون: مشہور یونانی فلسفی یا حکیم، لیکن یہاں مراد طبیب۔ علتہاے عقل: عقل کی بیماریاں۔ بہ شود: ٹھیک ہو جاتا ہے۔ از نشترش: اس کے نشتر سے۔ سوداے عقل: عقل کا سودا، مراد عقل کی سوداویت۔ ساجد: سجدہ کرنے والا۔ جملہ عالم: تمام کائنات۔ مسجود: جسے سجدہ کیا جائے۔ سومنات: ہندوستان کا ایک مشہور قلعہ جسے محمود غزنوی نے فتح کیا تھا، یہاں مراد کوئی بھی قلعہ۔ محمود: محمود غزنوی، یہاں مراد فاتح۔ مے دیرینہ: پرانی شراب۔ در میناش: اس کی صراحی میں۔ یارب: اے خدا، اے رب۔ قسمت شبہاش نیست: اس کی راتوں کا مقدر نہیں ہے۔

ترجمہ وتشریح...... : موجودہ زمانے کے علوم وفنون (ذہن ودماغ اور قلب وروح کے لئے) بہت بڑا پردہ ہیں (یہ پردہ ہر روشنی کو روک لیتا ہے)۔ یہ علوم وفنون بت پرست ہیں، بت فروش ہیں اور بت تراش ہیں۔ (بت بیچتے ہیں اور بتوں کی پوجا ہوتی ہے)۔

☆......دانش حاضر کی حالت ایسی ہے کہ یہ مظاہر کے قید خانے میں بیٹھ گئے ہیں اور محسوسات کی حدود سے باہر جا ہی نہیں سکتے۔

☆......یہ زندگی کے راستے پر چلنے سے عاجز ہے، اس نے اپنے ہی گلے پر خنجر رکھ لیا ہے۔

☆......اس میں جو آگ ہے وہ لالہ کے پھول کے رنگ کی طرح سرخ تو ہے لیکن گرمی سے خالی ہے۔ اس کا شعلہ اولے کی طرح سرد اور ٹھنڈا ہے۔

☆......اس کی فطرت عشق کی تپش سے محروم رہی (عشق کا سوز نہ ملا)۔ وہ جستجو کی دنیا میں ناخوش رہی۔ (تلاش و تجسس کی دنیا میں خوشی نصیب نہ ہو سکی)۔

عشق، عقل کی بیماریوں کا علاج کرنے والا طبیب (افلاطون) ہے۔ اس کے نشتر سے عقل کا سودا ٹھیک ہو جاتا ہے۔ (عقل کا سوداوی مادہ نکل جاتا ہے)۔

☆......دورِ حاضر کے علوم و فنون کی صراحی میں عشق کی پرانی شراب موجود نہیں۔ ''یارب'' کا شور اس کی راتوں کے مقدر میں نہیں ہے۔ (راتیں وہی خوشگوار ہیں جن میں ''یارب'' کی صدائیں اٹھتی رہیں)۔

☆......تمام کائنات سجدہ کرنے والی اور عشق مسجود (سب کی سجدہ گاہ) ہے، عقل کے سومنات (یعنی قلعے) کا محمود (فاتح) عشق ہے۔

قیمت شمشاد خود نشناختیش | سرو دیگر را بلند انداختی
مثل نے خود راز خود کر دی تہی | بر نوائے دیگراں دل می نہی
اے گدا اے ریزہ از خوان غیر | جنس خود می جوئی از دکان غیر
بزم مسلم از چراغ غیر سوخت | مسجد او از شرار دیر سوخت
از سواد کعبہ چوں آہو رمید | ناوک صیاد پہلویش درید
شد پریشاں برگ گل چوں بوے خویش | اے ز خود رم کردہ باز آسوے خویش
اے امین حکمت ام الکتاب | وحدت گم گشتۂ خود بازیاب
ما کہ دربان حصار ملتیم | کافر از ترک شعار ملتیم

معانی...... : قیمت شمشاد خود: اپنے شمشاد کی قدر، مراد اسلامی علوم کی قدر و قیمت (شمشاد = ایک لمبا خوبصورت درخت جس سے محبوب کے قد کو تشبیہ دی جاتی ہے، یہاں مراد اسلامی علوم)۔ نشناختی: تو نے نہ پہچانی۔ سرو دیگر را: دوسرے کے سرو کو، دوسروں کے سرو کو، مراد دوسروں کے علوم کو۔ بلند انداختی: تو نے اونچا ڈال دیا، مراد دوسروں کے علوم کو تو نے برتر و بالا سمجھ لیا۔ مثل نے: بانسری کی طرح۔ خود راز خود: خود کو خود سے، خود کو اپنے آپ سے، مراد اپنی ہستی کی خودی سے۔ کردی تہی: تو نے خالی کر دیا، خود کو محروم کر لیا۔ برنوائے دیگراں: دوسروں کی آواز یا لے پر، مراد دوسروں کے علوم پر۔ دل می نہی: تو دل رکھ رہا ہے۔ گدا اے ریزہ: ایک ریزے کا بھک منگا۔ جنس خود: اپنا مال، اپنی تیار کردہ اشیا۔ می جوئی: تو تلاش کرتا ہے، ڈھونڈ رہا ہے۔ بزم مسلم: مومن کی محفل، مراد ملت اسلامیہ۔ از چراغ غیر سوخت: غیر کے چراغ سے جل گئی۔ شرار دیر: بتخانے کی چنگاری، مراد غیروں یا کفار کے علوم۔ سواد کعبہ: کعبۃ اللہ کی حدود۔ چوں آہو رمید: جب ہرن بھاگ کھڑا ہوا۔ ناوک صیاد: شکاری کا تیر۔ پہلویش درید: اس کا پہلو پھاڑ ڈالا۔ پریشاں: منتشر، پھیلی ہوئی۔ ز خود رم کردہ: اپنے آپ سے بھاگا ہوا۔ رم کردہ: وحشت کیا ہوا، ڈر سے بھاگا ہوا۔ باز آسوے خویش: اپنی طرف لوٹ آ۔ امین حکمت ام الکتاب: قرآن کریم کی حکمت کے امانت دار۔ وحدت گم گشتۂ خود: اپنی کھوئی ہوئی وحدت۔ بازیاب: پھر سے پا لے، دوبارہ حاصل کر لے۔ دربان حصار ملتیم: ہم ملت کے قلعے کے چوکیدار یا نگہبان ہیں۔ کافر: انکار کرنے والا، منکر، اللہ کا منکر، نافرمان۔ شعار: طور طریقہ، سنت، آداب، دینی احکام۔

ترجمہ و تشریح...... : (اے مسلمان) تو نے اپنے شمشاد یعنی اپنے علوم و فنون کی قدر و قیمت نہ پہچانی اور دوسروں کے سرو کو تو اونچا ماننے لگا (حالانکہ وہ تیرے شمشاد سے اونچا نہ تھا)۔

☆......بانسری کی طرح تو نے اپنی ذات کو اپنے آپ سے خالی کر لیا (یعنی خودی سے محروم ہو گیا) اور اب دوسروں کے نغمے سے دل

لگائے ہوئے ہے۔

☆......اے دوسروں کے دستر خوان سے ایک ٹکڑے کی بھیک مانگنے والے تو اپنی جنس غیروں کی دکان سے خریدنے کا آرزو مند ہے۔

☆......افسوس کہ مسلمان کی محفل بیگانوں کے چراغ سے جل بجھی۔ اس کی مسجد کو بت خانے کی چنگاری نے راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔

☆......حرم کی حدود سے جب ہرن بھاگ اٹھا (باہر ہوا) تو شکاری کے تیر نے اس کا پہلو چیر کر رکھ دیا۔

☆......پھول کی پتیاں اپنی خوشبو کی طرح منتشر ہو گئیں، اے اپنی ذات سے بھاگے ہوئے پھر اپنی طرف لوٹ آ۔

☆......اے مسلمان! تو قرآن کریم کی حکمت کا امانت دار ہے تو اپنی گم گشتہ وحدت کو پھر سے پالے/ حاصل کرنے کی کوشش کر۔

☆......ہم کہ ملت کے قلعے کے محافظ و پاسبان ہیں، ملت کے آداب و شعائر ترک کر کے ہم کافر ٹھہرے ہیں (ایمان سے محروم ہو گئے)۔

ساقی دیرینہ را ساغر شکست — بزم رندان حجازی بر شکست
کعبہ آباد است از اصنام ما — خندہ زن کفر است بر اسلام ما
شیخ در عشق بتاں اسلام باخت — رشتہ تسبیح از زنار ساخت
پیر ہا پیر از بیاض مو شدند — سخرہ بہر کو دکان کو شدند
دل ز نقش لا الہ بیگانہ — از صنم ہائے ہوس بتخانہ
می شود ہر مو درازے خرقہ پوش — آہ ازیں سوداگران دیں فروش
با مریداں روز و شب اندر سفر — از ضرورت ہائے ملت بے خبر
دیدہ ہا بے نور مثل نرگس اند — سینہ ہا از دولت دل مفلس اند
واعظاں ہم صوفیاں منصب پرست — اعتبار ملت بیضا شکست
واعظ ما چشم بر بتخانہ دوخت — مفتی دین مبیں فتوے فروخت
چیست یاراں بعد ازیں تدبیر ما — رخ سوے میخانہ دارد پیر ما

معانی...... : ساقی دیرینہ را: پرانے ساقی کا، مراد پرانے علماء جو علم اور تبلیغ حق میں مصروف رہتے۔ ساغر شکست: جام ٹوٹ گیا۔ بزم رندان حجازی: حجازی رندوں کی محفل، مراد اسلامی علوم کے شیدائیوں کی محفل (حجاز = عرب کا ایک مشہور صوبہ جس میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ واقع ہیں)۔ بر شکست: درہم برہم ہو گئی۔ اصنام: صنم بمعنی بت کی جمع۔ خندہ زن: ہنسی اڑانے والا۔ شیخ: بزرگ، مراد عالم دین۔ اسلام باخت: اسلام ہار دیا، مراد اسلام سے جاتا رہا۔ رشتہ تسبیح: تسبیح کا دھاگا، مراد اسلامی خیالات۔ از زنار ساخت: زنار سے بنایا، مراد کفار کے عقائد کی آمیزش کی۔ پیر ہا: بوڑھے، مراد صوفیا۔ بیاض: سفیدی۔ از بیاض مو: بالوں کی سفیدی۔ سخرہ: ہنسی، مذاق۔ شدند: ہوئے، مراد بنے، بن گئے۔ نقش لا الہ: لا الہ کی تحریر (لا الہ = مراد اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں [لا = نہیں، الہ = معبود])۔ بیگانہ: ایک اجنبی، ایک ناواقف۔ از صنم ہائے ہوس بتخانہ: (دل) حرص و ہوس کے اصنام کا ایک بتخانہ ہے۔ ہر مو درازے: ہر لمبے بالوں والا۔ خرقہ پوش: گدڑی پہننے والا (خرقہ = گدڑی، وہ پیوند لگا لباس جو صوفیا اور پیر فقیر پہنتے ہیں)۔ آہ ازیں سوداگران: افسوس ہے ان سوداگروں پر (سوداگران = سودا بیچنے والے، تاجر، سوداگر کی جمع۔ دیں فروش: دین بیچنے والے۔ دیدہ ہا بے نور: آنکھوں میں چمک نہیں، آنکھیں چمک

اور روشنی سے عاری۔ مثل نرگس اند: نرگس کی طرح ہیں، نرگس کے پھول کی شکل آنکھ سے ملتی جلتی ہے، اس لئے آنکھوں کی بے نوری کو نرگس سے تشبیہ دی۔ دولت دل: دل کی دولت، مفلس اند: غریب ہیں، فقیر ہیں، مراد خالی ہیں۔ واعظاں: واعظ بمعنی وعظ کرنے والا، دین کا درس دینے والے کی جمع۔ ہم صوفیا: صوفیا بھی۔ منصب پرست: عہدوں کے بھوکے۔ اعتبار ملت بیضا شکست: روشن ملت مراد ملت اسلامیہ کی ساکھ جاتی رہی، ملت اسلامیہ کا وقار نہ رہا۔ چشم بر بت خانہ دوخت: آنکھ بت خانے پر گاڑ دی، مراد ساری توجہ دنیا طلبی کی طرف ہے۔ مفتی دین مبین: روشن دین کے مفتی، مراد دین اسلام کے فتوی دینے والے۔ فتویٰ فروخت: فتوے بیچے، مراد دولتمندوں یا حکمرانوں وغیرہ سے مال لے کر ان کے حسب خواہش دین کے احکام کی تعبیر کر کے فتوے جاری کئے۔ بعدازیں: اس کے بعد۔ تدبیر ما: ہماری تدبیر، ہماری سوچ بچار۔ رخ سوے میخانہ دارد: اس کا رخ ہے، خانے کی طرف ہے۔

ترجمہ وتشریح...... قدیم ساقی کا جام (پیالہ) ٹوٹ گیا، حجازی رندوں کی محفل درہم برہم ہوگئی۔

☆...... کعبہ ہمارے بتوں سے آباد ہے، کفر ہمارے اسلام کا تمسخر اڑا رہا ہے، ہنسی اڑا رہا ہے۔

☆...... شیخ بتوں کے عشق میں اسلام ہی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس نے زنار سے تسبیح کے دھاگے کا کام لیا۔ (اسلامیات غیروں کے شعائر و عقائد سے داغدار ہے)۔

☆...... بوڑھے محض بالوں کی سفیدی کے سبب بزرگ ٹھہرے، ان کی علمی و عملی حالت یہ ہے کہ گلی کوچوں کے لونڈے ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

☆...... ان کے دل "لا الہ" کی تحریر سے عاری اور ہوس کے بتوں کا ٹھکانا بنا ہوا ہے،

☆...... ہر لمبے بالوں والا گدڑی پوش (صوفی) بن جاتا ہے، ان دین فروش سوداگروں کی حالت قابل افسوس ہے۔

☆...... (یہ نام نہاد صوفیا) شب و روز مریدوں کے ساتھ سفر میں رہتے ہیں، ملت کے مسائل کیا ہیں، اس کی انہیں کچھ خبر نہیں۔ (ہرگز واقفیت نہیں)۔

☆...... ان کی آنکھیں نرگس کی آنکھوں کی طرح بے نور ہیں، ان کے سینے دل کی دولت (عشق) سے خالی ہیں۔

☆...... کیا واعظ اور کیا صوفی سبھی عہدوں کے بھوکے ہیں (ان لوگوں کی ان حرکات سے) ملت بیضا کی عزت و حرمت جاتی رہی۔

☆...... ہمارے واعظوں کی آنکھیں بت خانوں پر جمی ہوئی ہیں۔ ہمارے دین روشن کے مفتی فتوے بیچ رہے ہیں۔

☆...... دوستو! اب اس کے بعد ہمارے لئے کیا چارہ کار ہے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ کیونکہ ہمارے پیر و مرشد نے شراب خانے کا رخ کر لیا ہے۔ (وہ راہ راست سے پھر گیا ہے)۔

الوقت سیف (وقت تلوار ہے)

سبز بادا خاک پاک شافعیؒ — عالمے سر خوش ز تاک شافعیؒ

فکر او کوکب ز گردوں چیدہ است — سیف براں وقت را نامیدہ است

من چہ گویم سر ایں شمشیر چیست — آب او سرمایہ دار از زندگیست

صاحبش بالا تر از امید و بیم — دست او بیضا تر از دست کلیم

سنگ از یک ضربت او تر شود — بحر از محرومی نم بر شود

در کف موسیٰ ہمیں شمشیر بود	کار او بالا تراز تدبیر بود
سینہ دریائے احمر چاک کرد	قلزمے راخشک مثل خاک کرد
پنجہ حیدرؓ کہ خیبر گیر بود	قوت او از ہمیں شمشیر بود
گردش گردون گرداں دیدنی است	انقلاب روز و شب فہمیدنی است

معانی...... : سبز بادا: اللہ کرے سبز ہو، مراد اللہ کرے پر رونق رہے۔ خاک پاک شافعیؒ: امام شافعی کا پاک مرقد (امام شافعیؒ، نام محمد کنیت ابوعبداللہ اور لقب ناصر الحدیث ہے، شافعی اپنے جداعلیٰ شافع کی نسبت سے ہے۔ آپ کا نسب چند واسطوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ آپ ۱۵۰/ ۷۶۷ میں بمقام غزہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اہلسنت والجماعت کے چار بڑے اماموں میں سے ہیں۔ حدیث میں آپ کے دو مجموعے ''مسند'' اور ''سنن'' مشہور ہیں۔ فقہ میں الرسالہ ایک مستند کتاب ہے۔ مالک بن انس کے شاگرد تھے۔ آپ کے فرقہ کے پیرو خراسان میں بہت ہیں۔ آپ نے مصر کے مقام پر ۳۰ رجب ۲۰۴ (۲۰ جنوری ۸۲۰ء) کو بعمر ۵۴ برس وفات پائی)۔ عالمے سرخوش: ایک دنیا سرمست ہے۔ زتاک شافعیؒ: امام شافعی کی انگور کی بیل سے، مراد امام شافعیؒ کی شراب علم وعرفان سے۔ کوکب زگردوں چیدہ است: آسمان سے ستارے توڑے ہیں۔ سیف براں: کاٹنے والی تلوار، تیز تلوار۔ وقت را نامیدہ است: وقت کو نام دیا ہے، مراد وقت کو کہا یا اس کا نام رکھا ہے۔ من چہ گویم: میں کیا بتاؤں۔ سر: بھید، حقیقت۔ چیست: کیا ہے۔ آب او: اس کی چمک، اس کی کاٹ، اس کی دھار۔ سرمایہ دار زندگیست: زندگی یعنی بقا سے مالا مال ہے۔ صاحبش: اس کا مالک، یعنی اس شمشیر کا، مراد قوت و قدرت والا۔ بالاتر: بلندتر، مراد بے خوف یا بے نیاز۔ امید وبیم: امید اور خوف، امید اور خوف کی درمیانی حالت، بے اطمینانی، یکسوئی سے عاری حالت۔ بیضاتر از دست کلیم: کلیم کے ہاتھ سے بھی زیادہ روشن (کلیم = مراد حضرت موسیٰؑ جن کا لقب کلیم اللہ ہے، ان کا ایک معجزہ تھا کہ جب وہ ہاتھ جیب میں ڈال کر باہر نکالتے تو وہ بہت روشن ہوتا) ضربت: چوٹ، ضرب۔ ترشود: تر ہو جاتا ہے، بھیگ جاتا ہے، حضرت موسیٰ ہی سے ایک تلمیح ہے۔ ایک موقع پر حضرت موسیٰ نے اسرائیل کے لئے بے آب صحرا میں ایک پتھر پر عصا مارا تو اس سے چشمہ پھوٹ پڑا۔ بحر: سمندر۔ بر: خشکی۔ ازمحرومی نم: نمی سے محروم ہونے کے سبب، پانی نہ ہونے کے باعث (نم = تری۔ اس میں بھی حضرت موسیٰ سے متعلق ایک تلمیح ہے)۔ درکف موسیٰ: موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں۔ ہمیں شمشیر بود: یہی تلوار تھی، مراد وقت ان کے قابو میں تھا۔ کار او بالاتر از تدبیر بود: اس کا معاملہ تدبیر سے آگے تھا، اس موقع پر تدبیر سے کام نہ چل سکتا تھا، معجزہ ہی سے بات بن سکتی تھی، حضرت موسیٰ ہی سے متعلق سمندر والی تلمیح۔ دریائے احمر: سرخ سمندر، بحیرہ احمر، مراد دریائے نیل۔ سینہ چاک کرد: سینہ چیر ڈالا، مراد عصا مار کر پانی درمیان سے خشک کر دیا۔ قلزمے را: ایک سمندر کو۔ پنجہ حیدرؓ: حیدرؓ کا پنجہ، مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ۔ خیبر گیر: خیبر پکڑنے والا مراد قلعہ فتح کرنے والا (خیبر = مدینہ منورہ سے دو سو میل دور شمال میں یہودیوں کا مشہور قلعہ جو یہودیوں نے مسلمانوں سے محفوظ رہنے اور ان کے خلاف جنگی تیاریوں کے لئے تعمیر کیا تھا۔ حضرت علیؓ نے انگلیاں دروازے میں گاڑ کر اس زور سے جھٹکے دیئے کہ اس کی چولیں ہل گئیں اور دروازہ ٹوٹ گیا اور یوں یہ مضبوط قلعہ فتح ہو گیا) گردش گردون گرداں: گھومنے والے چرخ یعنی آسمان کی گردش۔ اس میں سورہ آل عمران کی آیت ۱۹۰ کی طرف اشارہ ہے۔ دیدنی است: دیکھنے کے لائق ہے۔ فہمیدنی: سمجھنے کے لائق، غور وفکر کے لائق۔

ترجمہ وتشریح...... : امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی خاک پاک سبز ہو یعنی رحمت کی بارش سے ان کی تربت ٹھنڈی رہے، ایک دنیا امام موصوف کے انگور کا رس پی کر مست وسرخوش ہے۔

☆...... ان کی فکر نے آسمان سے تارے توڑے ہیں۔ انہوں نے وقت کو کاٹنے والی تلوار قرار دیا۔

☆......میں کیا بتاؤں کہ اس تلوار کی حقیقت (بھید) کیا ہے۔اس (تلوار) کی دھار زندگی سے مالا مال ہے۔
☆......جس کے قبضے میں یہ تلوار ہے وہ امید وبیم سے اوپر نکل جاتا ہے۔اس کا ہاتھ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے ہاتھ (ید بیضا) سے بھی زیادہ روشن ہوتا ہے۔
☆......اس کی ایک ضرب سے پتھر چشمے کی صورت میں پھوٹ پڑتا ہے اور سمندر (دریائے نیل) نمی یعنی پانی سے محروم ہو کر خشکی کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔
☆......حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں یہی تلوار تھی،ان کا معاملہ تدبیر سے بہت آگے تھا۔
☆......انہوں نے بحر احمر (مراد دریائے نیل) کا سینہ چاک کر ڈالا اور سمندر کو زمین کی طرح خشک کر ڈالا۔(اس میں سے پیدل چلنے کا راستہ نکال لیا)۔
☆......وہ جو حیدرؓ (حضرت علیؓ) کا ہاتھ فاتح خیبر تھا تو ان کی قوت کے پیچھے بھی یہی تلوار تھی۔
☆......گردش کرنے والے آسمان کی گردش دیکھنے کے لائق ہے۔رات دن کے انقلاب کی حیثیت پوری طرح سمجھنی چاہئے۔

اے اسیر دوش و فردا درنگر — در دل خود عالم دیگر نگر
در گل خود تخم ظلمت کاشتی — وقت را مثل خطے پنداشتی
باز با پیمانہ لیل و نہار — فکر تو پیمود طول روزگار
ساختی ایں رشتہ را زنار دوش — گشتہ مثل بتاں باطل فروش
کیمیا بودی و مشت گل شدی — سرحق زائیدی و باطل شدی
مسلمی؟ آزاد ایں زنار باش — شمع بزم ملت احرار باش
تو کہ از اصل زماں آگہ نہ — از حیات جاوداں آگہ نہ
تا کجا در روز و شب باشی اسیر — رمز وقت از لی مع اللہ یاد گیر

معانی...... :اسیر دوش وفردا: گزری ہوئی رات یا گزرے ہوئے کل اور آنے والے کل کا قیدی۔درنگر: غور سے دیکھ۔عالم دیگر: ایک اور ہی دنیا۔نگر: دیکھ۔درگل خود: اپنی مٹی میں۔تخم ظلمت کاشتی: تو نے تاریکی کا بیج بویا۔مثل خطے: ایک لکیر کی طرح۔پنداشتی: تو نے سمجھ یا۔باز: پھر۔باپیمانہ لیل ونہار: رات اور دن کے پیمانے کے ساتھ۔فکر تو پیمود: تیرے فکر نے ناپا۔طول روزگار: زمانے کی لمبائی،وقت کی حدود۔ساختی این رشتہ را: تو نے اس دھاگے کو بنالیا ہے۔زنار دوش: کندھے کا جینو۔گشتہ ای: تو ہو گیا ہے۔باطل فروش: کفر بیچنے والا۔کیمیا بودی: تو کیمیا تھا۔مشت گل شدی: تو مٹی کا ڈھیر ہو کر رہ گیا،بیکار ہو کر رہ گیا۔سرحق زائیدی: تو نے حق کا بھید پیدا کیا۔باطل شدی: تو باطل ہو گیا۔مسلمیؒ؟: تو مسلمان ہے؟ کیا تو مسلمان ہے؟۔آزاد...... باش: آزاد ہو جا۔ملت احرار: آزاد لوگوں کی قوم۔اصل زماں: زماں کی اصل،زماں کا سرچشمہ۔آگہ نہ ای: تو آگاہ نہیں ہے تو باخبر نہیں ہے۔تا کجا: کب تک،کہاں تک۔درروز وشب باشی اسیر: دن اور رات میں گرفتار رہے گا۔رمز وقت: وقت کی حقیقت۔لی مع اللہ: اللہ میرے ساتھ،حدیث حضور اکرمؐ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں میرے لئے ایک ایسا وقت آتا ہے جس میں نہ کوئی نبی بار پا سکتا ہے اور نہ کسی مقرب فرشتے ہی کی رسائی ہوتی ہے،بعض کے نزدیک یہ حدیث نہیں البتہ صوفیا اسے حدیث ہی کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔یاد گیر: یاد کر۔

ترجمہ وتشریح...... : اے مخاطب! تو گزری ہوئی کل اور آنے والی کل کے چکر میں پڑا ہوا ہے،ذرا غور وفکر سے کام لے،اپنے

دل میں ایک اور ہی نئی دنیا کا تماشا کر۔

☆......تو نے اپنی مٹی (اپنے خمیر) میں تاریکی کا بیج بو لیا، تو نے وقت کو ایک لکیر (خط) کی طرح سمجھ لیا۔ (جس کے حصے کئے جا سکتے ہیں)۔

☆......پھر شب و روز کے پیمانے سے، تیرے فکر نے زمانے کی لمبائی کو ناپا۔

☆......تو نے اس دھاگے کو اپنے کندھے کی زنار بنا لیا، (جس کے نتیجے میں) اور بتوں کی طرح باطل فروشی شروع کر دی ہے۔

☆......تو اکسیر (کیمیاء) تھا لیکن اب مٹی کا ڈھیر ہو کے رہ گیا۔ تو نے حق کے بھید کو ظاہر کیا اور پھر باطل بن گیا۔

☆......کیا تو مسلمان ہے؟ اس زنار سے آزاد ہو جا۔ آزاد لوگوں کی ملت بزم کی شمع بن۔

☆......تجھے تو زمان کی اصل کی خبر ہی نہیں ہے، تو حیات دوام (جاوداں) سے واقف ہی نہیں ہے۔

☆......تو کب تک اس دن اور رات کے چکر میں سرگرداں رہے گا، ذرا ''لی مع اللہ'' سے وقت کی حقیقت پر غور کر اور سمجھ۔

این و آں پیداست از رفتار وقت — زندگی سریست از اسرار وقت

اصل وقت از گردش خورشید نیست — وقت جاوید است و خور جاوید نیست

عیش و غم عاشور وہم عید است وقت — سرتاب ماہ و خورشید است وقت

وقت را مثل مکاں گسترده — امتیاز دوش و فردا کرده

اے چو بورم کرده از بستان خویش — ساختی از دست خود زندان خویش

وقت ما کو اول و آخر ندید — از خیابان ضمیر مادمید

زندہ ازعر فان اصلش زندہ تر — ہستی اواز سحرتا بندہ تر

زندگی از دہرو دہرا زندگی است — لا تسبو الدھر فرمان نبی است

معانی ......: این و آں: یہ اور وہ، مراد دن اور رات۔ پیداست: ظاہر ہے، ظاہر ہوتا ہے۔ رفتار وقت: وقت کی گردش۔ زندگی سریست: زندگی ایک بھید ہے۔ از اسرار وقت: وقت کے بھیدوں میں سے۔ گردش خورشید: سورج کی رفتار۔ جاوید: ہمیشہ رہنے والا۔ خور: خورشید، سورج۔ عاشورو ہم عید: دسواں اور خوشی بھی، مراد غم اور خوشی بھی۔ سرتاب ماہ و خورشید: چاند اور سورج کی چمک کا بھید۔ مثل مکاں گسترده ای: تو نے مکاں کی طرح پھیلا دیا ہے، مراد اس میں بھی ماضی و حال اور مستقبل کا فرق پیدا کر دیا ہے۔ امتیاز دوش و فردا: گزرے ہوئے کل اور آنے والے کل میں فرق، ماضی اور مستقبل میں فرق۔ چو بورم کرده: خوشبو کی طرح رم کئے ہوئے۔ از بستان خویش: اپنے باغ سے۔ از دست خود: اپنے ہی ہاتھ سے۔ زندان خویش: اپنا قید خانہ۔ خیابان ضمیر ما: ہمارے باطن کی کیاری، ہمارے دل کی کیاری۔ دمید: اگا، پھوٹا۔ از عرفان اصلش: اس کی اصل کی معرفت سے۔ دہر: زمانہ۔ لاتسبو الدہر: زمانے کو برا مت کہو، حدیث رسول اکرمؐ ہے کہ زمانے کو برا مت کہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔

ترجمہ وتشریح ......: یہ اور وہ (دن اور رات) وقت کی گردش کا کرشمہ ہے بلکہ زندگی، وقت کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے۔

☆......وقت کی اصل سورج کی گردش سے وابستہ نہیں ہے، وقت تو جاودانی ہے، ہاں سورج فانی ہے، وہ ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔

☆......وقت عیش بھی ہے اور غم بھی (دوسرے لفظوں میں) عاشورہ یعنی ماتم اور عید (خوشی) بھی ہے۔ وقت چاند اور سورج کی روشنی کا راز بھی ہے۔

☆......تو نے وقت کو بھی مکاں ہی کی طرح پھیلی ہوئی چیز قرار دیا ہے، تو نے دوش اور فردا میں امتیاز کیا ہے۔

☆......اے بے خبر: تو اپنے باغ سے خوشبو بن کر اڑ گیا تو نے خود اپنے ہی ہاتھوں اپنا قید خانہ تیار کر لیا۔

☆......ہمارا وقت، جس نے اول اور آخر (آغاز و انجام) نہیں دیکھا یہ ہمارے ضمیر کی کیاری سے اُگتا ہے۔

☆......جو زندہ ہے وہ اس (وقت) کی حقیقت کا پتہ چل جائے زندہ تر ہو گیا، اس کا وجود زندگی کی صبح سے بھی زیادہ منور و درخشاں ہو گیا۔

☆......زندگی دہر سے اور دہر زندگی سے ہے۔ حضور نبی اکرم کا ارشاد ہے: کہ دہر یعنی زمانے کو برا مت کہو۔

نکتہ می گویمت روشن چودر | تاشناسی امتیاز عبد و حر
عبد گرد دیاوہ در لیل و نہار | در دل حر یا وہ گرد د روزگار
عبد از ایام می بافد کفن | روز و شب را می تند و خویشتن
مرد حر خود راز گل بر می کند | خویش را بر روزگاراں می تند
عبد چوں طائر بدام صبح و شام | لذت پرواز بر جانش حرام
سینہ آزادہ چابک نفس | طائر ایام را گرد د قفس
عبدرا تحصیل حاصل فطرت است | واردات جان او بے ندرت است
از گراں خیزی مقام او ہماں | نالہ ہائے صبح و شام او ہماں

نکتہ: ایک باریک یا گہری بات۔ می گویمت: میں تجھے بتاتا ہوں۔ روشن چودر: موت کی طرح تابناک یا چمکتا ہوا۔ تاشناسی: تا کہ تو پہچان لے، تا کہ تو جان لے۔ امتیاز عبد و حر: غلام اور آزاد کا فرق۔ عبد گرد دیاوہ: غلام بے مقصد ہوتا یار ہتا ہے۔ در لیل و نہار: دن اور رات میں، مراد زماں میں۔ در دل حر: حر کے دل میں، آزاد انسان کے دل میں۔ یاوہ گرد د روزگار: زمانہ یا زماں اہمیت کھو بیٹھتا ہے۔ از ایام: دنوں سے، مراد زمانے یا گزرنے والے وقت سے۔ می بافد کفن: کفن بنتا ہے۔ روز و شب را: دن اور رات کو۔ می تند بر خویشتن: اپنے اوپر تنتا ہے، اپنے اوپر حاوی کر لیتا ہے۔ خود راز گل بر می کند: اپنے آپ کو مٹی سے باہر اکھاڑتا ہے، مراد مادی دنیا سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔ بر روز گاراں می تند: زمانوں پر تنتا ہے، مراد زمان و مکان پر خود کو حاوی کر لیتا ہے۔ بدام صبح و شام: صبح اور شام کے جال میں ہے۔ بر جانش حرام: اس کی جان پر حرام ہے۔ سینہ آزادہ چابک نفس: یک تیز سانس والے حر کا سینہ۔ طائر ایام را: زمانے کے پرندے کا۔ گرد د قفس: قفس ہو جاتا یا بن جاتا ہے۔ تحصیل حاصل: حاصل شدہ چیز کو حاصل کرنا، جو کچھ میسر ہے اسی پر زندگی بسر کرنا۔ فطرت است: (اس کی) فطرت ہے۔ واردات جان او: اس کی جان کی واردات۔ بے ندرت: جس میں کوئی انوکھا پن یا جدت نہ ہو۔ از گراں خیزی: اٹھنا دشوار ہونے کے سبب۔ مقام او ہماں اس کا مقام وہی ہے۔

ترجمہ وتشریح......: میں تجھے موتی کی طرح درخشاں (روشن) ایک گہری بات بتاتا ہوں تا کہ تو غلام اور آزاد کے درمیان تمیز کر سکے۔

☆......غلام شب و روز کے چکر میں گم ہو جاتا ہے جب کہ آزاد کے ضمیر میں زمانہ اپنی اہمیت کھو بیٹھتا ہے۔ (اس میں گم ہو جاتا ہے)۔

☆......غلام، ایام (زمانے) سے اپنا کفن بنتا ہے (تیار کرتا ہے)۔ وہ روز و شب کو اپنے آپ پر تن لیتا ہے (حاوی کر لیتا ہے)۔

☆......آزاد مرد خود کو مٹی سے باہر نکال لیتا ہے، وہ خود کو زمانوں پر تن لیتا ہے (حاوی ہو جاتا ہے)۔

☆......غلام، پرندے کی مانند صبح اور شام کے جال میں گرفتار رہتا ہے، اس کی جان نے لذت پرواز اپنے آپ پر حرام کر رکھی ہے۔

☆......ایک تیز سانس لینے والے آزاد کا سینہ زمانے کے پرندے کے لئے پنجرا بن جاتا ہے۔

☆......غلام کی فطرت لی ہوئی چیز کے حصول پر قائم رہتی ہے (جو کچھ میسر ہے اسی پر قناعت کرتا ہے) اس کی جان و دل پر گزرنے والی

کیفیات، انوکھے پن اور جدت سے عاری ہیں۔

☆......وہ کاہلی اور سستی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا اس کے لئے دوبھر ہو جاتا ہے، وہ اسی جگہ پر کھڑا ہے، وہ صبح وشام ایک ہی رنگ کی آہ وفغاں کرتا رہتا ہے۔

دمبدم نو آفرینی کار حر　　نغمہ پیہم تازہ ریزد تار حر
فطرتش زحمت کش تکرار نیست　　جادہ او حلقہ پرکار نیست
عبدرا ایام زنجیر است وبس　　برلب او حرف تقدیر است و بس
ہمت حر با قضا گردد مشیر　　حادثات از دست او صورت پذیر
رفتہ و آئندہ در موجود او　　دیرہا آسودہ اندر زود او

معانی......: دمدم: ہرلحہ، لحہ بہ لحہ۔ نو آفرینی: کوئی نئی چیز پیدا کرنا۔ کارحر: آزاد کا کام۔ نغمہ پیہم تازہ ریزد: متواتر نیا راگ چھیڑتا یا نکالتا ہے، مسلسل نئے نغمے چھیڑتا ہے۔ تارحر: حر کا ساز۔ فطرتش: اس کی سرشت۔ زحمت کش تکرار: کسی چیز یا کام کے بار بار کرنے کی زحمت اٹھانے والی۔ جادہ او: اس کا راستہ۔ حلقہ پر کار نیست: پُر کار کا دائرہ نہیں ہے، مراد ایک جگہ سے چل کر پھر وہیں آنے والا نہیں ہے۔ عبدرا ایام: غلام کے لئے زمانہ۔ زنجیر است وبس: زنجیر ہے اور بس فقط ایک زنجیر ہے۔ برلب او: اس کے ہونٹ پر۔ حرف تقدیر: تقدیر کا لفظ، مراد وہ ہر بات میں تقدیر کا حوالہ لے آتا ہے۔ با قضا گردد مشیر: قضا کو مشورہ دینے والی بن جاتی ہے (مشیر = مشورہ دینے والا/والی)۔ حادثات: حادثہ کی جمع، نئی نئی باتیں، نئے نئے اور ناگہانی امور۔ صورت پذیر: وجود میں آنے والا۔ رفتہ وآئندہ: گزرا ہوا اور آنے والا، مراد ماضی اور مستقبل۔ موجود: مراد زمانہ حال۔ دیرہا آسودہ: دیریاں آرام کئے ہوئے ہیں۔ زود: جلدی۔

ترجمہ وتشریح......: آزاد ہر وقت نئی چیزیں پیدا کرتا ہے۔ اس کے ساز سے برابر تازہ نغمے نکلتے رہتے ہیں۔

☆......اس کی سرشت کسی چیز کو بار بار کرنے کی تکلیف نہیں اٹھاتی۔ اس کا راستہ پر کار کا حلقہ یا دائرہ نہیں ہے (کہ ہر پھر کر ایک ہی جگہ واپس آجائے)۔

☆......(اس کے برعکس) غلام کی یہ حالت ہے کہ وہ محض وقت کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے۔ اس کے لب پر تقدیر ہی کا لفظ رہتا ہے اور بس۔ (جو کچھ پیش آتا ہے اسی کی وہ تقدیر مان لیتا ہے)۔

☆......آزاد مرد کی ہمت قضاوقدر کی مشیر بن جاتی ہے۔ اس کے ہاتھوں سے نئے نئے وقوعات جنم لیتے ہیں۔

☆......ماضی اور مستقبل اس میں موجود ہوتے ہیں۔ دیریاں اس کی جلدی میں آرام کرتی ہیں۔

آمداز صوت و صدا پاک ایں سخن　　درنمی آید بہ ادراک ایں سخن
گفتم و حرفم زمعنی شرمسار　　شکوہ معنی کہ باحرفم چہ کار
زندہ معنی چوں بہ حرف آمد بمرد　　از نفس ہائے تو نار او فسرد
نکتہ غیب و حضور اندر دل است　　رمز ایام و مرور اندر دل است
نغمہ خاموش دار دساز وقت　　غوطہ در دل زن کہ بینی راز وقت

معانی......: ازصوت وصدا پاک: آواز سے خالی، آواز کے بغیر۔ ایں سخن: یہ بات۔ درنمی آید: نہیں آتا۔ معیّن زحرفم شرمسار: معنی

میرے حرف یعنی الفاظ سے شرمسار ہیں، شکوہ معنی کہ با حرفم چہ کار: معین کو یہ شکوہ ہے کہ اسے (معنی کو) الفاظ سے کیا سروکار۔ زندہ معنی: ایسی حقیقت یا موضوع جو جاندار ہو۔ چون بحرف آمد: جب حرف یعنی الفاظ میں آگیا۔ بمرد: مرگیا۔ از نفس ہائے تو: تیرے سانسوں سے، تیری پھونکوں سے۔ نار او فسرد: اس کی آگ بجھ گئی۔ نکتہ غیب وحضور: غیب اور حضور کی گہری بات۔ ندر دل است: دل میں ہے۔ رمز ایام و مرور: زمانے اور گزرنے کی حقیقت یا بھید۔ نغمہ خاموش: ایسا نغمہ جو سنائی نہ دے۔ غوطہ در دل زن: دل میں غوطہ لگا، ضمیر میں ڈوب جا۔ کہ بنی راز وقت: تاکہ تو وقت کا بھید دیکھ لے، تاکہ تو وقت کی حقیقت جان لے۔

ترجمہ وتشریح......: اس بات (موضوع) کیلئے آواز درکار نہیں ہے۔ یہ بات فہم وشعور اور عقل سے ماوراء ہے۔ (سمجھ میں نہیں آتی)۔

☆...... میں نے بات تو کر دی لیکن معنی میرے الفاظ سے شرمسار ہیں۔ معنی کو یہ شکایت ہے کہ مجھے الفاظ سے کیا واسطہ۔

☆...... جب زندہ معنی الفاظ میں بیان کئے جائیں تو وہ مرجاتا ہے، تیرے سانس اس کی آگ بجھا دیتے ہیں۔

☆...... حضور غایب کا نکتہ دل کے اندر ہے۔ ایام اور مرور (زمانے اور گزرنے کی صورتحال) کی حقیقت دل میں ہے۔

☆...... وقت کے ساز کا نغمہ بے آواز ہے یعنی حواس کے ذریعے سے سنا نہیں جا سکتا البتہ تو دل میں غوطہ لگا تا کہ وقت کا راز تجھ پر آشکارا ہو جائے۔

یاد ایامیکہ سیف روزگار — باتوانا دستی ما بود یار
تخم دیں در کشت دلہا کاشتیم — پردہ از رخسار حق بر داشتیم
ناخن ما عقدہ دنیا کشاد — بخت ایں خاک از سجود ما کشاد
از خم حق بادہ گلگوں زدیم — بر کہن میخانہ ہا شبخوں زدیم
اے مئے دیرینہ در مینائے تو — شیشہ آب از گرمی صہبائے تو
از غرور ونخوت و کبر و منی — طعنہ برناداری ما میزنی
جام ما ہم زیب محفل بودہ است — سینہ ما صاحب دل بودہ است
عصر نو از جلوہ ہا آراستہ — از غبار پائے ما برخاستہ
کشت حق سیراب گشت از خون ما — حق پرستان جہاں ممنون ما

معانی......: یاد ایامیکہ: وہ دن یاد آتے ہیں۔ سیف روزگار: زمانے کی تلوار۔ باتوانا دستی ما: ہماری قوی گرفت کے ساتھ۔ بود یار: ساتھی تھی۔ تخم دیں: دین کا بیج۔ در کشت دلہا: دلوں کی کھیتی میں، دلوں میں۔ کاشتیم: ہم نے بویا۔ پردہ بر داشتیم: ہم نے پردہ اٹھا دیا۔ از رخسار حق: حق کے رخسار سے۔ ناخن ما: ہمارے ناخن نے۔ عقدہ دنیا کشاد: دنیا کی گتھی سلجھائی۔ بخت ایں خاک: اس مٹی کا نصیبہ، اس دنیا کی خوش بختی۔ از سجود ما کشاد: ہمارے سجدوں سے کھلا۔ از خم حق: حق کے مٹکے سے۔ بادہ گلگوں زدیم: ہم نے سرخ رنگ کی شراب پی، مراد دین کی صداقت کو پالیا۔ بر کہن میخانہ ہا: پرانے شراب خانوں پر، مراد پرانے ادیان پر جن میں صداقت نہ تھی۔ شبخون زدیم: ہم نے شب خون مارا۔ مے دیرینہ: پرانی شراب، مراد پرانے علوم۔ در مینائے تست: تیری صراحی میں ہے۔ شیشہ آب: مراد شیشہ پگھل کر پانی کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ گرمی صہبائے تو: تیری شراب کی گرمی۔ کبرو منی: گھمنڈ، تکبر اور غرور۔ طعنہ می زنی: تو طعنہ مارتا ہے۔ ناداری: کچھ نہ ہونا، مفلسی۔ زیب محفل: محفل کی زینت۔ جام ما: ہمارا جام۔ سینہ ما صاحب دل بودہ است: کبھی ہمارے سینے میں بھی دل تھا۔ عصر نو: نیا

زمانہ، جدید دور، موجودہ دور۔ از جلوہ ہا آراستہ: جلوؤں سے سجا ہوا ہے۔ از غبار پائے ما برخاستہ: ہمارے پاؤں کی گرد سے اٹھا۔ کشت حق: حق کی کھیتی۔ سیراب گشت: پانی سے لبریز ہوگئی، مراد سرسبز و شاداب ہوئی۔ از خون ما: ہمارے خون سے۔ حق پرستان جہاں: دنیا کے حق پرست۔ ممنون ما: ہمارے شکر گزار، ہمارے احسان مند۔

ترجمہ وتشریح...... کبھی وہ دور بھی تھا جب زمانے کی تلوار ہمارے قوی بازو کی رفیق بنی ہوئی تھی۔

☆......ہم نے اپنے دلوں کی کھیتی میں دین کا بیج بورکھا تھا ہم نے حقیقت کے چہرے سے پردہ اٹھا دیا۔

☆......ہمارے ناخن نے دنیا کی الجھن کو سلجھایا تھا۔ اس زمین کا نصیبہ ہمارے سجدوں کے باعث چمک اٹھا۔

☆......ہم نے حق کے مٹکے سے گلاب جیسی شراب پی۔ ہم نے پرانے شراب خانوں پر شبخون مارا۔ (ہم نے تمام پرانے نظریات و تصورات کو ختم کر کے رکھ دیا)۔

☆......اے مغرب والو! صراحی میں پرانی شراب (ہمارے علوم وفنون) موجود ہے۔ شیشہ تیری شراب کی حرارت سے پگھلا جا رہا ہے۔

☆......تو گھمنڈ، تکبر، غرور اور انا کے باعث ہماری مفلسی (علوم وحکمت وفنون سے محرومی) پر طعنہ مارتا ہے۔

☆......کبھی ہمارا جام بھی مجلس کی زینت تھا، ہمارا سینہ بھی کبھی صاحب دل رہا ہے۔

☆......یہ جو جدید دور (اپنے سائنسی علوم) کے جلوؤں سے آراستہ ہے تو یہ سب ہمارے پاؤں کی گرد یا غبار سے نکلے ہیں۔

☆......حق کی کھیتی ہمارے خون سے سرسبز و شاداب ہوئی اور دنیا بھر کے حق پرست ہمارے ممنون ہیں۔

عالم از ما صاحب تکبیر شد — از گل ما کعبہ ہا تعمیر شد
حرف اقرا حق بما تعلیم کرد — رزق خویش از دست ما تقسیم کرد
گرچہ رفت از دست ما تاج و نگیں — ما گدایاں را بچشم کم مبیں
در نگاہ تو زیاں کاریم ما — کہنہ پنداریم ما، خواریم ما
اعتبار از لا الہ داریم ما — ہر دو عالم را نگہ داریم ما
از غم امروز و فردا رستہ ایم — با کسے عہد محبت بستہ ایم
در دل حق سر مکنہ نیم ما — وارث موسیٰؑ دہار و نیمؑ ما
مہر و مہ روشن زتاب ما ہنوز — برقہا دارد سحاب ما ہنوز
ذات ما آئینہ ذات حق است — ہستی مسلم ز آیات حق است

معانی...... علم: دنیا از ما: ہم سے، ہمارے سبب۔ صاحب تکبیر شد: تکبیر والا ہو گیا۔ از گل ما: ہماری مٹی سے، مراد ہمارے ہی دم سے۔ کعبہ ہا تعمیر شد: کئی کعبے تعمیر ہو گئے۔ حرف اقراء: اقراء کا لفظ (حرف = مراد لفظ ہے، اقراء = قرآنی تلمیح ہے، پڑھ، پوری آیت کا ترجمہ ہے: اس خدا کے نام سے پڑھنا شروع کر جس نے پیدا کیا۔ یہ قرآن پاک کی اس آیت کا پہلا لفظ ہے جو سب آیتوں سے پہلے غار حرا میں حضور نبی کریم پر نازل ہوئی۔ اس حوالے سے مراد یہ ہے کہ اسلام سب باتوں سے پہلے علوم کا علم بردار ہے [سورہ العلق ۹۶، آیت ۱]۔ حق بما تعلیم کرد: خدا نے ہمیں سکھایا۔ رزق خویش: اپنا رزق۔ از دست ما تقسیم کرد: ہمارے ہاتھ سے بنٹا۔ رفت از دست ما: ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ تاج و نگیں: مراد قوت واقتدار اور علوم میں برتری۔ ما گدایاں را: ہم فقیروں کو۔ بچشم کم مبیں: حقارت سے مت دیکھ۔ درنگاہ تو: تیری نظر میں۔ زیاں کاریم ما: ہم نقصان کا کام کرنے والے ہیں (زیاں کار = وہ جو ایسا کام کرے جس میں نقصان ہی نقصان

ہو)۔ خواریم: ہم پست ہیں، ہم ذلیل ہیں۔ اعتبار: ساکھ، عزت و آبرو۔ لاالہٰ: کوئی معبود نہیں (سوائے اللہ کے)۔ داریم ما: ہم دیکھتے ہیں۔ غم امروز و فردا: آج اور کل کا غم رستہ ایم: ہم چھوٹے ہوئے ہیں۔ با کسے: کسی کے ساتھ، مراد حضور اکرمؐ کے ساتھ۔ عہد محبت بستہ ایم: ہم نے محبت کا پیمان باندھ رکھا ہے۔ سر مکنونیم ما: ہم چھپے ہوئے بھید ہیں۔ وارث موسیٰ و ہارونیم ما: ہم حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی میراث کے وارث یعنی مستحق ہیں۔ تاب: چمک، روشنی۔ برقہا دارد: بجلیاں رکھتا ہے۔ سحاب ما: ہمارا بادل۔ ہنوز: ابھی، ابھی تک۔ آینہ ذات حق: حق کی ذات کا مظہر۔ ہستی مسلم: مسلم کا وجود۔ آیات: نشانیاں، جمع آیت۔

ترجمہ وتشریح......: دنیا کو ہم نے تکبیر سکھائی۔ ہماری مٹی سے یعنی ہمارے ہی دم سے کئی کعبے تعمیر ہوئے (اسلام کی روشنی پھیلی)۔

☆......اللہ تعالیٰ نے ہمیں ''اقراء'' کے لفظ کی تعلیم دی تھی اس نے اپنا رزق ہمارے ہاتھوں سے تقسیم کرایا تھا۔

☆......اگرچہ ہم سے تاج و نگین (اقتدار) چھن گیا ہے، تاہم تو ہم فقیروں کو حقارت سے نہ دیکھ۔

☆......تیری نظروں میں تو ہم گھاٹے کا سودا کرنے والے ہیں، رجعت پسند (دقیانوسی) ہیں اور ذلیل و خوار ہیں۔

☆......کیا کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ لاالہٰ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) ہی سے ہماری عزت اور آبرو ہے۔ ہم دونوں جہانوں کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

☆......ہم حال اور مستقبل کے غم سے نجات پائے ہوئے ہیں (کوئی فکر نہیں)۔ ہم نے کسی (مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ محبت کا عہد کر رکھا ہے۔

☆......ہم خدا کے دل کا چھپا ہوا بھید ہیں۔ ہم حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے ترکے کے وارث ہیں۔

☆......سورج اور چاند ابھی تک ہماری تب و تاب سے روشن ہیں۔ ابھی تک ہمارے بادل میں بجلیاں موجود ہیں۔

بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں (اقبال)

☆......ہمارا وجود خدا کے وجود کا آئینہ ہے، مسلمان کا وجود خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشان ہے۔

دعا

اے چو جاں اندر وجود عالمی — جان ما باشی و ازما می رمی

نغمہ از فیض تو درعود حیات — موت در راہ تو محسود حیات

باز تسکین دل ناشاد شو — باز اندر سینہ ہا آباد شو

باز از ماخواہ ننگ و نام را — پختہ ترکن عاشقاں خام را

از مقدر شکوہ ہا داریم ما — نرخ تو بالاؤ نا داریم ما

از تہید ستاں رخ زیبا مپوش — عشق سلمانؓ و بلالؓ ارزاں فروش

چشم بیخواب و دل بیتاب دہ — باز مارا فطرت سیماب دہ

آیتے بنماز آیات مبیں — تاشود اعناق اعدا خاضعین

معانی......: چو جاں: روح کی مانند۔ اندر وجود عالمی: تو دنیا کے وجود میں ہے۔ جان ما باشی: تو تو ہماری روح یا جان ہے۔ واز ما می رمی: اور ہمیں سے گریزاں ہے۔ از فیض تو: تیرے طفیل، تیرے لطف و کرم سے۔ درعود حیات: زندگی کے ساز میں۔ موت در راہ تو: تیری

راہ میں آنے والی موت۔ محسود حیات: زندگی کے باعث حسد ہے۔ باز تسکین دل ناشاد شو: پھر ناخوش دل کی تسکین کا سامان بن۔ از ماہ خواہ ننگ و نام را: ہم سے عزت واحترام کا طالب ہو۔ پختہ تر کن: اور زیادہ مضبوط کردے، اور زیادہ ثابت قدم کردے۔ عاشقان خام را: ان عاشقوں کو جو عشق میں کچے یعنی ناقص اور ناپختہ ہیں۔ از مقدر شکوہ ہا داریم ما: ہم تقدیر کے خلاف شکوے رکھتے ہیں۔ نرخ تو بالا: تیرا نرخ بہت زیادہ ہے۔ نا داریم ما: ہم مفلس ہیں۔ تہی دستاں: خالی ہاتھ۔ رخ زیبا مپوش: خوبصورت چہرہ نہ چھپا۔ عشق......ارزاں فروش: عشق سستا بیچ۔

سلمانؓ: حضرت سلمان فارسی مراد ہیں جن کا تعلق اصفہان کے آب الملک خاندان سے تھا، آپ کا مجوسی نام مابہ تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضور اکرمؐ نے آپ کو سلمان الخیر کا لقب عطا فرمایا۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے آپ کا نسب پوچھا تو آپ نے جواب دیا سلمان ابن اسلام۔ حضرت سلمان پہلے آتش پرست تھے پھر اس مذہب سے متنفر ہو کر نصرانیت کو قبول کیا۔ جلد ہی اس مذہب سے دل برداشتہ ہو کر مذہب حق کی تلاش میں نکلے۔ آخر مدینہ آ کر حضور نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ غزوہ خندق میں حضور اکرمؐ کے ساتھ تھے۔ اسی موقع پر حضورؐ نے فرمایا کہ: سلمانؓ ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔ آپ کا زیادہ تر وقت رسول اکرمؐ کی خدمت اقدس میں بسر ہوتا تھا۔ آپ کا انتقال ۳۳ھ/۶۵۳ء میں ہوا۔

بلال: مراد حضرت بلالؓ۔ بلال نام تھا اور کنیت ابو عبداللہ تھی۔ والد کا نام رباح اور والدہ کا نام حمامہ تھا۔ حبشی نژاد غلام تھے ان کی پیدائش مکہ میں ہوئی۔ وہ ایک کافر کے غلام تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے آقا نے ان پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کافر سے خرید کر انہیں آزاد کر دیا۔ بلالؓ، حضور نبی اکرمؐ کے عاشق صادق اور خادم خاص تھے اور مسجد نبویؐ کے موذن بھی۔ حضور اکرمؐ کے وصال کے بعد شام کو ہجرت کر گئے اور وہیں ۲۰ھ/۶۴۱ء میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فوت ہوئے۔

چشم بیخواب: ایسی آنکھ جس میں نیند نہ ہو۔ دل بے تاب دہ: بے قرار دل دے۔ فطرت سیماب: پارے کی خصلت، پارے کی سی بے قرار سرشت۔ آیتے بنما: ایک یا کوئی نشانی دکھا۔ آیات مبیں: روشن نشانیاں۔ تا شود: تا کہ ہو، تا کہ ہوں۔ اعناق اعدا خاضعین: دشمنوں کی گردنیں مغلوب، قرآنی تلمیح ہے سورہ الشعراء آیت ۴ کی طرف اشارہ ہے۔ جس کا ترجمہ ہے، اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کر دیں، پھر ان کی گردنیں اس نشانی سے پست ہو جائیں۔

ترجمہ وتشریح......: اے (ذات باری تعالیٰ) تو کائنات کے وجود میں اسی طرح مخفی ہے جس طرح روح بدن میں (یا تو کائنات کے وجود میں روح کی مانند ہے) جانوں میں چھپا بیٹھا ہے لیکن ہم سے دور بھاگ رہا ہے۔

☆......صرف تیرے ہی فیض کی برکت سے تو زندگی کے ساز میں نغمہ پیدا ہوتا ہے۔ تیری راہ میں جو موت آئے وہ زندگی کے لئے باعث رشک ہے۔

☆......اب تو پھر اس غم ناک دل کی تسکین کا سامان بن، پھر ہمارے سینوں میں آ کر بس جا۔

☆......پھر سے ہم سے عزت واحترام کا طالب ہو ہم عشق میں خام ہیں، ہمیں پختہ عاشق بنا دے۔

☆......اپنی قسمت کی شکایتیں ہماری زبان پر ہیں یعنی تقدیر کا شکوہ کرنے میں لگے رہتے ہیں تیرا نرخ زیادہ ہے اور ہم مفلس و نادار ہیں۔

☆......ہم خالی ہاتھ لوگوں سے اپنا حسین و دلکش چہرہ نہ چھپا۔ حضرت سلمانؓ (فارسی) اور حضرت بلال (حبشیؓ) والا اونچے درجے کا عشق سستا کر دے (تا کہ ہم اس سے فیض حاصل کر سکیں)۔

☆......ہمیں جاگتی رہنے والی آنکھ اور بے قرار دل عطا کر۔ پھر سے ہمیں پہلے کی طرح پارے کی سی بے قرار فطرت دے۔

☆......اپنے روشن نشانوں میں سے ایک روشن نشانی دکھا تا کہ دشمنوں کی گردنیں نیچی ہو جائیں۔

کوہ آتش خیز کن ایں کاہ را   ز آتش ماسوز غیر اللہ را
رشتہ وحدت چو قوم از دست داد   صد گرہ بر روئے کار ما فتاد
ما پریشاں در جہاں چوں اختریم   ہمدم و بیگانہ از یک دیگریم
باز ایں اوراق راشیر ازہ کن   باز آئین محبت تازہ کن
باز مارا برہماں خدمت گمار   کار خود باعاشقان خود سپار
رہرواں را منزل تسلیم بخش   قوت ایمان ابراہیم بخش
عشق را از شغل لا آگاہ کن   آشنائے رمز الا اللہ کن

معانی...... : کوہ آتش خیز کن: آتش فشاں پہاڑ بنادے۔ این کاہ را: اس تنکے کو۔ ز آتش ما: ہماری آگ سے۔ سوز غیر اللہ را: ماسوا اللہ کو جلا دے، اللہ کے سوا جو کچھ ہے سے جلا ڈال۔ رشتہ وحدت: اتحاد و یگانگت کی ڈور، ایک ہونے کی ڈور۔ چو قوم از دست داد: جب قوم نے ہاتھ سے دے دیا۔ صد گرہ بر روئے کار ما فتاد: ہمارے کام میں سینکڑوں گرہیں پڑ گئیں پریشاں: منتشر، بکھرے ہوئے۔ چو اختریم: ستاروں کی مانند ہیں۔ ہمدم: ساتھی۔ بیگانہ: غیر، اجنبی، ناواقف۔ از یک دیگریم: ایک دوسرے سے ہیں۔ باز: پھر، پھر سے۔ این اوراق را: ان اوراق کو۔ شیر ازہ کن: شیرازہ بندی کر۔ آئین محبت: محبت کا دستور، باہمی اتحاد و اخوت کا پہلا سا انداز۔ تازہ کن: پھر سے رائج کر دے۔ برہماں خدمت گمار: اسی خدمت پر متعین کر۔ سپار: حوالے کر، سپرد کر۔ رہرواں را: چلنے والے کو، مسافروں کو۔ منزل تسلیم بخش: تسلیم کا مقام عطا کر۔ ایمان ابراہیمؑ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سا ایمان جو شرک سے **مکمل** طور پر پاک تھا۔ شغل ''لا'' لا کا وظیفہ، مراد اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہ ماننے کا وظیفہ (یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں) آشنائے رمز الا اللہ کن: لا الہ کی حقیقت سے آگاہ کر۔

ترجمہ وتشریح......: اس گھاس پھوس یا تنکے کو آگ اچھالنے والا (آتش فشاں) پہاڑ بنا دے، ہماری آگ کو وہ تپش عطا کر کہ وہ ماسوا اللہ کو جلا دے۔ (تیرے سوا ہر شے کو جلا دے)۔

☆......جب سے قوم نے وحدت کا رشتہ چھوڑا ہمارے کام کے رشتے میں سینکڑوں گرہیں پڑ گئیں۔

☆......ہم دنیا میں ستاروں کی طرح منتشر ہو کر رہ گئے، اگرچہ ہم ساتھی ہیں (ایک دوسرے کے پاس رہتے ہیں۔ لیکن ایک دوسرے سے نا آشنا (اجنبی) ہیں۔

☆......ان بکھرے ہوئے اوراق کی پھر سے شیرازہ بندی کر دے (بندھ جانے کا سامان کر دے) پھر سے (وہی پہلے والا) محبت کا دستور تازہ کر دے۔

☆......ہمیں پھر سے وہی خدمت سونپ دے، جس پر ہم پہلے مامور تھے۔ اپنا معاملہ اپنے عاشقوں کے سپرد کر۔

☆......ہم چلنے والوں کو تسلیم کی منزل عطا کر، ابراہیم علیہ السلام کے ایمان کی قوت عطا کر۔

☆......عشق کو پہلے ''لا'' کے وظیفے سے آگاہ کر پھر اسے ''الا اللہ'' کی رمز سے آشنا کر۔

منکہ بہر دیگراں سوزم چو شمع   بزم خود راگریہ آموزم چو شمع

یا رب آں اشکے کہ باشد دلفروز بے قرار و مضطر و آرام سوز
کارمش درباغ وروید آتشے از قبائے لالہ شوید آتشے
دل بدوش و دیدہ برفرد استم درمیان انجمن تنہا ستم
"ہر کسے از ظن خوشید یارمن ازدرون من جست اسرار من"
درجہان یا رب ندیم من کجاست نخل سینایم کلیم من کجاست

معانی...... :منکہ: میں جو، میں کہ۔ بہر دیگراں: دوسروں کے لئے۔ سوزم چوشمع: شمع کی مانند جل رہا ہوں۔ گریہ آموزم: رونا سکھاتا ہوں۔ آن اشکے کہ: وہ آنسو جو۔ باشد دل فروز: دل کو منور کرنے والا ہو۔ آرام سوز: آرام کو جلانے والا۔ کارمش: میں اسے بوؤں، میں اسے کاشت کروں۔ روید آتشے: ایک آگ اگے۔ شوید آتشے: آگ دھوڈالے، لالہ کی سرخ کو ماند کردے۔ دل بدوش: دل کل کی طرف یعنی دل ماضی کی طرف متوجہ ہے۔ دیدہ برفرد استم: آنکھیں آنے والے کل پر لگائے ہوئے ہوں۔ درمیان انجمن: محفل میں، بزم میں۔ تنہا ستم: اکیلا ہوں، میری سوچ والا اور کوئی نہیں۔ ہر کسے: ہر کوئی۔ ازظن خود: اپنے خیال اور اپنے گمان کے مطابق۔ از درون من: میرے اندر سے۔ نجست اسرار من: میرے بھید تلاش نہ کئے۔ ندیم: ساتھی، رفیق، ہم خیال۔ کجا است: کہاں ہے۔ نخل سینایم: میں طور سینا کا درخت ہوں (سینا= وہ پہاڑ جس پر حضرت موسیٰؑ نے تجلی خداوندی کا مشاہدہ اور اللہ سے کلام کیا)۔ کلیم: کلام کرنے والا، اشارہ ہے حضرت موسیٰؑ کی طرف، خود کو حضرت موسیٰؑ سے تشبیہ دی ہے۔

ترجمہ وتشریح......: میں شمع کی طرح دوسروں کے لئے جل رہا ہوں، اپنی محفل کو شمع کی صورت رونا سکھا رہا ہوں۔

☆......یا الٰہی ایسا آنسو عطا کر جو دلوں میں روشنی پیدا کردے، جو بے قرار ہو، بے تاب ہو اور آرام کو جلا دے۔

☆......میں وہ آنسو باغ (ملت) میں بوؤں اور اس سے آگ اُگے، ایسی آگ جو لالہ کی قبا سے آگ کو دھوڈالے (آگ جھڑنے لگے)۔

☆......میرا دل ماضی کی کیفیتوں میں کھویا ہوا ہے اور آنکھیں مستقبل کی طرف جمی ہوئی ہیں، میں بزم میں رہتے ہوئے بھی تنہا ہوں (بھری مجلس میں تنہا ہوں)۔

☆......ہر کوئی اپنے اپنے خیال کے مطابق میرا دوست بن گیا لیکن کسی نے میرے اندر جھانک کر میرے اسرار جاننے کی کوشش نہ کی۔ (یہ مولانا روم کا شعر ہے)۔

☆......یا رب! دنیا میں میرا ہم خیال (ساتھی) کہاں ہے، میں کوہ طور (سینا) کا نخل ہوں میرا کلیم کہاں ہے۔

ظالم برخود ستم ہا کردہ ام شعلہ را در بغل پوردہ ام
شعلہ غارت گرسامان ہوش آتشے افگندہ درد امان ہوش
عقل را دیوانگی آموختہ علم را سامان ہستی سوختہ
آفتاب از سوز اوگر دوں مقام برقہا اندر طواف اودمام
ہمچو شبنم دیدہ گریاں شدم تا امین آتش پنہاں شدم
شمع را سوز عیاں آموختم خود نہاں از چشم عالم سوختم
شعلہ ہا آخر زہر مویم دمید ازرگ اندیشہ ام آتش چکید

عند لیبم از شرر ہادانہ چید نغمہ آتش مزاجے آفرید

معانی...... : میں ظالم ہوں۔ بر خود ستمہا کردہ ام: میں نے اپنے اوپر ستم کیے ہیں۔ شعلہ را: ایک شعلے کو۔ در بغل: پہلو میں۔ پروردہ ام: میں نے پالا ہے۔ شعلہء: ایسا شعلہ جو۔ غارت گر: لوٹنے والا۔ سامان ہوش: عقل وخرد کا سامان۔ آتشے افگندہ: اس نے ایک آگ ڈالی یعنی لگادی۔ دیوانگی آموختہ: دیوانہ پن کی تعلیم دی، جنون سکھایا ہے۔ علم راسامان ہستی سوختہ: علم کی ہستی کا سامان جلا ڈالا۔ گردوں مقام: جس کا مقام آسمان ایسا ہے یعنی بہت بلند۔ برقہا: بجلیاں، برق بمعنی بجلی کی جمع۔ مدام: ہمیشہ، مسلسل۔ اندر طواف او: اس کے گرد چکر لگائے ہیں۔ ہمچو شبنم: شبنم کی مانند۔ دیدۂ گریاں شدم: میں روتی ہوئی آنکھ ہو گیا یا بن گیا۔ امین: امانت دار، محافظ، نگہبان۔ آتش پنہاں: چھپی ہوئی آگ۔ سوز عیاں: کھل کر جلنا، واضح طور پر جلنا۔ خود نہاں از چشم عالم سوختہ: خود میں دنیا یعنی دنیا والوں کی آنکھوں سے اوجھل جل گیا۔ زہر مویم دمید: میرے روئیں روئیں سے پھوٹے مراد پیدا ہوئے یا نکلے۔ از رگ اندیشہ ام: میرے فکر کی رگ سے۔ آتش چکید: آگ ٹپکی۔ عندلیبم: میری بلبل نے، میرے بلبل نے۔ از شرر ہادانہ چید: چنگاریوں کے دانے چنے۔ نغمہ آتش مزاجے: ایسا نغمہ جس کا مزاج آگ ہے، آگ کا مزاج رکھنے والا نغمہ (جس میں سوز و تپش ہو)۔ آفرید: پیدا کیا۔

ترجمہ وتشریح......: اے خدا! میں ظالم ہوں، میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیے ہیں، میں ایک شعلے کو اپنی آغوش میں پالتا رہا۔

☆......ایسا شعلہ جو عقل وشعور کا اسباب واثاثہ لوٹ کرلے گیا، جس نے عقل کے دامن میں آگ لگادی۔

☆......اس نے عقل دیوانگی سکھائی۔ اس نے علم کی ہستی کا ساز و سامان جلا کر رکھ دیا۔

☆......سورج اس کی تپش کی بدولت آسمان کی سی رفعت والا ہے، بجلیاں ہر وقت اس کا طواف کرتی رہتی ہیں۔

☆......میں شبنم کی طرح روتی ہوئی آنکھ بنا، جب کہیں یہ چھپی ہوئی آگ میرے سپرد ہوئی۔

☆......شمع کو تو میں نے کھلم کھلا جلنے کی تعلیم دی لیکن خود میں دنیا کی نظروں سے چھپ کر جلتا رہا۔

☆......آخر میرے بدن کے روئیں روئیں سے شعلے پھوٹ پڑے، میرے فکر کی رگوں سے آگ ٹپکنے لگی۔

☆......میری بلبل نے چنگاریوں سے دانہ دنکا چنا، اس (بلبل) نے آگ کی فطرت کا حامل (آتشیں) نغمہ پیدا کیا۔

سینہ عصر من از دل خالی است می تپد مجنوں کہ محمل خالی است

شمع را تنہا تپیدن سہل نیست آہ یک پروانہ من اہل نیست

انتظار غمگسارے تا کجا جستجوے رازدارے تا کجا

اے ز رویت ماہ انجم مستنیر آتش خود راز جانم باز گیر

ایں امانت باز گیر از سینہ ام خار جوہر برکش از آئینہ ام

یا مرا یک ہمدم دیرینہ دہ عشق عالم سوز را آئینہ دہ

موج در بحر است ہم پہلوئے موج ہست با ہمدم تپیدن خوئے موج

بر فلک کوکب ندیم کوکب است ماہ تاباں سر بزانوے شب است

روز پہلوئے شب یلدا زند خویش را امروز بر فردا زند

ہستی جوئے بجوئے گم شود موجہ بادے ببوے گم شود

ہست در ہر گوشہ ویرانہ رقص میکند دیوانہ بادیوانہ رقص

معانی...... : سینۂ عصرِ من: میرے دور کا سینہ، میرے عصر کے لوگوں (مسلمانوں) کا سینہ۔ می تپد مجنوں: مجنوں تڑپتا ہے۔ محمل خالی است: کجاوہ خالی ہے، یعنی محمل میں لیلا نہیں ہے (محمل = کجاوہ، اونٹ کی پیٹھ پر رکھی ہوئی ایک قسم کی ڈولی جس پر پردہ پڑا ہوتا ہے)۔ تنہا تپیدن: اکیلے تڑپنا۔ سہل نیست: آسان نہیں ہے۔ شمع را: شمع کے لئے۔ یک پروانہ من: میرا ایک بھی پروانہ، فردِ ملت۔ اہل نیست: اہل نہیں ہے۔ غمگسارے: کسی غم گسار، کوئی شریک غم۔ تا کجا: کہاں تک۔ جستجوئے رازدارے: کسی رازدار کی تلاش۔ اے زور یت: اے (باری تعالیٰ کہ) تیرے چہرے سے۔ مستنیر: روشن، منور۔ آتش خودرا: اپنی آگ کو۔ ز جانم باز گیر: میری جان سے واپس لے لے۔ خار جوہر برکش: جوہر کا کانٹا باہر کھینچ ڈال، مراد نکال دے۔ ہمدم دیرینہ: پرانا ساتھی۔ عالم سوز: دنیا کو جلانے والا۔ ہم پہلوئے موج: موج کے پہلو بہ پہلو، موج کے ساتھ ساتھ۔ خوئے موج: موج کی فطرت۔ کوکب: ستارہ۔ ماہ تاباں: روشن چاند۔ سر بزانوئے شب: رات کے زانو پر سر رکھے ہوئے۔ پہلوئے شب یلدا زند: تاریک اور طویل رات کے ساتھ برابری کرتا ہے، یا پہلو دباتا ہے (یلدا = لمبی اور تاریک (سیاہ) رات۔ خویش را: خود کو، اپنے آپ کو۔ امروز بر فردا زند: آج فردا پر مارتا ہے۔ ہستی جوئے: ایک ندی کا وجود۔ بجوئے گم شود: کسی ندی میں گم ہو جاتا ہے۔ موجہ بادے: ایک ہوا کی موج۔ بوئے: کسی خوشبو میں۔ در ہر گوشہ ویرانہ: غیر آباد جگہ کے ہر کونے میں۔

ترجمہ وتشریح...... : میرے دور کے (افرادِ ملت کا) سینہ دل سے خالی ہے، (کوئی صاحب دل نظر نہیں آتا) مجنوں تڑپ رہا ہے کہ محمل خالی ہو گیا ہے۔

☆......شمع کے لئے اکیلے جلتے رہنا آسان نہیں، افسوس کہ میرا ایک بھی پروانہ (فردِ ملت) اہل نہیں ہے۔

☆......کسی غمگسار کا انتظار کرتا رہوں؟ کب تک کسی رازدار کی تلاش میں دوڑا پھروں؟۔

☆......اے (ربِ ذوالجلال) تو، کہ تیرے رخ سے چاند ستارے روشنی حاصل کرتے ہیں اپنی آگ جو میری جان میں رکھی ہے اسے واپس لے لے۔

☆......(اگر ایسا نہیں تو) پھر مجھے کوئی پرانا ساتھی ہی عطا کر، دنیا کو جلا دینے والے عشق کو آئینہ عطا کر۔

☆......موج سمندر میں دوسری موج کے ساتھ مل کر چلتی ہے۔ باہم مل کر (اپنی ساتھی موج کے ساتھ مل کر) تڑپنا موج کی فطرت ہے۔

☆......آسمان پر ایک ستارہ دوسرے ستارے کا ساتھی ہے، روشن چاند، رات کی گود میں سر رکھے رہتا ہے۔

☆......دن، تاریک اور طویل رات سے پہلو مارتا ہے، ''آج'' اپنے آپ کو آنے والی کل پر گراتا ہے۔

☆......ایک ندی کا وجود دوسری ندی میں گم ہو جاتا ہے، ہوا کا جھونکا کسی خوشبو میں گم ہو جاتا ہے۔

☆......ویرانے کے گوشے گوشے میں رقص ہو رہا ہے، دیوانہ دوسرے دیوانہ کے ساتھ ناچ رہا ہے۔

گرچہ تو در ذات خود یکتاستی عالمے از بہر خویش آراستی
من مثال لالہ صحرا ستم درمیان محفلے تنہا ستم
خواہم از لطف تو یارے ہمدمے از رموز فطرت من محرمے
ہمدمے دیوانہ فرزانہ از خیال ایں وآں بیگانہ
تا بجان او سپارم ہوئے خویش باز بینم در دل او روئے خویش
سازم از مشت گل پیکرش ہم صنم اور اشوم ہم آزرش

معانی...... : درذات خود: اپنی ذات میں۔ یکتاستی: تو یکتا ہے، تو بے مثال ہے، تو لاشریک ہے۔ عالمے: ایک دنیا، ساری کائنات۔ از بہر خویش: اپنے لئے، اپنی خاطر۔ آراستی: تونے سجایا۔ مثال لالہ صحرا ستم: میں بیابان کے لالہ کی مانند ہوں۔ درمیان محفلے: ایک محفل میں۔ تنہا ستم: میں تنہا ہوں، میں اکیلا ہوں۔ خواہم: میں چاہتا ہوں۔ از لطف تو: تیری مہربانی ہے۔ یارے ہمدمے: کوئی دوست۔ از رموز فطرت من محرمے: جو میری فطرت کے رموز سے پوری طرح آگاہ ہو۔ ہمدمے دیوانہء فرزانہء: ایسا ساتھی جس میں وارفتگی یعنی عشق و جنون کے ساتھ ساتھ فرزانگی بھی ہو۔ این وآں: یہ اور وہ، مراد غیر اللہ۔ بیگانہء: پورے طور پر ناواقف، ایک اجنبی۔ تا بجان او سپارم: تاکہ میں اس کی جان کے حوالے کردوں۔ سازم: میں بناؤں۔ از مشت گل خود: اپنی مٹھی بھر خاک سے۔ پیکرش: اس کا وجود، اس کا جسم۔ ہم صنم او را شوم: میں اس کا بت بھی بن جاؤں۔ ہم آزرش: اور اس کا آزر بھی۔ (آزر = ایک مشہور بت تراش جو بعض کے نزدیک حضرت ابراہیمؑ کا چچا تھا اور بعض کے مطابق والد، یہاں مراد بت تراش)۔

ترجمہ وتشریح......: اگرچہ تو اپنی ذات میں لاشریک ہے (لیکن پھر بھی) تو نے اپنی دلچسپی کے لئے (مراد اپنی تنہائی دور کرنے کے لئے) ایک پوری کائنات سجا ڈالی۔

☆......میں صحرا کے گل لالہ کی مانند (تنہا) ہوں، بھری محفل میں بھی تنہا ہوں۔

☆......میں تیرے فضل وکرم سے ایک ایسے رفیق وغمگسار کا طالب ہوں جو میری فطرت کے رموز سے پوری طرح واقف ہو۔

☆......وہ ایسا ساتھی ہو جو دیوانہ بھی ہو اور عقل مند بھی یعنی اسے دینوی یا دنیاوی عزوجاہ سے کوئی سروکار نہ ہو۔

☆......تاکہ میں اپنی عشق ومحبت کی آگ اس کی جان کے حوالے کردوں پھر اس کے دل میں اپنا چہرہ دیکھوں۔

☆......اپنی مٹھی بھر خاک سے اس کا جسم بناؤں، پھر خود ہی اس کا بت بن جاؤں اور خود ہی اسے تراشنے والا بھی بن جاؤں۔

☆☆☆

فہرست کلیات اقبال

کلیات اقبال

(فارسی)

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

فرہنگ و ترجمہ
پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

مکتبہ دانیال لاہور

email:maktabahdaneyal@hotmail.com
Tel : 042 - 7660736 Mobile : 0333 - 4276640

نام کتاب .... کلیات اقبال

تالیف .... علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

مترجم .... پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

طابع .... محمد ابوبکر صدیق

ناشر .... مکتبہ دانیال

کمپیوٹر کمپوزنگ ...... کامران ہاشمی

تعداد 500

قیمت ....

پیپر بیک .... -/450

ندیم یونس پرنٹرز

مکتبہ دانیال لاہور

email:maktabahdaneyal@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

شاعرِ مشرق علامہ اِقبالؒ کا تمام تر شعری سرمایہ فارسی اور اُردو میں ہے۔ فارسی برصغیر کے مسلمانوں کی عظیم ثقافتی اور ادبی زُبان رہی ہے' مگر اَب وہ ہمارے ہاں ایک اَجنبی زُبان بنتی جا رہی ہے۔ مطالعہ فارسی کے انحطاط کی وجہ سے عام قاری اور طلبہ اطالبات ان سے استفادہ کم کرتے ہیں' ضرورت اِس بات کی ہے کہ علامہ اِقبالؒ کے افکار (جو زیادہ تر فارسی میں ہیں) کو زیادہ سے زیادہ سلیس اور عام فہم انداز میں بیان کر دیا جائے تا کہ عام قاری کے لئے فکرِ اقبال تک رسائی آسان ہو جائے۔ یہی اِس کتاب کا مقصد ہے کہ عام پڑھا لکھا آدمی آسانی سے علامہ مرحوم و مغفور کا پیغام صحیح طور پر سمجھ سکے اور علامہ مرحوم کی تعلیمات سے استفادہ کر سکے۔

انہی مقاصد کے پیشِ نظر یہ شرح تحریر کی گئی ہے' جس میں علامہ اِقبالؒ کے افکار کو عام اُردو دان طبقے میں آسان پیرائے میں متعارف کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اِس میں اختصار سے کام لیتے ہوئے ترجمہ کو آسان اور عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مشکل الفاظ کے معانی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں' تا کہ مطلب سمجھنے میں مزید آسانی ہو۔ اور مسلمان اِقبالؒ کے پیغام کی روح سے آشنا ہو جائیں تا کہ علامہ مرحوم کی آرزو بھی پوری ہو جائے۔

آخر میں راقم شیخ محمد ابو بکر صدیق صاحب کا شکر گزار ہے کہ ان کی مخلصانہ خواہش پر مجھے یہ کام کرنے کا موقع ملا ہے۔

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

ایم۔اے (اردو)' ایم۔اے (تاریخ)

ایم۔اے (اسلامیات)' ایم۔اے (پنجابی)

پرنسپل چکوال گرامر سکول' چکوال

اسرار و رموز

اقبالؔ

رموزِ بیخودی

فارسی

(فرہنگ، ترجمہ وتشریح)

اقبالؔ

رموزِ بیخودی

۱۹۱۸ء میں مثنوی اسرارِ خودی کا دوسرا حصہ ''رموز بے خودی'' کے نام سے شائع ہوا۔ اسرار خودی کے برعکس اس میں افراد کو خودی مٹا دینے کا درس نہیں دیا گیا بلکہ کہا گیا ہے کہ افراد اپنی خودی کی تکمیل کے بعد وسیع تر ملت کے استحکام کے لئے اپنی خودی کو ملت کی خودی میں ضم کر دیں۔

''رموز بے خودی'' کے پہلے ایڈیشن میں حضرت علامہ نے ایک مختصر سا دیباچہ بھی شامل کر دیا تھا جسے دوسرے ایڈیشن میں حذف کر دیا تھا۔ چونکہ اس میں علامہ نے اس مثنوی کے مقاصد کی تشریح کی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اسی کو درج کیا جاتا ہے۔

''یہ مثنوی کسی طویل الذیل دیباچہ کی محتاج نہیں ہے تاہم اس کے مقاصد کی ایک مختصر تشریح ضروری ہے۔ واضح ہو کہ جس طرح حیات افراد میں جلب منفعت، دفع مضرت، یقین عمل اور ذوق حقائق عالیہ یہ سب باتیں احساس نفس کے تدریجی نشو و نما، اس کے تسلسل اور اس کے استحکام سے وابستہ ہیں۔ اسی طرح اقوام و ملل کی زندگی کا راز، اسی احساس یا بالفاظ دگر ''قومی انا'' کی حفاظت، تربیت اور استحکام میں پوشیدہ ہے۔

حیات ملیہ کا انتہائی کمال یہ ہے کہ قوم کے افراد کسی آئین مسلم کی پابندی سے اپنے ذاتی جذبات اور میلانات کے حدود مقرر کریں تاکہ انفرادی اعمال کا تباین و تناقص مٹ کر تمام قوم کے لئے ایک قلب مشترک پیدا ہو جائے۔ افراد کی صورت میں احساسِ نفس کا تسلسل، قوت حافظہ پر موقوف ہے لیکن اقوام کے حق میں اس کا تسلسل اور استحکام، قومی تاریخ کی حفاظت میں مضمر ہے۔ یعنی قومی تاریخ، حیات ملیہ کے لئے بمنزلۂ قوت حافظہ ہے، جو اس کے مختلف مراحل کے احساسات اور اعمال کو مربوط کر کے ''قومی خودی'' کا زمانی تسلسل قائم اور محفوظ رکھتی ہے۔

علم الحیات اور عمرانیات کے اسی نکتہ کو ملحوظ رکھ کر میں نے ملت اسلامیہ کی ہیئت ترکیبی اور اس کے مختلف اجزاء و عناصر پر نظر ڈالی ہے اور مجھے یقین ہے کہ امت مسلمہ کی حیات کا صحیح ادراک اسی نکتہ نگاہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ البتہ اس ضمن میں ایک ضروری سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسی مختص الہیت جماعت کا انحطاط زائل کرنے اور اس کی زندگی کو مستحکم کرنے کے عملی اصول کیا ہیں؟ اس سوال کا مجمل جواب مثنوی کے دونوں حصوں میں آ چکا ہے، مگر مفصل جواب کے لئے ناظرین کو انتظار کرنا چاہئے۔ اگر وقت نے مساعدت کی تو اس مثنوی کا تیسرا حصہ اسی سوال کا تفصیلی جواب[1] ہو گا۔

[1] علامہ نے اس مثنوی کا تیسرا حصہ تو نہیں لکھا لیکن اس سوال کا تفصیلی جواب ''جاوید نامہ'' اور ''ضرب کلیم'' میں ہدیہ ناظرین کر دیا ہے۔

بعد میں ایک جدت یہ پیدا کی گئی کہ ''اسرار خودی'' اور ''رموز بے خودی'' کو ''اسرار و رموز'' کے نام سے یکجا کر کے شائع کیا گیا۔ رموز بے خودی کا ترجمہ بعد میں پروفیسر آربری نے انگریزی میں کیا۔ اسرار و رموز کا عربی ترجمہ عبدالوہاب نے کیا اور قاہرہ سے شائع ہوا۔ ترکی زبان میں ان مثنویوں کا ترجمہ ۱۹۵۰ء میں ہوا۔

جہد کن در بیخودی خود را بیاب
زود تر اللہ اعلم بالصواب
(مولانا رومؒ)

معانی:...... جہد کن: کوشش کر۔ بیاب: پالے۔ زودتر: جلدی کر۔ واللہ: اور اللہ۔ اعلم: بہت جانتا ہے۔ بالصواب: بہتری یا درستی کو۔

ترجمہ وتشریح:...... تو بے خودی کے حصول کے لئے کوشش کر اور یوں خود کو پالے۔ جلدی کر اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (دیر نہ کر)

پیش کش بحضورِ ملّتِ اسلامیہ

منکر نتواں گشت اگر دم زنم از عشق
ایں نشہ بمن نیست اگر با دگرے ہست
(عرفی)

معانی:...... نتواں گشت: نہیں پھرا جا سکتا۔ دم زنم: میں دم بھرتا ہوں، دعویٰ کرتا ہوں۔ بمن نیست: مجھ میں نہیں ہے۔ عرفی: محمد جمال الدین نام، تخلص عرفی، شیراز کا رہنے والا تھا۔ مغل بادشاہ اکبر کے عہد میں برصغیر میں آیا اور مقام حاصل کیا۔

ترجمہ وتشریح:...... اگر میں عشق کا دعویٰ کرتا ہوں تو میں اس سے انکار نہیں کرتا ہوں۔ (البتہ) اگر کسی اور کو یہ نشہ ہے، تو پھر یہ مجھے نہیں ہے۔

پیش کش کا عنوان عرفی کا مشہور شعر ہے:

منکر نشوی گر بہ غلط دم زنم از عشق
ایں نشہ مرا گر نبود با دگرے ہست

اقبال نے یہ شعر کسی قدر مختلف الفاظ میں لکھا ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں عشق کا دعویٰ کرتا ہوں اور اے مخاطب! اگر وہ تیرے نزدیک درست نہیں تو نفس عشق کا انکار نہ کر، تھوڑی دیر کے لئے سمجھ لے کہ میں اس شراب سے مست نہیں، لیکن کوئی نہ کوئی تو ضرور مست ہوگا۔

اے ترا حق خاتم اقوام کرد   بر تو ہر آغاز را انجام کرد
اے مثال انبیا پاکان تو   ہمگر دلہا جگر چاکان تو
اے نظر بر حسن ترسا زادہ   اے زراہ کعبہ دور افتادہ

معانی:...... خاتم: ختم کرنے والی، آخری۔ انجام کرد: ختم کر دیا۔ پاکان: پاک کی جمع، متقی لوگ۔ ہمگر: لغوی معنی دو چیزوں کو

اکٹھا کرنے والا۔ اس کا اطلاق رفوگر پر ہوتا ہے۔ دلوں کو رفو کرنے والے' دوسروں کے دکھ درد دور کرنے والے۔ فارسی کا مشہور شاعر مجد الدین ہمگر رفوگر تھا' اس لئے "ہمگر" مشہور ہو گا۔ جگر چاکان: جن کے جگر زخمی ہوں' مراد عاشق۔ ترسا: یہ آتش پرست اور نصرانی (عیسائی) دونوں کے لئے مستعمل ہے۔ دور افتادہ: دور ہٹا ہوا۔

ترجمہ وتشریح:...... اے ملت اسلامیہ! جس طرح تیرے رسولؐ خاتم الرسل اور اس دنیا کے آخری نبی تھے' اسی طرح تو قوموں کی خاتم ہے' یعنی تیرے بعد کوئی قوم پیدا نہ ہو گی۔ اس سلسلے میں جو آغاز ہوا تھا' وہ تیری ذات پر انجام کو پہنچ گیا۔ اس میں سورہ مائدہ کی آیت ۳ کی طرف اشارہ ہے کہ "آج کے دن ہم نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر تمام نعمتیں پوری کیں اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا۔ اے ملت! تیرے پاکباز اور پاک باطن اصحاب کو اس سے ملتی جلتی حیثیت حاصل ہے' جو پہلی قوموں میں انبیاء کو حاصل تھی۔ اور تیرے جن بزرگوں کے جگر عشق حق کی وجہ سے چاک چاک ہیں' وہ دلوں کے زخم رفو کر دیتے ہیں۔ (وہ لوگوں کے دکھ درد دور کرنے میں لگے رہتے ہیں)۔

"اے تماشا گاہ عالم روئے تو" اے فلک مشت غبارے کوئے تو
"تو کجا بہر تماشا میروی" ہمچو موج آتش تہ پا میروی

معانی:...... مشت غبار: مٹھی بھر خاک' حقیر شے۔ تماشا گاہ عالم: دنیا کی توجہ کا مرکز۔ ہمچو: مانند' طرح۔ آتش زیر پا: پاؤں کے نیچے آگ۔ بہر تماشا: نظارے کے لئے۔

ترجمہ وتشریح:...... یہ آسمان تیرے کوچے کے گرد و غبار کی ایک مٹھی ہے اور تیرے چہرے کا حسن کا یہ عالم ہے کہ دنیا کی نگاہیں اسی پر جمی ہوئی ہیں۔ تیرا چہرہ دنیا والوں کے لئے تماشا گاہ ہے۔ لیکن تیری کیفیت یہ ہے کہ تو موج کی طرح بے قرار ہو کر دوسری طرف چلی جا رہی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ تجھے ذوق تماشا کہاں لئے جا رہا ہے۔ تو کس کے نظارے کے لئے جا رہی ہے۔ ان دونوں شعروں کے آخری دو مصرعے سعدی کی غزل کے ایک شعر سے لئے گئے ہیں۔ یعنی۔ اے تماشا گاہ عالم روئے تو۔ تو کجا بہر تماشائے روی۔

رمز سوز آموز از پروانہ در شرر تعمیر کن کاشانہ
طرح عشق انداز اندر جان خویش تازہ کن با مصطفیٰؐ پیمان خویش

معانی:...... رمز: بھید' حقیقت۔ سوز: جلنا۔ آموز: سیکھ۔ شرر: چنگاری۔ کاشانہ: محل۔ طرح: بنیاد' انداز' ڈال۔

ترجمہ وتشریح:...... تجھے چاہیے کہ پروانے سے سوز (جلنے) کے راز سیکھے اور چنگاریوں میں محل تعمیر کرے یعنی گھر بنائے۔ اپنی جان کے اندر عشق رسولؐ کا انداز پیدا کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر اپنے پیمان نیاز و وفا باندھ لے۔ (عہد و پیمان کی تجدید کر)۔

خاطرم از صحبت ترسا گرفت تا نقاب روئے تو بالا گرفت
ہم نوا از جلوہ اغیار گفت داستان گیسو و رخسار گفت
بر در ساقی جبیں فرسود او قصہ مغز ادگان پیمود او
من شہید تیغ ابروئے توام خاکم و آسودہ کوئے توام

معانی:...... خاطرم: میرا دل۔ صحبت ترسا: نصرانی کی رفاقت۔ گرفت: اچاٹ ہو گیا' نفرت۔ بالا گرفت: اوپر کو اٹھ گیا۔ ہم نوا: ساتھی۔ جلوۂ اغیار: غیروں کا جلوہ۔ اغیار: غیر کی جمع۔ جبیں فرسود: اس نے پیشانی رگڑی' گھسائی' سجدے کئے۔ مغ زادگان: مغ زادہ کی جمع' وہ حسین نوخیز لڑکے جو قدیم ایران کے میخانوں میں میخواروں کو شراب پلایا کرتے تھے۔ قصہ پیمود: مراد قصہ بیان کیا۔ خاکم: میں

خاک ہوں۔ آسودہ: آسائش، آرام یا سکون میں۔

ترجمہ وتشریح:...... اے ملت! جب تیرے چہرے سے نقاب اوپر کو اٹھا (اور میں نے اس کی آب وتاب دیکھی تو میرے دل کو نصرانیوں اور گبروں سے نفرت ہوگئی۔ (جی اچاٹ ہوگیا)۔ میرے ہمنواؤں نے غیروں کی جلوہ افروزیوں کے افسانے سنائے۔ زلف و رخسار کی داستانیں بیان کیں۔ انہوں نے ساقی کے دروازے پر پیشانی گھسی۔ وہ مغ زادوں کے قصے کہتے رہے۔ (یہ اس وقت کے عام شاعروں کی کیفیت تھی) علامہ اقبال فرماتے ہیں۔ ہند کے شاعر وصورت گر وافسانہ نویس، آہ بیچاروں کے اعصاب پر عورت ہے سوار۔ اے ملت اسلامیہ! میں تو تیری تیغ ابرو کا شہید ہوں۔ بلاشبہ میری حیثیت خاکی کی ہے لیکن تیرے ہی کوچے میں مجھے آسائش (آسودگی) نصیب ہوئی ہے۔

از ستایش گستری بالا ترم ـــ پیش ہردیواں فرو ناید سرم
از سخن آئینہ سازم کردہ اند ـــ وز سکندر بے نیازم کردہ اند
بار احساں برنتابد گردنم ـــ در گلستاں غنچہ گردد دامنم
سخت کوشم مثل خنجر در جہاں ـــ آب خودی گیرم از سنگ گراں

معانی:...... ستائش گستری: مدح گوئی یا مدح سرائی کرنا۔ دیوان: حساب کتاب کا دفتر، امیروں، وزیروں اور بادشاہوں کے بیٹھنے کی جگہ، مراد محکمہ مال یا خزانے کا بڑا افسر۔ فرو ناید سرم: میرا سر نہیں جھک سکتا۔ سخن: شاعری، کلام۔ آئینہ سازم: مجھے آئینہ بننے والا۔ کردہ اند: انہوں نے کیا۔ سکندر: سکندر یونانی، سکندر کو آئینے کا موجد کہا گیا ہے۔ بار: بوجھ۔ برنتابد: برداشت نہیں کرتی۔ گردنم: میری گردن۔ غنچہ گردد: کلی بن جاتا ہے، کلی کی طرح بند ہو جاتا یا سمٹ جاتا ہے۔ سخت کوشم: میں جفاکش ہوں، میں جدوجہد کرنے والا ہوں۔ میں گیرم: میں لیتا ہوں۔ آب: تلوار یا خنجر کی دھار، تیزی۔ سنگ گراں: بھاری سل، پتھر۔

ترجمہ وتشریح:...... میں کسی کی مدح سرائی نہیں کر سکتا۔ اس سے بہت اونچا ہوں۔ ہر وزیر کے آگے میرا سر نہیں جھک سکتا۔ قضا وقدر نے مجھے شعر وسخن کا آئینہ ساز بنا دیا ہے اور بادشاہوں سے بے نیاز کر دیا ہے اگرچہ وہ سکندر جیسی عالم گیر سلطنت ہی کے مالک ہوں۔ میری گردن کسی کے احسان کے بوجھ کی روادار نہیں ہو سکتی۔ میں باغ میں جاؤں تو میرا دامن کھلا نہیں رہتا، بند ہو کر کلی کی شکل اختیار کر لیتا ہے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں باغ سے کچھ لینے کے لئے آیا ہوں، یعنی میں کسی کے آگے دامن نہیں پھیلاتا۔ میں اس دنیا میں تلوار کی طرح سخت کوش ہوں اور بھاری پتھر سے آب یعنی اپنی چمک اور تیزی حاصل کرتا ہوں۔ اقبال نے شاعرانہ انداز میں یہ فرمایا ہے کہ میرا خنجر بھی پتھر سے اپنے لئے آب حاصل کرتا ہے، سخت کوشی کا تقاضا بھی یہی ہے۔

گرچہ بحرم موج من بیتاب نیست ـــ برکف من کاسہ گرداب نیست
پردہ رنگم، شمیمے نیستم ـــ صید ہر موج نسیمے نیستم
در شرار آباد ہستی اخگرم ـــ خلعتے بخشد مرا خاکسترم
بر درت جانم نیاز آوردہ است ـــ ہدیہ سوز و گداز آوردہ است

معانی:...... بحرم: میں سمندر ہوں۔ کاسۂ گرداب: بھنور کا کشکول (کشکول جس میں فقیر بھیک مانگتے ہیں) شمیمے نیستم: میں کوئی خوشبو نہیں ہوں۔ صید: شکار، شرار۔ آباد ہستی: زندگی یا وجود کی چنگاریوں کی دنیا۔ اخگرم: میں انگارا ہوں۔ خاکسترم: میری راکھ۔ بر درت: تیرے (یعنی ملت اسلامیہ) کے در پر، تیری چوکھٹ پر۔ نیاز: نذرانہ، عاجزی۔ آوردہ است: لائی ہے۔ ہدیہ: تحفہ۔

ترجمہ وتشریح:...... اگرچہ میں سمندر ہوں لیکن میری موجوں میں کوئی بقیراری نہیں ہے اور میرے ہاتھ میں بھنور کا کشکول نہیں ہے۔ میں رنگ کا پردہ ہوں، کوئی خوشبو نہیں کہ بادِ نسیم کا ہر جھونکا مجھے شکار کر کے لے جائے۔ (مطلب یہ ہے کہ نسیم چلتی ہے تو خوشبو اڑا کر لے جاتی ہے لیکن رنگ نہیں لے جاسکتی)۔ میں زندگی کے اس مقام پر، جہاں شعلے ہی شعلے ہیں۔ ایک انگارہ ہوں اور اس پر خوش ہوں کہ آخر میری راکھ میرے لئے خلعت مہیا کرے گی۔ اے ملت اسلامیہ! میری جان تیرے در پر نیاز (نذرانہ) لے کر آئی ہے۔ اس کے دامن میں تیرے لئے سوز و گداز کا تحفہ ہے۔

ز آسمان آبگوں یم می چکد — بر دل گرم دمادم می چکد
من زجو باریکتری سازمش — تا بہ صحن گلشنت اندازمش
زانکہ تو محبوب یار ماستی — ہمچو دل اندر کنار ماستی
عشق تا طرح فغاں در سینہ ریخت — آتش او از دلم آئینہ ریخت

معانی:...... آبگوں: نیلے رنگ کا، نیلگوں۔ یم: سمندر۔ می چکد: ٹپک رہا ہے۔ دمادم: لگاتار، دمبدم۔ جو: ندی۔ می سازمش: سے بناتا ہوں۔ گلشنت: تیرا گلشن۔ اندازمش: اسے ڈال دوں۔ زانکہ: اس لئے کہ۔ یار ماستی: تو ہمارے یار کی۔

ترجمہ وتشریح:...... جس آسمان کا رنگ نیلاہٹ میں سمندر کے پانی سے ملتا جلتا ہے اس سے میرے پرحرارت (گرم) دل پر دمبدم دریا ٹپکتے رہتے ہیں۔ میں انہیں ندی سے بھی زیادہ باریک بناتا ہوں تاکہ وہ تیرے باغ کے صحن میں بہنے لگیں۔ اے ملت! یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ تو ہمارے محبوب کو پیاری ہے اور ہم نے دل کی طرح تجھے پہلو میں بٹھا رکھا ہے۔

مثل گل از ہم شگافم سینہ را — پیش تو آویزم ایں آئینہ را
تا نگاہے افگنی بر روئے خویش — می شوی زنجیری گیسوے خویش
باز خوانم قصہ پارینہ ات — تازہ سازم داغہاے سینہ ات

معانی:...... طرح ریخت: بنیاد رکھی، ڈالی۔ آئینہ ریخت: آئینہ گرایا۔ از ہم شگافم: چیر رہا ہوں، چاک کرتا ہوں۔ آویزم: میں لٹکاؤں۔ لٹکاتا ہوں۔ نگاہے افگنی: تو ایک نگاہ (نظر) ڈالے۔ ذرا دیکھے۔ می شوی: تو ہو جائے۔ زنجیری گیسوے خویش: اپنی زلف گرہ گیر کی اسیر (قیدی)۔ باز خوانم: میں پھر سے پڑھتا ہوں، میں پھر سے سناتا ہوں۔ قصہ پارینہ ات: تیرا بہت پرانا قصہ، تیری پرانی داستان۔ تازہ سازم: میں تازہ یا ہرا کرتا ہوں۔ داغ ہائے سینہ: سینے کے داغ۔

ترجمہ وتشریح:...... جب سے عشق نے میرے سینے میں آہ و فغاں کی بنیاد رکھی اس کی آگ نے میرے دل کو آئینہ بنا دیا۔ میں پھول کی طرح اپنا سینہ چیر رہا ہوں تاکہ یہ آئینہ تیرے سامنے آجائے (آئینہ سامنے لٹکاتا ہوں) اور تو اس آئینے میں اپنے چہرے پر ایک نظر ڈالے تاکہ تو اپنی زلف میں ہی اسیر ہو جائے۔ میں تیری پرانی داستان پھر سے سناتا ہوں، دہراتا ہوں تاکہ تیرے سینے کے داغ تازہ (ہرے) ہو جائیں۔ (پھر سے ہرے ہو جائیں)

از پے قوم زخود نا محرمے — خواستم از حق حیات محکمے
در سکوت نیم شب نالاں بدم — عالم اندر خواب و من گریاں بدم
جانم از صبر و سکوں محروم بود — ورد من یا حی یا قیوم بود
آرزوئے داشتم، خوں کردمش — تا ز راہ دیدہ بیروں کردمش

معانی:...... از پے: کے لئے، کی خاطر۔قوم زخود نامحرمے: ایسی قوم جو آپ اپنی حقیقت سے نا آشنا ہو۔ خواستم: میں نے چاہی، میں نے دعا کی۔حیات محکم: پائیدار زندگی۔سکوت: خاموشی۔نیم شب: آدھی رات۔نالاں بدم: نالہ وزاری کرتا۔(بدم: بودم)۔اندر خواب: نیند میں۔گریاں: رونا، آنسو۔یا حی و یا قیوم: اے ہمیشہ زندہ رہنے والی اور ہمیشہ قائم رہنے والی ذات یعنی خدا تعالیٰ، یہ اللہ کی صفات ہیں۔آرزوے داشتم: میری ایک آرزو تھی۔خوں کردمش: میں نے اس کا خون کردیا۔بیروں کردمش: میں نے اسے باہر نکال دیا۔

ترجمہ وتشریح:...... میں اس قوم کے لئے جو اپنی حقیقت سے نا آشنا ہو چکی تھی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پائیدار زندگی کی التجائیں کرتا تھا۔آدھی رات کا وقت تھا، ہر طرف سناٹا طاری تھا اور میں رو رہا تھا۔دنیا سو رہی تھی اور میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میری جان صبر اور سکون سے محروم ہو چکی تھی اور میں یا حی و یا قیوم کا ورد کر رہا تھا۔دعا پائیدار اور محکم زندگی کے لئے تھی، ایسے میں یا حی و یا قیوم ہی کا ورد موزوں تھا۔میری ایک آرزو تھی، اسے لہو بنا کر بہایا اور آنکھوں کے راستے باہر نکال دیا۔

سوختن چوں لالہ پیہم تا کجا از سحر دریوز شبنم تا کجا
اشک خود برخویش میریزم چو شمع باشب یلدا در آویزم چو شمع
جلوہ را افزودم و خود کاستم دیگراں را محفلے آراستم

معانی:...... سوختن: جلنا۔پیہم: مسلسل، لگاتار، متواتر۔دریوز: دریوزہ، بھیک۔کجا: کب تک۔برخویش: خود پر۔می ریزم: میں گراتا ہوں۔چو: مانند۔شمع: موم بتی۔شب یلدا: اندھیری رات، اور لمبی رات۔در آویزم: الجھتا رہتا ہوں۔افزودم: میں نے بڑھایا، اضافہ کیا۔ جلوہ: روشنی۔خود کاستم: خود گھٹ گیا، کم ہو گیا۔دیگراں: دیگر کی جمع۔آراستم: سجائی، آراستہ۔

ترجمہ وتشریح:...... انسان لالے کی طرح کب تک متواتر جلتا رہے اور کب تک صبح سے شبنم کی بھیک مانگی جائے۔میں نے شمع کی طرح اپنے آنسو اپنے آپ پر گرانے شروع کئے اور اسی کی طرح اندھیری رات سے پنجہ آزمائی شروع کردی جس شمع سے آنسو نکلتے ہیں وہ موی شمع ہوتی ہے اور اندھیری رات سے شمع کی پنجہ آزمائی کا معاملہ بالکل واضح ہے کیونکہ وہ چاہتی ہے اندھیرا اس کے نور سے اجالا بن جائے گا۔میں خود گھلتا گیا اور روشنی کو تیز تر کرتا رہا۔اس طرح دوسرے کے لئے محفل آراستہ کردی۔

یک نفس فرصت زسوز سینہ نیست ہفتہ ام شرمندہ آدینہ نیست
جانم اندر پیکر فرسودہ جلوہ آہے است گرد آلودہ
چوں مرا صبح ازل حق آفرید نالہ در ابریشم عودم تپید
نالہ افشاد گر اسرار عشق خونبہاے حسرت گفتار عشق
فطرت آتش دہد خاشاک را شوخی پروانہ بخشد خاک را

معانی:...... یک نفس: ایک پل، ایک لمحہ۔سوز: جلن۔ہفتہ ام: میرا ہفتہ۔آدینہ: جمعہ، چھٹی کا دن۔پیکر فرسودہ اے: ایک گھسا پٹا جسم، پرانا جسم، نڈھال جسم۔گرد آلودہ اے: غبار یا خاک میں اٹا ہوا۔حق آفرید: خدا تعالیٰ نے پیدا کیا۔صبح ازل: ایسی صبح جس کی کوئی ابتدائی حد نہ ہو، شروع ہی سے۔ابریشم عودم: میرے ساز کے ریشمی تار۔ابریشم: ساز کا تار۔عود: ایک آلہ موسیقی۔تپید: تڑپا۔اسرار عشق: عشق کے بھید۔افشا گر: ظاہر کرنے والا۔خوں بہا: خون کی قیمت، دیت، کسی مقتول کے عوض لی جانے والی رقم۔فطرت: سرشت، وہ صفت یا برائی جو کسی کے خمیر میں ہو، پیدائشی وصف۔خاشاک: خس وخاشاک۔بخشد: عطا کرتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... مجھے ایک لمحے کے لئے بھی سینے کی جلن سے فرصت نہیں ملتی۔میرے ہفتے میں روز جمعہ ہے ہی نہیں۔

(اسلامی حکومت میں جمعہ تعطیل ہوتی تھی، جس طرح مسیحی حکومتوں میں اتوار یوم تعطیل مقرر رہا۔ شاعر یہ بتانا چاہتا ہے کہ سب کو ہفتے میں ایک دن کے لئے چھٹی مل جاتی ہے لیکن میرے ہاں چھٹی کا کوئی دن نہیں آتا۔ میرے پرانے جسم میں جو غموں سے نڈھال ہے جان کی کیفیت ایسی ہے جیسے آہ کا ایک جلوہ گردوغبار سے آلودہ ہو۔ ازل کی صبح کو خدا نے مجھے پیدا کیا تو میرے ساز کے ریشمی تاروں میں نالے تڑپنے لگے۔ یہ نالے ایسے تھے جو عشق کے بھید ظاہر کر دینے والے تھے اور جنھیں عشق کی حسرت گفتار کا خوں بہا کہنا چاہئے۔ ان نالوں میں یہ قوت تھی کہ خس و خاشک کو آگ کی فطرت بخش دیں اور خاک کی چٹکی میں پروانے کی شوخی بھر دیں۔ (مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ازل ہی سے قوم کا درد رکھ دیا تھا اور وہی درد آج اس دعوت کا سبب بنا ہے)۔

عشق راداغے مثال لالہ بس ۔۔۔ در گریبانش گل یک نالہ بس
من ہمیں یک گل بدستارت زنم ۔۔۔ محشرے برخواب سرشارت زنم
تاز خاکت لالہ زار آید پدید ۔۔۔ ازدمت باد بہار آید پدید

معانی:...... عشق را: عشق کے لئے۔ بس: کافی ہے۔ گل یک نالہ: ایک نالہ وزاری کا پھول۔ ہمیں: یہی۔ بدستارت زنم: تیری پگڑی میں لگاتا، سجاتا ہوں۔ محشرے: ایک قیامت، ایک حشر، ہنگامہ۔ خواب سرشارت: تیری گہری نیند (سرشار بمعنی لبریز، پوری طرح بھرا ہوا)۔ زخاکت: تیری خاک سے۔ لالہ زار: جہاں لالہ کے پھول کثرت سے ہوں۔ آید پدید: ظاہر ہو، وجود میں آئے۔ ازدمت: تیرے دم یا سانس سے۔

ترجمہ وتشریح:...... عشق کے لئے لالے کی طرح داغ ہی کا سامان ہی کافی ہے۔ اگر اس کے گریبان میں لالے کا ایک بھی پھول ہو تو وہ کافی ہے۔ اے ملت اسلامیہ! میں یہی پھول تیری دستار (پگڑی) کی زینت بناتا ہوں۔ تو بڑی گہری نیند سوئی ہوئی ہے۔ میں حشر برپا کر رہا ہوں تاکہ تو جاگ اٹھے۔ تاکہ تیری خاک کا دامن لالہ زار بن جائے (وجود میں آئے) اور تیرا سانس اس کائنات کے لئے فصل بہار کی شکل اختیار کرے (تیرے دم سے باد بہاری ظاہر ہو)۔

رموزِ بیخودی

تمہید (آغاز)

فرد وملت کا ربط (در معنی ربط فرد وملت)

فرد را ربط جماعت رحمت است جوہر او را کمال از ملت است
تاتوانی با جماعت یار باش رونق ہنگامہ احرار باش
حرز جاں کن گفتہ خیر البشرؐ ہست شیطان از جماعت دور تر

معانی:...... فردرا: ایک انسان یا شخص کے لئے۔ ربط: تعلق، وابستگی۔ جوہراو: اس کی لیاقت واہلیت۔ تاتوانی: جہاں تک تجھ سے ہو سکے۔ یار باش: دوست رہ، ساتھی بن کر رہ۔ احرار: حر کی جمع، آزاد لوگ۔ حرز جاں کن: جان کا تعویز بنا لے۔ گفتہ: کہی ہوئی بات، مراد حدیث۔ خیر البشرؐ: انسانوں میں سب سے بہتر وافضل یعنی حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

ترجمہ وتشریح:...... فرد کے لئے جماعت سے ربط پیدا کرنا رحمت کا باعث ہے۔ اس کے تمام جوہروں (خوبیوں) کو ملت ہی کی بدولت کمال حاصل ہوتا ہے۔ علامہ نے اردو میں کیا خوب کہا ہے۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں
افراد کے ہاتھوں سے ہے اقوام کی تقدیر ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ
(اقبال)

تو کوشش کی آخری حد تک جماعت سے وابستہ رہ اور یوں تو آزاد لوگوں کے ہنگامے کے لئے باعث رونق بن جا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو جان کے لئے تعویذ بنا لے کہ جماعت سے شیطان دور رہتا ہے۔

فرد و قوم آئینہ یک دیگراند سلک و گوہر، کہکشاں، و اختراند
فرد میگیرد زملت احترام ملت از افرادمی یابد نظام
فرد تا اندر جماعت گم شود قطرہ وسعت طلب قلزم شود

معانی:...... سلک: لڑی۔ کہکشاں: ستاروں کا وہ مجموعہ جو راستے کی شکل میں آسمان پر رات کو دکھائی دیتا ہے۔ اختر: ستارہ۔ می گیرد:

حاصل کرتا ہے۔ می یابد نظام: تنظیم پاتی ہے، ترکیب پاتی ہے۔ گم می شود: شامل ہو جاتا ہے، اس میں مدغم ہو جاتا ہے۔ افراد: فرد کی جمع۔ قطرۂ وسعت طلب: وسعت یا پھیلاؤ کا خواہشمند قطرہ۔ قلزم: سمندر۔

ترجمہ وتشریح:...... فرد اور قوم ایک دوسرے کے لئے آئینے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فرد وقوم کا تعلق، رشتے اور گوہر کا یا کہکشاں اور اختر کا تعلق ہے۔ گوہر رشتے کے بغیر ایک لڑی نہیں بن سکتے۔ فرد ملت کی بناء پر عزت حاصل کرتا ہے۔ ملت افراد کے مل جانے سے ترکیب پاتی ہے۔ فرد جماعت میں شامل ہو جاتا ہے تو اس کی صورت اس قطرے کی سی ہوتی ہے جو مِل کر سمندر کی شکل اختیار کر لے۔ کہ جس طرح قطروں سے سمندر بن جاتا ہے اسی طرح افراد سے قومیں صورت پذیر ہوتی ہیں۔

مایہ دار سیرت دیرینہ او — رفتہ و آئندہ را آئینہ او
وصل استقبال و ماضی ذات او — چوں ابد لا انتہا اوقات او
دردلش ذوق نمو از ملت است — احتساب کار او از ملت است
پیکرش از قوم و ہم جانش زقوم — ظاہرش از قوم و پنہانش زقوم
در زبان قوم گویا می شود — بررہ اسلاف پویا می شود
پختہ تر از گرمی صحبت شود — تمعنی فرد ہم ملت شود

معانی:...... مایہ دار: سرمایہ دار، امیر۔ سیرت دیرینہ: پرانی سیرت، ماضی کے مسلمانوں کے عظیم جذبے۔ رفتہ: گذرا ہوا یعنی ماضی۔ آئندہ: مستقبل۔ وصل: ملاپ، دو چیزوں کا ملنا۔ استقبال: مستقبل۔ ابد: ہمشگی۔ لا انتہاء: جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔ اوقات: جمع وقت، مراد زمانہ۔ ذوق نمو: بڑھنے پھولنے کا شوق وسلیقہ۔ احتساب کار: اعمال کی نگرانی / گرفت، محاسبہ۔ پیکرش: اس کا وجود، جسم۔ ظاہرش: اس کا ظاہر یعنی جود۔ پنہانش: اس کا باطن۔ گویا می شود: بولتا ہے۔ اسلاف: سلف کی جمع، پرانے لوگ، بزرگ، آباؤ اجداد۔ پویا می شود: دوڑتا ہے، چلتا ہے۔ پختہ تر: زیادہ مضبوط۔ گرمی صحبت: باہم مل بیٹھنے اور باہمی محبت کی گرمی۔ بمعنی: بہ معنی، حقیقت میں۔

ترجمہ وتشریح:...... فرد پرانی سیرت کا سرمایہ دار ہوتا ہے۔ وہ ماضی اور حال کا آئینہ بن جاتا ہے (یعنی ماضی کے اوصاف و خصائص بھی اس میں موجود ہوتے ہیں اور آئندہ کے عزائم و مقاصد بھی اس میں دیکھے جاسکتے ہیں)۔ اس کی ذات میں ماضی اور مستقبل دونوں جمع ہوتے ہیں اور ابد کی طرح اس کے اوقات کی بھی کوئی حد نہیں ہوتی (اس کا زمانہ لامحدود ہو جاتا ہے)۔ اس کے دل میں بڑھنے اور ترقی کرنے کا ذوق اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ ملت کی صورت میں منظم ہو جاتا ہے۔ ملت ہی اس کی سرگرمیوں کا محاسبہ کرتی ہے۔ وہی ان کی اچھائی برائی جانچتی ہے۔ وہی تمام گرم جوشیوں کو ضبط و نظم میں رکھتی ہے۔ اس کا وجود بھی قوم ہے اور جان بھی قوم ہے۔ اس کا ظاہر باطن دونوں قوم ہی کے مرہون منت ہیں۔ وہ قوم کی زبان سے بولتا ہے اور بزرگوں کے راستے پر سرگرم تگ و دو رہتا ہے (راہ پر چلتا ہے) وہ اپنے جیسے دوسرے افراد کی صحبت میں پہنچتا ہے تو اس کی برکت سے زیادہ پختہ اور پائیدار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ حقیقت حال کے اعتبار سے خود ملت بن جاتا ہے یعنی اس کا سوچنا، کھانا پینا، سونا، اٹھنا، بیٹھنا سب ملت کے نقطۂ نگاہ کی بناء پر متعین ہوتا ہے۔

وحدت او مستقیم از کثرت است — کثرت اندر وحدت او وحدت است
لفظ چوں از بیت خود بیروں نشست — گوہر مضموں بجیب خود شکست
برگ سبزے کز نہال خویش ریخت — از بہاراں تار امیدش گسیخت

معانی:...... مستقیم: سیدھی، مستحکم۔ کثرت: وحدت کی ضد۔ بیت: شعر، گھر۔ بیرون نشست: باہر بیٹھ گیا۔ بجیب خود: اپنی تھیلی میں۔

شکست: ٹوٹ گیا۔ کڑ: کہ از۔ نہال: درخت۔ ریخت: گر گیا۔ گسیخت: ٹوٹ گیا۔

ترجمہ وتشریح:...... اس کی وحدت (تنہائی) کثرت کی بدولت مضبوط و مستحکم ہوتی ہے اور کثرت اس کی وحدت میں پہنچ کر خود وحدت (اکائی) بن جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ فرد دوسرے افرادِ قوم کے ساتھ مل کر پائیدار و استوار ہوتا ہے کیونکہ وہ اکیلا نہیں رہتا بلکہ ہزاروں لاکھوں افراد اس کے ساتھی بن جاتے ہیں۔ شعر الفاظ کا مجموعہ ہوتا ہے لیکن اگر ایک بھی لفظ شعر سے باہر نکل جائے تو اس کے مضمون کا موتی اپنی تھیلی ہی میں ریزہ ریزہ ہو جائے گا، ٹوٹ جائے گا۔ اس میں مضمون باقی نہ رہے گا۔ مضمون بے معنی اور بے ربط ہو جائے گا۔ گویا لفظ پر اپنے لئے اور شعر کو بامعنی رکھنے کے لئے لازم ہے کہ شعر سے الگ نہ ہو۔ اسی طرح فرد کے لئے بھی لازم ہے کہ اپنی اور قوم کی حیثیت برقرار رکھنے کے لئے جدائی اختیار نہ کرے۔ جو سبز پتا درخت سے ٹوٹ کر گر گیا، الگ ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ فصل بہار سے اس کی امید کا رشتہ ٹوٹ گیا، یعنی بہار آئے گی تو انہیں پتوں میں نئی تازگی پیدا کرے گی جو درخت کی شاخوں سے وابستہ ہوں گے۔ یہی مضمون ایک اور جگہ یوں بیان کیا ہے:

ع
پیوستہ رہ شجر سے، امید بہار رکھ

ہر کہ آب از زمزم ملت نخورد	شعلہ ہائے نغمہ در عودش فسرد
فرد تنہا از مقاصد غافل است	قوتش آشفتگی را مائل است
قوم باضبط آشنا گرد اندش	نرم رومثل صبا گرد اندش
پابہ گل مانند شمشادش کند	دست و پابند دکہ آزادش کند
چوں اسیر حلقہ آئیں شود	آہوئے رم خوئے او مشکیں شود

معانی:...... زمزم: خانہ کعبہ کے قریب ایک چشمہ جس کا پانی متبرک مانا جاتا ہے۔ ہر کہ: جو کوئی، جس کسی نے۔ نخورد: نہیں پیا۔ درعودش: اس کے باجے، ساز میں۔ فسرد: بجھ گئے، ٹھٹھر گئے، سرد پڑ گئے، بے اثر ہو گئے۔ مقاصد: جمع مقصد، غرض و غایت۔ قوتش: اس کی قوت۔ آشفتگی: انتشار، پریشانی، رائگاں۔ ضبط: نظم و ضبط۔ مائل: جھکی ہوئی۔ صبا: پچھلی رات کی ہوا۔ پابہ گل: جس کے پاؤں مٹی میں ہوں، جس کی جڑیں زمین میں ہوں۔ مانند شمشاد: شمشاد کی طرح۔ (شمشاد: سرو کی قسم کا ایک سیدھا لمبا درخت) دست و پابند: ہاتھ پاؤں باندھ دیتی ہے، پابندیاں۔ آزادش کند: اسے آزاد کر دے۔ اسیر: قیدی۔ حلقہ: حد، گھیرا۔ آئین: قانون، دستور۔ آہوے رم خوے او: اس کا بے لگام ہرن۔ مشکیں شود، مشک والا بن جاتا ہے۔ مشک: سیاہ رنگ کا ایک خوشبودار مادہ جو ہرن کے نافہ سے نکلتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... جس کسی نے ملت کے چشمہ زمزم سے پانی نہ پیا، اس کے ساز میں نغموں کے شعلے ٹھٹھر کر رہ گئے۔ تنہا فرد کے دل میں مقاصد عالیہ کی تڑپ پیدا ہی نہیں ہو سکتی اور اسے قدرت نے عمل کی جو قوت عطا کی ہے وہ رائگاں جائے گی (وہ انتشار کا شکار ہو جائے گی)۔ قوم اس کی فکر و نظر کو ایک ضابطے (ربط و ضبط) میں لاتی ہے (وہ بے مقصد جھکڑ نہیں رہتا) بلکہ صبا کی طرح آہستہ آہستہ اور باقاعدہ چلنے لگتا ہے (مطلب یہ کہ فرد تنہا ہو تو وہ ضبط و نظم سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ جماعت میں آتا ہے تو ضبط و نظم کا پابند ہو جاتا ہے اور پابند ہوتے ہی اس کی تمام سرگرمیاں مفید کاموں میں لگ جاتی ہیں)۔ قوم فرد پر پابندیاں عائد کر دیتی ہے۔ جیسے باغ میں شمشاد کے ہاتھ پاؤں باندھ کر (زمین میں دھنسا کر)۔ آزاد کیا جاتا ہے۔ (یہ پابندیاں اس لئے ہوتی ہیں کہ فرد کے لئے حقیقی آزادی کا راستہ ہموار ہو جائے)۔ جب فرد ایک ضابطے، ایک قانون اور ایک آئین کا حلقہ گردن میں ڈال لیتا ہے (ضابطے کا پابند ہو جاتا ہے) تو اس کے ادھر ادھر بے مقصد دوڑنے والے (بے لگام) آہو میں نافہ پیدا ہو جاتا ہے، یعنی اس کے طبعی جوہر کھلنے لگتے ہیں۔

تو خودی از بیخودی نشناختی خویش را اندر گماں انداختی
جوہر نوریست اندر خاک تو یک شعاعش جلوہ ادراک تو
عیشت از عیشش غم تواز غمش زندہ از انقلاب ہر دمش
واحدست و برنمی تابد دوئی من زتاب اومن استم، تو توئی

معانی:...... خودی: احساس نفس یا تعین ذات۔ بیخودی: فرد کا ملت میں ضم ہو جانا۔ نشناختی: تو نے پہچان نہیں کی تمیز نہیں کی، فرق نہیں کیا۔ خویش راہ: اپنے آپ کو۔ اندر گماں: وہم، شک میں۔ انداختی: تو نے ڈال لیا۔ جوہر نوریست: نورانی جوہر ہے۔ خاک: خمیر۔ جلوۂ ادراک: فہم وشعور کی تکلی، فہم و دریافت۔ (ادراک: عقل وشعور سے پا جانا، سمجھ جانا) عیشت: تیرا عیش۔ عیشش: اس کا عیش۔ انقلاب ہر دمش: اس کے ہر لحظہ بدلتے ہوئے عظیم حالات۔ برنمی تابد: قابل برداشت نہیں، روادار نہیں یا چمک دمک سے۔ من استم: میں ہوں۔ دوئی: دو ہونا، وحدت کی ضد۔ تاب او: اس کی قوت۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مخاطب! تو نے خودی اور بیخودی میں تمیز نہیں کی اور خود وہم وگمان میں پڑا رہا (اور ملت سے کٹ گیا) تیری مٹی (خمیر) میں ایک نورانی اور روشن جوہر ہے۔ تجھ میں فہم وریاضت کا جو مادہ پیدا ہوا ہے، یہ بھی اسی جوہر کی ایک کرن ہے۔ اگر وہ خوش ہے تو تو بھی خوش ہے۔ اگر وہ غمگین ہے تو تو بھی غمگین ہے۔ گویا وہ ہر لحہ الٹ پلٹ میں لگا رہتا ہے اور اس کی یہی الٹ پلٹ تیرے لئے زندگی کا سروسامان ہے۔ وہ جوہر (خودی) واحد ہے اور دوئی کی روادار نہیں۔ دوئی کو برداشت نہیں کرتی۔ اسی کی چمک دمک سے ”میں“ میں ہوں اور ”تو“ تو ہے۔ یعنی تمام افراد خودی کی بنا پر آگاہ اور باشعور افراد بنتے ہیں۔

خویش دار و خویش باز و خویش ساز ناز ہامی پرورد اندر نیاز
آتشے از سوز اوگرد دبلند ایں شرر برشعلہ اندازد کمند
فطرتش آزاد وہم زنجیری است جزو اور اقوت کل گیری است
خوگر پیکار پیہم دیدمش ہم خودی ہم زندگی نامیدمش

معانی:...... خویش دار: خود کو برقرار یا قائم رکھنا۔ خویش باز: اپنی ذات میں جلوے بکھیرنا۔ خویش ساز: اپنی ذات کی تعمیر کرنا۔ می پرورد: پرورش کرتی ہے، پالنا۔ گردد بلند: بھڑک اٹھتی ہے، بلند ہوتی ہے۔ شرر: چنگاری۔ اندازد کمند: کمند ڈالتی یعنی قابو کرتی ہے۔ زنجیری: قیدی۔ جزو: کسی چیز کا کوئی حصہ یا ٹکڑا۔ کل گیری: کل کو پکڑنا (کل: کوئی پوری یا مکمل شے) خوگر: عادی۔ پیکار پیہم: مسلسل جنگ، مسلسل جدوجہد، کشمکش۔ دیدمش: میں نے اسے دیکھا ہے۔ نامیدمش: میں نے اسے نام دیا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... یہی جوہر (خودی) ہے جو اپنے آپ کو قائم بھی رکھتا ہے، اپنے جلوے بھی بکھیرتا ہے اور اپنی ترقی تعمیر و استواری میں بھی لگا رہتا ہے۔ وہ نیاز کے پردے میں ناز پالتا ہے۔ اس کے سوز سے آگ بلند ہوتی ہے اور یہ چھوٹی سی چنگاری ہونے کے باوجود شعلے پر کمند ڈالتی (پھینکتی) ہے تا کہ اسے قابو میں لے آئے۔ (مطلب یہ ہے کہ خودی میں بے پناہ زور ہوتا ہے وہ ہر چیز کو مسخر کر لینے کے لئے بے تاب ہوتی ہے اور قوت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ چھوٹی سی چنگاری بڑے سے بڑے شعلے پر جا گرتی ہے)۔ اس کی فطرت آزاد بھی ہے اور قید بھی اور اس کے جزو میں کل پر قابو پالینے کی قوت موجود ہے (آزاد اس لئے کہ خودی جو چاہے کر سکتی ہے۔ قید اس لئے کہ وہ اپنے ایک خاص دائرے سے باہر نہیں نکل سکتی) میں نے اسے مسلسل جنگ وجدل/جدوجہد میں دیکھا ہے۔ میں نے اسی جوہر کو خودی بھی قرار دیا اور زندگی بھی۔ (خودی کا نام بھی دیا ہے اور زندگی کا نام بھی)

چوں ز خویش او رابیروں دہد — پائے در ہنگامہ جلوت نہد
نقش گیر اندر دلش "او" می شود — من زہم می ریزد و "تو" می شود
جبر قطع اختیارش مکیند — از محبت مایہ دارش مکیند
ناز تا ناز است کم خیز د نیاز — نازہا سازد بہم خیزد نیاز
در جماعت خود شکن گردد خودی — تاز گلبر گے چمن گردد خودی
"نکتہ ہاچوں تیغ پولاد است تیز — گرنمی فہمی زپیش ماگریز"

معانی:...... خلوت: تنہائی۔ بیروں دہد: باہر لاتی، نکلتی ہے، آشکارا کرنا۔ جلوت: خلوت کی ضد، مجمع، انبوہ، جماعت۔ نقش گیر: قبول کرنے والا/ والی، جس پر نقش جم جائے۔ او: وہ، مراد ملت۔ من: میں، مراد فرد کی اپنی ذات۔ زہم می ریزد: خود سے کٹ جاتی ہے۔ تو: مراد ملت یا ملت کے دوسرے افراد۔ جبر: دباؤ، سختی۔ قطع اختیارش: اس کے اختیارات ختم کر دینا۔ مایہ دارش: اس کو مال دار۔ ناز: فخر، غرور۔ کم خیز د: نہیں پیدا ہوتی۔ نیاز: عاجزی، انکساری، ہمدردی۔ ساز و بہم: باہم موافقت کر لیتے ہیں، اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ در جماعت: ملت میں۔ خود شکن: خود کو توڑنے والی۔ گلبر گے: پھول کی ایک پتی، مراد فرد۔ چمن گردد: چمن بن جاتی ہے، ملت کی صورت بن جاتی ہے۔ نکتہ ہا: گہری/ باریک باتیں۔ پولاد: فولاد، لوہا۔ نمی فہی: تو نہیں سمجھتا۔ زپیش ما: ہمارے سامنے سے۔ گریز: بھاگ جا، دور ہو جا۔

ترجمہ وتشریح:...... جب یہ جوہر خلوت سے باہر نکلتا ہے تو جلوت کے ہنگامہ زار میں پاؤں رکھتا ہے تو اس کے دل پر "او" نقش ثبت ہو جاتا ہے۔ "من" اپنے آپ سے کٹ کر درمیان سے نکل کر "تو" بن جاتا ہے۔ "میں" کے "تو" بننے کا مطلب یہی ہے جب تک "میں"، "میں" تھا، اس میں خود غرضی تھی، ایثار نہ تھا۔ جب "میں"، "او" اور "تو" بنا تو خود غرضی محو ہو گئی اور اس کی جگہ ایثار نے لے لی)۔ جماعت خودی پر پابندیاں عائد کر دیتی ہے گویا جبر خودی کا اختیار ختم کر دیتا ہے اور اسے محبت کی دولت بخش دیتا ہے۔ ناز جب تک ناز ہے اس سے نیاز پیدا نہیں ہوتا۔ جب بہت سے ناز اکٹھے ہو جاتے ہیں تو نیاز رونما ہو جاتا ہے۔ جماعت میں شامل ہونے پر خودی اپنے وجود کو ختم کر دیتی ہے۔ اس طرح وہ پھول کی پتی سے چمن کی صورت اور وسعت پا لیتی ہے۔ یعنی خودی علیحدگی سے نکل کر جماعت میں پہنچتی ہے تو خود شکنی سے جماعت ے ساتھ مطابقت پیدا کر لیتی ہے۔ غرض یہ ہوتی ہے کہ پھول کی ایک پنکھڑی باغ کی صورت اختیار کرے۔ خودی اور بیخودی کا تعلق واضح کر چکنے کے بعد مولانا روم کا مشہور شعر دہراتے ہیں کہ میں جو نکتے بیان کر رہا ہوں وہ فولادی تلوار سے زیادہ تیز ہیں۔ اگر تو انہیں نہیں سمجھتا تو میرے سامنے سے دور ہو جا۔ بھاگ جا۔

در معنی ایں کہ ملت از اختلاط افراد پیدا می شود و تکمیل تربیت او از نبوت است

از چہ رو بربستہ ربط مردم است — رشتہ ایں داستاں سردر گم است
در جماعت فرد را بینیم ما — از چمن اور اچو گل چینیم ما
فطرتش وارفتہ یکتائی است — حفظ اواز انجمن آرائی است
سوز دش در شاہراہ زندگی — آتش آوردگاہ زندگی

معانی:...... از چہ رو: کس بناء پر، کس وجہ سے۔ بربستہ: فائدہ مند۔ ربط مردم: افراد کا باہمی میل ملاپ/تعلق۔ رشتہ: دھاگا، سرا،

گمی۔ سردر گم است: سراگم ہے، غائب ہے۔ فطرتش: اس کی فطرت۔ بچیم ما: ہم دیکھتے ہیں۔ چینیم ما: ہم چنتے/توڑتے ہیں۔ وارفتہ: دلدادہ، مائل۔ حفظ: تحفظ، حفاظت۔ انجمن آرائی: انجمن آراستہ۔ سوزدش: اس کو جلاتی ہے۔ آوردگاہ: جنگ، میدان جنگ۔

ترجمہ وتشریح:...... کچھ معلوم نہیں کہ انسانوں میں اول اول میل جول کا تعلق کس وجہ سے فائدہ مند ہے؟ اس کہانی کا ابتدائی رشتہ (سرا) بالکل غائب ہے۔ ہم فرد کو جماعت میں دیکھتے ہیں اور باغ سے اسے پھول کی طرح چن لیتے ہیں (جماعت اگر چمن ہے تو فرد اس کا پھول ہے) اس کی فطرت انفرادیت کی دلدادہ ہے لیکن اس کی حفاظت کا تقاضا یہ ہے کہ انجمن آراستہ کر کے زندگی بسر کرے، یعنی بہت سے افراد مل جل کر رہیں۔ زندگی کے میدان جنگ کی آگ فرد کو شاہراہ حیات میں جلا دیتی ہے۔

مردماں خوگر بیک دیگر شوند   سفتہ دریک رشتہ چوں گوہر شوند
در نبرد زندگی یار ہم اند   مثل ہمکاراں گرفتار ہم اند
محفل انجم زجذب باہم است   ہستی کوکب زکوکب محکم است

معانی:...... مردماں: مردم کی جمع، لوگ، افراد۔ خوگر: عادی، وابستہ۔ سفتہ: پروئے ہوئے۔ رشتہ: لڑی، دھاگا۔ نبرد: لڑائی، پیکار۔ نبرد زندگی: زندگی کی جنگ۔ یار ہم اند: ایک دوسرے کے ساتھی۔ ہمکاراں: ہم کار کی جمع، اکٹھے کام کرنے والے۔ گرفتار ہم اند: ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنے پر مجبور ہیں۔ انجم: ستارہ، ستارے۔ محفل انجم: مراد نظام شمسی۔ جذب: کشش۔ کوکب: ستارہ۔ محکم: استوار، مضبوط، استحکام۔

ترجمہ وتشریح:...... انسان اسی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ یا عادی ہو گئے اور موتیوں کی طرح ایک رشتے (لڑی) میں پروئے گئے۔ وہ زندگی کی جنگ میں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں جس طرح ایک پیشے کے مختلف آدمی اکٹھے کام کرتے ہیں اسی طرح یہ بھی اکٹھے ہو گئے۔ تاروں کی محفل بھی ایک خاص کشش کی بدولت قائم ہے ایک تارے کی ہستی دوسرے تارے کی وجہ سے استوار (مضبوط) ہے۔ قافلہ تو پہاڑ، پہاڑیاں، چراگاہیں، صحرا کا دامن اور ریت کے ٹیلے جہاں جی چاہے خیمے لگا لیتا ہے۔ انسان کے کاروبار کا تانا بانا بہت ہی بے جان سا تھا گویا اس کے غور و فکر کی کلی کھل کر پھول نہیں بنی تھی۔ اس کے جس ساز کی آواز سے بجلیاں پیدا ہونے والی تھیں وہ ابھی چھیڑا نہیں گیا تھا اور انسان کا نغمہ ابھی پردوں میں نامکمل پڑا تھا (ابھی لے پر نہیں آیا تھا) اس نے ابھی تلاش و جستجو کی تنبیہ کا تجربہ نہیں کیا تھا اور اس کے دل پر آرزو کی مضراب کی چوٹ نہیں لگی تھی۔

خیمہ گاہ کارواں کوہ و جبل   مرغزار و دامن صحرا و تل
ست و بیجاں تار و پود کار او   ناکشودہ غنچۂ پندار او
ساز برق آہنگ او نواختہ   نغمہ اش در پردہ ناپرداختہ
گوشمال جستجو ناخوردہ   زخمہ ہائے آرزو ناخوردہ

معانی:...... خیمہ گاہ: خیمہ لگانے کی جگہ۔ جبل: پہاڑ۔ مرغزار: چراگاہ۔ تل: ٹیلا۔ تار و پود: تانا بانا (تانا: کپڑا بنتے وقت لمبائی میں آنے والا دھاگا اور بانا چوڑائی میں آنے والا دھاگا) ناکشودہ: نہ کھلی ہوئی/نہ کھلا ہوا۔ غنچہ پندار: غور و فکر کی کلی۔ ساز برق آہنگ: بجلی کی سی لے/سر کا حامل ساز۔ نواختہ: نہیں چھیڑا/بجایا گیا۔ پردہ: راگ، موسیقی کا مقام۔ ناپرداختہ: مصروف نہیں ہوا، نامکمل لے یا تال پر نہیں آیا۔ گوشمال جستجو: جستجو کی تنبیہ و تادیب۔ ناخوردہ اے: نہ کھایا ہوا۔ زخمہ ہائے آرزو: آرزو کے مضراب۔

ترجمہ وتشریح:...... جو محفل تازہ پیدا ہوئی تھی اس کے پاس کوئی ساز و سامان نہ تھا۔ شراب اتنی کم تھی کہ چھوٹے سے پیالے میں

جذب ہوسکتی تھی۔اس کی خاک سے سبزہ تازہ تازہ پھوٹتا تھا۔اور اس کے انگور کی رگوں میں لہو سرد پڑا تھا۔اس کے فکر و خیال پر دیو پری اور بھوت پریت چھائے ہوئے تھے وہ اپنے خیال سے ڈر کر اٹھ بھاگتا تھا۔اس کی خام/ناپختہ زندگی کا میدان بہت تنگ تھا اور اس کی سوچ بچار نارسا تھی۔ابھی اس کے لب بام کے نیچے تھی۔

نابساماں محفل نوز ادہ اش می تواں باپنبہ چیدن بادہ اش
نودمیدہ سبزہ خاکش ہنوز سردخوں اندر رگ تاکش ہنوز
منزل دیو و پری اندیشہ اش ازگمان خود رمیدن پیشہ اش
تنگ میداں ہستی خامش ہنوز فکر او زیر لب بامش ہنوز

معانی:...... نابساماں: ساز و سامان سے محروم، جس کے پاس کوئی مال اسباب نہ ہو۔محفل نوزادہ اش: اس کی نئی نئی وجود میں آئی ہوئی بزم۔پنبہ: روئی۔چیدن: چننا، اکٹھی کرنا (بادہ باپنبہ چیدن محاورہ ہے جس کا مطلب شراب کی تنگی اور قلت ہے، شراب اتنی تھوڑی تھی کہ ایک چھوٹے سے پلے میں جذب ہوگئی) نومدیدہ: نیا نیا/تازہ تازہ اگا ہوا۔سبزۂ خاکش: اس کی خاک کا سبزہ۔رگ تاکش: اس کی انگور کی بیل۔اندیشہ اش: اس کی سوچ بچار۔گمان: خیال، وہم۔رمیدن: ڈر کر بھاگنا۔پیش اش: یعنی اس کا شیوہ/ڈھنگ۔تنگ میداں: محدود/تنگ میدان والی۔ہستی خامش: اس کا ناپختہ وجود، زندگی۔زیرلب بامش: اس کی چھت کے نیچے۔

ترجمہ وتشریح:...... جان کا خوف انسان کی آب وگل کا سرمایہ تھا۔تیز ہوا بھی چلتی تو اس کا دل لرز جاتا (کانپ اٹھتا)۔انسان کی جان محنت و مشقت سے دور بھاگتی تھی اور اس نے فطرت کے دامن میں کبھی پنجہ نہیں مارا تھا۔جو کچھ خود بخود زمین سے اگ آتا یا اوپر سے گر پڑتا، اسی کو اٹھا کر گزارا کر لیتا۔(جہاں کوئی چیز مل جاتی، وہ سبزی ہوتی یا کسی درخت یا جھاڑی کا پھل اسی پر انسان قانع تھا)۔

بیم جاں سرمایہ آب و گلش ہم زباد تندمی لرزد دلش
جان اواز سخت کوشی رم زند پنجہ درد امان فطرت کم زند
ہرچہ از خود میدمد برداردش ہرچہ از بالا فتد بردارش

معانی:...... بیم: ڈر، خوف۔آب وگلش: اس کی سرشت/طبیعت۔باد تند: تیز ہوا، جھکڑ۔می لرزد: لرزتا/کانپتا ہے۔تنش: اس کا جسم/جان۔سخت کوشی: بہت محنت، محنت و مشقت۔رم زند: ڈر کے دور بھاگتی ہے۔فطرت: مظاہر قدرت۔پنجہ کم زند: پنجہ نہیں مارتا، تسخیر نہیں کرتا۔ازخود: اپنے آپ، خود بخود۔می دمد: پھوٹ پڑتا ہے، اگتا ہے۔از بالا: اوپر/آسمان سے۔فتد: گرے، گرتا ہے۔بردارش: اسے اٹھا لیتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی صاحب دل پیدا کر دیتا ہے جو ایک حرف سے ایک دفتر لکھوا دیتا ہے۔اس کی سازنوازی میں ایسا اعجاز ہوتا ہے کہ دو مقاموں سے ترکیب پائی ہوئی ایک نوا سناتا ہے اور خاک کو نئی زندگی بخش دیتا ہے۔بے حس و حرکت خاک کی رگوں میں نئی زندگی کا نیا خون دوڑ جاتا ہے۔بے حقیقت ذرہ اس صاحب دل سے نور حق کی روشنی حاصل کر لیتا ہے اور جو بھی جنس (اثاثہ) اس کے پاس ہو اس میں نئی قدر و قیمت پیدا ہو جاتی ہے۔اس کی ایک پھونک سے دو سو (ہزاروں) پیکر زندہ ہو جاتے ہیں۔اس کے ایک پیالے سے پوری محفل میں رونق اور رنگینی پیدا ہو جاتی ہے۔

تاخدا صاحبدلے پیدا کند کوز حرفے دفترے املا کند
ساز پردازے کہ از آوازہ خاک رانجشد حیات تازہ

ذرہ بے مایہ ضو گیرد ازو | ہر متاع ارج نو گیرد ازو
زندہ از یک دم دوصد پیکر کند | محفلے رنگیں زیک ساغر کند

معانی:...... تا: حتیٰ کہ یہاں تک۔صاحبدلے: ایک صاحب دل، کوئی یا ایک دین دار، خدا کی پہچان رکھنے والا، مراد نبی۔ زحرفے: ایک حرف سے۔ دفترے: ایک کتاب/ بیاض۔ املا کند: لکھ ڈالتا ہے، لکھوالیتا ہے۔ حرف سے دفتر لکھوانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اس وحی کی روشنی میں نبی قوم کے لئے پورا دستور حیات مرتب کر دیتا ہے۔ ساز پردازے: ایک ایسا ساز بجانے والا۔ آوازہ: موسیقی کی اصطلاح میں وہ نوا جو مقام سے ترکیب پائے۔ یہاں اشارہ دعوت نبوت کی طرف ہے۔ لہذا مراد ہے دین و دنیا کے لئے بہترین راستہ۔ آوازہ اے: ایک آواز۔ بخشد: عطا کرتا ہے۔ حیات تازہ اے: ایک نئی زندگی۔ ذرۂ بے مایہ: حقیر سا ذرہ، معمولی چیز، مراد انسان۔ ضو گیرد: روشنی حاصل کرتا ہے۔ ارج: قیمت، اہمیت، مرتبہ، قدر۔ یک دم: ایک پھونک۔ دوصد: دوسو، بے شمار، بہت سے۔ پیکر: قالب، بدن۔

ترجمہ وتشریح:...... صاحب دل کی نگاہوں میں خاص جذب وکشش کا اعجاز ہوتا ہے۔ اس کے لبوں سے جو کچھ نکلتا ہے وہ سننے والوں میں نئی زندگی پیدا کر دیتا ہے (اس کی مقدس تعلیمات کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسانوں سے دوئی اور بیگانگی مٹ جاتی ہے، وحدت اور یگانگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا دھاگا جس کا سرا آسمان تک پہنچا ہوتا ہے زندگی کے اجزاء کو رفو کر کے باہم جوڑ دیتا ہے۔ اس صاحب دل کے فیض روحانی کا سلسلہ آسمان (عالم بالا) سے وابستہ ہوتا ہے وہ زندگی کے مختلف ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک کل بنا دیتا ہے۔ وہ انسانوں کی نگاہوں میں نیا انداز پیدا کر دیتا ہے اور صحراؤں کو گلزار بنا دیتا ہے جن میں رنگ رنگ کے پھولوں، طرح طرح کی خوشبوؤں اور گونا گوں پھلوں کی فراوانی ہو۔ (آپ نے بارہا دیکھا ہوگا کہ) حرمل کا دانہ آگ پر رکھا جائے تو اس سے ایک خاص آواز نکلتی ہے اور وہ اچھل کر باہر جا پڑتا ہے۔ اقبال فرماتے ہیں کہ صاحب دل کی حرارت پوری قوم کو حرمل کے دانے کا مرقع بنا دیتی ہے، یعنی قوم ایک نعرے اور ایک ہنگامے کے ساتھ خدا کی راہ میں ہمہ تن سرگرم عمل ہو جاتی ہے۔

دیدہ او میکشد لب جاں دمد | تا دوئی میرد یکی پیدا شود
رشتہ اش کو برفلک دارد سرے | پارہ ہائے زندگی راہمگرے
تازہ انداز نظر پیدا کند | گلستاں در دشت و در پیدا کند
از تف او ملتے مثل سپند | برجہد شور افگن ہنگامہ بند

معانی:...... می کشد: مار ڈالتی ہے۔ کشش جاں دمد: روح پھونکتے ہیں، لبوں سے جو نکلتا ہے۔ دوئی میرد: دوئی (وحدت کی ضد) مر جاتی/مٹ جاتی ہے۔ یکی: ایک ہونا، وحدت، یکتائی، یگانگی۔ رشتہ اش: اس کا دھاگا۔ برفلک: آسمان تک۔ دارد سرے: سرا رکھتا ہے، سرا پہنچتا ہے۔ پارہائے زندگی: زندگی کے ٹکڑے، زندگی کے اجزاء۔ ہمگرے: ایک رفوگر، پھٹے کپڑوں کو دھاگوں سے بھرنے والا، جوڑنا۔ انداز نظر: غور وفکر کا طریقہ۔ دشت ودر: کوہ و بیاباں۔ (در: دو پہاڑوں کے درمیان کا راستہ) تف: گرمی۔ سپند: کالا سادانہ، ہرمل، جو آگ پر ڈالنے سے تڑ تڑ کر کے اچھلنے لگتا ہے۔ برجہد: اچھلتی ہے، جدوجہد پر آمادہ۔ شور افگن: نعرہ زن۔ ہنگامہ بند: ہنگامہ آرا، جوش وولولہ سے لبریز۔

ترجمہ وتشریح:...... صاحب دل ایک چنگاری اس قوم کے دل میں ڈال دیتا ہے اور اس کی خاک کو ایک ایسا شعلہ بنا دیتا ہے جو ہر شے کو گرفت میں لے لینے کے لئے مضطرب ہو۔ اس کے پاؤں کا نقش خاک میں بینائی کی صلاحیت پیدا کر دیتا ہے ذرے میں تجلیات کا ایسا سروسامان بہم پہنچا دیتا ہے کہ وہ طور سینا سے چشمک زنی کرتا ہے۔ یہ صاحب دل برہنہ عقل کو لباس پہنا دیتا ہے تا کہ اس کی

برہنگی چھپ جائے اور اس مفلس و قلاش کو سرمایہ بخش دیتا ہے۔ اس عقل کے انگاروں کو دامن سے ہوا دیتا ہے اس طرح اس کے سونے کو پگھلا کر سارا کھوٹ باہر نکال لیتا ہے جب تک عقل آسمانی ہدایت سے فیضیاب نہ ہو وہ عقل محض رہتی ہے۔

یک شرر می افگند اندر دلش ۔۔۔ شعلہ درگیر میگردد گلش
نقش پایش خاک رابینا کند ۔۔۔ ذرہ راچشمک زن سینا کند
عقل عریاں رادہد پیرا یہ ۔۔۔ بخشداین بے مایہ اسرمایہ
دامن خود میزند براخگرش ۔۔۔ ہرچہ غش باشد رباید از زرش
بندہا ازپا کشاید بندہ را ۔۔۔ از خداونداں رباید بندہ را
گویدش تو بندہ دیگر نہ ۔۔۔ زیں بتان بے زباں کمترنہ
تاسوے یک مدعائش می کشد ۔۔۔ حلقہ آئیں بپایش میکشد
نکتہ توحید باز آموزدش ۔۔۔ رسم و آئین نیاز آموزدش

معانی:...... می افگند: ڈالتا ہے۔ دلش: اس کا دل۔ شعبہ درگیر: وہ شعلہ جس سے آگ بھڑک اٹھے۔ می گردد: بن/ہو جاتی ہے۔ گلش :اس کی مٹی، اس کا وجود۔ نقش پایش: اس کے پاؤں کا نشان۔ بینا: دیکھنے والی۔ چشمک زن: آنکھ سے اشارہ کرنے والا۔ محاورے میں یہ طنز اور تحقیر کے لئے مستعمل ہے۔ چشمک زن سینا۔ سینا کی برابری کا دعویٰ کرنے والا (سینا: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ نے خدا تعالیٰ سے اپنا جلوہ دکھانے کی درخواست کی تھی اور جلوہ پڑنے پر بے ہوش ہوگئے تھے۔ طور سینا)۔ عقل عریاں: ننگی عقل، عقل محض، جو کسی آسمانی یا روحانی سرچشمے سے فیضیاب نہ ہو۔ عریاں: برہنہ، ننگا۔ پیرایہ: ایک خاص لباس۔ بے مایہ: کنگال، غریب، مفلس۔ دامن: پلو۔ می زند :مارتا ہے۔ اخگرش: اس کا انگارا۔ ہرچہ: جو کچھ، جو بھی۔ غش: کھوٹ۔ رباید: اڑا دیتا ہے۔ زرش: اس کا سونا، طلا۔ بندہا: جمع بند، بیڑیاں، زنجیریں۔ کشاید: کھول دیتا ہے۔ آزاد کرتا ہے۔ بندہ: غلام۔ خداونداں: جمع خداوند، آقا، مالک۔ رباید: چھین لیتا ہے۔ گویدش: اس سے کہتا ہے۔ نہ ای: تو نہیں ہے۔ سوے یک مدعائش: اسے ایک مقصد کی طرف۔ می کشد: کھینچ لاتا ہے۔ حلقہ آئین: قانون و ضابطہ کی زنجیر۔ بپایش: اس کے پاؤں میں۔ می کشد: ڈالتا ہے۔ نکتہ توحید: خدا کی وحدت۔ آموزدش: اس کو سکھاتا ہے۔ نیاز: عاجزی۔

ترجمہ وتشریح:...... نبی کی تعلیم انسانوں کے پاؤں کو ان بیڑیوں سے آزاد کر دیتی ہے جو اس نے خود پہن لی تھیں اور جو انسان مختلف دیوتاؤں اور معبودوں کی پرستش میں لگا ہوا تھا۔ اسے تمام پرستشوں سے نجات دلا کر ایک خدا کی چوکھٹ پر لے آتی ہے۔ نبیؐ اس سے کہتا ہے کہ تو خواہ مخواہ دوسروں کا غلام کیوں بنتا ہے؟ کیا تو ان بتوں سے بھی کمتر ہے جو بول نہیں سکتے؟ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعے کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر سورۂ انبیاء میں آیا ہے۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام قوم کو بت پرستی سے منع کرتے تھے۔ قوم کہتی تھی کہ ہمارے باپ دادا انہیں بتوں کو پوجتے آئے ہیں اور ہم انہیں کے مذہب پر چلیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایک دن موقع پا کر بڑے بت کو چھوڑا۔ باقی تمام بتوں کو توڑ پھوڑ ڈالا۔ بت پرستوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف شہادت ملی تو انہوں نے پوچھ گچھ کی۔ فرمایا۔ یہ سب کچھ تو اس بڑے بت نے کیا ہے تم اس سے پوچھ لو انہوں نے کہا: ''اے ابراہیمؑ! تو جانتا ہے کہ یہ تو بات نہیں کر سکتے'' حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا: ''پھر کیا تم ان کی پوجا کرتے ہو جو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان؟'' اقبال فرماتے ہیں کہ نبی انسانوں سے یہی کہتا ہے، کیا تم ان بے زبان بتوں سے بھی فروتر ہو؟ نبی انسانوں کو ایک مقصد کی طرف لے جاتا ہے۔ ضابطے اور آئین کی زنجیر ان کے پاؤں میں ڈال دیتا ہے۔ پھر ان کے دل میں توحید کا نکتہ بٹھاتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ خدا کے سامنے جھکنے، اس کی عبادت کرنے اور اس کے حکموں کے ماننے کا کیا طریقہ ہے۔

ارکان اساسی ملیہ اسلامیہ

رکن اول : توحید

در جہان کیف و کم گردید عقل　　پے بہ منزل برد از توحید عقل
ورنہ ایں بیچارہ امنزل کجاست　　کشتی ادراک را ساحل کجاست
اہل حق را رمز توحید از براست　　ورانی الرحمٰن عبدا مضمر است
تاز اسرار تو بنماید ترا　　امتحانش از عمل باید ترا

معانی:...... جہان: دنیا۔ کیف وکم: کیسا اور کتنا۔ گردید: سرگرداں، گھومی پھری۔ پے بہ منزل برد: منزل کا سراغ مل گیا۔ کجاست: کہاں ہے، مراد پتہ نہیں ہے۔ ادراک: کسی چیز کو سمجھ لینا، شعور، عقل۔ اہل حق: خدا کے خاص بندے۔ رمز: حقیقت، اشارہ۔ از براست: زبانی یاد ہے، حفظ ہے۔ مضمر: پوشیدہ، چھپی ہوئی۔ اسرار: سر کی جمع، بھید، حقیقتیں۔ بنماید: دکھائے، دکھادے۔ امتحانش: اس کی آزمائش۔

ترجمہ وتشریح:...... عقل اس مادی دنیا میں حیران وسرگرداں پھرتی رہی (اور اس نے ہر طرف چکر لگائے) صرف توحید کے ذریعے سے اس کے لئے منزل پر پہنچنے کا بندوبست ہوا۔ اگر توحید کی روشنی نہ ملتی تو مسکین عقل منزل پر کیونکر پہنچ سکتی؟ فہم و دریافت کی کشتی کو ساحل کیونکر میسر آتا؟ ادراک کی کشتی کا تو ساحل ہی کہیں نہیں ہے۔ (اقبال فرماتے ہیں کہ توحید کے سوا عقل کے لئے کوئی راستہ نہ تھا، یہ راستہ نہ ملتا تو اس کی کشتی موجوں ہی کے تھپیڑے کھاتی رہتی، ساحل پر ہرگز نہ پہنچتی۔ اہل حق توحید کی رمز کے ہر پہلو سے آگاہ ہیں۔ یہ رمز سورۂ مریمؑ کی اس آیت نمبر ۹۳ سے واضح ہے۔ جس کے آخر میں **الی الرحمن عبدا** آتا ہے اور جس کا ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

الی الرحمن عبدا : اشارہ ہے سورۂ مریم کی اس آیت کی طرف ان **کل من فی السموت والارض الا اتی الرحمن عبدا۔**

ترجمہ : آسمان اور زمین میں جو کوئی بھی ہے، وہ اسی لئے ہے کہ اس کے آگے بندگی کا سر جھکائے حاضر ہو۔ تو توحید کے بھیدوں سے اس وقت تک پوری طرح آگاہ نہیں ہو سکتا جب تک عمل کے ذریعے سے اس کی آزمائش نہ کرلے (یعنی محض زبان سے اللہ کو ایک کہہ دینا کافی نہیں، توحید پر عمل پیرا ہو اور اس کا امتحان کر)۔

دیں ازو، حکمت ازو آئیں ازو　　زور ازو قوت ازو تمکیں ازو
عالماں را جلوہ اش حیرت دہد　　عاشقاں را بر عمل قدرت دہد
پست اندر سایہ اش گرد و بلند　　خاک چوں اکسیر گرد ارجمند
قدرت او برگزیند بندہ را　　نوع دیگر آفریند بندہ را

معانی:...... ازو: از او، اس سے ہے۔ حکمت: عقل۔ تمکین: شان وشوکت، دبدبہ۔ حیرت دہد: حیرانی سے، حیرت میں ڈالتی ہے۔ قدرت دہد: قوت وطاقت عطا کرتی ہے۔ پست: نچلا، گھٹیا۔ گردد: ہو جاتا ہے۔ ارجمند: قدر و قیمت والی، بلند۔ برگزیند: چن لیتی ہے۔ نوع دیگر: دوسرے انداز یا طرح میں۔ آفریند: پیدا / تخلیق کرتی ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... دین توحید سے ہے، عقل توحید سے ہے، شریعت توحید سے ہے، زور و قوت اور ثبات واستحکام توحید سے

ہے۔توحید کی جلوہ افروزی عالموں کو حیرت میں ڈال دیتی ہے۔عاشقوں کو عمل کی قوت وقدرت عطا کرتی ہے۔ جو شے رتبے میں پست ہے وہ توحید کے سائے میں پہنچتے ہی بلند ہو جاتی ہے۔ بے حقیقت مٹی توحید کی بدولت اپنے اندر اکسیر کی قدر و قیمت پیدا کر لیتی ہے۔ توحید کی قوت انسان کو بلندی پر پہنچا دیتی ہے اور اس میں نئی طرح کی زندگی پیدا کر دیتی ہے۔

در رہ حق تیز تر گردد تگش　　گرم تر از برق خوں اندر رگش
بیم و شک میرد، عمل گیرد حیات　　چشم می بیند ضمیر کائنات
چوں مقام عبدہ محکم شود
کاسۂ دریوزہ جام جم شود

معانی:...... گردد: چلنے لگتے ہیں، رفتار۔ تگش: اس کا قدم۔ رگش: اس کی رگوں میں۔ بیم: خوف۔ میرد: مر جاتا ہے، ختم ہو جاتا ہے۔ گیرد حیات: زندگی حاصل کرتا ہے۔ می بیند: دیکھ لیتی ہے۔ ضمیر کائنات: کائنات کے چھپے ہوئے حقائق۔ مقام عبدہ: اس (خدا) کا بندہ ہونے کا مقام۔ محکم: مضبوط۔ کاسہ دریوزہ: گدائی یا بھیک مانگنے کا کشکول۔ جام جم: قدیم ایران کا بادشاہ جمشید کا جام یا پیالہ جس سے وہ پیش آنے والے واقعات دیکھ لیتا تھا۔

ترجمہ وتشریح:...... خدا کی راہ میں صاحب توحید کی رفتار بہت تیز ہو جاتی ہے۔ اس کی رگوں میں جو خون ہے وہ بجلی سے بھی زیادہ گرم ہو جاتا ہے (ایسا انسان باطل قوتوں سے بے خوف ہو جاتا ہے) خوف اور شک اس کے دل سے نکل جاتے ہیں۔ عمل کا جوش و ولولہ زندہ ہو جاتا ہے۔ آنکھ کائنات کے چھپے ہوئے حقائق دیکھنے لگتی ہے۔ جب خدا کا بندہ عبدہ کے مقام پر جم کر بیٹھ جاتا ہے (یعنی وہ بندگی کے انتہائی مرتبے پر پہنچ جاتا ہے) تو بھیک کا کاسہ جام جم کی صورت اختیار کر لیتا ہے (بھیک کے کاسے کا مطلب یہ ہے کہ انسان قوت لایموت کے لئے بھی لوگوں کے دروازوں پر سوال کرتا پھرے۔ گویا وہ شے جو انسان کو دنیا کی ہر شے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ یقیناً بندگی کا اعلیٰ درجہ یہی ہے کہ بھکاری بے نیازی کے بلندترین مرتبے پر پہنچ جائے۔

ملت بیضا تن و جاں لا الہ　　ساز مارا پردہ گرداں لا الہ
لا الہ سرمایہ اسرار ما　　رشتہ اش شیرازہ افکار ما
حرفش از لب چوں بدل آید ہمے　　زندگی را قوت افزاید ہمے
نقش او گر سنگ گیرد، دل شود　　دل گرا زیادش نسوزد گل شود

معانی:...... ملت بیضا: روشن ملت، ملت اسلامیہ۔ لا الہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پردہ گرداں: ساز کے پردوں۔ اسرار ما: ہمارے راز/بھید۔ رشتہ اش: اس کا دھاگا/ڈوری۔ شیرازہ افکار: ہمارے افکار کو پرونے والا ہے۔ حرفش: اس کا حرف/لفظ، اس کی بات۔ بدل آید ہمی: دل میں اترتا ہے۔ قوت افزاید: طاقت بڑھ جاتی ہے۔ سنگ گیرد: پتھر پکڑ لے/قبول کر لے۔ نسوزد: نہ جلے۔ گل شود: گارا/مٹی بن جاتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... ملت بیضا جسم ہے اور اس کی جان کلمہ توحید لا الہ ہے۔ ہمارے ساز کے پردوں سے نغمے صرف توحید کی بدولت نکل رہے ہیں۔ توحید (لا الہ) ہمارے تمام بھیدوں (رازوں) کا سرمایہ ہے۔ توحید کا رشتہ ہمارے افکار و خیالات کے لئے شیرازے کا کام دیتا ہے۔ جب لا الہ کا حرف لبوں سے گزرتا ہوا دل میں اترتا ہے تو زندگی کی قوت بڑھا دیتا ہے۔ اگر پتھر لا الہ کا نقش قبول کر لے تو وہ دل بن جائے گا۔ اگر دل لا الہ کی یاد سے حرارت حاصل نہ کرے تو وہ مٹی کی مانند حقیر، ہیچ اور بے قیمت رہ جاتا ہے۔

چوں دل از سوز غمش افروختیم　　خرمن امکاں ز آہے سوختیم
آب دلہا درمیان سینہ ہا　　سوز او بگداختت ایں آئینہ ہا
شعلہ اش چوں لالہ در رگہاے ما　　نیست غیر از داغ او کالاے ما

معانی:...... افروختیم: ہم نے روشن کیا/آگ بھڑکانا۔ خرمن امکاں: دنیا کا کھلیان (امکان: عدم کی ضد، عالم فانی) سوختیم: ہم نے جلادیا۔ بگداخت: پگھلاڈالا/دیا۔ رگہاے: ہماری رگوں۔ کالاے ما: ہمارا سامان تجارت، سروسامان، کل سرمایہ۔

ترجمہ وتشریح:...... ہم نے جب توحید کے غم میں دل کی آگ بھڑکائی تو اس دنیا کے خرمن کو ایک آہ سے جلادیا۔ ہمارے سینوں میں دل پانی پانی ہوگئے۔ توحید کی حرارت نے ان آئینوں کو پگھلادیا۔ لالہ کے پھول کی طرح توحید کا شعلہ ہماری رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ اس داغ کے سوا دنیا میں ہمارا کوئی سروسامان نہیں (یعنی ہمارا کل سرمایہ شعلہ توحید ہے اور بس)

اسود از توحید احمر می شود　　خویش فاروقؓ و ابوذرؓ می شود
دل مقام خویشی و بیگانگی است　　شوق را مستی ز ہم پیمانگی است

معانی:...... اسود: کالا۔ احمر: سرخ۔ خویش: اپنا، قرابت دار۔ فاروق: حضرت عمر فاروقؓ (خلفائے راشدہؓ میں دوسرے خلیفہ ۱۳ھ/ ۶۳۴ء تا ۲۳ھ/ ۶۴۵ء) ابوذر: حضرت ابوذرؓ غفاری جو اصحاب صفہ میں شامل تھے اور جن کا فقر ضرب المثل ہے۔ خویشی: اپنایت۔ بیگانگی: اجنبیت، غیر ہونا۔ ہم پیمانگی: مل بیٹھ کر پینا۔

ترجمہ وتشریح:...... توحید کی برکت سے سیاہ رنگ کا آدمی سرخ رنگ کے آدمی کا ہمسر بن جاتا ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت ابوذر غفاری جیسے یگانہ بزرگان ملت سے رشتہ خویشی پیدا کرلیتا ہے (یہاں صرف حضرت بلالؓ کی مثال پیش کردینا کافی ہے اگر چہ وہ حبشی تھے لیکن اسلام کی برکت نے انہیں وہ رتبہ عطا کیا کہ حضرت فاروق اعظمؓ انہیں سردار کہہ کر پکارتے تھے)۔ دل خویشی اور بیگانگی کا مقام ہے۔ شوق کا تقاضا یہ ہے کہ اکٹھے بیٹھ کر پئیں اور مستی طاری ہو۔

ملت از یک رنگی دلہاستے　　روشن از یک جلوہ ایں سیناستے
قوم را اندیشہ ہا باید یکے　　در ضمیرش مدعا باید یکے
جذبہ باید در سرشت او یکے　　ہم عیار خوب و زشت او یکے
گر نباشد سوز حق در ساز فکر　　نیست ممکن ایں چنیں انداز فکر

معانی:...... یک رنگی: ایک رنگ کا ہونا، یکسانیت۔ ایں سیناستے: یہ سینا یعنی طور سینا ہے۔ اندیشہ ہا: اندیشہ کی جمع، فکر اور سوچ۔ در ضمیرش: اس کے دل میں۔ مدعا: مقصد۔ سرشت: فطرت، طبیعت۔ عیار: کسوٹی، پیمانہ۔ عیار خوب وزشت: اچھے اور برے کی پرکھ/ کسوٹی، نیکی اور بدی کا معیار۔ ایں چنیں: ایسا، اس قسم کا۔

ترجمہ وتشریح:...... ہماری ملت کی بنیاد دلوں کی یک رنگی پر قائم ہے اور تمام افراد قوم کے دلوں کا مقصد و مدعا ایک ہو۔ قوم کی فطرت میں ایک ہی جذبہ ہونا چاہئے اور اس کے لئے اچھائی برائی کا پیمانہ بھی ایک ہی لازم ہے۔ جب تک فکر کے ساز میں حق کا سوز موجود نہ ہو، سوچنے کا ایسا انداز پیدا ہی نہیں ہوسکتا (مراد یہ ہے کہ صرف حق کی تڑپ سے قوم میں فکری اور عملی وحدت پیدا کی جاسکتی ہے اور حق کی تڑپ صرف توحید سے ہی پیدا ہوسکتی ہے)

ما مسلمانیم و اولاد خلیلؑ　　از ابیکم گیر اگر خواہی دلیل

با وطن وابستہ تقدیر امم | بر نسب بنیاد تعمیر امم
اصل ملت در وطن دیدن کہ چہ | باد و آب و گل پرستیدن کہ چہ
بر نسب نازاں شدن نادانی است | حکم او اندر تن و تن فانی است

معانی:...... خلیل: حضرت ابراہیمؑ جن کا لقب خلیل اللہ تھا۔ ابیکم: تمہارا باپ، قرآنی آیت سورۃ الحج، آیہ ۷۸ تم اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر قائم رہو۔ امم: امت/امیہ کی جمع، امتیں، قومیں۔ نسب: رنگ و نسل۔ اصل ملت: ملت کی بنیاد/جڑ۔ دیدن: دیکھنا۔ کہ چہ: کس لئے، کیا مطلب۔ باد و آب و گل: ہوا اور پانی اور مٹی۔ پرستیدن: پوجا کرنا، پرستش۔ نازاں شدن: فخر/غرور کرنا۔ حکم: مراد فیصلہ۔

ترجمہ وتشریح:...... ہم مسلمان ہیں اور حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اگر تجھے اس بارے میں کسی دلیل کی ضرورت ہے تو ''ابیکم'' پڑھ لے۔ تو دیکھ، قرآن مجید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہمارا باپ کہا ہے۔ دنیا میں جتنی قومیں ہیں، ان کی تقدیریں وطن سے وابستہ ہیں۔ جغرافیائی حلقے کو اپنا وطن بنایا ہے یا قوموں نے نسب کی بناء پر اپنی تنظیم کا بندوبست کیا ہے (رنگ و نسل پر ان کی بنیاد ہے) بھلا وطن کو قوم کی بنیاد قرار دینا کیا مطلب ہے؟ لغویت ہے! کیا انسان کے لئے پانی، مٹی اور ہوا کی پرستش زیبا ہے؟ نسب پر فخر کرنا سراسر حماقت ہے۔ نسب کی کارفرمائی صرف بدن تک محدود ہے اور بدن مرنے کے بعد فنا ہو جاتا ہے۔

ملت مارا اساس دیگر است | ایں اساس اندر دل ما مضمر است
حاضریم و دل بغائب بستہ ایم | پس ز بند ایں و آں وا رستہ ایم
رشتہ ایں قوم مثل انجم است | چوں نگہ ہم از نگاہ ما گم است

معانی:...... اساس: بنیاد۔ مضمر: پوشیدہ، چھپی ہوئی۔ حاضریم: ہم حاضر ہیں۔ بغایب: غیب سے۔ این و آں: یہ اور وہ، ادھر ادھر۔ وارستہ ایم: ہم نے نجات پائی ہے، ہم آزاد ہیں۔ رشتہ: اس قوم کا باہمی ربط و تعلق۔ انجم: ستارے۔

ترجمہ وتشریح:...... ہماری قوم کی بنیاد دوسری ہے۔ یہ بنیاد ہمارے دلوں میں پیوست (پوشیدہ) ہے۔ ہم خود موجود ہیں، لیکن ہمارے دل نے اس ذات پاک سے وابستگی پیدا کر لی ہے جو انسان کی گرفت سے بہت بلند ہے اور جسے قرآن کی اصطلاح میں ''غائب'' کہا گیا ہے لہٰذا ہم ادھر ادھر کے تمام بندھنوں سے آزاد ہو گئے۔ ہمارے افرادِ قوم کو جو رشتہ ایک دوسرے سے وابستہ کئے ہوئے ہیں وہ ویسا ہی ہے جیسا تاروں کے درمیان قائم ہے۔ وہ موجود ہے لیکن نگاہ کی طرح ہماری نگاہوں سے گم ہے۔ یعنی جس طرح تاروں کے درمیان کشش یا جذب ہمیں نظر نہیں آتا اسی طرح ہمارے درمیان جو رشتہ ہے اگرچہ وہ نظر نہیں آتا مگر ہمارے دل اس میں بندھے ہوئے ہیں۔

تیر خوش پیکان یک کیشیم ما | یک نما یک بیں، یک اندیشیم ما
مدعاے ما، مآل ما یکے ست | طرز و انداز خیال ما یکے ست
ماز نعمتہاے او اخواں شدیم | یک زبان و یک دل و یک جاں شدیم

معانی:...... خوش پیکان: اچھی انی/نوک والا۔ کیش: ترکش، مذہب، مسلک۔ یک کیشیم ما: ہم ایک ہی ترکش کے۔ یک نما: ایک ہی نظر آتے ہیں۔ یک بیں: ایک ہی دیکھنے والے۔ یک اندیشم ما: ہم ایک ہی انداز کی سوچ رکھتے ہیں۔ مال ما: ہمارا نتیجہ/مقصد۔ یکیست: ایک ہی ہے۔ اخواں شدیم: ہم بھائی بھائی بن گئے۔ یک زبان: ایک زبان، یک دل و یک جاں: باہم متحد اور شیر و شکر، دل ایک ہو گئے، جانیں ایک ہو گئیں۔

ترجمہ وتشریح:...... ہماری مثال ان تیروں کی سی ہے جن کے پیکان بڑے خوبصورت ہیں اور ہمارا ترکش ایک ہے ہم ایک نظر

آتے ہیں ایک نظر سے دیکھتے ہیں اور ایک طریق پر سوچتے ہیں۔ ہمارا مقصد، ہمارا مقام رجوع اور ہمارا انداز خیال ایک ہے۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کی نعمت رحمت بن کر نازل ہوئی اور اس کی بدولت ہم بھائی بھائی بن گئے۔ ہماری زبانیں ایک ہو گئیں، ہمارے دل ایک ہو گئے، ہماری جانیں ایک ہو گئیں۔ اس شعر کا پہلا مصرع قرآن مجید کی اس آیت سے ماخوذ ہے۔

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا و اذكروا نعمت الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا

اور سب مل جل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ۔ اللہ نے جو نعمت تمہیں عطا فرمائی ہے اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔ تمہارا حال یہ تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے لیکن اس کے فضل و کرم سے ایسا ہوا کہ بھائی بھائی بن گئے۔

در معنی ایں کہ یاس و حزن و خوف ام الخبائث است

و قاطع حیات و توحید ازالہ ایں امراض خبیثہ می کند

مرگ را ساماں ز قطع آرزوست　　زندگانی محکم از لا تقنطو است
ناامید از آرزوے پیہم است　　ناامیدی زندگانی را سم است
ناامیدی ہمچو گورا فشاروت　　گرچہ الوندی، زپامی آردت
ناتوانی بندہ احسان او　　نامرادی بستہ دامان او

معانی:...... مرگ: موت۔ قطع آرزو: آرزو کا رشتہ کٹ جائے، آرزو ختم ہو جانا، کوئی آرزو نہ ہونا۔ محکم: مضبوط و مستحکم۔ **لاتقنطوا من رحمته الله** سورۃ الزمر، آیہ ۵۳، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ آرزوے پیہم: مسلسل یا پے در پے آرزو، مراد مسلسل آرزو ہی سے دامن بندھا ہے۔ ناامیدی: مایوسی۔ سم: زہر۔ ہمچو گور: قبر کی طرح۔ افشاردت: تجھے بھینچ لیتی ہے۔ الوندی: تو الوند ہے، الوند ایران کے ایک بلند پہاڑ کا نام ہے۔ زپامی آردت: تجھے گرا دے، پچھاڑ دے گی، چت گرا دے گی۔ ناتوانی: کمزوری۔ بندہ: کنیز، لونڈی۔ بستہ دامان او: اس کے دامن سے بندھی ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... کیا تمہیں معلوم ہے کہ موت کا سروسامان کیا ہے؟ یہ کہ آرزو کا رشتہ کٹ جائے (جو شخص آرزو سے محروم ہوا سمجھ لو کہ اس کی موت کے سامان جمع ہو گئے) زندگی کو مضبوط و مستحکم بنانے کا وسیلہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بشارت لاتقنطو کو سامنے رکھتا ہوا کبھی مایوس نہ ہو۔ امید کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل میں پے در پے آرزوؤں کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ ناامیدی زندگی کے لئے زہر ہے (جو اسے ختم کر دے گا)۔ ناامیدی انسان کو قبر کی طرح بھینچ کر رکھ دیتی ہے۔ اگر وہ الوند پہاڑ کی مانند بھی مضبوط و مستحکم ہو تو اسے چت گرا کر دم لیتی ہے۔ کمزوری ناامیدی کی بندۂ احسان ہے (احسان کی لونڈی ہے) نامرادی اس کے دامن سے بندھی چلی آ رہی ہے (مطلب یہ کہ کمزوری، ناتوانی اور نامرادی ناامیدی ہی سے پیدا ہوتی ہیں)۔

زندگی را یاس خواب آور بود　　ایں دلیل سستی عنصر بود
چشم جاں را سرمہ اش اعمی کند　　روز روشن راشب یلدا کند
از دمش میرد قواے زندگی　　خشک گردد چشمہ ہاے زندگی

خفتہ با غم در تہ یک چادر است غم رگ جاں را مثال نشتر است

معانی:...... خواب آور: نیند لانے والی، سلانے والی۔ سستی عنصر: عناصر (اجزاء) کی کمزوری۔ (عنصر: مادہ یا اصل) سرمہ اش: اس (یاس) کا سرمہ۔ یاس: مایوسی، ناامیدی۔ اعمٰی: اندھا، نابینا۔ شب یلدا: طویل اور اندھیری رات۔ از دمش: اس کے دم (پھونک) سے، سانس سے۔ قوا: قوت کی جمع، قوتیں۔ خفتہ: سویا ہوا/سوئی ہوئی۔ نشتر: فصد کھولنے یا زخم چیرنے کا تیز نوک دار اوزار۔

ترجمہ وتشریح:...... مایوسی زندگی کو سلا دیتی ہے اور اس کے اجزاء میں سستی کی رہبر بن جاتی ہے یعنی اس کے اجزاء ست کر ڈالتی ہے۔ مایوسی کا سرمہ جان کی آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے۔ روز رزوشن اس کی وجہ سے اندھیری رات بن جاتا ہے۔ مایوسی کے سانس سے زندگی کی قوتیں مر جاتی ہیں اور اس کے چشمے خشک ہو جاتے ہیں۔ مایوسی غم کے ساتھ ایک چادر میں سوتی ہے اور غم جان کی رگ کے لئے نشتر ہے۔ (ایک چادر میں سونے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے مستقل ساتھی ہیں)۔

اے کہ در زندان غم باشی اسیر از نبیؐ تعلیم لا تحزن بگیر
ایں سبق صدیقؓ را صدیق کرد سرخوش از پیمانہ تحقیق کرد
از رضا مسلم مثال کوکب است در رہ ہستی تبسم برلب است

معانی:...... زنداں: قید خانہ۔ اسیر: گرفتار، قیدی۔ ''لاتحزن'': سورۃ التوبہ، آیہ ۴۰ تو کوئی غم نہ کر۔ بگیر: حاصل کر۔ صدیق: حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ صدیق: نہایت سچا۔ سرخوش: بہت خوش۔ تحقیق: حقیقت۔ رضا: راضی بہ رضائے خدا ہونا۔ کوکب: روشن ستارہ۔ تبسم: مسکراہٹ۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مخاطب! تو کیوں غم کے قید خانے میں جکڑا بیٹھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے لاتحزن کا سبق حاصل کر یعنی حالات کتنے ہی ناموافق ہو جائیں لیکن غمگین کبھی نہ ہو۔ لاتحزن کا سبق صدیقؓ نے صدیق کو پڑھایا تھا اور تحقیق کا جام پلا کر اسے مست کر دیا تھا۔ لاتحزن: اشارہ ہے سورہ توبہ کی اس آیت کی طرف: **اذا اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا**۔ جب کافروں نے اسے (نبیؐ کو) اس حال میں گھر سے نکالا تھا کہ (صرف دو آدمی تھے اور دو میں دوسرا (اللہ کا رسولؐ) تھا اور دونوں غار میں چھپے بیٹھے تھے۔ اس وقت اللہ کے رسولؐ نے اپنے ساتھی سے کہا تھا: غمگین نہ ہو، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ مسلمان نے رضا کی بدولت روشن ستارے کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ ہستی کے راستے میں اس کے لبوں پر ہمیشہ ہمیشہ تبسم رقصاں رہتا ہے۔ مسلمان راہ رضا پر چلتا ہوا زندگی کی منزل طے کرتا ہے۔

گر خدا داری زغم آزاد شو از خیال بیش و کم آزاد شو
قوت ایماں حیات افزا یدت ورد لا خوف علیہم بایدت

معانی:...... خدا داری: تو خدا رکھتا ہے، خدا پر پختہ عقیدہ ہے۔ زغم: غم سے۔ خیال بیش وکم: زیادہ اور کم کا خیال۔ حیات افزایدت: تیری زندگی بڑھاتی ہے۔ لاخوف علیھم: قرآن کریم میں یہ الفاظ کئی جگہ آئے ہیں۔ مثلاً سورۂ بقرہ آیہ ۳۸، سو جو شخص میری اس ہدایت کی پیروی کرے گا تو نہ ہوگا کچھ اندیشہ ان پر اور نہ ایسے لوگ غمگین ہی ہوں گے۔ بایدت: تجھے چاہئے۔

ترجمہ وتشریح:...... اگر خدا پر تیرا عقیدہ پختہ ہے تو غم کے بندھن سے آزاد ہو جا۔ یہ کم، زیادہ کا خیال کیوں تجھے پریشان کر رہا ہے۔ اسے دل سے نکال ڈال۔ ایمان کی قوت تیری زندگی بڑھاتی ہے۔ تجھے چاہئے کہ **لاخوف علیھم** کا ورد جاری رکھے یعنی خوف تیرے پاس پھٹکنے نہ پائے۔ **ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون** نہ تو اس کے لئے کسی قسم کا کھٹکا ہے اور نہ غمگینی (سورۂ بقرہ)

چوں کلیمے سوے فرعونے رود قلب او از لا تخف محکم شود

بیم غیر اللہ عمل را دشمن است　　کاروان زندگی را رہزن است
عزم محکم ممکنات اندیش ازو　　ہمت عالی تامل کیش ازو
تخم اوچوں در گلت خودر انشاند　　زندگی از خود نمائی بازماند

معانی:...... کلیمے: کوئی کلیم، حضرت موسیٰؑ کا لقب کلیم اللہ (اللہ سے کلام کرنے والا)۔ سوئے: کی طرف، کی جانب۔ فرعونے: کوئی فرعون، جابر وظالم حاکم وقت، باطل قوت، فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ قلب او: اس کا دل۔ لاتخفف: مت ڈرو، مت خوف کھا۔ سورۂ طٰہ، آیہ ۶۸ میں ارشاد ہے: ہم نے (موسیٰ) سے کہا کہ تم ڈرو نہیں تم ہی غالب رہو گے۔ محکم شود: مضبوط ہوتا ہے (کرلیتا ہے)۔ بیم: خوف، ڈر۔ غیر اللہ: اللہ کے سوا، ماسوا اللہ، باطل قوت۔ رہزن: راہ مار، لٹیرا، لوٹنے والا۔ عزم: مضبوط ارادہ، ممکنات اندیش: امکانات کے بارے میں سوچنے والا۔ تامل کیش: تذبذب میں پڑنا۔ ازو: از او، اس کی وجہ سے۔ درگلت: تیری مٹی میں۔ خودرانشاند: خود کو سمولیا، خود کو بولیا، جگہ بنالی۔ تخم: بیج۔ خودنمائی: اپنی ذات کا اظہار۔ باز ماند: پیچھے رہ گئی، محروم ہو جاتی ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... جب اللہ کا کوئی پیغامبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح فرعون جیسے جابر کے پاس پیغام حق لے کر جاتا ہے تو اسکا دل لاتخف سے مضبوط ہو جاتا ہے۔ لاتخف سورۂ طٰہ کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے: قلنا لا تخف انک انت الاعلیٰ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اندر ہراس محسوس کیا تو ہم نے کہا، اندیشہ نہ کر۔ (مطلب یہ کہ حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے فرعون سے مقابلے کے وقت بشارت دے دی تھی کہ ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں، کامیابی تیرے ہی لئے ہے) اللہ کے سوا کسی اور کا خوف عمل کی قوت کا دشمن ہے اور زندگی کے قافلے کو لوٹ لیتا ہے۔ بڑے مضبوط ارادے والے آدمی پر بھی خوف چھا جائے تو وہ سوچنے لگ جائے گا اور اس کا عزم تذبذب میں پڑ جائے گا۔ زیادہ سوچ بچار انسان کی قوت عمل شل کر کے رکھ دیتی ہے۔ جب خوف کا بیج انسان کی مٹی میں جگہ پیدا کر لیتا ہے تو زندگی اپنے پورے جوہر نمایاں کرنے سے محروم ہو جاتی ہے۔ (رک جاتی ہے)

فطرتِ او تنگ تاب و سازگار　　بادل لرزان ودست رعشہ دار
دزد داز پا طاقت رفتار را　　میر باید از دماغ افکار را
دشمنت ترساں اگر بیند ترا　　از خیابانت چوگل چیند ترا
ضرب تیغ او قوی ترمی فتد　　ہم نگاہش مثل خنجرمی فتد

معانی:...... تنگ تاب: کمزور ضعف، طاقت سے محروم۔ سازگار: موافق۔ دل لرزاں: کانپتا ہوا دل۔ دست رعشہ دار: لرزتے یا کپکپاتے ہوئے ہاتھ۔ دزدد: چرالیتا ہے، می رباید: اچک لیتا ہے۔ افکار: فکر کی جمع، خیالات، سوچ۔ دشمنت: تیرادشمن۔ ترساں: خوف زدہ۔ ازخیابانت: تیری کیاری سے۔ چوگل: پھولوں کی طرح۔ چیند: توڑ لیتا ہے۔ می فتد: پڑتی ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... خوف کی فطرت قوت اور توانائی سے محروم ہے۔ وہ لرزنے والے دل اور کانپنے والے ہاتھ ہی سے سازگار ہوتی ہے (جس کے ہاتھ کانپ رہے ہوں اور دل لرز رہا ہو اس سے کوئی بھی کام انجام نہیں پا سکتا)۔ خوف پاؤں سے چلنے کی قوت چرالیتا ہے اور دماغ سے سوچ بچار کی صلاحیت چھین لے جاتا ہے۔ تیرا دشمن اگر تجھے خوف زدہ دیکھے گا تو وہ تجھے اسی طرح اچک لے جائے گا جس طرح پھول کیاری سے توڑ لیا جاتا ہے۔ محض دشمن کی تلوار ہی تجھ پر زیادہ قوت سے نہیں پڑے گی بلکہ خوف کی حالت میں اس کی نظر بھی تیرے لئے تلوار بن جائے گی۔

بیم چوں بند است اندر پاے ما　　ورنہ صد سیل است در دریاے ما

برنمی آید اگر آہنگ تو | زم از بیم است تارچنگ تو
گوش تابش دہ کہ گردد نغمہ خیز | برفلک از نالہ آردر ستخیز
بیم جاسوسے است از اقلیم مرگ | اندرونش تیرہ مثل میم مرگ

معانی:...... بند: زنجیر۔سیل: طوفان۔برنمی آید: بلندنہیں ہوتا۔آہنگ: نغمہ، سر۔تارچنگ: ساز کے تار۔گوش تابش دہ: اسکے کان مروڑ۔گردد: ہوجائے۔نغمہ خیزہ: جس سے نغمے پیدا ہوں یا پھوٹیں۔آردر ستخیز: محشر/قیامت برپا کردے۔اقلیم مرگ: موت کی مملکت۔اندرونش: اس کا باطن۔تیرہ: تاریک۔میم مرگ: مرگ کا پہلا حرف میم جس کی مروڑی/ابتدائی حصہ سیاہ ہوتا ہے۔جاسوس: مخبر۔

ترجمہ وتشریح:...... خوف نے ہمارے پاؤں زنجیر سے جکڑ رکھے ہیں ورنہ ہمارے دریا (سمندر) میں سینکڑوں طوفان اٹھ سکتے ہیں۔تیرے سانس سے لے کیوں نہیں اٹھتی؟ صرف اس لئے کہ خوف نے تیرے ساز کے تار بہت ڈھیلے (زم) کر دیئے۔(تو اس کے کان مروڑ) تو وہ تار کس لے تا کہ ان سے نغمے اٹھنے لگیں (پیدا ہوں) اور آہ و نالہ سے آسمان پر محشر بپا ہو جائے۔خوف موت کی ولایت (ملک) کا جاسوس ہے، یعنی وہ موت کی خاطر سرگرم عمل ہے۔اس کا باطن لفظ مرگ کے میم (م) کی طرح تاریک ہے۔(مطلب یہ کہ فارسی کا میم لکھا جائے تو میم عربی کے برعکس اس کے اندر کوئی جگہ خالی نہیں ہوتی بلکہ وہ پورا ابھرا ہوتا ہے)۔

چشم او برہمزن کار حیات | گوش او بز گیر اخبار حیات
ہر شر پنہاں کہ اندر قلب تست | اصل او بیم است اگر بینی درست
لابہ و مکاری و کین و دروغ | ایں ہمہ از خوف می گیرد فروغ
پردہ زور و ریا پیرا ہنش | فتنہ را آغوش مادر دامنش
زانکہ از ہمت نباشد استوار | می شود خوشنود با ناسازگار
ہر کہ رمز مصطفیٰ فہمیدہ است | شرک رادر خوف مضمر دیدہ است

معانی:...... برہم زن: درہم برہم کرنے والی۔بز گیر: بکری پکڑنے والا، مراد چور، مکار، حیلہ گر۔اخبار: جمع خبر، خبریں۔لابہ: چاپلوسی، خوشامد۔مکاری: فریب و مکر۔کین: دشمنی، بغض۔دروغ: جھوٹ۔ہمہ: سب۔گیرد فروغ: ان میں اضافہ ہوتا ہے۔زور: دغا، فریب۔ریا: دکھاوا، منافقت۔پیراہنش: اس کا لباس۔آغوش مادر: ماں کی گود۔دامنش: اس کا دامن۔زانکہ: اس لئے کہ، چونکہ۔استوار: مضبوط، مستحکم۔خوشنود: خوش۔ناسازگار: ناموافق، موافقت نہ کرنے والا۔رمز: اشارہ، بھید، حقیقت۔فہمیدہ است: سمجھ گیا ہے۔شرک: کسی کو خدا کا شریک بنانا۔مضمر: پوشیدہ، چھپا ہوا۔

ترجمہ وتشریح:...... خوف کی آنکھ زندگی کا کارخانہ درہم برہم کر ڈالتی ہے اور اس کا کان زندگی کے اخبار کا چور ہے، یعنی جو چیزیں زندگی کا سروسامان ہیں، انہیں چرا کر لے جاتا ہے۔جو برائیاں تیرے دل کے اندر چھپی ہوئی ہیں اگر تو غور کرے تو واضح ہو جائے گا کہ وہ سب خوف سے پیدا ہوئیں (ان کی جڑ اصل خوف ہی ہے) خوشامد، مکر و حیلہ، کینہ، جھوٹ، یہ سب خوف ہی سے فروغ پاتے ہیں۔مکاری اور ریاکاری کے پردے سے خوف کا پیراہن (لباس) تیار ہوتا ہے اور اس کا دامن فتنوں کے لئے ماں کی گود ہے (یعنی جس طرح بچے ماں کی گود میں پرورش پاتے ہیں اسی طرح فتنے خوف کے دامن میں پلتے ہیں)۔جس شخص کا دل ہمت سے مضبوط و مستحکم نہیں ہوتا، وہ ناموافق چیزوں کو بھی خوشی خوشی قبول کر لیتا ہے۔جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی حقیقت سمجھ لی ہے وہ یقیناً شرک کو خوف میں چھپا ہوا پائے گا۔

محاورہ تیر و شمشیر

تیر اور تلوار کی باہمی گفتگو (بات چیت)

سر حق تیر از لب سو فار گفت — تیغ را در گرمی پیکار گفت
اے پریہا جوہر اندر قاف تو — ذوالفقار حیدرؓ از اسلاف تو
قوت بازوے خالدؓ دیدہ — شام را بر سر شفق پاشیدہ
آتش قہر خدا سرمایہ ات — جنت الفردوس زیر سایہ ات
در ہوایم یا میان ترکشم — ہر کجا باشم سراپا آتشم

معانی:...... سرحق: حق کا بھید یا راز مراد حقیقت، سچائی۔ سوفار: عموماً تیر کے پچھلے حصے یعنی چٹکی کو کہتے ہیں۔ ذہان پر تیر کا سرا، تیر کا سوراخ/منہ۔ گرمی پیکار: گھمسان کا رن، سخت جنگ۔ پری ہا: پریاں۔ قاف: کوہ قاف جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہاں پریاں ہوتی ہیں، دراصل اس پہاڑ کے گردونوح کے لوگ بالخصوص عورتیں بہت خوبصورت ہیں۔ جوہر: تلوار کی چمک۔ ذوالفقار: دو دھاری تلوار۔ ذوالفقار حیدرؓ: حضرت علی حیدر کرار کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا (ذوالفقار: فقار والی، فقار جس کی پشت، پیٹھ کے مہروں کی طرح سیدھی ہو، حضور اکرمؐ نے حضرت علیؓ کو جو تلوار عنایت کی وہ اسی انداز کی تھی)۔ اسلاف: سلف کی جمع، بزرگ، باپ دادا، آباؤ اجداد۔ قوت بازو: بازو کی طاقت، زور بازو۔ خالدؓ: حضرت خالدؓ بن ولید جو بہت بڑے جنگجو اور دلیر سپہ سالار تھے اور جنھوں نے ملک شام فتح کیا تھا۔ دیدہ ای: تو نے دیکھی ہے۔ شفق: وہ سرخی جو صبح اور شام کے وقت آسمان پر ہوتی ہے، مراد خون کی سرخی۔ پاشیدہ ای: تو نے چھڑکی ہے۔ سرمایہ ات: تیری دولت۔ قہر: غضب۔ جنت الفردوس: بہشت بریں۔ سایہ ات: تیرا سایہ۔ در ہوایم: میں ہوا/فضا میں ہوں۔ میان ترکشم: میں تیردان کے اندر ہوں۔ ہر کجا باشم: جہاں کہیں بھی ہوں۔ سراپا آتشم: میں پورے طور پر آگ ہوں۔

ترجمہ وتشریح:...... تیر نے عین گھمسان کے رن میں سوفار کے لب سے کام لیتے ہوئے سچائی کا ایک راز تلوار سے بیان کیا۔ اے تلوار! تیرے اندر جو جوہر موجود ہیں، وہ تیرے کوہ قاف کی پریاں ہیں حضرت علیؓ کی ذوالفقار بھی تیرے ہی آباؤ اجداد میں سے تھی (تلوار کی چمک کو کوہ قاف کی پریوں سے اور اس کی تیزی اور کاٹ کو حضرت علیؓ کی تلوار سے نسبت دی ہے)۔ تو نے اللہ کی تلوار یعنی حضرت خالدؓ بن ولید کے بازو کی قوت دیکھی ہے، کیونکہ انوں نے تجھ سے کام لیا اور ملک شام کے سر پر شفق کا چھڑکاؤ کر دیا۔ (حضرت خالدؓ کی فتوحات شام کی طرف اشارہ ہے)۔ ایک طرف تیرا سرمایہ خدا کے قہر و غضب کی آگ ہے، دوسری طرف تیرے سائے کے نیچے بہشت بریں ہے۔ یہاں مشہور حدیث کی طرف اشارہ ہے: **الجنت تحت ظلال السیوف** بہشت تلواروں کے سائے میں ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں قتال و جہاد ایسی نیکی ہے جو سیدھی بہشت میں لے جاتی ہے۔ (میری حالت پر غور کر کہ) میں ترکش میں رہوں یا ہوا میں چلوں، جہاں کہیں بھی ہوں، سراپا آگ رہتا ہوں۔

از کماں آیم چو سوے سینہ من — نیک می بینم بہ توے سینہ من
گر نبا شد درمیاں قلب سلیم — فارغ از اندیشہاے یاس و بیم
چاک چاک از نوک خود گردانمش — نیمہ از موج خوں پوشانمش

در صفائے اوز قلب مومن است ظاہرش روشن زنور باطن است
از تف او آب گردد جان من ہمچو شبنم می چکد پیکان من

معانی:...... آیم: میں آتا ہوں، نکلتا ہوں۔ سوئے سینہ: سینے کی طرف۔ نیک می بینم: میں پوری طرح دیکھ لیتا ہوں۔ تو ے: گہرائی اندرونہ۔ قلب سلیم: مراد بے عیب اور کفر و شرک سے پاک دل۔ یاس وبیم: مایوسی/ ناامیدی اور خوف۔ چاک چاک: پرزے پرزے، پھاڑنا۔ گردانمش: میں اسے کر دیتا ہوں۔ موج خون: خون کی لہر۔ نیمہ: چھوٹا لباس، ایک قسم کا چھوٹا پاجامہ، کرتی۔ پوشانمش: میں اسے پہنا دیتا ہوں۔ ور: واگر کا مخفف اور اگر۔ صفائے او: اس سینے کی پاکیزگی۔ تف او: اس (سینے) کی گرمی حرارت سے۔ آب گردد: پانی پانی ہو جاتی ہے، پگھل جاتی ہے۔ ہمچو شبنم: اوس کی مانند۔ می چکد: ٹپکنے لگتا ہے/لگتی ہے۔ پیکان: انی، لوک۔

ترجمہ وتشریح:...... جب میں کمان سے نکل کر مقابل کے سینے کی طرف آتا ہوں تو سینے کی گہرائی میں خوب چھان بین کرتا ہوں۔ اگر مجھے وہاں قلب سلیم نظر نہ آئے اور ایسا قلب ملے جو خوف اور مایوسی کی آلائشوں سے لتھڑا ہوا ہو تو میں اپنی نوک سے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے موج خون کی کرتی پہنا دیتا ہوں۔ اگر میں دیکھوں کہ اندر مومن کا دل ہے جس کی وجہ سے پورا سینہ آئینہ کی طرف صاف ہے اور باطن کے نور سے اس کا ظاہر بھی روشن ہے تو اس کی حرارت (گرمی) سے میری جان پانی پانی ہو جاتی ہے (یعنی پگھل جاتی ہے) اور میری نوک شبنم کی طرح قطرے بن کر ٹپک جاتی ہے۔

حکایت شیر وشہنشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عالمگیر گردوں آستاں اعتبار دودمان گورگاں
پایہ اسلامیاں برتر ازو احترام شرع پیغمبرؐ ازو
درمیان کارزار کفر ودیں ترکش مارا خدنگ آخریں

معانی:...... عالمگیر: محی الدین اورنگزیب عالمگیر، مغلیہ بادشاہ جو شاہجہان کا بیٹا اور جہانگیر کا پوتا تھا، یہ بادشاہ درویش تھا اور صاحب شمشیر بھی تھا، اس کی سیاسی بصیرت اور سوجھ بوجھ سے علامہ بے حد متاثر تھے۔ گردوں آستاں: آسمان اس کے دروازہ کی دہلیز تھا، مراد بلند آستانے والا، باعظمت۔ اعتبار: آبرو، عزت۔ دودمان: خاندان۔ گورگاں: لغوی معنی عیش وعشرت کے لائق، منگولی زبان میں بادشاہوں کے داماد کو کہتے ہیں یہ امیر تیمور کا لقب تھا اس وجہ سے اس کے خاندان کو خاندان گورگان کہنے لگے، برصغیر کے مغلیہ خاندان کے بانی/ سربراہ بابر کا جد امجد تھا۔ پایہ اسلامیاں: مسلمانوں کا رتبہ۔ برتر ازو: اس کی بدولت بلند ہے۔ پیغمبرؐ: حضور اکرمؐ۔ کارزار: معرکہ، جنگ۔ خدنگ آخریں: آخری تیر۔

ترجمہ وتشریح:...... شہنشاہ عالمگیرؒ کا رتبہ اتنا بلند تھا کہ آسمان اس کے دروازے کی دہلیز تھا۔ وہ شہنشاہ جو گورگانی خاندان کے لئے عزت وافتخار کا باعث تھا۔ مسلمانوں کا درجہ اس کی وجہ سے بہت بلند ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا احترام قائم وعام ہو گیا۔ کفر اور دین کی کشمکش میں شہنشاہ عالم گیر ہندوستان کے اندر اسلام کے ترکش کا آخری تیر تھا۔

تخم الحادے کہ اکبر پرورید باز اندر فطرت دارا دمید
شمع دل در سینہ ہا روشن نبود ملت ما از فساد ایمن نبود
حق گزید از ہند عالمگیر را آں فقیر صاحب شمشیر را

از پے احیاے دیں مامور کرد　　بہر تجدید یقیں مامور کرد
برق تیغش خرمن الحاد سوخت　　شمع دیں در محفل ما بر فروخت
کور ذوقاں داستانہا ساختند　　وسعت ادراک ...... ختند

معانی:...... الحاد: دین سے پھر جانا، دین اور خدا پر ایمان نہ ہونا۔ اکبر: تیسرا مغلیہ بادشاہ جلال الدین، عالمگیر کا پردادا، شروع میں اس نے علم کی سرپرستی کی لیکن بعد میں وہ الحاد کی طرف جھک گیا۔ پرورید: پالا، بویا، نشوونما کی۔ باز: پھر، بعد میں۔ دارا: عالمگیر کا بھائی داراشکوہ، یہ بھی الحاد کی طرف مائل ہوگیا اس کا اظہار اس نے اپنی تصانیف میں کیا۔ دمید: پھوٹا، اگا۔ فساد: بگاڑ، تباہی، خرابی۔ ایمن نبود: امن میں نہ تھی۔ گزید: چن لیا، منتخب کیا۔ فقیر: درویش منش۔ صاحب شمشیر: تلوار والا، شمشیر کا مالک، دلیر شمشیر زن۔ احیا: زندہ کرنا۔ احیائے دین: دین کو زندہ کرنا۔ مامور کرد: متعین کیا۔ تجدید: نیا یا تازہ کرنا۔ تجدید یقین: پھر سے یقین پیدا کرنا۔ تیغش: اس کی تلوار سے۔ خرمن: کھلیان۔ سوخت: جلا ڈالا، خاتمہ کر دیا۔ بر فروخت: روشن کر دی۔ کور ذوقاں: کور ذوق کی جمع، ذوق سے عاری لوگ، مراد عقل و شعور سے عاری لوگ۔ داستانہا ساختند: قصے گھڑ لئے، داستانیں وضع کیں۔ وسعت ادراک: وسیع النظری، بہت زیادہ عقل و شعور۔ نشناختند: انہوں نے نہ پہچانی، اندازہ نہ ہو سکا۔

ترجمہ وتشریح:...... جلال الدین اکبر نے اپنے دورِ سلطنت میں ایسی روش اختیار کر لی تھی کہ الحاد کا بیج یہاں نشوونما پانے لگا۔ پھر یہی بیج شاہجہان کے بڑے بیٹے داراشکوہ کی فطرت میں اگ آیا۔ سینوں میں دلوں کی شمعیں روشن نہ تھیں اور ہماری ملت فتنہ وفساد سے محفوظ نہیں سمجھی جا سکتی تھی۔ (ایسی صورت میں) اللہ تعالیٰ نے ہندوستان سے عالمگیر کو چن لیا، وہ عالمگیر جو درویش بھی تھا اور بے پناہ شمشیر کا مالک تھا۔ عالمگیر کو اس غرض سے چنا کہ ہندوستان میں دین ازسرِنو زندہ ہو جائے اور مسلمانوں کی پھر سے یقین وایمان کی رگوں میں خون دوڑنے لگے۔ عالمگیری شمشیر کی بجلی نے الحاد کا خرمن جلا کے رکھ ڈالا اور ہماری مجلس میں دین کی شمع روشن کر دی۔ حقیقت حال کے ذوق سے عاری لوگوں نے عالمگیر کے متعلق عجیب وغریب من گھڑت داستانیں وضع کر لیں۔ انہیں اس شہنشاہ کی دوراندیشی اور وسیع النظری کا اندازہ نہ ہو سکا۔ (وہ سمجھ نہ سکے)۔

شعلہ توحید را پروانہ بود　　چوں براہیمؑ اندریں بتخانہ بود
در صف شاہنشہاں یکتا ستے　　فقر او از تربتش پیدا ستے

معانی:...... چوں براہیمؑ: حضرت ابراہیمؑ کی طرح، انہوں نے بت کدے کے بتوں کو توڑ پھوڑ دیا۔ اندریں بتخانہ: اس بت خانے یعنی برصغیر پاک وہند میں۔ یکتا ستے: وہ بے مثل/یگانہ۔ تربتش: اس کی تربت، اس کی قبر۔ پیدا ستے: ظاہر ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... عالمگیر توحید کی شمع کا پروانہ تھا اور ہندوستان کے بت خانے میں اس کی حیثیت ابراہیمؑ کی سی تھی (اس نے کفر والحاد کا خاتمہ کیا)۔ شہنشاہوں میں اس کا درجہ بے مثل و یگانہ ہے اور اس کی درویشی قبر ہی سے ظاہر ہے۔ (اس کی قبر پر کوئی عظیم الشان مقبرہ تعمیر نہیں کیا گیا اس نے وصیت کر دی تھی کہ نہ مقبرہ بنایا جائے اور نہ قبر پختہ کی جائے۔

روزے آں زیبندہ تاج وسریر　　آں سپہدار و شہنشاہ و فقیر
صبحگاہاں شد بہ سیر بیشہ　　باپرِ ستارے وفا اندیشہ
سرخوش از کیفیت باد سحر　　طائراں تسبیح خواں بر ہر شجر
شاہ رمز آگاہ شد محو نماز　　خیمہ برزد در حقیقت از مجاز

معانی:...... زبندہ: سجانے یا آراستہ کرنے والا، زیب وزینت۔ سریر: تخت۔ سپہدار: سالارِ لشکر۔ فقیر: درویش منش۔ صبح گاہاں: صبح گاہ کی جمع، صبح سویرے۔ شد: نکلا۔ بیشہ اے: ایک/کوئی جنگل۔ پرستارے: وفادار غلام۔ وفا اندیشہ اے: وفا کا سوچنے والا، باوفا۔ سرخوش: مسرور ومخمور، بہت خوش، مست۔ کیفیت: حالت، لطف۔ بادِ سحر: صبح کی ہوا/ بادِ نسیم۔ طائراں: طائر کی جمع، پرندے۔ تسبیح خواں: یعنی اللہ کا ذکر/ ورد کرنے والے۔ رمز آگاہ: حقیقت آشنا۔ خیمہ برزد: اس نے خیمہ لگا لیا۔ مجاز: حقیقت کی ضد، مراد دنیاوی مشغلہ۔

ترجمہ وتشریح:...... ایک روز شہنشاہ عالمگیر جو تاج اور تخت دونوں کے لئے زیب وزینت تھا۔ زبیدہ تاج وسر کے معنی بھی اورنگزیب ہیں۔ جو سالارِ لشکر بھی تھا، شہنشاہ بھی اور درویش بھی۔ وہ صبح کے وقت ایک جنگل کی سیر کے لئے نکل گیا۔ صرف ایک وفادار غلام ساتھ تھا۔ صبح کی تازہ اور پاکیزہ ہوا سے مست ہو کر پرندے ہر درخت پر تسبیح پڑھ رہے تھے۔ حقیقت شناس بادشاہ بھی مصلا بچھا کر نماز میں مصروف (محو) ہوگیا اور اس نے عالمِ مجاز سے نکل کر عالمِ حقیقت میں خیمہ نصب کرلیا (یعنی دنیاداری سے الگ ہو کر خدا سے لو لگالی)۔

شیر ببر آمد پدید از طرف دشت	از خروش او فلک لرزندہ گشت
بوے انساں دادش از انساں خبر	پنجہ عالمگیر راز و بر کمر
دست شہ نادیدہ خنجر برکشید	شرزہ شیرے راشکم از ہم درید
دل بخود راہے نداد اندیشہ را	شیر قالیں کرد شیر بیشہ را

معانی:...... آمد پدید: ظاہر ہوا، نکلا۔ خروش: گرج/ دھاڑ۔ لرزندہ گشت: لرز اٹھا۔ دادش: اسے دی۔ نادیدہ: ان دیکھے، دیکھے بغیر۔ برکشید: کھینچ لیا، نکال لیا۔ شرزہ شیرے: غصے والا، شیر غضبناک۔ شکم: پیٹ۔ از ہم درید: پھاڑ ڈالا۔ اندیشہ: ڈر، خوف۔ شیر قالین: شیر کی تصویر جو عموماً قالینوں پر بناتے ہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... عین اس وقت جنگل کی طرف سے ببر شیر نکلا۔ اس کی دھاڑ کا یہ عالم تھا کہ محسوس ہوتا تھا آسمان لرز اٹھا ہے۔ انسان کی بو پا کر شیر کو معلوم ہوگیا کہ انسان موجود ہے۔ چنانچہ وہ آیا اور نماز میں مصروف عالمگیر کی کمر پر پنجہ مارا۔ بادشاہ نے آنکھ اٹھائے بغیر خنجر کھینچا اور غضب ناک شیر کا پیٹ چیر کر رکھ دیا۔ اس کے دل میں ہرگز خوف پیدا نہ ہوا اور ایک لمحے میں جنگل کے شیر کو قالین کا شیر بنا دیا۔ (دوسرے مصرع میں اقبال نے عجیب نکتہ نوازی کی ہے۔ شیر قالین اسے کہتے ہیں جس کی تصویر قالین پر بنی ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ حقیقی شیر نہیں ہوتا۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ایک ہی وار میں اسے بے جان کر کے زمین پر گرا دیا اور زمین پر گرے ہوئے شیر کی کیفیت وہی تھی جو شیر قالین کی ہوتی ہے)۔

باز سوے حق رمید آں ناصبور	بود معراجش نماز با حضور
ایں چنیں دل خود نماز و خود شکن	دارد اندر سینہ مومن وطن
بندہ حق پیش مولیٰ لاستے	پیش باطل از نعم برجاستے

معانی:...... رمید: دوڑا، جھکا۔ ناصبور: مضطرب، بیقرار۔ معراجش: اس کی معراج۔ نماز باحضور: ایسی نماز جس میں صرف خدا کی طرف توجہ ہو۔ ایں چنیں: اس قسم کا۔ خود نما: اپنی ذات کا اظہار کرنے والا، دشمن/ باطل قوت کے مقابلے میں چٹان کی طرح اٹل ہونے والا۔ خود شکن: اپنی نفی کرنے والا، اللہ کے حضور عجز وانکسار/ بندگی کا اظہار کرنے والا۔ لاستے: ''لا'' ہے نفی کی صورت ہے۔ باطل: جھوٹ، باطل قوت/ قوتیں یعنی کفر والحاد/ شرک وغیرہ۔ نعم: ''ہاں''۔ برجاستے: برقرار رہے، اٹل ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا بے انتہا شوق رکھنے والا شہنشاہ پھر اس بارگاہ میں جا کھڑا

ہوا، یعنی از سر نو نماز شروع کردی۔ سچ یہ ہے کہ حضوری کی نماز اس کے لئے معراج تھی۔ ایسا ہی خودنما اور خودشکن دل مومن کے سینے میں جگہ پاتا ہے۔ (خودنما اس لئے کہ شیر نے حملہ کیا تو بیبا کانہ ایک ہی وار سے اسے مار گرایا۔ دلی قوت کی اس سے بڑی نمائش کیا ہو سکتی تھی۔ خودشکن اس لئے کہ شیر کو مار کر گراتے ہی انتہائی عجز و نیاز سے اپنے مولا کی پیش گاہ میں جا کھڑا ہوا۔ گویا جو قوت شیر کے مقابلے میں بے پناہ تھی۔ خدا کی بارگاہ میں پہنچتے ہی سراپا عجز و نیاز بن گئی۔ اقبال کہتے ہیں کہ حق پرست بندہ خدا کے سامنے اپنے آپ کو کالعدم مٹا کر نفی کے آخری درجے پر پہنچ جاتا ہے۔ لیکن جب باطل سے مقابلہ پیش آجائے تو ''نعم'' کا نعرہ لگا کر اپنی جگہ قائم ہو جاتا ہے، یعنی خدا کے سامنے بے حقیقت اور باطل کے سامنے اٹل''۔

تو ہم اے ناداں دلے آور بدست — شاہدے را محملے آور بدست
خویش رادر بازو خود را بازگیر — دام گستراز نیاز و ناز گیر
عشق را آتش زن اندیشہ کن — روبہ حق باش و شیری پیشہ کن
خوف حق عنوان ایمان است وبس — خوف غیر از شرک پنہان است و بس

معانی:...... آورد: لا، پیدا کر۔ شاہدے: ایک محبوب، محبوب حقیقی۔ محملے: ایک کجاوہ۔ درباز: ہار دے، ذات کی نفی کر۔ بازگیر: خود کو پالے۔ دام گستر: جال بچھا۔ نیاز: عاجزی، بندگی۔ ناز: مراد باطل قوتوں سے ٹکرانا۔ آتش زن اندیشہ: خوف کو آگ لگا دے۔ روبہ: روباہ کا مخفف، لومڑی، اللہ کے حضور انکسار کرنے والا۔ شیری: شیر ہونا، بننا۔ پیشہ کن: اختیار کر۔ عنوان: مراد علامت، دلیل۔ غیر: ماسوا اللہ، کفر والحاد، باطل طاقتیں۔

ترجمہ وتشریح:...... مخاطب سے فرماتے ہیں۔ اے نادان (مسلمان) تو بھی ایسا ہی دل پیدا کر اور اسی طرح محبوب کے لئے محمل کا سامان پیدا کر۔ جو محبوب کی نشست کے لائق ہو۔ اپنے آپ کو قربان کر دے تاکہ تو اپنے آپ کو پائے نیاز کا جال بچھا اور ناز کا شکار کر۔ (نیاز سے مقصود قربانی اور ناز سے مقصود مقام عزت و برتری ہے)۔ یہ تیرے دل میں جو وسوسے ہیں، انہیں عشق کی آگ میں جلا دے۔ خدا کے سامنے لومڑی بنا رہ اور غیر حق کے سامنے شیری کے مسلک پر جم جا (شیر بن جا)۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ایمان کی دلیل ہے اور بس! غیر اللہ کا خوف چھپا ہوا شرک ہے اور بس۔

رکن دوم ...... رسالت

تارک آفل ابراہیم خلیلؑ — انبیا را نقش پائے او دلیل
آں خدائے لم یزل را آیتے — داشت در دل آرزوئے ملتے
جوئے اشک از چشم بیخوابش چکید — تا پیام طھرا بیتی شنید
بہر ما ویرانہ آباد کرد — طائفاں را خانہ بنیاد کرد
تا نہال تب علینا غنچہ بست — صورت کار بہار ما نشست

معانی:...... تارک آفل: غروب ہونے والے کو چھوڑنے والا، زوال پذیر معبدوں کو ٹھکرانے والا، قرآنی تلمیح سورۂ انعام، آیہ ۷۶ ''پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا۔ انہوں (ابراہیمؑ) نے کہا کہ یہ میرا رب ہے تو جب وہ بھی غروب

ہوگیا تو انہوں نے کہا کہ میں انہیں دوست نہیں رکھتا جو ڈوب جانے والے ہیں۔ دلیل: رہنما۔ خدائے لم یزل: وہ خدا جسے کبھی زوال نہ آئے، حق تعالیٰ حی و قیوم ہے۔ آیتے: ایک نشانی / علامت۔ آرزوے ملتے: ایک ملت کی آرزو، قرآنی تلمیح سورۂ بقرہ، آیہ ۱۲۸ ''اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا اور زیادہ مطیع بنالیجئے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت / ملت پیدا کیجئے جو آپ (خدا) کی مطیع ہو''۔ جوئے اشک: آنسوؤں کی ندی۔ چکید: ٹپکی، رواں ہوئی، بہتی رہی۔ طہرابیتی: میرے گھر کو پاک رکھو، قرآنی تلمیح، سورۂ بقرہ، آیہ ۱۲۵ ''اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی طرف حکم بھیجا کہ میرے اس گھر کو خوب پاک رکھا کرو، بیرونی اور مقامی لوگوں (کی عبادت) کے واسطے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے''۔ شنید: سنا۔ ویرانہ اے: ایک غیر آباد جگہ۔ طائفاں: جمع طائف، طواف کرنے والے۔ خانہ اے: ایک گھر۔ بنیاد کرد: بنایا، تعمیر کیا، خانہ کعبہ۔ اشارہ ہے سورۂ ابراہیم آیہ ۳۷ کی طرف ''اے ہمارے پروردگار بے شک میں نے اپنی اولاد کو ایک بے کھیتی کے جنگل میں تیرے محترم گھر کے پاس بسادیا''۔

ترجمہ وتشریح:...... زوال پذیر معبودوں کو ٹھکرا دینے والے حضرت ابراہیم خلیلؑ جن کا نقش پا نبیوں کے لئے رہنما بن گیا۔ وہ حضرت ابراہیمؑ جو خدائے لم یزل کا ایک نشان تھے، اپنے دل میں ایک فرمانبردار ملت کی آرزو رکھتے تھے (جو کفر والحاد اور شرک سے پاک ہو)۔ (قرآن مجید کے بیان کے مطابق حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے ایک امت کیلئے دعا کی تھی۔ حضرت ابراہیم کی بے خواب آنکھوں سے آنسوؤں کی ندی بہتی رہی تا آنکہ اللہ تعالیٰ بارگاہ سے انہیں اور ان کے فرزند اسماعیلؑ کو حکم ہوا کہ ایک گھر خدا کیلئے بنائیں اور اسے پاک رکھیں ''طھر بیتی'') کا پیغام سنا۔ انہوں نے ہمارے لئے ایک ایسے مقام پر خانہ خدا تعمیر کیا جہاں دور دور تک ویرانہ تھا (اور کھیتی باڑی کا کوئی نام ونشان نہ تھا) یہ گھر اسلئے بنایا کہ طواف کرنے والے، عبادت کی غرض سے ٹھہرنے والے اور رکوع وسجود کرنے والے اس میں مصروف عبادت رہیں۔ جب تب علینا کے درخت میں غنچہ پیدا ہوا تو ہماری بہار کیلئے کارفرمائی کی صورت نکل آئی۔ (مراد یہ ہے کہ خانہ خدا تعمیر ہوا۔ لوگ گناہوں سے توبہ کر کے وہاں عبادت کیلئے جمع ہونے لگے۔ اس طرح توحید کی صدا دنیا بھر میں گونجی)۔

حق تعالیٰ پیکر ما آفرید — وز رسالت درتن ماجاں دمید
حرف بے صوت اندریں عالم بدیم — از رسالت مصرع موزوں شدیم
از رسالت درجہاں تکوین ما — از رسالت دین ما آئین ما
از رسالت صد ہزار ما یک است — جزو ما از جزو ما لاینفک است

معانی:...... پیکر ما: ہمارا یعنی ملت کا جسم / وجود۔ آفرید: پیدا کیا۔ رسالت: نبوت، پیغمبری۔ جاں دمید: روح پھونکی۔ حرف بے صوت: ایسا حرف جس کی کوئی آواز نہ ہو۔ بدیم: ہم تھے (بودیم کا مخفف)۔ مصرع موزوں: ایسا مصرع یا شعر جو وزن میں ہو۔ تکوین: پیدا کرنا، وجود میں لانا۔ صد ہزار: لاکھ، لاکھوں کروڑوں۔ یک است: ایک ہے۔ جزو ما لاینفک: ایسا جزو جو الگ نہ ہو سکے۔

ترجمہ وتشریح:...... اللہ تعالیٰ نے ہماری ملت کا جسم پیدا کیا اور اس جسم میں رسالت کے ذریعے سے جان پھونکی۔ ہم اس دنیا میں ایسے الفاظ تھے جن کی آواز کوئی نہ تھی۔ رسالت کی برکت سے ہم نے ایک موزوں مصرع کی شکل اختیار کر لی۔ ہمارا وجود اس دنیا میں رسالت سے ہے۔ رسالت ہی سے ہمیں دین ملا، رسالت ہی سے شریعت ملی۔ رسالت ہی کی برکت ہے کہ ہم لاکھوں ہونے کے باوجود ایک ہیں۔ ہمارا ایک جزو دوسرے جزو سے اس طرح جڑا ہوا ہے کہ اسے کبھی الگ نہیں کیا جاسکتا۔ (ملت اسلامیہ ایک وحدت ہے)۔

آں کہ شان اوست یھدی من یرید — از رسالت حلقہ گرد ما کشید
حلقہ ملت محیط افزا ستے — مرکز او وادی بطحا ستے

ماز حکم نسبت او ملتیم　　　اہل عالم را پیام رحمتیم
از میان بحر او خیزیم ما　　　مثل موج از ہم نمی ریزیم ما

معانی:...... آں کہ: یعنی وہ ذات باری۔ یھدی من یرید: جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، قرآنی تلمیح، سورۃ الحج آیہ ۱۶۔ کشید: کھینچ دیا۔ محیط افزا ستے: حلقے یا گھیرے کو بڑھانے والا ہے یا بڑھنے والا سمندر ہے۔ بطحا: ایسی زمین فراخ جس میں سے سیل گزرے اور جس میں سنگریزے ہوں یہ مکہ معظمہ میں ایک وادی ہے بعض اوقات بطحا سے مکہ معظمہ مراد لیا جاتا ہے۔ وادی بطحاستے: بطحا کی وادی ہے یعنی مکہ معظمہ، بیت اللہ شریف۔ ز حکم نسبت او: اس سے تعلق کے باعث۔ پیام رحمتیم: ہم رحمت کا پیغام ہیں۔ خیزیم ما: ہم اٹھتے ہیں، بلند ہوتے ہیں۔ از ہم نمی ریزیم ما: ہم ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوتے۔

ترجمہ وتشریح:...... وہ پاک ذات جس کی شان یہ ہے کہ جسے چاہتی ہے کامیابی کی راہ پر لگا دیتی ہے۔ اس نے ہمارے اردگرد رسالت کا حلقہ کھینچ دیا ہے یعنی ہم سب کو رسالت کے ذریعے سے باہم جوڑ دیا ہے۔ وہ ایسا حلقہ ہے جس کا محیط ہر لحظہ بڑھتا جا رہا ہے اور اس کا مرکز وادی بطحا ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ نسبت کی بناء پر ملت وقوم بن گئے اور دنیا والوں کے لئے رحمت کا پیغام ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسم کے سمندر سے موج کی طرح اٹھتے ہیں لیکن خدا کی ہم پر خاص رحمت ہے کہ موج کی طرح بکھر کر نابود نہیں ہوتے۔

امتش در حرز دیوار حرم　　　نعرہ زن مانند شیراں در اجم
معنی حرفم کنی تحقیق اگر　　　بنگری با دیدہ صدیق اگر
قوت قلب و جگر گردد نبیؐ　　　از خدا محبوب تر گردد نبیؐ

معانی:...... حرز: پناہ۔ دیوار اجم: نیستاں، جنگل، شیروں کا جنگل۔ معنی حرفم: میری بات کی حقیقت۔ تحقیق: چھان بین۔ بنگری: تو دیکھے۔ صدیقؓ: حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ نبیؐ: یعنی حضور اکرمؐ۔ محبوب تر: بہت زیادہ پیارا۔

ترجمہ وتشریح:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت حرم پاک کی پناہ گاہ (دیوار) میں اسی طرح نعرے لگا رہی ہے جس طرح شیر جنگل میں دہاڑتے ہیں۔ اقبال نے خود فرمایا ہے کہ یہ شعر کہنے کے وقت قصدہ بردہ کا مندرجہ ذیل شعر پیش نظر تھا۔

احل امتہ فی حرز ملتہ　　کاللیث حل مع الاشبال فی اجم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ملت کے حصار میں بٹھا دیا جس طرح شیر اپنے بچوں کے ساتھ جنگل میں بیٹھ جاتا ہے۔ اگر تو میری بات پر اچھی طرح غور کرے اور اس کے اندازے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نگاہ پیدا کر لے تو تجھ پر واضح ہو جائے گا کہ ان تمام حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات انسان کے لئے قلب وجگر کی قوت بن جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ محبوب نظر آتے ہیں۔ (دوسرے مصرع کے ظاہری الفاظ پر نہ جانا چاہئے۔ مقصود یہ ہے کہ بحکم لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ، دین کا عملی پیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ حضورؐ ہی کے اتباع کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا معیار قرار دیا جب ارشاد فرمایا: ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

قلب مومن را کتابش قوت است　　　حکمتش حبل الورید ملت است
دامنش از دست دادن مردن است　　　چوں گل از باد خزاں افسردن است
زندگی قوم ازدم اویافت است　　　ایں سحر از آفتابش تافت است

فرد از حق ملت ازوے زندہ است　　از شعاع مہرِ او تابندہ است

معانی:...... کتابش: اس (حضورؐ) کی کتاب، قرآن کریم جو آپ پر نازل ہوا۔ حکمت: علم و دانش، عدل۔ حبل الورید: شہ رگ، گردن کی وہ رگ جس کے کٹنے سے انسان مر جاتا ہے۔ دامنش: اس یعنی حضورؐ کا دامن۔ از دست دادن: ہاتھ سے چھوڑ دینا۔ مردن: مرنا۔ افسردن: مرجھا جانا۔ تافت است: منور ہوئی ہے۔ شعاعِ مہر: سورج کی کرن/ چمک۔ تابندہ: درخشاں، روشن۔

ترجمہ وتشریح:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کتاب لائے یعنی قرآن مجید وہ مومن کے دل کے لئے قوت واستحکام کا سامان ہے اور جو حکیمانہ ارشادات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری ہوئے انہیں ملت کی زندگی میں شہ رگ کی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں رسول کی تین خصوصیتیں بہ طور خاص واضح کی گئی ہیں۔ اول تلاوت آیات، دوم تزکیہ قلوب، سوم تعلیم کتاب وحکمت (یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمتہ) مندرجہ بالا شعر میں حکمت کا مطلب وہی ہے جو اس آیہ شریفہ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ہاتھ سے دینے کا مطلب یہ ہے کہ موت قبول کر لی جائے اور وہ حالت پیدا ہو جائے جو موسم خزاں میں پھول کی ہوتی ہے یعنی افسردہ ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔ قوم نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دم سے زندگی پائی۔ یہ صبح اسی آفتاب کی روشنی سے منور ہوئی۔ (جلوہ ریز ہوئی)۔ افراد اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ رہتے ہیں، قوم کی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے، یعنی قوم اسی سورج کی کرن سے آب وتاب حاصل کرتی ہے۔

از رسالت ہم نوا گشتیم ما　　ہم نفس ہم مدعا گشتیم ما
کثرت ہم مدعا وحدت شود　　پختہ چوں وحدت شود، ملت شود
زندہ ہر کثرت زبند وحدت است　　وحدت مسلم زدین فطرت است

معانی:...... ہم نوا: ایک آواز والے، ہم آواز۔ گشتیم: ہم ہو گئے۔ ہم نفس: اکٹھے سانس لینے والے، دوست، ساتھی۔ ہم مدعا: جن کا مقصد ہی ایک ہو۔ کثرت ہم مدعا: ایک ہی مقصد رکھنے والوں کی کثرت۔ وحدت: اکائی کی صورت، ایک ہو جانے کی صورت۔ پختہ: مضبوط، مستحکم۔ بند: زنجیر۔ دین فطرت: دین اسلام۔

ترجمہ وتشریح:...... شعر نمبر ۲۰ کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسالت نے ہمیں ہم نوا اور ہم آہنگ کیا۔ رسالت ہی کی برکت سے ہم ایک دوسرے کے ساتھی، رفیق اور ہمدرد بنے۔ اسی کی برکت سے ہم سب کا نصب العین ایک ہو گیا۔ جب ایک مدعا، ایک مقصد اور ایک نصب العین والے اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ان میں ایک وحدت آجاتی ہے۔ یہی وحدت پختہ اور پائیدار ہو جاتی ہے تو ملت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ہر کثرت صرف وحدت کے بندھن کی بنا پر زندہ ہے اور مسلمان کی وحدت دین فطرت یعنی اسلام پر مبنی ہے۔

دین فطرت از نبیؐ آموختیم　　در رہ حق مشعلے افروختیم
ایں گہر از بحر بے پایانِ اوست　　ما کہ یکجا نیم از احسان اوست
تانہ ایں وحدت زدستِ مارود　　ہستی ما با ابد ہمدم شود

معانی:...... آموختیم: ہم نے سیکھا۔ مشعلے افروختیم: ہم نے ایک مشعل روشن کی۔ گہر: موتی۔ بحر بے پایاں: بے کنار/ بے حد وسیع سمندر۔ یکجا نیم: ہم ایک جہان ہیں۔ تا: جب تک، زدست مارود: ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے۔ با ابد: ہمیشگی کے ساتھ، ہمیشہ کے لئے۔ ہمدم: رفیق، ساتھی۔

ترجمہ وتشریح:...... ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین فطرت سیکھا اور اللہ کے راستے میں مشعل روشن کر کے کھڑے

ہو گئے۔ یہ وحدت کا راز ایک موتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پایاں سمندر سے نکلا، ہم یک جان ہیں تو یہ حضورؐ ہی کا احسان ہے۔ اگر وحدت کا یہ رشتہ ہمارے ہاتھ سے نہیں چھوٹے گا تو ہماری ہستی بحیثیت ملت وقوم رہتی دنیا تک باقی رہے گی۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد　　بر رسولؐ ما رسالت ختم کرد

رونق از ما محفل ایام را　　او رسل را ختم و ما اقوام را

خدمت ساقی گری با ما گزاشت　　داد ما را آخریں جامے کہ داشت

معانی:...... پس: سو، چنانچہ۔ رسالت ختم کرد: یعنی رسالت (نبی ہونا) ختم ہوگئی، حضورؐ کو ختم المرسلین کہا گیا ہے۔ محفل ایام: زمانے کی بزم، محفل روزگار۔ رسل: رسول کی جمع، بہت سے یا سارے رسول۔ ختم: خاتم، خاتم النبین۔ ساقی گری: ساقی ہونا، پلانے کا کام، ساقی کا منصب۔ باما گذاشت: ہمارے سپرد کر دی / کر دیا۔ ہمیں عطا کر دیا۔

ترجمہ وتشریح:...... خدا نے ہم پر شریعت ختم کر دی اور ہمارے رسولؐ پر رسالت ختم ہوگئی۔ اب زمانے کی مجلس میں رونق ہمارے ہی دم سے رہے گی۔ ہمارے رسولؐ رسولوں کے خاتم تھے، ہم قوموں کے خاتم ہیں: اقبال نے خود ان اشعار کے سلسلے میں قصیدۂ بردہ کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

لما دعی اللہ داعینا لطاعتہ
باکرم الرسل و کنا اکرم الامم

(جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے داعی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکرم الرسل (تمام رسولوں سے زیادہ بزرگ) کہہ کر خطاب کیا تو ہم اس ذات پاک کی بدولت بزرگ ترین امت بن گئے)۔ اللہ تعالیٰ نے محفل روزگار میں ساقی کا منصب ہمارے حوالے کر دیا۔ وہ صلاح و تقویٰ کا جو آخری جام اس دنیا کو عطا کرنا چاہتا تھا، وہ ہمیں عطا کر دیا۔

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ز احسانِ خدا است　　پردہ ناموس دین مصطفیٰؐ است

قوم را سرمایہ قوت ازو　　حفظ سر وحدت ملت ازو

حق تعالیٰ نقش ہر دعویٰ شکست　　تا ابد اسلام را شیرازہ بست

دل زغیر اللہ مسلماں برکند　　نعرہ لا قوم بعدی می زند

معانی:...... ''لا نبی بعدی'': میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، حدیث رسولؐ۔ پردۂ ناموس: مراد عزت وشرف کا محافظ۔ سرمایہ قوت: قوت وطاقت کی دولت۔ حفظ: تحفظ، حفاظت۔ سر وحدت: وحدت کا راز، ایک ہونے یا یک رنگی کی حقیقت / بھید۔ دعویٰ: غرور، مراد باطل۔ شکست: مٹا دیا۔ تا ابد: ہمیشہ کے لئے۔ شیرازہ بست: شیرازہ باندھ دیا، شیرازہ بندی کر دی، انسانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا۔ برکند: تعلق توڑ لیتا ہے۔ غیر اللہ: مادی یا باطل قوتیں، ماسوا اللہ۔ لا قوم بعدی: میرے بعد کوئی قوم نہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں یہ خدا کا احسان ہے اور یہ دین مصطفیٰؐ کے ناموس کا پردہ ہے۔ قوم کو قوت ملتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ملتی ہے اور ملت کی وحدت کا راز بھی اسی پاک ذات کی بدولت محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دعوے کا نقش مٹا دیا اور اسلام کا شیرازہ ابد تک کے لئے باندھ دیا۔ مسلمان جب غیر اللہ سے دل کا تعلق توڑ لیتا ہے تو لا قوم بعدی کا نعرہ لگاتا ہے، یعنی میرے بعد کوئی قوم نہیں ہے۔ (اس کا کوئی ثانی نہیں ہے)۔

در معنی ایں کہ مقصود رسالت محمدیہ تشکیل وتاسیس حریت ومساوات واخوت بنی نوع آدم است

بود انساں در جہاں انساں پرست — ناکس و نابود مند و زیردست
سطوت کسریٰ و قیصر رہزنش — بند ہا در دست و پاد گردنش
کاہن و پاپا و سلطان و امیر — بہر یک نخچیر صد نخچیر گیر
صاحب اورنگ و ہم پیر کنشت — باج برکشت خراب او نوشت

معانی:...... انسان پرست: انسان کی پرستش، انسان کو پوجنا۔ ناکس: گھٹیا، نیچ، بے حیثیت۔ نابودمند: مفلس، کنگال، عاجز۔ زیر دست: ماتحت، حکم بجالانے والا۔ سطوت: دبدبہ، شان وشوکت۔ کسریٰ: ایران کے مشہور بادشاہ نوشیروان عادل کا نام، قدیم ایرانی بادشاہوں کا لقب۔ قیصر: قدیم روم کے بادشاہوں کا لقب۔ رہزنش: اس کا راہ مار/لٹیرا۔ بندہا: جمع بند، زنجیریں۔ گردنش: اس کی گردن۔ کاہن: لغوی معنی بزرگ دین، فال گو، غیب کا حال کہنے والے، زمانہ قدیم کے یونانیوں، رومیوں اور دوسرے مذاہب والوں کا اعتقاد ان لوگوں پر تھا جو مندروں میں بیٹھے رہتے تھے اور لوگ ان سے غیب کی باتیں پوچھا کرتے تھے۔ کہانت کا یہ سلسلہ اسلام کے ظہور تک قائم رہا، عیسائیوں اور یہودیوں کا روحانی پیشوا۔ پاپا: پوپ، کیتھولک، عیسائیوں کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا۔ سلطان: بادشاہ، حکمران۔ امیر: سردار۔ نخچیر: شکار۔ نخچیر گیر: شکاری۔ صاحب اورنگ: تخت کا مالک، بادشاہ۔ کنشت: آتش کدہ، بت خانے کے لئے بھی مستعمل ہے۔ پیر کنشت: یہودیوں کی عبادت گاہ کا پیشوا۔ باج: لگان، ٹیکس، خراج۔ کشت خراب: ویران کھیتی۔ نوشت: لکھ دیا، لاگو کر دیا۔

ترجمہ وتشریح:...... انسان دنیا میں انسانوں کو پوجتے تھے۔ ان کی کوئی حیثیت باقی نہیں تھی۔ ان کی کوئی ہستی نہیں تھی، وہ عاجز و درماندہ تھے۔ کسریٰ اور قیصر جیسے شہنشاہوں کا دبدبہ انہیں لوٹ رہا تھا۔ ان کے ہاتھوں، پاؤں اور گردنوں میں بندھن (زنجیر) پڑے ہوئے تھے۔ دینی بزرگ، پوپ، بادشاہ اور امیر (گویا سینکڑوں شکاری) ایک شکار کے پیچھے لگے ہوئے تھے، یعنی سب غریب انسانوں کو لوٹ رہے تھے۔ تخت کے مالکوں اور بت خانہ و آتش کدہ کے پیشواؤں نے غریب انسوں کی ویران یا اجڑی ہوئی کھیتی سے وصول خراج کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔

در کلیسا اسقف رضوان فروش — بہر ایں صید زبوں دامے بدوش
برہمن گل از خیابانش ببرد — خرمنش مغ زادہ باآتش سپرد
از غلامی فطرت اودوں شدہ — نغمہ ہا اندر نئے اوخوں شدہ
تا امینے حق بحقدارں سپرد — بندگاں رامسند خاقاں سپرد

معانی:...... کلیسا: گرجا، عیسائیوں کی عبادت گاہ۔ اسقف: پادری، لاٹ پادری، عیسائیوں کا بڑا مذہبی پیشوا۔ رضواں فروش: داروغہ جنت کو بیچنے والا، جنت کا نام لے کر لوگوں کو لوٹنے والا یا جنت کے پروانے/اجازت نامے بیچنے والا، وہ مذہبی پیشوا جو لوگوں کے ہاتھ جنت کے پروانے فروخت کرتا تھا۔ ایک زمانے میں پوپوں نے یہی پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ صید زبوں: تباہ حال/نکما۔ دامے بدوش: کندھے پر جال رکھے ہوئے۔ برہمن: ہندوؤں کا مذہبی پیشوا۔ خیابانش: اس کی کیاری۔ ببرد: لے گیا۔ خرمنش: اس کا کھلیان۔ مغ زادہ:

مغ کا بیٹا، مغ آتش پرستوں کا مذہبی پیشوا۔ آتش سپرد: آگ کے حوالے کردیا، تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ فطرت: طبیعت/سرشت۔ دوں: گھٹیا، پست۔ نے او: اس کی بانسری۔ خوں شدہ: خون بن کررہ گئے۔ امینے: ایک امین، امانت دار، مراد حضور اکرمؐ۔ سپرد: حوالے کرنا۔ مسند خاقان: خاقان کا تخت، مراد بادشاہی کی سند۔ خاقان: چین اور ترکستان کے قدیم بادشاہوں کا لقب۔

ترجمہ وتشریح:...... جنت کے پروانے بیچنے والا پیشوا کلیسا میں بیٹھا ہوا اس پریشان حال اور بے بس شکار کے لئے جال کندھے پر ڈالے ہوئے تھا اور ان کی جیبیں خالی کرتا تھا۔ برہمن نے ان کی کیاریوں کے پھول چن لئے تھے اور آتش پرستوں کے مغ زادوں (پیشوا) نے غریبوں کے خرمن کو آگ کے حوالے کردیا تھا۔ غلامی نے ان انسانوں کی فطرت بہت پست کردی تھی۔ ان کی بانسری میں نغمے خون بن کررہ گئے تھے۔ یہ حالت زار تھی، جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے امانت دار وجود کا ظہور ہوا)۔ تمام حق داروں کو ان کے حق مل گئے اور جن لوگوں کو مختلف اشخاص غلام بنائے بیٹھے تھے، انہیں بادشاہی کی مسند دے دی۔

شعلہ ہا از مردہ خاکستر کشاد   کوهکن را پایہ پرویز داد
اعتبار کار بنداں رافزود   خواجگی از کار فرمایاں ربود
قوت اوہر کہن پیکر شکست   نوع انساں را احصار تازہ بست
تازہ جاں اندر تن آدم دمید   بندہ را بازاز خداونداں خرید

معانی:...... مردہ خاکستر: بجھی ہوئی یا ٹھنڈی راکھ۔ کشاد: پیدا کئے، کھولے، بلند کئے۔ کوہ کن: پہاڑ کاٹنے یا کھودنے والا، مراد فرہاد جو شیریں کا عاشق تھا اور جس نے بادشاہ خسرو پرویز کے حکم پر پہاڑ کھود کر نہر نکالی تھی۔ پایہ: رتبہ، درجہ، مرتبہ۔ پرویز: خسرو پرویز، ایران کے ساسانی خاندان کا بادشاہ اور شیریں کا شوہر۔ اعتبار: عزت، وقار۔ کار بنداں: کار بند کی جمع، مزدور۔ فزود: بڑھادیا۔ خواجگی: آقائی، برتری، مالک ہونا۔ کار فرمایاں: کار فرما کی جمع، کام کا حکم دینے والا، کام کرانے والے۔ ربود: چھین لی۔ کہن پیکر: پرانا ڈھانچا، پرانا نظام۔ شکست: توڑ ڈالا، ختم کردیا۔ حصار تازہ: نیا گھیرا/قلعہ/چار دیواری۔ بست: باندھا، قائم کیا۔ دمید: پھونکی، ڈالی۔ باز: پھر۔ خداونداں: خداوند کی جمع، آقا، مالک۔

ترجمہ وتشریح:...... اس وجود پاکؐ نے ٹھنڈی راکھ سے زندگی کے شعلے پیدا کئے۔ پہاڑ کاٹنے والے مزدور کو پرویز جیسے بادشاہ کے برابر رتبہ دیا۔ حضورؐ کی برکت سے مزدوروں کی عزت بڑھ گئی، جو لوگ کار فرما بنے بیٹھے تھے ان سے آقائی اور برتری کا منصب چھین لیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پرانے ڈھانچے کی قوت توڑ کر رکھ دی اور عالم انسانیت کے گرد ایک نیا حصار حفاظت کے لئے قائم کردیا۔ آدمی کے جسم میں نئی جان ڈالی۔ غلاموں کو ان کے مالکوں سے خرید کر آزاد کردیا۔

زادن او مرگ دنیائے کہن   مرگ آتش خانہ و دیر شمن
حریت زاد از ضمیر پاک او   ایں مے نوشیں چکیداز تاک او
عصر نوکایں صد چراغ آوردہ است   چشم در آغوش اووا کردہ است
نقش نو بر صفحہ ہستی کشید   امتے گیتی کشائے آفرید

معانی:...... زادن او: حضورؐ کی ولادت (باسعادت)۔ مرگ: موت۔ دنیائے کہن: پرانی دنیا۔ آتش خانہ: آتش پرستوں کی عبادت گاہ، آتشکدہ۔ دیر: مندر۔ شمن: بت پرست، بت خانہ۔ حریت زاد: آزادی وجود میں آئی/پیدا ہوئی۔ مے نوشیں: میٹھی/لذیذ شراب۔ چکید: ٹپکی، نکلی۔ تاک: انگور کی بیل۔ عصر نو: جدید دور۔ آوردہ است: لایا ہے۔ صد چراغ: سینکڑوں چراغ/روشنیاں۔ وا کردہ

است: کھولی ہے۔ نقش نو: نیا نقش۔ صفحہ ہستی: زندگی/ وجود کا صفحہ۔ اے گیتی کشائے: دنیا کو فتح کرنے والی قوم۔ آفرید: پیدا کی۔

ترجمہ وتشریح:...... اس وجود پاک کا ظہور پرانی دنیا کے لئے موت کا پیغام تھا۔ آتش کدے سرد ہو گئے، بت خانوں کا نام و نشان باقی نہ رہا (مٹ گیا)۔ اس وجود کے پاک ضمیر سے آزادی پیدا ہوئی۔ یہ لذیذ شراب اسی ے انگور سے نکلی۔ عہد جدید نے جو سینکڑوں چراغ پیدا کیے۔ اس عہد کی آنکھ اسی پاک وجود کی آغوش میں کھلی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نیا نقش ہستی کے صفحے پر کھینچا اور ایک ایسی امت پیدا کی جو دنیا کو فتح کرنے والی تھی۔

اُمّتے از ماسوا بیگانہ	بر چراغ مصطفیٰ پروانہ
اُمّتے از گرمی حق سینہ تاب	ذرہ اش شمع حریم آفتاب
کائنات از کیف او رنگیں شدہ	کعبہ ہابت خانہ ہائے چیں شدہ
مرسلان و انبیا آبائے او	اکرم اوزد حق اتقائے او

معانی:...... ماسوا: ماسوا اللہ، اللہ کے سوا۔ یگانہ اے: ایک/ خاص۔ نا آشنا۔ گرمی حق: حق کی حرارت۔ سینہ تاب: گرم سینہ والی۔ حریم: چاردیواری، گھر۔ کیف: سرور، نشہ۔ بت خانہ ہائے چین: ملک چین کے بت خانے جو اپنی آرائش اور نقاشی وغیرہ کے سبب بہت مشہور تھے۔ مرسلاں: مرسل کی جمع، رسولؐ۔ آبائے او: اس (ملت) کے اجداد۔ اکرم...... اتقائے او: سورۃ الحجرات کی آیہ ۱۳ کی طرف اشارہ ہے، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار/ متقی ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... اس امت نے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے کی طرف سے آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ کے لئے پروانہ بنی ہوئی تھی۔ اس امت نے حق کی حرارت سے سینہ گرما رکھا تھا اور اس کا ایک ذرہ سورج کے گھر کے لئے شمع کی حیثیت رکھتا تھا۔ کائنات پر اس امت کے نشے سے رنگینی چھا گئی اور چین ے بت خانے اللہ کے گھر بن گئے۔ اللہ کے تمام رسول اور نبی اس امت کے آباؤ اجداد تھے اور اس کے سب سے زیادہ پرہیز گار افراد اللہ کے نزدیک سب سے بڑھ کر عزت والے تھے۔

کُلّ مُؤمِنٍ اِخْوَۃٌ اندر دلش	حریت سرمایہ آب و گلش
نا شکیب امتیازات آمدہ	در نہاد او مساوات آمدہ
ہمچو سرد آزاد فرزندان او	پختہ از قالو بلیٰ پیمان او
سجدہ حق گل بسیمایش زدہ	ماہ و انجم بوسہ بر پایش زدہ

معانی:...... "کل مومن اخوۃ": تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں (حدیث نبوی)۔ دلش: ان کے دل۔ حریت: آزادی۔ آب و گلش: اس کا وجود/خمیر۔ ناشکیب: ناقابل برداشت، بردباری اور تحمل۔ امتیازات: امتیاز کی جمع، فرق کرنا۔ نہاد: فطرت۔ مساوات: برابری۔ فرزندان: فرزند کی جمع، بیٹے، افراد۔ "قالوا بلیٰ" انہوں نے کہا، ہاں، سورہ اعراف، آیہ ۱۷۲ کی طرف اشارہ ہے الست بربکم کیا میں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا "ہاں" (تو ہمارا رب ہے۔ پختہ: پکے، قائم تھے۔ پیمان: عہد، قسم۔ گل: پھول، مراد وہ نشان جو سجدوں سے ماتھوں پر پڑ جاتا ہے۔ سیما: پیشانی۔ بسیمایش: اس کی پیشانی پر۔ بر پائش: ان کے پاؤں۔ زدہ: لگا دیا، سجا دیا۔

ترجمہ وتشریح:...... اس امت کے دل میں یہ پیغام پیوست تھا کہ تمام مومن بھائی بھائی ہیں اور آزادی اس کی آب و گل کا سرمایہ تھی، یعنی اس امت کے بنیادی مقاصد میں اخوت اور حریت داخل تھی۔ اس کے نزدیک ہر امتیاز نا قابل برداشت تھا اور مساوات اس کی فطرت میں رچی ہوئی تھی۔ اس امت کے افراد اسی طرح آزاد تھے جس طرح سرد باغوں میں آزاد ہوتے ہیں اور ابتدائے آفرینش

میں روحوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد باندھا تھا اس پر سب قائم واستوار تھے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے مسلسل سجدہ کرنے سے اس کی پیشانی پر پھول کا نقش بن گیا تھا۔ چاند اور سورج اس کے پاؤں کو بوسہ دیتے تھے۔

حکایت بوعبید و جابان در معنی اخوت اسلامیہ

شد اسیر مسلمے اندر نبرد　　قائدے از قائدان یزد جرد
گبر باراں دیدہ و عیار بود　　حیلہ جو و پرفن و مکار بود
از مقام خود خبردارش نہ کرد　　ہم زنام خود خبردارش نہ کرد
گفت می خواہم کہ جاں بخشی مرا　　چوں مسلماناں اماں بخشی مرا

معانی:...... اسیر: قیدی، گرفتار۔ نبرد: جنگ، لڑائی۔ قائدے: ایک سپہ سالار۔ قائداں: قائد کی جمع، بہت سے رہنما/سپہ سالار۔ یزدجرد: ایران کے مشہور ساسانی خاندان کا آخری فرماں روا جسے یزدگرد بھی کہتے ہیں۔ گبر: آتش پرست۔ باراں دیدہ: جس نے بارش دیکھی ہو، مراد گھاگ، خرانٹ۔ حیلہ جو: حیلے بہانے تلاش کرنے والا، حیلے باز۔ عیار: چالاک۔ پرفن: دغاباز، عیار۔ از مقام خود: اپنے مقام یعنی عہدے اور مرتبے سے۔ بوعبید: ابوعبید ایک ہی نام کے دو نامور مسلمان سپہ سالار۔ ایک نے جنگ یرموک میں شجاعت دکھائی تھی اور ۱۸ ہجری (۶۳۹ عیسوی) میں وفات پائی اور دوسرے بوعبید ثقفی ہیں جو واقعہ جسر میں شہید ہوئے۔ جابان کی گرفتاری کا واقعہ جنگ قادسیہ کے موقع پر پیش آیا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بوعبید عربی لشکر کے سردار سپہ سالار اور ایرانیوں سے جنگ لڑ رہے تھے۔ جابان: ایرانی فوج کے سپہ سالار کا نام۔ اماں: پناہ۔

ترجمہ وتشریح:...... ایران کے بادشاہ یزدجرد کے سالاروں میں سے ایک سالار میدان جنگ میں ایک مسلمان سپاہی کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ آتش پرست یعنی ایرانی سالار بڑا تجربہ کار، عیار، حیلہ باز، چالاک اور مکار تھا (سراسر فریبی تھا)۔ اس نے مسلمان سپاہی کو اپنے نام یا رتبے سے آگاہ نہ کیا۔ اس نے درخواست کی کہ میری جان بخشی کی جائے اور مسلمانوں کے شیوے کے مطابق مجھے امان دے دی جائے۔

کرد مسلم تیغ را اندر نیام　　گفت خونت ریختن برمن حرام
چوں درفش کاویانی چاک شد　　آتش اولاد ساساں خاک شد
آشکارا شد کہ جابان است او　　میر سر بازان ایران است او
قتل اواز میر عسکر خواستند　　از فریب او سخن آراستند

معانی:...... خونت ریختن: تیرا خون گرانا، تجھے قتل کرنا۔ درفش کاویانی: ایران کے ایک قدیم جھنڈے کا نام، پرانی ایرانی روایات کے مطابق ضحاک نے ایرانی سلطنت پر قبضہ کر لیا تو اس سلطنت کے اصل دعویدار فریدوں کا وہ نام ایک لوہار کے پاس رہا۔ وہیں اس نے جوان ہو کر خفیہ طور پر ایک فوج جمع کی اور کاوہ لوہار کی دھونکنی سے علم (جھنڈا) تیار کیا اور کامیابی حاصل کرنے کے بعد اس علم کو مبارک سمجھ کر بڑی حفاظت سے رکھا گیا اور اسے زروجواہر سے مزین کر لیا گیا۔ اس یاد کو تازہ رکھنے کے لئے جھنڈے کو "درفش کاویانی" کا نام دے دیا گیا۔ (درفش: جھنڈا) چاک شد: پھٹ گیا، ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ساسان: ساسان، ایران کے مشہور حکمران خاندان کا جدامجد، اسی کی نسبت سے وہ ساسانی کہلائے۔ اس خاندان نے ایران پر ۲۲۶ عیسوی سے ۶۵۰ عیسوی تک حکومت کی۔ مسلمانوں نے ایران اسی

خاندان کے زمانے میں فتح کیا۔ خاک شد: بجھ گئی، راکھ بن گئی۔ آشکارا شد: واضح ہوگیا، راز کھل گیا، بھید کھلا۔ میر: سردار، سپہ سالار۔ سربازاں: سرباز کی جمع، سر کی بازی لگانے والے، سپاہی، لشکری۔ میر عسکر: فوج کا سردار/ سالار۔ خواستند: انہوں نے چاہا، اجازت طلب کی۔ سخن آراستند: بات سجائی، گوش گزار کی۔

ترجمہ وتشریح:...... مسلمان نے یہ سنتے ہی تلوار میان میں کرلی اور کہا کہ اب تیرا خون بہانا میرے لئے حرام ہے (جائز نہیں)۔ جب ایران کا جھنڈا اورفش کاویانی پھٹ گیا یعنی ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور ساسانی خاندان کی آگ راکھ بن گئی یعنی لڑائی ختم ہوگئی۔ (ایرانیوں نے شکست کھائی اور ساسانی شوکت مٹ گئی) تو اس وقت بھید کھلا کہ یہ سالار جس نے نام اور منصب بتائے بغیر امان حاصل کرلی تھی، جابان ہے جو ایران کے جاں بازوں کا سالار ہے۔ چنانچہ مسلمان اپنے سالار کی خدمت میں پہنچے اور کہا کہ قتل کی اجازت دیجئے، ساتھ ہی اس کا فریب واضح کردیا۔ (مراد یہ کہ اس شخص نے دھوکہ سے امان حاصل کی اور ایسی امان کی کچھ حیثیت نہیں اس کے ہاتھ سے مسلمانوں کو جو دکھ پہنچے، ان کا تقاضا یہی ہے کہ اسے قتل کیا جائے۔

بو عبیداں آ سید فوج حجاز   در وغا عزمش زلشکر بے نیاز
گفت اے یاراں مسلمانیم ما   تار چنگیم و یک آہنگیم ما
نعرہ حیدرؓ نوائے بوذرؓ است   گرچہ از حلق بلالؓ و قنبرؓ است
ہر یکے از ما امین ملت است   صلح و کینش صلح و کین ملت است

معانی:...... سید: سردار۔ فوج حجاز: لشکر حجاز، اسلامی فوج۔ وغا: جنگ، لڑائی۔ عزمش: اس کا پختہ/ پائیدار ارادہ، ثابت قدمی۔ بے نیاز: پرواہ نہیں تھی۔ مسلمانیم ما: ہم مسلمان ہیں۔ تار چنگیم: ہم سبھی ایک ہی ساز کے تار ہیں۔ یک آہنگیم ما: ہم سب کی لے/ سر ایک ہی ہے۔ نعرہ حیدرؓ: حضرت علیؓ کا نعرہ۔ نوائے بوذرؓ: حضرت ابوذر غفاریؓ اصحاب صفہ میں سے ایک مشہور صحابی۔ بلالؓ: حضرت بلالؓ مشہور حبشی صحابی اور موذن اسلام۔ قنبرؓ: حضرت علیؓ کے غلام کا نام، خدمت گزار۔ امین: امانت دار، معتمد۔ کینش: اس کی دشمنی۔

ترجمہ وتشریح:...... حجازی فوج کے سالار حضرت ابوعبید ثقفی تھے۔ میدان جنگ میں ان کا عزم اتنا پختہ، پائیدار اور بے نیاز تھا کہ انہیں لشکر کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ انہوں نے فرمایا: دوستو! ہم مسلمان، ہم ایک ساز کے تار ہیں اور ہم میں سے ایک ہی نغمہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ حضرت علی حیدرؓ کا نعرہ اور حضرت ابوذرؓ ہی کی نوا ہے۔ اگرچہ وہ (نعرہ یا نوا) بلالؓ اور قنبرؓ ہی کے حلق سے کیوں نہ بلند ہوا ہو۔ کوئی نعرہ یا نوا بلالؓ اور قنبرؓ کے حلق سے بھی پیدا ہو تو ہم اسے علی مرتضیٰؓ کا نعرہ اور ابوذرؓ کی نوا سمجھیں گے۔ ہم میں سے ہر شخص ملت کا امانت دار ہے ہر شخص کی صلح اور لڑائی، ملت کی صلح اور لڑائی قرار پائی ہے۔

ملت ار گردد اساس جان فرد   عہد ملت می شود پیمان فرد
گرچہ جاباں دشمن مابودہ است   مسلمے اورا اماں بخشودہ است
خون او اے معشر خیرؐ الانام   بر دم تیغ مسلماناں حرام

معانی:...... اساس: بنیاد۔ ار: اگر۔ گردد: ہو جائے۔ پیمان: عہد۔ فرد: شخص۔ اماں بخشودہ است: اسے پناہ دی ہے، اسے معاف کردیا ہے۔ معشر: گروہ خصوصاً عزیزوں اور دوستوں کا گروہ۔ اے معشر خیر الانام: انسانوں میں سے سب سے اچھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دم تیغ: تلوار کی دھار۔

ترجمہ وتشریح:...... جب ملت ہر فرد کی جان کی بنیاد بن جائے تو اس فرد کا عہد و پیمان ملت کا عہد قرار پاتا ہے۔ اگرچہ جابان

ہمارا دشمن رہ چکا ہے لیکن چونکہ ہمارا ایک مسلمان بھائی اسے امان دے چکا ہے۔ لہٰذا اے کائنات کے بہترین انسان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کے لوگو! اب جابان کا خون مسلمانوں کی تلوار کے لئے حرام ہوگیا ہے (تلوار کی دھار پر حرام ہے)۔

حکایت سلطان مراد و معمار در معنی مساوات اسلامیہ

بود معمارے ز اقلیم خجند	در فن تعمیر نام او بلند
ساخت آں صنعت گر فرہاد زاد	مسجدے از حکم سلطان مراد
خوش نیامد شاہ را تعمیر او	خشمگیں گردید از تقصیر او
آتش سوزندہ از خشمش چکید	دست آں بیچارہ از خنجر برید

معانی:...... خجند: ترکستان کا ایک شہر جو دریائے سیحوں کے کنارے پر واقع تھا۔ اقلیم: مملکت، ملک، علاقہ، ولایت۔ سلطان مراد: ترکی میں آل عثمان کا ایک فرماں روا جس کی تعمیر کردہ مسجدیں بڑی شاندار اور عظمت کی حامل ہیں۔ ساخت: اس نے بنائی/تعمیر کی۔ فرہاد زاد: فرہاد کی نسل کا، مراد بہت کاریگر، ماہر۔ خوش نیامد: اچھی نہ لگی، پسند نہ آئی۔ خشمگیں گردید: طیش میں آگیا، غصے کی آگ بھڑک اٹھی۔ تقصیر: غلطی، خطا، قصور۔ آتش سوزندہ: جلا ڈالنے والی آگ۔ چکید: ٹپکی، برسنے لگی۔ برید: کاٹ ڈالا۔

ترجمہ وتشریح:...... خجند کے علاقے میں ایک معمار تھا جس نے فن تعمیر یعنی عمارتیں بنانے میں بڑی ناموری (شہرت) حاصل کر لی تھی۔ اس ماہر کاریگر نے جسے کمال فن کے اعتبار سے فرہاد کی اولاد کہنا مناسب ہے، سلطان مراد کے حکم سے ایک مسجد بنائی۔ سلطان کو اس کی بنائی ہوئی عمارت پسند نہ آئی اور اس کی کوتاہی پر غصے کی آگ بھڑک اٹھی۔ سلطان کی آنکھوں سے جلا دینے والی آگ برسنے لگی اور اس نے غریب معمار کا ہاتھ خنجر سے کاٹ دیا۔

جوئے خوں از ساعد معمار رفت	پیش قاضی ناتوان و زار رفت
آں ہنر مندے کہ دستش سنگ سفت	داستان جور سلطان باز گفت
گفت اے پیغام حق گفتار تو	حفظ آئین محمدؐ کار تو
سفتہ گوش سطوت شاہاں نیم	قطع کن از روئے قرآں دعویم

معانی:...... جوئے خوں: خون کی ندی، ساعد: کلائی۔ ناتوان وزار: کمزور اور بری حالت میں۔ دستش: اس کا ہاتھ۔ سنگ سفت: پتھر پیوست کرنا، پتھر چھیدتا تھا۔ جور: ظلم، ستم۔ باز گفت: دہرائی، بیان کی۔ اے: اے قاضی صاحب۔ حفظ: تحفظ، حفاظت۔ کار تو: تیرا کام/فرض۔ سفتہ گوش: غلام، پروردہ، غلاموں کے کان چھید کر آقا اپنا کوئی نشان ڈال دیتے تھے، یہاں سے ''سفتہ گوش'' (چھدے ہوئے کانوں والا) کی اصطلاح پیدا ہوئی۔ سطوت: بلند مرتبہ، شان وشوکت، دبدبہ۔ نیم: میں نہیں ہوں۔ قطع کن: فیصلہ کر، از روئے قرآں: قرآن کی رو سے، دعویم: میرا دعویٰ، میرا مقدمہ۔

ترجمہ وتشریح:...... معمار کی کلائی سے خون کی ندی بہ نکلی وہ بے بس ہو کر حالت زار میں قاضی کے پاس پہنچا۔ جس کاریگر کے ہاتھ پتھروں کو ایک دوسرے سے اس طرح پیوست کرتے تھے جس طرح موتی پروئے جاتے ہیں، اس نے سلطان کے ظلم کی داستان قاضی کو سنادی اور کہا تیری زبان پر جو کچھ جاری ہوتا ہے، وہ پیغام حق ہوتا ہے۔ تیرا کام ہی شریعت محمدی کی حفاظت ہے۔ میں بادشاہوں کی عظمت اور دبدبے کا غلام نہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو دعویٰ پیش کر رہا ہوں، اس کا فیصلہ قرآن مجید کے حکم کے مطابق کیا جائے۔

قاضی عادل بدنداں خستہ لب — کرد شہ را در حضور خود طلب
رنگ شہ از ہیبت قرآں پرید — پیش قاضی چوں خطا کاراں رسید
از خجالت دیدہ برپا دوختہ — عارض او لالہ ہا اندوختہ
یک طرف فریادی دعویٰ گرے — یک طرف شاہنشہ گردوں فرے
گفت شہ از کردہ خجلت بردہ ام — اعتراف از جرم خود آوردہ ام

معانی:...... عادل: عدل/انصاف کرنے والا۔ بدنداں: دانتوں سے۔ خستہ لب: ہونٹ زخمی کر لئے۔ در حضور خود: اپنی عدالت میں۔ ہیبت: خوف، دہشت۔ رنگ پرید: رنگ اڑ گیا، رنگ فق ہوگیا۔ چوں: مانند۔ خطا کاراں: خطا کار کی جمع، مجرم۔ رسید: پہنچا، پیش ہوا۔ خجالت: شرمندگی، پشیمانی۔ دیدہ برپا دوختہ: نظریں پاؤں پر گاڑے ہوئے، سر جھکائے ہوئے۔ عارض: گال لالہ ہا اندوختہ: لالہ جمع کر رکھے تھے یعنی بہت سرخ ہو چکے تھے۔ فریادی دعویٰ گرے: ایک دعویٰ کرنے والا فریادی۔ گردوں فر: آسمان جیسے بلند مرتبے والا، شان وشوکت والا۔

ترجمہ وتشریح:...... انصاف کرنے والے قاضی نے معمار کی درد بھری داستان سنی تو غصے سے ہونٹ چبائے (زخمی کر لئے) اور بادشاہ کو عدالت میں طلب کیا۔ بادشاہ سن چکا تھا کہ معمار نے قرآنی حکم کے مطابق فیصلہ چاہا ہے) قرآن کی ہیبت سے اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور خطا کار کی حیثیت میں قاضی کے سامنے پیش ہوا۔ شرمندگی سے آنکھیں پاؤں پر گڑی ہوئی تھیں اس کے گال (رخسار) شرمندگی سے لالہ کے پھولوں کی طرح سرخ ہو گئے تھے۔ قاضی کی عدالت میں ایک طرف فریادی تھا (جس نے دعویٰ دائر کر رکھا تھا) دوسری طرف آسمان جیسے بلند مرتبے والا شہنشاہ تھا۔

گفت قاضی فی القصاص آمد حیوٰۃ — زندگی گیرد بایں قانون ثبات
عبد مسلم کمتراز احرار نیست — خون شہ رنگیں تراز معمار نیست

معانی:...... "فی القصاص": قرآنی تلمیح، سورۃ البقرہ، آیات ۱۷۸۔۱۷۹ "اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کے باب میں قصاص فرض کر دیا گیا ہے (۱۷۸)" "اور تمہارے لئے اے اہل فہم (قانون) قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ (۱۷۹)۔ ثبات: پائیداری، استحکام، استواری۔ عبد: بندہ، غلام۔ احرار: جمع حر، آزاد لوگ۔

ترجمہ وتشریح:...... بادشاہ بولا: "میں اپنے کئے پر پشیمان (شرمندہ) ہوں اور اقبال جرم کرتا ہوں"۔ قاضی نے کہا: "یہ معاملہ تو قصاص کا ہے اور ارشاد قرآنی کے مطابق قصاص ہی میں زندگی ہے، اسی قانون کے ذریعے سے زندگی استوار ہوتی ہے"۔ ظاہر ہے کہ مسلمان غلام درجے میں احرار سے کم نہیں سمجھا جا سکتا اور بادشاہ کا خون معمار کے خون سے زیادہ سرخ نہیں (اسلام میں سب لوگ برابر ہیں کوئی کسی سے بڑا یا افضل نہیں ہے)۔

چوں مراد ایں آیہ محکم شنید — دست خویش از آستیں بیروں کشید
مدعی را تاب خاموشی نماند — آیہ بالعدل والاحساں خواند
گفت از بہر خدا بخشید مش — از برائے مصطفیٰ بخشید مش

معانی:...... آیہ محکم: مضبوط، آیت قرآنی۔ بیروں کشید: باہر نکال لیا۔ تاب خاموشی: چپ رہنے کی طاقت۔ نماند: نہ رہی۔ آیہ "بالعدل والاحسان": قرآنی تلمیح، سورۃ النحل آیہ ۹۰ "خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا

ہے''۔ خواند: پڑھی۔ بخشید مش: میں نے اسے معاف کر دیا/بخش دیا۔

ترجمہ وتشریح:...... جب سلطان مراد نے قرآن مجید کی یہ محکم آیت سنی تو اپنا ہاتھ آستین سے نکال کر آگے کر دیا۔ (تا کہ قصاص لے لیا جائے اور حکم قرآنی پورا ہو)۔ دعویٰ کرنے والے معمار کو اب خاموشی کی تاب نہ رہی۔ اس کی زبان پر قرآن مجید کی وہ آیت جاری ہوگئی جس میں عدل کے ساتھ احسان کی بھی تلقین فرمائی گئی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے بادشاہ کو خدا اور رسولؐ کے لئے معاف کر دیا (بدلہ لینا نہیں چاہتا احسان رکھ کر چھوڑتا ہوں)۔

یافت مورے بر سلیما نے ظفر سطوت آئین پیغمبرؐ نگر
پیش قرآں بندہ و مولا یکے است بوریا و مسند دیبا یکے است

معانی:...... یافت: پائی۔ مورے: ایک چیونٹی، معمولی/عام آدمی۔ سلیمانے: ایک سلیمان، عظیم/بڑی شخصیت (قرآن کریم میں حضرت سلیمان اور چیونٹیوں کا واقعہ بیان ہوا ہے اسی لحاظ سے علامہ نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں)۔ ظفر: فتح، کامیابی۔ مسند دیبا: اطلس کی گدی۔

ترجمہ وتشریح:...... رسول اللہ کی شریعت کا رعب و داب دیکھیے کہ ایک کمزور چیونٹی نے سلیمانؑ پر فتح پائی یعنی ایک معمولی معمار سلطان کے مقابلے میں کامیاب ہوا۔ حق یہ ہے کہ قرآن مجید کے نزدیک آقا اور غلام کی حیثیت ایک ہے۔ چٹائی پر بیٹھنے والے درویش اور اطلس کی گدی کو زینت دینے والے بادشاہ میں کوئی فرق نہیں۔

در معنی حریت اسلامیہ وسر حادثہ کربلا

ہر کہ پیماں باہو الموجود بست گردنش از بند ہر معبود رست
مومن از عشق است و عشق از مومن است عشق را ناممکن ماممکن است
عقل سفاک است و او سفاک تر پاک تر، چالاک تر، بیباک تر
عقل در پیچاک اسباب و علل عشق چوگاں باز میدان عمل

معانی:...... ''ھوالموجود'': وہ موجود ہے یعنی ہمیشہ زندہ رہنے والا خدا۔ پیماں بست: عہد کیا۔ گردنش: اس کی گردن۔ ہر معبود: مراد ہر باطل قوت۔ رست: آزاد ہوگئی، رہائی پاگئی۔ سفاک: سنگ دل، ظالم، جلاد، خونریز۔ پاک تر: زیادہ پاک، مراد دنیاوی اغراض سے پاک۔ چالاک تر: زیادہ چالاک، زیادہ ذہین۔ بے باک تر: زیادہ بے خوف/نڈر۔ پیچاک: پیچ وخم، ہیر پھیر۔ اسباب: سبب کی جمع، وجوہات، دلیلیں۔ علل: علت کی جمع، دلیلیں۔ چوگاں باز: پولے کھیلنے والا (پولو گھوڑے پر سوار ہو کر کھیلا جاتا ہے)۔

ترجمہ وتشریح:...... جس نے حاضر و ناظر اور زندہ و قائم خدا سے عبودیت کا رشتہ استوار کر لیا اس کی گردن ہر معبود کی بندش سے آزاد ہوگئی۔ (مراد یہ ہے کہ خدا سے رشتہ استوار کر لینے کے بعد انسان نے تمام آقاؤں کو ٹھکرا دیا ہے)۔ مومن کی ہستی عشق پر موقوف ہے، عشق کا وجود مومن پر موقوف ہے۔ عقل بڑی سنگدل اور خونریز ہے، لیکن عشق اس سے بھی زیادہ خونریز ہے (عشق کی یہ خصوصیتیں بھی ہیں کہ) وہ اغراض سے پاک ہوتا ہے۔ کبھی کسی مقصد کے لئے ناجائز تدبیریں گوارا نہیں کرتا۔ راہ حق میں اس تیزی سے قدم اٹھاتا ہے کہ عقل کبھی وہ تیزی اختیار نہیں کر سکتی سب سے آخر میں یہ کہ عشق ہر خوف اور ڈر سے کاملاً آزاد ہوتا ہے۔ عقل اپنے مقصد کے لئے قدم اٹھانے سے پہلے اسباب اور وسائل پر غور کرتی ہے اور یہ سوچتی ہے کہ فلاں قدم اٹھانے کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس کے برعکس عشق عمل کے میدان کا شہسوار ہے وہ ہمیشہ آگے بڑھتا ہے، سرگرم کار رہتا ہے وہ نہ اس بات کی پروا کرتا ہے کہ اسباب اور ساتھیوں کا کیا حال ہیا اس کا نتیجہ کیا

نکلے گا۔ وہ صرف یہ جانتا ہے کہ فلاں کام ہونا چاہئے اور اس کے لئے میدان میں اتر آتا ہے ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی
(اقبال)

عشق صید از زور بازو افگند عقل مکار است و دامے می زند
عقل را سرمایہ از بیم و شک است عشق راعزم و یقیں لاینفک است
آں کند تعمیر تاویراں کند ایں کند ویراں کہ آباداں کند
عقل چوں باد است ارزاں در جہاں عشق کمیاب و بہائے اوگراں

معانی:...... صید: شکار۔ افگند: پکڑتا ہے۔ دامے می زند: جال بچھاتی ہے۔ بیم: خوف، ڈر۔ لاینفک: جدا نہ ہونے والا۔ باد: ہوا۔ ارزاں: سستی۔ کمیاب: جو ناپید ہو، کم دستیاب ہونے والا۔ گراں: مہنگا، زیادہ قیمتی۔

ترجمہ وتشریح:...... عشق اپنے بازو کی قوت سے شکار کرتا ہے لیکن عقل فطرتاً مکار ہے اور وہ مکر وفریب کے جال پھیلاتی رہتی ہے:

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ زاہد نہ حکیم
(اقبال)

عقل کا سارا سرمایہ خوف اور شک وشبہ ہے۔ اس کے برعکس عشق سے عزم اور یقین جدا ہو ہی نہیں سکتے۔ عقل جو تعمیر کرتی ہے اس کا نتیجہ ویرانی ہوتا ہے لیکن عشق اس غرض سے ویران کرتا ہے کہ اسے مستقل طور پر آباد کردے۔ عقل کی تعمیر میں تخریب کا پہلو ہوتا ہے جبکہ عشق کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ عقل اس دنیا میں ہوا سے بھی زیادہ سستی ہے۔ عشق بہت کمیاب ہے اور اسکی قیمت بہت زیادہ ہے۔

عقل محکم ازا ساس چون و چند عشق عریاں از لباس چون و چند
عقل میگوید کہ خود راپیش کن عشق گوید امتحان خویش کن
عقل با غیر آشنا از اکتساب عشق از فضل است و باخود در حساب
عقل گوید شاد شو، آباد شو عشق گوید بندہ شو آزاد شو

معانی:...... چون وچند: کیسا، کیوں اور کتنا۔ اساس: بنیاد، اصل۔ عریاں: بے لباس، ننگا۔ امتحان خویش: اپنی آزمائش، اپنے آپ کو آزمانا۔ غیر: اجنبی، کوئی دوسرا۔ آشنا: واقف۔ فضل: عطا، بخشش، عنایت۔ باخود در حساب: اپنا احتساب خود کرنا، اپنا جائزہ آپ لینا۔ شادشو: خوش ہو، خوش رہ، راحت وشادمانی حاصل کرو۔ بندہ شو: غلام ہوجا، خدا کا بندہ بن، سچے بندے بنو۔ اکتساب: کسب، سیکھنا، کسی سے حاصل کرنا۔

ترجمہ وتشریح:...... عقل چون وچند کی بنیاد پر مستحکم ہوتی ہے عشق چون وچند کا روادار ہو ہی نہیں سکتا وہ اس لباس سے عاری ہے۔ عقل کہتی ہے کہ اپنے آپ کو آگے بڑھا یعنی دولت، عزت، حکومت اور شہرت حاصل کر، عشق کہتا ہے کہ آگے بڑھانے کا کیا مطلب؟ اپنے آپ کو آزمانا چاہئے۔ عقل کا سارا زور خودنمائی پر ہے جبکہ عشق اپنا محاسبہ خود کرتا ہے۔ عقل کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسب سے حاصل کی جاتی ہے اور مشق سے بڑھ سکتی ہے دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اسے غیر سے آشنائی پیدا کرنے میں تامل نہیں ہوتا (بشرطیکہ کوئی فائدہ پہنچنے کی امید ہو) اس کے برعکس عشق صرف خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ غیر سے اسے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ وہ ہر وقت اپنے ہی حساب اور جانچ پڑتال میں مصروف رہتا ہے۔ (وہ عقل کی طرح دوسروں کا محتاج نہیں بلکہ وہ اپنا جائزہ آپ لے لیتا ہے۔ عقل انسان کو یہ

پیغام دیتی ہے کہ راحت وشادمانی حاصل کرو اور مزے کی زندگی گزارو اس کے برعکس عشق یہ کہتا ہے کہ خدا کے سچے بندے بن جاؤ اور ماسوا کی ہر غلامی ومحکومی سے آزاد ہو جاؤ۔

عشق را آرام جاں حریت است ــــ ناقہ اش را ساربان حریت است
آں شنیدستی کہ ہنگام نبرد ــــ عشق با عقل ہوس پرور چہ کرد
آں امام عاشقاں پور بتولؑ ــــ سرو آزادے ز بستان رسولؐ
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر ــــ معنی ذبح عظیم آمد پسر

معانی:...... ناقہ اش: اس کی اونٹنی۔ ساربان: اونٹ کو ہانکنے والا۔ آں شنیدستی: کیا تو نے وہ (واقعہ) سنا۔ ہنگام نبرد: جنگ/لڑائی کے وقت۔ ہوس پرور: حرص اور لالچ میں اضافہ کرنے والی۔ امام عاشقاں: عاشقوں کے امام، مراد حضرت امام حسینؓ۔ پوز: بیٹا، فرزند۔ بتولؑ: بتول کے لغوی معنی ہیں قطع کرنے والا، کاٹنے والا۔ بتولؑ سے مراد حضرت فاطمہؓ ہیں کیونکہ انہوں نے دنیا سے قطع تعلق کر لی تھا۔ بستان: بوستان، باغ۔ رسولؐ: حضور اکرمؐ۔ اللہ اللہ: سبحان اللہ، واہ واہ، کیا کہنے۔ بائے بسم اللہ: بسم اللہ کی ب (پہلا حرف) حضرت علیؑ سے قول منسوب ہے کہ ''میں بائے بسم اللہ کا نقطہ ہوں'' معنی ''ذبح عظیم'': ذبح عظیم کی حقیقت، بہت بڑی قربانی کی حقیقت، قرآنی تلمیح، سورۃ الصافات، آیہ ۱۰۷ اور ہم نے ایک بھاری قربانی کو اس کا فدیہ کر دیا۔ آمد پسر: بیٹا آیا...... ٹھہرا۔

ترجمہ وتشریح:...... عشق کے لئے حریت آرام، سکون اور راحت کا باعث ہے۔ اس کے ناقے (اونٹنی) کی ساربان حریت ہے۔ تو نے سنا کہ لڑائی کے وقت عشق نے ہوس پرور عقل سے کیا سلوک کیا؟ (لڑائی سے مراد جنگ کربلا ہے۔ عشق کے علمدار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں اور عقل ہوس پرور فریق مخالف کو کہا گیا ہے) وہ عاشقوں کے امام اور پیشوا حضرت فاطمہؓ کے فرزند ارجمند جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ میں سرو آزاد کی حیثیت حاصل تھی۔ ان کے والد ماجد حضرت علیؑ بسم اللہ کی ب تھے اور فرزند یعنی امام حسین قرآن مجید کی آیت وفدینہ بذبح عظیم کا مطلب ومفہوم بن گئے۔ (آخری شعر ان مناقب پر مبنی ہے جو شیعہ حضرات کے نزدیک مسلم ہیں۔ اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت علیؑ کو بائے بسم اللہ قاآنی نے کہا۔ اقبال نے مناقب میں اسے بھی شامل کر لیا)۔

بہر آں شہزادہ خیر الملل ــــ دوش ختم المرسلیں نعم الجمل
سرخ رو عشق غیور از خون او ــــ شوخی ایں مصرع از مضمون او
درمیان امت آں کیواں جناب ــــ ہمچو حرف قل ھو اللہ در کتاب
موسیٰ و فرعون و شبیرؓ و یزید ــــ ایں دو قوت از حیات آید پدید

معانی:...... بہر آں: اس کے لئے۔ خیر الملل: مل ملت کی جمع، سب سے اچھی ملت، ملتوں میں سب سے افضل ملت، ملت اسلامیہ۔ دوش: کندھا۔ ختم المرسلین: جنؐ پر رسالت ختم ہو گئی، حضور اکرمؐ۔ نعم الجمل: اچھا اونٹ، اس میں ایک روایت کی طرف اشارہ ہے ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو دونوں کندھوں پر اٹھائے لئے جا رہے تھے کہ کسی نے کہا ''نعم الجمل'' (کتنی اچھی سواری ہے) فرمایا ''سوار بھی تو اچھے ہیں''۔ سرخ رو: کامیاب وکامران، عزت وآبرو والا۔ غیور: غیرت والا۔ شوخی: تیکھا پن۔ کیواں جناب: کیواں کے سے بلند آستانے والا۔ کیواں: ایک بہت اونچا ستارہ جسے زحل بھی کہتے ہیں، ساتوں آسمان، آسمان کے برابر۔ قل ھو اللہ: قرآنی تلمیح، سورہ اخلاص، آیہ ''کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہے''۔ کتاب: مراد قرآن کریم۔ شبیرؓ: حضرت امام حسینؓ۔ موسیٰؑ: حضرت موسیٰؑ، مراد قوت خیر۔ فرعون: مصر کا بادشاہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا، مراد قوت شر۔ شبیرؓ: مراد قوت خیر۔ یزید: جس کے حکم سے

حضرت امام حسینؓ کو شہید کیا گیا، مراد قوت شر۔ آید پدید: ظاہر ہوتی ہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... سب سے بہتر امت یعنی ملت اسلامیہ کے اس شہزادے کی شان یہ تھی کہ رسولوں کے خاتم کا دوش مبارک اس کے لئے اچھی سواری قرار پایا۔ عشق غیور امام حسینؓ ہی کے خون سے سرخرو ہوا۔ انہیں کے مضمون سے اس مصرع میں شوخی پیدا ہوئی۔ یعنی امام حسینؓ نے حق کی شیفتگی میں انتہائی ناسازگار حالات کے تحت شہادت بہ طیب خاطر قبول کر لی، اس طرح عشق غیور کے لئے سرخروئی کا سامان بہم پہنچایا۔ عشق کو غیور اسلئے کہا کہ وہ باطل کے مقابلے میں دبنا یا پیچھے ہٹنا گوارا ہی نہیں کر سکتا۔ دوسرے مصرع کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم عشق غیور کو ایک مصرع فرض کریں تو اس مصرع میں شوخی امام حسینؓ کے مضمون کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ شوخی سے بہ ظاہر مصرع کی خوبی اور دلاویزی مراد ہے۔ امام حسینؓ کا رتبہ بلندی میں آسمان کے برابر تھا۔ امت کے درمیان ان کی حیثیت وہی تھی جو سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ) کو قرآن کے درمیان حاصل ہے۔ یعنی جس طرح سورۂ اخلاص کو قرآن مجید میں ایک خاص حیثیت حاصل ہے اسی طرح امام حسین رضی اللہ عنہ کو ملت اسلامیہ میں ایک خاص حیثیت حاصل ہے۔ موسیٰؑ اور فرعون، شبیر اور یزید یہ دو قوتیں ہیں جو زندگی سے ظاہر ہوئیں۔ ان میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حق کے علمدار تھے۔ فرعون اور یزید نے باطل کی پاسداری کی۔ دونوں قوتیں ابتدا سے چلی آتی ہیں اور ان کے درمیان کشمکش بھی ہوتی رہی ہے۔

زندہ حق از قوت شبیری است   باطل آخر داغ حسرت میری است

چوں خلافت رشتہ از قرآں گسیخت   حریت را زہر اندر کام ریخت

خاست آں سر جلوہ خیر الاممؐ   چوں سحاب قبلہ باراں در قدم

بر زمین کربلا بارید و رفت   لالہ در ویرانہ ہا کارید و رفت

معانی:...... حق: حقیقت، سچ۔ قوت شبیریؓ: مراد خیر کی قوت۔ داغ حسرت میری: حسرت سے مرنے کا نشان۔ رشتہ: تعلق۔ خیر الامم: افضل امت کی بلندی۔ چوں: مانند۔ سحاب قبلہ باراں: کعبہ کی طرف سے اٹھنے والا بادل جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ضرور برستا ہے۔ باراں: برستے ہوئے۔ بارید: برسا۔ لالہ کارید: لالہ کے پھول اگائے، خون کے قطروں کو لالہ سے تشبیہ دی ہے جو سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ استبداد: لغوی معنی ہیں تنہا کسی کام کا مختار بن جانا اور کسی کے روکے نہ رکنا، آج کل یہ ظلم و جور اور مطلق العنانی کے ہر نظام کے لئے مستعمل ہے، قہر و ظلم کا نظام چلانا۔ ایجاد کرد: وجود میں لائی۔

ترجمہ وتشریح:...... (تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے) کہ حق قوت شبیری سے زندہ رہتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت حسینؓ جیسے بزرگ اس کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ باطل آخر حسرت کی موت کا داغ بن جاتا ہے (حق کا بول بالا قوت خیر سے ہوتا ہے جبکہ باطل قوتوں کا انجام ذلت وخواری ہے)۔ جب خلافت نے قرآن مجید سے تعلق توڑ لیا، حریت (آزادی) کے حلق میں زہر ڈال دیا گیا۔ یہ حالت دیکھ کر سب سے بہتر امت کا وہ نمایاں ترین جلوہ یوں اٹھا جیسے قبلے کی جانب سے گھنگھور گھٹا اٹھتی ہے اور اٹھتے ہی جل تھل ایک کر دیتی ہے۔ یہ گھنگھور گھٹا کربلا کی زمین پر برسی اور چھٹ گئی۔ ویرانوں کو لالہ زار بنا دیا اور چل دی۔ قیامت تک کے لئے ظلم و جور اور مطلق العنانی کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔ امام حسینؓ ہی کی موج خوں نے حریت کا گلزار کھلا دیا۔

تا قیامت قطع استبداد کرد   موج خون او چمن ایجاد کرد

بہر حق در خاک و خوں غلطیدہ است   پس بنائے لا الہ گردیدہ است

مدعایش سلطنت بودے اگر   خود نکردے باچنیں ساماں سفر

دشمناں چوں ریگ صحرا لاتعد　　دوستان او بہ یزداں ہم عدد
سر ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ بود　　یعنی آں اجمال را تفصیل بود
عزم او چوں کوہساراں استوار　　پائدار و تند سیر و کامگار

معانی:...... غلتیدہ است: لوٹا ہے، تڑپا ہے۔ بنائے لا الہ: کلمہ توحید کی بنیاد۔ گردیدہ است: بنا ہے۔ مدعایش: ان کا مقصد باچنیں ساماں: اس قسم کے تھوڑے سامان کے ساتھ چوں ریگ صحرا: ریگستان کی ریت کی طرح۔ لاتعد: لاتعدا، ان گنت، بیشمار۔ دوستان: مراد ساتھی، ہمراہی۔ بہ "یزداں" ہم عدد: "یزداں" کے عدد والے، یزداں بمعنی خدا ہے اور وہ حروف ابجد کے حساب سے ۷۲ بنتے ہیں۔ (ی = ۱۰ + ز = ۷ + د = ۴ + ا = ۱ + ن = ۵۰ کل ۷۲)۔ امام حسینؓ کے دوستوں اور رفیقوں کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی یزداں کے اعداد کی ہے۔ یزداں کے عدد بہ قاعدہ ابجد بہتر ہوتے ہیں۔ امام حسینؓ کے تمام ساتھی بھی کربلا میں اتنے ہی تھے۔ اجمال: اختصار، مختصر ہونا۔ سر ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ: حضرت ابراہیمؑ اور ان کے فرزند اسماعیل کا راز۔ استوار: مضبوط، پختہ، پائیدار، اپنی جگہ سے نہ ہلنے والا، اٹل۔ کوہسار: کوہسار کی جمع، ایسی جگہ جہاں بہت سے پہاڑ ہوں۔ تندسیر: تیز چلنے والا۔ کامگار: بامراد، کامیاب۔

ترجمہ وتشریح:...... امامؓ موصوف حق کی خاطر خاک وخون میں تڑپے، اس وجہ سے کلمہ توحید کی بنیاد بن گئے۔ اقبال نے خود حاشئے میں فرمایا ہے کہ اس شعر کے دوسرے مصرع:

پس بنائے لا الہ گردیدہ است

کا مفہوم اس مشہور رباعی سے لیا گیا ہے جس کا چوتھا مصرع ہے:

حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؓ

اور یہ رباعی خواجہ معین الدین چشتیؒ سے منسوب ہے۔ اہل تحقیق کے نزدیک یہ انتساب درست نہیں۔ معین الدین معین نامی متعدد شاعر گزرے ہیں کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ رباعی کس کی ہے۔ امام حسینؓ نے یہ جنگ صرف اس لئے کی کہ خلافت ان اصول کے مطابق قائم ہو، جو قرآن مجید نے پیش کئے۔ ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ خود سلطنت حاصل کریں) اگر وہ سلطنت کے خواہاں ہوتے تو اتنے تھوڑے آدمیوں اور معمولی سروسامان کے ساتھ کیوں مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف جاتے؟ ان کے دشمن صحرا کی ریت کے ذروں کی طرح بے شمار تھے۔ دوستوں اور رفیقوں کی تعداد اتنی ہی تھی، جتنی یزداں کے اعداد کی ہے۔ یزداں کے عدد بہ قاعدہ ابجد بہتر ہوتے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے تمام ساتھی بھی کربلا میں اتنے ہی تھے۔ امام حسینؓ، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کے آئینہ دار تھے، یعنی وہ قربانی تو اجمال کی حیثیت رکھتی تھی، اس کی تفصیل امام موصوف نے پیش کردی۔ (مراد یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے غیبی اشارے سے اپنے بیٹے کی قربانی کا فیصلہ کرلیا۔ حضرت اسماعیل بھی راہ خدا میں جان دینے کے لئے تیار ہوگئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے حضرت ابراہیمؑ کو آخری وقت پر روک دیا اور قربانی کی نوبت نہ آئی۔ اسی واقعے کی یادگار میں عید الاضحیٰ کی قربانیاں ملت اسلامیہ کا شعار بن گئیں۔ **فدینہ بذبح عظیم** (ہم نے ایک بھاری قربانی کو اس کا فدیہ کردیا) کے اصل معنی یہی تھے۔ اقبال کہتے ہیں کہ قربانی کی نوبت نہ آئی، اگرچہ پورے سامان جمع ہوچکے تھے اس لئے یہ معاملہ اجمال کی منزل میں رہا۔ امام حسینؓ نے اپنی اور اقرباء ورفقا کی جانیں راہ حریت میں بے دریغ قربان کردیں۔ یوں اجمال کو تفصیل کے دائرے میں پہنچا دیا۔ **وفدینہ بذبح عظیم** کی یہ تفسیر شیعہ حضرات نے کی ہے۔

تیغ بہر عزت دین است و بس　　مقصد او حفظ آئین است و بس
ماسوا اللہ را مسلماں بندہ نیست　　پیش فرعونے سرش افگندہ نیست

خونِ او تفسیر ایں اسرار کرد ملتِ خوابیدہ را بیدار کرد
تیغِ لا چوں از میاں بیروں کشید از رگِ اربابِ باطل خوں کشید
نقشِ الا اللہ بر صحرا نوشت سطرِ عنوانِ نجاتِ ما نوشت

معانی:...... حفظ آئین: شرعِ محمدی کی حفاظت۔ ماسوا اللہ: خدا کے سوا جو کچھ بھی اس کائنات میں ہے۔ بندہ: غلام۔ فرعونے: ایک یا کوئی فرعون یعنی باطل/ شیطانی قوت۔ سرش: اس کا سر۔ افگندہ نیست: گرا/ جھکا ہوا نہیں ہے۔ تفسیر: تشریح۔ ملت خوابیدہ: سوئی ہوئی قوم، غافل۔ تیغ لا: نہیں ہے (کوئی معبود) کی تلوار۔ ارباب باطل: مراد باطل قوتوں کے حامل۔ الا اللہ: اللہ کے سوا (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) نوشت: لکھ دیا۔ بٹھا دیا۔

ترجمہ وتشریح:...... ان کا عزم پہاڑوں کی طرح پختہ، پائیدار، تیز اور کامیاب تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ تلوار صرف دین کی عزت کے واسطے بے نیام ہو سکتی ہے۔ اس کا مقصد صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ شریعت کی حفاظت ہو، یعنی کسی چھوٹی یا بڑی ذاتی غرض کے لئے تلوار نہیں اٹھائی جا سکتی۔ ان کی غرض یہ تھی کہ امام نے صرف دین کے لئے تلوار اٹھائی اس میں ان کی ذاتی غرض کوئی نہ تھی۔ یاد رہے کہ مسلمان خدا کے سوا کسی کا غلام نہیں ہو سکتا اس کا سر کسی فرعون کے آگے نہیں جھک سکتا۔ امام حسینؓ کے خون نے دین حقہ اسلام کا یہ راز کھول کر بیان کر دیا اور سوئی ہوئی ملت کو جگا دیا، یعنی ملت اس حق سے غافل تھی۔ امام حسینؓ نے اس کی غفلت دور کر دی۔ انہوں نے لا کی تلوار میان سے باہر کھینچی تو صاحبان باطل کی رگوں سے خون نکال دیا۔ انہوں نے الا اللہ یعنی توحید کا نقش صحرا کے سینے پر بٹھا دیا۔ لکھ دیا یہ نقش ہماری نجات کے عنوان کی سطر لکھ دی۔

رمزِ قرآں از حسینؓ آموختیم ز آتشِ او شعلہ ہا اندوختیم
شوکتِ شام و فرِ بغداد رفت سطوتِ غرناطہ ہم از یاد رفت
تار ما از زخمہ اش لرزاں ہنوز تازہ از تکبیرِ او ایماں ہنوز
اے صبا اے پیکِ دور افتادگان اشکِ ما بر خاکِ پاکِ او رساں

معانی:...... آموختیم: ہم نے سیکھا/ سیکھی۔ اندوختیم: ہم نے حاصل کئے۔ شوکت شام: شام کی شوکت وعظمت (شام مشہور عرب ملک جس کا دار الخلافہ دمشق ہے۔ اموی دور میں یہ دار الحکومت درجہ کمال کو پہنچا تھا) فر بغداد: بغداد کا جاہ وجلال (یہ آج کے عراق کا پایہ تخت، یہ شہر کبھی عباسی خلفا کا پایہ تخت تھا، دوسے عباسی خلیفہ نے اس کو آباد کیا تھا۔ اس میں بڑی شان عمارتیں تعمیر ہوئیں اور یہ شہر تمام امور کا مرکز ومحور تھا)۔ سطوت غرناطہ: غرناطہ کا وقار وشکوہ، شان عظمت۔ غرناطہ: ہسپانیہ کا مشہور شہر جو مسلمانوں کے عہد حکومت میں اپنی شان و شوکت اور عظیم عمارات کے باعث دمشق اور بغداد سے بڑھ کر تھا، اس کی حسین ترین عمارت ''الحمرا'' ہے۔ از یاد رفت: بھول گئی۔ تار ما: ہمارا ساز۔ از زخمہ اش: اس کی مضراب سے۔ لرزاں: یعنی بج رہا ہے۔ ہنوز: ابھی۔ تکبیر: اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرنا، اللہ اکبر کا نعرہ لگانا۔ پیک: قاصد، پیغامبر۔ دور افتادگاں: دور افتادہ کی جمع، دور پڑے ہوئے لوگ۔ رساں: پہنچا دے۔

ترجمہ وتشریح:...... ہم نے قرآن مجید کی رمز امام حسینؓ سے سیکھی ہے اور انہیں کی روشن کی ہوئی آگ سے شعلے جمع کرتے رہے ہیں۔ شام کی شوکت مٹ گئی، بغداد کا جاہ وجلال رخصت ہو گیا، غرناطہ کی شان وعظمت یاد بھی نہ رہی۔ اس کے مقابلے میں امام حسینؓ کی مضراب ہمارے ساز کے تار اب تک بدستور چھیڑ رہی ہے اور ان سے نغمے نکل رہے ہیں۔ اب تک ان کے نعرۂ تکبیر سے ہمارے ایمان تازہ ہوتے ہیں) مطلب یہ کہ امام حسینؓ کے واقعے کی اہمیت شام کی شوکت، بغداد کے جلال اور غرناطہ کی عظمت سے بدرجہا زیادہ

ہے)۔ اے صبا! اے دور افتادہ لوگوں کی قاصد! ہمارے آنسوؤں کا ہدیہ امام حسینؓ کے مرقد مقدس (روضہ مبارک) پر پہنچا دے۔

در معنی ایں کہ چوں ملت محمدیہ موسس بر توحید و رسالت است پس نہایت مکانی ندارد

جوہر ما با مقامے بستہ نیست　　بادہ تندش بجامے بستہ نیست

ہندی و چینی سفال جام ماست　　رومی و شامی گل اندام ماست

معانی:...... جوہر ما: ہماری اصل۔ بستہ نیست: وابستہ نہیں، بندھا ہوا/ بندھی ہوئی نہیں ہے، پابند نہیں ہے۔ بادہ تندش: اس کی تیز شراب۔ سفال: مٹی کا برتن، مٹی۔ مرز و بوم: سرزمین۔ مرز: بے آباد زمین۔ بوم آباد زمین: سرحد اور زمین۔ گل اندام: ہمارے جسم کا گارا/ مٹ۔

ترجمہ وتشریح:...... ہماری ملت کا جوہر کسی مقام سے وابستہ نہیں ہے۔ یہ ایک تند شراب ہے، جسے کسی خاص پیالے کا پابند نہیں بنایا جا سکتا (ملت اسلامیہ جغرافیائی حدود سے ماورا ہے اس کا تعلق کسی ایک ملک سے نہیں)۔ بے شک ہمارے جام ہندی اور چینی مٹی سے بنے ہیں۔ رومی و شامی ہمارے جسم کی مٹی ہیں۔ ہمارے دل کا تعلق ہند، روم و شام سے نہیں ہے۔ ان کا وطن اسلام کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

قلب ما از ہند و روم و شام نیست　　مرز و بوم او بجز اسلام نیست

پیش پیغمبرؐ چو کعب پاک زاد　　ہدیہ آورد از بانت سعاد

(۱) حضرت کعبؓ نبی کریم کو بہت ایذا دیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد مکہ سے بھاگ کر طائف چلے گئے۔ وہاں سے قصیدہ بانت سعاد لکھ کر حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگی۔ حضورؐ نے ان کو معاف کر دیا اور قصیدے کے صلے میں اپنی چادر مبارک عطا فرمائی۔ اس قصیدے میں کعبؓ نے حضورؐ کو "سیف من سیوف الہند" (ہندوستان کی تلواروں میں سے ایک تلوار) کے الفاظ سے مخاطب کیا مگر حضورؐ نے کعبؓ کے مصرع میں اصلاح دے کر فرمایا "سیف من سیوف اللہ" کہنا چاہیے (یعنی اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار)

در ثنائش گوہر شب تاب سفت　　سیف مسلول از سیوف الہند گفت

آں مقامش برتر از چرخ بلند　　نامدش نسبت با قلیمے پسند

گفت سیف من سیوف اللہ گو　　حق پرستی جز براہ حق مپو

معانی:...... کعب پاک زاد: پاک فطرت کعبؓ، حضرت کعبؓ شروع شروع میں حضورؐ نبی کریم کو بہت دکھ دیتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد وہ بھاگ کر طائف چلے گئے، پھر اسلام قبول کر لیا، وہاں سے قصیدہ "بانت سعاد" لکھ کر بھیجا اور گزشتہ گناہوں کی معافی مانگی۔ حضورؐ نے انہیں معاف کر دیا اور قصیدے کے صلے میں انہیں اپنی چادر (ردائے) مبارک عطا فرمائیں۔ امیر معاویہؓ نے ردا بڑی قیمت دے کر لے لی تھی۔ خلفاء اسے عیدین کے موقع پر اوڑھتے تھے۔ بانت سعاد: حضرت کعبؓ کے اس قصیدے کا عنوان/ نام جو انہوں نے حضور اکرم کی شان میں لکھا تھا۔ ہدیہ: ایک تحفہ۔ در ثنائش: اس کی تعریف میں، حضور اکرم کی شان میں۔ گوہر شب تاب سفت: رات کو روشن کرنے والے موتی پروئے۔ سیف مسلول: کھینچی ہوئی/ سونتی ہوئی تلوار، بے نیام۔ سیوف الہند: ہندوستان کی تلوار۔ آں: وہ حضور اکرمؐ۔ مقامش: آپ کا مرتبہ۔ نامدش: آپ کو نہ آئی۔ نسبت: تعلق، حوالہ۔ باقلیمے: کسی ملک سے حق پرستی: تو خدا پرست ہے۔ مپو: مت چل۔

ترجمہ وتشریح:...... ہمارے رسولؐ کی خدمت میں حضرت کعبؓ نے جو پاک سرشت تھے، قصیدہ بانت سعاد بہ طور ہدیہ پیش کیا۔ اس قصیدے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و نعت میں بڑے بیش قیمت موتی پروئے۔ اس میں کہا کہ حضورؐ ہندوستان کی

تلواروں میں سے ایک سونتی ہوئی تلوار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام آسمان سے بھی بلند تھا اور کسی ایک ولایت سے نسبت پسند نہ آئی۔ فرمایا: ''اللہ کی تلواروں میں سے سونتی ہوئی تلوار کہو تم حق پرست ہو، راہ حق کے سوا کہیں گامزن نہ ہو''۔ (ان اشعار میں جس نکتے پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سرزمین سے نسبت پسند نہ فرمائی۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملت کو کسی مقام سے وابستہ دیکھنا چاہتے تھے، حالانکہ حضرت کعبؓ نے سیف الہند صرف ہندوستانی تلواروں کی برتری کی بناء پر کہا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ''سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ کہو''۔

ہمچناں آں راز دان جزو و کل	گرد پایش سرمہ چشم رسل
گفت با امت ''زدنیائے شما	دوستدارم طاعت و طیب و نسا''
گرترا ذوق معانی رہنما ست	نکتہ پوشیدہ در حرف ''شما'' ست

معانی:...... ہم چناں: اسی طرح۔ آں: وہ، حضور اکرمؐ۔ جزو وکل: ایک حصہ اور مکمل چیز، یعنی کائنات کی ہر شے۔ گرد پایش: آپؐ کے پاؤں کی خاک: رسل: رسول کی جمع۔ دوست دارم: مجھے پسند ہے، میں پسند کرتا ہوں۔ طاعت: خدا کی عبادت۔ طیب: خوشبو۔ نساء: عورتیں۔ نکتہ پوشیدہ: چھپی ہوئی گہری/ باریک بات۔

ترجمہ وتشریح:...... اسی طرح اس ذات پاک نے جس پر چھوٹی بڑی چیزوں کے بھید کھلے ہوئے تھے اور جس کی گرد پا انبیاء کی آنکھوں کے لئے سرمہ تھی، امت سے فرمایا کہ تمہاری دنیا سے مجھے نماز، خوشبو اور عورتیں پسند ہیں۔ یہاں دو باتوں کی طرف سرسری اشارہ ضروری ہے۔ اول انبیاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کسی تشریح کی محتاج نہیں، لیکن جو طریقہ اقبال نے اظہار افضلیت کا اختیار کیا وہ دینی نہیں، شاعرانہ ہے۔ دوم حدیث کے متعلق از روئے اصول گفتگو کی جا سکتی ہے لیکن جن تین چیزوں کا اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے ان کے متعلق غلط فہمی نہ ہونی چاہئے۔ اول نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا، گویا انسان کے لئے اہم اور محبوب ترین مصروفیت خدا کی عبادت ہے۔ دوم خوشبو کی پسندیدگی حسن ذوق اور طافت فطرت کی روشن دلیل ہے۔ سوم نساء سے محبت انسانی زندگی کا ایک پاکیزہ وظیفہ ہے۔ عورت ماں ہے یا بیوی یا بیٹی، تینوں حالتوں میں اس سے محبت فطرت سلیمہ کا اظہار ہے۔ اعلیٰ زندگی کا راز یہی ہے، اسے غلط تاثرات کے تحت غیر مناسب قرار دینا اچھی فکر اور اچھے فہم کا ثبوت نہیں۔ اگر معنی کا ذوق تیرا رہنما ہے تو اس حرف ''شما'' میں ایک خاص نکتہ چھپا ہوا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہاری'' دنیا میں سے مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔

یعنی آں شمع شبستان وجود	بود درد نیااوا زر نیا نبود
جلوہ او قدسیاں را سینہ سوز	بود اندر آب و گل آدم ہنوز
من ندانم مرزو بوم او کجاست	ایں قدر دانم کہ باما آشناست
ایں عناصر را جہان ماشمرد	خویشتن را میہمان ماشمرد
زانکہ ما از سینہ جاں گم کردہ ایم	خویش رادر خاکداں گم کردہ ایم

معانی:...... شبستان وجود: کائنات کا شبستان (رات کو سونے کی جگہ، حرم گاہ) نبود: نہ بود، نہ تھا/ تھے۔ قدسیاں: قدسی کی جمع، فرشتے۔ سینہ سوز: سینہ جلانے والا۔ اندر آب وگل: پانی اور مٹی کے درمیان۔ کجاست: کہاں ہے۔ ایں عناصر: مراد کائنات۔ شمرد: سمجھا۔ مرزوبوم: مراد وطن، سرزمین۔ زانکہ از آں کہ، اس لئے کہ۔ خاکداں: مٹی کی جگہ، مراد دنیا۔

ترجمہ وتشریح:...... اس سے ثابت ہوا کہ وہ پاک ذات، جسے ہستی کے شبستان میں شمع کی حیثیت حاصل تھی، یعنی جس کی وجہ

سے اندھیرے کی جگہ اجالا ہوا، دنیا میں موجود رہی، لیکن دنیا سے کوئی تعلق پیدا نہ کیا (اگر تعلق پیدا کیا ہوتا تو دنیا کا ذکر "تمہاری" کہہ کر نہ فرماتے۔ جب آدم علیہ السلام آب وگل ہی میں تھے، یعنی پیدا نہیں ہوئے تھے، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ فرشتوں کے سینوں میں حرارت پیدا کررہا تھا (یہاں اشارہ اس مشہور عام حدیث کی طرف ہے۔ کنت نبیاً بین الماء والطین میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ لیکن یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے شاعر مناقب میں عموماً حدود و تحقیق کے پابند نہیں رہتے۔ مجھے معلوم نہیں کہ حضورؐ کا وطن کہاں ہے، صرف اتنا جانتا ہوں کہ حضورؐ ہم سے آشنا تھے۔ حضورؐ عناصر کے اس مجموعے کو ہمارا جہان شمار فرماتے تھے اور اپنے آپ کو ہمارا مہمان قرار دیتے تھے۔ (حضورؐ اس انداز سے یہاں رہے گویا مہمان تھے۔ اس دنیا سے تعلق محض اتنا تھا، جتنا کہ ناگزیر تھا) ہمارے سینوں میں جائیں نہیں رہیں اور ہم اپنے آپ کو مٹی کے اس گھروندے میں گم کر بیٹھے۔

مسلم استی دل با قلیمے بلند   گم مشو اندر جہان چون و چند
می نگنجد مسلم اندر مرز و بوم   در دل او یادہ گردد شام و روم
دل بدست آور کہ در پہنائے دل   می شود گم این سرائے آب و گل

معانی:...... دل بدست آور: دل ہاتھ میں لا، دل زندہ پیدا کر۔ پہنا: وسعت، فراخی۔ سرائے آب وگل: مٹی اور پانی کی دنیا۔ استی: تو ہے، اگر تو ہے۔ باقلیمے: کسی ملک سے۔ مبند: مت لگا، مت وابستہ کر۔ می نگنجد: نہیں سماتا، مرز و بوم: مراد جغرافیائی حدود، ملک، وطن۔ یادہ: ناپدید، گم۔ یادہ گردد: بیہودہ/فضول ہوجاتے ہیں، بے وقعت ہوجاتے ہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... اگر تو مسلمان ہے تو دل کسی ایک ولایت سے وابستہ نہ کر اور چون وچند کے اس جہان میں گم نہ ہو (مادی دنیا سے دل نہ لگا)۔ مسلمان کسی سرزمین کے اندر نہیں سماتا۔ اس کے دل میں شام وروم خود گم ہوجاتے ہیں۔ (بے وقعت ہوکر رہ جاتے ہیں)۔ تو دل ہاتھ میں لے (دل پر قابو پا) خود میں دل زندہ پیدا کر کیونکہ دل کی وسعت میں مٹی اور پانی کی یہ دنیا گم ہوجاتی ہے۔

عقدۂ قومیتِ مسلم کشود   از وطن آقائے ما ہجرت نمود
حکمتش یک ملت گیتی نورد   بر اساس کلمہ تعمیر کرد
تاز بخششہائے آں سلطان دیں   مسجد ماشد ہمہ روئے زمیں

معانی:...... عقدہ: گتھی، گرہ۔ کشود: کھولی، سلجھائی۔ حکمتش: حضورؐ کی حکمت ودانش۔ ملت گیتی نورد: دنیا میں پھیل جانے والی ملت۔ براساس کلمہ: ایک کلمہ (کلمہ توحید) کی بنیاد پر۔ تعمیر کرد: مراد وجود میں لائے۔ تا: تا آنکہ، یہاں تک کہ۔ بخششہا: نوازشیں، عنایتیں، مہربانیاں۔

ترجمہ وتشریح:...... ہمارے آقا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وطن سے ہجرت کی اور اس طرح اسلامی قومیت کا عقدہ کھول دیا (مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کرلی۔ یہ اس لئے ہوا کہ جن اعلیٰ مقاصد کی خاطر حضورؐ خدا کے حکم کے مطابق کوشش کررہے تھے۔ اب انکا تقاضا یہی تھا گویا دین کی راہ میں وطن کی حیثیت کچھ بھی نہیں۔ اسے چھوڑا جاسکتا ہے لیکن دین جو انسانیت کے لئے اعلیٰ مقاصد کا حامل ہے، نہیں چھوڑا جاسکتا۔ اس سے واضح ہوگیا کہ مسلمان کی قومیت دین پر مبنی ہے، وطن پر نہیں۔ اقبال نے ہجرت سے یہی دلیل اخذ کی ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت نے ایک ایسی ملت کی بنیاد رکھی جو پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تھی اور یہ بنیاد کلمہ توحید پر رکھی (کلمہ توحید ہی تمام مسلمانوں کے درمیان سب سے بڑا اور بنیادی رشتہ ہے)۔ پھر دین کے سلطان یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور نوازش ملاحظہ ہو اور وہ یہ کہ روئے زمین کو ہماری سجدہ گاہ بنا دیا۔

(باقی مذہبوں کی عبادت صرف ان مقامات میں ہو سکتی ہے جو خاص اس غرض سے تعمیر کئے گئے ہوں لیکن مسلمان کے لئے ایسی کوئی پابندی نہیں۔ جہاں بھی نماز کا وقت آجائے، وہ بے تکلف ادا کر سکتا ہے۔ اقبال نے اس سے یہ نکتہ پیدا کیا کہ روئے زمین کو سجدہ گاہ قرار دے دینے سے ملکی انتسابات ختم ہو گئے، گویا اسے بھی اپنے اصل مقصد یعنی ملت کی آفاقیت کا ثبوت بنایا)۔

آں کہ در قرآں خدا اور استود — آں کہ حفظ جان او موعود بود
دشمناں بے دست و پاز ہیبتش — لرزہ برتن از شکوہ فطرتش
پس چرا از مسکن آبا گریخت؟ — تو گماں داری کہ ازا عدا گریخت؟

معانی: ...... آں کہ: یعنی وہ ذات گرامیؐ۔ ستود: تعریف و ستائش کی ہے۔ موعود: وعدہ کیا گیا/ کی گئی۔ بے دست و پا: بے بس، عاجز، اپاہج۔ ہیبتش: اس/ آپؐ کے خوف اور رعب۔ لرزہ: کپکپی، کانپنا۔ شکوہ فطرتش: حضور کی فطرت کا دبدبہ۔ پس چرا: تو پھر کیوں۔ مسکن: رہنے کی جگہ، وطن۔ گریخت: دوڑ گئے، چلے گئے، ہجرت فرمائی۔ گماں: خیال۔ اعدا: عدو کی جمع، دشمن۔

ترجمہ وتشریح: ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف تو خود قرآن میں آئی ہے۔ خدا نے آپؐ سے حفاظت جان کا وعدہ کر لیا تھا۔ قرآن مجید میں آیا ہے **واللہ یعصمک من الناس۔** اور اللہ تمہیں انسانوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ (سورہ مائدہ آیہ ۶۷)۔ دشمن آپ کی ہیبت سے بے دست و پا ہو جاتے تھے اور آپ کی فطرت کا شکوہ ان کے جسموں پر لرزہ طاری کر دیتا تھا۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے باپ دادا کا وطن کیوں چھوڑا؟ کیا تیرے دل میں یہ خیال ہے کہ دشمنوں کے ڈر کر بھاگ گئے؟

قصہ گویاں حق زما پوشیدہ اند — معنی ہجرت غلط فہمیدہ اند
ہجرت آئین حیات مسلم است — ایں زا سباب ثبات مسلم است
معنی اداز تنک آبی رم است — ترک شبنم بہر تسخیریم است

معانی: ...... قصہ گویاں: قصہ گو کی جمع، کہانی لکھنے والے۔ حق: سچ، حقیقت۔ غلط فہمیدہ اند انہوں نے غلط سمجھا ہے۔ ثبات: استقلال، مضبوطی۔ تنک آبی: پانی کا کم ہو جانا، پانی کی کمی۔ رم: فرار، بھاگ جانا، چھوڑ جانا۔ تسخیر: فتح، قابو میں لانا۔ یم: دریا۔

ترجمہ وتشریح: ...... (اقبال کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے خوف سے وطن نہیں چھوڑا) قصہ گو واعظوں نے سچی بات ہم سے چھپالی او ہجرت کے معنی غلط بیان کر دیئے۔ ہجرت مسلمان کی زندگی کا دستور العمل ہے۔ یہ بھی ان اسباب میں سے ہے جس سے ملت کے قدم مضبوط و مستحکم ہوتے ہیں۔ ہجرت کا مطلب یہ ہے کہ جہاں پانی کم ہو وہاں سے چلے جاؤ، شبنم کو چھوڑ دو لیکن اس مقصد سے کہ تم دریا کو قبضے میں لے آؤ۔ (مراد یہ ہے کہ ہجرت اعلیٰ مقاصد کے لئے زیادہ منظم طریق پر کام کرنے کا موقع دیتی ہے)

بگذر ازگل گلستاں مقصود تست — ایں زیاں پیرا یہ بند سود تست
مہر راز آزادہ رفتن آبروست — عرصہ آفاق زیر پائے اوست
ہمچو جو سرمایہ ازباراں مخواہ — بیکراں شو درجہاں ماپاں مخواہ

معانی: ...... بگذر: گزرجا۔ مقصود تست: تیرا مقصد/ تیری منزل ہے۔ زیاں: نقصان۔ پیرایہ بند سود: فائدے/ نفع کو آراستہ کرنے والا۔ مہر: سورج۔ عرصہ: میدان۔ آفاق: افق کی جمع، آسمان کے کنارے۔ جو: ندی۔ مخواہ: مت چاہ، مت مانگ۔ بیکراں شو: لامحدود ہو جا۔ پایاں: انتہاء، اختتام، ختم ہونا۔

ترجمہ وتشریح: ...... تو پھول کو چھوڑ دے، تیرا نصب العین (مقصد و مدعا) وہ باغ ہے جو پھولوں سے لبریز ہو۔ تو پھول کے

چھوڑنے کو اپنا نقصان سمجھتا ہے، بظاہر یہ نقصان ہے لیکن ایسا نقصان جس کی تراش خراش سے بہت بڑے نفع کا سروسامان ہوتا ہے۔ (دیکھو) سورج کی عزت و آبرو اس کی آزادانہ گردش میں ہے۔ اسی لئے عرصہ آفاق (دنیا کا میدان) اس کے پاؤں کے نیچے ہے۔ تو ندی کی طرح بارش سے پانی کا سرمایہ نہ لے (مت مانگ) تو دنیا میں کناروں سے بے نیاز (وسعت والا) ہو جا اور حد و نہایت (اختتام) طلب نہ کر۔ تو حدود کا پابند نہ ہو بلکہ تو پیش نظر رکھ۔

ھ ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

بود بحر تلخ رو یک سادہ دشت | ساحلے ورزید و از شرم آب گشت
بایدت آہنگ تسخیر ہمہ | تا تو می باشی فرا گیر ہمہ
صورت ماہی بہ بحر آباد شو | یعنی از قید مقام آزاد شو
ہر کہ از قید جہات آزاد شد | چوں فلک در ششجہت آباد شد

معانی: ...... بحر تلخ رو: کڑوے پانی کا سمندر۔ ساحلے ورزید: ساحل اختیار کر لیا۔ آب گشت: پانی پانی ہو گیا۔ بایدت: تجھے چاہئے۔ آہنگ: ارادہ، قصد۔ تسخیر: مسخر کرنا، قابو میں لانا۔ ہمہ: کل، سب۔ فرا گیر: اپنی گرفت میں لانا، سمیٹ لینے والا۔ صورت ماہی: مچھلی کی مانند/طرح۔ قید مقام: حدود کی پابندی، ایک جگہ/مقام کا پابند ہو کر رہنا۔ جہات: جہت کی جمع، طرفین، اطراف، حدیں۔ شش جہت: چھ طرفیں، دائیں بائیں، آگے، پیچھے، اوپر، نیچے۔

ترجمہ وتشریح: ...... کبھی سوچا کہ ہیبت ناک (یا کڑوے پانی کے) سمندر کی حقیقت کیا ہے؟ یہ ایک چٹیل میدان یا جنگل تھا جب اس نے ساحل (کنارہ) اختیار کر لیا (اسکی ہستی محدود ہو گئی) تو شرم سے پانی پانی ہو گیا۔ تجھے چاہئے کہ ہر شے کی تسخیر کا پختہ ارادہ کرے اسی طرح تو تمام چیزوں کو اپنے اندر سمیٹ (یا گرفت میں) لینے کا اہل بنجائے گا۔ مچھلی کی طرح سمندر میں آباد ہو جا، یعنی کسی ایک مقام کا پابند نہ رہ (جس طرح مچھلی جہاں چاہتی ہے، چلی جاتی ہے اور آزادانہ زندگی بسر کرتی ہے۔ اسی طرح مسلمان کو بھی مقامیت سے آزاد ہونا چاہئے)۔ جس شخص نے اطراف و حدود کی قید سے آزادی حاصل کر لی وہ آسمان کی طرح چھ طرفوں میں آباد ہو گیا۔ یہ خصوصیت آسمان کو اس وجہ سے ملی کہ اس نے اپنے آپ کو اطراف کی قید سے آزاد کر لیا۔

بوئے گل از ترک گل جولانگر است | در فراخائے چمن خود گستر است
اے کہ یک جا در چمن انداختی | مثل بلبل با گلے در ساختی
چوں صبا بار قبول از دوش گیر | گلشن اندر حلقہ آغوش گیر
از فریب عصر نو ہشیار باش | رہ فتد اے راہرو ہشیار باش

معانی: ...... جولاں گر: میدان میں ادھر ادھر دوڑنے والی، جولانیاں دکھانے والی۔ فراخائے چمن: چمن کی وسعت۔ خود گستر: خود کو پھیلانے والی۔ انداختی: یعنی تو نے ڈیرہ ڈالا ہوا ہے۔ در ساختی: تو نے نباہ کر رکھا ہے۔ بار قبول: مراد حد بندی کا بوجھ۔ از دوش گیر: کندھے سے اتار ڈال۔ حلقہ آغوش گیر: حلقہ آغوش میں سمیٹ لے۔ فریب عصر نو: جدید دور کے فریب۔ رہ فتد: چلتا رہ۔ راہرو: راستہ چلنے والا، مسافر۔ ہشیار باش: چوکس/چوکنا ہو جا/خبردار رہ۔

ترجمہ وتشریح: ...... خوشبو پھول سے نکلتی ہے تو جولانی اختیار کرتی ہے، یعنی ہر طرف پھیلتی ہے اور باغ کی وسعت میں اپنے آپ کو پھیلا دیتی ہے۔ اے مخاطب! تو نے باغ میں اپنے آپ کو ایک جگہ سے وابستہ کر رکھا ہے۔ بلبل کی طرح تو نے ایک پھول سے عہد

محبت باندھ لیا ہے۔ تجھے چاہئے کہ صبا کی طرح اپنے کندھے سے قبول کا بوجھ اتار دے، یعنی مختلف خوشبوئیں اپنے دامن میں سمیٹنے کی روش ترک کر دے اور پورے باغ کو اپنی آغوش میں لے لے (سمیٹ لے)۔ جدید دور کے فریب سے ہوشیار/خبردار رہ۔ ذرا سوچ سنبھل کر قدم اٹھا کر چلتا رہ۔ اے چلنے والے! ذرا چوکس ہو کر چل۔

در معنی ایں کہ وطن اساس ملت نیست

آں چناں قطع اخوت کردہ اند بر وطن تعمیر ملت کردہ اند
تا وطن را شمع محفل ساختند نوع انسان را قبائل ساختند
جنتے جستند در بئس القرار تا احلوا قومھم دار البوار
ایں شجر جنت ز عالم بردہ است تلخی پیکار بار آوردہ است

معانی:...... آں چناں: اس طرح۔ قطع اخوت: بھائی چارے کا خاتمہ، جڑ کاٹنا۔ ساختند: انہوں نے بنائی۔ قبائل: قبیلہ کی جمع، گروہ، جماعت۔ جستند: انہوں نے تلاش شروع کی۔ بئس القرار: برا ٹھکانا۔ احلوا قومھم: انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں جا اتارا۔ قرآنی تلمیح، سورۂ ابراہیم، آیات ۲۸۔۳۰۔ تلخی پیکار: قتل و خون/ دنگا فساد کی تلخی۔ بار: پھل۔ آوردہ است: لایا ہے۔ شجر: درخت، مراد جدید نظریہ ملت۔

ترجمہ و تشریح:...... اہل یورپ نے وطن کی بناء پر قوم کی تعمیر شروع کی، اس طرح اخوت اور برادری کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔ جس سے ان لوگوں نے وطن کو اپنی محفل کی شمع بنا لیا، عالم انسانیت کو قبیلوں میں بانٹ کر رکھ دیا۔ انہوں نے ''برے ٹھکانے'' میں بہشت کی تلاش شروع کی۔ یہاں تک کہ ''اپنے گروہ کو ہلاکت کے گھر میں جا اتارا''۔ اس شجر (نظریئے) نے دنیا سے جنت کا وجود مٹا کر رکھ دیا۔ (بہشت اس دنیا سے رخصت ہو گئی) اور اس درخت میں قتل و خون کی تلخی کا پھل آنے لگا۔

مردمی اندر جہاں افسانہ شد آدمی از آدمی بیگانہ شد
روح از تن رفت و ہفت اندام ماند آدمیت گم شد و اقوام ماند
تا سیاست مسند مذہب گرفت ایں شجر در گلشن مغرب گرفت
قصد دین مسیحائی فسرد شعلہ شمع کلیسائی فسرد

معانی:...... افسانہ شد: کہانی بن گئی۔ ہفت اندام: سات جسم، مراد جسم کے اعضاء۔ ماند: رہ گئے۔ آدمیت: انسانیت۔ اقوام: قوم کی جمع، قومیں یعنی وطن کے حوالے سے قوموں کے نام پڑے۔ گرفت: پکڑا، پھلا پھولا۔ مغرب: یورپ۔ دین مسیحائی: عیسائی مذہب، مسیحا حضرت عیسیٰ کا لقب۔ مہرہ از کف بروں افشاندن: عاجز ہونا۔ فسرد: بجھ گیا۔ شمع کلیسائی: کلیسا کی شمع، عیسائی عبادت گاہ کی شمع۔

ترجمہ و تشریح:...... اس دنیا میں آدمیت افسانہ بن گئی اور یوں انسان، انسان سے بیگانہ/ غیر ہوتا چلا گیا۔ روح جسم سے نکل گئی اور صرف جسمانی اعضا باقی رہ گئے۔ بے شک قومیں موجود ہیں، لیکن آدمیت ختم ہو گئی۔ (یورپ رقبے کے لحاظ سے بہت چھوٹا براعظم ہے اور قدم قدم پر وہاں مستقل حکومتیں موجود ہیں۔ ہر حکومت کی ایک جغرافیائی حد ہے۔ جس کے اندر کے باشندے ایک خاص قوم کہلاتے ہیں، گویا چھوٹے سے براعظم میں بہت سی قومیں پیدا ہو گئیں اور ہر قوم ایک دوسری کی رقیب اور دشمن ہے۔ ان میں بار بار لڑائیاں ہوتی رہی ہیں۔ اقبال فرماتے ہیں کہ یہ تمام مصیبتیں وطن کی بنا پر تنظیم ملت کے باعث پیدا ہوئیں۔ انسانیت گروہوں میں بٹ کر رہ گئی۔ انسانوں میں وہ جذبات باقی

نہ رہے، جوانسانیت کیلئے باعث شرف تھے۔ ہر قوم بیدردی اور سنگدلی سے دوسری قوم کو موت کے گھاٹ اتارنے کے درپے رہی۔ اقبال نے سچ کہا ہے کہ مذہب حق نے انسانوں کو صلح و امن اور عدل وحق رسی کی تعلیم دے کر اس دنیا میں بہشت کا سروسامان کیا تھا، لیکن یورپ کی ملعون قومیت اس بہشت کو بھی کھا گئی اور اس کی جگہ خونریزی کی تخم چھوڑ گئی۔ (جب سے یورپ میں) سیاست نے مذہب کی گدی سنبھال لی یعنی مذہب کی جگہ سیاست نے لے لی تو یہ درخت، جس نے دنیا کو جنت سے محروم کیا تھا، یورپ کے باغ میں جالگا (یورپ کے گلشن میں نشوونما پائی)۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسیحی مذہب کا قصہ تمام ہوا اور کلیسا نے جو چراغ جلایا تھا اس کا شعلہ بجھ گیا۔

اسقف از بے طاقتی درماندہ — مہرہ ہا از کف بروں افشاندہ
قوم عیسیٰ بر کلیسا پازدہ — نقد آئین چلیپا وازدہ
دہریت چوں جامہ مذہب درید — مرسلے از حضرت شیطان رسید
آں فلا رنساوی باطل پرست — سرمہ اودیدہ مردم شکست
نسخہ بہر شہنشاہاں نوشت — در گل ما دانہ پیکار کشت

معانی:...... اسقف: سب سے بڑا پادری، پاپائے اعظم، لاٹ پادری۔ بے طاقتی: کمزوری، بے بسی۔ درماندہ اے: پیچھے رہا ہوا، بدحال۔ مہرہ ہا: مہرہ کی جمع، گوٹیں، شطرنج کا گھونگا۔ بروں افشاندہ اے: باہر گرائے ہوئے۔ کلیسا: گرجا، عیسائیوں کی عبادت گاہ۔ پازدہ: پاؤں مارا، ٹھکرادیا۔ چلیپا: صلیب۔ وازدہ: رد کردیا، ٹھکرادیا۔ دہریت: خدا کے وجود سے انکار، مادے کو قدیم ماننا۔ درید: پھاڑ دیا، پارہ پارہ کردیا۔ مرسلے: ایک قاصد/ایلچی۔ حضرت: دربار، بارگاہ۔ رسید: پہنچا۔ فلارنساوی: مراد نکولومیکیاویلی (ولادت: ۱۴۶۹ء) اس کی شہرت اس کی کتاب The Prince کے باعث ہے۔ یہ کتاب ۱۵۳۲ء میں شائع ہوئی۔ اٹلی کا مشہور سیاستدان اور مصنف تھا۔ بارہ چودہ سال اعلیٰ عہدے پر مامور رہا۔ حکومت کا تختہ الٹا تو نئے حکمران نے اسے قید کردیا۔ کچھ مدت بعد رہا کر کے مفصلات میں بھیج دیا وہیں باقی عمر گزری۔ اس نے اخلاق کے تمام ضابطے بالائے طاق رکھتے ہوئے بادشاہوں اور حکمرانوں کو تلقین کی تھی کہ وطن کی بہتری کے لئے سب کچھ جائز ہے۔ فریب اور دغابازی میں بھی تامل نہیں کرنا چاہئے۔ وہ ۲۰ جون ۱۵۲۷ء میں فوت ہوا۔ فلارنس میں پیدا ہونے کے باعث فلارنساوی کہلایا۔ باطل پرست: جھوٹ کی پرستش کرنے والا، دہریہ۔ نسخہ اے: مراد ایک کتاب The Prince۔ دانہ پیکار: دنگا فساد/لڑائی جھگڑے کا بیج۔ کشت: بویا۔

ترجمہ وتشریح:...... لاٹ پادری بے طاقتی کے باعث عاجز اور بے بس ہو کر رہ گیا۔ اس نے سارے مہرے ہاتھ سے پھینک دیئے۔ یعنی پوپ کا اقتدار باقی نہ رہا اور وہ بے دست و پا اور عاجز ہو کر بیٹھ گیا۔ مسیحیت کے پیروؤں (عیسائیوں) نے کلیسا (عیسائی عبادت گاہ) کو ٹھکرادیا اور صلیبی دین کے سکے کھوٹے قرار پائے۔ (وہ مذہب سے دور ہوتے گئے)۔ دہریت نے مذہب کا لباس پھاڑ ڈالا اور شیطان کی بارگاہ سے ایک قاصد آپہنچا۔ (یہ قاصد کون تھا) فلارنس کا وہ باطل پرست میکیاولی جس کے سرمے نے انسانوں کی آنکھیں پھوڑ کر رکھ دیں۔ اس باطل پرست نے بادشاہوں کے لئے ایک کتاب (The Prince) لکھی اور ہماری زمین میں جنگ و خونریزی کا بیج بودیا (انسانیت ختم ہوگئی، جھوٹ اور فریب میں اضافہ ہوا)۔

فطرت او سوئے ظلمت بردہ رخت — حق ز تیغ خامہ او لخت لخت
بت گری مانند آزر پیشہ اش — بست نقش تازہ اندیشہ اش
مملکت را دین او معبود ساخت — فکر او مذموم را محمود ساخت

بوسہ تا برپائے ایں معبود زد نقد حق رابر عیار سود زد

معانی:...... سوئے ظلمت: تاریکی کی طرف/ جانب۔ بردہ رخت: سامان لے گئی۔ تیغ خامہ: قلم کی تلوار۔ لخت لخت: ٹکڑے ٹکڑے۔ آزر: قرآن کی رو سے حضرت ابراہیم کا والد جو بت پرست اور بت تراش تھا۔ بست نقش تازہ اے: اس نے ایک نیا نقش تراشا/ کھینچا/ بنایا۔ اندیشہ اش: اس کی فکر/ تخیل نے۔ مملکت: ملک یا سلطنت۔ معبود ساخت: خدا بنا دیا (معبود: جس کی عبادت کی جائے) مذموم: ذم کیا گیا، بری چیز، قابل مذمت۔ محمود: تعریف کیا گیا، لائق تعریف وستائش، اچھی چیز۔ عیار: کسوٹی۔ زد: مارا یعنی پرکھا۔ سود: نفع، منافع۔

ترجمہ وتشریح:...... اس کی فطرت انسانیت کے قافلے کو تاریکی کی جانب لے گئی۔ حق اس کے قلم کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ آزر کی طرح اس کا پیشہ بھی یہی بت تراشی تھا۔ چنانچہ اس کی قوت فکر نے ایک نیا نقشہ تیار کیا (کھینچا)۔ وہ نقشہ کیا تھا؟ ایک نیا دین پیدا کیا، جس میں مملکت کو معبود بنا دیا، یعنی خدا کی جگہ مملکت کو دے دی۔ اس کی حق ناشناس فکر نے نہایت بری چیز کو نہایت اچھی چیز بنا کر پیش کیا۔ اس معبود کے پاؤں چومنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے نقد حق کو نفع کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کیا۔ (مراد یہ ہے کہ انسانوں کے تمام اعمال میں بنیادی حیثیت حق کو حاصل تھی لیکن میکیاولی نے سیاست کا ایک ایسا مسلک پیش کیا جس میں مملکت کو مرکزی حیثیت دی گئی۔ یعنی اسی کو معبود بنا لیا گیا اور حق کے بجائے مملکت کے نفع اور فائدے کو اچھائی برائی کا معیار قرار دیا)۔

باطل از تعلیم او بالیدہ است حیلہ اندازی فنے گردیدہ است
طرح تدبیر زبوں فرجام ریخت ایں خسک درجادہ ایام ریخت
شب بچشم اہل عالم چیدہ است مصلحت تزویر رانا میدہ است

معانی:...... بالیدہ است: پھلا پھولا ہے، فروغ حاصل ہوا۔ حیلہ اندازی: فریب کاری حیلہ گری۔ گردیدہ است: ایک فن ہنر بن گیا ہے۔ طرح: بنیاد۔ تدبیر زبوں: تدبیر کی بنیاد ڈالی۔ فرجام: انجام، ایسی تدبیر جس کا انجام خرابی وخواری ہو۔ ریخت: ڈالی۔ خسک: گوکھرو جس کے کانٹے بڑے سخت ہوتے ہیں۔ ریخت: بکھرے، پھیلائے۔ چیدہ است: چنی یعنی جھونکی ہے۔ مصلحت: خوبی، بھلائی، بہتری۔ تزویر: مکروفریب، دھوکا۔ نامیدہ است: نام رکھا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... (میکیاولی کی تعلیم کا نتیجہ یہ نکلا کہ) اس سے باطل کو خوب فروغ حاصل ہوا۔ حیلہ گری اور فریب کاری ایک فن (ہنر) بن گئی۔ میکیاولی نے ایک ایسے مسلک کی بنیاد رکھی جس کا انجام بہت برا تھا، گویا اس نے زمانے کے راستے پر کانٹے بکھیر دیئے۔ اس نے اہل جہان کی نگاہوں کے سامنے رات کی تاریکی پھیلا دی۔ دھوکے اور فریب کا نام مصلحت رکھ دیا۔

درمعنی ایں کہ ملت محمدیہ نہایت زمانی ہم ندارد کہ دوام ایں ملت شریفہ موعود است

دربہاراں جوش بلبل دیدہ رستخیز غنچہ و گل دیدہ
چوں عروساں غنچہ ہا آراستہ از زمیں یک شہر انجم خاستہ
سبزہ از اشک سحر شوئیدہ از سرود آب جو خوابیدہ
غنچہ برمی دمد از شاخسار گیرد گلچیں باد نسیم اندر کنار
غنچہ از دست گلچیں خوں شود از چمن مانند بو بیروں رود

معانی:...... دیدہ ای: تو نے دیکھا۔ رستخیز: ہنگامہ، قیامت۔ عروساں: عروس کی جمع، دلہنیں۔ آراستہ: سجی ہوئی۔ انجم: ستارہ/ستارے۔ خاستہ: وجود میں آیا ہے۔ شوئیدہ اے: دھلا ہوا، دھل جاتا ہے۔ سرود: نغمہ، موسیقی۔ خوابیدہ اے: سویا ہوتا ہے۔ بر می دمد: پھوٹ کر نکلتا ہے۔ گیردش: اسے پکڑ لیتی ہے۔ اندر کنار: پہلو/گود میں، آغوش میں۔ گلچیں: پھول توڑنے/چننے والا۔ رود: باہر نکل جاتی/جاتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... تو نے بہار کے موسم میں بلبل کا جوش وخروش تو دیکھا ہوگا۔ باغ میں ہر طرف کلیوں اور پھولوں کا ہنگامہ بھی دیکھا ہوگا، یعنی کثرت سے پھول کھلے ہیں۔ کلیاں دلہنوں کی طرح آراستہ ہوتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا زمین سے ستاروں کی پوری بستی نکل آئی۔ سبزے کی کیفیت عجیب ہے، نہر کا پانی لوریاں گا گا کر اسے سلاتا ہے۔ صبح کے آنسو یعنی شبنم اس کا منہ دھوتی ہے۔ ایک غنچہ شاخ سے پھوٹ کر نکلتا ہے باد نسیم اسے اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ ایک غنچہ پھول چننے والے کے ہاتھ سے ٹوٹتا ہے اور خوشبو کی مانند باغ سے باہر نکل جاتا ہے۔

بست قمری آشیاں بلبل پرید — قطرہ شبنم رسید و بو رمید
رخصت صد لالہ ناپایدار — کم نسازد رونق فصل بہار
از زیاں گنج فراوانش ہماں — محفل گلہائے خندانش ہماں
فصل گل از نسترن باقی تر است — از گل و سرو و سمن باقی تر است

معانی:...... بست: مراد بنالیا۔ پرید: اڑ جاتی ہے۔ رسید: پہنچا۔ رمید: دوڑ گئی، رخصت یا ختم ہوگئی۔ ناپایدار: باقی نہ رہنا۔ مراد جلد مرجھانے والا۔ کم نسازد: کم نہیں ہوتی، گھٹتی نہیں۔ زیاں: نقصان۔ گنج فراوانش: اس (بہار) کا کثرت والا/کثیر خزانہ۔ ہماں: وہی، ویسا ہی۔ گلہائے خندانش: اس کے ہنستے/کھلے ہوئے پھول۔ نسترن: سفید خوشبودار پھول، سیوتی۔ سمن: چنبیلی۔

ترجمہ وتشریح:...... قمری گھونسلا بنالیتی ہے، بلبل اڑ جاتی ہے۔ شبنم کا قطرہ آجاتا ہے اور خوشبو رخصت ہوجاتی ہے۔ اسی طرح ہزاروں گل لالہ پیدا ہوتے ہیں، تھوڑی دیر کے لئے چمن کی رونق بنتے ہیں اور مرجھا جاتے ہیں تب بھی فصل بہار کی رونق نہیں گھٹتی (کوئی کمی نہیں ہوتی)۔ اس نقصان کے باوجود اس کے خزانے میں بہتات (کثرت) کا وہی عالم (ویسے کا ویسا) رہتا ہے اور ہنسنے والے پھولوں کی محفل بدستور سجی رہتی ہے۔ سیوتی، گلاب، چمبیلی کے پھول کھلتے ہیں اور مرجھا جاتے ہیں۔ بہار کی فصل ان سب سے زیادہ پائیدار ہوتی ہے اور باقی رہتی ہے۔

کان گوہر پرورے گوہر گرے — کم نگردد از شکست گوہرے
صبح از مشرق ز مغرب شام رفت — جام صد روز ازخم ایام رفت
بادہ ہا خوردند و صہبا باقی است — دوشہا خوں گشت و فردا باقی است
ہمچناں از فردہائے پے سپر — ہست تقویم امم پایندہ تر

معانی:...... کان گوہر پرورے: موتیوں کی پرورش کرنے والی کان، موتیوں کی کان۔ گوہر گرے: موتی بنانے/رکھنے والی۔ از شکست گوہرے: ایک/کسی موتی کے ٹوٹ جانے سے۔ خم: صراحی۔ خوردند: انہوں نے پی/پی گئیں۔ صہبا: سرخ رنگ کی شراب۔ دوشہا: دوش کی جمع، گذرے ہوئے کل۔ فردا: آنے والا کل۔ ہمچناں: اسی طرح۔ پے سپر: راستہ چلنے والا۔ فردہائے پے سپر: چلنے والے، گزرنے والے افراد۔ تقویم: جنتری، کیلنڈر۔ امم: امت کی جمع، امتیں۔ پایندہ تر: زیادہ بقا والی۔

ترجمہ وتشریح:...... جس کان میں گوہر بنتے اور پرورش پاتے ہیں، وہ ایک گوہر کے ٹوٹ جانے سے قدر و قیمت میں گھٹ نہ جائے گی اور اس کی گوہر آفرینیوں میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ مشرق سے صبحیں اور مغرب سے شامیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ زمانے کے خم سے سینکڑوں دنوں کا جام نکل جاتا ہے۔ کئی لوگ آئے، شراب پی گئے، لیکن شراب بدستور باقی رہی۔ کئی گزرے ہوئے کل خون میں نہا گئے/گزر گئے۔ دوش یعنی گزشتہ کل تم ہوگئی، لیکن آنے والی کل باقی ہے۔ اسی طرح افراد زندگی کی منزلیں طے کرتے جاتے ہیں اور قومیں اپنی جگہ باقی ہیں بلکہ افراد کی آمد و رفت سے قوموں کا استحکام زیادہ پائیدار ہوتا ہے۔

در سفر یار است و صحبت قائم است　　فرد رہ گیر است و ملت قائم است
ذات او دیگر صفاتش دیگر است　　سنت مرگ و حیاتش دیگر است
فرد بری خیز دازمشت گلے　　قوم زاید از دل صاحبدلے
فرد پور شصت و ہفتاد است و بس　　قوم راصد سال مثل یک نفس

معانی:...... صحبت: دوستوں کی محفل۔ رہ گیر: مسافر۔ ذات او: ملت کی حقیقت۔ سنت مرگ: موت کا قانون/طریقہ۔ بری خیزد: اٹھتا ہے، پیدا ہوتا ہے۔ مشت گلے: مٹھی بھر مٹی/خاک۔ زاید: پیدا ہوتی ہے۔ صاحبدلے: کسی صاحب دل، خدا آگاہ دانشمند، نبی۔ پور: بیٹا۔ شصت: ساٹھ۔ ہفتاد: ستر۔

ترجمہ وتشریح:...... اگرچہ ایک دوست سفر میں ہے لیکن محفل قائم رہتی ہے۔ افراد آتے ہیں اور نکل جاتے ہیں جبکہ ملت کا قیام اپنی جگہ برقرار ہے۔ فرد کی ذات الگ ہے اور ملت کی صفات الگ ہیں۔ ان دونوں کی موت وحیات کے قواعد واصول بھی الگ ہیں۔ فرد مٹی کی مٹھی سے پیدا ہوتا ہے اور قوم ان مقاصد واصول کی بناء پر ترکیب پاتی ہے جو ایک صاحب دل کے قلب میں پیدا ہوتے ہیں (یہاں صاحب دل سے مراد نبی ہے)۔ فرد کی عمر عموماً ساٹھ ستر سال کی ہوتی ہے اور قوم کی زندگی میں سو سال بھی زیادہ سے زیادہ ایک سانس کی حیثیت رکھتے ہیں۔

زندہ فرد از ارتباط جان و تن　　زندہ قوم از حفظ ناموس کہن
مرگ فرد از خشکی رود حیات　　مرگ قوم از ترک مقصود حیات
گوچہ ملت ہم میبرد مثل فرد　　ازاجل فرماں پذیرد مثل فرد

معانی:...... ارتباط تعلق: ربط، میل جول۔ ناموس کہن: پرانا شرف و دستور، قدیم روایات۔ حفظ: تحفظ، حفاظت۔ رود حیات: زندگی کی ندی۔ مقصود حیات: زندگی کا اعلیٰ/عظیم نصب العین، مقصد۔ بمیرد: مرتی یا مرجاتی ہے۔ اجل: موت۔ فرماں پذیرد: حکم قبول کرتی ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... پھر فرد کی زندگی اس امر پر موقوف ہے کہ جان اور جسم کے درمیان ربط وتعلق اور میل جول قائم رہے اس تعلق میں خلل پیدا ہوتے ہی فرد کی زندگی ختم ہو جائے گی لیکن قوم کی زندگی جان وتن کے ربط پر نہیں بلکہ قدیم روایات کی حفاظت پر موقوف ہوتی ہے۔ وہ جب تک ان مقاصد کو محفوظ رکھے گی، جن کے لئے وجود پذیر ہوئی تھی، اسکی زندگی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ فرد زندگی کی ندی خشک ہوتے ہی مرجاتا ہے، لیکن قوم جب تک اپنی زندگی کے مقاصد نہ چھوڑے، موت کے گھاٹ نہیں اترتی۔ اگرچہ افراد کی طرح قومیں بھی مرجاتی ہیں، لیکن ان کے لئے بھی قدرت کی طرف سے ایک خاص وقت مقرر ہے۔

امت مسلم ز آیات خدا ست　　اصلش از ہنگامہ قالو بلیٰ ست
ازاجل ایں قوم بے واستے　　استوار از نحن نزلنا ستے

ذکر قائم از قیام ذاکر است　　از دوام او دوام ذاکر است
تاخدا ان تطفئو فرموده است　　از فسردن ایں چراغ آسوده است

معانی :...... آیات: آیت کی جمع ،نشانیاں۔اصلش :اس کی اصل/ جڑ/ بنیاد۔ قالوابلیٰ :سورۂ اعراف، آیہ ۱۷۲ ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں......'' بے پرواستی : بے پرواہے، بے خوف/ بے نیاز ہے۔ استوار: محکم، مضبوط۔ نحن نزلنا: قرآنی تلمیح، سورۂ الحجر آیہ ۹ ''ہم نے آپ پر اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم اس کے نگہبان ہیں (نصیحت یعنی قرآن کریم) ذاکر: ذکر کرنے والا، امت مسلمہ۔ ذکر: مراد نصیحت، یاد خدا، قرآن۔ قائم : برقرار۔ دوام: ہمیشگی۔ ان یطفوا: قرآنی تلمیح، سورۂ التوبہ آیہ ۳۲ ''یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھادیں اور اللہ اس کے سوا نہیں چاہتا کہ اپنی روشنی کو پورا کرے، اگرچہ کافر لوگ ناخوش ہی کیوں نہ ہوں''۔ فسردن: افسردن، بجھنا، ٹھنڈا پڑ جانا۔ آسودہ است: محفوظ ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... لیکن امت مسلمہ ہرگز نہیں مرے گی۔ یہ خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اس کا وجود اس وقت سے چلا آتا ہے جب ابتدائے آفرینش میں کائنات کی روحوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد باندھا تھا (اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: **الست بربکم** ؟ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ سب نے ایک آواز ہو کر کہا: **بلیٰ** بے شک تو ہی ہمارا پروردگار ہے۔ ملت اسلامیہ موت سے بالکل بے پرواہے۔ اسے موت آ ہی نہیں سکتی کیونکہ خدا نے **انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون** ترجمہ: بلاشبہ خود ہم نے ''**الذکر**'' (قرآن) اتارا ہے اور بلاشبہ خود ہمیں اس کے نگہبان ہیں۔ (سورہ حجر) کی بشارت کے ذریعے سے ہماری پائیداری اور استواری کا وعدہ کر رکھا ہے۔ خدا کا فرمان ہے کہ ہمیں نے ذکر اتارا اور ہمیں اس کے نگہبان ہیں۔ اس ذکر کی حفاظت ہمارے سپرد ہوئی جب تک ذکر باقی ہے اس کی نگہبانی اس دنیا میں ہمیں کرتے رہیں گے۔ یہ ہماری پختگی، پائیداری اور استواری کی دلیل ہے۔ ''**ذکر**'' (قرآن) اسی وقت قائم رہ سکتا ہے جب تک ذاکر یعنی ذکر کرنے والا موجود ہو۔ جب ذکر کے دوام کا وعدہ ہو چکا تو یہ مان لینے میں کوئی دقت باقی نہیں رہتی کہ ذاکر کے دوام کا بھی وعدہ ہو چکا۔ جب قرآن مجید میں واضح طور پر کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ دین حق کی روشنی پوری کئے بغیر رہنے والا نہیں، اگرچہ کافروں کو پسند نہ آئے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ ہماری ملت کا چراغ بجھنے سے محفوظ ہے، یعنی وہ ہمیشہ روشن رہے گا اور کبھی نہ بجھے گا۔ مولانا ظفر علی خان نے اس آیت کا ترجمہ وتشریح یوں منظوم کیا ہے ؎

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

امتے در حق پرستی کاملے　　امتے محبوب ہر صاحبدلے
حق بروں آورد ایں تیغ اصیل　　از نیام آرزو ہائے خلیلؑ
تا صداقت زندہ گرد داز دمش　　غیر حق سوزد زبرق پیہمش

معانی :...... امتے :ایک/ خاص امت، امت اسلامیہ۔ محبوب :عزیز، پیاری۔ بروں آورد: باہر لایا، نکالی، نکالا۔ تیغ اصیل: زبردست کاٹ والی تلوار۔ خلیلؑ: حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ صداقت: سچائی، حق۔ از دمش: اس کے دم سے۔ غیر حق: اللہ کے سوا جو کچھ ہے، باطل قوتیں۔ سوزد: جل جائے/ جائیں۔ زبرق پیہمش: اس کی پے در پے/ مسلسل بجلی سے۔

ترجمہ وتشریح:...... ہم وہ امت ہیں جس نے حق پرستی میں درجہ کمال حاصل کر لیا اور جو ہر صاحب دل کو محبوب و عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس تیز ترین تلوار کو حضرت ابراہیم کی آرزوؤں اور دعاؤں کے نیام سے نکالا ہے۔ (یہ وہی امت ہے جس کے لئے حضرت

ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے دعا کی تھی کہ ہماری اولاد میں ایسی امت پیدا کر جو تیری فرماں بردار ہو (ومن ذریتنا امتہ مسلمہ لک) یہی امت ہے جس کے دم سے حق وصداقت زندہ ہوتے ہیں اور اس سے جو بجلیاں پے در پے کوندرہی ہیں وہ غیر حق یعنی باطل کو جلا کر خاک کر دیتی ہیں۔

ما کہ توحید خدارا حجتیم حافظ رمز کتاب و حکمتیم
آسماں باما سر پیکار داشت در بغل یک فتنہ تاتار داشت
بندہا از پکشود آں فتنہ را برسر ما آزمود آں فتنہ را
فتنہ پامال راہش محشرے کشتہ تیغ نگاہش محشرے

معانی:...... حجتیم: ہم دلیل وحجت ہیں۔ حافظ: حفاظت کرنے والا، محافظ/نگہبان۔ رمز کتاب: قرآن کریم کی حقیقت/ بھید۔ سر پیکار داشت: لڑائی/ جنگ پر آمادہ تھا۔ فتنہ تاتار: تاتار کا ہنگامہ وفساد۔ بندہا: زنجیریں۔ کشود: کھول دیں۔ آزمود: آزمایا۔ فتنہ ے: ایک ایسا فتنہ۔ پامال راہش: اس کے راستے میں پاؤں تلے روندا ہوا۔ کشتہ: مارا ہوا۔

ترجمہ وتشریح:...... ہم (ملت اسلامیہ) خدا کی توحید کے لئے دلیل وحجت ہیں۔ ہمیں خدا نے کتاب اور حکمت کے بھیدوں کا محافظ/نگہبان بنا دیا ہے۔ آسمان کو ہم سے ہمیشہ دشمنی رہی وہ ہم سے الجھنے/لڑنے پر آمادہ رہا۔ اس سلسلے میں اس کی بغل میں ایک فتنہ تاتار تھا۔ پھر یکایک اس فتنے اور اس خوفناک مصیبت کے پاؤں کے بندھ کھول دیئے اور اسے ہم پر نازل کر دیا۔ یہ فتنہ ایسا ہولناک تھا کہ خود محشر بھی اسکی راہ میں روندا ہوا اور اسکی تیغ نگاہ سے ٹکڑے ٹکڑے تھا۔

خفتہ صد آشوب در آغوش او صبح امروزے نزاید دوش او
سطوت مسلم بخاک و خوں تپید دید بغداد آنچہ روما ہم ندید
تو مگراز چرخ کج رفتار۔ پرس زاں نو آئین کہن پندار پرس
آتش تاتاریاں گلزار کیست؟ شعلہ ہائے او گل دستار کیست؟

معانی:...... خفتہ: سویا ہوا، سوئے ہوئے۔ صد آشوب: سینکڑوں فتنے اور فساد۔ صبح امروزے: کسی آج کی صبح۔ نزاید: نہیں جنتی، پیدا نہیں کرتی۔ سطوت مسلم: ملت اسلامیہ کا دبدبہ وعظمت۔ تپید: تڑپی، تڑپا، لوٹی۔ بغداد: مشہور شہر جو کبھی خلافت عباسی کا اور آج عراق کا دارالخلافہ ہے۔ تاتاریوں نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور قتل عام کیا۔ آنچہ: جو کچھ۔ روما ہم ندید: روم نے بھی نہ دیکھا۔ چرخ: آسمان۔ کج رفتار: ٹیڑھی چال چلنے والا، دشمنی سے پیش آنے والا۔ پرس: پوچھ۔ آتش تاتاریاں: منگولوں یا چنگیزیوں کی آگ۔ کیست: کس کی ہے۔ گل دستار: پگڑی کا پھول، قدیم زمانے میں دستار کو پھولوں سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ نو آئین: نئے دستور نئے طور طریقے۔ کہن پندار: پرانے تکبر والا۔

ترجمہ وتشریح:...... سینکڑوں طوفان اس کی گود میں سوئے ہوئے تھے۔ اس کی گزشتہ کل کی یہ کیفیت تھی کہ اس سے امروز کی صبح پیدا نہیں ہوسکتی تھی۔ (اس فتنہ نے ہر چیز کا خاتمہ ہمیشہ کے لئے کر دیا، نہ زندگی رہی، نہ امید، نہ گزشتہ کل کے بعد امروز کے پیدا ہونے کا کوئی امکان رہا)۔ اس فتنے نے ملت اسلامیہ کی قوت کو خاک وخون میں تڑپا دیا۔ بغداد کو، جو ملت کا مرکز تھا وہ کچھ دیکھنا پڑا جو رومہ نے بھی نہیں دیکھا۔ دوسرے مصرع کا مطلب یہ ہے کہ رومہ پر وحشی قبیلوں نے خوفناک حملے کر کے لوٹ مار اور تباہی مچادی۔ لیکن چنگیز کے پوتے ہلاکو نے ایک ہی حملے میں بغداد کے اندر وہ تباہی پھیلائی، وہ خونریزی کی کہ رومہ نے تو اس کا تصور بھی نہیں کیا ہوگا۔ اے مخاطب! یہ

آسمان جس کی چال ہمیشہ ٹیڑھی رہی جس کی عقل بہت پرانی اور پختہ ہے، ساتھ ہی وہ نئے نئے حیلے اور نئے نئے ہتھکنڈے تجویز کرتا رہتا ہے یہی ہمارا دشمن تھا جس نے تاتاری فتنہ ہم پر چھوڑا مگر اس سے پوچھ، تاتاریوں کی جلائی ہوئی آگ کس کا گلزار بنی اور اس کے شعلے پھول بن کر کس کی زینت دستار ہوئے؟

زانکہ مارا فطرت ابراہیمی است　　ہم بہ مولیٰ نسبت ابراہیمی است
از تہ آتش بر اندازیم گل　　نار ہر نمرود را سازیم گل
شعلہ ہائے انقلاب روزگار　　چوں بباغ ما رسد گردد بہار

معانی:...... زانکہ: از آں کہ، اس لئے کہ۔ مارا: ہماری۔ ابراہیمی: حضرت ابراہیمؑ سے منسوب، جو خدا کے حکم پر نمرود کی آگ میں بغیر کسی خوف کے بیٹھ گئے اور یہ آگ خدا کے حکم سے گلزار بن گئی۔ بر اندازیم گل: ہم انگارے اکھاڑ پھینکتے ہیں۔ سازیم گل: ہم پھول یعنی گلزار بنا لیتے ہیں۔ روزگار: زمانہ۔ رسد: پہنچے ہیں۔ گردد بہار: بہار کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... ہماری فطرت میں حضرت ابراہیمؑ کی خصوصیت موجود ہے۔ خدا سے ہماری نسبت بھی وہی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تھی کیونکہ بحکم **ملت ابیکم ابراھیم حنیفا** ہم انہیں کی ملت ہیں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ گلزار بن گئی تھی، اسی طرح ہم ہر آگ کے نیچے پھول پیدا کر لیتے ہیں اور ہر نمرود کی آگ کو گلزار بنا لیتے ہیں۔ بلاشبہ زمانے کے پاس انقلاب کے شعلے موجود ہیں لیکن یہ شعلے ہمارے باغ میں پہنچتے ہیں تو بہار بن جاتے ہیں۔ یہاں یہ بتانا ضرور ہے کہ ہم مسلمان بہ حیثیت ملت مر نہیں سکتے، ہم پر مصیبتیں تو آسکتی ہیں مگر وہ ہمیں ختم نہیں کر سکتیں۔ اس کے برعکس ہم ان مصیبتوں کو اپنے لئے فروغ وترقی کا ذریعہ بھی بنا لیتے ہیں۔ وہی تاتاری اور ترک جنہوں نے ہماری سات سو سال کی عظمت کو نقصان پہنچایا تھا جب انہوں نے خود اسلام کو قبول کیا تو اسلام کی حفاظت کے لئے ڈٹ گئے۔ یہ مضمون اقبال کے "جواب شکوہ" میں بھی آیا ہے:

تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے　　نشہ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے
ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے　　پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے
کشتی حق کا زمانے میں سہارا تو ہے　　عصر نو رات ہے، دھندلا سا ستارا تو ہے

رومیاں را گرم بازاری نماند　　آں جہانگیری جہانداری نماند
شیشہ ساسانیاں درخوں نشست　　رونق خمخانہ یوناں شکست
مصر ہم در امتحاں ناکام ماند　　استخوان او تہ اہرام ماند
درجہاں بانگ اذاں بودست و ہست　　ملت اسلامیاں بودست و ہست
عشق آئین حیات عالم است　　امتزاج سالمات عالم است

معانی:...... رومیاں: رومی کی جمع، اہل روم۔ گرم بازاری: رونق۔ جہانگیری: جہان کو فتح کرنا، دنیا پر قبضہ۔ جہانداری: جہان پر حکومت۔ نماند: نہ رہی۔ ساسانیاں: ایران کا مشہور خاندان ساسانیاں جن کے جد امجد کا نام ساسان تھا۔ مشہور ایرانی بادشاہ نوشیروان اسی خاندان سے تھا۔ عربوں نے ایران کی اس عظیم سلطنت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا تھا اور ایران مسلمانوں کے زیر نگیں آ گیا۔ شیشہ: صراحی، جام۔ درخوں نشست: مراد خون سے بھر گیا۔ خمخانہ: شراب خانہ۔ یونان: مشہور ملک جہاں ارسطو، افلاطون اور سکندر اعظم جیسی عظیم ہستیاں پیدا ہوئیں۔ شکست: یعنی ختم ہو گئی۔ مصر: مشہور ملک، جس کی تہذیب کبھی عروج پر تھی۔ استخواں: ہڈیاں۔ اہرام: ہرم کی جمع، مینار، اہرام

مصر کے ان قدیم مثلثی مقبروں کو کہتے ہیں جن میں سے بڑے مقبرے دریائے نیل کے کنارے قاہرہ سے قریب ہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... (ایک زمانہ تھا) جب رومیوں کا بازار حکومت گرم تھا۔ انہوں نے بہت بڑی سلطنت پیدا کر لی تھی لیکن ان کی جہانگیری اور حکومت ختم ہوگئی۔ ایران کے ساسانیوں کا شیشہ شراب کی جگہ خون سے بھر گیا، یعنی وہ بھی ختم ہو گئے۔ یونان کے شراب خانے کی رونق بھی جاتی رہی۔ مصر بھی امتحان میں ناکام رہا اور اس کی ہڈیاں قدیم مقبروں میں پڑی رہ گئیں، یعنی یہ بڑی بڑی قومیں مٹ گئیں۔ ان کے برعکس ملت اسلامیہ پہلے بھی تھی اور اب بھی موجود ہے۔ اذان کی صدائے حق دنیا کی فضا میں پہلے بھی بلند ہو رہی تھی اور اب بھی بلند ہے۔

عشق از سوز دل ما زندہ است — از شرار لا الہ تابندہ است
گرچہ مثل غنچہ دلگیریم ما — گلستاں میرد اگر میریم ما

معانی:...... امتزاج: چیزوں کو باہم ملانا/ ملنا، آمیزش۔ سالمات: سالمہ کی جمع/ اجزاء، عناصر، وہ جوہر جو تقسیم نہیں ہو سکتے۔ تابندہ: روشن، منور۔ دل گیریم ما: ہم دل گرفتہ/غم زدہ ہیں۔ میرد: مرجائے گا۔ میریم ما: ہم مر گئے تو۔ گلستاں: باغ۔

ترجمہ وتشریح:...... ہمارے دوام کا سبب کیا ہے؟ دیکھو، اس دنیا کی زندگی کا دستور عشق ہے اور عشق ہی کی بدولت اس کے مختلف اجزاء وعناصر میں میل جول اور ربط ضبط قائم ہے۔ عشق ہمارے دل ہی کی حرارت کے باعث زندہ ہے۔ کلمہ توحید کی چنگاری سے اس میں چمک دمک ہے۔ اگر چہ ہم کلی کی طرح ملول و دلگیر ہیں تاہم اگر ہم مر جائیں تو پورا گلستان مر جائے گا۔ (جب تک ہم ہیں یہ دنیا قائم ہے جب ہم نہ ہوں گے تو یہ بھی ختم ہو جائے گی)۔

در معنی ایں کہ نظام ملت غیر آز آئین صورت نہ بندد و آئین ملت محمدیہ قرآن است

ملتے را رفت چوں آئین ز دست — مثل خاک اجزاے او از ہم شکست
ہستی مسلم ز آئین است و بس — باطن دین نبیؐ این است و بس
برگ گل شد چوں ز آئیں بستہ شد — گل ز آئیں بستہ شد گلدستہ شد
نغمہ از ضبط صدا پیداستے — ضبط چوں رفت از صدا غوغاستے

معانی:...... رفت: نکل (چلا) گیا۔ از ہم شکست: ٹوٹ گئے۔ ہستی: وجود، موجودات۔ باطن دین نبیؐ: حضورؐ کے دین کی روح/ حقیقت۔ برگ: پتا، پتی۔ بستہ شد: وابستہ ہو گیا۔ ضبط صدا: آواز کا منظم ہونا۔ پیداستے: ظاہر ہے، نمایاں ہے، صحیح معنوں میں نغمہ ہے۔ غوغاستے: شور وغل ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... جب کسی ملت کے ہاتھ سے آئین و دستور جاتا رہتا ہے تو مٹی کی طرح اس ملت کے اجزاء ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں۔ مسلمان کی ہستی بھی دستور و آئین پر موقوف ہے اور بس۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی بس یہی حقیقت یا روح ہے۔ جب ایک چھوٹی سی پتی یا پنکھڑی ایک آئین و دستور کی پابند ہوتی ہے تو وہ پھول بن جاتی ہے اسی طرح پھولوں نے اپنے آپ کو آئین کا پابند بنا لیا تو وہ گلدستہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح نغمے کی حقیقت کیا ہوتی ہے جب انسان آواز کو ایک خاص طریقے پر ضبط اور آئین میں لے آتا ہے اور ایک خاص پابندی کے سانچے میں ڈھال لیتا ہے تو نغمہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ ضبط اور یہ پابندی رخصت ہو جائے تو وہ شور وغوغا بن جاتا ہے۔

در گلوئے ما نفس موج ہواست　　چوں ہوا پابند نے گردد نواست
تو ہمی دانی کہ آئین توچیست ؟　　زیرِ گردوں سرِ تمکین تو چیست ؟
آں کتاب زندہ، قرآن حکیم　　حکمت اولا یزال است و قدیم
نسخہ اسرار تکوین حیات　　بے ثبات از قوتش گیرد ثبات

معانی:...... گلوئے ما: ہمارا گلا۔ نفس: سانس، دم، جان، روح، پھونک۔ پابند نے گردد: بانسری کی پابندی ہوجاتی ہے۔ نوا: نغمہ، سریلی آواز۔ تو ہمی دانی: تو جانتا ہے، کیا تجھے کچھ علم ہے؟ سرِ تمکین: رتبہ، قدر/دبدبہ کا بھید۔ کتاب زندہ: ہمیشہ قائم رہنے والی کتاب۔ لایزال: جسے زوال نہ ہو۔ نسخہ: کتاب۔ تکوین حیات: زندگی/بقاء کا وجود میں آنا۔ بے ثبات: ناپائیدار، فانی۔ گیرد ثبات: مضبوطی، پائیداری/ہمیشگی حاصل کرتا ہے۔ زیرِ گردوں: آسمان کے نیچے، دنیا میں۔

ترجمہ وتشریح:...... ہمارے گلے میں جو سانس آتا جاتا ہے وہ ہوا کی ایک لہر ہے؟ یہی ہوا بانسری میں خاص طریق پر پابند ہو جاتی ہے تو نوا یعنی سریلی آواز بن جاتی ہے (غرض یہ تینوں مثالیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ اس کائنات کا ناظم صرف آئین و دستور کے تحت چل رہا ہے یہاں کی ہر چیز اسی وقت تک قائم رہتی ہے جب تک مقررہ آئین کے مطابق کام کرتی ہے)۔ (اے مسلم) کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا آئین کیا ہے اور اس آسمان (دنیا) کے نیچے تیرا قیام اور تیری قدر اور عزت کا راز کیا ہے؟ ہاں تیرا دستور وہ زندہ کتاب ہے جو قرآن حکیم کے نام سے معروف ہے اس کی حکمتیں ابتدائے آفرینش سے مسلم چلی آرہی ہیں اور انہیں کبھی زوال نہ آئے گا۔ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو زندگی کے وجود پذیر ہونے کے راز بتاتی ہے اس کی قوت سے ناپائیدار/فانی بھی پائیداری/بقا حاصل کر لیتا ہے۔

حرف او را ریب نے تبدیل نے　　آیہ اش شرمندہ تاویل نے
پختہ تر سودائے خام از زوراو　　درفتد باسنگ جام از زوراو
می برد پابند و آزاد آورد　　صید بنداں را بفریاد آورد
نوعِ انساں را پیام آخریں　　حاملِ او رحمۃ للعالمین

معانی:...... ریب: شک، لاریب فیہ کی طرف قرآنی حوالہ، سورہ البقرہ، آیہ ۲ "اس کتاب کے (اللہ کی کتاب ہونے میں) کوئی شک نہیں، یہ پرہیزگاروں کو راہ بتاتی ہے" تبدیل: بدلنا۔ تبدیل نے: کوئی تبدیلی نہیں، قرآنی تلمیح، سورہ یونس، آیہ ۶۴ "اللہ کے وعدے تبدیل نہیں ہوسکتے، یہی بڑی کامیابی ہے"۔ شرمندہ تاویل: تاویل کی منت پذیر (تاویل: شرح بیان، شرعی حیلہ، پھرنا، نتیجہ، مال، بچاؤ کا بہانہ)۔ سودائے خام: نامکمل یا کمزور جذبہ۔ درفتد: ٹکرا جاتا ہے، الجھ پڑتا ہے۔ می برد: وہ (قرآن) لے جاتا ہے۔ پابند: جس کے پاؤں بندھے ہوں، مقید۔ آورد: لاتا ہے۔ صید بنداں: صید بند کی جمع، شکاری۔ بفریاد آورد: فریاد کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ حاملِ او: اس کے اٹھانے والے، یعنی جن پر یہ نازل ہوا۔

ترجمہ وتشریح:...... قرآن مجید وہ کتاب ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ نہ کوئی رد و بدل ہوسکتا ہے۔ اللہ کے کاموں میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کی آیتیں واضح اور روشن ہیں اور ان کے مطلب کے لئے ہیر پھیر کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس کے زور و قوت کا یہ عالم ہے کہ کسی کے دل میں خام آرزو ہو تو اس کی بدولت پختہ اور پائیدار ہوجاتی ہے اور اس کی اسی قوت کے طفیل جام پتھر سے ٹکرا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی پابندی غلاموں کو آزادی کی نعمت بخشتی ہے جو لوگ دوسروں کا شکار کرنے کی فکر میں ہوں انہیں قرآن مجید آہ و فریاد پر مجبور کر دیتا ہے (دوسروں کا شکار ظالم اور حق ناشناس لوگ کرتے ہیں)۔ قرآن مجید کے اصول ایسے لوگوں کے لئے کہیں ٹھہرنے

کی گنجائش نہیں چھوڑتے، لہذا ان کے لئے آہ و فریاد کے بغیر کچھ باقی نہیں رہتا)۔ قرآن مجید انسانوں کے لئے خدا کا آخری پیغام ہے۔ یہ کتاب اس ذات پاک کے ذریعے سے ہم تک پہنچی جو تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت ہیں۔

ارج میگیرد ازونا ارجمند — بندہ را از سجدہ سازد سربلند
رہزناں از حفظ او رہبر شدند — از کتابے صاحب دفتر شدند
دشت پیمایاں زتاب یک چراغ — صد تجلی از علوم اندر دماغ
آنکہ دوش کوہ بارش برنتافت — سطوت او زہرہ گردوں شگافت
بنگر آں سرمایہ آمال ما — گنجد اندر سینہ اطفال ما

معانی:...... ارج: قدر، مرتبہ، وقعت۔ می گیرد: پاتا ہے۔ نا ارجمند: بے وقعت انسان، بدبخت۔ بندہ: غلام، نوکر۔ سازد سربلند: بلند مرتبہ بنا دیتا/دیتی ہے۔ رہزناں: رہ زن کی جمع، لٹیرے، راستہ لوٹنے والے۔ از حفظ او: اس کی حفاظت میں آ کر۔ رہبر شدند: رہنما بن گئے۔ صاحب دفتر: دفتر کے مالک، مصنف۔ دشت پیمایاں: دشت پیما کی جمع، صحراؤں میں پھرنے اور رہنے والے۔ تاب: روشنی، چمک۔ یک چراغ: یعنی ایک کتاب، قرآن حکیم۔ علوم: جمع علم۔ دوش: کندھا۔ بارش: جس/اس کا بوجھ۔ برنتافت: برداشت نہ کیا۔ سطوت: دبدبہ، وقار۔ زہرہ گردوں: آسمان کا پتا۔ قرآنی تلمیح: سورۃ الحشر، آیہ ۲۱ "اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تو اس کو دیکھتا کہ اللہ کے خوف سے دب جاتا، پھٹ جاتا۔ شگافت: پھاڑ دیا۔ آمال: جمع امل، آرزوئیں، امیدیں۔ گنجد: سماتا ہے۔ اطفال: جمع طفل، بچے۔

ترجمہ وتشریح:...... اس کتاب مقدس (قرآن مجید) سے ایک بے حقیقت اور بے وقعت انسان کو بھی عزت و وقعت ملتی ہے۔ یہ کتاب پاک انسان کو سجدے کے ذریعے سے سربلندی عطا کرتی ہے۔ (قرآن مجید نے جس توحید کی دعوت دی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان خدا کا فرمانبردار بندہ بن جائے۔ صرف اس کے آگے جھکے صرف اسے سجدہ کرے۔ یہ بندگی، یہ فرمانبرداری اور یہ سجدہ ریزی اسے خدا کے سوا ہر وجود کی غلامی اور محکومی سے آزاد کر دیتی ہے)۔ یہی کتاب پاک ہے جس نے ڈاکوؤں اور لٹیروں کو انسانیت کے رہنما بنا دیا اسی کتاب مقدس کی بدولت انہوں نے علوم کے دفتر تیار کر دیئے (کئی کتابوں والے بن گئے)۔ اس ایک چراغ کی روشنی نے صحراؤں میں پھرنے والوں کے دماغ میں علوم کی سینکڑوں تجلیاں پیدا کر دیں۔ یہی کتاب ہے جس کا بوجھ پہاڑوں کے کندھے بھی نہ سنبھال سکے جس کے دبدبے اور ہیبت سے آسمان کا پتا پھٹ گیا۔ (خدا کی رحمت ملاحظہ ہو کہ) ہماری خواہشوں اور آرزوؤں کا یہ سرمایہ ہمارے بچوں کے سینوں میں سمایا ہوا ہے۔ (گراں قدر ذمہ داری کا بار پہاڑ، زمین اور آسمان نہ اٹھا سکے، وہ مسلمان بچوں کے سینوں نے قبول کر لیا۔ اس میں اشارہ مسلمان بچوں کے حفظ قرآن کی طرف ہے، یعنی اتنا بڑا بار مسلمان بچے اپنے سینوں میں اٹھائے پھرتے ہیں)۔

آں جگر تاب بیابان کم آب — چشم او احمر زسوز آفتاب
خوشتر از آہو رم جمازہ اش — گرم چوں آتش دم جمازہ اش
رخت خواب افگندہ در زیر نخیل — صبحدم بیدار از بانگ رحیل
دشت سیر از بام و درنا آشنا — ہرزہ گردد از حضرنا آشنا
تادلش از گرمی قرآں تپید — موج بیتابش چو گوہر آرمید

معانی:...... جگر تاب: جس کا جگر جلا ہو، جس سے جگ گرم ہو جائے۔ احمر: سرخ۔ سوز: تپش، گرمی۔ جمازہ: تیز رفتار، سانڈنی۔ رم جمازہ اش: اس (بدو) کی اونٹنی کی دوڑ/رفتار۔ رخت خواب: بستر۔ افگندہ: بچھایا ہوا۔ نخیل: کھجور کا درخت۔ بانگ رحیل: کوچ/قافلے کی

روانگی کی آواز۔ دشت سیر: صحرا میں گھومنے والا۔ بام ودر: چھت اور دروازہ۔ ہرزہ گرد: بے مقصد گھومنے پھرنے والا۔ حضر: مراد منزل۔ تپید: تڑپا۔ موج بیتابش: اس کی بیتاب لہر/روح۔ آرمید: راحت، سکون پا گئی۔

ترجمہ وتشریح:...... وہ بے آب بیابان میں پھرنے والا عرب جس کی آنکھیں سورج کی حرارت سے سرخ تھیں، وہاں کی گرمی سے اس کا جگر جلا ہوا تھا۔ اس کی سانڈنی کا چلنا ہرن کے چلنے سے بھی زیادہ پسندیدہ تھا، بلکہ اس کی سانڈنی کا سانس آگ کی طرح گرم تھا۔ وہ کھجوروں کے نیچے بستر بچھا کر سو رہنے کا عادی تھا۔ علی الصبح کوچ کی صدا بلند ہوتی تو جاگ اٹھتا۔ رات دن صحرا میں پھرتا رہتا تھا۔ نہ کبھی گھر بنایا، نہ دروازے کی شکل دیکھی۔ برابر ادھر ادھر چکر لگاتا رہتا، کبھی کسی جگہ جم کر نہ بیٹھتا۔ جب قرآن مجید کی حرارت سے عرب کے دل میں تڑپ پیدا ہوتی تو اس کی بے قرار موج میں اسی طرح آسودگی پیدا ہوگئی جس طرح موتی میں آب وتاب کی موج آسودہ ہوتی ہے۔

خواند آیات مبین او سبق — بندہ آمد خواجہ رفت از پیش حق
از جہانبانی نوازد ساز او — مسند جم گشت پا انداز او
شہرہا از گرد پایش ریختند — صد چمن از یک گلش انگیختند

معانی:...... آیات مبین: روشن آیتیں۔ جہانبانی: دنیا کی حفاظت کرنا، مراد حکمرانی۔ نوازد: بجاتا ہے۔ جم: جمشید، مشہور ایرانی بادشاہ۔ پا انداز: جوتوں کی گرد صاف کرنے کے لئے/کمرے کے باہر بچھایا ہوا ٹاٹ وغیرہ۔ گرد پایش: اس کے پاؤں کی خاک۔ ریختند: بن گئے۔ یک گلش: اس کا ایک پھول۔ انگیختند: ابھارے یا اٹھائے گئے، وجود میں آ گئے۔

ترجمہ وتشریح:...... اس نے قرآن مجید کی واضح اور روشن آیتوں کا سبق لیا۔ وہ خدا کے سامنے غلام آیا تھا، آقا بن کر رخصت ہوا۔ اس کے ساز سے جہانبانی کے نغمے اٹھنے لگے۔ جمشید کا تخت اس کے لئے پائدان بن گیا۔ وہ جس طرح سے نکلا، اس کے پاؤں کی گرد سے شہر پیدا ہوتے گئے۔ اسکے ایک پھول سے سینکڑوں باغوں کا ظہور ہوا (انہوں نے دنیا کے رنگ ڈھنگ ہی بدل ڈالے)۔

اے گرفتار رسوم ایمان تو — شیوہ ہائے کافری زندان تو
قطع کردی امر خود را در زبر — جادہ پیمائی الی شیء نکر
گر تو می خواہی مسلماں زیستن — نیست ممکن جز بقرآں زیستن

معانی:...... گرفتار رسوم: مختلف قسم کی رسموں میں پھنسا ہوا۔ شیوہ ہائے کافرانہ: کافروں کے سے طور طریقے/عادتیں۔ قطع کردی: تو نے کاٹ ڈالا، جدا جدا یا ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ در زبر: زبر میں، قرآنی تلمیح، سورہ المومنون آیہ ۵۳ "پھر ان لوگوں نے باہم اپنے کام میں (اختلاف کر کے) اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور ہر گروہ، جو کچھ اس کے پاس ہے، اس سے خوش ہے"۔ زیستن: جینا۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مسلمانو! تمہارا ایمان تو رسموں میں جکڑا ہوا ہے اور تم خود کافرانہ طور طریقوں کے قید خانے میں بند ہو۔ یعنی تمہارے طور طریقے غیر اسلامی ہیں۔ تم تو خود ایک دوسرے سے کٹ کر الگ الگ ہو گئے اور ایک نہایت ناگوار شے کی طرف چلے جا رہے ہو۔ اگر تم مسلمان کی حیثیت میں زندہ رہنا چاہتے ہو تو یاد رکھو ایسی زندگی قرآن کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔

صوفی پشمینہ پوش حال مست — از شراب نغمۂ قوال مست
آتش از شعر عراقی در دلش — در نمی سازد بقرآں محفلش
از کلاہ و بوریا تاج و سریر — فقر او از خانقاہاں باجگیر

معانی:...... پشمینہ پوش: اونی لباس/کمبل اوڑھنے والا۔ حال مست: غیر حق کو دل سے نکال دینے والا، جس پر حال/وجد طاری ہو۔

قوال: قوالی گانے والا، گویا۔ عراقی: فارسی کا مشہور صوفی شاعر شیخ فخر الدین ابراہیم، کمجان (ہمدان) کا رہنے والا ملتان آیا اور کچھ عرصہ حضرت بہاء الدین زکریا کی خدمت میں رہا۔ ۶۸۸ھ (۱۲۸۹ء) میں ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ درنمی سازد: موافقت نہیں کرتی۔ سریر: تخت۔ باج گیر: خراج وصول کرنے والا، محصول لینے والا۔

ترجمہ وتشریح:...... تمہارے صوفیہ اور مشائخ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے پشمینہ پہن رکھا ہے۔ اپنے حال میں مست ہیں۔ قوالوں کے نغموں کی شراب پی کر سر دھن رہے ہیں۔ عراقی کے شعر سن کر ان کے دل میں حرارت اور تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ ان کی مجلسوں کو قرآن مجید سے کوئی دلچسپ نہیں۔ وہ لوگ بوریے کے فرش اور درویشی کی کلاہ کو تخت وتاج سمجھ رہے ہیں اور ان کی درویشی خانقاہوں سے خراج وصول کرتی ہے (کمائی کا ذریعہ بنا رکھا ہے)۔

واعظ دستاں زن افسانہ بند　　معنی او پست و حرف او بلند
از خطیب و دیلمی گفتار او　　باضعیف و شاذو مرسل کار او
از تلاوت بر تو حق دارد کتاب　　تو ازو کامے کہ می خواہی بیاب

معانی:...... دستان زن: داستان گو، کہانیاں سنانے والا۔ افسانہ بند: افسانہ تراش/گھڑنے والا۔ معنی: اصلیت، حقیقت، مطلب۔ حرف: الفاظ۔ خطیب: مشہور، محدث، سال ولادت ۳۹۲ھ/۱۰۰۲ء، سال وفات ۴۶۳ھ/۱۰۷۱ء، سو سے زیادہ کتب کے مصنف اور بغداد میں دفن ہیں۔ دیلمی: ہمدان کے رہنے والے اور مشہور محدث، ان کی مشہور تصنیف ''فردوس'' ہے جو حدیثوں کا مجموعہ ہے۔ ۵۰۹ھ/ ۱۱۱۵ء میں فوت ہوئے۔ ضعیف: حدیث کی ایک قسم جس کے اسناد میں راوی معتد بہ نہ ہوں۔ شاذ: حدیث کی ایک قسم، کسی ثقہ راوی کی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی حدیث کے خلاف روایت۔ مرسل: حدیث کی ایک قسم، جس کا راوی تابعی ہو اور صحابی تک سلسلہ نہ پہنچے۔ تلاوت: پڑھنا، قرآن کریم پڑھنا۔ کامے کہ: وہ خواہش/آرزو جو۔ می خواہی: تو چاہتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... واعظوں کی حالت پر نظر ڈالو وہ منبروں پر چڑھ کر گاتے اور افسانے سناتے ہیں۔ وہ الفاظ تو بڑے بڑے استعمال کرتے ہیں لیکن ان کا مطلب کچھ نہیں ہوتا۔ ان کے وعظوں میں بار بار خطیب اور دیلمی جیسے محدثوں کا ذکر سننے میں آتا ہے اور وہ حدیث کی مختلف قسموں کا ذکر کریں گے کہ فلاں ضعیف ہے، فلاں شاذ ہے، فلاں کا سلسلہ صحابی سے نہیں ملتا۔ (صوفی اور واعظ ہمارے دین کی باطنی اور ظاہری معنویت کے نگہبان تھے لیکن اقبال نے ان کی صحیح تصویر کھینچ دی ہے۔ صوفیوں نے عراقی یا حافظ وغیرہ کے کلام کو اپنے ذوق کا سرچشمہ بنالیا۔ واعظوں نے یا تو قصہ گوئی شروع کرلی یا معمولی حدیثوں کی بحث چھیڑ لی، لیکن قرآن مجید سے کسی نے سروکار نہ رکھا، حالانکہ دین کا اصل سرچشمہ وہی تھا۔ اے مسلمان! قرآن مجید کا تجھ پر حق ہے کہ تو اس کی تلاوت کرے اور تو جو مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے اسی سے حاصل کر (یعنی تیری ہر ضرورت قرآن مجید سے پوری ہوسکتی ہے)۔

در معنی ایں کہ در زمانہ انحطاط تقلید از اجتہاد اولیٰ تر است

عہد حاضر فتنہ ہا زیر سر است　　طبع ناپروائے او آفت گر است
بزم اقوام کہن برہم ازو　　شاخسار زندگی بے نم ازو
جلوہ اش ما را ز ما بیگانہ کرد　　ساز ما را از نوا بیگانہ کرد
از دل ما آتش دیرینہ برد　　نور و نالہ لا الہ از سینہ برد

معانی :...... فتنہ ہا:ہنگامے، خرابیاں۔ زیرِ سراست: قبضے میں رکھے ہوئے ہے۔ طبع ناپروا: لاابالی/طبیعت، بیباک۔ آفت گر: آفت کا پرکالہ۔ بزمِ اقوامِ کہن: قدیم قوموں کی محفل۔ برہم: درہم برہم، تہ و بالا، ناراض، خفا۔ جلوہ اش: اس کا ظہور۔ آتشِ دیرینہ: پرانی آگ۔ برد: لے گیا، بجھادی۔ ناز آگ۔

ترجمہ وتشریح:...... موجودہ زمانے کے سر کے نیچے بہت سے فتنے اور ہنگامے ہیں۔ اس کی طبیعت بیباک اور نڈر ہے اور ہر وقت آفتیں بپا کرتی رہتی ہے (موجودہ زمانے سے مراد وہ زمانہ اور وہ دور ہے جو مغربی قوموں نے دنیا میں پیدا کیا)۔ اس نے پرانی قوموں کی مجلس کو درہم برہم کرڈالا ہے اور زندگی کی شاخ کو نمی سے محروم کردیا ہے۔ یعنی زندگی کی شاخ تازگی سے محروم ہے۔ اس زمانے کے جلوے نے ہمیں ہماری حقیقت سے بے گانہ کردیا اور ہمارے ساز میں نوا پیدا کرنے کی صلاحیت ہی نہ چھوڑی۔ ہمارے دل میں مدت سے عشقِ حق کی سلگتی آگ کو ٹھنڈا کردیا اور لا الہ کا نور و ناز ہمارے سینے سے غائب کردیا۔ وہ حرارت اور وہ نور باقی نہیں رہے۔

مضمحل گردد چو تقویمِ حیات — ملت از تقلید می گیرد ثبات
راہ آباد رو کہ ایں جمعیت است — معنیِ تقلید ضبطِ ملت است
در خزاں اے بے نصیب از برگ و بار — از شجر مگسل بامیدِ بہار
بحر گم کردی، زیاں اندیش باش — حافظِ جوئے کم آبِ خویش باش

معانی :...... مضمحل گردد: نڈھال، ست/کمزور پڑجاتی ہے۔ تقویمِ حیات: زندگی کی جنتری/کیلنڈر۔ ثبات: مضبوطی، پائیداری۔ راہ آبارو: اپنے اسلاف کی راہ پر چل۔ جمعیت: مراد اتحاد و یکدلی (انتشار کی ضد) گروہ۔ ضبطِ ملت: ملت کا انتظام، ملت کا اتحاد۔ برگ و بار: پتے اور پھل۔ مگسل: مت ٹوٹ، جدامت ہو۔ زیاں اندیش: نقصان کا احساس کرنے والا۔ حافظ: محافظ۔ جوی کم آب: تھوڑے پانی والی ندی۔

ترجمہ وتشریح:...... جب زندگی کا ڈھانچہ ست اور کمزور ہوجاتا ہے تو ملت تقلید کے ذریعے سے ہی ثبات/دوام حاصل کرتی ہے۔ تو باپ دادا کے راستے پر چلا۔ جمعیت اسی طرح محفوظ رہ سکتی ہے۔ تو نے تقلید کا مطلب سمجھا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ ملت ایک رشتے میں منسلک رہے اور اس کے ضبط و نظم میں فرق نہ آئے۔ جب خزاں کا موسم آجائے تو اس شاخ کو، جو پتوں اور پھلوں سے خالی ہوچکی ہو، درخت سے ٹوٹ کر الگ نہ ہونا چاہئے اور بہار کی امید رکھنی چاہئے کیونکہ جب بہار آئے گی، درخت کے رگ و ریشے میں تازگی پیدا ہوگی، سوکھی ہوئی شاخ بھی نئے سرے سے ہری ہوجائے گی۔ "بانگِ درا" کی نظم "پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ" ملاحظہ ہو۔ پہلا شعر یہ ہے۔

ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ — ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے

اور آخری شعر

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ — پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

اے مخاطب! تو سمندر ہاتھ سے دے چکا ہے اب اپنے نقصان کا خوب خیال رکھ۔ تیرے پاس جو تھوڑے سے پانی کی ندی باقی رہ گئی ہے اس کی حفاظت پوری طرح کر۔

شاید از سیلِ قہستاں برخوری — باز در آغوشِ طوفاں پروری
پیکرت دارد اگر جانِ بصیر — عبرت از احوالِ اسرائیل گیر
گرم و سردِ روزگار او نگر — سختیِ جانِ نزار او نگر
خوں گراں سیر است در رگہاے او — سنگ صد دہلیز و یک سیماے او

معانی:...... سیل: طغیانی۔ قہستاں: کوہستاں، پہاڑ۔ برخوری: تو فائدہ اٹھائے، کامیابی حاصل کر لے۔ باز: پھر، دوبارہ۔ طوفاں پروری: تو طوفان کی پرورش کرے۔ پیکرت: تیرا جسم۔ جان بصیر: بصیرت والی روح، جسم۔ عبرت گیر: سبق حاصل کر، نصیحت پکڑ۔ احوال اسرائیل: اسرائیل یعنی یہودیوں کے حالات، بنی اسرائیل کے واقعات، یہودی یوں تو دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تھے لیکن ان کا اپنا کوئی وطن نہ تھا، ایک طرح سے وہ بے یار و مددگار تھے۔ گرم و سرد روزگار: زمانے کے برے بھلے دن۔ جان نزار: کمزور/ ناتواں جان۔ گراں سیر: سست رفتار۔ سنگ صد دلیز: سو دلیزوں کے پتھر، سینکڑوں چوکھٹیں۔ سیمائے او: اس کی پیشانی۔

ترجمہ وتشریح:...... (یہی ایک صورت ہے تو جس سے کام لیتا رہے تو شاید وقت آ جائے کہ) پہاڑی سیل تیری ندی کا رخ کرلے، پھر اس کی آغوش میں طوفان پرورش پانے لگیں۔ اگر تیرے جسم میں بصیرت رکھنے والی جان ہو تو یہودیوں کی سرگزشت سے عبرت حاصل کر۔ دیکھ، انہوں نے زمانے کا کیا سرد و گرم دیکھا۔ کشمکش میں ان کی جان گھلتی گئی، مگر اب تک زندہ ہیں مرے نہیں۔ ان کی رگوں میں خون کی روانی بہت سست ہو گئی۔ ایک ان کی پیشانی ہے اور سینکڑوں آستانے ہیں جن پر گھسی جا رہی ہے۔

پنجہ گردوں چو انگورش فشرد یادگار موسیٰ و ھاروں نمرد
از نوائے آتشینش رفت سوز لیکن اندر سینہ دم دارد ہنوز
زانکہ چوں جمعیتش ازہم شکست جز براہ رفتگاں محمل نہ بست

معانی:...... پنجہ گردوں: آسمان کا پنجہ۔ چو انگورش: اسے انگور کی طرح۔ فشرد: افشرد، نچوڑا۔ موسیٰ و ہارون: حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون، یہودی قوم کے پیغمبر۔ نمرد: نہ مرد، نہ مری/ مٹی۔ نوائے آتشینش: اس کی آگ کی سی تپش والی لے/ والا نغمہ۔ رفت سوز: سوز ختم جاتا رہا۔ زانکہ: از آں کہ، اس لئے کہ۔ جمعیتش: اس کی جمعیت، بحیثیت جماعت کے اتحاد و تنظیم۔ ازہم شکست: ٹوٹ پھوٹ گئی۔ براہ رفتگاں: گذرے ہوؤں (اسلاف) کی راہ پر۔ محمل نہ بست: اس نے اپنی محمل (کجاوہ) نہ باندھی۔

ترجمہ وتشریح:...... آسمان کے پنجے نے انہیں انگور کی طرح نچوڑ ڈالا ہے مگر یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارونؑ کی یادگار اب تک مر نہ سکے۔ ان کے آگ بھرے نغموں سے سوزش اور حرارت جاتی رہی تاہم ان کے سینے میں سانس (دم) اب تک باقی ہے۔ (کیا کبھی یہ سوچا ہے کہ ان کی بقا کا سبب کیا ہے؟ یہ ہوا کہ) جب ان کی جمعیت درہم برہم ہو گئی اور دنیا کے طول و عرض میں انہیں بکھر جانا پڑا تو انہوں نے اپنے باپ دادا کے راستے کے سوا کسی راستے پر محمل نہ باندھا، یعنی کوئی دوسرا راستہ اور مسلک اختیار نہ کیا، اسی وجہ سے اب تک باقی چلے آتے ہیں۔

اے پریشاں محفل دیرینہ ات مرد شمع زندگی در سینہ ات
نقش بردل معنی توحید کن چارہ کار خود از تقلید کن
اجتہاد اندر زمان انحطاط قوم را برہم ہمی پیچد بساط
ز اجتہاد عالمان کم نظر اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

معانی:...... اے: یعنی اے مسلم/ ملت اسلامیہ۔ پریشان: انتشار کا شکار۔ محفل دیرینہ ات: تیری قدیم/ پرانی محفل، یعنی پہلے والی جمعیت۔ نقش کن: نقش کر، لکھ ڈال۔ معنی توحید: خدا کی وحدت (لا الہ الا اللہ......) کے معنی۔ چارہ کار: علاج، تدبیر: برہم ہمی پیچد: الٹ پلٹ کر دیتا ہے۔ عالمان کم نظر: کوتاہ نظر عالم، انجام پر غور نہ کرنے والے۔ اقتدا: پیروی۔ عام رفتگاں: رفتہ کی جمع، مراد اسلاف، پرانے بزرگ۔ بساط: بچھونا، چٹائی، حوصلہ۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مسلمان! تیری پرانی مجلس بھی بکھر گئی اور تیرے سینے میں زندگی کا چراغ بھی بجھ گیا۔ تو اپنے دل پر توحید کی حقیقت کا نقش ثبت کر اور جو مصیبت آ پڑی ہے، اس کا علاج تقلید کے ذریعے سے کر۔ زوال کے زمانے میں اجتہاد کا دروازہ کھلا رہے تو قوم کے نظم واتحاد کی بساط لپیٹی جاتی ہے، یعنی نظم واتحاد باقی نہیں رہتا۔ کوتاہ نظر عالموں کے اجتہاد پر چلنے کے بجائے بزرگوں کے راستے کی پیروی میں کہیں زیادہ تحفظ/حفاظت کی صورت ہے۔

عقل آبایت ہوس فرسودہ نیست	کار پاکاں از غرض آلودہ نیست
فکر شاں ریسد ہمے باریک تر	ورع شاں با مصطفیؐ نزدیک تر
ذوق جعفرؒ کاوش رازیؒ نماند	آبروئے ملت تازی نماند
تنگ بر ما رہگذار دیں شد است	ہر لئیمے راز دار دیں شد است

معانی:...... آبایت: تیرے آبا/اسلاف۔ ہوس فرسودہ: حرص وہوس کے مارے ہوئے۔ پاکاں: پاک کی جمع، پاک لوگ/ ہمارے متقی اسلاف۔ آلودہ: لتھڑا ہوا۔ شاں: ایشاں، وہ، ان کی۔ ریسد: کاتتی ہے۔ باریک تر: زیادہ گاڑھی۔ ورع: پرہیز گاری۔ ورع شاں: ان کا تقویٰ و پرہیز گاری۔ جعفرؒ: امام جعفر صادق، اثناعشری فرقے کے چھٹے امام جو اپنے صدق مقال کے سبب ''صادق'' کے لقب سے ملقب ہوئے۔ فقہ میں بے مثال تھے۔ امام ابوحنیفہؒ نے ان سے استفادہ اور اس کا اعتراف کیا ہے۔ سال وفات ۱۴۸ھ/ ۷۶۵ء ہے۔ کاوش: تلاش، جستجو۔ رازی: امام ابوعبداللہ فخر الدین محمد رازیؒ اپنے دور کے مشہور ترین فقیہ اور علم الکلام کے ماہر، علوم اسلامی پر ان کی گہری نظر تھی۔ زندگی کا زیادہ حصہ ہرات میں گزرا۔ سال ولادت ۵۴۳ھ/ ۱۱۴۸ء سال وفات ۶۰۶ھ/ ۱۰-۱۲۰۹ء۔ نماند: نہ رہی/ رہا۔ ملت تازی: عربی ملت، ملت اسلامیہ۔ ہر لئیمے: ہر فرومایہ، ہر بدبخت۔

ترجمہ وتشریح:...... یاد رکھو کہ تیرے بزرگوں کی عقل ذاتی اغراض سے متاثر نہیں تھی اور یاد رکھ کہ پاک آدمیوں کے کام کاج غراض سے آلودہ نہیں ہوتے۔ ان کی فکر بڑی باریک بینیاں کرتی رہی اور ان کی پرہیز گاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بہت نزدیک ہے۔ امام جعفر صادقؒ کا سا دینی ذوق اور امام رازیؒ کی سی چھان بین جاتی رہی۔ عربی ملت کی آبرو قائم نہ رہی۔ ہم پر دین کا راستہ تنگ ہو گیا اور ہر فرومایہ آدمی دین کی رازداری کا دعوے دار بن بیٹھا ہے۔

اے کہ از اسرار دیں بیگانہ	با یک آئیں ساز اگر فرزانہ
من شنید ستم ز نباض حیات	اختلاف تست مقراض حیات
از یک آئینی مسلماں زندہ است	پیکر ملت زقرآں زندہ است
ما ہمہ خاک و دل آگاہ اوست	اعتصامش کن کہ حبل اللہ اوست
چوں گہر در رشتہ اوسفتہ شو	ورنہ مانند غبار آشفتہ شو

معانی:...... اسرار دیں: دین کی حقیقتیں۔ بیگانہ ای: تو ناواقف/ بے خبر ہے۔ ساز: موافقت کر۔ اگر فرزانہ ای: اگر تو دانا ہے۔ من شنید ستم: میں نے سنا ہے یا سن رکھا ہے۔ نباض حیات: زندگی کی حقیقت کی پہچان رکھنے والا۔ تست: تیرا ہے۔ مقراض: قینچی۔ یک آئینی: ایک آئین ہونا۔ دل آگاہ: باخبر دل، دانا و بینا دل۔ اعتصام: پکڑنا، چنگل مارنا۔ اعتصامش کن: اس کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔ حبل اللہ: اللہ کی رسی، قرآنی تلمیح ''اور تم سب لوگ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو''۔ رشتہ: دھاگا، لڑی۔ سفتہ شو: پرویا جا/ رہ۔ آشفتہ شو: منتشر ہو جا یعنی تو بکھر کر رہ جا۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مسلمان! تو دین کے رازوں سے ناواقف ہے۔ اگر تیرے دماغ میں عقل اور سمجھ باقی ہے تو ایک آئین ایک دستور، ایک دینی ضابطے پر قائم رہ۔ میں نے زندگی کی نبض پہچاننے والے سے سنا ہے کہ تیرا اختلاف زندگی کی قینچی ہے یعنی اگر اختلاف پیدا ہوا تو وہ قینچی کی طرح تیری زندگی کو کاٹ کر رکھ دے گا جس سے ملت کا وجود ختم ہو سکتا ہے۔ مسلمان آئین وضابطہ کی وحدت کے بل پر زندہ ہے اور ملت اسلامیہ قرآن کی بناء پر زندہ رہ سکتی ہے۔ ہم سب خاک ہیں رازوں کو جاننے والا دل قرآن ہے۔ اسے مضبوطی سے تھام لے کیونکہ اللہ کی رسی وہی ہے اس کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کا حکم ہمیں ملا ہے۔ جس طرح موتی دھاگے میں پرویا جاتا ہے تو بھی اسی طرح قرآن کے رشتے میں پرو دیا جا۔ اگر ایسا نہ کرے گا تو یاد رکھ تو گرد وغبار کی طرح پریشان ہو کر فنا ہو جائے گا۔

در معنی ایں کہ پختگی سیرت ملیہ از اتباع آئین الٰہیہ است

در شریعت معنی دیگر مجو   غیر ضو در باطن گوہر مجو
ایں گہر را خود خدا گوہر گر است   ظاہرش، گوہر بطونش گوہر است
علم حق غیر از شریعت ہیچ نیست   اصل سنت جز محبت ہیچ نیست
فرد را شرع است مرقات یقیں   پختہ تر از وے مقامات یقیں

معانی:...... مجو: مت تلاش کر۔ جنو: روشنی، چمک دمک۔ غیر ضو: چمک کے سوا۔ باطن گوہر: موتی کا اندرونی حصہ۔ گوہر گر: موتی بنانے والا۔ ظاہرش: اس (شریعت) کا ظاہر۔ بطون بطن کی جمع بھی ہے، یعنی شکم، یہاں اس کے معنی ہیں پوشیدہ ہونا، باطن۔ بطونش: اس کا باطن/ اندر۔ ہیچ نیست: کچھ نہیں۔ مرقات یقین: یقین کی سیڑھی۔

ترجمہ وتشریح:...... شریعت میں کوئی دوسرے معنی تلاش نہ کر۔ موتی کے اندر چمک دمک اور روشنی کے سوا کچھ اور مت ڈھونڈ۔ شریعت ایسا موتی ہے جسے خود خدا نے بنایا۔ اس موتی (یعنی شریعت) کو موتی بنانے والی خود اللہ کی ذات ہے۔ اس کا ظاہر بھی موتی ہے اور باطن بھی موتی۔ یہ جو شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کی اصطلاحیں وضع کی گئی ہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ واضح رہے کہ علم حق شریعت کے سوا کچھ نہیں۔ شریعت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں تک پہنچائی اور تجھے معلوم ہے کہ سنت کی اصلیت کیا ہے؟ محض اللہ اور اس کے رسول پاک کے حکم وعمل سے محبت جو شخص اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی شریعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے لئے جذب وکشش اپنے اندر نہیں رکھتا، اس کی زبان سے محبت کا دعویٰ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ رسول کی پیروی کا درجہ اتنا بلند ہے کہ خدا نے قرآن مجید میں فرمایا: "رسول کی پیروی خدا کی محبت کا وسیلہ ہے"۔ فرد کے لئے شریعت ایسا زینہ ہے جو اسے یقین کی بلندی پر پہنچا دے۔ شریعت ہی کی پیروی سے یقین کے مقامات پختہ اور مستحکم ہوتے ہیں۔

ملت از آئین حق گیرد نظام   از نظام محکمے خیزد دوام
قدرت اندر علم او پیداستے   ہم عصا و ہم ید بیضاستے
باتو گویم سر اسلام است شرع   شرع آغاز است و انجام است شرع
اے کہ باشی حکمت دیں را امیں   باتو گویم نکتہ شرع مبیں

معانی:...... گیرد نظام: نظام حاصل کرتی ہے۔ خیزد: اٹھتا/ اٹھتی ہے، پیدا ہوتا/ ہوتی ہے۔ دوام: بقاء، ہمیشگی۔ پیداستے: ظاہر ہے، وجود میں آتی ہے۔ قدرت: قوت، اقتدار۔ عصاء: لاٹھی (حضرت موسیٰ کے معجزے کی طرف اشارہ ہے) ید بیضا: روشن ہاتھ (اس میں بھی

حضرت موسیٰ کے ید بیضا کی طرف اشارہ ہے) با تو گویم: میں تجھ کو بتاتا ہوں۔ اے کہ باشی: تو جو ہے۔ امین: مراد محافظ۔ شرع مبین: روشن/واضح شرع۔ نکتہ: گہری/باریک بات۔

ترجمہ وتشریح:...... ملت خدا کے مقرر کیے ہوئے دستور کے مطابق نظم وترکیب پاتی ہے۔ یہ نظم پختہ ہو جاتا ہے تو ہمیشہ کے لئے قائم رہتا ہے۔ اس کے علم میں یعنی اسے جاننے میں قوت وقدرت ظاہر ہے یعنی پیدا ہوتی ہے۔ یہ عصا بھی ہے اور ید بیضا بھی۔ حضرت موسیٰؑ آئین حق پر عمل پیرا تھے۔ جس کی وجہ سے انہیں یہ دو معجزے قدرت کی طرف سے عطا ہوئے۔ میں تجھے بتایا ہوں کہ شرع ہی اسلام کی حقیقت ہے۔ شریعت ہی اسلام کا آغاز اور شریعت ہی انجام ہے۔ یعنی اسلام کی ساری بنیاد شرع پر ہی ہے۔ اے مخاطب! تو دین کی حکمت کا امانت دار (محافظ) ہے، میں تجھے اسلام کی روشن شریعت کا ایک نکتہ بتاتا ہوں۔

چوں کسے گردد مزاحم بے سبب — با مسلماں درا ادائے مستحب
مستحب را فرض گردانیدہ اند — زندگی را عین قدرت دیدہ اند
روز ہیجا لشکر اعدا اگر — برگمان صلح گرد دبے خطر
گیرد آساں روزگار خویش را — بشکند حصن و حصار خویش را
تانگیر دباز کارا ونظام — تاختن برکشورش آمد حرام

معانی:...... مزاحم: روکنے والا، مزاحمت کرنے والا، رکاوٹ ڈالنے والا۔ مستحب: حضور نبی کریم کا پسندیدہ، وہ عمل جس کو بجالانا ثواب کا باعث ہو لیکن اگر نہ کیا جائے تو اس کا کوئی گناہ وسزا نہ ہو۔ گردانیدہ اند: قرار دیا گیا ہے۔ عین قدرت: پورے طور پر قوت/اختیار۔ روز ہیجا: جنگ/لڑائی کے دن۔ اعدا: عدد کی جمع، دشمن۔ گیرد آساں: سہل خیال کرے۔ روزگار خویش: اپنے زمانے کے حالات۔ بشکند: توڑ ڈالے۔ حصن: پناہ گاہ، قلعہ۔ حصار: قلعہ کی چاردیواری۔ تانگیرد: جب تک نہ پکڑ لے، نہ چل پڑے۔ نظام: ترتیب۔ تاختن: حملہ کرنا۔ برکشورش: اس کے ملک پر۔

ترجمہ وتشریح:...... جب کوئی فرد یا گروہ بلاوجہ مسلمان کو کسی مستحب فعل سے روکتا ہے تو وہ مستحب مستحب نہیں رہتا بلکہ فرض کی صورت اختیار کر لیتا ہے، جسے بجالانا مسلمانوں کے لئے لازم ہو جاتا ہے (اس کا مطلب کیا ہے) یہ کہ زندگی قوت وقدرت کے سوا کچھ نہیں۔ اگر لڑائی کے دن دشمن کا لشکر اس خیال سے بے فکر ہو جائے کہ صلح ہو رہی ہے۔ حفاظت کے لئے اس نے جو پابندیاں عائد کر رکھی تھیں، انہیں ڈھیلی کر دے اور دفاعی تدابیر سے کنارہ کش ہو جائے۔ جب تک اس کے تمام حفاظتی انتظامات پہلی شکل پر نہ آجائیں، اس کی مملکت پر لشکر کشی حرام ہے۔

سر ایں فرمان حق دانی کہ چیست؟ — زیستن اندر خطرہا زندگیست
شرع میخواہد کہ چوں آئی بجنگ — شعلہ گردی، و اشگافی کام سنگ
آزماید قوت بازوے تو — می نہد الوند پیش روے تو
باز گوید سرمہ ساز الوند را — از تف خنجر گداز الوند را

معانی:...... زیستن: جینا، زندگی بسر کرنا۔ اندر خطرہا: خطروں میں۔ آئی بجنگ: تو جنگ کو آئے۔ شعلہ گردی: تو شعلہ بن جائے۔ واشگافی: تو پھاڑ ڈالے۔ کام سنگ: پتھر کا حلق۔ آزماید: وہ (شرع) آزماتی ہے۔ می نہد: رکھتی ہے۔ الوند: ایران کے ایک مشہور پہاڑ کا نام جو آذربائیجان سے لے کر خلیج فارس تک پھیلے ہوئے سلسلہ کوہ میں واقع ہے۔ باز گوید: پھر وہ (شرع) کہتی ہے۔ سرمہ ساز: مراد پس

ڈال۔تف خنجر:خنجر کی گرمی۔گداز: پگھلا ڈال۔

ترجمہ وتشریح:...... کیا تجھے معلوم ہے کہ خدا کے اس فرمان میں کیا راز چھپا ہوا ہے؟ یہ کہ خطروں میں جینا ہی اصل زندگی ہے۔شریعت (اس بات کی خواہاں ہے) کا تقاضا یہ ہے کہ جب مسلمان جنگ کے لئے نکلے تو شعلہ بن کر ہر طرف لپکے اور پتھروں کے حلق/ گلے تک کو چیرتا جائے۔شریعت تیرے بازو کی قوت آزمانے کی غرض سے الوند جیسا پہاڑ تیرے سامنے ڈال دیتی ہے وہ کہتی ہے کہ تو اسے پیس کر سرمہ بنادے اور اپنے خنجر کی حرارت سے اسے پگھلا کر رکھ دے۔

نیست میش ناتوانے لاغرے — درخور سر پنجہ شیر نرے
باز چوں باصعوہ خوگر می شود — از شکار خود زبوں تر می شود
شارع آئیں شناس خوب و زشت — بہر تو ایں نسخہ قدرت نوشت
از عمل آہن عصب می سازدت — جائے خوبے درجہاں اندازدت

معانی:...... میش ناتوانے لاغرے:ایک کمزور لاغر بھیڑ۔درخور:لائق۔صعوہ:ممولا۔خوگر:عادی۔زبوں تر:زیادہ خوار عاجز۔ شارع:شریعت لانے والے۔آئین شناس:ماہر قانون/آئین۔خوب وزشت:اچھا اور برا۔نسخہ:وہ کاغذ جس پر طبیب یا ڈاکٹر مریض کو دوائیں لکھ کر دیتا ہے۔نوشت:لکھا۔عصب:عصبہ کی جمع،پٹھے۔آہن عصب:فولادی یعنی بے حد مضبوط اعصاب والا۔می سازدت:تجھے بنادیتا ہے۔جائے خوبے:کوئی اچھی جگہ،کسی اچھے مقام پر۔اندازدت:تجھے ڈال دیتا ہے،تجھے فائز کرتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... کمزور اور دبلی بھیڑ اس لائق نہیں ہوتی کہ نر شیر اسے شکار کرے اور پنجہ مارنے کی زحمت اٹھائے۔اگر باز ممولے کے شکار کا عادی ہو جائے تو آہستہ آہستہ وہ اپنے شکار سے بھی زیادہ کمزور اور بے بس ہو جائے گا۔یہی وجہ ہے کہ شریعت تربیت دینے والی پاک ذات نے،جو اچھے برے کی حقیقت سے خوب واقف تھی،تیرے(مسلمان) کے لئے ایک ایسا دستور تیار کر دیا جو قوت کا طلبگار ہے اور قوت پیدا کرنے میں معاون ہوتا ہے۔اس دستور میں یہ صلاحیت ہے کہ اگر تو کمزور اور ناتواں ہوگا تو تجھے قوی اور پہاڑ کی طرح پختہ کر دے گا اور دنیا میں تجھے اعلیٰ مقام پر فائز کر دے گا۔

خستہ باشی استوارت می کند — پختہ مثل کوہسارت می کند
ہست دین مصطفیٰؐ دین حیات — شرع او تفسیر آئین حیات
گر زمینی، آسماں سازد ترا — آنچہ حق می خواہد آں سازد ترا
صیقلش آئینہ سازد سنگ را — از دل آہن رباید زنگ را

معانی:...... خستہ باشی (اگر) تو دل گیر ہے۔استوارت:تجھے مضبوط دل والا۔گر زمینی:اگر تو زمین ہے،اگر تیری زندگی پستی کا شکار ہے۔آسماں سازد ترا:تجھے آسمان کی سی بلندی سے نوازے گا۔صیقلش:اس کا صیقل/ پالش۔رباید:چرالیتا/ دور کر دیتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... اگر تو دلگیر ہے تو وہ تجھے مضبوط دل والا بنادے گا اور تجھے پہاڑ کی مانند محکم اور اٹل بنادے گا۔یاد رکھ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین زندگی کا دین ہے اور حضورؐ جو شریعت لائے،وہ زندگی کے دستور کی تفصیل ہے۔اگر تو پستی میں زمین کے برابر ہے تو یہ دین تجھے آسمان کی بلندی عطا کر دے گا اور خدا جو کچھ تجھے بنانا چاہتا ہے وہی بنادے گا۔اس دین کی صیقل سے پتھر آئینہ بن جاتا ہے اور لوہے کے زنگار کی آلائش نکل جاتی ہے۔

تا شعار مصطفیٰؐ از دست رفت — قوم را رمز بقا از دست رفت

آں نہالِ سربلند و استوار | مسلمِ صحرائی اشتر سوار
پاے تادر وادیٔ بطحا گرفت | تربیت از گرمیٔ صحرا گرفت
آں چناں کاہید از بادِ عجم | ہمچو نے گردید از بادِ عجم

معانی:...... شعار: طریقہ، سنت۔ از دست رفت: ہاتھ سے نکل گئی۔ نہال: درخت۔ سربلند: مراد معزز، قد کاٹھ والا۔ استوار: مراد ثابت قدم، پائیدار۔ وادی بطحا: مکہ معظمہ کی وادی۔ پاے گرفت: پاؤں جمائے۔ آں چناں: کچھ اس قدر۔ کاہید: گھٹ گیا، لاغر ہو گیا۔ بادِ عجم: غیر عرب ملکوں کی ہوا۔ (عجم: ایران، توران وغیرہ) ہمچو نے: نے کی مانند۔

ترجمہ وتشریح:...... جب سے قوم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا دامن ہاتھ سے چھوٹا ہے وہ بقا کی حقیقت اور بھید سے نا آشنا ہو گئی۔ صحرا میں رہنے اور اونٹ پر سوار ہونے والا مسلمان ایک بلند اور پائیدار درخت کی طرح تھا۔ اس نے وادی بطحا میں جڑ پکڑی، صحرا کی گرم آب و ہوا میں نشو و نما پائی۔ افسوس کہ عجم کی ہوا نے اس کی قوت چھین لی۔ اب وہ نے بنا ہوا ہے جو اندر سے بالکل خالی ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ جب تک مسلمان عربی طور طریقوں اور اسلامی شیووں پر کاربند تھے، انہیں دنیا بھر میں سربلندی حاصل تھی لیکن جب عجمیوں کے طور طریقے اختیار کر لئے، ان میں سختیاں برداشت کرنے کی قوت نہ رہی تو ان کی پہلی حیثیت زائل ہو گئی اور وہ خود لے کی طرح کمزور بے طاقت ہو کر رہ گئے)۔

آنکہ کشتے شیر را چوں گوسفند | گشت از پامال مورے دردمند
آنکہ از تکبیر او سنگ آب گشت | از صفیرِ بلبلے بیتاب گشت
آنکہ عزمش کوہ را کاہے شمرد | با توکل دست و پاے خود سپرد
آنکہ ضربش گردنِ اعدا شکست | قلبِ خویش از ضربہاے سینہ خست

معانی:...... آں کہ: وہ جو۔ کشتے: مارا کرتا، چوں گوسفند: بھیڑ بکری کی طرح۔ پامال مورے: کسی چیونٹی کا روندا جانا۔ دردمند: دکھی، غمخوار، رحم دل۔ سنگ آب گشت: پتھر بھی پانی ہو جایا کرتا تھا۔ از صفیر بلبلے: کسی بلبل کے چہچہانے سے۔ عزمش: اس کا پختہ ارادہ۔ کاہے شمرد: ایک تنکا/گھاس پھونس سمجھتا تھا۔ توکل: خدا پر بھروسا۔ گردن اعدا شکست: دشمنوں کی گردنیں توڑا کرتا تھا۔

ترجمہ وتشریح:...... جو مسلمان شیروں کو بھیڑوں کی طرح بے حقیقت سمجھ کر موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے، اب ان کا یہ حال ہے کہ ایک چیونٹی بھی پاؤں کے نیچے روندی جائے تو ان کا دل درد سے تڑپ اٹھتا ہے۔ جن مسلمانوں کی تکبیر سے پتھر بھی پانی ہو جایا کرتا تھا وہ اب ایک بلبل کی آواز سن کر بے قرار ہو جاتے ہیں۔ جن مسلمانوں کا عزم اتنا بلند تھا کہ وہ پہاڑوں کو گھاس کے تنکے سمجھتے تھے اب ہاتھ پاؤں توڑے بیٹھے ہیں اور انہوں نے اس کا نام توکل رکھ لیا ہے۔ جن مسلمانوں کی ضربیں دشمنوں کی گردنیں توڑتی تھیں اب وہ اپنے سینوں کی ضربوں سے اپنا دل زخمی کر چکے ہیں۔

آنکہ گامش نقشِ صد ہنگامہ بست | پاے اندر گوشۂ عزلت شکست
آنکہ فرمانش جہاں را ناگزیر | بردرش اسکندر و دارا فقیر
کوششِ او با قناعت ساز کرد | تا بہ کشکولِ گدائی ناز کرد

معانی:...... گامش: اس کے قدم۔ نقش صد ہنگامہ بست: بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ گوشۂ عزلت: تنہائی کا کونا۔ ناگزیر: اٹل۔ سکندر: سکندر یونانی، مشہور بادشاہ۔ دارا: داریوش، ایران کے ہخامنشی خاندان کا ایک حکمران، اس خاندان میں اس نام کے چند ایک

بادشاہ گزرے ہیں، یہاں مراد داریوش سوم ہے جسے سکندر نے شکست دی تھی اور بعد میں اس کی بیٹی کو اپنی بیوی بنالیا تھا، یہاں مراد بڑے بڑے بادشاہ۔ قناعت: صبر کرنا تھوڑی چیز پر یا جو میسر آجائے اس پر راضی رہنا۔ ساز کرد: موافقت کرلی۔ کشکول گدائی: بھیک مانگنے کا پیالہ۔

ترجمہ وتشریح:...... جن مسلمانوں کے نقش قدم سے سینکڑوں ہنگاموں کا سروسامان ہوجاتا تھا، اب علیحدگی کے کونے میں پاؤں توڑے بیٹھے ہیں۔ جن مسلمانوں کے فرمان دنیا کے لئے اٹل ہوتے تھے اور جن کے دروازوں پر سکندر دارا جیسے بادشاہ بھیک مانگا کرتے تھے ان مسلمانوں نے اب جدوجہد چھوڑ کر قناعت اپنالی، یہاں تک کہ وہ بھیک کے کاسے پر فخر کرنے لگے ہیں (دوسروں کے آگے سر جھکانا ان کے لئے باعث فخر ہے)۔

شیخ احمدؒ سید گردوں جناب — کاسب نور از ضمیرش آفتاب
گل کہ می پوشد مزار پاک او — لا الہ گویاں دمد از خاک او
با مریدے گفت اے جان پدر — از خیالات عجم باید حذر
زانکہ فکرش گرچہ از گردوں گزشت — از حد دین نبیؐ بیروں گزشت
اے برادر ایں نصیحت گوش کن — پند آں آقائے ملت گوش کن
قلب را زیں حرف حق گرداں قوی — با عرب درساز تا مسلم شوی

معانی:...... شیخ احمد: شیخ احمد رفاعی، سال ولادت ۵۱۲ھ/۱۱۱۸ء۔ اصلاً عراقی تھے۔ ان کی کئی تصانیف یادگار ہیں۔ سید گردوں جناب: آسمان کی سی یعنی باعظمت۔ کاسب: حاصل کرنے والا۔ می پوشد: ڈھانپتا ہے۔ لا الہ گویاں: لا الہ کا ورد کرتے ہوئے۔ دمد: اگتا ہے۔ اے جان پدر: اے باپ کی جان، اے میرے عزیز بیٹے۔ باید حذر: بچنا/دور رہنا چاہئے۔ زانکہ: اس لئے کہ۔ فکرش: اس کی سوچ، خیالات۔ عجم: مراد ایرانی صوفیاء ومشائخ کے افکار/نظریات۔ از گردوں گذشت: آسمان سے آگے نکل گئے۔ پند نصیحت: گوش کن، غور سے سن، کان لگا کر سن۔ گرداں قوی: مضبوط کرلے۔ در ساز: موافقت کرلے۔ تا مسلم شوی: تاکہ تو صحیح معنوں میں مسلمان ہوجائے۔

ترجمہ وتشریح:...... شیخ احمد رفاعی، جن کی بارگاہ بلندی میں آسمان کے برابر تھی، سورج ان کے ضمیر سے نور حاصل کرتا تھا۔ ان کے مقدس مزار پر جو پھول ہیں وہ لا الہ کہتے ہوئے زمین سے سر باہر نکالتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک مرید سے فرمایا: بیٹا، عجمیوں کے خیالات سے پرہیز لازم ہے۔ اگرچہ عجمیوں کی فکر آسمان سے بھی آگے نکل گئی لیکن افسوس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حد کے اندر نہ رہی (دین نبی کی حدوں سے باہر ہے) اے بھائی! ملت کے اس مخدوم کی نصیحت غور وتوجہ سے سن (کان لگا کر سن)۔ یہ سچی بات ہے، اس سے دل کو مضبوط بنا۔ عرب سے تعلق پیدا کرتا کہ تو مسلمان ہوجائے۔ نوٹ: عرب وعجم کی اصطلاحات سے مقصود ملک عرب اور ملک ایران یا کوئی اور نسل نہیں۔ اقبال نے ان اصطلاحوں کو خاص معنی میں استعمال کیا ہے۔ عرب سے ان کا مقصود پاک دین ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں لائے۔ وہ دین سراپا حق، سراپا زندگی تھا، اس سے قلب ونظر کا تزکیہ ہوگیا۔ عجم سے مقصود اسلام کا وہ ڈھانچہ ہے جو عجمی تصورات ونظریات کے سانچے میں تیار ہوا اور جسے اصل اسلام سے کوئی خاص مناسبت نہ رہی۔ مسلمانوں کی اخلاقی، ایمانی اور عملی قوت کو اسی عجمیت نے سلب کر کے رکھ دیا۔ اس میں اسلامی اصطلاحات اور اسلام کا ظاہری نظام قائم رکھا گیا لیکن اس کے اندر عجمی روح داخل کردی گئی۔ اسی لئے شیخ احمد رفاعی نے فرمایا تھا کہ عجمی فکر دین رسولؐ کے دائرے سے باہر نکل گئی، عرب یا غیر عرب میں سے جو بھی خالص اسلام کو نصب العین بنائے گا اقبال کے نزدیک وہ "عرب" سے تعلق پیدا کرے گا اور حقیقی مسلمان بن جائے گا۔

در معنیٰ ایں کہ حسنِ سیرت ملیہ از تادب بآدابِ محمدیہؐ است

سائلے مثلِ قضائے مبرمے ... بردرِ ما زد صدائے پیہمے
از غضب چوبے شکستم برسرش ... حاصلِ دریوزہ افتاد از برش
عقل در آغازِ ایامِ شباب ... می نیندیشد صواب و ناصواب

معانی:...... سائلے: ایک گداگر۔ مبرم: اٹل۔ قضائے مبرمے: ایک اٹل قضا/موت۔ زد صدائے پیہمے: مسلسل، بار بار صدائیں لگائیں۔ چوبے شکستم: میں (علامہ) نے ایک لکڑی/چھڑی توڑی۔ برسرش: اس کے سر پر۔ حاصلِ دریوزہ: بھیک مانگنے سے اب تک جو کچھ اسے ملا تھا۔ افتاد از برش: اس کے دامن/جھولی سے گر پڑا۔ می نیندیشد: نہیں سوچتی۔ صواب و ناصواب۔ نیک و بد، درست و نادرست۔

ترجمہ و تشریح:...... ایک دن ایک بھکاری اٹل قضا کی طرح ہمارے دروازے پر بار بار صدائیں لگانے لگا۔ میں (علامہ) نے غصے کے عالم میں اس کے سر پر اس زور سے چھڑی ماری کہ وہ ٹوٹ گئی۔ بھیک مانگ کر جو کچھ اس نے جھولی میں جمع کیا تھا، وہ زمین پر گر پڑا۔ دورِ جوانی کا آغاز تھا اور معلوم ہے کہ اس دور میں عقل نیک و بد اور درست و نادرست نہیں سوچا کرتی (چنانچہ مجھ سے بھی سوچے سمجھے بغیر یہ حرکت سرزد ہوئی)۔

از مزاجِ من پدر آزردہ گشت ... لالہ زارِ چہرہ اش افسردہ گشت
برلبش آہے جگرتابے رسید ... درمیانِ سینہ اودل تپید
کوکبے در چشمِ او گردید و ریخت ... برسرِ مژگاں دمے تابید و ریخت
ہمچو آں مرغے کہ در فصلِ خزاں ... لرزد از بادِ سحر در آشیاں
در تنم لرزید جانِ غافلم ... رفت لیلائے شکیب از محملم

معانی:...... آزردہ گشت: انہیں دکھ پہنچا۔ لالہ زارِ چہرہ اش: ان کے چہرے کی سرخی/چمک۔ افسردہ گشت: بجھ گئی، ختم ہوگئی۔ آہے جگرتابے: جگر کو جلا دینے والی آہ۔ دل تپید: دل تڑپا۔ کوکبے: ایک ستارہ۔ گردید: گھوما، ابھرا۔ ریخت: گر گیا۔ دمے تابید: کچھ دیر چمکا/ٹمٹمایا۔ لرزد: کانپتا ہے۔ لرزید: کانپ اٹھی۔ جانِ غافلم: مراد میری بے پروا جان۔ لیلائے شکیب: صبر کی لیلیٰ۔ رفت از محملم: میری محمل سے نکل گئی۔

ترجمہ و تشریح:...... میرے مزاج کی یہ حالت دیکھ کر والد ماجد بہت آزردہ ہوئے۔ ان کے چہرے کا لالہ زار مرجھا کے رہ گیا۔ یعنی ان کے چہرے کی سرخی پر افسردگی چھا گئی۔ ان کے لبوں سے ایک جگرسوز آہ نکلی اور دل سینے میں تڑپ اٹھا۔ ایک آنسو جس کی شکل ستارے کی تھی، ان کی آنکھوں سے نکلا، کچھ دیر مژگاں پر چمکا اور گر گیا۔ میری کیفیت یہ تھی کہ ڈر کے مارے جان میرے بدن میں لرز اٹھی، جیسے پرندہ خزاں کے موسم میں گھونسلے کے اندر بیٹھا ہوا صبح کی ہوا سے لرز اٹھتا ہے۔ میں اس نتیجے سے بالکل غافل تھا۔ والد کی کیفیت دیکھ کر صبر کی لیلیٰ میرے محمل سے نکل گئی، یعنی مجھ میں صبر کی تاب نہ رہی۔

گفت فردا امتِ خیر الرسلؐ ... جمع گردد پیشِ آں مولائے کل
غازیانِ ملتِ بیضائے او ... حافظانِ حکمتِ رعنائے او

ہم شہید انے کہ دیں راجحت اند مثل انجم در فضائے ملت اند
زاہدان و عاشقان دل فگار عالمان و عاصیان شرمسار
درمیان انجمن گردد بلند نالہ ہائے ایں گدائے دردمند

معانی:...... فردا: کل، یعنی قیامت کے روز۔ خیرالرسلؐ: سب رسولوں میں افضل یعنی حضور اکرمؐ۔ جمع گردد: اکٹھی ہوگی۔ مولائے کل: سب کے آقا، حضورؐ نبی کریم۔ ملت بیضا: روشن ملت، ملت اسلامیہ۔ غازیاں: غازی کی جمع، کافروں سے جنگ کرنے والے مجاہد۔ حکمت رعنائے اوؐ: حضورؐ کی خوشنما حکمت، مراد قرآن کریم۔ دیں راجحت اند: دین کے لئے دلیل ہیں۔ عاشقان دل فگار: زخمی دل عاشق، حضورؐ کے عشاق۔ عاصیان شرمسار: وہ گنہگار جنہیں اپنے گناہوں پر شرمندگی ہو۔ انجمن: محفل۔

ترجمہ وتشریح:...... والد نے فرمایا کہ کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس ذات پاک کے سامنے جمع ہوگی جسے سب کی آقائی کا درجہ حاصل ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان میں ملت بیضائے غازی بھی ہوں گے، وہ لوگ بھی جو اسلام کی حکمت رعنا کے حافظ تھے، یعنی بلند پایہ اصحاب علم وبصیرت۔ وہ شہید بھی ہوں گے جو دین حق کے لئے دلیل ہیں اور ملت کی فضاء میں ستاروں کی مانند چمک رہے ہیں۔ ان میں زاہد بھی ہوں گے، وہ عالم بھی ہوں گے، دل فگار عاشق بھی اور شرمسار گنہگار بھی۔ اس مجمع میں اس بھکاری کے حلق سے آہ وفغاں بلند ہوگی، جسے تیرے ہاتھ سے دکھ پہنچا۔

اے صراطت مشکل از بے مرکبی من چہ گویم چوں مرا پرسد نبیؐ
''حق جوانے مسلمے باتو سپرد کو نصیبے از دبستانم نبرد
از تو ایں یک کار آساں ہم نشد یعنی آں انبار گل آدم نشد''
در ملامت نرم گفتار آں کریم من رہین خجلت و امید و بیم
اند کے اندیش و یاد آر اے پسر اجتماع امت خیر البشرؐ

معانی:...... صراطت: تیرا راستہ۔ بے مرکبی: سواری کے بغیر، نیک اعمال کے بغیر۔ مرا: مجھ سے۔ پرسد: (حضورؐ) پوچھیں گے۔ باتو سپرد: تیرے حوالے کیا۔ کو: کہ او، وہ جس نے۔ دبستانم: میرا مکتب، میری تعلیمات۔ نصیبے: کچھ حصہ۔ نبرد: حاصل نہ کیا۔ انبار گل: مٹی کا ڈھیر۔ آدم نشد: انسان نہ بن سکا۔ در ملامت: ڈانٹ ڈپٹ کرنے میں (بھی)۔ نرم گفتار: نرمی سے بات کرنے والے۔ آں کریم: وہ مہربانؐ (حضور اکرمؐ)۔ رہین: گرور کھا گیا۔ خجلت: شرمندگی۔ بیم: خوف، ڈر۔ اند کے: ذرا، کچھ۔ اندیش: سوچ۔ خیرالبشرؐ: انسانوں میں سب سے افضل۔

ترجمہ وتشریح:...... بیٹا! سواری کے بغیر تیرا راستہ تو طے ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمائیں گے۔ خدا نے ایک مسلمان نوجوان کو تیرے سپرد کیا کہ اسے صحیح تعلیم وتربیت دے۔ لیکن اس نوجوان نے میری ادب گاہ سے تو کوئی سبق حاصل نہ کیا۔ حضورؐ فرمائیں گے کہ تو تو اس آسان کام کو بھی پورا نہ کرسکا، یعنی مٹی کے انبار کو آدمی نہ بنا سکا۔ بتا، میں اس وقت کیا جواب دے سکوں گا؟ والد لطف وکرم کا پیکر تھے۔ اگرچہ مجھے ملامت کررہے تھے، لیکن گفتگو میں بڑی نرمی اور حلیمی تھی۔ میں شرم کے مارے پانی پانی ہو رہا تھا اور امید وبیم کا شکار تھا۔ والد نے فرمایا: ''بیٹا! ذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا جمع ہونا تو پیش نظر لا۔

باز ایں ریش سفید من نگر لرزہ بیم و امید من نگر
بر پدر ایں جور نازیبا مکن پیش مولا بندہ را رسوا مکن

غنچہ از شاخسار مصطفیٰؐ گل شواز باد بہار مصطفیٰ
از بہارش رنگ و بوباید گرفت بہر از خلق او باید گرفت

معانی:...... باز: پھر، نیز یہ کہ۔ نگر: دیکھ۔ لرزہ: کپکپی۔ جورنازیبا: ناروا ستم، نامناسب ظلم۔ پیش مولاؐ: یعنی حضورؐ کے سامنے۔ غنچہ ای: تو کلی ہے۔ گل شو: پھول بن جا۔ بہرہ ے: ایک یا کچھ حصہ۔

ترجمہ وتشریح:...... پھر میری سفید داڑھی دیکھ اور یہ سوچ کہ امید وبیم (خوف) کے لرزے سے میری حالت کی ہوگی۔ دیکھ، اپنے باپ پر یہ نازیبا ظلم نہ کر اور غلام کے لئے آقا کے روبرو رسوائی کا سامان نہ پہنچا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاخ کا غنچہ ہے۔ حضورؐ ہی کی نسیم بہار سے شگفتہ ہو کر پھول بن جا۔ تجھے حضورؐ ہی کی نسیم بہار سے رنگ و بو حاصل کرنا چاہیے۔ یعنی حضورؐ ہی کے خلق عظیم سے حصہ لینا لازم ہے۔

مرشد رومی چہ خوش فرمودہ است آنکہ یم در قطرہ اش آسودہ است
"مگسل از ختم الرسلؐ ایام خویش تکیہ کم کن برفن و برگام خویش"
فطرت مسلم سراپا شفقت است درجہاں دست و زبانش رحمت است
آنکہ مہتاب از سر انگشتش دونیم رحمت ادعام و اخلاقش عظیم
از مقام اوا گردور ایستی از میان معشر ما نیستی

معانی:...... مرشدرومیؒ: مولانا جلال الدین رومی جنہیں علامہ اپنا مرشد کہتے ہیں، ساتویں صدی ہجری کے مشہور صوفی شاعر جن کی مثنوی "معنوی" جسے مقبولیت کا درجہ حاصل ہے۔ قونیہ (ترکی) میں مدفون ہیں، سال ولادت ۶۰۴ھ/ ۸۔۱۲۰۷ء سال وفات ۶۷۲ھ/ ۱۲۷۳ء۔ چہ خوش: کیا خوب۔ یم: سمندر۔ آسودہ است: آرام کیے ہوئے۔ مگسل: مت توڑ۔ ایام خویش: اپنا زمانہ۔ تکیہ کم کن: بھروسا مت کر۔ گام خویش: اپنی رفتار۔ سراپا: سر سے پاؤں تک یعنی مکمل طور پر۔ سرانگشتش: آپ کی انگلی کی نوک/ سرا۔ دونیم: دو ٹکڑے (حضورؐ کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے) دورایستی: تو دور رہا، دور رہے گا۔ معشر ما: ہماری جماعت، گروہ، عزیز۔

ترجمہ وتشریح:...... دیکھ، مولانا روم کیا اچھی بات کہہ گئے ہیں! وہ مولانا روم جن کے ہر قطرے میں حقائق کا سمندر سمایا ہوا ہے۔ (فرماتے ہیں) اپنی زندگی کا رشتہ/ ناطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مت توڑ، اپنے علم وفن اور روش (رفتار) پر بھروسہ نہ کر۔ مسلمان کی فطرت سر سے پاؤں تک (سراسر) شفقت ہے۔ اس دنیا میں اس کا ہاتھ اور اس کی زبان رحمت کا پیغام ہے۔ وہ پاک ذات جس کی انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا، کیا یہ معلوم نہیں کہ وہ سب کے لئے رحمت تھے اور ان کا لقب ہی رحمت للعالمین تھا۔ پھر ان کے اخلاق سب سے اعلیٰ تھے اور خود قرآن مجید نے کہا ہے: وانک لعلی خلق عظیم (سورۂ قلم) اگر تو حضورؐ کے مقام سے دور رہا تو جان لے کہ تو پھر ہماری جماعت میں سے نہ ہوگا۔

تو کہ مرغ بوستان ماستی ہم صفیر و ہم زبان ماستی
نغمہ داری اگر تنہا مزن جز بہ شاخ بوستان مامزن
ہرچہ ہست از زندگی سرمایہ دار میرد اندر عنصر ناساز گار

معانی:...... مرغ بوستان ماستی: تو ہمارے باغ/ چمن کا پرندہ ہے۔ ہم صفیر: ایک جیسی آواز نکالنے اکٹھے چہچہانے والے۔ نغمہ ے داری: اگر تیرے پاس کوئی نغمہ ہے۔ تنہا مزن: اکیلا نہ گا۔ میرد: مرجاتا/ دم توڑ دیتا ہے۔ عنصر ناسازگار: ناموافق حالات۔

ترجمہ وتشریح:...... تو ہمارے باغ کا پرندہ ہے، ہمارا ہم صفیر وہم زبان ہے۔ اگر تیرے اندر نغمے کی صلاحیت ہے تو ہمارے باغ کی شاخ پر بیٹھ کر گا، ہم سے الگ ہو کر نغمہ سرا نہ ہو۔ اس دنیا میں جو بھی شے زندگی کے سرمایے سے مالا مال ہے جب کسی ناسازگار فضا میں پہنچتی ہے تو مر جاتی ہے۔

بلبل استی در چمن پرواز کن	نغمہ باہم نوایاں ساز کن
در عقاب استی تہ دریا مزی	جزب خانہ صحرا مزی
کوکبی؟ می تاب بر گردون خویش	پا منہ بیروں ز پیرا مون خویش

معانی:...... بلبل استی: (اگر) تو بلبل ہے۔ ہم نوایاں: ہم نوا کی جمع مل کر گانے والے۔ ساز کن: گاہ، چہچہا۔ ور: اور اگر۔ مزی: مت جی، زندگی نہ گذار۔ کوکبی: کیا تو کوئی ستارہ ہے۔ می تاب: چمکتارہ۔ پا منہ: پاؤں مت رکھ۔ پیرامون: گردو پیش۔ زپیرامون خویش: اپنے اردگرد/ماحول سے۔

ترجمہ وتشریح:...... تو اگر بلبل ہے تو چمن میں پرواز کر۔ (باغ ہی میں پرواز کا شوق پورا کر) اور اپنوں کے ساتھ مل جل کر گا۔ یہاں باغ سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ مبارکہ ہے۔ اگر تو عقاب ہے تو دریا کی تہ میں زندگی بسر نہ کر، صحرا کے خلوت خانہ کے سوا اور کہیں زندگی بسر نہ کر۔ تیرے لئے صحیح مقام صحرا کی تنہائی ہے۔ کیا تو ستارہ ہے؟ پھر اپنے آسمان کے سوا کہیں نہ چمک۔ اپنے گردو پیش سے قدم باہر نہ رکھ۔

قطرہ آبے گراز نیساں بری	در فضائے بوستانش پروری
تا مثال شبنم از فیض بہار	غنچہ تنگش بگیرد در کنار
از شعاع آسماں تاب سحر	کز فسونش غنچہ می بندد شجر
عنصر نم برکشی از جوہرش	ذوق رم از سالمات مضطرش
گوہرت جز موج آبے ہیچ نیست	سعی تو غیر از سرابے ہیچ نیست

معانی:...... نیساں: موسم بہار کا دوسرا مہینا اس مہینے کی بارش کا نام، کہتے ہیں اس بارش کا قطرہ سیپی کے منہ میں گر کر موتی بن جاتا ہے۔ پروری: پرورش کرے۔ تنگش بگیرد: اسے بھینچ لے۔ کنار: پہلو، بغل۔ آسماں تاب سحر: صبح کی آسمان کو روشن کرنے والی۔ کز فسونش: کہ اس کے جادو سے۔ غنچہ می بندد: مراد کلیوں سے آراستہ ہو جاتے ہیں۔ عنصر نم: نمی کا مادہ۔ برکشی: تو کھینچ لے۔ جوہر: اصل ذوق رم: گریز کا ذوق۔ سالمات مضطرش: اس کے بے قرار، ترکیبی اجزاء۔ سرابے: دھوکا، فریب، وہ ریت جو ریگستان میں مسافر کو پانی کا دھوکا دیتی ہے، دھوکا فریب۔

ترجمہ وتشریح:...... اگر تو بہار سے پانی کا ایک قطرہ لے اور اسے باغ کی فضا میں پرورش کرے یہاں تک کہ بہار کے فیض سے ایک کلی شبنم کے قطرے کی طرح سے اپنی گود میں لے لے۔ صبح کے وقت جو کرن آسمان پر روشنی پھیلاتی ہے اور اس کے منتر سے غنچہ درخت بن جاتا ہے تو اس کرن سے کام لے کر قطرے کے جوہر سے نمی باہر کھینچ لے اور اس کے بیتاب اجزائے ترکیبی میں حرکت کا ذوق باقی نہ چھوڑے۔ اس طرح جو جوہر تیار کرے گا صرف پانی ہوگا اور تیری کوشش کی حیثیت سراب سے زیادہ نہ ہوگی۔ (اس مثال سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ ہر شے اپنے اصل ماحول میں صحیح شکل اختیار کرتی ہے۔ ماحول سے باہر نکال کر کتنی ہی کوششیں کی جائیں وہ مطلوب نتیجے پیدا نہیں کرے گی، مثلاً اگر ابر بہار کا کوئی قطرہ باغ میں رکھا جائے اور پرورش کی مختلف صورتیں عمل میں لائی جائیں تو وہ ہرگز موتی نہ بنے گا، قطرہ ہی رہے گا)۔

دریم اندازش کہ گردد گوہرے تاب او لرزد چوتاب اخترے
قطرہ نیساں کہ مجور ازیم است نذر خاشا کے مثال شبنم است
طینت پاک مسلماں گوہر است آب و تابش ازیم پیغمبرؐ است
آب نیسانی باغوشش در آ وزمیان قلزمش گوہر بر آ
درجہاں روشن تراز خورشید شو صاحب تابانی جاوید شو

معانی:...... یم: سمندر۔ اندازش: اسے ڈال۔ لرزد: تلملائے، کانپے، جھلملائے۔ تاب اخترے: ایک ستارے کی چمک۔ مجور: دور کیا/ جدا کیا گیا، پریشان۔ طینت پاک: پاکیزہ سرشت/ فطرت۔ آب وتابش: اس کی چمک دمک۔ آب نیسانی: تو نیساں کا پانی/ قطرہ ہے۔ باغوشش: حضورؐ کی آغوش میں۔ درآ: آجا۔ قلزمش: حضورؐ کا سمندر۔ صاحب تابانی جاوید، ہمیشہ رہنے والی چمک۔ شو، بن جا۔

ترجمہ وتشریح:...... اگر تو اسے موتی بنانا چاہتا ہے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ قطرہ سمندر میں پہنچے اور صدف کی گود میں پرورش پائے پھر اس کی چمک دمک تارے کی چمک دمک اختیار کرلے گی کیونکہ وہ اپنے اصل ماحول میں پہنچ جائے گا اور قدرت کے مقرر کئے ہوئے اصول کے مطابق پرورش پائے گا۔ ابر بہار کا جو قطرہ سمندر سے دور رہ جائے گا، وہ شبنم کے قطروں کی طرح خش وخاشاک کی نذر ہو جائے گا۔ (جو چیز اپنے ماحول سے الگ ہو جاتی ہے، اس کا انجام یہی ہوتی ہے)۔ مسلمان کی سرشت بھی موتی کی طرح پاک ہے، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر سے آب وتاب ملتی ہے۔ اگر تو ابر بہار کا قطرہ ہے تو اس سمندر کی آغوش میں پہنچ اور اس کی تہ سے موتی بن کر باہر نکل۔ پھر دنیا میں سورج سے بھی زیادہ روشن ہو جا بلکہ دائمی تابانی ودرخشانی کا مالک ہو جا۔

درمعنی ایں کہ حیات ملیہ مرکز محسوس میخواہد ومرکز ملت اسلامیہ بیت الحرام است

می کشایم عقدہ از کار حیات سازمت آگاہ اسرار حیات
چوں خیال از خود رمیدن پیشہ اش از جہت دامن کشیدن پیشہ اش
درجہان دیرو زود آید چساں؟ وقت او فرد اودی زاید چساں؟
گر نظر داری یکے برخو دنگر جز رم پیہم نہ اے بیخبر

معانی:...... می کشایم: میں کھولتا ہوں۔ عقدہ: گرہ، گتھی۔ کار: معاملہ۔ سازمت آگاہ: میں تجھے آگاہ کرتا ہوں۔ از خود رمیدن: اپنے آپ سے بھاگنا۔ پیشہ اش: اس کا پیشہ۔ از جہت: طرف/ اطراف سے۔ دامن کشیدن: دامن کھینچنا۔ گر نظر داری: اگر تو صاحب نظر ہے۔ جہان دیرو زود: مراد یہ دنیا۔ فرد اودی: آنے والا کل اور گزرا ہوا کل، مستقبل اور ماضی۔ زاید: جنتا/ پیدا کرتا ہے۔ چساں: کس طرح۔ یکے: ذرا، کچھ دیر کے لئے۔ رم پیہم: مسلسل بھاگ دوڑ۔ نہ ای: تو نہیں ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... میں تیرے سامنے زندگی کے کاروبار کی گتھی کھولتا ہوں اور اس کے بھیدوں سے تجھے آگاہ کرتا ہوں۔ زندگی بھی خیال کی طرح بیتابانہ ادھر ادھر پھرتی رہتی ہے اور اطراف سے دامن بچاتی ہوئی چلتی ہے۔ مطلب یہ کہ زندگی کسی جگہ یا مقام کی پابند نہیں کہ اس دنیا میں وہ کیونکر آتی ہے، جو دیر وزود کی پابند ہے؟ اور زندگی کا وقت گزشتہ کل اور آئندہ کل پیدا کرتا ہے؟ اگر تیرے پاس حقیقی نظر ہے تو تھوڑی دیر کے لئے اپنی حالت دیکھ اور اس پر غور کر۔ تو بھی تو اے بے خبر! ہر لحظہ بدلتا اور وقف خرام رہتا ہے۔ (مسلسل

بھاگ دوڑ کے سوا کچھ نہیں ہے)۔

تا نماید تاب نا مشہود خویش	شعلہ او پردہ بند از دود خویش
سیر او را تا سکوں بیند نظر	موج جویش بستہ آمد درگہر
آتش اودم بخویش اندر کشید	لالہ گردید و زشاخے بر دمید
فکر خام تو گراں خیز است ولنگ	تہمت گل بست بر پرواز رنگ
زندگی مرغ نشیمن ساز نیست	طائر رنگ است و جز پرواز نیست

معانی:...... نماید: ظاہر کرے، دکھائے۔ تاب نامشہود: غیر موجود، جو نظر نہ آئے۔ پردہ بند: پردہ پوش۔ دود: دھواں۔ سیر او: اس کی گردش۔ سکوں بیند: سکوں میں دیکھے۔ جویش: اس کی ندی۔ بستہ آمد: سمٹ گئی۔ فکر خام: ناپختہ سوچ۔ گراں خیز: کاہل، ست۔ لنگ: لنگڑی۔ مرغ نشیمن ساز: آشیانہ بنانے والا پرندہ۔

ترجمہ وتشریح:...... جب زندگی چاہتی ہے کہ اپنی ان تابانیوں اور درخشانیوں کو نمایاں کرے، جو نظر نہیں آتیں تو اس کا شعلہ اپنے دھوئیں سے اردگرد پردہ تیار کرلیتا ہے۔ جب زندگی سیر و گردش اور حرکت کے بجائے سکون و قیام اختیار کرلیتی ہے یا کہنا چاہئے کہ جب نظر اس کی سیر کو سکون کی حالت میں دیکھتی ہے تو زندگی کی ندی میں جو لہر ہے، وہ بندھ کر اور پیوستہ ہو کر موتی میں پہنچ جاتی ہے۔ زندگی آگ تھی، پھر اس نے دم سادھا اور لالے کا پھول بن کر ایک شاخ سے باہر نکل آئی۔ تیری فکر خام ہے۔ بیدار ہونے میں ست ہے اور لنگڑی ہے۔ تو نے رنگ کی پرواز پر پھول کی تہمت لگا دی۔

در قفس و امانده و آزاد ہم	بانوا ہای زند فریاد ہم
از پرش پرواز شوید دمبدم	چارہ خود کردہ جوید دمبدم
عقدہ ہا خودمی زندہ درکار خویش	باز آساں می کند دشوار خویش

معانی:...... وامانده: پڑا ہوا، گرفتار۔ بانواہا: نوا کی جمع نغموں کے ساتھ ساتھ۔ می زند فریاد: دہائی ڈالتی/ ڈالتا ہے۔ از پرش: وہ اپنے پر سے۔ شوید: صاف/ درست کرتی ہے۔ دم بدم: ہر لحظہ/ پل، ہر لمحہ۔ چارۂ خود کردہ: اپنے ہی کیے کا علاج۔ جوید: تلاش کرتی ہے۔ عقدہ ہا: عقدہ کی جمع، گرہیں، گتھیاں، الجھنیں۔ می زند: لگاتی/ ڈالتی ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... حالانکہ زندگی ایسا پرندہ نہیں جو کسی جگہ گھونسلا بنا کر بیٹھ جائے۔ وہ تو رنگ کا پرندہ ہے جو ہر وقت اڑتا رہتا ہے۔ (پرواز کے سوا کچھ نہیں ہے)۔ زندگی عاجزی اور بیچارگی کی حالت میں قید بھی ہوتی ہے، ساتھ ہی آزاد بھی، وہ گیت بھی گاتی ہے اور آہ و نالہ بھی کرتی ہے۔ اس کے پروں سے لحظہ بہ لحظہ پرواز کی قوت گھٹتی جاتی ہے، پھر وہ خود ہی اپنی ان کوتاہیوں کے علاج میں لگی رہتی ہے۔ وہ خود ہی اپنے کاموں کے رشتے میں گرہیں ڈالتی ہے۔ پھر جتنی مشکلات جمع ہو جاتی ہیں، انہیں آسان بھی کرلیتی ہے۔

پابگل گردد حیات تیز گام	تادو بالا گرددش ذوق خرام
سازہا خوابیدہ اندر سوز او	دوش و فردا زادہ امروز او
دمبدم مشکل گرد آساں گزار	دمبدم نو آفرین و تازہ کار
گرچہ مثل بو سرا پایش رم است	چوں وطن در سینہ گیردم است

معانی:...... پابگل: کیچڑ میں پھنسے ہوئے پاؤں، مجبور و بے بس۔ تیز گام: تیز رفتار۔ دوبالا: دگنا/ دگنی۔ گرددش: اس کا ہو جائے۔

ذوقِ خرام: چال/ رفتار کا ذوق۔ ساز ہا: ساز کی جمع، راحتیں۔ خوابیدہ: سوئے ہوئے۔ زادۂ امروز او: اس کے آج کی پیداوار ہیں۔ مشکل گر: مشکل/ مشکلیں پیدا کرنے والی۔ آساں گذار: آسان گذارنے والی۔ نو آفریں: نیا پیدا کرنے والی۔ تازہ کار: نیا/ نئے سے نیا کام کرنے والی۔ سراپایش: اس کا وجود، وہ پورے طور پر۔ وطن گیرد: جگہ/ ٹھکانا پکڑتی/ کرتی ہے۔ رم: دوڑنا۔

ترجمہ وتشریح:...... زندگی بہت تیز رفتار ہے، لیکن کبھی کبھی زمین پر گڑ کر (کیچڑ میں پھنس کر) کھڑی ہو جاتی ہے تا کہ چلنے پھرنے کا ذوق دگنا ہو جائے۔ اس کے سوز میں ساز سویا ہوا ہے اور جب وہ ''آج'' کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو گزشتہ کل اور آئندہ کل بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر لحظہ مشکلات بھی پیدا کرتی ہے تا کہ جدوجہد کا جذبہ ابھارے، ساتھ ہی آسانیاں بھی پیدا کر لیتی ہے، غرض وہ ہر وقت نئی نئی اور تازہ چیزیں پیدا کرنے میں مصروف ہے۔ اگرچہ زندگی خوشبو کی مانند ہر وقت تگ و تاز میں لگی رہتی ہے تاہم جب کسی سینے میں ٹھہر جاتی ہے تو سانس بن جاتی ہے۔

رشتہ ہائے خویش را بر خود تند | تکمہ گردد، گرہ برخود زند
درگرہ چوں دانہ دارد برگ و بر | چشم برخود وا کند گردد شجر
خلعتے از آب و گل پیدا کند | دست و پا و چشم و دل پیدا کند
اندر تن گزیند زندگی | انجمن ہا آفریند زندگی

معانی:...... رشتہ ہائے خویش: اپنے دھاگے۔ تند: تنتی ہے۔ تکمہ: ایک گھنڈی گرہ۔ برخود زند: اپنے اوپر گرہ لگا لیتی/ دیتی ہے۔ وا کند: کھولتی ہے۔ گردد شجر: درخت بن جاتی ہے۔ از آب وگل: مٹی کے خمیر سے۔ پیدا کند: وجود میں لاتی ہے۔ خلوت: تنہائی۔ گزیند: اختیار کرتی ہے۔ انجمن ہا: محفلیں، رونقیں۔ آفریند: پیدا کرتی ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... وہ اپنے ممکنات کے رشتوں کا جال اپنے آپ پر تنتی رہتی ہے۔ کبھی گرہ کھا کر گھنڈی بن جاتی ہے۔ جس طرح ایک بیج کے اندر درخت کے پتے اور پھول پوشیدہ ہوتے ہیں اسی طرح زندگی جب اپنے آپ پر نگاہ ڈالتی ہے تو درخت بن جاتی ہے۔ پھر مٹی اور پانی سے جسم کا خلعت تیار کرتی ہے۔ اس میں ہاتھ پاؤں، آنکھ اور دل وجود میں لاتی ہے۔ اس طرح جسم تیار ہو جاتا ہے تو اس کی خلوت میں زندگی جا بیٹھتی ہے۔ اس خلوت میں ہزاروں انجمنیں بروئے کار لاتی ہے۔

ہمچناں آئین میلاد امم | زندگی برمرکزے آید بہم
حلقہ را مرکز چوجاں در پیکر است | خط او در نقطہ او مضمر است
قوم را ربط و نظام از مرکزے | روز گارش را دوام از مرکزے
راز دار و راز ما بیت الحرم | سوز ما ہم ساز ما بیت الحرم

معانی:...... ہم چناں: اسی طرح۔ آئین میلاد امم: امتوں/ قوموں کے وجود میں آنے کا دستور۔ آید بہم: اکٹھی ہوتی۔ حلقہ: دائرہ۔ چو: جیسے۔ خط او: اس (دائرہ) کی لکیر۔ مضمر: پوشیدہ۔ ربط و نظام: باہمی ربط وضبط اور تنظیم۔ روزگارش: اس کا زمانہ، اس کی بقاء۔ دوام: ہمیشگی۔ راز دار: بھیدی، راز چھپانے والا۔ بیت الحرم: بیت الحرام، وہ جگہ جہاں بعض مباح/ جائز باتیں حرام ہیں یعنی کعبہ۔ ساز: مراد ربط وضبط، میل ملاپ۔

ترجمہ وتشریح:...... قوموں کے پیدا ہونے کا دستور بھی اسی طرح ہے۔ یعنی زندگی ایک مرکز پر جمع ہو جاتی ہے۔ مرکز کی حیثیت دائرے کے لئے وہی ہے، جو جسم کے لئے جان کی ہے، دائرے کا پورا خط، اس کے نقطے یعنی مرکز میں سمٹا ہوا ہوتا ہے۔ قوم کا ربط

ضبط بھی ایک مرکز ہی سے وابستہ ہے اور اس کے کاروبار میں دوام مرکز ہی کی بدولت پیدا ہوتا ہے۔ ہماری زندگی کے بھیدوں کا حامل اور خود بھید بیت الحرام یعنی کعبہ ہے۔ ہمارا سوز اور ساز، ہمارا رنج اور راحت، ہمارا دکھ اور سکھ اسی سے وابستہ ہے۔

چوں نفس در سینہ او پروریم ۔۔۔ جان شیرین است او ما پیکریم
تازہ رو بستان ما از شبنمش ۔۔۔ مزرع ما آب گیر از زمزمش
تاب دار از ذرہ ہایش آفتاب ۔۔۔ غوطہ زن اندر فضایش آفتاب
دعوی او را دلیل استیم ما ۔۔۔ از براہین خلیلؑ استیم ما

معانی:...... پروریم: ہم پرورش پاتے ہیں۔ ما پیکریم: ہم جسم ہیں۔ تازہ رو: تازگی کا حامل، شگفتہ۔ بستان: بوستان، چمن۔ مزرع: کھیتی۔ آبگیر: پانی حاصل کرنے والی۔ از زمزمش: اس کے زم زم سے۔ تاب دار: روشن، منور۔ استیم ما: ہم ہیں۔ براہین: برہان کی جمع، دلیلیں۔ خلیلؑ: حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔

ترجمہ وتشریح:...... ہم کعبے کو سینے میں سانس کی طرح محفوظ رکھتے ہیں۔ وہ ہماری جان شیریں ہے اور ہم اس کا جسم ہیں۔ گویا ہماری ہستی کعبے ہی پر موقوف ہے۔ ہمارا باغ اس لئے تر وتازہ اور شاداب ہے کہ کعبے کی شبنم سے اسے برابر فیض حاصل ہوتا ہے۔ ہمارا کھیت اسی کے زمزم سے پانی لیتا ہے، یعنی کھیت کی آبیاری اسی کے زمزم سے ہوتی ہے۔ اسی کے ذروں سے سورج کو آب وتاب حاصل ہوتی ہے۔ اسی کی فضا میں وہ غوطہ زن رہتا ہے۔ کعبے کے دعوے کے لئے دلیل کی ضرورت ہو تو ہم سراپا دلیل ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی برہانوں (دلیلوں) میں سے ہم بھی ایک برہان (دلیل) ہیں۔

در جہاں مارا بلند آوازہ کرد ۔۔۔ با حدوث ما قدم شیرازہ کرد
ملت بیضا ز طوفش ہم نفس ۔۔۔ ہمچو صبح آفتاب اندر قفس
از حساب او یکی بسیاریت ۔۔۔ پختہ از بند یکی خوددا ریت
تو ز پیوند حریمے زندہ ۔۔۔ تا طواف او کنی پایندہ

معانی:...... بلند آوازہ: بہت/اونچی شہرت والا۔ حدوث: پیدا ہوا، یہاں وجودوں کی کیفیت ہے جو فانی ہیں یعنی پیدا ہوتے ہیں اور مرجاتے ہیں۔ با حدوث ما: ہمارے نئے وجود میں آنے کے ساتھ۔ قدم: قدیم ہونا، پرانا پن، ہمیشگی۔ شیرازہ کرد: باہم ملا دیا۔ ملت بیضا: روشن ملت، ملت اسلامیہ/محمدیؐ۔ از طوفش: اس کے طواف سے، اس کے گرد چکر لگانے سے۔ ہم نفس: مل کر/اکٹھے سانس لینے والے، متحدہ متفق۔ یکی: ایک ہونا، وحدت۔ بسیاریت: تیری کثرت۔ بند: بندھن۔ خوددا ریت: تیری خودداری۔ پیوند حریمے: یعنی بیت الحرام/کعبہ سے وابستگی۔ زندہ ای: تو زندہ ہے۔ پایندہ ای: تو جاوداں ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... کعبے ہی نے ہماری شہرت دور دور پہنچادی اور ہمارے حدوث کا رشتہ قدم سے جوڑ دیا، یعنی ہم فانی ہیں، تاہم جب تک یہ دنیا باقی ہے، ہمارے لئے بقا کا انتظام کعبے ہی کی وجہ سے ہوا۔ اگرچہ ہماری ملت جگہ جگہ بکھری ہوئی ہے، لیکن کعبے کے گرد گھومنے اور طواف کرنے کے باعث ہم سب ایک ہیں، متحد ہیں، ہماری حیثیت اس صبح کی ہے، جس کے پنجرے میں سورج بند ہوتا ہے۔ اے مسلمان! تیری کثرت کعبے کی وجہ سے وحدت بنی ہوئی ہے اور اسی رشتہ وحدت کی بدولت تیری خودداری پختہ اور پائیدار ہے۔ تو کعبے سے وابستگی کے باعث زندہ ہے جب تک اس کا طواف کرتا رہے گا، قائم واستوار رہے گا۔

در جہاں جان امم جمعیت است ۔۔۔ در نگر سر حرم جمعیت است

عبرتے اے مسلم روشن ضمیر　　از مآل امت موسیٰ بگیر
داد چوں آں قوم مرکز راز دست　　رشتہ جمعیت ملت شکست

معانی :...... جان امم: قوموں کی روح۔ جمعیت: بہت سے لوگوں کا ایک جگہ اکٹھے ہونا۔ درنگر: دیکھ، غور سے دیکھ۔ مال: انجام۔ امت موسیٰ: حضرت موسیٰ کی قوم، یہودی۔ عبرتے بگیر: عبرت حاصل کر۔ داد ز دست: ہاتھ سے دے دیا، چھوڑ دیا۔ رشتہ جمعیت ملت: قوم کی جمعیت کا ربط وضبط۔ شکست: ٹوٹ گیا۔

ترجمہ وتشریح:...... اس دنیا میں جمعیت کو قوموں کی جان سمجھا جاتا ہے۔ جب تک جمعیت نہ ہو قومیں وجود میں نہیں آسکتیں۔ اے مسلمان! آنکھیں کھول کر دیکھ، کعبہ تیری جمعیت کا راز ہے، یعنی اسی پر تیری جمعیت موقوف ہے۔ اے مسلمان! تیرا ضمیر روشن ہے تو امت موسیٰ یعنی یہودیوں کے انجام سے عبرت حاصل کر۔ جب اس قوم نے مرکز کھو دیا، تو ساتھ ہی قوم کی جمعیت کا رشتہ بھی ٹوٹ گیا۔

آنکہ بالید اندر آغوش رسل　　جزو او دانندہ اسرار کل
دہر سیلی بر بنا گوشش کشید　　زندگی خواں گشت و از چشمش چکید
رفت نم از ریشہ ہائے تاک او　　بید مجنوں ہم نروید خاک او
از گل غربت زباں گم کردہ　　ہم نوا ہم آشیاں گم کردہ

معانی:...... بالید: بڑھی، پرورش پائی۔ رسل: رسول کی جمع، بہت سے رسول/ نبی۔ دانندہ: جاننے والا۔ اسرار کل: کل کے راز/ حقیقتیں، صوفیا کے نزدیک کل سے مراد خدا جو واحد اور معبود مطلق ہے۔ دہر: زمانہ۔ سیلی: تھپڑ، طمانچہ۔ بنا گوشش: اس کے کان کی لو، کنپٹی۔ کشید: مارا، رسید کیا۔ چکید: ٹپک پڑی۔ ریشہ ہائے تاک: اس کی انگور کی بیل کی جڑیں۔ بید مجنوں: ایک قسم کا درخت جس کی ٹہنیاں جھکی ہوئی اور افسردہ ہوتی ہیں۔ از گل غربت: اجنبیت/ مرکز سے دوری کے باعث۔ زباں گم کردہ: اسکی زبان گنگ ہو گئی۔ ہم: بھی۔ نوا: چہچہاہٹ۔

ترجمہ وتشریح:...... اس قوم یعنی قوم یہود نے انبیاء کی آغوش میں نشوونما پائی۔ اس میں ایسے لوگ بھی ہوئے جو تمام بھیدوں سے واقف تھے۔ لیکن جب مرکز اس کے ہاتھ سے نکلا، جمعیت کا رشتہ ٹوٹا تو زمانے نے اس کی کنپٹی پر ایک تھپڑ رسید کیا۔ اس کی زندگی خون ہو کر رہ گئی اور آنسو بن کر آنکھ سے ٹپک گئی (انبیاء کی آغوش میں نشوونما پانے کا معاملہ زیادہ تفصیل کا محتاج نہیں۔ مدت دراز تک حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ یہودیوں کے ہادی و رہنما رہے۔ پھر ہر دور اور ہر عہد میں قوم یہود کی ہدایت کے لئے نبی مبعوث ہوئے، جیسا کہ بائبل سے واضح ہوتا ہے)۔ وہ قوم انگور کی بیل تھی، اس کے رگ و ریشہ سے نمی زائل ہو گئی۔ اب یہ کیفیت ہے کہ اس کی خاک سے بید کا درخت بھی پیدا نہیں ہوتا۔ یعنی ایک دور وہ تھا کہ اس میں انگور جیسا قیمتی اور لذیذ پھل لگتا تھا، اب وہ درخت بھی نہیں اگتا جس میں کوئی پھل نہیں لگتا، گویا نمو کی صلاحیت ہی ختم ہو گئی۔ وہ قوم بے وطنی میں بکھر کر جگہ جگہ جا بیٹھی، اس کی زبان بھی ختم ہو گئی۔ اس میں قومی دم خم بھی باقی نہ رہا اور اس کا وطن بھی نابود ہو گیا۔ نوا سے بہ ظاہر مراد قومی خصائل اور آشیاں سے مراد وطن ہے)۔

شمع مرد و نوحہ خواں پروانہ اش　　مشت خاکم لرز داز افسانہ اش
اے ز تیغ جور گردوں خستہ تن　　اے اسیر التباس و وہم و ظن
پیرہن را جامہ احرام کن　　صبح پیدا از غبار شام کن
مثل آبا غرق اندر سجدہ شو　　آنچناں گم شو کہ یکسر سجدہ شو
مسلم پیشیں نیازے آفرید　　تا بہ ناز عالم آشوبے رسید

در رہ حق پا بہ نوک خار خست　　گلستاں در گوشہ دستار بست

معانی:...... شمع مرد: شمع بجھ گئی۔ نوحہ خواں: ماتم کرنے والا۔ مشت خاکم: مراد میرا جسم۔ لرزد: کانپتا ہے۔ جور گردوں: آسمان کا ظلم وستم۔ خستہ تن: زخمی جسم والا۔ التباس: شک وشبہ، دھوکا ہونا، ابہام۔ اسیر التباس: شک کا قیدی، شک کا شکار۔ ظن: گمان، شبہہ۔ پیرہن: لباس۔ جامہ احرام: وہ ان سلا لباس جو حج کے دنوں میں مقررہ مقام پر سلے ہوئے کپڑوں کی بجائے پہنا جاتا ہے۔ غرق شو: ڈوب جا، محو ہو جا۔ آنچناں: اس طرح، اس حد تک، یکسر: بکمل طور پر۔ مسلم پیشیں: پہلے/گذشتہ مسلمان۔ نیازے آفرید: عاجزی و بندگی کو جنم دیا/اختیار کی۔ ناز عالم آشوب: دنیا کو ہلا کے رکھ دینے والا یا انقلاب پیدا کر دینے والا۔ ناز خست: زخمی کر لیا۔

ترجمہ وتشریح:...... شمع بجھ گئی، پروانہ اس کا ماتم کر رہا ہے جب میں اس قوم کی سرگزشت پر غور کرتا ہوں تو بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ اے مسلمان! تیرا جسم آسمان کے ظلم کی تلوار سے زخمی ہو رہا ہے۔ تو شک وشبہ اور وہم وگمان کا قیدی بنا ہوا ہے (اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تو اپنے مرکز سے غافل ہو گیا) تو اپنے لباس کو جامہ احرام بنا لے اور شام کے غبار سے صبح پیدا کر لے یعنی کعبے کی مرکزیت بحال کر۔ اس کے بعد ہی تیری پریشانیوں اور مصیبتوں کی شام ختم ہوگی اور امید وآرزو کی صبح طلوع کرے گی۔ اپنے باپ دادا کی طرح سجدہ ریزی اور عبادت گزاری میں غرق ہو جا کہ تو خود سراپا سجدہ اور عبادت بن جائے۔ مراد یہ ہے کہ پورا دینی نظام اختیار کرے۔ وہی خدائی نظام ہے۔ دیکھ ابتدائی زمانے کے مسلمانوں نے عبودیت، بندگی اور فرمانبرداری کا ایسا نقشہ پیش کیا کہ وہ زمانے بھر کے لئے فخر وناز کا سامان بن گئے۔ انہیں وہ درجہ حاصل ہوا جس سے اونچا درجہ اس دنیا میں کسی کو نہ ملا۔ انہوں نے خدا کی راہ میں پاؤں کانٹوں سے زخمی کر لئے اور باغ کو دستار کے گوشے میں باندھ لیا (نشان امتیاز کے لئے ایک پھول دستار میں لگاتے ہیں، لیکن ابتدائی دور کے مسلمانوں نے جو کارنامے انجام دیئے وہ اس درجہ پر فخر تھے کہ پورا باغ ان کی دستار کے لئے سامان زینت وامتیاز بن گیا۔

در معنی ایں کہ جمعیت حقیقی از محکم گرفتن نصب العین ملیہ است ونصب العین مت احمد یہ حفظ ونشر توحید است

با تو آموزم زبان کائنات　　حرف و الفاظ است اعمال حیات

چوں زربط مدعاے بستہ شد　　زندگانی مطلع برجستہ شد

مدعا گردد اگر مہمیز ما　　ہمچو صرصر می رود شبدیز ما

مدعا راز بقاے زندگی　　جمع سیماب قواے زندگی

معانی:...... آموزم: میں سکھاتا ہوں۔ اعمال: عمل کی جمع کارروائیاں، کام۔ ربط مدعائے: کسی مقصد سے تعلق/لگاؤ۔ بستہ شد: بندھ گئی۔ مطلع برجستہ: بالکل بے ساختہ/برمحل مطلع (مطلع کسی غزل یا قصیدے کا پہلا شعر)۔ گردد: بن جائے۔ مہمیز: کانٹا، لوہے کی وہ میخ جو سواروں کی ایڑی میں لگی ہوتی ہے اور اس سے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہیں جس سے وہ تیز دوڑنے لگتا ہے۔ صرصر: آندھی۔ می رود: دوڑے گا۔ شبدیز: کالے (سیاہ) رنگ کا گھوڑا، خسرو پرویز (قدیم ایرانی بادشاہ) کے گھوڑے کا نام۔ سیماب قوائے زندگی: زندگی کی قوتوں کا پارہ۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مخاطب! میں تجھے کائنات کی زبان سکھاتا ہوں۔ وہ حروف والفاظ کی زبان نہیں، بلکہ زندگی کے اعمال کی زبان ہے۔ علامہ ہی کے بقول :

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی — یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

جب زندگی کسی مدعا سے وابستہ ہو جاتی ہے تو ایک پختہ، موزوں اور برمحل مطلع بن جاتی ہے۔ اگر مدعا ہماری ایڑ بن جائے تو ہمارا گھوڑا آندھی کی طرح دوڑنے لگے گا۔ مدعا زندگی کے حفظ و بقا کا بھید ہے۔ اسی کی برکت سے زندگی کی قوتوں کی بے قراردوری ہوتی ہے اور وہ ایک مرکز پر جمع ہو جاتی ہے۔

چوں حیات از مقصدے محرم شود — ضابط اسباب ایں عالم شود
خویشتن را تابع مقصد کند — بہر او چیند، گزیند، رد کند
ناخدا رایم روی از ساحل است — اختیار جادہ ہا از منزل است
بردل پروانہ داغ از ذوق سوز — طوف اوگرد چراغ از ذوق سوز

معانی:...... محرم شود: واقف/ ہو جاتی ہے۔ ضابط: محافظ۔ خویشتن را: خود کو۔ تابع مقصد: مقصد کے تحت۔ چیند: چنتی ہے۔ گزیند: پسند کرتی ہے۔ رد کند: رد کرتی ہے۔ ناخدا: ملاح۔ یم روی: سمندر میں چلنا (کشتی چلانا) اختیار جادہ ہا: راستوں کو اختیار کرنا۔ طوف: چکر لگانا۔

ترجمہ وتشریح:...... جب زندگی ایک مقصد سے آشنا ہو جاتی ہے تو اس دنیا میں اسے حاصل کرنے کے جتنے اسباب ہیں، انہیں نظم وضبط میں لے آتی ہے۔ اپنے آپ کو اس مقصد کے لئے وقف کر دیتی ہے۔ اس کے حصول میں جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے، اس سے کام لیتی ہے، جو معاون بن سکتی ہے، اسے چن لیتی ہے، جو مضر نظر آتی ہے، اسے ٹھکرا دیتی ہے۔ ملاح سمندر میں جہاز چلاتا ہے تو صرف اس مقصد سے کہ ساحل پر پہنچ جائے۔ مسافر راستے طے کرتے ہیں تو اس لئے کہ منزل پر فائز ہوں۔ پروانے کے دل پر ذوق سوز نے ایک داغ لگا رکھا ہے، اسی لئے وہ چراغ کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جل مرتا ہے۔

قیس اگر آوارہ در صحراستے — مدعایش محمل لیلاستے
تابود شہر آشنا لیلائے ما — برنمی خیزد بصحرا پائے ما
ہمچو جاں مقصود پنہاں درعمل — کیف وکم ازوے پذیرد ہر عمل
گردش خونے کہ دررگہائے ماست — تیز از سعی حصول مدعاست
ازتف او خویش از سوزد حیات — آتشے چوں لالہ اندوزد حیات

معانی:...... قیس: مجنوں (قیس عامری، لیلیٰ کا عاشق) درصحراستے: صحرا میں ہے۔ مدعایش: اس کا مقصد۔ تا: جب تک۔ شہر آشنا: مراد شہر میں رہنے والی۔ برنمی خیزد: نہیں اٹھیں گے۔ کیف وکم: کیسا/ کیا اور کتنا، مراد وجود، یہ مادی عالم۔ پذیرد: قبول کرتا ہے۔ سعی حصول مدعا: مدعا/ مقصد حاصل کرنے کے لئے کی گئی کوشش۔ تف: گرمی۔ سوزد: جلاتی ہے۔ اندوزد: حاصل کرتی ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... قیس صحرا میں اس لئے آوارہ وسرگرداں پھر رہا ہے کہ اسے لیلیٰ کے محمل کی تلاش ہے۔ اگر ہماری لیلیٰ شہر میں رہنے لگے اور صحرا کی طرف نہ جائے تو ہمارے پاؤں کبھی صحرا کی طرف نہ اٹھیں۔ غرض کوئی بھی عمل پیش نظر لاؤ اور غور کرو، صاف معلوم ہو جائے گا کسی نہ کسی مقصد کو اس کے تعلق میں جان کی حیثیت حاصل ہے۔ عمل کی سرگرمی و وسعت کا فیصلہ مقصد ہی کی بنا پر ہوتا ہے۔ ہماری رگوں میں خون کی جو گردش ہے، وہ حصول مدعا کے لئے سرگرمی ہی کی بناء پر تیز ہوتی ہے۔ مدعا کی حرارت سے زندگی اپنے آپ کو

جلادیتی ہے اور لالے کی طرح آگ فراہم کر لیتی ہے۔ اپنے آپ کو جلا دینے سے حقیقتاً جلا دینا مقصود نہیں بلکہ اس اسلوب بیان سے سعی و کوشش کی انتہائی سرگرمی کا تصور پیدا کرنا منظور ہے۔

مدعا مضراب ساز ہمت است	مرکزے کو جاذب ہر قوت است
دست و پائے قوم راجنبا نداد	یک نظر صد چشم راگرد انداو
شاہد مقصود را دیوانہ شو	طائف ایں شمع چوں پروانہ شو
خوش نوائے نغمہ ساز قم زد است	زخمہ معنی برابریشم زد است
تاکشد خاراز کف پارہ سپر	می شود پوشیدہ محمل از نظر
گربقدریک نفس غافل شدی	دور صد فرسنگ از منزل شدی

معانی:...... کو: کہ او، کہ وہ۔ جاذب ہر قوت: ہر قوت کو جذب کر لینے والا۔ جنبانداو: وہ ہلاتا ہے، حرکت میں لاتا ہے۔ گرداند او: وہ گھماتا ہے۔ شاہد: محبوب، معشوق۔ طائف: چکر لگانے والا۔ خوش نوائے: ایک اچھا نغمہ/شعر۔ نغمہ سازِ قم: قم کا نغمہ ساز (نغمہ بنانے والا) مراد شاعر، اشارہ ہے ملک قمی کی طرف جو ایران کے شہر قم میں پیدا ہوا۔ کاشان اور قزوین میں رہا اور آخر ۹۸۷ھ/۱۵۷۹ء میں قزوین سے دکن (برصغیر) پہنچا۔ یہاں احمد نگر میں مرتضیٰ نظام شاہ اور بعد ازاں برہان شاہ نے اسے انعام و اکرام سے نوازا۔ پھر والی بیجاپور ابراہیم عادل شاہ کے دربار سے وابستہ ہو گیا۔ ۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء میں فوت ہوا۔ علامہ نے اپنے آئندہ دو شعروں میں اس کے مشہور شعر کا گویا ترجمہ و تشریح کر دیا ہے۔ زخمہ معنی: حقیقت کی مضراب۔ تا کشد: جب تک نکلے۔ کف پا: پاؤں کا تلوار۔ رہ سپر: راستہ طے کرنے والا، چلنے والا۔ بقدر یک نفس: ایک لمحے کے لئے بھی۔ صد فرسنگ: سینکڑوں کوس۔ فرسنگ: تین میل کا فاصلہ۔

ترجمہ وتشریح:...... مدعا ساز ہمت کے لئے مضراب ہے۔ یہی مرکز ہے جو ہر قوت عمل کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے یعنی حصول مدعا کے لئے انسان کی تمام کوششیں ایک مرکز پر جمع ہو جاتی ہیں۔ مقصد ہی قوم کے ہاتھ پاؤں میں حرکت پیدا کرتا ہے اور بہ یک وقت سیکڑوں آنکھیں اسی کے اشارے پر گردش کرنے لگتی ہیں۔ اے مخاطب! تو بھی اپنے مقصد کے محبوب کے لئے دیوانگی اختیار کر اور مقصد کو شمع بنا کر پروانے کی طرح اس کا طواف شروع کر دے۔ قم کے نغمہ ساز یعنی مشہور شاعر ملک قمی نے ایک نہایت اچھا ترانہ سنایا ہے، گویا حقیقت کا نغمہ تار پر لگایا ہے۔ جب تک مسافر اپنے تلوے سے کانٹا نکالے محمل نظروں سے پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ اگر تو ایک دم کے لئے بھی غافل ہو گا تو منزل سے سینکڑوں فرسنگ دور ہو جائے گا۔ ان شعروں میں ملک قمی کے مندرجہ ذیل شعر کا مضمون باندھا گیا ہے: ؎

رفتم کہ خارا از پا کشم محمل نہاں شد از نظر	یک لحظہ غافل گشتم وصد سالہ راہم دور شد

میں اپنے پاؤں سے کانٹا نکالنے لگا، قافلہ چلا جا رہا تھا، یہاں تک کہ نگاہوں سے چھپ گیا۔ یعنی بہت دور نکل گیا۔ گویا ایک لمحے کے لئے غفلت ہوئی اور میں اتنی دور پیچھے رہ گیا کہ سینکڑوں سال راستہ طے کرنے میں لگیں گے۔

ایں کہن پیکر کہ عالم نام اوست	ز امتزاج امہات اندام اوست
صد نیستاں کاشت تا یک نالہ رست	صد چمن خوں کرد تا یک لالہ رست
نقشہا آورد وافگند و شکست	تابہ لوح زندگی نقش توبست
نالہ ہا درکشت جاں کاریدہ است	تا نوائے یک اذان بالیدہ است

معانی:...... کہن پیکر: پرانا وجود۔ امہات: ام کی جمع مائیں، یہاں مراد عناصر ہیں۔ ز امتزاج امہات: مراد عناصر کی آمیزش/

اختلاط سے (عناصر: آب و آتش، خاک و باد، عناصر چہارگانہ)۔ اندام: جسم۔ نیستاں: نے ستاں، سرکنڈوں/ بانسوں کا جنگل۔ کاشت: بوئے۔ رست: اگا، پھوٹا۔ خوں کرد: مٹا ڈالے۔ نقشہا آورد: مراد اس نے کئی نقش (تصویریں) بنائے۔ افگند: زمیں پر دے مارے۔ شکست: توڑ ڈالے۔ لوح زندگی: زندگی کی تختی۔ نقش تو بست: تیری تصویر بنائی۔ کشت: کھیتی۔ کاریدہ است: اس نے اگائے/ بوئے ہیں۔ بالیدہ است: ابھری ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... یہ پرانا پیکر، جس کا نام دنیا ہے، عناصر کے ربط وضبط سے بنا ہے اور اس میں ابتداء ہی سے ارتقاء کا عمل جاری ہے۔ اس نے سینکڑوں نیستاں بوئے اور ان میں سے ایک نالہ پیدا کیا۔ سینکڑوں باغوں کا خون کر کے ایک لالہ اگایا۔ نقشوں کے خاکے تیار ہوئے اور بٹھائے گئے، پھر انہیں مٹا دیا گیا۔ اے مسلمان! بناؤ بگاڑ کا یہ سلسلہ اس لئے جاری رہا کہ زندگی کی تختی پر تیرا نقش بٹھایا جاسکے۔ جانوں کے کھیت میں آہ وفغاں کی کاشت جاری رہی، یہاں تک کہ ایک اذان کی صدا نے فروغ پایا۔

مدتے پیکار با احرار داشت	باخدا وندان باطل کار داشت
تخم ایماں آخر اندر گل نشاند	باز بانت کلمہ توحید خواند
نقطہ ادوار عالم لا الہ	انتہائے کار عالم لا الہ
چرخ راز زور او گردندگی	مہر را پایندگی رخشندگی

معانی:...... پیکار: جنگ، لڑائی۔ احرار: حر کی جمع، آزاد لوگ۔ خداوندان باطل: جھوٹے آقا یا معبود، مراد بت۔ کار داشت: سروکار رکھا۔ اندر گل نشاند: مٹی میں بویا۔ باز بانت: تیری (مسلم کی) زبان سے۔ خواند: پڑھا۔ نقطہ: مرکز۔ ادوار: دور کی جمع، گردشیں، زمانے، چکر۔ گردندگی: گردش۔ پایندگی: ثبات، ہمیشگی، استحکام۔ رخشندگی: چمک، روشنی۔

ترجمہ وتشریح:...... یہ دنیا مدت تک احرار سے لڑتی ہی، اسے چھوٹے معبودوں سے محبت تھی، آخر ایمان کا بیج مٹی میں بویا گیا، وہ اگا، بڑھا، پھولا پھلا اور اے مسلمان! تیری زبان سے اس دنیا نے توحید کا کلمہ پڑا۔ تو لا الہ یعنی کلمہ توحید کی حقیقت جانتا ہے جہان کے ہر دور وگردش کا مرکزی نقطہ لا الہ ہے اور اس جہان کے کام کی انتہاء بھی لا الہ ہی ہے۔ آسمان اسی کے زور سے گھوم رہا ہے۔ سورج کو اسی کی بدولت استواری اور آب وتاب حاصل ہے۔

بحر گوہر آفرید از تاب او	موج در دریا تپید از تاب او
خاک از موج نسیمش گل شود	مشت پر از سوز او بلبل شود
شعلہ در رگہائے تاک از سوز او	خاک مینا تابناک از سوز او
نغمہ ہائش خفتہ در ساز وجود	جویدت اے زخمہ و رساز وجود

معانی:...... آفرید: پیدا کیا۔ تاب: طاقت۔ تپید: تڑپی، لہرائی، اٹھی۔ مشت پر: پروں کی مٹھی۔ خفتہ: سوئے ہوئے۔ جویدت: تجھے تلاش کرتا ہے۔ زخمہ ور: مضراب والا۔

ترجمہ وتشریح:...... سمندر نے لا الہ ہی کی چمک دمک سے موتی پیدا کیے اور دریا کے اندر موج کو اسی نے تڑپ سے بہرہ یاب کیا۔ مٹی لا الہ کی باد نسیم سے پھول بن جاتی ہے اور مٹھی بھر پر اس کے سوز سے بلبل کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ انگور کی رگوں میں اسی کے سوز کی بدولت آگ گردش کر رہی ہے۔ صراحی کی مٹی میں بھی اسی کے سوز کی بدولت چمک دمک ہے۔ عالم ہستی کے ساز میں لا الہ کے نغمے سوئے پڑے ہیں۔ اے زخمے والے ہاتھ! آج عالم ہستی کا ساز تیری تلاش میں ہے تا کہ تو زخمہ لگائے اور سوئے ہوئے نغمے جاگ اٹھیں۔

صد نواداری چو خوں درتن رواں — خیز و مضرابے بہ تار او رساں
زانکہ در تکبیر راز بود تست — حفظ و نشر لا الہ مقصود تست
تانہ خیز دبانگ حق از عالمے — گر مسلمانی نیاسائی دمے

معانی: ...... صدنواداری: مراد تجھ میں سینکڑوں سر موجود ہیں۔ خیز: اٹھ۔ رازبودتست: تیری ہستی کا راز۔ نشر: اشاعت، پھیلانا۔ تا: جب تک۔ بانگ حق: حق کی آواز۔ نیاسائی دمے: ایک لحہ/ پل بھی آرام سے نہ بیٹھ۔

ترجمہ وتشریح: ...... تیرے پاس سینکڑوں نغمے ہیں جوخون کی طرح تیرے بدن میں دوڑ رہے ہیں۔ اٹھ اوراس کے تار کو مضراب سے چھیڑ دیے کیونکہ تکبیر ہی میں تیری ہستی کا راز چھپا ہوا ہے اور جان لے کہ تیرا اصل مقصد توحید کی حفاظت واشاعت ہے۔ اگر تو مسلمان ہے تو تجھے اس وقت تک ایک دم کے لئے بھی آرام سے نہیں بیٹھنا چاہئے جب تک زمانہ بھر سے حق کی آواز نہ اٹھنے لگے۔

می ندانی آیہ ام الکتاب — امت عادل ترا آمد خطاب
آب و تاب چہرہ ایام تو — درجہاں شاہد علی الاقوام تو
نکتہ سنجاں راصلائے عام دہ — از علوم امیے پیغام دہ
امیے پاک از ہویٰ گفتار او — شرح رمز ما غویٰ گفتار او
تابدست آورد نبض کائنات — وا نمود اسرار تقویم حیات
از قبائے لالہ ہائے ایں چمن — پاک شست آلود گیہائے کہن

معانی: ...... می ندانی: تو نہیں جانتا، کیا تجھے علم نہیں؟ ام الکتاب: قرآن مجید۔ امت عادل: عدل وانصاف کرنے والی قوم، سورہ بقرہ، آیہ ۱۴۳ کی طرف اشارہ ہے "اوراس طرح ہم نے تمہیں ایک عادل امت بنادیا ہے تا کہ تم گواہ رہو۔ لوگوں پر اور رسول پر گواہ رہیں تم پر"۔ آب وتاب: چمک دمک۔ ایام: مراد زمانہ۔ شاہد علی الاقوام: قوموں پر گواہ۔ نکتہ سنجاں: نکتہ سنج کی جمع، باریک بین، نکتہ دان، دانا بینا لوگ۔ صلائے عام: عام دعوت۔ امیے: ایک امی، مراد حضور اکرم جو نا خواندہ تھے، حضورؐ کا لقب۔ ھویٰ: خواہش، چاؤ۔ ماغویٰ: سورۃ النجم آیت ۲ کی طرف اشارہ ہے۔ "تمہارے صاحب، یعنی حضور اکرمؐ نہ گمراہ ہیں اور نہ کج رو ہیں"۔ وانمود: ظاہر کردیے۔ تقویم حیات: زندگی کی جنتری، مراد زندگی۔ پاک شست: پوری طرح/ صاف دھوڈالیں۔ آلودگی ہائے کہن: پرانی آلودگیاں/ غلاظتیں۔

ترجمہ وتشریح: ...... اے ملت اسلامیہ! کیا قرآن مجید کی وہ آیت تجھے معلوم نہیں جس میں مجھے امت عادل کا خطاب ملا۔ زمانے کے چہرے کی رونق اور تازگی تیرے ہی دم سے ہے تو اس دنیا میں تمام قوموں کے لئے گواہی دینے والی ہے۔ اس میں اشارہ قرآن مجید کی اس آیت کی طرف ہے: وکذلک جعلنکم امتہ وسطا لتکونوا شھدا علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا (البقرہ) اور ہم نے تمہیں نیک ترین اور عادل ترین امت ہونے کا درجہ عطا فرمایا تا کہ تمام انسانوں کے لئے گواہی دینے والے ہو اور تمہارے لئے اللہ کا رسول گواہی دینے والا ہے۔ جو نکتہ شناس ہیں، انہیں دعوت عام دے اور امتی نبیؐ کے علوم سے آگاہ کر۔ وہ امی، جس کی گفتگو قرآنی ارشاد کے مطابق نفس کی خاہش سے پاک تھی اور جو کچھ اس کی زبان مقدس پر جاری ہوتا تھا، وحی کے ذریعے سے پہنچا ہوا آسمانی پیغام تھا۔ وہ امیؐ جس کے ارشادات ماغویٰ کی شرح تھے یعنی ان میں بے راہی کی کوئی بات نہ تھی۔ اس امی نبیؐ نے کائنات کی نبض اپنے دست مبارک میں لی تو زندگی کی پختگی کے تمام بھید کھول کر رکھ لئے۔ اس چمن میں لالوں کی قبا پر جتنی آلودگیاں پرانے زمانے سے چھائی ہوئی تھیں، ان سب کو دھو کر صاف کر دیا۔

در جہاں وابستہ دینش حیات — نیست ممکن جز بآئینش حیات
اے کہ می داری کتابش در بغل — تیز تر نہ پا بہ میدان عمل
فکر انساں بت پرستے بتگرے — ہر زماں در جستجوے پیکرے
باز طرح آزری انداخت است — تازہ تر پروردگارے ساخت است
کاید از خوں ریختن اندر طرب — نام او رنگ است وہم ملک و نسب

معانی:...... وابستہ دینش: حضورؐ کے دین سے وابستگی۔ کتابش: اس (حضورؐ) کی کتاب یعنی قرآن کریم۔ تیز تر نہ پا: پاؤں تیز تیز اٹھا۔ پیکرے: ایک وجود/ بت۔ طرح آزری: بت پرستی و بت تراشی کی بنیاد (آذر بمعنی آگ ہے) حضرت ابراہیمؑ کے والد جو بہت بڑے بت پرست اور بت تراش تھے اسی حوالے سے آزری کہا گیا ہے۔ انداخت است: ڈالی ہے۔ تازہ تر پروردگارے: ایک بالکل نیا بت/ معبود۔ ساخت است: بنایا ہے۔ کاید: کہ آید، کہ وہ آتا ہے۔ خون ریختن: خون گرانا، دوسروں کو قتل کرنا۔ طرب: خوشی و مسرت۔ نسب: خاندان کا سلسلہ، نسل، قبیلہ۔

ترجمہ وتشریح:...... اس دنیا میں زندگی اسی امی نبیؐ کے دین سے وابستہ ہے (اور یاد رکھو کہ) اس کی شریعت اور اس کے مقرر کئے ہوئے قاعدوں کے بغیر جینا ممکن ہی نہیں۔ اے ملت! اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن مجید تیرے بغل میں یعنی پاس ہے۔ اس کے نور سے فائدہ اٹھا اور عمل کے میدان میں چلنا شروع کر دے۔ انسان کا شیوہ ابتداء سے یہ رہا ہے کہ بت بنائے اور انہیں پوجے وہ ہر گھڑی کسی نئے بت کی تلاش میں رہتا ہے۔ اب اس نے پھر آواز کا طریقہ اختیار کر لیا ہے اور نئے بت بنا کر کھڑے کر دیئے ہیں۔ وہ بت خون بہا کر خوشی سے ناچتے ہیں۔ ان کے نام ہیں "رنگ"، "ملک" اور "نسل"۔ ملک کا بت یورپ نے پیدا کیا۔ رنگ کا بت بھی یورپ ہی سے آیا (ان بتوں نے عالم انسانیت کو چھوٹے بڑے ٹکڑوں میں بانٹ دیا اور جگہ جگہ ایک دوسرے سے دشمنی کی آگ بھڑکا دی)۔

آدمیت کشتہ شد چوں گوسفند — پیش پائے ایں بت نا ارجمند
اے کہ خوردستی زمینائے خلیلؑ — گرمی خونت زصہبائے خلیلؑ
برسر ایں باطلت حق پیرہن — تیغ لا موجود الا ہو بزن
جلوہ در تاریکی ایام کن — آنچہ برتو کامل آمد عام کن
لرزم از شرم تو چوں روز شمار — پرسدت آں آبروئے روزگار
حرف حق از حضرت ما بردہ — پس چرا با دیگراں نسپردہ

معانی:...... آدمیت کشتہ شد: مراد انسانیت بھینٹ چڑھا دی گئی۔ بت نا ارجمند: بے وقعت بت۔ خوردستی: تو نے پی ہے۔ صہبائے خلیلؑ: حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی شراب، مراد ملت اسلامیہ جس کی بنیاد حضرت ابراہیم نے رکھی۔ باطل حق پیرہن: ایسا باطل جس نے حق کا لباس پہن رکھا ہے، خود کو حق ظاہر کرنے والا جھوٹ "لا موجود الا ھو": اس/ اللہ کے سوا اور کوئی موجود نہیں، صرف اللہ ہی کی ذات کو بقا ہے باقی سب کچھ فانی ہے۔ بزن: مار، چلا۔ تاریکی ایام: زمانے کی تاریکی۔ کامل آمد: مکمل ہوا/ ہوئی۔ لرزم: میں کانپتا/ ڈرتا ہوں۔ روز شمار: روز حساب/ قیامت۔ پرسدت: تجھ سے پوچھے۔ آبروے روزگار: زمانے کی آبرو، حضور اکرمؐ۔ حضرت: بارگاہ، دربار۔ بردہ ای: تو لے گیا ہے۔ نسپردہ ای: کیوں حوالے نہیں کیا۔

ترجمہ وتشریح:...... اقبال نے کیا خوب فرمایا کہ دیکھو، ان نامراد بتوں کے پاؤں میں انسانیت بھیڑ بکری کی طرح بیدردی

سے ذبح کر ڈالی گئی۔اے ملت اسلامیہ! تو نے ابراہیم علیہ السلام کی صراحی سے شراب پی ہے۔ تیرے خون میں اسی شراب کی حرارت دوڑ رہی ہے۔ اٹھ اور اس باطل کا سر، جس نے حق کا لباس پہن رکھا ہے، لا موجود الا ہو کی تلوار چلا کر قلم کر دے۔ اس دنیا کے طول و عرض میں اندھیرا چھا گیا ہے۔ اٹھ اور اجالے کا سرو سامان کر دے۔ جو دین تجھ پر کامل ہوا اسے چپے چپے میں پھیلا دے۔ یعنی عام کر دے۔
دوسرے مصرع میں سورہ مائدہ کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے:
الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً۔ آج کے دن تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے پسند کر لیا کہ دین اسلام ہو۔ میں تو شرم کے مارے کانپ اٹھتا ہوں جب سوچتا ہوں کہ قیامت کے دن وہ پاک ذات جو اس کائنات کی آبرو تھی۔ اے ملت! تجھ سے پوچھے گی کہ تجھے ہماری پیش گاہ سے ایک پیغام دیا گیا تھا تو نے اسے دوسروں تک کیوں نہ پہنچایا؟

در معنی ایں کہ توسیع حیات ملیہ از تسخیر قوائے نظام عالم است

اے کہ با نا دیدہ پیماں بستہ ہمچو سیل از قید ساحل رستہ
چوں نہال از خاک ایں گلزار خیز دل بغائب بند و با حاضر ستیز
ہستی حاضر کند تفسیر غیب می شود دیباچہ تسخیر غیب
ماسوار از بہر تسخیر است و بس سینہ او عرضہ تیر است و بس
از کن حق ماسوا شد آشکار تاشود پیکان تو سنداں گزار
رشتہ باید گرہ اندر گرہ تاشود لطف کشودن را فرہ

معانی:...... نادیدہ: ان دیکھا۔ پیماں بستہ ای: تو نے عہد (پیمان) باندھ لیا ہے۔ رستہ ای: تو آزاد ہو گیا ہے۔ خیز: اٹھ۔ دل بغایب بند: خالق کائنات/خدا سے دل لگا۔ ستیز: لڑ، الجھ، جنگ۔ ہستی حاضر: کائنات کا وجود۔ دیباچہ: ابتداء، شروع تمہید، آغاز۔ ماسوا: اللہ کے سوا جو کچھ ہے۔ عرضہ: ڈھال پر۔ عرضہ تیر: تیر کا نشانہ۔ کن حق: ارشاد خداوندی کی طرف اشارہ ہے۔ ''جب میں نے دنیا کو پیدا کرنا چاہا تو میں نے ''کن'' (یعنی ہو جا) کہا اور ''فیکون'' (بس وہ ہو گئی)۔ سندان: اہرن۔ سنداں گذار: اہرن میں سے گزر جانے والا۔ گرہ اندر گرہ: مراد بہت سے الجھاؤ/گرہیں۔ کشودن: کھولنا، سلجھانا۔ فرہ: باعث، غلبہ، زیادتی۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مسلمان! تو نے ان دیکھی ذات سے بندگی کا عہد باندھ رکھا ہے، یعنی تو غیب پر ایمان لا چکا ہے اور تیری حیثیت وہی ہے جو سیل کی ہوتی ہے اور وہ کناروں کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ تو درخت کی طرح باغ کی مٹی سے نکل کر سربلند ہو، دل ذات غائب سے پیوستہ رکھ اور جو حاضر و موجود ہے، اس سے جنگ شروع کر دے (غائب سے اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف اور حاضر سے کائنات کی طرف ہے۔ کائنات سے لڑنے کا مقصد یہ ہے کہ اسے زیر نگیں کیا جائے)۔ حاضر کی ہستی غیب کی تفسیر ہے اور اسے مسخر کر لینے کے بعد غیب کی تسخیر کا دروازہ بھی کھل جاتا ہے اور حاضر کی تسخیر غیب کی تسخیر کا دیباچہ ہے۔ خدا کے سوا جو موجودات ہے، وہ اسی لئے ہے کہ اسے تسخیر کیا جائے اور اس کا سینہ تیروں کا نشانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کن کہا اور یہ دنیا پیدا ہو گئی۔ اسی لئے پیدا ہوئی کہ تیرا پیکان اہرن کو توڑتا ہوا نکل جائے، یعنی ماسوا اہرن ہے اور انسان کا پیکان اس لئے ہے کہ ماسوا کو تسخیر کیا جائے۔ رشتہ ایسا چاہئے جس میں گرہوں پر گرہیں پڑی ہوئی ہوں تاکہ اسے کھولنے میں زیادہ لطف آئے۔

غنچہ از خود چمن تعبیر کن　　شبنمی ؟ خورشید را تسخیر کن
از تو می آید اگر کار شگرف　　از دمے گرمے گداز ایں شیر برف
ہر کہ محسوسات را تسخیر کرد　　عالمے از ذرہ تعمیر کرد
آنکہ تیرش قدسیاں راسینہ خست　　اول آدم راسر فتراک بست
عقدہ محسوس را اول کشود　　ہمت از تسخیر موجود آزمود
کوہ و صحرا دشت و دریا بحر و بر　　تختہ تعلیم ارباب نظر

معانی:...... غنچہ ای؟ کیا تو کلی ہے؟ تعبیر کن: عبارت کر یعنی سمجھ، خیال کر۔ شبنمی: کیا تو شبنم ہے (اگر تو شبنم ہے) کار شگرف: انوکھا/عجیب کام، زیبا، خوب۔ گداز: پگھلا۔ دمے گرمے: ایک گرم سانس۔ شیر برف: برف کے شیر، سرد ممالک کے بچے پہاڑ پر پڑی ہوئی برف سے راستے میں شیر بنا دیتے ہیں جسے دیکھ کر گھوڑے اور دوسرے جانور خوفزدہ ہو کر بھاگ اٹھتے ہیں۔ محسوسات: محسوس کی جمع، مراد کائنات، دنیا۔ قدسیاں: قدسی کی جمع، فرشتے۔ سینہ خست: سینہ زخمی کر دیا۔ سرفتراک بست: فتراک میں سب سے اوپر باندھا۔ عقدۂ محسوس: کائنات کی گتھی۔ کشود: کھولی، سلجھائی۔ موجود: مراد کائنات۔ آزمود: آزمایا۔

ترجمہ وتشریح:...... تو غنچہ ہے؟ اپنے آپ کو باغ سمجھ، تو شبنم ہے؟ سورج کو قبضے میں لا۔ اگر تو یہ زیبا کام انجام دے سکے تو تیرا گرم سانس برف کے شیر کو پگھلا سکتا ہے۔ جس نے محسوسات کو تسخیر کر لیا، وہ ایک ذرے سے دنیا تعمیر کر سکتا ہے۔ وہ جس کے تیر سے قدسیوں کا سینہ زخمی ہو گیا، اس نے سب سے پہلے آدمؑ کو فتراک میں باندھا۔ اس نے محسوس کی گتھی سب سے پہلے سلجھائی، پھر موجود کی تسخیر میں حوصلہ و ہمت کی آزمائش کی۔

اے کہ از تاثیر افیوں خفتہ　　عالم اسباب را دوں گفتہ
خیز و واکن دیدہ مخمور را　　دوں مخواں ایں عالم مجبور را
غایتش توسیع ذات مسلم است　　امتحان ممکنات مسلم است

معانی:...... تختہ تعلیم: تختہ تحریر۔ ارباب: جمع رب، مالک، صاحب۔ ارباب نظر: صاحبان بصیرت۔ خفتہ ای: تو سویا ہوا ہے۔ دوں: گھٹیا، حقیر۔ گفتہ ای: تو نے کہا ہے/تو کہتا ہے۔ خیز: اٹھ۔ واکن: کھول۔ دیدہ مخمور: نشے دار/شرابی آنکھیں۔ مخواں: مت کہہ۔ عالم مجبور: یہ کائنات (مسئلہ جبر و اختیار کی وجہ سے مجبور کہا)۔ غایتش: اس (عالم کی تخلیق) کا مقصد۔ ممکنات: ممکن کی جمع، جو باتیں ہو سکیں۔

ترجمہ وتشریح:...... یہ پہاڑ، صحرا، دشت، دریا، تری، خشکی کیا ہیں؟ صاحب نظروں کے لئے تعلیم کی تختیاں ہیں۔ اے مسلمان! تو افیوں کے اثر سے سو گیا ہے۔ اس دنیا کو، جو عالم اسباب ہے، ہیچ کہتا ہے۔ اٹھ اور خمار آلود آنکھیں کھول، اس عالم مجبور کو ہیچ نہ کہہ۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان کی ذات توسیع پائے اور اس کے ممکنات کی آزمائش کی جا سکے یعنی دیکھا جا سکے کہ اس میں کتنی قوت، کتنی صلاحیت ہے۔

می زند شمشیر دوراں برتنت　　تا بہ بینی ہست خوں اندر تنت
سینہ را از سنگ زورے ریش کن　　امتحان استخوان خویش کن
حق جہاں را قسمت نیکاں شمرد　　جلوہ اش با دیدہ مومن سپرد
کارواں را رہگزار است ایں جہاں　　نقد مومن را عیار است ایں جہاں
گیر اور اتا نہ او گیرد ترا　　ہمچو مے اندر سبو گیرد ترا

معانی:...... دوراں: زمانہ۔ برتنت: تیرے جسم پر۔ سنگ زورے: ورزش کرنے کا پتھر، ایران کے پہلوان ایک پتھر لے کر ورزش کی غرض سے گھمایا کرتے تھے۔ اسے سنگ زور کہتے تھے۔ ریش کن: زخمی کر۔ استخوان: ہڈیاں۔ شمرد: مراد قرار دیا ہے۔ جلوہ اش: اس کی تجلی/ نظارہ۔ نقد: نقدی، سکہ۔ عیار: کسوٹی، پرکھ۔ گیر: پکڑ، قابو پالے۔

ترجمہ وتشریح:...... زمانہ تیرے بدن پر بار بار تلواری مار رہا ہے تاکہ تو دیکھ سکے، تیرے بدن میں خون ہے یا نہیں۔ سینے کو ورزش کے پتھر سے زخمی کر لے اور اپنی ہڈیوں کی آزمائش کر۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی ہے کہ دنیا نیکوں کا حصہ ہے، اس کا جلوہ مومن کی آنکھ کے حوالے کیا گیا۔ یہاں اس آیت کی طرف اشارہ ہے: ان الارض یرثھا عبادی الصالحون...... بیشک یہ زمین میرے نیک بندوں کی وراثت ہے۔ یہ دنیا قافلے کے گزرنے کا راستہ ہے لیکن مومن کے پاس جو کچھ ہے، اس کی جانچ پرکھ کے لئے یہ کسوٹی ہے۔ اسے قابو میں لاتا کہ یہ تجھے قابو میں نہ لے آئے۔ اگر اسے موقع مل گیا تو یہ تجھے شراب کی طرح مٹکے میں ڈال کر رکھے گی۔

دلدل اندیشہ ات طوطی پرست — آنکہ گامش آسماں پہناور است
احتیاج زندگی میر اندش — برزمیں گردوں سپر گرد اندش
تاز تسخیر قوائے ایں نظام — ذوفنو نیہائے تو گردد تمام
نائب حق در جہاں آدم شود — بر عناصر حکم او محکم شود
تنگی ات پہنا پذیرد در جہاں — کار تو اندام گیرد در جہاں

معانی:...... دلدل: خارپشت (حضرت علیؓ کے گھوڑے کا نام، یہ گھوڑا مقوقس حاکم مصر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور نذر بھیجا تھا۔ اندیشہ ات: تیری فکر/سوچ۔ طوطی پرست: طوطے کے سے پروں والا۔ گامش: اس/جس کا قدم۔ پہناور: فراخ، چوڑا۔ آسماں پہناور: آسمان کی سی وسعت والا۔ می راندش: اس کو ہانکتی ہے۔ گردوں سپر: آسمان کو طے کرنے والا۔ گرداندش: اسے بنا دیتی ہے۔ ذوفنونی ہائے تو: تیری ہرفن مولائیاں۔ اندام گرفتن کار: کام آراستہ ہونا۔ گردد تمام: تکمیل کو پہنچے۔ تنگی ات: تیرا محدود ہونا، پہنا پذیرد: وسعت پائے۔ اندام گیرد: آراستہ ہو۔ احتیاج: ضرورت۔

ترجمہ وتشریح:...... تیری فکر کے گھوڑے کو طوطی کے پر لگے ہوئے ہیں اور اس کا قدم آسمان کی وسعت کے برابر ہے۔ اسے زندگی کی ضرورتیں چلا رہی ہیں۔ اگرچہ خود زمین سے وابستہ ہے لیکن آسمان کی پیائش کر رہا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ نظام کائنات کی قوتوں کو تسخیر کر لے اور تیری ہنرمندیوں کے جوہر درجہ کمال پر آشکار ہو جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آدمی کو دنیا میں خدا کی نیابت مل جائے گی اور عناصر پر اس کی حکمرانی کا سلسلہ مستحکم ہو جائے گا۔ اے مخاطب! تیری تنگی اس دنیا میں پھیلاؤ اختیار کرتا کہ تیرا کام آراستہ ہو جائے۔

خویش را بر پشت بادا سوار کن — یعنی ایں جمازہ را ما ہار کن
دست رنگیں کن زخون کوہسار — جوئے آب گوہر از دریا برآر
صد جہاں در یک فضا پوشیدہ اند — مہر ہا در ذرہ ہا پوشیدہ اند
از شعاعش دیدہ کن نادیدہ را — وانما اسرار نا فہمیدہ را

معانی:...... اسوار کن: سوار کر۔ جمازہ: اونٹنی۔ ماہار: مہار نکیل۔ ماہار کن: نکیل ڈال۔ آب گوہر: موتی کی چمک۔ برآر: باہر لا، نکال۔ پوشیدہ اند: چھپے ہوئے ہیں۔ دیدہ کن: دیکھا ہوا کر یعنی اسے سامنے لے آ۔ نادیدہ: ان دیکھا۔ وانما: دکھا، ظاہر کر۔ اسرار نا فہمیدہ: نہ سمجھے ہوئے بھید۔

ترجمہ وتشریح:...... تو ہوا کی پشت پر سوار ہو اور اس سانڈنی کے نکیل ڈال لے۔ پہاڑوں کے خون سے ہاتھ رنگ لے اور موتی کی آب وتاب کی ندی سمندر سے نکال، یعنی پہاڑوں اور دریاؤں میں قدرت کے پوشیدہ خزانے تلاش کر۔ ایک ایک فضا میں سینکڑوں جہان چھپے ہوئے ہیں۔ ایک ایک ذرے میں سورج پنہاں ہیں۔ اس کیکرن کی روشنی سے ان دیکھے دیکھ لے اور جو بھید ابھی تک سمجھے نہیں گئے، انہیں کھول دے تاکہ سب سمجھ لیں۔

تابش از خورشید عالمتاب گیر — برق طاق افروز از سیلاب گیر
ثابت و سیارہ گردوں وطن — آں خداوندان اقوام کہن
ایں ہمہ اے خواجہ آغوش تواند — پیش خیز و حلقہ درگوش تواند
جستجو را محکم از تدبیر کن — نفس و آفاق را تسخیر کن
چشم خود بکشاودر اشیا نگر — نشہ زیر پردہ صہبا نگر

معانی:...... تابش: چمک۔ عالم تاب: دنیا کو روشن کرنے والا۔ طاق افروز: طاق کو روشن کرنے والی۔ ثابت: وہ ستارے جو گردش نہیں کرتے۔ سیارہ گردوں وطن: آسمان پر ٹھکانا کرنے والے سیارے (سیارہ: گردش کرنے والا ستارہ) خداوندان: خداوند کی جمع، معبود۔ اقوام کہن: پرانی قدیم قومیں۔ آغوش: لونڈی، کنیز۔ آغوش تواند: تیری کنیز/لونڈیاں ہیں۔ خواجہ: کلمہ خطاب اے میاں، اے جناب۔ پیش خیز: نوکر، خدمتگار۔ حلقہ درگوش تواند: تیرے غلام ہیں، پرانے زمانے میں آقا اور غلام میں فرق کرنے کیلئے غلام کے کان چھید کر حلقہ ڈال دیا جاتا تھا۔ جستجو: تلاش، کاوش، تجسس۔ انفس: نفس کی جمع۔ آفاق: افق کی جمع۔ انفس وآفاق: باطنی دنیا اور ظاہری دنیا۔ اشیاء: شے کی جمع۔

ترجمہ وتشریح:...... تو دنیا کو روشن کرنے والے سورج سے چمک دمک لے لے۔ پانی کے سیل سے وہ بجلی پیدا کر جو گھروں کو روشن کردے۔ یہ اجرام جو ثابت اور سیار کہلاتے ہیں یعنی ستاروں کے دو گروہ جن میں سے ایک کو ٹھہرا ہوا اور دوسرے کو پھرنے والا قرار دیتے ہیں۔ آسمان ان کا وطن ہے۔ زمانہ قدیم کی قومیں انہیں کو معبود سمجھ کر پوجا کرتی تھیں۔ اے انسان! اگر تو اپنی حقیقی حیثیت کا اندازہ کرلے تو یہ سب تیری لونڈیاں، کنیزیں، خدمت گار اور غلام ہیں۔ تو ہمت وحوصلہ سے کام لے تلاش جاری رکھ اور تدبیروں سے تلاش کو نتیجہ خیز بنا۔ تیرا نصب العین یہ ہے کہ انفس اور آفاق کو مسخر کرے یعنی اس کائنات کی مادی اور معنوی قوتوں پر قابو پالے۔ اپنی آنکھ کھول اور اشیاء کی حقیقت پر نظر ڈال۔ تیری نظر میں اتنی تیزی اور گہرائی ہونی چاہئے کہ شراب کے پردے میں نشہ دیکھ سکے۔

تا نصیب از حکمت اشیا برد — ناتواں باج از توانایاں خورد
صورت ہستی ز معنی سادہ نیست — ایں کہن ساز ازنو افتادہ نیست
برق آہنگ است ہشیارش زنند — خویش راچوں زخمہ برتارش زنند
تو کہ مقصود خطاب انظری — پس چرا ایں راہ چوں کوراں بری

معانی:...... تا: تاکہ۔ نصیب: حصہ، بہرہ۔ ناتواں: کمزور، ضعیف۔ توانایاں: توانا کی جمع، طاقتور، قوی۔ صورت ہستی: موجودات/کائنات کا ظاہر۔ معنی: حقیقت۔ سادہ: عاری۔ کہن ساز: پرانا ساز۔ ازنوا افتادہ نیست: آواز سے محروم/خالی نہیں ہے۔ برق آہنگ: بجلی کی آواز/لے والا۔ ہشیارش زنند: اسے صاحبان دانش وشعور چھیڑتے/بجاتے ہیں۔ خطاب انظری: تو دیکھ کا مخاطب (قرآن کریم میں یہ لفظ "انظر" کئی مقامات پر آیا ہے) یعنی غور کر۔ کوراں: کور کی جمع، اندھے، نابینا۔

ترجمہ وتشریح:...... تجھے معلوم ہے کہ اشیاء کی حقیقت حیثیت کا صحیح اندازہ کرلیا جائے تو نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ یہ نکلتا ہے کہ کمزور

آدمی طاقتوروں سے خراج وصول کرتے ہیں۔ یہ کائنات بہ ظاہر سادہ نظر آتی ہے لیکن معنویت سے خالی نہیں۔ اس وہم میں مبتلا نہ ہو کہ یہ پرانا ساز اب اس قابل نہیں رہا کہ اسے چھیڑ کر نغمہ پیدا کیا جا سکے۔ اس سے ایسے نغمے نکالے جا سکتے ہیں جن میں بجلی کی طاقت ہو لیکن شرط یہ ہے کہ اسے ہنر مندی سے بجایا جائے اور بجانے والا خود مضراب بن کر اس کے تار چھیڑے۔ تو دیکھ کے خطاب کا مقصود ہے یعنی تجھے نظر سے صحیح کام لینے کی تاکید کی گئی ہے۔ پھر تو اندھوں کی طرح یہ راستہ کیوں طے کرتا ہے؟

قطرہ کز خود فروزی محرم است — بادہ اندر تاک و بر گل شبنم است
چوں بدریا در رود گوہر شود — جوہرش تابندہ چوں اختر شود
چوں صبا بر صورت گلہا متن — غوطہ اندر معنی گلزار زن
آنکہ براشیا کمند انداخت است — مرکب از برق و حرارت ساخت است
حرف چوں طائر بہ پرواز آورد — نغمہ را بے زخمہ از ساز آورد

معانی:...... خودفروزی: خود کو روشن/منور کرنے کا عمل۔ محرم: واقف، آگاہ۔ دررود: اتر جاتا ہے۔ جوہرش: اس کی اصل۔ متن: توجہ نہ کر، متوجہ نہ ہو۔ کمند انداخت است: کمند ڈالی ہے۔ مرکب: سواری بہ پرواز آورد: اڑتا ہے، پرواز میں لاتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... جو قطرہ اپنے آپ کو روشن رکھنے کا راز جانتا ہو، وہ انگور کی رگوں میں شراب اور پھول کی پنکھڑیوں پر شبنم بن جاتا ہے۔ پھر سمندر میں پہنچتا ہے تو موتی کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اس کے جوہر ستارے کی طرح چمک اٹھتے ہیں۔ تو صبا کی طرح پھولوں کی ظاہری صورت ہی کے اردگرد چکر کاٹنے میں نہ لگا رہ۔ اس باغ کی حقیقت میں بھی غوطہ لگا۔ جن لوگوں نے اشیاء پر کمندیں پھینکیں اور ان کی حقیقت معلوم کر لی، انہوں نے بجلی یا حرارت سے چلنے والی سواریاں تیار کر دیں۔ وہ حرف کو پرندے کی طرح پرواز میں لے آئے اور ساز سے مضراب کے بغیر نغمے پیدا کرنے لگے (اقبال نے آخری شعر کے متعلق خود واضح کر دیا ہے کہ یہ مرزا غالب سے لیا گیا ہے۔ البتہ الفاظ بدل دیئے ہیں۔ مرزا کا شعر یہ ہے: ؎

نغمہ ہا بے زخمہ از ساز آورند — حرف چوں طائر بہ پرواز آورند

یہ مرزا کی اس مثنوی سے لیا گیا ہے جو سر سید احمد خان مرحوم کی تصحیح کردہ ''آئین اکبری'' پر بطور تقریظ لکھی گئی تھی اور کلیات فارسی میں دسویں مثنوی ہے)۔

اے خرت لنگ ازرہ دشوار زیست — غافل از ہنگامہ پیکار زیست
ہمرہانت پے بہ منزل بردہ اند — لیلی معنی ز محمل بردہ اند
تو بصحرا مثل قیس آوارہ — خستہ وا ماندہ بیچارہ
علم اسما اعتبار آدم است — حکمت اشیا حصار آدم است

معانی:...... خرت: تیرا گدھا۔ رہ دشوار زیست: زندگی کا دشوار راستہ۔ پیکار: کشمکش، جنگ، لڑائی۔ ہمرہانت: تیرے ہمراہی /ساتھی۔ پے بہ منزل بردہ اند: مراد منزل پر پہنچ چکے ہیں۔ لیلیٰ معنی: حقیقت کی لیلیٰ۔ بردہ اند: لے گئے ہیں۔ آوارہ ای: بیکار پھر رہا ہے۔ خستہ ای: تو تھکا ہوا ہے۔ بیچارہ ای: تو بے بس ہے۔ علم اسماء: سورۂ بقرہ، آیہ ۳۱ میں ارشاد ہے ''اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو سب چیزوں کے اسماء کا علم دے دیا''۔ وعلم ادم الاسما کلھا (اور آدم علیہ السلام نے تعلیم الٰہی سے تمام چیزوں کے نام (حقائق) معلوم کر لئے۔ اعتبار آدم: آدم/انسان کے لئے آبرو۔ حصار: قلعہ۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مسلمان! تیری سواری کا گدھا زندگی کے مشکل راستے کی وجہ سے لنگڑا ہو گیا ہے اور تو زندگی کی رزم و پیکار کے ہنگامے سے بالکل ناواقف ہے۔ تیرے ہم سفر منزل کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے حقیقت کی لیلیٰ کو محمل سے نکال لیا ہے۔ بقول حالی: ؎

یاران تیزگام نے محمل کو جا لیا ہم محو نالہ جرس کارواں رہے

تو صحرا میں قیس کی طرح خستہ، عاجز، بے بس اور آوارہ پھر رہا ہے۔ تو غور کر کہ علم اسماء ہی کی بناء پر آدمی کی عزت و حرمت ہے اور اشیاء کی حقیقی حیثیت کا صحیح اندازہ کر لینے ہی پر آدمی کی حفاظت موقوف ہے، جس طرح شہر کی حفاظت فصیل کے ذریعے سے ہوتی ہے۔

در معنی ایں کہ کمال حیات ملیہ این است کہ ملت مثل فرد احساس خودی پیدا کند و تولید و تکمیل

ایں احساس از ضبط روایات ملیہ ممکن گردد

کودکے را دیدی اے بالغ نظر کو بود از معنی خود بے خبر
ناشناس دور و نزدیک آنچناں ماہ را خواہد کہ بر گیرد عناں
از ہمہ بیگانہ آں مامک پرست گریہ مست و شیر مست و خواب مست
زیر و بم را گوش او درگیر نیست نغمہ اش جز شورش زنجیر نیست

معانی:...... کودکے را: ایک یا کسی بچے کو۔ بالغ نظر: شعور رکھنے والا۔ کو: کہ او، کہ وہ۔ ناشناس: انجان، ناواقف۔ گر گیرد عناں: لگام پکڑ لے، اپنے قابو میں لے آئے۔ مامک پرست: امی/ماں کا شیفتہ/پرستار۔ گریہ مست: روتے میں مست۔ شیر مست: دودھ پینے میں مست۔ خواب مست: سونے میں مست۔ زیر و بم: نیچے/نچلے اور اونچے سر/نغمے۔ درگیر: اثر لینے والے۔ شورش زنجیر: کنڈی کا کھڑکا۔

ترجمہ وتشریح:...... اے بلند نظر اور حقیقت شناس انسان! تو نے کبھی بچے کو دیکھا ہے جو اپنی حقیقت سے بے خبر ہوتا ہے؟ اسے نزدیکی اور دوری میں کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ چاندنی میں اسے لٹا دیا جاتا ہے تو اس انداز میں ہاتھ پاؤں مارتا ہے، گویا چاند کو پکڑ لینا چاہتا ہے۔ وہ ماں کے سوا کسی کو نہیں پہچانتا، یا تو روتا ہے یا دودھ پیتا ہے یا سو رہتا ہے۔ اس کے کان سروں کے اونچا اور نیچا ہونے سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ دروازے کی زنجیر کھڑکا کر شور پیدا کیا جائے تو بچہ اسی کو نغمہ سمجھ لیتا ہے۔

سادہ و دوشیزہ افکارش ہنوز چوں گہر پاکیزہ گفتارش ہنوز
جستجو سرمایہ پندار او از چرا چوں کے کجا گفتار او
نقش گیر ایں وآں اندیشہ اش غیر جوئی غیر بینی، پیشہ اش
چشمش از دنبال اگر گیرد کسے جان او آشفتہ می گردد بسے

معانی:...... دوشیزہ: جسے ہاتھ نہ لگا ہو، مراد پاکیزہ۔ سرمایہ پندار: خیال کی پونجی۔ چرا: کیوں۔ چوں: کس طرح، کیسا کے۔ کب کجا: کہاں۔ نقش گیر: اثر قبول کرنے والا/والی۔ اندیشہ اش: اس کی سوچ۔ غیر جوئی: غیر کی تلاش۔ غیر بینی: غیر یا دوسروں کو دیکھنا۔ پیشہ اش: اس کا شغل۔ از دنبال: پیچھے سے۔ آشفتہ: پریشان۔

ترجمہ وتشریح:...... اس کے افکار بالکل سادہ اور اچھوتے ہوتے ہیں۔ اس کی باتیں موتی کی طرح پاکیزہ ہوتی ہیں۔ پھر اس کا شعور ترقی پاتا ہے تو اس کی سمجھ بوجھ کا سرمایہ یہ ہوتا ہے کہ ہر شے کی حقیقت معلوم کرے۔ وہ پوچھتا رہے گا، یہ کیوں ہے؟ کب سے ہے؟ کس طرح ہوئی؟ کہاں سے آئی؟ اس کی فکر کے ورق پر مختلف چیزوں کے نقش بنتے جاتے ہیں۔ وہ ہر وقت اس شغل میں رہتا ہے کہ اپنے سوا جو کچھ ہے، اسے دیکھے اور اس کی حقیقت معلوم کرے۔ اگر پیچھے سے کوئی اس کی آنکھیں اچانک بند کر لے تو وہ بیقرار ہو جاتا ہے۔

فکر خامش در ہوائے روزگار پرکشا مانند باز نوشکار
در پے نخچیر ہابگوار دش باز سوے خویشتن می آردش
تاز آتشگیری افکار او گل فشاند زرچک پندار او
چشم گیر ایش فتد بر خویشتن دستکے بر سینہ می گوید کہ ''من''

معانی:...... فکر خامش: اس کی ناپختہ سوچ۔ ہوائے روزگار: زمانے کی فضا۔ پرکشا: پر کھولے ہوئے۔ باز نوشکار: نیا نیا شکار کرنے والا باز۔ بگذاردش: اسے (فکر کو) چھوڑتا ہے۔ می آردش: اسے لے آتا ہے۔ گل فشاند: پھول جھاڑتی ہے۔ زرچک: پھلجھڑی (آتش بازی کی ایک مشہور قسم) چشم گیرایش: اس کی پرکشش آنکھیں۔ فتد: پڑتی ہے/ہیں۔ دستکے: ایک ہاتھ۔

ترجمہ وتشریح:...... اس کی ناپختہ فکر زمانے کی ہوا میں اس طرح اڑتی ہے، جس طرح نیا نیا شکاری باز اڑتا ہے۔ بچہ اس فکر کو شکار کے پیچھے چھوڑ دیتا ہے، پھر اسے واپس لے آتا ہے۔ واضح رہے کہ جب باز کو شکار پر لگایا جاتا ہے تو اس کے پاؤں ایک ڈور میں بندھے رہتے ہیں تاکہ شکاری جب چاہے، اشارہ کر کے یا ڈور کھینچ کر اسے واپس لے آئے۔ بچہ اپنی فکر کو شکار کے بعد اس لئے واپس لاتا ہے کہ اس کی فکر نے آگ پکڑ لی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ اس کی سمجھ بوجھ سے پھلجھڑی کی مانند پھول جھڑنے لگیں۔ جب اس کی پکڑنے والی نظر اپنے آپ پر پڑتی ہے تو وہ سینے پر ہاتھ مار کر کہتا ہے کہ ''میں''۔

یاد او با خود شناسایش کند حفظ ربط دوش و فردایش کند
سفتہ ایامش دریں تار زراند ہمچو گوہر از پے یک دیگر اند
گرچہ ہر دم کاہد افزاید گلش ''من ہمانستم کہ بودم'' در دلش
ایں ''من'' نوزادہ آغاز حیات نغمہ بیداری ساز حیات

معانی:...... شناسایش کند: اسے واقف کرتی ہے۔ سفتہ ایامش: اس کے دن پورے ہوئے۔ از پے یک دیگر: ایک دوسرے کے آگے پیچھے۔ کاہد: کم ہوتی، گھٹتی ہے۔ افزاید: بڑھتی ہے۔ گلش: اس کی مٹی/عمر۔ من ہمانستم: میں وہی ہوں۔ نوزادہ: نئی پیدا شدہ۔

ترجمہ وتشریح:...... اس کی یاد اسے خود اس کی ذات سے آگاہ کر دیتی ہے۔ یوں اس کی گزشتہ اور آئندہ کل کے درمیان ربط پیدا ہو جاتا ہے۔ اس سنہری سار میں اس کے دن پروئے جاتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے موتی لڑی میں ایک دوسرے کے بعد ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس کا بدن ہر لحظہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے، مگر اس کے دل سے یہ صدا بلند ہوتی رہتی ہے کہ ''میں وہی ہوں جو تھا'' یا ''جو کبھی میں تھا''۔ ''میں'' کا یہ احساس جو نیا نیا پیدا ہوا، دراصل زندگی کا آغاز ہے اور سمجھنا چاہئے کہ زندگی کا ساز بجنے لگا اور اس سے نغمے پیدا ہونے لگے۔

ملت نوزادہ مثل طفلک است — طفلکے کو در کنار مامک است
طفلکے از خویشتن ناآگہے — گوہر آلودہ خاک رہے
بستہ با امروز فرداش نیست — حلقہ ہاے روز و شب درپاش نیست
چشم ہستی را مثال مردم است — غیر ابینندہ و از خود گم است

معانی:...... نوزادہ: نئی نئی وجود میں آئی ہوئی۔ طفلکے: ایک بچہ۔ کنار: گود۔ ناآگہے: ناواقف۔ آلودہ خاک رہے: راستے کی مٹی سے بھرا۔ بستہ: متعلق، وابستہ۔ فرداش: اس کا فردا۔ درپاش: اس کے پاؤں میں۔ مردم: آنکھ کی پتلی۔ بنیدہ: دیکھنے والا۔

ترجمہ وتشریح:...... جو ملت نئی نئی پیدا ہوتی ہے، اس کی حالت بھی ماں کی گود والے بچے کی سی ہوتی ہے۔ جو بچہ اپنے آپ سے آگاہ نہیں ہوتا، وہ موتی تو ہوتا ہے مگر ایسا، جو راستے کی گرد میں لپٹا ہوا ہو۔ اس قوم کے ''آج کا رشتہ'' آئندہ کل سے بندھا نہیں ہوتا اور دن رات کے حلقے سے اس کے پاؤں آزاد ہوتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو، جیسے ہستی کی آنکھ میں پتلی کہ وہ دوسروں کو دیکھتی ہے اور اپنے آپ کو نہیں دیکھتی۔

صد گرہ از رشتہ خود وا کند — تا سرِ تار خودی پیدا کند
گرم چوں افتد بکار روزگار — ایں شعور تازہ گردد پایدار
نقشہا بردارد اندازد ازو — سرگزشت خویش را می سازد او
فرد چوں پیوند ایامش گسیخت — شانہ ادراک او دندانہ ریخت

معانی:...... واکند: کھولتی ہے۔ گرم چوں افتد: جب وہ مستعد ہو جاتی ہے۔ بردارد: بیکار ہو جاتے ہیں۔ اندازد: بنتے ہیں۔ سرگذشت: جو کچھ گذر چکا، ماضی۔ پیوند ایامش: اس کا اپنے زمانے / ماضی سے تعلق۔ گسیخت: وہ توڑ لیتا ہے۔ شانہ: کنگھی۔ ادراک: شعور، عقل وفہم۔ دندانہ ریخت: دندانے گر جاتے ہیں

ترجمہ وتشریح:...... وہ اپنے دھاگے کی سینکڑوں گرہیں کھولتی ہے، پھر اسے خودی کے تار کا سرا ملتا ہے، یعنی اس میں بھی کچھ دیر کے بعد خودی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ دنیا کے کاروبار میں سرگرمی سے حصہ لیتی ہے تو خودی کا جو نیا نیا شعور پیدا ہوا تھا، وہ پائیدار و استوار ہو جاتا ہے۔ وہ نقش اٹھاتی اور بٹھاتی ہے اس طرح اپنی سرگزشت تیار کرتی ہے۔ اگر فرد کے دنوں کا ربط وضبط ٹوٹ جائے تو اس کے فہم وادراک کا شانہ دندانوں سے محروم ہو جاتا ہے یعنی فہم وادراک کچھ کام نہیں دیتے۔ یہ ظاہر ہے کہ شانے کے دندانے ٹوٹ جائیں تو وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔

قوم روشن از سواد سرگزشت — خود شناس آمد زیاد سرگزشت
سرگزشت او گرا زیادش رود — باز اندر نیستی گم می شود
نسخہ بود ترا اے ہوشمند — ربط ایام آمدہ شیرازہ بند
ربط ایام است مارا پیرہن — سوزنش حفظ روایات کہن

معانی:...... سواد سرگذشت: ماضی کی روشنائی، ماضی سے تعلق۔ از یادش رود: اس کی یاد سے محو ہو جائے، وہ بھول جائے۔ نیستی: فنا۔ نسخہ بود ترا: تیرے وجود کی کتاب۔ ربط ایام: زمانے سے تعلق۔ شیرازہ بند: جز بندی کرنے والا، بکھرے ہوؤں کو اکٹھا کرنے والا۔ پیرہن: لباس۔ سوزنش: اس کی سوئی۔

ترجمہ وتشریح:...... اگر وہ اپنی تاریخ بھول جائے گی تو پھر فنا کی تاریکی میں گم ہو جائے گی۔ اے عقلمند! تیری زندگی کا نسخہ یہ ہے کہ اپنے دنوں کا شیرازہ باندھے رہ۔ یہی دنوں کا ربط وضبط ہمارے لئے لباس ہے۔ یہ لباس جس سوئی سے سلتا ہے وہ پرانی روایات کی حفاظت ہے۔

چیست تاریخ اے زخود بیگانہ　　داستانے قصہ افسانہ ؟
ایں ترا از خویشتن آگہ کند　　آشنائے کار و مرد رہ کند
روح را سرمایہ تاب است ایں　　جسم ملت راچو اعصاب است ایں
ہمچو خنجر برفسانت می زند　　باز بر روئے جہانت می زند

معانی:...... چیست: کیا ہے۔ مرد رہ: فعال آدمی۔ آشنائے کار: عمل، کام اور جدو جہد سے واقف۔ سرمایہ تاب: جوش پیدا کرنے کا باعث۔ برفسانت: تجھے سان پر۔ می زند: لگاتا ہے/ لگاتی ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... تو اپنے آپ سے بیگانہ ہے۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ تاریخ کیا ہے؟ کیا یہ کہانی ہے؟ قصہ ہے؟ افسانہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ تجھے تیری حقیقی حیثیت سے آگاہ کرتی ہے۔ تجھے بتاتی ہے کہ کیا کچھ کرنا چاہئے۔ اس طرح تجھے صاحب عزم و ہمت بناتی ہے۔ تاریخ روح کے لئے آب وتاب کا سرچشمہ ہے اور قوم کے جسم میں اسے رگ وپے کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ پہلے تجھے تلوار کی طرح سان پر لگاتی ہے، پھر اٹھا کر دنیا کی کشمکش گاہ میں پھینک دیتی ہے کہ جو کچھ انجام دے سکتا ہے، انجام دے۔

وہ چہ ساز جاں نگار و دلپذیر　　نغمہ ہائے رفتہ درتارش اسیر
شعلہ افسردہ در سوزش نگر　　دوش در آغوش امروزش نگر
شمع او بخت امم راکوکب است　　روشن از وے امشب و ہم دیشب است
چشم پرکارے کہ بیند رفتہ را　　پیش تو باز آفریند رفتہ را

معانی:...... جان نگار: روح افروز، راحت انگیز، روح پرور۔ نغمہ ہائے رفتہ: ماضی کے گیت۔ افسردہ: پریشان، مغموم۔ دوش: گزرا ہوا کل، ماضی۔ امروز: آج، زمانہ حال۔ امشب: آج کی رات۔ دیشب: گذری ہوئی رات۔ چشم پرکارے: بالیاقت آنکھ جو۔ باز آفریند: پھر پیدا/ زندہ کرتی ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... واہ واہ! یہ کتنا راحت انگیز اور دل افروز ساز ہے، جس کے تاروں میں گزرے ہوئے زمانے کے نغمے بند ہیں۔ تو اس کی جلن میں بجھا ہوا شعلہ دیکھ سکتا ہے۔ امروز کی گود میں گزشتہ کل کے حالات کا نظارہ کر سکتا ہے۔ تاریخ کی شمع قوموں کے نصیبے کا ستارہ ہے۔ اس سے آج کی رات بھی روشن ہے اور گزشتہ کل کی رات بھی۔ وہ گہری نظر والی آنکھ ہے جو دور ماضی کو دیکھتی اور اسے تیرے سامنے اصل صورت میں لا کر آراستہ کر دیتی ہے۔

بادہ صد سالہ درمینائے او　　مستی پارینہ در صہبائے او
صید گیرے کو بدام اندر کشید　　طائرے کز بوستان ما پرید
ضبط کن تاریخ را پایندہ شو　　از نفسہائے رمیدہ زندہ شو
دوش را پیوند با امروز کن　　زندگی را مرغ دست آموز کن

معانی:...... بادۂ صد سالہ: سو سالہ (پرانی) شراب۔ پارینہ: گذرے ہوئے دن۔ صید گیرے: ایک یا ایسا شکاری۔ پرید: اڑ گیا۔

ضبط کن: قابو میں لا۔ پاینده شو: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پا جا۔ نفسہائے رمیدہ: بھاگے ہوئے سانس۔ پیوند کن: باہم ملا دے۔ مرغ دست آموز: سدھایا ہوا پرندہ۔

ترجمہ وتشریح:...... اس کی صراحی میں سینکڑوں سال کی شراب ہے اور اس کی شراب میں گزری ہوئی مستی محفوظ ہے۔ تاریخ ایسی شکاری ہے کہ جو پرندہ ہمارے باغ سے اڑ گیا، اسے بھی اپنے جال میں پھانسے ہوئے ہے۔ تو تاریخ کو یاد اور محفوظ رکھ اور مستحکم و استوار ہو جا، جو سانس جا چکے ہیں، ان سے فیضان حاصل کر کے نئی زندگی پیدا کر۔ اگر تو اپنی گزشتہ کل کو امروز سے جوڑ لے گا تو زندگی تیرے ہاتھ کا سدھایا ہوا پرندہ بن جائے گی۔

رشتہ ایام را آور بدست — ورنہ گردی روز کور و شب پرست

سر زندہ از ماضی تو حال تو — خیز دار حال تو استقبال تو

مشکن از خواہی حیات لازوال — رشتہ ماضی ز استقبال و حال

موج ادراک تسلسل زندگی است — مے کشاں را شور قلقل زندگی است

معانی:...... رشتہ ایام را: ایام کے دھاگے کو۔ آور بدست: یعنی قائم رکھ۔ روز کور: دن کا اندھا، جسے دن میں نظر نہ آئے۔ شب پرست: تاریکی سے لگاؤ رکھنے والا۔ سرزند: وجود میں آنا۔ استقبال: مستقبل۔ مشکن: مت توڑ۔ حیات لازوال: حیات جاوید، ہمیشہ کی زندگی۔ ادراک تسلسل: مراد زمانوں کے باہمی ربط کا شعور۔ شور قلقل: صراحی سے شراب کے نکلنے کی آواز۔

ترجمہ وتشریح:...... اگر تو گزرے ہوئے زمانے کا رشتہ سنبھالے نہیں رہے گا تو اس بیمار کی طرح ہو جائے گا جسے دن کو نظر نہیں آتا اور چمگادڑ بن جائے گا، جو روشنی سے بھاگتی ہے۔ تیرے ماضی سے تیرا حال اور حال سے مستقبل پیدا ہوگا۔ اگر تو ایسی زندگی کا خواہاں ہے جسے کبھی زوال نہ آئے تو ماضی کا رشتہ حال و مستقبل سے نہ توڑنا چاہئے۔ زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ تسلسل کی آگاہی کی ایک لہر ہے۔ شراب نوشوں کے نزدیک قلقل کا شور ہی زندگی ہے۔

در معنی ایں کہ بقائے نوع از امومت است وحفظ واحترام امومت اسلام است

نغمہ خیز از زخمہ زن ساز مرد — از نیاز او دوبالا ناز مرد

پوشش عریانی مرداں زن است — حسن دلجو عشق را پیراہن است

عشق حق پروردہ آغوش او — ایں نواز زخمہ خاموش او

آنکہ نازد بر وجودش کائنات — ذکر او فرمود باطیب و صلوٰۃ

معانی:...... دوبالا: دگنا، زیادہ۔ نیاز: عاجزی، انکساری۔ ناز: بڑائی۔ پوشش: لباس، پوشاک، قرآنی آیت کی طرف اشارہ ہے۔ حسن دلجو: دلکش حسن۔ پروردہ: پالا ہوا۔ نازد: فخر/ناز کرتی ہے۔ آنکہ: وہ جس کے۔ طیب وصلوٰۃ: حضور اکرم کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے "مجھے تمہاری دنیا میں تین چیزوں سے لگاؤ ہے۔ خوشبو، نماز اور نساء/عورت"۔

ترجمہ وتشریح:...... مرد کے ساز سے عورت کا زخمہ نغمہ پیدا کرتا ہے۔ یا آدمی کا ساز عورت کی مضراب ہی سے نغمہ سرا ہوتا ہے۔ عورت کی عاجزی وانکساری ہی سے مرد کا ناز دگنا ہوتا ہے۔ عورت کی نیازمندی مرد کے ناز کو دوبالا کر دیتی ہے۔ قرآن مجید کے بیان کے مطابق عورتیں مردوں کی برہنگی کو چھپانے کے لئے لباس ہیں، دل لبھانے والا حسن عشق کے لئے پیراہن بن گیا۔ یہاں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے: **ھن لباس لکم وانتم لباس لھن۔** عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ عشق حق عورت ہی کی آغوش میں پرورش پاتا ہے۔ یہ نغمہ اسی کا خاموش زخمہ (مضراب) پیدا کرتا ہے۔ اس پاک وجود نے جس پر کائنات فخر و ناز کر رہی ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کا ذکر خوشبو اور نماز کے ساتھ فرمایا۔ حدیث کے لئے ملاحظہ ہو اسی مثنوی کا باب، ''ملت کی آفاقیت''۔

مسلمے کور پرستارے شمرد — بہرہ از حکمت قرآں نبرد
نیک اگر بینی اموت رحمت است — زانکہ اور ابا نبوت نسبت است
شفقت او شفقت پیغمبر است — سیرت اقوام راصور تگر است
ازا موت پختہ تر تعمیر ما — در خط سیمائے او تقدیر ما

معانی:...... پرستار شمرد: کوئی لونڈی/کنیز سمجھا۔ بہرہ ے: کچھ حصہ۔ نیک: اچھی۔ زانکہ: اس لئے کہ۔ صورت گر: تشکیل کرنے والی۔ خط سیمائے او: اس کی پیشانی کی لکیر۔

ترجمہ وتشریح:...... جس مسلمان نے عورت کو لونڈی سمجھا، سمجھ لینا چاہیے کہ اسے قرآن کی حکمت سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ اگر تو غور کرے تو اموت سراسر رحمت ہے کیونکہ اسے نبوت سے نسبت ہے۔ وہ اسی طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس شفقت کا پیکر تھے، اسی شفقت کا پرتو اللہ تعالیٰ نے ماؤں کے دلوں میں ڈالا۔ پیغمبر قوموں کی سیرت کے سانچے تیار کرتے ہیں۔ مائیں بھی اپنے دائرے میں یہی خدمت انجام دیتی ہیں۔ اموت ہی کی بدولت ہماری حیثیت (تعمیر) مستحکم ہوتی ہے۔ ماں کی پیشانی پر جو خط ہوتا ہے، وہی ہماری تقدیر ہے۔

ہست اگر فرہنگ تو معنی رسے — حرف امت نکتہ ہادارد بسے
گفت آں مقصود حرف کن فکاں — زیر پائے امہات آمد جناں
ملت از تکریم ارحام است و بس — ورنہ کار زندگی خام است و بس
ازا موت گرم رفتار حیات — از اموت کشف اسرار حیات
ازا موت پیچ و تاب جوے ما — موج و گرداب و حباب جوے ما

معانی:...... فرہنگ: عقل، شعور۔ معنی رسے: کسی بات یا حقیقت کی تہ تک پہنچنے والی۔ کن فکاں: ارشاد خداوندی کی طرف اشارہ ہے ''جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کرنا چاہا تو فرمایا ہو جا اور وہ ہو گئی''۔ ارحام: رحم کی جمع، مراد عورتیں۔ امہات: ام کی جمع، مائیں۔ تکریم ارحام: ماؤں کی عزت وتعظیم یا ادب کرنا۔ کشف: ظاہر ہونا، روشن/واضح ہونا۔ پیچ وتاب: بل کھانا۔ گرداب: بھنور۔ حباب: بلبلا، بلبلے۔

ترجمہ وتشریح:...... اگر تیری عقل باتکی تہ تک پہنچ سکتی ہے تو لفظ امت پر غور کر۔ اس میں بڑے نکتے ہیں۔ یہ اموت کے حوالے سے کہا گیا ہے کیونکہ ان دونوں لفظوں کا مادہ ایک ہی ہے۔ قوم عورتوں کی عزت ہی سے قائم ہے ورنہ سمجھ لینا چاہیے کہ زندگی کا کام ناتمام ہے۔ زندگی کی رفتار اموت ہی کی بدولت تیز ہے اور زندگی کے بھید اموت ہی سے کھلتے ہیں۔ ہماری زندگی کی ندی میں جو پیچ و تاب یا گرداب پائے جاتے ہیں وہ سب اموت ہی سے ہیں۔

آں دخ رستاق زادے جاہلے | پست بالائے سطبرے بدگلے
ناتراشے، پرورش نادادہ | کم نگاہے، کم زبانے، سادہ
دل ز آلام اموت کردہ خوں | گرد چشمش حلقہ ہائے نیلگوں
ملت ار گیرد ز آغوشش بدست | یک مسلمان غیور حق پرست
ہستی ما محکم از آلام است | صبح ما عالم فروز از شام اوست

معانی:...... دخ: دختر کا مخفف، بیٹی۔ دخ رستاق زادے: ایک دیہاتی گنوار لڑکی۔ پست بالائے: ٹھگنے قد والی۔ بطرے: موٹی، فربہ۔ بدگلے: بدصورت۔ ناتراشے: بے ادب، غیر مہذب۔ پرورش نادادہ ے: جس کی صحیح معنوں میں تربیت نہ ہوئی ہو۔ کم نگاہے: غافل، بے پروا۔ کم زبانے: کم بولنے والی۔ سادہ ے: سادہ طبع۔ آلام: الم کی جمع، دکھ، درد، مصیبتیں۔ حلقہ ہائے نیلگوں: نیلے حلقے۔ ز آغوشش: اس کی آغوش/گود سے۔ عالم فروز: دنیا کو روشن کرنے والی۔

ترجمہ وتشریح:...... وہ گنوار اور جاہل لڑکی جس کا قد چھوٹا، جسم موٹا اور خط و خال غیر موزوں ہیں۔ وہ غیر مہذب بھی ہے، اس کی صحیح معنوں میں پرورش نہیں ہوئی۔ کوتاہ نظر ہے، کم گو ہے اور بالکل سادہ ہے، تاہم وہ ماں بنی اور ماں کے تمام دکھ رنج سہہ کر دل کا خون کیا اور اس کی آنکھوں کے گرد نیلے حلقے پڑ گئے۔ اگر قوم کو ایسی خاتون کے ہاتھ سے ایک غیرتمند اور حق پرست مسلمان مل جائے تو ہمیں اقرار کرنا چاہیے کہ ہماری قومی ہستی اس خاتون کے رنج و غم اور درد والم سے مستحکم ہے۔ اسی کی شام سے ہماری صبح دنیا بھر کو چمکانے والی بنی۔

واں تہی آغوش نازک پیکرے | خانہ پرورد نگاہش محشرے
فکر او از تاب مغرب روشن است | ظاہرش زن، باطن او نازن است
بند ہائے ملت بیضا گسیخت | تاز چشمش عشوہ ہا حل کردہ ریخت
شوخ چشم و فتنہ زا آزادیش | از حیا نا آشنا آزادیش
علم او بار اموت برنتافت | بر سر شامش یکے اختر نتافت
ایں گل از بستان ما نا رستہ بہ | داغش از دامان ملت شستہ بہ

معانی:...... واں: اور وہ (عورت) تہی آغوش: جس کی گود میں کوئی بچہ نہ ہو، خالی گود۔ نازک پیکرے: نازک جسم والی۔ خانہ پرورد: لونڈی۔ محشرے: ایک قیامت۔ تاب مغرب: یورپی تہذیب (تاب: چمک، روشنی) نازن: عورت نہ ہونا۔ گسیخت: توڑ ڈالے۔ عشوہ ہا حل کردہ: محاورے میں بمعنی آشکار انخرے۔ ریخت: گرائے۔ شوخ چشم: ڈھیٹ، بے حیا۔ فتنہ زا: فتنے پیدا کرنے والی۔ بار اموت: اموت کا بوجھ۔ برنتافت: برداشت نہ کیا۔ نتافت: نہ چمکا۔ نارستہ: نہ اگا ہوا۔ شستہ: دھلا ہوا۔

ترجمہ وتشریح:...... لیکن وہ نازک جسم والی عورت، جس کی گود بچے سے خالی ہے اور محشر جس کی نگاہ کا خانہ زاد ہے۔ قیامت جس کی نگاہوں کی لونڈی ہے۔ اس کا دماغ (فکر اور سوچ) مغرب کی چمک دمک سے روشن ہے۔ بہ ظاہر عورت نظر آتی ہے، لیکن اس کے باطن کو دیکھا جائے تو اسے عورت ہونے سے کوئی مناسبت نہیں (عورتوں والی کوئی بات نہیں)۔ اس نے ملت بیضا کے قاعدے اور ضابطے توڑ دیے اور اپنی آنکھوں سے حل کیے ہوئے عشوے گراتی رہی۔ (اس کی آنکھوں میں شرم و حیا نہیں رہی)۔ وہ شوخ چشم ہے اس کی آزادی فتنے پیدا کرنے والی ہے اور وہ شرم و حیا سے کبھی آشنا نہیں ہوئی۔ اس نے علم تو پڑھ لیا، لیکن ماں ہونے کا بوجھ برداشت نہ کیا۔ اس کی شام کی پیشانی پر ایک بھی ستارہ نہ چمکا یعنی ایک بھی بچہ پیدا نہ ہوا (نہ وہ ماں بنی اور نہ کسی بچے کو جنم دیا) ایسا پھول ہمارے باغ میں پیدا

ہی نہ ہوتو بہتر ہے اورقوم کے دامن سے ایسے دھبے کا دھل ہی جانا ہی بہتر ہے۔

لا الہ گویاں چو انجم بے شمار　　بستہ چشم اندر ظلام روزگار
پانبردہ از عدم بیروں ہنوز　　از سواد کیف و کم بیروں ہنوز
مضمر اندر ظلمت موجود ما　　آں تجلی ہاے نا مشہود ما
شبنمے بر برگ گل نہ نشستہ　　غنچہ ہاے از صبانا ختہ
بر دمد ایں لالہ زار ممکنات　　از خیابان ریاض امہات

معانی:...... لال الہ گویاں: لاالہ کہنے والے۔ ظلام: ظلمت کی جمع، اندھیرے، تاریکیاں۔ ظلام روزگار: زمانے کی تاریکی۔ پانبردہ: پاؤں نہیں نکالے۔ سواد کیف وکم: مادی دنیا کی حدود۔ مضمر: پوشیدہ، چھپی ہوئی۔ ظلمت موجود۔ وجود کی تاریکی۔ نامشہود: ان دیکھی۔ ناختہ ے: جوزخمی نہ ہوئی ہوں/ نہ ہوئے ہوں۔ بردمد: پھوٹتا ہے، پھوٹے گا۔ لالہ زار ممکنات: موجودات کا باغ۔ ریاض امہات: ماؤں کا باغ۔ خیابان: کیاری۔

ترجمہ وتشریح:...... لا الہ کہنے والے تاروں کی مانند اتنے زیادہ ہیں کہ ان کی گنتی نہیں ہوسکتی اور وہ ابھی تک زمانے کی تاریکی میں آنکھیں بند کئے پڑے ہیں۔ انہوں نے ابھی تک عدم سے پاؤں باہر نہیں نکالا اور کیف وکم کی اس دنیا میں ابھی نہیں آئے۔ غالباً یہ مراد ہے کہ ابھی وہ اپنی ماؤں کے پیٹ میں ہیں۔ جلوؤں کی وہ کرنیں جو ابھی تک دیکھی نہیں گئیں، ہماری موجودہ تیرگی کے اندر چھپی ہوئی ہیں۔ پھول کی پنکھڑی پر ابھی شبنم نہیں گری اور صبا نے کلیوں کو ابھی تک زخمی نہیں کیا، یعنی کلیاں ابھی تک کھلی نہیں۔ ممکنات کا یہ لالہ زار ماؤں ہی کے باغ کی کیاریوں میں پھوٹے گا۔

قوم را سرمایہ اے صاحب نظر　　نیست از نقد و قماش و سیم و زر
مال او فرزند ہائے تندرست　　تر دماغ وسخت کوش و چاق و چست
حافظ رمز اخوت مادراں　　قوت قرآن و ملت مادراں

معانی:...... صاحب نظر: داناوبینا انسان۔ قماش: ایک قسم کا ریشمی کپڑا، گھر کا سازوسامان۔ سیم وزر: چاندی اور سونا، دولت۔ تر دماغ: فہم وشعور رکھنے والا، عقلمند۔ سخت کوش: بہت محنت کرنے والا۔ چاق: ہوشیار۔ چست، پھرتیلا۔ رمز اخوت: بھائی چارے کی حقیقت/ کا نکتہ۔ مادراں: مادر کی جمع، مائیں۔

ترجمہ وتشریح:...... اے حقیقت پر نظر رکھنے والے! جان لے کہ قوم کا اصل سرمایہ روپیہ، سروسامان، چاندی اور سونا نہیں۔ اصل سرمایہ یہ ہے کہ اسے نوجوان ملیں، جو تندرست ہوں، ان کے دماغ تازہ ہوں، سخت محنت ومشقت کے عادی ہوں اور چاق و چوبند رہیں۔ مائیں اخوت کے بھید کی نگہبان (محافظ) ہیں۔ قرآن مجید اور ملت کے لئے تقویت (قوت) کا باعث ہیں۔ (ماؤں کی تربیت و پرورش ہی سے اولاد میں بھائی چارے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ قرآن وملت کی تقویت کا باعث بنتی ہیں)۔ وہ پیغام حق پر خود عمل کریں گے اور دنیا کو بھی دعوت عمل دیں گے۔

درمعنی ایں کہ سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا اسوہ کاملہ ایست برائے نساء اسلام

مریمؑ از یک نسبت عیسیٰؑ عزیز | از سہ نسبت حضرت زہراؓ عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمینؐ | آں امام اولین و آخرین
آں کہ جاں در پیکر گیتی دمید | روزگار تازہ آئیں آفرید
بانوے آں تاجدار هل اتی | مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
پادشاہ و کلبہ ایوان او | یک حسام و یک زرہ سامان او

معانی:...... مریم: حضرت مریمؑ جو حضرت عیسیٰؑ کی والدہ محترمہ تھیں۔ عزیز: گرامی، قدر و منزلت والی۔ نور چشم: آنکھوں کا نور، مراد دختر/بیٹی۔ رحمۃ اللعالمین: حضور اکرمؐ کا لقب، حضور کو جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ امام: پیشواء، نبیؐ۔ پیکر گیتی: زمانے/کائنات کا جسم۔ دمید: پھونکی۔ روزگار تازہ آئین: ایسا زمانہ جس کا قانون/شرع اور دستور نیا ہو۔ آفرید: پیدا کیا۔ بانو: زوجہ، بیوی۔ ''هل اتی'': سورہ ''الدہر'' کی پہلی آیت کی طرف اشارہ ہے: ''کیا انسان پر کوئی زمانہ ایسا آیا ہے کہ وہ کوئی چیز نہ تھا''۔ حضرت علیؓ اس آیت کے مصداق تھے۔ مرتضیٰ: پسند کیا گیا، حضرت علی کا لقب۔ کلبہ: تنگ و تاریک حجرہ، جھونپڑی۔ کلبہ ے: ایک چھوٹا گھر۔ ایوان: محل۔ حسام: تلوار۔ زرہ: لوہے کی کڑیوں سے بنی ہوئی ایک پوشاک جو لڑائی کے وقت جسم پر پہنتے تھے تاکہ دشمن کا تیر وغیرہ اثر نہ کر سکے، جوشن۔

ترجمہ وتشریح:...... حضرت مریمؑ تو حضرت عیسیٰؑ سے (مادرانہ) نسبت کی بناء پر عزیز ہیں جبکہ فاطمۃ الزہراؓ ایسی تین نسبتوں سے عزیز ہیں۔ پہلی نسبت یہ کہ آپ حضرت رحمۃ للعالمینؐ کی نور نظر تھیں، جو پہلوں اور پچھلوں کے امام تھے۔ ان کی وجہ سے دنیا کے جسم میں جان پھونکی گئی اور ایک ایسا زمانہ معرض وجود میں آیا جس کے قاعدے، قانون اور آئین بالکل نئے تھے۔ دوسری نسبت یہ کہ حضرت فاطمہؓ ہل اتی کے تاج دار کی حرم تھیں۔ یعنی حضرت علی مرتضیٰؓ جو اللہ کے شیر تھے اور مشکلیں آسان کر دیتے تھے، وہ بادشاہ تھے، لیکن ایک تنگ و تاریک حجرہ ان کا گویا محل تھا۔ ایک تلوار اور ایک زرہ ان کا کل سروسامان تھا۔

مادر آں مرکز پرکار عشق | مادر آں کارواں سالار عشق
آں یکے شمع شبستان حرم | حافظ جمعیت خیرؐ الامم
تا نشیند آتش پیکار و کیں | پشت پازد برسر تاج و نگیں
واں دگر مولائے ابرار جہاں | قوت بازوئے احرار جہاں

معانی:...... مرکز پرکار عشق: عشق کی پرکار کا نقطہ (جس کے گرد پرکار گھمائی جاتی ہے، اس لحاظ سے وہ مرکز ہے)۔ کارواں سالار: قافلے کا رہنما/سردار، مراد حضرت امام حسنؓ جنہیں حضور اکرمؐ نے ''یہ میرا بیٹا سردار ہے'' کہہ کر پکارا تھا۔ شبستان: رات گذارنے کی جگہ، تنہائی کی جگہ، حرم سرا۔ جمعیت: مراد اتحاد و یک جہتی۔ خیر الامم: امتوں میں سب سے اچھی امت۔ نشیند: بجھ جائے۔ پیکار و کیں: لڑائی اور دشمنی۔ پشت پازد: یعنی ٹھکرا دیا۔ تاج و نگیں: دونوں حکمرانی کی علامتیں ہیں، مراد حکومت و اقتدار۔ ابرار: بر کی جمع، پرہیز گار/متقی لوگ۔ احرار: حر کی جمع، آزاد لوگ۔

ترجمہ وتشریح:...... تیسری نسبت یہ کہ آپ ان دو جلیل القدر بزرگوں کی والدہ تھیں جن میں سے ایک عشق حق کی پرکار کے

مرکز بنے اور دوسرے کو عشق حق کی قافلہ سالاری ملی۔ پہلے حضرت حسنؓ تھے جو حرم پاک کی شمع تھے۔ انہوں نے بہترین امت یعنی ملت اسلامیہ کی جمعیت محفوظ رکھی، اس لئے حکمرانی کو ٹھکرا دیا کہ آپس میں جنگ اور عداوت کی جو آگ بھڑک اٹھی تھی، وہ بجھ جائے۔ یہاں اس خانہ جنگی کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں شام کی طرف سے شروع ہوئی تھی۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسنؓ خلیفہ منتخب ہوئے اور آپ کو خانہ جنگی روکنے کی اور کوئی صورت نظر نہ آئی تو خلافت چھوڑ دی۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی حضرت حسنؓ کے متعلق پوری ہوگئی یعنی میرا یہ فرزند امت کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ دوسرے حضرت حسینؓ جو دنیا بھر کے نیکوں کے آقا اور احرار کے لئے قوت بازو تھے۔

در نوائے زندگی سوز از حسینؓ	اہل حق حریت آموز از حسینؓ
سیرت فرزند ہا از امہات	جوہر صدق و صفا از امہات
مزرع تسلیم را حاصل بتولؓ	مادراں را اسوہ کامل بتولؓ
بہر محتاجے دلش آں گونہ سوخت	با یہودے چادر خود را فروخت
نوری و ہم آتشی فرمانبرش	گم رضایش در رضائے شوہرش

معانی:...... حریت آموز: آزادی سیکھنے والے۔ جوہر: کمال، خوبی۔ مزرع تسلیم: خود کو سپرد کرنے کی کھیتی۔ بتول: پارسا، پاک دامن، حضرت فاطمہؓ کا لقب۔ بہر محتاجے: ایک محتاج انسان کے لئے۔ آں گونہ: کچھ اس طرح، اس حد تک۔ سوخت: جل گیا، انہیں دکھ پہنچا۔ یہودے: ایک یہود/ یہودی۔ نوری: مراد فرشتے۔ آتشی: مراد جن و پری۔ فرماں برش: اس/ ان کا حکم ماننے والے۔

ترجمہ وتشریح:...... زندگی کے نغمے میں صرف حضرت حسینؓ کی وجہ سے سوز پیدا ہوا اور اہل حق نے انہیں سے آزادی کا سبق لیا۔ بیٹوں کی سیرتیں ماؤں کی آغوش میں تیار ہوتی ہیں۔ انسانی فطرت میں سچائی اور پاکیزگی کے جو جوہر ہیں، وہ ماؤں ہی کی تربیت سے چمکتے ہیں۔ تسلیم کی کھیتی کا حاصل حضرت فاطمہؓ تھیں اور آپ مسلمان ماؤں کے لئے اسوۂ کامل بن گئیں، یعنی ایسا نمونہ جس میں ماؤں کی زندگی کے ہر پہلو کے لئے بہتر سے بہتر مثال موجود ہے۔ ایک محتاج کی خاطر حضرت فاطمہؓ کا دل کچھ اس طرح جلا (انہیں بے حد دکھ پہنچا) اتنی متاثر ہوئیں کہ اس کی امداد کے لئے اپنی چادر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالی۔ نوری اور ناری فرشتے اور جن پری آپ کے فرماں بردار تھے۔ شوہر کی فرمانبرداری کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنی مرضی شوہر کی مرضی میں گم کردی تھی (سراپا تسلیم ورضا تھیں)۔

آں ادب پروردہ صبر و رضا	آسیا گردان و لب قرآں سرا
گریہ ہائے او ز بالیں بے نیاز	گوہر افشاندے بدامان نماز
اشک او بر چید جبریل از زمیں	ہمچو شبنم ریخت بر عرش بریں
رشتہ آئین حق زنجیر پاست	پاس فرمان جناب مصطفیٰ است
ورنہ گرد تربتش گردیدمے	سجدہ ہا بر خاک او پاشیدمے

معانی:...... ادب پروردہ: جسے سلیقہ سکھایا گیا ہو۔ آسیا گرداں: چکی چلانے والی۔ لب قرآں سرا: قرآن پڑھنے والے ہونٹ۔ بالیں: سرہانا، تکیہ۔ گوہر افشاندے: موتی یعنی آنسو بکھیرتیں۔ بدامان نماز: نماز کی جھولی میں۔ بر چید: چن لئے۔ ریخت: گرائے۔ پاس: لحاظ، خیال۔ گردیدمے: میں پھرتا، میں چکر کاٹتا۔ پاشیدمے: میں چھڑکتا/ کرتا۔

ترجمہ وتشریح:...... آپ نے صبر ورضا کی ادب گاہ میں تربیت پائی تھی اور صبر ورضا کی کیفیت یہ تھی کہ چکی پیستی جاتیں اور کلام

اللہ کی تلاوت کرتی جاتیں۔ آپ کے آنسو تکیے پر کبھی نہ گرے۔ نماز کے لئے کھڑی ہوتیں تو آنکھوں سے آنسو موتیوں کی طرح گرنے لگتے۔ جبرئیلؑ ان آنسوؤں کو زمین سے اٹھا لے جاتے اور شبنم کی طرح عرش بریں پر ڈال دیتے۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کی ڈوری نے میرے پاؤں باندھ رکھے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا پاس مجھے روک رہا ہے، ورنہ میں حضرت فاطمہؓ کے مزار کا طواف کرتا اور اس مقام پر سجدہ ریز ہوتا۔

خطاب بہ مخدرات اسلام

اے ردایت پردہ ناموس ما — تاب تو سرمایہ فانوس ما
طینت پاک تو مارا رحمت است — قوت دین و اساس ملت است
کودک ماچوں لب از شیر تو شست — لا الہ آموختی اور انخست
می تراشد مہر تو اطوار ما — فکر ما گفتار ما، کردار ما
برق ماکو در سحابت آرمید — بر جبل رخشید و در صحرا تپید
اے امین نعمت آئین حق — در نفسہاے تو سوز دین حق

معانی:...... ردایت: تیری چادر۔ ناموس: شرف وآبرو، لاج۔ تاب تو: تیری چمک۔ فانوس: قندیل۔ طینت: فطرت۔ اساس: بنیاد۔ کودک: بچہ۔ شست: دھوئے۔ آموختی: تو نے سکھایا۔ نخست: پہلے۔ می تراشد: تراشتی یعنی سنوارتی ہے۔ اطوار ما: ہمارے طور طریقے، ہماری روشیں، ہمارا چال چلن۔ در سحابت: تیرے بادل میں۔ آرمید: آرام کر رہی تھی، پوشیدہ تھی۔ جبل: پہاڑ۔ رخشید: چمکی۔ تپید: تڑپی یعنی کڑکی۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مسلمان خاتون! تیری چادر ہماری عزت وناموس کا پردہ ہے اور تیری روشنی ہمارے فانوس کے لئے چمک دمک کا سامان بہم پہنچاتی ہے۔ (قندیل کا سرمایہ ہے)۔ تیری پاکیزہ فطرت ہمارے لئے باعث رحمت ہے۔ اسی سے دین کی قوت ہے اور یہی ہماری قوم کی بنیاد ہے۔ بچے نے جب تیرے دودھ سے لب تر کئے (دودھ پینا شروع کیا) تو تو نے سب سے پہلے اسے کلمہ توحید سکھایا۔ تیری ہی محبت میں ہمارے طور طریقے، ہماری سوچ بچار، ہماری بات چیت اور ہمارے کردار ڈھلتے ہیں۔ ہماری بجلی، جو تیرے بادل کی آغوش میں آرام پا رہی تھی، وہ پہاڑوں پر چمکی اور صحراؤں میں کڑکی۔

دور حاضر تر فروش و پرفن است — کاروانش نقد دیں را رہزن است
کور و یزداں ناشناس ادراک او — ناکساں زنجیری پیچاک او
چشم او بیباک و ناپرواستے — پنجہ مژگان او گیراستے
صید او آزاد خواند خویش را — کشتہ او زندہ داند خویش را

معانی:...... تر فروش: بد باطن، اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرنے والا جیسا حقیقت میں نہیں، گندم نما جو فروش، عیار، مکار۔ پرفن: عیار، مکار۔ کور: اندھی۔ یزداں ناشناس: خدا کو نہ پہچاننے والی۔ زنجیری: اسیر۔ پیچاک: مراد زلف گرہ گیر۔ ناپرواستے: بے توجہ ہے، شوخ، حیا

سے عاری۔ گیراستے: پکڑنے والا ہے، قابو کر لینے والا ہے۔ خواند: مراد سمجھتا ہے۔ کشتۂ او: اس کا مارا ہوا۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مسلمان خاتون! تجھے قدرت نے آئینِ حق کی نعمت کی امانت دار بنا دیا۔ تیری سانسوں میں دینِ حق کی حرارت بھری ہوئی ہے۔ دورِ حاضر بڑا مکار اور عیار ہے۔ اس کی حقیقت کچھ ہے اور ظاہر کچھ کرتا ہے۔ اس کے قافلے میں دین کی متاع لوٹی جاتی ہے۔ یہ اندھا ہے اور اس کا فہم خدا کو نہیں پہچانتا۔ بے حقیقت لوگ اس کے چکروں میں پڑ کر قیدی بن چکے ہیں۔ اس کی آنکھیں بے باک، شوخ اور بے پردہ ہیں۔ اس کی مژگاں کا پنجہ جہاں پڑ جائے گڑ جاتا ہے۔ جو جو اس کا شکار ہو جاتا ہے، عجیب بات یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو آزاد کہتا ہے جو اس کا کشتہ ہو چکا ہے، وہ اپنے آپ کو زندہ سمجھتا ہے۔

○ آب بند نخل جمعیت توئی ۔۔۔ حافظ سرمایہ ملت توئی
از سر سود و زیاں سودا مزن ۔۔۔ گام جز بر جادہ آبا مزن
ہوشیار از دستبرد روزگار ۔۔۔ گیر فرزندان خود را در کنار
ایں چمن زاداں کہ پر نکشادہ اند ۔۔۔ ز آشیان خویش دور افتادہ اند
فطرت تو جذبہ ہا دارد بلند ۔۔۔ چشم مبند تا حسینےؓ شاخ تو بار آورد موسم پیشیں بگلزار آورد

معانی:...... آب بند: کھیت یا باغ کو پانی دینے والا، سیراب کرنے والی۔ توئی: تو ہے، تو ہی ہے۔ سر سود و زیاں: نفع و نقصان کا خیال۔ سودا مزن: سودا/ معاملہ نہ کر۔ گام: قدم۔ مزن: مت رکھ۔ دستبرد روزگار: زمانے کی لوٹ مار۔ گیر: پکڑ لے۔ جمعیت: اتحاد، بھائی چارہ۔ چمن زاداں: چمن زاد کی جمع، جو چمن میں پیدا ہوئے۔ پر نکشادہ اند: پر نہیں کھولے ہیں۔ چشم مبند: آنکھیں مت بند کر، مت چرا۔ تا حسینےؓ: تا کہ کوئی حسینؓ یعنی حضرت امام حسینؓ جیسی شخصیت والا۔ بار آورد: پھل لائے، اسے پھل لگے۔ موسم پیشیں: پہلا سا موسم، قدیم انداز زندگی۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مسلمان خاتون! تجھی سے امید ہے کہ اس فتنہ انگیز دور میں ہماری جمعیت کے نخل کی آبیاری کرے گی اور تو ہی ہماری ملت کے سرمائے کی نگہبان ہے۔ تو نے نفع اور نقصان کے جو پیمانے سوچے ہیں، انہیں نظر انداز کر اور صرف باپ دادا کے راستے پر ہی چلنا تیرے لئے مناسب ہے۔ اے مسلمان خاتون! زمانے کی لوٹ مار سے چوکس (ہوشیار) رہ۔ اپنے بیٹوں کو آغوش (گود) میں لے لے۔ یہ چمن میں پیدا ہوئے، لیکن انہوں نے ابھی پر نہیں تولے اور اپنے گھونسلے سے بہت دور پڑے ہیں۔ مطلب یہ کہ ان کی طرف توجہ کر ان کی صحیح اسلامی طریقے پر پرورش و تربیت کر۔ اے مسلمان خاتون! تیری فطرت میں بڑے بلند جذبے موجزن ہیں۔ تو ہوش کی نظر حضرت فاطمہؓ کے نمونے پر جمائے رکھ تا کہ تیری شاخ میں بھی حسینؓ جیسا پھل لگے اور ہمارے باغ میں پہلی سی بہار پھر آ جائے۔

خلاصہ مطالب مثنوی

درتفسیر سورۂ اخلاص قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

"قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" (کہہ کہ وہ اللہ ایک ہے)

من شبے صدیق را دیدم بخواب گل از خاک راہ او چیدم بخواب
آں امن الناس بر مولائے ما آں کلیم اول سینائے ما
ہمت او کشت ملت را چو ابر ثانی اسلام و غار و بدر و قبر
گفتمش اے خاصہ خاصان عشق عشق تو سر مطلع دیوان عشق
پختہ از دستت اساس کار ما چارہ فرما پے آزار ما

معانی:...... صدیق: حضرت ابوبکر صدیقؓ (صدیق لقب ہے) پہلے خلیفۃ المسلمین۔ چیدم: میں نے چنے۔ امن الناس: لوگوں میں سب سے زیادہ ممنون، اشارہ ہے رسول کریمؐ نے اپنے خطبے میں فرمایا تھا کہ "رفاقت اور مال میں مجھ پر سب سے بڑا احسان ابوبکرؓ کا ہے"۔ مولائے ما: ہمارے آقا، رسول کریمؐ۔ ثانی اسلام و غار و بدر و قبر: ثانی اسلام یعنی حضور اکرمؐ کے بعد آپ دوسرے مسلمان ہیں، غار ثور میں آپ حضور اکرمؐ کے ساتھ تھے، غزوۂ بدر میں آپؓ حضور اکرمؐ کے بالکل قریب رہے اور کوئی بھی اتنا قریب نہ تھا، قبر میں ثانی اس لئے کہ آپؓ، حضور اکرمؐ کے پہلو میں دفن ہیں۔ گفتمش: میں نے انؓ سے کہا۔ خاصہ خاصان عشق: عشق کے خاصوں کے خاص۔ سر مطلع: سب سے پہلا شعر۔ از دستت: تیرے ہاتھوں سے۔ چارہ ے: کوئی علاج۔ پے آزار ما: ہمارے درد/مرض کا۔

ترجمہ وتشریح:...... ایک رات میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا اور آپ کے راستے کی خاک سے پھول چنے۔ وہ ابوبکرؓ، جن کے احسان ہمارے آقا و مولاؐ پر تمام انسانوں سے زیادہ ہیں۔ وہ ابوبکرؓ جو ہمارے کوہ سینا کے پہلے کلیم تھے۔ پہلے مصرع کے متعلق حدیث درج ہے کہ رفاقت اور مال میں حضرت ابوبکرؓ کے احسان سب سے بڑھ کر ہیں۔ یعنی انہوں نے سب سے بڑھ کر مصاحب کا حق ادا کیا اور انہوں نے سب سے بڑھ کر پیغام حق کی اشاعت میں مال صرف کیا۔ امن الناس اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امن الناس علی فی صحبتہ و مالہ ابوبکر تمام انسانوں میں سے مجھ پر رفاقت اور مال میں سب سے بڑھ کر احسان ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کئے ہیں۔ دوسرے مصرع کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے مسلمان تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو طور سینا فرض کیا جائے تو اس طور پر جو کلیم سب سے پہلے پہنچا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ روایات میں قبول اسلام کے لئے تین ہستیوں کی سبقت واضح ہے۔ مستورات میں حضرت خدیجہؓ نے سبقت حاصل کی، لڑکوں میں سے حضرت علیؓ نے جو قبول اسلام کے وقت آٹھ سال کے تھے، مردوں میں سے حضرت ابوبکرؓ نے۔ یہاں ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے۔ حضرت خدیجہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم تھیں، حضرت علیؓ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تربیت پائی تھی۔ کاملاً آزاد و خود مختار صرف حضرت ابوبکرؓ تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی ہمت اور ان کے ایثار کی حیثیت قومی کھیت کے لئے ابر رحمت کی تھی۔ وہ اسلام، غار، بدر اور قبر میں دوسرے تھے: دوسرے مصرع میں حضرت صدیقؓ کی زندگی کے تمام اہم واقعات تاریخی ترتیب سے جمع کر دینا سچ مچ ایک کرامت

ہے۔ اصل مضمون حضرت سعید بن میتب کے ایک قول میں آگیا تھا۔ سعید بن میتب کا قول یہ تھا: کان ابوبکر صدیق من النبی مکان لوزیر و کان یشاورہ فی جمیع امورہ و کان ثانیہ فی الاسلام و ثانیہ فی الغار و کان ثانیہ فی العریش یوم بدر و کان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقدم علیہ احدا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں وزیر کی تھی۔ آپ ہر معاملے میں ابوبکرؓ سے مشورہ کرتے اور ابوبکرؓ اسلام میں دوسرے اور غار میں دوسرے تھے۔ جنگ بدر کے دن سائبان میں دوسرے اور قبر میں دوسرے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان سے مقدم کوئی نہ تھا۔ میں نے عرض کیا، اے عشق حق کے برگزیدوں میں سے برگزیدہ! آپ ہی کا عشق عشق حق کے دیوان کا پہلا مطلع (شعر) ہے۔ ہمارے کام کی بنیاد آپ ہی کے ہاتھ سے مضبوط ہے۔ کیونکہ اسلام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلا مصیبت خیز دور وہ تھا جس میں مختلف گروہ بغاوت پر آمادہ ہوگئے تھے۔ ان میں سے بعض لوگ مرتد ہو چکے تھے، بعض نے خود نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا اور بعض نے زکوٰۃ روک لی تھی۔ حالات بڑے تشویشناک تھے، لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک لمحے کے لئے بھی متزلزل نہ ہوئے اور چھ مہینے کے اندر تمام مخالفتوں کو ختم کر کے ملت اسلامیہ کی بنیادیں استوار کر دیں)۔ میں نے عرض کیا کہ جس طرح آپ نے ہماری بنیاد درست کر دی تھی، اسی طرح ہماری بیماری کیلئے، جس نے ہمیں سخت پریشان کر رکھا ہے کوئی علاج تجویز فرما دیجئے۔

گفت تا کے در ہوس گردی اسیر — آب و تاب از سورہ اخلاص گیر
اینکہ در صد سینہ پیچد یک نفس — سرے از اسرار توحید است و بس
رنگ او بر کن مثال او شوی — در جہاں عکس جمال او شوی
آنکہ نام تو مسلماں کردہ است — از دوئی سوے یکی آوردہ است

معانی:...... گردی اسیر: قیدی رہے گا۔ آب و تاب: چمک دمک۔ اینکہ: یہ جو۔ پیچد: چل رہا ہے۔ سرے: ایک راز۔ بر کردن: روشن کرنا۔ بر کن: چمکا۔ آنکہ: وہ ذات جس نے۔ دوئی: وحدت کی ضد۔ سوے یکی: وحدت کی طرف۔ آوردہ است: لایا/لائی ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... فرمایا: تو کب تک حرص و ہوس کا قیدی بنا رہے گا؟ سورۂ اخلاص سے چمک اور تابش حاصل کر۔ دیکھو، سینکڑوں سینوں میں ایک ہی سانس چل رہا ہے۔ یہ بھی توحید کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے۔ تم بھی اسی (خدا) کا رنگ پیدا کرو تو اسی جیسے بن جاؤ گے اور دنیا میں اسی کے عکس جمال کے آئینہ دار ہو جاؤ گے۔ جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔ وہ تجھے کثرت سے وحدت کی طرف لایا ہے (مسلمان نام اللہ نے رکھا۔ قرآن میں ہے۔ وھو سمکم المسلمین۔ فرماتے ہیں کہ مسلمان نام رکھنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ سب ایک رہو)۔

خویشتن را ترک و افغاں خواندہ — وائے بر تو آنچہ بودی ماندہ
وارہاں نامیدہ را از نامہا — ساز با خم درگزر از جامہا
اے کہ تو رسوائے نام افتادہ — از درخت خویش خام افتادہ
با یکی ساز از دوئی بردار رخت — وحدت خود رامگرداں لخت لخت
اے پرستار یکی گر تو توئی — تا کجا باشی سبق خوان دوئی

معانی:...... خواندہ ای: تو نے کہا ہے، تو کہتا ہے۔ وائے بر تو: تجھ پر افسوس۔ بودی: تو تھا۔ ماندہ ای: تو اس سے ہٹ گیا ہے۔ وارہاں: نجات دلا۔ نامیدہ: نام رکھا گیا۔ ساز: موافقت کر۔ درگذر: گزر جا، چھوڑ دے۔ افتادہ ای: تو پڑا ہے۔ خام افتادہ ای: کچا ہی گر

پڑا ہے۔ بردار رخت: سامان اٹھالے۔ مگرواں: مت کر۔

ترجمہ وتشریح:...... لیکن تم نے اپنے آپ کو ترک، افغان اور خدا جانے کیا کیا کچھ کہا۔ تم پر افسوس ہے کہ تو جو کچھ تھا وہی رہا۔ علامہ ہی کے بقول: ؎

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو　　تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

(جواب شکوہ)

قوم کو ان مختلف ناموں سے نجات دلاؤ۔ خم (صراحی) سے ربط ضبط قائم رکھو، جام و ساغر سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ (خم ملت ہے، جو ایک ہے۔ جغرافیائی قومیتوں کی بناء پر الگ الگ نام رکھنے سے تفرقہ پیدا ہوا۔ ان کی حیثیت جام و ساغر کی ہے۔ انہیں ٹھکراؤ تا کہ ملت کی وحدت قائم ہو جائے)۔ تم نام کے پیچھے پڑے ہوئے ہو (جو رسوائی کا سامان ہے) گویا تم اپنے درخت سے کچے پھل کی طرح گر گئے ہو۔ تم یگانگی سے موافقت پیدا کرلو اور دوئی سے بے تعلق ہو جاؤ، اپنی وحدت کو پارہ پارہ (ٹکڑے ٹکڑے) نہ کرو۔ (ظاہر ہے کہ اسلامی ملت کے بجائے ترکی، افغانی، عربی ملت قرار دے لینے کا مطلب یہی ہے کہ وحدت کا شیرازہ بکھر جائے)۔ اے وحدت کی پرستش کرنے والو! اگر تو حقیقتاً تو ہے، تو تو کب تک دوئی کا سبق پڑھتا رہے گا۔

تو درخود را بخود پوشیدہ　　در دل آور آنچہ برلب چیدہ

صد ملل از ملتے انگیختی　　برحصار خود شبیخوں ریختی

یک شود توحید را مشہود کن　　غائبش را از عمل موجود کن

لذت ایماں فزاید در عمل　　مردہ آں ایماں کہ ناید در عمل

معانی:...... بخود پوشیدہ ای: اپنے اوپر بند کرلیا ہے۔ چیدہ ای: تونے چنا ہے۔ ملل: ملت کی جمع، قومیں، فرقے۔ انگیختی: مراد تونے پیدا کیں۔ شبخون ریختی: تونے رات کو حملہ کیا۔ مشہود کن: ظاہر کر۔ فزاید: بڑھتی ہے۔ باید در عمل: جو عمل میں نہیں آتا۔

ترجمہ وتشریح:...... تم نے خود اپنا دروازہ اپنے آپ پر بند کرلیا، جو کچھ زبان سے کہتے ہو، چاہے کہ اسے دل میں جگہ دو۔ (اگر زبان پر کلمہ توحید ہے تو اس کلمے کو دل کے اندر اتارنا چاہیے)۔ تم نے ایک قوم کی سینکڑوں قومیں بنا ڈالیں، گویا اپنے قلعے پر خود ہی شبخون مارا۔ بقول علامہ: ؎

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں　　کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

تم ایک ہو جاؤ اور توحید کا نقشہ عملی اعتبار سے دنیا کے سامنے پیش کر دو۔ کلمہ توحید میں جو مفہوم چھپا ہوا ہے اسے عمل کے ذریعے سے وجود میں لے آؤ۔ عمل کے ذریعے سے ایمان کی لذت میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ ایمان مردہ ہو جاتا ہے جس پر عمل نہ کیا جائے۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ

(اللہ بے نیاز ہے)

گر بہ اللہ الصمد دل بستہ　　از حد اسباب بیروں جستہ

بندہ حق بندہ اسباب نیست　　زندگانی گردش دولاب نیست

مسلم استی بے نیاز از غیر شو اہل عالم را سراپا خیر شو
پیش منعم شکوہ گردوں مکن دست خویش از آستیں بیروں مکن
چوں علیؓ درساز بانان شعیر گردن مرحب شکن خیبر بگیر

معانی:...... دل بستہ ای: تونے دل لگایا۔ اسباب: سبب کی جمع۔ بیروں جستہ ای: تو باہر نکل گیا۔ دولاب: رہٹ۔ گردش: چکر، چلنا۔ غیر: ماسوا اللہ، اللہ کے سوا جو کچھ ہے۔ منعم: دولت مند۔ شکوہ گردوں: آسمان کی۔ درساز: موافقت کر۔ گذارہ کر۔ نان شعیر، جو کی روٹی۔ مرحب: خیبر کے یہودیوں کا سب سے بڑا سردار جسے حضرت علیؓ نے قتل کیا۔ خیبر: ایک نخلستان جو مدینہ منورہ سے ۱۸۴ کلو میٹر شمال میں واقع ہے۔ یہودیوں کی زبان میں بمعنی قلعہ۔ اس (خیبر) کا سب سے بڑا قلعہ القموص ہے جسے حضرت علیؓ نے فتح کیا تھا۔

ترجمہ وتشریح:...... اگر تو نے خدائے بے نیاز سے دل وابستہ کر لیا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ تو اسباب کے دائرے سے نکل گیا ہے۔ اس لئے کہ خدا کا بندہ اسباب کا بندہ نہیں ہو سکتا اور زندگی رہٹ کا چکر نہیں۔ اگر تو مسلمان ہے تو خدا کے سوا ہر شے سے بے نیاز ہو جا اور دنیا کے لئے خیر و برکت کا سرچشمہ بن جا۔ دولت مند کے پاس جا کر گردش روزگار کے شکوے نہ کر اور اس طرح اپنے لئے سوال کا دروازہ نہ کھول بلکہ ہاتھ آستین سے باہر ہی نہ نکال (کسی سے کچھ نہ مانگ) حضرت علیؓ کی طرح جو کی روٹی کو اپنا شعار بنا لے۔ مرحب جیسے زور آور سردار کی گردن توڑ اور خیبر جیسے مستحکم مقام پر قبضہ کر لے ؎

جسے نان جویں بخشی ہے تو نے اسے بازوئے حیدر بھی عطا کر
(اقبال)

منت از اہل کرم بردن چرا نشتر لاو نعم خوردن چرا
رزاق خود را از کف دوناں مگیر یوسف استی خویش را ارزاں مگیر
گرچہ باشی مور وہم بے بال وپر حاجتے پیش سلیمانے مبر
راہ دشوار است ساماں کم بگیر درجہاں آزاد زی آزاد میر

معانی:...... منت: احسان۔ بردن: لے جانا۔ چرا: کیوں، کس لئے۔ نشتر لا و نعم: نہیں اور ہاں کا نشتر۔ کف دوناں: کمینے لوگوں کا ہاتھ۔ ارزاں مگیر: سستا نہ سمجھ۔ مور: چیونٹی۔ سلیمانے: حضرت سلیمانؑ، قرآنی تلمیح یعنی حضرت سلیمان اور چیونٹی کے حوالے سے ایسا کہا گیا ہے۔ زی: تو جی، زندگی گزار۔ میر: تو مر۔

ترجمہ وتشریح:...... اہل کرم کا احسان کیوں لیا جائے؟ ان کے ہاتھ سے ''ہاں'' یا ''نہیں'' کا نشتر کیوں کھایا جائے؟ ''ہاں'' اور ''نہیں'' دونوں کی حیثیت نشتر کی ہے، جس سے سوالی کے دل پر زخم لگتے ہیں۔ اگر سوال پورا کیا گیا تو دینے والے کا احسان ہوا اور لینے والے کی خوداری کو نقصان پہنچا۔ اگر سوال ٹھکرا دیا گیا تو مطلب یہ ہوا کہ خوداری کو مجروح کر لینے کے باوجود ضرورت بھی پوری نہ ہوئی۔ یہ بھی بہر حال زخم ہی ہوا۔ عرفی نے ایک نعتیہ قصیدے کی تشبیب میں بھی یہی مضمون پیش کیا ہے۔ کہتا ہے:

اقبال کرم می گزد ارباب ہمم را
ہمت نخورد نیشتہ لاو نعم را

بخشش کو قبول کر لینا ارباب ہمت کے لئے تکلیف واذیت کا سامان ہے۔ ہمت اس امر کی روادار نہیں کہ اہل کرم کی زبان سے لا (نہیں) اور نعم (ہاں) کے نشتر کھائے۔ تو اپنا رزق کمینوں کے ہاتھ سے نہ لے۔ تو یوسف ہے، تیری قیمت بہت زیادہ ہے تجھے اپنے آپ کو ارزاں نہ

کرنا چاہئے۔ اگرچہ تیری حیثیت چیونٹی کی ہو، ساتھ ہی تو بے بال و پر بھی ہو، پھر بھی تیرے لئے زیبا نہیں کہ تو اپنی حاجت سلیمان علیہ السلام کے سامنے لے جائے۔ یہ مضمون اقبال نے ''خضر راہ'' میں بھی پیش کیا ہے۔

مور بے پر حاجتے پیش سلیمانے مبر | میومیائی کی گدائی سے تو بہتر ہے شکست

زندگی کا راستہ بڑا کٹھن ہے، اپنے ساتھ بہت کم سامان لے، دنیا میں آزاد زندہ رہ اور آزاد ہی مر۔

سبحہ اقلل من الدنیا شمار | از تعش حرا شوی سرمایہ دار
درجہاں منعم شو و سائل مشو | ناتوانی کیمیا شو گل مشو
اے شناسائے مقام بو علیؒ | جرعہ آرم زجام بو علیؒ
''پشت پازن تخت کیکاؤس را | سربدہ از کف مدہ ناموس را''
خود بخود گردد درمیخانہ باز | برتہی پیمانگان بے نیاز

معانی:...... سبحہ: تسبیح۔ ''اقلل من الدنیا'': حضرت عمر فاروقؓ کے قول کی طرف اشارہ ہے۔ ''دنیا کی ضرورتیں کم کر دے اور احرار (آزاد لوگوں کی سی) زندگی بسر کر''۔ شمار: پڑھ۔ تعش حرا: آزادی کی زندگی بسر کر۔ کیمیا شو: اکسیر ہو جا (اکسیر وہ دوا جو تانبے یا کسی دوسری دھات کو سونا بنا دے) گل مشو: مٹی نہ بن۔ سائل: سوال کرنے والا، بھکاری۔ بوعلی، مراد بوعلی قلندرؒ، نام شرف الدین، مشہور صوفی، پانی پت کے رہنے والے تھے، وہیں مدفون ہیں، حضرت امام ابوحنیفہؒ کی اولاد سے تھے۔ کرنال میں فوت اور وہیں دفن ہوئے لیکن بعد میں ان کے اقربا نے نعش نکال کر پانی پت میں دفنا دی اب ان کا مزار وہیں ہے۔ جرعہ: ایک گھونٹ۔ جام: صراحی۔ کیکاؤس: ایران کا ایک قدیم بادشاہ۔ سربدہ: یعنی سر کٹوالے۔ مدہ: مت دے۔ ناموس: عزت و آبرو۔ گردد باز: کھل جائے گا۔ تہی پیمانگاں: تہی پیمانہ کی جمع، وہ لوگ جن کے پیالے خالی ہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... حضرت فاروق اعظمؓ کا یہ کتنا اچھا ارشاد ہے ''دنیوی ضرورتیں کم کر دے اور آزادانہ زندگی بسر کر'' تو اسی ارشاد کو اپنا نقشہ عمل بنا۔ اقلل من الدنیا تعش حرا: یہ قول حضرت فاروق اعظمؓ سے منسوب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیوی ضرورتیں کم کر دے اور آزادانہ زندگی بسر کر، ظاہر ہے کہ انسان کی ضرورتیں جتنی زیادہ ہوں گی، اتنی ہی اسے تگ و دو کرنی پڑے گی اور جب خود اس کی تگ و دو سے ضرورتیں پوری نہ ہوں گی تو وہ دوسروں کے لطف و کرم کا محتاج ہوگا۔ اسی طرح اس کی آزادی چھن جائے گی۔ دنیا سے بے نیاز وہی رہ سکتا ہے جس کی ضرورتیں بہت کم ہوں۔ جس حد تک ممکن ہو، مٹی نہ بن، کیمیا بن۔ تجھے صاحب نعمت ہونا چاہئے، جو دوسروں کو بخشش سے مالا مال کرے، سوالی نہ ہونا چاہئے۔ تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ کے مقام اور مرتبے کو پہچانتا ہے، میں انہیں کے جام ارشادات میں سے ایک گھونٹ تجھے پلاتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں: کیکاؤس کا تخت ٹھکرا دے، سر دے دے مگر عزت و ناموس ہاتھ سے نہ دے۔ یہ سنت الٰہی ہر لحظہ پیش نظر رکھ کر جن لوگوں کے جام شراب سے خالی ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ کی صفت بے نیازی اپنے اندر پیدا کر لیں گے تو ان کے لئے شراب خانے کا دروازہ خود بخود کھل جائے گا۔

قائد اسلامیان ہاروں رشید | آنکہ نقفور آب تیغ او چشید
گفت مالکؒ را کہ اے مولائے قوم | روشن از خاک درت سیمائے قوم
اے نوا پرداز گلزار حدیث | از تو خواہم درس اسرار حدیث
لعل تا کے پردہ بندا ندریمن | خیز و در دارالخلافت خیمہ زن

اے خوشا تابانی روز عراق   اے خوشا حسن نظر سوز عراق
می چکد آب خضر از تاک او   مرہم زخم مسیحا خاک او

معانی:...... ہارون رشید: خلیفہ ہارون الرشید جو ۷۸۶ عیسوی میں تخت نشین ہوا۔ مورخین کے مطابق اس کا دور عباسی خلفا کا زریں دور ہے۔ نقفور: ایک رومی بادشاہ جسے ہارون الرشید نے کئی مرتبہ شکست دی۔ چشید: چکھا۔ مالکؒ: امام مالکؒ جن کی کتاب ''موطا'' (جو احادیث نبوی کا مجموعہ ہے) بہت مشہور ہے۔ سیمائے قوم: قوم کی پیشانی۔ نواپرداز: نغمے الاپنے والا۔ خیز: اٹھ، خیمہ زن: خیمہ لگایئے۔ اے خوشا: اے بہت عمدہ، واہ واہ کیا خوب۔ تابانی: چمک، روشنی۔ حسن نظر سوز: نظروں کو جلا دینے والا حسن۔ تاک: انگور کی بیل۔ می چکد: ٹپکتا ہے۔ آب خضر: مراد آب حیات و حضرت خضر نے پی لیا تھا۔

ترجمہ وتشریح:...... مسلمانوں کے خلیفہ ہارون الرشید کا واقعہ ہے۔ وہی ہارون الرشید جس کی تلوار کی دھار کا مزہ نقفور نے بھی چکھا۔ نقفور (نسی فورس اول) مشرقی رومی سلطنت کا بادشاہ تھا۔ شروع میں ملکہ آئرین کے ماتحت یہ وزیر مال تھا۔ پھر درباریوں کو ساتھ ملا کر تخت پر بیٹھ گیا، ملکہ آئرین خراج ادا کرتی تھی۔ نقفور نے تخت نشین ہوتے ہی ہارون الرشید کو لکھا: ''اب عورت تاج وتخت کی مالک نہیں، جو تمہیں خراج ادا کرتی تھی، میں شہنشاہ ہوں اور تم مجھے خراج ادا کرو''۔ اس گستاخانہ خط کے جواب میں ہارون الرشید نے وہ نادر خط لکھا تھا جس کا ابتدائی جملہ تھا: ''خلیفہ ہارون الرشید کی طرف سے رومی کتے کے نام''۔ پھر فوج لے کر بجلی کی طرح نقفور پر جا گرا اور جب تک اس نے جرموں پر پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے پورا خراج ادا نہ کر دیا، اسے نہ چھوڑا۔ ہارون الرشید نے امام مالکؒ سے کہا کہ اے قوم کے آقا! آپ کے دروازے کی خاک سے قوم پیشانی روشن ہے۔ آپ حدیث کے باغ میں نغمہ سنج ہیں، میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ سے حدیث کے اسرار کا درس لوں۔ لعل کب تک یمن میں پردوں کے اندر چھپا رہے گا؟ آیئے، دارالخلافت (بغداد) میں قیام فرمایئے۔ (امام مالکؒ مسجد النبیؐ (مدینہ منورہ) میں درس دیا کرتے تھے۔ ہارون نے انہیں بغداد بلایا)۔ عراق میں دن خوب روشن ہوتے ہیں اور یہاں حسن بھی بڑا نظر سوز ہوتا ہے۔ اس کے انگور سے آب خضر (آب حیات) ٹپکتا ہے اور اس کی مٹی زخم مسیحا کے لئے مرہم ہے۔

گفت مالکؒ مصطفیؐ را چاکرم   نیست جز سودائے او اندر سرم
من کہ باشم بستہ فتراک او   بر نخیزم از حریم پاک او
زندہ از تقبیل خاک یثربم   خوشتر از روز عراق آمد شبم
عشق میگوید کہ فرمانم پذیر   پادشاہاں رابخدمت ہم مگیر
تو ہمی خواہی مرا آقا شوی   بندہ آزاد را مولا شوی

معانی:...... چاکرم: میں چاکر/نوکر ہوں۔ سودائے او: یعنی حضور رسول اکرم کا عشق۔ بستہ فتراک او: حضورؐ کے فتراک کا بندھا ہوا۔ برنخیزم: میں نہیں اٹھوں گا۔ حریم پاک او: یعنی حضور کا روضہ مبارک (شہر مدینہ) تقبیل: چومنا۔ خوشتر: زیادہ، افضل۔ فرمانم پذیر: میرا حکم مان۔ بخدمت ہم مگیر: خدمت کے لئے بھی قبول نہ کر۔ مرا آقا شوی: تو میرا مالک/آقا بن جائے۔

ترجمہ وتشریح:...... امام مالکؒ نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ملازم ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے سوا میرے سر میں کسی کا سودا نہیں۔ میں حضورؐ ہی کے شکار بند سے بندھا ہوا ہوں اور اس پاک حرم سے اٹھ کر کہیں جا نہیں سکتا۔ خاک یثرب کو بوسہ دینا میری زندگی ہے اور میری راتیں عراق کے دنوں سے زیادہ خوشگوار ہیں۔ عشق حق کا فرمان تو یہ ہے کہ میرا حکم مان اور بادشاہوں کو خدمت گاری کے لئے بھی قبول نہ کر۔ تو چاہتا ہے کہ میرا آقا بن جائے اور آزاد انسان کا مولا کہلائے۔

بہر تعلیم تو آیم بر درت — خادم ملت نگردد چاکرت
بہرہ خواہی اگر از علم دیں — درمیان حلقہ درسم نشیں
بے نیازی ناز ہا دارد بسے — ناز او اندازہا دارد بسے
بے نیازی رنگ حق پوشیدن است — رنگ غیر از پیرہن شوئیدن است

معانی:...... نگردد چاکرت: تیرا نوکر/خدمتگار نہ بنے گا۔ بہرہ ے: کچھ حصہ۔ حلقہ درسم: میری مجلس درس۔ بسے: بہت۔ رنگ حق پوشیدن: حق کا رنگ اختیار کرنا۔ رنگ غیر: مراد ماسوااللہ کا رنگ۔ شوئیدن: دھونا۔

ترجمہ وتشریح:...... میں تعلیم دینے کے لئے تیرے دروازے پر آؤں؟ قوم کا خدمت گزار تیرا ملازم نہیں ہوسکتا۔ اگر تو دین کا کچھ علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو میرے حلقہ درس میں آکر بیٹھ۔ ''بے نیازی میں بھی بڑے ناز ہیں اور ان نازوں سے بے شمار انداز ہیں''۔ بے نیازی کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان حق کا رنگ اختیار کرنے اور غیر کا رنگ پیراہن سے دھوڈالے۔

علم غیر آموختی اندوختی — روے خویش از غازہ اش افروختی
ارجمندی از شعارش می بری — من ندانم تو توئی یا دیگری
از نسیمش خاک تو خاموش گشت — وزگل و ریحاں تہی آغوش گشت
کشت خود از دست خود ویراں مکن — از سحابش کدیہ باراں مکن
عقل تو زنجیری افکار غیر — درگلوے تو نفس از تار غیر
بر زبانت گفتگو ہا مستعار — دردل تو آرزوہا مستعار

معانی:...... آموختی: تونے سیکھا۔ اندوختی: تونے کمایا۔ غازہ اش: اس کی سرخی۔ افروختی: تونے چمکایا۔ ارجمندی: عزت ووقار۔ شعارش: اس کی روش/طور طریقہ۔ تو توئی: تو واقعی تو ہے۔ یادیگری: یا تو کوئی اور ہے۔ خاموش گشت: مراد بے جان ہوگئی۔ خاک خاموش: خشک زمین، بے آب وگیاہ زمیں۔ ریحان: نازبو (خوشبودار پودا) تہی آغوش: خالی گود۔ از سحابش: اس کے بادل سے۔ کدیہ: بھیک۔ زنجیری: قیدی۔ مستعار: ادھار مانگی ہوئی۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مسلمان! تونے غیروں کا علم پڑھا اور اسی کو ذخیرہ کیا۔ اسی گلگونے سے اپنا چہرہ چمکایا۔ غیر ہی کے طور طریقوں کو اپنے لئے باعث عزت سمجھتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ تو تو ہے یا غیر ہے، یعنی تیری حقیقی حیثیت غیر کی نقالی میں گم ہوئی ہے اور یقیناً تو تو نہیں رہا۔ غیر کی باد نسیم نے تیری مٹی کو خشک اور بے آب وگیاہ بنادیا۔ وہاں گلاب اور نازبو پیدا ہوتے تھے۔ تیری مٹی اب ان سے محروم ہوگئی۔ تو اپنا کھیت اپنے ہاتھوں نہ اجاڑ اور غیر کے بادل سے بارش کی بھیک نہ مانگ۔ تیری عقل غیر کے افکار کی قیدی ہے۔ تیرے گلے میں جو سانس ہے وہ بھی غیر ہی کا ایک تار ہے۔ تیری زبان کی گفتگوئیں اور تیرے دل کی آرزوئیں سب مستعار ہیں، یعنی ان میں سے کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو تیری ہو۔

قمریانت را نواہا خواستہ — سروہایت را قباہا خواستہ
بادہ می گیری بجام از دیگراں — جام ہم گیری بوام از دیگراں
آہ نگاہش سر ما زاغ البصر — سوے قوم خویش باز آید اگر
می شناسد شمع او پروانہ را — نیک و اند خویش و ہم بیگانہ را

لست منی گویدت مولائے ما وائے ما، اے وائے ما، اے وائے ما

معانی:...... قمریانت: تیری قمریاں (قمریاں: قمری کی جمع، کبوتر سے چھوٹا ایک پرندہ، فاختہ کی ایک قسم) خواستہ: مانگی ہوئی۔ سروہایت: تیرے سرو۔ بوام: ادھار میں، ادھار۔ آں نگاہش: ان کی وہ نگاہ۔ مازاغ البصر: قرآنی تلمیح، سورہ النجم، آیہ ۱۷: نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ بڑھی۔ باز آید: پھر آجائے۔ می شناسد: پہچان لے گی۔ نیک داند: اچھی طرح جانتی ہے۔ لست منی: تو مجھ سے نہیں ہے۔ گویدت: تجھے کہتا ہے۔ وائے ما: افسوس ہے ہم پر۔

ترجمہ وتشریح:...... تیری قمریوں کے ترانے اور تیرے سروں کی قبائیں سب دوسروں سے مانگی ہوئی ہیں۔ حد یہ ہے کہ تو اپنے پیالے میں شراب ہی نہیں بلکہ پیالہ بھی دوسروں سے قرض لیتا ہے۔ وہ پاک ذات، جس کی نگاہ کے لئے قرآن مجید کا ارشاد ہے: ما زاغ البصر وما طغی...... نہ کجی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ نے اور نہ غلطی کھائی۔ (سورہ نجم) اگر وہ اپنی قوم کی طرف دوبارہ آئے، وہ جس کی شمع پروانوں کو پہچانتی ہے، جانتے ہو، وہ تم جیسے مسلمانوں کو کیا کہے گی؟ تم مجھ سے نہیں تمہیں مجھ سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔ یہ سن کر ہم اس کے سوا کیا کہیں گے کہ افسوس ہم پر، افسوس ہم پر۔

زندگانی مثل انجم تا کجا هستی خود در سحر گم تا کجا
ریوے از صبح دروغے خوردہ رخت از پہنائے گردوں بردہ
آفتاب استی یکے در خو دنگر از نجوم دیگراں تابے مخر
بر دل خود نقش غیر انداختی خاک بردی کیمیا در باختی
تا کجا رخشی زتاب دیگراں سر سبک ساز از شراب دیگراں

معانی:...... تا کجا: کہاں/کب تک۔ ریوے: ایک فریب، مکر، حیلہ۔ صبح دروغے: صبح کاذب، وہ روشنی جو رات کے پچھلے پہر ظاہر ہو کر پھر غائب ہو جاتی ہے۔ خوردہ ای: جھوٹی صبح، تو نے کھایا ہے۔ رخت: سامان، اسباب۔ پہنائے گردوں: آسمان کی وسعت۔ آفتاب استی: تو سورج ہے۔ یکے: ذرا۔ درخودنگر: خود میں دیکھ، اپنی ذات میں ڈوب۔ تابے مخر: کوئی روشنی نہ خرید۔ کیمیا درباختی: تو نے اکسیر ہار دی۔ رخشی: تو چمکے گا۔ سبک ساز: ہلکا کر۔

ترجمہ وتشریح:...... ستاروں کی طرح کب تک زندگی بسر کرو گے؟ اپنی ہستی کو صبح کی روشنی میں کب تک گم رکھو گے؟ تم نے صبح کاذب کا دھوکہ کھایا اور اپنے آپ کو ختم کر لیا۔ اپنی حقیقت پر نظر ڈالو، تم تو خود سورج ہو، پھر دوسروں کے تاروں سے روشنی کیوں لیتے ہو؟ تم نے اپنے دل پر غیر کا نقش بٹھا لیا۔ افسوس، مٹی کے بدلے کیمیا ہار دی۔ تم کب تک دوسروں کی چمک دمک کے بل پر چمکتے رہو گے؟ اپنا سر دوسروں کی شراب سے ہلکا کرو، یعنی دوسروں کی شراب پی کر سرگراں اور متوالے مت ہو۔

تا کجا طوف چراغ محفلے ز آتش خود سوز اگر داری دلے
چوں نظر در پردہ ہائے خویش باش می پرو اما بجائے خویش باش
در جہاں مثل حباب اے ہوشمند راہ خانہ بر اغیار بند
فرد فرد آمد کہ خود را وا شناخت قوم قوم آمد کہ جزبا خود نساخت

از پیام مصطفیٰؐ آگاہ شو
فارغ از ارباب دون اللہ شو

معانی:...... طوف: طواف، کسی چیز کے گرد چکر کاٹنا۔ سوز: جلا۔ می پر: اڑتا رہ۔ حباب: بلبلا۔ اغیار: غیر کی جمع، دوسرے لوگ۔ فرد فرد آمد: فرد اسی وقت منفرد بنا۔ واشناخت: پہچان لیا۔ قوم قوم آمد: قوم اسی وقت قوم بنی۔ جز با خود نساخت: اپنے سوا، کسی سے موافقت نہ کی۔ از ارباب دون اللہ: اللہ کے سوا ارباب سے۔

ترجمہ وتشریح:...... تم کب تک محفل کے چراغ کا چکر لگاتے رہو گے؟ اگر تمہارے پہلو میں دل ہے تو اپنی آگ میں جلو۔ تم نظر کی صورت اختیار کرو، اپنی آنکھ کے پردوں ہی میں رہو۔ اڑنا چاہتے ہو تو اڑو، مگر اپنی جگہ نہ چھوڑو۔ نظر کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے پردے نہیں چھوڑتی۔ ہر جگہ گھومتی ہے، مگر اپنی جگہ رہتی ہے۔ اے عقلمند! دنیا میں بلبلے کی مانند اپنی خلوت کی جگہ کا راستہ غیروں پر بند کر دے۔ فرد اس لئے فرد ہے کہ اس نے اپنی ہستی پہچان لی۔ قوم اس لئے قوم ہوئی کہ اس نے اپنے سوا کسی سے سازگاری کا ڈول نہ ڈالا۔ (مراد یہ ہے کہ فرد اور قوم دونوں کی ہستی احساس خودی پر موقوف ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس پیغام سے آگاہی حاصل کر اور خدا کے سوا جو معبود ہیں، ان سے یک سو ہو جا۔

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ

قوم تو از رنگ و خوں بالا تر است	قیمت یک اسودش صد احمر است
قطرہ آب وضوے قنبرے	در بہا برتر زخون قیصرے
فارغ از باب و ام و اعمام باش	ہمچو سلماں زادہ اسلام باش
نکتہ اے ہمدم فرزانہ میں	شہد را در خانہ ہاے لانہ بیں
قطرہ از لالہ حمراستے	قطرہ از نرگس شہلاستے
ایں نمی گوید کہ من از عبہرم	آں نمی گوید من از نیلوفرم

معانی:...... رنگ وخوں: رنگ اور نسل۔ یک اسودش: اس کا ایک کالا، حبشی۔ صد احمر: سو سرخ۔ قنبر: قنبر حضرت علیؓ کے ایک حبشی غلام کا نام۔ باب وام: باپ اور ماں۔ اعمام: عم کی جمع، چچے۔ سلمانؓ: حضرت سلمان فارسیؓ، جب ان سے ان کا شجرۂ نسب پوچھا گیا تو انہوں نے جواب میں کہا "سلمان ابن اسلام" (سلمان اسلام کا بیٹا)۔ لانہ: شہد کا چھتہ، یہ لفظ بھڑوں کے چھتے کے لئے بھی مستعمل ہے۔ خانہ ہاے لانہ: شہد کی مکھیوں کے چھتے کے خانے/ سوراخ۔ از لالہ حمراستے: سرخ لالہ سے ہے۔ نرگس شہلا: نرگس کے پھول کی وہ قسم جس کی کٹوری سیاہ ہوتی ہے۔ از عبہرم: میں نرگس سے ہوں۔ از نیلوفرم: میں نیلوفر سے ہوں۔ (نیلوفر: نیلے رنگ کا پھول، اس سے شربت بھی تیار کیا جاتا ہے)۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مسلمان! تیری قوم رنگ اور خون سے بہت اونچی ہے اور اس کے ایک کالے کی قیمت سینکڑوں گورے ہیں۔ عموماً گورے کو کالے پر ترجیح دی جاتی ہے، لیکن اقبال کہتے ہیں کہ اسلام کا ایک کالا سینکڑوں گوروں پر ترجیح کا مستحق ہے۔ یہ فضیلت اسلام کی بدولت ہے، نہ کہ رنگ کی بدولت۔ ہمارے کسی قنبر یعنی غلام کے آب وضو کا ایک قطرہ قیمت میں قیصر جیسے شہنشاہ کے خون سے زیادہ گراں ہے۔ تو باپ، ماں اور چچاؤں کے رشتے سے آزاد ہو جا، حضرت سلمانؓ کی طرح اپنا رشتہ اسلام سے جوڑ لے اور اسلام کا فرزند بن جا۔ مشہور ہے کہ حضرت سلمانؓ سے نسب پوچھا گیا تو فرمایا: سلمانؓ بن اسلام۔ اے عقلمند دوست! میں تجھے ایک نکتہ بتاتا

ہوں تو چھتے کے خانوں میں شہد پر نظر ڈال۔ مکھیاں رس چوس چوس کر شہد بناتی ہیں۔ کوئی قطرہ لالے کے سرخ پھول سے لیا جاتا ہے، کوئی نرگس شہلا سے، لیکن کبھی سنا ہے کہ کسی قطرے نے کہا ہو: ''میری اصل نرگس ہے'' اور دوسرے نے کہا ہو: ''میں نیلوفر کے رس سے بنا ہوں؟''۔ (گویا شہد مختلف قسم کی پھولوں سے تیار ہوا، مگر چھتے میں پہنچا تو ایک جنس ہوگیا۔ یہی کیفیت ملت اسلامیہ کی ہونی چاہئے)۔

ملت ماشان ابراہیمی است شہد ما ایمان ابراہیمی است

گرنسب راجز و ملت کردہ رخنہ درکار اخوت کردہ

در زمین ماَنگیر دریشہ ات ہست نا مسلم ہنوز اندیشہ ات

معانی:...... شان: شہد کا چھتا۔ شان ابراہیمیؑ: ابراہیمی شہد کا چھتا۔ رخنہ: سوراخ، خلل، بگاڑ۔ ریشہ ات: تیری جڑ۔ اندیشہ ات: تیری سوچ/فکر۔

ترجمہ وتشریح:...... ہماری ملت شہد کا وہ چھتہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھوں تیار ہوا اور اس میں شہد وہ ایمان ہے جس کا عملی ثبوت حضرت ممدوح نے دیا اور اسی ایمان کی دعوت حضرت کی زبان پر جاری ہوئی۔ اگر تو نسب اور نسل کو ملت کا جزو بنائے گا تو ظاہر ہے کہ اخوت کے کاروبار میں رخنہ پیدا ہو جائے گا یعنی برادری کی وہ شان کیوں کر قائم رہے گی، جو رنگ، نسب اور خون سے بہت بالا ہے۔ یاد رکھ کہ ہماری زمین میں تیرا ریشہ جڑ نہیں پکڑ سکتا کیونکہ تیرے افکار و خیالات ابھی تک نا مسلم ہیں۔

ابن مسعودؓ آں چراغ افروز عشق جسم و جان و اسراپا سوز عشق

سوخت از مرگ برادر سینہ اش آب گردیداز گراز آئینہ اش

گریہ ہاے خویش راپایاں ندید در غمش چوں مادراں شیون کشید

معانی:...... ابن مسعودؓ: مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو اپنے علم و فضل کی بناء پر نہایت ممتاز صحابہ کرامؓ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی تفسیر آیات قرآنی کا حوالہ کئی کتب تفسیر میں ملتا ہے۔ فقہ میں بڑا نام پیدا کیا۔ چراغ افروز: چراغ جلانے/روشن کرنے والا/والے۔ سوخت: جل گیا۔ آب گردید: پانی ہوگیا۔ آئینہ اش: اس/انؓ کا آئینہ۔ شیون کشید: نالہ وزاری کی۔

ترجمہ وتشریح:...... مشہور صحابی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ عشق کا چراغ جلانے والے تھے۔ ان کا جسم اور جان دونوں سراپا عشق کی حرارت تھے۔ ان کی مقدس ذات عشق حق کیلئے وقف ہو چکی تھی۔ ان کے بھائی نے وفات پائی، اس صدمہ سے ان کا سینہ جل اٹھا اور دل کا آئینہ پگھل کر پانی ہوگیا۔ ان کا رونا دھونا ختم ہی نہ ہوتا تھا اور بھائی کے غم میں وہ ماؤں کی طرح آہ وفغاں کرتے تھے۔

''اے دریغا آں سبق خوان نیاز یار من اندرد بستان نیاز''

''آہ آں سروِ سہی بالاے من در رہ عشق نبیؐ ہمپاے من''

''حیف او محروم دربار نبیؐ چشم من روشن زدیدار نبیؐ''

نیست ازروم و عرب پیوند ما نیست پابند نسب پیوند ما

معانی:...... سبق خوان نیاز: عاجزی، سبق پڑھنے والا۔ دبستان: مکتب، مدرسہ۔ سروِ سہی بالا: سیدھے قد والا، سرو مراد محبوب، بلند قد والا۔ ہمپاے من: میرا ہمقدم، میرا ہم سفر۔ حیف: افسوس۔

ترجمہ وتشریح:...... (کہتے تھے) ''افسوس! وہ عقیدت کا سبق لینے والا، جو نیازمندی کی درس گاہ میں میرا رفیق تھا۔ افسوس! سرو کی طرح بلند قامت میرا بھائی، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں میرے برابر چلتا تھا، افسوس! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دربار سے محروم ہو گیا اور میری آنکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے روشن ہیں۔

دل بہ محبوبِ حجازی بستہ ایم　　زیں جہت با یک دگر پیوستہ ایم
رشتۂ ما یک تولائش بس است　　چشم ما را کیف صہبایش بس است
مستی او تا بخون ما دوید　　کہنہ را آتش زد و نو آفرید
عشق او سرمایۂ جمعیت است　　ہمچو خوں اندر عروق ملت است
عشق درجان و نسب در پیکر است　　رشتۂ عشق از نسب محکم تر است

معانی:...... محبوبِ حجازی: حضور رسول کریمؐ۔ پیوند ما: ہمارا باہمی ربط/ تعلق۔ پیوستہ ایم: ہم وابستہ ہیں۔ رشتہ ما: ہمارا تعلق۔ تولا: محبت۔ یک تولائش: اس کی ایک محبت۔ کیف صہبایش: حضورؐ کی شراب کا نشہ/ سور۔ تا جب دوید: دوڑی/ دوڑا۔ کہنہ: پرانا۔ کہنہ چیز: پرانا حلقہ یا چکر مراد آسمان۔ نو آفرید: نیا پیدا کیا۔ سرمایہ جمعیت: اتحاد و یگانگت اور ایک جماعت کی صورت میں ہونے کا سرمایہ۔ عروق: عرق کی جمع، رگیں۔

ترجمہ وتشریح:...... ہمارا باہم رشتہ روم اور عرب پر موقوف نہیں اور نہ اس سے نسب کا کوئی تعلق ہے۔ یعنی نہ ہمارے نزدیک جغرافیائی حدود کوئی حیثیت رکھتے ہیں اور نہ نسب و خون۔ ہم نے حجازی محبوب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے دل لگایا ہے۔ اسی سبب سے ایک دوسرے کے ساتھ ہمارا رشتہ جڑ گیا ہے۔ یہی محبت ہمارے نزدیک ایسا تعلق ہے کہ اس سے زیادہ کسی تعلق کی ضرورت نہیں۔ ہماری آنکھوں کے لئے حضورؐ کی شراب کا نشہ کافی ہے۔ جب اس شراب کی مستی ہمارے خون میں دوڑی تو جتنے پرانے تعلقات اور پرانے رشتے تھے، اس نے جلا دیئے اور ایک نیا رشتہ پیدا کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہی ہمارے لئے یک جا رہنے کا سامان ہے۔ یہ عشق خون کی طرح ملت کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ عشق جان میں اتر جاتا ہے اور نسب صرف جسم تک محدود رہتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ عشق کا رشتہ نسب کے رشتے سے زیادہ مضبوط ہے۔

عشق ورزی، از نسب باید گزشت　　ہم ز ایران و عرب باید گزشت
امت او مثل او نور حق است　　ہستی ما ازو جودش مشتق است
"نور حق راکس تجوید زاد وبود　　خلعت حق راچہ حاجت تار و پود"
ہر کہ پا در بند اقلیم و جد است　　بے خبر از لم یلد ولم یولد است

معانی:...... عشق ورزی: اگر تو عشق اختیار کرتا ہے۔ باید گذشت: ترک کرنا ضروری ہے۔ مشتق است: نکلا ہوا ہے، پیدا ہوا/ ہوئی ہے۔ کس نجوید: کوئی تلاش نہیں کرتا۔ زاد و بود: ساز و سامان، حسب نسب۔ تار و پود: تانا بانا (تانا کپڑے کی بنائی میں لمبا دھاگا اور بانا چوڑائی میں آیا ہوا دھاگا) اقلیم: ملک، علاقائی یا جغرافیائی حدود۔

ترجمہ وتشریح:...... اگر تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لو لگائی ہے تو نسب سے بے تعلق ہو جا، بلکہ ایران و عرب سے بھی رشتہ توڑ لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اللہ کا نور ہے۔ ہماری ہستی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے عشق سے پیدا ہوئی ہے۔ اللہ کے نور کی اصل حیثیت کون ڈھونڈتا ہے؟ جس خلعت کا تعلق حق سے ہو، اسے تانے بانے کی کیا ضرورت ہے؟ جس شخص کے پاؤں ملک اور باپ دادا کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے ہیں، یقین کر لینا چاہئے کہ وہ لم یلد ولم یولد کی حقیقت سے بالکل بے خبر ہے، یعنی سورۂ اخلاص کے اس ٹکڑے کا مطلب ہی یہ ہے کہ نہ تو مسلمان کسی جغرافیائی کشور اور ولایت کا پابند

رہے، نہ نسب اور رنگ کا، جو مسلمان ان رشتوں میں جکڑا رہے گا وہ لم یلد ولم یولد پر سچے ایمان کا مستحق نہیں سمجھا جا سکتا۔

وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

مسلم چشم از جہاں بربستہ چیست ؟	فطرت ایں دل بحق پیوستہ چیست ؟
لالہ کو بر سر کو ہے دمید	گوشہ دامان گلچینے ندید
آتش و شعلہ گیرد بہ بر	از نفس ہائے نخستین سحر
آسماں ز آغوش خود نگزاردش	کوکب وا ماندہ پنداردش
بوسدش اول شعاعِ آفتاب	شبنم از چشمش بشوید گرد خواب

معانی:...... مسلم از جہاں بربستہ: وہ مسلمان جس نے دنیا سے آنکھیں بند کر رکھی ہوں، دنیا کو کسی قابل نہ سمجھنا۔ دل بحق پیوستہ: جس نے حق سے دل لگا رکھا ہے۔ دمید: اگا۔ شعلہ ے گیرد: ایک شعلہ پکڑتی ہے۔ نفس ہائے نخستیں: پہلے جھونکے۔ نگذاردش: اس سے نہیں چھوڑتا۔ کوکب وا ماندہ: ایک گرا پڑا استارہ۔ پنداردش: اسے سمجھتا ہے۔ بوسدش: اسے چومتی ہے۔ بشوید: دھوتی ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... مسلمان، جس نے دنیا کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں، کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے اس لوگ لگانے والے کی فطرت کے بارے میں کیا سمجھا جائے؟ اس کی مثال اس گل لالہ کی ہے، جو پہاڑ کی چوٹی پر اگتا اور وہیں نشوونما پاتا ہے، کسی پھول چننے والے کا گوشہ دامن اس نے نہیں دیکھا، یعنی اس تک چننے والے کا ہاتھ کبھی نہیں پہنچا۔ اس گل لالہ کی آگ صبح کے ابتدائی سانسوں سے بھڑکتی ہے۔ آسمان اسے اپنی گود سے باہر نہیں جانے دیتا۔ یہی سمجھتا ہے کہ وہ کوئی تارا ہے جو چلتے چلتے دوسروں سے پیچھے رہ گیا ہے۔ سب سے پہلے سورج کی کرن اسے چومتی ہے اور شبنم اس کی آنکھوں سے نیند کا گرد و غبار دھوتی ہے۔

رشتہ بالم یکن باید قوی	تا تو در اقوام بے ہمتا شوی
آنکہ ذاتش واحد است و لاشریک	بندہ اش ہم درنسازد باشریک
مومن بالائے ہر بالا ترے	غیرت او برنتابد ہمسرے
خرقہ لا تحزنو اندر برش	انتم الاعلون تاجے برسرش

معانی:...... بے ہمتا: لاثانی۔ درنسازد: موافقت نہیں کرتا۔ بالائے ہر بالا ترے: کسی بلند سے بھی بلند تر۔ برنتابد: برداشت نہیں کرتی۔ ہمسرے: کوئی اپنے برابر کا۔ تاتحزنوا: مت غمگین ہو۔ انتم الاعلون: (لاتحزنوا کے بعد یہ عبارت ہے) تم ہی غالب رہو گے، سورۂ آل عمران، آیہ ۱۳۹ کی طرف اشارہ ہے: ''اور تم ہمت مت ہارو اور غم مت کھاؤ اور غالب تم ہی رہو گے، اگر تم پورے مومن رہے''۔

ترجمہ وتشریح:...... فرماتے ہیں: ''اے مسلمان! تجھے خدا کی اس صفت سے رشتہ مستحکم کر لینا چاہئے جو لم یکن لہ کفوا احد میں بیان ہوئی ہے یعنی اس کے برابر کوئی نہیں۔ یہ رشتہ مستحکم ہو جائے گا تو تو دنیا کی قوموں میں بے مثال بن جائے گا۔ وہ پاک ذات ہے جو اکیلی ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس کا بندہ بھی کوئی شریک گوارا نہیں کر سکتا۔ مومن ہر بلند تر سے بلند ہے۔ اس کی غیرت کسی ہمسر کو برداشت نہیں کر سکتی۔ وہ لاتحزنوا کا خرقہ پہنے ہوتا ہے یعنی اسے کسی چیز کا غم نہیں ہوتا اور انتم الاعلون تمہیں سب سے سربلند ہو گا

تاج اس کے سر پر ہوتا ہے۔ لا تحزنوا وانتم الاعلون :اشارہ ہے سورۂ آل عمران کی اس آیت کی طرف :ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین اور دیکھو، نہ تو ہمت ہارو، نہ غمگین ہو، تمہیں سب سے سربلند ہو، بشرطیکہ تم سچے مسلمان ہو۔

می کشد بار دو عالم دوش او — بحر و بر پروردہ آغوش او
بر غوتند رمدام افگندہ گوش — برق اگر ریزد دھی گیرد بدوش
پیش باطل تیغ و پیش حق سپر — امر و نہی اوعیار خیر و شر
در گرہ صد شعلہ وارد اخگرش — زندگی گیرد کمال از جوہرش
در فضائے ایں جہان ہائے وہو — نغمہ پیدا نیست جز تکبیر او

معانی:...... می کشد :اٹھاتے ہیں۔ پروردہ :پالے ہوئے۔ غوتندر :بجلی کی کڑک۔ افگندہ گوش :غور سے متوجہ ہو۔ ریزد :گرتی ہے۔ سپر :ڈھال۔ امرو نہی :نیک کاموں کی ہدایت کرنے اور برے کاموں سے روکنے کا عمل۔ عیار :پرکھ، کسوٹی۔ اخگرش :اسکی چنگاری۔ جوہرش :اس کی خوبی ولیاقت۔ جہان ہائے وہو :بے ہنگم شوروغوغا کی دنیا۔

ترجمہ وتشریح:...... دونوں جہانوں کا بوجھ وہ اپنے کندھے پر اٹھالیتا ہے۔ خشکی اور تری دونوں اس کی آغوش میں پلتی ہیں۔ بجلی کی کڑک کے شور پر اس کے کان لگے رہتے ہیں۔ اگر برق گرتی ہے تو اسے اپنے کندھے پر اٹھالیتا ہے۔ باطل سے سامنا ہو جائے تو مومن تلوار بن جاتا ہے۔ حق کی حفاظت کا موقع آجائے تو وہ ڈھال کی شکل اختیار کر لیتا ہے اسی کے امرونہی، نیک و بند کی کسوٹی ہیں، یعنی مومن جس چیز کا حکم دے، وہ نیکی اور جس سے روکے، وہ بدی ہے۔ اس کے انگارے کی گرہ میں سینکڑوں شعلے ہیں اور زندگی کو اسی کے جوہر سے درجہ کمال حاصل ہوتا ہے۔

عفو و عدل و بذل و احسانش عظیم — ہم بقہر اندر مزاج او کریم
ساز اودر بزم ہا خاطر نواز — سوز اودر رزم ہا آہن گراز
در گلستاں باعنادل ہم صفیر — در بیاباں جرہ باز صید گیر
زیر گردوں می نیاساید دلش — برفلک گیرد قرار آب وگلش
طائرش منقار براختر زند — آنسوے ایں کہنہ چنبر پرزند
تو بہ پروازے پرے نکشودہ — کرمک استی زیر خاک آسودہ

معانی:...... عفو :معافی، معاف کرنا۔ بذل :سخاوت، بخشش۔ احسانش :اس کا احسان۔ کریم :مہربان، بخشنے والا۔ خاطر نواز :دلوں کو نوازنے والا/ لبھانے والا۔ رزم ہا :لڑائیاں۔ آہن گداز :لوہے کو پگھلا دینے والا۔ عنادل :عندلیب کی جمع، بلبلیں۔ ہم صفیر :ہم نوا۔ جرہ باز :نرباز۔ می نیاساید :آسایش/قرار نہیں پاتا۔ آب وگلش :اس کی (مٹی اور پانی) فطرت، ضمیر۔ طائرش :اس کا پرندہ۔ آں سوے :اس پار/طرف۔ کہنہ چنبر :پرانا دائرہ۔ پرزند :پرواز کرتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... ہائے وہو کے اس جہان کی فضا میں مومن کی تکبیر کے سوا کوئی نغمہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ عفوودرگزر، عدل و انصاف اور سخاوت و احسان میں اس کا درجہ بہت اونچا ہے بلکہ غصے کی حالت میں بھی اس کے مزاج پر لطف و کرم ہی غالب رہتا ہے۔ مجالس میں مومن کا ساز ترانہ ریز ہوتا ہے تو دل خوش ہو جاتے ہیں۔ میدان جنگ کا وقت آجائے تو مومن کی حرارت ایمان لوہا پگھلا کر رکھ دیتی ہے۔ باغ میں وہ بلبلوں کا ہم نوا بن جاتا ہے، بیابان میں شکار پکڑنے والے شہباز کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس کا دل آسمان کے

نیچے آسودگی نہیں پاتا۔ وہ اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر پہنچ کر اطمینان کا سانس لیتا ہے؟ مومن ایک ایسا پرندہ ہے جو تاروں کو دانے سمجھ کر ان پر چونچ مارتا ہے اور اس فضا میں اڑتا ہے، جو اس آسمان سے آگے ہے۔

خوار از مہجوری قرآں شدی شکوہ سنج گردش دوراں شدی
اے چو شبنم برزمیں افتندہ در بغل داری کتاب زندہ
تا کجا در خاک می گیری وطن؟ رخت بردار و سر گردوں فگن

معانی: ...... پرے نکشودہ ای: تو نے کوئی پر نہیں کھولا (اڑنے پر آمادہ نہیں) کرمک استی: تو تو کیڑا ہے۔ آسودہ ای: تو آرام کر رہا ہے۔ مہجوری قرآن: قرآن کریم سے دوری۔ شکوہ سنج: گلہ کرنے والا۔ افتندہ ے: ایک گرا ہوا، مراد ذلیل و خوار۔ کتاب زندہ ے: ایک زندہ کتاب، مراد قرآن کریم جو رہتی دنیا تک ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ رہے گا۔ سر گردوں فگن: آسمان پر ڈال۔

ترجمہ و تشریح: ...... ''تو نے تو پرواز کے لئے کبھی پر نہیں کھولے، تیری کیا حیثیت ہے؟ تو ایک کیڑا ہے، جو مٹی کے نیچے اطمینان سے بیٹھا ہے''۔ جانتا ہے کہ تو کیوں ذلیل ہوا؟ تیری ذلت کا اصل سبب یہ ہے کہ تو نے قرآن کو چھوڑ دیا اور زمانے کی گردش کے شکوے کرنے لگا۔ اے شبنم کی طرح زمین پر گرنے والے! تیرے پاس ایک زندہ کتاب قرآن مجید کی شکل میں موجود ہے تو اس سے زندگی کا سبق لے۔ تو کب تک زمین سے چمٹا رہے گا اور ذلت و خواری کی موجودہ حالت برداشت کرتا جائے گا۔ اٹھ، سروسامان اٹھا اور اسے اچھال کر آسمان پر پہنچا دے۔

عرض حال مصنف بحضور رحمۃ للعالمینؐ

اے ظہور تو شباب زندگی جلوہ ات تعبیر خواب زندگی
اے زمیں از بارگاہت ارجمند آسماں از بوسہ بامت بلند
شش جہت روشن زتاب روئے تو ترک و تاجیک و عرب ہندوے تو
از تو بالا پایہ ایں کائنات فقر تو سرمایہ ایں کائنات
درجہاں شمع حیات افروختی بندگاں را خواجگی آموختی

معانی: ...... ظہور تو: آپ کا ظاہر ہونا۔ از بارگاہت: آپ کی بارگاہ سے۔ ارجمن: عزت، قدر و منزلت والی۔ از بوسہ بامت: آپ کے بام کو چومنے سے۔ شش جہت: چھ طرفیں، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، مراد ساری کائنات۔ ہندو: غلام۔ ہندوے تو: آپ کا غلام ہے۔ افروختی: آپؐ نے روشنی کی۔ بندگاں: بندہ کی جمع، غلام۔ خواجگی: آقائی، آقا ہونا۔ آموختی: آپؐ نے سکھائی۔

ترجمہ و تشریح: ...... حضور والا! آپ کا ظہور (تشریف لانا) زندگی کا عہد شباب تھا اور آپ جلوۂ زندگی کے خواب کی تعبیر تھا (آپ مقصود حیات ہیں)۔ حضورؐ والا! ہماری زمین نے صرف اس وجہ سے اونچا درجہ حاصل کر لیا کہ آپ کی بارگاہ سے شرف پایا۔ آسمان آپ کے لب بام کو چومنے کی بدولت سربلند ہوا۔ اس کائنات کا ہر پہلو آپ کے روئے مبارک کی چمک دمک سے روشن ہے۔ ترک ہوں یا تاجک ہوں یا عرب ہوں، سب آپ کے غلام ہیں۔ اس کائنات کا رتبہ صرف آپ کی بدولت اونچا ہوا اور اس کی دولت آپ کے فقر کے سوا کچھ نہیں۔ حضورؐ والا! نے دنیا میں زندگی کا چراغ روشن کیا اور غلاموں کو آقائی کا طریقہ سکھایا۔

بے نواز نا بود مندی ہا خجل   پیکران ایں سرائے آب و گل
تا دم تو آتشے از گل کشود   تودہ ہائے خاک را آدم نمود
ذرہ دامنگیر مہر و ماہ شد   یعنی از نیروے خویش آگاہ شد
تامرا افتاد بر رویت نظر   از اب و ام گشتہ محبوب تر

معانی:...... نابودمندی ہا: مفلسی، بے مائیگی، بے حقیقی، بے چینی۔ پیکران: پیکر کی جمع، وجود، موجودات۔ ایں سرائے آب وگل: مراد یہ دنیا/کائنات۔ آتشے از گل کشود: مٹی سے آگ سلگائی۔ تودہ ہا: ڈھیر (تودہ کی جمع) آدم نمود: آدم بنا دیا۔ دامن گیر: دامن پکڑنے والا، مزاحم۔ نیروے خویش: اپنی طاقت۔ گشتہ ای: آپؐ ہو گئے ہیں۔ رویت: آپ کا مبارک چہرہ۔

ترجمہ وتشریح:...... آب وگل کے اس مقام یعنی دنیا میں جتنے بھی وجود تھے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اپنی بے مائیگی اور بے حقیقتی پر شرمسار تھے۔ وہ خاک کے ڈھیر معلوم ہوتے تھے۔ آپؐ کے نفس گرم نے مٹی سے آگ پیدا کی تو وہ سب آدمی بن گئے۔ بے حقیقت ذرے اپنی خداداد قوتوں سے آگاہ ہو گئے اور انہوں نے اڑ کر چاند اور سورج کے دامن تھام لئے۔ حضورؐ والا! جب سے میری نظر حضورؐ کے روئے انور پر پڑی ہے۔ حضورؐ ماں باپ سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا: 'تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور تمام انسانوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔

عشق درمن آتشے افروخت است   فرصتش بادا کہ جانم سوخت است
نالہ مانند نے سامان من   آں چراغ خانہ ویران من
از غم پنہاں نگفتن مشکل است   بادہ در مینا نہفتن مشکل است

معانی:...... فرصتش بادا: خدا کرے یہ عشق قائم رہے۔ جانم سوخت است: اس (عشق) سے میری جان جل گئی ہے۔ نگفتن: نہ کہنا۔ نہفتن: چھپانا۔

ترجمہ وتشریح:...... عشق نے میرے اندر آگ بھڑکائی۔ اب اسے فرصت مبارک ہو کہ میری جان جل چکی۔ اب میرے پاس ایک آہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اسی کو میں اپنے اجڑے گھر کا دیا سمجھتا ہوں۔ حضورؐ! جو غم میرے رگ وپے میں رچا ہوا ہے، اسے عرض کرنے سے رکے رہنا مشکل ہے۔ شراب کس طرح صراحی میں چھپی رہ سکتی ہے؟

مسلم از سر نبیؐ بیگانہ شد   باز ایں بیت الحرم بتخانہ شد
از منات ولات وعزیٰ و ہبل   ہر یکے دارد بتے اندر بغل
شیخ ما از برہمن کافر تر است   زانکہ اورا سومنات اندر سر است
رخت ہستی از عرب بر چیدہ   در خمستان عجم خوابیدہ
شل ز برفاب عجم اعضاے او   سرد تر از اشک او صہبائے او

معانی:...... بیت الحرم: کعبہ۔ بت خانہ شد: بت خانہ بن گیا۔ منات، لات، عزیٰ، ہبل: یہ وہ بت ہیں جو زمانہ جاہلیت میں عربوں نے خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے اور ان کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ سومنات: بھارت کے شہر گجرات کاٹھیاوار کا مشہور مندر جو شیو سے منسوب ہے۔ برچیدہ ے: اس نے اٹھا لیا ہے۔ خمستان عجم: عجم کا شراب خانہ، مراد عجمی یا غیر عرب تصوف۔ خوابیدہ ے: وہ سویا ہوا ہے۔ برفاب: برف کا پانی، یخ پانی۔ شل: بے حس، مفلوج، سست و نرم، بیکار۔

ترجمہ وتشریح:...... مسلمان حضورؐ والا کی تعلیم سے بے بہرہ ہو گیا۔ یہ حرم پاک پھر بت خانہ بن گیا۔ قسم قسم کے بت ہیں۔ منات ہے، لات ہے، عزیٰ اور ہبل ہے۔ ہر شخص کوئی نہ کوئی بت بغل میں دبائے پھرتا ہے۔ ہمارے مذہبی پیشوا کفر میں برہمنوں سے بھی آگے نکل گئے۔ ان میں سے ہر ایک نے دماغ میں سومنات سجا رکھا ہے۔ انہوں نے عرب سے سروسامان اٹھالیا اور عجم کے شراب خانے میں جا کر سو گئے۔ انکے اعضاء عجم کے برف آمیز پانی سے بے حس وحرکت ہو گئے اور ان کی شراب انکے آنسوؤں سے زیادہ سرد ہے۔

ہمچو کافر از اجل ترسندہ ۔۔۔ سینہ اش فارغ ز قلب زندہ
نعشش از پیش طبیباں بردہ ام ۔۔۔ در حضور مصطفیٰؐ آوردہ ام
مردہ بود از آب حیواں گفتمش ۔۔۔ سرے از اسرار قرآں گفتمش
داستانے گفتم ازیاران نجد ۔۔۔ نکہتے آوردم از بستان نجد
محفل از شمع نوا افروختم ۔۔۔ قوم را رمز حیات آموختم

معانی:...... ترسندہ: ایک ڈرا ہوا۔ فارغ: خالی۔ قلب زندہ: بیدار دل۔ نعشش: اس کی میت۔ آب حیواں: آب حیات۔ گفتمش: میں نے اسے بتایا/ بتائی۔ یاران نجد: نجد کے دوست مراد عرب کے صحابہ کرامؓ اور ان کے کارنامے یا کوچہ محبوب میں مقیم۔ نکہتے: ایک خوشبو۔ شمع نوا: نغمے یعنی شاعری کی شمع۔ افروختم: میں نے روشن کی۔ رمز حیات: زندگی گزارنے کا ڈھنگ/ بھید۔ آموختم: میں نے سکھایا۔

ترجمہ وتشریح:...... وہ کافروں کی طرح موت سے ڈرتے ہیں اور ان میں سے کسی کے بھی سینے میں دل زندہ موجود نہیں۔ میں نے ان نعشوں کو طبیبوں کے سامنے سے اٹھایا اور حضورؐ والا کی پیش گاہ میں لے آیا۔ یہ مر چکے تھے، میں نے انہیں آب حیات کی باتیں سنائیں اور قرآن کے بھیدوں میں سے ایک بھید انہیں بتایا کہ شاید یہ پھر زندگی سے بہرہ ور ہو جائیں۔ میں نے نجد کے دوستوں اور رفیقوں کی داستانیں سنائیں اور نجد ہی کے باغ سے ان کے لئے خوشبو لایا۔ میں نے نغمے کی شمع روشن کر کے مجلس کو جگمگا دیا اور قوم پر زندگی کا راز آشکار کرنا چاہا۔

گفت بر ما بند و افسون فرنگ ۔۔۔ ہست غوغایش ز قانون فرنگ
اے بصیری را ردا بخشندہ ۔۔۔ بربط سلمیٰ مرا بخشندہ
ذوق حق دہ ایں خطا اندیش را ۔۔۔ اینکہ نشناسد متاع خویش را
گر دلم آئینہ بے جوہر است ۔۔۔ ور بحر فم غیر قرآں مضمر است
اے فروغت صبح اعصار و دہور ۔۔۔ چشم تو بینندہ ما فی الصدور
پردہ ناموس فکرم چاک کن ۔۔۔ ایں خیاباں راز خارم پاک کن

معانی:...... بند و افسون فرنگ: ہم پر فرنگی جادو پھونک رہا ہے۔ غوغایش: اس کا شور وغل، قانون: ساز، باجا۔ بصیریؒ: مشہور شاعر، شیخ الاسلام حضرت شیخ شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید بن حماد البصیری یا البوصیری، جن کا قصیدہ بردہ بہت مشہور ہے، شیخ ایک مرتبہ فالج کے مرض میں مبتلا ہوئے جس سے ان کا آدھا جسم بے حس ہو گیا تھا کسی بھی علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور مایوسی بڑھ گئی تو انہوں نے حضور کی شان میں مذکورہ قصیدہ کہا۔ انہوں نے خواب میں یہ قصیدہ حضور کی خدمت اقدس میں پڑھا اور حضور اکرمؐ بہت محظوظ ہوئے۔ حضورؐ نے اپنا دست مبارک ان کے جسم پر پھیرا اور ساتھ ایک یمنی چادر کے عطیے سے سرفراز کیا۔ صبح جب بصیری بیدار ہوئے تو وہ مکمل طور پر صحت یاب تھے۔ بخشندہ ای: آپؐ نے عطا کی۔ بربط سلمیٰ: سلمیٰ کا بربط، بربط ایک ساز ہے، سلمیٰ عرب کی ایک حسینہ کا نام۔ خطا اندیش: غلط سوچ رکھنے والا۔

ناشناسد: نہیں پہچانتا۔ آئینہ بے جوہر: ایسا آئینہ جس میں چمک نہیں ہے۔ در: اور اگر۔ غیر قرآن: قرآن کے بغیر/ کے علاوہ۔ فروغت: آپ کا نور، آپ کی روشنی۔ اعصار: عصر کی جمع، زمانے۔ دہور: دہر کی جمع، زمانے، دنیائیں۔ مافی الصدور: جو کچھ سینوں میں ہے (یہ ٹکڑا/ اقتباس قرآن کریم میں کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی شان میں آیا ہے، یہاں حضورؐ سے متعلق ہے) چاک کن: آپ پھاڑ دیں۔ خیاباں: کیاری۔

ترجمہ وتشریح:...... انہوں نے سچ ہی کہا کہ یہ شخص کو ہم پر فرنگیوں کا منتر پھونک رہا ہے اور جن ترانوں کا شور اس نے بپا کر رکھا ہے، وہ تو فرنگیوں کے ساز سے اٹھ رہے ہیں۔ آپؐ نے بصیری کو چادر مرحمت فرمائی تھی اور مجھے سلمٰی کا ساز عطا کیا۔ ان غلط اندیشوں کو ذوق حق عطا کیجئے۔ افسوس کہ یہ اپنی متاع کو نہیں پہچانتے۔ اگر میرے دل کا آئینہ جوہروں سے خالی ہے، اگر میری باتوں میں قرآن مجید کے سوا بھی کچھ ہے تو حضورؐ والا! آپ کی روشنی تمام زمانوں کے لئے صبح کا سروسامان ہے اور آپ کی آنکھ سینے کے اندر کی سب چیزیں دیکھ رہی ہے۔ آپ میری فکر کی عزت وحرمت کا پردہ چاک کر دیجئے اور ایسا انتظام فرمائیے کہ میرے کانٹے سے پھولوں کی یہ کیاری پاک ہو جائے۔

تنگ کن رخت حیات اندر برم — اہل ملت را نگہدار از شرم
سبز کشت نابساماں نم مکن — بہرہ گیر از ابر نیساں نم مکن
خشک گرداں بادہ در انگور من — زہر ریز اندر مے کافور من
روز محشر خوار و رسوا کن مرا — بے نصیب از بوسہ پا کن مرا

معانی:...... رخت حیات: زندگی کا لباس۔ اندر برم: میرے پہلو میں۔ نگہدار: محفوظ فرما دیں۔ از شرم: میرے شر سے۔ کشت نابساماں: میری بنجر کھیتی۔ بہرہ گیر: حصہ لینے والا۔ از ابر نیساں: نیسان کے بادل سے مجھے (نیساں موسم بہار یعنی اپریل میں ہونے والی بارش جس کے قطروں سے سیپی میں موتی بنتے ہیں)۔ مے کافور: کافور کی شراب، کافور ایک تیز خوشبودار دوا، نیز اس درخت کا نام جس سے یہ دوا نکالتے ہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... زندگی کا لباس میرے جسم پر تنگ کر دیجئے اور ملت کو میری برائیوں سے بچائے رہیئے۔ میرے بے سروسامان کھیت کو سبز نہ ہونے دیجئے اور اسے اپنے ابر بہار سے فیض نہ بخشئے۔ میرے انگور کی رگوں میں شراب خشک کر دیجئے اور میری کافوری شراب میں زہر ڈال دیجئے۔ قیامت کے دن مجھے ذلیل و رسوا ہونے دیجئے اور اپنے پاؤں کے بوسے سے بے نصیب رکھئے۔

گر در اسرار قرآں سفتہ ام — با مسلماناں اگر حق گفتہ ام
اے کہ از احسان تو ناکس کس است — یک دعایت مزد گفتارم بس است
عرض کن پیش خدائے عزوجل — عشق من گردد ہم آغوش عمل
دولت جان حزیں بخشندہ — بہرہ از علم دیں بخشندہ
در عمل پایندہ تر گرداں مرا — آب نیسانم گہر گرداں مرا

معانی:...... در: موتی۔ سفتہ ام: میں نے پروئے ہیں۔ ناکس: گھٹیا، ہیچ، نالائق۔ یک دعایت: آپ کی ایک دعا۔ مزد: اجرت، صلہ، اجر۔ خدائے عزوجل: بزرگ وبرتر خدا۔ ہم آغوش عمل: عمل سے مل جائے۔ جان حزیں: دردمند جان۔ بخشیدہ ای: تو (خدا) نے عطا کی ہے۔ آب نیسانم: میں نیساں کا پانی ہوں۔ گہر گرداں مرا: مجھے موتی بنا دے۔

ترجمہ وتشریح:...... اگر میں نے صرف قرآنی اسرار کے موتی پروئے ہیں اور مسلمانوں کے سامنے سچی باتیں کہیں ہیں تو حضورؐ والا آپ کا احسان ہر بے حیثیت کو صاحب حیثیت بنا دیتا ہے۔ میں نے جو کچھ کہا، اس کے بدلے میں صرف آپ کی دعا کافی ہے۔ عزو

جلال والے خدا کی بارگاہ میں عرض کیجئے کہ میرا عشق حق عمل سے ہمکنار ہو۔ مجھے غمگین جان کی دولت بخشی گئی ہے اور دین کے علم سے بھی حصہ ملا ہے۔ خدا سے عرض کیجئے کہ مجھے عمل میں زیادہ استواری نصیب ہو میں ابر بہار کے پانی کا قطرہ ہوں، مجھے گوہر بنا دیا جائے۔

رخت جاں تا در جہاں آوردہ ام | آرزوے دیگرے پروردہ ام
ہمچو دل در سینہ ام آسودہ است | محرم از صبح حیاتم بودہ است
از پدر تا نام تو آموختم | آتش ایں آرزو افروختم
تا فلک دیرینہ ترسازد مرا | در قمار زندگی بازد مرا
آرزوئے من جواں تر می شود | ایں کہن صہبا گراں تر می شود

معانی:...... آرزوے دیگرے: ایک اور ہی آرزو۔ پروردہ ام: میں نے پالی ہے۔ آسودہ است: آرام پا رہی ہے۔ محرم: واقف۔ آموختم: میں نے سیکھا۔ افروختم: میں نے جلائی/روشن کی۔ دیرینہ تر: زیادہ پرانا۔ قمار: جوا۔ بازد: ہار دے۔ کہن صہبا: پرانی شراب۔ گراں تر: بہت قیمتی۔

ترجمہ وتشریح:...... میں جب سے اس دنیا میں جان کا سامان لایا ہوں اس وقت سے ایک اور آرزو دل کی آغوش میں پرورش پا رہی ہے۔ وہ دل کی طرح میرے سینے میں مطمئن بیٹھی ہے اور صبح حیات سے محروم رہا ہوں۔ جب سے میں نے والد سے حضورؐ والا کا نام مبارک سیکھا تو ساتھ ہی اس آرزو کی آگ بھی روشن ہوگئی۔ میری عمر بڑھتی گئی اور آسمان زندگی کے جوئے میں مجھ سے کام لیتا رہا۔ میری یہ آرزو زیادہ جوان ہوتی رہی اور جوں جوں یہ شراب پرانی ہوتی گئی، اس کی قیمت بڑھتی گئی (زیادہ قیمتی ہوگئی)۔

ایں تمنا زیر خاکم گوہر است | در شبم تاب ہمیں یک اختر است
مدتے بالالہ رویاں ساختم | عشق بامرغولہ مویاں باختم
بادہ ہا باماہ سیمایاں زدم | بر چراغ عافیت داماں زدم
برقہا رقصید گرد حاصلم | رہزناں بردند کالائے دلم
ایں شراب از شیشہ جانم نہ ریخت | ایں زرِ سارا زدامانم نہ ریخت

معانی:...... زیر خاکم: میری خاک کے نیچے۔ تاب: روشنی۔ لالہ رویاں: لالہ رو کی جمع لالہ کا سا حسین چہرہ رکھنے والی حسینائیں۔ ساختم: میں نے دوستی رکھی۔ مرغولہ مو کی جمع، گھنگریالے بالوں والی محبوب دوشیزائیں (مرغولہ: دھوئیں کا چھلا، بالوں کا گھونگر) ماہ سیمایاں: ماہ سیما کی جمع، چاند ایسی پیشانی والی حسینائیں۔ بادہ ہازدم: میں نے شرابیں پیں۔ چراغ عافیت: صحت وسلامتی کا چراغ۔ داماں زدم: میں نے دامن مار بجھا دیا۔ رقصید: ناچیں۔ حاصلم: میری فصل۔ رہزناں: رہ زن کی جمع لٹیرے، مراد حسین لوگ۔ کالائے دلم: میرے دل کی متاع/پونجی، اثاثہ۔ نہ ریخت: نہ گری۔ سارا: خالص۔ زر سارا: خالص سونا۔

ترجمہ وتشریح:...... اس آرزو کو میری مٹی کے نیچے گوہر کی حیثیت حاصل ہے اور میری رات کی تاریکی میں صرف اسی ایک ستارے کی روشنی ہے۔ میں مدتوں لالہ رویوں سے ملتا جلتا رہا اور گھنگریالے بالوں والے حسینوں سے محبت (عشق) کرتا رہا۔ میں نے چاند جیسی پیشانی والے محبوبوں کے ساتھ بادہ نوشی کی اور اطمینان وسکون کا چراغ بجھاتا رہا۔ میرے خرمن کے گرد بجلیاں منڈلاتی رہیں اور میرے دل کا سامان ڈاکو لوٹ کر لے گئے، لیکن اس آرزو کی شراب میری جان کی صراحی سے گر نہ سکی اور یہ خالص سونا میرے دامن سے باہر نہ نکل سکا۔

عقل آزر پیشہ ام زنار بست — نقش او در کشور جانم نشست
سالہا بودم گرفتار شکے — از دماغ خشک من لاینفکے
حرفے از علم الیقیں ناخواندہ — در گماں آباد حکمت ماندہ
ظلمتم از تاب حق بیگانہ بود — شامم از نور شفق بیگانہ بود

معانی:...... عقل آزر پیشہ: نت نئے تراشنے والی عقل۔ (آزر قرآن کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کے والد اور اپنے زمانے کے بہت بڑے بت تراش اور بت پرست تھے)۔ زنار بست: زنار باندھ/ پہن لی (زنار: ایک خاص قسم کا دھاگا جو ہندو مذہبی فریضے کے طور پر گلے میں آڑا ترچھا ڈالتے ہیں) لاینفکے: جدانہ ہونے والا، اٹوٹ۔ ناخواندہ: نہ پڑھا ہوا۔ گماں آباد: وہ جگہ جہاں صرف شک وشبہ ہی کا عمل دخل ہو۔ حکمت: مراد فلسفہ (گماں آباد حکمت: فلسفے کی بھول بھلیاں) ماندہ ے: جو تھک کر رہ گیا ہو۔ ظلمتم: میری تاریکی۔ علم الیقین: وہ علم جس سے آدمی میں یقین کی قوت (طاقت) پیدا ہو۔

ترجمہ وتشریح:...... میری بت ساز عقل نے زنار پہن لیا اور اس کا نقش میری جان کی ولایت میں بیٹھ گیا۔ سالہا سال میں شک میں مبتلا رہا اور یہ شک میرے خشک دماغ سے الگ نہ ہوتا تھا۔ میں نے یقینی علم کا ایک حرف بھی نہیں پڑھا تھا اور فلسفے کے گمان آباد میں ہی رہا۔ میری تاریکی حق کی روشنی سے ناواقف تھی اور میری شام کو شفق کا نور نصیب نہیں ہوا تھا۔

ایں تمنا دردلم خوابیدہ ماند — در صدف مثل گہر پوشیدہ ماند
آخر از پیمانہ چشمم چکید — در ضمیر من نواہا آفرید
اے ز یاد غیر تو جانم تہی — بر لبش آرم اگر فرماں دہی
زندگی را از عمل ساماں نبود — پس مرا ایں آرزو شایاں نبود
شرم از اظہار او آید مرا — شفقت تو جرات افزاید مرا
ہست شان رحمت گیتی نواز — آرزو دارم کہ میرم در حجاز

معانی:...... خوابیدہ ماند: سوئی رہی۔ صدف: سیپی۔ پیمانہ چشم: میری آنکھوں کا پیالہ۔ چکید: ٹپک پڑی، قطرہ قطرہ ٹپکنا۔ نواہا آفرید: نغمے پیدا کیے۔ یادغیر تو: کسی دوسرے کی یاد۔ جانم تہی: میری جان خالی ہے یا خالی رہے۔ بر لبش: اسے اپنے ہونٹوں پر لاؤں۔ از عمل ساماں نبود: یعنی عمل سے خالی/ دور تھی۔ شایاں: مناسب۔ جرات افزاید: حوصلہ بڑھاتی ہے۔ گیتی نواز: دنیا مراد زمانے کو نوازنے والی۔

میرم: میں مروں۔

ترجمہ وتشریح:...... اس حالت کے باوجود وہ آرزو میرے دل میں سوئی رہی، گویا صدف کی آغوش میں موتی سویا ہوا تھا۔ آخر یہ آرزو میری آنکھ کے ساغر سے ٹپک پڑی اور اس نے میرے ضمیر میں نغمے پیدا کیے۔ اے وہ پاک ذات! جس کے سوا کسی کی یاد میری جان میں سما نہیں سکتی، اگر اجازت ہو تو وہ آرزو میں زبان پر لے آؤں؟ میری زندگی میں عمل کا کوئی سامان نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنے آپ کو اس آرزو کے لائق نہیں سمجھتا تھا۔ مجھے اس آرزو کے ظاہر کرنے سے شرم آتی ہے، البتہ حضور کی شفقت سے میرا حوصلہ بڑھتا ہے۔ حضورؐ والا کی شان رحمت نے دنیا کو نوازشوں سے سرفرازی بخشی۔ میری آرزو یہ ہے کہ آخری سانس حجاز میں پورا ہو۔ (حجاز میں مروں)

مسلمے از ما سوا بیگانہ — تا کجا زناری بتخانہ
حیف چوں او را سر آید روزگار — پیکرش را دیر گیرد در کنار

از درت خیز داگر اجزائے من وائے امروزم خوشاد فرد اے من

معانی:...... ماسوا: ماسوااللہ، اللہ کے سوا جو کچھ ہے، غیر اللہ۔ زناری: زنار پہننے والا یعنی بت پرست، کافر۔ سر آید روزگار: زندگی ختم ہو جائے۔ دیر: مندر، بت خانہ۔ گیرد در کنار: پہلو میں لے لے، یعنی دفن ہو۔ درت: آپ کا مبارک دروازہ، چوکھٹ۔ خیزد: اٹھیں۔ وائے امروزم: میرا "آج" (یعنی ہندوستان میں رہنا) افسوسناک ہے۔ خوشا: مبارک ہے۔ فردا: آنے والا کل (حجاز میں رہنا اور مرنا)۔

ترجمہ وتشریح:...... ایک مسلمان، جو اللہ کے سوا ہر شے سے بیگانہ ہے، کب تک بت خانے میں زناری بنا بیٹھا رہے؟ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ جب اس کی زندگی کے دن ختم ہوں تو اس کا جسم (وجود) بت خانے کی آغوش میں رکھا جائے۔ اگر میری خاک کے اجزاء قیامت کے دن حضورؐ والا کے دروازے سے اٹھیں تو میرا موجودہ دور کتنا ہی باعث افسوس ہو، لیکن آئندہ دور تو انتہائی خوش نصیبی کا ہوگا۔

فرخا شہرے کہ تو بودی دراں اے خنک خاکے کہ آسودی دراں

"مسکن یاراست و شہر شاہ من پیش عاشق ایں بود حب الوطن"

کہ کہم را دیدہ بیدار بخش مرقدے در سایہ دیوار بخش

تابیا ساید دل بیتاب من بستگی پیدا کند سیماب من

بافلک گویم کہ آرام نگر دیدہ آغازم انجام نگر

معانی:...... فرخا: بہت مبارک۔ تو بودی: آپ رہے۔ خنک: مبارک، مقدس۔ مسکن: رہنے کی جگہ۔ بیاساید: سکون پائے۔ بستگی: ٹھہراؤ، قرار۔ پارہ: ٹکڑے ٹکڑے یعنی بے چین دل۔ آرام نگر: میرا آرام دیکھ۔

ترجمہ وتشریح:...... کتنا مبارک وہ شہر ہے جہاں آپؐ تشریف فرما تھے۔ کتنی پاکیزہ ہے وہ خاک، جہاں آپؐ آرام فرما ہیں۔ عاشق کے لئے حب وطن کا مقصد یہ ہے کہ اپنے دوست کے مسکن اور اپنے بادشاہ کے شہر میں پہنچے۔ حضورؐ والا میرے ستارے کو روشن آنکھ بخشئے اور میرے لئے اپنی دیوار کے سائے میں قبر کی جگہ عطا فرمایئے۔ تاکہ میرے بے قرار دل کو قرار نصیب ہو جو کہ پارے کی طرح بے قرار ہے۔ میں آسمان سے کہوں کہ دیکھ، مجھے کیسا آرام نصیب ہوا۔ تو میرا آغاز دیکھ چکا ہے، اب میرا انجام بھی دیکھ۔

☆☆☆

کلیات اقبال

(فارسی)

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

فرہنگ و ترجمہ
پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

مکتبہ دانیال لاہور
email:maktabahdaneyal@hotmail.com
Tel : 042 - 7660736 Mobile : 0333 - 4276640

نام کتاب .... کلیات اقبال

تالیف .... علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

مترجم .... پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

طابع .... محمد ابو بکر صدیق

ناشر .... مکتبہ دانیال

کمپیوٹر کمپوزنگ ...... کامران ہاشمی

تعداد 500

قیمت .... [illegible]

پیپر بیک 450/-

ندیم یونس پرنٹرز

مکتبہ دانیال لاہور

email:maktabahdaneyal@hotmail.com

پیامِ مشرق

فارسی

(معہ فرہنگ، ترجمہ و تشریح)

اقبال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیامِ مشرق

تمہید

''پیامِ مشرق'' کی تصنیف (23-1922ء) کا سلسلہ 1918ء سے شروع ہو کر 1923ء میں ختم ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب امیر امان اللہ خان سابق حکمران افغانستان ہندی مسلمانوں کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ امیر موصوف اپنے باپ امیر حبیب اللہ خان کے قتل کے بعد 1919ء میں تخت نشین ہوئے۔ انہوں نے انگریزوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ وہ اس لئے کہ افغانستان کی خارجہ سیاست انگریزوں کے زیر اثر تھی اور امیر موصوف اسے غلامی تصور کرتے تھے۔ انگریزوں نے پہلے معرکے میں شکست کھائی۔ اور افغانستان سے صلح پر تیار ہوئے۔ راولپنڈی میں صلح نامہ مرتب ہوا جس کی رو سے برطانیہ نے افغانستان کی آزادی کو تسلیم کر لیا۔

آزادی کے بعد امیر موصوف نے قومی اور ملکی اصلاحات پر توجہ دی اور شروع میں انہیں کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ اس لئے علامہ اقبال نے ان کی ذات سے بہت کچھ توقعات وابستہ کر لیں اور اپنی اس مایۂ ناز تصنیف کو ان سے منسوب کر دیا۔ اس کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے آپ نے کتاب کے دیباچے میں فرمایا:

> ''اس وقت دنیا میں اور بالخصوص مشرقی ممالک میں ہر ایسی کوشش جس کا مقصد افراد و قوم کی نگاہ کو جغرافیائی حدود سے بالاتر کر کے ان میں ایک صحیح اور قوی انسانی سیرت کی تجدید یا تولید ہو قابلِ احترام ہے اسی بنا پر میں نے ان چند اوراق کو اعلیٰ حضرت فرمانروائے افغانستان کے نامِ نامی سے

منسوب کیا ہے کہ وہ اپنی فطری ذہانت و فطانت سے اس نکتے سے بخوبی آگاہ معلوم ہوتے ہیں اور افغانوں کی تربیت انہیں خاص طور پر مدِ نظر ہے۔ اس عظیم الشان کام میں خدا تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو"۔

علامہ اقبال نے اس پیشکش میں خلوص کے ساتھ ملی، مذہبی اور سیاسی ترقی کا پروگرام مرتب کر کے امیر موصوف کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اگر وہ اس کو مدِ نظر رکھتے تو وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اسے پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ لیکن علامہ اقبال نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے حقائق و معارف بیان کر دیئے۔

پیش کش کا تجزیہ ......: اس پیشکش میں سات بند ہیں۔ پہلے بند میں شاعر نے اپنا مدعا بیان کیا ہے۔ دوسرے بند میں گوئٹے سے اپنا موازنہ کرتے ہوئے اپنی قوم کی کوتاہ نظری کا شکوہ کیا ہے۔ تیسرے بند میں مسلمانانِ عالم کی حالتِ زار کا نقشہ بیان کیا ہے۔ آخری شعر میں اس بند کی روح درج ہے۔

در مسلماں شانِ محبوبی نماند
خالدؓ و فاروقؓ و ایوبیؒ نماند

چوتھے بند میں ممدوح سے خطاب کیا گیا ہے۔ اس بند کے آخری شعر میں وہ نصب العین مقرر کیا ہے جسے ہر مسلمان فرمانروا کو مدنظر رکھنا چاہئے تاکہ وہ ملت کے لئے سرمایہ قوت بن سکے۔ پانچویں بند میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ ترقی کے لئے حکمت اور دولت ضروری ہے۔ چھٹے بند میں ممدوح کو مشورہ دیا گیا ہے کہ ارکانِ دولت کے انتخاب میں بہت دانائی سے کام لینا چاہئے۔ ساتویں بند میں ممدوح کو اصلاح باطن کا مشورہ دیا گیا ہے۔ اس کے بغیر شانِ فقر پیدا نہیں ہو سکتی۔ شانِ فقر کے بغیر ایک مسلمان حکمران اور چنگیز یا ہلاکو میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اگر وہ خلوص نیت سے عمل کرتا تو آج افغانستان کی حالت کچھ اور ہوتی۔ (خطاب کا مضمون اور انداز نہایت دلکش اور بلیغ ہے)۔
یہ قصیدہ نہیں بلکہ اس کے لئے نصیحت نامہ ہے......

دیباچہ

''پیام مشرق'' کی تصنیف کا محرک جرمن ''حکیم حیات گوئٹے'' کا ''مغربی دیوان'' ہے۔ جس کی نسبت جرمنی کا اسرائیلی شاعر ہائنا لکھتا ہے۔

''یہ ایک گلدستہ عقیدت ہے جو مغرب نے مشرق کو بھیجا ہے......
اس دیوان سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ مغرب اپنی کمزور اور سرد روحانیت سے بیزار ہو کر مشرق کے سینے سے حرارت کا متلاشی ہے''۔

گوئٹے کا یہ مجموعہ اشعار جو اس کی بہترین تصانیف سے ہے اور جس کو اس نے خود ''دیوان'' کے نام سے موسوم کیا ہے کن اثرات کا نتیجہ تھا اور کن حالات میں لکھا گیا؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مختصر طور پر اس تحریک کا ذکر کیا جائے جس کو المانوی ادبیات کی تاریخ میں ''تحریک مشرقی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ میرا قصد تھا کہ اس دیباچے میں تحریک مذکور پر کسی قدر تفصیل سے بحث کروں گا مگر افسوس ہے کہ بہت سا مواد جو اس کے لئے ضروری تھا ہندوستان میں دستیاب نہ ہو سکا۔ پال ہورن تاریخ ادبیات ایران کے مصنف نے اپنے ایک مضمون میں اس امر پر بحث کی ہے کہ گوئٹے کس حد تک شعرائے فارس کا ممنون ہے۔ لیکن رسالہ ناروانڈ سود کا وہ نمبر جس میں مضمون مذکور شائع ہوا تھا نہ ہندوستان کے کسی کتب خانے سے مل سکا نہ جرمنی سے۔ مجبوراً اس دیباچے کی تالیف میں کچھ تو گزشتہ مطالعہ کی یادداشت پر بھروسہ کرتا ہوں اور کچھ مسٹر چارلس ریمی کے مختصر مگر نہایت مفید اور کارآمد رسالے پر جو انہوں نے اس موضوع پر لکھا ہے۔

ابتدائے شباب ہی سے گوئٹے کی ہمہ گیر طبیعت مشرقی تخیلات کی طرف مائل تھی۔ سٹراس برگ میں جہاں وہ قانون کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ اس کی ملاقات جرمن لٹریچر کی مشہور اور قابل احترام شخصیت ہرڈر سے ہوئی جس کی صحبت کے اثرات کو گوئٹے نے خود اپنے سوانح میں تسلیم کیا ہے۔ ہرڈر فارسی نہ جانتا تھا لیکن چونکہ اخلاقی رنگ اس کی طبیعت پر غالب تھا اس لئے سعدی کی تصانیف سے اسے نہایت گہری دلچسپی تھی۔ چنانچہ ''گلستان'' کے بعض حصوں کا اس نے جرمن زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ خواجہ حافظ کے رنگ سے اسے چنداں لگاؤ نہ تھا۔ اپنے معاصرین کو سعدی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتا ہے ''حافظ کے رنگ میں ہم بہت کچھ نغمہ سرائی کر چکے۔ اس وقت سعدی کے تلمذ کی ضرورت ہے''۔ لیکن باوجود اس دلچسپی کے جو ہرڈر کو مشرقی لٹریچر سے تھی اس کے اپنے اشعار اور دیگر تصانیف پر مشرقی لٹریچر کا کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا۔ علیٰ ہذا القیاس گوئٹے کا دوسرا معاصر شلر بھی جو مشرقی تحریک کے آغاز سے پہلے ہی مر چکا تھا۔ مشرقی اثرات سے آزاد ہے۔ گو اس بات کو فراموش نہ کرنا چاہیے کہ اس کے ڈراما ''توران دخت'' کا پلاٹ مولانا نظامی کے افسانہ دختر پادشاہ اقلیم چہارم (ہفت پیکر) سے لیا گیا ہے۔ جس کا آغاز مولانا نے اس شعر سے کیا ہے۔

''گفت کز جملۂ ولایتِ روس
بود شہرے بہ نیکوئی چو عروس''

۱۸۱۲ء میں فان ہیمر نے خواجہ حافظ کے دیوان کا پورا ترجمہ شائع کیا اور اسی ترجمے کی اشاعت سے جرمن ادبیات میں مشرقی تحریک کا آغاز ہوا۔ گوئٹے کی عمر اس وقت 65 سال کی تھی اور یہ وہ زمانہ تھا جب کہ جرمن قوم کا انحطاط ہر پہلو سے انتہا تک پہنچ چکا تھا۔ ملک کی سیاسی تحریکوں میں عملی حصہ لینے کے لئے گوئٹے کی فطرت موزوں نہ تھی اور یورپ کی عام ہنگامہ آرائیوں سے بیزار ہو کر اس کی بے تاب اور بلند پرواز روح نے مشرقی فضا کے امن وسکون میں اپنے لئے ایک نشیمن تلاش کر لیا۔ حافظ کے ترنم نے اس کے تخیلات میں ایک ہیجان عظیم برپا کر دیا۔ جس نے آخر کار ''مغربی دیوان'' کی ایک پائیدار اور مستقل صورت اختیار کر لی مگر فان ہیمر کا ترجمہ گوئٹے کے لئے محض ایک محرک ہی نہ تھا بلکہ اس کے عجیب وغریب تخیلات کا ماخذ بھی تھا۔ بعض جگہ اس کی نظم خواجہ کے اشعار کا آزاد ترجمہ معلوم ہوتی ہے اور بعض جگہ اس کی قوت تخیل کسی خاص مصرع کے اثر سے ایک نئی شاہراہ پر پڑ کر زندگی کے نہایت دقیق اور گہرے مسائل پر روشنی ڈالتی ہے۔ گوئٹے کا مشہور سوانح نگار ''بیل سوشکی'' لکھتا ہے۔

''بلبل شیراز کی نغمہ پردازیوں میں گوئٹے کو اپنی ہی تصویر نظر آتی تھی۔ اس کو کبھی کبھی یہ احساس بھی ہوتا تھا کہ شاید میری روح ہی حافظ کے پیکر میں رہ کر مشرق کی سرزمین میں زندگی بسر کر چکی ہے۔ وہی زمینی مسرت، وہی آسمانی محبت، وہی سادگی، وہی عمق، وہی جوش وحرارت، وہی وسعت مشرب، وہی کشادہ دلی اور وہی قیود ورسوم سے آزادی، غرضیکہ ہر بات میں ہم اسے حافظ کا مثل پاتے ہیں جس طرح حافظ لسان الغیب وترجمان اسرار ہے اسی طرح گوئٹے بھی ہے اور جس طرح حافظ کے بظاہر سادہ الفاظ میں ایک جہان معنی آباد ہے اسی طرح گوئٹے کے بیساختہ پن میں بھی حقائق واسرار جلوہ افروز ہیں۔ دونوں نے امیر وغریب سے خراج تحسین وصول کیا۔ دونوں نے اپنے اپنے وقت کے عظیم الشان فاتحوں کو اپنی شخصیت سے متاثر کیا (یعنی حافظ نے تیمور[1] کو اور گوئٹے نے نپولین کو) اور دونوں عام تباہی اور بربادی کے زمانے میں طبیعت کے اندرونی اطمینان وسکون کو محفوظ رکھ کر اپنی قدیم ترنم ریزی جاری رکھنے میں کامیاب رہے''۔

خواجہ حافظ کے علاوہ گوئٹے اپنے تخیلات میں شیخ عطار، سعدی، فردوسی اور عام اسلامی لٹریچر کا بھی ممنون احسان ہے۔ ایک آدھ جگہ ردیف وقافیہ کی قید سے غزل بھی لکھی ہے۔ اپنی زبان میں فارسی استعارات بھی (مثلاً ''گوہر اشعار''۔ ''تیر مژگان''۔ ''زلف گرہ گیر'') بے تکلف استعمال کرتا ہے بلکہ فارسیت کے جوش میں امرد پرستی کی طرف اشارات کرنے سے بھی احتراز نہیں کرتا۔ دیوان کے مختلف حصوں کے نام بھی فارسی ہیں۔ مثلاً مغنی نامہ، ساقی نامہ، عشق نامہ، تیمور نامہ، حکمت نامہ وغیرہ۔ باوجود ان سب باتوں کے گوئٹے کسی فارسی شاعر کا مقلد نہیں اور اس کی شاعرانہ فطرت قطعاً آزاد ہے۔ مشرق کے لالہ زاروں میں اس کی نوا پیرائی محض عارضی ہے۔ وہ اپنی مغربیت کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اور اس کی نگاہ صرف انہیں مشرقی حقائق پر پڑتی ہے، جن کو اس کی مغربی فطرت جذب کر سکتی ہے۔ عجمی تصوف سے اسے مطلق دلچسپی نہ تھی اور گو اسے یہ بات معلوم تھی کہ مشرق میں خواجہ حافظ کے اشعار کی تفسیر تصوف کے نقطہ نگاہ سے کی جاتی ہے، وہ خود تغزل محض کا دلدادہ تھا اور کلام حافظ کی صوفی تعبیر سے اسے کوئی ہمدردی نہ تھی۔ مولانا روم کے فلسفیانہ حقائق ومعارف اس کے نزدیک مبہم تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس نے رومی کے کلام پر غائر نگاہ نہیں ڈالی کیونکہ جو شخص سپنوزا (ہالینڈ کا ایک فلسفی جو مسئلہ وحدت الوجود کا قائل تھا) کا مداح ہو اور جس نے برونو (اٹلی کا ایک وجودی فلسفی) کی حمایت میں قلم اٹھایا ہو اس سے ممکن نہیں کہ رومی کا معترف نہ ہو۔

---

[1] خواجہ حافظ اور تیمور کی ملاقات کی روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ خواجہ کا انتقال تیموری فتح شیراز سے پہلے ہو چکا ہے۔

غرضیکہ ''مغربی دیوان'' کی وساطت سے گوئٹے نے جرمن ادبیات میں عجمی روح پیدا کرنے کی کوشش کی۔ بعد کے شعراء، پلاٹن، روکرٹ اور بوڈن سٹاٹ نے اس مشرقی تحریک کو جس کا آغاز گوئٹے کے دیوان سے ہوا، تکمیل تک پہنچایا۔ پلاٹن نے ادبی اغراض کے لئے فارسی زبان سیکھی۔ قافیہ ردیف بلکہ ایرانی عروض کے قواعد کی پابندی سے غزلیں لکھیں۔ رباعیاں لکھیں اور نپولین پر ایک قصیدہ بھی لکھا۔ گوئٹے کی طرح فارسی استعارات مثلاً عروس گل، ''زلفِ مشکیں''، ''لالہ عذار'' کو یہ بھی بے تکلف استعمال کرتا ہے اور تغزلِ محض کا دلدادہ ہے۔ روکرٹ عربی، فارسی، سنسکرت تینوں زبانوں کا ماہر تھا۔ اس کی نگاہ میں فلسفہ رومی کی بڑی وقعت تھی اور اس کی ''غزلیات'' زیادہ تر مولانا روم ہی کی تقلید میں لکھی گئی ہیں۔ چونکہ السنہ مشرقیہ کا عالم تھا اس لئے اس کی مشرقی نظم کے مواخذ بھی وسیع تر تھے۔ مخزن الاسرار نظامی، بہارستان جامی، کلیات امیر خسرو، گلستان سعدی، مناقب العارفین، عیار دانش، منطق الطیر، ہفت قلزم وغیرہ جہاں جہاں سے حکمت کے موتی ملتے ہیں رول لیتا ہے بلکہ اسلام سے پہلے کی ایرانی روایات و حکایات سے بھی اپنے کلام کو زینت دیتا ہے۔ اسلامی تاریخ کے بعض واقعات بھی اس نے خوب نظم کیے ہیں۔ مثلاً محمود غزنوی کی موت، محمود کا حملہ سومنات، سلطانہ رضیہ وغیرہ۔ گوئٹے کے بعد مشرقی رنگ کا سب سے زیادہ مقبول شاعر بوڈن سٹاٹ ہے جس نے اپنی نظموں کو مرزا شفیع کے فرضی نام سے شائع کیا۔ یہ چھوٹا سا مجموعہ اس قدر مقبول ہوا کہ تھوڑی ہی مدت میں ۱۴۰ دفعہ شائع ہوا۔ اس شاعر نے عجمی روح کو اس خوبی سے جذب کیا ہے کہ جرمنی میں مرزا شفیع کے اشعار کو لوگ دیر تک فارسی نظم کا ترجمہ تصور کرتے رہے۔ بوڈن سٹاٹ نے امیر معزی اور انوری سے بھی استفادہ کیا ہے۔

اس سلسلے میں میں نے گوئٹے کے مشہور معاصر ہائنا کا ذکر ارادتاً نہیں کیا۔ اگرچہ اس کے مجموعہ اشعار موسوم بہ ''اشعار تازہ'' میں عجمی اثر نمایاں ہے اور محمود و فردوسی کے قصے کو بھی اس نے نہایت خوبی سے نظم کیا ہے تاہم بحیثیت مجموعی مشرقی تحریک سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور اس کی رائے میں گوئٹے کے ''مغربی دیوان'' کے سوائے جرمن شعرا کا مشرقی کلام کوئی بڑی وقعت نہیں رکھتا۔ لیکن عجمی جادو کی گرفت سے جرمنی کے اس آزادہ رو شاعر کا دل بھی بچ نہ سکا چنانچہ ایک مقام پر اپنے آپ کو عالم خیال میں ایک ایرانی شاعر تصور کرتے ہوئے جس کو جرمنی میں جلاوطن کر دیا گیا ہو لکھتا ہے۔

''اے فردوسی! اے جامی! اے سعدی! تمہارا بھائی زندانِ غم میں اسیر شیراز کے پھولوں کے لئے تڑپ رہا ہے''۔

کم درجے کے شعرا میں خواجہ حافظ کا مقلد ڈومر، ہرمن سٹال، لوشکے، سٹاگ لٹز، لنٹ ہولڈ اور فان شاک بھی قابل ذکر ہیں۔ موخر الذکر علمی دنیا میں اونچا پایہ رکھتا تھا۔ اس کی نظمیں قصۂ انصاف محمود غزنوی اور قصہ ہاروت و ماروت مشہور ہیں اور بحیثیت مجموعی اس کے کلام میں عمر خیام کا اثر زیادہ نمایاں ہے۔ لیکن مشرقی تحریک کی پوری تاریخ لکھنے اور جرمن اور ایرانی شعرا کا تفصیلی مقابلہ کر کے عجمی اثرات کی صحیح وسعت معلوم کرنے کے لئے ایک طویل مطالعہ کی ضرورت ہے جس کے لئے نہ وقت میسر ہے نہ سامان۔ ممکن ہے کہ یہ مختصر سا خاکہ کسی نوجوان کے دل میں تحقیق و تدقیق کا جوش پیدا کر دے۔

''پیام مشرق'' کے متعلق جو ''مغربی دیوان'' سے سو سال بعد لکھا گیا ہے مجھے کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ ناظرین خود اندازہ کر لیں گے کہ اس کا مدعا زیادہ تر ان اخلاقی مذہبی اور ملی حقائق کو پیش نظر لانا ہے جن کا تعلق افراد و اقوام کی باطنی تربیت سے ہے۔ اس سے سو سال پیشتر کی جرمنی اور مشرق کی موجودہ حالت میں کچھ نہ کچھ مماثلت ضرور ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اقوام عالم کا باطنی اضطراب جس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہم محض اس لئے نہیں لگا سکتے کہ خود اس اضطراب سے متاثر ہیں ایک بہت بڑے روحانی اور تمدنی انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ یورپ کی جنگ عظیم ایک قیامت تھی جس نے پرانی دنیا کے نظام کو قریباً ہر پہلو سے فنا کر دیا ہے اور

اب تہذیب وتمدن کی خاکستر سے فطرت زندگی کی گہرائیوں میں ایک نیا آدم اور اس کے رہنے کے لئے ایک نئی دنیا تعمیر کر رہی ہے جس کا ایک دھندلا سا خاکہ ہمیں حکیم آئن سٹائن اور برگسان کے تصانیف میں ملتا ہے۔ یورپ نے اپنے علمی اخلاقی اور اقتصادی نصب العین کے خوفناک نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے ہیں اور سائز نیٹی (سابق وزیر اعظم اطالیہ) سے ''انحطاطِ فرنگ'' کی دلخراش داستان بھی سن لی ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کے نکتہ رس مگر قدامت پرست مدبرین اس حیرت انگیز انقلاب کا صحیح اندازہ نہیں کر سکے جو انسانی ضمیر میں اس وقت واقع ہو رہا ہے۔ خالص ادبی اعتبار سے دیکھیں تو جنگ عظیم کی کوفت کے بعد یورپ کے قوائے حیات کا اضمحلال ایک صحیح اور پختہ ادبی نصب العین کی نشو ونما کے لئے نا مساعد ہے۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ اقوام کی طبائع پر وہ فرسودہ، ست رگ اور زندگی کی دشواریوں سے گریز کرنے والی عجمیت غالب نہ آجائے جو جذبات قلب کو افکار دماغ سے متمیز نہیں کر سکتی۔ البتہ امریکہ مغربی تہذیب کے عناصر میں ایک صحیح عنصر معلوم ہوتا ہے اور اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ ملک قدیم روایات کی زنجیروں سے آزاد ہے اور اس کا اجتماعی وجدان نئے اثرات وافکار کو آسانی سے قبول کر سکتا ہے۔

مشرق اور بالخصوص اسلامی مشرق نے صدیوں کی مسلسل نیند کے بعد آنکھ کھولی ہے مگر اقوام شرق کو یہ محسوس کر لینا چاہیے کہ زندگی اپنے حوالی میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں کر سکتی جب تک کہ پہلے اس کی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب نہ ہو اور کوئی نئی دنیا خارجی وجود اختیار نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کا وجود پہلے انسانوں کے ضمیر میں متشکل نہ ہو۔ فطرت کا یہ اٹل قانون جس کو قرآن نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ کے سادہ اور بلیغ الفاظ میں بیان کیا ہے۔ زندگی کے فردی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے اور میں نے اپنے فارسی تصانیف میں اسی صداقت کو مدنظر رکھنے کی کوشش کی ہے۔

اس وقت دنیا میں اور بالخصوص ممالک مشرق میں ہر ایسی کوشش جس کا مقصد افراد واقوام کی نگاہ کو جغرافی حدود سے بالاتر کر کے ان میں ایک صحیح اور قوی انسانی سیرت کی تجدید یا تولید ہو، قابل احترام ہے۔ اسی بنا پر میں نے ان چند اوراق کو اعلیٰ حضرت فرمانروائے افغانستان کے نام نامی سے منسوب کیا ہے کہ وہ اپنی فطری ذہانت وفطانت سے اس نکتے سے بخوبی آگاہ معلوم ہوتے ہیں اور افغانوں کی تربیت انہیں خاص طور پر مدِ نظر ہے۔ اس عظیم الشان کام میں خدا تعالیٰ ان کا حامی وناصر ہو۔

آخر میں اپنے دوست چودھری محمد حسین صاحب ایم اے کا سپاس گزار ہوں کہ انہوں نے ''پیام مشرق'' کے مسودات کو اشاعت کے لئے مُرتّب کیا اگر وہ یہ زحمت گوارا نہ کرتے تو غالباً اس مجموعے کی اشاعت میں بہت تعویق ہوتی۔

اقبال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اقبال نے اپنی تمام تصانیف میں صرف دو کتابوں پر دیباچہ لکھا' ایک ''اسرارِ خودی'' اور دوسری یہی ''پیامِ مشرق'' جو زیرِ نظر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہی دو کتابیں اُن کی نظر میں اِس لائق تھیں کہ وہ خود ناظرین سے اُن کو متعارف کرائیں۔

''پیامِ مشرق'' (۲۳۔۱۹۲۲ء) میں شائع ہوئی۔ یہ دوسری کتاب ہے جس کا دیباچہ منصف نے خود لکھا اور اب تک اصل کتاب کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ کتاب کا دیباچہ جرمن ادب میں مشرقی تحریک کے متعلق ایک عمدہ بحث پر مشتمل ہے۔ یہ مضمون مفید اور پراز معلومات ہے۔ یہ کتاب المانوی شاعر گوئٹے کے پیامِ مغرب کے جواب میں لکھی گئی۔ گوئٹے نے مشرقی ادبیات کا مطالعہ کیا تھا۔ بالخصوص مولانا روم سے اس نے کافی فائدہ اُٹھایا۔ لیکن ان کے فلسفہ کے بہت سے حصوں سے اتفاق نہیں کیا اور اپنی ساری کوشش یہ ثابت کرنے میں صرف کردی کہ مغرب ہی آج کی دنیا کے مسائل کو حل کرنے کی طرف رہنمائی کرسکتا ہے۔ اس سے علامہ اقبال کے جذبہ ملی کو ٹھیس پہنچی اور انہوں نے گوئٹے کی تردید کرتے ہوئے ثابت کیا کہ جس علم سے آج مغرب فیض اُٹھا رہا ہے' وہ مشرق کا اور خصوصاً مسلمانوں کا ورثہ ہے۔

اس کتاب کا انتساب افغانستان کے ایک سابق فرمانروا امیر امان اللہ خاں نیازی سے کیا گیا ہے۔ خطاب کا مضمون اور انداز نہایت دلکش اور بلیغ ہے۔

یہ کتاب بلاشبہ جاوید نامہ کے بعد اقبال کی مشکل ترین تصنیف ہے کیونکہ اس میں انہوں نے وہ حقائق اور معارف بیان کئے ہیں جن کا تعلق افراد اور اقوام کی باطنی تربیت سے ہے۔ یہ کتاب پانچ حصوں میں منقسم ہے۔

(۱) پہلے حصہ میں جس کا نام ''لالۂ طور'' ہے رباعیات درج کی ہیں اور ان میں فلسفہ کے اوق مسائل نظم کئے ہیں ان مسائل میں وحدت الوجود کا مسئلہ سب سے زیادہ مشکل ہے اور جب تک اس مسئلہ کے مبادی اور اصول موضوع سے واقفیت نہ ہو۔ ان رباعیات کا سمجھنا بہت زیادہ دشوار ہے۔ اس حصے میں ۱۶۳ رباعیاں ''لالۂ طور'' کے عنوان سے ملتی ہیں۔ یہ رُباعیاں جنہیں بہتر ہوگا کہ دوبیتیوں کا نام دیا جائے۔ سبک شعر کے اعتبار سے بابا طاہر عریان کی پیروی میں کہی گئی ہیں' زبان و بیان کی خوبیوں اور مطالب و معانی کی ندرتوں کے لحاظ سے یہ دوبیتیاں کلام اقبال کا بے نظیر حصہ ہیں' علامہ کی زبان نے عظیم افکار کے متحمل ہونے میں جس قوت کا ساتھ ان مختصر ترانوں میں دیا ہے وہ کہیں اور شاید کم نظر آئے۔ البتہ اقبال بابا طاہر سے اس

لحاظ سے بالکل مختلف ہیں کہ علامہ کے موضوعات طاہر کی طرح عاشقانہ نہیں بلکہ زیادہ تر فلسفیانہ اور عارفانہ ہیں۔ یہ فلسفۂ زندگی کے اسرار اور معدن حکمت کے گوہر ہائے آبدار ہیں۔

(۲) کتاب کا دوسرا حصہ ''افکار'' کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ جس میں اکثر انواع سخن مثلاً قطعہ، مثنوی، مسمط، ترکیب بند، ترجیع بند، مستزاد اور قصیدہ وغیرہ پر طبع آزمائی کی گئی ہے۔ اقبال نے خدا، انسان اور کائنات سے متعلق مسائل پر اپنے نتائج افکار شاعرانہ انداز میں پیش کیے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ انہوں نے زندگی کو کس زاویہ نظر سے دیکھا۔ اس حصہ میں جیسا کہ قدرتی بات ہے دشوار نظموں کے پہلو میں چند آسان نظمیں پائی جاتی ہیں، لیکن علمی نکات ان میں بھی موجود ہیں۔ یہ مختلف آہنگوں پر مشتمل چھوٹی بڑی منظومات اقبال کی فکر و فن کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ اس حصے کی اکثر نظموں میں انسان کی بنیادی صلاحیتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور فلسفہ حرکت کو بالخصوص موضوع بحث بنا کر زندگی کے ارتقائی مراحل کی توضیح کی گئی ہے۔ اقبال نے انسانی حرکت اور ارتقاء کو مغربی فلسفیوں کے برعکس عشق اور اس کے سوز و گداز کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ عشق کے عنوان سے ایک نظم میں فرماتے ہیں۔[۱]

جز عشق حکایتے ندارم پروائے ملامتے ندارم
از جلوۂ علم بے نیازم سوزم گریم تپم گدازم

''حکمت و شعر'' کے عنوان سے ایک قطعہ نہایت پر معنی اور قابلِ توجہ ہے جس میں مشرق کے عظیم فلسفی بو علی کو عقل و حکمت سے تعبیر کیا ہے اور رومی کو عشق و وجدان سے ؎

بو علی اندر غبارِ ناقہ گم دستِ رومی پردۂ محمل گرفت
این فروتر رفت و تا گوہر رسید آں بگردابے چوخس منزل گرفت

حق اگر سوزے ندارد حکمت است
شعر میگرد دچو سوز از دل گرفت

(۳) تیسرا حصہ جس کا عنوان ''مے باقی'' ہے۔ ۴۵ غزلیات پر مشتمل ہے۔ جن کی زبان کی سلاست ترنم ریز اور معنوی لطافت وجد انگیز ہے۔ یہ اس کتاب کا سب سے زیادہ دلکش حصہ ہے۔ ان غزلوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی زبان اور اندازِ بیان میں حافظ اور نظیری کا رنگ جھلکتا ہے اور ان کے مضامین میں بیدل اور غالب کی سی بلندی نظر آتی ہے۔ لیکن شاعر کی انفرادیت ہر غزل سے نمایاں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اقبال نے غزلوں میں بھی جابجا اپنے مخصوص فلسفۂ حیات کی تبلیغ کی ہے۔ ''مے باقی'' کا عنوان حافظ کے اس شعر سے اقتباس ہے ؎

بدہ ساقی مئی باقی کہ در جنت نخواہی یافت
کنار آبِ رکنا باد و گلگشت مصلی را[۲]

۱۔ ''پیامِ مشرق'' طبع دہم۔ لاہور۔ ۱۹۶۳ء۔ ص ۱۴۳

۲۔ ''دیوانِ حافظ'' امیر کبیر۔ تہران۔ ۱۳۳۷۔ ص ۱۹

اِن میں بہت سی غزلیں حافظ کی پیروی میں کہی گئی ہیں' اقبال کے لئے شیرازی نوا تو پسندیدہ ہے ہی لیکن یہ التزام خصوصاً اس لئے بھی کیا ہے کہ چونکہ گوئٹے حافظ کے کلام سے غیر معمولی طور پر متاثر تھا۔ اور اپنے آپ کو اس کا مرید تصور کرتا تھا۔ اور حافظ کے کلام کو ابدیت کی طرح عظیم اور ازلی و ابدی گردانتا تھا۔ لہٰذا اقبال نے اس رعایت سے غزلوں کا ایک بہت بڑا حصہ ایسا تصنیف کیا ہے جو زبان و بیان کے اعتبار سے بہت حد تک غزلیاتِ حافظ کا رنگ لئے ہوئے ہے' بعض غزلیں رومی تقلید میں بھی ہیں اور بعض میں نظیری کا استقبال بھی کیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ مغرب کے خیالات اور اُن کے متعلق رائیں ہیں۔

(۴) ''پیامِ مشرق'' کا چوتھا حصہ ''نقشِ فرنگ'' کے نام سے موسوم ہے یہ وہ پیام ہے جو اقبال نے مشرق کی طرف سے مغرب کو بھیجا ہے سبک سخن کے اعتبار سے اس حصے کی غزلیں بھی زیادہ تر حافظ کی پیروی میں ہیں۔ اِسی حصے میں متعدد قطعات مختلف ہیئتوں اور گوناگوں عناوین کے تحت درج ہیں جن میں شوپن ہار' نیٹشے' ٹالسٹائی' کارل مارکس' لینن' ہیگل' رومی' برگسان' مزدک' آئین سٹائین اور کانٹ وغیرہم کے افکار کو بالاختصار بیان کیا ہے۔ حکمائے مغرب کے افکار پر تنقید کی ہے۔ اور یہ اس کتاب کا سب سے زیادہ مشکل حصہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک پڑھنے والا اِن حکماء کے افکار (فلسفہ) سے آگاہ نہ ہو' تنقید سے لطف اندوز نہیں ہوسکتا۔

(۵) پانچویں حصہ میں جس کا عنوان ''خردہ'' ہے' انہوں نے چند قطعات اور چند متفرق اشعار (ابیات) درج کیے ہیں۔ اس حصہ کی خصوصیت یہ ہے کہ حکیمانہ نکات کو ظریفانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ اس کتاب کا آسان ترین حصہ ہے۔

''پیامِ مشرق'' کے پہلے ایڈیشن پر یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ اس میں اہلِ عجم کو ہی کیوں مخاطب کیا گیا ہے اور عجم کی ہی بہتری کیوں چاہی گئی ہے۔ چنانچہ دوسرے ایڈیشن میں اِس اعتراض کے پیشِ نظر آپ نے صفحہ اوّل پر یہ آیت لکھ دی۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ

چودھری محمد حسین کے بقول دوسرے ایڈیشن میں کچھ اور نظموں کا اضافہ بھی کیا گیا تھا۔ اس کتاب میں وہ معارف بیان کئے گئے ہیں جو افراد اور اقوام کی باطنی تربیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں قوموں کے زوال اور افسردگی' سیاست حاضرہ کی فریب کاریوں اور یورپ میں انسانیت کی مٹی پلید کئے جانے کے ذکر کے ساتھ ساتھ تسخیر فطرت' میلادِ آدم' افکار ابلیس' آدم کا جنت سے نکالے جانے کا منظر اور قیامت کا قصہ فلسفیانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ بہار کی آمد' کشمیر اور مغربی فلاسفروں کے خیالات کو اپنے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور باعزت اور کامیاب زندگی گزارنے کے متعلق بھی اشعار درج کئے گئے ہیں۔

پیامِ مشرق پر ایک نظر *

''پیامِ مشرق'' ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی یعنی اس دور میں جب مغرب کی استعماری طاقتیں مشرق کو اپنی یغماگری کا ہدف بنائے ہوئے تھیں' سارا مشرق ایک عجیب آشفتگی' بدحالی اور پریشانی کا شکار ہورہا تھا۔ سیاسی اور اجتماعی زوال کے ساتھ ساتھ مغربی مادیت کے اثر سے مشرق کے پرنور اُفق پر اندھیرے ہی اندھیرے چھارہے تھے۔ اور انسان ان اندھیروں کی آڑ میں بڑی بے دردی سے انسانی ناموس کا پردہ چاک کررہا تھا۔ ملتِ اسلامیہ غیروں کے پنجۂ تسلط میں پڑکر مصائب و آلام میں مبتلا ہوگئی۔

مشرق کی بیداری کے لئے اقبال خودی یا استحکام ذات کے فلسفے کو پیش کرکے اہلِ مشرق کو انسان کی لامحدود اور غیرفانی معنوی اور

---

* ماخوذ از مضمون ڈاکٹر سید محمد اکرم......

روحانی اقدار سے روشناس کرا چکا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد اقبال نے اجتماعی قدروں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مغرب کو مادہ پرستی کے برعکس مذہب اور روحانیت کی تعلیم دینی شروع کی اور اس میدان میں وہ مشرق کا زبردست معنوی مبلغ بن کر اُٹھا اور اسی معنویت کے درس کو اس نے انسانی رفاہ و فلاح کا واحد ذریعہ قرار دیا۔ ڈاکٹر صاحب کی نظمیں ''ملیات'' کے لقب کی مستحق ہیں ڈاکٹر صاحب کی شاعری فنا اور نفس کشی کی تلقین کرتی ہے اور یہ خودی اور زندگی کی' وہ تند مزاجوں کو برف بناتی ہے اور یہ افسردہ دلوں کو برق۔

''پیامِ مشرق'' اقبال نے جرمنی کے بلند پایہ شاعر گوئٹے کے ''دیوان غربی وشرقی'' کے جواب میں لکھی۔ گوئٹے نے اپنا یہ دیوان جو اس کا شاہکار تصور کیا جاتا ہے۔ کچھ ایسے ہی آشفتہ اور پُر اضطراب حالات میں لکھا تھا۔ دراصل انقلاب فرانس کے بعد یورپ کچھ اس طرح بیدار ہوا کہ مادیت کے سوا اسے دنیا میں کوئی اور قدر دکھائی ہی نہ دی۔ اور مادی رجحان کی رو میں بہہ کر معنویت اور وجدان سے بہت ہی دور جا پڑا' چنانچہ یورپ کی مادی فضا ایک حساس روح اور ایک معنویت پسند شخص کے لئے ناقابلِ زیست بن گئی۔ گوئٹے جیسے انسان دوست آدمی کے لئے ایسی مکدر اور مسموم فضا میں دم لینا دشوار تھا چنانچہ وہ مغرب سے فرار کر کے مشرق میں پناہ لینے کے لئے مجبور ہو گیا' اسرائیلی شاعر ہائنا کے مطابق ''دیوان غربی وشرقی'' سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ مغرب اپنی کمزور اور سرد روحانیت سے بیزار ہو کر مشرق کے سینے سے حرارت کا متلاشی ہے۔''

۱۸۱۴ء میں گوئٹے نے اپنے مجموعہ کلام کو شعرائے مشرق کی روایت کے مطابق ''دیوان'' کا نام دیا اور ''ہجرت'' کے عنوان سے اس کا سر آغاز لکھا جو مختصراً یوں شروع ہوتا ہے۔

''شمال' مغرب اور جنوب پریشان اور آشفتہ ہیں۔ تخت و تاج و برباد ہو رہے ہیں اور سلطنتوں کے پائے لرز رہے ہیں۔ تو اس دوزخ سے دور بھاگ جا اور دل پذیر مشرق کا رخ کر تا کہ وہاں روحانیت کی ٹھنڈی ہوا تجھ پر چلے اور محفل عشق و شراب اور آب حیات تجھے زندہ کرے۔

آ کہ میں بھی اسی راہ کا مسافر ہوں تا کہ مشرق کی پاک فضاؤں میں گم ہو کر صدیوں پیچھے چلا جاؤں یہاں تک کہ ایک ایسے زمانے میں پہنچ جاؤں جس میں لوگ خدا سے آسمانی قوانین کو زمینی الفاظ کے وسیلے سے سیکھا کرتے تھے۔

''آ کہ میں بھی دیارِ مشرق کا مسافر ہوں' تا کہ وہاں گڈریوں کے ساتھ ایک پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی بسر کروں۔

''اے حافظ! اس سفر دور و دراز میں اور ان وادیوں کے نشیب و فراز میں ہر جگہ تیرے آسمانی نغمے میرے ہمسفر ہیں اور میرے دل کے لئے موجب تسکین ہیں' اے حافظ مقدس! میری آرزو یہ ہے کہ میں سفر و حضر میں ہر جگہ تیرے ساتھ رہوں[1]۔''

ثانیاً یہ نکتہ بھی ذہن نشین رہنا چاہئے کہ مشرق و مغرب میں جو خلیج حائل ہو رہی تھی اور جس طریق سے انسان کو انسان سے جدا کیا جا رہا تھا۔ وہ گوئٹے جیسے وسیع مشرب انسان کے لئے ناقابلِ تحمل نہ تھا۔ لہٰذا اس نے احترام آدمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے انسان کو ایک دوسرے سے قریب تر لانے کی زبردست مہم شروع کی۔ چنانچہ ''دیوان شرقی و غربی'' ایک عظیم اجتماعی فلسفے کا سنگِ بنیاد ہے۔ جس کے ذریعے عالم انسانی کے اتحاد کی جامع اور بلیغ کوشش کی گئی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ گوئٹے کا زمانہ قومی تعصب اور نیشنلزم کی ترویج کا زمانہ تھا' جس کے خلاف گوئٹے کی آفاقی اور ہمہ گیر طبیعت نے زبردست آواز بلند کی۔ دراصل مغرب میں مسیحی تعلیمات کا نتیجہ ایک رہبانی نظام کی شکل میں نکل چکا تھا۔ جس نے بالآخر کلیسائی حکومت کی صورت اختیار کر لی تھی۔ اس کلیسائی حکومت میں جیسا کہ یورپ کی مذہبی تاریخ سے واضح ہے دینوی امور کے سلجھانے کا خانہ خالی تھا۔ نتیجے کے طور پر حکومت اور کلیسا ایک دوسرے سے بالکل مختلف

---

[1] ''دیوانِ شرقی'' ترجمہ شجاع الدین شفا' تہران ۱۳۲۸ ص ۳۸-۳۹

صورتیں اختیار کر چکے تھے چنانچہ اسی وجہ سے لوتھر روسو، میکاولی اور بعد ازاں نیٹشے وغیرہم نے کلیسائی حکومت کے خلاف عملی اور فکری بغاوتیں کیں۔ اس سلسلے میں علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

''جس ذہنی تحریک کا آغاز لوتھر اور روسو کی ذات سے ہوا۔ اس نے مسیحی دنیا کی وحدت کو توڑ کر اسے ایک ایسی غیر مربوط اور منتشر کثرت میں تقسیم کر دیا جس سے اہل مغرب کی نگاہیں اس عالمگیر مطمح نظر سے ہٹ کر جو تمام نوع انسانی سے متعلق تھا۔ اقوام وملل کی تنگ حدود میں اُلجھ گئیں۔ اس نئے تخیل حیات کے لئے اُنہیں ایک سے کہیں زیادہ واقعی اور مرئی احساس مثلاً وطنیت کی ضرورت محسوس ہوئی جس کا اظہار بالآخران سیاسی نظامات کی شکل میں ہوا جنہوں نے جذبۂ قومیت کے ماتحت پرورش پائی [۱]''

گوئٹے نے قومیت کے پست تصور کو پس پشت ڈالا اور انسانیت کی طرفداری اور انسانی برادری کو اپنا شعار بنایا۔ چنانچہ اس بارے میں دسمبر ۱۸۱۴ء میں اس نے لکھا:

''میں چاہتا ہوں اس دیوان کو ایک آئینہ یا جامِ جہاں نما کی صورت دُوں اور اس میں مشرق ومغرب کو ایک دوسرے کے قریب لا کر دکھاؤں [۲]''

مئی ۱۸۱۵ء میں لکھتا ہے: ''میری آرزو اور میرا مقصد یہ ہے کہ میں مشرق کو مغرب کے اور ماضی کو حال کے اور ایرانی کو جرمن کے نزدیک کروں اور ان علاقوں کے لوگوں کے طرز، عادات اور رسوم کو ایک دوسرے سے آشنا کراؤں [۳]''

ایک اور جگہ کہتا ہے: ''مشرق اور مغرب اللہ کے ہیں اور شمال وجنوب بھی [۴]''

گوئٹے نے اتحادِ انسانی کے اس عظیم مقصد کے لئے ایک ''عالمی ادب'' کا سہارا لیا۔ اس سلسلہ میں وہ اگرچہ گوناگوں اقوام کے تمدن، طرز فکر اور مذہبی اختلافات سے دوچار ہوا لیکن وہ اپنے سارے دیوان میں اس بنیادی نکتے پر زور دیتا ہے کہ: ''مشرق اور مغرب ایک دوسرے سے جدا نہیں اور اُنہیں بہر صورت ایک دوسرے سے قریب ہونا چاہئے [۵]''

گوئٹے اس عالمی ادب کو وجود میں لانے کے لئے یورپی ادب کے تین بڑے دھاروں، یعنی فرانسیسی، جرمن اور انگریزی ادب کے علاوہ ہسپانوی، اطالوی اور قرونِ وسطیٰ کے ادب کو بھی ضروری قرار دیتا تھا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ اس امر کی تاکید کرتا رہا کہ دروازۂ ادب کو مکمل طور پر کھولنا چاہئے تاکہ مشرق کے عظیم الشان شعرا یعنی حافظ اور سعدی بھی اس بزم میں شریک ہوسکیں [۶] وہ اہلِ علم ودانش کو اس بات کی تلقین کرتا رہا کہ وہ اپنے آپ کو ''قومیت'' کی چار دیواری میں محسوس کرنے کی بجائے اپنی نظریں آفاقی بلندیوں پر رکھیں اور ایک دوسرے کا احترام کریں۔

دوسری بات جو ''دیوان غربی وشرقی'' میں خاص اہمیت کی حامل ہے وہ قومی اور مذہبی تعصبات سے گوئٹے کی شدید نفرت ہے۔ گوئٹے نے اپنے دیوان میں حافظ کی طرح جس کا ایمان اور فرمان ہے ؎

آسائشِ دوگیتی تفسیر این دو حرف است
بادوستان مروت بادشمناں مدارا [۷]

یہ کوشش کی ہے کہ وہ خشک تعصبات کی بجائے وجدان اور منطق کو اپنا شیوہ اور شعار بنائے۔ چنانچہ اس وجدانی رجحان اور منطقی

۱۔ ''حرف اقبال''۔ لاہور۔ ۱۹۴۱ء۔ ص ۱۹ ۲۔ ''دیوان شرقی'' ترجمہ شجاع الدین شفا تہران ۱۳۲۸۔ ص ۲۵

۳۔ ایضاً۔ ص ۲۶ ۴۔ ایضاً۔ ص ۴۰ ۵۔ ایضاً۔ ص ۲۷ ۶۔ ایضاً

۷۔ ''دیوان حافظ'' امیر کبیر، تہران، ۱۳۳۷۔ ص ۲۱

غلبے کی بنا پر وہ کہتا ہے:

''اگر اسلام کے معنی اپنے اموراور ارادوں کو خدا کے سپرد کرنے کا نام ہے تو ہم سب مسلمان ہیں اور مسلمان ہی مریں گے[۱]۔''

گوئٹے کی توحید پرستی اور حقیقت پسندی ملاحظہ ہو ایک دفعہ اس کی محبوبہ ماریان نے جسے وہ زلیخا کے نام سے پکارا کرتا تھا گلے میں صلیب پہن رکھی تھی۔ گوئٹے یہ دیکھ کر سخت برہم ہوا اور کہنے لگا: ''کیا حافظ شیرازی تجھے اس بدنما ہار کے ساتھ اپنے شیراز میں داخل ہونے کی اجازت اور تجھے اپنے حضور میں جگہ دے گا؟ جا اور خدا کے شرک کی اس علامت کو دور پھینک دے[۲]۔''

اپنی نظم ''ساقی نامہ'' میں قرآن پاک کے متعلق لکھتا ہے: ''بعض لوگ قرآن کو قدیم اور بعض حادث تصور کرتے ہیں۔ مجھے اس راز کا علم نہیں اور نہ ہی میں اسے جاننا چاہتا ہوں کیونکہ میرا تو یہی ایمان ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور مسلمانوں کے لئے بس اتنا ہی جاننا کافی ہے[۳]۔''

گوئٹے نے پیغمبر علیہ السلام کی تعریف میں جابجا نظمیں کہی ہیں اور اس طریق سے کوشش کی ہے کہ شرق وغرب کے باہمی تعصبات کو ختم کرے۔ اور اہلِ مغرب پر دین اسلام کی عظمت اور ہمہ گیری کو واضح کرے' اس نے نپولین کے ساتھ ملاقات میں اپنی نظم ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تبصرہ کیا۔ نپولین نے جو خود پیغمبر اسلام کا مداح تھا والٹیئر پر سخت نکتہ چینی کی کیونکہ موخر الذکر نے ''المیہ محمد'' لکھ کر نبی کریم کی شان میں گستاخی کی تھی۔ گوئٹے نے ''نغمہ محمد'' ''برگزیدہ اشخاص'' ''ہجرت کا نواں سال'' اور دیگر بہت سی منظومات میں حضرت نبی علیہ السلام کی تعریف وتوصیف کی ہے ''برگزیدہ اشخاص'' میں وہ اپنے آپ کو جنگ بدر کے شہداء میں شمار کرتا ہے۔

اقبال گوئٹے کے ان پاکیزہ رجحانات سے بہت متاثر ہوا۔ خصوصاً اس لحاظ سے بھی اقبال کو گوئٹے پسند آیا کہ جن انفرادی اور اجتماعی کیفیات کا اقبال تجزیہ کر رہا تھا تقریباً اسی نقطۂ نظر سے گوئٹے نے ایک سو سال پیشتر انہیں علانیہ طور پر بیان کیا تھا۔ ''پیام مشرق'' کے آغاز میں اسی حقیقت کا اعتراف اقبال نے یوں کیا ہے ؎

ہر دو دانائے ضمیر کائنات ہر دو پیغامِ حیات اندر ممات

ہر دو خنجر صبح خند آئینہ فام او برہنہ من ہنوز اندر نیام[۴]

''پیام مشرق'' میں بعض نظمیں ملتی ہیں جو گوئٹے کے ''دیوان غربی وشرقی'' کی نظموں کا آزاد ترجمہ ہیں' مثلاً ''حور وشاعر'' جس میں علامہ اقبال نے زندگی کی لامتناہی فعالیتوں کو بیان کیا ہے اور ان کی رو سے فلسفہ ارتقاء پر بڑی کامیابی سے بحث کی ہے' یہ نظم جواب ہے ''حور وشاعر'' کا جو ''دیوان غربی وشرقی'' کے حصہ ''خلد نامہ'' میں درج ہے۔ اس نظم میں انسانی زندگی کے دوام کو مسلسل مقاصد آفرینی سے تعبیر کیا گیا ہے کہ انسان بلند سے بلند تر نصب العین کے حصول کے لئے کوشاں رہے۔ چنانچہ اس کا اعلیٰ اور انتہائی نصب العین خدا ہونا چاہئے اور بس ؎

چو نظر قرار گیرد بہ نگارِ خوبروے تپد آں زماں دلِ من پئے خوب نگارے تر

شرر ستارہ جویم ز ستارہ آفتابے سر منزلے ندارم کہ بمیرم از قرارے

طلبم نہایتِ آنکہ نہایتے ندارد

بہ نگاہِ ناشکیبے بہ دلِ اُمیدوارے

۱۔ ''دیوان شرقی'' ص ۲۸ ۲۔ ایضاً۔ ص ص ۹۸۔۹۹ ۳۔ ایضاً۔ ص ۶۹ ۴۔ ''پیامِ مشرق'' ص ۳۔

اسی طرح ''پیامِ مشرق'' کی نظم ''جوئے آب'' آزاد ترجمہ ہے ''نغمۂ محمد'' کا جس میں اقبال کے قول کے مطابق المانی شاعر نے زندگی کے اسلامی تخیل کو نہایت خوبی سے بیان کیا ہے' اس پر معنی نظم کا آخری بند درج ذیل ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ دینِ اسلام نے کس طرح پرانی رسوم و قیود کو توڑ کر مال و دولت اور رنگ و نسب کے امتیازات کو نابود کیا۔ بندہ و آقا کی تمیز کو ختم کر کے انسانیت کو مساوات کے حقیقی اور فطری اصولوں سے روشناس کیا۔ مزید یہ کہ اسلام میں کسی قسم کے جمود فکری کی گنجائش نہیں۔ بلکہ وہ زندگی کے نت نئے تقاضوں سے دو بدو رہتا ہے اور انہیں پورا کرنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہے اور اس طرح یہ دھارا اپنی لامتناہی منزل یعنی خدا کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

دریائے پرخروش ! زبند و شکن گذشت
از تنگنائے وادی و کوہ و دمن گذشت
یکساں چو سیل کردہ نشیب و فراز را
از کاخِ شاہ و بارہ و کشت و چمن گذشت
بیتاب و تند و تیز و جگر سوز و بیقرار
در ہر زماں بتازہ رسید از کہن گذشت
زی بحر بیکرانہ چہ مستانہ میرود
در خودیگانہ از ہمہ بیگانہ میرود

یہاں بے جانہ ہوگا اگر گوئٹے کی اصل نظم ''نغمۂ محمد'' کو دہرا دیا جائے تا کہ واضح ہو سکے گوئٹے دین اسلام کے علاوہ تمام ذہبی اور اجتماعی نظاموں اور رموں کو عالم انسانی کے لئے کس بیباکی کے ساتھ باطل اور منسوخ قرار دے کر صرف اور صرف دینا سلام کو بنی آدم کے لئے سعادت اور فلاح کا واحد ذریعہ بیان کرتا ہے۔ اس نظم میں وہ اسلام کو ایک اُبلتے ہوئے چشمے سے تعبیر کرتے ہوئے کہتا ہے:

''اُس چشمے کو دیکھو جو ستاروں کی کرنوں کی طرح ہنستا ہوا صاف شفاف چٹانوں سے نکلا ہے۔ بچپن میں اسے قدسیوں نے اس دنیا میں پالا جو بادلوں سے پرے ہے' شباب کی تازگی اور جوش لئے ہوئے وہ خرام ناز کرتا ہوا بادلوں سے نکلتا ہے اور پتھروں کے بیچ میں سے جھاڑیوں سے گزر کر مرمریں چٹانوں پر گرتا اور پھر مسرت کے نعرے لگاتا ہوا آسمان کی طرف اُچھلتا ہے......''

''نیچے وادی میں جہاں اس کا قدم پڑتا ہے پھول کھلنے لگتے ہیں اور اس کے دم سے سبزہ زار میں جان پڑ جاتی ہے۔ لیکن اسے نہ سایہ دار وادی روک سکتی ہے نہ وہ پھول جو اس کے گھٹنوں سے لپٹ لپٹ کر محبت بھری نگاہوں سے اس کی' خوشامد کرتے ہیں۔

''چھوٹے چشمے اس کے دامن سے لپٹ کر چلتے ہیں۔ وہ چاند کی طرح چمکتا ہوا میدان میں پہنچتا ہے' اور میدان بھی اس کی آب و تاب سے چمک اٹھتا ہے۔ میدان کے دریا اور پہاڑوں کے چشمے پکار پکار کر کہتے ہیں۔ بھائی! اے بھائی! ہمیں بھی اپنے رب کے پاس لے چل' ہمیں بھی بے پایاں سمندر کی آغوش میں پہنچا دے...... افسوس ہم اس کے مشتاق اس کی آغوش تک پہنچ نہیں پاتے۔ ریگستان کی پیاسی ریت ہمیں جذب کر لیتی ہے اور اوپر سے سورج چوس لیتا ہے' کوئی پہاڑی راستہ روک کر ہمیں تالاب بنا دیتی ہے۔ اے بھائی! اپنے میدان والے بھائیوں کو' اپنے پہاڑ والے بھائیوں کو اپنے ساتھ اپنے رب کے پاس لے چل۔

"آؤ سب کے سب آؤ! اب وہ بڑی شان سے موجیں مارتا ہوا بڑھتا ہے اور ملکوں پر اپنا سکہ بٹھاتا چلا جاتا ہے۔ جہاں اس کا پاؤں پڑتا ہے شہر آباد ہو جاتے ہیں۔

"اس کا بہاؤ کسی کے روکے نہیں رکتا۔ وہ زور و شور سے میناروں کی چمکتی چوٹیوں اور مرمریں عمارتوں کو پیچھے چھوڑ کر تخلیق کے جوش میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے"[1]

اقبال کہتے ہیں ؎

مثلِ آئینہ مشو محوِ جمالِ دگراں
از دل و دیدہ فرو شو ے خیالِ دگراں
آتش از نالۂ مرغانِ حرم گیر و بسوز
آشیانے کہ نہادی بہ نہالِ دگراں[2]

اقبال اہلِ نظر کے حق میں گوئٹے کے احسانات کا اعتراف کرتا ہوا کہتا ہے ؎

صبا بہ گلشنِ ویمر سلامِ ما برساں
کہ چشمِ نکتہ وراں خاکِ آں دیار افروخت[3]

کتاب کے آخر میں اقبال نے گوئٹے کی طرح مغرب کی غیر فطری تہذیب کو ہیچ قرار دیتے ہوئے اسے مشرق کی جانب سے پیغام بھیجا ہے کہ وہ عقل کی بجائے عشق کی طرف رجوع کرے کیونکہ یہی وہ جذبہ ہے جو انسان کو اس کی صحیح منزل تک پہنچا سکتا ہے۔ اور یہی وہ افلاطون و جالینوس ہے جو انسان کی جملہ علتوں کا مداوا ہے، کیونکہ عقل کے ہاتھوں انسان اور بھی زیادہ مریض ہو گیا ہے۔

از من اے بادِ صبا گوے بدانائے فرنگ
عقل تا بال کشود است گرفتار تر است
عجب آں نیست کہ اعجازِ مسیحا داری
عجب این است کہ بیمارِ تو بیمار تر است

دانش اندوختۂ دل ز کف انداختۂ!
آہ زاں نقدِ گرانمایہ کہ درباختۂ![4]

"حکمتِ فرنگ۔ جلال و ہیگل۔ پیغام برگساں۔ میخانۂ فرنگ۔ جلال و گوئٹے۔ شعرا اور الملک للہ بھی اسی انداز کی نظمیں ہیں۔ جن کے تجزیہ و تحلیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ ان منظومات اور دیگر اکثر اشعار میں علامہ اقبال نے خاص طور پر یہ کوشش کی ہے کہ وہ مغرب کو مشرق کی ان روحانی اقدار سے آشنا کرائیں جو مشرق و مغرب سے بالاتر انسانی مقام کا تعین کرتی ہیں اور جن کی رو سے ساری مخلوق خدا کا کنبہ قرار پاتی ہے اور اگر شرق و غرب کی مختلف اقوام ان قدروں سے بے بہرہ، محض مادیت کو اپنا مقصد بنا لیتی ہیں تو یہ ترقی، یہ تمدن اور یہ علم و فن، یہ سائنس اور اس کے یہ حیرت انگیز انکشافات نہ صرف بے سود اور بے معنی ہیں بلکہ انسان کے لئے موت کا حکم رکھتے ہیں۔

"طیارہ" کے عنوان سے پیامِ مشرق میں ایک نظم علامہ نے لکھی ہے کہ ٹہنی پر بیٹھا ایک پرندہ طنزیہ انداز میں کہہ رہا تھا کہ خدا نے انسان کو بال و پر عطا نہیں کئے اور اسے قوتِ پرواز سے محروم رکھا ہے۔ تو میں نے کہا کہ پھر کیا ہوا؟ ہم نے طیارہ سے اپنے بال و پر بنا لئے ہیں اور آسمانوں میں راہیں نکال لی ہیں۔ یہ طیارہ شاہین تو کیا فرشتے سے بھی زیادہ قوی اور پرواز میں سریع ہے۔

اس پر اس زیرک پرندے نے مجھے ذرا دوستانہ نظر سے دیکھا اور ننھی سی چونچ سے اپنے بال و پر سنوارتے ہوئے کہا۔

---

[1] اردو ڈائجسٹ، جون ۱۹۶۸ء ص ۱۲۔ [2] پیامِ مشرق ص ۲۰۹ [3] ایضاً ص ۱۸۴ [4] ایضاً ص ص ۲۲۵، ۲۲۶

تو کارِ زمین را نکو ساختی		کہ با آسمان نیز پرداختی

یعنی کیا تو نے زمین کے سب کام ٹھیک کر لئے ہیں کہ آسمانوں پر چڑھنا شروع کر دیا ہے؟

طیارہ تو انسان نے بنالیا مگر اس لئے نہیں کہ اس سے اہلِ زمین پر گل افشانی کرے بلکہ اس لئے کہ اس کے ذریعے بنی نوع انسان پر آگ برسائے۔ درحقیقت انسان کی بقا اور ترقی کا راز احترام آدمیت میں مضمر ہے۔ اور بس اور اگر انسان فی الواقع چاہتا ہے کہ وہ عزت اور ناموس کے ساتھ زندگی بسر کرے اور اپنی خداداد صلاحیتوں اور استعدادوں سے استفادہ کرے اور انسانی تہذیب وتمدن کو فروغ دے تو ضروری ہے کہ وہ رنگ ونسب کے ناپاک تصورات اور قومیت و وطنیت کے ذلیل عقائد کو اپنے ذہن سے یکسر ترک کر دے اور انسانی اخوت اور محبت کو اپنا شعار اور نصب العین بنائے۔

چارہ ایست کہ از عشق کشادی طلبیم
پیشِ او سجدہ گزاریم و مرادی طلبیم

پیش کش

بحضور اعلیحضرت امیر امان اللہ خان فرمانروائے دولت مستقلہ افغانستان۔ خلد اللہ ملکہٗ واجلالہٗ

اے امیر کامگار اے شہریار | نوجوان و مثل پیراں پختہ کار
چشم تو از پردگیہا محرم است | دل میان سینہ ات جام جم است

معانی ...... : امیر کامگار: بلند اقبال، سردار، خوش نصیب امیر۔ امیر: سردار، حاکم، والیان افغانستان کا لقب، شہریار: بادشاہ، مثل۔ پیراں: بوڑھوں کی طرح۔ پختہ کار: تجربہ کار، جہاں دیدہ، اچھا برا سمجھنے والا۔ چشم تو: تیری آنکھ۔ تیری: از، سے کی۔ پردگیا: پردگی کی جمع، چھپی ہوئی چیزیں۔ محرم: جاننے والی، رازداں۔ میان سینات: تیرے سینے کے درمیان۔ جام جم: جمشید بادشاہ کا پیالہ جس کے بارے کہا جاتا ہے کہ اس میں دنیا بھر میں رونما ہونے والے اور آئندہ واقعات نظر آجاتے تھے۔ اجام: پیالہ۔ جم: جمشید کا مخفف۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے بلند اقبال (خوش نصیب) سردار، اے بادشاہ، (تو) نوجوان مگر بوڑھوں کی طرح جہاں دیدہ ہے، تیری آنکھ چھپے ہوئے رازوں سے آشنا ہے، (رازداں ہے) تیرے سینے میں دل جمشید کے پیالہ کی مانند ہے۔

عزم تو پایندہ چوں کہسار تو | حزم تو آساں کند دشوار تو
ہمت تو چوں خیال من بلند | ملت صد پارہ را شیرازہ بند

معانی ...... : عزم تو: تیرا عزم، ارادہ، قصد۔ پایندہ: مضبوط، مستحکم۔ کہسار تو: تیرے پہاڑ۔ حزم تو: تیری سوجھ بوجھ۔ کند: کرتی ہے۔ دشوار تو: تیری مشکل۔ خیال من: میرا تخیل۔ میرا خیال: ملت صد پارہ: سینکڑوں ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ملت، شیرازہ بند: اکٹھا کرنے والی، ملانے والی۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیرا پکا ارادہ تیرے پہاڑوں کی طرح اٹل (مضبوط) ہے، تیری سوجھ بوجھ تیری مشکل آسان کرتی ہے، تیری ہمت میرے تخیل (فکر) کی طرح بلند ہے۔ یہ ہمت تتر بتر ملت کو اکٹھا (متحد) کرنے والی (کرسکتی) ہے، تو نے اپنی ہمت کو کام میں لے کر قبائل، عقائد و نظریات اور زبان و نسب میں بٹی ہوئی افغان قوم کو جو صد ہا ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھی، متحد و مجتمع کردیا۔

ہدیہ از شاہنشاں داری بسے | لعل و یاقوت گراں داری بسے

اے امیر، ابن امیر، ابن امیر
ہدیہ از بے نوا ہم پذیر!

معانی ...... : ہدیہ: تحفہ، نذر۔ داری: تو رکھتا ہے۔ بسے: بہت۔ یاقوت گراں: قیمتی یاقوت۔ حقیر۔ بے نوائے: فقیر، ناچیز، مفلس، بے سامان۔ ابن: بیٹا۔ امیر: بڑا آدمی، دولت مند، رئیس سردار۔ ہم: بھی۔ پذیر: قبول۔

ترجمہ و تشریح ...... : بڑے بڑے بادشاہوں نے تجھے نذریں گزاری ہیں تو بہت سے قیمتی اور انمول ہیرے موتی رکھتا ہے۔ اے جدی پشتی سلطان (اے رئیس سرداروں کی اولاد)، ایک (اس) فقیر بے سرو سامان کی ناچیز نذر (تحفہ) کو بھی قبول کر لے۔

تا مرا رمز حیات آموختند آتشی در پیکرم افروختند

یک نوائے سینہ تاب آوردہ ام عشق را عہد شباب آوردہ ام

معانی ...... : تا: جب سے، چونکہ۔ مرا: مجھے۔ رمز حیات: زندگی کا بھید۔ آموختند: انہوں نے سکھایا۔ آتشی: ایک آگ۔ پیکرم: میرا بدن۔ افروختند: انہوں نے روشن کی، بھڑکائی۔ نوائے سینہ تاب: سینہ روشن کرنے والا۔ آوردہ ام: میں لایا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : چونکہ مجھے زندگی کا بھید (راز) سکھایا گیا ہے۔ (اور) میرے پیکر میں ایک آگ بھڑکائی (روشن کی) گئی ہے (عشق کی آگ روشن کر دی گئی ہے)۔ (میں) سینہ روشن کرنے والا ایک نغمہ لایا ہوں۔ (میں) عشق کا عہد شباب واپس لایا ہوں۔

پیر مغرب شاعر المانوی آں قتیل شیوہ ہائے پہلوی

بست نقش شاہدان شوخ و شنگ داد مشرق را سلامے از فرنگ

معانی ...... : شاعر المانوی: جرمن شاعر گوئٹے۔ قتیل شیوہ ہائے پہلوی: پہلوی اداؤں کا مارا ہوا۔ قتیل: مارا ہوا۔ بست: اس نے باندھا۔ نقش شاہدان شوخ و شنگ: شوخ و شنگ حسینوں کا روپ۔ داد: اس نے دیا، پیش کیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (وہ) اہل مغرب کا گرو (استاد) المانوی شاعر۔ وہ پہلوی اداؤں کا مارا ہوا (فارسی شاعری کا فدائی) ہے۔ اس نے اپنے کلام میں شوخ و شنگ حسینوں کا تصور باندھا (محبوبوں کے نقوش ثبت کئے ہیں) اور مغرب (یورپ) سے مشرق کو سلام بھیجا ہے۔ نوٹ: حکیم مغرب جرمن شاعر گوئٹے نے جو فارسی ادبیات کا دلدادہ تھا ''مغرابی دیوان'' کی وساطت سے اہل مشرق کو سلام محبت بھیجا تھا میں نے اس کے جواب میں ''پیام مشرق'' لکھا ہے۔

در جوابش گفتہ ام پیغام شرق ماہتابے ریختم برشام شرق

تا شناسائے خودم، خودبیں نیم با تو گویم او کہ بود و من کیم

معانی ...... : در جوابش: اس کے جواب میں۔ گفتہ ام: میں نے کہا ہے۔ پیغام شرق: مشرق کا پیغام یعنی یہ کتاب، پیام مشرق۔ ماہتاب: چاندنی۔ شناسائے خودم: میں خود شناس ہوں، اپنی حقیقت پہچانتا ہوں۔ خود بین: خود پرست، مغرور۔ نیم: نہیں ہوں۔ با تو: تجھ سے۔ گویم: میں کہتا ہوں۔ من کیم: میں کون ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے اس کے جواب میں مشرق کا پیغام (پیام مشرق) کہا (لکھا) ہے۔ (گویا) یورپ (مشرق) کے جھٹپٹے (زوال) پر چاندنی بکھیر دی ہے۔ (میں نے یہ کام کر کے مشرق کی شام پر روشن چاند کی کرنیں بکھیری ہیں یعنی یورپ کو باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ جس مشرق کو تم جہالت کا جہان سمجھتے ہو علم و ہنر کی وہاں بھی روشنی ہے)۔ یہ تو ہے کہ میں خودشناس ہوں مگر خود پرست (مغرور) نہیں ہوں۔ (میں) تجھے بتاتا ہوں کہ وہ (گوئٹے) کون تھا اور میں کون (کیا) ہوں۔

او ز افرنگی جواناں مثل برق شعلہ من از دم پیران شرق

او چمن زادے، چمن پروردہ من دمیدم از زمین مردہ

معانی ...... : ز افرنگی جواناں: فرنگی جوانوں میں سے۔ مثل برق: بجلی کی طرح۔ از دم پیران شرق: مشرق کے بوڑوں کی پھونک سے۔ چمن زادے: چمن کا بیٹا۔ چمن پروردہ: چمن کا پالا، باغوں میں پلنے بڑھنے والا۔ دمیدم: میں اگا۔ زمین مردہ: ایک بانجھ زمین، بنجر زمین۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ بجلی ایسے فرنگی (یورپی) جوانوں میں سے تھا۔ میرا شعلہ مشرق کے بوڑوں نے دھونکا (پیران شرق کے فیض سے)۔ وہ چمن کا بیٹا، چمن (بہار) کا پالا ہوا۔ (چمن نے اس کی پرورش کی)۔ اور میں ایک مردہ زمین سے اگا ہوں (ایسے ملک میں پیدا ہوا ہوں جو غریب، غیر ترقی یافتہ اور غلام ہے)۔ تبصرہ: گوئٹے مغربی حکماء کا خوشہ چین تھا میں نے عرفائے مشرق کے خیالات سے استفادہ کیا ہے۔ وہ ایک آزاد ترقی یافتہ قوم میں پیدا ہوا اور میں غلام ملک میں پیدا ہوا اور غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ یہی بات علامہ موصوف نے "ضرب کلیم" میں یوں ادا کی ہے: لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے۔ جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند۔

او چو بلبل در چمن "فردوس گوش" من بصحرا چوں جرس گرم خروش

ہر دو دانائے ضمیر کائنات ہر دو پیغام حیات اندر ممات

معانی ...... : چو: مانند، جیسے۔ فردوس گوش: کانوں کیلئے جنت یعنی جس کا نغمہ کانوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ بصحرا: صحرا میں۔ جرس: گھنٹی، قافلے کی گھنٹی۔ گرم خروش: فریاد اور چیخ و پکار مشغول۔ ہر دو: دونوں، دونوں ہی۔ دانائے ضمیر کائنات: کائنات کا بھید جاننے والا۔ ممات: موت۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ چمن میں بلبل کی طرح کانوں کی جنت (ہے)۔ (وہ چمن کے اس بلبل کی مانند ہے جس کے نغمے کانوں کیلئے جنت ہیں یعنی اس کے ملک کے لوگ اس کا کلام بڑے شوق سے پڑھتے ہیں) میں صحرا میں جرس کے مانند شور مچاتا ہوا فریادی۔ میں قافلے کے اس گھڑیال یا گھنٹی کی طرح ہوں جو صحرا میں شور کر رہی ہو (اور اسے سننے والا کوئی نہ ہو)۔ ہم دونوں ہی کائنات کا بھید جاننے والے (ہیں)۔ (ہم) دونوں موت کے اندر زندگی کا پیغام (ہیں)۔ تبصرہ: اس کی قوم نے اس کے کلام کی قدر کی لیکن میری قوم میرے کلام سے غافل ہے۔ ہم دونوں کائنات کی حقیقت سے آگاہ ہیں دونوں نے دنیا کو زندگی کا پیغام دیا ہے (اگرچہ نوعیت مختلف ہے)۔

ہر دو خنجر صبح خند آئینہ فام او برہنہ من ہنوز اندر نیام

ہر دو گوہر ارجمند و تاب دار زادہ دریائے ناپیدا کنار

معانی ...... : صبح خند: صبح کی طرح کھلا ہوا، صبح کی طرح طلوع ہونے والا۔ آئینہ فام: آئینے کی طرح، آئینہ سا۔ فام: رنگ، مثال، طرح۔ برہنہ: کھلا ہوا، بے نیام۔ ہنوز: ابھی، اب تک۔ گوہر: موتی۔ ارجمند: بیش بہا۔ ارج: قدر و قیمت، جوہر۔ مند: رکھنے والا۔ تابدار: چمک دمک والا، روشن۔ زادہ: بیٹا، جنا ہوا۔ ناپیدا کنار: بے کراں کنارہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (ہم) دونوں صبح کی طرح روشن اور آئینہ کی طرح چمکدار خنجر ہیں۔ یعنی اس کے پیغام کا چرچا اور اثر ہو چکا ہے۔ وہ کھلا ہوا اور میں ابھی تک نیام میں ہوں۔ یعنی میرا پیغام ابھی تک کانوں میں پہنچ کر اثر انگیز نہیں ہوا۔ (ہم) دونوں قیمتی چمکدار موتی ہیں۔ (جو) بیکراں سمندر کے پیدا کئے ہوئے (ہیں)۔ یعنی ہم دونوں وہ موتی ہیں جو اس دریا میں پیدا ہوئے ہوں جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ ایسے دریا میں پیدا ہونے والے موتی زیادہ آب و تاب والے ہوتے ہیں۔ تبصرہ: ہم دونوں باطل کے خلاف جنگ آزما

ہیں۔ دونوں کا کلام منور اور تابناک ہے۔ فرق یہ ہے کہ اس کی قوم نے اس کو پہچان لیا ہے لیکن میری قوم میرے کلام سے نا آشنا ہے۔
یہاں علامہ اقبال نے قوم کی تغافل شعاری اور کوتاہ نظری کا شکوہ کیا ہے۔

اوز شوخی درتہ قلزم تپید تا گریبان صدف را بر درید
من بہ آغوش صدف تابم ہنوز در ضمیر بحر نایابم ہنوز

معانی ...... قلزم: سمندر۔ تپید: وہ تڑپا۔ صدف: سیپ۔ بردرید: اس نے پھاڑ دیا۔ تابم: میں چمکتا ہوں، الجھا ہوں۔ ضمیر بحر: سمندر کا اندرون۔ ضمیر: اندرون، باطن۔ نایابم۔ میں نایاب ہوں، پوشیدہ۔

ترجمہ و تشریح ...... وہ شوخی سے سمندر کی تہ میں تڑپا۔ یہاں تک کہ اس نے صدف کا گریبان چاک کر دیا، پھاڑ دیا۔ موتی نے سیپ کے اندر رہنا پسند نہ کیا اور نکلنے کیلئے بیتاب ہوا۔ میں ابھی تک صدف کے آغوش میں الجھا ہوا چمک رہا ہوں (صدف کے اندر پیچ وتاب کھا رہا ہوں)۔ (میں) اب تک سمندر کے باطن میں نایاب (پوشیدہ) ہوں۔ (جو سمندر کے ضمیر میں ابھی تک نایاب ہے)۔
تبصرہ: اس نے سیپ کے گریبان کو پھاڑ دیا ہے وہ اپنی قوم کو عمل کا پیغام دینے کیلئے بیتاب رہا۔ میری قوم نے ابھی تک میری شاعری اور میرے پیغام کو نہیں پہچانا۔ گوئٹے دنیا میں مشہور ہو گیا اور میں اپنے دیس میں اجنبی ہوں۔

آشنائے من زمن بیگانہ رفت از خمستانم تہی پیمانہ رفت
من شکوہ خسروی اورادھم تخت کسریٰ زیر پائے اونہم

معانی ...... بیگانہ: انجان، بے پروا۔ رفت: وہ گزر گیا۔ خمستام: میرا شراب خانہ۔ تہی: خالی۔ شکوہ خسروی: شاہانہ جاہ وجلال، خسروانہ شان وشوکت۔ اورا: اس کو، اسے۔ دہم: میں دیتا ہوں۔ کسریٰ: پرانے ایرانی بادشاہوں کا لقب۔ زیر پائے او: اس کے پاؤں تلے۔ ازیر: نیچے۔ نہم: میں رکھتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... میرا آشنا بھی مجھے جانے بغیر چلا گیا (انجان بن کر گزر گیا) وہ میرے شراب خانے سے خالی پیالہ لے کر نکل آیا یعنی میرے اپنے بھی میری شاعری کی اصلیت سے ناواقف اور فائدہ اٹھائے بغیر رخصت ہو گئے۔ حالانکہ میرے شراب خانے کے مٹکے شراب سے بھرے ہوئے تھے۔ مراد میری شاعری اور پیغام سے کسی نے فائدہ نہ اٹھایا۔ میں اسے خسرو کا جاہ وجلال پیش کرتا ہوں۔ اس کے قدموں کے نیچے کسریٰ کا تخت رکھتا (بچھاتا) ہوں۔ میں اپنی قوم کے فرد کو ایران کے بادشاہ خسرو کی شان کا مالک بنانا چاہتا ہوں اور اسے نوشیروان کے تخت پر بٹھانا چاہتا ہوں۔

او حدیث دلبری خواہد زمن رنگ و آب شاعری خواہد زمن
کم نظر بیتابی جانم ندید آشکارم دیدو پنہانم ندید

معانی ...... حدیث دلبری: معشوق (محبوب) کی حکایت، حسینوں کا تذکرہ۔ خواہد: وہ چاہتا ہے۔ زمن: مجھ سے۔ رنگ وآب شاعری: شاعری دمک، شاعرانہ رنگینی۔ رنگ وآب: چمک دمک، رنگینی۔ کم نظر: غافل، بے خبر، جس کے فکر ونظر کا دائرہ بہت محدود ہو۔ بے تابی جانم: میری روح کی بے تابی۔ ندید: اس نے نہیں دیکھا۔ دیدن: دیکھنا۔ آشکارم: میرا ظاہر۔ دید: اس نے دیکھا۔ و: لیکن۔ پنہانم: میرا باطن۔ پنہاں: پوشیدہ۔

ترجمہ و تشریح ...... وہ مجھ سے دل لبھانے والی بات چاہتا ہے۔ وہ مجھ سے شاعرانہ رنگینی اور چمک (طلب کرتا) مانگتا ہے۔ یعنی وہ مجھ سے عمل آموز شاعری کی بجائے ایسی شاعری کی مانگ کر رہا ہے جو محض تفریح طبع کیلئے ہو۔ میں شاعری میں حسینوں اور

محبوبوں کی دلبری کی بات بیان کروں۔ (اس) کم نظر نے میری روح (جان) کی تڑپ نہ دیکھی اس نے صرف میرا ظاہر دیکھا، باطن نہیں دیکھا۔

فطرت من عشق را در بر گرفت　　صحبت خاشاک و آتش در گرفت
حق رموز ملک و دیں برمن کشود　　نقش غیر از پردہ چشم ربود

معانی ...... بر: آغوش۔ گرفت: اس نے لے لیا۔ صحبت: میل، دوستی۔ خاشاک: گھاس پھوس، تنکے، کوڑا کرکٹ۔ در گرفت: موافق آ گئی۔ حق: خدا۔ رموز: رمز کی جمع، اسرار، بھید۔ ملک: سلطنت۔ برمن: مجھ پر۔ کشود: اس نے کھولے۔ ربود: اس نے مٹادی۔ ربودن: غارت کرنا، نظر سے اوجھل کر دینا، مٹا دینا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری فطرت نے عشق کو آغوش (پہلو) میں لے لیا (اپنے اندر سمولیا)۔ آگ اور خاشاک کا یہ میل ٹھیک بیٹھا (میں نے تنکے اور آگ کو اپنے اندر اکٹھا کر لیا)۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر سلطنت اور دین کے بھید کھولے (رموز منکشف کئے) ہیں۔ میری آنکھ کے پردے سے غیر کی صورت مٹادی (غیر اللہ کا پردہ ہٹادیا)۔ یعنی اسرار جہاں بانی کے ساتھ ساتھ مجھے دین کی فہم بھی عطا کی گئی ہے۔

برگ گل رنگیں ز مضمون من است　　مصرع من قطرہ خون من است
تانہ پنداری سخن دیوانگی است　　در کمال ایں جنوں فرزانگی است

معانی ...... : برگ گل: گلاب کی پتی۔ پنکھڑی گل: گلاب کا پھول۔ مضمون: مطلب، مفہوم، شعر کا مضمون۔ مصرع من: میرا مصرع۔ تا: تا کہ، ہرگز، کہیں۔ نہ پنداری: تو مت گمان کرنا، یہ نہ سمجھنا۔ دیوانگیست: دیوانگی است: دیوانگی ہے۔ کمال ایں جنون: اس جنون کی انتہاء، اس دیوانگی کی تکمیل۔ تکمیل: کسی شے کا اپنے وجود کے تمام امکانات پورے کر کے اپنے سے اوپر کے دائرہ وجود میں ضم ہو جانا۔ فرزانگی: دانائی، عقلندی، ہوش مندی۔

ترجمہ و تشریح ...... : گلاب کی پنکھڑی (پتی) میرے مضمون سے رنگین ہے۔ میرے ہر شعر کا مصرع میرے خون کا قطرہ ہے۔ تا کہ تو یہ گمان نہ کرے کہ شاعری دیوانگی ہے۔ یہ دیوانگی اپنی انتہا میں عقلندی ہے۔ (میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ) اس کا جنون کا کمال دانائی ہے۔

از ہنر سرمایہ دارم کردہ اند　　در دیار ہند خوارم کردہ اند
لالہ و گل از نوایم بے نصیب　　طائرم در گلستان خود غریب !

معانی ...... : از: سے۔ ہنر: کمال، فن، گن۔ سرمایہ دارم کردہ اند: انہوں (کاتبان تقدیر) نے مجھے مالا مال کیا ہے۔ سرمایہ: دولت، پونجی۔ کردہ اند: انہوں نے کیا ہے۔ دیار: ملک۔ خوارم کردہ اند: مجھے خوار کر رکھا ہے۔ نوایم: میرا نغمہ، میری آواز۔ بے نصیب: بے بہرہ، محروم۔ طائرم: میں پرندہ ہوں۔ در گلستان خود: اپنے گلستان میں۔ غریب: اجنبی، پردیسی، انجانا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مشیت نے مجھے ہنر (سخن) کی دولت (سرمایہ) سے مالا مال کر رکھا ہے۔ مگر سرزمین ہندوستان میں مجھے خوار کیا گیا ہے۔ یعنی میرے ہنر کی قدر کرنے والا کوئی نہیں میری شاعری سے استفادہ کرنے والا کوئی نہیں۔ یہاں کے لالہ و گل (عاشق و محبوب) میرے نغمے سے بے بہرہ (بے نصیب) ہیں۔ میں اپنے ہی چمن میں اجنبی پرندہ ہوں۔

بسکہ گردوں سفلہ و دوں پرور است　　وائے بر مردے کہ صاحب جوہر است
دیدہ ای خسرو کیواں جناب　　آفتاب ما تو ارت بالحجاب !

معانی ...... : بسکہ: غرضکہ، القصہ۔ گردوں: آسمان، سفلہ ودوں پرور: کمینوں اور ذلیلوں کو پالنے والا۔ وائے: افسوس۔ برمردے: اس آدمی پر۔ بر: پر۔ کہ: جو صاحب جوہر: با صلاحیت، کمال رکھنے والا۔ دیدہ ای: تو نے دیکھا۔ خسرو کیواں: جناب، بلند مرتبہ بادشاہ، ساتویں آسمان پر دربار کرنے والا بادشاہ۔ آفتاب ما: ہمارا سورج۔ تو ارت بالحجاب: غروب ہوگیا۔ قرآن شریف کی اس آیت سے ماخوذ: حتیٰ توارت بالحجاب۔ یہاں تک کہ (سورج) غروب ہوگیا (۳۲:۳۸)۔

ترجمہ و تشریح ...... : غرضکہ آسمان انہی کمینوں اور رذیلوں کی پرورش کرتا ہے۔ اس شخص کی قسمت پر افسوس ہے جسے کوئی جوہر عطا کیا گیا ہو (کیونکہ اس کی قدر نہیں ہوگی بے جوہر کی ہوگی)۔ اے شاہ عالی جناب اے بلند مرتبت بادشاہ تو نے دیکھا ہے کہ ہمارا سورج غروب ہوگیا۔ پردے میں چھپ گیا ہے۔ ملت اسلامیہ زوال کا شکار ہے۔

بطحی در دشت خویش از راہ رفت   از دم او سوز الا اللہ رفت
مصریاں افتادہ درگرداب نیل   سست رگ تو رانیان ژندہ پیل

معانی ...... : بطحی: وادی بطحا کا باشندہ، عرب: در دشت خویش: اپنے صحرا میں۔ در: میں۔ دشت: صحرا، خویش اپنا۔ از راہ رفت: راہ سے بے راہ ہوگیا، بھٹک گیا (از راہ رفتن، راہ گم کر دینا، بھٹک جانا، سیدھا راستہ چھوڑ دینا۔ دم او: اس کی سانس، اس کی روح۔ ادم: رفت: رخصت ہو جانا۔ مصریان: مصری کی جمع، مصر کے باشندے۔ افتادہ: گرے ہوئے، پھنسے ہوئے۔ گرداب نیل: دریائے نیل کا بھنور۔ سست رگ: بے حس کاہل، تو رانیان ژندہ پیل: مست ہاتھیوں ایسے تورانی۔ تورانیاں:

ترجمہ و تشریح ...... : وادی بطحا کے باشندے یعنی عرب اپنے ہی صحرا میں راہ سے بے راہ ہوگیا۔ راہ گم کئے ہوئے ہے۔ اسلام کے اصولوں سے بیگانہ ہو چکے ہیں۔ اسکی روح سے الا اللہ کا سوز رخصت ہوگیا (ختم ہو چکا ہے)۔ اس شعر میں تلمیح ہے عربوں کی اسلام کش روش کی طرف کہ 17-1916ء میں انہوں نے ترکوں کے خلاف ان ترکوں کے خلاف جنہوں نے چار سو سال تک اپنے خون سے سرزمین حجاز کی آبیاری کی تھی اور لفظ خادم حرمین شریفین کو اپنے لئے سب سے بڑا اعزاز تصور کیا تھا اعلان جنگ کر کے دشمنان اسلام یعنی انگریزوں سے مل کر اپنے محسنوں کے سینوں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ اہل مصر نیل کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں۔ مست ہاتھیوں ایسے تورانی کاہل اور بے حس ہو چکے ہیں۔ کمزور پڑ چکے ہیں۔ مصری، انگریزوں کی غلامی میں ہیں، ترکمانستان کے باشندے اوسیوں کے زیر اقتدار ہیں۔

آل عثماں در شکنج روزگار   مشرق و مغرب زخونش لالہ زار
عشق را آئین سلمانی نماند   خاک ایراں ماند و ایرانی نماند

معانی ...... : آل عثمان: عثمان بن ارطغرل کی اولاد، عثمان بن ارطغرل، ترکی کے سلاطین عثمانی کا جد۔ شکنج: پیچ وخم، شکنجہ۔ روزگار: زمانہ، حالات۔ مشرق: ایشیاء۔ مغرب: یورپ: زخونش: اس کے خون سے۔ لالہ زار: جہاں گل لالہ کثرت سے اگے ہوئے ہوں، لالے کا کھیت، یہاں مراد ہے سرخ۔ را: کا۔ آئین سلمانی: حضرت سلمان فارسیؓ کا دستور۔ نماند: نہ رہا۔ خاک ایران: ایران کی مٹی، زمین ایران ہو: لیکن۔ ایرانی: حضرت سلمان فارسی یا ان کے طریق پر چلنے والے۔ اہل ایران۔

ترجمہ و تشریح ...... : عثمانی ترک حالات (زمانے) کے شکنجے میں (ہیں)۔ ایشیاء اور یورپ ان کے خون سے سرخ ہو چکا ہے۔ ترکوں (ترکان عثمانی) کے تحت یورپ، ایشیاء اور افریقہ کا بہت سا علاقہ تھا وہ کمزور ہوگئے اب ان کی حالت یہ ہے کہ ان کے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ عشق کا سلمانی طریق (انداز) نہ رہا۔ ایران کی بس سرزمین رہ گئی اور ایرانی نہ رہے۔ (ایرانی ختم ہو گئے)۔

سوز و ساز زندگی رفت از گلش — آں کہن آتش فسرد اندر دلش
مسلم ہندی شکم رابندہ — خود فروشے، دل زدیں برکندہ

معانی ...... : سوزوساز: حرارت، گرمی اور مستی سوز، رفت: رخصت ہو گیا۔ از گلش: اس کی مٹی سے۔ گل: مٹی، خمیر۔ آں: وہ۔ کہن: پرانی، قدیم۔ فسرد: بجھ گئی۔ اندر دلش: اس کے دل میں۔ را: کا۔ خود فروشے: اپنا آپ بیچ دینے والا، بے حمیت، ضمیر فروش۔ دل زدیں برکندہ: جس نے اپنے دل کو دین سے الگ کر لیا ہو۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کی مٹی (بدن) سے زندگی کی حرارت اور مستی کوچ کر گئی (نہ رہی)۔ اس کے دل میں وہ قدیم (پرانی) آگ بجھ گئی۔ ہندی مسلمان صرف پیٹ کا غلام ہے۔ (وہ پیٹ بھرنے یا حصول دولت کیلئے ہر قدم اٹھانے کو تیار ہے)۔ وہ خود فروش ہے جس کا دل دین سے اکھڑ گیا ہے۔ اس میں حمیت و غیرت مر چکی ہے۔

در مسلماں شان محبوبی نماند — خالدؓ و فاروقؓ و ایوبیؒ نماند
اے ترا فطرت ضمیر پاک داد — از غم دیں سینہ صد چاک داد

معانی ...... : شان محبوبی: محبوب ہونے کی شان۔ نماند: نہ رہی۔ خالد: حضرت خالد بن ولید سیف اللہ۔ فاروق: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔ ایوبی: سلطان صلاح الدین ایوبی۔ ترا: تجھے۔ فطرت: قدرت۔ ضمیر پاک: صاف دل، پاک باطن، داد: اس نے دیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مسلمانوں میں شان محبوبی نہ رہی۔ خالدؓ، فاروق اعظمؓ اور صلاح الدین ایوبیؒ کے اوصاف نہ رہے۔ (حضرت خالدؓ بن ولید کی شجاعت، حضرت عمر فاروقؓ کی سی عدالت اور حضرت صلاح الدین ایوبیؒ کا جذبہ سرفروشی نہ رہا۔ یہاں امیر امان اللہ کو خطاب کرتے ہوئے علامہ اقبال کہتے ہیں۔ اے کہ قدرت نے تجھے پاک دل بخشا (تجھے اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ سرشت عطا فرمائی)۔ دین کے غم سے چاک چاک سینہ عطا کیا۔

تازہ کن آئین صدیقؓ و عمرؓ — چوں صبا بر لالہ صحرا گزر
ملت آوارہ کوہ و دمن — در رگ او خون شیراں موجزن

معانی ...... : تازہ کن: تازہ کر۔ صبا ہوا۔ بر لالہ صحرا گذر: لالہ صحرا پر سے گزر، لالہ صحرا پر چل۔ ملت آورہ کوہ و دمن: کوہ و دمن میں بھٹکتی پھرنے والی قوم۔ سرگرداں، پراگندہ۔ کوہ: پہاڑ۔ دمن: ٹیلا۔ در رگ او: اس کی رگ میں۔ موج زن: لہریں مارتا ہوا، ٹھاٹھیں مارتا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کا انداز تازہ کر۔ صبا کی طرح لالہ صحراء پر سے گزر جا۔ پہاڑوں اور وادیوں میں بکھری ہوئی افغان قوم ہے۔ جس کی رگوں میں شیروں کا خون ٹھاٹھیں مارتا ہے۔ وہ بہادر اور نڈر ہیں۔ آپ کی قوم (افغان) عرصہ دراز سے منتشر اور غیر منظم ہے۔ علم و فن سے عاری ہے۔ آپ اس غیور قوم کی تعلیم اور تہذیب میں کوشش کریں۔

زیرک و روئیں تن و روشن جبیں — چشم او چوں جرہ بازاں تیز بیں
قسمت خود از جہاں نایافتہ — کوکب تقدیر او ناتافتہ

معانی ...... : زیرک: عقلمند، ہوشیار، سمجھدار، روئیں تن: مضبوط جسم والا۔ روئیں: لوہے کا بنا ہوا، قوی بدن۔ روشن جبیں: روشن پیشانی والا، عبادت گزار۔ جبیں: پیشانی۔ جرہ بازاں: سفید باز۔ اجرہ: نر پرندہ یا جانور خصوصاً باز۔ بازاں: باز کی جمع: اجرہ باز: سفید

شکاری باز جس کی پھرتی اور چستی ضرب المثل ہے۔ تیز بیں: دور کی چیزیں دیکھنے والا، تیز نظر۔ قسمت خود: اپنا حصہ۔ نا یافتہ: ان پایا، نہ پایا ہوا۔ یافتن: پانا۔ کوکب تقدیر او: اس کی قسمت کا ستارہ۔ کوکب: ستارہ۔ او: اس کی۔ نا تافتہ: ان چمکا، بے طلوع، نہیں چمکا۔ تافتن: چمکنا، طلوع کرنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ لوگ ہوشیار اور فولاد بدن اور روشن جبین ہیں۔ ان کی آنکھ سفید شہبازوں (نر بازوں) کی طرح تیز ہے۔ مگر انہوں نے اس دنیا سے اپنا پورا حصہ نہیں پایا۔ ان کی قسمت (تقدیر) کا ستارہ ابھی نہیں چمکا۔ مراد ہے وہ غیر ترقی یافتہ اور غریب ہیں اس کی قسمت کا ستارہ روشن نہیں ہوا۔

در قہستاں خلوتے ورزیدہ رستخیز زندگی نادیدہ
جان تو بر محنت پیہم صبور کوش در تہذیب افغان غیور

معانی ...... : قہستان: کوہستان۔ خلوتے: تنہائی۔ ورزیدہ: اختیار کیے ہوئے۔ ورزیدن: اختیار کرنا۔ رستخیز: ہنگامہ، کشاکش، محنت پیہم: لگاتار، مسلسل۔ صبور: برداشت کرنے والی، جھیل جانے والی۔ کوش: تو کوشش کر۔ کوشیدن: کوشش کرنا۔ تہذیب: اصلاح، اکٹھا کرنا، تراش خراش، تربیت۔ غیور: غیرت مند۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ پہاڑوں میں الگ تھلگ رہ رہے ہیں۔ وہ زندگی کے ہنگاموں سے انجان ہیں۔ زندگی کی کشمکش نہیں دیکھی۔ تیری جان لگاتار محنت کی سہار رکھتی ہے (سعی پیہم پر استقلال موجود)۔ ان غیرت مند افغانیوں کی تراش خراش (تربیت) کیلئے کوشش کر۔

تا ز صدیقان ایں امت شوی بہر دیں سرمایہ قوت شوی
زندگی جہد است و استحقاق نیست جز بعلم انفس و آفاق نیست

معانی ...... : تا: تاکہ۔ ز صدیقان ایں امت: اس امت کے صدیقوں میں سے۔ صدیقاں: امت مسلمہ میں سب سے بلند مرتبہ حضرات، اصلاح میں صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب مطلق کو کہتے ہیں۔ شوی: تو ہو جائے۔ بہر دین: دین کیلئے، بہر: لئے واسطے۔ جہد: کوشش، محنت۔ استحقاق: حق داری، حق ہونا۔ نیست: نہیں ہے۔ جز بعلم: انفس و آفاق: انسان اور کائنات کے علم کے سوا۔ اجز: علاوہ۔ انفس: نفس کی جمع، انسانی نفس مع اپنے ظاہر و باطن کے۔ آفاق: افق کی جمع، کائنات مع اپنے ظاہر و باطن کے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تاکہ تو اس امت کے صدیقوں میں شامل ہو جائے اور دین کے لئے سرمایہ قوت بن جائے۔ زندگی جدوجہد کا نام ہے، اس پر کسی کا کوئی استحقاق نہیں۔ یہ تو بس انسان اور کائنات کا علم ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

گفت حکمت را خدا خیر کثیر ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر
سید کل، صاحب ام الکتاب پردگیہا بر ضمیرش بے حجاب

معانی ...... : گفت: اس نے کہا۔ اور کائنات کی حقیقت کا علم، دانش۔ را: کو۔ خیر کثیر: بہت بھاری بھلائی۔ سید سردار۔ کل: تمام ساری کائنات۔ ہر کجا: جہاں کہیں۔ بینی: تو دیکھے۔ بگیر: تو حاصل کر لے۔ سید کل: کل کے سردار۔ ام الکتاب: قرآن شریف کتابوں کی ماں، لوح محفوظ۔ پردگیہا: پردگی کی جمع، چھپی ہوئی چیزیں، غیبی امور۔ بر ضمیرش: انؐ کے دل پر۔ بے حجاب: بے پردہ، (ظاہراً)۔

ترجمہ و تشریح ...... : حکمت کو خدا نے خیر کثیر (بہت بڑی بھلائی) فرمایا ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ یہ دولت جہاں بھی نظر

آئے حاصل کرلے، جہاں سے حکمت ملے اسے لے لو۔آپ کُل کے (موجودات کے) سردار، اور صاحب ام الکتاب ہیں۔جنؐ کے قلب (دل) پر چھپی ہوئی چیزیں (راز) آشکار ہیں، پوشیدہ باتیں ظاہر ہیں۔

گرچہ عین ذات را بے پردہ دید　　　　رب زدنی از زبان او چکید
علم اشیا علم الاسما ستے　　　　ہم عصا و ہم ید بیضا ستے

معانی ...... عین: غیر کی ضد، نفس، شے۔ذات: ذات باری تعالیٰ۔دید: اس نے دیکھا۔رب زدنی: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا تعلیم فرمائی تھی۔قل رب زدنی علما: کہہ دیجئے اے میرے رب مجھے باعتبار علم اضافہ بڑھا ۲۰/۱۱۳۔چکید: ٹپکا۔علم اشیاء: اشیاء کا علم، کائنات کا علم سائنس اشیاء: شے کی جمع، چیزیں۔علم الاسما ستے: علم الاسماء ہے۔علم الاسماء: اشارہ آیۂ قرآنی کی طرف۔وعلم آدم الاسماء کلہا (۲:۳۱) اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھا دیئے۔ناموں کے جاننے کا علم۔ہم: بھی۔ عصا: لاٹھی، یہاں حضرت موسیٰ علیہ اسلام کا عصا مراد ہے۔ید بیضا: روشن اور سفید ہاتھ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ جسے وہ بغل میں دبا کر نکالتے تو سورج کی طرح روشن نظر آتا تھا۔عصا: حضرت موسیٰؑ کا عصا جس کی ضرب سے زمین سے چشمے پھوٹ پڑے تھے۔یا وہ جادوگروں کی بے جان رسیوں کے خیالی سانپوں کے مقابلے میں زندہ اژدہا بن گیا تھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگرچہ انہوںؐ نے خاص ذات باری تعالیٰ کو بالکل بے پردہ دیکھا (پھر بھی) ان کی زبان مبارک سے رب زدنی علما ہی نکلا (اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کر)۔اشیاء کا علم ہی علم الاسماء ہے (علم الاسماء کی تفسیر ہے) یہ عصا بھی ہے اور ید بیضا بھی۔مراد ہے اشیاء کے خواص کا علم جو حیران کن ایجادات کے معجزے دکھا سکتا ہے (جیسا کہ اس دور میں خصوصاً سائنس دکھا رہی ہے)۔

علم اشیا داد مغرب را فروغ　　　　حکمت او ماست می بندوز دوغ
جان ما را لذت احساس نیست　　　　خاک رہ جز ریزہ الماس نیست

معانی ...... : داد: اس نے دیا۔را: کو۔فروغ: ترقی، عروج، روشنی۔حکمت او: اس کی حکمت۔حکمت: دانائی، سائنس۔پنیر، دہی۔می بندد: وہ جماتی ہے۔دوغ: چھاچھ۔جان ما: ہماری جان۔را: کو، کے لئے۔خاک رہ: راستے کی خاک۔مٹی جز: سوائے۔ ریزہ الماس: ہیرے کی کنی۔الماس: ہیرا، قیمتی پتھر۔

ترجمہ و تشریح ...... : علم اشیاء ہی نے مغرب (یورپ) کو فروغ بخشا (یورپ نے ترقی حاصل کی) اس کی حکمت چھاچھ سے پنیر جماتی (بناتی) ہے۔مراد مشکل باتیں بروئے کار لے آتی ہے۔ہماری جان میں احساس کی لذت نہیں ہے۔(احساس کی لذت کا پتہ نہیں)۔ہم یہ نہیں سمجھتے راستوں میں بچھی ہوئی خاک، خاک نہیں ہے بلکہ قیمتی ہیروں کے ریزے ہیں۔(خاک راہ کا (ہر ذرہ) الماس کے ٹکڑے کی مانند قیمتی ہے)۔مراد تجسس اور تحقیق سے مٹی سے سونا نکالا جا سکتا ہے۔

علم و دولت نظم کار ملت است　　　　علم و دولت اعتبار ملت است
آں یکے از سینہ احرار گیر　　　　واں دگراز سینہ کہسار گیر

معانی ...... : نظم: بندوبست، اہتمام۔کار: کام، معاملات، کاروبار، ملت، قوم۔یکے: ایک۔احرار: حر کی جمع، آزاد لوگ، آزاد قومیں۔گیر: تو حاصل کر۔واں: اور وہ۔دگر: دوسرا۔سینہ: چھاتی، کوہسار، پہاڑ۔

ترجمہ و تشریح ...... : ملت کے معاملات علم اور دولت ہی کے سبب ہیں۔(سے درست رہتے ہیں)۔علم اور دولت ہی سے ملت (قوم) کا وقار ہے۔مراد ہے قوم کی سربلندی کا راز تحقیق کے علوم اور اقتصادی خوشحالی پر ہے۔ایک (علم) کو آزاد قوموں کے سینے

سے حاصل کراور دوسری (یعنی دولت کو) پہاڑوں کی چھاتی سے۔یعنی علوم سیکھو اور زمین وکوہ چیر کر دولت حاصل کرو۔

دشنہ زن در پیکر ایں کائنات   در شکم دارد گہر چوں سومنات

لعل ناب اندر بدخشان تو ہست   برق سینا در قہستان تو ہست

معانی ...... : دشنہ: خنجر۔زن: تو مار۔در پیکر ایں کائنات: اس کائنات کے جسم میں۔شکم: پیٹ۔دارد: وہ رکھتی ہے۔گہر: کوئی قیمتی پتھر، موتی۔چوں: مانند، جیسے۔سومنات: ایک مشہور بت جس کے نام پر گجرات (کاٹھیاواڑ) میں ایک بہت بڑا مندر قائم تھا جسے سلطان محمود غزنوی نے ختم کیا تھا۔لعل ناب: کھرا یاقوت۔اندر بدخشان تو: تیرے بدخشاں میں۔افغانستان کا ایک علاقہ جہاں کے یاقوت کسی زمانے میں بہت مشہور تھے۔ہست: موجود ہے۔برق سینا: کوہ طور کی بجلی۔برق: بجلی، تجلی۔طور سینا: شام کا ایک پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حق تعالیٰ کی ذاتی تجلی ہوئی تھی (یہاں برق سینا سے علم حقیقی مراد ہے اور لعل ناب سے دولت ظاہری)۔قہستان: کوہستان، جہاں پہاڑ ہی پہاڑ ہوں، خراساں کا ایک شہر۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کائنات کے پیکر (جسم) میں خنجر گھونپ (اتار)۔سومنات کی طرح یہ بھی اپنے پیٹ میں بہت سے گوہر رکھتی ہے۔مراد ہے تو علم اشیاء کی بدولت کائنات میں چھوپے ہوئے خزانوں کو دریافت کر۔تیرے بدخشاں کے اندر قیمتی لعل ہیں۔تیرے پہاڑوں میں سینا کی برق (بجلی) ہے۔مراد تیرے ملک میں ہر قسم کے وسائل ترقی موجود ہیں ان سے فائدہ اٹھانا تمہارا کام ہے۔

کشور محکم اساسے بایدت؟   دیدہ مردم شناسے بایدت

اے بسا آدم کہ ابلیسی کند   اے بسا شیطاں کہ ادریسی کند

معانی ...... : کشور محکم اساسے: مضبوط بنیادوں پر استوار ایک سلطنت۔بایدت: تجھے چاہئے۔باید: چاہئے۔بایستن: چاہنا، درکار ہونا۔دیدہ مردم شناسے: آدمی کو پہچاننے والی آنکھ۔اے بسا: بے شمار، کتنے ہی۔تو مفہوم میں وسعت اور شدت پیدا کرتا ہے۔آدم: آدمی۔ابلیسی: ابلیس کی سی حرکت۔کند: وہ کرتا ہے۔ادریسی: حضرت ادریس علیہ السلام کی صفت یعنی تعلیم و تدریس، حضرت ادریس علیہ السلام ایسا کام۔

ترجمہ و تشریح ...... : تجھے ایک مضبوط سلطنت کی بنیاد درکار ہے؟ (تو پھر) تجھے آدمی کو پرکھنے والی (مردم شناس) نظر چاہئے۔بہت سے آدمی ہیں جو (اندر اندر) ابلیس کا کام کرتے ہیں۔(ابلیسی میں مصروف ہیں)۔اور بہت سے شیطان (ابلیس) ہیں جو ادریسی کے لباس میں نظر آتے ہیں۔

رنگ او نیرنگ و بود او نمود   اندرون او چو داغ لالہ دود

پاکباز و کعبتین او دغل   ریمن و غدر و نفاق اندر بغل

معانی ...... : ارنگ: رنگ، ڈھنگ، چمک، دمک، طور طریقہ۔او: اس کا۔نیرنگ: دھوکا، نظر بندی۔بوداو: اس کا۔ابود: نمود: دکھاوا۔اندرون او: اس کا باطن۔اندرون: اندر، باطن۔چو: مانند، جیسے۔درد: دھواں، سیاہی۔پاکباز: پارسا، پرہیزگار، و: مگر۔کعبتین: کعب کا تثنیہ، جواریوں کے دو پانسے، دو چھکے۔دغل: فریب، کھوٹ۔ریمن: مکار، دغاباز، خبیث، شیطان، غدر: بے وفائی، مکر، فریب۔نفاق: دوغلاپن، بغض۔بغل: پہلو، مراد دل۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایسے شخص کا رنگ ڈھنگ دھوکا اور ظاہر دکھاوا ہے اس کا ہونا نہ ہونا ہے۔اس کے اندر لالے کے داغ کی طرح دھواں دھواں ہے (گل لالہ کا داغ نہیں بلکہ کینے کا دھواں ہے)۔بظاہر وہ پاکباز ہے مگر اس کے دونوں پانسے کھوٹے ہیں۔(مگر وہ

فریب کا کھیل کھیلتا ہے)۔ وہ دل میں فریب اور دوغلا پن رکھنے والا مکار (ہے)۔

درنگر اے خسرو صاحب نظر نیست ہر سنگے کہ می تابد گہر
مرشد رومی حکیم پاک زاد سر مرگ و زندگی برما کشاد

معانی ...... درنگر: غور سے دیکھ۔ خسرو صاحب نظر: دانا و بینا بادشاہ۔ ہر سنگے: ہر وہ پتھر، گہر، موتی، ہیرا۔ کہ: جو۔ می تابد: چمکتا ہے۔ مرشد: رہنمائی کرنے والا۔ رومی: مولانا جلال الدین بلخی رومی۔ حکیم: حکمت رکھنے والا، عارف، دانشمند۔ پاک زاد: پاک طینت۔ سر مرگ و زندگی: موت اور زندگی کا بھید۔ کشاد: اس نے کھولا۔

ترجمہ و تشریح ...... اے صاحب نظر بادشاہ! اچھی طرح سمجھ لے (غور کر)۔ کہ ہر چمکنے والا پتھر موتی (ہیرا) نہیں ہے۔ مرشد رومیؒ جو ربانی علم رکھنے والا پاک فطرت ہے۔ اس نے ہم پر زندگی اور موت کا راز (بھید) ظاہر کر دیا ہے (یعنی یہ کہ)۔

"ہر ہلاک امت پیشیں کہ بود زانکہ بر جندل گماں بردند عود"
سروری در دین ماخدمت گری است عدل فاروقی و فقر حیدری است

معانی ...... : ہلاک: ہلاکت۔ امت پیشیں: اگلی امت، گزشتہ قوم۔ بود: ہوئی۔ زانکہ: اس وجہ سے کہ اس لئے کہ، کیونکہ۔ جندل: پتھر۔ گماں بردند: انہوں نے گماں کیا (رکھا) خیال کیا عود: ایک قسم کی خوشبو دار لکڑی جسے جلانے سے خوشبو پھیلتی ہے۔ سروری: سرداری، بادشاہی۔ در دین ما: ہمارے دین میں۔ خدمتگری: خدمت گاری۔ عدل: انصاف، ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھنا۔ فقر: درویشی، دنیا سے بے رغبتی۔

ترجمہ و تشریح ...... پہلی قوموں پر جو بھی ہلاکت آئی اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے پتھر کو عود سمجھ لیا تھا۔ ہمارے دین (اسلام) میں سرداری خدمتگاری (کا نام) ہے۔ فاروقی عدت اور حیدری فقر (سے عبارت) ہے۔

در ہجوم کار ہائے ملک ودیں بادل خویک نفس خلوت گزیں
ہر کہ یک دم در کمین خود نشست

معانی ...... : بادل خود: اپنے دل کے ساتھ۔ یک نفس: ایک پل، ایک دم، ایک لمحہ۔ خلوت: تنہائی۔ گزین: تو اختیار کر۔ ہر کہ: جو کوئی، جو بھی۔ یک دم: ایک پل، در کمین خود: اپنی گھات میں۔ شکار۔ از کمند او: اس کے پھندے سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : دین اور سلطنت کے کاموں کے ہجوم میں پل بھر کو (ایک لمحہ) کو اپنے دل کے ساتھ تنہائی اختیار (کیا) کر۔ مراد ہے اپنا احتساب نفس کرنا اچھائیوں اور برائیوں کا جائزہ لینا۔ جو (شخص) بھی ایک پل کیلئے اپنی گھات میں بیٹھا (اپنا محاسبہ کیا) اس کے پھندے سے کوئی شکار بچ کر نہیں جا سکتا۔

درقبائے خسروی درویش زی دیدہ بیدار و خدا اندیش زی
قائد ملت شہنشاہ مراد تیغ اوراَبرق و تندر خانہ زاد

معانی ...... درقبائے خسروی: شاہی قبا میں۔ درویش زی: درویش بن کر جی۔ دیدہ بیدار: ہوشیار، کھلی آنکھوں کے ساتھ۔ خدا اندیش: خدا سے ڈرنے والا، خوف خدا کے ساتھ۔ شہنشاہ مراد: سلطان مراد اول، عثمانی سلطنت کا نامور بادشاہ۔ تندر: بجلی کی کڑک، بادلوں کی گرج۔ خانہ زاد: موروثی خادم، گھر کا نوکر۔

ترجمہ و تشریح ...... : بادشاہی لباس میں درویش بن کر زندگی بسر کر، بیدار آنکھوں والا اور خدا خوفی کے ساتھ جی (راتوں کو

جاگ اور ہر دم اللہ تعالیٰ کو دیکھ)۔ ملت کا رہنما سلطان مراد تھا۔ بجلی کی کڑک اور بادلوں کی گرج جس کی تلوار کے غلام تھے۔ مراد ہے اس کی ہیبت اور طاقت سے دشمن لرزتے تھے۔

ہم فقیرے، ہم شہ گردوں فرے   اردشیرے با روان بوزرے
غرق بودش در زرہ بالاؤ دوش   درمیان سینہ دل موئینہ پوش

معانی ...... : ہم: بھی۔ شہ گردوں فرے: آسمان ایسی بلندی اور شان وشوکت رکھنے والا بادشاہ۔ اردشیرے: اردشیر بابکاں، ساسانی سلطنت کا بانی، ایران کا ایک زبردست بادشاہ، با: ساتھ۔ روان بوزرے: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روح۔ جن کا فقر اور درویشی ضرب المثل ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ فقیر بھی تھا اور آسمان ایسی عظمت والا (بلند وقار) بادشاہ بھی۔ (وہ) گویا ابوذر کی روح رکھنے والا اردشیر کی مانند تھا۔ وہ سر سے پاؤں تک زرہ میں ڈوبا رہتا تھا لیکن اس کے سینے میں ایک دل تھا جو خرقہ پوش تھا (صوف میں ملبوس) یہ عام طور پر درویشوں کا لباس سمجھا جاتا ہے۔

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند   در شہنشاہی فقیری کردہ اند
در امارات فقر را افزودہ اند   مثل سلمانؓ در مدائن بودہ اند

معانی ...... : مسلماناں: مسلمان کی جمع۔ میری: حکمرانی۔ کردہ اند: انہوں نے کی ہے۔ امارت: امیری، ریاست۔ را: کو۔ افزردہ اند: انہوں نے بڑھایا ہے۔ مثل سلمان: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرح۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ممتاز صحابی جو مدائن کے گورنر بھی رہے۔ یہ ایران کے رہنے والے تھے ان کی زندگی فقیرانہ تھی۔ مدائن: عراق کا ایک قدم شہر۔ بودہ اند: وہ رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ مسلمان جنہوں نے (اس طرح) حکمرانی کی ہے۔ انہوں نے بادشاہی میں فقیری کی ہے (فقیر منش رہے) انہوں نے حکمرانی میں فقر کو پروان چڑھایا (فقر میں اضافہ کیا) مدائن میں سلمان فارسیؓ کی طرح رہے۔

حکمرانے بود و سامانے نداشت   دست او جز تیغ و قرآنے نداشت
ہر کہ عشق مصطفیٰؐ سامان اوست   بحر و بر در گوشہ دامان اوست

معانی ...... : سامانے: کوئی ساز و سامان۔ نداشت: وہ نہیں رکھتا تھا۔ داشتن: رکھنا۔ دست او: اس کا ہاتھ۔ جز: سوائے۔ قرآنے: قرآن مجید۔ سامان اوست: اس کا سرمایہ ہے۔ اسامان: سرمایہ۔ گوشہ داماں: دامن کا کونا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگرچہ وہ حاکم تھے مگر ان کے پاس کوئی سامان نہ تھا۔ ان کے ہاتھ میں (یا ان کے پاس) تلوار اور قرآن کے سوا کچھ نہ تھا۔ جس کی پونجی (سامان) عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خشکی اور تری (بحر و بر) اس کے دامن کے کونے (پلو) میں بندھے ہوئے ہیں۔

سوز صدیقؓ و علیؓ از حق طلب   ذرہ عشق نبیؐ از حق طلب
زانکہ ملت را حیات از عشق اوست   برگ و ساز کائنات از عشق اوست

معانی ...... : حق: اللہ تعالیٰ۔ طلب: تو مانگ۔ زانکہ: کیونکہ، اس لئے کہ۔ برگ و ساز: ساز و سامان۔

ترجمہ و تشریح ...... : اللہ تعالیٰ سے حضرت صدیقؓ اور حضرت علیؓ کا سوز خدا سے مانگ (طلب کر)۔ عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کا ایک ذرہ خدا سے مانگ۔ (اسی عشق سے یہ سوز و ساز حاصل ہوگا) کیونکہ ملت اسلامیہ کی بقا ان صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے ہے۔ کائنات کا سارا ساز و سامان ان صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی تو ہے یہی عشق کائنات کا سارا ساز و سامان ہے۔

جلوہ بے پردہ او وا نمود　　جوہر پنہاں کہ بود اندر وجود
روح را جز عشق او آرام نیست　　عشق او روزیست کورا شام نیست

معانی ...... : جلوۂ بے پردہ او: اس کا بے پردہ جلوہ۔ وانمود: اس نے ظاہر کر دیا۔ جوہر پنہاں: چھپا ہوا جوہر۔ کن، حقیقت۔ پنہاں: پوشیدہ، کہ جو۔ بود: تھا۔ را: کو، کیلئے۔ جز: سوائے۔ روزیست: وہ دن ہے۔ کورا: جسے، جس کیلئے۔

ترجمہ و تشریح ...... : وجود کا چھپا ہوا جوہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے آشکار (ظاہر) ہوگیا۔ اشارہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے مراد ہے کائنات کی تخلیق کا باعث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے بغیر روح کو تسکین نہیں (چین نہیں ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق وہ (روشن) دن ہے جسے شام نہیں ہے۔

خیز و اندر گردش آور جام عشق
در قہستاں تازہ کن پیغام عشق

معانی ...... : خیز: تو اٹھ۔ اندر: میں۔ آور: تو لا۔ جام عشق: عشق کا جام۔ جام: شراب کا پیالہ۔ تازہ کن: تازہ کر۔ قہستان: پہاڑی سلسلوں والے، افغانستان۔

ترجمہ و تشریح ...... : اٹھ اور انؐ کے عشق کے پیالے کو گردش میں لا۔ کوہستان (افغانستان) میں عشق کا پیغام تازہ کر (عام کر)۔

اقبالؔ

لالہ طور

(لالہ اقبال کے کلام میں ایک علامت (Symbol) ہے۔یعنی مظہر عشق ہے۔اور طور وہ مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حسن مطلق کی تجلی دیکھی تھی......وادی طور کے لالہ کا پھول......

لالہ کا پھول کلام اقبال میں زیادہ تر عشق / عاشق کے لئے استعمال ہوا ہے۔

اقبال نے اس نور کی چمک کو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی تھی' لالہ سے تشبیہ دی ہے۔چونکہ ان رباعیات میں اکثر و بیشتر مقامات میں حقیقتِ وجود سے بحث کی ہے۔ان کا مرکزی تصور یہ ظہور یا سر تخلیق ہے۔یعنی اُن رباعیات میں اسماء وصفات الٰہیہ کی تجلیات کا بیان ہے۔

یہ رباعیات ایک ہی وزن پر ہیں۔یہ فلسفۂ زندگی کے اسرار اور معدن حکمت کے گوہر ہائے آبدار ہیں۔

حصہ اول

لالہ طور

۱
شہید ناز او بزم وجود است نیاز اندر نہاد ہست و بود است
نمی بینی کہ از مہر فلک تاب بسیمائے سحر داغ سجود است

معانی ...... شہید ناز: میں خالص تغزل کا رنگ ہے، شعراء سے عاشق مراد لیتے ہیں۔ ناز: انداز معشوقانہ، رنگ محبوبی، شان بے نیازی۔ شہید ناز او: اس کی کبریائی پر نثار۔ بزم وجود: ہستی کی انجمن یعنی کائنات، کل موجودات۔ نیاز: رنگ عاشقی شان احتیاج، عاجزی، بندگی۔ اندر: میں۔ نہاد: خلقت، سرشت، فطرت۔ ھست وو بود: ہستی، موجودی یعنی تمام موجودات۔ نمی بینی: کیا تو نہیں دیکھتا۔ از: سے۔ مہر فلک تاب: آسمان کو روشن کرنے والا سورج۔ بہ سیمائے سحر: صبح کی پیشانی پر۔ داغ سجود: سجدے کا نشان، محراب۔

ترجمہ و تشریح ...... : ساری کائنات اس (اللہ تعالیٰ) کی کبریائی پر نثار ہے۔ بندگی تمام موجودات کی سرشت میں ہے۔ دستور قدیم کے مطابق اقبال نے اس میں حمد باری تعالیٰ بیان کی ہے۔ (کیا) تو نہیں دیکھتا۔ کہ آسمان کو چمکانے والا سورج۔ صبح کے ماتھے (پیشانی) پر سجدے کا نشان (داغ) ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ صبح کی روشنی سورج کی مرہون منت ہے۔ اگر سورج نہ ہوتا تو صبح کی روشنی بھی نہ ہوتی اور اگر خدا نہ ہوتا تو آفتاب بھی نہ ہوتا۔ یعنی ساری کائنات اپنے وجود اور بقاء میں خدا کی محتاج ہے۔ اس میں وحدۃ الوجود کا مضمون پنہاں ہے۔ نوٹ: شاعر نے آفتاب کو استعارۃ سحر کی پیشانی پر سجدہ ہائے نیاز کا داغ قرار دیا ہے۔

۲
دل من روشن از سوز درون است جہاں بیں چشم من از اشک خون است
ز رمز زندگی بیگانہ تر باد کسے کو عشق را گوید جنون است

معانی ...... : دل من: میرا دل۔ سوز دروں: باطن کی حرارت۔ جہان بین: دیکھنے دیکھنے والی آنکھ۔ بیں بندہ: دیکھنے والی۔ جہاں بیں: آنکھ کو بھی کہتے ہیں اس مصرعے میں چشم من کے ساتھ اس کے استعمال سے ایک شعری حسن پیدا ہوا ہے۔ اشک خون: خون کے آنسو۔ اشک: آنسو۔ رمز زندگی: زندگی کا بھید۔ بیگانہ تر: اور بھی بے خبر، پہلے سے بھی بڑھ کر انجان۔ باد: رہے، خدا کرے کہ رہے۔ کسے: وہ شخص۔ گوید: وہ کہتا ہے۔ جنون: دیوانگی، پاگل پن۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا دل (سوز دروں) باطن کی آنچ سے روشن ہے۔ میری آنکھ خون کے آنسوؤں کے باعث دنیا دیکھتی ہے یعنی رموز و اسرار جہان کو دیکھنے والی ہے۔ خدا کرے زندگی کے راز (بھید) سے اور بھی بے خبر رہے وہ شخص جو عشق کو پاگل پن (جنون) کہتا ہے۔ بنیادی تصور: عشق زندگی کی حقیقت (رمز) ہے۔

۳ بباغاں باد فروردیں دہد عشق براغاں غنچہ چوں پرویں دہد عشق
شعاع مہر او قلزم شگاف است بماہی دیدہ رہ بیں دہد عشق

معانی ...... : بباغاں: باغوں کو۔ اب: کو۔ بادفروردیں: بہار کی ہوا۔ فروردیں: ایرانی شمسی سال کا پہلا مہینہ، آغاز بہار۔ دھد: وہ دیتا ہے۔ براغان: جنگلوں کو۔ راغاں: راغ کی جمع، جنگل۔ چوں: جیسے۔ پروین: ثریا، چھ یا سات ستاروں کی لڑی، عقد ثریا۔ شاع مہرا: اس کے سورج کی کرن۔ او: اس کے۔ قلزم شگاف: سمندر میں شگاف ڈالنے والی۔ قلزم بماہی: مچھلی کو۔ دیدہ رہ بیں: راستہ دیکھنے والی آنکھ۔ بینندہ: دیکھنے والی۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق باغوں کو بہار کی ہوا دیتا ہے۔ عشق جنگلوں کو ستاروں کی مانند گچھے ایسی کلیاں سفید غنچے بخشتا ہے۔ اس کے سورج کی کرن سمندر کی گہرائی کو چیر جاتی ہے۔ عشق سمندر میں موجود مچھلی کو راستہ دیکھنے والی آنکھ عطا کرتا ہے (دیتا ہے) مراد ہے کائنات میں ہر جگہ اور ہر شے میں عشق ہی کی جلوہ گری ہے۔

۴ عقاباں را بہائے کم نہد عشق تذرواں را بباز اں سر دہد عشق
نگہ دارد دل ماخویشتن را ولیکن از کمینش برجہد عشق

معانی ...... : عقاباں: عقاب کی جمع۔ بہائے کم: کم قیمت، تھوڑا مول، معمولی حیثیت۔ نہد: وہ رکھتا ہے، مقرر کرتا ہے۔ تذرواں: تذرو کی جمع، چکور۔ را: کو۔ سردھد: فوقیت دیتا ہے، شرف بخشتا ہے۔ نگہ دارد، وہ نگہبانی کرتا ہے خویشتن: اپنا آپ۔ ولیکن: مگر لیکن۔ از کمینش: اس کی گھات سے۔ کمین: گھات، شکاری کا مچان۔ برجہد: وہ جھپٹتا ہے، جست لگاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق عقابوں کا مول گھٹا دیتا ہے (عشق کی نظر میں عقاب کی کوئی شے نہیں)۔ عشق چکوروں کو بازوں پر فوقیت دیتا ہے۔ مراد ہے عشق کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ ہمارا دل اپنی بہت حفاظت کرتا ہے۔ لیکن عشق اسی کی گھات سے (نکل کر) جست لگاتا ہے (حملہ کرتا ہے)۔ عشق (جذبہ محبت) ایک فطری جذبہ ہے جو ہر انسان میں کارفرما ہے۔

۵ بہ برگ لالہ رنگ آمیزی عشق بجان ما بلا انگیزی عشق
اگر ایں خاکداں را واشگافی درونش بنگری خونریزی عشق

معانی ...... : بہ: میں، پر۔ برگ لالہ: گل لالہ کی پنکھڑی۔ رنگ آمیزی: مختلف رنگوں کو باہم ملانا، نقاشی: نیرنگ سازی۔ ارنگ آمیختن: کئی رنگوں کو ملا کر ایک کر دینا، حیلہ گری، نیرنگ سازی۔ بجان ما: ہماری روح میں۔ بلا انگیزی: فتنہ کھڑا کرنا۔ مصیبت برپا کرنا۔ خاکدان: دنیا، زمین۔ را: کو۔ واشگافی: تو چاک کرے، تو شق کرے۔ درونش: اس کے اندر۔ دروں: اندر۔ بنگری: تو دیکھے گا، تو دیکھے۔

ترجمہ و تشریح ...... : گل لالہ کی پنکھڑیوں میں عشق کی رنگ آمیزی ہے۔ ہماری جانوں میں عشق کی بلا انگیزی ہے یعنی شور ہے۔ اگر تو اس زمین کو چیرے تو تجھے اس کے اندر عشق ہی کی خونریزی نظر آئے گی۔ مراد کائنات میں ہر جگہ عشق ہی کی حکومت ہے۔

۶ نہ ہر کس از محبت مایہ دار است نہ با ہر کس محبت سازگار است
بروید لالہ باداغ جگر تاب دل لعل بدخشاں بے شرار است

معانی ...... : ہر کس: ہر شخص، ہر کوئی۔ از: سے۔ مایہ دار: دولت مند۔ بروید: اگتا ہے۔ داغ جگر تاب: جگر کو چمکانے والا

داغ، بے شرار: بے سوز، چنگاری کے بغیر، ٹھنڈا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہر شخص محبت کی دولت نہیں رکھتا نہ محبت ہر کسی کو موافق آتی ہے۔ گل لالہ جگر چکانے والا داغ لئے اگتا ہے۔ مگر لعل بدخشاں کے دل میں کوئی شرارہ نہیں ہے۔

۷ دریں گلشن پریشاں مثل بویم — نمی دانم چہ می خواہم، چہ جویم
برآید آرزو یا برنیاید — شہید سوزو ساز آرزویم

معانی ...... : دریں گلشن: اس باغ میں۔ پریشان: آوارہ، سرگرداں۔ مثل بویم: میں خوشبو کی طرح ہوں۔ نمی دانم: میں نہیں جانتا۔ چہ: کیا۔ می خواہم: میں چاہتا ہوں۔ جویم: میں ڈھونڈتا ہوں۔ برآید: برآئے۔ پورا ہو۔ (کسی خواہش کا پورا ہونا) برنیاید: بر نہ آئے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں اس باغ (دنیا) میں خوشبو کی طرح سرگرداں (پریشان) ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کیا چاہتا ہوں کیا ڈھونڈتا (کسے تلاش کرتا) ہوں۔ میری آرزو برآئے یا نہ آئے (پوری ہو یا نہ ہو)۔ میں تو صرف آرزو کے سوزو ساز کا مارا ہوا ہوں۔ (سوزو ساز پر مرتا ہوں)۔ ہر شخص گرفتار دام آرزو ہے۔

۸ جہانِ مشت گل و دل حاصل اوست — ہمیں یک قطرہ خوں مشکل اوست
نگاہ ما دو بیں افتاد، ورنہ — جہان ہر کسے اندر دل اوست

معانی ...... : جہان: دنیا۔ مشت گل: مٹھی بھر مٹی۔ خاک، حاصل اوست: اس کا حاصل ہے۔ حاصل: پھل، فصل۔ او: اس کا۔ است: ہے۔ نگاہ ما: ہماری نظر۔ دو بیں: بھینگی، ایک کا دو دیکھنے والی۔ افتاد: ہوگئی۔ جہان ہر کسے: ہر شخص کی دنیا۔ کسے: کوئی شخص۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ دنیا مٹھی بھر مٹی (خاک) ہے اور دل اس کا حاصل ہے۔ یہی ایک بوند لہو اس کی مشکل ہے (اسی قطرۂ خون کو سنبھالنا مشکل ہے۔ ہماری نظر ایک کا (دو جہان اور دل) دونوں کو الگ الگ دیکھتی ہے۔ دیکھنے والی ہوگئی ورنہ ہر آدمی کی دنیا اس کے دل میں ہے۔ (دل کے اندر ہے)۔

۹ سحری گفت بلبل باغباں را — دریں گل جز نہال غم نگیرد
بہ پیری می رسد خار بیاباں — ولے گل چوں جواں گردد بمیرد

معانی ...... : می گفت: وہ کہ رہی تھی۔ را: سے۔ دریں گل: اس مٹی میں۔ گل: مٹی۔ جز: سوائے۔ نہال غم: غم کا پودا نہال۔ نگیرد: وہ نہیں جمتا، جڑ نہیں پکڑتا۔ بہ پیری: بڑھاپے تک۔ می رسد: پہنچ جاتا ولے: لیکن۔ چوں: جب، جونہی۔ گردد: ہوتا ہے۔ بمیرد: وہ مرجاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : صبح کے وقت بلبل نے باغبان سے کہا کہ اس مٹی میں غم کے پودے کے اور کچھ نہیں اگتا (جمتا)۔ (کیونکہ بلبل غم گین کا یہی تجربہ ہے)۔ بیابان کا کانٹا بڑھاپے تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن گلستان کا پھول جوان ہوتے ہی مرجاتا ہے۔ (حسن ایک زوال پذیر شے ہے دنیا میں دلکش اور حسین اشیاء کو ثبات و قرار نہیں ہے)۔ نوٹ: اس رباعی کا مضمون اس نظم سے مطابقت رکھتا ہے جو "بانگ درا" میں اس شعر سے شروع ہوتی ہے۔ خدا سے حسن نے اک روز یہ سوال کیا۔ جہاں میں تو نے مجھے کیوں نہ لازوال کیا۔

۱۰ جہان ماکہ نابود است بودش زیاں توام ہمی زاید بسودش
کہن رانو کن و طرح دگر ریز دل ما بر نتابد دیر وزودش

معانی ...... : جہان ما: ہماری دنیا۔ نابود: عدم، معدوم۔ بودش: اس کا وجود۔ زیاں، نقصان، توام: جڑواں، ہمزاد۔ ہمی زاید، می زاید: پیدا ہوتا ہے، جنم لیتا ہے۔ بسودش: اس کے فائدے کے ساتھ۔ کہن: پرانا۔ را: کو۔ نو: نیا۔ کن: تو کر۔ طرح دگر: دوسری بنیاد۔ طرح: بنیاد۔ ریز: توڈال۔ برنتابد: برداشت نہیں کرتا۔ دیر وزودش: اس کی دیر اور جلدی۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارا جہان جس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ نقصان یہاں کے فائدے کا ہمزاد ہے (یہاں فائدے کے ساتھ نقصان بھی بڑھتا ہے۔ اس پرانے کو نیا کر اور دوسری (نئی) بنیاد ڈال۔ ہمارا دل اس کے اب اور تب کو گوارا نہیں کرتا۔

۱۱ نوائے عشق را ساز است آدم کشاید راز و خود راز است آدم
جہاں او آفرید، ایں خوب تر ساخت مگر با ایزد انباز است آدم

معانی ...... : نوائے عشق: عشق کا نغمہ۔ کشاید: وہ کھولتا ہے۔ آفرید: اس نے خلق کیا، پیدا کیا۔ ساخت: اس نے بنایا۔ مگر: شاید گویا۔ با ایزد: خدا کے ساتھ۔ انباز: ہم کار، شریک، معاون، رفیق کار۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق کے نغمے کیلئے آدمی ساز ہے (عشق کے نغمے انسان ہی کے قلب سے پھوٹتے ہیں)۔ آدمی خالق حقیقی کے بھید کھولتا ہے مگر خود راز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا پیدا کی اور اس (آدمی) نے اسے خوب تر بنایا ہے۔ شاید آدمی خدا کا ہم کار ہے۔ (گویا یہ خالق کا شریک کار ہے)۔ نوٹ: حقیقی معنی میں کوئی ہستی خدا کی شریک نہیں ہو سکتی نہ وجود میں، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں، یہ محض شاعرانہ انداز بیان ہے جسے اقبال نے اس لئے اختیار کیا ہے کہ اس سے مصرع میں بلا کی دلکشی پیدا ہوگئی ہے۔

۱۲ نہ من انجام و نے آغاز جویم ہمہ رازم، جہان راز جویم
گراز روے حقیقت پردہ گیرند ہماں بوک و مگر را باز جویم

معانی ...... : جویم: میں ڈھونڈتا ہوں۔ ہمہ: کل، سارا۔ رازم: میں راز ہوں۔ جہان راز: رازوں کی دنیا، عالم اسرار، جہاں چیزیں پوری طرح ظاہر نہ ہوں۔ جہاں راز کے دو معنی ہو سکتے ہیں (۱) راز ہستی کی تلاش میں ہوں۔ (۲) میں اپنی تلاش میں ہوں۔ از: سے۔ روے حقیقت۔ حقیقت کا چہرہ۔ پردہ گیرند: نقاب اٹھادیں۔ ہماں: وہی۔ بوک و مگر: تذبذب، شک وشبہ، کاش کے ایسا ہو جائے، شاید، لیت ولعل، ٹال مٹول، تمنا۔ باز جویم: پھر سے ڈھونڈوں گا۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہ مجھے انجام کی تلاش ہے نہ آغاز کی۔ میں خود تمام کا تمام راز ہوں اور جہان راز کو ڈھونڈتا ہوں۔ اگر حقیقت کے چہرے سے پردہ ہٹا بھی دیں (تو بھی) میں اسی تمنا کو پھر سے تلاش کروں گا۔

نوٹ: انسان عقل کی مدد سے کبھی اپنی حقیقت سے آگاہ نہیں ہو سکتا، عقل اسے ہمیشہ شک وشبہ میں مبتلا رکھے گی۔

۱۳ دلا نارائی پروانہ تا کے نگیری شیوہ مردانہ تا کے
یکے خود را بسوز خویشتن سوز طواف آتش بیگانہ تا کے

معانی ...... : دلا: اے دل۔ نارائی: بے عقلی، نادانی۔ تا کے: کب تک۔ نگیری: تو نہیں اختیار کرے گا۔ اگرفتن: شیوہ مردانہ: جواں مردوں کا طور طریقہ۔ شیوہ: چلن، طور طریقہ۔ مردانہ: مردوں کا۔ یکے: کبھی، ایک بار۔ بسوز خویشتن: اپنی آنچ یا جذبہ

عشق میں۔طواف آتش بیگانہ: غیر کی آگ کا طواف، دوسروں کی آگ پر منڈلانا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے دل! پروانے کی سی نادانی کب تک؟ (کب تک بے عقلی سے بے مقصدیت کی زندگی بسر کرتا رہے گا)۔تو کب تک مردوں کا انداز اختیار نہیں کرے گا؟ (کب ہمت سے کام لے گا)۔ایک بار خود کو اپنی آگ میں جلا (کے دیکھ) دوسروں کے شعلے کا طواف کب تک؟ (غیروں کی آگ کا طواف تو کب تک کرتا رہے گا؟)

۱۴
تنے پیدا کن از مشت غبارے   تنے محکم تراز سنگیں حصارے
درون او دل درد آشنائے   چو جوئے در کنار کوہسارے

معانی ...... : تنے: ایک بدن۔پیدا کن: پیدا کر۔مشت غبارے: ایک مٹھی خاک۔محکم تر: زیادہ مضبوط۔سنگیں: پتھر کا بنا ہوا۔حصارے: ایک قلعہ۔درون او: اس کے اندر۔دل درد آشنائے: دکھ کو سمجھنے اور جاننے والا دل، غم سے مانوس، ایک دل۔چو: جیسے۔جوے: ایک ندی۔در کنار کہسارے: کسی پہاڑ کے آغوش میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس مٹھی بھر خاک سے ایک ایسا پیکر (بدن) پیدا کر۔جو چٹانی قلعے سے زیادہ مضبوط پیکر ہو مگر اس کے اندر درد سے آشنا ایک دل ہو جیسے کسی پہاڑ کے آغوش میں ایک ندی۔نوٹ: جو شخص اپنی خودی کی تربیت نہیں کرتا وہ انسان ہونے کے باوجود دراصل مشت خاک سے زیادہ قیمت نہیں رکھتا۔

۱۵
ز آب و گل خدا خوش پیکرے ساخت   جہانے از ارم زیبا ترے ساخت
ولے ساقی بآں آتش کہ دارد   ز خاک من جہان دیگرے ساخت

معانی ...... : ز۔از: سے۔آب و گل: پانی اور مٹی، مایہ تخلیق۔خوش: خوب، اچھا، حسین۔پیکرے: ایک پیکر۔ساخت: اس نے بنایا۔جہانے: ایک دنیا۔ارم: جنت۔زیبا ترے: کہیں زیادہ خوب صورت۔ولے: لیکن۔ساقی: شراب تقسیم کرنے والا، پانی پلانے والا، صوفیہ کی اصطلاح میں فیض رساں، حقیقی معرفت اور محبت عطا کرنے والا۔بان آتش: اس آگ سے۔کہ: جو۔دارد: وہ رکھتا ہے۔جہان دیگرے: ایک دوسرا عالم، ایک اور ہی دنیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : خدا نے مٹی اور پانی سے کیا حسین پیکر تراشا۔خوبصورت کائنات تخلیق کی۔جنت سے زیادہ خوشنما دنیا بنائی۔لیکن ساقی نے اپنے پاس کی آگ آتش عشق سے میری خاک سے ایک اور ہی عالم تعمیر کیا (ایک نیا جہان پیدا کر دیا)۔نوٹ: اگر ''ساقی'' سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات اور آتش سے قرآن مراد لی جائے تو رباعی کا مطلب یہ ہوگا۔خدا تعالیٰ نے یہ دنیا آب و گل سے بنائی اور بلاشبہ بہت دلکش بنائی لیکن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کی بدولت بنی آدم کے اندر ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بالکل نئی دنیا پیدا کر دی۔

۱۶
بہ یزدان روز محشر برہمن گفت   فروغ زندگی تاب شرر بود
ولیکن گر نرنجی با تو گویم   صنم از آدمی پایندہ تر بود

معانی ...... : بہ: سے۔یزداں: خدا، اللہ تعالیٰ۔روز محشر: قیامت کے روز۔برہمن: پنڈت، ہندوؤں کا مذہبی پیشوا، بت پرست۔گفت: وہ بولا، اس نے کہا۔فروغ زندگی: زندگی کی روشنی، زندگی کی مدت۔تاب شرر: چنگاری کی چمک کنایہ ہے قلیل مدت سے۔تاب: چمک۔شرر: چنگاری۔بود: تھی۔نرنجی: تو برا نہ مانے، تو ناراض نہ ہو۔گویم: کہوں۔صنم: بت۔از: سے۔پایندہ تر: زیادہ

قائم ودائم، زیادہ زندگی پانے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : قیامت کے دن برہمن نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا۔زندگی کا فروغ اجالا چمک (گویا) چنگاری کی چمک تھی مراد آدمی کی زندگی جلد گزرنے والی ہے۔لیکن اگر ناراض نہ ہو تو تجھ سے کہوں کہ دنیا میں میرا بنایا ہوا بت آدمی سے زیادہ پائندہ تھا۔

۱۷
گزشتی تیزگام اے اختر صبح مگر از خواب مابیزار رفتی
من از ناآگہی گم کردہ راہم توبیدار آمدی بیدار رفتی

معانی ...... : گذشتی: تو گزرا۔تیزگام: تیز رفتار۔گام: قدم۔اختر صبح: صبح کا ستارہ۔اختر: ستارہ۔خواب ما: ہماری نیند، ہماری غفلت۔رفتی: تو گیا۔من: میں۔ناآگہی: غفلت، بے خبری۔واقفیت۔جاننا، خبر رکھنا۔گم کردہ راہم: راستہ کھو چکا ہوں، راہ بھولا ہوا ہوں۔بیدار: جاگا ہوا، ہوشیار، باخبر، چوکس، آمدی: تو آیا۔رفتی: تو گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے صبح کے ستارے تو بہت تیزی سے گزر گیا شاید تو ہماری غفلت سے بیزار گیا (تو ہم سے ناراض ہوگیا)۔میں نے بے خبری کی وجہ سے راستہ اپنا گم کر دیا اپنا مقصد حیات حاصل نہ کر سکا۔لیکن تو بیدار (جاگتا ہوا) آیا تھا اور بیدار چلا گیا۔

۱۸
تہی از ہائے و ہو میخانہ بودے گل ما از شرر بیگانہ بودے
نبودے عشق وایں ہنگامہ عشق اگر دل چوں خرد فرزانہ بودے

معانی ...... : تہی: خالی۔ھائے وہو: شوروغوغا، رونق، گل ما: ہماری مٹی۔گل: مٹی، گارا، خمیر۔شرر: چنگاری (زندگی کی حرارت اور چمک)۔نہ بودے: نہ ہوتا۔چوں: جیسے، مانند۔خرد: عقل۔فرزانہ: سمجھدار، عقلمند، مصلحت اندیش۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو یہ میخانہ (دنیا) ہاھو سے خالی ہوتا۔ہماری مٹی چنگاری (کی چمک) سے خالی رہتی۔نہ یہاں عشق ہوتا اور نہ عشق کا یہ ہنگامہ ہوتا۔اگر دل بھی عقل کی طرح سمجھ بوجھ والا عقل مند ہوتا۔

۱۹
ترا اے تازہ پرواز آفریدند سراپا لذت بال آزمائی
ہوس مارا گراں پرواز دارد تواز ذوق پریدن پرکشائی

معانی ...... : ترا: تجھے۔تازہ پرواز: تازہ تازہ اڑنے والا، پروں کو پورا کھول کے اڑنے والا، پرجوش پرندہ۔آفریدند: انہوں نے خلق کیا، خدا نے بنایا۔لذت بال آزمائی: اڑان کی لذت۔ہوس: لالچ طمع۔مارا: ہمیں، ہم کو۔گراں پرواز: وہ پرندہ جس کے لئے اڑنا مشکل ہو جائے، دارد: رکھتی ہے۔ذوق پریدن: اڑنے کی مستی، پرواز کی لذت۔پرکشائی: تو پر کھولتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے تازہ پرواز پرندے (انسان) تجھے خدا نے (صرف اس لئے) بنایا کہ تو سر سے پاؤں تک اڑان کی لذت لے۔ہوس نے ہماری پرواز کوتاہ کر دی ہے۔اب تو اڑان کی مستی میں پر کھولتا ہے (کہ تجھ میں اڑنے کا ذوق ہے)۔

۲۰
چہ لذت یارب اندر ہست و بود است دل ہر ذرہ در جوش نمود است
شگافد شاخ راچوں غنچہ گل تبسم ریز از ذوق وجود است

معانی ...... : چہ: کیا، کیسی۔ہست وبود: وجود ممکن، وجود مخلوق، جوش نمود: اظہار کا ولولہ، اپنا آپ ظاہر کرنے کا جذبہ۔شگافد: چیرتا ہے۔چوں: جب۔غنچہ گل: پھول کی کلی۔تبسم ریز: مسکراہٹ بکھیرنے والا، ذوق وجود: وجود کی مستی، وجود کی لذت۔

ترجمہ و تشریح ...... : یارب ہونے اور ہو جانے (وجود ہستی) میں کیا لذت رکھی ہے۔ ہر ذرے کا دل اپنا آپ ظاہر کرنے کیلئے بے تاب ہے۔ کلی جب شاخ کو پھاڑتی چیرتی ہے تو وہ وجود میں آنے کی لذت یا ذوق سے مسکرا رہی ہوتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر شے میں ذوق وجود پایا جاتا ہے اور یہی ذوق وجود اس میں جوش نمو پیدا کر دیتا ہے اور اسی جوش کی بدولت وہ موجود ہو جاتا ہے اگر وجود میں لذت نہ ہوتی تو کوئی شے موجود نہ ہوتی۔

۲۱ شنیدم در عدم پروانہ می گفت — دمے از زندگی تاب و تبم بخش
پریشاں کن سحر خاکسترم را — ولیکن سوز و سازیک شبم بخش

معانی ...... : شنیدم: میں نے سنا۔ عدم: وجود کی ضد۔ نیستی۔ می گفت: وہ کہہ رہا تھا۔ دمے: ایک پل، ایک لمحہ، ایک سانس۔ تاب وتبم بخش: مجھے تپش اور تڑپ عطا کر۔ تاب: پریشان کن: بکھیر دے۔ ہوا میں اڑا دے۔ خاکسترم: میری راکھ۔ سوز: فراق یار میں تڑپتے رہنا۔ ساز: تڑپنے میں لذت محسوس کرنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے عدم میں پروانے کو یہ کہتے سنا مجھے زندگی بھر میں سے ایک پل کی تپش اور تڑپ بخش دے یعنی میں دنیا میں عاشقانہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔ بے شک سویرے میری راکھ بکھیر دینا لیکن مجھے ایک رات کا سوز و ساز عطا کر دے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجھے ایک سازگار رات عطا کر دے وہ رات جو سوز بھری ہو۔ نوٹ: ''سوز و ساز'' اقبال کی محبوب اور کثیر الاستعمال تراکیب میں سے ہے۔ اقبال کی رائے میں عاشق کی زندگی انہی دو باتوں سوز و ساز سے عبارت ہے یہ اس قدر قیمتی ہے کہ وہ اس کے بدلے میں ''شان خداوندی'' بھی لینے کیلئے تیار نہیں ہے۔

متاعِ بے بہا ہے درد و سوز آرزو مندی
مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی
(اقبال)

۲۲ مسلماناں! مرا حرفے است در دل — کہ روشن تر ز جان جبرئیل است
نہانش دارم از آزاد نہاداں — کہ ایں سرے ز اسرار خلیلؑ است

معانی ...... : مسلماناں: اے مسلمانو! مرا: میرے پاس۔ حرفے: ایک حرف، ایک بات، ایک راز۔ حرف: بات۔ جان جبرئیل: جبرئیل کی روح، جبرئیل کی ذات۔ نہانش دارم: میں اسے پوشیدہ رکھتا ہوں۔ آزر نہاداں: آزر کی سرشت رکھنے والے۔ آزر: حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے بت پرست باپ کا نام، اگر اس لفظ کو ذال سے لکھا جائے تو اس کے معنی ہوں گے۔ سرے: ایک راز۔ سر: راز۔ اسرار خلیل: حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راز۔ اسرار: سر کی جمع۔ خلیل: خلیل اللہ، حضرت ابراہیم کا قرآنی لقب۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے مسلمانو! میرے دل میں ایک حرف (رمز) ہے جو جبریل کی روح سے زیادہ روشن ہے میں اسے آزر کی سرشت (بت پرستی) رکھنے والوں سے چھپا کر رکھتا ہوں (اس لئے برملا نہیں کہتا) کیونکہ یہ حرف (لفظ اللہ کی طرف اشارہ ہے) خلیل اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ لاموجود الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں۔

۲۳ بہ کوشش رہ سپاری اے دل، اے دل — مرا تنہا گزاری اے دل، اے دل!
دمادم آرزو ہا آفرینی — مگر کارے نداری اے دل، اے دل!

معانی ...... : بہ: میں۔کوئیش:اس کی گلی۔رہ سپاری:تو راستہ طے کرتا ہے،مرا:مجھے۔گزاری:تو چھوڑتا ہے۔دمادم: دمبدم،مسلسل۔آرزوھا:آرزو کی جمع۔آفرینی:تو پیدا کرتا ہے۔مگر:شاید۔کارے نداری:تو کوئی کام نہیں رکھتا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے دل اے دل تو اس کی گلی میں پھرتا رہتا ہے تو نے مجھے اکیلا چھوڑ رکھا ہے اے دل اے دل (میں بے راہ و منزل آوارہ و پریشاں ہوں) لحہ بہ لحہ نئی نئی آرزوئیں پیدا کرتا رہتا ہے۔اے دل اے دل! تجھے شاید اور کوئی کام نہیں ہے۔

۲۴ رہے در سینہ انجم کشائی ولے از خویشتن نا آشنائی

یکے برخود کشا چوں دانہ چشمے کہ از زیر زمیں نخلے برآئی

معانی ...... : رہے:راستہ۔کشائی:تو کھولتا ہے۔کشادن:کھولنا۔ولے:لیکن۔از:سے۔خویشن:اپنا آپ،خود۔نا آشنائی:تو انجان ہے۔تو بے خبر ہے۔یکے:اک بار،کبھی،ذرا۔برخود:اپنے آپ پر،خود پر۔کشا:کھول۔کشادن:کھولنا۔چوں: مانند،جیسے۔چشمے:آنکھ۔نخلے:ایک پودا،برآئی:تو باہر آئے،تو ظاہر ہو جائے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو ستاروں کے سینے میں راستہ بنالیتا ہے (تیری ستاروں تک رسائی ہے) لیکن اپنے آپ سے بے خبر (نا آشنا ہے)۔دانے کی مانند کبھی خود پر بھی آنکھ کھول۔تا کہ تو زمین کے نیچے سے پیڑ (بن کے) باہر آئے (نکلے) (تو بھی خود کو پہچان لے اور مقصود زندگی حاصل کر لے)۔تبصرہ:اے انسان تو دور افتادہ ستاروں کے حالات دریافت کرتا رہتا ہے لیکن اپنی ذات (خودی) سے نا آشنا ہے۔علامہ اقبال یہی خیال "ضرب کلیم" میں پیش کرتے ہیں۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا

اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

۲۵ سحر درشاخسار بوستانے چہ خوش می گفت مرغ نغمہ خوانے

برآور ہرچہ اندر سینہ داری سرودے، نالہ، آہے، افغانے

معانی ...... : درشاخسار بوستانے:باغ کے ایک جھنڈ میں۔چہ:کیا،کتنا۔خوش:اچھا۔می گفت:کہتا تھا،کہہ رہا تھا۔مرغ نغمہ خوانے:ایک گانے والا پرندہ،چہچہانے والا پرندہ۔برآور:نکال،باہر نکال۔ہرچہ:جو کچھ،سب کچھ،داری:تو رکھتا ہے۔داشتن: رکھنا۔سرودے:نغمہ،گیت۔نالہ:فریاد۔فغانے:رونا،فریاد کرنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : صبح کے وقت کی بہت سی ٹہنیوں والے درخت کی شاخ پر ایک چہچہانے والا پرندہ کیا خوب کہہ رہا تھا تیرے سینے میں جو کچھ ہے باہر نکال وہ راگ ہو،نالہ و فریاد یا آہ و فغاں ہو۔

۲۶ ترا یک نکتہ سربستہ گویم اگر درس حیات از من بگیری

بمیری،گربہ تن جانے نداری وگر جانے بہ تن داری نمیری

معانی ...... : ترا:تجھے،تجھ سے۔نکتہ سربستہ:چھپا ہوا راز،پوشیدہ بات۔گویم:کہوں،بتاؤں۔بگیری:تو لے۔بمیری:تو مر جائے گا۔بہ:میں۔جانے:جان،روح یعنی خودی۔وگر:اور۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں تجھ سے ایک راز کی بات کہتا ہوں۔اگر تو زندگی کا سبق مجھ سے لے لینا چاہے ہے۔اگر تو بدن میں روح نہیں رکھتا تو تو مر جائے گا اور اگر بدن میں روح رکھتا ہے تو نہیں مرے گا۔نوٹ:جان سے اقبال کی مراد وہ جان نہیں ہے جس کے نکلنے سے

آدمی مرجاتا ہے بلکہ یہاں جان سے وہ خودی مراد ہے جو پختہ ہو چکی ہے۔ تبصرہ: اگر خودی مستحکم ہو جائے تو انسان غیر فانی ہو سکتا ہے۔

ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے
(اقبال)

بالفاظ دگر: خودی چوں پختہ گردد لازوال است۔

۲۷ بہل افسانہ آں پاچراغے　حدیث سوز او آزار گوش است
من آں پروانہ را پروانہ دانم　کہ جانش سخت کوش و شعلہ نوش است

معانی ...... بہل: چھوڑ، چھوڑ دے۔ افسانہ آں پاچراغے: اس پروانے کی داستان۔ پاچراغ: پروانہ۔ حدیث سوز او: اس کے جلنے کا بیان، اس کے جلنے کا قصہ۔ آزار گوش: کان پر گراں، ساعت کا عذاب۔ دانم: سمجھتا ہوں، جانتا ہوں۔ جانش: اس کی جان۔ سخت کوش: سخت جان، محنتی۔ سالک یا عاشق (مومن) ہر وقت جدو جہد میں مشغول رہتا ہے۔ شعلہ نوش: آگ پی جانے والا یعنی آگ پر غالب آجانے والا۔ پروانے کی طرح فنا ہو جائے بلکہ محبوب کی صفات کو آہستہ آہستہ اپنے اندر جذب کر لے یہاں تک کہ اس کی شخصیت سے محبوب کا رنگ جھلکنے لگے۔ جب سالک فنافی اللہ ہو جاتا ہے تو اس میں خدائی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : چھوڑ اس پتنگے (پروانہ بے قرار) کی داستان اس کے جلنے کا بیان کانوں کیلئے تکلیف دہ ہے۔ (شمع اور پروانہ کے قصہ کو کون نہیں جانتا)۔ میں تو اس پروانے کو پروانہ سمجھتا ہوں کہ جس کی جان سخت کوش اور شعلہ نوش ہو۔ (شعلے کو کھا جائے)۔

۲۸ ترا از خویشتن بیگانہ سازد　من آں آبے طربنا کے ندارم
بباز ارم مجو دیگرے متاعے　چوگل جز سینہ چاکے ندارم

معانی ...... : ترا: تجھے، تجھ کو۔ خویشتن: اپنا آپ۔ بیگانہ: بے خبر، غیر۔ سازد: بناتا ہے، بنا دے۔ آب طربناکے: شراب، مست کر دینے والا پانی۔ ندارم: میں نہیں رکھتا۔ ببازارم: میرے بازار میں۔ مجو: نہ ڈھونڈ، مت تلاش کر۔ دیگر: دوسرا، کوئی اور۔ متاع: سرمایہ، پونجی۔ چو: جیسے، مانند۔ جز: سوائے، علاوہ۔ سینہ چاکے: ایک ٹکڑے ٹکڑے سینہ، پھٹی ہوئی چھاتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : (جو) تجھے خود سے بیگانہ بنا دے۔ میں وہ سرور پیدا کرنے والی شراب نہیں رکھتا۔ میرے بازار میں (کوئی) اور سامان مت ڈھونڈ میں پھول کی طرح پھٹے ہوئے سینے کے علاوہ اور کچھ نہیں رکھتا۔ نوٹ: یہاں خود فراموشی کی بجائے خود شناسی کا پیغام دیا گیا ہے۔

۲۹ زیاں بینی زسیر بوستانم　اگر جانت شہید جستجو نیست
نمایم آنچہ ہست اندر رگ گل　بہار من طلسم رنگ و بو نیست

معانی ...... : زیاں: نقصان، گھاٹا۔ بینی: دیکھے گا۔ ز، از: سے۔ سیر بوستانم: میرے باغ کی سیر۔ شہید جستجو: کھوج کی ماری، حقیقت تک پہنچنے کی شدید تڑپ رکھنے والی۔ شہید: مقتول۔ نمایم: میں ظاہر کرتا ہوں، میں دکھاتا ہوں۔ آنچہ: جو کچھ، وہ سب کچھ۔ ہست: ہے۔ رگ گل: پھول کی رگ۔ بہار من: میری بہار۔ طلسم رنگ و بو: رنگ اور خوشبو کا دھوکا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو میرے باغ کی سیر سے نقصان کی بات دیکھے گا۔ اگر تیری جان جستجو کی ماری ہوئی نہیں ہے میں دکھاتا

ہوں جو کچھ پھول کی رگوں میں چھپا ہے میری بہار خوشبو اور رنگ کا دھوکا نہیں ہے۔ مراد ہے میں اپنی شاعری کے ذریعے زندگی کی حقیقت کو واشگاف کرتا ہوں۔ میرا کلام (بہار) محض لفاظی (طلسم رنگ و بو) نہیں ہے بلکہ حقیقت رس ہے اور اس لئے حقیقت نما ہے۔

۳۰ بروں از ورطہ بود و عدم شو ۔۔۔ فزوں تر زیں جہان کیف و کم شو
خودی تعمیر کن در پیکر خویش ۔۔۔ چو ابراہیمؑ معمار حرم شو

معانی ...... : ورطہ بود و عدم: ہونے اور نہ ہونے کا بھنور، وجود اور عدم کا کنواں، ہستی اور نیستی کا گرداب۔ شو: ہو جا۔ فزوں تر: نسبتاً زیادہ۔ زیادہ بڑھا ہوا۔ زیں: اس سے۔ جہان کیف وکم: حالت اور مقدار کی دنیا، کیفیت اور کمیت کا جہان، کیسے اور کتنے کی دنیا یعنی مادی عالم۔ پیکر خویش: اپنا جسم، اپنا تن۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہونے اور نہ ہونے کے بھنور (چکر) سے نکل جا کیسے اور کتنے کی (اس) دنیا سے بلند ہو جا۔ اپنے بدن میں خودی کی تعمیر کر۔ ابراہیمؑ کی مانند کعبے کا معمار بن جا۔

۳۱ ز مرغان چمن نا آشنایم ۔۔۔ بشاخ آشیاں تنہا سرایم
اگر نازک دلی، از من کراں گیر ۔۔۔ کہ خونم می تراود از نوایم

معانی ...... : ز، از: سے۔ مرغان چمن: باغ کے پرندوں، باغ کے پرندے۔ نا آشنایم: ناواقف ہوں، انجان ہوں۔ بشاخ آشیاں: آشیانے کی شاخ پر، گھونسلے کی ٹہنی پر۔ سرایم: گاتا ہوں۔ نازک دلی: تو تھوڑے دل کا ہے، تو ڈرپوک ہے۔ کراں گیر: کنارہ کر لے، الگ ہو جا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں چمن کے پرندوں سے نا آشنا ہوں۔ آشیانے کی شاخ پر اکیلا گاتا ہوں (میں دوسروں سے منفرد شاعر ہوں میری شاعری کی اپنی انفرادیت ہے)۔ اگر تو نازک دل کا ہے (تو) مجھ سے کنارہ کر لے (مجھ سے دور رہ)۔ کہ میری آواز سے میرا خون ٹپکتا ہے۔ (میرے اشعار سے تو میرے خون کی بوندیں ٹپک رہی ہیں اور خون کی یہ بوندیں زبان حال سے قوم کو درس جہاد دے رہی ہیں)۔

۳۲ جہاں یا رب چہ خوش ہنگامہ دارد ۔۔۔ ہمہ را مست ایک پیمانہ کر دی
نگہ را بانگہ آمیز دادی ۔۔۔ دل از دل، جاں زجان بیگانہ کر دی

معانی ...... : چہ: کیا، کیسا۔ خوش: خوب، اچھا۔ دارد: رکھتا ہے۔ ہمہ: سب۔ را: کو۔ کردی: تو نے کر دیا۔ آمیز دادی: تو نے ملا دیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : یارب اس دنیا میں کیا خوب ہنگامہ بپا ہے۔ تو نے سب کو ایک ہی پیالے سے مست کر دیا۔ نظر تو نظر سے مل جاتی ہے۔ مگر دل کو دل سے جان کو جان سے بے سدھ کر دیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ سب اسی ذات مطلق کے جویاں یعنی سب کا مطمع نظر ایک ہی ہے لیکن اس کے باوجود ہر ایک کا طریق کار یا ہر ایک کی راہ جداگانہ ہے۔

۳۳ سکندر با خضر خوش نکتہ گفت ۔۔۔ شریک سوز و ساز بحر و بر شو
تو ایں جنگ از کنار عرصہ بینی ۔۔۔ بمیر اندر نبرد و زندہ تر شو

معانی ...... : با: سے۔ خوش: اچھا، خوب۔ نکتہ: ایک رمز، راز، پوشیدہ بات۔ نکتہ گفت: اس نے کہا۔ شو: ہو جا۔ کنار عرصہ:

میدان کا کنارہ۔ بنی: دیکھتا ہے۔ بمیر: مرجا۔ نبرد: معرکہ، جنگ، لڑائی۔

ترجمہ و تشریح ...... : سکندر نے خضر سے کیا اچھی بات کہی۔ بحروبر کے سوز و ساز میں حصہ دار ہو (شریک ہوجا)۔ تو یہ جنگ میدان کے کنارے سے دیکھتا ہے۔ زندگی کی تگ و دو کے معرکے میں مرجا اور زندہ تر ہوجا۔ یعنی اگر زندگی کی آرزو ہے تو موت سے ہم آغوش ہوجاؤ جیسے ٹیپو سلطان میدان جنگ میں شہادت پاکر ہمیشہ کیلئے زندہ ہوگیا۔

۳۴ سریر کیقباد، اکلیل جم خاک   کلیساؤ بتستان و حرم خاک
ولیکن من ندانم گوہرم چیست   نگاہم برتراز گردوں، تنم خاک

معانی ...... : سریرکیقباد: کیقباد کا تخت۔ کیقباد: قدیم ایران کے کیانی بادشاہوں میں پہلا بادشاہ۔ اکلیل جم: جمشید بادشاہ۔ کلیسا: گرجا۔ بتستان: بتخانہ۔ حرم: کعبہ۔ من ندانم: میں نہیں جانتا۔ گوہرم: میرا جوہر، میری اصل۔ چیست: کیا ہے۔ نگاہم: میری نگاہ، میرا تخیل۔ برتر: اونچا۔ گردوں: آسمان۔ تنم: میرا جسم۔

ترجمہ و تشریح ...... : (ایران کے بادشاہ) کیقباد کا تخت ہو یا جمشید کا تاج سب خاک ہیں (مادی ہیں مٹ جانے والے ہیں)۔ گرجا اور مندر اور کعبہ سب مٹی سے بنے ہوئے ہیں۔ مگر میں نہیں جانتا میری اصل کیا ہے۔ میری نگاہ آسمان سے اونچی ہے مگر میرا بدن مٹی کا ہے۔

۳۵ اگر در مشت خاک تو نہادند   دل صد پارہ خونابہ بارے
زابر نو بہاراں گریہ آموز   کہ از اشک تو روید لالہ زارے

معانی ...... : مشت خاک تو: تیری مشت خاک، تیرا بدن۔ نہادند: انہوں نے رکھا ہے یعنی خدا نے رکھا ہے۔ خونابہ بارے: خون کے آنسو برسانے والا۔ گریہ: رونا۔ آموز: سیکھ۔ روید: اگے۔ لالہ زارے: لالے کا ایک باغ، وہ زمین جو گل لالہ کی کاشت کیلئے مخصوص ہو۔ ابرنو بہلاں: کنایہ ہے بزرگان دین سے جن کا مقصد حیات ابر کی طرح دوسروں کو فیض پہنچانا ہوتا ہے۔ گریہ آموختن: کنایہ ہے خدمت خلق کے جذبہ سے۔ اشک: کنایہ ہے جدوجہد یا طریق عمل سے۔ لالہ زار: کنایہ ہے ان نوجوانوں سے جن کے دل میں تبلیغ اسلام کی تڑپ ہو۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر خدا نے تیرے بدن میں رکھا ہے خون کے آنسو برسانے والا سو ٹکڑے ہوا دل۔ تازہ اور نئی بہار کے بادل سے رونا سیکھ تاکہ تیرے آنسوؤں سے لالے کا باغ اگے (پیدا ہو)۔ مراد یہ ہے کہ اے مسلمان اگر اللہ تعالیٰ تجھے محبت کرنے والا دل عطا فرمائے تو تجھے لازم ہے کہ محبت کرنے والوں (عاشقوں) سے قوم کے غم میں جلنے اور سلگنے کا فن سیکھ لے تاکہ تو اپنی قوم کی خدمت کرسکے۔

۳۶ دمادم نقشہائے تازہ ریزد   بیک صورت قرار زندگی نیست
اگر امروز تو تصویر دوش است   بخاک تو شرار زندگی نیست

معانی ...... : دمادم: دمبدم، ہر پل، مسلسل۔ نقشہائے تازہ: نئی صورتیں، نئی شکلیں۔ ریزد: ڈھالتی ہے۔ بیک صورت: ایک صورت پر۔ قرار زندگی: زندگی کا ٹھہراؤ۔ امروز تو: تیرا آج۔ تصویر دوش: کل کی تصویر۔ بخاک تو: تیری مٹی میں۔ شرار زندگی: زندگی کی چنگاری۔ شرار: چنگاری۔

ترجمہ و تشریح .... زندگی ہر پل نئی نئی صورتیں ڈھالتی ہے (ایک نیا نقش پیدا کرتی ہے)۔ (کسی) ایک صورت پر زندگی کا ٹھہراؤ نہیں (زندگی کو ایک صورت پر قرار نہیں)۔ اگر تیرا آج کل ہی کی تصویر ہے (اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی) تو تیری مٹی میں زندگی کی چنگاری نہیں ہے (بے حس اور مردہ ہے)۔

نشان یہی ہے زمانہ میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
(اقبال)

۳۷ چو ذوق نغمہ ام درجلوت آرد قیامت افگنم در محفل خویش
چومی خواہم دمے خلوت بگیرم جہاں راگم کنم اندر دل خویش

معانی ...... : چو: جب۔ ذوق نغمہ ام: نغمے کا ذوق مجھے۔ جلوت: مجلس۔ آرد: لاتا ہے۔ افگنم: اٹھاتا ہوں۔ محفل خویش: اپنی انجمن محفل۔ می خواہم: میں چاہتا ہوں۔ دمے: پل بھر کو، ذرا۔ خلوت: تنہائی۔ بگیرم: پکڑوں، اختیار کروں۔ را: کو۔ کنم: کرلیتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ......: جب نغمہ سرائی کا ذوق جب مجھے مجلس (انجمن) میں لے آتا ہے تو میں اپنی محفل میں قیامت برپا کردیتا ہوں (انقلاب برپا کردیتا ہوں)۔ جس گھڑی چاہتا ہوں کہ پل بھر کو تنہائی پکڑوں لیکن جب میں ذرا خلوت اختیار کرتا ہوں تو میں دنیا کو اپنے دل میں گم کرلیتا ہوں۔ یعنی سمٹے تو دل عاشق، پھیلے تو زمانہ ہے۔

۳۸ چہ می پرسی میان سینہ دل چیست ؟ خرد چوں سوز پیدا کرد دل شد
دل از ذوق تپش دل بود لیکن . چو یک دم از تپش افتاد گل شد

معانی ...... : چہ: کیا۔ می پرسی: تو پوچھتا ہے۔ میان سینہ: سینے کے بیچ۔ چیست: کیا ہے۔ خرد: عقل۔ چوں: جب۔ سوز: تڑپ، حرارت، گرمی۔ کرد: کیا، کرلیا۔ شد: ہوگئی۔ ذوق تپش: تپش کی لذت، حرارت کی مستی۔ ذوق: لذت۔ بود: تھا۔ چو: جونہی، جب۔ یک دم: ایک پل، ایک لمحہ۔ افتاد: گرا، دور ہوا۔ گل: مٹی۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کیا پوچھتا ہے کہ سینے میں دل کیا ہے۔ عقل نے جب سوز (جلن) پیدا کرلیا تو وہ دل بن گیا۔ دل حرارت کی لذت سے دل تھا لیکن جو دم بھر (کو بھی) حرارت سے دور رہا (سوز سے محروم ہوا) تو مٹی ہوگیا۔ (مراد ہے دل، ذوق تپش ہی کا دوسرا نام ہے)۔

۳۹ خرد گفت او بچشم اندر نگنجد نگاہ شوق در امید و بیم است
نمیگردد کہن افسانہ طور کہ در ہر دل تمنائے کلیم است

معانی ...... : خرد: عقل، گفت: بولی، کہا۔ بچشم اندر: آنکھ میں، آنکھ کے اندر۔ نگنجد: نہیں سماتا۔ امید و بیم: امید اور خوف، نمیگردد: نہیں ہوتا۔ کہن: پرانا۔ افسانہ طور: طور کا قصہ۔ طور: کوہ طور۔ تمنائے کلیم: موسیٰ کلیم اللہ کی آرزو، تمنا۔ کلیم: حضرت موسیٰ۔

ترجمہ و تشریح .... عقل کہتی ہے کہ وہ محبوب خدا آنکھ میں نہیں سما سکتا (آنکھ دیکھ نہیں سکتی) عشق کی نظر آس اور دھڑکے میں ہے۔ طور کا قصہ (کبھی) پرانا نہیں ہوتا (اب بھی دہرایا جاتا ہے) کیونکہ ہر دل میں موسیٰ کی سی آرزو ہے۔ (اشارہ ہے حضرت موسیٰ نے

باری تعالیٰ سے اپنا آپ دکھانے کو کہا تو جواب ملا تھا تم مجھے نہیں دیکھ سکتے)۔ محبوب حقیقی کے دیدار کی آرزو ہر انسان کے دل میں پوشیدہ رہتی ہے۔

۴۰
کنشت و مسجد و بتخانہ و دیر — جز ایں مشت گلے پیدا نکردی
ز حکم غیر نتواں جز بدل رست — تو اے غافل دلے پیدا نکردی

معانی ...... : کنشت: آتشکدہ، پارسیوں کا عبادت خانہ۔ دیر: گرجا۔ جز: علاوہ، سوائے۔ مشت گلے: مٹھی بھر مٹی۔ نکردی: تو نے نہیں کیا۔ حکم غیر: غیر کا حکم، غیر کا فرمان، غیر کی حکومت یعنی بندوں کی غلامی۔ غیر: غیر اللہ، دوسرا۔ نتواں رست: چھوٹا نہیں جاسکتا۔ جز و بدل: دل کے علاوہ، دل کے بغیر۔

ترجمہ و تشریح ...... : آتشکدہ اور مسجد اور مندر اور گرجا تو نے بس یہ مٹھی بھر گارا پیدا کیا (تو نے اپنی ساری توجہ چونے اور پتھر کی عمارتوں کے بنانے میں صرف کر دی۔ ان میں خدا کو تلاش کرنا شروع کر دیا)۔ دل کے علاوہ کوئی غیر کی غلامی سے نجات نہیں دلا سکتا۔ (غیر اللہ کی غلامی سے صرف دل ہی کے ذریعے رہائی حاصل کی جاسکتی ہے)۔ او بے خبر تو نے اپنے اندر دل (ہی) پیدا نہیں کیا۔ (جس میں عشق ہو جو تجھے صرف اللہ کا بندہ بنادے)۔

۴۱
نہ پیوستم دریں بستا نسرا دل — ز بند ایں وآں آزادہ رفتم
چو با صبح گردیدم دمے چند — گلاں را آب و رنگے دادہ رفتم

معانی ...... : نہ پیوستم: میں نے نہیں جوڑا، میں نے نہیں لگایا۔ دریں بستانسرا: اس باغ میں۔ بند ایں وآں: این وآں کی قید، دنیا کی قید۔ رفتم: میں گیا، میں چلا۔ چو: جیسے، مانند۔ باد صبح: صبح کی ہوا۔ گردیدم: میں گھوما پھرا۔ سیر کرنا۔ دمے چند: کچھ پل، پل دو پل۔ گلاں: گل کی جمع۔ را: کو۔ آب و رنگے: تر و تازگی۔ دادہ: دے کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے اس باغ (دنیا) میں دل نہیں لگایا میں اس کے بندھنوں (دنیاوی علائق و آلائش) سے آزاد رہا ہوں۔ صبح کی ہوا کی طرح پل دو پل گھوما پھرا۔ پھولوں کو تر و تازگی دے کر چل دیا۔ (مراد ہے میں نے اپنی زندگی کو دوسروں کے فائدے کیلئے صرف کیا۔ یہی عاشق کا مقصد حیات ہے)۔

۴۲
بخود باز آورد رند کہن را — مے برنا کہ من در جام کردم
من ایں مے چوں مغان دور پیشیں — ز چشم مست ساقی وام کردم

معانی ...... : بخود: اپنے آپ میں۔ باز آورد: دوبارہ لاتا ہے، واپس لاتا ہے۔ رند کہن: پرانا مست، پرانا شرابی۔ مے برنا: نئی شراب، جوان شراب۔ کہ: جو۔ جام: شراب کا پیالہ۔ کردم: میں نے کیا۔ چوں: مانند، جیسے۔ مغان دور پیشیں: اگلے وقتوں کے شراب بنانے والے، گزرے ہوئے زمانے کے شراب بنانے والے۔ مغاں: مغ کی جمع، شراب بنانے والے۔ ز، از: سے۔ چشم مست ساقی: ساقی کی مست آنکھ۔ ساقی: شراب پلانے والا محبوب۔ وام: ادھار، قرض۔

ترجمہ و تشریح ...... : پرانے مست (شرابی) کو اپنے آپ میں لوٹا لاتی ہے (دوبارہ ہوش میں لے آتی ہے)۔ وہ نئی جوان شراب جو میں نے پیالے میں بھری ہے اگلے وقتوں کے شراب سازوں کی طرح میں نے یہ شراب ساقی کی متوالی آنکھوں سے مستعار (قرض) لی ہے۔ نوٹ: اس رباعی کا چوتھا مصرع عراقی کے مطلع سے مقتبس ہے۔

نخستیں بادہ کاندر جام کردند
ز چشم مست ساقی وام کردند

یہ غزل غایت شہرت کی بناء پر محتاج تعارف نہیں ہے۔

۴۳ سفالم را مے او جام جم کرد دورن قطرہ ام پوشیدہ یم کرد
خرد اندر سرم بتخانہ ریخت خلیل عشق دیرم را حرم کرد

معانی ...... : سفالم: میرا مٹی کا پیالہ، میرا کاسہ۔ مے او: اس کی شراب۔ جام جم: جمشید کا پیالہ جس میں وہ دنیا بھر کے واقعات و حالات دیکھتا تھا۔ پینے کا پیالہ۔ جم: جمشید بادشاہ۔ کرد: اس نے کیا۔ درون قطرہ ام: میرے قطرے کے اندر، پوشیدہ: چھپا ہوا۔ یم: دریا۔ خرد: عقل، جزوی عقل۔ سرم: میرا سر۔ بتخانہ: ایک بتخانہ۔ ریخت: اس نے ڈھالا۔ خلیل عشق: عشق کا ابراہیم۔ خلیل: ابراہیمؑ خلیل اللہ، دیرم: میرا مندر، میرا بتخانہ۔ حرم: کعبہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کی شراب (محبت) نے میرے مٹی کے پیالے کو جمشید کا پیالہ بنا دیا۔ میرے قطرے میں دریا چھپا دیا (پوشیدہ کر دیا)۔ (بظاہر اگرچہ میں ایک مٹی کا بنا ہوا آدمی ہوں لیکن میرے اندر خدائی صفات موجود ہیں)۔ عقل نے میرے سر میں بتخانہ کھڑا کیا لیکن عشق کے ابراہیم نے میرے بتخانے کو کعبہ بنا دیا۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق!
عشق نہ ہو تو شرع و دین بتکدہ تصورات
(اقبال)

۴۴ خرد زنجیری امروز و دوش است پرستار بتان چشم و گوش است
صنم در آستیں پوشیدہ دارد برہمن زادہ زنار پوش است

معانی ...... : خرد: جزوی عقل، زنجیری امروز و دوش: کل اور آج کی قیدی، حال اور ماضی میں جکڑی ہوئی۔ پرستار بتان چشم و گوش: آنکھ اور کان کے بتوں کو پوجنے والی، ظاہری حواس کی اطاعت کرنے والی۔ دارد: رکھتی ہے۔ برہمن زادہ زنار پوش: جنیو باندھنے والا برہمن بچہ۔ جنیو، وہ دھاگہ جسے برہمن گلے اور کمر میں آڑا کر کے ڈالتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل آج اور کل کی زنجیر میں جکڑی ہوئی ہے۔ آنکھ اور کان کے بتوں کو پوجنے والی ہے۔ آستین میں بت چھپائے رکھتی ہے۔ جنیو (زنار) باندھنے والی برہمن زادی معلوم ہوتی ہے۔ (وہ باطل پرست اور حق ناشناس ہے) یعنی حقیقت کو پہچان نہیں سکتی۔

۴۵ خرد اندر سر ہر کس نہادند تنم چوں دیگراں از خاک و خون است
ولے ایں راز کس جز من نداند ضمیر خاک و خونم بچگون است

معانی ...... : اندر سر ہر کس: ہر شخص کے سر میں، ہر آدمی کے سر میں۔ نہادند: خدا نے رکھی۔ تنم: میرا بدن۔ چوں: جیسے، طرح۔ دیگراں: دیگر کی جمع، دوسرے۔ کس: کوئی۔ جز من: میرے سوا۔ نداند: نہیں جانتا۔ ضمیر خاک و خونم: میری مٹی اور خون کا جوہر، میرے خمیر کی اصل، میرا باطن۔ بے چگوں: بے مثل، بے کیف، یکتا۔ کیفیت، حالت۔

ترجمه و تشریح ...... : عقل تو ہر شخص کے سر میں رکھی گئی ہے (تھوڑی ہو یا بہت) دوسروں کی طرح میرا بدن (بھی) مٹی اور خون سے بنا ہے لیکن میرے علاوہ کوئی یہ راز نہیں جانتا (کہ) میری مٹی اور خون کا ضمیر بے رنگ اور بے مثل ہے۔ مراد یہ ہے کہ میرے خون اور مٹی والا جسم ضرور مادی ہے لیکن اس کا ضمیر (اس کی حقیقت) مادی نہیں ہے۔ حقیقت کا علم ہر عقل رکھنے والے کو نہیں صرف صاحب عرفان ہی کو ہو سکتا ہے۔

۴۶ گدائے جلوہ رفتی برسر طور — کہ جان توز خودنا محرمے ہست
قدم در جستجوئے آدمی زن — خدا ہم در تلاش آدمے ہست

معانی ...... : گدائے جلوہ: دیدار کا منگتا۔ رفتی: تو گیا، تو چلا۔ برسر طور: طور پر۔ کہ: کیونکہ۔ جان تو: تیری جان، تیرا دل، تیری روح۔ ز، از: سے۔ نامحرمے: ناواقف، انجان، بے خبر۔ قدم زن: قدم رکھ، پاؤں بڑھا۔ درتلاش آدمے: کسی آدمی کی تلاش۔

ترجمه و تشریح ...... : تو دیدار کا منگتا خدا کی تجلی کا طالب بن کر طور پر گیا کیونکہ تو خود اپنے آپ سے انجان ہے (تیری جان اپنے آپ سے ناشناسا تھی تجھ کو معلوم نہیں کہ جس تجلی کو تو کوہ طور پر ڈھونڈتا ہے وہ تیرے اندر موجود ہے شرط خود کو پہچاننے کی ہے)۔ **نحن اقرب الله من حبل الورید** (وہ تو تجھ سے تیری جان سے بھی قریب ہے)۔ تو آدمی (مرد کامل) کی تلاش میں قدم بڑھا (نکل پڑ) خدا بھی کسی آدمی کی تلاش میں ہے (جو خودی یا خود معرفتی کا حامل ہو۔ پس تو خدا کی تلاش مت کر اپنی تلاش کر اگر تو اپنی معرفت حاصل کر لے گا تو تجھے خدا کی معرفت بھی حاصل ہو جائے گی۔ **من عرف نفسه فقد عرف ربه۔**

۴۷ بگو جبریلؑ را ازمن پیامے — مرا آں پیکر نوری ندادند
ولے تاب و تب ماخاکیاں بیں — بنوری ذوق مجوری ندادند

معانی ...... : بگو: تو کہہ دے۔ ازمن: میرا، میری طرف سے۔ پیامے: ایک پیغام۔ مرا: مجھے۔ پیکر نوری: نوری بدن، نوری پیکر۔ ندادند: انہوں نے نہیں دیا، خدا نے نہیں بخشا۔ تاب وتب ماخاکیاں: ہم مٹی سے بنے ہوؤں کی تپش اور تڑپ، ہم خاکیوں کی تپش اور تڑپ۔ بیں: تو دیکھ۔ بنوری: نور سے بنے ہوئے کو، فرشتے کو۔ ذوق مجوری: جدائی کی لذت۔

ترجمه و تشریح ...... : جبریل کو میرا ایک پیغام دو مجھے وہ نور پیکر نہیں بخشا گیا (مجھے خالق نے تجھ جیسا نورانی جسم عطا نہیں کیا) لیکن ہم خاکیوں کی تپش اور تڑپ سوز و ساز دیکھ (اللہ نے) فرشتے کو جدائی کی لذت عطا نہیں کی۔ یعنی (اللہ تعالیٰ سے) دوری کا جو سوز و لطف ہمیں ملا ہے نوری (فرشتے) اس سے محروم ہیں۔ حافظ نے کیا خوب لکھا ہے۔

آسماں بار امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

۴۸ ہمائے علم تا افتد بدامت — یقیں کم کن، گرفتار شکے باش
عمل خواہی؟ یقین را پختہ ترکن — یکے جوی و یکے بین و یکے باش

معانی ...... : ہمائے علم: علم کا ہما۔ ہما: اک خیالی پرندہ جس کے بارے میں مشہور ہے کہ جس شخص پر اس کا سایہ پڑ جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ تا: تاکہ۔ افتد: وہ گرے، آ پھنسے۔ بدامت: تیرے جال میں۔ باش: تو وہ۔ خواہی: تو چاہتا ہے۔ را: کو۔ پختہ تر: اور زیادہ پکا، مزید پختہ۔ یکے: ایک۔ جوی: تو ڈھونڈ۔ بین: تو دیکھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تو چاہتا ہے کہ علم کا ہما تیرے جال میں آ پھنسے تو یقین کم کر، شک میں گرفتار رہ (بحث و مباحثہ کر) اگر عمل چاہتا ہے؟ تو اپنے یقین کو اور پختہ (پکا) کر۔ ایک ڈھونڈ اور ایک دیکھ اور ایک ہو جا۔ (ایک خدا کا طلب گار بن، کائنات میں ایک خدا کی جلوہ فرمائی دیکھ اور ایک خدا کی وحدت کا رنگ اپنے اندر پیدا کر)۔

۴۹ خرد بر چہرہ تو پردہ ہا بافت نگاہے تشنہ دیدار دارم
در افتد ہر زماں اندیشہ با شوق چہ آشوب افگنی درجان زارم!

معانی ...... : خرد: جزوی عقل، بر چہرہ تو: تیرے چہرے پر۔ پردھا: پردہ کی جمع، پردے۔ بافت: اس نے بنا۔ تشنہ دیدار: دیدار کی پیاسی۔ دارم: رکھتا ہوں۔ در افتد: جھگڑتا ہے، الجھتا ہے۔ زمان: وقت، گھڑی۔ با: سے، کے ساتھ۔ چہ: کیا، کیسا۔ آشوب: فتنہ، فساد، شور۔ افگنی: تو ڈالتا ہے۔ درجان زارم: میری کمزور، عاجز جان میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل نے تیرے چہرے پر پردے بن دیئے ہیں اور میں دیدار کی پیاسی ایک نظر رکھتا ہوں۔ (میری نگاہ دیدار کی پیاسی ہے) عقل ہر گھڑی شوق سے الجھتی رہتی ہے تو نے میری گری پڑی کمزور جان میں کیسا فتنہ ڈال رکھا ہے۔ (عقل کا خاصہ یہ ہے وہ عشق سے برسر جنگ رہتی ہے)۔

اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومی کبھی پیچ و تاب رازی
(اقبال)

۵۰ دلت می لرز داز اندیشہ مرگ زبیمش زرد مانند زریری
بخود باز آ، خودی را پختہ تر گیر اگر گیری، پس از مردن نمیری

معانی ...... : دلت: تیرا دل، می لرزد: لرزتا ہے۔ کانپتا ہے۔ از: سے۔ اندیشہ مرگ: موت کا خوف، موت کا کھٹکا۔ ز، از: سے۔ بیش: اس کا خوف۔ ابیم: خوف۔ مانند زریری: تو ہلدی کی طرح ہے۔ زریر: ایک زرد رنگ کی گھاس، مجازاً ہلدی۔ بخود: اپنے آپ میں۔ باز آ: لوٹ آ، پلٹ آ۔ باز: را: کو۔ پختہ تر: اور پکا، اور پختہ۔ گیر: کر، بنا۔ پس: بعد، پیچھے۔ مردن: مرنا۔ نمیری: تو نہیں مرے گا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیرا دل موت کے خوف سے لرزتا رہتا ہے اس کے ڈر سے تو ہلدی کی مانند (طرح) پیلا (زرد) پڑ گیا ہے۔ اپنے آپ میں لوٹ آ، خودی کو اور پختہ کر (روح کو عشق الٰہی سے پختہ کر لے)۔ تو اگر (یہ) کر لے تو مرنے کے بعد بھی نہیں مرے گا۔ نوٹ: اقبال کا محبوب موضوع ہے "ضرب کلیم" میں لکھتے ہیں۔

ہو اگر خود نگر و خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

۵۱ زپیوند تن و جانم چہ پرسی بدام چند و چوں در می نیایم
دم آشفتہ ام در پیچ و تابم چواز آغوش نے خیزم نو ایم

معانی ...... : پیوند تن و جانم: میرے جسم اور جان کا پیوند۔ چہ: کیا۔ پرسی: تو پوچھتا ہے۔ بدام چند و چوں: کتنے اور کیسے کے

جال میں، مقدار اور حالت کے جال میں۔ چوں: کیسا، کیفیت، حالت۔ درمی نیایم: میں نہیں آتا ہوں۔ دم آشفتہ ام: بکھری ہوئی سانس ہوں۔ درپیچ وتابم: پیچ وتاب میں ہوں۔ چو: جب، جونی۔ از: سے۔ خیزم: اٹھتا ہوں۔ نوایم: نغمہ ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو میرے جسم اور روح کے جوڑ (تعلق) کا کیا پوچھتا ہے میں کتنے اور کیسے کے جال میں نہیں پھنستا بکھری ہوئی سانس ہوں، الجھتی بل کھاتی بانسری کے آغوش سے نکلتے ہی میں نغمہ دم آواز ہوں۔

۵۲ مرا فرمود پیر نکتہ دانے ہر امروز تو از فردا پیام است
دل از خوبان بے پروا نگہدار حریمش جز باو دادن حرام است

معانی ...... : مرا: مجھے، مجھ سے۔ فرمود: اس نے فرمایا۔ پیر نکتہ دانے: ایک دانا بزرگ، باریک باتیں سمجھنے والا استاد۔ امروز تو: تیرا آج۔ فردا: آنے والا کل، مستقبل۔ خوبان بے پروا: خوباں۔ خوب کی جمع، حسین، بے پروا، بے فکرے لاابالی، شوخ۔ نگہدار: حفاظت کر، نظر رکھ۔ حریمش: اس کا گھر۔ جز باو: اس کے سوا۔ دادن: دینا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک دانا بزرگ نے مجھ سے فرمایا تیرا ہر آج تیرے آنے والے کل کا پیغام ہے (زمانہ حال سے فائدہ اٹھا)۔ اپنے دل کو ان بے پروہ محبوبوں (حسینوں) سے بچائے رکھ۔ اس (اللہ تعالیٰ) کا گھر اس کے علاوہ (کسی اور کو) دینا حرام ہے۔ (تیرا دل تیرا کعبہ ہے اس کو خدا کی بجائے کسی اور کو دینا حرام ہے)۔

۵۳ زرازی معنی قرآں چہ پرسی ضمیر ما بآیاتش دلیل است
خرد آتش فروزد، دل بسوزد ہمیں تفسیر نمرود و خلیل است

معانی ...... : ز، از: سے۔ رازی: امام فخر الدین رازی مشہور مفسر۔ ضمیر ما: ہمارا دل۔ بہ آیاتش: اس کی آیتوں پر۔ دلیل: ثبوت، راہ نما، حجت۔ فروزد: جلاتی ہے، بھڑکاتی ہے۔ بسوزد: جلتا ہے، سلگتا ہے۔ ہمیں: یہی۔ تفسیر نمرود و خلیل است: نمرود اور خلیل اللہ سے متعلق آیات کی تفسیر۔ تفسیر: کھولنا، قرآن شریف کی تشریح۔ نمرود: حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کا ایک ظالم بادشاہ۔ خلیل: حضرت ابراہیمؑ۔

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول قرآن
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف
(اقبال)

ترجمہ و تشریح ...... : تو قرآن کے معنی رازی سے کیا پوچھتا ہے (خود) ہمارا دل اس کی آیتوں پر دلیل ہے۔ عقل تو آگ بھڑکاتی ہے اور دل جلتا ہے یہی نمرود اور ابراہیم سے متعلق آیات کی تفسیر ہے۔ (نمرود عقل کا نمائندہ اور حضرت ابراہیمؑ عشق کا نمائندہ تھا۔ عقل ہمیشہ خدا کا انکار کرتی ہے اور عشق ہمیشہ خدا کی ہستی کا اقرار کرتا ہے۔ اس لئے دونوں میں جنگ رہتی ہے جب تک دنیا قائم ہے یہ جنگ بھی قائم رہے گی۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی
(اقبال)

۵۴ من از بود و نبود خود خموشم اگر گویم کہ ہستم خود پرستم
ولیکن این نوائے سادہ کیست کسے در سینہ می گوید کہ ہستم

معانی ...... : من: میں۔ از: سے، کے بارے میں۔ بود و نبود خود: اپنا ہونا اور نہ ہونا، اپنی ہستی اور نیستی۔ خموشم: میں چپ ہوں۔ گویم: میں کہوں۔ ہستم: میں ہوں، میں موجود ہوں۔ ہستن: ہونا، موجود ہونا۔ خود پرستم: خود پرست ہوں، مغرور ہوں۔ خود پرست: خود کو پوجنے والا، مغرور۔ ولیکن: لیکن۔ این: یہ۔ نوائے سادہ کیست: صاف آواز کیسی ہے۔ یہ بے بناوٹ آواز کس کی ہے۔ کسے: کوئی۔ میگوید: کہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں اپنے ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں چپ ہوں اگر کہوں کہ (میں) ہوں (تو گویا) میں خود پرست ہوں لیکن یہ صاف (اور واضح) آواز کیسی ہے کوئی (میرے) سینے میں کہتا ہے کہ "میں ہوں"۔ (شعور ذات کا سرچشمہ خود انسان کے اندر موجود ہے اور یہی حقیقت انسانی ہے)۔

۵۵ ز من با شاعر رنگیں بیاں گوے چہ سود از سوز اگر چوں لالہ سوزی
نہ خود را می گدازی زآتش خویش نہ شام دردمندے برفروزی

معانی ...... : ز من، از من: میری طرف سے۔ با: سے، کو۔ شاعر رنگیں بیاں: خوبصورت انداز کا شاعر، خوش کلام شاعر۔ گوے: کہہ، کہو۔ سود: فائدہ۔ سوز: جلن، تپش۔ چوں: جوں۔ سوزی: تو جلے۔ خود را۔ خود کو۔ میگدازی: تو پگھلاتا ہے۔ زآتش خویش: اپنی آگ سے۔ شام دردمندے: کسی دکھیارے، غمزدہ کی شام۔ برفروزی: تو روشن کرتا ہے، تو اجالتا ہے۔ زخوب و زشت تو: تیرے بھلے برے سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری طرف سے رنگا رنگ شعر کہنے والے سے کہنا (اس) جلنے سے کیا فائدہ اگر تو لالے کی طرح جلا۔ (لالہ اپنی آگ سے نہ خود جلتا ہے اور نہ دوسرے کو جلا سکتا ہے محض دیکھنے میں آگ کی طرح کا سرخ رنگ اور سیاہ داغ رکھنے والا ہوتا ہے۔ نہ تو اپنی آگ سے خود کو پگھلاتا ہے نہ کسی دکھیارے کی شام کو روشن کرتا ہے۔ (محض خیالی اور تفریحی شاعری پیدا کرنا اور حقیقت زندگی سے بیگانہ رکھنا مناسب نہیں ہے)۔ معیار شاعری یہ ہے کہ اس سے اپنی اصلاح بھی ہو اور دوسروں کی بھی۔ اگر شاعر اپنے کلام سے نہ اپنی اصلاح کر سکے نہ اپنی قوم کی تو ایسی شاعری تضیع اوقات کا موجب ہے۔

۵۶ زخوب و زشت تو ناآشنایم عیارش کردہ ای سود و زیاں را
دریں محفل زمن تنہا ترے نیست بچشم دیگرے بینم جہاں را

معانی ...... : ز، از: سے۔ خوب: بھلا، اچھا۔ زشت: برا۔ ناآشنایم: میں انجان ہوں۔ عیارش: اس کا معیار، اسکی کسوٹی، اس کی پرکھ۔ کردہ: تو نے کیا ہوا ہے، تو نے بنا رکھا ہے۔ سود و زیاں: فائدہ اور نقصان، نفع اور گھاٹا۔ دریں محفل: اس محفل میں۔ تنہا ترے: کوئی زیادہ اکیلا۔ بچشم دیگرے: دوسرے کی آنکھ سے۔ بینم: میں دیکھتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں تیرے برے بھلے سے انجان ہوں (متفق نہیں ہوں)۔ تو نے فائدے اور نقصان کو کسوٹی (معیار) بنا رکھا ہے اس جمگھٹ (محفل جہاں) میں مجھ سے زیادہ اکیلا (تنہا) کوئی نہیں ہے۔ میں دنیا کو اور نظر سے دیکھتا ہوں (وہ نگاہ فطرت اور حقیقت کو دیکھنے والی ہے)۔

۵۷ تو اے شیخ حرم شاید ندانی جہان عشق را ہم محشرے ہست
گناہ و نامہ و میزاں ندارد نہ اورا مسلمے نے کافرے ہست

معانی ...... : شیخ حرم: دینی پیشواء۔ شیخ: بزرگ، پیر، استاد۔ حرم: کعبہ۔ ندانی: تو نہیں جانتا۔ دانستن: جاننا۔ را: کیلئے۔ ہم: بھی۔ محشرے: ایک خاص روز جزاء، یوم حساب۔ ہست: ہے۔ نامہ: نامہ اعمال۔ میزان: ترازو جس پر قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ اورا: اس کیلئے۔ مسلمے: کوئی مسلمان۔ کافرے: کوئی کافر۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے شیخ حرم شاید تو نہیں جانتا کہ عشق کی دنیا کیلئے بھی جزا کا ایک دن (محشر) ہے۔ ان کے محشر میں نہ گناہ وثواب کا ذکر ہوگا نہ نامہ اعمال کسی کے ہاتھ میں دیا جائے گا اور نہ میزان قائم ہوگی نہ وزن اعمال ہوگا۔ نہ وہاں کوئی مسلمان ہے نہ کافر (نہ وہاں کافر اور مسلم کا امتیاز ہوگا)۔ اقبال یہی بات یوں کہتے ہیں۔

مرد درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ
ہے کسی اور کی خاطر یہ نصاب زر وسیم

۵۸ چو تاب از خود بگیرد قطرہ آب میان صد گہر یک دانہ گردد
بہ بزم ہمنوایاں آنچناں زی کہ گلشن بر تو خلوت خانہ گردد

معانی ...... : چو: جب، جونہی۔ تاب: چمک۔ بگیرد: لیتا ہے۔ حاصل کرتا ہے۔ میان صد گہر: سوموتیوں کے بیچ۔ یک دانہ: اپنی طرح کا ایک ہی، بے مثال۔ گردد: ہو جاتا ہے۔ بہ: میں۔ بزم ہمنوایاں: دوستوں کی محفل، ساتھیوں ساجھیوں کا جمگھٹ۔ آنچناں: اس طرح۔ زی: جی، زندہ رہ، برتو: تجھ پر، تیرے لئے۔ خلوت خانہ: تنہائی کی جگہ، گوشۂ تنہائی۔

ترجمہ و تشریح ...... : پانی کی بوند جب اپنے آپ سے چمک پکڑتی ہے (دوسروں کا محتاج نہیں ہوتا)۔ وہ کئی سوموتیوں کے بیچ بے مثال ہو جاتی ہے (منفرد اور یکتا موتی بن جاتا ہے) تو بھی اپنے ہم نواؤں کی بزم میں اس طرح سے زندگی کر کہ باغ تیرے لئے گوشہ تنہائی بن جائے مراد ہے انجمن میں رہتا ہوا انجمن سے الگ رہ۔

۵۹ من اے دانشوراں درپیچ و تابم خرد را فہم ایں معنی محال است
چساں درمشت خاکے تن زند دل کہ دل دشت غزالان خیال است!

معانی ...... : من: میں۔ دانشوراں: دانش ور کی جمع عقلمندو، جاننے والو، دانا لوگو۔ درپیچ و تابم: الجھن میں ہوں، مشکل میں ہوں۔ خرد: عقل۔ را: کیلئے۔ فہم ایں معنی: اس معنی کو سمجھنا، اس حقیقت کو جاننا، محال: ناممکن۔ چساں: کس طرح۔ مشت خاکے: ایک مٹھی بھر مٹی۔ تن زند: ساکت ہو جاتا ہے، ٹھہر جاتا ہے۔ دشت غزالان خیال: خیال کے ہرنوں کا جنگل۔ غزالان: غزال کی جمع، ہرن۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے عقلمندو میں سخت الجھن اور بیقراری میں ہوں عقل کیلئے یہ حقیقت سمجھنا مشکل ہے مٹھی بھر مٹی میں دل کیسے ٹھہر جاتا ہے کہ دل تو خیال کے ہرنوں کا جنگل ہے۔ (افکار لطیف ہیں بدن کثیف۔ دو متضاد خواص رکھنے والی چیزیں (جسم اور دل) ایک جگہ کیسے جمع ہو گئے۔

۶۰ میارا بزم بر ساحل کہ آنجا نوائے زندگانی نرم خیز است

بدریا غلط و باموجش در آویز حیات جاوداں اندر ستیز است

معانی ...... : میارا: مت سجا، مت لگا۔ آراستن: سجانا۔ بزم: محفل۔ بر: پر۔ آنجا: اس جگہ، وہاں۔ نوائے زندگانی: زندگی کی آواز، زندگی کا نغمہ۔ نرم خیز: آہستگی سے، آہستہ آہستہ اٹھنے والا' دھیمے سروں والا' پانی کی لہر۔ بدریا: دریا میں۔ غلط: لوٹ لگا فن موسیقی کی ایک اصطلاح۔ باموجش: اس کی موج سے، اس کی موج کے ساتھ۔ درآویز: جنگ کر، لٹک جا۔ حیات جاوداں: ہمیشہ کی زندگی۔ ستیز: جنگ، لڑائی۔

ترجمہ و تشریح ...... : کنارے پر بزم آراستہ نہ کر۔ زندگی کا نغمہ دھیمے دھیمے اٹھان پکڑتا ہے۔ دریا میں لوٹ (غوطہ) لگا اور اس کی موجوں کو للکار (زور آزمائی کر) ہمیشہ کی زندگی جنگ و پیکار میں ہے (زندگی کی کشمکش سے گریز مت کرو ورنہ خودی ضعیف ہو جائے گی جس کا نتیجہ موت ہے)۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات
(اقبال)

۶۱ سراپا معنی سربستہ ام من نگاہ حرف بافاں برنتابم
نہ مختارم تواں گفتن، نہ مجبور کہ خاک زندہ ام، در انقلابم

معانی ...... : سراپا: سر سے پاؤں تک، اول سے آخر تک، پورے کا پورا۔ معنی سربستہ ام: پوشیدہ معنی ہوں، چھپی ہوئی حقیقت ہوں۔ نگاہ حرف بافاں: حرف بننے والوں کی نگاہ تک بندوں کی نظر برتابم: نہیں برداشت کرتا ہوں، نہیں قبول کرتا ہوں۔ مختارم: مجھے مختار۔ تواں گفتن: کہا جاسکتا ہے۔ خاک زندہ ام: زندہ خاک ہوں، جیتی جاگتی مٹی ہوں۔ درانقلابم: انقلاب میں ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں سر سے پاؤں تک چھپی ہوئی حقیقت ہوں حرف بننے والوں کی نگاہ برداشت نہیں کرتا (جو کچھ میں جانتا ہوں وہ نہیں جانتے) مجھے نہ مختار کہا جاسکتا ہے نہ مجبور۔ میں ایسی خاک زندہ ہوں جو ہر دم تغیر پذیر ہے۔ یعنی میری مٹی (جسم) باارادہ ہے اور اس میں تبدیلیاں لاتا رہتا ہوں۔

فقر مومن چیست؟ تسخیر جہات
بندہ از تاثیر او مولیٰ صفات

۶۲ مگو از مدعائے زندگانی ترا بر شیوہ ہائے اونگہ نیست
من از ذوق سفر آنگونہ مستم کہ منزل پیش من جز سنگ رہ نیست

معانی ...... : مگو: مت کہہ، نہ بیان کر۔ از: کے بارے میں۔ مدعائے زندگانی: زندگی کا مقصد۔ ترا: تجھے۔ بر شیوہ ہائے او: اس کی اداؤں پر۔ شیوہ ہا: شیوہ کی جمع، ادائیں۔ ذوق سفر: سفر کی لذت۔ آنگونہ: اتنا، ایسا، اس قدر۔ مستم: مست ہوں۔ پیش من: میرے سامنے۔ جز: سوائے، علاوہ۔ سنگ رہ: راستے کا پتھر۔

ترجمہ و تشریح ...... : زندگی کے مقصد کے بارے میں زبان مت کھول (بیان کرنے کی کوشش نہ کر) اس کی اداؤں پر تیری نظر نہیں ہے (تو اس کے انداز کو نہیں سمجھتا)۔ میں سفر کی لذت سے اتنا مست ہوں کہ میرے آگے منزل راستے کا پتھر ہے اور کچھ نہیں (منزل کو سنگ راہ سمجھتا ہوں)۔ یعنی میں منزل پر پہنچ کر بھی منزل کو منزل نہیں سمجھتا اور ایک نئی منزل کیلئے رواں دواں ہو جاتا ہوں۔ زندگی

سکون وثبات کا نام نہیں حرکت وعمل کا نام ہے۔

سفر اس کا انجام و آغاز ہے
یہی اس کی تقویم کا راز ہے
سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی
فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی
(اقبال)

۶۳ اگر کردی نگہ بر پارہ سنگ — زفیضِ آرزوے تو گہر شد
بزر خود را مسنج اے بندہ زر — کہ زراز گوشہ چشم تو زر شد

معانی ...... : کردی: تو کرتا۔ بر پارہ سنگ: پتھر کے ٹکڑے پر۔ زفیضِ آرزوے تو: تیری آروز کے فیض سے۔ گہر: ہیرا، قیمتی پتھر۔ شد: ہو جاتا۔ بزر: سونے میں: دولت سے۔ خودار: خودکو۔ مسنج: مت تول۔ اے بندہ زر: اے دولت کے غلام۔ از گوشۂ چشم تو: تیرے التفات سے، تیری توجہ سے۔ شد: ہو گیا، ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تو پتھر کے ٹکڑے پر نظر کرتا تو وہ تیری آرزو کے فیض سے ہیرا بن جاتا۔ او دولت کے بندے! خود کو سونے سے مت تول کہ سونا تو تیرے التفات سے زر ہو گیا ہے۔ (اصل سونا اور جوہر خود آدمی ہے)۔ مراد انسان کی نگاہ، اشیائے کائنات کی قدر و قیمت کا معیار ہے۔ سونا ہو یا جواہرات یہ بذاتِ خود کچھ نہیں ان کی اصل قیمت آدمی کی توجہ کی بناء پر ہے۔ اگر انسان خریدار نہ ہوتا تو وہ پتھر کا پتھر ہی رہتا۔ چونکہ انسان ان کے حصول کی آرزو کرتا ہے اس لئے اس آرزو کی بدولت یہ پتھر ''جواہرات'' بن جاتے ہیں۔ انسان کی نگاہ نے ان کو جواہرات بنا دیا۔

۶۴ وفا نا آشنا بیگانہ خو بود — نگاہش بے قرار جستجو بود
چو دید اوہ را پرید از سینہ من — ندانستم کہ دست آموز او بود

معانی ...... : وفا نا آشنا: وفا سے انجان، بیگانہ خو: نامانوس، جس کی فطرت میں محبت اور اپنایت نہ ہو۔ بود: تھا۔ نگاہش: اس کی نظر۔ چو: جونہی، جیسے ہی، جب۔ دید: اس نے دیکھا۔ اورا: اس کو۔ پرید: وہ اڑا، اڑ گیا۔ از سینہ من: میرے سینے سے۔ ندانستم: میں نہیں جانتا تھا۔ دست آموز او: اس کا سدھایا ہوا۔ پرندہ۔ اس باز کو کہتے ہیں جسے سدھانے والا سدھا لیتا ہے اور جب وہ اس کو کسی شکار پر چھوڑتا ہے تو وہ کام کرنے کے بعد واپس باز دار کے ہاتھ پر آ کر بیٹھتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ تو وفا سے انجان، سب سے الگ تھلگ رہنے والا (میرا دل) تھا اس کی نظر (کسی کی) تلاش میں بے چین (بے قرار) تھی۔ جب (دل نے) اسے (محبوب کو) دیکھا تو میرے سینے سے اڑ کر نکل گیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ (دل) اس کا سدھایا ہوا (پرندہ) تھا۔ مراد عاشق کا دل ہر وقت معشوق کی جستجو کرتا رہتا ہے۔

۶۵ مپرس از عشق و از نیرنگیِ عشق — بہر رنگے کہ خواہی سر بر آرد
درونِ سینہ بیش از نقطہ نیست — چو آید بر زباں پایاں ندارد

معانی ...... : مپرس: مت پوچھ۔ از: کا، کے بارے میں۔ نیرنگیِ عشق: عشق کی جادوگری، عشق کے عجائبات، عشق کے

کرشمے۔ بہر رنگے: ہر رنگ میں، ہر صورت میں، خواہی: تو چاہے۔ سر برآرد: وہ سر نکالے، ظاہر ہو۔ درون سینہ: سینے کے اندر۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق اور عشق کی جادوگری کا مت پوچھ (کی بات نہ کر) تو جس رنگ میں چاہے وہ ظہور میں آجاتا ہے۔ (یہ) سینے کے اندر ہو تو ایک نقطے سے زیادہ نہیں ہے اور جب زبان پر آئے تو اس کی کوئی حد نہیں (ایک نہ ختم ہونے والی داستان بن جاتا ہے)۔ عشق کی کیفیات اور واردات بے پایاں (غیر محدود) ہیں اقبال نے پہلے مصرع میں ''نیرنگی عشق'' سے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۶۶ مشو اے غنچہ نورستہ دلگیر ازیں بستاں سرا دیگر چہ خواہی

لب جو، بزم گل، مرغ چمن سیر صبا، شبنم، نوا اے صبحگاہی

معانی ...... : مشو: نہ ہو۔ اے غنچہ نورستہ: اے نئے نئے اگنے والے غنچے، اے تازہ تازہ اگی ہوئی کلی۔ دلگیر: اداس، غمگین۔ ازیں بستاں سرا: اس باغ سے۔ دیگر: اور، مزید۔ چہ خواہی: تو کیا چاہتا ہے۔ لب جو: نہر کا کنارہ۔ بزم گل: پھولوں کی محفل، پھولوں کا جمگھٹ۔ مرغ چمن سیر: باغ میں اڑتے پھرنے والا پرندہ، صبا: پروائی، رات کے پچھلے پہر کی ہوا، بہار کی ہوا۔ نوائے صبحگاہی: صبحدم کا نغمہ، صبح سویرے کی چہچہاہٹ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے تازہ تازہ اگے ہوئے غنچے اداس مت ہو تو اس باغ سے اور کیا چاہتا ہے (قدرت نے تیرا دل بہلانے کیلئے کیا کیا لوازمات رکھے ہیں)۔ نہر کا کنارہ، پھولوں کی بزم، چمن میں اڑتے پھرتے پرندے۔ صبح کی ہوا، شبنم، صبحدم کی چہکار (صبح کے وقت پرندوں کے چہچہانے کی آوازیں) سب کچھ ہے۔ زندگی ایک خوبصورت چیز ہے اس سے بیزار ہونے کی بجائے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اقبال نے نوائے صبحگاہی کو سب سے آخر میں رکھا ہے کیونکہ یہ سب سے زیادہ قیمتی شے ہے۔

عطار ہو، رومی، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی
نوائے صبحگاہی نے جگر خوں کر دیا میرا
خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے وہ خطا کیا ہے

(اقبال)

۶۷ مرا روزے گل افسردہ گفت نمود ماچو پرواز شرار است

دلم بر محنت نقش آفریں سوخت کہ نقش کلک اونا پایدار است

معانی ...... : گل افسردہ: ایک مرجھایا ہوا پھول۔ گل: پھول۔ گفت: وہ بولا۔ نمود ما: ہمارا ظاہر ہونا، ہمارا ظہور، پرواز شرار: چنگاری کا اڑنا، چنگاری کی اڑان۔ دلم: میرا دل۔ محنت نقش آفریں: صورت بنانے والے کی محنت۔ محنت: آفریدن: پیدا کرنا۔ سوخت: جلا، جل گیا۔ نقش کلک او: اس کے قلم کی بنائی ہوئی تصویر۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک دن مجھ سے ایک مرجھایا ہوا پھول بولا کہ ہماری ہستی (تو بس) چنگاری کی اڑان (پرواز) ایسی ہے (بہت تھوڑی ہے) میرا دل صورت گر (خالق) کی محنت پر جل گیا کیونکہ اس کے قلم سے پیدا کردہ تصویر (کتنی) ناپائیدار ہے۔ (دنیا اور اس کی اشیاء کے عارضی ہونے کی طرف اشارہ ہے)۔

۶۸ جہان ما کہ پایانے ندارد چو ماہی در یم ایام غرق است

یکے بر دل نظر واکن کہ بینی یم ایام در یک جام غرق است

معانی ...... : جہان ما: ہماری دنیا۔ پایانے: کوئی حد، کوئی آخر، کوئی انجام۔ ندارد: نہیں رکھتی ہے۔ یم ایام: زمانے کا سمندر۔ یکے: ایک بار، کبھی۔ نظر واکن: آنکھ کھول، نظر ڈال۔ کہ: تا کہ۔ بینی: تو دیکھ لے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہماری دنیا کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں (بہت وسیع ہے) مچھلی کی طرح زمانے کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے۔ (وقت اسے بہائے لے جا رہا ہے) کبھی دل پر نظر ڈال تاکہ تو دیکھ لے۔ زمانے کا یہ سمندر ایک پیالے (دل) میں غرق ہے (مراد ہے ساری کائنات دل میں موجود ہے)۔ قلب مومن کائنات سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ اس کی وسعت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔

۶۹ بمرغان چمن ہمداستانم زبان غنچہ ہائے بے زبانم

چو میرم با صبا خاکم بیامیز کہ جز طوف گلاں کارے ندانم

معانی ...... : بمرغان چمن: باغ کے پرندوں کے ساتھ، ہمداستانم: ہمراز ہوں، ہم نوا ہوں، ساتھی ہوں۔ زبان غنچہ ہائے بے زبانم: میں بے زبان کلیوں کی زبان ہوں۔ میرم: میں مروں۔ خاکم: میری مٹی۔ بیامیز: ملا دے۔ جز: سوائے۔ طوف گلاں: پھولوں کا طواف، پھولوں کے گرد پھرنا۔ طوف: طواف، کسی چیز کے گرد پھرنا۔ کارے: کوئی کام۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں باغ کے پرندوں کی داستان بیان کرتا ہوں (ہم نوا ہوں) میں گونگی (بے زبان) کلیوں کی زبان ہوں جب میں مروں (تو) میری مٹی بہار کی ہوا میں ملا دینا کہ میں پھولوں کا طواف کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں جانتا۔ (مرنے کے بعد اسی طرح گلوں کا طواف کر سکوں جس طرح زندگی میں کرتا رہا ہوں)۔

۷۰ نماید آنچہ ہست ایں وادی گل درون لالہ آتش بجان چیست ؟

بچشم ما چمن یک موج رنگ است کہ می داند بچشم بلبلاں چیست ؟

معانی ...... : نماید: دکھائی دیتا ہے، نظر آتا ہے۔ آنچہ: جو کچھ۔ وادی گل: پھولوں کی وادی، درون لالہ آتش بجاں: جی میں آگ لئے ہوئے لالے کے اندر۔ چیست: کیا ہے۔ بچشم ما: ہماری آنکھ میں، ہماری نظر میں۔ کہ: کون۔ می داند: جانتا ہے۔ جاننا، سمجھنا۔ بچشم بلبلاں: بلبلوں کی نظر میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ پھولوں بھری وادی (حقیقت میں) جیسی ہے (کیا ویسی ہی) دکھائی دیتی ہے؟ دل میں آگ چھپائے ہوئے لالے کے اندر کیا ہے؟ ہماری آنکھوں میں باغ (تو بس) رنگ کی ایک لہر ہے کون جانتا ہے (کہ یہ) بلبل کی نظر میں کیا ہے؟ (بلبل کی آنکھ اسے کیا دیکھتی ہے)۔ کائنات ہر شخص کے نظریہ اور احساس کے مطابق ہے ہر شخص کا نظریہ دوسروں سے مختلف ہوتا ہے۔

۷۱ تو خورشیدی و من سیارہ تو سراپا نورم از نظارہ تو

ز آغوش تو دورم نا تمامم تو قرآنی و من سیپارہ تو

معانی ...... : تو خورشیدی: تو سورج ہے۔ سیارہ تو: تیرا سیارہ۔ سیارہ: گردش کرنے والا ستارہ۔ نورم: نور ہوں، روشنی ہوں۔ دورم: دور ہوں۔ نا تمام: نامکمل ہوں، ادھورا ہوں۔ تو قرآنی: تو قرآن ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو سورج ہے اور میں تیرا (تیرے گرد چکر لگانے والا) سیارہ ہوں۔ (تجھ سے روشنی حاصل کرنے والا سیارہ ہوں یہ روشنی میری اپنی نہیں تیری عطا کردہ ہے)۔ میں تیرے دیدار سے سراپا نور بن گیا ہوں۔ تیرے آغوش سے دور ہوں۔ ادھورا

(نامکمل) ہوں۔یعنی آدمی اس وقت تک ناقص ہے جب تک وہ اپنے خالق سے دور ہے اگر یہ دوری ہٹ جائے تو وہ اس کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے۔تو قرآن ہے اور میں تیرا سپارہ ہوں۔تجھ میں اور مجھ میں وہی نسبت ہے جو قرآن اور سیپارہ میں ہے۔محدود ہونے کی وجہ سے سیپارہ پر قرآن کا اطلاق نہیں ہوتا لیکن سیپارہ بھی قرآن ہی کا جز ہے۔قرآن تو نہیں ہے لیکن قرآن سے جدا بھی نہیں ہے۔

۲ے خیال او درون دیدہ خوشتر غمش افزودہ، جاں کاہیدہ خوشتر

مرا صاحبدلے ایں نکتہ آموخت زمنزل جادہ پیچیدہ خوشتر

معانی ...... : خیال او: اس کا خیال، اس کا تصور۔درون دیدہ: آنکھ کے اندر، آنکھ میں۔خوشتر: زیادہ اچھا۔غمش: اس کا غم۔افزودہ: بڑھا ہوا۔کاہیدہ: گھٹی ہوئی۔مرا: مجھے۔صاحبدلے: اک دل والا، نکتہ: بھید، چھپی ہوئی بات۔آموخت: اس نے سکھایا۔جادۂ پیچیدہ: الجھا ہوا راستہ، دشوار راستہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : آنکھوں میں اس (محبوب) کا تصور خوب ہے۔اس کا غم بڑھا ہوا (اور اپنی) گھلتی ہوئی جان اچھی لگتی ہے۔ایک دل والے (حقیقت آشنا) نے مجھے یہ بھید (نکتہ) سکھایا۔الجھا (پیچیدہ) ہوا راستہ منزل پر پہنچ جانے سے بہتر ہے۔منزل سے پیچیدہ راستہ زیادہ اچھا ہے کیونکہ منزل مل جائے تو آرزو ختم ہو جاتی ہے اور آرزو ختم ہو جائے تو دل مر جاتا ہے اس لئے اہل دل کے نزدیک وصل سے جدائی بہتر ہے۔میری زندگی اک مسلسل سفر ہے۔جب منزل پر پہنچے تو منزل بڑھا دی۔اور بقول اقبال۔؎

تیری دعا ہے کہ ہو تیری آروز پوری
میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

۳ے دماغم کافر زنار دار است بتاں رابندہ و پروردگار است

دلم رابیں کہ نالداز غم عشق ترابا دین و آئینم چہ کار است

معانی ...... : دماغم: میرا دماغ، میری عقل۔کافر زنار دار: جنیور کھنے والا کافر یعنی پکا کافر۔بتاں: بت کی جمع۔را: کا۔نالد: روتا ہے، فریاد کرتا ہے۔ترا: تجھے۔آئینم: میرا مذہب۔آئین: منشور، طریقہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا دماغ جنیوڑا لنے والا (بت پرست) کافر ہے۔بت بناتا بھی ہے اور بتوں کا پجاری بھی ہے تو میرے دل کو دیکھ جو عشق کے بخشے ہوئے غم سے روتا ہے تجھے میرے دین و مذہب (مسلک) سے کیا کام ہے۔انسان کی قسمت کا فیصلہ دین یا آئین کو دیکھ کر نہیں ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ ایک شخص بظاہر مسلمان ہو لیکن اس کے دماغ میں بت خانہ پوشیدہ ہو۔اس میں اور کافر میں کوئی فرق نہیں ہے اسی نکتہ کو اقبال نے یوں بیان کیا ہے۔

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مرد مسلمان بھی کافر و زندیق۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام کا حقیقی مقام دل ہے نہ کہ دماغ۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل۔
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں ؎

(اقبال)

۷۴ صنوبر بندہ آزادہ او — فروغ روے گل از بادہ او
حریمش آفتاب و مادہ و انجم — دل آدم در نکشادہ او

معانی ...... صنوبر: سرو۔ بندہ آزادہ او: اس کا آزاد کیا ہوا غلام۔ فروغ روے گل: پھول کے چہرے کی چمک دمک۔ بادۂ او: اس کی شراب۔ حریمش: اس کا گھر۔ دل آدم: آدمی کا دل۔ درنکشادہ او: اس کا ان کھلا دروازہ، اس کا بند دروازہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : صنوبر اس (ذات) کا آزاد کیا ہوا ایک غلام ہے (کیونکہ اس پر دوسرے پودوں کی طرح خزاں کے اثرات نہیں ہوتے اسی لئے شاعروں نے صنوبر کو آزاد کہا ہے)۔ پھول کے چہرے کی چمک دمک اس کی شراب (کی مستی) کی وجہ سے ہے۔ سورج اور چاند اور ستارے اس کا گھر (سب اس کے مظاہر ہیں)۔ آدمی کا دل اس کا ان کھلا دروازہ سربستہ راز ہے۔

۷۵ ز انجم تا بہ انجم صد جہاں بود — خرد ہر جا کہ پرزد آسماں بود
ولیکن چوں بخود نگریستم من — کران بیکراں درمن نہاں بود

معانی ...... : زانجم تا بہ انجم: ستاروں سے ستاوں تک۔ پرزد: اڑی۔ بخود نگریستم من: میں نے اپنے آپ میں نگاہ کی، میں نے اپنے اندر دیکھا۔ کران بیکراں: بے انت کائنات۔ دنیا: جہاں، لامحدود وسعت۔

ترجمہ و تشریح ...... : ستاروں سے ستاروں تک سینکڑوں جہان تھے۔ جہاں جہاں عقل (خرد) نے پرواز کی آسمان تھا۔ (کائنات کی وسعت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا)۔ لیکن جب میں نے اپنے آپ میں جھانکا (اپنے اندر دیکھا یا معرفت حاصل کر لی تو معلوم ہوا) کہ ایک بے انت دنیا (کائنات) مجھ میں چھپی تھی۔ (دل کی دنیا غیر محدود ہے)۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مادی دنیا محدود ہے لیکن خودی غیر محدود ہے۔

۷۶ بپائے خود مزن زنجیر تقدیر — تہ ایں گنبد گرداں رہے ہست
اگر باور نداری، خیز و دریاب — کہ چوں پا واکنی جولا نگہے ہست

معانی ...... : بپائے خود: اپنے پیروں میں، اپنے پاؤں میں۔ مزن: مت ڈال۔ زدن: پہننا، ڈالنا۔ تہ ایں گنبد گرداں: اس گھومنے والے گنبد کے نیچے، اس آسمان کے نیچے۔ رہے: ایک راستہ۔ باور نداری: تو نہیں مانتا اعتبار نہیں، تو یقین نہیں کرتا۔ خیز: اٹھ۔ دریاب: پالے، دیکھ لے۔ پاواکنی: تو پاؤں کھولے، تو چلنے کو تیار ہو۔ جولانگے: گھڑ دوڑ کا ایک میدان، بھاگ دوڑ کا ایک میدان۔

ترجمہ و تشریح ...... : اپنے پیروں میں تقدیر کی زنجیر (بیڑی) مت ڈال (نہ پہن)۔ اس (گردش کرنے والے) آسمان کے نیچے (اس سے نکلنے کا) ایک راستہ ہے۔ تقدیر پر شاکر رہنے کی بجائے ہمت اور عمل سے کام لے۔ اگر تو نہیں مانتا تو اٹھ اور (خود) دیکھ لے (اس راستے کو پالے) جب تو قدم اٹھائے گا تو (دیکھے گا) کہ میدان موجود ہے۔ (کوشش اور عمل کا میدان موجود ہے)۔ جو شخص جدوجہد کرتا ہے وہ ضرور کامیاب ہو جاتا ہے جو لوگ تقدیر پر بھروسہ کر کے جدوجہد سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں وہ دراصل تقدیر کا مفہوم ہی نہیں سمجھتے۔ بیشک تقدیر الٰہی برحق ہے لیکن یہ بھی تو اسی کی تقدیر ہے کہ کامیابی کیلئے جدوجہد شرط ہے۔

۷۷ دلِ من در طلسم خود اسیر است — جہاں از پرتو اوتاب گیر است
مپرس از صبح و شام ز آفتابے — کہ پیش روزگار من پریر است

معانی ...... : طلسم خود: اپنا جادو۔ پرتو او: اس کا عکس، اس کا نور۔ تاب گیر: روشنی لینے والا، روشن۔ مپرس: مت پوچھ۔ ز، از:

سے۔ آفتاب: سورج۔ پیش روز گار من: میرے زمانے کے سامنے۔ پریر: گزرا ہوا پرسوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا دل آپ اپنے جادو میں گرفتار ہے۔ حالانکہ کائنات اس کے پرتو کی وجہ سے روشن ہے میرے صبح و شام کے بارے میں سورج سے مت پوچھ کہ (وہ تو) میرے آج کے سامنے پرسوں (کی بات) ہے۔ (مراد ہے آدمی اگرچہ زمان و مکان کی قید میں ہے لیکن اصل میں وہ ذات مطلق کا مظہر ہے اس لئے زبان و مکان کی قید سے آزاد بے کنار اور دائمی ہے میرے آفتاب خودی کے مقابلے میں آفتاب فلک کی کیا حقیقت ہے اس کی تخلیق کو تو اس سے کہیں پہلے کی ہے) انائے مقید (خودی) اپنی اصل کے لحاظ سے زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

شریعت کیوں گریباں گیر ہو ذوق تکلم کی
چھپا جاتا ہوں اپنے دل کا مطلب استعاروں میں

۷۸ نوادر ساز جاں از زخمہ تو   چساں درجانی واز جاں برونی ؟
چراغم، باتو سوزم، بے تو میرم   تواے بیچون من بے من چگونی ؟

معانی ...... : زخمہ تو: تیری مضراب۔ چساں: کس طرح۔ درجانی: تو جان میں ہے۔ برونی: تو باہر ہے۔ چراغم: میں چراغ ہوں۔ باتو: تیرے ساتھ۔ سوزم: جلتا ہوں۔ بے تو: تیرے بنا، تیرے بن۔ میرم: مرتا ہوں، بجھ جاتا ہوں۔ بیچون من: میرے بے مثال، بے نظیر، یکتا، بے من: میرے بغیر۔ چگونی: تو کس طرح ہے، تو کیسا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہے ہیں روح کے ساز میں آواز تیری مضراب سے ہے۔ آپ کس طرح میری جان کے اندر بھی ہیں اور جان سے باہر بھی۔ میں چراغ ہوں تیرے حضور جلتا ہوں آپ کے بغیر میری روشنی بجھ جاتی ہے۔ اے میرے بے مثال تو میرے بغیر کیسا ہے؟ مراد ہے اگر تو نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا اور اگر میں نہ ہوتا تو تیرا ہونا کیسے محقق ہو سکتا تھا تیرے وجود نے مجھے موجود کیا اور میری موجودگی نے تیرے وجود کا پتہ بتایا۔

ع بوئے گل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم۔

اس رباعی میں اقبال نے "ہمہ باوست" کا نظریہ پیش کیا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے **نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔** (ہم انسان سے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں)۔ ع تیرے میخانہ کی رونق ہے ہمارے دم سے۔

۷۹ نفس آشفتہ موجے ازیم اوست   نے ما نغمہ ما از دم اوست
لب جوئے ابد چوں سبزہ رستیم   رگ ما، ریشہ ما از نم اوست

معانی ...... : نفس: سانس۔ آشفتہ موجے: ایک بے چین موج، ازیم اوست: اس کے سمندر سے ہے، اس کے دریا کی ہے۔ نے ما: ہماری بانسری۔ از دم اوست: اس کی پھونک سے ہے۔ لب جوئے ابد: ابد کی ندی کے کنارے۔ رستیم: ہم آگے۔ رگ ما: ہماری رگ، ہماری نس: ریشہ ما: ہماری جڑ، ہماری اصل۔ از نم اوست: اس کی نمی سے ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (ہماری) سانس اس (اللہ تعالیٰ) کے سمندر کی ایک بے قرار موج ہے جو ملنے کیلئے بے قرار ہے۔ ہماری بانسری ہمارا نغمہ اسی کے دم سے ہے۔ (بانسری جسم ہے اور نغمہ اس کا دم اور یہ دونوں وجود خالق کے سبب سے ہیں) انسان خدا تو نہیں لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہے۔ ہم ابد کی نہر کے کنارے سبزے کی طرح اگے ہیں۔ ہماری نشو و نما اسی کے نم (پانی کی وجہ سے ہے۔ ہمارے وجود میں وہی جاری و ساری ہے ہماری ہستی مظہر ذات حق ہے ہم کیا ہیں؟ اس کی صفات کا پرتو ہیں یوں سمجھیں کہ کائنات کے پردہ

میں وہی جلوہ گر ہے۔قرآن حکیم نے یہ فرمایا۔ **ھوالاول والاخر والظاھر والباطن**۔ یعنی وہی ہر شے کی ابتداء ہےاور وہی ہر شے کی انتہاء ہے وہی ہر شے کا ظاہر ہےاور وہی ہر شے کا باطن ہے۔یعنی کائنات کے پردہ میں وہی جلوہ گر ہے۔اقبال نے جو کچھ کہا ہے وہ قرآن حکیم کی اس آیت سے مستنبط ہے۔**اللہ نور السموات والارض**۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی حقیقت اس کے سوااور کیا بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خوداس کائنات کا نور ہے یعنی یہ نورایزدی ہی تو ہے جو مکمل ہوکر کائنات بن گیا۔

۸۰ ترا در دیکی در سینہ پیچید جہان رنگ و بو را آفریدی
دگر از عشق بیباکم چہ رنجی کہ خود ایں ہای وہو را آفریدی

معانی ...... : ترا: تیرے تک۔درد یکی: اکیلے پن کا دکھ، پیچید: لپٹا۔جہان رنگ وبو: رنگ اور بو کی دنیا،بھری پری دنیا۔ آفریدی: تو نے خلق کیا، پیدا کیا، بنایا۔آفریدن: دگر: اور، پھر۔عشق بے باکم: میرا من چلا عشق، میرا بے پرواعشق۔ چہ رنجی: تو کیوں ناراض ہوتا ہے۔ہای وہو: شوروغل۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے خالق کائنات ایک وقت تھا کہ تو خود تو تھا لیکن اور کچھ نہ تھا۔اکیلے پن کا دکھ تیرے سینے میں پیچ و تاب کھا رہا تھا۔تجھے خیال آیا کہ میری پہچان کرنے والا بھی کوئی ہو۔(تو) تو نے (اس) دلکش دنیا کو پیدا کیا۔ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے یہ کائنات پیدا کردی۔اقبال نے اس رباعی میں ''ہمہ اوست'' کی وہ تعبیر پیش کی ہے جس کو اصطلاح میں وحدت الشہود کہتے ہیں۔میرے منچلے (نڈر) عشق سے پھر کیوں خفا ہوتا ہے کہ تو نے خود یہ ہنگامہ پیدا کیا ہے۔اے خدا تو نے خود مجھے اپنی محبت میں گرفتار کیا اب اگر میں تیرے فراق میں آہ وفغاں کرتا ہوں تو تو مجھ سے خفا کیوں ہوتا ہے۔اقبال نے اسی مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو فاش کردیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینہء کائنات میں
(اقبال)

عراقی اسی حقیقت کو یوں واضح کرتا ہے۔

چو خود کردند راز خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند؟

۸۱ کرا جوئی، چرادر پیچ و تابی ؟ کہ او پیداست تو زیر نقابی
تلاش او کنی، جز خود نہ بینی تلاش خود کنی، جز او نیابی

معانی ...... : کرا: کسے، کس کو۔جوئی: تو ڈھونڈتا ہے۔چرا: کس لئے، کیوں۔در پیچ وتابی: پیچ وتاب میں ہے۔پیداست: ظاہر ہے۔تو زیر نقابی: تو نقاب میں ہے، تو پردے میں ہے۔کنی: تو کرے گا۔جز: علاوہ، سوائے۔نہ بینی: تو نہ دیکھے گا۔نیابی: نہیں پائے گا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کسے ڈھونڈتا ہے، کس لئے پیچ وتاب میں ہے کہ وہ (تو) ظاہر ہے (البتہ) تو خود پردے میں ہے (انسان سے کہہ رہے ہیں) اس کی تلاش کرے گا (تو) اپنے سوا کچھ اور نہ دیکھے گا۔اپنی تلاش کروگے (تو) اس کے علاوہ کسی اور کو نہیں پاؤ گے۔(یہ ایک عارفانہ مسئلہ ہے جس کے مطابق خدا کو پانا خود کو پانا اور خود کو پانا خدا کو پانا ہے۔وحدت الوجود کا نظریہ پیش کیا ہے)۔حاجی

امداداللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں۔

دو عالم میں نہیں موجود و مشہود!
بجز ذات و صفات افعال و آثار

۸۲ تو اے کودک منش خود را ادب کن مسلماں زادہ ؟ ترک نسب کن
برنگ احمر و خون ورگ و پوست عرب نازداگر، ترک عرب کن

معانی ...... : کودک منش: بچوں جیسی طبیعت، عادت، مزاج والا۔خودار: خودکا، اپنا۔کن: کر۔مسلماں زادہ: تو مسلمان کا بچہ ہے، تو مسلمان کا بیٹا ہے۔ترک نسب: خاندان اور نسل پرستی کا ترک۔برنگ احمر: سرخ رنگ پر۔نازد: فخر کرے، اکڑے۔ترک عرب کن: عرب کو چھوڑ دے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (مسلمان عہد حاضر سے خطاب ہے کہ) اے کودک (طفلانہ) مزاج اپنا احترام کر (ادب سیکھ) تو مسلمان زادہ (اولاد) ہے؟ حسب نسب (کا چکر) چھوڑ (نسب پر فخر کرنا چھوڑ دے) سرخ رنگت اور ذات پات اور رگ و بوست پر اگر عرب (بھی) گھمنڈ (ناز) کرے تو عرب کو چھوڑ دے۔ (نظر انداز کر دے)۔ (رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کسی عرب کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔فضیلت کا معیار تقویٰ ہے خواہ کوئی ہو۔اسلام نے نسب (ذات پات) کے عقیدے کو مٹا دیا۔مولانا جامی نے اس نکتہ کو بڑے دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(اے جامی! جب تو نے اسلام اختیار کر لیا تو نسب پر فخر کرنا چھوڑ دے کیونکہ اسلام میں انسان کی عظمت کا معیار یہ نہیں کہ وہ فلاں شخص کا بیٹا ہے بلکہ اکرمکم عنداللہ اتقکم۔مسلمانوں تم میں سب سے زیادہ معزز اور مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

۸۳ نہ افغانیم و نے ترک و تتاریم چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیز رنگ و بو بر ما حرام است کہ ما پوردہ یک نو بہاریم

معانی ...... : نے: نہ۔افغانیم: ہم افغان ہیں۔تتاریم: ہم تاتاری ہیں۔چمن زادیم: ہم چمن زادے ہیں۔از یک شاخساریم: ہم پیڑوں کے ایک ہی جھنڈ سے ہیں۔ہم ایک شاخ سے ہیں۔تمیز رنگ و بو: رنگ اور بو کا امتیاز، تفریق۔بر ما: ہم پر۔کہ: کیونکہ۔پروردہ یک نو بہاریم: ہم ایک ہی بہار کے پالے ہوئے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم نہ افغان ہیں نہ ترک اور تاتاری، ہم تو چمن کی آل ہیں اور ایک ہی شاخ سے ہیں۔رنگ اور بو کی تفریق ہم پر حرام ہے کیونکہ ہم ایک ہی بہار (اسلام) کے پالے ہوئے ہیں۔اسلام نے قومیت (وطنیت) کے عقیدے کو مٹا دیا۔ہم مسلمان نہ افغانی ہیں، نہ ترکی ہیں، نہ تاتاری ہیں بلکہ ہم سب دین اسلام کے پیرو ہیں۔

۸۴ نہاں در سینہ ما عالمے ہست بخاک ما دلے، در دل غمے ہست
ازاں صہبا کہ جان ما برا فروخت ہنوز اندر سبوے ما نمے ہست

معانی ...... : نہاں: چھپا ہوا، پوشیدہ۔در سینہ ما: ہمارے سینے میں۔عالمے: ایک دنیا۔بخاک ما: ہماری مٹی میں، ہمارے

بدن میں۔ برافروخت: اس نے جلائی، روشن کی۔ ہنوز: ابھی۔ اندر سبوے ما: ہماری صراحی میں۔ سبو: مٹکا، شراب کی صراحی۔ نمے: ایک بوند، ایک قطرہ۔

ترجمہ و تشریح ...... ایک دنیا جہان ہمارے سینے میں چھپی ہوئی (پوشیدہ) ہے۔ ہماری مٹی میں ایک دل ہے اور دل کے اندر غم (غم عشق) ہے۔ جس نے ہماری روح میں آگ لگا دی اس شراب کی ایک بود (نمی) ابھی ہماری صراحی میں موجود ہے۔

۸۵ دل من ! اے دل من ! اے دل من!　　یم من، کشتی من، ساحل من
چو شبنم برسر خاکم چکیدی ؟　　دیا چوں غنچہ رستی از گل من ؟

معانی ...... برسر خاکم: میری مٹی پر۔ چکیدی: تو ٹپکا۔ دیا: یا، یا پھر۔ رستی: تو اگا۔ گل من: میری مٹی۔

ترجمہ و تشریح ...... میرے دل، اے میرے دل اے میرے دل، اے میرے سمندر، اے میری کشتی، اے میرے ساحل کیا تو شبنم کی طرح میری خاک پر ٹپکا تھا؟ یا کلی کی طرح میری مٹی سے اگا؟

۸۶ چہ گویم نکتہ زشت و نکو چیست　　زباں لرزد کہ معنی پیچدار است
بروں از شاخ بینی خار و گل را　　درون او نہ گل پیدا نہ خار است

معانی ...... چہ گویم: میں کیا بتاؤں، کہوں۔ بولنا۔ نکتہ زشت و نکو: نیکی اور بدی کا بھید۔ لرزد کانپتی ہے، لرزتی ہے۔ پیچدار: مشکل۔ بروں: باہر۔ بینی: تو دیکھتا ہے۔ درون او: اس کے اندر۔

ترجمہ و تشریح ...... میں کیا کہوں کہ نیکی اور بدی (خیر و شر) کیا ہے۔ زبان لرزتی ہے کیونکہ (یہ) مضمون سخت مشکل ہے۔ (اس کا صاف بیان کرنا خود کو کئی طرف سے تنقید کا نشانہ بننے کا سبب ہو سکتا ہے۔ تو کانٹے اور پھول کو شاخ سے باہر دیکھتا ہے مگر اس کے اندر نہ پھول ہے نہ کانٹا۔ (باد بہار میں تو نہ خار تھا نہ پھول، انہیں شاخوں نے خود پیدا کیا ہے۔ مراد ہے نیکی اور بدی اپنے نقطہ نظر اور طرز عمل کا نتیجہ ہے۔

۸۷ کسے کو درد پنہانے ندارد　　تنے دارد و لے جانے ندارد
اگر جانے ہوس داری طلب کن　　تب و تابے کہ پایانے ندارد

معانی ...... کسے: وہ آدمی، وہ شخص۔ ہوس داری: تو تمنا رکھتا ہے۔ طلب کن: مانگ۔ تب و تابے: وہ سوز و گداز، تپش اور تڑپ۔

ترجمہ و تشریح ...... وہ شخص جو چھپا ہوا دکھ (پوشیدہ درد عشق) نہیں رکھتا وہ بدن تو رکھتا ہے لیکن روح نہیں رکھتا۔ (اس کا بدن تو ہے مگر اس میں جان نہیں جان جسم کی جان ہے عشق جان کی جان ہے)۔ اگر تو روح کی تمنا رکھتا ہے (تو خدا سے) مانگ وہ تپش اور تڑپ جس کا کوئی انت (انتہاء) نہیں۔ حیات دوام کی آرزو ہو تو مسلک عشق اختیار کر لو۔

۸۸ چہ پرسی از کجایم، چیستم من ؟　　بخود پیچیدہ ام تا زیستم من
دریں دریا چو موج بیقرارم　　اگر برخود نہ پیچم نیستم من

معانی ...... چہ پرسی: تو کیا پوچھتا ہے۔ از کجایم: میں کہاں سے ہوں۔ چیستم من: کیا ہوں میں۔ بخود پیچیدہ ام: اپنے آپ سے الجھا ہوا ہوں۔ تا: جب تک۔ زیستم من: زندہ ہوں میں۔ دریں دریا: اس سمندر میں۔ برخود پیچم: اپنے آپ میں نہ الجھوں۔ نیستم من: نہیں ہوں میں۔

ترجمہ و تشریح ...... تو کیا پوچھتا ہے (کہ) میں کہاں سے (آیا) ہوں اور کیا ہوں؟ (میری اصل یا ماہیت کیا ہے؟ ان سوالوں کا جواب عقل کی دسترس سے باہر ہے۔ خود اقبال کہتا ہے۔ خردمندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتداء کیا ہے۔ کہ میں اس فکر میں رہتا ہوں میری انتہاء کیا ہے۔ جب تک زندہ ہوں اپنے آپ میں الجھا ہوا ہوں۔ میں سمندر میں بے چین موج کی طرح ہوں۔ اگر خود سے نہ لپٹا رہوں تو فنا ہو جاؤں۔ (اگر میں خود سے یا خودی سے بے تعلق ہو جاؤں گا تو فنا ہو جاؤں گا۔

۸۹ بچندیں جلوہ در زیر نقابی نگاہ شوق ما را برنتابی
دوی در خون ما چوں مستی مے ولے بیگانہ خوئی، دیریابی

معانی ...... بچندیں جلوہ: اس قدر ظاہر ہونے کے باوجود، اتنی تجلیات کے ہوتے ہوئے۔ درزیر نقابی: تو نقاب کی اوٹ میں ہے، تو پردے میں ہے۔ برنتابی: تو برداشت نہیں کرتا، تو قبول نہیں کرتا۔ برتافتن: قبول کرنا، برداشت کرنا، دوی: تو دوڑتا ہے۔ بیگانہ خوئی: تو بیگانہ خو ہے، بیگانگی تیری عادت ہے، تو بے نیاز ہے۔ دیریابی: تو دیر سے ملنے والا ہے، تو مشکل سے پایا جانے والا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... اتنی (بھرپور) رونمائی کے باوجود پردے میں ہے (چھپا ہوا ہے کہیں نظر نہیں آتا)۔ ہماری ارمان بھری نظر کو قبول نہیں کرتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو اسی لئے چھپا ہوا ہے کہ تو ہماری نگاہ شوق کو برداشت نہیں کر سکتا۔ شراب کی مستی کی طرح ہمارے لہو میں دوڑتا ہے لیکن (پھر) بھی تو بے نیاز ہے (اور) دیریاب (دیر سے ملتا ہے) اس رباعی کا مضمون اس آیت سے ماخوذ ہے۔ **نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔** (ہم انسان کے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں) آسان لفظوں میں یوں سمجھو کہ وہ ہر جگہ ہے لیکن کہیں نہیں ہے۔

۹۰ دل از منزل تہی کن، پابرہ دار نگہ را پاک مثل مہر و مہ دار
متاع عقل و دیں بادیگراں بخش غم عشق از بدست افتد نگہ دار

معانی ...... تہی کن: خالی کر۔ پابرہ دار: تو چلتا رہ۔ متاع عقل و دیں: عقل اور دین کی پونجی۔ بادیگراں: دوسروں کو۔ بخش: تو بخش دے۔ ار: اگر۔ بدست افتد: ہاتھ لگے، ہاتھ آئے، حاصل ہو۔ نگہ دار: حفاظت کر۔

ترجمہ و تشریح ...... دل کو منزل سے خالی کر، قدم بڑھائے جا۔ (منزل کا خیال دل سے نکال دے کیونکہ منزل کا نتیجہ سکون ہے اور سکون کا ثمرہ موت ہے۔ ہر وقت سفر کیلئے آمادہ رہ)۔ نگاہ کو سورج اور چاند کی طرح پاک رکھ۔ (مسلسل عروج کا جذبہ پاکی نگاہ پر موقوف ہے۔ پاکی نگاہ عشق پر منحصر ہے۔ عقل اور دین کا سرمایہ دوسروں کو بخش دے۔ عشق کا غم ہاتھ آئے تو اسے سنبھال کر رکھ۔ غم عشق ہی مقصد حیات ہے۔ عقل و دین کے بجائے "غم عشق" حاصل کرو۔

۹۱ بیا اے عشق، اے رمز دل ما بیا اے کشت ما، اے حاصل ما
کہن گشتند ایں خاکی نہاداں دگر آدم بنا کن از گل ما

معانی ...... بیا: آ، تو آ۔ رمز دل ما: ہمارے دل کا راز، ہمارے دل کا بھید۔ کشت ما: ہماری کھیتی۔ حاصل ما: ہماری فصل۔ کہن: پرانا۔ گشتند: ہو گئے۔ خاکی نہاداں: خاکی نہاد کی جمع، جن کا خمیر مٹی سے اٹھایا گیا ہو یعنی آدمی۔ بنا کن: تعمیر کر، بنا۔ گل ما: ہماری مٹی۔

ترجمہ و تشریح ...... آ اے عشق اے ہمارے دل کے بھید۔ کہتے ہیں کہ عشق انسانی دل یا انسان کی حقیقت ہے، عشق کو دل

سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔

آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخ گل میں جس طرح بادِ سحر گاہی کا نم
(اقبال)

اے ہماری کھیتی اے ہماری فصل آجا (عشق ہی مقصد حیات ہے) یہ ماٹی کے پتلے (آدم خاکی) پرانے ہو گئے۔ ہماری مٹی سے دوسرا آدم بنا۔ (جو آداب آدمیت اور رموز انسانیت کو جانتا ہو جس کے اندر نور ہو ظلمت نہ ہو) عشق میں فوق الفطرت طاقتیں پوشیدہ ہیں۔ اس میں یہ طاقت ہے کہ وہ انسان کو دوسری یعنی نئی زندگی عطا کر سکتا ہے اور یہ نعمت عظمیٰ انسان کو عشق کے سوا اور کسی ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

منصور کو ہوا لب گویا، پیام موت
اب کیا کسی کے عشق کا دعویٰ کرے کوئی
(اقبال)

۹۲ سخن درد و غم آرد، درد و غم بہ — مرا ایں نالہ ہائے دمبدم بہ
سکندر را ز عیش من خبر نیست — نوائے دلکشے از ملک جم بہ

معانی ...... سخن: شعر، کلام۔ آرد: لاتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ بہ: اچھا۔ مرا: مجھے، میرے لئے۔ نالہ ہائے دمبدم: ہر دم کی فریادیں، ہر پل کے نالے۔ نالہ ہا: سکندر: سکندر مقدونی۔

ترجمہ و تشریح ...... : شعر (اگر) درد و غم پیدا کرتا ہے تو درد و غم اچھا ہے۔ (شاعری درد و غم لاتی ہے مگر یہ درد و غم خوب ہے)۔ میرے لئے یہ ہر وقت کے بین اچھے لگتے ہیں۔ سکندر کو میرے عیش سے آگاہی نہیں ہے۔ دل کو کھینچنے والا ایک نغمہ جمشید کی سلطنت سے بہتر ہے۔ اس میں حقیقی اور روح کو بالیدہ کرنے والی زندگی بخش شاعری کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ عاشقانہ زندگی، سلطنت سے افضل ہے۔

۹۳ نہ من بر مرکب ختلی سوارم — نہ از وابستگان شہر یارم
مرا اے ہمنشیں دولت ہمیں بس — چو کاوم سینہ را لعلے برآرم

معانی ...... مرکب ختلی: ختلانی گھوڑا، اعلیٰ نسل کا گھوڑا۔ مرکب: سواری، گھوڑا۔ ختلی، ختلانی: ختل یا ختلان سے منسوب جو بدخشاں کے نواح میں ایک علاقہ ہے جہاں کے گھوڑے بہت مشہور ہیں۔ سوارم: میں سوار ہوں۔ نہ از وابستگان شہر یارم: نہ میں بادشاہ کے مصاحبوں اور درباریوں میں سے ہوں۔ ہمیں: یہی۔ بس: بہت، کافی۔ کاوم: میں کریدوں۔ لعلے: کوئی یاقوت، لعل۔ برآرم: نکالوں، باہر لاؤں۔ برآوردن: باہر لانا، نکالنا، باہر نکالنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہ میں ختلانی گھوڑے پر سوار ہوں نہ (کسی) بادشاہ کے درباریوں میں سے ہوں (عاشق بادشاہوں سے بے نیاز ہوتا ہے) اے دوست میرے لئے یہی دولت کافی ہے جب سینے کو کریدوں، یاقوت نکالوں۔ (میرے لئے یہی دولت کافی ہے کہ جب تنہائی میں فکر سخن (سینہ کاوی) کرتا ہوں تو نہایت بلند پایہ اور بیش قیمت اشعار (لعل) موزوں کر لیتا ہوں۔ یعنی جب میں فکر میں ڈوبتا ہوں معانی و مضامین کے موتی نکال لیتا ہوں)۔

۹۴ کمال زندگی خواہی؟ بیاموز — کشادن چشم و جز بر خود نہ بستن
فرو بردن جہاں را چوں دم آب

معانی ...... : کمال زندگی: زندگی کی تکمیل۔ خواہی: تو چاہتا ہے۔ بیاموز: سیکھ۔ کشادن: کھولنا۔ جز برخود نہ بستن: اپنے علاوہ کسی پر نہ موندنا، جمانا۔ چشم برخود بستن: بس خود کو دیکھنا۔ فرو بردن: نگلنا، گھونٹ بھرنا، گلے سے نیچے اتارنا۔ دم آب: پانی کا گھونٹ۔ طلسم زیر و بالا: پستی اور بلندی کا جادو، اونچ نیچ کا طلسم۔ در شکستن: توڑنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو زندگی کی تکمیل چاہتا ہے تو سیکھ آنکھ کھولنا اور اپنے علاوہ (کسی اور) پر نہ جمانا (اپنی خودی اور معرفت کے جوہر پر نگاہ رکھنا) دنیا کو پانی کے گھونٹ کی طرح اتار لینا (پی جانا) اور اس کی پستی اور بلندی کا طلسم توڑنا۔ جب خودی مستحکم ہو جاتی ہے تو ساری خارجی کائنات اس کے دل میں سما جاتی ہے۔ وہ کائنات سے بے نیاز ہو کر زمان و مکان پر حکمران ہو جاتا ہے۔ مرد مومن (عاشق) ساری کائنات کو اپنے دل میں اس طرح جذب کر لیتا ہے جس طرح ہم پانی کا گھونٹ حلق سے نیچے اتار لیتے ہیں۔ اقبال ایسی بات یوں کہتا ہے۔ کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے۔ مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق۔ آخری مصرع کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی خودی کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے وہ زمان و مکان پر حکمران ہو جاتا ہے۔

مہر و ماہ و انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

۹۵
تو می گوئی کہ آدم خاک زاد است ۔۔۔ اسیر عالم کون و فساد است
ولے فطرت ز اعجازے کہ دارد ۔۔۔ بنائے بحر بر جویش نہاد است

معانی ...... : اسیر عالم کون و فساد است: دنیا میں گرفتار ہے۔ عالم: دنیا۔ اعجازے: معجزہ۔ دارد: رکھتی ہے۔ بنائے بحر: سمندر کی بنیاد۔ جویش: اس کی ندی۔ نہاد است: رکھی ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کہتا ہے کہ انسان خاک زاد ہے (خاک سے پیدا ہوا ہے) اس بنتی بگڑتی (فتنہ فساد والی) دنیا میں گرفتار ہے (آدمی عالم کون و فساد کا قیدی ہے) لیکن فطرت نے اپنے خاص معجزے سے اس سمندر کی بنیاد اسی کی ندی پر رکھی ہے۔ دیکھنے میں آدمی کائنات کے مقابلے میں اتنا ہی چھوٹا ہے جتنی ندی سمندر کے مقابلے میں ہوتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ فطرت نے ساری کائنات کی بنیاد اسی کی ذات پر رکھی ہے۔ اگر آدم نہ ہوتا تو یہ کائنات بے مقصد ہو جاتی۔ آدم نہ ہوتا تو یہ کون کہتا کہ کائنات موجود ہے۔

۹۶
دل بیباک را ضرغام، رنگ است ۔۔۔ دل ترسندہ را آہو پلنگ است
اگر بیمے نداری بحر صحر است ۔۔۔ اگر ترسی بہر موجش نہنگ است

معانی ...... : دل بے باک: بے خوف دل۔ را: کو، کیلئے۔ ضرغام: شیر۔ رنگ: بھیڑ۔ دل ترسندہ: خوفزدہ، ڈرپوک دل۔ پلنگ: چیتا۔ بیمے: کوئی خوف، ڈر، دھڑکا۔ نداری: تو نہیں رکھتا، تو نہ رکھے۔ ترسی: تو ڈرتا ہے۔ بہر موجش: اس کی ہر موج میں۔ نہنگ: مگرمچھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : نڈر دل کیلئے شیر (بھی) بھیڑ ہے۔ ڈرپوک دل کو ہرن (بھی) چیتا ہے۔ اگر تیرے اندر خوف نہیں تو تیرے لئے سمندر بھی صحرا ہے۔ اگر تو ڈرتا ہے تو اس کی ہر موج میں تجھے مگرمچھ نظر آئے گا۔ ڈرپوک آدمی کیلئے ہر موج میں نہنگ پوشیدہ ہے۔ دنیا میں کامیابی وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جو بے خوف ہو۔

۹۷ ندانم بادہ ام یا ساغرم من — گہر دردامنم یا گوہرم من
چناں بینم چو بردل دیدہ بندم — کہ جانم دیگر است و دیگرم من

معانی ...... گہر دردامنم: دامن میں موتی رکھتا ہوں۔ چناں: ایسا۔ بینم: دیکھتا ہوں۔ چو: جب۔ بردل دیدہ بندم: دل پر آنکھیں گاڑتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نہیں جانتا (کہ) میں شراب ہوں یا شراب کا پیالہ ہوں۔ دامن میں موتی رکھتا ہوں یا (خود) موتی ہوں جب دل پر آنکھیں گاڑتا ہوں (تو کچھ) یوں دیکھتا ہوں کہ میری جان اور چیز ہے اور میں کچھ اور ہوں۔ (خودی اور چیز ہے اور روح حیوانی اور چیز ہے۔ روح حیوانی پر موت وارد ہوتی ہے لیکن خودی موت کی گرفت سے آزاد ہے۔ صرف وہی خودی موت کی گرفت سے آزاد ہے جو پختہ ہو چکی ہو۔ ع خودی چوں پختہ شد از مرگ پاک است۔

۹۸ تو گوئی طائرِ ما زیرِ دام است — پریدن برپر و بالش حرام است
زتن برجستہ ترشد معنیِ جاں — فسانِ خنجرِ ما از نیام است

معانی ...... : زیردام: جال میں پھنسا ہوا۔ پریدن: اڑنا۔ برپروبالش: اس کے پروں پر۔ برجستہ تر: اور بھی چست، ٹھیک، موزوں۔ معنیِ جاں۔ جان کا معنی، روح مضمون۔ فسانِ خنجرِ ما: ہمارے خنجر کی سان۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کہتا ہے ہمارا پرندہ جال میں پھنسا ہوا ہے (جسم کی قید میں ہے) اڑان اس کے پروں پر حرام ہے (پرواز ناممکن ہے) بدن سے روح کا مضمون اور بھی چست ہو گیا۔ (جان کے معنی تن کے لفظ ہی سے ابھرے ہیں)۔ ہمارے خنجر کی سان نیام سے ہے۔ (کہتے ہیں کہ خودی کیلئے یہ قید جسم بہت مبارک اور مفید ہے یہ تو اس کے حق میں وہی حکم رکھتی ہے جو فسان خنجر کے حق میں رکھتی ہے۔ خودی کی ذات کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے ماحول پر غالب آئے اور جب وہ غالب آئے (مسخر کرنے) کی کوشش کرتی ہے تو اسی کوشش سے اس کی ذات کا جوہر نمایاں ہوتا ہے)۔

۹۹ چساں زاید تمنا در دلِ ما؟ — چساں سوزد چراغِ منزلِ ما؟
بچشمِ ما کہ می بیند؟ چہ بیند؟ — چساں گنجید دل اندر گلِ ما؟

معانی ...... : چساں: کیسے، کس طرح۔ زاید: پیدا ہوتی ہے۔ دردلِ ما: ہمارے دل میں۔ سوزد: جلتا ہے۔ بچشمِ ما: ہماری آنکھ سے۔ کہ: کون۔ می بیند: دیکھتا ہے۔ چہ: کیا۔ گنجید: سمایا۔ اندر گلِ ما: ہماری مٹی میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارے دل میں آرزو کیسے پیدا ہوتی ہے؟ ہماری منزل کا چراغ کس طرح جلتا ہے؟ ہماری آنکھ میں سے کون دیکھتا رہتا ہے؟ کیا دیکھتا ہے؟ دل ہماری مٹی میں کس طرح سے سمایا۔ (عقل وعلم پر یہ بھید نہیں کھلتا جب کسی کو معرفت نفس حاصل ہو جائے تو یہ باتیں خود بخود سمجھ میں آجاتی ہیں)۔

۱۰۰ چو در جنت خرامیدم پس از مرگ — بچشمِ ایں زمین و آسماں بود
شکے باجانِ حیرانم در آویخت — جہاں بود آں کہ تصویرِ جہاں بود

معانی ...... : خرامیدم: میں ٹہلا، میں نے سیر کی۔ پس: بعد۔ بچشم: میری آنکھ میں۔ بود۔ تھا۔ شکے: ایک شبہ، ایک شک۔ در جانِ حیرانم: میری حیرت زدہ جان، روح میں۔ در آویخت: لٹک گیا، معلق ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مرنے کے بعد جب میں جنت میں گھوما پھرا میری آنکھوں میں یہ زمین اور آسمان تھا ایک شک میری حیران جان کے ساتھ شامل ہوگیا۔ (میری جان حیران شک میں مبتلا ہوگئی) کہ وہ دنیا تھی یا دنیا کی تصویر تھی۔ (اصل زندگی بعد از مرگ ہے دنیا کی زندگی اس کی ایک تصویر ہے)۔ اس رباعی کا مضمون قرآن حکیم کی اس آیت سے ماخوذ ہے۔ **وان الدار الاخرۃ لھی الحیوان** (64:29) ترجمہ: بیشک آخرت کی زندگی ہی حقیقی معنی میں زندگی ہے یہ دنیاوی زندگی تو محض کھیل تماشا ہے۔ **اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب لھو** (20:57) جان لو کہ بلاشبہ دنیا کی زندگی کھیل تماشا اور بے سود چیز ہے۔ یعنی اس لائق نہیں ہے کہ مومن اسے اپنا مقصود بنائے۔

۱۰۱ جہان ما کہ جز انگارہ نیست اسیر انقلاب صبح و شام است
زسوہان قضا ہموار گردد ہنوز ایں پیکر گل ناتمام است

معانی ...... : انگارہ: ادھورا نقش۔ انگاریدن: سوہان قضا: تقدیر کی ریتی۔ ہموار: ایک سا، برابر، صاف۔ گردد: ہوگا۔ ہنوز: اب تک، ابھی۔ پیکر گل: مٹی کا مجسمہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہماری دنیا جو ایک ادھورے نقش (نقش ناتمام) کے سوا (کچھ بھی) نہیں (عارضی اور ناتمام نقش ہے) صبح شام کی الٹ پلٹ (تبدیلی) میں گرفتار ہے (زمان و مکان میں مقید ہے) تقدیر کی ریتی سے یہ ہموار ہوگا ورنہ یہ مٹی کا پیکر ابھی تک ادھورا ہے۔ (جب اس کی تکمیل ہو جائے گی تو یہ ختم ہو جائے گا) کائنات تکمیل کی طرف حرکت کر رہی ہے۔ اقبال نے اسی خیال کو "بال جبریل" میں یوں قلم بند کیا ہے۔

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دمادم صدائے کن فیکون

۱۰۲ چساں اے آفتاب آسماں گرد بایں دوری بچشم من در آئی؟
بخاکی واصل واز خاکداں دور! تو اے مژگان گسل آخر کجائی؟

معانی ...... : چساں: کیسے، کس طرح۔ اے آفتاب آسماں گرد: اے آسمان کی سیر کرنے والے سورج۔ آفتاب: بایں دوری: اتنی دوری کے باوجود۔ بچشم من در آئی: تو میری آنکھ پر ظاہر ہوتا ہے۔ بخاکی: مٹی کے بنے ہوئے سے، خاکی کے ساتھ۔ واصل: ملا ہوا، ملنے والا۔ و: مگر۔ خاکدان: زمین، دنیا۔ اے مژگاں گسل: آنکھیں چندھیا دینے والے، کجائی: تو کہاں ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے آسمان کی سیر کرنے والے سورج کس طرح تو اتنی دوری کے باوجود میری آنکھوں پر روشن ہے۔ تو خاکی (آدم) سے واصل بھی ہے (ملا ہوا) اور اس خاکدان (دنیا) سے دور اے آنکھیں چندھیا دینے والے تو آخر کہاں ہے؟ نوٹ: خدا اگرچہ ذات کے لحاظ سے آدمی کے جسم سے کہیں باہر ہے لیکن اپنی صفات کے لحاظ سے اس میں جلوہ گر ہے۔

۱۰۳ تراش از تیشۂ خود جادۂ خویش براہ دیگراں رفتن عذاب است
گر از دست تو کار نادر آید گنا ہے ہم اگر باشد ثواب است

معانی ...... : تراش: کاٹ، چھیل۔ از تیشۂ خود: اپنے کلہاڑے سے۔ جادۂ خویش: اپنا راستہ، اپنی ڈگر۔ براہ دیگراں: دوسروں کیلئے۔ رفتن: چلنا۔ از دست تو: تیرے ہاتھ سے، کار نادر آید: انوکھا کام ہو جائے۔ ہم: بھی۔ باشد: ہو۔

ترجمہ و تشریح ...... اپنے تیشے سے اپنا راستہ خود بنا (دوسروں کا محتاج نہ بن) دوسروں کے راستے پر چلنا عذاب ہے۔ اگر تیرے ہاتھوں کوئی انوکھا کام ہو جائے وہ گناہ بھی ہو (تو) ثواب ہے۔

۱۰۴
بمنزل رہرو دل در نسازد — بآب و آتش و گل در نسازد
نہ پنداری کہ در تن آرمید است — کہ ایں دریا بساحل در نسازد

معانی ...... بمنزل: منزل سے۔ رہرو دل: دل کا مسافر۔ در نسازدہ: موافقت نہیں کرتا۔ نہ پنداری: تو یہ مت سمجھنا۔ خیال کرنا، آرمیداست: آرام کر رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... دل کا مسافر منزل سے میل نہیں رکھتا (منزل کو پسند نہیں کرتا)۔ پانی اور آگ اور مٹی سے موافقت پیدا نہیں کرتا۔ یہ مت سمجھ کہ (یہ) دل بدن کے اندر آرام کر رہا ہے کیونکہ یہ ایک ایسا دریا ہے جو کنارے سے پیوند نہیں رکھتا (ساحل کے اندر نہیں سماتا) ہر وقت جدوجہد کا متمنی ہے۔ عاشق (مومن) کی زندگی منزل (سکون) سے آشنا نہیں ہوتی۔

۱۰۵
بیابا شاہد فطرت نظر باز — چرا در گوشہ خلوت گزینی
ترا حق داد چشم پاک بینے — کہ از نورش نگاہے آفرینی

معانی ...... با: شاہد۔ فطرت: شاہد فطرت کے ساتھ، حسین فطرت سے۔ نظرباز: آنکھیں لڑا، آنکھیں چار کر، مشاہدہ کر۔ چرا: کس لئے۔ در گوشہ: ایک گوشے۔ خلوت گزینی: تو خلوت گزیں ہے۔ تنہائی پسند۔ حق داد: اللہ نے عطا کی۔ چشم پاک بینے: پاک بیں آنکھ، پاک نظر رکھنے والی، والا، دوسروں میں صرف اچھائی اور خوبی دیکھنے والی۔ از نورش: اس کے نور سے۔ آفرینی: تو پیدا کرے۔

ترجمہ و تشریح ...... آ شاہد (حسن) فطرت سے پر نگاہ ڈال تو کس لئے ایک گوشے میں اکیلا بیٹھا ہے۔ باہر نکل اور فطرت کا مطالعہ کر۔ تجھے اللہ نے پاک بیں آنکھ عطا کی ہے تاکہ تو اس کے نور سے نظر پیدا کرے۔

۱۰۶
میان آب و گل خلوت گزیدم — ز افلاطون و فارابی بریدم
نہ کردم از کسے دریوزہ چشم — جہاں راجز بچشم خود ندیدم

معانی ...... میان آب وگل: پانی اور مٹی کے درمیان۔ خلوت گزیدم: میں نے تنہائی اختیار کی۔ بریدم: میں نے کنارہ کیا۔ نکردم از کسے دریوزہ چشم: میں نے کسی سے آنکھوں کی بھیک نہیں مانگی، میں نے کسی نظر کا سوال نہیں کیا۔ جز بچشم خود: اپنی آنکھوں کے علاوہ۔

ترجمہ و تشریح ...... پانی اور مٹی کے بیچ میں نے تنہائی اختیار کی افلاطون اور فارابی سے کنارہ کیا (کیونکہ ان کی عقل مجھے اپنی معرفت نہیں کرا سکتی اپنی خودی کی پہچان کر لی) میں نے کسی سے دیکھنے کی بھیک نہیں مانگی دنیا کو بس اپنی ہی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

۱۰۷
ز آغاز خودی کس را خبر نیست — خودی در حلقہ شام و سحر نیست
ز خضر ایں نکتہ نادر شنیدم — کہ بحر از موج خود دیرینہ تر نیست

معانی ...... ز آغاز خودی: خودی کی ابتداء کی، خودی کے آغاز کے بارے میں۔ نکتہ نادر: عجیب، انوکھی بات۔ شنیدم: میں نے سنا۔ موج خود: اپنی موج۔ دیرینہ تر: زیادہ پرانا۔ خضرؑ: حضرت خضرؑ کی حکومت سمندروں پر ہے اور وہ بہت سی غیب کی باتوں کو جانتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... خودی کی ابتداء کے بارے میں کسی کو خبر نہیں خودی صبح و شام کے گھیرے میں نہیں ہے میں نے خضرؑ سے

یہ عجیب بات سنی کہ سمندر اپنی موج سے زیادہ پرانا نہیں۔ (خودی بھی خدا کی طرح قدیم ہے۔ جس طرح موج کی ہستی سمندر کی وجہ سے ہے اسی طرح خودی کا وجود بھی خدا سے ہے) خودی کا کوئی ذاتی مستقل وجود تو نہیں وہ پرتو ہے حسن مطلق (حق تعالیٰ) کی صفات کی تجلی کا، یہ تجلیات ازلی ہیں۔ اس لئے پرتو (خودی) بھی ازلی ہے۔

۱۰۸ دلا رمز حیات از غنچہ دریاب — حقیقت در مجازش بے حجاب است
زخاک تیرہ می روید و لیکن — نگاہش برشعاع آفتاب است

معانی ...... دلا: اے دل۔ دریاب: سمجھ، جان، حاصل کر۔ مجازش: اس کی تمثیل، مجاز، اعتبار۔ خاک تیرہ: اندھیری مٹی۔ خاک: مٹی۔ میروید: اگتا ہے۔ ولیکن: لیکن۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے دل زندگی کا بھید غنچے (کلی) سے سیکھ (سمجھ) اس کے مجاز میں حقیقت بے پردہ (بے نقاب) ہے۔ وہ اندھیری (تاریک) مٹی سے اگتا ہے لیکن اس کی نظر سورج کی کرن پر ہے۔ اس کی زندگی شگفتگی، رنگ، خوشبو آفتاب کی شعاعوں پر موقوف ہے یعنی زندگی عالم بالا سے آتی ہے۔

۱۰۹ فروغ او بہ بزم باغ و راغ است — گل از صہبائے او روشن ایاغ است
شب کس درجہاں تاریک نگذاشت — کہ در ہر دل زداغ او چراغ است

معانی ...... : فروغ او: اس کی روشنی، چمک دمک۔ بزم باغ و راغ: باغ اور صحرا کی محفل میں۔ صہبائے او: اس کی سرخ شراب۔ روشن ایاغ: روشن پیالہ۔ شب کس: کسی کی رات۔ نگذاشت: نہ چھوڑی۔ او: اس کے داغ سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : باغ اور صحرا کی محفل میں اس (اللہ تعالیٰ) کی روشنی ہے اس کی شراب سے پھول (جیسے) جگمگاتا ہوا پیالہ ہے اس نے دنیا میں کسی کی رات تاریک نہیں چھوڑی کہ اس کے (بخشے ہوئے) داغ سے ہر دل میں چراغ (روشن) ہے۔ (خدا کی صفات یا نور کی جلوہ گری کائنات کی ہر شے میں ہے)۔

۱۱۰ زخاک نرگستاں غنچہ رست — کہ خواب از چشم او شبنم فروشت
خودی از بے خودی آمد پدیدار — جہاں دریافت آخر آنچہ می جست

معانی ...... : خاک نرگستاں: نرگس کے باغ کی مٹی۔ رست: اگا۔ فروشت: دھوڈالی۔ آمد۔ پدیدار: ظاہر ہوئی۔ دریافت: اس نے پایا۔ آنچہ: جو کچھ۔ می جست: ڈھونڈتی تھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : نرگس باغ کی مٹی سے ایک ایسی کلی اگی کہ شبنم نے اس کی آنکھوں سے نیند دھوئی خودی بے خودی سے طلوع ہوئی دنیا جو کچھ ڈھونڈتی تھی آخر پالیا۔ (خودی مقصود کائنات ہے) *

۱۱۱ جہاں کز خود ندارد دستگاہے — بکوے آرزو می جست راہے
زآغوش عدم دز دیدہ بگریخت — گرفت اندر دل آدم پناہے

معانی ...... دستگاھے: کوئی قدرت، قوت، صلاحیت۔ بکوے آرزو: آرزو کی گلی میں۔ می جست: ڈھونڈتی تھی۔ زاہے: کوئی راستہ۔ زآغوش عدم: نیستی، عدم کے آغوش سے، دزدیدہ: چوری چھپے۔ بگریخت: بھاگی، فرار ہوئی۔ گرفت: اس نے پکڑی، حاصل کی۔ اندر دل آدم: آدم کے دل میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : دنیا جو خود سے (موجود ہونے کی) صلاحیت نہیں رکھتی آرزو کے کوچے میں راستہ ڈھونڈ رہی تھی۔عدم کے آغوش سے چوری چھپے بھاگ گئی اور آدم کے دل میں پناہ لے لی۔(کائنات کا وجود، دل آدم پر موقوف ہے یعنی اگر آدم کا وجود نہ ہوتا تو کائنات کا وجود متحقق نہیں ہو سکتا تھا)۔

۱۱۲ دل من راز دان جسم و جان است نہ پنداری اجل بر من گران است
چہ غم گریک جہاں گم شدز چشمم ہنوز اندر ضمیرم صد جہان است

معانی ...... : دل من سے: خودی مراد ہے۔نہ پنداری: تو مت سمجھ، مت سمجھنا۔گمان کرنا۔گراں: بھاری، ناگوار۔اندر ضمیرم: میرے دل میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا دل جسم اور روح کا رازداں ہے (خودی رازدان جسم و جان ہے) تو یہ گمان مت کر (کہ) موت مجھ پر بھاری ہے اگر میری آنکھ سے ایک جہان اوجھل ہو گیا تو کیا غم ابھی میرے دل میں سینکڑوں عالم ہیں۔اسی نکتہ کو اقبال نے ''ساقی نامہ'' میں یوں بیان کیا ہے۔

تری آگ اسی خاکدان سے نہیں
جہاں تجھ سے ہے تو جہان سے نہیں
جہاں اور بھی ہیں ابھی بے نمود
کہ خالی نہیں ہے ضمیر وجود
یہ ہے مقصد گردش روزگار
کہ تیری خودی تجھ پر ہو آشکار

۱۱۳ گل رعنا چومن در مشکلے ہست گرفتار طلسم محفلے ہست
زبان برگ او گویا نکردند ولے در سینہ چاکش دلے ہست

معانی ...... : گل رعنا: خوشنما پھول۔چومن: میری طرح۔در مشکلے: ایک بھاری مشکل میں۔ہست: ہے۔گرفتار طلسم محفلے: ایک محفل کے جادو میں گرفتار۔طلسم: جادو۔زبان برگ او: اس کی پنکھڑی کی زبان۔گویا: بولنے والی۔نکردند: انہوں نے نہیں کیا، خدا نے نہیں کیا۔ولے: لیکن۔در سینہ چاکش: اس کے چاک چاک سینے میں۔دلے: ایک دل۔

ترجمہ و تشریح ...... : (یہ) خوشنما پھول (بھی) میری طرح مشکل میں ہے وہ بھی محفل کے جادو میں گرفتار ہے خدا نے اس کی پنکھڑی کو گویائی نہیں دی لیکن اس کے چاک چاک سینے میں ایک دل ہے۔نوٹ: گل (عالم نبات) بھی ہماری (عالم حیوانات) کی طرح ہستی باری تعالیٰ پر دلیل ہے۔اگر اس دلیل کو لفظوں میں بیان کرنے کی قوت نہ ہمیں حاصل ہے نہ اس کو۔ع جو سمجھ میں آ گیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا۔

۱۱۴ مزاج لالہ خورد شناسم بشاخ اندر گلاں رابو شناسم
ازاں دارد مرا مرغ چمن دوست مقام نغمہ ہائے اوشناسم

معانی ...... : مزاج لالہ خودرو: آپ ہی آپ اگنے والے لالے کا مزاج۔ عادت۔ شناسم: پہچانتا ہوں۔ بشاخ اندر: شاخ کے اندر، ٹہنی کے بیچ۔ بوشناسم: سونگھ لیتا ہوں۔ ازاں: اس لئے۔ دارد: رکھتا ہے۔ مقام نغمہ ہائے او: اس کے نغموں کا مقام، اس کے گیتوں کی لے۔ مقام: موسیقی کی ایک اصلاح۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں آپ ہی آپ اگنے والے لالے کا مزاج جانتا (پہچانتا) ہوں میں ٹہنی کے اندر پھولوں کی خوشبو محسوس کرتا ہوں۔ چمن کا پرندہ مجھے اس لئے اپنا دوست سمجھتا ہے کہ میں اس کے نغموں کی لے پہچانتا ہوں۔ (باغ) دنیا کی ہر شے خواہ وہ پھول ہو یا پرندہ کسی پوشیدہ باغ کے نور یا صفت تخلیق کا کرشمہ ہے۔ میں اسی صفت سے اس کی ذات کی طرف رجوع کرتا ہوں میں کائنات کی حقیقت سے آگاہ ہوں کہ وہ کچھ نہیں ہے مگر اس ذات پاک کی جلوہ گری ہے۔ وہ لالہ کے داغ میں پوشیدہ ہے وہی گلوں میں خوشبو بن کر مہک رہا ہے۔ وہی بلبل کو نغمہ سرائی پر اکسا رہا ہے۔ وہی نغمہ کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔

۱۱۵ جہاں یک نغمہ زار آرزوے ‏ ‏ ‏ بم و زیرش ز تار آرزوے
بچشم ہرچہ ہست و بود و باشد ‏ ‏ ‏ دمے از روزگار آرزوے

معانی ...... : یک نغمہ زار آرزوے: آرزو کا ایک گیت جھرنا۔ نغمہ پیدا کرنے والا ساز، ایسی جگہ جو نغموں سے بھری ہوئی ہو، جاں نغمے پھوٹتے ہوں۔ بم و زیرش: اس کا اتار چڑھاؤ۔ بچشم: میری آنکھ میں۔ ہر چہ: جو کچھ۔ ہست: ہے، موجود ہے۔ بود: تھا، موجود تھا۔ باشد: ہوگا۔ دمے: ایک پل، ایک لمحہ۔ از روزگار آرزوے: تمنا کے زمانے کا۔

ترجمہ و تشریح ...... : دنیا آرزو کا ایک نغمہ راز ہے آرزو کے تار سے اس کا اتار چڑھاؤ وابستہ ہے۔ میری نظر میں ہر گزشتہ اور موجودہ اور آئندہ تمنا کے زمانے کا ایک پل ہے۔

۱۱۶ دل من بے قرار آرزوے ‏ ‏ ‏ درون سینہ من ہائے و ہوے
سخن اے ہمنشیں از من چہ خواہی ‏ ‏ ‏ کہ من باخویش دارم گفتگوے

معانی ...... : بے قرار آرزوے: ایک آرزو (کی وجہ) سے بے چین۔ درون سینہ من: میرے سینے کے اندر۔ ہائے و ہوے: ہوحق، ہاہو، ہنگامہ، شور شرابا، نالہ و فریاد۔ سخن: بات، کلام، گفتگو۔ از من: مجھ سے۔ چہ خواہی: تو کیا چاہتا ہے۔ باخویش: اپنے ساتھ، اپنے آپ سے۔ دارم: میں رکھتا ہوں، مشغول ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا دل آرزو (کی شدت) سے بے قرار ہے۔ میرے سینے میں ہا و ہو (کا ہنگامہ) بپا ہے۔ اے ہمنشیں تو مجھ سے کلام کی کیا توقع رکھتا ہے؟ کہ میں تو اپنے آپ سے گفتگو میں مشغول ہوں۔ (عشق کی خاصیت یہ ہے کہ وہ عاشق کو دنیا اور علائق دینوی دونوں سے بے نیاز کر دیتا ہے)۔

۱۱۷ دوام ماز سوز ناتمام است ‏ ‏ ‏ چو ماہی جز تپش بر ما حرام است
مجو ساحل کہ در آغوش ساحل ‏ ‏ ‏ تپید یک دم و مرگ دوام است

معانی ...... : دوام ما: ہماری، ہمیشگی۔ سوز ناتمام: ادھوری تپش۔ چو ماہی: مچھلی کی طرح۔ جز: سوائے، علاوہ۔ تپش: گرمی، تڑپ۔ مجو: مت ڈھونڈ، مت تلاش کر۔ تپید یک دم: ایک پل کی تڑپ۔ تپید: تڑپ۔ مرگ دوام: ہمیشہ کی موت۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارا دوام سوز ناتمام سے ہے۔ مچھلی کی طرح ہم پر تڑپ کے علاوہ (ہر چیز) حرام ہے کنارہ مت ڈھونڈ

کہ کنارے کی آغوش میں پل بھر کی تڑپ پھڑک ہے اور (پھر) ہمیشہ کی موت ہے۔ زندگی فراق میں ہے جدوجہد میں ہے وصل اور سکون میں نہیں۔ ابدی زندگی (دوام) سوزِ ناتمام پر موقوف ہے۔ وصال تو موت کا مترادف ہے۔

تو نہ شناسی ہنوز شوق بمیرو ز وصل
چیست حیات دوام سوختن ناتمام
سمجھتا ہے تو راز زندگی
فقط ذوق پرواز ہے زندگی
(اقبال)

۱۱۸ مرنج از برہمن اے واعظ شہر گر از ما سجدہ پیش بتاں خو است
خدا اے ما کہ خود صور تگری کرد بتے را سجدہ از قدسیاں خو است

معانی ...... : مرنج: نہ بگڑ، خفا مت ہو۔ سجدہ: ایک سجدہ۔ پیش بتاں: بتوں کے آگے۔ خواست: اس نے چاہا، طلب کیا۔ صورت گری کرد: اس نے صورت گری کی۔ صورت گری کردن: صورت بنانا۔ از قدسیاں: فرشتوں سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے واعظِ شہر برہمن سے خفا مت ہو اگر اس نے ہم سے بتوں کے آگے ماتھا ٹیکنے کی خواہش کی ہمارا رب کہ (جس نے) خود صورت گری کی (اس نے بھی) فرشتوں سے ایک بت کو سجدہ طلب کیا (آدمؑ کے سجدے کی طرف اشارہ ہے)۔

۱۱۹ حکیماں گرچہ صد پیکر شکستند مقیم سومنات بود و ہستند
چساں افرشتہ ویزداں بگیرند ہنوز آدم بفترا کے نہ بستند

معانی ...... : حکیماں: حکیم کی جمع، فلسفی۔ شکستند: انہوں نے توڑے۔ مقیم سومنات بود و ہستند: عارضی موجودات کے سومنات میں رہتے ہیں، ظاہری دنیا میں رکے ہوئے ہیں۔ چساں: کس طرح، کیسے۔ افرشتہ: فرشتہ۔ یزداں: خدا۔ بگیرند: وہ پکڑیں، سمجھیں۔ ہنوز: اب تک۔ آدم: آدمی۔ بفترا کے: شکار بند میں۔ لگے ہوئے تسمے یا چمڑے کے پتے جو شکار کو باندھنے کے کام آتے ہیں۔ نہ بستند: انہوں نے نہیں باندھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگرچہ فلسفیوں نے سینکڑوں بت توڑے (پھر بھی وہ) ہست و بود کے سومنات میں پڑے ہوئے ہیں۔ فرشتے اور خدا کو کس طرح گرفت میں لائیں انہوں نے ابھی آدمی ہی کو فتراک میں نہیں باندھا۔ (جب تک فلسفی حقیقت آدمی کی پہچان نہیں کرتا، خدا کی پہچان نہیں کر سکتا۔ فلسفی کی رسائی بارگاہ الٰہی تک نہیں ہو سکتی۔ بقول اکبر۔ فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں۔ ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں۔

۱۲۰ جہاں ہا روید از مشت گل من بیا سرمایہ گیر از حاصل من
غلط کر دی رہ سر منزل دوست دمے گم شو بصحرائے دل من

معانی ...... : جہانہا: جہان کی جمع، دنیائیں، کائنات۔ روید: اگتا ہے۔ رستن: اگنا۔ از مشت گل من: میری مٹھی بھر مٹی سے۔ سرمایہ: دولت، متاع۔ گیر: پکڑ، حاصل کر۔ گرفتن: پکڑنا، حاصل کرنا۔ از حاصل من: میری کھیتی سے، میری فصل سے۔ از:

سے، حاصل۔ کھیتی: باغ، فصل۔ غلط کردی: تو نے کھودی، گم کردی۔ غلط کردن: کھو دینا، گم کردینا۔ رہ سر: منزل دوست، دوست کی منزل کا راستہ۔ رہ: راہ، راستہ۔ سرمنزل: مقام، منزل، دوست۔ دمے: پل بھر۔ گم شو: کھوجا، گم ہوجا۔ بصحرائے دل من: میرے دل کے صحرا میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری مشت خاک (خاک بدن) سے کئی جہان پیدا ہوتے ہیں تو بھی میری کھیتی سے فصل انبار کر (کچھ فائدہ اٹھا) تو نے دوست کی منزل کا راستہ گم کردیا پل بھر کو میرے دل کے صحرا میں کھوجا (تا کہ تجھے راہنمائی حاصل ہو) اگر خدا سے ملنے کی آرزو ہے تو اسے خارج میں تلاش کرنے کی بجائے دل میں تلاش کرو بالفاظ دگر اپنے آپ کو اپنے دل کی دنیا میں گم کردے۔

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانہ دل کے مکینوں میں
(اقبال)

۱۲۱ ہزاروں سال بافطرت نشستم — باو پیوستم و از خود گسستم
ولیکن سرگزشتم ایں دو حرف است — تراشیدم، پرستیدم، شکستم

معانی ...... : بافطرت: کائنات کے ساتھ۔ نشستم: میں بیٹھا، میں رہا۔ باو: اس کے ساتھ۔ پیوستم: میں مل گیا، جڑ گیا۔ ازخود: اپنے آپ سے۔ گسستم: میں جدا ہوگیا، دور ہوگیا، ٹوٹ گیا۔ ولیکن: لیکن۔ سرگزشتم: میرا ماجرا۔ ایں دو حرف است: یہ دو حرف ہیں، بس اتنا سا ہے۔ تراشیدم: میں نے پوجا۔ شکستم: میں نے توڑا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں ہزاروں برس فطرت کے ساتھ رہا ہوں۔ اس میں پیوست اور خود سے جدا ہوا لیکن میرا ماجرا ان دو حرفوں میں آجاتا ہے میں نے بت تراشا، میں نے پوجا، میں نے توڑا۔ (عقل پرستی سے اطمینان قلب حاصل نہیں ہوسکتا) انسان نے ہر دور میں کچھ نظریات وضع کئے ان کو صحیح سمجھ کر ان کی پیروی (پرستش) کی آخر کار ان کی غلطی آشکار ہوگئی تو انہیں مردود قرار دے دیا (یعنی اپنے بنائے ہوئے بتوں کو خود ہی پاش پاش کردیا)۔

۱۲۲ بہ پہنائے ازل پر می کشودم — زبند آب و گل بیگانہ بودم
بچشم تو بہائے من بلند است — کہ آوردی بباز ار وجودم

معانی ...... : بہ پہنائے ازل: ازل کے پھیلاؤ میں۔ پرمی کشودم: میں پر کھولتا تھا، میں اڑتا تھا۔ زبند آب وگل: پانی اور مٹی کی قید۔ بہائے من: میرا اصول۔ آوردی: تو لایا۔ ببازار وجودم: مجھے وجود کے بازار میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے ازل کی وسعتوں میں پر کھولے۔ میں مٹی اور پانی کی قید سے انجان (آزاد) تھا تیری نظر میں میری قیمت گراں (اونچی) تھی۔ اسی لئے تو مجھے وجود کے بازار میں لایا۔ اس رباعی کا مضمون قرآن حکیم کی اس آیت سے ماخوذ ہے **انی جاعل فی الارض خلیفہ**۔ جب خدا نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا نائب مقرر کرنے والا ہوں پس اپنا نائب بنا کر زمین پر بھیج دیا۔

۱۲۳ درون من ہمہ جلوہ افکار ایں چیست! — برون من ہمہ اسرار ایں چیست!
بفرما اے حکیم نکتہ پرداز — بدن آسودہ، جاں سیار ایں چیست!

معانی ...... : درونم: میرے اندر، میرے باطن میں۔ جلوہ افکار: افکار کا جلوہ۔ ایں چیست: یہ کیا ہے۔ برون من: میرے باہر۔ ہمہ تمام: سب کا سب۔ اسرار: سر کی جمع، راز، بھید۔ بفرما: تو فرما۔ حکیم نکتہ پرداز: بات کی تہ تک پہنچنے والا۔ فلفی: آسودہ، ٹھہرا ہوا، ساکت۔ سیار: سیر کرنے والی، گھومنے والی، گردش کرنے والی۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے اندر افکار کی روشنی! یہ کیا ہے؟ میرے باہر سب کا سب راز! یہ کیا ہے؟ (میں راز کو نہیں پا سکا) اے نکتہ پرداز فلفی (یہ تو) فرما (بتا) بدن ساکن (اور) روح سیلانی! یہ کیا ہے؟ (ان دونوں میں ربط کے راز کی بات فلفی کو معلوم نہیں) مشد رومی اس بات کو یوں کہتے ہیں۔ ؎

خشک تار و خشک چوب و خشک پوست
از کجا می آید ایں آواز دوشت!

۱۲۴ بخود نازم گد اے بے نیازم — تپم، سوزم، گدازم، نے نوازم
ترا از نغمہ در آتش نشاندم — سکندر فطرتم، آئینہ سازم

معانی ...... : بخود نازم: میں خود پر فخر کرتا ہوں۔ گدا ے بے نیازم: بے نیاز فقیر ہوں۔ تپم: تڑپتا ہوں۔ سوزم: جلتا ہوں۔ گدازم: پگھلتا ہوں۔ نے نوازم: مرلی بجاتا ہوں۔ در آتش نشاندم: میں نے آگ میں جھونک دیا، میں نے بے قرار رکھا۔ سکندر فطرتم: میں سکندر جیسی فطرت رکھتا ہوں۔ آئینہ سازم: آئینہ بناتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں بے نیاز فقیر ہوں اپنے آپ پر نازاں ہوں تڑپتا ہوں جلتا ہوں پگھلتا ہوں مرلی بجاتا ہوں اور اس کی لے سے تجھے آگ میں جھونک دیا میں فطرت کا سکندر ہوں (تجھے) آئینہ بناتا ہوں۔ نوٹ: چوتھے مصرعے میں اقبال نے آئینہ کی رعایت سے اپنی ذات کو سکندر سے تشبیہ دی ہے جس سے بڑی شاعرانہ خوبی پیدا ہوگئی ہے۔

۱۲۵ اگر آگاہی از کیف و کم خویش — یمے تعمیر کن از شبنم خویش
دلا دریوزہ مہتاب تا کے! — شب خود را برافروز از دم خویش

معانی ...... : آگاہی: تو واقف ہے۔ از کیف و کم خویش: اپنی کیفیت اور کمیت سے۔ یمے: ایک سمندر، دریا۔ تعمیر کن: تعمیر کر، بنا۔ از شبنم خویش: اپنی شبنم سے۔ دلا: اے دل۔ دریوزہ مہتاب: چاند کی گدائی۔ دریوزہ: بھیک، گدائی۔ تا کے: کب تک۔ شب خود را: اپنی رات کو۔ برافروز: روشن کر، از دم خویش: اپنے دم سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تو اپنے کیف و کم سے واقف ہے (تو) اپنی اوس (شبنم) سے دریا تعمیر کر اے دل! چاند کی گدائی کب تک! اپنی رات کو اپنے دم (آہ) سے رشن کر (تو اپنی خودی کو مستحکم کر لے تاکہ غیروں کے سہارے سے بے نیاز ہو جائے۔

تو اے مسافر شب خود چراغ بن اپنا
کر اپنی رات کو داغ جگر سے نورانی

۱۲۶ چہ غم داری، حیات دل زدم نیست — کہ دل در حلقہ بود و عدم نیست
مخور اے کم نظر اندیشہ مرگ — اگر دم رفت دل باقی ست غم نیست

معانی ...... : چہ غم داری: تو کیا غم رکھتا ہے۔ زدم نیست: سانس سے نہیں ہے۔ در حلقہ بود و عدم: ہستی اور نیستی کے حلقے

میں۔مخور:مت کھا۔اے کم نظر:اے غافل، نادان، بے خبر۔رفت:وہ کوچ کر گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو غمگین کیوں ہے؟ دل کی زندگی سانس (کی آمد و رفت) سے نہیں ہے کیونکہ دل ہونے اور نہ ہونے کے گھیرے میں نہیں ہے اے غافل موت کا خوف مت کھا سانس اگر کوچ کر گئی (تو) غم نہیں دل (تو) باقی ہے۔(دل فنا سے بالاتر ہے یہ ایک حقیقت ابدی ہے)۔

۱۲۷ تو اے دل تا نشینی در کنارم ‏ ز تشریف شہاں خوشتر گلیم

درون سینہ ام باشی پس از مرگ؟ ‏ من از دست تو در امید و بیم

معانی ...... : تا:جب تک۔نشینی:تو رہے گا۔در کنارم:میرے آغوش میں، میری بغل میں۔ز تشریف شہاں:بادشاہوں کی خلعت سے۔خوشتر:زیادہ اچھی، بہتر۔گلیم:میری کملی۔درون سینہ ام:میرے سینے میں۔باشی:تو رہے گا۔از دست تو:تیرے ہاتھوں۔در امید و بیم:امید اور بیم میں ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے دل تو جب تک میرے پہلو میں ہے میری کملی (گودڑی) بادشاہوں کی خلعت (لباس) سے اچھی (بہتر) ہے (کیا) تو موت کے بعد (بھی) میرے سینے میں رہے گا؟ میں تیرے ہاتھوں (اسی) امید و بیم میں ہوں۔

۱۲۸ ز من گو صوفیان با صفا را ‏ خدا جویان معنی آشنا را

غلام ہمت آں خود پرستم ‏ کہ با نور خودی بیند خدا را

معانی ...... : ز من:میری طرف سے۔گو:کہہ۔صوفیان با صفا را:پاک دل صوفیوں سے۔خدا جویان معنی آشنا را:خدا کو ڈھونڈنے والے درویشوں (عارفوں) سے۔غلام ہمت آں خود پرستم:میں اس خود پرست کی ہمت کا غلام ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری طرف سے پاک باطن صوفیوں سے کہنا (یعنی) خدا کو ڈھونڈنے والے عارفوں سے میں (تو) اس خود پرست کی ہمت کا بندہ ہوں جو خدا کو خودی کے نور سے دیکھتا ہے۔مراد ہے خود بینی سے خدا بینی تک پہنچو جس نے خود کو پالیا اس نے خدا کو پالیا۔اصل کے لحاظ سے خودی اور خدا میں کوئی فرق نہیں۔

۱۲۹ چو نرگس ایں چمن نادیدہ مگذر ‏ چو بو در غنچہ پیچیدہ مگذر

ترا حق دیدہ روشن ترے داد ‏ خرد بیدار و دل خوابیدہ مگذر

معانی ...... : چو نرگس:نرگس کی طرح۔ایں چمن نادیدہ مگذر:یہ چمن دیکھے بغیر مت گزر۔چو بو:خوشبو کی طرح۔در غنچہ:کسی کلی میں۔پیچیدہ:لپٹا ہوا، بل کھایا ہوا۔خرد بیدار:جاگتی ہوئی عقل کے ساتھ۔و:مگر۔دل خوابیدہ:سوئے ہوئے دل کے ساتھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : نرگس (جو آنکھ تو رکھتی ہے لیکن دیکھ نہیں سکتی) کی طرح یہ چمن بغیر دیکھے نہ گزر (اس کا مطالعہ کرو اور اسے سمجھو) خوشبو کی طرح کسی کلی میں بل کھا کر نہ گزر۔تجھے خدا نے ایک خوب روشن آنکھ بخشی ہے بیدار عقل مگر خوابیدہ دل کے ساتھ مت گزر۔(صرف عقل ہی کو سب کچھ نہ سمجھ دل بیدار بھی حاصل کر)۔

دل بیدار پیدا کر دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری
(اقبال)

۱۳۰ تراشیدم صنم بر صورت خویش — بشکل خود خدارا نقش بستم
مرا از خود بروں رفتن محال است — بہر رنگے کہ ہستم، خود پرستم

معانی ...... : تراشیدم: میں نے تراشا۔ برصورت خویش: اپنی صورت پر۔ نقش بستم: میں نے تصور کیا، خیال باندھا۔ رفتن: جانا۔ بہر رنگے: ہر رنگ میں، جس بھی رنگ میں۔ ہستم: میں ہوں۔ خود پرستم: خودکو پوجنے والا ہوں۔ پرستش کرنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے اپنی صورت پر بت تراشا خدا کو (بھی) اپنی شکل میں تصور کیا میرے لئے اپنے آپ سے باہر نکلنا ممکن نہیں میں جس رنگ میں بھی ہوں خود پرست ہوں۔ (انسان جب تک معرفت سے بیگانہ ہے خدا پرستی کے پردہ میں خود پرستی کرتا رہتا ہے)۔

۱۳۱ بہ شبنم غنچہ نورستہ می گفت — نگاہ ماچمن زاداں رسا نیست
دراں پہنا کہ صد خورشید دارد — تمیز پست و بالا ہست یا نیست؟

معانی ...... : می گفت: کہتا تھا۔ نگاہ ماچمن زاداں: ہم چمن زادوں کی نگاہ۔ چمن زاداں: چمن میں پیدا ہونے والے۔ رسا: پہنچ رکھنے والی۔ دراں پہنا: اس وسعت میں۔ دارد: رکھتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تازہ تازہ کھلی ہوئی کلی نے شبنم سے کہا ہم چمن زادوں کی نگاہ پہنچ نہیں رکھتی (نگاہ حقیقت تک نہیں پہنچتی) اس وسعت میں جہاں سینکڑوں سورج ہیں پست و بلند کا فرق ہے یا نہیں ہے؟

۱۳۲ زمیں را راز دانِ آسماں گیر — مکاں را شرح رمز لامکاں گیر
پرد ہر ذرہ سوے منزل دوست — نشان راہ از ریگ رواں گیر

معانی ...... : گیر: تو سمجھ۔ مکان: کائنات، دنیا، وہ امر یا شے جس سے دوسری شے قائم ہو، ہر وہ جگہ جہاں مادی اوصاف پائے جائیں۔ شرح رمز لامکاں: لامکاں کے بھید کی شرح۔ رمز: راز، بھید۔ پرد: اڑتا ہے۔ نشان راہ: راستے کا سراغ، پتہ۔ از ریگ رواں: بہتی اڑتی ہوئی ریت سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : زمین کو آسمان کا راز داں سمجھ، مکاں کو لامکاں کے معنی کی شرح خیال کر۔ ہر ذرہ منزل دوست کی طرف اڑان میں ہے۔ تو اڑتی ہوئی ریت سے راستے کا نشان پوچھ۔ (ہر ذرہ میں خدا کی صفات کی جلوہ گری ہے اور یہ جلوہ گری خود آدمی میں بھی ہے ان صفات کی پہچان سے ذات کا عرفان ہو سکتا ہے)۔ دوسرے شعر کے دو مطلب ہو سکتے ہیں پہلا مطلب یہ ہے کہ ہر ذرہ اس کی ہستی پر گواہی دے رہا ہے دوسرا مطلب یہ ہے عشق الٰہی کا جذبہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں پوشیدہ ہے کیونکہ یہ جذبہ ہی تو باعث ایجاد عالم ہے۔

دردو عالم ہر کجا آثار عشق
ابن آدم سر از اسرار عشق

۱۳۳ ضمیر کن فکاں غیر از توکس نیست — نشان بے نشاں غیر از توکس نیست
قدم بیباک تر نہ دررہ زیست — بہ پہنائے جہاں غیر از توکس نیست

معانی ...... : ضمیر کن فکاں: تخلیق کا راز۔ تمام موجودات۔ کن: ہو جا، اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات کو اس کلمے سے پیدا فرمایا۔ فکاں: پس ہو گیا۔ غیر از تو: تیرے سوا۔ تیرے علاوہ۔ نشان بے نشاں: بے نشان کا نشان، بالکل چھپے ہوئے کا سراغ۔ بالکل

چھپا ہوا یعنی خدا جس کی طرف اشارہ نہ کیا جا سکے۔ قدم بے باک تر نہ: بالکل بے جھجک قدم رکھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : تخلیق کا بھید تیرے سوا کوئی نہیں ہے (خدا نے جب کائنات پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کن (ہو جا) فیکون (وہ ہو گئی) وجود میں آ گئی۔ بے نشاں کا نشاں تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ زندگی کے راستے میں اور زیادہ بے جھجک قدم رکھ کائنات کی وسعت میں بس تو ہے اور کوئی نہیں (اس کائنات میں تیرے سوا اور کوئی ہستی موجود نہیں ہے)۔

۱۳۴ زمیں خاک در میخانہ ما فلک یک گردش پیمانہ ما

حدیث سوز و ساز مادر از است جہاں دیباچہ افسانہ ما

معانی ...... : گردش پیمانہ ما: ہمارے پیالے کا دور۔ حدیث سوز و ساز ما: ہماری تپش اور مستی کا بیان۔ دیباچہ افسانہ ما: ہماری سرگزشت کا ابتدائیہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : زمین ہمارے میخانے کی چوکھٹ کی مٹی ہے آسمان ہمارے پیالے کا ایک دور (گردش) ہے ہماری تپش اور مستی کا بیان لمبا (طویل) ہے۔ یہ جہان تو ہمارے افسانے کی محض تمہید ہے۔ (مراد ہے کائنات آدمی کی محتاج ہے آدمی اس کا محتاج نہیں کائنات میں جو کچھ ہے وہ آدمی کیلئے ہی ہے آدمی کی زندگی اس کائنات تک محدود نہیں یہ تو کسی آنے والی زندگی کا پیش خیمہ ہے۔ یہ کائنات خودی کی پہلی منزل ہے۔ اس بات کو اقبال نے یوں بھی کہا ہے۔

خودی کی ہے یہ منزل اولیں
مسافر یہ تیرا نشیمن نہیں

۱۳۵ سکندر رفت و شمشیر و علم رفت خراج شہر و گنج کان و یم رفت

امم را از شہاں پایندہ ترداں نمی بینی کہ ایراں ماند و جم رفت ؟

معانی ...... : رفت: وہ گیا۔ علم: جھنڈا، نشان۔ خراج شہر: سلطنت کا شہر۔ گنج کان و یم: کان اور سمندر کا خزانہ۔ امم: امت کی جمع، قومیں۔ نمی بینی: کیا تو نہیں دیکھتا۔ ماند: رہ گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : سکندر چلا گیا اور تلوار اور علم بھی اس کے ساتھ گئے۔ (یعنی شان و شوکت بھی چلی گئی)۔ سلطنت کا خراج اور زمین اور سمندر کا خزانہ گیا۔ قوموں کو بادشاہوں سے زیادہ پائندہ سمجھ کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایران رہ گیا اور جمشید رخصت (ختم) ہو گیا۔ (قوموں کی زندگی افراد کی زندگی سے بہت زیادہ دیرپا ہوتی ہے دیکھو جمشید کا کہیں پتہ نہیں لیکن ملک ایران بدستور دنیا میں موجود ہے)۔

۱۳۶ ربودی دل ز چاک سینہ من بغارت بردہ گنجینہ من

متاع آرزویم باکہ دادی ؟ چہ کردی باغم دیرینہ من ؟

معانی ...... : ربودی: تو نے اچک لیا، کھینچ لیا۔ ز چاک سینہ من: میرے سینے کے چاک۔ بغارت: لوٹ میں، یلغار میں۔ بردہ: تو لے گیا۔ گنجینہ من: میرا خزانہ۔ متاع آرزویم: میری آرزو کی پونجی۔ باکہ: کس کو۔ کسے۔ دادی: تو نے دی۔ کردی: تو نے کیا۔ میرے پرانے غم کے ساتھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے سینے کو چاک کر کے تو نے اندر سے دل لوٹ لیا تو نے میرا خزانہ لوٹ لیا میری آرزو کی پونجی تو نے کسے دے دی؟ میرے دیرینہ (پرانے) غم کے ساتھ تو نے کیا کیا؟ عاشق کی نگاہ میں "غم دیرینہ" سب سے زیادہ قیمتی شے ہے یعنی

عاشق کبھی بھی غم عشق سے آزاد نہیں ہوسکتا۔

۱۳۷ زپیش من جہان رنگ و بورفت زمین و آسمان و چار سو رفت
تو رفتی اے دل از ہنگامہ او ؟ ویا از خلوت آباد تو او رفت ؟

معانی ...... : زپیش من: میرے سامنے سے۔ جہان رنگ و بو: رنگ اور خوشبو کا عالم، رفت: گئی، اوجھل ہوگئی۔ چار سو: چاروں طرف، چار سمتیں۔ تو رفتی: تو گیا، تو نکل گیا۔ ویا: یا، یا پھر۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے سامنے سے یہ جہان رنگ و بو اوجھل ہوگیا (باقی نہیں)۔ (میرے لئے اس جہان کی رونق ختم ہوگئی)۔ زمین و آسمان اور چار سو گم ہوگئے۔ اے دل۔ تو اس جہان کے ہنگامے سے چلا آیا ہے۔ یا وہ تیری خلوت سے نکل گیا ہے۔ کائنات کی رونق غم جاناں کی بدولت ہے۔ کائنات کی رونق محبوب یا اس کے عشق کے دم سے وابستہ ہے اگر عاشق کے دل سے اس کا تصور مٹ جائے تو ساری کائنات بیکار ہے۔ غم گیا، رونق حیات گئی۔ دل گیا، ساری کائنات گئی۔

۱۳۸ مرا از پردہ ساز آگہی نیست ولے دانم نوائے زندگی چیست
سر و دم آنچناں در شاخساراں گل از مرغ چمن پرسد کہ ایں کیست ؟

معانی ...... : از پردہ ساز: ساز کے سر سے۔ سرودم: میں نے گایا۔ آنچناں: اس طرح، ایسے۔ در شاخساراں: شاخساروں میں۔ پرسد: پوچھتا ہے۔ کیست: کون ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے پردہ ساز اسرار کائنات سے واقفیت نہیں ہے لیکن میں جانتا ہوں زندگی کا نغمہ کیا ہے؟ (زندگی کی حقیقت اور اسرار و رموز کو جانتا ہوں) میں نے پیڑوں کے جھنڈ میں ایسا گیت گایا (کہ) پھول مرغ چمن (باغ کے پرندے) سے پوچھتا ہے کہ یہ کون ہے؟ (مراد ہے میری شاعری کا انداز دوسروں کی شاعری سے مختلف ہے میں نے ولولہ اور زندگی کی شاعری کی ہے)۔

۱۳۹ نوا مستانہ در محفل زدم من شرار زندگی بر گل زدم من
دل از نور خرد کردم ضیا گیر خرد را بر عیار دل زدم من

معانی ...... : مستانہ: مستوں، متوالوں کی طرح۔ زدم من: میں نے چھیڑا، الاپا، گایا۔ شرار زندگی: زندگی کی چنگاری۔ زدم من: میں نے پھونکی۔ از نور خرد: عقل کے نور سے، خرد کی روشنی سے۔ کردم: میں نے کیا۔ ضیاء گیر: روشن، روشنی اخذ کرنے والا۔ بر عیار دل زدم من: میں نے دل کی کسوٹی پر رکھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے محفل میں مستانہ وار نغمہ چھیڑا مٹی (کے پتلوں) میں زندگی کی چنگاری پھونکی (مراد ایسی شاعری تخلیق کی ہے جس سے مردہ قوم کی زندگی میں شرارہ پیدا ہوا)۔ میں نے عقل کے نور سے دل کو روشن کیا اور پھر عقل کو دل کی کسوٹی پر رکھا۔

۱۴۰ عجم از نغمہ ہائے من جواں شد زسودایم متاع او گراں شد
ہجومے بود رہ گم کردہ در دشت ز آواز درایم کارواں شد

معانی ...... : عجم: غیر عرب ممالک۔ از نغمہ ہائے من: میرے نغموں سے۔ زسودایم: میرے جنوں، دیوانگی سے۔ متاع او: اس کا مال۔ گراں: مہنگا، قیمتی، اہم۔ ہجومے: ایک بھیڑ۔ رہ گم کردہ: راستہ بھولا ہوا، راہ سے بھٹکا ہوا۔ ز آواز درایم: میرے جرس کی آواز سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : عجم میرے نغموں سے جوان ہوگیا ہے(اس میں زندگی کی نئی روح دوڑ گئی ہے) میرے جنوں سے اس کے مال کا مول اونچا ہوگیا (اس کی متاع قیمتی بن گئی ہے) بیابان میں راہ بھولا ہوا ایک (مسلمانوں کا) ہجوم تھا (جو) میرے جرس کی آواز سے قافلہ بن گیا (جس کی منزل مقصود ایک ہوگئی)۔

۱۴۱
عجم از نغمہ ام آتش بجان است — صد اے من درائے کاروان است
حدی را تیز تر خوانم چو عرفی — کہ رہ خوابیدہ و محمل گران است

معانی ...... : از نغمہ ام: میرے نغمے سے۔ آتش بجاں: بے قرار، پر جوش، سوز دل رکھنے والا، حدی: اونٹوں کی رفتار تیز کرنے کیلئے عرب ساربانوں کا گانا اور آوازیں نکالنا۔ خوانم: پڑھتا ہوں۔ عرفی: عرفی شیرازی مغل عہد کا مشہور جوانا مرگ شاعر جس کے اس شعر کا اقبال نے اس قطعے میں حوالہ دیا ہے۔ حدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی نوا را تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کم یابی۔ خوابیدہ: سویا ہوا۔ بہت لمبا اور اکتا دینے والا راستہ۔ محمل: کجاوہ، اونٹ کا ہودہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے نغمے نے عجم کی روح میں آگ بھڑکا رکھی ہے (میرے کلام کی بدولت عام بیداری پیدا ہوگئی ہے)۔ میری آواز قافلے کی گھنٹی بن گئی ہے۔ میں عرفی کی طرح حدی کی لے کو اور تیز گاتا ہوں۔ کہ راستہ لمبا (اور سنسان) ہے اور کجاوہ بھاری (گراں) ہے۔ (چونکہ مری قوم خواب غفلت میں گرفتار ہے اسلئے میں پوری قوت کے ساتھ اسے بیداری کا پیام دے رہا ہوں۔

۱۴۲
زجان بے قرار آتش کشادم — دلے در سینہ مشرق نہادم
گل او شعلہ زار از نالہ من — چو برق اندر نہاد او فتادم

معانی ...... : آتش کشادم: میں نے آگ لگا دی۔ نہادم: میں نے رکھا۔ شعلہ زار: وہ جگہ جہاں آگ ہی آگ ہو۔ اندر نہاد او: اس کی سرشت میں۔ فتادم: میں گرا۔ میں نازل ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے (اپنی) بے قرار روح سے آگ لگا دی (آگ کا منہ کھول دیا ہے، میں نے مشرق کے سینے میں نیا دل رکھ دیا ہے۔ اس کا قالب میری آہ گرم سے شعلہ زار بن گیا۔ میری شاعری کی وجہ سے اس کی مٹی شعلہ زار بن چکی ہے۔ میں اس کے ضمیر پر بجلی کی طرح لپکا (گرا) ہوں (میں نے اپنے پیغام و کلام سے اس کی فطرت بدل دی ہے۔ نوٹ: میری شاعری نے اہل مشرق کو بیدار کر دیا ہے۔ ان کے سینوں میں ترقی کا جذبہ پیدا ہوگیا ہے۔

۱۴۳
مرا مثل نسیم آوارہ کردند — دلم مانند گل صد پارہ کردند
نگاہم را کہ پیدا ہم نہ بیند — شہید لذت نظارہ کردند

معانی ...... : پیدا: ظاہر، آشکارا، ہم: بھی۔ نہ بیند: نہیں دیکھتی ہے۔ شہید لذت نظارہ: نظارے کی لذت کا مارا ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (خدا نے) مجھے ہوا کی طرح سرگرداں (آزاد) رکھا ہے۔ (میں عشق میں وارفتہ ہوں) میرا دل پھول کی طرح سو ٹکڑے کیا (مجھے کسی پہلو چین نہیں) میری نگاہ کو جو (عالم) ظاہر بھی نہیں دیکھ سکتی (حقیقت کے) دیدار کا جاں دادہ بنایا (نظارہ کے لطف سے سرفراز کیا گیا) فطرت نے میرے دل میں محبت کا جذبہ ودیعت کر دیا ہے۔

۱۴۴
خرد کر پاس راز ریزہ سازد — کمالش سنگ را آئینہ سازد
نوائے شاعر جادو نگارے — زنیش زندگی نوشینہ سازد

معانی ...... کرپاس: کرباس، ٹاٹ، روئی سے بنا ہوا کپڑا۔ زرینہ: زربفت، کخواب۔ ساز د: بناتی ہے۔ جادو نگارے: جس کے کلام میں جادو کا سا اثر ہو، زنیش زندگی: زندگی کی تلخی سے۔ نوشینہ: شیریں، شہد، تریاق۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل ٹاٹ کو کخواب بنا دیتی ہے۔ اس کا ہنر پتھر کو آئینہ بنا دیتا ہے۔ کسی جادو نگار شاعر کا نغمہ (گیت) زندگی کی تلخی (زہر) سے شہد بناتا ہے۔

۱۴۵ زشاخ آرزو برخوردہ ام من | بہ راز زندگی پے بردہ ام من
بترس از باغباں اے ناوک انداز | کہ پیغام بہار آوردہ ام من

معانی ...... برخوردہ ام من: میں ملا ہوا ہوں، پیوست ہوں، جڑا ہوا ہوں۔ بے بردہ ام من: آگاہ ہوں میں۔ بترس: تو ڈر، خوف کر۔ ناوک انداز: تیر انداز، تیر چلانے والا۔ پھینکنے والا۔ آوردہ ام من: میں لایا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں آرزو کی شاخ سے پیوست ہوں میں زندگی کے بھید سے خوب واقف ہوں اے تیر چلانے والے! باغبان سے ڈر کہ میں بہار کا پیغام لایا ہوں۔ (اے ملت کے مخالفو اور دشمنو اب ان کو گمراہ کرنا تمہارے لئے آسان نہیں ہوگا) میں نے اپنی قوم کو عشق آشنا کر دیا ہے۔

۱۴۶ خیالم کو گل از فردوس چیند | چو مضمون غریبے آفریند
دلم در سینہ می لرزد چو برگے | کہ بر وے قطرہ شبنم نشیند

معانی ...... : کو: کہ جو جو۔ چیند: چنتا ہے۔ مضمون غریبے: کوئی انوکھا مضمون۔ آفریند: پیدا کرتا ہے، گھڑتا ہے۔ می لرزد: لرزتا ہے، کانپ جاتا ہے۔ برگے: کوئی پتی پنکھڑی۔ بروے: اس پر۔ نشیند: پڑ جائے، پڑی ہو۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا تخیل جو جنت سے پھول چنتا ہے جب کوئی انوکھی بات پیدا کرتا ہے (کوئی منفرد مضمون پیدا کرتا ہے) میرا دل سینے میں (اس) پنکھڑی کی طرح لرزنے لگتا ہے جس پر اوس کی بوند پڑی ہو۔

۱۴۷ عجم بحریست ناپیدا کنارے | کہ در وے گوہر الماس رنگ است
ولیکن من نہ رانم کشتی خویش | بدریائے کہ موجش بے نہنگ است

معانی ...... : عجم: غیر عرب ممالک، ایران۔ بحریست: ایک سمندر ہے۔ ناپیدا کنارے: جس کا کنارہ نہ دکھائی دے، بیکراں۔ دروے: اس میں۔ گوہر الماس رنگ: ہیرے ایسی چمک دمک والا موتی۔ من نرانم: میں نہیں چلاتا، میں نہیں کھیتا۔ کشتی خویش: اپنی کشتی۔ بدریائے: اس سمندر میں، ایسے سمندر میں۔ موجش: اس کی لہر، اس کی موج۔ بے نہنگ: مگرمچھ سے خالی۔

ترجمہ و تشریح ...... : عجم ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں کہ جس میں ہیرے ایسے موتی ہیں مگر میں اپنی کشتی نہیں کھیتا (ڈالتا) ایسے سمندر میں کہ جس کی موج بے نہنگ ہے۔ نوٹ: عجم میں فلسفہ تو ہے لیکن جہاد فی سبیل اللہ کی تعلیم و تلقین نہیں ہے۔ اقبال کا فلسفہ زندگی یہ ہے۔ ع اگر خواہی حیات، اندر خطر زی۔

۱۴۸ مگو کار جہاں نا استوار است | ہر آن ما ابد را پردہ دار است
بگیر امروز را محکم کہ فردا | ہنوز اندر ضمیر روزگار است

معانی ...... : مگو: مت کہہ۔ کار جہاں: کائنات کا نظام۔ نا استوار: ناپائیدار، کمزور، غیر مستقل۔ ہر آن ما: ہمارا ہر لمحہ۔ ابد:

ہمیشگی جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔ را: کا۔ پردہ دار: رازدار، دربان۔ بگیر: پکڑ۔ امروز: آج، حال۔ فردا: مستقبل، آنے والا کل۔ ہنوز: ابھی۔ ضمیر روزگار: زمانے کا باطن۔

ترجمہ و تشریح ...... یہ مت کہہ کہ کائنات کا نظام ناپائیدار ہے ہمارا ہر پل (لمحہ) ابد کا رازدار ہے (ہر لمحے کے اندر ابد پوشیدہ ہے) آج کو مضبوط پکڑ کہ کل ابھی زمانے کے باطن میں ہے۔ (زمانے کے ضمیر میں مستور ہے) یعنی کل آج پر منحصر ہے۔ اقبال نے اس رباعی میں امام رازی کا نظریہ زمان پیش کیا ہے ان کی رائے میں درحقیقت حاضر یا حال ہی موجود ہے اگر حال موجود نہ ہو تو نہ ماضی کا تحقق ہوسکتا ہے نہ مستقبل کا کیونکہ ماضی دراصل وہ ہے جو کبھی حال تھا اور مستقبل وہ ہے جو کبھی حال ہو جائے گا۔ پس جسے زمانہ کہتے ہیں وہ دراصل حال ہی ہے اگر حال نہ ہو تو ماضی اور مستقبل دونوں کا تصور نہیں ہوسکتا۔

۱۴۹
رمیدی از خداوندان افرنگ ولے برگور و گنبد سجدہ پاشی
بہ لالائی چناں عادت گرفتی زسنگ راہ مولائے تراشی

معانی ...... رمیدی: تو بھاگا۔ از خداوندان افرنگ: فرنگی آقاؤں سے۔ ولے: لیکن۔ گنبد: قبہ مراد مقبرہ۔ سجدہ پاشی: تو سجدے بکھیرتا ہے، تو ماتھا ٹیکتا پھرتا ہے۔ بہ لالائی: غلامی میں، غلامی کی۔ ہندوستان کے ہندوؤں کو لالہ کہتے ہیں یہ لالے بت پرست ہیں۔ عادت گرفتی: تو نے عادت ڈال لی۔

ترجمہ و تشریح ...... تو فرنگی آقاؤں سے بھاگتا ہے لیکن مزاروں اور مقبروں پر سجدے کرتا پھرتا ہے تجھے غلامی کی ایسی لت پڑی (کہ) تو راستے کے پتھر سے (اپنا) مولا (خدا) تراشتا ہے۔ یعنی ہندوؤں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے تو نے یہ عادت اختیار کرلی ہے کہ ہر راستے کے پتھر کو تو اپنا آقا بنالیتا ہے۔ (یہ خدا تک پہنچنے میں رکاوٹ ہے) غلامی کی عادت کی وجہ سے تو نے انگریز کی غلامی سے نفرت کی ہے لیکن خود نئے نئے آقا تراش رہا ہے۔ اس رباعی میں مسلمانوں کی غیر اسلامی ذہنیت پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

۱۵۰
قبائے زندگانی چاک تا کے؟ چو موراں آشیاں در خاک تا کے؟
بہ پرواز آ و شاہینی بیاموز تلاش دانہ در خاشاک تا کے؟

معانی ...... موراں: مور کی جمع، چیونٹیاں۔ بہ پرواز آ: اڑ، پرواز کی طرف آ۔ شاہینی بیاموز: شاہینی سیکھ۔ تلاش دانہ: رزق کی تلاش۔ خاشاک: کوڑا کرکٹ، گھاس پھوس۔

ترجمہ و تشریح ...... کب تک زندگی کا لباس تار تار رکھے گا؟ چیونٹیوں کی طرح خاک (مٹی) میں گھر کب تک بنائے گا؟ پرواز (اڑان) کی امنگ پیدا کر اور شاہینی سیکھ کب تک خس و خاشاک میں رزق تلاش کرتا رہے گا؟ (کب تک رذیل و ذلیل زندگی بسر کرتا رہے گا چیونٹی کی طرح زمین کے اندر کب تک گھر بناتا رہے گا؟ چیونٹی کے بجائے شاہین کی زندگی بسر کر)۔

۱۵۱
میان لالہ و گل آشیاں گیر زمرغ نغمہ خواں درس فغاں گیر
اگر از ناتوانی گشتہ پیر نصیبے از شباب ایں جہاں گیر

معانی ...... میان لالہ و گل: لالہ و گل کے درمیان۔ گل: گلاب کا پھول۔ آشیاں گیر: گھر کر، آشیانہ بنا۔ زمرغ نغمہ خواں: گانے والے پرندے سے، چہچہاتے پرندے سے۔ درس فغاں گیر: فغاں کا سبق لے۔ گشتہ: تو ہو چکا ہے۔ نصیبے: حصہ، بہرہ۔ از شباب ایں جہاں: اس دنیا کی جوانی سے۔ گیر: لے، حاصل کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : لالہ وگل کے درمیان اپنا آشیانہ بنا (زندگی کو خوش حالی سے ہمکنار کر) چہچہاتے پرندے سے آہ وفغاں کا درس لے (سیکھ) اگر تو ناتوانی سے بوڑھا ہو چکا ہے تو اس دنیا کے شباب سے بہرہ یاب ہو (قوت حاصل کر) یعنی جدوجہد کر، تو دنیا کو دیکھ یہ لاکھوں برس سے موجود ہے لیکن ابھی تک بوڑھی نہیں ہوئی۔ تو اس سے سبق لے اور اپنے اندر طاقت (شباب) پیدا کر۔

۱۵۲
بجان من کہ جاں نقش تن انگیخت — ہوائے جلوہ ایں گل رادورو کرد
ہزاراں شیوہ دارد جان بیتاب — بدن گردد چو بایک شیوہ خوکرد

معانی ...... بجان من: میری جان کی قسم۔ نقش تن انگیخت: اس نے بدن کا نقش ابھارا۔ ہوائے جلوہ: اظہار کی ہوس۔ دورو: گل دورو، ایک قسم کا پھول جو اندر سے سرخ اور باہر سے زرد ہوتا ہے۔ کرد: اس نے کیا۔ شیوہ: حالت، وضع، طرز، زیست، انداز۔ دارد: وہ رکھتا ہے۔ گردد: وہ ہو جاتا ہے۔ بایک شیوہ خوکرد: وہ ایک ہی انداز کا عادی ہو گیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے اپنی جان کی قسم کہ جان نے بدن کا نقش ابھارا روح ہی نے تن کو پیدا کیا ہے۔ جلوہ گری کی ہوس نے اس پھول کو دورو بنا دیا۔ بیتاب روح کی ہزاروں حالتیں ہیں۔ مگر جب اس نے ایک حالت اختیار کی تو بدن بن گئی۔ (جسم مادی (تن) بھی روح (جان) ہی کی ایک بدلی ہوئی صورت ہے۔

۱۵۳
بگوشم آمد از خاک مزارے — کہ در زیر زمیں ہم می تواں زیست
نفس دارد ولیکن جاں ندارد — کسے کو بر مراد دیگراں زیست

معانی ...... : بگوشم: میرے کان میں۔ آمد: آئی۔ از خاک مزارے: ایک قبر سے۔ می تواں زیست: زندہ رہا جا سکتا ہے، کسے: وہ شخص۔ کو: جو۔ بر مراد دیگراں: دوسروں کی مرضی پر۔ زیست: وہ جیا، زندہ رہا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک قبر سے میرے کان میں یہ آواز آئی۔ زمین کے نیچے بھی زیست کی جا سکتی ہے (زندہ رہا جا سکتا ہے) سانس (تو) چلتی ہے لیکن روح نہیں رکھتا وہ شخص جس نے دوسروں کی مرضی پر زندگی بسر کی۔ (غلامی موت سے بھی بدتر ہے)۔

۱۵۴
مشو نومید ازیں مشت غبارے — پریشاں جلوہ ناپائدارے
چو فطرت می تراشد پیکرے را — تمامش می کند در روزگارے

معانی ...... : مشو: نہ ہو۔ نومید: ناامید، مایوس۔ زمشت غبارے: اس مٹھی بھر مٹی یعنی آدمی سے۔ پریشاں جلوہ: ذرا دیر کی نمود والا، کسی ایک صورت پہ نہ ٹکنے والا، متغیر۔ چو: جب۔ فطرت: قدرت۔ می تراشد: تراشتی ہے۔ پیکرے: کوئی پیکر، پتلا، جسم۔ را: کو۔ تمامش می کند: اسے مکمل کرتی ہے۔ در روزگارے: ایک زمانے میں، زمانوں بعد، صدیوں میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس مشت خاک (آدمی) سے مایوس نہ ہو پراگندہ صورت، سخت ناپائیدار کہ اس کا جلوہ ناپائیدار پریشاں ہے کیونکہ جب فطرت کوئی پیکر تراشتی ہے (تو) اسے (نہ جانے کتنے) زمانوں میں مکمل کرتی ہے۔ (ارتقاء کیلئے ایک طویل مدت (صدیوں پر محیط زمانہ) درکار ہوتی ہے۔

۱۵۵
جہان رنگ و بو فہمیدنی ہست — دریں وادی بسے گل چیدنی ہست
ولے چشم از درون خود نہ بندی — کہ در جان تو چیزے دیدنی ہست

معانی ...... فہمیدنی: سمجھنے کے لائق۔ ہست: ہے۔ دریں وادی: اس وادی میں۔ بسے: بہت سے، اکثر۔ چیدنی۔ چنے

جانے کے قابل۔ ولے: لیکن۔ از درون خود: اپنے باطن کی طرف سے۔ نہ بندی: تم نے موندنا، مت بند کرنا۔ دیدنی: دیکھنے والا، لائق مشاہدہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ جہان رنگ و بو بجھنے کے لائق ہے اس وادی میں بہت سارے پھول چننے کے قابل ہیں لیکن تم اپنے باطن سے آنکھ بند نہ کرنا کہ تمہاری روح میں ایک دیکھنے والی چیز ہے۔ (یہ قابل دید چیز دل یا روح بھی ہوسکتی ہے)۔

۱۵۶ تومی گوئی کہ من ہستم، خدا نیست جہان آب و گل را انتہا نیست
ہنوز ایں راز برمن ناکشود است کہ چشم آنچہ بیند ہست مانیست

معانی ...... : تومیگوئی: تو کہتا ہے۔ من ہستم: میں موجود ہوں۔ جہان آب وگل: مٹی اور پانی کی دنیا، کائنات، ناکشود است: ان کھلا ہے، نہیں کھلا، آنچہ: جو کچھ، بیند: دیکھتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کہتا ہے کہ میں ہوں، خدا نہیں ہے کائنات کی (کوئی) انتہا نہیں ہے (یہ کبھی ختم نہیں ہوگی) مگر مجھ پر یہ راز اب تک نہیں کھلا کہ میری آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے وہ موجود (بھی) ہے یا نہیں۔ (ہر مشہود دیکھنے والے کا مرہون منت ہے کائنات کا وجود محض اعتباری ہے)۔

۱۵۷ بساطم خالی از مرغ کباب است نہ درجامم مے آئینہ تاب است
غزال من خورد برگ گیا ہے ولے خون دل او مشکناب است

معانی ...... : بساطم: میرا دستر خوان۔ مرغ کباب: بھونا ہوا مرغ، مرغ مسلم۔ درجامم: میرے جام میں۔ مے آئینہ تاب: شیشے کو چمکانے والی شراب۔ غزال من: میرا ہرن۔ خورد: کھاتا ہے۔ برگ: گیاہے، گھاس کی پتی۔ مشک ناب: خالص مشک۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا دستر خوان مرغ مسلم سے خالی ہے نہ میرے پیالے میں شیشہ جگمگانے والی (قیمتی) شراب ہے میرا ہرن گھاس کی پتیاں کھاتا ہے لیکن اس کا خون دل مشک ناب ہے۔ (اصل چیز خوراک کی ظاہری لذت نہیں بلکہ باطنی خوراک کی لذت ہے جو امیری میں نہیں فقیری میں حاصل ہوتی ہے۔ حضرت علیؓ کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جسمانی طاقت بھی مرغن غذاؤں پر موصوف نہیں ہے۔

جسے نان جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازوئے حیدر بھی عطا کر
(اقبال)

۱۵۸ رگ مسلم ز سوز من تپید است زچشمش اشک بیتابم چکید است
ہنوز از محشر جانم نداند جہاں را باز نگاہ من ندید است

معانی ...... : رگ: نس۔ تپید است: تڑپتی ہے۔ چکید است: ٹپکا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے سوز نے مسلمان کی نس نس میں آگ بھر دی ہے (جو میں نے اسے شاعری کے ذریعہ دیا ہے) اس کی آنکھوں سے میرے ہی بے تاب آنسو ٹپک رہے ہیں (مسلمان مجھے قوم کا شاعر سمجھتا ہے) لیکن ابھی تک میری روح میں برپا قیامت سے وہ انجان ہے اس نے دنیا کو میری آنکھ سے نہیں دیکھا۔ (مجھے ضرور پڑھا ہے لیکن جو کچھ میں اسے دینا چاہتا ہوں وہ اس نے

مجھ سے نہیں لیا! اگر مسلمان اس کائنات کو اقبال کی نگاہ سے دیکھے تو اس کے دل میں بھی محشر برپا ہو سکتا ہے)۔

۱۵۹
بحرف اندر نگیری لا مکاں را — درون خودنگر، ایں نکتہ پید است
بہ تن جاں آنچناں دارد نشیمن — کہ نتواں گفت اینجا نیست آنجا ست

معانی ...... بحرف اندر: حرف کے اندر، لفظوں میں، گفتگو میں۔ نگیری: تو نہیں پکڑ سکتا، تو نہیں سمو سکتا۔ لامکاں: مادے اور زمانے سے ماورا مقام، عالم جبروت، عالم صفات۔ نگر: دیکھ۔ بہ تن: تن میں، جسم کے اندر۔ آنچناں: اس طرح۔ نتواں گفت: نہیں کہا جا سکتا۔

ترجمہ و تشریح ...... تو لامکاں کو لفظوں میں نہیں سمو سکتا اپنے اندر جھانک (جہاں) یہ بھید ظاہر ہے (خودشناسی سے لامکاں شناسی ممکن ہے عقل وعلم سے نہیں) روح بدن میں اس طرح سمائی ہوئی ہے کہ (یہ) نہیں کہا جا سکتا وہاں ہے، یہاں نہیں (روح میں لامکانیت کی شان پائی جاتی ہے)۔

۱۶۰
بہر دل عشق رنگ تازہ برکرد — گہے با سنگ گہ با شیشہ سرکرد
ترا از خورد بود و چشم ترداد — مرا با خویشتن نزدیک تر کرد

معانی ...... برکرد: نکالا، روشن کیا۔ گہے: کبھی۔ سرکرد: اس نے بسر کی۔ ربود: چھینا، اچک لیا۔ داد: اس نے دی۔ مرا: مجھے۔ باخویشتن: اپنے آپ سے۔

ترجمہ و تشریح ...... ہر دل میں عشق نئے رنگ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی پتھر کبھی شیشے کے ساتھ بسر کی (موافقت کرتا ہے) تجھے اس نے خود سے جدا کیا اور رلایا (اپنا آپ بھلا دیا اور رونا سکھایا) مجھے اپنے آپ سے اور قریب کیا۔ نوٹ: عشق کی تجلیات یکساں نہیں بلکہ گوناگوں ہیں اور ہر شخص کے دل میں ان کی بدولت مختلف قسم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

۱۶۱
ہنوز از بند آب و گل نہ رستی — تو گوئی رومی و افغانیم من
من اول آدم بے رنگ و بویم — ازاں پس ہندی و تورانیم من

معانی ...... از بند آب وگل: مٹی اور پانی کی قید سے۔ نہ رستی: تو نہیں چھوٹا۔ تو گوئی: تو کہتا ہے۔ آدم بے رنگ و بویم: بے رنگ و بو آدمی ہوں، صرف آدمی ہوں۔ بغیر رنگ و بو وہ آدمی جو کسی خاص نسل اور وطن میں محدود نہ ہو۔ ازاں پس: اس کے بعد۔

ترجمہ و تشریح ...... تو ابھی مٹی اور پانی کی قید سے نہیں چھوٹا تو کہتا ہے میں ''رومی'' اور ''افغانی'' ہوں میں پہلے صرف اور صرف آدمی ہوں اس کے بعد ہندی اور تورانی ہوں۔ نوٹ: آدمی کی عزت تو اس کی آدمیت پر موقوف ہے نہ کہ اس کی ذات یا نسل یا زبان یا قوم پر۔

۱۶۲
مرا ذوق سخن خوں در جگر کرد — غبار راہ را مشت شرر کرد
بگفتار محبت لب کشودم — بیاں ایں راز را پوشیدہ تر کرد

معانی ...... ذوق سخن: سخن کی مستی۔ شعر۔ خوں درجگر: جگر میں خون رکھنے والا، عشق سے بھرا ہوا دل رکھنے والا، عاشق۔ کرد: اس نے کیا۔ کردن: کرنا۔ بگفتار محبت: محبت کے بیان میں۔ لب کشودم: میں نے لب کھولے۔ زبان کھولی۔

ترجمہ و تشریح ...... سخن (شاعری) کی مستی (ذوق) نے میرے دل میں لہو دوڑا دیا ہے (جگر کو خون کر دیا) راستے کی دھول کو چنگاریوں کا جھکڑ بنا دیا (جسم خاکی میں سوز اور تڑپ پیدا کر دی ہے)۔ میں نے محبت پر گفتگو کرنے کیلئے لب کھولے اظہار و بیان

نے اس راز کو اور پوشیدہ کر دیا (جذبہ عشق و محبت کو الفاظ کی قید میں نہیں لایا جا سکتا راز محبت لفظوں سے ادا نہیں ہو سکتا)۔

۱۶۳ گریز آخر ز عقل ذو فنوں کرد دل خود کام را از عشق خوں کرد
ز اقبال فلک پیما چہ پرسی حکیم نکتہ دان ما جنوں کرد

معانی ...... : زعقل ذوفنوں: بہت سے فن جاننے والی عقل۔ کرد: اس نے کیا۔ دل خود کام: خودغرض دل۔ زاقبال فلک پیما: آسمانوں کی سیر کرنے والے اقبال کے بارے میں، آسمان ناپنے والے اقبال کا۔ پرسی: تو پوچھتا ہے۔ حکیم نکتہ دان ما: ہمارا عقلمند فلسفی۔ جنوں کرد: اس نے پاگل پن کیا، وہ دیوانہ ہو گیا۔ ع کیا جنوں کر گیا شعور سے وہ (میر)۔

ترجمہ و تشریح ...... : آخر عیار (چالاک) عقل سے پیچھا چھڑایا دل کو عشق سے لہو کیا (خون کیا) آسمان کی سیر کرنے والے اقبال کا کیا پوچھتا ہے ہمارا سیانا فلسفی (عقل چھوڑ کر) مجنوں ہو گیا۔ (عقل کی بجائے عشق کا راستہ اختیار کر)۔ یہ حکیم نکتہ داں خدا، رومی یا کوئی اور صاحب عشق ہو سکتا ہے جس نے اقبال میں یہ تبدیلی پیدا کی۔ انہوں نے مذہب عشق اختیار کیا۔ اقبال لکھتے ہیں۔

ہے فلسفہ میرے آب و گل میں
پوشیدہ ہے ریشہ ہائے دل میں
انجام خرد ہے بے حضوری
ہے فلسفہ زندگی سے دوری

حصہ دوم

افکار

(اس حصہ میں ۵۱ مختلف نظمیں ہیں۔ ان میں کوئی ترتیب یا منطقی ربط نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت جو خیال بھی دل میں آیا اُسے نظم کا رُوپ دے دیا۔ لیکن ان سب نظموں میں ایک قدر مشترک ہے اور وہ یہ کہ ہر نظم سے شاعر نے کوئی نہ کوئی نکتہ ضرور پیدا کیا ہے۔

بعض آسان اور بعض مشکل ہیں۔ مثلاً ''ہلال عید'' اور ''کرمکِ شب تاب'' نسبتاً آسان ہیں اور ''نوائے وقت'' اور ''تسخیر فطرت'' دشوار ہیں۔ پیام مشرق کی نظموں کے حسب ذیل عنوانات قائم کیے جاسکتے ہیں:۔

بہاریہ نظمیں...... تمثیلی نظمیں...... فلسفیانہ نظمیں...... طنزیہ نظمیں...... سبق آموز نظمیں......

بعض نظمیں ''بانگ درا'' کی نظموں سے ملتی جلتی ہیں مثلاً سرور انجم، شبنم، طیارہ اور قطرۂ آب۔ اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ''بانگ درا'' کی نظموں اور اس کتاب کی ان نظموں کا زمانہ تصنیف ایک ہی ہے۔ یعنی از ۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۲ء...... ان نظموں کا اگر ''ضربِ کلیم'' کی نظموں سے موازنہ کیا جائے تو اقبال کا ذہنی ارتقاء صاف طور سے دیکھا جاسکتا ہے۔ جوں جوں ان کی فکر بلند ہوتی گئی مناظر قدرت کے بجائے زندگی اور کائنات کے اہم مسائل ان کی فکر کا موضوع بنتے گئے۔

افکار

گل نخستیں

ہنوز ہم نفسے در چمن نمی بینم — بہار میرسد و من گل نخستینم
بہ آبجو نگرم، خویش را نظارہ کنم — بایں بہانہ مگر روے دیگرے بینم

بہار کا پہلا پھول: (اپنے متعلق کہا ہے)

...... یہ ایک آسان نظم ہے۔ شاعر نے پھول کو ایک صاحبِ شعور ہستی قرار دیا ہے۔ اس صفت کو انگریزی میں Personification کہتے ہیں۔

معانی ...... : ہنوز: ابھی، تا حال۔ ہم نفسے: کوئی ہمدم۔ نمی بینم: میں نہیں دیکھتا، میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ می رسد: پہنچ رہی ہے، آرہی ہے۔ گل نخستینم: میں پہلا پھول ہوں۔ بہ آبجو: ندی میں۔ نگرم: دیکھتا ہوں۔ خویش: اپنا آپ، خود۔ را: کا، کو۔ نظارہ کنم: نظارہ کرتا ہوں، دیکھتا ہوں۔ بایں بہانہ: اس بہانے سے، اسی بہانے۔ مگر: شاید۔ روے دیگرے: کسی اور کا چہرہ، کسی دوسرے کی شکل۔ بینم: دیکھوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں اس باغ میں ابھی اپنا کوئی ساتھی نہیں دیکھتا بہار آرہی ہے اور میں پہلا پھول ہوں، ندی میں جھانکتا ہوں، اپنا ہی نظارہ کرتا ہوں، شاید اسی بہانے کسی اور کی صورت دیکھ لوں۔

بخامہ کہ خط زندگی رقم زدہ است — نوشتہ اند پیامے بہ برگ رنگینم
دلم بہ دوش و نگاہم بہ عبرت امروز — شہید جلوہ فردا و تازہ آئینم

معانی ...... : بخامہ: اس قلم سے۔ کہ: جو۔ خط زندگی: زندگی کا نقش، زندگی کا فرمان۔ رقم زدہ است: لکھا گیا ہے۔ نوشتہ اند: انہوں نے (کارکنان قضا و قدر) نے لکھا ہے۔ پیامے: ایک پیغام۔ بہ برگ رنگینم: میری رنگین پنکھڑی پر۔ دلم: میرا دل۔ بہ دوش: ماضی میں۔ نگاہم: میری نگاہ۔ بہ عبرت امروز: آج سے عبرت لینے میں۔ شہید جلوہ فردا: مستقبل کا جلوہ دیکھنے والا، مستقبل کا عاشق۔ تازہ آئینم: میں نئی روش اور انداز والا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : جس سے زندگی کا فرمان رقم ہوا ہے (قدرت نے) اسی قلم سے میری رنگین پنکھڑیوں پر ایک پیغام تحریر کیا ہے میرا دل ماضی میں اور میری نظر آج سے عبرت لینے میں مصروف ہے۔ آنے والے دور اسلام پر مرتا ہوں اور نیا آئین تصورات پیش کرتا ہوں۔ (شاید کوئی بہتر دور آئے)۔

زتیرہ خاک دمیدم، قبائے گل بستم
وگرنہ اختر واماندہ زپروینم

معانی ...... تیرہ خاک: اندھیری مٹی، سیاہ دمیدم: میں پھوٹا، میں اگا۔ قبائے گل بستم: میں نے پھول کی قبا اوڑھی۔ بستم: میں نے باندھی۔ اختر واماندہ زپروینم: ثریا سے بچھڑا ہوا ایک ستارہ ہوں۔ پروین، ثریا: ستاروں کا جھرمٹ۔

ترجمہ و تشریح ...... میں تاریک مٹی سے پھوٹا (پیدا ہوا) اور پھول کا لبادہ اوڑھ لیا۔ وگرنہ میں تو ثریا کا ایک ستارہ ہوں جو پیچھے رہ گیا ہے۔ نوٹ: آخری شعر میں اقبال اپنے مسلک کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ گل بہار ہو یا اختر فلک دونوں کی ہی ہستی کے مظاہر ہیں۔ یعنی وہی ذات واحد (حق تعالیٰ) کائنات کی ہر شے میں جلوہ گر ہے۔

تارے میں وہ قمر میں وہ جلوہ گر بحر میں وہ
چشم نظارہ میں نہ تو سرمہ امتیاز دے

دعا

اے کہ از خمخانہ فطرت بجامم ریختی | زآتش صہبائے من بگداز مینائے مرا
عشق را سرمایہ ساز از گرمی فریاد من | شعلہ بیباک گرداں خاک سینائے مرا

...... یہ ایک بلند پایہ فلسفیانہ نظم ہے۔ جس میں شاعر مادیات اور دنیاوی لوازمات سے بالاتر ہو کے مقصد ہستی کے حصول کے لئے دعا کرتا ہے......

معانی ...... : اے کہ: اے تو کہ۔ از خمخانہ فطرت: فطرت کے میخانے سے۔ ریختی: تو نے انڈیلا۔ زآتش صہبائے من: میری شراب کی آگ سے۔ بگداز: تو پگھلا دے۔ مینائے مرا: میرا شیشہ، میری صراحی کو۔ ساز: تو بنا دے۔ شعلہ بے باک: بے ترس شعلہ، زبردست لپٹ۔ گرداں: تو کر دے۔ خاک سینائے مرا: میری وادی سینا کی مٹی کو۔ حضرت موسیٰ نے صحرائے سینا میں جلوہ نور دیکھا تھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے کہ (وہ ذات) تو نے فطرت کے میخانے سے میرا پیالہ بھرا۔ میری شراب کی آگ سے میرا شیشہ پگھلا دے۔ مراد ہے میرے اندر وہ گداز پیدا کر دے کہ تیرے سوا ہر شے کو بھول جاؤں۔ میری فریاد کی گرمی کو عشق کا سرمایہ بنا۔ میری سینائے وجود کی مٹی کو بھڑکتا شعلہ بنا دے تاکہ میں اس سے اپنے نفس اور غیر اللہ کے خس و خاشاک کو جلا دوں۔

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاک غیر اللہ کو
خوف باطل کیا؟ کہ ہے غارت گر باطل بھی تو

چوں بمیرم از غبار من چراغ لالہ ساز
تازہ کن داغ مرا، سوزاں بصحرائے مرا

معانی ...... : چوں: جب۔ بمیرم: میں مروں۔ از غبار من: میری مٹی سے۔ چراغ لالہ: گل لالہ کا چراغ، چراغ ایسا گل لالہ۔ تازہ کن: تازہ کر، دوبارہ ظاہر کر۔ داغ مرا: میرے داغ کو، میرا داغ۔ سوزاں: جلتا ہوا۔ بصحرائے مرا: میرے صحرا میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : جب مروں تو میری خاک سے گل لالہ کا چراغ بنا۔ میرا داغ پھر سے تازہ کر، میرے صحرا میں جلتا ہوا۔

(مراد یہ ہے میرے عشق کی تاثیر کو میری زندگی کے بعد قائم رکھنا تاکہ لوگ اس سے استفادہ کرتے رہیں)۔

ہلال عید

نتواں زچشم شوق رمید اے ہلال عید — از صد نگہ براہ تو دامے نہادہ اند
برخود نظر کشاز تہی دامنی مرنج — در سینہ تو ماہ تمامے نہادہ اند

معانی ...... : نتواں زچشم شوق رمید: چاہت بھری آنکھ سے بھاگا نہیں جاسکتا۔ ازصدنگہ: سینکڑوں نگاہوں سے، سینکڑوں نظروں کا۔ براہ تو: تیرے راستے میں۔ دامے: بڑا جال۔ نہادہ اند: انہوں نے ڈالا ہوا ہے۔ برخودنظر کشا: خود پر آنکھ کھول، خود کو دیکھ۔ تہی دامنی: دامن خالی ہونا۔ مرنج: تو مت کڑھ، تو غم نہ کر۔ درسینہ تو: تیرے سینے میں۔ ماہ تمامے: ایک پورا چاند۔ نہادہ اند: خدا نے رکھا۔

ترجمہ وتشریح ...... : اے ہلال عید! تو ہماری چشم شوق سے بھاگ نہیں سکتا۔ ہم نے تیرے راستے میں سینکڑوں نگاہوں کا جال بچھا رکھا ہے۔ خود پر آنکھ کھول، اپنے خالی دامن پر افسوس نہ کر۔ پہلے دن کا چاند بڑا باریک ہوتا ہے رفتہ رفتہ وہ پورا چاند بن جاتا ہے۔ تیرے سینے کے اندر پورا چاند رکھ دیا گیا ہے۔ نوٹ: کارکنان قضا وقدر نے ہر انسان میں ماہ تمام یعنی مرد کامل بننے کی استعداد مخفی کر دی ہے جس نے اپنے اندر کو تلاش کیا وہ چودھویں کے چاند کی طرح مرد کامل بن گیا۔

تسخیر فطرت

(۱) میلاد آدم

نعرہ زد عشق کہ خونیں جگرے پیداشد — حسن لرزید کہ صاحب نظرے پیداشد
فطرت آشفت کہ از خاک جہان مجبور — خود گرے، خود شکنے، خود نگرے پیداشد

میلاد آدم (آدم کی پیدائش کا حسن)

نوٹ: اس نظم میں اقبال نے انسان کی پیدائش کا مقصد واضح کیا ہے......

معانی ...... : خونیں جگرے: جگر لہو کرنے والا ایک شخص، لہولہو دل رکھنے والا، عاشق۔ صاحب نظرے: نظر رکھنے والا ایک شخص، حقیقت شناس، حسن حقیقی کو دیکھنے کی صلاحیت اور سکت رکھنے والا عاشق۔ فطرت آشفت: فطرت گھبرائی۔ خودگرے: اپنی تعمیر و تشکیل آپ کرنے والا، خود کو بنانے والا۔ خود شکنے: خود کو مسمار کرنے والا، ایک خود شکن۔ خودنگرے: خود کو دیکھنے والا، خودشناس۔

ترجمہ وتشریح ...... : عشق نے نعرہ لگایا کہ ایک خوش جگر پیدا ہو گیا۔ حسن لرز اٹھا کہ ایک صاحب نظر آ گیا ہے۔ فطرت گھبرائی کہ جبر کی ماری دنیا کی خاک سے خود کو بنانے خود کو توڑنے خود کو جاننے والا پیدا ہو گیا۔ خود کو بنانے والا مظہر صفات الٰہیہ پیدا کر کے نائب خدا اور خلیفۃ الارض ہونے کے اعتبار سے اور خود کو توڑنے والا اپنے اندر کے بت خانہ نفس کو توڑنے کے لحاظ سے اور خود کو دیکھنے والا اپنی معرفت حاصل کرنے کے پس منظر میں۔ نوٹ: اس نظم میں اقبال نے انسان کی پیدائش کا مقصد واضح کیا ہے۔

باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے — پہنچا اس جا کہ فرشتوں کا بھی مقدور نہ تھا

خبرے رفت زگردوں بہ شبستان ازل — حذر اے پردگیاں پردہ درے پیداشد
آرزو بیخبر از خویش بآغوش حیات — چشم وا کرد و جہان دگرے پیداشد

معانی ...... : خبرے رفت: خبرگئی۔ زگردوں: آسمان سے۔ بہ شبستان ازل: ازل کی خلوت گاہ میں۔ خوابگاہ، گوشہ خلوت۔ ازل: ہراول کا اول، ماضی کی طرف وجود کی ہمیشگی، زمانے سے پہلے کی حالت۔ حذر: ہوشیار، خبردار۔ پردگیاں: پردگی کی جمع، چھپے ہوئے، پردے میں رہنے والے۔ پردہ درے: پردہ اٹھادینے والا۔ آرزو: تمنا، کسی ایک ہی حالت پر اکتفا نہ کرنے کا تقاضا۔ چشم وا کرد: اس نے آنکھ کھولی، وہ بیدار ہوئی، ہوش میں آئی۔

ترجمہ و تشریح ...... : آسمان سے ازل کی خلوت گاہ میں خبر پہنچی۔ اے پردہ نشینو! ہوشیار ہو جاؤ پردہ اٹھانے والا (چاک کردینے) آگیا ہے۔ آرزو زندگی کے آغوش میں اپنی سدھ بدھ بھولی ہوئی تھی اس نے آنکھ کھولی اور ایک اور ہی عالم پیدا ہو گیا (وجود میں آگیا)۔

زندگی گفت کہ در خاک تپیدم ہمہ عمر
تا ازیں گنبد دیرینہ درے پیداشد

معانی ...... : زندگی گفت: زندگی نے کہا، بولی۔ تپیدم: میں تڑپی۔ ہمہ عمر: ساری عمر۔ تا: تب، تب کہیں جا کر۔ ازیں گنبد دیرینہ: اس پرانے گنبد سے۔ درے: ایک دروازہ۔ پیداشد: وہ پیدا ہوا، ظاہر ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : زندگی نے کہا کہ میں تمام عمر خاک میں تڑپتی رہی تب کہیں جا کر اس پرانے گنبد سے ایک دروازہ نکلا (راستہ پیدا ہوا)۔ نوٹ: زندگی مختلف شکلوں میں پہلے بھی تھی لیکن آدم نے اسے شعوری طور پر ظہور کیا۔ زندگی کو پہلی بار اپنا شعور ملا۔

(۲) انکار ابلیس

نوری ناداں نیم، سجدہ بآدم برم ! — او بہ نہاد است خاک، من بہ نژاد آذرم !
می تپد از سوز من، خون رگ کائنات — من بہ دو صرصرم، من بہ غو تندرم

معانی ...... : نوری ناداں: ناسمجھ فرشتہ۔ نوری: نور کا بنا ہوا۔ نیم: نہیں ہوں۔ سجدہ بادم برم: آدم کو سجدہ کروں۔ او: وہ۔ بہ: میں، کے اعتبار سے۔ نہاد: خلقت، خمیر۔ نژاد: اصل، جوہر۔ آذرم: میں آگ ہوں۔ می تپد: گرم ہوتا ہے، رواں ہوتا ہے۔ از سوز من: میری حرارت سے۔ من بہ دو صرصرم: آندھی کی تیز رفتار کے پیچھے میں ہوں۔ دویدن: من بہ غو تندرم: بجلی کی کڑک میں میں ہوں، بادلوں کی گرج کے پیچھے میں ہوں۔ تندر: رعد، بجلی کی کڑک، بادل کی گرج۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نادان فرشتہ نہیں کہ آدم کو سجدہ کروں وہ اصلاً خاک ہے اور میں آگ سے ہوں۔ میری حرارت سے کائنات کی رگوں میں لہو جوش مارتا ہے۔ آندھی کے تند جھکڑوں کے پیچھے میں ہوں، بجلی کی کڑک بادلوں کی گرج کے پیچھے میں ہوں۔ (مراد ہے اگر میں آدم کو نہ بہکاتا تو آدم سوائے اللہ اللہ پکارنے کے اور کیا کرتا۔ یہ سارے ہنگامے جن سے کائنات میں رونق ہے آدم کو عطا کردہ مرے افکار و جذبات کی وجہ سے ہی ہے۔ اس شعر میں "سوز" سے سوزش عشق مراد نہیں ہے بلکہ ابلیسی فطرت جو سراپا آتش ہے۔

رابطہ سالمات، ضابطہ امہات — سوزم و سازے دہم، آتش مینا گرم
ساختہ خویش را، در شکنم ریز ریز — تاز غبار کہن، پیکر نو آورم

معانی ...... : رابطہ سالمات: ذرات مادی کی ہم آہنگی، ایٹموں کے بیچ باہمی تال میل۔ ضابطہ امہات: عناصر میں کارفرما قانون۔

امہات: چار عناصر۔ سوزم: جلاتا ہوں۔ سوختن: جلانا۔ و: مگر۔ سازے دھم: بناتا ہوں، سنوارتا ہوں۔ ایجاد کرنا، کام سنوارنا۔ آتش مینا گرم: میں شیشہ ڈھالنے والی آگ ہوں۔ مینا: شراب کی صراحی۔ ساختہ خویش را: اپنے بنائے ہوئے کو۔ خویش: اپنا۔ در شکنم ریز ریز: ریزہ ریزہ توڑ دیتا ہوں، توڑ کے ریزہ ریزہ کر دیتا ہوں۔ آوردم: بناؤں، پیدا کروں۔

ترجمہ و تشریح ...... : سالمات کے درمیان تال میل (مجھ سے ہے) عناصر میں کارفرما قانون (میری بدولت ہے) جلاتا ہوں اور بناتا ہوں۔ میں آگ ہوں شیشہ ڈھالنے والی اپنے ہی بنائے ہوئے کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہوں تاکہ پرانی مٹی سے نیا پیکر تراشوں۔ (کائنات میں جتنا بھی حسن، دلکشی، ہنگامہ اور لذت ہے وہ میری وجہ سے ہے)۔

از زومن موجہ چرخ سکوں ناپذیر ۔۔۔۔ نقش گر روزگار، تاب و تب جوہرم

پیکر انجم زتو، گردش انجم زمن ۔۔۔۔ جاں بجہاں اندرم، زندگی مضمرم

معانی ...... : اززومن: میرے دریا کی۔ چرخ سکوں ناپذیر: سکون قبول نہ کرنے والا آسمان، حرکت میں رہنے والا آسمان۔ نقش گر روزگار: زمانے کو صورت دینے والا، زمانے کے خطوط متعین کرنے والا۔ دنیا۔ جاں بجہاں اندرم: میں دنیا کے اندر جان ہوں، میں کائنات میں روح۔ زندگی مضمرم: چھپی ہوئی زندگی ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : کہیں ٹھہراؤ نہ پکڑنے والا آسمان میرے دریا کی ایک لہر یا موج ہے۔ میں زمانے کے نقوش بناتا ہوں، میں اسکے جوہر کو تاب و تب عطا کرتا ہوں۔ ستاروں کا پیکر تجھ (اللہ) سے، ستاروں کی گردش مجھ سے ہے۔ میں کائنات کے اندر جان بن کر سمایا ہوا ہوں، میں ہر شے میں چھپی ہوئی زندگی ہوں۔

تو بہ بدن جاں دہی، شور بجاں من دہم ۔۔۔۔ تو بہ سکوں رہ زنی، من بہ تپش رہبرم

من زتنک مایگاں گدیہ نہ کردم سجود ۔۔۔۔ قاہر بے دوزخم، داور بے محشرم

معانی ...... : تو بہ سکوں رہ زنی: تو سکون کی طرف بھٹکاتا ہے، تو جمود کی طرف کھینچ کر بے راہ کرتا ہے۔ من بہ تپش رہبرم: میں تڑپ اور حرارت کی طرف رہنمائی کرتا ہوں، میں سوز و تپش کی راہ بتاتا ہوں۔ تنک مایگاں: تنک مایہ کی جمع، کم مایہ، نادار، مفلس، جن کے پاس نہ مال ہو نہ طاقت نہ علم۔ گدیہ نکردم سجود: میں نے سجدوں کی گدائی نہیں کی۔ داور بے محشرم: میں بلا محشر کے منصف ہوں، میں وہ عادل ہوں جسے قیامت کی حاجت نہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو بدن کو جان دیتا ہے، میں جان میں شور (ہلچل پیدا کرتا ہوں۔ تو سکون کی طرف بے راہ کرتا ہے، میں تڑپ اور حرارت دے کر اس کی راہبری کرتا ہوں (راہ بتاتا ہوں۔ میں ان کم ظرفوں (فرشتوں) سے سجدوں کی گدائی نہیں کرتا میں قاہر ہوں مگر بغیر دوزخ کے میں داور (منصف) ہوں مگر بغیر محشر کے (ابلیس نے اللہ تعالیٰ پر طنز کی ہے)۔

آدم خاکی نہاد، دوں نظر و کم سواد

زاد در آغوش تو پیر شود در برم

معانی ...... : آدم خاکی نہاد: مٹی سے پیدا ہونے والا آدمی۔ دوں نظر: کم نظر، گھٹیا عقل رکھنے والا، پست مقاصد رکھنے والا۔ کم سواد: جاہل، نالائق۔ زاد: وہ پیدا ہوا۔ در آغوش تو: تیرے آغوش میں۔ پیر شود: وہ بوڑھا ہوتا ہے۔ در برم: میری گود میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : خاک زاد آدم، کم نظر اور جاہل ہے (اس میں پہچان کی عقل نہیں ہے)۔ تیرے آغوش میں پیدا ہوا (مگر) بوڑھا میری گود میں ہوتا ہے (مراد ہے ساری عمر میرے اشارے پر چلتا ہے)۔

(۴) اغوائے آدم

زندگی سوز و ساز، بہ ز سکون دوام　　فاختہ شاہیں شود، از تپش زیر دام
ہیچ نیایدز تو غیر سجود نیاز　　خیز چو سرو بلند، اے بعمل نرم گام

اغوائے آدم (بہشت سے)

معانی ...... : زندگی سوز و ساز: دکھ سکھ کی زندگی۔ از تپش زیر دام: جال میں پھڑ کنے سے۔ نیایدز تو: تجھ سے نہیں ہوتا، تجھ سے صادر نہیں ہوتا۔ غیر سجود نیاز: بندگی کے سجدوں کے علاوہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : دکھ سکھ سے بھری ہوئی رواں دواں زندگی ہمیشہ کے سکوں (ٹھہراؤ) سے بہتر ہے۔ جال میں تڑپنے پھڑ کنے سے فاختہ بھی جدوجہد کی حرارت کی وجہ سے شاہین بن جاتی ہے۔ یہاں جنت میں سوائے نیاز مندانہ سجدوں کے تجھ سے اور کچھ بن نہیں پڑتا۔ اے سست عمل سرو بلند کی طرح اٹھ کھڑا ہو (اور عمل اختیار کر)۔

کوثر و تسنیم برد، از تو نشاط عمل　　گیر زمینائے تاک، بادہ آئینہ فام
زشت و نکو زادہ وہم خداوند تست　　لذت کردار گیر، گام بنہ، جوے کام

معانی ...... : کوثر: جنت کا ایک حوض۔ تسنیم: جنت کی ایک نہر۔ برد: وہ لے گئی، اس نے چھین لی۔ گیر: تو حاصل کر۔ زمینائے تاک: انگور کی صراحی سے۔ بادہ آئینہ فام: آئینے کی طرح شفاف شراب۔ زشت: شر۔ نکو: خیر۔ زادہ وہم خداوند تست: تیرے خداوند کے وہم کی پیداوار ہے۔ خدا۔ لذت کردار: عمل کی لذت۔ گام بنہ: تو قدم رکھ، گام: قدم۔ بنہ: تو رکھ۔ جوے کام: تو مراد پالے۔

ترجمہ و تشریح ...... : کوثر و تسنیم نے تجھ سے سرگرم عمل ہونے کا لطف ختم کر دیا ہے۔ اٹھ اور انگور کی صراحی سے آئینے کی طرح شفاف شراب حاصل کر۔ نیکی اور بدی تیرے خداوند کے وہم کی پیداوار ہے۔ عمل کے مزے لوٹ، قدم بڑھا، اپنی مراد پالے (کامیابی تلاش کر)۔

خیز کہ بنمایمت مملکت تازہ　　چشم جہاں بیں کشا، بہر تماشا خرام
قطرہ بے مایہ، گوہر تابندہ شو　　از سر گردوں بیفت، گیر بدریا مقام

معانی ...... : بنمایمت: میں تجھے دکھاؤں۔ چشم جہاں بین: دنیا دیکھنے والی آنکھ۔ چشم: آنکھ۔ کشا: کھول۔ بہر تماشا: سیر کیلئے۔ خرام: تو ٹہل۔ قطرہ بے مایہ: تو بے حقیقت قطرہ ہے۔ شو: تو ہو جا۔ از سر گردوں: آسمان پر سے۔ بیفت: تو اتر۔ گیر: تو پکڑ۔ بدریا: سمندر میں۔ مقام: ٹھکانا، گھر، منزل۔

ترجمہ و تشریح ...... : اٹھ کہ میں تجھے ایک نئی سلطنت دکھاؤں دنیا کو دیکھنے والی آنکھ کھول اور اس کے نظاروں میں سیر کر۔ تو (ابھی) ایک بے قیمت قطرہ ہے، چمکدار موتی بن جا۔ آسمان (بہشت) پر سے اتر، سمندر میں ٹھکانا پکڑ (مقام اختیار کر)۔ قطرہ دریا میں گر کر موتی بن جاتا ہے)۔

تیغ درخشندہ، جان جہانے گسل　　جوہر خود رانما، آے بروں از نیام
بازوے شاہیں کشا، خون تذرواں بریز　　مرگ بود بازرا، زیستن اندر کنام

معانی ...... تیغ درخشندہ: تو چمکتی ہوئی تلوار ہے۔ جان جہانے: دنیا کی جان۔ گسل: تو توڑ۔ جوہر خود۔ اپنا جوہر۔ نما: تو، دکھا، آ ے: تو آ، تو نکل۔ تدرواں: تدرو کی جمع، چکور۔ بریز: تو گرا، تو بہا۔ بود: ہوتی ہے۔ زیستن: زندگی کرنا، جینا۔ کنام: گھونسلہ، آشیانہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو چمکتی ہوئی تلوار ہے دنیا کا جی دہلا دے۔ اپنا جوہر دکھا نیام سے باہر نکل آ۔ شاہین کی طرح بازو کھول چکوروں کا لہو بہا دے۔ گھونسلے میں بیٹھ رہنا باز کے لئے موت ہے۔ (زندگی نہیں ہے)۔

تو نہ شناسی ہنوز شوق بمیرد ز وصل
چیست حیات دوام ؟ سوختن ناتمام

معانی ...... ہنوز: ابھی، ابھی تک۔ بمیرد: مرجاتا ہے۔ چیست: کیا ہے۔ حیات دوام: ہمیشہ کی زندگی۔ سوختن ناتمام۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو ابھی نہیں جانتا وصال سے شوق مردہ ہو جاتا ہے ہمیشہ کی زندگی کیا ہے؟ (ہجر کی آگ میں) جلتے بلکہ سلگتے رہنا۔ (وصل کی بجائے ہجر میں لذت ہے)۔ نوٹ: یہاں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ابلیس کا کام تو بہکانہ اور ورغلانا ہے پھر اس نے آدم پر اس صداقت کو کیوں ظاہر کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ راست گوئی کے بغیر ابلیس اپنے مقصد (اغواء) میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا اس لئے اس نے آدم کو بہکانے کیلئے فلسفیانہ قسم کا سچ بول دیا۔

(۴) آدم از بہشت بیروں آمدہ می گوید

چہ خوش است زندگی راہمہ سوز و ساز کردن
دل کوہ و دشت و صحرا بے دمے گراز کردن
قفس درے کشادن بہ فضائے گلستانے
رہ آسماں نور دن، بہ ستارہ راز کردن

آدم جنت سے نکل کر کہتا ہے:

معانی ...... : سوز: سوختن کے معنے میں، حرارت، شوق، رنج، محبت، حمیت، ذہنی اضطراب، فراق کی کیفیت۔ ساز: ساختن کے معنی میں، ملاپ، ہم آہنگی، موافقت، مطابقت، راحت، وصال کی کیفیت۔ کردن: کرنا۔ سوز و ساز کے معنی ہیں کسی شدید جذبہ مثلاً رنج یا محبت سے متاثر یا مغلوب ہو جانا۔ اصطلاحی معنے میں عاشقانہ زندگی۔ اقبال نے بھی یہی مفہوم سامنے رکھا ہے۔ قفس: پنجرا، قید خانہ۔ درے کوئی دروازہ: ایک دروازہ۔ بہ فضائے گلستانے: گلستان کی فضا میں۔ رہ آسماں نوردن: آسمان کی طرف سفر کرنا، آسمان کا راستہ طے کرنا، راز کردن: راز و نیاز کرنا، دل کی بات محبوب سے کہنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ساری زندگی کو سوز و ساز بنا لینا کتنا اچھا ہے (کیا خوب ہے)۔ پہاڑ اور میدان اور جنگل کا دل ایک لمحہ میں پگھلا دینا (نرم کر دینا) کتنا اچھا ہے۔ گلستان کے بہار بھرے پھیلاؤ کی طرف قفس کا دروازہ کھولنا (قید سے رہائی حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرنا کتنا اچھا ہے)۔ آسمان کا راستہ طے کرنا ستاروں سے راز و نیاز کی باتیں کرنا (کیا خوب ہے)۔

بگداز ہائے پنہاں، بہ نیاز ہائے پیدا
نظرے ادا شناسے بحریم ناز کردن
گہے جز یکی ندیدن بہ ہجوم لالہ زارے
گہے خارنیش زن راز گل امتیاز کردن

معانی ...... : بگداز ہائے پنہاں: چھپی ہوئی رقتوں ملائمت آرزو کے ساتھ۔ بہ نیاز ہائے پیدا: ظاہر اطاعتوں کے ساتھ۔ نظرے: ایک نگاہ۔ ادا شناسے: محبوب کی ادا پہچاننے والا۔ بحریم ناز: کبریائی کی بارگاہ میں۔ یکی: وحدت، یکتائی۔ ندیدن: نہ دیکھنا۔ دیدن: دیکھنا۔

خارنیشن زن: ڈنک مارنے والا کانٹا، چبھنے والا کانٹا۔ امتیاز کردن: فرق کرنا، تمیز کرنا۔

ترجمہ و تشریح ...... چھپے ہوئے گداز کے ساتھ، کھلی ہوئی بندگی کے ساتھ بے نیازی کی بارگاہ میں ایک اداشناس نگاہ کرنا کبھی باغ کے رنگارنگ ہجوم میں سوائے وحدت کے اور کچھ نہ دیکھنا۔ کبھی چبھنے والے کانٹے کو (زم) پھول سے الگ جاننا (امتیاز کرنا)۔

همه سوز ناتمام، همه درد آرزویم ‍ ‍ ‍ بگمان وهم یقین را که شهید جستجویم

معانی ...... ہمہ: سب کا سب۔ سوز ناتمام: ادھوری جلن ہوں۔ درد آرزو یم: آرزو کی کسک ہوں۔ بگماں: گمان کو۔ دہم: میں دیتا ہوں۔ شہید جستجو یم: میں کھوج کا مارا ہوا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں سارے کا سارا (سرتاپا) ناتمام ہوں، درد آرزو ہوں۔ میں یقین دے کر گمان لیتا ہوں کیونکہ میں جستجو پر جان دیتا ہوں۔ (یہاں ''یقین'' سے انسانی ذہنیت کی وہ ابتدائی حالت مراد ہے جب اس میں تحقیق (جستجو) کا مادہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ نئی چیزوں کی دریافت، نئی ایجادات کا شوق رکھتا ہوں۔ نوٹ: اس نکتہ کو اقبال نے ''پیام مشرق'' کی ایک رباعی کے پہلے شعر میں یوں بیان کیا ہے۔

همای علم تا افتد بدامت
یقین کمکن گرفتار شکے باش

یعنی جو شخص علم حاصل کرنے کا خواہشمند ہو اسے لازم ہے کہ یقین کے بجائے شک کا طریق اختیار کرے۔ اقبال کا نظریہ یہ ہے کہ علم شک سے پیدا ہوتا ہے اور عمل یقین سے۔

(۵) صبح قیامت (آدم در حضور باری)

اے کہ زخورشید تو کوکب جاں مستنیر ‍ ‍ ‍ ازدلم افروختی شمع جہان ضریر
ریخت ہنر ہائے من بحر بیک نائے آب ‍ ‍ ‍ تیشہ من آورد از جگر خارہ شیر

قیامت کی صبح: (آدم اللہ تعالیٰ کے حضور میں)

معانی ...... : اے کہ: اے تو کہ، اے باری تعالیٰ تو وہ ہے کہ۔ زخورشید تو: تیرے سورج سے۔ کوکب جاں: روح کا ستارہ۔ مستنیر: روشن، نور طلب کرنے والا، روشنی اخذ کرنے والا۔ افروختی: تو نے روشن کیا۔ شمع جہاں ضریر: اندھیری دنیا کا چراغ۔ ریخت: اس نے ڈالا، انڈیلا۔ ہنر ہائے من: میرے کمالات۔ بحر: دریا۔ بیک نائے آب: ایک نہر میں۔ آورد: لاتا ہے۔ از جگر خارہ: پتھر کے جگر سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے باری تعالیٰ تیرے سورج سے ہماری روح کا ستارہ منور ہے۔ میرے دل سے تو نے گھپ اندھیری دنیا کا چراغ روشن کیا۔ میرے ہنر نے دریا کو ایک نہر میں ڈال دیا۔ میرا تیشہ پتھر کے جگر سے دودھ نکال لایا (پہاڑ سے دودھ کی نہر نکالی)۔

زہرہ گرفتار من، ماہ پرستار من ‍ ‍ ‍ عقل کلاں کار من بہر جہان دارو گیر
من بہ زمیں درشدم، من بفلک برشدم ‍ ‍ ‍ بستہ جادوئے من ذرہ و مہر منیر

معانی ...... : زہرہ: نظام شمسی کا دوسرا ستارہ، وینس، حسن، قدیم بابل کی ایک خوبصورت عورت جس پر ہاروت اور ماروت دو فرشتے عاشق ہو گئے تھے اللہ نے اسے ستارہ بنا کر تیسرے آسمان پر اٹھالیا۔ پرستار من: میرا غلام۔ عقل کلاں کار من: بڑے کام انجام دینے والی

میری عقل۔ کلاں: بڑا، بزرگ۔ کار: کام۔ دار و گیر: معرکہ، پکڑ دھکڑ، ہنگامہ۔ در شدم: میں داخل ہوا۔ بر شدم: میں اوپر چڑھا۔ بستہ جادوئے من: میرے جادو کا باندھا ہوا۔ مہر منیر: چمکتا ہوا سورج۔

ترجمہ و تشریح .... زہرہ میرا گرفتار، چاند میرا پرستار ہے۔ بڑے بڑے معرکے مارنے والی میری عقل کائنات کی فاتح ہے۔ میں زمین کی تہہ میں اترا، میں آسمان کے اوپر چڑھا۔ ذرے سے لے کر چمکتے ہوئے سورج تک سبھی میرے جادو میں گرفتار ہیں۔

گرچہ فسونش مرا بردز راہ صواب　　　از غلطم در گزر عذر گناہم پذیر

رام نگر دد جہاں تانہ فسونش خوریم　　　جز بکمند نیاز، ناز نہ گردد اسیر

معانی ...... فسونش: اس کا جادو۔ برد: وہ لے گیا، اس نے بھٹکا دیا۔ ز راہ صواب: سیدھے راستے سے۔ غلطم: میری غلطی۔ درگذر: تو معاف کر دے۔ پذیر: تو قبول فرما۔ رام نگردد: رام نہیں ہوتا۔ تا: جب تک۔

ترجمہ و تشریح .... گو کہ اس (شیطان) کے جادو نے مجھے سیدھے راستے سے بھٹکا دیا تو میری خطا بخش دے میرا عذر گناہ قبول کرلے جب تک اس کا فریب نہ کھایا جائے یہ دنیا رام نہیں ہوتی عاجزی کے پھندے کے بغیر حسن مغرور قابو میں نہیں آتا۔ (ناز کو صرف کمند نیاز ہی سے اسیر کیا جا سکتا ہے)۔

تاشود از آہ گرم ایں بت سنگیں گداز　　　بستن زنار او بود مرا ناگزیر

عقل بدام آورد فطرت چالاک را　　　اہرمن شعلہ زاد سجدہ کند خاک را

معانی ...... شود: ہو جائے، ہوتا ہے۔ بت سنگیں: پتھر کا بنا ہوا بت۔ سنگیں: گداز: نرم، ملائم۔ بستن زنار او: اس کا جنیوڑ النا یا باندھنا۔ عقل بدام آورد: عقل دام میں لاتی ہے۔ اہرمن شعلہ زاد: آگ کی لپٹ سے پیدا ہونے والا شیطان۔

ترجمہ و تشریح .... کیونکہ یہ پتھریلا بت آہ گرم سے پگھل جاتا ہے (لہٰذا) میرے لئے اس کی زنار گلے میں ڈالنا ضروری تھا۔ میری عقل ابلیس کی فطرت چالاک کو اپنے دام میں لے آئی ہے۔ (پھر) ناری شیطان نے خاک کو سجدہ کیا۔ آخری شعر میں اقبال نے اس نظم کا بیان کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کی نعمت عطا فرمائی ہے اور یہ وہ جوہر گراں مایہ ہے کہ اس کی بدولت انسان نے فطرت چالاک (کائنات) کو مسخر کر لیا یعنی آج ابلیس آدم کے سامنے سربسجود ہے۔

بوئے گل

حورے بکنج گلشن جنت تپید و گفت　　　مارا کسے ز آنسوئے گردوں خبر نداد

ناید بفہم من سحر و شام و روز و شب　　　عقلم ربود ایں کہ بگویند مرد و زاد

پھول کی خوشبو:

معانی ...... حورے: ایک حور۔ بکنج گلشن جنت: جنت کے چمن کے ایک گوشے میں۔ تپید: وہ تڑپی، بے تاب۔ گفت: اس نے کہا، وہ بولی۔ ما: ہم۔ را: کو۔ کسے: کوئی، کسی۔ ز آنسوئے گردوں: آسمان کے اس طرف کی۔ خبر نداد: اس نے خبر نہیں دی۔ ناید: نہیں آتا۔ بفہم من: میری سمجھ میں۔ عقلم: میری عقل۔ ربود: اس نے اچک لیا۔ ایں کہ: جو۔ بگویند: لوگ کہتے ہیں۔ مرد: وہ مر گیا۔ زاد: وہ پیدا ہوا۔

ترجمہ و تشریح .... جنت کے پھولوں بھرے چمن کے ایک گوشے میں ایک حور تڑپ تڑپ کر کہتی تھی۔ ہمیں کسی نے آسمان

کے اس طرح کی خبر نہیں دی (یعنی دنیا کی خبر نہ دی کہ کیا ہے) میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ صبح شام اور دن رات کیا ہے؟ یہ سن سن کے میری تو عقل گم ہوگئی کہ فلاں مر گیا اور فلاں پیدا ہوا۔ (میں سنتی ہوں کہ دنیا ایسی جگہ ہے جہاں صبح و شام بھی ہوتی ہے اور رات دن بھی ہوتا ہے۔ میں یہ تبدیلی اوقات کو سمجھ نہیں سکتی اور نہ یہ بات میری سمجھ میں آتی ہے کہ وہاں لوگ پیدا ہوتے ہیں پھر مر جاتے ہیں۔ جنت میں تو نہ کوئی پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے یہاں نہ کبھی دن ہوتا ہے نہ رات ہوتی ہے۔ لہٰذا میں خود دنیا میں ہوں تو معلوم ہو کہ یہ دن رات کیا ہے؟ اور مرنا جینا کسے کہتے ہیں۔

گردید موج نکہت و از شاخ گل دمید یا ایں چنیں بعالم فردا و دی نہاد
وا کرد چشم و غنچہ شد و خندہ زد دمے گل گشت و برگ برگ شد، و بر زمیں فتاد

معانی ...... : گردید: وہ ہوگئی۔ از شاخ گل دمید: گلاب کی ٹہنی سے پھوٹی۔ ایں چنیں: اس طرح، یوں، اس ڈھب سے۔ بعالم فردا و دی: بدلتی ہوئی دنیا میں۔ نہاد: اس نے رکھا۔ وا کرد چشم: اس نے آنکھ کھولی۔ خندہ زد: وہ ہنسی، کھلکھلائی۔ گل گشت: وہ پھول بن گئی۔ برگ برگ شد: وہ پتی پتی ہوگئی۔ بر زمیں فتاد: زمین پر گر گئی۔

ترجمہ و تشریح ...... : پھر وہ خوشبو کی لہر میں ڈھل (تبدیل ہو) گئی اور گلاب کی ایک ٹہنی سے ظاہر ہوئی (شاخ گل سے پھوٹی) یوں اس نے ہر آن بدلی ہوئی دنیا میں قدم رکھا اس نے آنکھ کھولی اور کلی بن گئی اور دم بھر کو مسکرائی پھول بنی اور پتی پتی ہوئی او رخاک پر بکھر گئی۔

زاں نازنیں کہ بندز پایش کشادہ اند
آہے است یادگار کہ بو نام دادہ اند

معانی ...... : زاں نازنیں: اس نازنین سے، اس نازنین کی۔ بند: بیڑی، بندھن۔ ز پایش: اس کے پاؤں سے۔ کشادہ اند: انہوں (قدرت) نے کھولا ہے۔ آہے: ایک آہ۔ یادگار: نشانی۔ نام دادہ اند: انہوں نے نام دیا ہے، نام رکھا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس نازنین (حور) سے کہ جس کے پاؤں کی بیڑی کھول دی گئی (قید ہستی سے آزاد ہوئی) ایک آہ یادگار (بن کر) رہ گئی جسے خوشبو کا نام دیا گیا ہے۔ (بوقت رخصت اس نے ایک آہ اپنے سینے سے کھینچی، یہ اس کی آہ ہے جس کو ہم لوگ خوشبو کہتے ہیں۔ نوٹ: جس طرح پھول کی اصل پاکیزہ خوشبو ہے جس کی کوئی شکل نہیں ہے اسی طرح آدمی کا پاکیزہ جوہر اس کی روح ہے جسم نہیں۔ شاعر کی نگاہ میں خوشبو ایک لطیف آسمانی جوہر ہے جو مادہ سے پاک ہے۔ یہ ایک دلکش تخیلی نظم ہے۔ جس میں شاعر نے یہ بتایا ہے کہ پھول میں خوشبو کہاں سے آئی۔

نوائے وقت

خورشید بہ دامانم، انجم بہ گریبانم در من نگری ہیچم، در خود نگری جانم
در شہر و بیابانم در کاخ و شبستانم من دردم و درمانم، من عیش فراوانم

زمانے کا گیت: (وقت کہتا ہے)

معانی ...... : خورشید بدامانم: میں دامن میں سورج چھپائے ہوئے ہوں، سورج میرے دامن میں ہے۔ انجم بگریبانم: میں گریبان

میں ستارے لئے ہوئے ہوں، میرے گریبان میں ستارے ہیں۔ در من نگری: تو مجھے دیکھے۔ ہیچم: میں ناچیز، بے حقیقت، کچھ نہیں ہوں۔ در خودنگری: تو خود کو دیکھے، تو خود کو دیکھے گا۔ در کاخ میں وشبستانم: محل اور شبستان ہوں۔ من عیش فراوانم: میں عیش ہی ہوں، عیش فراواں ہوں۔ فراواں: زیادہ، بہت، بکثرت۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے دامن میں سورج، میرے گریبان میں ستارے ہیں اگر تو مجھے دیکھے تو میں کچھ بھی نہیں (یعنی نظر نہیں آتا) اگر تو اپنے آپ میں جھانکے (اگر تو اپنے من میں ڈوب کر معلوم کرنا چاہے) تو میں تیری جان ہوں۔ شہر اور بیابان میں ہوں، میں حجرے اور ایوان میں ہوں۔ میں دکھ ہوں اور سکھ کا دارو، میں سکھ کا انبار ہوں۔

من تیغ جہاں سوزم، من چشمہ حیوانم

معانی ...... : من تیغ جہاں سوزم: میں دنیا پھونکنے والی تلوار ہوں۔ من چشمہ حیوانم: میں زندگی کا سوتا ہوں، آب حیات ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں دنیا پھونکنے والی تلوار ہوں، میں زندگی کا سوتا (آب حیات کا چشمہ بھی) یعنی یہ سب کچھ میری وجہ سے ہے اگر میں نہ ہوتا تو کہیں زندگی نہ ہوتی، کوئی شے میری دسترس اور گرفت سے باہر نہیں، میں ساری کائنات پر حکمران ہوں۔

چنگیزی و تیموری، مشتے زغبارمن ہنگامہ افرنگی، یک جستہ شرارمن
انسان و جہان او، از نقش و نگار من خون جگر مرداں، سامان بہار من

معانی ...... : چنگیزی: چنگیز خان کی صفات، چنگیز کی یلغار۔ تیموری: تیمور کی صفات، تیمور کے ہنگامے۔ مشتے: ایک مٹھی۔ زغبارمن: میرے غبار سے، میری گرد کی۔ یک جستہ شرارمن: میری ایک چھوٹی ہوئی چنگاری۔ جہان او: اس کی دنیا۔ از نقش و نگارمن: میرے نقش و نگار سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : چنگیز کی آندھی اور تیمور کا جھکڑ میرے اڑائے ہوئے غبار کی ایک مٹھی ہے۔ فرنگیوں کا ہنگامہ میری ہی آگ سے نکلی ہوئی ایک چنگاری ہے۔ انسان اور اس کا عالم میرے بنائے ہوئے بیل بوٹے۔ جواں مردوں کا خون جگر میری ہی بہار کا سامان ہے۔

من آتش سوز انم، من روضہ رضوانم

معانی ...... : من آتش سوازنم: میں بھڑکتی ہوئی آگ ہوں، میں جلانے والی آگ ہوں۔ من روضہ رضوانم: میں رضوان کا باغ ہوں، میں جنت ہوں۔ روضہ: باغ۔ رضوان: جنت کا داروغہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں جلادینے والی آگ ہوں، میں رضوان کا باغ (بہشت ہوں)۔

آسودہ و سیارم، ایں طرفہ تماشابیں در بادہ امروزم، کیفیت فردابیں
پنہاں بہ ضمیر من، صد عالم رعنابیں صد کوکب غلطاں بیں، صد گنبد خضرابیں

معانی ...... : آسودہ: ٹھہرا ہوا، رکا ہوا، ساکن۔ سیارم: میں گردش کرنے والا ہوں۔ طرفہ: نیا، انوکھا، عجیب۔ بیں: تو دیکھ۔ بادہ امروزم: میری آج کی شراب۔ کیفیت فردا: آنے والے کل کا نشہ۔ کیفیت: نشہ، کیف، سرور، مستی۔ بہ ضمیر من: میرے باطن میں، میرے دل میں۔ صد: سو، سینکڑوں۔ عالم رعنا: خوشنما دنیا۔ کوکب غلطاں: چمکتا ہوا ستارہ۔ گنبد خضرا: سبز گنبد،

ترجمہ و تشریح ...... : میں ساکن بھی ہوں اور گردش میں بھی، یہ انوکھا (طرفہ) تماشا دیکھ۔ میں صفات متضاد کا حامل ہوں۔ میری آج کی شراب میں آنے والے کل کی مستی دیکھ۔ میرے ضمیر کے اندر چھپے ہوئے سینکڑوں خوشنما عالم دیکھ۔ سینکڑوں چمکتے ہوئے

ستارے، سینکڑوں آسمان (گردش میں ہیں)۔ (خدا کی خدائی کا اظہار میری ہی وساطت سے ہوتا ہے)۔

من کسوت انسانم، پیراہن یزدانم

معانی ...... : من کسوت انسانم: میں انسان کا لباس ہوں۔ پیراہن یزدانم: یزداں کا کرتہ ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں انسان کی پوشاک ہوں، میں خدا کا لباس ہوں۔ (یعنی خدا کی خدائی کا اظہار میری ہی وساطت سے ہوتا ہے۔ انسان زمان و مکان کی قید میں رہ کر روحانی ترقی کرتا ہے)۔

تقدیر فسون من، تدبیر فسون تو — تو عاشق لیلائے، من دشت جنون تو

چوں روح رواں پاکم، از چند و چگون تو — تو راز درون من، من راز درون تو

معانی ...... : فسوں من: میرا جادو۔ روح رواں: آزاد روح، روح حیات، رواں دواں روح۔ پاکم: میں پاک ہوں۔ از چند و چگون تو: تیرے کتنے اور کیسے سے۔ تو: تیرے۔ راز درون من: میرے باطن کا بھید۔ درون باطن: ضمیر۔

ترجمہ و تشریح ...... : تقدیر میرا جادو ہے، تدبیر تیرا ٹونا (طریقہ) ہے جسے تو تقدیر کہتا ہے وہ میرے ہی ایک مخصوص فعل کا دوسرا نام ہے)۔ تو لیلیٰ کا عاشق ہے، میں تیرے جنوں کا صحرا ہوں۔ میں زندہ اور آزاد روح کی طرح تیرے کیسے اور کتنے کے بکھیڑوں سے پاک ہوں۔ (میں تیری روح کی طرح تیرے وضع کردہ مقولات منطق کی حد سے بالاتر ہوں۔ یعنی عقل انسان، زمان حقیقی کا ادراک نہیں کر سکتی۔ تو میرے باطن (اندر) کا راز ہے میں تیرے اندر کا بھید ہوں۔ (زمان کی حقیقت سے وہی شخص آگاہ ہو سکتا ہے جو اپنی حقیقت (خودی) سے آگاہ ہو۔ جو اپنی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ اپنے خدا کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ لہٰذا خدا، خودی اور زمانہ تینوں ایک ہی حقیقت کے تین مختلف پہلو ہیں)۔

از جان تو پیدایم، درجان تو پنہانم

معانی ...... : از جان تو: تیری جان (روح) سے۔ پیدایم: میں ظاہر ہوں۔ درجان تو: تیری جان میں۔ پنہانم: میں چھپا ہوا ہوں۔ پنہاں: چھپا ہوا، پوشیدہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں تیری جان سے ظاہر ہوں اور تیری روح میں پوشیدہ ہوں۔ (پس اگر تو میری حقیقت سے آگاہ ہونا چاہتا ہے تو اپنی معرفت حاصل کر)۔

من رہرو تو منزل، من مزرع و تو حاصل — تو ساز صد آہنگے، تو گرمی ایں محفل

آوارہ آب و گل! دریاب مقام دل — گنجیدہ بہ جامی بیں، ایں قلزم بی ساحل

معانی ...... : مزرع: کھیتی۔ حاصل: فصل۔ ساز صد آہنگے: سو صداؤں والا ساز۔ گرمی ایں محفل: اس محفل کی رونق۔ آوارہ آب و گل: پانی اور مٹی میں سرگرداں۔ آوارہ: سرگرداں، دریاب: تو بوجھ، تو سمجھ، تو پالے۔ گنجیدہ: سمایا ہوا۔ بہ جامے: ایک پیالے میں۔ ایں: یہ۔ قلزم بے ساحل: بے کنار سمندر۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے انسان! حقیقت حال یہ ہے کہ میں مسافر ہوں اور تو منزل، میں کھیتی ہوں اور تو فصل تو بے شمار نغموں سے بھرا ہوا ساز ہے۔ اس محفل کی رنگارنگی اور رونق تیرے ہی دم سے ہے۔ اے مٹی اور پانی کے بیچ بھٹکنے والے! دل کا ٹھکانا (مقام) پہچان ایک پیالے میں سمایا ہوا یہ بے کنار سمندر دیکھ۔ (یعنی تو جو کچھ کرتا ہے یہ دراصل میری ہی تخلیقی فاعلیت ہے جو تیرے واسطہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ میں اسلئے ہر قسم کی فاعلیت میں مصروف ہوں کہ تو مرتبہ کمال کو پہنچ سکے۔ گرمی محفل بن جائے یعنی تسخیر کائنات میں مشغول ہو جائے۔

از موج بلند تو سر برزده طوفانم

معانی ...... ازموج بلندتو: تیری اونچی لہر سے۔ سر برزدہ: آشکار، سر نکالے ہوئے۔ طوفانم: طوفان ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں تیری ہی اونچی لہر سے برپا ہونے والا طوفان ہوں۔ (تیرا دل اس قدر وسیع ہے کہ یہ ساری کائنات (قلزم بے ساحل) اس میں سما سکتی ہے۔ یاد رکھ میرا وجود (طوفان) تیری ہی جدوجہد (موج بلند) سے ظاہر ہو سکتا ہے یعنی اگر تو اپنی خودی کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچائے گا تو میرا وجود تجھ پر آشکار نہیں ہو سکے گا)۔

فصل بہار

خیز کہ در کوہ و دشت، خیمہ زد ابر بہار
مست ترنم ہزار طوطی و دراج و سار
برطرف جوئبار کشت گل و لالہ زار
چشم تماشا بیار
خیز کہ درکوہ و دشت، خیمہ زدابر بہار

بہار کا موسم:

معانی ...... : خیز: اٹھ۔ خاستن، خیمہ زد: اس نے خیمہ لگایا۔ مست ترنم: گانے میں مگن۔ ہزار: بلبل۔ دراج: تیتر۔ سار: مینا۔ مرغ سیاہ رنگ برطرف جوئبار: نہر کے کنارے پر۔ کشت گل، پھلواری۔ لالہ زار: گل لالہ کا کھیت، بیار: تو لا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اٹھ کہ بہار کی گھٹا نے پہاڑوں اور جنگلوں میں خیمہ لگا دیا ہے یعنی بہار آ گئی ہے۔ نغموں میں مگن بلبل طوطی اور تیتر اور مینا ہیں۔ نہر (ندی) کے کنارے گلاب اور گل لالہ کی بھرمار ہے۔ دیکھنے والی آنکھ لا (پیدا کر) اٹھ کہ بہار کی گھٹا نے پربت پربت جنگل جنگل خیمہ تانا ہے۔

خیز کہ در باغ و راغ، قافلہ گل رسید
باد بہاراں وزید مرغ نوا آفرید
لالہ گریباں درید حسن گل تازہ چید
عشق غم نو خرید
خیز کہ درباغ و راغ، قافلہ گل رسید

معانی ...... : وزید: چلی۔ نوا آفرید: نغمہ ایجاد کیا، نغمہ پیدا کیا۔ گریبان درید: اس نے گریبان پھاڑا۔ چید: اس نے توڑا، چنا۔ خرید: اس نے مول لیا۔ باغ و راغ: چمن اور بن۔ جنگل، سبزہ زار، وادی۔ قافلہ گل رسید: پھولوں کا قافلہ پہنچ گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اٹھ کہ باغوں اور سبزہ زاروں میں پھولوں کا قافلہ آ گیا ہے۔ بہار کی ہوا چلی پرندوں نے نغمے گائے۔ لالے نے گریبان پھاڑ ڈالا حسن نے تازہ پھول چنا (توڑا) عشق نے نیا غم مول لیا۔ اٹھ کہ باغوں اور سبزہ زاروں میں پھولوں کا قافلہ آ پہنچا۔

بلبلگاں در صفیر، صلصلگاں در خروش

خون چمن گرم جوش ای کہ نشینی خموش
در شکن آئین ہوش بادہ معنی بنوش

نغمہ سرا، گل بپوش

بلبلگاں در صفیر، صلصلگاں در خروش

معانی ...... : بلبلگان در صفیر: بلبلیں چہکار میں مگن۔ صلصلگاں در خروش: فاختائیں، شور مچانے میں مشغول، فاختائیں شور مچاتے ہوئے۔ گرم جوش: گرمایا ہوا۔ اے کہ: اے تو کہ۔ نشینی: تو بیٹھا ہے۔ در شکن: تو توڑ دے۔ آئین ہوش: ہوش کا چلن۔ بادہ معنی: حقیقت کی شراب۔ بنوش: پی۔ نغمہ سرا: نغمہ سرائی کر۔ گل پپوش: پھولوں میں ملبوس ہو جا۔ پھولوں میں چھپ جا۔

ترجمہ و تشریح ...... : بلبلیں چہکار میں مگن ہیں فاختائیں کوکو میں مست ہیں۔ چمن اپنے ہی لہو کی ترنگ میں ہے تو یوں گم صم بیٹھا ہے عقل و ہوش کی بندش توڑ ڈال حقیقت کی شراب پی تانیں اڑا، خود کو پھولوں میں ڈھانپ لے (لطف اندوز ہو) بلبلیں، نغمہ ریز ہیں، فاختائیں محوِ ترنم ہیں۔

حجرہ نشینی گذار، گوشہ صحرا گزیں

برلب جوئے نشیں آب رواں را بہیں
نرگس ناز آفریں لخت دل فرودیں

بوسہ زنش برجبیں

حجرہ نشینی گذار، گوشہ صحرا گزیں

معانی ...... : حجرہ نشینی: تنہائی، علیحدگی، سب کو چھوڑ کر کسی جگہ میں جا بیٹھنا۔ گذار: چھوڑ۔ گوشہ صحرا گزیں: جنگل کا کونا پکڑ۔ برلب جوے: کسی ندی کے کنارے پر۔ نشیں: بیٹھ۔ آب رواں: بہتا پانی، چلتا ہوا پانی۔ را: کو۔ بہیں: دیکھ۔ لخت دل فرودیں: بہار کے دل کا ٹکڑا۔ فرودیں، فروردیں۔ پارسیوں کے سال کا پہلا مہینہ مجازاً بہار۔ بوسہ زنش: اسے چوم۔

ترجمہ و تشریح ...... : اپنی کال کوٹھری سے باہر نکل، جنگل کا کونا پکڑ ندی کے کنارے بیٹھ چلتے ہوئے پانی کو دیکھ نازوں کی بنی نرگس جو بہار کے دل کا ٹکڑا ہے اس کا ماتھا چوم۔ حجرہ نشینی چھوڑ، صحرا کا گوشہ اختیار کر۔

دیدۂ معنی کشا، اے زعیاں بے خبر

لالہ کمر در کمر نیمہ آتش بہ بر
می چکدش برجگر شبنم اشک سحر

در شفق انجم نگر

دیدۂ معنی کشا، اے زعیاں بے خبر

معانی ...... : دیدہ معنی: دل کی آنکھ۔ دیدہ: کشا: کھول۔ کمر در کمر: متصل، آپس میں ملے ہوئے، قریب قریب۔ نیمہ آتش: آگ کی صدری۔ بہ بر: بر میں۔ میچکدش: اس پر ٹپک رہی ہے۔ نگر: دیکھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : دل کی آنکھ کھول، اے ظاہر سے انجان (بے خبر) قطار اندر قطار لالے کے پھول شعلوں کی صدری بر

میں ڈالے ان کے جگر پر ٹپکتی ہوئی صبح کے آنسو ایسی شبنم دیکھ (جیسے) شفق بیچ ستارے دل کی آنکھ کھول، اے ظاہر سے انجان۔

خاک چمن وانمود، راز دل کائنات

بود و نبود صفات جلوہ گریہائے ذات

آنچہ تو دانی حیات آنچہ تو خوانی ممات

ہیچ ندارد ثبات

خاک چمن وانمود، راز دل کائنات

معانی ...... : وانمود: اس نے ظاہر کیا۔ بود و نبود صفات: صفات کا ظہور اور اخفاء۔ جلوہ گریہائے ذات: ذات باری تعالیٰ کی تجلیات۔ آنچہ: جو کچھ، جسے۔ تو دانی: تو سمجھتا ہے۔ تو خوانی: تو سمجھتا ہے، تو کہتا ہے۔ ممات: موت۔ ہیچ: کوئی۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ ثبات: قیام، قرار۔

ترجمہ و تشریح ...... : چمن کی مٹی نے فاش کر دیا کائنات کے دل کا راز، صفات کی آنکھ مچولی ذات کی جلوہ پاشیاں جسے تو زندگی جانتا ہے جسے تو موت سمجھ رہا ہے کسی کو بھی ثبات نہیں چمن کی مٹی نے فاش کر دیا کائنات کے دل کا راز۔

حیات جاوید :

گماں مبر کہ بپایاں رسید کار مغاں ہزار بادہ ناخوردہ در رگ تاک است

چمن خوش است ولیکن چو غنچہ نتواں زیست قبائے زندگیش از دم صبا چاک است

ہمیشہ کی زندگی (ابدی زندگی)

معانی ...... : گماں مبر: تو یہ گمان مت کر۔ بپایاں رسید: انجام کو پہنچ گیا۔ کار مغاں: شراب بنانے والوں کا کام۔ بادہ ناخوردہ: ان چکھی شراب۔ رگ تاک: انگور کی بیل۔ چمن خوش است: چمن اچھا ہے۔ نتواں زیست: نہیں جیا سکتا۔ قبائے زندگیش: اس کی زندگی کی قبا۔ دم صبا: صبا کا جھونکا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو یہ گمان مت کر کہ مے سازی کا کام ختم ہو گیا (ابھی تو) کتنی ہی ان چکھی شرابیں انگور کی رگوں میں پوشیدہ ہیں۔ مراد ہے خالق کائنات کے کام سے فارغ ہو کر نہیں بیٹھ گیا ابھی اور بہت کچھ تخلیق کرنا باقی ہے۔ چمن اچھا ہے لیکن کلی کی طرح کیا جینا اس کی زندگی کی قبا صبا کے ایک جھونکے میں چاک ہو جاتی ہے۔ (تو مضبوط بن تا کہ مخالفتوں کے تند و تیز طوفان میں بکھر نہ سکے)۔

اگر ز رمز حیات آگہی، مجوے و مگیر دلے کہ از خلش خار آرزو پاک است

بخود خزیدہ و محکم چو کوہساراں زی چو خس مزی کہ ہوا تیز و شعلہ بیباک است

معانی ...... : ز رمز حیات: زندگی کے بھید سے۔ آگہی: تو واقف ہے، آگاہ ہے۔ مجوے: مت ڈھونڈ۔ مگیر: مت قبول کر۔ دلے: وہ دل۔ از خلش خار آرزو: آرزو کے کانٹے کی کھٹک یا چبھن سے۔ پاک: خالی۔ بخود: اپنے آپ میں۔ خزیدہ: سمٹا ہوا، چھپا ہوا۔ محکم: مضبوط، اٹل۔ چو: جیسے، طرح۔ کوہساراں: کوہسار کی جمع، پہاڑ۔ زی: زندگی کر، جی۔ مزی: مت جی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تو ہستی کے بھید سے باخبر ہے تو مت کھوج اور نہ قبول کر ایسا دل جو آرزو کے کانٹے کی کھٹک سے خالی ہے۔ پہاڑوں کی طرح زیست کر اپنے آپ میں اکٹھا اور اٹل سوکھی ہوئی گھاس ایسی زندگی مت گزار کیونکہ ہوا تیز ہے اور شعلے بھڑک رہے

ہیں۔ (مراد ہے زندگی طوفانوں سے بھری ہوئی ہے اس میں ثابت قدم رہنے کیلئے مضبوط حوصلہ، بلند ہمت اور خود کو قائم رکھنے کیلئے ہر طرح کی کوشش کرنے والا بننا پڑے گا) اقبال نے اس نظم میں ابدی زندگی حاصل کرنے کا طریقہ بتایا ہے کہ اپنے دل کی آرزو یعنی کسی نصب العین کو حاصل کرنے کی آرزو سے آباد کرو، اسرار خودی میں فرماتے ہیں۔

زندگی در جستجو پوشیدہ است — اصل او در آرزو پوشیدہ است

افکار انجم:

شنیدم کوکبے با کوکبے گفت — کہ در بحریم و پیدا ساحلے نیست
سفر اندر سرشت ما نہادند — ولے ایں کارواں را منزلے نیست

ستاروں کے خیالات:

معانی ...... شنیدم: میں نے سنا۔ کوکبے: ایک ستارہ۔ با: سے، کے ساتھ۔ گفت: وہ کہتا تھا، بولا۔ در بحریم: ہم سمندر میں ہیں۔ پیدا: ظاہر۔ ساحلے: کوئی کنارہ۔ سرشت ما: ہماری خلقت۔ نہادند: انہوں نے رکھا۔ ولے: لیکن۔ منزلے: کوئی منزل۔

ترجمہ و تشریح ...... میں نے ایک ستارے کو دوسرے سے یہ کہتے سنا کہ ہم ایسے سمندر میں ہیں جس کا کنارہ اوجھل ہے خدا نے ہماری سرشت میں مسافرت رکھی لیکن اس قافلے کی کوئی منزل نہیں ہے۔

اگر انجم ہمانستے کہ بود است — ازیں دیرینہ تابیہا، چہ سود است
گرفتار کمند روزگاریم — خوشا آنکس کہ محروم وجود است

معانی ...... ہمانستے: ویسے ہی ہیں۔ بود است: وہ رہا ہے۔ ازیں دیرینہ تابی با: اس سدا کے چمکتے رہنے سے۔ گرفتار کمند روزگاریم: ہم زمانے کے پھندے میں جکڑے ہوئے ہیں۔ خوشا: اچھا، خوش نصیب۔ آں کس: وہ شخص۔

ترجمہ و تشریح ...... اگر ستارے جیسے تھے ویسے ہی ہیں تو اس سدا کی چمک دمک کا کیا حاصل ہے ہم زمانے کی کمند میں جکڑے ہوئے ہیں اچھا ہے وہ جو وجود سے محروم ہے۔

کس ایں بار گراں را برنتابد — زبود ما نبود جاوداں بہ
فضائے نیلگونم خوش نیاید — زاوجش پستی آں خاکداں بہ

معانی ...... کس: کوئی۔ بار گراں: بھاری بوجھ۔ را: کو۔ برنتابد: نہیں سہارتا، برداشت نہیں کرتا۔ زبود ما: ہمارے وجود سے۔ نبود جاوداں: ہمیشہ کا عدم۔ بہ: اچھا۔ فضائے نیلگونم: مجھے یہ آسمانی فضا۔ خوش نیاید: پسند نہیں، راس نہیں آتی، اچھی نہیں لگتی۔ زاوجش: اس کی بلندی سے۔ پستی آں خاکداں: اس دنیا کی پستی۔ خاکداں: کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ، دنیا۔

ترجمہ و تشریح ...... یہ بوجھ کوئی نہیں ڈھوسکتا ہمارے ہونے سے ہمیشہ کا نہ ہونا اچھا ہے۔ مجھے یہ آسمانی فضا خوش نہیں آتی اس کی بلندی سے اس دنیا کی پستی اچھی ہے۔

خنک انساں کہ جانش بیقرار است — سوار راہوار روزگار است
قبائے زندگی برقامتش راست — کہ اونو آفرین و تازہ کار است

معانی ...... خنک: اچھا، کیا خوب، کیا کہنے۔ سوار راہوار روزگار: زمانے کے گھوڑے پر سوار۔ با قامتش: اس کے بدن پر۔ راست: پوری، سیدھی، درست۔ نوآفریں: نت نئی چیزیں پیدا کرنے والا۔ تازہ کار: نئے نئے کام کرنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : انسان کے کیا کہنے کہ جس کی جان کو کہیں قرار نہیں ہے وہ زمانے کے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہے زندگی کی قبا اس کے بدن پر موزوں ہے۔ کیونکہ وہ نت نئی چیزیں گھڑنے والا اور تازہ کار (نئی دریافتیں کرتا) ہے۔ اس نظم میں اقبال نے ستاروں کی زبان سے حضرت انسان کی عظمت اور اس کے اشرف المخلوقات ہونے کو واضح کیا ہے کہ اس میں تخلیق کی قوت پائی جاتی ہے اور اس وصف میں کوئی مخلوق اس کی ہمسری نہیں کر سکتی۔

زندگی

شبے زار نالید ابر بہار   کہ ایں زندگی گریہ پیہم است
درخشید برق سبک سیر و گفت   خطا کردہ، خندہ یکدم است

زندگی:

معانی ...... شبے: ایک رات۔ زار نالید: وہ رو رو کے پکارا۔ درخشید: چمکی۔ برق سبک سیر: تیز رفتار بجلی۔ خندہ یکدم: ایک پل کی ہنسی۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک رات بہار کی گھٹا رو رو کے پکاری (شاعر نے بارش کو گریہ ابر سے تعبیر کیا ہے) کہ یہ زندگی لگاتار رونا ہے (یہاں دکھ ہی دکھ ہیں) تیز رفتار بجلی چمکی اور بولی (شاعر نے بجلی کی چمک کو خندہ سے تعبیر کیا ہے) تو نے غلط سمجھا یہ تو پل بھر کی ہنسی ہے (عارضی ہے)۔

ندانم بہ گلشن کہ برد ایں خبر   سخنہا میان گل و شبنم است

معانی ...... ندانم: میں نہیں جانتا۔ بہ: میں، کی طرف۔ کہ: کون۔ برد: لے گیا۔ سخنہا: سخن کی جمع، باتیں، بحث مباحثے۔ میان گل و شبنم: پھول اور شبنم کے درمیان۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نہیں جانتا یہ خبر باغ میں کون لے گیا پھول اور شبنم کے بیچ گفتگو چھڑی ہوئی ہے (پھول کہتا ہے زندگی ہنسی ہے شبنم کہتی ہے نہیں یہ رونا ہے)۔ نوٹ: اقبال نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ زندگی کی ماہیت کسی کو معلوم نہیں ہے۔ ہر شخص زندگی کو اپنے زاویہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اکبر الہ آبادی اس بات کو یوں ادا کرتے ہیں۔

دنیا میں جسے جو پیش آیا اکبر   بس اس کے مطابق اس کی حالت بھی ہوئی

محاورہ علم و عشق

...... (علم)

نگاہم راز دار ہفت و چار است   گرفتار کمندم روزگار است
جہاں بینم نہ ایں سو باز کردند   مرا با آنسوئے گردوں چہ کار است

علم و عشق کا مکالمہ

...... (علم)

معانی ...... نگاہم: میری نگاہ۔ راز دار ہفت و چار: ساتوں آسمان اور چاروں عناصر کے بھید جاننے والا، زمین اور آسمان دونوں کے اسرار سے واقف۔ گرفتار کمندم: میرے پھندے میں گرفتار۔ روزگار: زمانہ۔ جہاں بینم: میری آنکھ۔ بہ ایں سو: اس رخ پر، اس طرف۔ باز کردند: انہوں نے کھولی۔ مرا: مجھے۔ با: کے ساتھ، سے۔ آنسوے گردوں: آسمان کی اس طرف۔

ترجمہ و تشریح ...... علم میری نگاہ ساتوں ولایتوں (ساری کائنات) اور چاروں عناصر (آگ، پانی، مٹی، ہوا) یعنی زمین اور آسمان دونوں کی راز دار ہے۔ زمانہ میرے پھندے میں پھنسا ہوا ہے (میں اس کے نشیب و فراز سے بھی آگاہ ہوں)۔ خداوند نے میری آنکھیں اس رخ پہ کھولیں مجھے آسمان کے ادھر سے کیا کام ہے۔ (میں آسمان کے نیچے جو جہان ہے اس سے باخبر ہوں)۔

چکد صد نغمہ از سازے کہ دارم
بہ بازار افگنم رازے کہ دارم

معانی ...... چکد: ٹپکتا ہے۔ سازے: وہ ساز۔ دارم: میں رکھتا ہوں۔ بہ: میں، بیچ۔ افگنم: میں ڈال دیتا ہوں۔ رازے: وہ راز۔

ترجمہ و تشریح ...... میرے ساز سے سینکڑوں نغمے پھوٹتے ہیں۔ میں اپنا ہر راز بازار میں پھینک آتا ہوں (عام کر دیتا ہوں)۔ (میرے یہاں تو ہر بات الم نشرح ہے ہر نئی تحقیق اخباروں اور رسالوں میں شائع ہو جاتی ہے)۔

عشق

زافسون تو دریا شعلہ زار است	ہوا آتش گزار و زہر دار است
چو بامن یار بودی، نور بودی	بریدی از من و نور تو نار است

عشق

معانی ...... زافسوں تو: تیرے جادو سے۔ شعلہ زار: وہ جگہ جہاں آگ ہی آگ ہو۔ آتش گداز: آگ چھوڑنے والی۔ چو: جب۔ بامن: میرے ساتھ۔ بریدی: تو جدا ہوا۔ از من: مجھ سے۔

ترجمہ و تشریح ...... تیرے شعبدے سے دریا شعلہ زار ہے (دریا کے پانی میں شعلہ پیدا ہو جاتا ہے)۔ ہوا آگ چھوڑتی ہے اور زہریلی ہے۔ (اشارہ ہے ان بحری جہازوں اور بم کے گولوں کی طرف جن کی بدولت پانی سے شعلے بلند ہوئے اور ہوا زہریلی ہوگئی)۔ تو جب میرا دوست تھا تو نور تھا۔ مجھ سے الگ ہوا تو اب تیرا نور بھی نار بن گیا ہے۔ (تیرا وجود مفید ہونے کے بجائے مضر ہو گیا۔ تباہ کن آلات حرب علم ہی کے بدولت عالم وجود میں آئے۔

بخلوت خانہ لاہوت زادی
ولیکن در نخ شیطاں فتادی

معانی ...... بہ خلوت خانہ لاہوت: لاہوت کے خلوت خانے میں۔ لاہوت: مرتبہ، ذات، ذات الٰہی کا عالم۔ زادی: تو پیدا ہوا۔

درنخ شیطان: شیطان کی رسی میں۔ فتادی: تو پھنس گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے خلوت خانہ لاہوت میں جنم لیا (جس کا تو آج منکر ہے) لیکن تو شیطان کے پھندے میں پھنس گیا۔

بیا ازیں خاکداں را گلستاں ساز جہان پیر را دیگر جواں ساز
بیایک ذرہ از دردلم گیر تہ گردوں بہشت جاوداں ساز

معانی ...... : خاکداں: دنیا، مٹی اور کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ۔ را: کو۔ گلستاں: باغ، پھلواری۔ ساز: بنا۔ دیگر: پھر، دوبارہ۔ از دردلم: میرے دل کے درد سے۔ گیر: تو حاصل کر۔ تہ گردوں: آسمان تلے۔ تہ: نیچے، تلے۔ بہشت جاوداں: دائمی جنت۔

ترجمہ و تشریح ...... : آ اس خاکداں دنیا کو گلزار بنادے۔ بوڑھی دنیا کو پھر سے جوان کردے۔ آ میرے درد دل سے ایک ذرہ لے آسمان تلے ہمیشہ کی جنت بنادے۔

زروز آفرینش ہمدم استیم
ہماں یک نغمہ رازیرو بم استیم

معانی ...... : زروز آفرینش: پیدائش کے دن سے۔ ہماں: اسی۔ را: کا۔ زیرو بم: اتار چڑھاؤ۔ استیم: ہم ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے علم! اس حقیقت کو فراموش مت کر کہ ہم ازل کے دن سے دونوں ساتھی ہیں۔ ہم ایک ہی نغمے کا اتار چڑھاؤ ہیں۔ علم بے عشق اور عشق بے علم دونوں غیر مفید ہیں۔ اس تصور کا مرشد رومی کا یہ شعر ہے۔

علم را برتن زنی مارے بود علم را بردل زنی یارے بو

سرود انجم :

ہستی ما نظام ما مستی ما خرام ما
گردش بے مقام ما زندگی دوام ما
دور فلک بکام ما، مے نگریم وی رویم

ستاروں کا گیت:

معانی ...... : خرام ما: ہماری نرم چال۔ ناز سے چلنا۔ گردش بے مقام ما: ہماری بلا ٹھہراؤ گردش، ہماری مسلسل گردش۔ زندگی دوام ما: دائمی زندگی۔ دور فلک: آسمان کی گردش۔ بکام ما: ہماری مراد پر، ہماری آرزو کے موافق۔ می نگریم: ہم دیکھتے رہتے ہیں، ہم دیکھ رہے ہیں۔ میرویم: ہم چل رہے ہیں، ہم چلتے جاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہماری ہستی، ہمارا نظام (ہماری ہستی، نظام کی پابندی پر موقوف ہے)۔ ہماری مستی، ہماری چال (رفتار)۔ (حرکت ہی ہماری مستی ہے) ہماری بلا ٹھہراؤ گردش ہماری دائمی زندگی۔ آسمان کی گردش ہماری آرزو سے سازگار، ہم دیکھتے ہیں اور چلتے رہتے ہیں۔ (چلے جارہے ہیں)۔ (مسلسل گردش ہی ہماری زندگی ہے۔ سکون ہمارے حق میں پیام موت ہے چونکہ ہم نظام (شمسی) کی پابندی کرتے ہیں اس لئے ہماری زندگی کامیاب ہے)۔

جلوہ گہ شہود را بتکدہ نمود را
رزم نبود و بود را کشمکش وجود را

عالم دیر وزود را، می نگریم و می رویم

معانی ...... : جلوہ گہ شہود: شہود کی جلوہ گاہ۔ شہود: حاضر ہونا، دیکھنا، مشاہدہ کرنا، ہر شے میں حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا۔ بتکدۂ نمود: ظہور کا بت خانہ۔ رزم نبود و بود: ہونے اور نہ ہونے کا معرکہ۔ رزم: معرکہ، لڑائی، جنگ۔ نبود: نہ ہونا، عدم، فنا۔ بود: وجود، ہونا، ہستی۔ کشمکش وجود: وجود کی کھینچا تانی۔ عالم دیر وزود: حال اور آئندہ کا عالم۔

ترجمہ و تشریح ...... : شہود کی جلوہ گاہ (دنیا) کو نمود کے بتکدے کو ہستی اور نیستی کے معرکے کو وجود کی کشمکش کو حال اور آئندہ کے عالم کو ہم دیکھتے ہیں اور چلے جا رہے ہیں۔ (اس کائنات میں ہر لحظہ نئے نئے مظاہر جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں۔ مخلوقات پیدا ہوتی رہتی ہیں اور فنا کے گھاٹ اترتی رہتی ہیں)۔

گرمِ کارزار ہا خامیِ پختہ کارہا
تاج و سریر و دارہا خواریِ شہریار ہا

بازیِ روزگار ہا، می نگریم و می رویم

معانی ...... : گرمیِ کارزار ہا: جنگوں کا ہنگامہ۔ خامیِ پختہ کارہا: پختہ کاروں کا بودا پن۔ کچا پن، نا تجربہ کاری۔ پختہ کار: تجربہ کار، ہوشیار۔ سریر: تخت۔ دارہا: سولیاں۔ خواریِ شہریار ہا: بادشاہوں کی ذلت۔ بازیِ روزگار ہا: زمانوں کے کھیل۔

ترجمہ و تشریح ...... : جنگوں کا گھمسان۔ پختہ کاروں عقلمندوں کی خامیاں۔ تاج اور تخت اور سولیاں۔ بادشاہوں کا ذلیل و خوار ہونا۔ زمانے کی چالیں ہم دیکھ رہے ہیں اور چلتے جا رہے ہیں۔

خواجہ زسروری گزشت بندہ زچاکری گزشت
گزاری و قیصری گزشت دور سکندری گزشت

شیوۂ بت گری گذشت، می نگریم و می رویم

معانی ...... : خواجہ: سردار، آقا، مالک۔ سروری: سرداری، بزرگی، بادشاہی۔ گذشت: وہ گزار۔ بندہ: غلام، نوکر۔ چاکری: غلامی، خدمت۔ زاری: زار کی حکومت۔ زار: روس کے قدیم بادشاہوں کا لقب۔ قیصری: قیصر کی سلطنت، بادشاہت۔ قیصر: شاہان روم کا لقب۔ دور سکندری: سکندر کا زمانہ۔ دور: زمانہ، عروج۔ سکندر: یونان کا مشہور بادشاہ۔ شیوہ بت گری: بت بنانے کا چلن، ڈھنگ۔

ترجمہ و تشریح ...... : آقا، آقا نہ رہا (جو کل بادشاہ تھا آج اس کی بادشاہی نہ رہی) غلام (بندہ) غلامی سے نکل گیا۔ زار کی حکومت اور قیصر کی سلطنت ختم ہوگئی۔ سکندر کا زمانہ لد گیا۔ بت گری کی روش ختم ہوگئی۔ ہم دیکھ رہے ہیں اور چلتے جا رہے ہیں۔

خاک خموش و در خروش ست نہاد و سخت کوش
گاہ بہ بزم ناؤ نوش گاہ جنازہ بہ دوش

میر جہان وسفتہ گوش! می نگریم و می رویم

معانی ...... : ست نہاد: فطرتاً کمزور، پیدائشی ڈھیلا ڈھالا، و، مگر۔ سخت کوش: بہت کوشش کرنے والا، محنتی۔ گاہ: کبھی۔ بہ بزم ناؤ نوش: راگ رنگ کی محفل میں۔ ناؤ نوش: عیش و عشرت، راگ رنگ، شراب و نغمہ۔ بدوش: کاندھے پر۔ میر جہان: دنیا کا سردار۔ سفتہ گوش:

چھدے ہوئے کان والا، غلام۔

ترجمہ و تشریح ...... : ساکت مٹی مگر پرخروش (یعنی اگرچہ آدمی مٹی کا بنا ہوا ہے لیکن شور و شر میں لگا رہتا ہے) یہ فطرت کا سست لیکن سخت کوش بھی ہے۔ (بڑی محنت کرنے والا ہے)۔ کبھی وہ راگ رنگ کی محفل میں (شراب نوشی کر رہا ہے، لطف اٹھا رہا ہے) کبھی کاندھے پر دھرا ایک جنازہ لئے ہوئے ہے (یعنی غم زدہ زندگی گزار رہا ہے)۔ کبھی یہ دنیا کا سردار ہے اور کبھی غلام ہے، ہم دیکھ رہے ہیں اور چلتے رہتے ہیں۔

توبہ طلسم چون و چند   عقل تو درکشاد و بند
مثل غزالہ در کمند   زار و زبون و درد مند
مابہ نشیمن بلند، می نگریم و می رویم

معانی ...... : بہ طلسم چون و چند: کیسے اور کتنے کے طلسم میں۔ کشاد و بند: کھلنا اور بندھنا، کھولنا اور باندھنا۔ مثل غزالہ: ہرنی کی طرح۔ بہ نشیمن بلند: اونچے نشیمن سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کیسے اور کتنے کے طلسم میں (کھویا ہوا) ہے۔ تیری عقل الجھاؤ سلجھاؤ میں (مگن) ہے۔ پھندے میں آئی ہوئی ہرنی کی طرح (تیری عقل کمند ہے یعنی تقدیر و حالات کے سامنے مجبور ہے) بے بس اور لاچار اور دکھی اور تکلیف میں ہے۔ ہم اونچے نشیمن میں سے دیکھتے رہتے ہیں اور گزرتے جاتے ہیں۔

پردہ چرا ؟ ظہور چیست ؟   اصل ظلام و نور چیست ؟
چشم و دل و شعور چیست ؟   فطرت ناصبور چیست ؟
ایں ہمہ نزد و دور چیست ؟ می نگریم و می رویم

معانی ...... : چرا: کیوں، کس لئے۔ ظہور: ظاہر ہونا، نمائش، اظہار۔ چیست: کیا ہے۔ اصل ظلام و نور: تاریکی اور روشنی کی حقیقت۔ فطرت ناصبور: بے صبری فطرت۔ فطرت، بے کل، مضطرب۔

ترجمہ و تشریح ...... : چھپاؤ کس لئے؟ ظہور کیا ہے۔ تاریکی اور نور کی اصلیت کیا ہے۔ آنکھ اور دل اور شعور کیا ہے۔ بے کل فطرت کیا ہے۔ یہ سب نزدیک اور دور کیا ہے (انسان چونکہ صاحب عقل و شعور ہے اس لئے اس قسم کے سوالات میں الجھا رہتا ہے لیکن ہم ان مسائل سے بالکل بے تعلق ہیں) ہم دیکھتے رہتے ہیں اور چلتے جاتے ہیں۔

بیش تو نزد ما کمے   سال تو پیش ما دمے
اے بکنار تو یمے   ساختہ بہ شبنمے
ما بتلاش عالمے، می نگریم و می رویم

معانی ...... : بیش تو: تیرا زیادہ۔ نزد ما: ہمارے نزدیک۔ کمے: کم۔ پیش ما: ہمارے سامنے، آگے۔ دمے: ایک دم۔ بکنار تو: تیرے بر (پہلو) میں۔ یمے: ایک سمندر۔ ساختہ بہ شبنمے: تو نے شبنم پر قناعت کر رکھی ہے۔ بہ تلاش عالمے: کسی نئے عالم کی تلاش میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیرا زیادہ ہمارے نزدیک کم (ہے) تیرا سال ہمارے آگے ایک پل ہے اے کہ تیرے پہلو میں ایک سمندر ہے (یعنی تیرے جسم خاکی کے اندر خالق کائنات نے بہت سی صلاحیتیں رکھی ہیں۔ تو نے فقط شبنم پر کفایت (قناعت) کر لی ہے۔ (مراد ہے کہ تو تو خود سمندر صفات ہے یہ دنیا تو تیرے لئے قطرہ شبنم ہے لیکن تو قطرہ شبنم پر قانع نظر آتا ہے)۔ ہم ایک نئی دنیا کی کھوج میں

ہیں۔ دیکھتے رہتے ہیں اور چلتے جاتے ہیں۔ نوٹ: تجھ میں خدا نے یہ استعداد ودیعت کی ہے کہ اگر تو اپنی خودی کی تربیت کر کے اسے پایہ تکمیل تک پہنچا دے تو تیرے اندر صفات ایزدی کا عکس پیدا ہو سکتا ہے یعنی تو اس کائنات پر حکمران ہو سکتا ہے۔

فقیر مومن چیست؟ تسخیر جہات۔
بندہ از تاثیر او، مولے صفات

نسیم صبح

زروے بحر و سر کوہساری آیم — ولیک می نشناسم کہ از کجا خیزم
دہم بہ غمزدہ طائر پیام فصل بہار — تہ نشیمن اوسیم یاسمن ریزم

صبح کی نرم ولطیف ہوا

معانی ...... : زروے بحر: سمندر کی سطح سے۔ می آیم: میں آتی ہوں۔ ولیک: لیکن۔ می نشناسم: میں نہیں جانتی۔ از کجا: کہاں سے۔ خیزم: میں اٹھتی ہوں۔ دہم: میں دیتی ہوں۔ بہ: کو۔ غمزدہ: غم کا مارا ہوا، دکھی، غمگین۔ تہ نشیمن او: اس کے گھونسلے کے نیچے۔ سیم: چاندی۔ یاسمن: چاندی۔ ریزم: میں بکھیرتی ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں سمندر کے سینے اور پہاڑوں کی چوٹی پر سے آتی ہوں لیکن میں نہیں جانتی کہ میں کہاں سے اٹھتی ہوں (میں اپنی اصل سے آگاہ نہیں ہوں) میں اداس پرندے کو بہار کی رت کا پیغام دیتی ہوں۔ اس کے آشیانے کے نیچے چنبلی کی چاندی بکھیر دیتی ہوں۔

بہ سبزہ غلطم وبر شاخ لالہ می پیچم — کہ رنگ و بوز مسامات اوبر انگیزم
خمیدہ تانشود شاخ اوز گردش من — بہ برگ لالہ و گل نرم نرمک آویزم

معانی ...... : بہ: پر۔ غلطم: میں لوٹتی ہوں۔ می پیچم: میں لپٹتی ہوں۔ کہ: تا کہ۔ ز مسامات او: اس کے مسامات سے۔ مسامات: مسام کی جمع۔ برانگیزم: میں ابھاروں۔ خمیدہ: خم کھایا ہوا، جھکا ہوا۔ تا: کہیں۔ نشود: نہ ہو جائے۔ بہ برگ لالہ وگل: لالہ اور گلاب کی پنکھڑی پر۔ نرم نرمک: آہستہ آہستہ۔ آویزم: میں جھولتی ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں سبزے کے ساتھ الجھتی ہوں اور گل لالہ کی شاخ پر لپٹتی ہوں تا کہ اس کے مسامات میں سے رنگ اور خوشبو نکالوں کہیں میرے ہلکوروں سے اس کی شاخ میں خم نہ آئے۔ میں لالہ وگل کی پنکھڑیوں کو نرمی سے چھوتی ہوں۔

چو شاعرے از غم عشق در خروش آید
نفس نفس بہ نواہائے او در آمیزم!

معانی ...... : چو: جب۔ شاعرے: کوئی شاعر۔ ز غم عشق: عشق کے غم سے۔ در خروش آید: فریاد کرتا ہے۔ بہ نواہائے او: اس کے نغموں میں۔ در آمیزم: میں مل جاتی ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : غم عشق سے جب کوئی شاعر نالہ وفریاد بلند کرتا ہے میں اس کے نغموں میں سانس بن کے سما جاتی ہوں (تا کہ ان میں دلکشی کا رنگ پیدا ہو جائے)۔

پند باز با بچہ خویش

تو دانی کہ بازاں زیک جو ہراند ۔۔۔ دل شیر دارند و مشت پراند
نکو شیوہ و پختہ تدبیر باش ۔۔۔ جسور و غیور و کلاں گیر باش

باز کی نصیحت اپنے بچے کو:

معانی ...... : تو دانی: تو جانتا ہے۔ بازاں: باز کی جمع۔ زیک جو ہراند: ایک جوہر سے ہیں، ایک اصل سے ہیں۔ دارند: وہ رکھتے ہیں۔ و: مگر۔ مشت پراند: مٹھی بھر پر ہیں۔ نکو شیوہ: نیک چلن۔ پختہ تدبیر: تدبیر میں پکا۔ باش: تو رہ، بن جا۔ جسور: دلیر، بے باک، دلاور۔ غیور: غیرت دار۔ کلاں گیر: بڑوں کو پکڑنے والا، بڑا شکار کرنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو جانتا ہے کہ سارے باز ایک ہی جوہر سے ہیں ایک ہی جوہر ذاتی رکھتے ہیں۔ مشت پر ہیں مگر شیر کا دل رکھتے ہیں۔ نیک اطوار اور پختہ تدبیر کرنے والا بن۔ دلاور اور غیرت دار اور بڑے شکار پر جھپٹنے والا بن۔

میامیز با کبک و تورنگ و سار ۔۔۔ مگر یاں کہ داری ہوائے شکار
چہ قومے فرو مایہ ترسناک ! ۔۔۔ کند پاک منقار خود را بخاک !

معانی ...... : میامیز: تو مت گھل مل، تو میل جول نہ رکھ۔ با: کے ساتھ۔ کبک: چکور، تیتر۔ تورنگ: جنگلی مرغ۔ سار: مینا۔ داری: تو رکھے، تو رکھتا ہو۔ ہوائے شکار: شکار کی خواہش۔ چہ: کیا، کیسی۔ قومے: قوم۔ فرومایہ: کمزور، مفلس، حقیر۔ ترسناک: خوفزدہ۔ کند: وہ کرتی ہے۔ منقار خود: اپنی چونچ۔ بخاک: مٹی کے ساتھ، مٹی سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیتر اور چکور اور مینا کے ساتھ میل جول نہ رکھ۔ سوائے اس کے کہ تو انکے شکار کی خواہش رکھتا ہو کیا تھڑ دلی فقتی قوم ہے (پرندوں سی) یہ کیسی کم مایہ اور کمینہ قوم ہے۔ جو اپنی منقار (چونچوں) کو مٹی سے پاک کرتی ہے۔

شد آں باشہ نخچیر نخچیر خویش ۔۔۔ کہ گیرد ز صید خود آئین و کیش
بسا شکرہ افتادہ بر روے خاک ۔۔۔ شد از صحبت دانہ چیناں ہلاک

معانی ...... : شد: وہ ہوا، وہ ہو گیا۔ باشہ: سفید رنگ کا باز، بازوں کی قسم سے ایک چھوٹا شکاری پرندہ۔ نخچیر نخچیر خویش: اپنے شکار کا شکار۔ گیرد: حاصل کرتا ہے۔ ز صید خود: اپنے شکار سے۔ آئین: قاعدہ، قانون۔ کیش: مذہب، مسلک۔ بسا: بہت، کتنے ہی۔ شکرہ: ایک پرندوں کا شکار کرنے والا پرندہ۔ افتادہ: گر پڑا، گر کے۔ از صحبت دانہ چیناں: دانہ چگنے والوں کی صحبت سے۔ دانہ چیناں: دانہ چیں کی جمع۔ دانہ چگنے والے۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ باشہ آپ اپنے شکار کا شکار ہو گیا جو اپنے صید کے رنگ ڈھنگ اپنا لیتا ہے کتنے ہی شکرے زمین پر گر گئے دانہ چگنے والوں (چڑیوں) کی صحبت سے ہلاک ہو گئے۔

نگہ دار خود را و خورسند زی ۔۔۔ دلیر و درشت و تنومندی زی
تن نرم و نازک بہ تیہو گزار ۔۔۔ رگ سخت چوں شاخ آہو بیار

معانی ...... : نگہ دار: تو نظر رکھ، تو حفاظت کر۔ نگرانی کرنا، نظر رکھنا۔ خورسند: خوش، ہشاش بشاش۔ زی: تو زندہ رہ۔ درشت: سخت،

کھردرا، تند۔ تنومند: شہزور، قوی الجثہ۔ بہ: کیلئے۔ مہو: ممولہ، بٹیر۔ گذار: تو چھوڑ دے۔ شاخ آہو: ہرن کے سینگ۔ بیار: تو لا، تو پیدا کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : خود پر نگاہ رکھ اور خوش خوش زندہ رہ۔ دلیری اور درشتی اور شہزوری سے زندگی بسر کر۔ نرم و نازک بدن ممولے (بیڑ) کیلئے چھوڑ دے۔ ہرن کے سینگ کی طرح مضبوط اعصاب پیدا کر۔

نصیب جہاں آنچہ از خرمی است زنگینی و محنت و پردی است

چہ خوش گفت فرزند خود را عقاب کہ یک قطرہ خوں بہتر از لعل ناب

معانی ...... نصیب جہاں: دنیا کا مقدر مقسوم۔ آنچہ: جو کچھ کہ۔ ز: از، میں سے۔ خرمی: خوشی، شادمانی۔ ز، از: کی وجہ سے۔ سنگینی: محکمی، مضبوطی۔ محنت: مشقت، سختی، آزمائش۔ پردی: دم خم، شہزوری، توانائی، نہ جھکنا۔ چہ: کیا۔ خوش: اچھا، خوب۔ گفت: اس نے کہا۔ فرزند خود را: اپنے بیٹے سے۔ لعل ناب: اچھوتا خالص یاقوت۔ لعل: یاقوت۔

ترجمہ و تشریح ...... : شادمانی کی قبیل سے جو کچھ کہ دنیا کا مقدر ہے محکمی اور محنت اور پردی کی وجہ سے ہے، عقاب نے اپنے بیٹے سے کیا خوب کہا کہ ایک بوند لہو اچھوتے خالص یاقوت (لعل) سے بہتر ہے۔

مجو انجمن مثل آہو ومیش بخلوت گرا چوں نیاگان خویش

چنیں یاد دارم زبازان پیر نشیمن بشاخ درختے مگیر

معانی ...... : مجو: تو مت ڈھونڈ۔ مثل آہو ومیش: ہرن اور بھیڑ کی طرح۔ بخلوت: خلوت کی طرف۔ گرا: تو رغبت رکھ۔ چوں نیاگان خویش: اپنے بزرگوں کی طرح۔ چنیں: ایسا، اس لئے۔ یاد دارم: میں یاد رکھتا ہوں۔ زبازاں پیر: پرانے بازوں سے۔ بشاخ درختے: کسی پیڑ کی شاخ پر۔ مگیر: تو مت بنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہرن اور بھیڑ کی طرح بزم (آرام کی زندگی) تلاش نہ کر۔ اپنے بزرگوں (اسلاف) کے مانند تنہائی کی طرف میلان رکھ۔ اسی لئے میں اپنے بزرگوں کی یہ نصیحت یاد رکھتا ہوں کہ کسی درخت کی شاخ پر بسیرا نہ کر۔

پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ
(اقبال)

کنامے نگیریم درباغ و کشت کہ داریم درکوہ و صحرا بہشت

زروے زمیں دانہ چیدن خطاست کہ پہنائے گردوں خدا داد ماست

معانی ...... کنامے: کوئی آشیانہ۔ نگیریم: ہم نہیں بناتے۔ کشت: کھیتی، کھیت۔ کہ: کیونکہ۔ داریم: ہم رکھتے ہیں۔ در: میں۔ کوہ: پہاڑ۔ صحرا: بیابان۔ زروے زمین: زمین کی سطح سے، زمین پر سے۔ دانہ چیدن: دانہ چگنا۔ پہنائے گردوں: آسمان کی وسعت۔ خداداد ما است: ہمیں خدا کی دی ہوئی ہے، ہمارے لئے خداداد ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم باغوں اور کھیتوں میں آشیانہ نہیں بناتے کیونکہ ہماری جنت پہاڑوں اور بیابانوں میں ہے۔ (ع تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں)۔ اقبال۔ زمین پر سے دانہ چگنا غلط ہے۔ کیونکہ خدا نے ہمیں آسمان کی وسعت عطا کر رکھی ہے۔ (ہم اپنا رزق فضا کی بلندیوں میں تلاش کرتے ہیں)۔ تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا۔ ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں۔ (اقبال)

نجیبے کہ پا بر زمیں سودہ است زمرغ سرا سفلہ تر بودہ است

پے شاہبازاں بساط است سنگ   کہ بر سنگ رفتن کند تیز چنگ

معانی ...... نجیبے: وہ اصیل۔ نجیب: اصیل۔ سودہ است: اس نے رگڑا ہے۔ ز مرغ سرا: پالتو مرغ سے۔ سفلہ تر: زیادہ کم ذات۔ بودہ است: وہ ہو گیا ہے۔ پے شاہبازاں: شاہبازوں کیلئے۔ بساط: فرش، بچھونا۔ کہ: کیونکہ۔ رفتن: چلنا۔ کند: کرتا ہے۔ تیز چنگ: تیز پنجوں والا۔

ترجمہ و تشریح ...... وہ اصیل ہے جو مٹی پر پاؤں رکھتا ہے (زمین پر رہنے میں آرام پاتا ہے) وہ پالتو مرغ سے بھی زیادہ نیچ (کمینہ) ہو گیا ہے۔ پتھر شاہبازوں کیلئے غالیچہ ہے کہ پتھر پر چلنا پنجوں کو تیز کرتا ہے۔

تو از زرد چشمان صحرا استی   بگوہر چو سیمرغ والا ستی

جوانے اصیلے کہ در روز جنگ   برد مردمک را ز چشم پلنگ

معانی ...... تو از زرد چشمان صحرا استی: تو بیابان کے زرد چشموں میں سے ہے۔ بگوہر: نسب میں۔ سیمرغ: سیمرغ، پرندوں کا بادشاہ، ایک خیالی پرندہ، عنقا۔ والا استی: تو بزرگ، بلند ہے۔ جوانے اصیلے: ایسا اصیل جوان۔ اصیل: جس کا حسب نسب صحیح ہو، عالی نسب۔ در روز جنگ: جنگ کے دن میں۔ برد: وہ لے جاتا ہے۔ مردمک: آنکھ کی پتلی۔ چشم پلنگ: چیتے کی آنکھ۔

ترجمہ و تشریح ...... تو صحرا کے زرد چشموں (صحرا کے شکاری پرندوں) میں سے ہے تو سیمرغ کی طرح عالی نسب ہے ایسا اصیل جوان جو جنگ کے دن چیتے کی آنکھ سے پتلی نکال لیتا ہے۔

بہ پرواز تو سطوت نوریاں   بہ رگہاے تو خون کافوریاں

تہ چرخ گردندہ کوز پشت   بخور آنچہ گیری ز نرم و درشت

معانی ...... بہ پرواز تو: تیری اڑان میں۔ سطوت نوریاں: فرشتوں کی شان۔ خون کافوریاں: کافوریوں کا لہو۔ کافوریاں: کافوری کی جمع، باز کی قسم کا ایک سفید رنگ کمیاب شکاری پرندہ۔ تہ چرخ گردندہ کوز پشت: گھومنے والے کبڑے آسمان کے نیچے۔ آنچہ: جو کچھ کہ۔ وہ سب کچھ جو۔ گیری: تو حاصل کرے، تو شکار کرے۔

ترجمہ و تشریح ...... تیری اڑان میں فرشتوں کی سی شان و شوکت ہے۔ تیری رگوں میں کافوریوں کا لہو ہے۔ اس گھومتے ہوئے کبڑے آسمان کے تلے (نیچے) نرم ہو یا درشت اپنا ہی شکار کیا ہوا کھا۔

ز دست کسے طعمہ خود مگیر

نکو باش و پند نکویاں پذیر

معانی ...... ز دست کسے: کسی کے ہاتھ سے۔ طعمہ خود: اپنا نوالہ۔ طعمہ۔ مگیر: تو نہ لے۔ تو نہ پکڑ۔ نکو: نیک، اچھا۔ باش: تو بن، تو رہ۔ پند نکویاں: اچھوں کی نصیحت۔ پذیر: قبول کر۔

ترجمہ و تشریح ...... اپنا نوالہ کسی کے ہاتھ سے نہ لے نیک بن اور اچھوں کی نصیحت سن (قبول کر)۔ نوٹ: باز اور شاہین یہ دونوں اقبال کے محبوب پرندے ہیں ان پرندوں میں اقبال کے مردِ مومن کی بعض صفات پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اپنے ایک خط میں جو انہوں نے پروفیسر ظفر احمد صدیقی کو لکھا تھا۔ بایں الفاظ اس بات کی وضاحت فرمائی تھی کہ "شاہین کی تشبیہ محض شاعرانہ تشبیہ نہیں ہے۔ اس جانور میں اسلامی فقر کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ (1) خود دار اور غیرت مند ہے کہ اور کے ہاتھ کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا۔ (2) بے تعلق ہے کہ آشیانہ نہیں بناتا۔ (3) بلند پرواز ہے۔ (4) خلوت پسند ہے۔ (5) تیز نگاہ ہے۔

کرم کتابی

شنیدم شبے در کتب خانہ من بہ پروانہ می گفت کرم کتابی
بہ اوراق سینا نشیمن گرفتم بسے دیدم از نسخہ فاریابی

کتاب کا کیڑا۔ (کتابی کیڑا) دیمک :

معانی ...... شنیدم: میں نے سنا۔ شبے: ایک رات۔ شب: رات۔ در کتب خانہ من: میرے کتب خانے میں۔ بہ: سے۔ میگفت: وہ کہہ رہا تھا، کہتا تھا۔ کرم کتابی: کتاب کا کیڑا، دیمک۔ بہ اوراق سینا: بوعلی سینا کے اوراق میں۔ سینا: ابوعلی ابن عبداللہ ابن سینا، نامور مسلمان فلسفی۔ نشیمن گرفتم: میں نے گھر بنایا۔ بسے: بہت۔ دیدم: میں نے دیکھا۔ نسخہ فاریابی کی کتاب۔ نسخہ: کتاب، مسودہ۔ فاریابی: ظہیر فاریابی مشہور فارسی شاعر یا ابونصر محمد الفارابی معروف مسلمان فلسفی اس کی شہرت کا دارومدار زیادہ تر اس شعر پر ہے۔ دیوان ظہیر فاریابی۔ در کعبہ بدزدا گر یابی۔

ترجمہ و تشریح ...... میں نے ایک رات اپنے کتب خانے میں سنا دیمک نے پروانے سے یہ کہا کہ میں نے بوعلی سینا کی کتابوں میں گھونسلہ بنایا۔ فاریابی کی بہتیری کتابیں دیکھ ڈالیں (میں نے فلسفہ وادب کی ساری کتابیں چٹ کر لیں)۔

نفہمیدہ ام حکمت زندگی را ہماں تیرہ روزم زبے آفتابی
نکو گفت پروانہ نیم سوزے کہ ایں نکتہ رادر کتابے نیابی

معانی ...... : نفہمیدہ ام: میں نے نہیں سمجھا، انجان، میں نہیں سمجھا ہوں۔ حکمت زندگی: زندگی کی حکمت۔ ہماں: وہی، ویسا ہی۔ تیرہ روزم: میں بدنصیب ہوں۔ تیرہ: تاریک، اندھیرا۔ روز: دن، بے آفتابی: سورج کا نہ ہونا۔ نکو: اچھا، خوب۔ گفت: اس نے کہا۔ پروانہ نیم سوزے: ایک ادھ جلا پتنگا۔ ایں نکتہ را: اس بھید کو۔ در کتابے: کسی کتاب میں۔ نیابی: تو نہیں پائے گا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں زندگی کی حکمت سے اب تک انجان ہوں سورج کے نہ ہونے سے میرے دن اس طرح تاریک ہیں۔ مراد ہے میں زندگی کی اس حقیقت کو نہیں پاسکا جو تو نے پالی ہے۔ ایک ادھ جلے پتنگے نے خوب کہا کہ تو اس بھید کو کسی کتاب میں نہیں پائے گا۔

تپش می کند زندہ تر زندگی را
تپش می دہ بال و پر زندگی را

معانی ...... : تپش: حرارت، تڑپ، بے قراری۔ میکند: وہ کرتی ہے۔ زندہ تر: اور زندہ، زیادہ زندہ۔ زندہ: جیتا، جاندار۔ تر: اور بھی، زیادہ۔ مید ہد: وہ دیتی ہے۔ بال و پر: پنکھ اور پر، اڑان۔

ترجمہ و تشریح ...... : تپش زندگی کو زندہ تر کرتی ہے۔ تپش زندگی کو بال و پر دیتی ہے۔ نوٹ: اس راز سے واقف ہونا چاہتا ہے تو عشق اختیار کر کیونکہ زندگی پرواز کا نام ہے اور یہ طاقت صرف عشق سے پیدا ہو سکتی ہے۔

کبر و ناز

بخ، جوئے کوہ راز رہ کبر و ناز گفت ما را زموبہ تو شود تلخ روزگار

گستاخ می سرائی و بیباک میروی — ہر سال شوخ دیدہ و آوارہ ترزپار

معانی ...... جوئے کوہ: پہاڑی ندی، پہاڑی نالہ۔ زرہ کبر وناز: غرور اور گھمنڈ کی راہ سے۔ مارا: ہمارے لئے، ہمیں۔ زمویہ تو: تیری چیخ پکار سے۔ شود: ہوتا ہے۔ تلخ: کڑوا۔ روزگار: زمانہ، رات دن۔ گستاخ بمعنی گستاخانہ: بے شرمی اور بے ادبی سے۔ می سرائی: تو گاتی ہے۔ بے باک: بے جھجک، میروی: تو چلتی ہے۔ شوخ دیدہ: بے حیا، ڈھیٹ۔ پار: پچھلا سال، گزشتہ برس۔

ترجمہ و تشریح ...... برف نے غرور اور تکبر کے ساتھ پہاڑی ندی سے کہا تیری چیخ پکار نے ہماری زندگی اجیرن کر رکھی ہے تو بے شرمی سے الاپتی رہتی ہے اور بے خوف ہو کر چلی جارہی ہے۔ ہر سال پہلے سے بڑھ کر بے حیا اور آوارہ (بنتی جارہی ہے)۔

شایان دو دمان کہستانیاں نہ — خود را مگوئے دخترک ابر کوہسار
گردندہ فتندہ غلطندہ بخاک! — راہ دگر بگیرو برد سوئے مرغزار

معانی ...... شایان دودمان کہستانیاں نہ: تو کوہستانیوں کے خاندان کے لائق نہیں ہے۔ مگوے: تو مت کہ۔ دخترک ابر کوہسار: پہاڑوں کے بادل کی بیٹی۔ دخترک: چھوٹی بیٹی، گردندہ: چکراتے ہوئے۔ فتندہ: گرتے پڑتے۔ غلطندہ: لوٹتے ہوئے۔ بخاک: مٹی میں۔ راہ دگر: دوسرا راستہ۔ بگیر: تو پکڑ۔ برو: تو جا۔ سوے مرغزار: سبزہ زار کی طرف۔

ترجمہ و تشریح ...... تو کوہستانیوں کے قبیلے کے قابل نہیں ہے۔ تو خود کو ابر کوہسار کی بیٹی مت کہہ۔ ندی کا وجود اس پانی کی وجہ سے جو بادلوں سے بارش کی صورت میں برستا ہے اس لئے اسے بادل کی بیٹی کہا ہے۔ تو خاک پر گرتی، گھومتی اور لوٹ پوٹ ہوتی ہے۔ دوسرا راستہ اختیار اور کسی سبزہ زار کی جانب چل۔

گفت آبجو چنیں سخن دل شکن مگوئے — برخویشتن منازو نہال منی مکار
من می روم کہ در خوراین دو دماں نیم — تو خویش راز مہر درخشاں نگاہ دار

معانی ...... برخویشتن: خود پر، اپنے اوپر۔ مناز: گھمنڈ نہ کر، تکبر نہ کر۔ نہال منی: غرور کا پودا (درخت) مکار: تو مت ہو۔ من میروم: جارہی ہوں، جاتی ہوں۔ کہ: کیونکہ۔ درخوراین دودماں: اس خاندان کے لائق۔ نیم: میں نہیں ہوں۔ خویش را: خود کو۔ زمہر درخشاں: چمکتے ہوئے سورج سے۔ نگاہ دار: تو نگہداری کر۔ حفاظت کر، دیکھ بھال کر۔

ترجمہ و تشریح ...... ندی بولی ایسی دل توڑنے والی بات نہ کہہ خود پر گھمنڈ نہ کر اور غرور کا پودا مت کاش کر (تکبر نہ کر) میں تو جا رہی ہوں کیونکہ میں اس گھرانے کے لائق نہیں تو اپنے آپ کو چمکتے ہوئے سورج سے بچانا۔ (ندی نے یخ کو اس حقیقت سے آگاہ کیا ہے کہ آفتاب کی شعاعوں سے پگھلنے سے پہلے میں بھی وہی تھی جو اس وقت تو ہے اور کچھ دنوں کے بعد تو بھی وہی ہو جائے گا جو آج میں ہوں)۔

لالہ

آں شعلہ ام کہ صبح ازل درکنار عشق — پیش از نمود بلبل و پروانہ می تپید
افزوں ترم زمہر بہر ذرہ تن زنم — گردوں شر از خویش زتاب من آفرید

لالے کا پھول:

معانی ...... صبح ازل: ازل کی صبح۔ ازل: وہ آن جس سے پہلے زمانہ نہ ہو، مجازاً آفرینش۔ درکنار عشق: عشق کے آغوش میں۔

پیش: پہلے، قبل۔ از: سے۔ نمود بلبل و پروانہ: بلبل اور پروانے کا ظاہر ہونا۔ می تپید: وہ تڑپ رہا تھا، روشن تھا۔ افروں ترم: میں (اس سے) بڑھ کر ہوں۔ مہر: سورج۔ بہر ذرہ: ہر ذرے میں۔ تن زنم: چھپا ہوں۔ گردوں: آسمان شرار خویش: اپنی چنگاری۔ تاب من: میری چمک، روشنی، گرمی۔ آفید: اس نے پیدا کی۔

ترجمہ و تشریح ...... میں وہ شعلہ ہوں جو ازل کی صبح عشق کے آغوش میں بلبل اور پروانے کے ظہور سے پہلے تڑپ رہا تھا میں سورج سے بڑھا ہوا ہوں اور ہر ذرے میں سمایا ہوا ہوں۔ آسمان نے اپنی چنگاری میری آگ سے پیدا کی ہے۔

در سینہ چمن چو نفس کردم آشیاں   یک شاخ نازک از تہ خاکم چونم کشید
سوزم ربود و گفت یکے در برم بایست   لیکن دل ستم زدہ من نیارمید

معانی ...... کرم آشیاں: میں نے گھر بنایا۔ از تہ خاکم: مجھے مٹی کے نیچے سے۔ کشید: اس نے کھینچا۔ ربود: وہ لے اڑی۔ یکے: اک ذرا، ایک بار، ذرا۔ در برم: میرے آغوش میں۔ بایست: تو ٹھہر۔ نیارمید: اسے کل نہ پڑی، وہ نہیں ٹھہرا۔

ترجمہ و تشریح ...... میں نے چمن کے سینے میں سانس کا آشیانہ بنایا ایک نازک شاخ نے مجھے مٹی کے نیچے سے نمی کی طرح اپنے اندر جذب کر لیا۔ اس نے میرا سوز لوٹ لیا اور بولی اک ذرا میرے پہلو میں رہو لیکن میرے ستم زدہ دل کو کل نہ پڑی (قرار نہ کیا)۔

در تنگنائے شاخ بسے پیچ و تاب خورد   تا جوہرم بہ جلوہ گہ رنگ و بو رسید
شبنم براہ من گہر آبدار ریخت   خندید صبح و باد صبا گرد من وزید

معانی ...... در تنگنائے شاخ: شاخ کی تنگی میں۔ بسے: بہت۔ پیچ و تاب۔ خورد: وہ بل کھایا، وہ بے قرار ہوا۔ تا: یہاں تک کہ۔ بہ جلوہ گہ رنگ و بو: رنگ و بو کی جلوہ گار میں، چمن میں۔ رسید: وہ پہنچ گیا۔ براہ من: میرے راستے میں۔ گہر آبدار: چمکدار موتی۔ ریخت: اس نے گرایا، بکھیرا۔ خندید: وہ ہنسی۔ وزید: وہ ہوا چلی۔

ترجمہ و تشریح ...... شاخ کی تنگنائے میں اس نے بہت پیچ و تاب کھایا یہاں تک کہ میرا جوہر رنگ و بو کی جلوہ گاہ تک آ پہنچا۔ شبنم نے میرے راستے میں آبدار موتی بکھیر دیے۔ صبح ہنسی اور باد صبا میرے گرد چلنے لگی۔

بلبل زگل شنید کہ سوزم ربودہ اند   نالید و گفت جامہ ہستی گراں خرید!
وا کردہ سینہ منت خورشید می کشم   آیا بود کہ باز برانگیزد آتشم

معانی ...... شنید: اس نے سنا۔ ربودہ اند: انہوں نے چھین لیا۔ نالید: وہ روئی۔ گراں: مہنگا۔ خرید: اس نے خریدا۔ وا کردہ: کھولے ہوئے۔ منت خورشید: خورشید کا احسان۔ میکشم: اٹھا رہا ہوں، کھینچتا ہوں۔ آیا بود: کاش، کاشکے۔ باز: پھر سے، دوبارہ۔ برانگیزد: وہ بھڑکا دے۔ آتشم: میری آگ۔

ترجمہ و تشریح ...... بلبل نے پھول سے سنا کہ میرا سوز مجھ سے چھین لیا گیا ہے۔ (تو) وہ بہت روئی اور اس نے مجھ سے کہا کہ تو نے ہستی کا لباس بہت مہنگا خریدا ہے۔ سینہ چاک کئے ہوئے میں سورج کا احسان اٹھا رہا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ میری آگ کو پھر سے بھڑکا دے۔ نوٹ: اس نظم کا بنیادی تصور یہ ہے کہ سوز عشق باعث تخلیق کائنات ہے۔ اگر سوز عشق کارفرما نہ ہوتا تو یہ کائنات ہی پیدا نہ ہوتی۔

حکمت و شعر

بو علی اندر غبار ناقہ گم   دست رومی پردہ محمل گرفت

ایں فرو تررفت وتا گوہر رسید　　　آں بہ گردابے چوخس منزل گرفت

فلسفہ اور شعر

معانی ...... : بوعلی: بوعلی سینا مشہور مسلمان فلسفی۔ اندر غبار ناقہ: اونٹنی کے غبار میں۔ دست رومی: رومی کا ہاتھ۔ رومی: مولانا جلال الدین رومی۔ محمل: محمل کا پردہ۔ محمل: اونٹ کا ہودہ، محبوب کا کجاوہ۔ گرفت: اس نے پکڑا۔ فروترفت: اور نیچے گیا۔ تا گوہر: موتی تک۔ تا: تک۔ گوہر: موتی۔ رسید: وہ پہنچا۔ بگردابے: گرداب میں۔ ایک بھنور کے بیچ۔ چو: جوں، جیسے۔ خس: سوکھی ہوئی گھاس، خاشاک۔ منزل گرفت: وہ رک گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : بوعلی ناقے کے اڑائے ہوئے غبار میں گم (ہوکے رہ گیا ہے) رومیؒ کے ہاتھ میں محمل کا پردہ آگیا۔ یہ اور گہرائی میں گیا اور وہ موتی تک جا پہنچا۔ (بوعلی نے) تنکے کی مانند گرداب ہی کو منزل بنالیا۔ (حقیقت کی رسائی کیلئے عشق اور عقل دونوں نے کوشش کی، عشق پا گیا عقل محروم رہ گئی۔

حق اگر سوزے ندارد حکمت است
شعر میگردد چوسوز از دل گرفت

معانی ...... : حق: حقیقت، چلتے چلتے ٹھہر گیا، قائم ہوگیا۔ ندارد: وہ نہیں رکھتا۔ حکمت: فلسفہ۔ میگردد: ہوجاتا ہے۔ چو: جب۔ ازدل گرفت: اس نے دل سے حاصل کیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : حقیقت اگر سوز سے خالی ہے تو فلسفہ ہے۔ اگر وہ دل سے سوز حاصل کرلے تو شعر بن جاتا ہے۔ حق بے سوز: فلسفہ۔ حق باسوز: شعر۔

کرمک شب تاب

یک ذرہ بے مایہ متاع نفس اندوخت　　　شوق ایں قدرش سوخت کہ پروانگی آموخت

پہنائے شب افروخت

معانی ...... : ذرہ بے مایہ: ناچیز ذرہ۔ متاع نفس: نفس کی دولت۔ اندوخت: اس نے فراہم کرلی۔ ایں قدرش: اسے، اس قدر۔ سوخت: اس نے جلایا۔ پروانگی: پروانہ پن۔ آموخت: اس نے سیکھی۔ پہنائے شب: رات کا پھیلاؤ۔ افروخت: اس نے روشن کیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : رات کو چمکنے والا کیڑا یعنی جگنو۔ ایک ناچیز ذرے نے متاع نفس اکٹھی کی یعنی زندہ ہوگیا۔ شوق نے اسے اس قدر جلایا کہ وہ پروانگی سیکھ گیا (یعنی پروانوں کی طرح روشنی کا طالب ہوگیا) اس نے رات کی وسعت کو روشن کیا۔

واماندہ شعاعے کہ گرہ خورد و شررشد　　　از سوز حیات است کہ کارش ہمہ زرشد

دارائے نظر شد

معانی ...... : واماندہ: پیچھے رہا ہوا، تھک کر پیچھے رہ جانے والا۔ شعاعے: ایک کرن، سورج کی کرن۔ گرخورد: اس میں گرہ پڑگئی۔ خورد: اس نے کھائی۔ کارش ہمہ زرشد: نہایت عمدگی اور سلیقے سے اس کا کام بن گیا۔ دارائے نظر: نظر والا، صاحب نظر۔

ترجمہ و تشریح ...... : پیچھے رہ جانے والی ایک کرن نے اپنے آپ کو گرہ لگائی اور شرر (چنگاری) بن گئی۔ یہ سوز حیات کا فیضان

ہے کہ اس کا زریں کام بن گیا وہ صاحب نظر ہو گئی۔

پروانہ بے تاب کہ ہر سو تگ و پو کرد   برشمع چناں سوخت کہ خود راہمہ او کرد
ترک من و تو کرد

معانی ...... تگ و پو کرد: اس نے بھاگ دوڑ کی۔

ترجمہ و تشریح ...... یہ ایک بے تاب پروانہ ہے جس نے ہر طرف دوڑ دھوپ کی۔ شمع پر ایسا قربان ہوا کہ اپنے تئیں نپٹ شمع بنالیا۔ اپنے آپ کو شمع پر اس طرح جلایا کہ خود شمع بن گیا۔ میں اور تو (کی تفریق) ترک کر دی (من و تو کا فرق مٹادیا)۔

یا اختر کے ماہ مبینے بکمینے   نزدیک تر آمد بتماشائے زمینے
از چرخ برینے

معانی ...... اختر کے: ایک چھوٹا سا ستارہ۔ ماہ مبینے: پورا چاند۔ ماہ مبین: پورا چاند۔ چرخ برینے: کوئی اونچا آسمان۔

ترجمہ و تشریح ...... یا یہ کوئی چھوٹا سا ستارہ ہے جس کی گھات میں روشن چاند لگا ہوا ہے جو زمین کا نظارہ کرنے خوب نیچے اتر آیا اونچے آسمان سے۔

یا ماہ تنک ضو کہ بیک جلوہ تمام است   ماہے کہ برومنت خورشید حرام است
آزاد مقام است !

معانی ...... ماہ تنک ضو: تھوڑی سی چمک والا چاند، ذرا دیر کو روشن ہونے والا چاند۔ بیک جلوہ: ایک جلوے میں۔ تمام: ختم۔ ماہے: ایسا چاند، وہ چاند۔ برو: اس پر۔ منت خورشید: سورج کا احسان۔

ترجمہ و تشریح ...... یا پل بھر کو مدھم مدھم چمکنے والا چاند جو ایک ہی جلوے میں تمام ہے (کمال کو پہنچ گیا) یہ ایسا چاند ہے کہ اس پر سورج کا احسان حرام ہے (احسان اٹھانے کی ضرورت نہیں) جو مقام سے آزاد ہے (جدھر چاہتا ہے اڑتا پھرتا ہے)۔

اے کرمک شب تاب سراپائے تو نور است   پرواز تو یک سلسلہ غیب و حضور است
آئین ظہور است

معانی ...... سلسلہ غیب و حضور: غیب اور حضور کا سلسلہ۔ آئین ظہور: ظہور کا آئین۔ آئین: اصول، بنیادی ڈھانچہ۔ ظہور: اظہار، ظاہر ہونا۔

ترجمہ و تشریح ...... اے رات کو روشن کرنے والے جگنو! تو سراپا نور ہے۔ تیری پرواز غیب اور حضور کا ایک سلسلہ ہے (اڑتے وقت کبھی تیری روشنی غائب ہو جاتی ہے اور کبھی ظاہر ہو جاتی ہے)۔ ظہور کا آئین ہے (یعنی تیری زندگی کا یہی طریقہ ہے)۔

در تیرہ شباں مشعل مرغان شب استی   آں سوز چہ سوز است کہ در تاب و تب استی
گرم طلب استی

معانی ...... در تیرہ شباں: اندھیری راتوں میں۔ تیرہ: اندھیری۔ شباں: مشعل مرغان شب: رات کے پرندوں کی مشعل۔ استی: تو ہے۔ تاب و تب: سوز و گداز، چمک اور حرارت۔ گرم طلب: طلب میں مصروف۔

ترجمہ و تشریح ...... اندھیری راتوں میں تو شب کے پرندوں کی مشعل ہے وہ سوز کیا ہے جس نے تجھے چمکا اور گرما رکھا ہے (تو پیچ و تاب میں رہتا ہے)۔ جس سے تو طلب میں سرگرم ہے۔

مائیم کہ مانند تو از خاک دمیدیم دیدیم تپیدیم، ندیدیم تپیدیم

جاے نرسیدیم!

معانی ...... : مائیم: ہم ہیں۔ مانند تو: تیری طرح۔ از: سے۔ دمیدیم: ہم پھوٹے۔ دیدیم: ہم نے دیکھا۔ تپیدیم: ہم تڑپے۔ جائے: ایک جگہ، کسی جگہ۔ نرسیدیم: ہم نہ پہنچے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم ہیں کہ تیری ہی طرح مٹی سے پھوٹے (پیدا ہوئے) ہم نے کسی کا جلوہ دیکھ لیا تو تڑپے نہ دیکھا تو بھی تڑپے ہم کہیں نہ پہنچے۔

گویم سخن پختہ و پروردہ و تہ دار از منزل گم گشتہ مگو، پاے برہ دار

ایں جلوہ نگہ دار

معانی ...... : گویم: میں کہتا ہوں۔ سخن پختہ و پروردہ و تہ دار: پکی، آزمائی ہوئی اور اچھی طرح سوچی سمجھی ہوئی اور گہری بات۔ از منزل گم گشتہ مگو: کھوئی ہوئی منزل کی بات مت کر۔ پاے برہ دار: تو چلتا رہ۔ نگہ دار: نظر میں رکھ، حفاظت کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : (جگنو نے کہا) ایک پختہ، آزمودہ اور گہری بات کہتا ہوں کھوئی ہوئی منزل کا رونا مت رو راستے میں پاؤں گاڑے رکھ (اپنا سفر جاری رکھ) اس نور کی حفاظت کر (اگر یہ روشنی ضائع ہوگئی تو تیری زندگی ختم ہو جائے گی)۔

حقیقت

عقاب دوربیں جوئینہ را گفت نگاہم آنچہ می بیند سراب است

جوابش داد آں مرغ حق اندیش توی بینی و من دانم کہ آب است

معانی ...... : عقاب دوربیں: دور کی چیزیں دیکھ لینے والا عقاب۔ جوئینہ: مرغ آبی، دھوبن، سمندری پرندہ۔ نگاہم: میری نظر۔ آنچہ: جو کچھ۔ می بیند: دیکھ رہی ہے، دیکھتی ہے۔ دیدن: دیکھنا۔ جوابش داد: اسے جواب دیا۔ دینا۔ مرغ حق اندیش: حق سوچنے والا پرندہ، حقیقت پر دھیان رکھنے والی چڑیا۔ تو می بینی: تو دیکھ رہا ہے۔ من دانم: میں جانتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : دور تک دیکھنے والا عقاب مرغ آبی سے بولا میری نظر جو کچھ دیکھتی ہے وہ سراب ہے اس حق اندیش پرندے نے اسے جواب دیا تو صرف دیکھتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ پانی ہے۔

صدائے ماہی آمد از تہ بحر

کہ چیزے ہست و ہم در پیچ و تاب است!

معانی ...... : صدائے ماہی: مچھلی کی آواز۔ آمد: آئی۔ چیزے: ایک چیز، کوئی شے۔ ہست: ہے۔ ہم: بھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : دریا کی تہ سے مچھلی کی آواز آئی کہ ایک چیز ہے اور وہ بھی پیچ و تاب میں ہے (مراد یہ ہے کہ کسی شے کی حقیقت آدمی کو اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکتی جب تک وہ خود وہ شے نہ بن جائے۔ حق کی معرفت کیلئے حق بنا ضروری ہے یعنی جس نے خود کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا)۔

حدی (نغمہ ساربان حجاز)

ناقہ سیار من آہوے تاتار من
درہم و دینار من اندک و بسیار من
دولت بیدار من
تیز ترک گام زن منزل ما دور نیست

معانی ...... : ناقہ سیار من: میری تیز رفتار اونٹنی۔ آہوے تاتار من: میرا تاتاری ہرن۔ درہم و دینار من: میرا درہم و دینار۔ درہم: درم، چاندی کا ایک سکہ۔ دینار: سونے کا ایک سکہ، اشرفی۔ اندک و بسیار من: میرا تھوڑا اور بہت یعنی میرا سب کچھ۔ دولت بیدار من: میری جاگی ہوئی قسمت، میری نفع بخش دولت۔ تیز ترک: کچھ اور تیز۔ گام زن: تو چل۔ قدم بڑھا۔ منزل ما: ہماری منزل۔ دور نیست: دور نہیں ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : حدی وہ نغمہ ہے جو حجازی ساربان اپنی ناقہ (اونٹنی) کو سناتا ہے تاکہ وہ تیزی کے ساتھ مسافت طے کر سکے چونکہ ناقہ جفاکش، سخت کوش، متحمل مزاج اور خدمت گزار ہوتی ہے۔ اقبال انہی خوبیوں کو اپنی قوم کے افراد میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے ناقہ کے پردہ میں انہوں نے قوم سے یہ خطاب کیا ہے کہ ؏ تیز ترک گام زن منزل ما دور نیست۔ میری اونٹنی میری تاتاری ہرنی (تاتاری ہرنی کی طرح حسین اور تیز رفتار) میرا چاندی سونا میری کل پونجی (دولت) میری جاگتی ہوئی قسمت (دولت) یعنی میرے معاش اور روزی کا ذریعہ۔ ذرا اور تیز قدم اٹھا، ہماری منزل دور نہیں ہے۔

دلکش و زیباستی شاہد رعناستی
روکش حور استی غیرت لیلاستی
دختر صحرا ستی
تیز ترک گام زن منزل ما دور نیست

معانی ...... : دلکش و زیباستی: تو دلکش اور خوبصورت ہے۔ شاہد رعناستی: تو حسین محبوب ہے۔ روکش حوارستی: تو حور کی حریف ہے۔ روکش: حریف، مدمقابل، ہمسر۔ حورا: حور، سیاہ چشم اور سفید رنگ عورت، وہ عورت جس کی پتلی نہایت سیاہ ہو اور رنگ نہایت سفید ہو۔ غیرت لیلاستی: تو لیلیٰ کو شرماتی ہے۔ غیرت: رشک شرم۔ دختر صحرا ستی: تو صحرا کی بیٹی ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو دل کش اور زیبا ہے (حسین ہے) تو حسین محبوب ہے۔ تو حور کی ہمسر ہے (حوروں کیلئے باعث رشک ہے) تو لیلیٰ کو شرماتی ہے، تو صحرا کی بیٹی ہے، ذرا اور تیز قدم اٹھا ہماری منزل دور نہیں ہے۔

در تپش آفتاب غوطہ زنی در سراب
ہم بہ شب ماہتاب تند روی چوں شہاب
چشم تو نادیدہ خواب
تیز ترک گام زن منزل ما دور نیست

معانی ...... : تپش آفتاب: دھوپ کی تپش۔ گرمی۔ غوطہ زنی: تو غوطہ لگاتی ہے۔ ہم بہ شب ماہتاب: چاندنی رات میں بھی۔ تند:

تیز۔ روی: تو چلتی ہے۔ چوں: جیسے، مانند۔ شہاب: ٹوٹتا ستارہ، کسی ستارے سے ٹوٹ کر تیزی سے گرنے والا ٹکڑا۔ نادیدہ: (اس نے) نہیں دیکھا۔ خواب: نیند، سپنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تپتی ہوئی دھوپ میں تو سراب میں غوطہ لگاتی ہے (یعنی صحرا کو طے کرتی ہے) ایسے ہی چاندنی رات میں تو شہاب کی طرح سن سے گزر جاتی ہے تیری آنکھ نے نیند نہیں دیکھی ذرا اور تیز چل، ہماری منزل دور نہیں ہے۔

لکہ ابر رواں   کشتی بے بادباں
مثل خضر راہ داں   بر تو سبک ہرگراں
لخت دل ساربان
تیز ترک گام زن منزل مادور نیست

معانی ...... : لکہ ابر رواں: چلتے ہوئے بادل کا ٹکڑا۔ لکہ: ٹکڑا اور لکہ اونٹ کی ایک مخصوص چال، اونٹوں کی ایک قسم، لکہ بمعنی دھبا یا داغ۔ ابر: بادل۔ کشتی بے بادباں: بغیر بادبان کی کشتی: راہ داں: راستہ جاننے والی، راستے سے واقف۔ سبک: ہلکا، آسان۔ گراں: بھاری، بوجھل، مشکل۔ لخت دل ساربان: ساربان کے دل کا ٹکڑا۔ لخت: ٹکڑا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو اڑتے ہوئے بادل کا ٹکڑا ہے تو بلا بادبان کی کشتی ہے خضر کی طرح راستہ جاننے والی ہے ہر بوجھل تجھ پر ہلکا ساربان کے دل کا ٹکڑا ذرا اور تیز چل، ہماری منزل دور نہیں ہے۔

سوز تو اندر زمام   ساز تو اندر خرام
بے خورش و تشنہ کام   پابہ سفر صبح و شام
خستہ شوی از مقام
تیز ترک گام زن منزل مادور نیست

معانی ...... : سوز تو: تیرا سوز۔ سوز: تپش، تڑپ۔ زمام: نکیل، مہار، باگ: ساز تو: تیرا ساز۔ ساز: سامان سفر، خرام: ناز و انداز والی چال۔ بے خورش: کھائے بغیر، کھانے کے بغیر۔ تشنہ کام: پیاسی، بہت پیاسی۔ پابہ سفر: سفر میں مصروف۔ خستہ شوی: تو تھک جاتی ہے۔ از: مقام: پڑاؤ سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیری تڑپ نکیل میں (ہے) تیری مستی خرام میں (تجھ میں سوز و ساز دونوں کیفیتیں (حالتیں) پائی جاتی ہیں)۔ بنا کھائے پیئے دن رات سفر اور سفر تو ستانے سے تھک جاتی ہے (تجھے سفر سے راحت ملتی ہے اگر تو کسی جگہ مقیم ہو جائے تو یہ قیام تیرے لئے تکلیف کا موجب ہو جاتا ہے)۔ ذرا اور تیز چل، ہماری منزل دور نہیں۔

شام تو اندر یمن   صبح تو اندر قرن
ریگ درشت وطن   پاے ترا یاسمن
اے چو غزل ختن
تیز ترک گام زن منزل مادور نیست

معانی ...... : شام تو: تیری شام۔ اندر یمن: یمن میں۔ صبح تو: تیری صبح۔ قرن: یمن میں ایک گاؤں، حضرت اویس قرنی (شمع رسالت کا ایک پروانہ) کا وطن۔ ریگ درشت وطن: وطن کی کھردری ریت۔ پاے ترا: تیرے پاؤں کیلئے۔ یاسمن: چنبلی۔ غزال ختن:

ختن کا ہرن۔غزال: ہرن، ختن: ترکستان کا ایک علاقہ جہاں کے ہرن اور مشک مشہور ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیری شام یمن میں، تیری صبح قرن میں، (محبوب کے) وطن کی کھردری ریت، تیرے پاؤں کیلئے چنبیلی ہے، اے ختن کے ہرن ایسی (تیری چال ختن کے ہرن جیسی ہے) ذرا اور تیز چل، ہماری منزل دور نہیں ہے۔

مہ ز سفر پا کشید در پس تل آرمید
صبح ز مشرق دمید جامہ شب بر درید

باد بیاباں وزید
تیز ترک گام زن منزل ما دور نیست

معانی ...... : مہ: ماہ، چاند۔ز سفر پا کشید: اس نے سفر سے پاؤں کھینچ لیا، سفر ترک کر دیا۔در پس تل: ٹلے کے عقب میں، ٹیلے کے پیچھے۔آرمید: وہ ساکن ہو گیا۔دمید: طلوع ہوئی۔جامہ شب: رات کا لباس۔جامہ: لباس۔بر درید: اس نے پھاڑا، وہ پھٹ گیا۔پھٹنا۔باد بیابان وزید: صحرا کی ہوا چلی۔

ترجمہ و تشریح ...... : چاند نے سفر سے پاؤں کھینچ لیا (سفر ختم ہوا) وہ ٹیلوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔مشرق سے صبح طلوع ہوئی رات کا لباس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، صحرا کی ہوا چلی، ایک ذرا اور تیز چل، ہماری منزل دور نہیں ہے۔

نغمہ من دلکشاے زیر و بمش جانفزاے
قافلہ ہارا درا ے فتنہ ربا، فتنہ زاے

اے بہ حرم چہرہ ساے
تیز ترگ گام زن منزل ما دور نیست

معانی ...... : نغمہ من: میرا گیت، نغمہ۔دلکشاے: دل کھولنے والا، خوشی پیدا کرنے والا۔زیر و بمش: اس کا اتار چڑھاؤ۔زیر: نیچا، دھیما سر۔بم: بلند اونچا سر۔جانفزاے: جان بڑھانے والا، جی خوش کرنے والا، قافلہ ہارا: قافلوں کیلئے۔درا: جرس، گھنٹی جس کی آواز پر کارواں کوچ کرتا ہے۔فتنہ ربا: فتنے کھینچنے والا، فتنوں کا مرکز۔ربا بمعنی ربائندہ: کھینچنے والا۔فتنہ زا: فتنہ پیدا کرنے والا۔زا: بمعنی زائندہ، پیدا کرنے والا۔اے بہ حرم چہرہ ساے: اے حرم کی زمین سے منہ رگڑنے والی۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا گیت دل کھلانے والا ہے۔اس کا اتار چڑھاؤ جان میں جان ڈالنے والا ہے یہ قافلوں کی گھنٹی ہے ہنگاموں کو اپنی طرف کھینچنے والا، ہلچل پیدا کرنے والا اے حرم کی خاک پر منہ رگڑنے والی، (اے ناقہ! تو خوش قسمت ہے کہ مکہ مکرمہ کی طرف جا رہی ہے جس میں حرم کعبہ واقع ہے)۔ایک ذرا اور تیز چل، ہماری منزل دور نہیں ہے۔

قطرہ آب

مرا معنی تازہ مدعا ست اگر گفتہ را باز گویم روا ست
یکے قطرہ باراں ز ابرے چکید خجل شد چو پہنائے دریا بدید

پانی کی بوند:

معانی ...... : مرا: میرا، مجھے۔ معنی تازہ: ایک تازہ معنی، نئے معنی۔ مدعا: مراد، مقصد، مطلب۔ گفتہ: کہا ہوا۔ باز: پھر، دوبارہ۔ گویم: میں کہوں۔ روا: جائز، ٹھیک۔ یکے: ایک۔ قطرہ باراں: بارش کا قطرہ۔ چکید: وہ ٹپکا۔ چکیدن: خجل: شرمندہ۔ شد: وہ ہو گیا۔ چو: جب، جونہی۔ پہنائے دریا: دریا کی وسعت۔ بدید: اس نے دیکھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے ایک نئے معنی سے مطلب ہے (میرا مدعا نئے معنی پیدا کرتا ہے) اگر کہے ہوئے کو دہراؤں تو بھی جائز ہے (یہ اس لئے کہا ہے کہ شاعر نے بوستان سعدی کی ایک کہانی کو دہرایا ہے)۔ بارش کا ایک قطرہ بادل سے ٹپکا دریا کی وسعت کو دیکھ کر وہ شرما گیا۔

کہ جائے کہ دریاست من کیستم   گراو ہست حقا کہ من نیستم "
ولیکن ز دریا برآمد خروش   زشرم تنک مایگی روپوش

معانی ...... : من کیستم: میں کیا ہوں۔ حقا: حق ہے کہ، خدا کی قسم۔ من نیستم: میں نہیں ہوں۔ برآمد: باہر آیا، نکلا۔ خروش: صدا، آواز۔ روپوش: تو منہ مت ڈھانپ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (کہنے لگا) کہ جہاں دریا ہو وہاں میں کیا ہوں؟ (میری کیا ہستی ہے؟) اگر وہ ہے تو خدا کی قسم میں نہیں ہوں (سعدی) لیکن دریا سے شور اٹھا (آواز آئی) بے سروسامانی کی شرم سے منہ مت چھپا (شرمسار نہ ہو)۔

تماشائے شام و سحر دیدہ   چمن دیدہ، دشت و در دیدہ
بہ برگ گیا ہے، بدوش سحاب   درخشیدی از پرتو آفتاب

معانی ...... : دیدہ: تو نے دیکھا ہے، تو نے دیکھ رکھا ہے۔ دشت و در: جنگل اور گھاٹی۔ بہ برگ گیا ہے: گھاس کی پتی پر۔ بدوش سحاب: بادل کے دوش پر۔ درخشیدی: تو چمکا۔ از پرتو آفتاب: سورج کی کرن سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے شام و سحر کا تماشا دیکھا ہے۔ باغ دیکھا ہے جنگل اور گھاٹی دیکھ رکھے ہیں گھاس کی پتی پر بادل کے دوش پر تو سورج کی کرن سے جگمگایا (چمکا) ہے۔

گہے ہمدم تشنہ کامان راغ   گہے محرم سینہ چاکان باغ
گہے خفتہ در تاک و طاقت گراز   گہے خفتہ در خاک و بے سوز و ساز

معانی ...... : گہے: کبھی۔ ہمدم تشنہ کامان راغ: صحرا کے پیاسوں کا راغ: صحرا، بیابان۔ محرم سینہ چاکان باغ: چمن کے سینہ چاکوں کا محرم۔ محرم: رازدار، جس سے کوئی پردہ نہ ہو۔ خفتہ: سویا ہوا۔ تاک: انگور، انگور کی بیل۔ بے سوز و ساز: سوز و ساز سے خالی، محروم۔

ترجمہ و تشریح ...... : کبھی تو صحرا میں پیاس کے ماروں (پودوں) کا ساتھی بنا۔ کبھی چمن کے سینہ چاکوں (پرندوں) کا راز دار بنا۔ کبھی تو انگور کی بیل میں سویا ہوا اور دم خم توڑ دینے والا بنا (انگور سے جو شراب بنتی ہے وہ عقل کو زائل کرتی ہے) کبھی تو مٹی میں سویا ہوا ہوتا ہے اور سوز و ساز سے خالی ہوتا ہے۔

زموج سبک سیر من زادہ   زمن زادہ در من افتادہ
بیاسائے در خلوت سینہ ام   چو جوہر درخش اندر آئینہ ام

معانی ...... زموج سبک سیرمن: میری تیز رفتار لہر سے۔ زادہ، زادہ ای: تو پیدا ہوا ہے۔ افتادہ ای: تو گر پڑا ہے۔ بیاسا ے: تو آرام کر۔ درخلوت سینہ ام: میرے سینے کی خلوت میں۔ جوہر: آئینے کی لپک۔ درخش: تو چمک۔ اندر آئینہ ام: میرے آئینے میں۔

ترجمہ و تشریح ...... تو میری تیز رفتار موج سے پیدا ہوا، مجھ سے جنم لیا اور مجھی میں آن گرا، میری چھاتی کی خلوت میں آرام کر، میرے آئینے میں جوہر کی طرح چمک۔

گہر شود آغوش قلزم بزی
فروزاں تر از ماہ و انجم بزی

معانی ...... گہر: موتی، شو: تو ہو جا۔ درآغوش قلزم: دریا کے آغوش میں۔ بزی: تو جی۔ فروزاں تر: زیادہ روشن۔ از ماہ وانجم: چاند اور ستاروں سے۔

ترجمہ و تشریح ...... موتی بن کر دریا کے آغوش میں رہ چاند اور ستاروں سے زیادہ چمکتے ہوئے زندگی گزار۔

محاورہ مابین خدا و انسان

خدا

جہاں رازیک آب و گل آفریدم
تو ایران و تاتا روزنگ آفریدی
من از خاک پولاد ناب آفریدم
تو شمشیر و تیر و تفنگ آفریدی

خدا اور انسان کے درمیان مکالمہ

خدا

معانی ...... یک آب وگل آفریدم: میں نے ایک خمیر سے خلق کیا، میں نے ایک ہی مٹی اور پانی سے پیدا کیا۔ آفریدی: تو نے بنایا۔ پولادناب: خالص فولاد۔ تفنگ: بندوق، توپ۔

ترجمہ و تشریح ...... میں نے دنیا کو ایک ہی مٹی اور پانی سے بنایا تھا (تمام انسانوں کو یکساں پیدا کیا سب کی اصل ایک ہی ہے) تو نے ایران، تاتار اور حبش (مختلف ممالک) بنالئے۔ (رنگ ونسل کا امتیاز دیا) میں نے مٹی سے خالص لوہا پیدا کیا تھا تو نے اس سے تلوار اور تیر اور بندوق گھڑلی (مختلف قسم کے ہتھیار بنالئے)

تبر آفریدی نہال چمن را
قفس ساختی طائر نغمہ زن را

معانی ...... تبر: کلہاڑی۔ نہال چمن: باغ کا پودا۔ را: کے لئے۔ قفس: پنجرہ۔ ساختی: تو نے بنایا۔ طائر نغمہ زن: چہچہاتا پرندہ، گانے والا پرندہ۔

ترجمہ و تشریح ...... تو نے چمن کے پودے کیلئے کلہاڑی بنائی تو نے چہچہاتے پرندے کیلئے پنجرا بنایا۔ (مراد ہے میں نے آسائش اور امن، اتفاق اور بھائی چارہ کے سامان پیدا کیئے تو نے فساد، جنگ اور تقسیم کے سامان پیدا کر لئے دنیا میں خرابی تیری وجہ سے ہے)

انسان

تو شب آفریدی چراغ آفریدم سفال آفریدی ایاغ آفریدم
بیابان و کہسار و راغ آفریدی خیابان و گلزار و باغ آفریدم

انسان

معانی ...... سفال: مٹی۔ ایاغ: پیالہ۔ راغ: پہاڑ کا دامن، جنگل، سبزہ زار۔ خیابان: کیاری، روش، باغیچہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے رات بنائی میں نے (اس کو روشن رکھنے کیلئے) چراغ پیدا کیا۔ تو نے مٹی پیدا کی میں نے (اس سے) پیالہ بنا لیا۔ تو نے صحرا اور پہاڑ اور جنگل تخلیق کئے میں نے (ان میں) کیاری اور پھلواری اور باغ بنائے۔

من آنم کہ از سنگ آئینہ سازم
من آنم کہ از زہر نوشینہ سازم

معانی ...... : من آنم: میں وہ ہوں۔ سازم: بناتا ہوں۔ نوشینہ: میٹھا اور خوشگوار مشروب، شہد، تریاق۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں وہ ہوں کہ پتھر سے آئینہ بناتا ہوں میں وہ ہوں کہ زہر سے تریاق نکالتا ہوں۔ (مراد یہ ہے کہ میں مانتا ہوں کہ مجھ میں کچھ عیب ہیں لیکن میری کچھ باتیں اچھی بھی تو ہیں میں نہ ہوتا تو کائنات بے رونق رہتی)۔

ساقی نامہ (درنشاط باغ کشمیر نوشتہ شد)

خوشا روز گارے، خوشا نو بہارے نجوم پرن رست از مرغزارے
زمیں از بہاراں چوبال تدروے زفوارہ الماس بار آبشارے

ساقی نامہ (نشاط باغ کشمیر میں لکھا گیا)

معانی ...... : خوشا: بہت خوش، کیا اچھا، بہت خوب۔ روزگارے: وقت، زمانہ، سماں۔ نو بہارے: نئی بہار، تازہ بہار۔ نجوم پرن: عقد ثریا کے ستارے۔ نجوم: نجم کی جمع، ستارے۔ پرن: پروین، عقد ثریا، چھ ستاروں کا گچھا۔ رست: اگا۔ رستن: اگنا۔ از: سے۔ مرغزارے: سبزہ زار۔ از بہاراں: بہار کی رت سے۔ چو بال تدروے: چکور کے پر کی طرح۔ الماس بار: ہیرے برسانے والا۔ الماس: ہیرا۔

ترجمہ و تشریح ...... : کیا سماں ہے کیسی نئی بہار ہے۔ سبزہ زار سے ستاروں کا گچھا اگا (پروین کے خوشے نکل آئے ہیں) بہار کی رت سے زمین چکور کے پنکھ کی طرح (رنگین) ہے آبشار فواروں کے ذریعے سے ہیرے برسا رہی ہے۔

نہ پیچد نگہ جز کہ در لالہ و گل نہ غلطد ہوا جز کہ بر سبزہ زارے
لب جو خود آرائی غنچہ دیدی؟ چہ زیبا نگارے، چہ آئینہ دارے

معانی ...... : زپیچد: نہیں لپٹتی۔ جز کہ: مگر یہ کہ، سوائے اس کے کہ۔ نہ غلطد: نہیں لوٹتی۔ غلطیدن: لوٹنا۔ خود آرائی غنچہ: غنچے کا اپنے آپ کو بنانا سنوارنا، کلی کا بناؤ سنگھار۔ دیدی: تو نے دیکھا۔ چہ: کیا، کیسی۔ زیبا: خوبصورت، بھلا، آراستہ۔ نگارے: محبوب، معشوق، حسین۔ آئینہ دارے: شیشہ دکھانے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : نظر نہیں لپٹتی مگر لالہ وگل کے بیچ (جدھر نگاہ اٹھتی ہے لالہ وگل نظر آتے ہیں)۔ ہوا نہیں لوٹتی مگر سبزہ زار پر (ہوا جس طرف جاتی ہے سامنے سبزہ زار پھیلا ہوا ہے) تو نے ندی کے کنارے کلی کو بناؤ سنگھار کرتے دیکھا کیا حسین محبوب کیسی شیشہ دکھانے والی (کیا خوبصورت محبوب ہے اور اس کے سامنے کیسا آئینہ ہے)۔

چہ شیریں نوائے، چہ دلکش صدائے ۔۔۔ کہ می آید از خلوت شاخسارے

بہ تن جاں، بہ جاں آرزو زندہ گردد ۔۔۔ ز آوائے سارے، زبانگ ہزارے

معانی ...... : شیریں نوائے: میٹھی آواز، مدھر لے۔ کہ: جو۔ می آید: آرہی ہے۔ خلوت شاخسارے: پیڑوں کے جھنڈ کا چھاؤ۔ خلوت: تنہائی، زندہ گردد: زندہ ہو جاتی ہے۔ آوائے سارے: مینا کی چہکار۔ آوا: آواز۔ سار: مینا۔ بانگ ہزارے: بلبل کی آواز۔ بانگ: آواز۔ ہزار: بلبل کی ایک قسم۔

ترجمہ و تشریح ...... : کیسی مدھر لے ہے کیسی دل کھینچنے والی آواز ہے۔ جو درخت کی شاخوں کی تنہائی میں سے آرہی ہے (پرندوں کی آوازیں آرہی ہیں)۔ بدن میں روح، روح میں آرزو زندہ ہو جاتی ہے مینا کی آواز سے بلبل کی چہکار سے۔

نوا ہائے مرغ بلند آشیانے ۔۔۔ در آمیخت با نغمہ جویبارے

تو گوئی کہ یزداں بہشت بریں را ۔۔۔ نہاد است در دامن کوہسارے

معانی ...... : نواہاے مرغ بلند آشیانے: اونچائی پر بسیرا کرنے والے پرندے کی آوازیں۔ در آمیخت: گھل مل گئی۔ با نغمہ جوئبارے: نہر کے نغمے کے ساتھ۔ تو گوئی: تو کہے۔ یزداں: خدا۔ بہشت بریں: جنت کا اعلیٰ طبقہ۔ را: کو۔ نہاد است: اس نے رکھ دی ہے۔ در دامن کوہسارے: پہاڑوں کے دامن میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : بلندی پر بسیرا کرنے والے پرندوں کی آوازیں نہر کے نغمے سے گھل مل گئی ہیں تو کہے گا کہ خدا نے بہشت بریں کو پہاڑوں کے دامن میں لا اتارا ہے۔

کہ تا رحمتش آدمی زادگاں را ۔۔۔ رہا سازد از محنت انتظارے

چہ خواہم دریں گلستاں گر نہ خواہم ۔۔۔ شرابے، کتابے، ربابے، نگارے

معانی ...... : کہ تا: تاکہ۔ رحمتش: اس کی رحمت۔ آدمی زادگاں: آدمی زادہ کی جمع، آدمی کے بچے۔ رہا سازد: وہ آزاد کرے۔ از محنت انتظارے: انتظار کے عذاب سے۔ چہ: کیا۔ خواہم: میں چاہوں، مانگوں۔ دریں گلستاں: اس باغ میں۔ ربابے: رباب، بربط، سارنگی کی قسم کا ایک ساز۔ نگارے: حسین، محبوب، معشوق۔

ترجمہ و تشریح ...... : تاکہ اس کی رحمت آدم کی اولاد کو (جنت کے) انتظار کے عذاب سے چھٹکارا عطا کردے۔ اس گلستان میں اگر میں نہ چاہوں تو اور کیا چاہوں۔ شراب ہو، کتاب ہو، رباب ہو، حسین محبوب ہو۔ (کتاب سے مراد عشقیہ شاعری یعنی غزل اور رباب سے مراد موسیقی ہے)۔

سرت گردم اے ساقی ماہ سیما ۔۔۔ بیاز از نیاگان ما یادگارے

بہ ساغر فرو ریز آبے کہ جاں را ۔۔۔ فروزد چو نورے، بسوزد چو نارے

معانی ...... : سرت گردم: میں تجھ پر صدقے جاؤں، میں تجھ پر قربان، میں تیرے نثار۔ ساقی ماہ سیما: چاند ایسی پیشانی والے ساقی۔ بیار: لا، لے آ۔ از: کی۔ نیاگان ما: ہمارے آباؤ اجداد۔ یادگارے: کوئی نشانی۔ بہ: میں۔ ساغر: شراب کا پیالہ، پیالہ۔ فروریز: انڈیل دے۔

ڈال دے۔آبے:وہ پانی،ایسی شراب۔فروزد:چمکائے،جگمگادے،روشن کردے۔چو:جیسے،چوں۔بسوزد:جلادے،پھونک ڈالے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے چاند ایسی پیشانی والے ساقی میں تیرے قربان جاؤں، ہمارے بزرگوں کی کوئی نشانی لے آ، پیالے میں وہ شراب انڈیل جو روح کو نور کی طرح روشن کردے آگ کی طرح جلا ڈالے۔

شقایق برویاں زخاک نژندم   بہشتے فروچیں بمشت غبارے
نہ بینی کہ از کاشغر تابہ کاشاں   ہماں یک نوا بارد از ہر دیارے

معانی ...... : شقایق:لالے کے پھول، پھول۔ برویاں:اگادے،کھلادے۔خاک نژندم:میری بنجر زمین،میری بانجھ مٹی۔بہشتے: ایک جنت۔فروچیں:تو سجادے۔بمشت غبارے:میری مشت خاک سے۔نہ بینی:کیا تونہیں دیکھتا،تونہیں دیکھ رہا۔کاشغر:ترکستان کا ایک شہر۔تابہ:تک۔کاشاں:ایران کا ایک شہر۔ہماں:وہی۔بالد:اٹھ رہی ہے،بلند ہورہی ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری بانجھ مٹی سے لالے کے پھول اگادے میری مشت خاک میں سے ایک جنت چن دے کیا تونہیں دیکھ رہا کہ کاشغر سے کاشان تک ہر خطے سے وہی ایک آواز بلند ہورہی ہے۔

زچشم امم ریخت آں اشک نابے   کہ تاثیر او گل دماند زخارے
کشیری کہ بابندگی خو گرفتہ   بتے می تراشد زسنگ مزارے

معانی ...... : چشم امم:قوموں کی آنکھ۔ریخت:گرا۔اشک نابے:شفاف آنسو۔تاثر او:اس کی تاثیر:دماند:اگاتی ہے،نکالتی ہے۔ کشیری:کشمیری،کشمیر کا باشندہ۔با:ساتھ۔بندگی:غلامی۔خوگرفتہ:عادی۔می تراشد:تراشتا ہے،تراش رہا ہے۔زسنگ مزلدے:مزار کے پتھر سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : قوموں کی آنکھ سے وہ اشک ناب گرا جس کی تاثیر کانٹے (میں) سے پھول اگاتی ہے کشمیری جسے غلامی کی لت پڑ چکی ہے قبر کے پتھر سے بت تراش رہا ہے (اس نے ہر سنگ مزار کو اپنا معبود بنا رکھا ہے)۔

ضمیرش تہی از خیال بلندے   خودی ناشناسے، زخود شرمسارے
بریشم قبا خواجہ از محنت او   نصیب تنش جامہ تار تارے

معانی ...... : ضمیرش:اس کا ضمیر۔تہی:خالی۔خیال بلندے:کوئی بلند خیال۔خودی ناشناسے:خودی سے انجان۔ناواقف،بریشم قبا:ریشمی قبا چغہ پہننے والا،ریشم کا کرتہ پہنے ہوئے۔خواجہ:مالک،آقا،حاکم۔نصیب تنش:اس کے بدن کا نصیب۔جامہ تار تارے:تار تار ٹکڑے ٹکڑے لباس۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کا ضمیر بلند خیال سے خالی ہے وہ خودی سے انجان ہے،خود سے شرمسار ہے،اس کی محنت سے حاکم ریشمی قبا پہنتا ہے اس کے تن کا نصیب ایک تار تار لباس ہے۔

نہ در دیدہ او فروغ نگاہے   نہ در سینہ او دل بیقرارے
ازاں مے فشاں قطرہ برکشیری   کہ خاکسترش آفریند شرارے

معانی ...... : فروغ نگاہے:نگاہ کی روشنی۔دلے بے قرارے:ایک بے چین دل۔فشاں:تو چھڑک۔قطرہ:ایک بوند۔خاکسترش: اس کی راکھ۔آفریند:پیدا کرے۔شرارے:چنگاری۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہ اس کی آنکھ میں نگاہ کی روشنی ہے نہ اس کے سینے میں ایک بے قرار دل ہے (اے ساقی) کشمیری پر اس

شراب کی ایک بوند چھڑک کہ اس کی راکھ کوئی چنگاری (شرر) پیدا کرے۔(اے خدا باشندگان کشمیر کے دلوں میں آزادی کا جذبہ پیدا کردے تا کہ وہ بھی اس دنیا میں عزت کی زندگی بسر کر سکیں)۔

شاہین و ماہی

ماہی بچۂ شوخ بہ شاہیں بچۂ گفت — ایں سلسلہ موج کہ بینی ہمہ دریاست
دارائے نہنگانِ خروشندہ تراز میغ — در سینہ او دیدہ و نادیدہ بلا ہاست

شاہین اور مچھلی

معانی ...... ماہی بچہ شوخ: ایک چلبلا مچھلی کا بچہ۔ ماہی: مچھلی۔ بہ شاہیں بچہ: ایک شاہین کے بچے سے۔ سلسلہ موج: لہروں کی لڑی۔ کہ: جو۔ بینی: تو دیکھتا ہے، تو دیکھ رہا ہے۔ ہمہ: تمام، سارا۔ دارائے نہنگان خروشندہ تراز میغ: کالی گھٹا سے بڑھ کر گرجنے والے مگرمچھ رکھنے والا۔ دیدہ: دیکھی ہوئی۔ نادیدہ: ان دیکھی۔ بلا ھا: بلائیں، بلا کی جمع۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک شوخ ماہی بچہ شاہین کے بچے سے بولا لہروں کا یہ سلسلہ جو تو دیکھ رہا ہے سارا سمندر ہے کالی گھٹا سے بڑھ کر گرجتے ہوئے مگرمچھ رکھنے والا اس کے سینے میں کئی دیکھی اور کئی ان دیکھی بلائیں ہیں۔

باسیل گراں سنگ و زمیں گیر و سبک خیز — با گوہر تابندہ و بالولوے لالاست
بیروں نتواں رفت زسیل ہمہ گیرش — بالائے سر ماست، تہ پاست، ہمہ جاست

معانی ...... : سیل گیراں سنگ: بڑا بھاری سیلاب۔ سیل۔ زمین گیر: زمین پر چھا جانے والا، زمین کو ڈھانپ لینے والا۔ سبک خیز: تیز رفتار، تیزی سے اٹھنے والا۔ لولوے: لالا: چمکیلا، موتی۔ بیروں نتواں رفت: باہر نہیں جایا جا سکتا۔ زسیل ہمہ گیرش: اس کے سب کو لپیٹ میں لئے ہوئے بہاؤ سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کے اندر ایسے سیلاب اٹھتے ہیں جو بھاری بھر کم پتھر ساتھ لاتے ہیں۔ تابندہ موتی اور روشن مروارید (گوہر) سے بھرا ہوا ہے اس کے ہمہ گیر بہاؤ سے باہر نہیں نکلا جا سکتا یہ ہمارے سروں پر ہے، پیروں تلے ہے، (غرض) ہر جگہ ہے۔

ہر لحظہ جوان است و روان است و دوان است — از گردش ایام نہ افزوں شدو نے کاست
ماہی بچہ را سوز سخن چہرہ برا فروخت — شاہیں بچہ خندید و زساحل بہ ہوا خاست

معانی ...... جواں: پُردم، تازہ۔ رواں: چلتا ہوا، بہتا ہوا، جاری۔ دوان: دوڑتا ہوا، بھاگتا ہوا، اچھلتا کودتا ہوا۔ افزوں: زیادہ، بڑھا ہوا۔ شد: ہوا۔ نے: نہ۔ کاشت: گھٹا۔ را: کا۔ سوز سخن: بات کی گرمی، گفتگو کا جوش۔ برافروخت: اس نے دہکا دیا۔ خندید: ہنسا، اس نے ٹھٹھا لگایا۔ خاست: وہ بلند ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ سدا جوان ہے اور ہر دم رواں دواں زمانے کی گردش سے نہ بڑا اور نہ گھٹا گفتگو کی گرمی سے مچھلی کے بچہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ شاہین بچہ مسکرایا اور ساحل سے ہوا میں اڑ گیا۔

زد بانگ کہ شاہینم و کارم بہ زمیں چیست — صحراست کہ دریاست تہ بال و پر ماست!
بگذر زسر آب و بہ پہنائے ہوا ساز — ایں نکتہ نہ بیند مگر آں دیدہ کہ بیناست

معانی ...... : زد بانگ: اس نے آواز لگائی، پکارا۔ شاہینم: میں شاہین ہوں۔ کارم: میرا کام۔ بہ: سے۔ چیست: کیا ہے۔ تہ بال و پر ماست: ہمارے پروں کے نیچے ہے۔ بگذرز سر آب: پانی سے نکل آ، پانی کو چھوڑ دے۔ پہنائے ہوا: فضا کی وسعت۔ ساز: موافقت کر۔ نہ بیند: نہیں دیکھتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اور پکارا کہ میں شاہین ہوں مجھے زمین سے کیا لینا ہمارے پروں کے نیچے ہے صحرا ہو کہ سمندر پانی سے گذر جا اور فضا کی وسعت سے موافقت پیدا کر اس بھید کو نہیں دیکھتی مگر نظر رکھنے والی آنکھ۔ (اس نکتہ کو وہی آنکھ دیکھ سکتی ہے جو بینا ہو)۔ دنیا میں پھنسے ہوئے لوگ یہ بات نہیں سمجھ سکتے۔

کرمک شب تاب

شنیدم کرم شب تاب می گفت — نہ آں مورم کہ کس نالد زنیشم
تواں بے منت بیگانگاں سوخت — نہ پنداری کہ من پروانہ کیشم

جگنو

معانی ...... : شنیدم: میں نے سنا۔ کرمک شب تاب: رات کو روشن کرنے والا کیڑا، جگنو۔ مورم: چیونٹی ہوں۔ کس: کوئی۔ نالد: روئے، فریاد کرے۔ زنیشم: میرے ڈنک سے۔ تواں بے منت بیگانگاں سوخت: غیروں کا احسان لئے بغیر جلا جا سکتا ہے۔ نہ پنداری: تو یہ مت سمجھنا۔ من پروانہ کیشم: میں پروانے کی روش رکھتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے جگنو کو یہ کہتے ہوئے سنا میں وہ چیونٹی نہیں ہوں کہ کوئی میرے ڈنگ (کاٹنے) سے فریاد کرے۔ دوسروں کا احسان اٹھائے بغیر بھی جلا جا سکتا ہے۔ مت سمجھ کہ میں پروانے کی مانند ہوں (پروانے کا مذہب رکھتا ہوں)۔

اگر شب تیرہ تراز چشم آہوست
خود افروزم چراغ راہ خویشم

معانی ...... : تیرہ تر: زیادہ اندھیری۔ چشم آہو: ہرن کی آنکھ۔ خود افروزم: میں اپنے آپ کو روشن کرنے والا ہوں اپنے آپ روشن ہوں۔ چراغ راہ۔ خویشم: میں اپنے راستے کا چراغ ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر رات ہرن کی آنکھ سے بھی زیادہ کالی (سیاہ) ہو تو میں اپنے راستہ کا چراغ خود جلاتا ہوں (کسی سے روشنی کی بھیک نہیں مانگتا) جگنو اپنا راستہ خود منور کرتا ہے کسی غیر کا دست نگر نہیں ہوتا۔ اقبال اسی بات کی جا بجا تلقین کرتا ہے۔

تو اے مسافر شب خود چراغ بن اپنا — کر اپنی رات کو داغ جگر سے نورانی

اقبال یہ چاہتے ہیں کہ ہر شخص اپنے اندر خود افروزی کی صفت پیدا کرے۔

تنہائی

بہ بحر رفتم و گفتم بہ موج بیتابے — ہمیشہ در طلب استی چہ مشکلے داری ؟
ہزار لولوے لالاست در گریبانت — درون سینہ چومن گوہر دلے داری ؟
تپید واز لب ساحل رمید و ہیچ نگفت

معانی ...... بہ: کی طرف۔ رفتم: میں گیا۔ بہ: سے۔ موج بے تابے: ایک بے تاب موج۔ در: میں، بیچ۔ طلب: جستجو، دھن۔ استی: تو ہے۔ چہ: کیا۔ مشکلے: الجھن، افتاد، بپتا۔ داری: تو رکھتی ہے۔ ہزار: ہزاروں۔ لولوے لالا: چمکدار موتی۔ در گریبانت: تیرے گریبان میں۔ درون سینہ: سینے کے اندر، چھاتی بیچ۔ چومن: میری طرح۔ گوہر دلے: کوئی دل کا موتی۔ تپید: وہ تڑپی۔ از لب ساحل: کنارے پر سے۔ رمید: وہ گھبرا کے لوٹ گئی۔ گریز کرنا، ڈر کے بھاگنا۔ ہیچ: کچھ۔ نگفت: وہ نہ بولی۔

ترجمہ و تشریح ...... میں سمندر کی طرف گیا اور ایک بے کل (بیقرار) لہر سے پوچھا تو ہمیشہ کی جستجو میں رہتی ہے تجھ پر کیا افتاد (مشکل) آپڑی ہے۔ تیرے گریبان میں ہزاروں چمکدار موتی ہیں (مگر) تو میری طرح سینے میں کوئی دل کا گوہر (بھی) رکھتی ہے؟ وہ تڑپ کے ساحل سے لوٹ گئی اور کچھ نہ بولی (کچھ نہ کہا)

بکوہ رفتم و پرسیدم ایں چہ بیدردی است ‏ ‏ ‏ رسد بگوش تو آہ و فغان غم زدہ ؟
اگر بہ سنگ تو لعلے زقطرہ خون است ‏ ‏ ‏ یکے در آسخن بامن ستم زدہ
بخود خزید و نفس در کشید و ہیچ نگفت

معانی ...... پرسیدم: میں نے پوچھا۔ بیدردی: سنگدلی۔ رسد: پہنچتی ہے۔ بگوش تو: تیرے کان میں، تیرے کانوں تک۔ آہ و فغان غمزدہ: کسی غم کے مارے کی آہ و فریاد۔ لعلے: کوئی لعل۔ لعل: یاقوت۔ یکے: ذرا، ایک بار۔ در آسخن: کلام کر، بات کر۔ بامن ستم زدہ: مجھ دکھیارے کے ساتھ۔ بخود خزید: خود میں سمٹ گیا۔ دبک گیا۔ نفس در کشید: ساکت چپ ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... میں پہاڑ کے پاس گیا اور اس سے پوچھا یہ کیسی بے دردی ہے۔ کسی دکھیاوے کی فریاد اور آہ بھی تیرے کانوں تک پہنچتی ہے؟ اگر تیرے پتھروں میں لہو کی بوند سے بنا ہوا لعل ہے (یعنی میری طرح کا دل تیرے اندر بھی ہے) تو ذرا مجھ ستم کے مارے سے کلام کر وہ اپنے آپ میں سمٹ (چھپ) گیا اور دم سادھ (دم روک) لیا اور کچھ نہ کہا۔

رہ دراز بریدم زماہ پرسیدم ‏ ‏ ‏ سفر نصیب! نصیب تو منزلے راست کہ نیست؟
جہاں زپر توسیمائے تو سمن زارے ‏ ‏ ‏ فروغ داغ تو از جلوہ دلے است کہ نیست؟
سوئے ستارہ رقیبانہ دید و ہیچ نگفت

معانی ...... بریدم: میں نے کاٹا، میں نے طے کیا۔ سفر نصیب: جس کی قسمت میں سفر لکھا ہو، زپر تو سیمائے تو: تیری پیشانی کی چمک سے۔ سمن زادے: چنبیلی کا باغ۔ سمن: چنبیلی۔ زار: کسی چیز کے کثرت سے پائے جانے کی جگہ۔ فروغ داغ تو: تیرے داغ کی چمک، روشنی، از جلوہ دلے: دل کے نور سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک لمبا راستہ طے کر کے میں نے چاند سے پوچھا اے سفر نصیب! تیری قسمت میں کوئی منزل ہے کہ نہیں تیری پیشانی کے نور سے دنیا سمن زار (سمن کے پھولوں کی کیاری) کیا تیرے داغ کے اندر جلوہ دل کی چمک بھی ہے کہ نہیں؟ اس نے ستارے کی طرف رقابت سے دیکھا اور کچھ نہ کہا۔

شدم بحضرت یزداں گزشتم ازمہ و مہر ‏ ‏ ‏ کہ درجہان تو یک ذرہ آشنایم نیست
جہاں تہی زدل دشت خاک من ہمہ دل ‏ ‏ ‏ چمن خوش است ولے درخور نوایم نیست
تبسمے بہ لب اور سید و ہیچ نگفت

معانی : شدم: میں گیا، پہنچا۔ بحضرت یزداں: خدا کی جناب میں، خدا کے حضور۔ گزشتم: میں گزرا، میں نے چھوڑ دیا۔ آشنایم:

میرا آشنا۔ دوست۔ تہی: خالی۔ مشک خاک من: میری مشک خاک، میرا وجود۔ ہمہ: سب کا سب، تمام، نرا۔ خوش: اچھا، سرسبز و شاداب۔ ولے: لیکن۔ درخور نوایم: میری نوا کے لائق۔ تبسمے: ایک تبسم سا، ایک ہلکی سی مسکراہٹ۔ بہ لب او: اس کے لب پر۔ رسید: پہنچی، آئی۔

ترجمہ و تشریح ...... : چاند اور سورج سے گزر کے میں خدا کے حضور میں پہنچا اور عرض کی کہ تیری کائنات میں ایک ذرہ بھی میرا آشنا نہیں ہے دنیا دل سے خالی ہے اور میری مشت خاک دل ہی دل ہے چمن (دنیا) خوب ہے لیکن میرا نوا کے لائق نہیں اس کے ہونٹوں پر ایک تبسم سا آیا اور کچھ نہ کہا (بولا) (اگر چہ حضرت یزداں نے میری معروضات کے جواب میں کچھ ارشاد نہیں فرمایا لیکن اس کے تبسم نے میری معروضات کی تصدیق کر دی)۔ (اشارہ اس طرف ہے کہ اس جہان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور انسان کا غم خوار نہیں۔ خالق کائنات نے انسان کے علاوہ اور کسی مخلوق کے سینہ میں جذبہ عشق ودیعت ہی نہیں کیا۔

شبنم

گفتند فرود آے زاوج مہ و پرویز
برخود زن و بابحر پرآشوب بیامیز
باموج در آویز
نقش دگر انگیز
تابندہ گہر خیز

معانی ...... : گفتند: انہوں نے کہا۔ فرود آے: نیچے اتر، اتر آ۔ اوج مہ و پرویز: چاند اور ثریا کی بلندی۔ پروین، ثریا: پرویز ایک برج فلکی کا نام ہے جو مچھلی کی شکل کا ہے۔ برخود زن: کٹھنائیوں کا مقابلہ کر، اپنی طرف پلٹ۔ برخود زدن: مراد استحکام خودی، اپنے آپ کو مٹانا، مشکلات کا مقابلہ کرنا، مصیبتیں جھیلنا اور ہمت نہ ہارنا، اپنے آپ کی طرف لوٹنا۔ بحر پرآشوب: ٹھاٹھیں مارتا سمندر، خطرات سے بھرا ہوا پرشور سمندر۔ بیامیز: تو مل جا، گھل مل جا۔ با: کے ساتھ، سے۔ در آویز: تو لڑ۔ نقش دگر: دوسرا نقش۔ انگیز: تو ابھار۔ تابندہ: چمکتا ہوا۔ خیز: تو اٹھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : انہوں (کارکنان قضا و قدر) نے کہا ماہ و پروین کی بلندی سے اتر آ۔ مشکلات کو پار کر (اپنی خودی کو مستحکم کر) اور ٹھاٹھیں مارتے سمندر سے مل جا موجود سے الجھ ایک اور نقش ابھار (نئی صورت اختیار کر) چمکتا ہوا موتی بن کے نکل (ابھر)۔

من عیش ہم آغوشی دریا نہ خریدم
آں بادہ کہ از خویش رباید نچشیدم
از خود نہ رمیدم
ز آفاق بریدم
بر لالہ چکیدم

معانی ...... : نہ خریدیم: میں نے مول نہیں لیا۔ بادہ: شراب۔ کہ: جو۔ خویش: اپنا آپ، خود۔ رباید: اچک لے جائے۔ کوئی چیز لے اڑنا، اچک لے جانا۔ نچشیدم: میں نے نہیں چکھا۔ نہ رمیدم: میں نہیں بھاگا۔ آفاق: ساری دنیا، باہر کی کائنات، افق کی جمع۔ بریدم: میں الگ ہو گیا، کٹ گیا۔ چکیدم: میں ٹپکی۔ چکیدن: ٹپکنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے دریا سے ہم آغوشی کا لطف قبول نہ کیا وہ شراب جو اپنی سدھ بدھ بھلا دے نہیں چکھی (جو مجھے اپنی خودی سے غافل کر دے)۔ میں اپنے آپ سے دور نہیں ہوئی بھاگی آفاق (دنیا) سے کٹ گئی اور گل لالہ پر ٹپک پڑی۔

گل گفت کہ ہنگامہ مرغان سحر چیست ؟
ایں انجمن آراستہ بالائے شجر چیست ؟
ایں زیر و زبر چیست ؟
پایان نظر چیست ؟
خار گل تر چیست ؟

معانی ...... : ہنگامہ مرغان سحر: صبح کے پرندوں کا شور۔ مرغان: مرغ کی جمع، پرندے۔ سحر: صبح۔ آراستہ: سجی ہوئی۔ بالائے شجر: پیڑ کے اوپر۔ زیروزبر: الٹ پلٹ، نیچے اور اوپر۔ پایان نظر: نظر کا انجام۔ خار گل تر: گلاب کے کھلے ہوئے پھول کا کانٹا، تازہ پھول کا کانٹا۔ چیست: کیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : پھول کہنے لگا کہ صبح کے پرندوں کا یہ ہنگامہ (شور) کیا ہے؟ درختوں کے اوپر سجی ہوئی یہ انجمن کیسی ہے یہ اونچ نیچ کیا ہے نظر کی انتہا کیا ہے شاداب پھول کے پہلو میں یہ کانٹا کیا ہے۔

تو کیستی و من کیم ایں صحبت ما چیست ؟
بر شاخ من ایں طائرک نغمہ سرا چیست ؟
مقصود نوا چیست ؟
مطلوب صبا چیست ؟
ایں کہنہ سرا چیست ؟

معانی ...... : تو کیستی: تو کون ہے۔ من کیم: میں کون ہوں۔ ایں: یہ۔ صحبت ما: ہماری صحبت۔ طائرک نغمہ سرا: گاتا ہوا ننھا پرندہ۔ مقصود نوا: نغمے کا مقصود۔ مطلوب صبا: صبا کا مطلوب۔ مطلوب: جس کی طلب کی جائے۔ کہنہ سرا: پرانا گھر، ٹھکانا، بسیرا، دنیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کون ہے اور میں کون ہوں یہ ہمارا مل بیٹھنا کیا ہے؟ میری ٹہنی پر یہ چہچہاتا ہوا پرندہ کیا ہے؟ اس کی صدا کا مقصود کیا ہے؟ صبا کا مطلوب کیا (کون) ہے؟ یہ پرانی سرا یعنی دنیا کیا ہے؟

گفتم کہ چمن رزم حیات ہمہ جائی است
بزمے است کہ شیرازہ او ذوق جدائی است
دم ؟ گرم نوائی است
جاں ؟ چہرہ کشائی است
ایں راز خدائی است

معانی ...... : گفتم: میں نے کہا۔ رزم حیات ہمہ جائی: عالمگیر زندگی کی پیکار، ہر کہیں برپا زندگی کا معرکہ۔ بزمے: ایک محفل۔ انجمن۔ شیرازہ او: اس کا شیرازہ۔ اکٹھ، بندش۔ گرم نوائی: آہ و فریاد۔ چہرہ کشائی: رونمائی، منہ دکھائی۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں (شبنم) نے کہا کہ یہ چمن ہر جگہ موجود حیات کی کشمکش (کا میدان) ہے یہ ایسی محفل ہے جسے ٹوٹنے

کی لذت نے جوڑ رکھا ہے (جس کا شیرازہ جدائی کے ذوق کی وجہ سے بندھا ہوا ہے)۔دم (زندگی) کیا ہے؟ آہ و فریاد کا نام ہے۔(نالہ و فریاد، سوز و ساز اور تب و تاب کا نام ہے)۔(جب تک دم ہے تب تک غم ہے)۔جان کیا ہے؟ منہ دکھائی (خالق کائنات کی جلوہ گری یا ظہور کا نام ہے) یہ خدائی بھید ہے۔(اللہ تعالیٰ نے خود کہا کہ روح میرا امر ہے جسے میں نے جسم آدم میں پھونکا ہے)۔اقبال نے اس کو بجا طور پر "راز خدائی" سے تعبیر کیا ہے۔

طلسم بود و عدم جس کا نام ہے آدم
خدا کا راز ہے قادر نہیں ہے جس پر سخن
(ضرب کلیم)

من از فلک افتادہ تو از خاک دمیدی
از ذوق نمود است دمیدی کہ چکیدی
در شاخ تپیدی
صد پردہ دریدی
برخویش رسیدی !

معانی ...... : افتادہ: گری ہوئی۔دمیدی: تو پھوٹا۔از: سے، کی وجہ سے۔ذوق نمود: نمود کا ذوق۔اظہار۔چکیدی: تو ٹپکا۔تپیدی: تو تڑپا۔دریدی: تو نے پھاڑا۔برخویش رسیدی: خود تک پہنچا۔اپنے آپ تک پہنچنا، اپنی حقیقت تک رسائی حاصل کرنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں آسمان سے گری تو مٹی سے پھوٹا (اگا) اگنا ہو کہ ٹپکنا دکھلاوے کی دھن ہی سے ہے (ذوق نمود کے کرشمے ہیں) تو شاخ میں تڑپا تو نے سو پردے چاک کئے اور خود تک پہنچ گیا (اپنے آپ میں آ گیا)۔

نم در رگ ایام ز اشک سحر ماست
ایں زیر و زبر چیست؟ فریب نظر ماست
انجم بہ بر ماست
لخت جگر ماست
نور بصر ماست

معانی ...... : نم: طراوت۔ز اشک سحر ما: ہمارے صبح کے آنسو سے۔بہ بر ما: ہماری آغوش میں۔بہ: میں۔لخت جگر ما: ہمارے جگر کا ٹکڑا۔نور بصر ما: ہماری آنکھ کا نور۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارے صبحدم کے آنسوؤں سے زمانے کی رگوں میں طراوت ہے یہ اونچ نیچ کیا ہے ہماری نظر کا دھوکا ہے ستارہ بھی ہم میں سے ہے ہمارے جگر کے ٹکڑے ہیں۔ہماری آنکھوں کی روشنی ہے۔

در پیرہن شاہد گل سوزن خار است
خار است، ولیکن زندیمان نگار است
از عشق نزار است
در پہلوئے یار است
ایں ہم ز بہار است

معانی ...... درپیرہن شاہد گل: محبوب ایسے پھول کی قمیص میں۔سوزن خار: کانٹے کی سوئی۔ندیمان نگار: محبوب کے مصاحبین۔ ندیمان: ندیم کی جمع، مصاحب، ساتھی، نگار: محبوب معشوق۔نزار: سوکھا، دبلا، کمزور۔در: میں۔یار: محبوب۔این: یہ۔ہم: بھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : محبوبہ گل کے لباس میں کانٹے کی سوئی ہے کانٹا ہے مگر محبوب کے مصاحبوں میں سے ہے عشق سے (نحیف و) نزار ہے۔یار کے پہلو میں ہے یہ بھی بہار ہی سے ہے۔

برخیزو دل از صحبت دیرینہ بہ پرداز
بالالہ خورشید جہاں تاب نظر باز
با اہل نظر ساز
چوں من بفلک تاز
داری سرپرواز ؟

معانی ...... : برخیز: اٹھ۔صحبت دیرینہ: پرانی صحبت۔بہ پرداز: خالی کردے۔نظر باز: آنکھ لڑا۔بااہل نظر: نظر والوں کے ساتھ۔ ساز: موافقت کر، ساتھ۔پکڑ۔بنا کے رکھنا، چوں من: میری طرح۔بفلک: آسمان پر، آسمان کی طرف۔تاز: دوڑ، ہجوم کر، داری: تو رکھتا ہے۔سرپرواز: اڑان کی خواہش، اڑان کی سکت۔سر: خواہش۔

ترجمہ و تشریح ...... : اٹھ اور دل کو پرانی صحبت سے حالی کرلے دنیا کو چکانے والے لالہ خورشید سے آنکھیں لڑا نظر والوں کا ساتھ پکڑ میری طرح آسمان پہ اڑ جا ہاں تو پھر ہے اڑان کا خیال۔(اب تو اپنے دل سے پوچھ کر مجھے بتا کہ تیرے اندر پرواز (روحانی ترقی) کی آرزو پیدا ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو یہ تیری بدبختی ہے)۔

عشق

فکرم چو بہ جستجو قدم زد در دیر شد و در حرم زد
در دشت طلب بے دویدم دامن چوں گرد باد چیدم

معانی ...... فکرم: میرا فکر۔چو: جب۔قدم زد: قدم رکھا۔دیر: مندر، بت خانہ۔شد: گیا، پہنچا۔درحرم زد: کعبے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ بسے: بہت، دویدم: میں دوڑا۔چوں: جیسے، جوں۔گرد باد: بگولا۔چیدم: میں نے سمیٹا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا فکر جب (حقیقت کی) تلاش میں نکلا مندر (بت خانہ) میں پہنچا اور کعبے کا دروازہ کھٹکھٹایا میں اسی دھن میں جنگل جنگل دوڑا بگولے کی طرح اپنے دامن کو سمیٹا (کچھ حاصل نہ کیا)۔

پویاں بے خضر سوئے منزل بردوش خیال بستہ محمل
جویائے مے وشکستہ جامے چوں صبح بباد چیدہ دامے

ترجمہ و تشریح ...... : کسی خضر کے بغیر میں منزل کی طرف دوڑا۔خیال کے دوش پر کجاوہ کسے ہوئے (تخیل کے دوش پر محمل باندھا)۔میں شراب کا متلاشی تھا مگر میرے ہاتھ میں ٹوٹا ہوا جام تھا۔صبح کی طرح میں نے ہوا کیلئے جال بچھایا۔

ترجمہ و تشریح ...... : کسی خضر کے بغیر میں منزل کی طرف دوڑا۔خیال کے دوش پر کجاوہ کسے ہوئے (تخیل کے دوش پر محمل باندھا)۔میں شراب کا متلاشی تھا مگر میرے ہاتھ میں ٹوٹا ہوا جام تھا۔صبح کی طرح میں نے ہوا کیلئے جال بچھایا۔

معانی ...... پویاں: رواں دواں، چلتے ہوئے، بھٹکتے ہوئے۔ بے خضر: خضر کے بغیر۔ خضر: حضرت خضر علیہ السلام۔ کنایہ: رہبر، راستہ دکھانے والا۔ بردوش خیال: خیال کے کاندھے پر۔ بستہ: باندھے ہوئے۔ محمل: کجاوہ، جویائے مے: شراب ڈھونڈنے والا۔ شکستہ جامے: ٹوٹے ہوئے پیالے والا۔ چوں: طرح، جیسے۔ بباد چیدہ دامے: ہوا میں جال پھیلائے ہوئے۔

پیچیدہ بخود چو موج دریا　　　آوارہ چو گرد باد صحرا
عشق تو دلم ربود ناگاہ　　　از کار گرہ کشود ناگاہ

معانی ...... : پیچیدہ بخود: خود میں الجھا ہوا، خود سے لپٹا ہوا۔ پیوست: اپنے آپ میں بل کھایا ہوا۔ چو: جوں، جیسے۔ گرد باد صحرا: صحرا کا بگولا۔ دلم: میرا دل۔ ربود: لے اڑا، اچک لیا گیا۔ ناگاہ: اچانک، یکا یک۔ از: کی۔ کار: کام۔ گرہ: پیچ، مشکل، رکاوٹ۔ کشود: کھولدی۔

ترجمہ و تشریح ...... : موج دریا کی مانند میں اپنے اندر پیچ و تاب کھاتا رہا۔ صحرا کے بگولے کی طرح آوارہ پھرتا رہا۔ اچانک تیرے عشق نے میرا دل لوٹ لیا اور میری مشکل کا عقدہ ایک دم حل ہو گیا۔

آگاہ ز ہستی و عدم ساخت　　　بتخانہ عقل را حرم ساخت
چوں برق بخرمنم گزر کرد　　　از لذت سوختن خبر کرد

معانی ...... : ساخت: اس نے کر دیا۔ آگاہ ساختن: آگاہ کرنا۔ حرم ساخت: کعبہ بنا دیا۔ بخرمنم: میرے خرمن میں۔ خرمن: غلے کا انبار، کھلیان۔ گزر کرد: گزرا، گزر گیا۔ لذت سوختن: جلنے کی لذت۔ خبر کرد: اس نے خبر کی، واقف کر دیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس (عشق) نے وجود اور عدم سے مجھے آگاہ کر دیا۔ اس نے عقل کے بتخانے کو کعبہ بنا دیا۔ وہ بجلی کی طرح میرے کھلیان میں گزر گیا۔ اس نے مجھے جلنے کی لذت سے آشنا کر دیا۔

سرمست شدم زپا فتادم　　　چوں عکس زخود جدا فتادم
خاکم بفراز عرش بردی　　　زاں راز کہ بادلم سپردی

معانی ...... : سرمست: مست، مدہوش، بے خود، شدم: میں ہو گیا۔ از پا فتادم: میں گر پڑا۔ چوں: مانند، جیسے۔ عکس: پرچھائیں، سایہ۔ فتادم: میں گرا۔ بفراز عرش: عرش کی بلندی پر۔ بردی: تو لے گیا۔ زاں راز: اس بھید سے۔ کہ: جو۔ بادلم: میرے دل کو۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں تو بے خود ہو کر گر پڑا۔ سائے کی طرح اپنے آپ سے جدا ہو گیا۔ تو میری خاک کو عرش کی بلندی پر لے گیا اس راز کی وجہ سے جو تو نے میرے دل کے سپرد کیا۔

واصل بکنار کشتیم شد　　　طوفان جمال زشتیم شد
جز عشق حکایتے ندارم　　　پروائے ملامتے ندارم

معانی ...... : واصل بکنار: ساحل تک پہنچنے والا، کنارے سے آلگنے والا۔ کشتیم: میری کشتی، ناؤ۔ شد: ہو گئی۔ طوفان جمال: حسن کا طوفان۔ زشتیم: میری بدی۔ جز: سوائے، علاوہ۔ حکایتے: کوئی حکایت۔ ندارم: میں نہیں رکھتا ہوں۔ پروائے ملامتے: کسی ملامت کی پروا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تب میری ناؤ کنارے سے آلگی (میں نے منزل مقصود کو پالیا) اور میری بدصورتی طوفان جمال بن گئی۔ میں عشق کے سوا کوئی حکایت نہیں رکھتا۔ مجھے کسی کی ملامت کی پروا نہیں ہے۔

از جلوہ علم بے نیازم
سوزیم گریم تپم گدازم

معانی ...... ازجلوۂ علم: علم کے جلوے سے۔ علم: جاننا، یہاں مراد ہے عقل کی مدد سے شے کی حقیقت تک پہنچنا۔ بے نیازم: بے پروا ہوں، میں کوئی مطلب نہیں رکھتا۔ مستغنی، آزاد، لاتعلق۔ سوزم: میں جلتا ہوں۔ گریم: میں روتا ہوں۔ گریستن: رونا۔ تپم: تڑپتا ہوں۔ گدازم: پگھلتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... میں علم کی چمک دمک سے بے نیاز ہوں بس مجھے ہر دم جلنا رونا تڑپنا اور پگھلنا ہے۔ (یہ جلنا ہی میری ابدی زندگی کا ذریعہ ہے)۔

اگر خواہی حیات اندر خطر زی

غزالے با غزالے دردِ دل گفت ازیں پس در حرم گیرم کنامے
بصحرا صید بنداں در کمین اند بکامِ آہواں صبحے، نہ شامے

اگر زندگی چاہتا ہے تو خطرات میں بسر کر

معانی ...... : غزالے: ایک ہرن۔ با: سے۔ گفت: اس نے کہا۔ ازیں پس: اس کے بعد۔ گیرم: میں کرلوں گا، بنالوں گا۔ کنامے: کوئی ٹھکانا، بسیرا۔ کنام: جانوروں کی آرامگاہ، بصحرا: صحرا میں۔ صید بنداں: صید بند کی جمع، شکاری۔ کمین: گھات۔ بکام آھواں: ہرنوں کی مراد کے مطابق، ہرنوں کو سازگار۔ صبحے: کوئی صبح۔ شامے: کوئی شام۔

ترجمہ و تشریح ...... ایک ہرن نے دوسرے سے اپنے دل کا درد کہا اس کے بعد میں حرم میں بسیرا کرلوں گا (کیونکہ وہاں کوئی کسی کو قتل نہیں کرسکتا) صحرا میں شکاریوں نے گھات لگا رکھی ہے ہرنوں کو نہ کوئی صبح سازگار ہے نہ کوئی شام۔

اماں از فتنۂ صیاد خواہم
دلے زاندیشہ ہا آزاد خواہم

معانی ...... : اماں: امن، پناہ، سکون۔ ازفتنۂ صیاد: شکاری کے فتنے سے۔ از: سے۔ فتنہ: آزمائش، عذاب، صیاد: شکاری۔ خواہم: میں چاہتا ہوں۔ دلے: ایک دل۔ زاندیشہ ہا: اندیشوں سے۔

ترجمہ و تشریح ...... میں صیاد (شکاری) کے فتنے سے پناہ چاہتا ہوں۔ اندیشوں سے آزاد ایک دل چاہتا ہوں۔

رفیقش گفت اے یارِ خردمند اگر خواہی حیات اندر خطر زی
دمادم خویشتن را بر فساں زن ز تیغِ پاک گوہر تیز تر زی

معانی ...... : رفیقش: اس کا ساتھی۔ یار خردمند: عقلمند دوست۔ خواہی: تو چاہتا ہے۔ خطر: خطرہ۔ زی: تو جی، تو زندگی بسر کر۔ برفساں زن: سان پر چڑھا۔ تیغ پاک گوہر: خالص فولاد سے بنی ہوئی تلوار، عمدہ جوہر رکھنے والی تلوار۔ تیز تر: زیادہ تیز دھار رکھنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کے ساتھی نے کہا اے دانا دوست اگر تجھے زندگی کی چاہ ہے تو خطرات میں جی (اگر زندگی چاہتا ہے تو خطرات میں بسر کر)۔ خود کو پل پل سان پر رگڑ۔ اصیل تلوار سے زیادہ تیز ہو کر زندہ رہ۔

خطر تاب و تواں را امتحان است
عیارِ ممکناتِ جسم و جان است

معانی ...... تاب وتواں: ہمت اور سکت ۔را: کا، کے لئے ۔عیارِ ممکنات جسم وجاں: جسم اور روح کے امکانات کی کسوٹی ۔عیار: کسوٹی ۔

ترجمہ و تشریح ...... : خطر ہمت اور سکت (حوصلے) کا امتحان ہے جسم اور روح کے امکانات کی کسوٹی (معیار) ہے ۔ (خطرات ہی سے انسان کی ذہنی اور بدنی قوتوں کا پتہ چلتا ہے)۔

جہانِ عمل

هست ایں میکده و دعوت عام است اینجا قسمت باده باندازهٔ جام است اینجا

حرف آں راز که بیگانه صوت است ہنوز از لب جام چکید است و کلام است اینجا

عمل کی دنیا

معانی ...... ہست: ہے ۔دعوت عام: عام بلاوا، کھلی دعوت ۔اینجا: یہاں، اس جگہ ۔قسمت بادہ: شراب کی تقسیم ۔باندازۂ جام: پیالے کی گنجائش کے مطابق ۔حرف آں راز: اس راز کی بات ۔بیگانہ صوت: آواز سے انجان، آواز سے بے نیاز ۔ہنوز: اب تک، ابھی ۔ لب جام: جام کے لب، پیالے کا کنارہ ۔چکید است: وہ ٹپکا ہے ۔

ترجمہ و تشریح ...... یہ شراب خانہ ہے اور یہاں سب کو کھلی دعوت ہے یہاں پیالے کی استعداد دیکھ کر شراب بانٹی جاتی ہے (ہر شخص اپنے ظرف (حوصلہ) کے مطابق شراب (کامیابی) حاصل کر سکتا ہے ۔ پہلے زمانے میں مے نوشوں کو ان کے ظرف کے مطابق شراب دی جاتی تھی ۔غالب نے کیا خوب کہا ہے ؏ دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر)۔اس راز کی بات جو ابھی آواز سے انجان ہے ۔یہاں لب جام سے ٹپکی ہے اور کلام بن گئی ہے (سب پر ظاہر ہو گیا ہے)۔نوٹ: یہ دنیا عمل (جدوجہد) کی دنیا ہے یہاں اسی کو سروری حاصل ہو سکتی ہے جو اس کیلئے کوشش کرے ۔

نشه از حال بگیر ند و گزشتند ز قال نکتهٔ فلسفه درد ته جام است اینجا

ما دریں ره نفس دهر برانداخته ایم آفتاب سحر او لب بام است اینجا

معانی ...... : حال: کیفیت، جذب، عقل وحواس کے بغیر معرفت ۔بگیرند: حاصل کرتے ہیں ۔گذشتند: وہ لوگ گزر گئے، انہوں نے ترک کر دیا ۔قال: بات چیت، نری گفتگو ۔نکتہ فلسفہ: فلسفے کی باریکی، فلسفے کی نازک خیالی ۔دردتہ جام: جام کی تہ میں پڑی ہوئی تلچھٹ ۔ دریں رہ: اس راستے میں ۔نفس دہر برانداختہ ایم: ہم نے زمانے کی سانس اکھاڑ دی ہے، ہم نے زمانے کو بیدم کر دیا ہے، ہم نے زمانے کو عاجز اور مغلوب کر لیا ہے ۔نفس: آفتاب سحر او: اس کی صبح کا سورج ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (یہاں) لوگ حال سے مستی حاصل کرتے ہیں اور زبانی جمع خرچ چھوڑ دیتے ہیں ۔فلسفے کی باریک باتیں یہاں تلچھٹ (کی طرح) ہیں ۔ہم نے اس راہ میں زمانے کی ہوا اکھاڑ دی ہے (زمانے کو تھکا دیا ہے)۔اس کی صبح کا سورج یہاں ڈوبنے کو ہے ۔

اے که تو پاس غلط کرده خود می داری آنچه پیش تو سکون است خرم است اینجا

ما که اندر طلب از خانه بروں تاخته ایم علم راجاں بد میدیم و عمل ساخته ایم

معانی ...... : پاس غلط کردہ خود میداری: تو اپنی غلطی پر اڑا ہوا ہے، تو اپنی خطا کی طرفداری کرتا ہے ۔آنچہ: جو کچھ، وہ چیز جو ۔پیش تو:

تیرے نزدیک۔ سکون: ٹھہراؤ۔ خرام: چال، رفتار، حرکت۔ ما: ہم۔ کہ: جو۔ بروں تاختہ ایم: باہر نکل آئے ہیں۔ را: میں، کیلئے۔ بدمیدیم: ہم نے پھونکی۔ ساختہ ایم: ہم نے بنادیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... اے تو کہ اپنی خطا پر اڑا ہوا ہے جسے تو سکون سمجھتا ہے وہی یہاں حرکت ہے ع دمام رواں ہے یم زندگی۔ ہم کہ حقیقت کی کھوج میں اپنا گھر چھوڑ آئے ہیں۔ (انسان دنیا میں آنے سے پہلے جنت میں سکون کی زندگی بسر کر رہا تھا لیکن جدوجہد (طلب) کا جذبہ اسے باہر نکال لایا۔ ہم نے علم میں روح پھونک کر اسے عمل بنادیا ہے۔

زندگی

پرسیدم از بلند نگاہے حیات چسیت ؟ گفتا مے کہ تلخ تر او نکو تر است

گفتم کہ کرمک است و زگل سر بروں زند گفتا کہ شعلہ زاد مثال سمندر است

معانی ...... پرسیدم: میں نے پوچھا۔ بلند نگاہے: ایک بلند ہمت، عالی دماغ۔ چیست: کیا ہے۔ گفتا: وہ بولا۔ مے: ایک شراب، ایسی شراب، وہ شراب۔ تلخ تر او: اس کا زیادہ کڑوا حصہ۔ نکوتر: زیادہ اچھا۔ گفتم: میں نے کہا۔ کرمک: کیڑا۔ گل: مٹی۔ سر بروں زند: سر باہر نکالتی ہے، ظاہر ہوتی ہے۔ شعلہ زاد: آگ سے پیدا ہونے والا۔ مثال سمندر: سمندر کی طرح۔ سمندر: ایک کیڑا جو آگ میں پیدا ہوتا ہے اور وہیں رہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... زندگی میں نے ایک بلند نگاہ (عارف) سے پوچھا زندگی کیا ہے؟ وہ بولا: وہ شراب کہ جتنی کڑوی ہو اتنی اچھی ہے۔ میں نے کہا کہ (یہ ایک) کیڑا ہے جو مٹی سے سر نکالتا ہے اس نے کہا کہ (نہیں بلکہ) سمندر کی طرح شعلہ سے پیدا ہوئی ہے۔

گفتم کہ شد بفطرت خامش نہادہ اند گفتا کہ خیر اونشناسی ہمیں شر است

گفتم کہ شوق سیر نبردش بہ منزلے گفتا کہ منزلش بہ ہمیں شوق مضمر است

معانی ...... بفطرت خامش: اس کی ناقص فطرت میں۔ نہادہ اند: انہوں نے رکھا ہے۔ خیر او: اس کی خوبی۔ بھلائی۔ نشناسی: تو نہیں پہچانتا، تو نہیں جانتا۔ ہمیں: یہی۔ شوق سیر: چکراتے پھرنے کا شوق۔ نبردش: اسے نہیں لے گیا، اسے نہیں پہنچایا۔ بمنزلے: کسی منزل تک۔ منزلش: اس کی منزل۔ بہ ہمیں شوق: اسی شوق میں۔ مضمر: پوشیدہ، چھپی ہوئی۔

ترجمہ و تشریح ...... میں نے کہا کہ اس کی خاموش فطرت میں شر رکھا گیا ہے اس نے کہا کہ تو اس کا خیر نہیں دیکھتا یہی شر ہے۔ (زندگی سراسر خیر ہے لیکن جب ہم اس حقیقت سے روگردانی کرتے ہیں تو ہمارا یہ فعل شر بن جاتا ہے یعنی جسے ہم شر کہتے ہیں وہ ہماری جہالت کا دوسرا نام ہے۔ میں نے کہا کہ چکراتے پھرنے کا شوق اسے کہیں نکلنے نہیں دیتا اس نے کہا کہ اسی شوق میں اس کی منزل چھپی ہوئی ہے۔ (شوق ہی اس کی منزل ہے)۔ بالفاظ دیگر زندگی مسلسل پرواز کا نام ہے اگر وہ منزل تک پہنچ جائے تو ساکن ہو جائے گی اور سکون، موت کا دوسرا نام ہے۔

گفتم کہ خاکی است و بخاکش ہمی دہند

گفتا چو دانہ خاک شگافد گل تر است

معانی ...... خاکی: مٹی کی پیدائش، مٹی سے بنی ہوئی۔ بخاکش: اسے مٹی میں۔ ہمی دہند: دے دیتے ہیں، دیا جاتا ہے۔ چو: جب شگافد: چیرتا ہے، توڑتا ہے، چیرے، توڑے۔ گل تر: تازہ اور کھلا ہوا پھول، اوس میں بھیگا ہوا پھول۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے کہا کہ یہ مٹی سے ہے اور اسے مٹی ہی میں داب دیا جاتا ہے اس نے کہا کہ دانہ مٹی سے تازہ پھول بن کر نکلتا ہے۔ (یعنی انسان مر کر فنا نہیں ہو جاتا بلکہ مرنے کے بعد نئی زندگی حاصل کر لیتا ہے)۔

حکمت فرنگ

شنیدم کہ در پارس مرد گزیں ادا فہم، رمز آشنا، نکتہ بیں
بسے سختی از جانکنی دید و مرد بر آشفت و جاں شکوہ لبریز برد

مغرب کی دانائی

معانی ...... : شنیدم: میں نے سنا۔ پارس: فارس، ایران۔ مرد گزیں: برگزیدہ شخص۔ ادا فہم: اشارہ سمجھنے والا، رمز آشنا: بھید جاننے والا۔ نکتہ بیں: کسی بات کے چھپے ہوئے معنی پر نظر رکھنے والا، باریکیوں پر نگاہ رکھنے والا۔ بر آشفت: وہ جھنجلایا، خفا ہوا۔ شکوہ لبریز: شکایت سے بھری ہوئی۔ برد: وہ لے گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے سنا کہ فارس میں ایک برگزیدہ آدمی ادا فہم رمز آشنا نکتہ بیں تھا۔ اس نے مرنے سے پہلے جان کی بہت سختی دیکھی۔ (اس لئے) وہ ناراضگی اور شکوہ سے لبریز جان لے کر یہاں سے رخصت ہوا۔

بنالش درآمد بہ یزدان پاک کہ دارم دلے از اجل چاک چاک
کمالے ندارد بایں یک فنی نداند فن تازہ جاں کنی

معانی ...... : بنالش: فریاد کے ساتھ، شکایت لیکر، فریادی بن کر۔ درآمد: وہ داخل ہوا، وہ آیا۔ دارم: میں رکھتا ہوں۔ دلے: ایک دل۔ اجل: موت، موت کا فرشتہ۔ بایں یک فنی: اس ایک ہی فن رکھنے کے باوجود۔ نداند: نہیں جانتا۔ فن تازہ جاں کنی: جان نکالنے کا نیا ہنر۔

ترجمہ و تشریح ...... : موت کے بعد یہ فریاد لیکر وہ خدائے پاک کی جناب میں دعویٰ دائر کیا کہ فرشتہ اجل کی سختی سے میرا دل پاش پاش ہو گیا ہے۔ وہ فرشتہ ایک یک فنی کے باوجود کوئی مہارت نہیں رکھتا جان نکالنے کا نیا ہنر نہیں جانتا۔

برد جان و ناپختہ در کار مرگ جہاں نوشدوا وہماں کہنہ برگ
فرنگ آفریند ہنرہا شگرف برانگیزد از قطرہ بحر ژرف

معانی ...... : بردجاں: وہ جان نکالتا ہے۔ کہنہ برگ: پرانے ساز و سامان والا، دقیانوسی۔ آفریند: وہ پیدا کرتا ہے۔ اشگرف: عجیب۔ برنگیزد: وہ نکالتا ہے۔ بحر ژرف۔ گہرا سمندر۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ روح قبض کرتا ہے مگر (اب تک) اس کام میں کچا ہے دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی مگر وہ ویسا ہی لکیر کا فقیر رہا۔ یورپ عجیب عجیب ہنر ایجاد کر رہا ہے ایک قطرے میں سے اتھاہ سمندر کھینچ لیتا ہے۔

کشد گرد اندیشہ پرکار مرگ ہمہ حکمت او پرستار مرگ
رود چوں نہنگ آبدوزش بہ یم زطیارہ او ہوا خوردہ بم

معانی ...... : کشد: وہ کھینچتا ہے۔ گرد اندیشہ: فکر کے گرد۔ پرکار مرگ: موت کی پرکار۔ ہمہ: ساری، تمام، کل۔ حکمت او: اس کا فلسفہ، دانش۔ پرستار مرگ: موت کا بندہ، موت کا پجاری۔ رود: چلتی ہے۔ چوں: جیسے، جوں۔ نہنگ: مگرمچھ۔ آبدوزش: اس کی آبدوز۔ یم:

سمندر۔زطیارہ او: اس کے طیارے سے۔خوردہ بم: اس نے ڈھول کھلائی۔طمانچے کھانا۔بم: طمانچہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ فکر وخیال کے گرد موت کی پرکار گھماتا ہے۔اس کا سارا فلسفہ موت کا خدمتگار ہے اس کی آبدوز سمندر کے اندر مگرمچھ کی طرح چلتی ہے اس کے ہوائی جہاز ہوا کے طمانچے کھاتے ہیں (فضا میں اڑتے ہیں)۔

نہ بینی کہ چشم جہاں بین ہور ہمی گرد داز غاز او روز کور
تفنگش بکشتن چناں تیز دست کہ افرشتہ مرگ را دم گسست

معانی ...... : نہ بینی: تو نہیں دیکھتا۔چشم جہاں بین ہور: دنیا بھر کو دیکھنے والی، سورج کی آنکھ۔ہور: سورج۔ہمی گردد: ہو جاتی ہے۔از غاز او: اس کی گیس سے۔روز کور: جسے دن میں نہ سجھائی دے، اندھی۔تفنگش: اس کی بندوق۔بکشتن: ہلاک کرنے میں۔چناں: ایسی، اس قدر۔تیز دست: چابکدست، تیزی سے ہاتھ چلانے والا، چالاک۔افرشتہ مرگ: موت کا فرشتہ۔را: کا۔دم گست: سانس ٹوٹ گیا، اکھڑ گیا، رک گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : کیا تو نہیں دیکھتا کہ سورج کی دنیا بھر کو دیکھنے والی آنکھ اس کی گیس سے اندھی ہو جاتی ہے اس کی بندوق جان لینے میں ایسی تیزی دکھانے والی ہے کہ موت کے فرشتے کا دم ٹوٹ گیا (فرشتہ موت بھی دم بخود رہ جاتا ہے)۔

فرست ایں کہن ابلہ را در فرنگ
کہ گیرد فن کشتن بیدرنگ

معانی ...... : فرست: تو بھیج۔ایں: اس۔کہن: پرانا۔ابلہ: نادان، بے وقوف۔را: کو۔فرنگ: مغرب، یورپ۔کہ: تا کہ۔گیرد: یہ حاصل کرے۔فن کشتن بے درنگ: بلا تاخیر، جھٹ پٹ مارنے کا فن۔بلا توقف، جھٹ پٹ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس بوڑھے بیوقوف (عزازیل) کو یورپ بھیج دے تا کہ یہ جھٹ پٹ مارنے کا فن سیکھ جائے۔نوٹ: اس طنزیہ نظم میں اقبال نے واضح کیا ہے کہ اقوام مغرب نے انسان کو ہلاک کرنے کیلئے بہت سے نئے آلات ایجاد کئے ہیں۔

حور و شاعر (در جواب نظم گوئٹے موسوم "بہ حور و شاعر")

...... حور

نہ بہ بادہ میل داری نہ بہ من نظر کشائی عجب ایں کہ تو ندانی رہ و رسم آشنائی

حور اور شاعر (گوئٹے کی نظم "حور و شاعر" کے جواب میں)

...... حور

معانی ...... : بہ: کے ساتھ، سے۔بادہ: شراب۔میل داری: تو رغبت رکھتا ہے۔نظر کشائی: تو دیکھتا ہے۔عجب: حیرت، عجیب۔تو ندانی: تو نہیں جانتا۔رہ و رسم آشنائی۔آشنائی کا چلن۔طریق۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہ تو شراب سے میل رکھتا ہے نہ میری طرف آنکھ اٹھا کے دیکھتا ہے حیرت تو یہ ہے کہ تو دوستی کے طور طریق بھی نہیں جانتا ہے۔

ہمہ ساز جستجوے، ہمہ سوز آرزوے نفسے کہ می گدازی، غزلے کہ می سرائی

بنوائے آفریدی چہ جہان دلکشائے کہ ارم بچشم آید چو طلسم سیمیائی!

معانی ...... : نفسے کہ میگدازی: تو جو آہ بھرتا ہے۔ ارم: جنت۔ طلسم سیمیائی: خیالی چیزوں کو مجسم کر دینے والا عمل۔ جادو: وہ شے جس کی کوئی اصلیت نہ ہو یعنی محض دھوکہ یا فریب نظر۔

ترجمہ و تشریح ...... : ساری کی ساری ایک تلاش کی لہک سب کی سب ایک آرزو کی لپک ہے تو جو نفس گداز کرتا ہے وہ ہمہ سوز آرزو ہے۔ ہر آہ جو تو بھرتا ہے ہر غزل جو تو الا پتا ہے تو نے ایک نغمے سے کیا دلکش عالم ایجاد کر دیا کہ جنت (بھی) مجھے نظر بندی کا عمل دکھائی دیتی ہے۔ (طلسمی شے نظر آتی ہے)

شاعر

دل رہرواں فریبی بہ کلام نیش دارے مگر ایں کہ لذت او نرسد بہ نوک خارے

چہ کنم کہ فطرت من بہ مقام درنسازد دل ناصبور دارم چو صبا بہ لالہ زارے

معانی ...... : دل رہرواں: مسافروں کا دل۔ فریبی: تو للچاتی ہے۔ بہ کلام نیش دارے: چبھ جانے والی گفتگو سے، چبھتے ہوئے جملے۔ نرسد: نہیں پہنچتا۔ بہ: تک۔ نوک خارے: کسی کانٹے کی نوک۔ چہ: کیا۔ کنم: کروں۔ بہ: سے، ساتھ۔ مقام: ٹھکانا، پڑاؤ۔ درنسازد: موافقت نہیں کرتی، میل نہیں رکھتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو (دل میں) کھب جانے والی (دل نشین) باتوں سے مسافروں کا دل بھرماتی ہے مگر یہ ہے کہ ان کی لذت کانٹے کی خلش تک نہیں پہنچتی میں کیا کروں کہ میری فطرت مجھے کسی ایک مقام پر ٹکنے نہیں دیتی چمن میں صبا کی طرح میں ایک بے چین دل رکھتا ہوں۔

چو نظر قرار گیرد بہ نگار خوبروے تپد آں زماں دل من پے خوبتر نگارے

زشرر ستارہ جویم، زستارہ آفتابے سر منزلے ندارم کہ بمیرم از قرارے

معانی ...... : چو: جب، جوئی۔ قرار گیرد: قرار پکڑتی ہے، ٹھہرتی ہے۔ بہ: پر۔ نگار خوب روئے: کوئی خوبصورت معشوق۔ تپد: تڑپتا ہے۔ آں زماں: اس گھڑی، اس وقت۔ پے خوبتر نگارے: کسی اور زیادہ حسین محبوب کے لئے۔ جویم: میں ڈھونڈتا ہوں۔ سر منزلے: کسی منزل کا خیال۔ ندارم: میں نہیں رکھتا ہوں۔ کہ: کیونکہ۔ بمیرم: میں مر جاؤں گا۔

ترجمہ و تشریح ...... : جب میری نظر کسی حسین محبوب پر ٹھہرتی ہے اس گھڑی میرا دل کسی اس سے بڑھ کر حسین کیلئے تڑپنے لگتا ہے۔ شرر سے ستارے کی جستجو کو نکلتا ہوں اور ستارے سے آفتاب کی تلاش میں۔ میں کہیں رکنے کا خیال نہیں رکھتا کیونکہ ایک جگہ ٹھہرنا میرے لئے موت ہے۔

چو زبادہ بہارے، قدحے کشیدہ خیزم غزلے دگر سرائم بہ ہوائے نو بہارے

طلبم نہایت آں کہ نہایتے ندارد بہ نگاہ ناشکیبے بہ دل امید وارے

معانی ...... : قدحے کشیدہ: ایک پیالہ، کاسہ، پی کر، پئے ہوئے۔ خیزم: میں اٹھتا ہوں۔ غزلے: ایک غزل۔ دگر: دوسری۔ سرائیم: میں گاتا ہوں۔ بہ ہوائے نو بہارے: کسی نئی بہار کی آرزو میں۔ طلبم: میں ڈھونڈتا ہوں۔ نہایت آں: اس کی انتہاء۔ کہ: جو۔ نہایتے: کوئی

حد۔ ندارد: نہیں رکھتا۔ بہ: کے ساتھ، سے۔ نگاہ ناشکیبے: بے قرار نظر۔

ترجمہ و تشریح ...... : جب ایک بہار کی شراب کا پیالہ پی کر اٹھتا ہوں تو نئی بہار کی آرزو میں ایک نئی غزل گانے لگتا ہوں۔ میں اس کی انتہا چاہتا ہوں جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

ترے عشق کی انتہاء چاہتا ہوں ۔۔۔ میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

ایک بے قرار نگاہ کے ساتھ ایک امید رکھنے والے دل کے ساتھ۔

دل عاشقاں بمیرد بہ بہشت جاودانے
نہ نوائے دردمندے، نہ غمے، نہ غمگسارے!

معانی ...... : بمیرد: مرجاتا ہے۔ بہشت جاودانے: ایسی سدا رہنے والی جنت۔ نوائے دردمندے: کسی دکھی کی آواز۔ غمے: کوئی غم۔ غمگسارے: کوئی غم کھانے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایسی بہشت جاوداں میں عاشقوں کا دل مرجاتا ہے نہ کوئی دردمند صدا، نہ کوئی غم نہ کوئی غمگسار۔ نوٹ: اقبال کا فلسفہ یہ ہے کہ حیات تسلسل "سوختن ناتمام" پر موقوف ہے۔ بہشت میں "سوختن" کا نام و نشان نہیں ہے بلکہ خلش آرزو اور انتظار بھی ناپید ہے۔ وہاں تو دائمی سرور اور سکون ہے جبکہ عاشق کی زندگی سراسر تپش اور سراپا خلش ہے۔ وہ بہشت میں کس طرح خوش رہ سکتا ہے جہاں نہ تو نوائے دردمند سنائی دیتی ہے نہ کہیں عشق و محبت کا ہنگامہ برپا ہے اور نہ کسی غمگسار کا کوئی نشان نظر آتا ہے۔

زندگی و عمل (درجواب نظم ہائنا موسوم "بہ سوالات")

ساحل افتادہ گفت، گرچہ بسے زیستم ۔۔۔ ہیچ نہ معلوم شد آہ کہ من چیستم
موج زخود رفتہ تیز خرامید و گفت ۔۔۔ ہستم اگر میروم، گر نروم نیستم!

زندگی اور عمل (جرمنی کے مشہور اسرائیلی شاعر ہائنا کی ایک نظم "سوالات" کے جواب میں)

معانی ...... : ساحل افتادہ: ویران ساحل۔ بسے: بہت۔ زیستم: میں جیا۔ ہیچ: کچھ۔ من کیستم: میں کیا ہوں، میں کون ہوں۔ موج زخودرفتہ: اپنے آپ سے باہر ایک موج، ایک بے خود لہر۔ تیز خرامید: تیزی سے چلی۔ ہستم: میں موجود ہوں۔ میروم: میں چلتی ہوں۔ نروم: نہ چلوں۔ نیستم میں نہیں ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک سنسان ساحل کہنے لگا اگرچہ میں بڑی دیر زندہ رہا ہوں مگر افسوس مجھے کچھ معلوم نہیں ہوا کہ میں کون ہوں کیا ہوں؟ ایک متوالی لہر تیزی سے بڑھی اور بولی اگر چلتی رہوں تو میں ہوں اگر نہ چلوں تو میں نہیں ہوں (یعنی زندگی حرکت اور جدوجہد کا نام ہے)۔

الملک للہ

طارق چو برکنارہ اندلس سفینہ سوخت ۔۔۔ گفتند کار تو بہ نگاہ خرد خطاست
دوریم از سواد وطن باز چوں رسیم ؟ ۔۔۔ ترک سبب زروے شریعت کجا روا است

ملک اللہ کا ہے

معانی ...... : طارق: طارق بن زیاد۔ چو: جب۔ بر کنارۂ اندلس: اندلس کے ساحل پر۔ سپین جسے طارق ابن زیاد نے پہلی صدی ہجری کے آخر میں فتح کیا تھا، سات سو برس تک مسلمان اس پر حاکم رہے۔ سفینہ: کشتی، جہاز۔ سوخت: اس نے جلایا۔ گفتند: انہوں نے کہا۔ کارتو: تیرا کام۔ بہ: میں۔ نگاہ خرد: عقل کی نظر۔ خطا: غلطی، بھول۔ دوریم: ہم دور ہیں۔ از سواد وطن: وطن کی سرحد سے۔ باز: واپس۔ چوں: کیسے، کیونکر۔ رسیم: ہم پہنچیں گے۔ ترک سبب: ذریعے کو چھوڑنا۔ زروئے شریعت: شریعت کی رو سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : طارق نے جب اندلس کے کنارے پر (اپنی) کشتی جلائی (تو اس کے) ساتھیوں نے کہا عقل کی نگاہ میں تیرا (یہ) کام غلط ہے ہم وطن سے دور ہیں واپس کیسے پہنچیں گے، ذریعے کو چھوڑ دینا شریعت کی رو سے کہاں جائز ہے۔

خندید و دست خویش بہ شمشیر برد و گفت
ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

معانی ...... : خندید: وہ ہنسا۔ خندیدن: ہنسنا۔ دست خویش: اپنا ہاتھ۔ بہ: پر۔ شمشیر: تلوار۔ برد: لے گیا۔ ملک ما: ہمارا ملک: ملک خدائے ما: ہمارے خدا کا ملک۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ ہنسا اور اپنا ہاتھ تلوار کے قبضے پر رکھا اور بولا (کہا) ہر ملک ہمارا ملک ہے (ساری دنیا ہمارا وطن ہے) کیونکہ ہمارے خدا کا ملک ہے۔

جوئے آب

(علامہ اقبال نے حاشیہ میں خود تصریح فرما دی ہے) یہ گوئٹے کی مشہور نظم موسوم بہ ''نغمۂ محمدؐ'' کا ایک آزاد ترجمہ ہے۔ یہ نظم رموز و کنایات سے معمور ہے۔ گوئٹے آنحضرتؐ کی پیغمبرانہ شان سے اور اس کامیابی سے جو آپؐ کو اپنے مقصد میں حاصل ہوئی، بہت متاثر تھا......

بنگر کہ جوئے آب چہ مستانہ می رود ‏ ‏ ‏ مانند کہکشاں بگریبان مرغزار
در خواب ناز بود بہ گہوارہ سحاب ‏ ‏ ‏ وا کرد چشم شوق بآغوش کہسار

ندی (پانی کی نہر)

معانی ...... : بنگر: تو دیکھ۔ جوے آب: ندی، نہر، کنایہ ہے اسلام سے، زندگی سے۔ چہ: کیا، کیسی۔ مستانہ: مست کی طرح، مستی میں، مستی کنایہ ہے ولولہ اور جوش سے جس کا اظہار آنحضرتؐ اور آپؐ کے غلاموں کے طرز عمل سے واضح ہے۔ میرود: جارہی ہے۔ بگریبان مرغزار: سبزہ زار کے گریبان میں، سبزہ زار کی چھاتی پر، کنایہ ہے کائنات سے۔ خواب ناز: بے فکری کی نیند، میٹھی نیند۔ بود: تھی۔ بہ گہوارہ سحاب: بادل کے پنگھوڑے میں۔ وا کرد: اس نے کھولی۔ یہ گہوارہ سحاب یعنی ذات محمدیؐ دنیا میں ظاہر ہونے سے قبل انائے مطلق کی آغوش میں محو خواب تھی۔ چشم شوق: آرزو بھری آنکھ، کنایہ ہے آپ کی شان رحمۃ للعالمین سے۔ چشم: آنکھ۔ باغوش کہسار: پہاڑوں کی گود میں، کنایہ ہے کائنات سے حضورؐ باعث رحمت ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : دیکھ کہ ندی کیسی مستانہ چلی جارہی ہے جیسے سبزہ زار کی چھاتی پر کہکشاں بادلوں کے پنگھوڑے میں میٹھی

نیند سوئی ہوئی تھی اس نے کہسار کے آغوش میں اپنی چشمِ شوق کھولی۔ نوٹ: علامہ اقبال نے حاشیہ میں خود تصریح فرمائی ہے یہ گوئٹے کی مشہور نظم موسوم بہ "نغمۂ محمدؐ" کا ایک آزاد ترجمہ ہے یہ نظم رموز و کنایات سے معمور ہے۔ گوئٹے آنحضرتؐ کی پیغمبرانہ شان سے اور اس کامیابی سے جو آپؐ کو اپنے مقصد میں حاصل ہوئی بہت متاثر تھا۔

از سنگریزہ نغمہ کشاید خرام او   سیمائے او چو آئینہ بے رنگ و بے غبار

زی بحر بیکرانہ چہ مستانہ میرود   در خود یگانہ از ہمہ بیگانہ میرود

معانی ......: سنگریزہ کنایہ ہے عاجز اور بے کس افراد سے جیسے غلام۔ نغمہ کشاید: نغمے جاری کرتا ہے۔ یعنی اسلام نے غلاموں کو بلند کیا۔ خرام او: اس کی چال، رفتار۔ سیمائے او: اس کی پیشانی۔ کنایہ ہے اسلامی تعلیمات کی پاکیزگی سے۔ چو: جیسے، جوں۔ بے رنگ: بلا رنگ، اجلا۔ بے غبار: گرد وغبار سے پاک، صاف شفاف۔ زی: جانب، طرف۔ بحر بیکرانہ: بے کنار سمندر۔ کنایہ ہے ذات حق تعالیٰ سے۔ درخود یگانہ: (i) ساری کائنات میں کوئی ہستی حضورؐ کی مثل نہیں ہے۔ (ii) ساری کائنات میں کوئی مذہب دین اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حضورؐ خود بھی یگانہ (بے مثل) ہیں اور آپ کا دین بھی یگانہ ہے۔ از ہمہ بیگانہ: حضورؐ علائق دنیوی سے بیگانہ رہے اور دین اسلام بھی تمام ادیان عالم سے بے تعلق ہے۔

ترجمہ و تشریح ......: اس کا بہاؤ سنگریزوں سے نغمے نکالتا ہے اس کی پیشانی آئینہ کی طرح بے رنگ اور بے غبار ہے بے کنار سمندر کی طرف کیسی مستانہ چلی جارہی ہے اپنے آپ میں ایک اور باقی سب سے بیگانہ چلی جارہی ہے۔

در راہ او بہار پریخانہ آفرید   نرگس و میدو لالہ و مید و سمن دمید

گل عشوہ داد و گفت یکے پیش ما بایست   خندید غنچہ و سر دامان او کشید

معانی ......: در راہ او: اس کے راستے میں۔ آفرید: اس نے بنایا۔ نرگس، لالہ، یاسمن کنایہ ہے آفات سرگانہ (عورت، دولت اور حکومت سے) جن کیلئے انسان خدا اور رسولؐ سے بے وفائی کرتا ہے۔ دمید: اگا۔ سمن: چنبیلی۔ عشوہ داد: اس نے پرچایا، ناز و انداز دکھا کر لبھایا۔ گفت: بولا۔ یکے: ذرا، کچھ دیر کو۔ پیش ما: ہمارے سامنے۔ بایست: تو ٹھہر، کھڑی ہو جا۔ خندید: وہ ہنسا۔ خندیدن غنچہ کنایہ ہے: فراوانی دولت اور اس کی کشش۔ سر دامان او: اس کے دامن کا کنارہ۔ کشید: اس نے کھینچا۔ سر دامان او کشید: یعنی حضورؐ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

ترجمہ و تشریح ......: اس کے راستے میں بہار نے پری خانہ بنادیا نرگس پھوٹی اور لالہ اگا اور چنبیلی کے پھول کھلے۔ گلاب نے ناز و انداز سے کہا: ہمارے پاس ٹھہر۔ کلی مسکرائی اور اس نے اس کے دامن کا کنارہ کھینچا۔

نا آشنائے جلوہ فروشان سبز پوش   صحرا برید و سینہ کوہ و کمر درید

زی بحر بیکرانہ چہ مستانہ میرود   در خود یگانہ از ہمہ بیگانہ میرود

معانی ......: نا آشنائے جلوہ کنایہ ہے اس بات سے کہ حضورؐ نے زخارف دنیوی کی طرف مطلق توجہ نہیں فرمائی۔ نا آشنائے جلوہ فروشاں سبز پوش: سبز پوش جلوہ فروشوں سے انجان۔ برید: اس نے طے کیا۔ سینہ کوہ کمر: کوہ و کمر کا سینہ۔ درید: اس نے پھاڑا۔ صحرا برید و سینہ کوہ درید کنایہ ہے اسلام کی ترقی اور کامیابی سے یا دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے سے۔

ترجمہ و تشریح ......: مگر وہ ان سبز پوش جلوہ فروشوں سے الگ رہی۔ وہ صحرا میں سے گزری اور کوہ و کمر کی چھاتی پھاڑ دی بے کنار سمندر کی طرف کیسی مستانہ چلی جارہی ہے اپنے آپ میں ایک اور باقی سب سے بیگانہ چلی جارہی ہے (اپنے اندر یگانہ اور باقی سب سے بیگانہ۔

صد جوئے دشت و مرغ و کہستان و باغ و راغ | گفتند "اے بسیط زمیں باتو سازگار
ماراکہ راہ از تنک آبی نہ بردہ ایم | از دستبر درِیگ بیاباں نگاہ دار"

معانی ...... : صد جوئے دشت کنایہ ہے ان نیک بندوں سے جنہوں نے آپ کی تعلیمات سے متاثر ہو کر لوگوں کو توحید اور مساوات کا سبق دیا۔ جوئے دشت: بیابان کی ندی۔ مرغ: ایک قسم کی گھاس جس میں پھول بھی آتے ہیں۔ کہستان: پہاڑی علاقہ، سلسلہ کوہ۔ راغ: سبزہ زار، دامن کوہ، پہاڑ کے نیچے کا ہرا بھرا میدان۔ گفتند: وہ بولے، انہوں نے کہا۔ اے: اے تو کہ۔ بسیط زمین: زمین کی وسعت، وسیع و عریض زمین۔ باتو: تیرے ساتھ۔ سازگار: موافق۔ ما: ہم۔ را: کو۔ تنک آبی: پایابی، پانی کم ہونا۔ نہ بردہ ایم: ہم نے نہیں پائی۔ دستبرد ریگ بیاباں: بیاباں کی ریت کی دستبرد۔ نگاہدار: تو حفاظت کر، تو نگاہ رکھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : صحرا اور ہریاول اور پہاڑ اور باغ اور سرسبز وادی کی ان گنت ندیاں بولیں "اے تو کہ تیرے لئے زمین کی وسعتیں سازگار ہیں۔ ہم جو کم پانی کے سبب راستہ نہیں پا سکیں۔ ہمیں ریگستان کی ریت کی تباہی سے بچا۔

واکردہ سینہ را بہ ہوا ہائے شرق و غرب | دربر گرفتہ ہمسفران زبون و زار
زی بحر بیکرانہ چہ مستانہ میرود | با صد ہزار گوہر یک دانہ میرود

معانی ...... : واکردہ: کھولے ہوئے۔ بہ: کے لئے۔ ہواہائے شوق و غرب: مشرق اور مغرب کی ہوائیں۔ دربر گرفتہ: آغوش میں لئے۔ یعنی اسلام نے ساری دنیا کے کمزوروں کو اپنے دامن میں پناہ دی۔ ہمسفران زبون وزار: گرے پڑے، عاجز ولاچار ہمسفر۔ گوہر یکدانہ: بے مثال موتی، وہ موتی جو اپنی طرح کا ایک ہی ہو۔ صد ہزار گوہر کنایہ ہے ان پاکیزہ نفوس سے جنہوں نے اسلام کی تعلیمات کو مرتبہ کمال تک پہنچایا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس نے مشرق و مغرب کی ہواؤں کیلئے اپنا سینہ کشادہ کئے ہوئے گرے پڑے ہمسفروں کو آغوش میں لئے ہوئے بے کنار سمندر کی طرف کیسی مستانہ چلی جارہی ہے ہزاروں بے مثال موتی لئے ہوئے رواں دواں ہے۔

دریائے پرخروش! ز بندوشکن گزشت | از تنگنائے وادی و کوہ و دمن گزشت
یکساں چو سیل کردہ نشیب و فراز را | از کاخ شاہو بارہ و کشت و چمن گزشت

معانی ...... : دریاے پرخروش: پرشور دریا، ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا۔ دریائے پرخروش کنایہ ہے اسلام کی شان و شوکت سے۔ بند: پشتہ، روک۔ شکن: خم، اونچ نیچ۔ گذشت: وہ گزر گیا۔ تنگنائے وادی: وادی کی تنگ جگہ۔ تنگنائے کوہ و دمن کنایہ ہے مادی مشکلات سے۔ دمن: دامن، ٹیلا۔ یکساں: ایک سا، ہموار۔ چو: جوں، مانند۔ سیل: پانی کی رو، طغیانی، سیلاب۔ کردہ: کر کے، کئے ہوئے۔ نشیب و فراز کنایہ ہے ان امتیازات سے جو دیگر مذاہب نے وضع کئے مثلاً برہمن، شودر۔ کاخ شاہ: بادشاہ کا محل۔ کاخ: محل۔ بارہ: قلعہ، فصیل، حصار۔ کشت: کھیتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : (گویا) یہ ٹھاٹھیں مارتا دریا بندشوں اور رکاوٹوں سے گزر گیا۔ وہ گھاٹی اور پہاڑ اور ٹیلوں کے تنگ راستوں سے نکل گیا۔ اس نے سیلاب کی طرح بلندی اور پستی کو ایک سا (برابر) کر دیا۔ یہ شاہوں کے محل اور قلعے اور کھیتی اور چمن پر سے (باسانی) گزر گیا۔

بیتاب و تند و تیز و جگر سوز و بیقرار | در ہر زماں بتازہ رسید از کہن گزشت
زی بحر بیکرانہ چہ مستانہ میرود | در خود یگانہ از ہمہ بیگانہ میرود

معانی ...... : بیتاب و تند و تیز یعنی اسلام نے مسلمانوں کے اندر بڑا جوش و خروش پیدا کر دیا۔ جگر سوز: جگر جلانے والا۔ بتازہ: نئے

تک، نئے پر۔ رسید: وہ پہنچا۔

ترجمہ و تشریح ...... : بے چین اور بپھرا ہوا، جگر سوز اور بے قرار ہر گھڑی نئے رنگ اختیار کرتا اور پرانا رنگ چھوڑتا بے کنار سمندر کی طرف کیسی مستانہ چلی جا رہی ہے اپنے آپ میں ایک اور باقی سب سے بیگانہ چلی جا رہی ہے۔

نامہ عالمگیر (یکے از فرزندانش کہ دعاے مرگ پدر میکرد)

ندانی کہ یزدان دیرینہ بود ۔ بسے دید و سنجید و بست و کشود
زما سینہ چاکان ایں تیرہ خاک شنید است صد نالہ درد ناک

عالمگیر کا خط (اپنے ایک بیٹے کی طرف جو باپ کے مرنے کی دعا کیا کرتا تھا)

معانی ...... : ندانی: تو نہیں جانتا۔ یزدان دیرینہ بود: خدائے ازلی، ہمیشہ سے موجود خدا۔ بسے: بہت، بہتیرے۔ دید: اس نے دیکھا۔ سنجید: اسنے پرکھا، تولا۔ بست: اس نے باندھا۔ اس نے کھولا۔ سینہ چاکان ایں تیرہ خاک: اس تاریک مٹی کے سینہ چاک۔ شنید است: اس نے سنا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : کیا تو نہیں جانتا کہ خدائے قدیم نے بہتوں کو دیکھا اور آزمایا اور باندھا اور کھولا اس اندھیاری مٹی (دنیا) کے ہم سینہ چاکوں (مصیبت زدگان) سے اس نے سینکڑوں دردناک نالے سن رکھے ہیں۔

بسے ہمچو شبیرؓ درخون نشست نہ یک نالہ از سینہ او گست
نہ از گریہ پیر کنعاں تپید ۔ نہ از درد ایوب آہے کشید

معانی ...... : بسے: کئی، بہتیرے۔ ہمچو: چوں، طرح۔ شبیر: امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ درخوں نشست: وہ خون میں لوٹا۔ گست: نکلا۔ چھوٹا۔ گریہ پیر کنعاں: حضرت یعقوب علیہ السلام کا رونا۔ کنعاں: فلسطین جو حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کا وطن ہے۔ تپید: وہ تڑپا۔ آہے کشید: اس نے کوئی آہ کھینچی۔

ترجمہ و تشریح ...... : کئی شبیرؓ کی طرح خون میں نہا گئے مگر اس کے سینے سے ایک آہ نہ نکلی نہ وہ یعقوب کے رونے سے بے قرار ہوا نہ ایوب کے درد سے آہ کھینچی (بھری)۔

مپندار آں کہنہ نخچیر گیر بدام دعاے تو گردد اسیر

معانی ...... : مپندار: یہ مت سمجھ، یہ خیال مت کر۔ آں: وہ۔ کہنہ: پرانا، قدیم۔ بدام دعاے تو: تیری دعا کے جال میں۔ گردد: ہو جائے گا۔ اسیر: قیدی۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ مت سمجھو کہ وہ پرانا شکاری تیری دعا کے جال میں آ پھنسے گا۔

بہشت

کجا ایں روزگارے شیشہ بازے بہشت ایں گنبد گرداں ندارد
ندیدہ درد زنداں یوسف او زلیخایش دل نالاں ندارد

جنت

معانی ...... : کجا: کہاں۔ایں: یہ۔روزگارے شیشہ بازے: بڑا ہی شعبدہ باز زمانہ۔گنبد گرداں: آسمان، گردش کرتا ہوا گنبد۔ گرداں: ندارد: وہ نہیں رکھتی۔ندیدہ: نہیں دیکھا۔درد زنداں: قید خانے کی تکلیف۔زلیخایش: اس کی زلیخا۔زلیخا: عزیز مصر کی بیوی سے تشبیہ جو حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہو گئی تھیں۔دل نالاں: نالہ کرتا ہوا دل، روتا ہوا دل۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ دن رات یہ شعبہ باز دن رات کہاں جنت یہ گھومتا ہوا گنبد نہیں رکھتی اس کے یوسف نے قید کی تکلیف نہیں دیکھی اس کی زلیخا رو رو کر دعائیں اور روتا ہوا دل نہیں رکھتی۔

خلیل او حریف آتشے نیست   کلیمش یک شرر درجان ندارد

بہ صرصر در نفتد زورق او   خطر از بطمہ طوفان ندارد

معانی ...... : خلیل او: اس کا خلیل۔خلیل: حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے۔حریف آتشے: آگ کا حریف۔کلیمش: اس کا کلیم۔کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے۔بہ: میں۔صرصر: ہوا کا جھکڑ، آندھی۔در نیفتد: نہیں گھرتی۔زورق او: اس کی کشتی۔لطمہ طوفان: طوفان کا تھپیڑا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کا خلیل آگ کا حریف نہیں (مقابلہ نہیں کرتا) اس کا کلیم روح میں ایک بھی چنگاری نہیں رکھتا۔اس کی کشتی جھکڑ میں نہیں پھنستی۔اسے طوفان کے تھپیڑے کا کوئی ڈر نہیں۔

یقیں را اور کمیں بوک و مگر نیست   وصال اندیشہ ہجراں ندارد

کجا آں لذت عقل غلط سیر   اگر منزل رہ پیچاں ندارد

معانی ...... : را: کیلئے، کی۔کمیں: گھات۔بوک و مگر: تردد، شک، وسوسہ، ٹال مٹول۔وصال: دوست کا دوست سے ملنا۔اندیشہ ہجراں: جدائی کا دھڑکا۔اندیشہ: دھڑکا، خوف، لذت عقل غلط سیر: ٹامک ٹوئیے مارنے والی عقل کا مزا۔رہ پیچاں: الجھا ہوا راستہ۔ندارد: نہ رکھے، نہ رکھتی ہو۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہاں یقین کی گھات میں کوئی تردد (شک) نہیں ہے۔وصال جدائی کے دھڑکے سے خالی ہے ادھر ادھر بھٹکنے والی عقل کے وہ مزے کہاں اگر منزل کا راستہ الجھا ہوا نہ ہو۔

مزی اندر جہانے کور ذوقے   کہ یزداں دارد و شیطاں ندارد

معانی ...... : مزی: تو زیست مت کر، زندگی بسر کر۔جہانے کور ذوقے: بے ذوق دنیا۔یزداں: نیکی کا خدا، خدا۔دارد: رکھے، رکھتا ہے۔ندارد: نہ رکھے، نہیں رکھتا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایسی بے ذوق دنیا میں زندگی بسر نہ کر کہ جہاں خدا تو ہے مگر شیطان نہیں۔(ایسی بے مزہ دنیا میں نہیں رہنا چاہئے جہاں یزداں تو ہو لیکن شیطان نہ ہو، ہر طرف نیکی ہو لیکن بدی کے ارتکاب کا امکان نہ ہو)۔

کشمیر

رخت بہ کاشمر کشا کوہ و تل و دمن نگر   سبزہ جہاں جہاں ببیں، لالہ چمن چمن بنگر

باد بہار موج موج، مرغ بہار فوج فوج ‏ ‏ صلصل و سار زوج زوج، بر سر ناروں نگر

معانی ...... : رخت: اسباب، سامان (سفر کا)۔ بہ: میں۔ کاشر: کشمیر۔ کشا: تو کھول۔ رخت کشادن: کسی جگہ قیام کرنا۔ تل: ٹیلا۔ دمن: دامن کا مخفف، دامن کوہ یا وادی کے معنی میں بھی لیا جا سکتا ہے یا دمن (دمنہ کی جمع) بمعنی گھر کے آثار، نشانات۔ نگر: تو دیکھ۔ جہاں جہاں: جہاں بمعنی دنیا کی تکرار کثرت کے اظہار کیلئے ہے۔ ببیں: تو دیکھ۔ چمن چمن: یہاں بھی تکرار سے کثرت کا اظہار ہوتا ہے۔ باد بہار: بہار کی ہوا۔ موج موج: لہر لہر، لہر پر لہر لیتی ہوئی۔ مرغ بہار: بہار کا پرندہ۔ مرغ: پرندہ۔ فوج فوج: دل کے دل۔ صلصل: فاختہ۔ سار: مینا۔ زوج زوج: جوڑی جوڑی۔ بر سر ناروں: انار کے درخت پر۔ بر: اوپر۔ پر۔ چوٹی۔ ناروں: انار کا درخت۔

ترجمہ و تشریح ...... : کشمیر کا سفر اختیار کر پہاڑ اور ٹیلے اور وادیاں دیکھ۔ ہر طرف اگا ہوا سبزہ اور ہر چمن میں کھلا ہوا لالہ کے پھول دیکھ۔ موج موج بسنت کی ہوا فوج فوج بہار کے پرندے دیکھ۔ انار کے درخت پر فاختہ اور مینا کے جوڑے جھنڈ کے جھنڈ دیکھ۔

تا نہ فتد بہ زینتش چشم سپہر فتنہ باز ‏ ‏ بستہ بچہرہ زمیں برقع نسترن نگر
لالہ زخاک بردمید، موج بآبجو تپید ‏ ‏ خاک شرر شرر ببیں، آب شکن شکن نگر

معانی ...... : تا: تاکہ۔ نہ فتد: نہ پڑے۔ بہ: پر۔ زینتش: اس کا بناؤ سنگھار۔ چشم سپر فتنہ باز: فتنہ باز آسمان کی آنکھ۔ بستہ: بندھا ہوا۔ بچہرہ زمیں: زمین کے چہرے پر۔ برقع نسترن: سیوتی کا نقاب۔ بردمید: اگا، پھوٹا۔ باجو: ندی میں۔ تپید: تڑپی۔ شرر شرر: شرر بمعنی چنگاری کی تکرار کثرت ظاہر کرنے کیلئے۔ شکن شکن: سلوٹ پر سلوٹ، شکن کی تکرار کثرت ظاہر کرنے کیلئے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تاکہ اس کی سج دھج پر فتنہ باز آسمان کی نظر نہ پڑے (اسے نظر نہ لگ جائے) دیکھ زمین نے اپنا چہرہ نسترن کے برقعے میں چھپا لیا ہے۔ لالہ زمین سے پھوٹا، موج ندی میں تڑپی مٹی کو شرر شرر دیکھ پانی کو شکن شکن دیکھ۔

زخمہ بہ تار ساز زن، بادہ بہ ساتگیں بریز ‏ ‏ قافلہ بہار را انجمن انجمن نگر
دختر کے برہمنے، لالہ رخے، سمن برے ‏ ‏ چشم بروے اوکشا باز بخویشتن نگر

معانی ...... : زخمہ: مضراب۔ بہ: پر۔ تار ساز: ساز کا تار۔ زن: مار۔ زدن: مارنا۔ بادہ: شراب۔ بہ: میں۔ ساتگیں: وہ بڑا پیالہ جو شراب نوشی کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ بریز: انڈیل۔ انجمن انجمن: ہر طرف سجا سجائے ہوئے۔ دختر کے برہمنے: کامنی سی برہمن زادی۔ دختر: بیٹی، بچی، دوشیزہ۔ کے: یہاں کاف کا استعمال دختر برہمن کی دلکشی، معصومیت اور اس سے ایک بے تکلفی لئے ہوئے پیار اور لگاؤ کو ظاہر کرنے کیلئے کیا گیا ہے۔ برہمن: ہندوؤں کی سب سے اعلیٰ ذات جو خاص طور پر کشمیر میں کثرت سے آباد ہیں اور اپنے حسن صورت کے حوالے سے بھی شہرت رکھتے ہیں۔ باز: پھر۔ بخویشتن: اپنے آپ کو، خود پر۔

ترجمہ و تشریح ...... : مضراب سے تار ساز چھیڑ پیالے میں شراب انڈیل بہار کے قافلے کو انجمن انجمن دیکھ لالہ رخ اور سیمیں بدن برہمن بچی کی صورت پر نگاہ کر پھر اپنے آپ کو دیکھ (اپنے اندر نگاہ ڈال)۔ یعنی تیرے اندر باہر کے جہان سے بھی خوبصورت جہان ہے اس کی سیر کر۔ نوٹ: دختر برہمن کا صرف دو لفظوں میں سراپا بیان کر دیا ہے۔ رخسار گل لالہ کی طرح سرخ اور جسم چنبیلی کی طرح سفید اور خوشبودار ہے۔

عشق

عقلے کہ جہاں سوزد، یک جلوہ بیباکش ‏ ‏ از عشق بیاموزد، آئین جہانتابی
عشق است کہ در جانت ہر کیفیت انگیزد ‏ ‏ از تاب و تب رومی تا حیرت فارابی

معانی ...... : عقلے: یہ عقل، یہ زبردست عقل۔سوزد: پھونک دیتی ہے، جلاڈالے۔یہ جلوہ بے باکش: اس کا بے باک جلوہ۔ بیا موزد: سیکھتی ہے۔ آئین جہاں تابی: دنیا کو روشن کرنے کا طریقہ۔ جانت: تیری جان۔ انگیزد: ابھارتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ رومی: مولانائے روم مرشد رومی۔ فارابی: حکیم ابوالنصر فارابی، فلاسفر۔

ترجمہ و تشریح ...... عقل جس کا ایک جلوہ بے باک دنیا کو جلادیتا ہے۔ اس نے جہان کو روشن کرنے کا طریقہ عشق سے سیکھا ہے۔ (یہ) عشق ہی ہے جو تیری روح میں ہر کیفیت پیدا کرتا ہے رومی کے جوش اور تڑپ سے لیکر فارابی کی حیرت تک۔ (رومی مسلک عشق کے علمبردار ہیں اور عشق کا ثمرہ تب وتاب ہے۔ فارابی مذہب عقل کا نمائندہ ہے اور عقل کا نتیجہ حیرت واستعجاب ہے)۔

ایں حرف نشاط آور، می گویم و می رقصم — از عشق دل آساید، با ایں ہمہ بیتابی
ہر معنی پیچیدہ در حرف نمی گنجد — یک لحظہ بہ دل درشو، شاید کہ تو دریابی

معانی ...... حرف نشاط آور: خوشی لانے والا حرف۔ می گویم: گاتا رہتا ہوں، گاتا ہوں۔ می رقصم: ناچتا ہوں، ناچ رہا ہوں۔ آساید: چین پاتا ہے، راحت پاتا ہے۔ باایں ہمہ بےتابی: اس تمام بےتابی کے باوجود۔ معنی پیچیدہ: مشکل مفہوم، الجھی ہوئی حقیقت۔ نمی گنجد: نہیں سماتا۔ لحظہ: پل۔ بدل: دل میں۔ درشو: تو داخل ہوجا۔ تو دریابی: تو پا جائے۔

ترجمہ و تشریح ...... میں اس نشاط آور حرف کا ورد کرتا ہوں اور ناچتا ہوں اس تمام بےتابی کے باوجود دل عشق ہی سے چین (سکون) پاتا ہے حرف میں ہر پیچیدہ معنی نہیں سماتا۔ اک پل کیلئے اپنے دل کے اندر نظر ڈال شاید کہ تو اسے پا جائے۔ ع اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی۔ (اقبال)

بندگی

دوش در میکدہ ترسابچہ بادہ فروش — گفت از من سخنے دار چو آویزہ بگوش
مشرب بادہ گساران کہن ایں بود است — کہ تو از میکدہ خیزی ہمہ مستی ہمہ ہوش

بندگی (اللہ کی غلامی۔ مقام عبودیت)

معانی ...... : دوش: کل، گزراہوا کل۔ ترسابچہ بادہ فروش: شراب بیچنے والا نصرانی زادہ۔ ترسابچہ: فارسی کی عرفانی شعری روایت میں ترسابچہ اس شیخ کامل کو کہتے ہیں جس کے ذریعے پوشیدہ حقائق بطریق جذب ظاہر ہوجاتے ہیں۔ مشرب بادہ گساران کہن: پرانے شراب پینے والوں کا طریق۔ ایں: یہ۔ بوداست۔ رہا ہے۔ خیزی: تو اٹھے۔ ہمہ: سب کا سب۔

ترجمہ و تشریح ...... : کل میخانے میں ایک شراب فروش عیسائی بچے نے مجھ سے کہا یہ بات کان میں آویزے کی طرح رکھ لے (آویزہ بنالے یعنی ایک بات بتاتا ہوں اسے اپنے پلے باندھ لے۔ پرانے بادہ گساروں (مے نوشوں) کا مشرب یہ رہا ہے کہ تو میکدہ سے نکلے تو ہمہ مستی اور ہمہ ہوش ہو۔

من نگویم کہ فرد بندلب از نکتہ شوق — ادب از دست مدہ، بادہ باندازنوش
گرد راہیم و لے ذوق طلب جوہر ماست — بندگی باہم جبروت خدائی مفروش

معانی ...... من نگویم: میں نہیں کہتا۔ فروبند: تو بند کرلے۔ از دست مدہ: ہاتھ سے نہ دے، مت گنوا۔ باندازہ: حساب سے ظرف

کے مطابق، حواس میں رہتے ہوئے۔ بنوش: نوش کر، پی۔ نوشیدن: پینا۔ جبروت خدائی: خدائی عظمت وقدرت۔ مفروش: مت بیچ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نہیں کہتا کہ شوق کے بھید سے لب بند رکھ (سی لے) مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دے شراب ظرف کے مطابق پی، ہم راستے کی ڈھول ہیں مگر ہمارا جوہر ذوق طلب ہے، ساری خدائی قدرت اور عظمت کے بدلے بھی بندگی نہ دے۔ (بندگی بمعنی عبدیت، انسانیت کی معراج ہے جس سے بالاتر اور کوئی مقام نہیں۔ چنانچہ اقبال خود کہتے ہیں۔ متاع بے بہا ہے درد و سوز آرزو مندی۔ مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی۔

غلامی

آدم از بے بصری بندگی آدم کرد — گوہرے داشت ولے نذر قباد و جم کرد
یعنی از خوئے غلامی زسگاں خوار تر است — من ندیدم کہ سگے پیش سگے سرخم کرد

معانی ...... : نذر قباد و جم کرد: قباد اور جمشید کی نذر۔ نذر: تحفہ، بھینٹ، چڑھاوا۔ قباد: مشہور ایرانی بادشاہ، مجازاً بڑا بادشاہ۔ جم: جمشید کا مخفف جو ایران کا مشہور بادشاہ گزرا ہے، مجازاً: بڑا بادشاہ۔ خوئے غلامی: غلامی کی لت۔

ترجمہ و تشریح ...... : آدمی نے اندھے پن سے آدمی کی غلامی کی ایک موتی رکھتا تھا مگر (وہ بھی) بادشاہوں (کیقباد اور جمشید) کی نذر کر دیا یعنی غلامی کی لت سے کتوں سے (بھی) بڑھ کر خوار ہے میں نے نہیں دیکھا کہ کسی کتے نے کسی کتے کے آگے سر جھکایا ہو۔

چیستان شمشیر

آں سخت کوش چیست کہ گیرد زسنگ آب — محتاج خضر مثل سکندر نمی شود
مثل نگاہ دیدہ نمناک پاک رو — در جوئے آب و دامن او تر نمی شود

تلوار کی پہیلی

معانی ...... : سخت کوش: بہت کوشش کرنے والی، جان لڑا دینے والی۔ چیست: کیا ہے۔ گیرد: نکالتی ہے۔ مثل سکندر: سکندر کی طرح۔ مثل: طرح، سکندر اعظم جس کے بارے یہ داستان مشہور ہے کہ وہ خضر کی رہنمائی میں آب حیات کے چشمے تک پہنچا تھا مگر اسے پی نہ سکا۔ نمی شود: نہیں ہوتی۔ مثل نگاہ دیدہ نم ناک: نمناک آنکھ کی نگاہ کی طرح۔ پاک رو: صاف شفاف چہرے والی، اجلے منہ والی۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ سخت کوش چیز کیا ہے جو پتھر سے پانی نکالتی ہے سکندر کی طرح خضر کی محتاج نہیں ہوا کرتی آنسو بھری آنکھ کی نگاہ کی طرح اجلی صورت والی پانی میں ہے مگر اس کا دامن تر نہیں ہوتا۔

مضمون او بہ مصرع برجستہ تمام — منت پذیر مصرع دیگر نمی شود

ترجمہ و تشریح ...... : اس کا مضمون ایک ہی چست مصرعے میں مکمل ہو جاتا ہے دوسرے مصرعے کا احسان ہی نہیں لیتا۔

جمہوریت

متاع معنی بیگانہ ازدوں فطرتاں جوئی ؟ — زموراں شوخی طبع سلیمانے نمی آید
گریز از طرز جمہوری، غلام پختہ کارے شو — کہ از مغز دو صد خر فکر انسانے نمی آید

معانی ...... : متاع معنی بیگانہ: اچھوتے معنی کی دولت۔ سرمایہ، دولت۔ معنی بیگانہ: ایسا بلند مضمون جو پہلے کسی کو نہ سوجھا ہو، جو لفظ سے بیگانہ ہو۔ دوں فطرتاں: فطرت کے نیچے، پیدائشی ادنی لوگ۔ جوئی: تو ڈھونڈتا ہے۔ موراں: مور کی جمع، چیونٹیاں۔ شوخی طبع سلیمانے: حضرت سلیمان کی طبیعت کی براتی۔ گریز: تو کنارہ کر، بچ، بھاگ۔ غلام پختہ کارے: کسی پختہ تجربہ کار کا غلام۔ شو: تو ہو جا۔

ترجمہ و تشریح ...... : توان سوجھے معنی کی دولت نیچ فطرتوں (اہل مغرب) میں ڈھونڈتا ہے (یاد رکھ) چیونٹیوں میں سلیمان کی طبیعت کی شوخی پیدا نہیں ہو سکتی۔ جمہوریت سے بھاگ، کسی پختہ کار مرد کا غلام ہو جا (دامن پکڑ) کہ دو سو گدھوں کے بھیجے سے ایک انسان کی فکر نہیں پیدا ہوتی۔ نوٹ: اقبال مغربی جمہوریت کے قائل نہیں۔ انہوں نے بانگ درا سے لیکر ارمغان حجاز تک ہر کتاب میں اس طرز حکومت کی مذمت کی ہے۔

بہ مبلغ اسلام در فرنگستان

زمانہ باز برا فروخت آتش نمرود — کہ آشکار شود جوہر مسلمانی
بیا کہ پردہ زداغ جگر براندازیم — کہ آفتاب جہانگیر شدر عریانی

یورپ میں اسلام کی تبلیغ کرنے والے سے

معانی ...... : باز: پھر، دوبارہ۔ برافروخت: اس نے بھڑکائی۔ آتش نمرود: کنایہ ہے ان جدید تحریکات سے جو اس وقت اسلام سے برسرپیکار ہیں مثلاً اشراکیت، نیشنلزم وغیرہ۔ براندازیم: ہم اٹھا دیں۔ داغ جگر: کنایہ ہے عشق رسول سے جو مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی قوت محرکہ ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : زمانے نے پھر سے نمرود کی آگ جلائی ہے تاکہ مسلمانی کا جوہر ظاہر ہو، آ کہ جگر کے داغ پر سے پردہ اٹھا دیں۔ کیونکہ سورج دنیا میں محض اس لئے محیط ہے کہ وہ پردے میں نہیں ہے۔ (اس کی روشنی سارے عالم پر پھیلی ہوئی ہے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم تعلیمات اسلامی کو عام کریں)۔

ہزار نکتہ زدی پیش دلبران فرنگ — گداختی صنماں رابہ علم برہانی
خبر ز شہر سلیمیٰ بدہ حجازی را — شرار شوق فشاں در ضمیر تورانی

معانی ...... : نکتہ زدی: تو نے نکتے بیان کئے۔ پیش دلبران فرنگ: فرنگی دلبروں کے سامنے۔ گداختی: تو نے پگھلا دیا۔ گداختی صنماں را کنایہ ہے غیر مسلموں کو مغلوب کر دیا۔ علم برہانی: دلیل سے حاصل ہونے والا علم، استدلالی علم، منطق۔ برہان: دلیل۔ ز شہر سلیمی: سلیمی کا شہر۔ سلیمی: عرب کی ایک روایتی معشوقہ۔ کنایہ ہے اسلام کے حقائق و معارف سے۔ بدہ: تو دے۔ حجازی: حجاز کا باشندہ، عرب۔ شرار شوق: شوق کی چنگاری۔ فشاں: تو چھڑکا بکھیر۔ ضمیر تورانی: تورانی کا دل۔ تورانی: ترکستان کا رہنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے فرنگی محبوبوں کے سامنے ہزاروں نکتے بیان کئے بتوں کو اپنی دلیلوں سے موم کر دیا حجازی کو سلیمی کے شہر کی خبر دے تورانی کے دل میں شوق کا شرر ڈالے۔

رہ عراق و خراساں زن اے مقام شناس — بہ بزم اعجمیاں تازہ کن غزل خوانی
لبے گزشت کہ در انتظار زخمہ و ریست — چہ نغمہ ہا کہ نہ خوں شدبہ ساز افغانی

معانی ...... : رہ عراق وخراسان زن: عراق اور خراسان کا سر چھیڑ، عراق اور خراسان کی راہ چل۔ رہ، راہ: فن موسیقی کی اصلاح میں، سر، نغمہ، لے۔ عراق: ایک راگ کا نام۔ و: اور۔ خراساں: ایک راگ کا نام۔ مقام شناس: سر کی پہچان رکھنے والا، کنایہ ہے مبلغ اسلام سے۔ بہ بزم اعجمیاں: عجمیوں کی محفل میں، گونگوں کی مجلس میں۔ بسے گذشت: بہت زمانہ ہوگیا۔ درانتظار زخمہ وریست: کسی زخمہ ور کے انتظار میں ہے۔ زخمہ ور: سازندہ، مضراب لگانے والا، ساز چھیڑنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے موقع ومحل کو پہچاننے والے، عراق اور خراسان کی راہ اختیار کر (عراق اور خراسان کے راگ الاپ) یعنی عراق اور خراسان کے مسلمانوں کو بیدار کر۔ عجمیوں کی محفل میں غزلخوانی کو تازہ کر یعنی عجمیوں کو اسلام کے حقائق سے آگاہ کرو۔ ایک زمانہ ہوگیا کہ وہ کسی زخمہ ور کے انتظار میں ہے کتنے ہی نغمے تھے جو افغانی ساز میں لہو ہو گئے۔

حدیث عشق بہ اہل ہوس چہ میگوئی ‏ بچشم مور مکش سرمہ سلیمانی !

معانی ...... : حدیث عشق: عشق کی بات کنایہ ہے تعلیمات اسلام سے۔ حدیث: بات، بیان، ذکر۔ بہ: میں، کے بیچ، سے۔ اہل ہوس: ہوس والے کنایہ ہے اقوام مغرب سے۔ اہل: لوگ، والے۔ میگوئی: تو کہہ رہا ہے، تو بیان کر رہا ہے۔ بچشم مور: چیونٹی کی آنکھ میں۔ مکش: مت کھینچ، مت لگا، مل ڈال۔ سرمہ سلیمانی: وہ سرمہ جسے لگانے سے تمام چھپی ہوئی چیزیں نظر آنے لگیں۔ کنایہ ہے حقائق ومعارف اسلام۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو اہل ہوس (فرنگیوں) میں عشق کی بات کیا بیان کر رہا ہے چیونٹی کی آنکھ میں سلیمانی سرمہ مت ڈال۔

غنی کشمیری

غنی آں سخنگوے بلبل صفیر ‏ نوا سنج کشمیر مینو نظیر

چو اندر سرا بود، در بستہ داشت ‏ چو رفت از سرا تختہ را وا گزاشت

معانی ...... : غنی: گیارہویں صدی ہجری کے مشہور فارسی شاعر مرزا محمد طاہر غنی کشمیری۔ سخنگوے بلبل صفیر: بلبل ایسی آواز والا شاعر۔ صفیر: پرندوں کی آواز۔ نوا سنج کشمیر مینو نظیر: جنت ایسے کشمیر کا تانیں اڑانے والا۔ بستہ: بند۔ داشت: رکھتا تھا۔ تختہ: کواڑ۔ را: کو۔ وا: کھلا۔ گذاشت: چھوڑ دیتا تھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : غنی وہ بلبل کی آواز والا شاعر جنت نظیر کشمیر کا مغنی تھا جب وہ گھر کے اندر ہوتا تو دروازہ بند رکھتا جب گھر سے باہر نکلتا تو دروازہ کھلا چھوڑ جاتا۔

یکے گفتش اے شاعر دل رسے ‏ عجب دارد از کار تو ہر کسے

بپاسخ چہ خوش گفت مرد فقیر ‏ فقیر و باقلیم معنی امیر

معانی ...... : یکے: کسی، ایک شخص۔ گفتش: اس سے کہا۔ شاعر دل رسے: دل تک پہنچ رکھنے والا شاعر، دل کو چھو لینے والا شاعر، وہ شاعر جس کے شعر دل میں اتر جائیں۔ عجب دارد: حیرت کرتا ہے، تعجب کرتا ہے۔ بپاسخ: جواب۔

ترجمہ و تشریح ...... : کسی نے اس سے کہا اے دل کو چھو لینے والے شاعر ہر شخص تیرے اس کام سے حیران ہے جواب میں اس مرد فقیر نے کیا خوب کہا وہ جو ظاہر میں فقیر لیکن حقائق کی سلطنت کا سردار تھا۔

زمن آنچہ دیدند یاراں رواست ‏ دریں خانہ جز من متاعے کجاست

غنی تا نشیند بہ کاشانہ اش متاعِ گرانے ست درخانہ اش

معانی ...... : زمن: میرے سلسلے میں، میرے حوالے سے۔ کاشانہ: چھوٹا سا گھر، جھونپڑا۔ متاعِ گرانے: ایک بڑی بھاری دولت۔ درخانہ اش: اس کے گھر میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : یاروں نے میرے سلسلے میں جو کچھ دیکھا ٹھیک ہے اس گھر میں میرے علاوہ کوئی دولت کہاں ہے غنی جب تک اپنی کٹیا میں بیٹھا ہوتا ہے ایک بھاری دولت اس کے گھر میں ہوتی ہے۔

چو آں محفل افروز درخانہ نیست تہی ترازیں، ہیچ کاشانہ نیست

معانی ...... : محفل افروز: محفل کو روشن کرنے والا۔ تہی: خالی، تر: بڑھ کر، زیادہ۔ ازیں: اس سے۔ ہیچ: کوئی، کوئی بھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : جب وہ محفل گرم کرنے والا گھر میں نہیں ہوتا تو اس سے بڑھ کر خالی کوئی گھر نہیں ہے (مکان بالکل خالی رہ جاتا ہے)۔

خطاب بہ مصطفیٰ کمال پاشا ایدہ اللہ (جولائی ۱۹۲۲ء)

امتے بود کہ ما از اثر حکمت او واقف از سرِ نہانخانہ تقدیر شدیم

مصطفیٰ کمال پاشا سے خطاب (خدا اس کی تائید کرے)

معانی ...... : امّیٔ: ایک عظیم المرتبت امی۔ امی: وہ شخص جس نے کسی استاد سے تعلیم نہ حاصل کی ہو، مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وہ شخص جس کا باپ اس کے بچپن میں فوت ہو گیا ہو اور اسے ماں نے پالا پوسا ہو۔ ام القریٰ: یعنی مکہ معظمہ کا رہنے والا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اگر کسی شخص کیلئے استعمال ہو تو ان پڑھ، ناخواندہ کے معنی لئے جائیں گے۔ بود: تھا، ہوا۔ اثر حکمت او: اس کی حکمت کا اثر۔ سرِ نہاخانہ تقدیر: تقدیر کے چھپے ہوئے عالم کا راز۔ شدیم: ہم ہوئے۔ شدن: ہونا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک امی تھا کہ ہم نے اس کی حکمت و دانائی کے فیض سے ہم تقدیر کے نہاں خانے کے راز سے باخبر ہوئے۔

اصل ما یک شرر باختہ رنگے بودست نظرے کرد کہ خورشید جہانگیر شدیم
نکتہ عشق فروشست زدل پیر حرم درجہاں خوار باندازہ تقصیر شدیم

معانی ...... : اصل ما: ہماری اصل۔ شرر باختہ رنگے: اڑے اڑے، مٹے مٹے رنگ والی چنگاری، بجھی ہوئی چنگاری۔ بوداست: رہی ہے، واقع ہوئی ہے۔ بودن: ہونا، رہنا۔ نظرے: ایک نظر۔ کرد اس نے کی۔ نکتہ عشق: عشق کا راز۔ فروشست: دھوڈالا، مٹادیا۔ پیرحرم: حرم کا شیخ، مکے کا گورنر، شریف مکہ۔ خوار: ذلیل، بے وقعت، دربدر۔ باندازہ تقصیر: گناہ کے حساب سے، خطا کی مناسبت سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہماری اصل ایک بجھی ہوئی چنگاری تھی (ایسا شرر جس کا رنگ اڑ چکا ہو) آپ نے ایک ہی ہم پر نظر ڈالی تو ہم دنیا پر چھایا ہوا سورج بن گئے۔ حرم کے بڑے نے دل سے عشق کا نقش دھوڈالا ہم دنیا میں گناہ کے بقدر ذلیل و خوار ہوئے۔

باد صحر است کہ با فطرت مادر سازد از نفسہاے صبا غنچہ و لگیر شدیم
آہ آں غلغلہ کر گنبد افلاک گزشت نالہ گردید چو پا بندبم وزیر شدیم

معانی ...... : درسازد: موافقت رکھتی ہے، سازگار ہے، راس آتی ہے۔ درساختن: موافقت کرنا، راس آنا۔ نفسہاے صبا: صبا کے جھونکے۔ غنچہ دلگیر: پژمردہ کلی، بم وزیر: مراد تمدن کی رسومات۔

ترجمہ و تشریح ...... صحرا کی ہوا ہے جو ہماری فطرت کو راس آتی ہے (ہم صحرا چھوڑ کر باغوں میں آ بسے تو) صبا کے جھونکوں سے ہم پژمردہ کلی بن گئے آہ وہ ہا ہو جو آسمانوں سے بھی اوپر نکل جاتی تھی جب ہم اتار چڑھاؤ کے پابند ہوئے تو وہ فریاد بن کے رہ گئی۔

اے بسا صید کہ بے دام بفتراک زدیم — در بغل تیر و کماں، کشتہ نخچیر شدیم

"ہر کجا راہ دہد اسپ براں تاز کہ ما — بارہا مات دریں عرصہ تدبیر شدیم"

معانی ...... : گردید: ہوگیا، بن گیا۔ اے بسا: کتنے ہی، کس قدر۔ اے: یہاں استفہام، فخر اور ماضی کے کسی بڑے خوشگوار واقعے کو یاد کرنے کا مفہوم دیتا ہے، بفتراگ: فتراک میں۔ فتراک: زین کے ساتھ لگے ہوئے وہ چمڑے کے تسمے جن سے شکار باندھنے کا کام لیا جاتا ہے، شکار بند۔ زدیم: ہم نے باندھا۔ کشتہ نخچیر: شکار کا شکار، جو اپنے ہی شکار کے پھندے میں آگیا ہو، شکار کا مقتول۔ راہ دہد: راستہ دیتا ہے۔ راستہ دے۔ تاز: دوڑا۔ عرصہ: میدان۔

ترجمہ و تشریح ...... کتنے ہی شکار تھے جنہیں ہم نے جال کے بغیر ہی شکار کیا تھا اور اب بغل میں تیر کمان ڈال کر ہم اپنے ہی شکار کے پھندے میں آگئے جدھر راہ ملے گھوڑا اسی پر دوڑا کہ ہم تدبیر کے ہاتھوں اس میدان میں ہم بار ہا بھٹکے ہیں۔ (وسائل کے نہ ہونے کی پروانہ کر)۔ (نظیری نیشاپوری)۔

طیارہ

سر شاخ گل طائرے یک سحر — ہمی گفت باطائران دگر

"ندادند بال آدمی زادہ را — زمیں گیر کردند ایں سادہ را"

معانی ...... : سرشاخ گل: گلاب کی ٹہنی پر۔ طائرے: ایک پرندہ۔ ہمی گفت: کہہ رہا تھا۔ ندادند: انہوں نے نہیں دیا، خدا نے نہیں بخشا۔ بال: پنکھ، پر و بال، پر۔ آدمی زادہ: ابن آدم، آدمی کا بچہ۔ زادہ: جنا۔ زادن: جننا۔ زمیں گیر: جو زمین سے نہ اٹھ سکے، جس نے زمین پکڑ لی ہو۔ سادہ: بے وقوف، نادان، احمق۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک صبح گلاب کی ٹہنی پر کوئی پرندہ دوسرے پرندوں سے کہہ رہا تھا آدمی بچے کو پنکھ نہیں دیے گئے اس سادہ منش کو زمین ہی سے چمٹا رکھا گیا۔

بدو گفتم "اے مرغک یاوہ سنج — اگر حرف حق با تو گویم مرنج

ز طیارہ مابال و پر ساختیم — بہ اے آسماں رہگذر ساختیم

معانی ...... : بدو: اس سے۔ گفتم: میں نے کہا۔ مرغک یاوہ سنج: بڑبولے ننھے پنچھی۔ مرنج: خفا مت ہو، ناراض نہ ہو۔ ز: سے۔ طیارہ: ہوائی جہاز۔ ما: ہم۔ بال: پرندوں کے بازو جن کے زور سے وہ اڑتے ہیں۔ ساختیم: ہم نے بنایا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے اس سے کہا "اے بڑبولے ننھے پنچھی اگر میں تجھ سے حق (سچی) بات کہہ دوں تو ناراض مت ہونا ہم نے طیارے کو اپنے بال و پر بنالیا ہے۔ آسمان کی طرف اپنا راستہ نکالا ہے۔

چہ طیارہ آں مرغ گردوں سپر — پر او ز بال ملک تیز تر

به پرواز شاہیں، به نیرو عقاب ¶ بچشمش ز لاہور تا فاریاب

معانی ...... مرغ گردوں سپر: آسمان کو اپنی آڑ بنانے والا پرندہ، آسمان سے بھی اونچا اڑنے والا پرندہ۔ بال ملک: فرشتے کا پر۔ تیز تر: بڑھ کر تیز، زیادہ تیزی سے حرکت کرنے والا۔ بہ: میں۔ پرواز۔ اڑان۔ نیرو: طاقت، قوت، زور۔ بچشمش: اس کی نظر میں۔ فاریاب: خراساں کا ایک شہر۔

ترجمہ و تشریح ...... : کیسا طیارہ! وہ آسمان کو آڑ کرنے والا پرندہ اس کے پر فرشتے کے پنکھ سے بھی زیادہ تیز ہیں وہ اڑان میں شاہین اور زور میں عقاب ہے۔ لاہور سے فاریاب تک اس کی نظر میں (فاریاب تک کا فاصلہ اس کی نظروں میں رہتا ہے)۔

بگردوں خروشنده و تند جوش ¶ میان نشیمن چو ماہی خموش
خرد ز آب و گل جبرئیل آفرید ¶ زمیں را بگردوں دلیل آفرید "

معانی ...... بگردوں: آسمان میں۔ خروشنده: شور کرنے والا، تند جوش: سخت جوش و خروش والا۔ میان نشیمن: نشیمن میں۔ نشیمن: گھر، گھونسلا، آرامگاہ، ہوائی اڈا۔ چو: جوں، مانند۔ ماہی: مچھلی۔ خموش: خاموش، ساکت۔ خرد: عقل۔ ز: سے۔ آفرید: اس نے بنایا۔ را: کو، کے لئے۔ بگردوں: آسمان کیلئے۔ دلیل: رہنما۔

ترجمہ و تشریح ...... : آسمان میں جوش و خروش سے چلتا ہے۔ (اپنے) ٹھکانے پر مچھلی کی طرح خاموش ہوتا ہے۔ عقل نے مٹی اور پانی سے جبرئیل گھڑا (تخلیق کی) زمین کیلئے آسمان کا راستہ دکھانے والا بنایا۔

چو آں مرغ زیرک کلامم شنید ¶ مرا یک نظر آشنایانہ دید
پرش را بمنقار خارید و گفت ¶ کہ "من آنچہ گوئی ندارم شگفت

معانی ...... چو: جب۔ آں: اس۔ مرغ زیرک: دانا پرندہ۔ دانش مند، سوجھ بوجھ والا۔ کلامم: میری گفتگو۔ شنید: اس نے سنا۔ مرا: مجھے۔ آشنایانہ: آشنا کی طرح، دوست کی طرح۔ دید: اس نے دیکھا۔ پرش: اس کا، اپنا پر۔ را: کو۔ بمنقار: چونچ سے۔ خارید: اس نے کھجایا۔ آنچہ: جو کچھ۔ گوئی: تو کہتا ہے۔ ندارم: میں نہیں رکھتا۔ شگفت: حیرت، تعجب۔

ترجمہ و تشریح ...... : جب اس دانا پرندے نے میری بات سنی تو مجھ پر ایک دوستانہ نظر ڈالی۔ اپنے پروں کو چونچ سے کھجایا اور کہا کہ تو جو کچھ کہتا ہے مجھے اس پر حیرت نہیں ہے (ناراض نہیں)

مگر اے نگاہ تر برچون و چند ¶ اسیر طلسم تو پست و بلند
تو کار زمیں رانکو ساختی ؟ ¶ کہ با آسماں نیز پرداختی "؟

معانی ...... : اے: اے تو کہ۔ چون و چند: کیفیت اور کمیت، حالت اور مقدار، کیسا اور کتنا۔ اسیر طلسم تو: تیرے طلسم کا قیدی۔ پست و بلند: اونچا اور نیچا، زمین اور آسمان، اونچ نیچ۔ کار زمین: زمین کا کام۔ نکو: اچھا، بہتر۔ ساختی: تو نے بنالیا۔ با: کو، ساتھ۔ نیز: بھی۔ پرداختی: تو مشغول ہوگیا، تو متوجہ ہوگیا، تو نے رخ کرلیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مگر اے تو کہ کیسے اور کتنے پر تیری نگاہ ہے (ہر) پست و بلند تیرے طلسم میں اسیر ہیں۔ کیا تو نے زمین کا کام سدھار لیا؟ کہ آسمان کی طرف بھی اڑنا شروع کردیا؟ (پہلے انسان کی طرح زمین پر رہنا تو سیکھ)۔ نوٹ: اقبال نے اہل یورپ پر طنز کیا ہے کہ یہ قومیں یوں تو دن رات ترقی کر رہی ہیں لیکن اپنی معاشرت کی اصلاح نہیں کرسکیں۔

عشق

آں حرف دل فروز کہ راز است و راز نیست
من فاش گویمت کہ شنید ؟ از کجا شنید ؟

دز دید ز آسمان و بہ گل گفت شبنمش
بلبل زگل شنید و زبلبل صبا شنید

معانی ...... : آں: وہ۔ حرف دلفروز: دل کو روشن کرنے والا حرف۔ کہ: جو۔ من فاش گویمت: میں تجھ سے صاف کہتا ہوں، میں تجھ پر کھولتا ہوں۔ کہ: کون، کس نے۔ شنید: سنا۔ از: سے۔ کجا: کہاں، کدھر۔ بہ: سے۔ دز دید: اس نے چرایا۔ گفت: کہا۔ شبنمش: اس کی شبنم۔ صبا: ہوا، باغ کی ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ دل چمکانے والا حرف جو راز ہے اور نہیں بھی میں تمہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ اسے کس نے سنا؟ اور کہاں سے سنا؟ شبنم نے اس حرف کو آسمان سے چرایا اور پھول کو بتایا، بلبل نے پھول سے سنا اور بلبل سے صبا نے (پھر صبا نے اسے عام کر دیا)۔
نوٹ: ''شبنم'' اقبال کی شاعری میں فیضان سماوی کی مظہر ہے کیونکہ وہ ''اوپر'' سے آتی ہے۔ (بوساطت شبنم آسمان سے آئی ہے)۔

تہذیب

انساں کہ رخ زغازہ تہذیب برفروخت
خاک سیاہ خویش چو آئینہ وانمود

پوشید پنجہ راتہ دستانہ حریر
افسونی قلم شد و تیغ از کمر کشود

معانی ...... : برفروخت: دمکالیا، چمکایا۔ خاک سیاہ خویش: اپنی سیاہ مٹی، اپنی بدباطنی، وانمود: ظاہر کر دیں، فاش کر دیا۔ پوشید: اس نے چھپایا۔ افسوئی قلم: قلم کے ذریعے پر چھا جانے والا، لفظوں کا جال بچھانے والا، مسحور۔

ترجمہ و تشریح ......: انسان جس نے تہذیب کے غازے سے (اپنا) چہرہ چمکا رکھا ہے اپنی خباثت کو اجلا کر کے ظاہر کیا (اپنی سیاہ خاک کو آئینہ بنا رکھا ہے) جس نے اپنا ہاتھ ریشمی دستانے میں چھپا رکھا ہے قلم سے (مسحور) پر جانے والا بن گیا اور تلوار کمر سے کھول دی۔

ایں بو الہوس صنم کدہ صلح عام ساخت
رقصید گرد او بنوا ہاے چنگ و عود

دیدم چو جنگ پردہ ناموس او درید
جز ''یسفک الدما خصیم مبیں'' نبود!

معانی ...... : بوالہوس: گھٹیا خواہشات سے بھرا ہوا۔ پرہوس: نفس کا بندہ، بلہوس۔ بل: بہت، زیادہ۔ ہوس: لالچ، حرص، ساخت: اس نے بنایا۔ رقصید: وہ ناچا۔ بنوا ہاے چنگ و عود: چنگ و عود کی آوازوں پر۔ جنگ: یہاں اشارہ ہے جنگ عظیم اول کی طرف۔ پردہ ناموس او: اس کے مکر کا پردہ۔ بردرید: اس نے چاک کیا۔ یسفک الدماء: خون کرے، کرائے گا۔ یہ ٹکڑا سورہ بقرہ کی تیسویں آیت سے ماخوذ ہے جس کا متعلقہ حصہ یہ ہے **قالو اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء**۔ (فرشتے) بولے کیا تو رکھے گا اس (زمین) میں جو شخص فساد کرے اور خون؟ خصیم مبین: برملا جھگڑالو، کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا۔ دیکھیں سورہ نحل آیت ۲ **خلق الانسان من نطفتہ فاذا ھو خصیم مبین** (بنایا آدمی کو ایک بوند سے پھر جب ہی ہو گیا جھگڑا کرنے والا بولنے والا)۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس بوالہوس نے صلح عام کا بت خانہ بنایا چنگ اور بربط کی دھنوں پر اسکے گرد ناچا جب جنگ عظیم نے اسکی مکاری کا پردہ چاک کر دیا تو میں نے دیکھا وہ صرف خون بہانے والا اور کھلم کھلا جھگڑالو ہی نکلا۔ نوٹ: یہ نظم اقبال نے جنگ عظیم اول کی تباہ کاریوں سے متاثر ہو کر لکھی تھی۔ اقوام یورپ زبان سے دنیا کو تہذیب اور شائستگی کا درس دیتی ہیں لیکن خود ان کا عمل درندوں سے بدتر ہے۔

حصہ سوم

مئے باقی

(بچی ہوئی شراب یا وہ شراب جس کا نشہ نہ اُترے)

غــزلــیــات

اصنافِ شاعری میں غزل سب سے زیادہ دلکش اور مقبول صنف ہے۔ کیونکہ شاعر اپنے وارداتِ قلبی اور جذباتِ عاشقی کے اظہار کا ذریعہ اسی کو بناتا ہے۔ علامہ اقبال کی شاعرانہ عظمت کا دارومدار اگرچہ ان کی غیرفانی نظموں پر ہے لیکن غزل میں بھی ان کا مرتبہ کوئی کم نہیں ہے۔ حالانکہ انہوں نے غزل کو اپنی شاعری کا موضوع نہیں بنایا۔ ان کی غزل بھی ان کے مخصوص فلسفیانہ افکار یعنی پیغام کی بھی حامل ہے۔ ان کی غزلوں کی زبان کی سلاست، ترنم ریز اور معنوی لطافت وجدانگیز ہے۔ "پیام مشرق" کی غزلوں کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اقبال نے حافظ شیرازی اور نظیری کا اثر سب سے زیادہ قبول کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں اپنی اپنی جگہ عدیم النظیر ہیں۔

تغزل کے اعتبار سے نظیرؔی کا جواب نہیں ہے۔ فارسی شاعری میں نظیرؔی کو رئیس المتغزلین کا لقب حاصل ہے، خود علامہ اقبال کہتے ہیں ؎

بملک جم نہ دہم مصرع نظیرؔی را

کسے کہ کشتہ نشد از قبیلۂ ما نیست

لطف سخن اور عذوبت بیان کے لحاظ سے کوئی شاعر حافؔظ کی ہمسری نہیں کرسکتا۔

ذیل میں حافؔظ اور اقبال کے چند مصرعے درج کئے جاتے ہیں جن کے تقابل سے پتہ چلتا ہے کہ اقبالؔ، حافؔظ سے بہت متاثر تھے۔

حافؔظ کہتے ہیں: درخراباتِ مغاں نورِ خدامی بینم

اقبالؔ کہتے ہیں: درخراباتِ مغاں گردشِ جامے دارم

حافؔظ کہتے ہیں: بملازمانِ سلطاں کہ رساند ایں دعارا

اقبالؔ کہتے ہیں: بملازمانِ سلطاں خبرے دہم زرازے

حافؔظ کہتے ہیں: نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

اقبالؔ کہتے ہیں: اگرچہ سر نتراشد قلندری داند

حافؔظ اور اقبالؔ میں دوسری مماثلت یہ ہے کہ دونوں نے فقیہہ شہر کو ہدف ملامت بنایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طبقہ کے طرزِ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔

مۓ باقی سے مراد ہے وہ شراب جس کا سرور کبھی زائل نہ ہو۔ اقبالؔ نے اپنی غزلوں کو مۓ باقی سے اس لئے تعبیر کیا ہے کہ انہوں نے ان غزلوں میں وہ بلند حقائق و معارف بیان کئے ہیں جو اپنے اندر بقائے دوام کی صفت رکھتے ہیں۔ غزل کو شراب سے اس لئے تعبیر کیا کہ غزل میں بھی شراب کی سی مستی ہوتی ہے اور پڑھنے والے کو وہی سرور حاصل ہوتا ہے جو مےنوش کو شراب پینے سے حاصل ہوتا ہے۔

مئے باقی

غزل نمبرا

بہار تا بہ گلستاں کشید بزم سرود — نوائے بلبل شوریدہ چشم غنچہ کشود
گماں مبر کہ سرشتند در ازل گل ما — کہ ما ہنوز خیالیم در ضمیر وجود

معانی ...... : کشید: کھینچ لے گئی، اس نے پھیلا دیا۔ بزم سرود: ساز و نغمہ کی محفل۔ شعر۔ نوائے بلبل شوریدہ: مستانی بلبل کا نغمہ۔ نوا: شوریدہ: دیوانہ، مست، عاشق۔ گماں مبر: وہم نہ کر، اس خیال میں نہ رہ۔ سرشتند: انہوں نے گوندھی، کارکنان قضاء وقدر نے گوندھی۔ ازل: زمانہ جس کی ماضی کی طرف کوئی حد نہ ہو، تخلیق کائنات کی گھڑی۔ گل ما: ہمارا خمیر۔ خیالیم: ہم خیال ہیں۔ ضمیر وجود: وجود کا قلب۔

ترجمہ و تشریح ...... : جب بہار نے ساز و نغمہ کی محفل کو چمن میں سجایا تو مستانی بلبل کی آواز نے کلی کی آنکھ کھول دی (پھول کھلنے لگے) یہ گمان مت کر کہ ازل میں ہمارا خمیر گوندھ دیا گیا تھا کہ ہم ابھی وجود کے دل میں خیال (کی طرح) ہیں (یعنی ہماری تکمیل باقی ہے)۔

بہ علم غرہ مشو کارے کشی دگر است — فقیہ شہر گریبان و آستیں آلود
بہار برگ پراگندہ رابہم بربست — نگاہ ماست کہ برلالہ رنگ و آب افزود

معانی ...... : غرہ: مغرور، گھمنڈ، اترانے والا۔ مشو: مت ہو۔ کار میکشی: میکشی کا کام۔ میکشی: شراب خواری، بادہ نوشی۔ دگر: اور، دوسرا۔ فقیہ شہر: شہر کا مفتی، قاضی۔ فقیہ: آلود: آلودہ، اس نے لتھیڑ لیا۔ برگ پراگندہ: بکھرے ہوئے پتے۔ بربست: باندھا، سمیٹا، یک جا کیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : علم پر مغرور نہ ہو، میکشی کا معاملہ اور ہے مفتی شہر (تک) نے گریبان اور آستین لتھیڑ لی بہار نے صرف بکھرے ہوئے پتوں کو اکٹھا کیا یہ ہماری نظر ہے جس نے گل لالہ پر آب ورنگ بڑھایا (اضافہ کیا)۔ (اقبال کا نظریہ یہ ہے کہ "حسن" باہر نہیں ہے بلکہ دیکھنے والے کے اندر ہے)۔

نظر بخویش فروبستہ رانشاں ایں است — دگر سخن نہ سراید زغائب و موجود
شبے بہ میکدہ خوش گفت پیر زندہ دلے — بہ ہر زمانہ خلیل است و آتش نمرود

معانی ...... : فروبستہ: باندھے ہوئے، جمائے ہوئے۔ را: کا۔ سخن نسراید: بات نہیں کرتا، یہاں مراد ہے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ پیر زندہ دلے: زندہ دل رکھنے والا بزرگ، روشن ضمیر شیخ، حقائق جاننے والا مرشد۔

ترجمہ و تشریح ...... : اپنے آپ پر نظر رکھنے والے کی پہچان یہ ہے کہ پھر وہ غائب اور موجود کی کوئی بات نہیں کرتا (اس کے لئے غائب و موجود میں فرق نہیں رہ جاتا)۔ ایک رات میخانے میں ایک روشن ضمیر بزرگ نے کیا خوب کہا ہر زمانے میں خلیل ہے اور نمرود کی آگ۔ (ہر زمانہ میں ان کے جانشین پیدا ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے)۔ (حضرت ابراہیم خلیل اللہ، خدا پرستوں کے نمائندہ ہیں

اور نمرود دشمنان دین کا نمائندہ ہے)۔ اسی خیال کو اقبال نے یوں ادا کیا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

چہ نقشہا کہ نہ بستم بکار گاہ حیات
چہ رفتنی کہ نہ رفت و چہ بودنی کہ نبود
بہ دیریاں سخن نرم گو کہ عشق غیور
بنائے بتکدہ افگند در دل محمود!

معانی ...... چہ: کیا، کون سے۔ نقشہا: نقش کی جمع، صورتیں، روپ۔ نہ بستم: میں نے نہیں باندھے۔ صورت بنانا۔ بکارگاہ حیات: زندگی کے کارخانے میں۔ رفتنی: جانے کے لائق، مٹ جانے کا سزاوار۔ رفت: گیا، مٹ گیا' مٹ جانا۔ بودنی: ہونی، ہونے کے لائق۔ نبود: نہ ہوا، نہ رہا۔ دیریاں: بتخانے والے، بت پرست۔ افگند: اس نے ڈال دی۔ دلِ محمود: محمود غزنوی کا دل۔ محمود: مشہور مسلمان بادشاہ محمود غزنوی جو سومنات گرا کر بت شکن کہلایا، اپنے غلام ایاز کے ساتھ اس کی محبت ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نے زندگی کی کارگاہ میں کیا کیا نقش نہیں بنائے کون سی گزرنی تھی جو نہ گزری اور کیا ہونی تھی جو نہ ہوئی (وہ کون سی شے ہے جو مٹنی تھی اور نہ مٹی، وہ کون سی چیز ہے جو ہونی تھی اور نہ ہوئی) بت خانے والوں کے ساتھ نرمی سے بات کر کیونکہ عشق وہ آن والا ہے جس نے محمود غزنوی (جیسے بت شکن) کے دل میں بھی بت کدہ کی بنیاد ڈال دی (اسے ایاز کی محبت میں مبتلا کر سکتا ہے)۔

بخاک ہند نوائے حیات بے اثر است
کہ مردہ زندہ نگردد ز نغمہ داؤد

معانی ...... بخاک ہند: ہندوستان کی مٹی پر، ہندوستان کی زمین پر۔ نوائے حیات: زندگی کا ترانہ۔ کہ: کیونکہ۔ نگردد: نہیں ہوتا۔ نغمہ داؤد: حضرت داؤد علیہ السلام کا نغمہ جو فولاد کو پگھلا دیتا تھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہندوستان کی مٹی پر زندگی کا گیت بے اثر ہے کیونکہ داؤد کے نغمے سے بھی مردہ جی نہیں اٹھتا (مردہ کو زندہ نہیں کر سکتا)۔ نوٹ: ہندوستان کے باشندے چونکہ مردہ ہیں اس لئے میرا کلام جو دراصل حیات کا پیغام ہے ان کے دلوں میں کوئی تاثیر پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ روحانی طور پر مردہ ہیں۔ ان کو تو حضرت داؤد علیہ السلام کا نغمہ بھی زندہ نہیں کر سکتا۔ اسی بات کو اقبال نے یوں بھی کہا ہے۔

لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضا مند

غزل نمبر ۲

حلقہ بستند سر تربت من نوحہ گراں
دلبراں، زہرہ وشاں، گلبدناں، سیم براں
در چمن قافلہ لالہ و گل رخت کشود
از کجا آمدہ اند ایں ہمہ خونیں جگراں؟

معانی ...... : حلقہ بستند: انہوں نے حلقہ باندھا، گھیرا ڈالا۔ رخت کشود: رخت سفر کھولا، ڈیرا کیا، مقیم ہوا۔ آمدہ اند: آئے ہیں۔ خونیں جگراں: خونیں جگر کی جمع، لہولہو جگر والے، عاشق۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری قبر پر ماتم کرنے والوں نے حلقہ باندھا دلبروں، زہرہ جمالوں، گلبدنوں، سیم بروں نے لالہ و گل

کے قافلے نے چمن میں ڈیرا ڈالا یہ سب خونیں جگر والے کہاں سے آئے ہیں۔

اے کہ در مدرسہ جوئی ادب و دانش و ذوق — نخرد بادہ کس از کار گہ شیشہ گراں !

خرد افزود مرا درس حکیمان فرنگ — سینہ افروخت مرا صحبت صاحب نظراں !

معانی ...... : جوئی: تو ڈھونڈتا ہے۔ ادب: پاس مراتب، وجود کے مراتب کا علم اور اس کے مطابق عمل۔ دانش: علم، معرفت، حکمت۔ ذوق: حال، سرمستی، دیدار اور وصال کی کیفیت۔ نخرد: نہیں خریدتا۔ خرد: عقل معاش سمجھ بوجھ۔ افزود: بڑھائی۔ افروخت: اس نے روشن کیا۔ مرا: میرا۔ صحبت صاحب نظراں: نظر والوں کی صحبت۔ صحبت، صاحب نظراں: صاحب نظر کی جمع، نظر والے، اہل بصیرت، روشن ضمیر، معرفت رکھنے والے، جن کی نگاہ سے آدمی کی کایا پلٹ جائے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے کہ تو مدرسے میں ادب اور دانش میں مستی ڈھونڈ رہا ہے شیشہ گروں کی دکان سے کوئی شراب نہیں خریدتا۔ اے مخاطب! تو مدرسہ (سکول، کالج) میں ادب و دانش و ذوق ان تین خوبیوں کو تلاش کر رہا ہے یہ تیری نادانی ہے شیشہ گر کی دکان سے جام اور صراحی تو مل سکتی ہے لیکن شراب نہیں۔ یورپ کے فلسفیوں کی تعلیمات نے اگرچہ میری سمجھ بوجھ بڑھائی لیکن نظر والوں کی صحبت نے میرا سینہ روشن کیا۔ (اللہ والوں کی محبت اختیار کرنی لازم ہے)۔

اے زخود رفتہ تہی شوز نو اے دگراں — برکش آں نغمہ کہ سرمایہ آب و گل تست

کس ندانست کہ من نیز بہاے دارم — آں متاعم کہ شود دست زد بے بصراں

معانی ...... : برکش: باہر کھینچ، بلند کر۔ برکشیدن: کھینچنا، باہر لانا۔ سرمایہ آب وگل تست: تیرے آب وگل کا سرمایہ۔ زخود رفتہ: اپنے آپ سے گزرا ہوا، خود سے غافل، بھولے ہوئے۔ کس ندانست: کسی نے نہ جانا۔ نیز: بھی۔ بہاے: ایک قیمت، کوئی مول۔ نوا: لے راگ۔ دارم: رکھتا ہوں۔ دست زدے بے بصراں: اندھوں کے ہتھے چڑھی ہوئی۔ بے بصراں: بے بصر کی جمع، اندھے۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ نغمہ پیدا کر جو تیری مٹی (سرشت) کا سرمایہ ہے۔ اے اپنے آپ سے بے سدھ دوسروں کا راگ الاپنا چھوڑ دے۔ (دوسروں کی تقلید مت کر اپنی خودی میں ڈوب کر اپنی معرفت حاصل کر)۔ کسی نے نہ جانا کہ میں بھی کوئی قیمت رکھتا ہوں۔ افسوس! میری قوم نے مجھے نہیں پہچانا۔ میں ایسی دولت ہوں جو اندھوں کے ہاتھ لگ جائے۔

غزل نمبر ۳

می تراشد فکر ما ہر دم خداوندے دگر — رست از یک بند تا افتاد در بندے دگر

برسر بام آ، نقاب از چہرہ بیباکانہ کش — نیست درکوے تو چوں من آرزومندے دگر

معانی ...... : رست: وہ چھوٹی۔ افتاد: گر پڑا، پھنس گیا۔ برسر بام: چھت کی منڈیر پر۔ بے باکانہ: بے دھڑک، بے جھجک، بے باکی سے۔ کش: اٹھا دے، اٹھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہماری فکر ہر دم ایک نیا خدا (معبود، بت) تراشتی رہتی ہے ایک قید سے چھوٹی کہ دوسری میں گرفتار ہوگئی۔ بام پر آ! منہ پر سے بے دھڑک نقاب اٹھا دے۔ تیری گلی (کوچے) میں میرے جیسا کوئی اور آرزو مند (چاہنے والا) نہیں ہے۔ (خوبصورت رنگ تغزل ہے)۔

بسکہ غیرت می برم از دیدہ بینائے خویش — از نگہ بافم بہ رخسار تو و بندے دگر

یک نگہ، یک خندہ دز دیدہ، یک تابندہ اشک　　بہر پیان محبت نیست سو گندے دگر

معانی ...... : بسکہ: غرض کہ، اتنا، چونکہ۔ غیرت: شرم، رشک۔ می برم: رکھتا ہوں، کرتا ہوں۔ دیدہ بینائے خویش: اپنی دیکھنے والی آنکھ۔ بافم: بنتا ہوں۔ روبندے: ایک نقاب، گھونگھٹ۔ خندہ دز دیدہ: دبی دبی سی مسکراہٹ، چوری چوری کی ہنسی۔ بہر پیان محبت: محبت کے عہدو پیاں کے لئے۔ سوگند: حلف۔

ترجمہ و تشریح ...... : بسکہ مجھے اپنی دیکھتی آنکھوں سے غیرت آتی ہے تیرے چہرے پر اپنی نگاہ سے ایک اور نقاب بن دیتا ہوں تاکہ میرے سوا تجھے اور کوئی نہ دیکھے۔ ایک نگاہ، ایک دبی دبی سی مسکراہٹ، ایک چمکتا آنسو محبت کے عہدو پیاں کے لئے کوئی اور حلف نہیں ہے۔

عشق را نازم کہ از بیتابی روز فراق　　جان ما را بست بادرد تو پیوندے دگر

تاشوی بیباک تر درنالہ اے مرغ بہار　　آتشے گیراز حریم سینہ ام چندے دگر

معانی ...... : را: پر۔ نازم: ناز کرتا ہوں۔ بست: اس نے جوڑا، باندھا۔ با: کے ساتھ، سے۔ دردتو: تیرادرد۔ پیوندے: ایک پیوند۔ پیوند: جوڑ۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے عشق پر ناز ہے جس نے روز فراق کی بے تابی کے ذریعے میری جان کو تیرے درد کے ساتھ ایک اور پیوند لگا دیا اے بہار کے پرندے نالہ سر کرنے میں تیرا دل اور کھل جائے (تو) میرے سینے کے حرم سے کچھ اور آگ لے جا۔

چنگ تیموری شکست آہنگ تیموری بجاست　　سر بروں می آرداز ساز سمر قندے دگر

رہ مدہ در کعبہ اے پیرم حرم اقبال را　　ہر زماں در آستیں دارد خداوندے دگر

معانی ...... : سر بروں می آرد: سر باہر نکال رہا ہے، ظاہر ہو رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیموری بربط ٹوٹ گیا (مگر) تیموری آہنگ برقرار (باقی) ہے (جواب) ایک اور سمرقند کے ساز سے پھوٹ رہا ہے (وسط ایشیاء کے مسلمان پھر اٹھنے والے ہیں) اے پیر حرم، اقبال کو کعبے میں راہ نہ دے (داخل ہونے کی اجازت نہ دے) وہ ہر لحظہ اپنی آستین میں ایک نیا بت چھپائے رکھتا ہے۔ (اقبال نے اپنے نام کے پردہ میں دراصل پیر حرم کی غیر اسلامی زندگی پر طنز کیا ہے، پیر حرم سے پیشوایان دین بھی مراد ہے اور وہ طبقہ بھی جو اس وقت کعبہ پر مسلط ہے)۔

غزل نمبر ۴

مرا ز دیدۂ بینا شکایت دگر است　　کہ چوں بجلوہ در آئی حجاب من نظر است

بہ نوریاں زمن پابہ گل پیامے گوے　　حذر زمشت غبارے کہ خویشتن نگر است !

معانی ...... : بجلوہ درآئی: تو آشکار ہوتا ہے، تو ظاہر ہوتا ہے، تو جلوہ دکھاتا ہے۔ بہ نوریاں: فرشتوں سے۔ نوری کی جمع، فرشتے، نور کے بنے۔ من پابہ گل: مجھ زمین کے گرفتار۔ پابہ گل: جس کا پاؤں مٹی، کیچڑ، دلدل میں دھنسا ہوا ہو، مجبور، بے بس، قیدی۔ حذر: ڈرو، ہوشیار رہو، مشت غبارے: مٹھی بھر مٹی۔ خویشتن نگر: اپنے آپ کو دیکھنے والا، خود کو جاننے والا، خود آگاہ۔ کنایہ ہے مرد مومن! یا عارف کامل۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے اپنی دیدۂ بینا سے اور ہی (قسم کی) شکایت ہے جب تو درشن دیتا ہے نظر میری آڑ بن جاتی ہے (دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتی) فرشتوں سے مجھ خاک کے زنجیری کا ایک پیغام کہہ دینا مٹی کے پتلے (آدم) سے خبردار کہ وہ اپنے آپ

عارف کامل ہے۔ (اگر وہ اپنی معرفت حاصل کرے تو اس مقام پر فائز ہو سکتا ہے جہاں تم ہرگز نہیں پہنچ سکتے)۔

نوا زنیم و بہ بزم بہاری سوزیم　　شرر بہ مشت پر مازنالہ سحر است
زخود رمیدہ چہ داند نوائے من زکجا است　　جہان اودگر است و جہان من دگر است

معانی ...... نوازنیم: ہم گاتے ہیں، ہم گا رہے ہیں۔ می سوزیم: ہم جل رہے ہیں۔ شرر: چنگاری۔ زخودرمیدہ: اپنے آپ سے بھاگا ہوا، خود سے گریزاں۔ داند: جانے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم نغمہ سرا ہیں اور بزم بہار میں جل رہے ہیں۔ ہماری صبح کی فریاد ہی ہمارے پروں کیلئے شرر بن چکی ہے۔ اس شعر میں اقبال نے یہ بتایا ہے کہ اگر سربلندی کے طالب ہو تو "نالہ سحر" (عشق الٰہی) اختیار کرو۔ عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو۔ کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی۔ اقبال کی شاعری میں نالہ سحر کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ کیفیت عشق کی مظہر ہے۔ اپنے آپ سے وحشت کرنے والا کیا جانے کہ میرا نغمہ کہاں سے ہے اس کی دنیا اور ہے میری دنیا اور ہے۔ اسی نقطہ کو اقبال نے یوں بیان کیا ہے۔

مرے ہم صفیر اسے بھی اثر بہار سمجھے
انہیں کیا خبر کہ کیا ہے یہ نوائے عاشقانہ

مثال لالہ فتادم بگوشہ چمنے　　مراز تیر نگاہے نشانہ برجگر است
بہ کیش زندہ دلاں زندگی جفا طلبی است　　سفر بکعبہ نکردم کہ راہ بے خطر است

معانی ...... : فتادم: گرا پڑا ہوں۔ بگوشہ چمنے: باغ کے ایک گوشے میں۔ مرا: میرے لئے، میرے۔ بہ کیش زندہ دلاں: دل زندہ رکھنے والوں کے مذہب میں۔ جفا طلبی: جفا طلب کی صفت، سختیوں کے درپے ہونا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں گل لالہ کی طرح چمن کے ایک گوشے میں گرا پڑا ہوں۔ میرا جگر کسی نگاہ کے تیر کے نشانے پر ہے جیتا جاگتا دل رکھنے والوں کے مذہب میں زندگی مشکل پسندی (کا نام) ہے میں نے کعبے کا سفر نہیں کیا کہ راستہ بے خطر ہے۔

ہزار انجمن آراستند و برچیدند　　دریں سراچہ کہ روشن زمشعل قمر است
زخاک خویش بہ تعمیر آدمے برخیز　　کہ فرصت تو بقدر تبسم شرر است

معانی ...... : ہزار: ہزاروں، ان گنت۔ آراستند: انہوں نے سجائی۔ برچیدند: انہوں نے برخاست کر دیا، ختم کر دیا۔ دریں سراچہ: اس چھوٹے سے گھر میں۔ تعمیر آدم سے معرفت نفس بھی مراد ہو سکتی ہے اور استحکام خودی بھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : ان گنت محفلیں سجائی گئیں اور پھر برخاست کر دی گئیں اس ذرا سی سرائے (مسافر خانہ) میں جو چاند کی مشعل سے روشن ہے اٹھ اور اپنی مٹی سے ایک (نیا) آدم ڈھال (تعمیر کر) کہ تجھے صرف چنگاری کی چمک اتنی مہلت ملی ہے (تیری زندگی بہت مختصر ہے)۔

اگر نہ بوالہوسی باتو نکتہ گویم　　کہ عشق پختہ تراز نالہ ہائے بے اثر است
نوائے من بہ عجم آتش کہن افروخت　　عرب زنغمہ شوقم ہنوز بے خبر است

معانی ...... نکتہ: خاص بات، راز۔ عجم: غیر عرب (ہندوستان، افغانستان، ترکستان، ایران)۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تو بوالہوس نہیں تو میں تجھ سے ایک نکتہ بیان کروں کہ بے اثر فریادوں سے عشق اور پختہ ہوتا ہے (یعنی

تو وصال کی دعا مت مانگ کیونکہ وصال کا نتیجہ سکون یعنی موت ہے)۔ میرے نغمے نے عجم میں پرانی آگ (پھر سے) بھڑکا دی لیکن عرب ابھی تک میرے شوق کی لے سے بے خبر ہے۔

غزل نمبر ۵

بایں بہانہ دریں بزم محرمے جویم — غزل سر ایم و پیغام آشنا گویم

بخلوتے کہ سخن می شود حجاب آنجا — حدیث دل بزباں نگاہ میگریم

معانی ...... : بخلوتے: اس خلوت میں، ایسی تنہائی میں۔ حدیث دل: دل کی بات۔ بزبان نگاہ: نظر کی زبان سے۔ میگویم: میں کہہ رہا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں اس بہانے سے محفل میں کوئی اپنا محرم ڈھونڈتا ہوں غزل چھیڑ کے دوست کا پیغام سناتا ہوں اس خلوت میں جہاں سخن حجاب بن جاتا ہے میں دل کی بات نگاہ کی زبان سے کہتا ہوں۔

پئے نظارہ روے توی کنم پاکش — نگاہ شوق بہ جوئے سرشک می شویم

چو غنچہ گرچہ بکارم گرہ زنند ولے — زشوق جلوہ گہ آفتاب می رویم

معانی ...... : پئے نظارہ روے تو: تیرے چہرے کے دیدار کیلئے۔ می کنم: کر رہا ہوں۔ پاکش: اسے پاک۔ نگاہ شوق: چاہت کی نظر، شوق بھری نگاہ۔ جوے سرشک: آنسوؤں کی نہر۔ می شویم: دھو رہا ہوں۔ بکارم: میرے کام میں۔ گرہ زنند: گرہ لگاتے ہیں، رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ می رویم: اگتا ہوں، نمو کرتا ہوں۔ کنایہ ہے جدو جہد سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیرے چہرے پر پڑنے کیلئے اسے پاک کر رہا ہوں نگاہ شوق کو آنسوؤں کی ندی میں دھو رہا ہوں، اگرچہ کلی کی طرح میرے کام میں گرہ پڑی ہوئی ہے مگر سورج کی جلوہ گاہ کی چاہ مجھے کھینچتی ہے (جدو جہد کے بغیر کوئی سالک کامیاب نہیں ہوسکتا اگر راہ میں دشواری پیدا ہو جائے تو سالک کو ہمت سے کام لینا چاہئے)۔

چو موج ساز وجودم زسیل بے پرواست — گماں مبر کہ دریں بحر ساحلے جویم

میانہ من وادو ربط دیدہ و نظر است — کہ در نہایت دوری ہمیشہ با اویم

معانی ...... : ساز وجودم: میرے وجود کا سامان، میرے وجود کی ساخت۔ سیل بے پروا: کسی کی پروانہ کرنے والی۔ گماں مبر: تو یہ خیال مت کر، گمان مت کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : موج کی طرح میرے وجود کی بنت (ایک) بے پرواطغیانی سے ہے یہ گمان مت کر کہ میں اس سمندر میں کسی ساحل کا متلاشی ہوں۔ اس کے اور میرے بیچ آنکھ اور نظر کا تعلق ہے (یعنی نظر آنکھ میں رہتی ہے) کہ انتہائی دوری میں بھی اس کے ساتھ رہتا ہوں۔ (وہ ہر جگہ موجود ہے) نحن اقرب الیہ من جبل الورید۔ ترجمہ: ہم انسان سے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

کشید نقش جہانے بہ پردہ چشمم — زدست شعبدہ بازے اسیر جادویم

درون گنبد دربستہ اش نگنجیدم — من آسمان کہن راچو خار پہلویم

معانی ...... : درون گنبد دربستہ اش: اس کے بند گنبد میں۔ نگنجیدم: میں نہیں سمایا۔ من: سے ذات مومن مراد ہے۔ خار پہلو سے حریف، مدمقابل یا ایذا دہندہ مراد ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری آنکھ کے پردے پر اس نے ایک اور ہی دنیا کی تصویر کھینچ دی ہے۔ میں ایک شعبدہ باز کے ہاتھوں جادو میں گرفتار ہوں۔ (مطلب یہ کہ کائنات کا وجود حقیقی نہیں ہے بلکہ فریب نظر ہے کائنات دکھائی تو دیتی ہے لیکن دراصل موجود نہیں ہے)۔ میں اس کے بند گنبد میں نہیں سماتا۔ میں اس بوڑھے آسمان کے پہلو میں خار (کانٹے) کی طرح کھٹکتا ہوں۔ نوٹ: اقبال کا فلسفہ یہ ہے کہ مومن اس کائنات میں نہیں سماسکتا کیونکہ وہ زمان و مکان سے بالاتر ہوتا ہے وہ آسمان کے پہلو میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے وہ طلسم زمان و مکان کو باطل کرسکتا ہے یعنی مومن میں یہ طاقت ہے کہ وہ اس کائنات کو مسخر کرسکتا ہے۔

بہ آشیاں نہ نشینم زلذت پرواز — گہے بہ شاخ گلم، گاہ برلب جویم

ترجمہ و تشریح ...... : پرواز کا مزہ مجھے آشیانے میں نہیں بیٹھنے دیتا کبھی پھولوں کی ٹہنی پر ہوں کبھی ندی کے کنارے پر۔ (مومن، عاشق) کو کسی لحہ قرار نہیں ہوتا وہ ایک حالت میں زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ اس کی زندگی میں ہر وقت انقلاب رونما ہوتا رہتا ہے۔

غزل نمبر ۶

خیز و نقاب برکشا، پردگیان سازرا — نغمہ تازہ یاددہ، مرغ نواطراز را

جادہ ز خون رہرواں، تختہ لالہ در بہار — ناز کہ راہ می زند قافلہ نیاز را ؟

معانی ...... خیز: اٹھ۔ نقاب برکشا: گھونگھٹ کھول دے۔ پردگیان ساز: ساز کے پردے میں چھپے ہوئے، ساز میں پوشیدہ نغمے۔ پردہ ہائے اصلاح موسیقی۔ یاددہ: سکھا، یاد کرا، تعلیم دے۔ مرغ نواطراز: خوش گلو پرندہ، موسیقار۔ جادہ کنایہ ہے زندگی سے، رہرواں کنایہ ہے اللہ کے عاشقوں سے۔ تختہ لالہ: گل لالہ کی کیاری۔ ناز کہ: کس کا ناز۔ راہ می زند: راہ مارتا ہے۔ قافلہ نیاز: نیاز کا قافلہ۔ نیاز: آرزو، عاجزی، احتیاج، بندگی۔ را: کی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اٹھ اور ساز کے پردے میں چھپے ہوؤں کا گھونگھٹ کھول (نقاب اٹھا) خوشنوا پرندوں کو نیا نغمہ یاد کرا (سکھا) دین اسلام کے اعلیٰ اور پاکیزہ حقائق نوجوانوں (مرغ نواطرز) کے سامنے پیش کرتا کہ ان میں جدوجہد کا ولولہ پیدا ہو۔ ان حقائق سے روشناس کر جو قرآن مجید کے الفاظ میں پوشیدہ ہیں۔ راہروؤں کے خون سے راستہ یوں بن چکا ہے جیسے موسم بہار میں گل لالہ کی کیاری، یہ کس کے ناز نے قافلہ نیاز پر دھاوا بول دیا ہے (راہ میں لوٹ لیا ہے) نوٹ: دنیا میں جس قدر عاشقان حق گزرے ہیں ان کو مصائب سے دوچار ہونا پڑا ہے۔

دیدہ خوابناک او گر بہ چمن کشودہ — رخصت یک نظر بدہ، نرگس نیم باز را

"حرف نگفتہ شما، برلب کود کاں رسید" — از من بے زباں بگو خلوتیاں راز را

معانی ...... چمن کنایہ ہے دنیا سے اور نرگس کنایہ ہے سالک یا عاشق سے۔ نرگس نیم باز: ادھ کھلی آنکھ مگر یہاں مطلب ہے نرگس کا ادھ کھلا پھول جسے عام طور پر آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ حرف نگفتہ شما: آپ کی ان کہی بات۔ حرف: بات، کلام۔ برلب کودکاں: بچوں کے ہونٹوں پر۔ خلوتیان راز: خدائی رازوں میں گم ہو کر دنیا و مافیہا کو اپنے دل سے نکال باہر کرنے والے عارف، دنیا سے لاتعلق ہو کر اسرار الٰہی میں مراقب رہنے والے عارف، ربانی بھیدوں کو دنیا والوں سے پوشیدہ رکھنے والے حضرات۔

ترجمہ و تشریح ...... : جو تو نے اس کی سوئی ہوئی آنکھ کو چمن میں کھول دیا ہے (تو) ادھ کھلی نرگس کو ایک نگاہ کی رخصت (مہلت) بھی دیدے۔ آپ کی ان کہی بات بچوں تک کے ہونٹوں پر آگئی ہے۔ مجھ بے زبان کی طرف سے یہ گوشہ گیر عارفوں سے کہنا۔

(میری طرف سے یہ پیغام عرفاء کی خدمت میں پہنچادے کہ جن اسرار و رموز کو آپ حضرات نے مخفی رکھا تھا میں نے شاعری کے ذریعے عوام تک پہنچادیا ہے)۔

سجدہ تو برآورد، از دل کافراں خروش ۔۔۔ اے کہ دراز ترکنی، پیش کساں نماز را
گرچہ متاع عشق را، عقل بہائے کم نہد ۔۔۔ من ندھم بہ تخت جم، آہ جگر گراز را

معانی ...... برآورد: باہر کھینچتا ہے، نکلواتا ہے، بلند کرواتا ہے۔ بہائے کم: کم قیمت۔ نہد: مقرر کرتی ہے۔ قیمت مقرر کرنا۔ من ندھم: میں نہیں دوں گا، نہ دوں۔ بہ تخت جم: جمشید کے تخت کے بدلے، جمشید کی بادشاہت کے عوض۔ جم: مشہور ایرانی بادشاہ جمشید۔

ترجمہ و تشریح ...... تیرا سجدہ دیکھ کر کافروں کے دل سے بھی دہائی (احتجاج) نکلتی ہے اے تو کہ لوگوں کے سامنے نماز کو اور لمبا کر دیتا ہے (اس شعر میں اقبال نے ریاکار سے خطاب کیا ہے کہ تو لوگوں کے سامنے دکھاوے کی نماز پڑھتا ہے، کافر بھی تیری نماز کو دیکھ کر تیری ریاکاری پر افسوس کرتے ہیں۔ ع ترا دل تو ہے صنم آشنا، تجھے کیا ملے گا نماز میں۔ اگرچہ عقل متاع عشق کی قیمت بہت کم لگاتی ہے (مگر) میں جگر پگھلا دینے والی آہ کو تخت جمشید کے مول بھی نہ دوں۔

برہمنے بر غزنوی گفت کرامتم نگر ۔۔۔ تو کہ صنم شکستہ، بندہ شدی ایاز را

معانی ...... صنم شکستہ: تو نے بت توڑا ہے۔ بندہ: غلام، پجاری۔ شدی: تو ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... ایک برہمن نے محمود غزنوی سے کہا میری کرامت دیکھ کہ تو نے بتوں کو توڑا (مگر خود) ایاز کا بندہ ہو گیا (ایاز کا پرستار ہو گیا)۔ (اس شعر میں اشارہ ہے اس تعلق خاطر کی طرف جو سلطان کو ایاز سے تھا)۔

غزل نمبر ۷

بملازمان سلطاں خبرے دہم ز رازے ۔۔۔ کہ جہاں تواں گرفتن بنوائے دلگرازے
بمتاع خود چہ نازی کہ بہ شہر دردمنداں ۔۔۔ دل غزنوی نیرزد بہ تبسم ایازے

معانی ...... جہاں تواں گرفتن: دنیا فتح کی جا سکتی ہے۔ نیرزد: نہیں بکتا، برابر کا مول نہیں رکھتا، لائق نہیں ہے۔ بہ تبسم ایازے: ایاز کی مسکراہٹ کے سامنے، ایاز کے تبسم کے بدلے۔ ایاز: محمود غزنوی کا غلام جسے اس کا محبوب بنا کر مشہور کر دیا گیا ہے۔ یہاں مراد ہے محبوب۔

ترجمہ و تشریح ...... میں سلطان کے ملازمین کو ایک بہت ہی راز کی بات بتاتا ہوں کہ جی کو نہال کر دینے والے ایک بول (شاعری) سے دنیا فتح کی جا سکتی ہے تو اپنے دھن دولت پہ کیا ناز کرتا ہے کہ دردمندوں کے شہر میں غزنوی کا دل ایاز کے ایک تبسم کا مول نہیں رکھتا (ایاز کے تبسم کے سامنے غزنوی کے دل کی کوئی قیمت نہیں ہے)۔

ہمہ ناز بے نیازی، ہمہ ساز بے نوائی ۔۔۔ دل شاہ لرزہ گیرد زگدائے بے نیازے
زمقام من چہ پرسی بہ طلسم دل اسیرم ۔۔۔ نہ نشیب من نشیبے نہ فراز من فرازے

معانی ...... ہمہ ناز: سراپا ناز، ساری کی ساری جاہ و جلال۔ بے نیازی: کسی سے کوئی غرض نہ رکھنا، بے پروائی، استغناء، بے تعلقی۔ ہمہ ساز: ہر ساز و سامان رکھنے والی، اپنی جگہ پر خود ہی تمام مال و اسباب۔ ساز: سامان، اسباب۔ بے نوائی: ناداری، تہی دستی، فقیری۔ لرزہ گیرد: کانپتا ہے، لرزتا ہے۔ زمقام من: میرے ٹھکانے کا، میرے مقام کے بارے میں۔ چہ: کیا۔ پرسی: تو پوچھتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (جس کی) بے نیازی تمام جاہ و جلال، (جس کی) ناداری تمام ساز و سامان (اس) بے نیاز فقیر سے بادشاہوں کے دل لرزتے ہیں میرے ٹھکانے کا کیا پوچھتا ہے میں دل کے طلسم کا قیدی ہوں (میں تو بندۂ عشق ہوں) نہ میری پستی کوئی پستی ہے نہ میری بلندی کوئی بلندی۔

رہ عاقلی رہا کن کہ باو تواں رسیدن ۔۔۔ بدل نیاز مندے، بہ نگاہ پاکبازے

بہ رہ تو ناتمام، زتغافل تو خام ۔۔۔ من و جان نیم سوزے، تو و چشم نیم بازے

معانی ...... : رہا کن: چھوڑ دے۔ باو: اس تک۔ تواں رسیدن: پہنچا جاسکتا ہے۔ بدل نیاز مندے: چاہت بھرے دل کے ساتھ، بہ نگاہ پاکبازے: پاکباز نظر کے ساتھ، ذریعے۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل کا رستہ چھوڑ دے کہ اس تک پہنچا جاسکتا ہے (یہ کہیں نہیں پہنچائے گا) اللہ تعالیٰ تک صرف نیاز مندی سے بھرپور دل اور پاکیزہ نگاہ ہی سے پہنچا جاسکتا ہے۔ میں تیری راہ میں نامکمل ہوں تیری بے رخی سے ادھورا (خام) ہوں۔ میں اور (میری) ادھ جلی جان تو اور (تیری) ادھ کھلی آنکھ (جب تک میری جانب نگاہ کرم نہیں کرے گا میں اسی طرح سلگتا رہوں گا)۔

رہ دیر تختہ گل زجبین سجدہ ریزم ۔۔۔ کہ نیاز من نگنجد بدو رکعت نمازے

زستیز آشنایاں چہ نیاز و ناز خیزد ۔۔۔ دلکے بہانہ سوزے، نگہے بہانہ سازے

ترجمہ و تشریح ...... : عقل کا رستہ چھوڑ دے کہ اس تک پہنچا جاسکتا ہے (یہ کہیں نہیں پہنچائے گا) اللہ تعالیٰ تک صرف نیاز مندی سے بھرپور دل اور پاکیزہ نگاہ ہی سے پہنچا جاسکتا ہے۔ میں تیری راہ میں نامکمل ہوں تیری بے رخی سے ادھورا (خام) ہوں۔ میں اور (میری) ادھ جلی جان تو اور (تیری) ادھ کھلی آنکھ (جب تک میری جانب نگاہ کرم نہیں کرے گا میں اسی طرح سلگتا رہوں گا)۔

غزل نمبر ۸

بیا کہ ساقی گل چہرہ دست بر چنگ است ۔۔۔ چمن زباد بہاراں جواب ارژنگ است

حنا ز خون دل نو بہار می بندد ۔۔۔ عروس لالہ چہ اندازہ تشنہ رنگ است!

معانی ...... : دست بر چنگ است: بربط بجا رہا ہے، اس نے ساز چھیڑ رکھا ہے۔ جواب ارژنگ: ارژنگ کا جواب۔ ارژنگ: چین کے داستانی شہرت رکھنے والے مصور مانی کا نگار خانہ، مانی کی تصویروں کا مجموعہ، البم، بعض روایات میں مانی کا اصلی نام، کچھ کے نزدیک چین کا ایک اور نامور نقاش۔ می بندد: جما ہی ہے، رچا رہی ہے۔ عروس لالہ: دلہن ایسا گل لالہ۔ چہ اندازہ: کس قدر، کتنا۔ چہ: کس۔ اندازہ: قدر۔ تشنہ رنگ: رنگ روپ کی پیاسی۔

ترجمہ و تشریح ...... : آجا کہ گل چہرہ ساقی نے ساز پر ہاتھ رکھا ہے بہار کی ہوا سے چمن ارژنگ کا جواب بن گیا ہے (نہایت دلکش معلوم ہوتا ہے) نئی نویلی بہار کے دل کے لہو سے مہندی لگا رہی ہے عروس لالہ رنگ (رچانے) کی کتنی پیاسی ہے۔

نگاہ می رسد از نغمہ دل افروزے ۔۔۔ بمعنی کہ برو جامہ سخن تنگ است

بچشم عشق نگر تا سراغ او گیری ۔۔۔ جہاں بچشم خرد سیمیاؤ نیرنگ است

معانی ...... : می رسد: پہنچ رہی ہے۔ نغمہ دل افروزے: دل روشن کرنے والا نغمہ۔ بمعنی اس معنی تک پر۔ سیمیا: طلسم نظر کا دھوکا، نظر بندی، ایک مخفی علم جس کے ذریعے خیالی اور وہمی چیزیں دکھائی جاتی ہیں۔ نیرنگ: جادوگری، جادو، دھوکا، فریب۔

ترجمہ و تشریح ...... : دل کو روشن کرنے والے نغمے سے نظر پہنچ رہی ہے اس معنی تک جس پر حرف کا جامہ تنگ ہے (جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتے) یعنی موسم بہار میں مطرب دلنواز (مرشد) جب نغمہ سرائی کرتا ہے (درس دیتا ہے) تو سامعین (عاشقوں) پر وہ روحانی حقائق منکشف ہوتے ہیں کہ لفظوں کے ذریعے سے ان کا بیان ناممکن ہے۔

ز عشق درس عمل گیر و ہر چہ خواہی کن — کہ عشق جوہر ہوش است و جان فرہنگ است

بلند تر ز سپہر است منزل من و تو — براہ قافلہ خورشید میل فرسنگ است

معانی ...... : درس عمل گیر: عمل کا سبق لے۔ جوہر ہوش: شعور کا جوہر۔ جان فرہنگ: عقل و دانش کی جان۔ سپہر: آسمان۔ منزل من و تو: میری اور تیری منزل۔ براہ قافلہ: قافلے کے راستے میں۔ میل فرسنگ: تین میل میں سے ایک میل، مسافت کا تیسرا حصہ۔ فرسنگ، فرخ: کوس جو تین میل کا ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق سے عمل کا سبق لے اور پھر جو چاہے کر کیونکہ عاشق سمجھ کا جوہر ہے اور عقل کی روح (جان) ہے ہماری (میری اور تمہاری) منزل آسمان سے بھی زیادہ بلند (آگے) ہے سورج (ہمارے) قافلے کی راہ میں کوس کے پہلے میل پر ہے (سورج تو ایک سنگ میل ہے)۔

زخود گزشتہ اے قطرہ محال اندیش — شدن بہ بحر و گہر برنخاستن ننگ است

تو قدر خویش ندانی بہاز تو گیرد — وگرنہ لعل درخشندہ پارہ سنگ است

معانی ...... : زخود گذشتہ: تو خود سے گزر گیا ہے، تو نے اپنے آپ کو فنا کر لیا ہے۔ قطرہ محال اندیش: انہونی سوچنے والا، ناممکن کا خیال باندھنے والا قطرہ۔ شدن: مل جانا، ہونا، فنا ہو جانا۔ برنخاستن: برآمد ہونا، ظاہر ہونا۔ ننگ: بے آبروئی، شرمناک، باعث شرم۔ قدر خویش: اپنی قدر۔ ندانی: نہیں جانتا ہے۔ بہا: قیمت۔ زتو: تجھ سے۔ گیرد: پکڑتا ہے، پاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے انہونی سوچنے والے قطرے تو اپنے آپ سے گزر گیا ہے (ورنہ) سمندر میں مل جاتا اور موتی بن کے نہ نکلنا باعث شرم ہے۔ تو اپنا مول (قدر) نہیں جانتا، تیری وجہ سے تو لعل درخشاں قیمت پاتا ہے ورنہ جگر جگر کرتا یاقوت تو پتھر کا ٹکڑا ہے۔

غزل نمبر ۹

صورت نہ پرستم من، بتخانہ شکستم من — آں سیل سبک سیرم، ہر بند گسستم من

در بود نبود من اندیشہ گماں ہا داشت — از عشق ہوید اشد، ایں نکتہ کہ ہستم من

معانی ...... : صورت نہ پرستم من: میں نے صورت کو نہیں پوجا، میں صورت کا پجاری نہیں ہوں۔ شکستم: میں نے توڑ دیا۔ سیل سبک سیرم: تند رو سیلاب، تیز رفتار سیلاب ہوں۔ بند: روک، پشتہ۔ گسستم: میں نے توڑ ڈالا۔ در بود و نبود من: میرے ہونے اور نہ ہونے میں۔ اندیشہ: عقل۔ داشت: رکھتی تھی۔ ہستم من: میں موجود ہوں، میں وجود رکھتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں صورت کا پجاری نہیں ہوں میں نے مندر ڈھا دیا ہے میں وہ تیز رو سیلاب ہوں جس نے سارے بند توڑ دیئے ہیں میرے ہونے اور نہ ہونے میں عقل طرح طرح کے گمان میں تھی یہ راز عشق سے کھلا (عشق سے یہ نکتہ ظاہر ہوا) کہ میں موجود ہوں۔

در دیر نیاز من، در کعبہ نماز من — زنار بدوشم من، تسبیح بدستم من

سرمایہ درد تو، غارت نتواں کردن — اشکے کہ زدل خیزد، در دیدہ شکستم من

معانی ...... سرمایہ درتو: تیرے درد کا سرمایہ۔ غارت نتواں کردن: غارت نہیں کیا جاسکتا، تباہ نہیں کر سکتے۔ خیزد: نکلتا ہے، اٹھتا ہے۔ دردیدہ شکستم من: آنکھوں میں روک لیتا ہوں، چھپالیتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... میں مندر میں پجاری میں ہی کعبے میں نمازی میرے کندھے پر زنار میرے ہاتھ میں تسبیح (عاشق ہر شے اور ہر مقام میں خواہ دیر ہو یا حرم، خدا ہی کا جلوہ دیکھتا ہے اس کی نظر میں زنار اور تسبیح دونوں یکساں ہو جاتے ہیں)۔ تیرے درد کی پونجی غارت نہیں کی جاسکتی دل سے جو آنسو اُمڈ کے آتا ہے میں اسے آنکھوں میں دھر لیتا ہوں۔

فرزانہ بگفتارم، دیوانہ بہ کردارم — از بادہ شوق تو ہشیارم و مستم من

ترجمہ و تشریح ...... قول میں دانا ہوں عمل میں دیوانہ ہوں تیری چاہت کی شراب سے میں ہوشیار بھی ہوں اور مست بھی (تیری محبت نے میرے اندر دو متضاد کیفیتیں پیدا کر دی ہیں۔ فرزانہ (ہوشیار) بھی ہوں اور دیوانہ (مست) بھی ہوں۔

غزل نمبر ۱۰

ہوائے فرودیں در گلستاں میخانہ می سازد — سبو از غنچہ می ریزد، زگل پیمانہ می سازد

محبت چوں تمام افتد، رقابت از میاں خیزد — بہ طوف شعلہ پروانہ با پروانہ می سازد

معانی ...... ہوائے فرودیں: بہار کی ہوا۔ ہوا، فرودیں: پارسیوں کا پہلا مہینہ جو چیت بیساکھ کے دنوں میں ہوتا ہے۔ جس کی انیسویں تاریخ کو زردشتی جشن مناتے ہیں، ہر شمسی ماہ کی انیسویں تاریخ کو بھی فرودیں کہا جاتا ہے، زردشتیوں کے ہاں جنت سے متعلق فرشتے کا نام۔ میسازد: بنا رہی ہے۔ سبو: شراب کی صراحی۔ می ریزد: ڈھال رہی ہے۔ پیمانہ: جام، شراب، شراب کا پیالہ۔ چوں: جب۔ تمام افتد: کمال کو پہنچ جاتی ہے، مکمل ہو جاتی ہے۔ خیزد: اٹھ جاتی ہے۔ بطوف شعلہ: ایک ہی شعلے کے طواف میں۔ با: سے، کے ساتھ۔ می سازد: میل رکھتا ہے، ایکا رکھتا ہے، ہل جل کے رہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... بہار کی ہوا نے گلستان کے اندر میخانہ بنا دیا ہے موسم بہار میں گلستان کو دیکھو تو میخانہ معلوم ہوتا ہے۔ غنچے سے صراحی بن رہی ہے پھول کو پیالہ بنا رہی ہے۔ یعنی غنچہ سبو ہے اور گل اس کا پیمانہ۔ جب محبت مکمل ہو جائے تو رقابت درمیان سے اٹھ جاتی ہے (ختم ہو جاتی ہے) پروانے ایک دوسرے سے مل کر ایک ہی شعلے کا طواف کرتے ہیں۔ (کوئی پروانہ کسی پروانے سے جنگ و جدل میں (جو رقیبوں کا شیوہ ہے) معروف نہیں ہوتا بلکہ سب مل کر محبوب کا طواف کرتے ہیں)۔

بہ ساز زندگی سوزے، بہ سوز زندگی سازے — چہ بیدردانہ می سوزد، چہ بیتابانہ می سازد!

تنش از سایہ بال تدروے لرزہ می گیرد — چو شاہیں زادہ اندر قفس بادانہ می سازد

معانی ...... ساز: بناؤ، وصال کی کیفیت۔ سوز: جی کی جلن، فراق کی کیفیت۔ از سایہ بال تدروے: ایک چکور کے پر کی پرچھائیں سے۔ لرزہ میگیرد: کانپ اٹھتا ہے۔ بادانہ می سازد: دانے سے مانوس ہو جاتا ہے، راضی ہو جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... زندگی کے ساز میں ایک سوز ہے اور زندگی کا سوز ساز سے خالی نہیں ہے۔ (یعنی عاشق میں سوز کے ساتھ ساز کی کیفیت بھی برقرار رہتی ہے)۔ کس بیدردی سے سوز توڑتا ہے اور کس بے تابی سے ساز جوڑتا ہے اس کا بدن چکور کے پر کے

سایہ سے (بھی) کانپ اٹھتا ہے جب کوئی شاہیں بچہ پنجرے کے اندر دانہ پر راضی ہو جاتا ہے (قید کی ذلت گوارا کر لیتا ہے)۔ (جب مردِ مومن، غیر اللہ کی غلامی اختیار کر لیتا ہے تو اس میں اس قدر بزدلی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ کافر کو دیکھ کر لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے یعنی جہاد نہیں کر سکتا)۔

بگو اقبال را اے باغباں رخت از چمن بندد — کہ ایں جادو نوا مارا از گل بیگانہ می سازد

ترجمہ و تشریح ...... اے باغبان اقبال سے کہہ دے (کہ) وہ چمن سے نکل جائے کیونکہ یہ جادو نوا ہمیں پھول سے بیگانہ کر رہا ہے۔ (ہمارے اندر پھولوں کی رغبت نہیں رہی)۔ (اقبال کہنا چاہتا ہے کہ اگر قوم میرے کلام کو سمجھ لے تو دنیا اور اس کی فانی لذتوں سے بیگانہ ہو کر اپنے مقصدِ حقیقی کے حصول کی طرف راغب ہو سکتی ہے۔ ''گل'' سے دنیا کی وہ عارضی اور فانی لذتیں مراد ہیں جن کے طلسم میں پھنس کر انسان اپنے مقصدِ حیات سے غافل ہو جاتا ہے۔ شعر کا لطف اسی لفظ کے مفہوم میں پوشیدہ ہے۔

غزل نمبر ۱۱

ازما بگو سلامے آں ترک تند خورا — کآتش زاد از نگاہے یک شہر آرزو را

ایں نکتہ را شناسد آں دل کہ دردمند است — من گرچہ توبہ گفتم، نشکستہ ام سبورا

معانی ...... ازما: ہماری طرف سے۔ بگو: تو کہنا، تو کہیو۔ ترک تند خو: تیز مزاج، غصیل، سخت عادت، ظالم، جفاکش۔ ترک: ترکستان کا باشندہ، فارسی کی عشقیہ شاعری میں محبوب کو کہتے ہیں۔ کآتش زد: کہ اس نے آگ لگا دی، جس نے جلا دیا۔ شناسد: پہچانے گا، پہچانتا ہے۔ توبہ گفتم: میں نے توبہ کی۔ نشکستہ ام: میں نے توڑا نہیں ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... ہماری طرف سے اس ظالم محبوب کو سلام کہنا کہ تو نے ایک نگاہ سے تمنا کا پورا شہر پھونک ڈالا۔ یہ نکتہ (بھید) صرف دردمند دل ہی سمجھ سکتا ہے میں نے اگرچہ توبہ کا اعلان کیا مگر پیالہ توڑا نہیں (واپسی کی گنجائش رکھی ہوئی ہے)۔

اے بلبل از وفایش صد بار با تو گفتم — تو در کنار گیری، باز ایں رمیدہ بورا

رمز حیات جوئی؟ جز در تپش نیابی — در قلزم آرمیدن ننگ است آبجو را

معانی ...... از وفایش: اس کی وفا کے بارے میں۔ با تو: تجھ سے، تجھے۔ تو در کنار گیری: تو آغوش میں لیتا ہے۔ باز: پھر۔ رمیدہ بو: جس کی مہک اڑ چکی ہو، پھول جس کی خوشبو خود اس میں قرار نہ پکڑتی ہو ختم ہو چکی ہو۔ یہاں بلبل سے حضرات انسان مراد ہے اور گل سے دنیا (عورت، دولت، حکومت) مراد ہے۔ جوئی: تو ڈھونڈتا ہے۔ جز: سوائے۔ تپش: تڑپ۔ نیابی: تو نہیں پائے گا۔ قلزم: سمندر، بڑا دریا۔ آرمیدن: آرام کرنا، ستانا۔ ننگ: باعث شرم، ذلت۔ آبجو: ندی۔

ترجمہ و تشریح ...... اے بلبل میں نے سو بار تجھے اس کی وفا کا حال سنایا تو پھر اس رمیدہ بو کو سینے سے لگا لیتی ہے تو زندگی کی رمز تلاش کرتا ہے؟ تو اسے صرف تپش میں پائے گا۔ ع چیست حیات دوام؟ سوختن ناتمام۔ ندی کے لئے سمندر میں گم ہو جانا باعث شرم ہے۔ (زندگی نام ہے مسلسل تڑپتے رہنے کا، خودی (آبجو) کے لئے یہ بات تو موجب تو نہیں ہے کہ وہ اپنی ہستی کو خدا (قلزم) کی ہستی میں مدغم کر دے۔ ع مقام بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی۔

شادم کہ عاشقاں را سوزِ دوام دادی — درماں نیافریدی آزار جستجو را

گفتی مجو وصالم، بالاتر از خیالم — عذر تو آفریدی اشک بہانہ جو را

معانی ...... : شادم: میں خوش ہوں۔ سوز دوام: ہمیشہ رہنے والی جلن، تڑپ، سوز: دادی: تو نے دیا۔ دادن: دینا۔ درماں: علاج، دارو۔ نیافریدی: تو نے نہیں بنایا، نہیں پیدا کیا۔ بالاتر از خیالم: میں خیال سے بلند ہوں۔ بالا: بلند۔ عذر نو: نیا بہانہ۔ عذر: بہانہ۔ نو: نیا۔ آفریدی: تو نے ایجاد کیا، پیدا کیا۔ اشک بہانہ جو: بہانہ ڈھونڈنے والا آنسو۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں خوش ہوں کہ تو نے عاشقوں کو سوز دوام عطا کیا (اور) طلب کے روگ کا علاج نہیں پیدا کیا تو نے کہا میرے وصال کی طلب مت کر میں خیال سے بھی بلند ہوں۔ (پھوٹ بہنے کا) بہانہ ڈھونڈنے والے آنسوؤں کو تو نے راہ سجھا دی۔ تیرے اس قول نے میرے اشکوں کو از سر نو رواں ہونے کا ایک نیا عذر مہیا کر دیا یعنی جب تو نے یہ کہا کہ میرا وصل ناممکن ہے تو میرے آنسو پھر بہنے لگے۔

از نالہ برگلستاں آشوب محشر آور   تادم بہ سینہ پیچد مگزار ہاے و ہورا

معانی ...... : آشوب محشر: قیامت کا ہنگامہ۔ آور: برپا کر دے، پیدا کر دے۔ تا: جب تک۔ پیچد: لپٹا رہے، لگا رہے۔ مگذار: مت چھوڑ۔ ہاے و ہو۔ نالہ و فریاد، مصیبت کے ماروں کا رونا، پیٹنا، شور شرابا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اپنے دکھ بھرے دل کی پکار سے باغ پر قیامت لے آ جب تک چھاتی میں دم ہے نالہ و فریاد مت چھوڑ۔

غزل نمبر ۱۲

آشنا ہر خار را از قصہ ما ساختی   در بیابان جنوں بردی و رسوا ساختی

جرم ما از دانہ، تقصیر او از سجدہ   نے باآں بیچارہ می سازی نہ باما ساختی

معانی ...... : ساختی: تو نے بنایا، کیا۔ در بیابان جنوں: دیوانگی کے صحرا میں۔ ویرانہ۔ بردی: تو لے گیا۔ از: بسبب، کی وجہ سے۔ دانہ: ایک دانہ۔ تقصیر او: اس کی خطا۔ تقصیر: خطا، قصور، گناہ۔ باں بیچارہ: اس بیچارے کے ساتھ۔ می سازی: تو خوش ہے۔ باما ساختی: تو ہم سے راضی ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے ہر کانٹے کو میری داستان سے باخبر کر دیا (تو مجھے) دیوانگی کے بیابان میں لے گیا اور رسوا کر دیا ہمارا جرم گندم کا ایک دانہ کھانا اس کا قصور ایک سجدہ (نہ کرنا) تو نہ اس بے چارے سے خوش ہے نہ ہم سے راضی ہوا (تو نے نہ اس سے موافقت کی نہ ہم سے)۔

صد جہاں می روید از کشت خیال ما چو گل   یک جہان وآں ہم از خون تمنا ساختی

پرتو حسن توی افتد بروں مانند رنگ   صورت مے پردہ از دیوار مینا ساختی

معانی ...... : می روید: اگتا ہے۔ سر باہر نکالنا، طلوع ہونا۔ پرتو حسن تو: تیرے حسن کا عکس۔ می افتد: پڑتی ہے، پڑ رہی ہے۔ دیوار مینا: شیشے کی دیوار۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارے خیال کی کھیتی سے سینکڑوں عالم پھولوں کی طرح اگتے ہیں تو نے ایک دنیا بنائی اور وہ بھی ہماری تمناؤں کے لہو سے تیرے حسن کا پرتو رنگ کی طرح شیشے سے باہر چھلکا پڑتا ہے۔ تو نے شراب کی صورت شیشے کی دیوار کو اوٹ بنایا۔ (شراب کا رنگ بوتل کی دیوار سے نمایاں ہو جاتا ہے)۔ اگرچہ خدا ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا لیکن اس کے جمال کا پرتو ہر شے میں نمایاں ہے۔ یعنی ہر شے مظہر ذات باری ہے۔

طرح نو افگن کہ ما جدت پسند افتادہ ایم ایں چہ حیرت خانہ امروز و فردا ساختی !

معانی ...... : طرح نو: نئی بنیاد۔ افگن: تو ڈال۔ جدت پسند: نئے پن کو پسند کرنے والا۔ جدت: نیا پن۔ پسند بمعنی پسندندہ: پسند کرنے والا۔ افتادہ ایم: ہم واقع ہوئے ہیں۔ حیرت خانہ امروز و فرد: آج اور کل کا اچنبھے میں ڈالنے والا گھر، مراد کائنات جو زمانے کے تابع ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : کوئی نئی بنیاد ڈال کہ ہم جدت پسند واقع ہوئے ہیں تو نے یہ کیا سر چکرا دینے والی آج اور کل کا حیرت خانہ بنا رکھا ہے (آپ نے یہ دنیا ایسی بنائی ہے کہ اس میں آج کے بعد کل اور کل کے بعد پھر کل آتا ہے ہر کل پہلے کل کی طرح ہوتا ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا اس یکسانیت سے ہم پر حیرت کا عالم طاری ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کو یکساں حالت پسند نہیں ہے۔ انسان بالطبع جدت پسند واقع ہوا ہے)۔

غزل نمبر ۱۳

خوش آنکہ رخت خرد را بہ شعلہ مے سوخت مثالِ لالہ متاعے ز آتشے اندوخت

تو ہم ز ساغر مے چہرہ را گلستاں کن بہار، خرقہ فروشی بہ صوفیاں آموخت

معانی ...... : خوش آنکہ: خوش قسمت ہے وہ جو، اچھا رہا ہے وہ جو جس نے، مبارک ہے وہ جو۔ رخت خرد: عقل کا اثاثہ۔ بہ شعلہ مے: شراب کے شعلے سے۔ سوخت: اس نے جلایا۔ متاعے: بہت بڑی دولت۔ اندوخت: اس نے فراہم کی، جمع کی، حاصل کی۔ آموخت: اس نے سکھادی۔

ترجمہ و تشریح ...... : مبارک ہے وہ شخص جس نے عقل کے لابس کو شراب کے شعلے سے جلا دیا (عقل کو عشق کی آگ سے جلا دے یعنی عقل کی بجائے عشق کی پیروی کرے) اور گل لالہ کی طرح آگ ہی کو اپنی پونجی بنا لیا تو بھی پیالہ شراب سے چہرے کو گلستان (سرخ) بنا بہار نے تو اللہ والوں (زاہدوں) سے خرقے نیلام کروا دیئے (وہ خرقہ فروشی کر کے شراب حاصل کر رہے ہیں جب زاہدوں نے توبہ توڑ دی ہے تو بھی شراب پی کر اپنے چہرہ پر سرخی پیدا کر لے)۔

دلم تپید ز محرومی فقیہہ حرم کہ پیر میکدہ جامے بفتوئی نفروخت

مسنج قدر سرود از نوائے بے اثرم زبرق نغمہ تواں حاصل سکندر سوخت

معانی ...... : تپید: کڑھا، تڑپا۔ محرومی فقیہہ حرم: فقیہہ حرم کی محرومی۔ فقیہہ: فقہ کا عالم، مفتی: حرم: کعبے کا گرداگرد، مکہ اور مدینے کے مقدس حدود۔ بفتوئے: فتوے کے عوض۔ نفروخت: اس نے نہیں بیچا۔ مسنج: مت تول، اندازہ نہ لگا۔ قدر سرود: نغمے کی قدر و قیمت۔ تواں حاصل سکندر سوخت: سکندر کی فصل جلائی جاسکتی ہے، سکندر کی کھیتی جل سکتی ہے۔ سکندر: مقدونیہ کا بادشاہ سکندر جس نے قریب قریب آدھی دنیا فتح کر لی تھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : مفتی حرم کی محرومی پر میرا دل کڑھا (بہت جلا) کہ شراب خانے کے پیر نے اس کے فتوے کے عوض شراب کا پیالہ بھی نہ دیا۔ (ارباب طریقت کی نظر میں فقہا کے فتاویٰ کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ ارباب حکومت کو خوش کرنے کیلئے اور ان سے دنیاوی فوائد حاصل کرنے کیلئے ان کی مرضی کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔ میری بے اثر پکار سے سرود کی قیمت کا اندازہ نہ کر۔ نغمے کی بجلی سے سکندر کی کھیتی جل سکتی ہے یعنی عشق کے سامنے سکندر اعظم کی عظیم الشان سلطنت کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

صبا بہ گلشن ویمر سلام ما برساں　　که چشم نکتہ وراں خاک آں دیارا فروخت

معانی ...... : بہ گلشن ویمر: ویمر کے گلزار کو۔ ویمر: جرمنی کا ایک شہر جہاں مشہور جرمن شاعر گوئٹے مدفون ہے۔ برساں: تو پہنچا۔ چشم نکتہ وراں: نکتہ وروں کی آنکھ۔ چشم: آنکھ۔ افروخت: اس نے روشن کی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے صبا! ویمر کے گلشن تک ہمارا اسلام پہنچا دے کہ اس سرزمین کی خاک نے نکتہ وروں کی آنکھوں کو روشنی بخشی (ان کے دل ودماغ کو منور کر دیا)۔ (اس شعر میں اقبال نے گوئٹے کی خدمت میں خراج تحسین پیش کیا ہے)۔

غزل نمبر ۱۴

بیار بادہ کہ گردوں بکام ما گردید　　مثال غنچہ نواہاز شاخسار دمید

خورم بیاد تنک نوشی امام حرم　　کہ جز بہ صحبت یاران رازداں نچشید

معانی ...... : بیار: تو لے آ، لا۔ بادہ: شراب۔ گردوں: آسمان۔ بکام ما گردید: ہمارے چاہے پر چلا، ہماری خواہش کے مطابق ہوگیا۔ زشاخسار: پیڑوں کے جھنڈ سے۔ دمید: پھوٹی۔ خورم: میں پیتا ہوں۔ بیاد تنک نوشی امام حرم: امام حرم کے کم کم پینے کی یاد میں۔ صحبت یاران رازداں: بھروسے کے دوستوں کی صحبت۔ نچشید: اس نے نہیں چکھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : شراب لے آ کہ آسمان ہماری مرضی کے مطابق گردش کر رہا ہے نغمے ٹہنیوں سے کلی بن کر پھوٹ رہے ہیں (مستی کا عالم ہے) میں بڑے شیخ جی کے چھپ چھپ کے ذرا ذرا سی پینے کی یاد میں شراب پیتا ہوں۔ جنہوں نے ہمراز یاروں کی سنگت (صحبت) کے علاوہ اور کہیں نہیں چکھی۔ (اس شعر میں فقیہہ یا امام پر طنز کی ہے۔ یہ لوگ اگر پیتے بھی ہیں تو چوری چھپے اور وہ بھی چند رازداروں کے ساتھ جبکہ مے نوشی کا مزہ تو اس میں ہے کہ علانیہ پی جائے اور سینکڑوں کے مجمع میں پی جائے)۔

فزوں قبیلہ آں پختہ کار باد کہ گفت　　چراغ راہ حیات است جلوہ امید

نوا ز حوصلہ دوستاں بلند تر است　　غزل سرا شدم آنجا کہ ہیچکس نشنید

معانی ...... : فزوں: زیادہ، بڑھا ہوا۔ قبیلہ آں پختہ کار: اس پختہ کار کا قبیلہ۔ باد: ہو جائے، رہے۔ غزل سرا شدم: میں غزل سرا ہوا۔ ہیچکس: کوئی شخص، کوئی بھی۔ نشنید: اس نے نہیں سنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : خدا کرے اس پختہ کار کا قبیلہ پھلتا پھولتا رہے (قبیلے میں اضافہ ہو) جس نے کہا کہ امید کی جھلک زندگی کے راستے کا چراغ ہے۔ (سالک راہ کو کتنی ہی مشکلات کیوں نہ درپیش ہوں ہمیشہ رحمت باری تعالیٰ کے نزول کا امیدوار رہنا چاہئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ **لاتقنطو من رحمتہ اللہ** یعنی اللہ کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہونا۔ چونکہ تیرا نغمہ یاروں کے حوصلے سے زیادہ بلند ہے اس لئے میں وہاں غزل سرا ہوا جہاں کوئی سننے والا نہ تھا۔ (طنزیہ انداز میں اظہار کیا ہے کہ مسلمان میرے کلام کو نہیں پڑھتے)۔

عیار معرفت مشتری است جنس سخن　　خوشم ازانکہ متاع مرا کسے نخرید

زشعر دلکش اقبال می تواں دریافت　　کہ درس فلسفہ میداد و عاشقی ورزید

معانی ...... : عیار معرفت مشتری: گاہک کی پہچان کو پرکھنے والی کسوٹی۔ جنس سخن: شعر کا مال۔ ازانکہ: اس بات سے کہ، اس سے کہ۔ متاع مرا: میری پونجی کو، میرا اثاثہ۔ نخرید: اس نے نہیں خریدا۔ می تواں دریافت: پایا جا سکتا ہے، دیکھا جا سکتا ہے۔ میداد: اس نے دیا، دیتا

رہا۔ورزید:اس نے اختیار کی۔

ترجمہ و تشریح ...... : جنسِ سخن (شعر) خریدار کی پہچان کی کسوٹی (پرکھ) ہے۔میں اس بات سے خوش ہوں کہ میری پونجی کسی نے نہیں خریدی۔(اس شعر میں بھی لطیف قسم کا طنز پوشیدہ ہے۔یعنی اقبال کا کلام صرف ایک علم دوست انسان پسند کرتا ہے، مسلمان ان صفات سے محروم ہیں)۔اقبال کی دل کھینچ لینے والی شاعری سے بوجھا جاسکتا ہے کہ اس نے فلسفے کا درس دیا اور ساتھ عاشقی (بھی) اختیار کی (اس نے فلسفی ہونیکے باوجود مسلک عشق اختیار کیا)۔نوٹ:اس شعر سے اقبال کی دو شاخیں واضح ہوگئیں یعنی وہ فلسفی بھی ہیں اور شاعر بھی۔

غزل نمبر ۱۵

تیر و سنان و خنجر و شمشیرم آرزوست — بامن میا کہ مسلک شبیرم آرزوست

از بہر آشیانہ خس اندوزیم نگر — باز ایں نگر کہ شعلہ درگیرم آرزوست

معانی...... سنان: بھالا، برچھی۔شمشیرم آرزوست: تلوار میری آرزو ہے۔بامن: میرے ساتھ۔میا: تو مت آ۔مسلک شبیرم آرزوست: شبیر کا راستہ میری آرزو ہے۔شبیر: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کربلا۔از بہر آشیانہ: آشیانے کیلئے، گھونسلا بنانے کے واسطے۔خس اندوزیم: میرا گھاس پھوس جمع کرنا۔نگر: تو دیکھ۔باز: پھر، دوبارہ۔شعلہ درگیرم آرزوست: مجھے بھڑکتے ہوئے شعلے کی آرزو ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیر اور برچھی اور خنجر اور تلوار میری آرزو ہے (خدا کی راہ میں جہاد کروں) میرے ساتھ نہ آ کہ میں شبیر کی راہ پر چلنا چاہتا ہوں (خدا کی راہ میں سر کٹانا چاہتا ہوں)۔آشیانہ بنانے کے واسطے میرا تنکے جمع کرنا دیکھ۔پھر یہ (بھی) دیکھ کہ میں بھڑکتے ہوئے شعلے کا آرزومند ہوں۔میں جائز طریقے سے دولت بھی جمع کرتا ہوں لیکن اپنی جان اور مال دونوں خدا کی راہ میں قربان کرنے کو تیار ہوں۔

گفتند لب بہ بند و زاسرار ما مگو — گفتم کہ خیر! نعرہ تکبیرم آرزوست

گفتند ہرچہ در دلت آید زما بخواہ — گفتم کہ بے حجابی تقدیرم آرزوست

معانی ...... بے حجابی تقدیرم آرزوست: مجھے تقدیر کا پردہ اٹھنے کی آرزو ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : انہوں نے کہا ہونٹ سی لے اور ہمارے اسرار مت بیان کر میں نے کہا کہ بہتر! (مگر) مجھے نعرہ تکبیر (اللہ اکبر) بلند کرنے کی آرزو ہے۔(ایک مسلمان جب اللہ اکبر کہتا ہے تو بالفاظ دیگر وہ تمام اسرار کو فاش کر دیتا ہے)۔انہوں نے کہا تیرے جی میں جو کچھ آتا ہے ہم سے مانگ لے میں نے عرض کی کہ مجھے تقدیر کو بے حجاب دیکھنے کی آرزو ہے (عبدیت سے بلند تر اور کوئی مقام نہیں ہے)۔

از روزگار خویش ندانم جز ایں قدر — خوابم زیاد رفتہ و تعبیرم آرزوست !

کو آں نگاہ ناز کہ اول دلم ربود — عمرت دراز دہماں تیرم آرزوست

معانی ...... از: کا، کے، متعلق۔روزگار خویش: اپنے دن رات۔ندانم: میں نہیں جانتا ہوں۔دانستن: جاننا۔زیاد رفتہ: بھولا ہوا۔رفتہ: گزرا ہوا، نکلا ہوا۔تعبیرم آرزوست: مجھے تعبیر کی آرزو ہے۔کو: کہاں۔کدھر ہے۔ربود: وہ لے گئی، اس نے لیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے اپنے دن رات کی بس اتنی سدھ (خبر) ہے میرا خواب جی سے بسر گیا ہے اور مجھے تعبیر کا ارمان ہے میں جب اپنی زندگی پر غور کرتا ہوں تو یہ ایک ایسا خواب محسوس ہوتا ہے جس کا نقش تو ذہن سے محو ہو چکا ہے یعنی میں بھول گیا کہ کیا خواب

دیکھا تھا لیکن اب اس کی تعبیر کی آرزو ہے۔ کدھر ہے وہ چت چور نظر جو پہلی بار میرا دل لے گئی تھی تیری عمر دراز ہو مجھے پھر اسی تیر کی تمنا ہے (اس شعر میں رنگ تغزل پایا جاتا ہے)۔

غزل نمبر ۱۶

دانہ سبحہ بہ زنار کشیدن آموز | گر نگاہ تو دوبین است ندیدن آموز
پا ز خلوت کدہ غنچہ برون زن چو شمیم | بانسیم سحر آمیز ووزیدن آموز

معانی ...... دانہ سبحہ: تسبیح کا دانہ۔ زنار: جنیو۔ کشیدن: یہاں مراد ہے پرونا۔ آموز: تو سیکھ۔ دوبین: ایک کو دو دیکھنے والی، بھینگی، احول، ندیدن آموز بہت دلکش ترکیب ہے اس کے ظاہری معنی تو یہ ہیں کہ "نہ دیکھنا سیکھ" یعنی آنکھ بند کر لے لیکن مرادی معنی یہ ہیں کہ دیر و حرم کو دو نہ دیکھنا سیکھ یعنی ان دونوں کو ایک سمجھ۔ آمیز: تو مل، گھل مل جا، میل پیدا کر۔ وزیدن: ہوا کا سنکنا، چلنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : زنار میں تسبیح کا دانہ پرونا سیکھ (اگر تو عاشق صادق ہے تو دیر و حرم میں امتیاز کرنا چھوڑ دے یعنی تسبیح کے دانوں کو زنار میں پرو دے۔ اگر تیری نظر ایک کو دو دیکھنے والی ہے تو نہ دیکھنا سیکھ کلی کی بند کوٹھری سے خوشبو کی طرح قدم باہر نکال صبح کی ہوا کے ساتھ مل کر (ہر سو) پھیلنا سیکھ۔ یعنی اے مسلمان! تو اپنے حجرے سے باہر نکل اور اسلام کے پیغام سے دنیا کو منور کر دے۔

آفریدند اگر شبنم بے مایہ ترا | خیز و بر داغ دل لالہ چکیدن آموز
اگرت خار گل تازہ رسے ساختہ اند | پاس ناموس چمن دارو خلیدن آموز

معانی ...... : آفریدند: انہوں نے بنایا، یعنی خدا نے خلق کیا۔ شبنم بے مایہ: ناچیز شبنم۔ ترا: تجھے۔ خیز: اٹھ۔ چکیدن: ٹپکنا۔ اگرت: اگر تجھے۔ خار گل تازہ رسے: تازہ تازہ پھول کا کانٹا۔ ساختہ اند: انہوں نے بنایا ہے۔ پاس ناموس چمن دار: چمن کی آبرو کا پاس رکھ، باغ کے ناموس کی حفاظت کر۔ خلیدن: چبھنا، کھٹکنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تجھے ناچیز شبنم بنایا گیا ہے تو اٹھ اور گل لالہ کے داغ دل پر ٹپکنا سیکھ۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں غریب سے غریب آدمی بھی اپنی بساط کے مطابق دوسروں کی خدمت کر سکتا ہے یہی سب سے بڑی نیکی ہے۔ ع طریقت بجز خدمت خلق نیست۔ اگر تجھے تازہ کھلے ہوئے گلاب کا کانٹا بنایا گیا ہے تو چمن کی آبرو کی پاسبانی کر اور کھٹکنا (چبھنا) سیکھ۔ (اگر فطرت نے تجھے گل کے بجائے خار بنایا ہے تو تجھے لازم ہے کہ رنج و ملال کو اپنے دل میں جگہ نہ دے بلکہ اپنی حد میں رہ کر چمن کے قانون کی پابندی کر یعنی گل (پھول) کی حفاظت کر۔

باغباں گزر خیابان تو برکند ترا | صفت سبزہ دگر بارہ دمیدن آموز
تاتو سوزندہ تر و تلخ تر آئی بیروں | عزلت خم کدہ گیر و رسیدن آموز

معانی ...... خیابان تو: تیری پھلواڑی، کیاری۔ برکند: اس نے اکھاڑا۔ صفت سبزہ: سبزے کی طرح۔ دمیدن: اگنا، پھوٹنا، مٹی سے سر نکالنا۔ تا: تاکہ۔ سوزندہ تر: خوب آگ لگانے والا، سخت جلانے والا۔ آئی: تو آئے۔ عزلت خمکدہ گیر: شراب خانے کا گوشہ پکڑ۔ خم: مٹی کا مٹکا جس میں شراب بھر کے کچھ مدت کیلئے چھوڑ دی جاتی ہے تاکہ پرانی ہو کر زیادہ نشہ آور بن جائے، وہ گھڑا جس میں شراب بنائی جاتی ہے، شراب کا مٹکا، رسیدن: پکنا، پختہ ہونا، کامل ہونا، کمال کو پہنچنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر باغبان نے تجھے تیری کیاری سے اکھاڑ دیا ہے تو سبزے کی طرح دوبارہ اگنا سیکھ تاکہ تو خوب تلخ تر

اور زیادہ کیف آور بن کے باہر آئے کسی میخانے کا کونا پکڑ لے اور پختہ ہونا سیکھ۔ (اے انسان تو کسی مرشد کامل کی صحبت (خانقاہ) میں رہ کر اپنے اندر پختگی پیدا کر لے کہتے ہیں کہ شراب وہی قیمتی ہوتی ہے جو مدتوں مٹکے میں پڑی رہے اور پختہ ہوتی رہے۔ سیرت میں پختگی عزلت یعنی صحبت مرشد سے پیدا ہوتی ہے۔

تا کجا در تہ بال دگراں می باشی　　در ہوائے چمن آزادہ پریدن آموز

در بتخانہ زدم مغ بچگانم گفتند　　آتشے در حرم افروز و تپیدن آموز

معانی ...... : تا کجا: کہاں تک۔ در تہ بال دگراں: دوسروں کے پر تلے۔ می باشی: تو رہے گا۔ بودن: رہنا۔ آزادہ: آزاد، آزادی سے۔ پریدن: اڑنا۔ در بتخانہ زدم: میں نے بتخانے کا در کھٹکھٹایا۔ مغبچگانم گفتند: مغبچے مجھ سے بولے۔ مغ بچگاں: مغبچہ کی جمع، آتش پرست لڑکے، بت پرست۔ افروز: تو روشن کر۔ تپیدن: تڑپنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو کہاں تک دوسروں کے بال و پر کے نیچے (پناہ لئے) رہیگا۔ چمن کی فضائیں آزادی سے اڑنا سیکھ میں نے بت خانے کا دروازہ کھٹکھٹایا تو مغبچوں نے مجھے کہا حرم میں آگ روشن کر اور تڑپنا سیکھ (پہلے شریعت کی پابندی کر پھر مرشد کی صحبت اختیار کر)۔

غزل نمبر ۱۷

ز خاک خویش طلب آتشے کہ پیدا نیست　　تجلّیٔ دگرے در خور تقاضا نیست

بملک جم نہ دہم مصرع نظیری را　　"کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلہ ما نیست"

معانی ...... : خاک خویش: اپنی خاک۔ طلب: طلب کر، مانگ۔ تجلّی دگرے: کسی اور کی روشنی۔ در خور تقاضا: تقاضے کے لائق، مانگے جانے کے قابل۔ بملک جم: جمشید کی سلطنت کے بدلے۔ جم: مشہور ایرانی بادشاہ جمشید۔ نہ دہم: میں نہ دوں۔ مصرع نظیری را: نظیری کے مصرعے کو۔ نظیری: مغلیہ دور کا مشہور فارسی شاعر نظیری نیشاپوری جو اکبر اور جہانگیر کے زمانہ میں ہوا۔ فارسی غزل میں اسکا شکار صف اول میں ہوتا ہے۔ اقبال نے یہاں نظیری کے جس مصرع کا حوالہ دیا ہے اس کا مصرع اول یہ ہے: ع گریز داز صف ما ہر کہ مرد غوغا نیست۔ کشتہ نشد: مارا نہ گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : آپ اپنی مٹی سے وہ آگ مانگ جو ظاہر نہیں ہے کسی اور کی روشنی مانگے جانے کے لائق نہیں ہے میں نظیری کا یہ مصرع جمشید کی سلطنت کے بدلے بھی نہ دوں "وہ جو مارا نہ گیا (جس نے جان قربان نہیں کی) ہمارے قبیلے میں سے نہیں" (جو شخص اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان نہ کرے وہ مسلمان ہی نہیں ہے)۔

اگرچہ عقل فسوں پیشہ لشکرے انگیخت　　تو دل گرفتہ نہ باشی کہ عشق تنہا نیست

تو رہ شناس نہ، ای وز مقام بے خبری　　چہ نغمہ ایست کہ در بربط سلیمی نیست

معانی ...... : عقل فسوں پیشہ: فریبی عقل۔ لشکرے: بڑا لشکر۔ انگیخت: اس نے چڑھایا، کھڑا کر دیا، حرکت دی۔ دل گرفتہ: اداس، مایوس۔ نباشی: تم مت ہونا۔ رہ شناس: لے پہچاننے والا۔ نہ ای: تو نہیں ہے۔ "راہ" اور "مقام" موسیقی کی اصطلاحات ہیں۔ وز مقام: اور سر ہے۔ در بربط سلیمی: سلیمی کے بربط میں۔ سلیمی۔ عرب کی ایک روایتی محبوبہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگرچہ دھوکے باز عقل نے لشکر تیار کیا ہوا ہے (مگر) تم مایوس نہ ہونا کیونکہ عشق اکیلا نہیں ہے تو راہ کی پہچان رکھنے والا نہیں اور مقام سے بھی بے خبر ہے ورنہ وہ کون سا نغمہ ہے جو سلیمی کے بربط میں نہیں (وہ کون سی بات ہے جو اسلام میں نہیں)۔

(راہ اور مقام چونکہ موسیقی کی اصطلاحیں ہیں اس لئے نغمہ اور بربط سے مناسبت کی بناء پر اسے صنعت الہام سے تعبیر کرتے ہیں)۔

نظر بخویش چناں بستہ ام کہ جلوہ دوست | جہاں گرفت و مرا فرصت تماشا نیست
بیا کہ غلغلہ در شہر دلبراں فگنیم | جنون زندہ دلاں ہرزہ گرد صحرا نیست

معانی ...... : نظر بخویش چناں بستہ ام: میں اپنی دید میں ایسا گم ہوں۔ گرفت: وہ چھا گیا۔ فرصت تماشا: دیکھنے کی فرصت۔ غلغلہ: ہنگامہ، ہاہو۔ فگنیم: ہم ڈالیں، برپا کریں۔ ہرزہ گرد صحرا: صحرا کا آوارہ گرد۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں اپنے آپ میں ایسا گم (محو) ہوں کہ دوست کا دلوہ سارے عالم پر چھا گیا اور مجھے آنکھ اٹھانے کی فرصت ہی نہیں (باطنی دنیا خارجی دنیا سے بہت زیادہ دلکش ہے) آ کہ دلبروں کے شہر میں ہنگامہ برپا کر دیں زندہ دلوں کا جنوں صحرا میں آوارہ گرد پھرنا نہیں ہے (خدا کے عاشق رہبانیت اختیار نہیں کرتے بلکہ دنیا والوں کو اسلام کا پیغام سناتے ہیں)۔

زقید و صید نہنگاں حکایتے آور | مگو کہ زورق ما روشناس دریا نیست
مرید ہمت آں رہروم کہ پا نگذاشت | بہ جادہ کہ درو کوہ و دشت و دریا نیست

معانی ...... : زقید وصید نہنگاں: مگرمچھوں کے شکار کی۔ نہنگاں: نہنگ کی جمع، مگرمچھ۔ نہنگ کنایہ ہے نفس امارہ اور اس کی تحریکات سے۔ حکایتے: کوئی قصہ۔ آور: تو لا۔ مگو: تو مت کہہ۔ زورق ما: ہماری ناؤ۔ چھوٹی کشتی۔ روشناس دریا: سمندر سے واقف۔ مرید ہمت آں رہروم: میں اس مسافر کی ہمت کا مرید ہوں۔ پانگذاشت: اس نے پاؤں نہیں رکھا، قدم نہیں دھرا۔ بہ جادہ: اس راستے پر۔ درو: اس میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : مگرمچھوں کے شکار اور انہیں قید کرنے کا احوال سنا یہ مت کہہ کہ میری کشتی سمندر کا رخ نہیں پہچانتی۔ قابل تحسین شخص وہ ہے جو نہنگوں کا مقابلہ کر سکے نہ کہ وہ جو ساحل دریا پر بیٹھا رہے۔ میں اس مسافر کی ہمت کا مرید ہوں جس نے قدم نہ رکھا اس راستے پر جس میں پہاڑ اور جنگل اور دریا نہیں (مشکلات نہیں)۔

شریک حلقہ رندان بادہ پیما باش | حذر زبیعت پیرے کہ مرد غوغا نیست
برہنہ حرف نگفتن کمال گویائی است | حدیث خلوتیاں جز بہ رمز و ایما نیست

معانی ...... : شریک حلقہ رندان بادہ پیما باش: مے نوش رندوں کے حلقے میں شامل ہو جا۔ بادہ پیمودن: شراب نوشی کرنا۔ حذر: ڈر، بھاگ، بچ۔ مرد غوغا کنایہ ہے اس مرشد کامل سے جو اپنے مریدوں کے اندر انقلاب برپا کرنے یا باطل سے برسرپیکار ہونے کا جذبہ پیدا کر سکے۔ حدیث خلوتیاں: گوشہ نشیں عارفوں کی گفتگو، محبوب حقیقی کی بارگاہ خاص تک رسائی رکھنے والوں کا قول۔ خلوتیاں: خلوتی کی جمع، گوشہ نشیں، خلق سے لاتعلق اور حق سے جڑے ہوئے، محبوب کی خلوت تک رسائی رکھنے والا، عرفا کی گفتگو، عارف کامل۔

ترجمہ و تشریح ...... : مے نوش رندوں کے حلقے میں شریک ہو جا (جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لے) اس پیر کی بیعت سے بھاگ جو میدان کا دھنی نہیں۔ بات کو کھول کے نہ کہنا گویائی کا کمال ہے۔ اہل خلوت صرف رمز اور اشارے سے اپنا مطلب بیان کر جاتے ہیں۔ (شاعر اپنے مافی الضمیر (خیالات) کو صاف لفظوں میں بیان نہ کرے بلکہ اپنی عبارت میں ابہام کا رنگ پیدا کرے تا کہ پڑھنے والا غور و فکر پر مجبور ہو جائے۔ اقبال کی شاعری تمام رمزیہ اور ایمائی ہے اور اسی انداز بیان میں ان کے کلام کا سارا لطف مضمر ہے۔

غزل نمبر ۱۸

موج را از سینہ دریا گسستن می تواں | بحرِ بے پایاں بجوئے خویش بستن می تواں

از نوائے می تواں ایک شہر دل درخوں نشاند — یک چمن گل از نسیمے سینہ خستن می تواں

معانی .... موج: عرفا کی اصطلاح میں آبجو یا موج کنایہ ہے انائے مقید یا انسانی خودی سے اور دریا بحر کنایہ ہے انائے مطلق یا خدا سے۔ گستن می تواں: توڑا جاسکتا ہے، جدا کرنا ممکن ہے۔ بحر بے پایاں: اتھاہ سمندر۔ بجوے خویش: اپنی ندی میں۔ بستن جی تواں: سمویا جاسکتا ہے۔ می تواں یک شہر دل درخوں نشاند: دل کا ایک شہر خون میں غرق کیا جاسکتا ہے۔ سینہ خستن می تواں: سینہ زخمی کیا جاسکتا ہے۔

ترجمہ و تشریح .... : موج کو دریا کی چھاتی سے الگ کیا جاسکتا ہے۔ موج (خودی) کو بحر (خدا) سے جدا کر سکتے ہیں۔ اتھاہ سمندر اپنی ندی میں سمویا جاسکتا ہے ایک نغمے سے دل کا ایک شہر لہو میں غرق کیا جاسکتا ہے۔ نسیم کے ایک جھونکے سے چمن بھر پھولوں کا سینہ زخمی کیا جاسکتا ہے۔

می تواں جبریل را کنجشک دست آموز کرد — شہپرش باموے آتش دیدہ بستن می تواں

اے سکندر سلطنت نازک تراز جام جم است — یک جہاں آئینہ از سنگے شکستن می تواں

معانی .... : می تواں جبریل را کنجشک دست آموز کرد: جبریل کو پلی ہوئی چڑیا بنا سکتے ہیں۔ می تواں کرد: کر سکتے ہیں، بنایا جاسکتا ہے۔ شہپرش: اس کا شہپر۔ شہپر: عظیم پر۔ باموے آتش دیدہ: جلے ہوئے بال کے ساتھ۔ بستن می تواں: باندھا جاسکتا ہے۔ سکندر: سکندر مقدونی، یہاں مراد ہے کوئی بھی بڑا بادشاہ۔

ترجمہ و تشریح .... : جبریل کو سدھائی ہوئی چڑیا (ایسا) بنا سکتے ہیں (اگر عشق حقیقی اختیار کرلے تو وہ جبرئیل جیسی طاقتور کو اپنا مطیع بنا سکتا ہے) اس کے شہپر جلے ہوئے بال سے باندھے جاسکتے ہیں۔ اے سکندر! بادشاہی جمشید کے پیالے سے بھی زیادہ نازک ہے آئینوں کا ایک جہان ایک پتھر سے چور ہوسکتا ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ سلطنت کرنے کیلئے بہت دانائی اور عاقبت بینی کی ضرورت ہے کیونکہ بادشاہ کے غیر دانشمندانہ فعل سے بہت سے آئینے ٹوٹ سکتے ہیں یعنی بہت سے انسان تباہ ہوسکتے ہیں)۔

گر بخود محکم شوی سیل بلا انگیز چسیت — مثل گوہر در دل دریا نشستن می تواں

من فقیر بے نیازم مشیر بم این است و بس — مومیائی خواستن نتواں، شکستن می تواں

معانی .... : مومیائی: جوڑنا، مومیا ایک سیاہ رنگ کی دوا جو لاش کو حنوط کرنے اور ٹوٹی ہوئی چیزیں ہی جوڑنے کے کام آتی ہے۔ خواستن نتواں: نہیں مانگ سکتا، آرزو نہیں کی جاسکتی، ہاتھ نہ پھیلانا۔ شکستن می تواں: ٹوٹ سکتا ہے۔

ترجمہ و تشریح .... : اگر تو اپنے آپ میں اٹل ہوجائے (خودی کو مستحکم کرلے) تو بڑے سے بڑا سیلاب بھی کوئی چیز نہیں ہے (دنیا کی کوئی مصیبت تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ موتی کی طرح سمندر کے دل میں قرار (سکون) سے بیٹھا جاسکتا ہے۔ (موتی صدف میں محفوظ رہتا ہے اگرچہ سمندر میں ہر وقت تلاطم برپا رہتا ہے)۔ میں بے نیاز (نوا) فقیر ہوں میرا طریق یہ ہے اور بس ٹوٹ سکتے ہیں (مرجانا قبول ہے) لیکن کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا گوارا نہیں ہے۔

غزل نمبر ۱۹

صد نالہ شبگیرے، صد صبح بلا خیزے — صد آہ شرر ریزے، یک شعر دلآویزے

در عشق و ہوسناکی دانی کہ تفاوت چسیت ؟ — آں تیشہ فرہادے، ایں حیلہ پرویزے

معانی .... نالہ شبگیرے: رات کے پچھلے پہر کی آہ و فریاد، رونا۔ صبح بلا خیزے: آفت برپا کرنے والی صبح۔ آہ شرر ریزے:

چنگاریاں بکھیرنے والی، آہ۔ ہوسناکی: ہوس سے بھرا ہونا، ہوس کا ابال، ہوس۔ دانی: تو جانتا ہے۔ تفاوت: فرق۔ حیلہ پرویزے: حیلہ، مکر، فریب، دھوکا۔ پرویز: فرہاد کا رقیب ایرانی بادشاہ جس نے دھوکے سے اس کی محبوبہ شیریں کو ہتھیا لیا تھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : پچھلے پہر کے سینکڑوں نالے، سینکڑوں بلا خیز صبحیں (آتی ہیں) چنگاریاں برساتی سینکڑوں آہیں اٹھتی ہیں، تب کہیں دل میں کھب جانے والا شعر وجود میں آتا ہے۔ تو جانتا ہے کہ عشق اور ہوسناکی میں کیا فرق ہے؟ وہ فرہاد کا تیشہ ہے اور یہ پرویز کا مکر (عشق حقیقی کے اندر ایثار اور قربانی ہے جبکہ عشق مجازی مکاری اور عیاری کا درس دیتا ہے)۔

با پردگیاں برگو کایں مشت غبارِ من — گردیست نظر بازے، خاکسیت بلاخیزے

ہوشم برد اے مطرب، مستم کند اے ساقی — گلبانگ دل آویزے از مرغ سحر خیزے

معانی ...... : باپردگیاں: پردہ نشینوں سے، فرشتوں سے۔ برگو: تو کہہ دے۔ ہوشم: میرے ہوش۔ برد: لے جاتا ہے۔ مطرب: گانے والا، گویا۔ مستم کند: مجھے مست کر دیتا ہے۔ گلبانگ دلاویزے: دل میں اتر جانے والی چہکار۔ مرغ سحر خیزے: بلبل۔

ترجمہ و تشریح ...... : پردے رہنے والوں (فرشتوں) سے برملا کہہ دو کہ یہ میری مٹھی بھر مٹی گرد ہے تاک جھانک کرتی خاک ہے مگر طوفان اٹھاتی (ہے) (فرشتوں سے افضل ہے) اے مطرب! میرے ہوش اڑا لیجاتی ہے اے ساقی! مجھے مست کر دیتی ہے کسی بلبل کی دل میں اتر جانے والی چہکار (عاشق کو مرغ سحر خیز کی نغمہ سرائی بیخود کر دیتی ہے)۔

از خاک سمرقندے ترسم کہ دگر خیزد — آشوب ہلاکوے، ہنگامہ چنگیزے

مطرب غزلے بیتے از مرشد روم آور — تا غوطہ زند جانم در آتش تبریزے

معانی ...... : خاک سمرقندے: سمرقند کی خاک، سمرقند کی زمین۔ خاک۔ سمرقند: روسی ترکستان کا ایک مشہور شہر جو کبھی منگولوں کی سلطنت میں شامل تھا۔ ترسم: میں ڈرتا ہوں۔ دگر: پھر، دوبارہ۔ خیزد: اٹھے، برپا ہوگا۔ بیتے: کوئی شعر۔ مرشد روم: روم کے مرشد، پیر رومی مراد ہیں مولانا جلال الدین بلخی رومی۔ آور: سنا، چھیڑ۔ غوطہ زند: وہ غوطہ لگائے۔ آتش تبریزے: تبریز کی آگ۔ تبریز: آذربائیجان کا ایک شہر، شمس تبریزی کا وطن جن کی طرف اس مصرع میں اشارہ ہے۔ یہاں کنایہ ہے اس درس محبت سے جو شمس تبریزی نے مولانا روم کو دیا تھا۔ جس کی بدولت وہ مرشد رومی یا مولائے روم بن گئے۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے امید ہے کہ سمرقند کی خاک سے پھر اٹھنے کو ہے کسی ہلاکو کا طوفان کسی چنگیز کا ہنگامہ (اقبال نے اپنی توقعات کا اظہار کیا ہے) اے مطرب! کوئی غزل کوئی شعر مرشد رومی کے ہاں سے (گا) تاکہ میری روح تبریز کی آگ میں غوطہ لگائے۔

مولوی ہرگز نشد مولائے روم — تا غلام شمس تبریزی نشد

علامہ اقبال بھی مولانا روم کو اپنا مرشد تسلیم کرتے ہیں۔

غزل نمبر ۲۰

باز بہ سرمہ تاب دہ چشم کرشمہ زاے را — ذوق جنوں دو چند کن شوق غزلسرائے را

نقش دگر طراز دہ، آدم پختہ تر بیار — لعبت خاک ساختن می نہ سزد خدائے را

معانی ...... : باز: پھر۔ تاب دہ: چمکا۔ چشم کرشمہ زائے: والی آنکھ۔ کرشمہ: آنکھ کا اشارہ، جادو، کرامت۔ زا بمعنی زائندہ، پیدا کرنے والی۔ ذوق جنوں: دیوانگی کی لذت، مزا۔ شوق غزل سرائے: مستی میں گاتا ہوا شوق۔ طراز دہ: تو ترتیب دے، بنا۔ بیار: تو تخلیق کر، تو پیدا

کر، تو ظاہر کر۔ لعبت خاک: مٹی کا پتلا۔ کنایہ ہے ضعیف انسان سے۔ ساختن: بنانا۔ می نہ سزد: سزاوار نہیں ہے، زیب نہیں دیتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : جادو جگانے والی آنکھ کو پھر سرے سے تیز کر لپکتے گاتے شوق میں دیوانگی کی لذت دوبالا کر دے۔ کوئی اور نقش ابھار ایک خوب محکم آدم پیدا کر (لا) نری مٹی کی مورت (ضعیف انسان) بنانا خدا کو زیب نہیں دیتا۔ (اقبال نے شوخی اور طنز کے پردہ میں ہمیں استحکام خودی کا پیغام دیا ہے تا کہ ہم ابلیس کا مقابلہ کر سکیں)۔

قصہ دل نگفتنی است، درد جگر نہفتنی است خلوتیاں ! کجا برم لذت ہائے ہائے را
آہ درون تاب کو، اشک جگر گداز کو شیشہ بسنگ می زنم عقل گرہ کشائے را

معانی ...... : نگفتنی: بیان کرنے کا نہیں۔ نہفتنی: چھپانے کے لائق۔ خلوتیاں: اے گوشہ نشینو محبوب کی خلوت تک پہنچنے والو، خلوتی کی جمع۔ برم: لے جاؤں۔ آہ درون تاب: باطن کو چمکانے والی آہ، دل کو حرارت پہنچانے والی آہ۔ کو: کہاں۔ ساز: بناؤ، وصال کی کیفیت۔ سوز: جی کی جلن، فراق کی کیفیت۔

ترجمہ و تشریح ...... : دل کا قصہ کہنے کا نہیں ہے جگر کی چوٹ دکھانے کی نہیں ہے اے خلوت نشینو! میں ہائے ہائے کی لذت کو کدھر لے جاؤں (یہ مجھے نالہ و فریاد پر مجبور کرتی ہے) چھاتی گرمانے، دل چمکانے والی آہ کہاں ہے؟ جگر موم کرنے والا آنسو کہاں ہے؟ میں گتھیاں کھولنے والی عقل کا شیشہ پتھر پر مارتا ہوں (چور چور کرتا ہوں)۔ (اب خدارا مجھے بتاؤ کہ خانقاہ مرشد کا راستہ کدھر ہے تا کہ میں وہاں جا کر عشق کی لذت سے بہرہ اندوز ہو سکوں)۔

بزم بہ باغ و راغ کش، زخمہ بہ تار چنگ زن بادہ بخور، غزل سرائے، بند کشا قبائے را
صبح دمید و کارواں کرد نماز و رخت بست تو نشنیدہ ای مگر زمزمہ درائے را

معانی ...... : بزم بہ باغ و راغ کش: باغ اور سبزہ زار میں محفل سجا۔ زخمہ: مضراب، چوب، ساز بجانے کی چھڑی۔ زن: تو مار، لگا۔ بخور: تو پی۔ سرائے: تو گا۔ کشا: تو کھول۔ بند قبا کشادن کنایہ ہے اختلاط باہمی سے ان حرکات سے جو محبت پر دلالت کریں۔ دمید: طلوع ہوئی، پھوٹی۔ کرد نماز: اس نے نماز ادا کی۔ رخت: سامان، اسباب۔ بست: اس نے باندھا۔ تو نشنیدہ: تو نے نہیں سنا ہے۔ زمزمہ درائے: گھنٹی کی آواز۔ زمزمہ: مترنم آواز، دور سے آتی ہوئی گانے کی آواز جس کے الفاظ سمجھ میں نہ آئیں۔ درا: جرس، گھنٹا، گھنٹی۔ را: کو۔

ترجمہ و تشریح ...... : باغ اور سبزہ زار میں محفل گرم کر، ستار پر مضراب لگا، شراب پی، غزل چھیڑ، قبل کے بند کھول دے (ممکن ہے یہ وقت پھر نہ ملے)۔ پو پھٹی اور قافلے نے نماز ادا کی اور سامان باندھا تو نے شاید گھنٹی کی آواز نہیں سنی۔ (اس شعر میں اقبال نے غفلت کی زندگی ترک کرنے اور سرگرم عمل ہونے کی تلقین کی ہے)۔

ناز شہاں نمی کشم، زخم کرم نمی خورم درنگر اے ہوس فریب ہمت این گدائے را

معانی ...... : ناز شہاں: بادشاہوں کے ناز، احسان۔ نمی کشم: نہیں برداشت کرتا ہوں نہیں اٹھاتا ہوں۔ زخم کرم: کرم کا گھاؤ۔ نمی خورم: نہیں کھاتا ہوں۔ درنگر: تو دیکھ۔ ہوس فریب: ہوس کے فریب میں آیا ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں بادشاہوں کا احسان نہیں اٹھاتا۔ بخشش کا زخم نہیں کھاتا۔ اے ہوس کے پرچائے ہوئے (دنیا کے بندے) اس فقیر کی ہمت دیکھ۔ (عاشق صادق کبھی کسی بادشاہ کے دربار میں نہیں جاتا اور کسی کا احسان نہیں اٹھاتا لیکن بوالہوس ساری عمر بادشاہوں کی غلامی میں زندگی بسر کر دیتا ہے)۔

غزل نمبر ۲۱

فریب کشمکش عقل دیدنی دارد — کہ میر قافلہ و ذوق رہزنی دارد
نشان راہ زعقل ہزار حیلہ مپرس — بیا کہ عشق کمالے زیک فنی دارد

معانی ...... : فریب کشمکش عقل: عقل کی کشاکش کا دھوکا۔ دیدنی دارد: دیکھنے کے قابل ہے۔ و: مگر۔ ذوق رہزنی: رہزنی کا چسکا، رہزنی کی طرف میل۔ دارد: وہ رکھتی ہے۔ عقل ہزار حیلہ: مکار عقل، ترکیبوں کی بنی عقل، طرح طرح کے کرتب رکھنے والی عقل۔ مپرس: تو مت پوچھ۔ بیا: تو آ۔ کمالے: بڑا کمال۔ یک فنی: اک فنا ہونا، ایک ہی فن میں طاق ہونا۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل کی کشمکش کا فریب دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے کہ سالار کارواں ہے مگر رہزنی کا چسکا رکھتی ہے۔ ایک طرف تو انسانی عقل رہنمائی کی مدعی ہے دوسری طرف یہی عقل انسان کو غلط راستہ پر لے جانا چاہتی ہے۔ زندگی کا مسئلہ سلجھانے کی بجائے اور الجھاتی ہے۔ عقل جو ہزار حیلوں کی مالک ہے سے راستے کا پتا مت پوچھ۔ عشق کی طرف آ جو یک فنی کی وجہ سے کمال رکھتا ہے (عشق ایک فن ہے یعنی صرف نشانہ ہی کا فن جانتا ہے)۔

فرنگ گرچہ سخن باستارہ میگوید — حذر کہ شیوہ او رنگ جوزنی دارد
زمرگ و زیست چہ پرسی دریں رباط کہن — کہ زیست کاہش جاں، مرگ جانکنی دارد

معانی ...... : فرنگ: یورپ، مغرب۔ میگوید: وہ کہہ رہا ہے۔ حذر: خبردار، بچ۔ شیوہ او: اس کا رنگ ڈھنگ۔ شیوہ: طریقہ، طور، کرشمہ۔ رنگ جوزنی: جادوگری کا رنگ۔ جوزن: جادوگر، عیار، ساحر، عمل تسخیر کرنے والا، عامل، گیہوں یا جو وغیرہ کے دانوں پر کچھ پڑھ کے تسخیر کی غرض سے کسی شخص کی طرف پھینکنے والا۔ ز: کا، کے بارے میں۔ چہ: کیا۔ پرسی: تو پوچھتا ہے۔ دریں رباط کہن: اس پرانی سرائے میں۔ کنایہ ہے دنیا سے۔ در: میں۔ کاہش جاں: جان کا گھلنا، گھٹنا۔ جانکنی: نزع، جان نکلنے کی اذیت ناک حالت، جان کو جسم سے کھینچ کر باہر نکالنا، انسان کیلئے اس سے بڑھ کر تکلیف دہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر چہ اہل فرنگ (مغرب) ستاروں سے باتیں کرتے ہیں (مگر) خبردار (ان سے بچ) کیونکہ ان کے انداز میں ساحری رنگ ہے۔ تو اس پرانی سرائے (دنیا) میں موت اور زندگی کا کیا پوچھتا ہے زندگی جان کا گھلنا ہے اور موت جان کا کھینچ کھینچ کر نکلنا ہے۔

سر مزار شہیداں یکے عناں درکش — کہ بے زبانی، ما حرف گفتنی دارد
دگر بدشت عرب خیمہ زن کہ بزم عجم — مے گزشتہ و جام شکستنی دارد

معانی ...... : یکے: ذرا تھوڑی دیر کیلئے۔ عناں درکش: (گھوڑے کی) باگ کھینچ، ٹھہر۔ دگر: پھر، دوبارہ۔ خیمہ زدن: خیمہ لگانا، پڑاؤ کرنا۔ مئے گذشتہ: باسی شراب، جوٹھی شراب۔ مے کنایہ ہے مضامین یا معنی سے اور جام کنایہ ہے الفاظ یا صورت سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (اے شہسوار اپنے) شہیدوں کے مزار پر ایک پل کو باگ کھینچ کہ ہماری بے زبانی کچھ کہنے کو ہے (ایک بار) پھر عرب کے صحرا میں خیمہ لگا کہ عجم کی محفل میں شراب ہے سو جوٹھی اور پیالہ ہے سو اب ٹوٹا کہ تب۔

نہ شیخ شہر، نہ شاعر، نہ خرقہ پوش اقبال — فقیر راہ نشین است و دل غنی دارد

معانی ...... : شیخ شہر: شہر کا پیشوا۔ شیخ: بزرگ، سردار۔ خرقہ پوش: گدڑی پہننے والا، صوفی۔ فقیر راہ نشیں: راستے پر بیٹھا ہوا فقیر۔ و:

نگر۔غنی: مالدار، بے نیاز۔

ترجمہ و تشریح ...... : اقبال نہ شہر کا پیشوا (عمائد شہر) ہے نہ شاعر نہ صوفی (شیخ طریقت) وہ راستے پر بیٹھا ہوا فقیر ہے مگر دل غنی رکھتا ہے (کسی سے کچھ طلب نہیں کرتا)۔ نوٹ: اقبال نے ازراہ انکسار اپنے آپ کو "فقیر راہ نشیں" لکھا ہے حالانکہ وہ ایک درویش گوشہ نشین تھے۔

غزل نمبر ۲۲

حسرت جلوہ آں ماہ تمامے دارم　　دست برسینہ، نظر برلب بامے دارم

حسن می گفت کہ شامے نہ پذیرد سحرم　　عشق می گفت تب و تاب دوامے دارم

معانی ...... : حسرت جلوۂ آں ماہ تمامے: اس پورے چاند کے دیدار کی حسرت۔ دارم: میں رکھتا ہوں۔ لب بامے: چھت کی منڈیر۔ می گفت: کہہ رہا تھا۔ پذیرد: قبول کرتی ہے۔ تب و تاب دوامے: دائمی لپک اور چمک، ہمیشہ رہنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں اس ماہ کامل کے دیدار کی حسرت رکھتا ہوں ہاتھ سینے پر نظر چھت کی منڈیر پر رہتی ہے (انتظار میں ہوں) حسن کہتا تھا کہ میری سحر شام قبول نہیں کرتی (میں لازوال ہوں) عشق کہتا تھا میری تب و تاب لازوال (دائمی) ہے۔

نہ بامروز اسیرم، نہ بہ فردا، نہ بہ دوش　　نہ نشیبے، نہ فرازے، نہ مقامے دارم

بادۂ رازم و پیمانہ گسارے جویم　　در خرابات مغاں گردش جامے دارم

معانی ...... : بامروز: آج میں۔ اسیرم: اس پروں۔ فردا: آنے والا کل۔ دوش: گزرا ہوا کل۔ نشیبے: نیچائی۔ فرازے: فراز: بلندی، اونچائی۔ مقام: کوئی ٹھکانا، پڑاؤ۔ بادہ رازم: میں حقیقت کی شراب ہوں۔ کنایہ ہے عرفان الٰہی سے۔ پیمانہ گسارے: (بھرا ہوا) پیالہ پی جانے والا۔ قدح: خالی کر دینے والا کوئی شخص۔ جویم: میں ڈھونڈتا ہوں۔ خرابات مغاں: آتش پرستوں کا شراب خانہ، اہل دل کا میکدہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں نہ آج کا اسیر ہوں نہ کل کا نہ میں نشیب و فراز رکھتا ہوں، نہ کوئی منزل۔ میں غیب (راز) کی شراب ہوں اور ہم پیالہ ڈھونڈتا ہوں۔ میں مستوں کے حلقے میں پیالے کو گردش میں رکھتا ہوں (تاکہ کوئی ساقی مل جائے)۔

بے نیازانہ ز شوریدہ نوایم مگذر　　مرغ لاہوتم و از دوست پیامے دارم

پردہ برگیرم و در پردہ سخن میگویم　　تیغ خونریزم و خود را بہ نیامے دارم

معانی ...... : بے نیازانہ: بے نیازی سے، بے پروائی سے۔ شوریدہ نوایم: میری بکھری ہوئی آواز۔ مگذر: تو مت گذر۔ مرغ لاہوتم: عالم لاہوت کا پرندہ ہوں۔ لاہوت: ذات الٰہیہ کا عالم۔ پردہ برگیرم: میں پردہ اٹھاتا ہوں، میں چھپے ہوئے کو ظاہر کرتا ہوں۔ و: لیکن۔ سخن میگویم: بات کہتا ہوں۔ تیغ خونریزم: خون بہانے والی تلوار ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری مجذوب کی پکار ان سن کر کے مت گذر۔ میں لاہوت کا پرندہ ہوں اور دوست کا پیغام لایا ہوں۔ میں ان دیکھے کو دکھا دیتا ہوں مگر کلام چھپا کے کرتا ہوں میں خون بہانے والی تلوار ہوں لیکن خود کو نیام میں رکھتا ہوں۔ (اگرچہ میں رموز قلندری فاش کر رہا ہوں لیکن میرا انداز بیان رمزیہ ہے یعنی میں استعاروں میں گفتگو کرتا ہوں)۔

غزل نمبر ۲۳

بشاخ زندگی مائے ز تشنہ لبی است   تلاش چشمہ حیواں دلیل کم طلبی است
حدیث دل بہ کہ گویم، چہ راہ برگیرم   کہ آہ بے اثر است و نگاہ بے ادبی است

معانی ...... : بشاخ زندگی ما: ہماری زندگی کی شاخ میں۔ نمے: تری، طراوت، شادابی۔ نم: تری، تراوٹ۔ تشنہ لبی: پیاس۔ تلاش چشمہ حیواں: آب حیات کے چشمے کی تلاش۔ تلاش۔ دلیل کم طلبی: طلب کی کمی کا ثبوت۔ حدیث دل: دل کا قصہ۔ بات، بیان، بکہ: کس سے۔ گویم: میں کہوں۔ گفتن: کہنا۔ برگیرم: اختیار کروں، چنوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہماری زندگی کی شاخ میں طراوت پیاس سے ہے۔ آب حیات کے چشمہ کی تلاش طلب کی خامی کی دلیل ہے۔ عاشق صادق کی کامیابی کا راز فراق میں ہے۔ آرزوئے وصال خامی یا نادانی کی دلیل ہے۔ دل کی بات کس سے کہوں کون سی راہ نکالوں (کہاں جاؤں) کہ آہ بے اثر ہے اور نظر اٹھانا بے ادبی ہے۔

غزل بزمزمہ خواں پردہ پست تر گرداں   ہنوز نالہ مرغاں نوائے زیر لبی است
متاع قافلہ ما حجازیاں بردند   ولے زباں نکشائی کہ یار ما عربی است

معانی ...... : بزمزمہ: دھیمی لے میں۔ خواں: تو پڑھ، گا۔ پردہ: موسیقی کی اصطلاح ہے۔ سر، لے۔ پست: دھیما۔ گرداں: تو کر۔ ہنوز: ابھی، اب تک۔ نالہ مرغاں: پرندوں کی فریاد: نوائے زیر لبی: ہونٹوں میں دبا ہوا نغمہ۔ متاع قافلہ ما: کنایہ ہے ناموس ملت سے۔ ہمارے قافلے کا مال و متاع۔ متاع: پونجی، سامان، دولت۔ حجازیاں: حجاز والے، عرب، انگریزوں کے ساتھ شریف مکہ کے گٹھ جوڑ کی طرف اشارہ ہے جس کے نتیجے میں امت مسلمہ کی وحدت کو سخت دھچکا لگا۔ شریف مکہ اور اس کے رفقائے کار نے پہلی جنگ عظیم 1914-18ء میں ملت اسلامیہ سے غداری کر کے دشمنان اسلام کو عربی ممالک پر مسلط کر دیا۔ بردند: وہ لے اڑے۔ ولے: لیکن۔ نکشائی: تم نہ کھولنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : غزل دھیمے دھیمے گنگنا، لے اور مدھم رکھ (تاکہ سر تیز ہو) کیونکہ ابھی پرندوں کا نالہ ہونٹوں میں دبا ہوا گیت ہے (دھیمی آواز میں ہے) حجازیوں (عربوں) نے ہمارے قافلے کا سامان لوٹ لیا ہے مگر زبان مت کھولنا کہ ہمارا محبوبؐ (بھی) عربی ہے۔

نہال ترک ز برق فرنگ بار آورد   ظہور مصطفویؐ را بہانہ بولہبی است
مسنج معنی من در عیار ہندو عجم   کہ اصل ایں گہر از گریہ ہائے نیم شبی است

معانی ...... : نہال ترک: ترکوں کا پودا۔ بار آور: وہ درخت پھل لایا۔ مسنج: تو مت تول۔ معنی من: میرا مقصود کلام، میری شاعری کی حقیقت، میرے لفظوں کے معنی۔ عیار ہندو عجم: ہند اور عجم کی ترازو، کسوٹی۔ عجم: غیر عرب ممالک خصوصاً ایران۔ گریہ ہائے نیم شبی: آدھی راتوں کا رونا، گڑگڑانا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ترکوں کا پودا فرنگ کی بجلی سے پھل لایا۔ (مصطفیٰ کمال پاشا کی کامیابی کی طرف اشارہ ہے)۔ جناب رسول پاکؐ کے ظہور کیلئے بولہبی (تو ایک) بہانہ ہے۔ میرے کہے ہوئے بھید (اشعار) کو ہند اور ایران کی کسوٹی پر مت پرکھ۔ اس گوہر کی اصل نیم شب کے آنسوؤں سے ہے۔

بیا کہ من ز خم پیر روم آوردم   مے سخن کہ جواں تر ز بادہ عنبی است

معانی ...... : بیا: تو آ، آجا۔ زخم پیر روم: روم کے پیر کے خم سے۔ خم: شراب کا مٹکا۔ پیر روم: مولانا رومی۔ آوردم: میں لایا ہوں۔ بادہ علبی: انگوری شراب۔

ترجمہ و تشریح ...... : آ کہ میں پیر روم کے مٹکے سے لایا ہوں (میرا کلام اور پیغام مرشد رومی کی تعلیمات سے ماخوذ ہے) سخن کی شراب جو انگوری شراب سے بڑھ کر تند ہے (میری شراب پیر روم کے میخانہ سے آئی ہے اس لئے اس میں انگوری شراب سے کہیں زیادہ مستی ہے)۔

غزل نمبر ۲۴

فرقے نہ نہد عاشق در کعبہ و بتخانہ — ایں جلوت جانانہ، آں خلوت جانانہ

شادم کہ مزار من درکوے حرم بستند — راہے زمژہ کاوم از کعبہ بہ بتخانہ

معانی ...... : فرقے: کوئی فرق۔ نہ نہد: نہیں رکھتا۔ جلوت جانانہ: محبوب کی رونمائی۔ خلوت جانانہ: محبوب کی خلوت۔ خلوت: تنہائی۔ شادم: میں خوش ہوں۔ بستند: انہوں نے بنایا۔ مژہ: پلک۔ کاوم: کھودوں گا۔

ترجمہ و تشریح ...... : عاشق کعبے اور بت خانے میں کوئی فرق نہیں رکھتا۔ شاعر نے بت خانہ کو جلوت جانانہ اور کعبہ کو خلوت جانانہ سے تعبیر کیا ہے مطلب یہ کہ دونوں میں اس کا جلوہ ہے۔ (کعبہ اور بت خانہ دونوں یکساں ہیں)۔ یہ محبوب کی (ظہور) جلوت ہے وہ محبوب کی خلوت (تنہائی)۔ میں خوش ہوں کہ میری قبر کوئے حرم میں بنائی گئی ہے کعبے سے بتخانے تک پلکوں سے ایک راستہ کھودلوں گا۔ (میں چونکہ بتوں کا پرستار ہوں اس لئے پلکوں سے زمین کھود کر بت خانہ تک پہنچ جاؤں گا۔ خوشی اس بات کی ہے کہ اب مجھے منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے جدو جہد کرنی پڑے گی۔

از بزم جہاں خوشتر، از حور و جناں خوشتر — یک ہمدم فرزانہ وزبادہ دو پیمانہ

ہرکس نگہے دارد، ہرکس سخنے دارد — در بزم توی خیزد افسانہ ز افسانہ

معانی ...... : بزم جہاں: دنیا کی انجمن (محفل)۔ خوشتر: مقابلتہ زیادہ اچھا۔ جناں: جنت۔ ہمدم فرزانہ: عقل مند ساتھی۔ نگہے: مخصوص نظر، ایک نظر۔ دارد: وہ رکھتا ہے۔ سخنے: ایک بات۔ می خیزد: اٹھتا ہے، اٹھتا رہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : دنیا و مافیہا سے اچھی حور اور جنت سے بہتر ایک ہوشیار ساتھی اور شراب کے دو پیالے ہر شخص نگاہ رکھتا ہے اس لئے مجھے دیکھتا ہے ہر آدمی کے پاس اپنی ایک بات ہے (زبان رکھتا ہے) (اس لئے اپنی کیفیت بیان کرتا ہے)۔ تیری محفل میں کہانی سے کہانی نکلتی چلی جاتی ہے (بات میں سے بات نکلتی رہتی ہے)۔

ایں کیست کہ بر دلہا آوردہ شبیخونے؟

صد شہر تمنا را یغمازدہ ترکانہ!

در دشت جنون من جبریل زبوں صیدے — یزداں بہ کمند آور اے ہمت مردانہ

معانی ...... : کیست: کون ہے۔ دلہا: دل کی جمع۔ آوردہ شبیخونے: اس نے چڑھائی کی ہے۔ یغمازدہ: اس نے تاراج کر دیا ہے۔ یغما: لوٹ مار، غارت، زدہ۔ زدہ است: کیا ہے۔ ترکانہ: ترکوں کی طرح۔ ترکاں: ترک کی جمع جن کی شجاعت اور حسن و جمال فارسی شاعری کا مستقل موضوع رہا ہے۔ در دشت جنون من: میری دیوانگی کے صحرا میں۔ زبوں: بے چارہ، عاجز، گراپڑا۔ صیدے: ایک شکار۔

صید: شکار۔ یزداں: خدا۔ بہ کمند آور: تو پھندے میں کس دے، تو شکار کر اپنے آپ کو صفات ایزدی کے رنگ میں رنگین کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ کون ہے جس نے دلوں پر شبخون مارا ہے تمنا کے سینکڑوں شہر ترکوں کی طرح تاراج کر دیئے ہیں میری دیوانگی کے صحرا میں جبریل ایک گراپڑا شکار ہے اے ہمت مردانہ یزداں پر کمند ڈال (محبت میں اللہ تعالیٰ کو لا)۔ (اپنے اندر خدائی صفات کا رنگ پیدا کرے اور یہ رنگ عشق رسول کی بدولت پیدا ہو سکتا ہے)۔

اقبال بہ منبر زد رازے کہ نہ باید گفت ناپختہ بروں آمد از خلوت میخانہ

معانی ...... : نباید گفت: نہیں کہنا چاہیے۔ ناپختہ: ناتجربہ کار، خام، کچا، بروں: باہر۔ آمد: وہ آیا۔ خلوت میخانہ: میخانے کا گوشہ تنہائی۔ خلوت: تنہائی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اقبال نے منبر پر چڑھ کے وہ راز کہہ دیا جو کہنے کا نہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خلوت میخانہ سے ناپختہ ہی باہر آ گیا ہے۔ (افشائے راز دلیل خامی ہے)۔

غزل نمبر ۲۵

بے تو از خواب عدم دیدہ کشودن نتواں بے تو بودن نتواں، با تو نبودن نتواں

در جہان است دل ما کہ جہاں در دل ماست لب فرو بند کہ ایں عقدہ کشودن نتواں

معانی ...... : بے تو: تجھ بن، تیرے بغیر۔ بے: بغیر، تو: تیرے۔ خواب عدم: عدم کی نیند۔ خواب: نیند۔ عدم: نیستی، وجود کی ضد، جس میں وجود نہ پایا جائے۔ دیدہ: آنکھ۔ کشودن نتواں: کھولنا ممکن نہیں، نہیں کھولی جا سکتی، نہیں کھل سکتی۔ کشودن: کھولنا، کھلنا۔ نہ: نہیں۔ تواں: سکنا۔ توانستن: سکنا، ممکن ہونا۔ بودن نتواں: ہونا ممکن نہیں، ہستی ناممکن ہے۔ بودن: ہونا، موجود ہونا۔ با تو: تیرے ساتھ ساتھ۔ نہ بودن نتواں: نہ ہونا ناممکن ہے۔ لب فرو بند: زبان بند کر لے، ہونٹ سی لے۔ عقدہ: گتھی، مشکل۔

ترجمہ و تشریح ...... : تجھ بغیر عدم کی نیند سے آنکھ نہیں کھل سکتی تیرے بغیر ہماری ہستی محال ہے اور تیرے ساتھ ہماری نیستی ناممکن ہے۔ ہمارا دل کائنات میں ہے یا کائنات ہمارے دل میں ہے ہونٹ سی لے (خاموشی بہتر ہے) کیونکہ یہ گتھی نہیں سلجھ سکتی (یہ عقدہ حل نہیں کیا جا سکتا)۔

دل یاراں ز نواہائے پریشانم سوخت من ازاں نغمہ تپیدم کہ سرودن نتواں

اے صبا از تنک افشانی شبنم چہ شود تب و تاب از جگر لالہ ربودن نتواں

معانی ...... : ز نواہائے پریشانم: میرے پریشان بکھرے ہوئے نغموں سے۔ سوخت: وہ جلا۔ ازاں نغمہ: اس نغمے سے۔ تپیدم: میں تڑپا۔ سرودن نتواں: گایا نہیں جا سکتا۔ از تنک افشانی شبنم: شبنم کے کم کم چھڑکاؤ سے، ذرا سی اوس چھڑکنے سے۔ چہ: کیا۔ شود: ہوگا، ہوتا ہے۔ تب و تاب: تپک اور لپک۔ ربودن نتواں: چھینا نہیں سکتا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری بکھری بکھری نواؤں سے یاروں کا دل جل گیا (کیونکہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ ان کی فہم سے بالاتر ہے)۔ مجھے اس نغمے نے تڑپایا جو گایا نہیں جا سکتا (سنا جا سکتا ہے)۔ (مسئلہ وحدت الوجود کو سمجھ تو سکتے ہیں لیکن لفظوں میں بیان نہیں کر سکتے)۔ اے صبا شبنم کے بوند بوند چھڑکاؤ سے کیا ہوگا گل لالہ کے جگر کی تب و تاب کو زائل نہیں کیا جا سکتا۔ (دنیا کی کوئی طاقت عشق کی آگ کو سرد نہیں کر سکتی)۔

دل بحق بند و کشادے زسلاطیں مطلب
کہ جبیں بر در ایں بتکدہ سودن نتواں

معانی ...... بحق: خدا سے۔ بند: تو باندھ، جوڑ۔ کشادے: مشکل کا حل، مصیبت سے چھٹکارا، فراغت۔ مطلب: تو مت طلب کر۔ کہ: تا کہ۔ بر در ایں بتکدہ: اس بتخانے کی چوکھٹ پر۔ سودن نتواں: نہیں رگڑی جاسکتی، نہ گھسی جاسکے۔

ترجمہ و تشریح ...... اے مسلمان! تو دل اللہ سے لگا (جوڑ) اور بادشاہوں سے مرادمت مانگ تا کہ اس بتخانے کی چوکھٹ پر ماتھا رگڑنے کی نوبت نہ آسکے۔ (جو شخص اللہ کو چھوڑ کر سلاطین کے دروازے پر جاتا ہے وہ بت پرست ہو جاتا ہے اور مسلمان بتوں کو سجدہ نہیں کرسکتا)۔

غزل نمبر ۲۶

ایں گنبد مینائی، ایں پستی و بالائی
درشد بدل عاشق، با ایں ہمہ پہنائی

اسرار ازل جوئی؟ برخود نظرے واکن
یکتائی و بساری، پنہانی و پیدائی

معانی ...... : گنبد مینائی: مراد آسمان۔ درشد: وہ سما گئی۔ بہ دل عاشق: عاشق کے دل میں۔ با: ساتھ، سمیت۔ پہنائی: پھیلاؤ، وسعت۔ اسرار ازل: ازل کے بھید، قدیم حقائق۔ اسرار: سر کی جمع، راز، بھید۔ جوئی: تو ڈھونڈتا ہے۔ یکتائی: تو یکتا ہے۔ یکتا: واحد، یگانہ۔ بسیاری: تو کثیر ہے۔ پنہائی: تو پوشیدہ ہے۔ پیدائی: تو ظاہر ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ گنبد مینائی (آسمان) یہ (زمین کی) پستی اور بلندی، سب اپنی وسعت کے باوجود عاشق کے دل میں سما جاتے ہیں۔ تو ازل کے راز جاننا چاہتا ہے تو اپنے آپ پر آنکھیں کھول (نظر ڈال) ایک بھی تو ہے، ہزار بھی تو، چھپا ہوا بھی تو ہے، ظاہر بھی تو۔ یعنی صفات حق خود تیرے اندر جلوہ گر ہیں۔

اے جان گرفتارم دیدی کہ محبت چیست؟
در سینہ نیا سائی از دیدہ بروں آئی

برخیز کہ فروردیں افروخت چراغ گل
برخیز و دمے بنشیں بالالہ صحرائی

معانی ...... : جان گرفتارم: میری عشق کی ماری جان، محبت میں مبتلا میری جان، پکڑ میں آئی ہوئی میری جان۔ دیدی: تو نے دیکھا۔ دیدن: دیکھنا۔ محبت: چاہت کی ایسی شدید کیفیت جو دل میں سما نہ سکے اور باہر چھلک پڑے۔ چیست: کیا ہے۔ نیا سائی: تو نہیں ٹکتی۔ برخیز: تو اٹھ کھڑا ہو۔ فروردیں: مراد بہار کا مہینہ۔ افروخت: اس نے روشن کیا۔ دمے: ایک پل کیلئے۔ بنشیں: تو بیٹھ جا۔ بالالہ صحرائی: صحرا کے گل لالہ کے ساتھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے میری جان گرفتار تو نے دیکھ لیا کہ محبت کیا ہے؟ اب تو سینے میں نہیں سماتی، آنکھوں کے راستے باہر آرہی ہے۔ (آنکھوں سے نکل نکل آتی ہے)۔ اٹھ کہ بہار نے پھولوں کے چراغ روشن کر دیئے ہیں اٹھ اور لحہ بھر کیلئے بن کے لالے کے ساتھ بیٹھ۔

عشق است و ہزار افسوں، حسن است و ہزار آئیں
نے من بہ شمار آیم، نے تو بہ شمار آئی

صد رہ بفلک برشد، صد رہ بہ زمیں درشد
خاقانی و فغفوری، جمشیدی، دارائی

معانی ...... : افسوں: جادو، منتر، فریب۔ آئیں: ادا، شیوہ، سنگھار، انداز، صفت۔ نے: نہ۔ بہ: میں۔ شمار: گنتی۔ ایم: آتا ہوں۔ صد: سو، سینکڑوں۔ رہ: بار، مرتبہ۔ بفلک: آسمان تک، پر۔ برشد: بلند ہوئی، اوپر گئی۔ بہ: میں۔ درشد: وہ دھنس گئی۔ خاقانی: خاقان کی سلطنت۔ خاقان: چین کے قدیم بادشاہوں کا خاندانی لقب۔ فغفوری: فغفور کی حکومت۔ فغفور: چین کے قدیم بادشاہوں کا لقب۔ جمشیدی: جمشید کی

بادشاہت۔ جمشید: ایران کا ایک قدیم بادشاہ۔ دارائی: دارا کا راج۔ دارا: قدیم ایران کا ایک مشہور بادشاہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق ہے اور ہزار چالیں، حسن ہے اور ہزار ادائیں نہ مجھے گنا جا سکتا ہے، نہ تیری گنتی ہو سکتی ہے سو بار آسمان تک پہنچی، سو بار زمین میں دھنسی، خاقانی اور فغفوری، جمشیدی اور دارائی (بادشاہت کا انجام فنا ہے)۔

ہم با خود و ہم با او ہجراں کہ وصال است ایں؟ | اے عقل چہ میگوئی، اے عشق چہ فرمائی

ترجمہ و تشریح ...... : اپنے آپ میں بھی رہنا اور اس (اللہ تعالیٰ) میں بھی گم ہونا یہ جدائی ہے کہ ملن؟ اے عقل تو کیا کہتی ہے، اے عشق تو کیا فرماتا ہے؟

بہ یکے از صوفیہ نوشتہ شد

ہوس منزل لیلیٰ نہ تو داری و نہ من | جگر گرمی صحرا نہ تو داری و نہ من
من جواں ساقی و تو پیر کہن میکدہ | بزم ما تشنہ و صہبا نہ تو داری و نہ من

صوفیوں میں سے ایک شخص کی طرف لکھی گئی

معانی ...... : ہوس منزل لیلیٰ: لیلیٰ کی منزل کا ہوکا۔ بے حد خواہش۔ منزل، پڑاؤ: قیام گاہ۔ لیلیٰ: عرب کی ایک داستانی محبوبہ، مراد محبوب۔ داری: تو رکھتا ہے۔ جگر گرمی صحرا: صحرا کی گرمی کی تاب۔ ساقی: شراب بانٹنے والا۔ پیر کہن میدکہ: ایک پرانے شراب خانے کا مسند نشین۔ صہبا: سرخ شراب۔

ترجمہ و تشریح ...... : لیلیٰ کی منزل تک پہنچنے کی دھن نہ تجھے ہے نہ مجھے صحرا کی گرمی کی برداشت کرنے کی ہمت نہ تو رکھتا ہے اور نہ میں (نہ تیرے اندر ہے نہ میرے اندر) میں نیا ساقی ہوں اور تو ایک پرانے میخانے کا مسند نشین ہماری محفل پیاسی (تشنہ ہدایت) ہے اور شراب (ہدایت) نہ تو رکھتا ہے نہ میں۔

دل و دیں در گرو زہرہ و شان عجمی ! | آتش شوق سلیمی نہ تو داری و نہ من
خزفے بود کہ از ساحل دریا چیدیم | دانہ گوہر یکتا نہ تو داری و نہ من

معانی ...... : در گرو زہرہ و شان عجمی: عجم کے حسینوں کے رہن میں۔ در: میں۔ آتش شوق سلیمی: سلیمی کی چاہت کی آگ۔ سلیمی: عرب شاعری کی ایک روایتی محبوبہ۔ خزفے: ایک ٹھیکری، سنگریزہ، وہ ٹھیکرا۔ خزف: ٹھیکری۔ مراد ظاہری رسوم۔ بود: تھی۔ کہ: جو۔ از ساحل دریا: سمندر کے کنارے سے۔ چیدیم: ہم نے چنا۔ دانہ گوہر یکتا: سچے موتی کا دانہ۔ قیمتی، بے مثال۔ مراد اسلامی روح۔

ترجمہ و تشریح ...... : دل اور دین عجمی حسینوں کے پاس رہن رکھا ہوا ہے (ہم سب عجمی افکار کے دلدادہ بن چکے ہیں) سلیمی کی چاہت کی آگ نہ تو رکھتا ہے اور نہ میں۔ وہ تو ایک ٹھیکری تھی جو ہم ساحل سے چن لائے کوئی سچا موتی نہ تیرے پاس ہے اور نہ میرے پاس۔

دگر از یوسف گم گشتہ سخن نتواں گفت | تپش خون زلیخا نہ تو داری و نہ من
بہ کہ با نور چراغ تہ داماں سازیم | طاقت جلوہ سینا نہ تو داری و نہ من

معانی ...... : دگر: مزید، ہرگز، کوئی۔ از: کا، کی۔ یوسف گم گشتہ: کھویا ہوا یوسف۔ یوسف: حضرت یوسف علیہ السلام۔ سخن: بات۔ نتواں گفت: نہیں کہا جا سکتا۔ تپش خون زلیخا: زلیخا کے لہو کی گرمی۔ زلیخا: عزیز مصر کی بیوی جو حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہو گئی تھیں۔

بہ: اچھا، اچھا ہے۔ بانور چراغ تہ داماں: دامن تلے کے چراغ کی روشنی کے ساتھ۔ سازیم: ہم موافقت کرلیں۔ دلیل منزل شوقم: میں شوق کی منزل کا راستہ دکھانے والا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... : کھوئے گئے یوسف کی کوئی بات نہیں کی جاسکتی۔ زلیخا کے خون کی تپش نہ تو رکھتا ہے اور نہ میں، اچھا ہے کہ دامن تلے کے دیئے کی روشنی پر اکتفا کرلیں طور کے جھلک کی تاب نہ تو رکھتا ہے اور نہ میں۔ (اس شعر میں زبردست طنز مخفی ہے)۔

غزل نمبر ۲۸

دلیل منزل شوقم بدامنم آویز   شررز آتش نابم بخاک خویش آمیز

عروس لالہ بروں آمد از سراچہ ناز   بیا کہ جان تو سوزم زحرف شوق انگیز

معانی ...... : دلیل: بمعنی رہنما۔ بدامنم آویز: تو میرا دامن پکڑ لے۔ مجھ سے رابطہ کرلے۔ آتش نابم: میری خالص کھری آگ۔ بخاک خویش: اپنی مٹی میں۔ آمیز: تو گوندھ لے، ملالے۔ عروس لالہ: دلہن ایسا گل لالہ۔ سراچہ ناز: ناز و ادا کا حجرہ۔ سوزم: میں جلاؤں۔ زحرف شوق انگیز: شوق کو بھڑکانے والے کلام سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں منزل شوق کا راستہ دکھانے والا ہوں میرے دامن سے لگ جا۔ میری خالص آگ کی کوئی چنگاری اپنی مٹی میں گوندھ (ملا) لے۔ یعنی میرے کلام کا مطالعہ کرتا کہ عشقِ رسول کا جذبہ پیدا ہوجائے۔ عروس لالہ ناز کے حجرے سے باہر آئی۔ (میں نے اپنے کلام میں اسرار و رموز فاش کردیے ہیں)۔ آکہ میں تیرے جی میں شوق بھڑکانے والے کلام سے آگ لگا دوں۔ (میرے کلام کا مطالعہ کرتو تیرے اندر عشق رسولؐ کی آگ بھڑکنے لگے گی)۔

بہر زمانہ بہ اسلوب تازہ می گویند   حکایت غم فرہاد و عشرت پرویز

اگرچہ زادہ ہندم، فروغ چشم من است   زخاک پاک بخارا و کابل و تبریز!

معانی ...... : بہر زمانہ: ہر زمانے میں۔ بہ اسلوب تازہ: نئے ڈھنگ سے۔ می گویند: کہتے ہیں۔ عشرت پرویز: پرویز کی رنگ رلیاں۔ پرویز: فرہاد کا رقیب۔ زادہ ہندم: میں ہندوستان کی پیدائش ہوں، میں ہندی بچہ ہوں۔ زادہ: جنم لیا ہوا۔ ہند: ہندوستان۔ فروغ چشم من: میری آنکھ کا نور۔ خاک پاک بخارا و کابل و تبریز: بخارا اور کابل اور تبریز کی پاک مٹی۔ بخارا: روسی ترکستان کا ایک مشہور شہر، امام بخاری اور خواجہ بہاء الدین نقشبند، شیخ فرید الدین عطار کا وطن۔ کابل: افغانستان کا دار الحکومت، حضرت مجدد الف ثانی کا وطن۔ تبریز: ایران کا شہر، شمس تبریزی کا وطن۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہر زمانے میں ایک نئے ڈھنگ سے کہی جاتی ہے فرہاد کے غم اور پرویز کی رنگ رلیوں کی کہانی (فرہاد عشق صادق کا نمائندہ ہے اور پرویز عشق کاذب (ہوس) کا نمائندہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سچے اور جھوٹے عاشق ہر زمانہ میں پائے جاتے ہیں)۔ اگرچہ میں ہندوستان کی خاک سے ہوں (مگر) میری آنکھوں کا نور بخارا اور کابل اور تبریز کی پاک مٹی سے ہے (یعنی میرے افکار کا سرچشمہ ہندی (عجمی) نہیں ہے بلکہ اسلامی ہے۔

غزل نمبر ۲۹

در جہان دل ما دور قمر پیدا نیست   انقلابیست ولے شام و سحر پیدا نیست

وائے آں قافلہ کز دونی ہمت میخواست
رہگزارے کہ دروہیچ خطر پیدا نیست

معانی ...... دورِقمر: چاند کی گردش۔ پیدا: موجود، ظاہر۔ انقلابیست: ایک الٹ پلٹ ہے۔ وائے: افسوس۔ کز دونی ہمت: جوحوصلے کی پستی سے۔ میخواست: وہ چاہتا تھا، اس نے مانگی۔ رہگذارے: وہ راستہ، ایسی راہ۔ رہگذار: راستہ۔ درو: اس میں۔ در: میں۔ ہیچ: کوئی، ذرہ برابر۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارے دل کی دنیا میں چاند کی گردش نہیں پائی جاتی ایسا چاند نہیں جو گھٹتا بڑھتا ہوا ایک الٹ پلٹ تو مچی رہتی ہے لیکن رات اور دن کا چکر دکھائی نہیں دیتا۔ دل کی دنیا زمان و مکان کی قیود سے بالاتر ہے۔ افسوس ہے اس قافلے پر جس نے ہمت کی پستی کے باعث ایسی راہ چاہی کہ جس میں کسی خطرہ کا سامنا نہ ہو۔

بگوراز عقل و دو آویز بموج یم عشق
کہ درآں جوے تنک مایہ گہر پیدا نیست

آنچہ مقصود تگ و تاز خیال من و تست
ہست در دیدہ و مانند نظر پیدا نیست

معانی ...... : بگذر: تو گذر جا، بھول جا۔ درآویز: تو تعلق پیدا کر، تو لٹک جا، تو جڑ جا۔ بموج یم عشق: عشق کے سمندر کی موج سے۔ جوے تنک کم مایہ: اتھلی ندی۔ آنچہ: وہ جو، جو بھی۔ مقصود تگ و تاز خیال من و تست: میرے اور تیرے تخیل کی بھاگ دوڑ کا مقصود ہے۔ و: اور۔ ہست: موجود ہے۔ و: مگر۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل سے گزر جا اور عشق کے سمندر کی لہروں میں ہاتھ پاؤں مار، عقل کی مدد سے محبوب حقیقی کا دیدار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کی کم گہری ندی میں موتی نہیں پایا جاتا جس کے لئے میرے اور تیرے خیال کی یہ ساری بھاگ دوڑ لگی ہوئی ہے وہ آنکھ میں ہے مگر نظر کی طرح دکھائی نہیں دیتا۔ (انسان خدا کی ہستی کو دل میں محسوس کرتا ہے لیکن آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا)۔

غزل نمبر ۳۰

گریہ ما بے اثر، نالہ ما نارسا ست
حاصل ایں سوز و ساز یک دل خونیں نواست

در طلبش دل تپید، دیر و حرم آفرید
ما بہ تمنائے او، او بہ تماشائے ماست

معانی ...... : گریہ ما: ہمارا رونا۔ نالہ ما: ہماری دہائی رونا۔ نارسا: نہ پہنچنے والا۔ حاصل ایں سوز و ساز: اس سوز و ساز کا حاصل۔ دل خونیں نوا: وہ دل جس کے نغمے سے لہو ٹپکتا ہو، وہ دل جو اپنے زخموں سے نغمہ سرا ہو۔ طلبش: اس کی طلب۔ تپید: تڑپا۔ دیر: بتخانہ۔ حرم: کعبہ۔ آفرید: اس نے بنایا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارا رونا بے اثر ہے ہماری فریاد نارسا ہے۔ اس جلنے کڑھنے کا پھل خون میں گندھی ہوئی پکار والا ایک دل ہے دل اس کی طلب میں تڑپا تو مندر اور کعبہ بنالئے ہم اس کی تمنا میں کھوئے ہوئے ہیں وہ ہمارا تماشا (نظارہ) کر رہا ہے (جس طرح ہم اس سے ملنے کے آرزومند ہیں وہ بھی تو ہم سے ملنے کا مشتاق ہے)۔

پردگیاں بے حجاب، من بہ خودی درشدم
عشق غیورم نگر، میل تماشا کراست

مطرب مے خانہ دوش نکتہ دلکش سرود
بادہ چشیدن خطاست، بادہ کشیدن رواست

معانی ...... : پردگیاں: پردگی کی جمع، پردے میں پوشیدہ، پردہ نشیں۔ درشدم: میں داخل ہو گیا، چھپ گیا۔ عشق غیورم: میرا غیرت دار عشق۔ نگر: تو دیکھ۔ میل تماشا: دیدار کی خواہش۔ کرا: کسے، کس کو۔ مطرب میخانہ: شراب خانے میں گانے والا۔ دوش: گزری ہوئی

رات۔نکتہ دلکش: دل کھینچنے والی باریک بات۔نکتہ: لطیف اور باریک بات۔سرود: اس نے گایا، الاپا۔چشیدن: چکھنا۔بادہ کشیدن: شراب بننا، شراب کو ڈگڈگا کے پی جانا۔روا: جائز۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ جو پردے میں تھے وہ بے حجاب ہیں اور میں اپنی خودی میں مستور ہو چکا ہوں۔اے میرے آن والے عشق دیکھ! دیدار کی چاہ کسے ہے میخانے کے مطرب نے کل رات عجیب دل کھینچنے والی بات سنائی کہ شراب چکھنا حرام ہے، شراب کشید کرنا حلال (جائز) ہے۔

زندگی رہرواں در تگ و تاز است و بس — قافلہ موج راجادہ و منزل کجاست

شعلہ در گیرزد برخس و خاشاک من — مرشد رومی کہ گفت ''منزل ما کبریاست''

معانی ...... تگ وتاز: بھاگ دوڑ، دوڑ دھوپ۔جادہ: راستہ۔کجا: کہاں۔شعلہ در گیر: بھڑکتا ہوا شعلہ۔زد: اس نے مارا، پھینکا۔ برخس وخاشاک من: میرے گھاس پھونس پر۔مرشد رومی: راستہ بتانے والے مولانا روم۔مرشد: راستہ دکھانے والا، ہدایت کرنے والا۔ پیر رومی: مولانا روم۔گفت: اس نے کہا۔کبریا: اللہ تعالیٰ، بڑھائی، عظمت۔منزل ما کبریاست کا ٹکڑا مولانا روم کے اس شعر سے لیا گیا ہے۔ماز فلک برتریم وز ملک افزوں تریم۔زیں دو چرانہ بگذریم منزل ما کبریاست۔

ترجمہ و تشریح ...... : مسافروں کی زندگی صرف لگاتار بھاگ دوڑ میں ہے اور بس جیسے لہروں کے قافلے کا نہ کوئی راستہ ہے اور نہ کوئی منزل ہے (کبھی قرار نصیب نہیں)۔میرے خس وخاشاک پر ایک بھڑکتا ہوا شعلہ پھینکا مرشد رومی نے جو یہ کہا ''ہماری منزل خدا ہے'' (یعنی مرشد رومی نے میرے اندر عشق الٰہی کی آگ بھڑکا دی)۔

غزل نمبر ۳۱

سوز سخن زنالہ مستانہ دل است — ایں شمع را فروغ ز پروانہ دل است

مشت گلیم و ذوق فغانے نداشتیم — غوغائے ماز گردش پیمانہ دل است

معانی ...... : زنالہ مستانہ دل: دل کی مستانہ پکار کی وجہ سے۔را: کا۔فروغ: روشنی۔مشت گلیم: ہم مٹھی بھر مٹی ہیں۔ذوق فغانے: فریاد کی کوئی لذت۔نداشتیم: ہم نہیں رکھتے تھے۔غوغاے ما: ہماری چیخ پکار، شور وغل۔غوغا: گردش پیمانہ دل: دل کے پیمانے کا دور۔

ترجمہ و تشریح ...... : سخن میں یہ سوز، دل کی مستانہ پکار سے پیدا ہوتا ہے۔اس شمع کا اجالا دل کے پروانے کے دم سے ہے ہم تو مٹھی بھر مٹی ہیں ہم نے جی کی پکار کا مزا کب چکھا تھا۔ہماری ساری ہائے وہو دل کے پیالے کی گردش سے ہے۔

ایں تیرہ خاکداں کہ جہاں نام کردہ ای — فرسودہ پیکرے ز صنم خانہ دل است

اندر صد نشستہ حکیم ستارہ بیں — در جستجوے سرحد ویرانہ دل است

معانی ...... تیرہ: تاریک، اندھیرا۔خاکداں: دنیا۔کہ: جسے۔نام کردہ ای: تو نے نام دیا ہے۔فرسودہ: پرانا، گھسا پٹا، بے مصرف۔ پیکرے: ایک مورت۔بدن، بت۔ز صنم خانہ دل: دل کے بتخانے کا۔رصد: رصدگاہ۔نشستہ: بیٹھا ہوا۔حکیم ستارہ بیں: ستاروں کا مشاہدہ کرنے والا سائنسدان، ماہر فلکیات۔جستجوے سرحد ویرانہ دل: دل کے ویرانے کی حدود کی کھوج۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ تاریک خاکدان (دنیا) جسے تو نے جہان کا نام دیا ہے دل کے صنم خانے کی ایک گھسی پٹی مورت ہے (جس کو جہان سے تعبیر کرتے ہیں) رصدگاہ میں بیٹھا ستارہ شناس (جو کائنات کی وسعت کا اندازہ کرتا ہے) ابھی ویرانہ دل کی سرحد کی

تلاش میں ہے۔(جس طرح یہ کائنات غیر محدود ہے اسی طرح دل کی دنیا بھی غیر محدود ہے)۔

لاہوتیاں اسیر کمند نگاہ او صوفی ہلاک شیوہ ترکانہ دل است
محمود غزنوی کہ صنم خانہا شکست زناری بتان صنم خانہ دل است

معانی ...... لاہوتیاں: لاہوتی کی جمع، لاہوت والے۔ لاہوت: ذات باری تعالیٰ کا عالم۔ اسیر کمند نگاہ او: اس کی نگاہ کی کمند کے اسیر۔ اسیر: قیدی، کمند: پھندا۔ ہلاک شیوۂ ترکانہ دل: دل کی جان لیوا محبوبانہ ادا کا مارا ہوا۔ ہلاک: مقتول، مارا ہوا، عاشق۔ شیوہ: ادا، رنگ ڈھنگ۔ ترکانہ: ترکوں کی طرح جو روایتی فارسی شاعری میں حسن، خونخواری اور شجاعت کی علامت تھے۔ صنم خانہ ہا: صنم خانہ کی جمع، بتخانے۔ شکست: اس نے توڑے۔ شکستن: توڑنا، ڈھالنا۔ زناری بتان صنم خانہ دل: دل کے مندر کے بتوں کا پجاری۔ زناری: جنیو، ڈالنے والا، بتوں کا پجاری۔ بتاں: بت کی جمع۔

ترجمہ و تشریح ...... لاہوت والے (فرشتے) اس کی نگاہ کی کمند میں جکڑے ہوئے ہیں (عشق میں یہ طاقت ہے کہ وہ عالم لاہوت کو بھی مسخر کر سکتا ہے) صوفی دل کی جان لیوا محبوبانہ اداؤں کا مارا ہوا ہے۔ محمود غزنوی جس نے کئی بتخانے توڑے وہ بھی دل کے مندر کے بتوں کا بندہ ہے۔

غافل ترے زمرد مسلماں نہ دیدہ ام دل درمیان سینہ و بیگانہ دل است

معانی ...... غافل ترے: کوئی (اس سے) بڑھ کر غافل۔ تر: زیادہ۔ ندیدہ ام: میں نے نہیں دیکھا۔ دیدن: دیکھنا۔ و: پھر بھی، مگر۔ بیگانہ دل: دل سے انجان۔ بیگانہ: انجان، بے پروا۔

ترجمہ و تشریح ...... میں نے کسی کو مسلمان سے زیادہ غافل نہیں دیکھا سینے میں دل (رکھتا ہے) مگر اس سے بے خبر ہے۔

غزل نمبر ۳۲

سطوت از کوہ ستانند و بکا ہے بخشند کلہ جم بگدائے سر راہے بخشند
در رہ عشق فلاں ابن فلاں چیزے نیست ید بیضائے کلیمے بسیا ہے بخشند

معانی ...... سطوت: شان و شوکت، ہیبت، دبدبہ۔ ستانند: وہ لے لیتے ہیں۔ بکاہے: کسی تنکے کو۔ بخشند: وہ عطا کر دیتے ہیں۔ کلہ جم: جمشید کا تاج۔ بگدائے سر راہے: راستے کے فقیر کو۔ فلاں ابن فلاں: فلاں کا بیٹا فلاں، نام و نسب۔ چیزے: کوئی چیز۔ ید بیضائے کلیمے: حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا سفید اور روشن ہاتھ جسے وہ بغل میں دبا کر نکالتے تھے تو اس میں سے نور پھوٹنے لگتا تھا، مراد حضرت موسیٰ کا معجزہ۔ ید: ہاتھ۔ بیضا: سفید، روشن، سورج۔ کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔ بسیاہے: کسی حبشی کو۔ حضرت بلال حبشیؓ کی ذات بھی مراد ہو سکتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... پہاڑ سے ہیبت اور جلال چھین کر ایک تنکے کو بخش دیتے ہیں راستے میں پڑے ہوئے کسی فقیر کو جمشید کا تاج عطا کر دیتے ہیں۔ عشق کی راہ میں نام و نسب (فلاں ابن فلاں) کوئی چیز نہیں۔ اس شعر کا پہلا مصرع جامی کے اس مصرع سے ماخوذ ہے۔

کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست
حضرت موسیٰ کا ید بیضا کسی حبشی کو بخش دیا جاتا ہے

گاہ شاہی بجگر گوشہ سلطان ندہند | گاہ باشد کہ بزندانی چاہے بخشند
فقر را نیز جہاں بان و جہاں گیر کنند | کہ بایں راہ نشیں تیغ نگاہے بخشند

معانی ...... : گاہ: کبھی۔ بجگر گوشہ سلطان: سلطان کے جگر کے ٹکڑے کو، بادشاہ کے بیٹے کو۔ ندھند: وہ نہیں دیتے۔ باشد: ہوتا ہے، ایسا بھی ہوتا ہے۔ بزندانی چاہے: کسی کنویں کے قیدی کو۔ زندانی چاہ: اشارہ ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف۔ جہاں بان: دنیا کی دیکھ بھال کرنے والا، دنیا کا انتظام چلانے والا، دنیا کا محافظ، حکمران۔ جہاں گیر: دنیا فتح کرنے والا، حاکم۔ کنند: وہ کرتے ہیں۔ کہ: اس لئے، لہٰذا۔ بایں راہ نشیں: اس راہ نشیں کو۔

ترجمہ و تشریح ...... : کبھی سلطان کے فرزند (تک) کو بادشاہی نہیں دیتے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک کنویں میں پڑے ہوئے شخص (یوسفؑ) کو بخش دیتے ہیں۔ فقر کو بھی جہان کا رکھوالا اور حاکم بنا دیتے ہیں اسی لئے اس راہ نشیں کو نگاہ کی تلوار عطا کرتے ہیں۔ اسی مضمون کو اقبال نے ''بال جبریل'' میں یوں ادا کیا ہے۔

؎ نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی وہ نگہ کی تیغ بازی۔

؎ عشق پامال خرد گشت و جہاں دیگر شد
بود آیا کہ مرا رخصت آہے بخشند

معانی ...... : پامال خرد: خرد عقل کا روندا ہوا۔ گشت: وہ ہو گیا۔ دیگر: دوسری، اور، بدلی ہوئی۔ شد: وہ ہوئی۔ بود: ہووے، ہوگا۔ آیا: کیا۔ مرا: مجھے۔ رخصت آہے: ایک آہ کی اجازت۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق، عقل کے ہاتھوں پامال ہو گیا اور جہان بدل گیا (دنیا وہ نہیں رہی) کیا ایسا ہوگا کہ وہ مجھے ایک آہ کی رخصت بخش دیں

غزل نمبر ۳۳

نہ تو اندر حرم گنجی، نہ در بت خانہ می آئی | ولیکن سوئے مشتاقاں چہ مشتاقانہ می آئی
قدم بیباک تر نہ در حریم جان مشتاقاں | تو صاحب خانہ آخر چرا دز دانہ می آئی

معانی ...... : گنجی: تم سماتا ہے۔ می آئی: تو آتا ہے۔ سوے مشتاقاں: چاہ رکھنے والوں کی طرف۔ آرزو مند۔ چہ: کیسا۔ مشتاقانہ: اشتیاق کے ساتھ، آرزو مند کی طرح۔ بے باک تر: بالکل بے دھڑک۔ نہ: تو رکھ۔ حریم جان مشتاقاں: آرزو مندوں کے دل کی خلوت۔ تو صاحب خانہ: تو گھر کا مالک ہے۔ چرا: کس لئے۔ دردانہ: چوروں کی طرح، چوری چھپے۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہ حرم میں تیری سمائی ہے نہ بتخانے میں (خدا نہ مسجد میں ہے نہ مندر میں) لیکن آرزو مندوں کی طرف تو کیسی چاہت سے آتا ہے۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں آسمان اور زمین میں نہیں سماتا مگر مومن کے قلب میں سما جاتا ہوں جو میری طرف ایک قدم بڑھاتا ہے میں اس کی طرف دس قدم بڑھتا ہوں۔ چاہت کے ماروں کے دل کے حجرے میں بالکل بے دھڑک ہو کر قدم رکھ تو تو اس گھر کا مالک ہے آخر کس لئے چوری چھپے آتا ہے۔

بغارت می بری سرمایۂ تسبیح خواناں را | بشبخون دل زناریاں ترکانہ می آئی
گہے صد لشکر انگیزی کہ خون دوستاں ریزی | گہے در انجمن باشیشہ و پیمانہ می آئی

معانی ...... : بغاوت می بری: تو لوٹ میں لے جاتا ہے۔ سرمایہ تسبیح خواناں: تسبیح پڑھنے والوں کی پونجی۔ تسبیح پڑھنا، اللہ کی پا کی بیان کرنا۔ را: کو۔ بشبخون دل زناریاں: زناریوں کے دل پر یلغار کرنے کیلئے۔ شبخون: رات کی تاریکی میں حملہ کرنا، دھاوا بولنا، یلغار کرنا۔ زناریاں: زناری کی جمع، جنیوڈالنے والے، بتوں کے پجاری، ترکانہ: ترکوں کی طرح۔

ترجمہ و تشریح ...... : خدا کے نام لیواؤں کی پونجی لوٹ میں لے جاتا ہے تو بتوں کے پرستاروں کے دل پر دھاوا بولنے کیلئے ترکوں کی طرح آتا ہے (شبخون مارتا ہے) کبھی لشکر پہ لشکر چڑھاتا ہے کہ اپنوں ہی دوستوں کا خون بہائے کبھی بزم میں صراحی اور پیمانہ لئے ہوئے آتا ہے۔

تو بر نخل کلیمے بے محابا شعلہ می ریزی | تو بر شمع یتیمے صورت پروانہ می آئی
بیا اقبال جامے از خمستان خودی درکش | تو از میخانہ مغرب زخود بیگانہ می آئی

معانی ...... : بر نخل کلیمے: موسیٰ کلیم اللہ کے درخت پر۔ نخل: درخت، یہاں مراد ہے وادی ایمن کا وہ پیڑ جس پر حضرت موسیٰ کے لئے تجلی الٰہی کا ظہور ہوا تھا نخل ایمن، نخل طور۔ کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔ بے محابا: بلا تامل، بے دھڑک، بلا جھجک۔ می ریزی: تو برساتا ہے، گراتا ہے۔ شمع یتیمے: ایک یتیم کی شمع۔ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ از خمستان خودی: خودی کے میخانے سے۔ درکش: تو پی۔ زخود بیگانہ: اپنے آپ سے غافل، بے سدھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو موسیٰ کے شجر پر بیدریغ آگ برساتا ہے (اور) تو (ہی) ایک یتیم کی شمع پہ پروانہ وار آتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی درخواست پر بھی اپنا جلوہ نہ دکھایا اور حضرت محمد مصطفیؐ کو ان کی التجاء کے بغیر اپنا دیدار کرایا۔ اقبال آ خودی کے میکدے سے ایک جام پی تو یورپ کے شراب خانے سے اپنا آپ بھلا کر آیا ہے۔

غزل نمبر ۳۴

تب و تاب بتکدہ عجم نرسد بسوز و گداز من | کہ بیک نگاہ محمدؐ عربی گرفت حجاز من
چہ کنم کہ عقل بہانہ جو گرہے بروے گرہ زند | نظرے! کہ گردش چشم تو شکند طلسم مجاز من

معانی ...... : تب و تاب بتکدۂ عجم: عجم کے بتخانے کی لپک اور چمک دمک۔ عجم: غیر عرب۔ نرسد: نہیں پہنچتی، نہ پہنچے گی۔ بسوز و گداز من: میرے سوز و گداز کو، تک۔ گرفت: اس نے فتح کر لیا، لے لیا۔ گرھے بروے گرہ زند: گرہ پر گرہ ڈالتی ہے، مشکل پر مشکل پیدا کرتی الجھنیں۔ شکند: توڑ ڈالے گی۔ طلسم مجاز من: میرا نظر کا ہوکا۔ طلسم: جادو۔

ترجمہ و تشریح ...... : عجم کے بتخانے کی چمک دمک میرے دل کی آنسو بھری آنچ کو نہیں پہنچتی (میرے سوز و گداز کو نہیں پہنچ سکتی) کہ محمد عربی نے ایک نگاہ میں میرا اعجاز فتح کر لیا (اے آقا میں) کیا کروں کہ بہانہ ساز عقل گرہ پر گرہ ڈالتی جاتی ہے (الجھنیں بڑھا رہی ہے) ایک نگاہ! کہ تیری آنکھ کی گردش میری نظر کے دھوکے کا توڑ کر دے گی (میرے مجاز کا طلسم ٹوٹ جائے)۔

زسد فسوں گری خرد بہ تپیدن دل زندہ
زکنشت فلسفیاں درآ بحریم سوز و گداز من

معانی ...... : تپیدن دل زندہ: ایک جیتے دل کا تڑپنا۔ زکنشت فلسفیاں: فلسفیوں کے بتخانے سے۔ ز، از: سے۔ کنشت: یہودیوں کا کنیسہ، کافروں کی عبادتگاہ۔ درآ: تو چلا آ، اندر آجا۔ بحریم سوز وگداز من: میرے سوز وگداز کے حرم میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل کی جادوگری، دل زندہ کی تڑپ کو نہیں پہنچتی۔ فلسفیوں کے بتخانے سے میرے سوز وگداز کے حرم میں آجا۔ مسلک عشق اختیار کر لے۔

غزل نمبر ۳۵

مثل آئینہ مشو محو جمال دگراں   از دل و دیدہ فروشوے خیال دگراں
آتش از نالہ مرغان حرم گیر و بسوز   آشیانے کہ نہادی بہ نہال دگراں

معانی ...... : مثل آئینہ: آئینے کی طرح۔ مشو: تو مت ہو۔ محو جمال دگراں: دوسروں کے حسن میں کھویا ہوا۔ فروشوے: تو دھوڈال۔ خیال دگراں: دوسروں کا خیال۔ نالہ مرغان حرم: حرم کے پرندوں کی آہ و فریاد۔ حرم: کعبے کا گرداگرد، قرب الٰہی کا مقام۔ گیر: تو حاصل کر۔ بسوز: تو جلادے۔ آشیانے: وہ گھونسلا۔ کہ: جو۔ نہادی: تو نے رکھا۔ بہ نہال دگراں: دوسروں کے پیڑ پر۔

ترجمہ و تشریح ...... : آئینے کی طرح دوسروں کے حسن و جمال پر فریفتہ مت ہو غیروں کا خیال اپنے دل اور آنکھ سے نکال دے نہ کسی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ نہ کسی کو دل میں جگہ دے۔ حرم کے پرندوں کے نالے سے آگ لے اور جلا ڈال وہ آشیانہ جو تو نے دوسروں کے درخت پر بنایا ہے۔

در جہاں بال و پر خویش کشودن آموز   کہ پریدن نتواں با پر و بال دگراں
مرد آزادم وآں گونہ غیورم کہ مرا   می تواں کشت بیک جام زلال دگراں

معانی ...... : بال و پر خویش: اپنے پنکھ، پر۔ کشودن: کھولنا۔ آموز: تو سیکھ۔ پریدن نتواں: نہیں اڑا جاسکتا، اڑ نہیں سکتے۔ آں گونہ: اس طرح کا، ایسا۔ غیورم: غیرت والا ہوں۔ می تواں کشت: ہلاک کیا جاسکتا ہے۔ بیک جام زلال دگراں: دوسروں کے میٹھے پانی کے ایک پیالے سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : دنیا میں اپنے بال و پر کھولنا سیکھ کیونکہ دوسروں کے بال و پر سے اڑا نہیں جاسکتا میں آزاد مرد ہوں اور ایسا آن والا کہ مجھے دوسروں کے بخشے ہوئے میٹھے پانی کے ایک پیالے سے مارا جاسکتا ہے (کسی کا احسان اٹھانا میری موت ہے)۔

اے کہ نزدیک تراز جانی و پنہاں زنگہ   ہجر تو خوشترم آیدز وصال دگراں

معانی ...... : خوشتر آید: مجھے زیادہ خوش آتا ہے، میرے لئے زیادہ اچھا ہے۔ زوصال دگراں: دوسروں کے ملن سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے تو کہ میری جان سے بھی قریب ہے (نحن اقرب الیہ من حبل الورید) مگر نگاہ سے اوجھل ہے تیرا ہجر بھی میرے لئے دوسروں کے وصال سے اچھا ہے۔

غزل نمبر ۳۶

جہان عشق نہ میری نہ سروری داند   ہمیں بس است کہ آئین چاکری داند
نہ ہر کہ طوف بتے کہ دو بست زنارے   صنم پرستی و آداب کافری داند

معانی ...... میری: حکومت، سرداری، سروری، سرداری، بادشاہی۔ داند: وہ جانتا ہے۔ ہمیں: یہی۔ بس: بہت، کافی۔ آئین چاکری: خدمت کے آداب۔ طوف بتے: کسی بت کا طواف۔ کرد: اس نے کیا۔ بست: اس نے باندھا۔ زنارے: ایک جنیئو۔

ترجمہ و تشریح ...... عشق کی دنیا نہ سرداری جانتی ہے نہ بادشاہی یہی کافی ہے کہ خدمت کے آداب کی خبر رکھتی ہے (جو سردار ہوتا ہے وہ سب کا خادم ہوتا ہے) ہر وہ شخص جس نے کسی بت کے گرد پھیرا کر لیا اور جنیئو کس لی (ضروری نہیں کہ وہ) صنم پرستی اور کافری کے آداب بھی جانتا ہو۔ (کافری میں بھی کچھ قوانین ہیں جن کی اطاعت لازمی ہے)۔

هزار خیبر و صد گونه اژ در است اینجا ــــ نه هر که نان جوین خوُرد حیدری داند
بچشم اهل نظر از سکندر افزون است ــــ گدا گرے که مآل سکندری داند

معانی ...... خیبر: عہد رسالت میں یہودیوں کا مشہور قلعہ جو حضرت علی کے ہاتھوں فتح ہوا۔ صد گونہ: سینکڑوں قسم کے، رنگ رنگ کے۔ اژدر: ایک روایت کے مطابق شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ نے طفلی کے زمانے میں کہ ابھی پنگھوڑے سے اترنے کی عمر نہ تھی، ایک اژدہے کا کلہ چیر کر رکھ دیا تھا۔ نان جویں: جو کی روٹی۔ خورد: اس نے کھائی۔ حیدری: حیدر کا ذاتی وصف، حضرت علی کی قوت اور شجاعت۔ حیدر: شیر، حضرت علی کا لقب۔

ترجمہ و تشریح ...... یہاں ہزاروں خیبر ہیں اور سینکڑوں (طرح طرح) کے اژدھے ہیں یہ نہیں کہ جس نے جو کی روٹی کھالی وہ علی بنا بھی جان لے (اس کے لئے عشق رسول بھی ضروری ہے) آنکھ والوں (عقلمندوں) کی نظر میں سکندر سے بڑھ کر ہے وہ گداگر جو سکندری کا انجام جانتا ہے (جو بادشاہت کے انجام سے آگاہ ہے)۔

بعشوه هائے جوانان ماه سیما چیست ــــ در آ بحلقه پیرے که دلبری داند
فرنگ شیشه گری کرد و جام و مینا ریخت ــــ بحیر تم که همیں شیشه را پری داند!

معانی ...... بعشوہ ہائے جوانان ماہ سیما: چاند ایسی پیشانی والے جوانوں کے چونچلوں میں۔ پیر: بوڑھا، بزرگ، شیخ طریقت۔ دلبری: دل لبھانا، دل لینا۔ شیشہ گری کرد: اس نے شیشہ بنایا۔ شیشہ گری کردن: شیشہ بنانا، عیاری اور مکاری کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ ریخت: اس نے ڈھالا۔ بحیرتم: میں اچنبھے میں ہوں۔ ہمیں: اسی۔ شیشہ: شراب کا ظرف۔ پری: حسین مخلوق۔

ترجمہ و تشریح ...... چاند ایسی پیشانی والے جوانوں کی اداؤں میں کیا رکھا ہے (کوئی لطف نہیں ہے) اس پیر (بزرگ) کے حلقے میں آ جا جو دل لینا جانتا ہے فرنگ نے شیشہ گری کی اور جام و مینا بنالئے مجھے حیرت ہے کہ اب وہ اسی شیشے کو پری سمجھتا ہے (شیشہ کی رعایت سے "پری" کا لفظ برمحل استعمال ہوا ہے۔ مثلاً بڑی مشکلوں سے پری کو شیشہ میں اتارا ہے۔ یعنی بڑی دشواری کے بعد معشوق کو راضی کیا ہے۔

چه گویمت ز مسلمان نا مسلمانے ــــ جز ایں که پسور خلیلؑ است و آزری داند
یکے به غم کده من گزر کن و بنگر ــــ ستاره سوخته کیمیا گری داند!

ع میرے کام کچھ نہ آیا یہ طریق بے نوازی

معانی ...... گویمت: میں تجھ سے کہوں، تجھے بتاؤں۔ گویم: میں کہوں۔ پور خلیل: ابراہیم علیہ السلام کا بیٹا۔ پور: بیٹا، فرزند، شاخ۔ خلیل: حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کی نسبت سے امت مسلمہ ملت ابراہیمی کہلاتی ہے۔ ر: نگر۔ آزری: آزرپن، آزر کا کام، بت گری اور بت پرستی۔ آزر: حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا باپ، ایک روایت کے مطابق آپ کا چچا جو بت ساز اور بت پرست تھا۔ یکے: ایک بار،

ایک پل کو، ذرا۔ بہ غمکدہ من: میرے غمخانے میں۔ گزر کن: تو گزر کر آ۔ بنگر: دیکھ۔ ستارہ سوختنہ: ایک بدنصیب۔ ستارہ: مراد ہے قسمت کا ستارہ۔ سوختہ: جلا ہوا، بدقسمت۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں تجھے اس نامسلماں مسلم کا کیا بتاؤں (کیا بات کروں) بس یہ کہ خلیل کا بیٹا ہے مگر آزر کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ کبھی میرے غمخانے میں آ اور آ کر دیکھ ایک نصیبوں جلا جو کیمیا گری (کا فن) جانتا ہے۔ (اقبال کہتا ہے کہ اگر تو کبھی مجھ سے ملے تو تجھ پر یہ حقیقت منکشف ہو گی کہ میری زندگی عبرت انگیز ہے یعنی میں کیمیا گر ہوں۔ مٹی کو سونا بنا سکتا ہوں، چونکہ ستارہ سوختہ (بدقسمت) ہوں اس لئے گمنامی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ "بال جبریل" میں لکھتے ہیں: مقام گفتگو کیا ہے اگر میں کیمیا گر ہوں۔ یہی سوز نفس ہے اور میری کیمیا کیا ہے۔ انہیں ساری عمر یہ افسوس رہا کہ میری قوم کے نوجوان مجھ سے یہ فن کیوں نہیں سیکھتے۔

بیا بمجلس اقبال و یک دو ساغر کش　　　اگرچہ سر نتراشد، قلندری داند

معانی ...... : ساغر کش: پیالہ بھر شراب پی، ساغر چڑھا۔ سر نتراشد: وہ سر نہیں منڈاتا۔ قلندری: قلندر کے احوال و مقامات اور حقیقت، قلندر کا راستہ، قلندر استرے سے سر منڈاتے تھے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اقبال کی مجلس میں آ اور ایک دو پیالے نوش کر وہ اگرچہ سر نہیں منڈاتا مگر قلندری جانتا ہے (تصوف کے اسرار سے آگاہ ہے)۔

غزل نمبر ۳۷

خواجہ نیست کہ چوں بندہ پرستارش نیست　　　بندہ نیست کہ چوں خواجہ خریدارش نیست

گرچہ از طور و کلیم است بیان واعظ　　　تاب آں جلوہ بآئینہ گفتارش نیست

معانی ...... : خواجہ: کوئی آقا، امیر، آقا، مالک۔ چوں: مانند۔ بندہ: غلام، زر خرید غلام۔ پرستارش: اس کا بندہ۔ از: بابت، بارے میں۔ بیان واعظ: واعظ کی تقریر۔ تاب آں جلوہ: اس جلوے کی چمک۔ آئینہ گفتارش: اس کی گفتار کے آئینے میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : کوئی امیر (آقا) نہیں جو غلام کی طرح اس کا بندہ نہ ہو کوئی غلام نہیں جو امیر کی طرح اس کا خریدار نہ ہو (ہر شخص حق تعالیٰ سے ملنے کا تمنائی ہے) واعظ گو کہ طور اور کلیم کی حکایت سنا رہا ہے مگر اس کی گفتار کے آئینے میں اس جلوے کی چمک نہیں ہے (ان کی گفتگو سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خود انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی دیدار الٰہی کا شرف حاصل کیا ہے)۔

پیر ما مصلحتاً رو بمجاز آوردہ است　　　ورنہ با زہرہ وشاں ہیچ سروکارش نیست

دل باو بندو ازیں خرقہ فروشاں بگریز　　　نشوی صید غزالے کہ زتا تارش نیست

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارے گرو (پیر) نے مصلحتاً مجاز کی طرف رخ کیا ہوا ہے ورنہ اسے حسینوں سے کوئی سروکار نہیں (جھوٹے پیروں پر طنز ہے)۔ دل کو اس سے باندھ اور ان خرقہ فروشوں سے بھاگ ایسے غزال کا شکار مت ہونا جو اس کے تاتار کا نہیں (جو مشک نافہ نہیں رکھتا) یعنی کسی ایسے پیر کا مرید مت ہونا جو اس (خدا) کے دربار (تاتار) سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ نوٹ: تاتار کا لفظ غزال کی مناسبت سے لائے ہیں کیونکہ تاتار کے ہرن اپنے مشک کیلئے مشہور ہیں۔

ع　ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری

معانی ...... : رو بمجاز آوردہ است: وہ مجاز کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ حقیقت کی ضد، غیر حقیقی، فرضی، وہ غیر حقیقی شے جو حقیقت کی طرف

اشارہ کرے۔ زہرہ وشاں: زہرہ وش کی جمع، زہرہ کی طرح حسین وجمیل۔ زہرہ بابل میں ایک نہایت حسین طوائف تھی جس پر ہاروت و ماروت (فرشتے) فریفتہ ہوگئے تھے۔ ہیچ: کچھ۔ دل باو بند: دل اس سے جوڑ، اس سے دل لگا۔ ازیں خرقہ فروشاں: ان خرقہ بیچنے والوں سے، ان دکھاوے کے درویشوں سے۔ خرقہ بمعنی لباس درویشاں۔ بگریز: تو بھاگ، بچ۔ نشوی: تو مت ہونا، نہ ہو۔ صید غزالے: اس ہرن کا شکار۔ زتا تارش: اس کے تاتار کا۔ تاتار: ترکستان جہاں کے ہرن مشہور ہیں۔

نغمہ عافیت از بربط من می طلبی ؟   از کجا برکشم آں نغمہ کہ در تارش نیست

دل ماقشقہ زد و برہمنی کرد ولے   آں چناں کرد کہ شایستہ زنارش نیست !

معانی ...... : نغمہ عافیت: چین کا گیت۔ عافیت: چین، سکون، آرام۔ می طلبی: تو مانگتا ہے، تو طلب کر رہا ہے۔ برکشم: میں کھینچوں، نکالوں۔ قشقہ زد: اس نے قشقہ لگایا۔ برہمنی کرد: اس نے برہمنی کی، وہ برہمن بنا۔ شایستہ زنارش: اس کے جنیو کے لائق، اس کی کافری کے لائق۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو میرے بربط سے چمن کا راگ طلب کرتا ہے میں کہاں سے نکالوں وہ نغمہ جو اس کے تار میں نہیں ہے ہمارے دل نے قشقہ کھینچا اور برہمن بن گیا مگر ایسے کرتوت دکھائے جو اس کی زنار کے لائق نہیں۔

عشق در صحبت میخانہ بگفتار آید   زانکہ دردیرو حرم محرم اسرارش نیست

معانی ...... : بگفتار آید: وہ بات کرتا ہے، زبان کھولتا ہے۔ زانک: اس لئے کہ، کیونکہ۔ محرم اسرارش: اس کے بھید جاننے والا۔ اسرار: سر کی جمع، بھید۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق مے خانے کی مجلس میں گفتار میں آیا (عشق کی زبان کھلتی ہے) کیونکہ مندر اور مسجد میں اس کا ہمراز کوئی نہیں۔ (دیر و حرم کے بجائے خانقاہ میں جاؤ)۔

غزل نمبر ۳۸

بیا کہ بلبل شوریدہ نغمہ پرداز است   عروس لالہ سراپا کرشمہ و ناز است

نواز پردہ غیب است اے مقام شناس   نہ از گلوئے غزل خواں، نہ از رگ ساز است

معانی ...... : بلبل شوریدہ: دیوانی بلبل۔ نغمہ پرداز: نغمہ سرا، گانے میں مگن۔ عروس لالہ: دلہن ایسا لالہ، گل لالہ جو دلہن بنا ہوا ہے۔ ز پردہ غیب: غیب کے پردے سے۔ ساز کے وہ مقامات جن سے سر نکلتے ہیں، اے مقام شناس: اے مقام کی پہچان رکھنے والے۔ مقام: ساز کا پردہ، سر، مرتبہ، ماہر فن موسیقی۔ شناس: پہچاننے والا۔ از رگ ساز: ساز کے تار سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (بہار کا موسم ہے) آجا کہ دیوانی بلبل گانے میں مگن ہے (نغمہ الاپ رہی ہے) گل لالہ دلہن کی دلہن سراپا کرشمہ و ناز ہے (ناز و ادا بنی ہوئی ہے) اے سر کے پارکھ نغمہ تو غیب کے پردے سے نکلتا ہے نہ غزل خواں کے گلے سے نہ ساز کے تار سے (سوز و گداز نہ آواز میں ہے نہ ساز میں، بلکہ دل میں پوشیدہ ہے)۔

کسے کہ زخمہ رساند بتار ساز حیات   زمن بگیر کہ آں بندہ محرم راز است

مراز پردگیان جہاں خبر دادند   ولے زباں نکشائیم کہ چرخ کج باز است

معانی ...... : زخمہ رساند: وہ ساز چھیڑتا ہے، مضراب لگائے، چوٹ مارتا ہے۔ بگیر: تو سمجھ لے۔ ز پردگیان جہاں: کائنات کی چھپی

ہوئی چیزوں کی۔ پردگیاں: پردگی کی جمع، ہر چھپی ہوئی چیز۔ خبر دادند: انہوں نے خبر دی، زبان نکشایم: میں زبان نہیں کھولتا۔ چرخ: آسمان۔ کج باز: فسادی، کھیل بگاڑنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... وہ شخص جو زندگی کے ساز کے تار چھیڑتا ہے مجھ سے سن لے کہ وہ بندہ حقیقت تک پہنچا ہوا ہے مجھے کائنات کے پوشیدہ رازوں کی خبر دی گئی ہے لیکن میں زبان نہیں کھولتا کیونکہ آسمان بڑا فسادی ہے (میری گھات میں لگا ہوا ہے)۔ (اگر میں اسرار عشق آشکار کر دوں تو میرا حشر بھی وہی ہوگا جو منصور کا ہوا)۔

سخن درشت مگو، در طریق یاری کوش — کہ صحبت من و تو در جہاں خدا ساز است
کجاست منزل ایں خاکدان تیرہ نہاد ؟ — کہ ہر چہ ہست چو ریگ رواں بہ پرواز است

معانی ...... کوش: تو کوشش کر، جان لڑا دے۔ صحبت من وتو: میری اور تیری سنگت۔ منزل ایں خاکدان تیرہ نہاد: اندھیرے کی بنی اس دنیا کی منزل۔ ریگ رواں: حرکت کرتی ہوئی ریت، اڑنے والی ریت۔

ترجمہ و تشریح ...... تلخ بات نہ کہہ دوستی کی راہ میں سعی کر (ہر شخص سے محبت کا برتاؤ کر) کیونکہ دنیا میں میرا تیرا ساتھ خدا کا بنایا ہوا ہے (اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے، ہم دنیا میں چند روز کیلئے آئے ہیں) اندھیروں کی بنی اس دنیا کی منزل مقصود کہاں ہے؟ کہ جو ہے وہ ریت کی طرح اڑتی چلی جا رہی ہے (فنا کی طرف رواں ہے)۔

تنم گلے ز خیابان جنت کشمیر — دل از حریم حجاز و نواز شیراز است

معانی ...... حریم: حرم مقدس۔ شیراز: ایران کا مشہور شہر جہاں حافظ، سعدی اور عرفی ایسے شاعر پیدا ہوئے۔

ترجمہ و تشریح ...... میرا جسم کشمیر کی جنت کی کیاری کا ایک پھول ہے (حسب ونسب کے لحاظ سے میں کشمیری ہوں) دل حریم حجاز سے ہے اور نغمہ شیراز سے (دل (عقائد) کے لحاظ سے میں حجازی (مسلمان) ہوں اور میری شاعری میں سعدی اور حافظ کا رنگ پایا جاتا ہے)۔

غزل نمبر ۳۹

خاکیم و تند سیر مثال ستارہ ایم — در نیلگوں یمے بتلاش کنارہ ایم
بود و نبود ماست زیک شعلہ حیات — از لذت خودی چو شرر پارہ پارہ ایم

معانی ...... خاکیم: مٹی ہیں۔ و: مگر۔ تند سیر: تیز رفتار۔ نیلگوں: نیلے رنگ کا، آسمانی۔ یمے: ایک بڑا سمندر۔ یم: بود ونبود ماست: ہمارا ہونا اور نہ ہونا ہے، ہمارا سب کچھ ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... ہم مٹی ہیں مگر ستارے کی طرح تیز رفتار ہیں (ہماری روح ستاروں کی طرح سیار ہے) ایک بے کراں نیلے سمندر میں کنارہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ ہمارا وجود وعدم ایک ہی شعلہ حیات سے ہے ہم خودی کی لذت سے چنگاریوں کی طرح پارہ پارہ ہیں (ہر روح اللہ تعالیٰ کی روح میں سے پھونکی ہوئی ہے)۔

با نوریاں بگو کہ ز عقل بلند دست — ما خاکیاں بدوش ثریا سوارہ ایم
در عشق غنچہ ایم کہ لرزد زباد صبح — در کار زندگی صفت سنگ خارہ ایم

معانی ...... عقل بلند دست: اونچے ہاتھ رکھنے والی عقل، اونچی پہنچ رکھنے والی عقل۔ خاکیاں: خاکی کی جمع، مٹی سے بنے ہوئے،

آدم زاد۔ بدوش ثریا: ثریا کے کاندھے پر۔ ثریا: سات ستاروں کا جھرمٹ، پروین، مجاز اً بلندی کی انتہاء۔ سوارہ: سوار، سواری گانٹھے ہوئے۔ لرزد: لرزتی ہے، لرزے۔ صفت سنگ خارہ ایم: ہم سخت پتھر کی طرح ہیں۔ خارہ: ایک خاص قسم کا سخت پتھر۔

ترجمہ و تشریح ...... : فرشتوں کو بتا دے کہ اونچی پہنچ رکھنے والی عقل سے ہم زمین والوں نے ثریا کے کاندھے پر سواری کر رکھی ہے (عقل بلند پرواز سے ستاروں کو مسخر کر چکے ہیں) عشق کے معاملہ میں ہم اس غنچہ کی مانند ہیں جو صبح کی ہوا سے لرز جاتا ہے۔ زندگی کے کاروبار میں ہم سخت پتھر کی مانند (مضبوط) ہیں۔

چشم آفریدہ ایم چو نرگس دریں چمن ‌ ‌ ‌ ‌ رو بند برکشا کہ سراپا نظارہ ایم

معانی ...... : چشم آفریدہ ایم: ہم نے آنکھ پیدا کی ہے، ہم نے نظر پیدا کی ہے۔ روبند: نقاب۔ برکشا: تو اٹھا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم نے اس چمن میں نرگس کی طرح آنکھ پیدا کی ہے (دیکھنے کی صلاحیت پیدا کی ہے) نقاب اٹھا کہ ہم سراپا نظر ہیں۔ (ایک جھلک ہمیں دکھا دے کیونکہ ہم اشتیاق دید میں سراپا نظر بنے ہوئے ہیں)۔

غزل نمبر ۴۰

عرب از سرشک خونم ہمہ لالہ زار بادا ‌ ‌ ‌ ‌ عجم رمیدہ بو را نفسم بہار بادا

تپش است زندگانی، تپش است جاودانی ‌ ‌ ‌ ‌ ہمہ ذرہ ہائے خاکم دل بے قرار بادا

معانی ...... : از سرشک خونم: میرے خون کے آنسو سے، میرے لہو کی بوند سے۔ بادا: ہو جائے، بن جائے۔ عجم رمیدہ بو: عجم جس کی خوشبو اڑ چکی ہے۔ عجم: ایران، تمام غیر عرب ممالک۔ را: کیلئے۔ نفسم: میرا نغمہ، میری سانس۔ تپش: بے قراری، تڑپ۔ خداش یار بادا: خدا اس کا دوست رہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرے اشک خون سے عرب سب کا سب لالہ زار بن جائے مرجھائے ہوئے عجم کو میری سانس بہار ثابت ہو۔ تڑپ ہی زندگانی ہے، تڑپ جاودانی ہے (خدا کرے) میری خاک کا ذرہ ذرہ بے قرار دل بن جائے۔ (سراپا عشق بن جاؤں)۔

نہ بہ جادہ قرارش، نہ بہ منزلے مقامش ‌ ‌ ‌ ‌ دل من، مسافر من کہ خداش یار بادا

حذر از خرد کہ بندد ہمہ نقش نامرادی ‌ ‌ ‌ ‌ دل ما برد بسازے کہ گستہ تار بادا

معانی ...... : حزر: بچو، خبردار، ہوشیار۔ بندد: وہ باندھتی ہے، جماتی ہے۔ برد: وہ لے جاتا ہے۔ بردن: لے جانا۔ بسازے: اس ساز کی طرف، اس ساز تک۔ کہ: جو۔ گستہ تار: ٹوٹے ہوئے تاروالا۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہ کسی راستے پر اسے قرار آتا ہے نہ کسی منزل پر ٹھہرتا ہے (اس کا ٹھہراؤ ہے) میرا دل میرا مسافر کہ خدا اس کے ساتھ رہے (اس کا مددگار ہو) عقل سے بچ کہ بس نامرادی (مایوسی) کا نقش بناتی ہے ہمارا دل اس ساز کی طرف کھینچتا ہے جس کے تار خدا کرے ہمیشہ ٹوٹے رہیں۔

تو جوان خام سوزے، سخنم تمام سوزے ‌ ‌ ‌ ‌ غزلے کہ می سرایم بتو ساز گار بادا

چو بجان من درائی دگر آرزو نہ بینی ‌ ‌ ‌ ‌ مگر ایں کہ شبنم تو یم بے کنار بادا

معانی ...... : جوان خام سوزے: وہ جوان جس کے دل کی آگ ابھی پوری طرح نہ بھڑکی ہو، جس کے جی کی جلن ابھی کچی ہو۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو وہ جوان ہے جس کے جی کی جلن ادھوری ہے، میرا کلام سب کا سب آگ ہے (سرتاپا سوز ہے) یہ

غزل جو میں گا رہا ہوں، خدا کرے تجھے راس آجائے تو جب میرے دل میں آیگا کوئی اور آرزو نہیں دیکھے گا مگر یہ کہ تیری شبنم بیکراں سمندر بن جائے (قطرہ سمندر کی سی وسعت اختیار کرے)۔

نشود نصیب جانت کہ دمے قرار گیرد تب و تاب زندگانی تبو آشکار بادا

معانی ...... نشود: نہ ہو۔ نصیب جانت: تیری روح کا نصیب۔ دمے: ایک پل، پل بھر۔ قرار گیرد: وہ چین پکڑے، ساکن ہو۔

ترجمہ و تشریح ...... تیری روح کے حصے میں نہ آئے کہ پل بھر کو بھی قرار پکڑے (تجھے کسی گھڑی قرار نصیب نہ ہو) زندگی کی تب و تاب تجھ پر کھل جائے (تب و تاب سے آشنا ہو جائے) تیری خودی کے کمالات تجھ پر آشکار ہو سکیں۔

غزل نمبر ۱۴۱

نظر تو ہمہ تقصیر و خرد کوتاہی نرسی جز بہ تقاضائے کلیم الہٰی
راہ کور است بخود غوطہ زن اے سالک راہ جادہ راگم نکند در تہ دریا ماہی

معانی ...... : تقصیر: خطا، غلط، کوتاہی۔ کوتاہی: کمی، غفلت، تقصیر۔ نرسی: تو نہیں پہنچے گا۔ جز بہ: کے علاوہ۔ تقاضائے کلیم الہٰی: حضرت موسیٰ ایسی طلب۔ آرزوئے دیدار: تقاضا، طلب، خواہش، مانگنا۔ کلیم اللہ: حضرت موسیٰ۔ کور: کٹھن، کڈھب، پر پیچ، بے نشان۔ بخود: اپنے آپ میں۔ غوطہ زن: تو غوطہ مار۔ سالک راہ: راستے کا مسافر۔ گم نکند: وہ گم نہیں کرتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیری نظر ساری کی ساری خطا ہے اور عقل بھول (جو اس کی مدد سے خدا کو نہیں پا سکتا) کلیم اللہ ایسی طلب کے بغیر تو (منزل مقصود تک) نہیں پہنچے گا۔ اپنے اندر وہی جذبہ پیدا کر جو حضرت موسیٰ کے دل میں موجزن تھا)۔ راہ تاریک ہے اے مسافر اپنے اندر غوطہ لگا (اپنی خودی میں غوطہ زن ہو)۔ مچھلی دریا کی تہ میں راستہ گم نہیں کرتی (کیونکہ وہ اس کی فطرت کے مطابق ہے)۔

حاجتے پیش سلاطیں نبرد مرد غیور چہ تواں کرد کہ از کوہ نیاید کاہی
مگذر از نغمہ شوقم کہ بیابی درو ے رمز درویشی و سرمایہ شاہنشاہی

معانی ...... : چہ تواں کرد: کیا کیا جائے، کیا کیا جا سکتا ہے۔ نیاید: نہیں آتی، نہیں ہوتی۔ کاہی: گھاس کی خاصیت، گھاس پن۔ مگذر: مت گزر، بے اعتنائی نہ کر۔ بیابی: تو پائے گا۔ دروے: اس میں۔ سرمایہ شاہنشاہی۔ بادشاہی کی اصل۔

ترجمہ و تشریح ...... : آن والا مرد بادشاہوں کے آگے کوئی حاجت نہیں لے جاتا کیا کیا جائے کہ کوہ، کاہ ایسا نہیں بن سکتا (پہاڑ تنکا نہیں بن سکتا) میرے نغمہ شوق کو ان سنا مت کر کہ تو اس میں پائے گا فقیری کا بھید اور بادشاہی کی اصل۔

نفسم باتو کند آنچہ بہ گل کرد نسیم اگر از لذت آہ سحری آگاہی
اے فلک چشم تو بیباک و بلا جوست ہنوز می شناسم کہ تماشائے دگری خواہی

معانی ...... : بلاجو: بلائیں ڈھونڈنے والی، فتنہ وفساد پیدا کرنے والی۔ ہنوز: اب تک۔ می شناسم: میں پہچانتا ہوں۔ تماشائے دگر: نیا تماشا۔ دگر: دوسرا، نیا۔ می خواہی: تو چاہتا ہے، تو چاہ رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا نغمہ تیرے ساتھ وہی کرے گا جو پھول سے نسیم نے کیا اگر تو آہ سحر کی لذت سے آگاہ ہے اے فلک تیری آنکھ اب تک بے باک اور بلاؤں کی کھوج میں ہے میں جانتا ہوں کہ تو کوئی اور تماشہ چاہتا ہے (اس شعر میں اقبال نے دوسری جنگ عظیم کی پیشگوئی کی ہے)۔

غزل نمبر ۴۲

یہ غزل اقبال نے حافظ کی اس غزل کے جواب میں لکھی ہے جس کا یہ مقطع بہت مشہور ہے۔

روشن از پر رویت نظرے نیست کہ نیست — منت خاک درت ہو بصرے نیست کہ نیست

سرخوش از بادہ تو خم شکنے نیست کہ نیست — مست لعلین تو شیریں سخنے نیست کہ نیست

در قبائے عربی خوشترک آئی بہ نگاہ — راست برقامت تو پیرہنے نیست کہ نیست

معانی ...... : سرخوش: مست، نشے میں چور۔ بادہ تو: تیری شراب۔ خم شکنے: شراب کے مٹکے توڑنے والا کوئی، کوئی گھڑے کے گھڑے چڑھا جانے والا بلانوش۔ مست لعلین تو: تیرے سرخ ہونٹوں کا متوالا۔ شیریں سخنے: کوئی میٹھے بول بولنے والا، کوئی شاعر۔ خوشترک: اور بھی اچھا بھلا خوبصورت۔ آئی: تو آتا ہے، لگتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : نہیں ہے کوئی بلانوش جو تیری شراب سے مست نہ ہو (اے محبوب! دنیا میں کون سا انسان ہے جو تیری محبت کے شراب سے مست نہیں ہے)۔ نہیں ہے کوئی شیریں سخن جو تیرے ہونٹوں کا متوالا نہ ہو عربی قبا میں تیری اور ہی چھب نظر آتی ہے (ورنہ) کوئی جامہ نہیں جو آپ کی قامت پر بجتا نہ ہو۔

گرچہ لعل تو خموش است ولے چشم ترا — بادل خوں شدہ ماسخنے نیست کہ نیست

تاحدیث تو کنم، بزم سخن می سازم — ورنہ در خلوت من انجمنے نیست کہ نیست

معانی ...... : بادل خوں شدہ ما: ہمارے لہو ہو چکے دل کے ساتھ۔ ہو چکا، ہوا۔ شدن: ہونا۔ سخنے: کوئی بات۔ سخن: بات کلام۔ تا: تا کہ۔ حدیث تو: تیرا ذکر۔ کنم: میں کروں۔ بزم سخن: شعروشاعری کی محفل۔ می سازم: برپا کرتا ہوں، سجالیتا ہوں۔ انجمنے: کوئی محفل۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگرچہ تیرے لب خاموش ہیں مگر تیری آنکھوں کی ہمارے لہو ہو چکے دل کے ساتھ وہ کون سی بات ہے جو نہ ہوتی ہو (تیری آنکھیں سرگرم گفتگو ہیں بلکہ دنیا جہان کی باتیں کر رہی ہیں) شاعری کی محفل سجالیتا ہوں تا کہ تیرا ذکر کروں ورنہ ایسی کوئی انجمن نہیں جو میری خلوت میں نہ ہو (میں تو اپنی خلوت میں گھنٹوں، پہروں تجھ سے مسلسل گفتگو کرتا رہتا ہوں۔ تم میرے پاس ہوتے ہو گیا جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا (مومن)۔

اے مسلماں دگر اعجاز سلیماں آموز — دیدہ برخاتم تو اہر منے نیست کہ نیست

معانی ...... : دگر: پھر، پھر سے۔ اعجاز سلیماں: حضرت سلیمان کا معجزہ۔ اعجاز سلیمان: کنایہ ہے طاقت تسخیر جنات سے۔ آموز: تو سیکھ۔ دیدہ برخاتم تو: تیری انگوٹھی پر آنکھ لگائے ہوئے۔ اہر منے: کوئی دیو، کوئی شیطان۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے مسلمان سلیمان کا معجزہ پھر سے سیکھ کوئی دیو نہیں جو تیری انگوٹھی کی تاک میں نہ ہو (مشہور ہے کہ سلیمانؑ کی انگوٹھی شیاطین لے گئے تھے جس کی وجہ سے ان کے ہاتھ سے سلطنت جاتی رہی۔ اے مسلمان! تو ازسرنو اپنے اندر جنات (دشمنان دین) کو مسخر کرنے کی طاقت پیدا کر لے۔

غزل نمبر ۴۳

یہ غزل بھی اقبال نے حافظ کی اس غزل کے میں لکھی ہے جس کا یہ شعر بہت مشہور ہے۔

مباش درپے آزاد و ہر چہ خواہی کن — کہ در شریعت عاغیر ازیں گنا ہے نیست
اگرچہ زیب سرش افسر د کلاہے نیست — گدا ے کوے تو کمتر زپاد شاہے نیست
بخواب رفتہ جوانان و مردہ دل پیراں — نصیب سینہ کس آہ صبحگاہے نصیب

معانی ...... : زیب سرش: اس کے سر کی زینت۔ افسر: تاج۔ کلاہے: کوئی کلاہ۔ کلاہ: اونچی ٹوپی، بادشاہوں کی ٹوپی۔ گدائے کوے تو: تیری گلی کا فقیر۔ کمتر زپادشاہے: کسی بادشاہ سے کم۔ بخواب رفتہ: سوئے ہوئے، رفتہ محو: کھوئے ہوئے۔ پیراں: پیر کی جمع، بوڑھے۔ نصیب سینہ کس: کسی کے سینے کا حصہ۔ آہ صبحگاہے: صبح کی آہ۔ گاہ: وقت، گھڑی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگرچہ اس کے سر پر کوئی تاج اور کلاہ نہیں ہے مگر تیری گلی کا فقیر کسی بادشاہ سے کم نہیں جوان نیند کے رسیہ اور بوڑھے مردہ دل کسی کے سینے کو صبح کی آہ نصیب نہیں۔ (افسوس! مسلمانوں میں کوئی شخص بھی طلوع آفتاب سے پہلے بیدار ہو کر تہجد نہیں پڑھتا یعنی خدا کی بارگاہ میں آہ وزاری نہیں کرتا۔ اقبال کا عقیدہ ہے کہ آہ سحر گاہی کے بغیر دل میں سوز و گداز کا رنگ پیدا نہیں ہو سکتا۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی (اقبال)

بایں بہانہ بدشت طلب زپا منشیں — کہ در زمانہ ما آشنائے راہے نیست
زوقت خویش چہ غافل نشستہ، دریاب — زمانہ کہ حسابش زسال و ماہے نیست

معانی ...... : زپا منشین: تو بیٹھ مت رہ۔ زوقت خویش: اپنے وقت سے۔ نشستہ ای: تو بیٹھا ہوا ہے۔ نشستہ: بیٹھا ہو۔ دریاب: تو ڈھونڈ نکال۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس بہانے سے طلب کے میدان میں پاؤں توڑ کے بیٹھ نہ رہ کہ ہمارے زمانے میں کوئی راستہ جاننے والا (مرشد) نہیں ہے (اگر تو تلاش کرے گا تو کوئی نہ کوئی مرشد یقیناً مل جائے گا) کیا اپنے حال سے غافل بیٹھا ہوا ہے (اٹھ اور) کھوج وہ زمانہ جس کا حساب کسی ماہ و سال سے نہیں ہے۔

دریں رباط کہن چشم عافیت داری ؟ — ترا بکشمکش زندگی نگاہے نیست
گناہ ماچہ نویسند کاتباں عمل — نصیب ماز جہان تو جز نگاہے نیست

معانی ...... : دریں رباط کہن: اس پرانی سرائے میں۔ چشم عافیت: چین کی آس۔ داری: تو رکھتا ہے۔ داشتن: رکھنا۔ ترا: تجھے، تیری۔ بکشمکش زندگی: زندگی کی کشمکش پر۔ کاتبان عمل: نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے۔ نصیب ما: ہمارا حصہ۔ ز جہان تو: تیری دنیا میں سے۔ جز: علاوہ۔ نگاہے: ایک نظر۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس پرانی سرائے میں عافیت کی آرزو رکھتا ہے؟ کیا زندگی کی کشمکش پر تیری نظر نہیں ہے (دنیا میں وہی شخص زندہ رہ سکتا ہے جو ہر وقت جدوجہد کرتا ہے) نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے ہمارا گناہ کیا لکھیں گے، تیری دنیا میں ہمارا نصیب بس ایک نظر ہی تو ہے اور کچھ نہیں (ہم تو تیری نگاہ ناز کے کشتہ ہیں یا ہم تو ایک نگاہ سے بے خود ہو گئے اور جب یہی ہوش نہ رہا تو گناہ یا ثواب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا)۔

بیا کہ دامن اقبال رابدست آریم — کہ اوز خرقہ فروشان خانقاہے نیست

معانی ...... : بدست آریم: ہم پکڑ لیں۔ بدست آوردن: ہاتھوں سے پکڑ لینا۔ زخرقہ فروشان خانقاہے: کسی خانقاہ کے خرقہ بیچنے

والوں میں سے۔ان سلا جامہ، صوفیوں کا لباس جو عموماً پیر کسی مرید کو خلافت دیتے وقت پہناتا ہے، فروشاں، فروشندگان: بیچنے والے۔ خرقہ فروش: نام کے درویش۔

ترجمہ و تشریح ...... : اک اقبال کا دامن تھام لیں کیونکہ وہ کسی خانقاہ کے خرقہ فروشوں میں سے نہیں ہے۔ کئے ہیں فاش رموز قلندری میں نے کہ فکرِ مدرسہ و خانقاہ ہو آزاد (اقبال)

غزل نمبر ۴۴

شعلہ در آغوش دارد عشق بے پروائے من	بر نخیزد یک شرار از حکمت ناز اے من
چوں تمام افتد سراپا نازمی گردد نیاز	قیس را لیلیٰ همی نامند در صحرائے من

معانی ...... : برنخیزد: نہیں اٹھتا، نکلتا۔ از حکمت نازائے من: میری بانجھ عقل سے۔ نازا، نازاینده: بانجھ۔ چوں: جب۔ تمام: پورا، کامل۔ افتد: وہ ہو جاتا ہے، ہو جائے۔ گردد: ہو جاتا ہے۔ ایک حالت سے دوسری حالت میں پلٹ جانا، ہو جانا۔ نیاز: عاشقی، بندگی، محتاجی۔ قیس: قیس عامری جو مجنوں کے نام سے مشہور ہے۔ را: کو، کا۔ لیلیٰ: قیس کی محبوبہ۔ همی نامند: نام رکھتے ہیں، نام دیا جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا من موجی عشق اپنی آغوش میں شعلہ لئے ہوئے ہے میری بانجھ عقل میں سے ایک چنگاری بھی نہیں چھوٹتی، عشق جب کامل ہو جائے تو سراپا حسن بن جاتا ہے میرے صحرا میں مجنوں کو لیلیٰ کا نام دیا جاتا ہے۔

بہر دہلیز تو از ہندوستان آوردہ ام	سجدہ شوقے کہ خوں گردید در سیمائے من ؛
تیغ لا در پنجہ ایں کافر دیرینہ دہ	بازبنگر در جہاں ہنگامہ الائے من

معانی ...... : بہر دہلیز تو: تیری چوکھٹ کے واسطے۔ آوردہ ام: میں لایا ہوں۔ سجدہ شوقے: وہ سجدۂ شوق۔ خوں گردید: خون ہو گیا۔ در سیمائے من: میری پیشانی میں۔ تیغ لا: لا الہ کی تلوار۔ لا: نہیں، مراد معبودانِ باطل کی نفی، غیر اللہ کی نفی۔ در پنجہ ایں کافر دیرینہ: اس پرانے کافر کے ہاتھوں میں۔ دہ: تو دے۔ باز: پھر۔ بنگر: تو دیکھ۔ ہنگامہ الائے من: میرا ہنگامہ الا۔ الا: مگر، مراد اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اعلان۔

ترجمہ و تشریح ...... : آپؐ کی چوکھٹ کے واسطے ہندوستان سے لایا ہوں وہ سجدۂ شوق جو میری پیشانی میں لہو ہو گیا تھا اس پرانے کافر کے ہاتھ میں لا کی تلوار دے پھر دیکھ دنیا میں میرا ہنگامہ الہ۔ (لا اور الا سے کلمہ طیبہ مراد ہے)۔

گردشے باید کہ گردوں از ضمیر روزگار	دوش من باز آرد اندر کسوت فردائے من
از سپہر بارگاہت یک جہاں وافر نصیب	جلوہ داری دریغ از وادی سینائے من ؟

معانی ...... : گردشے: ایسا چکر، وہ گردش۔ باید: چاہئے۔ گردوں: آسماں۔ از ضمیر روزگار: زمانے کے باطن میں سے۔ دوش من: میرا ہوا کل۔ باز آرد: پھر سے لے آئے، پھیر لانا۔ اندر کسوت فردائے من: میرے آنے والے کل کے لباس میں۔ از سپہر بارگاہت: تیری بارگاہ کے آسمان سے، تیرے آسمان ایسے دربار سے۔ سپہر: آسمان۔ وافر نصیب: خوب خوب فیض یاب، کثیر حصہ رکھنے والا، جی بھر کے بہرہ مند۔ دریغ: مضائقہ، پرہیز۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایسی گردش چاہئے کہ آسمان زمانے کے ضمیر کے اندر میں سے میرے مستقبل کے لباس میں میرا ماضی پھیر لائے تیری اونچی جنابؐ سے ایک دنیا نہال (ہے) ایسا جلوہ رکھتے ہوئے بھی میری وادی سینا سے دریغ؟ (میری وادی سینا آپؐ کے جلوے سے محروم ہے)۔

باخدا در پردہ گویم باتو گویم آشکار یا رسولؐ اللہ ! او پنہان و تو پیدائے من !

معانی ...... : باخدا: خدا سے۔ در پردہ: پردے میں، چھپا کے، پوشیدہ۔ گویم: میں کہتا ہوں۔ باتو: تجھ سے، تیرے ساتھ۔ آشکار: علانیہ، واضح کھلم کھلا۔ پنہاں: پوشیدہ، چھپا ہوا۔ پیدائے من: مجھ پر آشکار، ظاہر۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں خدا سے تو پوشیدہ پوشیدہ عرض کرتا ہوں (مگر) آپؐ سے تو کھلم کھلا (برملا عرض کرتا ہوں) یارسول اللہ وہ مجھ سے پنہاں ہے اور آپ آشکار (ظاہر)۔

غزل نمبر ۴۵

بتان تازہ تراشیدہ دریغ از تو درون خویش نہ کاویدہ ای دریغ از تو
چناں گداختہ از حرارت افرنگ زچشم خویش تراویدہ دریغ از تو

معانی ...... : بتان تازہ: نئے بت۔ بتاں: بت کی جمع۔ تراشیدہ ای: تو نے تراشا ہے۔ دریغ از تو: تجھ پر افسوس۔ درون خویش: اپنا اندر ضمیر۔ کاویدہ ای: نہیں کھودا ہے، تو نے نہیں کریدا۔ چنان: ایسا۔ گداختہ ای: تو پگھلا ہے۔ چشم خویش: اپنی آنکھ۔ تراویدہ ای: تو ٹپک پڑا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے نئے نئے بت تراش لئے تجھ پر افسوس ہے اپنا اندر نہ کریدا حیف ہے تجھ پر تو فرنگ کی حرارت سے ایسا پگھلا اپنی آنکھ سے (آنسو بن کر) ٹپک پڑا! وائے ہو تجھ پر (خود اپنی نظر میں گر گیا ہے) احساس کمتری کا شکار ہو چکا ہے۔

بکوچہ کہ دہد خاک رابہائے بلند بہ نیم غمزہ نیر زیدہ دریغ از تو
گرفتم ایں کہ کتاب خرد فرد خواندی حدیث شوق نہ فہمیدہ دریغ از تو

معانی ...... : بکوچہ: اس گلی میں۔ کہ: جو۔ دہد: وہ دیتی ہے۔ بہائے بلند: اونچا مول۔ بہ نیم غمزہ: آدھی جھلک میں، آنکھوں کے ذرا سے اشارے کے مول۔ محبوبانہ ادا۔ نیر زیدہ ای: تو نہیں بکا، تو لائق نہیں ہے۔ گرفتم: میں نے مانا۔ فرو خواندی: تو نے پڑھ رکھی ہے۔ حدیث شوق: عشق کی بات۔ نہ فہمیدہ ای: تو نے نہ سمجھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کوچے (فرنگ) میں جہاں مٹی (بھی) اونچا مول پاتی ہے تو آدھی جھلک کے (بھی) لائق نہ ٹھہرا! افسوس تجھ پر (تو فرنگیوں کے بازار میں سستا ہی بک گیا) میں نے یہ مانا کہ تو عقل کی ساری کتاب پڑھ چکا ہے (تو نے انگریزوں کے قائم کردہ کالجوں میں فلسفہ اور سائنس کا بہت مطالعہ کیا ہے) لیکن عشق کی بات تو نے نہ سمجھی (تو نے عشق رسول کا فلسفہ بالکل نہیں سمجھا تجھ پر افسوس ہے۔

طواف کعبہ زدی گرد دیر گردیدی نگہ بخویش نہ پیچیدہ دریغ از تو

معانی ...... : طواف کعبہ زدی: تو نے کعبے کا طواف کیا۔ زدی: تو نے کیا۔ گرد دیر: بت خانے کے گرد۔ گردیدی: تو پھرا۔ نگہ بخویش نہ پیچیدہ ای: تو نے اپنے آپ میں نگاہ نہ کی۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے کعبے کا طواف کیا مندر کے پھیرے لگائے (مگر) اپنی طرف نگاہ نہ کی افسوس تجھ پر (تو نے کبھی اپنی خودی کی تربیت کی طرف توجہ نہ کی)۔ (اے مسلمان تو نے کعبہ کا طواف بھی کیا اور واپس آ کر پھر انگریز کی چوکھٹ پر سر جھکا دیا تو ساری عمر اندھا ہی رہا)۔

نقشِ فرنگ

نقش فرنگ

تمہید:

اس نظم میں اقبالؔ نے اہل یورپ کو یہ پیغام دیا ہے کہ اگر مقصدِ حیات حاصل کرنا چاہتے ہو تو عقل کے بجائے عشق کو اپنا رہنما بناؤ۔ اس نظم میں نو (۹) بند ہیں۔

پہلا بند بطور تمہید ہے۔ دانایانِ فرنگ کی غلط روش پر اظہار افسوس کیا ہے۔

دوسرے بند میں انہوں نے عقل (حکمت و فلسفہ) کی کوتاہیوں کو واضح کیا ہے۔

تیسرے بند میں عقل پرستی کے مضر نتائج بیان کئے ہیں۔

چوتھے بند میں عقل اور عشق میں موازنہ کر کے عشق کی برتری ثابت کی ہے۔

پانچویں بند میں اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ انسان کی اصل عشق ہے، مادہ نہیں ہے۔

چھٹے بند میں واضح کیا ہے کہ جب انسان نے مسلکِ عشق کے بجائے مسلکِ عقل اختیار کیا' تو معاشرت میں فساد رُونما ہو گیا۔

ساتویں بند میں اس انقلاب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو اس وقت دنیا میں رُونما ہے۔

آٹھویں بند میں اس انقلاب کے نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے۔

نویں بند میں اس حقیقت کو پیش کیا ہے کہ زندگی ایک ارتقائی حرکت ہے اور اس حرکت کا رُخ خوب سے خوب تر کی طرف ہے۔

پیام

ازمن اے بادصبا گوے بدانائے فرنگ　　عقل تابال کشود است گرفتار تر است

برق را ایں بجگری زند، آں رام کند　　عشق از عقل فسوں پیشہ جگر دار تر است

معانی ...... : ازمن: میری طرف سے۔ گوے: تو کہنا۔ بدانائے فرنگ: مغرب کے دانا سے۔ تا: جتنا، جس قدر۔ بال کشود است: پر کھولے ہوئے ہے۔ بجگری زند: جگر میں رکھ لیتا ہے۔ رام کند: وہ رام کر لیتی ہے۔ رام کردن: قابو میں لانا، مطیع کرنا۔ عقل فسوں پیشہ: جادوگر عقل۔ فسوں پیشہ: جادوگر، منتر پھونکنے والی۔ جگر دار تر: زیادہ بہادر۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے صبا میری طرف سے مغرب کے دانا سے کہنا (تمہاری) عقل جتنا پر کھولتی ہے پھنستی چلی جاتی ہے یہ برق کو جگر پر لیتا ہے وہ اسے رام کرتی ہے عشق منتر پھونکنے والی عقل سے زیادہ جگر دار (حوصلہ مند) ہے۔

چشم جز رنگ گل و لالہ نہ بیند ، ورنہ　　آنچہ در پردہ رنگ است پدیدار تر است
عجب آں نیست کہ اعجاز مسیحا داری　　عجب این است کہ بیمار تو بیمار تر است

معانی ...... جز: علاوہ۔ نہ بیند: وہ نہیں دیکھتی۔ دیدن: دیکھنا۔ آنچہ جو: جو کچھ۔ در پردہ رنگ: رنگ کی اوٹ آڑ میں۔ پدیدار تر: زیادہ ظاہر، آشکار۔ عجب: عجیب، انوکھا، حیرت ناک۔ اعجاز مسیحا: حضرت عیسیٰ کا معجزہ، مردوں کو جلانے کا معجزہ۔ مسیحا: حضرت عیسیٰ کا لقب جو مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کر دیتے تھے۔ داری: تو رکھتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : آنکھ لالہ و گل کے رنگ کے علاوہ اور (کچھ) نہیں دیکھتی ورنہ جو کچھ رنگ کی اوٹ میں ہے وہ زیادہ ظاہر ہے تعجب اس پر نہیں کہ تو مسیحائی کا معجزہ رکھتا ہے تعجب کی بات یہ ہے کہ تیرا بیمار اور بھی بیمار ہو چلا ہے۔ (تیرے علاج سے مریض کا مرض اور بڑھ گیا ہے)۔

دانش اندوختہ، دل زکف انداختہ　　آہ زاں نقد گرانمایہ کہ در باختہ
حکمت و فلسفہ کارے است کہ پایانش نیست　　سیلی عشق و محبت بہ دبستانش نیست

معانی ...... : دانش: علم، دانائی۔ اندوختہ ای: تو نے جمع کر رکھا ہے، تو نے فراہم کیا ہے۔ زکف انداختہ ای: تو نے ہاتھ سے پھینک دیا ہے۔ آہ زاں نقد گراں مایہ: آہ وہ انمول دولت اس گرانمایہ دولت کا افسوس ہے۔ در باختہ ای: تو نے ہار دی ہے، تو گنوا بیٹھا ہے۔ حکمت: سائنس۔ کارے: وہ کام، ایسا شغل۔ پایانش: اس کا آخر۔ انجام۔ سیلی: طمانچہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے علم ذخیرہ کر لیا (مگر) دل ہاتھ سے دے دیا آہ وہ انمول دولت جو تو گنوا بیٹھا ہے سائنس اور فلسفہ وہ کام ہے جس کا کوئی انجام نہیں ہے اس کے مدرسے میں عشق و محبت کے تھپیڑے نہیں۔

بیشتر راہ دل مردم بیدار زند　　فتنہ نیست کہ در چشم سخندانش نیست
دل ز ناز خنک او بہ تپیدن نرسد　　لذتے در خلش غمزہ پنہانش نیست

معانی ...... : راہ دل مردم بیدار زند: جاگے ہوئے (ہوشیار) لوگوں کے دل کی راہ مارتا ہے۔ فتنہ: ایسا کوئی فتنہ۔ چشم سخندانش: اس کی باتیں بنانے والی آنکھ، اس کی ہوشیار آنکھ۔ ز ناز خنک او: اس کی ٹھنڈی ادا سے۔ بہ تپیدن نرسد: تڑپنے نہیں پاتا، تڑپنے سے رہ جاتا ہے۔ در خلش غمزہ پنہانش: اس کے چھپے ہوئے غمزے کی چبھن میں۔ ناز، آنکھ کا اشارہ۔ پنہاں: پوشیدہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اکثر جاگے ہوؤں ہی کا دل لوٹتی ہے کوئی فتنہ نہیں جو اسکی ہوشیار آنکھوں میں نہیں دل اس کی ٹھنڈی ادا سے تڑپنے نہیں پاتا اس کے چھپے چھپے اشاروں کی کھٹک میں کوئی لذت نہیں۔

دشت و کہسار نور دید و غزالے نگرفت　　طوف گلشن زد و یک گل بہ گریبانش نیست
چارہ این است کہ از عشق کشادے طلبیم　　پیش او سجدہ گزاریم و مرادے طلبیم

معانی ...... : نوردید: اس نے طے کیا، وہ گھوما۔ و: مگر۔ غزالے: کوئی ہرن۔ نگرفت: اس نے نہیں پکڑا۔ طوف گلشن زد: گلشن کا پھیرا لگایا۔ کشادے: حل، نجات، رہائی۔ طلبیم: ہم مانگیں۔ سجدہ گزاریم: ہم سجدہ کریں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس نے بن اور پہاڑ ایک کر دیئے (در در کی خاک چھانی) مگر کوئی غزال ہاتھ نہ آیا (حقیقت کو نہ پا سکا) گلشن کے پھیرے لگائے لیکن اس کے گریبان میں ایک پھول بھی نہیں (فلسفی ساری عمر حقیقت کی تلاش میں بسر کر دیتا ہے لیکن حقیقت تک اس کی رسائی نہیں ہو سکتی)۔ چارہ یہ ہے کہ ہم عشق سے دستگیری چاہیں اس کے آگے سجدہ کریں اور اس سے مراد مانگیں (اس کا

ازالہ یہ ہے کہ عقل کی بجائے عشق کو رہنما بنائیں)۔

عقل چوں پائے دریں راہ خم اندر خم زد | شعلہ در آب دوانید و جہاں برہم زد
کیمیا سازی او ریگ رواں راز رکرد | بردل سوختہ اکسیر محبت کم زد

معانی ...... : پائے دریں راہ خم اندر خم زد: اس پیچ در پیچ راستے میں قدم رکھا۔ دوانید: اس نے دوڑایا۔ برہم زد: اس نے الٹ پلٹ کردیا۔ زرکرد: اس نے سونا بنادیا۔ کردیا، بنادیا۔ بردل سوختہ: جلے ہوئے دل پر۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل نے جب اس پیچ در پیچ راہ میں قدم رکھا تو پانی میں شعلہ دوڑایا اور دنیا الٹ پلٹ کے رکھ دی (دنیا کو درہم برہم کردیا) اس کی کیمیا گری نے اڑتی ہوئی ریت کو سونا بنادیا (مگر) کسی جلے ہوئے دل پر محبت کی اکسیر نہیں رکھی (کہ وہ کندن بن جاتا)۔ (ان کے دل میں خوف خدا یا ہمدردی کا مادہ پیدا نہیں کیا)۔

دائے برسادگی ما کہ فسونش خوردیم | رہزنے بود، کمیں کرد و رہ آدم زد
ہنرش خاک برآورد زتہذیب فرنگ | باز آں خاک بچشم پسر مریم زد

معانی ...... : وائے برسادگی ما: ہماری سادگی پر افسوس۔ فسونش: اس کا فریب۔ فسوں: فریب۔ خوردیم: ہم نے کھایا۔ کمیں کرد: اس نے گھات لگائی۔ رہ آدم زد: اس نے آدم کی راہ ماری۔ خاک برآورد: اس نے خاک اڑائی، اس نے تباہ و برباد کردیا۔ بچشم پسر مریم زد: اس نے مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کی آنکھ میں ڈالی۔ چشم پسر مریم کنایہ ہے مذہب عیسوی سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہماری سادگی پر افسوس کہ اس کے فریب میں آگئے وہ ایک رہزن تھا جس نے گھات لگائی اور آدمی کی راہ ماری (راستہ میں لوٹ لیا) اس کے ہنر نے فرنگی تہذیب کی خاک اڑائی پھر وہی خاک مریم کے بیٹے کی آنکھوں میں ڈال دی۔ (جناب مسیحؑ کی قابل قدر اخلاقی تعلیمات کو شدید نقصان پہنچایا)۔

شررے کاشتن و شعلہ درودن تا کے | عقدہ بر دل زدن و باز کشودن تا کے
عقل خودبیں دگر و عقل جہاں بیں دگر است | بال بلبل دگر و بازوے شاہیں دگر است

معانی ...... : کاشتن: بونا۔ درودن: فصل کاٹنا۔ تا کے: کب تک۔ عقدہ بردل زدن: دل پر گرہ ڈالنا، دل کیلئے رنج اور مشکل پیدا کرنا۔ باز: پھر سے، دوبارہ۔ کشودن: کھولنا۔ عقل خودبیں: اپنے آپ میں مگن عقل، خود ہی کو دیکھنے والی عقل۔ دگر: دوسری۔ عقل جہاں بیں: دنیا دیکھنے والی عقل، خود سے باہر دیکھنے والی عقل۔

ترجمہ و تشریح ...... : کب تک چنگاری بونا اور شعلے کاٹنا؟ دل پر گرہ ڈالنا اور پھر کھولنا کب تک؟ (تم کب تک عقل پرستی کے گرداب میں مبتلا رہو گے) اپنے آپ میں گم عقل اور ہے دنیا دیکھنے والی عقل اور بلبل کا پر اور ہے شاہین کا شہپر اور ہے (بلبل اور شاہین دونوں بازو رکھتے ہیں لیکن بلبل کے بازوؤں میں وہ طاقت کہاں جو شاہین کے بازوؤں میں پائی جاتی ہے۔ اسی پر عقل خود بین اور عقل جہاں بیں کو قیاس کر سکتے ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ انسان جسے عقل جہاں بیں حاصل ہو جائے کیونکہ کائنات کی تمام وسعتیں اس کی بدولت حاصل ہو سکتی ہیں)۔

دگر است آں کہ بردانہ افتادہ زخاک | آں کہ گیرد خورش از دانہ پرویں دگر است
دگر است آں کہ زند سیر چمن مثل نسیم | آں کہ در شد بہ ضمیر گل و نسریں دگر است

معانی ...... : خورش: خوراک، کھانا۔ از دانہ پرویں: ثریا کے دانے سے، پروین کے ستاروں سے۔ از: سے۔ پروین: عقد ثریا،

انتہائی بلندی پر واقع ستاروں کا ایک مخصوص گچھا۔ زند سیر چمن: چمن کی سیر کرتا ہے۔ در شد: وہ داخل ہوا۔ بہ ضمیر گل ونسرین: گلاب اور نسرین سیوتی کے باطن میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اور ہے وہ (پرندہ) جو مٹی پر پڑا ہوا دانہ چگتا ہے جو ثریا کے خوشے سے خوراک جھپٹتا ہے وہ (پرندہ) اور ہے اور ہے وہ جو باغ میں نسیم کی طرح چکراتا پھرتا ہے اور وہ جو گلاب اور نسرین کے پھولوں کے اندر اتر گیا وہ اور ہے۔

دگر است آنسوے نہ پردہ کشادن نظرے — ایں سوے پردہ گمان و ظن و تخمیں دگر است

اے خوش آں عقل کہ پہنائے دو عالم با اوست — نورِ فرشتہ و سوز دل آدم با اوست

معانی ...... : آنسوے نہ پردہ: نو آسمانوں کے پار، نو پردوں کے اس طرف۔ ایں سوے پردہ: پردے کے اس طرف، آسمان کے اس طرف۔ ظن: گمان، خیال۔ تخمین: اندازہ، اٹکل۔ اے خوش: کلمہ تحسین، واہ، کیا ہی اچھی۔ پہنائے دو عالم: دونوں جہان کی وسعت۔ با اوست: اس کے ساتھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اور ہے (ان) نو پردوں کے اس طرف دیکھنا پردے کے ادھر ادھر اٹکل پچو لڑانا اور ہے مبارک ہے وہ عقل کہ دونوں جہان کا پھیلاؤ اس کے جلو میں ہے فرشتے کا نور اور آدم کے دل کا سوز اس میں سمایا ہوا ہے۔

ماز خلوت کدہ عشق بروں تاختہ ایم — خاک پارا صفت آئینہ پرداختہ ایم

درنگر ہمت ماراکہ بہ داوے فلکیم — دو جہاں راکہ نہاں بردہ عیاں باختہ ایم

معانی ...... : زخلوت کدۂ عشق: عشق کے خلوت کدے سے۔ خلوت کدہ: تنہائی کا مقام۔ بروں تاختہ ایم: ہم باہر نکل آئے ہیں، یلغار کرنا۔ پرداختہ ایم: ہم نے چمکایا ہے۔ درنگر: تو دیکھ۔ فلکیم: ہم نے داؤ پر لگا دیا۔ نہاں بردہ: پوشیدہ پوشیدہ حاصل کیا۔ عیاں باختہ ایم: ہم نے کھلم کھلا ہار دیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم عشق کے خلوت کدے سے باہر نکلے ہیں (یلغار کی ہے) ہم نے پاؤں کی مٹی کو آئینے کی طرح چمکایا ہے ہماری ہمت دیکھ کہ ہم نے ایک ہی داؤ پر لگا دیا ہے دونوں جہان کو جنہیں ہم چھپا کر لائے اور دکھا کر ہار گئے۔

پیش ما میگزرد سلسلہ شام و سحر — برلب جوے رواں خیمہ برافراختہ ایم

در دل ماکہ بریں دیر کہن شبخوں ریخت — آتشے بود کہ درخشک و تر انداختہ ایم

معانی ...... : میگذرد ہے: گزر رہا ہے، گزرتا رہتا ہے۔ برلب جوے رواں: بہتی ہوئی ندی کے کنارے پر۔ خیمہ برافراختہ ایم: ہم نے خیمہ کھڑا کیا ہے، ہم نے ڈیرا ڈال رکھا ہے۔ بریں دیر کہن: اس (مندر) دنیا پر۔ شبخون ریخت: اس نے یلغار کی۔ آتشے: بڑی زبردست آگ۔ درخشک وتر: ساری کائنات میں۔ انداختہ ایم: ہم نے پھینک دی ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارے آگے صبح اور شام کی لین ڈوری لگی رہتی ہے ہم نے بہتی ہوئی ندی کے کنارے پر خیمہ لگا رکھا ہے ہمارے دل میں جس نے اس دنیا پر شبخون مارا ایک آگ تھی جو ہم نے سارے جہان میں دکھا دی۔

شعلہ بودیم، شکستیم و شرر گردیدیم — صاحب ذوق و تمنا و نظر گردیدیم

عشق گردید ہوس پیشہ و ہر بند گست — آدم از فتنہ او صورت ماہی درشست

معانی ...... : بودیم: ہم تھے۔ شکستیم: ہم ٹوٹ گئے، بکھر گئے۔ شرر: چنگاری۔ گردیدیم: ہم ہوگئے۔ گردید: وہ ہوگیا۔ ہوس پیشہ: ہوس جس کی گھٹی میں پڑ جائے، ہوس کار۔ گست: اس نے توڑ ڈالا۔ از فتنہ او: صورت ماہی درشست: کانٹے میں پھنسی ہوئی مچھلی کی طرح۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہم شعلہ تھے ٹوٹ گئے اور چنگاری بن گئے ہو گئے مستی اور چاہ اور آنکھ والے عشق نے ہوس کا چلن اختیار کرلیا اور ہر روک گرادی آدمی جیسے کانٹے میں پھنسی ہوئی مچھلی کے فتنے سے۔

رزم بر بزم پسندید و سپاہے آراست — تیغ او جز بہ سر و سینہ یاراں نہ نیست
رہزنی را کہ بنا کرد جہاں بانی گفت — ستم خواجگی او کمر بندہ شکست

معانی ...... : پسندید: اس نے پسند کیا۔ سپاہے: بڑی فوج۔ آرست: اس نے ترتیب دیا۔ جز بہ سر و سینہ یاراں: دوستوں کے سر اور سینے کے علاوہ۔ نہ نشست: نہ بیٹھی۔ بنا کرد: اس نے بنیاد ڈالی۔ جہان بانی: دنیا کی نگہداری: ستم خواجگی او: اس کی آقائی کا ظلم و ستم۔ شکست: اس نے توڑ ڈالی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس نے رزم کو بزم پر ترجیح دی اور لشکر ترتیب دیا اس کی تلوار نہ گری مگر دوستوں کے سر اور چھاتی پر اس نے رہزنی کی بنا ڈالی اور اسے جہانبانی بتایا اس کی ملوکیت کے ستم نے مجبوروں کی کمر توڑ کے رکھ دی۔

بے حابانہ بہ بانگ دف و نی می رقصد — جامے از خون عزیزان تنک مایہ بدست
وقت آن است کہ آئین دگر تازہ کنیم — لوح دل پاک بشوئیم و ز سر تازہ کنیم

معانی ...... : جامے از خون عزیزان تنک مایہ بدست: مفلس عزیزوں کے خون سے بھرا پیالہ ہاتھ میں لئے ہوئے۔ تازہ کنیم: ہم تازہ کریں، زندہ کریں۔ نئے سرے سے کوئی کام کریں۔ لوح دل: دل کی تختی۔ لوح: تختی، یہاں حضرت موسیٰ کو عطا ہونے والی الواح کی بھی ایک رعایت پائی جاتی ہے۔ پاک بشوئیم: پاک کریں، دھو کر پاک کریں۔ ز سر: سرے سے، اول سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : دف و نی کی آواز پر دیدہ دلیری سے رقص کر رہا ہے گرے پڑے عزیزوں کے خون سے بھرا پیالہ ہاتھ میں لئے (اپنے بھائیوں کو قتل کرنے پر کمر باندھ لی) وقت آ گیا ہے کہ ہم ایک اور نظام بروئے کار لائیں دل کی تختی دھو ڈالیں اور نئے سرے سے شروع کریں۔ (اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اس فرسودہ نظام ملوکیت کو ختم کر دیں)۔

افسر پادشاہی رفت و بہ یغمائی رفت — نئے اسکندری و نغمہ دارائی رفت
کوہکن تیشہ بدست آمد و پرویزی خواست — عشرت خواجگی و محنت لالائی رفت

معانی ...... : افسر بادشاہی: شاہی تاج۔ یغمائی: لوٹ، نیز ترکستان کے شہر یغما کا باشندہ جہاں کے لوگوں کا پیشہ رہزنی اور لوٹ مار تھا۔ نے اسکندری: سکندر کی شان و شوکت کی بنسی۔ نغمہ دارائی: دارا کی بادشاہت کا نغمہ۔ دارا: قدیم ایران کا بادشاہ جسے سکندر نے قتل کیا۔ رفت: گیا، فنا ہو گیا۔ کوہکن: پہاڑ کا رہنے والا، فرہاد کا لقب جس نے اپنی محبوبہ شیریں کو حاصل کرنے کیلئے پہاڑ کاٹ کر دودھ کی نہر نکالی تھی۔ پرویزی: بادشاہت۔ پرویز: فرہاد کا رقیب شہزادہ۔ خواست: اس نے مانگی۔ عشرت خواجگی: بادشاہی کا عیش۔ عشرت: محنت لالائی: غلامی کی سختی۔

ترجمہ و تشریح ...... : بادشاہت کا تاج گیا اور لوٹ کھسوٹ کا شکار ہوا سکندر کا ساز اور دارا کا ترانہ فنا ہو گیا (سکندر اور دارا مطلق العنان بادشاہوں کا دور ختم ہو رہا ہے) کوہکن ہاتھ میں تیشہ لئے ہوئے آیا اور پرویزی طلب کی (حکومت پر ویز کا مدعی ہوا) بادشاہی کا عیش اور غلامی کی سختی رخصت ہو گئی۔ (مزدوروں کی غلامی کا زمانہ ختم ہو رہا ہے)۔

یوسفی راز اسیری بہ عزیزی بردند — ہمہ افسانہ و افسون زلیخائی رفت
راز ہائے کہ نہاں بود بہ بازار افتاد — آں سخن سازی و آں انجمن آرائی رفت

معانی ...... : عزیزی: مصر کی بادشاہت۔ عزیز: حضرت یوسف کے زمانے میں مصر کے بادشاہ کا لقب۔ بردند: لے گئے۔ افسانہ و افسون زلیخائی: زلیخائی کی گھاتیں، چلتر۔ افسوں: دھوکہ، جادو۔ زلیخا: عزیز مصر کی بیوی جو حضرت یوسف پر عاشق ہوئی تھی۔ راز ہائے کہ: وہ راز جو۔ بود: تھے۔ بہ بازار افتاد: بازار میں آ گیا، عام ہو گیا۔ سخن سازی: باتیں بنانا، بے پرکی اڑانا۔ انجمن آرائی: محفل سجانا۔

ترجمہ و تشریح ...... : یوسفی قید سے چھوٹ کے بادشاہت تک پہنچ گئی۔ زلیخا کی ساری کہانی اور جادوگری (بیچ میں سے) نکل گئی۔ وہ راز جو چھپے ہوئے تھے بازار میں آ گئے (ہر کہ ومہ کی زبان پر آ گئے)۔ سخن سازی (باتیں بنانا) اور انجمن آرائی کا دور ختم ہو گیا۔

چشم بکشاے اگر چشم تو صاحب نظر است　　زندگی در پے تعمیر جہان دگر است

من دریں خاک کہن گوہر جاں می بینم　　چشم ہر ذرہ چو انجم نگراں می بینم

معانی ...... : چشم بکشاے: تو آنکھ کھول، دیکھ۔ پے تعمیر جہان دگر است: دوسری دنیا تعمیر کرنے کی دھن میں ہے۔ دریں خاک کہن: اس فرسودہ مٹی میں۔ گوہر جاں: زندگی کا موتی۔ می بینم: میں دیکھ رہا ہوں۔ انجم: نجم کی جمع، ستارے۔ نگراں: دیکھنے والی۔

ترجمہ و تشریح ...... : آنکھ کھول اگر تیری آنکھ نظر رکھتی ہے (اور دیکھ) زندگی ایک اور ہی دنیا تعمیر کرنے کی دھن میں ہے۔ میں اس فرسودہ مٹی میں زندگی کا جوہر دیکھ رہا ہوں (نئی زندگی کے آثار دیکھ رہا ہوں)۔ میں ہر ذرے کی آنکھ ستاروں کی طرح بیدار دیکھ رہا ہوں۔

دانہ را کہ بآغوش زمین است ہنوز　　شاخ در شاخ و برومند و جواں می بینم

کوہ را مثل پرکاہ سبک می یابم　　پرکاہے صفت کوہ گراں می بینم

معانی ...... : دانہ را: اس بیج کو۔ کہ: جو۔ ہنوز: اب تک، ابھی۔ شاخ در شاخ: ڈالی ڈالی، رنگا رنگ۔ برومند: پھل دار۔ جواں: ہرا بھرا، شاداب۔ مثل پرکاہ: گھاس کی پتی کی مثال۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ بیج جو ابھی زمین کی آغوش میں (اندر) ہے میں اسے گھنیرا، پھلدار اور ہرا بھرا دیکھ رہا ہوں۔ مغربی تہذیب کے پہاڑ کو گھاس کی پتی کی طرح ہلکا پاتا ہوں۔ تنکے کو وزنی پہاڑ دیکھ رہا ہوں۔

انقلابے کہ نگنجد بہ ضمیر افلاک　　بینم و ہیچ ندانم کہ چساں می بینم

خرم آں کس کہ دریں گرد سوارے بیند　　جوہر نغمہ ز لرزیدن تارے بیند

معانی ...... : انقلابے: وہ انقلاب۔ وہ۔ نگنجد: نہیں سماتا، نہ سمائے۔ بہ ضمیر افلاک: آسمانوں کے دل میں۔ و: مگر۔ ہیچ: کچھ۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔ خرم: مبارک، اچھا۔ دریں گرد: اس غبار میں۔ سوارے: شہسوار۔ بیند: وہ دیکھے۔ جوہر نغمہ: نغمے کی روح، حقیقت۔ ز لرزیدن تارے: تار ہلنے سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ انقلاب جو آسمانوں کے ضمیر میں نہیں سماتا میں (اسے) دیکھ رہا ہوں مگر کچھ نہیں جانتا کہ کیونکر (کیسے دیکھ رہا ہوں) مبارک ہے وہ شخص جو اس گرد میں سوار کو دیکھ لے تار ہلنے سے نغمے کی روح بوجھ لے۔

زندگی جوے روان است و رواں خواہد بود　　ایں مے کہنہ جوان است و جواں خواہد بود

آنچہ بود است و نباید ز میاں خواہد رفت　　آنچہ بایست و نبود است ہماں خواہد بود

معانی ...... : خواہد بود: وہ رہے گی۔ جوان: تند، تیز۔ آنچہ: جو کچھ۔ بود است: ہوا ہے۔ نباید: نہیں چاہئے، نہ ہونا چاہئے۔ ز میاں خواہد رفت: وہ فنا ہو جائے گا۔ بایست: چاہئے تھا، ہونا چاہئے تھا۔ نبود است: نہیں ہوا ہے، موجود نہیں ہے۔ ہماں: وہی۔

ترجمہ و تشریح ...... : زندگی بہتی ہوئی ندی ہے اور یہ ہمیشہ بہتی ہی رہے گی یہ پرانی شراب نشے سے بھری ہوئی (جوان) ہے اور بھری ہی رہے گی (جوان ہی رہے گی) جو کچھ ہے مگر نہیں ہونا چاہئے وہ مٹ جائے گا جو ہونا چاہئے تھا لیکن نہیں ہوا وہ ہو جائے گا۔

عشق از لذت دیدار سراپا نظر است — حسن مشتاق نمود است و عیاں خواہد بود
آں زمینے کہ برد گریہ خونیں زدہ ام — اشک من در جگرش لعل گراں خواہد بود

معانی ...... : مشتاق نمود: رونمائی کی خواہش رکھنے والا۔ عیاں: ظاہر۔ برو: اس پر۔ گریہ خونیں زدہ ام: میں نے خون کے آنسو گرائے ہیں، میں لہو رویا ہوں۔ در جگرش: اس کے جگر میں۔ لعل گراں: بیش قیمت یاقوت۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق دیدار کی لذت سے سراپا نظر بن گیا ہے (انتظار میں ہے) حسن رونمائی چاہتا ہے اور بے نقاب ہو کر رہے گا وہ زمین جس پر میں نے خون کے آنسو گرائے ہیں میرا اشک اس کے جگر میں یاقوت بن جائے گا (قیمتی لعل بن کے رہیں گے)۔

''مژدہ صبح دریں تیرہ شبانم دادند
شمع کشتند و زخورشید نشانم دادند''

معانی ...... : مژدہ صبح: صبح کی خوشخبری۔ دریں تیرہ شبانم: ان اندھیری راتوں میں مجھے۔ دادند: انہوں نے دی۔ شمع کشتند: انہوں نے شمع گل کر دی۔ انہوں نے بجھا دی۔ ز: کا۔ نشانم دادند: مجھے خبر دی۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے اس اندھیری رات میں صبح کی خوشخبری دی گئی ہے شمع بجھا دی گئی مگر سورج کی جھلک مجھے دکھا دی گئی ہے (تہذیب افرنگ کی تباہی اور نئے دور اسلام کی آمد کی طرف اشارہ ہے)۔ (غالب)۔

جمعیت الاقوام

بر فتد تاروش رزم دریں بزم کہن — درد مندان جہاں طرح نو انداختہ اند
من ازیں بیش ندانم کہ کفن دزدے چند — بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

مجلس اقوام

(قیام امن کیلئے ۱۹۲۰ء میں قائم ہونیوالی لیگ آف نیشنز)

معانی ...... : برفتد: ختم ہو جائے۔ تا: تا کہ۔ روش رزم: جنگ کا چلن۔ روایت، ریت۔ طرح نو: نئی بنیاد۔ انداختہ اند: انہوں نے ڈالی ہے۔ ازیں بیش: اس سے زیادہ۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔ کفن دزدے چند: کچھ کفن چور۔

ترجمہ و تشریح ...... : تا کہ اس دنیا سے جنگ کی ریت اٹھ جائے، جہان کا دکھ درد رکھنے والوں نے نئی بنیاد ڈالی ہے، میں اس سے زیادہ نہیں جانتا کہ کچھ کفن چوروں نے قبروں کو آپس میں بانٹنے کیلئے ایک انجمن بنائی ہے۔

شوپن ہار و نٹیشا

مرغے ز آشیانہ بسیر چمن پرید — خارے زشاخ گل بہ تن نازکش خلید
بد گفت فطرت چمن روزگار را — از درد خویش و ہم زخم دیگراں تپید

شوپن ھار و نیٹشا (یہ جرمنی کے دو مشہور فلسفی تھے)

معانی ...... مرغے: ایک پرندہ۔ بسیر چمن: چمن کی سیر کیلئے۔ پرید: وہ اڑا۔ خارے: ایک کانٹا۔ بہ تن نازکش: اس کے نازک بدن میں۔ خلید: چھا۔ بدگفت: اس نے برا کہا۔ فطرت چمن روزگار: زمانے کے چمن کی فطرت۔ را: کو۔ از درد خویش: اپنے درد سے۔ ہم: بھی۔ زغم دیگراں: دوسروں کے غم سے۔ ز: سے۔ تپید: وہ تڑپا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک پرندہ آشیانے سے چمن کی سیر کو اڑا گلاب کی ٹہنی سے ایک کانٹا اس کے نازک بدن میں چبھ گیا اس نے زمانے کے چمن کی فطرت کو برا کہا۔ اپنے اور دوسروں کے درد سے تڑپ اٹھا۔ اقبال نے ایک مصرع میں نیٹشے کی ساری زندگی بیان کردی۔ ع قلب او مومن دماغش کافر است۔

داغے زخون بیگنہے لالہ را شمرد　　　　اندر طلسم غنچہ فریب بہار دید
گفت اندریں سرا کہ بنائش فتادہ کج　　　　صبحے کجا کہ چرخ در و شامہانہ چید

معانی ...... : داغے: ایک داغ۔ زخون بیگنہے: کسی بے گناہ کے خون کا۔ شمرد: اس نے گنا۔ اندر طلسم غنچہ: کلی کے طلسم جادو میں۔ دید: اس نے دیکھا۔ اندریں سرا: اس گھر سرائے میں۔ بنائش: اس کی بنیاد۔ نہ چید: اس نے نہیں چنی۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس نے گل لالہ کو کسی بے گناہ کے خون کا داغ شمار کیا غنچے کے طلسم میں اسے بہار کا دھوکا دکھائی دیا وہ بولا اس مکان میں جس کی بنیاد ہی ٹیڑھی پڑی ہے وہ صبح کہاں جس میں آسمان نے شامیں نہیں چن دیں۔

نالید تا بحوصلہ آں نواطراز　　　　خوں گشت نغمہ وزدو چشمش فرو چکید
سوز فغان او بہ دل ہدہدے گرفت　　　　بانوک خویش خار زاندام او کشید

معانی ...... : نالید: وہ رویا۔ تا: حتی کہ۔ بحوصلہ آں نواطراز: اس نواطراز پرندے کے گلے میں۔ خوں گشت نغمہ: نغمہ خوں ہوگیا نغمہ گھٹ کر رہ گیا۔ زدو چشمش فروچکید: وہ اس کی دو آنکھوں سے ٹپک پڑا۔ بدل ہدہدے گرفت: اس نے ایک ہدہد کے دل میں اثر کیا۔ بانوک خویش: اپنی چونچ سے۔ خارزاندام اوکشید۔ اندام: بدن۔ کشید: اس کے بدن سے کانٹا باہر نکالا۔

ترجمہ و تشریح ...... یہاں تک رویا کہ اس نواطراز کے گلے میں نغمہ خوں ہوگیا اور اس کی آنکھوں سے ٹپک پڑا اس کی فریاد کی لپک ایک ہدہد کے دل کو متاثر کیا ہدہد نے اپنی چونچ سے اس کے بدن میں سے کانٹا کھینچ لیا۔

گفتش کہ سود خویش زجیب زیاں برآر　　　　گل از شگاف سینہ زرناب آفرید
درماں ز درد ساز اگر خستہ تن شوی　　　　خوگر بہ خار شو کہ سراپا چمن شوی

معانی ...... گفتش: اس سے کہا۔ سود خویش: اپنا فائدہ۔ برآر: تو نکال۔ از شگاف سینہ: سینے کے شگاف سے۔ زرناب: کھرا سونا۔ پھول کا زیرہ۔ آفرید: اس نے پیدا کیا۔ درماں: دارو، علاج۔ ز: کو۔ ساز: تو بنا۔ خستہ تن: گھائل، مجروح۔ شوی: تو ہو۔ خوگر: عادی، مانوس۔ بہ: سے، کا۔ شو: تو ہو جا۔ کہ: تا کہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ اس سے بولا کہ نقصان کے اندر سے فائدہ کی صورت پیدا کر پھول نے سینے کے شگاف سے کھرا سونا پیدا کیا اگر تیرا بدن زخمی ہو جائے تو درد ہی کو اپنا علاج بنا کانٹے سے میل کرلے تا کہ تو سراپا چمن ہو جائے۔

فلسفہ وسیاست

فلسفی رابا سیاست داں بیک میزاں مسنج چشم آں خورشید کورے، دیدہ ایں بے نمے
آں تراشد قول حق راحجت نا استوار ویں تراشد قول باطل را دلیل محکمے !

معانی ...... : بیک میزاں: ایک ترازو میں۔ مسنج: تو مت تول۔ خورشید کورے: سورج کی اندھی، جسے سورج نہ دکھائی دے۔ بے نمے: نم سے خالی۔ حجت نا استوار: کمزور دلیل۔ ویں: اور یہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : فلسفی کو سیاستدان کے ساتھ ایک ہی ترازو میں مت تول اس کی آنکھ سورج سے اندھی اس کی آنکھ نم سے خالی ہے وہ حق بات کیلئے بودی دلیل تراشتا ہے اور یہ جھوٹی بات کے لئے مضبوط دلیل گھڑ لیتا ہے۔

صحبت رفتگان (در عالم بالا)

ٹالسٹائی

بارکش اہرمن لشکری شہریار از پے نان جویں تیغ ستم برکشید
زشت بہ چشمش نکوست مغز ندانذ زپوست مردک بیگانہ دوست سینہ خویشاں درید !

گزرے ہوؤں کی مجلس (عالم بالا میں)

ٹالسٹائی (روس کا مشہور مصلح جس نے یورپ کی سرمایہ داری کے خلاف آواز بلند کی۔ وہ ملوکیت کا بھی دشمن تھا۔)

معانی ...... : بارکش ہرمن: شیطان کا بوجھ اٹھانے والا۔ از پے نان جویں: جو کی روٹی کیلئے۔ برکشید: اس نے کھینچی۔ مغز نداندز پوست: وہ مغز اور پوست میں فرق نہیں کرتا، ظاہر اور باطن میں تمیز نہیں کرتا۔ مردک بیگانہ دوست: غیروں کو دوست رکھنے والا احمق۔ سینہ خویشاں: اپنوں کا سینہ۔ اپنے۔ درید: اس نے پھاڑ دیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : شیطان کا بوجھ ڈھونے (اٹھانے) والا بادشاہ کا لشکری ہے جو کی روٹی کے لئے اس نے ظلم کی تلوار اٹھالی برا اس کی آنکھوں میں بھلا ہے، وہ مغز اور پوست میں تمیز نہیں کرتا۔ غیروں کو دوست رکھنے والا احمق اس نے اپنوں کا سینہ چھلنی کر دیا۔

دارو ئے بیہوشی است تاج، کلیسا، وطن
جان خداداد را خواجہ بجامے خرید !

معانی ...... : دارو ئے بے ہوشی: بے ہوش کرنے والی دوا۔ تاج: مراد بادشاہت، سلطنت۔ کلیسا: مراد مذہبی ادارے۔ جان خداداد۔ خدا کی دی ہوئی زندگی۔ جان: زندگی۔ خواجہ: آقا، بادشاہ، دولتمند، تاجر۔ بجامے: ایک جام کے بدلے۔ بہ: عوض۔ جام: شراب کا پیالہ۔ خرید: اس نے خریدا۔ خریدن: خریدنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : بے ہوشی کی دوا ہے ملوکیت، پاپائیت (کلیسا) وطنیت خدا کی دی ہوئی جان کو سرمایہ دار نے ایک جام کے مول خرید لیا ہے۔

کارل مارکس

(جرمنی کا مشہور اسرائیلی ماہر اقتصادیات، جس نے سرمایہ داری کے خلاف قلمی جہاد کیا۔ اس کی مشہور کتاب موسوم بہ "سرمایہ" کو مذہب اشتراک کی بائبل تصور کرنا چاہئے)۔

راز دان جزو وکل از خویش نامحرم شد است — آدم از سرمایہ داری قاتل آدم شد است

معانی ...... : رازدان جزو وکل: جزو وکل کا بھید جاننے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : جزو کل کا بھید جاننے والا انسان خود اپنے آپ سے انجان ہو چکا ہے۔ سرمایہ داری کے ہاتھوں آدمی آدمی کا قاتل بن گیا ہے۔

ہیگل (جرمنی کا مشہور معروف فلسفی)

جلوہ دہد باغ و راغ معنی مستور را — عین حقیقت نگر حنظل و انگور را

فطرت اضداد خیز لذت پیکار داد — خواجہ و مزدور را آمرو مامور را

معانی ...... : جلوہ دہد: وہ بے نقاب کرتا ہے۔ راغ: سبزہ زار، جنگل۔ معنی مستور: چھپا ہوا معنی پوشیدہ حقیقت۔ عین حقیقت: حقیقت میں ایک۔ نگر: تو دیکھ۔ حنظل: اندرائن کا پھل۔ فطرت اضداد خیز: اضداد کو ابھارنے والی فطرت۔ اضداد: ضد کی جمع، اپنی حقیقت کے اعتبار سے ایسی مخالف چیزیں جو ایک وقت اور جگہ اکٹھی نہ ہو سکیں مثلاً: دن اور رات۔ داد: اس نے دیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : باغ اور بن چھپی ہوئی حقیقت کے درشن کراتے ہیں حنظل اور انگور کو عین حقیقت دیکھ، اضداد کو ابھارنے والی فطرت نے پیکار کی لذت بخشی سرمایہ دار اور مزدور کو، حاکم اور محکوم کو۔

ٹالسٹائے

عقل دورو آفرید فلسفہ خود پرست ! — درس رضامی وہی بندہ مزدور را ؟

معانی ...... : عقل دورو: دورخی عقل۔ آفرید: اس نے پیدا کیا۔ آفریدن: پیدا کرنا۔ فلسفہ خود پرست: آپ اپنی پوجا کرنے والا فلسفہ۔ درس رضا: قسمت کے لکھے پر راضی رہنے کا سبق، صبر شکر کا درس۔ یہاں مراد ہے تقدیر پر راضی رہنا۔ میدہی: تو دے رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : دورخی عقل نے خود پرستی کا فلسفہ ایجاد کیا۔ کیا تو بندۂ مزدور کو تقدیر پر راضی رہنے کا درس (سبق) دیتا ہے۔

مزدک

(ایرانِ قدیم کا یہ بدنصیب فلسفی قباد کے زمانہ میں اس کے حکم سے محض اس خطا پر بیدردی کے ساتھ قتل کیا گیا کہ وہ دنیا سے خودغرضی، حسد، عداوت اور طمع کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا)۔

دانہ ایراں زکشت زار و قیصر بردمید — مرگ نومی رقصد اندر قصر سلطان و امیر

مدتے در آتش مزدومی سوزد خلیل — تا تہی گردد حریمش از خدا وندان پیر

معانی ...... : کشت زار و قیصر: زار اور قیصر کی کھیتی۔ روس کے قدیم بادشاہوں کا لقب۔ و: اور۔ قیصر: سلطنت روما کے بادشاہوں کا

لقب۔ بردمید: پھوٹا۔ مرگ نو: تازہ موت۔ میر قصد: وہ ناچ رہی ہے۔ مدتے: ایک مدت۔ تا: تب۔ تہی گرد: خالی ہو جاتا ہے۔ حریمش: اس کا حرم۔ حریم: حرم، گھر کی چار دیواری، مراد کعبہ۔ از خداوندان پیر: پرانے خداؤں سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایران کا بیج زار اور قیصر کی کھیتی سے پھوٹا (اگا) بادشاہوں اور سرمایہ داروں کے محل میں ایک نئی موت ناچ رہی ہے۔ اللہ کا خلیل نمرود کی آگ میں ایک مدت جلتا ہے تب کہیں اس کا حرم پرانے خداؤں سے خالی ہوتا ہے۔

دور پرویزی گزشت اے کشتہ پرویز خیز! نعمت گم گشتہ خود راز خسرو باز گیر

معانی ...... : دور: زمانہ۔ گذشت: گزر گیا۔ اے کشتہ پرویز: اے پرویز کے مقتول، اے پرویز کے ظلم وستم کے شکار۔ خیز: تو اٹھ۔ نعمت گم گشتہ خود: اپنی کھوئی ہوئی نعمت۔ باز گیر: تو واپس لے۔

ترجمہ و تشریح ...... : پرویز کا دور گزر گیا، اے پرویزی مظالم کے شکار اٹھ اپنی کھوئی ہوئی نعمت کو خسرو سے واپس لے۔

کوہکن

یہ فرہاد کا لقب ہے، جو شیریں پر عاشق تھا۔ جو خسرو پرویز شاہ ایران کی محبوبہ تھی......

نگار من کہ بسے سادہ و کم آمیز است ستیزہ کیش و ستم کوش و فتنہ انگیز است

برون او ہمہ بزم و درون او ہمہ رزم زبان او زمسیح و دلش ز چنگیز است

معانی ...... : نگار من: میرا معشوق۔ بسے: بہت۔ کم آمیز: لئے دیئے رہنے والا، نہ گھلنے ملنے والا، شرمیلا۔ ستیزہ کیش: لڑاکا، جھگڑالو۔ ستم کوش: ظالم، اس تاک میں رہنے والا کہ موقع ملے اور ستم کرے۔ فتنہ انگیز: فتنے اٹھانے والا۔ برون او: اس کا ظاہر۔ برون او: اس کا۔ درون او: اس کا باطن۔ مسیح: حضرت عیسیٰ۔ دلش: اس کا دل۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا محبوب جو (ویسے تو) بہت سادہ اور کم آمیز ہے لڑائی کی خو رکھنے والا اور نت نئے ستم ڈھانے والا اور فتنے اٹھانے والا ہے۔ اس کا ظاہر تمام بزم اس کا باطن تمام رزم ہے اس کی زبان مسیح جیسی ہے اور دل چنگیز کا سا ہے۔

گسست عقل و جنون رنگ بست و دیدہ گداخت در آ بجلوہ کہ جانم ز شوق لبریز است

اگرچہ تیشہ من کوہ راز پا آورد ہنوز گردش گردوں بکام پرویز است

معانی ...... : گست: وہ دور ہو گئی، مٹ گئی، ختم ہو گئی۔ رنگ بست: اس نے رنگ جمایا، باندھا۔ گداخت: وہ پگھل گیا۔ در آ بہ جلوہ: اپنی صورت دکھا، درس دکھا۔ زپا آورد: اس نے گرا دیا۔ بکام پرویز است: پرویز کی موافقت میں ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : عقل کوچ کر گئی اور دیوانگی نے رنگ جمایا اور دیدے بہہ گئے (میری آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے) سامنے آ اپنا جلوہ دکھا کہ میری جان شوق سے بھری ہوئی ہے اگرچہ میرے تیشے نے پہاڑ کو ڈھا دیا ہے (مگر) اب تک آسمان کی گردش پرویز کی موافقت میں ہے (اس لئے اے تمام دنیا کے مزدورو! متحد ہو جاؤ)۔

زخاک تا بہ فلک ہرچہ ہست رہ پیماست قدم کشائے کہ رفتار کارواں تیز است

معانی ...... : خاک: زمین۔ تا بہ فلک: آسمان تک۔ ہست: موجود ہے۔ رہ پیماست: سفر میں ہے۔ قدم کشائے: تو تیز چل، پاؤں کھول۔

ترجمہ و تشریح ...... : زمین سے آسمان تک جو کچھ ہے، سفر میں ہے (تو بھی) قدم اٹھا کہ قافلے کی رفتار (بہت) تیز ہے۔

(کائنات کا ذرہ ذرہ مصروف عمل ہے جو شخص عمل نہیں کرتا وہ زندہ نہیں رہ سکتا)۔

نیٹشا

از سستی عناصر انساں دلش تپید فکر حکیم پیکر محکم تر آفرید
افگند در فرنگ صد آشوب تازہ دیوانہ بکارگہ شیشہ گر سید!

معانی ...... سستی عناصر انساں: انسان کی خلقت کی کمزوری۔ دلش: اس کا دل۔ تپید: وہ تڑپا۔ فکر حکیم: فلسفی کی فکر۔ پیکر محکم تر: بہت محکم مضبوط پیکر۔ آفرید: اس نے گھڑا۔ آفریدن: ایجاد کیا۔ صدِ آشوب تازہ: سینکڑوں نئے ہنگامے۔ بکارگہ شیشہ گر: شیشہ گر کے کارخانے میں۔ رسید: وہ پہنچ گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : انسان کی بناوٹ کے بودے پن سے اس کا دل تڑپا (مضطرب ہوا) اس فلسفی کی فکر نے ایک بہت پائدار پیکر ایجاد کیا (انسانی برتری کا تصور دیا) اس نے مغرب میں سینکڑوں نئے ہنگامے کھڑے کر دیئے (یوں لگتا ہے جیسے) ایک دیوانہ شیشہ گری کے کارخانے میں داخل ہو گیا ہو۔

حکیم آئن سٹائن

(یہ جرمنی کا مشہور ماہر ریاضیات وطبعیات جس نے نظریہ اضافیت کا حیرت انگیز انکشاف کیا ہے)۔

جلوہ می خواست مانند کلیم ناصبور تا ضمیر مستنیر او کشود اسرار نور
از فراز آسماں تا چشم آدم یک نفس! زود پروازے کہ پروازش نیاید در شعور!

معانی ...... : جلوہ: ایک عظیم تجلی۔ می خواست: وہ چاہتا تھا۔ مانند کلیم ناصبور: بے تاب موسیٰ کی طرح۔ کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام۔ تا: حتی کہ، یہاں تک۔ ضمیر مستنیر او: اس کا روشنی کا طالب دل۔ کشود: اس نے کھولا، فاش کیا۔ زود پروازے: وہ زود پرواز۔ تیزی سے اڑنے والا۔ پروازش: اس کی پرواز۔ نیاید: نہیں آتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ موسیٰ کی طرح تجلی کیلئے بے تاب تھا یہاں تک کہ اس کے روشن دل نے نور کے اسرار کھول دیئے پل بھر میں آسمان کی بلندی سے آدمی کی آنکھ تک ایسا تیز اڑان والا جس کی پرواز خیال میں نہیں آتی (روشنی آسمان کی بلندی سے آدم کی آنکھ تک ایک لمحہ میں پہنچ جاتی ہے)۔

خلوت او در زغال تیرہ فام اندر مغاک! جلوتش سوزد درختے را چو خس بالائے طور!
بے تغیر در طلسم چون و چندو بیش و کم! برتر از پست و بلند و دیر و زود و نزد و دور!

معانی ...... : زغال تیرہ فام: سیاہ کوئلہ۔ مغاک: گڑھا، گہراؤ، کان۔ جلوتش: اس کا جلوہ، اس کا اپنا آپ ظاہر کرنا۔ سوزد: جلاتا ہے۔ سوختن: جالنا۔ درختے: بڑا پیڑ، مخصوص درخت۔ در طلسم چون و چندو بیش و کم: کیسے اور کتنے اور زیادہ اور کم کے طلسم میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : روشنی کی خلوت کان میں پڑے ہوئے سیاہ رنگ کوئلے میں (بصورت ہیرا) ہے۔ اور اس کی جلوت طور پر (اگے ہوئے) درخت کو خس کی مانند جلا دیتی ہے۔ یہ (روشنی) کمی بیشی اور کیوں اور کیسے کے طلسم (اس دنیا) میں تبدیلی کے بغیر ہے۔ (اسی طرح) یہ اس جہان کے پست و بالا (مکان) دیر و زود (زمان) اور نزدیک و دور (مسافت) سے بھی بالاتر ہے۔

در نہادش تار و شید و سوز و ساز و مرگ و زیست ! اہرمن از سوز او وز ساز او جبریل و حور !

من چہ گویم از مقام آں حکیم نکتہ سنج کردہ زردشتے زنسل موسیٰ و ہارون ظہور !

معانی ...... : نہادش: اس کی بنیاد۔ (نہاد) تار: تاریکی۔ و: اور۔ شید: روشنی۔ سوز: جلن، دکھ، جدائی کی کیفیت۔ ساز: لگاؤ، بناؤ، موافقت، خوشی، وصال کی کیفیت۔ از مقام آں حکیم نکتہ سنج: اس دانا سائنسدان کے مرتبے کے بارے میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : تاریکی اور روشنی، سوز اور ساز، موت اور زندگی اس کی نہاد میں پوشیدہ ہیں۔ شیطان اس کے جلال (حرارت کے سوز سے ہے) اور جبریل و حور اس کے جمال سے ہے (اس کی ٹھنڈک کے ساز سے) میں اس دانا سائنسدان کے مرتبے کا کیا کہوں ایک زردشت نے موسیٰ اور ہارون کی نسل میں ظہور کیا ہے (زردشت آگ کو مقدس سمجھتا تھا)۔ (یوں سمجھو کہ یہودی قوم میں دوسرا زرتشت پیدا ہو گیا)۔

بائرن (انگلستان کا مشہور شاعر)

مثال لالہ و گل شعلہ از زمیں روید اگر بہ خاک گلستاں تراود از جامش

نبود در خور طبعش ہوائے سرد فرنگ تپید پیک محبت، زسوز پیغامش

معانی ...... : تراود: ٹپکے۔ از جامش: اس کے جام سے۔ نبود: نہیں تھا۔ در خور طبعش: اس کی طبیعت کے لائق۔ تپید: وہ تڑپا۔ پیک محبت: محبت کا قاصد۔ زسوز پیغامش: اس کے پیغام کے سوز، گرمی، تپش، جلن۔

ترجمہ و تشریح ...... : لالہ و گل کی طرح زمین سے شعلہ اگلے اگر چمن کی مٹی پر اس کے جام (شراب) سے کچھ ٹپک جائے۔ انگلستان کی یخ ہوا یعنی ٹھنڈک (بے سوز) آب و ہوا اس نہ آئی (مگر) اس کے پیغام کے سوز سے محبت کا قاصد تڑپ اٹھا۔

خیال اوچہ پریخانہ بنا کرد است شباب غش کند از جلوہ لب بامش

گزاشت طائر معنی نشیمن خود را کہ ساز گار تر افتاد حلقہ دامش !

معانی ...... : بنا کرد است: اس نے بنیاد ڈالی ہے۔ غش کند: مدہوش ہو جاتا ہے۔ از جلوۂ لب بامش: اس کی چھت کے کنارے کی جھلک سے۔ گذاشت: اس نے چھوڑ دیا۔ طائر معنی: معنی کا پرندہ مراد بلاغت اور معنویت۔ نشیمن خود را: اپنے نشیمن گھونسلا کو۔ نشیمن: ساز گار تر افتاد: زیادہ راس آئی۔ حلقہ دامش: اس کے جال کا حلقہ۔ حلقہ دام سے اس کی شاعری مراد ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کے تخیل نے کیسا پری خانہ بنا دیا ہے جوانی اس کی لب بام کی ایک جھلک سے مدہوش ہو جاتی ہے۔ طائر معنی نے اپنا نشیمن چھوڑ دیا ہے کیونکہ اسے اس (بائرن) کا جال زیادہ پسند آ گیا ہے (اس کی شاعری معانی سے لبریز ہے)۔

نیٹشا

نیٹشا پر یہ تیسری نظم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقبال کو اس ''مجذوب فرنگی'' سے غیر معمولی دلچسپی تھی۔ نیٹشا نے مسیحی فلسفہ اخلاق پر زبردست حملہ کیا ہے۔ اس کا دماغ اس لئے کافر ہے کہ وہ خدا کا منکر ہے گو بعض اخلاقی نتائج میں اس کے افکار مذہب اسلام کے بہت قریب ہیں۔

گر نوا خواہی زپیش او گریز | در نئے کلکش غریو تندر است
نیشتر اندر دل مغرب فشرد | دستش از خون چلیپا احمر است

معانی ...... : خواہی: تو چاہتا ہے۔ زپیش او: اس کے سامنے سے۔ گریز: تو بھاگ۔ در نئے کلکش: اس کے قلم کی نے نیزہ میں۔ در: میں، قلم۔ غریو تندر: بجلی کا کڑکا۔ موسیقی کی ایک اصطلاح۔ فشرد: اس نے چبھویا۔ از خون چلیپا: صلیب کے خون سے۔ صلیب، مراد عیسائیت۔ احمر: سرخ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تجھے نغمے کی طلب ہے تو اس کے آگے سے بھاگ (اس سے دور رہ) اس کے قلم کی نے میں بجلی کا کڑکا پوشیدہ ہے۔ اس نے مغرب کے دل میں نشتر چبھودیا ہے۔ اس کے ہاتھ عیسائیت کے خون سے سرخ ہیں۔

آنکہ بر طرح حرم بت خانہ ساخت | قلب او مومن و دماغش کافر است
خویش را در نار آں نمرود سوز | زانکہ بستان خلیل ؑ از آذر است

معانی ...... : آنکہ: وہ جس نے۔ طرح حرم: کعبے کی بنیاد۔ ساخت: اس نے بنایا۔ خویش: خود۔ را: کو۔ در نار آں نمرود: اس نمرود کی آگ میں۔ سوز: تو جلا۔ زانکہ: کیونکہ، اس لئے کہ۔ بستان خلیل: ابراہیم کا باغ۔ خلیل: حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ ز: سے، کا۔ آذر: آگ، آتش۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ ایسا شخص ہے جس نے حرم کی طرز پر بتخانہ کھڑا کیا ہے اس کا دل مومن اور دماغ کافر ہے۔ (اسی قسم کا جملہ نبی کریمؐ نے امیہ ابن الصات (عرب شاعر) کی نسبت کہا تھا۔ آمن نسانہ وکفر قلبہ۔ اگر اس نے خدا کا انکار کیا تو اس لئے کہ اس کے زمانہ میں کوئی شخص ایسا موجود نہ تھا جو اسے "مقام کبریا" سے آگاہ کرسکتا اسی لئے اقبال نے یہ آرزو ظاہر کی تھی۔ کاش بودے در زبان احمدے۔ تارسیدے بر مقام سرمدے (احمد سے مراد شیخ احمد سرہدی مجدد الف ثانی ہے)۔ بلکہ اقبال نے یہ بھی کہا کہ۔ اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں تو اقبال اس کو سمجھاتا مقام کبریا کیا ہے۔ اپنے آپ کو اس نمرود کی آگ میں جلا کیونکہ خلیل کا گلزار آگ سے پھوٹتا ہے۔

جلال و ہیگل

می کشودم شبے بناخن فکر | عقدہ ہائے حکیم المانی
آنکہ اندیشہ اش برہنہ نمود | ابدی راز کسوت آنی

مولانا جلال الدین رومیؒ و ہیگل (جرمن فلاسفر)

معانی ...... : می کشودم: میں کھول رہا تھا۔ شبے: ایک رات۔ بناخن فکر: فکر کے ناخن سے۔ عقدہ ہائے حکیم المانی: جرمن فلسفی کی گتھیاں۔ المانی: المانیہ یعنی جرمنی کا باشندہ۔ آنکہ: وہ جو۔ اندیشہ اش: اس کی فکر۔ برہنہ نمود: اس نے آشکار کیا، اس نے بے نقاب کر کے دکھایا۔ ابدی: قدیم، ہمیشہ رہنے والا۔ را: کو۔ ز کسوت آنی: لمحاتی وجود رکھنے والی چیزوں کے لباس سے۔ ز: سے۔ آنی: لمحاتی، حادث۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک رات میں ناخن فکر سے سلجھا رہا تھا جرمن فلسفی کی گتھیاں وہ جسکی فکر نے الگ کردیا ابدی حقیقت پر سے آنی جانی چیزوں کا لباس۔

پیش عرض خیال او گیتی | خجل آمد ز تنگ دامانی

چوں بدریائے او فرورفتم کشتی عقل گشت طوفانی

معانی ...... پیش عرض خیال او: اس کے خیال کے پھیلاؤ کے آگے۔ گیتی: زمین، کائنات۔ تجل آمد: وہ شرمندہ ہوگئی۔ تنگ دامانی: دامن کی تنگی، کم پھیلاؤ رکھنا۔ چوں: جب، جونہی۔ فرورفتم: میں اترا۔ گشت: وہ ہوگئی۔ جانا۔ طوفانی: طوفان میں پھنسی ہوئی۔

ترجمہ و تشریح ...... اس کی خیال کی وسعت کے آگے کائنات اپنی تنگ دامانی کے سبب شرمندہ ہے۔ جونہی میں اس کے سمندر (فکر) میں اترا (داخل ہوا) عقل کی ناؤ طوفان میں پھنس گئی۔

خواب برمن دمید افسونے چشم بستم زباقی وفانی
نگہ شوق تیز تر گردید چہرہ بنمود پیر یزدانی

معانی ...... دمید: اس نے پھونکا۔ افسونے: ایک جادو۔ چشم بستم: میں نے آنکھ بند کرلی، غافل ہوگیا۔ باقی: بقار کھنے والا ہمیشگی رکھنے والا۔ گردید: وہ ہوگئی۔ بنمود: اس نے دکھائی۔ پیریزدانی: خدا سے نسبت رکھنے والا بزرگ۔

ترجمہ و تشریح ...... نیند نے مجھ پر ایک افسوں پھونکا میں نے باقی اور فانی کی طرف سے آنکھ بند کرلی۔ میری شوق کی نگاہ اور زیادہ تیز ہوگئی۔ اس ربانی مرشد رومیؒ نے صورت دکھائی۔

آفتابے کہ از تجلی او افق روم و شام نورانی
شعلہ اش درجہان تیرہ نہاد بیاباں چراغ رہبانی

معانی ...... : آفتابے: وہ سورج، ایسا سورج۔ تجلی او: اس کی چمک۔ تجلی: چمک، روشنی۔ شعلہ اش: اس کا شعلہ۔ درجہان تیرہ نہاد: اندھیروں کی بنی دنیا، تاریک دنیا۔ چراغ رہبانی: راستہ دکھانے والا چراغ۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ سورج جس کے نور سے روم اور شام کا افق نورانی (ہوگیا) اندھیاری دنیا میں اسکی لپٹ (رومی کا) شعلہ اس تاریک دنیا کے اندریوں (روشن) ہے جیسے بیابان کے اندر راستہ دکھانے والا چراغ۔

معنی از حرف او ہمی روید صفت لالہ ہائے نعمانی
گفت بامن، چہ خفتہ برخیز! بہ سرابے سفینہ می رانی؟

معانی ...... : ہمی روید: اگ رہا ہے، اگتا ہے۔ صفت لالہ ہائے نعمانی: سرخ گل لالہ کی طرح۔ بامن: مجھ سے۔ خفتہ: تو سویا ہوا ہے۔ برخیز: اٹھ، جاگ۔ بہ: میں۔ سفینہ می رانی: تو کشتی چلا رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... اس کے حرف سے معنی اگتے ہیں (پھوٹتے ہیں) لالے کے سرخ پھولوں کی طرح انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا سویا پڑا ہے، جاگ جا (اور دیکھ کہ) تو سراب میں اپنی کشتی چلا رہا ہے (کیا تو ہیگل کے فلسفہ میں حقیقت (پانی) ڈھونڈ رہا ہے جس طرح سراب سے پانی نہیں مل سکتا اسی طرح ہیگل کے فلسفہ سے حقیقت (معرفت الٰہی) حاصل نہیں ہوسکتی۔ ہیگل کے فلسفہ کا دارو مدار منطق پر ہے منطق سے سب کچھ مل سکتا ہے لیکن خدا نہیں مل سکتا۔ ہیگل کا فلسفہ اپنی غیر معمولی شوکت اور عظمت کے باوجود "سراب ہے۔ محض لفاظی ہے، محض پوست ہے جس میں مغز نہیں ہے یا صدف ہے جس میں موتی نہیں ہے۔ بقول اقبال۔ ہیگل کا صدف گہر سے خالی ہے اس کا طلسم سب خیالی۔

"بہ خرد راہ عشق می پوئی ؟
بہ چراغ آفتاب می جوئی ؟"

معانی ...... بہ: سے، کے ذریعے، کے سہارے۔ خورد: عقل۔ می پوئی: تو چل رہا ہے۔ می جوئی: تو ڈھونڈ رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... تو عقل کی رہنمائی میں عشق کی راہ چل رہا ہے (اگر تو جویائے حقیقت ہے تو مسلک عشق اختیار کر) چراغ لیکے آفتاب ڈھونڈ رہا ہے؟ (بھلا آفتاب کی روشنی کے سامنے چراغ کی کیا حقیقت ہے؟)

پٹوفی

شاعر جوانا مرگ ہنگری کہ در معرکہ کارزار در حمایت وطن کشتہ شد و نعش او نیافتند تا یادگار خاکی از و بماند

نفسے دریں گلستاں زعروس گل سرودی — بدلے غمے فزودی، زدے غمے ربودی

تو بخون خویش بستی کف لالہ را نگارے — تو بآہ صبحگاہے دل غنچہ را کشودی

پٹوفی

معانی ...... نفسے: ایک پل، دم بھر۔ دریں گلستاں: اس گلستاں میں۔ ز: کا۔ عروس گل: دلہن ایسا پھول، بہت خوشنما پھول۔ عروس: دلہن، خوشنما گل: گلاب کا پھول۔ سرودی: تو نے نغمہ گایا۔ سرودن: گانا، اشعار سنانا۔ بدلے: کسی دل میں۔ فزودی: تو نے بڑھایا۔ فزودن: بڑھانا۔ زدلے: کسی دل سے۔ ربودی: تو لے گیا، تو نے مٹا دیا۔ ربودن: اچک لینا، مٹا دینا، دور کر دینا۔ بخون خویش: اپنے لہو سے۔ بستی: تو نے جمائی۔ بستن: باندھنا، جمانا۔ کف لالہ: گل لالہ کی ہتھیلی۔ کف: ہتھیلی۔ را: پر۔ نگارے: نقش۔ نگار بستن: مہندی لگانا۔ کشودی: تو نے کھولا۔ کشودن: کھولنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (ہنگری کا جوانمرگ شاعر جو اپنے وطن کیلئے لڑتے ہوئے مارا گیا اس کی لاش بھی نہیں ملی کہ کوئی خاکی یادگار ہی باقی رہ جاتی)۔ تو نے بس دم بھر کو اس گلستاں میں عروس گل کا نغمہ چھیڑا کسی دل میں غم بڑھا دیا، کسی دل سے غم دور کر دیا تو نے اپنے لہو سے گل لالہ کی ہتھیلی پر مہندی جمائی (نقش و نگار بنائے) تو نے صبح کی آہ سے کلی کا دل کھولا۔

بنوائے خود گم استی سخن تو، مرقد تو

بہ زمیں نہ باز رفتی کہ تو از زمیں نہ بودی!

معانی ...... بنوائے خود: اپنے نغمے میں۔ گم استی: تو گم ہے۔ بہ: طرف۔ نہ باز رفتی: تو نہ پلٹا۔ کہ: کیونکہ۔ نبودی: تو نہیں تھا۔

ترجمہ و تشریح ...... تو اپنی نوا میں گم ہے، تیرا کلام تیرا مرقد ہے۔ تو زمین کی طرف نہیں پلٹا کہ تو زمین سے نہیں تھا۔

محاورہ مابین حکیم فرنسوی اگسٹس کومٹ و مرد مزدور حکیم

''بنی آدم اعضائے یک دیگراند'' — ہماں نخل را شاخ و برگ و براند

دماغ ار خرد زاست، از فطرت است — اگر پازمیں ساست، از فطرت است

فرانسیسی فلسفی اگسٹس کومٹ (فرانس کا مشہور حکیم) اور ایک مزدور کے درمیان مکالمہ)

معانی ...... اعضائے یکدیگراند: ایک دوسرے کے اعضاء ہیں۔ ہماں: اسی، ایک ہی۔ نخل: درخت۔ را: کی۔ ار: اگر۔ خردزاست: عقل پیدا کرنے والا ہے۔ از: سے، وجہ سے۔ فطرت: اللہ کا اٹل قانون۔ زمیں ساست: زمین گھسنے والا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : آدم کے بیٹے ایک ہی بدن کے اعضاء ہیں یہ ایک ہی درخت کی شاخیں، پتے اور پھول ہیں دماغ اگر سوچ بوجھ پیدا کرنے والا ہے تو یہ فطرت کا عطا کردہ ہے۔ اگر پاؤں زمین گھسنے کو ہے تو یہ بھی فطرت کی وجہ سے ہے (فطری عمل ہے)

یکے کارفرما، یکے کار ساز — نیاید ز محمود کار ایاز
نہ بینی کہ از قسمت کار زیست — سراپا چمن می شود خار زیست

معانی ...... : یکے: ایک شخص۔ کارفرما: کام بتانے والا، حاکم۔ کارساز: کام کرنے والا، نوکر، غلام۔ نیاید ز محمود: محمود سے نہیں ہوتا۔ محمود: محمود غزنوی مراد بادشاہ۔ کار ایاز: ایاز کا کام۔ ایاز: محمود غزنوی کا مشہور غلام، مراد غلام۔ نہ بینی: تو نہیں دیکھتا۔ قسمت کار زیست: زندگی کے کاموں کی تقسیم۔ می شود: ہو جانا۔ خار زیست: زندگی کا کانٹا۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک کام بتانے والا ہے ایک کام کرنے والا ایاز کا کام محمود سے نہیں ہوتا کہ یہ تو نہیں دیکھتا کہ زندگی کے کاموں کی تقسیم سے زندگی کا کانٹا سراپا چمن بن جاتا ہے۔

مردِ مزدور

فریبی بحکمت مرا اے حکیم — کہ نتواں شکست ایں طلسم قدیم
مس خام را از زر اندودہ ای؟ — مرا خوے تسلیم فرمودہ ای؟

معانی ...... : فریبی: تو فریب دیتا ہے، تو پرچا رہا ہے۔ بحکمت: فلسفے سے۔ مرا: مجھے۔ حکیم: فلسفی۔ نتواں شکست: نہیں توڑا جاسکتا، نہیں ٹوٹ سکتا۔ مس خام: گھٹیا تانبا۔ اندودہ: اے تو نے لپیٹا ہے۔ خوے تسلیم: جو پیش آئے اس پر راضی رہنے کی عادت۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے فلسفی تو مجھے فلسفے سے پرچا (فریب دے) رہا ہے کہ یہ پرانا طلسم نہیں ٹوٹ سکتا (توڑا نہیں جاسکتا) تو کچے تانبے کو سونے سے لپیٹ رہا ہے؟ (سونے کا پانی چڑھایا ہے) تو مجھے راضی برضا ہونے کی عادت اختیار کرنے کا مشورہ دے رہا ہے۔

کند بحر را آبنایم اسیر — زخارا برد تیشہ ام جوے شیر
حق کوہکن دادی اے نکتہ سنج — بہ پرویز پرکار و نابردہ رنج ؟

معانی ...... : کند: کرتی ہے۔ کردن: کرنا۔ آبنایم: میری نہر۔ خارا: سخت پتھر۔ برد: وہ نکالتا ہے۔ تیشہ ام: میرا تیشہ۔ حق کوہکن: کوہکن کا حق۔ کوہکن: شیریں کے عاشق فرہاد کا لقب، پہاڑ کاٹنے والا۔ دادی: تو نے دے دیا۔ نکتہ سنج: دانا، ہوشیار۔ بہ: کو۔ پرویز پرکار و نا بردہ رنج: چالاک اور سختی نہ جھیلا ہوا پرویز۔

ترجمہ و تشریح ...... : میری آبنائے، سمندر کو اپنا اسیر بناتی ہے میرا تیشہ پتھر سے دودھ کی نہر نکالتا ہے اے دانا تو نے کوہکن کا حق دے دیا چالاک پرویز کو جس نے کوئی سختی نہیں جھیلی؟ (کوئی تکلیف نہیں اٹھائی)۔

خطا را بحکمت مگرداں صواب — خضر رانگیری بدام سراب
بدوش زمیں، بار، سرمایہ دار — ندارد گزشت از خورو خواب کار

معانی ...... : خطا: غلط۔ مگرداں: تو نہ بنا۔ صواب: درست، صحیح۔ خضر: حضرت خضر جن کے بارے میں مشہور ہے کہ بھٹکے ہوؤں کو

راستا دکھاتے ہیں، مراد صحیح راستے کی پہچان رکھنے والا۔ نگیری: تو نہیں لاسکتا، تو نہیں پھنسا سکتا۔ بدام سراب: سراب کے جال میں۔ بدوش زمین: زمین کے کاندھے پر۔ بار: بوجھ۔ ندارد: وہ نہیں رکھتا۔ گذشت: علاوہ۔ خور: کھانا۔ خواب: سونا۔

ترجمہ و تشریح ...... اپنے فلسفہ کے زور سے غلط کو صحیح مت بنا تو خضرؑ کو سراب کے جال میں نہیں لاسکتا سرمایہ دار زمین کے کندھوں پر بوجھ ہے اسے سونے اور کھانے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں۔

جہاں راست بہروزی از دست مزد ندانی کہ ایں ہیچ کار است دزد
پے جرم او پوزش آوردہ ای؟ بایں عقل و دانش فسوں خوردہ ای؟

معانی ...... : بہروزی: خوش بختی، خوشحالی۔ از دست مزد: محنت کے ہاتھ سے۔ ندانی: تو نہیں جانتا۔ ہیچ کار: نکما، ناکارہ۔ دزد: چور۔ پے جرم او: اس کے جرم کے واسطے۔ پوزش آوردہ ای: تو عذر لایا ہے۔ بایں عقل و دانش: اس عقل اور علم کے باوجود۔ فسوں خوردہ ای: تو نے دھوکا کھایا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : دنیا کی خوشحالی مزدوروں کے ہاتھوں کی وجہ سے ہے تو نہیں جانتا کہ یہ ناکارہ چور ہے (یہ معمولی کام کرنے والا (مزدور) چور ہے۔ اس سرمایہ دار کے جرم کے واسطے عذر لایا ہے؟ تو نے اس عقل و دانش پر فریب کھایا ہے؟

ہیگل

حکمتش معقول و با محسوس در خلوت نرفت گرچہ بکر فکر او پیرایہ پوشد چوں عروس
طائر عقل فلک پرواز اودانی کہ چیست ؟ ماکیاں کز زور مستی خایہ گیرد بے خروس"

معانی ...... : معقول: عقلی، وہ مجرد امور جو دائرہ حس سے باہر ہیں، جس کا ادراک عقل کے وسیلے سے ہو، وہ امور جو خارج میں وجود نہیں رکھتے۔ محسوس: حسی، جس کا ادراک حواس کے واسطے سے ہو، وہ امور جو خارج میں موجود ہیں۔ خلوت: تنہائی، حجلہ عروسی۔ نرفت: وہ نہیں گئی۔ بکر فکر او: اس کی فکر کی دوشیزہ۔ بکر: دوشیزہ، کنواری۔ پیرایہ: زیور۔ پوشد: وہ پہنتی ہے۔ ماکیاں: مرغی۔ کز زور مستی: جو مستی کے زور سے۔ خایہ گیرد: انڈا بناتی ہے، انڈا حاصل کرے۔ بے خروس: مرغے کے بغیر۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کا فلسفہ عقلی ہے جس نے محسوس کے ساتھ خلوت نہیں کی اگرچہ اس کی فکر کی دوشیزہ دلہن ایسے گہنے پہنے ہوئے ہے کیا تو جانتا ہے کہ اسکی فلک پرواز عقل کا پرندہ کیا ہے؟ یہ ایسی مرغی ہے جو مرغے کے بغیر (اپنی ہی) مستی کے زور سے انڈا بنائے۔

جلالؒ و گوئٹے

نکتہ دان المنی را در ارم صحبتے افتاد با پیر عجم
شاعرے کو ہمچو آں عالی جناب نیست پیغمبر ولے دارد کتاب !

مولانا جلال الدین رومیؒ اور گوئٹے

معانی ...... : نکتہ داں المنی: نکتہ داں جرمن۔ المنی: جرمن۔ نکتہ دان المنی سے مراد گوئٹے ہے جس کا ڈرامہ "فوسٹ" مشہور معروف

ہے۔اس ڈرامہ میں شاعر نے حکیم فوسٹ اور شیطان کے عہد و پیان کی قدیم روایت کے پیرائے میں انسان کے امکانی نشو و نما کے تمام مدارج اس خوبی سے بتائے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کمال فن خیال نہیں آسکتا۔را: کو، کی۔ارم: جنت۔ صحبتے افتاد: ایک صحبت ہوئی۔ باپیر عجم: عجم کے شیخ کے ساتھ۔ پیر: شیخ، مرشد۔ عجم: فارس، تمام غیر عرب علاقے۔

ترجمہ و تشریح ...... : جنت میں جرمن دانشور (گوئٹے) کی عجم کے مرشد رومی کے ساتھ ملاقات ہوئی اس عالی جناب ایسا عظیم جرمن شاعر کہاں وہ پیغمبر نہیں لیکن کتاب رکھتا ہے۔

خواند بر دانائے اسرار قدیم قصہ پیمان ابلیس و حکیم
گفت رومی اے سخن را جاں نگار تو ملک صید استی و یزداں شکار

معانی ...... : خواند بر دانائے اسرار قدیم: اس نے اللہ کے اسرار جاننے والے کے سامنے پڑھا۔قصہ پیمان شیطان و حکیم: شیطان اور حکیم فاوسٹ کے عہد و پیما کا قصہ۔ ڈاکٹر فاوسٹ گوئٹے کے شہرہ آفاق ڈرامے ''فاوسٹ'' کا مرکزی کردار۔ جان نگار: جان کو نقش کرنے والا۔ ملک صید: فرشتوں کو شکار کرنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس نے اللہ کے اسرار جاننے والے (رومی) کو پڑھ کر سنایا شیطان اور حکیم فاوسٹ کے عہد و پیان کا قصہ رومی بولے اے وہ شخص جو سخن کو روح سے مزین کرتا ہے تو فرشتوں کو شکار کرنے والا ہے اور یزداں پر کمند ڈالنے والا ہے۔

فکر تو در کنج دل خلوت گزید ایں جہان کہنہ را باز آفرید
سوز و ساز جاں بہ پیکر دیدہ ای در صدف تعمیر گوہر دیدہ ای

معانی ...... : در کنج دل: دل کے گوشے میں۔ خلوت گزید: اس نے خلوت اختیار کی۔ باز آفرید: پھر سے تخلیق کیا۔ سوز و ساز جاں: روح کی تڑپ اور سکون۔ بہ: میں۔ پیکر: بدن۔ دیدہ ای: تو نے دیکھا ہے۔ صدف: سیپی۔ تعمیر گوہر: موتی کا بننا۔

ترجمہ و تشریح ...... : تیری فکر نے دل کی گہرائیوں میں خلوت پکڑی (گہرائیوں میں اتر جاتا ہے) اس پرانی دنیا کو پھر سے تخلیق کیا (از سر نو پیدا کیا ہے) تو نے بدن میں روح کا سوز و ساز دیکھ لیا ہے تو نے صدف کے اندر گوہر بنتے دیکھا ہے۔

ہر کسے از رمز عشق آگاہ نیست ہر کسے شایان ایں درگاہ نیست
''داند آں کو نیک بخت و محرم است زیر کی ز ابلیس و عشق از آدم است''

معانی ...... : از رمز عشق: عشق کے بھید سے۔ شایان ایں درگاہ: اس چوکھٹ کے لائق۔ داند: وہ جانتا ہے۔ کو: جو۔ محرم: بھید جاننے والا، راز داں۔ زیر کی: ہوشیاری، چالاکی، عقلمندی۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہر کوئی عشق کے بھید سے آگاہ نہیں ہے ہر کوئی اس درگاہ عشق کے لائق نہیں ہے وہی جانتا ہے جو نیک بخت اور اندر کی خبر رکھنے والا ہے چالاکی ابلیس سے ہے اور عشق آدمؑ سے۔ (رومی)

پیغام برگساں

تا بر تو آشکار شود راز زندگی خود را جدا ز شعلہ مثال شرر مکن
بہر نظارہ جز نگہ آشنا میار در مرز و بوم خود چو غریباں گزر مکن

پیغام برگسان (برگساں: فرانس کا مشہور حکیم)

معانی ...... : تا: تا کہ۔ آشکار شود: ظاہر ہو جائے۔ مکن: تو مت کر۔ بہر نظارہ: دیدار کے واسطے۔ جز: سوائے۔ نگہ آشنا: اپنائیت کی نظر۔ میار: تو مت لا، مت ڈال۔ در مرز و بوم خود: اپنے وطن میں۔ مرز: زمین، ملک۔ بوم: مٹی، جگہ، منزل۔ مرز و بوم، مرز بوم: وطن۔ چو: چوں، مانند۔ غریباں: غریب کی جمع، مسافر، پردیسی۔ گذر مکن: تو گذر مت کر۔

ترجمہ و تشریح ...... : تا کہ تجھ پر زندگی کا بھید کھل جائے خود کو چنگاری کی طرح شعلے سے جدا مت کر نظارے کے لئے بس اپنائیت کی نگاہ فراہم کر (حقیقت آشنا آنکھ لا) اپنے وطن میں پردیسیوں کی طرح گزر مت کر۔

نقشے کہ بستہ ہم ای ہمہ باطل است
عقلے بہم رساں کہ ادب خوردہ دل است

معانی ...... : نقشے: وہ نقش۔ بستہ ای: تو نے جمایا ہے۔ اوہام باطل: بے اصل خیالات۔ اوہام: وہم کی جمع، باطل: غلط۔ بہم رساں: تو بہم پہنچا، حاصل کر۔ ادب خوردہ دل: دل کی تربیت یافتہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ نقش جو تو نے بنایا ہے سارے کا سارا وہم باطل ہے وہ عقل بہم پہنچا جو دل کی پڑھائی ہوئی ہو (دل سے تربیت یافتہ ہو)۔

میخانہ فرنگ

یاد ایامے کہ بودم در خمستانِ فرنگ	جام او روشن تر از آئینۂ اسکندر است
چشم مست مے فروشش بادہ را پروردگار	بادہ خوا راں رانگاہ ساقی اش پیغمبر است

معانی ...... : یاد ایامے: ان دنوں کا ذکر ہے، مجھے وہ زمانہ یاد ہے۔ بودم: میں تھا۔ در خمستان فرنگ: یورپ کے شراب خانے میں۔ جام او: اس کا جام۔ جام: شراب کا پیالہ۔ از آئینہ سکندر: سکندر کے آئینے سے۔ آئینہ سکندر: اسکندریہ کے ساحل پر سکندر اعظم کے بنائے ہوئے منارے پر نصب ایک بڑا آئینہ جس سے جہازوں وغیرہ کی آمد پتہ چل جاتی تھی۔ چشم مست مے فروشش: اس کے کلال کی مست آنکھ۔ مے فروش: شراب بیچنے والا، کلال۔ نگاہ ساقی اش: اس کے ساقی کی نگاہ۔ ساقی: شراب تقسیم کرنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : مجھے وہ دن یاد ہیں کہ میں مغرب کے میخانے میں تھا وہاں کا جام سکندر کے آئینے سے بڑھ کر روشن ہے (زیادہ چمکدار ہیں) اس کے مے فروش کی مست آنکھ شراب کی پالنہار (پروردگار ہے)۔ (شراب میں نشہ پیدا کرتی ہے)۔ بادہ خواروں کے لئے اس کے ساقی کی نگاہ پیغمبر ہے (مے فروش ان کا رب ہے اور ساقی ان کا پیغمبر)۔

جلوہ او بے کلیمؑ و شعلہ او بے خلیلؑ	عقل نا پروا متاع عشق را غارت گر است
در ہوایش گرمی یک آہ بیتابا نہ نیست	رند ایں میخانہ رایک لغزش مستانہ نیست !

معانی ...... : عقل ناپروا: بے پرواعقل۔ متاع عشق: عشق کی پونجی۔ ہوایش: اس کی فضا۔ گرمی: یک آہ بے تابانہ: بے تابی کے ساتھ نکلنے والی ایک آہ کی حرارت۔ رند ایں میخانہ را: اس میخانہ کے رند شرابی کیلئے۔ لغزش مستانہ: مستوں کی سی ڈگمگاہٹ۔ لغزش: ڈگمگاہٹ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کا جلوہ بے کلیمؑ اور اس کی آگ بے خلیلؑ بے پروا عقل عشق کی پونجی کو غارت کرنے والی ہے اس کی فضا میں چھاتی توڑ کے نکلنے والی آہ کی گرمی نہیں اس میخانے کے رند کو ایک بھی لغزش مستانہ نصیب نہیں۔

موسیو لینن و قیصر ولیم

موسیو لینن

بسے گزشت کہ آدم دریں سرائے کہن مثال دانہ تہ سنگ آسیا بودست
فریب رازی و افسون قیصری خورد است اسیر حلقہ دام کلیسیا بودست

موسیو لینن (لینن: صدر جمہوریہ اشتراکیہ روسیہ)

معانی ...... : بسے گذشت: بہت زمانے گئے، مدتیں ہوگئیں۔ دریں سرائے کہن: اس پرانی سرائے میں، اس دنیا میں۔ تہ سنگ آسیا: چکی کے پاٹ تلے۔ آسیا: چکی، مجازاً آسمان۔ بوداست: وہ رہا ہے۔ اسیر حلقہ دام کلیسیا: کلیسا کے جال میں پھنسا ہوا۔ کلیسیا: کلیسا، چرچ، مراد پاپائیت۔

ترجمہ و تشریح ...... : مدتیں گزر گئیں کہ آدمی اس پرانی سرائے (دنیا) میں گندم کی طرح چکی کے پاٹ تلے رہا ہے زاری کا فریب اور قیصری کا دھوکا کھاتا رہا ہے وہ کلیسا کے جال میں پھنسا رہا ہے (گرفتار رہا ہے)۔

غلام گرسنہ دیدی کہ بردرید آخر قمیص خواجہ کہ رنگین زخون ما بودست
شرار آتش جمہور کہنہ ساماں سوخت ردائے پیر کلیسا، قبائے سلطان سوخت

معانی ...... : غلام گرسنہ: بھوکا غلام۔ دیدی: تو نے دیکھا۔ بردرید: اس نے پھاڑ دی۔ آخر: آخرکار۔ قمیص خواجہ: آقا کی قمیص۔ زخون ما: ہمارے خون سے۔ شرار آتش جمہور: عوام کی آگ کی چنگاریاں۔ کہنہ: پرانا، فرسودہ۔ ساماں: اسباب، پونجی، نظام۔ سوخت: اس نے جلا دیں۔ ردائے پیر کلیسا: کلیسا کے بڑے کی چادر، پوپ کی چادر۔

ترجمہ و تشریح ...... : تو نے دیکھا کہ بھوکے غلام نے آخر تار تار کر دی آقا کی قمیص جو ہمارے لہو سے رنگین رہی ہے عوام کی آگ کی چنگاریوں نے فرسودہ سامان (نظام) جلا دیا کلیسا کے پیر کی چادر، بادشاہ کی قبا جلا ڈالی۔

قیصر ولیم

گناہ عشوہ و ناز بتاں چیست! طواف اندر سرشت برہمن ہست
دمادم نو خداونداں تراشد کہ بیزار از خدایان کہن ہست

معانی ...... : گناہ عشوہ و ناز بتاں: بتوں کے ناز و ادا کا قصور۔ طواف: پھیرے لگانا۔ سرشت برہمن: برہمن کی فطرت۔ ہست: موجود ہے، ہے۔ دمادم: دمبدم، مسلسل۔ نو: نئے۔ خداونداں: خداوند کی جمع، خدا، مالک۔ تراشد: وہ تراشتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : بتوں کے عشوہ و ناز کا کیا گناہ ہے (کوئی گناہ نہیں) طواف تو برہمن کی گھٹی میں پڑا ہے وہ ہر دم نئے نئے خدا تراشتا ہے کیونکہ پرانے خداؤں سے بیزار ہے۔

زجور رہزناں کم گو کہ رہرو متاع خویش را خود راہزن ہست
اگر تاج کئی جمہور پوشد ہماں ہنگامہ ہا در انجمن ہست

معانی ...... : زجور رہزناں: رہزنوں کے ظلم کے بارے میں۔کم: مت۔گو: کہہ۔متاع خویش: اپنے مال اسباب۔را: کا، کیلئے۔ تاج کئی: بادشاہی کا تاج۔جمہور: عوام۔پوشد: وہ پہنے۔ہماں: وہی۔

ترجمہ و تشریح ...... : رہزنوں کے ظلم کی (بات) مت کہہ کہ مسافر خود اپنے سامان کا آپ رہزن ہے اگر شہنشاہیہ کا تاج عوام پہن لیں (تو بھی) اس انجمن میں وہی ہاہا کار ہے (وہی ہنگامے رہیں گے)۔(عوامی لیڈر بھی وہی کام کریں گے جو بادشاہ کرتے تھے)۔

ہوس اندر دل آدم نہ میرد ہماں آتش میان مرزغن ہست
عروس اقتدار سحر فن را ہماں پیچاک زلف پرشکن ہست

معانی ...... : ہوس: ہوکا، کسی چیز سے سیر نہ ہونا۔اندر دل آدم: آدمی کے دل میں۔نمیرد: نہیں مرتی۔میان مرزغن: آتشدان کے بیچ۔عروس اقتدار سحر فن: جادو کا فن رکھنے والی اقتدار کی دلہن۔پیچاک زلف پرشکن: بلدار زلف کا کنڈل۔پیچاک: کنڈل۔

ترجمہ و تشریح ...... : آدمی کے دل میں ہوس (اقتدار و دولت) نہیں مرتی اس آتشدان کے بیچ وہی آگ ہے (جو بھی) یہ آگ ہمیشہ جلتی رہے گی۔اقتدار کی جادوگر دلہن کی زلف پرشکن کا وہی کنڈل ہے۔

نماند ناز شیریں بے خریدار
اگر خسرو نباشد کوہکن ہست

معانی ...... : نماند: نہیں رہتا۔ناز شیریں: شیریں کا نخرہ۔شیریں: فرہاد کوہکن کی معشوقہ۔بے خریدار: خریدار کے بغیر۔خسرو: شہزادہ خسرو پرویز کوہکن کا رقیب۔نباشد: نہ ہونا، نہیں ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : شیریں کے چونچلے (ناز و ادا) خریدار بنا نہیں رہتے اگر خسرو نہیں تو کوہکن ہے۔

حکما

لاک (انگریز فلسفی)

ساغرش را سحر از بادہ خورشید فروخت ورنہ در محفل گل لالہ تہی جام آمد

معانی ...... : ساغرش را: اس کے پیالہ کو۔ساغر: شراب کا پیالہ۔بادہ خورشید: سورج کی شراب۔فروخت: اس نے روشن کیا، شراب سے سرخ کیا۔تہی جام: جس کا جام خالی ہو، خالی پیالہ والا۔آمد: وہ آیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کے ساغر کو صبح نے سورج کی شراب سے چمکایا ورنہ پھولوں کی محفل میں گل لالہ خالی پیالہ آیا تھا۔

کانٹ (جرمن فلسفی)

فطرتش ذوق مے آئینہ فامے آورد از شبستان ازل کوکب جامے آورد

معانی ...... : ذوق مئے آئینہ فامے: آئینے کے رنگ کی شراب کا ذوق۔آورد: وہ لائی۔از شبستان ازل: ازل کے شبستان سے۔

شبستان: رات رہنے کی جگہ، خوابگاہ، خلوت گاہ۔ کوکب جامے: جام کا ستارہ۔

ترجمہ و تشریح ...... اس کی فطرت آئینہ رنگ شراب کا ذوق لائی ازل کے شبستان سے جام کا ستارہ لائی۔

برگساں

نہ مے از ازل آورد نہ جامے آورد لالہ ازداغ جگر سوز دوامے آورد

معانی ...... مئے: کوئی شراب۔ سوز دوامے: ہمیشہ رہنے والی جلن۔

ترجمہ و تشریح ...... نہ کوئی شراب ازل سے لایا نہ کوئی پیالہ گل لالہ جگر کے داغ سے دائمی سوز لایا۔

شعرا

براؤننگ (انگریزی شاعر)

بے پشت بود بادہ سر جوش زندگی آب از خضر بگیرم و درساغر فگنم

معانی ...... : بے پشت: نشہ بڑھانے والی کسی چیز کے بغیر۔ ہر وہ چیز جو نشہ بڑھانے کیلئے شراب میں ڈالی جائے۔ بگیرم: میں لیتا ہوں۔ افگنم: میں ڈالتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ...... زندگی کی صاف شراب میں نشہ بڑھانے کیلئے کچھ ملا ہوا نہیں تھا میں خضر سے آب حیات لیکر ساغر میں ڈالتا ہوں۔

بائرن

از منت خضر نتواں سینہ داغ کرد آب از جگر بگیرم و در ساغر افگنم

معانی ...... : ازمنت خضر: خضر کے احسان سے۔ نتواں سینہ داغ کرد: سینہ داغدار نہیں کیا جا سکتا، دل پر داغ نہیں لگایا جا سکتا۔ آب: خون شراب۔

ترجمہ و تشریح ...... خضر کا احسان اٹھا کر چھاتی پر داغ نہیں دھرا جا سکتا میں (اپنے ہی) جگر سے لہو لیکر ساغر میں ڈالتا ہوں۔

غالب

”تا بادہ تلخ تر شود و سینہ ریش تر
بگد ازم آبگینہ و در ساغر افگنم“

معانی ...... : تا: تاکہ۔ تلخ تر: اور تلخ۔ تلخ: کڑوی، شود: وہ ہو جائے۔ ریش تر: اور گھائل۔ بگدازم: میں پگھلاتا ہوں۔ آبگینہ: شیشہ، شراب کا برتن۔

ترجمہ و تشریح ...... تاکہ شراب اور تیز ہو جائے اور سینہ اور زیادہ زخمی ہو۔ میں صراحی کا شیشہ پگھلا کر ساغر میں ڈالتا ہوں۔

رومی

آمیزشے کجا گہر پاک او کجا
از تاک بادہ گیرم و در ساغر افگنم

معانی ...... آمیزشے :ملاوٹ۔ کجا: کہاں۔ گہر پاک او: اس کی پاک اصل۔ تاک: انگور کی بیل، انگور۔

ترجمہ و تشریح ...... کجاملاوٹ کجااس کی پاک اصل میں انگور سے شراب کھینچ کر (بغیر کسی آمیزش کے) پیالے میں ڈالتا ہوں۔

خرابات فرنگ

دوش رفتم بہ تماشاے خرابات فرنگ — شوخ گفتاری رندے دلم ازدست ربود
گفت ایں نیست کلیسا کہ بیابی درو ے — صحبت دخترک زہرہ وش و نائے و سرود

معانی ...... دوش: گزری ہوئی رات۔ رفتم: میں گیا۔ شوخ گفتاری رندے: ایک شرابی کی شوخ گفتاری۔ شوخ گفتاری: کسی لاگ لپیٹ کے بغیر بات کہہ ڈالنا، بے دھڑک بولنا۔ دلم از دست ربود: میرا دل لے گیا۔ بیابی: تو پائے۔ درو ے: اس میں۔ صحبت دخترک زہرہ وش ونائے وسرود: حسین لڑکیوں اور گانے بجانے کی محفل۔ خوبصورت لڑکی، زہرہ وش: نائے: بانسری۔ سرود: نغمہ، ایک ساز۔ نائے وسرود: گانا بجانا۔

ترجمہ و تشریح ...... : میں کل رات مغرب کے میکدے کا تماشا دیکھنے چلا گیا وہاں ایک رند (یعنی نیٹشے) کی شوخ گفتاری نے میرا دل لبھالیا (گرویدہ بنالیا) اس نے کہا یہ کلیسا نہیں کہ تو اس میں پائے حسین دوشیزاؤں کی محفل اور راگ رنگ کی مجلس۔

ایں خرابات فرنگ است و ز تاثیر میش — آنچہ مذموم شمارند، نماید محمود
نیک و بد را بہ ترازوے دگر سنجیدیم — چشمہ داشت ترازوے نصاریٰ و یہود

معانی ...... : تاثیر میش: اس کی شراب کی تاثیر۔ مذموم: برا۔ شمارند: وہ گنتے ہیں۔ نماید: وہ نظر آتا ہے۔ محمود: اچھا، جس کی تعریف کی جائے۔ بترازوے دگر: دوسری ترازو میں۔ سنجیدیم: ہم نے تولا۔ چشمہ داشت: ایک طرف کو جھکاؤ رکھتی تھی۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ مغرب کا میخانہ ہے اور اس کی شراب کی تاثیر سے جسے برا جانا جاتا ہے وہی اچھا دکھائی دیتا ہے ہم نے نیکی اور بدی کو ایک اور ترازو میں تولا عیسائیوں اور یہودیوں کی ترازو برابر نہیں رہی (پاسنگ رکھتا ہے)۔

خوب، زشت است اگر پنجہ گیرات شکست — زشت، خوب است اگر تاب و توان تو فزود
تو اگر درنگری جز بہ ریا نیست حیات — ہر کہ اندر، گر و صدق و صفا بود نبود

معانی ...... : خوب: اچھا۔ زشت: برا۔ پنجہ گیرات: تیرا چنگل، کلائی مروڑ۔ گیرا: پکڑنے والا، دبوچنے والا۔ گرفتن: پکڑنا۔ شکست: اس نے توڑ دیا۔ تاب وتوان تو: تیری طاقت اور قوت۔ فزود: اس نے بڑھا دیا۔ درنگری: تو غور سے دیکھے۔ جز بہ ریا: دکھلاوے منافقت کے علاوہ۔ ہر کہ: جو کوئی۔ اندر گروصدق وصفا: سچائی اور پاکیزگی کی قید میں۔ بود: وہ رہا۔ نبود: وہ نہیں رہا، وہ فنا ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح ...... اچھی چیز بری ہے اگر وہ تیری کلائی مروڑ دے (ہر وہ نیکی جو کمزور کر دے برائی ہے) اور بری چیز اچھی ہے اگر اس سے تیری تاب وتواں میں اضافہ ہو (ہر وہ برائی جو تجھے طاقتور بنا دے اچھائی ہے) تو اگر غور سے دیکھے تو زندگی ریا کے سوا اور کچھ نہیں۔

جو چیز سچائی اور اخلاص کی گروی ہو وہ نہ ہونے کے برابر ہے (جو شخص راست بازی اور دیانت کی پیروی کرے گا وہ برباد ہو جائے گا)۔

دعوی صدق و صفا پردہ ناموس ریاست — پیر ماگفت مس از سیم بباید اندود

فاش گفتم بتو اسرار نہانخانہ زیست — بکسے باز مگوتا کہ بیابی مقصود

معانی ...... : دعویٰ صدق وصفا: سچائی اور اخلاص کا دعویٰ۔ پردہ ناموس ریاست: دکھاوے کے درمیان کا پردہ ہے، منافقت کی مکاری کی آڑ ہے۔ گھر کی عورتیں، راز، مکر۔ مس: تانبا۔ سیم: چاندی۔ بباید اندود: لیپنا چاہیے۔ فاش گفتم: میں نے صاف صاف کہہ دیا۔ بتو: تجھ سے۔ اسرار نہاں خانہ زیست: زندگی کے اندر کے بھید۔ اسرار: سر کی جمع۔ بکسے: کسی کو۔ باز مگو: بتانا مت۔ بیابی: تو پا جائے۔ مقصود: مراد۔

ترجمہ و تشریح ...... : سچائی اور اخلاص کا دعویٰ منافقت کے ناموس کا پردہ ہے (مکر و فریب کیلئے نقاب کا کام بہت اچھا دے سکتی ہے) ہمارے پیر نے کہا کہ تانبے کو چاندی سے لیپنا چاہیے (جھوٹ (مس) پر سچائی (سیم) کا ملمع کر دو یعنی اپنے جھوٹ کو سچ کے پردے میں چھپاؤ) میں نے زندگی کے اندر کا بھید تجھ سے کھول کر بیان کر دیا اب کسی اور کو بتانا مت تاکہ تو مراد پا جائے (مقصود پالے)۔

خطاب بہ انگلستان

مشرقی بادہ چشید است زمینائے فرنگ — عجبے نیست اگر توبہ دیرینہ شکست

فکر نو زادہ او شیوہ تدبیر آموخت — جوش زد خوں بہ رگ بندہ تقدیر پرست

انگلستان سے خطاب

معانی ...... : مشرقی: مشرق کا باشندہ، مراد ہندوستانی۔ چشید ست: اس نے چکھ لیا ہے۔ زمینائے فرنگ: مغرب کی شراب کی صراحی سے۔ عجبے: کوئی حیرت۔ تعجب۔ شکست: ٹوٹ گئی۔ فکر نوزادہ او: اس کی نئی نئی جنم لینے والی فکر۔ شیوہ تدبیر: تدبیر کا چلن۔ آموخت: اس نے سیکھا۔ جوش زدہ خون: لہو نے جوش مارا۔ بہ رگ بندہ تقدیر پرست: تقدیر کی پوجا کرنے والے بندے کی رگ میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : مشرق کے باسی نے مغرب کی صراحی سے شراب چکھی ہے کوئی عجب نہیں اگر اس نے اپنی پرانی توبہ توڑ دی۔ اس کی نئی فکر نے تدبیر کا چلن سیکھا (تدبیر کا انداز سکھایا) تقدیر کے بندے کی رگوں میں لہو نے جوش مارا (ہندیوں میں حصول آزادی کا جذبہ پیدا ہو گیا)۔

ساقیا تنگ دل از شورش مستاں نشوی — خود تو انصاف بدہ ایں ہمہ ہنگامہ کہ بست؟

"بوئے گل خود بہ چمن راہ نماشد زنخست — ورنہ بلبل چہ خبر داشت کہ گلزارے ہست"

معانی ...... : ساقیا: اے ساقی۔ تنگدل: ناخوش، رنجیدہ۔ از شورش مستاں: مستوں کی شورش سے۔ نشوی: تو مت ہو، تو نہ ہونا۔ انصاف بدہ: انصاف سے فیصلہ دے۔ کہ: کون، کس۔ بست: اس نے شروع کیا، برپا کیا۔ گلزارے: کوئی گلزار۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے ساقی! اب تو مستوں کے شور سے ناراض نہ ہو تو آپ ہی انصاف کر کہ یہ سارا ہنگامہ کس نے پیدا کیا ہے؟ (حقوق طلبی کے یہ طریقے تمہارے ہی سکھائے ہوئے ہیں) پھول کی خوشبو نے پہلے آپ ہی چمن کی راہ دکھائی (راہنمائی کی) ورنہ بلبل کو کیا خبر تھی کہ کوئی گلزار بھی ہے۔ (انگریزوں نے خود ہندوستانیوں کے اندر سیاسی بیداری پیدا کی ورنہ ان کے دماغ میں حصول آزادی کا تصور پیدا نہ ہوا تھا)۔

قسمت نامہ سرمایہ دار و مزدور

غوغاے کارخانہ آہنگری زمن — گلبانگ ارغنون کلیسا ازان تو
نخلے کہ شہ خراج بروی نہد زمن — باغ بہشت و سدرہ و طوبا ازان تو

سرمایہ دار اور مزدور میں تقسیم جائیداد

معانی ...... : غوغاے کارخانہ آہنگری: فولاد کے کارخانہ کا شور۔ زمن: میرا۔ گلبانگ ارغنون کلیسا: کلیسا کے ارگن کا نغمہ۔ ازان تو: تیری ملکیت، تیرا۔ نخلے: وہ پیڑ۔ نخل: پیڑ، درخت۔ خراج: زمین وغیرہ کا محصول، لگان۔ برو: اس پر۔ می نہد: وہ رکھتا ہے، وہ عائد کرتا ہے۔ سدرہ: سدرۃ المنتہیٰ، ساتویں آسمان پر بیری کا درخت، ایک روایت ہے کہ جس تک پہنچ کر معراج کے موقع پر جبریل رک گئے تھے۔ طوبا: جنت کا ایک پیڑ۔

ترجمہ و تشریح ...... : فولاد کے کارخانے کا شور شرابہ میرا اور کلیسا کے باجے کی مدھر دھن تیری جس پر حاکم ٹیکس لگاتا ہے وہ پیڑ میرا وہ درخت جس سے بادشاہ خراج وصول کرتا ہے وہ میرا جنت کا باغ اور سدرۃ المنتہیٰ اور طوبے تیرا۔

تلخابہ کہ درد سر آرد ازان من — صہباے پاک آدم و حوا ازان تو
مرغابی و تدرو و کبوتر ازان من — ظل ہماؤ شہپر عنقا ازان تو

معانی ...... : تلخابہ: وہ کڑوا پانی، وہ شراب۔ کہ: جو۔ ارد: وہ لاتا ہے۔ صہباے پاک آدم وحوا: آدم اور حوا کی پاک شراب۔ تدرو: چکور، تیتر۔ ظل ہما: ہما کا سایہ۔ ظل: سایہ۔ ہما: ایک خیالی پرندہ جس کے بارے میں داستانوں میں کہا گیا ہے کہ اس کا سایہ جس کے سر پر پڑ جائے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔ شہپر عنقا: عنقا کا پر۔ عنقا: ایک خیالی پرندہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : وہ تلخ شراب جو درد سر پیدا کرے، میرے لئے ہے۔ آدم اور حوا کی پاکیزہ شراب تیرے لئے ہے۔ مرغابی اور تیتر اور کبوتر میرے لئے ہیں اور ہما کا سایہ اور عنقا کا پنکھ تیرے لئے ہیں۔

ایں خاک و آنچہ در شکم او ازان من
وزخاک تا بہ عرش معلا ازان تو

معانی ...... : آنچہ: وہ جو، جو کچھ۔ در شکم او: اس کے پیٹ میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : یہ زمین اور جو کچھ اس کے اندر ہے وہ میرے لئے ہے اور زمین سے عرش معلیٰ تک (سب کچھ) تیرا۔

(سرمایہ دار کی فیاضی داد طلب ہے کہ اس نے صرف زمین کو اپنی ملکیت بنانے پر قناعت کی ہے اور ساری کائنات جس میں جنت بھی شامل ہے مزدور کے حوالے کر دی ہے۔ اس نظم کا ہر شعر طنز کی تصویر ہے۔ اقبال نے سرمایہ دار کی ذہنیت کو عریاں کیا ہے)۔

نواے مزدور

زمزد بندہ کرپاس پوش و محنت کش — نصیب خواجہ ناکردہ کار، رخت حریر
زخوے فشانی من لعل خاتم والی — زاشک کودم من گوہر ستام امیر

مزدور کی پکار

معانی ...... : زمزد بندۂ کرپاس پوش ومحنت کش: کھادی (کھردرے) پہننے والے اور سختی جھیلنے والے غلام کی مزدوری سے۔ زخوے فشانی من: میرے پسینہ چھڑکنے سے۔ لعل خاتم والی۔ حاکم کی انگشتری کا یاقوت۔ زاشک کودک من: میرے بچے کے آنسو سے۔ گوہر ستام امیر: سردار کے گھوڑے کے چارجامے زین کا موتی۔ گوہر: موتی۔ ستام: گھوڑے کا چارجامہ زیور (زین)۔

ترجمہ و تشریح ...... : کھردرے لباس اور محنت کرنے والے مزدور کی مزدوری سے نکھٹو سرمایہ دار کو ریشم کا لباس ملا۔ میرا پسینہ حاکم کی انگشتری میں یاقوت۔ میرے بچے کا آنسو سردار کے گھوڑے کی زین کا موتی ہے۔

زخون من چوزلو فربہی کلیسارا بزور بازوے من دست سلطنت ہمہ گیر
خرابہ رشک گستاں زگریہ سحرم شباب لالہ و گل از طراوت جگرم

معانی ...... : زلو: جونک۔ خرابہ: ویرانہ، کھنڈر۔ رشک گلستاں: جس پر گلستان کو بھی رشک آئے۔ زگریہ سحرم: میرے صبح کے رونے سے۔ شباب لالہ وگل: لالہ گل کی بہار۔ طراوت جگرم: میرے جگر کی تری۔

ترجمہ و تشریح ...... : کلیسا میرے خون سے جونک کی طرح پھولا ہوا میرے زور بازو سے سلطنت کا ہاتھ سارے پر قابض ہے۔ ویرانہ میرے گریہ سحر سے رشک گلستاں بنتا ہے میرے جگر کے لہو سے لالہ وگل کی بہار ہے۔

بیا کہ تازہ نوامی تراود ازرگ ساز مے کہ شیشہ گرازد بہ ساغر اندازیم
مغان و دیر مغاں را نظام تازہ دہیم بنائے میکدہ ہائے کہن براندازیم

معانی ...... : می تراود: ٹپک رہا ہے۔ ازرگ ساز: ساز کے تار سے۔ مئے: وہ شراب۔ شیشہ: شراب کا برتن، صراحی۔ گدازد: پگھلا دے۔ اندازیم: ہم ڈالیں۔ مغاں: مغ کی جمع، شراب بیچنے والے، ساقی۔ دیر مغاں: شراب خانہ، پارسیوں کا عبادت خانہ۔ دہیم: ہم دیں۔ بنائے میکدہ ہائے کہن: پرانے شرابخانوں کی بنیاد۔ براندازیم: ہم ڈھادیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اک ساز کے تاروں سے تازہ نغمہ ٹپک رہا ہے (نئی نوا پیدا ہو رہی ہے) وہ شراب جو شیشہ پگھلا دے ہم پیالے میں ڈالیں ساقی اور میخانے کو نیا نظام دیں پرانے میکدوں کی بنیاد ڈھادیں۔

زرہزنان چمن انتقام لالہ کشیم بہ بزم غنچہ و گل طرح دیگر اندازیم
بطوف شمع جو پروانہ زیستن تا کے زخویش ایں ہمہ بیگانہ زیستان تا کے

معانی ...... : زرہزنان چمن: چمن کے لٹیروں سے، باغ کو لوٹنے والوں سے۔ رہزنان: رہزن کی جمع۔ انتقام لالہ کشیم: ہم گل لالہ کا بدلہ لیں۔ طرح دیگر اندازیم: ہم نئی بنیاد ڈالیں۔ بطوف شمع: شمع کے گرد۔ چو: چوں، مانند۔ زیستن: جینا۔ تا کے: کب تک۔ زخویش: اپنے آپ سے۔ ایں ہمہ: اس قدر، اتنا، ایسا۔ بیگانہ: انجان، لاتعلق۔

ترجمہ و تشریح ...... : چمن کے لٹیروں سے گل لالہ کا انتقام لیں کلیوں اور پھولوں کی بزم کی نئی بنا ڈالیں (نئے انداز سے ترتیب دیں) پروانے کی طرح شمع کے طواف میں زندگی بسر کرنا کب تک اپنے آپ سے اس قدر انجان (ہوکر) جینا کب تک۔ اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے۔ (اقبال)۔

آزادی بحر

بطے می گفت بحر آزاد گردید چنیں فرماں ز دیوان خضر رفت
نہنگے گفت رو ہر جا کہ خواہی دلے از مانباید بے خبر رفت

سمندر کی آزادی

معانی ...... : بطے: ایک بطخ۔ می گفت: وہ کہہ رہی تھی۔ آزاد گردید: آزاد ہو گیا۔ چنیں: ایسا۔ فرمان: حکم۔ ز دیوان خضر: خضر کے دربار سے۔ رفت: جاری ہوا۔ نہنگے: ایک مگر مچھ۔ رو: تو جا۔ ہر جا: ہر جگہ، سب جگہ، جہاں۔ خواہی: تو چاہے۔ نباید بے خبر رفت: بے خبر ہو کر نہیں جانا چاہئے۔

ترجمہ و تشریح ...... : ایک بطخ کہہ رہی تھی سمندر آزاد ہو گیا (ہمارے لئے بحر میں گھومنے پھرنے کی پوری آزادی ہو گئی ہے) خضر کے دربار سے یہ فرمان جاری ہو گیا ایک مگر مچھ بولا جہاں چاہے جا مگر ہم سے بے خبر نہیں رہنا چاہئے۔

خــــرده

تمہید:

خردہ کثیر المعانی لفظ ہے۔ اقبال نے اسے نکتہ یا باریک بات کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ اس حصہ میں جس قدر اشعار ہیں' ان سب میں کوئی نہ کوئی نکتہ ضرور بیان کیا گیا ہے۔

می خورد هر ذره ما پیچ و تاب — محشرے در هر دم ما مضمر است
با سکندر خضر در ظلمات گفت — مرگ مشکل، زندگی مشکل تر است

معانی ...... : می خورد: کھا رہا ہے، کھاتا رہتا ہے۔ ہر ذرہ ما: ہمارا ہر ذرہ، ہمارا ذرہ ذرہ۔ پیچ و تاب۔ بل، بے قراری۔ محشرے: ایک قیامت۔ مضمر: چھپا ہوا، پوشیدہ۔ ظلمات: داستانی آب حیات کے اردگرد کے اندھیرے جنہوں نے اسے چھپا رکھا ہے، مراد آب حیات کا چشمہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : ہمارا ذرہ ذرہ بل کھاتا رہتا ہے ہماری ہر سانس میں ایک محشر چھپا ہوا ہے خضر نے آب حیات کے اندھیرے کنارے پر سکندر سے کہا (بیشک) موت دشوار ہے (مگر) زندگی اس سے دشوار تر ہے۔

دردانہ ادا شناس دریاست
از گردش آسیا چہ داند

معانی ...... : دردانہ: موتی کا دانہ۔ در: موتی۔ اداشناس دریاست: سمندر کا رنگ ڈھنگ پہچاننے والا ہے، سمندر کی ادائیں جاننے والا ہے۔ از: کی۔ گردش آسیا: چکی کی گردش۔

ترجمہ و تشریح ...... : موتی کا دانہ دریا کی ادا کو سمجھتا ہے۔ وہ چکی کی گردش کیا جانے۔ (موتی بھی اگرچہ دانہ ہے لیکن اس کی ساری زندگی سمندر میں گزرتی ہے اس لئے وہ اس دانہ کی مصیبت کا اندازہ نہیں کرسکتا جو چکی کے پاٹ میں پس کر سرمہ ہو جاتا ہے اسی طرح امیر آدمی اس مفلسی کی مصیبتوں کا اندازہ نہیں کرسکتا جو محنت و مشقت میں پس جاتا ہے)۔

کلک را نالہ از تہی مغزی است — قلم سرمہ را صریرے نیست
منم کہ طوف حرم کردہ ام بتے بہ کنار — منم کہ پیش بتاں نعرہ ہائے ہوزدہ ام

معانی ...... : داند: وہ جانے۔ کلک: سرکنڈے کا قلم، قلم۔ تہی مغزی: پولا پن، کھوکھلا پن۔ قلم سرمہ را: پنسل کی۔ قلم سرمہ: لیڈ پنسل۔ صریرے: کوئی آواز۔ قلم چلنے کی آواز۔ بتے بکنار: بت بغل میں دبائے ہوئے۔ پیش بتاں: بتوں کے سامنے۔ پیش۔ نعرہ ہائے ہوزدہ ام: میں نے اللہ ہو کے نعرے مارے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : قلم کی فریاد پولے پن (خالی ہونے) کے باعث ہے۔ پنسل کی کوئی آواز نہیں ہے (پنسل پر مغز (اندر سے بھری ہوئی) ہوتی ہے اس لئے خاموش رہتی ہے۔ وہ میں ہوں جس نے بغل میں بت دبائے کعبے کا طواف کیا ہے وہ میں ہوں جس نے بتوں کے آگے اللہ ہو کا نعرہ بلند کیا ہے۔

دلم ہنوز تقاضاے جستجو دارد   قدم بہ جادہ باریک تر زموزدہ ام
گل گفت کہ عیش نو بہارے خوشتر   یک صبح چمن زورزگارے خوشتر

معانی ...... : ہنوز: اب تک۔ تقاضاے جستجو دارد: جستجو کی خواہش رکھتا ہے۔ دارد: وہ رکھتا ہے۔ قدم بجادہ باریک تر زموزدہ ام: میں نے بال سے باریک راستے پر قدم رکھا ہے۔ زدہ ام: میں نے رکھا ہے۔ عیش نو بہارے: نئی بہار کا لطف۔ خوشتر: زیادہ اچھا۔ خوش: اچھا۔ روزگارے: ایک لمبا زمانہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : میرا دل اب تک جستجو کا تقاضا کر رہا ہے (یہی وجہ ہے کہ) میں نے بال سے باریک راستے پر قدم رکھ دیا ہے (یعنی مسلک عاشقی بال سے بھی زیادہ باریک ہے یعنی دشوار ہے) پھول بولا کہ ایک نو بہار کا عیش اچھا ہے چمن کی ایک صبح ساری دنیا سے بہتر ہے۔

زاں پیش کہ کس ترا بدستار دہد   مردن بکنار شاخسارے خوشتر

معانی ...... : زاں پیش: اس سے پہلے۔ کس: کوئی۔ ترا: تجھے۔ بدستار دہد: وہ دستار میں اڑس لے۔ مردن: مرنا۔ بکنار شاخسارے: پیڑوں کے آغوش میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس سے پہلے کہ کوئی تجھے دستار میں لگالے (زیب دستار کرلے) پیڑوں کے کسی جھنڈ بیچ مرجانا اچھا (شاخسار پر مرجانا ہی بہتر ہے)۔ (ذلت سے بچنے کیلئے موت کی تلخی گوارا کرلے)۔

سخنگو طفلک و برنا و پیر است   سخن را سالے و ماہے نباشد

معانی ...... : سخنگو: شاعر۔ طفلک: بچہ۔ برنا: جوان۔ پیر: بوڑھا۔ سخن: شعر۔ نباشد: نہیں ہوتا ہے۔ باشیدن، بودن: ہونا۔

ترجمہ و تشریح ...... : شاعر بچہ، جوان اور بوڑھا ہوتا ہے شاعری کیلئے کوئی ماہ و سال نہیں (شاعری کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے)۔

چشم را بینائی افزاید سہ چیز   سبزہ و آب روان و روے خوش
کالبد را فربہی می آورد   جامہ قز، جان بے غم، بوے خوش

معانی ...... : افزاید: وہ بڑھاتی ہے۔ روے خوش: اچھی صورت۔ کالبد: بدن۔ می آورد: وہ لاتا ہے۔ جامہ قز: ریشمی کپڑا۔ ریشم: جان بے غم: بے فکر دل، فارغ البالی۔ بوے خوش: خوشبو۔

ترجمہ و تشریح ...... : تین چیزیں آنکھ کی بینائی بڑھاتی ہیں (اضافہ کرتی ہیں) سبزہ، چلتا ہوا پانی اور اچھی صورت۔ بدن پر موٹاپا لاتا ہے ریشمی جامہ، بے فکر دل اور خوشبو۔

اے برادر من ترا از زندگی دادم نشاں   خواب را مرگ سبک داں مرگ را خواب گراں

معانی ...... : از: کا، بابت۔ دادم: میں نے دیا۔ نشاں: پتا، سراغ۔ خواب: نیند۔ مرگ سبک: ہلکی موت۔ داں: تو جان۔ خواب گراں: گہری نیند۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے برادر (بھائی) میں نے تجھے زندگی کا بھید بتا دیا نیند کو ہلکی موت سمجھ اور موت کو گہری نیند۔ (عربی زبان میں ضرب المثل ہے النوم اخت الموت یعنی نیند موت کی (چھوٹی) بہن ہے)۔

طاقت عفو در تو نیست اگر خیز و با دشمناں درآ بہ ستیز
سینہ را کارگاہ کینہ مساز سرکہ در انگبین خویش مریز

معانی ...... : طاقت عفو: معاف کرنے کی طاقت۔ خیز: اٹھ۔ درآ بہ ستیز: تو جنگ کر۔ کارگاہ کینہ: بغض کا گھر۔ مساز: تو مت بنا۔ در انگبین خویش: اپنے شہد میں۔ مریز: تو مت انڈیل۔

ترجمہ و تشریح ...... : اگر تجھ میں معاف کرنے کی ہمت نہیں ہے تو اٹھ اور اپنے دشمنوں سے جنگ کر (مردانگی تو اس میں ہے کہ تو اپنے دشمنوں کو معاف کر دے لیکن اگر یہ نہیں کر سکتا تو انتقام لے لے جنگ کر)۔ سینے کو کینے کا گھر مت بنا اپنے شہد میں سرکہ نہ انڈیل (اپنے سینہ کو کینہ کا مخزن مت بنا کیونکہ کینہ انسان کی سیرت کو اسی طرح فاسد کر دیتا ہے جس طرح سرکہ کی آمیزش سے شہد ناکارہ ہو جاتا ہے، ذائقہ بگڑ جاتا ہے)۔

از نزاکت ہائے طبع موشگاف او مپرس کز دم بادے زجاج شاعر ما بشکند
کے تواند گفت شرح کار زار زندگی "می پرد رنگش، حبابے چوں بدریا بشکند"

معانی ...... : از نزاکت ہائے طبع موشگاف او: اس کی بال کی کھال اتارنے والی طبیعت کی نزاکتوں کا حال۔ مپرس: تو مت پوچھ۔ کز دم بادے: کہ ہوا کے ایک جھونکے سے۔ زجاج شاعر ما: ہمارے شاعر کا آبگینہ۔ زجاج: آبینہ، شیشہ۔ بشکند: ٹوٹ جاتا ہے۔ کے تواند گفت: وہ کیسے بیان کر سکتا ہے۔ می پرد: اڑ جاتا ہے۔ رنگش: اس کا رنگ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اس کی بال کی کھال نکالنے والی طبیعت کی نزاکتیں مت پوچھ کہ ہوا کے ایک جھونکے سے ہمارے شاعر کا آبگینہ ٹوٹ جاتا ہے وہ زندگی کے معرکے کا حال کب بیان کر سکتا ہے اس کا تو رنگ اڑ جاتا ہے جب کوئی بلبلا دریا میں ٹوٹتا ہے۔

در جہاں مانند جوئے کوہسار از نشیب و ہم فراز آگاہ شو
یا مثال سیل بے زنہار خیز فارغ از پست و بلند راہ شو

معانی ...... : مانند جوئے کوہسار: پہاڑی ندی کی طرح۔ مثال سیل بے زنہار: بے پناہ طغیانی کی طرح۔ خیز: اٹھ۔ فارغ: آزاد، بے نیاز، بے پروا۔

ترجمہ و تشریح ...... : دنیا میں پہاڑی ندی کی مانند اتار چڑھاؤ کی خبر رکھ یا پر جوش سیلاب کی طرح راہ کی اونچ نیچ سے آزاد ہو جا (یا تو اپنے آپ کو دنیا کے سانچہ میں ڈھال دو یا پھر دنیا کو اپنے سانچے میں ڈھال دو۔

اے کہ گل چیدی منال از نیش خار خارہم می روید از باد بہار

معانی ...... : اے کہ: اے تو کہ۔ چیدی: تو نے چنا۔ منال: تو مت رو۔ نیش خار: کانٹے کی نوک۔ ہم: بھی۔ می روید: اگتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اے پھول چننے والے کانٹے کی نوک کا رونا مت رو کانٹا بھی بہار کی ہوا سے اگتا ہے۔ (خوشی اور غمی دونوں خدا کی بھیجی ہوئی ہیں)۔

مزن وسمہ بر ریش و ابروئے خویش جوانی ز دزدیدن سال نیست

معانی ...... : مزن وسمہ: خضاب مت لگا۔ وسمہ زدن: خضاب کرنا۔ ابروئے خویش: اپنی بھوں۔ ز دزدیدن سال: عمر چھپانے سے۔

ترجمہ و تشریح ...... : اپنی داڑھی اور ابرو پر خضاب مت لگا (وسمہ لگا کر لوگوں کی نظر میں جوان بننے کی کوشش مت کر)۔ سال چرا کر جوانی قائم نہیں رکھی جا سکتی۔ (ارے نادان! کہیں عمر کو کم کر کے دکھانے سے جوانی واپس آ سکتی ہے؟)

نداردکار بادوں ہمتاں عشق تدرو مردہ را شاہیں نگیرد
نقد شاعر در خور بازار نیست ناں بسیم نسترن نتواں خرید

معانی ...... : ندارد: وہ نہیں رکھتا۔کار: کام،غرض۔بادوں ہمتاں: پست ہمتوں کے ساتھ۔تدرومردہ: مردہ چکور۔نگیرد: وہ نہیں پکڑتا۔نقدشاعر: شاعر کی دولت نقد۔درخور بازار: بازار کے لائق۔بسیم نسترن: سیوتی کے پھول کی چاندی سے۔نتواں خرید: نہیں خریدی جاسکتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : عشق کم ہمت لوگوں سے سروکار نہیں رکھتا شاہین مردہ چکور پر نہیں جھپٹتا (شکار نہیں کرتا)۔(ذلیل فطرت انسان عشق نہیں کرسکتا) شاعر کی پونجی بازار کے کام کی نہیں (بازار میں لانے کے قابل نہیں۔موتیا کی چاندی سے روٹی نہیں خریدی جاسکتی۔(شاعر کا کلام یوں تو موتیوں میں تولنے کے قابل ہوتا ہے لیکن اگر اسے بازار میں فروخت کرنا چاہیں تو کوئی ٹکے سیر بھی نہیں لے گا۔موتیا اور چنبیلی کے پھول نہایت حسین اور نہایت سفید (بالکل چاندی کی طرح) ہوتے ہیں لیکن ان کے عوض کوئی نانبائی روٹی تو نہیں دے گا۔روٹی خریدنے کیلئے اصلی چاندی درکار ہے۔

چہ خوش بودے اگر مردنکوپے زبند پاستاں آزاد رفتے
اگر تقلید بودے شیوہ خوب پیمبرؐ ہم رہ اجداد رفتے

معانی ...... : بودے: ہوتا۔مردنکوپے: مبارک قدم انسان۔زبند پاستاں: ماضی کے بندھن سے۔رفتے: چلتا، گیا ہوتا۔تقلید: دوسرے کے پیچھے چلنا۔شیوہ خوب: اچھا طریقہ۔پیمبر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ہم: بھی۔رہ اجداد رفتے: اجداد کی راہ چلے ہوتے۔

ترجمہ و تشریح ...... : کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ مبارک قدم انسان ماضی کی بیڑی توڑ کر چلتا (بندھنوں سے آزاد رہ کر زندگی بسر کرتا)۔اگر بھیڑ چال اچھا چلن ہوتی تو رسول اللہؐ بھی آباؤ اجداد کی راہ اختیار کرتے۔(انسان کو اپنے بزرگوں یا اپنے اجداد کی کورانہ تقلید سے اجتناب کرنا چاہئے)۔

☆ ...... **پیام مشرق** ...... (در جواب دیوان شاعر المانوی گوئٹے) ۲۶۵

کلیات اقبال

(فارسی)

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

فرہنگ و ترجمہ

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

مکتبہ دانیال لاہور

email:maktabahdaneyal@hotmail.com

Tel : 042 - 7660736 Mobile : 0333 - 4276640

نام کتاب .... کلیات اقبال

تالیف .... علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

مترجم .... پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

طابع .... محمد ابوبکر صدیق

ناشر .... مکتبہ دانیال

کمپیوٹر کمپوزنگ ...... کامران ہاشمی

تعداد 500

قیمت .... [illegible]

پیپر بیک .... -/450

ندیم یونس پرنٹرز

مکتبہ دانیال لاہور

email:maktabahdaneyal@hotmail.com

زبورِ عجم

فارسی

معہ فرہنگ وترجمہ وتشریح

اقبالؔ

مختصر تعارف زبورِ عجم

زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی تصنیف کا نام بھی زبور رکھا ہے۔ چونکہ یہ کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اسی لئے اسے زبورِ عجم کا نام دیا گیا ہے۔

یہ جون ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی۔ علامہ اقبال نے پہلے پہل اس کتاب کا نام ''زبورِ جدید'' تجویز کیا تھا' لیکن بعد میں اسے ''زبورِ عجم'' سے بدل دیا۔ اس کے چار حصے ہیں' پہلے حصے میں ۶۶ فارسی غزلیں ہیں' ان غزلوں میں عاشق و معشوق' شراب صراحی اور رخسار بالکل نئے معنوں میں ملتے ہیں۔ عموماً اس طرح کے جذبات پر پاکیزہ عشق حاوی ہے جو انسان' خدا اور اقبال کی مثلث کے اندر ہی گھومتا ہے۔ اس سے مایوسی کے جذبات پیدا ہونے کی بجائے رجائیت اور اُمنگ پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے حصے میں آدم کے خیالات آدم کے متعلق' طرز دونوں کی غزلیات کے موافق یعنی الگ الگ غزل نما ٹکڑے ہیں۔ یہ پہلے حصے کی طرح جوش و مستی سے لبریز ہیں۔ اگر فارسی لٹریچر میں خواجہ حافظ کے جوش و مستی کا کوئی جواب ہو سکتا ہے تو وہ ڈاکٹر صاحب کے یہی غزل نما ترانے ہیں۔ تیسرے حصے کا عنوان ''گلشن رازِ جدید'' ہے۔ یہ دراصل محمود شبستری کی مشہور تصنیف ''گلشن راز'' کے جواب میں لکھی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ایک مثنوی ''بندگی نامہ'' ہے جو ''زبورِ عجم'' کا چوتھا حصہ ہے۔ یہ مثنوی نہایت مختصر ہے اور اس میں شاعرِ مشرق نے غلاموں کے فنون لطیفہ مثلاً موسیقی' مصوری اور مذہب پر منظوم بحث کی ہے اور یہ تجویز کیا ہے کہ غلاموں کے فنون لطیفہ میں زندگی کی روح نہیں پائی جاتی۔ بندگی نامہ' ایک لحاظ سے غلامی اور محکومیت کے خلاف ایک مؤثر آواز ہے' اور غلامی پر عمومی اشارات کے اظہار کے بعد غلاموں اور محکوموں کے فنون لطیفہ پر تبصرہ اور پھر مردانِ آزاد کے فن تعمیر سے روشناس کرایا گیا ہے۔ ''زبورِ عجم'' میں اقبال کی فارسی غزل عین الکمال کو پہنچی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اور انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ بلند سے بلند خیالات اور موثر سے موثر تلقینات کے لئے بھی غزل سے زیادہ زوردار اور زندہ صنفِ سخن موجود نہیں ہے۔ اس کتاب میں علامہ نے تمام عالم کو اور بالخصوص مشرق کو مخاطب کر کے انہوں نے عام بیداری کا انقلابی پیغام پہنچایا ہے کہ اہل مشرق عہد رفتہ کی شان و شوکت کو دوبارہ حاصل کر سکیں۔ اس کے مطالب اور بلاغتِ بیان کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ علامہ خود فرماتے ہیں......

اگر ہو ذوق تو خلوت میں پڑھ زبورِ عجم
فغانِ نیم شبی بے نوائے راز نہیں

اہل ذوق کے لئے زبورِ عجم فی الواقع خلوت میں بیٹھ کر پڑھنے کی چیز ہے کہ جس کے مطالعہ سے نہ صرف دلوں میں ذوق یقین پیدا ہوتا ہے اور غلامی کی زنجیریں کٹ جاتی ہیں بلکہ ایمان بھی تازہ ہو جاتا ہے۔

پروفیسر اے۔ جے۔ آربری نے زبورِ عجم کے پہلے اور دوسرے حصے کا انگریزی میں منظوم ترجمہ کیا ہے۔ جو ''پرشین سامز'' (Persian Psalms) کے نام سے ۱۹۴۸ء میں شائع ہوا۔ پروفیسر اے۔ بوسانی نے ''گلشنِ راز جدید'' کا ترجمہ کیا جو ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔

بخوانندہ کتاب زبور

کتاب زبور کے قاری سے خطاب

می شود پردہ چشم پرِکاہے گاہے
دیدہ ام ہر دو جہاں رابنگاہے گاہے

وادیِ عشق بسے دوردراز است ولے
طے شود جادہ صد سالہ بآہے گاہے

در طلب کوش و مدہ دامنِ امید زدست
دولتے ہست کہ یابی سرِ راہے گاہے

معانی ...... :پردۂ چشم: آنکھ کا پردہ' دیدہ ام: میری آنکھ' جادۂ صد سالہ: سو سال پر محیط سفر' طلب کوش: خواہش کرتا رہ' مدہ: نہ چھوڑ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) کبھی کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ گھاس کا معمولی سا تنکا بھی میری آنکھ کے اُجالے کو کم کر دیتا ہے۔ اور کبھی میں نے اپنی نگاہوں سے دونوں جہانوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ ظاہری آنکھ سے قدرت کے مظاہر کا مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ باطنی نگاہ ہی ہے جس میں فطرت کے ظاہری اور باطنی حسن کو پرکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور صلاحیت صرف خاص بندگانِ خدا یعنی اولیاء اور صوفیاء میں پائی جاتی ہے۔ چشمِ تصوف ہی سے فیضِ الٰہی پایا جا سکتا ہے۔

(۲) وادیِ عشق بہت طویل اور دشوار گزار ہے۔ اسے طے کرنا آسان نہیں۔ لیکن جب دل میں عشقِ حقیقی بیدار ہو جاتا ہے تو صرف ایک آہِ عاشقانہ سے سلوک کی منازل طے ہو جاتی ہیں۔ اور سو برسوں پر محیط سفر لمحوں میں طے ہو جاتا ہے۔ منزلِ عشق ہزار ہا ریاضتوں کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتی۔ دل کی تڑپ ہی اس کے حصول کا اصل ذریعہ ہے۔

(۳) شاعر اپنے قاری سے مخاطب ہو کر کہتا ہے تو بھی ہر وقت کوشش کرتا رہ۔ اور امید کا دامن اپنے ہاتھ سے کبھی نہ چھوڑ۔ تصوف ایک ایسی دولت ہے جو سرِ راہ بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کوشش میں لگن اور سچائی ہو۔ منزل و مراد کی طرف قدم بڑھاتا جا۔ کوئی نہ کوئی سچا رہبر تجھے تیری منزل کا راستہ بتا ہی دے گا۔

زبورِ عجم

حصّۂ اوّل

زبرون در گزشتم زدرون خانہ گفتم!
سخنے نگفتۂ را چہ قلندرانہ گفتم!

معانی ...... زبرون: باہر سے، گذشتم: گزرا ہوں، سخنے: ایک بات، چہ: کیسی، قلندرانہ: بیباکانہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : اقبال فرماتے ہیں کہ میں باہر کے دروازے سے گزر آیا ہوں۔ میں نے گھر کے اندر کی بات یعنی دل کی بات کہہ دی۔ وہ بات جسے کہتے ہوئے ڈر لگتا تھا۔ میں نے اُسے بلاخوف وخطر پیش کر دیا ہے۔ ظاہر کی بجائے میں نے باطن کے اسرار و رموز سے پردہ اُٹھایا ہے۔ اور کائنات اور انسان کے درمیان تعلق پر روشنی ڈالی ہے۔

دُعا

یارب درون سینہ دل باخبر بدہ
در بادہ نشہ رانگرم، آں نظر بدہ

ایں بندہ راکہ بانفس دیگراں نزیست
یک آہ خانہ زاد مثال سحر بدہ

سیلم، مرا بجوئے تنک مایہ میپچ !
جولا نگہے بوادی و کوہ و کمر بدہ

سازی اگر حریف یم بیکراں مرا
با اضطراب موج، سکون گہر بدہ

شاہین من بصید ...... گزاشتی !
ہمت بلند و چنگل ازیں تیز تر بدہ

رفتم کہ طائران حرم راکنم شکار
تیرے کہ ناقگندہ فتدکار گر بدہ

خاکم بہ نور نغمہ داؤد برفروز
ہر ذرہ مرا پروبال شرر بدہ

معانی ...... : درونِ سینہ: دل کے اندر' بادہ: جام' آن نظر: وہ نظر' نگاہ' بانفس دیگراں: دوسرے کے سہارے' بجوئے: ندی میں' تنک مایہ: کم پانی والی' جولا نگہے: دوڑنے کی جگہ' یم بیکراں: بے کنار سمندر' سکونِ گہر: موتی جیسا آرام' صید: شکار' پلنگاں: چیتے' طائرانِ حرم: کعبہ کے پرندے' ناقگندہ: چلائے بغیر' برفروز: روشن کردے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) یارب میرے سینے میں حقیقت کی خبر رکھنے والا دل عطا کردے' مجھے ایسی نظر دے کہ میں جامِ شراب میں نشہ محسوس کرسکوں۔ شاعر خدا سے ایسا دل اور ایسی نظر کی تمنا کر رہا ہے۔ جو اسے کائنات کے اسرار کی حقیقت سے آگاہ کردے۔

(۲) اے خدا اپنے اس بندے کو خلوص اور محبت سے بھری ہوا آہِ سحر عطا کردے۔ کیونکہ تیرا یہ بندہ دوسروں کے سہارے جینا نہیں چاہتا۔ اُسے اپنی ہی ذات کی پہچان دے دے۔ یہ پہچان اس کی زندگی کی رات کو صبح میں تبدیل کردے گی۔

(۳) میری فکر اور سوچ ایک سیلاب کی مانند ہے۔ اسے کم پانی والی ندی میں مت اُلجھا۔ میرے لافانی پیغام کے لئے وادی' پہاڑ اور گھاٹیوں جیسی وسعت درکار ہے۔

(۴) اے خدا اگر تو مجھے اس بے کنار سمندر کا شناور کردے تو جس طرح بے قراری موج میں موتی کا سکون پوشیدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھے بھی سکون حاصل ہوگا۔ میرے تفکر کی موجیں ہر دم بے قرار ہیں اور اپنے اندر پوشیدہ علم کے خزانے لٹانے کے لئے تیار ہیں۔

(۵) اے خدا تو نے اگر میرے شاہین کو چیتوں کے شکار کے لئے چھوڑا ہے۔ تو اسے اور زیادہ ہمت عطا کر۔ اس کے پنجوں کو اور زیادہ تیز کردے۔ معاشرے کی اصلاح کے لئے جدوجہد آسان کام نہیں ہوتا۔ اس کے لئے آہنی عزم وارادے درکار ہوتے ہیں۔

(۶) میں حرم کے پرندوں کے شکار کے لئے جاتا ہوں۔ اے خدا میرے ترکش میں ایسا تیر عطا کردے جو چلائے بغیر ہی کارگر ہو۔ شاعر نے اپنے کلام کے ذریعے مسلمانوں خصوصاً نوجوان نسل اور دین فروش علماء اور نام نہاد صوفیاء کی اصلاح کا کام شروع کیا ہے۔ یہاں طائرانِ حرم سے مراد مسلمان ہیں۔

(۷) اے خدا میری حیثیت تو ایک بے نور مٹی جیسی ہے۔ تو اس مٹی کو نغمہ داؤد کے نور سے منور کردے اور میرے خاک کے ہر ذرّے کو چنگاری کے بال وپر عطا کردے۔ جس طرح نغمہ داؤد سے انسان جن پرند اور دوسرے جانور مسحور ہو جاتے تھے اس طرح میرے کلام کی شیرینی سے بھی اہلِ جہاں کو میرا ہمنوا بنادے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

......(۱)......

عشق شور انگیز راہر جادہ درکوے تو برد
بر تلاش خود چہ می نازد کہ رہ سوے تو برد.

معانی ......: عشقِ شورانگیز: شور پیدا کرنے والا عشق' جادہ: راستہ' درکوئے تو: تیرے کوچے میں۔

ترجمہ و تشریح ......: یہ غزل صرف ایک شعر پر مشتمل ہے۔ شاعر اپنے عشق کی شوریدہ سری کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس شور پیدا کرنے والے عشق کو ہر راستہ تیری گلی کی طرف لے گیا۔ وہ اپنی تلاش پر کیا فخر کرتا۔ کہ راستہ تو خود ہی اُسے تیری گلی کی طرف لے گیا تھا۔ سچا عشق اور سچی طلب ہی منزلِ مراد تک پہنچا سکتے ہیں۔ عاشق کو اپنی تلاش پر نازاں نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس کی کامیابی اس کے محبوب کی نظرِ عنایت کی مرہونِ منت ہے۔

...... (۲) ......

درون سینہ ماسوز آرزو زکجاست ؟
سبوز ماست، ولے بادہ در سبوز کجاست ؟
گرفتم ایں کہ جہاں خاک و ماکف خاکیم
بہ ذرہ ذرہ مادرد جستجو زکجاست ؟
نگاہ مابگریبان کہکشاں .افتد
جنون مازکجا ؟ شور ہاے وہوز کجاست ؟

معانی ......: درونِ سینہ: ہمارے سینے میں' سبو: صراحی' نگاہ ما: ہماری نظر' بگریباں: گریبان پر۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) ہمارے سینے میں تمنا کی حرارت کہاں سے آئی ہے؟ یہ صراحی تو بے شک ہماری ہے لیکن اس میں جو شراب ہے وہ کہاں سے آئی ہے؟ یہاں صراحی سے مراد مادی جسم ہے اور اس میں تمناؤں کا سوز و گداز اور جذباتی کیفیت وہ شراب ہے جو ہمیشہ اِس مشت خاک کو خالق حقیقی کے وصال کے لئے بے قرار رکھتی ہے۔

(۲) اِس دنیا کا مادہ خاک ہے اور ہم بھی ایک مشت خاک (مٹی کی مٹھی) ہیں۔ ہمارا جسم مادی اشیاء کا بنا ہوا ہے۔ لیکن ہمارے

جسم میں جو دردِ جستجو پایا جاتا ہے وہ کہاں سے آیا ہے؟ اس تلاش وجستجو اسے کوئی نہ کوئی چیز ضرور اُکسا رہی ہے۔

(۳) ہماری نگاہ کہکشاں (ستاروں کا سفید راستہ) کو تو دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ لیکن اپنے اندر کے جنون اور عشق کو دیکھنے سے قاصر ہے۔ یہ نگاہِ ظاہری باطنی کیفیت کو نہیں سمجھ سکتی۔ کوئی مردِ کامل ہی منزلِ سلوک کا راستہ دکھا سکتا ہے۔

...... (۳) ......

غزل سرا اے ونواہاے رفتہ باز آور — بایں فسردہ دلاں حرف دل نواز آور

کنشت و کعبہ و بتخانہ و کلیسارا — ہزار فتنہ ازاں چشم نیم باز آور

زبادہ کہ بخاک من آتشے آمیخت — پیالہ بجوانان نونیاز آور !

نئے کہ دل زنوایش بسینہ می رقصد — مے کہ شیشہ جاں رادہد گراز آور

بہ نیستان عجم بادم صبحدم تیز است — شرارہ کہ فرومی چکلدز ساز آور

معانی ...... : غزل سرائے: غزل کہنے کا انداز' نواہائے رفتہ: گذشتہ دور کا اندازِ موسیقی' کنشت: آتش پرستوں کا مندر' می رقصد: رقص کرتا ہے' نے: بانسری کی آواز' شیشہ جاں: جان کا پیالہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اقبال اس شعر میں ربِ ذوالجلال سے عرض کرتے ہیں کہ غزل گوئی کا وہ انداز اور سُر تال کا وہ اسلوب جو کبھی مسلم قوم میں موجود تھا۔ اُسے پھر سے زندہ کر دے۔ افسردہ اور غم زدہ دلوں کو مسرتوں سے ہمکنار کرنے کے لئے کوئی شگفتہ کلام لے کر آ۔ تاکہ مسلمانوں کی زندگی میں پھر سے عروج کی حرارت پیدا ہو جائے۔

(۲) اے خدا! آتش پرستوں کے مندر' مسلمانوں کے حرم کعبہ' کافروں کے صنم خانوں اور عیسائیوں کے گرجا گھروں میں اپنی مستی بھری نگاہوں ایسے اَن گنت فتنے (تڑپ) پیدا کر دے جو اُنہیں اپنے اپنے مذاہب سے سچی لگن اور محبت کے اصول پھر سے سکھا دے۔ مطلب یہ کہ جو لوگ غفلت کا شکار ہو کر اپنے دین سے برگشتہ ہو چکے ہیں اُنہیں دوبارہ اسی سچے راستے سے آشنا کر دے۔

(۳) وہ شرابِ معرفت جس نے میرے خاکی بدن میں نورِ حق کی آگ پیدا کر دی ہے۔ اس کا ایک پیالہ ان نوجوانوں کو بھی پلا دے۔ جنہیں تیری قربت حاصل کرنے کا شوق ہے۔ مراد یہ کہ نئی نسل کے جو نوجوان دین کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اُنہیں اپنے عشق کی شراب پلا دے۔

(۴) وہ بانسری جس کی مدھر تانوں سے دل سینے میں ناچنے لگتا ہے اور وہ شراب کہ جس سے ساغر جان (جان کا پیالہ) پگھل جاتا ہے۔ اے خدا! پھر سے لا۔ یعنی مسلمانوں میں دوبارہ اپنی محبت اور ذوق اور شوق اُجاگر کرنے کے اسباب پیدا کر دے۔

(۵) خدا سے دعا کرتے ہوئے علامہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! عجم یعنی مشرق کے سرکنڈوں کے جنگل میں بادِ صبا بڑی تیزی سے چل رہی ہے۔ یعنی مشرقی مسلم ممالک میں بیداری کی لہر اُٹھ رہی ہے۔ اس بیداری کو برقرار رکھنے کے لئے ایسی چنگاری کی ضرورت ہے جو سرکنڈوں میں آگ بھڑکا دے۔ یہ آگ وہ عشقِ حقیقی ہے جو مسلمانوں میں مفقود ہو چکا ہے۔ اس آگ کے بھڑکنے سے مسلمان قوم پھر سے زندہ ہو جائے گی۔

...... (۴) ......

اے کہ زمن فزودہ گرمی آہ و نالہ را
زندہ کن از صدا اے من خاک ہزار سالہ را

بادل ما چہا کنی ! تو کہ بہ بادہ حیات
مستی شوق می دہی آب و گل پیالہ را

غنچہ دل گرفتہ را از نفسم گرہ کشائے
تازہ کن از نسیم من داغ درون لالہ را

می گزر دخیال من از مہ و مہر و مشتری
تو بکمیں چہ خفتہ صید کن ایں غزالہ را

خواجہ من ! نگاہ دار آبروے گدائے خویش
آنکہ زجوے دیگراں پرنکند پیالہ را

معانی ...... : فزودہ: بڑھا ہوا' چہا: بہت کچھ' بادۂ حیات: زندگی کی شراب سے' غنچۂ دل: دل کا پھول' آبروے گدائے خویش: اپنے فقیر کی عزت۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے خدا! تو نے میری آہ وزاری (گرمیٔ عشق) کو میری شاعری کی وجہ سے بڑھا دیا ہے۔ میری اس آواز سے ہزاروں سال کی پرانی مٹی کو زندہ کر دے۔ مطلب یہ کہ مسلمان اِس مادہ پرست دنیا میں گم ہو کر اپنی پہچان کھو چکا ہے۔ وہ اپنی پہچان صرف اس صورت میں حاصل کر سکتا ہے اگر اُس کے دل میں تیری محبت پیدا ہو جائے۔

(۲) تو میرے دل کے ساتھ بہت کچھ کر سکتا ہے۔ اسے اپنی محبت سے سرفراز کر سکتا ہے۔ تو زندگی کی شراب سے پانی میں گندھی ہوئی مٹی سے بنے پیالے کو عشق کی مستی عطا کر دیتا ہے۔ یہاں تخلیق آدم کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح ربِ کائنات نے بے جان مٹی میں زندگی کی روح پھونک دی تھی۔ اسی طرح خدا شاعر کے جسم خاکی کو بھی عشق آشنا بنا سکتا ہے۔

(۳) میرے دم میں ایسی قوت عطا کر دے جو بند دِل غنچوں کے منہ کھول دے۔ یعنی غمزدہ لوگوں کو راحت بخش دے۔ میری نرم و لطیف ہوا کے جھونکوں سے گل لالہ کے اس داغ کو پھر سے تروتازہ کر دے جو وقت کے ہاتھوں اپنی سیاہی کھو چکا ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ میرے کلام سے امتِ مسلمہ کو رنجیدہ دلوں کو راحت دے کر انہیں موجودہ مشکلات سے نجات دے دے۔

(۴) میری سوچ اور فکر چاند' سورج اور مشتری سے بھی آگے بڑھ گئی ہے۔ تو گھات لگائے کیوں بیٹھا ہے؟ اس ہرنی کو شکار کر جو تیرے قریب ہے۔ مراد یہ کہ انسان ستاروں پر کمندیں تو ڈال رہا ہے لیکن اُسے اپنی ذات کی پہچان نہیں ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اے خدا میں اپنے آپ سے اور تجھ سے بے خبر ہو چکا ہوں۔ تو مجھے اپنی پہچان سے آشنا کر دے۔

(۵) اے میرے آقا! اپنے اِس گدا کی عزت و آبرو کی حفاظت کر۔ تیرے در کا یہ گدا دوسروں کی نہر سے اپنا پیالہ نہیں بھرتا۔ یہ صرف تیرے ہی دروازے کا سائل ہے۔ اسے دوسرے کا محتاج نہ بنا۔

...... (۵) ......

از مشت غبار ما صد نالہ برانگیزی
نزدیک تراز جانی باخوے کم آمیزی !

در موج صبا پنہاں دزدیدہ بباغ آئی
در بوئے گل آمیزی باغنچہ در آویزی !

مغرب زتو بیگانہ، مشرق ہمہ افسانہ
وقت است کہ در عالم نقش دگر انگیزی

آنکس کہ بسر دارد سود اے جہانگیری
تسکین جنونش کن با نشتر چنگیزی
من بندہ بے قیدم شاید کہ گریزم باز
ایں طرہ پیچاں را در گردنم آویزی
جز نالہ نمی دانم، گویند غزل خوانم
ایں چیست کہ چوں شبنم بر سینہ من ریزی ؟

معانی ...... : مشتِ غبار: مٹھی بھر خاک' کم آمیزی: کم ملنا' دُزدیدہ: چوری چوری' سودائے جہانگیری: بادشاہی کا جنون' نشترِ چنگیزی: چنگیز خان کی تلوار' طرہَ پیچاں: بل کھائے ہوئے گیسو۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے خدا! تو ہمارے مٹھی بھر خاکی جسم میں سینکڑوں طرح کی فریادیں بلند کرتا ہے۔ دوسروں سے کم ملنے کی عادت رکھنے کے باوجود تو ہماری جان سے زیادہ نزدیک ہے۔ یعنی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ میری آہ وزاری یہ ثابت کرتی ہے کہ تو مجھ سے واقعی بہت قریب ہے۔

(۲) بادِ صباء کے دوش پر تو چھپ کر باغ میں آتا ہے اور پھولوں کی بکھری ہوئی خوشبو اور بند کلیوں میں گھل مل جاتا ہے۔ پھولوں کے حسن اور کلیوں کی خوشبو میں تیرے ہی جلوے نمایاں ہیں۔

(۳) اے خدا! اہلِ مغرب تیری عظمت سے بے خبر ہو چکے ہیں اور اہلِ مشرق افسانہ کی مانند خیالات کی دُنیا میں گم ہیں۔ یعنی حقیقت سے دور جا چکے ہیں۔ اور سراب کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔

(۴) جس شخص کو دنیا پر حکمرانی کا جنون ہو۔ اور وہ دنیا کو تیری غلامی سے چھڑا کر اپنا غلام بنانا چاہتا ہے۔ اُس کے اِس پاگل پن اور جنون کی تسکین کے لئے ایسا چنگیزی نشتر چلا کہ اُس کے دل و دماغ یہ خیالِ باطن فاسد خون کی طرح بہہ جائے۔ اور وہ یہ بات سمجھ لے کہ اصل حکمرانی تو اللہ ہی کو زیبا ہے۔

(۵) اے خدا! میں تیرا ایسا غلام ہوں جو کسی قسم کی زنجیروں میں نہیں جکڑا ہوا۔ ہو سکتا ہے کہ زمانے کے اطوار مجھے تجھ سے باغی کر دیں۔ ایسے میں تو اپنے اِس بل کھائے ہوئے گیسووَں کو میری گردن کے گرد لپیٹ دے۔ تاکہ میں کسی وقت بھی تیری غلامی سے دور نہ جا سکوں۔

(۶) میں تو نالہ و فریاد کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ میں غزل پڑھ رہا ہوں۔ یہ کیا چیز ہے جو تو شبنم کی طرح میرے سینے پر گرا رہا ہے۔ (لوگ مجھے شاعر سمجھ رہے ہیں حالانکہ میں تو تیرا (الہامی) پیغام لوگوں کو پہنچا رہا ہوں۔ کیونکہ یہی ایسا طریقہ ہے جس سے میں لوگوں کے دلوں تک اپنی آواز پہنچا سکتا ہوں۔

...... (۹) ......

من اگرچہ تیرہ خاکم دلکے است برگ و سازم
بنظارہ جمالے چو ستارہ دیدہ بازم
بہ ہوائے زخمہ تو ہمہ نالہ خموشم
تو بایں گماں کہ شاید زنو افتادہ سازم
بضمیرم آں چناں کن کہ زشعلہ نوائے
دل خاکیاں فروزم، دل نوریاں گدازم
تب و تاب فطرت، ماز نیازی مندی ما !
تو خدائے بے نیازی، نرسی بسوز و سازم
بکسے عیاں نکردم زکسے نہاں نکردم
غزل آنچناں سرودم کہ بروں فتاد رازم

معانی ...... بنظارۂ جمالے: تیرے حسن کے نظارے کے لئے' زخمہ: مضراب' تب وتاب: حرارت و چمک۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میں اگرچہ سیاہ مٹی ہوں یعنی ایک خاکی جسم ہوں۔ لیکن اِس خاکی جسم کے اندر جو ایک چھوٹا سا دل ہے۔ وہی میرا ساز وسامان ہے۔ یہ دل جب روشن ہو جاتا ہے تو سارا جسم منور ہو جاتا ہے۔ اے خدا میں تیرے حسن کے نظارہ کے لئے ایک ستارے کی طرح آنکھیں کھلی رکھتا ہوں۔

(۲) میں تو تیری مضراب کی ضرب کی تمنا میں سر سے لے کر پاؤں تک خاموش فریاد ہوں اور تو اس خیال میں ہے کہ میرے ساز میں گیت ختم ہو گیا ہے۔

(۳) اے خدا! تو میرے ضمیر پر ایسی نگاہِ کرم کر کہ اپنے آتش کلام سے خاک کے بنے ہوئے انسانوں کے دلوں کو منور کر دوں اور نوری مخلوق یعنی فرشتوں کو دلوں کو پگھلا کر اُنہیں بھی سوز وگداز کے لطف سے آشنا کر دوں۔

(۴) ہماری فطرت میں جو بے چینی یعنی حرارت اور چمک ہے۔ اے خدا! وہ ہماری تیرے ساتھ نیازمندی کی وجہ سے ہے۔ اے خدا! تو نیازمندی سے سراسر نا آشنا ہے اِس لئے تو ہمارے سوز اور تڑپ تک نہیں پہنچ سکتا۔

(۵) میں نے اپنے رازوں کو نہ تو کسی پر عیاں کیا اور نہ ہی پوشیدہ رکھا۔ میں نے غزل ہی اس انداز سے چھیڑی کہ میرے دل کے تمام راز ظاہر ہو گئے۔

...... (۷) ......

بصد اے درد مندے بنوا اے دلپذیرے	خم زندگی کشادم بجہان تشنہ میرے
تو بروے بے نواے درآں جہاں کشادی	کہ ہنوز آرزویش نہ دمیدہ در ضمیرے
زنگاہ سرمہ ساے بدل و جگر رسیدی	چہ نگاہ سرمہ ساے! دو نشانہ زد بہ تیرے
بنگاہ نارسایم چہ بہار جلوہ دادی	کہ بباغ و راغ نالم چوتدرو نو صفیرے
چہ عجب اگر دو سلطاں بہ ولایتے نہ گنجند	عجب ایں کہ می نگنجد بد و عالمے فقیرے!

معانی ...... خم زندگی: زندگی کی شراب کا مٹکا' تشنہ: پیاسا' دمیدہ: پیدا ہوئی' بنگاہِ نارسایم: نارسا نظر کو' راغ: سبزہ زار۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میں نے اپنی دردمند اور دل پذیر آواز یعنی شاعری کے ذریعے زندگی کی شراب کا مٹکا دنیا کے لئے کھول دیا ہے۔ یعنی جذبۂ عشق ان لوگوں تک پہنچا دیا ہے جو اِس سے آشنا نہیں تھے۔

(۲) اے خدا! تو نے ایک بے نوا کے لئے اس دنیا کا دروازہ بھی کھول دیا۔ جس کی تمنا بھی ابھی کسی دل میں پیدا نہیں ہوئی تھی۔

(۳) اے خدا! تو اپنی سرمئی آنکھ کے ساتھ میرے دل اور جگر میں اُتر گیا ہے۔ وہ سرمئی آنکھ کتنی خوبصورت ہے جس نے ایک تیر سے دو شکار کر لئے۔

(۴) تو نے (اے خدا) میری نگاہِ نارسا کو اپنے جلووں کی کیسی بہار سے آشنا کر دیا ہے! کہ میں باغوں اور سبزہ زاروں میں اس چکور کی طرح فریاد کر رہا ہوں جس نے ابھی ابھی بولنا سیکھا ہو۔

(۵) یہ بات عجیب نہیں کہ ایک مملکت میں دو بادشاہ نہیں سما سکتے۔ عجیب یہ ہے کہ ایک فقیر دونوں جہانوں میں نہیں سما سکتا۔ دراصل

صاحب فقر کے لئے دونوں جہانوں کی وسعت بھی کم ہوتی ہے۔

...... (۸) ......

برسر کفر و دیں فشاں رحمت عام خویش را
بند نقاب برکشا ماہ تمام خویش را

زمزمہ کہن سرا اے، گردش بادہ تیز کن
باز بہ بزم ما نگر، آتش جام خویش را

دام زگیسواں بدوش زحمت گلستاں بری
صید چرا نمی کنی طائر بام خویش را

ریگ عراق منتظر کشت حجاز تشنہ کام
خون حسینؓ بازدہ کوفہ و شام خویش را

دوش براہبر زند، راہ یگانہ طے کند
می ندہد بدست کس عشق زمام خویش را

نالہ بآستان دیر بخبیر انہ می زدم
تابحرم شناختم راہ و مقام خویش را

قافلہ بہار را طائر پیش رس نگر
آنکہ بخلوت قفس گفت پیام خویش را

معانی ...... : فشاں: نچھاور کر' ماہِ تمام: بدر (چودھویں کا چاند)' زمزمۂ کہن: پرانا گیت' دام: جال' کشتِ حجاز: حجاز کے کھیت۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے خدا! اہل کفر اور اہلِ ایمان دونوں پر اپنی رحمت عام نچھاور کر اور اپنے چودھویں کے چاند جیسے چہرے سے نقاب ہٹا دے۔ کیونکہ تیری رحمت تو ہر ایک کے لئے ہے۔ جب تیرے چہرے کے انوار و تجلیات مومن دیکھے گا تو اس کا ایمان اور مضبوط ہو گا اور جب اسے کافر دیکھیں گے تو یقیناً تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔

(۲) شاعر خدا سے التجاء کرتا ہے کہ پرانا گیت پھر سے گا اور شراب کی گردش کو تیز کر دے۔ کیونکہ موجودہ زمانے نے لوگوں کو عشق خدا سے بیگانہ کر دیا ہے۔ پھر ہماری محفل میں اپنے پیالے کی آگ (شراب) کا اثر دیکھ۔ پرانے گیت اور شراب سے مراد اپنے آباؤ اجداد کی اقدار ہیں۔

(۳) تو اپنی زلفوں کے جال کندھوں پر پھیلا کر شکار کے لئے باغ میں جانے کی تکلیف کر رہا ہے۔ تو اپنے مکان کی چھت پر بیٹھے ہوئے پرندے کا شکار کیوں نہیں کرتا۔ تیرے عاشق کب سے تیری نگاہِ ناز کا تیر کھانے کو تیار بیٹھے ہیں۔

(۴) عراق کی ریت انتظار کر رہی ہے اور حجاز (مکہ مدینہ) کے کھیت پیاسے ہیں۔ کوفہ اور شام کو پھر سے خونِ حسینؓ کی ضرورت ہے۔ حق کی آواز بلند کرنے والے کی ضرورت ہے۔

(۵) عشق کسی راہبر کے کندھوں کا محتاج نہیں ہوتا۔ وہ اپنا راستہ خود بناتا ہے۔ عشق کسی اور کے ہاتھ میں اپنی لگام بھی نہیں دیتا۔

(۶) میں نے بت خانے کے در پر جا کر بے خبری میں آہ و فریاد کی۔ پھر کہیں جا کر مجھے اپنے صحیح مقام اور راستے کا پتہ چلا۔ مطلب یہ کہ برسوں دنیا کی غلامی کے بعد معلوم ہوا کہ اصل آقا تو اللہ ہی ہے۔ جس کی غلامی پر فخر کیا جا سکتا ہے۔

(۷) اس پرندے کو دیکھ جو کاروانِ بہار کی آمد کی خوشخبری اُس کے آنے سے پہلے دے دیتا ہے۔ پنجرے میں بند وہ پرندہ بہار کی آمد کا پیغام دے رہا ہے۔ یہاں شاعر اپنے آپ کو پنجرے میں بند پرندے کی طرح محسوس کر رہا ہے۔ کیونکہ ہندوستان پر انگریز حکمران تھے اور آنے والے حالات دنیا میں تبدیلیوں کا اشارہ دے رہے تھے۔

...... (۹) ......

نوائے من ازاں پرسوز و بیباک و غم انگیز است
بخاشا کم شرار افتادو باد صبحدم تیز است

ندارد عشق سامانے ولیکن تیشہ دارد
خراشد سینۂ کہسار و پاک از خون پرویز است

مرا در دل خلید ایں نکتہ از مرد دانائے
زمعشوقاں نگہ کاری تراز حرف دلآویز است

بیا لینم بیا یکدم نشیں کز درد و مہجوری!
تہی پیمانہ بزم ترا پیمانہ لبریز است

بہ بستاں جلوہ دادم آتش داغ جدائی را
نسیمش تیز تر می ساز دو شبنم غلط ریز است!

اشار تہائے پنہاں خانماں برہم زند لیکن
مرا آں غمزہ می باید کہ بیباک است وخونریز است

نشیمن ہر دو را در آب و گل لیکن چہ راز است ایں
خرد را صحبت گل خوشتر آید، دل کم آمیز است

مرا بنگر کہ در ہندوستاں دیگر نمے بینی
برہمن زادہ رمز آشنائے روم و تبریز است

معانی ...... : نوائے من: میری فریاد (شاعری)' سینۂ کہسار: پہاڑ کا سینہ' بیا لینم: میرے سرہانے' تہی: خالی' برہمن زادہ: برہمن کی اولاد۔

ترجمہ وتشریح ...... : (۱) میری فریاد (شاعری) سوزِ غم سے بھری ہوئی' بے خوف اور غم اُبھارنے والی ہے۔ کیونکہ میرے حسن و خاشاک میں چنگاری گری ہوئی ہے اور صبح کی ہوا بھی تیز ہے۔ (اس تیز ہوا سے آگ بھڑک اُٹھے گی اور مجھے ہر آلائش سے پاک کر دے گی)۔

(۲) عشق کے پاس کوئی سامان نہیں ہوتا لیکن وہ ایسا تیشہ ضرور رکھتا ہے جس سے پہاڑ کا سینہ چیر دیتا ہے لیکن پرویز کے خون سے بھی پاک رہتا ہے۔ اس شعر میں شاعر نے شیریں اور فرہاد کی خوبصورت تلمیح کا استعمال کر کے بتایا ہے کہ جس طرح فرہاد نے شیریں کو حاصل کرنے کے لئے پہاڑ سے دودھ کی نہر نکالنے کی شرط منظور کر لی تھی اور بادشاہ خسرو پرویز کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ اِسی طرح سچا عشق بھی اپنے پاس کوئی ایسا سامان نہیں رکھتا۔ جس سے کسی کو نقصان کا اندیشہ ہو۔

(۳) ایک مردِ رمز شناس کی بات میرے دل میں چبھ گئی ہے وہ یہ کہ معشوق کی نظر کسی کا دل لبھانے والے بول سے زیادہ اثر آفریں ہوتی ہے۔ (مردِ رمز شناس سے مراد مردِ کامل ہے جس کی نِگاہ مٹی کو سونے میں تبدیل کر سکتی ہے)۔

(۴) اے میرے محبوب! میرے سرہانے آ کر بیٹھ جا۔ کیونکہ تیرے غم ہجر کی وجہ سے تیری محفل میں خالی جام رکھنے والا یعنی تیری شراب وصل سے محروم تیرا یہ عاشق اپنی زندگی کا جام بھر چکا ہے۔ یعنی اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔

(۵) میں اپنے ہجر کے داغ کی آگ باغ میں لے گیا۔ اس اُمید کے ساتھ کہ شاید یہ باغ کی ٹھنڈی ہوا سے سرد ہو جائے۔ لیکن باغ کی نرم ولطیف ہوا اس آگ کو اور تیز کر رہی ہے اور شبنم بھی اسے بجھانے میں ناکام رہی ہے۔

(۶) محبوب کے پوشیدہ اشارے اگرچہ عاشق کا گھر برباد کر دیتے ہیں۔ مجھے تو محبوب کے ایسے ناز وادا چاہئیں جو مجھے برباد کرنے میں کسی قسم کا خوف محسوس نہ کرے اور اور خون بہانے سے دریغ نہ کرے۔

(۷) دونوں کا گھر پانی اور مٹی میں ہے یعنی دونوں اِس خاک کے پتلے اِنسان کے اندر ہیں۔ لیکن یہ کیا راز ہے کہ عقل کو مٹی کی

صحبت زیادہ اچھی لگتی ہے۔ یعنی وہ مادی اشیاء کی محبت میں مبتلا رہتی ہے جبکہ دل کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ (دل سے یہاں مراد ایسا دل ہے جو دنیاوی آلائشوں سے پاک ہو اور عشقِ حقیقی اس میں سمایا ہوا ہو۔)

(۸) میری طرف دیکھ کہ ہندوستان میں تو دوبارہ نہیں دیکھ پائے گا۔ کہ ہے تو وہ برہمنوں کی اولاد لیکن وہ مولانا جلال الدین رومی اور شمس الدین تبریزی (مولانا رومی کے مرشد) کے معارف وحقائق کا شناسا ہے۔ (برہمن ہندوؤں کا مذہبی پیشوا ہوتا ہے علامہ اقبال کے آباؤ اجداد بھی کشمیر کے برہمن تھے) برہمنوں کی اولاد اسی کی طرف اشارہ ہے۔

...... (۱۰) ......

دل و دیدہ کہ دارم ہمہ لذت نظارہ
چہ گنہ اگر تراشم صنمے زسنگ خارہ

تو بجلوہ در نقابی کہ نگاہ برنتابی
مہ من ! اگر ننالم تو بگو گرچہ چارہ

چہ شود اگر خرامی بسرائے کاروانے
کہ متاع ناروانش دلکے است پارہ پارہ

غزلے زدم کہ شاید بنوا قرارم آید
تپ شعلہ کم نگردد زگسستن شرارہ

دل زندہ کہ دادی بہ حجاب در نسازد
نگہے بدہ کہ بیند شررے بسنگ خارہ

ہمہ پارہ دلم راز سرور او نصیبے
غم خود چساں نہادی بدل ہزار پارہ

نکشد سفینہ کس بہ یمے بلند موجے
خطرہے کہ عشق بیند بسلامت کنارہ !

بشکوہ بے نازی زخدا یگاں گزشتم
صفت مہ تمامے کہ گزشت برستارہ

معانی ...... : لذتِ نظارہ: دیکھنے کا مزہ' سنگِ خارا: سخت پتھر' متاع ناروا: فضول دولت (کھوٹا سکہ)' ہمہ پارۂ دلم: میرے دل کے سارے ٹکڑے' یمے: ایک سمندر۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے میرے محبوب! تو میری نظروں کے سامنے نہیں ہے۔ اور میں یہ جو دل اور آنکھیں رکھتا ہوں۔ وہ تیرے دیدار کا نظارہ کرنے کی تمنا کی مکمل لذت لئے ہوئے ہیں۔ (تو چونکہ پنہاں ہے اور مجھے اپنے دیدار کی نعمت سے محروم کر رکھا ہے) اس لئے اگر میں نے سخت پتھر سے تیرا یہ خیالی بت تراش لیا ہے تو اس میں کونسی ایسی برائی ہے؟

(۲) اے خدا! سامنے ہونے کے باوجود پوشیدہ ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ تو ہمارے ذوقِ نظارہ کی تاب نہیں لاسکتا۔ اے میرے چاند! ایسی صورت میں جبکہ میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں تو میری نگاہوں سے اوجھل ہے۔ میں اگر آہ وزاری کروں یا نہ کروں تو میرے لئے اس کے علاوہ اب اور چارہ ہی کیا۔ (محبوب جلوہ کناں اِس لئے ہے کہ کائنات کے ہر ذرّے میں موجود ہے اور پوشیدہ اس اعتبار سے ہے کہ وہ ہماری ظاہری نظروں سے اوجھل ہے)۔

(۳) اے محبوب! وہ کیا منظر ہوگا۔ جب تو اِس کارواں سرائے میں خود چل کر آجائے۔ جس کی بے کار دولت ایک ٹکڑے ٹکڑے چھوٹا سا دل ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق کے پاس ٹوٹے پھوٹے' دل کی دولت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اگر اس تہی دامن عاشق کی طرف محبوب توجہ کرے گا تو اس کے بگڑے کام سنور جائیں گے۔

(۴) میں نے تو غزل اِس لئے چھیڑی تھی کہ شاید اس طرح فریاد کرنے سے میرے بے قرار دل کو چین نصیب ہو جائے لیکن ایک

چنگاری کے نکل جانے سے شعلے کی حرارت و تپش پر کوئی اثر نہیں پڑا۔

(۵) تو نے مجھے جو زندہ دل دیا ہے۔ اُسے تیرا پردے میں رہنا گوارا نہیں ہے۔ وہ تو تجھے اپنے سامنے صاف دیکھنا چاہتا ہے۔ اگر تو مجھے اپنا جلوہ دکھانا نہیں چاہتا تو پھر مجھے ایسی نگاہ بخش دے جو سخت پتھر کے اندر پوشیدہ شرارے کو بھی دیکھ لے۔

(۶) میرے دل کا ہر ٹکڑا (محبوب کی شراب عشق) کے سرور سے اپنا نصیب بناتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ اے خدا تو نے اپنے عشق کا غم ہزار ٹکڑوں میں تقسیم اس دل میں کس طرح رکھ دیا۔

(۷) کسی کی کشتی بلند و بالا موجوں والے سمندر میں وہ خطرہ نہیں دیکھتی۔ جو خطرہ اُسے عشق کے سمندر کے کنارے کی سلامتی میں نظر آتا ہے۔ (عشق کے سکون موت اور حرکت زندگی ہے)۔

(۸) میں اپنی بے نیازی کے باعث اِس دنیا کے خداؤں سے بے پرواہ رہا۔ چودھویں رات کے چاند کی طرح جو ستاروں کی پرواہ کئے بغیر آگے بڑھ جاتا ہے۔ میں بھی دنیاوی جاہ و جلال، دولت، اقتدار اور حرص جیسے خداؤں سے بچ کر گزر گیا۔

...... (۱۱) ......

گرچہ شاہین خرد برسر پروازے ہست
اندریں بادیہ پنہاں قدر اندازے ہست

آنچہ ازکار فروبستہ گرہ بکشاید
ہست و در حوصلہ زمزمہ پردازے ہست

تاب گفتار اگر ہست شناسائے نیست
وائے آں بندہ کہ در سینہ او رازے ہست

گرچہ صد گونہ بصد سوز مرا سوختہ اند
اے خوشا لذت آں سوز کہ ہم سازے ہست

مردہ خاکیم و سزاوار دل زندہ شدیم!
ایں دل زندہ و ما! کار خدا سازے ہست

شعلہ سینہ من خانہ فروز است دل
شعلہ ہست کہ ہم خانہ بر اندازے ہست!

تکیہ برعقل جہاں بین فلاطون نکنم
در کنارم دلکے شوخ و نظر بازے ہست

معانی ......: شاہینِ خرد: عقل کا شاہین، قدر انداز: تیر انداز، تاب گفتار: گفتگو کی ہمت، نظر باز: حسن پرست۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) اگر چہ عقل کا شاہین اڑان کے لئے تیار ہے۔ لیکن اس بیابان میں ایک تیر انداز بھی پوشیدہ ہے جو اسے آسانی سے شکار کر لیتا ہے۔ عشق کی جہاں تک رسائی ہوتی ہے وہاں عقل کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔

(۲) وہ چیز جو کسی بند کام کی گرہ کھول سکتی ہے۔ اس دنیا میں موجود ہے۔ وہ چیز عشق کے نغمہ گر عاشق کے عزم و حوصلہ میں پائی جاتی ہے۔

(۳) اگر گفتگو کی ہمت اور حوصلہ ہے تو اسے سمجھنے والا کوئی نہیں۔ اس انسان پر افسوس ہے کہ اس کے سینہ میں راز ہے۔ (نہ تو وہ اس راز کو عیاں کر سکتا ہے اور نہ ہی پوشیدہ رکھ سکتا ہے)۔

(۴) اگر چہ خالقِ کائنات نے مجھے سینکڑوں طرح کے سوز (عشق) میں جلایا ہے۔ لیکن یہ سوز کتنا اچھا کہ اس سوز میں لذت بھی موجود ہے۔

(۵) ہم تو بے جان مٹی ہیں لیکن زندہ دل لوگوں کے قابل بن گئے۔ یعنی اللہ نے ہمارے دل کو سوزِ عشق اور معرفت الٰہی سے آشنا

کر دیا۔

(۶) شعلۂ عشق سے ہمارا سینہ (گھر) روشن ہونے والا ہے۔ عشق کی نعمت سے ہمارے جسم خاکی کے تاریک گھر میں معرفت الٰہی کی روشنی پھیل گئی ہے۔ لیکن یہ گھر کو برباد کرنے والا بھی ہے۔ دنیاوی طور پر تو گھر کی بربادی نظر آتی ہے۔ لیکن باطنی لحاظ سے یہ گھر ہر طرح آباد دکھائی دیتا ہے۔

(۷) میں عقل پر (چاہے وہ افلاطون کی ہی کیوں نہ ہو) بھروسہ نہیں کرتا۔ میرے پہلو میں عشق سے معمور چھوٹا سا دل ہے۔ جو شوخ بھی ہے اور حسن پرست بھی۔ مجھے اُسی پر بھروسہ ہے۔

...... (۱۴) ......

ایں جہاں چیست؟ صنم خانہ پندارِ من است
جلوہ او گرو دیدہ بیدارِ من است

ہمہ آفاق کہ گیرم بنگاہے اورا
حلقہ ہست کہ از گردش پرکارِ من است

ہستی و نیستی از دیدن و نادیدن من!
چہ زمان و چہ مکاں شوخی افکارِ من است

از فسون کاری دل، سیر و سکوں، غیب و حضور
ایں کہ غماز و کشائندہ اسرار من است

آں جہانے کہ درو کاشتہ را مے درووند
نور و نارش ہمہ از سبحہ و زنارِ من است

سازِ تقدیرم و صد نغمہ پنہاں دارم!
ہر کجا زخمہ اندیشہ رسد تارِ من است

اے من از فیض تو پائندہ! نشانِ تو کجاست؟
ایں دو گیتی اثرِ ما ست، جہانِ تو کجاست؟

معانی ......: صنم خانہ: بت خانہ' آفاق: دنیا (کائنات)' شوخیٔ افکار: سوچ کی ندرت' فسوں کاری: جادو۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) اس جہان کی حقیقت کیا ہے؟ یہ میرے تصور یا احساس کا بت خانہ ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ دراصل یہ میرے تصورات اور احساسات کی دنیا ہے۔ اس کی حقیقت میری بیدار آنکھ کی مرہونِ منت ہے۔

(۲) یہ ساری کائنات جو میری نگاہ میں سما جاتی ہے۔ وہ ایک حلقہ یا دائرہ ہے۔ جو میری پرکار کی گردش کے باعث ہے۔ جس طرح دائرہ کا وجود پرکار کی مدد کا محتاج ہے۔ اِسی طرح اِس کائنات کا وجود بھی میرے فہم و ادراک کا مرہونِ منت ہے۔

(۳) کائنات کا وجود میرے دیکھنے یا نہ دیکھنے پر منحصر ہے۔ زمان و مکان میرے افکار کی ندرت کا نتیجہ ہیں۔ یعنی میں نے اپنی فکر اور سوچ کے ذریعے یہ تصورات اپنائے ہیں ورنہ حقیقت کچھ اور ہے؟

(۴) کائنات میں جو کچھ بھی ہے چاہے وہ متحرک ہے یا ساکن' ظاہر ہے یا پوشیدہ۔ سب دل کی کرشمہ سازی ہے۔ دل پوشیدہ اسرار سامنے لانے والا ہے۔ اور اِس بات کی چغلی کھاتا ہے کہ اصل حقیقت تو انسان خود ہے۔ اسے خود کو پہچاننے کی صلاحیت کی موجودگی شرط ہے۔

(۵) وہ جہان جس میں ہم اپنے اعمال کا بدلہ چاہتے ہیں۔ یعنی جو ہم دنیا میں بوتے ہیں وہی دوسرے جہان میں کاٹتے ہیں۔ جنت اور دوزخ اسی بنا پر ملتے ہیں۔ جنت تسبیح نیک اعمال کے باعث ملے گی اور دوزخ (زنار) بداعمالیوں کا نتیجہ ہوگا۔

(۶) میں تقدیر کا ساز ہوں اور میرے اندر سینکڑوں نغمے پوشیدہ ہیں۔ جہاں کہیں بھی سوچ کی مقراب لگتی ہے۔ وہ میرے ہی ساز کا

تار ہوتا ہے۔ یعنی ظاہری مظاہر میری سوچ کا نتیجہ ہیں۔

(۷) اے خدا! میں تو تیرے فضل و کرم کی وجہ سے پائندہ ہو گیا ہوں۔ لیکن تیرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ یہ دونوں جہاں تو میری فکر کا نتیجہ ہیں۔ پھر تیرا جہان کہاں ہے؟

...... (۱۳) ......

فصل بہار ایں چنیں، بانگ ہزار ایں چنیں
چہرہ کشا، غزل سرا، بادہ بیار ایں چنیں

اشک چکیدہ ام ببیں ہسم بہ نگاہ خود نگر
ریز بہ نیستان من برق و شرار ایں چنیں

باد بہار رابگو، پے بخیال من برد
وادی دوشت رادہد نقش و نگار ایں چنیں

زادہ باغ و راغ را از نفسم طراوتے
در چمن توزیستم باگل و خار ایں چنیں

عالم آب و خاک رابر محک دلم بسائے
روشن و تار خویش راگیر عیار ایں چنیں

دل بکسے نباختہ، بادو جہاں نساختہ !
من بحضور تورسم، روز شمار ایں چنیں

فاختہ کہن صفیر نالہ من شنید و گفت
کس نہ سرود در چمن نغمہ پار ایں چنیں

معانی ......: بانگِ ہزار: بلبلوں کا گانا' اشک چکیدہ: ٹپکے ہوئے آنسو' زادۂ باغ: باغ کی پیدائش' صفیر: گانا' گیت۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) جب بہار کا موسم اتنا دلکش ہو اور بلبلیں گیت گا رہی ہوں تو ایسے میں تو بھی (اے محبوب) اپنے چہرے سے نقاب اُٹھا کر اس خوشگوار ماحول کے مطابق شرابِ وصل پلا دے۔

(۲) میری آنکھوں سے ٹپکنے والے آنسوؤں کو دیکھ اور اپنی کرم کی نگاہ سے بھی دیکھ۔ میرے سرکنڈوں کے جنگل میں یعنی بے کیف زندگی میں اپنے عشق کی بجلی اور چنگاریاں پھینک دے۔ تاکہ میں تیرے عشق میں جا کر خاک ہو جاؤں۔

(۳) اے خدا! بہار کی ہوا کو حکم دے کہ وہ میرے خیال کا پتہ معلوم کرے۔ اور اس طرح میرے ذہن کے نقش و نگار یعنی افکار و خیالات سے چمنستانِ جہاں کو رونق بخش دے۔

(۴) جو بھی اس چمنستانِ جہاں اور سبزہ زار میں پیدا ہوا ہے۔ اُس میں نمی اور شادابی میرے وجود کی وجہ سے ہے۔ اے خدا! میں نے تیرے اس چمن میں کانٹوں اور پھولوں کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔ دشمن اور دوست سبھی کے ساتھ محبت کی ہے۔

(۵) پانی اور مٹی کے اس جہان یعنی انسان کے خاکی جسم کو میرے دل کی کسوٹی کے مطابق کر دے۔ اور اس میں خیر و شر کو پرکھنے کا معیار قائم کر دے۔ کیونکہ جو چیز میرے دل کی کسوٹی پر پوری اترے گی۔ وہ ٹھیک ہو گی۔ ورنہ غلط ہو گی کیونکہ خیر و شر کی پہچان مومن دل ہی کر سکتا ہے۔

(۶) اے خدا! میں نے تیرے سوا یہ دل کسی کو نہیں دیا۔ اور تیرے تعلق کی وجہ سے میں نے دونوں جہانوں سے محبت نہیں کی۔ میں حشر کے دن تیرے پاس اس حالت میں پہنچوں گا۔

(۷) باغِ جہاں میں پرانے گیت گانے والی فاختہ نے جب میری فریاد (شاعری) سنی تو بولی کہ باغ میں کسی نے پرانا نغمہ اس انداز سے نہیں گایا' مطلب یہ کہ جس طرح تو نے اپنی شاعری میں اپنے اسلاف کے واقعات بیان کئے ہیں۔ اُسے مردانِ حق سراغ ہے۔

...... (۱۴) ......

برون کشید زپیچاک ہست و بود مرا
چہ عقدہ ہا کہ مقام رضا کشود مرا

تپید عشق و دریں کشت نابسا مانے
ہزار دانہ فرو کرتا درود مرا

ندانم اینکہ نگاہش چہ دید در خاکم
نفس نفس بعیار زمانہ سود مرا

جہانے ازخس و خاشاک درمیاں انداخت
شرارہ دلکے داد و آزمود مرا

پیالہ گیر زدستم کہ رفت کار ز دست
کرشمہ بازی ساقی زمن ربود مرا!

معانی ...... پیچاک: چکر' مقامِ رضا: خوشی کا مقام' تپید: تڑپا' درود: آمد۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) مجھے موت وحیات کی کشمکش سے میرا مقامِ رضا (محبوب کی رضا) باہر نکال لایا۔ میرے اس مقامِ رضا نے میرے کیسے کیسے مسائل حل کر دیے ہیں۔

(۲) عشق کی تڑپ و بے چینی نے اس بے سروسامان کھیت میں جس میں کوئی فصل موجود نہیں تھی۔ (کھیت سے مراد کائنات) پھر ہزار دانے ڈال کر پھر کہیں جا کر اس فصل کو کاٹا یعنی آدم کی تخلیق ہوئی۔

(۳) میں نہیں جانتا کہ میرے تخلیق کار نے میرے جسم خاکی میں کیا دیکھا کہ اُس نے ہر ہر سانس میں مجھے زمانے کی کسوٹی پر پرکھا۔ (مجھے ہر آزمائش پر پورا اترنے کے بعد ہی اشرف المخلوقات کا درجہ عطا ہوا)۔

(۴) میرے درمیان بے قیمت گھاس پھونس کا ایک جہان ڈال دیا گیا۔ یعنی ایسی دنیا میں بھیج دیا گیا۔ جس کی حیثیت تنکوں سے زیادہ نہیں تھی۔ پھر میرے چھوٹے سے دل میں ایک چنگاری رکھ کر مجھے آزمائش میں ڈال دیا۔

(۵) اے ساقی جہاں! یہ ساغر میرے ہاتھ سے پکڑ لے' کیونکہ مجھے جذبہ و مستی نے ہوش و خرد سے بیگانہ کر دیا ہے۔ ساقی کی اداؤں نے ہی مجھے مست و بے خود کر دیا ہے پھر اس ساغر کی کیا ضرورت ہے۔

...... (15) ......

خیز و بجاک تشنہ، بادہ زندگی فشاں
آتش خود بلند کن آتش مافرو نشاں

میکدہ تہی سبو، حلقہ خود فراموشاں
مدرسہ بلند بانگ بزم فسردہ آتشاں

فکر گرہ کشا، غلام، دیں برواتے تمام
زانکہ درون سینہ ہادل ہدفے است بے نشاں

ہر دو بمنزلے رواں، ہر دو امیر کارواں
عقل بحیلہ می برد، عشق برد کشاں کشاں

عشق زپادر آورد خیمہ شش جہات را
دست دراز می کند تابہ طناب کہکشاں

معانی ...... : بادۂ زندگی: زندگی کی شراب' حلقۂ خودفراموشاں: مے کش' رند' گرہ کشا: گرہ کھولنے والی' کشاں کشاں: کھینچتا ہوا' خیمۂ شش جہات: چھ اطراف والا خیمہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اُٹھ اور پیاسی مٹی (آدمی کے خاکی جسم) پر زندگی کی شراب چھڑک دے کیونکہ اس خاکی جسم کے لئے عشق کی شراب تریاق کا کام دے گی۔ اے خدا تو اپنے عشق کی آگ اِس جسمِ خاکی میں تیز کر دے اور میرے نفس کی آگ ٹھنڈی کر دے۔

(۲) اب اس عہد کے شراب خانوں کے مٹکے خالی ہو چکے ہیں اور مےکشوں کے گروہ اپنی ذات کی پہچان سے بے خبر ہیں۔ مطلب یہ کہ آج کے صوفیا کی خانقاہیں بادۂ معرفت سے خالی ہو چکی ہیں۔ آج کا مدرسہ (علم و حکمت) کے بلند بانگ دعوے تو کرتا ہے لیکن اُس کے دامن میں بھی مایوسی کے سوا کچھ نہیں۔ وہ بھی علم و عشق سے بیگانہ ہو چکا ہے۔

(۳) اِس دور کے مسلمانوں کا سوچ اور فکر دوسروں کی غلام بن گئی ہے۔ ان کے اصول روایتوں کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ اپنا تشخص کھو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے سینوں میں جو دل ہے وہ ایک بے نشان ہدف کی مانند ہے۔ جب ہدف کا ہی کچھ پتہ نہیں تو تیر کہاں چلایا جائے۔ مطلب یہ کہ ان کے دل عشقِ الٰہی سے خالی ہو چکے ہیں۔

(۴) عقل اور عشق دونوں ہی اپنی اپنی منازل کی طرف جا رہے ہیں۔ دونوں اپنے اپنے کارواں کے سالار ہیں۔ لیکن ان میں فرق یہ ہے کہ عقل حیلے بہانوں سے کام لیتی ہے جبکہ عشق آدمی کو ہر مصلحت سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

(۵) عشق میں ایسی قوت ہے کہ وہ چھ اطراف والے خیمہ یعنی زمان و مکان والے خیمہ کے جہاں کو گرا دیتا ہے۔ دنیا کو تسخیر کر لیتا ہے۔ وہ ایسی طاقت ہے جو کہکشاں تک رسائی رکھتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی آگے جہانوں کو اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے۔

...... (۱۶) ......

تو بایں گماں کہ شاید سر آستانہ دارم — بطواف خانہ کارے بخدائے خانہ دارم
شرر پریدہ رنگم، مگذر زجلوہ من — کہ بتاب یک دو آنے تب جاودانہ دارم
نگہم دگر نگاہے بہ رہے کہ طے نمودم — بسراغ صبحِ فردا روش زمانہ دارم
یم عشق کشتی من، یم عشق ساحل من — نہ غم سفینہ دارم، نہ سر کرانہ دارم
شررے فشاں ولیکن شررے کہ وانسوزد — کہ ہنوز نونیازم غم آشیانہ دارم
بامید ایں کہ روزے بشکار خواہی آمد، — زکمند شہر یاراں رم آہوانہ دارم
تو اگر کرم نمائی بمعاشران بہ بخشم — دوسہ جام دلفروزے زمے شبانہ دارم

معانی ...... : پریدہ رنگم: بے رنگ چنگاری' جاودانہ: ہمیشہ کیلئے' یم عشق: عشق کا سمندر' بسراغِ صبحِ فردا: آنے والے کل کا سراغ' سر کرانہ: کنارہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) مجھے مصروفِ طواف کعبہ دیکھ کر اگر تو یہ سمجھ رہا ہے کہ شاید طوافِ کعبہ ہی میرا اصل مقصد ہے۔ تو تیرا یہ گمان (سوچ) غلط ہے۔ میرا اصل مقصد تو خدا کا قرب حاصل کرنا ہے۔ طوافِ کعبہ تو صرف ایک ذریعہ ہے۔

(۲) اے خدا! تیرے وصال کے بغیر میں ایک بے رنگ چنگاری کی مانند ہوں۔ تو مجھے اپنا رخِ روشن دکھائے بغیر نہ جا۔ کیونکہ تیری ایک دو لمحوں کی تپش دیدار کی وجہ سے میرے دل کو ہمیشہ کا سوز حاصل ہو جائے گا۔

(۳) میں جو راستہ طے کر چکا ہوں (تیرے عشق میں) اس راستے سے میں واپس آنے والا نہیں ہوں۔ میں نے آنے والی کل کے سراغ میں زمانے کے طرزِ عمل کو اپنا لیا ہے۔ مطلب یہ کہ میری ماضی پر نظر نہیں ہوتی بلکہ میں مستقبل کے بارے میں سوچتا ہوں۔

(۴) عشق کا سمندر ہی میری کشتی ہے اور عشق کا سمندر ہی میرا ساحل ہے۔ اس لئے تو مجھے کشتی کے ڈوبنے کا غم ہوتا ہے اور نہ ہی میری خواہش ہے کہ کشتی کنارے جا لگے۔

(۵) اے خدا! مجھ پر اپنے ہر عشق کی ایسی چنگاری پھینک' جس سے میرا جسم جل کر بھسم نہ ہو جائے' کیونکہ میں تو منزلِ عشق کا نیا راہی ہوں۔ ابھی تو مجھے اپنے آشیانہ کا غم کھائے جا رہا ہے۔ مجھے اپنے عشق کے رموز سے آہستہ آہستہ آشنا کر۔

(۶) اے میرے محبوب! میں تو اس امید پر کہ تو ایک نہ ایک دن میرے شکار کے لئے آئے گا۔ بادشاہوں کی کمند سے ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتا ہوا نکل آیا ہوں۔ مطلب یہ کہ میں تو تیرا غلام ہوں۔ مجھے بادشاہوں اور اُن کے درباریوں سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

(۷) اے خدا! تو اگر مجھ پر اپنا رحم و کرم فرمائے تو میں اپنے معاشرے کے افراد یا اپنے دوستوں اور ہم صحبت احباب کو رات کی بزم سے بچی ہوئی دل کو روشنی کرنے والی شراب کے جام پلا سکتا ہوں۔ مراد یہ کہ میں اپنے اسلاف کے اقدار کی دولت کو اپنے عہد کے مسلمانوں میں بانٹ دوں۔

...... (۱۷) ......

نظر بہ راہ نشیناں سوارہ می گزرد
مرا اگیر کہ کارم زچارہ می گزرد

بہ دیگراں چہ سخن گسترم زجلوہ دوست
بیک نگاہ مثالِ شرارہ می گزرد

رہے بمنزلِ آں ماہ سخت دشوار است
چناں کہ عشقِ بدوشِ ستارہ می گزرد

زپردہ بندی گردوں چہ جائے نومیدی است
کہ ناوکِ نظر ماز خارہ می گزرد

یمے است شبنمِ ما، کہکشاں کنارہ اوست
بیک شکستنِ موج از کنارہ می گزرد

بخلوتش چو رسیدی نظر بادمکشا
کہ آں دمے ست کہ کار از نظارہ می گزرد!

من از فراق چہ نالم کہ از ہجوم سرشک
زراہ دیدہ دلم پارہ پارہ می گزرد

معانی ...... : راہ نشیناں: راہ میں بیٹھنے والے' چہ سخن گسترم: کیا بات کروں؟' زپردہ بندی: پردے میں رہنے سے' ناوکِ نظر: نظروں کے تیر' ہجومِ سرشک: آنسوؤں کا ہجوم۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میرا محبوب گھوڑے پر سوار ہو کر راستہ میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے والے عشاق پر نظر ڈالے بغیر گزر رہا ہے۔ اے دوستو! مجھے تھام لو کہ میرا دل اب میرے قابو میں نہیں رہا۔ (شرابِ عشق کے باعث مجھ پر نشہ طاری ہو رہا ہے)۔

(۲) میں دوسروں سے اپنے دوست کے جلوؤں کے بارے میں کیا کہوں؟ کیونکہ وہ تو پلک جھپکنے میں چنگاری کی طرح سامنے سے گزر جاتا ہے۔ اس کے جلوۂ حسن کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔

(۳) اس چاند (محبوب) تک پہنچنا بڑا دشوار گزار ہے' کیونکہ اس تک پہنچنے کے لئے ستاروں کے شانوں پر سے گزرنا پڑتا ہے جو کہ

آسان کام نہیں۔

(۴) محبوب آسمان کی پردہ بندی (نقاب) کیے بیٹھا ہے۔ یہ عاشق کے لئے ناامیدی کا پیغام نہیں۔ کیونکہ عاشق کی نظر تو عرش سے بھی پرے جاسکتی ہے۔ اس کی نظر کا تیر تو سخت پتھر کے بھی پار ہو جاتا ہے۔ یہ پردہ تو معمولی چیز ہے۔

(۵) ہماری شبنم ایک سمندر ہے اور کہکشاں اس کا کنارہ ہے۔ وہ لہر کی ایک شکست سے کنارے سے گزر جاتی ہے۔ اور سمندر میں مل کر سمندر بن جاتی ہے۔ آدمی قطرۂ شبنم کی طرح ہے۔ اگر وہ عشق کے سمندر میں ڈوب جائے تو خود سمندر بن جائے۔ یعنی خدا کی ذات میں غرق ہو کر خدائی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔

(۶) جب تو اس (محبوب) کی خلوت گاہ میں پہنچ جائے تو اسے نظر بھر کر نہ دیکھ کیونکہ یہ وہ وقت ہے جب کام نظارہ کی حد سے گزر کر وصال کی حدوں کو چھو رہا ہوتا ہے۔

(۷) میں اپنے محبوب کے ہجر میں اب کس طرح رووٗں کہ آنسوؤں کے سیلاب کے باعث میرا دل آنکھوں کے راستے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر باہر آ رہا ہے۔ مجھے تو اپنے دل کا ماتم کرنے سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ میں جدائی کا شکوہ کیا کروں؟

.... (۱۸) ....

بر عقل فلک پیما ترکانہ شبیخوں بہ	یک ذرہ دردِ دل از علمِ فلاطوں بہ
دی مغبچہ با من اسرارِ محبت گفت	اشکے کہ فرو خوردی از بادۂ گلگوں بہ
آں فقر کہ بے تیغے صد کشورِ دل گیرد	از شوکتِ دارا بہ، از فرِ فریدوں بہ
در دیرِ مغاں آئی مضمونِ بلند آور	در خانقہ صوفی افسانہ و افسوں بہ
در جوئے روانِ ما، بے منتِ طوفانے	یک موج اگر خیزد آں موج ز جیحوں بہ
سیلے کہ تو آوردی در شہر نمی گنجد	ایں خانہ براندازے در خلوتِ ہاموں بہ
اقبال غزل خواں را کافر نتواں گفتن	سودا بدماغش زد از مدرسہ بیروں بہ

معانی ...... : فلک پیما: آسمان تک جانے والی' ترکانہ: بہادروں جیسا' مغبچہ: کم سن ساقی' بادۂ گلگوں: گلابی رنگ کی شراب' کشور: مملکت' دارا: ایران کا بادشاہ' فریدوں: ایران کا بادشاہ' دیرِ مغاں: شراب کشید کرنے والا مندر' افسوں: جادو' جیحوں: دریا کا نام' سودا: جنون۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) آسمان تک رسائی حاصل کرنیوالی عقل پر ترکوں کی طرح شبخون مارنا ہی اچھا ہے۔ یعنی اسے عشق کے آگے سرنگوں کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ دردِ عشق کا ایک ذرہ عظیم فلسفی افلاطون کے علم سے کہیں بڑھ کر ہے۔

(۲) کل مے خانے میں ایک کم سن ساقی نے مجھے محبت کے راز بتائے۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ جو آنسو تو غمِ عشق میں پیتا ہے' وہ گلابی رنگ کی شراب سے کہیں بہتر ہے۔

(۳) ایسا فقر جو تلوار اُٹھائے بغیر سینکڑوں دلوں پر فتح پا لیتا ہے۔ وہ ایران کے بادشاہ دارا کی شان و شوکت اور فریدوں کی عظمت سے بہتر ہے۔

(۴) اگر تو شراب کشید کرنے والے مندر میں آئے (یعنی کسی صاحبِ فکر کی محفل میں اگر تو آئے) تو اپنے مقاصد اور حوصلے بلند رکھنا۔ کیونکہ نام نہاد صوفیوں کی خانقاہوں میں تو خیالی باتیں اور جادوگری کے کمال ہوتے ہیں۔ جبکہ مردِ حق کی بارگاہ میں حق پرستی کا ذکر ہوتا ہے۔

(۵) ہماری اس بہتی ہوئی ندی میں طوفان کے احسان کے بغیر اگر ایک موج بھی بلند ہو جائے تو وہ موج دریائے جیحوں کی موج سے بہتر ہے۔ مطلب یہ کہ دوسرے کے زیرِ بارِ احسان ہونے سے خودی پر ضرب آتی ہے۔ دوسروں کے احسان اٹھا کر ندی کو سمندر بنانے سے بہتر ہے اپنی ہمت سے اس میں ہلکی پھلکی لہریں پیدا کی جائیں۔

(۶) وہ سیلاب (عشق کا طوفان) جسے تو لے کر آیا ہے' اس کی شہر میں گنجائش نہیں ہے۔ جس عشق کا تذکرہ تو کر رہا ہے یہ گھر برباد کرنے والا ہے اسے صحرا ہی بہتر ہے۔ جن شاعری کا تو تذکرہ کر رہا ہے اسے دنیا دار سمجھنے سے قاصر ہیں۔

(۷) غزل گو اقبال کو کافر نہیں کہا جا سکتا' کیونکہ اس کے پیغام میں کوئی ایسی بات نہیں کہ اس پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے۔ پھر بھی بہتر یہی ہے کہ وہ مدرسے سے باہر ہی رہے۔ کیونکہ اُس کے دماغ میں عشق کا جنون بھرا ہوا ہے۔ اور عشق کی بات اہلِ مدرسہ کیا جانیں؟

...... (۱۹) ......

یا مسلماں رامدہ فرماں کہ جاں برکف بنہ — یادریں فرسودہ پیکر تازہ جانے آفریں

یا چناں کن یا چنیں !

یا برہمن رابفرما نو خداوندے تراش — یا خود اندر سینہ زناریاں خلوت گزیں

یا چناں کن یا چنیں !

یاد گر آدم کہ از ابلیس باشد کمترک — یادگر ابلیس بہر امتحان عقل و دیں

یا چناں کن یا چنیں !

یا جہانے تازہ یا امتحانے تازہ — می کنی تاچند باما آنچہ کر دی پیش ازیں

یا چناں کن یا چنیں !

فقر بخشی ؟ باشکوہ خسرو پرویز بخش — یا عطا فرما خردبا فطرت روح الامیں

یا چناں کن یا چنیں !

یا بکش در سینہ من آرزوے انقلاب — یا دگر گوں کن نہاد ایں زمان و ایں زمیں

یا چناں کن یا چنیں !

معانی ...... جاں برکف: جان ہتھیلی پر' فرسودہ پیکر: کمزور جسم' شکوہ: شان' عظمت' خسرو پرویز: ایران کا بادشاہ' دگرگوں کن: خراب کردے' تبدیل کردے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے خدا! تو اس وقت مسلمانوں کو جان ہتھیلی پر رکھنے کا حکم مت دے۔ (کیونکہ ان کے جسم جہاد کے قابل نہیں ہیں)۔ یا ان کے ناتواں جسموں میں طاقت و ہمت بھر دے۔ یعنی تیرے راستے میں لڑنے کا حوصلہ عطا کر

دے' یا ویسا کر یا ایسا کر۔

(۲) یا تو ہندوؤں کے پیشوا برہمن کو حکم دے کہ وہ پرانے خداؤں کی جگہ کوئی نیا خدا تراش لے یا تو خود زناریوں (برہمنوں) کے سینے میں اپنی ربوبیت کو جگہ دے۔ مطلب یہ کہ ہندوؤں میں بھی اپنے دیوتاؤں سے خلوص کم ہو چکا ہے' تو یا تو انہیں پکا برہمن بنادے یا اُن کے دلوں میں اُتر کر اُنہیں اپنا پرستار بنالے۔ یا ویسا کر یا ایسا کر۔

(۳) اے خدا! یا کوئی اور آدم پیدا کر جو شیطان سے تو مکر اور چالوں کے لحاظ سے کم ہو' یا دین اور عقل کے امتحان کے لئے ایک اور شیطان پیدا کر لے۔ مطلب یہ کہ آج کے عہد کا انسان شیطانی سوچ کے لحاظ سے شیطان سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے اب تیری مرضی ہے۔ یا ویسا کر یا ایسا کر۔

(۴) یا کوئی نیا جہان پیدا کر یا اس جہان کے لئے کوئی نیا امتحان لے' تو ہمارے ساتھ کب تک وہی پرانا کھیل کھیلتا رہے گا۔ چنانچہ...... یا ویسا کر یا ایسا کر۔

(۵) اے خدا! اگر تو نے مجھے فقر بخشا ہے تو خسرو پرویز جیسے بادشاہ کی شان و شوکت میں عطا کر۔ یا مجھے وہ عقل عطا کر جس کی فطرت حضرت جبرئیل (روح الامین) فرشتہ جیسی ہو۔ یا ویسا کر یا ایسا کر۔

(۶) یا تو (اے خدا) میرے دل سے انقلاب کی تمنا ہی ختم کر لے یا پھر اس زمانے کی طبیعت بدل دے۔ یا ویسا کر یا ایسا کر۔

...... (۲۰) ......

عقل ہم عشق است واز ذوقِ نگہ بیگانہ نیست
لیکن ایں بیچارہ را آں جرأت رندانہ نیست

گرچہ میدانم خیال منزل ایجاد من است
در سفراز پانشستن ہمت مردانہ نیست

ہر زماں یک تازہ جولاں گاہ می خواہم ازو
تاجنوں فرمائے من گوید دگر ویرانہ نیست

باچنیں زور جنوں پاس گریباں داشتم
درجنوں از خود نرفتن کار ہر دیوانہ نیست ۲۱

سوز و گداز زندگی لذت جستجوے تو
راہ چو مارِ می گزد گر نروم بسوے تو

سینہ کشادہ جبرئیل از برعاشقاں گزشت
تاشررے بیاوفتد آتش آرزوے تو

ہم بہو اے جلوہ پارہ کنم حجاب را
ہم بنگاہ نارسا پردہ کشم بروے تو

من بتلاش تو روم یا بتلاش خود روم
عقل و دل و نظر ہمہ گم شدگان کوے تو

از چمن تو رستہ ام قطرہ شبنمے بہ بخش
خاطر غنچہ واشود کم نشود زجوے تو

معانی ......: بیگانہ: بے خبر' انجان' جرأتِ رندانہ: دلیری' ہمت' جولاں گاہ: کوشش کا میدان' میدانِ عمل' پاس گریباں: گریباں کا لحاظ۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) عقل بھی عشق کی مانند ہے اور وہ ذوقِ نظر سے انجان نہیں ہے۔ لیکن اس بے چارہی کے پاس وہ ہمت و دلیری نہیں جو عشق کو حاصل ہے۔

(۲) اگرچہ یہ بات میرے علم میں ہے کہ منزل کا تصور میرا اپنا ایجاد کردہ ہے۔ لیکن اس (منزلِ خیال) کی طرف سفر کرتے ہوئے

راہ میں تھک کر بیٹھ جانا مردانگی کے خلاف ہے۔

(۳) میں (اپنے خدا سے) ہر لحہ ایک نئے میدانِ عمل کا متلاشی ہوں۔ یہاں تک کہ مجھے جنوں بخشنے والا مجھے یہ کہہ دے اب تیرے جنوں کے لئے کوئی اور ویرانہ باقی نہیں ہے۔

(۴) ایسے شدید جنون (عشق) کے زور کے باوجود میں نے اپنے آپ کو قابو میں رکھا۔ گریبان کا لحاظ رکھا۔ اور جنون کی ایسی کیفیت میں خود پر قابو رکھنا ہر کسی دیوانے کے بس کی بات نہیں۔

...... (۲۱) ......

سوز و گدازِ زندگی لذتِ جستجوے تو — راہ چو مار می گزد گر نروم بسوے تو

سینہ کشادہ جبرئیل از بر عاشقاں گذشت — تاشررے باوفتد آتش آرزوے تو

ہم بہوائے جلوہ پارہ کنم حجاب را — ہم بنگاہِ نارسا پردہ کشم بروے تو

من بتلاشِ تو روم یا بتلاشِ خود روم — عقل و دل و نظر ہمہ گم شدگانِ کوے تو

از چمنِ تو رُستہ ام قطرۂ شبنمے بہ بخش — خاطرِ غنچہ وا شودکم نشودز جوے تو

معانی ......: سوز و گداز: حرارت اور گرمی' پارہ کنم: ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہوں' بنگاہ نارسا: کم ہمت نظر سے۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) اس زندگی میں حرارت و گداز تیری (خدا کی) تلاش کی لذت کے باعث ہے۔ اگر میں تیری طرف سفر اختیار نہ کروں تو راستہ مجھے سانپ کی طرح ڈستا ہے۔

(۲) جبرائیل امین اپنا سینہ کھولے ہوئے عاشقوں کے پاس سے گزر گیا تاکہ اُن میں تیری آرزو کی ایک چنگاری آ گرے۔

(۳) میں تیرے رُخِ روشن کی دید کی تمنا میں تیرے چہرے پر پڑے ہوئے پردے کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر رہا ہوں۔ اپنی اس نگاہ سے جو تیرے جلووں کی تاب لانے کی ہمت نہیں رکھتی۔ تیرے چہرے پر پردہ ڈالنے کی کوشش بھی کر رہا ہوں۔ یعنی حسرتِ دیدار بھی ہے اور نگاہوں میں تابِ نظارہ بھی نہیں۔

(۴) اے میرے محبوب! میں اس بات سے بے خبر ہوں کہ میں تیری تلاش میں ہوں یا میں خود کو تلاش کرنے جا رہا ہوں کیونکہ میری عقل' میرا دل اور میری نظر سب کچھ تیری گلیوں میں گم ہو کر رہ گیا ہے۔

(۵) میں تو تیرے ہی چمن کی پیداوار ہوں۔ اس لئے ایک قطرۂ شبنم (عشق کا قطرہ) مجھے بھی بخش دے۔ اس طرح میرے غنچۂ عشق کا دل کھل جائے گا۔ تیری جوئے رحمت کے پانی میں کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔

...... (۲۲) ......

دریں محفل کہ کار او گزشت از بادہ و ساقی — ندیمے کو کہ درجامش فرو ریزم مے باقی

کسے کو زہر شیریں می خورد از جام زرینے — مے تلخ از سفال من کجا گیرد بہ تریاقی

شرار از خاک من خیزد، کجا ریزم، کرا سوزم — غلط کردی کہ درجانم فگندی سوز مشتاقی

مکدر کرد مغرب چشمہ ہاے علم و عرفاں را
جہاں را تیرہ تر سازد چہ مشائی چہ اشراقی

دل گیتی ! انا المسموم، انا المسموم فریادش
خرد نالاں کہ ما عندی تبریاق ولاراقی

چہ ملائی، چہ درویشی، چہ سلطانی، چہ دربانی
فروغ کار می جوید بسالوس و زراقی !

بباز ارے کہ چشم صیر فی شوراست وکم نوراست
نگینم خوار تر گیردد چوا فزاید بہ براقی

معانی ...... : دریں محفل: اس محفل میں' زہرِ شیریں: میٹھا زہر' سفال: پیالہ' تریاق: زہر زائل کرنے کی دوا' مکدر کرد: خراب کردیا' مشائی: ارسطو کے پیروکار' اشراقی: افلاطون کے پیروکار' بسالوسی: فریب سے' زراقی: منافقت۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اس بزمِ جہاں میں ساقی رہے اور نہ ہی میکش' اس کا کام شراب و ساقی سے گزر گیا ہے۔ ایسا دوست اب کہاں ہے کہ میں بچی ہوئی شراب (افکار) اس کے جام میں اُنڈیل دوں۔ مجھے تو کوئی اپنے اسلاف کی پیروی کرنے والا نظر نہیں آتا۔

(۲) ایسا میکش جو جامِ زرّیں میں میٹھا زہر (عہدِ جدید کے نظریات) پی رہا ہے۔ وہ میرے مٹی کے پیالے سے زہر کے اثر کو زائل کرنے والی شراب (عشقِ الٰہی) کب پیئے گا۔ جو لوگ مغربی نظریات کے دلدادہ ہو چکے ہیں وہ میرے افکار (جو عشقِ الٰہی کی طرف لے جاتے ہیں) کون سنے گا۔

(۳) میری مٹی سے تو (عشق) کی چنگاریاں پھوٹ رہی ہیں۔ میں انہیں کہاں پھینکوں اور ان سے کس کو جلاؤں۔ اے خدا! تو نے میرے جسم میں یہ شررِ عشق پیدا کر کے اچھا نہیں کیا۔

(۴) تہذیب مغرب نے علم و دانش کے چشموں کو آلودہ کر دیا ہے۔ ارسطو اور افلاطون کے پیروکار اپنے افکارِ پریشاں سے دماغوں کو تو روشن کر رہے ہیں لیکن دلوں میں تاریکیاں پھیلا رہے ہیں۔

(۵) اہلِ مغرب کے افکار نے اِس جہاں کے دل کو اِس قدر آلودہ کر دیا ہے کہ ہر کوئی فریاد کر رہا ہے کہ میں آلودہ ہو گیا ہوں۔ مجھے اس زہر سے نجات دلاؤ۔ عقل ماتم کناں ہے کہ میرے پاس اس زہر کا کوئی تریاق نہیں ہے اور نہ ہی منتر جنتر پڑھنے والا ہے جو مغرب کے باطل افکار سے لوگوں کو نجات دلا دے۔

(۶) مُلّا اور درویش' سلطان اور درباری سبھی اپنے اپنے کاروبار کو فروغ دینے میں مصروف کار ہیں۔ اور اس مقصد کے لئے وہ فریب اور منافقت سے کام لے رہے ہیں۔

(۷) اس بازارِ جہاں میں جہاں اچھی چیز کو پرکھنے والی آنکھ بیمار اور بے نور ہے۔ میرا نگینہ جب انہیں چمک دمک دکھاتا ہے تو ذلیل و خوار ہوتا ہے کیونکہ لوگوں کی نظر اصل چیز پرکھنے کی صلاحیت سے بے بہرہ ہے۔ میرے پیغام کی قدر و قیمت سے وہ آگاہ نہیں ہیں۔

...... (۴۳) ......

بیا ساقیا برجگرم شعلہ نمناک انداز
دگر آشوب قیامت بکف خاک انداز

او بیک دانہ گندم بزمینم انداخت
تو بیک جرعہ آب آنسوے افلاک انداز

عشق را بادہ مرد افگن و پر زور بدہ
لاے ایں بادہ بہ پیمانہ ادراک انداز

حکمت و فلسفہ کرد است گراں خیز مرا
خضرِ من ! از سرم ایں بارِ گراں پاک انداز

خرد از گرمی صہبا بگرازے نرسید
چارہ کار باں غمزہ چالاک انداز

بزم در کشمکش بیم و امید است ہنوز
ہمہ را بے خبر از گردش افلاک انداز

می تواں ریخت در آغوش خزاں لالہ وگل
خیز و برشاخ کہن خون رگ تاک انداز

معانی ...... آشوبِ قیامت: حشر کا شور' بیک جرعہ: ایک گھونٹ سے' مردافگن: مرد پچھاڑنے والی' شکست دینے والی' پیمانہ ادراک: سوچ کا پیمانہ' صہبا: شراب۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے ساقی میرے جگر پر نم آلود شعلہ پھینک۔ یعنی مجھے شرابِ عشق پلا کر میرے اِس مٹی بھر جسم میں (اپنے عشق کا) شورِ قیامت برپا کر دے۔

(۲) میرے جدِ امجد آدم نے گندم کا ایک دانہ کھا کر مجھے جنت سے زمین پر پھینک دیا تھا۔ اے ساقی اب تو مجھے (اپنی شرابِ معرفت) کا ایک گھونٹ پلا کر آسمانوں کے اُس پار پھینک دے۔

(۳) جذبۂ عشق جو کہ اس زمانے میں بے زور اور بے وقعت ہو چکا ہے تو اُسے سوز اور شہ زوری کی شراب پلا دے اور اس شراب کی تلچھٹ دانش کے پیمانہ میں ڈال دے تاکہ وہ بھی عشق سے آشنا ہو جائے۔

(۴) اس دور کی حکمت اور فلسفہ نے مجھے آرام طلب کر دیا ہے۔ اے میرے خضر! تو یہ بوجھ میرے سے اُتار دے۔

(۵) عقل کی صراحی شراب کی حدت سے نہیں پگھلتی۔ تو اپنے عشوہ وغمزہ سے اسے عشق آشنا کر دے یا مجھے اِس عقل سے نجات دے دے۔ کیونکہ عقل سے خدا کی پہچان نہیں ہو سکتی۔

(۶) تیری محفل پر ابھی تک خوف اور اُمید کی کشمکش طاری ہے۔ اے خدا! تو اہلِ محفل (دنیا) کو آسمانوں کی گردش سے بے خبر کر دے۔ (یعنی اُنہیں بے یقینی کی کیفیت سے نکال کر اپنے عشق کی دولت سے مالا مال کر دے)۔

(۷) خزاں کی گود میں لالہ اور گلاب کے پھول ڈالے جا سکتے ہیں خزاں کو بہار بنایا جا سکتا ہے۔ یعنی اب بھی موقع ہے۔ اس لئے آگے بڑھ اور خزاں رسیدہ پرانی شاخ پر انگور کی شراب سے بھری ہوئی بیل کا خون ڈال کر مسلمانوں میں اپنی محبت کا نشہ پیدا کر دے۔ اس طرح اُن کا موسمِ خزاں بہار میں تبدیل ہو سکتا ہے۔

...... (۲۴) ......

از آں آبے کہ در من لالہ کارد ساتگینے دہ
کف خاک مرا ساقی بباد فرودینے دہ

زمینائے کہ خوردم در فرنگ اندیشہ تاریک است
سفر درزیدہ خود رانگاہ راہ بینے دہ

چوخس از موج ہر بادے کہ می آید زجارفتم
دل من از گما نہادر خروش آمد، یقینے دہ

بجانم آرزو ہا بود و نابود شرر دارد
شبم راکو کبے از آرزوے دل عیشنے دہ

بدستم خامہ دادی کہ نقش خسروی بندد
رقم کش ایں چنینم کردہ لوح جبینے دہ

معانی ...... : کف خاک: مٹھی بھر خاک، فرنگ: یورپ، سفرورزیدہ: سفر اختیار کرنے والے مسافر، خروش آمد: پکار رہا ہے، خامہ: قلم۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے خدا! مجھے اس پانی (شرابِ عشق) سے صراحی یا بڑا پیالہ عطا کر دے جو میرے سینے میں لالہ کے پھول کھلا دے۔ یعنی وہ شرابِ عشق جو میرے دل میں اُمنگوں کو بیدار کر دے۔ اے ساقی دوراں! میرے اس مٹھی بھر جسم کو بہار کی ہوا کے سپرد کر دے تاکہ میری ذات سے دوسروں کو بھی فائدہ حاصل ہو۔

(۲) یورپ میں دورانِ قیام اس صراحی سے میں نے جو شراب پی۔ اُس سے میری سوچ وفکر کا دائرہ تنگ ہو گیا۔ اپنے راستے کے اس مسافر کو دیکھنے والی نگاہ عطا کر دے۔ کیونکہ یورپی افکار سے مجھے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔

(۳) جس طرح ہوا کا ہر جھونکا تنکے کو اُڑا کر لے جاتا ہے۔ میں بھی اس تنکے کی طرح زمانے کے غلط نظریات کی ہواؤں کی نذر ہو گیا ہوں اور اپنا اصل مقام بھول گیا ہوں۔ میرا دل اب مختلف قسم کے شکوک وشبہات کی وجہ سے فریاد کر رہا ہے۔ اسے یقین کی دولت عطا کر۔

(۴) مجھے تو ہر وقت یہی فکر رہتی ہے کہ میرے پاس دنیا کا یہ ساز و سامان موجود ہے اور وہ نہیں ہے۔ یہی چنگاری مجھے ہر وقت جلائے رکھتی ہے۔ میری زندگی کی رات کو کسی دلفریب آرزو کا ستارہ بخش دے۔ تاکہ میں دنیا طلبی سے نجات حاصل کر کے تیرا طلب گار بن جاؤں۔

(۵) اے خدا! تو نے میرے ہاتھوں میں ایسا قلم دیا ہے کہ جس سے میں نقشِ شاہانہ کھینچوں۔ تو نے مجھے ایسا تحریری فن عطا کیا ہے تو اس کے لئے کسی پیشانی کی تختی بھی عطا کر دے۔ جس پر میں اپنا پیغام بھی تحریر کرسکوں۔

...... (۲۵) ......

زہر نقشے کہ دل ازدیدہ گیرد پاک می آیم
گدائے معنی پاکم تہی ادراک می آیم

گہے رسم و رہ فرزانگی ذوق جنوں بخشد
من از درس خردمنداں گریباں چاک می آیم!

گہے پیچد جہاں برمن، گہے من بر جہاں پیچم
بگرداں بادہ تا بیروں ازیں پیچاک می آیم

نہ ایں جا چشمک ساقی، نہ آنجا حرف مشتاقی
زبزم صوفی و ملا بسے غمناک می آیم

رسد وقتے کہ خاصان ترا با من فتد کارے
کہ من صحرائیم پیش ملک بیباک می آیم

معانی ...... : تہی ادراک: سوچ سے خالی، فرزانگی: عقل و دانش، چشمکِ ساقی: ساقی کی آنکھوں کے اشارے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میں ہر اُس (برے) نقش سے پاک ہو کر آیا ہوں۔ جو دل پر آنکھوں کے ذریعے اُبھرتا ہے۔ میں پاکیزہ فطرت رکھتا ہوں اور تیرے پاس ہر فکر اور خیال سے آزاد ہو کر آیا ہوں' یعنی میرا دل ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہے۔

(۲) کبھی کبھی عقل و دانش کے طور طریقے ذوقِ جنوں عطا کرتے ہیں۔ میں بھی دانشمندوں کی درسگاہ سے پھٹا ہوا گریبان لے کر آیا ہوں۔ یعنی میں نے بھی عقل مندوں کی بزم سے بدظن ہو کر جنوں کو گلے لگا لیا ہے۔

(۳) کبھی یہ دنیا مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ (دنیا کی خواہش مجھے اپنی طرف کھینچتی ہیں) اور کبھی میں دنیا کو اپنی لپیٹ میں

لے لیتا ہوں۔ کبھی دنیا کی محبت مجھ پر غالب آجاتی ہے اور کبھی خدا کی محبت مجھے گھیر لیتی ہے۔ اے ساقی! کوئی ایسا پیالہ (جامِ شراب) گردش میں لا۔ جسے پی کر میں دنیا کی محبت کی لپیٹ سے باہر آسکوں۔

(۴) نہ تو اس جگہ یعنی (میکدے میں) ساقی کی مست آنکھوں کے اشارے موجود ہیں اور نہ ہی درسگاہوں میں عشقِ الٰہی کی باتیں ہوتی ہیں۔ میں نے صوفی و مُلّا دونوں کی مجالس کا ماحول دیکھا ہے۔ اسے دیکھ کر مجھے بے حد صدمہ ہوا ہے اور وہاں سے غمزدہ ہو کر آیا ہوں۔

(۵) وہ وقت قریب ہے کہ تیرے خاص بندے میری طرف رجوع کریں گے کیونکہ میں تو صحرا سے تعلق رکھتا ہوں۔ مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ میں اپنی بات بلاخوف وخطر کرتا ہوں۔

...... (۲۶) ......

دل بے قیدِ من بانور ایماں کافری کردہ — حرم را سجدہ آوردہ، بتا را چاکری کردہ

متاعِ طاقت خود را ترازوے برافرازد — بباز ار قیامت باخدا سوداگری کردہ

زمین و آسماں رابر مراد خویش می خواہد — غبار راہ وبا تقدیر یزداں داوری کردہ

گہے باحق در آمیزد، گہے باحق در آویزد — زمانے حیدری کردہ، زمانے خیبری کردہ

بایں بے رنگی جوہر ازو نیرنگ می ریزد — کلیلے بیں کہ ہسم پیغمبری ہسم ساحری کردہ

نگاہش عقل دور اندیش را ذوق جنوں دادہ — ولیکن باجنون فتنہ ساماں نشتری کردہ

بخود کے می رسد ایں راہ پیماے تن آسانے — ہزارا سال منزل در مقام آزری کردہ

معانی ......: دل بے قید: بے قابو دل' چاکری: نوکری' متاع: دولت' نیرنگ: عجیب' مقام آزری: بت گر کا مقام' گھر۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میرے بے قابو دل نے (جس کا ایمان پختہ نہیں تھا) نورِ ایمان کے ساتھ ارتکاب کفر کیا ہے۔ اسی وجہ سے میری حالت یہ ہے کہ میں سجدہ ریز تو خدا کے حضور ہوں۔ لیکن غلامی بتوں کی کر رہا ہوں۔ میرا دل خدا پر ایمان لانے کے باوجود دنیا کی آلائشوں سے پاک نہیں ہے۔

(۲) عبادت گزار اپنی عبادت و ریاضت ترازو میں تولتا ہے یعنی تسبیح کے دانوں پر شمار کر کے سمجھتا ہے کہ اس عبادت کے بدلے اسے جنت ملے گی۔ قیامت کے روز جب اعمال کا حساب ہو گا تو اسے دنیا میں خدا سے سوداگری کرنے کے عوض کچھ نہ ملے گا۔

(۳) انسان زمین و آسمان اپنی خواہش کے مطابق دیکھنا چاہتا ہے' حالانکہ اس کا مالک و مختار تو اللہ ہے۔ انسان کی حیثیت تو راستے کی گرد کی مانند ہے اس کی یہ حیثیت کہ کائنات کے حاکم کا مقابلہ کرے۔

(۴) انسان کی کیفیت تو یہ ہے کہ کبھی وہ حق (اللہ) کی حمایت پر آمادہ ہوتا ہے اور کبھی حق کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتا ہے۔ اس میں ثابت قدمی مفقود ہوتی ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ حضرت علیؓ کی طرح بہادری کے جوہر دکھا رہا ہوتا ہے اور کبھی خیبر کے یہودیوں کی طرح حق کے خلاف آواز بلند کرتا ہے۔

(۵) ایسا شخص جو ثابت قدم نہیں وہ ایسے جوہر کی مانند ہے جو بے رنگ ہے' لیکن اس بے رنگی کے باوجود اس میں سے رنگ اور

عجائبات برآمد ہو رہے ہیں۔ یہ شخص ایسے کلیم کی مانند ہے جو ایک طرف تو خدا سے ہم کلام ہے اور دوسری طرف ساحری میں بھی ملوث ہے۔ یہ دورنگی آج کے دور کے مسلمانوں میں عام ہے۔

(۶) ایسے شخص کی دوراندیش نگاہ نے عقل کو جنون (عشق) کا ذوق عطا کیا لیکن ساتھ ہی ساتھ اس جنون (عشق) کے خاتمہ کے لئے اس کی رگوں میں نشتر بھی چلاتا رہتا ہے وہ عقل کو جنوں آشنا بھی کرتا ہے اور پھر اسے ختم کرنے کی چالیں بھی سوچتا رہتا ہے۔

(۷) ایسی دورُخی چال رکھنے والا آرام طلب اور سست رو اپنے آپ کو کیسے پہچان سکتا ہے۔ جس نے ہزاروں سال سے بت گری اور بت پرستی کو اپنا رکھا ہوا ُسے اپنے تخلیق کار کی کیا خبر ہو سکتی ہے؟

...... (۲۷) ......

زشاعر نالہ مستانہ در محشر چہ می خواہی
تو خود ہنگامہ، ہنگامہ دیگر چہ می خواہی

بہ بحر نغمہ کردی آشنا طبع روانم را
زچاک سینہ ام دریا طلب، گوہر چہ می خواہی

نماز بے حضور ازمن نمی آید، نمی آید
دلے آوردہ ام دیگر ازیں کافر چہ می خواہی

معانی ...... نالہ مستانہ: شورِ جنوں' نمازِ بے حضور: فضول نماز عبادت۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے خدا! تو حشر کے روز مجھ سے نالۂ مستانہ کی خواہش کیوں رکھتا ہے۔ جبکہ اس دن تو ساری بزم ہی تیرے ہنگامے سے بھری ہوگی۔ پھر تو مجھ سے یہ کیوں چاہتا ہے کہ میں اس ہنگامے میں اپنی شاعری کے ذریعے اور تیزی پیدا کروں۔

(۲) اے خدا! تو نے میری طبیعت کو سمندر کے نغموں سے آشنا کر دیا ہے۔ اس لئے تو میرے چاکِ گریباں سے دریا کی طلب کر۔ تو اِس سے موتی کیوں مانگ رہا ہے۔ میں آج بہ روزِ حشر تیرے سامنے اپنے اشعار کا نذرانہ پیش کر رہا ہوں۔ یہی میرے اعمال ہیں۔

(۳) اے خدا! مجھ سے ایسی نماز (عبادت) کی ادائیگی ممکن نہیں۔ جس نماز میں تو میرے سامنے نہ ہو۔ میں نے اپنا محبت بھرا دل تیرے حضور پیش کر دیا ہے۔ اب تو اس بے نماز کافر سے اور کیا چاہتا ہے؟

...... (۲۸) ......

نہ در اندیشہ من کارزار کفر و ایمانے
نہ درجان غم اندوزم ہوائے باغ رضوانے

اگر کاوی درونم را خیال خویش رایابی
پریشاں جلوہ چوں ماہتاب اندر بیابانے !

معانی ...... اندیشہ: فکر، غم' کارزار: جنگ' باغِ رضوان: جنت کا باغ۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) (میری حالت یہ کہ) نہ تو میرے اندر کفر اور ایمان کی جنگ ہو رہی ہے اور نہ ہی اپنی جان جنت کے باغ کی آرزو میں غموں کے حوالے کرتا ہوں۔

(۲) اے خدا! اگر تو میرے دل کی دنیا میں جھانکے (کھودے) تو وہاں صرف اپنا ہی تصور موجود پائے گا۔ تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تیرے سوا مجھے کسی کی تمنا نہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی بیابان میں چاند کی چاندنی کا جلوہ بکھرا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح تیرا تصور بھی میرے اندر سمایا ہوا ہے۔

...... (۲۹) ......

مرغ خوش لہجہ و شاہین شکاری از تست — زندگی را روش نوری و ناری از تست

دل بیدار و کف خاک و تماشاے جہاں — سیر این ماہ بشب گونہ عماری از تست

ہمہ افکار من از تست چہ در دل، چہ بلب — گہر از بحرز برآری، نہ برآری از تست

من ہماں مشت غبارم کہ بجائے نرسد — لالہ از تست و نم ابر بہاری از تست

نقش پرداز توئی ما قلم افشانیم — حاضر آرائی و آیندہ نگاری از تست

گلہ ہاداشتم، از دل بزبانم نرسید — مہر و بے مہری و عیاری و یاری از تست

معانی ...... : مرغِ خوش لہجہ: خوش الحان پرندہ، مشتِ غبارم: مٹھی بھر خاک، نقش پرداز: مصور، آئندہ نگاری: مستقبل کی تحریر۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) (اے ربِّ کائنات) ایک خوش الحان پرندہ ہو یا شکار کرنے والا ایک باز۔ دونوں تیری ہی قدرت کے شاہکار ہیں۔ اس زندگی میں نور اور نار کے جو راستے نظر آتے ہیں۔ وہ بھی تیری ہی تخلیق ہیں۔ (ہر چیز میں تیرے ہی جلوے نمایاں ہیں)۔

(۲) اس مٹھی بھر خاک میں جو روشن دل ہے۔ وہ تیری قدرت کے نظارے کر رہا ہے۔ یہ اس چاند کی مانند ہے جو رات کی ڈولی میں سفر کرتا ہے۔ یعنی میرا یہ دل اگرچہ اس تاریک بدن میں قید ہے پھر بھی یہ سارے جہان کی سیر کر رہا ہے۔

(۳) میرے سارے افکار خواہ وہ دل میں ہیں یا میری زبان پر (ہونٹوں پر) تیری ہی وجہ سے ہیں۔ اب اگر تو اس سمندر سے موتی نکالے یا نہ نکالے۔ یہ تیری مرضی پر منحصر ہے۔

(۴) میں تو وہی مشتِ غبار ہوں جو کسی جگہ بھی نہیں پہنچتی۔ میری حیثیت کچھ بھی نہیں۔ یہ گل لالہ اور بہار کے بادلوں میں نمی تیری ہی وجہ سے ہے۔

(۵) تو ہی تو اس جہان کا اصل مصور ہے۔ ہم تو محض قلم کار ہیں اس قلم میں نقش و نگار پیدا کرنے والا تو خالقِ کائنات ہے۔ جو کچھ میرے سامنے ہو رہا ہے اور جو کچھ مستقبل میں ہوگا۔ سب کا سبب تو ہی ہے۔

(۶) مجھے اس جہان اور اہلِ جہان سے بہت سی شکایتیں ہیں۔ لیکن میں انہیں زبان پر نہیں لاتا۔ کیونکہ میں اس بات سے باخبر ہو چکا ہوں کہ محبت عداوت، مکاری اور دوستی سب کچھ تیری وجہ سے ہے۔ اس لئے شکوہ و شکایت فضول ہے۔

...... (۳۰) ......

خوشتر ز ہزار پارسائی | گامے بطریق آشنائی !
در سینہ من دمے بیاسائے | از محنت و کلفت خدائی !
ما راز مقام ما خبر کن | مائیم کجاؤ تو کجائی ؟
آں چشمک محرمانہ یادآر | تا کے بتغافل آزمائی
دی ماہ تمام گفت بامن | درساز بداغ نارسائی
خوش گفت ولے حرام کردند | در مذہب عاشقاں جدائی

پیش تو نہادم ام دل خویش
شاید کہ تو ایں گرہ کشائی !

معانی ...... خوشتر: بہتر' بطریق آشنائی: راہِ عشق' دلے: کچھ دیر کیلئے' نہادہ ام: میں نے رکھا ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) ہزار ہا قسم کی نیکی اور پارسائی سے عاشقی کے راستے پر ایک قدم رکھنا بہتر ہے۔

(۲) اے میرے محبوب! تو تھوڑی دیر کے لئے میرے دل میں آرام کر لے۔ کیونکہ تجھے اِس کائنات کو چلانے کے لئے جو محنت کرنا پڑ رہی ہے وہ خاصی تکلیف دہ ہے۔

(۳) اے خدا! تو ہمیں ہمارے مقام سے آگاہ کر دے۔ یعنی ہماری حیثیت کیا ہے؟ اس سے باخبر کر دے۔ ہم کہاں ہیں اور تو کہاں ہے؟ یعنی بندے اور خدا کے درمیان کیا تعلق ہے؟

(۴) تو اپنی اس راز آشنا آنکھوں حرکت کو یاد کر۔ جس نے مجھے اپنا دیوانہ بنا لیا تھا۔ تو کب تک ہم سے غافل رہے گا۔ اے خدا! تو پھر سے مجھ پر وہی نظر ڈال اور مجھے اپنے راز سے آشنا کر دے۔

(۵) کل چودھویں کے چاند نے مجھ سے کہا کہ ہجر کے داغ سہنے کی عادت ڈال لے کیونکہ عشق میں یہی رویہ بہتر ہے۔

(۶) اُس (چاند نے) بات تو ٹھیک ہی کی تھی۔ لیکن میں کیا کروں کہ عاشقوں کے مذہب میں جدائی حرام قرار دی گئی ہے۔

(۷) میں نے تو اپنا دل تیرے حضور پیش کر دیا ہے اس اُمید پر کہ شاید تو اس دل کی گرہ کھول دے۔ یعنی اِس میں اپنی محبت کا چراغ روشن کر دے۔

...... (۳۱) ......

برجہان دل من تاختنش رانگرید | کشتن و سوختن و ساختنش رانگرید
روشن از پرتو آں ماہ دلے نیست کہ نیست | با ہزار آئنہ پرداختنش رانگرید
آنکہ یک دست برد ملک سلیمانے چند | بافقیراں دو جہاں باختنش رانگرید
آنکہ شبخوں بدل و دیدہ دانایاں ریخت | پیش ناداں سپر انداختنش رانگرید

معانی ...... تاختنش: تیری حملہ آوری، کشتن: مارنا، سوختن: جلانا، دیدۂ دانایاں: دانش مندوں کی آنکھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میرے دل کے جہان پر اس کی حملہ آوری کے انداز تو دیکھو۔ اور مجھے مارنے اور جلانے کے بعد مجھے بنانے اور سنوارنے کا عمل بھی دیکھو۔ مطلب یہ کہ اس کا مارنا اور جلانا میری بہتری کے لئے ہے۔

(۲) اس محبوب کے جلوؤں سے کوئی دل روشن ہے نہیں۔ اس بات سے قطع نظر اس کے ہزاروں آئینوں کے سامنے اپنے تخلیق کے عمل کو بھی دیکھو۔ اس شعر میں یہ بات نمایاں ہوتی ہے کہ اللہ کا نور کائنات کے ذرّے ذرّے میں موجود ہے۔

(۳) وہ محبوب (خدا) جو ایک اشارے پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت جیسی کئی سلطنتیں اپنے دستِ قدرت میں کر لیتا ہے۔ اسے فقیروں کے حضور دو جہانوں کو ہارنے یا پیش کرنے کے معاملے کو دیکھو۔ کہ کس طرح بڑے بڑے جاہ و جلال کے مالک بادشاہ فقیروں کے درباروں میں آ کر سر جھکاتے ہیں۔

(۴) وہ محبوب جس نے دانش مندوں کے دل اور آنکھ پر شب خون مار کر انہیں بے سروسامان کر دیا ہے۔ اسی محبت کو بے عقلوں یعنی عاشقوں کی بزم میں شکست تسلیم کرتے ہوئے دیکھو۔ مطلب یہ کہ محبوب کو پانے کیلئے عقل کی نہیں عشق کی ضرورت ہوتی ہے۔

...... (۳۲) ......

مرا براہ طلب بار در گل است ہنوز — کہ دل بقافلہ و رخت و منزل است ہنوز

کجاست برق نگاہے کہ خانماں سوزد! — مرا معاملہ باکشت و حاصل است ہنوز

یکے سفینہ ایں خام رابطوفاں دہ — زترس موج نگاہم بساحل است ہنوز

تپیدن و نرسیدن چہ عالمے دارد — خوشا کسے کہ بدنبالِ محمل است ہنوز

کسے کہ ازدو جہاں خویش رابروں نشناخت — فریب خوردہ ایں نقش باطل است ہنوز

نگاہ شوق تسلی بجلوہ نزد — کجا برم خلشے راکہ در دل است ہنوز

حضور یار حکایت دراز تر گردید — چنانکہ ایں ہمہ ناگفتہ دردل است ہنوز

معانی ...... بار: بوجھ، گل: مٹی، کیچڑ، خانماں سوزد: گھر بار جلادے، دنبال: پیچھے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) ابھی تک راہِ طلب میں میرا بوجھ کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ دل میں طلب تو ہے لیکن سامانِ سفر موجود نہیں۔ کیونکہ میں تو کارواں، سامانِ سفر اور منزل کے تصورات میں ہی اُلجھا ہوا ہوں۔ حالانکہ منزلِ عشق کے لئے مادی اسباب کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

(۲) نگاہِ عشق کی وہ بجلی کہاں ہے؟ جو میرے گھر کے سازوسامان کو جلا کر خاکستر کر دے میرا معاملہ تو ابھی تک کھیت اور اُس کی پیداوار تک محدود ہے۔ یعنی میں ابھی تک مادی فائدے کے بارے میں سوچ سے باہر نہیں نکل سکا۔ میری تمنا ہے کہ میرے محبوب کی نگاہِ کرم سے میرے افکار کو نیا رنگ مل جائے۔

(۳) اے خدا! اس ناتجربہ کار ملاّح کی کشتی کو ایک بار پھر طوفان کے حوالے کر دے کیونکہ موت کے خوف سے میری نظر ابھی تک ساحل پر جمی ہوئی ہے۔

(۴) راہِ عشق میں تڑپتے رہنا اور منزلِ مقصود تک نہ پہنچنے میں عجیب طرح کی لذت پائی جاتی ہے۔ وہ شخص بہت خوش نصیب ہے جو جلوۂ محبوب دیکھے بغیر ابھی تک محمل کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ یعنی وصلِ محبوب اُس کے شوق کو اور مہمیز کر رہا ہے۔

(۵) وہ شخص کہ جس نے اپنے آپ کو دونوں جہاں سے بدتر نہیں سمجھا۔ وہ شخص اس جہانِ فانی کے فریب میں ابھی تک مبتلا ہے۔ یعنی اس فانی دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو کر رہ گیا ہے۔

(۶) اے میری نگاہِ شوق! تیری تسلی محبوب کے ایک جلوہ سے نہیں ہوتی۔ اب میں اپنے دل کی اِس خلش کو کہاں لے جاؤں۔ (جو بار بار محبوب کے جلوؤں کے لئے مجھے بیتاب رکھتی ہے)۔

(۷) اپنے محبوب کے سامنے میں نے اپنی داستانِ عشق بیان کی تو وہ طویل سے طویل تر ہوتی چلی گئی۔ اس کے باوجود میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میں نے جو کچھ بھی اپنے محبوب سے کہا وہ بہت کم تھا۔ کیونکہ میرے دل کی اصل بات تو ابھی تک میرے دل ہی میں ہے۔

...... (۳۳) ......

زمستاں را سر آمد روزگاراں | نواہا زندہ شد در شاخساراں!
گلاں را رنگ و نم بخشد ہوا ہا | کہ می آید زطرف جوئباراں
چراغِ لالہ اندر دشت و صحرا | شود روشن تراز بادِ بہاراں
دلم افسردہ تر در صحبتِ گل | گریزد ایں غزال از مرغزاراں!
دمے آسودہ با درد و غمِ خویش | دمے نالاں چو جوئے کوہساراں
زبیم اینکہ ذوقش کم نگردد | نگویم حالِ دل با رازداراں!

معانی ...... زمستاں: موسمِ سرما، درشاخساراں: درختوں کی شاخوں میں، جوئباراں: نہریں، چراغِ لالہ: گلِ لالہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) موسمِ سرما ختم ہو گیا ہے اور درختوں کی شاخوں پر نئے گیت زندہ ہو گئے ہیں۔ (یعنی سردی کا موسم اختتام پذیر ہے اور موسم بہار کی آمد ہے)۔

(۲) ہوائیں پھولوں کو نیا رنگ اور تازگی بخش رہی ہیں۔ کیونکہ وہ نہروں کی طرف سے (تازہ دم ہو کر) آ رہی ہیں۔

(۳) لالہ کے پھول (جو چراغوں کی طرح روشن ہیں) بیابان اور صحرا میں کھلے ہوئے ہیں۔

(۴) اور بہار کی شگفتہ ہوا سے وہ اور بھی زیادہ سرخ و شاداب ہو رہے ہیں۔

(۵) ایسے موسم میں (جب چاروں طرف پھول کھلے ہوئے ہیں) میرا دل ان پھولوں کی صحبت سے اور زیادہ افسردہ ہو گیا ہے۔ یہ اس ہرن کی طرح ہے جو سبزہ زاروں سے بے زار ہے۔ یعنی اُسے بیابان پسند ہے۔

(۶) میرے بے قرار دل کی یہ کیفیت ہے کہ کبھی تو اسے اپنے غم اور افسردگی میں کیف محسوس ہوتا ہے اور کبھی وہ پہاڑوں سے اُترنے والی ندی کی طرح شور مچانا شروع کر دیتا ہے۔

(۷) اِس ڈر سے کہ میرے دل کا ذوق (عشق) کہیں کم نہ ہو جائے۔ میں اپنے کا کی حالت اپنے قریبی رازدار دوستوں سے بھی بیان نہیں کرتا۔ کیونکہ راز آشکارا ہونے سے عشق کا کیف و سرور باقی نہیں رہتا۔

...... (۳۴) ......

هوائے خانہ و منزل ندارم — سر راہم غریب ہر دیارم
سحر گفت خاکستر صبا را — "فسرد از باد ایں صحرا شرارم
گزر نرمک، پریشانم مگرداں — زسوز کاروانے یادگارم"
زچشمم اشک چوں شبنم فرو ریخت — کہ من ہم خاکم و در رہگذارم!
بگوشم من رسید از دل سرودے — کہ جوئے روزگار از چشمہ سارم
ازل تاب و تب پیشینۂ من — ابد از ذوق و شوق انتظارم
میندیش از کف خاکے، میندیش — بجان تو کہ من پایاں ندارم!

معانی ...... ہوائے خانہ: گھر کی آرزو۔ سرور: نغمہ۔ پیشینہ: سابقہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) مجھے گھر کی آرزو ہے اور نہ منزل کی۔ میں تو ہر شہر میں ایک اجنبی کی طرح گزرتا ہوں اور راستے میں بھٹک رہا ہوں۔ (اہلِ عشق کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا)۔

(۲) علی الصبح میرے جسم کی راکھ نے نرم ولطیف ہوا سے کہا کہ اِس صحرا کی ہوا سے میری چنگاریاں بجھ گئی ہیں۔

(۳) اے بادِ صبا! مجھ پر آہستہ آہستہ چل اور مجھے پریشان نہ کر۔ کیونکہ میں تو اِس راستے سے گزرے ہوئے کسی کارواں کے سوز کی یادگار ہوں۔ (کارواں گزرنے کے بعد ماحول پر جو اداسی چھاجاتی ہے)۔

(۴) میری آنکھوں سے شبنم کی طرح آنسو نیچے جاگرے۔ جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ میں بھی خاک ہوں اور ابھی ایک مسافر کی مانند ہوں۔ یعنی میں بھی فانی ہوں۔

(۵) میرے کانوں میں میرے دل کا یہ نغمہ پہنچا کہ اِس زمانے کی ندی میرے چشموں کے پانیوں کا ایک سلسلہ ہے۔ یعنی یہ زمانہ یہ کائنات انسان ہی کے لئے تخلیق کی گئی ہے۔

(۶) (دل کا یہ کہنا ہے) کہ ابتدائے آفرینش کی کہانی میری ہی سابقہ چمک دمک ہے اور اَبد (یومِ آخر) میرے انتظار کے ذوق و شوق کے باعث ہے۔ مطلب یہ کہ میں ازل سے ہوں اور اَبد تک رہوں گا۔

(۷) اس مٹھی بھر خاک (دِل) سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ تیری جان کی قسم میری کوئی حد نہیں میں تو ایک لامحدود چیز ہوں۔

...... (۳۵) ......

ازچشم ساقی مست شرابم — بے مے خرابم، بے مے خرابم
شوقم فزوں تراز بے حجابی — بینم نہ بینم، در پیچ و تابم
چوں رشتہ شمع آتش بگیرد — از زخمہ من تار ربابم!
ازمن بروں نیست منزل گہ من — من بے نصیبم، راہے نیابم!

تا آفتابے خیزد زخاور مانند انجم بستند خوابم !

معانی ...... فزوں تر: بہت زیادہ، پیچ وتاب: بے قراری، از زخمۂ من: میرے مضراب سے۔

ترجمہ وتشریح ...... : (۱) میں تو ساقی ٔ میکدہ کی مست آنکھوں سے شراب پی کر مست ہوگیا ہوں میں (ظاہری) شراب پئے بغیر ہی نشہ میں چور ہوں۔ نشہ میں چور ہوں۔

(۲) اُس (محبوب کے) بے حجاب ہو کر میرے سامنے آنے سے میرا شوقِ جنوں کم ہونے کی بجائے اور تیز ہو جاتا ہے۔ میں اس کی صورتِ زیبا دیکھوں یا نہ دیکھوں۔ دونوں صورتوں میں بے چین رہتا ہوں۔

(۳) جس طرح شمع کا دھاگا (بتی) آگ دکھانے سے جل اٹھتا ہے۔ اسی طرح میری مضراب سے رباب کے تار فریاد کرنے لگتے ہیں (میری آہ وفغاں سے میرے عشق کے جذبات اور زیادہ بھڑکنے لگتے ہیں)۔

(۴) میری منزلِ (عشق) مجھ سے باہر تو نہیں، لیکن میں بدقسمت ہوں کہ مجھے کوئی راستہ سجھائی نہیں دیتا۔

(۵) اُس وقت تک جب مشرق سے آفتاب طلوع ہو۔ تو نے ستاروں کی طرح مجھے جگا رکھا ہے۔ جب تک سورج طلوع نہیں ہوتا۔ ستاروں میں روشنی باقی رہتی ہے اور آفتاب کے ظاہر ہونیکے بعد ستارے موجود تو ہوتے ہیں۔ لیکن اُن میں چمک باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح جب مجھے تیری معرفت ہو جائیگی تو میں بھی ہونیکے باوجود نہیں ہوں گا۔ میں معرفتِ الٰہی میں سما جاؤنگا۔

...... (۳۶) ......

شب من سحر نمودی کہ بہ طلعت آفتابی
تو بطلعت آفتابی سزد ایں کہ بے حجابی

تو بدر دمن رسیدی، بضمیرم آرمیدی
زنگاہ من رمیدی بچنیں گراں رکابی

تو عیارکم عیاراں، تو قرار بیقراراں
تو دوائے دل فگاراں، مگر ایں کہ دیریابی

غم عشق و لذت او اثر دو گونہ دارد
گہے سوز و درد مندی، گہے مستی و خرابی !

زحکایت دل من تو بگو کہ خوب دانی
دل من کجا کہ او رابکنار من نیابی !

بجلال تو کہ در دل دگر آرزو ندارم
بجز ایں دعا کہ بخشی بکبوتراں عقابی !

معانی ...... طلعتِ آفتابی: سورج کی مانند روشن چہرہ، کم عیاراں: بے قیمت، دِل فگاراں: زخمی دِل، دوگونہ: دوطرح سے

ترجمہ وتشریح ...... : (۱) اے میرے محبوب! تو نے اپنے رُخِ روشن سے میری رات کو صبح میں بدل دیا ہے۔ چونکہ تو آفتابی چہرے رکھتا ہے اور آفتاب کا کام دنیا کو روشنی عطا کرنا ہے۔ اس لئے تو بھی میرے سامنے بے حجاب ہو کر آ۔ کیونکہ جلوہ دِکھانا تیرا کام ہے۔

(۲) تیرا یہ کرم ہے کہ تو نے میرے درد کو پہچان لیا اور اب اس دل میں تو آرام کرنے لگا ہے۔ تو اس قدر دل میں بسنے کے باوجود میری نگاہوں سے دور ہے۔

(۳) تو میرے جیسے بے قیمت لوگوں کی قیمت اور بے قرار دلوں کا قرار ہے۔ تو غم زدہ دِلوں کا کارگر دوا ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ تو آسانی سے ہاتھ نہیں آتا۔

...... (۴۰) ......

نورِ تو وا نمود سپید و سیاہ را
دریا و کوہ و دشت و درد مہر و ماہ را
تو در ہوائے آں کہ نگہ آشنائے اوست
من در تلاش آں کہ نتابد نگاہ را !

معانی ......: سپید و سیاہ: سفید اور کالا' نورِ تو: تیرے نور سے' نتابد نگاہ: نظر میں ہمت نہیں۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) اے انسان! تیرے نور (عقل و دانش) کے جلوؤں سے ہر شئے وجود میں آئی ہے۔ تیرے نور کے ان جلوؤں کے باعث کائنات کے اسرار و رموز کا پتہ چلا ہے۔ دریا ہو' جنگل ہو' آبادی ہو' سورج ہو یا چاند ہو۔ سب کی حقیقت کو واضح کر دیا ہے اور فطرت کے تمام پوشیدہ اسرار پر سے پردہ ہٹا دیا ہے۔

(۲) (اے دنیا کے متلاشی) تو اِس چیز کا طالب ہے۔ جسے تیری نگاہ دیکھ سکتی ہے۔ یعنی تو مادی اشیاء کا خواستگار ہے۔ لیکن میں تو اس ہستی (خدا) کی تلاش میں ہوں۔ جو نگاہوں کے دائرے میں نہیں سما سکتا۔

...... (۴۱) ......

بدہ آں دل کہ مستی ہائے او از بادہ خویش است
بگیر آں دل کہ از خود رفتہ و بیگانہ اندیش است
بدہ آں دل بدہ آں دل کہ گیتی را فرا گیرد
بگیر ایں دل بگیر ایں دل کہ در بندہ کم و بیشت
مرا اے صید گیر از ترکش تقدیر بیروں کش
جگر دوزی چہ می آید ازاں تیرے کہ در کیش است؟
نگردد زندگانی خستہ از کار جہانگیری
جہانے در گرہ بستم جہانے دیگرے پیش است !

معانی ......: بادۂ خویش: اپنی (تیار کردہ) شراب' خود رفتہ: مدہوش' گیتی: دُنیا' صید گر: شکاری۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) اے خدا! مجھے ایسا دل عطا کر دے کہ جس کی مستی (مدہوشی) اس کی اپنی ہی (تیار کردہ) شراب سے ہو۔ مجھ سے وہ دل واپس لے لے کہ جو مدہوش بے خبر اور اپنی بجائے غیروں کے بارے میں سوچتا ہو۔

(۲) مجھے وہ دل عطا کر دے جو اِس کائنات کو اپنی گرفت میں لے لے۔ اور مجھ سے وہ دل واپس لے لے جو دنیاوی مفاد کے چکر میں پھنسا ہوا ہے۔

(۳) اے شکاری! تو مجھے تقدیر کے ترکش کے دائرے سے باہر نکال۔ وہ تیر میرے جگر کو کیسے زخمی کر سکتا ہے جو ابھی ترکش میں ہی پڑا ہو۔

(۴) دُنیا پر قبضہ کرنے یا اسے مسخر کرنے کے عمل سے زندگی میں کمزوری نہیں آتی۔ میں جب ایک دُنیا کو اپنے قبضے میں کر لیتا ہوں۔ تو میری تگ و دو کے لئے دوسرا جہان میرے سامنے موجود ہوتا ہے۔ یعنی دُنیا مسلسل جدوجہد کا نام ہے۔

...... (۴۲) ......

کفِ خاک برگ و سازم بر ہے فشانم اورا
بامید ایں کہ روزے بفلک رسانم اورا

چہ کنم چہ چارہ گیرم کہ زشاخ علم و دانش
نہ دمیدہ ہیچ خارے کہ بدل نشانم اورا

دہد آتش جدائی شرر مرا نمودے
بہ ہماں نفس بمیرم کہ فرونشانم اورا

مے عشق و مستی او نرود بروں زخونم
کہ دل آں چناں ندادم کہ دگر ستانم اورا

تو بلوح سادہ من ہمہ مدعا نوشتی
دگر آں چناں ادب کن کہ غلط نخوانم اورا

بحضور تو اگر کس غزلے زمن سراید
چہ شود اگر نوازی بہ ہمیں کہ، دانم اورا،

معانی ...... آتش جدائی: ہجر کی آگ' مے عشق: عشق کی شراب' بلوحِ سادہ: سادہ تختی' مدعا نوشتی: مطلب لکھ دیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے محبوب! میرا کل سازو سامان تو مٹھی بھر خاک ہے۔اور میں اسے اس امید پر راہوں میں بکھیر رہا ہوں کہ ایک نہ ایک دن میں اسے آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دوں گا۔یعنی محبوب کی راہ میں فنا ہو کر زندگی کا اعلیٰ مقصد حاصل کرلوں گا۔

(۲) میرے پاس اب اور چارۂ کار کیا رہ گیا ہے؟ علم و دانش کی شاخ پر تو کوئی ایسا کانٹا بھی نہیں نکل سکا کہ میں اسے اپنے سینے میں چبھو کر (تیری محبت حاصل کرلوں)۔

(۳) ہجر و فراق کی آگ سے میری چنگاری میں اور زیادہ چمک پیدا کرتی ہے۔میں تو اسی سانس میں مرجاتا ہوں۔جس سانس کو میں اپنے بدن میں لے کر جاتا ہوں۔مطلب یہ کہ وصل محبوب سے عشق کی موت واقع ہو جاتی ہے اور ہجر کی آگ زندگی میں عشق کی تڑپ زندہ رکھتی ہے۔

(۴) اُس (محبوب) کے عشق اور مستی کی شراب میرے خون سے باہر نہیں نکلتی۔کیونکہ میں نے اسے دل اس لئے نہیں دیا تھا کہ اس سے واپس لے لوں۔

(۵) اے خدا! تو نے میری صاف شفاف تختی پر زندگی کے تمام اصول تحریر کر دیئے ہیں۔اب مجھے ایسا شعور عطا کر میں اس تحریر کو غلط نہ پڑھوں۔یعنی تیرے اصولوں کے مطابق زندگی گزاروں۔

(۶) تیری محفل میں اگر کوئی میری غزل گائے تو اس سے تجھے کیا فرق پڑے گا۔اگر تو یہ الفاظ کہہ کر مجھے نواز دے کہ میں اسے جانتا ہوں۔

...... (۴۴) ......

ایں دل کہ مرا دادی لبریز یقیں بادا
ایں جام جہاں بینم روشن ترازیں بادا

تلخے کہ فرد ریزد گردوں بسفال من
درکام کہن رندے آنہم شکریں بادا

معانی ...... گردوں: آسمان' کام: حلق۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے خدا! یہ دل جو تو نے مجھے عطا کیا ہے (تیری رحمت سے) یہ ایمان سے ہمیشہ بھرا رہے اور میرا یہ جام جس میں تمام جہاں کو دیکھ سکتا ہوں' اس (دل) سے بھی زیادہ روشن رہے۔

(۲) میرے مٹی کے پیالے میں آسمان سے تلخ شراب کی جو تلچھٹ تو انڈیل رہا ہے۔اس پرانے مے کش کے حلق سے اُترتے ہی یہ شکر میں تبدیل ہو جائے۔یعنی میں زندگی کے مصائب کا سامنا ہنسی خوشی کرتا رہوں۔

...... (۴۴) ......

رمزِ عشق تو بہ ارباب ہوس نتواں گفت
سخن از تاب و تب شعلہ بہ خس نتواں گفت
تو مرا ذوق بیاں دادی و گفتی کہ بگوے
ہست در سینہ من آنچہ بکس نتواں گفت!
از نہاں خانہ دل خوش غزلے می خیزد
سر شاخے ہمہ گویم، بہ قفس نتواں گفت
شوق اگر زندہ جاوید نباشد عجب است
کہ حدیث تو دریں ایک دو نفس نتواں گفت

معانی ...... : رمزِ عشق: عشق کا بھید' اربابِ ہوس: ہوس کے مارے ہوئے لوگ' از نہاں خانہ دِل: دل کے پوشیدہ خانوں سے' حدیث: بات۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے خدا! تیرے عشق کا بھید ہوس کے مارے ہوئے لوگوں کے سامنے نہیں کھولا جا سکتا۔ شعلہ میں تڑپ کی بات گھاس کے تنکے سے کہنا فضول ہے۔ کیونکہ وہ تو اس تڑپ سے ہی نا آشنا ہے۔ جب تک شعلہ کی تڑپ تنکے تک نہیں پہنچے گی۔ اسے اس جلن اور تڑپ کا احساس کب ہوگا؟ اس لئے اہلِ ہوس کو بھی عشق کی رمز (بھید) سے کوئی سروکار نہیں۔

(۲) تو نے مجھے قوتِ بیان عطا کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی حکم دیا ہے کہ میں اپنی قوتِ بیان سے دوسرے لوگوں سے اپنے دل کی بات کہہ دوں۔ لیکن میرے سینے میں جو (افکار ہیں) انہیں تمام لوگوں سے تو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ راز کی بات تو راز داروں سے ہی کہی جا سکتی ہے۔

(۳) میرے دل کے پوشیدہ خانے میں ایک بہت ہی اچھی غزل پیدا ہو رہی ہے۔ یہ غزل کسی شاخ ہر (آزاد فضا) میں ہی کہی جا سکتی ہے کیونکہ قید خانے میں یہ غزل کہنا بے کار ہے۔ کیونکہ اس غزل میں آزادی کا پیغام دیا گیا ہے۔ اسے ان لوگوں کو ہی سنایا جا سکتا ہے جو اسے سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

(۴) شوق (عشق) اگر ہمیشہ زندہ رہنے والی چیز نہیں ہے تو بڑی حیرت کی بات ہے' کیونکہ تیری (عشق) کی داستان (ایک دو سانسوں یعنی عارضی زندگی میں نہیں کہی جا سکتی۔)

...... (۴۵) ......

یاد ایامے کہ خوردم بادہ ہا باچنگ و نے
جامِ مے در دست من، مینائے مے در دست وے
درکنار آئی خزاں مانند رنگ بہار
در نیائی فرودیں افسردہ تر گردد زدے!
بے تو جانِ من چو آں سازے کہ تارش در گسست
در حضور از سینہ نغمہ خیزد پے بہ پے
آنچہ من در بزم شوق آوردہ ام دانی کہ چیست
یک چمن گل، یک نیستاں نالہ، یک خمخانہ مے!
زندہ کن باز آں محبت را کہ زنیروئے او
بوریائے رہ نشینے در فتد باتخت کے!
دوستاں خرم کہ بر منزل رسید آوارہ
من پریشاں جادہ ہائے علم و دانش کردہ طے!

معانی ...... : چنگ: رباب (ساز کا نام)' نے: بانسری' مینائے مے: شراب کی صراحی' خُم خانہ: شراب خانہ'

باتختِ کے: کیخسرو بادشاہ کے تخت کے ساتھ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) مجھے وہ دن (خوب) یاد ہیں جب میں۔ بزمِ طرب میں رباب اور بانسری کی لے کے ساتھ رنگ رنگ کی شرابیں پیا کرتا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب شراب کا جام میرے ہاتھوں میں اور صراحی (ساقی) کے ہاتھوں میں ہوتی تھی۔

(۲) اگر تو میرے پہلو میں موجود ہوتا تو میرے لئے خزاں کا موسم بہار کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور اگر تو نہ ہو تو رنگِ بہار خزاں سے بھی زیادہ بے کیف اور افسردہ ہوتا ہے۔

(۳) تیرے فراق میں میری جان اس ساز کی طرح ہے۔ جس کے تار ٹوٹ گئے ہوں۔ جب مجھے وصل کی گھڑیاں نصیب ہوتی ہیں تو میرے سینے سے مسلسل نغمے بلند ہوتے رہتے ہیں۔

(۴) جو کچھ میں محفلِ شوق میں لے کر آیا ہوں۔ کیا تجھے خبر ہے کہ وہ کیا ہے؟ وہ پھولوں کا ایک چمن آہ وزاری کے سرکنڈوں کا ایک جنگل، اور شراب (عشق) سے بھرپور ایک شراب خانہ ہے۔

(۵) اے ساقیٔ دوراں! تو از سرِ نو ہی محبت زندہ کر دے جس کی قوت و طاقت سے ایک راہ نشیں (فقیر) کا بوریا ایران کے بادشاہ کیخسرو کے ساتھ مقابلہ کرے۔

(۶) میرے دوستوں کو بے حد خوشی ہے کہ ایک آوارہ منش علم اور حکمت کے پریشان اور پیچیدہ راستے طے کر کے منزل تک جا پہنچا ہے لیکن مجھے کوئی خوشی نہیں۔ کیونکہ علم و حکمت کے راستے سچی منزل تک نہیں پہنچاتے۔

...... (۴۶) ......

انجم بگریباں ریخت ایں دیدہ تر مارا — بیروں ز سپہر انداخت ایں ذوق نظر مارا

ہر چند زمیں سائیم برتر ز ثریائیم — دانی کہ نمی سازد ایں شام و سحر مارا

ایں شیشہ گردوں را از بادہ تہی کردیم — کم کاسہ مشو ساقی! مینائے دگر مارا!

شایان جنون ما پہنائے دو گیتی نیست — ایں راہگذر مارا آں راہگذر مارا!

معانی ...... : انجم: ستارے، آنسو، بگریباں ریخت: دامن پر گرائے ہیں، دیدۂ تر: روتی ہوئی آنکھ، شیشۂ گردوں: آسمان کا ساغر، تہی کردیم: ہم نے خالی کر دیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میری اس اشکوں سے بھری آنکھ نے رو رو کر میرے دامن میں ستارے گرا دیئے ہیں۔ ان قیمتی اشکوں کی وجہ سے مجھ میں ایسا ذوقِ نظر (جذبۂ عشق) پیدا ہوا کہ اُس نے مجھے آسمانوں کے اُس پار پھینک دیا۔

(۲) بلاشبہ ہم زمین پر چلنے والے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ہمارا مقام و مرتبہ ثریا سے بھی بلند ہے۔ تجھے یہ خبر ہے کہ ہمیں چنگاری جیسی عارضی زندگی پسند نہیں (ہم تو جاودانی ہیں)۔

(۳) اِس دنیا کے شام و سحر ہماری گردش کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔ (ہمارے وجود کی وجہ سے ہیں) سورج کی وجہ سے نہیں) تو جانتا ہے کہ سورج کے پیدا کردہ یہ شام و سحر ہمیں راس نہیں آتے۔

(۴) اِس جامِ فلک میں جتنی بھی شراب موجود تھی۔ ہم نے پی کر اُسے خالی کر دیا ہے۔ اے ساقی! ہمیں شراب پلانے سے گریز نہ

کر۔ ایک اور صراحی لے آ۔ تاکہ ہماری پیاس کا کچھ تو بندوبست ہو۔ (معرفتِ الٰہی کی شراب سے عاشق کبھی سیر نہیں ہوتے)۔

(۵) دونوں جہانوں کی وسعتیں ہمارے جنوں کے لائق نہیں ہیں۔ یہ جہان بھی ہمارے لئے ایک راہ گزر کی طرح ہے (اور ہم مسافر ہیں) اور وہ جہان (موت کے بعد) بھی ہمارے لئے ایک راہ گزر رہی ہے۔ (کیونکہ انسان اپنی صلاحیتوں کے لحاظ سے دونوں جہانوں سے بالاتر ہے)۔

...... (۴۷) ......

خاور کہ آسماں بہ کمند خیال اوست — از خویشتن گسستہ و بے سوز آرزوست
در تیرہ خاک او تب و تاب حیات نیست — جولان موج را نگراں از کنار جوست
بت خانہ و حرم ہمہ افسردہ آتشے — پیر مغاں شراب ہو اخوردہ در سبوست !
فکر فرنگ پیش مجاز آورد سجود — بینائے کو رومست تماشائے رنگ و بوست !
گردندہ تر ز چرخ و ربایندہ تر ز مرگ — از دست او بدامن ماچاک بے رفوست !
خاکی نہاد و خوز سپہر کہن گرفت — عیار و بے مدار و کلاں کار و تو بتوست !
مشرق خراب و مغرب ازاں بیشتر خراب — عالم تمام مردہ و بے ذوق جستجوست !
ساقی بیار بادہ و بزم شبانہ ساز — مارا خراب یک نگہ محرمانہ ساز !

معانی ...... : در تیرہ خاک: سیاہ مٹی میں' جولان موج: (موج) لہر کی اُچھال' پیر مغاں: ساقی' مے خانہ' فکرِ فرنگ: یورپ کی سوچ' فلسفہ' بینائے کور: اندھی آنکھ' گردندہ تر: زیادہ تیز گردش کرنے والے' ربایندہ تر: زیادہ تیزی سے لوٹنے والے' سپہر کہن: پرانا آسمان' کلاں کار: چالاک وہوشیار۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اہلِ مشرق کہ جن کی فکر کی کمند میں آسمان ہے' محض خیال پرستی کرتے ہیں۔ (بے عمل ہیں) یہ اپنے آپ سے بے خبر اور آرزو (عشق) کے سوز سے خالی ہیں۔ ہمیشہ غیروں کے محتاج نظر آتے ہیں۔

(۲) اُن کی سیاہ (علم سے عاری) مٹی میں زندگی کی تڑپ اور حرارت موجود نہیں ہے۔ وہ ندی (سمندر) کے کنارے کھڑے ہو کر اس کی لہر کی اچھال کو دیکھ رہے ہیں۔ (آرام طلب ہو چکے ہیں)۔

(۳) بت خانہ ہو یا حرم کعبہ' سب میں آتشِ شوق ٹھنڈی ہو چکی ہے۔ (دونوں اپنے اپنے اصولوں سے بیگانہ ہو چکے ہیں)۔ پیر مغاں کی صراحی میں جو شراب ہے کھلی ہوا میں پڑی رہنے کے باعث بدذائقہ ہو چکی ہے۔

(۴) (مشرق کے برعکس) اہلِ یورپ کی حکمت و دانش مجاز کے سامنے سجدہ ریز ہے۔ (حقیقت سے ناآشنا ہے)۔ وہ چشمِ بینا تو رکھتے ہیں لیکن اِس کے باوجود اندھے ہیں۔ (مادہ پرستی میں گم ہو کر حقیقت سے دور جا چکے ہیں)۔

(۵) وہ (اہلِ یورپ) آسمان سے زیادہ تیزی سے گردش میں ہیں اور موت سے بڑھ کر لٹیرے ہیں۔ ان کے ہاتھوں سے (دورِ غلامی سے) ہمارے گریبان میں ایسے چاک پڑ چکے ہیں۔ جنہیں سیا نہیں جا سکتا۔ (اہلِ یورپ نے جتنا اقوامِ مشرق کو تباہ و

برباد کیا ہے۔ اِتنا تو قدرتی آفات اور موت نے بھی نہیں کیا۔)

(۶) اہلِ یورپ ویسے تو ہماری طرح مٹی ہی کی پیداوار ہیں (انسان ہیں) لیکن اُنہوں نے اپنی عادتیں پرانے آسمان (قدرتی آفات) جیسی اپنائی ہیں۔ وہ مکار، بے اصول، چالاک و ہوشیار اور منافق ہیں۔

(۷) اہلِ مشرق تو خراب ہی ہیں۔ اہلِ مغرب تو اُن سے بھی زیادہ خرابی میں پڑے ہیں۔ ساری دُنیا مُردہ (تگ و دو سے عاری) اور جستجو سے خالی ہو چکی ہے۔ (حقیقت سے دور ہو چکی ہے)۔

(۸) اے ساقی! اب موقع ہے۔ شراب لا اور رات کی بزم آراستہ کر۔ ہمیں اپنی محرمانہ (حقیقت آشنا) نگاہوں سے خراب کر دے (خدا کی محبت از سرِ نو دلوں میں زندہ کر دے)۔

...... (۴۸) ......

فرصت کشمکش مدہ ایں دل بے قرار را
یک دو شکن زیادہ کن گیسوے تابدار را

از تو درون سینہ ام برق تجلی کہ من
با مہ و مہر دادہ ام تلخی انتظار را

ذوق حضور در جہاں رسم صنم گری نہاد
عشق فریب می دہد جان امیدوار را

تا بفراغ خاطرے نغمہ تازہ زنم
باز بہ مرغزار دہ طاہر مرغزار را

طبع بلند ڈدادہ، بند زپاے من کشاے
تا بہ پلاس تو دہم خلعت شہریار را

تیشہ اگر بسنگ زد ایں چہ مقام گفتگو است
عشق بدوش می کشد ایں ہمہ کوہسار را!

معانی ...... فرصتِ کشمکش: جدوجہد سے آزادی، گیسوئے تابدار: بل کھائی ہوئی زلفیں، تلخیٔ انتظار: انتظار کی خلش، چبھن، رسمِ صنم گری: بت گری کے طریقے، پلاس: موٹا کپڑا، خلعتِ شہریار: شاہانہ لباس۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (اے میرے محبوب) میرے اس بے چین دل کو (اپنے حسن کے جلوؤں) کی کشمکش سے ذرا بھی فراغت نہ دے۔ اور اپنی اِن پیچیدہ زُلفوں میں ایک دو شکن پیدا کر دے تا کہ میں ان زلفوں کے پیچ وخم سے باہر نہ آ سکوں۔

(۲) تیرے (حسن کے جلوؤں کے باعث) میرے سینے میں تجلی کی ایسی چمک پیدا ہوئی ہے کہ اسکے (دیدار) کیلئے میں نے چاند اور سورج کو بھی انتظار کی تکلیف میں ڈال رکھا ہے۔ (چاند اور سورج بھی میرے دل کی تجلیات دیکھنے کے تمنائی ہیں)۔

(۳) (محبوب) کی صورت کا نظارہ کرنے کی آرزو نے دنیا میں بت گری کی رسم پیدا کر دی ہے۔ (لوگوں نے محبوب کے مجسمے تراش لئے ہیں)۔ (یہ اُن کا قصور نہیں) سچی بات تو یہ ہے کہ عشق دیدار کی مشتاق جان کو ہمیشہ دھوکا دیا ہی کرتا ہے۔ (محبوب سامنے نہ سہی، اس کا خیالی مجسمہ ہی دل کے بہلانے کے لئے کافی ہے)۔

(۴) (تو اگر سامنے ہو) تو میں اطمینانِ قلب اور آسودگی کے لئے کوئی نیا نغمہ چھیڑوں۔ سبزہ زار کے پرندے کو پھر سے سبزہ زار کے سپرد کر دے۔ (میرا دل غیر کی محبت میں جکڑا ہوا ہے۔ اسے پھر سے حقیقت آشنا کر دے)۔

(۵) اے خدا! تو نے مجھے بلند فکر بنایا ہے تو میرے پاؤں کی زنجیر کھول کر مجھے آزاد کر دے تا کہ میں کسی کا محتاج نہ رہوں اور تیرا پیغام بھی بخوبی دوسروں تک پہنچا سکوں اور میں تیرے عطا کردہ اس موٹے کپڑے کے لباس کے بدلے میں بادشاہ کے

ایرانہ اور شاہانہ لباس کو ترک کر کے غریبوں کو اُن کے شاہانہ طور طریقے سکھاؤں۔

(۶) اگر (فرہاد) نے کسی پتھریا پہاڑ پر (نہر کھودنے کے لئے) تیشہ چلایا تھا تو یہ کونسا بڑا کام تھا۔ عشق میں ایسی قوت ہے کہ وہ پورا پہاڑی سلسلہ اپنے کندھوں پر اُٹھالیتا ہے۔

...... (۴۹) ......

جانم در آویخت با روزگاراں	جوے است نالاں در کوہساراں !
پیدا ستیزد، پنہاں ستیزد	ناپائدارے با پائداراں !
ایں کوہ و صحرا ایں دشت و دریا	نے راز داراں نے غمگساراں
بیگانہ شوق ! بیگانہ شوق !	ایں جوئباراں ایں آبشاراں
فریاد بے سوز، فریاد بے سوز !	بانگ ہزاراں در شاخساراں
داغے کہ سوزد در سینہ من	آں داغ کم سوخت در لالہ زاراں !
محفل ندارد ساقی ندارد	تلخے کہ سازد با بیقراراں !

معانی ...... آویخت: متصادم' بانگِ ہزاراں: بلبلوں کی آوازیں' پنہاں: پوشیدہ' بابیقراراں: عاشقوں کے ساتھ۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) میری جان کائنات (زمان ومکان) سے بالکل اسی طرح متصادم ہے جس طرح پہاڑی سلسلے میں بہتی ہوئی ندی کا پانی (پتھروں سے ٹکرانے کے بعد) شور کرتا ہے۔

(۲) (یہ کائنات) میری جان سے کبھی تو ظاہری طور پر کشمکش اختیار کرتی ہے اور کبھی پوشیدہ طور پر۔ ناپائیدار اور فانی دنیا سے میری پائیدار جان ہمیشہ کشمکش میں رہتی ہے۔

(۳) یہ پہاڑ' صحرا' بیابان اور دریا (اپنی اپنی دُھن میں مگن ہیں) یہ تو کسی کے رازدار ہوتے ہیں نہ ہی غمگسار۔ (میں اس بھری دنیا میں بالکل اکیلا ہوں۔ فطرت کی یہ اشیاء میری مونس وغمگسار نہیں کیونکہ یہ درد سے تہی دامن ہیں)۔

(۴) یہ ندیاں اور یہ آبشار' شوق سے بیگانہ ہیں۔ شوق (عشق سے بے خبر ہیں)۔

(۵) یہاں آہ وزاری کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں! آہ وزاری کا کوئی فائدہ نہیں۔ (درختوں) کی شاخوں پر بسیرا کرنے والی بلبلوں کی آوازیں بھی بے اثر ہو چکی ہیں۔ (دنیا فکر سے خالی ہو چکی ہے)۔

(۶) وہ داغ (مسلم قوم کے پسماندہ ہونے کا) جو میرے سینے میں جلتا ہے ایسے داغ تو لالہ کے پھولوں کے چمن میں بھی کم جلے ہوں گے۔

(۷) محفل بھی نہیں ہے اور ساقی بھی موجود نہیں۔ (کون سا ایسا) تلخ (غمزدہ) ہو جو ہم بے قراروں (عاشقوں کے ساتھ رہنا پسند کرے۔ (عاشقوں کے مطلب کی بزم اب ناپید ہو چکی)۔

...... (۵۰) ......

به تسلی که دادی نگزاشت کار خودرا
بتو بازمی سپارم دل بیقرار خود را

چه دلے که محنت اوز نفس شماری او
که بدست خود ندارد رگ روزگار خودرا

بقمیرت آرمیدم تو بجوش خود نمائی
بکناره برفگندی در آب دار خود را

مه و انجم از تو دردِ گله ہاشنیده باشی
که بخاک تیره مازده شرار خود را

خلشے بسینه ماز خدنگ او غنیمت !
که اگر بپائش افتد نبرد شکار خود را

معانی ...... : بازمی سپارم: واپس کرتا ہوں' رگِ روزگار: زمانے کی نبض' رگ' خودنمائی: دِکھاوا' جمال' خاکِ تیرۂ ما: ہماری سیاہ مٹی' خدنگ: تیر۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (اے چارا گر) میرے بے چین دل کو جو تسلی تو نے دی ہے۔ اس سے بھی اس کی بے چینی و بے قراری میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس لئے میں اپنے اس بے قرار دل کو پھر سے تیرے سپرد کر رہا ہوں۔ تاکہ تو اس کی بے قراری کا کوئی موزوں علاج تلاش کرے)۔

(۲) اس دل کی کیا حالت ہے۔ جس کی محنت (دھڑکنے) کا تعلق چار و نا چار زندگی بسر کرنے سے ہے کہ زمانے کی نبض اس کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ (وہ دل جو عشق سے بیگانہ ہے مجبوراً دھڑک رہا ہے۔ اس لئے بیکار ہے)۔

(۳) میں نے تو تیرے دل میں بسیرا کیا تھا۔ لیکن تو نے خودنمائی کے جوش میں اپنے خوبصورت چمکتے ہوئے موتی کو (دریا سے نکال کر) کنارے پر پھینک دیا۔ (اگر خدا کی خود جلوہ نمائی کی خواہش نہ ہوتی تو کائنات وجود میں آتی)۔

(۴) اے خالقِ کائنات! تو نے چاند اور ستاروں کا شکوہ تو سنا ہوگا۔ یہ شکوہ اس بنا پر تھا کہ تو نے ان میں دل کیوں پیدا نہیں کیا۔ تو نے ہماری تاریک مٹی میں اپنی (محبت) کی چنگاری پھینکی ہے جو کسی اور مخلوق میں نہیں ہے۔

(۵) ہمارے سینہ میں (محبت کے) تیر کے ایک خلش بھی غنیمت ہے۔ کیونکہ (محبت) تو ایسا شکاری ہے کہ اگر شکار خود اس کے قدموں میں آ گرے پھر بھی وہ اسے نہ لے جائے۔

...... (۵۱) ......

بحرفے می تواں گفتن تمنائے جہانے را
من از ذوقِ حضوری طول دادم داستانے را

زمشتاقاں اگر تاب سخن بردی نمیدانی
محبت می کند گویا نگاہ بے زبانے را !

کجا نورے که غیر از قاصدی چیزے نمی داند
کجا خاکے که در آغوش دارد آسمانے را !

اگر یک ذره کم گردد زانگیز وجود من
بایں قیمت نمی گیرم حیات جاودانے را !

من اے دریائے بے پایاں به موج تو در افتادم
نه گوہر آرزو دارم نه می جویم کرانے را

ازاں معنی که چوں شبنم بجان من فرو ریزی
جہانے تازه پیدا کرده ام عرض فغانے را

معانی ...... : تمنائے جہان: دنیا بھر کی آرزوئیں' حیاتِ جاوداں: ہمیشہ کی زندگی' دریائے بے پایاں: بہت ہی گہرا دریا' سمندر' جہانِ تازہ: نئی دنیا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے میرے محبوب! (ویسے تو) ایک جہان کی تمنا کو صرف ایک حرف میں بیان کرنا ممکن ہے۔ لیکن میں تیرے حضور اپنے ذوق کی تسلی کے لئے اپنی داستانِ (عشق) طویل کر رہا ہوں۔

(۲) اگر تو نے اپنے چاہنے والوں سے قوتِ گویائی چھین لی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ محبت تو ایسی چیز ہے جو ایک بے زبان کی نگاہ کو قوتِ گویائی عطا کر دیتی ہے۔

(۳) (اس شعر میں فرشتوں اور خاکی انسان کا موازنہ کیا گیا ہے)۔ کہاں یہ نوری مخلوق (فرشتے) جو پیغامِ خدا کو لانے کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ اور اس کے سوا وہ کچھ نہیں جانتے' اور کہاں مٹی کا بنا ہوا یہ پتلا (انسان) جو آسمان اپنے پہلو میں رکھتا ہے۔ (اس انسان کو کائنات کے اسرار کی خبر ہے)۔

(۴) اگر میرے وجود سے ایک ذرّہ بھی کم ہو جائے تو میں اس قیمت کے بدلے میں ابدی زندگی بھی قبول نہیں کروں گا۔ (کیونکہ کائنات میں رونق میرے ہی وجود کی وجہ سے ہے)۔

(۵) اے بے کنار دریا (سمندر) میں تیری موج سے لپٹ گیا ہوں۔ مجھے نہ تو موتی درکار ہے اور نہ ہی میں کنارے کی آرزو رکھتا ہوں۔ (میرا تعلق خدا سے ہے اور میں اسی کا ہو گیا ہوں۔

(۶) ان معانی (فکر و دانش) سے کہ جو شبنم کی طرح تو نے میری جان پر نازل کئے ہیں انہیں (اپنی آہ و زاری کو) بیان کرنے کے لئے میں نے ایک نیا جہاں پیدا کر لیا ہے۔ (میں تیرا الہام کردہ پیغام دوسروں تک پہنچاتا رہوں گا)۔

...... (۵۲) ......

چند بردے خود کشی پردہ صبح و شام را
چہرہ کشا تمام کن جلوہ ناتمام را

سوز و گداز حالتے است! بادہ زمن طلب کنی
پیش تو گر بیاں کنم مستی ایں مقام را

من بسرود زندگی آتش او فزودہ ام
تو نم شبنمے بدہ لالہ تشنہ کام را

عقل ورق ورق بگشت عشق بہ نکتہ رسید
طائر زیرکے برد دانہ زیر دام را

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار می کشم ناقہ بے زمام را!

وقت برہنہ گفتن است من بہ کنایہ گفتہ ام
خود تو بگو کجا برم ہم نفسان خام را!

معانی ...... : چہرہ کشا: صورت ظاہر کر دے' سرودِ زندگی: زندگی کا نغمہ' تشنہ کام: پیاسا' زیر دام: پھندے میں' ناقۂ بے زمام: بے مہار اونٹنی۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (اے خالقِ کائنات) تو کب تک اپنے رُخِ روشن پر صبح و شام کا پردہ کھینچتا رہے گا۔ اپنی صورت (مجھے) دکھا اور اپنے نامکمل جلوؤں کو مکمل کر دے۔

(۲) عشق میں جو سوز گداز (حرارت اور تڑپ) ہوتا ہے وہ ایسی حالت ہے۔ جس سے مستی چھائی رہتی ہے۔ لیکن تو مجھ سے بادہ و

جام کی مستی طلب کر رہا ہے۔ اگر میں سوز و گداز کے مقام کی مستی کا حال بیان کروں تو تجھے معلوم ہو جائے گا شراب عشق سے بڑھ کر مست کرنے والی اور کوئی شراب نہیں۔

(۳) میں نے زندگی کا نغمہ سنا کر (عشق) کی آگ کو بھڑکایا ہے۔ تو اس پیاسے حلق والے گل لالہ کو شبنم کی نمی عطا کر۔ (یعنی اہلِ شوق کو اپنی معرفت کی دولت عطا کر دے)۔

(۴) عقل نے (زندگی اور کائنات) کی کتاب کے ہر ورق کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن پھر بھی حقیقت تک نہیں پہنچ سکی۔ وجہ یہ ہے کہ جال کے نیچے پرندوں کو پکڑنے کے لئے جو دانہ بکھیرا جاتا ہے۔ اُسے صرف عقل مند پرندہ ہی اُڑا لے جا سکتا ہے اور دوسرے پرندے اپنی نادانی کے سبب دام میں پھنس جاتے ہیں (عشق زیرک ہوتا ہے اور عقل بے وقوف) عشق دانا پرندے کی طرح رمزِ عشق جان لیتا ہے اور عقل نادان پرندوں کی طرح دنیا کے گورکھ دھندے میں گرفتار ہو جاتی ہے۔

(۵) کہاں یہ (عشق کا) نغمہ اور کہاں ہیں۔ یہ شاعری کا ساز تو نغمہ پیدا کرنے کا اک بہانہ ہے۔ میں تو ایک حدی خواں کی طرح نغمے الاپ کر بے مہار اونٹنی (غیر منظم قوم) کو ایک مرکز کی طرف بلا رہا ہوں۔

(۶) اب تو بات صاف صاف کرنے کا وقت ہے لیکن میں اشاریوں اور رمزوں میں بات کر رہا ہوں (کیونکہ اہلِ ذوق کی کمی ہے) اے خدا! اب تو ہی بتا کہ میں اِن ناپختہ کار دوستوں کو کہاں لے جاؤں۔

...... (۵۳) ......

نفس شمار بہ پیچاک روزگار خودیم — مثال بحر خروشیم و در کنار خودیم

اگرچہ سطوت دریا اماں بکس ندہد — بخلوت صدف اونگاہدار خودیم

زجوہرے کہ نہان است در طبیعت ما — مپرس صیرفیاں راکہ ماعیار خودیم

نہ از جزابہ ماکس خراج می خواہد — فقیر راہ نشینیم و شہریار خودیم

درون سینہ مادیگرے ! چہ بوالعجبی است ! — کہ اخبر کہ توئی یا کہ مادو چار خودیم !

کشائے پردہ زتقدیر آدم خاکی — کہ مابہ رہگور تو در انتظام خودیم !

معانی ...... خروشم: شور مچاتا ہوں، سطوت: ہیبت، چہ بوالعجبی است؟: کیسی عجیب بات ہے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میں اپنی زندگی گزارنے کے لئے زندگی کے چکر میں پھنسا ہوا ہوں۔ میں سمندر کی شور کر رہا ہوں لیکن اپنے کناروں کے اندر ہی اندر بہہ رہا ہوں۔ (انسان جتنی بھی ترقی کر لے اُسے اپنی حدود میں ہی رہنا پڑتا ہے)۔

(۲) اگر دریا کی موجوں کی ہیبت سے کسی کو بھی امان نہیں، پھر بھی ہم اس کے صدف کی تنہائی میں خود کو محفوظ خیال کرتے ہیں۔ جس طرح صدف کے اندر موتی تمام حوادث سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندے بھی (صوفیاء) بھی خدا کی پناہ میں ہوتے ہیں۔

(۳) وہ جوہر (خوبیاں) جو ہمارے اندر پوشیدہ ہیں۔ اُسے جوہریوں سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ ہم تو خود اپنی کسوٹی ہیں۔ (ہم کھرے اور کھوٹے کا خود فیصلہ کر سکتے ہیں)۔

(۴) ہم تو ایسے کھنڈر میں تبدیل ہو چکے ہیں کہ ہم سے کوئی (بادشاہ) خراج وصول نہیں کرتا۔ ہم تو سرِ راہ بیٹھنے والے فقیر (دنیا سے بے نیاز) لوگ ہیں۔ اپنی دنیا کے خود بادشاہ ہیں۔

(۵) تیرے سوا ہمارے سینے میں کسی اور کی محبت ہو۔ یہ کیسی عجیب بات ہے؟ اب یہ کون جانے کہ وہاں تو ہے یا آئینے کے سامنے ہم ہی کھڑے ہیں۔ مطلب یہ کہ میرے اور تیرے درمیان کوئی دوری نہیں۔ یہ تو ایک واہمہ ہے۔

(۶) اے خدا! اس خاک کے پتلے (آدمی) کی قسمت میں کیا ہے؟ اس راز سے پردہ اٹھا دے اور بتا کہ وہ آخر ہے کیا؟ کہ ہم بظاہر تو اپنے منتظر ہیں لیکن اصل میں ہم تیرا ہی انتظار کر رہے ہیں۔ (اپنے آپ کی تلاش دراصل خدا ہی کی تلاش ہے)۔

...... (۵۴) ......

به فغاں نہ لب کشودم کہ فغاں اثر ندارد — غم دل نگفتہ بہتر ہمہ کس جگر ندارد

چہ حرم چہ دیر ہرجا سخنے ز آشنائی! — مگر ایں کہ کس ز رازِ من و تو خبر ندارد!

چہ ندیدنی است اینجا کہ شرر جہان ما را — نفسے نگاہ دارد نفسے دگر ندارد!

تو ز راہ دیدہ ما بضمیر ما گزشتی — مگر آنچناں گزشتی کہ نگہ خبر ندارد!

کس ازیں نگیں شناساں نگزشت بر نگینم — بتو می سپارم اورا کہ جہاں نظر ندارد!

قدح خرد فروزے کہ فرنگ داد ما را — ہمہ آفتاب لیکن اثر سحر ندارد!

معانی ......: فغاں: آہ وزاری' نگیں شناساں: جوہری' قدحِ خرد: عقل کا پیمانہ' پیالہ۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) میں نے آہ وزاری کے لئے لبوں کو وا نہیں کیا۔ کیونکہ یہاں آہ وزاری کا کسی پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس لئے دل کا غم نہ کہنا ہی بہتر ہے کیونکہ ہر شخص کے پاس اس کے سننے کا حوصلہ بھی تو نہیں ہوتا۔

(۲) مسجد کیا اور مندر کیا' ہر جگہ (اے خدا) لوگ تجھ سے شنائی کی باتیں کر رہے ہیں۔ ہر کوئی تیری معرفت کا دعویدار ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی (ملّا اور پنڈت) تیرے اور میرے درمیان راز کی باتیں نہیں جانتا۔ یہاں فلسفۂ خودی کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۳) یہ حالت بھی دیکھنے والی نہیں کہ یہاں (شعلۂ عشق) ہماری دنیا پر کبھی ایک نظر ڈالتا ہے اور کبھی نہیں۔ منزلِ سلوک میں سالک پر بسط و قبض کی حالت طاری ہوتی ہے۔ کبھی تو اُس کی نظر سماعت سے بھی آگے جا سکتی ہے اور کبھی اُسے اپنی بھی خبر نہیں ہوتی۔

(۴) اے محبوب! تو ہماری آنکھوں کے راستے سے ہمارے دل میں داخل ہوا۔ مگر اس طرح کہ نگاہوں کو خبر تک نہ ہوئی۔ (اور دل پر تیری محبت نے قبضہ جما لیا)۔

(۵) میرے پاس جو نگینہ (دل) ہے۔ وہ کسی جوہری کی نظر سے نہیں گزرا۔ اسے میں اب (اے خدا) تیرے سپرد کرتا ہوں کہ یہ دنیا تو اس کی پہچان سے عاری ہے۔ (کیونکہ اِس دل کی اصل قدر و قیمت سے تو ہی آگاہ ہے)۔

(۶) عقل کو جلا بخشنے والی شراب کا پیالہ جو اہلِ یورپ نے مجھے دیا ہے۔ بلاشبہ سورج کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن اُس میں صبح پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں۔ اہلِ مغرب کے علم و دانش میں روشنی تو بہت ہے لیکن اس سے دِل تاریک ہو جاتے ہیں۔ (ان کا علم خدا سے دور لے جاتا ہے۔ روح مرجھا جاتی ہے۔)

...... (۵۵) ......

ما کہ افتندہ تراز پرتو مہ آمدہ ایم
کس چہ داند کہ چساں ایں ہمہ رہ آمدہ ایم

بار قیباں سخن از درد دل ما گفتی
شرمسار از اثر نالہ و آہ آمدہ ایم

پردہ از چہرہ برافگن کہ چو خورشید سحر
بہر دیدار تو لبریز نگہ آمدہ ایم

عزم مارا بہ یقیں پختہ ترک ساز کہ ما
اندریں معرکہ بے خیل و سپہ آمدہ ایم

تو ندانی کہ نگاہے سر راہے چہ کند
در حضور تو دعا گفتہ بہ رہ آمدہ ایم

معانی ...... پرتو مہ: چاند کی روشنی ' بار قیباں: دُشمنوں سے ' بے خیل وسپاہ: گھوڑوں اور سپاہیوں کے بغیر۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (ہماری حالت یہ کہ) ہم تو چاند کی چاندنی سے بھی زیادہ عاجزی کے ساتھ اِس زمین پر آئے ہوئے ہیں۔ کسے خبر ہے ہم نے یہ سارا سفر کس طرح طے کیا ہے؟ (ہم عالمِ ارواح سے (جہاں ہمیں دیدارِ خداوندی نصیب ہوتا تھا) زمین پر آ گئے اور جسم میں قید ہونے کے سبب ہماری ساری قوتیں سلب ہو کر رہ گئیں۔ اِس شعر میں عالم علوی سے عالم سفلی کی طرف سفر کا ذکر ملتا ہے)۔

(۲) تو نے (اے محبوب) ہمارے دردِ دل کی بات ہمارے رقیبوں سے کہہ دی ہے۔ اب میں اپنی فریاد اور آہ و زاری کے اثر سے شرمندہ ہو رہا ہوں۔ (کیونکہ رقیب جان گئے ہیں کہ میری فریاد بے اثر ہے)۔

(۳) اپنے (رُخِ روشن) سے پردہ ہٹا کر ہمارے سامنے آ۔ جس طرح صبح کا سورج رات کا پردہ ہٹا کر سامنے آتا ہے۔ ہم تیرے دیدار کے لئے دیدہ و دِل فرش راہ کئے بیٹھے ہیں۔

(۴) میرے ارادے کو یقین کی دولت عطا کر کے اسے ذرا اور پختہ کر دے۔ کیونکہ ہم اس معرکہ (عقل و عشق) میں گھوڑوں اور سپاہیوں کے بغیر (بے سرو سامان) آئے ہیں۔ کیونکہ یہ معرکہ یقینِ کامل سے ہی سر کیا جا سکتا ہے۔

(۵) کیا تو اس بات سے بے خبر ہے کہ کسی کی سرِ راہ نظر بازی کسی کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے (ہمیں اِس بات کی خبر ہے) اس لئے ہم تیرے دروازۂ محبت پر دعائیں پڑھتے ہوئے آئے ہیں۔ (کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری مست نظر کا ایک اشارہ ہمیں لوٹ لے)۔

...... (۵۶) ......

اے خدائے مہر و مہ خاک پریشانے نگر
ذرہ در خود فرو پیچد بیابانے نگر

حسن بے پایاں درون سینہ خلوت گرفت
آفتاب خویش را زیر گریبانے نگر!

بردل آدم زدی عشق بلا انگیز را
آتش خود را بآغوش نیستانے نگر!

شوید از دامان ہستی داغہائے کہنہ را
سخت کوشی ہائے ایں آلودہ دامانے نگر!

خاک ماخیزد کہ سازد آسمانے دیگرے
ذرہ نا چیز و تعمیر بیابانے نگر!

معانی ...... حسن بے پایاں: بے پناہ خوبصورتی ' عشق بلا انگیز: تکلیف دہ عشق ' داغہائے کہنہ: پرانے زخم' پرانے داغ '

سخت کوشی: جدوجہد۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے سورج اور چاند کے خدا! میری پریشان خاک کی طرف نظر کر اور دیکھ کہ خاک کے اس چھوٹے سے ذرّے میں ایک (وسیع وعریض) بیاباں سمایا ہوا ہے۔ (عشق نے اس خاک کے بنے ہوئے پتلے میں خدائی صفات پیدا کر دی ہیں۔)

(۲) تیرے بے پناہ حسن (خوبصورت چہرے) نے میرے سینے میں اپنی جگہ بنا رکھی ہے۔ اپنے اس سورج (عشق) کی حرارت میرے گریبان میں دیکھ (کہ میں تیری صفات کا مظہر بن گیا ہوں)۔

(۳) تو نے آدم کے دل پر اپنے بے پناہ حسن کے ذریعے قبضہ کر لیا ہے۔ اب اس آگ (عشق) کی جلن اپنے سرکنڈوں کی آغوش میں دیکھ (کہ اس نے کس طرح خرمنِ دل جلا کر رکھ دیا ہے)۔

(۴) اے محبوب! تیرا یہ (عشق) ہستی کے پرانے داغ (زخم) دھو دیتا ہے۔ اس آلودہ دامن انسان کی سخت جدوجہد کی طرف دیکھ (کہ عشق کی موجودگی نے اُسے ذرّہ سے آفتاب کر دیا ہے)۔

(۵) میری مٹی ایک اور آسمان کی تعمیر کے لئے اُٹھتی ہے۔ یہ (انسان) ہے تو ایک ناچیز خاک کا ذرّہ لیکن غور کر کہ وہ بیابانِ عشق کی تعمیر میں مصروف ہے۔

زبورِ عجم

حصّۂ دوئم

شاخ نہال سدرہ خار و خس چمن مشو
منکر او اگر شدی منکر خویشتن مشو

معانی ...... : نہال سدرہ: سدرہ کا پودا' خار وخس: کوڑا کرکٹ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (اے انسان) تو سدرہ (مقامِ بلند) کے پودے کی شاخ ہے۔اس لئے تو چمن کا کوڑا کرکٹ نہ بن۔اگر تو اپنے (تخلیق کار) کا منکر ہو چکا ہے تو (کم از کم) اپنی حیثیت کا منکر تو نہ بن (اپنی معرفت ہی سے آشنا ہو جا۔(سدرہ وہ مقام ہے جہاں سے آگے جا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربّ کائنات کے جلووں کا مشاہدہ کیا تھا)۔اس شعر میں شاعر انسان کو اس کا صحیح مقام یاد دلا رہا ہے۔اگر انسان اپنا صحیح مقام سمجھ لے تو خدا کی پہچان بھی آسان ہو جاتی ہے۔

دو عالم راتواں دیدن بمینائے کہ من دارم
کجا چشمے کہ بیند آں تماشائے کہ من دارم
دگر دیوانہ آید کہ درشہر افگند ہوے
دو صد ہنگامہ برخیز دز سودائے کہ من دارم
مخور ناداں غم از تاریکی شبہا کہ می آید
کہ چوں انجم درخشد داغ سیمائے کہ من دارم
ندیم خویش می سازی مرا لیکن ازاں ترسم
نداری تاب آں آشوب و غوغائے کہ من دارم

معانی ...... دوصد ہنگامہ: دوسو ہنگامے‘ شورشیں‘ داغ سیما: پیشانی کا داغ‘ ندیم: دوست‘ غوغا: شور۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) میرے پاس جوشراب ہے اُس سے دونوں جہانوں کی حقیقت سمجھی جاسکتی ہے۔ جو تماشا میرے اشعار میں موجود ہے۔ ایسی (بصیرت) کی آنکھ کہاں ہے جو اسے دیکھ لے۔

(۲) (میری شخصیت کی صورت میں) ایک اور دیوانہ اس شہر میں آیا ہے جو اللہ والوں کی بات کرتا ہے جو سودا (عشق کا جنون) میں رکھتا ہوں۔ اس سے دوسو ہنگامے برپا ہوتے ہیں۔ (میں اپنے کلام کے ذریعے لوگوں میں زندگی کی تڑپ پیدا کر سکتا ہوں۔)

(۳) اے نادان راتوں کے اندھیرے جو تیری راہ میں حائل ہیں۔ اُن کا غم کھانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جو داغ میں اپنی پیشانی میں رکھتا ہوں۔ وہ ستارے کی مانند چمکتا ہے۔ (میرے افکار کی روشنی تجھے راستہ دکھائے گی)۔

(۴) تو مجھے اپنا دوست بنا رہا ہے۔ لیکن مجھے اِس بات سے ڈر لگ رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تو میرے اس ہنگامے اور طوفان کو برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔ (میرے ساتھ تو وہی رفیق سفر ہو سکتا ہے جو باہمت اور دلیر ہو۔ تاکہ میرے پیغام پر عمل کیا جاسکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

......(۱)......

برخیز کہ آدم را ہنگام نمود آمد — ایں مشت غبارے را انجم بسجود آمد !
آں راز کہ پوشیدہ در سینہ ہستی بود — از شوخی آب و گل در گفت و شنود آمد !

معانی ...... ہنگامِ نمود: اظہار کا وقت' مشتِ غبار: مٹھی بھر مٹی' انجم: ستارے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (اے انساں) اُٹھ کھڑا ہو! کیونکہ آدم کی خوبیوں کے اظہار کا وقت آ پہنچا ہے۔ اِس مٹھی بھر خاک کے پتلے (انسان) کے آگے ستارے سجدہ ریز ہیں۔ (انسان کے سیاروں پر قدم رکھنے کا وقت آ گیا ہے)۔

(۲) وہ راز جو اِس کائنات کے سینے میں پوشیدہ تھا۔ پانی اور مٹی سے تخلیق شدہ انسان کی شوخیٔ گفتار کی وجہ سے منظر پر آ گیا۔ (آدم کی تخلیقی صلاحیتوں اور تسخیری قوتوں نے کائنات کا راز افشاں کر دیا۔ وہ کائنات جو پہلے ایک سربستہ راز تھی۔)

...... (۲) ......

مہ و ستارہ کہ در راہ شوق ہم سفر اند — کرشمہ سنج و ادا فہم و صاحب نظر اند
چہ جلوہ ہاست کہ دیدند درکف خاکے — قفا بجانب افلاک سوے ما نگرند

معانی ...... : کرشمہ سنج: حیرت انگیز بات سمجھنے والے' جلوہ: حسن' قفا: پیٹھ' افلاک: آسمان۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) چاند اور ستارے جو راہِ شوق (عشق) میں اکٹھے محوِ سفر ہیں۔ وہ (حسن) کی اشارہ بازیوں کو پرکھنے' اُس کی دلفریب اداؤں کو سمجھنے اور حقیقت شناس نظر رکھنے والے ہیں۔ (چاند اور ستارے منشائے فطرت کے مطابق مصروف سفر ہیں۔)

(۲) اپنی (روشنی) اور (دوسری صفات) کے باوجود اُنہوں نے اِس خاک کے پتلے میں ایسی کونسی خوبی دیکھی ہے کہ اسے دیکھنے کے لئے اُن کی پیٹھ تو آسمانوں کی طرف ہے۔ اور اُن کی نظریں آدمی کی طرف ہیں (جو کہ ربّ کائنات کا نائب' اور کائنات کی ہر شئے پر بھاری ہے۔)

...... (۳) ......

درون لالہ گزر چوں صبا توانی کرد
بیک نفس گرہ غنچہ وا توانی کرد

حیات چیست ؟ جہاں را اسیر جاں کردن
تو خود اسیر جہانی، کجا توانی کرد !

مقدر است کہ مسجود مہر و مہ باشی
ولے ہنوز ندانی چہا توانی کرد !

اگر ز میکدہ من پیالہ گیری
ز مشت خاک جہانے بپا توانی کرد !

چساں بسینہ چراغے فروختی اقبال
بخویش آنچہ توانی بما توانی کرد !

معانی ...... : درونِ لالہ: گل لالہ کے درمیان‘ حیات چیست ؟: زندگی کیا ہے؟‘ پیالہ گیری: شراب پینا‘ چساں: کس طرح۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) لالہ کے پھولوں کے اندر نرم و لطیف ہوا کی طرح گزرا جا سکتا ہے۔ ایک شگفتہ اور نرم سانس سے غنچہ کھلایا جا سکتا ہے۔ اِس شعر میں یہ بتایا گیا ہے جس طرح نرم و لطیف ہوا سے گل لالہ کی تپش کم ہو جاتی ہے اور ایک شگفتہ سانس سے غنچہ کھلایا جا سکتا ہے (اسی طرح غم زدہ دلوں کی مسرتیں بھی تلاش کی جا سکتی ہیں)۔

(۲) زندگی کی حقیقت کیا ہے؟ یہ جہان کو غلام بنانے کا نام ہے یا کہ دنیا کے غلام بننے کا۔

(۳) اے انسان! تیری تقدیر یہ ہے کہ چاند اور سورج تجھے سجدہ کرتے رہیں یعنی تیرے حکم کے تابع ہوں۔ لیکن ابھی تک تو یہ نہیں جانتا کہ تو یہ کام کیسے کر سکتا ہے۔

(۴) اگر تو میرے شراب خانے سے ایک پیالہ شراب بھی پی لے تو (اے انسان) تو اپنی مٹھی بھر خاک (خاکی جسم سے) ایک نئی دنیا کی بنیاد رکھ سکتا ہے (ایسی دنیا جو تیرے زیرِ سایہ ہو)۔

(۵) اے اقبال! (یہ بتا کہ) تو نے اپنے سینے میں یہ چراغ (افکارِ تازہ) کس طرح روشن کیا ہے؟ جس طرح تو نے اپنے سینے کو نئے افکار سے روشن کیا ہے۔ اُسی طرح تو میرے تاریک سینے کو بھی روشن کر سکتا ہے۔

...... (۴) ......

اگر بہ بحرِ محبت کرانہ می خواہی
ہزار شعلہ دہی یک زبانہ می خواہی !

مراز لذت پرواز آشنا کردند
تو در فضائے چمن آشیانہ می خواہی !

یکے بدامنِ مردان آشنا آویز
زیار اگر نگہ محرمانہ می خواہی

جنوں نہ داری و ہوئے فگندہ در شہر
سبو شکستی و بزم شبانہ می خواہی !

تو ہم بعشوہ گری گوش و دلبری آموز
اگر زما غزل عاشقانہ می خواہی !

معانی ...... : بحرِ محبت: محبت کا سمندر‘ فضائے چمن: باغ کی ہوا‘ مردانِ آشنا: صوفیاء‘ واقفِ راز‘ عشوہ گری: معشوقانہ ناز و انداز۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (اے انسان) اگر تو محبت کے سمندر میں رہتے ہوئے ساحل کی تمنا کر رہا ہے تو یہ ایسے ہی ہے جیسے تو ہزاروں شعلے دے کر ایک چنگاری حاصل کرنا چاہتا ہے۔

(۲) مجھے تو کھلی فضاؤں میں پرواز کی لذت سے آشنا کیا گیا ہے۔ اور تو صرف چمن کی فضاؤں میں ہی آشیانہ بنانے کی خواہش رکھتا ہے۔ (اپنے ذوقِ عمل کو ترک کر کے بے عملی کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے)۔

(۳) تو ایک بار مردانِ آشنا (معرفتِ الٰہی سے باخبر لوگوں) کا دامن تھام لے۔ اگر تو واقعی اپنے محبوب کی محرمانہ نگاہ چاہتا ہے تو چاہتا ہے کہ محبوب کی نظرِ کرم تجھ پر ہو جائے (تو مردانِ عشق آشنا) کا دامن تھام لے۔

(۴) تجھ میں عشق کا جنوں تو ہے ہی نہیں۔ اور تو شہر بھر میں اس کا چرچا کرتا پھرتا ہے۔ تو نے تو ساغرِ عشق ہی توڑ دیا ہے۔ اور یہ خواہش کرتا ہے کہ رات کی وقت رندوں کی بزم بھی آراستہ ہو (یہ تو ناممکن ہے)۔

(۵) اگر تو چاہتا ہے کہ بزمِ رند آراستہ ہو تو معشوقانہ ناز و ادا سیکھنے کی کوشش کر۔ اگر تو ہم عاشقانہ غزل کی طلب رکھتا ہے (تو پھر محفل کے آداب بھی سیکھنا پڑیں گے)۔

...... (۵) ......

زمانہ قاصد طیار آں دلآرام است ۔۔۔ چہ قاصدے کہ وجودش تمام پیغام است !

گماں مبر کہ نصیب تو نیست جلوہ دوست ۔۔۔ درون سینہ ہنوز آرزوے تو خام است !

گرفتم ایں کہ چو شاہیں بلند پروازی ۔۔۔ بہوش باش کہ صیاد ما کہن دام است

باوج مشت غبارے کجار سید جبریل ۔۔۔ بلند نامی اواز بلندی بام است !

تواز شمار نفس زندہ نمیدانی ۔۔۔ کہ زندگی بہ شکست طلسم ایام است !

زعلم و دانش مغرب ہمیں قدر گویم ۔۔۔ خوش است آہ و فغاں تانگاہ ناکام است

من از ہلال و چلیپا دگر نیندیشم ۔۔۔ کہ فتنہ دگرے در ضمیر ایام است !

معانی ...... : زمانہ قاصد طیار: قاصد کی طرح اُڑے (جانے) والے زمانہ‘ اوج: بلندی‘ شکستِ طلسمِ ایام: زمانے کے جادو کا توڑ‘ چلیپا: صلیب۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) یہ جہاں اِس دل کو قرار پہنچانے والے محبوب (خالقِ کائنات) کا ایسا پیغام رساں ہے جو کبھی ایک جگہ ٹھہرتا نہیں۔ ہر وقت سرگرمِ سفر رہتا ہے۔ یہ جہاں کیسا زبردست قاصد ہے کہ جو سرتاپا پیغام ہی پیغام ہے۔ (زمانہ ہر لحظہ نئے پیغامات لے کر آتا ہے)۔

(۲) (اے انسان) یہ بات کبھی نہ سوچ کہ جلوۂ دوست تیری قسمت میں نہیں ہے۔ اس مقصد کے لئے تو آرزو کا سچا ہونا ضروری ہے۔ (عشق کی سچی لگن تجھے دوست کے جلوؤں سے شناسا کر دے گی)۔ لیکن تیرے سینے میں جو آرزو ہے۔ وہ بھی خام ہے۔

(۳) میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ تو شاہین کی طرح بلند پرواز ہے۔ اور تجھے شکار کرنا آسان نہیں‘ لیکن تو عقل کے پروں سے محوِ پرواز ہے۔ اس لئے تجھے عشق کا شکاری‘ شکار کر سکتا ہے۔ عشق کے آگے عقل بے کار ہے۔ اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ تو اپنی عقل کے

بل بوتے پر کسی کے قابو میں نہیں آئے گا۔ تو یہ تیری غلط فہمی ہے۔ اب بھی وقت ہے۔ ہوش سے کام لے۔ کیونکہ عشق اپنا تیرا جال بچھانے والا ہے۔ جو بڑا تجربہ کار ہے۔ اور عقل کا شکاری ہے۔

(۴) جہاں تک اِس مشتِ خاک کی رسائی ہے۔ جبرئیل فرشتہ وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس کا بلند نام اس وجہ سے ہے کہ وہ آسمان کی چھت پر رہتا ہے۔ (ورنہ وہ اہلِ زمین سے کم تر مقام کا مالک ہے)۔ (یہ بات واقعہ معراج سے بھی ثابت ہے جب جبرئیل سدرہ سے آگے نہ جا سکا تھا)۔

(۵) اے انسان! تو سالوں کے شمار کی قید میں ہے اور اِسی لئے بقا کے جوہر سے خالی ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ زندگی زمانے کے جادو کو توڑنے سے بقا حاصل کرے گی۔ جس نے زمانے کے طلسم کو توڑ دیا۔ (وہ امر ہو گیا)۔

(۶) مغرب کے علم و دانش کے بارے میں میری یہی رائے ہے کہ اُس کی آہ و فریاد میں لذّت تو ہے لیکن وہ فکری نگاہ سے محروم ہے۔ اس لئے اس کا حقیقت تک پہنچنا ممکن نہیں۔

(۷) مجھے ہلال (مسلمان) اور صلیب (عیسائیوں) کی آویزش سے اس کے سوا اور کوئی خدشہ نہیں کہ اِن دونوں کی چپقلش سے کہیں دنیا میں کوئی نیا فتنہ نمودار نہ ہو جائے۔ اگر یہ دونوں قومیں آپس میں دست و گریباں رہیں گی تو دنیا میں بے دینی یا اشتراکیت کی صورت میں نئی قوت اُبھر سکتی ہے) جو دونوں کے لئے نقصان دہ ہو۔

...... (۹) ......

دگرز سادہ دلیہاے یار، نتواں گفت — نشستہ برسر بالین من زدرماں گفت!

زباں اگرچہ دلیر است و مدعا شیریں — سخن زعشق چہ گویم جز ایں کہ نتواں گفت

خوشا کسے کہ فرورفت در ضمیر وجود — سخن مثال گہر برکشید و آساں گفت

خراب لذت آنم کہ چوں شناخت مرا — عتاب زیر لبی کرد و خانہ ویران گفت

غمیں مشوکہ جہاں راز خود برون ندہد — کہ آنچہ گل نتوا نست مرغ نالاں گفت

پیام شوق کہ من بے حجاب می گویم — بہ لالہ قطرہ شبنم رسید و پنہاں گفت

اگر سخن ہمہ شوریدہ گفتہ ام چہ عجب! — کہ ہر کہ گفت زگیسوے او پریشاں گفت

معانی ......: سر بالیں: سرہانے‘ درماں: علاج‘ مدعا: مقصد‘ مرغِ نالاں: آہ و زاری کرنے والا پرندہ۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) میں اپنے محبوب کی سادہ دلی سے متعلق سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ وہ میرے سرہانے بیٹھ کر یہ کہتا ہے کہ (میرے غمِ عشق) کا کوئی علاج نہیں۔

(۲) میری زبان اس قدر قوتِ گویائی رکھتی ہے کہ جو مدعا (مقصد) بیان کرنا چاہتی ہے وہ بہت شیریں ہے۔ میں اس شریں مقصد کے بارے میں صرف اتنا کہوں گا کہ عشق کی بات لفظوں میں نہیں بیان کی جا سکتی۔

(۳) اُس شخص کی اچھائی کا کیا کہنا‘ جو وجود کے دل میں اُتر کر اُس (دِل کے سمندر) کی تہہ سے موتی کی طرح بات نکالی اور بیان کر دی۔ (دل کے سمندر سے حقائق و معارف کے موتی نکال نکال لانے والے خوش نصیب ہوتے ہیں)۔

(۴) میں اس شخص کے ذوقِ شناسائی کا دلدادہ ہوں۔ جس نے میری شناخت کر لی اور شناخت کے بعد زیرِ لب مصنوعی غصّے سے مجھے خانہ ویران کہا۔ (عشق میں برباد ہونے عمل پر غصہ بھی کیا اور تعریف بھی کی۔)

(۵) (اے دِل) اِس بات پر اظہارِ افسوس نہ کر کہ یہ دنیا اپنا راز نہیں اُگلتی۔ ایسا ضرور ہوتا ہے اگر یہ راز گلاب کا پھول (نازک سوچ فلسفی) نہیں کہہ سکتا۔ تو اسے فریاد کرنے والا پرندہ (سچا عاشق) کہہ دیتا ہے۔

(۶) عشق کا وہ پیغام جو میں صاف صاف دے رہا ہوں۔ یہ وہ راز ہے جسے کہنے کے لئے شبنم کا قطرہ گلِ لالہ پر پہنچا اور اسے چپکے سے بتا دیا۔

(۷) اگر میرا یہ سارا بیان بکھرا بکھرا ہے تو اِس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ (جس محبوب کی میں بات کر رہا ہوں) اُس کے گیسوؤں کو ہر کسی نے پریشان ہی کیا ہے۔

...... (۷) ......

خرد از ذوق نظر گرم تماشا بود است — ایں کہ جوئندہ و یابندہ ہر موجود است
جلوہ پاک طلب ازمہ و خورشید گزر — زانکہ ہر جلوہ دریں دیر نگہ آلود است

معانی ...... جوئندہ: تلاش کرنے والی' یابندہ: پانے والی۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) عقل اگر کائنات کی حقیقتوں کی تلاش میں سرگرمِ عمل ہے تو یہ سب سرگرمی اُس میں ذوقِ نظر کی وجہ سے ہے۔ عقل کائنات میں موجود ہر شے کی متلاشی ہے اور حاصل کرنے کی جستجو میں رہتی ہے۔ (ذوق نظر عشق ہی کی بدولت پیدا ہوتا ہے)۔

(۲) اے انسان! چاند اور سورج کے جلوؤں کو چھوڑ کر خدا کے جلوؤں کی طلب شروع کر دے کیونکہ اس دیر میں (جلوۂ خدا) کے علاوہ ہر جلوہ مادیت سے آلودہ ہے۔ اور جلوۂ خدا صرف باطنی آنکھ سے ہی دیکھا جا سکتا ہے۔

...... (۸) ......

غلام زندہ دلانم کہ عاشق سرہ اند — نہ خانقاہ نشیناں کہ دل بکس ندہند
بآں دلے کہ برنگ آشنا دیرنگ است — عیار مسجد و میخانہ و صنم کدہ اند
نگاہ ازمہ و پرویں بلند تر دارند — کہ آشیاں بگریباں کہکشاں نہ نہند
بروں زانجمنے درمیان انجمنے — بخلوت اندر و لے آنچناں کہ باہمہ اند
بچشم کہ منگر عاشقان صادق را — کہ ایں شکستہ بہایاں متاعِ قافلہ اند!
بہ بندگاں خط آزادگی رقم کردند — چنانکہ شیخ و برہمن شبان بے رمہ اند
پیالہ گیر کہ مے راحلال می گویند — حدیث اگرچہ غریب است راویاں ثقہ اند

معانی ......: عاشق سرہ: خالص عاشق' سچے عاشق' خانقاہ نشین: نام نہاد صوفی' مہ و پروین: چاند اور ستاروں کے جھرمٹ

پروین' متاعِ قافلہ: کارواں کی دولت' شبانِ بے مہ: ایسا گڈریا جس کا کوئی ریوڑ نہ ہو۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میں ان زندہ دل لوگوں کا غلام ہوں۔ جو سچے عاشق ہیں۔ اُن خانقاہ نشینوں نام نہاد دُنیادار صوفیوں سے میرا کوئی تعلق نہیں جو کسی کو دل نہیں دیتے (کسی سے محبت نہیں کرتے)۔

(۲) (یہ زندہ دِل لوگ) ایسا دل رکھتے ہیں جو دنیا کی رنگینیوں سے آشنا تو ہیں لیکن اُن سے قطعی بیگانہ ہیں (آلائش دنیا سے پاک ہیں) وہ مسجد (مسلمان) میخانہ (اہلِ دنیا) اور صنم کدہ (بت پرست) سب طبقوں کے لئے ایک ہی نظر رکھتے ہیں۔

(۳) ان زندہ دل لوگوں کی نظر چاند اور پروین ستارے سے بھی بلند ہے۔ کیونکہ وہ کہکشاں کی وسعتوں میں بھی آشیانہ نہیں بناتے۔ اُن کا مقصدِ حیات تو اس سے بھی پرے ہے۔

(۴) وہ بزم میں ہوتے ہوئے بھی بزم کی رنگینیوں سے الگ ہوتے ہیں۔ (دنیا میں رہ کر اس کی آلائشوں سے پاک ہوتے ہیں)۔ وہ تنہائی پسند ہوتے ہیں لیکن ہر کسی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

(۵) سچے عاشقوں کو حقارت کی نظروں سے مت دیکھو۔ کیونکہ خستہ حال اور مفلس یہ لوگ ہی تو کاروانِ حیات کی دولت ہوتے ہیں۔

(۶) وہ (زندہ دل لوگ) بندگانِ خدا کے نام آزادی کا خط تحریر کرتے ہیں۔ (انہیں بتاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کی غلامی اختیار نہ کرو)۔ اور انہیں یہ سمجھاتے ہیں کہ شیخ و برہمن دو ایسے گڈریئے ہیں جن کا کوئی ریوڑ نہیں۔ (ان کی پیروی کرنے کی بجائے اللہ اور اُس کے پیغمبروں کی پیروی کرو)۔

(۷) اس لئے پیالہ تھام لے کیونکہ شراب کو حلال کہتے ہیں۔ بات اگرچہ عجیب سی ہے۔ لیکن اسے بیان کرنے والے انتہائی معتبر لوگ ہیں۔ (یہ معرفتِ الٰہی کی شراب ہے)۔

...... (۹) ......

لالہ ایں چمن آلودہ رنگ است ہنوز
سپر از دست میفداز کہ جنگ است ہنوز

فتنہ را کہ دو صد فتنہ باآغوشش بود
دخترے ہست کہ در مہد فرنگ است ہنوز

اے کہ آسودہ نشینی لب ساحل برخیز
کہ ترا کار بگرداب و نہنگ است ہنوز

از سر تیشہ گزشتن زخرد مندی نیست
اے بس لعل کہ اندر دل سنگ است ہنوز

باش ! تا پردہ کشایم زمقام دگرے !
چہ دہم شرح نواہا کہ بچنگ است ہنوز !

نقش پرداز جہاں چوں بجنونم نگریست
گفت ویرانہ بسود اے تو تنگ است ہنوز

معانی ...... : آلودۂ رنگ: رنگ میں خرابی' مہدِ فرنگ: یورپ کے پنگھوڑے میں' لبِ ساحل: ساحل کے کنارے' نہنگ: مگرمچھ' چنگ: رباب (ساز)۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اس چمن (دنیا) کے لالہ کا پھول (مسلمان) ابھی زنگ آلودہ ہے۔ (ابھی مسلمان دنیا کی آلائشوں میں پھنسا ہوا ہے)۔ اس لئے اپنے ہاتھ سے ابھی ڈھال مت رکھ کہ جنگ ابھی جاری ہے۔ (اہل ایمان کی جنگ کبھی ختم نہیں ہوتی)۔

(۲) (لادینیت) ایک ایسا فتنہ ہے جس کی آغوش میں دو سو فتنے پرورش پاتے ہیں۔ یہ فتنہ ایک ایسی بچی کی مانند ہے جو ابھی یورپ کے پنگھوڑے میں ہے۔ جب یہ جوان ہوگی تو سینکڑوں فتنے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ (یہاں روس میں اُبھرنے والے تحریک اشتراکیت کی طرف اشارہ ہے)۔

(۳) اے مسلم! تو ساحل کے کنارے آرام سے بیٹھا ہوا ہے۔ یہ آرام کا موقع نہیں...... کیونکہ بھنور اور مگرمچھوں سے مقابلے کا مرحلہ ابھی باقی ہے۔

(۴) تیشہ (اپنی صلاحیتوں) کو کام میں نہ لانا عقل مندی نہیں۔ (اس تیشے سے) پتھروں کے دل میں سے تو لعل نکال سکتا ہے۔ بے عملی اچھی چیز نہیں۔

(۵) ٹھہر! تاکہ میں ایک اور مقام سے پردہ اُٹھاؤں۔ میں اُن فریادوں کی تشریح کیسے بیان کروں۔ جو ابھی تک رباب (کے تاروں میں پوشیدہ ہیں)۔ (مستقبل کے حالات)۔

(۶) جب دنیا کے تخلیق کار نے میرے جنون کو دیکھا' تو اُس نے کہا۔ یہ ویرانہ (دنیا) تیرے اس جنون کے لئے ابھی بہت تنگ ہے۔ (تیری معرفت کی باتیں سننے کے لئے ابھی کوئی تیار نہیں)۔

...... (۱۰) ......

تکیہ بر حجت و اعجاز بیاں نیز کنند ... کار حق گاہ بشمشیر و سناں نیز کنند
گاہ باشد کہ تہ خرقہ زرہ می پوشند ... عاشقاں بندہ حال اند و چناں نیز کنند
چوں جہاں کہنہ شود پاک بسوزند اورا ... وزہماں آب و گل ایجاد جہاں نیز کنند
ہمہ سرمایہ خود را بنگاہے بدہند ... ایں چہ قومے است کہ سود ابزیاں نیز کنند
آنچہ از موج ہوا بارکاہے کردند ... عجبے نیست کہ باکوہ گراں نیز کنند
عشق مانند متاعے است ببازار حیات ... گاہ ارزاں بفروشند و گراں نیز کنند
تاتو بیدار شوی نالہ کشیدم ورنہ ! ... عشق کارے است کہ بے آہ و فغاں نیز کنند

معانی ......: حجت: دلیل' اعجاز: معجزہ' گاہ: کبھی' تہ خرقہ: گدڑی کے نیچے' کوہِ گراں: بھاری پہاڑ۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) (حق پھیلانے اور اس کی مدافعت کے لئے) کبھی کبھی دلیل اور اعجاز بیان پر بھی بھروسہ کرنا پڑتا ہے۔ اور کبھی حق کا کام تلوار اور نیزے کی طاقت سے بھی لیا جاتا ہے۔

(۲) بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ خرقہ پوشوں کو تلوار اُٹھانا پڑتی ہے۔ اور حق کی راہ میں جان لٹانا پڑتی ہے۔ اللہ کے عاشقوں کا حال بھی یہی ہے۔ ضرورت پڑنے پر وہ بھی خانقاہوں سے نکل کر خدا کے دین کے لئے جان قربان کر دیتے ہیں۔

(۳) جب جہان پرانا ہو جاتا ہے (خرابیوں سے بھر جاتا ہے) تو عاشقانِ الٰہی اسے پوری طرح جلا دیتے ہیں اور پھر وہ اسی پانی اور مٹی سے ایک نیا جہان (جو برائیوں سے پاک ہوتا ہے) تعمیر کر لیتے ہیں۔

(۴) (یہ عاشقانِ الٰہی) اپنا سارا سرمایہ ایک نگاہ کے بدلے میں دے دیتے ہیں۔ یہ کیسی قوم ہے کہ گھاٹے کا سودا بھی کر لیتی ہے

(مردِ مومن اللہ کی راہ میں (اُس کی خوشنودی کے لئے) اس کی نظر کے ایک اشارے پر اپنا تن من دھن نثار کر دیتے ہیں۔

(۵) وہ جو انہوں نے (اللہ کے بندوں نے) ہوا کی موج سے ایک تنکے (بے بس انسان) کے ساتھ حُسنِ سلوک کیا۔ اس میں تعجب کی بات نہیں اگر وہ بھاری پہاڑوں (سرکش اور طاقتور لوگوں) کے ساتھ بھی ایسا ہی رویہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ معاشرے کے دونوں طبقات (کمزور اور طاقتور) اُن کی نگاہِ مہربان سے فیض یاب ہوتے ہیں۔

(۶) زندگی کے بازار میں عشق ایک دولت کی طرح ہے۔ اسے (اہلِ دل) کبھی سستی فروخت کرتے ہیں اور کبھی اس کے دام بڑھ جاتے ہیں۔ (کبھی یہ دولت بغیر کوشش کے حاصل ہو جاتی ہے اور کبھی سر کٹانے سے بھی نہیں ملتی۔)

(۷) اے مسلمان! تجھے بیدار کرنے کے لئے میں نے آہ و زاری کی ہے۔ ورنہ عشق تو بغیر آہ و زاری کے بھی کیا جا سکتا ہے۔ (شاعر کے اشعار اپنے ذوقِ طبع کے لئے نہیں۔ بلکہ وہ تو ان کے ذریعے سوئی ہوئی مسلمان قوم کو جگانا چاہتا ہے)۔ اسی لئے اُس نے (شاعر نے) شاعری اپنائی ہے۔

...... (۱۱) ......

چو موج مست خودی باش و سر بطوفاں کش ۔۔۔ ترا کہ گفت کہ بنشیں و پا بداماں کش ؟
بقصد صید پلنگ از چمن سرا برخیز ۔۔۔ بکوہ رخت کشا خیمہ در بیاباں کش
بہ مہر و ماہ کمند گلوفشار انداز ۔۔۔ ستارہ راز فلک گیر و در گریباں کش
گرفتم ایں کہ شراب خودی بسے تلخ است ۔۔۔ بدردِ خویش نگر زہر ما بد رماں کش

معانی ......: سر طوفان کش: طوفان سے ٹکرا' پابداماں کش: پاؤں سمیٹ لے' صیدِ پلنگ: شیر کا شکار' رخت: لباس' گلوفشار: گلا دبانے والی۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) (دریا کی) موج کی طرح خودی میں مست ہو کر طوفان سے ٹکرانے کی ہمت پیدا کر۔ تجھے کس نے یہ مشورہ دیا ہے کہ خاموشی سے بیٹھ جا اور دامن میں پاؤں سمیٹ لے (بے عمل زندگی بسر کرنا شروع کر دے)۔

(۲) اگر شیر کا ارادہ ہے کہ چمن جیسی آرام دہ جگہ چھوڑ کر پہاڑوں میں جا کر اپنا ساز و سامان کھول یعنی پہاڑوں میں قیام کر اور جنگل میں خیمہ نصب کر (آرام کرنے کی بجائے ہمت سے کام لے اور زندگی میں درپیش مسائل کا حل تلاش کر۔)

(۳) سورج اور چاند پر اُن کا گلا دبانے والی کمند پھینک۔ (ایسی تدبیر کر کہ وہ تیرے تابع ہو جائیں)۔ ستارے کو آسمان کی بلندیوں سے لے کر اپنے گریبان میں ڈال دے۔

(۴) میں یہ بات مانتا ہوں کہ خودی کی شراب بڑی تلخ ہوتی ہے۔ لیکن تو اپنے درد کو دیکھ۔ میرا زہر اپنے علاج کے لئے استعمال کر۔ تیرے ہر درد کا علاج خودی کی شراب پینے میں ہے۔ (جو تو زہر سمجھتا ہے)۔

...... (۱۲) ......

خضر وقت از خلوت دشت حجاز آید بروں ۔۔۔ کارواں زیں وادی دور و دراز آید بروں

من بسیماے غلاماں فرِ سلطاں دیدہ ام
شعلۂ محمود از خاکِ ایاز آید بروں !

عمر ہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات
تاز بزمِ عشق یک داناے راز آید بروں !

طرحِ نوی افگند اندر ضمیرِ کائنات
نالہ ہا کز سینۂ اہلِ نیاز آید بروں !

چنگ را گیرید از دستم کہ کار از دست رفت
نغمہ ام خوں گشت و از رگہاے ساز آید بروں !

معانی ...... : خلوتِ دشتِ حجاز: حجاز کے جنگل کی تنہائی' سیماۓ غلاماں: غلاموں کی پیشانی' فرِ سلطان: بادشاہوں کی شان' شعلۂ محمود: سلطان محمود کی عظمت' رگہاۓ ساز: ساز کے تار۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) سرزمینِ حجاز کے صحرا سے زمانے کا خضر ظہور کر رہا ہے اس دور دراز وادی سے کوئی قافلہ سفر پر روانہ ہو رہا ہے۔ (احیائے اسلام کی کوئی تحریک پیدا ہونے والی ہے۔

(۲) میں نے غلاموں کی پیشانیوں میں بادشاہوں جیسی شان و شوکت دیکھی ہے۔ ایاز (سلطان محمود کے غلام) کی خاک سے سلطان محمود کی شاہانہ کروفر کا شعلہ بلند ہو رہا ہے۔ (دنیا میں آزادی کی تحریکیں زور پکڑ رہی ہیں اور غلاموں کی آزادی کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں)۔

(۳) زندگی طویل عرصے تک کعبہ اور بت خانہ میں گریہ زاری کرتی رہی ہے۔ تب کہیں جا کر بزمِ عشق سے ایک داناۓ راز پیدا ہوتا ہے۔ (قوموں میں شعورِ آزادی بیدار کرنے والے لوگ بہت کم ہوتے ہیں)۔

(۴) (یہ داناۓ راز لوگ) کائنات کے ضمیر میں ایک نئی بنیاد ڈالتے ہیں۔ اہلِ نیاز (اللہ کے برگزیدہ بندوں) کے سینوں سے نکلنے والے نالہ و شیون سے نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔

(۵) رباب میرے ہاتھ سے پکڑ لو۔ کہ میرا کام میرے ہاتھ سے جا رہا ہے۔ میرا نغمہ خون بن کر ساز کی رگوں سے باہر نکل رہا ہے۔ میں نے اپنی شاعری کے ذریعے پیغامِ عشق پہنچانے کی ہر ممکن سعی کی ہے۔ حتیٰ کہ اپنا خونِ جگر بھی اشعار میں شامل کر دیا ہے۔ اِس سے زیادہ اب میں اور کیا کر سکتا تھا۔

...... (۱۳) ......

زسلطاں کنم آرزوے نگاہے !
مسلمانم از گل نہ سازم الٰہے

دل بے نیازے کہ در سینہ دارم
گدا را دھد شیوۂ پادشاہے

زگردوں فتد آنچہ بر لالۂ من
فرو ریزم او را بہ برگِ گیاہے

چو پرویں فرو ناید اندیشۂ من
بد ریوزہ پرتوِ مہر و ماہے

اگر آفتابے سوے من خرامد
بشوخی بگردانم او را ز راہے

بآں آب و تابے کہ فطرت بہ بخشد
درخشم چو برقے بابرِ سیاہے

رہ و رسمِ فرمانروایاں شناسم
خراں بر سرِ بام و یوسف بچاہے !

معانی ...... : سلطان: بادشاہ' شیوۂ پادشاہی: بادشاہوں کے طریقے' برگِ گیاہ: گھاس کی پتی' پروین: ستاروں کا

جھرمٹ' دریوزۂ پرتو: روشنی کی بھیک۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میں تو (صرف حقیقی مالک) سلطان سے (اللہ تعالیٰ) سے نگاہِ کرم کی اُمید رکھتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں (ایک سچا) مسلمان ہوں اور مسلمان کبھی مٹی کے معبود نہیں بناتا (مٹی کے معبودوں کی پوجا نہیں کرتا)۔

(۲) وہ (دنیا سے) بے نیاز دِل جو میں اپنے سینے میں رکھتا ہوں۔ گدا (فقیر) کو بادشاہی کے طریقے سکھا دیتا ہے۔

(۳) آسمان سے جو کچھ بھی میرے لالہ یعنی دل میں نازل ہوتا ہے۔ (جو افکار و خیالات نازل ہوتے ہیں) اُنہیں گھاس کی پتیوں پر گرا دیتا ہوں۔ (اشعار کی شکل میں عام لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں)۔

(۴) میری (پروازِ فکر) پروین (ستاروں کا جھرمٹ) سے نیچے نہیں آتی۔ میں چاند اور سورج کی روشنی کی بھیک طلب نہیں کرتا۔ (میں دنیا کے جاہ و جلال سے بے نیاز ہوں)۔

(۵) اگر سورج اپنی روشنی کی بھیک دینے کے لئے میری طرف آتا ہے تو میں شوخی سے (بے نیازی سے) راستہ ہی میں روک کر اُسے واپس کر دیتا ہوں۔

(۶) میں فطرت کی عطا کی ہوئی آب و تاب سے سیاہ بادلوں پر بجلی کی طرح چمکتا ہوں۔ (میرے افکار و خیالات بجلی کی طرح لوگوں کے اذہان منور کر دیتے ہیں)۔

(۷) میں حکمرانوں کی راہ و رسم (طور طریقے) اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ (اُن کی غلط بخششوں اور فکر کج انداز) کے باعث گدھے (بے حیثیت لوگ) (اعلیٰ مقام) پر ہیں اور (یوسف) (اعلیٰ فکر) لوگ ذلیل ہو رہے ہیں۔

...... (۱۹) ......

بانشہ درویشی در سازم و دمادم زن
چوں پختہ شوی خود را بر سلطنت جم زن

گفتند جہان ما آیا بتو می سازد ؟
گفتم کہ نمی سازد ! گفتند کہ برہم زن !

در میکدہ ہا دیدم شائستہ حریفے نیست
با رستم دستاں زن با مغبچہ ہا کم زن

اے لالہ صحرائی تنہا نتوانی سوخت
ایں داغ جگرتا بے بر سینہ آدم زن

تو سوز درون او، تو گرمی خون او
باور نکنی ؟ چاکے در پیکر عالم زن

عقل است چراغ تو ؟ در راہگذارے نہ
عشق است ایاغ تو ؟ با بندہ محرم زن

لخت دل پرخونے از دیدہ فرو ریزم
لعلے ز بد خشانم بردار و بخاتم زن !

معانی ...... : دَمادَم: مسلسل' سلطنت جم: جمشید کی حکومت' شائستہ حریف: اچھا دوست' ساتھی' مغبچہ: کم تر' ذلیل' پیکرِ عالم: دنیا کا جسم۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (بڑی قوتوں سے ٹکرانے کے لئے) تو درویشی کا نشہ (شراب) برداشت کرنے کی ہمت پیدا کر اور پھر اس نشہ کو مسلسل پینا شروع کر دے۔ جب یہ نشہ تجھ میں جرأت و ہمت پیدا کر دے تو پھر ایران کے بادشاہ جمشید کی سلطنت سے ٹکر لے (یہ فقیری نشہ کر کے تو وقت کے جابر حکمرانوں سے ٹکرانے کی ہمت حاصل کرے گا)۔

(۲) (قضاوقدر) کے کارکنوں نے مجھ سے کہا کہ کیا ہمارا جہاں تمہاری مرضی کے مطابق ہے میں نے کہا کہ نہیں ایسا تو نہیں۔ وہ کہنے لگے کہ پھر (ان) کو اُلٹ دے۔

(۳) میں نے میکدے میں دیکھا کہ کوئی شائستہ میکش ساتھی نہیں۔ تو دستاں کے بیٹے رستم کی صحبت اختیار کر اور اُس کی صحبت میں بیٹھ کر پی۔ اور ذلیل لوگوں کی صحبت اختیار نہ کر۔

(۴) اے صحرا کی تنہائی میں کھلنے والے لالے کے پھول ہجر اور تنہائی کے عذاب میں جلا نہیں جاسکتا۔ جگر کو حرارت دینے والے اِس داغ کو آدم کے سینے میں ودیعت کر۔ یہ سوزِ عشق دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کر)۔

(۵) (اے آدمِ خاکی) تو اس کا اندرونی سوز اور خون کی گرمی ہے۔ (خالقِ کائنات نے تجھے ہی خون کی گرمی اور سینے کا سوز عطا کیا ہے)۔ کیا تجھے یقین نہیں؟ اگر نہیں تو پھر جہاں کے پیکر میں دراڑ ڈال۔ (تجھے معلوم ہو جائے گا کہ ہر شئے خون کی گرمی اور سوزِ عشق سے محروم ہے)۔

(۶) کیا عقل تیرا چراغ ہے؟ اسے کسی راستہ میں رکھ دے۔ (تا کہ لوگ اس کی روشنی میں راستہ تلاش کر سکیں) کیا عشق تیرا پیالہ ہے؟ اگر ہے تو اسے کسی محرمِ راز کے ساتھ مل کر پی۔ (عقل عام لوگوں کے لئے ہے اور عشق مخصوص لوگوں کے لئے)۔

(۷) میں (حالات کے باعث) خون بھرے دل کا ٹکڑا اپنی نظر سے نیچے گرا رہا ہوں۔ یہ بدخشاں (شہر کا نام) کا لعل ہے۔ جس طرح بدخشاں کے ہیرے مشہور اور قیمتی ہیں۔ اسی طرح میرے اشعار کی قدر و قیمت بھی اُن سے کم نہیں)۔

...... (۱۵) ......

هوس هنوز تماشا گر جهانداری است
دگر چه فتنه پس پرده هاے زنگاری است

زماں زماں شکند آنچه می تراشد عقل
بیا که عشق مسلمان و عقل زناری است !

امیر قافله سخت کوش و پیهم کوش
که در قبیله ما حیدری زکراری است

تو چشم بستی و گفتی که ایں جهاں خواب است
کشائے چشم که ایں خواب خواب بیداری است

بخلوت انجمنے آفریں که فطرت عشق
یکی شناس و تماشا پسند بسیاری است

تپید یک دم و گردند زیب فتراکش
خوشا نصیب غزالے که زخم اوکاری است

بباغ و راغ گهر هائے نغمه می پاشم
گراں متاع و چه ارزاں زکند بازاری است

معانی ......: تماشا گر: نظارہ کرنے والی' زماں زماں: لحہ بہ لحہ' پیہم کوش: مسلسل کوشش کر' فتراک: چمڑے کا تھیلا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) ہوس ابھی تک اسی فکر میں ہے کہ کس طرح دنیاوی مال و دولت اکٹھی کی جاسکتی ہے۔ ہرے رنگ کے پردوں (آسمان) کے پیچھے اور کونسا فتنہ پوشیدہ ہے؟ دنیا میں جتنے بھی فتنے و فساد پیدا ہوئے اُن کا سبب ہوس ہی ہے۔

(۲) عقل جو کچھ تراشتی ہے اُسے لحہ بہ لحہ توڑتی بھی رہتی ہے۔ (کیونکہ وہ درست نتیجہ اخذ نہیں کر سکتی۔ اب عقل کی باتیں چھوڑ کر عشق اختیار کر لے کیونکہ عشق مسلمان ہے۔ صحیح راستے پر ہے اور عقل برہمن کا زنار ہے۔ (کفر کی راہ چلتی ہے) عشق معرفتِ حق کی طرف لے جاتا ہے۔

(۳) قافلے کے سالار کی حیثیت سے قافلے والوں کی رہنمائی تیرا فریضہ ہے۔ اس لئے سخت محنت کر اور لگاتار کر۔ کیونکہ ہمارے قبیلے میں حیدری جوش و جذبہ موجود ہے۔

(۴) تو نے یہ سوچ کر آنکھ بند کر لی کہ یہ دنیا تو اِک خواب کی مانند ہے۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ کہ یہ خواب بیداری کا خواب ہے۔ (ترکِ دنیا کی بجائے دنیا میں رہ اپنی کوشش میں مصروف رہنا چاہئے۔

(۵) خلوت (تنہائی) میں رہنے کے باوجود اپنے اندر ایسی خوبیاں پیدا کر کہ تو تنہا ہو کر بھی ایک انجمن کہلائے کیونکہ عشق کی فطرت ایک (وحدتِ الٰہی) کو پہچاننے والی اور زیادہ کا نظارہ کرنے والی ہے۔ (کثرت کے پردے میں وحدت میں گم رہتی ہے)۔

(۶) وہ (شکار) ایک لمحے کے لئے تڑپا اور شکاری نے اُسے فتراک میں باندھ دیا۔ وہ ہرن بڑا خوش قسمت ہے جسے شکاری نے کاری زخم لگایا ہے۔ (محبوب کے تیرِ نگاہ کا زخمی عمر بھر محبت کے زخم کی لذت اُٹھاتا رہتا ہے۔)

(۷) میں (شاعر) باغوں اور سبزہ زاروں میں اپنی شاعری کے موتی بکھیر رہا ہوں' شاید کوئی انہیں اٹھا کر اپنے کام میں لے آئے۔ لیکن کسی کو ان کی قدر و قیمت کا اندازہ ہی نہیں متاع اگرچہ گراں قدر ہے۔ لیکن افسوس کے بازار مندا ہونے کے سبب کتنی بے قدر ہے۔

...... (۱۶) ......

فرشتہ گرچہ بروں از طلسم افلاک است
نگاہ او بتماشاے ایں کف خاک است

گماں مبر کہ بیک شکوہ عشق می بازند
قبا بدوش گل و لالہ بے جنوں چاک است

حدیث شوق ادامی تواں بخلوت دوست
بنالہ کہ ز آلائش نفس پاک است

تواں گرفت زچشم ستارہ مردم را
خرد بدست تو شاہین تند و چالاک است

کشاے چہرہ کہ آنکس کہ لن ترانی گفت
ہنوز منتظر جلوہ کف خاک است

دریں چمن کہ سرو داست وایں نواز کجاست؟
کہ غنچہ سر بگریبان و گل عرقناک است!

معانی ...... طلسم افلاک: آسمان کا جادو (قوانین فطرت)' حدیثِ شوق: عشق کی بات' آلائش: خرابی' سربگریباں: سوچ میں۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) فرشتہ اگرچہ (انسانوں کی طرح) آسمانوں کے جادو (قوانینِ فطرت) سے آزاد ہے۔ اس کے باوجود اس کی نظر مٹھی بھر خاک کے پتلے (انسان) پر ہے۔ یعنی وہ انسان کی رفعت کی طرف دیکھتا ہے جو اُسے عشق کے سوز و گداز کی بدولت حاصل ہے۔

(۲) اِس خیال میں نہ رہ کہ بازیِ عشق ایک ہی طرز پر کھیلتے ہیں (عشق کی بازی محبوب کے ایک اشارہ پر ہار جاتے ہیں) کیا تو نہیں دیکھتا کہ گلاب اور گلِ لالہ کی قبائیں جنوں کے بغیر ہی چاک ہیں۔ (وہ جنون عشق کے بغیر ہی بازی ہار گئے ہیں)۔

(۳) دوست سے گوشہ تنہائی میں قصہ شوق بیان کیا جا سکتا ہے (اس میں الفاظ کی ضرورت نہیں پڑتی) بلکہ اُس آہ و فغاں کے ذریعے جو نفس کی آلائش سے پاک ہو۔

(۴) ستارے سے (عقل) کے ذریعے اُس کی پتلی کو چھینا جاسکتا ہے۔ کیونکہ انسانی عقل ایک تیز اور ہوشیار شاہین کی مانند ہے۔ (جس طرح شاہین فضا میں اُڑتے ہوئے پرندوں کی آنکھیں نکال سکتا ہے اس طرح انسان بھی اپنی عقل سے فطرت کے عناصر کو مسخر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے)۔

(۵) اے انسان اپنا چہرہ بے نقاب کر دے کہ جس ہستی (خدا) نے تیرے اس مطالبہ پر کہ (رَبِّ اَرِنی) اے رب مجھے اپنا دیدار کرا۔ (لَن ترانی) تو مجھے نہیں دیکھ سکتا کہا تھا۔ وہ خود اِس خاک کی تخلیق (انسان) کے دیدار کی آرزو رکھتا ہے۔

(۶) اس چمن میں ایسا کون گا رہا ہے اور یہ نوا (فریاد) کہاں سے آ رہی ہے۔ جسے سن کر غنچہ حالتِ تفکر اور پھول پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ (کائنات میں جو اشیاء بھی موجود ہیں اُن میں وہی محبوب جلوہ گر ہے۔ جس کا ہر کوئی تماشائی ہے۔

...... (۱۷) ......

عرب کہ باز دہد محفل شبانہ کجاست ؟ | عجم کہ زندہ کند رودِ عاشقانہ کجاست

بزیرِ خرقۂ پیراں سبوچہ ہا خالی است | فغاں کہ کس تشنا سدے جوانہ کجاست

دریں چمن کدہ ہر کس نشیمنے سازد | کسے کہ سازد و واسوزد آشیانہ کجاست ؟

ہزار قافلہ بیگانہ وار دید و گزشت | ولے کہ دید باند از محرمانہ کجاست ؟

چو موج خیزو بہ یم جاودانہ می آویز | کرانہ می طلبی بے خبر کرانہ کجاست ؟

بیا کہ در رگِ تاک تو خون تازہ دوید | دگر مگوے کہ آں بادہ مغانہ کجاست

بیک نورد فرو پیچ روزگاراں را | زدیر و زود گزشتی دگر زمانہ کجاست !

معانی ...... رودِ عاشقانہ: عشقیہ نغمہ‘ خرقۂ پیراں: پیروں کے لبادے‘ سبوچہ: چھوٹی صراحی‘ بیگانہ دار: اجنبی کی طرح‘ بادۂ مغانہ: مے فروش کی شراب۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) وہ عرب جو رات کے وقت محفلیں سجاتے تھے۔ اب کہاں ہیں؟ وہ عجم جو عاشقانہ نغمے زندہ کرے۔ وہ کہاں ہیں؟ نہ تو اب عربوں میں ایمان کی حرارت باقی ہے اور نہ ہی عجمیوں میں ذوق نغمہ گری زندہ ہے)۔

(۲) پیرانِ وقت کے لبادوں کے نیچے ان کی صراحیاں (شرابِ معرفت) سے خالی ہیں۔ دہائی ہے کہ یہاں کوئی نہیں جانتا ہے کہ جو کی شراب (شرابِ معرفت) کس کے پاس ہے۔

(۳) اس دنیا کے چمن میں ہر کوئی بڑے شوق سے اپنا آشیانہ تعمیر کرتا ہے‘ لیکن ایسا شخص کہاں ملے گا جو آشیانہ بنا کر اُسے جلا ڈالے۔ (اللہ کی راہ میں اپنی متاع عزیز قربان کرنے والے بہت کم ہیں۔)

(۴) دنیا میں ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک ہزاروں قافلے آئے انہوں نے اس دنیا کو اجنبیوں کی طرح دیکھا۔ اور روانہ ہو گئے۔ لیکن ایسا قافلہ کہاں ہے جس نے اس دنیا پر محرمانہ نظر ڈالی ہو۔ (دنیا میں لوگ بامقصد زندگی گزار کر چلے جاتے ہیں)۔

(۵) ایک لہر کی طرح اٹھ کر پھر سمندر کی آغوش میں گم ہو جا۔ اے بے خبر! تو کنارے کا خواہش مند ہے لیکن کنارہ ہے کہاں! (سمندر کا کوئی کنارہ نہیں ہوتا۔ حیاتِ جاوداں حاصل کرنے کے لئے موج کی طرح سمندر (خدا کی معرفت) کا ایک حصہ بن جا)۔

(۶) (اے دوست) میری بزمِ معرفت میں آ کہ تیری انگور کی بیل میں نیا خون (افکارِ تازہ) دوڑنے لگے۔ بعد میں یہ نہ کہنا کہ وہ مے فروش (معرفت کی شراب پلانے والا) کہاں گیا؟ (خود شناسی اور معرفتِ حسن کی شراب میری محفل کے سوا کہیں اور نہ ملے گی)۔

(۷) صرف ایک چھلانگ میں زمانے کی (مسافت) طے کر لے۔ اس طرح جب تو دیر یا جلدی یعنی زمانہ ظاہری کی تقسیم سے گزر جائے گا تو یہ زمانہ تیرے قبضہ وقدرت میں ہوگا۔

...... (۱۸) ......

مانند صبا خیز و وزیدن دگر آموز — دامان گل و لالہ کشیدن دگر آموز

اندر دلک غنچہ خزیدن دگر آموز!

موئینہ بہ برکردی و بے ذوق تپیدی — آں گونہ تپیدی کہ بجائے نہ رسید

در انجمن شوق تپیدن دگر آموز!

کافر! دل آوارہ دگر بارہ بادبند — برخویش کشا دیدہ واز غیر فروبند

دیدن دگر آموز وندیدن دگر آموز!

دم چیست؟ پیام است، شنیدی، نشنیدی! — در خاک تو یک جلوہ عام است ندیدی!

دیدن دگر آموز، شنیدن دگر آموز!

ما چشم عقاب و دل شہباز نداریم — چوں مرغ سرا لذت پرواز نداریم

اے مرغ سرا خیز و پریدن دگر آموز!

تخت جم و دار اسر راہے نفروشند — ایں کوہ گران است بکاہے نفروشند

باخون دل خویش خریدن دگر آموز!

نالیدی و تقدیر ہمان است کہ بود است — آں حلقہ زنجیر ہمان است کہ بود است

نومید مشو! نالہ کشیدن دگر آموز!

واسوختہ؟ یک شرر از داغ جگر گیر! — یک چند بخود پیچ و نیستاں ہمہ درگیر!

چوں شعلہ بخاشاک دویدن دگر آموز!

معانی ...... : مانندِ صبا: صبح کی تازہ ہوا کی طرح' انجمنِ شوق: اہلِ عشق کی محفل' کوہِ گراں: بھاری پہاڑ' خاشاک: گھاس پھونس۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) (اے مسلمان) تو صبح کی تازہ نرم ولطیف ہوا کی طرح اُٹھ اور چلنا سیکھ لے۔ گلاب اور لالہ کے پھولوں کو پھر کھلانا شروع کر دے۔ (اپنے آپ کو بیدار کر اور دوسروں کو بھی بیداری کا پیغام دے)۔
غنچہ کے ننھے سے دل میں پھر سے (زندگی کی) خلش پیدا کرنا سیکھ لے۔

(۲) تو نے موٹا لباس زیب تن کیا تاکہ تو صوفی کہلائے اور بے ذوق ہی تڑپتا رہا اور اس طرح تڑپتا رہا کہ کوئی مقام بھی حاصل نہ

کر سکا۔ (کیونکہ تیری تڑپ میں بناوٹ تھی)۔
اہلِ عشق کی محفل میں نئے انداز سے تڑپنا سیکھ۔

(۳) خدا کی معرفت سے ناآشنا اے انسان! تو اپنے دل کو دوبارہ اس (محبوبِ حقیقی) سے لگا لے۔ اپنے آپ کا جائزہ لے کر اس کی معرفت حاصل کر اور غیروں کی طرف سے آنکھیں بند کر لے۔
نئے انداز سے دیکھنے اور نہ دیکھنے کے طریقے سیکھ۔

(۴) سانس کیا ہے؟ (محبوب کا) پیام ہے۔ چاہے تو اسے سنا یا نہ سنا؟ اصل میں تیرے جسم میں (جلوۂ محبوب) تو عام ہے۔ (اب یہ تیری نظروں کا کمال ہے) تو نے دیکھا یا نہ دیکھا۔ (محبوب کے جلوے تو ہر سانس کے ساتھ تیرے جسم خاکی میں موجود ہیں۔ اُنہیں دیکھنے کے لئے چشمِ بینا کی ضرورت ہے)۔
(اس لئے) پھر سے دیکھنا اور پھر سے سننا سیکھ۔

(۵) ہم (بے ہمت لوگ) عقاب کی آنکھ اور شہباز کا دل (دلیری) نہیں رکھتے۔ گھر کے (قیدی) پرندے کی طرح ہم لذّتِ پرواز سے بھی محروم ہیں۔ (بے عمل ہو گئے ہیں)۔
اے گھر کے پرندے اٹھ کر اُڑنے کے طریقے سیکھ۔

(٦) دارا اور جمشید کے تخت راہ چلتے (یونہی) فروخت نہیں ہوتے۔ (تختِ حکومت تگ و دو کے بغیر حاصل نہیں ہوتے) یہ بھاری پہاڑ ہیں جو تنکوں کے عوض نہیں بکتے۔ (ان کے حصول میں جان کی بازی لگانا پڑتی ہے)۔
اپنے خونِ دل سے پھر سے خریدنے کا فن سیکھ۔

(۷) رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس سے تقدیر نہیں بدلتی۔ تیری زنجیر کا حلقہ (جس نے تجھے تقدیر کے قفس میں قید کر رکھا ہے۔) وہی ہے جو کہ پہلے سے موجود ہے۔
اس لئے ناامید ہونے کی ضرورت نہیں۔ نئے انداز سے نالہ و شیون کے انداز سیکھ لے۔

(۸) کیا تو جل کر راکھ ہو گیا ہے؟ (بے عمل ہو گیا ہے) اگر ایسا ہے تو اپنے اِس جلے ہوئے جگر سے ایک چنگاری لے۔ اِس چنگاری کو اپنے گرد لپیٹ کر پھیلا دے اور سرکنڈے کے سارے جنگل میں آگ لگا دے۔
شعلہ کی طرح خشک گھاس پھونس میں دوڑنا پھر سے سیکھ۔
(اب بھی تجھ میں عمل کی چنگاری موجود ہے۔ اُسے بروئے کار لا کر منزلِ مقصود حاصل کر لے)۔

...... (۱۹) ......

اے غنچۂ خوابیدہ چو نرگس نگراں خیز
کاشانہ مارفت بتاراج غماں خیز
از نالۂ مرغ چمن، از بانگ اذاں خیز
از گرمی ہنگامہ آتش نفساں خیز
از خواب گراں، خواب گراں خواب گراں خیز!

از خواب گراں خیز!

نظم ...... (یہ غزل نہیں ہے) ...... پہلا بند

معانی ...... غنچۂ خوابیدہ: سویا ہوا غنچہ' کاشانۂ ما: ہمارا گھر' تاراج: تباہ و برباد' نالۂ مرغِ چمن: باغ کے پرندے کی فریاد۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے سوئے ہوئے نوخیز پھول' نرگس کی طرح آنکھیں کھولتے ہوئے اُٹھ (جاگ)۔ کیونکہ ہمارا گھر غموں (بے عملی) نے تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔

(۲) (اپنی آنکھیں کھول) چاہے چمن کے پرندے کی فریاد سے یا اذان کی آواز سے جاگ۔ اور چاہے آگ جیسی گرم سانسیں رکھنے والوں کی گرمی کے شور سے جاگ۔ کچھ نہ کچھ عمل کرنے کے لئے اپنی آنکھیں کھول۔

ے غفلت کی گہری نیند سے جاگ' گہری نیند' گہری نیند سے جاگ
گہری نیند سے جاگ

خورشید کہ پیرا یہ بسیمائے سحر بست
آویزہ بگوش سحر از خون جگر بست
از دشت و جبل قافلہ ہا رخت سفر بست
اے چشم جہاں بیں بہ تماشائے جہاں خیز
از خواب گراں، خواب گراں خواب گراں خیز!
از خواب گراں خیز!

دوسرا بند

معانی ...... خورشید: سورج' آویزہ: کان کا بندہ' رختِ سفر: سفر کا سامان۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) سورج نے طلوع ہو کر اپنے ماتھے کو صبح کے زیور سے سجا لیا ہے۔ اور اُس نے صبح کے کانوں میں اپنے خونِ جگر کا بندہ لٹکا دیا ہے۔ (صبح ہو گئی ہے)۔

(۲) بیابان اور پہاڑوں سے کاروانوں نے سامان سفر باندھ لیا ہے۔ (سفر کے لئے تیار ہیں) دنیا کو دیکھنے والی اے آنکھ تو بھی دنیا کے تماشے کے لئے اُٹھ (سرگرمِ عمل ہو جا)۔

ے غفلت کی گہری نیند سے جاگ' گہری نیند' گہری نیند سے جاگ
گہری نیند سے جاگ

خاور ہمہ مانند غبار سر راہے است
یک نالہ خاموش و اثر باختہ آہے است
ہر ذرہ ایں خاک گرہ خوردہ نگاہے است

از ہند و سمر قند و عراق و ہمداں خیز
از خواب گراں، خواب گراں خواب گراں خیز!
از خواب گراں خیز!

تیسرا بند

معانی ...... : خاور: مشرق‘ مانندِ غبار: راستے کی گرد‘ اثر باختہ: بے اثر‘ گرہ خوردہ: گرہ کھایا ہوا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (اہل مشرق) سب کے سب راہ کے غبار (گرد) کی مانند ہیں۔ (پسماندہ ہیں) وہ ایک خاموش فریاد اور بے اثر آہ کی مانند ہیں۔

(۲) اس (اہلِ مشرق) کی مٹی کا ہر ذرّہ ایسی آنکھ کی طرح ہے جس پر گرہ باندھ دی گئی ہو۔ (وہ اہلِ مغرب کی مکاری سمجھنے سے قاصر ہے)۔ اہلِ مشرق ہندوستان‘ سمرقند‘ عراق اور ہمدان جہاں بھی ہیں اپنے حقوق اور اپنی روایات کی حفاظت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں)۔

؎ غفلت کی گہری نیند سے جاگ‘ گہری نیند‘ گہری نیند سے جاگ
گہری نیند سے جاگ

دریاے تو دریاست کہ آسودہ چو صحر است
دریاے تو دریاست کہ افزوں نشد و کاست
بیگانہ آشوب و نہنگ است چہ دریاست!
از سینہ چاکش صفت موج رواں خیز
از خواب گراں، خواب گراں خواب گراں خیز!
از خواب گراں خیز!

چوتھا بند

معانی ...... : بیگانہ آشوب: دکھوں سے بے خبر‘ نہنگ: مگرمچھ‘ موجِ رواں: جاری لہر۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے مشرق کے باسی! تیری زندگی کا دریا‘ وہ دریا ہے۔ جس میں صحراؤں کی خاموشی اور سکون پایا جاتا ہے۔ (تجھ میں عمل کی کوئی تحریک نہیں) تیرا دریا‘ وہ دریا ہے جس کے پانیوں میں اضافہ تو نہیں ہوا‘ کمی ضرور واقع ہوئی ہے۔

(۲) تیرا دریا‘ طوفان‘ تلاطم اور خطرناک مگرمچھوں سے بے خبر ہے۔ (تیری زندگی عمل کے طوفان سے خالی ہو چکی ہے)۔ اس کے باوجود اس دریا کے پھٹے ہوئے سینے میں بہتی ہوئی لہر کی مانند اُٹھ (متحرک ہو جا)۔

؎ گہری نیند‘ گہری نیند‘ گہری نیند سے جاگ‘ گہری نیند سے جاگ
(اے گہری نیند کے مزے لوٹنے والے‘ آنکھیں کھول! عمل کا وقت آ پہنچا)

ایں نکتہ کشائندہ اسرار نہان است
ملک است تن خاکی و دیں روح روان است
تن زندہ و جاں زندہ زربط تن و جان است
با خرقہ و سجادہ و شمشیر و سناں خیز
ازخواب گراں، خواب گراں خواب گراں خیز!
ازخواب گراں خیز!

پانچواں بند

معانی ......: نکتہ کشائندہ: کھولنے والی باریک بات' اسرارنہاں: پوشیدہ راز' خرقہ: گدڑی' سجادہ: خانقاہ میں رہنے والا۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) یہ باریک بات پوشیدہ رازوں کو کھولنے والی ہے کہ ملک اگر مٹی کا یہ جسم ہے تو دین اس کی روحِ رواں ہے۔ (دین اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اسے زندہ رکھتا ہے)۔

(۲) جسم اگر زندہ ہے اور روح بھی زندہ ہے۔ تو پھر جسم اور روح میں تعلق قائم رہتا ہے۔ جس طرح جسم کے بغیر روح اور روح کے بغیر جسم بے کار ہے۔ ملک اور دین کا معاملہ بھی یہی ہے۔ اس لئے دین کے نفاذ کے لئے خرقہ' سجادہ اور شمشیر وسناں کے ساتھ کوشش کرنا ہوگی۔ دینی اور روحانی ترقی کے لئے جہاں سادگی وفقر درکار ہیں وہاں کبھی کبھی تلوار (طاقت) کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

؎ اس لئے گہری نیند' گہری نیند سے جاگ' گہری نیند سے جاگ
گہری نیند سے جاگ

ناموس ازل را تو امینی تو امینی !
دار اے جہاں را تو یساری تو یمینی
اے بندہ خاکی تو زمانی تو زمینی
صہبائے یقیں درکش و از دیر گماں خیز
ازخواب گراں، خواب گراں خواب گراں خیز!
ازخواب گراں خیز!

چھٹا بند

معانی ......: ناموسِ ازل: اَزل کی عزت (قانونِ فطرت)' صہبائے یقیں: ایمان کی شراب' دیرِ گماں: وہم کا مندر۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) (اے مسلمان) تو قانونِ فطرت کا امانتدار ہے تیرے پاس اللہ کی امانت (اُس کا قانونِ اَزل قرآن کی صورت میں موجود ہے) تو اس قانونِ فطرت کا دایاں بازو ہے۔

(۲) تو اپنے اس امانت داری کے منصب کو بھول کر محض ایک خاکی جسم رہ گیا ہے۔ اور زمان ومکان کی قید میں پھنس گیا ہے۔ (اگر

تو اس قید سے رہائی حاصل کرنا چاہتا ہے) تو یقین کی شراب پی لے اور وہم کے مندر کو خیرباد کہہ دے۔ زندگی کی حقیقت تیرے ہاتھ آجائے گی۔

ے گہری نیند، گہری نیند، گہری نیند سے جاگ، گہری نیند سے جاگ

اب گہری نیند سونے کا وقت نہیں، عمل کا وقت ہے۔ اس لئے جاگ اور وقت کے ساتھ چلنا شروع کردے۔

فریاد زا فرنگ و دل آویزی افرنگ
فریاد ز شیرینی و پرویزی افرنگ
عالم ہمہ ویرانہ ز چنگیزی افرنگ
معمارِ حرم! باز بہ تعمیر جہاں خیز
از خواب گراں، خواب گراں خواب گراں خیز!
از خواب گراں خیز!

ساتواں بند

معانی ...... دل آویزیٔ افرنگ: یورپ کی دلکشی، شیرینی: فرہاد کی محبوبہ (شیریں)، پرویزیٔ افرنگ: یورپ کی مکارانہ چالیں، چنگیزیٔ افرنگ: یورپ کی وحشت و بربریت۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) یورپ سے اور اس کی دل لبھانے والی رنگین فضاؤں سے خدا بچائے۔ یورپ کے شیریں (فرہاد کی محبوبہ) کے حسنِ جہاں سوز اور پرویز کی طرح کی مکارانہ چالوں سے بھی خدا محفوظ رکھے۔ (اہلِ یورپ اپنی مکارانہ تہذیب و ثقافت اور دین فروش علوم و فنون کے ذریعے اہلِ اسلام کو اپنی ظاہری چمک میں پھنسا چکے ہیں)۔

(۲) سارا جہاں فرنگیوں کی (فکری اور سیاسی یورش) کی وجہ سے ویرانہ بن چکا ہے۔ (چنگیز خاں نے تو قتلِ عام کیا تھا اور شہر برباد کئے تھے) یورپ نے تو قلب و روح کی دنیا کو ویران کردیا ہے۔ ان کی تباہی و بربادی چنگیز خان کی بربریت سے کہیں بڑھ کر ہے (اے مسلمان) تو معمارِ حرم ہے اس لئے اب تیرے عمل کا وقت ہے۔ تو اِس جہاں خراب کی ازسرِ نو تعمیر کے لئے آگے بڑھ کیونکہ تیرے سوا جسم و روح کی تعمیر کوئی نہیں کرسکتا۔

ے اس لئے، گہری نیند، گہری نیند سے جاگ، گہری نیند سے جاگ۔
(کیونکہ اب عمل کا وقت ہے)۔

...... (۲۰) ......

جہان ما ہمہ خاک است و پے سپر گردد
ندانم ایں کہ نفسہاے رفتہ برگردد

شبے کہ گور غریباں نشیمن است اورا
مہ و ستارہ ندارد چساں سحر گردد ؟

دلے کہ تاب و تب لایزال می طلبد
کرا خبر کہ شود برق یا شرر گردد

نگاہ شوق و خیال بلند و ذوق وجود
مترس ازیں کہ ہمہ خاک رہگور گردد

چناں بزی کہ اگر مرگ ماست مرگ دوام   خدا ز کردہ خود شرمسار تر گردد !

معانی ...... : بے سپر: بغیر ڈھال کے' نفسہائے رفتہ: گزرے ہوئے سانس' گورِ غریباں: غریبوں کی قبر' مسافروں کی قبر' نشیمن: ٹھکانہ' لا یزال: نہ ختم ہونے والی' مرگِ دوام: ہمیشہ کی موت' زکردۂ خود: اپنے کیے سے (اپنے گناہوں سے)۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) ہماری دنیا جو کہ سب کی سب مٹی ہے۔ اور یہ مٹی ایک دن بے سپر (فنا) ہو جائے گی۔ مجھے معلوم نہیں کہ جو سانسیں جا چکی ہیں وہ واپس آئیں گی یا نہیں۔ (مرنے کے بعد کیا ہوگا' میں اس سے بے خبر ہوں)۔

(۲) وہ رات کہ مرنے کے بعد دوسرے جہان کے مسافروں کی قبر اس کا ٹھکانہ ہے۔ وہ رات نہ تو چاند رکھتی ہے اور نہ تارے۔ نہ جانے اس کی صبح کیسی ہوگی؟ (مرنے کے بعد حالات کیا ہونگے؟ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا)۔

(۳) وہ دِل جو اِس دنیا میں لافانی چاہت اور تڑپ کا طلبگار ہوتا ہے کسے معلوم کہ (قبر میں جانے) کے بعد وہ برق بن کر دوسروں میں زندگی کا تڑپ پیدا کرے گا یا چنگاری کی طرح بجھ جائے گا۔

(۴) (اِن تمام باتوں کے باوجود) اگر تو نگاہِ شوق رکھتا ہے۔ تیرے خیالات بلند ہیں اور تجھ میں ذوق و جود بھی ہے تو اِس بات سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ سب کچھ (زندگی) راستے کی گرد بن کر اُڑ جائے گی۔ (وہ مرنے کے بعد بھی فنا نہیں ہوگا)۔

(۵) تو اِس دنیا میں اِس طرح زندگی گزار کہ اگر ہماری موت ہے تو ہمارا تخلیق کار اپنے کیے پر زیادہ شرمندہ ہو۔ (لیعنی ایسے کام کر جن سے قادرِ مطلق تجھے اپنا خلیفہ بنانے پر فخر کر سکے۔ اور ہمیشہ کی موت دینے پر شرمسار ہو کہ میں نے اس اِنسان کو ہمیشہ کی نیند کیوں سُلا دیا؟)

...... (۲۱) ......

باز بر رفتہ و آئندہ نظر باید کرد   ہلہ برخیز ! کہ اندیشہ دگر باید کرد
عشق برناقہ ایام کشد محمل خویش   عاشقی ؟ راحلہ از شام و سحر باید کرد
پیر ما گفت جہاں بر روشے محکم نیست   از خوش و ناخوش او قطع نظر باید کرد
تو اگر ترک جہاں کردہ سرا وداری   پس نخستیں زسر خویش گزر باید کرد
گفتمش در دل من لات و منات است بسے   گفت ایں بتکدہ راز یروز بر باید کرد

معانی ...... : ہلہ: خبردار' ہوشیار' برخیز: اُٹھ جا' اندیشہ: فکر' ناقۂ ایام: وقت کی اونٹنی' راحلہ: سواری' لات و منات: بت۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (اے انسان) تجھے اَز سرِ نو اپنی گذشتہ زندگی اور آنے والی زندگی پر نظر دوڑانی چاہیے۔ وقت (تمہیں خبردار کر رہا ہے) اُٹھ۔ اور پھر سے سوچ کہ تجھے کیا کرنا ہے؟

(۲) عشق زمانے کی اونٹنی پر اپنا محمل قائم کرتا ہے۔ (اہلِ عشق ہی زمانے کے مالک ہوتے ہیں)۔ اس لئے تو اگر عاشق (صادق) ہے تو پھر شام و سحر تیرے زیرِ قبضہ ہونے چاہیں۔ (تجھے زمانے کا مالک ہونا چاہیے)۔

(۳) میرے پیر (مرشد) نے مجھے بتایا کہ یہ جہاں ایک طرز پر قائم نہیں ہے۔ (کبھی یہاں غم ہیں تو کبھی خوشیاں) ان تمام باتوں

سے قطع نظر زندگی بسر کرنی چاہئے۔ (ہر تبدیلی اللہ کی رضا کے مطابق ہوتی ہے۔)

(۴) اگر تو اس دنیا کو چھوڑ کر (محبوب سے وصال) کا ارادہ رکھتا ہے کہ پہلے تجھے اپنی زندگی (راہِ وفا) میں قربان کرنا ہوگی۔

(۵) میں نے اس (اپنے محبوب سے) کہا کہ مرے دل میں تولات ومنات نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ اُس (محبوب) نے کہا کہ اگر تجھے وصلِ محبوب عزیز ہے تو اپنے دل کے اِس بت کو برباد کردے۔ (اپنے دل سے افکارِ شیطانی نکال دے پھر تو (جلوۂ محبوب) خدا کی قربت سے فیض ہو جائے گا۔

...... (۲۲) ......

خیال من بہ تماشاے آسماں بود است ۔ بدوش ماہ و باغوش کہکشاں بود است

گماں مبر کہ ہمیں خاکداں نشیمن ما است ۔ کہ ہر ستارہ جہان است یا جہاں بود است !

بچشم مور فرومایہ آشکار آید ۔ ہزار نکتہ کہ از چشم ماںہاں بود است

زمیں بہ پشت خود الوند و بیتوں دارد ۔ غبار ماست کہ بردوش او گراں بود است

زداغ لالہ خونیں پیالہ می بینم ۔ کہ ایں گستہ نفس صاحب فغاں بود است !

معانی ...... : بدوشِ ماہ: چاند کے شانوں پر' ہمیں: یہی' خاکداں: مٹی کا گھر' مورِ فرومایہ: حقیری چیونٹی' الوند وبیتوں: پہاڑوں کے نام' گستہ نفس: خاموش زبان' صاحب فغاں: آہ وزاری کرنے والا۔

ترجمہ وتشریح ...... : (۱) میرا (مردِ مومن کا) خیال آسمانوں (میں ہونے والی تبدیلیوں کا) مشاہدہ کر رہا ہے۔ اور یہ چاند کے شانوں پر اور کہکشاں کی گود میں رہ رہا ہے۔ (زمین کا رہنے والا آسمان سے بھی پرے ہونے والے واقعات کا علم رکھتا ہے)۔

(۲) ایسا مت سوچ کہ یہ خاکداں (مٹی کا گھر یعنی دنیا) ہی ہمارے رہنے کی جگہ ہے (اصل بات تو یہ ہے) کہ ہر ستارہ ایک جہان ہے یا جہاں رہا ہے (یہ سب ہمارے گھر ہیں۔ اور ہم نہ جانے کن کن جہانوں کی سیر کے بعد اِس زمین پر پہنچے ہیں)۔

(۳) ایک حقیری سی چیونٹی کی نظر سے ہزاروں باریک باتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ وہ باتیں (راز) جو ابھی تک ہماری نگاہوں سے اوجھل رہی ہیں۔ (انسان ایک معمولی مخلوق ہونے کے باوجود کائنات کے سربستہ رازوں سے باخبر ہے)۔

(۴) یہ زمین اگرچہ اپنی پیٹھ پر الوند اور بیتوں جیسے بڑے پہاڑوں کا بوجھ اُٹھائے پھرتی ہے۔ لیکن ایک ہمارا (انسان کا) جسم خاکی ہے کہ اس کے کاندھوں سے برداشت نہیں ہوتا۔ (پہاڑوں جیسی بے جان اشیاء تو زمین پر قائم رہتی ہے۔ لیکن انسان کا بوجھ زمین اٹھانے سے قاصر ہے۔

(۵) میں لالہ کے پھول کے خون بھرے پیالے کے داغ سے دیکھ رہا ہوں کہ یہ خاموش زباں لالہ کبھی آہ وزاری بھی کرتا رہا ہے۔ (لالہ کے سینے کا داغ بتا رہا ہے کہ یہ کبھی عشق سے بھرپور تھا اور دوسرے پیالوں میں یعنی دنیا اور اشیاء میں لالے کے رنگ کی جو سرخی نظر آتی ہے۔ وہ اسی داغ کی وجہ سے ہے۔ (کائنات کے ہر ذرّہ میں عشق کارفرما ہے۔)

(۴۳)

از نوا برمن قیامت رفت و کس آگاہ نیست
پیش محفل جز بم و زیر و مقام و راہ نیست

در نہادم عشق با فکر بلند آمیختند
نا تمام جاودانم کار من چوں ماہ نیست

لب فرو بند از فغاں، در ساز بادرد فراق
عشق تا آہے کشد از جذب خویش آگاہ نیست

شعلہ می باش و خاشاکے کہ پیش آید بسوز!
خاکیاں رادر حریم زندگانی راہ نیست

جرہ شاہینی بمرغان سحرا صحبت مگیر
خیز و بال و پر کشا پرواز تو کوتاہ نیست

کرم شب تاب است شاعر در شبستان وجود
در پر و بالش فروغے گاہ ہست و گاہ نیست

در غزل اقبال احوال خودی را فاش گفت
زانکہ ایں نو کافراز آئین دیر آگاہ نیست

معانی ...... قیامت رفت: قیامت گزر گئی' لب فرو بند: ہونٹوں کو سی لے' خاشاکے: جو تنکا بھی' حریم زندگانی: زندگی کا گھر' جرہ: نر' مرغانِ سرا: گھر کے پرندے' کرمِ شب تاب: جگنو۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) میری نوا سے تو مجھ پر قیامت کا سماں گزر گیا ہے۔ اور کسی کو اس کی خبر بھی نہیں۔ (میں نے اپنے نغمات خونِ جگر سے تحریر کئے ہیں۔ اور انہیں عشق کی موسیقی سے سجایا ہے۔ لیکن اہل بزم ان نغمات کے ظاہری پہلوؤں سے تو باخبر ہیں۔ لیکن انہیں اِن نغمات میں پوشیدہ پیغام کی خبر نہیں ہے)۔

(۲) (کارکنانِ قضاوقدر) نے میری فطرت میں عشق کو بلند فکر سے ملایا ہے۔ (میرا عشق صاحبِ عقل بھی ہے) میرا کام تو ہمیشہ نامکمل ہی رہتا ہے۔ یہ چاند کی طرح نہیں جو کبھی بڑھ جاتا ہے اور کبھی کم ہو جاتا ہے۔ (چاند کی منازل کی طرف اشارہ ہے)۔ عشق ہمیشہ بڑھتا ہی رہتا ہے۔ (ہجر سے عشق کی زندگی میں اضافہ ہوتا ہے اور وصلِ محبوب اس کی موت ہے)۔

(۳) فریاد نہ کر' اپنے ہونٹ بند کر لے۔ اور ہجر کا درد برداشت کرنے کی ہمت پیدا کر۔ کیونکہ عشق جب آہ وفریاد کرتا ہے تو یوں لگتا ہے کہ اُسے اپنے جنوں کی خبر نہیں۔ (عشق میں تو رضائے محبوب ہی کو اہمیت حاصل ہے)۔

(۴) شعلہ بن کر جو تنکا راستے میں آئے اُسے جلا کر راکھ کر دے۔ کیونکہ خاکی انسانوں کے لئے زندگی کے گھر) میں داخل ہونے کا اور کوئی راستہ (سوائے شعلۂ عشق کے) موجود نہیں ہے۔

(۵) تو ایک نر شاہین ہے گھر کے پالتو پرندوں کے ساتھ میل جول اختیار کرنا تیرے لئے اچھا نہیں۔ اُٹھ! اپنے بازو اور پر کھول۔ کیونکہ تیری پرواز کم بلند نہیں ہے۔ تو سب پرندوں سے اُونچی پرواز کا مالک ہے)۔

(۶) شاعر محفلِ وجود میں جگنو کی مانند چمک رہا ہے۔ اس کے بازوؤں اور پروں میں کبھی روشنی ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔ (شاعری کا وجدان کبھی طاری ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا)۔

(۷) اقبال نے اس غزل میں خودی کے احوال کو ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ یہ نیا نیا کافر مندر کے دستور عبادت سے آگاہ نہیں ہے۔ (نئے کافر سے مراد یہ ہے کہ اقبال بزمِ صوفیاء میں نیا نیا وارد ہوا ہے۔ اُسے صوفیوں کے طور طریقوں کی خبر نہیں)۔

...... (۲۸) ......

شراب میکدہ من نہ یادگار جم است — فشردہ جگر من بشیشہ عجم است
چو موج می تپد آدم بجستجوئے وجود — ہنوز تابہ کمر در میانہ عدم است
بیا کہ مثل خلیل ایں طلسم در شکنیم — کہ جز تو ہرچہ دریں دیر دیدہ ام صنم است
اگر بسینہ ایں کائنات در نروی — نگاہ را بہ تماشا گزاشتن ستم است
غلط خرامی ما نیز لذتے دارد — خوشم کہ منزل ما دور و راہ خم بخم است
تغافلے کہ مرا رخصت تماشا داد — تغافل است و بہ امز التفات دمبدم است
مرا اگرچہ بہ بتخانہ پرورش دادند — چکید از لب من آنچہ در دل حرم است !

معانی ...... : یادگارِ جم: ایرانی افکار و خیالات' فشردۂ جگر: میرے جگر کا نچوڑ (لہو)' جستجوئے وجود: وجود کی تلاش' طلسم: جادو' خم بہ خم: پیچدار۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میرے میکدے کی شراب (شاعری) میں ایرانی افکار و خیالات نہیں پائے جاتے۔ میری اِس عجمی صراحی یعنی فارسی شاعری میں جو شراب ہے وہ میرے جگر کا لہو ہے۔ (میں نے یہ خیالات کسی سے مستعار نہیں لئے)۔

(۲) انسان وجود کی تلاش میں دریا کی موج کی طرح تڑپ رہا ہے۔ اور ابھی تک وہ کمر تک عدم کے درمیان ہے۔ (اُسے وجود کی تلاش ہے۔ لیکن وجودِ مطلق تو اللہ کی ذات ہے۔ اِنسان جتنی بھی ریاضت کر لے۔ انسان ہی رہے گا۔ البتہ اِنسان خدا کا مظہری وجود بننے کا اہل ہو سکتا ہے۔)

(۳) آ۔ کہ ہم باہم مل کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح اس کائنات کے جادو کو توڑ ڈالیں۔ کیونکہ تیرے (اللہ) کے سوا اس دنیا میں جو کچھ بھی دیکھا ہے۔ وہ بت ہی ہیں۔ (اللہ کے سوا کسی بھی چیز کی کوئی حیثیت نہیں)۔

(۴) اے انسان! اگر تو اِس کائنات کے سینے میں (پوشیدہ) رازوں کی تہ تک نہ جائے گا۔ تو پھر اپنی نگاہ کو نظارۂ ظاہری تک محدود رکھنا بھی ظلم ہے۔

(۵) ہمارا صحیح راستہ تلاش نہ کر سکنا بھی ایک قسم کی لذت رکھتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ہماری منزل دور اور ٹیڑھے راستوں پر مشتمل ہے۔ (یہاں اقبال نے اپنا فسلفۂ ہجر بیان کیا ہے)۔ اس فلسفہ کے تحت وصلِ محبوب سے آرزو کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ہجر میں طلب کی لذت باقی رہتی ہے)۔

(۶) اے محبوب! میں نے جب تیرے دیدار کی تمنا کی تو' تو نے ایک ادائے دلبرانہ سے نگاہیں چرالیں۔ لیکن اس کا مجھے یہ فائدہ بھی ہوا کہ تیرے ناز و ادا کا نظارہ کرنے کا موقع مل گیا۔ یہ تغافل ہر وقت کی توجہ اور التفات سے کہیں بہتر ہے۔

(۷) (یہ بات سچ ہے) کہ مجھے (بت خانۂ ہند) میں پرورش کیا گیا۔ لیکن اِس بت خانہ میں رہتے ہوئے بھی میرے ہونٹوں سے جو بات بھی نکلی۔ وہ حرم (کعبہ) کے اصولوں کے عین مطابق تھی۔

(۲۵)

لالۂ صحرا ایم از طرفِ خیابانم برید	در ہوائے دشت و کہسار و بیابانم برید
روبہی آموختم از خویش دور افتادہ ام	چارہ پردازاں ! باغوشِ نیستانم برید
درمیان سینہ حرفے داشتم، گم کردہ ام	گرچہ پیرم پیش ملائے و بستانم برید
سازِ خاموشم نوائے دیگرے دارم ہنوز	آنکہ بازم پردہ گرداند بپے آنم برید
در شبِ من آفتاب آں کہن داغے بس است	ایں چراغ زیرِ فانوس از شبستانم برید
من کہ رمزِ شہریاری باغلاماں گفتہ ام	بندہ تقصیر وارم پیشِ سلطانم برید

معانی ...... : لالۂ صحرا: جنگل کا گلِ لالہ' چارہ پردازاں: علاج کرنے والے' نیستاں: سرکنڈے' دبستاں: مدرسہ' رمزِ شہریاری: بادشاہی کے راز' بندۂ تقصیر: گناہ گار۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میں تو صحرا میں کھلنے والا لالہ ہوں۔ (میرا باغ میں کیا کام؟) مجھے باغ سے لے جاؤ۔ اور جنگل' پہاڑ اور بیابان کی ہواؤں میں لے جاؤ۔ (میری اصل عالم علوی ہے۔ وہاں سے مجھے علم دنیا (باغ) میں لایا گیا۔ اب مجھے پھر سے اسی عالم میں پہنچا دو۔ اس شعر میں صحرا کنایہ ہے عالم علوی کا اور باغ کنایہ ہے عالم دنیا کا)۔

(۲) (عالم علوی) دنیا میں سے آ کر میں نے لومڑی کی عیاری و مکاری سیکھ لی ہے۔ اور اپنے آپ کو بھول گیا ہوں۔ اے چارہ گرو! مجھے سرکنڈوں کے جنگل (عالمِ ارواح) میں واپس لے جاؤ۔ (کیونکہ میری روح کو قرار اسی صورت میں آئے گا)۔

(۳) میں اپنے سینے میں (راز کی جو بات) محفوظ رکھے ہوئے تھا۔ اُسے میں نے کھو دیا ہے۔ (اپنے رب سے کیا ہوا وعدہ بھلا بیٹھا ہوں)۔ اگرچہ میں تجربہ کار اور عمر رسیدہ ہو چکا ہوں۔ اس کے باوجود میں ابھی تک اپنے خالق سے کیا ہوا وعدہ بھولا ہوا ہوں) مجھے اَزسرِ نو مدرسہ کے مُلّا کے پاس لے جاؤ۔ تاکہ وہ مجھے میرا بھولا ہوا سبق پھر سے یاد دلا دے۔

(۴) میری حیثیت ایک خاموش ساز جیسی ہے۔ کیونکہ اس کے اپنے تاروں میں سے اپنے نغموں کی بجائے دوسروں کے نغمے نکل رہے ہیں۔ (میں اپنا اصل مقصد بھول گیا ہوں)۔ مجھے اس موسیقار کے حضور لے جاؤ جو مجھے پھر سے (نغماتِ سرمدی) سے آشنا کر دے۔

(۵) میری سیاہ رات روشن کرنے کے لئے اسی پرانے (داغِ عشق) کے سورج کی روشنی کافی ہے۔ فانوس میں رکھا یہ (عقل کا چراغ) میری رات کی بزم سے لے جاؤ (زندگی کی رات آفتابِ عشق سے روشن ہوتی ہے عقل کے چراغ سے نہیں)۔

(۶) میں تو وہ ہوں کہ جس نے غلاموں کو بادشاہی کے اصول سمجھا دیئے ہیں۔ میں نے بادشاہ کے حضور گستاخی کی ہے۔ مجھے اس کے پاس لے جاؤ۔ (میں نے غلاموں کو آزادی حاصل کرنے کے طریقے بتا دیئے ہیں۔ میرا قصور یہی ہے اور میں (حق کی) یہ بات بادشاہِ وقت کے دربار میں بھی کہنے کے لئے تیار ہوں۔

...... (۲۶) ......

سخن تازہ زدم کس بہ سخن وا نرسید ــ جلوہ خوں گشت و نگاہے بہ تماشا نرسید
سنگ می باش و دریں کارگہ شیشہ گزر ــ وائے سنگے کہ صنم گشت و بہ مینا نرسید!
کہنہ را در شکن و باز بہ تعمیر خرام ــ ہر کہ در ورطہ لا، ماند بہ الا، نرسید
اے خوش آں جوئے تنک مایہ کہ از ذوقِ خودی ــ در دل خاک فرو رفت و بدریا نرسید
از کلیمے سبق آموز کہ دانائے فرنگ ــ جگر بحر شگافید و بہ سینا نرسید
عشق انداز تپیدن زدل ما آموخت ــ شرر ماست کہ برجست بہ پرواز رسید!

معانی ...... : سخنِ تازہ: نئی بات' جلوہ خون گشت: مضامین کا خون ہوگیا' کارگہ شیشہ: شیشے کا کارخانہ (دنیا)' تعمیر خرام: تعمیر کر' جوئے تنک مایہ: کم پانی والی ندی' دانائے فرنگ: یورپ کے دانشور۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میں نے اپنی شاعری میں (روایت سے ہٹ کر) باتیں کی ہیں۔ کوئی بھی یہ باتیں پسند نہیں کرتا۔ میرے جلوے یعنی مضامین کا خون بہہ گیا اور ایک بھی نگاہ اس کے نظارے کے لئے نہ پہنچی۔ (میں نے ایسے ایسے نئے مضامین پیدا کیے ہیں جنہیں لوگ پڑھنا گوارا نہیں کرتے)۔

(۲) پتھر ہو کر اس شیشے کے کارخانے (دنیا) سے گزر جا۔ افسوس ہے اس پتھر پر جو بت تو بن گیا؛ (جو نہ تو سن سکتا ہے اور نہ ہی بول سکتا ہے) لیکن صراحی نہ بن سکا جس میں کم از کم شراب ڈال کر مے خواروں کو تو پلائی جاتی۔ (بے کار شے سے کارآمد شے بہتر ہے۔)

(۳) پرانی چیزوں کو توڑ کر از سرِ نو تعمیر کا عمل شروع کر دے۔ کیونکہ جو کوئی بھی لا (لا الٰہ یعنی کوئی معبود نہیں) کے بھنور میں پھنس گیا وہ الاّ (الاّ اللہ یعنی اللہ معبود ہے) کے ساحل تک نہ پہنچا۔ (پہلے تمام باطل معبودوں کی نفی کر کے ایک خدا کی ربوبیت کو تسلیم کرنا ہی مقصودِ فطرت ہے)۔

(۴) تھوڑے پانی والی وہ ندی کتنی خوش قسمت ہے کہ جو ذوقِ خودی کے بل بوتے پر مٹی دل میں (مٹی کے اندر) تو چلی گئی لیکن دریا تک نہ پہنچی۔ (اپنی انفرادیت اور خودی کے حصار میں رہی۔)

(۵) کسی کلیم (اللہ سے ہمکلام ہونے والے) سے وہ سبق سیکھ (جو تجھے معرفت سے آشنا کر دے) کیونکہ یورپ کے دانشوروں علماء اور سائنس دانوں نے سمندر کی گہرائیوں کو تو جانچ لیا۔ لیکن وہ وادیٔ سینا (جہاں موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے ہم کلامی کا شرف حاصل کیا) تک نہیں پہنچ سکے۔ (اہلِ یورپ کائنات کے راز تو جانتے ہیں لیکن معرفت حق سے ناآشنا ہیں)۔

(۶) عشق نے تڑپنے کا انداز ہمارے دل (کی تڑپ) سے سیکھا۔ یہ (ہمارے عشق) ہی کی چنگاری ہے جو ہمارے (دل) سے نکلی اور پروانے تک پہنچی۔ (اور اُسے بھی رموزِ عشق سے آگاہ کر دیا)۔

...... (۲۷) ......

عاشق آں نیست کہ لب گرم فغانے دارد
عاشق آں است کہ بر کف دو جہانے دارد

عاشق آن است کہ تعمیر کند عالم خویش
در نسازد بہ جہانے کہ کرانے دارد

دل بیدار ندا دند بہ دانائے فرنگ
ایں قدر ہست کہ چشم نگرانے دارد

عشق ناپید و خردمی گزدش صورت مار
گرچہ درکاسہ زر لعل روانے دارد

درد من گیر کہ در میکدہ ہاپیدا نیست
پیر مردے کہ مے تندو جوانے دارد !

معانی ...... کف: ہتھیلی' صورتِ مار: سانپ کی شکل میں۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اُسے عاشق نہیں کہتے جو اپنے لبوں سے نالہ وشیون کرتا ہے۔ بلکہ عاشق تو وہ ہے جو دونوں جہان اپنی ہتھیلی پر رکھتا ہے۔ (سچا عاشق نالہ وفریاد نہیں کرتا بلکہ وہ تو اپنے عشق سے دنیا پر حکمرانی کرتا ہے)۔

(۲) عاشق وہ ہے جو اپنی دنیا آپ تعمیر کرتا ہے۔ اور دوسرے کے تعمیر کردہ دنیاؤں میں نہیں رہتا۔ (دوسروں کا زیر دست نہیں ہوتا) وہ ایسی دنیا سے تعلق نہیں رکھتا۔ جس کی کوئی حد مقرر ہو۔

(۳) یورپ کے دانشوروں کو (کارکنانِ قضاوقدر نے) روشن دل نہیں دیا۔ صرف اس قدر ہے کہ وہ چشم بینا رکھتے ہیں (جس سے وہ ستاروں کا مشاہدہ تو کر سکتے ہیں لیکن دلوں کے اندر نہیں جھانک سکتے)۔

(۴) اہلِ یورپ میں جذبۂ عشق کا فقدان ہے اور ان کی عقل انہیں سانپ کی طرح ڈس رہی ہے۔ (وہ عقل سے کائنات کے اسرار تو سمجھ سکتے ہیں لیکن خدا کی معرفت سے دور ہیں)۔ اگرچہ وہ سونے کے جام میں لعل وجواہر کی طرح قیمتی اور چمکتی شراب رکھتے ہیں۔ (عیش وعشرت کے سبھی لوازمات موجود ہیں) لیکن اُن کے دل معرفتِ الٰہی سے خالی ہیں۔

(۵) مجھ سے پیالوں میں بچی ہوئی تلچھٹ لے (میں نے اپنی شاعری میں خودشناسی اور خداشناسی کی جو بات کی ہے اُسے سمجھنے کی کوشش کر) کیونکہ شراب خانوں میں ایسی شراب موجود نہیں۔ جو میرے پاس ہے۔ یہ شراب مجھ تک میرے اسلاف کے ذریعے پہنچی ہے) اور ایسا ساقی تلاش کر جس کی شراب تیز اور تازہ ہے۔ (معرفتِ الٰہی کا نشہ سے بھرپور ہو)

...... (۲۸) ......

دریں چمن دل مرغاں زماں زماں دگر است
بشاخ گل دگر است و بآشیاں دگر است

بخود نگر ! گلہ ہائے جہاں چہ میگوئی
اگر نگاہ تو دیگر شود جہاں دگر است!

بہ ہر زمانہ اگر چشم تو نکو نگرد
طریق میکدہ و شیوہ مغاں دگر است

بہ میر قافلہ ازمن و عارسان و بگوے
اگرچہ راہ ہمان است کارواں دگر است !

معانی ...... : دلِ مرغاں: پرندوں کا دل' زماں زماں: لحہ بہ لحہ' طریق میکدہ: شراب خانے کے اصول' شیوۂ مغاں:

ساقی کا طریقِ کار۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اس چمن میں رہنے والے پرندوں کا دل لحہ بہ لحہ بدلتا رہتا ہے۔ پرندہ اگر شاخ پر بیٹھا ہو تو اس کا دل اور ہوتا ہے اور اگر وہ اپنے گھونسلے میں ہو تو پھر دل اور ہوتا ہے۔ اہلِ دنیا کے دل حرص و ہوس کے تابع ہوتے ہیں جبکہ مردانِ حق اللہ کے طالب ہوتے ہیں)۔

(۲) دنیا کو سمجھنے کی بجائے اپنے اندر جھانک کر دیکھ اور خود کو پہچاننے کی کوشش کر۔ دنیا کی شکایت کرنا چھوڑ دے۔ اگر تیری نگاہ بدل جائے گی تو تیرا جہاں بھی تبدیل ہو جائے گا۔

(۳) اگر تیری آنکھ میں ہر زمانے کا صحیح طور پر مشاہدہ کرنے کی اہلیت پیدا ہو جائے (تو دیکھے گا) کہ ہر زمانے میں مے خانے کا طریقِ کار اور شراب کشید کرنے والے کا شیوہ مختلف رہا ہے۔ (زمانہ کبھی ایک جیسا نہیں رہتا)۔

(۴) امیرِ کارواں کو میری طرف سے دعا و سلام پہنچا دے۔ اور اُس سے یہ کہہ کہ اگرچہ راستہ تو وہی ہے لیکن کارواں اور ہے۔ (راستہ ہر دور میں ایک ہی ہوتا ہے۔ البتہ مسافر بدلتے رہتے ہیں۔ امیرِ کارواں کو چاہئے کہ وہ اِن مسافروں کو نشانِ منزل کی طرف لے کر جائے)۔

...... (۲۹) ......

ما از خدائے گم شدہ ایم او بجستجو ست
چوں ما نیاز مند و گرفتار آرزوست

گاہے بہ برگ لالہ نویسد پیام خویش
گاہے درون سینہ مرغاں بہ ہاؤ ہوست

در نرگس آرمید کہ بیند جمال ما
چنداں کرشمہ داں کہ نگاہش بہ گفتگوست!

آہے سحر گہے کہ زند در فراق ما
بیرون و اندرون، زبر و زیر و چار سوست!

ہنگامہ بست از پئے دیدار خاکئے
نظارہ را بہانہ تماشائے رنگ و بوست

پنہاں بہ ذرہ ذرہ و ناآشنا ہنوز
پیدا چو ماہتاب و بآغوش کاخ و کوست

در خاکدان ما گہر زندگی گم است
ایں گوہرے کہ گم شدہ مائیم یا کہ اوست؟

معانی ...... : گرفتارِ آرزو: خواہشوں کا قیدی' ہاؤ ہو: شور و غوغا' سحر: صبح' کاخ و کو: محل اور کوچہ' گہرِ زندگی: زندگی کا موتی۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) ہم خدا کے پاس سے گم ہو چکے ہیں۔ اور وہ ہماری تلاش میں ہے۔ ہماری طرح وہ بھی (ملنے کا) نیاز مند ہے۔ اور خواہشوں کا قیدی ہے۔ (صوفیاء کے فلسفہ کے مطابق عالمِ ارواح میں ہم اپنے خدا کے روبرو تھے۔ دنیا میں آمد کے بعد اب وہ (خدا) ہماری ملاقات کی تمنا کر رہا ہے۔ اور خدا کے قرب کا راستہ صرف پیر و مرشد ہی سکھا سکتا ہے)۔

(۲) کبھی وہ (خدا) لالہ کے پھول کی پتی پر اپنا نام تحریر کر دیتا ہے' اور کبھی پرندوں کے سینوں کے اندر (جذبۂ عشق) شور و غل کر رہا ہے۔

(۳) کبھی وہ (محبوب) نرگس کی آنکھوں میں آ کر آرام سے بیٹھ گیا۔ (اس اُمید پر) کہ وہ ہمارا جمال (طرزِ عمل) دیکھے۔ (وہ محبوب) ایسے ناز و ادا جانتا ہے کہ اس کی نگاہیں تک گفتگو کرتی ہیں۔ (گل نرگس بھی اس کی موجودگی کی گواہی دیتی ہے)۔

(۴) (اور) صبح (کی پاکیزہ روشنی) میں ہمارے ہجر میں وہ جب آہ کھینچتا ہے تو (وہ) کائنات کے اندر اور باہر (زمین و آسمان میں) ہر جگہ سے نکلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ (کائنات کی ہر شئے میں خالقِ کائنات کا ظہور ہے۔ اور اس کا یہ ظہور اس لئے

ہے کہ وہ تخلیق (آدم کا نظارہ کر سکے)۔

(۵) کائنات کا یہ سارا ہنگامہ صرف اس لئے برپا کیا گیا ہے کہ وہ (خالقِ کائنات) اپنے شاہکار (مٹی کے بنے ہوئے انسان) کے کارنامے دیکھ سکے۔

(۶) وہ (خدا) ذرّے ذرّے میں موجود ہے۔لیکن ابھی تک اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔وہ چاند کی طرح ظاہر ہے وہ ہر کوچے میں' ہر محل میں موجود ہے۔اُس نے چاند کی روشنی کی طرح ہر چیز اپنی آغوش میں لے رکھی ہے۔(وہ تو ہر جگہ موجود ہے۔لیکن انسان اس سے بے خبر ہے)۔

(۷) ہمارے جسم خاکی میں زندگی کا موتی گم ہو چکا ہے۔یہ گم شدہ موتی ہم ہیں یا کہ وہ (خدا)۔(ذاتِ حقیقی اِردگرد تلاش کرنے کی بجائے اگر اپنے اندر تلاش کی جائے تو اس کا سراغ مل سکتا ہے)۔

...... (۳۰) ......

خواجہ از خون رگ مزدور رسازد لعل ناب
از جفائے دہ خدایاں کشت و ہقاناں خراب
انقلاب!
انقلاب ! اے انقلاب

شیخ شہر از رشتہ تسبیح صد مومن بدام
کافران سادہ دل را برہمن زنار تاب
انقلاب!
انقلاب ! اے انقلاب

میر و سلطاں نرد بازو کعبتین شان دغل
جان محکوماں زتن بردند و محکوماں بخواب !
انقلاب!
انقلاب ! اے انقلاب

واعظ اندر مسجد و فرزند اودر مدرسہ
آں بہ پیری کود کے ایں پیر در عہد شباب !
انقلاب!
انقلاب ! اے انقلاب

اے مسلماناں فغاں از فتنہ ہاے علم و فن
اہرمن اندر جہاں ارزان و یزداں دیریاب !
انقلاب!
انقلاب ! اے انقلاب

شوخی باطل نگر! اندر کمین حق نشست
شپراز کوری شبیخو نے رند بر آفتاب !
انقلاب!
انقلاب ! اے انقلاب

در کلیسا ابن مریم را بدار آویختند !
مصطفےٰ از کعبہ ہجرت کردہ باام الکتاب !
انقلاب!
انقلاب ! اے انقلاب

من درون شیشہ ہاے عصر حاضر دیدہ ام
آنچناں زہرے کہ ازوے مار ہادر پیچ و تاب !
انقلاب!
انقلاب ! اے انقلاب

باضعیفاں گاہ نیروے پلنگاں می دہند
شعلہ شاید بروں آیدز فانوس حباب!
انقلاب!
انقلاب ! اے انقلاب

معانی ...... خونِ رگِ مزدور: مزدور کی محنت' از جفائے دہ خدایاں: گاؤں کے زمینداروں کے ظلم سے' بدام: چنگل میں' زنار: ایک دھاگہ جو برہمن پہنتے ہیں' نردباز: چوسر کھیلنے والے' اہرمن: شیطان' شپر: چمگادڑ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) سرمایہ دار مزدور کی سخت محنت سے خالص ہیرا بنا رہا ہے (مزدور کا خون چوس چوس کر دولت مند ہوتا جا رہا ہے)۔ گاؤں کے خداؤں کے جبر سے کسانوں کے کھیت اُجڑ گئے ہیں (اور وہ خود (وڈیرے) عیش و عشرت کی زندگی گزارتے ہیں۔)

اِس لئے بدل دو۔ اُلٹا دو......

تبدیلی' اے تبدیلی......

(۲) شہر کے شیخ (عالم یا فقیہہ) کی تسبیح (دکھائے کی عبادت) کے دھوکے میں آ کر سینکڑوں مومن اس کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں' اور سادہ دل کافروں کے لئے برہمن بھی زنار کا حربہ استعمال کرتا رہتا ہے۔ (مذہبی پیشوا (ہر مذہب) کے اپنے معصوم پیروکاروں کو بے تحاشا لوٹتے رہتے ہیں)۔

اِس لئے زمانے کو بدل دو۔ اُلٹا دو......

تبدیلی' اے تبدیلی......

(۳) امیر اور بادشاہ چوسر سے دلچسپی رکھتے ہیں' ان کے کھیل کے پانسے دغل ہیں۔ (یہ پانسے ایسے ہیں کہ ان کے اِنّے کے اندر بازی جیتنے کے لئے سیسہ چھپایا ہوتا ہے' تاکہ کھیل اُن کے ہاتھ رہے اور دوسرے بازی ہار جائیں۔ (امراء اور حکمران کمزوروں' بے کسوں اور محکوموں کو قابو میں لانے کے لئے کئی حربے استعمال کرتے ہیں)۔

اِس لئے بدل دو۔ اُلٹا دو......

تبدیلی' اے تبدیلی......

(۴) واعظ نے مسجد میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں اور اُس کا بیٹا' مدرسے میں جدید علوم کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ وہ بڑھاپے میں ایک بچے کی طرح ہے اور بیٹا عین جوانی میں بوڑھا ہے۔ (واعظ مسجد کی چار دیواری میں مقید ہے۔ (باہر کے حالات سے بے خبر ہے) جبکہ بیٹا فرنگی علوم سیکھ کر دین سے دور ہوتا جا رہا ہے)۔

اِس لئے بدل دو۔ سب کچھ اُلٹ دو......

تبدیلی' اے تبدیلی......

(۵) اے مسلمانو! عصرِ جدید کے علوم فنون کے فتنوں سے فریاد کرو (بچو) کیونکہ ان علوم کی وجہ سے شیطان سستا ہو گیا ہے۔ اور خدا کا ملنا محال ہے۔

اِس لئے بدل دو۔ سب کچھ اُلٹا دو......

تبدیلی' اے تبدیلی......

(۶) اہلِ مغرب (کے علوم و فنون) کے باعث ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ باطل بھی شوخی میں آ کر حق کی گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس کی مثال تو یہ ہے کہ آج چمگادڑ (باوجود اس بات کے کہ اسے دن کے وقت کچھ دکھائی نہیں دیتا) سورج پر شب خون مار رہی ہے۔ (غارت گریٔ حق میں مصروف ہے)۔

(۷) عیسائیوں نے (گرجا گھر) مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ (عیسائی اپنے مذہب سے دور ہو گئے) اور اِدھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن لے کر کعبہ سے چلے گئے (مسلمان اپنے دین سے بے خبر ہو گئے) (تہذیب نو نے تمام مذاہب کے پیروکاروں کو گمراہ کر دیا ہے۔

اِس لئے بدل دو۔ اُلٹا دو......

تبدیلی' اے تبدیلی......

(۸) میں نے (شاعر نے) موجودہ زمانے کے ساغروں میں ایسی زہریلی شراب دیکھی ہے کہ اس کے زہر کے اثر سے زہریلے سانپ بھی تڑپ رہے ہیں۔ (دنیا کے میکدے میں غارت گرِ تہذیب شراب ملتی ہے۔ جو سانپ کی طرح روح کو ڈس کر اُسے مردہ کر دیتی ہے)۔

اِس لئے بدل دو۔ اُلٹا دو......

تبدیلی' اے تبدیلی......

(۹) (اِن تمام حالات کے باوجود) جن کا تذکرہ مذکورہ بالا اشعار میں کیا جا چکا ہے۔ نا امید ہونے کی ضرورت نہیں) کیونکہ بعض اوقات کارکنان قضا وقدر کمزور لوگوں کو شیروں جیسی قوت وہمت عطا کر دیتے ہیں۔ اِس لئے (ہو سکتا ہے) کہ پانی کے بلبلے سے ایسا شعلہ نمودار ہو' جو اپنی صنوفشانی سے نظامِ حیات کی تاریکیوں کو دور کر دے)۔

اِس لئے بدل دو۔ سب کچھ اُلٹا دو......

تبدیلی' اے تبدیلی......

...... (۱۱۱) ......

گرچہ می دانم کہ روزے بے نقاب آید بروں
تانہ پنداری کہ جاں از پیچ و تاب آید بروں

ضربتے باید کہ جانِ خفتہ برخیز دز خاک
نالہ کے بے زخمہ از تارِ رباب آید بروں

تاکِ خویش از گریہ ہائے نیم شب سیراب دار
کز درون او شعاع آفتاب آید بروں

ذرہ بے مایہ ترسم کہ ناپیدا شوی
پختہ ترکن خویش را تا آفتاب آید بروں

در گزر از خاک و خود را پیکر خاکی مگیر
چاک اگر در سینہ ریزی ماہتاب آید بروں !

گر بروے تو حریم خویش را در بستہ اند
سر بسنگ آستاں زن لعل ناب آید بروں !

معانی ...... : تانہ پنداری: تاکہ تو یہ نہ سمجھے' جانِ خفتہ: سوئی ہوئی روح' بے زخمہ: مضراب' تاکِ خویش: اپنی انگور کی بیل' حریمِ خویش: اپنا گھر' لعل ناب: خالص ہیرا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اگر چہ یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو (اے محبوب) ایک روز بے نقاب میرے سامنے آ جائے گا۔ لیکن تو یہ نہ سمجھ کہ اِس طرح میری جان اضطراب و بے چینی سے نجات حاصل کر لے گی۔ (کیونکہ عشق میں ہجر و وصال دونوں ہی بے قراری کا سبب بنے رہتے ہیں)۔

(۲) کوئی (عشق) کی ایسی ضرب چاہئے جو جسمِ خاکی کے اندر خفتہ روح بیدار کر دے (ایسی ضرب کے لئے کسی مردِ کامل کی نظر درکار ہوگی) کیونکہ مضراب لگائے بغیر رباب کے تاروں سے نالے (نغماتِ عشق) کس طرح باہر آئیں گے۔

(۳) اپنی انگور کی بیل (اپنے وجود کو) آدھی رات کے وقت (یادِ محبوب) میں رو رو کر سیراب کر۔ تاکہ اس میں سے شراب کی بجائے سورج کی شعاعیں نمودار ہوں۔ (خفتہ صلاحیتیں بیدار ہو جائیں)۔

(۴) تو (اے انسان) ایک بے قیمت ذرّہ ہے۔ مجھے خدشہ ہے تو فنا ہو جائے گا۔ (خود کو فنا سے بچانا ہے تو اپنے آپ میں قوت و توانائی پیدا کرتا کہ اس ذرّہ سے سورج برآمد ہو (کیونکہ سورج دوسروں کو توانائی بہم پہنچاتا ہے)۔

(۵) اپنی حیثیت کی شناخت کر اور خود کو مٹی کے جسم والا نہ سمجھ۔ اگر تو اپنا سینہ چاک کرے (جذبۂ عشق میں) تو تیرے سینے سے چاند طلوع ہوگا۔ (جو چاروں طرف روشنی بکھیر دے گا)۔ (خودی کی معرفت سے ہی تو بقا حاصل کرے گا)۔

(۶) اگر تجھ پر (محبوب نے) اپنے گھر کے دروازے بند کر دیئے ہیں تو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ محبوب کی چوکھٹ پر اپنا سر ٹکرا دے اور پھر دیکھ خالص لعل باہر آ جائے گا۔ (درِ محبوب) ہرگز نہ چھوڑ۔ ایک نہ ایک دن محبوب کا دل پسیج جائے گا تو تیرے مقصد کا قیمتی لعل (وصلِ محبوب) تجھے حاصل ہو جائے گا۔

...... (۳۲) ......

کشادہ رو زخوش و ناخوش زمانہ گزر ز گلشن و قفس و دام و آشیانہ گزر
گرفتم ایں کہ غریبی ورہ شناس نہ بکوے دوست باندازِ محرمانہ گزر
بہر نفس کہ برآری جہاں دگرگوں کن دریں رباطِ کہن صورتِ زمانہ گزر
اگر عنانِ تو جبریل و حوری گیرند کرشمہ بر دلِ شاں ریزو دلبرانہ گزر

معانی ......: کشادہ رُو: اچھے طریقے سے' رہ شناس: راستے سے واقف' رباطِ کہن: قدیم' پرانی سرائے' عنان: باگ

ترجمہ و تشریح ......: (۱) اس دنیا کی خوشی اور خاموشی کی (پرواہ کئے بغیر) زندہ دِلی سے وقت گزارے۔ (زندگی کی تکالیف خندہ پیشانی سے برداشت کرے) (اور تیرے راستے میں) (باغ' پنجرہ' جال اور گھونسلہ) جو چیز بھی آئے۔ اُس سے مسکراتے ہوئے گزر جا۔

(۲) مجھے معلوم ہے کہ تو یہاں اجنبی ہے اور تو راستوں سے بھی انجان ہے۔ پھر بھی کوچۂ محبوب سے اس طرح گزر جیسے کہ تو اسے (اچھی طرح) جانتا ہے۔

(۳) ہر وہ سانس جو تیرے (سینہ سے) باہر نکلتی ہے۔ اِس سے اس دنیا کی (تقدیر) بدل دے اور اس دنیا کی قدیم سرائے سے زمانے کی مانند گزر جا۔ (جس طرح اِس دنیا میں ہر لحہ کوئی نہ کوئی تبدیلی ہوتی رہتی ہے)۔ اسی طرح تو بھی اپنے عمل سے دنیا میں انقلاب برپا کر دے۔

(۴) اگر تیرے گھوڑے کی باگ جبریل فرشتہ اور جنت کی حوریں بھی پکڑ لیں (تو پھر اُن کی طرف توجہ نہ کر۔ اُنہیں اپنے راستے کے پتھر سمجھ)۔ اور منزلِ مقصود کی طرف مسلسل سفر جاری رکھ (اور راستے کی اِن دلکش رکاوٹوں) اپنے ناز و ادا کی جھلک ڈال

کر مجوبانہ انداز سے گزر جا۔

...... (۳۳) ......

زندگی در صدف خویش گہر ساختن است
در دل شعلہ فرو رفتن و نگداختن است

عشق ازیں گنبد دربستہ بروں تاختن است
شیشہ ماہ زطاق فلک انداختن است

سلطنت نقد دل و دیں زکف انداختن است
بہ یکے داد جہاں بردن و جاں باختن است

حکمت و فلسفہ راہمتے مردے باید
تیغ اندیشہ بردے دو جہاں آختن است

مذہب زندہ دلاں خواب پریشانے نیست
از ہمیں خاک جہان دگرے ساختن است

معانی ...... صدف: سیپ' طاقِ فلک: آسمان کا دروازہ' کھڑکی' تیغ اندیشہ: غم' فکر کی تلوار۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) زندگی کا (فلسفہ) اپنی سیپ کے اندر موتی بنانا ہے۔ شعلہ کے دل میں اُتر جانا ہے اور اِس آگ (عشق) میں پگھلنا نہیں۔ (بلکہ اِس مٹی کو کندن بنانا ہے)۔

(۲) عشق تو اِس بند گنبد یعنی آسمان (کی وسعتوں) سے باہر نکل جانے کا عمل ہے (عشق) تو آسمان کے طاق سے (کھڑکی سے) چاند کا پیالہ لے کر نیچے پھینک دیتا ہے (اس کی حکمرانی زمان و مکان پر چھائی ہوئی ہے)۔

(۳) سلطنت ایسی چیز ہے کہ دین اور دل دونوں ہاتھ سے جاتے ہیں۔ ایک ہی داؤ میں جہاں فتح کر لینا اور ہار دینا ہے۔ (اگر ملوکیت ہو تو دین ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور دنیا کی آسائش میّسر ہوتی ہیں) جبکہ خلافت میں دین اور دنیا دونوں قائم رہتے ہیں)۔

(۴) حکمت اور فلسفہ کے لئے کسی (مردِ کامل) کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ فکر کی تلوار دونوں جہانوں پر کھینچتا ہے (حکمت و فلسفہ کے سمجھانے میں بڑے کٹھن مراحل آتے ہیں جنھیں سر کرنے کے لئے ایک شمشیر زن کی طرح دوہری لڑائی لڑنا پڑتی ہے)۔

(۵) زندہ دِلوں (اہلِ عشق) کا مذہب کوئی پریشان خواب نہیں ہے۔ ان کا مذہب تو اس مٹی سے ایک اور (نیا) جہان پیدا کرتا ہے۔ (زندہ دِل اپنی دنیا خود بساتے ہیں وہ دوسروں کی خواہشوں کے تابع نہیں ہوتے)۔

...... (۳۴) ......

بروں زیں گنبد در بستہ پیدا کردہ ام راہے
کہ از اندیشہ برتر می پرد آہ سحر گاہے

تو اے شاہیں نشیمن در چمن کردی ازاں ترسم
ہوا اے او ببال تو دہد پرواز کوتا ہے!

غبارے گشتہ؟ آسودہ نتواں زیستن اینجا
بہ باد صبحدم در پیچ و منشیں برسر راہے

زجوے کہکشاں بگور، زنیل آسماں بگور
زمنزل دل بمیرد گرچہ باشد منزل ماہے

اگر زاں برق بے پروا درون او تہی گردد
بچشم کوہ سینائی نیر زد بار پر کاہے

چساں آداب محفل رانگہ دارند و می سوزند
مپرس ازما شہیدان نگاہ برسر راہے!

پس از من شعرِ من خوانند و دریابند و میگویند | جہانے را دگرگوں کرد یک مرد خود آگاہے !

معانی ...... : گنبدِ در بستہ: بند دروازے کا گنبد (آسمان)' اندیشہ: فکر' سوچ' آسودہ: آرام طلب' جوئے کہکشاں: کہکشاں کی ندی' نگہ دارند: خیال رکھتے ہیں' شہیدانِ نگاہ: نظروں کے شہید' مردِ خود آگاہ: مردِ مومن۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میں نے اِس بند دروازے کے گنبد (آسمان) میں ایک راستہ ڈھونڈ لیا ہے۔ (یہ راستہ میں نے اپنے سچے جذبۂ عشق سے پایا ہے) کیونکہ میری صبحِ صادق کی آہ میرے خیال (فکر) سے بھی زیادہ بلند پرواز ہے۔

(۲) (اے شاہین) تو نے اپنا نشیمن چمن میں بنا لیا ہے۔ (شاہین کی سخت کوشی اور بلند پروازی ترک کر کے آرام طلبی اختیار کر لی ہے) یہ بات شاہین کی فطرت کے خلاف ہے) اس چمن کی ہوا تیرے بازوؤں کو کم بلندی پر اُڑانے والی پرواز عطا کر دے گی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ آرام طلبی اور نرم کوشی چھوڑ کر پہاڑوں کو اپنا نشیمن بنا لے)۔

(۳) (اے مسلمان) کیا تو راستے کی گرد بن گیا ہے؟ اگر ایسی بات ہے تو اِس جگہ آرام کہاں؟ صبح کی تازہ ہوا میں لپٹ اور راستے میں نہ بیٹھ (تجھے کندن بننے کے لئے راہِ عمل اختیار کرنا ہو گی)۔

(۴) آرام طلبی سے زندگی بے کیف ہو جاتی ہے۔ اگر زندہ رہنا ہے تو کہکشاں کی ندی سے گزر جا اور آسمان کے نیلے سمندر سے بھی گزر جا۔ (کیونکہ زندگی چلتے رہنے کا نام ہے)۔

(۵) اگر اُس بے نیاز بجلی سے (جو اللہ نے حضرت موسیٰ اور کوہِ طور پر پھینکی تھی) کوہِ طور کا سینہ خالی ہو جائے (یعنی اللہ کے جلوؤں کی برق وہاں نہ ہو) تو میری نظروں میں کوہ سینا کی حیثیت ایک پیر کاہ (تنکے) کے برابر بھی نہیں۔

(۶) (میں یہ بات کیسے بیان کروں کہ) نگاہ کے شہید کس طرح محفل کے آدابِ نگاہ میں رکھتے ہیں اور کس طرح پروانے کی طرح شمع پر جلنے کے لئے آمادہ ہوتے ہیں۔ یہ بات سرِ راہ نگاہوں کے شہیدوں سے مت پوچھ۔

(۷) (میری موت کے بعد) جب لوگ میرے اشعار پڑھیں گے' اُنہیں سمجھیں گے اور پھر یہ کہیں گے کہ ایک خود آگاہ مردِ قلندر نے دنیا کو تہ و بالا کر دیا ہے۔ (اپنی شاعری سے لوگوں میں انقلاب کی فکر پیدا کر دی ہے)۔

...... (۳۵) ......

گنہگارِ غیورم مزد بے خدمت نمی گیرم | ازاں داغم کہ بر تقدیرِ او بستند تقصیرم
زفیضِ عشق و مستی بردہ ام اندیشہ را آنجا | کہ از دنبالہ چشم مہرِ عالمتاب می گیرم
من از صبحِ نخستیں نقشبندِ موج و گرد ابم | چو بحر آسودہ میگردد زطوفان چارہ برگیرم
جہاں را پیش ازیں صد بار آتش زیرِ پا کردم | سکون و عافیت را پاک می سوزد بم وزیرم
ازاں پیشِ بتاں رقصیدم و زنار بربستم | کہ شیخِ شہر مرد با خدا گردد ز تکفیرم !
زمانے رم کنند از من زمانے با من آمیزند | دریں صحرا نمی دانند صیادم کہ نخچیرم
دلِ بے سوز کم گیرد نصیب از صحبتِ مردے | مس تابیدہ آور کہ گیرد در تو اکسیرم

معانی ...... : مُزد: مزدوری' اُجرت' دنبالہ چشم: آنکھ کے پیچھے' نقش بند: نقش و نگار' پیشِ بتاں: بتوں کے سامنے'

تکفیر: کفر۔ نخچیر: شکار۔ مس تابندہ: چمکدار پیتل۔

ترجمہ وتشریح ...... : (۱) میں گناہگار تو ہوں، لیکن غیور ہوں، محنت کے بغیر مزدوری لینا مجھے اچھا نہیں لگتا۔ (بغیر اطاعت و بندگی میں جنت میں نہیں جانا چاہتا)۔ میرے سینے میں تو اس بات کا داغ (غم) ہے کہ (قدرت) نے اس کی (ابلیس) کی تقدیر سے میری تقصیر وابستہ کر دی ہے۔ (آدمی گناہ کرنے کے بعد اسے ابلیس کی کارستانی قرار دے دیتا ہے اور خود جنت کا حقدار بن جاتا ہے)۔

(۲) عشق و مستی کے فیض سے میں اپنی (فکر) اس مقام تک لے گیا ہوں کہ میں جہاں کو روشن کرنے والے سورج کے پیچھے جا کر اس کی روشن آنکھ بند کر دیتا ہوں۔ (میری پرواز کہکشاؤں سے بھی آگے ہے)۔

(۳) میں روزِ ازل (روزِ پیدائش) سے موج اور بھنور کے نقوش بنا رہا ہوں۔ (میرا وجود ابتدائے آفرینش ہی سے کائنات میں شور برپا کئے ہوئے ہے) جب کبھی (زندگی) کے سمندر میں سکون آنے لگتا ہے تو میں طوفانِ عشق سے اس میں ہلچل مچا دیتا ہوں۔ (یہ کائنات عشق ہی کی وجہ سے خوبصورت ہے)۔

(۴) اِس سے پہلے میں نے (اپنے عشق سے) اس جہان کو سینکڑوں بار بے قرار کیا ہے۔ میرے عشق کا زیر و بم (مد و جذر) سکون و آرام کو یکسر جلا دیتا ہے۔

(۵) میں نے بتوں کے روبرو اس لئے رقص کیا اور برہمنوں کا زنار پہنا کہ شاید میرے اس گناہ سے فقیہہ شہر خدا پر ایمان لے آئے۔ (میرے اس کفر سے مجھ پر فتوے لگانے والا شیخ شاید اپنے طرزِ عمل کو تبدیل کر لے) اور دوسرے کے عیب نکالنے کی بجائے اپنی اصلاح کر لے۔

(۶) (لوگوں کی کیفیت یہ ہے) کہ کسی وقت تو مجھ سے دور بھاگتے ہیں اور کسی وقت مجھ سے میل جول بڑھا لیتے ہیں۔ (اس کا مطلب یہی ہے کہ لوگ ابھی تک مجھے پہچان نہیں سکے۔ وہ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر پائے کہ میں اس دنیا میں شکار ہوں کہ شکاری۔ (میں ان کا خیر خواہ ہوں یا بدخواہ)۔

(۷) جس شخص کا دل سوزِ (عشق) سے خالی ہو وہ مردِ خدا کی صحبت سے فیض یاب نہیں ہوتا۔ چمکدار پیتل میرے پاس لے آ کہ میری اکسیر کے عمل سے یہ کندن بن جائے۔

...... (۳۶) ......

جہاں کور است و از آئینۂ دل غافل افتاد است
دلے چشمے کہ بینا شد نگاہش بر دل افتاد است

شب تاریک و راہ پیچ پیچ و بے یقیں راہی
دلیل کارواں را مشکل اندر مشکل افتاد است!

رقیب ام سودا مست و عاشق مست و قاصد مست
کہ حرف دلبراں دارائے چندیں محمل افتاد است

یقین مومنے دارد گمان کافرے دارد
چہ تدبیر اے مسلماناں کہ کارم با دل افتاد است

گہے باشد کہ کارنا خدائی می کند طوفاں
کہ از طغیان موجے کشتیم بر ساحل افتاد است

نمید انم کہ داد ایں چشم بینا موج دریا را
گہر در سینۂ دریا، خزف بر ساحل افتاد است

نصیبے نیست از سوز درونم مرز و بوم را
زدم اکسیر را بر خاک صحرا باطل افتاد است

اگر در دل جہانے تازہ داری بروں آور / کہ افرنگ از جراحت ہائے پنہاں بسمل افتاد است

معانی ...... کور: اندھا' راہ پیچ پیچ: ٹیڑھے راستے' راہی: مسافر' حرف دلبراں: محبوبوں کی تحریر' طغیان: موجوں کے تھپیڑے' خزف: کوڑا کرکٹ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) یہ جہان اندھا ہے اور دل کے آئینہ (کی صفائی) سے غفلت میں پڑا ہوا ہے۔ (اس دل کے آئینے میں نہ صرف خارجی جہاں کا عکس موجود ہے بلکہ معرفت حق بھی جلوہ گر ہو سکتی ہے) لیکن اہلِ جہان کی توجہ تو خارجی اسباب پر ہے اور جو آنکھ کہ (باطن) کو دیکھنے والی بن گئی۔ اسے معلوم ہو گیا کہ دل کیا چیز ہے۔

(۲) اندھیری رات ہے اور راستہ پیچیدہ ہے۔ اور اس راستہ پر چلنے والا (دورِ حاضر کا مسلمان) یقین کی دولت سے محروم ہے۔ امیر کارواں کے لئے ایسے بے یقین مسافر کو پیچیدہ راستوں سے منزلِ مقصود تک لے جانا بہت مشکل ہے۔

(۳) ناقصِ عشق والا رقیب مست ہے' عاشق مست ہے۔ اور قاصد بھی مستی کی کیفیت میں ہے۔ یہ تینوں اس لئے مست ہیں کہ محبوبوں کی تحریر (اپنی اونٹنی پر) کئی کجاوے رکھتی ہے۔ (کئی پہلو رکھتی ہے) ہر کوئی محبوب کی بات سے اپنے مطلب کی بات نکال رہا ہے۔ اور اسی میں مست ہے۔

(۴) (دورِ جدید کی تہذیب' ثقافت اور علم و دانش کی وجہ سے) میرا دل کبھی مومن کی طرح پختہ ایمان رکھتا ہے اور کبھی کافر کی طرح بے یقینی کا شکار ہو جاتا ہے۔ (مقلون مزاج ہے) اے مسلمانو! (مجھے بتاؤ) میں کیا تدبیر کروں کہ بے یقینی کی حالت سے نکل کر تمہارے جیسا بن جاؤں کیونکہ میرا واسطہ ایسے دل سے آپڑا ہے جو بے یقینی کا شکار ہے۔

(۵) بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ طوفان بھی کشتی کو ساحل تک پہنچانے کا کام کر دیتا ہے۔ کہ (سمندر کی) لہروں کے ایک تلاطم نے میری کشتی کو بھی ساحل پر پھینک دیا ہے۔ (بعض اوقات ناموافق حالات سے بھی انسانی زندگی سنور جاتی ہے)۔

(۶) میں اِس بات سے بے خبر ہوں کہ دریا کی موجوں کو چشمِ بینا (پرکھنے والی آنکھ) کس نے بخشی ہے کہ موتیوں کو تو بحفاظت اپنی تہ میں رکھتی ہے اور ٹھیکریوں (بے کار اشیاء) کو کنارے پر پھینک دیتی ہیں۔ (دنیا کی ہر چیز فطرت کے احکامات کے تحت کام کر رہی ہے)۔

(۷) میرے اندر جو سوزِ عشق (پیغامِ عمل) موجود ہے۔ وہ میری کھیتی (میرے مخاطب لوگوں کو) نصیب میں نہیں۔ (عوام الناس نے میرے پیغام کو بے کار سمجھا ہے۔ میں نے صحرا کی مٹی میں اکسیر کا کام کیا (اپنے پیغام کا بیج بویا) لیکن سب بے کار گیا۔

(۸) اگر تیرے دل میں کوئی نیا جہان ہے (نئے افکار و خیالات) ہیں تو اِن سے کوئی ایسا علاج دریافت کر جو عہدِ حاضر کا زخم خوردہ (بھٹکے ہوئے) لوگوں کے زخموں کا مداوا کر سکے۔ کیونکہ اہلِ یورپ کے پاس ان کا کوئی علاج نہیں۔ وہ تو خود زخمی پڑے ہیں۔ (یورپ نے مختلف نظام ہائے زندگی کو آزمالیا ہے) اب تیرے (مسلمان کے) پاس ہی وہ حتمی علاج موجود ہے۔ وہ ساری دنیا کو عطا کر دے۔

...... (۳۷) ......

نہ یابی درجہاں یارے کہ داند دلنوازی را / بخود گم شو نگہدار آبروے عشق بازی را

من ازکار آفریں داغم کہ باایں ذوق پیدائی
زما پوشیدہ دارد شیوہ ہائے کار سازی را
کسے ایں معنی نازک ندا ندجز ایاز اینجا
کہ مہر غزنوی افزوں کندرد ایازی را
من آں علم و فراست با پرکاہے نمی گیرم
کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مرد غازی را !
بہر نرخے کہ ایں کالا بگیری سودمند افتد
بزور بازوئے حیدرؓ بدہ ادراک رازی را
اگر یک قطرہ خوں داری اگر مشت پرے داری
بیامن باتو آموزم طریق شاہبازی را
اگر ایں کار را کار نفس دانی چہ نادانی !
دم شمشیر اندر سینہ باید نے نوازی را !

معانی ...... : آبروئے عشق: عشق کی عزت' کارآفریں: منتظم (خالقِ کائنات) شیوہ ہائے کارسازی: کام کرنے کے طور طریقے' مہرِغزنوی: غزنوی کی محبت' دردِ ایاز: ایاز کا درد' کالا: سودا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) تو اس دنیا میں (اپنے سوا) کوئی ایسا دوست نہیں پائے گا۔ جو تیرے دِل کی ناز برداری کرنا جانتا ہو۔ اِس لئے تو اپنے آپ میں گم ہو کر بازیٔ عشق کے ناموس کی رکھوالی کر۔

(۲) مجھے اِس کائنات کے منتظمِ اعلیٰ (خالقِ کائنات سے یہ شکایت ہے' شکایت یہ ہے کہ وہ اپنی نمود اور ظہور کے اِس قدر ذوق (اظہار) کے باوجود ہم سے اپنے کام کرنے کے انداز پوشیدہ رکھتا ہے۔

(۳) یہ نازک معنی ایاز (محمود غزنوی کے غلام) کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ غزنوی کی محبت ایاز کے درد اور بڑھا دیتی ہے۔ (خالقِ کائنات کی قربت سے بندے کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں)۔

(۴) میری نظر میں اس علم و حکمت کی قیمت گھاس کے ایک تنکے کے برابر بھی نہیں جو مردِ غازی کو اس کی تلوار اور ڈھال (عملِ جہاد) سے بے خبر کردے۔

(۵) جس بھاؤ سے بھی تو یہ سودا خریدتا ہے۔ تیرے لئے سودمند ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوتِ بازو کے عوض (امام فخر الدین رازی) کی فہم و فراست چھوڑ دے۔ (ایسا علم کس کام کا جو مسلمان کو عملِ جہاد سے روک دے)۔

(۶) اگر تو خون کا ایک قطرہ رکھتا ہے (عمل کی رمق باقی ہے) اور اگر تو پروں کی مٹھی رکھتا ہے (ہمت پرواز) بھی ہے تو میرے پاس آ۔ میں تجھے شاہبازی (دنیا پر حکمرانی کے اصول) سمجھا دوں گا۔

(۷) (اور) اگر تو اِس کام (زندگی گزارنا) کو سانس کا کام سمجھتا ہے تو یہ تیری کیسی نادانی ہے بانسری بجانے کے لئے (عام سانس کی نہیں) تلوار کے (دَم) طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح بانسری بجانے کے لئے صرف سانس پھونکنا ہی کافی نہیں اس کے لئے سینے میں قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِسی طرح عملی زندگی میں جان قربان کر دینے کی تمنا کرنا ہی کافی نہیں۔ بلکہ اس کے لئے جان ہتھیلی پر رکھنا ضروری ہے)۔

...... (۳۸) ......

علمے کہ تو آموزی مشتاق نگاہے نیست
واماندہ را ہے ہست، آوارہ راہے نیست
آدم کہ ضمیر اونقش دو جہاں ریزد
بالذت آہے ہست، بے لذت آہے نیست !

ہر چند کہ عشق او آوارہ راہے کرد
داغے کہ جگر سوزد در سینہ ماہے نیست

من چشم نہ برادارم ازروئے نگارینش
آں مست تغافل را توفیق نگاہے نیست !

اقبال قبا پوشد درکار جہاں کوشد
دریاب کہ درویشی بادلق وکلا ہے نیست !

معانی ...... : مشتاقِ نگاہ: نگاہوں کا مشتاق (شیدائی)' واماندۂ راہ: تھکن سے چور' روئے نگار: خوبصورت چہرہ' مستِ تغافل: غفلت میں ڈوبا ہوا' دلق: بوریا' کلاہ: ٹوپی۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) جو علم تو سیکھ رہا ہے' وہ (نگاہِ باطن) کا شیدائی نہیں۔ وہ راہ میں تھکن سے چور ہو کر بیٹھ جانے والا ہے۔ راستہ طے نہیں کر سکتا۔ (منزلِ مراد کی طرف نہیں لے جا سکتا)۔ اس علم میں خود کو یا خدا کو پہچاننے والی آنکھ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے)۔

(۲) وہ آدمی جس کا ضمیر دونوں جہانوں کا مصورِ ہے (جس کی ہستی کے باعث دونوں جہان بارونق ہیں۔ اس کا یہ عمل (جہانوں کی مصوری) آہ لذتِ عشق کی بدولت ہے۔ آہ کی لذّت کے بغیر نہیں۔

(۳) مانا کہ اس کے یعنی محبوبِ حقیقی کے عشق نے اُسے راہوں میں بھٹکنا سکھا دیا ہے۔ لیکن وہ داغ (منزل کی تمنا) جو جگر کو جلا دے۔ چاند کے سینے میں موجود نہیں۔ (اگر چہ چاند بھی فلک کی وسعتوں میں آوارہ پھرتا ہے۔ لیکن اُس کی یہ آوارگی منزل کی تمنا کے لئے نہیں۔ یہ داغِ آوارگی صرف انسان کو نصیب ہوا ہے۔)

(۴) میں (اپنے محبوب) کے دلکش اور خوبصورت چہرے سے نظریں نہیں ہٹاتا۔ لیکن (اپنے حسن میں مگن) اس محبوب کو (جس کا شیوہ ہی عاشقوں کو ستانا ہے) ہم پر ایک نگاہ ڈالنے کی بھی فرصت نہیں۔

(۵) اقبال چغہ پہن کر بھی دنیا کے کاموں میں مصروف رہتا ہے۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کہ درویشی بوریا نشینی سے اور فقیری ٹوپی پہننے سے نہیں آتی۔ (درویشی لباس کی درستگی کا نام نہیں دل کی صفائی کا نام ہے)۔

...... (۳۹) ......

چو خورشید سحر پیدا نگاہے میتواں کردن
ہمیں خاک سیہ را جلوہ گاہے می تواں کردن

نگاہ خویش را از نوک سوزن تیز تر گردان
چو جوہر در دل آئینہ راہے می تواں کردن

دریں گلشن کہ بر مرغ چمن راہ فغاں تنگ است
بانداز کشود غنچہ آہے می تواں کردن

نہ ایں عالم حجاب او را نہ آں عالم نقاب اورا
اگر تاب نظر داری نگاہے می تواں کردن

"تو در زیر درختاں ہمچو طفلاں آشیاں بینی"
بہ پرواز آ کہ صید مہرو ماہے می تواں کردن

معانی ...... : خورشیدِ سحر: صبح کا سورج' خاکِ سیہ: خاکی جسم (انسان)' نوکِ سوزن: سوئی کی نوک' تابِ نظر: دیکھنے کی ہمت۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) صبح کے سورج کی مانند (نگاہِ حق شناس) پیدا کی جا سکتی ہے' اور اِسی جسمِ خاکی کو (محبوب) کی جلوہ گاہ بنایا جا سکتا ہے۔ (نگاہِ حق شناس جب جسمِ خاکی میں پیدا ہو جائے تو اِس کے نور سے دنیا کو بھی منور کیا جا سکتا ہے)۔

(۲) اپنی نگاہ کو سوئی کی نوک سے زیادہ تیز بنا۔ اور جوہر کی طرح آئینہ کے دل میں راہ پیدا کی جا سکتی ہے (جس طرح آئینہ اپنے

جوہر (پالش) کے باعث چمکتا ہے اسی طرح نگاہِ حق شناس کی تیز روشنی بھی دلوں کو منور کر دیتی ہے)۔

(۳) اس چمن میں جہاں مرغانِ چمن پر آہ وزاری کی پابندی ہے۔ اس انداز سے آہ وزاری کی جا سکتی ہے۔ جس انداز سے کہ غنچہ آہ کھینچ کر پھول بن جاتا ہے۔ (ظلم وستم کے خلاف خاموش احتجاج کا اچھا نتیجہ نکلتا ہے۔)

(۴) وہ محبوب ایسا ہے کہ اُس کی جلوہ گری ہر جگہ ہے) نہ یہ دنیا اس کے لئے پردہ ہے اور نہ مستقبل کا جہاں اُسے زیرِ نقاب رکھے گا۔ (اس کا جلوہ ہر جگہ موجود ہے صرف دیکھنے والی آنکھ کی ضرورت ہے۔)

(۵) تو ننھے بچوں کی طرح درختوں کے نیچے (کھڑا ہو کر پرندوں کا) گھونسلہ دیکھے جا رہا ہے۔ (اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا)۔ پرواز (کی طاقت پیدا کر) کہ چاند اور سورج کو بھی شکار کیا جا سکتا ہے۔ (چاند اور سورج کو بھی زیرِ تصرف لایا جا سکتا ہے)۔

...... (۴۰) ......

کشیدی بادہ ہا در صحبت بیگانہ پے در پے
بنور دیگراں افروختی پیمانہ پے در پے !

زدست ساقیِ خاور دو جام ارغواں درکش
کہ از خاک تو خیزد نالہ مستانہ پے در پے

دلے کو از تب و تاب تمنا آشنا گردد
زند بر شعلہ خود را صورت پروانہ پے در پے

زاشک صبحگاہی زندگی را برگ و ساز آور
شود کشت تو ویراں تا نہ ریزی دانہ پے در پے

بگرداں جام واز ہنگامہ افرنگ کمتر گوے
ہزاراں کارواں بگوشت ازیں ویرانہ پے در پے!

معانی ...... : کشیدی بادہ ہا: بہت شراب پی ہے' پے در پے: مسلسل' ساقیِ خاور: ساقیِ مشرق' جامِ ارغواں: سرخ شراب کا پیالہ' اشکِ صبحگاہی: صبح کے وقت کا رونا' ہنگامہِ افرنگ: یورپ کا شور۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) تو نے (اے مسلمان) غیروں کی صحبت اختیار کر کے (اُن کے افکار و خیالات کی) متواتر شراب پی ہے۔ تو نے غیروں کے نور سے مسلسل (اپنے دل کے پیالے کو) روشن کیا ہے۔ (جو کہ تیرے لئے مناسب نہیں۔ غیروں کے افکار چھوڑ کر اپنے دین کی طرف لوٹ جا)۔

(۲) اور مشرق کے ساقی کے ہاتھوں شرابِ سرخ کے دو جام پی لے۔ تا کہ تیرے جسم خاکی سے مستی سے بھرپور نالہ وشیون نکلتے ہیں۔ (شرابِ مغرب (افکار و خیالات نے تجھے اپنے اسلاف کے بادۂ علم وفن سے بیگانہ کر دیا ہے۔ اپنے اسلاف کی شرابِ ارغوانی (معرفت کے اصول) پینا شروع کر دے۔ تیرے جسم خاکی میں کیف وسرور پیدا ہو جائے گا۔

(۳) وہ دل کہ جو آرزو کی حدت اور تڑپ سے آشنا ہو جاتا ہے۔ وہ خود کو پروانے کی مانند شمع پر نثار کرتا رہتا ہے۔

(۴) صبح کے وقت کی آہ وزاری سے سامانِ زندگی پیدا کر۔ تیری یہ کھیتی (دل) ویران ہو جائے گی۔ اگر تو اُس میں مسلسل دانہ نہ ڈالتا رہے گا۔ (جذبۂ عشق سے نا آشنا انسان کے دل میں سوز وگداز کی فصل نہیں اُگ سکتی)۔

(۵) اے مسلمان! اپنے پیالے کو گردش میں لا (جس میں اسلامی افکار کی شراب ہے)۔ اور یورپ کے ہنگامہ (افکار و خیالات) ترک کر دے۔ ان کے طرزِ عمل کی شکایت چھوڑ کر اپنے خیالات اپنا لے۔ مغربی اثرات خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ تجھے کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ (دنیا کے) اس ویرانے سے ہزاروں قافلے یکے بعد دیگرے گزرے ہیں۔ (کئی

قومیں دنیا پر حکمرانی کر چکی ہیں۔ لیکن کسی کو بھی ثبات نہیں۔ اس لئے فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ اہلِ یورپ بھی ایک دن نیست و نابود ہو جائیں گے۔)

...... (۴۱) ......

عشق اندر جستجو افتاد وآدم حاصل است
جلوہ و آشکار از پردہ آب و گل است

آفتاب و ماہ انجم می تواں دادن زدست
در بہائے آں کف خاکے کہ دارائے دل است

معانی ......: جستجو افتاد: تلاش کرتا رہ' ازپردۂ آب وگل: جسم خاکی کے پردے سے۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) عشق جستجو کرتا رہا۔ اور اُس کی اس جستجو کا حاصل آدم ہے۔ (آدم ہی عشق کے بارِ گراں کو اٹھانے کا اہل تھا)۔ اس لئے عشق نے اپنا جلوہ آب و گل یعنی جسم خاکی (آدم) کے پردہ سے ظاہر کیا۔

(۲) سورج' چاند اور ستاروں کو چھوڑا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس مٹھی بھر خاک (آدم) کی قیمت کے سامنے دنیا کی تمام اشیاء ہیچ اور بے معنی ہیں۔ (یہ مٹی کا پتلا ایسے دل کا مالک ہے جو عشق آشنا ہے۔)

...... (۴۲) ......

بیا کہ خاوریاں نقش تازہ بستند
دگر مرد بطواف بتے کہ بشکستند

چہ جلوہ ایست کہ دلہا بلذت نگہے
زخاک راہ مثال شرارہ برجستند !

کجاست منزل تو رانیان شہر آشوب
کہ سینہ ہائے خوداز تیزی نفس خستند

تو ہمک بذوق خودی رس کہ صاحبان طریق
بریدہ از ہمہ عالم بخویش پیوستند

بچشم مردہ دلاں کائنات زندانے است
دو جام بادہ کشید ندواز جہاں رستند

غلام ہمت بیدار آں سوارانم
ستارہ رابسناں سفتہ درگرہ بستند

فرشتہ را دگر آں فرصت سجود کجاست
کہ نوریاں بتماشائے خاکیاں مستند !

معانی ......: نقشِ تازہ: نیا تعویذ' شہرِ آشوب: ہنگاموں کا شہر' تیزیٔ نفس: سانس کی تیزی' صاحبانِ طریق: مسلک عشق پر چلنے والے' سناں: نیزہ۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) آ کہ اہلِ مشرق نے نیا تعویذ باندھا ہے (وہ فرنگی جادوگروں کے طلسم کا توڑ تلاش کر چکے ہیں)' (ایسی صورت میں اس بت (فرنگی افکار) کا طواف مت کر جسے توڑا جا چکا ہے)۔

(۲) یہ کیسا جلوہ (محبوب) ہے۔ کہ جس پر نگاہ ڈالنے کی لذّت سے دل راستے کی خاک سے چنگاری کی مانند اچھل رہے ہیں۔

(۳) وسط ایشیا کے وہ نورانی مسلمان اب کہاں ہیں؟ جو ہمیشہ شہرِ آشوب (ہنگامۂ جنگ) پسند کرتے تھے۔ اور (باطل کو مٹانے کے لئے ہمہ تن مصروف جہاد رہتے تھے) وہ نورانی جو اپنے سانسوں کی تیزی سے اپنا سینہ زخمی کر لیتے تھے۔ (جو کبھی چین سے نہیں

بیٹھتے تھے)۔

(۴) تو بھی اپنی خودی کے ذوق تک رسائی حاصل کر کیونکہ مسلکِ عشق پر چلنے والے سارے جہان سے قطع تعلق کر کے خود سے پیوست ہو گئے ہیں۔

(۵) مردہ دل لوگوں کے لئے (ان کی نظروں میں) یہ کائنات ایک قید خانہ ہے۔ انہوں نے دو جامِ شراب کے پی کر جہان کے (دُکھوں اور غموں سے) چھٹکارہ پا لیا۔ (ذمے داریوں سے فرار حاصل کر لیا)۔

(۶) میں ان سواروں کی ہمت و جرأت بیدار کا غلام ہوں۔ جنہوں نے ستارے کو نیزے کی اَنی میں پرو دیا۔ اور گرہ میں باندھ لیا۔ (جنہوں نے عزم و ہمت کی بلندی سے کائنات کی اشیاء پر قبضہ کر لیا)۔

(۷) اب فرشتوں کو دوبارہ اِس سجدہ کی فرصت کہاں ہے؟ (جو کبھی اُنہوں نے خالقِ کائنات کے حکم پر آدم کو کیا تھا)۔ اب یہ نوری مخلوق، خاکی مخلوق کے (کارناموں) کے تماشا میں مصروف ہیں۔ (اور اُسے دادِ تحسین دے رہے ہیں کہ واقعی خالقِ کائنات کا یہ شاہکار ہمارے سجدہ کے لائق ہے)۔

...... (۴۳) ......

عشق را نازم کہ بودش راغم نابود نے	کفر او زنار دار حاضر و موجود نے
عشق اگر فرماں دہد از جان شیریں ہم گزر	عشق محبوب است و مقصود است و جاں مقصود نے!
کافری را پختہ تر سازد شکست سومنات	گرمی بتخانہ بے ہنگامہ محمود نے
مسجد و میخانہ و دیر و کلیسا و کنشت	صد فسوں از بہر دل بستند و دل خوشنود نے !
نغمہ پردازی زجوے کوہسار آموختم	در گلستاں بودہ ام یک نالہ درد آلود نے
پیش من آئی ؟ دم سردے، دل گرمے بیار	جنبش اندر تست، اندر نغمہ داؤد نے
عیب من کم جوے واز جامم عیاز خویش گیر	لذت تلخاب من بے جان غم فرسود نے

معانی ...... : فرماں دہد: حکم دے، شکستِ سومنات: سومنات کی شکست، گرمیِ بتخانہ: بت خانے کی رونق، ہنگامہ محمود: محمود کی یورش، فسوں: جادو، نغمہ پردازی: گیت الاپنے کا فن، تلخاب: تلخ شراب۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) مجھے عشق پر ناز ہے کہ اس کی ہستی کو زوال نہیں۔ (عشق فانی نہیں، ابدی حقیقت ہے) وہ ایک ایسا کفر ہے جو حاضر و موجود کا (زنار) پہننے والا نہیں ہے۔ (عشق اپنے قوانین تبدیل نہیں کرتا)۔

(۲) عشق اگر یہ حکم دے کہ اس کی راہ میں جان قربان کر دے۔ تو بلا تکلف اپنی یہ شیریں (پیاری) جان اس پر نثار کر دے۔ کیونکہ اصل مقصود تو محبوب کی ذات ہے۔ یہ جان نہیں۔

(۳) سومنات کا (مندر یا بت) توڑنے سے کافری اور زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔ بت خانے کی رونق محمود کی یورش بغیر کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ (بقا کا خوف ہی قوموں کو مضبوط بناتا ہے)۔

(۴) مسلمان کی مسجد ہو، رندوں کا میخانہ ہو، بت پرستوں کا مندر ہو یا آتش پرستوں کا کشت ہو (میں نے ہر جگہ دیکھی) اِن جگہوں پر

(لوگوں کا دل لبھانے کے لئے) سینکڑوں طرح کی جادوگری موجود تھی۔ لیکن میرا دل خوش نہ ہوسکا۔ (کیونکہ وہاں وصلِ محبوب کا سامان ہی نہیں تھا۔ یہ عبادت گاہیں تو نفرت کی آماجگاہیں بنی ہوئی ہیں۔

(۵) میں نے نغمہ الاپنے کا فن پہاڑ سے اُترنے والی ندی کے گنگناتے ہوئے پانی سے سیکھا ہے۔ میں نے چمن دہر میں زندگی گزاری ہے۔ وہاں تو ایک آہ بھی ایسی نہیں۔ جس میں درد چھپا ہو۔ (ندی کا پانی نالہ و فریاد اس لئے کرتا ہے کہ اُسے محبوب کے وصال کی آرزو ہوتی ہے۔ اُسے (اپنے محبوب) دریا سے ملنا ہوتا ہے۔ چمن میں نالہ و فریاد اس لئے نہیں ہوتا کہ پرندوں کا مقصود (محبوب) پھول، پھل اور برگ و بار اُن کے سامنے موجود ہوتے ہیں۔ (ہجر زندگی میں تگ و دو پیدا کرتا ہے جبکہ وصال سکون کا نشان ہے)۔

(۶) میرے پاس آنے کے لئے شرط یہ ہے کہ تو سرد دَم ہو اور دِل میں عشق کی گرمی ہو۔ کیونکہ حرکت تو تیرے اپنے باطن میں ہے۔ حضرت داؤد کے نغمہ میں نہیں۔ (کسی نغمہ کی قبولیت کی استطاعت نغمہ سننے والے میں ہوتی ہے۔ خود نغمہ اِس استطاعت کے بغیر بےکار ہے۔ (میرے اشعار سے بھی وہی فیض یاب ہوسکتا ہے جس میں اسے قبولیت کی صلاحیت موجود ہے)۔

(۷) میرا کلام پڑھنے اور سننے والوں کو چاہئے کہ میرے کلام میں عیب (خرابی) تلاش نہ کریں۔ بلکہ میرے پیالے سے اپنے معیار کے مطابق شراب لے لیں۔ میری تلخ شراب کی لذت غمِ عشق کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

...... (۴۴) ......

بر دل بے تاب من ساقی مے نابے زند ۔۔۔ کیمیا ساز است و اکسیرے بہ سیمابے زند

من ندانم نور یا نار است اندر سینہ ام ۔۔۔ ایں قدر دانم بیاض او بہ مہتابے زند

بر دل من فطرت خاموش می آرد ہجوم ۔۔۔ ساز از ذوق نوا خودرا بمضرابے زند

غم مخور ناداں کہ گردوں در بیابان کم آب ۔۔۔ چشمہ ہا دارد کہ شبخو نے بہ سیلابے زند!

اے کہ نوشم خوردہ از تیزی نیشم مرنج ۔۔۔ نیش ہم باید کہ آدم را رگ خوابے زند

معانی ...... مے ناب: خالص شراب، سیماب: پارہ، بیاض: روشنی، شب خون: رات کے وقت حملہ، نیش: ڈنگ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میرے بےقرار دل پر ساقی (عشق) کی خالص شراب ڈالتا ہے۔ وہ کیمیا ساز ہے، پارے پر اکسیر ڈالتا ہے (تاکہ وہ سونے میں تبدیل ہو جائے)۔ (مرشدِ کامل اپنی نگاہ کی اکسیر سے اپنے مرید کے دل کو سونے میں بدل دیتا ہے۔ (معرفتِ حق سے آشنا کر دیتا ہے)۔ (میرا مرشد بھی ایسا ہی کامل مرد ہے۔)

(۲) میں یہ تو نہیں جانتا کہ میرے سینے میں نور ہے یا نار۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ اس کی روشنی چاند کو شرما رہی ہے۔

(۳) خاموش فطرت نے میرے پر قبضہ جما لیا ہے۔ اور نوا کے ذوق سے ساز خود کو مضراب پر مار رہا ہے۔ (جب دل واقعی دل بن جاتا ہے تو اسے فطرت کی نہیں بلکہ فطرت کو اس کی ضرورت ہوتی ہے)۔

(۴) اے نادان! غم کھانے، افسوس کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ آسمان پانی کے بغیر بیابان میں ایسے پانی کے چشمے رکھتا ہے۔ جو سیلاب پر شب خون مارتے ہیں۔ (خالقِ کائنات نے تیری شخصیت میں بھی بہت سی صلاحیتیں چھپا رکھی ہیں۔ جنہیں تو کام

میں لاکر بڑائی حاصل کرسکتا ہے۔

(۵) اے کہ تو میری شیریں غذا کھائی ہے یا میٹھا پانی پیا ہے۔ اب میرے ڈنک کی تیزی سے پریشان نہ ہو۔ کیونکہ آدمی کی سوئی ہوئی حمیت جگانے کے لئے بعض اوقات ڈنک مارنا چاہئے۔ (جہاں تو نے میری شاعری کا لطف اٹھایا ہے وہاں تلخ مضامین سے پریشان مت ہو کیونکہ یہ تجھے میدان عمل میں لانے کے لئے ہیں)۔

(۴۵)

فروغ خاکیاں از نوریاں افزوں شود روزے ! زمیں از کوکب تقدیر ما گردوں شود روزے !

خیال ما کہ او را پرورش دادند طوفانہا زگرداب شہر نیلگوں بیروں شود روزے

یکی در معنی آدم نگر! از من چہ می پرسی ہنوز از طبیعت می خلد موزوں شود روزے

چناں موزوں شود ایں پیش پا افتادہ مضمونے کہ یزداں رادل از تاثیر او پرخوں شود روزے

معانی ...... فروغ خاکیاں: انسان کا عروج، کوکب تقدیر: مقدر کا ستارہ، گرداب سپہر نیلگوں: نیلے آسمان کا بھنور۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) ایک دن ایسا آئے گا کہ خاک کے بنے ہوئے (آدمیوں) کی روشنی سے فرشتوں سے بڑھ جائے گی۔ اور یہ زمین ہماری قسمت کے ستارے سے آسمان بن جائے گی۔ (انسان دنیاوی اور روحانی ترقی میں فرشتوں سے آگے نکل جائے گا)۔

(۲) مرا خیال کہ جس کی پرورش طوفانوں نے کی ہے۔ ایک دن نیلے آسمان کے بھنور سے باہر نکل جائے گا۔ (انسان کی فکر خلا کی وسعتوں سے بھی آگے بڑھ جائے گی)۔

(۳) ایک دفعہ تو آدم کے معنی (اس کی شخصیت) پر غور کر۔ (اس بارے میں) مجھے کیا پوچھتا ہے؟ یہ معنی ابھی تک اس کی طبیعت میں ہلچل مچا رہے ہیں۔ ایک دن (اشعار) کی صورت سامنے آجائیں گے۔ (انسان کی باطنی صلاحیتیں اُسے اوجِ ثریا تک پہنچا دیتی ہیں)۔

(۴) یہ عام مضمون ایک دن ایسا موزوں ہوگا کہ خدا کا دل اس کی تاثیر سے ایک دن متاثر ہو جائے گا۔ (انسان میں مظہر صفات خدا ہونے صلاحیت بدرجۂ اتم موجود ہے۔ وہ اسے بروئے کار لاسکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو پہچان لے)۔

(۴۶)

زرسم و راہ شریعت نکردہ ام تحقیق جز اینکہ منکر عشق است کافر و زندیق !

مقام آدم خاکی نہاد دریا بند مسافران حرم را خدا دہد توفیق

من از طریق نہ پرسم، رفیق می جویم کہ گفتہ اند نخستیں رفیق و باز طریق

کند تلافی ذوق آں چناں حکیم فرنگ فروغ بادہ فزوں ترکند بجام عقیق

ہزار بار نکوتر متاع بے بصری زدانشے کہ دل او را نمی کند تصدیق

به پیچ و تاب خرد گرچہ لذت دگر است یقین سادہ دلاں بہ نکتہ ہائے دقیق
کلام و فلسفہ از لوح دل فرو شستم ضمیر خویش کشادم بہ نشترِ تحقیق
زآستانہ سلطاں کنارہ می گیرم نہ کافرم کہ پرستم خدائے بے توفیق

معانی ...... : زندیق: آتش پرست' تلافی ذوق: شوق کی تلافی' حکیم فرنگ: یورپ کا دانشور' متاعِ بے بصری: جہالت کی دولت' نکتہ ہائے دقیق: مشکل اور پیچیدہ مسائل' نشترِ تحقیق: تحقیق کے نشتر۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میں نے اس بارے میں شریعت کی رو سے تحقیق نہیں کی۔ سوائے اس کے کہ عشق سے انکار کرنے والا کافر اور آتش پرست ہے۔ شاعر کہنا یہ چاہتا ہے کہ عشق کے بغیر مسلمان صحیح مسلمان نہیں بن سکتا۔ (صرف عقل پر بھروسہ کر کے سچائی کی پہچان ممکن نہیں۔ عشق کے بغیر شریعت کی بہت سی باتیں ایک معمہ نظر آتی ہیں۔

(۲) یہ خاک کے پتلے اگر اپنے مقام سے آگاہ ہو جائیں اور خدا مسافرانِ حرم کو اپنا مقام پہچان لینے کی توفیق بھی عطا کر دے تو ان پر یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ ایک کعبہ ان کے اندر بھی موجود ہے۔ جو کہ اُن کا دل ہے۔ (اس دل کو پاکیزہ کرنے کی ضرورت ہے)۔

(۳) مجھے طریق راہ کی تلاش نہیں' میں تو اپنا ہمسفر ڈھونڈ رہا ہوں۔ کیونکہ دانش مندوں نے کیا خوب کہا ہے کہ پہلے ہمسفر اور پھر راستہ۔ (کیونکہ راستے کی مشکلات میں ایک سچا ہمسفر ہی کام آ سکتا ہے)۔

(۴) (یورپ کے دانا نے دنیا کو ہر طرح سے گمراہ کیا ہے)۔ اب وہ اِس گناہ کی تلافی میں مصروف ہے۔ اس طرح کہ وہ عقیق کے پیالے میں شراب کے جوش اور دلکشی میں اور زیادہ اضافہ کر رہا ہے۔ (اہلِ یورپ نے اپنی تہذیب کی تباہ کاریوں کو چھپانے کے لئے اس تہذیب میں اور زیادہ دلکشی اور چکاچوند پیدا کر دی ہے تاکہ لوگ (اہلِ مشرق) اس روشنی میں چھپے اندھیرے (جہالت) کو نہ دیکھ سکیں۔

(۵) ایسی جہالت کی دولت ہزار ہا درجے بہتر ہے۔ اس دانش سے جس کی دل تصدیق نہ کرتا ہو۔

(۶) اگرچہ عقل کی بھول بھلیوں میں ایک قسم کا مزا بھی ہے۔ لیکن سادہ دل لوگوں کا ایمان (یقین) مشکل نکتوں اور رمز کی باتوں سے بہتر ہے۔

(۷) میں نے کلام اور فلسفہ کے (حروف) دل کی تختی سے دھو ڈالے ہیں۔ اور اپنے ضمیر کو تحقیق کے نشتروں سے کھول دیا ہے۔ (تاکہ میں حقیقت کی منزل پا لوں)۔

(۸) میں بادشاہ کے آستانہ سے الگ یا دور ہو گیا ہوں۔ میں کافر نہیں ہوں کہ بے اختیار و بے طاقت خدا کی پوجا کرتا رہوں۔ (مجھے تو اُس خدا کے آگے سر جھکانا چاہئے جو کسی کا محتاج نہیں۔ سب اُسی کے دروازے کے سوالی ہیں)۔

...... (۴۷) ......

از ہمہ کس کنارہ گیر صحبت آشنا طلب ہم زخدا خودی طلب ہم زخودی خدا طلب
ازا خلش کرشمہ کارِ نمی شود تمام عقل و دل و نگاہ راجلوہ جدا جدا طلب

عشق بسر کشیدن است شیشہ کائنات را — جام جہاں نما مجو، دست جہاں کشا طلب
راہ رواں برہنہ پا راہ تمام خار زار — تا بہ مقام خود رسی راحلہ از رضا طلب !
چوں بہ کمال می رسد فقر دلیل خسروی است — مسند کیقبادرا در تہ بوریا طلب
پیش نگر کہ زندگی راہ بعالمے برد — از سر آنچہ بود و رفت درگزر، انتہا طلب
ضربت روزگار اگر نالہ چونے دہد ترا — بادہ من زکف بنہ، چارہ زمومیا طلب

معانی ...... : کنارہ گیر: الگ ہوجانا' شیشۂ کائنات: کائنات کی صراحی' جامِ جہاں نما: دنیا کو دیکھنے کا پیالہ' برہنہ پا: ننگے پاؤں' راحلہ: سواری' مسندِ قیقباد: قیقباد کا تختِ شاہی' مومیا: دوا کا نام۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) ہر کسی کی دوستی سے علیحدگی اختیار کر لے اور صرف آشنا (خدا) کی مُحبت طلب کر۔ کیونکہ اس کے سوا تیرا کوئی دوست نہیں ہوسکتا) خدا سے خودی طلب کر اور خودی کے ذریعے خدا طلب کر۔ (جس نے خودی کو پہچان لیا' اُس نے خدا کو پہچان لیا)۔

(۲) صرف ابرو اور آنکھوں کے اشارے کوئی کرشمہ نہیں دکھاتے۔ عقل' دِل اور نگاہ کے لئے علیحدہ علیحدہ جلوے طلب کر (صرف اِسی صورت میں جلوۂ محبوب نظر آسکتا ہے۔)

(۳) عشق کائنات کی صراحی پی جانے کا نام ہے۔ (پوری کائنات زیر کرلینے کا مسلک ہے)۔ جامِ جہاں نما تلاش نہ کر بلکہ جہان کو فتح کرنے والا ہاتھ طلب کر۔ (حالتِ کیف و مستی اور حالت مشاہدہ سے نکل کر اِس جہان کو اپنی روحانی طاقت سے زیر کرے)۔

(۴) مسافروں کے پاؤں ننگے ہیں۔ اور راستہ پرخار ہے (کانٹوں سے بھرا ہوا ہے)۔ اپنے مقام پر بخیر و عافیت پہنچنے کے لئے خدا کی تسلیم ورضا کی سواری طلب کر۔ (راہِ سلوک کی آخری منزل تسلیم ورضا ہے)۔

(۵) جب فقر اوجِ کمال تک پہنچ جاتا ہے وہ شہنشاہی کے لئے راہنما بن جاتا ہے۔ اس لئے ایران کے مشہور بادشاہ قیقباد کا تخت فقر کے بوریئے کے نیچے طلب کر۔ (وہ شہنشاہی طلب کر جو فقیری میں حاصل ہوتی ہے)۔

(۶) آگے غور کر کہ زندگی کسی عالم (جہان) کی طرف رواں دواں ہے۔ (کائنات کی ہر شئے اپنے رب کی طرف جارہی ہے۔ (اس لئے وہاں تک جانے کی فکر کر) جو کچھ کہ ہو چکا ہے۔ اس کا خیال ترک کردے اور تیری جو انتہا ہے اُسے طلب کر۔

(۷) اگر زمانے کے آلام و مصائب تجھ میں بانسری کی طرح فریاد پیدا کر رہے ہیں تو میری شراب کے پیالے کو ہاتھ سے گرادے اور مومیا سے علاج طلب کر۔ (تیرے آلام و مصائب کا حل قرآن مجید میں موجود ہے۔ (مومیا سے مراد قرآنِ مجید ہے)۔

...... (۵۸) ......

بینی جہاں را خود رانہ بینی — تاچند ناداں غافل نشینی ؟
نور قدیمی شب رابر افروز — دست کلیمی در آستینی !
بیروں قدم نہ از دور آفاق — تو پیش ازینی تو بیش ازینی !

از مرگ ترسی اے زندہ جاوید ؟ مرگ است صیدے تو در کمینی
جانے کہ بخشند دیگر نگیرند آدم بمیرد از بے یقینی
صورت گری را ازمن بیاموز شاید کہ خود را باز آفرینی !

معانی ...... نورِ قدیم: پرانا نور' افروز: ارشن کر' دستِ کلیمی: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ' مرگ: موت۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) تو دنیا کی طرف دیکھتا ہے۔لیکن اپنی معرفت حاصل نہیں کرتا۔اے نادان تو اپنی پہچان سے کب تک غفلت برتتا رہے گا۔

(۲) (اے انسان) تو ایک قدیم نور ہے۔اس نور سے اپنی زندگی کی رات روشن کر۔تو اصل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا روشن ہاتھ ہے۔لیکن یہ ابھی تیری آستین میں پوشیدہ ہے (اسے کام میں لا۔اور دیکھ یہ کوئی عام ہاتھ نہیں بلکہ یدِ بیضا ہے) اپنی حقیقت کی پہچان کر پھر تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تو اصل میں کیا ہے؟)

(۳) کائنات کے دائرے سے باہر قدم رکھ تیری تخلیق اِس کائنات کی تخلیق سے بھی پہلے کی ہے۔تو اِس کائنات سے زیادہ وسیع ہے۔(کائنات میں محصور ہونے کی بجائے اس کے حصار سے نکل جا۔کیونکہ تیرا مقام تو اس سے کہیں آگے ہے)۔

(۴) اے حیاتِ جاوداں پانے والے! تو موت سے ڈرتا ہے؟ موت تو تیرا شکار ہے اور تو اس کی گھات میں ہے (اگر تو اپنی پہچان کرلے) تو پھر تجھے موت کا کوئی ڈر نہیں ہوگا۔)

(۵) (خدا) جو زندگی آدمی کو عطا کر دیتا ہے۔وہ واپس نہیں لیتا۔کیونکہ دیا ہوا تحفہ کوئی واپس نہیں لیتا) آدمی اگر مرتا ہے تو بے یقینی کے باعث مرتا ہے (جو آدمی یقین کی حد تک ایمان پیدا کر لیتا ہے اُسے موت نہیں آتی)۔

(۶) صورتیں بنانے کا فن (اگر سیکھنا چاہتا ہے) تو میری شاگردی اختیار کر۔شاید کہ تو اس قابل ہو جائے کہ خود کو ایک نئی صورت میں دوبارہ پیدا کر لے۔(اِس پیدائش کا تعلق معرفت کی پہچان سے ہے)۔

...... (۴۹) ......

من ہیچ نمی ترسم از حادثہ شب ہا ! شب ہا کہ سحر گردد از گردش کوکب ہا !
نشناخت مقام خویش، افتادہ بدام خویش ! عشقے کہ نمودے خواست از شورش یا رب ہا !
آہے کہ زدل خیزد از بہر جگر سوزی است در سینہ شکن اورا آلودہ مکن لب ہا !
در میکدہ باقی نیست از ساقی فطرت خواہ آں مے کہ نمی گنجد در شیشۂ مشرب ہا
آسودہ نمی گردد آں دل کہ گسست ازدوست با قرأت مسجد ہا با دانش مکتب ہا !

معانی ...... : نمی ترسم: نہیں ڈرتا' حادثۂ شب: رات کے حادثے سے' گردش کوکب: ستارے کی گردش' آلودہ: خراب' شیشۂ مشرب: مذہب کی صراحی۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میں راتوں کو رونما ہونے والے حادثات سے نہیں ڈرتا' کیونکہ راتیں آخر کار ستاروں کی گردش کے باعث صبح کے اُجالوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

(۲) اُس نے اپنا مقام نہیں پہچانا۔ وہ اپنے جال میں خود ہی گرفتار ہو گیا۔ وہ عشق کہ جس نے مصائب کے باعث یارب یارب کا شور مچا رکھا ہے۔ (وہ عشق ناکام ہے جس میں مصائب برداشت کرنے کی ہمت نہیں)۔

(۳) جو آہ و فغاں تیرے دل سے نکلتی ہے (وہ کسی اور مقصد کے لئے نہیں) جگر سوزی کے لئے ہے۔ اس لئے اسے سینہ ہی میں جذب رہنے دے۔ اپنے ہونٹوں کو اس سے آلودہ مت کر۔

(۴) وہ شراب کہ جو مذہب کے مختلف طریقوں کی صراحیوں میں نہیں سماتی۔ اس سے میکدہ خالی ہو چکا ہے۔ وہ (شرابِ عشق) تجھے خانقاہوں اور مساجد میں نہیں ملے گی۔ ساقیٔ فطرت (خدا) سے طلب کر۔ اسی سے تیری تشنگی دور ہو گی۔

(۵) وہ دل جو دوست (محبوب) سے جدا ہو گیا ہے۔ اُسے مسجدوں میں قرآن کی قرأت یا مدرسہ کی حکمت و دانش سے قرار نہیں ملتا۔ (دلِ عاشق کا قرار دیدارِ محبوب میں ہے۔ وعظ و نصیحت اس پر اثر نہیں کرتی)۔

...... (۵۰) ......

تو کیستی ؟ ز کجائی ؟ کہ آسمانِ کبود
ہزار چشم براہِ تو از ستارہ کشود !

چہ گویمت کہ چہ بودی چہ کردہ چہ شدی
کہ خوں کند جگرم را ایازیٔ محمود !

تو آں نہ ئی کہ مصلےٰ از کہکشاں میکرد
شرابِ صوفی و شاعر ترا ز خویش ربود

فرنگ اگرچہ ز افکار تو گرہ بکشاد
بجرعہ دگرے نشہ ترا افزود

سخن ز نامہ و میزاں دراز تر گفتی
بحیرتم کہ نہ بینی قیامتِ موجود

خوشا کسے کہ حرم را درون سینہ شناخت
دمے تپید و گزشت از مقام گفت و شنود

ازاں بمکتب و میخانہ اعتبارم نیست
کہ سجدہ بزم بردر جبیں فرسود !

معانی ...... : آسمانِ کبود: نیلا آسمان، جرعہ: گھونٹ، فرسود: پرانا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) تو کون ہے؟ تو کہاں سے آیا ہے؟ کہ نیلے آسمان نے (تیرے استقبال میں) تیری راہ میں ستاروں کی ہزاروں آنکھیں کھول (بچھا) رکھی ہیں۔ (تیری عظمت و نشان یہ ہے ساری کائنات تیرے جلووں کی منتظر ہے)۔

(۲) میں کیا کہوں؟ کہ تو کیا تھا۔ تو نے کیا کیا اور تو کیا تھا اور کیا ہو گیا ہے؟ کہ محمود کی ایازی (اپنے غلام ایاز کی غلامی) میرے جگر کا خون کر رہی ہے۔ (تو نے اپنے اعلیٰ منصب کو چھوڑ کر نفسِ دنیا کی غلامی اختیار کر لی ہے)۔

(۳) تو وہی تو نہیں، جس کے کہکشاں (کے راستے کو) کو اپنا مُصلّی بنایا تھا۔ جاہل صوفیوں اور بے مقصد شاعری کی شراب نے تجھے اپنی معرفت سے بیگانہ کر دیا ہے۔ کہکشاں پر مصلّی بچھانے سے مراد کائنات پر حکمرانی ہے)۔

(۴) یہ صحیح ہے کہ یورپ نے تیرے افکار کی گرہیں کھول کر اُسے جدید علوم سے روشناس کیا ہے۔ لیکن اُس کا شراب کا ایک دوسرا گھونٹ (ملحدانہ افکار) پلا کر تیرے نشہ کو بڑھا کر تجھے مدہوش کر دیا ہے۔

(۵) تو نے روزِ محشر نامۂ اعمال اور انہیں تولنے کے ترازو کی بات تو بڑی طویل کی ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ تو اس قیامت کو نہیں دیکھ رہا جو تیرے سامنے موجود ہے۔ (قوموں کا زوال بھی تو ایک طرح سے روزِ قیامت سے کم نہیں۔

(۶) خوش قسمت ہے وہ شخص جس نے اپنے سینے کے اندر حرم کو پہچان لیا۔ (حرم سے مراد دل ہے جہاں خدا کا گھر ہے)۔ وہ (دل) تھوڑی دیر کے لئے تڑپا اور (حقیقت پالینے) کے بعد گفت وشنید کی منزل سے گزر گیا۔ (جسے معرفتِ حق مل گئی۔ اُس نے خاموشی اختیار کر لی)۔

(۷) مدرسے اور مے خانے پر میں اس لئے اعتبار نہیں کرتا۔ کہ آج کل کے مدرسے اور مے خانے (خانقاہوں) کے علماء اور صوفیاء لوگوں کو اللہ کے سامنے جھکانے کی بجائے اپنے سامنے جھکنے کا درس دیتے ہیں)۔ اور میں (اسی لئے) اس دروازے پر سجدہ نہیں کرتا جس پر کہ ماتھے گھسے ہوئے ہیں۔ (ان مدرسوں اور خانقاہوں کے افکار فرسودہ ہو چکے ہیں)۔

...... (۵۱) ......

دیار شوق کہ دردد آشناست خاک آنجا — بذرہ ذرہ تواں دید جان پاک آنجا
مے معنا نہ زمغ زادگاں نمی گیرند — نگاہ می شکند شیشہ ہاے تاک آنجا !
بہ ضبط جوش جنوں کوش در مقام نیاز — بہوش باش و مرو باقباے چاک آنجا !

معانی ...... دیارِ شوق: شہرِ عشق' مے مفانہ: شراب کشید کرنے والا' مغ زادگان: شراب کشید کرنے والے کے بچے' شیشہ ہائے تاک: انگور کی شراب کی صراحیاں۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) شہرِ عشق میں کہ جہاں کی مٹی درد آشنا ہے۔ اس کے ذرّے ذرّے میں (پاک جان) انوارِ الٰہی کو دیکھا جاسکتا ہے۔ (عاشق کے رگ و پے میں سوزِ عشق پایا جاتا ہے)۔

(۲) شراب کشید کرنے والوں کی شراب اُن کے بچوں سے نہیں لیا کرتے۔ وہاں تو انگور کی بیل کی (شراب سے بھری) صراحیوں کو نگاہ توڑ دیتی ہے۔ یعنی یہاں نگاہوں سے شراب پی جاتی ہے۔ (عشق آشنا لوگ جام و مینا کے محتاج نہیں ہوتے۔ وہ شرابِ عشق نگاہوں سے پیتے اور پلاتے ہیں۔)

(۳) (محبوب کا آستانہ) ادب کی جگہ ہے۔ وہاں جا کر اپنے جنونِ عشق کے جوش کو قابو میں رکھنا اور (کہیں بے خبری اور مدہوشی میں ایسی بات منہ سے نہ نکالنا کہ محبوب خفا ہو جائے۔ (اس کے آستانے پر) جنون کو قابو میں رکھ اور پھٹے ہوئے گریبان یا لباس کے ساتھ وہاں مت جانا (کیونکہ یہ آدابِ عشق کے خلاف ہے)۔

...... (۵۲) ......

مئے دیرینہ و معشوق جواں چیزے نیست — پیشِ صاحب نظراں حور و جناں چیزے نیست
ہرچہ از محکم و پائندہ شناسی، گزرد — کوہ و صحرا و بر و بحر و کراں چیزے نیست
دانش مغربیاں، فلسفہ مشرقیاں — ہمہ بتخانہ و درطوف بتاں چیزے نیست
از خود اندیش و ازیں بادیہ ترساں مگذر — کہ تو ہستی و جود دو جہاں چیزے نیست
د در طریقے کہ بنوک مژہ کاویدم من — منزل و قافلہ و ریگ رواں چیزے نیست

معانی ...... : مے دیرینہ: پرانی شراب، صاحب نظر: اللہ کا ولی، دانشِ مغربیاں: یورپ کی سمجھ بوجھ (افکار)، بادیہ: صحرا، نوک مژہ: پلکوں کی نوک۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) پرانی شراب (جس میں نشہ زیادہ ہوتا ہے) اور جوان معشوق اہل نظر کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ (اللہ کے ولیوں کی نظر میں حور اور جنت کوئی چیز نہیں ہیں۔ (کیونکہ یہ لوگ ان باتوں سے بے نیاز ہوتے ہیں)۔

(۲) جس شئے کو تو مضبوط، پائیدار اور لافانی خیال کرتا ہے۔ وہ (بالآخر) فنا ہو جاتی ہے۔ (اس لئے) پہاڑ، صحرا، سمندر اور ساحل کی کوئی حیثیت نہیں۔ تمام اشیاء فنا ہو جائیں گی۔ قائم رہنے والی ذات صرف خالقِ کائنات کی ہے۔

(۳) یورپ کی دانش (علم و حکمت) اور اہلِ مشرق کا فلسفہ، دونوں ہی بت خانہ ہیں اور بتوں کے طواف سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ (یورپ کے افکار و خیالات اور سائنسی معلومات سے انسان کائنات شناس تو ہو جاتا ہے۔ لیکن خود شناس اور خدا شناس نہیں ہوتا۔ خود شناسی کے لئے جذبۂ عشق کی ضرورت ہے)۔

(۴) اپنے آپ پر غور کر اور اِس زندگی کے بیاباں سے خوفزدہ ہو کر مت گزر۔ کیونکہ تیری ہستی کی بدولت ہی دو جہاں کا وجود ہے۔ (تو کائنات کے لئے نہیں بلکہ کائنات تیرے لئے ہے)۔

(۵) اس (راہِ عشق) میں جو میں نے اپنی پلکوں کی نوک سے بنایا ہے۔ منزل، قافلہ اور اڑتی ہوئی ریت کی کوئی حیثیت نہیں۔ (وصلِ محبوب کے لئے عاشق جو راستہ بناتا ہے وہ آسانی سے نہیں بنتا۔ اس کے لئے پلکوں کی نوک سے راستہ کھودنا پڑتا ہے۔ حد سے زیادہ محنت کرنا پڑتی ہے)۔

...... (۵۳) ......

قلندراں کہ بہ تسخیر آب و گل کوشند
زشاہ باج ستانند و خرقہ می پوشند

بجلوت اندو کمندے بہ مہر و ماہ پیچند
بخلوت اندوز مان و مکاں در آغوشند!

بروز بزم سراپا چو پرنیان و حریر
بروز رزم خود آگاہ و تن فراموشند

نظام تازہ بچرخ دورنگ می بخشند
ستارہ ہائے کہن راجنازہ بردوشند!

زمانہ از رخ فردا کشود بند نقاب
معاشراں ہمہ سر مست بادہ دوشند

بلب رسید مرآں سخن کہ نتواں گفت
بحیرتم کہ فقیہان شہر خاموشند!

معانی ...... : باج: خراج، بزم سراپا: محفل لگانا، پرنیان و حریر: ریشمی کپڑے، بروزِ رزم: جنگ کے دن، چرخِ دو رنگ: دو رنگوں والا آسمان۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) قلندر جو کہ (اپنے جسم خاکی اور اِس مادی جہان) کی تسخیر میں مصروف رہتے ہیں۔ (وہ اگرچہ بوریا نشین ہوتے ہیں) پھر بھی بادشاہوں سے خراج وصول کرتے ہیں۔ (بادشاہوں کے تخت اُن کے خوف سے کانپتے ہیں)۔

(۲) جب وہ (قلندر) بزم آرا ہوتے ہیں تو چاند اور سورج پر کمند پھینکتے ہیں۔ (عوام الناس کے کام سنوارتے ہیں) اور جب بزمِ

تنہائی سجاتے ہیں تو زمان و مکان اُن کی آغوش میں ہوتے ہیں۔ (وہ خدا کی محبت میں غرق ہو جاتے ہیں)۔

(۳) جس دن وہ بزم آراء ہوتے ہیں تو وہ حریر و پرنیاں جیسے ریشمی کپڑوں کی مانند نرم و گداز ہوتے ہیں (ہر دوست اور دشمن سے یکساں سلوک کرتے ہیں) لیکن جب وہ میدان جنگ میں ہوتے ہیں۔ وہ خود فراموشی کے عالم میں راہِ خدا میں اپنی جان قربان کر دیتے ہیں (آرزوئے شہادت میں وہ خود کو فراموش کر دیتے ہیں)۔

(۴) قلندر دو رنگی گردش کرنے والے آسمان (جس سے دنیا میں انقلابات اور انسانی زندگی میں تغیرات آتے ہیں) کو ایک نیا نظام دیتے ہیں۔ (آسمان کی گردش اپنی مرضی سے کرتے ہیں)۔ اور یہ لوگ پرانے ستاروں کے جنازے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ (وہ ستارے جو اثراتِ بد پھیلاتے ہیں۔ اُن کی اثر اندازی ختم کر کے انہیں اپنی مرضی کے تابع کر لیتے ہیں)۔

(۵) زمانے کی (جدید ایجادات) نے مستقبل کے چہرے سے پردہ ہٹا دیا ہے۔ (ترقی کے نئے راستے کھل رہے ہیں) لیکن میرے ساتھ (امت مسلمہ) کے سب لوگ پرانی شراب (پرانے وسائل) میں مست و بے خود ہیں۔

(۶) میرے ہونٹوں تک وہ بات آ ہی گئی۔ جو کہ نہیں کہی جا سکتی۔ مجھے حیرت ہے کہ شہر کے علماء خاموش ہیں۔ (میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اِس دور کے علماء کس حال میں ہیں؟ انہیں کیا ہو گیا ہے؟ وہ قوم کو خوابِ غفلت سے جگانے کا فریضہ انجام کیوں نہیں دیتے؟)

...... (۵۹) ......

دو دستہ تیغم و گردوں برہنہ ساخت مرا — فساں کشید و بروے زمانہ آخت مرا

من آں جہان خیالم کہ فطرت ازلی — جہان بلبل و گل راشکست و ساخت مرا

مئے جواں کہ بہ پیمانہ تو می ریزم — زراوقے است کہ جام و سبو گداخت مرا

نفس بہ سینہ گرازم کہ طائر حرمم — تواں زگرمی آواز من شناخت مرا

شکست کشتی ادراک مرشدان کہن — خوشا کسے کہ بدریا سفینہ ساخت مرا!

معانی ...... : فساں: سان' فطرتِ ازلی: اَزلی فطرت' کشتی ادراک: سوچ کی کشتی' مرشدانِ کہن: پرانے مرشد۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میں دونوں ہاتھوں سے چلانے والی تلوار ہوں اور آسمان نے مجھے بے نیام کر دیا (قدرت نے باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے بے نیام کیا ہے) اور مجھے سان پر چڑھا کر زمانے پر چلا دیا۔

(۲) میں وہ خیالوں کا جہان ہوں کہ فطرتِ اَزلی نے بلبل اور گل کا جہان توڑ کر مجھے تخلیق کیا۔ (مجھ سے نرمی و نزاکت نکال کر مجھے تیز دھار تلوار بنا دیا ہے)۔

(۳) وہ جوان شراب (تند و تیز) جو میں تیرے پیالے میں اُنڈیل رہا ہوں۔ اس شراب کے مٹکے سے ہے۔ جس کی شراب نے میرے لئے پیالے اور مٹکے (دونوں کو) پگھلا دیا ہے۔ (یہ وہ شراب ہے جو دل عاشق گداز کر دیتی ہے)۔

(۴) میں اپنے سانس کو اپنے سینے میں گداز کر رہا ہوں۔ (ضبطِ نفس سے کام لے رہا ہوں) کیونکہ میں حرم کا پرندہ ہوں۔ (جو اپنے اسلاف کے نغمے گاتا ہے) اور مجھے میری آواز (شاعری) کی گرمی (زندگی بخش اور سوز آفریں) کے ذریعے پہچانا جا سکتا ہے۔

(۵) قدیم علماء کی عقل و خرد کی کشتی ٹوٹ گئی ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جس نے اس (دریائے حیات) میں مجھے اپنی کشتی

بنایا۔ (میرے افکار و خیالات سے استفادہ کیا)۔

...... (۵۵) ......

مثل شرر ذرہ را تن بہ تپیدن دہم ‌ ‌ ‌ تن بہ تپیدن دہم، بال پریدن دہم!
سوز نوایم نگر! ریزہ الماس را ‌ ‌ ‌ قطرہ شبنم کنم، خوے چکیدن دہم!
چوں زمقام نمود نغمہ شیریں زنم ‌ ‌ ‌ نیم شباں صبح را میل دمیدن دہم!
یوسف گم گشتہ را باز کشودم نقاب ‌ ‌ ‌ تا بہ تنک مایگاں ذوق خریدن دہم
عشق شکیب آزما خاک زخود رفتہ را ‌ ‌ ‌ چشم ترے داد و من لذت دیدن دہم!

معانی ......: مثل شرر: چنگاری کی مانند' ریزۂ الماس: الماس کا ٹکڑا' خوے چکیدن: ٹپکنے کی عادت' یوسف گم گشتہ: گم شدہ یوسف' تنک مایہ: کم حوصلہ' شکیب آزما: صبر آزما۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) میں ذرّے کو چنگاری کی طرح تن گرم کرنے کا طریقہ دیتا ہوں (سکھاتا ہوں) اور اِس بہانے (میں دراصل اسے) اُڑنے والے پر عطا کرتا ہوں۔ (میری کلام میں بے سوز شخص میں گرمیٔ عشق پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اور گرمیٔ عشق اُسے آسمان کی بلندیوں کی طرف جانے کے طریقے بتاتی ہے)۔

(۲) میری نوا (شاعری) میں ایسا سوز ہے کہ جس سے الماس کے ٹکڑے شبنم کے قطروں میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور پھر اُنہیں ٹپکنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ (میری شاعری سے پتھر کے دل میں بھی سوز و گداز کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور اِس کیفیت سے دوسرے لوگ بھی استفادہ کرتے رہتے ہیں)۔

(۳) چونکہ میں مقامِ نمود (زمانۂ تخلیق) سے میٹھا میٹھا نغمہ چھیڑ رہا ہوں۔ اس لئے میں آدھی راتوں میں ہی صبح کو نمودار ہونے کی ترتیب دے دیتا ہوں۔ (میں اپنی شاعری میں زمانۂ تخلیق کی باتیں کر رہا ہوں۔ جس طرح وجود باری تعالیٰ نے کائنات کو وجود بخش کر اُسے نمود عطا کی۔ اِسی طرح میری شاعری سن کر ہر شخص میں فوری جذبۂ عمل پیدا ہو رہا ہے)۔

(۴) گم شدہ یوسف کا میں نے پھر سے نقاب ہٹایا ہے تا کہ کم حوصلہ لوگوں میں اسے خریدنے کا شوق پیدا کروں۔ (جو لوگ اپنا مقصدِ حیات بھلا بیٹھے ہیں۔ (میں اپنی شاعری کے ذریعے مقصد کے حصول لئے لذّتِ عمل کا سامان پیدا کر رہا ہوں)۔

(۵) صبر آزما عشق نے اپنے مقصد سے بے خبر آدمی کو آنسو دیئے ہیں اور آنسوؤں سے بھیگی ہوئی آنکھوں میں (محبوب کے دیدار) کی لذّت پیدا کی ہے۔

...... (۵۶) ......

خود را مردم آمیزی دلیل نارسائی ہا ‌ ‌ ‌ تو اے درد آشنا بیگانہ شو از آشنائی ہا!
بدرگاہ سلاطیں تاکجا ایں چہرہ سائی ہا ‌ ‌ ‌ بیاموز از خدائے خویش ناز کبریائی ہا!
محبت از جوانمردی بجائے می رسد روزے ‌ ‌ ‌ کہ افتد از نگاہش کاروبار دلربائی ہا!

چناں پیش حریم او کشیدم نغمہ دردے
که دادم محرماں را لذت سوز جدائی ہا!

ازاں برخویش می بالم کہ چشم مشتری کوراست
متاع عشق نافرسودہ ماند از کم روائی ہا

بیا برلالہ اکو بیم و بیباکانہ مے نوشیم
کہ عاشق را بحل کردند خون پارسائی ہا

بروں آ از مسلماناں گریز اندر مسلمانی،
مسلماناں روا دارند کافرما جدائی ہا!

معانی ...... : مردم آمیز: لوگوں سے ملنا' دلیلِ نارسائی: نہ پہنچنے کی وجہ' چہرہ سائی: ماتھا رگڑنا' حریم: گھر' محرم: واقف' آشنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) خودی (کو پہچان لینے والے شخص کا) عام لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا اس کے منزلِ مقصود تک نہ پہنچنے کی دلیل ہے۔ اے درد آشنا! تو آشنائی (عام لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے کی عادت) چھوڑ دے۔ (خودی کو پا لینے والا شخص خدا آشنا بھی ہو جاتا ہے۔ اور وہ ہجومِ آدم میں گم نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر وقت یادِ خدا میں مصروف نظر آتا ہے)۔

(۲) تو بادشاہوں کے درباروں میں کب تک ذلیل و خوار ہوتا رہے گا۔ اُن کی چوکھٹ پر کب تک ماتھا رگڑتا رہے گا۔ (اپنی حقیقت بھول کر غیر خدا کا محتاج ہو رہا ہے) آ! اور اپنے خدا سے کبریائی کا ناز سیکھ۔

(۳) ایک دن ایسا آئے گا کہ محبت اپنی جواں مردی کے باعث اپنے صحیح مقام پر پہنچ جائے گی۔ اور دلربائی کا کاروبار اس کی نگاہوں میں گر جائے گا۔ (سچے عاشق ایک نہ ایک دن محبوب تک رسائی حاصل کر ہی لیتے ہیں)۔

(۴) میں نے اُس کے (محبوب) کے گھر کے سامنے اِس طرح درد کے گیت گائے کہ میں نے محرموں (رازدارانِ عشق) کو جدائی کی مختلف صورتوں کی لذت عطا کر دی۔ (جدائی (ہجر) میں' جو درد بھرے گیت میں نے گائے اُنہیں سن کر اہلِ عشق کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ وصلِ محبوب سے ہجر کی لذت زیادہ ہے۔ وصل میں دل کی تمام لطیف کیفیات ختم ہو جاتی ہیں)۔

(۵) مجھے اپنے آپ پر اِس لئے فخر ہے کہ گاہک کی آنکھ اندھی ہے۔ متاعِ عشق اِس کے عام عمل دخل کی بدولت بے آبرو نہ ہوئی۔ (عشق کا ہر کوئی خریدار نہیں ہو سکتا)۔

(۶) آ کہ لالہ کے پھول پر رقص کریں اور (دنیا سے) بے پرواہ ہو کر شرابِ (عشق) پئیں۔ کیونکہ پارسائی کا خون کرنا عاشقوں پر حلال ہے۔ (جائز ہے)۔

(۷) (نام نہاد) مسلمانوں کے گروپ سے باہر آ جا۔ اور اصل مسلمانی اختیار کر لے۔ کیونکہ (موجودہ دور کے) مسلمانوں نے تو (اسلام) کو چھوڑ کر کافری طریقے اپنا رکھے ہیں۔ (ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں)۔

...... (۵۸) ......

چوں چراغِ لالہ سوزم در خیابان شما
اے جواناں عجم جان من و جان شما!

غوطہ ہا زد در ضمیر زندگی اندیشہ ام
تابدست آوردہ ام افکار پنہان شما

مہر و مہ دیدم نگاہم برتراز پرویں گزشت
ریختم طرح حرم در کافرستان شما!

تاسنانش تیز ترگردد فرو پیچیدمش
شعلہ آشفتہ بود اندر بیابان شما

فکر رنگینم کند نذر تہی دستان شرق
پارہ لعلے کہ دارم از بدخشان شما

می رسد مردے کہ زنجیر غلاماں بشکند
دیدہ ام از روزن دیوار زندان شما

حلقہ گرد من زنید اے پیکران آب و گل
آتشے در سینہ دارم از نیاگان شما!

معانی ...... : خیابان: باغ کی روش' اندیشہ: غوروفکر' افکارِ پنہاں: پوشیدہ خیالات' پروین: ستاروں کا جھرمٹ' تہی دستان: خالی ہاتھ' روزن: شگاف' پیکرانِ آب و گل: مٹی اور پانی سے بنے ہوئے اجسام۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) میں تمہارے باغ کی روش پر لالہ کے پھول کے چراغ کی طرح جل رہا ہوں۔ اے عجم کے نوجوانو! مجھے اپنی اور تمہاری جان کی قسم ہے کہ (میں ہر وقت تمہارے بہتر مستقبل کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں)۔

(۲) میری سوچ نے زندگی کے ضمیر کے (دریا) میں بہت غوطے لگائے ہیں۔ تب کہیں جا کر مجھے تمہارے پوشیدہ خیالات (قوم کے نوجوانوں کے مسائل اور اُن کا حل) معلوم ہوئے ہیں۔

(۳) میں نے سورج اور چاند کا مشاہدہ کیا۔ حتیٰ کہ میری نگاہِ (پرواز) پروین (ستاروں کا جھرمٹ) سے بھی آگے نکل گئی۔ میں نے (کافی سوچ بچار کے بعد) تمہارے کافرستان میں (اسلام سے بیگانہ دلوں میں) کعبہ (اسلام) کی بنیاد رکھ دی ہے۔

(۴) تاکہ اس کی نوک اور تیز ہو جائے۔ اس لئے میں نے اسے لپیٹ لیا۔ یعنی اس شعلۂ آشفتہ کو اِدھر اُدھر سے لپیٹ کر اکٹھا کر دیا۔ وہ شعلہ جو تمہارے بیابان میں اب تک آوارہ تھا۔ (اے عجم کے نوجوانو! میں نے تمہارے پراگندہ خیالات کو یکجا کر کے ایک صحیح نقطہ (اسلام کا درد) پر مرکوز کر دیا ہے۔

(۵) میں نے اپنا (فکرِ رنگین) لعلِ بدخشاں کا ٹکڑا (اسلامی تعلیمات) اہلِ مشرق کے خالی ہاتھوں میں دے دیا ہے۔ (اہلِ مشرق اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے زندگی کے ہر شعبہ میں انقلاب برپا کر سکتے ہیں)۔

(۶) وہ مرد آ رہا ہے کہ جو غلاموں کی زنجیریں توڑ کر انہیں آزادی دلائے گا۔ میں نے تمہارے قید خانہ کی دیوار کے روشن دان سے اُسے دیکھا ہے۔ (مشرقی اقوام کی آزادی کے اسباب پیدا ہو رہے ہیں)۔

(۷) اے مٹی اور پانی کے بنے ہوئے لوگو! (بے سوز اجسام والے لوگو) آؤ اور میرے گرد حلقہ بناؤ۔ میری صحبت میں آ کر مٹی میں آگ پیدا کرنے کا فن سیکھو۔ اور اپنے مردہ اجسام میں سوز و گداز پیدا کر کے اسے زندگی عطا کر دو۔ میں اپنے سینہ میں جو آگ رکھتا ہوں۔ وہ میں نے تمہارے اسلاف سے لی ہے۔ (یہ آگ سوزِ عشق' ایمان کی حرارت اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی تعلیمات ہیں)۔

...... (۵۸) ......

دم مرا صفت باد فرودیں کردند
گیاہ را ز سرشکم چو یاسمیں کردند

نمود لالہ صحرا نشیں ز خونابم
چنانکہ بادہ لعلے بساتگیں کردند

بلند بال چنانم کہ بر سپہر بریں
ہزار بار مرا نوریاں کمیں کردند

فروغ آدم خاکی ز تازہ کاری ہاست
مہ و ستارہ کنند آنچہ پیش ازیں کردند

چراغ خویش بر افروختم کہ دست کلیم	دریں زمانہ نہاں زیر آستیں کردند
در آبسجدہ و یاری زخسرواں مطلب	کہ روز فقر نیا گان ماچنیں کردند

معانی ...... بادِ فرودیں: بہار کی ہوا' گیاہ: گھاس' بادۂ لعل: لعل کی مانند سرخ شراب' سپہر: آسمان۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (قدرت) نے میری سانسوں کو بہار کی ہوا کی مانند کر دیا ہے اور میرے اشکوں سے گھاس کو یاسمین کے پھولوں کی مانند کر دیا۔ (میرے کلام کی تاثیر نے قارئین کے قلب ونظر میں انقلاب برپا کر دیا ہے)۔

(۲) صحرا کے گل لالہ کی نمود میرے خالص خون کی آبیاری سے ہوئی ہے کیونکہ میری صراحی میں لعل کی مانند (عمدہ افکار) کی سرخ شراب ڈالی گئی ہے۔ (فطرت کا حسن میرے عشق کے باعث ہے)۔

(۳) میری پرواز اتنی بلند ہے کہ آسمان کی وسعتوں میں فرشتوں نے مجھے پکڑنے کے لئے ہزار بار گھات لگائی ہے۔ (لیکن میری سوچ کی بلند پروازی کے باعث فرشتے مجھ سے بہت پیچھے رہ گئے)۔

(۴) آدمِ خاکی کی آب وتاب اس کے نئے نئے کام کرنے اور نئی ایجادات کے باعث ہے (وہ نت نئی ایجادات سے تسخیر کائنات کی طرف قدم بڑھا رہا ہے)۔ جبکہ چاند اور تارے اپنی پرانی روش پر چل رہے ہیں۔ وہی کر رہے ہیں جو کاتبِ تقدیر نے ازل سے اُن کی تقدیر میں لکھ دیا ہے۔

(۵) میں نے اب (اپنے اسلاف کے افکار) کے احیاء کے لئے اپنا چراغ روشن کیا ہے' کیونکہ حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ کے ہاتھ کو (یدِ بیضا کو) جو اُن کی آستین سے نکلتا تھا۔ (قدرت نے) اسے موجودہ دور میں آستین میں چھپا دیا ہے (اب معجزات کا دور ختم ہو گیا۔ اس لئے کائنات کو مسخر کرنے کے لئے ہمیں خود اپنے علم و دانش سے کام لینا ہو گا)۔

(۶) (اپنی حاجات روائی) کے لئے خدا کے سامنے سجدہ ریز ہو جا۔ (اسی سے مدد طلب کر) اور بادشاہوں کی دوستی سے کوئی مطلب نہ رکھ۔ (اُن سے مدد نہ مانگ) کیونکہ ہمارے اسلاف نے اپنی حاجت روائی کے لئے ہمیشہ خدا ہی سے رجوع کیا ہے۔

...... (۵۹) ......

گزر ازانکہ ندیدست و جز خبر ندہد	سخن دراز کند لذت نظر ندہد
شنیدہ ام سخن شاعر و فقیہہ و حکیم	اگرچہ نخل بلند است برگ و بر ندہد!
تجلی کہ برو پیر دیری نازد !	ہزار شب دہد و تاب یک سحر ندہد
ہم از خدا گلہ دارم کہ برزباں نرسد	متاع دل برد و یوسفے بہ بر ندہد
نہ در حرم نہ بہ بتخانہ یابم آں ساقی	کہ شعلہ شعلہ بہ بخشد سرر شرر ندہد !

معانی ...... : سخن دراز: بات لمبی کرنے والا' شیدہ ام: میں نے سنا ہے' نخلِ بلند: لمبا درخت' تجلی: جلوۂ حسن' متاعِ دل: دل کی دولت۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) ایسی (عقل) سے کنارہ کشی اختیار کرے کہ جس میں حقیقت شناسی نہیں اور جو سوائے (ظاہری باتوں) کے اور کسی چیز کی خبر نہیں دیتی۔ وہ بات تو طویل کرتی ہے لیکن نظر کی لذت (حقیقت شناسی) پیدا نہیں کرتی)۔

(۲) میں نے شاعروں، حکیموں اور فقیہوں کی بات سنی ہے۔ اُن کی بات ایسے طویل درخت کی مانند جو پتے نہیں نکالتا اور نہ ہی پھل دیتا ہے۔ (ان کی باتوں سے روح کو تسکین اور دل کو روحانی غذا نہیں ملتی)۔

(۳) وہ تجلّی (فہم و ادراک کی روشنی) جس پر کہ (زمانے کا بوڑھا) یعنی لاکھوں سال پرانا زمانہ ناز کرتا آ رہا ہے۔ وہ ہزاروں راتیں تو دیتی ہے۔ لیکن ایک صبح کی چمک نہیں دیتی۔ (عقل کی روشنی سے حقیقت تلاش نہیں کی جا سکتی)۔

(۴) مجھے تو خدا سے بھی شکایت ہے۔ لیکن زباں تک نہیں آتی۔ وہ دل کی دولت تو لے جاتا ہے لیکن (اس کے بدلے میں) یوسف کو پہلو میں نہیں دیتا۔ (اُس نے دل کے بدلے اپنا جلوہ ابھی تک نہیں دکھایا)۔

(۵) میں وہ ساقی نہ حرم میں دیکھتا ہوں اور نہ ہی صنم کدہ میں جو قطرہ قطرہ شراب پلانے کی بجائے دریا کے دریا پلا دے۔ (ایسا سخی ساقی میں نے کہیں نہیں دیکھا) مطلب یہ کہ مسجد و مندر کہیں بھی فائدے کی بات نہیں ہوتی)۔

...... (۶۰) ......

دریں صحرا گزر افتاد شاید کاروانے را	پس از مدت شنیدم نغمہ ہائے ساربانے را
اگر یک یوسف از زندان فرعونے بروں آید	بغارت می تواں دادن متاع کاروانے را

معانی ...... گذر افتاد: گذر ہوا، نغمہ ہائے ساربان: اونٹوں والوں کے گیت، زندانِ فرعون: فرعون کا قید خانہ، غارت: تباہی۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اِس صحرا (مسلمانوں) میں شاید کسی قافلے (کارآمد لوگوں) کا گزر ہوا ہے بہت مدّت بعد میں نے ساربانوں کے گیت سنے ہیں (قوم کی اصلاح کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں)۔

(۲) اگر فرعون کے قید خانہ سے ایک بھی یوسف باہر آ جائے تو ایک قافلہ کی متاع کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔ (اگر معاشرہ میں ایک بھی صاحبِ نظر پیدا ہو جائے تو انقلاب آ سکتا ہے)۔

...... (۶۱) ......

ترا ناداں امید غم گسار یہاز افرنگ است ؟	دل شاہیں نسوزد بہر آں مرغے کہ در چنگ است
پشیماں شو اگر لعلے زمیراث پدر خواہی	کجا عیش بروں آوردن لعلے کہ در سنگ است
سخن از بود و نابود جہاں با من چہ می گوئی	من ایں دانم کہ من ہستم ندانم ایں چہ نیرنگ است
دریں میخانہ ہر میناز بیم محتسب لرزد	مگر یک شیشہ عاشق کہ از وے لرزہ بر سنگ است
خودی را پردہ میگوئی ؟ بگو! من باتو ایں گویم	مزن ایں پردہ را چاکے کہ داماں نگہ تنگ است !
کہن شاخے کہ زیر سایہ اوپر بر آوردی	چو برگش ریخت از وے آشیاں برداشتن ننگ است
غزل آں گو کہ فطرت ساز خود را پردہ گرداند	چہ آید زاں غزل خوانے کہ با فطرت ہم آہنگ است

معانی ...... غم گسار: غم خوار، چنگ: پنجہ، میراثِ پدر: باپ کی میراث، نیرنگ: تماشا، محتسب: احتساب کرنے والا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اے نادان تو اپنے غموں کے علاج کی اُمید اہلِ یورپ سے رکھتا ہے۔ شاہین کا دل اُس

پرندے کے لئے نہیں جلتا (پسیجتا) جو اُس کے پنجے میں جکڑا ہوا ہو۔ (جس طرح شکاری اپنے شکار پر رحم نہیں کھاتا۔ اِسی طرح اہلِ یورپ بھی اپنی سنگدلی کی بدولت محکوم اقوام پر رحم نہیں کھاتے۔ اس لئے اہلِ یورپ سے محکوم لوگوں کو رحم کی اُمید نہیں رکھنی چاہئے۔)

(۲) اگر تو اپنے باپ کی وراثت (جائیداد) کا حقدار بننا چاہتا ہے تو محنت کر۔ کیونکہ وہ مزا جو پتھر سے لعل نکالنے میں ہے وہ بغیر محنت کے حاصل ہونے والی چیز میں نہیں (آرام اور تن آسانی سے زندگی کا گوہرِ مقصود حاصل نہیں ہوتا)۔

(۳) تو مجھ سے جہاں کے ہونے یا نہ ہونے کی کیا بات کرتا ہے؟ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ میں ہوں اور میں یہ نہیں جانتا کہ یہ جہان جو موجود ہے کیا تماشا ہے؟ یہ ہے بھی یا نہیں۔ (مجھے اس پہلو پر غور کرنے کی ضرورت نہیں) کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں ایک حقیقت ہوں اور جہان محض ایک قیاس ہے)۔

(۴) اِس میخانہ (دنیا میں) ہر صراحی احتساب کرنے والے کے خوف سے کانپتی ہے (کہ محتسب کو خبر ہونے پر وہ اُسے توڑ نہ دے) مگر ایک عاشق کا شیشہ ہے کہ اس سے پتھر بھی خوفزدہ ہے۔ (ہر گناہ گار اپنے گناہوں کے احتساب سے خوفزدہ ہوتا ہے لیکن اللہ کے دوستوں کو کسی کا ڈر نہیں ہوتا)۔

(۵) تو اگر خودی کو پردہ کہتا ہے (تو شوق ہے) کہہ! لیکن میں تجھ سے یہ کہتا ہوں کہ اس پردے کو چاک کرنے کی کوشش نہ کر۔ کیونکہ نگاہ اُس تجلّی کی تاب نہ لا سکے گی۔ جو اِس پردے کے پیچھے پنہاں ہے۔

(۶) (درخت کی) وہ پرانی شاخ جس کے سائے میں تو نے اپنے بال و پر نکالے ہیں۔ جب (اس شاخ) کے پتے جھڑ گئے ہیں تو اس سے گھونسلہ اٹھالیا شرم کی بات ہے (عہدِ زوال میں پرانے ساتھیوں کو چھوڑ جانا مردانگی نہیں)۔

(۷) (اے شاعر) غزل وہ کہہ کہ فطرت اسے اپنے ساز کا پردہ جانے (جسے سن کر فطرت کے نظامِ کار میں ہلچل مچ جائے) ایسی غزل کہنے سے کیا حاصل جو فطرت کے ہم آہنگ ہو۔ (جس سے تبدیلی ممکن نہ ہو) غزل ایسی ہو جو معاشرے میں انقلابی تبدیلی لے آئے۔

...... (۴۲) ......

بگذر از خاور و افسونیِ افرنگ مشو
که نیرزد بجوے ایں همه دیرینه و نو

چوں پرکاه که در رهگذرِ باد افتاد
رفت اسکندر و دارا و قباد و خسرو

زندگی انجمن آرا و نگهدار خود است
اے که در قافله بے همه شو با همه رو

تو فروزنده تر از مهرِ منیر آمده
آنچناں زی که بهر ذره رسانی پرتو!

آں نگینے که تو با اهرمناں باخته
هم بجبریلِ امینے نتواں کرد گرو

از تنک جامیِ ما میکده رسوا گردید
شیشه گیر و حکیمانه بیاشام و برو

معانی ...... افسونیِ فرنگ: یورپ کا جادو۔ پرکاه: تنکے۔ اہرمن: شیطان۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) مشرق سے گزر جا۔ (اہلِ مشرق کے افکار کا اثر قبول نہ کر) اور اہلِ یورپ کے جادو کی بھی پرواہ نہ کر (اہلِ یورپ کی تہذیب و عیار سے بھی دامن بچا) کیونکہ یہ دونوں پرانے اور نئے دو جو کی قیمت کے برابر بھی نہیں

ہیں (اپنی تہذیبِ حجازی اپنا لے کیونکہ اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے)۔

(۲) راہ میں پڑے ہوئے گھاس کے بے کار تنکے کی مانند یونان کا سکندر' ایران کا دارا' قیقباد اور خسرو جیسے عظیم فرمانروا (بادِ فنا سے) اُڑ گئے (دنیا میں کوئی بھی ہمیشہ نہیں رہا۔ خواہ وہ کتنا ہی طاقتور تھا۔ دنیا میں صرف ازلی و ابدی اصول ہی باقی رہیں گے)۔

(۳) زندگی انجمن آراستہ کرنے والی اور اپنی حفاظت خود کرنے والی ہے۔ اے وہ شخص جو اِس کاروانِ زندگی میں شامل ہے۔ سب (کارواں) کے ساتھ چل' لیکن اپنی منفرد حیثیت بھی برقرار رکھ۔

(۴) (اے انسان) تو روشن اور روشنی دینے والے سورج سے بھی زیادہ روشن ہے۔ تو اس طرح زندگی بسر کر کہ تیری روشنی سے ہر ذرّہ چمک اُٹھے۔

(۵) اس نگیں (دل) کو جسے تو شیطانوں (دنیاوی خواہشات) کے پاس ہار چکا ہے۔ اسے تو جبریل امین کے پاس گروی بھی نہیں رکھا جاسکتا تھا۔ (تو نے اپنے دل کی قدر نہیں کی)۔

(۶) میرے پیالے کی تنگ دامنی سے شراب خانہ کی رسوائی ہوگئی۔ لوگوں کا خیال تھا کہ شاید شراب خانے ہی میں شراب کم ہوگئی ہے۔ (حالانکہ شراب خانے میں تو شراب کی کمی نہ تھی میرا ہی ظرف تنگ تھا)۔ (اب بھی وقت ہے) مٹکا اٹھا کر عقل مندوں کی طرح پی کر شراب خانے سے جا۔ (کیونکہ شرابِ حقیقت تو میکشوں کے ظرف کے مطابق ہی پلائی جاتی ہے)۔

...... (۹۳) ......

جہانِ رنگ و بو پیدا تو می گوئی کہ راز است ایں
یکے خود را بتارش زن کہ تو مضراب و ساز است ایں

نگاہ جلوہ بدمست از صفائے جلوہ می لغزد
تو می گوئی حجاب است ایں! نقاب است ایں، مجاز است ایں!

بیا درکش طناب پردہ ہائے نیلگونش را
کہ مثلِ شعلہ عریاں بر نگاہ پاکباز است ایں

مرا ایں خاکدان من ز فردوس بریں خوشتر
مقام ذوق و شوق است ایں، حریم سوز و ساز است

ایں زمانے گم کنم خود را، زمانے گم کنم اورا
زمانے ہر دو را یابم! چہ راز است ایں! چہ راز است ایں!

معانی ...... جہانِ رنگ بو: رنگوں اور خوشبوؤں کی دنیا' جلوہ بدمست: جلوؤں میں مست' درکش: کھینچ' خوشتر: زیادہ اچھا۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) یہ جہان جو رنگوں اور خوشبوؤں سے بھرپور ہے۔ (عارض اور فانی ہے) لیکن تو اِس (جہانِ رنگ و بو) کو ایک راز کہتا ہے ایک دفعہ خود کو اس کے تاروں پر لگا (تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تو مضراب ہے اور (یہ جہاں) ایک ساز ہے۔ (تیرے مضراب کے بغیر سازِ جہاں میں نغمگی پیدا نہیں ہوسکتی)۔

(۲) (محبوبِ حقیقی کے) جلوؤں میں پوری طرح مست رہنے والی نگاہ (محبوب کے) جلوؤں کی آب و تاب سے لغزش کھا جاتی ہے۔ آنکھوں میں محبوب کے جلوؤں کی تابِ نظارہ نہیں)۔ اس لئے تو یہ کہتا ہے کہ یہ نقاب ہے' حجاب ہے' اور مجاز ہے (اگر تو خوب غور کرے تو آنکھوں کے سامنے حائل تمام پردے ہٹ جائیں گے)۔

(۳) آ (اور اس دنیا کے آسمان پر پڑے ہوئے) نیلے پردوں کی طنابیں کھینچ یہ جہان پاکیزہ نگاہوں پر شعلہ کی طرح ظاہر ہے۔ (اللہ کے نیک بندوں پر اس جہان کی حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہیں دنیا کی آلودگی سے پاک ہوتی ہیں)۔

(۴) میرا یہ جسم خاکی (دنیا کا گھر) فردوس بریں سے بڑھ کر ہے کیونکہ میرا یہ ذوق و شوق (جدوجہد) کا مقام اور سوز و ساز کا گھر ہے۔ (جبکہ فردوس بریں ان تمام جذبات و احساسات سے بے خبر ہے)۔

(۵) ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ میں (حالتِ عشق میں) اپنے آپ کو گم کر لیتا ہوں۔ اور کبھی یہ حالت ہوتی ہے کہ میں اُسے یعنی (خدا) کو گم کر دیتا ہوں (حالتِ جذب میں چلا جاتا ہوں) پھر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ میں دونوں (خدا کو) اور (خود کو) پالیتا ہوں۔ یہ کیا راز ہے؟ (یہ راز کوئی معرفت آشنا ہی بتا سکتا ہے۔ جس نے میرے جذب و سلوک کی منازل طے کر رکھی ہوں)۔

...... (۶۴) ......

از داغ فراق او درد دل چمنے دارم   اے لالہ صحرائی باتو سخنے دارم

ایں آہ جگر سوزے در خلوت صحرا بہ   لیکن چہ کنم کارے با انجمنے دارم

معانی ...... داغِ فراق: جدائی کا غم‘ لالۂ صحرائی: صحرا میں کھلنے والا لالہ کا پھول‘ خلوتِ صحرا: صحرا کی تنہائی۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (محبوب کی) جدائی کے زخموں سے دل کا چمن آباد ہے (اور دل کے اندر غمِ فراقِ محبوب سے پڑے ہوئے داغ کو صحرا میں کھلنے والے لالہ کے پھول کے اندر موجود سیاہ داغ سمجھتا ہوں اور ان سے پیار کرتا ہوں) اے لالۂ صحرائی! میں تجھ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ (تجھے اپنے دل کی بات بتانا چاہتا ہوں)۔

(۲) جگر کو جلانے والی یہ آہ جو میں (برسرِ بزم) کھینچتا ہوں۔ صحرا کی خلوت میں کھینچنی بہتر ہے۔ لیکن کیا کروں؟ میری مجبوری یہ ہے کہ میں انجمن (دنیا) سے تعلق رکھتا ہوں۔ (عشق مجھے صحراؤں کی طرف لے جاتا ہے۔ لیکن دنیا کے فرائض مجھے اپنی طرف کھینچتے ہیں)۔

...... (۶۵) ......

بہ نگاہ آشنائے چو درون لالہ دیدم   ہمہ ذوق و شوق دیدم ہمہ آہ و نالہ دیدم

بہ بلند و پست عالم تپش حیات پیدا   چہ دمن چہ تل چہ صحرا رم ایں غزالہ دیدم

نہ بہ ماست زندگانی! نہ زماست زندگانی!

ہمہ جاست زندگانی! زکجاست زندگانی!

معانی ...... نگاہِ آشنا: معرفت سے آشنا‘ آہ و نالہ: رونا‘ آہ و زاری کرنا‘ تپشِ حیات: زندگی کی حرارت‘ تل: ٹیلہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) جب میں نے معرفت کی نگاہ سے لالہ کے پھول اندر دیکھا تو مجھے وہ تمام پھول ذوق و شوق سے لبریز اور آہ و نالہ دکھائی دیا۔ (کائنات کے ذرّے ذرّے میں خواہش نمو پائی جاتی ہے)۔

(۲) اس جہان کی پستی اور بلندی میں زندگی کی حرارت عیاں ہو رہی ہے۔ کیا وادی‘ کیا ٹیلہ‘ کیا صحرا میں اس ہرنی (زندگی) کو (ہر طرف) چوکڑیاں بھرتے دیکھا ہے۔

(۳) (اس کے باوجود) زندگی نہ ہمارے ساتھ ہے اور نہ یہ (زندگی) ہماری وجہ سے ہے۔ (ہمیں زندگی پر اختیار نہیں۔ اور نہ ہی

ہم اسے تخلیق کر سکتے ہیں۔ زندگی ہر جگہ ہے لیکن یہ کہاں سے ہے؟ (زندگی اور اس کا مقصدِ تخلیق سوائے خالق کائنات کے اور کوئی نہیں جانتا)۔ (صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُس نے یہ زندگی اپنے جمال کے مشاہدہ کے لئے تخلیق کی ہے)۔

...... (۶۶) ......

این ہم جہانے، آں ہم جہانے　　این بیکرانے، آں بیکرانے!
ہر دو خیالے، ہر دو گمانے　　از شعلہ من موج دخانے!
این ایک دو آنے، آں یک دو آنے　　من جاودانے، من جاودانے!
این کم عیارے، آں کم عیارے　　من پاک جانے، نقد روانے!
اینجا مقامے، آنجا مقامے　　اینجا زمانے، آنجا زمانے!
اینجا چہ کارم، آنجا چہ کارم؟　　آہے، فغانے، آہے، فغانے
این رہزن من، آں رہزن من　　اینجا زیانے، آنجا زیانے
ہر دو فروزم، ہر دو بسوزم　　این آشیانے، آں آشیانے!

معانی ...... یک دو آن: ایک دو لحہ۔ جاوداں: ہمیشہ رہنے والا، لافانی۔ رہزن: لٹیرا۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) یہ (دنیا) بھی ایک جہان ہے اور وہ (آخرت) بھی ایک جہان ہے۔ اس کا بھی کوئی کنارہ نہیں اور وہ بھی بے کنار ہے۔

(۲) دونوں ہی خیال اور دونوں ہی قیاس ہیں۔ دونوں میرے شعلہ (سانس) کے دھوئیں کی لہریں ہیں۔ (یہ دنیا اور آخرت دونوں ہی خیال و قیاس ہیں۔ لیکن اگر انسان اس دنیا میں نہ ہوتا تو کائنات کا وجود بھی نہ ہوتا)۔

(۳) یہ (دنیا) بھی ایک دو لمحہ کے لئے ہے اور وہ (دنیا) آخرت بھی ایک دو لمحے کے لئے ہیں (دوام کسی کو بھی حاصل نہیں) اگر کسی کو دوام ہے تو وہ صرف میری ذات ہے (میں ہی ہمیشہ رہنے والا ہوں)۔

(۴) یہ (دنیا) بھی کم قدر و قیمت رکھتی ہے اور وہ (دنیا) بھی کم قیمت رکھنے والی ہے۔ (کم قیمت اس لئے کہ یہ خودی آشنا نہیں اور فنا اس کا مقدر ہے)۔ میں ایک پاک جان ہوں (کیونکہ میں خودی آشنا ہوں اور دنیاوی آلائشوں سے پاک ہوں) میں ایک ایسی نقدی ہوں (جو ہمیشہ کارگر ہوگی) اللہ کے بندے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

(۵) اس جگہ (اس دنیا میں) میرا کچھ عرصہ کے لئے مقام ہے اور وہاں (اُس دنیا میں) بھی کچھ عرصہ میرا قیام رہے گا۔ (میرا سفر جاری رہے گا)۔

(۶) اس جگہ (اس دنیا) میں میرا کیا کام ہے؟ اور (اُس جگہ) اُس دنیا میں میرا کیا کام ہے؟ عشق میں نالہ وشیون کرنا۔

(۷) یہ بھی میرا راہزن ہے اور (وہ جہاں) بھی لٹیرا ہے اس جگہ بھی نقصان ہے اور اس جگہ بھی گھاٹا ہے۔ (یہ دونوں جہان میرے مقصدِ حقیقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں)۔

(۸) میں ان دونوں جہانوں کو منور کرتا ہوں اور پھر دونوں کو جلا دیتا ہوں۔ چاہے یہ آشیانہ (یہ دنیا) ہو چاہے وہ آشیانہ (دنیا) ہو۔ (میرا تعلق اِن سے ضرور ہے۔ لیکن میں اِن سے دل نہیں لگاتا)۔

...... (۴۷) ......

بہار آمد نگہ می غلطد اندر آتشِ لالہ — ہزاراں نالہ خیزد از دلِ پرکالہ پرکالہ !

فشاں یک جرعہ برخاکِ چمن از بادۂ لعلے — کہ از بیمِ خزاں بیگانہ روید نرگس و لالہ

جہانِ رنگ و بو دانی و لے دل چیست می دانی ؟ — مہے کز حلقۂ آفاق سازد گردِ خود ہالہ !

معانی ...... : آتشِ لالہ: لالہ کے پھول کی آگ' دل پرکالہ: ٹکڑے ٹکڑے دل' جرعہ: گھونٹ' بادۂ لعلے: سرخ شراب۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) بہار آ گئی ہے (اور) یہ نگاہ لالہ کے پھول کی آگ کی طرح کی سرخی میں لوٹ پوٹ ہو رہی ہے۔ (چاروں طرف پھول کھلے ہوئے ہیں) لیکن میرے ٹکڑے ٹکڑے اس دل سے ہزاروں فریادیں نکل رہی ہیں۔

(۲) (اپنے عشق) کی سرخ شراب سے ایک گھونٹ چمن کی مٹی پر ڈال دے۔ تاکہ لالے اور نرگس کے پھول خزاں کے خوف کے بغیر اُگیں۔ (انہیں موسمِ خزاں کا ڈر نہ ہو)۔ جن پھولوں کی آبیاری شرابِ عشق سے کی جاتی ہے وہ فنا نہیں ہوتے)۔

(۳) اِس جہانِ رنگ و بو (عارضی جہان) کو تو جانتا ہے (اور اِسی کی دلفریبیوں میں کھو جانا چاہتا ہے) لیکن دل کیا چیز ہے؟ کیا تجھے اس کی خبر ہے؟ دل ایک ایسا چاند ہے جو اپنے گرد آفاق کا ہالہ بناتا ہے۔ (دل کائنات کا مرکز ہے اور وجہ تخلیق کائنات بھی یہی ہے۔ اس لئے ساری کائنات عشق میں جذب ہو کر اسی کا طواف کرتی ہے)۔

...... (۴۸) ......

صورت گرے کہ پیکرِ روز و شب آفرید — از نقشِ این و آں بہ تماشائے خود رسید

صوفی ! بروں ز نگۂ تاریک پا بنہ — فطرت متاعِ خویش بسوداگری کشید !

صبح و ستارہ و شفق و ماہ و آفتاب — بے پردہ جلوہ ہا بنگاہے تواں خرید !

معانی ...... : صورت گر: تخلیق کار' مصور' پیکرِ روز و شب: رات دن کے اجسام (سورج' چاند' ستارے)' متاعِ خویش: اپنی دولت۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) وہ تخلیق کار جس نے دن اور رات کے اجسام (سورج' چاند اور ستارے) پیدا کئے ہیں وہ اپنے اِن تخلیق کردہ نقوش (اجسام) کے آئینوں کے ذریعے اپنے تماشا تک پہنچا ہے۔ (آپ اپنا تماشائی ہوا ہے) تخلیق اجسام کا مقصد یہ تھا کہ خدا اپنی ربوبیت ظاہر کرنا چاہتا تھا۔

(۲) اے صوفی! اپنے تاریک حجرہ سے باہر قدم رکھ۔ (مطالعۂ فطرت کے لئے میدانِ عمل میں آ) اور دیکھ کہ فطرت نے اپنی (متاعِ تخلیق) کو سوداگری کے لئے (بازار میں) لا رکھا ہے۔ (صوفی وہ ہے جو خود کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ مظاہرِ فطرت سے بھی شناسا ہو)۔

(۳) صبح' ستارہ' شفق' چاند اور سورج (اِن سب کے) بے پردہ نظاروں کو ایک نگاہ کے بدلے خریدا جا سکتا ہے۔ (اگر وہ نگاہ معرفت شناس ہے)۔

(۶۹)

باز ایں عالمِ دیرینہ جواں می بائست
برگ کاہش صفتِ کوہ گراں می بائست

کفِ خاکے کہ نگاہ ہمہ بیں پیدا کرد
در ضمیرش جگر آلودہ فغاں می بائست

ایں مہ و مہرِ کہن راہ بجائے نہ برند
انجمِ تازہ بہ تعمیرِ جہاں می بائست

ہر نگارے کہ مرا پیشِ نظر می آید
خوش نگارے است ولے خوشتر ازاں می بائست

گفت یزداں کہ چنیں است و دگر ہیچ مگو
گفت آدم کہ چنیں است و چناں می بائست!

معانی ...... : عالمِ دیرینہ: قدیم بوڑھا (جہان)' برگِ کاہ: تنکا' نگاہِ ہمہ بیں: ہر شئے دیکھنے والی آنکھ' نگار: حسین۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اس پرانے بوڑھے (جہان) کو پھر سے جوان ہونا چاہئے۔ اور اس کے تنکے کو بھاری پہاڑی کی مانند ہونا چاہئے۔ (یہ تبدیلی اسی وقت ممکن ہے جب انسان اپنی خودی سے آشنا ہوگا)۔

(۲) وہ مٹھی بھر خاک (آدمِ خاکی) جس نے ہر چیز کو دیکھنے والی آنکھ پیدا کی ہے۔ (ہر شئے کو پرکھنے کا ہنر سیکھا ہے)۔ اُس کے دل میں (جگر کے خون) سے آلودہ فریاد بھی ہونی چاہئے۔ (نگاہِ ہمہ بیں کے ساتھ ساتھ طریقِ عشق بھی ضروری ہے)۔

(۳) یہ (صدیوں) پرانے چاند اور سورج کسی منزل پر نہیں لے جاتے (وہ تو خود اپنی مداروں کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں)۔ اِس لئے اب جہان کی تعمیر کے لئے کوئی نیا ستارہ طلوع ہونا چاہئے۔ پرانے نظام معاشرے کی اِصلاح میں ناکام ہو چکے ہیں۔ اب نیا نظام (جو قرآن کی صورت میں موجود ہے) آزمانا چاہئے۔ تب ہی نئے معاشرے کی تعمیر ہو سکتی ہے)۔

(۴) ہر وہ محبوب جو میری نگاہوں کے سامنے آتا ہے۔ خوب ہے' لیکن (حسنِ محبوب) کو اور بھی زیادہ اچھا ہونا چاہئے۔ (جستجو کی کوئی حد نہیں ہوتی)۔

(۵) خدا نے (آدم سے)۔ (کائنات کی تخلیق کے بارے میں) کہا کہ ایسا ہی ہے اور تم کچھ اور نہ کہو۔ (ہم نے دنیا جیسی بنا دی ہے ٹھیک بنا دی ہے تم اِس میں ترمیم و اضافہ کے لئے نہ کہو۔ آدم نے کہا کہ (اگر یہ ایسی ہے جیسی کہ تو نے بنائی ہے (ٹھیک ہے) لیکن یہ ویسی ہونی چاہئے جیسی کہ میں چاہتا ہوں۔ (انسان کی فطرت ہے کہ وہ کسی چیز پر مستقل مزاج نہیں رہتا)۔ ہر چیز اپنے نکتہ' نظر سے دیکھنا چاہتا ہے۔

(۷۰)

لالہ ایں گلستاں داغِ تمنائے نداشت
نرگسِ طناز او چشمِ تماشائے نداشت

خاک را موجِ نفس بود و دلے پیدا نبود
زندگانی کاروانے بود و کالائے نداشت

روزگار از ہائے وہوئے میکشاں بیگانہ
بادہ در میناش بود و بادہ پیمائے نداشت

برقِ سینا شکوہ سنج از بے زبانی ہائے شوق
ہیچ کس در وادیِ ایمن تقاضائے نداشت!

عشق از فریادِ ما ہنگامہ ہا تعمیر کرد
ورنہ ایں بزمِ خموشاں ہیچ غوغائے نداشت!

معانی ...... طناز: شوخ و بیباک' کالا: ساز و سامان' ہائے و ہو: شور و غوغا' شکوہ سنج: شکایت کرنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اِس چمن میں گل لالہ تمنا کا داغ نہ رکھتا تھا اور اس کی شوخ و بیباک نرگس نگاہِ شوق نہیں رکھتی تھی۔ (چمن میں بے عملی کا دور تھا)۔

(۲) مٹی (آدم) میں سانس کی موج تو موجود تھی۔ (زندگی تو تھی) لیکن اس کے اندر (سوز والا) دل پیدا نہیں ہوا تھا۔ زندگی ایک کارواں تو تھی لیکن اس کے ساتھ کوئی زادِ راہ (سامان) نہ تھا۔ (زندگی میں ذوقِ عمل کی کمی تھی)۔

(۳) زمانے کا میکدہ میکشوں کے شور و غل سے خالی تھا۔ اس کی صراحی میں (شرابِ عشق) تو موجود تھی۔ لیکن کوئی شراب پینے والا (عاشق) موجود نہیں تھا۔

(۴) وادیٔ سینا (جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا جلوہ دیکھا تھا) کی تجلی' عشق کی بے زبانی کا شکوہ کر رہی ہے۔ (جلوۂ حسن تو موجود ہے لیکن نظارہ کرنے والا کوئی نہیں)۔ دیدار کا تقاضا کرنے والا موجود نہیں۔ (اس شعر میں تلمیح ہے اس واقعہ کی طرف۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وادیٔ سینا میں اللہ سے اس کے جلوے کی تمنا کی تھی)۔

(۵) عشق نے ہماری فریاد سے سارے ہنگامے برپا کیے ہیں۔ ورنہ یہ خاموش بزم (دنیا) کوئی ہنگامہ (شور و غوغا) نہیں رکھتی تھی۔ (دنیا میں ساری رونق انسان ہی کی وجہ سے ہے)۔

...... (۷۱) ......

ہنگامہ را کہ بست دریں دیر دیر پاے ؟	زناریاں او ہمہ نالندہ ہم چو نائے !
در بنگہ فقیر و بکاشانہ امیر	غمہا کہ پشت را بجوانی کند دو تاے
درماں کجا کہ درد بدرماں فزوں شود	دانش تمام حیلہ و نیرنگ و سیمیاے
بے زور سیل کشتی آدم نمی رود	ہر دل ہزار عربدہ دارد بہ ناخداے
ازمن حکایت سفر زندگی مپرس	در ساختم بدرد و گزشتم غزلسراے
آمیختم نفس بہ نسیم سحر گہی !	گشتم دریں چمن بہ گلاں نا نہادہ پاے
از کاخ و کو جدا و پریشاں بکاخ و کوے	کردم بچشم ماہ تماشے ایں سراے !

معانی ...... : زناریاں: پجاری' کاشانۂ امیر: امیر کا محل' دوتا: بوڑھا' کمزور' سیمیا: فریب نظر' عربدہ: جنگ' نسیم سحرگہی: صبح کی ہوا' کاخ و کو: محل اور گلیاں۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اس دیر پا (صدیوں سے موجود) مندر میں ہنگامے کس نے پیدا کیے ہیں کہ اس مندر کے زناری (پجاری) (دنیا دار لوگ) سب کے سب بانسری کی مانند رو رہے ہیں (دیر یا مندر سے مراد یہ دنیا ہے جہاں ہر آدمی مضطرب و بے چین ہے)۔

(۲) غریب کی جھونپڑی ہو یا امیر کا محل' دونوں جگہ ایسے ایسے غم ہیں کہ جو جوانی ہی میں کمر دوہری کر دیتے ہیں۔ (وقت سے پہلے بوڑھا کر دیتے ہیں)۔

(۳) اِن دکھوں کا علاج کیا جائے تو کیسے؟ کیونکہ علاج سے تو درد اور بڑھ جاتا ہے۔ (کیونکہ زندگی کے دکھوں کا علاج کرنے کے جتنے بھی

عقل نے طریقے دریافت کیے ہیں۔ اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ) عقل اور دانائی سب کی سب بہانہ، شعبدہ اور فریبِ نظر ہے۔

(۴) آدمی کی کشتی (زندگی کے سمندر) میں سیلاب کے زور کے بغیر نہیں چلتی۔ کیونکہ ہر دل (آدمی) کشتی کے کھیون ہار کے ساتھ ہزار طرح کی دشمنی رکھتا ہے۔ (کشتی کے کھیون ہار اور مسافروں کے درمیان کھینچا تانی ہو تو کشتی کنارے پر نہیں لگتی)۔

(۵) مجھ سے زندگی کے سفر کی داستان مت پوچھو۔ (کہ میں نے زندگانی کا سفر کس مشکل سے طے کیا) میں نے تو زندگی کا سفر ایسے طے کیا کہ رنج و غم سے دوستی کر لی۔ اور غزل گاتا ہوا ہنسی خوشی زندگی کے سفر کی منازل طے کرتا چلا گیا۔

(۶) میں نے اپنی سانسوں کو صبح کی ٹھنڈی ہوا میں ملا دیا اور چمن میں (اس قدر احتیاط سے) چلتا رہا کہ کہیں (نازک) پھولوں پر پاؤں نہ پڑ جائے (میں نے زندگی بڑی عاجزی سے اور کسی کا دل دکھائے بغیر بسر کی ہے)۔

(۷) (میں جب تک زندہ رہا) محل و کوچوں کے عیش و آرام سے الگ رہا۔ لیکن محل اور کوچوں میں رہ کر پریشانی سے دن گزارے۔ میں نے اس جہان کا نظارہ چاند کی طرح کیا ہے۔ (چاند زمین کو اپنی روشنی سے منور کرتا ہے۔ لیکن الگ بھی ہے۔ اسی طرح میں دنیا سے الگ بھی رہا لیکن دنیا کا شریک سفر بھی رہا)۔

...... (۷۴) ......

اے لالہ اے چراغِ کہستان و باغ و راغ
درمن نگر کہ میدہم از زندگی سراغ

مارنگ شوخ و بوے پریشیدہ نیستیم
مائیم آنچہ میرود اندر دل و دماغ

مستی زبادہ می رسد و از ایاغ نیست
ہر چند بادہ را نتواں خورد بے ایاغ

داغے بسینہ سوز کہ اندر شب وجود
خود راشناختن نتواں جز بایں چراغ

اے موج شعلہ سینہ بباد صبا کشاے
شبنم مجو کہ میدہداز شوختن فراغ

معانی ...... چراغِ کہستان: پہاڑوں کا چراغ' راغ: سبزہ زار' ایاغ: پیالہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) باغ اور سبزہ زار کے پہاڑی سلسلوں میں کھلنے والے اے چراغِ لالہ (لالہ کے پھول) (لالہ کے پھول سرخ رنگ کا ہوتا ہے) تو مجھ میں جھانک کہ میں تجھے رازِ زندگی سے آشنا کر دوں۔ میرے اندر جھانکنے سے تجھے معلوم ہوگا کہ میں نے اپنے من میں ڈوب کر (گم ہو کر) زندگی کا سراغ پالیا ہے۔ (تو بھی اگر زندگی کا بھید جاننا چاہتا ہے تو میری پیروی کر۔

(۲) ہم کوئی شوخ رنگ اور پریشان پھرنے والی خوشبو نہیں ہیں۔ ہم تو وہ ہیں کہ جو ہمارے دل و دماغ میں ہے وہی ظاہر میں ہے۔ (ہماری سوچ اور فکر اور ہمارا عشق ہمیں خدا آشنا کرتا ہے)۔

(۳) مستی تو شراب میں ہوتی ہے۔ پیالے میں نہیں۔ بلاشبہ شراب پیالے کے بغیر نہیں پی جاسکتی۔ (شراب اور پیالہ دونوں ضروری ہیں) جس طرح روح کے بغیر جسم بیکار ہے اور جسم کے بغیر روح)۔

(۴) اپنے سینے کے اندر (غمِ عشق) کا داغ روشن کر کیونکہ وجود کی اندھیری رات میں اس چراغ کے بغیر خود کو پہچانا نہیں جاسکتا۔ (انسان کی شبِ زندگی میں چراغِ عشق سے اُجالا کیا جاسکتا ہے)۔

(۵) اے شعلہ (عشق) کی موج اس سینے کو صبح کی نرم و لطیف ہوا سے (لطف اندوز) ہونے کے لئے کشادہ کر دے۔ (اے عشق

کے متلاشی) شبنم کی تلاش یا آرزو نہ کر کہ یہ شبنم اُس شعلے کو بجھا دیتی ہے۔ جس سے زندگی میں حرارت ہے۔

...... (۷۳) ......

من بندہ آزادم، عشق است امام من — عشق است امام من، عقل است غلام من
ہنگامہ ایں محفل از گردش جام من — ایں کوکب شام من، ایں ماہ تمام من
جاں در عدم آسودہ بے ذوق تمنا بود — مستانہ نواہا زد در حلقہ دام من
اے عالم رنگ و بو، ایں صحبت ما تا چند — مرگ است دوام تو عاشق است دوام من!
پیدا بضمیرم او، پنہاں بضمیرم او — این است مقام او، دریاب مقام من!

معانی ...... ہنگامہ ایں محفل: اس بزم میں رونق' کوکب: ستارہ' ماہِ تمام: چودھویں کا چاند' بے ذوقِ تمنا: آرزو کے شوق کے بغیر۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) میں تو ایک آزاد انسان ہوں اور عشق میرا رہبر ہے۔ عشق میرا رہبر ہے تو عقل میری غلام ہے۔

(۲) اِس محفل (زندگی کی محفل کا ہنگامہ (رونق) میرے جام (دل کے پیالے) کی گردش کے باعث ہے۔ (یہ دل) میری شام کا ستارہ اور میرا چودھویں کا چاند ہے۔

(۳) یہ جان (شہرِ عدم) میں تمنا کے ذوق کے بغیر اطمینان و سکون سے رہ رہی تھی۔ میرے جال (پھندے) کے حلقے میں اُس نے مستانہ وار آوازیں پیدا کر دیں۔ (ظہور آدم سے پہلے کائنات میں کوئی ہلچل نہ تھی۔ لیکن جب آدم کا ظہور ہوا تو کائنات میں ہنگامہ برپا ہو گیا)۔

(۴) رنگ و خوشبوؤں سے مزین اے دلفریب فانی جہان! ہماری آپس کی صحبت کب تک چلے گی۔ کیونکہ تیرا دوام (ہمیشہ رہنے کی صفت) موت ہے اور میرا دوام (زندگی) تو میرا عشق ہے۔ فنا اور بقا میں یہ میل جول (دوستی) کب تک قائم رہے گی؟

(۵) وہ (خدا) میرے ضمیر میں ظاہر بھی ہے اور میرے ضمیر میں پوشیدہ بھی ہے۔ یہ اس کا مقام ہے (جو میں نے بتا دیا اب تو) میرا مقام معلوم کر (کہ وہ کیا ہے؟)۔ (جب سب کچھ وہی ہے تو پھر میری حیثیت کیا ہے؟)۔

...... (۷۴) ......

کم سخن غنچہ کہ در پردہ دل رازے داشت — در ہجوم گل و ریحاں غم دمسازے داشت
محرمے خواست ز مرغ چمن و باد بہار — تکیہ بر صحبت آں کرد کہ پروازے داشت!

معانی ...... کم سخن: بات نہ کرنے والا' ہجومِ گل: پھولوں کا ہجوم' تکیہ: بھروسہ۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) کم سخن غنچہ کہ جو اپنے دل میں ایک راز چھپائے رکھتا تھا۔ گلاب کے پھولوں اور ریحان کی نرم اور خوشبو دار گھاس (کی انجمن کے درمیان) کسی دوست کا غم رکھتا تھا۔ (وہ کسی غم گسار سے وصال کی تمنا دل میں چھپائے ہوئے تھا)۔

(۲) اُس (غنچہ نے) چمن کے پرندے اور بہار کی ہوا سے دوستی کر لی۔ ان کی صحبت پر اُس نے بھروسہ کر لیا۔ کہ (وہ بزم کے

آداب سے آگاہ تھے) اور جب کچھ دنوں کے بعد خزاں کے موسم نے ڈیرے ڈال لئے تو نہ بلبل رہی اور نہ بہار۔ تب غنچے کو معلوم ہوا کہ جن کی دوستی پر بھروسہ کیا تھا۔ وہ تو اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ (مطلب یہ کہ یہ دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں)۔

...... (۷۵) ......

خود را کُن سجودے، دیر و حرم نماندہ — ایں در عرب نماندہ، آں در عجم نماندہ
در برگ لالہ و گل آں رنگ و نم نماندہ — در نالہ ہائے مرغاں آں زیر و بم نماندہ
درکارگاہ گیتی نقش نوی نہ بینم — شاید کہ نقش دیگر اندر عدم نماندہ
سیارہ ہائے گردوں بے ذوق انقلابے — شاید کہ روز و شب را توفیق رم نماندہ
بے منزل آرمیدند پا از طلب کشیدند — شاید کہ خاکیاں را در سینہ دم نماندہ
یا در ریاض امکاں یک برگ سادہ نیست — یا خامہ قضا را تاب رقم نماندہ!

معانی ......: نماندہ: نہیں رہے، نالہ ہائے مرغاں: چمن کے پرندوں کی فریادیں، کارگاہ گیتی: دنیا، نقشِ نوی: نیا نقش، سیارہ ہائے گردوں: آسمان کے سیارے۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) میں اب اپنے آپ ہی کو سجدہ کرتا ہوں کیونکہ اب مندر اور مسجد دونوں ہی باقی نہیں رہے۔ مسجد عرب میں نہیں رہی اور مندر عجم میں موجود نہیں۔ (نہ تو مسجد ہی رہبری کا فریضہ انجام دے رہی ہے اور نہ ہی مندر میں کوئی راہنما موجود ہے تو پھر اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں کہ میں صرف اپنے ضمیر کی پیروی کروں)۔

(۲) (موجود دور جو کہ اہلِ یورپ کی تہذیب کا عکس لئے ہوئے ہے)۔ اِس میں لالہ اور گلاب کے پھولوں کی پتیوں میں وہ رنگ اور لطافت نہیں پائی جاتی (جو کبھی ان کا خاصا تھا) چمن کے پرندوں کے غم انگیز گیتوں میں بھی سر اور تال کا وہ زیر و بم نہیں رہا۔ جو کبھی ان کے گیتوں میں پایا جاتا تھا۔ (تہذیبی اقدار بدل گئی ہیں)۔

(۳) کائنات کے اندر میں کوئی نیا نقش اُبھرتا ہوا نہیں دیکھ رہا۔ شاید کہ ملک عدم میں کوئی اور نقش (انقلاب) باقی نہیں رہا۔

(۴) آسمان کے سیارے ذوقِ انقلاب کے بغیر اپنا سفر طے کر رہے ہیں۔ شاید کہ دن اور رات میں حرکت (انقلاب) کی ہمت باقی نہیں رہی۔ (مسلم قوم میں انقلاب کی صلاحیت ختم ہو رہی ہے)۔

(۵) (عہدِ حاضر کے لوگ) منزلِ مراد کی فکر کئے بغیر آرام سے سو رہے ہیں۔ شاید کہ مٹی کے بنے ہوئے اِن خاکی پتلوں میں دَم (ہمت) باقی نہیں رہا۔ (عمل کرنے کی صلاحیت دم توڑ چکی ہے)۔

(۶) (اس تمام بے عملی کی وجہ یہ) ہوسکتی ہے کہ امکان کی بیاض میں کوئی سادہ ورق (بغیر تحریر کے) باقی نہیں رہا۔ (اب ممکنات کا ظہور ختم ہو چکا) یا پھر ایسا ہے کہ ممکنات کا ظہور تو ابھی باقی ہے لیکن کاتب تقدیر میں لکھنے کی ہمت نہیں۔ (اب انقلاب کے دروازے بند ہو چکے ہوں)۔

گلشنِ راز جدید

گلشنِ راز' جدید

تعارف

گلشنِ راز ایک منظوم فارسی تصنیف ہے' جسے ایران کے معروف عالم اور صوفی محمود شبستری نے تحریر کیا ہے۔ اسعد الدین ان کا لقب تھا۔ ایران کے ایک قصبے شبستر میں رہتے تھے۔ اِسی نسبت سے وہ محمود شبستری مشہور تھے۔ اِن کے والدِ گرامی کا نام عبدالکریم بن یحییٰ تھا۔ وہ خود بھی ایک بہت بڑے عالم اور صوفی تھے۔ محمود شبستری کے سن ولادت کے بارے میں معلومات کم ہیں لیکن ان کی وفات ۷۲۰ھ میں ہوئی۔ ان کی دیگر تصانیف میں رسالہ شاہد رسالہ حق الیقین اور رسالہ رب العالمین شامل ہیں۔ زیادہ شہرت گلشن راز کو حاصل ہوئی۔ یہ کتاب تصوف و معرفت کے موضوع پر ہے۔ ہرات کے ایک عالم اور بزرگ میر حسین نے ۷۱۷ھ میں تبریز کے علماء کی طرف سترہ سوالات لکھ کر بھیجے اور اُن کے صحیح جوابات کا متلاشی ہوا۔ تبریز کے علماء نے متفقہ طور پر یہ ذمے داری محمود شبستری پر ڈال دی۔ جنہوں نے ایک ہی نشست میں ان سترہ سوالوں کے جوابات لکھ کر ہرات کے علماء کے پاس بھیج دیئے۔ ان سترہ سوالوں کے جوابات میں سے پندرہ سوالات اور اُن کے جواب مطبوعہ نسخوں میں پائے جاتے ہیں۔ باقی دو کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں۔

گلشنِ راز تصوف کے اسرار و رموز کا احاطہ کرتی ہے۔ مصنف نے اِس کتاب میں فلسفۂ وحدۃ الوجود پر بحث کی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف شیخ اکبر کے فلسفۂ بے خودی کا داعی ہے۔

علامہ اقبال بھی شیخ اکبر کے فلسفۂ وحدۃ الوجود کے قائل اور داعی تھے اِس لئے اُنہوں نے گلشن راز میں موجود سوالات کا جدید انداز میں جواب لکھا۔ اور اسے اپنی کتاب زبورِ عجم کے ساتھ شائع کیا۔ اس لئے زبورِ عجم میں موجود اِس حصے کا نام اُنہوں نے گلشن رازِ جدید رکھا۔ علاّمہ نے گلشن راز کے سترہ سوالات میں سے صرف نو سوالات کے جواب تحریر کئے ہیں۔ اس حصے کے فہم و ادراک کے لئے فلسفہ' تصوف کے دقیق موضوع وحدۃ الوجود پر عارفین و صوفیاء کی کتابوں کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ وحدۃ الوجود جیسے نازک اور حساس موضوع کی غلط تفہیم سے آدمی ملحد ہو سکتا ہے اور درست ادراک سے عارف بن سکتا ہے۔ وحدۃ الوجود کا مسئلہ از منہ قدیم سے حکما اور علماء کا موضوع رہا ہے۔ غیر مسلم حکماء خصوصاً یونان کے فلوطین' ہندوستان کے شنکر اچاریہ اور یورپ کے اسپینوزا نے اِس مسئلہ کی جو تشریح و توضیح کی ہے وہ حقیقت پسندانہ نہیں۔ ان کا عقیدہ نہ صرف مشرکانہ اور ملحدانہ ہے بلکہ وہ ترکِ دنیا پر بھی اُکساتا ہے۔ جبکہ مسلمان حکماء و عارفین کے نزدیک عقیدہ وحدت الوجود خالص توحید اور عملِ پیہم کا پیغام ہے۔ اُندلس کے عظیم عارف و عالم شیخ محی الدین ابن عربی نے (جنہیں شیخ اکبر بھی کہا جاتا ہے) اپنی کتب ''خصوص الحکم'' اور ''فتوحات مکیہ'' میں اِس مسئلہ پر اپنے باطنی تجربات' داخلی کیفیات' اور مشاہدات کی عملی توضیحات پیش کر دی ہیں۔ اس لئے اس مسئلہ پر ان کی ایک تعلق قائم ہو گیا ہے۔ اور وحدۃ

الوجود پر بات کرتے وقت ان کو اِس مسئلہ کے عظیم داعی کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال بھی اِس مسئلہ پر پہلے قدیم حکماء سے متاثر تھے۔ لیکن ابنِ عربی کے مطالعہ کے بعد انہوں نے وحدۃ الوجود کے سب سے بڑے قائل اور عامل بزرگ مولانا جلال الدین رومی کو اپنا مرشد مان لیا اور پہلے عقائد سے تائب ہو گئے۔

مسلمان صوفیا کا خیال ہے کہ وجود صرف واحد (ایک ہے) اور وہ وجود صرف اللہ کا ہے۔ جو خود بخود قائم ہے اور جو اپنے ہونے میں کسی کا محتاج نہیں۔ اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ موجود تو ہے لیکن اِس موجود کو ہم وجود نہیں مان سکتے۔ کیونکہ وہ اپنے موجود ہونے میں وجود خدا کا محتاج ہے۔ وہ خود بخود وجود میں نہیں آیا۔ بلکہ خدا (ذات) نے اپنی صفات کے عمل سے ہر شے کو وجود بخشا ہے۔ یا یوں کہہ لیں کہ ہر شے میں ذاتِ خدا کی صفات کا جلوہ ہے لاموجود الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کا دینی نظریہ اسی پس منظر میں ہے۔ اسی ''لاموجود الا اللہ'' کی رمز کو صوفیائے وحدت الوجود ''ہمہ اوست'' کہتے ہیں۔ وہ یہاں ''ہمہ اوست'' کے لغوی معنی کہ ''سب کچھ وہی یعنی سب اشیاء خدا ہیں نہیں لیتے بلکہ اس کے اصطلاحی معنی لیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ سب اشیاء ذاتِ خدا کی صفات کا عین ہیں۔ یعنی اس ذات کی صفات کا مظہر ہیں نہ کہ وہ خود خدا ہیں۔ اور جب یہ اشیاء اپنے وجود میں خدا کے وجود کی محتاج ہیں تو پھر ان کا وجود تو نہ ہوا۔ وجودِ حقیقی تو صرف خدا کا ہے۔ یہ تصور خالصتاً توحیدی ہے۔ خدا کے سوا کسی اور شے کا حقیقی وجود نہ ماننا اور وجود کی بجائے اُن کو موجود ماننا ''لاموجود اِلاّ اللہ'' کی حقیقی توضیح ہے۔

ظاہر ہے کہ جب ذات وصفات کے تعلق اور اشیاء میں ظہورِ صفات کی بات ہو گی تو اِس سلسلے میں کئی قسم کے سوالات ذہن میں اُبھریں گے۔ علامہ محمود شبستری نے انہی سوالات کے جوابات اپنی تصنیف ''گلشن راز'' میں تحریر کیے ہیں۔ اور علامہ اقبال نے انہی سوالات میں سے نو کے جوابات تحریر کیے ہیں۔ اور انہیں ''گلشنِ رازِ جدید'' کا نام دیا ہے۔

گلشن راز، جدید

به سواد دیده تو نظر آفریده ام من
به ضمیر تو جہانے دگر آفریده ام من
ہمہ خاوراں بخوابے کہ نہاں زچشم انجم
به سرود زندگانی سحر آفریده ام من

ابتداء کے دو اشعار

معانی ......:

نظر آفریدن	:	نگاہ پیدا کرنا
ہمہ خاوراں	:	تمام اہلِ مشرق
سرودِ زندگانی	:	زندگی کا گیت

ترجمہ و تشریح ......:

(۱) (اے قاری) میں نے تیری آنکھ کی پتلی میں دیکھنے کی صلاحیت پیدا کر دی ہے (اب تو سچ اور جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے) اور اِس طرح میں نے تیرے ضمیر میں ایک نیا جہان پیدا کر دیا ہے۔

(۲) تمام اہلِ مشرق خوابِ غفلت میں سوئے ہوئے ہیں۔ میں نے ستاروں کی آنکھوں سے اوجھل رہ کر اور زندگی کا نغمہ الاپ کر اُن کے لئے صبح کر دی ہے۔ (اہلِ مشرق کو غفلت کی نیند سے بیدار کر دیا ہے)۔ (اپنی شاعری کے ذریعے اہلِ مشرق میں جوشِ عمل پیدا کر دیا ہے)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گلشن راز جدید

تمہید

زجان خاور آں سوز کہن رفت — دمش و اماند و جان اوزتن رفت
چو تصویرے کہ بے تار نفس زیست — نمی داند کہ ذوق زندگی چیست
دلش از مدعا بیگانہ گردید — نئے او از نوابیگانہ گردید
بطرز دیگراز مقصود گفتم — جواب نامہ محمود گفتم
زعہد شیخ تا ایں روزگارے — نزد مردے بجان ماشرارے
کفن در برنجا کے آرمیدیم — ولے یک فتنہ محشر ندیدیم
گزشت از پیش آں دانائے تبریز — قیامت ہا کہ رست از کشت چنگیز
نگاہم انقلابے دیگرے دید — طلوع آفتابے دیگرے دید
کشودم از رخ معنی نقابے — بدست زرہ دادم آفتابے
نہ پنداری کہ من بے بادہ مستم — مثال شاعراں افسانہ بستم
نہ بینی خیر ازاں مرد فرودست — کہ برمن تہمت شعر و سخن بست
بکوے دلبراں کارے ندارم — دل زارے غم یارے ندارم
نہ خاک من غبار رہگزارے — نہ در خاکم دل بے اختیارے
بجبریل امیں ہم داستانم — رقیب و قاصد و درباں ندانم
مرا بافقر سامان کلیم است — فرشاہنشہی زیر گلیم است

اگر خاکم بصحرائے نہ گنجم　　اگر آبم بدریائے نہ گنجم
دل سنگ از زجاج من بلرزد　　یم افکار من ساحل نہ ورزد
نہاں تقدیر ہا در پردہ من　　قیامت ہا بغل پوردہ من
دمے در خویشتن خلوت گزیدم　　جہانے لازوالے آفریدم

"مرا زیں شاعری خود عار ناید
کہ در صد قرن یک عطار ناید"

پہلا بند

معانی ...... سوزِ کہن: پرانا درد' ذوقِ زندگی: زندگی کا شوق' کشتِ چنگیز: چنگیز خان کا کھیت' دانائے تبریز: تبریز کا دانش مند' محمد شبستری' تہمت: الزام' بہ کوئے دلبراں: محبوبوں کے کوچے میں' فرِ شاہنشہی: بادشاہوں کا جلال' گلیم: گدڑی' زجاج: شیشہ۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) اہلِ مشرق کے دلوں سے وہ پرانا سوز (دردِ مسلمانی) باقی نہیں رہا۔ ان کی سانسیں تھک گئیں۔ ان کے جسم سے جان نکل گئی۔

(۲) اس تصویر کی مانند جو نفس (سانس) کے تار کے بغیر زندہ ہے۔ اہلِ مشرق بھی زندگی کے ذوق سے بے خبر ہیں۔ (اہلِ مشرق (مسلمان) زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہیں)۔

(۳) (اہلِ مشرق) کا دل (ترقی) کی آرزو سے بیگانہ ہو گیا۔ ان کی زندگی کی بانسری گیتوں سے محروم ہو گئی ہے۔

(۴) میں نے ایک اور انداز سے اپنا مقصد بیان کیا ہے۔ میں نے محمود شبستری کے خط کا یعنی اُن کی کتاب گلشن راز کا (جدید انداز) سے جواب تحریر کیا ہے۔

(۵) شیخ محمود شبستری کے دور سے لے کر اس زمانے تک کسی (مردِ کامل) نے ہماری جان میں کوئی چنگاری (سوزِ عشق کی) نہیں پھینکی۔

(۶) پہلو میں کفن لئے (ہم تو مٹی میں پڑے سوئے رہے (مردوں جیسی زندگی بسر کرتے رہے) لیکن (اس مدت کے دوران) ہم نے تو قیامت کا کوئی ہنگامہ نہیں دیکھا۔ (مسلمانوں کی زندگی میں کوئی انقلابی تبدیلی رونما نہیں ہوئی)۔

(۷) تبریز کے رہنے والے اس دانشمند شیخ محمود شبستری کے سامنے سے وہ تمام قیامتیں گزری ہیں۔ جو (منگولیا سے اُٹھنے والے طوفان) چنگیز خاں کی غارت گری سے پیدا ہوئیں۔

(۸) (لیکن) میری نگاہ نے ایک طرح کا انقلاب دیکھا ہے۔ ایک اور ہی انداز کے سورج کا طلوع دیکھا ہے۔ (اہل مغرب کی (غارت گر تہذیب) چنگیز خاں کی تباہی سے زیادہ خطرناک ہے) میں نے مغربی افکار کی تاریکی دور کرنے کے لئے اپنی شاعری کا انتخاب کیا ہے۔)

(۹) (اور) میں نے مغربی تہذیب کے چہرے سے نقاب ہٹا دیا۔ لوگوں (اہلِ مشرق) کو حقیقتِ حال سے باخبر کر دیا ہے۔ میں نے ذرّہ کے ہاتھ میں سورج کا جام دے دیا (کمزوروں کو درسِ ہمت دیا)۔

(۱۰) تو یہ نہ سمجھ کہ میں (شرابِ حقیقت) پئے بغیر ہی مستی میں ڈوبا ہوا ہوں۔ (جو کچھ کہتا ہوں اُس پر عمل نہیں کرتا۔ یہ بھی خیال نہ

کر میں نے عام شاعروں کی طرح خیال پرستی پھیلائی ہے (بلکہ میں نے حقیقت نگاری کی ہے)۔

(۱۱) اس کمینے آدمی سے تو خیر کی اُمید نہ رکھ۔ کہ جس نے مجھ پر شعروسخن (شوقِ فضول) کی تہمت لگائی (میں نے تو شاعری کو پیغامِ حقیقت پہنچانے کا ذریعہ بنایا ہے)۔

(۱۲) میرا معشوقوں کی گلی سے کوئی کام نہیں ہے۔ میں (اُن عامیانہ شاعروں) کی طرف نحیف و نزار دل نہیں رکھتا اور نہ ہی مجھے کسی دوست کا غم ہے۔ (میری شاعری عشق و محبت کے روایاتی خیالات سے پاک ہے)۔

(۱۳) (عام شاعروں کی طرح) میری مٹی کسی کے راستہ کی غبار ہے۔ (میں کوچہ محبوب کے چکر نہیں لگاتا اور نہ میری مٹی میں (غمِ محبوب) کے لئے تڑپنے والا دل ہے۔

(۱۴) (میں عام شاعروں کی طرح زمینی سوچ نہیں رکھتا) میں تو خدا کے مقرب فرشتے جبریلِ امین کا ہم زبان ہوں۔ (پاکیزہ شاعری کرتا ہوں) اور عام شاعروں کی طرح رقیب' قاصد' دربان جیسی اصطلاحات نہیں جانتا۔ (جو کہ عام عشقیہ شاعری میں ہوتی ہیں)۔

(۱۵) (میری شاعری میں) فقر حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی عظمت کے ساز و سامان کے ساتھ موجود ہے۔ (اس شاعری کو پڑھنے کے بعد) تجھے دنیا کی بادشاہی کی شان و شوکت اِس بوریا نشین کے قدموں تلے نظر آئے گی۔ اور تجھے خدا سے ہم کلام ہونے کے راز بھی بتائے گی)۔

(۱۶) اگر میں مٹی ہوں تو وہ مٹی ہوں۔ جو صحرا میں نہیں سما سکتا۔ اگر میں پانی ہوں تو وہ پانی ہوں جو دریاؤں میں بھی نہیں سما سکتی۔ (اِن دونوں سے میں الگ ہوں)۔

(۱۷) میرے شیشے سے پتھر کا دل بھی خوفزدہ ہے اور میرے افکار کے سمندر کا کوئی کنارہ نہیں۔

(۱۸) میرے پردے میں مقدر پوشیدہ ہیں' اور قیامتیں میری آغوش میں پرورش پاتی ہیں۔

(۱۹) میں نے ایک لمحے کے لئے دنیا سے الگ ہو کر (اپنے آپ پر غور کیا) تو۔ ایک لازوال جہان پیدا کر لیا (اور اب انہی افکار کو صفحۂ قرطاس پر لکھ رہا ہوں)۔

(۲۰) مجھے عامیانہ شاعری (محبوب کے ہجر و وصال میں آہیں بھرنا) کے برعکس مقصدیت سے بھرپور شاعری کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہوتی۔ کہ خواجہ فریدالدین عطار جیسا (عارف) شاعر صدیوں بعد ہی پیدا ہوتا ہے۔

بجانم رزم مرگ و زندگانی است — نگاہم برحیات جاودانی است
زجا خاک ترا بیگانہ دیدم — باندام تو جان خود دمیدم
ازاں نارے کہ دارم داغ داغم — شب خودؤ را بیفروز از چراغم
بخاک من دلے چوں دانہ کشتند — بلوح من خط دیگر نوشتند
مرا ذوق خودی چوں انگبین است — چہ گویم واردات من ہمین است

نخستیں کیف اورا آزمودم
دگر بر خاوراں قسمت نمودم

دوسرا بند

معانی ...... : رزمِ مرگ وزندگانی: زندگی اور موت کی جنگ، افروز: روشن کر، انگبیں: شہد۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (اب حالت یہ ہے کہ) میری جان موت وحیات کی کشمکش جاری رہتی ہے اور میری نگاہ ہمیشہ قائم رہنے والی زندگی پر جمی رہتی ہے۔

(۲) میں نے تیری مٹی (خاکی بدن) کو جان سے بیگانہ دیکھا۔ اِس لئے کہ میں نے تیرے جسم میں (اپنی سچی شاعری کے ذریعے جان پیدا کردی ہے۔ (زندگی کی صحیح حقیقتوں سے روشناس کرادیا ہے)۔

(۳) اِس آگ (عشقِ الٰہی) سے جو میں دل میں رکھتا ہوں۔ میں داغ داغ ہو چکا ہوں۔ تو بھی اپنی رات میرے (چراغِ عشق) سے منور کرلے۔

(۴) (کارکنانِ قضا وقدر) نے میری مٹی میں دانہ کی طرح یہ دل بویا ہے۔ اور میری تختی پر نئے انداز کا خط تحریر کیا۔ (مجھے دوسروں سے الگ اور منفرد بنایا ہے)۔

(۵) میرے لئے خودی کا کیف وسرور شہد کی لذّت کی طرح ہے۔ میں کیا کہوں کہ میری (وارداتِ قلب) ہی ایسی ہیں۔

(۶) (اس خودی) کے کیف کو پہلے میں نے خود آزمایا۔ پھر اہلِ مشرق کو بتایا کہ وہ بھی خودی آشنا ہو کر اپنی تقدیر بدل لیں۔

اگر ایں نامہ راجبریل خواند — چوں گرد آں نور ناب از خود فشاند

بنالد از مقام و منزل خویش — بہ یزداں گوید از حال دل خویش

"تجلی را چناں عریاں نخواہم — نخواہم جز غم پنہاں نخواہم

گزشتم از وصال جاودانے — کہ بینم لذت آہ و فغانے

مرا ناز و نیاز آدمے دہ !
بجان من گداز آدمے دہ"

تیسرا بند

معانی ...... : نامہ: خط، یزداں: خدا، وصالِ جاوداں: ہمیشہ کی قربت، ناز و نیازِ آدمی: آدمی جیسا ناز اور انداز۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اگر یہ خط جبریل جیسا مقرب اور نورانی فرشتہ پڑھ لے تو وہ اپنے نورانی جسم کو چھوڑ کر جسم خاکی اختیار کرلے۔ (میری شاعری فرشتوں کو بھی عشق الٰہی سکھاتی ہے)۔

(۲) وہ (جبریل) اپنے (نورانی مگر سوز و گداز کے بغیر) مقام پر نالہ وفریاد کررہا ہے اور خدا کو اپنے دل کا حال اس طرح بیان کررہا ہے۔

(۳) میں (ترے) جلووں کو اس طرح بے پردہ دیکھنا نہیں چاہتا۔ میں کچھ نہیں چاہتا سوائے اپنے اندر کے پوشیدہ غم کے۔ (ہر وقت کے دیدار اور جلووں نے میرے دل سے سوز و گداز کی لذّت نکال لی ہے۔ عشق کی لذّت سے آشنا کرنے کے لئے مجھے جسم خاکی عطا کردے۔ تاکہ میں بھی فراق کی ٹیسیں محسوس کرسکوں۔

(۴) اے خدا! میں نے تیری (ہمیشہ) کے وصال کو ترک کیا۔ تا کہ میں (تیرے فراق میں) پیدا ہونے والی آہ و فغاں کی لذت حاصل کرلوں۔

(۵) مجھے آدم کا ناز و نیاز عطا کر دے۔ میری جان میں آدم کا گداز (کیفیتِ عشق) پیدا کر دے۔ تا کہ میں بھی معشوق کے حضور عاجزی کا کیف و سرور پا سکوں۔

سوال (۱)

نخست از فکر خویشم در تحیر
چہ چیز است آنکہ گویندش تفکر
کدامیں فکر مارا شرط راہ است
چرا گہ طاعت و گاہے گنہ است

معانی ...... از فکرِ خویشم: میں اپنی فکر سے، در تحیر: حیران ہوں، طاعت: فرمانبرداری، ثواب۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اپنی فکر سے حیرت زدہ ہوں وہ کیا چیز ہے جسے تفکر کہتے ہیں؟

(۲) ہمارے لئے کونسی فکر (راہِ سلوک) طے کرنے کے لئے شرطِ (اوّل) ہے۔ (یہ بھی بتائیں کہ) یہ فکر کبھی طاعت (عبادت یا ثواب) اور کبھی گناہ کیوں ہوتی ہے؟

(کسی شئے پر کسی خاص مقصد کے تحت غور کرنا فکر ہے اور اِس فکر کے نتیجہ میں جو کیفیت ہاتھ آتی ہے وہ تفکر ہے)۔

جواب

درون سینہ آدم چہ نور است !
چہ نور است ایں کہ غیب او حضور است
من اورا ثابت سیار دیدم
من اورا نور دیدم نار دیدم !
گہے نارش ز برہان و دلیل است
گہے نورش زجان جبرئیل است
چہ نورے جاں فروزے سینہ تابے
نیر زد باشعاعش آفتابے
بخاک آلودہ و پاک از مکان است
بہ بند روز و شب پاک از زمان است
شمار روزگارش از نفس نیست
چنیں جویندہ و یابندہ کس نیست
گہے واماندہ و سائل مقامش
گہے دریائے بے پایاں بجامش
ہمیں دریا ہمیں چوب کلیم است !
کہ ازوے سینہ دریا دو نیم است
غزالے مرغزارش آسمانے
خورد آبے ز جوئے کہکشانے
زمین و آسماں اور امقامے
میان کارواں تنہا خرامے
زاحوالش جہان ظلمت و نور !
صدائے صو مرگ و جنت و حور

ازد ابلیس و آدم را نمود ے	از و ابلیس و آدم راکشو دے
ھنگہ از جلوہ او ناشکیب است	تجلی ہاے اویزداں فریب است
بچشمے خلوت خود را بہ بیند	بچشمے جلوت خود را بہ بیند
ایک یک چشم بربندد گناہے است	اگر باہر دو بیند شرط راہے است
زجوے خویش بحرے آفرینند	گہر گردد بہ قعر خود نشیند !
ہماں دذم صورت دیگر پذیرد	شودغواص و خود را باز گیرد
درد ہنگامہ ہاے بے خروش است	در و رنگ و صدا بے چشم و گوش است

درون شیشہ او روزگار است !
ولے برما بتدریج آشکار است !

پہلا بند

معانی ...... : درونِ سینہٗ آدم: آدمی کے سینے میں' جاں فروز: جان روشن کرنے والا' چوبِ کلیم: عصائے کلیمؑ تنہا فرام: آہستہ چلنا' بحرآفرینند: سمندر پیدا کرتا ہے' بہ تعرخود: اپنی گہرائی میں' غواص: غوطہ خور۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) آدم کے سینے میں یہ کیسا نور ہے۔ یہ کیسا نور ہے! کہ ہر پوشیدہ چیز بھی اس کی نظروں میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ (اس کی وجہ یہ ہے کہ سینۂ آدم کا یہ نورخودی کا نور ہے۔ یہ نور اپنے اصل کے اعتبار سے انائے مطلق ہے۔ جو غیب اور ظاہر دونوں عالموں کی خبر رکھتا ہے۔ سینۂ آدم کے اندر خودی کا نور بھی تو اسی کا پرتو ہے۔ اس لئے یہ بھی غیب و ظاہر کو جانتا ہے۔ (مقامِ افسوس ہے کہ آدم نے اپنی خودی کو دنیاوی آلائشوں سے بے کار کر کے رکھ دیا ہے)۔

(۲) میں نے اسے حرکت کرتا ہوا اور ساکن دیکھا ہے۔ میں نے اسے نور (عشق یا وجدان کی صورت) میں بھی دیکھا ہے۔ اسے نار (عقل یا تدبیر کی صورت) میں بھی۔ (میں نے اس کی شانِ جمالی کا مشاہدہ بھی کیا ہے اور شان جلالی بھی دیکھی ہے)۔

(۳) کبھی اس کی نار دلیل اور محبت سے ہے۔ اور کبھی اس کا نور جبرئیل فرشتہ کی جان ہے۔

(۴) یہ کیسا نور ہے؟ (یہ نور ایسا ہے کہ) آدمی کی جان کو روشن کرتا ہے اور سینے میں (حرارتِ عشق) پیدا کرتا ہے۔ سورج اس کی ایک شعاع کی قیمت کے برابر نہیں ہے۔

(۵) یہ (نورِ خودی) مٹی سے آلودہ ہے۔ لیکن اس کا مکان کوئی نہیں۔ یہ (نورِ خودی) دن اور رات کے بندھنوں میں جکڑا ہوا ہے لیکن (زمانے کی قید) سے آزاد ہے۔ (نورخودی انسانی جسم میں قید ہونے کے باوجود زمان ومکان کی قید سے آزاد ہے)۔

(۶) اس کی زندگی یا زمانہ کی گنتی اس کے سانسوں کے شمار پر نہیں۔ اس قسم کا جوئندہ اور پابندہ اور کوئی نہیں ہے۔

(۷) کبھی وہ تھکا ہوا ہوتا ہے اور ساحل اس کا مقام ہے۔ اور کبھی بیکراں سمندر اس کے پیالے میں ہوتا ہے۔

(۸) یہی دریا ہے اور یہی (نورِ خودی) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے۔ وہ عصا جسے دریا کے پانی پر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مارا تھا تو دریا کا پانی دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ اور درمیان میں گزرگاہ بن گئی تھی۔)

(۹) وہ ایک ایسا ہرن ہے کہ اس کی چراگاہ آسمان (کی وسعت) ہے۔ وہ کہکشاں کی نہر سے پانی پیتا ہے۔ (اس کا میدانِ عمل

ستاروں سے بھی آگے ہے)۔

(۱۰) زمین اور آسمان اس کے مقامات ہیں۔ وہ کارواں کے درمیان ہونے کے باوجود کارواں سے الگ ہے۔ (وہ ایک منفرد حیثیت کا مالک ہے)۔

(۱۱) اس کے احوال میں سے نور و ظلمات کا جہان' صور کی آواز' موت' جنت اور حوریں ہیں۔

(۱۲) ابلیس اور آدم کی نمود اِسی سے ہے۔ ابلیس و آدم اور کشود بھی اسی سے ہے۔ (اس کائنات میں پائی جانے والی تمام اشیاء (اچھی اور بری) سب اسی کے نور کی وجہ سے اپنے اعمال میں مصروف ہیں)۔

(۱۳) نگاہ اُس کے جلوے کی تاب دیکھنے کے لئے ہر وقت بے قرار رہتی ہے۔ اس کی تجلیاں خدا کی نگاہوں کو بھی پسند ہیں۔

(۱۴) وہ (نورِ خودی) ایک آنکھ سے اپنی خلوت کا مشاہدہ کرتا ہے اور دوسری آنکھ سے اپنی جلوت (بزم آرائی) کا تماشا کرتا ہے۔

(۱۵) اگر وہ ایک آنکھ بند کر لیتا ہے تو یہ گناہ ہے اور اگر وہ دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہے تو یہ (راہِ سلوک) کی شرط ہے۔ (مقامِ سلوک تک پہنچنے کے لئے سالک کو اپنی ذات اور اپنی ذات سے باہر کا مشاہدہ بھی کرنا پڑتا ہے)۔ اپنی ذات کے مشاہدے کو صوفیاء نے سیرِ نفسی اور اپنی ذات سے باہر تماشے کو سیرِ آفاقی کا نام دیا ہے۔ (نورِ خودی کے حصول کے لئے دونوں کی سیر شرطِ اولین ہے)۔

(۱۶) وہ اپنی ندی سے ایک سمندر پیدا کر لیتا ہے۔ پھر اِس سمندر میں موتی بن جاتا ہے۔ اور موتی بن کر اپنی گہرائی میں بیٹھ جاتا ہے۔ (خودی ترقی کرتے کرتے خدا کی صفات کی مظہر بن جاتی ہے)۔

(۱۷) اس وقت وہ (خودی) ایک نئی صورت میں ڈھل جاتی ہے۔ وہ غوطہ خور بن کر غوطہ لگاتی ہے اور خود کو دوبارہ پا لیتی ہے۔ (خودی انا ہے' لیکن مقید ہے' خدا بھی انا ہے لیکن انائے مطلق ہے۔ جب انائے مطلق' انائے مقید میں آتی ہے تو (انائے مقید) کو اپنی صفات سے جلوہ گر کر دیتی ہے اور یہاں صفاتِ خدا (مختلف مادی اشیاء کے ساتھ) تعین میں آ جاتی ہیں۔

(۱۸) اس (نورِ خودی) کے اندر بے شور ہنگامے ہیں۔ اس کے اندر آنکھ اور کان کے بغیر رنگ اور آواز ہے۔ انائے مطلق (فنا) جب انائے مقید (خودی) میں تعین کرتی ہے تو خدا کا ظہور ہوتا ہے۔ اور اس سے کائنات میں رونق قائم ہوتی ہے۔ لیکن اس تمام رونق میں انائے مطلق خاموش رہتی ہے۔

(۱۹) اس کے شیشے میں زمانہ ہے لیکن ہم پر درجہ بدرجہ ظاہر ہوتا ہے۔ حیات (زندگی) خودی کے شیشے میں جلوہ گر ہو کر آہستہ آہستہ آشکار ہوتی ہے)۔

خلاصہ

شاعر کے نزدیک فکر جس کے متعلق سوال کیا گیا تھا۔ خودی ہی کی ایک شکل ہے۔ اور چونکہ خودی (انائے مقید) خدا (انائے مطلق) کا پرتو صفات ہے اس لئے نور سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اسی نور کی تشریح و توضیح اس بند میں کی گئی ہے۔

حیات از وے بر انداز دکمندے   شود صیاد دہر پست و بلندے
از و خود را بہ بند خود در آرد   گلوے ماسوا را ہم فشارد
دو عالم می شود روزے شکارش   فتد اندر کمند تابدارش

اگر ایں ہر دو عالم راںگیری — ہمہ آفاق میرد، تو نہ میری
منہ پا در بیابان طلب سست — نختیں گیر آں عالم کہ در تست
اگر زیری زخود گیری زبر شو — خدا خواہی؟ بخود نزدیک تر شو
بہ تسخیر خود افتادی اگر طاق
ترا آساں شود تسخیر آفاق

دوسرا بند

معانی ...... : براندازد کمندے: اُس پر کمند پھینکتی ہے' تابدار: چمکدار' ہمہ آفاق: ساری دنیا' تسخیر: فتح۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) زندگی اس (نورِ خودی) سے کمند پھینکتی ہے۔ اور (اس طرح وہ) ہر پست و بلند شئے کی شکاری بن جاتی ہے۔ (زندگی کائنات کو خودی کی بدولت مسخر کرتی ہے)۔

(۲) (زندگی) اس خودی کے باعث اپنی ہی قید میں آجاتی ہے اور اپنے سوا یا خدا کے سوا ہر چیز کا گلہ دبا دیتی ہے۔ (ہر چیز پر غالب آجاتی ہے)۔

(۳) اور ایک دن ایسا آتا ہے کہ جب دونوں جہان اس کے شکار ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی چمکدار کمند کے پھندے میں آجاتے ہیں۔ (یہاں دونوں جہانوں سے مراد نفس اور آفاق کے جہان ہیں)

(۴) اگر تو ان دونوں جہانوں کو زیر کرلے گا تو ساری کائنات مر جائے گی۔ تو نہیں مرے گا۔

(۵) (ان دونوں جہانوں کو زیر کرنے کی) خواہش کے بیان میں سستی سے قدم نہ رکھ۔ پہلے اِس جہان پر قبضہ کر جو تیرے اپنے اندر ہے۔ (اپنی پہچان کر)۔

(۶) اگر تو کمزور اور بے زور ہے تو خود پر قابو پا کر (اپنی معرفت حاصل کرکے) طاقتور بن جا۔ اور اگر تو خدا کا قرب چاہتا ہے تو پہلے اپنی پہچان کر۔ (خودی کی معرفت خدا کی معرفت ہے)۔

(۷) اگر تو اپنی ذات کی تسخیر کرنے میں کامل ہو جائے تو تیرے لئے آفاق کی فتح بھی آسان ہو جائے گی۔

دوسرے بند کا خلاصہ

سالک کے لئے ضروری ہے (نفس اور آفاق دونوں پر فکر کرکے' پہلے نفس پر پھر آفاق پر۔ یہ اس کے لئے شرط راہ ہے۔

خنک روزے کہ گیری ایں جہاں را — شگافی سینہ نہ آسماں را
گزارد ماہ پیش تو سجودے — بروپیچی کمند از موج دودے
دریں دیر کہن آزاد باشی! — بتاں رابر مراد خود تراشی
بکف بردن جہان چار سو را — مقام نور و صوت و رنگ و بورا
فزونش کم کم او بیش کردن — دگرگوں بر مراد خویش کردن

برنج و راحت او دل نہ بستن طلسم نہ سپہراد شکستن
فرو رفتن چو پیکان ضمیرش ندادن گندم خود باشعیرش
شکوہ خسروی این است این است
ہمیں ملک است کو تو ام بدین است

تیسرا بند

معانی ...... خنک: مبارک' شگاف: سوراخ' نہ آسمان: نو آسمان' دود: دھواں' دیرِ کہن: پرانا مندر (دنیا)' دگرگوں: خراب' پیکاں: تیر۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) وہ دن مبارک ہوگا جب تو اِس جہان آفاقی کی تسخیر کرے گا اور تو نو آسمانوں کے سینہ کو چیر لگا دے گا۔ (تو آسمانوں کی سرحدوں کو پار کر کے عرش و کرسی تک رسائی حاصل کر لے گا) نو آسمانوں میں سات آسمان کے علاوہ غالباً عرش و کرسی بھی شامل ہیں)۔

(۲) (وہ دن کتنا مبارک ہوگا) جب چاند تیرے سامنے اپنی پیشانی جھکا دے گا اور تو اُس پر دھوئیں کی کمند ڈال کر اُسے آسانی سے تسخیر کرے گا۔

(۳) (مبارک ہو وہ دن) جب تو اس پرانے جہاں (قدیم افکار و خیالات) کے چنگل سے آزاد ہوگا اور نو بتوں (کائنات کے نظام) کو اپنی مرضی کے مطابق تراشے گا۔

(۴) (جب وہ مبارک دن آئے تو) اِس چار سمتوں والے جہان کو زیرِ قبضہ کر لینا۔ (وہ جہان) جو نوا' آواز رنگ اور بو کا مقام ہے۔ (جہاں کی ہر شئے فانی ہے)۔

(۵) (پھر) (اس جہان) کے زیادہ کو کم اور (اس کے) کم کو زیادہ کرنا (جہاں ضرورت پڑے ترمیم کر لینا) اور اسے اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لینا۔

(۶) (اِس جہان) کے دکھ اور سکھ سے دل نہ لگا۔ بلکہ اس نو آسمانوں کے جادو کو توڑ دے۔ (انکی سرحدوں سے آگے نکل جا)۔

(۷) جس طرح نیزہ جسم میں چھید کر دیتا ہے۔ اسی طرح (اِس جہان) کے ضمیر میں بھی چھید کر دینا اور اپنی گندم (اچھے مال کو) اُس کے جو (کم قیمت والے مال) کے بدلے میں نہ دینا۔

(۸) حقیقی بادشاہت عظمت و شان تو یہی ہے' یہی ہے' یہی وہ ملک ہے جو دین کے ساتھ (جڑواں) ہے (ملکِ بقا کی بادشاہت ہی حقیقی ہے۔ ملکِ فنا کی بادشاہت فضول ہے۔

تیسرے بند کا خلاصہ

جب آدمی کو اپنی معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو ''منزلِ تفکر'' پر پہنچ جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آفاق اس کے قدموں تلے آ جاتے ہیں اور وہ حقیقی معنوں میں دنیا و دین کا بادشاہ بن جاتا ہے۔

پہلے سوال کے جواب کا خلاصہ

پہلے بند میں فکر کو خودی کی حرکت، دوسرے بند میں شرطِ راہ اور تیسرے بند میں اس کے نتیجے کو تفکر کہا گیا ہے۔

سوال (۲)

چہ بحر است ایں کہ علمش ساحل آمد؟
زقعر او چہ گوہر حاصل آمد؟

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) یہ سمندر کس قسم کا ہے کہ جس کے ساحل علم میں کوئی حرکت نہیں۔ اِس (سمندر) کی گہرائی میں (غوطہ زنی) سے کونسا (گوہرِ مقصود) حاصل ہوتا ہے۔

جواب

حیات پرنفس بحر روانے — شعور و آگہی اورا کرانے
چہ دریائے کہ ژوف و موجدار است — ہزاروں کوہ و صحرا برکنار است
مپرس از موج ہائے بیقرارش — کہ ہر موجش بروں جست از کنارش
گزشت از بحر و صحرا را نمے داد — نگہ را لذت کیف و کمے داد
ہر آں چیزے کہ آید در حضورش — منور گرد داز فیضِ شعورش
بخلوت مست و صحبت ناپذیر است — ولے ہر شے زنورش مستنیر است
تختیں می نماید مستنیرش — کندہ آخر بآینے اسیرش
شعورش باجہاں نزدیک تر کرد — جہاں اور از راز او خبر کرد
خرد بند نقاب از رخ کشودش — ولیکن نطق عریاں تر نمودش

نگنجد اندریں دیرِ مکافات
جہاں اور امقاے از مقامات

معانی ...... : حیاتِ پرنفس: سانسوں سے بھری زندگی، کرانے: کنارے، ژرف: بہت گہرا، مستنیر: فائدہ، دیرِ مکافات: بدلے کا جہاں۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (جو خودی کے سانسوں سے حرکت میں ہے) بہتا ہوا سمندر ہے۔ اور شعور و آگہی اس کے کنارے ہیں۔

(۲) یہ کیسا دریا (سمندر) ہے، جس کی گہرائی بہت زیادہ ہے اور اٹھتی ہوئی بے قرار موجوں والا ہے۔ اس کے کنارے پر ہزاروں

صحرا اور پہاڑ ہیں۔ (یہ خودی کا دریا ہے۔ اس آدمی کی زندگی کا دریا جسے اپنی معرفت حاصل ہوگئی ہے۔ اُس نے جان لیا ہے کہ وہ انائے مقید میں ہونے کے باوجود انائے مطلق کی صلاحیتوں اور قوتوں کا مالک ہے)۔

(۳) اِس (دریائے خودی) کی بے قرار موجوں کے بارے میں سوال مت کر۔ کہ اس کی تو ہر موج کناروں سے اچھلی ہوئی ہے۔ (کچھ نہ کچھ عمل کے لئے بے تاب رہتی ہے)۔

(۴) (خودی کے دریا کی یہ موج) سمندر سے گزر گئی اور اُس نے صحرا کو اپنی نمی (سے زندگی) بخشی۔ اُس نے نگاہ کو کیف وکم (ہر قسم کے حالات وا سرار دیکھنے) کی لذت عطا کی۔

(۵) ہر وہ چیز جو اس کے حضور پیش ہوتی ہے۔ وہ اس کے شعور کے فیض سے منور ہو جاتی ہے۔ (خودی ہر شئے کی قدر و قیمت مقرر کرتی ہے)۔

(۶) وہ خلوت پسند ہے اور (دوسروں) کی صحبت پسند نہیں کرتی۔ لیکن پھر بھی ہر شئے اسی کے نور سے منور ہے۔

(۷) پہلے یہ (خودی) اس چیز کو منور کرتی ہے۔ اور بالآخر اُسے قانون کے ایک دارے میں قید کر دیتی ہے۔

(۸) اس کے شعور نے اسے جہان (دنیا) کے زیادہ نزدیک کر دیا۔ اور جہان نے اُسے بتایا کہ وہ کائنات سے برتر ہے۔

(۹) عقل نے اُس کے چہرے سے پردہ ہٹایا۔ لیکن اُس کی گفتار نے اور بھی عریاں کر دیا۔ (خودی عقل بھی رکھتی ہے اور قوتِ گویائی بھی اور یہ قوتِ گویائی اس کی (پوشیدہ) قوتوں کی مظہر ہے۔

(۱۰) وہ اِس جہانِ مکافات میں نہیں سماتی۔ جہان تو اُس کے مقامات میں سے ایک ہے۔ (اس کی نظر تو کہکشاؤں سے بھی پرے ہے)۔

پہلے بند کا خلاصہ

انائے مطلق (خدا) اور انائے مقید (خودی) میں بحر اور موج کا رشتہ ہے۔ جس طرح موج، بحر کا ظہور ہے۔ اسی طرح انائے مطلق ظہور کے لحاظ سے انائے مقید میں جلوہ گر ہے۔ اور اِس جلوہ گری کے کئی رنگ روپ ہیں۔

برون از خویش می بینی جہاں را
درودشت ویم و صحرا وکاں را

جہان رنگ و بو گلدستہ ما
زما آزاد و ہم و ابستہ ما

خودی او را بیک تارنگہ بست
زمین و آسمان و مہر و مہ بست

دل ما را باد پوشیدہ راہے است
کہ ہر موجود ممنون نگاہے است

گر او را کس نہ بیند زار گردد
اگر بیندیم و کہسار گردد

جہاں را فربہی از دیدن ما
نہالش رستہ از بالیدن ما

حدیث ناظر و منظور رازے است
دل ہر ذرہ در عرض نیازے است

تو اے شاہد مرا مشہود گرداں
زفیض یک نظر موجود گرداں

کمال ذات شے موجود بودن
برائے شاہدے مشہود بودن

زدانش در حضور ما نبودن
منور از شعور ما نبودن !

جہاں غیر از تجلی ہائے ما نیست | کہ بے ما جلوہ نور و صدا نیست
تو ہم از صحبتش یاری طلب کن | نگہ را از خم و پیچش ادب کن

یقیں می داں کہ شیران شکاری
دریں رہ خواستند از مور یاری

معانی ...... جہانِ رنگ وبو: دنیا' ممنونِ نگاہ: احسان مند' زار: کمزور' فربہی: رنگ وروپ۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) تو جہان (دنیا) کو خود سے باہر دیکھتا ہے۔ اور اس جہان میں موجود آبادی' بیابان' سمندر' صحرا اور کان یعنی کائنات کی ساری اشیاء کو خود سے باہر جانتا ہے' (حالانکہ یہ تمام اشیائے جہان کا وجود تیری نگاہ کے باعث ہے)۔

(۲) یہ رنگ وبو کا جہان (دلکش مگر فانی جہان) ہمارا گلدستہ ہے۔ یہ اگر چہ ہم سے آزاد ہے لیکن ہمارے ساتھ وابستہ بھی ہے۔

(۳) خودی نے اِس جہان کو نگاہوں کے ایک تار میں باندھ لیا۔ (اور پھر اِس جہان میں موجود) زمین' آسمان اور چاند کو اِس میں باندھ لیا۔ (ان تمام اشیائے جہان کا وجود خودی کے نظارہ کا مرہونِ منّت ہے)۔

(۴) ہمارے دِل کو اس (جہان) کے ساتھ ایک پوشیدہ تعلق ہے' کیونکہ ہر موجود (جو اِس جہان میں ہے) نگاہ احسان مند ہے۔

(۵) اگر جہاں یا اُس کی اشیاء کا کوئی نظارہ نہ کرے تو وہ عاجز اور بے قیمت ہو جائیں گی۔ اور اگر دیکھے گا تو وہ سمندر اور پہاڑ کے علاوہ کچھ نہ ہوں گے۔ (بے حیثیت نظر آئیں گے)۔

(۶) اِس جہاں کا موٹاپا (چہل پہل) ہماری نظر کا کمال ہے۔ اور اس کا پودا ہماری وجہ سے بڑا ہوا ہے۔

(۷) ناظر اور منظور دونوں کی کہانی ایک راز ہے۔ ہر ذرّے کا دل اپنی نیاز مندی کا اظہار کر رہا ہے۔ (دنیا کی ہر شئے کسی ناظر (دیکھنے والے) کی نگاہوں کی محتاج ہے۔ اگر دیکھنے والی نگاہ نہ ہو تو منظور موجود ہونے کے باوجود عدم (ناپید) ہو جائے۔ اس لئے کائنات کا وجود اِنسان کی وجہ سے ہے۔

(۸) (ہر ذرہ یہ کہہ رہا ہے) کہ اے شاہد (دیکھنے والے) تو مجھے مشہود بنا دے۔ تو اِس بات کی گواہی دے کہ میں تیرے مشاہدہ میں حاضر ہوں۔ تو مجھے اپنی ایک نظر کے فیض سے موجود کر دے۔ کیونکہ میرا شہود تیری نظر کی شہادت کی بدولت ہے)۔

(۹) کسی شئے کی ذات کا کمال اِس کا موجود ہونا ہے۔ کسی شاہد کے لئے اس کا مشہود ہونا ہے (شاہد کی نظر کا محتاج ہے)۔

(۱۰) ہمارے سامنے عقل کی رُو سے ان کا ہونا (موجودگی) نہ ہونے کے برابر ہے۔ ان کا ہمارے شعور سے منوّر نہ ہونا اُن کا عدم ہے۔ (کسی شئے کا موجود ہونا صرف ناظر کی دید اور شاہد کے مشاہدے پر مبنی ہے)۔

(۱۱) یہ جہان ہماری جلوہ گری کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے بغیر کائنات میں روشنی اور آواز کے جلوے بے کار ہیں۔

(۱۲) یہ کائنات (جس کی موجودگی) ہماری نظر کی مرہونِ منّت ہے اور اپنے اندر نور اور صدا کے جلوے لئے ہوئے ہے۔ اِس سے کنارہ کشی اختیار نہ کر بلکہ اس کی صحبت سے دوستی طلب کر کے اس سے فائدہ حاصل کر۔ اپنی نگاہ (کائنات کے حالات پر رکھتے ہوئے) اس کے پیچ وخم سے احترام کر۔

(۱۳) (اس بات پر) یقین کر کہ شکاری شیروں نے راستے میں آنے والی چیونٹی (کمزور سے کمزور) مخلوق سے بھی مدد چاہی ہے۔

دوسرے بند کا خلاصہ

اِس بند میں جہان کو شاہد و ناظر کی شہادت اور نظر کا مرہونِ منّت کہا گیا ہے۔ یہ بات بتائی گئی ہے کہ کائنات کی موجودگی ہمارے نفس مدرک پر منحصر ہے اگر وہ کائنات کی اشیاء کا ادراک نہ کرے تو ان کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے۔ اس کے باوجود ترک کائنات تصوف کے آداب کے منافی اور اس سے فوائد حاصل کرنا عین تصوف ہے۔

بیار یہائے اواز خود خبر گیر — تو جبریل امنی بال و پر گیر
بہ بسیاری کشا چشم خردرا — کہ دریابی تماشائے احدرا
نصیب خود زبوے پیرہن گیر — بہ کنعاں نگہت از مصر ویمن گیر
خودی صفاد و نخچیرش مہ و مہر — اسیر بند تدبیرش مہ و مہر
چو آتش خویش را اندر جہاں زن ! — شبیخوں برمکان و لامکاں زن !

معانی ...... : بیار یہائے اُو: اس کی دوستی سے' خبر گیر: پتہ معلوم کر' چشم خرد: عقل کی آنکھ' تماشائے احد: توحید کا نظارہ' بوئے پیرہن: لباس کی خوشبو' نخچیر: شکاری۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اس (کائنات) سے دوستی کر کے (فوائد حاصل کر کے) اس سے اپنے آپ کی پہچان کے طریقے سیکھ لے۔ تو اللہ کے مقرب فرشتے جبرئیل کی طرح (اللہ کی صفات) کا امانتدار ہے۔ اس لئے تو اپنے بازو اور پر پیدا کر (تصوف میں کمال حاصل کر) کیونکہ تیرا تعلق زمین سے نہیں بلکہ آسمان سے ہے۔

(۲) اِس کائنات میں جو لاتعداد اشیاء موجود ہیں۔ اُن کا مشاہدہ کر کے عقل کی آنکھیں کھول کر احد (توحید) کا مظاہرہ کر۔ کیونکہ وہ (خدا) کثرت کے پردے میں بھی عیاں ہے۔ اور کائنات کا ہر ذرّہ صفاتِ خداوندی کا ظہور ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ کثرت میں وحدت پائی جاتی ہے۔ فطرت کے عین مطابق ہے۔

(۳) اپنا نصیب (لباسِ تصوف) کی خوشبو سے حاصل کر۔ کنعان شہر میں بیٹھے بیٹھے ملکِ مصر اور یمن کی معطر ہواؤں سے فیض حاصل کر۔ (یہاں دو تاریخی واقعات کی طرف اِشارہ ہے)۔ جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کو کنعان میں رہتے ہوئے شہرِ مصر سے حضرت یوسف علیہ السلام کی خبر اُن کے کرتے کے باعث مل گئی تھی۔ اور یمن میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتے کی خوشبو پہنچ گئی تھی۔ اِسی طرح عارفِ کامل بھی کثرت کے پردے میں وحدت کی خوشبو پالیتا ہے۔

(۴) خودی شکاری ہے۔ اور سورج اور چاند اس کے شکار ہیں۔ چاند اور سورج تیری تدبیر (حکم) کے قیدی ہیں۔ (تو خودی کے آئینے میں اپنی جھلک پائے گا۔ اور کثرت کے پردے میں وحدت کا تماشا کر کے کائنات پر حکمرانی کرے گا)۔

(۵) (خدا کی معرفت حاصل کر کے) خود کو جہان میں آگ کی مانند پھینک کر اپنے اندر موجود غیر اللہ کے خیالات و افکار کو بھسم کر دے۔ (خودی کی پہچان کے بعد جب تیرے اندر صفاتِ الٰہی پیدا ہو جائیں) تو پھر مکان اور لامکان پر چپکے سے حملہ کر کے دونوں پر قبضہ کر لے۔

تیسرے بند کا خلاصہ

اے انسان! تو کائنات کا مشاہدہ کرنے کے بعد اس کے آئینوں میں جھانک کثرت کے پردوں میں اُس (خدا) کی وحدت اور اپنی خودی میں خدا کی صفات کے جلوے دیکھ اور یہ حقیقت سمجھ لے کہ تیری حیثیت مادی نہیں، نوری ہے۔ اور اس نوری قوت سے زمان ومکان سے بھی آگے دنیاؤں کو تسخیر کر لے۔

سوال (۳)

وصال ممکن و واجب بہم چیست ؟
حدیث قرب و بعد و بیش و کم چیست ؟

معانی ...... وصال: تعلق، رابطہ۔ بہم: آپس کا۔ قرب و بعد: قریب اور دور۔ بیش وکم: زیادہ اور کم۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) ممکن اور واجب میں باہمی وصال (تعلق) کیا ہے؟ نزدیک اور دور اور زیادہ اور کم کی بات کیا ہے؟ (ذاتِ الٰہی واجب ہے اور اس کی ذات کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ ممکن ہے۔ عارفوں کی نظر میں صرف بندہ ہی قربِ الٰہی کا خواہش مند نہیں ہوتا بلکہ اللہ بھی اپنے بندے سے رابطے کا آرزومند ہوتا ہے۔ اس لئے پہلے مصرع میں صرف وصال کی بات کے ساتھ بہم کا لفظ دوطرفہ وصال کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ دوطرفہ وصال بعض اوقات اتنا شدید ہو جاتا ہے کہ قربت ہو جاتی ہے اور بعض اوقات اتنا کمزور کہ آپس میں (بعد) دوری کا احساس ہوتا ہے۔ کبھی یہ وصال کم ہو جاتا ہے کبھی زیادہ۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب

سہ پہلو ایں جہان چون و چند است — خرد کیف و کم اورا کمند است
جہان طوسی و اقلیدس است ایں — پے عقل زمیں فرسابس است ایں
زمانش ہم مکانش اعتباری است — زمین و آسمانش اعتباری است
کمال رازہ کن و آماج دریاب — زحرفم نکتہ معراج دریاب
مجو مطلق دریں دیر مکافات — کہ مطلق نیست جز نور السمٰوات
حقیقت لازوال و لامکان است — مگو دیگر کہ عالم بیکران است
کران او درون است و بروں نیست — درونش پست بالا کم فزوں نیست
درونش خالی از بالا وزیر است — ولے بیرون اور وسعت پذیر است
ابدرا عقل ما ناسازگار است — یک، ازگیر و دار او ہزار است
چولنگ است او سکوں رادوست دارد — نہ بیند مغزودل برپوست دارد

حقیت را چو ما صد پارہ کردیم | تمیز ثابت و سیارہ کردیم
خرد در لامکاں طرح مکاں بست | چو زنارے زماں را برمیاں بست
زماں را در ضمیر خود ندیدم | مہ و سال شب و روز آفریدم
مہ و سالت نمی ارزد بیک جو | بحرف "کم لبثتم" غوطہ زن شو

بخود رس از سر ہنگامہ برخیز
تو خود را در ضمیر خود فرو ریز

معانی ...... : چون وچند: کیسا اور کتنا' کیف وکم: طول وعرض' طوسی: مشہور عالم' اقلیدس: قدیم زمانے کا ماہرِ ریاضی' زمین فرسا: زمین گھسانے والی' آماج: نشانہ' جز نور السموٰت: سوائے آسمانوں کے نور کے' صد پارہ: ہزار ٹکڑے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) یہ چند و چون (کتنا اور کیسا) کا جہان تین پہلو ہے۔ اس کے کیف و کم کے لئے عقل ایک کمند کی مانند ہے۔ (عقل اِس اسباب' جہان کا احاطہ کئے ہوئے ہے)۔ اِس دنیا میں فائدہ اور نقصان کے بارے میں لوگ بلاوجہ ہی سوچتے ہیں۔ اِس جہانِ محسوس کے تین پہلو ہیں۔ طول' عرض اور گہرائی۔ عقل ایسے جہان کے بارے میں بخوبی سوچ سکتی ہے)۔

(۲) یہ طوسی (نصیر الدین طوسی' چنگیز خان کے دربار میں وزیر' محقق' فلسفی' ماہر نجوم' ریاضی دان' اور ہیت و ہندسہ کا عالم) اور اقلیدس (قدیم زمانے کا ہیت دان' ماہرِ ہندسہ و ریاضی) کا جہان ہے۔ یہ دونوں عقلی علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ (عہدِ جدید کو عقل' ریاضی' ہندسہ' نجوم اور حکمت کے زاویوں سے دیکھا جاتا ہے)۔

(۳) اِس جہان کے زمان اور مکان (اعتباری) فرض ہیں۔ اور اس کے زمین وآسمان بھی (اعتباری) فرض ہیں۔ (یہ جہان اور اس کی اشیاء حقیقی نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ اپنے موجود ہونے میں اللہ کے وجود کی محتاج ہیں۔ ازخود موجود نہیں ہیں۔)

(۴) کمان کا چلا چڑھا (کمان میں تیر رکھ اور اپنا نشانہ پہچان لے۔ اور میری اِس بات سے (معراجِ مصطفیٰ) کی باریک رمز سمجھ لے۔ (اگر تم زمان و زبان کو ایک کمان کی طرح مسخر کرلو تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے درست نشانے پر تیر پہنچانے کا طریقہ دریافت کرلیا۔ یعنی تم نے اپنی پوشیدہ قوتوں کو جان لیا۔ اور اِسی بات سے تم واقعہ معراج کی حقیقت پاسکو گے اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح پلک جھپکنے میں زمان و مکان کا فاصلہ طے ہوتا ہے۔ اگر تم بھی یہ کیفیت پانا چاہتے ہو تو دنیاوی علوم سے آزاد ہو کر پاسکتے ہو)۔

(۵) تو مطلق کو (جو کہ صرف اللہ تعالیٰ کا وجود ہے)۔ اِس مکافاتِ عمل کے جہان میں تلاش نہ کر' کیونکہ مطلق آسمانوں کے نور کے سوا کچھ نہیں۔ (اِس نور کو ظاہر جہان میں نہیں دیکھا جاسکتا۔ وہ تو صرف باطنی جہان میں ہی نظر آئے گا)۔

(۶) حقیقت (سچائی) کو نہ زوال ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ٹھکانہ ہے۔ پھر یہ کہنا فضول ہے کہ جہاں بے کنار ہے باطنی زمانہ ماہ و سال کی قید سے آزاد ہے۔ اور اسے صرف صوفیا اور عارفین ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(۷) زمانہ کی انتہا تیرے اندر ہے۔ تیرے باہر نہیں۔ اسے ماہ و سال کے پیمانے سے ماپنے کی کوشش نہ کر بلکہ اس کی حقیقت باطنی) کو سمجھنے کی بات کر۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں ظاہر کی طرح اُونچ نیچ اور کم وبیش نہیں بلکہ ایک مسلسل عمل ہے۔

(۸) اس کا اندر (زیر) اور باہر (اوپر) کے حصے خالی ہیں۔ لیکن اس کا باہر وسعت پذیر ہے۔

(۹) ابد کی حقیقت کو پانے کے لئے ہماری عقل نا سازگار ہے ابد ایک اکائی ہے۔ لیکن غیر منقسم ہے۔ عقل کی (پیچ) سوچ بچار کی وجہ سے وہ اکائی ہزاروں میں بٹ گئی ہے۔ (وقفوں اور ساعتوں میں) تقسیم ہو چکی ہے۔

(۱۰) وہ (عقل) چونکہ لنگڑی ہے (حقیقتِ پانے کی صلاحیت سے بے بہرہ ہے)۔ اس لئے وہ سکون کو دوست رکھتی ہے۔ وہ (عقل) مغز کو (زمانے کے باطن کو) نہیں دیکھتی۔ وہ اپنا دل اس کے بوست (ظاہری صورت) پر جمائے ہوئے ہے۔

(۱۱) حقیقت کے (جو صرف اکائی ہے)۔ جب ہم نے سو ٹکڑے کر دیئے تو پھر ہم نے ساکن اور متحرک میں امتیاز پیدا کیا۔ (اصل صورتِ حال یہ ہے کہ سب اشیاء الگ الگ ہونے کے باوجود اپنے وجودِ ظہوری کے لحاظ سے ایک ہیں)۔

(۱۲) عقل نے لامکان میں مکان کی بنیاد رکھی۔ اُس نے زمان کو (برہمن کے) زنار کی طرح کمر سے باندھ لیا۔ (ورنہ سوائے لا الہ الا اللہ کے اور کچھ نہیں)۔

(۱۳) میں نے زمانے کو اپنے ضمیر کی روشنی میں نہیں دیکھا۔ اِس وجہ سے میں نے اسے ماہ و سال اور شب و روز میں منقسم کر لیا۔ (حالانکہ ازل سے ابد تک یہ نا قابلِ تقسیم ہے)۔

(۱۴) اس ظاہری زمانے کے ماہ و سال ایک جو کی قیمت کے برابر نہیں ہیں۔ اگر تو اِس حقیقت کو سمجھنا چاہتا ہے تو ''کم بشتم'' کے حرف میں غوطہ زنی کر (قرآنِ مجید اِس آیت ''قال کم بشتم فی الارض عدد سنسن ۔ ولو بشتا یوم ما او بعض یوم۔ (روزِ حشر خدا گنہگاروں سے پوچھے گا کہ تم دنیا میں کتنا عرصہ رہے۔ وہ کہیں گے صرف ایک دن یا دن کا کچھ حصہ)۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ زمانہ ماہ و سال کی قید سے آزاد ہے۔ اور نا قابلِ اعتبار ہے۔

(۱۵) اپنے آپ کی پہچان کر اور ہنگامہ کے بالیں سے اُٹھ کر (دنیا کی رنگینیوں میں گم ہونے کی بجائے) اپنے اندر گم ہو کر اپنی معرفت حاصل کر۔ اور اپنے ضمیر میں ڈوب کر زندگی کی حقیقت کو پالے)۔

پہلے بند کا خلاصہ

جہان کا وجود حقیقی نہیں اعتباری ہے۔ اس لئے اس کے وہمی وجود سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے اور وجودِ حقیقی کی تلاش کے لئے اپنے آپ میں گم ہونا ضروری ہے۔

تن و جاں رادو تاگفتن کلام است	تن و جاں رادو تادیدن حرام است
بجاں پوشیدہ رمز کائنات است	بدن حالے ز احوال حیات است
عروس معنی از صورت حنابست	نمود خویش را پیرایہ ہا بست

حقیقت روے خود را پردہ باف است
کہ اورا لذتے در انکشاف است

دوسرا بند

معانی ...... دوتا: دوٗ رمزِ کائنات: کائنات کا رازٗ عروس: دُلہنٗ پردہ باف: پردہ بننے والی۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) تن اور جان کو دو کہنا (تمیز کرنا) درست نہیں اور تن اور جان کو دو کہنا حرام ہے۔ (تن اور جان

دونوں تخلیقِ ربی ہیں۔اور ایک ہی وجودِ مطلق کے دو مظہر ہیں۔اس لئے دونوں کو الگ الگ کہنا درست نہیں)۔

(۲) جان (روح) کے اندر کائنات کی رمز (پہچان) چھپی ہوئی ہے۔اور بدن' زندگی کے احوال میں ایک حال ہے۔(زندگی کو اپنے اظہار کے لئے بدن کی ضرورت ہے۔بدن کے بغیر جان (روح) کا اظہار ممکن نہیں۔

(۳) معنی (جان یا روح) کی دلہن نے صورت (جسم یا بدن) کی مہندی رچائی۔اُس نے اپنے اظہار کے لئے (مختلف اقسام) کے لباس زیب تن کئے۔(روح اگر دلہن ہے تو بدن اُس کے لئے آرائش کی طرح ہے۔بدن کے بغیر جان اپنی صلاحیتوں کا اظہار نہیں کرسکتی۔)

(۴) حقیقت اپنے چہرے کے لئے خود ہی پردہ بنتی ہے۔کیونکہ اسے اپنے (راز) کے اظہار میں سرور آتا ہے۔(یہی وجہ ہے کہ روح جسم میں یا جان بدن میں پوشیدہ رہ کر اپنی صلاحیتوں کو ظاہر کرنا پسند کرتی ہے)۔

دوسرے بند کا خلاصہ

چونکہ ہر شئے میں صفاتِ الٰہیہ کا ظہور ہے۔اس لئے جان و بدن میں دوئی نہیں۔دونوں ایک ہیں۔اور ایک دوسرے کی ضرورت ہیں۔

بدن را تا فرنگ از جاں جدا دید — نگاہش ملک و دیں راہم دوتا دید
کلیسا سبحہ پطرس شمارد — کہ اوبا حاکمی کارے ندارد
بکار حاکمی مکروفنے بیں — تن بے جان و جان بے تنے بیں
خرد را با دل خود ہم سفر کن — یکے بر ملت ترکاں نظر کن

بہ تقلید فرنگ از خود رمیدند
میان ملک و دیں ربطے ندیدند

تیسرا بند

معانی ......: فرنگ: اہل یورپ' دوتا: دو' سبحہ: تسبیح' مالا' ملت ترکاں: ترک قوم۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) یورپ نے (یہی غلطی کی) کہ اُس نے جان کو بدن سے الگ سمجھا۔اس کی نگاہ نے ملک (سیاست) اور دین کو الگ الگ کر دیا۔

(۲) گرجا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری پطرس کے افکار و خیالات کی) مالا جپتا ہے۔کیونکہ اُسے حکمرانی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔یعنی اہلِ یورپ نے مذہب اور سیاست کو الگ الگ کر رکھا ہے۔جس کے باعث اُن کا نظامِ حیات درہم برہم ہے۔

(۳) کاروبار حکمرانی میں (اہلِ یورپ) کے مکروفن کا جائزہ لے۔ان کے بے جان تن اور بے تن جاں کو دیکھ۔(مذہب کو حکومت سے الگ کر دینے سے اُن کا معاشرہ مادہ پرست اور جسم بے روح ہو چکے ہیں)۔

(۴) عقل کو اپنے دل کا ہم سفر بنا اور ایک بار ترکوں کی قوم کے حالات کا جائزہ لے' کہ وہ کس طرح یورپ کے مکروفریب میں آگئے اور (مذہب اور سیاست کو الگ الگ کر کے نقصان اٹھا رہے ہیں)۔

(۵) اس طرح وہ یعنی ترک فرنگی کی چالوں سے مار کھا گئے اور اُن کی تقلید میں اپنے (مذہب) سے دور ہو گئے۔اُنہوں نے ملک

اور دین کو الگ کر کے گھاٹے کا سودا کیا ہے)۔

تیسرے بند کا خلاصہ

مادہ اور روح یا بدن اور جان میں دوئی نہیں ہے۔ ان میں دوئی سمجھنا بہت خطرناک ہے۔

یکی، را آں چناں صد پارہ دیدیم
عدد بہر شمارش آفریدیم
کہن دیرے کہ بینی مشت خاک است ؟
دمے از سرگزشت ذات پاک است
حکیماں مردہ را صورت نگار اند !
ید موسیٰ دم عیسیٰ ندا رند !
دریں حکمت دلم چیزے ندید است
برائے حکمت دیگر تپید است
من ایں گویم جہاں در انقلاب است
درونش زندہ و درپیچ و تاب است
زاعداد و شمار خویش بگور
یکے دو خود نظر کن پیش بگور
دراں عالم کہ جزواز کل فزون است
قیاس رازی و طوسی جنون است
زمانے با ارسطو آشنا باش
دمے با ساز بیکن ہم نوا باش
ولیکن از مقام شاں گزر کن
مشوگم اندریں منزل، سفر کن
باں عقلے کہ داند بیش و کم را
شناسد اندرون کان و یم را
جہان چند و چوں زیر نگیں کن
بگردوں ماہ و پرویں رانگیں کن
ولیکن حکمت دیگر بیاموز
رہاں خود را ازیں مکرشب و روز
مقام تو بروں از روزگار است
طلب کن آں یمیں کو بے یسار است

چوتھا بند

معانی ...... : صد پارہ: سینکڑوں ٹکڑے، صورت نگار: مصور، رازی: امام فخر الدین رازی، طوسی: نصیر الدین طوسی، ارسطو: یونان کا حکیم، یمین و یسار: دائیں بائیں۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) وحدت (اکائی) کو ہم نے اس طرح سینکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم ہوتے ہوئے دیکھا کہ ہم نے اُن کے شمار کے لئے اعداد بنائے۔

(۲) یہ پرانا جہان یا زمانہ جسے تو دیکھ رہا ہے۔ مٹی کی ایک مٹھی کے برابر ہے۔ (بے حقیقت ہے) اور وہ مٹی (کائنات) ذاتِ باری تعالیٰ (وجودِ مطلق) کے سامنے صرف ایک لمحہ کی مدت رکھتی ہے۔

(۳) حکماء تو صرف مردوں کے نقش و نگار بنا سکتے ہیں ان کے پاس نہ تو یدِ موسیٰ ہے اور نہ ہی دمِ عیسیٰ۔ (ان حکماء کے پاس مردوں کو ازسرِنو زندگی دینے کا کوئی نسخہ نہیں)۔ جو لوگ دین و سیاست اور تن اور جان الگ کر بیٹھے ہیں اور حیوان بن گئے ہیں۔

انہیں پھر سے انسان بنانا عہدِ حاضر حکماء کے بس میں نہیں)۔

(۴) میرے دِل نے اِس (فرنگی) دانش میں کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں دیکھی۔اس لئے کہ وہ کسی اور چیز کے لئے تڑپ رہا ہے۔(یہ حکمت تو صرف خدا کے عارفوں کے پاس ہے۔جو دوئی کے نہیں، یکتائی کے قائل ہیں اور ہر شئے میں اللہ کے نور کے جلوے دیکھتے ہیں)۔

(۵) میں تو (یہاں تک) کہتا ہوں کہ یہ جہان انقلاب سے گزر رہا ہے۔اس کا اندر زندہ ہے اور بے قرار ہے۔(جہان میں ہمہ وقت تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہے)۔

(۶) اپنے اعداد و شمار (عقل، منطق اور طبیعات کی پیچیدگیوں سے) نکل کر کائنات پر غور کر۔اور اپنی حقیقت کی پہچان کر۔

(۷) اس جہان میں جزو، کل سے بڑھ کر ہے۔امام فخر الدین رازی اور نصیر الدین طوسی جیسے مفکرین) کے عقلی اور فکری قیاسات (اندازے) پاگل پن ہیں۔(خودی کی معرفت رازی اور طوسی کے علم سے نہیں ہوتی۔اسے تو کوئی ابنِ عربی اور رومی ہی سمجھا سکتا ہے)۔

(۸) (اگر ضرورت پڑے تو) یونان کے مشہور فلسفی ارسطو (کے خیالات و افکار) کا علم حاصل کر اور پھر کسی وقت فرانسس بیکن کے ساز کے ساتھ ہمنوائی کر۔ان کی فلاسفی کا مطالعہ کر لیکن ان کا اثر قبول نہ کر)۔

(۹) لیکن ان کے (افکار) سے صرفِ نظر کر کے آگے بڑھ جا۔اِس منزل میں گم نہ ہو۔اس سے آگے سفر اختیار کر۔(جہاں تجھے فائدہ نظر آئے اُن سے استفادہ کر) اور آگے بڑھ جا۔

(۱۰) اس عقل سے (جو اِس دنیا کے نفع و نقصان سے باخبر ہے)۔کام لے۔وہ (عقل) جو سمندر اور کان کے اندر جو کچھ موجود ہے اُسے جانتی ہے۔

(۱۱) اور (اس عقل سے) اِس فائدہ اور نقصان کے جہان کو اپنے قابو میں کر لے اور آسمان پر چاند اور پروین (ستاروں کا ایک جھرمٹ) کو ساکن کر دے۔اُنہیں تسخیر کر لے۔

(۱۲) لیکن حکمت کوئی اور سیکھ (اپنی خودی کی پہچان کی) اور خود کو رات اور دن کے چکر سے نکال، کیونکہ تیری پرواز تو لامکاں سے بھی پرے ہے۔

(۱۳) تیرا مقام زمانے (زمان و مکان) کی حدوں سے پرے ہے۔اُس دائیں کو طلب کر جس کا پایاں نہیں ہے۔تیرا مقام وہ ہے جہاں جہتیں نہیں ہیں کیونکہ تو ان سے آزاد ہے۔(تو وجود مطلق کا عکس ہے۔(اس لئے کائنات میں گم ہونے کی بجائے کائنات کو اپنے وجود میں گم کر دے)۔

تیسرے بند کا خلاصہ

اِس بند میں عقل کی بے بسی کا اظہار ہے۔مسلم قوم تو خصوصاً اپنی معرفت کی شناخت کی تلقین کی گئی ہے۔اور اہلِ یورپ کے علم و فن کے نقائص اور چالیں بتا کر اُن سے بچنے کے لئے کہا گیا ہے۔

سوال (۴)

قدیم و محدث از ہم چوں جدا شد	کہ ایں عالم شد آں دیگر خدا شد
اگر معروف و عارف ذات پاک است	چہ سود اور سر ایں مشت خاک است

معانی ......: قدیم: ثابت' (خدا)' محدث: غیر خدا' سودا: جنون۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (یہ کیا ہوا) کہ قدیم (خدا) اور محدث (غیر خدا) ایک دوسرے سے الگ ہو گئے کہ ان میں سے ایک تو جہان کہلایا اور دوسرا خدا ہو گیا۔

(۲) اگر عارف اور معروف وہی ذاتِ پاک ہی ہے' تو (پھر) اِس مشتِ خاک (آدمی) (غیر خدا) کے سر میں یہ کیا جنون سمایا ہوا ہے؟ (کہ خدا سے وصال کا طلب گار ہے)۔

جواب

خود را زندگی ایجاد غیر است	فراق عارف و معروف خیر است
قدیم و محدث ما از شمار است	شمار ما طلسم روزگار است
دمادم دوش و فرادامی شماریم	بہ ہست و بود و باشد کار داریم
از و خود رابریدن فطرت ماست	تپیدن نارسیدن فطرت ماست
نہ مارا در فراق او عیارے	نہ اورا بے وصال ما قرارے
نہ اوبے مانہ مابے او ! چہ حال است	فراق ما فراق اندر وصال است
جدائی خاک را بخشد نگاہے	دہد سرمایہ کوہے بکاہے
جدائی عشق را آئینہ دار است	جدائی عاشقاں را سازگار است
اگر ما زندہ ایم از درد مندی است	دگر ایندہ ایم ازدرد مندی است
من و او چیست ؟ اسرار آلہی است	من و اوبر دوام ماگواہی است
بخلوت ہم بجلوت نور ذات است	میان انجمن بودن حیات است
محبت دیدہ و رہے انجمن نیست	محبت خود نگر بے انجمن نیست
بہ بزم ما تجلی ہاست بنگر	جہاں ناپید و اوپیداست بنگر
در و دیوار و شہر و کاخ و کونیست	کہ اینجا ہیچکس جز ماوا و نیست
گہے خود راز ما بیگانہ سازد	گہے مارا چو سازے می نوازد
گہے از سنگ تصویرش تراشیم	گہے نادیدہ بروے سجدہ پاشیم

گہے ہر پردہ فطرت دریدیم جمال یار بے باکانہ دیدیم
چہ سود اور سر ایں مشت خاک است ؟ ازیں سود اوروتش تابناک است
چہ خوش سودا کہ نالداز فراقش ولیک ہم ببالد از فراقش
فراق اوچناں صاحب نظر کرد کہ شام خویش رابر خود سحر کرد
خودی را درد مند امتحاں ساخت غم دیرینہ را عیش جواں ساخت
گہرہا سلک سلک از چشم تر برد زنخل ماتمے شیریں ثمر برد

خودی را تنگ در آغوش کردن
فنا را با بقاہم دوش کردن

پہلا بند

معانی ...... : فراقِ عارف ومعروف: عارف ومعروف میں تفریق' طلسم روزگار: زمانے کا جادو' دمادم: ہر وقت' بریدن: قطع کرنا' اسرارِ الٰہی: اللہ کے راز' کاخ وکو: محل اور گلیاں' پردۂ فطرت: قدرت کا پردہ' گہرہا سلک سلک: لڑی میں پروئے ہوئے موتی۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) خودی کی (زندگی کا راز) اِسی میں ہے کہ وہ اپنے غیر کو تخلیق کرے۔ کیونکہ خدا کی خودی نے بھی خود کو مشہود کرنے کے لئے اپنا غیر (انسان) پیدا کیا۔ اس لئے عارف ومعروف میں یہ جو تفریق نظر آتی ہے۔ اچھی بات ہے۔ (عارف ومعروف ایک اکائی سے دو ہونے کے سبب ایک دوسرے کے طالب ہوگئے۔ چونکہ خودی کی زندگی کا راز غیر کی تخلیق کے بغیر ممکن نہیں۔ اس عارف ومعروف کا فرق اچھی بات ہے۔ (یہی بات انائے مقید اور انائے مطلق پر صادق آتی ہے)۔

(۲) ہمارے قدیم اور محدث گنتی کی بنیاد پر ہیں۔ (قدیم کو ہم اپنے وجود میں اوّل شمار کرتے ہیں اور محدث کو دوم۔ (حالانکہ قدیم نے ہی محدث کو وجود دیا) اس لئے قدیم اور محدث میں فرق کے باوجود بھی وہ واحد ہیں۔ ہماری گنتی تو زمانے کے جادو کی طرح ہے۔ جس طرح جادو فریب ہے۔ اِسی طرح ہماری گنتی بھی فریب نظر ہے۔

(۳) ہم تو ہر دم گزرے ہوئے کل اور آنے والے کل کا شمار کرتے رہتے ہیں۔ ہم تو ماضی حال اور مستقبل کے جھمیلوں میں پڑے رہتے ہیں اور (قدیم ومحدث کو زمانے کے شمار کے لحاظ سے اول اور دوم قرار دیتے ہیں)۔

(۴) خود کو اس سے الگ کرنا ہماری فطرت میں شامل ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر ہمارا اپنا وجود کہاں ہوتا؟ اب جبکہ ہم اُس سے الگ ہوگئے ہیں تو اس کے اصول کی تڑپ ہمیں بے قرار رکھتی ہے۔ یہ تڑپ اور اصل تک نہ پہنچنا ہی ہماری فطرت ہے۔ (اس سے ہماری ہستی قائم ہے)۔

(۵) (اب اصل صورتِ حال یہ ہے) کہ نہ اُس کے ہجر میں ہمارا کوئی مقام ومرتبہ ہے اور نہ اُسے ہمارے وصال کے بغیر چین ہے۔ (اُسے اپنی صفات کی جلوہ گری کے لئے ہمارے وجود کی ضرورت ہے۔ اور ہمیں اپنے وجود کی بقا کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ (یہ وصال دونوں کے لئے ضروری ہے)۔

(۶) نہ وہ ہمارے بغیر (کچھ ہے) اور نہ ہم اُس کے بغیر (کوئی چیز) ہیں۔ آخر یہ معاملہ کیا ہے؟ ہمارا فراق وصال کے اندر فراق

ہے۔ (ہم ایک دوسرے سے الگ بھی ہیں نہیں بھی) اپنے مرتبہ کے لحاظ سے وہ خدا ہے اور ہم بندے۔ دونوں جدا جدا ہیں۔ لیکن صفات کی جلوہ گری کے لحاظ سے دونوں ایک ہیں۔ ورنہ خدا اور بندے میں فرق واضح ہے۔

(۷) جدائی مٹی میں نگاہ (معرفت آشنائی) پیدا کرتی ہے۔ ایک تنکے کو پہاڑ کا سرمایہ عطا کرتی ہے۔ (انائے مطلق (خدا) کو اپنی جلوہ گری کے لئے اپنے غیر کی ضرورت تھی۔ ایک ایسا آئینہ جس میں وہ اپنے حسن کا تماشا کر سکے)۔

(۸) جدائی عشق کا آئینہ ہے۔ ایسا آئینہ جس میں اس کا عکس پایا جاتا ہے۔ جدائی عاشقوں کے لئے سازگار ہے۔ (خدا معشوق ہے اور غیر خدا جو کچھ بھی ہے۔ وہ عاشق ہے۔ عاشق اور معشوق دو الگ الگ وجود رکھنے کے باوجود انہی کے اصل کے مطابق ایک ہیں۔ عاشق میں معشوق ہی کی جلوہ گری ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ معشوق کے حسن کا اپنا جلوہ ہے۔ اور عاشق کا جلوہ معشوق کی اداؤں کے سبب ہے)۔

(۹) اگر ہم زندہ ہیں تو دردمندی (سوزِ عشق) کے باعث زندہ ہیں۔ اگر ہم پائندہ ہیں تو بھی دردمندی کی وجہ سے ہیں۔

(۱۰) ''من'' اور ''او'' کیا ہیں۔ یہ اللہ کے بھید ہیں۔ ''من'' اور ''او'' (میں اور وہ) ہماری ہمیشہ کی زندگی کی گواہی دے رہے ہیں۔ (یہ اللہ کے اسرار ہیں۔ انہیں اللہ والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ اِن مقامات سے گزرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ باتیں عقل وفکر کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں۔

(۱۱) خلوت میں بھی اور جلوت میں بھی (اُسی) ذات کا نور ہے۔ زندگی انجمن میں ہونے کا نام ہے۔ (اور انجمن ضرورتِ عشق ہے۔ عشق حسن کا خریدار ہوگا تبھی اُس کی قیمت لگے گی۔ انائے مطلق (خدا) نے اسی لئے انائے مقید (اپنا غیر) پیدا کیا ہے۔

(۱۲) محبت انجمن کے بغیر محوِ نظارہ نہیں ہوتی۔ اور محبت انجمن کے بغیر اپنا تماشا (صورت دکھانے والی) کرنے والی بھی نہیں۔ (محبت اور انجمن لازم وملزوم ہیں)۔

(۱۳) ہماری انجمن میں (حسنِ معشوق کی) جلوہ گری ہے۔ اس کا نظارہ کر۔ جہان ناپید ہے لیکن وہ موجود ہے۔ ذرا غور سے دیکھ تو سہی۔ (اِس سارے جہان کا وجود حسنِ ازل کے جلوؤں کے باعث ہے)۔

(۱۴) جہان کے درودیوار' آبادیاں' شہر' محل اور گلیاں۔ (جہان کی جملہ اشیاء) بے حقیقت ہیں۔ اُن کا وجود حسنِ ازل کی تجلیات کی بدولت ہے۔ اس جگہ ہمارے اور اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ (''ما'' اور ''او'' خودی اور خدا ایک ہی ذات کے دو رُخ ہیں۔ جب وجود کو انائے مطلق کے رنگ میں دیکھا جائے تو وہ خدا ہے اور جب انائے مقید میں دیکھا جائے تو وہ خودی ہے۔

(۱۵) (''او'' جو ہے) وہ کبھی خود کو ''ما'' سے بیگانہ بنالیتا ہے۔ اور کبھی ''ما'' کو ساز کی طرح بجاتا ہے۔ (خدا کبھی ہم سے بیگانوں جیسا سلوک کرتا ہے اور کبھی اپنوں کی طرح پیش آتا ہے)۔

(۱۶) کبھی ہم پتھر سے اس کی تصویر (مورت) بنالیتے ہیں اور کبھی اسے دیکھے بغیر ہی اُس پر سجدے نچھاور کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ (یہ سب حیلے اس کی قربت کے حصول کے لئے ہیں)۔

(۱۷) (اس کے دیدار کے لئے) کبھی ہم نے فطرت کا ہر پردہ چاک کیا (قانون کی خلاف ورزی کی) اور حسنِ یار کا بیباکانہ نظارہ کیا۔

(۱۸) اس مٹی کی مٹھی (آدمی) کے سر میں یہ کیا جنون ہے؟ دیدار یار کا۔ کہ اِس جنون سے اس کا باطن تابناک ہے۔

(۱۹) یہ کیسا خوب سودا ہے کہ جو اس کے ہجر وفراق میں آہ وفریاد کر رہا ہے اور اس کے ہجر سے ارتقائی منازل بھی طے کر رہا ہے۔ نہایت الٰہی تک پہنچ رہا ہے۔

(۲۰) اُس (حسنِ مطلق) کے فراق نے ایسا صاحب نظر کیا کہ اُس نے اپنی شام کو خود پر سحر کرلیا۔ (حسنِ مطلق کی جب اشیائے کائنات میں جلوہ فرمائی ہوئی۔ خود سے الگ ہوا تو اُس نے اپنے حسن کی قدر و قیمت سمجھنے والا تخلیق کرلیا۔ جو صاحب نظر بن کر اُس کے حسن کا نظارہ کررہا ہے)۔

(۲۱) اُس (حسنِ مطلق) نے خودی کو (فراق) کے امتحان میں ڈال دیا۔ اُس نے پرانے زخم کو تروتازہ کرکے عیش بنادیا۔ (خودی کو فراق کے درد سے آشنا کردیا اور اس طرح غم غم نہ رہا۔ بلکہ عیش بن گیا)۔

(۲۲) وہ بھیگی ہوئی آنکھوں سے گہر ہائے اشک کے بہت سے ہار لے گیا۔ اُس نے ماتمی درخت سے میٹھا پھل پالیا۔ (قدیم ایران میں رواج تھا کہ مردے کے تابوت کے چاروں کونوں پر سرو کے درخت بنادیتے تھے۔ اسے نخل ماتم کہتے تھے۔ (غم کے بعد شادمانی حاصل کرلی)۔

(۲۳) خودی کو بڑے اچھے طریقے سے اپنے پہلو میں جگہ دینے کا مطلب فنا کو بقا کے برابر کرنا ہے۔ (انائے مطلق جب تمام ضروریات کے ساتھ انائے مقید میں جگہ بنالیتی ہے۔ تو مقید میں مطلق کی صفات شامل ہوجاتی ہیں۔ اس اُسے مقام (بقا حاصل ہوجاتا ہے)۔

پہلے بند کا خلاصہ

قدیم اور حادث میں دوئی کہیں نہیں ہے۔ حقیقت کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں۔ صرف تعین کے لحاظ سے فرق پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر عادت میں قدیم ہی کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ خدا نے اپنے جمال کے مشاہدے کے لئے اپنا یہ غیر یعنی کائنات پیدا کی۔ اس لئے خودی کا عرفان خدا کی پہچان ہے۔

محبت ؟ درگرہ بستن مقامات — محبت ؟ در گزشتن از نہایات
محبت ذوق انجامے ندارد — طلوع صبح اوشامے ندارد
براہش چوں خرد پیچ و خمے ہست — جہانے در فروغ یکدمے ہست
ہزاراں عالم افتد در رہ ما — بپایاں کے رسد جولانگہ ما
مسافر ! جاوداں زی جاوداں میر — جہانے راکہ پیش آید فرا گیر
بہ بحرش گم شدن انجام مانیست — اگر اور اتو درگیری فنانیست

خود اندر خودی گنجد محال است !
خودی رائین خود بودن کمال است !

دوسرا بند

معانی ...... : درگرہ بستن: گرہ میں باندھنا، نہایات: آخری حدود، جاوداں زی: ہمیشہ زندہ رہ، فرا گیر: مسخر کرلے۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) محبت کسے کہتے ہیں؟ محبت مقاماتِ (زماں و مکاں) کو گرہ میں (ایک جگہ) باندھنے کا نام

ہے۔محبت کا کیا مطلب ہے؟ محبت (نہایات) راہِ سلوک کی آخری منازل سے گزر کر دیدارِ یار تک پہنچنے کا نام ہے۔

(۲) محبت انجام (نتیجہ) سے بے خبر ہوتی ہے۔اس کی صبح کی کوئی شام نہیں ہوتی۔(محبت کی کوئی منزل اس کا انجام نہیں۔وہ محبوب کی قربت میں رہ کر بھی بے چین و بے قرار رہتی ہے۔

(۳) اس (محبت کے) راستے فرد کی طرح بہت پیچیدہ اور کٹھن ہیں۔(محبت کے راستے جتنے بھی دشوار ہوں۔وہ گھبراتی نہیں۔جبکہ خرد راستوں کی تکالیف سے گھبرا کر حوصلہ ہار دیتی ہے۔اس (محبت) کے ایک لمحے کی تجلی میں ایک جہان (پوشیدہ ہوتا ہے)۔

(۴) ہمارے (راہِ محبت میں) میں ہزاروں جہان آتے ہیں۔ہماری جدوجہد یا سفر کا میدان (جس کی کوئی حد) نہیں کیسے ختم ہوگا۔

(۵) اے (راہِ محبت) کے مسافر! تو ہمیشہ زندہ رہ۔اور ہمیشہ مر۔اور تیرے راستے میں جو جہان بھی آئے اُسے تسخیر کرے۔(ہمیشہ زندہ رہنے اور ہمیشہ مرنے میں حیران کن تضاد ہے۔اہلِ تصوف کی نظر میں خود کو صفاتِ خداوندی کا مظہر بنا کر ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کا مرنا خود کو اللہ میں فنا کر دینا ہے۔

(۶) اس کے سمندر میں گم ہو جانا ہمارا انجام نہیں ہے۔(قطرے کو سمندر میں گم کر دینا ہماری زندگی کا مقصد نہیں ہے۔اس سے تو قطرے کا وجود ختم ہو جائے گا۔ہاں اگر تو سمندر کو خود میں لے لے تو یہ فنا نہیں بقا ہے۔(خودی کا کمال یہ ہے کہ وہ خود بھی قائم رہتی ہے اور سمندر کو بھی اپنے اندر سمو لیتی ہے)۔

(۷) خودی خودی میں سما جائے۔یہ مشکل ہے۔خودی کا کمال اپنا (عین ہونے یعنی اپنے ظہور میں ہے)۔

دوسرے بند کا خلاصہ

انائے مقید جو کہ اصل میں انائے مطلق ہی کا پرتو ہے۔اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔اور وصالِ یار کی منزل پا لیتی ہے۔لیکن یہ وصال اس طرح کا ہے کہ وہ اپنے اصل میں گم نہیں ہوتی۔بلکہ سمندر میں موج کی طرح الگ بھی رہتی ہے اور شامل بھی ہوتی ہے۔

سوال (۵)

کہ من باشم مرا از ، من، خبر کن
چہ معنی دارد، اندر خود سفر کن ؟

ترجمہ و تشریح ...... : میں کون ہوں؟ مجھے ''من'' کے ذریعے بتا کہ (''من'' کیا ہے؟ ''اپنے اندر سفر کر'' کے کیا معنی ہیں؟

جواب

خود تعویذِ حفظ کائنات است	نختیں پر تو دانش حیات است
حیات از خواب خوش بیدار گردد	درونش چوں یکی بسیار گردد

نہ اورا بے نمود ما کشودے
نہ مارا بے کشود او نمودے

ضمیرش بحر ناپیدا کنارے
دل ہر قطرہ موج بیقرارے

سر و برگ شکیبائی ندارد
بجز افراد پیدائی ندارد

حیات آتش خودی ہاچوں شررہا
چو انجم ثابت و اندر سفر ہا

زخود نارفتہ بیروں غیر بین است
میان انجمن خلوت نشین است

یکے بنگر بخود پیچیدن او
زخاک بے سپر بالیدن او

نہاں ازدیدہ ہادر ہاے و ہوے
دمادم جستجوئے رنگ و بوے

زسوز اندروں در جست و خیز است
بآئینے کہ باخود در ستیز است

جہاں را از ستیز او نظامے
کف خاک از ستیز آئینہ فامے

نریزد جز خودی از پرتو او
نخیزد جز گہر اندر زواو !

خودی را پیکر خاکی حجاب است
طلوع او مثال آفتاب است

درون سینہ ماخاور او
فروغ خاک ما از جوہر او

تو می گوئی مرا از، من، خبر کن
چہ معنی دارد اندر خود سفر کن، ؟

ترا گفتم کہ ربط جان وتن چیست
سفر در خود کن و بنگر کہ 'من، چیست

سفر در خویش؟ زادن بے اب و مام
ثریا را گرفتن از لب بام

ابد بردن بیک دم اضطرابے
تماشا بے شعاع آفتابے

ستردن نقش ہر امید و بیمے
زدن چاکے بدریا چوں کلیمے

شکستن ایں طلسم بحر و بررا
زانگشتے شگافیدن قمر را

چناں باز آمدن ازلامکانش
درون سینہ او درکف جہانش

ولے ایں راز راگفتن محال است
کہ دیدن شیشہ و گفتن سفال است

چہ گویم ازمن، واز توش و تابش
کند انا عرضنا بے نقابش

فلک را لرزہ برتن از فراد
زمان و ہم مکاں اندر براد

نشیمن رادل آدم نہاد است
نصیب مشت خاکے اوفتاد است

جدا از غیر وہم وابستہ غیر
گم اندر خویش و ہم پیوستہ غیر

خیال اندر کف خاکے چساں است ؟
کہ سیرش بے مکان و بے زمان است !

برتداں است و آزاد است، ایں چیست ؟
کمند و صید و صیاد است! ایں چیست ؟

چراغے درمیان سینہ تست
چہ نور است ایں کہ در آئینہ تست ؟

مشو غافل کہ تو اورا امینی
چہ نادانی کہ سوے خود نہ بینی !

معانی ...... : تعویذِ حفظِ کائنات: کائنات کی حفاظت کا تعویذ' پرتو: عکس' بسیار: زیادہ' شکیبائی: صبر' حوصلہ' خلوت نشین: تنہائی پسند' ہائے ہو: شور و غوغا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) خدا کی (خودی) اِس کائنات کی حفاظت کا تعویذ ہے۔ اور اس کی ذات کا پہلا عکس زندگی ہے۔ (خدا پہلی دفعہ (تعین اوّل) پر جلوہ فرما ہوا۔ تاکہ اپنی ذات کا ظہور کر سکے) اور اُس نے اپنے ظہور کے لئے نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا آئینہ بنایا۔

(۲) زندگی جب پُرسکون خواب سے بیدار ہوئی۔ تو اس کے اندر کی اکائی کثرت میں بدل گئی۔

(۳) (اب) نہ اس کا ہماری نمود کے بغیر کشود ہو سکتا ہے' اور نہ اس کی کشود کے بغیر ہماری نمود ہو سکتی ہے۔ (انائے مطلق اور انائے مقید دونوں ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں)۔ لیکن وہ (خدا) کسی کا محتاج نہیں۔

(۴) اس کا ضمیر ایک بحرِ بیکراں ہے۔ اس سمندر کے ہر قطرہ کا دل ایک بے قرار موج کی مانند ہے۔ قطرہ (انائے مقید بحرِ (انائے مطلق) سے الگ نہیں ہے۔ کیونکہ ہر قطرے کا تعلق سمندر سے ہے' اور ہر قطرے میں سمندر کی صفات بھی پائی جاتی ہیں۔

(۵) یہ (انائے مطلق) صبر و قرار کا حوصلہ نہیں رکھتی۔ ہر وقت ظہور کے لئے بیتاب رہتی ہے۔ اور یہ اقرار کے بغیر ظاہر بھی نہیں ہو سکتی۔ یہ اکائی سے کثرت میں آکر مختلف اشیاء میں جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ اس کو صوفیا و عارفین کثرت میں وحدت کہتے ہیں۔

(۶) زندگی آگ ہے اور مختلف اشیاء کی (خودی) ہیں اور وہ شراروں چنگاریوں کی مانند ہیں۔ زندگی ستاروں کی طرح ساکن ہے۔ لیکن پھر بھی متحرک ہے۔ (سفر کر رہی ہے) جس طرح شرارے آگ سے الگ نہیں ہوتے اس طرح صفات بھی ذات سے الگ نہیں ہو سکتی۔

(۷) (زندگی) اپنے مقام پر ٹھہر کر دوسروں کو دیکھ رہی ہے۔ انجمن میں ہوتے ہوئے وہ خلوت نشین ہے۔ (اگرچہ وہ جملہ اشیاء سے موجود ہے۔ لیکن جملہ اشیاء سے الگ بھی ہے۔

(۸) ایک دفعہ دیکھ کہ خود سے کس طرح لپٹی ہے۔ اور وہ کس طرح پاؤں تلے مسلی ہوئی مٹی سے باہر آئی۔ (زندگی ہر وقت اپنی نمود کے لئے تیار رہتی ہے اور چھوٹی سے چھوٹی چیز میں بھی اپنے جلوؤں کا اظہار کر دیتی ہے۔ اُسے چیز سے غرض نہیں ہوتی۔ اُسے تو اپنے اظہار سے غرض ہوتی ہے۔

(۹) (زندگی) اگرچہ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ لیکن اس کا شور اور ہنگامہ ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ زندگی کو قرار نہیں۔ یہ ہر لمحہ اپنے اظہار کے لئے رنگ و بو کی تلاش میں رہتی ہے۔

(۱۰) اپنے اندر سوز (عشق) کی وجہ سے یہ تلاش و جستجو اور عمل میں مصروف رہتی ہے۔ اس انداز سے جیسے کہ وہ خود بھی مصروف جنگ رہتی ہے۔ (یعنی اپنی نمود کی تگ و دو میں مصروف رہتی ہے)۔

(۱۱) اس دنیا کا نظام اسی جنگ کا نتیجہ ہے۔ اور یہ مشتِ خاک (آدم) اس کی اِس جنگ کے باعث آئینہ فام ہو جاتا ہے۔ (آدم اسی تگ و دو کے باعث نور ہو جاتا ہے)۔

(۱۲) اس (آئینے) کے عکس سے نور اور خودی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے دریا سے موتی کے علاوہ کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ (انائے مطلق پہلے زندگی میں ظہور کرتی ہے اور پھر اس زندگی کے ذریعے جملہ اشیاء میں ظاہر ہوتی ہے)۔

(۱۳) خودی (آدمِ خاکی) کے جسم میں پہلے سے موجود ہوتی ہے۔ اگر اِس جسمِ خاکی کے پردہ کو کسی طرح ہٹا دیا جائے تو خودی

سورج کی مانند جلوہ گر ہوگی۔ ہر طرف اِس آفتاب کی روشنی ہے۔

(۱۴) ہمارے سینے میں اس کا سورج روشن ہے۔ ہماری مٹی میں تابنا کی اسی جوہر کی وجہ سے ہے۔

(۱۵) تو مجھ سے یہ کہتا ہے کہ مجھے ''من'' کے بارے میں بتا (کہ یہ کیا ہے؟ تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ اپنے اندر سفر کرنے کا کیا مطلب ہے؟''۔

(۱۶) میں نے تجھے جان اور تن میں ربط کے بارے میں بتایا تھا۔ (اِس ربط کے ادراک کے بعد اپنے اندر سفر اور دیکھ کہ ''من'' کیا ہے؟ (تجھے معلوم ہو جائے گا کہ من انائے مطلق ہی کی تعیناتی صورت ہے)۔

(۱۷) خود میں سفر کرنا کیا ہے؟''بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہونا''سفر در خویش'' ہے۔ ثُریا (ستاروں کے جھرمٹ کو آسمان کی چھت سے پکڑ لینا ہے۔ (اپنی حقیقت کو پالینا ہی ''سفر در خویش'' ہے)۔ اور اسی سے آدمِ خاکی مقام بلند حاصل کرتا ہے۔

(۱۸) ایک دَم سے (فوری طور پر) اِضطراب (بے چینی) کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا۔ اور آفتاب کی شعاعوں کے بغیر تماشا کرنا (سورج کی روشنی نہ بھی ہو تو اپنے من کی روشنی سے کائنات کا مشاہدہ کرنا۔

(۱۹) ہر امید اور خوف کے نقش کو ہٹا دینا اور حضرت موسیٰ کی طرح دریا کو پھاڑ دینا۔

(۲۰) اِس بحر و بر کے جادو کو توڑ دینا اور انگلی سے چاند میں شگاف ڈال دینا (ناممکن کو ممکن کر دکھانا)۔

(۲۱) اور اس (خدا) کے جہانِ لامکاں سے اس طرح واپس آنا کہ دل میں تو اس کا جلوہ ہو اور جہان ہتھیلی پر ہو۔ (معراجِ مصطفیٰ کی طرف اشارہ ہے)۔ سفرِ معراج کے دوران اللہ کے نبیؐ نے جو مشاہدات کئے اور اللہ نے اپنے نبیؐ سے جو باتیں کیں۔ اُن کے اسرار و رموز سے کوئی اور واقف نہیں ہے۔ اس لئے دل میں خدا کا ہونا اور ہتھیلی پر جہاں کا ہونا کیسے ہو۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے۔

(۲۲) لیکن یہ راز کھولنا بہت مشکل ہے (یہ ایسا ہی ہے) کہ شیشے کو دیکھنا اور کہنا کہ یہ تو سفال یعنی ٹھیکرا ہے۔ حقیقت الفاظ سے بیان نہیں ہو سکتی۔)

(۲۳) میں ''من'' اور اس کی قوت اور تجلی کے بارے میں کیا بتاؤں۔ (کیونکہ الفاظ میں اس کا اظہار مشکل ہے) لیکن اس بات کو آیتِ قرآنی (اَنا عرضنا) ضرور بے نقاب کرتی ہے۔ قرآن کی سورہ ۳۳ کی آیت ۷۲ کہتی ہے۔''ہم نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر امانت پیش کی۔ انہوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اس سے ڈر گئے۔ لیکن آدمی نے اسے اٹھالیا'' اس بار امانت کے بارے میں عارفانِ الٰہی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

(۲۴) اس (من) کی شان و شوکت سے آسمان کے جسم پر خوف طاری ہے۔ زمان بھی اور مکان بھی اس کے پہلو میں ہے۔ (اس کے دائرۂ کار میں ہیں)۔

(۲۵) اور اس کے آشیاں (کی تعمیر) کے لئے آدم کا دل بنیاد ہے اور وہ دل صرف آدمِ خاکی ہی کو نصیب ہوا ہے۔ (یہی وجہ تھی کہ اُس نے عشقِ الٰہی کا بوجھ اٹھالیا)۔

(۲۶) (من) غیر سے جدا بھی ہے اور غیر سے وابستہ بھی ہے۔ یہ اپنے اندر گم بھی ہے اور غیر سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ (ہر شئے میں موجود بھی ہے اور ہر شئے سے الگ بھی ہے۔)

(۲۷) اس کفِ خاک (آدمی) میں خیال کیا چیز ہے؟ کہ اس کی سیر زمان و مکان کی قید سے ماورا ہے۔ (جہاں چاہے جا سکتا ہے)۔

(۲۸) وہ قید خانے میں ہے اور آزاد بھی ہے۔ آخر یہ کیا ہے؟ وہی کمند بھی ہے۔ وہی شکار ہے اور وہی شکاری بھی۔ (پھر خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ ہے کیا؟)

(۲۹) یہ تیرے دل میں ایک چراغ ہے۔ یہ نور ہے جس کا عکس تیرے آئینے میں ہے۔

(۳۰) تو غفلت میں نہ پڑ۔ کیونکہ تجھے یہ امانت دی گئی ہے۔ تو کیسا نادان ہے کہ اپنی حقیقت کو نہیں پہچانتا۔

خلاصہ

اس بند میں خودی کی ''من کی'' اور اپنے اندر سفر کی بات کی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ وجودِ مطلق تعین میں آ کر جب قابلِ اشارہ ہو جاتا ہے تو اسے ''من'' کہتے ہیں خودی بھی اس کا دوسرا نام ہے۔ اور اس کی پہچان (معرفت) اپنے اندر سفر کرنے سے ہوتی ہے اور اپنے اندر سفر ماں باپ کے بغیر دوبارہ پیدا ہوتا ہے۔

سوال (۶)

چہ جزو است آنکہ او از کل فزون است؟
طریق جستن آں جزو چون است؟

وہ جز کیا ہے؟ کہ جو کل سے بڑھ کر ہے۔ اس جز کی تلاش کا کیا طریقہ ہے؟

جواب

خودی زاندازہ ہائے ما فزون است
خودی زاں کل کہ تو بینی فزون است

زگردوں بار بار افتد کہ خیزد
بہ بحر روزگار افتد کہ خیزد

جز او در زیرِ گردوں خود نگر کیست ؟
بہ بے بالی چناں پرواز گر کیست ؟

بہ ظلمت ماندہ و نورے در آغوش !
بروں از جنت و حورے در آغوش !

باں نطقے دل آویزے کہ دارد
زقعر زندگی گوہر برآرد

ضمیر زندگانی جاودانی است
بچشم ظاہرش بینی، زمانی است

بتقدیرش مقام ہست و بود است
نمود خویش و حفظ ایں نمود است

چہ می پرسی چہ گون است و چہ گوں نیست
کہ تقدیر از نہاد او بروں نیست

چہ گویم از چگون و بے چگونش
بروں مجبور و مختار اندرونش

چنیں فرمودہ سلطان بدر است
کہ ایماں درمیان جبر و قدر است

تو ہر مخلوق را مجبور گوئی
اسیر بند نزد و دور گوئی

ولے جاں از دم جاں آفرین است
بچندیں جلوہ ہا خلوت نشین است

زجبراد حدیثے درمیاں نیست / کہ جاں بے فطرتِ آزاد جاں نیست
شبیخوں بر جہانِ کیف و کم زد
زمجبوری بمختاری قدم زد

معانی ...... : اندازہ ہائے ما: ہمارے اندازے' فزوں تر: بڑھ کر' درآغوش: گود میں' قعرِ زندگی: زندگی کی گہرائی' جاودانی: ہمیشہ رہنے والا' فرمودۂ سلطان: بادشاہ کا فرمان۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) ہمارے اندازوں سے خودی (کی قوتِ پرواز) کہیں بڑھ کر ہے۔ وہ کل جسے تو دیکھتا ہے۔ اس سے خودی بڑی ہے۔ عام لوگوں کی نظر میں خود کائنات میں ایک نقطہ سا ہے لیکن اہلِ نظر کی بصیرت میں یہ کائنات بہت مختصر ہے۔ خودی اس سے اعلیٰ ہے۔

(۲) یہ خودی آسمان سے (بلندیوں سے) بار بار نیچے گرتی ہے۔ (تاکہ دوبارہ بلندیوں کی طرف آئے) اور یہ زمانے کے سمندر میں گرتی ہے تاکہ پھر ابھر کر سامنے آئے۔ (خودی ایک بلندی کی چیز ہے)۔ لیکن انسانی جسم میں قید ہو کر جدوجہد میں مصروف ہو جاتی ہے تاکہ اس قید سے نجات حاصل کرے۔

(۳) اس عالم کون و مکاں میں اپنی معرفت حاصل کرنے والی اس کے سوا اور کون سی شئے ہے۔ اگرچہ اس کے بازو نہیں ہیں۔ لیکن اس جیسی بلند پروازی اور کس کے پاس ہے؟ خودی ہی ذات کا شعور رکھتی ہے۔

(۴) اگرچہ وہ ظلمت (آدمِ خاکی) کے جسم میں رہتی ہے۔ لیکن اپنی آغوش میں نور رکھتی ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے۔ جیسے کہ وہ خود کو جنت سے باہر ہو اور پہلو میں حور رکھتی ہو۔

(۵) وہ ایک ایسی دلفریب قوتِ گویائی رکھتی ہے۔ جس کی مدد سے وہ زندگی کے گہرے سمندر سے اسرار و رموز کے موتی نکال لاتی ہے۔ (یہ قوتِ گویائی ہر آدمی کا خاصہ نہیں ہے۔ بلکہ اُن خاص لوگوں (عارفوں) کا کمال ہے۔ جو خودی آشنا ہوتے ہیں)۔

(۶) زندگی کی ضمیر ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اگر تو اسے ظاہری آنکھ سے دیکھے گا تو یہ تجھے زمانی یعنی لمحاتی اور عارضی نظر آئے گی۔ (انائے مقید ظاہری آنکھ سے ہمیں عارض اور زمانی دکھائی دیتی ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق زمانے کے تغیرات سے ہے۔ لیکن صاحبِ بصیرت اسے جب باطنی نگاہوں سے دیکھتے ہیں تو وہ اسے انائے مطلق کا عکس محسوس کرتے ہیں۔ جو کہ لافانی ہے۔

(۷) اس کی تقدیر میں یہ مقامِ ہست و بود (زمانہ ماضی و حال) ہے۔ یہ زمانے خودی یا انائے مقید کے اپنے اندازے ہیں۔ یہ اپنی نمود اور پھر اس کی نمود کی حفاظت بھی کرتی ہے۔ انائے مقید زمانے کے اندر رہ کر اپنی نمود چاہتی ہے اور پھر قیدِ زمانہ میں رہتے ہوئے اس کی حفاظت بھی کرتی ہے۔

(۸) تیرا یہ سوال کہ وہ کس طرح کی ہے اور کس طرح کی نہیں ہے۔ اور یہ کہ اس کی تقدیر اس کی ذات سے الگ تو نہیں ہے۔

(۹) میں اس کی شکل و صورت کے بارے میں تمہیں کیا بتاؤں؟ (سوائے اس کے کہ وہ (انائے مقید) خارج میں مجبور اور اندر سے مختار ہے) اپنی مرضی کی مالک ہے۔

(۱۰) سلطانِ بدر (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمانِ مبارک ہے کہ "ایمان جبر اور قدر کے درمیان ہے" یعنی آدم نہ تو مکمل خودمختار ہے اور نہ ہی مجبورِ محض لیکن خودی سے آشنائی اُسے خودمختار بنا دیتی ہے۔

(۱۱) تو ہر مخلوق کو مجبور خیال کرتا ہے اور اسے زمان و مکان کی قید میں سمجھتا ہے۔

(۱۲) لیکن جان تو اس کے تخلیق کار کے دَم قدم سے ہے۔ اسے موت نہیں کیونکہ اللہ کی پھونکی ہوئی روح (نفخت فیہ من روحی) ہے اور یہ جان اتنے جلووں کے باوجود پوشیدہ ہے۔

(۱۳) (جب ہم جبر کا ذکر کرتے ہیں) تو اس کے لیے یعنی روح کے جبر کی بات درمیان میں نہیں ہوتی کیونکہ جان آزاد فطرت کے بغیر جان نہیں ہوتی۔

(۱۴) اُس (خودی) نے کیف وکم کے جہان پر بے خبری میں حملہ کیا اور اس طرح مجبوری سے مختاری کی طرف قدم بڑھائے۔ خودی نے ان مجبور عالموں (دنیاؤں) کو فتح کر رکھا ہے اور درجہ اختیار پر فائز ہے۔

پہلے بند کا خلاصہ

اس بند میں خودی کی ماہیت بیان کی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ دوسری عام اشیاء کی طرح وہ مجبور محض نہیں۔ اس بند میں مسئلہ جبر و قدر بھی بیان کیا گیا ہے۔

چو از خود گرد مجبوری فشاند — جہان خویش را چوں ناقہ راند
نگردد آسماں بے رخصت او — نہ تابد اخترے بے شفقت او
کند بے پردہ روزے مضمرش را — بچشم خویش بیند جوہرش را
قطار نوریاں در رہگزار است — پے دیدار او در انتظار است
شراب افرشتہ از تاکش بگیرد — عیار خویش از خاکش بگیرد

دوسرا بند

معانی ...... : گردِ مجبوری: مجبوری کی گرد مٹی' ناقہ: اونٹنی' بے رخصتِ ار: اس کی اجازت کے بغیر' تابد: روشن ہوتا ہے' تاک: انگور کی بیل۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) خودی جب اپنے بدن سے مجبوری کی گرد جھاڑ دیتی ہے (مقامِ اختیار پر پہنچ جاتی ہے) تو اپنی دنیا کی اونٹنی خود ہانکتی ہے۔

(۲) اُس (خودی) کی اجازت کے بغیر آسمان بھی گردش نہیں کرتا اور اس کی مہربانی کے بغیر ستارے میں روشنی بھی نہیں ہوتی۔

(۳) اس کے پوشیدہ (اسرار) بے پردہ کر دیتی ہے۔ زمانے کی ہر چیز کا راز خودی پر آشکار ہو جاتا ہے اور وہ زمانے کے جوہر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی ہے۔

(۴) فرشتے قطاریں بنائے اس کے انتظار میں ایستادہ ہیں۔ اور اس کے دیدار کے منتظر ہیں۔ خودی کی جب پہچان ہو جاتی ہے تو آدمی فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے۔

(۵) فرشتہ (بھی) اس کی (خودی) کی انگور کی بیل سے شراب حاصل کرتا ہے۔ اور اپنی قیمت اس کی خاک سے پاتا ہے۔ فرشتے بھی صاحب عرفانِ خودی کے فرمانبردار بن جاتے ہیں۔

دوسرے بند کا خلاصہ

اس بند میں خودی کی طاقت اور صاحب خودی کے اختیارات بتائے گئے ہیں۔

چہ پرسی از طریق جستجویش — فرد آرد مقام ہائے و ہویش
شب و روزے کہ داری برابر زن — فغاں صبحگاہے برخرد زن
خرد را از حواس آید متاعے — فغاں از عشق می گیرد شعاعے
خرد جز رافغاں کل رابگیرد — خرد میرد فغاں ہرگز نمیرد
خرد بہر ابد ظرفے ندارد — نفس چوں سوزن ساعت شمارد
تراشد روز ہا شب ہا سحر ہا — نگیرد شعلہ و چنید شرر ہا
فغان عاشقاں انجام کارے است — نہاں دریک دم اور روزگارے است

تیسرا بند

معانی ...... چہ پرسی: کیا پوچھتا ہے' فغانِ صبحگاہی: صبح کے وقت کی آہ وزاری' متاع: دولت' نہاں: پوشیدہ۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) تو (خودی) کے تلاش کرنے کے طریقے سے متعلق کیا سوال کرتا ہے؟ وہ اس کے ہائے وہو (آہ وزاری) کے مقام کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔

(۲) وہ رات اور دن جو تیرے پاس ہیں۔ اُنہیں ابدی کر لے۔ تو اپنی صبح کی آہ وزاری کو عقل کے حصول میں ضائع نہ کر (بلکہ عشق کی جستجو میں صرف کر)۔

(۳) خرد (عقل) (حواس خمسہ) سے دولت حاصل کرتی ہے جبکہ (فغانِ صبحگاہی) عشق سے روشنی پاتی ہے۔

(۴) خرد صرف جز کو اور فغانِ (عشق) کل کو قابو کرتی ہے۔ خرد مر جاتی ہے لیکن فغان ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔

(۵) خرد میں اس قدر ظرف نہیں ہوتا کہ وہ ابد کو اپنے اندر سمو لے۔ (خرد تو اپنی) سانسیں گھڑی کی سوئی کی مانند شمار کرتی ہے۔ (عقل زمانے کو ظاہری طور پر دیکھتی ہے۔ جبکہ عشق اس کے باطن پر نظر رکھتا ہے۔ اور ماہ و سال کی قید سے آزاد ہے)

(۶) (عشق) اپنے روز و شب اور صبحیں خود پیدا کرتا ہے۔ (وہ زمانے کا قیدی نہیں) وہ شعلہ نہیں لیتا (پھر بھی) چنگاریاں چنتا ہے۔ (وہ زمانے کا پابند نہیں۔ لیکن زمانہ ساز ہے۔ اپنی دنیا میں آپ پیدا کرتا ہے۔

(۷) عاشقوں کی فریاد نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ (عقل کی طرح بے نتیجہ نہیں ہوتی) عشق کے ایک (دَم) لمحے میں زمانہ پوشیدہ ہے۔ عشق دراصل زمانے کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ زمانہ عشق کا محتاج ہے۔

تیسرے بند کا خلاصہ

خودی کی تلاش کا واحد طریقہ عشق ہے۔

خود تا ممکناتش و انماید — گرہ از اندرون خود کشاید

ازاں نورے کہ وا بیند نداری
تو اور رافانی و آنی شماری

ازاں مرگے کہ می آید چہ باک است
خودی چوں پختہ شد از مرگ پاک است

زمرگ دیگرے لرزد دل من
دل من جان من آب و گل من

زکار عشق و مستی برفتادن
شرار خود بخاشا کے ندادن

بدست خود کفن برخود بریدن
بچشم خویش مرگ خویش دیدن

ترا ایں مرگ ہر دم در کمین است
بترس ازوے کہ مرگ ماہمین است

کند گور تو اندر پیکر تو
نکیر و منکر او در بر تو

چوتھا بند

معانی ...... گرہ کشادن: گرہ کھولنا‘ آنی: وقتی‘ کا عشق و مستی: عشق و جنون کے کام۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اپنے ممکنات کے حصول کے لئے خودی اپنے اندر کی گرہیں کھولتی ہے۔ (اپنے اندر خدا کی ودیعت کردہ صلاحیتوں اور قوتوں کا جائزہ لیتی ہے)۔

(۲) تو وہ نور (ادراک) نہیں رکھتا۔ جس سے واضح طور پر (فطرت کے اسرار کا) مشاہدہ کیا جا سکے اسی لئے تو خودی کو وقتی اور فانی سمجھتا ہے۔

(۳) جو موت آ کر رہے گی۔ اس سے کیا ڈرنا؟ خودی جب پختہ ہو جاتی ہے تو وہ موت سے پاک ہو جاتی ہے۔ (امر ہو جاتی ہے)۔

(۴) میرا دل تو ایک اور موت سے خوفزدہ ہے۔ (اِس موت سے) میرا دل‘ میری جان اور میرا جسم تینوں کانپتے ہیں۔

(۵) (یہ موت کیا ہے؟) جس سے مجھے خوف آتا ہے۔ یہ موت یہ ہے کہ عشق اور مستی کے کام چھوڑ دینا اور اپنے شرارے (جذبۂ عشق) سے کام نہ لینا۔

(۶) اپنے ہاتھوں سے خود پر کفن چڑھانا یا پہننا۔ اور اپنی آنکھوں سے موت کو دیکھنا۔

(۷) یہ موت تیرے پیکر کے اندر ہی تیری قبر بناتی ہے اور قبر میں (حساب و کتاب کے فرشتے) منکر اور نکیر بھی تیرے ہمراہ ہوتے ہیں۔ (اصل موت اس زندگی کو ہے جو بے سوزِ عشق ہے اور خودی ناشناس ہے) لیکن خودی آشنا اور اہلِ عشق کو امر ہو جاتے ہیں۔

چوتھے بند کا خلاصہ

عشق اور خودی آشنا لوگوں کے لئے موت ہیں۔

سوال (۷)

مسافر چوں بود رہرو کدام است ؟
کرا گویم کہ او مرد تمام است ؟

ترجمہ و تشریح ...... : مسافر کیسا ہوتا ہے؟ اور راستہ چلنے والا کون ہے؟ میں کیسے کہوں یا کیسے شناخت کروں کہ وہ مردِ کامل ہے؟

جواب

اگر چشمے کشائی بردل خویش
درون سینہ بینی منزل خویش !

سفر اندر حضر کردن چنین است
سفر از خود بخود کردن ہمین است

کسے اینجا نداند ماکجائیم
کہ در چشم مہ و اختر نیائیم

مجو پایاں کہ پایا نے نداری
بپایاں تاری جانے نداری

نہ مارا پختہ پنداری کہ خامیم
بہر منزل تمام و ناتمامیم

بپایاں نارسیدن زندگانی است
سفر مارا حیات جاودانی است

زماہی تابمہ جولاں گہ ما
مکان و ہم زماں گرد رہ ما

بخود پیچیم و بے تاب نمودیم
کہ ماموجیم واز قعر و جودیم

دمادم خویش را اندر کمیں باش
گریزاں از گماں سوے یقیں باش

تب و تاب محبت را فنا نیست
یقیں و دید رانیز انتہا نیست

کمال زندگی دیدار ذات است
طریقش رستن از بند جہات است

چناں با ذات حق خلوت گزینی
ترا او بلبیند و اورا تو بینی

منور شوز نور من یرانی،
مژہ برہم مزن تو خود نمانی

بخود محکم گزر اندر حضورش
مشونا پید اندر بحر نورش

نصیب ذرہ کن آں اضطرابے
کہ تابد در حریم آفتابے

چناں در جلوہ گاہ یاری سوز
عیاں خود را نہاں اورا برا فروز

کسے کو، دید، عالم را امام است
من و تونا تمامیم او تمام است !

پہلا بند

معانی ...... درونِ سینہ: دل کے اندر' مہ واختر: چانداور تارے' پختہ پنداری: پختہ نہ سمجھ' تعر: گہرائی' حریم: گھر۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) اگرتو اپنے دل کی (باطنی) آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرے تو' تو اپنی منزل اپنے دل کے اندر دیکھ لے گا۔

(۲) حضر کے اندر سفر کرنا ایسا ہی ہے جیسے خود سے خود کی طرف سفر کرنا ہے۔ (ایک سفر ظاہری ہے۔ جس میں مقام تبدیل ہوتے ہیں۔ لیکن دوسرا سفر باطنی ہے۔ اس سفر میں ٹھہراؤ کے باوجود سفر ہوتا ہے۔ یہ سفر اپنی ہی تلاش کا سفر ہوتا ہے)۔

(۳) اس جگہ کسی کو معلوم نہیں کہ ہماری اصل کیا ہے؟ کیونکہ ہم تو چانداور تاروں کی نظروں میں بھی نہیں آتے۔ (اہل نظر (عارفانِ

الٰہی) کے سوا ان مسافروں کے سفر اور ان کی منازل کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔)

(۴) (اس لئے) تو معرکی حد تلاش نہ کر کیونکہ تیری اپنی کوئی حد نہیں۔ جب تو حد (اپنی معرفت کی پہچان) کو پہنچے گا۔ تو خود نہیں ہو گا' بلکہ مقامِ بقا حاصل کرے گا۔

(۵) تو ہمیں اپنی (خودی) میں پختہ (تجربہ کار) نہ سمجھ کہ ہم ابھی ناقص ہیں۔ ہر منزل پر ہم تمام ہیں اور نا تمام ہیں۔ یعنی ایک منزل کو پا کر دوسری کی جستجو میں روانہ ہو جاتے ہیں۔

(۶) حد کو نہ پہنچنا ہی زندگی ہے۔ سفر ہمارے لئے ہمیشہ کی زندگی ہے۔

(۷) (دریا میں رہنے والی) مچھلی سے لے کر چاند تک (زمین کی گہرائیوں سے لے کر آسمان کی بلندیوں تک) ہماری جدوجہد کا میدان ہے۔ زمان و مکان بھی ہمارے راستے کی گرد ہیں۔

(۸) ہم خود پر خودی کو لپیٹتے ہیں اور نمود کی (تاب) تڑپ کے بغیر ہیں۔ (خودی خدا ہی کا عکس ہے۔ اسے غیر سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہم موج ہیں اور وجود کے سمندر کی گہرائی کے باعث زندہ ہیں۔ (موج سمندر ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور الگ نظر آنے کے باوجود سمندر ہی کا حصہ ہوتی ہے۔ اسی طرح خودی بھی خدا ہی کا عکس ہے۔ اور انائے مقید میں انائے مطلق کی صفات جلوہ گر ہوتی ہیں۔ اس لئے انائے مقید غیر کی محتاج نہیں ہوتی)۔

(۹) ہر وقت اپنے آپ کو شکار (خودی کی معرفت حاصل کرنے کے لئے گھات لگائے رکھ۔ اور گمان (بے یقینی) سے دور بھاگتا ہوا یقین کی طرف آ (تاکہ تجھے معرفتِ الٰہی حاصل ہو)۔

(۱۰) (یاد رکھ) کہ محبت کی تڑپ اور حرارت لافانی ہیں۔ اس طرح یقین اور دید کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

(۱۱) زندگی کا کمال ذات (خودی) کا دیدار ہے۔ اور (اِس دیدار کا) طریقہ چاروں اطراف یعنی زمان و مکان کی حدود کی قید سے آزاد ہونا ہے۔

(۱۲) اور پھر تو (محو) ہو کر ذاتِ حق کی خلوت میں اس طرح (دنیا سے بیگانہ) ہو کر بیٹھ کہ تجھے وہ دیکھے اور تو اس کے حسن کا نظارہ کرے۔

(۱۳) اس شعر میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ''من رانی فی المنام فقد راء الحق'' (جس نے مجھے خواب میں دیکھا گویا اُس نے حق (خدا) کو دیکھا) اے شخص تو خود کو حدیث ''من رانی'' کے نور سے منور کر اور اس طرح ''فنا فی الرسول ہو کر'' دیدارِ ذاتِ حق سے روشن ہو جا۔ یہ مقامِ نازک ہے یہاں نگاہ کی ذرا سی بھی کوتاہی سے تو خود بھی نہیں رہے گا۔ (کیونکہ دیدارِ محبوب کے وقت نگاہوں کا اِدھر اُدھر گھومنا اچھا نہیں)۔

(۱۴) اس (خدا کے) حضور ثابت قدمی سے جا۔ اور اُس کے نور کے سمندر میں ڈوب کر کہیں ناپید نہ ہو جانا۔ (جس طرح موج سمندر میں رہ کر اپنا وجود برقرار رکھتی ہے)۔ اس طرح تو بھی نور کے سمندر میں اپنا وجود برقرار رکھ)۔

(۱۵) اپنی ذات (ذرّہ) کے نصیب میں وہ اضطراب پیدا کر۔ تو سورج کے گھر میں بھی اپنی ذات کی روشنی برقرار رکھ سکے۔ کیونکہ اپنی انفرادیت کھو کر تو فنا ہو جائے گا۔

(۱۶) یار (محبوب) کی جلوہ گاہ میں اس طرح جل کہ (تو روشن ہو جائے)' خود کو ظاہر اور اس (محبوب) کو پردے میں چمکا۔ (روشن کر)۔ (تیری چمک جلوۂ یار کی چمک ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں۔ ذرّے میں چمک نہ ہو تو سورج کی ضوفشانی بے کار ہے۔

(۱۷) وہ (شخص) جس کہ جلوۂ یار کا مشاہدہ کیا۔ وہی اِس جہان کا اِمام ہے۔ میں اور تو کی باتیں بے کار ہیں۔ صرف وہی کامل ہے۔

خلاصہ

آدمی کی منزل اس کے اندر ہے۔ خود سے خودی کی طرف سفر کرنے والا مسافر ہے۔ اپنی منزلِ مراد پالینے والا راہرو کہلاتا ہے۔ اور منزل پرذاتِ حق کا شاہد مردِ کامل ہے۔

اگر اور انیابی در طلب خیز اگر یابی بدا مانش در آویز
فقیہہ و شیخ و ملا رامدہ دست مرو مانند ماہی غافل از شست
بکار ملک و دیں او مرد راہے است کہ ماکوریم و او صاحب نگاہے است
مثال آفتاب صبحگاہے دمدا زہر بن مویش نگاہے
فرنگ آئین جمہوری نہاد ست رسن از گردن دیوے کشاد است
نواے زخمہ و سازے ندارد اب طیارہ پروازے ندارد
زباغش کشت ویرانے نکوتر زشہر او بیابانے نکوتر
چو رہزن کاروانے در تگ و تاز شکمہا بہرنانے درتگ و تاز
رواں خوابیدوتن بیدار گردید ہنر بادین و دانش خوار گردید
خرد جز کافری کافر گری نیست فن افرنگ جز مردم دری نیست
گروہے راگروہے در کمین است خدایش یار اگر کارش چنیں است
زمن وہ اہل مغرب راپیامے کہ جمہور است تیغ بے نیامے
چہ شمشیرے کہ جانہامی ستاند تمیز مسلم و کافر نداند
نہ ماند درد غلاف خود زمانے
برد جان خود و جان جہانے

دوسرا بند

معانی ...... : طلب خیز: تلاش کر' درآویز: چمٹ جا' کور: اندھا' صاحب نگاہ: مردِ کامل' زخمہ: مضراب' تگ و تاز: لوٹ مار' جمہور: عام لوگ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) تو اگر (اُس مردِ کامل) کی تلاش میں ناکام رہتا ہے۔ تو اُس کی طلب میں جدو جہد کر۔ اور جب تو اسے پالے تو پھر اس کے دامن سے چمٹ جا۔ (اُس کی پیروی کر)۔

(۲) فقیہہ' شیخ اور مُلّا کے ہاتھوں میں ہاتھ مت دے۔ (اُن کی پیروی مت کر) مچھلی کی طرح اپنی مشت (نشانے) سے یعنی اس کانٹے سے جو مچھلی پکڑنے کے لئے لگایا جاتا ہے۔ غفلت نہ کر۔ (دنیادار لوگوں کی بجائے کسی مردِ کامل کا دامن تھام لے)۔

(۳) (مُلّا اور شیخ کی طرح) مردِ کامل زندگی کے صرف ایک پہلو پر نظر نہیں رکھتا بلکہ (اُسے ملک اور دین کے کاموں سے مکمل

آشنائی ہوتی ہے۔ وہ میرِ کاروان ہوتا ہے۔ اور زندگی کے سفر کے نشیب و فراز سے باخبر ہوتا ہے۔ ہم اندھے ہیں اور وہ صاحب نظر ہوتا ہے۔

(۴) طلوع ہوتی ہوئی صبح کے سورج کی کرنوں کی مانند جن سے روشنی پھوٹتی ہے۔ (مردِ کامل) کے ہر بال کی جڑ سے نگاہ فیض پیدا ہوتی ہے۔

(۵) (مغربی طرزِ جمہوریت جہاں اکثریت کی رائے تسلیم کی جاتی ہے۔ خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہو)۔ اس پس منظر میں علامہ کہتے ہیں کہ فرنگیوں کے آئینِ جمہوری کی بنیاد رکھ کر گویا دیو کے گلے میں رسی کھول دی ہے۔ جس کا نتیجہ ہے کہ ابلیسی افکار جڑ پکڑ رہے ہیں۔

(۶) (اِن جمہوریت نواز) لوگوں کی نوا بغیر مضراب کے ہے اور اس ساز میں موسیقیت نہیں ہے۔ اُن کی پرواز ہوائی جہاز کے بغیر ہے۔ ان میں مادہ پرستی تو ہے۔ لیکن روحانیت موجود نہیں۔

(۷) اس جمہوریت کے (باغ) سے ویران کھیتی بہتر ہے اور اس کے شہر سے بیابان اور ویرانہ اچھا ہے۔

(۸) چور کی طرح کاروان ہی دوڑ دھوپ میں مصروف ہے۔ (لوٹ مار کر رہا ہے) سب لوگ (روح کو بھول کر) شکم پرستی کی طرف مائل ہیں۔

(۹) روح سوگئی ہے اور جسم جاگ رہے ہیں۔ اِس (بے روح دنیا میں) ہنر دین اور دانش ذلیل و خوار ہو گئے ہیں۔

(۱۰) خرد سوائے کافری کے اور دوسروں کو کافر بنانے کے سوا اور کچھ نہیں۔ (دنیا نے جمہوریت کی آڑ میں دین کو بھلا دیا ہے)۔ فرنگیوں کا فن سوائے آدمیوں کو پھاڑنے کے یعنی لوگوں کو اُن کی تہذیب و ثقافت سے دور کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔

(۱۱) ایک گروہ کی گھات میں (حملہ آور ہونے کے لئے) دوسرا گروہ مصروف ہے۔ (ہر طرف طبقاتی اور گروہی استحصال ہو رہا ہے)۔

(۱۲) میری طرف سے اہلِ مغرب کو یہ پیغام دو کہ جمہور یا عام لوگ ننگی تلوار ہوتے ہیں۔

(۱۳) یہ (جمہوریت) کیسی تلوار ہے جو قتل کرتی ہے۔ اور اس قتل میں کافر اور مسلمان کی کوئی تمیز نہیں۔

(۱۴) یہ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی نیام میں نہیں رہتی۔ یہ اپنی جان اور جہان کی جان کی دشمن ہے۔ (جمہوریت کی تلوار چلانے والا خود بھی اِس تلوار سے محفوظ نہیں ہوتا۔

خلاصہ

اس بند میں مردِ کامل اور مغربی جمہوریت کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ مردِ کامل کی زندگی درجۂ کمال تک پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ دیدارِ ذات کی منزل پر ہوتا ہے اور یہی زندگی کا کمال ہے۔ ایسے مردِ کامل کی صحبت اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ مغربی جمہوریت مردِ کامل تو کجا آدمی کو آدمی نہیں رہنے دیتی۔ اُسے ابلیس بنا دیتی ہے۔

سوال (۸)

کہ امی نکتہ را نطق است انا الحق
چہ گوئی ہرزہ بود آں رمز مطلق

کسی باریک بات یا رمز کا اناالحق بیان ہے؟ تو کیا کہتا ہے کہ وہ رمزِ مطلق جو حسین بن منصور حلاج کی زبان سے نکلی تھی) فضول تھی؟

جواب

من از رمز اناالحق باز گویم
دگر باہند و ایراں راز گویم

مغنے در حلقہ دیر ایں سخن گفت
"حیات از خود فریبے خوردو، من، گفت

خدا خفت و وجود ماز خوابش
وجود ما نمود ماز خوابش

ماقم تحت و فوق و چار سو خواب
سکون و سیر و شوق و جستجو خواب

دل بیدارد عقل نکتہ بیں خواب
گمان و فکر و تصدیق و یقیں خواب

ترا ایں چشم بیدارے بخواب است
ترا گفتارو کرد ارے بخواب است

چوا و بیدار گردد دیگرے نیست
متاع شوق راسو داگرے نیست"

پہلا بند

معانی ...... اناالحق: میں حق ہوں، مقام تحت وفوق: نیچے اور اوپر کے مقام، عقل نکتہ بیں: باریک باتوں پر نظر رکھنے والی عقل۔

ترجمہ و تشریح ......؛ (۱) میں ایک بار پھر اناالحق کی رمز کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔ میں ایک بار پھر ایران اور ہندوستان والوں میں رائج (قصۂ منصور) دہرا رہا ہوں۔

(۲) ایک شراب کشید کرنے والے نے اپنے مندر کے لوگوں سے یہ بات کہی کہ حیات نے فریب کھایا تو "من" کہا۔ ورنہ "من" کی کوئی حیثیت نہیں۔

(۳) خدا سو گیا اور ہمارا وجود اس کا خواب ہے۔ ہمارا وجود اور ہماری نمود (دونوں) اس کا خواب ہیں (قدیم ایران اور ہندوستان کے حکمراء کا فلسفہ خیال یہی تھا کہ جہان اور اس جہان میں موجود اشیاء (اجسامِ ارض وسماوی) خواب وخیال ہیں۔

(۴) (جہان کے) نیچے اور اوپر کے مقامات اور چاروں اطراف سب کچھ خواب ہے۔ اس جہان کا سکون، سیر، شوق اور جستجو سب کچھ خواب ہے۔

(۵) دل بیدار اور عقل نکتہ بیں خواب ہیں۔ گمان، فکر، تصدیق اور یقین سب خواب ہیں۔

(۶) تیری یہ چشمِ بیدار خواب میں جاگ رہی ہے۔ تیری بات چیت تیرا یہ کردار اور عمل وغیرہ سب خواب ہے۔

(۷) جب وہ (خفتہ خدا) بیدار ہو جائے گا۔ تو اس کے سوا جو کچھ بھی اس دنیا میں ہے۔ فنا ہو جائے گا۔ اس وقت اس متاعِ شوق (دنیا) کا کوئی سوداگر نہیں ہوگا۔

خلاصہ

ایرانی اور ہندی دانشوروں کے نزدیک کائنات ایک موہوم خواب ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ سوئے ہوئے خدا کا خواب

ہے۔ جب وہ خواب سے بیدار ہوگا۔ تو کائنات بھی ختم ہو جائے گی۔

فروغِ دانشِ ما از قیاس است — قیاسِ ما ز تقدیرِ حواس است
چو حس دیگر شد ایں عالم دگر شد — سکون و سیر و کیف و کم دگر شد
تواں گفتن جہانِ رنگ و بو نیست — زمین و آسمان و کاخ و کو نیست
تواں گفتن کہ خوابے یا فسونے است — حجابِ چہرۂ آں بے چگونے است
تواں گفتن ہمہ نیرنگِ ہوش است — فریبِ پردہ ہائے چشم و گوش است
خودی از کائناتِ رنگ و بو نیست — حواسِ ما میانِ ما و او نیست
نگہ را در حریمش نیست راہے — کنی خود را تماشا بے نگاہے

حسابِ روزش از دورِ فلک نیست
بخود بینی ظن و تخمین و شک نیست

دوسرا بند

معانی ...... : فروغِ دانش: عقل کی ترقی' کاخ وکو: محل اور کوچے' نیرنگ ہوش: عقل کا شعبدہ' تخمین: اندازہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) ہماری دانش کی ترقی کا انحصار قیاس پر ہے۔ اور ہمارا قیاس ہمارے (حواسِ خمسہ) کی بنیاد پر ہے۔ (قیاس کے نتائج اکثر ناقابلِ اعتماد ہوتے ہیں)۔

(۲) جب حس بدل گئی۔ تو جہان بدل گیا۔ سکون' حرکت' کیفیت اور کمیت کی صورت بدل گئی۔ (اسی طرح قیاس بھی بدل جائے گا)۔

(۳) جب قیاس حواسِ خمسہ سے بدل جاتا ہے) تو قیاس کے تحت ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ جہانِ رنگ و بو نہیں ہے۔ اور یہاں کی زمین' آسمان' محل اور گلیاں نہیں ہیں (ناپائیدار ہیں)۔

(۴) (پھر یہ بھی) کہا جا سکتا ہے کہ جہاں خواب ہے یا فسوں ہے۔ یہ بے مثل خدا کے چہرے کا پردہ ہیں۔ جب وہ پردہ اُٹھا دے گا تو کائنات ختم ہو جائے گی۔ اس لئے کائنات ایک قیاس ہے۔ وہم ہے' یہاں دل لگانا فضول ہے۔

(۵) یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ سب کچھ ہوش و عقل کا شعبدہ ہے۔ آنکھ اور آنکھ کے ہر دو روں کا فریب ہے۔

(۶) لیکن خودی کا تعلق اس جہان رنگ و بو سے نہیں۔ (یہ اِس سے ماورا (الگ) کوئی چیز ہے) خودی یہ بتاتی ہے کہ ہمارے حواس خمسہ ہمارے اور اس کائنات کے درمیان رکاوٹ نہیں ہیں۔ (خودی حواس پر انحصار نہیں کرتی)۔

(۷) (خودی) کے گھر میں نگاہوں کی فریب کاری کا دخل نہیں۔ کیونکہ نگاہ فریب کھا سکتی ہے۔ لیکن خودی اپنا تماشا (ظاہری نگاہ) کے بغیر کرتی ہے۔

(۸) اُس (خودی) کے دنوں کا شمار گردشِ فلک پر نہیں۔ یہ اس گردش سے ماورا ہے اس کی خود بینی گمان' اندازہ اور شک کی بنا پر نہیں ہوتی۔ بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔

خلاصہ

اس بند میں کہا گیا ہے کہ قیاس میں ظن، تخمین اور شک کا عمل دخل ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق حواسِ خمسہ سے ہے۔ جبکہ خودی تخمین، ظن اور شک سے ماورا ہے۔

اگر گوئی کہ ، من، وہم و گماں است
نمودش چوں نمود ایں و آں است
بگو بامن کہ دارائے گماں کیست ؟
یکے در خود نگر آں بے نشاں کیست ؟
جہاں پیداد محتاج دلیلے
نمی آید بفکر جبرئیلے
خودی پنہاں زحجت بے نیاز است !
یکے اندیش و دریاب ایں چہ راز است !
خودی راحق بداں باطل مپندار
خودی راکشت بے حاصل مپندار
خودی چوں پختہ گردد لازوال است
فراق عاشقاں عین وصال است !
شرر را تیزبالے می تواں داد
تپید لایزالے می تواں داد
دوام حق جز اے کار او نیست
کہ اورا ایں دوام از جستجو نیست
دوام آں بہ کہ جان مستعارے
شود از عشق و مستی پایدارے !
وجود کوہسار و دشت و درپچ !
جہاں فانی، خودی باقی، دگر ہیچ !
دگراز شنکر و منصور کم گوے !
خدارا ہم براہ خویشتن جوے
بخود گم بہر تحقیق خودی شو
انا الحق گوے و صدیق خودی شو

تیسرا بند

معانی ...... : دارائے گماں: وہم والی خبر، محتاجِ دلیل: دلیل کا محتاج، فکرِ جبرئیل: جبرائیل کی سوچ، کشت بے حاصل: بنجر کھیتی، جانِ مستعار: ادھار کی جان۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اگر تو ''من'' کو وہم وگمان کہتا ہے (جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے) اور اس کی نمود کی عام اشیاء کی مانند ہے تو۔

(۲) مجھ سے پوچھ کہ وہ (من کو گمان کہنے والی چیز) کیا ہے؟ وہی تو تیرا ''من'' ہے۔ ایک بار اپنے اندر کی معرفت تو حاصل کر اور دیکھ کہ وہ بے نشاں کون ہے۔ (وہی تو ہے تیری خودی ہے تیری انائے مقید ہے)۔

(۳) جہان (ظاہری) ظاہر ہے اور باوجود اپنے ہونے کی دلیل لے کر آتا ہے۔ وہ جبرئیل جیسے فرشتے کی سوچ سے بھی بڑھ کر ہے۔

(۴) خودی پوشیدہ ہے اور استدلال سے بے نیاز ہے۔ ایک دفعہ غور اور پالے کہ راز کیا ہے؟

(۵) خودی کو سچ جان اور باطل نہ سمجھ۔ خودی کو ایک ایسی کھیتی نہ سمجھ جس کی اپنی کوئی پیداوار نہ ہو۔

(۶) خودی جب پختہ ہو جاتی ہے تو لازوال ہو جاتی ہے۔ اور عاشقوں کا فراق (عین وصال ہوتا ہے۔ فراق سے ہی وصال کا ظہور ہوتا ہے۔ (خودی جو انائے مقید ہے اپنے انائے مطلق سے الگ ہو کر پھر اسی کے وصال کی آرزو میں سرگرداں رہتی ہے)۔

(۷) شرر کو تیز بازو عطا کئے جا سکتے ہیں۔ اور نہ ختم ہونے والی تڑپ عطا کی جا سکتی ہے۔ (چنگاری کو خودی کی آنچ دے کر بلند پروازی عطا کی جا سکتی ہے۔ اور خودی کی پرورش کر کے اسے خدا کا مظہر بنا کر لازوال بنایا جا سکتا ہے۔

(۸) خدا کا امر ہونا اس کے اعمال یا کوشش کا نتیجہ نہیں (کیونکہ ہمیشہ کے لئے امر ہونا اس کی ذات کا تقاضا ہے)۔

(۹) دوام وہ بہتر ہے جس میں خدا کی دی ہوئی جانِ مستعار، عشق اور مستی کی وجہ سے پائیدار ہو جائے۔

(۱۰) پہاڑی سلسلے، جنگل اور آبادیاں بے حیثیت ہیں۔ جہان فانی ہے اور اس جہان کی ہر چیز فانی ہے۔ صرف خودی تو دوام حاصل ہے۔

(۱۱) (ہندوستان کے مشہور حکیم و دانشور) شنکر اور حسین بن منصور حلاج کے بارے میں گفتگو نہ کر۔ اگر خدا کی تلاش ہے تو اپنے طریقوں سے تلاش کر۔ (خودی کی پہچان کر کے خدا کو پہچان (پنڈت شنکر کا فلسفہ تھا کہ کائنات خدا کا ایک خواب ہے۔)

(۱۲) خودی کی تحقیق (جستجو) مقصود ہے تو اپنے آپ میں گم ہو جا۔ انا الحق کہہ کر خودی کی تصدیق کر۔ کیونکہ خودی کی پہچان ہی خدا کی پہچان ہے۔

خلاصہ

''من'' یا خودی وہم نہیں، حق ہے۔ انا الحق کا بھی یہی مطلب ہے۔ (کہ خودی حق ہے نہ یہ کہ انا الحق کہنے والا خود حق ہے)۔

سوال (۹)

کہ شد بر سر وحدت واقف آخر ؟
شناسائے چہ آمد عارف آخر ؟

وحدت کے بھید سے آخر کون واقف ہوا ہے۔ عارف کو آخر کس چیز کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

جواب

تہ گردوں مقام دلپذیر است — ولیکن مہر و ماہش زود میراست
بدوش شام نعش آفتابے — کواکب را کفن از ماہتابے
پرد کہسار چوں ریگ روانے — دگرگوں می شود دریا بآنے
گلاں رادر کمیں باد خزاں است — متاع کاروں از بیم جان است
زشبنم لالہ را گوہر نماند — دمے ماند . دمے دیگر نماند
نوا نشنیدہ در چنگے بمیرد — شرر ناجستہ در سنگے بمیرد

مپرس از من زعالمگیری مرگ !
من و تو از نفس زنجیری مرگ !

معانی ...... : تہ گردوں: آسمان کے نیچے' مقامِ دل پذیر: دلکش جہان' زودمیر: جلد فنا ہونے والا' کواکب: ستارے' دگرگوں: خراب' نفس زنجیری: سانس کا بند ہو جانا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) آسمان کے نیچے جو دنیا آباد ہے۔ بڑی دلکش ہے لیکن اس کا سورج اور چاند جلد ہی فنا ہو جانے والا ہے۔

(۲) شام کے کندھوں پر سورج کی نعش پائی جاتی ہے۔ (صبح کا طلوع شدہ سورج شام کے وقت ڈوب جاتا ہے۔ اور ستارے چاند کا کفن پہن لیتے ہیں چاند طلوع ہوتے ہی ستاروں کی روشنی مدھم پڑ جاتی ہے۔

(۳) پہاڑ ریت کی طرح اڑتے ہیں دریا ایک لمحے میں تبدیلی کے عمل سے گزر جاتا ہے۔

(۴) خزاں کی ہوا گلاب کے پھولوں کی تاک میں ہے۔ کارواں کی دولت' جان کا خوف ہے۔ (اہل کارواں راہزنوں کے ڈر سے کانپ رہے ہیں۔)

(۵) لالہ کے پھول پر شبنم کا موتی نہیں ٹکتا۔ ایک وقت یہ موتی ہوتا ہے اور ایک وقت نہیں ہوتا۔

(۶) نہ سنی جانے والی آواز رباب کے ساز ہی میں مر جاتی ہے۔ اور پتھر سے نہ نکلنے والا شرارہ پتھر کے اندر ہی مر جاتا ہے۔

(۷) مجھ سے موت کی عالمگیریت کے بارے مت پوچھ میں اور تو سانس کے اعتبار سے موت کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں۔ (سانس کی آمد و رفت ہی زندگی اور موت کی علامت ہے۔

خلاصہ

اس جہان کی ہر شئے خوبصورت تو ہے لیکن فنا ہو جانے والی ہے۔

غزل

فنا را بادہ ہر جام کردند   چہ بیدردانہ او را عام کردند
تماشا گاہ مرگ ناگہاں را   جہان ماہ و انجم نام کردند
اگر یک ذرہ اش خوے رم آموخت   بافسون نگاہے رام کردند
قرار از ما چہ می جوئی کہ ما را   اسیر گردش ایام کردند

خودی در سینہ چاکے نگہدار
ازیں کوکب چراغ شام کردند

معانی ...... : بیدردانہ: بے دردی سے' بے رحمی سے' مرگِ ناگہاں: اچانک موت' اسیر گردش ایام: زمانے کی گردش میں گرفتار۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (کارکنانِ قضاو قدر نے) فنا کو ہر پیالے کی شراب بنا دیا ہے اور اسے (فنا) کو کس رحمی سے

عام کیا ہے۔

(۲) اس جہانِ ناگہانی (اچانک) مرگ کی تماشا گاہ کو انہوں نے چاند اور ستاروں کا جہان بنا دیا ہے۔ (یہ جہان فانی ہے۔ پھر بھی ہم سے دلکشی کا مرکز بنائے ہوئے ہیں۔

(۳) اگر اس جہان کے ایک ذرّے نے بھی اِس سے دور ہونا سیکھا' تو انہوں نے (جہان کی دلفریبیوں اور دلکشیوں نے) اُسے پھر اپنے جادو میں گرفتار کر لیا۔

(۴) تو ہم سے ہمارے دوامی یا مستقل ہونے کی تلاش کیوں کرتا ہے۔ کیونکہ ہمیں تو گردشِ ایام نے اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے۔ (چونکہ اس زمانے کو قرار نہیں۔ وہ تغیر و تبدل سے گزرتا رہتا ہے۔ اس لئے ہم بھی اس عمل سے گزرتے رہتے ہیں)۔

(۵) اس جہان کی ہر شئے فنا ہونے والی ہے۔ لیکن تو خودی کی معرفت حاصل کر کے اُسے اپنے عشق بھرے سینے میں حفاظت سے رکھ۔ کیونکہ یہی وہ ستارہ ہے جس سے شام روشن کی گئی ہے۔

جہاں یکسر مقام آفلین است   دریں غربت سرا عرفان ہمین است

دل ما در تلاش باطلے نیست   نصیب ما غم بے حاصلے نیست

نگہ دارند اینجا آرزو را   سرور ذوق و شوق جستجو را

خودی را لازوالے می تواں کرد   فراقے راوصالے می تواں کرد

چراغے ازدم گرمے تواں سوخت

بسوزن چاک گردوں میتواں دوخت

دوسرا بند

معانی ...... : مقامِ آفلین: مٹ جانے والا' سرور: مزا' لطف' نگہ دارند: نگاہ رکھتے ہیں' دَمِ گرم: گرم سانس' سوزن: سوئی۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) جہان بہر طور فنا ہو جانے والا باطل ہے۔ اس غربت سرا (جہان) میں جہاں انسان مسافر کی طرح آتا ہے اور پھر اپنے اصلی وطن کو لوٹ جاتا ہے معرفت تو یہی کہ وہ (مسافر) اس جہان کو باطل سمجھے۔

(۲) ہمارا دل کسی باطل کی تلاش میں نہیں ہے۔ ہمارے مقدر میں ایسا کوئی غم نہیں ہے۔ جس کا کوئی حاصل نہ ہو۔

(۳) (اس جہان میں) آرزو پر نظر رکھتے ہیں۔ اس جگہ سرور و کیف' ذوق' شوق' اور جستجوئے (درست) کو نگاہ میں رکھا جاتا ہے۔

(۴) خودی کو لازوال کیا جا سکتا ہے۔ اور فراق کو وصال کیا جا سکتا ہے۔

(۵) گرم سانس سے چراغ جلایا جا سکتا ہے۔ (جب عشق سے فوری لازوال ہو جائے) تو سوئی سے آسمان کا چاک سینہ سیا جا سکتا ہے۔ (خودی کی معرفت کے بعد ہر ناممکن کو ممکن بنایا جا سکتا ہے)۔

خلاصہ

باطل اور مٹنے والی جان کا عرفان یہی ہے کہ آرزو کو زندہ رکھا جائے اور جہاں کی تسخیر کے لئے ذوق و شوق اور جستجو سے خودی کو

لازوال بنایا جائے۔

خدائے زندہ بے ذوقِ سخن نیست | تجلی ہائے او بے انجمن نیست
کہ برق جلوہ او بر جگرزد ؟ | کہ خورد آں بادہ و ساغر بسرزد ؟
عیار حسن و خوبی ازدل کسیت ؟ | مہ او درطواف منزل کسیت ؟
الست، از خلوت نازے کہ برخاست ؟ | بلیٰ، از پردہ سازے کہ برخاست ؟
چہ آتش عشق در خاکے برا فروخت ! | ہزاروں پردہ یک آواز ماسوخت
اگر مائیم، گرداں جام ساقی است | بیزمش گرمی ہنگامہ باقی است !
مرا دل سوخت برتنہائی او | کنم سامان بزم آرائی او

مثال دانہ می کارم خودی را
برائے او نہگدارم خودی را

تیسرا بند

معانی ......: بے ذوقِ سخن: گفتگو کے بغیر' الست: کیا نہیں ہوں؟' بلیٰ: ہاں' گرمیٔ ہنگامہ: شور وغوغا۔

ترجمہ و تشریح ......: (۱) زندہ خدا گفتگو کے ذوق کے بغیر نہیں (یہی وجہ ہے کہ اس نے انسان کو بات کرنا سکھایا) تاکہ اس سے ہمکلام ہو سکے اور اگر انجمن (بزم دنیا) نہ ہوتی تو اُس کے حسن کے جلوے بیکار جاتے۔

(۲) اُس کے حسن کے جلوے کی بجلی کو کس نے جگر پر گرایا؟ کس نے اس کی (محبت کی شراب) پی کر پیالے کو سر پر مار کر اسے توڑ دیا۔ (اس کی محبت کی شراب پینے کے بعد کسی اور شراب کی تمنا باقی نہ رہی)۔

(۳) حسن اور خوبی کا معیار کس کے دل کی وجہ سے ہے؟ اور اس کا چاند کس کی منزل کے طواف میں رواں دواں ہے۔

(۴) الست بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) کا سوال کس کی اداؤں کی خلوت سے بلند ہوا اور اس سوال کے جواب میں بلی (ہاں) کا جواب کس کے ساز کے پردہ یعنی سر سے نکلا (کس نے کہا کہ ہاں تو میرا رب ہے)۔

(۵) عشق نے آدم کے جسم خاکی میں یہ کونسی آگ جلائی ہے۔ کہ ہمارے آواز نے ہزاروں پردے جلا دیئے۔ (اور اُس (حسن) کے جلوؤں کا تماشا کر لیا۔

(۶) ہماری وجہ سے ساقی (خدا) کا جام گردش میں ہے۔ ہماری وجہ سے اُس کی محفل میں رونق ہے۔

(۷) میرا دل اس کی تنہائی پر جل اٹھا۔ (تڑپ اٹھا) اس لئے میں اس کے لئے بزم سجانے کا کام کر رہا ہوں۔

(۸) (میں اپنی زندگی کی کھیتی میں) خودی کو دانے کی طرح کاشت کر رہا ہوں۔ میں اس کے لئے خودی کی حفاظت کر رہا ہوں۔ (اس کی معرفت حاصل کر رہا ہوں) کیونکہ خودی کی پہچان ہی خدا کی معرفت ہے۔

تیسرے بند کا خلاصہ

اس بند میں اللہ اور اسکے بندے کے درمیان وہ عہدِ محبت ہے' جو بندے نے ''بلی'' کہہ ''الست بربکم'' کی تصدیق کے وقت کیا تھا۔

خاتمہ

تو شمشیری زکام خود بروں آ
بروں آ از نیام خود بروں آ
نقاب از ممکنات خویش برگیر
مہ و خورشید و انجم رابہ برگیر
شب خود روشن از نور یقیں کن
ید بیضا بروں ازآستیں کن
کسے کو دیدہ را بر دل کشود است
شرارے کشت و پروینے درود است
شرارے جستہ گیراز درونم
کہ من مانند رومی گرم خونم
وگرنہ آتش از تہذیب نوگیر
برون خود بیفروز اندروں میر !

معانی: زکامِ خود: اپنے حلق سے' ممکناتِ خویش: اپنے ممکنات (قوتیں)' یدِ بیضا: روشن ہاتھ' تہذیب نو: نئی تہذیب۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) اے انسان تو تلوار ہے اپنے حلق سے (اپنے خول) سے آ کر اپنی قابلیت کا سکہ بٹھا دے۔

(۲) اپنی ممکنات (قوتوں) کے چہرے سے نقاب ہٹا کر انہیں بروئے کار لا۔ اور اجسام فلکی کو مسخر کر لے۔

(۳) اپنی رات کو یقین کے نور سے روشن کر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اپنی آستین سے روشن ہاتھ نکال (اور نورِ خدا سے زندگی کے اندھیروں کو دور کر دے)۔

(۴) وہ شخص جس کے دل کی آنکھیں کھلی ہیں (روشن ہیں) جس کی روشنی سے وہ معرفتِ حق حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اُس نے بلند ستاروں کے جھرمٹ یعنی پروین کی کھیتی کے شراروں کو کاٹا ہے (بلند مقاصد پالئے ہیں)۔

(۵) (اب تیرے لئے دو ہی راستے ہیں' یا تو اپنے اندر یقین کا نور پیدا کر کے خود کو زندۂ جاوید کر) یا پھر نئی تہذیب سے آگ (روشنی) حاصل کر۔ (لیکن اس سے تو اپنا جسم اور ذہن تو روشن کرے گا لیکن روح کی موت واقع ہو جائے گی۔ (کیونکہ یہی اس تہذیب کا خاصہ ہے)۔

بندگی نامه

اقبال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندگی نامہ

گفت با یزداں مہ گیتی فروز — تاب من شب را کند مانند روز

یاد ایامے کہ بے لیل و نہار — خفتہ بودم در ضمیر روزگار

کو کبے اندر سواد من نبود — گردشے اندر نہاد من نبود

نے ز نورم دشت و در آئینہ پوش — نے بدریا از جمال من خروش

آہ ازیں نیرنگ و افسون و جود ! — وائے زیں تابانی و ذوق نمود !

تافتن از آفتاب آموختم — خاکدانے مردہ افروختم

خاکدانے بافروغ و بے فراغ — چہرہ او از غلامی داغ داغ

آدمِ او صورت ماہی بہ شست — آدمے یزداں کشے آدم پرست

تا اسیر آب و گل کردی مرا — از طواف او خجل کردی مرا

ایں جہاں از نور جاں آگاہ نیست — ایں جہاں شایان مہر و ماہ نیست

در فضائے نیلگوں اورا بہل — رشتہ ما نوریاں ازوے گسل

یا مرا از خدمت او واگزار — یا ز خاکش آدمِ دیگر بیار

چشم بیدارم کبود و کور بہ
اے خدا ایں خاکداں بے نور بہ

معانی ...... مہ گیتی فروز: دنیا روشن کرنے والا چاند' تاب: چمک' خفتہ بودم: سویا ہوا تھا' سوادِ من: میرے اردگرد' خروش: جذبہ' جوش۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) دنیا کو اپنی روشنی سے منور کرنے والے چاند نے خدا سے کہا۔ ''میری روشنی رات کو دن کی مانند روشن کر دیتی ہے۔

(۲) مجھے وہ دن یاد ہیں جب دن اور رات کی تمیز کے بغیر میں زمانے کے ضمیر میں سویا ہوا تھا (ابھی میں وجود میں نہیں آیا تھا)۔
(۳) میری حدود میں (دور دور تک) کوئی ستارہ روشن نہیں تھا۔ میری فطرت میں کوئی گردش نہیں تھی۔
(۴) نہ میرے نور سے بیابان اور وادیاں آئینہ پوش (روشن) تھیں' نہ میرے حسن کے جلووں سے دریا میں مدوجزر کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی۔
(۵) (یہ سوچ کر) دل سے آہ نکلتی ہے۔ اور اس وجود کی فریب کاری اور فسوں پر افسوس ہوتا ہے' اس چاندنی کے ہونے پر افسوس ہے۔ (مجھے وجود دیا گیا۔ حالانکہ میں بھی ملک عدم) میں کہیں آرام کر رہا ہوتا۔
(۶) (وجود میں آنے کے بعد) میں نے سورج سے آب و تاب سیکھی اور خود میں نور پیدا کیا۔ اور پھر اس نور سے مردہ مٹی کے گھر (دنیا) کو روشن کیا۔
(۷) یہ مادی جہان (علم و دانش کے باعث) روشن تو ہے لیکن اِس میں راحت و سکون کسی کے مقدر میں نہیں کیونکہ اس کا چہرہ (روشن ہونے کے باوجود) غلامی سے داغدار ہے۔
(۸) اس جہان کے لوگ مچھلی کی صورت میں (کانٹے لگائے بیٹھے ہیں۔ مکر و فریب سے ایک دوسرے کو لوٹ رہے ہیں) یہاں کا آدم یزداں یعنی خدا کو مارنے اور آدم کی پوجا کرنے والا ہے۔
(۹) چاند اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ (میں اپنے وجود سے پہلے اس مادی جہان اور لوگوں کے بارے میں بے خبر تھا) اے خدا! جب تو نے مجھے وجود دیا اور میں اِس جہان کے گرد گردش کرنے لگا مجھے اس طواف نے شرمندہ کر دیا۔ کیونکہ مجھے یہاں انسانوں کے کارنامے دیکھ کر شرم محسوس ہو رہی تھی۔
(۱۰) یہ جہان جان کے نور سے آشنا نہیں ہے (یہاں کے لوگوں کو اپنی مادہ پرست روح کو روشن کرنے کے لئے خیال تک نہیں آتا) اِس لئے یہ جہان چاند اور سورج کے لائق نہیں۔
(۱۱) یا پھر (اے خدا!) اس جہان کو نیلی فضا میں چھوڑ دے اور کوئی نیا جہان بنا جو ہمارے نور کے قابل ہو۔ یا پھر ہم سے قطع تعلق کر لے۔
(۱۲) یا تو مجھے اس کی خدمت سے رہائی دے۔ یا اس کی مٹی سے کوئی نیا آدم پیدا کر (جو اپنے مقصدِ حیات کو پہچانتا ہو)۔
(۱۳) میری آنکھیں نیل آلودہ (اندھی اور نابینا ہی اچھی ہیں) یعنی اس جہان کو روشنی دینے والی قوت مجھ سے واپس لے لے) اے خدا! یہ خاکدان بے نوری بہتر ہے۔

از غلامی دل بمیرد در بدن — از غلامی روح گردد بارِ تن
از غلامی ضعف پیری در شباب — از غلامی شیر غاب افگندہ ناب
از غلامی بزم ملت فرد فرد — ایں و آں با این و آں اندر نبرد
آں یکے اندر سجود ایں درقیام — کاروبارش چوں صلوٰۃ بے امام
درفتد ہر فرد بافردے دگر — ہر زماں ہر فرد را دردے دگر
از غلامی مرد حق زنار بند — از غلامی گوہرش نا ارجمند
شاخ او بے مہرگاں عریاں زبرگ — نیست اندر جان او جز بیم مرگ
کور ذوق و نیش را دانستہ نوش — مردہ بے مرگ و نعش خود بدوش

آبروے زندگی در باختہ چوں خراں با کاہ وجو در ساختہ
ممکنش بنگر محال اونگر رفت و بود ماہ وسال اونگر
روز ہا در ماتم یک دیگر اند
در خرام از ریگ ساعت کمتر اند

دوسرا بند

معانی ...... میرد: مرجاتا ہے' ضعفِ پیری: بڑھاپے کی کمزوری' شیرِ نماب: آزاد شیر' افگندہ ناب: دانت گرجاتے ہیں' فرد فرد: الگ الگ' بے میرگاں: موسمِ خزاں کے بغیر۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) غلامی کے دور میں بدن میں دل مردہ ہو جاتا ہے اور غلامی سے روح بدن کا بوجھ بن جاتی ہے۔

(۲) غلامی سے جوانی کے عالم میں ہی بڑھاپا طاری ہو جاتا ہے۔ اور غلامی سے جنگل کا آزاد شیر وہ شیر بن جاتا ہے جس کے دانت گرجائیں۔ (غلامی میں بڑے بڑے بہادر بزدل بن جاتے ہیں)۔

(۳) غلامی سے مجلس کی وحدت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے یہ اُس سے اور وہ اور سے جھگڑنے لگتا ہے۔ (لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں)۔ (ملت کئی گروہوں میں بٹ جاتی ہے)۔

(۴) (ملت بکھر جاتی ہے)۔ ایک سجدے میں ہوتا ہے اور دوسرا قیام میں ہوتا ہے۔ (ہر ایک کی اپنی اپنی رائے ہوتی ہے)۔ ایسی ملت کے لوگوں کا کاروبار بے امام نماز کی طرح ہوتا ہے۔

(۵) ہر فرد دوسرے فرد کے ساتھ تو تو میں میں کر رہا ہوتا ہے اور ہر وقت ہر فرد کسی نہ کسی نئے درد کا شکار ہو جاتا ہے۔

(۶) غلامی کی وجہ سے مردِ حق (زنار پوش) کافر ہو جاتا ہے۔ (آقاؤں کے طور طریقے اختیار کر لیتا ہے)۔ غلامی سے اس کا موتی بے چمک' بے برکت اور بے قیمت ہو جاتا ہے۔

(۷) اس (غلام) کی زندگی کی شاخ موسمِ خزاں کے بغیر ہی پتوں سے خالی ہو جاتی ہے اور اس کی جان میں سوائے موت کے خوف کے اور کچھ باقی نہیں رہتا۔

(۸) غلام میں لذت کی حس ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے زہر کو شربت سمجھ کر پی جاتا ہے اور وہ ایک بے موت مردہ ہوتا ہے اور اپنی نعش کندھوں پر اٹھائے پھرتا ہے۔

(۹) وہ زندگی کی عزت لٹا چکا ہوتا ہے۔ وہ گدھوں کی طرح تنکے اور جو کھاتا پھرتا ہے۔ (غلامی میں اس کی پسند یا ناپسند کو عمل دخل نہیں ہوتا)۔

(۱۰) ایسے (غلام) شخص کی زندگی کے آسان اور مشکل مرحلوں پر غور کر۔ اور اس کی زندگی کے ماہ و سال جس طرح گزرے ہیں یا گزر رہے ہیں (انہیں دیکھ تمہیں یقین ہو جائے گا کہ غلام کی زندگی کتنی تلخ ہوتی ہے)۔

(۱۱) اس (غلام) کے دن ایک دوسرے کا ماتم کر رہے ہیں اور رفتار میں گھڑی کی ریت کی طرح ہیں (ریت گھڑی کی طرح سست رفتار ہیں)۔

شورہ بوم از نیش کژدم خار خار
مور او اژدر گز و عقرب شکار
صرصر او آتش دوزخ نژاد
زورق ابلیس را باد مراد
آتشے از دود پیچاں تلخ پوش
آتشے تندر غو و دریا خروش
در کنارش مارہا اندر ستیز
مارہا با کفچہ ہائے زہر ریز
شعلہ اش گیرندہ چوں کلب عقور
ہولناک و زندہ سوز و مردہ نور
در چنیں دشت بلا صد روزگار
خوشتر از محکومی یک دم شمار

تیسرا بند

معانی ...... : شورہ: بنجر' نیش: بچھو کا ڈنگ' خار خار: کانٹے ہی کانٹے' مور: چیونٹی' اژدر: اژدہا' صرصر: گرم ہوا' دور پیچاں: دھوئیں میں لپٹی ہوئی' کفچہ ہا: پھن' کلب عقور: کٹ کھنے کتا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) ایک بنجر زمین جو بچھوؤں کے ڈنک سے کانٹوں میں بدل گئی ہو۔ اس میں جو چیونٹیاں ہوں وہ اژدھے کو کاٹتی ہوں اور بچھوؤں کی شکاری ہوں۔

(۲) اس کی گرم اور تیز ہوا (چاہے) دوزخ کی آگ کی نسل سے ہو۔ اس کی ابلیسی کشتی (پار لگانے کے لئے) موافق ہوائیں چلتی ہوں۔

(۳) چاہے اس میں ایسی ہوا ہو جس میں آگ لپٹی ہوئی ہو۔ اور اس آگ میں چاہے شعلہ کے اندر شعلہ بھرا ہوا ہو۔

(۴) ایسی آگ جس کو بل کھاتے ہوئے دھوئیں کی تلخی نے ڈھانپا ہوا ہو۔ ایسی آگ جو بجلی یا بادل کی کڑک والی یا دریا کے طوفان کے شور والی ہو۔

(۵) ایسی آگ (جس کے پہلو میں سانپ آپس میں لڑ رہے ہوں۔ ایسے سانپ جن کے پھن زہر ٹپکاتے ہوں۔

(۶) اس کا شعلہ کٹ کھنے کتے کی طرح لپکتا ہو۔ وہ ڈرانے والا' دہکتی حرارت والا اور مردہ روشنی والا ہے۔

(۷) بلاؤں کے ایسے بیابان میں سو سال بسر کرنا ہے۔ غلامی کے ایک دم سے زیادہ بہتر شمار کرنا۔

در بیان فنون لطیفہ غلاماں

غلاموں کے لطیف فنون مثلاً موسیقی، شاعری، مصوری وغیرہ کے بیان میں

موسیقی

مرگ ہا اندر فنون بندگی
من چہ گویم از فسون بندگی
نغمہ او خالی از نار حیات
ہمچو سیل افتد بدیوار حیات
چوں دل او تیرہ سیمائے غلام
پست چوں طبعش نواہائے غلام
از دل افسردہ او سوز رفت
ذوق فرد الذت امروز رفت
از نے او آشکارا راز او !
مرگ یک شہر است اندر ساز او
ناتوان و زاری سازد ترا
از جہاں بیزاری سازد ترا
چشم اورا اشک پیہم سرمہ ایست
ناتوانی برنوائے او مایست
الحذر ایں نغمہ موت است و بس
نیستی در کسوت صوت است و بس
تشنہ کامی؟ ایں حرم بے زمزم است
دربم و زیرش ہلاک آدم است
سوز دل از دل بروغم میدہد
زہر اندر ساغر جم میدہد
غم دو قسم است اے برادر گوش کن
شعلہ مارا چراغ ہوش کن
یک غم است آں غم کہ آدم را خورد
آں غم دیگر کہ ہر غم را خورد
آں غم دیگر کہ مارا ہمدم است
جان ما از صحبت او بے غم است
اندر و ہنگامہ ہاے غرب و شرق
بحر و دروے جملہ موجودات غرق
چوں نشیمن می کند اندر دلے
دل ازو گردیم بے ساحلے
بندگی از سر جان ناآگہی است
ازاں غم دیگر سرود اوتہی است

من نمی گویم کہ آہنگش خطا است
بیوہ زن را ایں چنیں شیون رواست !

پہلا بند

معانی ...... : فسونِ بندگی: غلامی کی جادوگری، نارِحیات: زندگی کی آگ، تیرہ: تاریک، سیمائے غلام: غلامی کی پیشانی، دل فسردہ: غمزدہ دل، اشکِ پیہم: مسلسل آنسو، کسوتِ صوت: آواز کا لباس، تشنہ کامی: پیاس، ساغرِ جم: جمشید

(شاہ ایران) کا پیالہ' سرجان: زندگی کا ساز' شیون: آہ وزاری۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) غلامی کے فنون میں اموات چھپی ہوئی ہیں۔ میں غلامی کی جادوگری کے بارے میں کیا اظہارِ خیال کروں؟ (غلاموں کے فنون میں خیال کی بالیدگی نہیں ہوتی)۔

(۲) (غلامی کی زندگی) کا نغمہ زندگی کی حرارت سے خالی ہے۔ وہ زندگی کی دیوار پر سیلاب بن کر آتا ہے۔ (جس سے دیوارِ زندگی سلامت نہیں رہتی)۔

(۳) غلام کی پیشانی اس کے دل کی طرح تاریک ہے۔ اس کا ظاہر بھی تاریک ہے اور باطن بھی۔ غلام کی فطرت کی طرح اس کی موسیقی کے نغمے بھی پستی کی طرف لے جاتے ہیں۔

(۴) سو اس کے (غلام) کے غمزدہ دل سے تڑپ ختم ہوگئی۔ اس میں نہ تو مستقبل کا ذوق ہوتا ہے اور نہ حال کا کیف و سرور۔ (اس کی زندگی بے کیف ہو جاتی ہے)۔

(۵) اس کی بانسری (جس سے غمزدہ نغمے نکلتے ہیں) سے اس کے دل کا راز ظاہر ہے۔ اس کے ساز میں ایک شہر کی موت پوشیدہ ہے۔ (غلامی کے سازوں سے نکلنے والے نغمات پورے معاشرے کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں)۔

(۶) یہ افسردہ نغمہ) تجھے کمزور اور عاجز بنا دیتا ہے اور تجھے جہان سے بیزار کر دیتا ہے۔ (اس نغمے کی افسردہ لے میں زندگی کا جوش مفقود ہوتا ہے)۔

(۷) اس کی آنکھوں سے مسلسل بہنے والے آنسو اس کی آنکھوں کے لئے سرمہ ہیں۔ غلام کی حالت غم و اندوہ سے قابلِ رحم ہوتی ہے)۔ اس لئے تو جہاں تک ہو سکے اس کی نوا پر کان نہ دھر۔ (توجہ نہ دے)۔

(۸) اس سے ڈرو! کہ یہ موت کا نغمہ ہے اور موت کے سوا کچھ نہیں۔ آواز کے لباس میں یہ فنا کے سوا کچھ نہیں۔

(۹) کیا تو واقعی موسیقی کا پیاسا ہے (موسیقی کا جنون رکھتا ہے) اگر ایسا ہے تو اپنی پیاس بجھانے کے لئے اس (غلامی) کے کعبہ میں داخل نہ ہو۔ (اس حرم میں آبِ زمزم نہیں ہے) یہ موسیقی تیری پیاس نہیں بجھا سکتی۔ (یہ موسیقی ہلاکت ہے)

(۱۰) یہ (موسیقی) دل سے دل کا سوز لے جاتی ہے۔ اور اس کی جگہ غم دے جاتی ہے اور وہ جمشید کے پیالے میں زہر دیتی ہے۔ (بظاہر تو اس کی دُھنیں بڑی دلکش ہوتی ہیں۔ (لیکن ان سے سننے والے غمزدہ ہو جاتے ہیں)۔

(۱۱) اے بھائی! غم دو قسم کا ہوتا ہے۔ میرے (شعلہ ادراک) سے اپنی عقل کا چراغ روشن کر لے (اچھی طرح میری باتیں سمجھ لے)

(۱۲) ایک غم وہ غم ہے جو آدمی کو کھا لیتا ہے ایک دوسرا غم وہ ہے جو ہر غم کو کھا لیتا ہے۔

(۱۳) یہ دوسرا غم وہ ہے جو ہمارا دوست ہے اس کی صحبت کی موجودگی میں ہماری جان ہر غم سے آزاد رہتی ہے۔ (اور یہ غم سوزِ عشق کا غم ہے)۔

(۱۴) اس غم میں (جو ہر غم کھا جاتا ہے) مشرق و مغرب کے ہنگامے پائے جاتے ہیں۔ (اس غمِ عشق میں ساری دنیا کے ہنگامے موجود ہیں) یہ غم ایک سمندر ہے کہ اس میں جملہ موجودات غرق ہیں۔

(۱۵) یہ غمِ عشق جب کسی دل میں اپنا گھر بنا لیتا ہے تو وہ دل اس غم کے باعث ایک بے کنار سمندر میں بدل جاتا ہے۔

(۱۶) ہر قسم کی غلامی (سیاسی' تہذیبی اور ثقافتی) جان یا روح کے بھید سے آگاہ نہ ہونے کا نام ہے۔ (اور وہ موسیقار جو اپنے آقاؤں کی موسیقی کا دلدادہ ہو) اس دوسرے غم سے جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے) خالی ہے۔ اور اس موسیقی سے روح مردہ ہو جاتی ہے۔ اور جسم میں حیوانی جذبات اُبھرنے لگتے ہیں۔

(۱۷) میں یہ نہیں کہتا کہ اس کے سُر غلط ہیں (بلکہ ان کا تاثر صحیح نہیں ہے)۔ اس موسیقی سے ایسی آوازیں نکلتی ہیں۔ ایسی فریادیں نکلتی ہیں جو اس عورت کو زیبا ہیں جس کا خاوند مر گیا ہو۔ (غلاموں کی موسیقی بھی انسان کو بے حوصلہ کر دیتی ہے)۔

نغمہ باید تند رو مانند سیل — تا برد از دل غماں را خیل خیل
نغمہ می باید جنوں پروردہ — آتشے در خون دل حل کردہ
از نم او شعلہ پروردن. تواں — خامشی را جز وا کردن تواں
می شناسی؟ در سرود است آں مقام — 'کاندرو' بے حرف ' می روید کلام '
نغمہ روشن چراغ فطرت است — معنی . او نقشبند صورت است
اصل معنی را ندانم از کجاست — صورتش پیدا و باما آشنا است
نغمہ گر معنی ندارد مردہ ایست — سوز او از آتش افسردہ ایست
راز معنی مرشد رومی کشود — فکر من بر آستانش در سجود
''معنی آں باشد کہ بستاند ترا — بے نیاز از نقش گرداند ترا
معنی آں نبود کہ کور و کر کند — مرد را بر نقش عاشق تر کند''

مطرب ما جلوۂ معنی ندید
دل بصورت بست و از معنی رمید!

دوسرا بند

معانی ...... : تندرو: تیز رفتار' مانندِ سیل: سیلاب کی مانند' خیل خیل: گروہ در گروہ' نقش بند: صورت گر' مصور۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) اس نغمے کی ضرورت ہے (جو سامعین میں ہمت' ولولہ' جوش اور زندگی کی ترنگ پیدا کر دے) اور سیلاب کی مانند دل سے گروہ در گروہ غم دور لے جائے۔

(۲) نغمہ وہ چاہئے جس کی جنوں نے پرورش کی ہو۔ جس کے خون دل میں آگ حل شدہ ہو۔ (گانے والے کے دل میں بھی سوزِ عشق ضروری ہے۔ اس کے بغیر اس کا نغمہ دلوں پر اثر نہیں کرے گا)۔

(۳) (سوزِ عشق سے پُر) موسیقی کے غم سے شعلہ کی پرورش کی جا سکتی ہے۔ اور خاموشی کو اس کا جزو بنایا جا سکتا ہے۔ (زبانِ خاموش سے پیغامِ عشق دیا جا سکتا ہے)۔

(۴) کیا تو جانتا ہے؟ راگ میں وہ مقام بھی آتا ہے کہ جس مقام پر کلام بے حرف ہو جاتا ہے (دوسرا مصرعہ مولانا روم کے ایک شعر کا ہے۔ جس کا پہلا مصرعہ ہے۔ ''اے خدا بنما تو جاں را آں مقام'' اے خدا تو جان کو وہ مقام دکھا جہاں کلام بغیر حروف ادا ہو جاتا ہے۔ (یہ مقام عرفان ہے جو صرف صوفیاء ہی کو حاصل ہوتا ہے۔)

(۵) روشن نغمہ یعنی وہ نغمہ جو حقیقی ہے جو اپنے اندر آتش عشق رکھنے کی وجہ سے روشن ہے وہ نغمہ تو چراغِ فطرت ہے ایسے نغمہ کا تخلیق

کار موسیقی کی صحیح روح کو سمجھتا ہے اور وہ اپنی موسیقی سے عشق کی صورتیں پیدا کرتا ہے۔

(۶) (موسیقی) کے اصل معنی کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا کہ کہاں سے ہے اور کیا ہے؟ اسے محسوس تو کیا جاسکتا ہے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ اس معنی کی صورت (سازوآواز) کی شکل میں ظاہر ہے اور مجھ سے آشنا ہے۔

(۷) اگر موسیقی (معنی یعنی عشق) نہیں رکھتا تو وہ مردہ ہے۔ اس کا سوز بجھی ہوئی آگ کا سوز ہے۔

(۸) معنی کا راز پیر رومی نے کھولا ہے۔ (وہ رومی) جس کے آستانے پر میری فکر اور سوچ سجدہ ریز ہے۔

(۹) (وہ کہتے ہیں) کہ معنی وہ ہے جو تجھے خود میں اتار لے یا جذب کر لے اور تجھے نقش سے بے نیاز کر دے۔ (معنی وہ ہے جو بغیر ادائیگی الفاظ کے تیرے دل میں جگہ بنا لے۔ اس طرح صوفی بھی ایک مقام پر آ کر موسیقی کی آواز (سرتال) سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور جب اس کی حقیقت پالیتا ہے تو اس میں مگن ہو جاتا ہے۔

(۱۰) معنی یہ نہیں کہ آدمی کو اندھا اور بہرہ کر دے اور آدمی کو صورت پر زیادہ عاشق کر دے۔ (معنی یہ نہیں کہ وہ تجھے حقیقت سے غافل کر دے)۔

(۱۱) ہمارے مطرب نے یعنی مغنی نے معنی کا جلوہ نہیں دیکھا (اصل موسیقی کے معنی سمجھے ہی نہیں) اس نے صورت سے دل لگالیا۔ (صورت پر عاشق ہو گیا) اور معنی (اصل حقیقت سے) فرار ہو گیا۔

مصوری

ہمچناں دیدم فن صورتگری ◦ نے براہیمی درونے آزری
"راہبے در حلقہ دام ہوس ◦ دلبرے با طائرے اندر قفس
خسروے پیش فقیرے خرقہ پوش ◦ مرد کوہستانی ہیزم بدوش
ناز نینے در رہ بت خانہ ◦ جوگئے در خلوت ویرانہ
پیر کے از درد پیری داغ داغ ◦ آنکہ اندر دست او گل شد چراغ
مطربے از نغمہ بیگانہ مست ◦ بلبلے نالید و تار او گست
نوجوانے از نگاہے خوردہ تیر ◦ کود کے برگردن بابائے پیر"
می چکد از خامہ ہا مضمون موت
ہر کجا افسانہ و افسون موت

پہلا بند

معانی .... : فن صورت گری: فن مصوری، دامِ ہوس: لالچ کا پھندا، خرقہ پوش: گدڑی پہننے والا، ہیزم: لکڑی، داغ داغ: زخموں سے چور۔

ترجمہ و تشریح .... : (۱) میں نے فن صورت گری (مصوری) کو بھی ایسا ہی پایا ہے۔ اس میں نہ ابراہیمی (رنگِ توحید) ہے اور نہ ہی آزری پائی جاتی ہے۔ (آزری) خیال بت پرستی نہیں پایا جاتا۔ غلاموں کی مصوری تخلیقی اور تقلیدی

دونوں محاسن سے خالی ہوتی ہے۔

(۲) غلامی کی مصوری میں تصاویر کچھ اس طرح کی ہوتی ہیں کہ (ایک راہب اپنی ہوس کے جال میں گرفتار (کسی ویرانے) میں بیٹھا ہے اور ایک معشوق پنجرے میں بند کسی جانور کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔

(۳) کسی گدڑی پوش فقیر کے حضور کسی (درویش کو بیٹھے یا کھڑے ہوئے) دکھایا گیا ہے۔ اور کسی پہاڑی علاقہ کے رہنے والے کو کندھوں پر مکڑیاں اٹھائے ہوئے نقش بند کیا گیا ہے۔

(۴) کوئی نازنین بت خانہ کے راستہ میں (ادائے مستانہ) سے کھڑی ہے اور کسی تصویر میں کوئی جوگی ویرانے کی خلوت میں بیٹھا ہوا ہے۔

(۵) ایک تصویر ایک ایسے حقیر بوڑھے یا بچوں جیسی دانا کی رکھنے والا بوڑھا ہے کی عکاسی کر رہی ہے۔ جو بڑھاپے کے زخموں سے چور چور ہو۔ اور اس کے ہاتھوں میں (جوانی کا چراغ) بجھ چکا ہو۔

(۶) کسی گلوکار کی (تصویر) جو غیروں کے نغموں میں مست ہو۔ (اور ایک دوسری تصویر) جس میں کوئی فریاد کناں بلبل جس کی سانسیں اُکھڑ چکی ہوں۔

(۷) کوئی نوجوان جو کسی (معشوق) کے تیر نگاہ کا شکار ہو۔ اور کوئی بچہ کسی بوڑھے بابا کی گردن پر بیٹھا ہو۔

(۸) دورِ غلامی کے مصوروں کے قلموں سے موت کا مضمون ٹپکتا ہے اور ہر کہیں موت کا افسانہ یا افسوں نظر آتا ہے۔

علم حاضر پیش آفل در سجود
شک بیفزود و یقیں از دل ربود

بے یقیں را لذت تحقیق نیست
بے یقیں را قوت تخلیق نیست

بے یقیں را رعشہ ہا اندر دل است
نقش نو آوردن او را مشکل است

از خودی دور است و رنجور است و بس
رہبر او ذوق جمہور است و بس

حیلن را دریوزہ از فطرت کند
رہزن و راہ تہی دستے زند

حسن را از خود برون جستن خطاست
آنچہ می بائست پیش ما کجاست ؟

نقش گرخود راچو بافطرت سپرد
نقش او افگند و نقش خود سترد

یک زماں از خویشتن رنگے نزد
برز جاج ماگہے سنگے نزد

فطرت اندر طیلسان ہفت رنگ
ماندہ برقرطاس او بابائے لنگ

بے تپش پروانہ کم سوز او
عکس فردا نیست در امروز او

از نگاہش رخنہ در افلاک نیست
زانکہ اندر سینہ دل بیباک نیست

خاکسار و بے حضور و شرمگیں
بے نصیب از صحبت روح الامیں

فکر او نادار و بے ذوق ستیز
بانگ اسرافیل او بے رستخیز

خویش را آدم اگر خاکی شمرد
نور یزداں در ضمیر او بمرد

چوں کلیمے شد بروں از خویشتن دست او تاریک و چوب اوّرسن
زندگی بے قوت اعجاز نیست
ہر کسے دانندہ ایں راز نیست

دوسرا بند

معانی ...... : آفل: فانی اشیاء' لذتِ تحقیق: تحقیق کا شوق' رعشہ: کمزوری' زجاج: شیشہ' طیلسان: چادر' بے رستخیز: بے جاں۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) دورِ حاضر کا علم فانی اشیاء کے سامنے اپنا سر سجدے میں رکھے ہوئے ہے۔ اس علم نے شک بڑھا دیا اور یقین دل سے چرا کر لے گیا۔

(۲) بے یقین شخص میں تحقیق کا شوق مفقود ہوتا ہے اور اُس میں تخلیقی صلاحیت کی قوت بھی نہیں ہوتی۔

(۳) بے یقین شخص کے دل میں ہمیشہ کپکپی اور خوف طاری رہتا ہے' نیا نقش پیدا کرنا اس کے لئے مشکل ہوتا ہے۔

(۴) (ایسا بے یقین شخص) اپنی شخصیت کی پہچان نہیں رکھتا۔ وہ تکلیف اور غم میں مبتلا ہوتا ہے اور اسی پر اکتفا کرتا ہے۔ اس کی رہنمائی عام لوگوں کا ذوق کرتا ہے اور وہ اس پر راضی ہو جاتا ہے۔ (اُس کے دل میں خود کچھ سوچنے اور تخلیق کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی)۔

(۵) وہ فطرت سے حسن کی بھیک مانگتا ہے حالانکہ تخلیق کار ہونے کی حیثیت سے یہ حسن اُس کے اندر ہونا چاہئے۔ اس کی مثال اس لٹیرے کی ہے جو کسی تہی دامن شخص کا راستہ روک کر اُسے لوٹنے کی کوشش کرے۔

(۶) (تخلیق کے لئے) حسن کو خود سے باہر تلاش کرنا غلطی ہے۔ جو کچھ کہ ہونا چاہئے وہ سب کچھ ہمارے سامنے کہاں ہے۔ (تخلیق کار جس حسن کو خود سے باہر ڈھونڈتا ہے وہ غلطی پر ہے۔ کیونکہ اصل حسن تو اس کے اپنے اندر موجود ہے۔)

(۷) اگر کسی مصور نے خود کو فطرت کے سپرد کر کے وہی نقش بنایا جو فطرت کی تخلیق ہے تو اس میں اس کا کوئی کمال ہے۔ کیونکہ ہمارے اردگرد تمام نظاری فطرت کے تخلیق کردہ ہیں۔ اگر کسی مصور نے فطرت کے ان نظاروں (باغ' دریا' کہار وغیرہ) کی تصاویر بنا دیں تو اس میں اس کا کیا کمال ہے؟ یہ تصاویر تو فطرت نے پہلے ہی بنا رکھی تھیں۔ مصور نے صرف ان کی نقالی کی

۱۔ زبورِ عجم، طبع اول میں یہ شعر کاتب سے سہواً حذف ہو گیا تھا۔ معلوم اس وقت ہوا جب کتاب تمام چھپ چکی، صرف اس شعر کے لئے کتاب کے ساتھ غلط نامہ کا شائع کرنا علامہ مرحوم نے مناسب نہ سمجھا۔ (محمد حسین)

ہے۔ اس لئے نقل کو تخلیق نہیں کہا جا سکتا۔

(۸) اس نے (مصور نے) ایک بار بھی (تصویر میں) اپنی طرف سے کوئی رنگ نہیں بھرا (کوئی تخلیقی عمل نہیں کیا) اُس نے کبھی ہمارے شیشے پر کوئی پتھر نہیں پھینکا۔ کوئی ایسی تخلیق نہیں کی جس سے دلوں میں ہلچل مچ جائے۔

(۹) قدرت اپنی ست رنگی چادر میں لپٹی ہوئی اس کے کاغذ پر لنگڑے پاؤں کے ساتھ کھڑی ہوتی ہے۔ مصور قدرت میں موجود سات رنگوں سے اپنی تصویریں مزین کرتا ہے۔ لیکن اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود وہ فطرت کے اصل رنگوں کو نقش نہیں کر سکتا۔

(۱۰) اس کا پروانہ (شمع پر قربان ہو کر) نہ جلنے والا ہے' اور ایسا اس لئے ہے کہ اس میں عشق کی آگ موجود نہیں ہے۔ اس کے حال

میں مستقبل (سوزِ عشق) کا عکس شامل نہیں ہے کیونکہ خونِ جگر کے بغیر نئی بات تخلیق نہیں ہو سکتی۔

(۱۱) اس کی (نگاہِ بے کیف) سے آسمانوں میں کوئی شگاف نہیں پڑتا۔ کیونکہ اس کے پاس تخلیقی صلاحیتوں کی کمی ہے۔ اس کے سینے میں وہ دل نہیں ہے جو (سوزِ عشق) سے بیباک اور نڈر ہو۔

(۱۲) لیکن وہ تو خاکسار، بے حضور اور شرمسار ہے اسے تو روح الامین (حضرت جبرئیل) کی محبت ہی نصیب نہیں (اس کے اندر القائی اور الہامی) فکر اور سوچ موجود نہیں۔ جس سے وہ اپنے تخلیقی عمل میں رہنمائی حاصل کر سکے۔

(۱۳) اس کی فکر مفلس ہے۔ (اُس میں نئی بات سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے) اور وہ جنگ آزمائی کے ذوق سے بھی بے بہرہ ہے۔ (وہ پرانی روایات چھوڑ کر نئی روایات اپنانے سے گریزاں ہے) اس کے اسرافیل فرشتے کی آواز ہنگامہ آرائی کے بغیر ہے۔ (قیامت کے روز اسرافیل کے صور پھونکنے سے مردے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے) ہمارے مصوروں کے پاس اسرافیل جیسی صلاحیت کہاں کہ وہ اپنی تصویروں میں ایسی جان پیدا کریں جو روح و جسم میں ہلچل پیدا کر دے۔

(۱۴) آدمی نے اگر خود کو خاک کا پتلا ہی جانا تو یوں سمجھو کہ اس کے اندر خدا کا جو نور تھا وہ ختم ہو گیا۔ آدم اگر چہ مٹی کا بنا ہوا ہے لیکن اس میں جو اصل آدم ہے وہ نورِ یزداں کا مجسمہ ہے)۔

(۱۵) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اندر سے کلیم اللہ باہر آ گیا۔ تو موسیٰ تو محض بشر رہ گئے۔ ایسی صورت میں اُن کا ہاتھ تاریک اور عصا محض رسی کی مانند رہ گیا۔ (اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت نبوت کی خاصیت سے خالی ہوتی تو وہ ایک عام بشر ہوتے ایسی صورت میں معجزات دکھانے والا بشر اُن کے اندر نہ ہوتا)۔ یہی حال ہر بشر کا ہے۔ اگر بشر کے اندر نورِ یزداں نکل جائے تو باقی مٹی کی مورت ہی رہ جاتی ہے۔

(۱۶) زندگی معجزہ کی قوت کے بغیر کچھ نہیں اور ہر شخص (نبوت کے معجزات) کے راز جاننے والا نہیں ہے۔ (زندگی تسخیری قوتوں کو عمل میں لانے کا نام ہے)۔

آں ہنر مندے کہ برفطرت فزود | راز خود را برنگاہ ماکشود
گرچہ بحر او ندارد احتیاج | می رسد از جوئے ما اور اخراج
چیں رباید از بساط روزگار | ہر نگار ازدست او گیرد عیار
حور او از حور جنت خوشتر است | منکرلات و مناتش کافر است
آفریند کائنات دیگرے | قلب را بخشد حیات دیگرے
بحر و موج خویش را برخود زند! | پیش ما موجش گہری افگند
زاں فراوانی کہ اندر جان اوست | ہر تہی را پر نمودن شان اوست
فطرت پاکش عیار خوب و زشت | صنعتش آئینہ دار خوب و زشت
عین ابراہیم و عین آزر است | دست او ہم بت شکن ہم بت گر است

ہر بنائے کہنہ را برمی کند
جملہ موجودات را سوہاں زند

تیسرا بند

معانی ...... ہنرمندے: مصور' چیں: شکنیں' فراوانی: کثرت' بنائے کہنہ: پرانی بنیاد۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) وہ ہنرمند (مصور) جس نے فطرت کے حسن میں) اپنی نقاشی سے اضافہ کیا اور اپنے راز ہم پر کھولے ہیں۔ (ہمیں بتایا ہے کہ اُس میں حسن کی خوبیاں پہچاننے کی کتنی صلاحیت موجود ہے۔

(۲) اگر چہ اس کا ہنرمندی کا سمندر (ہماری تعریف و توصیف) کا محتاج نہیں ہے۔ پھر بھی ہماری ندی سے اسے خراج ضرور ملتا ہے (ہم اس کی تعریف پر مجبور ہیں)۔

(۳) یہ زندگی کے فرش یا چادر سے اس کی شکنیں چن لیتا ہے۔ (زندگی کا صحیح عکس اپنے کاغذ پر پیش کرتا ہے)۔ ہر محبوب اس کے ہاتھ سے اپنی قیمت یا معیار پاتا ہے۔ (ایسا مصور فطرت کے حسن میں اضافہ کرتا ہے)۔

(۴) اس کی (بنائی ہوئی) حور کی تصویر جنت کی حور سے زیادہ اچھی اور حسین ہے۔ وہ اپنی تصاویر میں جولات و منات کے بت بناتا ہے۔ ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (مصور جن انسانی اجسام) کی تصاویر کاغذ پر بناتا ہے۔ علماء انہیں لات و منات سمجھتے ہیں۔ کسی مصور کے بنائے ہوئے نقوش خلاف مذہب نہیں۔ کیونکہ مصور کے بنائے ہوئے ارفع نقوش جن سے ناظرین کے قلب و نظر میں روشنی اور وجدان پیدا ہوا' سے برا کہنا کفر ہے۔

(۵) تو ایک نئی کائنات تخلیق کرتا ہے اور دل کو ایک نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ انہی تصاویر میں ایسی دنیا دکھاتا ہے جس کو عام نظر دیکھنے سے محروم ہوتی ہے۔

(۶) وہ اپنے سمندر اور اس کی موج کو خود پر اُچھالتا ہے اور اس طرح اس کی موج ہمارے سامنے (نایاب) موتی بکھیر دیتی ہے۔ (وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر نادرِ روزگار تصاویر بناتا ہے)۔

(۷) (اپنے تخیلات و افکار کی) فراوانی سے ہر خالی کو پر کرنا اس کی شان ہے۔ (جہاں کہیں بھی کسی کے فن تصویر کشی میں کوئی کمی رہ گئی ہو وہ اسے پورا کر دیتا ہے)۔

(۸) اس مصور کی پاک فطرت اچھائی اور برائی کی کسوٹی پر مبنی ہے۔ اس کا فن تصویر کشی اس کے فن کے اچھا یا برا ہونے کا آئینہ دار ہے۔ (اس آئینے میں جو چہرہ خوب ہے' وہ خوب ہے اور جو چہرہ خراب ہے' وہ خراب ہے)۔

(۹) (اس کی مصوری کے فن میں) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بت شکنی کا اظہار بھی ہے اور بت پرستی (آزر کی بت گری) کا بھی منظر ہے۔ (وہ اپنے قلم سے پرانے خیالات کے بتوں کو توڑتا بھی ہے اور نئے خیالات کے بت تراشتا بھی ہے۔ اس طرح اس کے ہاتھ بت شکن بھی ہیں اور بت گر بھی۔

(۱۰) وہ ہر پرانی بنیاد اکھاڑ کر باہر پھینک دیتا ہے اور سب موجود اشیاء پر ریتی پھیرتا ہے۔ (پرانی روایات چھوڑ کر نئی انداز سے تصویریں بناتا ہے) اور دورِ غلامی کے نشانات اپنے جدید خیالات کی ریتی سے مٹا دیتا ہے۔

در غلامی تن زجاں گردد تہی — از تن بے جاں چہ امید بہی

ذوق ایجاد و نمود از دل رود — آدمی از خویشتن غافل رود

در غلامی عشق جز گفتار نیست | کار ماگفتار مارا یار نیست
کاروان شوق بے ذوق رحیل | بے یقین و بے سبیل و بے دلیل

پہلا بند

معانی ...... فراق: فرق' تفریق' انگبیں: شہد' کاروانِ شوق: عشق کا یہ قافلہ' رحل: کوچ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) (عہدِ غلامی) میں عشق اور مذہب میں خاصا فرق ہوتا ہے۔ اور زندگی کا شہد بے مزہ ہوتا ہے۔ (زندگی بے لطف ہوتی ہے)۔

(۲) توحید کو دل میں بساتا ہے۔ عاشقی کیا ہے؟ عاشقی کا مطلب توحید کو دل میں بسانا ہے اور پھر خود کو ہر مشکل سے دوچار کرنا ہے۔

(۳) غلامی میں تو عشق سوائے مال کے کچھ نہیں ہوتا۔ اور ہمارا عمل اور ہمارا حال ہمارے قاتل کے موافق ہوتا ہے۔

(۴) قافلہ شوق ذوق کے کوچ کے بغیر نہیں ہوتا کیونکہ وہ بے یقین' بے راہ اور بے دلیل ہوتا ہے۔

دین و دانش را غلام ارزاں دہد | تابدن را زندہ دارد جاں دہد
گرچہ برلب ہائے اونام خد است | قبلہ او طاقت فرمانرو است
طاقتے ناشں دروغ بافروغ | ازبطون او نزاید جز دروغ
ایں صنم تا سجدہ اش کردی خد است | چوں یکے اندر قیام آئی فناست
آں خدا نانے دہد جانے دہد | ایں خدا جانے برد نانے دہد
آں خدا یکتاست صد پارہ ایست | آں ہمہ را چارہ ایں بیچارہ ایست
آں خدا درمان آزار فراق | ایں خدا اندر کلام اونفاق
بندہ را با خویشتن خوگر کند | چشم و گوش و ہوش را کافر کند
چوں بجان عہد خود راکب شود | جاں بہ تن لیکن زتن غائب شود
زندہ و بے جان چہ راز است ایں نگر | باتو گویم معنی رنگیں نگر
مردن و ہم زیستن اے نکتہ رس | ایں ہمہ از اعتبارات است وبس
ماہیاں را کوہ و صحرا بے وجود | بہر مرغاں قعر دریا بے وجود
مرد کر سوز نوا را مردہ ! | لذت صوت و صدا را مردہ
پیش چنگے مست و مسرو است کور | پیش رنگے زندہ در گور است کور
روح باحق زندہ و پایندہ ایست | ورنہ ایں را مردہ آں را زندہ ایست
آنکہ حی لا یموت آمد حق است | زیستن باحق حیات مطلق است
ہر کہ بے حق زیست جز مردار نیست | گرچہ کس در ماتم اوزار نیست
از نگاہش دیدنی ہادر حجاب | قلب ادبے ذوق و شوق انقلاب

سوز مشتاقی بکر دارش کجا
نور آفاقی بگفتارش کجا!

مذہب او تنگ چوں آفاق او
از عشا تاریک تر اشراق او

زندگی بادِ گراں بردوش او
مرگ او پروردہ آغوش او

عشق را از صحبتش آزار ہا
از دمش افسردہ گردد نارہا

نزد آں کرے کہ از گل برنخاست
مہر و ماہ و گنبد گرداں کجاست

دوسرا بند

معانی ...... : ارزاں: سستے بھاؤ' دام' دروغِ بافروغ: ترقی پذیر جھوٹ' صد پارہ: سوٹکڑے' راکب: سوار' ماہیاں: مچھلیاں' حجاب: پردہ۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) دین اور دانش کو غلام سستے داموں فروخت کر دیتے ہیں۔ اپنے بدن کو زندہ رکھنے کے لئے اپنی جان بھی دے دیتا ہے۔

(۲) اگرچہ اس کے ہونٹوں پر خدا کا نام ہوتا ہے لیکن اس کا اصل کعبہ تو اس کے آقاؤں اور حکمرانوں کی طاقت ہوتا ہے۔ (وہ اپنے حکمرانوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے۔)

(۳) (فرمانروا کی طاقت) ایک ایسی طاقت ہے جو روشن یا ترقی پذیر جھوٹ ہوتا ہے۔ اس کے بطن سے سوائے جھوٹ کے اور کچھ پیدا نہیں ہوتا۔

(۴) (ترے حاکموں کے اقتدار کا یہ بت) اُس وقت تک تیرا خدا ہے جب تک تو اسے سجدہ کرتا رہے گا۔ اگر ایک دفعہ بھی اس کے مقابلے میں (ثابت قدمی) سے کھڑا ہو جائے تو یہ بت پاش پاش ہو جائے گا۔

(۵) ایک خدا تو وہ ہے جو ہمیں رزق اور زندگی عطا کرتا ہے۔ (یہ وہ خدا ہے جو وجودِ مطلق ہے) اور یہ خدا (حاکموں کی طاقت کا خدا) روٹی کے بدلے زندگی لے جاتا ہے۔

(۶) وہ خدا تو واحد ہے (اس کا کوئی شریک اور ثانی نہیں) اور یہ دنیا کے حاکم کی حکومت اور طاقت کا خدا سو ٹکڑوں میں تقسیم ہے۔

(۷) وہ خدا فراق کے رنج کا علاج ہے۔ یہ خدا وہ ہے جس کے کلام میں انتشار ہے۔ (یہ لوگوں میں تفریق پیدا کرتا ہے) اور وہ خدا دلوں کو جوڑتا ہے۔ چارہ گر ہے۔

(۸) (یہ جھوٹا اور منافق) خدا بندے کو خود سے مانوس کر لیتا ہے۔ (اسے غلامی کا عادی بنا دیتا ہے۔ اور اس کی آنکھوں' کانوں اور عقل کو کافر کر دیتا ہے۔ (بندہ آنکھیں بند کر کے اپنے جھوٹے خدا کی پیروی شروع کر دیتا ہے)۔

(۹) جب یہ جھوٹا خدا اپنے بندے کی جان پر سوار ہو جاتا ہے تو جان (بندے کے تن) میں ہونیکے باوجود تن سے غائب ہو جاتی ہے۔

(۱۰) بندہ زندہ ہو اور بے جان بھی! آخر یہ راز ہے کیا؟ (اس بارے میں) میں تجھ سے ایک انتہائی دلچسپ و رنگین نکتہ بیان کرتا ہوں۔ اس پر غور کر

(۱۱) اے باریک بات کی تہہ تک پہنچنے والے! مر جانا اور زندہ بھی رہنا یہ سب کچھ اعتبارات میں سے ہے۔ (اعتباری وہ شئے ہے جو دو رُخی ہو۔ ایک شخص کے نزدیک اس کا ایک رُخ اور دوسرے کے نزدیک اس کا دوسرا رخ ٹھیک ہو سکتا ہے)۔ آزاد

لوگوں کے نزدیک غلام زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہے اور غلاموں کے نزدیک وہ مردہ نہیں زندہ ہے۔

(۱۲) مچھلیوں کے لئے پہاڑ اور صحرا کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ پرندوں کے لئے دریا یا اس کی گہرائی کوئی وجود نہیں رکھتی۔

(۱۳) بہرہ آدمی نوا یا نغمہ کے سوز کے لحاظ سے مردہ ہے (سن نہیں سکتا)۔ وہ آواز اور صدا کے کیف و سرور کے اعتبار سے مردہ ہے۔

(۱۴) رباب کے سامنے (اس کے نغمات اور دھنیں سن کر) اندھا مست اور خوش ہے لیکن رنگوں کے دیکھنے کے لئے لحاظ سے اندھا زندہ درگور ہے۔

(۱۵) (آدمی) کی روح حق (خدا) کے ساتھ زندہ اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ ورنہ خدا کے لئے تو یہ مردہ ہے۔ البتہ جھوٹے خداؤں کے لئے یہ زندہ ہے۔

(۱۶) وہ ایسا زندہ ہے کہ اس کو موت نہیں۔ وہ حق ہے اور حق کے ساتھ جینا ہی مطلق حیات ہے جسے موت نہیں۔

(۱۷) جو شخص کہ حق (خدا) کے بغیر زندہ رہا۔ وہ سوائے مردار کے کچھ نہیں اگرچہ اُس کے لئے کوئی گریہ زاری نہیں کر رہا۔

(۱۸) اس کی نگاہ میں دیکھنے کے لائق چیزیں پردہ میں رہتی ہیں۔ یعنی وہ زندگی اور کائنات کے اسرار و رموز سے بے خبر ہوتا ہے۔ اس کا دل انقلابی خیالات سے خالی ہوتا ہے۔ اور غلامی پر صابر و شاکر رہتا ہے۔

(۱۹) اسکے کردار میں سوزِ مشتاقی مفقود ہوتا ہے۔ اُسکی گفتار میں آفاقی نور نہیں ہوتا۔ (اسکے گفتار اور عمل میں کوئی ربط نہیں ہوتا)۔

(۲۰) (اس کے افکار و خیالات کی) مانند کا مذہب بھی تنگ نظری کا شکار ہوتا ہے۔ اس کی عشا (رات) سے اس کے اشراق (صبح) زیادہ تاریک ہوتی ہے۔

(۲۱) اس کے کندھوں پر اس کی زندگی بوجھ کی طرح ہے۔ اس کی موت اُس کی گود میں پروان چڑھی ہے۔ (زندگی عذاب سمجھتے ہوئے وہ اس سے نجات چاہتا ہے)۔

(۲۲) اس (غلام کی صحبت سے عشق بھی کئی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسکے دم سے (زندگی) کی آگ کی تپش ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔

(۲۳) اس کیڑے کے نزدیک جو کبھی کیچڑ سے باہر نہیں نکلا۔ سورج، چاند اور محوِ گردش آسمان بے وجود ہیں۔ جس طرح کیڑا کیچڑ کی دنیا کے سوا باہر کی خبر نہیں رکھتا۔ اسی طرح جھوٹے خداؤں کا غلام آزادی کی دنیا اور سچے خدا کی حقیقت سے بے خبر ہوتا ہے۔

از غلامے ذوق دیدارے مجوے	از غلام جان بیدارے مجوے
دیدہ او محنت دیدن نبرد	در جہاں خورد وگراں خوابید و مرد
حکمراں بکشایدش بندے اگر	می نہد برجان او بندے دگر
سازد آئینے گرہ اندر گرہ	گویدش می پوش ازیں آئیں زرہ
ریز پیز قہر و کیں بنمایدش	بیم مرگ ناگہاں افزایدش
تا غلام از خویش گردد ناامید	آرزو از سینہ گردد ناپدید
گاہ اورا خلعت زیبا دہد	ہم زمام کار در دستش نہد
مہرہ را شاطر زکف بیروں جہاند	بیذق خود را بفر زینی رساند
نعمت امروز راشیداش کرد	تا بمعنی منکر فرداش کرد
تن ستبراز مستی مہر ملوک	جان پاک از لاغری مانند دوک

گردد ار زار و زبوں یک جان پاک / بہ کہ گردد قریہ تن ہا ہلاک
بند بر پا نیست برجان و دل است / مشکل اندر مشکل اندر مشکل است

تیسرا بند

معانی ...... ذوق دیدار: دیدار کا شوق' قہروکیں: غضب اور کینہ' خلقتِ زیبا: خوبصورت لباس' مہرِ ملوک: بادشاہ کی مہربانی۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) کسی غلام کے دل میں دیدار کا شوق تلاش کرنے کی کوشش نہ کر۔ اور کسی غلام میں اس کی روح کے زندہ ہونے کی رمق تلاش نہ کر۔ (اس میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی)۔

(۲) اس (غلام) کی آنکھوں نے حق کو دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی اور اس کے لئے محنت بھی نہیں کی۔ اس نے تو جہان میں زندہ رہ کر صرف کھانے پینے' غفلت کی نیند سونے کی طرف توجہ دی اور پھر مر گیا۔

(۳) حکمران اگر اس کا ایک بند کھولتا ہے تو اس کی جان پر ایک اور بند ڈال دیتا ہے۔ (حکمرانوں کے پاس غلاموں کو قابو میں رکھنے کے لئے کئی طرح کے ہتھکنڈے ہوتے ہیں)۔

(۴) حکمران غلاموں کے لئے جو دستور بناتا ہے۔ وہ انتہائی پیچیدہ ہوتا ہے۔ اور غلام اسے اپنے فائدے میں سمجھ کر اسے قبول کر لیتا ہے۔ (حکمران اسے یہ مکروفریب بھرا دستور دے کر) یہ کہتا ہے کہ اسے اپنی زندگی کا لباس بنا لے کیونکہ یہ تجھے زرہ کی طرح ہر آفت سے بچائے گا۔

(۵) (حکمران طبقہ غلام کو) قہر اور کینے کے ذریعے اپنے زیرِ تسلط رکھتا ہے۔ وہ اسے اچانک کسی افتاد یا آنے والی موت کا خوف دلاتا رہتا ہے۔ (اور غلام خوف کے مارے حکمران کے دستور کو گلے لگائے رکھتا ہے)۔

(۶) (حکمران اس لئے ایسا کرتا ہے) تاکہ غلام اپنے آپ سے نااُمید ہو جائے۔ (اور ہمیشہ حکمران کے حکم کی پیروی کرتا رہے) اور اُس کے سینے سے آزادی کی تمنا ختم ہو جائے۔

(۷) حاکم اسے کبھی امیرانہ لباس عطا کرتا ہے۔ (کبھی خطابات سے نوازتا ہے) اور اُسے کاروبارِ مملکت میں بھی شریک کر لیتا ہے۔

(۸) حاکمِ وقت ایک ماہر شطرنج باز کی طرح اپنی ہتھیلی سے میرے (غلام) کو اس چابکدستی سے چلایا۔ کہ اُس نے اپنی بیدق گوٹ کو فرزین گوٹ تک پہنچا دیا۔ (پیادہ سے وزیر کو مروا دیا) اپنی چالوں سے کئی لوگوں کی شان و شوکت خاک میں ملا دی۔

(۹) اُس (آقا) کے غلام کو آج کی نعمتوں کا فریفتہ کر دیا۔ یہاں تک کہ اسے بھی معنی کے لحاظ سے آنے والی کل کا انکار کرنے والا بنا دیا۔ (مستقبل سے غافل کر دیا)۔

(۱۰) بادشاہوں کی مہربانیوں کی مستی میں اُس (غلام) کا جسم موٹا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی پاک جان چرخے کے تکلے کی طرح نازک اور کمزور ہوتی ہے۔

(۱۱) اگر ایک پاک جان خستہ و عاجز ہو جائے۔ اس سے بہتر ہے کہ جسموں کا پورا گاؤں تباہ کر دیا جائے۔ (لیکن ایک پاک جان ہلاک نہ ہو)۔

(۱۲) (حاکم کی) زنجیریں غلام کے پاؤں میں نہیں ہوتیں۔ بلکہ اس کی جان اور دل پر ہوتی ہیں۔ اسی لئے غلاموں کی زندگی مشکل در مشکل ہوتی ہے۔

در فن تعمیر مردان آزاد

آزاد مردوں کے فنِ تعمیر کے بارے میں

یک زماں بارفتگان صحبت گزیں
صنعت آزاد مرداں ہم بہ بیں

خیز و کار ایبک و سوری نگر
وانما چشمے اگر داری جگر

خویش را از خود بروں آوردہ اند
ایں چنیں خود را تماشا کردہ اند

سنگہا با سنگہا پیوستہ اند
روزگارے را بآنے بستہ اند

دیدن او پختہ ترسازد ترا
در جہان دیگر اندازد ترا

نقش سوے نقشگری آورد
از ضمیر او خبری آورد

ہمت مردانہ و طبع بلند
در دل سنگ ایں دو لعل ارجمند

سجدہ گاہ کیست ایں از من مپرس
بے خبر! روداد جاں از تن مپرس

وائے من از خویشتن اندر حجاب
از فرات زندگی ناخوردہ آب

وائے من از بیخ و بن برکندہ
از مقام خویش دور افگندہ

محکمی ہا از یقین محکم است
وائے من شاخ یقینم بے نم است

درمن آں نیروے الا اللہ نیست
سجدہ ام شایان ایں درگاہ نیست

پہلا بند

معانی ...... : بارفتگان: گزرے ہوئے' نقش گر: نقش ونگار بنانے والا' لعل ارجمند: مبارک ہیرے' رودادِ جہاں: دنیا کی کہانی' نیروئے: بہادری' طاقت۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) ایک لحہ عہدِ ماضی کے لوگوں کے درمیان گزار کر اپنے اسلاف کی زندگی اور کارناموں پر غور کر اور ان آزاد مردوں کی کاریگری کو دیکھ۔

(۲) اٹھ اور قطب الدین ایبک اور شیر شاہ سوری (شاہانِ ہند) کے کارناموں پر نظر کر' اگر تو حوصلہ رکھتا ہے (اگر تجھ میں ان کی تعمیر کردہ عمارتوں کے فن کو پرکھنے کی صلاحیت ہے)۔

(۳) انہوں نے (اِن عمارات کی تعمیر میں) خود کو اجاگر (نمایاں) کیا ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنا آپ تماشا کیا۔

(۴) انہوں نے پتھروں کو پتھروں کے ساتھ پیوست کیا ہے یعنی ملا دیا ہے۔ انہوں نے زمانے کو ایک آن (لحہ) میں بند کر دیا ہے یعنی ایسی عمارتیں تعمیر کی ہیں کہ ان پر زمانے کے گزرنے کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

(۵) ان عمارتوں کا دیکھنا تجھے زیادہ پائیدار بناتا ہے (اور) تمہیں ایک اور ہی جہان میں لا پھینکتا ہے۔ (ان عمارتوں کی مضبوطی سے تجھے ان کے معماروں کی مضبوطی کا خیال آتا ہے اور اس طرح تجھے خود اپنے اندر بھی مضبوطی پیدا کرنے کا خیال آتا ہے)۔

(۶) نقش تجھ کو نقش گر کی طرف لے جاتا ہے' (اور) اس نقش گر کے ضمیر کی خبر دیتا ہے۔

(۷) مردانہ ہمت اور بلند سرشت یا فطرت' پتھر کے دل کے یہ دو مبارک ہیرے ہیں (آدمی کی شخصیت کے یہ دو جوہر ہیں اور ان پتھروں میں جو مسجدوں اور دوسری عمارات کی تعمیر میں لگائے گئے ہیں۔ ان کے بنانے والوں کی شخصیتوں کے یہ جوہر (واضح اور نمایاں ہیں)۔

(۸) یہ یعنی آدمی کی روح کس کی سجدہ گاہ ہے مجھ سے مت پوچھ (اس کو تو فرشتوں نے سجدہ کیا تھا۔ آدمی تو مسجود ملائک ہے)۔ اے بے خبر! جان کی کہانی بدن سے نہ پوچھ (تن کو من کی کیا خبر ہے کہ وہ کیا ہے)۔

(۹) مجھ پر افسوس ہے کہ میں خود اپنے آپ سے پردہ میں ہوں (میں اپنی صلاحیتوں سے بے کبر ہوں) مجھے اپنی معرفت نہیں۔ میں اپنی خودی سے ناآشنا ہوں۔ میں نے تو اپنی زندگی کے دریائے فرات سے پانی ہی نہیں پیا۔ یعنی مجھے حقیقت حیات کا کچھ علم نہیں۔

(۱۰) افسوس ہے مجھ پر جس نے خود کو بنیاد اور جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہوا ہے۔ جو اپنے مقام سے دور گر پڑا ہے۔ (جس کو اپنی اصلیت کا کچھ پتہ نہیں)۔

(۱۱) مضبوطیاں تو مضبوط یقین سے پیدا ہوتی ہیں۔ مجھے اپنے آپ پر افسوس ہے کہ میرے یقین کی شاخ بے نم ہے۔ (سوکھی ہوئی ہے)۔ (سوکھی ہوئی ہے یعنی میں بے یقینی کا شکار ہوں)۔

(۱۲) میرے اندر وہ طاقت اور بہادری نہیں ہے جو (میرے اسلاف میں) کلمہ طیبہ کی وجہ سے تھی (جو یقین رکھتے تھے اس بات کا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں نے تو اللہ کے سوا زر' زمین' زن اور اس سے متعلقہ کئی بت بنا رکھے ہیں جن کو شب و روز سجدہ کرتا ہوں)۔ (اس لئے) میرا سجدہ اس درگاہ یعنی بارگاہ خدا کی درگاہ کی شان کے قابل نہیں ہے۔

یک نظر آں گوھر نابے نگر	تاج را در زیرِ مہتابے نگر
مرمرش ز آبِ رواں گردندہ تر	یک دم آنجا از ابد پائندہ تر
عشقِ مرداں سرِّ خود را گفتہ است	سنگ را بانوکِ مژگاں سفتہ است
عشقِ مرداں پاک و رنگیں چوں بہشت	می کشاید نغمہ ہا از سنگ و خشت
عشقِ مرداں نقدِ خوباں را عیار	حُسن را ھم پردہ در ھم پردہ دار
ہمتِ او آنسوے گردوں گذشت	از جہانِ چند و چوں بیروں گذشت
زانکہ در گفتن نیاید آنچہ دید	از ضمیرِ خود نقابے برکشید

دوسرا بند

معانی ...... : گوہر: کسی شے کی اصل' جوہر' خوبی' موتی۔ ابد: جس کا انجام نہ ہو' ہمیشہ ہمیشہ۔ پائندہ: قائم' سلامت' مضبوط۔ سرّ: راز' بھید۔ مژگاں: پلکیں۔ خشت: اینٹ۔ عیار: تولنا' پرکھنا' کسوٹی لگانا' چالاک' تیز۔ گفتن: کہنا۔

ترجمہ و تشریح ...... : (۱) ایک نظر اس خالص موتی کو دیکھ' تاج محل (آگرہ) کو چاند کی چاندنی میں دیکھ۔ (اسے شہنشاہ ہند شاہجہان نے بنوایا ہے)۔

(۲) اس کے سفید پتھر بہتے ہوئے پانی سے زیادہ رواں ہیں یعنی شفاف ہیں' وہاں کا ایک دم ابد سے بھی زیادہ پائندہ ہے۔ یعنی اس کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ ایک وقت میں بنائی جانے والی عمارت کو کس طرح ہمہ وقت کے لئے مضبوط اور پائندہ بنایا جا سکتا ہے۔

(۳) مردوں کے عشق نے اپنے رازوں کو خود فاش کیا ہے۔ (اور) پتھروں کو اپنی پلکوں کی نوک سے پرویا ہے۔ یعنی انہیں جب عشق کی طاقت کا علم ہوا تو انہوں نے اس عشق کی بدولت فن تعمیر کے زندہ و پائندہ شاہکار پیدا کئے۔

(۴) مردوں کا عشق بہشت کی طرح پاک اور رنگین ہے۔ وہ پتھروں اور اینٹوں سے نغمے پیدا کرتا ہے۔ (ان کی عمارتوں میں ان کے عشق کی داستان چھپی ہوئی ہے' کیونکہ خون جگر دیئے بغیر تاج محل یا مسجد قرطبہ یا الحمرا کی عمارتیں تعمیر نہیں کی جا سکتیں۔ یہ عمارتیں بہ زبان جو اپنے تعمیر کنندوں کے عشق کی اور ان کے خون جگر کی داستانیں بیان کر رہی ہیں)۔

(۵) مردوں کا عشق حسینوں کی نقدی کی کسوٹی ہے' وہ حسن کا پردہ پھاڑنے والا اور حسن کا پردہ رکھنے والا (عشق صحیح معنوں میں حسن کا محافظ بھی ہے اور حسن کی صلاحیتیں اُجاگر کرنے والا بھی ہے)۔

(۶) ایسے عشق کی ہمت آسمانوں سے اس طرف گزر گئی۔ وہ اسباب کے جہان سے باہر نکل گئی' مردوں کا عشق اتنا باہمت ہوتا ہے کہ وہ زمان و مکان کو عبور کر کے محیر العقول کارنامے دکھاتا ہے اور یہ کارنامے زمانے کے ہاتھوں سے مٹ نہیں سکتے۔

(۷) جو کچھ عشق نے دیکھا ہے چونکہ وہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ اس لئے عشق نے اپنے ضمیر سے خود نقاب اٹھا دی یعنی اس نے ایسا عمل کیا جس سے پتہ چل گیا کہ اس کی صلاحیت اور قوت کیا ہے۔ فن کے لافانی شاہکار ایسے ہی عشق کی داستانوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

از محبت جذبہ ہا گرد و بلند ارج می گیرد ازو نا ارجمند
بے محبت زندگی ماتم ہمہ کاروبارش زشت و نامحکم ہمہ
عشق صیقل می زند فرہنگ را جوہرِ آئینہ بخشد سنگ را
اہلِ دل را سینۂ سینا دہد باہنر منداں یدِ بیضا دہد
پیشِ او ہر ممکن و موجود مات جملہ عالم تلخ و او شاخِ نبات
گرمیِ افکارِ ما از نارِ اوست آفریدن' جاں دمیدن کارِ اوست
عشق مور و مرغ و آدم را بس است عشق تنہا ہر دو عالم را بس است'
دلبری بے قاہری جادوگری است دلبری با قاہری پیغمبری است
ہر دو را درکار ہا آمیخت عشق! عالمے در عالمے انگیخت عشق!

تیسرا بند

معانی ...... ارج: قدر' مرتبہ' قیمت' حد۔ ارجمند: صاحب عزت' نیک بخت' صاحب رتبہ۔ زشت: برا' بدشکل۔ محکم: مضبوط' پختہ۔ صیقل: صاف کرنا' چمکانا' زنگ دور کرنا۔ فرہنگ: کتاب کا خلاصہ' عقل' ادب۔ وادی سینا/ ایمن: وہ وادی یا جنگل جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی ربانی ہوئی تھی۔ ید بیضا: روشن ہاتھ' سفید ہاتھ' کرامت' یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوا تھا۔ آفریدن: پیدا کرنا۔ دمیدن: اُگنا' جوش مارنا۔ شاخ نبات: کوزہ مصری کی تیلی ڈلی۔ قاہر: قہر کرنے والا' غالب' زبردست۔ دلبر: معشوق۔ آمیختن: ملنا' ملانا۔ انگیختن: ابھارنا۔

ترجمہ و تشریح ...... (۱) محبت سے جذبے بلند ہوتے ہیں۔ بے قیمت چیزیں اس سے قیمت اور بے قدرومنزلت اشیاء اس سے قدرومنزلت والی بنتی ہیں۔

(۲) محبت کے بغیر زندگی ساری ماتم ہے۔ اس کا کاروبار بدنما اور ناپائیدار ہے۔

(۳) عشق آدمی کے ارادے اور عقل کو سان پر لگاتا ہے یعنی ان میں آب و تاب پیدا کرتا ہے۔ عشق پتھر کو آئینہ میں تبدیل کر دیتا ہے۔ یعنی عقل کو جلا بخشتا ہے۔

(۴) عشق اہل دل کو وادی سینا کا سا سینہ عطا کرتا ہے یعنی ایسا سینہ عطا کرتا ہے جس میں تجلیات خدا کا ظہور ہوتا ہے۔ عشق ہنرمندوں کو ید بیضا بخشتا ہے۔ (حضرت موسیٰ جب آستین سے ہاتھ نکالتے تھے تو وہ سورج کی طرح چمکنے لگتا تھا) عشق کی وجہ سے اہل ہنر ایسے کارنامے دکھاتے ہیں جو معجزاتی جوہر رکھتے ہیں۔

(۵) عشق کے سامنے ہر ممکن اور ہر موجود یعنی کائنات اور اسکی ہر شئے مات ہے۔ سارا جہان اگر تلخ ہے تو عشق مصری کی ڈلی ہے یعنی اگر عشق نہ ہوتا تو ساری کائنات بے مزہ ہوتی' جہان میں جتنی بھی دلکشی' دلفریبی اور دل لگی ہے یہ ساری عشق ہی کی وجہ سے ہے۔

(۶) ہمارے افکار میں گرمی اس کی آگ کی وجہ سے ہے۔ پیدا کرنا یا جان کو ظاہر کرنا اس کا کام ہے۔ (پیدا کر کے جان میں تخلیقی قوت پیدا کرنا یہ عشق ہی کا کام ہے)۔

(۷) عشق ہر مخلوق کے لئے کافی ہے چیونٹی' پرندہ' آدم کوئی ہو عشق اسکے وجود کیلئے ضروری ہے۔ عشق اکیلا ہر دو جہان کیلئے کافی ہے۔ یعنی دونوں جہانوں کے مقاصد صرف عشق کی بدولت بروئے کار آتے ہیں۔ (عشق نہ ہو تو ہر شئے تصوراتی ہو کر رہ جائے۔

(۸) دلبری قاہری کے بغیر جادوگری ہے۔ دلبری' قاہری کے ساتھ پیغمبری ہے یعنی صرف حسن ہو لیکن اس میں اپنی حفاظت کے لئے قوت نہ ہو تو وہ حسن دلفریبی کے لئے تو کافی ہوسکتا ہے لیکن صحیح معنوں میں حسن نہیں ہوسکتا۔ صحیح معنوں میں حسن وہ ہے جس میں اس کے جمال کے ساتھ اس کا جلال بھی ہو۔ حسن میں اگر قوت غلبہ بھی موجود ہو یعنی اس میں جمال و جلال دونوں موجود ہوں تو اس میں پیغمبری شان پیدا ہو جاتی ہے (ایک پیغام بر اگر پیغام رکھتا ہو لیکن اس پیغام کو عمل میں لانے کی قوت نہ رکھتا ہو تو کون اسے سنے گا کون مانے گا پیغمبری کے لئے پیغام کے ساتھ غلبہ کی قوت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جمال کے ساتھ جلال بھی ہو۔

(۹) عشق نے دونوں کو یعنی دلبری اور قاہری کو کاموں میں ملا رکھا ہے۔ (اور اس طرح ملا کر یا ان کی آمیزش کر کے ان کو کاموں میں مصروف کر رکھا ہے کیونکہ ان میں سے تنہا کوئی بھی مثبت نتائج برآمد نہیں کرسکتا مثال کے طور پر قرآن ہے لیکن تلوار نہیں ہے تو قرآن کا نفاذ ناممکن ہے اگر تلوار ہے اور قرآن نہیں ہے تو تلوار صحیح مقاصد کے لئے یا نفاذ قرآن کے لئے نہیں اور کاموں کے لئے اٹھائی جائے گی دونوں صورتوں میں دنیا افراتفری' بے یقینی اور بے اطمینانی کا شکار ہو جائے گی۔ عشق نے ایک عالم کے اندر ایک اور عالم برپا کر رکھا ہے یعنی جمال میں جلال اور جلال میں جمال کی کیفیات پیدا کر رکھی ہیں۔ ان دونوں کے امتزاج سے ہی صحیح دنیا وجود میں رہ سکتی ہے۔ ان دونوں کے ہونے سے ہی نئے نئے جہانوں کی جا ہے وہ علوم و فنون کے جہان کیوں نہ ہوں صحیح تعمیر ہوسکتی ہے۔

کلیات اقبال

(فارسی)

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

فرہنگ و ترجمہ

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

مکتبہ دانیال لاہور

email:maktabahdaneyal@hotmail.com

Tel : 042 - 7660736 Mobile : 0333 - 4276640

نام کتاب .... کلیات اقبال

تالیف .... علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

مترجم .... پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

طابع .... محمد ابوبکر صدیق

ناشر .... مکتبہ دانیال

کمپیوٹر کمپوزنگ ...... کامران ہاشمی

تعداد 500

قیمت ....

پیپر بیک .... -/450

ندیم یونس پرنٹرز

مکتبہ دانیال لاہور

email:maktabahdaneyal@hotmail.com

جاوید نامہ

فارسی

(فرہنگ، ترجمہ و تشریح)

اقبال

تعارف

''پیامِ مشرق'' میں گوئٹے کے ''مغربی دیوان'' اور ''زبورِ عجم'' میں شیخ سعد الدین محمود شبستری کی مثنوی۔

''گلشنِ راز'' کا کامیاب جواب لکھنے کے بعد حضرت علامہ اقبال نے اٹلی کے مشہور شاعر دانتے کا جواب لکھنا شروع کیا جس نے اسلام کے عقیدہ معراج اور نظریہ جنت ودوزخ کا مطالعہ کر کے ایک طویل نظم ''ڈیوائن کامیڈی'' کے نام سے لکھی تھی علامہ نے 1929ء میں اس کا جواب لکھنا شروع کیا، جو تین سال کی محنت شاقہ کے بعد 1932ء میں جاوید نامہ کے نام سے شائع ہوا۔ مولانا عبدالسلام ندوی رقمطراز ہیں کہ ''اسرار وحقائق معراج محمدیہ پر ایک کتاب لکھنے کا خیال ڈاکٹر صاحب کو ایک مدت سے تھا اور وہ ''گلشن راز جاوید'' کی طرح علوم وحاضرہ کی روشنی میں معراج کی شرح لکھ کر ایک قسم کا معراج نامہ جدید لکھنا چاہتے تھے''۔

جاوید نامہ اصل میں ''معراج نامہ'' جس میں علامہ اقبال تخیل کے پر لگا کر سیر کرتے ہیں اس ''معراج'' کے دوران ان کی ملاقاتیں کئی مسلمان اور غیر مسلم مشاہیر سے ہوتی ہیں۔ مسلم مشاہیر کے ساتھ ساتھ غیر مسلم مشاہیر کا ذکر کرنا علامہ کی وسیع المشربی اور وسعت قلبی کی دلالت کرتا ہے۔ اس میں علم عقل اور عشق کا موازنہ پیش کیا گیا ہے۔ ہندوستان کی آزادی کے لئے لڑنے والوں کا بھی ذکر ہے اور کشمیر جنت نظر کی زبوں حالی اور کس پرسی کا بیان بھی ہے یہ علامہ کی نہایت اہم فارسی تصنیف ہے۔

علامہ اقبال اس کتاب کا دیباچہ خود لکھنا چاہتے تھے لیکن بوجوہ کام تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ اس کتاب کے آخر میں ''خطاب بہ جاوید'' چودھری محمد حسین کے مطابق اس تصنیف کا نام بھی کسی حد تک اسی خطاب کا مرہون منت ہے۔ ''جاوید نامہ'' حسن تخیل حسن تربیت اور حسن بیان میں علامہ اقبال کی بلند ترین تصنیف قرار دی جاسکتی ہے۔

یوں تو حضرت علامہ کی جملہ تصانیف، نقوش دوام کا حکم رکھتی ہیں مگر جاوید نامہ فارسی کے علاوہ ان کی اردو اور انگریزی مصنفات میں بھی ممتاز تھے۔ یہ وہ تصنیف ہے جس کی تکمیل پر مصنف نے اپنے دل ودماغ کے نچڑ جانے کا ذکر کیا۔ اس افلاکی ڈرامائی نظم کو لکھنے سے قبل مفکر شاعر نے اس نہج پر لکھی جانے والی تمام دستیاب کتابوں کا مطالعہ کیا۔ انہوں نے بالخصوص احادیث معراج کا عمیق نظر سے مطالعہ کیا کیونکہ اس کتاب کا ایک حصہ حقائق معراج کا نیا صبغہ اور رنگ دینے کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ حضرت علامہ کا یہ خواب بیداری، یا تخیلی سفر نامہ فارسی کی نادر اور منفرد کتاب ہے۔ حکیم سنائی غزنوی (۵۳۵ھ) کی مثنوی، سیر العباد الی المعاد، دراصل سیر روح کا ایک عارفانہ تمثیل نامہ ہے اور اسے جاوید نامہ کی ایک پیشرو کتاب ماننا محض نام کی رعایت کرنے کے مترادف ہوگا۔ زرتشتی عارف ارداویران کا سفر ارداویران نامہ بھی عہد اسلامی کی ایک تصنیف ہے اور عربی کتابیں جیسے رسالۃ التوابع والزوابع یا رسالۃ الغفرانی اور تصانیف ابن عربی وغیر ہم بزبان نثر ملتی ہیں۔ اطالوی شاعر دانتے النجیری کی ''ڈیوائن کامیڈی'' کے بعد جاوید نامہ پہلا شعری آسمانی نظم نامہ ہے جسے ایک مسلمان مفکر شاعر نے لکھا ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں حقائق ومعارف کا جو بحر مواج ملتا ہے، اسی کے پیش نظر اقبالؒ آرزومند تھے کہ یہ کتاب دوسری زبانوں میں ترجمہ ہو اور مصور بھی شائع ہو۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتاب بزبان شاعر متعارف کروائی جائے، خوش قسمتی سے ہمیں اس کتاب کے بارے میں حضرت علامہ کی زبان فیض ترجمان کے بعض تعارفیے دستیاب ہیں جو بڑے دلچسپ اور گرہ کشا ہیں۔

۱۹۳۱ء کے آخری مہینوں میں اقبال دوسری گول میز کانفرنس کے سلسلے میں انگلستان گئے۔ جاوید نامہ اس وقت پریس کے حوالے کیا جا چکا تھا۔ وہاں علامہ اقبال کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں انہوں نے نیاز محمد خاں مرحوم (ایک مشہور افسر جنہیں بالعموم این۔ ایم خاں کہا جاتا رہا ہے) کو اس کتاب کے موضوع اور اسلوب کے بارے میں ایک مختصر نوٹ لکھوایا تھا۔ جو مدتوں بعد ''مارننگ نیوز'' کلکتہ کے ۱۹۴۴ء کے عید الفطر ایڈیشن میں شائع ہوا اور سید عبدالواحد معینی مرحوم کے مرتبہ تھاٹس اینڈ ریفلکشنز آف اقبال (شیخ محمد اشرف پبلیکیشنز لاہور طبع ثانی ۱۹۷۳ء کے صفحات ۲۲۳ تا ۲۲۹ میں بھی موجود ہے۔ اس کا اردو ترجمہ کتاب کے اسلوب اور اس کے مشمولات کو شاعر کی زبان سے واضح کر دیتا ہے۔

''کتاب کا آغاز ایک 'مناجات' سے ہوتا ہے۔ لیکن اصل مطالب اس وقت آتے ہیں جب شاعر شام کے وقت دریا کے کنارے مولانائے روم کے بعض اشعار پڑھ رہا ہوتا ہے۔ رومی کی روح وہاں آ حاضر ہوتی ہے۔ شاعر روح رومی سے کئی سوال پوچھتا ہے مگر اہم تر سوال یہ ہے کہ انسان کی روح زمان ومکان سے باہر کس طرح جاتی ہے۔ اس سوال کا مقصد یہ ہے کہ واقعہ معراج کو ایک فلسفیانہ بنیاد فراہم کی جائے۔ بعد میں زمان ومکان کی روح آتی ہے جسے شاعر نے ایک دو چہرے والے فرشتے کے طور پر مجسم کیا ہے۔ اس کا ایک چہرہ تاریک اور بے حس ہے اور دوسرا روشن اور بیدار۔ روح زمان ومکان شاعر پر ایک قسم کا اثر ڈالتی اور اسے عالم بالا میں لے جاتی ہے۔

رومی اور شاعر کی روحیں فضا میں طیران شروع کر دیتی ہیں اور چاند کے کوہستان ظاہر ہونے تک ان کی پرواز جاری رہتی ہے۔ یہاں وہ ستاروں کا ایک نغمہ سنتے ہیں جو ان انسانوں کو خوش آمدید کہتا ہے جنہوں نے فضا سے پار گزرنے کی جرات اور ہمت دکھائی ہے۔ چاند پر رومی اور شاعر توقف کرتے ہیں اور اس فلک کی بعض غاروں میں جاتے ہیں۔ ایک غار میں وہ مشہور ہندی عارف وشوامتر سے ملتے ہیں جسے شاعر نے جہاں دوست کے ترجمے سے ظاہر کیا ہے۔ وشوامتر سوچ بچار میں غرق ہے اور اس کے سر کے اوپر ایک سفید سانپ کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ وشوامتر رومی کو پہچان لیتا ہے اور پوچھتا ہے کہ دوسرا ساتھی کون ہے؟ اس پر رومی اپنے رفیق، شاعر کا مختصر تعارف کرواتے ہیں۔ اس پر ہندی عارف، شاعر کی روحانی بلندی کو آزمانے کی خاطر اس سے بعض سوالات پوچھتا ہے۔ مثلاً ایک نادر سوال یہ ہے کہ انسان کو خدا کے مقابلے میں کس بات کی برتری حاصل ہے۔ شاعر جواب دیتا ہے کہ علم موت میں۔ اس طرح وہ دیگر سوال پوچھتا ہے اور جب شاعر ان کے تسلی بخش جواب دیتا جاتا ہے، تو وہ خود بعض حقائق سے پردہ اٹھاتا ہے جو اس کی نو باتوں کے عنوان سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس کے بعد رومی اور شاعر غار سے نکل کر وادی ماہ میں آجاتے ہیں۔ جہاں انہیں ایک عظیم چٹان پر چار تصویر یا نقوش کندہ نظر آتے ہیں۔ انہیں گوتم بدھ، زرتشت، حضرت عیسےٰ اور حضرت محمدؐ کی الواح (طواسین) کہا جاتا ہے۔ اس حصے میں ان الواح وطواسین کا بیان ہے، رومی اور اقبال اسی طرح ایک سیارے سے دوسرے سیارے پر پہنچتے رہے۔ فلک مریخ پر ایک نام نہاد پیغمبر عورت کو دکھایا گیا ہے۔ اس کی اصل یورپ سے ہے اور بچپن میں شیطان اسے اغوا کر کے وہاں لے گیا اور وہ عورتوں کو ترقی اور آزادی کے نئے اصول بتاتی ہے اس کا مقصد توالد وتناسل کا استیصال ہے۔ اس کا دعویٰ و پیغام یہ ہے کہ دنیا پر آخر کار عورت کی حکومت ہوگی، اپنی بنات نوع کو اس کی نصیحت اولیٰ یہ ہے کہ خود کو رشتہ ازدواج میں مقید نہ کریں اور اگر ایسا کرنا پڑے تو نر اولاد کو تلف کرتی رہیں اور مادینہ اولاد کی حفاظت کریں۔ مریخ کی اس پیغمبر کی باتوں میں رومی کو ایک موقع ملتا ہے کہ وہ تہذیب حاضر کے بعض پہلوؤں کو ہدف تنقید بنائیں۔

فلک عطارد پر رومی اور شاعر سید جمال الدین افغانی اور ترکی میں مذہبی اصلاحات کی تحریک کے سربراہ سعید حلیم پاشا سے ملتے ہیں۔ افغانی یہاں مملکت روس کو ایک پیغام دیتے ہیں جس میں روح اسلام اور روح اشتراکیت کا موازنہ کیا گیا اور کارل مارکس کو پیغمبر بے جبریل کہا گیا ہے۔

ایک دوسرے فلک پر وہ تین روحوں سے ملتے ہیں۔ یہ حسین ابن منصور حلاج طاہرہ بابیہ اور مرزا غالب ہیں۔ یہ فرض کر لیا گیا کہ ان کی روحوں کو بہشت کی پیش کش کی گئی تھی مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا اور شورش دنیا کے گرد سیر دوام کرتے رہنے کو انہوں نے ترجیح دی۔ یہاں ابن حلاج ایک مسلمان صوفی کے روپ میں اپنا مقام واضح کرتا ہے۔ غالب کی شاعری کے متعلق ان کی روح سے ادبی اور مذہبی قسم کے سوالات پوچھے جاتے ہیں قرۃ العین طاہرہ اپنا ایک نغمہ پیش کرتی ہے۔ ایک دوسرے فلک پر جسے منحوس تصور کیا جاتا ہے اور طرح کی روحیں ملتی ہیں۔ ان کا مقام دوزخ کے شعلے ہیں۔ مگر آتش جہنم بھی انہیں قبول نہیں کرتی۔ یہ بنگال کے میر جعفر اور میسور کے میر صادق کی روحیں ہیں۔ ایک اور فلک پر شفاف سمندر کی تہہ میں فرعون اور لارڈ کچنر کی روحیں نظر آتی ہیں۔ ان کی باتیں سن کر مہدی سوڈانی کی روح بہشت بریں سے وہاں آحاضر ہوتی ہے اور نیچے سمندر میں غوطہ زن ہو کر کچنر سے باتیں کرتی ہے، پھر اس روح کو جوش آجاتا ہے اور وہ سارے عالم عرب سے مخاطب ہوتی ہے۔

ان سب سیاروں سے گزرتے ہوئے رومی اور شاعر بہشت میں داخل ہوتے ہیں۔ وہاں وہ اولیاء اللہ اور بادشاہوں سے ملتے ہیں، وہاں انہیں لاہور کے گورنر عبدالصمد خاں کی بیٹی شرف النسا کا محل دکھائی دیتا ہے۔ جن بزرگوں سے شاعر بہشت میں ملتا ہے۔ ان میں ایک کشمیر کے مربی حضرت شاہ ہمدان ہیں جو کشمیر کی تاریخ اور وہاں کے لوگوں کے بارے میں کئی باتیں چھیڑتے ہیں۔ شاعر ایران کے بادشاہ، نادر شاہ افشار۔ افغانستان کے بانی احمد شاہ ابدالی اور سلطان ٹیپو شہید سے بھی ملتا ہے۔ بہشت چھوڑتے وقت وہاں کی حوریں شاعر کو گھیر لیتی ہیں اور اصرار کرتی ہیں کہ وہیں رکے رہیں۔ مگر شاعر ان سے معذرت چاہتا ہے۔ یہاں دراصل بہشت کا صحیح اسلامی تصور پیش کرنا مقصد ہے جس کے مطابق بہشت کوئی معین مقام نہیں بلکہ روحانی ترقی کا مرحلہ ہے، بہرحال شاعر اور حوروں میں اس بات پر اتفاق ہو جاتا ہے کہ اگر شاعر حوروں کی خاطر ایک غزل پڑھے تو وہ اسے جانے دیں گی اور شاعر یہ فرمائش پوری کر دیتا ہے۔

اب شاعر اور رومی تدریجاً آگے بڑھتے ہیں اور ایک ایسے مقام پر پہنچتے ہیں جہاں رومی، شاعر کی رفاقت چھوڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ خدا کے حضور ہر کسی کو تنہا جانا ہوتا ہے شاعر وہاں خدا کی صفت جمال و تجلی سے بعض سوالات پوچھتا ہے اور اپنی قوم کی تقدیر بے حجاب دکھنا چاہتا ہے جو اسے دکھادی جاتی ہے۔ کتاب روح ارضی کے ایک نغمے کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔

آخری حصہ میں شاعر اپنے بیٹے سے خطاب کرتا ہے جو دراصل ہر آنے والی نسل سے ایک تخاطب ہے:۔

علامہ اقبال نے منقولہ بالا نوٹ فی البدیہہ لکھوایا۔ اس میں سارے چھ افلاک کے نام نہیں ہیں اور کتاب کی ترتیب بیان بھی اس میں نہیں بلکہ سیاروں کا ذکر تقدم و تاخر کے ساتھ ہے۔ اس کے باوجود کتاب کو سامنے رکھ کر جو کوئی اس نوٹ کو پڑھے وہ اس کے مطلب بزبان شاعر ملاحظہ کرے گا۔ دوسری گول میز کانفرنس کے دوران اقبال ایران کے ایک سابق وزیر سید ضیاء الدین طباطبائی سے ملے اور دوپہر کا کھانا ان کے ساتھ کھایا۔ مولانا غلام رسول مہر مرحوم نے ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۱ء کے روزنامہ انقلاب میں لکھا تھا کہ ''حضرت علامہ نے جاوید نامہ کے بعض اشعار سنائے۔ سید صاحب تڑپ اٹھے اور اپنے رفقا سے کہنے لگے کہ ایسی چیزیں آج تک نہیں سنیں، ضروری ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے کلام کو ایران میں بکثرت شائع کیا جائے۔

پھر ۴ نومبر ۱۹۳۱ء کو حضرت علامہ نے جو لیکچر وہاں لندن میں دیا۔ روزنامہ 'انقلاب' میں اس کی کیفیت ۲۲ نومبر کے شمارے میں شائع ہوئی۔ اس لیکچر کا موضوع اقبال کا شعر و فلسفہ تھا۔ اس میں جاوید نامے کا مختصر ذکر کتاب کے بعض فکری اور فنی پہلوؤں کو مزید اجاگر کر دیتا ہے۔ ''میری تازہ تصنیف، جاوید نامہ...... حقیقت میں ایشیا کی ڈیوائن کامیڈی ہے۔ جیسے دانتے کی تصنیف یورپ کی ڈیوائن کامیڈی ہے۔ اس کا اسلوب یہ ہے کہ شاعر مختلف سیاروں کی سیر کرتا ہوا مختلف مشاہیر کی روحوں سے مل کر باتیں کرتا ہے پھر جنت میں

جاتا ہے اور آخر میں خدا کے سامنے پہنچتا ہے۔ اس تصنیف میں دور حاضر کے تمام جماعتی، اقتصادی، سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور اصلاحی مسائل زیر بحث آ گئے ہیں۔ اس میں صرف دو شخصیتیں یورپ کی آئی ہیں۔ اول کچز دوم نٹشے۔ باقی تمام شخصیتیں ایشیا کی ہیں۔ دانتے نے اپنا رفیق سفر یا خضر طریق، ورجل کو بنایا تھا میرے رفیق سفر خضر طریق مولانا روم ہیں۔ میں اس تصنیف میں سے صرف ایک دو مثالیں ہی پیش کر سکتا ہوں۔ مثلاً چاند میں ہندوستان کے مشہور ہندو صوفی وشوامتر سے ملاقات ہوتی ہے جس کا نام میں نے جاوید نامے میں جہاں دوست رکھا تھا۔ اس لئے کہ وشوامتر کے معنی جہاں دوست کے ہیں۔ وشوامتر سے جو باتیں ہوئیں انہیں میں نے سخن عارف ہندی کے عنوان سے پیش کیا ہے۔

گفت مرگِ عقل؟ گفتم ترکِ فکر — گفت مرگِ قلب؟ گفتم ترکِ ذکر
گفت تن؟ گفتم کہ زاد از گردِ رہ — گفت جاں؟ گفتم کہ رمزِ لا الٰہ
گفت آدم؟ گفتم از اسرارِ اوست — گفت عالم؟ گفتم اوخود روبروست
گفت ایں علم و ہنر گفتم کہ پوست — گفت حجت چیست گفتم روئے دوست
گفت دینِ عامیاں؟ گفتم شنید — گفت دینِ عارفاں گفتم کہ دید

آپ حیران ہوں گے کہ کچز اس ضمن میں کیسے آ گیا؟ جاوید نامہ میں کچز اور فرعون آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ فرعون کچز کو طعنہ دیتا ہے کہ یورپ کے لوگ بڑے بے رحم اور بے درد ہیں۔ انہوں نے ہماری قبریں تک کھود ڈالیں ہیں۔ کچز جواب دیتا ہے کہ ہمارا مقصد سائنس کی خدمت اور علم آلاثار کی خدمت ہے۔ قبریں اس لئے کھودی ہیں کہ معلوم ہو کہ آج سے تین چار ہزار سال قبل دنیا کی حالت کیا تھی۔ فرعون اس تشریح کے جواب میں کہتا ہے۔

قبر ما را علم و حکمت برکشود — لیکن اندر تربتِ مہدی چہ بود؟

ایک مقام پر میں نے چار الواح لکھے ہیں۔ لوح بدھ، لوح زرتشت، لوح مسیح اور لوح محمدؐ۔ لوح مسیح میں ٹالسٹائے کا ایک خواب ہے۔ لوح زرتشت میں اسلامی تصوف کے مشہور مسئلہ فضیلت نبوت بر ولائت یا ولائت بر نبوت کے متعلق بحث ہے۔ لوح محمدؐ کا مضمون یہ ہے کہ کعبہ میں بت ٹوٹے پڑے ہیں، ابو جہل کی روح گریہ وزاری کر رہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہی ہے کہ انہوں نے ہمارے دین کو برباد کیا، ہماری خاندانی بلند پائیگی زائل کر ڈالی اور مساوات کی تعلیم دینی شروع کر دی جو مزدکیوں سے حاصل کی گئی ہے۔''

کتاب نما

علامہ اقبال کے منقولہ بالا نوٹ کی طرح تعارفی اشاریہ بھی فی البدیہہ ہے۔ اس لئے ان میں کتاب کی ترتیب تصنیف نہیں ملتی اور افلاک وسیارگان کے نام بھی کہیں کہیں نہیں آئے مگر جاوید نامہ کا مطالعہ مکمل کر لینے والوں کی خاطر یہ یادداشت اور اشارے کتاب نما، کا کام دیں گے ان کے ذریعے شاعر کی بعض تعبیر واضح ہو جاتی ہیں۔ مثلاً جہاں دوست، سے مراد وشوامتر ہیں یا کوئی اور؟

جاوید نامہ فارسی مثنوی کی صورت میں ایک بے نظیر اور بے بدل کتاب ہے۔ مثنوی گلشن راز جدید کے سوا اقبال کی جملہ مثنویاں بحر رمل میں ہیں اور ان کا وزن مثنوی رومی کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔ جاوید نامہ بھی اسی زمرے کی ایک مثنوی ہے (کل ابیات ۱۸۲۹)۔ مگر اس میں غزل ترجیع بند اور ترکیب بند بھی شامل ہیں۔ مثنوی اسرار خودی کے بعض ابیات کے علاوہ پیام مشرق اور زبور عجم کی چند غزلیں جاوید نامہ میں شامل کی گئی ہیں۔ بعض نئی غزلیں بھی شامل نظر آتی ہیں، اقبال کی ہر کتاب میں تضمینات کے کچھ نمونے موجود ہیں۔ جاوید

نامہ میں دوسرے شاعروں کے تضمین شدہ اشعار ۳۷ ہیں۔اور یہ ناصر خسرو علوی، رومی غنی کشمیری، طاہرہ بابیہ اور غالب کے ہیں۔خطاب بہ جاوید (سخنے بانژادِ نو) کتاب کا ضمنی حصہ ہے جس کے ابیات ۱۳۲ ہیں اور اس حصے میں رومی کا ایک شعر تضمین شدہ نظر آتا ہے۔جاوید نامہ اقبال کی اہم تر کتابوں میں سے ہے۔البتہ اس کی کمیت نے نہیں بلکہ کیفیت نے ایک جہاں کو اس کا مداح بنا رکھا ہے۔مناجات کے یہ شعر نقلی نہیں حقیقت کا مظہر ہیں۔

آنچہ گفتم از جہانے دیگر است | ایں کتاب از آسمانے دیگر است
بحرم و از من کم آشوبی خطاست | آنکہ در قوم فرو آید کجاست؟
یک جہاں بر ساحلِ مند آرمید | از کراں غیر از رمِ موجے ندید

یعنی جاوید نامہ میں میں نے جو کچھ کہا ایک دوسرے جہاں کی بات معلوم ہوتی ہے یہ کتاب ایک دوسرے فلک سے ہے۔میں ایک سمندر ہوں آشوب و تلاطم میں کمی سمندر کا نقص ہوگا۔وہ شخص کہاں ہے جو اس اتھاہ سمندر کی گہرائی میں اترے ایک پورا عالم میرے سمندر کے کنارے آبیٹھا مگر کنارے پر اسے امواج کی کشاکش کے سوا کچھ نظر نہیں آیا۔

جاوید نامہ کا کچھ حصہ گویا ۱۹۲۷ء میں لکھا گیا مگر سیر سیارگاں کا تصور گویا پہلے سے حضرت علامہ کی توجہ کا مرکز تھا چنانچہ اپنے ایک تخیلی خواب کا حال انہوں نے مہاراجہ کشن پرشاد (۱۹۴۴ء) کو لکھا اور بانگ درا، حصہ سوم میں اس معنی پر مبنی ایک نظم بھی ملتی ہے۔

تھا تخیل جو ہمسفر میرا | آسمان پر ہوا گزر میرا
اڑتا جاتا تھا اور نہ تھا کوئی | جاننے والا چرخ پر میرا
تارے حیرت سے دیکھتے تھے مجھے | راز سر بستہ تھا سفر میرا
حلقہ صبح و شام سے نکلا | اس پرانے نظام سے نکلا
کیا سناؤں تمہیں اِرم کیا ہے | خاتم آرزوئے دیدہ و گوش
شاخِ طوبیٰ پہ نغمہ ریز طیور | بے حجابانہ حورِ جلوہ فروش
ساقیانِ جمیل جامِ بدست | پینے والوں میں شور نوشا نوش
دور جنت سے آنکھ نے دیکھا | ایک تاریک خانۂ سرد و خموش
طالعِ قیس و گیسوئے لیلیٰ | اس کی تاریکیوں سے دوش بدوش
خنک ایسا کہ جس سے شرما کر | کرۂ زمہریر ہو روپوش
میں نے پوچھی جو کیفیت اس کی | حیرت انگیز تھا جواب سروش
یہ مقام خنک جہنم ہے | نار سے نور سے تہی آغوش
شعلے ہوتے ہیں مستعار اس کے | جن سے لرزاں ہیں مرد عبرت کوش
اہلِ دنیا یہاں جو آتے ہیں | اپنے انگار ساتھ لاتے ہیں

یہاں شاعر نے اعمال کی نتیجہ خیزی بتائی ہے۔ بانگ درا کا ایک شعر اسی مفہوم کا مظہر ہے کہ۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اور جاوید نامہ (حصہ آنسوئے افلاک) میں اسے بھرتری ہری سے ترجمہ کر کے پیش کیا گیا ہے۔

پیش آئین مکافات عمل سجدہ گزار ⁘ زانکہ خیزد ز عمل دوزخ و اعراف و بہشت

زبور عجم ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ اور اس کی غزلیات حصہ دوم میں سے درج ذیل دو شعر جاوید نامہ کا دیباچہ بنے۔

خیال من بتما شائے آسماں بوداست ⁘ بدوشِ ماہ و با غوشِ کہکشاں بوداست
گماں مبر کہ ہمیں خاکداں نشیمنِ ما است ⁘ کہ ہر ستارہ جہاں است یا جہاں بوداست

۱۹۲۷ء کے لگ بھگ اقبال نے مثنوی گلشن راز جدید لکھی جو زبور عجم کا جزو ہے۔ ۱۹۲۸ء اور ۱۹۲۹ء میں حضرت علامہ نے اپنے شہرہ آفاق چھ انگریزی خطبات لکھے اور برصغیر کی علمی مجالس میں پڑھے۔ اس کے بعد وہ دیگر تخلیقی کاموں میں منہمک رہے اور ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو آپ نے کل ہند مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ الہ آباد میں جو صدارتی خطبہ پڑھا وہ بھی اسی زمانے میں لکھا گیا۔ مگر دو تین سال کے عرصے کا ان کا اہم تخلیقی کارنامہ یہی جاوید نامہ ہے جو پہلی بار فروری ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا تھا۔ حضرت علامہ نے یہ کتاب لکھ کر اعتراف کیا کہ اس سے ان کا دل اور دماغ نچڑ گیا۔ خود علامہ نے اس کتاب کو اپنی دوسری کتابوں پر ترجیح دی ہے۔ مولانا محمد اسلم جیراجپوری نے "جاوید نامے کو فارسی کی پانچویں اہم کتاب بتایا تھا یعنی فردوسی کے شاہنامے، رومی کی مثنوی، سعدی کی گلستان اور حافظ کے دیوان کے بعد انتہائی اہم اور دلآویز کتاب جسے اصل یا ترجمہ کی صورت میں عالم اسلام کے نصاب میں شامل ہونا چاہیے" اور یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ اسلوب وفن کے اعتبار سے جاوید نامے کی سی کوئی کتاب فارسی زبان میں ہے نہ اسلامی ادب میں۔

مولانا اسلم جیراجپوری اس کے بارے میں تحریر کرتے ہیں "ان کی دیگر تصنیفات کی طرح یہ کتاب بھی دماغی لذت اور روحانی کیف کے لئے ایک لطیف نعمت ہے۔ بلکہ اس میں ایک جدت یہ ہے کہ شاعر نے پیر رومی کے ساتھ افلاک کی سیر کی ہے۔ مختلف سیاروں میں ارواح اور ملائکہ سے ملاقات ہوئی جن کے ساتھ حقائق اور عہد حاضر کے اہم مسائل پر سوالات اور جوابات ہوئے۔

پہلے فلک قمر پر رسائی ہوتی ہے جہاں ایک ہندوستانی سادھو ایک غار میں نظر آتا ہے۔ اس کے ساتھ گفتگو ہوتی ہے اور وہ نو وصیتیں کرتا ہے۔ خاتمہ پر ایک فرشتہ نمودار ہوتا ہے جو ایک دلکش ترانہ گا کر غائب ہو جاتا ہے پھر وادی طواسین میں پہنچتے ہیں طاسین گوتم میں ایک زن رقاصہ مہاتما موصوف کے ہاتھ پر توبہ کرتی ہے۔ طواسین زردشت میں اہرمن زردشت کو آزماتا ہوا دکھائی دیتا ہے طاسین مسیح میں حکیم ٹالسٹائی کا ایک حقیقت نما خواب ہے۔ اور طاسین محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں حرم کعبہ میں ابوجہل کا نوحہ۔

فلک عطارد پر جمال الدین افغانی اور سعید حلیم پاشا (ترکی وزیر) کی روحوں سے ملاقات ہوتی ہے اور ان کے ساتھ وقت کے ضروری اسلامی مہمات پر گفتگو چھڑ جاتی ہے۔

فلک زہرہ پر اقوام قدیمہ کے دیوتاؤں کی محفل ملتی ہے۔ جس میں ان کے نئے نغمے سنائی دیتے ہیں۔ پھر دریائے زہرہ میں فرعون اور کچز کی روحیں دکھائی دیتی ہیں۔ وہاں سوڈانی درویش (مہدی) نکلتا ہے اور عربی روح کی بیداری کے لئے نغمہ سناتا ہے۔

فلک مریخ میں پہلے ایک رصدگاہ ملتی ہے۔ جس سے مریخی حکیم برآمد ہوتا ہے جو زمین کی بھی سیاحت کر چکا ہے پھر ایک فرنگن جو پیغمبری کی مدعی ہے عورتوں کے مجمع میں دکھائی دیتی ہے اور ان کو آزادی یعنی شوہروں سے بھی آزادی کا پیغام دیتی ہے۔

فلک مشتری میں ان روحوں سے ملاقات ہوتی ہے جنھوں نے سیر جاودانی اختیار کی اور جنت میں رہنا پسند نہیں کیا۔ مثلاً حلاج (منصور) غالب (اسد اللہ خاں) اور قرۃ العین (بابی مبلغہ) ان کے ساتھ خوب خوب شاعرانہ گفتگو ہوتی ہے۔ آخر میں ابلیس نظر آتا ہے اور انسان کی کمزوری اور اپنی آسان فتوحات پر ماتم کرتے ہوئے کسی مردحق کی آرزو کرتا ہے جس کے مقابلہ میں شکست ہی کھا کر کچھ تو لذت پائے۔

فلک زحل پر وہ ارواح رذیلہ ملتی ہیں جن کو قبول کرنے سے دوزخ نے بھی انکار کر دیا ہے ان میں ہندوستانی ملت کے دو مشہور غدار جعفر بنگالی اور صادق دکنی خونیں قلزم کے عذاب میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اس کے بعد ماورائے افلاک پر عروج ہوتا ہے اور جرمنی کے مشہور فلسفی نیٹشے سے ملاقات ہوتی ہے۔ وہاں سے جنت الفردوس کی طرف بڑھتے ہیں جس میں شرف النساء کا قصر نظر آتا ہے جو تیغ اور قرآن کی محافظ تھی۔ پھر سید علی ہمدانی اور ملا غنی کشمیری ملتے ہیں۔ اس کے بعد ہندو شاعر بھرتری ہری اپنا نغمہ سناتا ہے وہاں سے سلاطین مشرق یعنی نادر شاہ ابدالی اور سلطان شہید کی زیارت کو جاتے ہیں اور ان کے ساتھ مکالمے ہوتے ہیں پھر قرب حضور حاصل ہوتا ہے جہاں تجلیات میں غرق ہو جاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں جس پر ندائے جمال آتی ہے اور یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے ان سب کے بعد کتاب کا اصلی مقصود اختصار کے ساتھ نژاد تو یعنی نئی نسل کو مخاطب کر کے سنا دیتے ہیں۔

یہ سب کچھ اس خوبی خوش اسلوبی اور لطف و کیف کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس کا مزہ صرف اس کے پڑھنے ہی سے مل سکتا ہے سارا کلام مربوط متناسب موجز مگر مکمل چست اور حشو زوائد سے پاک صاف اور برجستہ پختہ اور بلند ہے۔ ایسے مضامین عالیہ کو جہاں اکثر الفاظ معانی سے قاصر ہو جاتے ہیں اس خوبصورتی سے باندھنا اور ایسے سنگلاخ رستہ کو اس سبک گامی کے ساتھ طے کرنا ڈاکٹر صاحب ہی کا کام تھا حقیقت یہ ہے کہ اب ان کی آورد میں بالکل آمد کا لطف پیدا ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی تعلیمات اور ان کے مضامین سے عام طور پر تعلیم یافتہ طبقہ واقف ہے۔ وہی مضامین اور وہی تعلیمات نئے اسلوب اور نئے قالب میں اس کتاب میں بھی بیان کئے گئے ہیں۔ ہر چند کہ کیا رداح قدیمہ اور جدیدہ کی زبانوں سے مختلف عوالم میں یہ باتیں کی گئی ہیں۔ لیکن سب کا اسلوب ایک اور انداز ایک ہے کیونکہ وہ ایک ہی آفتاب کی شعاعیں ہیں۔ یعنی قرآن کریم کی۔ ملاؤں کا قرآن نہیں بلکہ آسمانی قرآن۔"

جاوید نامہ کے بارے میں اردو، انگریزی اور فارسی میں متعدد مقالے لکھے گئے ۔ یہ نثر یا نظم میں اطالوی، پنجابی، ترکی، جرمن، فرانسیسی، سندھی، پشتو، انگریزی اور اردو وغیرہ زبانوں میں ترجمہ ہوئی۔ اردو اور انگریزی میں اس کے ایک سے زائد نثر یا نظم میں تراجم ملتے ہیں۔

انگریزی ترجمہ پروفیسر آرتھر اربری نے جولائی 1966ء میں شائع کیا۔ وہ ایک عرصہ تک کیمبرج میں عربی کے پروفیسر رہے ہیں اور یورپ کے ممتاز اسلامی سکالر گردانے جاتے ہیں۔ اقبال کے فارسی کلام پر وہ سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قبل ازیں انہوں نے زبور عجم کا ترجمہ 1949ء میں پرشین سامز اور رموز بیخودی کا ترجمہ 1958ء میں "مسٹریز آف سیلف لیس نیس" کے نام سے کیا۔ "جاوید نامہ کے ترجمے کا کام یونیسکو کے شعبہ پاکستان کی سفارش پر کیا گیا۔ اس کا مقصد بہترین ادب کو ترجمہ کے ذریعہ بین الاقوامی سطح پر روشناس کرانا ہے۔ جاوید نامہ کا ترکی ترجمہ ڈاکٹر شمل اینی میری نے 1958ء میں انقرہ سے شائع کیا۔ اٹلی میں بوسانی نے 1952ء میں اسے جرمنی زبان میں منتقل کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کہ خاصاں بادہ ہا خورد ندور فتند

مناجات

آدمی اندر جہان ہفت رنگ
هر زمان گرم فغاں مانند چنگ !
آرزوے ہم نفس می سوزدش
نالہ ہاے دل نواز آموزدش
لیکن ایں عالم کہ از آب و گل است
کے تواں گفتن کہ دارا ے دل است
بحر و دشت و کوه و کہ خاموش وکر
آسمان و مہرومہ خاموش وکر
گرچہ برگردوں ہجوم اختر است
ہر یکے از دیگرے تنہا تر است !
ہر یکے مانند ما بیچارہ ایست
در فضاے نیلگوں آوارہ ایست !
کارواں برگ سفر ناکردہ ساز !
بیکراں افلاک و شب ہادیر یاز !
ایں جہاں صید است و صیادیم ما ؟
یا اسیر رفتہ ازیادیم ما ؟
زارنا لیدم صداے برنخواست
ہم نفس فرزند آدم را کجاست ؟

معانی :...... مناجات: اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا۔ جہان ہفت رنگ: سات رنگوں کی دنیا، اس کائنات کے چار عناصر (آب و آتش، خاک و باد) ہیں۔ جس میں نیلا، عنابی، سفید، سبز، سرخ اور زرد قسم کے سات رنگ ہیں، اسی لئے جہان ہفت رنگ کہا ہے یا یہ بھی ہے کہ اس کائنات میں سات زمینیں اور سات آسماں ہیں۔ چنگ: ایک ساز، ستار، باجہ۔ ہم نفس: ساتھی، ہمدم۔ می سوزدش: اسے جلاتی ہے۔ آموزدش: اسے سکھاتی ہے۔ کے تواں گفتن: یہ کیونکر یا کیسے کہا جا سکتا ہے۔ کہ: کاہ کا مخفف، گھاس۔ کر: بہرا۔ دیریاز: لمبی، دراز۔ برنخاست: بلند نہ ہوئی، جواب نہ آیا۔ خاموش: چپ یعنی گونگا۔

ترجمہ وتشریح:...... اس سات رنگوں والی دنیا میں آدمی ہر لحظہ ستار (سارنگی) کی طرح فریاد کرتا رہتا ہے۔

☆...... محرم راز کی آرزو اسے (ہر وقت) جلاتی رہتی ہے اور وہی دل کو لبھانے والے نالے اسے سکھاتی رہتی ہے۔

☆...... لیکن یہ عالم جو پانی اور مٹی سے بنا ہوا ہے کے بارے میں کیسے کہیں کہ یہ بھی دل رکھتا ہے یا صاحب دل ہے۔ (صاحب دل ہو تو اس پر انسان کی فریاد کا اثر ہوتا ہے)۔

☆...... یہ سمندر اور بیابان، پہاڑ اور گھاس سبھی گونگے اور بہرے ہیں۔ (کسی کی آہ و فغاں کا اثر ان پر نہیں ہو سکتا)۔

☆......اگرچہ آسمان پر ستاروں کا ایک ہجوم ہے لیکن ہر ایک دوسرے سے زیادہ تنہا ہے۔ یعنی سارے ایک دوسرے سے بے خبر ہیں۔
☆......ان میں سے ہر ایک ہماری ہی طرح بے چارہ اور نیلی فضا میں (آسمان پر) آوارہ (بے بس) ہے یعنی اس کی گردش بے مقصد ہے۔
☆......یہ ایک ایسا قافلہ ہے جس نے سفر کا کوئی سامان تیار نہ کیا ہو، جبکہ سفر کے لیے اس کے سامنے لامحدود آسمان اور لمبی راتیں ہیں۔
☆......کیا یہ جہاں شکار ہے اور ہم سب اس کے شکاری ہیں؟ یا پھر ہم ایسے قیدی ہیں جنھیں قید کے بعد بھلا دیا گیا ہے۔
☆......میں نے بہت آہ وزاری کی لیکن اس کے جواب میں کسی طرف سے کوئی آواز بلند نہ ہوئی (نہ سنائی دی) کسی شے پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ فرزند آدم کا ہمراز کہاں ہے؟ یعنی مجھ سے کسی نے بھی ہمدردی کا اظہار نہ کیا۔

دیدہ ام روز جہان چار سوے — آنکہ نورش برفروزد کاخ و کوے
از رم سیارہ اورا وجود — نیست الا اینکہ گوئی رفت و بود
اے خوش آں روزے کہ از ایام نیست — صبح او را نیمروز و شام نیست
روشن از نورش اگر گردد رواں — صوت را چوں رنگ دیدن می تواں
غیب ہا از تاب او گردد حضور — نوبت او لا یزال و بے مرور!
اے خدا روزی کن آں روزے مرا — وارہاں زیں روز بے سوزے مرا

معانی :...... برفروزد: روشن کرتا ہے۔ رم سیارہ اے: ایک گردش کرنے والے ستارے کی دوڑ، مراد سورج کی گردش۔ الا: مگر، سوائے، بجز۔ نیمروز: دوپہر۔ صوت: آواز۔ تاب: چمک، روشنی، رونق۔ لایزال: جسے زوال نہ ہو، جو ختم نہ ہو۔ بے مرور: نہ گزرنے والا، قیدِ زماں سے بلند تر۔ روزی کن: مجھے عطا کر، مجھے نصیب فرما۔ وارہاں: رہائی والا۔ رواں: جان، رو، جاری۔

ترجمہ وتشریح :...... میں نے اس چار طرفوں (مشرق، مغرب، شمال، جنوب) والے جہان کے دن کو دیکھا ہے جس کا نور محل وکوچے کو روشن کرتا ہے۔ (اس کی روشنی محل اور کوچے کو روشن کر دیتی ہے)۔
☆......اس کا وجود ایک سیارے کے چلنے سے ہے۔ یہاں رفت وبود (گیا اور تھا) کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ وہ (دن) سوائے اس کے کہ تو کہے کہ وہ تھا اور چلا گیا، کچھ نہیں ہے۔ یعنی اس کا وجود سورج نکلنے سے ہے۔
☆......وہ دن بڑا ہی مبارک ہے جس کا تعلق ایام یعنی سورج کی گردش کے نتیجے میں طلوع ہونے والے دنوں سے نہیں ہے۔ اس کی صبح کی نہ تو دوپہر ہے اور نہ شام ہی ہے۔
☆......اگر انسان کی روح ایسے دن سے منور/ روشن ہو جائے تو آواز کو رنگ کی طرح دیکھا جا سکتا ہے۔
☆......ہر طرح کا غیب اسکی روشنی کے سبب حضور کی صورت اختیار کر لیتا یا حضوری میں بدل جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ رہتا ہے اور کبھی ختم نہیں ہوتا۔
☆......اے خدا! تو مجھے ایسا دن نصیب فرما اور اس بے سوز دن سے رہائی دلا دے۔ (مجھے نجات دلا دے)۔ ویا بے سوز دن دنیادار ہے اور دین سے بے خبر ہے۔ مجھے (علامہ کو) تو اے خدا تو ایسے بے مقصد دن سے بچا کے رکھ۔

آیہ تسخیر اندر شان کیست؟ — ایں سپہر نیلگوں حیران کیست؟
رازدان عَلَّمَ الاَسمَا کہ بود؟ — مست آں ساقی واں صہبا کہ بود؟
برگزیدی از ہمہ عالم کرا؟ — کردی از راز دروں محرم کرا؟
اے ترا تیرے کہ مارا سینہ سفت — حرف ادعونی کہ گفت و با کہ گفت؟

روئے تو ایمان من، قرآن من — جلوہ داری دریغ از جان من ؟
از زیان صد شعاع آفتاب — کم نمی گردد متاع آفتاب

معانی :...... آیۂ تسخیر: قرآن کریم میں چند ایک آیتوں میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے (سورۃ الجاثیۃ، یہ آیہ ۱۳) یا مثلاً "اور تمہارے لیے سورج اور چاند کو، جو ہمیشہ چلتے ہی رہتے ہیں، مسخر کیا، اور تمہارے لیے رات اور دن کو مسخر کیا" (سورہ ابراہیم، آیہ ۳۳) سپہر نیلگوں: نیلے رنگ کا آسمان "علم الاسما: خدا تعالیٰ نے آدم کو کائنات کی اشیا کے نام سکھا دیے اور پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا...... الخ" (سورہ البقرہ، آیہ ۳۱)۔ کہ بود: کون تھا۔ برگزیدی: تو نے چنا، منتخب کیا۔ کرا: کسے، کس کو۔ محرم: واقف، آگاہ۔ سفت: چھید ڈالا، سخت۔ "اُدعونی": مجھے پکارو، ارشاد خداوندی ہے کہ اے میرے بندو! تم مجھے پکارو میں تمہاری اس (پکار) کا جواب دوں گا" (سورہ المومن، آیہ ۶۰)۔ کہ: کس نے۔ داری دریغ: محروم کیوں رکھتا ہے۔ زیان: نقصان۔

ا۔ آیۂ تسخیر، علم الاسما، تلمیحات بہ آیاتِ قرآن

ترجمہ وتشریح :...... قرآن مجید میں آیۂ تسخیر کس کی شان میں ہے۔ یہ نیلا آسمان کس کی عظمت پر حیران ہے؟ گویا اللہ تعالیٰ نے یہ عظمت انسان کو بخشی ہے، جس کو دیکھ کر آسمان، حیرانی کا شکار ہے۔

☆...... "علم الاسما" کا راز دان کون تھا۔ اس ساقی اور شراب (الست) کا مست کون تھا۔ (حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء کے اسما بتا دیے تھے جو فرشتے بھی نہ بتا سکے)۔

☆......(اے خدا) آپ نے سارے جہان میں سے کسے منتخب کیا اور پھر اس کائنات کے اندر کے رازوں سے کسے آگاہ کیا، محرم و واقف بنایا؟ (وہ انسان ہی تھا جسے افضل مخلوقات بنایا گیا اور کائنات کے راز بھی اس پر ظاہر کیے گئے)۔

☆...... آپ کے تیر (ہجر) نے ہمارا سینہ چھید ڈالا ہے "مجھے پکارو میں جواب دوں گا"۔ یہ بات کس نے کہی تھی اور کس سے کہی تھی؟

☆...... آپکا چہرہ ہی میرا ایمان اور میرا قرآن ہے یعنی میرے لیے سب کچھ ہے، پھر کیا بات ہے کہ آپ اپنے جلوے سے مجھے محروم رکھ رہے ہیں؟

☆...... سورج کی سینکڑوں شعاعوں کے نقصان بکھیرنے سے آفتاب کی روشنی کی متاع (دولت) تو کم نہیں ہو جاتی، وہ اسی طرح چمکتا رہتا ہے۔

عصر حاضر را خرد زنجیر پاست — جان بے تابے کہ من دارم کجاست ؟
عمر ہا برخویش می پیچد وجود — تا یکے بے تاب جاں آید فرود
گر نرنجی، ایں زمین شورہ زار — نیست تخم آرزو را سازگار
از درون ایں گل بے حاصلے — بس غنیمت داں اگر روید دلے !
تو مہی، اندر شبستانم گزر — یک زماں بے نوری جانم نگر
شعلہ را پرہیز از خاشک چیست — برق را از برفتادن باک چیست

معانی :...... می پیچد: پیچ و تاب/ بل کھاتا ہے۔ آید فرود: ظہور پذیر ہونا۔ نرنجی: تو برا نہ منائے، تو ناراض نہ ہو۔ زمینِ شورہ زار: سیم زدہ، بنجر زمین۔ روید: اُگے، پیدا ہو۔ تو مہی: تو چاند ہے۔ برفتادن: گرنا۔

ترجمہ وتشریح :...... یہ دورِ حاضر کے لئے خرد (عقل) کے پاؤں کی زنجیر بنی ہوئی ہے، میری جیسی بے تاب جان کہاں ہے؟

☆...... حیات مدتوں پیچ و تاب کھاتی ہے تب کہیں جا کر ایک جانِ بیتاب ظہور میں آتی ہے۔ علامہ نے یہی مضمون اردو کے علاوہ فارسی

میں بھی دوایک جگہ ذرابدل کر باندھا ہے، مثلاً

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

عمرہ در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا زبزم عشق ایک دانائے راز آید بروں

☆......اگر آپ (اے خدا) ناراض نہ ہوں برانہ من ، تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ شورہ زار زمین آرزو کے بیج کے لیے سازگار (موافق) نہیں ہے۔ (لوگوں کے دلوں میں جذبہ عشق ہ پیدا کرنا محال ہے)۔

☆......اس بنجر مٹی میں سے اگر ایک دل بھی اُگ آئے/ پیدا ہو جائے تو اسے غنیمت سمجھ۔ (دل سے مراد دلِ زندہ و بیدار ہے)۔

☆......(اے محبوبِ حقیقی) آپ تو چاند ہیں، میری محفل شب کی طرف آیئے اور ذرا میری جان کی تاریکی (بے نوری) کو دیکھئے۔ (یعنی میری زندگی کی تاریک رات کو اپنے نور سے منور فرما دیں)۔

☆......شعلے کو بھلا خشک تنکوں کو جلانے سے پرہیز کیوں ہو؟ بجلی کو گرنے سے ڈر کیا ہے؟ (خود کو خشک تنکے اور حاصل زندگی سے تشبیہ دی ہے جبکہ خدا کے جلوے کو بجلی سے)۔

زیستم تا زیستم اندر فراق
وانما آنسوئے ایں نیلی رواق !

بستہ درہا را بروئیم بازکن
خاک را با قدسیاں ہمراز کن !

آتشے در سینہ من برفروز
عود را بگذا رو ہیزم رابسوز

باز بر آتش بنہ عود مرا
در جہاں آشفتہ کن دود مرا

آتش پیمانہ من تیزکن
با تغافل یک نگہ آمیزکن

ماترا جوئیم و تواز دیدہ دور
نے غلط، ماکورو تو اندر حضور !

یاکشا ایں پردہ اسرار را
یا بگیر ایں جان بے دیدار را

نخل فکرم نا امید از برگ وبر
یا تبر بفرست یا باد سحر

عقل دادی، ہسم جنونے دہ مرا
رہ بجذب اندرونے دہ مرا

علم در اندیشہ می گیرد مقام
عشق را کاشانہ قلب لاینام

علم تا از عشق برخوردار نیست
جز تماشا خانہ افکار نیست

ایں تماشا خانہ سحر سامری است
علم بے روح القدس افسونگری است

بے تجلی مرد دانا رہ نبرد
ازلکد کوب خیال خویش مرد

بے تجلی زندگی رنجوری است
عقل مہجوری و دیں مجبوری است

ایں جہان کوہ و دشت و بحر و بر !
ما، نظر، خواہیم واو گوید، خبر،

منزلے بخش ایں دل آوارہ را
بازدہ باماہ ایں مہ پارہ را

گرچہ از خاکم نروید جز کلام
حرف مہجوری نمی گردد تمام !

زیر گردوں خویش را یابم غریب
ز آنسوئے گردوں بگو انی قریب

تا مثال مہر و مہ گردد غروب — ایں جہات و ایں شمال و ایں جنوب
از طلسم دوش و فردا بگذرم — از مہ و مہر و ثریا بگذرم

معانی :...... زیستم: میں جیا۔ وانما: ظاہر۔ نیلی رواق: نیلا آسمان۔ قدسیاں: قدسی کی جمع، فرشتے۔ عود: ایک خوشبودار لکڑی (اگر) جسے جب جلایا جائے تو اس میں خوشبودار دھواں نکلتا ہے۔ ہیزم: ایندھن کی لکڑی۔ بنہ: رکھ۔ آشفتہ کن: پھیلا دے۔ دود: دھواں۔ جوئیم: ہم تلاش کرتے ہیں۔ کور: اندھا، اندھے۔ تبر: کلہاڑی۔ لاینام: جو سوتا نہیں، بیدار۔ برخوردار: خوش نصیب، فیض پانے والا۔ سحر سامری: سامری کا جادو، سامری، حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا ایک جادوگر جس نے جادو کا ایک بچھڑا بنا کر اس کی پرستش کرائی۔ للکدوب: دولتی دولتیاں۔ رنجوری: غم، دکھ۔ نروید: نہیں اگتا، پیدا نہیں ہوتا۔ غریب: اجنبی، مسافر، محتاج۔ ''انی قریب'': قرآنی تلمیح: ''اے پیغمبر! جب لوگ تم سے میرے بارے میں دریافت کریں تو (میری طرف سے) کہہ دو کہ میں تمہارے قریب ہوں......'' (سورہ البقرہ، آیہ ۱۸۶)۔

ترجمہ وتشریح :...... میں جب تک جیا فراق ہی میں زندہ رہا۔ مجھے دکھائیے کہ اس نیلے آسمان کے پرے کیا ہے۔ (یہ مجھ پر ظاہر کر دیں)۔

☆......آپ بند دروازے مجھ پر کھول دیں اور مجھ خاکی انسان کو فرشتوں کا ہمراز بنا دیں۔

☆......میرے سینے میں عشق کی آگ روشن کر دیں۔ عود کو چھوڑ دیں (باقی رہنے دیں) اور ہیزم (ایندھن) کو جلا دیں (عود عشق کا اور ہیزم عقل یا نفس کا استعارہ ہے۔ مطلب یہ کہ میرے سینے میں جذبہ عشق پیدا کر دیں)۔

☆......پھر میری عود کو آگ پر رکھیے اور ساری دنیا میں میرا دھواں پھیلا دیجیے یعنی مجھے جذبہ عشق حقیقی سے نواز کر اسے میری شاعری کے ذریعے لوگوں تک پہنچا دیں۔

☆......میرے پیمانے/ پیالے کی آگ (شراب) تیز کر دیجیے اور اپنے تغافل کے ساتھ ایک نگاہ بھی ملا دیجیے۔

☆......ہم آپ کو ڈھونڈ رہے ہیں اور آپ ہماری آنکھوں سے دور ہیں۔ نہیں یہ بات نہیں، آپ تو ہمارے سامنے ہیں مگر ہم خود اندھے ہیں۔ (یہ دراصل سورہ یونس کی آیت ۶ کا آزاد ترجمہ ہے) بوعلی قلندر، شرف تخلص:

گر چشم دل کشادہ شود اے شرف ترا — ہر ذرۂ جہاں شود آئینہ دارِ دوست

(اے شرف! اگر تیرے دل کی آنکھ کھلی ہو تو دیکھے گا کہ کائنات کا ہر ذرہ اس محبوب کا آئینہ دار ہے)۔

☆......یا تو تو ان رازوں کا پردہ ہٹا دے یا پھر تیرے دیدار سے محروم میری جان واپس لے لے۔

☆......میری فکر کا درخت پتوں اور پھل سے محروم (ناامید) ہے۔ یا تو تو اسے کلہاڑی کی نذر کر دے (کہ یہ کٹ کر ختم ہو جائے) یا پھر صبح کی ہوا سے نوازیں تا کہ یہ خوب پھلے پھولے۔

☆......تو نے مجھے عقل دی ہے۔ تو اب جنون سے بھی مجھے نوازیئے مجھے اپنے اندرونی جذب تک کا راستہ بھی عطا فرمایئے (رہنمائی فرمایئے)۔

☆......علم کا مقام انسانی فکر (سوچ) میں ہے جبکہ عشق کا ٹھکانا (کاشانہ) ایسے دل میں ہے جو ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔

☆......جب تک علم عشق سے فیض نہ پائے وہ تماشا خانہ افکار کے سوائے اور کچھ نہیں۔

☆......(علم کا) یہ تماشا خانہ محض سامری کا جادو ہے۔ روح القدس کے بغیر علم شعبدہ بازی یا جادوگری ہے۔

☆......مرد دانا تجلی کے نور کے بغیر راہ نہیں پاتا جبکہ (نادان اس تجلی کے بغیر) اپنے پریشان خیالوں کی دولتیوں ہی سے مر جاتا ہے۔

☆......تجلی کے بغیر زندگی دکھ درد ہے اور عقل تو حقیقتِ زندگی سے دور لے جاتی ہے اور اس کا دین محض مجبوری بن کر رہ جاتا ہے۔

☆...... پہاڑ، بیابان اور سمندر اور خشکی کی یہ دنیا ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کی خبر دیتی ہے مگر ہم اس کے دیدار کے خواہاں (مشتاق) ہیں۔

☆...... (اے خدا) تو میرے اس آوارہ دل کو منزل عطا کر اور چاند کے اس ٹکڑے کو چاند سے پھر ملا دے۔ (مجھے عشق سے سرشار فرما کر اپنے دیدار یا اپنی تجلی سے نوازیئے)۔

☆...... اگرچہ میری خاک سے کلام کے سوا اور کچھ نہیں پیدا ہوتا مگر میر کلام ہجر کی پوری داستان بیان نہیں کر سکا۔

☆...... اپنے آپ کو اس دنیا میں اجنبی سمجھتا/ پاتا ہوں۔ تو (اے خدا) سمان کے اس جانب سے مجھے صدا دیجئے کہ میں قریب ہوں۔

☆...... تاکہ جہان کی یہ طرفیں اور یہ شمال اور یہ جنوب سب سورج اور چاند کی طرح نظروں سے اوجھل ہو جائیں۔ (تاکہ میں قیدِ مکان سے آزاد ہو جاؤں)۔

☆...... میں گزرے ہوئے کل اور آنے والے کل (ماضی اور مستقبل) کے جادو سے نکل جاؤں، اور چاند اور سورج اور پروین (مراد ستاروں) سے گزر جاؤں۔ (قیدِ زمان سے بھی آزاد ہوں)۔

تو فروغ جاوداں ماچوں شرار — یک دو دم داریم و آں ہم مستعار !
اے تو نشناسی نزاع مرگ و زیست — رشک بر یزداں برداں بندہ کسیت ؟
بندہ آفاق گیر ونا صبور — نے غیاب او را خوش آید، نے حضور
آنیم من جاودانی کن مرا — از زمینی آسمانی کن مرا
ضبط در گفتار و کردارے بدہ — جادہ ہاپیدا است، رفتارے بدہ
آنچہ گفتم از جہانے دیگر است — ایں کتاب از آسمانے دیگر است
بحرم و ازمن کم آشوبی خطاست — آں کہ در قعرم فرو آید، کجاست ؟
یک جہاں بر ساحل من آرمید — از کراں غیراز رم موجے ندید
من کہ نومیدم زپیران کہن — دارم ازروزے کہ می آید، سخن !
برجواناں سہل کن حرف مرا — بہرشاں پایاب کن ژرف مرا

معانی :...... مستعار: مانگ کر لی ہوئی چیز، ادھار لیا ہوا۔ غیاب: دوری۔ آنیم من: میں عارضی/ فانی ہوں۔ کم آشوبی: طوفان نہ ہونا۔ آرمید: آرام کیا۔ کراں: ساحل، کنارہ، انتہا۔ پایاب: کم گہرا۔

ترجمہ وتشریح :...... تو (اے خدا) ہمیشہ رہنے والا نور ہے جبکہ ہم چنگاری کی مانند (عارضی وفانی) ہیں۔ ہماری زندگی کے دو ایک سانس ہی ہیں اور وہ بھی ادھار ہیں۔

☆...... اے ذاتِ اقدس تجھے موت اور زندگی کے باہمی نزاع/ لڑائی کا پتہ نہیں ہے۔ یہ ناچیز/ بندہ خدا پر رشک کرنیوالا کون ہوتا ہے۔

☆...... خدا پر رشک کرنے والا یہ بندہ کائنات کو مسخر کیے ہوئے ہے لیکن پھر بھی وہ صبر کرنے والا نہیں ہے۔ نہ تو اسے تجھ سے دوری اچھی لگتی ہے اور نہ تیری حضوری (تیرا قرب) ہی اچھی لگتی ہے۔ یعنی نہ اسے ہجر خوش کرتا ہے نہ وصل۔

وصل میں مرگِ آرزو، ہجر میں لذتِ طلب

☆...... میری زندگی ایک لحہ کی زندگی ہے، اسے جاوداں کر دیجئے، گو میں زمینی ہوں (زمین کا رہنے والا) لیکن تو مجھے آسمانی بنا دے۔

☆...... مجھے گفتار اور کردار میں ضبط عطا فرمایئے، راستے ظاہر (سامنے) ہیں۔ ان پر چلنے کے لیے تو مجھے رفتار عطا فرمایئے۔

☆......میں نے جو کچھ اس کتاب (جاوید نامہ) میں کہا ہے اس کا تعلق کسی اور جہان سے ہے۔ یہ کتاب کسی اور آسمان سے ہے۔

☆......میں ایک سمندر ہوں اور (یہ خیال کرنا کہ) مجھ میں طوفان نہیں ہے ایک غلط بات ہے۔ وہ شخص جو میری افکار کی گہرائی میں اترے کہاں ہے؟

☆......ایک دنیا (جہان) نے میرے ساحل پر آرام کیا (آ بیٹھا) مگر ان بے شمار لوگوں نے ساحل سے سوائے موجوں کے چلنے کے اور کچھ نہ دیکھا۔ (مطلب یہ کہ لوگوں نے میری شاعری کو عام شاعری کی طرح پڑھا اور اس کی تہ یا گہرائی میں اترنے کی کوشش نہیں کی۔

☆......میں جو پرانے بوڑھوں سے ناامید ہوں، میں آنے والے دور کی بات کہنا چاہتا ہوں (مطلب یہ کہ بوڑھوں نے تو میری شاعری کی طرف توجہ نہیں دی تاہم مجھے آنے والی نوجوان نسل سے توقع ہے کہ وہ اس کی طرف توجہ کریں گے)۔

☆......(اے خدا) تو نوجوانوں کے لیے میری شاعری آسان کر دیجئے۔ ان کے لیے میرے سمندر کو عبور کرنا آسان بنا دے۔

خدایا آرزو میری یہی ہے   میرا نور بصیرت عام کر دے

تمہید آسمانی

نخستیں روز آفرینش نکوہش می کند آسماں زمیں را

(کائنات کی تخلیق / پیدائش کے پہلے دن آسمان کا زمین کو برا بھلا کہنا)

نخستیں: پہلا۔ روزِ آفرینش: پیدائش یا تخلیق کا دن۔ نکوہش: برا بھلا کہنا۔

زندگی از لذت غیب و حضور   بست نقش ایں جہان نزد و دور
آں چناں تار نفس از ہم گسیخت   رنگ حیرت خانہ ایام ریخت
ہر کجا از ذوق و شوق خود گری   نعرہ من دیگرم، تو دیگری،
ماہ و اختر را خرام آموختند   صد چراغ اندر فضا افروختند !
بر سپہر نیلگوں زد آفتاب   خیمہ زربفت باسمیں طنات
ازافق صبح نخستیں سرکشید   عالم نوزادہ اور برکشید
ملک آدم خاکدانے بود و بس   دشت او بے کاروانے بود و بس
نے بکوہے آبجوے درستیز   نے بصحرائے سحابے ریز ریز
نے سرود طائراں در شاخسار   نے رم آہو میان مرغزار
بے تجلی ہاے جاں بحر و برش   دود پیچاں طیلسان پیکرش
سبزہ باد فرودیں نادیدہ   اندر اعماق زمیں خوابیدہ
طعنہ زد چرخ نیلی بر زمیں   روزگار کس ندیدم ایں چنیں
چوں تو در پہنائے من کورے کجا   جز بقندیلم ترا نورے کجا
خاک اگر الوند شد جز خاک نیست   روشن و پائندہ چوں افلاک نیست
یا بزی باساز و برگ دلبری   یا بمیر از ننگ و عار کمتری"

شد زمیں از طعنۂ گردوں خجل ناامید و دل گران و مضمحل
پیش حق از درد بے نوری تپید تاندا ے زآنسوے گردوں رسید

معانی :...... ازہم گسیخت: ایک دوسرے سے توڑ، الگ الگ کر ڈالا۔رنگ...... ریخت: بنیاد ڈالی۔خودگری: اپنی شخصیت یا انفرادیت کو قائم رکھنے کا جذبہ۔آموختند: انہوں نے سکھایا/سکھائی۔خرام: ٹہلنا۔افروختند: روشن کیے۔خیمہ زربفت: سونے کے تاروں سے بنا ہوا خیمہ، سنہری رنگ کا خیمہ۔یاسمین طناب: چاندی کی رسی، سفید رسی، مراد کرنیں۔درستیز: لڑائی میں مصروف۔ریز ریز: ٹکڑے ٹکڑے۔دود پیچاں: بل کھاتا ہوا دھواں۔طیلسان: سات رنگوں والی چادر۔باد فرودیں: موسم بہار کی ہوا (فروردیں ایرانی سال کا مہینہ جس کا مارچ کے آخر میں آغاز ہوتا ہے)۔اعماق: عمق کی جمع، گہرائیاں۔الوند: ایران کے شہر ہمدان کے اطراف میں ایک پہاڑ کا نام۔بزی: جی، زندگی بسر کر۔بمیر: مرجا۔عارِ کمتری: کم تر/ناقص ہونے کی شرم۔خجل: شرمندہ۔مضمحل: سست، کمزور، نڈھال۔تپید: تڑپی۔
(کائنات کی تخلیق/پیدائش کے پہلے دن آسمان کا زمین کو برا بھلا کہنا)

ترجمہ وتشریح :...... زندگی نے غیب وحضور کی لذت کی خاطر اس نزدیک اور دور جہان (یہ کائنات) کا نقش پیدا کیا۔ (غیب اس لحاظ سے کہ وہ نظر نہیں آتا اور حضور اس لحاظ سے کہ کائنات کے ذرے ذرے میں تُو اس کا جلوہ کارفرما ہے)۔

☆......حیات نے سانس کے تاروں کو ایک دوسرے سے کچھ اس طرح علیحدہ کر دیا کہ ایام کے حیرت خانہ (دنیا) کی بنیاد رکھ دی۔

☆......ہر جگہ خودگری کے ذوق وشوق کے باعث "میں اور ہوں" اور "تو اور ہے" کا نعرہ سنائی دے رہا ہے۔"من دیگرم تو دیگری" امیر خسرو کے اس شعر سے ماخوذ ہے:

من تو شدم تو من شدی من تن شدمت و جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

☆......قدرت نے چاند اور ستاروں کو گردش کرنا/چلنا سکھا دیا اور یوں سینکڑوں چراغ روشن کر دیئے گئے۔(چاند اور ستاروں کے لیے چراغ کا استعارہ استعمال کیا گیا ہے)۔

☆...... نیلے آسمان پر سورج نے سونے کے تاروں سے بنا ہوا (سنہری) خیمہ نصب کیا جس کی رسیاں چاندی کی (سفید) تھیں۔(رسیوں سے مراد سورج کی کرنیں ہیں)۔

☆......افق سے صبح نے سر نکالا اور نئے تخلیق شدہ جہان کو اپنی آغوش میں لے لیا یعنی طلوع وغروب اور صبح وشام کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

☆......آدم کی دنیا اس وقت محض مٹی کا ایک گھر تھا۔اس کا بیاباں/صحرا بغیر کسی کاروان کے تھا۔(دنیا میں زندگی کی کوئی رونق نہ تھی)۔

☆......نہ کسی پہاڑ ہی سے کوئی ندی نبرد آزما تھی (پہاڑ سے کوئی ندی نہیں نکلتی تھی) اور نہ کسی صحرا میں کوئی بادل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گردش کر رہا تھا۔(آوارہ تھا)۔

☆......نہ شاخوں پر پرندے چہچہا رہے تھے اور نہ سبزہ زار میں ہرن بھاگ دوڑ رہے تھے۔

☆......اس کائنات کے بحر وبر (تری اور خشکی) میں جان کی تجلیاں نہ تھیں۔اس کے جسم کی چدر اٹھتا ہوا دھواں تھا۔

☆...... یہاں کے سبزے نے ابھی موسم بہار کی ہوا نہیں دیکھی تھی اور وہ زمین کی گہرائیوں میں سو رہا تھا (سبزہ اگنا شروع نہیں ہوا تھا)۔

☆...... نیلے آسمان نے زمین کو طعنہ دیا۔میں نے کسی کے حالات ایسے (خراب) نہیں دیکھے۔

☆......میری فضا کی وسعتوں میں تیرے جیسا اندھا کہاں ہے (نہیں ہے) میری قندیل (یعنی سورج، چاند وغیرہ) کے بغیر تیرے پاس

روشنی کہاں ہے (یعنی نہیں ہے) اندھا استعارہ ہے تاریکی کا۔

☆......مٹی اگر الوند پہاڑ بن جائے تو بھی وہ مٹی ہی رہتی ہے۔ وہ کبھی آسمانوں کی طرح روشن اور جاودانی نہیں ہوسکتی۔

☆......اے زمین! تو یا تو دلبری کے سازوسامان یعنی انداز سے زندگی بسر کر یا پھر اپنے کمتر ہونے کی شرم میں مرجا۔

☆......زمین، آسمان کی اس طعنہ زنی سے شرمسار ہوگئی اور مایوس اور بوجھل دل والی اور مضمحل ہوگئی۔

☆......وہ خدا کی بارگاہ میں اپنی بے نوری کے درد سے تڑپی، یہاں تک کہ آسمان کے اس پار (طرف) سے یہ آواز آئی۔

اے امینے از امانت بے خبر	غم مخور، اندر ضمیر خود نگر
روز ہا روشن زغوغاے حیات	نے ازاں نورے کہ بینی در جہات
نور صبح از آفتاب داغ دار	نور جاں پاک از غبار روزگار
نور جاں بے جادہ ہا اندر سفر	از شعاع مہر و مہ سیار تر
شستہ از لوح جاں نقش امید ؟	نور جاں از خاک تو آید پدید !
عقل آدم برجہاں شبخوں زند	عشق او بر لامکاں شبخوں زند !
راہ داں اندیشہ او بے دلیل	چشم او بیدار تر از جبرئیل !
خاک و در پرواز مانند ملک	یک رباط کہنہ در راہش فلک !
می خلد اندر وجود آسماں	مثل نوک سوزن اندر پرنیاں !
داغہا شوید ز داماں وجود	بے نگاہ او جہاں کور و کبود
گرچہ کم تسبیح و خونریز است او	روزگاراں راچو مہمیز است او
چشم او روشن شود از کائنات	تابہ بیند ذات را اندر صفات
"ہر کہ عاشق شد جمال ذات را	اوست سید جملہ موجودات را"

معانی :...... غم مخور: غم نہ کھا۔ سیارتر: زیادہ تیز چلنے والا۔ شستہ ای؟: کیا تو نے دھوڈالا ہے۔ آید پدید: ظاہر ہوگا۔ راہ داں: راستہ جاننے والا۔ بے دلیل: راہ نما کے بغیر۔ ملک: (م اور ل پر زبر) فرشتہ۔ رباط کہنہ: پرانی سرائے (دنیا)۔ می خلد: کھٹکتا ہے۔ نوک سوزن: سوئی کی نوک۔ پرنیاں: ریشمی کپڑا۔ شوید: دھوتا ہے۔ کبود: تاریک۔ کم تسبیح: فرشتوں کی طرح تسبیح نہیں کرتا، ہر وقت اللہ کی یاد میں محو نہیں ہوتا۔ خون ریز: خون گرانے والا، بہانے والا۔ مہمیز: لوہے کا کانٹا جو سوار کے جوتے پر ایڑی کے قریب لگا ہوا ہوتا ہے۔ گھوڑے کو تیز کرنے کے وقت ایڑی ہلا کر اسی لوہے کے کانٹے سے اشارہ کرتے ہیں۔

ترجمہ وتشریح :...... "اے امین تو اپنی امانت سے بے خبر ہے، تو غم نہ کر (کھا)، اپنے ضمیر کے اندر نظر ڈال (جھانک) یعنی تجھ میں آدم آنے والا ہے جو ایک امانت ہے۔

☆...... تیرے دن زندگی کے ہنگامے سے روشن ہوجائیں گے اور یہ اس روشنی سے نہیں جو تجھے اپنے اطراف میں نظر آرہی ہے۔

☆......یہ جو صبح کی روشنی ہے یہ تو داغ دار سورج کی بنا پر ہے جبکہ نورِ جاں زمانے کے گردوغبار سے پاک ہے۔

☆......روح کا نور راستوں کے بغیر ہی سفر میں رہتا ہے۔ وہ (نورِ جاں) سورج اور چاند کی شعاعوں سے بھی زیادہ تیز رفتار ہے۔

☆......کیا تو (زمین) نے اپنی جان کی تختی سے امید کا نقش دھوڈالا ہے (کیا تو بالکل ناامید ہے)؟ نورِ جاں تیری مٹی ہی سے ظاہر ہوگا۔

مطلب یہ کہ نا امید نہ ہو تیری مٹی ہی سے آدم وجود میں آئے گا۔

☆......آدم کی عقل جہان پر شب خون مارے گی، اس کا عشق لامکاں پر شب خوں مارے گا۔ یعنی اس کی عقل جہان کو مسخر کرے گی اور اس کا عشق آسمان کو بھی مسخر کر لے گا۔

☆......اس (آدم) کا فکر کسی راہبر کے بغیر ہی صحیح راستہ جاننے والا ہوگا، اور اس کی آنکھ جبرئیل سے بھی زیادہ بیدار ہوگی۔ (حضور اکرمؐ کے واقعہ معراج کے حوالے سے، آدم/انسان لامکاں میں اس مقام تک پہنچے گا جہاں جبرئیل کا بھی گزر نہیں ہے۔ حضورؐ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے خالق کائنات کے حضور پہنچ گئے تھے جبکہ جبرئیل وہاں تک نہیں جا سکتے تھے)۔

☆......انسان ہے تو مٹی کا بنا ہوا، لیکن پرواز میں وہ فرشتے کی مانند ہے۔ آسمان اس کے راستے کی ایک پرانی سرائے کی مانند ہے۔ (اس کے آگے زمان و مکاں کی کوئی حیثیت نہیں، وہ آگے ہی بڑھتا رہتا ہے)۔

☆......وہ (انسان) آسمان کے وجود میں اس طرح کھٹکتا ہے جس طرح سوئی کی نوک پر ریشمی کپڑے میں چبھی ہوئی ہوتی ہے۔

☆......وہ وجود کے دامن سے داغ دھبے دھوتا ہے۔ اس کی نگاہ کے بغیر یہ جہاں اندھا اور تاریک ہے۔

☆......اگرچہ وہ تسبیح نہیں کرتا یا کم کرتا ہے اور ایک دوسرے کا خون بہاتا ہے (ملائکہ نے کہا تھا کہ ہم تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور آدم جھگڑالو اور خونریز ہے) لیکن زمانوں کے لیے وہ مہمیز کا کام کرتا ہے۔ (زمانے کی ترقی اس کی بدولت ہوگی)

☆......اس کی آنکھ کائنات سے روشن ہوگی تا کہ وہ اس ذاتِ حق کو اس کی صفات کے اندر دیکھے گا۔

☆......جو کوئی بھی اس ذاتِ حق کے جمال کا عاشق ہو گیا، وہ ساری موجودات کا سردار ہو گیا۔ (یہ شعر مثنوی مولانا رومیؒ کا ہے)۔

نغمہ ملائک (فرشتوں کے گیت)

فروغ مشت خاک از نوریاں افزوں شود روزے
زمیں از کوکب تقدیر او گردوں شود روزے

خیال او کہ از سیل حوادث پرورش گیرد
ز گرداب سپہر نیلگوں بیروں شود روزے!

یکے در معنی آدم نگر! از ما چہ می پرسی
ہنوز اندر طبیعت می خلد موزوں شود روزے!

چناں موزوں شود ایں پیش پا افتادہ مضمونے
کہ یزداں را دل از تاثیر او پر خوں شود روزے!

معانی :...... (ملائک: جمع ملک، فرشتے)...... مشتِ خاک: خاک کی مٹھی، مراد انسان۔ نوریاں: جمع نوری، فرشتے۔ گرداب: بھنور۔ معنی: حقیقت۔ پیش پا افتادہ مضمونے: ایک پامال مضمون۔

ترجمہ وتشریح :...... خاک کی مٹھی یعنی انسان کی چمک ایک دن فرشتوں سے بڑھ جائے گی اور زمین اس کی تقدیر کے ستارے سے آسمان بن جائے گی۔ (اس سے پہلے یہ اشعار زبور عجم کی ایک غزل میں آ چکے ہیں)۔

☆......اس (انسان) کا خیال، جو حادثات کے سیلاب سے پرورش پاتا ہے، ایک دن نیلے آسمان کے گرداب سے باہر نکل جائے گا۔

☆......تو ذرا آدم کی معنویت (حقیقت) پر غور کر، ہم سے تو کیا پوچھتا ہے، ابھی تو وہ اس مضمون کی مانند ہے جو ذہن میں کھٹکتا ہے۔ ایک دن وہ موزوں ہو جائے گا۔

☆......اور یہ پامال مضمون کچھ اس خوبی سے موزوں ہوگا کہ اس کی تاثیر سے خالق کا دل بھی پُر خوں ہو جائے گا۔ (خالق بھی اپنے شاہکار پر ناز کرے گا)۔

تمہید زمینی

آشکارا می شود روح حضرت رومیؒ و شرح می دہد اسرار معراج را

(حضرت رومیؒ کی روح ظاہر ہوتی ہے اور معراج کے رازوں سے آگاہ کرتی یا ان کی شرح بیان کرتی ہے)

عشق شور انگیز بے پروائے شہر — شعلہ او میرد از غوغائے شہر
خلوتے جوید بدشت و کوہسار — یالب دریائے ناپیدا کنار
من کہ در یاراں ندیدم محرمے — برلب دریا بیاسودم دمے
بحر و ہنگام غروب آفتاب — نیلگوں آب از شفق لعل مذاب
کور را ذوق نظر بخشد غروب — شام را رنگ سحر بخشد غروب !
بادل خود گفتگو ہا داشتم — آرزو ہا جستجو ہا داشتم
آنی واز جاودانی بے نصیب ! — زندہ و از زندگانی بے نصیب !
تشنہ و دور از کنار چشمہ سار — می سرودم ایں غزل بے اختیار

آشکارا می شود: ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت رومیؒ: یعنی مولانا جلال الدین رومیؒ جن کی مثنوی معنوی بہت مشہور ہے اور جنہیں علامہ اقبال اپنا غایبانہ مرشد تسلیم کرتے ہیں۔ ولادیت، مقام بلخ ۶۰۴ھ/ ۸۔۱۲۰۷ء وفات مقام قونیہ (ترکی، مزار بھی وہیں ہے) ۶۷۲ھ/ ۶۔۱۲۷۵ء

معانی :...... میرد: مرجاتا، بجھ جاتا ہے۔ جوید: تلاش کرتا ہے۔ ناپیدا کنار: ایسا سمندر جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، لامحدود، وسیع۔ بیا سودم دمے: ایک پل آرام کیا، سکون میں رہا۔ لعلِ مذاب: پگھلا ہوا لعل۔ آنی: عارضی و فانی۔ چشمہ سار: چشموں کا سلسلہ۔ می سرودم: میں گاتا تھا، یا گانے لگا۔

ترجمہ وتشریح :...... شورانگیز عشق شہر سے بے نیازی ہے۔ اس کا شعلہ شہر کے شور و غوغا سے بجھ جاتا ہے۔ (عشق آبادی کے شور و غل میں برقرار نہیں رہتا)۔

☆......وہ (عشق) یا دشت و کوہسار میں تنہائی تلاش کرتا ہے یا پھر کسی بے حد وسیع سمندر کے کنارے کی تلاش میں رہتا ہے۔

☆......جب میں نے دوستوں میں کوئی محرم نہ دیکھا تو میں نے تھوڑی دیر کے لئے ذہنی سکون کے لئے دریا کے کنارے پر چلا گیا۔

☆......سمندر ہے اور سورج غروب ہونے کا وقت ہے، شفق کے باعث نیلے رنگ کا پانی لعل سیال بنا ہوا ہے۔

☆......سورج کے غروب ہونے کا منظر ایک اندھے کو بھی ذوقِ نظر بخشتا ہے اور یہ غروب شام کو صبح کا رنگ بخشتا ہے۔ (اندھے سے مراد وہ انسان جو ذوقِ نظارہ سے عاری ہو)۔

☆......میں اپنے دل سے باتیں کر رہا تھا اور میرے دل میں آرزوئیں اور امنگیں مچل رہی تھیں۔

☆......(میں اس خیال میں کھویا ہوا تھا کہ) میری زندگی پل بھر کی ہے۔ مجھے حیات جاودانی نصیب نہیں۔ زندہ ہوتے ہوئے بھی زندگانی یعنی حقیقی زندگی سے محروم ہوں۔

☆......میں پیاسا تھا اور چشمہ سار (آبِ حیات) کے کنارے سے دور تھا۔ میں نے بے اختیار یہ غزل گانا شروع کر دی۔ (چنانچہ علامہ نے سے مولانا رومی کی یہ غزل دی ہے)۔

غزل

یہ غزل مولانا رومیؒ کی ہے۔

"بکشائے لب کہ قند فراوانم آرزوست — بنمائے رخ کہ باغ و گلستانم آرزوست
یک دست جام بادہ و یک دست زلف یار — رقص چنیں میانہ میدانم آرزوست
گفتی زناز بیش مرنجاں مرا، برد — آں گفتنت کہ بیش مرنجانم آرزوست
اے عقل توز شوق پراگندہ گوے شو — اے عشق نکتہ ہائے پریشانم آرزوست
ایں آب و نان چرخ چو سیل است بیوفا — من ماہیم، نہنگم و عمانم آرزوست
جانم ملول گشت ز فرعون و ظلم او — آں نور جیب موسیٰ عمرانم آرزوست
دی شیخ باچراغ ہمی گشت گرد شہر — کز دیو و دد ملولم و انسانم آرزوست
زیں ہمرہان ست عناصر دلم گرفت — شیر خدا و رستم دستانم آرزوست

گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما
گفت آنکہ یافت می نشود، آنم آرزوست"!

(رومی)

معانی :...... بکشائے لب: (اپنے) ہونٹ کھول۔ بنمائے رخ: (اپنا) چہرہ دکھا۔ مرنجاں: تنگ نہ کر۔ گفتنت: تیرا کہنا۔ پراگندہ گوے: الٹی سیدھی باتیں کرنے والی۔ من ماہیم: میں مچھلی ہوں۔ نہنگم: میں مگرمچھ ہوں۔ عمانم آرزوست: مجھے عمان (جوش مارتا ہوا سمندر) کی آرزو ہے۔ دی: گذشتہ رات۔ دیو و دد: شیطان اور درندہ۔ شیرِ خدا: اللہ کا شیر مراد حضرت علیؓ۔ رستمِ دستانم: مجھے دستان کے بیٹے رستم کی۔ یافت می نشود: نہیں مل رہا۔ آب و نان: پانی اور روٹی مراد رزق۔

ترجمہ وتشریح :...... اے محبوب اپنے ہونٹ کھول کہ مجھے بہت زیادہ شیرینی یا مصری کی آرزو (خواہش) ہے۔ مجھے اپنا چہرہ دکھا کہ مجھے باغ اور گلستان دیکھنے کی آرزو ہے۔

☆......ایک ہاتھ میں جام شراب ہو اور ایک ہاتھ میں محبوب کی زلفیں ہوں۔ میری خواہش ہے کہ میں اس حال میں یا اس قسم کا رقص میدان کے درمیان میں کروں۔

☆......(اے محبوب) تو نے ناز سے کہا کہ "مجھے تو زیادہ تنگ نہ کر اور چلا جا" تیرا یہ کہنا کہ "مجھے زیادہ تنگ نہ کر" تو میری آرزو (خواہش) ہے کہ میں یہی بات تجھ سے سنوں۔

☆......اے عقل: تو عشق کی بنا پر بہکی بہکی باتیں کرنے والی بن جا۔ اے عشق مجھے اس بات کی خواہش ہے کہ تو منتشر قسم کی گہری باتیں بیان کرتا رہے۔

☆......آسمان کا دیا ہوا یہ رزق سیلاب کی طرح بے وفا ہے۔ میں تو مچھلی ہوں، مجھے مگرمچھ اور سمندر کی خواہش ہے۔ (کہ میں وہاں سے اپنا رزق خود تلاش کروں) جس طرح مچھلی سمندر کے تھپیڑوں اور مگرمچھوں میں رہتے ہوئے اپنا رزق خود تلاش کرتی ہے۔

☆......میرا دل فرعون اور اس کے ظلم وستم سے ملول ہے۔ مجھے عمران کے بیٹے موسیٰ (حضرت موسیٰؑ) اور ان کے ید بیضا کی آرزو ہے۔

☆......کل رات شیخ ہاتھ میں چراغ لیے سارے شہر میں گھوما اور یہ کہہ رہا تھا کہ میں شیطانوں اور درندوں سے اذیت و مصیبت میں ہوں، مجھے کسی انسان کی آرزو ہے۔ (ظالم حکمرانوں کو شیطانوں اور درندوں سے تشبیہ دی ہے)۔

☆......ان کمزور منش ہمراہیوں سے میں دل گرفتہ ہو گیا ہوں۔ مجھے حضرت علیؑ شیر خدا اور رستم دستان کی سی عظیم اور دلیر شخصیتوں کی آرزو ہے۔ (مجھے ایسے ہمراہیوں کی خواہش ہے جوان کی طرح دلیر اور بلند حوصلہ ہوں)۔

☆......میں نے کہا کہ "ایسا انسان کہیں نہیں ملتا، ہم نے بھی بہت تلاش کی۔ اس پر شیخ بولا کہ وہ جو نہیں مل رہا اسی کی تو مجھے خواہش ہے۔

مولانا رومی کی غزل کے بعد اب پھر جاوید نام کے اشعار شروع ہیں، لہٰذا مسلسل نمبر غزل کے اشعار سے پہلے کے اشعار کے مطابق ہیں۔

موج مضطر خفت برسنجاب آب — شد افق تار از زیان آفتاب
از متاعش پارہ دزدید شام — کوکبے چوں شاہدے بالائے بام
روح رومی پردہ ہا را بردرید — از پس کہ پارہ آمد پدید !
طلعتش رخشندہ مثل آفتاب — شیب او فرخندہ چوں عہد شباب
پیکرے روشن زنور سرمدی — در سرا پایش سرور سرمدی !
برلب او سر پنہان وجود — بند ہائے حرف و صوت از خود کشود
حرف او آئینہ آویختہ — علم با سوز دروں آمیختہ !
گفتمش "موجود و ناموجود چیست ؟ — معنی محمود و نامحمود چیست" ؟
گفت "موجود آنکہ می خواہد نمود — آشکارائی تقاضائے وجود
زندگی خود رابخویش آراستن — بر وجود خود شہادت خواستند
زندہ ای یا مردہ ای یا جاں بلب — از سہ شاہد کن شہادت را طلب

معانی :...... موجِ مضطر: بے چین، بے قرار لہر۔ خفت: سوگئی، لہریں اٹھنا بند ہو گئیں۔ سنجابِ آب: پانی کا سنجاب (سنجاب: بلی کے برابر ایک جانور کا نام جس کی کھال سے پوستین بنائی جاتی ہے۔ لباس تیار کرتے ہیں)۔ تار: تاریک، اندھیر۔ زیان: نقصان، دزدید: چرایا۔ بالائے بام: چھت کے اوپر۔ بردرید: پھاڑ ڈالے، چاک کر دیے۔ کہ: کوہ کا مخفف، پہاڑ۔ آمد پدید: ظاہر ہوا۔ کہ پارہ ے: ایک پہاڑی۔ طلعتش: اس کا چہرہ۔ رخشندہ: چمکتا ہوا، روشن۔ شیب: بڑھاپا۔ فرخندہ: مبارک، نیک بخت۔ نورِ سرمدی: ہمیشہ رہنے والا نور۔ کشود: کھولے۔ آویختہ: لٹکتا ہوا۔ آمیختہ: ملا ہوا، ملایا ہوا۔ محمود: تعریف کیا گیا، تعریف کرنے والا، خیر۔ نامحمود: جو تعریف کے لائق نہ ہو، شر۔ آشکارائی: خود کو ظاہر کرنا۔ آراستن: سجانا۔ خواستن: چاہنا۔ روزِ الست: الست کا دن، قرآنی تلمیح، عالمِ ارواح میں جب خداتعالیٰ نے روح سے پوچھا کہ "کیا میں تمہارا رب / پالنے والا نہیں ہوں" تو انہوں نے جواب دیا کہ "ہاں یعنی تو ہی ہمارا رب ہے"۔ آراستند: سجائی، آراستہ کی۔ خواستند: چاہا، چاہی۔ جاں بلب: مرنے کے قریب، لبوں پر جان، قریب المرگ۔

ترجمہ وتشریح:...... بیقرار موج پانی کے بستر پر سوگئی اور سورج کے غروب ہونے پر افق تاریک ہو گیا۔ (ہر طرف تاریکی چھا گئی)۔

☆......شام نے سورج کے سرمایہ سے ایک ٹکڑا چرا لیا، یہ ٹکڑا ایک ستارہ تھا جو چھت پر کھڑے محبوب کی طرح جلوہ گر تھا۔

مانگے ہے پھر کسی کو لب بام پر ہوس (غالب)
زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشان کیے ہوئے

☆......مولانا رومی کی روح آسمان کا پردہ چاک کر کے ایک پہاڑی کے پیچھے سے نمودار ہوئی۔
☆......ان کا چہرہ سورج کی مانند روشن تھا اور ان کا بڑھاپا عہدِ جوانی کی طرح آب و تاب رکھتا تھا۔
☆......ان کا پیکر نورِ سرمدی سے منور (روشن) تھا اور ان کے سراپا (سر سے پاؤں تک) سرمدی سرور تھا۔
☆......اُن کے ہونٹوں پر وجود کے خفیہ راز تھے۔انہوں نے الفاظ اور آوازوں کی زنجیریں اپنے اوپر سے کھول رکھی تھیں۔
☆......ان کے الفاظ یوں بیان ہو رہے تھے جیسے سامنے آئینہ لٹک رہا ہو، ان کے علم میں ان کے باطن کا سوز ملا ہوا تھا۔(نہ الفاظ تھے نہ آواز مگر معانی سامنے نظر آ رہے تھے)۔
☆......میں نے ان (رومیؒ) سے پوچھا کہ ''موجود اور نا موجود کیا ہے؟ اور محمود اور نا محمود کے معانی کیا ہیں؟''
☆......انہوں نے فرمایا کہ موجود وہ ہے جو اپنی نمود (ظہور یا ظاہر ہونا) چاہتا ہے، اس لیے کہ اپنے آپ کو ظاہر کرنا وجود کا تقاضا ہے۔
☆......زندگی اپنے آپ کو اپنی نظروں میں آراستہ کرنے کا نام ہے اور اپنے وجود پر گواہی کا طالب ہونا ہے۔
☆......خدا تعالیٰ نے روز ''الست'' انجمن آراستہ کی یا سجائی اور اپنے وجود پر گواہی (شہادت) طلب کی۔
☆......تو زندہ ہے یا مردہ ہے یا تو مرنے کے قریب ہے، اس کے لیے تین گواہوں سے گواہی طلب کر۔(ان تین گواہوں کا ذکر اگلے شعروں میں ہے)۔

شاہد اول شعور خویشتن — خویش را دیدن بنور خویشتن
شاہد ثانی شعور دیگرے — خویش را دیدن بنور دیگرے
شاہد ثالث شعور ذات حق — خویش را دیدن بنور ذات حق
پیش ایں نور ار بمانی استوار — حی و قائم چوں خدا خود را شمار !
بر مقام خود رسیدن زندگی است — ذات را بے پردہ دیدن زندگی است
مرد مومن درنسازد باصفات — مصطفیٰؐ راضی نشد الا بذات
چیست معراج آرزوے شاہدے — امتحانے رو بروے شاہدے
شاہد عادل کہ بے تصدیق او — زندگی مارا چوگل را رنگ و بو
در حضورش کس نماند استوار — ور بماند ہست او کامل عیار
ذرہ ازکف مدہ تابے کہ ہست — پختہ گیر اندر گرہ تابے کہ ہست
تاب خود را بر فزودن خوشتر است — پیش خورشید آزمودن خوشتر است
پیکر فرسودہ را دیگر تراش — امتحان خویش کن موجود، باش
ایں چنیں، موجود، محمود، است و بس — ورنہ نار زندگی دود است و بس''

معانی:...... دیدن: دیکھنا۔شاہدِ ثالث: تیسرا گواہ۔ار: اگر۔بمانی استوار: تو برقرار/قائم رہے۔حی و قیوم: ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا۔رسیدن: پہنچنا۔درنسازد: قناعت یا موافقت نہیں کرتا۔الا: سوائے، مگر، بجز، بغیر۔معراج: لفظی معنی بلند مرتبہ، درجہ اعلیٰ۔امتحانے: آزمائش۔شاہد عادل: انصاف کرنے والا، گواہ۔نماند: نہیں رہتا۔ور: اور اگر۔کامل عیار: معیار/کسوٹی پر پورا اترنے والا۔مدہ: نہ دے۔برفزودن: بڑھانا۔آزمودن: آزمانا۔پیکرِ فرسودہ: گھسا پٹا جسم۔تراش: گھڑ، بنا۔

ترجمہ وتشریح:...... پہلا گواہ اپنا شعور ہے یعنی اسے اپنے آپ کو اپنے نور سے دیکھنا ہے۔

☆......دوسرا گواہ دوسروں کا شعور ہے یعنی دوسروں کے نور سے اپنے آپ کو دیکھنا ہے۔

☆......اور تیسرا گواہ حق تعالیٰ کا شعور ہے یعنی نورِ حق سے اپنے آپ کو دیکھنا ہے۔

☆......اگر تو اللہ تعالیٰ کے نور کے سامنے قائم و برقرار رہ پارہ جائے تو اس صورت میں تو خود کو خدا کی طرح ''حی و قیوم'' سمجھ۔

☆......اپنے مقام پر پہنچنا ہی حقیقی زندگی ہے اور ذاتِ حق کو بے پردہ دیکھنا ہی صحیح زندگی ہے۔

☆......مردِ مومن صفات یعنی صفاتِ الٰہی سے موافقت نہیں کرتا (ان پر قناعت نہیں کرتا) چنانچہ حضور اکرم محمد مصطفیٰؐ ذات کے سوا صفات پر راضی نہ ہوئے یعنی حضورؐ دیدارِ خداوندی کیے بغیر راضی نہ ہوئے۔ (واقعہ معراج کے حوالے سے بات کی ہے)۔

☆......معراج کیا ہے؟ کسی شاہد/گواہ کی آرزو ہے۔ کہ اس کے روبرو اپنا امتحان کیا جائے۔

☆......ایسا شاہدِ عادل کہ جس کی تصدیق کے بغیر ہماری زندگی ایسے ہی ہے جیسے پھول/گلاب کا رنگ اور خوشبو ہو۔ (یہ رنگ و بو عارضی اور وقتی ہیں، ناپائیدار ہیں)۔

☆......اس (منصف گواہ) کے سامنے/حضور کوئی بھی استوار نہیں رہتا اور اگر رہ جاتا ہے تو وہ معیار پر پورا اترنے والا ہے یعنی وہ مردِ مومن یا مردِ کامل ہے۔

☆......اگر تو ذرہ ہے تو اپنی چمک کو ہاتھ سے نہ دے بلکہ اس چمک کو اپنی گرہ میں مضبوطی سے باندھ کے رکھ۔

☆......(اے ذرے) اپنی چمک کو بڑھاتے رہنا ایک اچھی بات ہے اور خود کو سورج کے سامنے/حضور آزمانا اچھی بات ہے۔

☆......تو اپنے فرسودہ پیکر کو نئے سرے سے تراش خراش کر اور اپنی آزمائش کر کے صاحبِ وجود بن جا۔

☆......صرف ایسا موجود ہی محمود ہے اور بس، ورنہ زندگی کی آگ محض دھواں ہے اور بس۔

باز گفتم ''پیش حق رفتن چساں ؟ | کوہ خاک و آب را گفتن چساں ؟
آمرو خالق بروں ازا مرو خلق | ماز شست روزگاراں خستہ حلق ؟
گفت ''اگر، سلطاں، ترا آید بدست | می تواں افلاک را از ہم شکست
باش تاعریاں شود ایں کائنات | شوید از دامان خود گرد جہات
در وجود او نہ کم بیني، نہ بیش | خویش را بیني ازو، اوراز خویش
نکتہ ''الا بسلطان'' یاد گیر | ورنہ چوں مور و ملخ در گل بمیر
از طریق زادن اے مرد نکوے | آمدی اندر جہان چار سوے
ہم بروں جستن بزا دن می تواں | بندہا از خود کشادن می تواں
لیکن ایں زادن نہ از آب و گل است | داند آں مردے کہ او صاحبدل است
آں زمجبوری است، ایں از اختیار | آں نہاں در پردہ ہا ، ایں آشکار
آں یکے باگریہ، ایں باخندہ ایست | یعنی آں جویندہ، ایں یا بندہ ایست
آں سکون و سیر اندر کائنات | ایں سراپا سیر بیروں از جہات
آں یکے محتاجِ روز و شب است | واں دگر روز و شب اور امرکب است

زادن طفل از شکست اشکم است | زادن مرد از شکست عالم است
ہر دو زادن را دلیل آمد اذان | آں بلب گویند وایں از عین جاں
جان بیدارے چو زاید در بدن | لرزہ ہا افتد دریں دیر کہن"

معانی :...... رفتن: جانا۔ چساں: کس طرح۔ کفتن شگافتن: پھاڑنا۔ آمر: حکم دینے والا۔ شست: کانٹا۔ خستہ خلق: زخمی حلق والے۔ سلطان: غلبہ، طاقت۔ باش: ٹھہر جا، رہ۔ شوید: ڈالے۔ الابسلطان: قرآنی تلمیح، معشر الجن، سورہ الرحمٰن، آیت ۳۳ "اے انسانوں اور جنوں کے گروہ! اگر تم سے ہو سکے کہ زمین اور آسمانوں کی حدود سے باہر نکل جاؤ تو ضرور نکل جاؤ مگر تم بغیر غلبہ واقتدار کے نہیں نکل سکتے" مور: چیونٹی۔ ملخ: ٹڈی۔ میر: مر، مرجا۔ زادن: جننا، پیدا ہونا۔ جستن: یعنی باہر نکلنا۔ کشادن: کھولنا۔ مرکب: سواری، سواری کا گھوڑا۔ اشکم: یعنی شکم، پیٹ۔ دیر کہن: پرانا زمانہ، یہ دنیا۔

ترجمہ وتشریح :...... میں نے پھر ان سے پوچھا کہ "خدا کے سامنے کیونکر یا کس طرح جانا (ممکن) ہے اور اس مٹی کے پہاڑ اور پانی کو کیسے توڑا جا سکتا ہے۔

☆......آمر و خالق (اللہ) تو امر اور خلق سے باہر ہے جبکہ زمانے کے کانٹے نے ہمارا حلق زخمی کر رکھا ہے۔ (ہم زمان ومکاں کی قید میں ہیں)۔

☆......(مولانا رومی نے جواب میں فرمایا) اگر سلطان تیرے ہاتھ آجائے تو آسمانوں کو توڑا جا سکتا ہے۔

☆......تو انتظار کر یہاں تک کہ یہ کائنات تیرے سامنے بے پردہ ہو جائے اور اپنے دامن سے اطراف (مکان) کی گرد دھو ڈالے۔

☆......اور تو اس کے وجود میں نہ کوئی کمی دیکھے گا اور نہ زیادتی۔ تو خود کو اس سے دیکھے گا اور اس کو خود سے دیکھے گا۔ مطلب یہ کہ کائنات کی حقیقت واضح ہونے پر تجھے معلوم ہوگا کہ زمان ومکاں وغیرہ کچھ نہیں سب اللہ ہی اللہ ہے (لا الٰہ الا اللہ) یوں تیرے اور مولانا کے درمیان حائل پردے اٹھ جائیں گے۔

☆......تو "الابسلطان" کا نکتہ یاد رکھ، ورنہ چیونٹی اور ٹڈی کی طرح مٹی کے اندر ہی مرجا۔

☆......اے نیک آدمی تو پیدائش کے عام طریقے (ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا) کی بنا پر اس حدود کی دنیا میں آیا ہے (یہ زمان ومکاں کی دنیا)۔

☆......(جس طرح تو ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہے) اسی طرح تو دوبارہ پیدا ہو سکتا ہے یعنی خود کو کائنات کے پیٹ سے باہر نکال سکتا ہے اور اس نئی پیدائش سے تو کائنات یا زمان ومکاں کی خود پر بندھی ہوئی زنجیریں کھول سکتا ہے۔

☆......لیکن یہ نئی پیدائش آب و گل سے نہیں ہے، صاحب دل مرد اس نکتے کو اچھی طرح جانتا ہے۔ (وہی انسان جنتا ہے جو صاحب دل ہے)۔

☆......وہ پہلی پیدائش (یعنی ماں کے پیٹ والی) مجبوری ہے اور یہ دوسری پیدائش اختیاری ہے۔ پہلی پیدائش پردوں میں نہاں ہوتی ہے۔ (بچہ ماں کے رحم میں مکمل بچہ بن کر باہر آتا ہے) جبکہ یہ ارادی پیدائش آشکارا (اعلانیہ) ہوتی ہے۔

☆......پہلی پیدائش تو روتے ہوئے ہوتی ہے (بچہ روتا ہوا ماں کے پیٹ سے جنم لیتا ہے) اور دوسری ہنستے مسکراتے ہوئے ہوتی ہے۔ یعنی پہلی ولادت والا بچہ روتا ہے کہ وہ کہاں آگیا جبکہ دوسری ولادت والا انسان مقصد زندگی پا لینے کے باعث خوش ہوتا ہے۔

☆......وہ (پہلی پیدائش) کائنات کے اندر سیر وسکون یعنی چلنے پھرنے کا نام ہے جبکہ یہ (دوسری ولادت) تمام اطراف سے باہر سیر کرنا ہے یعنی پہلی پیدائش والا تو زمان ومکاں ہی کی حدود میں رہتا ہے جبکہ دوسرا اس زمان ومکاں سے بے تعلق یا بے نیاز ہو جاتا ہے۔

☆......پہلی میں روز وشب (زمان) کی محتاجی ہے اور دوسری پیدائش والے کے لیے روز وشب سواری ہے۔ (پہلے پر کائنات سوار ہے، جبکہ دوسرا کائنات پر سوار ہے)۔

☆...... بچے کا پیدا ہونا ماں کا پیٹ چاک ہونے/ پھٹنے سے ہے جبکہ مرد یعنی مرد کامل کا پیدا ہونا جہان کے ٹوٹنے/ پھٹنے سے ہے۔ بچہ شکست شکم سے وجود میں آتا ہے مرد شکست عالم سے پیدا ہوتا ہے۔

☆...... دونوں طرح کی پیدائش پر اذان دلیل ٹھہری ہے۔ وہ (پہلی پیدائش والی) اذان ہونٹوں سے اور یہ سراسر جان سے کہی جاتی ہے۔ گویا دوسری پیدائش والے کی پوری زندگی میں اذان کی روح سما جاتی ہے۔ یہ گویا جانِ بیدار ہے۔

☆...... جب کسی بدن میں جان بیدار پیدا ہوتی ہے تو اس سے اس پرانے بتخانہ (دنیا) پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

گفتم ''ایں زادن نمی دانم کہ چیست'' ؟ گفت ''شانے از شیون زندگی است

شیوہ ہائے زندگی غیب و حضور آں یکے اندر ثبات، آں در مرور

گہ بجلوت می گداز و خویش را گہ بخلوت جمع سازد خویش را

جلوت او روشن از نور صفات خلوت او مستنیر از نور ذات

عقل اور اسوئے جلوت می کشد عشق اور اسوئے خلوت می کشد

عقل ہم خود رابدیں عالم زند تا طلسم آب و گل راشکند

می شود ہر سنگ رہ او را ادیب می شود برق و سحاب او را خطیب

چشمش از ذوق نگہ بیگانہ نیست لیکن اور اجرأت رندانہ نیست !

پس زترس راہ چوں کورے رود نرم نرمک صورت مورے رود

تاخرد پیچیدہ تر بر رنگ و بوست می رود آہستہ اندر راہ دوست

کارش از تدریج می یابد نظام من نہ دانم کے شود کارش تمام !

معانی :...... شئون: شَن کی جمع، شانیں۔ مرور: حرکت، گردش۔ گدازد: پگھلاتی ہے۔ مستنیر: روشن۔ ادیب: ادب سکھانے والا۔ سحاب: بادل۔ خطیب: خطاب کرنے والا۔ ترس: خوف، ڈر۔ پیچیدہ تر: زیادہ الجھتی ہے۔ تدریج: درجہ بدرجہ، آہستہ آہستہ۔

ترجمہ وتشریح :...... میں نے کہا کہ مجھے علم نہیں (یا میں نہیں سمجھا) کہ یہ (دوسری) پیدائش کیا ہے؟ جواب میں رومیؒ نے فرمایا کہ یہ زندگی کی مختلف شانوں میں ایک شان ہے۔ گویا قرآنی تلمیح کے مطابق ذاتِ حق ہر لحہ ایک نئی شان سے جلوہ گر ہے۔

☆...... زندگی کے انداز (طور طریقے) غیب اور حضور ہیں۔ گویا یہ زندگی کے دو رخ ہیں، اس کا ایک رخ غیب (خلوت) ثبات ہے تو دوسرا حضور (جلوت) میں حرکت و گردش ہے۔

☆...... کبھی تو وہ (زندگی) خود کو جلوت میں گداز کرتی ہے اور کبھی خلوت میں خود کو جمع کرتی ہے۔

☆...... اس کی جلوت صفات کے نور سے روشن ہے جبکہ اس کی خلوت نورِ ذات سے روشن (منور) ہے۔

☆...... عقل اسے جلوت کی طرف کھینچتی ہے اور عشق اسے (آدمی کو) خلوت کی طرف کھینچتا ہے۔

☆...... عقل بھی خود کو اس عالم (کائنات) سے نبرد آزما ہوتی ہے تا کہ وہ مادی دنیا کے جادو کو توڑ دے۔ (گویا انسانی عقل دنیا کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے مسخر کرنے میں لگی رہتی ہے لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب اس میں جذبہ عشق شامل ہو)۔

☆...... (عقل جب کائنات کی حقیقت کی آگاہی کے لیے نکلتی ہے تو) اس کے راستے کا ہر پتھر اس کا ادیب (نیا سبق) بن جاتا ہے اور آسمانی بجلی اور بادل اس سے خطاب کرنے لگتے ہیں۔ (گویا کائنات کی ہر شے اس کی اسیر ہو جاتی ہے)۔

☆......اس (عقل) کی آنکھ ذوقِ نگاہ سے محروم (عاری) نہیں ہے لیکن اس میں وہ عشق کی سی جرات رندانہ نہیں ہے۔
☆......چنانچہ وہ (عقل) راستے کے خوف سے اندھے کی طرح چلتی ہے۔اس کی رفتار چیونٹی کی طرح بہت آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔
☆......عقل چونکہ رنگ و بو یعنی دنیا میں زیادہ الجھی رہتی ہے، اس لیے دوست (اللہ تعالیٰ) کے راستے میں آہستہ آہستہ چلتی ہے۔
☆......اسکا کام تدریج سے نظام پاتا (آگے بڑھتا) ہے۔میں نہیں جانتا اسکا کام انجام کو کیونکر پہنچے گا۔(وہ اپنے مقصد کو کب پائے گا)۔

می نداند عشق سال و ماہ را	دیر و زود و نزد و دور راہ را
عقل در کوہے شگافے می کند	یا بگرد او طوافے می کند
کوہ پیش عشق چوں کاہے بود	دل سریع السیر چوں ماہے بود
عشق شبخونے زدن برلا مکان	گور نا دیدہ رفتن از جہاں !
زور عشق از باد و خاک و آب نیست	قوتش از سختی اعصاب نیست
عشق باناں جویں خیبر کشاد	عشق در اندام مہ چاکے نہاد !
کلۂ نمرود بے ضربے شکست	لشکر فرعون بے حربے شکست !
عشق درجاں چوں بچشم اندر نظر	ہم درون خانہ ہم بیرون در
عشق ہم خاکستر و ہم اخگر است	کار او از دین و دانش برتر است
عشق سلطان است و برہان مبیں	ہر دو عالم عشق را زیر نگیں
لازمان و دوش فردائے ازو	لامکان و زیر و بالائے ازو

معانی:...... شگافے: ایک یا خاص شگاف۔ سریع السیر: تیز رفتار۔ زدن: مارنا۔ نادیدہ: اَن دیکھے۔ رفتن: جانا۔ نانِ جویں: جو کی روٹی۔ خیبر کشاد: خیبر کو فتح کیا، حضرت علیؓ نے قلعہ خیبر کو فتح کیا تھا۔ اندام: جسم۔ چاکے: ایک یا خاص ٹکڑا۔ کلہ: جبڑا۔ اخگر: شعلہ۔ برہانِ مبیں: روشن دلیل۔ لازماں: جس کا کوئی زمانہ نہ ہو۔ دوش و فردا: ماضی اور مستقبل۔ زیر نگیں: قبضے میں، تابع۔

ترجمہ وتشریح:...... عشق سال و ماہ کو نہیں جانتا۔ وہ راستے کے دیر و زود (زماں) اور نزدیک و دور (مکان) کو نہیں جانتا۔
☆......عقل پہاڑ میں شگاف ڈال دیتی ہے یا اس کے گرد طواف کرتی رہتی ہے۔(پہاڑوں کو سر کرلے یا پھر پیس ڈالے)۔
☆......پہاڑ عشق کے سامنے تنکے کی مانند ہے اور (عشق سے) دل چاند کی طرح تیز رفتار ہوتا ہے۔(وہ جلدی ہی راستے طے کر کے منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے)۔
☆......عشق لامکان پر شب خون مارنے کا نام ہے اور قبر دیکھے بغیر رخصت ہونا ہے۔ مطلب یہ کہ صاحبِ عشق اگر چہ جسمانی طور پر مر بھی جائے تو قبر میں بھی زندہ رہتا ہے یعنی عشق پر موت طاری نہیں ہوتی۔
☆......عشق کا زور و قوت ہوا اور خاک اور پانی سے نہیں ہے اور اس کی قوت اعصاب/ پٹھوں کی سختی سے نہیں ہے۔(اس کی قوت کا تعلق جسمانی طاقت کے حوالے سے نہیں ہے)۔
☆......عشق نے جو کی روٹی کھا کر (قلعہ) خیبر فتح کیا۔ عشق نے چاند کے جسم میں چاک ڈال دیا، اسے دو ٹکڑے کر دیا۔ پہلے مصرعے میں حضرت علیؓ کے واقعہ فتح خیبر کی طرف اشارہ ہے۔ ان کی خوراک جو کی روٹی ہوتی تھی۔ علامہ اقبال نے ''بال جبریل'' میں اسی خیال کو یوں پیش کیا ہے۔

جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے اسے بازوئے حیدر بھی عطا کر

دوسرے مصرعے میں حضور اکرمؐ کے چاند کے دو ٹکڑے کرنے کے معجزے کی طرف اشارہ ہے۔ ان کا تعلق جسمانی قوت سے نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ عشقِ حقیقی کے جذبہ سے ہی ہوا۔

☆......اس (عشق) نے نمرود کا جبڑا کسی ضرب کے بغیر توڑ دیا اور جنگ کے بغیر فرعون کے لشکر کو شکست دی۔ (پہلے مصرعے میں حضرت ابراہیمؑ کے حوالے سے اور دوسرے مصرعے میں حضرت موسیٰؑ کے حوالے سے عشق کی باطنی قوت کی بات کی ہے۔)

☆......عشق جانِ روح میں اسی طرح ہے جیسے آنکھ میں نظر ہوتی ہے، جو گھر کے اندر بھی ہے اور گھر کے باہر بھی۔

☆......عشق راکھ بھی ہے اور شعلہ (انگارہ) بھی ہے۔ اس کا کام دین اور عقل و دانش سے بڑھ کر ہے۔

☆......عشق سلطان (قوت) بھی ہے اور روشن دلیل بھی۔ دونوں جہان عشق کے زیرِ نگیں ہیں (عشق کائنات کو مسخر کر لیتا ہے اور لامکاں تک جا پہنچتا ہے۔ اس کی دلیل کے لیے انبیا کے تصرفات دیکھے جا سکتے ہیں)۔

☆......اگرچہ عشق کا کوئی زمانہ نہیں ہے مگر ماضی و مستقبل اسی سے ہیں۔ وہ لامکاں ہے (اس کا کوئی مکاں نہیں) لیکن پستی و بلندی (مکان) اسی سے ہے۔ گویا عشق اس عالم کے وجود میں آنے کا باعث ہے۔ قرآنی تلمیح کے حوالے سے مراد یہ ہے کہ خدا نے خود کو دیکھنا چاہا تو اس (حسنِ حقیقی نے اپنا عاشق اس کائنات کی صورت میں پیدا کر دیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو یہ کائنات بھی نہ ہوتی)۔

چوں خودی را از خدا طالب شود ۔۔۔ جملہ عالم مرکب او را اکب شود
آشکار از مقام دل ازو ۔۔۔ جذب ایں دیرِ کہن باطل ازو
عاشقاں خود را بہ یزداں می دہند ۔۔۔ عقل تاویلی بقرباں می دہند
عاشقی ؟ از سوبہ بے سوئی خرام ۔۔۔ مرگ را بر خویشتن گرداں حرام
اے مثالِ مردہ در صندوقِ گور ۔۔۔ می تواں برخاستن بے بانگِ صور !
در گلو داری نواہا خوب و نغز ۔۔۔ چند اندر گل بنالی مثلِ چغز
بر مکان و بر زماں اسوار شو ۔۔۔ فارغ از پیچاک ایں زنار شو
تیز ترکن ایں دو چشم و ایں دو گوش ۔۔۔ ہر چہ می بینی بنوش از راہ ہوش
آں کسے کو بانگِ موراں بشنود ۔۔۔ ہم ز دوراں سر دوراں بشنود،
آں نگاہ پردہ سوز از من بگیر ۔۔۔ کو بچشم اندرنمی گردد اسیر
آدمی دید است باقی پوست است ۔۔۔ دید آں باشد کہ دید دوست است
جملہ تن را در گداز اندر بصر ۔۔۔ در نظر رو در نظر رو در نظر،

(رومی)

معانی :...... راکب: سوار۔ عقلِ تاویلی: تاویلیں کرنے والی عقل۔ بے سوئی: بے طرفی، اطراف کا نہ ہونا، لامکان۔ برخاستن: اٹھنا۔ بے بانگِ صور: صور کی آواز کے بغیر یامت کے روز اسرافیل صور پھونکے گا جس سے مردے اٹھ کھڑے ہونگے۔ نغز: عمدہ، اعلیٰ۔ بنالی: تو روئے گا، چلائے گا۔ چند: کب تک۔ چغز: مینڈک۔ اسوار شو: سوار ہو جا۔ بانگِ موراں: چیونٹیوں کی آواز۔ کو: کہ او، کہ وہ۔ دید: دیکھنا، نگاہ۔ پوست: چھلکا، چمڑا۔

ترجمہ وتشریح .... جب عشق خدا سے خودی کا طالب ہوتا ہے تو تمام عالم (دنیا) سواری بن جاتی ہے اور وہ اس کا سوار بن جاتا ہے۔ (وہ کائنات کو مسخر کر لیتا ہے)۔

☆ ......دل کا مقام عشق سے اور زیادہ آشکارا ہو جاتا ہے اور اس قدیم بت خانہ (دنیا) کی کشش اس سے باطل ہو جاتی ہے۔

☆ ......عاشق خود کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں اور تاویلیں کرنے والی عقل کو قربان کر دیتے ہیں۔

عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گامِ عمل — عقل سمجھی ہی نہیں معنیٔ پیغام ابھی

☆ ......کیا تو عاشق ہے؟ اگر ایسا ہے تو اطراف (مکان) ہے۔ لامکان کی طرف چل اور موت کو اپنے اوپر حرام کر لے۔ یعنی اس جہان سے بے نیاز ہو کر لامکانی بن جا۔ اس طرح تو مر کر بھی زندہ یعنی جاودانی رہے گا۔

☆ ......اے کہ تو قبر کے صندوق میں مردے کی طرح بند ہے۔ یہ جان لے کہ قبر سے صور کی آواز کے بغیر بھی اٹھا جا سکتا ہے۔

☆ ......تیرے گلے میں تو عمدہ اور خوب یا دلکش نغمے موجود ہیں۔ تو کب تک مینڈک کی طرح مٹی میں روتا رہے گا۔ یعنی تو افضل مخلوقات ہے، تیرے لیے یہ حیوانوں کی سی زندگی بسر کرنا مناسب نہیں ہے۔

☆ ......تو زمان ومکاں پر سوار ہو جا اور یوں اس زنار کی گرفت سے آزد ہو جا یعنی تو اس کائنات کو مسخر کر کے اس سے آزاد ہو جا تا کہ تو اپنی خودی کو پہچان سکے۔

☆ ......تو اپنی ان دو آنکھوں اور ان دو کانوں کو زیادہ تیز کر، جو کچھ بھی تو دیکھے اس پر ہوش سے غور وفکر کر۔

☆ ......جو شخص چیونٹیوں کی آواز سن لیتا ہے وہ زمانے سے اس کا بھید بھی سن سکتا ہے۔ قرآنی تلمیح کے حوالے سے حضرت سلیمانؑ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ انہوں نے چیونٹیوں کی آوز سن لی تھی۔ صاحبِ خودی میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ مشاہدہ کی جانے والی ہر شے کی بات سن لیتا ہے۔

☆ ......تو مجھ (رومی) سے پردوں کو جلانے والی وہ نگاہ حاصل کر جو آنکھوں میں قید نہیں رہتی۔ (رازہائے درون پردہ دیکھ لیتی ہے)۔

☆ ......آدمی فقط نظر (نگاہ) ہے باقی جو کچھ ہے وہ اس کا چھلکا/کھال ہے، اور نگاہ ہے جو دوست (حق تعالیٰ) کا دیدار کرے۔ یہ شعر مولانا رومی کے ہیں۔

☆ ......تو اپنے سارے بدن کو نگاہ میں پگھلا دے۔ تو نظر میں چل یعنی نظر پیدا کر تو نظر پیدا کر، نظر پیدا کر۔ گویا تو اپنے سارے جسم کو بصرا بصیرت میں تبدیل کر لے۔ وہ اس لیے کہ انسان سراپا نظر یا بصر ہے، باقی جو کچھ ہے وہ کھال کی مانند بیکار ہے۔

تو ازیں نہ آسماں ترسی؟ مترس — از فراخاے جہاں ترسی؟ مترس

چشم بکشا بر زمان و برمکاں — ایں دو یک حال است از احوال جاں

تانگہ از جلوہ پیش افتادہ است — اختلاف دوش و فردا زادہ است

دانہ اندر گل بظلمت خانہ — از فضاے آسماں بیگانہ

ہیچ می داند کہ درجائے فراغ — می تواں خود را نمودن شاخ شاخ ؟

جوہر او چیست ؟ یک ذوق نموست — ہم مقام اوست ایں جوہر ہم اوست

معانی .... نہ: نو کا عدد (۹)۔ مترس: مت ڈر۔ فراخائے جہاں: جہاں کی وسعت۔ زادہ است: پیدا ہوا ہے۔ بظلمت خانہ: تاریک گھر میں۔ نمودن: ظاہر کرنا۔

ترجمہ وتشریح :...... کیا تو ان نو آسمانوں سے ڈرتا ہے؟ نہ ڈر۔ کیا تو دنیا کی وسعت سے ڈرتا ہے؟ نہ ڈر یعنی اگر تو سراپا نظر بن جائے تو ان کو مسخر کر سکتا ہے، اس لیے ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

☆......تو زمان پر اور مکان پر نظر ڈال۔ یہ دونوں (زمان ومکاں) جان کے حالات (شانوں) میں سے ایک حال (شان) ہیں۔

☆......چونکہ نگاہ جلوے کی تاب نہ لانے کی قوت نہیں رکھتی، اسی باعث نفس نے گزرے ہوئے کل اور آنے والے کل کا اختلاف پیدا کر رکھا ہے۔ علامہ ہی کے لفظوں میں حقیقتِ حال یہ ہے۔

نہ ہے زماں نہ مکاں لا الٰہ الا اللہ

زمان ومکاں کا کوئی حقیقی وجود نہیں ہے۔ صرف اور صرف اس ذات باری کا وجود ہے جو کائنات کی ہر شے میں سمایا ہوا ہے۔

☆......مٹی کے اندر دانہ/بیج زمین کی تاریکی میں ہونے کے باعث آسمان کی فضا سے بیگانہ و بے خبر ہوتا ہے۔ اسے کچھ خبر نہیں ہوتی کہ زمین کے باہر کیا کچھ ہے۔

☆......کیا وہ دانہ، مذکورہ حالت میں کچھ جانتا ہے کہ مٹی سے باہر وسیع جگہ پر خود کو درخت کی شکل میں یا شاخ در شاخ نمودار کیا جا سکتا ہے؟ یعنی وہ اُگ کر زمین سے باہر آ جائے تو وہ درخت کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔

☆......اس (دانے) کا جوہر کیا ہے؟ خود کو نمودار کرنے کا ایک ذوق ہے۔ یہی جوہر اس کا مقام بھی ہے اور یہی وہ خود ہے۔

اے کہ گوئی محمل جان است تن — سر جاں را در نگر بر تن متن
محملے نے، حالے از احوال اوست — محملش خواندن فریب گفتگوست !
چیست جاں؟ جذب و سرور و سوز و درد — ذوق تسخیر سپہر گرد گرد !
چیست تن؟ بارنگ و بو خوکردن است — با مقام چار سو خوکردن است
از شعور است ایں کہ گوئی نزدور دور — چیست معراج؟ انقلاب اندر شعور
انقلاب اندر شعور از جذب و شوق — وارہاند جذب و شوق از تحت و فوق
ایں بدن باجان ما انبار نیست — مشت خاکے مانع پرواز نیست"

معانی :...... متن: مت اکڑ، غرور نہ کر۔ خواندن: کہنا، بلانا۔ سپہر گرد گرد: گردش کرنے والا آسمان۔ خوکردن: عادت کر لینا، عادی ہو جانا۔ وارہاند: آزاد کر دیتا ہے۔ انباز: شریک، رفیق۔ مانع: رکاوٹ۔ محمل: اونٹ کی سواری کا کجاوہ، اونٹ کا ہودہ۔

ترجمہ وتشریح :...... تو جو یہ کہتا ہے کہ جسم، روح کا محمل ہے، تو تو ذرا روح کے بھید کو دیکھ (اس پر غور کر اور خوانخواہ) تن/جسم پر مت اکڑ۔ (جسم، روح کا آلہ ہے، تیرا یہ نظریہ غلط ہے)۔

☆......جسم، روح کا محمل نہیں ہے بلکہ اس (روح) کے احوال میں سے ایک حال ہے، یا اسکی شانوں میں سے ایک شان ہے۔ اسے اس کا محمل کہنا محض فریب گفتگو ہے۔ (یہ نظریہ اہل عقل کا ہے اور اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے)۔ ارتباطِ حرف ومعنی، اختلاطِ جان وتن (اقبال)

☆......جان (روح) کیا ہے؟ جذب وسرور اور سوز ودرد کا نام ہے اور یہ (روح) گردش کرنے والے آسمان کو مسخر کرنے کا ذوق ہے۔ آسمان سے مراد پوری کائنات کی قوتیں ہیں۔

☆......جسم (بدن) کیا ہے؟ یہ رنگ وبو کی دنیا سے موافقت کرنیکا نام ہے اور یہ (جسم) چار اطراف والے جہان سے بنا کر رکھنے کا نام ہے۔

☆......یہ جو تو نزدیک اور دور کی بات کرتا ہے تو اس کا تعلق شعور سے ہے۔ معراج کیا ہے؟ معراج شعور میں انقلاب پیدا ہونے کا نام ہے۔

☆......شعور کے اندر انقلاب جذب وشوق (عشق سے پیدا ہوتا ہے، جذب وشوق انسان کو پستی و بلندی (مکان) سے آزاد کر دیتا ہے)۔ اگر عشق کے نتیجے میں شعور انقلاب پذیر ہو جائے تو یہ نزد و دور کا تصور ختم ہو جائے۔ اسی انقلاب کا نام معراج ہے۔ اس میں بالواسطہ حضور اکرمؐ کے معراج کو جانے کا ذکر ہے۔ حضورؐ انسان تھے لیکن اسی انقلاب کے نتیجے میں آپؐ عالم لاہوت میں پہنچ کر محبوب حقیقی کے دیدار سے مشرف ہو کر زمین پر لوٹ آئے۔

☆......یہ بدن ہماری روح کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ یہ مٹی کی مٹھی (انسانی بدن) روح کی پرواز میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

زروان کہ روحِ زمانِ و مکان است مسافر رابسیاحت عالم علوی می برد

(زروان، جو زمان و مکان کی روح ہے، مسافر یعنی علامہ اقبال کو عالم بالا کی سیاحت کے لیے ساتھ لے جاتی ہے)

=زروان: قدیم فارسی لفظ بمعنی زمانہ۔ بسیاحتِ عالمِ علوی: اوپر کی دنیا یعنی آسمان کی سیر کے لیے۔ می برد: لے جاتی ہے۔

زروان کہ روح زمان ومکان است
مسافر رابسیاحت عالم علوی می برد

(زروان، جو زمان و مکان کی روح ہے، مسافر یعنی علامہ اقبال کو عالم بالا کی سیاحت کے لئے ساتھ جاتی ہے)

از کلامش جان من بیتاب شد ‏ در تنم ہر ذرہ چوں سیماب شد
ناگہاں دیدم میاں غرب و شرق ‏ آسماں در یک سحاب نور غرق
زاں سحاب افرشتہ آمد فرود ‏ باد و ظلمت، ایں چو آتش، آں چو دود !
آں چو شب تاریک و ایں روشن شہاب ‏ چشم ایں بیدار و چشم آں بخواب
بال اور از ...... سرخ و زرد ‏ سبز و سیمین و کبود و لاجورد
چوں خیال اندر مزاج او رمے ‏ از زمین تا کہکشاں اورا دمے
ہر زماں او راہو اے دیگرے ‏ پر کشادن در فضاے دیگرے
گفت "زروانم جہاں را قاہرم ‏ ہم نہانم ازنگہ ہم ظاہرم
بستہ ہر تدبیر بالتقدیر من ‏ ناطق وصامت ہمہ نخچیر من
غنچہ اندر شاخ می بالد زمن ‏ مرغک اندر آشیاں نالد زمن
دانہ از پرواز من گردد نہال ‏ ہر فراق از فیض من گردد وصال
ہم عتابے ہم خطابے آورم ‏ تشنہ سازم تاشرابے آورم
من حیاتم، من مماتم، من نشور ‏ من حساب و دوزخ و فردوس و حور !
آدم و افرشتہ در بندمن است ! ‏ عالم شش روزہ فرزند من است !
ہر گلے کز شاخ می چینی ہنم ‏ ام ہر چیزے کہ می بینی ہنم !
در طلسم من اسیر است ایں جہاں ‏ از دمم ہر لحظہ پیر است ایں جہاں

لی مع اللہ ہر کرا در دل نشست　　آں جوانمردے طلسم من شکست
گر تو خواہی من نباشم درمیاں　　لی مع اللہ بازخواں از عین جاں"

معانی:...... ازکلامش: اس کی یعنی مولانا رومیؒ کی باتوں سے، کلام سے۔ چوں سیماب: پارے کی طرح، مضطرب، بیقرار۔ سحاب: بادل۔ افرشتہ ے: ایک فرشتہ۔ آمد فرود: نیچے اترا۔ طلعت: چہرہ۔ روشن شہاب: ستارہ شہاب کی مانند روشن (شہاب وہ ستارہ جو عموماً تیر کی شکل میں زمین پر گرتا ہوا دکھائی دیتا ہے)۔ بال: پَر۔ سیمیں: سفید۔ کبود: نیلے۔ لاجورد: نیلے رنگ کا ایک چمکتا پتھر، مراد نیلا رنگ۔ دمے: ایک لمحہ۔ ہوائے دیگرے: نئی خواہش۔ پرکشادن: پر کھولنا، اڑنا۔ زروانم: میں زمانہ ہوں۔ قاہرم: میں مسلط ہوں۔ ناطق: بولنے والا۔ صامت: خاموش، نہ بولنے والے، جمادات وغیرہ۔ نخچیر: شکار۔ می بالد: پرورش پاتا ہے، بڑھتا ہے۔ نہال: درخت۔ من ماتم: میں موت ہوں۔ من نشور: میں قیامت ہوں۔ حساب: یعنی روز قیامت اعمال کا حساب۔ عتاب: غصہ، عذاب۔ عالم شش روزہ: قرآنی تلمیح "ہم (خدا) نے جہان کو چھ دنوں میں پیدا کیا"۔ می چینی: تو توڑتا ہے/ چنتا ہے۔ اُمّ: ماں، جڑ۔ لی مع اللہ: حدیث حضور اکرمؐ "مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا وقت میسر ہے جو کسی نبی مرسل یا فرشتہ مقرب کو میسر نہیں"۔ ازعین جاں: پوری طرح روح میں محو ہوکر۔

ترجمہ وتشریح:...... مولانا رومیؒ کے کلام سے میری جان بے چین ہوگئی اور میرے جسم کا ہر ذرہ پارے کی طرح ہوگیا (تڑپنے لگا)

☆......اچانک میں نے دیکھا کہ مغرب اور مشرق کے درمیان آسمان نور کے ایک بادل میں ڈوبا ہوا ہے۔

☆......اس بادل میں سے ایک فرشتہ نیچے اترا۔ اس کے دو چہرے تھے، ایک آگ کی مانند، دوسرا دھوئیں کی مانند۔

☆......دھوئیں والا چہرہ رات کی طرح تاریک اور آگ والا چہرہ ستارہ شہاب کی طرح روشن تھا۔ آگ والے چہرے کی آنکھ بیدار اور دھوئیں کے چہرے والی آنکھ سوئی ہوئی تھی یا نیند میں تھی۔

☆......اس کے بال سرخ اور زرد رنگ کے، نیز سبز وسفید اور نیلے اور لاجوردی تھے۔

☆......اسکے مزاج میں خیال کی سی تیز رفتاری تھی اور زمین سے کہکشاں تک کا سفر اس کیلئے ایک پل کا سفر تھا۔ (ایک لمحہ میں طے کرلیتا تھا)۔

☆......ہر زماں اس میں ایک نئی خواہش پیدا ہوتی تھی اور ہر پل ایک نئی فضا میں پرواز کرتا تھا۔

☆......وہ کہنے لگا "میں زروان ہوں اور اس جہان پر میرا تسلط ہے۔ میں نگاہ سے پنہاں بھی ہوں اور ظاہر بھی ہوں"

☆......ہر تدبیر میری تقدیر سے وابستہ (بندھی ہوئی) ہے۔ بولنے والے اور نہ بولنے والے بھی میرے شکار ہیں۔

☆......شاخ کے اندر غنچہ میری وجہ سے پھوٹتا ہے اور پرندہ آشیانے میں میری وجہ سے فریادی ہے۔

☆......دانہ میری ہی پرواز سے درخت بنتا ہے اور ہر فراق/ ہجر میرے فیض سے وصل بنتا ہے (تبدیل ہوتا ہے)۔

☆......میں عتاب بھی لاتا ہوں اور خطاب بھی اور میں ہی کسی کو پیاسا بناتا ہوں تاکہ اس کے لیے پینے کی چیز لاؤں۔

☆......میں ہی زندگی ہوں، میں ہی موت ہوں، میں ہی قیامت ہوں، میں ہی حساب حشر ہوں، می ہی دوزخ ہوں اور میں ہی فردوس اور میں ہی حور ہوں۔

☆......آدمی اور فرشتہ دونوں میرے اسیر یا قیدی ہیں۔ یہ چھ روزہ جہان میری اولاد ہے۔

☆......ہر وہ پھول جو تو شاخ سے توڑتا/ چنتا ہے۔ وہ میں ہوں اور ہر وہ چیز جو تو دیکھتا ہے اس کی ماں میں ہوں۔

☆......یہ جہان میرے طلسم/ جادو میں اسیر ہے اور میرے دم یا میری سانس سے یہ جہان ہر لمحہ بوڑھا ہو رہا ہے۔

☆......جس کسی کے بھی دل میں "لی مع اللہ" (کا نقش) بیٹھ گیا، اس جواں مرد/ دلیر آدمی نے میرا جادو توڑ دیا۔ ("لی مع اللہ" کی رمز سے

واقف نسان وقت پر قابو پالیتا ہے اور زمانہ اس کی غلامی میں آجاتا ہے)۔
☆......اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں درمیان میں نہ رہوں تو پھر تو ''لی مع اللہ'' کو دوبارہ دل و جان سے پڑھ۔

در نگاہ او نمید انم چہ بود | از نگاہم ایں کہن عالم ربود
یا نگاہم برد گر عالم کشود | یاد گرگوں شد ہماں عالم کہ بود
مردم اندر کائنات رنگ و بو | زادم اندر عالم بے ہائے و ہو
رشتہ من زاں کہن عالم گسست | یک جہان تازہ آمد بدست
از زیان عالمے جانم تپید | تادگر عالم زخاکم بردمید
تن سبک ترگشت و جاں سیار تر | چشم دل بنیندہ و بیدار تر
پردگی ہا بے حجاب آمد پدید | نغمہ انجم بگوش من رسید!

معانی :...... کہن عالم: پرانی دنیا۔ ربود: اچک لیا/لی۔ زادم: میں پیدا ہوا، (وجود میں آیا)۔ بے ہائے و ہو: جس میں کوئی ہنگامہ نہ ہو۔ رشتۂ من: میرا تعلق۔ گسست: ٹوٹ گیا۔ بردمید: ابھرا، پیدا ہوا، پھوٹا۔ سبک تر: زیادہ ہلکا۔ سیار تر: زیادہ تیز رفتار۔ آمد پدید: ظاہر ہوا۔ دگرگو: تبدیل، متغیر۔

ترجمہ وتشریح:...... میں نہیں جانتا اس کی نگاہ میں کیا تھا کہ اس نے میری نگاہ سے یہ پرانا جہان اڑا لیا (اوجھل ہو گیا)۔
☆......یا تو میری نگاہ کسی اور جہان پر کھل گئی یا پھر وہی پرانا جہاں سارا تبدیل ہو گیا۔
☆......میں اس رنگ و بو کی کائنات میں تو مر گیا اور ایک ہنگاموں اور شور و غوغا سے خالی جہان میں پیدا ہو گیا۔ (عالمِ سفلی سے عالم علوی پہنچنا مراد ہے)۔
☆......میرا تعلق اس پرانے جہان (دنیا) سے ختم ہو گیا اور ایک نئی دنیا (جہان) میرے ہاتھ لگی۔
☆......ایک جہان کے نقصان سے میری جان تڑپ اٹھی، یہاں تک کہ میری خاک سے ایک نئے جہان نے جنم لیا (پیدا ہوا)۔
☆......میرا جسم پہلے سے زیادہ ہلکا ہو گیا اور جان (روح) پہلے سے زیادہ تیز رفتار ہو گئی جبکہ میرے دل کی آنکھ پہلے سے زیادہ دیکھنے والی (یعنی تیز نگاہ) اور پہلے سے زیادہ بیدار ہو گئی۔
☆......چھپی ہوئی اشیا بے پردہ ہو کر ظاہر ہو گئیں اور میرے کانوں نے ستاروں کا یہ گیت سنا (گیت پہنچا)۔

زمزمہ انجم (ستارے کا گیت)

عقل تو حاصل حیات عشق تو سر کائنات | پیکر خاک! خوش بیا ایں سوے عالم جہات
زہرہ و ماہ و مشتری از تو رقیب یک دگر | از پے یک نگاہ تو کشمکش تجلیات
در رہ دوست جلوہ ہاست تازہ بتازہ نو بنو | صاحب شوق و آرزو دل نہ دہد بکلیات
صدق و صفاست زندگی، نشو و نماست زندگی | تا ابداز ازل بتاز ملک خداست زندگی،

معانی:...... پیکر خاک، اے مٹی کے جسم یعنی انسان۔ خوش بیا: خوش خوش آ۔ عالم جہات: اطراف کا جہان، (یہ دنیا)۔ زہرہ: اسے ناہید بھی کہا جاتا ہے، یہ ستارہ تیسرے آسمان پر ہے۔ مشتری: برجیس ستارہ جو نظام شمسی میں سب سے بڑا ستارہ ہے، روشنی میں زہرہ کے

بعد دوسرے درجے پر ہے یہ بارہ سال میں سورج کے گرد ایک دورہ مکمل کرتا ہے، چھٹے آسمان پر ہے، اسے "قاضی فلک" بھی کہتے ہیں، یہں زہرہ ومشتری سے مراد سب ستارے۔ بتاز: دوڑا۔ صدق وصف: سچائی، راستی اور پاکیزہ باطنی۔

ترجمہ وتشریح:....... تیری عقل زندگی کا حاصل ہے اور تیرا عشق کائنات کا راز ہے۔ اے مٹی کے پیکر یعنی اے خاکی انسان (اقبال) تو اس عالم جہات سے اس طرف خوشی خوشی آ۔ (اس طرف آنا تجھے مبارک ہو)۔

☆......زہرہ اور چاند اور مشتری تیری وجہ سے ایک دوسرے کے رقیب بن گئے ہیں۔

☆......محبوبِ حقیقی کی راہ میں نت نئے اور تازہ بتازہ جلوے ہیں۔ جو کوئی صاحبِ شوق اور آرزو والا ہے، وہ کلیات ہی کو دل نہیں دیتا یا اس سے ہی دل نہیں لگاتا۔

☆......زندگی صدق وصفا (کا نام) ہے، زندگی نشوونما (کا نام) ہے۔ تو ازل سے ابد تک گھوڑا دوڑا، (تگ وتاز جاری رکھو) زندگی تیرے خدا کا (نہ ختم ہونے والا) ملک ہے۔

شوق غزلسرا ے را رخصت ہاے و ہو بدہ — باز بہ رند و محتسب بادہ سبو سبو بدہ
شام وعراق و ہند و پارس خو بہ نبات کردہ اند — خو بہ نبات کردہ را تلخی آرزو بدہ
تا بہ یم بلند موج معرکہ بنا کند — لذت سیل تند رو با دل آبجو بدہ
مرد فقیر آتش است، میری وقیصری خس است — فال و فر ملوک را حرف برہنہ بس است

معانی:....... رخصت ہائے وہو: شور وغوغا کی اجازت۔ محتسب: قانونِ الٰہی پر نہ چلنے والوں سے بازپرس کرنے والا حاکم، کوتوال۔ پارس: فارس یعنی ایران۔ خو: عادت۔ نبات: مصری۔ میری: امیری، سرداری۔ قیصری: مراد شہنشاہی، بادشاہت۔ فال وفر: شان وشوکت۔ حرف برہنہ: یعنی صاف یا کھل کر بات کرنا۔

ترجمہ وتشریح:....... تو اپنے غزل سرائی کے شوق کو ہے وہو (نالہ وفریاد کرنے) کی اجازت دے۔ ایک بار پھر رند اور محتسب کو مٹکے بھر بھر کے شراب دے۔

☆......شام اور عراق اور ہند اور ایران (کے مسلمان) مصری شیرینی کے عادی ہو چکے ہیں۔ ان مصری کھانے کے عادیوں میں آرزو کی تلخی پیدا کر۔ (ان میں بڑھنے کا جذبہ پیدا کر)۔

☆......اس خاطر کہ وہ بلند موجوں والے سمندر سے معرکہ آرائی کا آغاز کرے، تو دی کے دل کو تیز رفتار سیلاب کی لذت عطا کر۔

☆......مردِ درویش/فقیر آدمی آگ ہے جبکہ امیری اور شہنشاہی تنکا (خس وخاشاک) ہیں۔ بادشاہوں کی شان وشوکت کو مٹانے/ختم کرنے کے لیے حق وصداقت پر مبنی ایک صاف اور بے باک بات کافی ہے۔

دبدبہ قلندری، طنطنۂ سکندری — آں ہمہ جذبہ کلیمؑ ایں ہمہ سحر سامری
آں بہ نگاہ می کشد، ایں بہ سپاہ می کشد — آں ہمہ صلح و آشتی، ایں ہمہ جنگ و داوری
ہر دو جہاں کشاستند، ہر دو دوام خواستند — ایں بہ دلیل قاہری، آں بہ دلیل دلبری
ضرب قلندری بیار، سد سکندری شکن — رسم کلیمؑ تازہ کن، رونق ساحری شکن

معانی:....... طنطنۂ سکندری: سکندر کی سی شان وشوکت۔ جذبۂ کلیمؑ: حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا جذبہ۔ سحرِ سامری: حضرت موسیٰ کے دور کے جادوگر سامری کا جادو۔ می کشد: مارتا ہے۔ داوری: حکمرانی۔ جہاں کشاستند: دنیا کو فتح کرنے والے ہیں۔ سدِ سکندری: ایک

دیوار جو سکندر اعظم نے وحشیوں کو روکنے کی خاطر تاتار اور چین کے درمیان ترکستان کے علاقہ میں تعمیر کروائی تھی۔

ترجمہ وتشریح: ...... قلندری دبدبہ سارے کا سارا حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا جذبہ ہے جبکہ طنطنہ سکندری سراسر سحر سامری ہے۔(سامری کے جادو کا توڑ حضرت موسیٰ نے کیا تھا۔ کلیمی یا قلندری صاحب بقا ہے جبکہ سکندری و سامریت کو فنا ہے۔)

☆ ......قلندر تو نگاہ سے مارتا ہے (رام کرتا ہے) جبکہ بادشاہ/حکمران فوج کے ذریعے قتل و غارت کرتا ہے یعنی قلندر اپنی نگاہِ فیض اثر سے دلوں پر قابو پالیتا ہے اور یوں کسی قتل و غارت گری کے بغیر اور انسانوں کی آزادی چھینے بغیر انہیں اپنا گرویدہ بنالیتا ہے۔

قلندر کے برعکس، جو سراپا صلح اور امن ہے، بادشاہ سراسر ظلم وستم اور جنگ و حکمرانی ہے۔

☆ ...... یہ دونوں قلندر اور بادشاہ دنیا کو فتح کرتے ہیں اور دونوں بقا کے آرزومند ہیں (دوام چاہتے ہیں) بادشاہ تو قہر و غضب اور ظلم و ستم کی دلیل سے ایسا چاہتا ہے جبکہ قلندر دلبری کی دلیل سے ایسا کرتا ہے۔

فلک قمر

(مسافر اقبال ستاروں کی دنیا سے گزر کر فلک قمر کی طرف جا رہا ہے)

ایں زمین و آسماں ملک خداست ایں مہ و پرویں ہمہ میراث ماست !
اندریں رہ ہرچہ آید در نظر بانگاہ محرمے او رانگر
چوں غریباں دذر دیار خود مرد اے زخود گم اندکے بیباک شو !
ایں وآں حکم ترا بردل زند گر تو گوئی این مکن آں کن، کند
نیست عالم جزبتان چشم و گوش اینکہ ہر فرد ائے او میرد چو دوش !
در بیابان طلب دیوانہ شو ! یعنی ابراہیم ایں بتخانہ شو !
چوں زمین و آسماں راطے کنی ایں جہان و آں جہاں راطے کنی
از خدا ہفت آسماں دیگر طلب صد زمان و صد مکاں دیگر طلب
بے خود افتادن لب جوے بہشت بے نیاز از حرب و ضرب خوب و زشت
گرنجات ما فراغ از جستجوست گور خوشتر از بہشت رنگ و بوست
اے مسافر جاں بمیرد از مقام زندہ تر گردد ز پرواز مدام !

معانی: ...... میراث: ترکہ، مال۔ چوں غریباں: اجنبیوں کی طرح، غریباں جمع غریب، اجنبی، پردیسی۔ مرو: مت چل/ جا۔ اندکے: ذرا، کچھ۔ مکن: مت کر۔ کن: کر۔ میرو: مر (گذر) جاتا ہے۔ ابراہیمؑ: حضرت ابراہیمؑ جنہوں نے کعبہ میں پڑے ہوئے بت توڑ ڈالے تھے۔ افتادن: گرنا۔ حرب: جنگ، لڑائی۔ فراغ: اطمینان، سکون۔ پروازِ مدام: مسلسل پرواز، سفر۔

ترجمہ وتشریح: ...... یہ زمین اور آسمان خدا تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔ یہ چاند یہ پروین ستارہ یعنی ستارے سب ہماری میراث ہیں۔

☆ ......اس راستے میں جو کچھ نظر آرہا ہے اے مسافر تو اسے محرمانہ نگاہوں سے دیکھ۔

☆ ......تو اپنے شہر میں اجنبیوں کی طرح مت چل، اے کہ تو خود کو گم کیے ہوئے ہے، ذرا بیباکی اختیار کر (بیباک ہوجا)۔

☆ ......یہ اور وہ (ساری اشیا) تیرا حکم دل و جان سے مانتی ہیں۔ اگر تو کسی شے سے کہے کہ یہ مت کر، وہ کر تو وہی کچھ کرے گی۔

☆ ......یہ جہان آنکھ اور کانوں کے بتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اس کا ہر آنے والا کل گزرے ہوئے کل کی طرح مر جاتا ہے۔

☆......تو طلب (تلاش) کے بیابان میں دیوانہ ہو جا یعنی اس بت خانہ کا ابراہیمؑ بن جا۔ (تو اپنی معرفت حاصل کر، بتوں کو توڑ کر توحید پرست ہو جا جس طرح حضرت ابراہیمؑ ہوئے تھے)۔

☆......جب تو زمین اور آسمان کو طے کر لے اور اس جہان اور اس جہان کو طے کر لے تو پھر بھی آرام سے نہ بیٹھو بلکہ خدا سے سات آسمان اور طلب کر اور سینکڑوں نئے زمانے اور مکاں طلب کر۔

☆......بہشت کی ندی/نہر کے کنارے بے خود پڑے رہنا اور نیکی اور بدی کی جنگ سے بے نیاز پڑے رہنا (کوئی زندگی نہیں) اگر نجات کا مطلب جستجو سے نجات پانا ہے تو پھر اس رنگ و بو کی بہشت سے قبر بہتر ہے۔

☆......اے مسافر (یہ سمجھ لے کہ) قیام سے جان (روح) مر جاتی ہے اور مسلسل پرواز سے روح اور بھی زیادہ زندہ ہو جاتی ہے۔

ہم سفر با اختراں بودن خوش است — در سفر یک دم نیا سودن خوش است
تا شدم اندر فضا ہا پے سپر — آنچہ بالا بود، زیر آمد نظر
تیرہ خاکے بر تراز قندیل شب ! — سایہ من برسر من اے عجب !
ہر زماں نزدیک تر نزدیک تر — تا نمایاں شد کہستان قمر
گفت رومی ”از گما نہا پاک شو — خوگر رسم و رہ افلاک شو
ماہ از ما دور و با ما آشناست — ایں نخستیں منزل اندر راہ ماست
دیر و زود روزگارش دیدنی است — غار ہائے کوہسارش دیدنی است“

معانی:...... بودن: ہونا۔ نیاسودن: آرام نہ کرنا۔ پے سپر: میں مصروف۔ تیرہ خاک: تاریک مٹی، زمین۔ خوگر: عادی۔ رسم و رہ: طور طریقے۔ دیدنی: دیکھنے کے لائق/قابل۔ کوہسارش: اس کے پہاڑ۔

ترجمہ و تشریح:...... ستاروں کے ساتھ ہم سفر ہونا ایک اچھی بات ہے اور سفر میں ذرا بھی آرام نہ کرنا اچھی بات ہے۔

☆......جب میں (یعنی اقبال) فضاؤں میں مصروف سفر ہوا تو جو کچھ اوپر تھا وہ نیچے نظر آنے لگا۔

☆......تاریک مٹی (زمین) اب مجھے رات کی قندیل سے زیادہ دکھائی دینے لگی۔ میرا سایہ میرے سر پر تھا، کیسی عجیب بات تھی۔

☆......ہر لمحہ ہم چاند سے نزدیک تر ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ چاند کے پہاڑ نظر آنے لگے۔

☆......رومی نے کہا ”تو (اقبال) وہم و گمان سے پاک ہو جا اور آسمانوں کے رسم و رہ (قواعد) کا عادی ہو جا۔

☆......چاند ہم سے اگرچہ دور ہے مگر وہ ہم سے آشنا ہے۔ یہ ہمارے سفر کے راستے کی پہلی منزل ہے۔

☆......اس (چاند) کے زمانے کے دیر اور زود (مکان و زمان) دیکھنے کے لائق ہیں۔ اس کے کوہسار کی غاریں دیکھنے کے قابل ہیں۔

آں سکوت، آں کوہسار ہولناک — اندروں پرسوز و بیروں چاک چاک
صد جبل از خافطین ویلدرم — برد ہانش دود و نار اندر شکم
از درونش سبزہ سربر نزد — طائرے اندر فضایش پر نزد
ابرہا بے نم، ہوا ہا تند و تیز — با زمین مردہ اندر ستیز
عالمے فرسودہ بے رنگ و صوت — نے نشان زندگی در وے نہ موت !
نے بنافش ریشہ نخل حیات — نے بہ صلب روزگارش حادثات !

گرچہ هست از دودمان آفتاب　　صبح و شام او نزاید انقلاب !

معانی:...... چاک چاک: پھٹا ہوا۔ جبل: پہاڑ۔ خافظین ویلدرم: چاند کے آتش فشاں پہاڑوں کے نام۔ فرسودہ: گھسا پٹا، پرانا۔ صوت: آواز۔ نے بنافش: نہ اس کی ناف میں۔ ریشہ نخل حیات: ایسی رگ جس سے تولید ہو سکے۔ صلب روزگارش: اس کے زمانے کی پشت۔ دودمان: خاندان۔ نزاید: پیدا نہیں کرتیں/کرتی۔

ترجمہ وتشریح:...... وہ خاموشی اور وہ کوہسار (پہاڑی سلسلہ) بھیانک/ڈراؤنا تھا۔ اس (چاند) کا اندر تو پر سوز تھا لیکن اس کا ظاہر (بیرون) چاکچاک تھا (پھٹا پھٹا سا تھا)۔

☆......وہاں خافظین اور یلدرم نام کے سینکڑوں پہاڑ تھے جن کے دہانوں پر تو دھواں تھا لیکن ان کے پیٹ میں آگ تھی۔ (آتش فشاں پہاڑ تھے)۔

☆......اس کے اندر سے سبزے نے سر نہ نکالا تھا اور اس کی فضا میں کوئی پرندو محوِ پرواز نہ تھا۔ (جہاں نہ سبزہ تھا اور نہ کوئی پرندہ تھا)۔

☆......وہاں کے بادلوں میں نمی نہ تھی اور ہوائیں تند و تیز تھیں۔ یہ بادل اور ہوائیں اس کی مردہ زمین سے برسرِ پیکار تھی۔

☆......وہ ایک فرسودہ جہان تھا جو رنگ اور آواز سے خالی تھا، نہ وہاں زندگی ہی کے کوئی آثار نظر آرہے تھے اور نہ موت ہی کے آثار نظر آرہے تھے اور نہ موت ہی کے آثار تھے۔

☆......نہ تو اس کی ناف میں زندگی کے درخت کی کوئی رگ تھی اور نہ اس کے زمانے کی پشت ہی میں حادثات تھے۔

☆......اگرچہ وہ (چاند) سورج ہی کے خاندان سے ہے لیکن اس کی صبح اور شام کوئی انقلاب پیدا نہیں کرتی۔

گفت رومی ''خیز و گامے پیش نہ　　دولت بیدار را از کف مدہ
باطنش از ظاہر او خوشتر است　　در قفار او جہانے دیگر است !
ہر چہ پیش آید ترا اے مرد ہوش　　گیر اندر حلقہ ہاے چشم و گوش
چشم اگر بیناست ہر شے دیدنی است　　در ترازوے نگہ سنجیدنی است
ہر کجا رومی برد آنجا برو　　یک دودم از غیر او بیگانہ شو''
دست من آہستہ سوخ خود کشید　　تند رفت و برسر غارے رسید

معانی:...... خیز: اٹھ۔ بنہ: رکھ۔ مدہ: مت دے۔ قفار: غار۔ مردِ ہوش: ہوشمند، دانشمند آدمی۔ سنجیدنی: تولنے کے لائق، جانچنے کے قابل۔ برو: چل، جا۔ برد: لے جائے۔ کشید: کھینچا۔

ترجمہ وتشریح:...... رومی نے کہا ''اٹھ اور قدم آگے بڑھا، تو بیدار مقدر/نصیب کو ہاتھ سے مت دے۔

☆......اس (چاند) کا باطن (اندرون) اس کے ظاہر سے کہیں/بہت اچھا ہے۔ اس کی غاروں کے اندر ایک اور ہی دنیا ہے۔

☆......اے صاحب ہوش و خرد (اقبال) جو کچھ بھی تیرے سامنے آئے اسے تو اپنے چشم و گوش کے حلقوں میں لے لے (سمیٹ لے)۔

☆......اگر آنکھ دیکھنے والی ہے تو ہر شے دیکھنے کے لائق ہے اور وہ نگاہ کے ترازو میں تولنے کے لائق (قابل) ہے۔

☆......رومی جہاں کہیں تجھے لے جائے تو وہاں چل اور ایک دو پل کے لیے اس (رومی) کے سوا ہر شے سے بیگانہ ہو جا۔

☆......اس نے آہستہ سے میرا ہاتھ اپنی طرف کھینچا اور تیز چلتے ہوئے ایک غار کے کنارے پہنچ گیا۔

عارف ہندی کہ بہ یکے از غارہائے قمر خلوت گرفتہ واہل ہند اورا ''جہاں دوست'' می گویند

(ہندوستان کا ایک عارف رشی جو چاند کی ایک غار میں خلوت گزیں ہے اور اہل ہند جسے ''جہان دوست'' (وشوامتر) کہتے ہیں)

= جہاں دوست: دنیا کا دوست، یہ وشوامتر کا ترجمہ ہے، وشوامتر، ہندوؤں کے پیغمبر، رام کا استاد تھا۔ بعض کے خیال کے مطابق علامہ کی اس سے مراد شیو جی تھی جو پاربتی کا شوہر تھا۔

من چوکوراں دست بردوش رفیق — پانہادم اندراں غار عمیق
ماہ را از ظلمتش دل داغ داغ — اندر و خورشید محتاج چراغ!
وہم و شک بر من شبیخوں ریختند — عقل و ہوشم را بدار آویختند
راہ رفتم رہزناں اندر کمیں — دل تہی از لذت صدق و یقیں!
تاکہ راجلوہ باشد بے حجاب — صبح روشن بے طلوع آفتاب
وادی ہر سنگ او زنار بند — دیو ساراز نخلہائے سربلند
از سرشت آب و خاک است ایں مقام — باخیالم نقش بندد در منام!
در ہوائے او چوے ذوق و سرور — سایہ از تقبیل خاکش عین نور
نے زمینش را سپہر لاجورد — نے کنارش از شفقہا سرخ و زرد
نور در بند ظلام آنجا نبود — دود گرد صبح و شام آنجا نبود
زیر نخلے عارف ہندی نژاد — دیدہ ہا از سرمہ اش روشن سواد
موئے برسر بستہ و عریاں بدن — گرد او مارے سفیدے حلقہ زن!
آدمے از آب و گل بالا ترے — عالم از دیر خیالش پیکرے!
وقت او را گردش ایام نے — کار اوبا چرخ نیلی فام نے
گفت باروی کہ ہمراہ تو کیست؟ — در نگاہش آرزوے زند کیست!

معانی :...... چوکوراں: اندھوں کی طرح (کوراں جمع کور، بمعنی اندھا)۔ رفیق: ساتھی۔ پانہادم: میں نے پاؤں رکھا۔ عمیق: گہری۔ ظلمتش: اس کی تاریکی۔ آویختند: لٹکا دیا۔ اندر کمیں: گھات میں لگے ہوئے۔ دیوسار: دیوؤں کی مانند، دیووں کی رہائش گاہ کی مانند۔ درمنام: نیند میں۔ از تقبیلِ خاکش: اس کی خاک کو چومنے سے، اس کی خاک پر پڑ کر۔ سپہر لاجورد: نیلا آسمان۔ ظلام: ظلمت، تاریکی۔ ہندی نژاد: ہندی یا ہندوستانی نسل کا۔ رروشن سواد: بینا، دیکھنے والی۔ مارے سفیدے: ایک سفید سانپ۔ حلقہ زن: گھیرے ہوئے، دائرہ بنائے ہوئے۔ چرخ نیلی فام: نیلے رنگ کا آسمان۔ کیست: کون ہے۔

ترجمہ وتشریح :...... میں نے اندھوں کی طرح اپنے ساتھی (رومی) کے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور اس گہری غار میں قدم رکھا (داخل ہوا)۔

☆......اس (عارض کی تریکی سے چاند کا دل، داغ داغ تھا اور اس کے اندر دیکھنے کے لیے سورج بھی چراغ کا محتاج تھا۔

☆......وہم اور شک نے مجھ پر شب خون مارا اور میرے ہوش و عقل کو سولی پر لٹکا دیا۔

☆......میں راستہ پر چلتا رہا جبکہ راہزن (وہم و شک) میری گھات میں تھے، اور میرا دل صدق و یقین کی لذت سے خالی تھا۔

☆......یہاں تک کہ میری نگاہ پر جلوے ظاہر ہو گئے اور سورج کے طلوع ہوئے بغیر ہی صبح روشن ہو گئی۔

☆......مجھے (اس روشنی میں) ایک وادی نظر آئی جس کا ہر پتھر زنار باندھے ہوا تھا اور وہ (وادی) بہت اونچے اونچے درختوں کیوجہ سے دیووں کا ٹھکانا معلوم ہوتی تھی۔

☆......(میں سوچنے لگا کہ) یہ وادی آب و خاک کے جہان کی سی فطرت والی ہے، یا پھر میرا خیال ہی نیند میں یہ سب نقوش دیکھ رہا تھا۔

☆......اس کی ہوا میں شراب کا لطف و سرور تھا۔ سایہ اس کی خاک پر پڑنے سے سراپا نور بن رہا تھا۔

☆......نہ تو اس کی زمین کے اوپر کوئی نیلا آسمان تھا اور نہ اس کا کنارہ ہی شفق سے سرخ اور زرد تھا۔

☆......وہاں نور تاریکی کی قید میں نہ تھا اور نہ وہاں کی صبح اور شام کے گرد دھواں ہی تھا۔

☆......وہاں ایک درخت کے نیچے ایک ہندی نسل کا عارف بیٹھا ہوا تھا اس کی آنکھیں سرمے سے روشن تھیں۔

☆......اس نے بال سر پر باندھ رکھے تھے اور اس کا بدن ننگا تھا۔ اس کے گرد ایک سفید سانپ حلقہ بنائے بیٹھا تھا۔

☆......وہ عام آدمیوں سے برتر انسان تھا اور اس کے خیال کے مندر کے مطابق جہان ایک پیکر تھا۔

☆......اس کے وقت میں دنوں کی گردش کا گزر نہ تھا اور اس کے نیلے رنگ کے آسمان سے کوئی سروکار نہ تھا۔

☆......اس (عارف ہندی) نے رومی سے پوچھا "تیرے ساتھ یہ کون ہے؟ اس کی نگاہ میں زندگی کی آرزو ہے"

رومی

مردے اندر جستجو آوارہ ثابتے با فطرت سیارہ !
پختہ تر کارش زخامی ہائے او من شہید نا تمامی ہائے او
شیشہ خود را بگردوں بستہ طاق فکرش از جبریل می خواہد صداق !
چوں عقاب افتد بصید ماہ و مہر گرم رو اندر طواف نہ سپہر
حرف با اہل زمیں رندانہ گفت حور و جنت رابت و بتخانہ گفت !
شعلہ ہا در موج دودش دیدہ ام کبریا اندر سجودش دیدہ ام !
ہر زماں از شوق می نالد چو نال می کشد او را فراق و ہم وصال !
من ندانم چیست در آب و گلش من ندانم از مقام و منزلش !

معانی :...... ثابتے: ایک بے حرکت۔ سیارہ: ایک سیارہ، وہ ستارہ جو ہمیشہ چلتا رہتا ہے۔ ناتمامی: مکمل یا کامل نہ ہونا۔ شیشہ: صراحی۔ طاق: دیوار میں بنی ہوئی محرابی جس میں چھوٹی موٹی چیز رکھی جا سکتی ہے۔ صداق: تصدیق۔ نہ سپہر: نو آسمان۔ کبریا: یعنی خدا۔ نال: بانسری۔ می کشد: مار ڈالتا ہے۔

ترجمہ وتشریح :...... (رومیؒ نے اسے بتایا کہ) یہ ایسا آدمی ہے جو تلاش میں آوارہ پھر رہا ہے اور ایک ایسا ثابت ہے جس کی

فطرت سیارے کی سی ہے۔

☆......اس کی خامیوں سے اس کا کام پختہ ہے۔ میں تو اس کی ناتمامی کا شہید ہوں (جان دیتا ہوں)۔

☆......اس نے اپنی صراحی کے لیے آسمان کو طاق بنا رکھا ہے اور اس کی فکر حضرت جبرئیل جیسے فرشتہ سے تصدیق چاہتی ہے۔

☆......وہ عقاب کی طرح چاند اور سورج کے شکار پر جھپٹتا ہے اور نو آسمانوں کے طواف میں سرگرم رہتا ہے۔

☆......اس نے اہل زمین سے رندانہ گفتگو کی ہے اور حور و جنت کو بت اور بت خانہ کہا ہے۔

☆......میں نے اسکے دھوئیں کی موج میں شعلے دیکھے ہیں اور خدا کو اسکے سجدے کے اندر دیکھا ہے (اسکے سجدوں میں عظمت دیکھی)۔

☆......وہ شوق کی بنا پر ہر وقت بانسری کی طرح نالے کھینچتا ہے۔ اسے ہجر بھی مارتا ہے اور وصل بھی۔

☆......میں نہیں جانتا کہ اس کی سرشت میں کیا ہے اور نہ مجھے اس کے مقام و منزل ہی کی کچھ خبر ہے۔ رومی کا جواب ختم ہوا)۔

جہاں دوست

عالم از رنگ است و بے رنگی است حق
چیست عالم ؟ چیست آدم ؟ چیست حق ؟

معانی:...... از رنگ است: یعنی مادی ہے۔ چیست: کیا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... عالم رنگ سے ہے (مادی ہے) اور حق بے رنگ ہے (لاثانی)۔ عالم کیا ہے؟ آدم کیا ہے اور حق کیا ہے؟ یہ سوالات جہاں دوست/وشوامتر نے رومی سے کیے۔ سو وہ ان رموز و اسرار کو نہیں جانتا ہے جن سے ایک مسلم صوفی آگاہ ہوتا ہے۔)

رومی

آدمی شمشیر و حق شمشیر زن
عالم ایں شمشیر را سنگ فسن !

شرق حق را دید و عالم را ندید
غرب در عالم خزید، از حق رمید

چشم حق باز کردن بندگی است
خویش را بے پردہ دیدن زندگی است

بندہ چوں از زندگی گیرد برات
ہم خدا آں بندہ را گوید صلوٰت !

ہر کہ از تقدیر خویش آگاہ نیست
خاک او با سوز جاں ہمراہ نیست !

معانی :...... شمشیر زن: تلوار چلانے والا۔ سنگ فسن: سان کا پتھر جس پر تلوار کو تیز کیا جاتا ہے۔ شرق: مراد اہل مشرق، یعنی غیر مسلم نظریات والے مشرقی ممالک/لوگ۔ بندگی: خدا کا بندہ ہونا۔ غرب: مغرب، یورپ والے۔ خزید: رینگا، رینگتا رہا۔ رمید: کٹ گیا، دور ہو گیا۔ دیدن: دیکھنا۔ باز کردن: کھولنا۔ برات: حصہ۔

ترجمہ وتشریح:...... آدمی تلوار ہے اور حق تلوار چلانے والا ہے جبکہ یہ کائنات اس تلوار کے سان کا پتھر ہے۔

☆......مشرق نے حق کو تو دیکھا لیکن عالم کو نہ دیکھا جبکہ مغرب عالم میں رینگتا رہا اور حق سے دور ہو گیا (کٹ گیا)۔

☆......حق پر آنکھ کھولنا (نگاہ کرنا) ہی بندگی ہے اور خود کو بے پردہ دیکھنا ہی زندگی ہے۔

☆......جب کوئی بندہ زندگی سے حصہ حاصل کرتا ہے (اپنے آپ کو بے پردہ دیکھتا ہے) تو ایسے بندے پر اللہ تعالیٰ بھی صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہے۔

☆......جو شخص بھی اپنی تقدیر سے آگاہ نہیں ہے۔ اس کی خاک سوزِ جان کا ساتھ نہیں دیتی۔ (وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لاسکتا ہے)۔

جہاں دوست

بر وجود و بر عدم پیچیدہ است | مشرق ایں اسرار راکم دیدہ است
کارما افلاکیاں جز دید نیست | جانم از فردائے اونومید نیست !
دوش دیدم برفراز قشمرود | زآسماں افرشتہ آمد فرود
از نگاہش ذوق دیدارے چکید | جز بسوے خاکدان ما ندید
گفتمش از محرماں رازے مپوش | توچہ بینھی اندر آں خاک خموش ؟
از جمال زہرہ بگداختی ؟ | دل بہ چاہ بابلے انداختی ؟
گفت "ہنگام طلوع خاور است | آفتاب تازہ او را در براست
لعلہا از سنگ رہ آید بروں | یوسفان او زچہ آید بروں !
رستخیزے درکنارش دیدہ ام | لرزہ اندر کوہسارش دیدہ ام
رخت بند داز مقام آزری | تاشود خوگرز ترک بت گری
اے خوش آں قومے کہ جان او تپید | از گل خود خویش را باز آفرید !
عرشیاں را صبح عید آں ساعتے | چوں شود بیدار چشم ملتے "

پیچیدہ است: الجھا ہوا ہے۔ افلاکیاں: افلکی کی جمع، آسمان پر رہنے والے۔ قشمرود: چاند کے ایک پہاڑ کا فرضی نام۔ آمد فرود: نیچے اترا۔ چکید: ٹپکا۔ مپوش: مت چھپا/ ڈھانپ۔ زہرہ ے: ایک زہرہ، اسے رقاصہ فلک بھی کہتے ہیں یہ ایک حسین عورت تھی، دو فرشتے ہاروت اور ماروت زمین پر آئے اور اس پر عاشق ہو گئے، جس کے نتیجے میں وہ حسینہ تو زہرہ کے نام سے ستارہ بنادی گئی (اس کو پروین ستارہ بھی کہتے ہیں) اور ہاروت و ماروت کو ملکِ بابل کے ایک کنوئیں میں الٹا لٹکا دیا گیا۔ طلوعِ خاور: مراد مشرق کی آزادی کا وقت۔ دربر: پہلو میں۔ یوسفاں: یوسف کی جمع، حضرت یوسفؑ جنہیں ان کے بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا تھا جہاں سے چند تاجر انہیں وہاں سے نکال کر لے گئے اور انہیں عزیزِ مصر کے پاس بیچ دیا، بعد میں وہ عزیزِ مصر (بادشاہ) بن گئے۔ چہ: چاہ کا مخفف، کنواں۔ رستخیزے: ایک قیامت۔ لرزہ: کپکپی۔ مقام آزری: بت گری کا مقام، آزر، حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کا مشہور بت تراش اور بت پرست۔ تپید: تڑپی۔ باز آفرید: پھر پیدا کر لیا۔ عرشیاں: عرشی کی جمع، عرش (آسمان) پر رہنے والے۔

ترجمہ وتشریح:...... وہ (مشرق) تو وجود اور عدم کے نظریات میں الجھا رہا ہے۔ مشرق نے یہ راز نہیں دیکھے۔

☆......ہم آسمان پر رہنے والوں کے کام دیکھنے کے سوا کچھ نہیں۔ میری جان اس (مشرق) کے مستقبل سے ناامید نہیں ہے۔

☆......کل میں نے چاند کے پہاڑ (قشمرود) سے ایک فرشتے کو نیچے اترتے دیکھا۔

☆......اس کی نگاہ سے ذوقِ دیدار ٹپکتا تھا۔ اس نے ہمارے مٹی کے جہاں (دنیا) کے سوا اور کسی طرف نہ دیکھا۔

☆......میں (وشوامتر) نے اس (فرشتے) سے کہا کہ تو اپنے رازداروں سے راز نہ چھپا۔ تجھے اس خاموش خاک میں کیا نظر آتا ہے؟

☆......کیا تو (ستارہ) زہرہ کے حسن سے پگھل گیا ہے؟ کیا تو نے بابل کے کنویں میں اپنا دل ڈال دیا (لگایا) ہے۔

☆......فرشتے نے کہا کہ مشرق میں سورج طلوع ہونے کا وقت آگیا ہے اور ایک نیا سورج اس کے پہلو میں ہے (میں دیکھ رہا ہوں کہ مشرق میں انقلاب آنے والا ہے)۔

☆......اس (مشرق) کے راستے کے پتھروں سے لعل نکلیں گے۔ اس کے یوسف کنویں سے باہر آئیں گے۔

☆......میں نے اس (مشرق) کے پہلو میں ایک قیامت دیکھی ہے، اور اسکے کوہسار لرزتے کانپتے دیکھا ہے۔ (قیامت یعنی ہنگامہ)

☆......وہ آزری کے مقام سے اپنا سامانِ سفر باندھ رہا ہے تا کہ وہ بت تراشی کو چھوڑنے کا عادی ہو جائے۔

☆......مبارک ہے وہ قوم جس کی جان میں تڑپ پیدا ہو جائے اور وہ اپنی مٹی سے اپنے آپ کو ازسرِ نو پیدا کرے۔

☆......اہل عرش فرشتوں کے لیے وہ گھڑی عید کی صبح ہوتی ہے جب کسی قوم کی آنکھ بیدار ہو جاتی ہے۔

پیر ہندی اند کے دم درکشید　　باز درمن دید دیے تابانہ دید
گفت مرگ عقل ؟ گفتم ترک فکر　　گفت مرگ قلب ؟ گفتم ترک ذکر
گفت تن ؟ گفتم کہ زاد از گرد رہ　　گفت جاں ؟ گفتم کہ رمز لا الہ
گفت آدم ؟ گفتم از اسرار اوست　　گفت عالم ؟ گفتم از خود روبروست
گفت ایں علم و ہنر ؟ گفتم کہ پوست　　گفت حجت چسیت ؟ گفتم روے دوست
گفت دین عامیاں؟ گفتم شنید　　گفتم دین عارفاں ؟ گفتم کہ دید
از کلام لذت جانش فزود　　نکتہ ہاے دل نشیں برمن کشود

معانی :...... دم درکشید: خاموش ہو گیا۔ ترک ذکر: ذکر ترک کرنا، عشق چھوڑ دینا۔ زاد: پیدا ہوا، تخلیق ہوا۔ رمز: بھید، راز۔ لا الہٰ: کلمہ طیبہ، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ روبروست: سامنے ہے۔ پوست: چھلکا جو مغز سے خالی ہو، بیکار یا غیر مفید چیز۔ حجت: دلیل۔ دین عامیاں: عام لوگوں کا دین (عامیاں جمع عامی کی، عام لوگ)۔ شنید: سنی سنائی بات۔ دید: نظارہ، محبوب حقیقی کا دیدار۔ فزود: بڑھ گئی۔ کشود: کھولے، واضح کیے۔

ترجمہ وتشریح:...... ہندی بزرگ (وشوامتر) کچھ دیر کیلئے خاموش رہا۔ پھر اس نے میری طرف دیکھا اور بے تابانہ دیکھا۔

☆......اس نے مجھ سے پوچھا "عقل کی موت کیا ہے؟" میں نے جواب دیا کہ وہ فکر کو ترک کر دینا ہے۔ پھر اس نے پوچھا "دل کی موت کیا ہے؟" میں نے کہا وہ ذکر کا ترک کر دینا ہے۔

☆......اس نے پوچھا کہ "تن کیا ہے؟" میں نے کہا کہ وہ راستے کی گرد سے پیدا ہوا ہے۔ اس نے پوچھا "جان کیا ہے" میں نے جواب دیا کہ وہ "لا الٰہ" کی ایک رمز ہے۔

☆......اس (وشوامتر) نے پوچھا "آدم کیا ہے؟" میں نے کہا، وہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ اس نے پوچھا "عالم کیا ہے" میں نے جواب دیا وہ خود سامنے ہے۔

☆......اس نے پوچھا "یہ علم و ہنر کیا ہے؟" میں نے کہا کہ یہ محض چھلکا ہے، یعنی یہ مغز سے خالی ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ "(حق تعالیٰ کے) وجود پر حجت کیا ہے؟" میں نے کہا محبوب حقیقی کا چہرہ۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے پس جس طرف بھی تم منہ کرو وہیں اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے۔ (۱۱۵:۲)۔

☆......اس نے پوچھا "عام لوگوں کا دین کیا ہے؟" میں نے کہا کہ وہ سنی سنائی باتوں پر بھروسے کا نام ہے۔ اس نے پوچھا "عارفوں کا

دین کیا ہے؟'' میں نے جواب دیا، وہ دید ہے۔ (عین الیقین)۔

☆...... میرے کلام سے اس (پیر ہندی) کی جان کی لذت میں اضافہ ہوا اور اس نے مجھ پر چند دل نشین نکتے واضح کیے۔

نہ تا سخن از عارف ہندی (عارفِ ہندی کی 9 باتیں)

ذات حق را نیست ایں عالم حجاب	غوطہ را حائل نگردد نقش آب
زادن اندر عالمے دیگر خوش است	تاشباب دیگرے آید بدست !
حق ورائے مرگ و عین زندگی است	بندہ چوں میرد نمی داند کہ چیست !
گرچہ مامرغان بے بال و پر یم	از خدا در علم مرگ افزوں تریم !
وقت ؟ شیرینی بز ہر آمیختہ	رحمت عامے بقہر آمیختہ
خالی از قہرش بہ بینی شہر و دشت	رحمت او ایں کہ گوئی در گزشت !
کافری مرگ است اے روشن نہاد	کے سزد بامردہ غازی را جہاد !
مرد مومن زندہ و با خود بجنگ	برخود افتد ہمچو برآہو پلنگ
کافر بیدار دل پیش صنم	بہ ز دیندارے کہ خفت اندر حرم !
چشم کورست اینکہ بیند ناصواب	ہیچگہ شب رانہ بیند آفتاب !
صحبت گل دانہ را سازد درخت	آدمی از صحبت گل تیرہ بخت !
دانہ از گل می پذیرد پیچ و تاب	تاکند صید شعاع آفتاب !
من بگل گفتم بگو اے سینہ چاک	چوں بگیری رنگ و بو از باد و خاک
گفت گل اے ہوشمند رفتہ ہوش	چوں پیامے گیری از برق خموش
جاں بہ تن ماراز جذب این و آں	جذب تو پیدا و جذب ما نہاں !

معانی:...... = نہ تا: نوعدد، نو...... حجاب: پردہ۔ حایل: رکاوٹ بننے والا۔ زادن: پیدا ہونا۔ ورائے مرگ: موت سے بالاتر، موت کے اس طرف۔ عین: سراپا، پورے طور پر۔ میرد: مرتا ہے۔ افزوں تریم: ہم بڑھ کر ہیں۔ آمیختہ: ملائی ہوئی۔ روشن نہاد: روشن ضمیر، (فطرت)۔ کے سزد: کیونکر مناسب ہے۔ آہو: ہرن۔ پلنگ: چیتا۔ ناصواب: جو درست (ٹھیک) نہ ہو، برائی۔ ہیچ گہ: ہیچ گاہ، کسی بھی جگہ۔ تیرہ بخت: سیاہ بخت، بد بخت۔ می پذیرد: قبول کرتا ہے۔ سینہ چاک: پھٹے ہوئے سینے والا۔ ہوش مندِ رفتہ ہوش: وہ صاحب ہوش و خرد جس کے ہوش جاتے رہے ہوں۔ برق خموش: خاموش بجلی، مراد ٹیلی گراف، تار برقی۔

ترجمہ وتشریح:...... ذاتِ حق کیلئے یہ کائنات پردہ نہیں ہے۔ پانی کی سطح کا نقش غوطہ لگانے میں حائل (رکاوٹ) نہیں بنتا۔

☆...... کسی اور دوسرے جہان میں پیدا ہونا اچھی بات ہے، تاکہ ایک اور جوانی ہاتھ لگ جائے۔

☆...... حق موت سے ماورا اور سراپا زندگی (عین حیات) ہے۔ بندہ جب مرتا ہے تو وہ نہیں جانتا کہ (یہ حق) کیا ہے؟ اگرچہ ہم بال و پر کے بغیر پرندے ہیں لیکن موت کے بارے میں ہمارا علم خدا (کے علم) سے زیادہ ہے۔ مطلب یہ کہ خدا تعالیٰ ''حی و قیوم'' ہے یعنی ہمیشہ

زندہ رہنے والا ہے۔

☆......وقت کیا ہے؟ یہ ایسی شیرینی ہے جس میں زہر ملا ہوا ہے، یہ عام رحمت ہے جس میں قہر ملا ہوا ہے۔تو شہر اور بیابان (آبادی اور ویرانے) کو وقت کے قہر سے خالی دیکھتا ہے۔اس کی رحمت یہ ہے کہ تو کہے وقت گزر گیا۔

☆......اے روشن فطرت/ضمیر السان (اقبال) یہ جان لے کہ کافری (خدا کے وجود سے انکار) موت ہے۔غازی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ مردے سے جہاد کرے۔مردِ مومن زندہ ہے اور وہ اپنے آپ سے برسرِ پیکار ہے۔وہ (مومن) اپنے آپ پر کچھ اس انداز میں جھپٹتا ہے جیسے چیتا، ہرن پر جھپٹتا ہے۔

☆......بت کے سامنے بیٹھا ہوا ایک بیدار دل کافر اس دین دار (مسلمان) سے افضل (بہتر) ہے جو کعبہ میں سویا ہوا ہے۔

☆......وہ آنکھ جو برائی کو دیکھتی ہے وہ اندھی ہے صاف لے کہ) سورج کو کسی جگہ بھی رات نظر نہیں آئی۔

☆......مٹی کی صحبت دانہ کو درخت بنا دیتی ہے۔جبکہ آدمی مٹی کی صحبت سے بدنصیب/بد بخت ہو جاتا ہے۔دانہ مٹی کے اندر (زمین میں) پیچ و تاب کھا کر اس سے باہر نکل آتا ہے تا کہ وہ آفتاب کی شعاع کو شکار کر سکے۔

☆......میں نے پھول سے کہا کہ اے سینہ چاک تو ذرا یہ تو مجھے بتا کہ ہوا اور مٹی سے رنگ اور خوشبو کیسے حاصل کرتا ہے؟

☆......پھول نے کہا کہ اے وش سے خالی صاحبِ ہوش تو خاموش بجلی سے پیغام کیسے حاصل کرتا ہے؟ ہمارے جسم میں جو جان ہے وہ اس اور اس کے جذب سے ہے (این سے مراد خاک اور آن سے مراد ہوا)۔(ہم پانی اور ہوا سے خوراک جذب کرتے ہیں)۔تیرا جذب ظاہر ہے اور ہمارا جذب پوشیدہ ہے۔

جلوۂ سروش (فرشتۂ غیب کا ظہور)

مرد عارف گفتگو رادر بہ بست — مست خود گردید و از عالم گسست !
ذوق و شوق او از دست او ربود — در وجود آمد ز نیرنگ شہود
باحضورش ذرہ ہا مانند طور — بے حضور او نہ نورو نے ظہور !
نازنینے در طلسم آں شبے — آں شبے بے کوکبے را کوکبے !
سنبلستان دو زلفش تا کمر — تاب گیر از طلعتش کوہ و کمر
غیرق اندر جلوہ مستانہ — خوش سرود آں مست بے پیمانہ
پیش او گردندہ فانوس خیال — دو فنوں مثل سپہر دیر سال
اندر آں فانوس پیکر رنگ رنگ — شکرہ بر کنجشک و بر آہو پلنگ !
من بہ رومی گفتم اے دانائے راز — بر رفیق کم نظر بکشائے راز
گفت "ایں پیکر چو سیم تابناک — زاد در اندیشہ یزدان پاک !
باز بے تابانہ از ذوق نمود — در شبستان وجود آمد فرود
ہمچو ما آوارہ و غربت نصیب — تو غریبی، من غریبم، او غریب !
شان او جبریلی و نامش سروش — می برد از ہوش و می آرد بہوش

غنچہ مارا کشود از شبنمش | مردہ آتش زندہ از سوز دمش
زخمہ شاعر بساز دل ازوست | چاکہادر پردہ محمل ازوست
دیدہ ام در نغمہ او عالمے | آتشے گیر از نوائے او دمے" !

معانی :........ در بہ بست: دروازہ بند کر دیا۔ گسست: توڑ لیا۔ ربود: اچک لیا، چھین لیا۔ نیرنگِ شہود: ظاہری طور پر نظر آنے والے، عالم کا جادو/سحر۔ طور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا نے اپنا جلوہ دکھایا اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ سنبلستان: مراد سنبل کی مانند سیاہ اور خوشبودار بالوں والی زلفیں، سنبل، ایک خوشبودار گھاس جس میں زلفوں سے ملتے جلتے تار ہوتے ہیں۔ تاب گیر: روشنی حاصل کرنے والا/ والے۔ گردندہ: گردش کرنے والا۔ ذوفنون: دل موہ لینے کی بہت سی تدابیر سے واقف، شکرہ، باز، شہباز۔ کنجشک: چڑیا۔ رفیقِ کم نظر: کم نظر ساتھی (اقبال)۔ سیم تابناک چمکتی ہوئی چاندی۔ آمد فرود: اتر آیا۔ غربت نصیب: پردیسی قسمت والا (بے وطن)۔ تو غریبی: تو پردیسی (بے وطن) ہے۔ سروش: فرشتہ غیب۔ زخمہ: مضراب۔

ترجمہ وتشریح:........ مردِ عارف (وشوامتر) نے گفتگو کا دروازہ بند کر دیا (خاموش ہو گیا) وہ اپنے آپ میں مست ہو گیا اور اس نے عالم سے اپنا تعلق توڑ لیا۔

☆........ اس کے ذوق وشوق نے اسے اس کے ہاتھ سے چھین لیا (وہ بے خود و مست ہو گیا) اور وہ شہود کا طلسم توڑ کر وجود میں آ گیا۔

☆........ اس کی حضوری سے ذرے طور کی مانند ہو گئے۔ اس کی حضوری (توجہ) کے بغیر نہ تو کوئی نور تھا اور نہ کوئی ظہور تھا۔

☆........ اس رات کے طلسم کے اندر ایک نازنین (حسینہ) نمودار ہوئی، جو اس بے ستارہ رات کے لیے گویا ستارہ تھی۔

☆........ اس کی دونوں زلفوں کے سنبلستان اس کی کمر تک لٹکے ہوئے تھے اور اس کے چمکتے چہرے سے پہاڑ اور کمر (پہاڑ کے درمیان تنگ راستہ) روشنی حاصل کرتے تھے۔

☆........ وہ مستانہ جلوے میں ڈوبی ہوئی/غرق تھی۔ شراب کا پیالہ پیے بغیر اس مست (نازنین) نے دلکش نغمہ چھیڑا۔

☆........ اس کے سامنے خیال کا فانوس (شمعدان) گردش کرتا تھا، جو بیحد قدیم (بوڑھے) آسمان کی طرح ذوفنون تھا۔ (کئی فنون پیدا ہوتے تھے)۔

☆........ اس فانوس کے اندر قسم قسم کے اور طرح طرح کے پیکر تھے۔ باز، چڑیا پر اور چیتا ہرن پر جھپٹتا نظر آتا تھا۔

☆........ میں (اقبال) نے رومی سے کہا کہ اے دانائے راز اپنے اس کم عقل ساتھی پر یہ راز کھول (یہ نازنین کون ہے)۔

☆........ رومی نے کہا کہ اس چاندی کی طرح کا چمکتا ہوا پیکر نے خدائے پک کی مشیت/فکر میں جنم لیا (پیدا ہوا)۔

☆........ پھر یہ پیکر ذوقِ نمود/نمائش سے بیقرار/بیتاب ہو کر وجود کے شبستان میں اتر آیا۔

☆........ یہ بھی ہماری طرح بے مقصد گھوم رہا ہے اور بے وطن (مسافر) ہے۔ تو بھی بے وطن ہے، میں بھی بے وطن ہوں اور وہ بھی بے وطن ہے۔

☆........ اس کی شان جبرئیل کی سی اور اس کا نام سروش ہے۔ وہ ہوش لے جاتا اور ہوش لاتا ہے۔

☆........ اس کی شبنم سے ہماری کلی کھلتی ہے۔ اس کے سانس کے سوز سے بجھی ہوئی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

☆........ دل کے ساز پر شاعر کی مضراب اس کی وجہ سے ہے۔ محمل کے پردے میں چاک اسی کی وجہ سے ہے۔

☆........ میں نے اس کے نغمہ کے اندر ایک نئی دنیا دیکھی ہے۔ تو بھی تھوڑی دیر کے لیے اس کی نوا/نغمہ سے حرارت حاصل کر۔

نوائے سروش

(نغمہ سروش)

ترسم کہ تو مے رانی زورق بسراب اندر
زادی بہ حجاب اندر میری بہ حجاب اندر

چون سرمہ رازی را ازدیدہ فرو شستم
تقدیر امم دیدم پنہاں بکتاب اندر !

برکشت و خیاباں پیچ، برکوہ و بیاباں پیچ
برقے کہ بخود پیچد میرد بہ سحاب اندر

بامغربیاں بودم پرجستم و کم دیدم
مردے کہ مقاماتش ناید بہ حساب اندر !

بے درد جہانگیری آں قرب میسر نیست
گلشن بگریباں کش اے، بو بگلاب اندر،

اے زاہد ظاہر بیں گیرم کہ خودی فانی است
لیکن تو نہ می بینی طوفاں بہ حباب اندر

ایں صوت دلآویزے از زخمہ مطرب نیست
مہجور جناں حورے نالد بہ رباب اندر

ترسم: میں ڈرتا ہوں۔تو می رانی: تو چلاتا ہے، چلاتا رہے گا۔زورق: کشتی۔سراب: فریب، ریت کا میدان جس کی چمکتی ریت دور سے پانی دکھائی دیتی ہے۔میری: تو مر جائے گا۔رازی: امام فخر الدین رازی مشہور مفسر قرآن ولادت ۵۴۴ھ/۱۱۵۰ء وفات ۶۰۶ھ/۱۲۱۰ء، مقام ولادت رے (طبرستان)۔فرو شستم: میں نے دھوڈالا۔مغربیاں: مغربی کی جمع، اہل یورپ/مغرب۔پرجستم: میں نے بہت تلاش کیا۔ناید: نہیں آتے۔کش: کھینچ، لے۔زاہد ظاہر بیں: ظاہر کو دیکھنے والا زاہد، گیرم: میں مانتا ہوں، حباب: بلبلا۔مطرب: موسیقار، ساز بجانے والا۔مہجور جناں: جنت سے بچھڑی ہوئی۔رباب: ایک قسم کا ساز، ستار۔

ترجمہ وتشریح:...... مجھے یہ ڈر ہے کہ تو سراب میں کشتی چلاتا رہے گا، تو حجاب/پردے میں پیدا ہوا ہے اور حجاب ہی میں مر جائے گا۔(سراب سے مراد عقل ہے)۔

☆...... جب میں نے اپنی آنکھوں سے رازی (کی تفسیر) کا سرمہ دھوڈالا تو میں نے قوموں کی تقدیر (راز) کتاب (قرآن) کے اندر چھپی دیکھی۔

☆......(تو ایک بجلی ہے) تو بادل کے اندر ہی خود پر نہ گر بلکہ بادل سے باہر نکل کر کھیت، باغ اور کوہ و بیاباں پر گر، کیونکہ جو بجلی اپنے اندر ہی گرتی ہے، وہ بادل ہی میں مر جاتی یا رہ جاتی ہے۔

☆...... میں اہل مغرب میں رہا ہوں۔ وہاں میں نے بہت جستجو کی لیکن مجھے کوئی ایسا مرد نظر نہیں آیا جس کے مقامات بے شمار (بے حساب) ہوں۔

☆...... تسخیر کائنات کی محنت اٹھائے بغیر وہ قرب/نزدیکی حاصل نہیں ہوتا (جو مومن کی شان ہے)۔اے گلاب کے اندر کی خوشبو ہی پر اکتفا کرنے والے تو گلشن کو اپنے گریبان میں لے (اپنے اندر سمولے)۔

☆......اے ظاہر بیں زاہد میں مانتا ہوں کہ خودی فانی ہے،لیکن کیا تو وہ طوفان نہیں دیکھتا جو بلبلے کے اندر موجود ہے۔

☆...... یہ دل آویز آواز مطرب کے مضراب سے پیدا نہیں ہو رہی بلکہ یہ جنت سے بچھڑی ہوئی ایک حور ہے جو رباب کے اندر نالہ وفریاد کر رہی ہے۔

حرکت بہ وادی یرغمید کہ ملائکہ اوراوادی طواسین می نامند

(وادیِ یرغمید کی طرف جانا، جسے یعنی یرغمید کو فرشتے وادیِ طواسین کے نام سے یاد کرتے ہیں)

= حرکت: کوچ، سفر۔ ملائکہ: ملک کی جمع، فرشتے۔ می نامند: نام دیتے ہیں۔ طواسین: طاسین کی جمع، قرآن کریم کی سورہ ''نمل'' کا آغاز حروف طس (ط، س) سے ہوتا ہے۔ اس کے معانی یا تو خدا کو معلوم ہیں یا حضور اکرم کو، علامہ کی اس سے مراد تجلیات ہیں اور تجلیات سے تعلیمات کی طرف اشارہ بھی ہوسکتا ہے، منصورؒ نے جنہوں نے ''اناالحق'' کا نعرہ لگایا، اپنی کتاب کا نام ''کتاب الطواسین'' رکھا تھا۔

رومی آں عشق و محبت را دلیل — تشنہ کاماں را کلامش سلسبیل
گفت ''آں شعرے کہ آتش اندروست — اصل او از گرمی اللہ ہو ست!
آں نو اگلشن کند خاشاک را — آں نو ابرہم زند افلاک را
آں نوا برحق گواہی می دھد — بافقیراں پادشاہی می دھد!
خوں ازو اندر بدن سیار تر — قلب از روح الامیں بیدار تر
اے بسا شاعر کہ از سحر ہنر — رہزن قلب است و ابلیس نظرا
شاعر ہندی! خدایش یار باد — جان او بے لذت گفتار باد
عشق راخنیا گری آموختہ — با خلیلاں آزری آموختہ!
حرف او چاویدہ و بے سوز و درد — مرد خوانند اہل درد اورا نہ مرد
زاں نو ائے خوش کہ نشناسد مقام — خوشتر آں حرفے کہ گوئی درمنام
فطرت شاعر سراپا جستجوست — خالق و پروردگار آرزوست!
شاعر اندر سینہ ملت چو دل — ملتے بے شاعرے انبار گل!
سوز و مستی نقشبند عالمے است — شاعری بے سوز و مستی ماتمے است
شعر را مقصود اگر آدم گری است — شاعری ہسم وارث پیغمبری است''

معانی:...... رومی: مولانا جلال الدین رومی۔ دلیل: راہنما، راستہ دکھانے والا۔ تشنہ کاماں: تشنہ کام کی جمع، پیاسے۔ سلسبیل: جنت کی ایک نہر۔ اللہ ھو: وہی اللہ ہے، اللہ ہی معبودِ مطلق ہے، اللہ وہی ایک ہے۔ سیار تر: زیادہ چلنے والا، تیز گردش والا۔ شاعرِ ہندی: ہندوستان کا شاعر، مراد ہندوستان کے ایسے شاعر جن کی شاعری میں صرف زلف ورخسار اور گل وبلبل وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔ خدایش یار باد: خدا اس کا دوست ہو، (اسے خدا کی طرف سے ہدایت نصیب ہو)۔ خنیا گری: راگ رنگ، ناچ گانا۔ آموختہ: سکھایا ہے۔ چاویدہ: مراد چڑیا کی چوں چوں، کوے کی کائیں کائیں۔ نشناسد: نہیں پہچانتا / پہچانتی۔ منام: نیند، خواب۔ انبارِ گل: مٹی کا ڈھیر۔ آدم گری: انسانیت کی تعمیر۔ مقام: موسیقی کی اصطلاح، راگ، اونچے، نچلے سُر۔

ترجمہ وتشریح:...... رومی نے جو عشق ومحبت کی دلیل (رہنما) ہیں اور جن کا کلام (عشق کے) پیاسوں کے لیے سلسبیل (جنت کا چشمہ) کی حیثیت رکھتا ہے، مجھ (اقبال) سے کہا کہ وہ شعر جس کے اندر آگ ہے، اس کی اصل (بنیاد) ''اللہ ھو'' کی گرمی سے ہے۔

☆......ایسی نوا (شاعری) خاشاک کو گلشن بنا دیتی ہے اور افلاک کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ ایسی نوا/ شاعری حق پر گواہی دیتی اور فقیروں کو بادشاہی عطا کرتی ہے۔

☆......اس (شاعری) سے بدن کے اندر خون کی گردش تیز تر ہو جاتی ہے اور اسکی بنا پر دل روح الامین/ جبرئیل سے زیادہ بیدار ہو جاتا ہے۔

☆......لیکن بہت سے شاعر اپنے فن کے جادو سے دل کے رہزن اور نظر کے ابلیس بن جاتے ہیں۔

☆......ہندوستان کے شاعر کا خدا یار ہو اللہ اسے ہدایت دے اس کی جان لذتِ گفتار کے بغیر ہے۔ یہ بیہودہ شاعری کرنے سے باز آجائے۔ علامہ نے ضرب کلیم میں ''ہنروران ہند'' کے عنوان سے ایک نظم کہی ہے۔ اس کے آخری دو شعر ملاحظہ ہوں:

چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ بدن کو بیدار
ہند کے شاعر و صورت گرو افسانہ نویس
آہ بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

☆......اس نے عشق کو راگ رنگ سکھا دیا ہے اور خلیلوں یعنی توحید پرستوں کو آزری (بت پرستی) سکھا دی ہے۔

☆......اس کے الفاظ مترنم لیکن دردوسوز سے خالی ہیں۔ اہل درد اس کو مرد نہیں مردہ کہتے ہیں۔

☆......اس اچھی شاعری سے، جو اپنے نچلے اونچے سروں سے نا آشنا ہے، وہ بات بہتر ہے جو تو نیند یا خواب میں کرتا ہے۔ (بڑبڑاتا ہے)۔

☆......(ایک صحیح) شاعر کی فطرت سراپا جستجو ہے۔ وہ آرزو کی تخلیق کرنے والا اور اسے پرورش کرنے والا ہے۔

☆......شاعر تو ملت کے سینے دل کی مانند ہے۔ شاعر کے بغیر جو ملت ہے، وہ محض مٹی کا ڈھیر (انبار) ہے۔

☆......سوز اور مستی نئے عالم کے نقوش مرتب کرتی ہے۔ سوز و مستی سے خالی شاعری ایک طرح سے ماتم کرنا ہے۔ (سوائے رونے دھونے کے اور کچھ نہیں)۔

☆......شعر سے اگر انسانی شخصیت کی تعمیر مقصود ہے تو ایسی شاعری پیغمبری کی وارث ہے۔

گفتم از پیغمبری ہم باز گوے ۔۔۔ سرا و بامرد محرم باز گوے
گفت ''اقوام و ملل آیات اوست ۔۔۔ عصر ہائے ماز مخلوقات اوست
ازدم او ناطق آمد سنگ و خشت ۔۔۔ ماہمہ مانند حاصل، او چو کشت!
پاک سازد استخوان و ریشہ را ۔۔۔ بال جبریلے دہد اندیشہ را
ہاے وہوے اندرون کائنات ۔۔۔ از لب او نجم و نور و نازعات
آفتابش رازو اے نیست نیست ۔۔۔ منکر او را کمالے نیست نیست
رحمت حق صحبت احرارِ او ۔۔۔ قہر یزداں ضربت کرار او
گرچہ باشی عقل کل از وے مرم ۔۔۔ زانکہ او بینندتن و جاں راباہم
تیز تر نہ پابراہ یرغمید ۔۔۔ تانہ بینی آنچہ می بایست دید
کندہ بر دیو ارے ازسنگ قمر ۔۔۔ چار طاسین نبوت را نگر''

معانی :...... باز گوے: دوبارہ بتایئے۔ اقوام: جمع قوم، قومیں۔ ملل: جمع ملت، ملتیں، قومیں۔ آیات: جمع آیت، نشانیاں۔

مخلوقات: جمع مخلوق، تخلیق کی گئی چیزیں۔ ناطق: بولنے والا۔ استخوان: ہڈی، ہڈیاں۔ ریشہ: پھلوں یا دھاگوں کے بالوں سے ملتے جلتے چھوٹے چھوٹے تار۔ نجم: قرآنی سورت (والنجم، ۲۷ پارہ)۔ نور: قرآنی سورت (النور، ۱۸واں پارہ)۔ نازعات: قرآنی سورت (تیسویں پارے کی ایک سورت جو النازعات سے شروع ہوتی ہے)۔ احرار: حُر کی جمع، آزاد لوگ/بندے۔ ضربت کرار: حضرت علیؓ کرار کی ضرب، بڑھ بڑھ کر ضرب لگانے کا عمل۔ مرم: مت بھاگ۔ می بایست دید: جو کچھ دیکھنا چاہیے۔ کندہ: کھدے ہوئے۔ سنگ قمر: سنگ سفید کی ایک قسم۔ طاسین: تعلیمات کے صحیفے۔

ترجمہ وتشریح :...... میں (اقبال) نے کہا کہ پیغمبری کے بارے میں پھر کچھ فرمایئے۔ اس کا راز اس واقفِ راز سے پھر کہیے۔ (اس محرمِ راز سے اس کا راز بیان کیجئے)۔

☆......رومی نے کہا کہ قومیں اور ملتیں، پیغمبری کی نشانیاں ہیں۔ ہمارے زمانے اس کی مخلوقات میں سے ہیں۔

☆......اس (پیغمبر) کے دم سے پتھر اور اینٹوں میں بولنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم تمام انسان حاصل ہیں اور وہ (پیغمبر) کھیت ہے۔

☆......وہ ہڈیوں اور ریشہ کو پاکیزہ بنا دیتا ہے اور فکر کو جبرئیل کے سے شہپر/بازو عطا کرتا ہے۔

☆......کائنات کے اندر ہر طرح کے ہنگامے اس کے ہونٹوں سے نکلی ہوئی ''والنجم، النور اور نازعات'' (جیسی سورتوں) کے باعث ہیں۔

☆......اس کے آفتاب کو زوال ہرگز نہیں ہے۔ اس کا جو منکر ہے اسے کوئی کمال ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔

☆......اس کے (پیغمبر کے) آزاد بندوں کی صحبت رحمتِ حق ہے جبکہ اس کے کرار (حضرت علیؓ) کی ضرب خدا تعالیٰ کا قہر لاتی ہے۔

☆......اگر تو عقل کل بھی ہو، پھر بھی اس (پیغمبر) کی صحبت سے دور نہ بھاگ، کیونکہ پیغمبر کے نزدیک جان اور بدن (دین اور دنیا) باہم ایک ہیں۔ یعنی اکٹھا رکھتا ہے۔

☆......تو وادیِ یرغمید کے رستے کی طرف تیز تر قدم اٹھا (تیز تیز چل) تا کہ تو وہاں وہ کچھ دیکھے جو کچھ دیکھنا چاہیے۔

☆......چاند کے پتھروں سے بنی ہوئی ایک دیوار پر کندہ کیے ہوئے نبوت کے تو چار طاسین دیکھے گا (یاد رکھ)۔

شوق راہ خویش داند بے دلیل — شوق پروازے ببالِ جبرئیل !
شوق را راہ دراز آمد دوگام — ایں مسافر خستہ گردد از مقام
پاز دم مستانہ سوے یرغمید — تا بلند یہاے او آمد پدید
من چہ گویم از شکوہ آں مقام — ہفت کوکب در طواف او مدام
فرشیاں از نور او روشن ضمیر — عرشیاں از سرمہ خاکش بصیر !
حق مرا چشم و دل و گفتار داد — جستجوے عالم اسرار داد
پردہ را بر گیرم از اسرار کل — باتو گویم از طواسین رسل

معانی:...... دلیل: راستہ دکھانے والا، رہنما۔ خستہ گردد: تھک جاتا ہے۔ مقام: پڑاؤ، منزل۔ پازدم: میں نے قدم بڑھایا۔ آمد پدید: ظاہر ہوئیں/ہوگئیں۔ مدام: ہمیشہ۔ فرشیاں: فرشی کی جمع، اہل زمین۔ عرشیاں: عرشی، فرشتے۔ بصیر: بینا، دیکھنے والے۔ برگیرم: میں اٹھاتا ہوں۔ رُسل: رسول کی جمع۔

ترجمہ وتشریح:...... شوق کسی رہنما (رہبر) کے بغیر ہی اپنا راستہ دیکھ لیتا ہے۔ شوق گویا جبرئیل کے شہپر سے پرواز کرتا ہے۔

☆......شوق کے لئے طویل سفر دو قدموں سے زیادہ نہیں۔ مسافر شوق مقام سے تنگ (تھک) آ جاتا ہے۔

☆......میں وادیِ یرغمید کی طرف مستانہ وار روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس وادی کی بلندیاں نظر آنے لگیں (ظاہر ہو گئیں)۔
☆......میں اس مقام کی شان و شکوہ کیا بیان کروں، (اس کی شان وشکوہ کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ) سات ستارے ہر وقت اس کے طواف میں لگے رہتے ہیں۔
☆......اہل زمین اس کے نور سے روشن ضمیر ہیں اور اہل عرش (فرشتے) اس کی خاک کے سرمے سے بصیرت حاصل کرتے ہیں۔
☆......(اس موقع پر) اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھ، دل اور قوتِ گویائی / گفتار عطا فرمائی اور مجھ میں عالم اسرار کے رازوں کو جاننے کی جستجو پیدا کر دی۔
☆......اب میں تمام رازوں سے پردہ اٹھاتا ہوں اور تجھے رسولوں کے طواسین کے بارے میں بتاتا ہوں۔

طاسین گوتم (گوتم بدھ کی تعلیمات)

توبہ آوردنِ زنِ رقاصۂ عشوہ فروش

(یک ناز و ادا دکھانے والی رقاصہ کا توبہ کرنا)

= گوتم: گوتم بدھ، مہاتما گوتم بدھ، بدھ مذہب کے بانی، اس مذہب کے پیرو آج بھی چین، جاپان، نیپال، بھارت وغیرہ میں بکثرت موجود ہیں۔ ولادت تیسری یا چوتھی صدی قبل از مسیح ہوئی، اسی برس کی عمر میں وفات پائی، ان کی تعلیمات درج ذیل آٹھ اصولوں پر ہے (۱) صحیح عقیدے کی پابندی (۲) آنکھ کا اخلاص (۳) گفتار کا اخلاص (۴) علم کا اخلاص (۵) معاش کی پاکیزگی (۶) محنت کی پاکیزگی (۷) یاد کی پاکیزگی (۸) مراقبہ کی پاکیزگی، ان کی تعلیم میں خدا کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ علامہ اقبال نے ان کے مسلک اور مذہب سے قطع نظر کرتے ہوئے ان کے اخلاق کا ایک مرقع پیش کیا ہے۔ توبہ آوردن: توبہ کرنا۔ عشوہ فروش: ناز و ادا دکھانے والی۔

مئے دیرینہ و معشوق جواں چیزے نیست
پیشِ صاحب نظراں حور جناں چیزے نیست

ہر چہ از محکم و پایندہ شناسی، گزرد
کوہ و صحرا و بر و بحر و کراں چیزے نیست!

دانش مغربیاں، فلسفہ مشرقیاں
ہمہ بتخانہ و در طوف بتاں چیزے نیست!

از خود اندیش و ازیں بادیہ ترساں مگزر
کہ تو ہستی و وجود و جہاں چیزے نیست

در طریقے کہ بنوک مژہ کاویدم من
منزل و قافلہ و ریگ رواں چیزے نیست

بگزر از غیب کہ ایں وہم وگماں چیزے نیست
در جہاں بودن و رستن ز جہاں، چیزے ست

آں بہشتے کہ خدائے بتو بخشد ہمہ ہیچ
تا جزائے عمل تست جناں، چیزے ہست!

راحت جاں طلبی؟ راحت جاں چیزے نیست
در غم ہم نفساں اشک رواں، چیزے ہست

چشم مخمور و نگاہ غلط انداز و سرود
ہمہ خوب است ولے خوشتر ازاں چیزے ہست

حسن رخسار دمے ہست و دمے دیگر نیست
حسن کردار و خیالات خوشاں چیزے ہست

معانی:...... مے دیرینہ: پرانی شراب۔ جناں: جنت۔ چیزے نیست: کوئی چیز نہیں ہے۔ شناسی: تو سمجھتا ہے۔ کراں: کنارہ، ساحل۔ از خود اندیش: خود پر غور کر۔ ترساں: ڈرتے ہوئے۔ مگذر: مت گزر۔ کاویدم من: میں نے تراشا ہے۔ بودن: ہونا، رہنا۔ رستن: نجات پانا، چھٹکارا حاصل کرنا۔ چیزے ہست: کوئی چیز ہے، اصلی چیز ہے۔ چشم مخمور: مست / نشیلی آنکھ۔ نگاہِ غلط انداز: غلط پڑنے

والی نگاہ۔ سرود: گانا بجانا۔

ترجمہ وتشریح:...... پرانی شراب اور جوان معشوق کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور اہل نظر کے نزدیک جنت کی حور بھی کوئی چیز نہیں ہے۔

☆...... ہر وہ شے جسے تو مضبوط اور ہمیشہ رہنے والی سمجھتا ہے، وہ گزر جانے والی ہے (اسے فنا ہے)۔ یہ پہاڑ اور صحرا اور خشکی اور سمندر اور ساحل سب کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ (ہر شے فانی ہے)۔

☆...... اہل مغرب/ یورپ کی دانش اور اہل مشرق کا فلسفہ، یہ سب بت کدے میں اور بتوں کے طواف سے کچھ حاصل نہیں ہے۔

☆...... تو اپنے آپ پر غور کر اور اس بیابان سے خوف زدہ ہوتے ہوئے نہ گزر، اس لیے کہ صرف تو باقی رہنے والا ہے اور دونوں جہانوں کا وجود کوئی چیز نہیں ہے۔

☆...... وہ راہ جسے میں نے اپنی پلکوں کی نوک سے تراشا ہے۔ اس میں منزل اور قافلہ اور اڑتی ہوئی ریت کوئی چیز نہیں ہے۔

☆...... تو غیب سے گزر جا، اس لیے کہ یہ سب وہم وگماں ہے اور وہم وگماں کوئی چیز نہیں ہے، جہان میں بستے ہوئے اس سے آزاد رہنا (ترک دنیا کرنا) ضرور قابل قدر شے ہے۔ (گویا رہبانیت کی اہمیت ہے)۔

☆...... وہ بہشت جو خدا نے تجھے عطا کی ہے وہ سب ہیچ ہے۔ ہاں! اگر وہ جنت تیرے عملوں کے باعث، جزا کی صورت میں، تجھے ملی ہے تو وہ ضرور کوئی چیز ہے (اس کی اہمیت ووقعت ہے)۔

☆...... کیا تجھے آرام جاں کی خواہش ہے؟ (یاد رکھ کہ) آرامِ جاں کوئی چیز نہیں ہے۔ ہاں اپنے ساتھیوں کے غم میں شریک ہو کر آنسو بہانا ایک قابلِ قدر بات ہے۔

☆...... نشیلی آنکھ اور غلط انداز اور گانا بجانا، سب اچھی باتیں ہیں لیکن ان سے بھی اچھی کوئی چیز ہے۔

☆...... رخسار کا حسن (کتنا ہی دل کش کیوں نہ ہو وہ) ایک لمحہ ہے اور دوسرے لمحہ نہیں ہے۔ البتہ کردار وعمل اور خیالات کا حسن ضرور اہمیت رکھتے ہیں۔

رقاصہ

(= رقاصہ: رقص کرنے والی/ ناچنے والی عورت)

فرصت کشمکش مدہ ایں دل بے قرار را — یک دو شکن زیادہ کن گیسوے تابدار را

از تو درون سینہ ام برق تجلی کہ من — با مہ و مہر دادہ ام تلخی انتظار را

ذوق حضور در جہاں رسم صنم گری نہاد — عشق فریب می دہد جان امید وار را!

تابفراغ خاطرے نغمہ تازہ زنم — باز بہ مرغزار دہ طائر مرغزار را

طبع بلند دادہ، بند زپاے من کشاے — تابہ پلاس تو دہم خلعت شہر یار را

تیشہ اگر بہ سنگ زد ایں چہ مقام گفتگوست؟ — عشق بدوش می کشد ایں ہمہ کوہسار را!

معانی:...... فرصت: اجازت، موقع۔ مدہ: مت دہ۔ گیسوئے تابدار: بل کھائے ہوئے گیسو/ زلفیں۔ نہاد: رکھی۔ پلاس: بوریا یا ٹاٹ سے تیار کردہ لباس۔ فراغِ خاطرے: دل کا اطمینان، دلی سکون۔ زنم: میں چھیڑوں/ گاؤں۔ بدوش می کشد: کندھوں پر اٹھالیتا ہے۔

ترجمہ وتشریح ...... (رقاصہ کہتی ہے) تو اس بیقرار دل کو کشمکش کا موقع یا اجازت نہ دے۔ تو اپنے پیچدار گیسوؤں میں ایک دو بل اور ڈال دے۔

☆...... تیری وجہ سے میرے سینے میں وہ برقِ تجلی ہے کہ میں نے چاند اور سورج کو بھی انتظار کی تلخی سے دوچار کر دیا ہے۔

☆......ذوقِ دید نے دنیا میں بت گری کی رسم کی بنیاد رکھی۔ امیدوار جان کو عشق فریب دیتا ہے۔

☆......اس خاطر کہ میں دل جمی سے کوئی نیا نغمہ چھیڑوں تو پھر سے سبزہ زار کے پرندے کو سبزہ زار کی طرف بھیج دے۔

☆......تو نے مجھے اگر بلند طبع سے نوازا ہے تو پھر میرے پاؤں سے زنجیر کھول دے تاکہ میں تیرے عطا کیے ہوئے بوریائی لباس کے عوض بادشاہ کی خلعت دے دوں (قربان کرسکوں)۔

☆......اگر فرہاد نے پتھر پر تیشہ چلایا تو یہ کونسا مقامِ گفتگو ہے (قابلِ ذکر بات ہے) عشق تو اس سارے پہاڑی سلسلے کو کندھوں پر اٹھا لیتا ہے۔

طاسینِ زرتشت

آزمایش کردنِ اہرمن زرتشت را

(اہرمن کا زرتشت کی آزمایش کرنا)

=زرتشت: پارسیوں یعنی آتش پرستوں کا نبی، حضرت عیسیٰ سے تقریباً نو صدیاں پہلے ایران کا ایک شخص نبوت کا دعویدار بنا۔ اسے زردشت بھی کہا جاتا ہے۔ فیثا غورث حکیم کا شاگرد اور منوچہر کی نسل سے تھا، آتش پرست مذہب کا بانی، مجوسی یعنی پارسی یا آتش پرست اسے پیغمبر مانتے ہیں اور اس کی کتاب ''ژند'' کو آسمانی صحیفہ مانتے ہیں، اس کے مذہب کی بنیاد دو خداؤں پر ہے، خالق خیر کا نام ''اہورا مزدا'' اور برائیوں اور شر کے خدا کا نام اہرمن (شیطان) ہے، اس کے مطابق سب عناصرِ اربعہ (آب و آتش، خاک و باد) قابل احترام ہیں، لیکن آتش (آگ) کو سب پر فضیلت حاصل ہے، اسی لیے اس نے آتش کی عبادت کا حکم دیا تھا۔ اہرمن: شیطان۔

از تو مخلوقاتِ من نالاں چونے ۔۔۔ از تو مارا فرودیں مانند دے

در جہاں خوار و زبونم کردہ ۔۔۔ نقش خود رنگیں ز خونم کردہ

زندہ حق از جلوہ سینائے تست ۔۔۔ مرگ من اندر ید بیضائے تست!

معانی :...... فرودیں: فرودیں، شمسی سال کا پہلا مہینہ، موسم بہار کا مہینہ۔ دے: شمسی سال کا دسواں مہینہ، سخت سردی اور خزاں کا موسم۔ خوار و زبونم: مجھے ذلیل و خوار۔ جلوہ سینا: خدا کا وہ جلوہ جو حضرت موسیٰ کو وادیِ سینا کے کوہِ طور پر دکھائی دیا۔ ید بیضا: روشن ہاتھ، حضرت موسیٰ کا معجزہ، جب وہ اپنی آستین سے ہاتھ باہر نکالتے تو وہ بہت روشن ہوتا تھا۔

ترجمہ وتشریح :...... (اہرمن کہتا ہے کہ اے زرتشت) تیری وجہ سے میری مخلوق بانسری کی طرح نالہ وزاری کر رہی ہے، تیری وجہ سے ہمارے لیے موسم بہار، موسم خزاں کی مانند ہو گیا ہے۔

☆......تو نے مجھے دنیا میں ذلیل وخوار کر دیا ہے۔ تو نے اپنا نقش (تصویر) میرے خون سے رنگین کیا ہے (بنایا ہے)۔

☆...... تیرے جلوہ سینا کی وجہ سے حق زندہ ہے اور میری موت تیرے ید بیضا کے اندر ہے۔

تکیہ بر میثاقِ یزداں ابلہی است ۔۔۔ بر مرادش راہ رفتن گمرہی است

زہر ہادر بادہ گلفام اوست ۔۔۔ ارہ وکرم و صلیب انعام اوست!

جز دعا با نوح تدبیرے نداشت ۔۔۔ حرف آں بیچارہ تاثیرے نداشت!

شہر را بگزار و درغارے نشیں ۔۔۔ ہم بہ خیلِ نوریاں صحبت گزیں

از نگاہے کیمیا کن خاک را
از مناجاتے بسوز افلاک را
در کہستاں چوں کلیم آوارہ شو
نیم سوز آتش نظارہ شو
لیکن از پیغمبری باید گزشت
از چنیں ملا گری باید گزشت!
کس میان ناکساں ناکس شود
فطرتش گر شعلہ باشد خس شود
تا نبوت از ولایت کمتر است
عشق را پیغمبری دردِ سراست!
خیز و در کاشانہ وحدت نشیں
ترک جلوت گوے و در خلوت نشیں

معانی :....... میثاق: وعدہ، عہدو پیمان، اقرار۔ ابلہی است: بیوقوفی / نادانی ہے۔ تکیہ کردن: بھروسا / اعتبار کرنا۔ بادۂ گلفام: گلابی رنگ کی شراب۔ ارّہ: آرہ، جس سے لکڑی کو چیرا جاتا ہے۔ حضرت زکریاؑ سے متعلق تلمیح، وہ کفار کے خوف سے ایک کھوکھلے تنے کے درخت میں چھپ گئے تھے، کفار نے آ کر وہ درخت آرے سے کاٹ دیا، جس سے حضرت زکریاؑ بھی کٹ گئے۔ کرم: کیڑا، حضرت ایوبؑ کے واقعہ کی تلمیح، ایک موقع پر ان کا جسم زخموں سے بھر گیا اور ان زخموں میں کیڑے پڑ گئے تھے لیکن وہ پھر بھی صابر و شاکر رہے۔ صلیب: سوئی، پھانسی، حضرت عیسیٰؑ کے واقعہ کی تلمیح جنہیں اہل یہود نے پھانسی پر لٹکا دیا تھا۔ بگذار: چھوڑ۔ خیل: گروہ۔ گزیں: اختیار کر (گ پر پیش)۔ باید گذشت: چھوڑ دینا چاہیے۔ نیم سوز: آدھا جلا ہوا، بے ہوش۔

ترجمہ وتشریح :....... یزداں (خدا) کے وعدے پر اعتبار کرنا یا بھروسا کرنا نادانی یا حماقت ہے۔ اس (یزداں) کی آرزو کے مطابق زندگی کی راہ پر چلنا (زندگی اختیار کرنا) گمراہی ہے۔

☆.......اس (یزداں) کی گلابی رنگ کی شراب میں زہر ملے ہوئے ہیں۔ ارہ اور کیڑا اور صلیب اس کے انعام ہیں۔

☆.......(حضرت) نوحؑ کے پاس دعا کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ اس بیچارے کی باتوں میں کوئی اثر نہ تھا (آخر بددعا سے اپنی قوم کو غرق کروا دیا)

☆.......تو (اے زرتشت) شہر/ آبادی چھوڑ دے اور کسی غار میں جا بیٹھ اور فرشتوں کے گروہ کے ساتھ خلوت/ صحبت اختیار کر۔

☆.......تو اپنی ایک نگاہ سے خاک کو سونا بنا دے اور اپنی مناجات سے آسمانوں کو جلا دے۔

☆.......تو بھی (حضرت موسیٰؑ) کلیم (اللہ) کی طرح پہاڑوں میں آوارہ چل پھر اور نظارے/ جلوہ ایزدی کی آگ سے خود کو نیم سوز کر لے۔

☆.......پیغمبری سے ہاتھ اٹھا لے (اسے چھوڑ دے) اس قسم کی ملا گیری چھوڑ دینی چاہیے۔

☆.......ایک صلاحیتوں والا انسان گھٹیا لوگوں کے ساتھ رہ کر گھٹیا اور نااہل بن جاتا ہے۔ (اس کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں) اس کی فطرت اگر شعلہ بھی ہو تو وہ خس و خاشاک بن جاتی ہے۔ (بقول رومی:

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

یعنی اچھے آدمی کی صحبت سے تو اچھا اور برے کی صحبت سے برا بنے گا)۔

☆.......چونکہ نبوت، ولایت (ولی ہونا) سے کم تر ہے اس لیے عشق کے مطابق پیغمبری دردِ سر ہے۔

☆.......(اے زرتشت) تو اٹھ اور وحدت کے گھر میں جا بیٹھ، جلوت کو ترک کر اور خلوت نشین ہو جا۔ (خلوت میں جا بیٹھ یعنی ترک دنیا کر کے راہبوں/ پادریوں کی سی زندگی بسر کر لے)۔

زرتشت

نور دریاے است ظلمت ساحلش — ہم چومن سیلے نزاد اندر دلش
امندر دلم موجہائے بیقرار — سیل راجز غارت ساحل چہ کار ؟
نقش بیرنگے کہ اور اکس ندید — جز بخون اہرمن نتواں کشید !
خویشتن را وا نمودن زندگی است — ضرب خود را آزمون زندگی است

معانی:...... ظلمت: تاریکی، اندھیرا۔ نزاد: پیدا نہیں ہوا۔ نتواں کشید: کھینچا نہیں جا سکتا۔ وانمودن: ظاہر۔ آزمودن: آزمانا۔

ترجمہ وتشریح:...... نور ایک ایسا سمندر (دریا) ہے جس کا ساحل تاریکی ہے۔ اس کے سمندر کے اندر مجھ جیسا سیلاب/ طوفان پیدا نہیں ہوا۔

☆...... میرے اندر بے قرار موجیں ہیں۔ بھلا سیلاب کا ساحل کو غارت/ تباہ کرنے کے سوا اور کیا کام ہے؟

☆...... وہ بے رنگ نقش، جسے کسی نے نہیں دیکھا، اہرمن کے خون کے سوا اور کسی چیز سے کھنچا (بنایا) نہیں جا سکتا۔

☆...... اپنے آپ کو آشکارا کرنا ہی زندگی ہے۔ اپنی ضرت سے آزمانا ہی زندگی ہے۔

از بلا ہا پختہ تر گردد خودی — تا خدا را پردہ در گردد خودی
مرد حق بیں جز بحق خود اندید — لا الہ می گفت و درخوں می تپید !
عشق را در خوں تپیدن آبروست — ارہ و چوب و رسن عیدین اوست !
در رہ حق ہرچہ پیش آید نکوست — در رہِ حق ہرچہ پیش آید نکوست
مرحبا نامہربانی ہائے دوست — مرحبانا مہربانیہائے دوست !

معانی:...... پردہ در: پھاڑنے والی۔ می تپید: تڑپ رہا ہے، تڑپا۔ تپیدن: تڑپنا۔ رسن: رسی۔ عیدین: دو عیدیں۔

ترجمہ وتشریح:...... مصائب کی آزمائش میں پڑ کر خودی زیادہ مضبوط ہوتی ہے، یہاں تک کہ خودی خدا کا پردہ اٹھانے والی بن جاتی ہے۔

☆...... حق کو دیکھنے والے آدمی نے حق کے سوا خود کو نہیں دیکھا۔ وہ ''لا الہ'' کہتا اور خون میں تڑپتا ہے۔ (وہ خود میں خدائی صفات پیدا کرتا ہے) اور اس کے سوا کسی اور کو معبود تسلیم نہیں کرتا۔

☆...... عشق کی آبرو خون میں تڑپنے سے ہے۔ آرہ اور لکڑی اور رسی (پھانسی اور پھانسی کی رسی) اس کے لیے عیدیں ہیں۔

☆...... حق کی راہ میں جو کچھ بھی پیش آئے وہ خوب ہے۔ دوست (محبوب حقیقی) کی نامہربانیاں بھی مبارک ہیں۔ (''ہر چہ از دوست رسد، خواب است'' یعنی محبوب کی طرف سے جو کچھ بھی پہنچے، وہ خوب ہے)۔

جلوہ حق چشم من تنہا نخواست — حسن را بے انجمن دیدن خطاست
چسیت خلوت ؟ درد و سوز و آرزوست — انجمن دید است و خلوت جستجو است
عشق در خلوت کلیم اللہی است — چوں بجلوت می خرامد شاہی است !
خلوت و جلوت کمال سوز و ساز — ہر دو حالات و مقامات نیاز

چیست آں ؟ بگزشتن از دیر و کنشت | چیست ایں ؟ تنہا نہ رفتن در بہشت !
گرچہ اندر خلوت و جلوت خد است | خلوت آغاز ست و جلوت انتہا ست
گفتہ پیغمبری درد سراست | عشق چوں کامل شود آدم گر است !
راہ حق باکارواں رفتن خوش است | ہمچو جاں اندر جہاں رفتن خوش است !

معانی :...... نخواست: اس نے نہ چاہا۔ دیدن: دیکھنا۔ کلیم اللٰہی: اللہ سے باتیں کرنا، حضرت موسیٰ کی تلمیح۔ می خرامد: ٹہلتا ہے۔ بگذشتن: گزرنا، گزر جانا۔ کنشت: آتش پرستوں کا عبادت خانہ، دیر: مندر، بت خانہ۔ رفتن: جانا۔ آدم گر: آدمی بنانے والا۔ نیاز: عاجزی، انکساری۔

ترجمہ وتشریح:...... میری آنکھ نے حق کا جلوہ اکیلے دیکھنا پسند نہ کیا، اس لیے کہ حسن کو انجمن کے بغیر دیکھنا غلطی ہے۔

☆ ......خلوت کیا ہے؟ درد وسوز اور آرزو کا نام ہے۔ انجمن/جلوت دیدار کا نام ہے جبکہ خلوت جستجو کی صورت ہے۔

☆ ......عشق خلوت میں ہو تو کلیم اللہ ہے اور جب وہ جلوت میں آتا ہے تو وہ شاہی پر فائز ہو جاتا ہے۔

☆ ......خلوت اور جلوت دونوں سوز و ساز کا کمال ہیں دونوں نیاز/انکسار کے حالات و مقامات ہیں۔

☆ ......وہ (خلوت) کیا ہے؟ وہ مندر اور آتش کدہ سے دور ہو جانا ہے۔ یہ (جلوت) کیا ہے؟ یہ بہشت میں اکیلے نہ جانیکی حالت ہے۔

☆ ......اگرچہ خلوت اور جلوت دونوں کے اندر خدا ہی ہے تاہم خلوبت میں اس وصال کا آغاز اور جلوت انتہا ہے۔

☆ ......تو نے کہا ہے کہ پیغمبری دردِ سر ہے لیکن تجھے یہ معلوم نہیں کہ عشق جب کامل ہو جاتا ہے تو آدم گر (شخصیت ساز) بن جاتا ہے۔

☆ ......حق کی راہ میں قافلے کے ساتھ چلنا اچھی بات ہے۔ جان کی طرح جہان کے اندر چلنا اور اچھی بات ہے۔

طاسین مسیح رویائے حکیم طالستائی

(حکیم طالستائی کا خواب)

درمیان کوہسار ہفت مرگ | وادی بے طائر و بے شاخ و برگ !
تاب مہ از دود گرد او چو قیر | آفتاب اندر فضایش تشنہ میر !
رود سیماب اندراں وادی رواں | خم بخم مانند جوئے کہکشاں
پیش او پست و بلند راہ ہیچ | تند سیر و موج موج و پیچ پیچ
غرق در سیماب مردے تاکمر | با ہزاراں نالہ ہائے بے اثر !
قسمت اوا برو بادو آب نے | تشنہ و آبے بجز سیماب نے !
برکراں دیدم زنے نازک تنے | چشم او صد کارواں را رہزنے
کافری آموز پیران کنشت | ازنگاہش زشت، خوب و خوب زشت
گفتمش تو کیستی، نام تو چیست ؟ | ایں سراپا نالہ و فریاد کسیت ؟
گفت در چشمم فسون سامری است | نامم افرنگین و کارم ساحری است !

ناگہاں آں جوئے سیمیں یخ بہ بست
استخوان آں جواں درتن شکست
بانگ زد اے۔ وائے برتقدیر من
وائے برفریاد بے تاثیر من
گفت افرنگیں "اگر داری نظر
اند کے اعمال خود راہم نگر
پور مریم آں چراغ کائنات
نور او اندر جہات و بے جہات !
آں فلاطوس، آں صلیب، آں روئے زرد
زیر گردوں توچہ کر دی اوچہ کرد !
اے بجانت لذت ایماں حرام
اے پرستار تبان سیم خام
قیمت روح القدس نشناختی
تن خریدی، نقد جاں درباختی" !

معانی : طاسینِ مسیح: حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات۔ رویائے: خواب۔ حکیم طالستائی: روس کا ایک فلسفی، ولادت ۱۸۲۸ء، مقام بسنایا، اس کا باپ بہت بڑا جاگیر دار تھا، یہ نو برس کی عمر میں یتیم ہو گیا، ۱۵ برس کی عمر میں فاران یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ ۱۸۵۱ء میں فوج میں ملازم ہوا اور ۱۸۵۵ء میں میں جنگ کریمیا میں شرکت کی، ۳۴ برس کی عمر میں شادی کی اور ملازمت چھوڑ کر تصنیف و تالیف میں مصروف ہو گیا، کئی ناول لکھے، پھر اس پر مذہب کا رنگ غالب آ گیا، اس نے انجیل کا ترجمہ کیا، ۱۸۹۴ء میں "خدا کی بادشاہت تمہارے اندر ہے" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی، پھر ۱۹۰۲ء میں "مذہب کیا ہے" لکھی، اس کی بیوی کے خیالات اس سے مختلف تھے جس کی وجہ سے ان کا نباہ نہ ہو سکا۔ مرنے سے دو ہفتے پہلے اس نے گھر بار چھوڑ دیا، ۸ نومبر ۱۹۱۰ء میں اس نے کسمپرسی کی حالت میں وفات پائی، اس وقت اس کے پاس سوائے جسم کے کپڑوں کے اور کچھ نہ تھا، وہ حضرت عیسیٰؑ مسیح کی سیرت کا سچا پیرو کا تھا، وہ حضرت عیسیٰؑ کی صلیب گلے میں لٹکانے کی بجائے اپنے کندھے پر اٹھائے پھرتا رہا۔ کوہسار ہفت مرگ: چاند کے ایک پہاڑ کا نام۔ قیر: تارکول۔ تشنہ میر: پیاس میں مرجانے والا۔ تند سیر: تیز چلنے والی، تیز بہنے والی۔ سیماب: پارہ (سیم + آب = آبِ سیم، چاندی کا یا سفید پانی، پارہ چونکہ سفید ہوتا ہے اس لیے اسے سیماب کہا جاتا ہے، وہ ہمیشہ ہلتا رہتا ہے)۔ زنے نازک تنے: ایک نازک بدن والی عورت، دلکش جسم والی حسینہ۔ کافری آموز: کفر سکھانے والی، مذہب سے بیگنہ کرنے والی۔ پیرانِ کنشت: مذہبی رہنما، پادری۔ توکیستی: تو کون ہے؟۔ فسونِ سامری: سامری کا جادو، سامری حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا مشہور جادوگر جس نے دھات سے بچھڑا بنا کر حضرت موسیٰؑ کی قوم کو گمراہ کیا تھا۔ یخ بہ بست: جمی ہوئی برف بن گئی۔ استخوان: ہڈی، ہڈیاں۔ اند کے: ذرا، تھوڑا۔ پورِ مریم: حضرت مریمؑ کا بیٹا، یعنی حضرت عیسیٰؑ مسیح۔ فلاطوس: روم کے حاکم کا نام جس کے حکم سے اور یہودیوں کے اصرار پر حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر لٹکایا گیا تھا۔ بتانِ سیم خام: مراد کچی چاندی کے بت، حسین عورتیں۔ روح القدس: پاکیزگی کی روح، جبرئیل، مسیحی روایت کے مطابق روح القدس حضرت عیسیٰؑ پر کبوتر کی شکل میں نازل ہوا تھا، مراد حضرت عیسیٰؑ۔ نشناختی: تو نے نہ پہچانی / پہچانا۔ خریدی: تو نے خریدا۔ درباختی: تو نے ہار دی، ضائع یا تباہ کر دی۔

ترجمہ وتشریح:......کوہستانِ ہفت مرگ کے اندر ایک ایسی وادی ہے جس میں نہ تو کوئی پرندہ ہے اور نہ کوئی درخت اور سبزہ ہی ہے۔

☆......چاند کی روشنی اس کے گرد دھوئیں کے باعث تارکول کی سی سیاہ ہو گئی ہے اور سورج اس کی فضا میں (روشنی کے لئے) پیاسا مر جاتا ہے۔

☆......اس وادی کے اندر پارے کی ندی بہ رہی ہے جو کہکشاں کی نہر کی مانند بل کھاتی ہوئی رواں ہے۔

☆......اس ندی کے لیے راستے کی اونچائی اور پستی کوئی چیز نہیں۔ وہ تیز بہنے والی اور موج در موج اور بل پر بل کھاتی ہوئی ہے۔

☆......اس ندی کے پارے میں ایک آدمی کمر تک ڈوبا ہوا تھا جو ہزاروں بے اثر نالے کر رہا تھا۔

☆......اس کی قسمت میں نہ کوئی بادل تھا نہ کوئی ہوا اور نہ پانی تھا۔ وہ پیاسا مگر پارے کے سوا کوئی پانی نہ تھا، (پارہ کو پیا نہیں جاسکتا تھا)۔

☆......میں نے کنارے پر ایک نازک بدن عورت/حسینہ دیکھی جس کی آنکھیں سینکڑوں قافلوں کی رہزن (لوٹ لینے والی) تھیں۔

☆......وہ حسینہ راہبوں/پادریوں کو کافری سکھاتی تھی۔ اس کی نگاہ سے برا، اچھا اور اچھا، برا بن جاتا تھا۔ (اس کے حسن میں ایسی دل کشی تھی کہ مذہبی رہنما بھی اس پر فریفتہ ہو کر مذہب سے دوری اختیار کر لیتے)۔

☆......میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے؟ اور یہ جو سراپا پر نالہ و فریاد بنا ہوا ہے، کون ہے؟

☆......اس نے کہا کہ میری آنکھوں میں سامری کا جادو ہے۔ میرا نام افرنگین ہے اور میرا کام جادوگری ہے۔

☆......اچانک وہ چاندی کی طرح سفید ندی جمی ہوئی برف بن گئی اور اس میں غرق جوان کی ہڈیاں اس کے جسم میں ٹوٹ گئیں۔

☆......وہ جوان چلایا کہ افسوس ہے میری تقدیر پر اور میری اس بے اثر فریاد پر۔

☆......اس جوان سے افرنگین کہنے لگی کہ اگر تو صاحبِ نظر ہے تو ذرا اپنے اعمال کو بھی دیکھ۔

☆......مریمؑ کا بیٹا (حضرت عیسیٰؑ) جو کائنات کا چراغ تھا، جس کا نور مکاں اور لامکاں میں ہے۔

☆......اس فلاطوس، اس صلیب اور اس زرد چہرے کو دیکھ۔ آسمان تلے (دنیا) میں تو نے کیا کیا اور اس نے کیا کیا۔

☆......اے وہ جوان جس کی/تیری جان پر ایمان کی لذت حرام ہے، تو جو کچی چاندی کے بتوں کا پجاری ہے۔

☆......تو نے روح القدس کی قدر و قیمت نہ پہچانی تو نے جسم خریدا اور روح کو ہار دیا۔

طعنہ آں نازنین جلوہ مست	آں جواں را نشتر اندر دل شکست
گفت "اے گندم نمائے جو فروش	از تو شیخ و برہمن ملت فروش !
عقل و دیں از کافر یہائے تو خوار	عشق از سوداگر یہاے تو خوار !
مہر تو آزار و آزار نہاں	کین تو مرگ است و مرگ ناگہاں !
صحبتے با آب و گل ور زیدہ	بندہ را از پیش حق دز دیدہ
حکمتے کو عقدہ اشیا کشاد	با تو غیر از فکر چنگیزی نداد
داند آں مردے کہ صاحب جوہر است	جرم تو از جرم من سنگین تر است
از دم او رفتہ جاں آمد بتن	از تو جاں رادخمہ می گردد بدن
آنچہ ما کردیم با ناسوت او	ملت او کرد بالاہوت او
مرگ تو اہل جہاں را زندگی است	باش ! تا بنی کہ انجام تو چیست !"

معانی: ...... نازنین جلوہ مست: اپنے حسن کے جلوؤں میں مست، کھوئی ہوئی۔ گندم نمائے جو فروش: گندم دکھا کر جو بیچنے والی، فریبی، دھوکے باز۔ ملت فروش: لحد۔ کین: دشمنی۔ ورزیدہ ای: تو نے اختیار کر رکھی ہے۔ دز دیدہ ای: تو نے چرا لیا ہے۔ کو: کہ او، وہ جو۔ عقدہ......کشاد: گتھی سلجھائی۔ فکرِ چنگیزی: چنگیز کی سی سوچ مراد تباہ و برباد کرنے والی فکر/سوچ۔ رفتہ جاں: جسم سے گئی ہوئی جان۔ دخمہ: قبر (دخمہ وہ جگہ جہاں پارسی/آتش پرست اپنے مردے رکھتے تھے، یہاں مراد قبر)۔ ناسوت: جسم۔ لاہوت: روح۔ باش: ٹھہر، رک۔

ترجمہ وتشریح: ...... حسن کے جلوے میں مست اس نازنین (افرنگین) کا طعنہ اس جوان کے دل میں نشتر کی طرح (کھب کر) ٹوٹ گیا۔ (اس کے دل پر افسوسناک اثر ہوا)۔

☆......وہ نوجوان بولا: اے گندم دکھا کر جو بیچنے والی (فریبی حسینہ) تیری وجہ سے شیخ اور برہمن ملت فروش بن چکے ہیں۔

☆......تیری کافری (کافرانہ طریقوں) سے عقل اور دین خوار ہو گئے ہیں، تیری سوداگری نے عشق کو ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔
☆......تیری محبت ایک بیماری ہے اور بیماری بھی ایسی جو پوشیدہ ہے، تیری دشمنی موت ہے اور موت بھی ایسی جو اچانک واقع ہوتی ہے۔
☆......تو نے دنیا سے صحبت اختیار کر رکھی ہے اور بندے کو اللہ کے حضور سے چُرا لائی ہے۔
☆......وہ حکمت (سائنس) جس نے اشیا کی گتھی سلجھائی، اس نے تجھے چنگیزی سوچ کے علاوہ اور کچھ نہ دیا۔
☆......جو بھی کوئی حقیقت شناس ہے وہ یہ جانتا ہے کہ تیرا جرم میرے جرم سے زیادہ سنگین ہے۔
☆......اس (حضرت عیسیٰ) کی پھونک سے بدن سے نکلی ہوئی جان پھر بدن میں آ جاتی تھی۔ جبکہ تیری وجہ سے بدن جان کیلئے قبر بن گیا ہے۔ پہلے مصرع میں حضرت عیسیٰ کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے دم سے مردہ زندہ ہو جایا کرتا تھا۔
☆......جو کچھ ہم نے اس (حضرت عیسیٰ) کے جسم کے ساتھ کیا ان کی ملت نے ان کی روح کے ساتھ وہی کچھ کیا۔
☆......تیری موت اہلِ جہان کے لیے زندگی ہے۔ تو ذرا ٹھہر، پھر تجھے اپنا انجام معلوم ہو جائے گا۔

طاسینِ محمدؐ

(حضور اکرم محمدؐ کی تعلیمات)

نوحہ روح ابوجہل در حرم کعبہ

(کعبہ کے حرم میں ابوجہل کا بین)

=ابوجہل: اصل نام عمرو بن ہشام، کنیت ابوالحکم، قبیلہ قریش کے سرداروں میں سب سے زیادہ عقل مند تھا۔ اس نے حضور اکرمؐ کے پیغام توحید کی سخت مخالفت کی، اس نے حق کو نہ پہچانا جس کے باعث حضورؐ نے اسے ''ابوجہل'' (جہالت کا باپ، بے حد جاہل) کا خطاب دیا تھا۔ گل شد: بجھ گیا۔

سینہ ما از محمدؐ داغ داغ ! ازدم او کعبہ راگل شد چراغ !
از ہلاک قیصر و کسریٰ سرود نوجواناں را زدست ما ربود
ساحر و اندر کلامش ساحری است ایں دو حرف لا الہ خود کافری است
تا بساط دین آبا در نورد باخدا وندان ماکرد آنچہ کرد !
پاش پاش از ضربتش لات و منات انتقام از وے بگیر اے کائنات !
دل بغائب بست و از حاضر گست نقش حاضر را افسون او شکست
دیدہ برغائب فروبستن خطاست آنچہ اندر دیدہ می ناید کجاست !
پیش غائب سجدہ بردن کوری است دین نو کور است و کوری دوری است
خم شدن پیش خداے بے جہات ! بندہ را ذوقے نہ بخشد ایں صلوٰت !

معانی:...... قیصر و کسریٰ: ایرانِ قدیم کے بڑے بڑے بادشاہ۔ سرود: بات کی۔ ربود: اچک لیا۔ بساط: چٹائی، فرش۔ در نورد: لپیٹ دی۔ لات و منات: کعبہ کے دو بتوں کے نام۔ گست: دل توڑ لیا۔ فروبستن: مرکوز کرنا۔ می ناید: نہیں آتا ہے۔ کوری: اندھا پن۔

خدائے بے جہات: لاثانی خدا، جس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

ترجمہ وتشریح :...... ہمارا سینہ محمدؐ کی وجہ سے داغ داغ ہے۔ آپ کی پھونک (سانس) سے کعبہ کا چراغ بجھ گیا۔ (حرم کعبہ کی رونق ختم کر دی)۔

☆...... آپؐ نے قیصر و کسریٰ کی تباہی و بربادی کی بات کی اور نوجوانوں کو ہم سے چھین لیا ہے۔

☆...... آپؐ جادوگر ہیں اور آپؐ کے کلام میں جادوگری ہے۔ یہ جو "لا الٰہ" کے دو الفاظ ہیں بجائے خود کافری ہیں۔ (آپؐ نے سحر کلام سے توحید کا نغمہ بلند کیا)۔

☆...... جب آپؐ نے ہمارے آبا کے دین (بت پرستی) کی بساط لپیٹ دی ہے تو آپؐ نے ہمارے خداؤں (بتوں) کے ساتھ وہ کیا جو ناقابل بیان ہے۔ (بتوں کے توڑنے کی طرف اشارہ ہے)۔

☆...... آپؐ کی ضرب سے لات اور منات جیسے بت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اے کائنات تو آپؐ سے اس کا بدلہ لے۔

☆...... آپؐ نے غیب سے (خدا سے جو پردہ غیب میں ہے) دل لگایا اور حاضر یعنی سامنے رکھے ہوئے بتوں سے دل ہٹا لیا۔

☆...... غیب پر نگاہ جمائے رکھنا غلطی ہے، وہ جو نظر ہی نہیں آتا وہ کہاں ہے؟ یعنی اس کا وجود نہیں ہے۔

☆...... غیب کے آگے سجدہ کرنا اندھے پن کی علامت ہے۔ یہ نیا دین (دینِ اسلام) اندھا ہے اور یہ اندھا پن حقیقت سے دور لے جاتا ہے۔

☆...... بے جہات خدا/ لاثانی خدا کے آگے جھکنا (جو سجدے کی علامت ہے) یہ ایسی نماز ہے جو بندے کو ذوق عطا نہیں کرتی۔

مذہب او قاطع ملک و نسب ۔۔۔ از قریش و منکر از فضل عرب !
در نگاہ او یکے بالا و پست ۔۔۔ با غلام خویش بریک خواں نشست،
قدر احرار عرب نشناختہ ۔۔۔ با کلفتان حبش در ساختہ
احمراں با اسوداں آمیختند ۔۔۔ آبروے دودمانے ریختند !
ایں مساوات، ایں مواخات اعجمی است ۔۔۔ خوب می دانم کہ سلمانؓ مزدکی است
ابن عبد اللہ فریبش خوردہ است ۔۔۔ رستخیزے برعرب آوردہ است !
عترت ہاشم زخود مہجور گشت ۔۔۔ از دو رکعت چشم شاں بے نور گشت
اعجمی را اصل عدنانی کجاست ۔۔۔ گنگ را گفتار سحبانی کجاست
چشم خاصان عرب گردیدہ کور ۔۔۔ برنیائی اے زہیر از خاک گور ؟
اے تو مارا اندریں صحرا دلیل ۔۔۔ بشکن افسون نو اے جبرئیل !

معانی :...... قاطع: جڑیں کاٹنے والا۔ احرار: جمع حر، آزاد لوگ۔ کلفتانِ حبش: حبشہ کے موٹے اور بدصورت لوگ، کلفتاں، کلفت کی جمع، مراد حبشی جو سیاہ رنگ کے اور بدصورت ہوتے ہیں۔ در ساختہ: موافقت کر لی۔ احمراں: احمر کی جمع، سرخ لوگ، گورے لوگ۔ اسوداں: اسود کی جمع، کالے لوگ۔ آمیختند: مل گئے۔ ریختند: انہوں نے گرا دی، مٹی میں ملا دی۔ ابنِ عبد اللہ: عبد اللہ کا بیٹا، حضرت محمدؐ۔ مساوات: برابری۔ مواخات: بھائی چارا۔ اعجمی: غیر عرب لوگوں کی۔ سلمانؓ: آپ پہلے زرتشتی مذہب پر تھے پھر عیسائی ہوئے اور آخر میں مسلمان، نبی اکرمؐ کے خاص خدمت گزار تھے۔ حضرت سلمانؓ فارسی، حضور اکرمؐ کے قریب تر صحابی، ایران سے تعلق تھا، اسی لیے سلمانؓ فارسی کہلائے، پہلا نام "مابہ" تھا، اسلام لانے کے بعد حضورؐ نے ان کا نام سلمان رکھا، تاجروں کے ایک قافلے کے ساتھ عرب روانہ

ہوئے لیکن انہوں نے دھوکا دیکر انہیں ایک یہودی کے پاس بیچ دیا، وہ انہیں لے کر مدینے آیا۔ انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں پہنچ کر اسلام قبول کرلیا، حضورؐ نے انہیں اس غلامی سے نجات دلادی۔ زہد وقناعت، توکل وعبادت، صداقت، امانت اور عدل وانصاف اور دیگر اخلاقِ حسنہ میں انہوں نے اتنا بڑا مقام حاصل کیا کہ ایک موقع پر حضورؐ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ''سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے'' مزدکی: زدک کا پیرو، مزدک پانچویں صدی عیسوی کا ایک شہرۂ آفاق ایرانی فلسفی، جو زرتشت پیغمبر کے مذہب کا مبلغ تھا۔ ساسانی دور کا ایک انتہا پسند انقلابی ایرانی فرد جس نے گویا زر، زمین اور ان کے مشترک قرار دیئے جانے کا تصور پیش کیا۔ ۵۲۹ء میں ایران کے بادشاہِ وقت خسرو قباد نے جو پہلے ان کا مرید تھا، اب اپنے بیٹے خسرو اول (بعد میں یہی نوشیروان عادل کہلایا) تعلیمات واقوال میں موجود کمیونزم (اشتراکیت) کی ابتدائی شکل نظر آتی ہے، ابوجہل نے سلمان کو آتش پرست کہا ہے۔ عشرتِ ہاشم: ہاشمی خاندان، بنی ہاشم، ہاشم، قریش کے نامور شخص حضور اکرمؐ کے مورثِ اعلیٰ جو حضورؐ کے دادا عبدالمطلب کے دادا تھے۔ اصل عدنانی: مراد عدنان کی اولاد کی اصل، عدنان قریش کے مورثِ اعلیٰ جن کا سلسلہ نسب حضرت اسماعیلؑ سے ملتا ہے۔ گنگ: گونگا آدمی۔ گفتارِ سحبانی: سحبان کی سی گفتگو یا تقریر، سحبان قبیلہ وائل کے ایک مشہور خطیب ایک بے نظیر اور فصیح وبلیغ خطیب جن کا شمار عرب کے فصحا میں ہوتا ہے، فتح مکہ کے بعد اسلام لائے، ۵۸ھ میں وفات پائی، امیر معاویہؓ نے ایک موقع پر مسلسل تین گھنٹے ان کی تقریر سن کر انہیں ''خطیب العرب'' کا خطاب دیا تھا۔ برنیائی: کیا تو نہیں نکلے گا، تو کیوں نہیں نکلتا۔ زہیر: زہیر بن ابی سلمیٰ عرب کا ایک نامور شاعر جو کفار کی طرف سے شعر کہہ کر اسلام کی برائی بیان کیا کرتا، فصیح شاعر تھا، اس کا ایک قصیدہ ان قصیدوں میں شامل ہے جو قبل از اسلام کعبہ میں لٹکائے گئے تھے۔ یہ سو سال کی عمر میں بعثت رسولؐ سے ایک سال قبل ۶۱۰ء میں فوت ہوا۔ حضرت کعبؓ ان کے فرزند تھے۔

ترجمہ وتشریح :...... آپ کا مذہب (اسلام) ملک اور خاندان کی جڑیں کاٹ دیتا ہے۔ آپ کا تعلق قریش خاندان سے ہے اور آپ عرب کی فضیلت کے منکر ہیں۔

☆...... آپ کی نگاہ میں اعلیٰ اور ادنیٰ سبھی ایک/برابر ہیں۔ آپؐ اپنے غلام کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھے ہیں۔

☆...... آپؐ نے عرب کے آزاد لوگوں کی قدر نہیں پہچانی۔ آپؐ نے حبشہ کے سیاہ فام لوگوں (حبشیوں) سے موافقت اختیار کرلی۔

☆...... آپ نے گوروں کو کالوں کے ساتھ ملا دیا اور خاندان کی وقعت ختم کردی۔

☆...... یہ برابری اور یہ بھائی چارا (ایک دوسرے کو بھائی سمجھنا) غیر عرب لوگوں کا نظریہ ہے۔ میں (ابوجہل) اچھی طرح جانتا ہوں کہ سلمان، مزدک کا پرستار ہے (غیر عرب ہے)۔

☆...... عبداللہ کے بیٹے (حضور اکرم محمدؐ) نے اس نظریے کا فریب کھایا ہے اور یوں عرب میں قیامت برپا کردی ہے۔

☆...... ہاشم کے خاندان والے (حضور اکرمؐ کے اہل خاندان) اپنے نسب (خاندان) سے ہی دور ہوگئے ہیں۔ دو رکعتوں کی نماز سے ان کی آنکھیں بے نور ہوگئی ہیں۔ برابری کی بات علامہ کی نظم ''شکوہ'' کے ان شعروں سے واضح ہوتی ہے۔

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز — قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز — نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب ومحتاج وغنی ایک ہوئے — تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

(اسلام نے غیر عربوں کو عربوں کے برابر تو کردیا ہے لیکن) یہ بھی تو معلوم ہو کہ غیر عرب کی عدنانی اصل کہاں ہے (مطلب یہ کہ کوئی بھی غیر عرب عدنان کی نسل سے نہیں ہے)۔ بھلا ایک گونگے آدمی میں سحبانی جیسا فصیح انداز گفتگو کیونکر پیدا ہوسکتا ہے (غیر عرب کو گونگا کہا جاتا ہے)۔

☆......عرب کے خاص لوگوں کی آنکھ اندھی ہوگئی ہے۔ اے زہیر تو خاکِ قبر سے باہر کیوں نہیں نکل آتا؟

☆......اے کہ تو (زہیر) ہمارے لیے اس صحرا میں رہنما ہے (باہر آ اور) جبرئیل کی نوا کا جادو کا توڑ دے۔

باز گو اے سنگ اسود باز گوے | آنچہ دیدیم از محمدؐ باز گوے
اے ہبل، اے بندہ را پوزش پذیر | خانہ خود راز بے کیشاں بگیر
گلہ شاں را بگر گاں کن سبیل | تلخ کن خرماے شاں را بر نخیل !
صرصرے دہ باہو اے بادیہ | انھم اعجاز نخل خاویہ
اے منات اے لات ازیں منزل مرو | گرز منزل می روی از دل مرو
اے ترا اندر دو چشم ماوثاق | مہلتے ان کنت از معت الفراق

معانی :...... سنگِ اسود: سیاہ پتھر جو کعبہ میں رکھا ہوا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ جب کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو جبرئیل امین اوپر سے لائے تھے، اسے بوسہ دینا ارکانِ حج میں شامل ہے۔ ہبل: بت کا نام۔ پوزش پذیر: عذر/ معافی قبول کرنے والا۔ کن سبیل: حوالے کر دے۔ انھم: گویا وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں جو گر پڑے ہوں، یہ فقرہ سورہ القمر آیت ۲۰ میں سے ہے جس میں قوم عاد کی تباہی کا ذکر ہے۔ منات: بت کا نام۔ لات: بت کا نام۔ اِن کنتِ: اگر تو نے جدا ہونے کا ارادہ کر لیا ہے، امرؤالقیس کے ایک مطلع سے ماخوذ ہے۔ امرُ القیس: بنی اسد کے بادشاہ کا بیٹا، دورِ جہلی کا یمنی شاعر۔ ۵۲۰ء میں پیدا ہوا۔ چھوٹی عمر میں ۵۴۰ تا ۵۶۵ء کے درمیان کسی وقت فوت ہوا۔ اس کے اشعار اور مصرعے امثال کی طرح مشہور ہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... تو پھر کہہ اے سنگ اسود پھر کہہ۔ ہم نے محمدؐ سے جو کچھ دیکھا ہے وہ تو پھر کہہ۔

☆......اے ہبل، تو جو بندوں کی معذرت و معافی قبول کرنے والا ہے، بے دینوں سے اپنا گھر واپس لے۔

☆......ان کے بھیڑوں کے ریوڑ کو بھیڑیوں کے سپرد کر دے اور کھجور کے درخت پر جو کھجوریں ہیں ان کو ان کے لیے کڑوی بنا دے۔

☆......تو ان پر صحرا کی ہوا کو تیز اور زہریلی گرم ہوا بنا کر بھیج تا کہ وہ اس طرح گر جائیں جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے گرتے ہیں۔ (دوسرے مصرع میں سورۃ القمر، آیت ۲۰ کا اقتباس ہے)۔

☆......اے منات اور اے لات، اس منزل (کعبہ) سے نہ جاؤ (نہ نکلو)۔

☆......اے وہ (لات و منات) کہ ہماری آنکھوں کے اندر تمہارا گھر ہے، اگر تم نے ہم سے جدا ہونے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے، پھر بھی تھوڑی دیر کے لیے تو رک جاؤ (ٹھہر جاؤ)۔

فلکِ عطارد

زیارتِ ارواحِ جمال الدین افغانی وسعید حلیم پاشا

(جمال الدین افغانی اور سعید حلیم پاشا کی روحوں کی زیارت)

= سید جمال الدین افغانی (۱۸۳۸ء۔ ۱۸۹۷ء): سید جمال الدین، اسعد آباد (افغانستان) میں ولادت ہوئی، سال ولادت ۱۸۳۸ء ان کے والد سید محمد صفدر امیر کابل کے دوست محمد خاں کے مشیر تھے، وہ بہت بڑے مصلح اور عالم اسلام کے اتحاد کے داعی تھے۔ جوانی میں امرائے افغانستان کے مشیر رہے۔ پھر وہ ہند، ایران، روس، مصر، ترکی، عرب ممالک، انگلستان اور فرانس وغیرہ آتے جاتے رہے اور ہر

کہیں استوار غربی کے خلاف شعلہ فشاں رہے۔ اقبال انہیں مجدِ دعصر کہتے رہے۔ ۱۸ برس کی عمر میں علوم متداولہ حاصل کئے۔ ۱۸۵۶ء میں حج کی غرض سے برصغیر ہند میں آئے اور ایک سال قیام کیا۔ ۱۸۵۷ء میں حج ادا کر کے افغانستان چلے گئے۔ ساری عمر اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں گزار دی۔ امیر نے انہیں اپنی سلطنت میں تو لے لیا لیکن ان کی ملوکیت دشمنی کے سبب نہیں جلاوطن کردیا اور وہ ہندوستان چلے آئے۔ انگریز نے جو اس وقت وہاں حاکم تھے، انہیں مصر بھیج دیا، وہاں سے چند ماہ بعد وہ قسطنطنیہ چلے گئے لیکن چند ہی دنوں بعد مصر کے علماء کے پرزور اصرار پر پھر قاہرہ آگئے اور وہاں آ کر اہل علم کا مرجع بن گئے۔ والیِ مصر اسمٰعیل پاشا نے انہیں مصر سے پھر جلاوطن کردیا۔ ۱۸۷۹ء میں وہ ہندوستان آگئے۔ حکومت نے انہیں حیدرآباد دکن میں نظر بند کردیا۔ آخر اس شرط پر ان کی نظربندی کو ختم کیا کہ وہ یورپ کے کسی ملک میں چلے جائیں، لہٰذا وہ فرانس چلے گئے، وہاں فرانسیسی زبان سیکھی اور اسلام کی حقانیت پر تقریروں کا سلسلہ شروع کردیا، وہاں ایک ماہ نامہ ''عروۃ الوثقیٰ'' جاری کیا جس کا ایک حصہ عربی اور دوسرا فرانسیسی میں ہوتا تھا۔ حکومت فرانس نے ان کی حق گوئی کی بنا پر وہ رسالہ بند کردیا۔ اس کے بعد وہ ایران، روس اور پھر قسطنطنیہ چلے گئے لیکن حکمران انہیں بلا کر انہیں ان کی حق گوئی پر واپس بھیج دیتے رہے۔ ۱۸۹۷ء میں ترکی میں وفات پائی۔ انہوں نے اپنی تحریر و تقریر سے دنیا کے مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا کی اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کو اس حقیقت سے باخبر کیا کہ قرآن کریم کے علاوہ کوئی اور قانون انسان کی مادی اور روحانی اصلاح نہیں کرسکتا۔

= سعید حلیم پاشا: یہ ایک ترک رہنما تھے۔ اہل مصر نے توفیق پاشا خدیو مصر کے طرزِ عمل سے تنگ آ کر سعید حلیم پاشا کو تخت پر بٹھانا چاہا لیکن انگریزوں نے ایسا نہ ہونے دیا۔ وہ ۱۸۸۹ء میں قسطنطنیہ چلے گئے۔ ۱۹۰۲ء میں انہیں ''پاشا'' کا لقب ملا۔ ۱۹۱۳ء میں نہیں وہاں وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم اول میں انہوں نے انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔ ۱۹۱۹ء میں انگریزوں نے قسطنطنیہ پر قبضے کے بعد انہیں مالٹا میں نظر بند کیا۔ سال بعد انہیں رہائی ملی اور وہ روم چلے گئے۔ ۶ دسمبر ۱۹۲۱ء کو ایک ارمنی نوجوان نے پستول سے گولی چلا کر انہیں شہید کردیا۔ ان کے قتل میں انگریزوں کا ہاتھ تھا۔ انگریزی، فرانسیسی، ترکی اور عربی زبانوں پر انہیں پورا عبور حاصل تھا۔ ان کی بڑی خواہش تھی کہ ملت اسلامیہ کو قرآنی حقائق سے آگاہ کیا جائے اور انہیں جمود سے حرکت میں لایا جائے۔ انہوں نے اپنی ایک کتاب (جو ترکی زبان میں ہے) میں عقلی اور نقلی دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام ہی بہترین ضابطہ حیات ہے۔ اس کے کئی زبانوں میں تراجم ہوئے۔ اپنے ایک مضمون میں اسلامی دنیا کے زوال کا سبب یہ بتایا کہ اصولِ اسلام کی عملی تعبیر غلط یا ناقص طریقے پر کی گئی ہے، لہٰذا اس کے ازالہ کی صحیح صورت یہ ہے کہ ہم اصول اسلام کی صحیح تعبیرات اور شکلیں پیش کریں۔ یورپ / مغرب کی اندھا دھند تقلید سے اجتناب کریں۔

مشت خاکے کار خود را بردہ پیش ‏ در تماشائے تجلی ہائے خویش !
یا من افتادم بدام ہست و بود ‏ یا بدام من اسیر آمد وجود !
اندریں نیلی تتق چاک ازمن است ؟ ‏ من زا فلاکم کہ افلاک ازمن است ؟
یا ضمیرم را فلک در بر گرفت ‏ یا ضمیر من فلک رادر گرفت !
اندرون است ایں کہ بیرون است؟ چیست ؟ ‏ آنچہ می بینم نگہ چون است ؟ چیست ؟
رزنم برآسمانے دیگرے ‏ پیش خود بینم جہانے دیگرے
عالمے باکوہ و دشت و بحر و بر ‏ عالمے از خاک ما دیرینہ تر
عالمے از، ابر کے ، بالیدہ ‏ دستبرد آدمے نادیدہ
نقشہا نا بستہ برلوح وجود ‏ خردہ گیر فطرت آنجا کس نبود !

معانی :...... بردہ پیش: آگے بڑھایا۔ بدامِ ہست و بود: زمان و مکاں کے جال میں۔ نیلی تتق: نیلا آسمان۔ چون است؟ کیسے ہے؟۔ پر زنم: میں پر مارتا ہوں، اب میں اڑنے لگا ہوں۔ دیرینہ تر: بہت پرانا۔ ابر کے: ایک چھوٹا سا بادل۔ بالیدہ ے: ابھرا یا پیدا ہوا ہے۔ دستبرد: لوٹ مار۔ خردہ گیر: عیب نکالنے والا، تنقید کرنے والا۔

ترجمہ وتشریح:...... اس خاک کی مٹھی/آدمی (اقبال) نے اپنی تجلیوں کے تماشا میں اپنے کام کو آگے بڑھایا، (یعنی چاند سے فلکِ عطارد کا رخ کیا)۔

☆...... یا تو یہ کیفیت تھی کہ میں (اقبال) زمان و مکاں (دنیا) کے جال میں گرفتار تھا اور اب یہ حالت ہے کہ وجود میرے جال میں گرفتار ہے۔

☆...... کیا میں نے اس نیلے آسمان کے پردے کو چاک کر دیا؟ کیا میں افلاک سے ہوں یا افلاک مجھ سے ہیں۔

☆...... یا تو یہ بات ہے کہ فلک نے میرے ضمیر کو اپنے پہلو میں لیا ہے یا پھر میرے ضمیر نے فلک کو اپنے اندر سمو لیا ہے۔ تیسرے شعر والا انداز، یعنی میرے ہی ضمیر نے فلک کو اپنے پہلو میں سمو لیا ہے۔

☆...... (جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں) کیا یہ خود میرے اندر کا منظر ہے؟ یا میرے باہر ہے، کیا ہے۔ میری نگاہیں جو کچھ دیکھ رہی ہیں، وہ کیسا ہے اور کیا ہے؟

☆...... اب میں ایک اور آسمان کی طرف پرواز کرنے لگا ہوں۔ میں اپنے سامنے ایک اور جہان دیکھ رہا ہوں۔

☆...... یہ جہان (جہاں میں اب جا رہا ہوں)، ایک ایسا عالم ہے جس میں پہاڑ، جنگل، سمندر اور خشکی یعنی سب کچھ موجود ہے اور یہ ایک ایسا عالم ہے جو ہماری زمین سے بہت قدیم ہے۔

☆...... یہ عالم ایک چھوٹے سے بادل سے ابھرا (پیدا ہوا ہے) اور جس نے انسان کی لوٹ مار نہیں دیکھی (اس لوٹ مار سے بچا ہوا ہے)۔

☆...... اس عالم کے وجود کی تختی پر ابھی کوئی نقش ثبت نہیں ہوا اور وہاں ابھی کوئی بھی انسان فطرت تنقید کرنے والا نہ تھا۔

من بہ رومی گفتم ایں صحرا خوش است ‏ ‏ در کہستاں شورش دریا خوش است
من نیابم از حیات ایں جا نشاں ‏ ‏ از کجامی آید آواز اذاں ؟
گفت رومی "ایں مقام اولیاست ‏ ‏ آشنا ایں خاکداں با خاک ماست
بوالبشر چوں رخت از فردوس بست ‏ ‏ یک دو روزے اندریں عالم نشست
ایں فضا ہا سوز آہش دیدہ است ‏ ‏ نالہ ہائے صبحگاہش دیدہ است
زائران ایں مقام ارجمند ‏ ‏ پاک مرداں از مقامات بلند
پاک مرداں چوں فضیل و بو سعید ‏ ‏ عارفاں مثل جنید و با یزید
خیز تا مارا نماز آید بدست ‏ ‏ یک دو دم سوز و گداز آید بدست"

معانی :...... خاکداں: زمین۔ بوالبشر: بشر کا باپ یعنی حضرت آدمؑ۔ رخت بست: سامانِ سفر باندھا۔ زائراں: زیارت کرنے والے۔ مقامِ ارجمند: مراد اعلیٰ مرتبہ یا قدر و وقعت والا مقام۔ فضیل بوسعید، جنید و بایزید: یہ عظیم صوفیا کے نام ہیں جو مختلف زمانوں میں مختلف ملکوں میں ہوئے۔

ترجمہ وتشریح:...... یہاں آ کر میں نے رومی سے کہا کہ یہ صحرا بہت اچھا ہے اور اسکے پہاڑوں میں سمندر کا شور دل کو بھاتا ہے۔

☆...... میں یہاں زندگی کا کوئی نام و نشان نظر نہیں دیکھتا۔ پھر یہ اذان کی آواز کہاں سے آ رہی ہے؟

☆......رومی بولے "یہ اولیا (اللہ کے دوستوں) کا مقام ہے۔ یہ زمین ہماری خاک سے آشنا ہے۔ (ہماری خاک سے مراد آدمؑ ہے)۔

☆......جب بوالبشر/آدم نے فردوس سے اپنا سامانِ سفر باندھا تو انہوں نے دو ایک روز یہاں بھی قیام کیا تھا۔

☆......یہاں کی فضاؤں نے آدم کی آہوں کا سوز دیکھا ہے اور ان کے صبح کے نالے بھی سنے ہیں۔

☆......اس مقامِ ارجمند کی زیارت کرنے والے بلند مقامات والے پاک مرد/لوگ ہیں۔

☆......وہ پاک مرد فضیلؒ اور بوسعید جیسے ہیں اور جنیدؒ اور بایزیدؒ جیسے عارف ہیں۔

☆......تو (اقبال) اب جلدی سے اٹھ تاکہ ہمیں ان کے ساتھ نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہو، اور یوں کچھ دیر کے لیے ہم بھی سوز درد کی نعمت سے بہرہ ور ہوسکیں۔

رفتم و دیدم دو مرد اندر قیام	مقتدی تاتار و افغانی امام
پیر رومی ہر زماں اندر حضور	طلعتش برتافت از ذوق و سرور
گفت "مشرق زیں دو کس بہتر نزاد	ناخن شاں عقدہ ہائے ما کشاد
سید السادات مولٰنا جمال	زندہ از گفتار او سنگ و سفال
ترک سالار آں حلیم دردمند	فکر او مثل مقام او بلند
باچنیں مرداں دو رکعت طاعت است	ورنہ آں کارے کہ مزدش جنت است"

معانی :...... اندر قیام: نماز میں کھڑا ہونا۔ مقتدی: دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے والا۔ طلعتش: اس کا چہرہ۔ برتافت: چمک اٹھا۔ نزاد: پیدا نہیں کیے۔ سید السادات: سیدوں کا سید، سرداروں کا سردار۔ سفال: مٹی کا برتن۔ مزدش: اس کی اجرت۔

ترجمہ وتشریح :...... میں آگے بڑھا اور ایک جگہ دو آدمیوں کو نماز میں کھڑے دیکھا۔ مقتدی تو تاتارت تھے جبکہ امامت افغانی کر رہے تھے (تاتار سے مراد سعید حلیم پاشا ہیں)۔

☆......مرید رومیؒ جو ہر وقت محبوب حقیقی کی حضوری میں رہتے ہیں، ان کا چہرہ ذوق وسرور کی تجلی سے چمک اٹھا۔

☆......رومی نے کہا کہ سرزمینِ مشرق (اسلامی ممالک) نے ان دو ہستیوں سے بہتر اور کوئی ہستی پیدا نہیں کی۔ ان ہستیوں (سعید حلیم اور افغانی) کے ناخنوں نے ہماری گتھیاں سلجھائیں۔ (ان کی کاوش نے ہمارے بہت سے مسائل حل کردیے ہیں)۔

☆......ایک تو سید السادات مولانا جمال (جمال الدین افغانیؒ) ہیں جن کی گفتگو سے مٹی اور پتھر جیسے لوگ زندہ ہوگئے۔

☆......دوسری ہستی ترک سالار (ترک قوم کے لیڈر/رہنما) وہ دردمند حلیم ہیں جن کی فکر ان کے مقام ورتبہ کی طرح بلند ہے۔

☆......ایسی عظیم ہستیوں کیساتھ ملکر دو رکعت نماز ادا کرنا صحیح معنوں میں عبادت ہے۔ ورنہ یہ وہ کام ہے جسکی مزدوری/اجرت جنت ہے۔

قرأت آں پیر مردے سخت کوش	سورہ والنجم و آں دشت خموش!
قرأتے کزوے خلیل آید بوجد	روح پاک جبرئیل آید بوجد!
دل ازو در سینہ گردد ناصبور	شور الا اللہ خیز داز قبور!
اضطراب شعلہ بخشد دود را	سوز و مستی می دہد داؤد را
آشکار اہر غیاب از قرأتش	بے حجاب ام الکتاب از قرأتش!

معانی :...... قرأت: قرآن کریم کے الفاظ کو صحیح طور پر پڑھنا، تلاوت۔ سخت کوش: بہت زیادہ جدوجہد کرنے والا۔ پیر مرد: بوڑھا

آدمی / بزرگ۔ خلیل: حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ ناصبور: بے صبر، بیقرار۔ قبور: جمع قبر۔ داؤد: حضرت داؤد جن کے لحن کی تاثیر سے درخت، پتھر اور چرند و پرند پر وجد طاری ہو جاتا تھا۔ ام الکتاب: کتابوں کی ماں، قرآن کریم۔

ترجمہ وتشریح :...... اس سخت کوش پیر مرد کی قرات، سورہ والنجم اور وہ خاموش دشت۔ گویا افغانی نماز میں بطور امام سورہ والنجم پڑھ رہے تھے اور اس خاموش فضا میں ان کی پرتاثیر آواز کچھ اس طرح گونج رہی تھی کہ الفاظ میں اسے بیان کرنا ممکن نہیں۔ سورہ والنجم میں حضور اکرمؐ کے واقعہ معراج اور وہاں کے اسرار و رموز سے متعلق اشاروں میں بیان ہے۔ اسی لیے علامہ نے اس سورت کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔

☆......افغانی کی قرات کچھ اس انداز کی تھی کہ اس سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ جیسے پیغمبر بھی وجد میں آجائیں اور جبرئیل کی پاک روح بھی وجد میں آنے لگے۔

☆......ان کی ایسی قرات تھی جس سے دل سینے میں بیقرار ہو گیا اور قبروں سے ''الا اللہ'' کا شور اٹھ کھڑا ہوا۔

☆......یہ قرات دھوئیں کو شعلے کی بیقراری بخشتی اور حضرت داؤد کو سوز و مستی عطا کرتی ہے۔

☆......ان کی ایسی قرات سے ہر غیب، ظاہر ہو رہا تھا اور اس کی قرات سے اُم الکتاب بے حجاب ہو رہی تھی۔

من زجا برخاستم بعد از نماز دست او بوسیدم از راہ نیاز
گفت رومی ''ذرہ گردوں نورد ! درد دل او یک جہان سوز و درد !
چشم جز بر خویشتن نکشادہ دل بکس ناداده، آزادہ
تند سیر اندر فراخائے وجود من زشوخی گویم او را زندہ رود''

معانی :...... ذرہ گردوں نورد: آسمان طے کرنے والا ذرہ۔ فراخائے وجود: کائنات کی وسعت۔ زندہ رود: شمالی ایران کی ایک ندی کا نام، یہاں مراد اقبال ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... میں (اقبال) نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھا اور نیاز مندی کے ساتھ اس (افغانی) کے ہاتھ پر بوسہ دیا (چوما)۔

☆......رومی (میرا تعارف کراتے ہوئے افغانی سے) کہنے لگے کہ یہ ایک ذرہ ہے جو آسمان کے سفر میں ہے۔ اس کے دل میں سوز و درد کی ایک دنیا سمائی ہوئی ہے۔

☆......اس نے اپنے سوا کسی اور نظر نہیں ڈالی۔ اس نے کسی کو اپنا دل نہیں دیا۔ (یہ ایک آزاد انسان ہے)۔

☆......وہ کائنات کی وسعت میں سیر میں سرگرم ہے۔ میں (رومی) اسے شوخی سے اقبال کہنے کی بجائے زندہ رود کہتا ہوں۔

افغانی

زندہ رود ! از خاکدان ما بگوے از زمین و آسمان ما بگوے
خاکی وچوں قدسیاں روشن بصر ! از مسلمانان بدہ ما را خبر !

معانی:...... خاکدانِ ما: ہماری دنیا۔ قدسیاں: قدسی کی جمع فرشتے۔

ترجمہ وتشریح :...... (افغانی بولے کہ) اے زندہ رود تو ہماری دنیا کے بارے میں کچھ بتا، ہمارے زمین و آسمان کے بارے میں کچھ بتا۔

☆......تو ہے تو مٹی سے تخلیق شدہ لیکن فرشتوں (نوریوں) کی طرح روشن بصر ہے۔ تو ہمیں مسلمانوں کے بارے میں کچھ بتا۔

زندہ رود

در ضمیر ملت گیتی شکن دیدہ ام آویزش دین و وطن !
روح درتن مردہ از ضعیف یقیں ناامید از قوت دین مبیں
ترک و ایران و عرب مست فرنگ ہر کسے رادر گلو شست فرنگ
مشرق از سلطانی مغرب خراب اشتراک از دین و ملت بردہ تاب !

ملت گیتی شکن: ایسی ملت (قوم) جو مادی دنیا کے بت توڑنے پر معمور کی گئی۔ دینِ مبیں: روشن دین۔ آویزش: کشمکش، جنگ، لڑائی۔ مستِ فرنگ: انگریزی/مغربی تہذیب وثقافت اور فکر سے متاثر۔ شستِ فرنگ: فرنگیوں/انگریزوں کا کانٹا۔ سلطانیِ مغرب: اہل یورپ کی حکمرانی۔ خراب: برباد۔ اشتراک: اشتراکیت، سوشلزم۔

ترجمہ وتشریح:...... (زندہ رود/اقبال کہتا ہے) گیتی شکن ملت کے ضمیر کے اندر میں میں دین اور وطن کی کشمکش دیکھتا ہوں۔

☆......ایمان کی کمزوری سے اس کی روح بدن میں مر چکی ہے اور وہ دینِ مبین اسلام کی قوت سے ناامید ہے۔

☆......ترک ہو یا ایران یا عرب سب مسلم ممالک فرنگیوں کے افکار سے بری طرح سے سرمست ہیں۔ ہر ایک کے گلے میں فرنگیوں (انگریزوں) کا پھندا پڑا ہوا ہے۔

☆......مشرق اہلِ مغرب کی حکومت سے برباد ہو چکا ہے۔ اشتراکیت (سوشلزم) نے دین وملت کی چمک دمک ختم کر دی ہے۔

افغانی

(دین ووطن)

لرد مغرب آں سراپا مکرو فن اہل دیں را داد تعلیم و وطن
او بفکر مرکز و تو در نفاق بگور از شام و فلسطین و عراق
تو اگر داری تمیز خوب و زشت دل نہ بندی باکلوخ و سنگ و خشت
چیست دیں برخاستن ازروے خاک تاز خود آگاہ گردد جان پاک !
می نگنجد آنکہ گفت اللہ ہو در حدود ایں نظام چار سو
پرکہ از خاک و برخیز و زخاک حیف اگر در خاک میرد جان پاک !
گرچہ آدم بردمید از آب و گل رنگ ونم چوں گل کشید از آب و گل
حیف اگر در آب و گل غلطد مدام حیف اگر برتر نپرد زیں مقام
گفت تن در شو بخاک رہگذر گفت جاں پہنائے عالم رانگر !
جاں نگنجد درجہات اے ہوشمند مرد حر بیگانہ از ہر قید و بند
حر زخاک تیرہ آید در خروش زانکہ از بازاں نیاید کارموش !

معانی :....... لردمغرب: یورپ کالارڈ مراد حکمران طبقہ۔ کلوخ: مٹی کا ڈھیلا، روڑا۔ خشت: اینٹ۔ دل نہ بندی: دل نہ لگانا۔ برخاستن: اٹھنا۔ می نگنجد: نہیں سماتا۔ اللہ ھو: صرف وہی اللہ/معبود مطلق ہے۔ پیر کہ: پرکاہ، گھاس کا تنکا۔ برخیزد: اوپر اٹھتا ہے۔ حیف: افسوس۔ میرد: مرجائے۔ بردمید: ابھرا یعنی تخلیق ہوا۔ کشید: اس نے کھینچا، حاصل کیا۔ غلتد مدام: ہمیشہ/مسلسل لوٹتا ہے۔ نپرد: نہ اڑے۔ درشو: داخل ہو جا/مل جا۔ مردِ حر: آزاد مرد، مردِ حق۔ کارِ موش: چوہے کا کام۔

ترجمہ وتشریح:....... (افغانی کہتا ہے) مغرب کے لارڈ نے، جو سراسر مکروفریب ہے، اہل دین کو وطن کی تعلیم (نیشنلزم) دی ہے۔

☆......یورپ نے مسلمانوں کو تو نظریہ دین سے دور کیا ہے لیکن وہ خود تو مرکز (مرکزیت) کی فکر میں ہے اور تو نفاق میں پڑا ہوا ہے۔ تو (مسلمان) بھی شام اور فلسطین وعراق کی علیحدگی کی باتیں چھوڑ۔

☆......اگر تو اچھے اور برے کی تمیز رکھتا ہے تو پھر اپنا دل مٹی، پتھر اور اینٹ سے نہ لگا۔

☆......دین کیا ہے؟ خاک پر سے اوپر اٹھنے کا نام ہے تا کہ جانِ پاک اپنے آپ سے آگاہ ہو جائے۔

☆......جو کوئی "اللہ ھو" کہتا ہے۔ وہ اس چار طرفوں والے نظام (زمان ومکاں) کی حدود میں نہیں سماتا۔

☆......گھاس کا تنکا اگرچہ خاک سے ہے لیکن وہ خاک سے اوپر اٹھتا ہے، افسوس ہے کہ اگر جانِ پاک خاک میں ہی مرجائے۔

☆......اگرچہ آدمی کی پیدائش پانی اور مٹی یعنی عناصر (چار عناصر آب وآتش، خاک وباد) سے ہوئی ہے، لیکن اس نے اس سے پھول کی طرح رنگ اور نمی حاصل کی ہے۔

☆......لیکن یہ جائے افسوس ہے کہ اگر وہ (آدمی) ہمیشہ مٹی اور پانی ہی میں لوٹتا ہے اور وہ اس مقام سے بلند پروازی نہ کرے۔

☆......جسم نے تو یہ کہا کہ تو راستے کی خاک میں مل جا جبکہ جان نے کہا کہ تو کائنات کی وسعت کی طرف دیکھ۔

☆......اے صاحب ہوش وخرد! جان اطراف یعنی زمان ومکاں کی حدود میں نہیں سماتی۔ آزاد مرد یا (مردِ حق) ہر طرح کی قید وبند سے آزاد ہوتا ہے۔

☆......آزاد مرد سیاہ مٹی کے خلاف احتجاج کرتا ہے، اس لیے کہ بازوں سے چوہوں کا کام نہیں ہوتا۔

آں کفِ خاکے کہ نامیدی وطن ... ایں کہ گوئی مصر و ایران و یمن
با وطن اہلِ وطن را نسبتے است ... زانکہ از خاکش طلوعِ ملتے است
اندریں نسبت اگر داری نظر ... نکتہ بینی زمو باریک تر
گرچہ از مشرق برآید آفتاب ... با تجلی ہائے شوخ و بے حجاب
در تب و تاب است از سوزِ دروں ... تا ز قیدِ شرق و غرب آید بروں
بر دمد از مشرقِ خود جلوہ مست ... تا ہمہ آفاق را آرد بدست!
فطرتش از مشرق و مغرب بری است ... گرچہ او از روئے نسبت خاوری است!

معانی :....... نامیدی: تو نے نام رکھا ہے۔ نسبتے است: ایک یا خاص نسبت ہے۔ مُو: بال۔ بردمد: پھوٹتا ہے، طلوع ہوتا ہے۔ آرد بدست: ہاتھ میں لے، لپیٹ میں لے لے۔ بری است: آزاد ہے۔ خاوری: مشرقی۔

ترجمہ وتشریح:....... وہ مٹی کی مٹھی جسے تو وطن کا نام دیتا ہے، یہ کہ جسے تو مصر اور ایران اور یمن کہتا ہے۔

☆......اگرچہ اہل وطن کو وطن سے تعلق (نسبت) ہے، اس لیے کہ اس کی خاک سے ایک قوم وجود میں آتی ہے (طلوع ہوتی ہے)۔

☆......اگر تو (اقبال) اس تعلق و نسبت پر نظر کرے تو پھر تجھے اس میں بال سے بھی زیادہ باریک نکتہ نظر آئے گا۔
☆......آفتاب اگر چہ مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور اس میں شوخ اور بے حجاب تجلیات ہوتی ہیں۔
☆......وہ اپنے اندرونی سوز کی وجہ سے کشمکش میں رہتا ہے تا کہ وہ مشرق اور مغرب کی قید سے باہر نکل آئے (آزاد ہو جائے)۔
☆......لیکن وہ اپنے مشرق سے جلوہ میں مست ہو کر نکلتا ہے، یہاں تک کہ وہ تمام کائنات کو ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ (تا کہ وہ تمام کائنات کو اپنے ہاتھ یعنی اپنی کرنوں کی لپیٹ میں لے لے)۔
☆......اس کی فطرت مشرق اور مغرب سے آزاد ہے، اگر چہ وہ نسبت کے لحاظ سے مشرقی ہے۔

اشتراک و ملوکیت

صاحب سرمایہ از نسل خلیلؑ — یعنی آں پیغمبر بے جبرئیل
زانکہ حق و باطل او مضمر است — قلب او مومن و دماغش کافر است
غربیاں گم کردہ اند افلاک را — در شکم جویند جان پاک را!
رنگ و بواز تن نگیرد جان پاک — جز بہ تن کارے ندارد اشتراک
دین آں پیغمبر حق ناشناس — بر مساوات شکم دارد اساس
تا اخوت را مقام اندر دل است — بیخ او در دل نہ در آب و گل است!

معانی:...... صاحب سرمایہ: کتاب سرمایہ کا مصنف کارل مارکس، جرمنی کا مشہور یہودی ماہر اقتصادیات، اس کتاب کو اشتراکیت کی بائبل بھی کہا جاتا ہے، اس کے فلسفے کا لب لباب یہ ہے کہ انسان کا سب سے بڑا دشمن مذہب ہے، خدا، روح، قیامت اور حیات بعد الموت سب بے معنی الفاظ ہیں، زندگی کا مقصد پیٹ بھرنا ہے اور عقل کے مطابق روٹی سب کو برابر ملنی چاہیے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے موجود معاشرتی نظام کو طاقت سے ختم کرنا چاہیے، اشتراکیت اسکے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ کارل مارکس کی ولادت بمقام تریف (جرمنی) ۱۸۱۸ء، وفات ۱۸۸۳ء، اس نے ۱۸۴۹ء میں لندن کو اپنا وطن بنا لیا اور وہیں غربت کی حالت میں فوت ہوا۔ پیغمبر بے جبرئیل: جبرئیل کے بغیر پیغمبر۔ مضمر: پوشیدہ، چھپا ہوا۔ غربیاں: غربی کی جمع اہل مغرب/یورپ۔ جویند: تلاش کرتے ہیں۔ اشتراک: اشتراکیت۔ حق ناشناس: حق/حقیقت کو نہ پہچاننے والا۔ مساوات شکم: پیٹ کی مساوات یعنی ملکی دولت سب کے لیے برابر و یکساں ہے۔ اساس: بنیاد۔ اخوت: بھائی چارا، ایک دوسرے کو بھائی سمجھنا۔ بیخ: جڑ۔

ترجمہ و تشریح:...... حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی نسل سے ایک آدمی (یہودی کارل مارکس) جو کتاب ''سرمایہ'' کا مصنف ہے، وہ گویا جبرئیل کے بغیر ایک (جھوٹا) پیغمبر ہے۔
☆......چونکہ حق اس کے باطل میں چھپا ہوا ہے، اس لیے اس کا دل تو مومن ہے لیکن اس کا دماغ کافر ہے۔
☆......اہل مغرب نے افلاک (روحانیت) کو گم کر دیا ہے۔ وہ پیٹ میں جانِ پاک (روح) تلاش کرتے ہیں۔
☆......جانِ پاک (روح) بدن سے رنگ و بو حاصل نہیں کرتی۔ اشتراکیت (کمیونزم) کا تعلق صرف جسم (بدن) سے ہے۔
☆......اس حق ناشناس یعنی خدا کے منکر پیغمبر (کارل مارکس) کا دین پیٹ کی مساوات کی بنیاد پر قائم ہے۔
☆......چونکہ اخوت کا مقام دل کے اندر ہے، اس لیے اس کا بیج دل ہی کے اندر ہے، جسم (شکم) میں نہیں۔

ہم ملوکیت بدن را فربہی است سینہ بے نور او از دل تہی است !
مثل زنبورے کہ برگل می چرد برگ رابگزار دو شہدش برد
شاخ و برگ و رنگ و بوئے گل ہماں برجمالش نالہ بلبل ہماں
از طلسم و رنگ و بوے او گزر ترک صورت گوے و درمعنی نگر
مرگ باطن گرچہ دیدن مشکل است گل مخواں اوراکہ درمعنی گل است !

معانی :...... ہم ملوکیت: بادشاہت بھی۔ فربہی: موٹاپا۔ تہی: خالی۔ زنبورے کہ: وہ شہد کی مکھی جو۔ می چرد: چرتی ہے۔ بگذارد: چھوڑ دیتی ہے۔ برد: لے جاتی ہے۔ ہماں: وہی، اسی طرح۔ دیدن: دیکھنا۔ مخواں: مت کہہ، نہ کہہ۔

ترجمہ وتشریح:...... ملوکیت (سرمایہ داری) بھی جسم ہی کے موٹاپے کا نام ہے۔ اس کا بے نور سینہ دل سے خالی ہے۔
☆......اس (ملوکیت) کی کیفیت شہد کی اس مکھی کی سی ہے جو پھول پر چرتی ہے، پتے چھوڑ دیتی ہے اور اس سے شہید لے لیتی ہے۔
☆......پھول کی شاخ اور پتیاں اور اس کا رنگ اور خوشبو اپنی اصل حالت ہی میں رہتے ہیں اور اس (پھول) کے حسن پر بلبل کا نالہ بھی ویسا ہی رہتا ہے۔
☆......تو (اقبال) اس (پھول) کے رنگ وبو کے طلسم سے گزر جا (نکل) اس کی صورت چھوڑ اور معنی پر غور کر حقیقت یا باطن پر توجہ کر۔
☆......اگر چہ باطن کی موت کو دیکھنا مشکل ہے، تاہم تو پھول کو (جو شہد سے خالی ہو چکا ہے) پھول نہ کہہ، اس لیے کہ وہ حقیقت/ باطن میں مٹی ہے۔

ہر دو را جاں ناصبور و ناشکیب ہر دو یزداں ناشناس، آدم فریب !
زندگی ایں را خروج آں را خراج درمیان ایں دو سنگ آدم زجاج !
ایں بہ علم و دین و فن آرد شکست آں برد جاں راز تن، ناں راز دست
غرق دیدم ہر دو را در آب و گل ہر دو را تن روشن و تاریک دل !
زندگانی سوختن باساختن در گلے تخم دلے انداختن !

معانی:...... ناصبور: بے صبر، غیر مطمئن۔ ناشکیب: بے قرار، بے چین، مضطرب۔ آدم فریب: انسانوں کو دھوکا دینے والے۔ خروج: بغاوت، اعلانِ جنگ، مراد اشتراکیت میں مزدوروں نے سرمایہ داروں کے خلاف جو بغاوت کی۔ خراج: ٹیکس کی صورت۔ زجاج: شیشہ۔ آرد شکست: توڑ پھوڑ کرتی ہے۔ آب وگل: مادیت۔ سوختن: جلنا، سوز۔ ساختن: موافقت کرنا۔ انداختن: ڈالنا، بونا۔

ترجمہ وتشریح :...... اشتراکیت اور ملوکیت (سرمایہ داری) دونوں ایسے نظام ہیں جن میں روح عدمِ اطمینان اور بیقراری کی شکار ہے اور یہ دونوں نظام حق ناشناس (منکرِ خدا) اور انسانوں کو دھوکے فریب دیتے ہیں۔
☆......زندگی اس (اشتراکیت) کے لیے گویا ملوکیت اور مذہب کے خلاف بغاوت کا نام ہے، جبکہ اس (ملوکیت) کے لیے یہ خراج ہے۔ یعنی لوگوں پر مختلف صورتوں میں (ٹیکس وغیرہ) ستم ڈھا کر خزانے جمع کرنے کا نام ہے جس کے نتیجے میں آدمی ان دو پتھروں کے درمیان گویا شیشہ کی طرح پس رہا ہے۔
☆...... یہ (اشتراکیت) علم ومذہب اور ہنر وفن (آرٹ) کے ذریعے معاشرے میں توڑ پھوڑ کرتی ہے جبکہ وہ (ملوکیت) بدن سے روح/ جان اڑا لیتی اور ہاتھ سے روٹی لے جاتی یا چھین لیتی ہے۔

☆...... میں نے ان دونوں کو مادیت یا مادہ پرستی میں غرق دیکھا ہے اور دونوں کے جسم تو روشن ہیں لیکن دل تاریک ہیں۔

☆...... زندگی تو سوز و ساز کا نام ہے (جسے ساختن، یعنی موافقت کرنا کے ساتھ سوختن بمعنی جلنا، سوز کہا گیا ہے) اور زندگی مٹی / بدن میں دل کا بیج بونے (ڈالنے) کا نام ہے۔

سعید حلیم پاشا — شرق و غرب

غربیاں را زیرکی ساز حیات — شرقیاں را عشق راز کائنات
زیرکی از عشق گردد حق شناس — کار عشق از زیرکی محکم اساس
عشق چوں بازیرکی ہمبر شود — نقشبند عالم دیگر شود
خیز و نقش عالم دیگر بنہ — عشق را با زیرکی آمیزدہ
شعلہ افرنگیاں نم خوردہ ایست — چشم شاں صاحب نظر، دل مردہ ایست!
زخمہا خوردند از شمشیر خویش — بسمل افتادند چوں نخچیر خویش!
سوز و مستی را مجو از تاک شاں — عصر دیگر نیست در افلاک شاں!
زندگی را سوز و ساز از نار تست — عالم نو آفریدن کار تست!

معانی:...... زیرکی: دانش و حکمت۔ شرقیاں: جمع کی شرقی' اہل مشرق۔ محکم اساس: مضبوط بنیاد والا۔ ہم بر: ہم آغوش۔ خیز: تو اٹھ۔ بنہ: رکھ' ثبت کر۔ آمیزدہ: ملادے۔ خوردند: انہوں نے کھائے۔ بسمل افتادند: زخمی ہو کر گر پڑے۔ چوں: مانند۔ نخچیر: شکار۔ مجو: مت تلاش کر۔ تاک شاں: ان کی انگور کی بیل' شراب۔ آفریدن: پیدا / تخلیق کرنا۔

ترجمہ و تشریح:...... فرماتے ہیں: اہل مغرب کیلئے دانش ہی زندگی کا ساز و سامان ہے جبکہ اہل مشرق عشق کو کائنات کا راز سمجھتے ہیں۔

☆...... دانش عشق سے حق شناس (اللہ تعالیٰ) کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ عشق کا معاملہ زیرکی (دانش) سے مضبوط بنیاد والا بن جاتا ہے۔

☆...... عشق جب دانش سے ہم آغوش (پہلو) ہوتا ہے یعنی جب عشق اور دانش دونوں باہم مل جاتے ہیں تو وہ ایک نئی دنیا کا نقش پیدا کرنے والا (ایک اور جہان کا صورت گر) بن جاتا ہے۔

☆...... تو اٹھ اور ایک اور ہی دنیا (نئے جہاں) کا نقش ثبت کر یعنی عشق اور زیرکی کو باہم ملا دے۔ افرنگیوں (اہل مغرب) کے شعلے میں نمی آ گئی ہے' یعنی بجھنے والا ہے۔ ان کی آنکھیں تو دیکھتی ہیں لیکن ان کے دل مردہ ہیں۔

اعجاز ہے کسی کا یا گردش زمانہ
ٹوٹا ہے ایشیاء میں سحر فرنگیانہ
(اقبالؒ)

☆...... انہوں (اہل مغرب) نے اپنی ہی تلوار سے خود کو زخمی کر لیا ہے اور اپنے شکار کی طرح زخمی ہو کر گر پڑے ہیں۔

☆...... ان کی انگور کی بیل (شراب) سے سوز و مستی تلاش نہ کر۔ (نہ ڈھونڈھ) ان کے آسمانوں میں کوئی اور زمانہ نہیں ہے۔

☆...... زندگی میں جو سوز و ساز ہے وہ تیری (اہلِ مشرق یعنی مسلمان) ہی کی آگ کی وجہ ہے۔ ایک نئی دنیا پیدا کرنا تیرا کام ہے۔

مصطفیٰ کو از تجدد می سرود | گفت نقش کہنہ را باید زدود
نو نگردد کعبہ را رخت حیات | گرزا فرنگ آیدش لات و منات
ترک را آہنگ نودر چنگ نیست | تازہ اش جز کہنہ افرنگ نیست
سینہ او را دمے دیگر نبود | در ضمیرش عالمے دیگر نبود
لا جرم با عالم موجود ساخت | مثل موم از سوز ایں عالم گداخت
طرفگی ہا در نہاد کائنات | نیست از تقلید تقویم حیات
زندہ دل خلاق اعصار و دہور | جانش از تقلید گردد بے حضور
چوں مسلماناں اگر داری جگر | در ضمیر خویش و در قرآں نگر
صد جہان تازہ در آیات اوست | عصر ہا پیچیدہ در آنات اوست
یک جہانش عصر حاضر رابس است | گیرا گر درسینہ دل معنی رس است
بندہ مومن ز آیات خداست | ہر جہاں اندر برا وچوں قباست !
چوں کہن گردد جہانے دربرش | می دہد قرآں جہانے دیگرش

معانی :...... مصطفیٰ: یعنی جدید ترکی کا بانی مصطفیٰ کمال پاشا۔ تجدد: جدید رنگ دینا۔ باید زدود: مٹا دینا چاہیے۔ آہنگِ نو: نیا سُر۔ چنگ: باجا' ساز۔ کہنہ: پرانا' قدیم۔ لاجرم: بے شک۔ گداخت: پگھل گیا۔ طرفگی ہا: طرفگی کی جمع' عجائبات' عجیب چیزیں ہونا' جدیدیت۔ نہاد: فطرت۔ تقلید: پیروی۔ تقویم حیات: زندگی کی جنتری۔ خلاق: بہت تخلیق کرنے والا' خالق۔ اعصار: جمع عصر زمانے۔ دہور: جمع دہر ادوار' بہت سے دور۔ جگر: حوصلہ۔ آنات: اوقات' زمانے۔ پیچیدہ: بل کھا رہے ہیں۔ معنی رس: حقیقت تک رسائی پانے والا۔ آیات: نشانیاں۔ براو: اس کا پہلو۔

ترجمہ وتشریح :...... مصطفیٰ کمال کا' جو تجدد کا راگ الاپ رہا' کہنا تھا کہ پرانے نقش مٹا دینے چاہئیں۔ (اس نے مغربی تہذیب کو رواج دیا)۔

☆...... اگر افرنگ (یورپ) سے اس (کعبہ) کے لئے لات ومنات (غلط نظریات کے بت) آ بھی جائیں تو بھی کعبہ کا سامانِ زندگی نیا نہیں ہو جائے گا۔ مصطفیٰ اتاترک نے مغربی تہذیب کو فروغ دیا لیکن وہ ایک باطل نقش تھا۔

☆...... ترکی کے ساز میں کوئی نیا سُر اراگ نہیں ہے۔ اس کی ہر نئی چیز یورپ والوں کی پرانی چیز کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اتاترک (مصطفیٰ کمال) نے ترکی کو جدید بنانے کے لئے یورپ کی جو تقلید کی تھی وہ یورپ کی پرانی چیزیں ہیں۔

☆...... اس (مصطفیٰ کمال) کے سینے میں کوئی نیا سانس نہ تھا اور اس کے ضمیر میں کوئی نیا جہان (عالم) نہ تھا۔

☆...... بے شک اس (اتاترک) نے موجودہ عالم کے ساتھ موافقت اختیار کر لی اور وہ اس عالم کی تپش سے موم کی طرح پگھل گیا۔

☆...... کائنات کی فطرت میں جو جدیدیت ہے وہ زندگی کی تقویم کی جا و بے جا قسم کی پیروی کی وجہ سے نہیں ہیں ا ہے۔

بقول علامہ اقبال

ع اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
(خضر راہ)

☆...... زندہ دل انسان خود زمانوں اور ادوار پیدا کرتا ہے۔ اس کی جان حقیقت جانے بغیر (دوسروں کی) پیروی سے بے حضور ہو جاتی ہے۔ (اس کی روح تقلید سے مرجاتی ہے)۔

☆...... اگر تو مسلمانوں کا سا حوصلہ رکھتا ہے تو پھر ذرا اپنے ضمیر میں جھانک اور قرآن پر نگاہ ڈال۔

☆...... اس کی آیات میں سینکڑوں نئے جہان موجود ہیں۔ اس (مردِ مومن) کے زمان میں بہت سے ادوار مضمر ہیں۔ (زمانے بل کھا رہے ہیں)۔

☆...... قرآنِ کریم کی آیات میں موجود جہانوں میں سے دورِ حاضر کے لئے ایک ہی جہان کافی ہے۔ اگر تیرے سینے میں معنی رس دل ہے تو تُو وہ جہان لے لے۔ (حاصل کر لے)۔

☆...... بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور اس بنا پر ہر جہاں اس کے پہلو میں قبا کی مانند ہے۔ (اس کی قامت پر ہر جہان قبا کی طرح سج جاتا ہے)۔

☆...... جب کوئی جہان اس کے پہلو میں پرانا ہو جاتا ہے تو قرآنِ کریم اسے ایک اور نیا جہان عطا کر دیتا ہے۔

زندہ رود

زورق خاکیاں بے ناخد است — کس نداند عالم قرآں کجاست!

معانی:...... زورق: کشتی۔ خاکیاں: جمع خاکی مراد آدمی جو مٹی سے بنا۔ ناخدا: ملاح۔

ترجمہ وتشریح:...... ہم خاکیوں یعنی انسانوں کی کشتی ملاح کے بغیر ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ قرآنِ کریم کا جہان کہاں ہے۔

افغانی

عالمے در سینہ ماگم ہنوز — عالمے در انتظار قم ہنوز
عالمے بے امتیاز خون و رنگ — شام او روشن تراز صبح فرنگ
عالمے پاک از سلاطین و عبید — چوں دل مومن کرانش ناپدید
عالمے رعنا کہ فیض یک نظر — تخم او افگند درجان عمرؓ!
لایزال و وارد آتش نو بنو — برگ و بار محکماتش نو بنو
باطن او از تغیر بے غمے — ظاہر او انقلاب ہر دمے
اندرونِ تست آں عالم نگر — می دہم از محکمات او خبر!

معانی:...... قم: "قم باذنِ اللہ" (اللہ کے حکم سے اُٹھ)۔ سلاطین: جمع سلطان آقا۔ عبید: غلام زرخرید۔ کرانش: اس کا کنارہ۔ ناپدید: جو ظاہر نہ ہو۔ رعنا: تازہ اور شاداب۔ افگند: ڈالا۔ عمرؓ: حضرت عمرؓ فاروق۔ لایزال: جسے زوال نہیں۔ واردآتش: اس کی واردات' کارنامے۔ محکماتش: اس کی محکمات' مراد قرآنِ کریم کی وہ آیات جن کے احکام واضح ہیں اور جن میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

ترجمہ وتشریح :....... (افغانی جواب دیتے ہیں) وہ جہان ابھی تک ہمارے سینوں میں گم ہے اور وہ جہان لفظ ''قم'' کے انتظار میں ہے۔

☆...... وہ ایک ایسا جہان ہے جس میں نسل اور رنگ میں کوئی امتیاز نہیں ہے اور اس کی شام فرنگ کی صبح سے بھی زیادہ روشن ہے۔

☆...... وہ ایک ایسا جہان ہے جو آقاؤں اور غلاموں سے پاک ہے۔ (آقا اور غلام میں کوئی تفریق نہیں ہے) پہلے مصرعے کے حوالے سے علامہ کی نظم ''شکوہ'' کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز — قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز — نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

☆...... وہ ایک ایسا جہان ہے جو شاداب وتازہ اور دلکش ہے جس کی (جناب رسول پاکؐ) ایک نظر کے فیض نے حضرت عمرؓ کی جان میں اس کا بیج بو دیا تھا۔

☆...... وہ جہان لازوال (ناپذیر) ہے اور اس کی واردات تازہ بتازہ یعنی قرآن کے پیدا کردہ اس جہان میں نت نئے کارنامے ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی محکمات کے برگ وبار (پتے اور پھل) تازہ بتازہ ہیں۔

☆...... اس جہان کا باطن تغیر وتبدل (تبدیلیوں سے بے غم ہے۔ اس کا ظاہر ہر لحہ کا انقلاب ہے۔

☆...... وہ جہان تیرے اندر ہے تو اسے دیکھ، میں تمہیں اس کے محکمات کے متعلق بتاتا ہوں۔

محکمات عالم قرآنی

(جہانِ قرآنی کی بنیادی تعلیمات جن میں احکام واضح ہیں)

(۱) خلافت آدم

در دو عالم ہر کجا آثار عشق — ابن آدم سرے از اسرار عشق
سر عشق از عالم ارحام نیست — اوز سام و حام و روم و شام نیست
کوکب بے شرق و غرب و بے غروب — در مدارش نے شمال و نے جنوب
حرف انی جاعل تقدیر او — از زمیں تا آسماں تفسیر او
مرگ و قبر و حشر و نشر احوال اوست — نور و نار آں جہاں اعمال اوست
او امام و او صلوات و اوحرم — او مداد و او کتاب و او قلم !
خردہ خردہ غیب او گردد حضور — نے حدود اور انہ ملکش راثغور
از وجودش اعتبار ممکنات — اعتدال او عیار ممکنات
من چہ گویم ازیم بے ساحلش — غرق اعصارز و دہور اندر دلش !
آنچہ در آدم بگنجد عالم است — آنچہ در عالم نگنجد آدم است !

آشکار امہر و مہ از جلوتش | نیست رہ جبریئل را در خلوتش !
برتر از گردوں مقام آدم است | اصل تہذیب احترام آدم است

معانی :...... عالمِ ارحام: رحموں کا عالم' ارحام' جمع رحم' ماں کا پیٹ' سام وحام: حضرت نوحؑ کے دو بیٹوں کے نام' سام کی نسل سے اہل شام وعرب اور حام کی نسل سے افریقی ہیں۔ کوکب: روشن ستارہ۔ مدارش: اس کا دائرہ' جائے گردش۔ انی جاعل: ایک آیتِ قرآنی جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''زمین پر اپنا خلیفہ پیدا کرنا چاہتا ہوں اور وہ خلیفہ آدم ہوگا'' سورۃ البقرہ' آیت ۳۰۔ مداد: سیاہی' طریقہ۔ خردہ خردہ: بتدریج' رفتہ رفتہ' آہستہ آہستہ۔ ثغور: جمع ثغر بمعنی سرحد۔ عیار: پرکھ' کسوٹی' تولنا۔ یم بے ساحلش: وہ سمندر جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ بگنجد: سماتا ہے۔ ممکنات: ممکن کی جمع' صلاحیتیں' قوتیں' مراد دنیا کی مخلوقات۔

ترجمہ وتشریح :...... دونوں جہانوں میں جہاں کہیں بھی عشق کے آثار ہیں وہاں ابن آدم (اولادِ آدم) عشق کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

☆...... عشق کے راز کا تعلق ارحام سے نہیں ہے۔ اس کا یعنی رازِ عشق کا سام اور حام اور روم وشام سے کوئی تعلق نہیں۔ (عشق حسب و نسب اور رنگ ونسل کی قید سے آزاد ہے)۔

☆...... وہ ایک ایسا ستارہ ہے جس کا مشرق ومغرب اور غروب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (وہ کبھی غروب نہیں ہوتا) اور اس کے مدار میں نہ شمال ہے اور نہ جنوب ہے۔

☆...... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''انی جاعل'' کے الفاظ اس کی تقدیر ہے اور زمین سے آسمان تک ہر شئے کی تسخیر اس کی تفسیر ہے۔ مطلب یہ کہ انسان اللہ تعالیٰ کا نائب / خلیفہ اور اس لحاظ سے اس ذات کی صفات کا مظہر ہے)۔

☆...... موت اور قبر اور حشر ونشر اس (مردِ کامل) کے احوال ہیں اور اس جہان کا نور یعنی جنت اور آگ یعنی دوزخ اس کے اعمال ہیں۔

☆...... وہ امام اور وہ نماز اور وہ کعبہ ہے۔ وہ سیاہی ہے اور وہ کتاب ہے اور وہ قلم ہے۔

☆...... اس کا غیب آہستہ آہستہ اس کے لئے ظہور بن جاتا ہے نہ اس کی اپنی کوئی حدود ہیں اور نہ اس کے ملک کی سرحدیں ہیں۔

☆...... اس کے وجود ہی سے ممکنات کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کا اعتدال (راست روی) ممکنات کی کسوٹی ہے۔

☆...... میں اس کے ناپیدا کنار (بے کراں) سمندر کے بارے میں کیا بات کروں۔ اس کے دل میں زمانے اور نئے ادوار پوشیدہ ہیں۔ (مردِ کامل کے دل کو بے کنار سمندر سے تشبیہہ دی ہے)۔

☆...... وہ چیز جو آدم میں سما جاتی ہے۔ وہ عالم / کائنات ہے' اور جو عالم میں نہیں سما سکتا وہ آدم ہے۔

☆...... سورج اور چاند اس کی جلوت ہی سے نمایاں ہیں۔ اس کی خلوت میں جبرئیل کا بھی گذر نہیں ہے۔ (سورج اور چاند کا ظہور آدم ہی کی بدولت ہے)۔

☆...... آدم کا مقام آسمان سے بھی بلند تر ہے۔ تہذیب کی اصل آدم کا احترام ہے۔

زندگی اے زندہ دل دانی کہ چیست ؟ | عشق یک بیں در تماشاے دوئی است !
مرد و زن وابستہ یک دیگراز | کائنات شوق را صورت گراند !
زن نگہ دارندہ نار حیات | فطرت او لوح اسرار حیات
آتش مارا بجان خود زند | جوہر او خاک را آدم کند

در ضمیرش ممکنات زندگی ۔ از تب و تابش ثبات زندگی
شعلہ کز وے شرر ہا در گسست ۔ جان و تن بے سوز او صورت نہ بست
ارج ما از ارجمند یہائے او ۔ ما ہمہ از نقشبند یہائے او
حق ترا داد است اگر تاب نظر ۔ پاک شو قدسیت او را انگر

معانی :...... عشق یک بیں: ایک کو دیکھنے کا عشق (توحید) دوئی: دو ہونا، کثرت۔ صورت گر: نقاش، مصور۔ نگہ دارندہ: حفاظت کرنے والی۔ لوح: تختی۔ ثباتِ زندگی: زندگی کا استقلال۔ در گسست: نکلیں، نکلتی ہیں۔ صورت نہ بست: صورت اختیار نہیں کی۔ ارج: قیمت، قدر، وقار۔ ارجمندی: سربلندی۔ قدسیت: پاکیزگی، طہارت، فرشتہ پن۔

ترجمہ وتشریح :...... اے زندہ و بیدار دل (انسان) کیا تو جانتا ہے کہ زندگی کیا ہے؟ (حقیقی) زندگی دوئی میں ایک کو دیکھنے یعنی کثرت میں وحدت دیکھنے کا نام ہے۔

☆...... مرد اور عورت ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ دونوں شوق کی کائنات کے صورت گر ہیں۔ (کائناتِ شوق کی نقشبندی کرتے ہیں۔)

☆...... عورت زندگی کی آگ کی حفاظت کرنے والی ہے۔ اس کی فطرت زندگی کے رازوں کی تختی ہے۔

☆...... عورت ہماری آگ کو اپنی جان پر لگاتی (سموتی) ہے۔ اس کا جوہر خاک کو آدم یعنی آدمی بنا دیتا ہے۔

☆...... اس کے ضمیر میں زندگی کے ممکنات ہیں۔ اس کی تب و تاب سے زندگی ثبات پاتی ہے۔

☆...... وہ (عورت) ایک ایسا شعلہ ہے جس سے بہت سی چنگاریاں نکلتی ہیں۔ اسکے سوز کے بغیر جسم اور جان صورت پذیر نہیں ہوتے۔

☆...... ہماری توقیر عورت ہی کی سربلندی سے ہے۔ ہم سب اس (ماں) کی نقشبندی سے وجود میں آئے ہیں۔

☆...... اگر حق تعالیٰ نے تجھے دیکھنے کی صلاحیت دی ہے تو، تو پہلے خود پاک ہو اور پھر اس (ماں) کی قدسیت کو دیکھ۔ یعنی عورت کا وجود انسانوں کے لئے بڑا ہی لائق احترام و محبت ہے۔

اے ز دینت عصر حاضر بردہ تاب ۔ فاش گویم باتو اسرار حجاب
ذوق تخلیق آتشے اندر بدن ۔ از فروغ او فروغ انجمن !
ہر کہ بردار دازیں آتش نصیب ۔ سوز و ساز خویش را گردد رقیب
ہر زماں برنقش خود بندد نظر ۔ تا نگیر دلوح او نقش دگر
مصطفیٰ ؐ اندر حرا خلوت گزید ۔ مدتے جز خویشتن کس را ندید
نقش ما را در دل او ریختند ۔ ملتے از خلوتش انگیختند
می توانی منکر یزداں شدن ۔ منکر از شان نبی ؐ نتواں شدن
گرچہ داری جان روشن چوں کلیم ۔ ہست افکار تو بے خلوت عقیم !
از کم آمیزی تخیل زندہ تر ۔ زندہ تر جویندہ تر، یا بندہ تر !

معانی :...... بردہ تاب: روشنی چھین لی ہے۔ فاش گویم: میں واضح طور پر کہتا ہوں۔ ذوقِ تخلیق: پیدا کرنے کا ذوق شوق۔ فروغ: روشنی۔ گردد رقیب: حفاظت کرنے والا بن جاتا ہے۔ حرا: غارِ حرا، مکہ معظمہ میں ایک پہاڑی کے غار کا نام جہاں حضور اکرمؐ

بعثت نبوی سے قبل عبادت فرمایا کرتے تھے اور وہیں پر آپؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ خلوت گزید: تنہائی اختیار کی۔ ریختند: انہوں نے ڈالا، قدرت نے ڈالا۔ انگیختند: یعنی وجود میں لائی گئی۔ کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔ عقیم: بانجھ۔ جوئندہ تر: زیادہ تلاش کرنے والا۔ یابندہ تر: زیادہ پانے والا۔ کم آمیزی: دوسرے سے میل جول رکھنے کی صورتحال۔

ترجمہ وتشریح :...... (اے جدید دور کے مسلمان) تجھ سے عصر حاضر/جدید دور نے دین کی روشنی چھین لی ہے۔ میں تجھ پر پردے کے رازوں کی بات واضح کرتا ہوں۔

☆...... تخلیق کا ذوق بدن میں آگ کا ہونا ہے۔ اس کی روشنی سے انجمن کی روشنی ہے۔

☆...... جو کوئی بھی اس آگ سے حصہ پاتا ہے وہ اپنے سوز وساز کا محافظ بن جاتا ہے۔

☆...... وہ ہر وقت اپنے نقش پر نظر رکھتا ہے تاکہ اس کی تختی کوئی اور نقش اختیار نہ کرلے۔

☆...... حضور اکرم محمد مصطفیؐ نے غارِ حرا میں خلوت اختیار فرمائی اور ایک مدت تک اپنے سوا کسی اور کو نہ دیکھا۔

☆...... ہمارا نقش قدرت کی طرف سے حضور اکرمؐ کے دل میں ڈالا گیا آپؐ کی خلوت کے اندر سے ایک نئی ملت ابھری۔

☆...... تو خدا کا منکر تو ہو سکتا ہے لیکن حضور نبی کریمؐ کی عظمتِ شان سے انکار ممکن نہیں۔

☆...... خواہ تجھ میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی سی روشن جان کیوں نہ ہو پھر بھی خلوت کے بغیر تیرے افکار بانجھ رہیں گے۔

☆...... کم آمیزی سے تخیل بہت زندہ ہو جاتا ہے، پہلے سے بھی زیادہ زندہ، زیادہ تلاش کرنے والا اور اپنی تلاش کے مقصد کو زیادہ پانے والا بن جاتا ہے۔

علم و ہم شوق از مقامات حیات	ہر دوی گیر و نصیب از واردات !
علم از تحقیق لذت می برد	عشق از تخلیق لذت می برد
صاحب تحقیق را جلوت عزیز	صاحب تخلیق را خلوت عزیز
چشم موسیٰ خواست دیدار وجود	ایں ہمہ از لذت تحقیق بود
لن ترانی نکتہ ہا دارد دقیق	اند کے گم شو دریں بحر عمیق
ہر کجا بے پردہ آثار حیات	چشمہ زارش در ضمیر کائنات
درنگر ہنگامہ آفاق را	زحمت جلوت مدہ خلاق را
حفظ ہر نقش آفریں از خلوت است	خاتم او را نگیں از خلوت است

معانی :...... می گیر دنصیب: حصہ لیتے ہیں۔ واردات: وہ کیفیات جو علم اور عشق سے آدمی میں پیدا ہوتی ہیں۔ می برد: حاصل کرتا ہے، پاتا ہے۔ خواست: چاہا۔ دیدار وجود: خدا کی ذات پاک کا دیدار۔ لن ترانی: تو مجھے نہیں دیکھ سکتا، قرآنی تلمیح، جب حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر خدا سے کہا کہ اے خدا مجھے اپنا دیدار کرا، تو خدا نے جواب میں یہ کہا۔ دقیق: مشکل۔ اندکے: ذرا، تھوڑی دیر کے لئے۔ بحر عمیق: گہرا سمندر۔ خلاق: بہت تخلیق کرنے والا، خالق کائنات۔ زحمت جلوت: ظاہر ہونے کی تکلیف۔ نقش آفریں: نقش پیدا کرنے والا، نقاش۔ خاتم: انگوٹھی۔ نگین: نگینہ۔

ترجمہ وتشریح:...... علم اور شوق (عشق) دونوں زندگی کے مقامات میں سے ہیں۔ ہر دو کا تعلق مشاہدات اور تجربات سے ہے۔

☆...... علم، تحقیق سے لذت حاصل کرتا ہے اور عشق تخلیق سے۔

☆...... تحقیق کرنے والے (صاحب علم) کو جلوت (انجمن) پیاری (پسند) ہے اور صاحب تخلیق کو خلوت عزیز ہے۔
☆...... حضرتِ موسیٰ کی آنکھ نے اس ذاتِ باری کے دیدار کی خواہش کی (''رب ارنی'' اے رب مجھے اپنا دیدار کرا' کہا)۔ ان کی یہ خواہش سب تخلیق کی لذت کا کرشمہ تھا۔
☆...... ''لن ترانی'' (تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا' خدا کا جواب) میں بڑی گہری باتیں ہیں۔ ذرا اس گہرے سمندر میں گم ہو جا۔
☆...... جہاں کہیں بھی زندگی کے آثار بے پردہ ہیں۔ (بے پردہ نظر آتے ہیں) ان کا سرچشمہ کائنات کے ضمیر کے اندر ہے۔
☆...... تو آفاق کے ہنگاموں پر نظر ڈال اور خالق کائنات کو ظاہر ہونے (جلوت) کی زحمت نہ دے۔
☆...... ہر نقش آفریں کی حفاظت خلوت سے ہے۔ اس کی انگوٹھی کا نگینہ خلوت ہی ہے۔

(۲) حکومت الٰہی

بندہ حق بے نیاز از ہر مقام ۔۔۔ نے غلام اورا نہ او کس را غلام
بندہ حق مرد آزاد است و بس ۔۔۔ ملک و آئینش خداداد است و بس
رسم و راہ و دین و آئینش زحق ۔۔۔ زشت و خوب و تلخ و نوشینش زحق
عقل خود بیں غافل از بہبود غیر ۔۔۔ سود خود بیند نہ بیند سود غیر
وحی حق بینندہ سود ہمہ ۔۔۔ در نگاہش سود و بہبود ہمہ
عادل اندر صلح و ہم اندر مصاف ۔۔۔ وصل و فصلش لا یراعی لا یخاف
غیر حق چوں ناہی و آمر شود ۔۔۔ زور ور برناتواں قاہر شود
زیر گردوں آمری از قاہری است ۔۔۔ آمری از ما سوا اللہ کافری است

معانی:...... زشت و خوب: برا بھلا۔ نوشینش: اس کا میٹھا۔ خود بیں: آپ کو دیکھنے والی' اپنا مفاد چاہنے والی۔ بہبود: بھلائی۔ سود خود: اپنا نفع' اپنا مفاد۔ بینندہ: دیکھنے والی۔ عادل: انصاف کرنے والی/والا۔ مصاف: جنگ۔ وصل و فصلش: اس کی دوستی اور دشمنی۔ لا یراعی لا یخاف: نہ کسی کی رعایت کرتی ہے اور نہ کسی سے خوف کھاتی ہے۔ ناہی و آمر: منع کرنے والی اور حکم دینے والی۔ زور ور: طاقتور۔ قاہر: قہر کرنے والا۔ آمری: آمریت' مطلق العنان حکومت۔ ماسوا اللہ: خدا کے سوا جو کچھ ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... بندۂ حق (مردِ حق) ہر مقام سے بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا غلام ہے نہ کوئی اس کا غلام۔
☆...... بندۂ حق صرف ایک آزاد مرد (انسان) ہے۔ اس کا ملک (حکومت) اور آئین (قانون) خدا کا عطا کردہ ہے۔
☆...... اس کے طور طریقے اور اس کا دین اور اس کا آئین سب خدا کی طرف سے ہیں۔ اس کا برا اور بھلا اور کڑوا اور میٹھا سب اللہ کی طرف سے ہے۔
☆...... خود بیں عقل دوسروں کی خیر خواہی سے بے خبر ہے۔ وہ صرف اپنا مفاد دیکھتی ہے۔ کسی اور کا فائدہ نہیں دیکھتی۔
☆...... حق تعالیٰ کی وحی سب کے فائدے پر توجہ دیتی ہے۔ اس کی نگاہ میں سب کا فائدہ اور بھلائی ہوتی ہے۔
☆...... وحی حق صلح میں بھی اور جنگ میں بھی عدل و انصاف سے کام لیتی ہے۔ وہ دوستی اور دشمنی میں نہ تو کسی کی رعایت کرتی ہے اور نہ

کسی سے خوفزدہ ہوتی ہے۔

☆...... حق کے سوا جب کوئی اور کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیتا ہے تو اس سے طاقتور، کمزور پر قہر کرنے والا بن جاتا ہے۔

☆...... آسمان تلے (دنیا) میں آمریت، ظلم و جور سے قائم ہوتی ہے۔ جو آمریت خدا کی حکمرانی سے ہٹ کر ہو وہ کافری ہے۔

قاہر آمرکہ باشد پختہ کار — از قوانین گرد خود بندد حصار
جرہ شاہیں تیز چنگ و زود گیر ! — صعوہ را درکار ہا گیر دشیر
قاہری را شرع و دستورے دہد — بے بصیرت سرمہ باکورے دہد !
حاصل آئین و دستور ملوک ! — دہ خدایاں فربہ و دہقاں چودوک !

معانی :...... پختہ کار: تجربہ کار۔ حصار: قلعہ۔ جرہ شاہیں: نرشکاری باز۔ صعوہ: ممولا۔ مشیر: مشورہ دینے والا۔ بے بصیرت: اندھا، نابینا۔ دہ خدایاں: دہ خدا کی جمع، جاگیردار، زمیندار۔ چودوک: چرخے کے تکلے کی مانند۔

ترجمہ وتشریح:...... قہر و غضب ڈھانے والا مطلق العنان حکمران، جو تجربہ کار ہوتا ہے، اپنے اردگرد قوانین کا قلعہ بنالیتا ہے۔

☆...... تیز پنجوں اور شکار کو جلد پکڑنے والا نرباز امورِ حکومت میں ممولوں کو مشیر بنالیتا ہے۔

☆...... وہ قاہری کو شرع اور دستور کی صورت دیتا ہے۔ (جو اس کا فریب ہوتا ہے) اس کی مثال اس نابینا آدمی کی سی ہے جو کسی اندھے کو سرمہ دیتا ہے۔

☆...... بادشاہوں کے دستور و آئین کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جاگیردار موٹے ہو جاتے ہیں جبکہ کسان بیچارہ (چرخے کے) تکلے کی مانند یعنی دبلا اور کمزور ہو جاتا ہے۔

وائے بر دستور جمہور فرنگ — مردہ ترشد مردہ از صور فرنگ !
حقہ بازاں چوں سپہر گرد گرد — ازامم برتختہ خود چیدہ نرد !
شاطراں ایں گنج وراں رنج بر — ہر زماں اندر کمین یک دگر
فاش باید گفت سرِ دلبراں — مامتاع و ایں ہمہ سودا گراں !
دیدہ ہا بے نم زحب سیم و زر — ماداراں را بار دوش آمد پسر
وائے برقومے کہ ازبیم ثمر — می برد نم راز اندام شجر !
تانیارد زخمہ از تارش سرود — می کشدنا زادہ را اندر وجود !
گرچہ دارد شیوہ ہائے رنگ رنگ — من بجز عبرت نگیرم از فرنگ !
اے بہ تقلیدش اسیر آزاد شو — دامن قرآں بگیر آزاد شو !

معانی :...... وائے: افسوس ہے۔ صور: وہ بگل جو اسرافیل قیامت کے روز بجائیں گے اور اس کی آواز پر مردے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ حقہ بازاں: حقہ باز کی جمع، مداری۔ امم: جمع امت، امتیں، قومیں۔ چیدہ نرد: شطرنج کے تختہ پر رکھا ہے۔ شاطراں: جمع شاطر، شطرنج کھیلنے والے، چالباز۔ گنج ور: خزانے اکٹھے کرنے والا۔ کمین: گھات۔ اندام: جسم۔ نازادہ: جو ابھی پیدا نہیں ہوا۔ تقلیدش: اس کی پیروی۔ پسر: بیٹا۔

ترجمہ وتشریح :...... اہل مغرب کے جموری آئین پر افسوس ہے۔اہل مغرب (فرنگی) کے صورت پھونکنے سے تو مردہ اور زیادہ مردہ ہو جاتا ہے۔

☆...... جمہوری تماشا دکھانیوالے یورپی مداریوں نے گردش کرنیوالے آسمان کی مانند اپنی شطرنج کے تختہ قوموں کے مہرے رکھے ہوئے ہیں۔

☆...... یورپی شاطر (شعبدہ باز) تو خزانے اکٹھے کرنے میں لگے ہوئے ہیں جبکہ دوسرے دکھ اُٹھا رہے ہیں۔یہ ہر لمحہ ایک دوسرے کی گھات میں ہیں۔

☆...... محبوبوں کا راز کھل کر بیان کرنا چاہیے۔(اور وہ راز یہ ہے کہ) ہم تو مال ومتاع ہیں۔اور یہ سب سوداگر ہیں۔

☆...... سونے چاندی (مال و دولت) کی محبت نے ان کی آنکھوں سے نمی غائب کر دی ہے۔ہمدردی چھین لی ہے۔یہاں تک کہ ماؤں کے لئے اولاد گویا کندھوں کا بوجھ بن رہی ہے۔(ممتا بھی ختم ہو گئی ہے) افسوس اس قوم پر جو پھل کے خوف سے درخت کے تنے کے اندر سے نمی کھینچ لیتی ہے۔

☆...... تا کہ اس کی مضراب ساز سے کوئی سُر پیدا نہ کرے۔وہ نہ پیدا ہونے والے بچوں کو وجود کے اندر ختم کر دیتے ہیں۔

☆...... اگر چہ افرنگ (یورپ) رنگ رنگ کے انداز رکھتا ہے لیکن میں انہیں دیکھ کر صرف عبرت حاصل کرتا ہوں۔

☆...... اے (وہ شخص) تو جو افرنگی کی بے جا قسم کی پیروی کا غلام بنا ہوا ہے۔اس سے آزاد ہو جا۔قرآن کریم کا دامن تھام اور صحیح معنوں میں آزاد ہو جا۔

(۴) ارض ملک خداست

(زمین خدا کی ملکیت ہے)

سرگزشت آدم اندر شرق و غرب ۔۔۔ بہر خاکے فتنہ ہائے حرب و ضرب !

یک عروس و شوہر او ما ہمہ ۔۔۔ آں فسونگر بے ہمہ ہم باہمہ !

عشوہ ہائے او ہمہ مکروفن است ۔۔۔ نے ازان تو نہ آزان من است !

در نسازد باتو ایں سنگ و حجر ۔۔۔ ایں ز اسباب حضر تو در سفر !

اختلاط خفتہ و بیدار چیست ۔۔۔ ثابتے را کار باسیار چیست ؟

حق زمیں راجز متاع ما نگفت ۔۔۔ ایں متاع بے بہا مفت است مفت

دہ خدایا ! نکتہ زمن پذیر ۔۔۔ رزق و گو راز وے بگیر او رامگیر

صحبتش تاکے تو بود و او نبود ۔۔۔ تو وجود و او نمود بے وجود

توعقابی طائب افلاک شو ۔۔۔ بال و پر بکشاو پاک از خاک شو

باطن الارض للہ ظاہر است ۔۔۔ ہر کہ ایں ظاہر نہ بیند کافر است

معانی :...... حرب وضرب: لڑائی جھگڑا، جنگ۔ عروس: دلہن۔ فسوں گر: جادوگر۔ سرگذشت: واقعات وحالات۔ عشوہ ہائے: ناز نخرے۔ درنسازد: موافقت نہیں کرتے۔ حجر: پتھر روڑا۔ حضر: سفر کی ضد، وطن میں قیام۔ اختلاط: میل جو۔

خفتہ: سویا ہوا۔ سیار: بہت چلنے والا۔ بے بہا: قیمتی۔ پذیر: قبول کر۔ مگیر: مت پکڑ۔ تو عقابی: تو عقاب ہے۔
طائف: طواف کرنے والا۔ الارض للہ: زمین اللہ کی ہے۔

ترجمہ وتشریح: ...... مشرق ومغرب کے حالات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان میں زمین کی خاطر لڑائی جھگڑوں کے فتنے پیدا ہوئے ہیں۔

☆...... یہ ایک دلہن ہے اور ہم سب اس کے شوہر ہیں۔ یہ ایک ساحرہ / جادوگر ہے جو ہم سب کے ساتھ بھی ہے اور ہم سب کے بغیر بھی۔
☆...... اس کے سارے ناز نخرے مکر وفریب ہیں نہ یہ تیری ہے اور نہ میری ہے۔
☆...... یہ روڑے اور پتھر تجھ سے موافقت نہیں رکھتے' اس لئے کہ یہ تو آبادی کے اسباب ہیں' ایک جگہ ٹکے ہوئے ہیں اور تو سفر میں ہے۔
☆......سوئے ہوئے اور بیدار میں باہمی میل جول کیسا؟ کسی ساکن کو حرکت وگردش میں رہنے والے سے کیا سروکار؟ (مقیم کا مسافر سے کیا کام؟)
☆...... اللہ تعالیٰ نے زمین کو صرف ہماری متاع فرمایا ہے۔ یہ بے بہا (قیمتی) زمین مفت ہے۔
☆...... اے جاگیردار / زمیندار! تو مجھ سے ایک گہری بات (نکتہ) سمجھ۔ تو اس (زمین) سے رزق اور قبر حاصل کر اس پر قبضہ نہ کر۔
☆...... تیری اس کی محبت کب تک۔ تو تو بود (وجود) ہے اور وہ نبود (نابود' مردہ) ہے۔
☆...... تو تو ایک عقاب ہے' تو آسمانوں کا طواف کرنے والا بن۔ بال و پر کھول یعنی اُڑ اور خاک سے پاک (آزاد) ہو جا۔
☆...... "الارض للہ" (زمین اللہ کی ہے) کا باطن ظاہر ہے۔ معنی بالکل واضح ہیں) جو کوئی یہ ظاہر نہیں دیکھتا وہ کافر ہے۔

من نگویم در گزر از کاخ و کوے — دولت تست ایں جہان رنگ و بوے
دانہ دانہ گوہر از خاکش بگیر — صید چوں شاہیں ز افلاکش بگیر
تیشہ خود را بکھسارش بزن — نورے از خود گیرو وبرنارش بزن
از طریق آزاری بیگانہ باش — برمراد خود جہان نو تراش!
دل برنگ و بوے و کاخ و کومدہ — دل حریم اوست جزبا اومدہ!
مردن بے برگ و بے گور و کفن؟ — گم شدن در نقرہ و فرزند و زن!
ہر کہ حرفے لا اللہ از برکند — عالمے را گم بخویش اندر کند
فقر جوع و رقص و عریانی کجاست — فقر سلطانی است رہبانی کجاست

معانی: ...... درگذر: چھوڑ دے۔ صید: شکار۔ بزن: مار۔ طریق آزری: آزر کا طریقہ۔ بت تراشی کا طریقہ' آزر حضرت ابراہیمؑ کے دور کا مشہور بت تراش مدہ: مت دے۔ حریم: گھر۔ بے برگ: ساز و سامان کے بغیر۔ مردن: مرنا۔ گم شدن: گم ہو جانا۔ نقرہ: چاندی' دولت۔ از برکند: حفظ / یاد کر لیتا ہے۔ جوع: بھوک۔ رہبانی: ترک دنیا کرنا۔

ترجمہ وتشریح:...... میں تجھے یہ تو نہیں کہتا کہ تو مکان اور آبادی کو چھوڑ دے' یہ جہانِ رنگ و بو (دنیا) تو تیری دولت ہے۔
☆...... تو زمین سے دانوں کے موتی حاصل کر (اس کی کاشت سے زیادہ پیداوار حاصل کر) تو اس کے آسمانوں سے شاہین کی طرح شکار حاصل کر۔
☆...... تو اپنی کلہاڑی اس کے کوہسار پر چلا۔ اپنے اندر سے نور حاصل کر کے اس کی آگ پر لگا۔
☆...... آزری طریقے سے بیگانہ ہو جا (چھوڑ دے) اور اپنی خواہش کے مطابق ایک نیا جہان تراش (وجود میں لا)۔

☆ ...... تو دنیا کی دل کشیوں اور دلچسپیوں اور محل اور آبادی سے دل نہ لگا۔ اس لئے کہ دل تو اس ذاتِ اقدس کا گھر ہے' اسے تو اس ذات کے سوا اور کسی کو نہ دے۔

☆ ...... بے سروسامانی کی حالت میں اور گور و کفن کے بغیر مرنا کیا ہے؟ سونے چاندی اور فرزندوں میں خود کو کھونا یا محو کرنا ہے۔

☆ ...... جو کوئی "لا الہ" (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے) کے الفاظ حفظ کر لیتا ہے وہ سارے جہان (دنیا) کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔

☆ ...... بھوک اور رقص اناج اور عریانی یہ فقر کہاں ہے۔ (یہ کہاں کا فقر ہے) فقر تو بادشاہت ہے اس میں ترکِ دنیا کہاں ہے (نہیں ہے)۔

(۴) حکمت خیر کثیر است

"گفت حکمت را خدا خیر کثیر ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر '
علم حرف و صوت را شہپر دہد پاکی گوہر بہ ناگوہر دہد
علم را بر اوج افلاک است رہ تاز چشم مہر برکند نگہ
نسخہ او نسخہ تفسیر کل بستہ تدبیر او تقدیر کل
دشت را گوید حبابے دہ، دہد بحر را گوید سرابے دہ، دہد !
چشم او بر واردات کائنات تا بہ بیند محکمات کائنات
دل اگر بندد بہ حق، پیغمبری است ور ز حق بیگانہ گردد کافری است !
علم را بے سوز دل خوانی شر است نور او تاریکی بحر و بر است !
عالم از غاز او کور و کبود فرودینش برگ ریز ہست و بود
بحر و دشت و کوہسار و باغ و راغ از بم طیارہ او داغ داغ !
سینہ افرنگ را نارے ازوست لذت شبخون و یلغارے ازوست
سیر واژونے دہد ایام را می برد سرمایہ اقوام را !
قوتش ابلیس را یارے شود نور نار از صحبت نارے شود
کشتن ابلیس کارے مشکل است زانکہ او گم اندر اعماق دل است
خوشتر آں باشد مسلمانش کنی کشتہ شمشیر قرآنش کنی
از جلال بے جمالے الاماں از فراق بے وصالے الاماں !
علم بے عشق است از طاغوتیاں علم با عشق است از لاہوتیاں !
بے محبت علم و حکمت مردہ عقل تیرے بر ہدف ناخوردہ
کور را بینندہ از دیدار کن بو لہب را حیدر کرار کن !

معانی : ...... حکمت: حکمت سے مراد دو قسمیں ہیں: حکمت نظری جس میں منطق، فلسفہ، علم کلام، معاشیات و اخلاقیات وغیرہ شامل ہیں۔ حکمت عملی جس میں طبعیات، ریاضی، حساب، صنعت و حرفت شامل ہیں۔ خیر کثیر: بڑی نعمت (قرآنی آیت کا حوالہ سورۃ البقرہ،

آیت ۲۶۹) صوت: آواز۔ ناگوہر: چمک سے محروم موتی۔ اوج: بلندی۔ برکند: چھین لے۔ تفسیر کل: تمام کائنات کی تفسیر۔ حبابے: ایک یا کوئی بلبلا۔ سرابے: ایک سراب، وہ ریت جو دور سے پانی دکھائی دیتی ہے۔ واردات: واقعات و کیفیات۔ بندد: لگائے۔ ور: اور اگر (وا گر کا مخفف) خوانی: تو پڑھے، تو پڑھے گا۔ غاز: گیس کا دھواں۔ کور و کبود: اندھیرے والا۔ فرودینش: اس کا فرودیں افروردیں، اس کی بہار۔ برگ ریز: پتے گرانے والی، خزاں۔ راغ: سبزہ زار۔ داغ داغ: تباہ و برباد۔ یلغارے: حملہ کرنا۔ نارے: ایک آگ، دوزخ۔ سیر واژونے: الٹی گردش / رفتار۔ کشتن: مارنا۔ اعماق: جمع عمق، گہرائیاں۔ کشتہ: مارا ہوا۔ الاماں: خدا کی پناہ، پناہ ہے۔ طاغوتیاں: طاغوتی کی جمع، شیطان، شیاطین۔ لاہوتیاں: جمع لاہوتی، اللہ کے جہان سے تعلق رکھنے والے۔ ہدف: نشانہ۔ ناخوردہ: نہ لگا ہوا۔ بینندہ: دیکھنے والا۔ بولہب: حضور اکرم کا چچا جو ایمان نہ لایا۔ حیدر کرار: حضرت علیؓ کا لقب۔

ترجمہ وتشریح:...... اللہ تعالیٰ نے حکمت کو خیر کثیر کہا ہے۔ یہ نعمت جہاں کہیں بھی تجھے نظر آئے، اپنا لے (حاصل کر)۔

☆......علم حرف اور آواز کو بڑی پرواز کرنے والے پر عطا کرتا ہے اور اپنی چمک سے محروم ہو جانے والے موتیوں کو چمک کی پا کی عطا کرتا ہے۔

☆......علم کا راستہ آسمانوں کی بلندی پر ہے، اور اس میں وہ قوت ہے کہ وہ سورج کی آنکھ سے نگاہ چھین لیتا ہے۔

☆...... علم کا نسخہ کائنات کی ساری موجودات کے نسخہ کی تفسیر ہے اور تمام موجودات کی تقدیر اس سے وابستہ ہے۔

☆...... اگر علم بیابان سے یہ کہے کہ پانی کا بلبلا دے تو وہ دے دیتا ہے اور اگر وہ سمندر ی سے کہے کہ سراب دے تو وہ دے دیتا ہے۔

☆...... اس کی آنکھ کائنات کی واردات پر ہوتی ہے تا کہ وہ کائنات کی محکمات (بنیادی اصول) دیکھ سکے۔

☆...... اگر علم حق (خدا) سے دل لگائے تو یہ پیغمبری ہے اور اگر وہ حق سے بیگانہ رہے تو یہ گویا کافری ہے۔

☆...... اگر تو علم کو سوزِ دل (عشق) کے بغیر پڑھے تو یہ شر ہے اور اس (علم) کا نور بحر و بر کی تاریکی کا ہے۔

☆...... اس کی (علم کی) گیس کے دھوئیں سے دنیا میں تاریکی پھیل جاتی ہے اور اس کا موسم بہار کائنات کے پتے اور پھل گرا دیتا ہے۔

☆...... سمندر اور دشت و کوہسار اور باغ و سبزہ زار سب اس کے جہاز کے بم سے داغ داغ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

☆...... اسی علم نے افرنگ / اہل یورپ کے سینے میں آگ بھری ہے اور اسی علم سے انہیں دوسری قوموں پر شب خون مارنے اور ان پر حملے کرنے کی لذت حاصل ہوئی ہے۔

☆...... ایسا علم، زمانے کو پیچھے لے جاتا ہے اور اقوام سے ان کا سرمایہ چھین لیتا ہے۔

☆......اس علم کی قوت شیطان کی مددگار بن جاتی ہے۔ آگ یعنی ابلیس کی دوستی (صحبت) سے اس کا علم اپنا نور بھی نار بن جاتا ہے۔

☆...... شیطانکو مارنا مشکل کام ہے، کیونکہ وہ دل کی گہرائیوں میں گم ہے۔

☆...... بہتر یہی ہے کہ تو اسے مسلمان کرلے اور اسے قرآن کریم کی تلوار سے قتل کر دے۔

☆...... ایسا جلال جو جمال سے عاری ہے، اس سے خدا کی پناہ ہے۔ وصال کے بغیر جو فراق ہے، اس سے خدا کی پناہ۔

☆...... جو علم عشق سے خالی ہے وہ شیطانوں کا علم ہے اور عشق والا علم لاہوتیوں کا علم ہے۔ (عارفانِ الٰہی سے ہے)۔

☆...... محبت کے بغیر جو علم و حکمت ہے وہ مردہ ہے اور عقل ایک ایسا تیر ہے جو نشانے پر نہیں لگتا۔ (نشانے سے دور)۔

☆...... تو اندھے (علم) کو دیدار الٰہی سے بینا کر دے اور بولہب کو حیدر کرارؓ بنا دے۔ یعنی سوزِ دل سے خالی عشق بولہب کی سی خصلت والا اور عشق کا حامل دل حضرت علیؓ حیدر کرار کی مانند ہے۔

زندہ رود

محکماتش و انمودی از کتاب ہست آں عالم ہنوز اندر حجاب!
پردہ را از چہرہ نکشاید چرا از ضمیر مابروں ناید چرا
پیش مایک عالم فرسودہ ایست ملت اندر خاک او آسودہ ایست
رفت سوز سینہ تاتارو کرد یا مسلماں مرد یا قرآں بمرد!

معانی:...... وانمودی: ظاہر کر دیا' واضح کر دیا۔ نکشاید: نہیں ہٹاتا۔ چرا: کیوں نہیں۔ ناید: نہیں آتا۔ عالم فرسودہ: ناکارہ دنیا۔ تاتاروکرد: تاتاری اور کرد نسل (کرد: ایران کے شمال مغرب میں صحرانشینوں کا گروہ) کے مسلمان جنہوں نے ماضی میں اسلام کی خاطر بڑی کوشش کی۔

ترجمہ وتشریح:...... آپ نے قرآن کریم سے اس کی بنیادی تعلیمات کو تو ظاہر کر دیا ہے لیکن ابھی تک آپ کا بیان کردہ جہان پردے میں ہے۔

☆...... یہ جہان اپنے چہرے سے پردہ کیوں نہیں اٹھاتا اور ہمارے ضمیر سے باہر کیوں نہیں آتا؟

☆...... ہمارے سامنے تو ایک فرسودہ جہان ہے' اور ملت اس کی خاک آسودہ ہے۔

☆...... تاتاریوں اور کردوں کے سینوں کا سوز ختم ہو گیا ہے۔ کیا مسلمان مر گیا ہے یا پھر قرآن مر گیا ہے۔

سعید حلیم پاشا

دین حق از کافری رسوا تر است زانکہ ملا مومن کافر گر است!
شبنم ما در نگاہ مایم است از نگاہ او یم ما شبنم است!
از شگرفیہائے آں قرآں فروش دیدہ ام روح الامیں را در خروش!
زانسوے گردوں دلش بیگانہ نزد او ام الکتاب افسانہ
بے نصیب از حکمت دین نبیؐ آسمانش تیرہ از بے کوکبی!
کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد ملت از قال و اقولش فرد فرد!
مکتب و ملا واسرار کتاب کور مادر زاد و نور آفتاب!
دین کافر فکر و تدبیر جہاد دین ملا فی سبیل اللہ فساد!

معانی:...... کافرگر: کافر بنانے والا۔ یم: سمندر۔ شگرفی ہا: عجیب عجیب باتیں۔ قرآں فروش: قرآن بیچنے والا' قرآنی آیات کی تفسیر حاکم وقت کی مرضی کے مطابق کرنا۔ درخروش: واویلا کرتے ہوئے۔ ام الکتاب: قرآن کریم۔ تیرہ: تاریک' اندھیرا۔ بے کوکبی: ستاروں کا نہ ہونا' ستاروں کے بغیر۔ کم نگاہ: بصیرت سے عاری۔ ہرزہ گرد: فضول باتیں کرنے والا۔ قال واقولش: اس کا بحث ومناظرہ۔ کور مادرزاد: پیدائشی اندھا۔

ترجمہ وتشریح:...... آج دین حق کافری سے بھی زیادہ رسوا ہو چکا ہے۔ کیونکہ ہمارا مُلّا کافر گر مومن ہے۔

☆...... ہماری شبنم ہماری نگاہ میں سمندر ہے جبکہ اس کی نگاہ سے ہمارا سمندر شبنم ہے۔

☆...... اس قرآن فروش کی عجیب وغریب باتوں سے میں نے روح الامین جبرئیل کو واویلا کرتے دیکھا ہے۔

☆...... آج کے مُلّا کا دل آسمان سے دوسری طرف کی دنیا سے بیگانہ (ناآشنا) ہے۔ اسکے نزدیک قرآن پاک محض ایک افسانہ ہے۔

☆...... آج کا مُلّا نبی کریم کے دین کی حکمت سے بے بہرہ ہے۔ اس کا آسمان ستارے نہ ہونے کی وجہ سے تاریک ہے۔

☆...... وہ کم نگاہ اور کور ذوق اور بیہودہ گو ہے۔ اس کی بحثوں اور مناظروں سے ملت پارہ پارہ ہوگئی ہے۔ (ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ہے)۔

☆...... مدرسہ اور ملا اور قرآن کے اسرار کچھ اس طرح ہیں جیسے کوئی مادرزاد اندھا اور سورج کی روشنی ہو۔

☆...... کافر کا دین تو غور وفکر اور تدبیر جہاد ہے اور ملا کا دین خدا واسطے کا فساد ہے۔

مرد حق جان جہان چار سوے — آں بخلوت رفتہ را ازمن بگوے
اے زافکار تو مومن را حیات — از نفسہاے تو ملت را ثبات
حفظ قرآں عظیم آئین تست — حرف حق را فاش گفتن دین تست
تو کلمی چند باشی سرنگوں — دست خویش از آستیں آور بروں
سرگزشت ملت بیضا بگوے — با غزال از وسعت صحرا بگوے
فطرت تو مستنیر از مصطفیٰؐ است — باز گو آخر مقام ماکجاست؟

معانی:...... بخلوت رفتہ: جس نے تنہائی اختیار کی۔ ثبات: پختگی، مضبوطی، پائیداری۔ فاش گفتن: کھل کر بیان کرنا۔ سرنگوں: سر جھکائے ہوئے۔ مستنیر: روشن۔ باز گوے: تو پھر سے کہہ۔

ترجمہ وتشریح:...... مردِ حق طرفوں میں گھرے ہوئے اس جہان (دنیا) کی جان ہے۔ تو اس خلوت اختیار کرنے والے کو میری طرف سے کہو۔

☆...... تیرے افکار سے مومن کی زندگی وابستہ ہے اور تیری سانسوں ہی سے ملت ثبات پاتی ہے۔

☆...... قرآن کریم کی حفاظت تیرا آئین (دستور) ہے اور حق بات کو واضح طور پر بیان کرنا تیرا دین ہے۔

☆...... تو تو کلیم ہے آخر تو کب تک سر جھکائے بیٹھا رہے گا۔ اپنا ہاتھ اپنی آستین سے باہر نکال۔

☆...... تو روشن ملت (ملت اسلامیہ) کی سرگزشت بیان کر اور ہرن کو صحرا کی وسعت سے آگاہ کر، یعنی بات کر۔

☆...... تیری (مردِ حق کی) فطرت حضور نبی کریم محمد مصطفیٰؐ کے نور سے روشن ہے۔ تو پھر یہ بتا کہ آخر ہمارا (مسلمانوں کا) مقام کہاں ہے؟

مرد حق از کس نگیرد رنگ و بو — مرد حق از حق پذیرد رنگ و بو
ہر زماں اندر تنش جانے دگر — ہر زماں اور اچوحق شانے دگر
راز ہا بامرد مومن باز گوے — شرح رمز کل یوم باز گوے
جز حرم منزل ندارد کارواں — غیر حق در دل ندارد کارواں
من نمی گویم کہ راہش دیگر است — کارواں دیگر نگاہش دیگر است!

معانی :...... نگیرد: نہیں لیتا' حاصل نہیں کرتا۔ پذیرد: قبول کرتا ہے۔ تنش: اس کا جسم۔ کل یوم: قرآنی آیت کا اقتباس' خدا ہر لحہ ایک نئی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ ''کل یوم ھو فی شان'' سورۂ رحمٰن' آیت ۲۹ کارواں: قافلہ (ملت اسلامیہ) راہش: اس کا راستہ۔

ترجمہ وتشریح:...... مردِ حق کسی اور سے رنگ و بو حاصل نہیں کرتا یعنی وہ صرف اللہ تعالیٰ اور حضور اکرمؐ کے رنگ میں اپنی زندگی ڈھالتا ہے۔

☆...... ہر لحہ اس (مردِ حق) کے بدن میں ایک نئی جان ہوتی ہے اور ہر لحظہ حق کی طرح اس کی ایک نئی شان ہوتی ہے۔

☆...... تو (اے مردِ حق) مردِ مومن یعنی مسلمانوں کو ان کے بھولے ہوئے راز سے پھر آگاہ کر اور ان سے ''کل یومِ'' کی رمز کی شرح بھی بیان کر۔

☆...... ملت اسلامیہ کے قافلے کی منزل کعبہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے اور اس قافلے کے دل میں حق کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

☆...... میں یہ نہیں کہتا کہ ملت کا راستہ کوئی اور ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اب قافلہ وہ نہیں رہا اور اس کی نگاہ بھی اور ہو گئی ہے۔ (وہ نہیں رہی)

افغانی

از حدیث مصطفیٰؐ داری نصیب ؟ — دین حق اندر جہاں آمد 'غریب'
باتو گویم معنی ایں حرف بکر — غربت دیں نیست فقر اہل ذکر
بہر آں مردے کہ صاحب جستجو است — غریب دیں ندرت آیات اوست
غربت دیں ہر زماں نوع دگر — نکتہ را دریاب اگر داری نظر
دل بآیات مبیں دیگر بہ بند — تا بگیری عصر نو را در کمند !
کس نمی داند ز اسرار کتاب — شرقیاں ہم غربیاں در پیچ و تاب
روسیاں نقش نوی انداختند — آب و ناں بردند و دیں در باختند !
حق ببیں حق گوے و غیر از حق مجوے — یک دو حرف از من بآں ملت بگوے

معانی :...... غریب: اجنبی۔ حرف بکر: اچھوتا لفظ۔ غربت دیں: دین کی اجنبیت۔ صاحب جستجو: تحقیق و تلاش کرنے والا۔ ندرت: انوکھا پن' خوبی۔ دریاب: پالے۔ آیاتِ مبیں: روشن اور واضح آیات۔ شرقیاں: جمع شرقی' اہلِ مشرق۔ غربیاں: جمع غربی' اہل مغرب۔ در پیچ و تاب: بے قرار و گمراہ۔ روسیاں: جمع روسی' اہلِ روس۔ بردند: لے گئے۔ درباختند: ہار گئے۔ مجوے: مت تلاش کر۔

ترجمہ وتشریح:...... کیا تجھے حضور اکرم مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہ حدیث معلوم ہے کہ دین حق دنیا میں اجنبی (غریب) صورت میں آیا تھا۔

☆...... میں تیرے سامنے سے اس اچھوتے لفظ (''غریب'') کے معنی بیان کرتا ہوں۔ دین کی غربت (اجنبیت) سے مراد اہل ذکر کا فقر (مفلسی) نہیں ہے۔

☆...... وہ شخص جو تحقیق و تلاش کرنے والا ہے اس کے لئے غربت دین سے مراد اس کی آیات کی ندرت ہے۔
☆...... غربت دیں ہر دور میں ایک نئے انداز کی ہوتی ہے۔ اگر تو عقل رکھتا ہے تو اس گہری بات کو سمجھ۔
☆...... تو قرآن کریم کی روشن آیات سے دوبارہ دل لگا تاکہ تو عصرِ حاضر کو کمند میں گرفتار کر سکے۔
☆...... کوئی بھی کتاب (قرآن کریم) کے رازوں سے آگاہ نہیں ہے۔ اسی لئے کیا اہل مشرق اور کیا اہل مغرب سبھی الجھاؤ میں پڑے ہوئے ہیں، گمراہ ہیں۔
☆...... اہل روس نیا انقلاب لائے ہیں۔ انہوں نے روٹی اور پانی تو پالیا ہے لیکن دین ہاتھ سے دے بیٹھے یا ہار گئے ہیں۔
☆...... تو حق کو دیکھ، حق کہہ اور حق کے سوا اور کسی چیز کی جستجو نہ کر تو میری (افغانی کی) طرف سے روسی قوم کو یہ دو ایک باتیں سنا دے، ان تک پہنچا دے۔

پیغام افغانی باملت روسیہ

(روسی قوم کے نام افغانی کا پیغام)

منزل و مقصود قرآں دیگر است — رسم و آئین مسلماں دیگر است
در دل او آتش سوزندہ نیست — مصطفیٰ در سینہ او زندہ نیست
بندہ مومن زقرآں بر نخورد — در ایاغ او نہ مے دیدم، نہ درد
خود طلسم قیصر و کسریٰ شکست — خود سر تخت ملوکیت نیست!
تانہال سلطنت قوت گرفت — دین او نقش از ملوکیت گرفت
از ملوکیت نگہ گردد دگر! — عقل و ہوش و رسم و رہ گردد دگر!

معانی:...... (ملت روسیہ: روسی قوم، اہل روس) آتش سوزندہ: جلا دینے والی آگ۔ برنخورد: پھل نہیں کھایا یعنی فائدہ نہیں اٹھایا۔ ایاغ: پیالہ۔ درد: تلچھٹ۔ ملوکیت: بادشاہت۔ نہال: درخت۔

ترجمہ وتشریح:...... قرآن کی منزل اور اس کا مقصود اور ہے۔ مسلمان کے رسم و آئین اور ہیں۔ (آج کا مسلمان قرآن کریم اور اس کی تعلیمات سے دور ہوتا جا رہا ہے)۔
☆...... اس کے دل میں جلا دینے والی آگ نہیں ہے۔ (جو باطل کو جلا دے) اور حضرت محمد مصطفیٰ اس کے سینے میں زندہ نہیں ہیں۔ اس کے دل میں حضور اکرمؐ کی محبت نہیں رہی۔
☆...... بندۂ مومن نے قرآن سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ میں نے اس کے پیالے میں نہ تو شراب ہی دیکھی ہے اور نہ تلچھٹ ہی دیکھی ہے۔
☆...... اس نے خود ہی قیصر و کسریٰ کا طلسم توڑا اور اب خود ہی شاہی تخت پر بیٹھ گیا۔
☆...... جوں جوں مسلمانوں کی سلطنت کا درخت قوت پکڑتا گیا، اس کے دین نے ملوکیت کا نقش اپنا لیا۔
☆...... ملوکیت سے نگاہ کا انداز ہی بدل جاتا ہے، جس کے نتیجے میں عقل و ہوش اور رسم و رہ سب بدل جاتے ہیں۔

تو کہ طرح دیگرے انداختی — دل ز دستور کہن پرداختی
ہمچو ما اسلامیاں اندر جہاں — قیصریت را شکستی استخواں

تا بر افروزی چراغے در ضمیر — عبرتے از سرگزشت ما بگیر
پاے خود محکم گزار اندر نبرد — گرد ایں لات و ہبل دیگر مگرد
ملتے می خواہد ایں دنیائے پیر — آنکہ باشد ہم بشیر و ہم نذیر!
بازمی آئی سوے اقوام شرق — بستہ ایام تو با ایام شرق
تو بجاں افگندہ سوزے دگر — در ضمیر تو سب و روزے دگر!
کہنہ شدا فرنگ را آئین و دیں — سوے آں دیر کہن دیگر مبیں
کردہ کار خداونداں تمام — بگور از لا جانب الا خرام
در گزر از لا اگر جوئندہ — تارہ اثبات گیری زندہ
اے کہ می خواہی نظام عالمے — جستہ اور اساس محکمے؟

معانی :...... طرحِ دیگرے: نئے نظام کی بنیاد۔ دستورِ کہن: پرانا آئین۔ دل پرداختی: تونے دل اٹھالیا ہے۔ قیصریت: ملوکیت' بادشاہت۔ استخواں: ہڈی۔ برافروزی: تو روشن کرے۔ نبرد: جنگ۔ لات و ہبل: کعبہ کے پرانے بتوں کے نام۔ مگرد: مت گھوم۔ بشیر: خوشخبری دینے والی۔ نذیر: ڈرانے والی۔ بستہ: وابستہ' باہم ملے ہوئے۔ افگندہ ای: تونے ڈالا ہے۔ کہنہ شد: پرانے ہوگئے۔ دیرِ کہن: پرانا مندر۔ خداونداں: جمع خداوند' آقا' مالک۔ خرام: چل۔ جوئندہ ای: تو تلاش کرنے والا ہے' جستجو کرنے والا ہے۔ جستہ ای: تونے تلاش کرلی ہے۔

ترجمہ وتشریح :...... اے روسی قوم! تونے جو ایک نئے نظام کی بنیاد رکھی ہے اور پرانے حیات وسلطنت کے دستور سے دل ہٹالیا ہے۔ (کمیونزم کی بنیاد رکھ کر شاہی نظام کو ختم کر دیا)۔

☆...... تونے بھی دنیا میں ہم مسلمانوں کی طرح قیصریت (ملوکیت) کی ہڈی توڑ ڈالی ہے۔ (شاہی نظام ختم کر دیا ہے)۔

☆...... تو اپنے ضمیر میں کوئی چراغ روشن کرلے یا کر سکے تو ہم مسلمانوں کی سرگذشت (داستان) سے عبرت حاصل کر۔

☆...... تو اس جنگ میں مضبوطی سے اپنے پاؤں جمالے۔ اور لات و ہبل کے گرد پھر طواف نہ کر۔

☆...... اس پرانی دنیا کو اب ایک ایسی ملت کی آرزو ہے جو بشیر بھی ہو اور نذیر بھی ہو۔

☆...... تو پھر سے مشرقی قوموں کی طرف واپس آجا۔ اس لئے کہ تیرے زمانے مشرق کے زمانوں سے وابستہ ہیں۔

☆...... اب تونے اپنی جان میں ایک نیا سوز پیدا کیا ہے۔ تیرے ضمیر میں روز وشب بھی اب نئے ہیں۔

☆...... افرنگ اور یورپ کے دین وآئین اب پرانے ہوچکے ہیں تو اس پرانے مندر (بتکدے) کی طرف مت دیکھ۔

☆...... تونے پرانے آقاؤں کا کام تمام کر دیا ہے' اب تو "لا" کی منزل سے گذر کر "الا" کی جانب چل۔

☆...... اگر تجھ میں تلاش وجستجو کا مادہ ہے تو "لا" کی منزل سے گزر جا (آگے نکل جا) کیونکہ جب تو اثبات کی راہ اختیار کرے گا تو تو زندہ وجاوید ہو جائے گا۔ (اثبات سے مراد ہے خدا تعالیٰ اور اس کے ابدی نظام کا اقرار اور اس پر ایمان)۔

☆...... اے ملت روسیہ تو جو ایک عالم گیر نظام قائم کرنے کی آرزو مند ہے کیا تونے اس کے لئے کوئی مضبوط بنیاد تلاش کرلی ہے؟

داستان کہنہ شستی باب باب | فکر را روشن کن از ام الکتاب
باسیہ فاماں ید بیضا کہ داد ؟ | مژدہ لا قیصر و کسریٰ ' کہ داد ؟
در گزر از جلوہ ہائے رنگ رنگ | خویش را دریاب از ترک فرنگ !
گرز مکر غربیاں باشی خبیر | روبہی گزار وشیری پیشہ گیر
چیست رو باہی تلاش ساز و برگ | شیر مولا جوید آزادی و مرگ
جز بقرآں ضیغمی رو باہی است | فقر قرآں اصل شاہنشاہی است
فقر قرآں اختلاط ذکر و فکر | فکر را کامل ندیدم جز بذ کر
ذکر ؟ ذوق و شوق را دادن ادب | کار جان است ایں نہ کار کام و لب
خیز دارزوے شعلہ ہاے سینہ سوز | بازمزاج تو نمی ساز ہنوز
اے شہید شاہد رعنائے فکر | باتو گویم از تجلی ہاے فکر

معانی:...... شستی: تو نے دھوڈالی۔ ام الکتاب: کتابوں کی ماں' (قرآن کریم) سیہ فاماں: جمع سیہ فام' کالے رنگ والے' حبشی۔ ید بیضا: روشن ہاتھ (بحوالہ معجزہ حضرت موسیٰ۔ کہ داد: کس نے دیا۔ مژدہ: خوشخبری۔ دریاب: پالے۔ خبیر: باخبر' آگاہ' جاننے والا۔ اللہ تعالیٰ کا نام۔ روبہی بگذار: لومڑی پن (مکر و فریب) چھوڑ۔ شیری: شیر ہونا' بیباک انداز۔ شیر مولا: اللہ کا شیر۔ جوید: تلاش کرتا ہے۔ ضیغمی: شیر ہونا۔ اختلاط: باہم ملنا۔ کام: حلق۔ خیزد: اٹھتے ہیں۔ نمی سازد: موافقت نہیں کرتے۔ شاہد رعنا: خوب صورت محبوب۔

ترجمہ وتشریح:...... تو (روسی قوم) نے پرانی داستان کا ایک ایک باب دھوڈالا ہے۔ تو اب قرآن کریم سے اپنی فکر کو روشن کر۔

☆...... سیاہ فاموں کو کس نے ید بیضا دیا؟ قیصر و کسریٰ کی نفی کی خوشخبری کس نے دی؟

☆...... فرنگیوں کے رنگا رنگ جلوے ہیں ان پر توجہ نہ دے' ان سے دور رہ اور فرنگ کے دیئے ہوئے ان جلووں کو ترک کر کے خود کو پالے۔

☆......اگر تو اہلِ مغرب کے مکر و فریب سے باخبر ہے تو پھر لومڑی پن چھوڑ دے اور شیر کی سی خصلت پیدا کر لے۔ (شیری کا پیشہ اختیار کر)۔

☆...... یہ لومڑی پن کیا ہے؟ یہ محض دنیاوی ساز و سامان کی تلاش ہے' جبکہ اللہ کا شیر آزادی یا موت کی تلاش کرتا ہے۔

☆...... قرآن کے بغیر شیری بھی لومڑی پن ہے اور قرآن کا فقر اصل شہنشاہی ہے۔

☆...... قرآن کا فقر ذکر اور فکر کا اختلاط ہے' میں نے ذکر کے بغیر فکر کو کامل (مکمل) نہیں دیکھا۔

☆...... ذکر کیا ہے؟ ذکر کو ادب سکھانا ہے اور یہ جان (روح) کا کام ہے نہ کہ زبان و لب کا۔

☆...... (اللہ کے) ذکر سے سینے کو جلا دینے والے شعلے پیدا ہوتے ہیں اور یہ ابھی تک تیرے مزاج کے ساتھ موافقت نہیں رکھتے۔

☆...... تو اے فکر کے حسین و جمیل محبوب پر مر مٹنے والے (روسی) میں تجھے فکر کی تجلیوں سے آگاہ کرتا ہوں۔

چیست قرآں ؟ خواجہ را پیغام مرگ | دستگیر بندہ بے ساز و برگ !
ہیچ خیر از مردک زرکش مجو | لن تنالو البر حتی تنفقو
از ربا آخر چہ می زاید ؟ فتن ! | کس نداند لذت قرض حسن !

ماز رباجاں تیرہ دل چوں خشت و سنگ
آدمی درندہ بے دندان و چنگ!
رزق خود را از زمیں بردن رواست
ایں متاع، بندہ و ملک خداست
بندہ مومن امیں، حق مالک است
غیر حق ہر شے کہ بینی ہالک است
رایت حق از ملوک آمد نگوں
قریہ ہا از دخل شاں خوار و زبوں
آب و نان ماست از یک مائدہ
دودہ آدم "کنفس واحدہ"

معانی:...... خواجہ: آقا۔ دستگیر: ہاتھ پکڑنے والا، مدد کرنے والا۔ مردک زرکش: دولت کا پجاری انسان۔ مجو: مت تلاش کر۔ لن تنا: تم نیکی / خیر نہیں پا سکتے جب تک کہ تم اللہ کی راہ میں اپنی محبوب ترین چیز خرچ نہ کرو' قرآن کریم کے چوتھے پارے کی پہلی آیت۔ ربا: سود۔ می زاید: پیدا ہوتا ہے۔ فتن: فتنے، فساد (فتنہ کی جمع) قرض حسن: قرضِ حسنہ، ایسا قرض جو کسی کو دیا جائے اور اس پر سود نہ لیا جائے اور اگر مقروض واپس کرنے کے لائق نہ ہو تو معاف بھی کر دیا جائے۔ تیرہ: تاریک۔ درندہ: پھاڑنے والا۔ چنگ: پنجہ۔ بردن: لے جانا۔ ملک: ملکیت۔ ہالک: ہلاکت۔ رایت: جھنڈا، پرچم۔ نگوں: نیچے۔ مائدہ: دسترخوان۔ دودۂ آدم: آدم کا خاندان۔ کنفس واحدہ: ایک نفس ہے، مراد نسل انسانی ایک ہے، آیت قرآنی (ترجمہ) "تمہارا پیدا کرنا اور تمہارے مرنے کے بعد تمہیں زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک آدمی کا پیدا کرنا"۔ (سورۂ لقمان آیت: ۲۸)

ترجمہ وتشریح:...... قرآں کیا ہے؟ قرآن آقا کے لئے موت کا پیغام ہے اور بے ساز و سامان یا مفلس غلام کا مددگار ہے۔

☆...... تو دولت کے پجاری آدمی سے کسی خیر (بھلائی) کی توقع نہ رکھ قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ "تم نیکی نہیں پا سکتے جب تک کہ تم اللہ کی راہ میں اپنی محبوب ترین چیز خرچ نہ کرو۔"

☆...... سود سے آخر کیا پیدا ہوتا ہے؟ فتنے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ کوئی بھی قرضِ حسنہ کی لذت سے آشنا نہیں ہے۔

☆...... ربا (سود) سے جان سیاہ ہو جاتی ہے اور دل اینٹ پتھر کی مانند ہو جاتا ہے' اور انسان دانتوں اور پنجوں کے بغیر درندہ بن جاتا ہے۔

☆...... اپنا رزق زمین سے حاصل کرنا جائز ہے' یہ (زمین) بندے کی متاع تو ہے لیکن حقیقی ملکیت اللہ ہی کی ہے۔

☆...... بندۂ مومن اللہ کی زمین کا امین ہے جبکہ مالک اللہ ہی ہے حق کے سوا جو کچھ بھی تجھے نظر آتا ہے وہ ہلاک / فنا ہونے والا ہے۔ قرآنی آیت کا حوالہ "اللہ تعالیٰ کے چہرے کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے"۔ سورۂ القصص آیت ۸۸۔

☆...... پرچم حق بادشاہوں نے سرنگوں کر دیا۔ یوں ان کی مداخلت سے بستیاں تباہ و برباد ہو گئیں۔ قرآنی تلمیح "بے شک جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں۔" سورۂ النمل۔ آیت ۳۴

☆...... ہمارا رزق ایک دسترخوان سے ہے۔ آدم کا خاندان (نسل آدم) گویا ایک نفس ہے۔

نقش قرآں تا دریں عالم نشست
نقشہائے کاہن و پاپا شکست
فاش گویم آنچہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است!
چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود
جاں چو دیگر شد جہاں دیگر شود
مثل حق پنہاں و ہم پیدا است ایں
زندہ و پایندہ و گویاست ایں
اندر و تقدیر ہائے غرب و شرق
سرعت اندیشہ پیدا کن چو برق

با مسلماں گفت جاں برکف بنہ | ہرچہ از حاجت فزوں داری بدہ
آفریدی شرع و آئینے دگر | اندکے با نور قرآنش نگر
از بم و زیر حیات آگہ شوی | ہم ز تقدیر حیات آگہ شوی

معانی :...... کاہن: برہمن (ہندوؤں کا مذہبی رہنما) پاپا: پادری (عیسائیوں کا مذہبی پیشوا) مضمر: پوشیدہ، چھپا ہوا۔ گویا: بولنے والی۔ سرعت اندیشہ: فکر کی تیزی۔ بنہ: رکھ۔ حاجت: ضرورت۔ فزوں: زیادہ۔ آفریدی: تو نے پیدا کیا۔ بم وزیر: اونچ نیچ / اچھائی برائی۔

ترجمہ وتشریح:...... جب قرآن کا نقش اس جہان پر ثبت ہوا تو برہمنوں اور پادریوں کے نقش مٹ گئے۔

☆...... میرے دل میں جو کچھ پوشیدہ ہے وہ میں واضح طور پر بیان کرتا ہوں' اور وہ یہ کہ یہ (قرآن) کوئی کتاب نہیں ہے' کچھ اور ہی چیز ہے۔

☆...... جب یہ (قرآن) روح میں سما جاتا ہے تو جان / روح کچھ اور ہی ہو جاتی ہے اور جب جان کچھ اور ہو جاتی ہے تو دنیا بھی کچھ اور ہو جاتی ہے۔ یعنی جان بدل جائے تو جہان بدل جاتا ہے۔

☆...... حق کی مانند یہ (قرآن کریم) مخفی / چھپا ہوا بھی ہے اور ظاہر بھی ہے۔ یہ زندہ' ہمیشہ رہنے والا یعنی لافانی اور بولنے والا ہے۔

☆...... اس کے اندر مشرق اور مغرب کی تقدیریں پنہاں ہیں۔ تو انہیں سمجھنے کے لئے خود میں بجلی کی سی تیزی فکر پیدا کر۔

☆...... قرآن کریم مسلمانوں سے یہ کہتا ہے کہ تم اپنی جان ہتھیلی پر رکھ لو اور جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہے' اسے دوسروں یعنی مفلسوں کو دے دو (خرچ کر دو)

☆...... تو (روسی قوم) نے اور طرح کا شرع اور آئین بنا لیا ہے۔ تو ان قوانین کو ذرا قرآن کی روشنی میں دیکھ۔

☆...... تاکہ تو زندگی کی اونچ نیچ (اچھائی برائی) سے آگاہ ہو جائے اور زندگی کی تقدیر بھی تجھ پر واضح ہو جائے۔

محفل ما بے مے و بے ساقی است | ساز قرآں را نواہا باقی است
زخمہ ما بے اثر افتد اگر | آسماں دارد ہزاراں زخمہ ور
ذکر حق از امتاں آمد غنی | از زمان و از مکان آمد غنی !
ذکر حق از ذکر ہر ذاکر جدا است | احتیاج روم و شام او را کجاست
حق اگر از پیش ما بردارد ش | پیش قومے دیگرے بگذارد ش
از مسلماں دیدہ ام تقلید و ظن | ہر زماں جانم بلرزد در بدن !
ترسم از روزے کہ محرومش کنند | آتش خود بر دل دیگر زنند !

معانی :...... زخمہ: مضراب' ساز بجانے کی چیز' حرکت۔ زخمہ ور: مضراب چلانے والا' ساز بجانے والا' سازندہ۔ غنی: بے نیاز۔ ذاکر: ذکر کرنے والا۔ احتیاج: ضرورت۔ بردارد ش: اسے اٹھا لیتا ہے۔ بگذارد ش: اسے رکھ دے گا۔ بلرزد: کانپتی ہے۔ ترسم: میں ڈرتا ہوں۔

ترجمہ وتشریح:...... ہماری محفل شراب اور ساقی کے بغیر ہے' مگر قرآن کے ساز کے نغمے اپنی جگہ برقرار ہیں۔

☆...... اگر ہماری مضراب میں کوئی اثر نہیں رہا تو آسمان کے پاس ہزاروں اور سازندے موجود ہیں۔

☆...... خداتعالیٰ کا ذکر قوموں سے بے نیاز ہے۔ وہ زمان اور مکان دونوں سے بے نیاز ہے۔
☆...... ذکرِ حق ہر ذاکر کے ذکر کرنے سے الگ (اسکی اپنی الگ حیثیت ہے) اسے روم اور شام کی کیا حاجت ہے یعنی کوئی ضرورت نہیں۔
☆...... اگر اللہ تعالیٰ اسے (قرآن کو) ہمارے سامنے سے اٹھالے تو وہ اسے کسی اور قوم کے سامنے رکھ دے گا۔
☆...... میں نے مسلمانوں میں دوسروں کی بلاوجہ کی پیروی اور قیاس کو دیکھا ہے اس سے میری جان ہر لحہ جسم میں لرزتی رہتی ہے۔
☆...... میں اس دن سے ڈرتا ہوں کہ مسلمان کو قرآن سے محروم نہ کر دیا جائے۔ اور مولا کریم اپنے عشق کی آگ کسی اور کے دل پر نہ ڈال دے۔

پیرِ رومی بہ زندہ رودمی گوید کہ شعرے بیار

(پیر رومیؒ زندہ رودؔ سے کہتے ہیں کہ کوئی شعر سنا)

پیر رومی آں سراپا جذب و درد — ایں سخن دانم کہ باجانش چہ کرد
از دروں آہے جگر دوزے کشید — اشک او رنگیں تر از خون شہید
آنکہ تیرش جز دل مرداں نہ سفت — سوے افغانی نگاہے کرد و گفت
دل بخوں مثل شفق باید زدن — دست در فتراک حق باید زدن
جاں ز امید است چوں جوئے رواں — ترک امید است مرگ جاوداں،
باز در من دید و گفت "اے زندہ رود — باد و بینے آتش افگن در وجود
ناقہ ماختہ و محمل گراں — تلخ تر باید نوا اے ساربان
امتحاں پاک مرداں از بلاست — تشنگاں را تشنہ تر کردن رواست
در گزر مثل کلیم از رود نیل — سوے آتش گام زن مثل خلیل!
نغمۂ مردے کہ دارد بوے دوست — ملتے را می بردتا کوے دوست"!

معانی :...... (شعرے بیار: کوئی شعر لا یعنی کوئی شعر سنا)...... جگر دوزے: جگر کو چیرنے والی۔ نہ سفت: نہیں چھیدا۔ باید زدن: لگانا چاہئے۔ فتراک: وہ تھیلا وغیرہ جو شکاری اپنے گھوڑے کے ساتھ باندھ لیتے ہیں تا کہ اس میں شکار ڈال لیں۔ آتش افگن: آگ ڈال، آگ لگا۔ ختہ: تھکی ہوئی۔ گراں: بوجھل، بھاری۔ ساربان: اونٹ کو ہانکنے والا، شتربان، اونٹوں کا محافظ۔ تشنگاں: تشنہ کی جمع، پیاسے۔ کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔ خلیل: حضرت ابراہیم خلیل اللہ، جو نمرود کی طرف سے جلائی گئی آگ میں ڈالے گئے تھے۔ (قرآنی تلمیح) می برد: لے جاتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... پیر رومی جو سراپا سوز و درد ہیں ان کی جان پر افغانی کی بات نے کیا اثر کیا۔ میں ہی جانتا ہوں۔
☆...... ان (رومیؒ) کے دل (اندر) سے ایک جگر دوز آہ نکلی۔ ان کی آنکھوں سے آنسو نکلے جو شہید کے خون سے بھی زیادہ رنگین تھے۔
☆...... وہ شخصیت (رومیؒ) جس کی نگاہ کے تیر نے بندگانِ حق کے دلوں کے سوا اور کسی کو نہیں چھیدا اس نے افغانیؔ کی طرف دیکھا اور کہا۔
☆...... دل کو شفق کی مانند خون میں رنگ لینا چاہئے اور اپنا ہاتھ اللہ کی فتراک میں دینا چاہئے۔
☆...... جان امید سے ہی بہتی ہوئی ندی کی مانند بنتی ہے۔ امید ترک کر دینا جان کی ہمیشہ کی موت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اللہ کی

رحمت سے مایوس نہ ہو"۔ (لاتقنطوا من رحمۃ اللہ)

☆...... پھر رومیؒ نے میری طرف دیکھا اور کہنے لگے کہ اے زندہ رود! دو ایک شعروں سے وجود کے اندر آگ لگا یعنی ایسے اشعار سُنا جن کو سُن کر دل میں سوز وجذبہ پیدا ہو جائے۔

☆...... ہماری اونٹنی تھک چکی یا بیمار ہے اور محمل / کجاوہ بوجھل ہے' (اب) ضروری ہے کہ ساربان کا نغمہ زیادہ تلخ ہو (تاکہ نغمے سے مست ہو کر وہ بوجھ محسوس کئے بغیر منزل کی طرف رواں رہے)۔

☆...... اللہ کے پاک بندوں کی آزمائش مصائب سے ہوتی ہے' پیاسوں کو زیادہ پیاسا کرنا جائز ہے۔

☆...... حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی طرح تو دریائے نیل سے گزر جا' اور خلیلؑ کی طرح آگ کی طرف قدم بڑھا۔

☆...... ایسا مردانہ نغمہ سنا جس سے دوست (محبوب حقیقی) کی خوشبو آئے تاکہ ملت کو دوست کے کوچے میں لے جائے۔

غزل زندہ رود

این گل و لالہ تو گوئی کہ مقیم اند ہمہ — راہ پیما صفت موج نسیم اند ہمہ

معنی تازہ کہ جوئیم و نیابیم کجاست — مسجد و مکتب و میخانہ عقیم اند ہمہ

حرفے از خویشتن آموز و دراں حرف بسوز — کہ دریں خانقہ بے سوز کلیم اند ہمہ

از صفا کوشی ایں تکیہ نشیناں کم گوے — موے ژولیدہ و ناشستہ گلیم اند ہمہ

چہ حرمہا کہ درون حرمے ساختہ اند — اہل توحید یک اندیش و دونیم اند ہمہ

مشکل ایں نیست کہ بزم از سر ہنگامہ گزشت — مشکل ایں است کہ بے نقل و ندیم اند ہمہ

معانی :...... مقیم: قائم' باقی' غیر فانی' ثابت و ساکن' نہ مٹنے والا۔ راہ پیما: راستہ چلنے والے۔ جوئیم: ہم تلاش کر رہے ہیں۔ نیابیم: ہم نہیں پا رہے۔ عقیم اند: بانجھ ہیں۔ آموز: سیکھ' تعلیم۔ بسوز: جل جا۔ صفا کوشی: (باطن کی صفائی)۔ تکیہ نشیناں: تکیہ نشین کی جمع' تکیوں میں بیٹھنے والے۔ (تکیہ: درویشوں کی جائے رہائش) کم گوی: مت کہہ۔ موے ژولیدہ: الجھے ہوئے بال' پراگندہ بال۔ ناشستہ گلیم: اَن دُھلی یعنی گندی گدڑی والے۔ یک اندیش: ایک سوچ اور فکر والے۔ دونیم: دو ٹکڑے۔ نقل: شیرینی' مٹھاس۔ ندیم: دوست' ساتھی' مصاحب۔

ترجمہ وتشریح :...... تیرا یہ کہنا کہ یہ گل ولالہ غیر فانی ہیں (درست نہیں اس لئے کہ) یہ سارے کے سارے تو موجِ نسیم کی طرح راستہ چلنے والے ہیں۔

☆...... وہ نئے معنی جو ہم ڈھونڈتے ہیں وہ ہمیں مل نہیں رہے (نجانے وہ) کہاں ہیں؟ کیا مسجد اور کیا مکتب اور کیا مے خانے سب بانجھ پڑے ہیں۔

☆...... اپنے آپ سے ایک حرف (اللہ) سیکھ اور پھر اس حرف میں جل جا' کیونکہ اس خانقاہ میں سارے کلیم سوز سے خالی ہیں۔

☆...... تو ان تکیہ نشین (نام نہاد درویشوں) کی پاک باطنی کی بات نہ کر۔ ان کے بال اُلجھے ہوئے ہیں اور ان کی گدڑی اَن دُھلی / ناصاف ہے۔

☆...... انہوں نے حرم کے اندر کتنے اور حرم بنا رکھے ہیں۔ اہل توحید کی سوچ (فکر) تو واحد (ایک) ہے لیکن وہ ٹکڑوں / گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

☆...... مشکل یہ نہیں کہ بزم یعنی ملت نے ہنگامہ آرائی (جوش و جذبہ) کا خیال چھوڑ دیا ہے بلکہ مشکل یہ ہے کہ تمام اہل محفل شیرینی (کھانے کی عمدہ چیز) اور احباب (دوستوں) کے بغیر ہیں۔

فلک زہرہ

درمیان ماہ و نور آفتاب ۔۔۔ از فضائے تو بتو چندیں حجاب !

پیش ماصد پردہ را آویختند ۔۔۔ جلوہ ہائے آتشیں را بیختند

تاز کم سوزی شود دل سوز تر ۔۔۔ سازگار آید بشاخ و برگ و بر

از تب او در عروق لالہ خوں ۔۔۔ آبجو از رقص او سیماب گوں

ہم چناں از خاک خیزد جان پاک ۔۔۔ سوے بے سوئی گریزد جان پاک

در رہ او مرگ و حشر و حشر و مرگ ۔۔۔ جز تب و تابے ندارد ساز و برگ

در فضائے صد سپہر نیلگوں ۔۔۔ غوطہ پیہم خوردہ باز آید بروں

خود حریم خویش و ابراہیم خویش ۔۔۔ چوں ذبیح اللہ در سلیم خویش !

پیش او نہ آسماں نہ خیبر است ۔۔۔ ضربت او از مقام حیدرؓ است

ایں ستیزد مبدم پاکش کند ۔۔۔ محکم و سیارہ چالاکش کند !

می کند پرواز در پہنائے نور ۔۔۔ مخلبش گیرندہ جبریل وحور !

تاز "ما زاغ البصر" گیرد نصیب ۔۔۔ برمقام "عبدہ" گردد رقیب !

معانی :...... فضائے تو بتو: تہ بہ تہ (کئی تہوں والی) فضا۔ چندیں: کئی، بہت سے۔ آویختند: انہوں نے لٹکا دیئے۔ بیختند: لپیٹ دیا گیا۔ عروق: جمع عرق، رگیں۔ سیماب گوں: پارے کی طرح۔ خیزد: اٹھتی ہے۔ سوئے بے سوئی: یعنی لامکاں کی طرف۔ گریزد: دوڑتی ہے۔ ساز و برگ: ساز و سامان۔ سپہر نیلگوں: نیلے آسمان۔ نُہ: نو ۹۔ خیبر: قلعہ خیبر، یہودیوں کا قلعہ جسے حضرت علیؓ نے فتح کیا تھا۔ ستیز: جنگ۔ سیار: متحرک، بہت چلنے والی۔ مخلبش: اس کا چنگل۔ ما زاغ البصر: نہ تو (آپؐ) کی نگاہ میں کجی پیدا ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی، قرآنی تلمیح سورۃ النجم آیت ۱۷ (تلمیح آیہ شریفہ "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی) عبدہٗ: اس (خدا) کا بندہ، بحوالہ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۱۔

ترجمہ و تشریح:...... چاند اور سورج کی روشنی کے درمیان کئی تہ بتہ پردے ہیں۔

☆...... ہمارے سامنے کارکنانِ قضا و قدر نے سینکڑوں پردے لٹکا دیئے ہیں اور ان میں آتشیں جلوے لپیٹ دیئے ہیں۔ یعنی جلوؤں کو پیچ در پیچ بنا دیا گیا۔

☆...... تا کہ کم سوزی سے دل زیادہ سوز والا بن جائے اور یہ سوز شاخ اور پتوں اور پھل کے لئے سازگار ٹھہرے۔ (مفید ثابت ہو)۔

☆...... اسکی تپش سے لالہ کے پھول کی رگوں میں خون ہے (یعنی وہ سرخ ہے) ندی اسکے رقص گردش) سے پارے کی مانند بیقرار رہتی ہے۔

☆...... اسی طرح جان پاک بھی مٹی سپید اہوتی ہے اور جانِ پاک لامکاں کی طرف دوڑتی ہے۔

☆...... اس (روح) کے راستے میں موت اور بعد از موت دوبارہ زندہ ہونے کے مقامات آتے ہیں (اور اس سفر میں) اس کے پاس عشق کی تڑپ کے سوا اور کوئی سامان نہیں ہوتا۔

☆...... وہ (جانِ پاک) سینکڑوں نیلے آسمانوں کی فضا میں پیہم غوطے لگا کر باہر آتی رہتی ہے۔

☆...... یہ (جانِ پاک) آپ ہی اپنا کعبہ اور آپ ہی اپنا ابراہیمؑ (معمارِ حرم) ہے اور ذبیح اللہ (حضرت اسمٰعیلؑ) کی طرح خود ہی اپنے سامنے سرِ تسلیم خم کرتی ہے۔ (حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ کے بت گرا کر کعبہ تعمیر کیا تھا اور انکے فرزند اسمٰعیلؑ نے قربانی کیلئے اپنی جان پیش کی تھی)

☆...... اس کے سامنے یہ نو آسمان نو خیبر ہیں۔ اس کا وار حیدر کے مقام سے ہے۔

☆...... یہ ہر لحہ کی جنگ / کشمکش اسے پاک کر دیتی ہے اور اسے مضبوط و متحرک اور مستعد بناتی ہے۔

☆...... وہ نور کی وسعتوں میں پرواز کرتی ہے۔ اسکا پنجہ جبرئیل اور حور کو اپنی گرفت میں لینے والا بن جاتا ہے۔ (جبرئیل و حور کا شکار کرتا ہے)۔

☆...... یہاں تک کہ وہ "مازاغ البصر" سے حصہ پا لیتی ہے اور "عبدہ" کے مقام کی نگران (ہمسر) بن جاتی ہے۔ (جنابِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کی طرف اشارہ ہے)۔

از مقام خود نمید انم کجاست — ایں قدر دانم کہ ازیاراں جد است

اندرونم جنگ بے خیل و سپہ — بیند آں کو ہم چومن دارد نگہ

بے خبر مردان زرزم کفرودیں — جان من تنہا چوزین العابدینؑ!

از مقام و راہ کس آگاہ نیست — جز تو اے من چراغ راہ نیست!

غرق دریا طفلک و برناو پیر — جاں بساحل بردہ یک مرد فقیر!

برکشیدم پردہ ہاے این و ثاق — ترسم از وصل و بنالم از فراق!

وصل اگر پایان شوق است الحذر — اے خنک آہ و فغان بے اثر!

راہ رواز جادہ کم گیرد سراغ — گر بجانش ساز گار آید فراغ

آں دلے دارم کہ از ذوق نظر — ہر زماں خواہد جہانے تازہ تر!

رومی از احوال جان من خبیر — گفت "می خواہی دگر عالم؟ بگیر!

عشق شاطر مابدستش مہرہ ایم — پیش بنگر در سوا زہرہ ایم

عالمے از آب و خاک اور اقوام — چوں حرام اندر غلاف مشک فام

بانگاہ پردہ سوز و پردہ در — از درون میغ و ماغ او گزر

اندر و بینی خدایان کہن — می شناسم من ہمہ راتن بہ تن

بعل و مردوخ و یعوق و نسر و فسر — رم خن ولات و منات و عسر و غسر

برقیام خویش می آرد دلیل — از مزاج ایں زمان بے خلیل"

معانی :...... آں کو: وہ جو۔ رزم: جنگ۔ زین العابدینؓ: حضرت امام حسینؓ کا وہ بیٹا جو کربلا میں بچ گیا تھا۔ نوائے من: میری شاعری۔ طفلک: چھوٹا بچہ۔ برنا: جوان۔ پیر: بوڑھا۔ برکشیدم: میں نے اُٹھا/ہٹا دیئے۔ وثاق: مکان، گھر۔ ترسم: میں ڈرتا ہوں۔ الحذر: بچو۔ خنک: مبارک۔ فراغ: فرصت سکون آرام۔ خبیر: باخبر، خبر رکھنے والا۔ اللہ تعالیٰ کا نام۔ شاطر: شطرنج کا کھلاڑی۔ مہرہ: شطرنج کی گوٹ، پانسا۔ سواد: حدود، علاقہ۔ قوام: خمیر۔ مشک فام: سیاہ رنگ والا۔ پردہ در: پردہ پھاڑنے والی۔ میغ: بادل۔ ماغ: دھند۔ خدایان کہن: پرانے بت جنہیں لوگ بطور رپوجتے تھے۔ تن بہ تن: ایک ایک کرکے۔ بعل......حسر: یہ سب پرانے بتوں کے نام ہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... میں نہیں جانتا کہ میرا مقام کہاں ہے۔ اتنا جانتا ہوں کہ وہ دوستوں (عام لوگوں) سے جدا/الگ ہے۔

☆...... میرے اندر فوج اور لشکر کے بغیر جنگ جاری رہتی ہے۔ اسے وہی دیکھ سکتا ہے جو میری طرح صاحب نگاہ (صاحب بصیرت) ہو۔

☆...... لوگ کفر اور دین کے درمیان اس جنگ سے بے خبر ہیں۔ میری جان زین العابدینؓ کی طرح تنہا ہے۔

☆...... (اس دور میں) منزل اور راستے سے کوئی بھی شخص آگاہ نہیں۔ میری شاعری کے سوا راستے کا اور کوئی چراغ نہیں ہے۔

☆...... جوان اور بوڑھے (سب چھوٹے بڑے) غفلت کے سمندر میں غرق ہیں، صرف ایک فقیر مرد (اقبالؒ) جان بچا کر ساحل تک پہنچا ہے۔ یعنی پوری قوم بری طرح غفلت کا شکار ہے)۔

☆...... میں (زندہ رود، علامہ) نے اس حریم (کائنات) کے غفلت کے مکان کے پردے ہٹا دیئے ہیں۔ میں وصل سے ڈرتا ہوں۔ جبکہ ہجر میں آہ وزاری کرتا ہوں۔

☆...... اگر وصل سے شوق ختم ہو جائے تو خدا اس سے بچائے۔ (اس سے بچو) وہ آہ وفغاں مبارک (بہتر) ہے۔ جس کا کوئی اثر نہیں ہے۔

☆......راستہ چلنے والے کی جان کو اگر فراغت راس آجائے تو وہ پھر راستے کا سراغ ہی نہیں لگاتا۔

☆...... میں وہ دل رکھتا ہوں یا میرے سینے میں ایک ایسا دل ہے جو ذوقِ نظر کے سبب ہر پل ایک نئی دنیا کی آرزو میں رہتا ہے۔

☆...... رومیؒ نے جو میری جان کی کیفیات سے باخبر ہے، کہا "کیا تم کوئی اور جہان چاہتے ہو؟ تو یہ لو۔

☆...... عشق شطرنج کا کھلاڑی ہے اور ہم اس کے ہاتھ میں شطرنج کی گوٹ/پانسا ہیں۔ سامنے دیکھ اب ہم زہرہ کی حدود میں ہیں۔

☆...... یہ ایسا جہان ہے جس کا خمیر پانی اور مٹی سے ہے۔ کعبہ کی طرح یہ سیاہ رنگ کے غلاف میں ہے۔ یعنی اس کی فضا تاریک ہے۔ پانی اور مٹی کے خمیر سے مراد شاید زہرہ کی طرف اشارہ ہے جو دنیا میں ایک رقاصہ تھی، ہاروت وماروت دو فرشتے دنیا میں آئے اور اس پر عاشق ہو گئے۔ اور قدرت نے انہیں چاہ بابل میں اُلٹا لٹکا دیا۔

☆......پردے کو جلا دینے والی اور پردہ ہٹا دینے والی نگاہ سے اس کے بادلوں اور دھند میں سے گزر جا۔

☆...... وہاں تو پرانے خدایانِ باطل پائے گا۔ میں ان میں سے ایک ایک کو خوب پہچانتا ہوں۔

☆...... یہ پرانے خدا (یابت) ان ناموں سے مشہور تھے: بعل۔ مردوخ۔ یعوق۔ نسر۔ فسر۔ رم۔ خن۔ لاتغ۔ منات۔ عسر اور خسرود۔

☆...... یہ پرانے خدا اپنے زندہ ہونے پر آج کے دَور کے مزاج کی دلیل لاتے ہیں جو ابراہیمؑ جیسے بت شکن سے خالی ہے۔

مجلس خدایان اقوام قدیم

(پرانے زمانے کی قوموں کے خداؤں کی مجلس)

آں ہوا ے تندو آں شبگوں سحاب — برق اندر ظلمتش گم کردہ تاب
قلزمے اندر ہوا آویختہ — چاک دامان و گہر کم ریختہ!
ساحلش ناپید و موجش گرم خیز — گرم خیز و باہو اہاکم ستیز!
رومی و من اندر آں دریائے قیر — چوں خیال اندر شبستان ضمیر!
او فرہا دیدہ و من نوسفر — درد و چشم ناصبور آمد نظر
ہر زماں گفتم نگاہم نارساست — آں دگر عالم نمی بینم کجاست
تانشان کوہسار آمد پدید — جوئبار و مرغزار آمد پدید!
کوہ و صحرا صد بہار اندر کنار — مشکبار آمد نسیم از کوہسار!
نغمہ ہاے طائران ہم نفس — چشمہ زار و سبزہ ہاے نیم رس
تن زفیض آں ہوا پایندہ تر — جان پاک اندر بدن بنیندہ تر
از سر کہ پارہ کردم نظر — خرم آں کوہ و کمر آں دشت و در!
وادی خوش بے نشیب و بے فراز — آب خضر آرد بخاک او نیاز
اندریں وادی خدایان کہن — آں خداے مصر و ایں رب الیمن
آں زار باب عرب ایں از عراق — ایں اللہ الوصل وآں رب الفراق
ایں زنسل مہر و داماد قمر — آں بہ زوج مشتری دارد نظر
آں یکے دردست او تیغ دورد — واں دگر پیچیدہ مارے در گلو
ہر یکے ترسندہ از ذکر جمیل — ہر یکے آزردہ از ضرب خلیل
گفت مردوخ "آدم از یزداں گریخت — از کلیسا و حرم نالاں گریخت
تا بیفزاید بادراک و نظر — سوے عہد رفتہ باز آید نگر!
می برد لذت زآثار کہن — از تجلی ہاے مادارد سخن!
روزگار افسانہ دیگر کشاد — می وزد زاں خاکداں باد مراد!"
بعل از فرط طرب خوش می سرود — بر خدایاں راز ہاے ماکشود!

معانی :....... (اقوام: جمع قوم، قومیں۔ قدیم: پرانا، ہمیشہ، پرانی)...... شب گوں سحاب: رات کی مانند سیاہ بادل۔ ظلمتش: اس کی تاریکی، اندھیرا۔ تاب: چمک۔ قلزمے: ایک ایسا سمندر۔ ہوا: فضا۔ آویختہ: لٹکا ہوا۔ کم ریختہ: نہیں گرتے تھے۔

کم ستیز: نہ ٹکرانے والی۔ دریائے قیر: سیاہ سمندر۔ نوسفر: نیا نیا سفر کرنے والا۔ ناصبور: بیقرار، بے چین۔ آمد پدید: ظاہر ہوا، آیا۔ مشکبار: خوشبو پھیلانے والی۔ ہم نفس: ایک دوسرے کے ساتھی، ہمدم۔ نیم رس: تازہ تازہ اُگا ہوا۔ از سرِ کہ پارہ ے: ایک پہاڑی پر سے۔ خرم: مبارک، اچھا۔ کمر: پہاڑ کی وادی۔ در: درّہ، گھاٹی۔ نشیب: پست، نیچا، نیچ۔ فراز: اونچا۔ رب الیمن: اہل یمن کا خدا۔ ارباب: جمع رب، خدا۔ دھاری: تلوار۔ پیچیدہ: لٹکا ہوا۔ ترسندہ: ڈرانے والا۔ گریخت: دوڑ گیا، بھاگ گیا۔ بیفزاید: اضافہ کرے۔ ادراک: فہم، سمجھ۔ می وزد: چل رہی ہے۔ فرطِ طرب: بہت خوش۔ کشود: کھولے۔

ترجمہ وتشریح:...... تیز ہوا تھی، بادل رات کی طرح سیاہ جسکی تاریکی (سیاہی) میں بجلی اپنی چمک بھی کھو چکی تھی۔ (تاریک ماحول تھا)

☆...... وہ ہوا میں لٹکا ہوا ایک سمندر تھا جس کا دامن تو پھٹا ہوا تھا لیکن اس میں سے موتی نہیں گرتے تھے۔

☆...... اس کا ساحل ناپید تھا۔ جبکہ اس کی موجیں گرم خیز تھیں۔ یہ موجیں تیزی سے اُٹھ رہی تھیں لیکن ہوا سے نہیں ٹکرا رہی تھیں۔

☆...... رومی اور میں اس سیاہ سمندر میں کچھ اس طرح تھے جیسے ضمیر کے شبستان میں خیال ہو۔

☆...... انہوں (رومیؒ) نے تو بہت سے سفر دیکھے ہوئے تھے۔ جبکہ میں نیا نیا مسافر بنا تھا۔ اس صورت حال میں میری دونوں آنکھوں میں نظر بیقرار ہو گئی۔

☆...... میں ہر لحہ یہ کہتا تھا کہ میری نگاہ وہاں تک نہیں پہنچ رہی۔ وہ دوسرا جہاں جس کا ذکر آپ (رومی) نے کیا تھا وہ کہاں ہے مجھے نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ کوہسار کا نشان ظاہر ہوا۔ ندی اور سبزہ زار نظر آ گئے۔

☆...... یہاں کے پہاڑ اور صحرا ایسے تھے جن میں سینکڑوں بہاریں تھیں۔ ان پہاڑوں سے آنے والی بادِ نسیم میں خوشبو رچی بسی تھی۔

☆...... وہاں ایک طرح کے راگ الاپنے (یعنی چہچہانے) والے پرندوں کے نغمے تھے، اور چشموں کا سلسلہ اور تازہ اگا سبزہ تھا۔

☆...... اس فضا کے فیض سے جسم اور زیادہ پائیدار ہو گیا جبکہ بدن میں پاک جان خوب دیکھنے والی بن گئی۔

☆...... میں نے ایک پہاڑی پر سے نظر ڈالی۔ وہ پہاڑ اور وادی اور وہ دشت و در کا نظارہ بھی مبارک یا دلکش تھے، بہت پیارا تھا۔

☆...... وہ ایک ایسی خوبصورت وادی تھی جس میں کوئی نشیب و فراز تھا، جسکی خاک کے سامنے آبِ خضر (آب حیات) سراپا انکسار تھا۔

☆...... اس وادی کے اندر پرانے زمانے کے باطل خدا تھے۔ ان میں کوئی تو اہل مصر کا خدا تھا اور کوئی اہل یمن کا رب تھا۔

☆......کوئی عرب کے خداؤں میں سے تھا تو کوئی عراق والوں کا۔ ایک وصل کا دیوتا تھا تو دوسرا فراق کا رب تھا۔

☆...... یہ معبود ا دیوتا اگر سورج کی نسل سے اور چاند کا داماد تھا تو وہ ا کوئی مشتری (سیارہ) کی زوج پر نظر رکھے ہوئے یعنی مشتری کو چاہنے والا تھا۔ (مشتری کا تعلق نظام شمسی سے ہے)۔

☆...... وہ ا کوئی ایسا تھا جس کے ہاتھ میں دو دھاری تلوار تھی اور دوسرے کے گلے میں سانپ لپٹا ہوا تھا۔

☆...... یہ سب اللہ پاک کے ذکر جمیل سے خوفزدہ تھے، اور حضرت ابراہیمؑ (خلیل اللہ) ضرب سے ملول تھے۔

☆...... مردوخ نے کہا کہ آج کا انسان خدائے واحد سے بھاگ گیا (دور ہو گیا) ہے۔ وہ کلیسا اور حرم (گرجا اور مسجد) سے نالہ و فریاد کرتے ہوئے دوڑ گیا ہے (مذہب سے بیگانہ ہو گیا ہے)۔

☆...... ذرا دیکھو کہ آج کا انسان اس خاطر کہ وہ اپنی سمجھ اور نظر میں اضافہ کرے، گزرے ہوئے عہد (پرانے دور) کی طرف واپس آ رہا ہے۔

☆......آج وہ (انسان) پرانے آثار سے لذت حاصل کر رہا ہے۔ وہ ہماری تجلیوں کی بات کر رہا ہے۔

☆...... اس نے ایک اور افسانے کا باب کھولا۔ اور خاکدان (دنیا) سے ہمارے لئے موافق ہوا آ رہی ہے۔

☆...... (یہ سن کر) بعل دیوتا نے خوشی میں ایک گیت گایا اور ان خدایان باطل (دیوتاؤں) پر ہمارے راز کھولے۔

نغمہ لعل

آدم ایں نیلی تتق را بر درید — آسوے گردوں خداے را ندید
در دل آدم بجز افکار چیست — ہمچو موج ایں سرکشید و آں رمید!
جانش از محسوس می گیرد قرار — بو کہ عہد رفتہ باز آید پدید
زندہ باد افرنگی مشرق شناس — آنکہ مارا از لحد بیروں کشید!

اے خدایان کہن وقت است وقت!

معانی :....... نیلی تتق: نیلا سرا پردہ' نیلا آسمان۔ بردرید: پھاڑ ڈالا۔ رمید: دوڑ گیا' بھاگ گیا۔ بوکہ: (بود کہ) ہو سکتا ہے۔ مشرق شناس: اہل مشرق کے مزاج سے واقف۔ لحد: قبر۔

ترجمہ وتشریح :....... انسان نے اس نیلے آسمان کو پھاڑ ڈالا (یعنی وہ ستاروں تک پہنچ گیا) لیکن آسمان کے اس پار (لامکاں میں) خدا کو نہ دیکھا۔

☆....... انسان کے دل میں افکار (خیالات) کے سوا اور کیا ہے؟ (کچھ بھی نہیں ہے) موج کی طرح ایک فکر اس میں سر اٹھاتا اور دوسرا بھاگ جاتا ہے۔ (آج کا انسان صرف عقل کا بندہ ہے' سوز و عشق اس کے نزدیک بھی نہیں آیا)۔

☆....... اس کی جان محسوس (حواس خمسہ) سے قرار پاتی ہے۔ ممکن ہے کہ گزرا ہوا زمانہ (دورِ بت پرستی پھر واپس آجائے۔ (وہ روحانیت کی بجائے مادہ پرستی سے دل لگائے ہوئے ہے)۔

☆....... مشرق کا مزاج شناس افرنگی سلامت رہے۔ اسی نے ہمیں قبر سے باہر نکالا ہے۔

☆....... (مصرع) اے پرانے خداؤ! یہ وقت ہے فائدہ اٹھانے کا وقت۔ (اس وقت سے فائدہ اٹھاؤ)۔

در نگر آں حلقہ وحدت شکست — آل ابراہیم بے ذوق الست!
صحبتش پاشیدہ، جامش ریز ریز — آنکہ بود از بادہ جبریل مست!
مرد حر افتادہ در بند جہات — با وطن پیوست و از یزداں گسست!
خون او سرد از شکوہ دیریاں — لاجرم پیر حرم زنار بست!

اے خدایان کہن وقت است وقت!

معانی :....... الست: قرآنی آیت' اللہ تعالیٰ نے عالمِ ارواح میں روحوں سے فرمایا' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ روحوں نے جواب میں کہا کہ ہاں تو ہی ہمارا رب (پالنے والا) ہے۔ پاشیدہ: منتشر' پراگندہ' بکھر گئی۔ صحبتش: اس کی محفل۔ مردِ حر: آزاد مرد۔ پیوست: مل گیا' جڑ گیا۔ گسست: جدا ہو گیا۔ دیریاں: جمع دیری' مندر والے' بت پرست۔

ترجمہ وتشریح :....... دیکھو وہ توحید کا حلقہ ٹوٹ چکا ہے۔ اولادِ ابراہیمؑ ''الست'' (عشق الٰہی) کے ذوق سے محروم ہے۔ (خدا پر ایمان رکھنے والے مسلمان بھی روحوں کی اس ''ہاں'' کو بھول گئے ہیں۔)

☆....... وہ مسلمان جو کبھی جبرئیل کی شراب سے مست تھے' ان کی محفل منتشر پراگندہ ہو چکی ہے اور ان کا جام ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔ (ملی

وحدت انتشار وافتراق کا شکار ہو چکی ہے)۔

☆...... آزاد مرد اب اطراف کی بندشوں میں گرفتار ہے۔ وہ وطن سے وابستہ ہو کر خدا کو چھوڑ رہا ہے۔

☆...... ان کا خون بت پرستوں (مشرکوں) کے دبدبہ سے سرد ہو چکا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پیر حرم نے زنار (جینو) باندھ لیا ہے۔ (جینو برہموں کا مقدس دھاگہ ہے) وہ غیر اسلامی عقیدوں کا شیدائی بن گیا ہے۔

☆...... (مصرع) اے پرانے خداؤ! یہ وقت ہے فائدہ اٹھانے کا 'وقت۔

در جہاں باز آمد ایام طرب ۔۔۔ دیں ہزیمت خوردہ از ملک و نسب!

از چراغ مصطفیٰؐ اندیشہ چیست؟ ۔۔۔ زانکہ اور اپف زند صد بولہب!

گرچہ می آید صدائے لا الہ ۔۔۔ آنچہ از دل رفت کے ماند بہ لب!

اہرمن را زندہ کرد افسون غرب ۔۔۔ روز یزداں زرد رو از بیم شب!

اے خدایان کہن وقت است وقت!

معانی :...... ہزیمت خوردہ: شکست کھایا ہوا۔ اندیشہ: خوف' ڈر۔ پف زند: پھونک / پھونکیں مار رہے ہیں۔ بولہب: حضور اکرم کا ایک چچا جو اسلام کا بہت مخالف اور آپ کا دشمن تھا۔ کے ماند: کیسے رہتا ہے یا رہ سکے گا۔ اہرمن: برائیوں کا خدا' شیطان' ابلیس۔

ترجمہ وتشریح :...... دنیا میں پھر ہماری خوشی کا دور واپس آ گیا ہے۔ دین (اسلام)' ملک اور نسب سے شکست کھا گیا ہے۔ (مذہب کی بجائے ان کا سارا زور فرقہ بندی اور حسب نسب وغیرہ پر ہے)۔

☆...... (حضور اکرم محمدؐ) کے چراغ سے اب ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی' اس لئے کہ اب سینکڑوں بولہب اسے بجھانے کے لئے پھونکیں مار رہے ہیں۔

☆...... اگر چہ لا الہٰ (توحید ایزدی) کی آواز آ رہی ہے جب توحید دل سے نکل گئی ہو وہ بھلا ہونٹوں پر کب تک رہے گی۔

☆...... مغرب کے جادو نے شیطان کو زندہ کر دیا ہے۔ خدا کا دن' رات کے خوف سے زرد رو ہو گیا ہے۔

☆...... (مصرع) اے پرانے خداؤ! یہ وقت ہے فائدہ اٹھانے کا وقت (وقت سے فائدہ اٹھاؤ)۔

بند دیں از گردنش باید کشود ۔۔۔ بندہ ما بندہ آزاد بود

تا صلوات او راگراں آید ہے ۔۔۔ رکعتے خواہیم واں ہم بے سجود

جذبہ ہا از نغمہ می گردد بلند ۔۔۔ پس چہ لذت در نماز بے سرود!

از خداوندے کہ غیب او را سزد ۔۔۔ خوشتر آں دیوے کہ آید در شہود!

اے خدایان کہن وقت است وقت!

معانی :...... باید کشود: کھول دینا چاہئے۔ بے سرود: بغیر نغمہ یا راگ کے۔ سزد: شایان / قابل / لائق ہے۔ دیو: وہ دیوتا۔ آید در شہود: جو سامنے نظر آتا ہے' ظاہر ہوتا ہے۔

ترجمہ وتشریح :...... اس کی گردن کو دین کے پھندے سے رہائی دلانی چاہئے۔ ہمارا بندہ تو آزاد بندہ تھا۔ (جو چاہتا تھا وہ کر

لیتا تھا لیکن اسلام نے اسے کئی پابندیوں میں جکڑا ہوا ہے)۔

☆...... چونکہ نماز مسلمان کیلئے ایک بوجھ بن چکی ہے اس لئے ہم اس سے صرف ایک رکعت چاہتے ہیں اور وہ بھی سجدے کے بغیر ہو۔

☆...... انسانی جذبات تو نغمے (موسیقی) سے بلند ہوتے ہیں' اس نماز کا کیا لطف جس میں کوئی راگ / نغمہ نہ ہو۔

☆...... وہ خدا جسے غیب میں رہنا ہی پسند ہے اس سے وہ دیوتا (شیطان) کہیں اچھا ہے جو سامنے نظر آئے (ظاہر تو ہے)۔

☆...... (مصرع) اے پرانے خداؤ! یہ وقت ہے فائدہ اُٹھانے کا وقت۔ فائدہ اٹھاؤ۔

فرو رفتن بدریائے زہرہ و دیدن ارواحِ فرعون و کشنر را

(دریائے زہرہ میں اترنا اور فرعون اور کچنر کی روحوں کو دیکھنا)

پیر روم آں صاحب 'ذکر جمیل' ضرب او را سطوت ضرب خلیل

ایں غزل در عالم مستی سرود ہر خدا اے کہنہ آمد در سجود !

معانی :...... (دیدن: دیکھنا)...... ارواح: جمع روح' روحیں۔ فرعون: حضرت موسیٰ کے زمانے کا شاہِ مصر جو خدا ہونے کا دعویدار تھا۔ اس نے اسرائیل قوم پر بڑے ظلم کئے تھے۔ حضرت موسیٰ قوم کو بچانے کے لئے دریائے نیل سے گزر گئے۔ فرعون اور اس کے لشکر نے ان کا تعاقب کیا اور دریا میں غرق ہو گئے۔ کشنر: لارڈ کچنر' ولادت برطانیہ ۱۸۵۰ء۔ وہ ۱۸۸۵ء میں مصر آیا اور وہاں کا سپہ سالار بنایا گیا۔ ۱۸۹۶ء میں مصریوں کو غلام بنانے کے بدلے میں اسے میجر جنرل کا عہدہ دیا گیا۔ ۱۸۹۸ء میں اس نے خرطوم فتح کیا اس پر اسے ''لارڈ'' کا خطاب دیا گیا۔ اسلامی مجاہدین کو تباہ کرنے کے بدلے میں پارلیمنٹ نے اسے تیس ہزار پونڈ نقد عنایت کئے۔ اس نے سوڈان کے مسلمانوں کو آزادی سے محروم کیا اور مہدی سوڈانی کی قبر کھود کر اس کی لاش کو بے حرمت کرنے کے صلے میں انگلستان کے عالموں نے اسے ''ڈاکٹر آف سول لا'' کی ڈگری دی۔ ۱۹۰۰ء میں اس نے جنوبی افریقہ کو برطانیہ کا غلام بنایا' اس پر اسے پارلیمنٹ نے پچاس ہزار پونڈ نقد ادا کئے۔ ۱۹۰۳ء میں اسے جنرل بنا کر ہندوستان کی فوجوں کا سپہ سالار بنایا گیا۔ ۱۹۱۰ء میں اسے ''فیلڈ مارشل'' کا عہدہ دیا گیا۔ ۱۹۱۴ء میں اسے جنگی کونسل کا کارکن بنایا گیا اور مغربی محاذ کا سپہ سالار بنایا گیا' ۵ جولائی ۱۹۱۶ء کو ہمپ شائر نامی جہاز کے غرقاب ہونے سے وہ جہنم رسید ہوا۔ اس نے خرطوم فتح کیا تھا۔ اس لئے اسے ''ذوالخرطوم'' کہا جاتا ہے' ان واقعات سے اہلِ برطانیہ کے نام نہاد مہذب ہونے کا علم ہوتا ہے۔

صاحبِ ذکر جمیل: خدا کا ذکر کرنے والا' رومی کی مثنوی معنوی کو فارسی کا قرآن کہا جاتا ہے۔ غالباً مولانا جامی کا شعر ہے:

مثنوی مولوی معنوی
ہست قرآن در زبانِ پہلوی

معانی:...... سطوت: دبدبہ' رعب۔

ترجمہ وتشریح:...... پیر روم نے' جو صاحبِ ذکر جمیل ہیں اور ان کی ضرب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ضرب کا سا دبدبہ ہے۔

☆...... انہوں نے یہ غزل مستی کی حالت میں یا عالم مستی میں گائی' جسے سن کر ہر پرانا خدا (دیوتا) سجدے میں گر گیا۔

غزل

"باز بر رفتہ و آیندہ نظر باید کرد
ہلہ برخیز کہ اندیشہ دگر باید کرد
عشق برناقہ ایام کشد محمل خویش
عاشقی ؟ راحلہ از شام و سحر باید کرد
پیر ماگفت جہاں بر روشے محکم نیست
از خوش و ناخوش او قطع نظر باید کرد
تو اگر ترک جہاں کردہ سرا و داری
پس نخستیں زسر خویش گزر باید کرد
گفتمش دردل من لات ومنات است بسے
گفت ایں بتکدہ را زیر و زبر باید کرد"

معانی :...... باز: پھر۔ باید کرد: کرنی (کرنا) چاہئے۔ ہلہ: ہاں، ہوشیار۔ برخیز: اٹھ۔ راحلہ: سواری۔ سرِ اوداری: تو اس کا آرزومند ہے۔ نخستین: پہلے۔ گفتمش: میں نے اس سے کہا۔ زیروزبر باید کرد: تباہ و برباد کردینا چاہئے۔

ترجمہ وتشریح :...... گذشتہ اور آئندہ پر پھر سے نظر دوڑانی چاہئے۔ ہاں! اٹھ کہ ایسے سب امور کے بارے میں دوبارہ سوچنے کی ضرورت ہے۔

☆...... عشق نے زمانے کی اونٹنی پر اپنا کجاوہ باندھ لیا ہے۔ کیا تو عاشق ہے؟ اگر تو واقعی عاشق ہے تو پھر تجھے چاہئے کہ تو صبح اور شام کو اپنی سواری بنائے۔

☆...... ہمارے پیارے نے کہا جہان کسی ایک روش پر مستقل طور پر قائم نہیں رہتا، اس کے اچھے اور برے سے چشم پوشی کرنی چاہئے۔ اس کی پسند اور ناپسند کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ فانی بدایونی نے یہ بات ذرا بدل کر کی ہے۔

غم بھی گذشتنی ہے، خوشی بھی گذشتنی
کر غم کو اختیار کہ گذرے تو غم نہ ہو

☆...... اگر تو ترکِ دنیا کر کے اس (خدا) کا خواہش مند ہے تو پھر (اس کے لئے) تجھے پہلے اپنے سر سے گزر جانا چاہئے یعنی اپنے سر کی خیر منانا چاہئے۔ (یعنی نفس امارہ کی خواہشات کو ترک کرنا چاہئے)۔

☆...... میں نے اپنے پیر سے کہا کہ میرے دل میں تو بہت سے لات ومنات جیسے بت بسے ہوئے ہیں (مختلف مادی خواہشات وغیرہ) اس پر اس نے کہا کہ اس بت کدے کو تباہ کر دینا چاہئے۔ (ایسے دل کو ان خواہشات سے پاک کر دینا چاہئے)۔

باز بامن گفت "برخیز اے پسر
جز بدامانم میاویز اے پسر
آں کہستاں، آں جبال بے کلیم
آنکہ از برف است چوں انبار سیم !
در پس او قلزم الماس گوں
آشکارا تردرونش از بروں!
نے بموج و نے بسیل اور اخلل
در مزاج او سکون لم یزل
ایں مقام سرکشان زور مست
منکران غائب و حاضر پرست !
آں یکے از شرق واں دیر زعرب
ہر دو بامردان حق در حرب و ضرب !
آں یکے بر گردنش چوب کلیم
واں دگرا زتیغ درویشے دونیم !

ہر دو فرعون ایں صغیر وآں کبیر	ہر دو در آغوش دریا تشنہ میر !
ہر کسے با تلخی مرگ آشناست	مرگ جباراں زآیات خداست !
در پئے من پانہ از کس مترس	دست درد ستم بدہ ازکس مترس
سینہ دریا چوموسیٰ بردرم	من ترا اندر ضمیر او برم"

معانی :...... میاویز: مت لٹک' پکڑ۔ جبال: جمع' جبل' پہاڑ۔ انبارِسیم: چاندی کا ڈھیر۔ الماس گوں: ہیرے کے رنگ والا۔ سکونِ لم یزل: مسلسل سکون' وہ سکون جسے زوال نہیں ہے۔ سرکشاں: جمع سرکش' یعنی باغی' حکم نہ ماننے والے۔ زورمست: اپنی طاقت میں مست۔ حاضر پرست: جو کچھ سامنے ہواس کے پرستار۔ دونیم: دوٹکڑے۔ صغیر: چھوٹا۔ کبیر: بڑا۔ تشنہ میر: پیاسے مرنے والے۔ جباراں: جبار کی جمع' اللہ کے بندوں پر بہت ظلم کرنے والے۔ آیات: جمع آیت' نشانیاں۔ پانہ: پاؤں رکھ' چل۔ مترس: مت ڈر۔ بردرم: میں پھاڑ دوں گا۔ برم: میں لے جاؤں گا۔

ترجمہ وتشریح:...... پھر وہ مجھ سے کہنے لگے کہ اے بیٹے اٹھ تاکہ ہم اپنا سفر جاری رکھیں' تو اے بیٹے میرے دامن کے سوا کسی اور کا دامن نہ تھام۔

☆...... (جب آگے بڑھے تو) ایک ایسا کوہستان نظر آیا' جو کلیم (حضرت موسیٰ) کے بغیر تھا (جس پر کوئی کلیم نہ تھا) اور جو برف کی وجہ سے یوں لگ رہا تھا جیسے چاندی کا ڈھیر لگا ہو۔ (برف سے چاندی کے انبار کی مانند تھا)۔

☆...... اس کے پیچھے ہیرے کے سے رنگ کا ایک سمندر تھا جس کا اندر اس کے باہر سے زیادہ ظاہر تھا۔

☆...... نہ تو کسی موج کے باعث اور نہ سیلاب سے اس میں کوئی خلل واقع ہو رہا تھا۔ اس کے مزاج میں لافانی (مستقل) سکون تھا۔

☆...... یہ زورمست سرکشوں کا مقام ہے۔ وہ جو غائب کے منکر تھے۔ اور صرف حاضر کے پرستار تھے۔

☆...... ان میں ایک کا تعلق مشرق سے ہے' یعنی فرعون اور دوسرے کا تعلق مغرب' یورپ سے ہے' یعنی لارڈ کچنر' یہ دونوں اپنی زندگی میں مردانِ حق سے برسرِ پیکار رہے۔

☆...... ان میں سے ایک کی گردن پر حضرت موسیٰ کی لکڑی یعنی عصا نے ضرب لگائی۔ (مراد فرعون) اور دوسرا وہ جو ایک درویش کی تلوار سے دوٹکڑے ہوا یعنی لارڈ کچنر۔ (درویش سے مراد مہدی سوڈانی ہے)۔

☆...... یہ دونوں فرعون تھے۔ ایک بڑا ایک چھوٹا۔ یہ دونوں دریا کی آغوش میں پیاسے مرے۔

☆...... ہر کسی کو موت کی تلخی سے آشنا ہونا پڑتا ہے' ہر کسی کو ایک روز مرنا ہے۔ لیکن جابر لوگوں کی موت خدا کی نشانیوں میں سے ہوتی ہے۔

☆...... تو میرے پیچھے چلتا آ اور کسی سے خوف نہ کھا۔ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے اور کسی سے نہ ڈر۔

☆...... میں موسیٰ کی طرح دریا کا سینہ چیر دوں گا اور تجھے دریا کی تہ تک لے جاؤں گا۔

بحر برما سینہ خود را کشود	یا ہوا بود و چو آبے وا نمود
قعر اویک وادی بے رنگ و بو	وادی تاریکی او تو بتو
پیر رومی سورہ طٰہ سرود	زیر دریا ماہتاب آمد فرود !
کوہ ہائے شستہ و عریان و سرد	اندراں سرگشتہ و حیراں دو مرد !
سوئے رومی یک نظر نگریستند	باز سوے یک دگر نگریستند

گفت فرعون ایں سحر! ایں جوے نور! از کجا ایں صبح وایں نور و ظہور!

معانی ...... کشود: کھول دیا۔ وانمود: دکھائی دیتی (ظاہر) تھی۔ قعر: گہرائی۔ توبتو: تہ بتہ بہت سی تہوں والی۔ سورۂ طٰہٰ: قرآن کریم کی بیسویں سورت جو آنحضرتؐ کے اسم (نام) مبارک طٰہٰ (طاہر) سے شروع ہوتی ہے۔ آمد فرود: طلوع ہو گیا۔ شستہ: دھلے ہوئے صاف۔ عریاں: ننگا یعنی سبزے کے بغیر۔ سرگشتہ: حیران و پریشان۔ نگریستند: انہوں نے دیکھا۔

ترجمہ وتشریح: ...... سمندر نے ہمارے لئے اپنا سینہ کھول دیا یا پھر وہ کوئی ہوا تھی جو پانی دکھائی دے رہی تھی۔

☆...... اس سمندر کی گہرائی میں ایک رنگ و بو سے عاری وادی تھی ایسی وادی جس کی تاریکی تہ بہ تہ تھی۔ (جس کے اندر تاریکی کے پردے پڑے ہوئے تھے)۔

☆...... پیر رومیؒ نے سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کی اور سمندر کی تہ سے چاند اُبھر آیا۔ (چاندنی پھیل گئی)۔

☆...... اس روشنی میں جو کچھ نظر آیا وہ دھلے ہوئے سبزہ سے خالی اور ٹھنڈے پہاڑ تھے انکے اندر دو حیران اور پریشان آدمی پھر رہے تھے۔

☆...... پہلے انہوں نے رومیؒ کی طرف ایک نظر دیکھا، پھر وہ آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

☆...... فرعون نے کہا، یہ صبح یعنی صبح کی روشنی اور یہ نور کی ندی؟ یہ صبح اور یہ نور وظہور کہاں سے آیا ہے؟

رومی

ہر چہ پنہاں است ازو پیداستے اصل ایں نور از ید بیضاستے!

معانی :...... پیداستے: ظاہر ہے۔ ید بیضا: روشن ہاتھ، حضرت موسیٰؑ کا معجزہ، جب وہ اپنا ہاتھ آستین سے باہر نکالتے تھے تو وہ روشن ہو جاتا تھا۔

ترجمہ وتشریح :...... جو کچھ بھی چھپا ہوا ہے، وہ اس نور سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس نور کی بنیاد / اصل ید بیضا سے ہے۔ (یہ نور سورۂ طٰہٰ کی تلاوت بابرکت کے طفیل سے ہے)۔

فرعون

آہ نقد عقل و دیں درباختم دیدم و ایں نور را نشناختم!
اے جہاں داراں سوے من بنگرید اے زیاں کاراں سوے من بنگرید!
وا اے قومے از ہوس گردیدہ کور می برد لعل و گہر از خاک گور!
پیکرے کو درعجائب خانہ ایست برلب اموش او افسانہ ایست!
از ملوکیت خبر ہامی دہد کور چشماں را نظر ہامی دہد
چیست تقدیر ملوکیت؟ شقاق محکمی جستن زتدبیر نفاق!
ازبد آموزی زبوں تقدیر ملک باطل و آشفتہ تر تدبیر ملک!
باز اگر بینم کلیم اللہ را خواہم از وے یک دل آگاہ را

معانی :...... درباختم: ہار دی۔ نشناختم: میں نے نہ پہچانا۔ بنگرید: تم دیکھو۔ زیاں کاراں: زیاں کار کی جمع' نقصان اٹھانے والے۔ گردیدہ کور: اندھی ہو گئی۔ کور چشماں: کور چشم کی جمع' اندھی آنکھ والے' اندھے' نابینے۔ شقاق: نفاق یا اختلاف پیدا کرنا۔ جستن: تلاش کرنا۔ بدآموزی: براطور طریقہ' برائی سیکھنا۔

ترجمہ وتشریح:...... افسوس میں نے عقل اور دین کی نقدی ہار دی۔ میں نے اس نور کو دیکھا بھی لیکن میں اسے پہچان نہ سکا۔

☆...... اے دنیا دارو (دنیا کے حکمرانو) میری طرف دیکھو اور اے نقصان اٹھانے والو میری طرف دیکھو (میرے عبرتناک انجام سے سبق حاصل کرو)۔

☆...... افسوس اس قوم پر جو حرص وہوس سے اندھی ہو گئی ہے۔ وہ قبر کی مٹی سے بھی لعل و گہر لے جاتی ہے۔ (انگریزوں نے فرعون کا مقبرہ کھود کر اس سے زر و جواہر اور قیمتی اشیاء غائب کر لی تھیں)۔

☆...... وہ مجسمے جو ان کے عجائب خانہ میں پڑے ہیں' اس کے خاموش ہونٹوں پر ایک افسانہ ہے۔

☆...... وہ پادشاہت کے انجام کی خبر دیتے ہیں۔ وہ اندھوں کو آنکھیں عطا کرتے ہیں۔

☆...... پادشاہت کی تقدیر کیا ہے؟ وہ ہے پھوٹ ڈالنا اور نفاق کی تدبیر سے اپنی حکومت کا استحکام تلاش کرنا۔ (انگریز نے یہی ابلیسی پالیسی اپنائی ہے)۔

☆...... ایسا براطرزِ عمل سکھانے کے سبب ملک کی تقدیر بری ہو جاتی ہے اور ملک کی تقدیر زیادہ باطل اور انتشار کا شکار ہو جاتی ہے۔ ملک تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور رعایا پریشان ہو جاتی ہے)۔

☆...... اگر میں (فرعون) حضرت موسیٰؑ کو پھر دیکھ لوں تو میں ان سے ایک آگاہ دل کی خواہش (فرمائش)۔

رومی

حاکمی بے نور جاں خام است خام ۔۔۔ بے ید بیضا ملوکیت حرام

حاکمی از ضعف محکوماں قوی است ۔۔۔ بیخش از حرمان محروماں قوی است !

تاج از باج است و از تسلیم باج ۔۔۔ مرد اگر سنگ است میگرد دزجاج !

فوج و زندان و سلاسل رہزنی است ۔۔۔ اوست حاکم کزچنیں ساماں غنی است

معانی :...... ضعفِ محکوماں: مطیع یا محکوموں کی کمزوری۔ بیخش: اس کی جڑ' (بنیاد) حرمان: محروم یا ناکام ہونا۔ باج: خراج' ٹیکس تسلیم۔ باج: خراج دینا۔ زجاج: شیشہ۔ سلاسل: جمع سلسلہ' زنجیریں۔ غنی: بے نیاز' دولت مند۔

ترجمہ وتشریح:...... نورِ جاں کے بغیر حکمرانی خام ہے' خام اور یدِ بیضا کے بغیر ملوکیت (پادشاہت) حرام ہے۔

☆...... حاکمیت محکوموں (رعایا) کی کمزوری کے باعث قوت پکڑتی ہے۔ اس کی جڑ محروموں کی محرومی سے قوی ہوتی ہے۔

☆...... تاج (بادشاہت کا وجود) خراج لینے اور رعایا کے خراج دینے پر مبنی ہے۔ اس سے پتھر جیسا قوی انسان بھی شیشے کی طرح نازک یا کمزور ہو جاتا ہے۔

☆...... فوج' قید خانہ اور زنجیریں سب رہزنی ہیں۔ حقیقی حاکم وہی ہے جو ان اشیاء سے بے نیاز ہے۔

ذوالخرطوم

مقصد قوم فرنگ آمد بلند
از پئے لعل و گہر گورے نکند
سرگزشت مصر و فرعون و کلیم
می تواں دیدن زآثار قدیم !
علم و حکمت کشف اسرار است وبس
حکمت بے جستجو خوار است و بس

معانی :...... گورے نکند: اس نے کوئی قبر نہ کھودی۔ می تواں دیدن: دیکھی جاسکتی ہے۔ اسرار: جمع سر بمعنی بھید۔ کشف: کھولنا' ظاہر کرنا' پردہ اٹھانا۔ بے جستجو: تحقیق کے بغیر۔ جستجو: تلاش۔

ترجمہ وتشریح :...... انگریزوں کا مقصد بلند ہے۔ انہوں نے لعل وگہر کی خاطر (فرعونوں) کوئی قبر نہیں کھودی۔ (لارڈ کچنر نے چونکہ خرطوم فتح کیا تھا اس لئے حکومت انگلستان نے اسے لارڈ آف خرطوم کا خطاب دیا تھا جسے عربی میں ذوالخرطوم کہا جاتا ہے)

☆...... مصر اور فرعون اور (حضرت موسیٰ) کلیم کی سرگذشت آثارِ قدیمہ سے دیکھی جاسکتی ہے۔

☆...... علم وحکمت تو صرف رازوں کے ظاہر کرنے کا نام ہے۔ بغیر جستجو کے جو حکمت ہے وہ تو بس ذلیل ورسوا ہے۔

فرعون

قبر مارا علم و حکمت برکشود
لیکن اندر تربت مہدی چہ بود !

معانی:...... مہدی: مہدی سوڈانی کی طرف اشارہ ہے' جس کی قبر کھود کر کچنر بدبخت نے اس کی لاش کو بے عزت کیا۔

ترجمہ وتشریح:...... ہماری قبر کو تو علم وحکمت نے کھولا (کھودا) تھا (یعنی آثارِ قدیمہ نے ہماری قبریں کھودی تھیں) لیکن مہدی سوڈانی کی قبر کے اندر کیا تھا؟ (فرعون کی یہ بات ایک لحاظ سے خبیث کچنر کے منہ پر تھپڑ ہے)۔

نمودار شدن درویش سودانی

(سوڈانی درویش کا نمودار ہونا)

برق بے تابانہ رخشید اندر آب
موجہا بالید و غلطید اندر آب
بوے خوش از گلشن جنت رسید
روح آں درویش مصر آمد پدید
در صدف از سوز او گوہر گداخت
سنگ اندر سینہ کشنر گداخت
گفت "اے کشنر اگر داری نظر
انتقام خاک درویشے نگر !
آسماں خاک ترا گورے نداد
مرقدے جز دریم شورے نداد"
باز حرف اندر گلوے او شکست
از لبش آہے جگر تابے گسست !

گفت "اے روح عرب بیدار شو	چوں نیاگاں خالق اعصار شو !
اے فواد اے فیصل اے ابن سعود	تا کجا برخویش پیچیدن چو دود !
زندہ کن در سینہ آں سوزے کہ رفت	در جہاں باز آور آں روزے کہ رفت !
خاک بطحا خالدے دیگر بزاے	نغمہ توحید را دیگر سرائے
اے نخیلی دشت تو بالندہ تر	برنخیزد از تو فاروقے دگر ؟
اے جہان مومناں مشک فام	از تو می آید مرا بوے دوام !
زندگانی تا کجا بے ذوق سیر	تا کجا تقدیر تو در دست غیر !
برمقام خود نیائی تا بکے	استخوانم در یمے نالد چونے !
از بلا ترسی؟ حدیث مصطفیٰ است	'مرد را روز بلا روز صفاست'

معانی :...... (نمودار شدن: ظاہر ہونا۔ درویشِ سودانی: مہدی سوڈانی)...... رخشید: چمکی چمکا۔ بالید: ابھریں اٹھیں بڑھیں۔ غلطید: باہم ٹکرائیں۔ رسید: پہنچی۔ گداخت: پگھل گیا۔ صدف: سیپی۔ درویشِ مصر: مراد مہدی سوڈانی جن کا نام محمد احمد بن عبداللہ تھا۔ ۱۸۶۱ء میں انہوں نے انگریزوں اور ان کے حمایتی شاہِ مصر کے خلاف جہاد شروع کیا تھا اور اپنی موت ۱۸۸۵ء تک جاری رکھا' ۱۸۹۸ء میں کچنر نے ان کی لاش کو قبر سے نکال کر سرِ عام نذر آتش کیا تھا۔ مرقدے: کوئی یا ایک قبر۔ حرف...... شکست: آواز اٹک گئی۔ جگرتابے: جگر کو پگھلا دینے والی۔ گسست: ٹوٹی۔ نیاگاں: جمع نیا' باپ دادا' اسلاف۔ اعصار: جمع عصر' زمانے۔ فواد: مصر کا بادشاہ۔ فیصل: عراق کا شاہ۔ ابنِ سعود: عرب کا بادشاہ۔ پیچیدن: بل کھانا۔ چودود: دھوئیں کی طرح۔ خاکِ بطحا: مکہ کی سرزمین۔ خالدے: کوئی خالد' اشارہ ہے خالدؓ بن ولید کی طرف جو رسولِ کریمؐ کے دور کے عظیم سپہ سالار اور فاتح تھے۔ دیگر سرائے: پھر سے گا۔ نخیل: کھجور کا درخت۔ بالندہ تر: زیادہ بلند ہوں۔ فاروقے دگر: کوئی دوسرا فاروق' مراد حضرت عمر فاروقؓ۔ استخوانم: میری ہڈی / ہڈیاں۔ یمے: ایک یا کوئی سمندر۔ ترسی؟ کیا تو ڈرتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... پانی کے اندر بجلی بے قراری کی حالت میں چمکی' پانی کے اندر موجیں اٹھیں اور آپس میں ٹکرا کر پانی میں مل گئیں۔

☆...... جنت کی طرف سے ایک خوشبو آئی اور اس مصری درویش کی روح ظاہر ہوئی۔

☆...... اس کے سوز سے سیپی میں موتی پگھل کر رہ گیا۔ کچنر کے سینے میں پتھر پگھل گیا۔ (اس کے سوز سے کچنر کے سینے کے اندر جو پتھر کا دل تھا وہ بھی یوں پگھل گیا جیسے صدف کے اندر گوہر پگھل جائے)۔

☆...... مہدی نے کہا: اے کچنر! اگر تو نظر رکھتا (صاحب بصیرت) ہے تو ایک درویش کی خاک کا انتقام دیکھ۔ (تو نے میری قبر کھود کر میری لاش کو رسوا کیا)۔

☆...... آسمان نے تیری لاش کو قبر بھی نہ دی۔ تیری قبر شور سمندر ہی میں بنی۔ (تو سمندر میں مرا اور تیری لاش کو زمین بھی نصیب نہ ہوئی)۔

☆...... پھر اس کی آواز گلے میں اٹک گئی اور اس کے ہونٹوں سے جگر کو پگھلا دینے والی ایک آہ نکلی۔

☆...... وہ (مہدی) پھر بولا کہ اے روحِ عرب بیدار ہو اور اپنے بزرگوں کی طرح نئے نئے زمانے تخلیق کر۔

☆...... اے فواد (مصر) اے فیصل (عراق) اور اے ابنِ سعود تم کب تک دھوئیں کی طرح خود میں بل (پیچ) کھاتے رہو گے۔

☆...... اپنے سینے میں وہ سوز دوبارہ پیدا کرو جو کبھی پہلے تھا اب جا چکا ہے۔ گیا ہوا زمانہ دنیا میں پھر واپس لاؤ۔

☆ ...... اے سر زمین مکہ تو پھر کوئی خالدؓ پیدا کر اور ایک بار پھر توحید کا راگ گا (چھیڑ)۔

☆ ...... تیرے صحرا کے کھجور کے درخت اور بلند ہوں۔ کیا تیرے اندر سے کوئی اور یا دوسرا (عمر) فاروقؓ پیدا نہیں ہو سکتا؟

☆ ...... اے سیاہ فام مومنوں کی دنیا (افریقہ) مجھے تجھ سے ہمیشہ قائم رہنے والی خوشبو آ رہی ہے۔

☆ ...... تم (اہل مصر و سوڈان) کب تک جہد و عمل کے ذوق کے بغیر زندگی (بسر کرو گے)۔ اور کب تک اپنی تقدیر غیروں کے ہاتھ میں دیئے رہو گے۔

☆ ...... تم کب تک اپنے مقام حاصل نہ کرو گے؟ (تمہارے ان حالات سے) میری ہڈیاں سمندر میں بانسری کی طرح نالہ کناں ہیں۔

☆ ...... کیا تم مصیبتوں سے ڈرتے ہو؟ حضور اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ نہیں سنی ہے کہ "مرد کے لئے مصیبت کا دن روزِ صفا ہے"۔ (مومن کے لئے جہاد کا دن پاکیٔ نفس کا دن ہوتا ہے وہ ہر گناہ سے پاک ہو جاتا ہے)۔

سار باں یاراں بہ یثرب ما بہ نجد — آں حدی کو ناقہ را آرد بوجد !
ابر بارید از زمیں ہا سبزہ رست — می شود شاید کہ پائے ناقہ سست !
جانم از درد جدائی در نفسیر — آں رہے کو سبزہ کم دارد بگیر !
ناقہ مست سبزہ و من مست دوست — او بدست تست و من در دست دوست !
آب را کردند بر صحرا سبیل — بر جبل ہاشتہ اوراق نخیل !
آں دو آہو در قفائے یک دگر — از فراز تل فرود آید نگر !
یک دم آب از چشمہ صحرا خورد — باز سوے راہ پیما بنگرد !
ریگ دشت از نم مثال پرنیاں — جادہ بر اشتر نمی آید گراں
حلقہ حلقہ چوں پر تیہو غمام — ترسم از باراں کہ دوریم از مقام !
سارباں یاراں بہ یثرب ما بہ نجد — آں حدی کو ناقہ را آرد بہ وجد" !

معانی :...... یثرب: مدینہ۔ حدی: وہ گانا یا گیت جو ساربان اونٹ کو چلاتے وقت گاتے ہیں، جسے سن کر اونٹ تازہ دم ہو جاتا ہے۔ بارید: برسا۔ رُست: اگا۔ در نفیر: فریاد کر رہی ہے۔ سبیل: سب کے استعمال کے لئے وقف، راستہ، سڑک۔ اوراق: جمع ورق، پتے۔ فرازِ تل: ٹیلے کی چوٹی۔ پرنیاں: ریشم، ریشمی کپڑا۔ تیہو: تیتر۔ غمام: بادل۔

ترجمہ وتشریح :...... ساربان دوست تو مدینہ منورہ میں پہنچے ہوئے ہیں اور ہم نجد میں ہیں۔ وہ حدی کہاں ہے جو ہماری اونٹنی کو وجد میں لائے۔ (جلد وہاں پہنچا دے)۔

☆ ...... بادل برسا اور زمین سے سبزہ اگ آیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اونٹنی کی رفتار سست ہو جائے۔

☆ ...... دردِ جدائی سے میری جان فریاد کر رہی ہے۔ تو (ساربان) وہ راستہ اختیار کر جہاں سبزہ کم ہو۔

☆ ...... اونٹنی تو سبزے میں مست ہے جبکہ میں اپنے دوست (حضور اکرمؐ) کے خیال میں مست ہوں۔ اونٹنی کی باگ ڈور (مہار) تیرے ہاتھ میں ہے اور میری مہار محبوب کے ہاتھ میں ہے۔ (میں اپنے محبوب کے ہاتھ میں ہوں)۔

☆ ...... (بارش کے) پانی نے صحرا میں راستے بنا لئے ہیں۔ اور پہاڑوں پر کھجور کے درختوں کے پتے دھل گئے ہیں۔

☆...... دیکھو وہ سامنے ٹیلے کی چوٹی پر دو ہرن ایک دوسرے کے پیچھے ٹیلے کی چوٹی سے نیچے آ رہے ہیں۔
☆...... ان ہرنوں نے کچھ دیر صحرا کے چشمے سے پانی پیا پھر راستہ چلنے والے مسافر کی طرف دیکھا۔
☆...... نمی کی وجہ سے صحرا کی ریت ریشمی کپڑے کی طرح نرم ہو گئی ہے۔اس اونٹنی کے لئے راستہ دشوار نہیں رہا۔
☆...... آسمان پر بادل تیتر کے پروں کی طرح رنگ رنگ کے بدلیوں کے حلقے بنائے ہوئے ہیں۔(یہ بارش کی آمد کا پتہ دے رہا ہے اور) میں بارش سے ڈرتا ہوں کہ ہم ابھی منزل سے دور ہیں۔(بارش کہیں رکاوٹ نہ بن جائے)۔
☆...... اے ساربان دوست تو مدینہ منورہ میں ہے اور ہم نجد میں ہیں۔وہ حدی کہاں ہے جو ہماری اونٹنی کو وجد میں لے آئے (تاکہ ہم جلد مدینہ پہنچ کر محبوبؐ کا دیدار کریں)۔(یہ مطلب بھی بن سکتا ہے کہ اہل نجد نے غیر اسلامی شعائر اپنا رکھے ہیں' ہمیں اسلامی شعائر اپنانے چاہئیں)۔

فلک مریخ

اہلِ مریخ (مریخ کے لوگ)

چشم رایک لحظہ بستم اندر آب — اندکے از خود گسستم اندر آب!
رخت بردم زی جہانے دیگرے — بازمان و بامکانے دیگرے!
آفتاب ما بآفاقش رسید — روز و شب را نوع دیگر آفرید!
تن زرسم و راہ جاں بیگانہ ایست — در زمان و از زماں بیگانہ ایست!
جان ما سازد بہر سوزے کہ ہست — وقت او خرم بہر روزے کہ ہست!
می نگردد کہنہ از پرواز روز — روزہا از نور او عالم فروز!
روز و شب را گردش پیہم ازوست — سیر اوکن زانکہ ہر عالم ازوست!

معانی :...... بستم: میں نے بند کی۔ ازخود گسستم: اپنے آپ سے کٹ گیا' دور ہو گیا۔ بردم: میں لے گیا۔ زی: طرف' جانب۔ آفرید: پیدا یا تخلیق کئے۔ آفاقش: اس کے آفاق' آفاق جمع افق' آسمان کے کنارے' کل کائنات۔ سازد: موافقت کرتی ہے۔ خرم: خوش' خوشی۔ عالم فروز: دنیا کو روشن کرنے والے۔ ازدست: از اواست کا مخفف' اس سے ہے اس کی وجہ سے۔

ترجمہ وتشریح:...... میں (زندہ رود) نے کچھ دیر کیلئے پانی میں اپنی آنکھ بند کی اور کچھ دیر کیلئے اپنے آپ سے دور ہو گیا۔
☆...... پھر میں اس جہان (فلک زہرہ) سے دوسرے جہان کی طرف اپنا سامانِ سفر لے گیا۔
☆...... اس جہان کا زمان اور مکان کچھ اور طرح کا تھا۔
☆...... ہمارا سورج اس (نئے جہان) کے آفاق تک پہنچا اور وہاں اس نے نئی قسم کے دن رات پیدا کئے۔(وہاں کے دن رات مختلف تھے)۔
☆...... یہاں (فلک مریخ میں) بدن روح کے طور طریقوں سے بیگانہ ہے۔وہ زمان میں رہتے ہوئے بھی زمان سے بیگانہ (ناآشنا) ہے۔(بدن کچھ اور ڈھنگ کا اور جان اور ڈھنگ کی ہے)۔
☆...... ہماری جان ہر طرح کے سوز سے موافقت اختیار کر لیتی ہے اور جو بھی دن آئے اس کا وقت خوشی میں گزر جاتا ہے۔

☆..... وہ (ہماری جان) وقت گزرنے سے پرانی نہیں ہو جاتی، بلکہ دن اس کے نور سے دنیا کو چمکا دیتے ہیں۔
☆..... دن اور رات کی مسلسل گردش اسی طرح ہے تو اس کی سیر کر کیونکہ ہر جہان اسی سے ہے۔

مرغزارے بار صد گاہ بلند ۔۔۔ دوربین او ثریا درکمند!
خلوت نہ گنبد خضر است ایں ۔۔۔ یا سواد خاکدان ماست ایں؟
گاہ جستم وسعت اورا کراں ۔۔۔ گاہ دیدم در فضائے آسماں!
پیر روم آں مرشد اہل نظر ۔۔۔ گفت "مریخ است ایں عالم نگر!
چوں جہان ما طلسم رنگ و بوست ۔۔۔ صاب شہر و دیار و کاخ و کوست!
ساکنانش چوں فرنگاں ذوفنوں ۔۔۔ در علوم جان و تن از ما فزوں!
بر زمان و برمکاں قاہر تراند ۔۔۔ زانکہ در علم فضا ماہر تراند
برو جودش آں چناں پیچیدہ اند ۔۔۔ ہر 'خم و پیچ' فضا را دیدہ اند
خاکیاں رادل بہ بند آب و گل ۔۔۔ اندریں عالم بدن در بندِدل!
چوں دلے در آب و گل منزل کند ۔۔۔ ہرچہ می خواہد بآب و گل کند
مستی و ذوق و سرد راز حکم جاں ۔۔۔ جسم را غیب و حضور از حکم جاں!
در جہان ما دوتا آمد وجود ۔۔۔ جان و تن، آں بے نمود آں بانمود!
خاکیاں را جان و تن مرغ و قفس ۔۔۔ فکر مریخی یک اندیش است و بس!
چوں کسے رامی رسد روز فراق ۔۔۔ چست تر می گردد از سوز فراق!
یک دو روزے پیشتر از آن مرگ ۔۔۔ می کند پیش کساں اعلان مرگ!
جان شاں پروردہ اندام نیست ۔۔۔ لا جرم خوکردہ اندام نیست!
تن بخویش اندر کشیدن مردن است ۔۔۔ از جہاں دذر خو درمیدن مردن است!
برتر از فکر تو آمد ایں سخن ۔۔۔ زاں کہ جان تست محکوم بدن!
رخت ایں جایک دو دم باید کشاد ۔۔۔ ایں چنیں فرصت خدا کس رانداد!"

معانی:..... مرغزارے: سبزہ زار۔ رصدگاہ: وہ جگہ جہاں ستارہ شناس یا نجومی ستاروں کا حال دیکھتے ہیں۔ دوربین: وہ آلہ جس سے دور کی چیز بھی نظر آتی ہیں۔ ثریا: وہ چھ ستارے آسمان پر وہ ستاروں کا مجموعہ جن کو سہیلیوں کا جھمکا بھی کہتے ہیں، انہیں پروین بھی کہتے ہیں۔ گنبد خضرا: سبز آسمان، عمارت۔ سودا: گردوپیش۔ خاکدان: زمین۔ گاہ: کبھی۔ جستم: میں نے تلاش کیا، کرتا ہوں۔ ساکنانش: اس کے رہنے والے۔ ساکنان: جمع ساکن، باشندے۔ فرنگاں: جمع فرنگ، اہل یورپ، انگریز۔ ذو: والا، والے۔ ذوفنون: کئی فن، ہنر جاننے والے۔ فزوں: زیادہ، بڑھ کر۔ قاہر ترند: زیادہ قاہر ہیں، قوت والے، غلبہ پانے والے۔ پیچیدہ اند: وہ لپٹے ہوئے ہیں، ایسی قدرت رکھتے ہیں۔ دوتا: دو عدد، دوہرا۔ یک اندیش: ایک سوچ، فکر۔ اندام: جسم۔ لاجرم: یقیناً، بے شک۔ کشیدن: کھینچنا۔ رمیدن: دوڑنا، جانا۔

ترجمہ وتشریح : .... وہاں ایک سبزہ زار تھا، جس میں اونچی رصدگاہ تھی، جس کی دوربین ثریا کو کمند لئے ہوئے تھی۔ (گرفت میں لئے ہوئے تھی)۔

☆ ...... میں سوچنے لگا کہ یہ جگہ نو سبز آسمانوں کی خلوت گاہ ہے یا پھر یہ ہماری زمین کا ماحول ہے۔

☆ ...... کبھی تو میں اس کی وسعت کا کنارہ تلاش کرتا اور کبھی میں آسمان کی فضا کی طرف دیکھتا۔

☆ ...... پیر رومؒ جو اہل نظر کے مرشد ہیں، کہنے لگے کہ (حیران ہونے کی کوئی ضرورت نہیں) یہ مریخ ہے۔ اس کا عالم (جہان) دیکھ۔

☆ ...... یہ بھی ہماری دنیا ہی کی طرح رنگ و بو کا طلسم ہے اور اس میں بھی شہر، آبادی اور مکان و محل موجود ہیں۔

☆ ...... اس کے باشندے اہل یورپ کی طرح ذوفنون (ہنرمند) اور جسم و جان سے متعلق علوم میں ہم سے بڑھے ہوئے ہیں۔

☆ ...... یہ لوگ زمان و مکاں پر قوت و قدرت رکھنے والے ہیں، اس لئے کہ وہ فضا کے علم میں ہم سے زیادہ ماہر ہیں۔

☆ ...... یہ لوگ فضا کے وجود پر کچھ اس طرح لپٹے ہوئے ہیں کہ وہ اس کے ہر پیچ و خم سے باخبر ہو چکے ہیں۔

☆ ...... اہل زمین کا دل تو بدن کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے لیکن اس جہان میں بدن دل کے زیر اثر ہے۔ (یہاں کے باشندوں کے بدن دل کی قید میں ہیں)۔

☆ ...... جب کوئی دل بدن کو اپنی منزل بنا لیتا ہے تو وہ جو چاہتا ہے بدن کے ساتھ کرتا ہے۔

☆ ...... مستی اور ذوق و سرور جان کے حکم (نسبت) سے ہے، جسم کے لئے غیب اور حضور بھی جان ہی کے حکم سے ہے۔

☆ ...... ہمارے جہان میں وجود کے دو حصے (ایک جان اور دوسرا تن ہے۔ ایک نظر نہیں آتا اور دوسرا نظر آتا ہے۔ روح نظر نہیں آتی جسم نظر آتا ہے۔

☆ ...... اہل زمین خاکیوں کے لئے جان اور جسم کا تعلق پرندے اور پنجرے کی طرح ہے (پرندہ پنجرے میں قید ہو) روح جسم میں قید ہے جب کہ اہل مریخ کی فکر صرف ایک ہے اور بس یک اندیشی ہے۔

☆ ...... جب وہاں کسی کا روز فراق (موت) آ جاتا ہے تو وہ سوز فراق سے اور زیادہ چست ہو جاتا ہے۔

☆ ...... موت سے ایک دو روز پہلے ہی وہ دوسروں، لوگوں کے سامنے موت کا اعلان کر دیتا ہے۔

☆ ...... ان کی جان، جسم کی پروردہ (پالی ہوئی) نہیں ہے، اس لئے وہ بدن (جسم) کی اتنی عادی نہیں ہے۔

☆ ...... جسم کو اپنے اندر گھسیٹ لینا ہی ان کے نزدیک موت ہے۔

☆ ...... اے زندہ رود! یہ بات تیری فکر (سمجھ) سے کہیں بلند (بالاتر) ہے، کیونکہ تیری (اہل زمین کی) جان تو بدن کی محکوم ہے۔

☆ ...... یہاں دو ایک لمحوں کے لئے اپنا سامان سفر کھول لینا چاہیے، یعنی ٹھہرنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ نے اس قسم کا موقع کسی اور کو نہیں دیا۔

برآمدن انجم شناس مریخی از رصدگاہ

(مریخی ستارہ شناس (عالم فلکیات) کا رصدگاہ سے باہر آنا)

پیر مردے ریش او مانند برف ۔۔۔ سالہا در علم و حکمت کردہ صرف
تیز بیں مانند دانایان غرب ۔۔۔ کوشش چوں پیر ترسایان غرب
دیر سال و قامتش بالا چو سرو ۔۔۔ طلعتش تابندہ چوں ترکان مرو

آشنائے رسم و راہ ہر طریق — آشکار از چشم او فکر عمیق
آدمی را دید و چوں گل برشگفت — در زبان طوسی و خیام گفت
"پیکر گل آں اسیر چند و چوں — از مقام تحت و **فوق** آمد بروں!
خاک را پرواز بے طیارہ داد — ثابتاں را جوہر سیارہ داد!"
نطق و ادراکش رواں چو آبجو — محو حیرت بودم از گفتار او
ایں ہمہ خواب است یا افسونگری — برلب مریخیاں حرف دری!
گفت "بود اندر زمان مصطفیٰ — مردے از مریخیاں باصفا
برجہاں چشم جہاں بیں راکشاد — دل بہ سیر خطہ آدم نہاد
پرکشود اندر فضاہائے وجود — تا بصحرائے حجاز آمد فرود
آنچہ دید از مشرق و مغرب نوشت — نقش او رنگیں تراز باغ بہشت!
بودہ ام من ہم بایران و فرنگ — گشتہ ام در ملک نیل و رود گنگ
دیدہ ام امریک و ہم ژاپون و چیں — بہر تحقیق فلزات زمیں
از شب و روز زمیں دارم خبر — کردہ ام اندر بر و بحرش سفر
پیش ما ہنگامہ ہائے آدم است — گرچہ او ازکار ما نامحرم است"!

معانی :...... (برآمدن: باہر آنا انجم شناس: ستاروں کے علم کا ماہر، علم ہیئت کا عالم)...... ریش: ڈاڑھی کردہ صرف: خرچ کیے۔ تیز بیں: دور تک دیکھنے والا۔ کسوتش: اس کا لباس۔ پیر ترسایاں: گرجے کے پادری۔ دیر سال: زیادہ عمر والا، بوڑھا۔ طلعتش: اس کا خوبصورت چہرہ۔ تابندہ: چمکتا ہوا۔ مرو: ترکستان کا وہ شہر جو وادی مرغاب میں واقع ہے۔ فکر عمیق: گہری فکر، سوچ۔ برشگفت: کھل اٹھا۔ طیارہ: ہوائی جہاز۔ طوسی: مراد ملا نصیر الدین طوسی، ولادت طوس ۱۲۰۰ء، وفات ۱۲۷۳ء، بہت بڑا ایرانی عالم اور حکیم، علم حکمت وریاضی اور نجوم و ہیئت میں بڑا ماہر۔ خیام: عمر خیام مشہور ایرانی رباعی گو، اصلاً خیمہ دوز تھا، اسی لیے تخلص خیام رکھا، وہ شاعر کے علاوہ حکیم، ماہر الجبرا اور عالم ہیئت بھی تھا، اس کی رباعیات کا بہت شہرہ ہے، ولادت نیشاپور ۱۰۵۰ء، وفات بعض کے مطابق ۱۱۲۳ء اور بعض کے مطابق ۱۱۲۱ء ہے۔ چندہ چوں: کتنا اور کیسا، کیف وکم، ظاہری اسباب، دنیاوی مسائل، دلائل اور مقدار۔ مقام تحت وفوق: نیچے اور اوپر کا مقام۔ ثابتاں: ثابت کی جمع، ساکن۔ ادراکش: اس کا ادراک، اس کا فہم، عقل سوچ۔ حرف دری: فارسی الفاظ، گفتار۔ نہاد: رکھا آمد فرود: نیچے اتر آیا۔ نوشت: اس نے لکھا۔ رود گنگ: دریائے گنگا جسے ہندوستان میں ہندوؤں کا مقدس دریا تسلیم کیا جاتا ہے۔ امریک: امریکا ژاپون: جاپان فلزات زمیں: زمین کی دھاتیں، جمع فلز۔ نامحرم: ناواقف۔

ترجمہ وتشریح :...... ایک بوڑھا آدمی جس کی داڑھی برف کی مانند سفید تھی اور جس نے برسوں حصول علم وحکمت میں گزارے تھے۔

☆...... وہ مغرب (یورپ) کے داناؤں کی طرح تیز فہم تھا اور اس کا لباس یورپ کے عیسائی پادریوں جیسا تھا۔

☆...... وہ خاصی عمر کا تھا اور اس کا قد سرو کی مانند بلند تھا اور اس کا چہرہ مرو شہر کے ترکوں کی طرح چمک رہا تھا۔
☆...... وہ ہر علم کے رسم وراہ سے واقف تھا۔ اس کی آنکھوں سے اس کی گہری فکر نمایاں تھی۔
☆...... اس نے ہمیں (رومی و زندہ رود) دیکھا تو وہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔ (بہت خوش ہوا) اس نے نصیر الدین طوسی اور عمر خیام کی زبان (فارسی) میں بات کی۔
☆...... (وہ بولا) مٹی کا مجسمہ جو دلائل و مقدار کا اسیر ہے وہ نچلے اور اونچے مقام سے باہر آ گیا ہے۔
☆...... اس نے اپنی مٹی / خاک کو ہوائی جہاز کے بغیر ہی پرواز دی ہے۔ زمینی آدمی نے ساکن کو حرکت کرنیوالے کی خوبی (وصف) عطا کی ہے۔
☆...... اس کی زبان اور اس کی سوجھ بوجھ (فہم) ندی کے پانی کی طرح رواں تھی۔ میں (زندہ رود) تو اس کی گفتار (گفتگو) سے حیرت میں ڈوب گیا۔ (حیران رہ گیا)۔
☆...... اور سوچنے لگا' کہ یہ خواب ہے یا جادوگری کہ ایک مریخی کے لبوں پر فارسی زبان ہے۔
☆...... اس نے کہا کہ (حضرت محمدؐ) مصطفیٰ کے دور میں اہل مریخ میں سے ایک مرد باصفا تھا۔
☆...... اس نے جہان پر اپنی جہاں بیں آنکھ کھولی اور خطہ آدم (زمین) کی سیر پر اپنے دل کو تیار کیا۔
☆...... اس نے وجود (کائنات) کی فضاؤں میں پر کھولے' یہاں تک کہ وہ حجاز (مکہ و مدینہ کا علاقہ) کے صحرا میں جا اترا۔
☆...... اس نے مشرق و مغرب میں جو کچھ دیکھا اسے لکھ لیا۔ اس کا نقش (تحریر) باغ بہشت سے بھی زیادہ رنگین تھا۔
☆...... میں بھی ایران اور یورپ میں گیا ہوں۔ میں ملکِ دریائے نیل یعنی مصر اور دریائے گنگا (ہندوستان) میں پھرا ہوں۔
میں نے امریکہ' جاپان اور چین کے ملک بھی دیکھے ہیں میں نے یہ سفر زمین کی دھاتوں کی تحقیق کے لئے کیا تھا۔
☆...... میں زمین کے شب وروز کی خبر رکھتا ہوں' (آگاہ ہوں)۔ میں نے اس (زمین) یعنی دنیا کے بحر و بر کا سفر کیا ہے۔
☆...... آدم کے ہنگامے میری نگاہوں کے سامنے ہیں' اگرچہ انسان ہمارے کام سے ناواقف (بے خبر) ہیں۔

رومی

من زافلاکم، رفیق من زخاک	سرخوش و ناخوردہ از رگہاے تاک !
مرد بے پروا و نامش زندہ رود	مستی او از تماشاے وجود !
ما کہ در شہر شما افتادہ ایم	درجہان و از جہان آزادہ ایم
درتلاش جلوہ ہاے نوبنو	یک زماں مارا رفیق راہ شو

معانی:...... زافلاکم: میں آسمانوں سے ہوں۔ تاک: زمین۔ رگہاے تاک: انگور کی بیل کے ریشے' مراد شراب۔ ناخوردہ: نہیں پی۔ سرخوش: بہت خوش' مست۔ افتادہ ایم: ہم وارد ہوئے ہیں۔ نوبنو: نئے نئے۔

ترجمہ وتشریح :...... میں افلاک سے ہوں یعنی میرا تعلق آسمان سے ہے جبکہ میرا ساتھی زمین سے ہے' اگرچہ وہ انگور کی شراب تو نہیں پیتا پھر بھی وہ بہت خوش / مست رہتا ہے۔
☆...... وہ ایک بے پروا یا آزاد انسان ہے۔ اس کا نام زندہ رود ہے' اس کی مستی کائنات کے نظارے کی وجہ سے ہے۔
☆...... ہم جو تمہارے شہر میں اترے ہیں' اگرچہ ہمارا تعلق جہان سے ہے لیکن ہم جہان سے آزاد ہیں۔

☆...... ہم نئے نئے جلووں کی تلاش میں نکلے ہیں...... تم تھوڑی دیر کیلئے ہمارے راستے کے ساتھی بن جاؤ۔ یعنی ہماری رہنمائی کرو۔

حکیمِ مریخی

ایں نواح مرغدین برخیاست ۔ برخیا نام ابو الآبائے ماست
فرز مرز ، آں آمر کردار زشت ۔ رفت پیش اندر بہشت
گفت "تو ایں جاچساں آسودہ ؟ ۔ عمر ہا محکوم یزداں بودہ !
از مقام تونکو تر عالمے است ۔ پیش او جنت بہار یکدمے است
آں جہاں ازہر جہاں بالا تراست ۔ آں جہاں از لامکاں بالا تراست
نیست یزداں را ازاں عالم خبر ۔ من ندیدم عالمے آزاد تر !
نے خدائے در نظام اود خیل ۔ نے کتاب و نے رسول و جبرئیل !
نے طوافے نے سجودے اندود ۔ نے دعائے نے درودے اندرو ! "
برخیا گفت "اے فسوں پرداز خیز ۔ نقش خود را اندراں عالم بریز"
تا ابو الآبا فریب او نخورد ۔ حق جہانے دیگرے باما سپرد
اندریں ملک خداداد ے گزر ۔ مرغدین و رسم و آئینش نگر !

معانی :...... ابولآ: باپوں کے باپ، مورثِ اول۔ فرزمرز: یا فرامرز، رستم کا بیٹا اور ایران کا داستانی پہلوان، مرد شیطان۔ آمر: حکم کرنے والا۔ کردارِ زشت: برے یا برائی کے کام۔ چساں: کس لئے۔ آسودہ ئی: یا آسودہ ای، تو آرام کر رہا ہے۔ دخیل: دخل دینے والا۔ اندرو: اندر او، اس کے اندر۔ فسوں پرداز: جادوگر۔ خیز: اٹھ جا۔ بریز: ڈال، جما۔ سپہرد: حوالے کر دیا۔

ترجمہ وتشریح :...... یہ مرغدینِ برخیا کا گردونواح ہے۔ برخیا ہمارے مورثِ اعلیٰ کا نام ہے۔

☆...... فرزمرز وہ جو برائی کا حکم دینے والا ہے وہ (ایک روز) برخیا کے پاس بہشت میں گیا (تا کہ شیطان کی طرح ہمارے برخیا کو بہکائے)

☆...... (فرزمرزان سے) کہنے لگا: تو یہاں کس لئے آرام کر رہا ہے؟ تو ساری عمر خدا کا محکوم رہا ہے۔

☆...... تیرے اس مقام سے بڑھ کر (بہتر) ایک اور مقام ہے جس کے سامنے یہ جنت (تیرا مقام) ایک لمحہ کی بہار ہے۔

☆...... وہ جہاں ہر جہان سے کہیں اونچا اور بلند ہے۔ وہ جہاں تو لامکاں سے بھی بڑھ کر (بالاتر) ہے۔

☆...... اس جہان کی تو یزداں (خدا) کو بھی خبر نہیں ہے۔ میں نے تو اس سے زیادہ آزاد جہان کہیں اور نہیں دیکھا۔

☆...... اس جہان کے نظام میں خدا کا کوئی دخل نہ ہے اور نہ وہاں کوئی (آسمانی کتاب ہے اور نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی جبریل۔

☆...... نہ اس کے اندر کوئی طواف ہے اور نہ کسی کو سجدہ کرنا ہے۔ نہ کوئی دعا ہے اور نہ کوئی درود ہی ہے۔

☆...... برخیا نے کہا: اے جادوگر! یہاں سے اُٹھ جا اور اس جہان میں جا کر اپنا نقش جما۔

☆...... چونکہ ہمارے ابولآبا برخیا اس (شیطان) فرزمرز کے دھوکے میں نہیں آئے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے ایک اور قسم کا جہان ہمارے سپرد کر دیا۔

☆...... اب تم خدا کے اس عطا کردہ ملک کی سیر کرو اور شہر مرغدین اور اس کے رہ ورسم دیکھو۔

گردش در شہر مرغدین

(مرغدین شہر کی سیر)

مرغدین و آں عمارات بلند — من چہ گویم زاں مقام ارجمند
ساکنانش در سخن شیریں چونوش — خوب روے و نرم خوے و سادہ پوش!
فکر شاں بے درد و سوز اکتساب — راز دان کیمیاے آفتاب!
ہر کہ خواہد سیم و زور گیرد زنور — چوں نمک گیریم ماز آب شور!
خدمت آمد مقصد علم و ہنر — کار ہاراکس نمی سنجد بزر!
کس زدینار و درم آگاہ نیست — ایں بتاں را درحرم ہاراہ نیست
برطبیعت دیو ماشیں چیرہ نیست — آسمانہا از دخانہا تیرہ نیست!
سخت کش دہقاں، چراغش روشن است — از نہاب دہ خدایاں ایمن است!
کشت و کارش بے نزاع آبجوست — حاصلش بے شرکت غیرے ازوست!
اندراں عالم نہ لشکر، نے قشوں — نے کسے روزی خور داز کشت و خوں!
نے قلم در مرغدیں گیرد فروغ — از فن تحریر و تشہیر دروغ
نے ببازاراں زبے کاراں خروش — نے صداہاے گدایاں درد گوش!

معانی:...... گردش: سیر...... مقامِ ارجمند: قابل قدر مقام۔ نوش: شربت۔ اکتساب: حاصل کرنا۔ نمی سنجد: نہیں تولتا۔ دیو ماشین: مشینوں کا بھوت۔ چیرہ: غالب، بہادر۔ دخانہا: جمع دخان، دھوئیں۔ سخت کش: بہت محنتی۔ نہاب: جمع نہب، لوٹ مار۔ دہ خدایاں: جمع دہ خدا، گاؤں کے چودھری، زمیندار۔ بے نزاع: بغیر جھگڑے کے۔ قشون: ملکی فوج، پولیس۔ دردِ گوش: کانوں کیلئے تکلیف کا باعث۔

ترجمہ وتشریح:...... مرغدین اور اسکی اونچی عمارتیں (واہ وا) ہیں، میں اس عظیم مقام کے بارے میں کیا کہوں۔ (کیا بات کروں)۔

☆...... اس کے رہنے والے شیریں گفتار ایسے جیسے ان کی باتیں شربت کی طرح میٹھی ہوں۔ وہ لوگ حسین وجمیل، نرم خصلت والے اور سادہ لباس پہننے والے تھے / ہیں۔

☆...... ان کی سوچ حصول اشیاء کے سلسلے میں کسی دکھ درد کی حامل نہیں۔ وہ سورج کے کیمیا کے رازوں سے واقف ہیں۔

☆...... جس کسی کو سونے چاندی کی خواہش ہوتی ہے وہ سورج کی روشنی سے حاصل کر لیتا ہے، جیسے ہم شور پانی سے نمک حاصل کرتے ہیں۔

☆...... یہاں علم و ہنر کا مقصد دوسروں کی خدمت کرنا ہے۔ لوگ کام کو زر (دولت) میں نہیں تولتے۔

☆...... یہاں کوئی شخص دینار اور درہم (کرنسی کے نظام) سے واقف نہیں ہے۔ وہاں کے حرم (کعبہ) میں ان بتوں (دینار و درہم) کا کوئی دخل نہیں ہے۔

☆...... ان کی طبیعت پر مشینوں کا دیو یعنی بھوت غالب (سوار) نہیں ہے۔ یہاں کے آسمان مشینوں کے دھوؤں سے تاریک نہیں ہیں۔

☆...... یہاں کا کسان جفاکش ہے اور اس کے گھر میں چراغ روشن ہے۔ وہ زمینداروں کی لوٹ کھسوٹ اور ان کے ظلم سے محفوظ ہے۔
☆...... ان کی کاشتکاری میں ندی کے پانی کے جھگڑے نہیں ہوتے اور فصل کسی کی شرکت کے بغیر اس کی اپنی ہے۔ پیداوار میں کوئی اور حصے دار نہیں۔
☆...... اس جہان میں ں ہ تو کوئی لشکر ہے اور نہ کوئی فوج ہے اور نہ یہاں کوئی دوسروں کا خون بہا کر روزی کماتا ہے۔
☆...... مرغدین میں فن تحریر اور جھوٹی شہرت کی کاطر قلم کو کوئی فروغ حاصل نہیں ہے۔
☆...... نہ تو یہاں کے بازاروں میں بے کاروں کی نعرہ بازی ہے اور نہ بھکاریوں کی کانوں کو دکھ پہنچانے والی آوازیں ہیں۔

حکیمِ مریخی

کس دریں جا سائل و محروم نیست
عبد و مولا حاکم و محکوم نیست !

معانی:...... سائل: سوال کرنے والا' بھکاری۔ عبد: غلام۔ مولا: آقا۔

ترجمہ وتشریح:...... یہاں نہ تو کوئی سائل ہے اور نہ کوئی محروم ہے۔ یہاں نہ کوئی غلام ہے' نہ کوئی آقا ہے' نہ کوئی حاکم ہے اور نہ کوئی محکوم ہے۔

زندہ رود

سائل و محروم تقدیر حق است　　حاکم و محکوم تقدیر حق است
جز خدا کس خالق تقدیر نیست　　چارہ تقدیر از تدبیر نیست !

معانی:...... محروم: جسے کوئی چیز نہ مل سکے' باز رکھا گیا' خالی۔ تقدیر حق: خدا کی مرضی۔ چارہ: علاج۔

ترجمہ وتشریح:...... سائل اور محروم ہونا تو اللہ کی تقدیر ہے اور حاکم یا محکوم ہونا بھی اللہ کی تقدیر ہے۔
☆...... خدا کے سوا تقدیر کا کوئی اور خالق نہیں ہے' اور تقدیر کا علاج تدبیر سے ممکن نہیں ہے۔

بقول علامہ:......
عبث ہے شیوۂ تقدیرِ یزداں
تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے

حکیمِ مریخی

گر زیک تقدیر خوں گردد جگر　　خواہ از حق حکم تقدیر دگر
تو اگر تقدیر نو خواہی رواست　　زانکہ تقدیرات حق لا انتہاست
ارضیاں نقد خودی درباختند　　نکتہ تقدیر را نشاختند
رمز باریکش بحرفے مضمر است　　تو اگر دیگر شوی، او دیگر است !

خاک شو نذر ہوا سازد ترا — سنگ شو بر شیشہ اندازد ترا !

شبنمی ؟ افتندگی تقدیر تست — قلزمی ؟ پایندگی تقدیر تست !

ہر زماں سازی ہماں لات و منات — از بتاں جوئی ثبات اے بے ثبات ؟

تا بخود ناساختن ایمان تست — عالم افکار تو زندان تست

رنج بے گنج است، تقدیر ایں چنیں — گنج بے رنج است، تقدیر ایں چنیں!

اصل دیں این است اگر اے بے خبر — می شود محتاج ازو محتاج ترا!

وائے آں دینے کہ خوب آرد ترا — باز در خواب گراں دارد ترا !

سحر و افسون است یا دین است ایں ؟ — حب افیون است یا دین است ایں ؟

معانی :...... خواہ: چاہ، مانگ، چاہنے والا۔ رواست: مناسب (جائز) ہے۔ زاں کہ: از آں کہ کا مخفف، اس لئے کہ۔ ارضیاں: جمع ارضی، زمین پر رہنے والے، اہل زمین۔ درباختند: ہار بیٹھے۔ نشناختند: انہوں نے نہ پہچانا۔ رمزِ باریکش: اس کی گہری بات۔ مضمر: پوشیدہ، چھپی ہوئی۔ شوی: تو ہو جائے۔ اندازد: مارے گی۔ افتندگی: گرنا، اوپر سے نیچے گرنا۔ قلزمی؟ کیا تو سمندر ہے؟ پایندگی: بقا، دوام، ہمیشہ رہنا۔ سازی: تو بناتا ہے۔ ہماں: وہی، ویسے ہی۔ جوئی: تو ڈھونڈتا ہے، تو چاہتا ہے۔ ثبات: بقا، دوام، پائیداری۔ ناساختن: موافقت نہ کرنا۔ زندان: قید خانہ۔ خواب آرد ترا: تجھ پر نیند لاتا ہے، سلاتا ہے۔ حب افیون: افیم کی گولی۔

ترجمہ وتشریح:...... اگر ایک تقدیر سے تیرا جگر خون ہو جاتا تو تو اللہ تعالیٰ سے ایک اور تقدیر کی خواہش کر (مانگ لے)۔

☆...... اگر تو ایک نئی تقدیر چاہتا ہے تو یہ جائز ہے، کیونکہ حق تعالیٰ کی تقدیروں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

☆...... اہل زمین نے تو اپنی خودی کی نقدی ہار دی ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ تقدیر کے نکتہ کو نہ سمجھ سکے۔

☆...... اس (تقدیر) کی گہری رمز ایک بات میں پوشیدہ ہے وہ یہ کہ اگر تو بدل جائے تو تقدیر بھی بدل جاتی ہے۔

☆...... تو اگر خاک ہو جائے تو تجھے ہوا کی نذر کر دیا جائے گا۔ (تو اُڑ جائے گا) اگر تو پتھر بن جائے گا تو تجھے وہ شیشے پر مارے گی۔ (شیشہ توڑنے کا کام لیا جائے گا)۔

☆...... کیا تو شبنم ہے؟ تو تیری تقدیر میں نیچے گرنا ہے۔ اگر تو سمندر ہے؟ تو بقا (ہمیشہ رہنا) تیری تقدیر ہے۔

☆...... تو ہر لحہ وہی لات ومنات (بت) بناتا رہتا ہے۔ اے فانی (انسان) تو بتوں سے بقا (ثبات) کی خواہش رکھتا ہے۔

☆...... جب تک خود سے موافقت نہ کر تیرا ایمان رہے گا، تیرے افکار تیرا قید خانہ بنے رہیں گے۔

☆...... تیرا یہ نظریہ کہ تقدیر کچھ ایسی ہے کہ محنت کرنے سے خزانہ ہاتھ نہیں آتا، یعنی بغیر محنت کے خزانہ ہاتھ آ جاتا ہے، یہ تقدیر ہے۔ تیرا یہ نظریہ غلط اور نقصان دہ ہے۔

☆...... اے بے خبر انسان اگر دین کی اصل یہی ہے تو اس سے ایک محتاج دن بدن محتاج تر ہوتا جائے گا۔

☆...... اس دین پر افسوس ہے جو تجھے سلائے رکھتا ہے، بلکہ تجھے گہری نیند میں مسلسل سلائے رکھتا ہے۔

☆...... کیا یہ سحر اور جادو ہے یا یہ دین ہے؟ کیا یہ افیون کی گولی ہے یا دین ہے؟

می شناسی طبع دراک از کجاست ؟ — حورے اندر بنگہ خاک از کجاست ؟

قوت فکر حکیماں از کجاست ؟ طاقت ذکر کلیماں از کجاست؟
ایں دل و ایں واردات وا زکیست ؟ ایں فنون و معجزات او زکیست ؟
گرمی گفتار داری ؟ از تو نیست شعلہ گردار داری ؟ از تو نیست
ایں ہمہ فیض از بہار فطرت است فطرت از پروردگار فطرت است !
زندگانی چیست ؟ کان گوہر است تو امینی صاحب او دیگر است !
طبع روشن مرد حق را آبروست خدمت خلق خدا مقصود اوست !
خدمت از رسم و رہ پیغمبری است مزد خدمت خواستن سوداگری است

معانی :...... طبع دراک: بہت ذہین اور مقصد کو پالینے والی۔ بنگہ خاک: مٹی کا حجرہ انسانی جسم۔ زکیست: کس سے ہے۔ چیست: کیا ہے۔ توامینی: تو امانت دار ہے۔ صاحب او: اس کا مالک۔ مزد: اجرت معاوضہ۔

ترجمہ وتشریح:...... کیا تو پہچانتا ہے کہ طبع نقطہ رس کہاں سے ہے؟ مٹی کے حجرے یعنی انسانی بدن میں یہ حور کہاں سے آ گئی ہے؟

☆...... حکیموں، فلسفیوں کی فکر کی قوت کہاں ہے اور کلیموں کے ذکر کی طاقت کہاں سے ہے؟

☆...... یہ دل اور اس کی واردات کس کی طرف سے ہیں؟ اس کے یہ فنون اور معجزے کہاں سے ہیں؟

☆...... کیا تجھ میں گرمی گفتار ہے؟ تو یہ تجھ سے نہیں ہے۔ کیا تجھ میں کردار کا شعلہ ہے؟ تو یہ بھی تجھ سے نہیں۔

☆...... یہ سب فطرت کی بہار کا فیض ہے اور فطرت کی اصل پروردگار فطرت سے ہے۔

☆...... زندگانی کیا ہے؟ یہ موتیوں کی کان ہے تو تو اس کا صرف امانت دار ہے اور اس کا مالک کوئی اور ہے۔

☆...... ایک مرد حق کیلئے طبع روشن اس کی آبرو ہے اور خلق خدا کی خدمت اس کا مقصد ہے۔ (یہ سب کیفیات خدا کی عطا کردہ ہیں)۔

☆...... خدمتِ خلق پیغمبری کا طور طریقہ ہے۔ خدمت کی اجرت یا اس کا صلہ مانگنا یا طلب کرنا سوداگری ہے۔

ہمچناں ایں بادو خاک و ابروکشت باغ و راغ و کاخ و کوے و سنگ و خشت
اے کہ می گوئی متاع ماز ماست مرد ناداں ایں ہمہ ملک خداست
ارض حق را ارض خود دانی بگو چیست شرح آیہ لا تفسدوا ؟
ابن آدم دل بابلیسی نہاد من بابلیسی ندیدم جز فساد !
کس امانت را بکار خود نبرد اے خوش آں کو ملک حق با حق سپرد
بردہ چیزے کہ از آن تو نیست داغم از کارے کہ شایان تو نیست !
گرتو باشی صاحب شے، می سزد درنباشی، خود بگو کے می سزد
ملک یزداں را بیزداں بازدہ تاز کار خویش بکشائی گرہ
زیر گردوں فقر و مسکینی چراست ؟ آنچہ از مولاست، می گوئی زماست !
بندہ کز آب و گل بیروں نجست شیشہ خود راسنگ خود شکست !
اے کہ منزل رانمی دانی زرہ قیمت ہر شے زاند از نگہ !

تامتاع تست گوہر گوہر است ورنہ سنگ است از پشیزے کمتراست !
نوع دیگر بیں جہاں دیگر شود ایں زمین و آسماں دیگر شود

معانی :...... ملک: ملکیت۔ ''لاتفسدوا'': قرآنی آیت لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا۔ کا ترجمہ ''زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اس میں فساد پھیلاؤ''۔ ابلیسی: شیطنیت' شیطانی کام کرنے۔ کو: کہ او کا مخفف' کہ جو۔ از آنِ تو: تیری ملکیت۔ کے: کب' کیونکر۔ نجست: نہیں کودا' نہیں نکلا۔ پشیزے: ایک کوڑی۔

ترجمہ وتشریح :...... اسی طرح یہ ہوا اور مٹی اور بادل' یہ باغ اور سبزہ زار اور محل اور گلی کوچے اور سنگ وخشت' جن کے بارے میں تو کہتا ہے کہ ''یہ سب کچھ ہماری متاع ہے''۔ تو اے نادان انسان' یہ سب خدا کی ملکیت ہے۔
علامہ نے اردو میں یہی بات یوں کہی ہے......

وہ خدایا یہ زمیں تیری نہیں میری نہیں
تیرے آبا کی نہیں تیری نہیں میری نہیں

☆...... تو خدا کی زمین کو اپنی زمین سمجھتا ہے تو پھر ذرا یہ تو بتا کہ آیہ 'لاتفسدوا' کی تفسیر (شرح) کیا ہے۔ ''الارض للہ'' (زمین خدا کی ہے)
☆...... آدم کی اولاد (انسان) نے شیطنت سے دل لگالیا ہے میں نے تو شیطنت ابلیسی میں فساد کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا۔
☆...... کوئی شخص کسی دوسرے کی امانت کو اپنی ذات کے لئے استعمال نہیں لاتا۔ وہ انسان بڑا خوش بخت ہے جو خدا کی ملکیت کو خدا کے سپرد کرتا ہے۔
☆...... تو نے وہ چیز اڑالی ہے جو تیری اپنی نہیں ہے۔ مجھے تیرے اس کام کا دکھ ہے کہ یہ تیری شان کے شایان نہیں ہے۔ (تیرے لائق نہیں)
☆...... اگر تو کسی چیز کا مالک ہے تو اس پر تیرا حق جتانا مناسب ہے لیکن اگر تو نہیں ہے تو خود بتا کہ یہ کیسے مناسب ہے۔
☆...... تو اللہ تعالیٰ کی ملکیت اللہ تعالیٰ کو واپس کردے تا کہ تیرے کام کی الجھنیں دور ہو جائیں۔
☆...... آسمان کے نیچے (زمین پر) یہ محتاجی اور مسکینی کیوں ہے؟ اسکی وجہ یہی ہے کہ اس مولا کا جو کچھ ہے' اسے تو اپنی ملکیت قرار دیتا ہے۔
☆...... وہ بندہ جو اپنے مادی اور جسمانی فائدوں سے باہر نہیں وہ خود ہی اپنے شیشے کو اپنے پتھر سے توڑ دیتا ہے۔
☆...... تو جو منزل اور راستے میں فرق سے بے خبر ہے۔ (سمجھ لے کہ) ہر شے کی قیمت نگاہ یعنی خریدار سے ہوتی ہے۔
☆...... گوہر جب تک تیری متاع ہے تو وہ گوہر ہے ورنہ وہ ایسا پتھر ہے جس کی قیمت ایک دمڑی (کوڑی) بھی نہیں۔
☆...... تو اسے ایک نئے انداز سے دیکھ۔ جب تو ایسا کرے گا تو یہ جہان ہی بدل جائے گا۔ یہ زمین اور آسمان بدل جائیں گے۔

احوال دوشیزہ مریخ کہ دعوائے رسالت کردہ

(مریخ کی اس دوشیزہ کے حالات جس نے رسول ہونے کا دعویٰ کیا)

در گزشتم از ہزاراں کوے و کاخ بر کنار شہر میدان فراخ !
اندراں میداں ہجوم مرد و زن درمیاں یک زن قدش چوناروَن
چہرہ اش روشن و لے بے نور جاں معنی او بر بیان او گراں !

حرف او بے سوز و چشمش بے نمے | از سرور آرزو نامحرمے!
فارغ از جوش جوانی سینہ اش | کور و صورت ناپذیر آئینہ اش!
بے خبر از عشق و از آئین عشق | صعوہ رد کردہ شاہین عشق!
گفت باما آں حکیم نکتہ داں | ''نیست ایں دوشیزہ از مریخیاں
سادہ و آزادہ و بے ریو و رنگ | فرز مرز اور ابدز دید از فرنگ
پختہ درکار نبوت ساختش | اندریں عالم فرو انداختش!
گفت نازل گشتہ ام از آسماں | دعوت من دعوت آخر زماں!
از مقام مرد و زن دارد سخن | فاش تر می گوید اسرار بدن!
نزد ایں آخر زماں تقدیر زیست | در زبان ارضیاں گویم کہ چیست''

معانی :...... دوشیزہ: کنواری لڑکی۔ دعوائے رسالت: رسول ہونے کا دعویٰ۔ میدانِ فراخ: وسیع میدان۔ نارون: شاخوں اور پتوں سے بھرا ہوا ایک پودا جس کے پتے گول اور دندانہ دار ہوتے ہیں' سے عموماً کیاریوں کے کنارے لگایا جاتا ہے......اسے ناروان یا نارون بھی کہا جاتا ہے۔ صورت ناپذیر: (آئینے میں کسی) شکل کا عکس نہ آنا۔ صعوہ: ممولا۔ بے ریو ورنگ: مکروفریب کے بغیر۔ بدزدید: چرالایا۔ فرزمرز: شیطان۔ ساختش: اسے بنادیا۔ فروانداختش: اسے لاڈالا۔ نازل گشتہ ام: نازل ہوئی ہوں۔ دعوت: دین خدا کا پیغام سنانا۔ آخرزماں: آخری زمانے میں آنے والا نبی' مہدی آخرزماں۔ زیست: زندگی۔

ترجمہ وتشریح:...... ہم ہزاروں گلی کوچوں اور محلوں اعمارتوں سے گزر کر شہر کے کنارے وسیع میدان میں پہنچے۔

☆...... اس میدان میں مردوں اور عورتوں کا ایک ہجوم تھا۔ ان کے درمیان ایک عورت تھی جس کا قد نارون کی طرح بلند تھا۔

☆...... اس کا چہرہ تو روشن تھا لیکن روحانی نور سے خالی تھا۔ اس کے بیان پر اس کے معنی گراں (بوجھل) تھے۔ (بے معنی تھے)۔

☆...... اس کے الفاظ بے سوز تھے اور اس کی آنکھ بے نم تھی۔ وہ آرزو کے سرور سے ناواقف تھی۔

☆...... اس کا سینہ جوانی کے جوش سے خالی تھا۔ وہ اندھی تھی اور اس کی صورت آئینہ کے لئے ناقابل قبول تھی۔ (بدصورت تھی)۔

☆...... وہ عشق اور آئین عشق سے بے خبر تھی۔ وہ ایسے ممولے کی مانند تھی جسے عشق کے شاہین نے رد کر دیا ہو۔

☆...... اس نکتہ داں مریخی حکیم جو ہمارا رہنما تھا' نے ہمیں بتایا کہ یہ دوشیزہ اہلِ مریخ میں سے نہیں ہے۔

☆...... وہ سادہ آزاد اور مکروفریب کے بغیر تھی۔ فرزمرز (شیطان) نے اسے یورپ سے اغوا کیا تھا۔

☆...... اس (شیطان) نے نبوت کے معاملے میں اسے پختہ کر کے اسے (مریخ میں) یہاں چھوڑ دیا۔ (لاڈالا)۔

☆...... وہ دوشیزہ کہنے لگی۔ ''میں آسمان سے نازل ہوئی ہوں اور میری دعوت آخری زماں ہے۔''

☆...... (میں نے دیکھا کہ) وہ مرد اور عورت کے مقام کی بات کرتی ہے' اور بدن کے راز خوب کھل کر بیان کرتی ہے۔

☆...... اس آخرزماں کے نزدیک زندگی کی تقدیر کیا ہے' میں اسے اہل زمین کی زبان میں بیان کرتا ہوں۔

تذکیر نبیہ مریخ

(مریخ کی نبیہ کا وعظ)

اے زناں ! اے مادراں ! اے خواہراں ! — زیستن تا کے مثال دلبراں ، ؟
دلبری اندر جہاں مظلومی است — دلبری محکومی و محرومی است
در دو گیسو شانہ گردانیم ما — مرد را نخچیر خود دانیم ما
مرد صفادی بہ نخچیری کند — گرد تو گردد کہ زنجیری کند !
خود گرازیہائے او مکر و فریب — در دو داغ و آرزو مکر و فریب !
گرچہ آں کافر حرم سازد ترا — مبتلاے درد و غم سازد ترا
ہمبرا وبودن آزار حیات — وصل او زہر و فراق اونبات
مار پیچاں ! ازخم و پیچش گریز — زہر ہائش رانجون خود مریز !
از اومت زرد روے مادراں ! — اے خنک آزادی بے شوہراں !

معانی :...... (تذکیر: وعظ۔ نبیہ: عورت نبی)...... خواہراں: خواہر کی جمع، بہنیں۔ زیست: جینا۔ شانہ گردانیم ما: ہم کنگھی کرتی ہیں۔ دانیم ما: ہم سمجھتی ہیں۔ صیادی: شکار کرنا۔ نخچیری: شکار ہونا۔ زنجیری کند: غلام بنالے۔ ہمبر: ہم پہلو ہونا۔ نبات: مصری کی ڈلی۔ مارِ پیچاں: بل کھاتا ہوا سانپ۔ گریز: بچ، بھاگ۔ مریز: مت گرا۔ اومت: ماں بننا۔

ترجمہ وتشریح:...... اے عورتو! اے ماؤں اے بہنو! یہ دلبروں کی سی زندگی کب تک گذاروگی؟ (بسر کروگی)۔

☆...... دلبری دنیا میں مظلومی ہے۔ دلبری محکومی اور محرومی (کا نام) ہے۔

☆...... ہم اپنی دو زلفوں میں کنگھی کرتی ہیں اور اس طرح مرد کو اپنا شکار سمجھتی ہیں۔

مانگے ہے پھر کسی کو لب بام پر ہوس — زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کئے ہوئے

☆...... مگر مرد (ظالم) تو ہمارا شکار بن کر اُلٹا ہمیں اپنا شکار بناتا (کرتا) ہے۔ وہ تو تیرے (عورت کے) گرد اس لئے پھرتا ہے تاکہ تجھے وہ فریب دے کر اپنا غلام (قیدی) بنالے۔

☆...... اس (مرد) کی خودگدازیاں مکروفریب ہیں۔ اس کا درد وداغ اور آرزو سب مکروفریب ہیں۔

☆...... اگرچہ وہ کافر (مرد) تجھے اپنا حرم (یعنی بیوی) بناتا ہے لیکن درحقیقت وہ تجھے درد وغم میں مبتلا کرتا ہے۔

☆...... اس کا ہم پہلو ہونا زندگی کا بڑا دکھ ہے۔ اس کا وصل زہر اور اس کا فرق مصری کی ڈلی ہے۔

☆...... وہ (مرد) ایک بل کھاتا ہوا سانپ ہے۔ اس کے پیچ وخم سے بچو۔ اس کے زہر کو اپنے خون میں نہ ڈالو۔

☆...... ماں بننے سے ماؤں کا چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ شوہروں کے بغیر آزادی (آزاد زندگی) کتنی اچھی ہے۔ (کیا خوب ہے)

وحی یزداں پے بہ پے آید مرا — لذت ایماں بیفزاید مرا
آمد آں وقتے کہ از اعجاز فن — می تواں دیدن جنین اندر بدن !

حاصلے برداری از کشت حیات | ہرچہ خواہی از بنین و از بنات!
گر نباشد بر مراد ما جنین | بے محابا کشتن او عین دیں!
در پس ایں عصر اعصار دگر | آشکار اگردد اسرار دگر
پرورش گیرد جنیں نوع دگر | بے شب ارحام دریا بدسحر!
تا بمیر داں سراپا اہرمن | ہمچو حیوانات ایام کہن!
لالہ ہابے داغ و باداماں پاک | بے نیاز از شبنمے خیز در زخاک!
خود بخود بیروں فتد اسرار زیست | نغمہ بے مضراب بخشد تار زیست!
آنچہ از نیساں فرو ریزد مگیر | اے صدف در زیر دریا تشنہ میر!
خیزو با فطرت بیا اندر ستیز | تاز پیکار تو حر گردد کنیز!
رستن از ربط دوتن توحید زن | حافظ خود باش و بر مرداں متن!"

معانی:...... پے بہ پے: لگاتار، مسلسل۔ بیفزاید: بڑھاتی ہے۔ جنین: ماں کے رحم میں جو بچہ ہو۔ بنین: جمع بن، بیٹے۔ بنات: جمع بنت، بیٹیاں۔ بے محابا: بے خوف ہو کر۔ کشتن: مار ڈالنا۔ اعصار: جمع عصر، زمانے۔ ارحام: جمع رحم۔ ایامِ کہن: پرانا زمانہ۔ نیساں: موسم بہار کے مہینے کی پہلی بارش جس کے پہلے قطرے سیپی اصدف کے اندر موتی بنتے ہیں۔ فرو ریزد: نیچے گرے۔ مگیر: مت پکڑ۔ تشنہ میر: پیاسی مرجا۔ پیکار: جنگ، لڑائی۔ حر گردد: آزاد ہو جائے۔ کنیز: لونڈی، باندی۔ رستن: نجات پانا۔ ربطِ دوتن: دو جسموں کا ملاپ۔ متن: ناز نہ کر۔

ترجمہ وتشریح:...... مجھ پر خدا کی طرف سے لگاتار وحی نازل ہو رہی ہے اور یہ میرے ایمان کی لذت میں اضافہ کرتی ہے۔

☆...... اب وہ وقت آرہا ہے کہ سائنس کے معجزے سے عورت کے بدن کے اندر جنین کو رحم کے اندر دیکھا جا سکے گا۔

☆...... وہ وقت قریب ہے جب تم زندگی کی کھیتی سے اپنے حسب خواہش پیداوار حاصل کر سکو گی۔ (اپنی مرضی کے مطابق بیٹے یا بیٹیاں حاصل کر سکو گے)۔ یورپ نے علامہ کی ان باتوں کو سو فیصد درست ثابت کر دیا ہے۔

☆...... اگر پیٹ میں بچہ ہماری خواہش کے مطابق نہ ہوگا تو بے خوف ہو کر اسے مار ڈالنا بھی ہمارا عین دین ہوگا۔ یعنی دین کے عین مطابق ہے۔

☆...... اس زمانے کے بعد اور بھی کئی زمانے آئیں گے جن میں اور نئے نئے راز بھید ظاہر ہوں گے۔

☆...... ماں کے پیٹ میں بننے والا بچہ کچھ اور ہی ڈھب سے پرورش پائے گا' ماں کے پیٹ یعنی رحم میں رات بغیر صبح ہو جائے گی۔ (ٹیسٹ ٹیوب بچے پیدا ہوں گے)۔

☆...... تا کہ مرد جو سراپا شیطان ہے وہ پرانے زمانے کے ان حیوانات کی طرح مر جائے جن کا دنیا میں اب کوئی وجود نہیں ہے۔

☆...... لالہ کے پھول داغ کے بغیر اور پاک دامنی کے ساتھ شبنم کا احسان اٹھائے بغیر مٹی سے اُگا کریں گے۔ (مرد کے بغیر بچے پیدا کرو گی)

☆...... زندگی کے راز خود بخود ظاہر ہو جائیں گے اور زندگی کا ساز مضراب کے بغیر ہی نغمہ پیدا کرے گا یعنی جنسی فعل کے بغیر بھی بچے پیدا ہو جایا کریں گے۔

☆...... ابر نیساں سے جو قطرہ نیچے گرتا ہے اے سیپی (عورت) تو سمندر کی تہ میں پیاسی مرجا۔

☆...... اُٹھ اور فطرت کے ساتھ نبرد آزما ہو جا تا کہ تیری جنگ سے عورت (کنز) مرد کی غلامی سے آزاد ہو جائے۔
☆...... دو جسموں کے ربط سے آزاد ہونا ہی عورت کی توحید ہے' تو اپنی خود محافظ بن جا اور مرد پر کسی قسم کا ناز نہ کر۔

رومی

مذہب عصر نو آئینے نگر ۔۔۔ حاصل تہذیب لادینے نگر !
زندگی را شرع و آئین است عشق ۔۔۔ اصل تہذیب است دیں، دین است عشق !
ظاہر او سوز ناک و آتشیں ۔۔۔ باطن او نور رب العالمین !
از تب و تاب درونش علم و فن ۔۔۔ از جنون ذو فنونش علم و فن !
دیں نگردد پختہ بے آداب عشق ۔۔۔ دیں بگیر از صحبت ارباب عشق !

معانی :...... رب العالمین: سب جہانوں کا رب۔ جنونِ ذوفنونش: اس کا کئی ہنروں سے آگاہ جنون۔ بگیر: حاصل کر۔ ارباب عشق: اہل عشق۔

ترجمہ وتشریح :...... تو (زندہ رود) ذرا نئے آئین والے زمانے کے مذہب کو دیکھ' اور ایک لادین تہذیب کے اثرات یا نتائج کا حاصل دیکھ لے۔ (یہ بات اس نبیہ کے وعظ کے حوالے سے کہی ہے)۔
☆...... (حقیقت یہ ہے کہ) زندگی کا آئین وشرع عشق ہے۔ تہذیب کی اصل دین ہے اور دین عشق ہے۔
☆...... عشق کا ظاہر سوزناک اور آتشیں ہے اور اس کا باطن رب العالمین کا نور ہے۔
☆...... اس (عشق) کے اندرونی تب وتاب سے علم وفن وجود میں آتے ہیں' اسکے بے شمار ہنروں سے آگاہ جنوں سے علم وفن پیدا ہوتے ہیں۔
☆...... آدابِ عشق کے بغیر دین پختہ / مضبوط نہیں ہوتا۔ تو (زندہ رود) اہل عشق کی صحبت ونگاہ سے دین حاصل کر۔

فلک مشتری

ارواح جلیلہ حلاج وغالب وقرۃ العین طاہرہ کہ بہ نشیمن بہشتی نگرویدند وبگردش جاوداں گرائیدند

(حلاج اور غالب اور قرۃ العین طاہرہ کی عظیم روحیں جو بہشتی نشیمن / گھر کی طرف مائل نہ ہوئیں اور مسلسل وجاوداں گردش کی طرف راغب رہیں)

من فدائے ایں دل دیوانہ ۔۔۔ ہر زماں بخشد دگر ویرانہ
چوں بگیرم منزلے گوید کہ خیز ! ۔۔۔ مرد خود رس بحر را داند قفیز
زانکہ آیات خدا لا انتہاست ۔۔۔ اے مسافر جادہ راپایاں کجاست ؟
کار حکمت دیدن و فرسودن است ۔۔۔ کار عرفاں دیدن و افزودن است !
آں بسنجد در ترازوے ہنر ۔۔۔ ایں بسنجد در ترازوے نظر !
آں بدست آورد آب و خاک را ۔۔۔ ایں بدست آورد جان پاک را !
آں نگہ رابر تجلی می زند ۔۔۔ ایں تجلی را بخود گم می کند !

معانی :...... ارواح: جمع روح' روحیں۔ جلیلہ: عظیم' بڑی۔ حلاّج: حسین بن منصور حلاج' ولادت ایران کے ایک قصبہ میں ۸۵۸ء کے قریب ہوئی۔ ۸۷۳ء تا ۸۹۷ء زندگی گوشہ نشینی میں بسر کی' عوام سے تعلق ختم کر کے خراسان اور ایران وغیرہ کا سفر کیا۔ ۹۰۸ء میں وطن واپس آیا۔ ۹۱۰ء میں حج کیا تھا۔ بغداد میں وحدت الوجود کی تعلیم حاصل کی تھی۔ صوفیاء کے مطابق وحدت الوجود کے قائل تھے۔ اور ''انا الحق'' کہا کرتے تھے اور یہی نعرہ بھی لگاتے تھے۔ ان کے اس قول اور ان کی بعض تصانیف پر علمائے وقت نے سزائے موت کا فتویٰ دیا' چنانچہ خلیفہ بغداد کے حکم پر انہیں گرفتار کر کے چھ سات ماہ مقدمہ چلایا گیا۔ آخرت عدالت نے موت کی سزا سنا دی' ۹۲۲ء میں پہلے ان کے جسم کے اعضاء کاٹے گئے' پھر سولی پر چڑھا دیا گیا اور لاش کو جلا دیا گیا۔ غالب: مشہور فارسی اردو شاعر میرزا اسد اللہ خاں غالب' ولادت ۱۷۹۷ء بمقام اکبر آباد (آگرہ) غالب کے علاوہ اسد بھی تخلص تھا۔ ۱۳ برس کی عمر میں دہلی آئے' جہاں آخر دم تک رہے' ۱۸۶۹ء میں دہلی ہی فوت ہوئے' قبر حضرت نظام الدین اولیاؒ کے مزار کے احاطے میں ہے۔ قرۃ العین طاہرہ: پیدائشی نام زریں تاج' ولادت قزوین (ایران) انیسویں صدی عیسوی' شاعری کے علاوہ خطابت میں بھی ماہر تھیں' اس زمانے میں علی محمد شیرازی نے اپنے ''باب اللہ'' (اللہ کا دروازہ) یا نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو طاہرہ اپنے شوہر اور عزیزوں کی مخالفت کے باوجود اس کی بہت معتقد ہوگئی' بابی فرقہ کے لوگوں نے اس کے باپ کو قتل کر دیا' وہ خراسان بھاگ گئی اور باب کے پاس آ گئی اس نے اسے قرۃ العین (آنکھوں کی ٹھنڈک) کا لقب دیا' ۱۸۵۰ء میں وقت کے بادشاہ ناصر الدین قاچار نے باب کو قتل کرا دیا' دو سال بعد طاہرہ کو پکڑ کر بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو قاچار اس کے حسن و جمال سے اس قدر متاثر ہوا کہ علما سے کہا کہ اسے چھوڑ دیا جائے لیکن علماء نے اس کے قتل کا فتویٰ جاری کر دیا' درباریوں نے طاہرہ کی بہت منت کی کہ وہ بابی مذہب کو چھوڑ دے تا کہ قتل سے بچ سکے۔ لیکن وہ نہ مانی اور اپنے مذہب سے وفا کی وجہ سے قتل کر دی گئی' علامہ نے اس کی اپنے مسلک سے اس قدر پختہ وابستگی کی وجہ سے اس کا ذکر کیا ہے جبکہ ان کے مطابق مسلمان اپنے مذہب اسلام اور حضور صلعمؐ سے دور ہو چکے ہیں۔ نگروید ند: مائل (راغب) نہ ہوئیں۔ گرائید ند: راغب رہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... میں اپنے اس دیوانے دل کے قربان جاؤں جو ہر لحہ مجھے ایک نیا ویرانہ عطا کرتا ہے۔

☆...... جب میں ایک منزل پر ٹھہرتا ہوں تو وہ (دل) مجھے کہتا ہے' اٹھ کہ جو شخص اپنے آپ کو پہچانتا ہے وہ تو سمندر کو پیالہ (معمولی چیز) سمجھتا ہے۔

☆...... چونکہ خدا کی نشانیوں کی کوئی حد نہیں ہے' اس لئے اے مسافر راستے کی انتہا کہاں ہے۔ (یعنی کوئی نہیں)۔

☆...... حکمت (فلسفہ) کا کام دیکھنا اور گھسنا (پیچھے ہٹنا) ہے جبکہ عرفان و معرفت کا کام دیکھنا اور بڑھنا یعنی آگے بڑھنا ہے۔

☆...... وہ (حکمت) ہر شئے کو ہنر کے ترازو میں تولتی ہے جبکہ یہ (معرفت) ہر شے کو نظر کے ترازو میں تولتی ہے۔

☆...... وہ (حکمت) جہان آب وخاک کو اپنی گرفت میں لائی جبکہ یہ (معرفت) جانِ پاک کو گرفت میں لائی۔

☆...... وہ (حکمت) نگاہ کو تجلی کو سمجھنے میں صرف کرتی ہے جبکہ یہ (معرفت) تجلی کو خود اپنے اندر سمو لیتی ہے' جذب کر لیتی ہے۔

در تلاش جلوہ ہائے پے بہ پے ۔۔۔ طے کنم افلاک و می نالم چونے !
ایں ہمہ از فیض مردے پاک زاد ۔۔۔ آنکہ سوز و بجان من فتاد !
کاروان ایں دو بینائے وجود ۔۔۔ بر کنار مشتری آمد فرود !
آں جہاں آں، خاکدانے ناتمام ۔۔۔ در طواف او قمر ہا تیز گام
خالی ازمے شیشہ تاکش ہنوز ۔۔۔ آرزو نارستہ از خاکش ہنوز

نیم شب ! از تاب ماہاں نیم روز
نے برودت در ہوا ے، او، نہ سوز

من چوسوے آسماں کردم نظر
کوکبش دیدم بخود نزدیک تر

ہیبت نظارہ از ہوشم ربود
شدد گرگوں نزدو دور و دیر وزود !

پیش خود دیدم سہ روح پاکباز
آتش اندر سینہ شاں گیتی گراز !

در برشاں حلہ ہاے لالہ گوں
چہرہ ہار خشندہ از سوز دروں !

در تب و تابے زہنگام الست
از شراب نغمہ ہاے خویش مست !

گفت رومی ”ایں قدر از خود مرد
از دم آتش نوایاں زندہ شو !

شوق بے پرواند یدتی نگر !
زور ایں صہبا ندیدتی نگر !

غالب و حلاج و خاتون عجم
شورہا افگندہ درجان حرم !

ایں نواہا روح راںخشد ثبات
گرمی او از درون کائنات!“

معانی:...... مردے پاک زاد: ایک پاک فطرت (سرشت) آدمی۔ بینائے وجود: کائنات کو دیکھنے والے۔ فتاد: پڑا' آیا۔ آمدفرود: اترا۔ خاکدانے ناتمام: ایک نامکمل یا ناقص سرزمین۔ تیز گا: تیز چلنے والے۔ نارستہ: پیدا نہیں ہوئی۔ تاب ماہاں: چاندوں کی روشنی (ماہان جمع ماہ' چاند) نیم روز: دوپہر۔ برودت: ٹھنڈک۔ از ہوشم ربود: میرے ہوش اُڑا دیئے۔ گیتی گداز: زمانے / کائنات کو پگھلانے والی۔ حلہ ہالالہ گوں: لالہ کے سرخ رنگ کی یعنی سرخ چادریں۔ رخشندہ: روشن۔ ہنگام الست: الست کے وقت / موقع پر' قرآنی تلمیح' اللہ تعالیٰ نے جب عالمِ ارواح میں روحوں سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو تمام روحوں نے جواب دیا کہ ہاں تو ہی ہمارا رب ہے۔ از خود مرو: اپنے آپ سے نہ جا' بے خود نہ ہو۔ ندیدتی: تو نے نہیں دیکھا ہے۔ خاتون عجم: ایرانی عورت' قرۃ العین طاہرہ۔ آتش نوایاں: جن کے نغمے یا جن کے کلام میں آگ کا سوز ہو۔

ترجمہ وتشریح:...... میں نت نئے جلوے کی تلاش میں' میں افلاک کو طے کر رہا اور بانسری کی طرح نالہ وفریاد کرتا ہوا چلا جا رہا ہوں۔

☆...... یہ سب اس پاک زاد مرد یعنی رومیؔ کا فیض ہے' یہ وہ ہستی ہے جس نے اپنا سوزِ عشق میری جان میں ڈال دیا ہے۔

☆...... کائنات کو دیکھنے والے ان دو مسافروں کا قافلہ اب مشتری کے کنارے پر آ اترا۔

☆...... یہ جہاں (فلک مشتری) ایک نامکمل دنیا تھی جس کے گرد کئی چاند تیزی سے چکر لگا رہے تھے۔

☆...... اس کی انگور کی بیل کا شیشہ ابھی تک خالی تھا اور آرزو ابھی تک اس کی خاک سے پیدا نہیں ہوئی تھی۔

☆...... اس کے چاندوں کی روشنی سے اس کی آدھی رات دوپہر کی مانند روشن تھی۔ اس کی ہوا میں نہ تو ٹھنڈک تھی اور نہ کوئی گرمی ہی تھی۔

☆...... جب میں نے آسمان کی طرف نظر کی تو اس کے ایک ستارے (مشتری) کو اپنے بہت قریب پایا۔

☆...... اس نظاری کی ہیبت نے تو میرے ہوش اُڑا دیئے' اور دور اور دیر اور جلدی کا تصور بدل گیا۔

☆...... وہاں میں نے اپنے سامنے تین پاکباز روحیں دیکھیں' ان کے سینوں میں ایسی آگ تھی (یعنی آتش عشق) جو کائنات کو پگھلا دینے والی تھی۔

☆...... انکے پہلوؤں میں لالہ کے سے رنگ کی سرخ چادریں تھیں اور ان کے چہرے ان کے سوز دروں کے باعث چمک رہے تھے۔

☆......وہ ہنگام الست سے تب وتاب میں تھے۔ وہ اپنے نغموں کی شراب سے مست تھے۔
☆...... رومی نے کہا: اس قدر بے خود نہ ہو جا۔ ان آتش نواؤں کے دم (کلام) سے زندہ ہو جا۔
☆...... تو نے اب تک بے پروا عشق نہیں دیکھا' اب دیکھ لے تو نے اس شراب کا زور نہیں دیکھا اب دیکھ لے۔
☆...... غالب اور حلاج اور ایرانی خاتون (قرۃ العین طاہرہ) جنہوں نے حرم (کعبہ) کی جان میں شور برپا کر رکھا ہے (انہیں دیکھ اور ان کی نوائیں (کلام) سن)۔
☆......ان کا کلام روح کو ثبات بخشتا ہے' اس لئے کہ ان کی گرمی کائنات کے اندر سے ہے۔ (گرمی سرچشمہ ضمیر کائنات ہے)۔

نوائے حلاج

(حلاج کی باتیں)

زخاک خویش طلب آتشے کہ پیدا نیست
تجلی دگرے در خور تقاضا نیست !

نظر بخویش چناں بستہ ام کہ جلوہ دوست
جہاں گرفت و مرا فرصت تماشا نیست !

بملک جم ندہم مصرع نظیری را
"کسے کہ کشتہ نشد از قبیلہ ما نیست"

اگرچہ عقل فسوں پیشہ لشکرے انگیخت
تو دل گرفتہ نباشی کہ عشق تنہا نیست

تو رہ شناس نہ وز مقام بیخبری
چہ نغمہ ایست کہ در بربط سلیمی نیست

زقید و صید نہنگاں حکایتے آور
مگو کہ زورق ما روشناس دریا نیست

مرید ہمت آں رہروم کہ پا نگذاشت
بہ جادہ کہ در و کوہ و دشت و دریا نیست

شریک حلقہ رندان بادہ پیما باش
حذر زبیعت پیرے کہ مرد غوغا نیست !

معانی :...... درخورِ تقاضا: طلب اور خواہش کے مطابق۔ ملک جم: قدیم ایرانی بادشاہ جمشید کا ملک' عظیم سلطنت۔ نظیری: فارسی کا مشہور شاعر محمد حسین' نظیری تخلص' ولادت ۱۵۵۲ء نیشاپور (ایران) خراسان اور کاشان میں شہرت حاصل کی' ۱۵۸۳ء میں ہندوستان آیا اور عبدالرحیم خاں خان خاناں کے دربار سے وابستہ ہو گیا' آخری عمر گوشہ نشینی میں گزاری' وفات ۱۶۱۲ء' مزار احمد آباد (گجرات بھارت) میں ہے۔ لشکرے انگیخت: ایک لشکر اکٹھا کر رکھا ہے۔ وز: واز' اور سے۔ بربطِ سلیمی: سلیمی کا باجا (جو بطخ کی شکل کا ہوتا ہے' عود) سلیمی عرب کی ایک مشہور حسینہ کا نام' مراد شریعت اسلامیہ' اسلامی زندگی کا حسن۔ نہنگاں: جمع نہنگ' مگرمچھ۔ زورق: چھوٹی کشتی۔ مردِ غوغا: ہنگامہ خیز مرد۔

ترجمہ وتشریح:......تو اپنی خاک سے وہ آگ طلب کر جو پیدا نہیں ہوئی ہے۔ کسی اور کی تجلی اس قابل نہیں کہ اسکا تقاضا کیا جائے۔
☆......میں نے اپنے آپ پر نظر کچھ اس طرح جما رکھی ہے کہ محبوبِ حقیقی کے جلوے نے تو کائنات کو احاطہ کر رکھا ہے جبکہ مجھے اس کے نظارے کی دیکھنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔
☆...... میں نظیری کے اس مصرعے کو ملک جم کے عوض بھی نہ دوں۔ "جو کوئی مارا نہیں گیا وہ ہمارے قبیلے سے نہیں ہے"...... (حقیقی عاشق وہی ہے جو محبوب پر جان نثار کر دے' ورنہ وہ عاشق نہیں ہے)۔

☆...... اگرچہ جادوگر عقل نے ایک لشکر اکٹھا کر رکھا ہے' مگر تو غمگین نہ ہو کہ عشق بھی تنہا نہیں ہے۔

☆...... تو راستے سے واقف نہیں ہے اور مقام امنزل سے بے خبر ہے' ورنہ وہ کونسا نغمہ ہے جو سلیمٰی کے ساز میں نہیں ہے۔

☆...... تو مگرمچھوں کو شکار اور ان کو قید کرنے کی بات کر' یہ مت کہہ کہ ہماری کشتی سمندری سے آشنا نہیں ہے۔

☆...... میں اس مسافر کی ہمت کا مرید ہوں جس نے کسی ایسے راستے پر قدم نہ رکھا جس میں کوئی وادی اور پہاڑ اور دشت و دریا نہیں ہیں۔ اسی سلسلے میں غالب کا یہ شعر ملاحظہ ہو......

ان آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں　　　جی خوش ہوا ہے راہ کو پرخار دیکھ کر

☆...... تو شراب پینے والے رندوں کے حلقے میں شریک ہو جا۔ مگر اس پیر کی بیعت سے بچ (پرہیز کر) جو جوش و جذبہ کی زندگی سے ناآشنا ہے۔ (جس کی صحبت ہنگامہ خیز نہیں)۔

نوائے غالب

(غالب کا کلام یا غالب کا نغمہ)

"بیا کہ قاعدہ آسماں بگردانیم　　　قضا بگردش رطل گراں بگردانیم
اگر زشحنہ بود گیرد دار نندیشیم　　　وگرز شاہ رسد ارمغاں بگردانیم
اگر کلیم شود ہمزباں سخن نکلیم　　　وگر خلیل شود میہماں بگردانیم
بجنگ باج ستانان شاخساری را　　　تہی سبد زد رگلستاں بگردانیم
بصلح بال فشانان صبحگاہی را　　　رشاخسار سوئے آشیاں بگردانیم
زحیدریم ؑ من و توز ماعجب نبود　　　گر آفتاب سوئے خاوراں بگردانیم"

معانی:...... قاعدہ آسمان: آسمان کا دستور' طریقہ۔ بگردانیم: گھمادیں۔ رطل گراں: شراب کا بڑا پیالہ۔ تمتع اندوزیم: ہم فائدہ اٹھائیں۔ مدارا: صلح' رعایت' خاطر تواضع۔ زیاں: نقصان۔ فراز کلیم: ہم بند کریں۔ پاسبان: محافظ' چوکیدار۔ بگردانیم: ہم مقرر کردیں۔ شحنہ: کوتوال۔ گیرودار: پکڑ دھکڑ۔ نندیشیم: نہ اندیشیم' ہم خوف نہ کھائیں۔ ارمغاں: تحفہ۔ باج ستانان شاخسار: باج ستان کی جمع شاخوں سے خراج لینے والے (باغبان)۔ تہی سبد: خالی ٹوکری۔ بال فشانان: بال فشاں کی جمع' پر پھڑپھڑانے والے یعنی پرندے۔ زحیدریم: ہم دونوں حیدر (حضرت علیؓ) سے متعلق ہیں' ان کے پیروکار ہیں۔ خاوراں: مشرق۔

ترجمہ وتشریح:...... (یہ ساری غزل غالب کی اپنی اور موضوع کے لحاظ سے مسلسل اور خاصی مشہور غزل ہے) اے محبوب! تو آ کہ ہم آسمان کے دستور میں تبدیلی لائیں (بدل ڈالیں) اور قضا وقدر کے دستور کو رطل گراں کی گردش سے بدل ڈالیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ غالب نے حافظ شیرازی سے استفادہ کیا ہے۔ حافظ کی غزل کا مشہور مطلع ہے:

بیا تا گل بر افشانیم و مے در ساغر اندازیم　　　فلک را سقف بشگافیم و طرحِ نو در اندازیم

☆...... اگر کوتوال کی طرف سے کوئی گرفت یا باز پرس ہو تو ہم کوئی فکر نہ کریں' بے خوف رہیں اور اگر بادشاہ کی طرف سے بھی کوئی تحفہ آئے تو ہم واپس کردیں۔

☆...... اگر حضرت موسیٰ کلیم اللہ بھی ہم سے باتیں کرنا چاہیں تو ہم ان سے بات نہ کریں' اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی ہمارے مہمان

بن کے آئیں تو انہیں ہم واپس بھیج دیں۔

☆...... ہم صبح کے وقت پودوں کی ٹہنیوں سے پھول چننے والے باغبانوں کو سختی سے روک دیں اور یوں انہیں خالی ٹوکری کے ساتھ گلستان کے دروازے ہی سے واپس بھیج دیں۔

☆...... صبح سویرے جو پرندے اپنے گھونسلوں (آشیانوں) سے نکل کر شاخوں پر آ بیٹھے ہوں انہیں پیار و محبت کے ساتھ واپس ان کے گھونسلوں کی طرف بھیج دیں۔

☆...... ہم اور تم دونوں حیدرؓ سے وابستہ یا ان کے پیروکار ہیں اس لئے اگر ہم سورج کو مشرق کی طرف لوٹا دیں تو یہ تعجب کی بات نہ ہوگی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک روز جناب رسول اکرمؐ، حضرت علیؓ کی ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے، سورج غروب ہونے کے قریب تھا، حضورؐ نے ہاتھ کا اشارہ کر کے سورج کو مغرب سے مشرق کی طرف لوٹا دیا تھا۔ بعض اس معجزے کی تفصیل کچھ یوں بتاتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت علیؓ جناب رسول اکرمؐ کی معیت میں تھے، سورج غروب ہونے والا تھا جس سے حضرت علیؓ کی نمازِ عصر قضا ہو رہی تھی، حضورؐ نے اپنے معجزاتی ہاتھ سے سورج کو کچھ دیر کے لئے مشرق کی طرف واپس لوٹا دیا اور اس طرح انہیں (حضرت علیؓ) کو نمازِ عصر پڑھنے کا موقع مل گیا۔

نوائے طاہرہ

(قرۃ العین طاہرہ کی نوا/کلام)

"گر بتو افتدم نظر چہرہ بہ چہرہ، رو برو — شرح دہم غم ترا نکتہ بہ نکتہ، مو بمو!
از پئے دیدن رخت، ہمچو صبا فتادہ ام — خانہ بخانہ، در بدر، کوچہ بکوچہ، کو بکو!
می رود از فراق تو خون دل از دو دیدہ ام — دجلہ بدجلہ، یم بہ یم، چشمہ بہ چشمہ، جو بجو!
مہر ترا دل حزیں بافتہ بر قماش جاں — رشتہ بہ رشتہ، نخ بہ نخ، تار بہ تار، پو بہ پو!
در دل خویش طاہرہ گشت و ندید جز ترا — صفحہ بہ صفحہ، لا بہ لا، پردہ بہ پردہ، تو بہ تو"!

معانی:...... بتو افتدم نظر: تجھ پر میری نظر پڑے۔ چہرہ بہ چہرہ: چہرہ کے سامنے چہرہ آمنے سامنے۔ مو بمو: بال برابر فرق کے بغیر، ہو بہو۔ دیدن رخت: تیرا چہرہ دیکھنا۔ فتادم ام: میں پھری ہوں۔ در بدر: ایک دروازے سے دوسرے دروازے پر، در در۔ دجلہ: عراق کا مشہور دریا۔ دجلہ بہ جلہ: دریا کے دریا، یعنی بکثرت۔ قماش: ریشمی کپڑا۔ بافتہ: بن لیا ہے۔ رشتہ بہ رشتہ: دھاگے میں دھاگا پیوست کر کے، تانے بانے کو خوب ملا کر۔ نخ بہ نخ: باریک تار کو اچھی طرح ایک دوسرے سے ملا کر۔ گشت: پھری۔ صفحہ بہ صفحہ: مراد ہر جانب۔ لا بہ لا: ہر گوشے میں، ہر طرف۔ تو بتو: تہ بہ تہ۔

ترجمہ و تشریح:...... اگر تجھ پر میری نظر کچھ اس طرح پڑے کہ تو میرے بالکل سامنے ہو اور تیرا چہرہ میرے چہرے کے سامنے ہو تو پھر میں تیرے غم عشق کی شرح ایک ایک گہری بات اور رمز (وضاحت) کے ساتھ بیان کروں۔

☆...... تیرا چہرہ دیکھنے کے لئے میں صبح کی نرم و لطیف ہوا کی مانند چلی پھری ہوں اور میں گھر گھر، در در اور کوچہ کوچہ اور گلی گلی پھری ہوں۔ تیری تلاش میں کوئی کونہ نہیں چھوڑا......

☆...... تیرے فراق میں میرا خون دل میری دونوں آنکھوں سے رواں ہے ا بہہ رہا ہے اور وہ دریا دریا، سمندر سمندر، چشمہ چشمہ اور ندی

ندی بہہ رہا ہے۔

☆...... میرے غمزدہ دل نے تیری محبت کو جان کے قماش پر بن لیا ہے، دھاگا دھاگا، نخ نخ، تار تار اور تانا بانا خوب ملا کر بن لیا ہے۔

☆...... طاہرہ نے اپنے دل کے اندر نظر ڈالی مگر اسے دل کے صفحہ صفحہ، گوشہ گوشہ پردہ پردہ اور تہ بہ تہ میں تیرے سوا کوئی نظر نہ آیا۔

سوز و ساز عاشقان درد مند　　شور ہائے تازہ در جانم فگند
مشکلات کہنہ سر بیروں زدند　　باز بر اندیشہ ام شبخوں زدند!
قلزم فکرم سراپا اضطراب　　ساحلش از زور طوفانے خراب!
گفت رومی وقت را ازکف مدہ　　اے کہ می خواہی کشود ہر گرہ!
چند در افکار خود باشی اسیر　　ایں قیامت رابروں ریز از ضمیر!

معانی:...... فگند: افگند، ڈالا۔ سر بیروں زدند: سر باہر نکالا، (اٹھایا)۔ ازکف مدہ: ہاتھ سے مت جانے دے۔ بروں ریز: باہر گرا۔

ترجمہ وتشریح:......(مذکورہ) اہل درد عاشقوں (حلاج وغیرہ) کے پرسوز جذبوں نے میری جان میں نئے ہنگامے برپا کر دیئے۔

☆...... پرانی مشکلات نے (پھر) اپنا سر اٹھایا اور ایک مرتبہ پھر میری فکر (سوچ) پر شب خون مارا۔

☆...... میری فکر کا سمندر پوری طرح طوفان خیز بن گیا اور طوفان کی شدت سے اس کا ساحل خراب ہو گیا۔ (ٹوٹ پھوٹ گیا)۔

☆...... رومی نے کہا جو اپنی ہر مشکل کے حل کا خواہاں ہے، تو وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ (وقت نہ گنوا)۔

☆...... تو (زندہ رود) کب تک اپنے افکار میں اسیر رہے گا۔

زندہ رود مشکلات خود را پیش ارواح بزرگ میگوید

(زندہ رود اپنی مشکلات ان ارواحِ جلیلہ کے سامنے پیش کرتا ہے)

از مقام موناں دوری چرا ؟　　یعنی از فردوس مہجوری چرا ؟

معانی:...... چرا: کیوں، کس لئے۔ مہجوری: دوری یا باہر رہنا۔

ترجمہ وتشریح:...... مومنوں کے مقام سے دور رہنا کیوں، کس لئے؟ یعنی فردوس سے باہر رہنا کس لئے؟ (گویا یہ حلاج سے کہا جا رہا ہے، اب حلاج کی روح جواب دیتی ہے)۔

حلاج

مرد آزا دے کہ داند خوب و زشت　　می نگنجد روح او اندر بہشت!
جنت ملائے و حور و غلام　　جنت آزاد گاں سیر دوام!
جنت ملا خور و خواب و سرود　　جنت عاشق تماشائے وجود!
حشر ملا شق قبر و بانگ صور　　عشق شور انگیز خود صبح نشور!

علم بر بیم و رجا دارد اساس
عاشقاں را نے امیدو نے ہراس!
علم ترساں از جلال کائنات
عشق غرق اندر جمال کائنات
علم را بر رفتہ و حاضر نظر
عشق گوید آنچہ می آید نگر!
علم پیماں بستہ با آئین جبر
چارہ او چیست غیر از جبر و صبر!
عشق آزاد و غیور و ناصبور
در تماشائے وجود آمد جسور!
عشق ما از شکوہ ہا بیگانہ ایست
گرچہ اورا گریہ مستانہ ایست
ایں دل مجبور ما مجبور نیست
ناوک ما از نگاہ حور نیست!
آتش ما را بیفزاید فراق
جان ما را سازگار آید فراق!
بے خلشہا زیستن نازیستن
باید آتش در تہ پا زیستن!
زیستن ایں گونہ تقدیر خودی است
از ہمیں تقدیر تعمیر خودی است!
ذرہ از شوق بے حد رشک مہر
گنجد اندر سینہ او نہ سپہر!
شوق چوں برعالمے شبخوں زند
آنیاں را جاودانی می کند!

معانی :...... می نگنجد: نہیں سماتا۔ غلام: غلمان' جنت کے خوبرو حسین لڑکے۔ سیرِ دوام: ہمیشہ کی سیر۔ خوروخواب: کھانا پینا اور سونا۔ سرود: راگ سننا۔ حشر ملا: ملا کی قیامت' نظریۂ قیامت۔ شق قبر: قبر کا پھٹنا' کھلنا۔ بانگ صور: صور کی آواز' وہ سنکھ جو اسرافیل فرشتہ قیامت کے روز بجائے گا جس سے تمام مردے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ صبح نشور: قیامت کی صبح۔ بیم ورجا: خوف اور امید۔ اساس: بنیاد' جڑ۔ ہراس: خوف' ڈر۔ ترساں: خوفزدہ۔ رفتہ وحاضر: ماضی اور حال۔ می آید: آئے گا۔ پیماں بستہ: عہد باندھ رکھا ہے۔ ناصبور: صبر نہ کرنے والا۔ جسور: دلیر' بیباک۔ ناوک: تیر۔ بیفزاید: اضافہ کرتا' بڑھاتا ہے۔ سازگار: موافق' درست۔ بے خلشہا: کانٹوں کی چبھن کے بغیر' کلشہا' خلش کی جمع۔ زیست: جینا۔ نازیستن: نہ جینا' مرنا۔ نہ سپہر: نو آسمان۔ آنیان: جمع آنی' فانی لوگ۔ جاودانی: ہمیشہ کی زندگی والے۔

ترجمہ وتشریح:...... ایک آزاد مرد جو اچھے اور برے کو خوب پہچانتا ہے۔ اس کی روح بہشت کے اندر نہیں سما سکتی۔

☆...... ملا کی جنت تو شراب (شرابِ طہور) حور اور غلماں والی جنت ہے لیکن آزاد لوگوں کی جنت مسلسل سیر ا گردش کرنا ہے۔

☆...... ملا کی جنت میں کھانا پینا اور سونا اور موسیقی سننا ہے اور ایک عاشق کی جنت وجود یعنی محبوب حقیقی کے دیدار کی خواہش ہے۔

☆...... ملا کا حشر' قبر کے کھلنے اور بانگ صور پر مردوں کے اٹھنے کا نام ہے جبکہ ہنگامہ برپا کرنے والا عشق خود قیامت کی صبح ہے۔

☆...... علم کا دارومدار خوف اور اُمید پر ہے۔ عاشق کے لئے نہ تو امید کی کوئی کیفیت ہوتی ہے اور نہ خوف و ہراس کی۔

☆...... علم کائنات کے جلال سے خوفزدہ رہتا ہے جبکہ عاشق کائنات کے حسن میں محو ہوتا ہے۔

☆...... علم کی نظر ماضی اور حال پر ہے جبکہ عشق جو دیکھتا ہے وہی کہتا ہے۔

☆...... علم نے جبر کے آئین سے عہد و پیمان کر رکھا ہے' لہٰذا جبر اور صبر کے سوا اس کا اور کوئی چارہ کار نہیں۔

☆...... عشق آزاد اور غیر مند و بے صبر ہے۔ وہ وجود (محبوب حقیقی) کے دیدار کے معاملے میں بیباک اور دلیر ہے۔

☆...... ہمارا عشق شکووں شکایتوں سے نا آشنا ہے' اس کی گریہ وزاری مستی کی گریہ وزاری ہے۔

☆...... ہمارا یہ مجبور دل مجبور نہیں ہے۔ ہم پر چلنے والا تیر حور کی نگاہ سے نکلا ہوا نہیں ہے۔ (عاشق حقیقی حور و غلماں کی خواہش وتمنا نہیں رکھتے)۔

☆...... ہجر وفراق ہم عاشقوں کی آگ کو تیز کرتا ہے اور فراق ہی ہماری جان کے موافق ہے۔

☆...... دل میں عشق کے کانٹوں کی چبھن کے بغیر جینا کوئی جینا نہیں۔ ضروری ہے کہ عاشق پاؤں کے نیچے آگ کے ساتھ جیئے۔ آتش زیر پا رہنا ہی زندگی ہے۔

☆...... اس طرح جینا خودی کی تقدیر ہے' اور اسی تقدیر سے خودی کی تعمیر ہوتی ہے۔

☆...... ایک ذرہ اپنے اندر بے حد شوق کے سبب سورج کیلئے باعث رشک بن جاتا ہے اور یوں اس کے سینے میں نو آسمان سما جاتے ہیں۔

☆...... جب شوق' عشق کسی جہان پر شب خون مارتا ہے تو فانی زندگی والوں کو جاودانی (ہمیشہ کی زندگی) بنا دیتا ہے۔

زندہ رود

گردش تقدیر، مرگ و زندگی است　　　کس نداند گردش تقدیر چیست !

معانی:...... کس نداند: کوئی نہیں جانتا۔ چیست: کیا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... تقدیر کی گردش موت اور زندگی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ تقدیر کی گردش کیا ہے؟

حلاج

ہر کہ از تقدیر دارد ساز و برگ　　　لرزد از نیروئے او ابلیس و مرگ !

جبر دین مرد صاحب ہمت است　　　جبر مرداں از کمال قوت است !

پختہ مردے پختہ تر گردد زجبر　　　جبر مرد خام را آغوش قبر !

جبر خالد عالمے برہم زند　　　جبر ما بیخ و بن ما برکند !

کار مردان است تسلیم و رضا　　　بر ضعیفاں راست ناید ایں قبا !

تو کہ دانی از مقام پیر روم　　　می ندانی از کلام پیر روم !

''بود گبرے در زمان بایزید　　　گفت او را یک ، مسلمان سعید

خوشتر آں باشد کہ ایماں آوری　　　تا بدست آید نجات و سروری

گفت ایں ایماں اگر ہست اے مرید　　　آں کہ دارد شیخ عالم بایزید

من ندارم طاقت آں، تاب آں　　　کاں فزوں آمد زکوششہائے جاں''!

(رومی)

کار ما غیر از امید وبیم نیست　　　ہر کسے راہمت تسلیم نیست !

اے کہ گوئی بودنی این بود، شد — کار ہا پابند آئیں بود، شد
معنی تقدیر کم فہمیدہ — نے خودی را، نے خدارا دیدہ
مرد مومن باخدا دارد نیاز — باتو ماسازیم تو باماںساز،
عزم او خلاق تقدیر حق است — روز ہیجا تیر او تیر حق است !

معانی :...... سازو برگ: سازوسامان۔ لرزد: لرزتا (کانپتا) ہے۔ نیروئے او: اس کی طاقت۔ پختہ: مضبوط، تجربہ کار، ہشیار یعنی کامل۔ مردِ خام: نامکمل آدمی، ناقص آدمی۔ خالد: حضرت خالد بن ولیدؓ، حضور اکرمؐ کے ایک صحابی جو بہت دلیر جرنیل تھے۔ بیخ و بن: جڑ اور بنیاد۔ برکند: اکھاڑ ڈالتا ہے۔ راست ناید: صحیح نہیں آتی۔ گبرے: ایک گبر، آتش پرست۔ بایزیدؒ: بایزید بسطامی دوسری اور تیسری صدی ہجری کے مشہور صوفی، نام طیفور بن عیسیٰ بن سروشان، مقامِ ولادت بسطام، ان کے دادا نے مجوسی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا، حضرت جنید بغدادیؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بایزید کی ذاتِ بابرکات ہم میں ایسی ہے جیسے فرشتوں میں جبرئیل کی۔ سعید: نیک بخت، مبارک۔ بودنی: جو کچھ ہونے والا (ہے) شد: ہوگیا، ہوگئے۔ کم فہمیدہ ای: تو نے کم یا نہیں سمجھے ہیں۔ نیاز: عجز وانکساری، عاجزی۔ خلاق: تخلیق کرنے والا۔ روز ہیجا: جنگ کے دن۔

ترجمہ وتشریح:...... جو کوئی تقدیر کا ساز و سامان رکھتا ہے اس کی طاقت سے ابلیس اور موت دونوں پر کپکپی طاری رہتی ہے۔

☆...... جبر، صاحب ہمت مرد کا دین ہے اور مردوں، دلیروں کا جبر قوت کے کمال کے سبب سے ہے۔

☆...... ایک پختہ یعنی کامل مرد جبر سے اور بھی زیادہ پختہ تر ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس ایک مردِ خام ناپختہ کیلئے جبر قبر کی آغوش (موت) بنتا ہے۔ اور یوں وہ موت سے بھی ڈرتا رہے گا۔

☆...... (حضرت) خالدؓ کا جبر ایک دنیا کو تہ و بالا کر دیتا ہے۔ ہمارا جبر خود ہماری جڑ اکھیڑ ڈالتا ہے۔

☆...... تسلیم ورضا مردوں، دلیروں کا کام ہے جبکہ ضعیفوں، کمزوروں پر یہ قبا درست، پوری نہیں آتی۔

☆...... (اے زندہ رود) تو جو پیرِ رومؒ (مولانا رومیؒ) کے مقام سے باخبر (آگاہ) ہے، کیا تجھے پیر رومؒ کے اس کلام کا علم نہیں؟ (اگلے چار شعر رومیؒ کے ہیں)

☆...... حضرت بایزیدؒ کے زمانے میں ایک آتش پرست تھا۔ اس سے ایک نیک بخت مسلمان نے کہا کہ اچھی بات تو یہ ہے کہ تو ایمان لے آئے، (اسلام قبول کر لے) تاکہ آخرت میں نجات پائے۔

☆...... اس پر اس آتش پرست نے کہا کہ اے (بایزید کے) مرید اگر ایمان یہی ہے جو شیخِ عالم بایزیدؒ کا (ایمان) ہے تو مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے۔

☆...... ہمارا کام امید اور ڈر کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ہر کسی میں تسلیم ورضا کی ہمت نہیں ہے۔

☆...... اے وہ انسان تو جو یہ کہتا تھا کہ جو کچھ ہونے والا تھا وہ یہی تھا اور ہوگیا۔ کام ایک آئین کے پابند تھے، اس لئے ایسا ہوا۔

☆...... تو تقدیر کے معنی نہیں سمجھا۔ اور یوں تو نے نہ تو خودی کو دیکھا ہے اور نہ خدا ہی کو دیکھا ہے۔

☆...... مردِ مومن خدا کے ساتھ راز و نیاز رکھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ہم تجھ (خدا) سے موافقت کرتے ہیں۔

☆...... اس (مردِ مومن) کا ارادہ حق کی تقدیر کا خالق ہے۔ جنگ کے دن اس کا تیر حق (اللہ تعالیٰ) کا تیر بن جاتا ہے۔ قرآن کریم کی ایک آیت میں رسول کریمؐ سے خطاب ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ ”اے رسولؐ یہ کنکریاں تو نے نہیں ہم نے پھینکی تھیں“۔ علامہ نے اسی پس منظر میں یہ کہا ہے (”ومارمیت اذ رمیت“ کی طرف اشارہ ہے۔)

زندہ رود

کم نگاہاں فتنہ ہا انگیختند بندہ حق را بدار آویختند !
آشکار ابر تو پنہان وجود باز گو آخر گناہ توچہ بود ؟

معانی :...... کم نگاہاں: کم نگاہ کی جمع 'بصیرت سے عاری لوگ۔ بدار آویختند: انہوں نے پھانسی پر لٹکا دیا۔ باز گو: پھر کہہ۔ چہ بود: کیا تھا۔

ترجمہ وتشریح :...... بصیرت سے عاری لوگوں نے فتنے برپا کر دیئے' انہوں نے ایک بندۂ حق (حلاج) کو پھانسی کے تختے پر چڑھا دیا' سولی پر لٹکا دیا۔

☆...... تجھ پر وجود کے بھید ظاہر ہیں' پھر یہ تو بتا کہ آخر تیرا گناہ کیا تھا (جو تجھے سولی پر لٹکایا گیا)۔

حلاج

بود اندر سینہ من بانگ صور ملتے دیدم کہ دارد قصد گور !
مومناں باخوے و بوے کافراں لا الہ گویان و از خود منکراں !
امر حق، گفتند نقش باطل است زانکہ او وابستہ آب و گل است
من بخود افروختم نار حیات مردہ را گفتم زاسرار حیات !
از خودی طرح جہانے ریختند دلبری قاہری آمیختند !
ہر کجا پیداو ناپیدا خودی برنمے تابد نگاہ ما خودی !
نارہا پوشیدہ اندر نور اوست جلوہ ہائے کائنات از طور اوست
ہر زماں ہر دل دریں دیر کہن از خودی در پردہ میگوید سخن
ہر کہ ازنارش نصیب خود نبرد در جہاں از خویشتن بیگانہ مرد
ہندو ہم ایراں زنورش محرم است آنکہ نارش ہم شنا سدآں کم است !
من زنور و نار او دادم خبر بندہ محرم! گناہ من نگر!
آنچہ من کردم تو ہم کردی، بترس! محشرے برمردہ آوردی، بترس!

معانی :...... قصدِ گور: قبر یا مرنے کا ارادہ۔ خوے وبوے کافراں: کافروں کی سی عادت' خصلت۔ گویاں: کہتے ہوئے۔ امرحق: خدا کا حکم' روحِ انسانی' قرآنی تلمیح' کہہ دے کہ روح میرے رب کا امر ہے۔ افروختم: میں نے جلائی' روشن کی۔ طرح ریختند: قضاوقدر نے بنیاد رکھی۔ آمیختند: انہوں نے ملایا۔ دلبری: محبوب' مراد جمال۔ قاہری: غالب مراد جلال۔ برنمی تابد: تاب نہیں لاتی۔ طور: کوہ طور' جہاں حضرت موسیٰ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا۔ دیرِ کہن: پرانی دنیا۔ نارش: اس کی آگ۔ بندۂ محرم: اسرار سے آگاہ بندے' زندہ رود۔ بترس: ڈر۔

ترجمہ وتشریح:...... میرے سینے میں بانگِ صور تھی۔ میں نے ایک ملت کو دیکھا کہ وہ قبر کا ارادہ کر رہی ہے۔

☆...... ان مومنوں کی خو بو کافروں جیسی تھی۔ زبان سے تو وہ ''لاالہٰ'' (توحید کا کلمہ) کہتے تھے لیکن اپنے آپ سے منکر تھے۔

☆...... وہ کہتے تھے کہ ''امرِ حق'' ایک باطل نقش ہے' کیونکہ وہ بدن کے ساتھ وابستہ ہے (اس کا تعلق بدن سے ہے)۔

☆...... میں نے اپنے اندر زندگی کی آگ روشن کی' مردوں لوگوں کو زندگی کے راز بتادیئے۔

☆...... میں (حلاج) نے ان سے کہا کہ جہان کی بنیاد خودی پر رکھی گئی ہے' یہاں دلبری (جمال) کو قاہری (جلال) سے ملادیا گیا ہے۔

☆...... خودی جہان میں ہر جگہ ہے۔ کہیں ظاہر ہے اور کہیں پوشیدہ۔ ہماری نگاہیں خودی کے جلوے کی تاب نہیں لاسکتیں۔

☆...... اس (خودی) کے نور کے اندر نار (آگ) چھپی ہوئی ہے۔ کائنات کے سارے جلوے اسی طور کی تجلیات کے ہیں۔

☆...... اس پرانی دنیا میں ہر دل ہر لمحہ خودی سے پوشیدہ طور پر گفتگو کرتا ہے۔

☆...... جس کسی نے بھی اس (خودی) کی آگ سے اپنا حصہ نہ لیا یعنی استفادہ نہ کیا وہ جہان میں خود سے بیگانہ ہو کر یا خودی سے محروم ہو کر مر گیا۔

☆...... ہندوستان اور ایران کے لوگ خودی کے نور سے تو واقف ہیں لیکن ان میں...... جو کوئی اسکی نار کو بھی پہچانے' نہیں ہے (کم ہیں)۔

☆...... میں نے خود کے نور اور نار کی خبر دی۔ اے اسرار سے آگاہ بندے یعنی زندہ رود تو ہی بتا کہ اس میں میرا کیا گناہ تھا۔ (بندۂ محرم اس لئے کہا ہے کہ علامہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ''اناالحق'' سے مراد یہ نہیں ہے کہ ''میں حق ہوں'' بلکہ اس سے مراد ہے ''انا' حق'' یعنی خودی برحق ہے یا خود کو پہچاننا برحق ہے' یہ کوئی گناہ نہیں ہے)۔

☆...... (اے زندہ رود) جو کچھ میں نے کیا اب وہی کچھ تو بھی کر رہا ہے۔ (خودی پہچاننے کی تلقین کر رہا ہے) تو ڈر کے رہ' کہیں تجھ سے بھی میرے جیسا سلوک نہ ہو۔ تو نے بھی مردہ قوم کو جگانے کے لئے محشر برپا کیا ہے۔ اس لئے ڈر کر رہ۔ کہیں نامحرم لوگ تجھے بھی میرے والی سزا نہ دیں۔

طاہرہ

از گناہ بندہ صاحب جنوں — کائنات تازہ آید بروں !
شوق بے حد پردہ ہا را بردرد — کہنگی را از تماشای برد !
آخر از دار و رسن گیرد نصیب — برنگردد زندہ از کوے حبیب !
جلوہ او بنگر اندر شہر و دشت — تانہ پنداری کہ از عالم گزشت !
در ضمیر عصر خود پوشیدہ است — اندریں خلوت چساں گنجیدہ است ؟

معانی:...... صاحب جنوں: عشق کے جذبوں سے سرشار۔ بردرد: پھاڑ ڈالتا ہے۔ کہنگی: قدامت پسندی' پرانا پن۔ می برد: لے جاتا ہے۔ دار و رسن: پھانسی اور رسی' سولی۔ برنگردد: واپس نہیں آتا۔ نہ پنداری: تو یہ نہ سمجھ لے۔ چساں: کس طرح۔ گنجیدہ است: سمایا ہوا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... (طاہرہ کو بھی حلاج کی طرح قتل کیا گیا تھا) عشق کے جذبوں سے سرشار ایک بندے کے گناہ سے ایک نئی کائنات وجود میں آتی ہے۔ (طاہرہ نے حلاج کی حمایت میں بات کی ہے)۔

☆...... حد سے بڑھے ہوئے عشق سارے پردے پھاڑ (ہٹا) دیتا ہے اور اس کے تماشا سے قدامت پرستی کا خاتمہ کر دیتا ہے۔

☆...... ایک عاشق کے نصیب میں آخرکار دار و رسن ہوتی ہے۔ وہ (عاشق) محبوبِ حقیقی کے کوچے سے زندہ واپس نہیں آتا۔

☆...... تو (زندہ رود) اس (حلاج جیسے سچے عاشق) کا جلوہ آج بھی شہر اور بیابان میں دیکھ تاکہ تو یہ نہ سمجھ لے کہ وہ تو دنیا ہی سے رخصت ہو گیا ہے۔

☆...... وہ (منصور) اپنے زمانے کے ضمیر میں پوشیدہ (چھپا ہوا) ہے وہ اس ضمیر کی خلوت میں کیسے سما گیا ہے؟ (وہ تو کائنات میں بھی نہیں سما سکتا)۔

زندہ رود

(زندہ رود غالب کی روح سے مخاطب ہے)

اے ترا دادند درد جستجوے　　　معنی یک شعر خود با من بگوے
''قمری کف خاکستر و بلبل قفس رنگ　　　اے نالہ نشان جگر سوختہ چیست''؟

معانی:...... دادند: انہوں نے دی، قدرت نے دی ہے۔ کف خاکستر: خاک کی مٹھی، خاکی رنگ والی۔ قفسِ رنگ: رنگ کا پنجرہ۔

ترجمہ وتشریح:...... اے (غالب) تجھے تلاش و جستجو کا درد عطا ہوا ہے۔ مجھے اپنے ایک شعر کے معنی تو بتایئے۔

☆...... قمری تو کف خاکستر ہے، اور بلبل رنگ کا ایک پنجرہ ہے۔ بلبل کے سیاہ رنگ سے بھی اس کے باطن میں جلی ہوئی آگ ظاہر ہو رہی ہے۔ ''اے نالہ نشانِ جگر سوختہ کیا ہے''۔ اے نالۂ انسان جگر سوختہ کا نشان کیا ہے؟ غالب کا یہ شعر اردو میں ہے اور ''چیست'' کی بجائے ''کیا ہے'' ہے۔ اس کی غزل کا مطلع ہے:

شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے
داغ دل بے درد نظرگاہِ حیا ہے

غالب

نالہ کو خیزد از سوز جگر　　　ہر کجا تاثیر او دیدم دگر!
قمری از تاثیر او وا سوختہ　　　بلبل ازوے رنگہا اندوختہ!
اندر و مرگے بآغوش حیات　　　یک نفس اینجا حیات، آنجا ممات!
آنچناں رنگے کہ ارژنگی ازوست　　　آنچناں رنگے کہ بیرنگی ازوست
تو ندانی ایں مقام رنگ و بوست　　　قسمت ہر دل بقدر ہاے و ہوست!
یا برنگ آیا بہ بے رنگی گزر　　　تانشانے گیری از سوز جگر!

معانی:...... کو خیزد: کہ جو اٹھتا ہے۔ واسوختہ: مکمل طور پر جل جاتی ہے۔ اندوختہ: اختیار کر لیتی ہے۔ ممات: موت۔ ارژنگی: مختلف (کئی) رنگ ہونا۔

ترجمہ وتشریح:...... وہ نالہ جو جگر کے سوز سے اٹھتا ہے، میں نے ہر جگہ اس کی تاثیر مختلف دیکھی ہے۔

☆...... قمری اس کی تاثیر سے مکمل طور پر جل جاتی ہے' لیکن بلبل اس کی تاثیر سے کئی رنگ اختیار کر لیتی ہے۔

☆...... اسی نالے کے اندر موت' زندگی کی گود میں ہے۔ (یعنی وہ مر جاتی ہے لیکن اسی نالہ کی بدولت بلبل زندہ رہتی ہے)۔ ایک ہی دم یہاں (بلبل کو) زندگی دیتا ہے اور وہاں (قمری کو) موت دیتا ہے۔ (یہ مطلب بھی نکلتا ہے کہ سانس کا لمحہ ایک ہی ہے جو یہاں موت کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور وہاں زندگی کی)۔

☆...... یہ ایک ایسا رنگ ہے کہ اس سے کئی قسم کے رنگ پیدا ہوتے ہیں' یہ ایک ایسا بھی رنگ ہے جس سے بے رنگی پیدا ہوتی ہے۔

☆...... تو نہیں جانتا کہ یہ رنگ و بو کا مقام ہے۔ یہاں ہر دل کی قسمت اس کی "ہائے وہو" کے مطابق حصہ پاتا ہے۔

☆...... تو یا تو رنگ میں آ جا یا پھر بے رنگی میں گزر جا۔ (بے رنگی اختیار کر لے) تا کہ تجھے سوزِ جگر سے کوئی نشان حاصل ہو سکے۔

زندہ رود

صد جہاں پیدا دریں نیلی فضاست　　　ہر جہاں را اولیا و انبیاست ؟

معانی:...... نیلی فضا: آسمانی فضا۔ پیدا: ظاہر' نمودار ہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... اس نیلی فضا میں سینکڑوں جہاں موجود ہیں۔ کیا ہر جہان میں اولیا اور انبیا ہوتے ہیں؟

غالب

نیک بنگر اندریں بود و نبود　　　پے بہ پے آید جہانہا در وجود !

ہر کجا ہنگامہ عالم بود　　　رحمة اللعالمینے ہم بود !

معانی :...... نیک بنگر: اچھی طرح (غور) سے دیکھ۔ بود و نبود: کسی چیز کا ہونا اور نہ ہونا۔ رحمة للعالمینے: کوئی یا ایک رحمة اللعالمین' جہانوں کے لئے رحمت جو صرف حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... اس ہستی و عدم کو غور سے دیکھ۔ یہاں مسلسل جہان وجود میں آ رہے ہیں۔

☆...... جہاں کہیں بھی دنیا کا ہنگامہ ہے۔ وہاں ایک رحمت للعالمین (حضور اکرمؐ) بھی ہیں۔ (سب جہانوں کے لئے رحمت تو صرف حضور اکرمؐ ہی کی ذاتِ مبارک ہے)۔

زندہ رود

فاش تر گوز انکہ فہم نارساست

معانی:...... فہم نارسات: فہم بات کو نہ سمجھنے والا ہے' یعنی میں تیری بات نہیں سمجھا۔

ترجمہ وتشریح:...... وضاحت سے کہیے کیونکہ میرا فہم نارسا ہے (سمجھنے والا نہیں ہے)۔

غالب

ایں سخن را فاش تر گفتن خطاست !

ترجمہ وتشریح:...... ایسی بات کھل کر کرنا خطا ہے۔

زندہ رود

گفتگوے اہل دل بے حاصل است؟

ترجمہ وتشریح:...... کیا اہلِ دل کی بات بے نتیجہ ہے؟

غالب

نکتہ را برلب رسیدن مشکل است!

ترجمہ وتشریح:...... اس گہری بات کا میرے لب پر آنا یعنی الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔

زندہ رود

تو سراپا آتش از سوز طلب! برسخن غالب نیائی اے عجب!

معانی:...... غالب نیائی: غالب نہیں آ رہا۔

ترجمہ وتشریح:...... تو (غالب) تو سوزِ طلب کے سبب سراپا آگ ہے۔ پھر بھلا تو بات / سخن پر غالب نہیں آ رہا یہ تو تعجب کی بات ہے۔

غالب

خلق و تقدیر و ہدایت ابتداست رحمۃ للعالمینی انتہاست!

معانی:...... خلق: تخلیق، پیدا کرنا۔ (قرآنی آیت کا حوالہ ہے)۔

ترجمہ وتشریح:...... (خدا کے تکوینی نظام) کی ابتدا (آغاز) تخلیق اور تقدیر اور ہدایت سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا رحمۃ للعالمینی پر ہوتی ہے۔

زندہ رود

من ندیدم چہرۂ معنی ہنوز آتشے داری اگر ما را بسوز!

معانی:...... چہرۂ معنی: معنی کا چہرہ۔ من ندیدم: میں نے نہیں دیکھا۔

ترجمہ وتشریح:...... میں نے ابھی تک معنی کا چہرہ نہیں دیکھا یعنی تیری بات کو سمجھ نہیں سکا۔ اگر تو کوئی آگ رکھتا ہے تو مجھے یعنی میرے افکار پریشاں کو جلا دے۔

غالب

اے چو من بینندہ اسرار شعر ایں سخن افزوں تر است از تار شعر

شاعر اں بزم سخن آراستند ایں کلیماں بے ید بیضاستند

آنچہ تو از من بخواہی کافری است — کافری کو ما ورائے شاعری است

معانی:...... بینندہ: دیکھنے والا۔ افزوں تر: بڑھ کر، زیادہ۔ آراستند: سجائی۔ ید بیضا: حضرت موسیٰ کا معجزہ۔ بخواہی: تو چاہتا ہے۔ ماورائے شاعری: شاعری سے دور۔ کافری: انکار۔

ترجمہ وتشریح:...... اے (زندہ رود) کہ تو بھی میری طرح شعر کے اسرار سے آگاہ (جاننے والا) ہے۔ (جان لے کہ) یہاں بات شعر کے تار سے بڑھ کر ہے۔ گویا شعر میں یہ بات بیان نہیں کی جا سکتی۔

☆...... شاعروں نے بزم سخن تو سجائی (شاعری کی محفلیں آراستہ کیں) لیکن یہ وہ کلیم ہیں جن کے پاس ید بیضا نہیں ہے۔

☆...... تو جو کچھ مجھ سے (کہلوانا) چاہتا ہے تو وہ کافری (کی بات) ہے اور شاعری سے ماورا ہے۔

حلاج

ہر کجا ...... ن رنگ وبو — آں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیؐ او را بہاست — یا ہنوز اندر تلاش مصطفیؐ است

معانی:...... بروید: پیدا ہوتی ہے۔ بہاست: قیمت ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... (اے زندہ رود) تو جہاں کہیں رنگ و بو کی دنیا دیکھتا ہے اور ہر وہ جہان جس کی خاک سے آرزو پھوٹتی ہے یعنی پیدا ہوتی ہے۔

☆...... یا تو اس کی قدر و قیمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہے یا پھر ابھی تک وہ مصطفیٰؐ کی تلاش میں ہے۔ یعنی اس فضا میں جتنے بھی اور جہان ہیں وہ یا تو حضور اکرمؐ کے نور سے منور ہو چکے ہیں یا اگر ابھی تک کوئی جہان اس نعمت سے محروم ہے تو وہ اس نورِ مبارک کی تلاش میں ہے تاکہ وہ مکمل اور بامقصد ہو جائے۔

زندہ رود

از تو پرسم، گرچہ پرسیدن خطاست — سر آں جوہر کہ نامش مصطفیؐ است!
آدمے یا جوہرے اندر وجود — آں کہ آید گاہے گاہے در وجود؟

معانی:...... پرسم: میں پوچھتا ہوں۔ پرسیدن: پوچھنا۔ عبدہٗ: اس (خدا کا بندہ)

ترجمہ وتشریح:...... اے حلاج! میں تجھ سے پوچھتا ہوں اگرچہ ایسی بات پوچھنا خطا ہے کہ وہ جوہر جس کا نام مصطفیٰؐ ہے اس کا بھید (راز) کیا ہے؟

☆...... کیا وہ آدم ہے یا وجود کے اندر کوئی ایسا جوہر ہے جو کبھی کبھار وجود میں آتا ہے؟ کیا رسول اکرمؐ اپنی حقیقت کے اعتبار سے نسل انسانی میں سے ہیں یا وہ خدا کے ایسے جوہر ہیں جو کبھی کبھار وجود میں آتا ہے اور حضورؐ کے سوا کسی اور انسان کے وجود میں وہ جوہر نہیں ہے؟ (جوہر سے مراد جوہرِ خدا ہے جو حضورؐ کے ظاہری پیکر میں ہے۔ انبیاء کی ارواح کا درجہ باقی ارواح سے افضل ہے اور حضور اکرمؐ کی روح اخص الخصواص ہے جو سب سے پہلے تخلیق کی گئی)۔

حلاج

پیش او گیتی جبیں فرسودہ است — خویش را خود عبدہٗ، فرمودہ است!
عبدہٗ، از فہم تو بالا تراست — زانکہ اوہم آدم و ہم جوہر است
جوہر او نے عرب نے اعجم است — آدم است و ہم زآدم اقدام است!
عبدہٗ، صورت گر تقدیر ہا — اندر و ویرانہ ہا تعمیر ہا!
عبدہٗ، ہم جانفزاہم جانستاں — عبدہٗ، ہم شیشہ ہم سنگ گراں!
عبد دیگر عبدہٗ، چیزے دگر — ما سراپا انتظار او منتظر،
عبدہٗ، دہر است و دہر از عبدہٗ، ست — ماہمہ رنگیم او بے رنگ و بوست!
عبدہٗ، ابتدا بے انتہا ست — عبدہٗ، را صبح و شام ماکجاست!
کس زسر عبدہٗ، آگاہ نیست — عبدہٗ، جز سر الا اللہ نیست!
لا الہ تیغ و دم او عبدہٗ، — فاش تر خواہی بگو ہو عبدہٗ،
عبدہٗ، چند و چگون کائنات — عبدہٗ، راز درون کائنات!
مدعا پیدانگر دد زین دوبیت — تانہ بینی از مقام مارمیت
بگور از گفت و شنود اے زندہ رود — غرق شو اندر وجود اے زندہ. رود!

معانی:...... جبیں فرسودہ است: پیشانی جھکائے ہوئے ہے۔ اعجم: عجم، غیر عرب ملک۔ اقدم: پہلے، سب سے پہلے۔ صورت گر: بنانے والا۔ جاں ستاں: جان لینے والا۔ رنگیم: ہم رنگ ہیں۔ الا اللہ: اللہ کے سوا۔ لاالہٰ: نہیں کوئی معبود (کلمہ توحید، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)۔ دم: تلوار کی دھار۔ ہو: وہ (ذاتِ حق) چندو چگون: مراد حقیقت۔ مارمیت: قرآن کریم کی آیت "جب تو (حضورؐ) نے کفار کی جانب کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تُو نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔ غرق شو اندر وجود: مراد جذبۂ عشق سے سرشار ہوکر اپنی معرفت حاصل کر۔

ترجمہ وتشریح :...... (حلاج کا جواب) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے زمانہ پیشانی جھکائے ہوئے ہے۔ (آپؐ کے سامنے زمانہ سربسجود ہے)۔ حضورؐ نے خود اپنے آپ کو عبدہٗ کہا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نورِ محمدیؐ پیدا کیا' کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "**لولاک لما خلقت الافلاک**" (اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو یہ افلاک بھی پیدا نہ کرتا)۔ اس لحاظ سے یہی وہ جوہر نورِ مصطفیٰؐ ہے جو کائنات اور اس کی ہر شے کی تخلیق کا سبب بنا۔

☆...... "عبدہٗ" تیرے فہم سے بالاتر ہے (تو اس لفظ کی حقیقت کو نہیں پا سکتا) اس لئے کہ وہ (حضورؐ) آدم یعنی انسان بھی ہیں اور جوہر بھی ہیں۔ (حضور اکرمؐ جوہر بھی ہیں اور نور بھی اور یہ ایک ایسا مقام ہے جسے عام فہم انسان سمجھنے سے عاجز ہے)۔

☆...... حضورؐ کا جوہر نہ تو عرب سے ہے (عربی نہیں ہے) اور نہ عجم ہی سے۔ حضور اکرمؐ ہیں تو آدم (انسان) لیکن آدم سے بہت پہلے کے ہیں۔ گویا حضور اکرمؐ کا جوہر ہر طرح کی جغرافیائی حدود سے آزاد اور زمان و مکاں اور رنگ و بو سے مبرا ہے۔ (حضورؐ نے فرمایا میں

اس وقت بھی موجود تھا جب آدمؑ ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھا)۔

☆...... عبدہٗ تقدیروں کو بنانے والا ہے۔ اس کے اندر ویرانے بھی ہیں اور تعمیرات بھی ہیں۔

☆...... عبدہٗ مومنوں کی جان میں افزونی کا باعث بنتا ہے۔ یعنی بشیر (خوشخبری دینے والا) بھی ہے۔ (خوشخبری مومنوں کے لئے ہے) اور جان لینے والا یعنی نذیر (کافروں کو عذاب سے ڈرانے والا) بھی ہے۔ قرآن کریم میں حضورؐ کو بشیر و نذیر کہا گیا ہے۔

☆...... عبد (بندہ) کچھ اور ہے اور عبدہٗ کچھ اور شے ہے۔ ہم سراپا انتظار ہیں اور وہ منتظر۔ (جس کا انتظار کیا جاتا ہے)۔ یعنی ہم تو اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کسی صورت خدا کے جلوے سے فیضیاب ہوں جبکہ خدا اپنے اس عبد (حضور اکرمؐ) کا جلوہ دیکھنے کی تمنا رکھتا ہے۔ (واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے)۔

☆...... عبدہٗ زمانہ ہے اور زمانہ عبدہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ہم سب مختلف تعصاب کے رنگ ہیں اور وہ رنگ و بو کے بغیر ہے۔

☆...... عبدہٗ (جوہر نور) کی ابتدا تو ہے لیکن اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ عبدہٗ کے لئے ہماری طرح کی صبحیں اور شامیں کہاں ہیں، نہیں ہیں۔ (وہ نورِ حق کی طرح لاانتہا ہے اور اس کے زمان و مکان اور ہیں)۔

☆...... کوئی بھی عبدہٗ کے راز سے آگاہ نہیں ہے۔ عبدہ اِلا اللہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ گویا عبدہ کلمۂ توحید (لا الٰہ اِلا اللہ) کی عملی تصویر یا حقیقت ہے۔ گویا وہ ذاتِ حق سے الگ اور کوئی شے نہیں ہے، ذاتِ حق کا نور اور حضور اکرمؐ کا نور ایک ہی شئے ہے۔

☆...... لا الٰہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) تلوار ہے تو اس کی دھار عبدہ ہے۔ اگر تو (زندہ رود) واضح طور پر سننا چاہتا ہے تو کہہ دے کہ ھو (ذاتِ حق) عبدہ ہے۔ یعنی حلاج یہ کہتا ہے کہ ذاتِ حق اور عبدہ یا نورِ محمدیؐ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ چونکہ خدا کا نور یعنی جوہر بشریتِ محمدیؐ میں موجود ہے۔ اسی لئے ذاتِ حق اور ذاتِ محمدؐ کو ایک کہنے میں کوئی حرج نہیں، جس طرح دھار تلوار سے الگ نہیں کی جاسکتی ہے اسی طرح ذاتِ حق اور ذاتِ محمدؐ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہیں۔

☆...... عبدہٗ کائنات کی حقیقت (معیار) ہے۔ عبدہٗ کائنات کے اندر کا راز ہے۔ عبدہٗ نہ ہوتا تو کائنات کا بھی وجود نہ ہوتا۔

☆...... ان دو شعروں سے یہ بات واضح نہیں ہوتی۔ جب تک تو مقامِ ''مارمیت'' کو نہ دیکھے (سمجھے)۔

☆...... اے زندہ رود تو بات چیت کو ختم کر اور اے زندہ رود! تو عبدہٗ کے اندر غرق ہو جا یعنی جذبۂ عشق سے سرشار ہو کر معرفت حاصل کر پھر تجھ پر عبدہٗ سے متعلق میری بات سمجھ آسکے گی۔

زندہ رود

کم شناسم عشق رایں کار چیست ؟ ذوق دیدار است ؟ پس دیدار چیست ؟

ترجمہ وتشریح :...... میں نہیں سمجھ سکا کہ عشق کا کیا کام ہے؟ کیا یہ کسی کے دیدار کا ذوق ہے؟ (اگر ایسا ہے تو پھر) دیدار کیا شے ہے؟

حلاج

معنی دیدار آں آخر زماںؐ حکم او برخویشتن کردن رواں

در جہاں زی چوں رسولؐ انس و جاں تا چو او باشی قبول انس و جاں

باز خود را بیں، ہمیں دیدار اوست سنت او سرے از اسرار اوست

معانی :...... آخرزماں: آخری زمانے کے نبی حضور اکرمؐ جو خاتم النبیین ہیں۔ برخویشتن: خود پر۔ زی: زندگی بسر کی/جی۔ اِنس وجان: انسان اور جن۔

ترجمہ وتشریح :...... اس آخرزماںؐ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دیدار کے معنی آپ (حضورؐ) کے حکم کو خود پر جاری کرنا ہے۔(حضورؐ کی پیروی میں زندگی بسر کرنا ہے)۔

☆...... (اے زندہ رود) تو انس وجاں کے رسول (حضورؐ) کی مانند دنیا میں زندگی بسر کرتا کہ تو بھی حضورؐ کی طرح انس وجاں کا محبوب بن جائے۔

☆...... پھر تو خود کو دیکھ یہی حضورؐ کا دیدار ہے۔حضورؐ کی سنت حضورؐ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

زندہ رود

چیست دیدار خدائے نہ سپہر — آں کہ بے حکمش نہ گردد ماہ و مہر؟

معانی :...... خدائے نہ سپہر: نو آسمانوں کا خدا، کائنات کا خدا۔ نہ گردد: گردش نہیں کرتا کرتے۔

ترجمہ وتشریح :...... نہ آسمانوں (تمام کائنات) کے خدا کا دیدار کیا ہے؟ وہ ذات کہ جس کے حکم کے بغیر چاند اور سورج گردش نہیں ہوتے۔

حلاج

نقش حق اول بجاں انداختن — باز اورا در جہاں انداختن!
نقش جاں تا در جہاں گردد تمام — می شود دیدار حق دیدار عام!
اے خنک مردے کہ از یک ہوئے او — نہ فلک دارد طواف کوئے او!
وائے درویشے کہ ہوئے آفرید — باز لب بربست و دم درخود کشید
حکم حق را درجہاں جاری نکرد — نانے از جو خورد و کراری نکرد
خانقاہے جست و از خیبر رمید — راہبی ورزید و سلطانی ندید!
نقش حق داری؟ جہاں نخچیر تست — ہم عناں تقدیر با تدبیر تست
عصر حاضر باتو می جوید ستیز — نقش حق برلوح ایں کافر بریز!

معانی :...... انداختن: ڈالنا۔ گردد تمام: مکمل ہو جائے۔ خنک: مبارک۔ ہوئے او: اس کا نعرہ ''اللہ ہو'' (اللہ صرف وہی ہے)۔ آفرید: پیدا کیا۔ بربست: بند کر لئے۔ کراری: بار بار حملہ کرنے کا عمل، حضرت علیؓ کا دلیرانہ طریقہ۔ جست: تلاش کی۔ رمید: دوڑ گیا۔ خیبر: قلعہ خیبر جسے حضرت علیؓ نے فتح کیا تھا۔ راہبی ورزید: اس نے رہبانیت (ترکِ دنیا) اختیار کر لی۔ نخچیر: شکار۔ می جوید ستیز: یعنی لڑنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ لبریز: ڈال۔

ترجمہ وتشریح :...... سب سے پہلے تو حق کا نقش اپنی جان میں ڈالنا ہے (اللہ تعالیٰ کے احکام اپنے اوپر نافذ کرنا) پھر اسے ساری دنیا میں ڈالنا ہے۔(نافذ کرنا)۔

☆...... جب یہ نقشِ جاں جہان میں مکمل ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ یعنی حق کا دیدار عام دیدار ہو جاتا ہے۔
☆...... مبارک ہے وہ شخص جس کی ایک ''اللہ ھو'' سے نو آسمان اس کے کوچے کا طواف کرنے لگتے ہیں۔
☆...... افسوس ہے اس درویش پر جس نے ایک بار ''ھو'' کا نعرہ تو لگایا لیکن پھر لب بند کر لئے اور اپنی سانس روک لی۔
☆...... اس (درویش) نے خدا کا حکم جہان میں جاری نہ کیا۔ اس نے جو کی روٹی تو کھالی (سادہ زندگی بسر کر لی) لیکن حیدرِ کرار یعنی حضرت علیؓ کا سا عمل اختیار نہ کیا۔
☆...... اس (درویش) نے خانقاہ ڈھونڈ لی اور خیبر سے دور بھاگ گیا۔ اس نے رہبانیت اختیار کر لی مگر سلطانی نہ دیکھی۔ (وہ خانقاہ میں بیٹھ گیا اور مجاہدانہ زندگی سے کنارہ کشی کر لی۔
☆...... کیا تجھ (زندہ رود) میں نقشِ حق ہے؟ اگر ہے تو پھر یہ کائنات تیری شکار ہے اور تقدیر بھی تیری تدبیر کے ساتھ چلے گی۔
☆...... آج کا دور تجھ سے برسرِ پیکار ہونا چاہتا ہے تو اس کافر کی تختی پر اللہ تعالیٰ کا نقش ڈال۔ (ثبت کر دے)۔

زندہ رود

نقش حق را در جہاں انداختند   من نمی دانم چساں انداختند ؟

معانی:...... انداختند: انہوں نے ڈالا۔ چساں: کس طرح۔
ترجمہ وتشریح:...... جہان پر اللہ تعالیٰ کا نقش ڈالا گیا ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ اسے کیسے ثبت کیا گیا ہے۔

حلاج

یا بزور دلبری انداختند   یا بزور قاہری انداختند !
زانکہ حق در دلبری پیدا تر است   دلبری از قاہری اولیٰ تر است !

معانی:...... دلبری: یعنی جمال، اُنس ومحبت۔ قاہری: جلال، دبدبہ۔ اولیٰ تر: زیادہ اچھی، بہتر۔
ترجمہ وتشریح:...... یا تو دلبری (جمال) کے زور سے یہ نقش ڈالا گیا یا پھر قاہری (جلال ودبدبہ) کے زور سے۔
☆...... چونکہ حق دلبری میں زیادہ واضح ہوتا ہے، اس لئے دلبری، قاہری سے بہتر ہے (اونچا درجہ رکھتی ہے)۔

زندہ رود

باز گو اے صاحب اسرار شرق   در میان زاہد و عاشق چہ فرق ؟

معانی:...... باز گو: ایک بار پھر کہہ۔ صاحب اسرارِ شرق: مشرق اور اہل مشرق کے رازوں سے آگاہ، واقف۔
ترجمہ وتشریح:...... اے اہل مشرق کے رازدان، ایک بار پھر بیان کر کہ زاہد اور عاشق کے درمیان کیا فرق ہے؟

حلاج

زاہد اندر عالم دنیا غریب   عاشق اندر عالم عقبیٰ ! غریب !

معانی:...... غریب: اجنبی۔ عالم عقبیٰ: آخرت کی دنیا۔
ترجمہ وتشریح:...... زاہد دنیا میں اجنبی ہے اور عاشق عالم عقبیٰ (جنت) میں اجنبی ہے۔

زندہ رود

معرفت را انتہا نابودن است   زندگی اندر فنا آسودن است ؟

معانی:...... نابودن: فنا، فنا ہونا۔ آسودن: آرام وسکون سے رہنا۔
ترجمہ وتشریح:...... معرفت کی انتہا اپنی فنا (ہستی مٹانا) ہے۔ کیا زندگی فنا میں آرام وسکون حاصل کرنا ہے؟

حلاج

سکر یاراں از تہی پیمانگی است   نیستی از معرفت بیگانگی است
اے کہ جوئی در فنا مقصود را   در نمی یابد عدم موجود را !

معانی:...... سکر یاراں: یاروں کی مستی۔ تہی پیمانگی: خالی پیالہ ہونا۔ جوئی: تو تلاش کرتا ہے۔ در نمی یابد: نہیں پاتا۔
ترجمہ وتشریح:...... دوستوں کی مستی ان کے خالی پیالے کے باعث ہے۔ فنا (اپنے آپ کو مٹا دینا) معرفت سے بیگانگی (نا آشنا ہونے) کا نام ہے۔
☆...... تو جو فنا میں اپنے مقصود کو تلاش کر رہا ہے (یہ جان لے کہ) عدم موجود کو نہیں پا سکتا۔ (عدم موجود کی ضد ہے)۔

زندہ رود

آنکہ خود را بہتر از آدم شمرد   در خم و جامش نہ مے باقی، نہ درد
مشت خاک ما بگردوں آشناست !   آتش آں بے سرو ساماں کجاست ؟

معانی:...... شمرد: سمجھا۔ خم: مٹکا۔ درد: تلچھٹ، پیالے کی تہ میں بچھی ہوئی میلی شراب۔
ترجمہ وتشریح:...... وہ کہ جس نے خود کو آدم سے بہتر شمار کیا یعنی ابلیس، اس کے مٹکے اور پیالے میں نہ تو شراب باقی ہے اور نہ تلچھٹ۔
☆...... ہم انسانوں کی مٹی کی مٹھی تو آسمان سے آشنا ہے۔ اس بے سروسامان (ابلیس) کی آگ (جس پر اسے ناز تھا) آج کہاں ہے۔ (حضور اکرمؐ کا واقعہ معراج پیش نظر ہے)۔

حلاج

کم بگوزاں خواجۂ اہل فراق تشنہ کام و از ازل خونیں ایاق !
ماجہول، او عارف بود و نبود کفرا وایں راز رابر ماکشود !
از فتادن لذت برخاستن عیش افزودن ز درد کاستن !
عاشقی در نار اووا سوختن سوختن بے نارا و ناسوختن !
زانکہ او در عشق و خدمت اقدم است آدم زسارار او ناحرم است !
چاک کن پیراہن تقلیدرا تابیاموزی از و توحیدرا

معانی:...... خواجہ: سردار۔ خواجۂ اہل فراق: جولوگ محبوب حقیقی کے فراق کا شکار ہیں، مراد ابلیس۔ تشنہ کام: پیاسا۔ خونیں ایاق: خون سے بھرا ہوا۔ جہول: جاہل۔ عارف: جاننے والا۔ بودونبود: ہستی اور نیستی۔ کشود: ظاہر کیا، کھولا۔ فتادن: افتادن، گرنا۔ برخاستن: اٹھنا۔ افزودن: بڑھنا۔ کاستن: گھٹنا، کم ہونا۔ واسوختن: جل جانا۔ ناسوختن: نہ جلنا۔ چاک کن: پھاڑ دے۔ پیراہنِ تقلید: کسی کی پیروی کا لباس۔ بیاموزی: تو سیکھے۔

ترجمہ وتشریح:...... تو اس خواجۂ اہل فراق کی بات نہ کر، وہ جو پیاسا ہے اور ازل سے اس جس کا پیالہ خون سے بھرا ہوا ہے۔ (وہ اہل فراق کا سردار اس لحاظ سے ہے کہ وہ درگاہِ ایزدی سے راندہ ہو گیا ہے، جو کوئی اس کی پیروی کرے گا، خدا سے دور ہو جائے گا)۔

☆...... ہم جہول ہیں جبکہ وہ (ابلیس) ہستی اور نیستی کا عارف (واقف) ہے۔ اس کے اس کفر یعنی آدم کو سجدہ کرنے سے انکار نے ہم پر یہ راز کھولا ہے۔

☆...... اٹھنے کی لذت گرنے ہی سے ہے اور درد سے گھٹ جانے میں عش کا اضافہ ہے۔ بقول غالبؔ

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

☆...... عاشقی اس (ابلیس) کی آگ میں جل جانے کا نام ہے۔ اس کی آگ کے بغیر جلنا نہ جلنے کے برابر ہے۔ (ابلیس نے اپنے خالق کے سوا اور کسی کو سجدہ نہ کیا، گویا یہ پختہ عشق کی علامت ہے)۔

☆...... چونکہ وہ (ابلیس) عشق اور خدمت میں سب سے پہلے (قدیم تر) ہے، یعنی آدم سے پہلے کا ہے، اس لئے آدم اس کے رازوں سے بے خبر ہے۔

☆...... (اے زندہ رود!) تو کسی کی بے جا پیروی کے لباس کو پھاڑ ڈال (مت پیروی کر) تا کہ تو اس (ابلیس) سے توحید سیکھ سکے۔ (اگرچہ اس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا لیکن یہ اس کے توحید پر کامل ایمان کی علامت ہے۔ تجھے یا انسانوں کو بھی غیر اللہ کے آگے نہیں جھکنا چاہئے)۔

زندہ رود

اے ترا اقلیم جاں زیر نگیں یک نفس با ما دگر صحبت گزیں

معانی:...... اقلیم: سلطنت۔ زیرنگیں: قبضے میں۔ صحبت گزیں: صحبت اختیار کر۔

ترجمہ وتشریح:...... اے (حلاج) کہ روح کی سلطنت تیرے قبضے میں ہے (تو روح کے رموز و اسرار سے آگاہ ہے) کچھ دیر کے لئے ہمیں اپنی صحبت سے مزید نوازیے۔

حلاج

بامقامے در نمی سازیم و بس ما سراپا ذوق پروازیم و بس
ہر زماں دیدن تپیدن کار ماست بے پر و بالے پریدن کار ماست!

معانی:...... درنمی سازیم: ہم موافقت نہیں کرتے۔ تپیدن: تڑپنا۔ پریدن: اڑنا۔

ترجمہ وتشریح:...... ہم ایک منزل سے موافقت نہیں کرتے یعنی رکتے اور بس' اس لئے کہ ہم سراسر ذوقِ پرواز ہیں اور بس۔ (ہم ہر لحظہ نئی منزل کی تلاش میں رواں دواں رہتے ہیں)۔

☆...... ہر لحظہ دیکھنا اور تڑپنا ہمارا کام ہے۔ بال و پر کے بغیر اُڑنا ہمارا کام ہے۔

نمودار شدن خواجہ اہل فراق ابلیس

(اہلِ فراق کے سردار ابلیس کا ظاہر ہونا)

صحبت روشند لاں یک دم، دودم آں دودم سرمایہ بود و عدم!
عشق را شوریدہ تر کرد و گزشت عقل ار صاحب نظر کردو گزشت
چشم بربستم باخود دارمش از مقام دیدہ دردل آرمش
ناگہاں دیدم جہاں تاریک شد از مکاں تا لامکاں تاریک شد
اندراں شب شعلہ آمد پدید از درونش پیر مردے برجہید
یک قبائے سرمئی اندر برش غرق اندر دود پیچاں پیکرش
گفت رومی خواجہ اہل فراق! آں سراپا سوز وآں خونیں ایاق!

معانی:...... نمودار شدن: ظاہر ہونا۔ اہل فراق: جو لوگ محبوب حقیقی کے فراق کا شکار ہیں' ابلیس کو سردار اس لئے کہا ہے کہ سب سے پہلے اسے خدا نے فرشتوں کا سردار بنایا۔ آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے 'راندۂ درگاہ ہوا۔...... شوریدہ تر: زیادہ آشفتہ دیوانہ۔ بربستم: میں نے بند کرلی۔ دارمش: اسے رکھوں۔ آرمش: اسے لاؤں۔ آمد پدید: ظاہر ہوا۔ برجہید: باہر نکلا۔ قبائے سرمئی: یعنی سیاہ رنگ کی قبا۔ دودِ پیچاں: بل کھاتا ہوا دھواں۔ خونیں ایاق: خون بھرے پیالے / دل والا۔

ترجمہ وتشریح:...... ان روشن دل حضرات کی صحبت بس دو ایک پل ہی رہی۔ اور یہ دو ایک پل میرے لئے میری ساری زندگی کا سرمایہ بنے۔

☆...... اس صحبت نے میرے عشق کو کچھ اور شوریدہ کر دیا اور ختم ہوگئی۔ اس نے میری عقل کو صاحب نظر بنا دیا اور ختم ہوگئی۔

☆...... میں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں تا کہ میں (اس عظیم صحبت کی یاد کو) اپنے ساتھ رکھوں' کبھی نہ بھولوں اور آنکھوں کی راہ سے اسے دل میں لے آؤ' دل میں بسالوں۔

☆...... اچانک میں نے دیکھا کہ جہان (فضا) تاریک ہوگیا۔ مکاں سے لامکاں تک تاریکی چھا گئی۔

☆...... اس رات (تاریکی) میں ایک شعلہ ظاہر ہوا' جس کے اندر سے ایک بوڑھا آدمی باہر نکلا۔ (ابلیس کی تخلیق آگ سے ہوئی' اسی لئے شعلے کی بات کی گئی ہے)۔

☆...... وہ ایک سرمئی رنگ کی (کالی) قبا میں ملبوس تھا۔ اس کا جسم یا پیکر بل کھاتے ہوئے دھوئیں میں ڈوبا ہوا تھا۔

☆...... رومیؒ نے کہا کہ یہ اہل فراق کا سردار (ابلیس) ہے' جو سرتاپا سوز ہے اور جسکے پیالے (دل) میں خون بھرا ہوا ہے۔ (سراپا سوز اسلئے کہ وہ آگ سے بنایا گیا ہے۔ خونیں ایاق اس حوالے سے کہ وہ آدم کو سجدہ نہ کر کے راندۂ درگاہ ٹھہرا' یہ امر اسکی آرزوؤں کا خون تھا)۔

کہنہ کم خندہ اندک سخن — چشم او بینندہ جاں در بدن !
رند و ملا و حکیم و خرقہ پوش — در عمل چوں زاہدان سخت کوش
فطرتش بیگانہ ذوق وصال — زہد او ترک جمال لایزال !
تاگسستن از جمال آساں نبود — کار پیش افگند از ترک سجود
اند کے در واردات اونگر — مشکلات او ثبات اونگر !
غرق اندر رزم خیر و شر ہنوز — صد پیمبر دیدہ کافر ہنوز !

معانی:...... کہنہ ے: ایک پرانا' بوڑھا۔ کم خندہ ے: ایک نہ ہنسنے والا۔ اندک سخن: کم باتیں کرنے والا۔ بینندہ: دیکھنے والی۔ خرقہ پوش: گدڑی پہننے والا' صوفی۔ جمالِ لایزال: یعنی خدا کا جمال جسے زوال نہیں ہے۔ گسستن: ٹوٹنا' علیحدہ رکھنا۔ ثبات: ثابت قدمی۔ رزم: لڑائی' جنگ۔

ترجمہ وتشریح:...... یہ ایک ایسا بوڑھا ہے جو نہ ہنسنے والا ہے (سنجیدہ ہے) اور کم باتیں کرنے والا یعنی کم گو ہے۔ اس کی نظر آدمی کے جسم میں جان کو دیکھ لیتی ہے۔

☆...... وہ رند بھی ہے' ملا بھی ہے اور فلسفی و خرقہ پوش بھی۔ عمل میں وہ سخت ریاضت کرنے والے زاہدوں کی مانند ہے۔

☆...... اس کی فطرت ذوق وصال سے ناآشنا ہے۔ اس کا زہد اس حسنِ ابدی کو ترک کرنا ہے۔ (اسے خدا سے دوری پسند ہے)۔

☆...... چونکہ اس محبوبِ حقیقی کے جمال سے خود کو الگ یا دور رکھنا آسان نہ تھا۔ اس نے یہ کام آدم کو سجدہ نہ کرنے سے انجام دیا۔

☆...... ذرا اس کی واردات پر نظر ڈال۔ اس کی مشکلات اور اس کا ثبات دیکھ۔

☆...... وہ ابھی تک رزم خیر و شر میں غرق ہے۔ اس نے سینکڑوں پیغمبر دیکھے ہیں مگر ابھی تک وہ کافر کا کافر ہی ہے۔

جانم اندر تن زسوز او تپید — بر لبش آہے غم آلوے رسید
گفت و چشم نیم و ابرمن کشود — ''درعمل جزما کہ برخوردار بود ؟
آنچناں برکار ہا پیچیدہ ام — فرصت آدینہ را کم دیدہ ام !
نے مرا فرشتہ' نے چاکرے — وحی من بے منت پیغمبرے !
نے حدیث و نے کتاب آوردہ ام — جان شیریں. از فقیہاں بردہ ام
رشتہ دیں چوں فقیہاں کس نہ رشت — کعبہ را کردند آخر خشت خشت !

کیش ما را ایں چنیں تاسیس نیست — فرقہ اندر مذہب ابلیس نیست !
در گزشتم از سجود اے بے خبر — ساز کردم ارغنون خیر و شر
از وجود حق مرا منکر مگیر — دیدہ برباطن کشا، ظاہر مگیر
گربگویم نیست، ایں از ابلہی است — زانکہ بعد از دید نتواں گفت نیست !
من 'بلیٰ' در پردہ 'لا'، گفتہ ام — گفتہ من خوشتر از ناگفتہ ام !
تا نصیب از درد آدم داشتم — قہر یار از بہر او نگزاشتم !
شعلہ ہا از کشت زارمن دمید — اوز مجبوری بہ مختاری رسید !
زشتی خود را نمودم آشکار — باتو دادم ذوق ترک و اختیار
تو نجاتے دہ مراز نارمن — واکن اے آدم گرہ از کارمن !
اے کہ اندر بندمن افتادہ — رخصت عصیاں بشیطاں دادہ
در جہاں باہمت مردانہ زی — غم گسارمن ! زمن بیگانہ زی !
بے نیاز از نیش و نوش من گزر — تانہ گردد نامہ ام تاریک تر !
در جہاں صیاد باننخچیر ہاست — تاتو نخچیری بکیشم تر ہاست !
صاحب پرواز را فائدہ نیست — صید اگر زیرک شود صیاد نیست "!

معانی :...... تپید: تڑپی۔ رسید: پہنچی۔ نیم وا: ادھ کھلی۔ کشود: کھولی۔ برخوردار: فائدہ اٹھانے والا۔ پیچیدہ ام: میں الجھا ہوا ہوں۔ آدینہ: جمعہ، چھٹی کا دن۔ زشت: نہیں بنا۔ کیش: مذہب۔ تاسیس: بنیاد۔ ارغنون: باجا۔ ابلہی: بیوقوفی، حماقت۔ بلے: ہاں۔ لا: نہیں۔ نگذاشتم: میں نے نہیں چھوڑا۔ کشتزار: کھیتی۔ دمید: اگے ہوئے۔ زشتی: برائی۔ نمودم: میں نے ظاہر کی۔ واکن: کھول۔ زی: جی، زندگی بسر کی۔ غم گسار: دوسروں کا غم بٹانے والا، شریک غم۔ زیرک: دانا، چالاک، ہوشیار۔

ترجمہ وتشریح :...... اس (ابلیس) کی آگ (سوز) سے میرے جسم میں میری جان تڑپنے لگی۔ اس کے ہونٹوں سے ایک غم آلودہ آہ نکلی۔ (اس نے غم بھری آہ کھینچی)۔

☆...... اس نے اپنی ادھ کھلی آنکھوں سے مجھے دیکھا اور کہا: عمل میں ہمارے سوا اور کون فائدہ اٹھانے والا ہوا ہے۔

☆...... میں اپنے کام میں اس حد تک الجھا ہوا ہوں کہ مجھے جمعہ کے روز (چھٹی کے دن) بھی فرصت میسر نہیں ہے۔

☆...... نہ تو میرا کوئی فرشتہ ہی ہے اور نہ کوئی نوکر چاکر ہی، اور میری وحی کسی پیغام بر (وحی لانے والا فرشتہ) کے بغیر ہے۔ یعنی اگر چہ مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی لیکن لوگ میرے پیغام کو اہمیت دے کر اس پر خوشی سے عمل کرتے ہیں۔

☆...... میں نہ تو کوئی حدیث لایا ہوں اور نہ کوئی آسمانی کتاب ہی مگر میں نے فقیہوں کی میٹھی جان نکال لی ہے۔ (میں نے انہیں پیٹ کا غلام بنا کر ان کے روحانی جذبے ختم کر دیئے ہیں)۔

☆...... دین کا دھاگہ فقیہوں کی طرح کسی نے نہیں کاتا (یا نہیں پرویا)۔ انہوں نے آخر کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ (فرقہ بندی

سے اس کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا)۔

☆...... ہمارے مذہب کی بنیاد اس قسم کی نہیں ہے۔ ابلیس کے مذہب میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔

☆...... اے بے خبر میں نے (آدم کو) سجدے سے انکار کرکے خیر و شر کے ساز کو نغمہ نکالنے کے لائق بنا دیا۔ (اگر میں آدم کو گمراہ نہ کرتا تو وہ بھی فرشتوں کی طرح خیر ہی خیر ہوتا جس سے دنیا اس رونق سے محروم رہتی جو آج اس خیر و شر کی باہمی تکرار سے پیدا ہو رہی ہے۔)

☆...... تو مجھے خدا کے وجود سے انکار کرنے والا نہ سمجھ تو میرے باطن پر نظر ڈال' میرا ظاہر نہ دیکھ۔

☆...... اگر میں یہ کہتا ہوں کہ خدا نہیں ہے تو یہ میری حماقت ہوگی' کیونکہ اس ذات کو دیکھنے کے بعد یہ نہیں کہا جا سکتا (کہ وہ نہیں ہے)۔

☆...... میں نے ''نہیں'' کے پردے میں ''ہاں'' کہا ہے۔ میرا یہ کہنا میرے نہ کہنے سے بہتر ہے۔

☆...... چونکہ میں آدم کا درد کا حصہ دار ہوں یعنی درد سے آگاہ ہوں' اسلئے میں نے یار (خدا) کا غضب آدم کیلئے نہ چھوڑا' خود پر لے لیا۔

☆...... میری کھیتی سے انکار اور شر کے شعلے پیدا ہوئے جس کے باعث آدم مجبوری سے مختاری تک پہنچا۔

☆...... میں نے اپنی بدی کو واضح طور پر ظاہر کرکے تمہیں اختیار اور ترک کا ذوق دے دیا۔

☆...... تو مجھے میری آگ سے رہائی دلا۔ اے آدم تو میری گتھی سلجھا دے' (میری مشکل حل کر دے)

☆...... اے وہ انسان تو جو میری قید میں پڑا ہوا ہے اور گناہ کی اجازت تو نے مجھ شیطان کو دے رکھی ہے۔

☆...... میرے غمگسار! تو مجھ سے بیگانہ ہو کر زندگی گزار اور جہان میں ہمت مردانہ سے زندگی بسر کر۔

☆...... تو میرے نیش (تلخی) اور شیرینی سے بے نیاز ہو کر گزر جاتا کہ میرا نامۂ اعمال اور زیادہ سیاہ نہ ہو۔

☆...... دنیا میں شکاری اس لئے ہے (یا ہیں) کہ شکار موجود ہیں۔ جب تک تو میرا شکار بنا رہے گا میرے ترکش میں تیر رہیں گے۔

☆...... پرواز جاننے والا کبھی نہیں گرتا۔ اگر شکار ہوشیار ہو جائے تو شکاری کا وجود بھی نہیں رہتا۔

گفتمش ''بگذر ز آئین فراق ابغض الاشیاء عندی الطلاق''

گفت ''ساز زندگی، سوز فراق اے خوشا سرمستی روز فراق!

بر لبم از وصل می ناید سخن وصل اگر خواہم نہ او ماند نہ من''

حرف وصل او را ز خود بیگانہ کرد تازہ شد اندر دل او سوز و درد!

اند کے غلطید اندر دود خویش باز گم گردید اندر دود خویش

نالہ زاں دود پیچاں شد بلند اے خنک جانے کہ گردد دردمند!

معانی :...... ابغض الاشیاء...... حضور اکرمؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ میرے نزدیک جدائی سب سے زیادہ مبغوض ہے۔ می ناید: نہیں آ رہا۔ ماند: رہتا ہے۔ غلطید: لڑھکا۔

ترجمہ وتشریح :...... میں (زندہ رود) نے اس سے کہا کہ تو (ابلیس) فراق کا دستور چھوڑ دے (یعنی خدا سے معافی مانگ لے) اس سلسلے میں تو اس حدیث کو پیش نظر رکھ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق سب سے ناپسندیدہ عمل ہے۔

☆...... وہ بولا کہ ہجر و فراق کے سوز ہی میں زندگی کا لطف ہے۔ واہ روزِ فراق کی سرمستی کے کیا کہنے ہیں۔ (روز فراق یعنی سجدہ سے انکار کا دن۔ گویا ابلیس کو اس فراق ہی سے اپنی انفرادیت قائم کرنے کا موقع ملا ہے)۔

☆...... میرے (ابلیس کے) ہونٹوں پر وصل کا لفظ ہی نہیں آتا۔ اگر میں وصل کی خواہش کرتا ہوں تو نہ تو وہ رہے گا اور نہ میں رہوں گا۔ یعنی خدا کی اور میری شناخت خیر اور شر سے ہے۔ وہ سراپا خیر اور میں سراپا شر ہوں۔ اگر خیر و شر کا فرق ختم ہو گیا تو خدا کو کوئی نہیں پہچانے گا۔

☆...... وصل کے لفظ نے اسے (ابلیس کو) خود سے بیگانہ کر دیا بے خود ہو گیا۔ اور اس کے دل میں سوز و درد از سرِ نو تازہ ہو گیا۔ اسے پرانی یادوں نے بے قرار کر دیا۔

☆...... وہ کچھ دیر تک اپنے دھوئیں میں تڑپا اور پھر اپنے اسی دھوئیں میں غائب ہو گیا۔

☆...... اس بل کھاتے ہوئے دھوئیں میں سے ایک فریاد بلند ہوئی (اٹھی)۔ اس جان کے کیا ہی کہنے (کیا خوب ہے وہ جان) جس میں درد ہو۔

نالہ ابلیس

اے خداوند صواب و ناصواب	من شدم از صحبت آدم خراب !
ہیچ گہ از حکم من سر برنتافت	چشم از خود بست و خود رادر نیافت !
خاکش از ذوق، ابا، بیگانہ	از شرار کبریا بیگانہ !
صید خودش صیاد را گوید بگیر	الاماں از بندہ فرماں پذیر !
از چنیں صیدے مرا آزاد کن	طاعت دیرینہ من یاد کن
پست از وآں ہمت و الاے من	وائے من، اے وائے من، اے وائے من!
فطرت او خام و عزم او ضعیف	تاب یک ضربم نیارد ایں حریف
بندہ صاحب نظر باید مرا	یک حریف پختہ تر باید مرا !
لعبت آب و گل ازمن بازگیر	می نیاید کود کی از مرد پیر !
ابن آدم چیست ؟ یک مشت خس است	مشت خس را یک شرار ازمن بس است !
اندریں عالم اگر جز خس نبود	ایں قدر آتش مرا دادن چہ سود ؟
شیشہ را بگداختن عارے بود	سنگ را بگداختن کارے بود !
آنچناں تنگ از فتوحات آمدم	پیش تو بہر مکافات آمدم
منکر خود از تو می خواہم بدہ	سوے آں مرد خدارا ہم بدہ
بندہ باید کہ پیچید گردنم	لرزہ انداز دنگاہش درتنم
آں کہ گوید، از حضور من برو،	آں کہ پیش او نیرزم بادو جو
اے خدا یک زندہ مرد حق پرست	لذتے شاید کہ یابم در شکست !

معانی :...... صواب: درست، راست، حق، نیکی۔ ناصواب: مراد بدی۔ سر برنتافت: سرتابی نہیں کی (حکم مانا) درنیافت: نہ پایا۔ ابا: انکار۔ شرارِ کبریا: عظمت یا بڑائی کی چنگاری۔ فرماں پذیر: اطاعت کرنے والا، حکم ماننے والا۔ حریف: مدمقابل۔ لعبت: گڑیا۔ لعبتِ آب و گل: مٹی اور پانی کی گڑیا یعنی انسان جس کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے، کمزور انسان۔

دادن: دینا۔ چہ سود: کیا فائدہ۔ بگداختن: پگھلانا۔ عارے بود: شرمندگی کا سبب ہے۔ بہرِ مکافات: انصاف کی خاطر، اپنے برابر طاقت اور ارادے کے حریف کیلئے۔ بپیچد گردنم: میری گردن مروڑ دے۔ لرزہ اندازد: کپکپی طاری کر دے۔ نیرزم با دو جو: میری قیمت دو جو کے بھی برابر نہ ہو، معمولی سی بھی قدر نہ ہو۔

ترجمہ وتشریح:...... اے نیکی اور بدی کے خدا آدم کی صحبت نے خراب کر دیا ہے۔

☆...... اس نے کبھی میرے حکم سے سر نہیں موڑا (یہ میری حکم عدولی نہیں کرتا) اس نے اپنے آپ سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ اور خود کو نہ پایا یعنی اپنی عظمت کو نہیں پا سکا۔

☆...... اس کی خاک انکار کے ذوق سے ناآشنا ہے، اور عظمت (بڑائی) چنگاری سے بے خبر ہے۔ اور (اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے بھی اس عظمت کو بھلائے بیٹھا ہے)۔

☆...... یہ ایک ایسا شکار ہے جو خود شکاری سے کہتا ہے کہ مجھے پکڑ لے۔ ایسے فرمانبردار بندے سے اللہ کی پناہ ہے۔

☆...... (اے خدا) مجھے تو اس قسم کے شکار (انسان) سے نجات دلا تو میری گذشتہ یا پرانی اطاعت (عبادت) یاد کر۔

☆...... افسوس صد افسوس اس کے اس رویئے نے میری بلند ہمت کو پست کر دیا ہے۔ (میری اس حالت پر افسوس ہے، مجھ پر افسوس ہے، مجھ پر افسوس ہے)۔

☆...... اس (انسان) کی سرشت خام ہے اور اس کا عزم (ارادہ) کمزور ہے۔ یہ مد مقابل میری ایک چوٹ کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

☆...... مجھے ایسے بندے کی ضرورت ہے جو صاحب نظر ہو، (جو برے اور بھلے کی پہچان رکھتا ہو)۔ مجھے تو ایسا مدِ مقابل چاہئے جو بڑا مضبوط ہو (جو میرا حکم نہ مانے نہ مانے بلکہ میرا مقابلہ کرے)۔

☆...... تو یہ پانی اور مٹی کی گڑیا (کمزور انسان) مجھ سے واپس لے لے۔ ایک بوڑھا آدمی (شیطان) بچوں کی سی حرکتیں نہیں کر سکتا۔ (انسان کو گڑیا اور خود کو مرد پیر کہا ہے)۔

☆...... ابنِ آدم (انسان) کیا ہے؟ وہ محض تنکوں کی ایک مٹھی ہے۔ اس کے لئے تو میری ایک چنگاری ہی کافی ہے۔

☆...... (اے خالق) اگر اس جہان میں تنکوں کے سوا اور کچھ نہ تھا تو پھر مجھے اس قدر آگ دینے کا کیا فائدہ؟

☆...... شیشے کو پگھلانا آگ کے لئے شرم کی بات ہے۔ (البتہ) پتھر کو پگھلانا تو کچھ کام ہے۔

☆...... میں تو انسان پر اپنی فتوحات سے اتنا تنگ آ گیا ہوں کہ اب میں آپ کے سامنے انصاف کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

☆...... میری تو آپ سے یہ درخواست ہے کہ تو مجھے ایسے بندہ خدا (انسان) دے جو میرا منکر ہو۔

☆...... مجھے ایسا بندہ چاہئے جو میری گردن مروڑ دے اور اس کی نگاہ سے ہی میرے جسم (بدن) پر کپکپی طاری ہو جائے۔

☆...... جو مجھ سے کہے کہ "تو میرے سامنے سے دور (دفع) ہو جا"۔ اس کے نزدیک میری قدر و قیمت دو جو کے بھی برابر نہ ہو۔

☆...... اے خدا! میرا مدِ مقابل ایک زندہ حق پرست مرد ہو۔ شاید اس سے شکست کھا کر لذت پا سکوں۔

فلک زحل

ارواح رذیلہ کہ با ملک و ملت غداری کردہ و دوزخ ایشاں را قبول نکردہ

(رذیل روحیں جنہوں نے ملک و ملت سے غداری کی اور انہیں دوزخ نے بھی قبول نہ کیا)

پیر رومی آں امام راستاں | آشنائے ہر مقام راستاں
گفت "اے گردوں نورد سخت کوش | دیدہ آں عالم زنار پوش ؟
آنچہ برگرد کمر پیچیدہ است | ازدم استارہ دزدیدہ است !
از گراں سیری خرام او سکوں | ہر نکواز حکم اوزشت و زبوں !
پیکر او گرچہ از آب و گل است | بزمینش پانہا دن مشکل است
صد ہزار افرشتہ تندر بدست | قہر حق را قاسم ازروز الست !
درہ پیہم می زند سیارہ را | از مدارش بر کند سیارہ را
عالمے مطرود و مردود سپہر | صبح او مانند شام از بخل مہر !
منزل ارواح بے یوم النشور | دوزخ از احراق شاں آمد نفور
اندرون او دو طاغوت کہن | روح قومے کشتہ از بہر دوتن !
جعفر از بنگال و صادق از دکن | ننگ آدم، ننگ دیں، ننگ وطن !
ناقبول و ناامید و نامراد | ملتے از کارشاں اندر فساد !
ملتے کو بند ہر ملت کشاد | ملک و دینش از مقام خود فتاد !
می ندانی خطہ ہندوستاں | آں عزیز خاطر صاحب دلاں
خطہ ہر جلوہو اش گیتی فروز | درمیان خاک و خوں غلطد ہنوز
در گلش تخم غلامی راکہ کشت ؟ | ایں ہمہ کردار آں ارواح زشت !
در فضائے نیلگوں یک دم بایست | تامکافات عمل بینی کہ چیست"!

معانی :...... (ارواحِ رذیلہ: کمینی روحیں۔ قبول نکردہ: قبول نہیں کیا ہے)...... راستاں: جمع راست، مراد راہِ ہدایت کے (سیدھے راستے) پر چلنے والے۔ گردوں نورد: آسمان کو طے کرنے والا، آسمان کی سیر کرنے والا۔ پیچیدہ است: لپیٹا ہوا ہے۔ دزدیدہ است: چرایا ہے۔ گراں سیری: سست رفتاری۔ نکو: اچھا۔ زبوں: حقیر و ذلیل۔ پا نہادن: پاؤں رکھنا۔ تندر بدست: ہاتھوں میں بادل کی گرج (رعد) کا کوڑا لئے ہوئے۔ قاسم: تقسیم کرنے والا۔ روزِ الست: روزِ آفرینش، جب سے دنیا وجود پذیر ہوئی ہے۔ مدارش: اس کی گردش کی جگہ۔ بر کند: اکھیڑ دیتا ہے۔ مطرود: نکالا ہوا۔ یوم النشور: روزِ قیامت۔

احراقِشان: احراقِ شاں، انہیں جلانا۔ نفور: نفرت کرنے والی۔ طاغوتِ کہن: پرانے شیطان، مراد غدار۔ جعفر: اٹھارھویں صدی عیسوی کے وسط میں بنگال کے حکمران نواب سراج الدولہ کے خلاف اس کی فوج کے سپہ سالار میر جعفر نے اس وقت کے انگریز لارڈ کلائیو سے (جو انگریز کمپنی کا حاکم تھا) ساز باز کر کے نہ صرف بنگالہ پر انگریزوں کا حملہ کروایا بلکہ میدانِ جنگ میں غداری کر کے نواب کو شکست بھی دلائی، انگریزوں نے سراج الدولہ کو قتل کر دیا اور جعفر کو نواب بنا دیا۔ یہ واقعہ (۱۷۵۷ء) برصغیر میں مسلمانوں کی سلطنت ختم کرنے کا باعث بنا۔ بعد میں جعفر کو بھی انگریزوں نے تخت سے محروم کر دیا۔ صادق: میر صادق جنوبی ہند کے شہر ارکاٹ کا رہنے والا تھا، حیدر علی نواب میسور کے دور میں میسور آیا اور چھوٹے عہدے سے ترقی کرتا ہوا حیدر علی کے بیٹے سلطان ٹیپو کے عہد میں وزیر بن گیا، اس نے اپنے فائدے کیلئے انگریز سے ساز باز کر کے ۱۷۹۹ء کی جنگ میں غداری کر کے سلطان ٹیپو کو مروا دیا اور خود کٹھ پتلی حکمران بن کر انگریزوں کو دکن پر قابض کرانے کا سبب بن گیا۔ اس طرح ان دو غداروں (جعفر و صادق) کی غداری سے خبیث انگریز لٹیرے اور ڈاکو مشرقی اور جنوبی ہند کے علاقوں پر قابض ہو گئے۔ بعد میں انگریزوں نے صادق کو بھی ذلیل و خوار کر کے نکال دیا تھا۔ فتاد: گر گیا۔ گیتی فروش: دنیا کو روشن کرنے والا۔ غلتد: لوٹ پوٹ ہو رہا ہے۔ کہ کشت: کس نے بویا؟ بایست: ٹھہر، رک جا۔ مکافاتِ عمل: عمل کا بدلہ۔

ترجمہ وتشریح:...... پیر رومیؒ جو راہِ راست پر چلنے والوں کے پیشوا اور جوان کے ہر مقام سے آگاہ ہیں۔

☆...... مجھ (زندہ رود) سے کہنے لگے کہ ''اے آسمانوں کی سیر کرنے والے سخت جان مسافر'' کیا تو وہ زنار پوش جہان (جو سامنے ہے) کو دیکھ رہا ہے؟ (یہ غداروں کی روح) کا ٹھکانا ہے اس لئے زنار پوش کہا، زنار ہندوؤں کا مقدس دھاگا)۔

☆...... اس نے اپنی کمر کے گرد جو جنیو (زنار) لپیٹ رکھا ہے وہ اس نے ایک (دم دار) ستارے کی دم سے چرایا ہے۔

☆...... اس سیارہ کا سست رفتاری کی وجہ سے چلنا بھی اس کے ٹھہراؤ ہی کی صورت نظر آتا ہے۔ اس کے حکم سے ہر نیکی، برائی اور رذالت بن جاتی ہے۔

☆...... اگرچہ اس جہان کا ڈھانچہ (پیکر) پانی اور مٹی سے ہے لیکن اس کی زمین پر پاؤں رکھنا مشکل ہے۔

☆...... ہزاروں فرشتے روزِ آفرینش ہی سے ہاتھوں میں بجلی کے کوڑے لئے خدا کا قہر نازل کر رہے ہیں۔

☆...... (یہ فرشتے) سیارے پر مسلسل (پیہم) درے مارتے رہتے ہیں، اور سیارہ کو اس کے مدار سے اکھاڑ ڈالتے ہیں۔

☆...... وہ (فلک زحل) آسمان کا ایک دھتکارا ہوا اور رد کیا ہوا جہان تھا۔ سورج کی کنجوسی (یعنی روشنی نہ دینے) کے باعث وہاں کی صبح بھی شام کی مانند تھی۔

☆...... یہ ان روحوں کا ٹھکانا تھا جن کے لئے روزِ قیامت بھی نہیں ہے۔ ان کی اسی غداری کے باعث دوزخ بھی انہیں جلانے کے لئے قبول نہیں کر رہی۔ یہ روحیں انتہائی قابلِ نفرت تھیں۔

☆...... ان روحوں میں دو پرانے شیطان (غدار) تھے جنہوں نے اپنے دو جسموں کی خاطر ایک قوم کی روح مار ڈالی تھی۔ (قتل کر دی تھی)۔

☆...... بنگال کا میر جعفر اور دکن کا صادق، یہ دونوں (غدار، شیطان) انسانیت، دین (مذہب) اور وطن کیلئے باعث شرم تھے۔

☆...... یہ دونوں نا قبول اور نا امید اور نامراد ہے۔ ان کی غداری سے ملت (قوم) فساد کی نذر ہو گئی۔

☆...... وہ ملت اسلامیہ جس نے ہر محکوم قوم کی غلامی کی زنجیر کھولی تھی، اس کا اپنا ملک اور دین اپنے بلند مقام و مرتبہ سے نیچے گر گیا۔

☆...... کیا تو نہیں جانتا کہ ہندوستان کا خطہ اہلِ دل حضرات کو دلی طور پر عزیز، محبوب، پیارا ہے۔

☆...... جس کا ہر پہلو دنیا کو روشن کرنے والا ہے۔ اب یہ خاک و خون میں لتھڑا پڑا ہے۔

☆...... اس کی مٹی میں غلامی کا بیج کس نے بویا' یہ سب انہی خبیث روحوں کا کام ہے۔
☆...... (اے زندہ رود) تو اس سیارے کی نیلی فضا میں کچھ دیر کے لئے رُک جاتا کہ تو دیکھ لے کہ مکافاتِ عمل کیا ہے۔

قلزم خونیں

(خون کا سمندر)

آنچہ دیدم می نگنجد در بیاں
تن زبیمش بے خبر گردد زجاں !

من چہ دیدم؟ قلزمے دیدم زخوں !
قلزمے، طوفاں بروں، طوفاں دروں !

درہوا ماراں چو در قلزم نہنگ
کفچہ شب گوں بال و پر سیماب رنگ !

موجہا درندہ مانند پلنگ !
از نہیبش مردہ برساحل نہنگ !

بحر ساحل را اماں یک دم نداد
ہر زماں کہ پارہ درخوں فتاد

موج خوں با موج خوں اندر ستیز
در میانش زورقے در افت و خیز !

اندراں زورق دو مرد زرد روے
زرد رو، عریاں بدن، آشفتہ موے !

معانی :...... می نگنجد: نہیں سماتا۔ بیمش: اس کا خوف' ڈر۔ ماراں: جمع مار' سانپ۔ نہنگ: مگرمچھ۔ کفچہ: پھن۔ شب گوں: رات کی طرح سیاہ۔ درندہ: چیر پھاڑ کھانے والی۔ پلنگ: چیتا۔ نہیبش: اس کا خوف۔ کہ پارہ ے: پہاڑ کی ایک یا کوئی چٹان (چٹانیں) زورقے: ایک چھوٹی کشتی۔ درافت وخیز: کبھی ڈوبتی اور کبھی تیرتی تھی۔ آشفتہ موے: بکھرے ہوئے بالوں والے۔

ترجمہ وتشریح :...... میں نے جو کچھ وہاں دیکھا وہ بیان میں نہیں سما (آ) سکتا۔ جسم اس کے خوف سے جان ہی سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ (بیہوشی طاری ہو جاتی ہے)۔

☆...... میں نے وہاں دیکھا؟ ایک خون سے بھرا ہوا سمندر تھا۔ جس کے باہر اور اندر طوفان ہی طوفان تھے۔ (طوفان اُٹھ رہے تھے)۔
☆...... اس کی فضا میں ایسے سانپ جس طرح سمندر میں مگرمچھ ہوتے ہیں۔ ان کے پھن (رات کی طرح) سیاہ اور بال و پر پارے کی طرح سفید تھے۔
☆...... اس کی موجیں چیتوں کی طرح چیرنے اور پھاڑنے والی تھیں۔ اس کے خوف سے مگرمچھ ساحل پر مردہ پڑے تھے۔
☆...... یہ سمندر ساحل کو ایک پل کے لئے بھی آرام نہیں لینے دیتا تھا' (وہاں ایک پل بھی سکون نہ تھا)۔ کیونکہ ہر لمحے اس (سمندر) کے اندر پہاڑ کی چٹانیں خون میں گر رہی تھیں۔
☆...... اس سمندر کی خونیں موجیں آپس میں برسرپیکار تھی۔ (متلاطم تھیں) ان کے درمیان ایک کشتی تھی جو کبھی ڈوبتی اور کبھی تیرتی تھی۔
☆...... اس کشتی میں زرد چہروں والے دو آدمی (خبیث غدار) بیٹھے ہوئے تھے' جن کے چہرے زرد تھے' بدن ننگے تھے اور بال بکھرے ہوئے تھے۔

آشکارا می شود روح ہندوستاں

(ہندوستان کی روح ظاہر ہوتی ہے)

آسماں شق گشت و حورے پاک زاد — پردہ را از چہرہ خود برکشاد
در جبینش نار و نور لایزال — دردو چشم او سرور لا یزال!
حلہ در بر سبک تر از سحاب — تارو پودش از رگ برگ گلاب
باچنیں خوبی نصیبش طوق و بند — برلب او نالہ ہائے درد مند!
گفت رومی ''روح ہند است ایں نگر — از فغانش سوز ہا اندر جگر!''

معانی :...... (آشکارا می شود: ظاہر ہوتی ہے)...... شق گشت: پھٹ گیا۔ لایزال: لافانی' جسے فنا نہیں۔ حلہ: ہلکا یا لطیف لباس۔

ترجمہ وتشریح:...... آسمان پھٹ گیا اور ایک پاکیزہ حور نے اپنے چہرے سے پردہ اٹھایا (ظاہر ہوئی)۔

☆...... اس کی پیشانی میں لافانی نور اور روشنی تھی اس کی دونوں آنکھوں میں ہمیشہ قائم رہنے والا سرور تھا

☆...... اس کا لباس بادل سے بھی زیادہ ہلکا (لطیف تر) تھا (لباس) کا تانا بانا گلاب کی پتیوں کے ریشے سے بنا ہوا تھا۔

☆...... اس خوبی کے باوجود اس کی قسمت میں قید و بند (غلامی) تھی' اس کے ہونٹوں پر درد بھرے نالے تھے۔

☆...... (اسے دیکھ کر) رومی نے زندہ رود سے کہا کہ دیکھ یہ ہندوستان کی روح ہے۔ اس کی آہ و فغاں سن کر جگر میں کئی سوز پیدا ہو رہے ہیں۔ (جگر پھٹا جا رہا ہے)۔

روح ہندوستاں نالہ و فریاد می کند

(ہندوستان کی روح نالہ و فریاد کرتی ہے)

شمع جاں افسرد در فانوس ہند — ہندیاں بیگانہ از ناموس ہند!
مردک نامحرم از اسرار خویش — زخمہ خود کم زند برتار خویش!
برزمان رفتہ می بندد نظر — از تش افسردہ می سوزد جگر
بندہا بر دست و پائے من ازوست — نالہ ہائے نارسائے من ازوست
خویشتن را از خودی پرداختہ — از رسوم کہنہ زنداں ساختہ
آدمیت از وجودش درد مند — عصر نواز پاک و ناپاکش نژند

معانی:...... افسرد: بجھ گئی۔ زخمہ: مضراب۔ تش: یعنی آتش آگ۔ ازوست: از و است یعنی اس کی وجہ سے ہیں۔ نارسا: بے اثر۔ پرداختہ: بیگانہ کر رکھا ہے۔ نژند: ذلیل و خوار۔

ترجمہ وتشریح:...... ہندوستان کے فانوس میں جان کی شمع بجھ گئی ہے۔ اہلِ ہند ہندوستان کے عزت و ناموس سے بیگانہ

ہو گئے ہیں۔

☆...... ایک چھوٹا یا حقیر آدمی جو اپنے اسرار سے آگاہ نہیں (بے خبر) ہے وہ اپنے ساز کے تاروں پر مضراب نہیں لگاتا۔

☆...... یہاں کا آدمی ماضی پر نظر رکھے ہوئے ہے اس کا جگر بجھی ہوئی آگ سے جلتا رہتا ہے۔

☆...... ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے میرے ہاتھوں اور پاؤں میں زنجیریں ہیں اور میرے بے اثر نالے بھی انہیں کی وجہ سے ہیں۔

☆...... وہ اپنی خودی سے بے خبر ہو گیا ہے۔ اس نے اپنے گرد پرانی رسموں کا قید خانہ بنا رکھا ہے۔

☆...... اس کے وجود سے آدمیت دکھ درد میں مبتلا ہے۔ جدید دور اس کے پاک اور ناپاک عقیدوں کی وجہ سے ذلیل وخوار ہے۔

بگذر از فقرے کہ عریانی دہد اے خنک فقرے کہ سلطانی دہد!
الحذر از جبر و ہم از خوئے صبر جابر و مجبور زار ہراست جبر!
ایں بہ صبر پیہیے خوگر شود آں بہ جبر پیہیے خوگر شود
ہر دو را ذوق ستم گردد فزوں وردِ من یالیت قومی یعلمون

معانی:...... الحذر: ڈر، خدا کی پناہ مانگ۔ خوئے صبر: صبر کی عادت۔ جابر: جبر یا ظلم وستم کرنے والا۔ مجبور: جس پر جبر ہو۔ خوگر: عادی۔ گردد فزوں: زیادہ ہو جاتا ہے۔ یالیت قومی یعلمون: کاش میری قوم (حقیقت کو) جانتی اور سمجھتی۔

ترجمہ وتشریح:...... تو ایسے فقر سے دور رہ جو عریانی دیتا ہے۔ فقر مبارک وہ فقر ہے جو سلطانی دیتا ہے۔

☆...... تو جبر سے بچ اور صبر کی عادت سے بھی بچ۔ جابر اور مجبور دونوں کے لئے جبر زہر ہے۔

☆...... یہ (صابر) مسلسل صبر کا عادی بن جاتا ہے اور وہ یعنی جابر (ظالم) مسلسل جبر کرنے کا عادی بن جاتا ہے۔

☆...... دونوں میں (جابر اور مجبور میں) ظلم کا ذوق بڑھ جاتا ہے (جابر میں ظلم کرنے کا اور مجبور میں ظلم سہنے کا ذوق بڑھ جاتا ہے)۔ میری زبان پر "یالیت قومی یعلمون" (اے کاش میری قوم (اس نکتے کو) جانتی) کا ورد رہتا ہے۔

کے شب ہندوستاں آید بروز! مرد جعفر، زندہ روح او ہنوز!
تاز قید یک بدن وا می رہد آشیاں اندر تن دیگر نہد!
گاہ او را با کلیسا ساز باز گاہ پیش دیریاں اندر نیاز
دیں او، آئین او سوداگری است عنتری اندر لباس حیدری است
تاجہان رنگ و بو گردد دگر رسم او، آئین او گردد دگر
پیش ازیں چیزے دگر مسجود او در زمان ما وطن معبود او
ظاہر او از غم دیں دردمند باطنش چوں دیریاں زنار بند
جعفر اندر ہر بدن ملت کش است ایں مسلمانے کہن ملت کش است
خند خنداں است و باکس یار نیست مار اگر خنداں شود جز مار نیست!
از نفاقش وحدت قومے دو نیم ملت او از وجود او لئیم!
ملتے را ہر کجا غارت گرے است اصل او از صادقے یا جعفرے است
الاماں از روح جعفر الاماں الاماں از جعفران ایں زماں"!

معانی :...... کے: کب۔ مرد: مرگیا۔ وامی رہد: نکلتی ہے۔ نہد: رکھتی یعنی بنالیتی ہے۔ کلیسا: عیسائیوں کا گرجا۔ دیریاں: دیری کی جمع' بت کدہ والے یعنی ہندو۔ عنتری: عنتر بن حارث ایک کافر تھا جو طبیب بھی تھا اور جنگ جو بھی' جنگِ بدر میں وہ حضرت علیؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حیدری: حضرت علیؓ (حیدر) کا سا کام۔ مسجود: جسے سجدہ کیا جائے۔ ملت کش: ملت کو مارنے والا' غدار۔ خند خنداں: ہنس مکھ۔ لئیم: کمینہ' سفلہ۔

ترجمہ وتشریح :...... ہندوستان کی رات کیسے دن میں بدل سکتی ہے۔ اگرچہ جعفر مرگیا لیکن اس کی روح ابھی تک زندہ ہے (یعنی آج بھی غدار موجود ہیں)۔

☆...... جب یہ غدار روح ایک جسم کی قید سے رہائی پاتی ہے تو پھر کسی دوسرے بدن میں اپنا ٹھکانا بنالیتی ہے۔

☆...... کبھی تو وہ عیسائی یا انگریز حکمرانوں سے ساز باز کرتی ہے اور کبھی بت پرستوں (ہندوؤں) سے نیازمندی کا مظاہرہ کرتی ہے۔

☆...... اس کا دین اور آئین سوداگری ہے۔ یہ گویا حیدری لباس میں عنتری ہے۔

☆...... جب رنگ و بو کی دنیا بدل جاتی ہے تو ان غداروں کے رسم و آئین بھی بدل جاتے ہیں۔

☆...... اس سے پہلے ان کا مسجود کوئی اور تھا جبکہ ہمارے زمانے میں وطن اس کا معبود ہے۔ (جب آزادی ہند کی تحریک شروع ہوئی ہے (تو ان ابن الوقتوں نے انگریز کے کہنے پر وطن کو اپنا معبود بنانے لگے۔ گویا اہل ہند خاص طور پر مسلمانوں کو اس غلط رجحان کی طرف لایا جانے لگا۔ اس میں دیوبند کے علما کے نظریئے' خاص طور پر مولانا حسین احمد مدنی کے بیان کی طرف اشارہ ہے۔ علامہ نے اس پر ایک نظم بھی ''ارمغانِ حجاز'' میں بعنوان ''حسین احمد'' لکھی ہے۔ نظم کے تین شعر

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ — ز دیوبند حسین احمد! ایں چہ بوالعجبی است
سرود برسرِ منبر کہ ملت از وطن است — چہ بے خبر ز مقام محمدؐ عربی است
بہ مصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست — اگر بہ او نرسیدی' تمام بولہبی است

☆...... (عجم ابھی تک دین کی رمزوں کو نہیں جانتا ہے ورنہ دیوبند کے حسین نے کس بوالعجبی (بیوقوفی) کا مظاہرہ کیا ہے۔

☆...... اس منبر پر کھڑے ہو کر اس نے کہا کہ ملت وطن سے ہے وہ حضور محمد عربی کے مقام سے کس قدر بے خبر ہے۔

☆...... تو حضور مصطفیٰؐ تک خود کو پہنچا کہ حضورؐ ہی مکمل دین ہیں۔ اگر تو وہاں (حضورؐ) تک نہیں پہنچا یعنی حضورؐ کی پیروی نہیں کرتا تو تیرا سارا دن بولہب کا دین ہے)۔

☆...... ان کا ظاہر دین کے غم سے دردمند ہے جبکہ اس کا باطن بت پرستوں کی طرح زنار پہنے ہوئے ہے۔

☆...... جعفر (یعنی غدار) کی روح کسی بھی بدن میں آجائے وہ شخص ملت کش (ملت کو مارنے والا) ہی ہوتا ہے۔ ایسا (نام نہاد) مسلمان پرانا ملت کش ہے۔

☆...... وہ غدار ہر وقت مسکراتا رہتا ہے۔ لیکن وہ کسی کا دوست نہیں ہے' اسلئے کہ سانپ اگر ہنستا مسکراتا ہے تو بھی وہ سانپ ہی رہے گا۔

☆...... اس کے نفاق سے ملت کی وحدت دو ٹکڑوں میں بٹ جاتی ہے اور اس کا وجود ملت کو ذلیل کر دیتا ہے۔

☆...... جہاں کہیں بھی کسی ملت کا کوئی غارت گر ہے' اس کی اصل کسی صادق یا کسی جعفر سے ہے۔

☆...... اللہ تعالیٰ جعفر کی روح سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ (خدا کی پناہ ہے)۔ آج کے دور کے جعفروں (غداروں) سے خدا کی پناہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ ان سے بچائے)۔

فریاد یکے از زورق نشینان قلزم خونیں

(خون کے سمندر کے کشتی نشینوں میں سے ایک کی فریاد)

"نے عدم ما را پزیرد، نے وجود ۔۔۔ وائے از بے مہریٔ بود و نبود!
تا گزشتیم از جہان شرق و غرب ۔۔۔ بردر دوزخ شدیم از درد و کرب!
یک شرر بر صادق و جعفر نزد ۔۔۔ برسرِ ما مشت خاکستر نزد
گفت دوزخ را خس و خاشاک بہ ۔۔۔ شعلہ من زیں دو کافر پاک بہ!

معانی :...... (زورق نشیناں: جمع زورق نشین، کشتی میں بیٹھے ہوئے)...... پذیرد: قبول کرتا ہے۔ بود و نبود: ہستی اور نیستی، وجود اور عدم۔ شدیم: ہم پہنچے۔ نزد: نہ ماری۔ بہ: اچھا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... ہم (غداروں) کو نہ تو عدم قبول کرتا ہے اور نہ وجود ہی، وجود اور عدم کی بے مہری پر افسوس ہے۔

☆...... جب ہم مشرق و مغرب کی دنیا سے گزر گئے (ہم مر گئے) اور بڑے دکھ درد کے ساتھ دوزخ کے دروازے پر پہنچے تو اس (دوزخ) نے بھی جعفر اور صادق (غداروں) پر ایک چنگاری تک نہ پھینکی اور ہمارے سر پر خاک کی مٹھی ڈالنا بھی پسند نہ کیا۔

☆...... دوزخ نے کہا کہ تم سے تو خس و خاشاک بہتر ہیں۔ ان دو کافروں سے میں اپنی چنگاری پاک رکھنا چاہتی ہوں۔

آں سوئے نہ آسماں رفتیم ما ۔۔۔ پیش مرگ ناگہاں رفتیم ما
گفت، جاں سرے ز اسرارِ من است ۔۔۔ حفظ جان و ہدم تن کارِ من است
جانِ رشتے گرچہ نرزد با دو جو ۔۔۔ اے کہ از من ہدم جاں خواہی برو!
ایں چنیں کارے نمی آید ز مرگ
جان غدارے نیاساید ز مرگ!

معانی :...... نہ: نو۔ ہدمِ تن: بدن کو ہلاک کرنا، جسم کو مٹا دینا۔ جانِ رشتے: کوئی ایک یا بری جان۔ نرزد: نیرزد، قیمت نہیں رکھتی۔ نیاساید: آرام نہیں پاتی۔

ترجمہ وتشریح:...... ہم نو آسمانوں کے اس پار گئے اور وہاں اچانک آنے والی موت کے پاس پہنچے۔

☆...... تو اس نے کہا کہ جان میرے رازوں میں سے ایک راز ہے، جان کی حفاظت کرنا اور جسم کو مٹانا میرا کام ہے۔

☆...... اگرچہ ایک بری جان کی قدر و قیمت دو جو کے بھی برابر نہیں ہے، تاہم تو جو (تم غدار جو) مجھ سے جان ختم کرنے کی خواہش کرتا ہے (کرتے ہو) تو یہاں سے دور ہو جاؤ۔

☆...... موت یہ کام نہیں کر سکتی۔ غدار کی جان موت سے سکون نہیں پا سکتی۔

اے ہوائے تند! اے دریائے خوں! ۔۔۔ اے زمیں! اے آسمان نیلگوں!
اے نجوم! اے ماہتاب! اے آفتاب! ۔۔۔ اے قلم! اے لوح محفوظ! اے کتاب!
اے بتان ابیض! اے لردان غرب! ۔۔۔ اے جہانے در بغل بے حرب و ضرب!

این جہاں بے ابتدا بے انتہاست ! بندہ غدار امولا کجاست ؟"

معانی :...... لوحِ محفوظ: وہ تختی جس میں ازل سے لے کر ابد تک کے تمام واقعات درج ہیں' مراد علم باری تعالیٰ۔ بتانِ ابیض: سفید بت' مراد یورپ کے لارڈ (Lords) لردان: جمع لرد/لارڈ' امراء' رؤسا۔ مولا: آقا۔

ترجمہ وتشریح:...... اے ستارو! اے چاند اور اے سورج! اے قلم' اے لوح محفوظ اور اے کتاب!

☆...... اے سفید بتو یعنی مغرب کے امراء و رؤسا! اے وہ کہ تم نے ایک دنیا کو کسی جنگ و جدل کے بغیر' اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے۔

☆...... یہ جہان بے ابتدا بھی ہے اور بے انتہا بھی (بے حد وسیع ہے) اس میں ایک غدار بندے کا آقا و مولا یا سرپرست کہاں ہے؟

ناگہاں آمد صدا اے ہولناک سینہ صحرا و دریا چاک چاک !
ربط اقلیم بدن از ہم گسیخت دمبدم کہ پارہ برکہ پارہ ریخت
کوہ ہا مثل سحاب اندر مرور انہدام عالمے بے بانگ صور !
برق و تندر راز تب و تاب دروں آشیاں جستند اندر بحر خوں !
موجہا پر شور واز خود رفتہ ترا! غرق خوں گردید آں کوہ و کمر !
آں چہ برپیدا و ناپیدا گزشت خیل انجم دید و بے پروا گزشت !

معانی :...... چاک چاک: پھٹ کے رہ گیا۔ از ہم گسیخت: ٹوٹ گئے' جوڑ ڈھیلے پڑ گئے۔ کہ پارہ: کوہ پارہ' چٹان۔ ریخت: گری۔ اندر مرور: اڑنے لگے۔ انہدام: مسمار ہونا۔ تندر: کڑک جستند: تلاش کرنے لگی۔ خیل: لشکر' ہجوم۔

ترجمہ وتشریح:...... اچانک ایک بھیانک آواز سنائی دی جس سے صحرا اور سمندر کا سینہ پھٹ کے رہ گیا۔

☆...... اس آواز سے جسم کی سلطنت کے باہمی ربط ٹوٹ کر رہ گئے (بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ گئے) اور مسلسل چٹان پر چٹان گرنے لگی۔

☆...... پہاڑ بادلوں کی طرح اڑنے لگے اور صور (وہ صور جو قیامت کے روز اسرافیل پھونکے گا) کی آواز کے بغیر ہی جہان تہ و بالا ہونے لگا۔

☆...... آسمانی بجلی اور کڑک (بادل کی گرج' رعد) اپنی اندرونی چمک دمک کی بنا پر خون کے سمندر میں اپنا آشیانہ (ٹھکانا) تلاش کرنے لگی۔ (اماں ڈھونڈنے لگی)۔

☆...... سمندر کی موجیں پرشور اور بے قابو ہو رہی تھیں' وہاں کے پہاڑ اور گھاٹیاں خون میں ڈوب گئیں۔

☆...... وہاں جو کچھ ظاہر اور باطن پر گزرا اسے ستاروں کے لشکر نے دیکھا اور بے پروا ہو کر وہاں سے گزر گیا۔

آں سوے افلاک

(آسمانوں کے اس طرف یا آسمانوں کے پار)

مقام حکیم المانوی نطشہ

(جرمن فلسفی نیٹشے کا مقام)

ہر کجا استیزہ بود و نبود کس نداند سراین چرخ کبود !
ہر کجا مرگ آورد پیغام زیست اے خوش آں مردے کہ داند مرگ چیست !

ہر کجا مانند باد ارزاں حیات — بے ثبات و باتمنائے ثبات!
چشم من صد عالم شش روزہ دید — تا حد ایں کائنات آمد پدید!
ہر جہاں راماہ و پروینے دگر — زندگی را رسم و آئینے دگر!
وقت ہر عالم رواں مانند زو — دیریاز ایں جاو آں جاتندرو!
سال مہا ایں جاہے، آنجادمے! — بیش ایں عالم بآں عالم کمے!
عقل ما اندر جہانے ذو فنوں — در جہانے دیگرے خوار و زبوں!

معانی :....... (حکیم المانوی نطشہ: جرمن فلسفی نیٹشے (ولادت ۱۸۴۴ء۔وفات ۱۹۰۰ء) وہ زندگی کی نفی کی بجائے اس کے اثبات پر یقین رکھتا تھا۔وہ کہتا تھا کہ زندگی کی حفاظت طاقت سے کرنی چاہئے' وہ کمزوری کو گناہ قرار دیتا تھا اس نے طاقت پیدا کرنے پر زور دیا تا کہ غلبہ حاصل کیا جا سکے۔اپنی کتاب ''بقول زرتشت'' میں لکھتا ہے کہ انسان کو طاقتور بشر پیدا کرنا چاہئے تا کہ مستقبل کا ہر بچہ اور فرد ''فوق البشر'' ہو۔اس نے جرمن قوم کو مسیحیت اور شوپنہار فلسفی کے فلسفہ فنا سے بچنے کی نصیحت کی تھی۔

استیزہ: جنگ۔ چرخ کبود: نیلا آسمان۔ عالم شش روزہ: چھ روزہ جہان قرآنی حوالہ ''فی ستۃ ایام'' دنیا چھ دن میں بنائی گئی۔

آمد پدید: ظاہر ہوگئی۔ زو: دریا' سمندر۔ دیریاز: ست رو۔ ذوفنون: بہت سے ہنروں والی۔

ترجمہ وتشریح :....... ہر جگہ وجود اور نیستی میں جنگ (جاری) ہے کوئی بھی اس نیلے آسمان کے راز باخبر نہیں ہے۔(کوئی نہیں جانتا ہے)۔

☆....... ہر کہیں موت زندگی کا پیغام لاتی ہے۔مبارک ہے وہ شخص جسے یہ علم ہو کہ موت کیا ہے؟

☆....... ہر کہیں زندگی ہوا کی طرح ارزاں ہے' بے ثبات ہے اور اسے ثبات کی تمنا بھی رکھتی ہے۔

☆....... میری آنکھوں نے سینکڑوں چھ روزہ جہان دیکھے' تب کہیں جا کر اس کائنات کی حد ظاہر ہوئی۔

☆....... ہر جہان کے اپنے چاند اور پروین ستارے ہیں اور ہر کسی میں زندگی کے طور طریقے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

☆....... ہر جہاں کا وقت دریا کی مانند رواں ہے جو یہاں اس جہان میں تو ست رفتار ہے اور اس جہان میں وہ تیزی سے چل رہا ہے۔

☆....... ہماری دنیا کے سال مہینے ہیں جبکہ وہاں ایک پل ہیں۔یہاں کے سال میں تو بارہ ماہ ہیں لیکن وہاں کے سال محض ایک پل ہے۔

☆....... اس جہان میں ہماری عقل ذوفنون ہے لیکن دوسرے جہان میں وہ ذلیل وخوار ہے۔اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

برثغور ایں جہان چون و چند — بود مردے باصدائے درد مند!
دیدہ او از عقاباں تیز تر — طلعت او شاہد سوز جگر!
دمبدم سوز درون او فزود — برلبش بیتے کہ صد بارش سرود!

''نہ جبریلے، نہ فردوسے، نہ حورے، نہ خداوندے
کف خاکے کہ می سوزد زجان آرزو مندے''!

معانی :....... ثغور: جمع ثغر' سرحد۔ طلعت: چہرہ۔ شاہد: گواہ۔ فزود: بڑھتا گیا۔ سرود: اس نے گایا' پڑھایا۔

صد بارش: اسے سو مرتبہ۔

ترجمہ وتشریح:...... اسباب اور مقدار کے اس جہان (دنیا) کی سرحد پر ایک مرد دردبھری صدائیں بلند کر رہا تھا۔

☆...... اس کی نگاہیں عقابوں سے بھی زیادہ تیز تھیں۔اس کا چہرہ اس کے سوزِ جگر کا گواہ تھا۔

☆...... ہر لحہ اس کے باطنی سوز میں اضافہ ہو رہا تھا۔اس کے ہونٹوں پر ایک شعر تھا جو اس نے سو مرتبہ پڑھا (بار بار پڑھتا تھا)۔

☆...... نہ جبریئل' نہ جنت' نہ کوئی حور اور نہ خداوند' یہ مٹی کا پتلا آدم ہی ہے جو ایک آرزومند جان کے باعث سلگ رہا ہے۔

من بہ رومی گفتم ایں دیوانہ کیست ؟	گفت ''ایں فرزانہ المانوی است
درمیان ایں دو عالم جائے اوست	نغمہ دیرینہ اندر نائے اوست !
باز ایں حلاج بے دار ورسن	نوع دیگر گفتہ آں حرف کہن !
حرف او بے باک و افکارش عظیم	غربیاں از تیغ گفتارش دونیم !
ہم نشیں بر جذبہ او پے نبرد	بندہ مجذوب را مجنوں شمرد !
عاقلاں از عشق و مستی بے نصیب !	نبض او دادند در دست طبیب !
باپزشکاں چیست غیر از ریو رنگ	وائے مجذوبے کہ زاد اندر فرنگ !
ابن سینا بربیاضے دل نہد	رگ زندیا حب خواب آور دہد
بود حلاجے بشہر خود غریب	جاں زملا برد و کشت اور الطبیب

معانی:...... فرزانۂ المانوی: جرمنی کا دانشمند' حکیم' فلسفی۔ غربیاں: جمع غربی' اہل یورپ' مغرب۔ پے نبرد: نہ پاسکے' نہ سمجھ سکے۔ مجذوب: جس پر جذب طاری۔ مجنون: دیوانہ۔ شمرد: سمجھا۔ پزشکاں: جمع پزشک' معالج' علاج کرنے والے' ڈاکٹر طبیب۔ زاد: پیدا ہوا۔ ابن سینا: مشہور فلسفی اور طبیب' ابوعلی الحسین بن عبداللہ بن سینا' ولادت بخارا ۳۷۰ھ' اس کی کتاب ''الشفاء'' اٹھارہ جلدوں پر مشتمل ہے' وفات ۴۲۸ھ' یہاں مراد بہت بڑا معالج۔ دل نہد: توجہ کی۔ رگ زند: فصد کھولتا ہے۔ حب خواب آور: نیند لانے والی گولیاں۔ غریب: اجنبی۔ کشت: مار ڈالا۔

ترجمہ وتشریح:...... میں نے رومی سے پوچھا کہ یہ دیوانہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ ایک جرمن دانشمند (نیٹشے) ہے۔ نیٹشے ایک فلسفی تھا لیکن اس پر مجذوبی کی حالت طاری ہو گئی تھی۔

☆...... اس کا مقام ان دو جہانوں کے درمیان ہے۔اس کی بانسری میں وہی پرانا نغمہ ہے۔

☆...... اس حلاج (یعنی نیٹشے) نے جسے سولی پر نہیں لٹکایا گیا ایک مرتبہ پھر وہی پرانی بات نئے انداز سے کہی ہے۔یعنی ''اناالحق'' کی بات۔

☆...... اس کی باتیں بے باک اور اس کے افکار عظیم ہیں۔اہل مغرب اس کی گفتگو کی تلوار سے دو ٹکڑے ہیں۔اس نے اپنی باتوں یعنی افکار ونظریات سے عیسائی تہذیب وثقافت کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا۔

☆...... اس کے ساتھی اس کے جذبے کو نہ پاسکے (نہ سمجھ سکے) انہوں نے اس مجذوب انسان کو دیوانہ سمجھ لیا (قرار دیا)۔

☆...... عقلمندوں نے جو عشق ومستی کے جذبوں سے محروم ہیں' اسکی نبض طبیب کے ہاتھ میں دے دی۔یعنی ڈاکٹروں سے اسکا علاج کروایا۔

☆...... معالجوں کے پاس نمائش اور فریب کے سوا اور ہے ہی کیا۔افسوس اس مجذوب پر جو فرنگ یا یورپ / جرمنی میں پیدا ہوا۔

☆...... ابن سینا (بہت بڑا طبیب) نسخہ جات کی بیاض پر دل لگاتا ہے یعنی جو کچھ کتابوں میں تھا' جو اسی کے مطابق علاج کرجاتا یا پھر اس کی فصد کھولتا یا نیند لانے والی (خواب آور) گولی دیتا ہے۔

☆...... وہ (نیٹشے) ایک ایسا حلاج تھا جو اپنے شہر کے اندر بھی اجنبی تھا۔ ملا یعنی عیسائیوں کے مذہبی پیشواؤں سے تو اس کی جان بچ گئی لیکن طبیبوں نے اسے مار ڈالا۔

مرد رہ دانے نبود اندر فرنگ — پس فزوں شد نغمہ اش از تار چنگ!
راہرو راکس نشاں ازرہ نداد — صد خلل در واردات او فتاد!
نقد بود و کس عیار اورا نکرد — کار دانے مرد کار اورا نکرد!
عاشقے در آہ خود گم گشتہ — سالکے در راہ خود گم گشتہ!
مستی او ہر زجاجے را شکست — از خدا ببرید وہم از خود گسست!
خواست تا بیند بچشم ظاہری — اختلاط قاہری بادلبری!
خواست تا از آب و گل آید بروں — خوشہ کز کشت دل آید بروں!
آنچہ او جوید مقام کبریاست — ایں مقام از عقل و حکمت ماوراست
زندگی شرح اشارات خودی است — لا و الا از مقامات خودی است!
او بہ لا در ماند و تا الا نرفت — از مقام عبدہٗ، بیگانہ رفت!
با تجلی ہمکنار و بے خبر — دور ترچوں میوہ از بیخ شجر
چشم او جز رویت آدم نخواست — نعرے بے باکانہ زد، آدم کجاست!
ورنہ او از خاکیاں بیزار بود — مثل موسیٰؑ طالب دیدار بود!
کاش بودے در زمان احمدے — تار سیدے بسرورے سرمدے
عقل او باخویشتن در گفتگوست — تو رہ خود روکہ راہ خود نکوست!

پیش نہ گامے کہ آمد آں مقام
کاندر و بے حرف می روید کلام،!

معانی:...... مرادِ راہ دانے: راستہ جاننے والا کوئی آدمی مراد مرشد۔ فزوں شد: بڑھ گیا۔ عیار: پرکھ، کسوٹی پر لگانا۔ مردکار: مردِکامل۔ کاردان: کام یا بات کو سمجھنے والا۔ ہرزجاجے: ہر شیشہ۔ اختلاط: ملاپ۔ جوید: ڈھونڈتا ہے۔ درماند: رہ گیا۔ عبدہٗ: اس (خدا) کا بندہ، یہ حضور اکرمؐ کا جوہر ہے۔ بیخ: جڑ۔ روایت: دیکھنا۔ خاکیاں: جمع خاکی، مراد انسان۔ احمدے: کوئی احمد مراد شیخ احمد سرہندیؒ حضرت مجدد الف ثانی۔ پیش نہ گامے: قدم آگے رکھ آگے چل۔ کاندرو: کہ اندر او کہ اس میں۔ روید: اگتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... یورپ کے اندر کوئی راہ داں آدمی نہ تھا اس لئے اس (نیٹشے) کا نغمہ ساز کے تاروں سے بڑھ گیا۔

☆...... مسافر (مراد نیٹشے) کو کسی نے راستے کا پتہ نہ بتایا اس لئے اس کی واردات (وارداتِ قلبی) میں سینکڑوں خلل پیدا ہو گئے۔

☆...... وہ نقدی (سونا) تھا، کسی نے اسے کسوٹی پر نہیں لگایا (نہیں پرکھا) کسی مردِکار (مردِ کامل) نے اسے مردِکار (باتیں سمجھنے والا نہ بنایا۔

☆...... وہ ایک ایسا عاشق تھا جو اپنی آہوں میں کھو گیا تھا (گم رہا) وہ ایک ایسا سالک تھا جو اپنے رستے ہی میں گم ہو گیا تھا۔ (منزل تک نہ پہنچ سکا)۔

☆...... اس کی مستی نے ہر شیشے (نظریہ) کو توڑ ڈالا۔ وہ خدا سے تو بے تعلق ہوا ہی تھا اپنے آپ سے بھی بے تعلق ہو گیا۔

☆...... اس نے دلبری اور قاہری کے اختلاط کو ظاہری آنکھوں سے دیکھنا چاہا۔

☆...... اس نے چاہا کہ آب و گل یعنی آدم سے باہر نکلے۔

☆...... اسے مقام کبریا کی تلاش تھی۔ اور یہ (مقام) عقل و حکمت سے ماورا ہے۔

☆...... زندگی خودی کے اشاروں یا رمزوں کی شرح ہے۔ لا اور الا خودی ہی کے مقامات میں سے ہیں۔

☆...... جو لا ہی میں الجھ کر رہ گیا اور الا تک نہ پہنچا اور ''عبدہ'' کے مقام سے بیگانہ (نا آشنا) رہا۔

☆...... تجلی اس (نیٹشے) کے پہلو میں تھی لیکن وہ اس سے بے خبر رہا۔

☆...... اس کی آنکھوں نے آدم کی رویت (مرد کامل کا نظارہ) کے سوا اور کچھ نہ چاہا۔ اس نے بیبا کانہ نعرہ لگایا کہ آدم (فوق البشر) کہاں ہے ورنہ وہ تو خود بھی آدمیوں سے بیزار تھا اور حضرت موسیٰ کی طرح خدا کے دیدار کا طالب (خواہشمند) تھا۔

☆...... کاش وہ کسی احمد یعنی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے زمانے میں ہوتا تا کہ وہ سرورِ دائم (ہمیشہ رہنے والے سرور) حاصل کر لیتا۔ وہ اسے سرور سرمدی تک پہنچا دیتے۔

☆...... اس (نیٹشے) کی عقل اپنے آپ سے گفتگو میں لگی ہوئی ہے۔ (تو اپنے راستے پر چل تیرا راستہ ہی بہتر (اچھا) ہے۔ آگے بڑھ۔

☆...... اے زندہ رود! تو قدم آگے بڑھا کہ اب وہ مقام آ گیا ہے جہاں الفاظ کے بغیر ہی باتیں ہوتی ہیں۔ (یہ مقام لاہوت (لامکاں) ہے۔ دوسرا مصرع رومیؒ کی مثنوی کا ہے۔ اپنے شعر میں رومیؒ نے یہی کہا ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں الفاظ کے بغیر کلام کرنا ممکن ہے جبکہ عقل اس کا ادراک نہیں رکھتی۔

حرکت بجنت الفردوس

(جنت الفردوس کی طرف روانگی)

در گزشتم از حد ایں کائنات — پا نہادم در جہان بے جہات!
بے یمین و بے یسار است ایں جہاں — فارغ از لیل و نہار است ایں جہاں
پیش او قندیل ادرا کم فسرد — حرف من از ہیبت معنی بمرد!

با زبان آب و گل گفتار جاں!
در قفس پرواز می آید گراں!

معانی:...... (حرکت: کوچ، روانگی)...... پا نہادم: میں نے قدم رکھا۔ بے جہات: جس میں طرفیں (مشرق، مغرب، جنوب، شمال) نہ ہوں۔ لیل و نہار: رات اور دن۔ قندیلِ ادراکم: میری عقل کا چراغ۔ فسرد: بجھ گیا۔ بمرد: مر گئے، مٹ گئے۔

ترجمہ وتشریح:...... میں اس کائنات کی حد سے گزر گیا اور میں نے ایسے جہان میں قدم رکھا جو طرفوں سے بے نیاز تھا (جس میں مشرق و مغرب وغیرہ نہیں تھے)۔

☆...... یہ جہان دائیں اور بائیں کے بغیر ہے، یہ جہان رات اور دن سے بھی فارغ ہے۔ (یہاں نہ رات ہوتی ہے اور نہ دن ہوتا ہے)۔

☆...... اس جہان کو دیکھ کر میرے تو عقل و شعور (سوچ سمجھ) کا چراغ ہی بجھ گیا۔ (مجھے کچھ سمجھ نہ آیا) معنی یا بیان کے دبدبے سے

میرے الفاظ ہی مر گئے۔

☆ ...... جان کی بات جسم کی زبان سے ادا نہیں کی جاسکتیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح پرندے کیلئے پنجرے میں اڑنا بہت مشکل ہے۔

اند کے اندر جہان دل نگر — تاز نور خود شودی روشن بصر
چیست دل؟ یک عالم بے رنگ و بوست — عالم احوال و افکار است دل!
از حقائق تا حقائق رفتہ عقل — سیر ادبے جادہ و رفتار و نقل!
صد خیال دہر یک از دیگر جدا است — ایں بگردوں آشنا آں نارساست!
کس نگوید ایں کہ گردوں آشناست — بریمین آں خیال نارساست!
یا سرورے کاید از دیدار دوست — نیم گامے از ہوائے کوے اوست!
چشم تو بیدار باشد یا بخواب — دل بہ بیند بے شعاع آفتاب!
آں جہاں رابر جہان دل شناس — من چہ گویم زانچہ ناید درقیاس!

معانی :...... اند کے: ذرا۔ روشن بصر: مراد گہری نظر والا، صاحب بصیرت۔ بے چارسو: چار طرفوں کے بغیر۔ سیار: بہت چلنے والا، حرکت میں رہنے والا۔ حقائق: جمع حقیقت۔ نقل: ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا۔ یمین: دائیں طرف۔ کاید: کہ آید، جو آتا ہے۔ نیم گامے: آدھا قدم۔ ناید: نہ آید، نہیں آتا۔

ترجمہ وتشریح:...... تو ذرا دل کی دنیا پر نظر ڈال تاکہ تیری بصارت اپنے نور سے روشن ہو جائے۔

☆ ...... دل کیا ہے؟ رنگ و بو سے خالی ایک جہان ہے۔ یہ جہان (دل) بھی بے رنگ و بو ہے اور اس میں بھی سمتیں / اطراف نہیں ہیں۔

☆ ...... یہ دل ساکن بھی ہے اور ہر لحظہ حرکت میں بھی رہتا ہے (متضاد کیفیات کا حامل ہے)۔ یہ احوال اور افکار کا جہان ہے۔

☆ ...... عقل حقیقتوں سے حقیقتوں کی طرف گئی ہے جبکہ دل کی سیر / گردش کسی رفتار اور راستہ اور نقل مکانی کے بغیر ہے۔

☆ ...... دل کے اندر سینکڑوں قسم کے خیالات آتے ہیں لیکن ہر خیال ایک دوسرے سے جدا / الگ ہوتا ہے۔ کوئی تو آسمان تک پہنچتا ہے اور کوئی نہیں پہنچتا۔

☆ ...... کوئی یہ نہیں کہتا کہ وہ خیال جو آسمان تک پہنچتا ہے۔ اس کے دائیں طرف آسمان تک نہ پہنچنے والا خیال ہے۔

☆ ...... یا وہ سرور کہ جو دوست / محبوب کے دیدار سے حاصل ہوتا ہے، وہ محبوب کے کوچے کی آرزو سے نصف قدم کے فاصلے پر ہے۔

☆ ...... تیری آنکھیں جاگتی ہوں یا سوئی ہوئی ہوں، دل سورج کی روشنی کے بغیر سب کچھ دیکھتا رہتا ہے۔

☆ ...... تو اس جہان کو دل کے جہان کے حوالے سے پہچان یا جان۔ میں بھلا اس کے بارے میں کیا بیان کروں جو قیاس میں بھی آنا ممکن نہیں۔ (ماورا ہے)۔

اندر آں عالم جہانے دیگرے — اصل او از کن فکانے دیگرے!
لازوال و ہر زماں نوع دگر — ناید اندر و ہم و آید در نظر!
ہر زماں اور اکمالے دیگرے — ہر زماں اور اجمالے دیگرے!
روزگارش بے نیاز از ماہ و مہر — گنجد اندر ساحت او نہ سپہر!

ہر چہ در غیب است آید روبرو | پیش ازاں کز دل بروید آرزو !
در زبان خود چساں گویم کہ چیست | ایں جہاں نور و حضور و زندگی ست
لالہ ہا آسودہ در کہسار ہا | نہرہا گردندہ در گلزار ہا !
غنچہ ہاے سرخ و اسپید و کبود | از دم قدوسیاں او راکشود!
آب یاسمین، ہواہا عنبریں | قصہ ہا باقبہ ہاے زمردیں !
خیمہ ہا یاقوت گوں زریں طناب | شاہداں باطلعت آئینہ تاب !
گفت رومی "اے گرفتار قیاس | در گزار از اعتبارات حواس
از تجلی کار ہاے خوب و زشت | می شود آں دوزخ ایں گردد بہشت !
ایں کہ بینی قصر ہاے رنگ رنگ | اصلش از اعمال و نے از خشت و سنگ !
آنچہ خوانی کوثر و غلمان و حور | جلوہ ایں عالم جذب و سرور !
زندگی ایں جاز دیدار است و بس | ذوق دیدار است و گفتار است و بس"!

معانی:...... کن فکانے: ایک کن فکاں، تخلیق کائنات سے متعلق ارشادِ ایزدی ہے کہ جب میں نے کُن (ہوجا) کہا تو فیکون (وہ ہوگئی، وجود میں آ گئی) گنجد: سماتا ہے۔ ساحت: گوشہ، وسعت۔ بروید: کرے۔ گردندہ: چلنے والی۔ اسپید: سفید کبود: نیلا، نیلی۔ قدوسیاں: قدوسی کی جمع، فرشتے۔ عنبریں: عنبر کی خوشبو والی، عنبر ایک خاکستری رنگ کی خوشبو جو ایک خاص قسم کی مچھلی کے پیٹ سے نکلتی ہے قبہ ہائے زمردیں: زمرد کے گنبد۔ یاقوت گوں: یاقوت کے رنگ (یاقوت ایک قسم کا سرخ قیمتی جواہر) آئینہ تاب: آئینے کی سی چمک والے۔ خوانی: تو کہتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... اس جہان کا ایک اور ہی عالم ہے۔ اس کی اصل ایک اور "کن فکاں" سے ہے۔

☆...... وہ لازوال ہے (اسے فنا نہیں) اور ہر لمحہ نئے (اس کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ وہ وہم میں نہیں آتا اور نظر میں آتا ہے۔ (اسے دیکھا جا سکتا ہے)۔

☆...... ہر لمحہ اس کا ایک اور ہی یا نیا کمال ہوتا ہے اور ہر لحظہ اس کا جمال نیا نظر آتا ہے۔

☆...... اس کے دن رات، سورج اور چاند سے بے نیاز ہیں۔ اس کی وسعت کے اندر نو آسمان سما جاتے ہیں۔

☆...... اس سے پہلے کہ دل میں کوئی آرزو پیدا ہو، یہاں جو کچھ بھی غیب میں ہے، وہ سامنے آ جاتا ہے (دوسرا مصرع پہلے)

☆...... میں اپنی زبان سے کیا بیان کروں کہ وہ جہان کیا ہے یہ جہان نور و حضور اور زندگی ہے۔

☆...... اس کے پہاڑوں میں لالہ کے پھول آرام کر رہے ہیں۔ اس کے باغات میں نہریں جاری ہیں (رواں ہیں)۔

☆...... یہاں سرخ و سفید اور نیلے غنچے ہیں جو فرشتوں کے دم سے کھلتے ہیں۔

☆...... اس کے پانی چاندی کی طرح سفید ہیں، اس کی ہواؤں میں عنبر کی خوشبو ہے۔ اس کے گنبد اور محل زمرد کے بنے ہوئے ہیں۔

☆...... یہاں کے خیمے یاقوت کے رنگ کے ہیں اور ان خیموں کی طنابیں ارسیاں سنہری یعنی سونے کی ہیں۔ ان خیموں میں ایسے حسین ہیں جن کے چہرے آئینے کی سی چمک رکھتے ہیں۔

☆...... رومی نے کہا کہ تو جو قیاس میں گرفتار ہے' حواس کے اعتبار سے گزر جا۔
☆...... اچھے اور برے کام اعمال خالق کائنات کی تجلی سے متعلق ہیں' جس (تجلی) کی بنا پر وہ (برے اعمال) دوزخ اور یہ (اچھے اعمال) بہشت بن جاتے ہیں۔
☆...... یہ جو تو رنگا رنگ کے محل دیکھ رہا ہے تو اس کی اصل اور بنیاد اعمال سے ہے' اینٹ اور پتھر سے نہیں۔
☆...... جنہیں تو کوثر اور غلمان اور حور کہتا ہے' وہ تو اس جذب و سرور کے عالم کے جلوے ہیں۔
☆...... یہاں کی زندگی دیدار (جمال) سے ہے اور بس۔ یہاں دیدار کا ذوق ہے اور اس کے بارے میں باتیں ہیں۔

قصرِ شرف النسا

گفتم ایں کاشانہ از لعل ناب
آنکہ می گیرد خراج از آفتاب !

ایں مقام، ایں منزل، ایں کاخ بلند
حوریاں بر درگہش احرام بند !

اے تو دادی سالکاں را جستجوے
صاحب او کیست ؟ بامن باز گوے

گفت "ایں کاشنہ شرف النساست
مرغ بامش با ملائک ہم نواست !

قلزم ما ایں چنیں گوہر نزاد
ہیچ مادر ایں چنیں دختر نزاد !

خاک لاہور از مزارش آسماں
کس نداند راز اور اور جہاں !

آں سراپا ذوق و شوق و درد و داغ
حاکم پنجاب را چشم و چراغ

آں فروغ دودہ عبدالصمد
فقر او نقشے کہ ماند تا ابد !

تاز قرآں پاک می سوزد وجود
از تلاوت ایک نفس فارغ نبود

در کمر تیغ دو رو قرآں بدست
تن بدن ہوش و حواس اللہ مست !

خلوت و شمشیر و قرآن و نماز
اے خوش آں عمرے کہ رفت اندر نیاز !

برلب او چوں دم آخر رسید
سوے مادر دید و مشتاقانہ دید !

گفت اگر از رازِ من داری خبر
سوے ایں شمشیر و ایں قرآں نگر

ایں دو قوت حافظ یک دیگر اند
کائنات زندگی را محور اند !

اندریں عالم کہ میرد ہر نفس
دخترت را ایں دو محرم بود و بس !

وقت رخصت باتو دارم ایں سخن
تیغ و قرآں را جدا از من مکن

دل بآں حرفے کہ می گویم بنہ
قبرِ من بے گنبد و قندیل بہ !

مومناں را تیغ با قرآں بس است
تربت مارا ہمیں ساماں بس است !

معانی :...... (شرف النسا: مغلیہ دور کے پنجاب کے حاکم (۱۷۱۳ء) نواب عبدالصمد خان کی بیٹی اور نواب زکریا خاں کی بہن تھی' اسے قرآن اور تلوار سے محبت تھی۔ اس کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اسے ساری عمر تلاوت قرآن کریم کا شوق رہا۔ اس کی وصیت کے مطابق

اس کی قبر او نچے چبوترے پر بنائی گئی تا کہ کسی اونٹ وغیرہ پر سوار نامحرم کا بھی سایہ اس پر نہ پڑے اور یہ کہ تلوار اور قرآن کریم اس کی وصیت کے مطابق اس کی قبر پر رکھے گئے جنہیں ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے عہد میں ایک سکھ نے یہ سمجھ کر کہ وہاں کوئی خزانہ دفن ہے' قبر کے سرہانے سے یہ دونوں چیزیں نکال لیں...... اس کے مقبرے کے اردگرد سرو لگا دیئے گئے تھے' جواب تک قائم ہیں' اس لئے اسے ''سرو والا مقبرہ'' بھی کہا جاتا ہے' اس کا مقبرہ شالیمار باغ لاہور میں مغلوں کا جو قبرستان ہے' اس میں آج بھی موجود ہے)...... کاشانہ: گھر' مراد مقبرہ۔ لعلِ ناب: خالص لعل۔ احرام بند: یعنی ادب واحترام سے کھڑی ہیں۔ مرغِ بامش: اس کی چھت کا پرندہ۔ نزاد: نہیں جنا۔ دودۂ عبدالصمد: پنجاب کے حاکم عبدالصمد کا خاندان۔ ماند: رہے گا۔ فروغ: رونق' وقار۔ تیغ دورو: دو دھاری تلوار۔ حافظ: محافظ' حفاظت کرنے والے۔ محور: مرکز' جس کے اردگرد گھوما جائے۔ دل بنہ: دل رکھ' دل سے توجہ دے۔

ترجمہ وتشریح:...... میں نے (رومی سے) پوچھا کہ خالص لعل سے بنا ہوا یہ کاشانہ کس کا ہے؟ جو سورج سے بھی خراج لے رہا ہے۔ یعنی اس کی چمک دمک کے سامنے سورج کی روشنی بھی کچھ نہیں ہے۔

☆...... یہ مقام' یہ منزل اور یہ بلند محل جس کے دروازے پر حوریں بھی مودب سے کھڑی ہیں (کس کا ہے؟)

☆...... آپ (رومیؒ) نے راہِ حق پر چلنے والوں میں جستجو کا جذبہ پیدا کیا ہے' بتایئے کہ اس کا مالک کون ہے؟

☆...... رومی نے کہا کہ یہ شرف النساء کا کاشانہ ہے۔ جس کی چھت کا پرندہ فرشتوں سے ہم کلام ہے۔ (یہ بہت بلند و پاک محل ہے)۔

☆...... ہمارے سمندر نے اس قسم کا موتی پیدا نہیں کیا۔ کسی ماں نے ایسی بیٹی کو جنم نہیں دیا۔

☆...... اس کے مزار کی وجہ سے لاہور کی سرزمین نے آسمان کا رتبہ پایا ہے۔ دنیا میں کوئی بھی اس کے راز سے آگاہ نہیں ہے۔

☆...... وہ (شرف النسا) سراپا ذوق وشوق اور درد وداغ تھی۔ وہ پنجاب کے حاکم اصوبے دار کی چشم و چراغ (بیٹی) تھی۔

☆...... وہ عبدالصمد (حاکم پنجاب) کے خاندان کا فروغ تھی۔ اس کا فقر ایک ایسا نقش تھا جو ابد تک قائم رہے گا۔

☆...... چونکہ اس کا وجود قرآن پاک سے سوز حاصل کرتا تھا اس لئے وہ قرآن کی تلاوت سے ایک پل بھی فارغ نہ بیٹھتی تھی۔

☆...... اس کی کمر پر دو دھاری تلوار بندھی ہوتی تھی اور ہاتھ میں قرآن ہوتا تھا۔ اس کا تن بدن اور اس کے ہوش وحواس اللہ کی یاد میں مست رہتے تھے۔

☆...... خلوت اور تلوار اور قرآن ونماز سب اس کی ہر وقت کی ساتھی تھیں۔ وہ زندگی کیسی اچھی ہے جو خدا کے حضور نیازمندی وعاجزی میں گزری ہو۔

☆...... جب اس کے ہونٹوں پر آخری سانس تھا تو اس نے اپنی ماں کی طرف دیکھا اور مشتاقانہ انداز میں دیکھا۔

☆...... (اور) اس سے کہنے لگی کہ اگر آپ کو میرے راز سے آگاہی ہے (جاننا چاہتی ہیں) تو اس تلوار اور قرآن کو دیکھیں۔

☆...... یہ دونوں قوتیں (تلوار اور قرآن) ایک دوسرے کی محافظ ہیں اور زندگی کی کائنات کا محور ہیں۔ (زندگی انہی دو کے گرد گردش کرتی ہے)۔

☆...... اس دنیا میں' جو لحہ فنا کی طرف جا رہا ہے' یہی دو چیزیں آپ کی بیٹی کی محرم تھیں (اس نے ساری عمر کسی نامحرم کو نہیں دیکھا تھا)۔

☆...... اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت میں آپ سے یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ تلوار اور قرآن کو مجھ سے جدا نہ کرنا۔

☆...... میں جو کچھ عرض کر رہی ہوں آپ اس پر دلی توجہ دیں۔ میری قبر گنبد اور قندیل کے بغیر ہی اچھی ہے۔

☆...... مومنوں کے لئے قرآن کے ساتھ تلوار کافی ہے' لہٰذا میری قبر کے لئے یہی سامان کافی ہے۔

عمر ہا در زیر ایں زریں قباب | بر مزارش بود شمشیر و کتاب
مرقدش اندر جہان بے ثبات | اہل حق را داد پیغام حیات!
تا مسلماں کرد باخود آنچہ کرد | گردش دوراں بساطش در نورد
مرد حق از غیر حق اندیشہ کرد | شیر مولا روبہی را پیشہ کرد!
ازدلش تاب و تب سیماب رفت | خود بدانی آنچہ بر پنجاب رفت!
خالصہ شمشیر و قرآں را ببرد | اندراں کشور مسلمانی بمرد"

معانی:...... زریں قباب: سنہری گنبد۔ بساطش در نورد۔ اس کی بساط لپیٹ دی۔ روبہی۔لومڑی پن، بزدلی۔ خالصہ۔ سکھ (جو پنجاب پر ۱۸۰۱ء سے ۱۸۴۶ء تک حکمران رہے)۔ اندیشہ کرد: ڈرا، ڈرنے لگا۔

ترجمہ وتشریح:...... اس سنہری گنبد کے نیچے مدتوں اس کے مزار پر تلوار اور قرآن پڑے رہے۔

☆...... اس کے مرقد نے اس فانی دنیا میں اہل حق کو زندگی کا پیغام دیتا رہا۔

☆...... یہاں تک کہ مسلمانوں نے اپنے آپ سے کیا جو کچھ کیا اور زمانے کی گردش نے ان کی بساط لپیٹ دی۔

☆...... اللہ کے یہ بندے غیر اللہ سے ڈرنے لگے۔ مولا کے اس شیر (مسلمان) نے لومڑی کا پیشہ اختیار کر لیا۔ (بزدلی اختیار کر لی)

☆...... اس کے دل میں عشق کی پارے کی طرح کی تڑپ ختم ہوگئی۔ تو (زندہ رود) تو خود جانتا ہے کہ پنجاب پر کیا کچھ گزری۔ (سکھوں نے ۱۸۰۱ء سے ۱۸۴۶ء تک پنجاب پر حکومت کی اور مسلمانوں کا بہت برا حشر کی۔

☆...... سکھ شرف النسا کی قبر سے شمشیر اور قرآن اٹھا کر لے گئے اور اس صوبہ پنجاب میں مسلمانی مرگئی۔ (ختم ہوگئی)۔

زیارت امیر اکبر حضرت سید علی اہمدانی وملا طاہر غنی کشمیری

(امیر کبیر حضرت سید علیؒ ہمدانی اور مُلّا طاہر غنی کشمیری کی زیارت)

حرف رومی در دلم سوزے فگند | آہ پنجاب! آں زمین ارجمند!
ازتپ یاراں تپیدم در بہشت | کہنہ غمہا را خریدم در بہشت!
تادراں گلشن صدائے درد مند | از کنار حوض کوثر شد بلند!

"جمع کردم مشت خاشاکے کہ سوزم خویش را
گل گماں دارد کہ بندم آشیاں در گلستاں"

(غنی)

معانی:...... (امیر کبیر سید علی ہمدانی: ولادت ۷۱۴ھ بمقام ہمدان (ایران) بچپن میں قرآن مجید حفظ کیا، مروجہ علوم حاصل کر کے کشمیر کے سلطان شہاب الدین کے عہد میں ۷۷۴ھ کے لگ بھگ، بہت سے دوسرے درویشوں کے ساتھ تبلیغ اسلام کی خاطر آئے۔ یہ اپنے ساتھ صنعت کار بھی لائے تھے۔ سلطان نے ان کی بڑی عزت وقدر کی، سلطان شہاب الدین کے بعد بادشاہ قطب الدین نے بھی انہیں بہت عزت کا مقام دیا۔ ۷۸۶ھ میں ترکستان کے سفر کے دوران راستے میں وفات پائی اور ختلان (روسی تاجکستان) نامی ایک قصبہ میں دفن

کئے گئے۔ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد نے کشمیر میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رکھا' کشمیر میں اسلام انہی کی بدولت پھیلا۔ان کی اہم تر تصنیف ''ذخیرۃ الملوک'' ہے جو علامہ اقبال کے زیر مطالعہ رہی ہے۔ وہ بلتستان اور گلگت وغیرہ کے علاقوں کے اولین مبلغ اسلام ہیں۔ ملّا طاہر غنی: نام محمد طاہر' تخلص غنیؔ' گیارھویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی) کے فارسی کے مشہور شاعر۔ان کے آباؤ اجداد شاہ ہمدان کے ساتھ ایران سے وادیٔ جموں وکشمیر میں وارد ہوئے۔ کشمیر سے تعلق تھا' بڑے خوددار' قناعت پسند اور درویش صفت انسان تھے۔سلطان عالم گیر نے ان کی شہرت سن کر کشمیر کے گورنر کی وساطت سے انہیں اپنے پاس بلوایا' لیکن انہوں نے اپنی بے نیازانہ فطرت کے باعث معذرت کر لی۔تقریباً چالیس برس کی عمر میں (۱۰۷۹ھ میں) وفات پا گئے۔مزار سری نگر میں ہے۔بڑے شاعر اور درویش مشرب شخص تھے)۔...... فگند: افگند' ڈالا۔ تپیدم: میں تڑپا۔ سوزم: میں جلاؤں۔ بندم آشیاں: میں گھونسلا بنا رہا ہوں۔

ترجمہ وتشریح:...... رومیؒ کی بات نے میرے دل میں سوز پیدا کر دیا۔آہ پنجاب کی وہ قدر و منزلت والی سرزمین۔

☆...... بہشت میں دوستوں کی یاد کی گرمی نے مجھے بہت تڑپایا اور اس طرح میں نے بہشت میں پرانے غم خرید لئے جنہیں پرانے غم تازہ ہو گئے۔

☆...... اچانک اس گلشن (بہشت) میں حوضِ کوثر کے کنارے سے ایک دردمند صدا بلند ہوئی۔

☆...... میں نے تنکوں کی ایک مٹھی اکٹھی کی تاکہ اپنے آپ کو جلا لوں لیکن پھول یہ گمان (خیال) کر رہا ہے کہ شاید میں گلستان میں آشیانہ بنا رہا ہوں۔(یہ شعر غنی کشمیریؒ کا ہے)۔

گفت رومی ''آنچہ می آید نگر — دل مدہ با آنچہ بگوشت اے پسر!
شاعر رنگیں نوا طاہر غنی — فقر او باطن غنی، ظاہر غنی!
نغمہ می خواند آں مست مدام — در حضور سید و الاتقام
سید السادات، سالار عجم — دست او معمار تقدیر امم!
تاغزالی درس اللہ ہو گرفت — ذکر و فکر از دود مان او گرفت!
مرشد آں کشور مینو نظر — میر و درویش و سلاطیں را مشیر!
خطہ را آں شاہ دریا آستیں — داد علم وصنعت و تہذیب و دیں
آفرید آں مرد ایران صغیر — باہنر ہائے غریب و دلپذیر
یک نگاہ او کشاید صد گرہ — خیز و تیرش را بدل راہے بدہ''

معانی:...... رنگیں نوا: خوبصورت شاعری والا۔ غنی: بے نیاز۔ سید والا مقام: سید علی ہمدانیؒ۔ سید السادات: سادات کے سردار۔ امم: جمع امت' امتیں' قومیں۔ غزالی: امام غزالیؒ مشہور مسلمان مفکر' ولادت بمقام طاہران (خراسان) ۴۵۰ھ' وفات ۱۴ جمادی الثانی ۵۰۵ھ' طاہران ہی میں مدفون ہیں۔ دودمان: خاندان۔ کشور مینونظیر: جنت جیسی مملکت۔ مشیر: مشورے دینے والا۔ آفرید: پیدا کیا۔ ایرانِ صغیر: چھوٹا ایران۔ کشاید: کھولتی ہے۔ دریا آستین: بہت فیاض اور سخی۔

ترجمہ وتشریح:...... رومیؒ نے کہا: ''جو کچھ نظر آ رہا (سامنے) ہے اس سے دل لگا' اے بیٹے! برخوردار جو کچھ گزر چکا ہے اس سے دل نہ لگا''۔(غم نہ کر)۔

☆...... یہ رنگین نوا شاعر طاہر غنیؔ ہے جس کا فقر اندر سے بھی غنی (بے نیاز) ہے اور باہر سے بھی غنی۔ (ظاہر اور باطن سے اسم مسمیٰ ہے)

☆...... یہ ہمیشہ مست رہنے والا (غنی) سید والا مقام کے حضور نغمہ الاپ رہا تھا۔

☆...... وہ یعنی علیؒ ہمدانی سادات کے سردار اور عجم کے سالار ہیں۔ ان کے ہاتھ امتوں کی تقدیر کا معمار (تقدیر بنانے سنوارنے والے) ہیں۔ (ان کی تبلیغ سے اہل کشمیر اسلام میں شامل ہوئے اور ان کی تقدیر سنور گئی)۔

☆...... جب امام غزالیؒ نے ''اللہ ھو'' کا سبق لیا تو انہوں نے ان (ہمدانی) کے خاندان کے بزرگوں سے ذکر و فکر کی تعلیم پائی تھی۔

☆...... اس جنت نظیر کشور (کشمیر) کے وہ مرشد تھے اور امیروں اسرداروں اور درویشوں کے وہ مشیر تھے۔

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

(اگر روئے زمین پر کہیں کوئی فردوس (جنت) ہے تو وہ یہی کشمیر ہے اور یہی ہے اور یہی ہے)۔

☆...... اس خطۂ کشمیر کو اس دریا آستین (فیاض) شاہ (ہمدانی) نے علم اور صنعت اور تہذیب و دین عطا کیا۔ (ان کے ساتھ ایران سے آئے ہوئے صنعت کاروں نے کشمیریوں کو قالین سازی، خطاطی، پارچہ بافی اور نقاشی وغیرہ کے ہنر سکھائے اور اسلامی تہذیب و ثقافت سے آشنا کیا)۔

☆...... انہوں نے (ہمدانیؒ) نے کشمیریوں کو نادر اور دل پذیر ہنر (فنون) سکھا کر کشمیر کو برصغیر میں چھوٹا ایران بنا دیا۔

☆...... ان (ہمدانیؒ) کی ایک نگاہ سو گرہیں کھولتی ہے۔ یعنی (مشکلیں حل کرتی ہے)۔ تو بھی اٹھ اور ان کے تیر کو دل میں راہ (جگہ) دے۔

در حضورِ شاہِ ہمدان

(شاہِ ہمدان کے حضور میں)

زندہ رود

از تو خواہم سرِ یزداں را کلید | طاعت از ما جست و شیطاں آفرید
زشت و ناخوش راچناں آراستن ! | در عمل از ما نکوئی خواستن !
از تو پرسم ایں فسوں سازی کہ چہ ! | باقمار بدنشیں بازی کہ چہ !
مشتِ خاک وایں سپہرِ گرد گرد | خود بگو می زیبدش کارے کہ کرد ؟
کارِ ما، افکارِ ما، آزارِ ما | دست با دنداں گزیدن کارِ ما

معانی :...... کلید: چابی، حل، کنجی۔ جست: اس نے چاہی۔ آراستن: سجانا۔ خواستن: چاہنا۔ پرسم: میں پوچھتا ہوں۔ کہ چہ: کیا ہے، کس لئے ہے۔ قمار: جوا۔ سپہر گرد گرد: گردش کرنے والا آسمان۔ می زیبدش: (کیا) اسے یہ زیب دیتا ہے؟ گزیدن: (گ پر زبر) کاٹنا۔ کاٹ کھانا۔

ترجمہ وتشریح :...... (اے شاہِ ہمدان) میں آپ سے خدا کے ایک بھید کا حل جاننا چاہتا ہوں۔ خدا نے خود شیطان کو پیدا کیا اور ہم سے اطاعت چاہی۔

☆...... برائی اور گناہ کو اس طرح آراستہ کرنا (دلفریب بنانا) اور ہمارے عمل سے نیکی چاہنا (عجیب سی بات ہے)۔

☆...... میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جادوگری کیا ہے۔ ایک برے ساتھی کے ساتھ جوا کھیلنے کا کیا مطلب ہے؟

☆...... ایک طرف یہ خاک کی مٹھی یعنی انسان اور دوسری طرف یہ گردش کرنے والا آسمان' آپ ہی فرمایئے کہ کیا اسے (خدا کو) یہ کام زیب دیتا ہے؟

☆...... ہمارے اعمال اور ہمارے افکار ہمارے لئے اذیت کا باعث ہیں۔ چنانچہ دانتوں سے اپنے ہاتھ کاٹنا ہمارا کام ہے۔ (اظہارِ حیرت ہے)۔

شاہِ ہمدان

بندہ کز خویشتن دارد خبر — آفریند منفعت را از ضرر !
بزم بادیو است آدم را و بال — رزم بادیو است آدم را جمال !
خویش را برا ہرمن باید زدن — تو ہمہ تیغ آں ہمہ سنگ فسن !
تیز تر شوتا فتد ضرب تو سخت
ورنہ باشی در دو گیتی تیرہ بخت !

معانی :...... منفعت: نفع' فائدہ۔ ضرر: نقصان' دکھ۔ دیو: جن بھوت' شیطان۔ باید زدن: ٹکرانا چاہیے' مقابلے میں لانا چاہیے۔ سنگ فسن: سان کا پتھر جس پر تلوار وغیرہ کو تیز کیا جاتا ہے۔ تیرہ بخت: سیاہ بخت' بدنصیب۔

ترجمہ وتشریح...... وہ انسان جو اپنے آپ سے باخبر ہے' وہ نقصان سے بھی نفع پیدا کر لیتا ہے۔

☆...... شیطان کے ساتھ بزم آرائی (دوستی) آدمی کے لئے جان کا عذاب ہے مگر شیطان کے ساتھ جنگ آدمی کے لئے جمال (حسن نکھرتا) ہے۔

☆...... اپنے آپ کو شیطان کے مقابلے میں لانا چاہیے۔ تو (اے انسان) تو سراپا تلوار ہے جبکہ شیطان سان ہے۔

☆...... تو زیادہ تیز ہو' (تلوار زیادہ تیز کر) تاکہ دشمن (شیطان) پر تیرا وار بڑا سخت پڑے' کاری ہو۔ ورنہ تو دونوں جہانوں (یہ جہان اور آخرت) میں سیاہ بخت رہے گا۔

زندہ رود

زیرِ گردوں آدم آدم راخورد — ملتے بر ملتے دیگر چرد !
جاں زاہلِ خطہ سوزد چوں سپند — خیزد از دل نالہ ہائے درد مند !
زیرک و دراک و خوش گل ملتے است — در جہاں تر دستیِ او آیتے است
ساغرش غلطندہ اندر خونِ اوست — در نے من نالہ از مضمونِ اوست !
از خودی تا بے نصیب افتادہ است — در دیارِ خود غریب افتادہ است !
دستِ مزد او بدستِ دیگراں — ماہیِ رودش بہ شستِ دیگراں!
کارواں ہا سوئے منزل گام گام — کارِ اونا خوب و بے اندام و خام !
از غلامی جذبہ ہائے او بمرد — آتشے اندر رگِ تاکش فسرد !
تانہ پنداری کہ بود است ایں چنیں — جبہہ راہموارہ سود است ایں چنیں !

در زمانے صف شکن ہم بودہ است ! چیرہ و جانباز و پردم بودہ است !

معانی:...... خورد: کھاتا ہے۔ چرد: چر رہی ہے۔ خطہ: یعنی خطہ کشمیر۔ دراک: بہت فہم وشعور والا، بہت خوب سمجھنے والا۔ خوش گل: خوبصورت، اچھا، حسین۔ تردستی: ہنرمندی، چالاکی۔ آیتے است: ایک دلیل یا نشانی ہے۔ غلتندہ: لت پت ہے۔ دست مزد: ہاتھ کے کام کی مزدوری۔ گام گام: قدم بقدم۔ فسرد: افسرد، بجھ گئی۔ جبہہ: پیشانی، ماتھا۔ چیرہ: زبردست، بہادر، غالب۔ پردم: حوصلہ مند، باہمت۔ تاک: انگور کی بیل۔

ترجمہ وتشریح:...... آسمان کے نیچے (اس دنیا میں) آدمی آدمی کو کھا رہا ہے اور ایک قوم دوسری قوم کو لوٹ رہی ہے۔

☆...... میری جان خطہ کشمیر کے لوگوں کے حالات دیکھ کر سپند (حرمل) کے دانے کی طرح چیخ (تڑپ) رہی ہے۔ اور میرے دل سے دردبھرے نالے اُٹھتے ہیں۔

☆...... کشمیری قوم ایک باریک بین بہت سوجھ بوجھ والی دانشمند اور خوش شکل ہے۔ دنیا میں اس کی ہنرمندی ایک دلیل (مثال) ہے۔

☆...... اس کا پیالہ اس کے اپنے ہی خون میں لت پت (ڈوبا ہوا) ہے۔ میری بانسری سے اسی کے حالات کی فریاد نکل رہی ہے۔

☆...... جب سے یہ قوم خودی سے بے نصیب ہوگئی ہے وہ اپنے ہی وطن میں اجنبی بن کے رہ گئی ہے۔

☆...... اس کے ہاتھوں کی مزدوری / کمائی دوسروں کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے دریا کی مچھلی دوسروں کے کانٹے میں پھنسی ہوئی ہے۔

☆...... دوسری قوموں کے قافلے (ترقی کی) منزل کی طرف قدم بقدم چلے جا رہے ہیں لیکن اس (بدقسمت قوم) کا کام ناخوب بھی ہے اور ان گھڑت اور ناقص بھی۔

☆...... غلامی سے اس کے جذبے مرجھا گئے ہیں اور اس کی تاک (انگور کی رگ) کے اندر آگ بجھ گئی ہے۔ (شراب خشک ہوگئی ہے)

☆...... تو کہیں یہ نہ سمجھ کہ یہ قوم ہمیشہ ایسی ہی رہی ہے اور اسی طرح اس نے ہمیشہ دوسروں کے آگے اپنی پیشانی رگڑی ہے۔

☆...... وہ کبھی صف شکن بھی رہی ہے اور زبردست (غالب) جانباز اور حوصلہ مند رہی ہے۔

کوہ ہاے خنگ سار او نگر ! آتشیں دست چنار او نگر !

در بہاراں لعل می ریزد ز سنگ خیز داز خاکش یکے طوفان رنگ !

لکہ ہاے ابر درکوہ و دمن پنبہ پراں از کمان پنبہ زن !

کوہ دریا و غروب آفتاب ! من خدارا دیدم آنجا بے حجاب !

بانسیم آوارہ بودم در نشاط 'بشنواز نے' می سرودم در نشاط

مرغکے می گفت اندر شاخسار باپشیزے می نیرزد ایں بہار !

لالہ رست و نرگس شہلا دمید باد نو روزی گریبانش درید !

عمر ہا بالید ازیں کوہ و کمر نستر از نور قمر پاکیزہ تر !

عمر ہا گل رخت بربست و کشاد خاک ما دیگر شہاب الدین نزاد !

معانی:...... خنگ سار: برف پوش، سفید۔ ریزد: گرتے ہیں۔ لکہ ہائے ابر: بادلوں کے ٹکڑے۔ پنبہ پراں: روئی اُڑتی ہے۔ پنبہ زن: روئی دھننے والا۔ دُھنیا۔ نشاط: نشاط باغ، سری نگر (کشمیر) کا باغ۔ بشنواز نے: بانسری سے سن۔

پشیزے: ایک کوڑی۔ رُست: اُگا۔ بادِ نوروزی: نوروز یعنی موسم بہار کی ہوا۔ نوروز: ماہ جنوری کا پہلا دن' شمسی سال کا پہلا دن۔ درید: پھاڑ ڈالا۔ بالید: اُگے۔ نستر، نسترن' چنبیلی کا خوشبودار پھول جو سفید ہوتا ہے۔ شہاب الدین: کشمیر کا بادشاہ۔ سلطان شہاب الدین ۷۵۵ھ میں تخت نشین ہوا' وفات ۷۷۵ھ ۱۳۷۶ء بڑا جنگجو اور بہادر تھا' کئی حکمران اس کے جاہ و جلال سے ڈرتے تھے۔ نزاد: نہیں جنا۔

ترجمہ وتشریح :...... اس (کشمیر) کے برف پوش پہاڑ دیکھ اور یہاں کے درختِ چنار کے آتشیں ہاتھ یعنی پتے دیکھ۔ (چنار کے پتے سرخ ہوتے ہیں جنہیں آگ کی طرح کا کہا گیا ہے)۔

☆...... موسم بہار میں یہاں کے پتھروں سے لعل اگتے ہیں۔ (لالہ کے سرخ رنگ کے پھول) یہاں کی مٹی سے رنگ کا ایک طوفان اُٹھتا ہے (جگہ جگہ رنگ برنگے پھول کھلتے ہیں)۔

☆...... پہاڑ اور وادی میں بادلوں کے ٹکڑے اس طرح اُڑتے پھرتے ہیں جیسے روئی دُھنیئے کی کمان سے دُھنکی ہوئی روئی اُڑتی ہے۔ (یہ منظر بھی بڑا دلکش اور دلفریب ہوتا ہے)۔

☆...... وہاں کے پہاڑ' دریا اور سورج کا وقت غروب (اتنا خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں کہ) میں نے وہاں خدا کو بے حجاب دیکھا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا جمال بے نقاب نظر آتا ہے)۔

☆...... میں وہاں کے نشاط باغ میں بادِ نسیم کے ساتھ اِدھر اُدھر گھومتا رہا اور خوشی سے سرشار ہو کر مولانا رومؔی کی مثنوی کا پہلا شعر ''بشنواز نے'' گاتا رہا۔ (شعر یہ ہے:)

بشنواز نے چوں حکایت می کند وز جدائی ہا شکایت می کند

(بانسری سے سنو کہ وہ کیا حکایت بیان کر رہی ہے اور جدائیوں کے بارے میں شکایت کر رہی ہے)۔

☆...... وہاں شاخوں میں بیٹھے ایک پرندے نے مجھ سے کہا کہ اس بہار کی قیمت تو ایک کوڑی کے برابر بھی نہیں ہے۔

☆...... لالہ کے پھول اگے اور نرگسِ شہلا (اعلیٰ قسم کا سیاہ چشم نرگس کا پھول) پھوٹی۔ باد بہار نے اس سرزمین کا گریبان پھاڑ دیا ہے۔ مطلب یہ کہ موسم بہار کی ہوا سے لالہ و نرگسِ شہلا اور کئی پھول کھل اٹھے۔

☆...... اس کے پہاڑوں اور ان کے درمیانی راستوں میں مدتوں سے چنبیلی کے ایسے پھول کھل رہے ہیں جو چاند کی روشنی سے بھی زیادہ پاکیزہ زیادہ یعنی چمکدار اور سفید تھے۔

☆...... اس (وادی کشمیر) میں مدتوں گلاب کے پھول کھلتے اور مرجھاتے رہے لیکن ہماری سرزمین سے کوئی اور شہاب الدین پیدا نہ ہوا۔

نالہ پر سوز آں مرغ سحر داد جانم راتب و تاب دگر !

تا یکے دیوانہ دیدم درخروش آنکہ برد از من متاع صبر و ہوش

''بگور زما و نالہ مستانہ مجوے بگور ز شاخ گل کہ طلسمے است رنگ و بوے

گفتی کہ شبنم ازورق لالہ می چکد غافل دلے است ایں کہ بگرید کنار جوے !

ایں مشت پر کجاو سرود ایں چنیں کجا روح غنی است ماتمی مرگ آرزوے !

باد صبا اگر بہ جنیوا گزر کنی حرفے زما بہ مجلس اقوام بازگوے

دہقان و کشت و جوے و خیابان فروختند قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند !''

معانی:...... مجوے: مت تلاش کر، نہ ڈھونڈ۔ ورق: پتی، پتا۔ می چکد: ٹپکتی ہے۔ بگرید: روتا ہے۔ غنی: ملا طاہر غنی کشمیری۔ جنیوا: یورپ کے ملک سوئٹزرلینڈ کا دارالحکومت جہاں جنگِ عظیم اوّل کے بعد جمعیۃ الاقوام بنی تھی۔ مجلس اقوام: League of Nations وہی جمعیۃ الاقوام، علامہ نے ''پیامِ مشرق'' میں اسے ''کفن دزدے چند'' یعنی چند کفن چور کہا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... صبح کے اس پرندے کے پرسوز نالہ نے میری جان میں نئی اور نیا جوش پیدا کر دیا ہے۔

☆...... وہاں میں نے ایک دیوانے کو خروش یا فریاد کرتے دیکھا اور اس کیفیت نے میرے صبر و جوش کی متاع ہی اُڑا لی (میں بیقرار ہوگیا)۔

☆...... تو ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دے اور ہم سے نالہ مستانہ کی توقع نہ رکھ۔ تو پھول کی شاخ سے گزر جا۔ (کی بات چھوڑ دے) کیونکہ یہ محض رنگ و بو کا جادو ہے۔

☆...... تو کہتا ہے کہ شبنم لالہ کی پتیوں سے ٹپکتی یا ٹپک رہی ہے، ارے غافل! (یہ لالہ نہیں) یہ تو ایک دل ہے جو ندی کے کنارے بیٹھا رو رہا ہے۔

☆...... یہ پروں کی مٹھی (پرندہ) کہاں اور اس قسم کا نغمہ کہاں؟ یہ تو غنی کی روح ہے جو آرزو کی موت (ختم ہونے) پر ماتم کر رہی ہے۔

☆...... اے بادِ صبا! اگر جنیوا کی طرف تیرا گزر ہو تو وہاں ہماری طرف سے مجلس اقوام سے ہماری یہ بات کہنا۔ (علامہ نے لیگ آف نیشنز کو ''پیامِ مشرق'' میں ''چند کفن چوروں کی مجلس'' کہا ہے کہ یہ بظاہر تو قوموں کو انصاف دینے کے لئے قائم ہوئی تھی لیکن عملاً اس کے ذریعے کمزور قوموں کو مزید کمزور کرنے اور طاقتور قوموں کو مزید طاقتور بنانے کا یہ ایک ذریعہ تھا۔

☆...... کسان اور کھیت اور ندیاں اور کیاریاں انہوں نے بیچ دیں۔ انہوں نے ایک قوم کو بیچ دیا اور کس قدر سستا بیچ دیا۔ انگریز حکمرانوں نے اپنے لالچ اور مسلمانوں کو ذلیل و خوار کرنے کے لئے کشمیر کو ایک ہندو ڈوگرہ کے ہاتھ معمولی قیمت پر بیچ دیا تھا۔

شاہ ہمدان

باتو گویم رمزِ باریک اے پسر ... تن ہمہ خاک است و جاں والا گہر
جسم را از بہرِ جاں باید گداخت ... پاک را از خاک می باید شناخت
گر ببری پارہ تن راز تن ... رفت ازدت تو آں لختِ بدن!
لیکن آں جانے کہ گردد جلوہ مست ... گر ز دست اورا دہی، آید بدست!
جوہرش باہیچ شے مانند نیست ... ہست اندر بند و اندر بند نیست!
گرنگہداری تمیرد در بدن ... در بیفشانی، فروغِ انجمن!
چسیت جاں جلوہ مست اے مردِ راد؟ ... چسیت جاں دادن زدست اے مردِ راد؟
چسیت جاں دادن؟ بحق پرداختن! ... کوہ را با سوزِ جاں بگداختن!
جلوہ مستی؟ خویش را دریافتن! ... درشباں چوں کوکبے برتافتن!
خویش رانا یافتن نابودن است ... یافتن، خود را بخود بخشودن است!
ہر کہ خود را دید و غیر از خود ندید ... رخت از زندانِ خود بیروں کشید!

جلوہ بدمستے کہ بیند خویش را | خوشتراز نوشینہ و اندیش را !
در نگاہش جاں چوباد ارزاں شود | پیش او زندان او لرزاں شود !
تیشہ او خارہ را بری درد | تانصیب خود زگیتی می برد
تاز جاں بگزشت، جانش جان اوست | ورنہ جانش یک دو دم مہمان اوست !

معانی: ...... والا گہر: قیمتی موتی۔ باید گداخت: پگھلا دینا چاہئے۔ ببری: تو کاٹے' کاٹ لے۔ لخت: ٹکڑا۔ ور: واگر/ اور اگر۔ بفشانی: تو قربان کر دے۔ مرد راد: سخی' جواں مرد۔ بحق پرداختن: حق کے سپرد کرنا' حوالے کرنا۔ دریافتن: پانا یا پالینا۔ برتافتن: چمکنا۔ نابودن: دفنا' معدوم کرلینا۔ نوشینہ: مٹھاس' میٹھی۔ شیرینی: خارہ: سخت پتھر۔ برمی درد: پھاڑ دیتا یا چیر دیتا ہے۔

ترجمہ وتشریح: ...... اے بیٹے میں تجھے ایک رمز کی بات بتاتا ہوں' وہ یہ کہ جسم (بدن) سراسر مٹی ہے جبکہ جان ایک قیمتی موتی ہے۔

☆ ...... روح کی خاطر بدن کو پگھلا دینا چاہئے۔ پاک (روح) اور خاک (بدن) میں تمیز کرنی چاہئے۔

☆ ...... اگر تو جسم (بدن) سے اس کا کوئی ٹکڑا کاٹ لے تو بدن کا وہ ٹکڑا ہمیشہ کے لئے تیرے ہاتھوں سے نکل گیا۔ (ضائع ہو گیا)۔

☆ ...... لیکن وہ روح جو محبوب حقیقی کے جلوے میں محو و مست ہو جائے اگر تو اسے ہاتھ سے دے دے تو وہ پھر تیرے ہاتھ آ جائے گی۔ (شہید زندہ ہیں)۔

☆ ...... اس (روح) کا جوہر کسی بھی شے کی مانند نہیں ہے' وہ اگر چہ (جسم کی) قید میں ہے لیکن قید میں نہیں ہے۔ (آزاد ہے)۔

☆ ...... اگر تو جان کی حفاظت کرے گا (بچا بچا کے رکھے گا) تو یہ بدن میں مر جائے گی اور اگر اسے تو خدا کی راہ میں قربان کر دے تو وہ انجمن کی رونق (نور) بنے گی۔

☆ ...... اے جواں مرد! جلوہ مستِ جان کیا ہے؟ اے جوانمرد! جان کو ہاتھ سے دے دینے (قربان کرنے) سے کیا مراد ہے؟

☆ ...... جان دینا کیا ہے؟ یہ اسے حق کے حوالے کرنا ہے اور پہاڑ کو اس کے سوزِ جاں سے پگھلا دینا ہے۔

☆ ...... جلوہ مستی کیا ہے؟ یہ خود (اپنے آپ) کو پالینا ہے' (خودی سے آگاہ ہونا ہے)۔ راتوں میں ستاروں کی طرح چمکنا ہے۔

☆ ...... اپنے آپ کو نہ پانا گویا نابود ہو جانا ہے' جبکہ اپنے آپ کو پالینا خود کو اپنے سپرد کر دینا ہے۔ خود کو زندگی عطا کرنا ہے۔

☆ ...... جس نے خود (اپنے آپ) کو دیکھ لیا اور اپنے سوا اور کسی کو نہ دیکھا' اس نے اپنے قید خانے سے سامان باہر نکال لیا۔ (قید سے آزاد ہو گیا)۔

☆ ...... وہ جلوہ بدمست جو خود کو دیکھتا ہے' وہ ڈنگ یا زہر کو شہد سے بہتر سمجھتا ہے۔

☆ ...... (اپنی معرفت سے آگاہ) انسان کی نگاہوں میں جان ہوا کی طرح سستی ہوتی ہے۔ اس کے سامنے اس کا قید خانہ (جسم) کانپتا ہے۔

☆ ...... اس کا تیشہ پتھر کو بھی توڑ دیتا ہے' یہاں تک کہ وہ زمانے سے اپنا حصہ لے لیتا ہے۔ (چھین لیتا ہے)۔

جب وہ جان سے گزر جاتا ہے (اللہ کی راہ میں جان قربان کر دیتا ہے) تو اس کی جان اس کی جان بن جاتی ہے' ورنہ اس کی جان اس کی دو ایک پل کی مہمان ہے یعنی عارضی و فانی ہے۔ (وہ شہید ہو کر زندۂ جاوید بن جاتا ہے)۔

زندہ رود

گفتہ از حکمت زشت و نکوے پیر دانا نکتہ دیگر بگوے
مرشد معنی نگاہاں بودہ محرم اسرار شاہاں بودہ
ما فقیر و حکمراں خواہد خراج چیست اصل اعتبار تخت و تاج ؟

معانی :...... زشت ونکوے: برائی اور اچھائی۔ معنی نگاہاں: جمع معنی نگاہ، یعنی صاحبانِ معرفت وعرفان۔ اعتبار: معتبر ہونا، بھروسہ، بھروسہ کرنا۔

ترجمہ وتشریح :...... آپ نے برائی اور اچھائی (بدی اور نیکی) کی حکمت کے بارے میں فرمایا ہے۔ اے پیر دانا! ایک اور گہری بات بھی بیان فرمائیں (سمجھائیں)۔

☆...... آپ صاحبانِ معرفت وعرفان (معانی پر نگاہ رکھنے والے) کے مرشد رہے ہیں اور بادشاہوں کے اسرار سے بھی آگاہ رہے ہیں۔

☆...... ہم غریب ہیں اور حکمران ہم سے خراج مانگتا ہے۔ تخت اور تاج کے اعتبار کی اصل کیا ہے؟ (حیثیت کیا ہے؟)۔

شاہ ہمدان

اصل شاہی چیست اندر شرق و غرب ؟ یا رضاے امتاں یا حرب و ضرب
فاش گویم با تو اے والا مقام باج را جز بادو کس دادن حرام !
یا اولی الامر، ے کہ 'منکم' شان اوست آیہ حق حجت و برہان اوست
یا جواں مردے چو صرصر تند خیز شہر گیر و خویش باز اندر ستیز
روز کیں کشور کشا از قاہری روز صلح از شیوہ ہاے دلبری
می تواں ایران و ہندوستاں خرید پادشاہی راز کس نتواں خرید
جام جم را اے جوان باہنر کس نگیرد از دکان شیشہ گر
در بگیرد مال او جز شیشہ نیست شیشہ را غیر از شکستن پیشہ نیست

معانی :...... والا مقام: اعلیٰ/بلند مرتبے والا۔ اولی الامر: صاحبانِ اقتدار واختیار، قرآنی تلمیح، سورۃ النساء، آیت ۵۹ پورا ترجمہ یوں ہے: "اے اہل ایمان تم اللہ کا کہنا مانو اور رسولؐ کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں، ان کا بھی، پھر اگر تم کسی امر میں باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسولؐ کے حوالے کر دیا کرو۔ اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام اچھا ہے"۔ منکم: تم میں سے، مذکورہ آیت۔ حجت: دلیل۔ برہان: دلیل۔ صرصر: آندھی، طوفانی ہوا۔ باج: ٹیکس، خراج۔ تند خیز: تیز اٹھنے والا۔ کشور کشا: ملک فتح کرنے والا۔ جامِ جم: ایران کے مشہور بادشاہ جمشید کا جام جس میں دنیا نظر آتی تھی۔ شیشہ گر: شیشہ بنانے والا۔ شکستن: توڑنا، ٹوٹنا۔

ترجمہ وتشریح :...... مشرق اور مغرب میں بادشاہت کی اصل (حقیقت) کیا ہے؟ یہ قوموں کی مرضی سے یا جنگ وجدل

سے وجود باقی ہے۔

☆...... اے بلند مرتبہ شخص میں تجھے واضح طور پر (صاف صاف) بتاتا ہوں کہ دو آدمیوں کے علاوہ کسی اور کو خراج دینا (جائز نہیں) حرام ہے

☆...... یا تو وہ "اولی الامر منکم"، جس کی شان ہے اور خدا کی یعنی قرآن کریم کی آیت اس سلسلے میں دلیل ہے۔ یعنی صاحب اقتدار اہل ایمان ہو' حضور اکرم کا اطاعت گزار اور حضورؐ کے فرمودہ اصولوں کے مطابق حکمرانی کرتا ہو۔ اور جو حکمران اسلامی نظریات سے بیگانہ ہو' اسے حاکم نہیں ماننا چاہیے نہ خراج دینا چاہیے۔

☆...... یا خراج کا حقدار وہ جواں مرد ہے جو باطل قوتوں کے خلاف طوفانی ہوا کی طرح اُٹھے' جو شہر (کفار کا ملک) فتح کرنے والا ہو اور جو اپنے نفس امارہ کے خلاف جہاد کرنے والا ہو۔

☆...... دشمنی کے دن (جنگ کے موقع پر) وہ اپنی قاہری (زبردست قوت) سے ملک فتح کرنے والا ہو اور صلح کے دن یعنی امن کے موقع پر وہ اپنے دلبرانہ طور طریقوں سے لوگوں کے دل جیتنے والا ہو' یعنی اس میں جلال اور جمال دونوں صفات ہوں۔ علامہ نے ایک قرآنی آیت (سورۃ المائدہ آیت ۵۴) کے ایک اقتباس کا منظوم ترجمہ یوں کیا ہے:

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

☆...... ایران اور ہندوستان کو خریدا جاسکتا ہے مگر بادشاہت کسی سے نہیں خریدی جاسکتی۔

☆...... اے ہنرمند نوجوان (زندہ رود) جام جمشید کسی نے شیشہ گر کی دکان سے نہیں خریدا۔

☆...... اور اگر کوئی وہاں سے خرید بھی لیتا ہے تو وہ مال شیشے کے سوا کچھ نہ ہو سکا۔

غنی

ہندرا ایں ذوق آزادی کہ داد ؟ صید را سود اے صیادی کہ داد ؟
آں برہمن زادگان زندہ دل لالہ احرز روئے شاں خجل !
تیز بین و پختہ کار و سخت کوش از نگاہ شاں فرنگ اندر خروش !
اصل شاں از خاک دامنگیر ماست ! مطلع ایں اختراں کشمیر ماست !
خاک ما را بے شرر دانی اگر بردرون خود یک بکشا نظر !
ایں ہمہ سوزے کہ داری از کجاست ؟ ایں دم باد بہاری از کجاست ؟
ایں ہماں باد است کز تاثیر او کوہسار ماگیرد رنگ و بو !

معانی :...... کہ داد: کس نے دیا۔ صید: شکار۔ صیادی: شکار کرنے کا طریقہ۔ لالۂ احمر: سرخ لالہ کا پھول۔ خجل: شرمندہ۔ تیز بین: تیز نگاہ والے' صاحبانِ بصیرت۔ پختہ کار: تجربہ کار' سخت محنت کرنے والے' مضبوط۔ ایں اختراں: یہ ستارے' اشارہ ہے پنڈت موتی لال نہرو اور اس کے بیٹے پنڈت جواہر لال نہرو کی طرف' دونوں کا تعلق کشمیر سے تھا۔

ترجمہ و تشریح:...... ہندوستان کو آزادی کا یہ ذوق کس نے دیا؟ شکار کو شکاری کا جنون کس نے دیا؟

☆ ...... (یہ ذوق) ان برہمن زادوں نے دیا جو زندہ دل ہیں، جن کے حسین چہروں کے سامنے لالہ کا سرخ پھول بھی شرمسار ہے۔

☆ ...... یہ تیز نگاہ اور تجربہ کار اور جفاکش ہیں...... محنتی ہیں اور ان کی نگاہ سے انگریز شور کرتے ہوئے واویلا مچا رہے ہیں۔

☆ ...... ان کی اصل ہماری دامن گیر مٹی (کشمیر) سے ہے۔ ان ستاروں کا مطلع (طلوع ہونا) ہمارا کشمیر ہے۔ (پنڈت موتی لال نہرو اور پنڈت جواہر لال نہرو کا تعلق خطہ کشمیر سے ہے)۔

☆ ...... اگر تو (زندہ رود) ہماری خاک کو شعلے سے خالی سمجھتا ہے تو پھر ذرا اپنے اندر ہی نظر ڈال۔ یعنی تو بھی تو کشمیری ہے۔ کیا تو نہیں چاہتا کہ کشمیر آزاد ہو۔

☆ ...... یہ جو تجھ میں سارا سوز ہے یہ کہاں سے آیا ہے، یہ موسم بہار کی ہوا کے جھونکے کہاں سے اُٹھے ہیں؟

☆ ...... یہ وہی ہوا ہے جس کی تاثیر سے ہمارے پہاڑ بڑے رنگ و بو پاتے ہیں۔

ہیچ میدانی کہ روزے در ولر	موجہ ے می گفت با موج دگر
چند در قلزم بیک دیگر زنیم	خیز تا یاک دم بساحل سر زنیم
زادہ ما یعنی آں جوے کہن	شور اودر وادی و کوہ و دمن !
ہر زماں برسنگ رہ خود رازند	تابناے کہہ رابرمی کند
آں جواں کو شہر و دشت و در گرفت	پرورش از شیر صد مادر گرفت
سطوت او خاکیاں را محشرے است	ایں ہمہ از ماست، نے از دیگرے است
زیستن اندر حد ساحل خطاست	ساحل ماسنگے اندر راہ ماست
باکراں در ساختن مرگ دوام	گرچہ اندر بحر غلطی صبح و شام
زندگی جولاں میان کوہ و دشت	اے خنک موجے کہ از ساحل گزشت!

معانی :...... ولر: کشمیر کی جھیل وُلر۔ زادہ ما: ہماری پیدا کی ہوئی۔ برمی کند: اکھاڑ ڈالتی ادیتی ہے۔ کو: کہ او/وہ جو۔ سطوت: شان و دبدبہ۔ آں جواں: وہ جوان، مراد دریائے جہلم جو جھیل ولر سے ایک ندی کی صورت سے ایک دریا کی شکل اختیار کر گیا۔ زیستن: جینا، زندگی بسر کرنا۔ درساختن: موافقت کرنا۔ غلتی: تو لڑھکے، متلاطم ہو۔ جولاں: تیز روانی، دوڑنا۔

ترجمہ وتشریح :...... کیا تجھے کچھ علم ہے کہ ایک روز ولر جھیل میں ایک موج نے دوسری موج سے (کیا) کہا؟ ہم کب تک اس سمندر (جھیل) میں ایک دوسری سے ٹکراتی رہیں گی، تو اُٹھ تاکہ ہم کچھ دیر ساحل سے سر ٹکرائیں۔

☆ ...... ہماری پیدا کی ہوئی وہ پرانی ندی جس کا شور وادی، پہاڑ اور دمن میں ہے۔

☆ ...... وہ ہر لحظہ خود کو راستے کے پتھروں سے ٹکراتی ہے، یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی بنیاد تک کو کھودیتی ہے۔ (پہاڑ کے اندر سے بھی راستہ بنا لیتی ہے)

☆ ...... وہ جوان جس نے شہر و بیابان اور وادی کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، اس کی پرورش سو ماؤں کے دودھ سے ہوئی ہے۔

☆ ...... اس کا دبدبہ انسانوں کے لئے ایک قیامت کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب اس میں سیلاب آتا ہے تو وہ بڑی تباہی مچاتا ہے۔) یہ ہمارے اندر سے نکلا ہے کسی اور جگہ سے تو نہیں نکلا۔ تو یہ سب کچھ کشمیر ہی کی بدولت ہے۔ گویا کشمیر نہ ہوتا تو جہلم بھی نہ ہوتا۔

☆ ...... ساحل کی حدود میں زندگی بسر کرنا غلطی ہے۔ ہمارا ساحل ہمارے راستے کا پتھر بنا ہوا ہے۔

☆ ...... ساحل سے موافقت کر لینا (کناروں کے اندر رہنا) ہمیشہ کی موت ہے، خواہ اے موج تو سمندر میں صبح و شام کیوں نہ لڑھکتی

رہے طوفان ہی کیوں نہ برپا کرتی رہے۔

☆...... زندگی تو کوہ و دشت میں اپنی جولانیاں دکھاتا ہے۔ مبارک ہے وہ موج جو ساحل سے باہر نکل گئی۔

اے کہ خواندی خط سیمائے حیات ۔۔۔ اے بہ خاور دادہ غوغائے حیات

اے ترا آہے کہ می سوزد جگر ۔۔۔ تو ازو بے تاب و ما بے تاب تر !

اے زتو مرغ چمن را ہاے و ہو ۔۔۔ سبزہ از اشک توی گیرد وضو !

اے کہ از طبع تو کشت گل دمید ۔۔۔ اے زامید تو جانہا پر امید !

کاروا نہارا صدائے تو درا ۔۔۔ تو زاہل خطہ نو میدی چرا ؟

دل میان سینہ شاں مردہ نیست ۔۔۔ اخگرشاں زیریخ افسردہ نیست !

باش تا بینی کے بے آواز صور ۔۔۔ ملتے برخیزد از خاک قبور !

غم مخور اے بندہ صاحب نظر ۔۔۔ برکش آں آہے کہ سوزد خشک و تر

شہر ہا زیر س پہر لاجورد ۔۔۔ سوخت از سوز دل درویش مرد

سلطنت نازک تر آمد از حباب ۔۔۔ ازدمے اوراتواں کردن خراب

از نو آتشکیل تقدیر امم ۔۔۔ از نوا تخریب و تعمیر امم

نشتر تو گرچہ درد لہا خلید ۔۔۔ مر ترا چونانکہ ہستی کس ندید!

پردہ تو از نو اے شاعری است ۔۔۔ آنچہ گوئی ماور اے شاعری است !

تازہ آشوبے فگن اندر بہشت ! ۔۔۔ یک نو امستانہ زن اندر بہشت !

معانی :...... خواندی: تونے پڑھی ہیں۔ خط: لکیر، لکیریں۔ خاور: مشرق۔ دمید: پھوٹی، اگی۔ درا: قافلے کی بیداری اور کوچ کی گھنٹی۔ اخگرِ شاں: ان کا شعلہ۔ افسردہ: بجھا ہوا، بجھ گیا۔ برکش: نکال۔ سپہرِ لاجورد: نیلا آسمان۔ حباب: پانی کا بلبلا۔ دمے: ایک پھونک۔ تخریب: بگاڑ، بربادی۔ خلید: چبھا۔ مَر: خود اس لفظ کے کوئی معنی نہیں ہیں صرف تاکید یا حسن کلام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چوناں کہ: جیسا کہ (تو) ہے۔ پردۂ تو: تیرا راگ۔ آشوبے فگن: ہنگامہ پیدا کر دے۔

ترجمہ وتشریح :...... اے (زندہ رود) تونے تو زندگی کی پیشانی کی لکیریں پڑھی ہیں اور اہل مشرق کو زندگی کا ہنگامہ دیا ہے۔ (تجھے قوموں کی تقدیر کی پوری خبر ہے)۔

☆...... اے کہ تو ایسی آہ رکھتا ہے جو جگر کو جلاتی ہے تو اس سے بے قرار ہے تو ہم تجھ سے زیادہ بے قرار ہیں۔

☆...... اے کہ تجھ سے باغ کے پرندوں میں ہائے وہو کا شور ہے اور سبزہ تیرے آنسوؤں سے وضو کرتا ہے۔

☆...... اے کہ تیری طبع سے پھولوں کی کیاری کھل اٹھی اے کہ تیری امید سے دوسری جانیں بھی پرامید ہو گئی ہیں۔

☆...... قافلوں کے لئے تیری صدا (شاعری) بیداری اور کوچ کی گھنٹی ہے۔ پھر تو خطہ کشمیر کے لوگوں سے ناامید کیوں ہے؟

☆...... ان (اہل کشمیر) کے سینوں میں مردہ دل نہیں ہیں۔ ان کا شعلہ (انگارہ) برف کے نیچے دب کر نہیں بجھا۔

☆...... ذرا ٹھہر تا کہ تو دیکھے کہ ایک ملت (اہل کشمیر) صور کی آواز کے بغیر ہی قبروں کی مٹی سے اٹھنے والی ہے۔ (وہ وقت قریب ہے

جب اہل کشمیر غلامی سے نجات پالیں گے)۔

☆...... اے صاحب نظر بند (زندہ رود) تو غم نہ کھا تو ایسی آہ کھینچ جو شک وتر کو جلا دے۔

☆...... اس نیلے آسمان کے نیچے بہت سے شہر ایک مرد درویش کے سوزِ دل سے جل اُٹھے ہیں۔

☆...... سلطنت پانی کے بلبلے سے بھی زیادہ نازک چیز ہے اُسے ایک ہی پھونک سے ختم کیا جاسکتا ہے۔

☆...... نوا (شاعری) ہی سے امتوں کی تقدیر بنائی جاسکتی ہے اور اسی (شاعری) ہی سے قوموں کو تباہ کیا جاسکتا ہے یا انکی تعمیر کی جاسکتی ہے۔

☆...... اگر چہ تیرا نشتر کلام / شاعری دلوں میں پیوست چکا ہے لیکن جو کچھ تو ہے ویسا تجھے کسی نے نہیں دیکھا۔

☆...... تیرا پردہ اگر چہ شاعری کے نغمے سے ہے ورنہ جو کچھ تو کہتا ہے وہ شاعری سے ماورا ہے۔

☆...... تو بہشت میں (جہاں اس وقت زندہ رود رومیؒ کے ساتھ ہے) ایک نوائے مستانہ (مستانہ نغمہ) نیا ہنگامہ برپا کردے۔

زندہ رود

بانشہ درویشی در ساز و دمادم زن — چوں پختہ شوی خود را بر سلطنت جم زن

گفتند جہان ما آیا بتومی سازد ؟ — گفتم کہ نمی سازد ! گفتند کہ برہم زن !

در میکدہ ہا دیدم شائستہ حریفے نیست ! — با رستم دستاں زن با مغبچہ ہا کم زن !

اے لالہ صحرائی تنہا نتوانی سوخت — ایں داغ جگر تابے بر سینہ آدم زن

تو سوز درون او ، تو گرمی خون او — باور نکنی ؟ چاکے در پیکر عالم زن

عقل است چراغ تو ؟ در راہگزارے نہ — عشق است ایاغ تو با بندہ محرم زن

لخت دل پرخونے از دیدہ فرو ریزم — لعلے زبد خشانم بردارو بخاتم زن !

معانی :...... دمادم زن: مسلسل مست رہ۔ سلطنتِ جم: ایران کے قدیم اور مشہور بادشاہ کی سلطنت مراد عظیم سلطنت۔ رستم دستاں: قدیم ایران کا مشہور پہلوان رستم جو زال دستاں کا بیٹا تھا۔ نتوانی سوخت: تو جل نہیں سکتا۔ نہ: رکھ۔ فرو ریزم: میں گراتا ہوں۔ بخاتم زن: انگوٹھی میں لگا۔ شایستہ: سزاوار لائق مناسب۔ مغبچہ: شراب خانے میں شراب تقسیم کرنے والا کم سن لڑکا۔

ترجمہ وتشریح :...... تو نشہ درویشی کے ساتھ موافقت کر اور مسلسل پی (مست رہ) جب تو اس نشہ میں پختہ ہو جائے تو اپنے آپ کو جمشید کی سلطنت کے مقابلے پر لے آ۔

☆...... پوچھنے لگے کہ کیا ہمارا جہان تجھ سے موافقت کر رہا ہے؟ میں نے کہا نہیں، تو اس پر انہوں نے کہا کہ اس جہان کو درہم برہم کر دے۔ بقول علامہ "اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے"۔

☆...... میں نے شراب خانوں میں دیکھا ہے کہ وہاں کوئی بھی شایستہ مدِ مقابل (ندیم) نہیں ہے۔ تو رستم دستاں کے ساتھ بیٹھ کر پی۔ مغبچوں کے ساتھ بیٹھ کر نہ پی۔

☆...... اے لالۂ صحرائی تو اکیلا نہیں جل سکتا تو جگر میں حرارت پیدا کرنے والا اپنا یہ داغ آدمی کے سینے میں لگا پیدا کر۔

☆...... تو اس) کائنات) کا سوزِ دروں ہے اور تو ہی اس کے خون کی حرارت ہی۔ اگر تجھے اس بات پر یقین نہیں ہے تو پھر جہان کے

بدن میں چیر اپھاڑ ڈال کر دیکھ لے۔

☆...... کیا عقل تیری چراغ ہے؟ (اگر ہے تو) اسے کسی راہ گزار راستے میں رکھ دے۔

☆...... میں اپنے پرخون دل کا ایک ٹکڑا آنکھوں سے گرا رہا ہوں۔ تو میرے بدخشاں کا ایک لعل اٹھا لے اور اسے اپنی انگوٹھی میں جڑ لے۔

صحبت باشاعر ہندی برتری ہری

(ہندی شاعر بھرتری ہری کے ساتھ ملاقات)

حوریاں رادر قصور و در خیام ۔۔۔ نالہ من دعوت سوز تمام !

آں یکے از خیمہ سر بیروں کشید ۔۔۔ واں دگراز غرفہ رخ بنمود و دید !

ہر دلے رادر بہشت جاوداں ۔۔۔ دادم از درد و غم آں خاکداں !

زیر لب خندید پیر پاک زاد ۔۔۔ گفت "اے جادو گر ہندی نژاد

آں نوا پرداز ہندی رانگر ۔۔۔ شبنم از فیض نگاہ او گہر !

نکتہ آرائے کہ نامش برتری است ۔۔۔ فطرت اوچوں سحاب آذری است !

از چمن جز غنچہ نورس نہ چید ۔۔۔ نغمہ تو سوے ما اورا کشید !

پادشاہے بانواے ارجمند ۔۔۔ ہم بہ فقر اندر مقام او بلند !

نقش خوبے بند داز فکر شگرف ۔۔۔ یک جہاں معنی نہاں اندر دو حرف !

کار گاہ زندگی را محرم است ۔۔۔ اوجم است و شعر او جام جم است !"

مابہ تعظیم ہنر برخاستیم ۔۔۔ باز باوے صحبتے آراستیم

معانی :...... (برتری ہری: قدیم دور میں اجین (ہند) کا راجا اور راجہ زادہ تھا۔ راجہ گندھروسین اس کا باپ تھا۔ شاعری' مصوری اور موسیقی سے دلچسپی تھی' اور ان پر دسترس رکھتا تھا' پہلے عورتوں کا شوقین رہا' پھر چند ایسے واقعات پیش آئے کہ وہ جوگی گورکھ ناتھ کا مرید بنا اور تخت وتاج کو خیر باد کہہ دیا۔ وہ رشی منی گورکھ ناتھ کی صحبت میں درویشی کے بلند مرتبے پر پہنچا' اس نے ہندوانہ درویشی پر کتابیں لکھیں اور اس کا پرچار بھی کیا' اس کے کئے عارفانہ وحکیمانہ اقوال ہیں۔ علامہ اقبال نے جاوید نامہ میں اس کے چند اشلوکوں کو ایک غزل کی صورت میں ترجمہ کیا ہے اور ایک اشلوک کو "بال جبریل" کا ذیلی سرنامہ بنایا ہے۔) قصور: جمع قصر محل۔ خیام: خیمے۔ غرفہ: اوپر کی کھڑکی۔ خندید: ہنسا' مسکرایا۔ ہندی نژاد: ہند میں پیدا ہونے والا۔ نواپرداز: شاعر' گانا گانے والا۔ نکتہ آرا: رمز کی باتیں کرنے والا۔ سحاب آذری: بہار کا بادل۔ غنچہ نورس: تازہ تازہ کھلی ہوئی کلی۔ چید: چنی۔ فکر شگرف: انوکھا یا نادر فکر۔ برخاستیم: ہم اٹھے۔

ترجمہ وتشریح:...... وہاں (بہشت میں) محلوں اور خیموں میں مقیم حوروں کے لئے میری غزل (جو میں نے وہاں گائی) مکمل سوز کی دعوت بن گئی۔

☆...... ان (حوروں) میں سے ایک نے خیمے سے سر باہر نکالا اور ایک دوسری نے بالا خانہ سے چہرہ نکال کر مجھے دیکھا۔

☆...... میں نے اس بہشتِ جاوداں میں رہنے والے ہر دل کو اس خاکدان یعنی ہندوستان کا درد و غم دیا۔

☆...... پاک فطرت پیر (مولانا رومیؒ) زیرِ لب مسکرائے اور بولے: اے ہند میں پیدا ہونے والے جادوگر (زندہ رود) تو ذرا اس ہندی شاعر کو دیکھ جس کے فیضِ نگاہ سے شبنم کا قطرہ موتی بن جاتا ہے۔

☆...... وہ ایک نکتہ سنج ہے جس کا نام برتری ہے۔ اس کی فطرت بہار کے بادل کی سی ہے۔

☆...... اس نے چمن سے نئے نئے کھلے غنچے (نئی کھلی کلیوں) کے سوا اور کچھ نہیں چنا۔

☆...... وہ ایک بادشاہ ہے جو شاعر بھی ہے اور اس کی شاعری قدر و منزل کی حامل ہے۔ اور فقیر بھی اس کا مقام و مرتبہ بلند ہے۔

☆...... وہ اپنے انوکھے اور نادر فکر سے خوبصورت نقش بناتا ہے۔ اس کے دو یعنی چند لفظوں میں جہانِ معنی پوشیدہ ہوتا ہے۔

☆...... وہ زندگی کے کارخانے سے باخبر ہے۔ وہ خود جمشید ہے اور اس کی شاعری جامِ جم (جمشید کا پیالہ جس میں سے دنیا نظر آتی تھی) ہے۔

☆......ہم اس کے مذکورہ ہنر (خوبیوں) کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پھر اس کے ساتھ صحبت آراستہ کی۔

زندہ رود

اے کہ گفتی نکتہ ہائے دلنواز — مشرق از گفتار تو دانائے راز!
شعر را سوز از کجا آید، بگوے — از خودی یا از خدا آید، بگوے!

معانی:...... دلنواز: دل کو لبھانے والی۔ گفتی: تو نے کہی ہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... اے (برتری ہری) کہ تو نے بڑی دل نواز گہری باتیں کی ہیں اور اہلِ مشرق تیری گفتار سے دانائے راز (رازوں سے باخبر) ہو گئے ہیں۔

☆...... ذرا یہ تو مجھے بتایئے کہ شعر میں سوز کہاں سے یا کیونکر پیدا ہوتا ہے، یہ بتا کہ آیا وہ خودی سے پیدا ہوتا ہے یا خدا کی طرف سے آتا ہے؟

برتری ہری

کس نداند درجہاں شاعر کجاست — پردہ او ازبم و زیر نواست!
آں دل گرمے کہ دارد درکنار — پیش یزداں ہسم نمی گیرد قرار!
جان مارا لذت اندر جستجوست — شعر را سوز از مقام آرزوست!
اے تو از تاک سخن مست مدام — گر ترا آید میسر ایں مقام
بادو بیتے در جہان سنگ و خشت — می تواں بردن دل از حور بہشت!

معانی:...... نداند: نہیں جانتا، نہیں معلوم۔ بم وزیر نوا: نغمے کے اونچے نچلے سر۔ کنار: پہلو۔ تاکِ سخن: شاعری کی انگوری شراب۔ می تواں بردن: چھینے جاسکتے ہیں۔ جہانِ سنگ وخشت: پتھر اور اینٹ کی دنیا۔

ترجمہ وتشریح:......کوئی نہیں جانتا کہ دنیا میں شاعر کہاں ہے۔ اسکا راگ نغمہ کے اونچے نچلے سروں کے پردے میں نہاں رہتا ہے۔

☆...... ایسا شاعر جس کے پہلو اسینے میں بے قرار دل ہوتا ہے، وہ خدا کے حضور بھی بے قرار ہی رہتا ہے۔

☆...... ہماری جان میں لذتِ جستجو سے پیدا ہوتی ہے اور شعر میں سوز آرزو ہی کے مقام سے پیدا ہوتا ہے۔

☆...... اے (زندہ رود) تو جو شاعری کی انگور کی شراب سے ہمیشہ مست رہتا ہے اگر تجھے آرزو کا یہ مقام حاصل ہو جائے تو اس دنیا میں دو ایک شعروں سے بہشت کی حوروں کے دل چھینے یا جیتے جا سکتے ہیں۔

زندہ رود

ہندیاں را دیدہ ام در پیچ و تاب سرِ حق وقت است گوئی بے حجاب!

معانی:...... بے حجاب: پردے کے بغیر، کھل کر واضح طور پر۔

ترجمہ وتشریح:...... میں نے اہل ہند کو بے قرار دیکھا ہے اب یہ وقت ہے کہ حق تو حق کا راز کھل کر یا واضح طور پر بیان کر دے۔

برتری ہری

ایں خدایان تنک مایہ زسنگ اندوز خشت! برترے ہست کہ دور است ز دیر و ز کنشت!

سجدہ بے ذوق عمل خشک و بجائے نرسد زندگانی ہمہ کردار چہ زیبا و چہ زشت!

فاش گویم بتو حرفے کہ نداند ہمہ کس اے خوش آں بندہ کہ بر لوح دل او را بنوشت!

ایں جہانے کہ تو بینی اثر یزداں نیست چرخہ از تست و ہم آں رشتہ کہ بر دوک رشت!

پیش آئین مکافات عمل سجدہ گزار زانکہ خیزد ز عمل دوزخ و اعراف و بہشت!

(ترجمہ از برتری ہری)

معانی:...... خدایان تنک مایہ: مراد محتاج اور بے اختیار بت۔ کنشت: آتش پرستوں کا آتشکدہ، یہود و نصاریٰ کا عبادت خانہ، بت خانہ، کافروں کی عبادت گاہ۔ بجائے نرسد: کہیں نہیں پہنچتا یا پہنچاتا، بے حاصل ہے۔ رشتہ: دھاگا۔ دوک: تکلا۔ رشت: کاتا، کاتا ہے۔ مکافاتِ عمل: عمل کا بدلہ۔ سجدہ گزار: سجدہ ادا کر، سجدہ کر۔ اعراف: بہشت اور دوزخ کے درمیان کا مقام۔

ترجمہ وتشریح :...... (اے اہل ہند) تمہارے یہ تنک مایہ خدا (مادی اشیا) پتھر اور اینٹوں سے بنے ہوئے ہیں، ان سے بڑھ کر اور ایک بلند ہستی (خدا) ہے جو دیر و کنشت سے دور ہے۔

☆...... جو سجدہ ذوق عمل کے بغیر ہو گا وہ خوشک بھی ہے اور کہیں نہیں پہنچاتا۔ زندگی سرتاپا کردار ہے۔ خواہ اچھا ہو یا برا۔

☆...... میں تجھ سے ایک ایسی بات کھل کر کہتا ہوں جسے ہر کوئی نہیں جانتا، وہ بندہ بہت اچھا جس نے یہ بات دل کی تختی پر لکھ لی۔

☆...... یہ جہان جو تو دیکھ رہا ہے، خدا کے اثر سے نہیں ہے۔ چرخہ تو تیرا ہے اور وہ دھاگا بھی تیرا ہے جو تو نے چرخے کے تکلے پر کاتا ہے۔ گویا اس دنیا میں جو بھی اچھائی برائی ہے وہ خود انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔

☆...... تو مکافاتِ عمل کے آئین کے آگے سجدہ کر، اس لئے کہ یہ دوزخ اور برزخ اور بہشت سب عمل ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔

بقول علامہ:......

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

حرکت بہ کاخ سلاطینِ مشرق

نادؔر، ابدالؔی، سلطان شہیؔد

(مشرق کے بادشاہوں کے محل کی طرف روانگی)

رفت در جانم صد اے برتری | مست بودم از نو اے برتری
گفت رومی "چشم دل بیدار بہ | پا بروں از حلقہ افکار نہ
کردہ بر بزم درویشاں گزر | یک نظر کاخ سلاطیں ہم نگر !
خسر وان مشرق اندر انجمن | سطوت ایران و افغان و دکن
نادر آں دانائے رمز اتحاد | با مسلماں داد پیغام وداد
مردا ابدالی و جودش آیتے | داد افغاں را اساس ملتے
آں شہیدان محبت را امام | آبروے ہند و چین ورم و شام
نامش از خورشید و مہ تابندہ تر | خاک قبرش از من و تو زندہ تر !
عشق رازے بود بر صحرا نہاد | تو ندانی جاں چہ مشتاقانہ داد ؟
از نگاہ خواجہ بد روحنین | فقر و سلطاں وارث جذب حسین
رفت سلطاں زیں سرائے ہفت روز | نوبت او در دکن باقی ہنوز" !

معانی:...... (حرکت: کوچ، روانگی۔ کاخ: محل۔ سلاطین: جمع سلطان، بادشاہ، حکمران) بہ: اچھی ہے۔ بنہ: رکھ۔ سطوت: شان ودبدبہ۔ نادر: نادر قلی نام، ولادت خراسان ۱۶۸۷ء جوانی میں ڈاکوؤں کا سردار اور لوٹ مار پیشہ تھا جب اس کی قوت بڑھی تو ایران کے صفوی بادشاہ طہماسپ دوم نے ۱۷۳۰ء میں اپنے دشمن ابدالی قبائل کی سرکوبی کے لئے اس سے مدد مانگی، اس نے طہماسپ مدد کر کے دشمن سے نجات دلائی، بعد میں طہماسپ نے نادر شاہ کی مرضی کے خلاف ترکوں سے ایک معاہدہ کیا، جس پر نادر نے اسے معزول کر کے ۱۶۔ اگست ۱۷۳۲ء کو اس کے شیر خوار شہزادے کو عباسِ سوم کے لقب سے تخت پر بٹھایا، پھر ۱۷۳۶ء میں خود بادشاہ بن بیٹھا، اس نے مغلیہ حکومت کے ایک صوبہ کابل (افغانستان) پر حملہ کر کے اسے فتح کیا۔ نادر شاہ نے ۱۷۳۹ء میں ہندوستان پر حملہ کیا، دہلی کو غارت کیا تھا۔ مگر ایران کے اس بادشاہ (۱۷۴۷ء۔۱۷۳۶ء) کی شیعہ سُنّی اتحاد کی کوششیں بالخصوص اقبال کو پسند تھیں۔ دہلی سے ایران واپس ہوا تو اس کے مزاج میں تکبر اور ظلم بہت بڑھ گیا، جس پر اس کے درباری اس سے تنگ آ گئے اور ۱۰ مئی ۱۷۴۷ء کو اسے قتل کر دیا گیا۔ ابدالی: احمد شاہ درانی، ہرات کے قرب وجوار میں فرقۂ ابدال کا سردار زادہ تھا، نادر شاہ نے اسے بچپن میں قید کر کے گرز برداری پر مامور کر دیا، رفتہ رفتہ وہ فوج کے بڑے عہدے پر پہنچ گیا، نادر کے قتل کے بعد اس نے ۱۰ مئی ۱۷۴۷ء کو ازبکوں کی مدد سے ایران کی فوج پر حملہ کیا لیکن پسپا ہو گیا، اس نے افغانستان کو الگ کر کے اس علاقے کی آزادی کا اعلان کر دیا اور پھر اس نے قندھار پر قبضہ کر لیا، پھر کابل اور سندھ سے فارس کی فوج کے لئے جانے والا خزانہ چھین لیا، اور اپنی بادشاہت قائم کر لی۔ کابل اور قندھار کے علاوہ اس

نے پشاور پر بھی قبضہ کرلیا۔ ۱۷۵۷ء میں ہندوستان میں مرہٹوں کی طاقت بہت پھیل گئی تھی جس پر حضرت شاہ ولی اللہؒ، نجیب الدولہ، شجاع الدولہ بلکہ ہندوؤں نے بھی متفق ہو کر احمد شاہ کو دہلی پر قبضہ کرنے کی دعوت دی، چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر پانی پت کے میدان میں ۶ جون ۱۷۶۱ء کو مرہٹوں کو شکست فاش دے کر ان کی طاقت ختم کردی۔ اسے پانی پت کی تیسری جنگ کہا جاتا ہے۔ فتح کے بعد ابدالی واپس چلا گیا۔ چھبیس برس حکومت کر کے وہ ۱۷۷۳ء میں فوت ہوا۔ اس کا مزار قندھار میں ہے۔ سلطان شہید: مراد ٹیپو سلطان، ابوالفتح فتح علی ٹیپو سلطان، ولادت بمقام دیون ہلی (میسور) ۱۷۵۰ء میسور کے والی سلطان حیدر علی کا بیٹا تھا، ٹیپو کے معنی چیتا ہیں، ٹیپو ۱۷۸۲ء میں اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا، وہ انگریزوں کا سخت دشمن تھا۔ اس نے انگریزوں سے کئی مرتبہ جنگ بھی کی اور انہیں ملک سے نکالنے کی بے حد کوشش کی۔ مکار انگریزوں نے لوگوں کو سلطان کے خلاف اکسایا اور بڑے افسروں کو رشوتیں دے کر سلطان کے خلاف کیا۔ ان غداروں کی وجہ سے جن میں غدارِ اعظم میر صادق بھی تھا، سلطان کو شکست ہونے لگی، وہ ۱۷۹۹ء میں میسور کے دارالحکومت سرنگا پٹم کے مقام پر انگریزوں اور غداروں سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا، اقبال کو سلطان سے بے پناہ عقیدت تھی۔ جنوری ۱۹۲۹ء میں ان کے مزار پر فاتحہ پڑھنے حاضر بھی ہوئے تھے۔ پیغام وداد: محبت کا پیغام، دوستی کا پیغام۔ آیتے: ایک نشانی، ایک مثال۔ تابندہ تر: زیادہ روشن خواجۂ بدر و حنین: یعنی بدر اور حنین کے غزوات (جنگوں) میں شریک ہونے والے حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جذبِ حسین: حضرت امام حسینؓ۔ سرائے سفت روز: سات روز کی سرا، مراد فانی دنیا۔

ترجمہ وتشریح:...... بھرتری ہری کی آواز (بات) میری جان (دل) میں اُتر گئی (میں بہت متاثر ہوا) اس کی نوا سے میں مست ہو گیا تھا۔

☆...... رومی بولے "دل کی آنکھ بیدار ہی اچھی ہے۔ تو (زندہ رود) اپنے افکار (کے چکر) سے باہر نکل۔

☆...... تو درویشوں کی محفل سے گزر آیا ہے (محفل دیکھ لی ہے) اب ذرا سلاطین کے محل بھی دیکھ لے۔

☆...... یہاں مشرق کے بادشاہ جو ایران، افغانستان اور دکن کا دبدبہ و شان تھے، یہاں انجمن آرا ہیں۔

☆...... یہ نادر ہے جو اتحاد کی رمز سے آگاہ ہے۔ اس نے مسلمانوں کو محبت و دوستی کا پیغام دیا۔

☆...... یہ احمد شاہ ابدالی ہے، جس کا وجود عظمت کا نشان ہے، اس نے افغانیوں کو ایک ملت کی بنیاد سے آگاہ کیا۔ (سب مسلمان متحد ہوں)۔

☆...... یہ محبت کے شہیدوں کا امام ہے، ہند اور چین اور روم و شام کی آبرو ہے۔ (مراد ٹیپو سلطان)

☆...... اس (ٹیپو) کا نام سورج اور چاند سے بھی زیادہ روشن ہے۔ اس کی قبر کی مٹی مجھ سے اور تجھ سے بھی زیادہ زندہ ہے۔ (اس کی شہادت کا حوالہ دیا ہے)۔

☆...... عشق ایک راز تھا جو اس نے صحرا پر رکھ دیا، یعنی وہ راز عیاں کر دیا، تجھے نہیں جانتا کہ اس (ٹیپو) نے اپنی جان کس شوق و جذبہ سے قربان کی۔ انگریزوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہید ہوا۔

☆...... بدر و حنین کے خواجہ یعنی حضور اکرمؐ کی نگاہ کے فیض سے کسی سلطان (بادشاہ) کا فقر جذب حسینؓ کا۔

☆...... سلطان (ٹیپو) اگرچہ اس سفت روزہ (فانی) دنیا سے چلا گیا ہے لیکن اس کا ڈنکا ابھی تک دکن میں بج رہا ہے۔ (اس کی بقا و حیاتِ جاوید کی علامت ہے)۔

حرف و صوتم خام و فکرم نا تمام ——— کے تواں گفتن حدیث آں مقام!
نوریاں از جلوہ ہائے او بصیر ——— زندہ و دانا و گویا و خبیر!

فقرے از فیروزہ دیوار و درش ۔۔۔ آسمان نیلگوں اندر برش!
رفعت او برتراز چند و چگوں ۔۔۔ می کند اندیشہ را خوار و زبوں!
آں گل و سرو و سمن، آں شاخسار ۔۔۔ از لطافت مثل تصویر بہار!
ہر زماں برگ گل و برگ شجر ۔۔۔ دارد از ذوق نمو رنگ دگر!
ایں قدر باد صبا افسوں گراست ۔۔۔ تامژہ برہم زنی زرد احمر است!
ہر طرف فوارہ ہا گوہر فروش ۔۔۔ مرغک فردوس زا اندر خروش!
بار گاہے اندراں کاخ بلند ۔۔۔ ذرہ او آفتاب اندر کمند!
سقف و دیوار و اساطین از عقیق ۔۔۔ فرش او از یشم و پرچیں از عقیق!
بریمین و بریسار آں وثاق ۔۔۔ حوریاں صف بستہ بازریں نطاق!
درمیاں بنشستہ برا ورنگ زر ۔۔۔ خسروان جم حشم بہرام فر!
رومی آں آئینہ حسن ادب ۔۔۔ باکمال دلبری بکشاد لب!
گفت "مردے شاعرے از خاور است ۔۔۔ شاعرے یا ساحرے از خاور است!
فکر او باریک و جانش درد مند ۔۔۔ شعر او در خاوراں سوزے فگند!"

معانی :...... صوتم: میری آواز۔ کے تواں گفتن: کیونکریا کیسے بیان کی جاسکتی ہے۔ حدیث: بات۔ بصیر: بصیرت اگہری نظروالے۔ گویا: بولنے والے۔ خبیر: باخبر۔ فیروزہ: آسمانی رنگ کا ایک قیمتی معدنی پتھر۔ اندر برش: اس کے پہلو میں۔ رفعت: بلندی۔ از چندو چگون: مراد دنیاوی پیمانوں اور اندازوں سے۔ لطافت: لطیف۔ احمر: سرخ۔ گوہرفروش: موتی بیچنے والے۔ فردوس زاد: بہشت میں پیداشدہ۔ سقف: چھت۔ اساطین: جمع اسطوانہ کھمبے، ستون۔ یشم: ریشم۔ زریں نطاق: سنہری کمر بندیا سونے کے کمر بند۔ وثاق: گھر۔ اورنگِ زر: سونے کا تخت۔ جم حشم: ایران قدیم کے جمشید بادشاہ کی سی شان وشوکت والے یعنی عظیم شان وشوکت والے۔ بہرام فر: ایران قدیم کے بادشاہ بہرام کی سی شان وشوکت والے۔ بکشادلب: ہونٹ کھولے/بولے۔ سوزے فگند: سوز پیدا کردیا۔

ترجمہ وتشریح:...... میرے الفاظ اور میرا بیان خام اور میری فکر (سوچ) نامکمل ہے، میں اس مقام کی بات کیسے بیان کرسکتا ہوں۔

☆...... اس (انجمن سلاطین) کے جلووں سے فرشتے بھی صاحب بصارت ہیں (آنکھوں کی روشنی حاصل کرتے ہیں)۔ وہ (فرشتے) اس سے زندہ ودانا اور بولنے والے اور باخبر ہیں۔

☆...... وہ ایک ایسا محل ہے جسکے درودیوار فیروزہ سے بنے ہوئے ہیں۔ نیلا آسمان اسکے پہلو (آغوش) میں ہے۔ (آسمان سے بھی بلند ہے)

☆...... اس کی رفعت دنیاوی پیمانوں اور اندازوں سے بڑھ کر ہے اسے دیکھ کر سوچ کی حیرت گم ہو جاتی ہے۔

☆...... اس محل کے وہ پھول وہ سرو وسمن (گلاب چنبیلی) اور وہ شاخسار (شاخیں) وہ سب اپنی الطافت کے لحاظ سے بہار کی تصویر (کی مانند) ہیں۔

☆...... ہر لحہ پھولوں کی پتیاں اور درختوں کے پتے ذوق +نمود ظاہر ہونے کے ذوق...... سے نیا رنگ اختیار کرتے ہیں۔

☆...... یہاں کی باد صبا کچھ اس قدر جادوگر ہے کہ پلک جھپکنے میں زرد رنگ سرخ رنگ ہو جاتا تھا۔

☆...... یہاں ہر طرف چشمے موتی لٹا رہے ہیں اور بہشت میں پیدا شدہ پرندے خوب چہچہا رہے ہیں۔
☆...... اس بلند محل کے اندر ایک ایسی بارگاہ ہے جس کے ذرے کی کمند میں آفتاب آیا ہوا ہے۔ (ذرے بے حد روشن ہیں)۔
☆...... اس (محل) کی چھتیں اور دیواریں اور ستون سب عقیق سے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے فرش ریشم کے اور ان (فرشوں) کے حاشیے بھی عقیق کے ہیں۔
☆...... اس گھر (محل) کے دائیں بائیں حوریں زریں کمر بندوں کے ساتھ (یعنی پہنے ہوئے) قطار در قطار کھڑی ہیں۔
☆...... انکے درمیان سونے کے تخت پر وہ بادشاہ بیٹھے ہوئے تھے جو جاہ و حشمت میں جمشید کی طرح اور فر و فال میں بہرام گور کی مانند تھے۔
☆...... رومی نے جو حسنِ ادب کا آئینہ ہے' بڑی ہی دلبری کے انداز میں ہونٹ کھولے یعنی بولے۔
☆...... اور کہا کہ یہ (زندہ رود) سرزمینِ مشرق کا ایک مرد شاعر ہے۔ وہ کوئی شاعر ہے یا مشرق کا ساحر (جادوگر) ہے یعنی میں اسے شاعر کہوں یا ساحر۔ (علامہ کی باعظمت شاعری کی طرف اشارہ ہے)۔
☆...... اس کی فکر لطیف اور اس کی جان دردمند ہے۔ اس کے اشعار نے مشرق کے لوگوں کے دلوں میں سوز پیدا کر دیا ہے۔

نادر

خوش بیا اے نکتہ سنج خاوری — اے کہ می زیبد ترا حرف دری
محرم رازیم ! با ما راز گوے — آنچہ میدانی زایراں باز گوے !

معانی :...... خوش بیا: خوش آمدید۔ می زیبد: زیب دیتا ہے۔ حرف دری: فارسی زبان۔ آنچہ: جو کچھ۔ میدانی: تو جانتا ہے' تجھے پتہ ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... اے مشرق کے نکتہ دان خوش آمدید' اے کہ تجھے فارسی زبان (میں شعر گوئی) زیب دیتی ہے۔
☆...... ہم دونوں راز سے آگاہ ہیں' تو جو کچھ ایران کے بارے میں جانتا ہے' وہ بیان کر۔

زندہ رود

بعد مدت چشم خود برخود کشاد — لیکن اندر حلقہ دامے فتاد
کشتہ نازبتان شوخ و شنگ — خالق تہذیب و تقلید فرنگ !
کار آں وارفتہ ملک و نسب — ذکر شاپور است و تحقیر عرب !
روزگار او تہی از واردات — از قبور کہنہ می جوید حیات !
با وطن پیوست و از خود درگزشت — دل بہ رستم دادو از حیدر گزشت !
نقش باطل می پذیرد داز فرنگ — سرگزشت خود بگیرد از فرنگ !

معانی :...... فتاد: افتاد' پڑ گیا' پھنس گیا' گر پڑا۔ بتانِ شوخ وشنگ: ناز و ادا کرنے والے' چلبلے اور زندہ دل حسین' خوبصورت۔ وارفتہ: فریفتہ' عاشق' بے عقل۔ شاپور: ایران قدیم کا کافر بادشاہ۔ تحقیر عرب: عربوں کو ذلیل کرنا۔ قبور: جمع قبر' قبریں۔

واردات: واقعہ، حال، نئے تجربات و مشاہدات۔ کہنہ: پرانی۔ می جوید: تلاش کرتا ہے، ڈھونڈتا ہے۔ رستم: مشہور قدیم ایرانی پہلوان۔ حیدرؓ: حضرت علیؓ۔ می پذیرد: قبول کرتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... ایران نے بڑی مدت کے بعد اپنی آنکھیں خود پر کھولیں لیکن پھر وہ ایک جال کے پھندے میں پھنس گیا۔

☆...... وہ یورپی شوخ و سنگ حسینوں کے ناز و ادا پر مرتا ہے۔ (ان پر فریفتہ ہے)۔ وہ خود ایک تہذیب کا خالق ہے لیکن انگریزوں کی پیروی میں لگا ہوا ہے۔

☆...... اس ملک و نسب کے فریفتہ ایران کا اب یہی کام ہے کہ وہ ایران کے قدیم کا فرباد شاہ شاپور کا ذکر تو فخر و ناز سے کرتا ہے لیکن اہل عرب کی تحقیر کرتا ہے۔

☆...... اس کی زندگی واردات (نئے مشاہدات) سے خالی ہے اور وہ پرانی قبروں سے زندگی تلاش کرتا ہے۔ "پرانی قبروں" سے مراد ایران کی قدیم کافرانہ تہذیب و ثقافت ہے۔

☆...... اس نے وطن پرستی اختیار کر لی اور خود سے گزر گیا ہے۔ (اپنے آپ کو نظر انداز کر دیا)۔ اس نے رستم کو تو دل دے دیا ہے لیکن حضرت علیؓ حیدر کرار کو چھوڑ چکا (بھول گیا) ہے۔

☆...... وہ فرنگ (یورپ) سے باطل نقش قبول کر رہا ہے اور اپنی داستان (تاریخ) بھی اسی سے لے رہا ہے۔

پیری ایراں زمان یزد جرد — چہرہ او بے فروغ از خون سرد !
دین و آئین و نظام او کہن — شید و تار صبح و شام او کہن !
موج مے در شیشہ تاکش نبود — یک شرر در تودہ خاکش نبود !
تا ز صحرائے رسیدش محشرے — آں کہ داد اورا حیات دیگرے !
ایں چنیں حشر از عنایات خدا است — پارس باقی ! رومۃ الکبریٰ کجاست ؟
آنکہ رفت از پیکر او جان پاک — بے قیامت برنمی آید زخاک !
مرد صحرائی باراں جاں دمید — باز سوے ریگ زا رخود رمید !
کہنہ را از لوح ما بسترد و رفت — برگ و ساز عصر نو آورد و رفت !
آہ احسان عرب نشناختند — از تش افرنگیاں بگداختند !

معانی:...... پیری ایران: ایران کا بڑھاپا۔ بے فروغ: بے رونق، چمک سے خالی۔ شید و تار: روشنی اور تاریکی۔ تودۂ خاکش: اس کی مٹی کا ڈھیر، ٹیلہ۔ رسیدش: اسے پہنچا۔ صحرائے: ایک صحرا یعنی صحرائے عرب۔ پارس: فارس، ایران کا ایک صوبہ، مراد ایران۔ رومۃ الکبریٰ: اس وقت کی عظیم رومن سلطنت۔ جاں دمید: روح پھونکی۔ ریگزار: وہ جگہ جہاں بہت ریت ہو، صحرا، ریگستان۔ رمید: دوڑ گیا، چلا گیا، بھاگ گیا۔ بسترد: مٹا دیا۔ تش: آتش، آگ۔ بگداختند: پگھل گئے۔

ترجمہ وتشریح:...... یزدجرد (اسلامی دور سے پہلے کے آخری بادشاہ) کے زمانے میں ایران پر بڑھاپا چھایا ہوا تھا اور اس کا چہرہ خون سرد کی وجہ سے بے رونق ہو چکا تھا۔

☆...... اس کا دین و آئین اور نظام سب پرانے ہیں۔ اس کی صبح کی روشنی اور رات کی تاریکی بھی پرانی ہے۔

☆...... اس کی تاک کی صراحی میں شراب کی لہریں نہ تھیں۔ (شراب نہ تھی) اور اس کے خاک کے ڈھیر میں ایک چنگاری بھی نہ تھی۔

☆...... یہاں تک کہ صحرائے عرب سے وہاں (ایران) ایک ہنگامہ برپا ہوا جس نے انہیں ایک نئی زندگی عطا کی۔
☆...... اس قسم کا حشر خدا کی عنایات میں سے ہے کہ فارس (ایران) تو اب تک باقی ہے لیکن رومۃ الکبریٰ اب کہاں ہے (نہیں ہے) گویا اسلام کے باعث ایران زندہ ہے لیکن رومن سلطنت' اسلام قبول نہ کرنے سے فنا ہو گئی۔
☆...... وہ کہ جس کے جسم سے پاک جان نکل گئی یا نکل جاتی ہے تو وہ پھر قیامت برپا ہونے سے پہلے قبر سے نہیں اٹھتا۔
☆...... عرب کے صحرانشین مردوں ادلیروں نے ایران میں ایک نئی روح پھونکی' اس کے بعد وہ پھر اپنے ریگستان کو لوٹ گئے۔
☆...... انہوں (عربوں) نے ہماری زندگی کی تختی سے پرانی تحریر مٹادی اور لوٹ گئے۔ وہ ایران کیلئے نئے دور کا ساز و سامان لائے اور چلے گئے۔
☆...... افسوس کہ ایرانیوں نے عرب کے احسان کو نہ پہچانا۔ اور فرنگیوں (انگریزوں) کی آگ میں پگھل کر رہ گئے۔

نمودار می شود روح ناصر خسرو علوی و غزلے مستانہ سرائیدہ غائب میشود

(ناصر خسرو علوی کی روح ظاہر ہوتی ہے اور ایک مستانہ غزل گا کر غائب ہو جاتی ہے)

"دست را چوں مرکب تیغ و قلم کردی مدار | ہیچ غم گر مرکب تن لنگ باشد یا عرن
از سر شمشیر و از نوک قلم زاید ہنر | اے برادر ہمچو نور از نار و نار از نارون
بے ہنر داں نزد بے دیں ہم قلم ہم تیغ را | چوں نباشد دیں نباشد کلک و آہن را ثمن
دیں گرامی شد بدانا و بناداں خوار گشت | پیش ناداں دیں چو پیش گاو باشد یاسمن !
ہمچو کرپاسے کہ از یک نیمہ زو الیاس را | کرتہ آید و زد گر نیمہ یہودی را کفن"

معانی :...... (......نمودار می شود: ظاہر ہوتی ہے۔ ناصر خسرو علوی: ایران کا بہت مشہور فارسی شاعر اور ادیب' ولادت بمقام بلخ کا نواحی گاؤں قبادیان' ۳۹۴ھ/۱۰۰۳ء' بہت سے علوم و فنون کا ماہر اور علوم عقلیہ کا خاص ماہر' اس زمانہ میں مصر میں بنو فاطمہ کی حکومت تھی جو اسماعیلی مذہب کے پیروکار تھے' ناصر نے بھی یہ مذہب اختیار کیا اور دربارِ مصر تک پہنچا' وقت کے حکمران نے خراسان اور بدخشاں کے علاقے اس کے حوالے کر دیئے' اسماعیلی مذہب کا بہت بڑا داعی ہونے کی وجہ سے اس کی زندگی کا زیادہ حصہ مختلف ممالک کے سفر میں گزرا' اس نے ایک سفرنامہ بھی لکھا' اسماعیلی مذہب افرقے پر اس نے فلسفیانہ انداز میں ایک کتاب "زادالمسافرین" کے عنوان سے تحریر کی' اس کی کچھ اور بھی تصانیف ہیں۔ ایران کے سلجوقی خاندان کے حکمرانوں نے جب اسے اسماعیلی فرقے کی تبلیغ کرتے پایا تو انہوں نے اس کی طرف توجہ دی' چنانچہ یہ بلخ سے بھاگ گیا۔ پہلے مازندران پہنچا' وہاں بھی اسے خطرہ محسوس ہوا' لہٰذا وہ بدخشاں کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا۔ جہاں اس نے زندگی کے آخری دن گزارے اور یہیں اس نے اپنی اہم تصانیف مکمل کیں۔ ۴۵۲-۵۳ (۶۱-۱۰۶۰ء) اور بعض کے مطابق ۴۸۰ھ میں وفات پائی۔ اقبال نے "جاوید نامہ" میں اس کے ایک اخلاقی قصیدے کے چند اشعار غزل کے عنوان سے درج کیے ہیں۔ مرکب: سواری' سوار۔ مدار: مت رکھ۔ مرکب تن: جسم کا گھوڑا' جسم کی سواری۔ لنگ: لنگڑا۔ عرن: گھوڑے کی ایک بیماری جس میں اس کے پاؤں پھٹ جاتے ہیں۔ نارون: ناروند بھی کہا جاتا ہے' پتوں اور شاخوں سے بھرا ہوا ایک پودا جس کے پتے بیضوی (انڈے کی طرح) اور دندانہ دار ہوتے ہیں۔ کلک: قلم۔ ثمن: قیمت۔ یاسمین: چنبیلی کا پھول۔ کرپاس: کھردرا یا کھدر کا کپڑا۔ کرپاسے: ایک یا کوئی کرپاس' کھدر کا کپڑا۔ الیاس: پیغمبر الیاسؑ۔

(یہ غزل نہیں ہے، بلکہ ناصر خسرو کے ایک قصیدے کے چند شعر ہیں:......)

ترجمہ وتشریح :...... جب تو نے اپنے ہاتھ کو تلوار اور قلم کے گھوڑوں کا سوار بنالیا ہے تو پھر اگر تیرے جسم کا گھوڑا لنگڑا ہے یا عرن کا شکار ہے تو تو کوئی غم نہ کرے۔

☆...... شمشیر کی نوک اور قلم کی نوک ہی ہنر پیدا ہوتا اور اے بھائی! (ہنر اس طرح پیدا ہوتا ہے) جس طرح آگ شی روشنی اور نارون کی لکڑی سے آگ پیدا ہوتی ہے۔

☆...... اگر کسی بے دین کے ہاتھ میں قلم اور تلوار آجائے تو تو اسے بے ہنری سمجھ اس لئے کہ جب دین ہی نہیں ہے تو پھر نہ تو قلم ہی کی کوئی قدر و قیمت ہے اور نہ لوہے (تلوار) ہی کی کوئی قیمت ہے۔

☆...... دین کو عظمت وعزت دانا آدمی سے ملی جبکہ نادان انسان اس کی ذلت وخواری کا باعث بنا۔ نادان کے سامنے دین کی کچھ ایسی ہی صورت ہے جیسے گائے کے آگے چنبیلی۔ (گھاس پھوس کھانے والی گائے کو چنبیلی کی کیا قدر ہو سکتی ہے)۔

☆...... اس کھدر کے کپڑے کی طرح جس کے نصف سے حضرت الیاسؑ کا کرتہ بنتا ہے اور دوسرے نصف سے یہودی کا کفن بنتا ہے۔

ابدالی

آں جواں کو سلطنت ہا آفرید — باز در کوہ و قفار خود رمید !

آتشے در کوہ سارش برفروخت — خوش عیار آمد بروں یا پاک سوخت ؟

معانی :...... آں جواں: وہ جوان، اشارہ ہے امان اللہ خان کی طرف جو ۱۹۲۸ء سے پہلے افغانستان کا حکمران بنا، پھر اسے معزول کیا گیا تھا۔ کو: کہ اُوہ جو۔ آفرید: پیدا کیں۔ قفار: بے آب وگیاہ بیابان جہاں کوئی جاندار نہ ہو۔ برفروخت: بھڑکائی تھی۔ خوش عیار: جو معیار یا پرکھ پر پورا اترے۔

ترجمہ وتشریح:...... وہ افغانی جوان جس نے کئی سلطنتیں پیدا کیں (وجود میں لایا) پھر وہ پہاڑوں اور بے آب وگیاہ بیابانوں کی طرف واپس چلا گیا۔

☆...... اس نے اپنے پہاڑوں میں آگ بھڑکائی تھی۔ تو (زندہ رود) مجھے یہ بتا کہ اس میں سے وہ زمانے کے معیار، پرکھ پر پورا اترا اور باہر آیا ہے۔ اسی میں جل کے رہ گیا ہے۔

زندہ رود

امتاں اندر اخوت گرم خیز — او برادر با برادر در ستیز

از حیات و حیات خاور است — طفلک دہ سالہ اش لشکر گراست !

بے خبر خود راز خود پرداختہ — ممکنات خویش را نشناختہ !

ہست دار اے دل دغافل زدل — تن زتن اندر فراق و دل زدل !

مرد رہبر و را بمنزل راہ نیست — از مقاصد جان او آگاہ نیست !

خوش سرود آں شاعر افغاں شناس
آنکہ بیند، باز گوید بے ہراس !
آں حکیم ملت افغانیاں
آں طبیب علت افغانیاں !
راز قوے دید و بے باکانہ گفت
حرف حق باشوخی رندانہ گفت !
"اشترے یابداگر افغان حر
با یراق و ساز و با انبار در
ہمت دونش ازاں انبار در
می شود خوشنود بازنگ شتر" !

معانی :...... اخوت: بھائی چارا۔ درستیز: جنگ (لڑائی) میں ہے۔ زخود پرداختہ: خود کو کھودیا ہے۔ ممکنات خویش: اپنی صلاحیتیں' قوتیں۔ خوش سرود: بہت اچھی بات کہی ہے۔ افغان شناس: افغانوں کی ذہنیت کو پہچاننے / سمجھنے والا۔ بے ہراس: بغیر کسی خوف کے۔ علت: بیماری' سبب' وجہ۔ اشترے: کوئی اونٹ۔ افغان حر: آزاد افغان۔ یراق: جواہرات سے مرصع سامان جو شوقین لوگ اپنی سواریوں کے ساز میں لگاتے ہیں۔ انبارِدُر: موتیوں کا ڈھیر۔ ہمت دونش: اس کی پست ہمتی۔ خوشحال خان خٹک: اکوڑہ خٹک (ضلع پشاور) میں ولادت' بسال ۱۰۴۲ھ' خود سردار اور سردار کا بیٹا تھا' اس نے افغانیوں کو بیدار کرنے کی بڑی کوشش کی' اس کی شاعری میں تصوف اور افغانیت کا رنگ نمایاں ہے' وفات ۱۱۰۰ھ' صاحبِ قلم اور صاحب سیف تھا۔ زنگ: گھنٹی۔

ترجمہ وتشریح:...... دنیا کی دوسری قومیں بھائی چارے میں سرگرم ہیں جبکہ افغانی بھائی' بھائی سے لڑ رہا ہے۔

☆...... ان کی زندگی ہی سے مشرق کی زندگی ہے' اس کا تو دس سالہ بچہ بھی (لشکر کی قیادت کرسکتا ہے) جنگجو ہے۔

☆...... خود سے بے خبر اس افغانی (افغانیوں) نے خود کو کھودیا ہے اور اس نے اپنی صلاحیتوں کو پہچانا ہی نہیں۔

☆...... وہ دل رکھتا ہے یعنی صاحب دل تو ہے لیکن دل سے غافل ہے۔ گویا افغانی افراد کے جسم' جسم سے اور دل' دل سے جدا ہیں۔ (نفاق کے شکار ہیں)۔

☆...... اس مسافر کو منزل تک کا راستہ نہیں ملتا۔ وہ اپنی جان حقیقی زندگی کے مقاصد سے آگاہ نہیں ہے۔

☆...... اس افغان شناس یعنی افغانیوں کی ذہنیت سے آگاہ شاعر نے جو کچھ بھی دیکھتا ہے وہ بے خوف وخطر کہہ ڈالتا ہے۔ بڑی اچھی بات کی ہے (شاعر سے مراد خوش حال خاں خٹک ہے)۔

☆...... وہ (خٹک) افغانی قوم کا دانشمند / حکیم بھی ہے اور اس کی بیماری کا معالج بھی ہے۔

☆...... اس (خٹک) نے قوم کا راز دیکھا اور اسے بیباکی کے ساتھ بیان کردیا۔ اس نے سچی بات رندانہ شوخی سے کہہ ڈالی۔ (وہ بات یہ ہے کہ)

☆...... اگر ایک آزاد افغان کو کوئی اونٹ مل جائے جس پر قیمتی سامان' ساز اور موتیوں کا ڈھیر ہو:

☆...... تو اس کی پست ہمتی کچھ ایسی ہے کہ وہ موتیوں کے اس ڈھیر میں سے اونٹ کی گھنٹی ہی سے خوش ہوجائے گا۔

ابدالی

درنہاد ماتب و تاب ازدل است
خاک را بیداری و خواب ؛زدل است !
تن زمرگ دل دگرگوں می شود
درمسا ماتش عرق خوں می شود !
از فساد دل بدن ہیچ است ہیچ
دیدہ بردل بندو جز بردل مپیچ !

آسیا یک پیکر آب و گل است — ملت افغاں در آں پیکر دل است!
از فساد او فساد آسیا — در کشاد او کشاد آسیا
تا دل آزاد است آزاد است تن — ورنہ کاہے در رہ باد است تن!
ہمچو تن پابند آئین است دل — مردہ از کیں زندہ از دین است دل!
قوت دیں از مقام وحدت است — وحدت ار مشہود گردد ملت است

معانی :...... نہادِ ما: ہماری فطرت' سرشت۔ مساماتش: اس کے مسام' مسام جسم کے وہ چھوٹے چھوٹے سوراخ جن میں سے پسینہ نکلتا ہے۔ عرق: پسینہ۔ فساد: بگاڑ' لڑائی۔ مپیچ: نہ لپیٹ' توجہ نہ دے۔ آسیا: ایشیا۔ کشاد: خوشحالی' آسودگی' وسعت۔ مشہود گردد: یعنی عمل میں آ جائے۔ مشہود: حاضر کیا گیا۔

ترجمہ وتشریح :...... ہماری فطرت میں جو تب و تاب ہے وہ دل کی وجہ سے ہے۔ انسان کے جسم کی بیداری بھی' نیند بھی دل کے بیدار ہونے یا نیند میں ہونے ہی کی وجہ سے ہے۔

☆...... جسم' دل کی موت سے بدل جاتا ہے (اس کی حالت بدل جاتی ہے) اس کے مسامات میں پسینہ خون بن جاتا ہے۔

☆...... دل کے بگاڑ کے باعث جسم بیکار ہے' بیکار ہے' لہذا تو آنکھیں دل پر جما اور دل کے سوا اور کسی چیز پر نہ لپٹ۔ (تمام توجہ دل کی طرف کر)۔ علامہ ہی کے بقول:

دل مردہ نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ — کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارا

☆...... ایشیا مٹی اور پانی کا ایک جسم ہے اور ملت افغان اس جسم میں ایک دل ہے۔

☆...... اس قوم کے بگاڑ/فساد سے ایشیا کا بگاڑ ہے اور اس کی خوشحالی ایشیا کی خوشحالی ہے۔

☆...... جب تک دل آزاد ہے جسم بھی آزاد رہے گا ورنہ جسم کی حیثیت اس تنکے کی سی ہے جو ہوا کے راستے میں پڑا ہو (ہوا اسے اڑا کر لے جاتی ہے)۔

☆...... جسم کی طرح دل بھی آئین کا پابند ہے۔ بغض و کینہ سے دل مر جاتا ہے اور دین سے دل زندہ ہوتا ہے۔

☆...... دین کی قوت مقام وحدت سے ہے۔ اگر وحدت وجود میں آجائے تو وہ ملت بن جاتی ہے۔

شرق را از خود برد تقلید غرب — باید ایں اقوام را تنقید غرب
قوت مغرب نہ از چنگ و رباب — نے ز رقص دختران بے حجاب!
نے ز سحر ساحران لالہ روست — نے ز عریاں ساق و نے از قطع موست!
محکمی او را نہ از لا دینی است — نے فروغش از خط لاطینی است!
قوت افرنگ از علم و فن است — از ہمیں آتش چراغش روشن است!
حکمت از قطع و برید جامہ نیست — مانع علم و ہنر عمامہ نیست!
علم و فن را اے جوان شوخ و شنگ — مغز می باید نہ ملبوس فرنگ!
اندریں رہ جز نگہ مطلوب نیست — ایں کلہ یا آں کلہ مطلوب نیست!
فکر چالاکے اگر داری بس است — طبع دراکے اگر داری بس است!

معانی :...... تنقید غرب: مغرب یا اہل یورپ کی خامیوں کی نشاندہی۔ ساحران لالہ رو: لالہ کے پھول جیسے چہرے والے جادوگر' خوبصورت اور حسین دوشیزائیں۔ عریاں سیاق: ننگی پنڈلیاں۔ خط لاطینی: لاطینی رسم الخط۔ قطع و برید: کاٹ چھانٹ' شکل اور انداز۔ مانع: رکاوٹ ڈالنے والی' روکنے والی۔ عمامہ: پگڑی۔ ملبوس فرنگ: انگریزی لباس۔ کلہ: کلاہ' ٹوپی۔ بس است: کافی ہے۔ طبع درا کے: تیز عقل والی طبیعت۔

ترجمہ وتشریح:...... مشرق نے مغرب کی پیروی کر کے خود کو بھلا دیا ہے' حالانکہ مشرقی قوموں کو مغرب پر تنقید کرنی چاہیے تھی۔

☆...... یورپ والوں کی قوت بینڈ باجے اور گانے بجانے سے نہیں ہے اور نہ اس قوت کا باعث وہاں کی بے پردہ لڑکیوں کا رقص ہے۔

☆...... نہ یہ سرخ چہرہ محبوبوں کے جادو کی وجہ سے ہے اور نہ ان حسینوں کی ننگی پنڈلیاں اور کٹی ہوئی زلفیں ہیں۔

☆...... اس کا استحکام (قوت) لادینی کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ اس کی ترقی لاطینی رسم الخط کے باعث ہے۔

☆...... یورپ والوں کی قوت کا باعث ان کا علم وفن ہے اور ان کا چراغ اسی آگ سے روشن ہے۔

☆...... ان کی حکمت' لباس کی شکل وصورت اور انداز کے سبب نہیں ہے (یورپ والوں کی حکمت کا لباس سے کوئی تعلق نہیں ہے) اور پگڑی علم وہنر کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے۔

☆...... اے ناز وادا والے جوان! علم وہنر کے لئے مغز (ذہن) چاہیے نہ کہ انگریزوں کا لباس کہ ہمارے ہیں۔

☆...... اس راہ (حصول علم وہنر) میں صرف نگاہ کی ضرورت ہے۔ اس (کے لئے) اس ٹوپی یا اس ٹوپی کی ضرورت نہیں ہے۔

☆...... اگر تیری فکر باسلیقہ و باہنر ہے تو کافی ہے اور اگر تیری طبیعت تیز عقل والی ہے تو (حصول علم وہنر کے لئے) کافی ہے۔

گر کسے شبہا خورد دود چراغ　　گیرد از علم و فن و حکمت سراغ!
ملکت معنی کس حد اور انہ بست　　بے جہاد پیہمے ناید بدست!
ترک از خود رفتہ و مست فرنگ　　زہر نوشیں خوردہ از دست فرنگ!
زانکہ تریاق عراق ازدست داد　　من چہ گویم جز، خدایش یار باد،
بندہ افرنگ از ذوق نمود　　می برد از غربیاں رقص و سرود
نقد جان خویش در بازد بہ لہو　　علم دشوار است می سازد بہ لہو!
ازتن آسانی بگیرد سہل را　　فطرت او در پذیرد سہل را!
سہل راجستن دریں دیر کہن　　ایں دلیل آنکہ جاں رفت از بدن!

معانی :...... دود: دھواں۔ ناید بدست: ہاتھ نہیں آتا۔ تریاق: زہر مہرہ' زہر اتارنے والی۔ در بازد: ہار دیتا ہے۔ بہ لہو: کھیل میں۔ در پذیرد: قبول کر لیتی ہے۔ جستن: تلاش کرنا' ڈھونڈنا۔

ترجمہ وتشریح:...... جب کوئی (شخص) کئی راتیں چراغ کا دھواں کھاتا ہے تو وہ علم وہنر اور حکمت کا سراغ پالیتا ہے۔

☆...... علم وحکمت کی سلطنت کی کوئی بھی حد بندی نہیں کر سکا۔ یہ مسلسل جہاد کے بغیر ہاتھ نہیں آتی۔

☆...... ترک خود کو بھول چکے ہیں اور اہل یورپ کی شراب میں مست ہیں۔ انہوں نے فرنگیوں کے ہاتھ سے میٹھا زہر کھایا ہے یعنی زہر پی لیا ہے۔

☆...... چونکہ انہوں نے عراق کا تریاق ہاتھ سے دے دیا (گنوا دیا) ہے' اس لئے اب ان کے بارے میں سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتا

ہوں کہ خدا ہی ان کا دوست یعنی محافظ ہو۔ "گلستان" میں سعدیؔ نے ایک جگہ لکھا ہے "تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود" (جب تک عراق سے تریاق لایا جائے گا سانپ کا ڈسا مر جائے گا)۔

☆...... فرنگ/یورپ کا غلام اپنی بے جا نمود کے لئے اہل مغرب سے رقص و سرود لے لیا ہے۔

☆...... انہوں نے اپنی جان کی نقدی کھیل میں ہار دی ہے، چونکہ علم مشکل ہے، اس لئے اس نے لہو ولعب ہی سے موافقت کر لی ہے۔

☆...... وہ اپنی تن آسانی کے سبب / آسان چیز کو اپنا لیتا ہے۔ اس کی فطرت آسان ہی کو قبول کر لیتی ہے۔ (وہ علم و حکمت کی بجائے کھیل تماشے میں مست ہے)۔

☆...... اس پرانی دنیا میں آسانی تلاش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جان بدن سے نکل چکی ہے۔

زندہ رود

می شناسی چیست تہذیب فرنگ	در جہان او دوصد فردوس رنگ !
جلوہ ہایش خانمانہا سوختہ	شاخ و برگ و آشیانہا سوختہ !
ظاہرش تابندہ و گیرندہ ایست	دل ضعیف است و نگہ رابندہ ایست !
چشم بیندل دل بلرزد اندروں	پیش ایں بت خانہ افتد سرنگوں !
کس نداند شرق را تقدیر چیست !	دل بظاہر بستہ را تدبیر چیست ؟

معانی:...... خانمانہا: جمع خان مان/بہت سے خاندان۔ تابندہ: چمکنے والا/چمکدار/روشن۔ گیرندہ: اپنی طرف کھینچنے والی۔ بلرزد: کانپتا ہے۔

ترجمہ وتشریح:...... کیا تجھے علم ہے کہ فرنگی تہذیب کیا ہے؟ ان کی دنیا میں رنگوں کی دوسو جنتیں ہیں۔

☆...... اس تہذیب کے جلووں نے کئی خاندان جلا ڈالے ہیں۔ (انسانیت کے باغ کی) کئی شاخیں اور پتے اور آشیانے جلا ڈالے ہیں۔

☆...... اس تہذیب فرنگ کا ظاہر تو چمکدار اور دلفریب ہے۔ اس (تہذیب) کو دیکھنے والے کا دل کمزور ہو جاتا ہے اور وہ نگاہ کا غلام بن جاتا ہے۔

☆...... آنکھ (ان جلووں کو) دیکھتی ہے اور دل سینے میں لرزتا ہے وہ اس بت خانے کے آگے سرنگوں ہو جاتا ہے۔

☆...... کوئی جانتا نہیں کہ مشرق کی تقدیر کیا ہے۔ اس ظاہر پر دل لگانے والے کی تدبیر کیا ہے، یعنی بچنے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے۔

ابدالی

آنچہ برتقدیر مشرق قادر است	عزم و حزم پہلوی و نادر است
پہلوی آں وارث تخت قباد	ناخن او عقدہ ایراں کشاد
نادر آں سرمایہ درانیاں	آں نظام ملت افغانیاں
از غم دین و وطن زار و زبوں	لشکرش از کوہسار آمد بروں

ہم سپاہی، ہم سپہ گر، ہم امیر　　با عدو فولاد و بایاراں حریر!
من فدائے آنکہ خود را دیدہ است　　عصر حاضر را نکو سنجیدہ است!
غربیاں را شیوہ ہائے ساحری است　　تکیہ جز بر خویش کردن کافری است!

معانی :...... عزم وحزم: ارادہ اور دوراندیشی / تدبر۔ پہلوی: رضا شاہ پہلوی جو اس وقت ایران کا بادشاہ تھا' جسے ۱۹۴۳ء میں انگریزوں نے تخت وتاج چھوڑنے پر مجبور کردیا تھا۔ نادر: نادر شاہ' افغانستان کا بادشاہ۔ قباد: ایران قدیم کے ایک کیانی بادشاہ کا نام' نیز آلِ ساسان کے ایک بادشاہ کا نام جو نوشیروانِ عادل کا باپ تھا۔ دُرّانیاں: جمع دُرّانی' دُرانی قبیلے کے لوگ۔ عدو: دشمن۔ فولاد: لوہا۔ حریر: ریشم۔ نکو سنجیدہ است: اچھی طرح جانچا پرکھا ہے۔ تکیہ: بھروسہ' سہارا۔

ترجمہ وتشریح :...... مشرق کی تقدیر بدلنے پر جس کو قدرت حاصل ہے وہ (ایران کے بادشاہ) رضا شاہ پہلوی اور (افغانستان کے بادشاہ) نادر شاہ کا ارادہ اور تدبر ہے۔

☆...... پہلوی ایران کے قدیم بادشاہ قبادؔ کے تخت کا وارث ہے۔ جس کے ناخنوں نے ایران کی گرہ کو کھولا (ایران کو مشکلات سے نکال کر ترقی کی طرف لایا)۔

☆...... وہ (نادر شاہ) دین اور وطن کے غم میں نڈھال ہے۔ اس کا لشکر اس کے پہاڑوں سے باہر آیا۔ (نادر شاہ نے بچہ سقہ کی برائے نام حکومت ختم کی اور مستحکم حکومت قائم کی جو افغانی ملت کی شناخت تھی)۔

☆...... وہ (نادر شاہ) سپاہی بھی ہے، سپاہ گر ہے اور سالارِ سپاہ بھی ہے۔ وہ دشمنوں کے لئے فولاد کی طرح سخت جب کہ دوستوں اپنوں کے ساتھ ریشم کی طرح نرم۔ دوسرے مصرعے کی بات علامہ نے اردو میں یوں کی ہے:

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم　　رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

☆...... (یہ ایک قرآنی آیات کے اقتباس کا آزاد ترجمہ ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ المائدہ، آیت ۵۴)

☆...... میں اس پر قربان جاؤں جس نے خود کو دیکھ اپنا لیا ہے اور عصر حاضر کو صحیح طرح جانچا پرکھا ہے۔ جو اپنی مخفی صلاحیتوں اور قوتوں سے آگاہ ہے اور عصر حاضر کی روح کو بھی پہچان لیا ہے)۔

☆...... اہل مغرب کے طور طریقے جادوگروں کے سے ہیں۔ اپنے سوا کسی اور پر بھروسا کرنا کافری ہے (کافرانہ عمل ہے)۔

سلطان شہید

بازگو از ہندو از ہندوستاں　　آنکہ با کاہش نیرزد بوستاں!
آنکہ اندر مسجدش ہنگامہ مرد　　آنکہ اندر دیر او آتش فسرد!
آنکہ دل از بہرا و خوں کردہ ایم　　آنکہ یادش را بجاں پروردہ ایم
از غم ما کن غم او را قیاس　　آہ ازاں معشوق عاشق ناشناس!

معانی :...... نیرزد: قیمت نہیں پاتا۔ کاہش: اس کا تنکا۔ فسرد: بجھ گئی۔ پروردہ ایم: ہم نے پالی ہے / پرورش کی ہے۔ ناشناس: نہ پہچاننے والا۔

ترجمہ وتشریح :...... (اے زندہ رود) تو ہند اور ہندوستان کے بارے میں کچھ کہہ۔ وہ ہندوستان جس کے ایک تنکے کے برابر بھی بوستان کی قدر و قیمت نہیں ہے (دنیا کا عظیم ملک ہے)۔

☆...... اب اس کی مسجدوں میں مومنانہ ہنگامے مٹ امر چکے ہیں۔ اور اس کے مندروں میں آگ بجھ گئی ہے۔

☆...... وہ ہندوستان جس کے لئے ہم نے اپنا دل خون کر لیا ہے، وہ (ہندوستان) جس کی یاد کو ہم نے اپنے دل میں پالا پوسا ہے۔

☆...... تو (زندہ رود) ہمارے غم ہی سے اس (ہندوستان) کے غم کا اندازہ کر لے۔ اس عاشق کو نہ پہچاننے والے معشوق پر افسوس ہے۔

زندہ رود

ہندیاں منکرز قانون فرنگ درنگیرد سحر و افسون فرنگ !

روح را بار گراں آئین غیر گرچہ آید زآسماں آئین غیر !

معانی:...... منکر: انکار کرنے والا، نہ ماننے والا۔ درنگیرد: اثر نہیں لیتا۔

ترجمہ وتشریح:...... اہل ہند فرنگی قانون کے منکر ہو گئے ہیں۔ اب فرنگ کا سحر و جادو ان پر اثر نہیں کر رہا۔

☆...... غیروں کا آئین روح کے لئے بہت بھاری بوجھ ہے۔ اگرچہ غیر کا آئین آسمان ہی سے کیوں نہ آیا (اترا) ہو۔

سلطان شہید

چوں بروید آدم از مشت گلے بادلے، با آرزوے در دلے !

لذت عصیاں چشیدن کار اوست غیر خود چیزے ندیدن کار است !

زانکہ بے عصیاں خودی ناید بدست تا خودی ناید بدست آید شکست !

زائر شہر و دیارم بودہ چشم خود را برمزارم سودہ

اے شناسائے حدود کائنات درد کن دیدی زآثار حیات ؟

معانی :...... بروید: اگتا ہے، پیدا ہوتا ہے۔ چشیدن: چکھنا۔ ندیدن: نہ دیکھنا۔ زانکہ: از آں کہ، اس لئے کہ، کیونکہ۔ ناید: نہ آید، نہیں آتی۔ زائر: زیارت کرنے والا۔ سودہ ای: تو نے گھسائی ہے، ملی ہے۔

ترجمہ وتشریح :...... جب آدمی مٹی سے تخلیق (مٹی کا بنا ہوا) ہوتا ہے تو اس کا وجود ایک دل کا حامل ہوتا ہے اور دل میں ایک آرزو پیدا ہوتی ہے۔

☆...... گناہوں کی لذت چکھنا اس کا کام ہے۔ اپنے سوا کسی اور کو نہ دیکھنا اس کا کام ہے۔ کیونکہ گناہ کے بغیر خودی ہاتھ نہیں آتی اور جب تک خودی ہاتھ نہ آئے تو آدمی کے ہاتھ میں صرف شکست ہی آتی ہے۔

☆...... تو (زندہ رود) نے میرے شہر اور دیار امزار کی (۱۹۲۹ء میں) زیارت کی ہے اور اپنی آنکھوں کو میرے مزار پر عقیدت کے طور پر ملا بھی ہے۔

زندہ رود

تخم اشکے ریختم اندر دکن لالہ ہا روید زخاک آں چمن
رود کاویری مدام اندر سفر دیدہ ام درجان اوشورے دگر !

معانی:...... ریختم: میں نے گرائے۔ تخم: بیج۔ رودِ کاویری: دکن کے ایک دریا یا ندی کا نام۔ مدام: ہمیشہ، مسلسل۔

ترجمہ وتشریح:...... میں نے دکن میں اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کے بیج بودیئے ہیں، اب اس چمن کی مٹی سے لالہ کے پھول اگتے ہیں۔

☆...... دریائے ویری دریا جو ہر وقت سفر میں ہے، رواں ہے، میں نے اس کی جان میں ایک نیا شور دیکھا ہے۔

سلطان شہید

اے ترا دادند حرف دل فروز از تپ اشک تو می سوزم ہنوز
کاو کاو ناخن مردان راز جوے خوں بکشاد از رگہاے ساز
آں نواکز جان تو آید بروں می دہد ہر سینہ را سوز دروں !
بودہ ام در حضرت مولاے کل آنکہ بے اوطے نمی گردد سبل !
گرچہ آنجا جرأت گفتار نیست روح را کارے بجز دیدار نیست !
سوختم از گرمی اشعار تو بر زبانم رفت از افکار تو
گفت ''ایں بیتے کہ برخواندی زکیست ؟ اندر و ہنگامہ ہاے زندگی است''!
باہماں سوزے کہ در سازد بجاں یک دو حرف از مابہ کاویری رساں !
در جہاں تو زندہ رود او زندہ رود خوشترک آید سرود اندر سرود

معانی:...... دل فروز: دل کو روشن کرنے والا/والے۔ می سوزم: میں جل رہا ہوں۔ کاوکاو: کھودنے یا کھرچنے کا عمل۔ حضرت مولائے کل: حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حضور۔ سبل: جمع سبیل، راستے۔ برخواندی: تو نے پڑھے ہیں۔ زکیست: کس کے ہیں۔

ترجمہ وتشریح:...... اے (زندہ رود) کہ تجھے قدرت کی طرف سے دل کو روشن کرنے والا کلام عطا ہوا ہے۔ میں تیرے آنسوؤں کی تپش سے ابھی تک جل رہا ہوں۔

☆...... راز سے آگاہ مردوں کے ناخنوں نے کھرچ کھرچ کر (محنت وکاوش سے) ساز کی رگوں سے خون کی ندی نکالی ہے۔

☆...... وہ نوا (شاعری) جو تیری جان سے باہر آتی ہے (اٹھ رہی ہے) اس نے ہر سینے ادل کو سوز دروں عطا کیا ہے۔

☆...... میں حضور نبی کریمؐ کے حضور رہا ہوں، وہ ذات گرامی کہ جن کے بغیر زندگی کے راستے طے نہیں ہوتے۔

☆...... اگرچہ وہاں کسی کو بات کرنے کی جرات نہیں اور وہاں روح کو حضورؐ کے دیدار کے سوا اور کوئی کام نہیں ہوتا۔

☆...... چونکہ میں تیرے اشعار کی گرمی سے جلا ہوا (متاثر) تھا۔ میری زبان پر تیرے افکار آ گئے۔

☆...... اب تو اسی سوز کے ساتھ جو جان سے موافقت رکھتا (پسندیدہ) ہے، میری طرف سے دریائے کاویری تک یہ دو ایک باتیں پہنچا دے یعنی وہاں کے لوگوں تک پہنچا دے۔

☆...... دنیا میں تو بھی زندہ رود (ندی) ہے اور وہ بھی زندہ ندی ہے۔ سرود کے اندر سرود خوب رہے گا۔

☆...... حضورؐ نے فرمایا "یہ شعر جو تو پڑھ رہا ہے کسی کی نہیں۔ اس میں زندگی کے ہنگامے موجود ہیں"۔

پیغام سلطان شہید بہ رود کاویری

(دریائے کاویری کے نام سلطان شہید کا پیغام)

(حقیقتِ حیات و مرگ و شہادت)

رود کاویری یکے نرمک خرام — خستہ شاید کہ از سیر دوام !

در کہستاں عمر ہانالیدہ — راہ خود را با مژہ کاویدہ

اے مرا خوشتر ز جیحون و فرات — اے دکن را آب تو آب حیات

آہ شہرے کو در آغوش تو بود — حسن نوشیں جادہ از نوش تو بود

کہنہ گردیدی شباب تو ہماں — پیچ و تاب و رنگ و آب تو ہماں !

موج تو جز دانہ گوہر نزاد — طرہ تو تا ابد شوریدہ باد!

اے ترا سازے کہ سوز زندگی است — ہیچ میدانی کہ ایں پیغام کیست ؟

آنکہ میدانی طواف سطوتش — بودہ آئینہ دار دولتش !

آنکہ صحرا ہاز تدبیرش بہشت ! — آنکہ نقش خود بخون خود نوشت !

آنکہ خاکش مرجع صد آرزوست — اضطراب موج تو از خون اوست !

آنکہ گفتارش ہمہ کرد اربود — مشرق اندر خواب و او بیدار بود

معانی :...... نرمک خرام: آہستہ چل۔ خستہ ای: تو تھک گیا / گئی ہے۔ نالیدہ ای: تو رویا ہے / روئی ہے، شور مچاتی ہے۔ کاویدہ ای: تو نے کھودا ہے۔ جیحون: بلخ کے ایک دریا کا نام۔ فرات: عراق کا ایک دریا۔ حسنِ نوشیں جلوہ: دلفریب یا دلکش جلووں والا حسن۔ کہنہ گردیدی: تو پرانی ہو گئی ہے۔ نزاد: پیدا نہ کیا' کئے۔ طرہ: زلفیں۔ شوریدہ باد: منتشر یا بکھری رہیں۔ سطوتش: اس کا دبدبہ، رعب۔ دارِ دولتش: اس کی سلطنت کا دار الحکومت۔ مرجع: جس کی طرف رجوع کیا جائے۔

ترجمہ وتشریح:...... اے دریائے کاویری ذرا آہستہ چل، شاید تو مسلسل چلتے رہنے سے تھک گیا ہے۔

☆...... تو مدتوں سے پہاڑوں میں رو رہا ہے اور تو نے اپنے راستے کو اپنی پلکوں سے کھودا ہے۔

☆...... اے (کاویری) تو مجھے جیحون اور فرات جیسے دریاؤں سے بھی یا مجھے زیادہ عزیز ہے۔ اے کہ دکن کے لئے تیرا پانی آب حیات ہے۔

☆...... آہ وہ شہر جو کبھی تیری آغوش میں (تیرے کنارے پر) تھا، وہاں واقع تھا۔ اس شہر کا شیریں جلووں والا حسن تیرے پانی ہی کے

باعث تھا۔ مراد سرنگاپٹم شہر ہے جو سلطان کا دارالحکومت تھا۔

☆...... اگرچہ تو بوڑھا ہو گیا ہے لیکن تیرا شباب ابھی تک برقرار ہے۔ تیرا پیچ و تاب (لہروں کا اٹھنا) اور تیرا رنگ و آب اسی طرح ہے۔

☆...... تیری موج نے موتی کے ایک دانے کے سوا کچھ پیدا نہیں کیا۔ خدا کرے تیرا طرہ ابد تک شوریدہ رہے۔

☆...... اے دریا کہ تیری لہروں کا ساز زندگی کا سوز پیدا کر رہا ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ یہ پیغام کس کی طرف سے ہے؟

☆...... یہ وہ شخص ہے جس کی سطوت و شان کا تو طواف کرتا رہا ہے اور اس کی سلطنت (دارالحکومت) کا آئینہ دار رہا ہے۔

☆...... وہ جس کی تدبیر نے بہت سے صحرا کو بہشت بنا دیا گئے، اور وہ ہستی (ٹیپو) جس نے اپنے خون سے اپنا نقش تحریر کیا۔

☆...... وہ کہ جس کی خاک ہزاروں آرزوؤں کا مرجع ہے۔ تیری لہروں میں بیقراری اسی کے خون سے ہے۔

☆...... وہ (عظیم انسان ٹیپو) کہ جس کی گفتار پورے طور پر کردار تھی، اس وقت جب مشرق سویا ہوا تھا وہ بیدار تھا۔

اے من و تو موجے از رود حیات   ہر نفس دیگر شود ایں کائنات !
زندگانی انقلاب ہر دمے ست   زانکہ او اندر سراغ عالمے ست !
تار و پود ہر وجود از رفت و بود   ایں ہمہ ذوق نمود از رفت و بود
جادہ ہا چوں راہرواں اندر سفر   ہر کجا پنہاں سفر پیدا حضر !
کاروان و ناقہ و دشت و نخیل   ہر چہ بینی نالد از درد رحیل !
در چمن گل میہمان یک نفس   رنگ و آبش امتحان یک نفس !
موسم گل ؟ ماتم و ہم نائے و نوش   غنچہ در آغوش و نعش گل بدوش !
لالہ را گفتم یکے دیگر بسوز   گفت راز ما نمی دانی ہنوز !
از خس و خاشاک تعمیر وجود   غیر حسرت چیست پاداش نمود ؟

معانی :...... تار و پود: تانا بانا' تانا وہ لمبا دھاگا جو کپڑے کی بنائی کے وقت کرگھے میں رکھا جاتا ہے اور بانا وہ دھاگا جو چوڑائی میں رکھا جاتا ہے۔ رفت و بود: ماضی میں چلی جاتی ہے۔ حضر: سفر کی ضد' قیام۔ ناقہ: اونٹنی۔ نخیل: کھجور کا درخت۔ رحیل: کوچ' روانگی۔ نائے و نوش: پینا پلانا' عیش و عشرت۔ پاداش: سزا۔

ترجمہ و تشریح:...... اے کہ میں اور تو (کاویری) دونوں زندگی کی ندی کی لہریں ہیں۔ یہ کائنات ہر لحہ بدلتی رہتی ہے۔

☆...... زندگی ہر لمحے کا انقلاب ہے، اس لئے کہ وہ ہر پل ایک نئے عالم کے سراغ (جستجو) میں لگی رہتی ہے۔

☆...... ہر وجود کا تانا بانا رفت و بود (ماضی) سے ہے، یہ سارا ذوق نمود اسی رفت و بود ہی سے ہے یعنی کائنات کا وجود ہی فنا پر قائم ہے۔

☆...... راستے بھی مسافروں کی طرح سفر میں رہتے ہیں۔ ہر جگہ سفر پوشیدہ اور حضر (قیام) ظاہر ہے۔

☆...... قافلہ، اونٹنی اور بیابان اور کھجور کا درخت (وغیرہ) جس کو بھی تم دیکھو گے وہ کوچ کے درد کے باعث رو رہا ہوگا۔

☆...... چمن میں پھول ایک پل کا مہمان ہوتا ہے۔ اس کا رنگ اور اس کی چمک دمک ایک پل کا امتحان ہے۔

☆...... موسم گل کیا ہے؟ یہ ماتم بھی ہے اور پینے پلانے (عیش) کا عالم بھی ہے۔ غنچہ اس کی آغوش میں ہوتا ہے اور پھول کی نعش اس کے کندھوں پر ہوتی ہے۔

☆...... میں نے لالہ کے پھول سے کہا کہ تو تھوڑی دیر کے لئے مزید جل۔ وہ بولا کہ شاید تو ابھی تک ہمارے راز سے آگاہ نہیں ہے۔

☆...... خس وخاشاک ہی سے وجود کی تعبیر ہے۔نمود کی سزا حسرت کے سوااور کیا ہے؟

دو سرای ہست و بود آئی ؟ میا — از عدم سوی وجود آئی ؟ میا
در بیائی چوں شرار از خود مرو — در تلاش خرمنے آوارہ شو !
تاب و تب داری اگر مانند مہر — پانہ در وسعت آباد سپہر !
کوہ و مرغ و گلشن و صحرا بسوز — ماہیاں را درتہ دریا بسوز !
سینہ داری اگر در خورد تیر — درجہاں شاہیں بزی، شاہیں بمیر !
زانکہ در عرض حیات آمد ثبات — از خدا کم خواستم طول حیات !
زندگی را چیست رسم و دین و کیش ؟ — یک دم شیری بہ ازصد سال میش !

معانی:...... ہست وبود: بقااور فنا۔ ور: اوراگر۔ مرو: مت جا۔ خرمنے: اناج کا کوئی ڈھیر کھلیان۔ پنہ: رکھ۔ ماہیاں: جمع ماہی مچھلیاں۔ شاہیں بزی: شاہین کی سی زندگی بسر کر۔ میش: بھیڑ بکری۔

ترجمہ وتشریح:......کیا تو اس بقاوفنا کی سرائے (دنیا) میں آنا چاہتا ہے، نہ آ، کیا تو عدم سے وجود کی طرف آنا چاہتا ہے، نہ آ۔

☆...... اوراگر تو آ ہی جاتا ہے تو پھر چنگاری کی طرح خود سے مت گزر (فنا نہ کر) کسی کھلیان کی تلاش میں آوارہ ہو جا، نکل جا۔

☆...... اگر تجھ میں سورج کی طرح چمک اور گرمی ہے تو پھر تو آسمانوں کی وسعتوں میں پاؤں رکھ عمل سے۔

☆...... پہاڑ اور پرندہ اور باغ وصحرا سب کو جلا دے بلکہ مچھلیوں کو سمندر کی تہہ میں جلا ڈال۔

☆...... اگر تیرا سینہ تیر کھانے کے قابل ہے تو پھر تو دنیا میں شاہیں کی طرح زندگی بسر اور شاہین بن کر مر۔

☆......زندگی پیش کر دینے سے ہی اس کی بقا ہے اس لئے نہیں مانگی۔

☆...... زندگی کے لئے رسم و دین اور مسلک کیا چیز ہے؟ شیر کا ایک پل (زندہ رہنا) بھیڑ کے سو سال (زندہ رہنے) سے بہتر ہے۔(یہ فقرہ ٹیپو نے اپنی شہادت کے وقت کہا تھا)۔یعنی شیر بن کر رہو اور شیر ہی کی طرح مرو۔یہی حقیقی زندگی ہے۔

زندگی محکم زتسلیم و رضاست — موت نیرنج و طلسم و سیمیاسیت !
بندہ حق ضیغم و آہوست مرگ — یک مقام از صد مقام اوست مرگ !
ی فتد برگ آں مرد تمام — مثل شاہینے کہ افتد برحمام !
ہر زماں میرد غلام از بیم مرگ — زندگی او را احرام از بیم مرگ !
بندہ آزاد راشانے دگر — مرگ اورا میدہد جانے دگر !
او خود اندیش است مرگ اندیش نیست ! — مرگ آزاداں ز آنے بیش نیست !
بگور ازمر گے کہ سازد بالحد — زانکہ ایں مرگ است مرگ دام دود !
مرد مومن خواہد از یزدان پاک — آں دگر مرگے کہ برگیرد زخاک !
آں دگر مرگ ! انتہاے راہ شوق — آخریں تکبیر درجنگاہ شوق !
گرچہ ہر مرگ است برمومن شکر ! — مرگ پور مرتضیٰ چیزے دگر !

جنگ شاہان جہاں غارت گری است ۔۔۔ جنگ مومن سنت پیغمبری است !
جنگ مومن چیست؟ ہجرت سوے دوست! ۔۔۔ ترک عالم، اختیار کوے دوست !
آنکہ حرف شوق با اقوام گفت ۔۔۔ جنگ را رہبانی اسلام گفت !
کس نداند جز شہید ایں نکتہ را ۔۔۔ کو بخون خود خرید ایں نکتہ را

معانی :....... نیرنج: نیرنگ، مکروفریب، شعبدہ۔ سیمیا: ایک قسم کا جادو جس کے ذریعے فریب نظر سے غیر موجود اشیاء دکھائی جاتی ہیں۔ ضیغم: شیر۔ آہو: ہرن۔ حمام: کبوتر۔ خوداندیش: اپنے بارے میں سوچنے والا۔ آنے: ایک آن، پل، لمحہ۔ دام ودد: چرندے پرندے اور درندے۔ پور مرتضیٰؓ: یعنی حضرت علیؓ مرتضیٰ کے بیٹے حضرت امام حسینؓ۔ رہبانی: ترکِ دنیا۔

ترجمہ وتشریح:....... زندگی میں استحکام تسلیم ورضا سے پیدا ہوتا ہے اور موت تو نیرنگ وطلسم اور کیمیا (وہم) ہے۔ (تسلیم ورضا سے مراد ہے انسان کا اللہ کی رضا میں اپنی مرضی کو فنا کر دینا اور اس کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرنا۔ (موت وحیات اللہ ہی کی طرف سے ہے)۔

☆...... بندہ حق شیر ہے جب کہ موت اس کے لئے ہرن ہے۔ اس کی سینکڑوں مقامات میں سے موت ایک مقام ہے۔
☆...... وہ مرد کامل (بندہ حق) موت پر اس طرح جھپٹتا ہے جس طرح شاہین کبوتر پر جھپٹتا ہے۔
☆...... (نفس کا) غلام موت کے خوف سے ہر وقت مرتا ہے اور موت کے ڈر سے اس کی زندگی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔
☆...... جبکہ بندہ آزاد کی شان ہی اور ہے۔ موت اسے ایک نئی جان (زندگی) دیتی ہے یعنی جہاد میں شہادت پا کر وہ حیات جاوید پا لیتا ہے۔
☆...... بندہ آزاد اپنی فکر کرتا ہے۔ موت کے بارے میں نہیں سوچتا یا فکر نہیں کرتا۔ آزاد لوگوں کی موت ایک پل سے زیادہ کی نہیں ہوتی۔
☆...... اس موت سے گزر جا جو قبر سے موافقت کرتی ہے۔ یہ یا اس قسم کی موت تو چرندوں، پرندوں اور درندوں کی موت ہے۔
☆...... مرد مومن خدائے پاک سے اس موت کی آرزو رکھتا ہے جو اسے مٹی سے اٹھالے۔
☆...... وہ دوسری موت کیا ہے، وہ راہ شوق کی انتہا ہے اور شوق کے ہنگامہ میں آخری تکبیر ہے۔ (جہاد میں اللہ اکبر کہہ کر جان کی قربانی دینا عشق ومحبت کی آخری منزل ہے)۔
☆...... اگرچہ مرد مومن کے لئے ہر موت شکر کی طرح شیریں ہے لیکن حضرت علیؓ مرتضیٰ کے فرزند (امام حسینؓ جنہوں نے باطل قوت سے ٹکرا کر کربلا میں شہادت پائی) کی موت کچھ اور ہی چیز ہے۔
☆...... دنیا کے بادشاہوں کی جنگ محض لوٹ مار کے لئے ہوتی ہے جب کہ مومن کی جنگ (جہاد) سنت پیغمبرؐ ہے۔ (آنحضورؐ کی سنت کی پیروی ہے)۔
☆...... مومن کی جنگ کیا ہے؟ وہ محبوب حقیقی کی طرف ہجرت کرنا ہے اور دنیا چھوڑ دینا اور دوست (محبوب حقیقی) کے کوچے کی طرف جانا ہے۔
☆...... وہ ذات گرامی (حضور اکرمؐ) کہ جس نے قوموں کو عشق کی بات بتائی انہوں نے جنگ (جہاد) کو اسلام کی رہبانیت کہا ہے۔ (حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ اسلام میں ایسی رہبانیت جائز ہے جس میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے مومن جاتا ہے۔
☆...... (یہ جو حضورؐ نے فرمایا اس نکتہ کو شہید کے سوا اور کوئی نہیں سمجھتا (جانتا)۔

زندہ رود رخصت می شود از فردوس بریں و تقاضائے حورانِ بہشتی

شیشۂ صبر و سکونم ریز ریز ۔۔۔ پیر رومی گفت در گوشم کہ خیز !
آں حدیث شوق و آں جذب و یقیں ۔۔۔ آہ آں ایوان و آں کاخ بریں !
بادل پرخوں رسیدم بردرش ۔۔۔ یک ہجوم حور دیدم بردرش !
برلب شاں زندہ رود، اے زندہ رود ۔۔۔ زندہ رود، اے صاحب سوز و سرود !
شور و غوغا از یسار و از یمیں ۔۔۔ یک دودم بامانشیں، بامانشیں !

معانی:...... ریز ریز: لبریز (ہوگیا)۔ خیز: اٹھ۔ کاخ بریں: بلند محل۔ رسیدم: میں پہنچا۔ بامانشیں: ہمارے پاس بیٹھ۔

ترجمہ وتشریح:...... (سلطان شہید کی باتیں سن کر) میرے صبر وسکون کا شیشہ پاش پاش ہوگیا یعنی پیانہ لبریز ہوگیا، میرا صبر وقرار جاتا رہا۔ مگر پیر رومی نے میرے کان میں کہا کہ اٹھ اب یہاں سے چلیں)۔

☆...... آہ وہ سلطان شہید کی عشق کی باتیں اور انہیں سن کر پیدا ہونے والا جذب ویقین، آہ وہ ایوان اور وہ پاک بلند محل (انہیں چھوڑنے پر مجھے افسوس ہوا)۔

☆...... چنانچہ میں پرخوں دل کے ساتھ بہشت کے دروازے پر پہنچا۔ وہاں دروازے پر میں نے حوروں کا ہجوم دیکھا۔

☆...... ان کے ہونٹوں پر ''زندہ رود'' اے زندہ رود، زندہ رود، اے سوز وساز کے مالک'' کے الفاظ جاری تھے۔

☆...... دائیں بائیں حوروں کا شور وغوغا اٹھ رہا تھا کہ اے زندہ رود! ہمارے پاس ایک دولحہ بیٹھ جاؤ، ہمارے ساتھ بیٹھے رہو۔

زندہ رود

راہرو کو اند اسرار سفر ۔۔۔ ترسد از منزل ز رہزن بیشتر
عشق در ہجر و وصال آسودہ نیست ۔۔۔ بے جمال لایزال آسودہ نیست !
ابتدا پیش بتاں افتادگی ۔۔۔ انتہا از دلبراں آزادگی !
عشق بے پروا وہر دم در رحیل ۔۔۔ درمکان و لامکاں ابن السبیل !
کیش ما مانند موج تیزگام ۔۔۔ اختیار جادہ و ترک مقام !

معانی:...... کو اند: جو جانتا ہے۔ ترسد: ڈرتا ہے۔ رہزن: لٹیرا راستے میں لوٹنے والا۔ جمال لایزال: ایسا جمال جسے زوال نہیں ہے۔ افتادگی: جھکاؤ۔ در رحیل: سفر میں رہتا ہے۔ ابن السبیل: راستے کا بیٹا یعنی مسافر۔

ترجمہ وتشریح:...... وہ مسافر جسے سفر کے رازوں کا علم ہے وہ لٹیروں سے اتنا زیادہ نہیں ڈرتا جتنا منزل سے ڈرتا ہے۔

☆...... عشق وہجر اور وصال (دونوں) میں آسودگی نہیں پاتا۔ وہ جمال لایزال کے بغیر آسودہ نہیں ہوتا۔

☆...... عشق کی ابتدا بتوں کے آگے جھک جانے سے ہے اور اس (عشق) کی انتہا ان دلبروں حسینوں سے آزاد ہو جانا ہے۔

☆...... عشق بے پروا ہے اور ہر دم سفر میں رہتا ہے۔ خواہ مکاں (یہ دنیا) ہو یا لامکاں (آخرت کی دنیا) وہ ہر جگہ مسافر ہے۔

☆...... ہمارا مسلک تیز بہنے والی موج کی طرح ہے، یعنی راستہ اختیار کرنا اور منزل کو چھوڑ دینا، مسلسل چلتے رہنا۔

حورانِ بہشتی

شیوہ ہاداری مثال روزگار   یک نوائے خوش دریغ از مادار

معانی:...... دریغ از مادار: یعنی ہم سے دور نہ رکھ۔

ترجمہ وتشریح:...... (اے زندہ رود) تیرے طور طریقے زمانے کی طرح ہیں، ایک اچھی نوا (شاعری) تو ہمیں سنانے میں تامل نہ کر۔ اپنے چند شعر ہی سنا دے۔

غزلِ زندہ رود

بآدمے نرسید، خداچہ می جوئی   زخود گریختہ آشنا چہ می جوئی!
دگر بشاخ گل آویز و آب و نم درکش   پریدہ رنگ! زباد صباچہ می جوئی؟
دو قطرہ خون دل است آنچہ مشک می نامند   تو اے غزال حرم در خطاچہ می جوئی؟
عیار فقر ز سلطانی و جہانگیری است   سریر جم بطلب، بوریا چہ می جوئی؟
سراغ او ز خیابان لالہ می گیرند   نوائے خوں شدہ ما زما چہ می جوئی؟
نظر ز صحبت روشندلاں بیفزاید   ز درد کم بصری تو تیاچہ می جوئی؟
قلندریم و کرامات ماجہاں بینی است   زمانگاہ طلب کیمیا چہ می جوئی!

معانی:...... چہ می جوئی: تو کیا ڈھونڈتا تلاش کرتا ہے۔ گریختہ ای: تو بھاگا ہوا ہے۔ آویز: لٹک جا۔ درکش: جذب کر۔ پریدہ رنگ: اڑے ہوئے رنگ والا۔ خطا: ملکِ خطا جہاں کے ہرن مشہور ہیں۔ سریرِ جم: قدیم ایرانی بادشاہ جمشید کا تخت۔ خیابان: پھولوں کی کیاری۔ بیفزاید: بڑھتی ہے اضافہ ہوتا ہے۔ توتیا: سرمہ۔ کم بصری: کمزور نظر ہونا، کمزور نظری۔

ترجمہ وتشریح:...... تو آدمی تک تو پہنچا نہیں، خدا تعالیٰ کو کیا ڈھونڈتا ہے۔ تو تو خود سے بھاگا ہوا ہے، (اپنے آپ سے دور ہے) تو آشنا کیا تلاش کرتا ہے (دوست کی تلاش کیسی؟)۔

☆...... تو پھر پھول (اسلام) کی شاخ سے لٹک اور پانی اور نمی جذب کر لے۔ اے اڑے ہوئے رنگ والے! (کملائے ہوئے پھول) تو بادِ صبا سے کیا تلاش کرتا ہے۔

☆...... جسے کستوری کہا جاتا ہے، وہ خونِ دل کے دو قطرے ہی تو ہیں۔ اے حرم کے ہرن تو ملک خطا میں کیا ڈھونڈتا ہے۔ (غزال حرم سے مراد مسلمان ہے)۔

☆...... فقر کی کسوٹی سلطانی اور جہانگیری ہے۔ تو جمشید کا تخت طلب کر، بوریا کیا ڈھونڈ رہا ہے؟

☆...... اس کا سراغ تو لالہ کی کیاریوں سے لگایا جاتا (ملتا) ہے۔ ہماری خوں شدہ نوا کو ہم سے کیا ڈھونڈتا (پوچھتا) ہے یا شیر۔

☆...... روشن ضمیر حضرات کی صحبت سے نظر میں اضافہ ہوتا ہے۔ تو اپنی کمزور نظروں کے لئے سرمے کی تلاش کر رہا ہے۔ (سرمہ کمزوری نظر کا علاج نہیں)۔

☆...... ہم قلندر ہیں اور ہماری کرامات جہاں بینی ہے۔ تو ہم سے نگاہ طلب کر، کیمیا کیا تلاش کرتا ہے۔

حضور

گرچہ جنت از تجلی ہائے اوست
جاں نیا ساید بجز دیدار دوست!

ماز اصل خویشتن در پردہ ایم
طائریم و آشیاں گم کردہ ایم!

علم اگر کج فطرت و بدگوہر است
پیش چشم ما حجاب اکبر است

علم را مقصود اگر باشد نظر
می شود ہم جادہ و ہم راہبر

می نہد پیش تو از قشر وجود
تاتو پرسی چیست راز ایں نمود

جادہ راہموار سازد ایں چنیں
شوق را بیدار سازد ایں چنیں

درد و داغ و تاب و تب بخشد ترا
گریہ ہائے نیم شب بخشد ترا

علم تفسیر جہان رنگ و بو
دیدہ و دل پرورش گیرد ازو

برمقام جذب و شوق آرد ترا
باز چوں جبریل بگوارد ترا!

عشق کس راکے بخلوت می برد
او زچشم خویش غیرت می برد

اول اوہم رفیق و ہم طریق
آخر اوراہ رفتن بے رفیق!

معانی:...... (......حضور: خدا کی بارگاہ) نیاساید: آرام یا سکون نہیں پاتی۔ کج فطرت: جس کی فطرت میں ٹیڑھا پن ہو۔ بدگوہر: جس کی فطرت میں بدی ہو۔ قشرِ وجود: وجود کا چھلکا۔ توپرسی: تو پوچھے۔ آردترا: تجھے لاتا ہے۔ رفتن: جانا۔

ترجمہ وتشریح:...... اگرچہ جنت اس (خدا) کی تجلیوں میں سے ہے مگر جان اس محبوب کے دیدار کے بغیر سکون ہی نہیں پاتی۔

☆...... ہم اپنی اصل کے لحاظ سے پردے میں ہیں۔ہم پرندے ہیں اور اپنا گھونسلا گم کر چکے ہیں۔

☆...... علم اگر کج فطرت اور اصل ہوتو وہ (علم) ہماری آنکھوں کے سامنے بڑا حجاب بن جاتا ہے۔

☆...... اگر علم کا مقصود ایسی نظر پیدا کرنا ہے جوراہ بیں، خدابیں اور خود بیں ہوتو وہ (علم) خود ہی راستہ بھی ہے اور خود ہی راہبر بھی ہے۔

☆...... ایسا علم تیرے سامنے وجود کا چھلکا رکھتا ہے، تا کہ تو یہ پوچھے کہ اس نمود (شان دکھانے) کا راز کیا ہے۔

☆...... ایسا علم راستے کو اس طرح ہموار کر دیتا ہے اور شوق کو اس طرح بیدار کر دیتا ہے۔

☆...... وہ تجھے عشق کا درد، داغ، حرارت اور تڑپ عطا کرتا ہے۔ تجھے آدھی رات کا رونا عطا کرتا ہے۔

☆...... ایسا علم اس جہان رنگ و بو کی تفسیر ہے، یعنی اس کائنات کی وضاحت کرتا ہے۔جس سے دیدہ و دل کی پرورش ہوتی ہے۔

☆...... وہ (علم) تجھے جذب وشوق کے مقام پر لاتا ہے اور پھر تجھے جبرئیل کی طرح چھوڑ دیتا ہے۔

☆...... عشق کسی کو خلوت میں کب لے جاتا ہے۔وہ تو اپنی نظر سے بھی غیرت کھاتا ہے۔غالب اس بات کو یوں کہتا ہے۔

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آ جائے ہے
میں اسے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

☆...... ابتدا عشق میں تو رفیق (ساتھی) بھی ہے اور طریق بھی مگر اس کا آخر رفیق کے بغیر راستہ طے کرنا ہے۔(سدرۃ المنتہیٰ اور جبرئیل

والی بات)۔

در گزشتم زاں ہمہ حور و قصور　　زورق جاں باختم در بحر نور!
غرق بودم در تماشائے جمال　　ہر زماں در انقلاب و لایزال!
گم شدم اندر ضمیر کائنات　　چوں رباب آمد بچشم من حیات!
آنکہ ہر تارش رباب دیگرے　　ہر نوا ازدیگرے خونیں ترے!
ماہمہ یک دو دمان نار و نور　　آدم و مہر و مہ و جبریل و حور!
پیش جاں آئینہ آویختند　　حیرتے رابا یقیں آمیختند!
صبح امروزے کہ نورش ظاہر است　　در حضورش دوش و فردا حاضر است!
حق ہویدابا ہمہ اسرار خویش　　بانگاہ من کند دیدار خویش!
دیدنش افزودن بے کاستن!　　دیدنش از قبر تن برخاستن!
عبد و مولا در کمین یک دگر　　ہر دو بے تاب انداز ذوق نظر!
زندگی ہر جا کہ باشد جستجو است!　　حل نشد ایں نکتہ من صیدم کہ اوست!

معانی:...... قصور: جمع قصر، بہت سے محل۔ زورقِ جاں: جان کی کشتی۔ باختم: میں نے بہادیا۔ رباب: ساز، ستار۔ دودمان: خاندان۔ آویختند: انہوں نے لٹکا دیا۔ آمیختند: ملا دیا گیا۔ ہویدا: ظاہر۔ دیدنش: اسے دیکھنا۔ افزودنِ بے کاستن: گھٹنے یا کم ہونے کے بغیر بڑھنا۔ برخاستن: اٹھنا۔ کمین: گھات۔

ترجمہ وتشریح :...... میں نے سب حوروں اور محلوں کو پیچھے چھوڑ دیا اور اپنی جان کی کشتی نور کے سمندر میں بہادی۔ (حضور حق کی طرف رخ کیا)۔

☆...... میں محبوب کے جمال کے نظارے میں مست ہوگیا۔ وہ جمال لایزال ہر لحہ بدلنے کے باوجود زوال پذیر نہیں ہوتا تھا۔

☆...... میں کائنات کے ضمیر میں کھوگیا، غرق ہوگیا اور میری نگاہوں کو زندگی رباب کی مانند نظر آئی۔

☆...... وہ رباب کہ جس کا ہر تار ایک نیا رباب تھا اس کا ہر نغمہ پہلے نغمہ سے زیادہ خونیں تر تھا۔

☆...... ہم سب آگ اور نور کے ایک ہی خاندان سے ہیں۔ ہم سب یعنی آدم اور سورج اور چاند اور جبرئیل اور حور بھی۔

☆...... میری جان کے سامنے آئینہ لٹکا دیا گیا اور میری حیرت کو یقین کے ساتھ ملا دیا گیا۔

☆...... (میں نے دیکھا کہ) آج کی صبح کہ جسکا نور ظاہر ہے، اس ذات کے حضور گذری ہوئی کل اور آنیوالی کل کی صبح حاضر ہے۔ (حضرت مجدد ؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وقت ایک بسیط آن واحد ہے جس میں ماضی و مستقبل حال ہی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں)

☆...... یہاں حق اپنے تمام اسرار کے ساتھ ظاہر تھا۔ جہاں وہ میری نگاہ سے اپنا دیدار کر رہا تھا۔

☆...... اس کا دیکھنا کم ہونے کے بغیر بڑھنا ہے۔ اس کا دیکھنا (جمال حق کا مشاہدہ کرنا) بدن کی قبر سے اٹھنا ہے۔

☆...... بندہ اور مولا دونوں ایک دوسرے کی تلاش میں ہیں اور دونوں ذوق نظر کے سبب بیقرار ہیں۔

☆...... زندگی جہاں بھی ہے وہ تلاش وجستجو میں مصروف ہیں۔ یہ نکتہ حل نہیں ہوا کہ میں شکار (مطلوب) ہوں یا وہ شکار ہے۔

عشق جاں را لذت دیدار داد — باز بانم جرأت گفتار داد
''اے دو عالم از تو بانور و نظر — اندکے آں خاکدانے رانگر
بندہ آزاد را نا سازگار — بردمد از سنبل اونیش خار !
غالباں غرق اند درعیش و طرب — کار مغلوباں شمار روز و شب !
از ملوکیت جہان تو خراب — تیرہ شب در آستین آفتاب !
دانش افرنگیاں غارت گری — دیرہا خیبر شد از بے حیدری !
آنکہ گوید لا الٰہ بیچارہ ایست — فکرش از بے مرکزی آوارہ ایست !
چار مرگ اندر پئے ایں دیر میر — سود خوار و والی و ملا و پیر !
ایں چنیں عالم کجا شایان تست — آب و گل داغے کہ بردامان تست !''

معانی :...... اندکے: ذرا۔ ناسازگار: ناموافق۔ بردمد: اگتے ہیں۔ سنبل: ایک خوشبودار نرم گھاس۔ غالباں: جمع غالب، غلبہ پانے والے۔ مغلوباں: جمع مغلوب، جن پر غلبہ پایا گیا ہو۔

ترجمہ وتشریح:...... عشق نے جاں کو دیدار کی لذت بخشی اور میری زبان کو بات کرنے کی جرات بھی عطا کی۔

☆...... اے (ذات کریم) کہ دونوں جہان تیری وجہ سے نور اور نظر والے ہیں، ذرا اس خاکدان (مادی دنیا) کو بھی دیکھ۔

☆...... یہ آزاد بندے کے لئے سازگار نہیں ہیں، اس کے گل سنبل سے کانٹے کا زخم پیدا ہوتا ہے۔

☆...... غالب لوگ تو عیش وعشرت میں غرق ہیں اور مغلوب (کمزور) گن گن کر دن رات گزارتے ہیں۔

☆...... ملوکیت نے تیرا جہان برباد کر دیا ہے اور اس کے آفتاب کی آستین میں تاریک رات چھپی ہے۔

☆...... انگریزوں کی دانش غارت گری ہے۔ بے حیدری (حضرت علیؓ حیدر جیسی شخصیت دلیر کے بغیر) کے باعث بت کدے خیبر بن گئے ہیں (نا قابل تسخیر ہو چکے ہیں)۔

☆...... وہ جو (مسلمان) لا الٰہ کہتا ہے وہ بیچارہ ہے۔ جس کا فکر بے مرکزی آوارہ ہو چکا ہے۔

☆...... مشکل سے مرنے والے سخت جاں اس مسلمان کی گھات میں یہ چار اموات لگی ہوئی ہیں، سود خوار اور حاکم اور ملا اور پیر۔

☆...... اس قسم کا جہان (اے خدا) تیری شان کے (لائق نہیں ہے) یہ پانی اور مٹی کا جہان (دنیا) تیرے دامن پر ایک داغ بن چکا ہے۔

ندائے جمال

کلک حق از نقشہائے خوب و زشت — ہرچہ مارا سازگار آمد نوشت !
چیست بودن دانی اے مرد نجیب ؟ — از جمال ذات حق بردن نصیب !
آفریدن ؟ جستجوے دلبرے ! — وا نمودن خویش رابر دیگرے !
ایں ہمہ ہنگامہ ہائے ہست وبود — بے جمال مانیاید در وجود !
زندگی ہم فانی و ہم باقی است — ایں ہمہ خلاقی و مشتاقی است !

زندہ ؟ مشتاق شو، خلاق شو — ہمچو ما گیرندہ آفاق شو !
در شکن آں را کہ ناید سازگار — از ضمیر خود دگر عالم بیار !
بندہ آزاد را آید گراں — زیستن اندر جہان دیگراں !
ہر کہ او را قوت تخلیق نیست — پیش ما جز کافر و زندیق نیست !
از جمال ما نصیب خود نبرد — از نخیل زندگانی برنخورد
مرد حق! برندہ چوں شمشیر باش — خود جہان خویش را تقدیر باش !

معانی :....... کلک:قلم۔ بودن: ہونا۔ مردِ نجیب: اصل اور شریف نسل کے آدمی (نجیب جو ماں باپ دونوں کی طرف سے شریف ہو)۔ آفریدن: پیدا کرنا۔ وانمودن: ظاہر کرنا۔ خلاقی: تخلیق کا عمل۔ زیستن: جینا۔ زندیق: مراد غیر مسلم (اصل لفظ زندیک کا معرب ہے، زندیک سے مراد زندخوان ہے جو آتش پرستوں کی کتاب اوستا کی شرح ہے)۔ برندہ: کاٹنے والا۔

ترجمہ وتشریح:....... حق کے قلم نے اچھے اور برے نقوش میں سے جو بھی ہمارے موافق تھا وہ لکھ دیا۔

☆...... اے مرد نجیب! کیا تو جانتا ہے کہ زندہ رہنا کیا ہے؟ وہ ذات حق کے جمال سے نصیب حاصل کرنا ہے۔

☆...... تخلیق کرنا کیا ہے؟ دلبر کی تلاش ہے اور اپنی ذات کو کسی دوسرے پر ظاہر کرنا ہے۔

☆...... زندگی اور عدم / نیستی کے جتنے بھی ہنگامے ہیں وہ ہمارے جمال کے بغیر وجود میں نہیں آتے۔

☆...... زندگی فانی بھی ہے اور بقاوالی بھی ہے۔ یہ سب عمل تخلیق اور ذوق عشق کو بقاوالی یعنی حیات بن سکتے ہو۔

☆...... اگر تو زندہ ہے تو پھر مشتاق بن اور جس طرح میں نے اپنی تجلی سے کائنات کی ہر شے تخلیق کی ہے، تو بھی اسی طرح ہر شے کا خالق بن جا اور اپنے اس عمل سے ہماری طرح آفاق کا احاطہ کر لے (ہماری طرح آفاق کو اپنے قبضہ میں کر لے)۔

☆...... جو تیرے موافق حال نہیں ہے تو اسے توڑ دے اور اپنے ضمیر سے ایک نئی دنیا وجود میں لا۔

☆...... آزاد بندے کو دوسروں کے جہان میں زندگی بسر کرنا گراں گزرتا ہے۔ بقول علامہ:

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے

☆...... جس کے اندر قوت تخلیق نہیں ہے، ہمارے سامنے کافر اور زندیق کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

☆...... جس نے ہمارے جمال سے اپنا حصہ نہ پایا۔ اس نے (حقیقی) زندگی کے درخت سے پھل نہ کھایا (حاصل نہ کیا)۔

☆...... اے مرد حق! تو تلوار کی طرح کاٹنے والا بن، ہر تیز رہ اور اپنے جہان کی تقدیر خود ہی بن۔

زندہ رود

چیست آئین جہان رنگ و بو — جز کہ آب رفتہ می ناید بجو !
زندگانی اسر تکرار نیست — فطرت او خوگر تکرار نیست !
زیر گردوں رجعت او را نارواست — چوں زپا افتاد قومے برنخاست !
ملتے چوں مرد، کم خیزد زقبر — چارہ او چیست غیر از قبر و صبر !

معانی:...... سرِ تکرار: دوبارہ آنے کی بات۔ خوگر: عادی۔ رَجعت: واپس آنا' ہونا' واپسی۔ ناروا: نامناسب۔

ترجمہ وتشریح:...... اس جہان رنگ وبو (دنیا) کا آئین کیا ہے صرف یہ ہے کہ گذرا ہوا پانی واپس ندی میں نہیں آتا یعنی ''گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں''۔

☆...... زندگی میں تو تکرار کی بات یہ نہیں ہے۔ اس کی فطرت تو تکرار کی عادی ہی نہیں ہے۔

☆...... آسمان کے نیچے یعنی اس دنیا میں اس کا واپس آنا۔ اس (زندگی) کے لئے نامناسب ہے۔ ایک قوم جب پاؤں سے گر جاتی ہے تو پھر وہ دوبارہ نہیں اٹھتی۔

☆...... جب کوئی ملت (قوم) مرجاتی ہے تو وہ قبر سے نہیں اٹھتی۔ اس کا چارہ قبر اور صبر کے سوا اور کیا ہے۔

ندائے جمال

زندگانی نیست تکرار نفس ... اصل او از حی و قیوم است و بس!

قرب جاں باآنکہ گفت انی قریب ... از حیات جاوداں بردن نصیب!

فرد از توحید لاہوتی شود ... ملت از توحید جبروتی شود!

با یزید و شبلی و بو ذر ازوست ... امتاں را طغرل و سنجر ازوست!

بے تجلی نیست آدم ر اثبات ... جلوہ ما فرد و ملت راحیات!

ہر دو از توحیدی گیرد کمال ... زندگی ایں را جلال آں را جمال!

ایں سلیمانی است، آں سلمانی است ... آں سراپا فقر و ایں سلطانی است!

آں یکی رابیند ایں گردد یکی ... در جہاں باآں نشیں با ایں بزی!

معانی:...... حی وقیوم: زندہ اور ہمیشہ قائم' خداتعالیٰ۔ انی قریب: میں تیرے قریب ہوں۔ جبروتی: غالب' حکمران' عظمت۔ لاہوت: ذاتِ الٰہی کا عالم' مقام فنافی اللہ۔ لاہوتی: عالم لاہوت کا زندہ و پائندہ انسان۔ بایزید: بایزید بسطامی دوسری اور تیسری صدی ہجری کے مشہور صوفی' نام طیفور بن عیسیٰ بن سروشان' مقام وسال ولادت بسطام ۱۳۸ھ وفات ۲۶۱ھ ان کے دادا سروشان نے مجوسی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا۔ شبلی: ابوبکر شبلی' یہ بھی مشہور صوفی تھے' ولادت بغداد ۲۴۷ھ' وفات ۳۳۴ھ' بغداد ہی میں وفات پائی' مشہور صوفی حضرت جنید بغدادیؒ کے شاگرد تھے۔ بوذر: ابوذر غفاری' حضور نبی کریمؐ کے صحابی اور صاحب فقر تھے' نام جندب بن جنادہ اور ابوذر کنیت' وفات ۳۲ھ۔ طغرل: رکن الدین ابوطالب محمد بن میکائیل' ایران کے سلجوقی خاندان کا پہلا بادشاہ' حکومت اصفہان سے بغداد تک تھی' ولادت ۳۸۵ھ' وفات ۴۵۵ھ۔ سنجر: احمد' لقب ناصر الدین اور کنیت ابوالحارث یہ بھی سلجوقی خاندان کا بادشاہ تھا ولادت ۴۷۹ھ' وفات ۵۵۲ھ۔ سلیمانی: مراد خداپسند بادشاہت۔ یکی: ایک' توحید' واحد۔ بزی: زندگی بسر کر۔

ترجمہ وتشریح:...... زندگی سانسوں کے بار بار آنے کا نام نہیں ہے۔ اس کی اصل تو ''حی وقیوم'' سے ہے۔

☆...... اس ذات حق سے قرب پیدا کرنا جس کا فرمان ہے کہ ''اے بندے میں تیرے قریب ہوں'' ہمیشہ کی زندگی' حیات جاوید پانا ہے۔

☆...... ایک فرد توحید لاہوتی ہو جاتا ہے جب کہ توحید پر ایمان کے باعث ایک قوم جبروتی ہو جاتی ہے (تسلط حاصل کر لیتی ہے) مراد

آدمی اپنے اندر خدائی صفات پیدا کر کے ان صفات کا مظہر بنتا ہے۔ اسی کے سبب ایک قوم غالب و حکمران بن جاتی ہے۔

☆...... اسی (اللہ تعالیٰ کے قرب سے) بایزید اور شبلی اور ابوذر غفاری جیسے صوفیا کرام پیدا ہوئے۔ قوموں کے لئے طغرل اور سنجر جیسے حکمران اسی ایمان کی وجہ سے وجود میں آئے۔

☆...... تجلی کے بغیر آدم کو ثبات ابقا نہیں ہے۔ اور ہمارا (خدا کا) جلوہ ہی فرد اور قوم کو زندگی بخشتا ہے۔

☆...... دونوں (فرد اور ملت) توحید ہی سے کامل ہوتا پاتے ہیں۔ اسی (ملت) کے لئے زندگی جلال اور اس (فرد) کے لئے جمال ہے۔

☆...... یہ (جلال) خدا پسند بادشاہت ہے جب کہ وہ (جمال) خدا پسند فقر ہے۔ وہ سراسر فقر ہے اور یہ سلطانی ہے۔ (''سلیمانی'' اشارہ ہے حضرت سلیمانؑ کی طرف جو پیغمبر بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ ''سلمانی'' اشارہ ہے حضرت سلمان فارسی کی طرف جو حضور اکرمؐ کے درویش صحابی تھے۔

☆...... وہ (فرد) ایک کو دیکھتا ہے، توحید پر ایمان رکھتا ہے) تو یہ اس کی بنا پر ایک متفق و متحدہ قوم بن جاتی ہے۔ دنیا میں تو توحید پر ایمان رکھنے والوں کے ساتھ محبت رکھ اور اس متحدہ قوم کے ساتھ زندگی بسر کر جو ہر طرح کے نسب و نسل، زبان و وطن وغیرہ کے اختلاف کے باوجود ایک ہی قوم ہے۔

چیست ملت اے کہ گوئی لا الہ ؟	با ہزاراں چشم بودن یک نگہ !
اہل حق راجحت و دعویٰ یکے است	''خیمہ ہائے ماجدا دلہا یکے است''
ذرہ ہا ازیک نگاہی آفتاب	یک نگہ شوتا شود حق بے حجاب !
یک نگاہی را بچشم کم مبیں	از تجلی ہائے توحید است ایں !
ملتے چوں می شود توحید مست	قوت و جبروت می آید بدست !

معانی :...... لا الہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بودن: ہونا۔ حجت: دلیل۔ دعویٰ: مقدمہ۔ شو: ہو جا۔ ''خیمہ ہائے ما......'': ہمارے خیمے جدا جدا (الگ الگ) ہیں اور دل ایک ہیں (عربی ضرب المثل) بچشم کم: حقارت کی نظر سے۔ مبیں: مت دیکھ۔ جبروت: عظمت و دبدبہ۔

ترجمہ وتشریح :...... اے (کلمہ گو مسلمان) ''لا الہ'' کہنے والے، کیا تو جانتا ہے کہ ملت کیا ہے۔ یہ ہزاروں آنکھوں کے ساتھ ایک ہی نگاہ کا پیدا ہونا ہے۔

☆...... اہل حق کی دلیل اور دعویٰ ایک ہے۔ ہمارے خیمے الگ الگ ہیں لیکن دل ایک ہے۔ (دل اکٹھے ہیں) (دوسرا مصرع ایک عربی ضرب المثل کا ترجمہ ہے)۔

☆...... ایک نگاہ ہونے کے سبب ذرے آفتاب بن جاتے ہیں۔ تو بھی ''یک نگاہ'' ہو جا تا کہ حق تعالیٰ کو بے حجاب دیکھ سکے۔

☆...... تو ''یک نگاہی کو حقارت کی نظر نہ دیکھ۔ یہ بھی توحید کی تجلیوں میں سے ایک تجلی ہے۔

☆...... جب کوئی ملت توحید میں مست ہو جاتی ہے تو وہ قوت و جبروت کی مالک بن جاتی ہے۔

روح ملت را وجود از انجمن	روح ملت نیست محتاج بدن !
تا وجودش را نمود از صحبت است	مردز چوں شیرازہ صحبت شکست !
مردہ ؟ ازیک نگاہی زندہ شو	بگور از بے مرکزی پایندہ شو

وحدت افکار و کردار آفریں تاشوی اندر جہاں صاحب نگیں !

معانی:...... انجمن: مجلس، محفل۔ شیرازہ: ایک جگہ سلا ہوا۔ صاحب نگیں: حکمران۔

ترجمہ وتشریح:...... ملت کی روح کا وجود انجمن سے ہے۔ ملت کی روح بدن کی محتاج نہیں ہے۔

☆...... چونکہ اس کے وجود کی نمود (ظہور صحبت (باہمی مل بیٹھنا) سے ربط باہم ہے۔ اس لئے جب اس (ملت) کی صحبت کا شیرازہ بکھر گیا تو وہ قوم مر جاتی ہے۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

☆...... کیا تو مردہ ہے؟ اگر ایسا ہے تو یک نگاہی سے زندہ ہو جا۔ بے مرکزی سے گذر جا اور صاحب بقا بن جا (یا بندگی پا لے)۔

☆...... افکار اور کردار کی وحدت پیدا کرتا کہ تو دنیا میں حکمران بن جائے۔ اس سلسلے میں علامہ کی نظم "مرد مسلمان (ضرب کلیم) بھی ملاحظہ ہو جس کا مطلع ہے۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

زندہ رود

من کیم ؟ تو کیستی ؟ عالم کجاست درمیان ما وتو دوری چراست ؟

من چرا در بند تقدیرم بگوے تو نمیری من چرا میرم بگوے !

معانی:...... من کیم: میں کون ہوں۔ تو کیستی: تو کون ہے۔ چراست: کیوں یا کس لئے ہے۔ تو نمیری: تو نہیں مرتا۔ میرم: میں مروں۔

ترجمہ وتشریح:...... میں کون ہوں، تو کون ہے؟ میرے اور آپ کے درمیان دوری کس لئے ہے؟ (کیوں ہے)۔

☆...... فرمایئے کہ میں تقدیر کی زنجیر میں کیوں قید ہوں۔ تو تو مرتا نہیں لیکن میں کیوں مرتا ہوں؟ اس سلسلے میں کچھ فرمایئے۔

ندائے جمال

بودہ اندر جہان چار سو ہر کہ گنجد اندر و میرد درو

زندگی خواہی خودی را پیش کن چار سو را غرق اندر خویش کن

باز بینی من کیم تو کیستی ! درجہاں چوں مردی و چوں زیستی !

معانی:...... بودہ ای: تو رہا ہے۔ گنجد: سماتا ہے، گم رہتا ہے۔ میرد: مرجاتا ہے۔ درو: اس میں۔ چوں مردی: تو کیسے مرا۔ چوں زیستی: تو کیسے زندہ رہا۔

ترجمہ وتشریح:...... تو اس چار طرفوں والی دنیا میں رہا ہے۔ جو کوئی اس میں گم ہو (سما) جاتا ہے، وہ اس میں مرجاتا ہے۔ بقول علامہ:

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

☆...... اگر تو زندگی (حیات جاوید) چاہتا ہے تو خودی اختیار کر اور اس جہان چار سو (دنیا) کو اپنے اندر غرق کر لے۔

☆...... (جب تجھے معرفت حاصل ہو جائے گی پھر تو دیکھ لے گا، کہ میں کون ہوں اور تو کون ہے اور تو آگاہ ہو جائے گا کہ تو دنیا میں کیسے مرا اور کس طرح زندہ رہا، کس طرح زندگی بسر کی (زندگی اور موت کی حقیقت کیا ہے؟)

زندہ رود

پوزش ایں مرد ناداں در پذیر | پردہ را از چہرہ تقدیر گیر
انقلاب روس و الماں دیدہ ام | شور در جان مسلماں دیدہ ام
دیدہ ام تدبیر ہاے غرب و شرق | وانما تقدیر ہاے غرب و شوق

معانی:...... پوزش: معافی، معذرت، عذر۔ در پذیر: قبول فرما۔ گیر: اٹھا، ہٹا۔ الماں: جرمنی۔ وانما: ظاہر فرما۔

ترجمہ وتشریح:...... اس (مجھ) مرد ناداں کی معذرت قبول کر اور تقدیر کے چہرے سے پردہ اٹھا دے کہ تقدیر کیا ہے؟۔

☆...... میں نے روس اور جرمنی کا انقلاب دیکھا ہے۔ میں نے مسلمان کی جان میں بھی شور دیکھا ہے۔

☆...... میں نے مغرب و مشرق کی تدابیر بھی دیکھی ہیں۔ مجھ پر مغرب و مشرق کی تقدیر بھی ظاہر فرمایئے۔ (کہ انہیں کیا پیش آنے والا ہے)۔

افتادن تجلی جلال

ناگہاں دیدم جہان خویش را | آں زمین و آسمان خویش را
غرق در نور شفق گوں دیدمش | سرخ مانند طبر خوں دیدمش !
زاں تجلی ہا کہ در جانم شکست | چوں کلیم اللہ فتادم جلوہ مست !
نور او ہر پردگی را وا نمود | تاب گفتار از زبان من ربود !
از ضمیر عالم بے چند و چوں | یک نواے سوزناک آمد بروں !

معانی:...... (حق تعالیٰ کے جلال کی تجلی کا گرنا) ...... ناگہاں: اچانک۔ نورِ شفق گوں: شفق کی روشنی جیسا نور، سرخ نور۔ دیدمش: میں نے اسے دیکھا۔ طبر خوں: سرخ رنگ کی لکڑی، اردو میں مجیٹھ کہتے ہیں۔ کلیم اللہ: حضرت موسیٰ کلیم اللہ جو کوہ طور پر خدا کے جلوہ سے بیہوش ہو گئے تھے۔ ربود: چھین لی۔ تاب: طاقت۔ عالم بے چند و چوں: عالم لامکاں۔

ترجمہ وتشریح:...... اچانک میں نے اپنے جہان کو دیکھا۔ اپنے اس جہان کے زمین و آسمان کو دیکھا۔

☆...... میں نے اسے شفق گوں نور میں غرق (شفق کی مانند سرخ خون میں نہائے ہوئے) دیکھا۔ اسے طبر خوں (عناب) کی مانند سرخ دیکھا۔

☆...... ان تجلیوں کے سبب جو میری جان پر گریں، میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی طرح جلوہ مست ہو گیا (بے ہوش ہو گیا)۔

☆...... اس تجلی کے نور نے ہر پوشیدہ چیز کو ظاہر کر دیا اور میری زبان سے بولنے کی قوت بھی چھین لی۔

☆...... عالم لامکاں کے ضمیر سے ایک پر سوز آواز سنائی دی (جو کہہ رہی تھی کہ)۔

"بگذار از خاور و افسونی افرنگ مشو | کہ نیرزد بجوے ایں ہمہ دیرینہ ونو

آں نگینے کہ تو با اہرمناں باختہ ہم بجبریل امینے نتواں کرد گرد!
زندگی انجمن ار آونگہدار خود است اے کہ در قافلہ بے ہمہ شو باہمہ رو!
تو فرو زندہ تر از مہر منیر آمدہ آنچناں زی کہ بہر ذرہ رسانی پر تو!
چوں پرکاہ کہ در رہگزر باد فتاد رفت اسکندرو داراو قباد و خسرو!
از تنک جامی تو میکدہ رسوا گردید شیشہ گیر و حکیمانہ بیاشام و بزو''!

معانی:...... افسونی: مسحور،جس پر جادو کا اثر ہو۔ اہرمناں: جمع اہرمن، شیطان۔ باختہ ای: تو نے ہار دیا ہے۔ رو: چل۔ فروزندہ تر: زیادہ روشن۔ مہر منیر: روشن سورج۔ پرتو: روشنی، دھوپ۔ اسکندر: یونان کا سکندر اعظم۔ داراو قباد و خسرو: تینوں قبل از اسلام ایران کے بادشاہ تھے۔ تنک جامی: کم ظرفی۔ بیاشام: پی جا۔ حکیمانہ: داناؤں کی طرح، عقلمندوں کی طرح۔

ترجمہ وتشریح:...... تو مشرق سے گزر جا اور افرنگ (اہل مغرب) سے مسحور نہ ہو، کہ یہ قدیم وجدید (پرانا اور نیا) دو جو کی بھی قیمت نہیں پاتا۔

☆...... وہ نگینہ جو تو نے شیطانوں کے پاس ہار دیا ہے، وہ تو جبرئیل امین کے پاس بھی گروی نہیں رکھا جا سکتا۔

☆...... زندگی انجمن آراستہ کرنے والی اور آپ اپنی محافظ بھی ہے۔اے کہ تو قافلے میں ہے، تو سب سے بے نیاز رہ اور سب کے ساتھ چل (شمع محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق)۔

☆...... تو روشن سورج سے بھی زیادہ روشن ہے۔تو اس طرح کی زندگی بسر کر کہ تو ہر ذرے کو اپنی روشنی پہنچاتا رہے (ہر ذرہ تک اپنا پرتو پہنچائے)۔

☆...... (بڑے بڑے بادشاہ جیسے) یونان کا سکندر اور ایران کے دارا اور قباد (کیقباد) اور خسرو اس دنیا سے اس طرح چلے گئے جس طرح خشک گھاس کا تنکا ہوا کی راہ میں پڑا ہو (ہوا اسے اڑا کر لے جاتی ہے)۔

☆...... تیری تنک جامی (کم ظرفی) کے باعث میکدہ رسوا ہو گیا ہے تو پیالہ اٹھا اور ہوش مندوں کی طرح پی جا اور رخصت ہو جا۔

خطاب بہ جاوید

(سخنے بہ نژادِ نو)

این سخن آراستن بے حاصل است — بر نیاید آنچہ در قعر دل است!
گرچہ من صد نکتہ گفتم بے حجاب — نکتہ دارم کہ ناید در کتاب!
گر بگویم می شود پیچیدہ تر — حرف و صوت اور اکند پوشیدہ تر
سوز اورا از نگاہ من بگیر — یاز آہ صبح گاہ من بگیر!

معانی :...... (نژادِنو: نئی نسل۔ جاوید: علامہ اقبال کا بیٹا، مراد قوم کا ہر نوجوان)...... آراستن: سجانا۔ بے حاصل: بے نتیجہ۔ بر نیاید: باہر نہیں آتا، نہیں آسکتا۔ قعر: گہرائی۔ حرف وصوت: حرف اور صدا۔ بگیر: حاصل کر۔

ترجمہ وتشریح :...... یہ جو میں گفتگو کی محفل آراستہ کر رہا ہوں اس سے کچھ حاصل نہیں جو کچھ دل کی گہرائی میں ہے اس کا باہر آنا ممکن نہیں۔

☆...... اگرچہ میں سینکڑوں نکتے واضح طور پر بیان کر چکا ہوں مگر میرے ذہن میں ایک اور نکتہ ہے جو لکھنے میں نہیں آسکتا (جو کتاب میں نہیں سماتا)۔

☆...... اگر میں وہ بیان کرتا ہوں تو وہ اور بھی پیچیدہ ہو جائے گا، اس لئے کہ میرے الفاظ اور آواز اسے پہلے سے بھی زیادہ پوشیدہ کر دیں گے (چھپا دیں گے)۔

☆...... تو اس کا سوز میری نگاہ سے حاصل کر یا پھر میری صبح کے وقت کی آہ سے حاصل کر۔

دوسرا بند

مادرت درس نخستیں باتو داد — غنچہ تو از نسیم او کشاد!
از نسیم او ترا این رنگ و بوست — اے متاع ما بہاے تو ازوست
دلوت جاوید ازو اندوختی — از لب او لا الہ آموختی
اے پسر! ذوق نگہ ازمن بگیر — سوختن در لا الہ ازمن بگیر!
لا الہ گوئی؟ بگواز روے جاں — تاز اندام تو آید بوے جاں!
مہر و مہ گردد زسوز لا الہ — دیدہ ام این سوز رادہ کوہ و کہ!
این دو حرف لا الہ گفتار نیست — لا الہ جز تیغ بے زنہار نیست!
زیستان باسوز او قہاری است — لا الہ ضرب است وضرب کاری است!

معانی :...... مادرت: تیری ماں۔ درسِ نخستیں: پہلا سبق۔ بہاے تو: تیری قیمت۔ اندوختی: تو نے حاصل کی۔

آموختی: تونے سیکھا۔ سوختن: جلنا۔ کہ: کاہ، گھاس کا تنکا۔ اندام: جسم۔ مہر وماہ: سورج اور چاند۔ تیغ بے زنہار: جس تلوار سے بچا نہ سکے۔ زیستن: جینا۔

ترجمہ وتشریح: ...... (لا الٰہ کا) پہلا سبق تجھے تیری والدہ نے دیا اور اس کی باد نسیم سے تیری کلی کھل گئی۔

☆...... اس کی نسیم ہی سے تجھ میں یہ رنگ و بو ہے۔ اے ہماری متاع (سامان) تیری قیمت اسی سے ہے۔ (تیری قیمت تیری ماں کی وجہ سے ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب جاوید ابھی لڑکا تھا)۔

☆...... تونے (دین وایمان کی) ہمیشہ رہنے والی دولت اسی سے حاصل (جمع) کی ہے اور اس کے ہونٹوں سے تونے لا الٰہ کہنا سیکھا ہے۔

☆...... اے بیٹے! اب تو مجھ سے ذوق نگاہ سیکھ اور لا الٰہ میں جلنا مجھ سے سیکھ۔

☆...... کیا تو "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہتا ہے؟ اگر کہتا ہے تو روح میں ڈوب کر کہہ تا کہ تیرے جسم سے جان (روح) کی خوشبو آئے۔

☆...... سورج اور چاند گردش (لا الٰہ کے سوز سے ہے)۔ میں نے یہ سوز پہاڑ اور تنکے میں (ہر چھوٹی بڑی شے میں) دیکھا ہے۔

☆...... لا الٰہ کے یہ دو الفاظ محض گفتار / قال نہیں، بلکہ یہ لا الٰہ ایک بے زنہار تلوار کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

☆...... اس (لا الٰہ) کے سوز کے ساتھ یا اس کے سوز میں جینا قہاری ہے۔ لا الٰہ ایک ضرب ہے اور کاری ضرب ہے۔

تیسرا بند

مومن و پیش کساں بستن نطاق ! — مومن و غداری و فقر و نفاق !

با پشیزے دین و ملت را فروخت — ہم متاع خانہ و ہم خانہ سوخت !

لا الٰہ اندر نمازش بود و نیست — نازہا اندر نیازش بود و نیست !

نور در صوم و صلوات او نماند — جلوہ در کائنات او نماند !

آنکہ بود اللہ اور اساز و برگ — فتنہ او حب مال و ترس مرگ !

رفت از واں مستی و ذوق و سرور — دین او اندر کتاب و او بگور !

صحبتش باعصر حاضر در گرفت — حرف دیں را از دو 'پیغمبر' گرفت

آں ز ایراں بود وایں ہندی نژاد — آں ز حج بیگانہ وایں از جہاد !

تا جہادا و حج نماند از و اجبات — رفت جاں از پیکر صوم و صلوات

روح چوں رفت از صلوات و از صیام — فرد ناہموار و ملت بے نظام !

سینہ ہا از گرمی قرآں تہی — از چنیں مرداں چہ امید بہی !

از خودی مرد مسلماں در گزشت — اے خضر دستے کہ آب از سر گزشت !

معانی: ...... بستن نطاق: غلامی کا کپڑا کمر پر باندھنا۔ پشیزے: ایک کوڑی، دمڑی، بالکل معمولی قیمت۔ ساز و برگ: ساز و سامان۔ دو پیغمبر: دو شخص جنھوں نے پیغمبر ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا، ایک ایران سے جس کا نام میرزا حسین علی بہاء اللہ تھا، ۱۸۱۷ء میں نور (ایران) کے مقام پر پیدا ہوا، اس نے حج اور تمام شریعتِ محمدی منسوخ کر دیں۔ اس کے پیروکار بہائی کہلاتے ہیں، دوسرا جھوٹا

پیغمبر برصغیر کے شہر قادیاں میں ۱۸۳۸ء میں پیدا ہوا' نام مرزا غلام احمد' اس نے جہاد کو غیر ضروری قرار دیا' قادیاں ہی میں فوت ہوا' اس کے پیروکار مرزائی کہلاتے ہیں۔ واجبات: جمع واجب' ضروری۔ امید بہی: اچھائی کی امید۔ خضر: نام ایک پیغمبر کا' جن کا ٹھکانا پانی میں ہے اور جنہیں حیاتِ جاوید ملی ہوئی ہے۔ دستے: آں مدد۔

ترجمہ وتشریح :...... مومن ہوتے ہوئے غلامی کا کپڑا کمر پر باندھنا، اور مومن ہوتے ہوئے غداری اور غریبی اور نفاق کی زندگی بسر کرنا (مومن کی شان نہیں)۔

☆...... آج کے مسلمان نے دین وملت کو ایک کوڑی کے بدلے بیچ دیا۔ اس نے اپنے گھر کا سامان/اثاثہ اور اپنا گھر بھی جلا دیا۔

☆...... کبھی اس کی نماز میں پہلے توحید کا رنگ تھا، اب نہیں رہا۔ اس کے نیاز میں کبھی ناز تھا مگر اب نہیں رہا۔

☆...... اس کے روزوں اور نمازوں میں نور نہیں اس کی کائنات میں حق کا جلوہ نہیں رہا۔

☆...... وہ مسلمان جس کی زندگی کا ساز وسامان خدا تھا، اب اس کا فتنہ مال کی محبت اور موت کا خوف ہے۔

☆...... اس میں ذوق وسرور کی وہ مستی نہیں رہی۔ اس کا دین بس کتاب/قرآن میں ہے اور خود وہ قبر میں ہے (وہ مر چکا ہے)۔

☆...... وہ جدید دور کی صحبت اختیار کر چکا ہے۔ دین کے الفاظ اس نے دو (نام نہاد) پیغمبروں سے لے لئے ہیں۔

☆...... ایک نام نہاد پیغمبر ایران سے تھا (بہاء اللہ) اور دوسرا ہندی نسل سے تھا (مرزا قادیانی) وہ (ایرانی) حج سے بیگانہ (بے بہرہ) تھا اور یہ جہاد سے۔

☆...... جب حج اور جہاد مسلمانوں کے لئے واجب نہ رہے تو روزوں اور نمازوں کے جسم سے جان بھی نکل گئی (ختم ہو گئی)۔

☆...... جب نماز اور روزے سے روح جاتی رہی تو فرد بے لگام ہو گیا اور ملت میں کوئی تنظیم نہ رہی (انتشار کا شکار ہو گئی)۔

☆...... (آج کے) مسلمانوں کے سینے قرآن کی حرارت سے خالی ہو گئے۔ ایسے لوگوں سے بہتری یا بھلائی کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔

☆...... آج کا مرد مسلمان خودی کو بھول گیا۔ اے خضر ہاتھ پکڑا ئیے یعنی مدد کیجئے کہ پانی سر سے گذر چکا ہے۔

چوتھا بند

سجدہ کزوے زمیں لرزیدہ است   برا مردش مہر و مہ گردیدہ است
سنگ اگر گیرد نشان آں سجود   در ہوا آشفتہ گردد ہم چو دود !
ایں زماں جز سر بزیری ہیچ نیست   اندر و جز ضعف پیری ہیچ نیست !
آں شکوہ ربی الاعلیٰ کجاست   ایں گناہ اوست یا تقصیر ماست ؟
ہر کسے برجادہ خود تندرو   ناقہ ما بے زمام و ہرزہ دو !
صاحب قرآن و بے ذوق طلب   العجب ثم العجب ثم العجب !

معانی:...... لرزیدہ است: کانپ جاتی ہے۔ گردیدہ است: گردش کرتے ہیں۔ آشفتہ گردد: تحلیل، منتشر ہو جائے۔ سر بزیری: سر جھکانے کا عمل۔ ربی الاعلیٰ: میرا رب سب سے بڑا ہے۔ (نماز میں سجدے میں کہا جاتا ہے)۔ تندرو: تیز چلنے والا۔ زمام: نکیل۔ ہرزہ دَو: بیہودہ یا بے مقصد بھاگی اودڑی جا رہی ہے۔ العجب: تعجب ہے' عجب بات ہے۔ ثم: پھر' دوبارہ۔

ترجمہ وتشریح:...... ایسا سجدہ جس سے کبھی زمین کانپا کرتی تھی' جسکی مراد پر (حسب منشا) سورج اور چاند گردش کیا کرتے تھے۔

☆ ...... اگرچہ اس سجدے کا نشان خود پر جما لیتا تھا تو وہ دھوئیں کی طرح معمور تحلیل فضا میں منتشر ہو جایا کرتا تھا۔

☆ ...... آج اس زمانے میں کیے جانے والا سجدہ محض سر جھکانا ہے اور کچھ نہیں۔ اس میں بڑھاپے کی کمزوری کے سوا اور کچھ باقی نہیں ہے۔

☆ ...... وہ (تسبیح) "ربی الاعلیٰ" کی شان و شوکت کہاں رہی؟ یہ اس کا گناہ ہے یا ہمارا قصور ہے۔

☆ ...... ہر کوئی اپنے راستے پر تیزی سے بھاگ رہا ہے۔ ہماری اونٹنی بھی بے لگام ہو کر بلا مقصد دوڑی جا رہی ہے۔

☆ ...... (عجیب بات ہے کہ) مسلمان صاحب قرآن ہوتے ہوئے (قرآن مجید کا حامل) بھی طلب کے ذوق سے محروم ہے یہ تو بڑی عجیب بات ہے (تعجب ہے، دوبارہ تعجب ہے اور سہ بارہ تعجب ہے)۔

پانچواں بند

گر خدا سازد ترا صاحب نظر ... روزگارے را کہ می آید نگر !
عقلہا بے باک و دلہا بے گداز ... چشمہا بے شرم و غرق اندر مجاز !
علم و فن، دین و سیاست، عقل و دل ... زوج زوج اندر طواف آب و گل !
آسیا آں مرز و بوم آفتاب ... غیربیں، از خویشتن اندر حجاب !
قلب او بے واردات نو بنو ... حاصلش راکس نگیرد باد و جو!
روزگارش اندریں دیرینہ دیر ... ساکن و یخ بستہ و بے ذوق سیر !
صید ملایان و نخچیر ملوک ... آہوے اندیشہ اولنگ و لوک !
عقل و دین و دانش و ناموس و ننگ ... بستہ فتراک لردان فرنگ !
تاختم بر عالم افکار او ... بر دریدم پردہ اسرار او !
درمیان سینہ دل خوں کردہ ام ... تا جہانش را دگر گوں کردہ ام

معانی :...... زوج زوج: گروہ در گروہ، سب مل کر۔ آسیا: ایشیا۔ مرز و بوم: مراد طلوع ہونے کی جگہ، سرزمین، وطنِ آفتاب۔ دیرینہ دیر: پرانی دنیا۔ نخچیر: شکار۔ آہو: ہرن۔ لنگ و لوک: لنگڑا اور گھٹنوں کے بل ہاتھ ٹیک کر چلنے والا۔ لُردان: جمع لُرڈ، لارڈ۔ دگرگوں: بدل دینا۔ تاختم: میں نے چڑھائی کی۔ بر دریدم: میں نے پھاڑ ڈالا، راز افشاں کر دیے۔

ترجمہ وتشریح:...... (بیٹے!) اگر خدا تجھے صاحب نظر (بصیرت) بنا دے تو آنے والے زمانے کو دیکھنا یعنی غور کرنا۔

☆ ...... اس دور کے لوگوں کی عقلیں بے خوف ہوں گی اور ان کے دل گداز سے خالی ہوں گے۔ ان کی آنکھوں میں شرم نہ ہو گی اور وہ حسن مجاز میں غرق (ڈوبے) ہوں گے۔

☆ ...... کیا علم و فن، کیا دین و سیاست اور کیا عقل و دل، سبھی مادیات کے طواف میں گروہ در گروہ لگے ہوئے ہیں یا لگے ہوں گے۔

☆ ...... ایشیا جو سورج کی مرز و بوم (سرزمین) ہے، وہ سراسر غیر کی طرف متوجہ ہے اور خود سے پردے میں ہے (دوسروں پر فریفتہ اور خود فراموش ہے) (اپنے آپ سے چھپا ہوا ہے)۔

☆ ...... اس کا دل نئی نئی واردات سے خالی ہے۔ اس کی فکر کو کوئی دو جو (انتہائی معمولی قیمت) کے بدلے بھی نہیں لیتا۔

☆...... اس پرانی دنیا میں اس کی زندگی ساکن اور یخ بستہ ہے اور ذوق سیر کے بغیر ہے۔(زمانہ جامد سرد اور حرکت کے بغیر ہے)۔
☆...... وہ نام نہاد ملاؤں کا اور بادشاہوں یعنی جاگیرداروں اور نوابوں کا شکار ہو چکا ہے اس کی فکر کا ہرن لنگڑا لولا ہے۔
☆...... اس کی عقل اور اس کا دین، اس کی دانش اور اس کا ناموس و ننگ، سب فرنگیوں کے شکار بند کی طرح بندھے ہوئے ہیں۔
☆...... میں نے اس (مشرق) کے افکار (کی دنیا) پر حملہ کیا اور اسکے رازوں کا پردہ پھاڑ کے رکھ دیا۔(اس براعظم کے راز افشاء کر دیئے)۔
☆...... میں نے اپنے سینے میں دل کو خون کر لیا ہے، تب کہیں جا کر میں نے اس کی دنیا بدل دی ہے۔

چھٹا بند

من بطبع عصر خود گفتم دو حرف — کردہ ام بحرین را اندر دو ظرف!
حرف پیچا پیچ و حرف نیش دار — تا کنم عقل و دل مرداں شکار!
حرف تہ دارے بانداز فرنگ — نالہ مستانہ از تار چنگ!
اصل ایں از ذکر و اصل آں زفکر — اے تو بادا وارث ایں فکر و ذکر!
آبجویم از دو بحر اصل من است — فصل من فصل ست وہم وصل من است!
تا مزاج عصر من دیگر فتاد — طبع من ہنگامہ دیگر نہاد!

معانی:...... بحرین: دو سمندر۔ ظرف: برتن۔ حرف پیچا پیچ: گنجلک پیچیدہ باتیں۔ نیش دار: چبھنے والی۔ تو بادا: خدا کرے تو بن جائے۔ فصل: جدائی۔ نہاد: برپا کیا۔ فتاد: بدلنا۔

ترجمہ وتشریح...... میں نے اپنے دور کی طبیعت کی دو باتیں کی ہیں اور میں نے دو سمندروں کو (میں نے دو کوزوں) میں ڈال لیا ہے۔(بند کر دیا ہے)۔
☆...... یہ باتیں پیچ در پیچ، گنلک اور نیش دار (واشگاف) ہیں تا کہ مردوں کی عقل اور ان کے دلوں کو شکار کر سکوں۔
☆...... میں نے فرنگیوں کے انداز میں تہ دار باتیں کی ہیں اور اپنے رباب کے تاروں سے مستانہ نالے بھی پیدا کیے ہیں۔
☆...... اس (عشق) کی اصل ذکر ہے اور اس (عقل) کی اصل فکر ہے۔اللہ کرے کہ تو ان دونوں فکر و ذکر کی میراثوں کا وارث بنے۔
☆...... میں ایک ندی ہوں۔میری اصل (منبع) ان دو سمندروں (عقل و عشق) سے ہے۔میری جدائی، میری جدائی بھی ہے اور میرا وصل بھی ہے۔
☆...... جب سے میرے زمانے کا مزاج کچھ اور ڈھنگ کا بنا (مزاج بدلا ہے) میری طبیعت نے بھی ایک اور طرح کا ہنگامہ پیدا کیا ہے (نیا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے)۔

ساتواں بند

نوجواناں تشنہ لب، خالی ایاغ — شستہ رو، تاریک جاں، روشن دماغ!
کم نگاہ و بے یقین و ناامید — چشم شاں اندر جہاں چیزے ندید!
ناکساں منکر ز خود مومن بغیر — خشت بند از خاک شاں معمار دیر!

مکتب از مقصود خویش آگاہ نیست — تا بجذب اندرونش راہ نیست !
نور فطرت راز جانہا پاک شست — یک گل رعناز شاخ او نرست !
خشت را معمار ما کج می نہد — خوے بط با بچہ شاہیں دہد !
علم تا سوزے نگیرد از حیات — دل نگیرد لذتے از واردات !
علم جز شرح مقامات تو نیست — علم جز تفسیر آیات تو نیست !
سوختن می باید اندر نارحس — تا بدانی نقرہ خود راز مس !

علم حق اول حواس، آخر حضور
آخر اوی نگنجد درشعور !

ترجمہ وتشریح:...... ہمارے نوجوان پیاسے ہیں اور خالی پیالوں والے ہیں۔ان کے چہرے تو دھلے دھلائے یعنی چمک دار ہیں لیکن ان کی جانیں تاریک اور ان کے دماغ روشن ہیں۔(بنے ٹھنے، تاریک روح والے اور روشن خیال ہیں)۔

☆...... یہ (نوجوان) کم نگاہ، یقین کی دولت سے محروم اور نا امیدی کا شکار ہیں (بے بصیرت، بے یقین اور نا امید ہیں)۔ان کی آنکھوں نے جہان کے اندر کوئی چیز نہیں دیکھی ہے۔(دنیا میں کچھ نہیں دیکھا)۔

☆...... یہ نوجوان ناکس (بے شخصیت) ہیں، اپنی ہستی کے تو منکر ہیں لیکن دوسروں کی ہستی پر ایمان لانے والے ہیں۔اسی لئے بت کدے کا معمار ان کی مٹی سے اینٹیں بناتا ہے۔

☆...... مدرسہ اپنے مقصد سے آگاہ نہیں ہے، اسی لئے اس (نوجوان) کے اندر کے جذبے تک راہ نہیں ہے۔(اس کی رسائی جذب اندرون تک نہیں)۔

☆...... اہل مکتب نے ان نوجوانوں کی جانوں سے فطری نور کو بالکل دھو دیا ہے جس کی وجہ سے اس مدرسہ کی شاخ سے ایک بھی خوبصورت پھول نہیں کھلا (پھوٹا)۔

☆...... ہمارا معمار (استاد) اینٹ کو ٹیڑھا رکھتا ہے۔وہ (استاد) شاہیں بچوں کو بطخ کی عادت ڈال رہا ہے۔

☆...... علم جب تک زندگی سے سوز (تپش) حاصل نہیں کرتا اس وقت تک دل واردات کی لذت سے آشنا نہیں ہوتا۔

☆...... علم تیرے مقامات کی شرح کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور علم تیری آیات کی تفسیر کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

☆...... پہلے احساس کی آگ میں جلنا چاہیے تا کہ تو اپنی چاندی کو تانبے سے ممتاز کر سکے۔

☆...... علم حق پہلے حواس ہے پھر حضور۔(یہ آخری مرحلہ حضور شعور میں نہیں سماتا)۔

آٹھواں بند

صد کتاب آموزی از اہل ہنر — خوشتر آں درسے کہ گیری از نظر
ہر کسے زاں مے کہ ریزد از نظر — مست میگردد باندازِ دگر !
ازدم باد سحر میرد چراغ — لالہ زاں باد سحرے در ایاغ !
کم خور و کم خواب و کم گفتار باش — گرد خود گردندہ چوں پرکار باش !

منکر حق نزد ملا کافر است — منکر خود نزد من کافر تر است !
آں بانکار وجود آمد 'عجول' — ایں عجول' وہم 'ظلوم' و ہم 'جہول' !
شیوه اخلاص رامحکم بگیر — پاک شواز خوف سلطان و امیر
عدل در قہر و رضا از کف مده — قصد در فقر و غنا از کف مده
حکم دشوار است ؟ تاویلے مجو — جز بقلب خویش قندیلے مجو
حفظ جاں ہا ذکر و فکر بے حساب — حفظ تن ہا ضبط نفس اندر شباب
حاکمی در عالم بالا و پست — جز بحفظ جان و تن ناید بدست
لذت سیر است مقصود سفر — گرنگہ بر آشیاں داری مپر
ماه گردد تاشور صاحب مقام — سیر آدم را مقام آمد حرام !
زندگی جز لذت پرواز نیست — آشیاں بافطرت اوساز نیست !
رزق زاغ وکرگس اندر خاک گور — رزق بازاں در سواد ماه و ہور

ترجمہ وتشریح:...... وہ (منکرِ حق) تو وجودِ مطلق / خدا کے وجود سے انکار کے باعث جلد باز ہے اور یہ (اپنا منکر) عجول (جلد باز) بھی ہے۔ اور ظالم و جاہل بھی ہے۔

☆...... تو اخلاص کے طریقے کو مضبوطی سے پکڑ (اختیار کر) اور سلطان و امیر کے خوف سے دور رہ۔

☆...... غصے میں ہو یا خوشنودی (خوشی) میں ہو، دونوں حالتوں میں تو عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دو۔ اور فقر و غنا (غریبی اور امیری) میں میانہ روی (اعتدال) کو نہ چھوڑ۔

☆...... اگر خدا کا کوئی حکم مشکل ہو تو اس کی تاویل نہ ڈھونڈ۔ اپنے دل کے سوا کہیں اور سے چراغ تلاش نہ کر۔

☆...... جانوں (روح) کی حفاظت بے حساب ذکر و فکر سے ہے۔ ذاتِ حق کے کثرت سے ذکر کرنے میں اور جسموں (بدن) کی حفاظت جوانی میں اپنے نفس پر قابو پانے سے ہے۔

☆...... دنیا اور آخرت کے جہانوں میں سربلندی و سرداری جان اور جسم دونوں کی حفاظت کے بغیر ہاتھ نہیں آتی۔

☆...... سفر کا مقصد سیر سے لذت حاصل کرنا ہے۔ اگر تیری نگاہ آشیانے پر ہے تو پھر تو مت اُڑ۔ (سفر نہ کر)۔

☆...... چاند اس لئے گردش کرتا ہے تاکہ وہ صاحب مقام (بدر) بن جائے۔ جبکہ آدمی کی سیر کے لئے مقام / پڑاؤ حرام ہے۔ (مسلسل حرکت میں رہنا ضروری ہے)۔

☆...... زندگی پرواز کی لذت کے سوا اور کچھ نہیں۔ آشیانہ اس کی فطرت کے لئے سازگار نہیں ہے۔

☆...... کوے اور گدھ کا رزق قبر کی مٹی میں ہے جبکہ بازوں کا رزق چاند اور سورج کے نواح میں ہے۔ (گدھ وغیرہ مردار کا گوشت کھاتے ہیں اور باز بلند فضاؤں میں اُڑتا ہے۔ بلندی پروازی یا جدوجہد ہی سے زندگی کا صحیح مقام حاصل ہوتا ہے)۔

نواں بند

سرِ دیں صدقِ مقال، اکلِ حلال — خلوت و جلوت تماشائے جمال!
در رہِ دیں سخت چوں الماس زی — دل بحق بربند و بے وسواس زی!
سرے از اسرارِ دیں برگویمت — داستانے از مظفر گویمت
اندر اخلاصِ عمل فرد فرید — پادشاہے بامقامِ بایزید
پیشِ او اسپے چو فرزندانِ عزیز — سخت کش چوں صاحبِ خود در ستیز
سبزہ رنگے از نجیبانِ عرب — باوفا، بے عیب، پاک اندر نسب
مردِ مومن را عزیز اے نکتہ رس — چیست جز قرآن و شمشیر و فرس؟
من چہ گویم وصفِ آں خیر الجیاد — کوہ و روئے آبہا رفتے چو باد
روزِ ہیجا از نظر آمادہ تر — تند بادے طائفِ کوہ و کمر!
در تگ او فتنہ ہائے رستخیز — سنگ از ضربِ سمِ اور ریز ریز
روزے آں حیواں چو انساں ارجمند — گشت از دردِ شکم زار و نژند
کرد بیطارے علاجش از شراب — اسپِ شہ راوار ماند از پیچ و تاب
شاہِ حق بیں دیگر آں یکراں نخواست — شرعِ تقویٰ از طریقِ ماجد است
اے ترا بخشد خدا قلب و جگر — طاعتِ مردِ مسلمانے نگر!

ترجمہ وتشریح :...... دین کا راز سچ بولنے اور حلال روزی میں ہے۔ خلوت ہو یا جلوت دونوں حالتوں میں اس ذاتِ حق کے جمال کا نظارہ کرنے میں ہے۔

☆...... دین کے راستے میں تو ہیرے کی طرح سخت رہ، (بے خوف رہ) کر۔ دل حق اللہ تعالیٰ سے لگا اور ہر قسم کے وسوسہ سے آزاد ہو جا۔

☆...... میں تجھے دین کے رازوں میں سے ایک راز بتاتا ہوں، میں سلطان مظفر کی داستان سناتا ہوں۔

☆...... وہ عمل کے اخلاص اخلوص میں ایک بے مثل (منفرد) آدمی تھا۔

☆...... اسکے پاس ایک گھوڑا تھا جسے وہ اپنے بیٹوں کی طرح عزیز رکھتا تھا۔ یہ گھوڑا، جنگ کے موقع پر، اپنے مالک کی طرح سخت کوش رہتا تھا۔

☆...... وہ اعلیٰ عربی نسل کا سبز رنگ کا گھوڑا تھا وہ باوفا، بے عیب اور نسب میں پاک تھا۔

☆...... اے نکتہ کو پا جانے والے عزیز! مردِ مومن کے لئے قرآن اور تلوار اور گھوڑے کے سوا ہوتا بھی کیا ہے (اور کوئی چیز محبوب نہیں)۔

☆...... میں اس بہر طور اصیل گھوڑے کی کیا تعریف کروں۔ وہ پہاڑوں پر سے اور دریاؤں کے پانی پر سے ہوا کی طرح گذر جاتا تھا۔

☆...... جنگ کے دن وہ نظر سے بھی زیادہ تیز نکلنے والا ہوتا تھا۔ وہ تیز ہوا کی طرح پہاڑوں اور وادیوں کو عبور کر لیتا تھا۔

☆...... اس کی دوڑ میں قیامت کے سے فتنے تھے۔ اس کے سموں کی ضرب سے پتھر ریزہ ریزہ ہو جاتے تھے۔

☆...... ایک دن انسان کا سا ارجمند وہ گھوڑا پیٹ کے درد کے باعث کمزور اور لاچار ہو گیا۔

☆...... ایک معالج حیوانات نے اس کا علاج شراب سے کیا اور بادشاہ کے اس گھوڑے کو درد سے نجات دلا دی۔
☆...... اس حق کی پہچان رکھنے والے بادشاہ نے پھر کبھی اس گھوڑے کو سواری کے لئے نہ منگوایا۔ تقویٰ کا راستہ ہمارے راستے سے الگ (جدا) ہے (گھوڑے نے شراب پی لی تھی سلطان نے اس پر سوار ہونے کو حق پرستی کے خلاف سمجھتے ہوئے پھر کبھی اس پر سواری نہ کی)۔
☆...... اے (نوجوان) خدا تجھے قلب وجگر (دل زندہ اور بصیرت) دے تو ایک مسلمان کی اطاعت خدا دیکھ (ملاحظہ کر)۔ یہ عمل اس کی حق پرستی اور دینداری کی عظیم مثال ہے۔

دسواں بند

دیں سراپا سوختن اندر طلب	انتہایش عشق و آغازش ادب !
آبروے گل زرنگ و بوے اوست	بے ادب بے رنگ و بو، بے آبروست !
نوجوانے راچو بینم بے ادب	روز من تاریک می گردد چوشب
تاب و تب درسینہ افزاید مرا	یاد عہد مصطفیؐ آید مرا !
از زمان خود پشیماں می شوم	در قرون رفتہ پنہاں می شوم !
ستر زن یا زوج یا خاک لحد	ستر مرداں حفظ خویش ازیار بد
حرف بد رابر لب آوردن خطاست	کافر و مومن ہمہ خلق خداست !
آدمیت احترام آدمی	باخبر شواز مقام آدمی !
آدمی از ربط وضبط تن بہ تن	برطریق دوستی گامے بزن !
بندہ عشق از خدا گیرد طریق	می شود کافر و مومن شفیق !
کفرو دیں راگیر در پہنائے دل	دل اگر بگریز داز دل ، وائے دل !
گرچہ دل زندانی آب و گل است	ایں ہمہ آفاق آفاق دل است !

ترجمہ وتشریح:...... دین کیا ہے؟ اللہ کی طلب وجستجو میں خود کو پرسوز بنانا (جلنا) ہے۔ اسکی انتہا عشق اور اسکی ابتدا ادب ہے۔
☆...... پھول کی آبرو اس کے رنگ وبو سے ہے۔ بے ادب بے رنگ وبو اور بے آبرو ہوتا ہے۔
☆...... میں جب کسی نوجوان کو بے ادب دیکھتا ہوں تو میرا دن رات کی طرح تاریک ہو جاتا ہے (بڑا دکھ ہوتا ہے)۔
☆...... میرے سینے میں سوز بڑھ جاتا ہے اور مجھے حضور مصطفیؐ (کے ادب) کا زمانہ یاد آجاتا ہے۔
☆...... میں اپنے زمانے سے پشیمان ہوں، اس لئے میں گذری ہوئی صدیوں میں چھپ جاتا ہوں (چھپا لیتا ہوں)۔
☆...... عورت کا پردہ (محرم) یا اس کا شوہر ہے یا پھر قبر کی مٹی ہے جب کہ مردوں کا پردہ اپنے آپ دوست سے بچانا ہے (بری صحبت سے بچانا ہے)۔
☆...... بری بات کو ہونٹوں پر لانا خطا (گناہ) ہے۔ کافر اور مومن سب خدا کی مخلوق ہیں بقول شاعر۔

با مسلماں اللہ اللہ، با برہمن رام رام

☆...... آدمیت/انسانیت انسان کا احترام تو آدمی کے مقام سے باخبر ہو (آدمی کا مقام پہچان)۔

☆...... آدمی تن بہ تن کے ربطہ سے ہے، تو دوستی کے راستے پر گامزن ہو (قدم بڑھا)۔ مطلب ایک دوسرے سے تعلق قائم کرنا اور اس تعلق کو ضبط کے تحت رکھنا ہی آدمیت ہے۔

☆...... بندہ عشق خدا سے اپنا مسلک (زندگی) لیتا ہے، لہذا وہ کافر اور مومن سب کے ساتھ مشفقانہ رویہ اختیار کرتا ہے۔

☆...... تو کفر اور دین کو دل کی گہرائی میں رکھ۔ اگر ایک دل دوسرے دل سے بھاگتا ہے (گریزاں رہتا ہے) تو ایسا دل لائق افسوس ہے۔

☆...... اگرچہ دل بدن کے قید خانے میں ہے (مادیت کا قیدی ہے) لیکن یہ ساری کائنات دل ہی کی کائنات ہے۔

گیارھواں بند

گرچہ باشی از خداوندان دہ — فقر را از کف مدہ، از کف مدہ

سوز او خوابیدہ درجان تو ہست — ایں کہن مے از نیاگان تو ہست !

در جہاں جز درد دل ساماں مخواہ — نعمت از حق خواہ و از سلطاں مخواہ !

اے بسا مرد حق اندیش و بصیر — می شود از کثرت نعمت ضریر !

کثرت نعمت گداز از دل برد — نازمی آرد نیاز از دل برد !

سالہا اندر جہاں گردیدہ ام — نم بچشم منعماں کم دیدہ ام !

من فدا اے آنکہ درویشانہ زیست — وائے آں کہ از خدا بیگانہ زیست !

ترجمہ وتشریح:......

☆...... اگر تو گاؤں کے مالکوں میں سے کیوں نہ ہو (جاگیردار ہو) پھر بھی فقر کو ہاتھ سے مت دے، مت دے (ہرگز ہاتھ سے نہ چھوڑ)۔

☆...... اس (فقر) کا سوز تیری جان میں سویا ہوا ہے۔ یہ پرانی شراب تیرے اسلاف/بزرگوں کی عطا ہے۔ علامہ نے جاوید سے اردو میں یوں کہا ہے۔

جس گھر کا مگر چراغ ہے تو
ہے اس کا مزاج عارفانہ

☆...... دنیا میں دردِ دل کے سوا اور کسی سامان کی خواہش نہ کر، نعمت (دولت) خدا سے مانگ، بادشاہ یا حاکم وقت سے نہ مانگ۔

☆...... اے کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ حق اندیش اور حق بیں لوگ بھی دولت کی بہتات سے اندھے ہو جاتے ہیں۔

☆...... دولت کی فروانی دل سے لداز (نرمی) لے جاتی (ختم کر دیتی) ہے۔ وہ ناز (فخر وغرور) پیدا کرتی اور نیاز (عجز وانکسار) لے اڑتی ہے (عاجزی جاتی رہتی ہے)۔

☆...... میں مدتوں دنیا میں گھوما پھرا ہوں مگر میں نے دولت مندوں کی آنکھوں میں نمی بہت کم دیکھی ہے یعنی نہیں دیکھی ہے۔

☆...... میں اس (انسان) کے قربان جاؤں جو درویشانہ زندگی بسر کرتا ہے اور افسوس ہے اس پر جو خدا سے بیگانہ ہو کر زندگی گزارے یعنی خدا سے غافل رہتا ہے۔

بارھواں بند

در مسلماناں مجو آں ذوق و شوق — آں یقیں، آں رنگ و بو، آں ذوق وشوق!
عالماں از علم قرآں بے نیاز — صوفیاں درندہ گرگ و مود راز!
گرچہ اندر خانقاہاں ہاے و ہوست — کو جو انمردے کہ صہبا در کدوست!
ہم مسلمانان افرنگی مآب — چشمہ کوثر بجویند از سراب!
بے خبر از سر دین انداین ہمہ — اہل کین اند اہل کین اند ایں ہمہ!
خیر و خوبی بر خواص آمد حرام — دیدہ ام صدق و صفا را در عوام!
اہل دیں را بازداں از اہل کیں — ہم نشین حق بجو با اونشیں؛
کرگساں را رسم و آئیں دیگراست — سطوت پرواز شاہیں دیگر است

ترجمہ وتشریح:......

☆...... تو (آج کے) مسلمانوں میں وہ پہلا سا ذوق وشوق مت تلاش کر۔ وہ یقین، وہ رنگ وبو اور وہ ذوق وشوق نہ تلاش کر۔

☆...... آج کے علماء قرآن کے علم سے بے نیاز (لاپرواہ) ہیں، جب کہ صوفی گویا پھاڑ کھانے والا بھیڑیا بنے ہوئے ہیں اور دراز زلفوں (لمبے بالوں) والے ہیں۔

☆...... اگر چہ ان کی خانقاہوں میں ہائے وہو کا شور ہے مگر ان میں کوئی ایسا جوان مرد نہیں (کہاں ہے) جس کے مٹکے میں شراب (حدت) ہے۔ یعنی کوئی بھی تصوف کی شراب (حقیقی تصوف) سے سرمست نہیں ہے۔

☆...... افرنگی تہذیب وثقافت سے متاثر مسلمان بھی سراب میں سے حوض کوثر تلاش کر رہے ہیں۔ (وہ غیر مسلموں کی پیروی کر رہے ہیں)۔

☆...... یہ سب دین کے بھید راز سے بے خبر ہیں اور یہ سب اہل کیں (باہمی عداوت رکھنے والے) ہیں، اہل کیں (اہل کینہ) ہیں۔

☆...... مسلمانوں کے خواص پر نیکی حرام ہوگئی ان میں سے کسی میں بھی خیر وخوبی نظر نہیں آتی، مگر ان کے عوام میں میں نے صدق وصفا دیکھا ہے۔

☆...... اہل دیں کو اہل کیں سے الگ سمجھ۔ تو کسی ہم نشین حق (خدا کے ساتھ بیٹھنے والا) کو تلاش کر اور اس کی صحبت اختیار کر۔

☆...... گدھوں کا رسم ودستور (طور طریقہ) اور ہے جب کہ شاہیں کی پرواز کی شان وشوکت کچھ اور ہے۔ اردو میں علامہ فرماتے ہیں۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں — کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

تیرھواں بند

مرد حق از آسماں افتد چو برق — ہیزم او شہر و دشت غرب و شرق
ماہنوز اندر ظلام کائنات — او شریک اہتمام کائنات
او کلیمؑ او مسیحؑ و او خلیلؑ — او محمدؐ، او کتاب، او جبرئیل!

آفتاب کائنات اہل دل　　از شعاع او حیات اہل دل
اول اندر نار خود سوزد ترا　　باز سلطانی بیا موزد ترا
ما ہمہ باسوز او صاحب دلیم　　ورنہ نقش باطل آب و گلیم
ترسم ایں عصرے کہ تو زادی دراں　　در بدن غرق است و کم داند زجان!
چوں بدن از قحط جاں ارزاں شود　　مرد حق در خویشتن پنہاں شود!
درنیابد جستجو آں مردرا　　گرچہ بیند رو بروآں مردرا!
تو مگر ذوق طلب از کف مدہ　　گرچہ درکار تو افتد صد گرہ!
گرنیابی صحبت مرد خبیر　　از اب وجد آنچہ من دارم بگیر!
پیر رومی را رفیق راہ ساز　　تاخدا بخشد ترا سوز و گداز
زانکہ رومی مغز را داند ز پوست　　پاے او محکم فتد در کوے دوست!
شرح او کردند و اورا کس ندید　　معنی او چوں غزال ازمارمید
رقص تن از حرف او آموختند　　چشم را از رقص جاں بردوختند!
رقص تن درگردش آرد خاک را　　رقص جاں برہم زند افلاک را!
علم و حکم از رقص جاں آید بدست　　ہم زمیں ہم آسماں آید بدست!
فرد ازوے صاحب جذب کلیم!　　ملت ازوے وارث ملک عظیم!
رقص جاں آموختن کارے بود　　غیر حق را سوختن کارے بود
تاز ناز حرص و غم سوزد جگر　　جاں برقص اندر نیاید اے پسر
ضعف ایمان است و دلگیری است غم　　نوجوانا! نیمہ پیری است غم'!
می شناسی؟ حرص فقر حاضر' است　　من غلام آنکہ برخود قاہر است
اے مرا تسکین جان ناشکیب　　تو اگر از رقص جاں گیری نصیب
سر دین مصطفیٰ گویم ترا　　ہم بقبر اندر دعا گویم ترا!

ترجمہ وتشریح:...... مردحق آسمان سے بجلی کی طرح جھپٹتا ہے۔اس کا ایندھن مغرب ومشرق کے شہر و بیابان ہیں۔

☆...... ہم ابھی تک کائنات کے اندھیروں میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ (مردحق) کائنات کے انتظام میں شریک ہے۔

☆...... وہ (مردحق) ہی کلیم اللہ (موسیٰ) ہے۔مسیحؑ ہے اور خلیلؑ ہے، وہ محمدؐ ہے، وہ کتاب (قرآن مجید) ہے، اور وہی جبرئیل ہے۔

☆...... وہ اہل دل کی کائنات سورج (انبیاء مردان حق کی بہترین مثال ہیں)۔اس کی شعاعوں ہی سے اہل دل کی حیات ہے۔

☆...... وہ (مردحق) پہلے تجھے اپنی آگ میں جلاتا ہے، پھر تجھے بادشاہی کرنا سکھاتا ہے۔

☆...... ہم بھی اس مردحق کے سوز سے صاحب دل بنتے ہیں، ورنہ ہم آب وگل (مادے) کے باطل نقش ہوتے۔

☆...... میں اس زمانے سے، جس میں تو پیدا ہوا ہے، ڈرتا ہوں اس لئے کہ وہ بدن (مادیات) میں غرق (گم) ہے اور روح سے بے خبر

(نا آشنا) ہے۔

☆...... جب بدن، روح کے قحط کے باعث سستا ہو جاتا ہے تو مرد حق خود میں چھپ جاتا ہے۔

☆...... تلاش و جستجو بھی اس مرد حق کو حاصل نہیں کر سکتی، اگر چہ وہ اسے اپنے سامنے ہی کیوں نہ دیکھ رہی ہو (وہ سامنے موجود ہوتا ہے)۔

☆...... مگر تو اس کی طلب کا ذوق ہاتھ سے نہ دے، اگر چہ تیرے کام ا تیری راہ میں سینکڑوں الجھنیں اور مشکلیں کیوں نہ آئیں۔

☆...... اگر تجھے کسی ایسے باخبر مرد امرد حق کی صحبت میسر نہ آئے تو پھر جو کچھ میں نے اپنے آباواجداد سے حاصل کیا ہے تو وہ لے لے۔

☆...... تو پیر رومیؒ کو اپنا راستے کا ساتھی بنالے تاکہ خدا تجھے سوز و گداز عطا فرمائے۔

☆...... اسلئے کہ رومیؒ مغز کو چھلکے سے پہنچانتے ہیں۔ ان کا پاؤں دوست (محبوب حقیقی) کے کوچے میں مضبوطی سے پڑتا ہے (خوب جمتا ہے)۔

☆...... لوگوں نے ان کی مثنوی معنوی کی شرح تو کی ہے لیکن انہیں نہیں دیکھا (اسے پہچانا نہیں) اس کے معنی ہم سے ہرن کی طرح ہم سے بھاگتے ہیں یعنی ان کی مثنوی میں جو سوز و سرور اور اسرار ہیں، انہیں کوئی نہیں پا سکا۔

☆...... لوگوں نے ان (رومیؒ) سے صرف رقص بدن سیکھا اور رقص جاں (روح کے رقص) سے آنکھیں بند کرلیں۔

☆...... جسم کا رقص مٹی کو گردش میں لاتا یعنی اڑاتا ہے جب کہ جاں کا رقص افلاک کو تہ و بالا کر دیتا ہے۔

☆...... جان کے رقص سے علم و حکمت میسر آتے ہیں اور زمین بھی اور آسمان بھی ہاتھ آتے ہیں۔

☆...... رقص جاں سے فرد حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے سے جذبے کا مالک بن جاتا ہے اور ملت اس سے ملک عظیم کی وارث بنتی ہے۔

☆...... جان روح کا رقص سیکھنا ایک مشکل کام ہے۔ غیر حق یا باطل قوتوں کو جلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

☆...... جب تک انسان کا جگر حرص اور غم کی آگ میں جلتا رہے گا، اے بیٹے اس وقت تک جان رقص نہیں کرے گی۔

☆...... غم دل گیری ہے اور ایمان کی کمزوری ہے۔ اے نوجوان (حدیث میں ہے کہ) غم آدھا بڑھاپا ہے۔

☆...... کیا تجھے معلوم ہے، جانتا ہے کہ حرص آج کے عہد کا فقر ہے۔ میں تو اس (مرد) کا غلام ہوں جو خود پر قاہر ہے (جسے اپنے آپ پر قابو ہو)۔

☆...... اے کہ تو (جاوید) میری بے قرار جان کے لئے تسکین کا باعث (اے مری بے قرار روح کے چین) ہے، تو اگر رقص جاں سے نصیب حاصل کرلے۔ پھر میں تجھے دین مصطفیٰؐ کا راز بتاؤں گا اور میں تیرے لئے قبر کے اندر بھی دعا کرتا رہوں گا۔

☆...... جاوید نامہ ۶۸۵

کلیاتِ اقبال

(فارسی)

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

فرہنگ و ترجمہ

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

مکتبہ دانیال لاہور

email:maktabahdaneyal@hotmail.com

Tel : 042 - 7660736 Mobile : 0333 - 4276640

کلیات اقبال

نام کتاب .... کلیات اقبال

تالیف .... علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

مترجم .... پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

طابع .... محمد ابوبکر صدیق

ناشر .... مکتبہ دانیال

کمپیوٹر کمپوزنگ ...... کامران ہاشمی

تعداد 500

قیمت .... [illegible]

پیپر بیک .... -/450

ندیم یونس پرنٹرز

مکتبہ دانیال لاہور

email:maktabahdaneyal@hotmail.com

پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق

فارسی

(فرہنگ، ترجمہ وتشریح)

اقبالؔ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق

یہ ستمبر 1934ء میں شائع ہوئی جس میں علامہ اقبال نے نادرشاہ کی دعوت پر افغانستان کا سفر کرنے کے بعد اپنے تاثرات نظم کی صورت میں بیان کئے ہیں۔

یہ دراصل افغانستان کی چند روزہ سیاحت کی داستان ہے جس میں نادرشاہ، اقوام سرحد شہنشاہ بابر، حکیم سنائی، سلطان محمود غزنوی، احمد شاہ بابا اور اعلیٰ حضرت ظاہر شاہ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے یہ مثنوی تین سو بارہ اشعار پر مشتمل ہے۔ علامہ اقبال، مولانا سید سلیمان ندوی اور سر سید راس مسعود کے ہمراہ حکومت افغانستان کی دعوت پر بعض مذہبی اور تعلیمی امور میں صلاح و مشورت کے لئے وہاں تشریف لے گئے اور 20 اکتوبر سے 3 نومبر 1933ء تک قیام پذیر رہے۔

اس کی تمہید میں اقبال نے نادرشاہ شہید کی حمایت دین کی توصیف کی ہے اور بعد ازاں اقوام سرحد کو مخاطب کر کے ان کو رمز دین مصطفیٰ سے آشنا ہونے اور تعمیر خودی کی تلقین کی ہے۔ اس مثنوی کی تصنیف کی خاطر شاعر مشرق اپنا سفر اعلیٰ حضرت نادرشاہ شہید کے مزار پر حاضری سے شروع کرتے ہیں۔ پھر بابر خلد آشیانی حکیم سنائی اور سلطان محمود غزنوی کے مزارات کی زیارات سے مشرف ہوتے ہیں، قندھار میں خرقہ مبارک کی زیارت کرتے ہیں۔ اور احمد شاہ بابا کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ ان تمام مقامات سے انہیں جو پیغامات ملتے ہیں۔ اقبال انہیں دنیائے اسلام میں پھیلاتے ہیں۔ آخر میں ظاہر شاہ کو رموز مملکت و اسرار دین سکھاتے ہیں اور مثنوی ختم ہو جاتی ہے۔

یہ مثنوی مولانا سید سلیمان ندوی کی زبان میں "افغانستان کی چند روزہ سیاحت پر موصوف کے شاعرانہ جذبات کا مجموعہ ہے...... فارسی زبان میں خیبر و سرحد و کابل و غزنین و قندھار کے عبرت انگیز مناظر و مقابر پر شاعر کے آنسو ہیں اور بابر، سلطان محمود، حکیم سنائی اور احمد شاہ درانی کی خاموش تربتوں کے زبان حال سے سوال و جواب ہیں۔

مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق......

"مثنوی پس چہ باید کرد" کا آغاز علامہ اقبال نے جولائی 1911ء میں کیا۔ اس مثنوی کی تصنیف ان کی ذاتی ذہنی اختراع نہ تھی بلکہ والد گرامی کی فرمائش تھی جسے پورا کرنے کا انہوں نے وعدہ کر لیا اور ابتدائی اشعار بھی لکھ ڈالے اس بات کا ذکر علامہ اقبال نے عطیہ بیگم کے نام اپنے ایک خط 7 جولائی 1911ء میں یوں فرمایا۔

''والد نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ میں بوعلی قلندرؒ کی مثنوی کے نمونہ پر فارسی میں کوئی مثنوی لکھوں اور اس اہم کام کی مشکلات کے باوجود میں نے ایسا کرنے کا وعدہ کرلیا ہے''۔

فقیر سید وحید الدین نے مثنوی ''پس چہ باید کرد'' کے بارے میں علامہ اقبال کی زبانی جو واقعہ نقل کیا ہے اس سے مندرجہ بالا خط کی تائید مزید ہوتی ہے اور ''پس منظر'' کھل کر سامنے آجاتا ہے، ان کا بیان ہے۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم جس زمانے میں 177 انارکلی کے دومنزلہ مکان میں رہتے تھے، انہی دنوں ایک ایسا واقعہ پیش آیا ہے جسے صرف ایک واقعہ سمجھ کر سن لینا اور پڑھ لینا کافی نہیں ہے بلکہ مرحوم کے اس شعر کے پس منظر میں کہ ؎

مری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرم راز درون مے خانہ

اس پر جتنا بھی غور کیا جائے ذہن وفکر کی نئی لذت اور بالیدگی حاصل ہوتی ہے اور شعور واحساس کی دنیا وجوان وواردات قلبی کی آئینہ دار بن جاتی ہے۔ یہ واقعہ شاعر مشرق کی شعر گوئی کے سب سے نمایاں پہلو کو پیش کرتا ہے، یہ سرسری طور پر گزر جانے کا نہیں ٹھہرنے، غور کرنے اور لطف لینے کا مقام ہے۔

ہوا یوں کہ ایک بار رات گئے سوتے سوتے علامہ اقبال مرحوم کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا بلکہ محسوس کیا کہ قلب پر شعر گوئی کی وہ خاص کیفیت طاری ہے، یہ وہ عالم ہے جسے شاعری کی زبان میں ''آمد'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب مکان کی دوسری منزل پر استراحت فرماتے تھے، پاس نہ کاغذ تھا نہ پنسل، چپ چاپ اٹھے، لالٹین ہاتھ میں اٹھائی اور سیڑھیوں سے قدرے تیزی کے ساتھ اتر کر نچلی منزل میں پہنچے، لالٹین ایک طرف رکھ دی، کاغذ اور قلم سنبھالا اور جس قدر اشعار اس وقت موزوں ہوتے گئے، انہیں قلم بند کرتے گئے، یہاں تک کہ نزول شعر کی یہ کیفیت اختتام کو پہنچی، انہوں نے بالائی منزل پر جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ایک سفید ریش، طویل قامت، درویش صفت بزرگ نظر آئے، ڈاکٹر صاحب نے حیرت واستعجاب کے انداز میں دریافت کیا، آپ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟ درویش نے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے جلدی جلدی کہا پانچ سو آدمی تیار کرو...... پانچ سو آدمی تیار کروں یہ کہتے ہوئے وہ بازار کی طرف کھلنے والے دروازے کی طرف بڑھتے گئے، حالانکہ اس طرف کوئی راستہ نہ تھا ڈاکٹر صاحب نے لالٹین اٹھائی اور زینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جہاں گھپ اندھیرا تھا کہا۔ ''چلیئے میں آپ کو راستہ دکھاؤں اور نیچے تک لے چلوں لیکن اس مرد بزرگ نے ڈاکٹر صاحب کی اس پیشکش کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اپنا وہی فقرہ اسی جوش اور تاکید کے ساتھ دہراتے ہوئے اوجھل ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب زینہ کی طرف سے سیڑھیاں طے کر کے بازار میں آئے اور دور تک دیکھا مگر بزرگ کا کہیں پتہ نہ تھا، جیسے وہ ڈاکٹر صاحب سے اپنے اس جملہ کو کہنے کے لئے ہی تشریف لائے تھے اور وہ جملہ کہہ کر غائب ہو گئے اس اثناء میں ڈاکٹر صاحب کو رات میں گشت کرنے والا کانسٹیبل نظر آیا، اس سے دریافت کیا کہ تم نے اس وضع قطع، چال ڈھال اور حلیہ کا کوئی آدمی تو نہیں دیکھا، کانسٹیبل نے نفی میں جواب دیا۔ ڈاکٹر صاحب مایوس ہو کر اپنے گھر لوٹ آئے اور پھر بستر پر سو گئے صبح کو جب بیدار ہوئے تو رات کا واقعہ ذہن میں بالکل تازہ تھا، مگر پھر خیال آیا کہ شاید انہوں نے خواب دیکھا ہے، لیکن جب نچلی منزل میں آکر رات کے لکھے ہوئے اشعار موجود پائے اور قریب ہی لالٹین رکھنے کا نشان بھی ابھرا ہوا تھا، تو ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ وہ خواب تھا یا بیداری تھی، بہر حال جو حالت بھی تھی، اس کا ایک حصہ حقیقت بن چکا ہے۔

بات آئی گئی ہو گئی...... مگر چند دن کے بعد ڈاکٹر صاحب مرحوم موسم گرما کی تعطیلات میں جب سیالکوٹ تشریف لائے تو اپنے

والد بزرگوار سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ شیخ اعجاز احمد اس وقت وہاں موجود تھے، ان کا بیان ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے واقعہ سنانے کے بعد اپنے والد ماجد سے دریافت کیا کہ ''پانچ سو آدمی تیار کرنے سے'' اس درویش کی کیا مراد تھی؟ تو انہوں نے فرمایا ''پانچ سو آدمی تیار کرنے'' کی فرمائش پھر اس پر تاکید، اس کا حقیقی مفہوم تو میں نہیں بتا سکتا مگر ''تم پانچ سو آدمی تیار نہیں کر سکتے، تم آدمی بنانے والی پانچ سو اشعار کی کتاب ہی لکھ دو''۔

اس واقعہ کو ذہن میں رکھ کر قارئین کرام ڈاکٹر صاحب مرحوم کی مشہور ''مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق'' کا تصور کریں بلکہ اسے ایک بار پڑھیں، اس کے شعروں کی تعداد 531 ہے یعنی پانچ سو اشعار ہے کہ نہیں بلکہ کچھ زیادہ! خاص طور پر ذکر کے قابل بات یہ ہے کہ اس مجموعہ کلام کا آغاز ہی اس شعر سے ہوتا ہے۔

ے
سپاہ تازہ برانگیزم از ولایت عشق
کہ درحرم خطرے از بغاوت خرداست

ابھی مثنوی ''پس چہ باید کرد'' کی تصنیف جاری تھی اور علامہ اقبال بغرض علاج بھوپال میں سر سید راس مسعود کے ہاں مقیم تھے کہ خواب میں سر سید احمد خاں سے ملاقات ہوئی، اس ملاقات کا حال علامہ اقبال نے پروفیسر الیاس برنی کے نام اپنے ایک خط محررہ 3 جون 1936ء میں یوں بیان فرمایا ہے......

''3 اپریل کی رات 3 بجے کے قریب (میں) اس شب بھوپال میں تھا، میں نے سر سید علیہ رحمتہ کو خواب میں دیکھا، پوچھتے ہیں۔ تم کب سے بیمار ہو؟'' میں نے عرض کیا، دو سال سے اوپر مدت ہو گئی، فرمایا: ''حضور رسالت مآب کی خدمت میں عرض کرو'' میری آنکھ اسی وقت کھل گئی۔ آنکھ کھلی تو یہ شعر زبان پر تھا......

ے
باپرستاران شب دارم ستیز
باز روغن در چراغ من بریز

پھر چند اشعار حضور ﷺ سے عرض احوال میں ہوئے، رفتہ رفتہ ہند اور بیرون ہند کے سیاسی اور اجتماعی حوادث نے ان کو اس قدر متاثر کیا کہ ان اشعار نے ایک مستقل مثنوی کی شکل اختیار کر لی، یہ مثنوی ستمبر 1936ء میں شائع ہوئی۔

اس مثنوی میں سب سے پہلے اقبال، پیر رومیؒ کی زبان سے یہ خوش خبری سناتے ہیں کہ ع
خاور از خواب گراں بیدار شد

پھر پیر رومیؒ اقبال کو نصیحت کرتے ہیں کہ تم اہل مشرق کو دین و سیاست کے معانی و مقاصد سمجھاؤ۔ چنانچہ اول حکمت کلیمی اور حکمت فرعونی کے خصائص بتا کر ان کا موازنہ کرتے ہیں، پھر توحید کا درس دیتے اور نفی و اثبات کو ساز و برگ امتاں، ثابت کرتے ہیں، پھر فقر اور مروت کی ایمان افروز اور روح پرور تفسیر و تفصیل بیان کرتے ہیں، اس کے بعد شریعت و طریقت کے اسرار و رموز سے بحث کی ہے، پھر افتراق بندیاں پر ماتم کر کے اتحاد کا سبق پڑھایا ہے۔ سیاسیات حاضرہ پر تبصرہ کرنے کے بعد امت عربیہ سے خطاب کر کے ان کو ان کا عہد ماضی یاد دلایا ہے، پھر تمام اقوام مشرق کو خطاب کر کے دریافت کرتے ہیں کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اقبال نے خود ہی اس کے جواب میں سیاست افرنگ کا طلسم توڑ کر اقوام ایشیاء کو عوامی بیداری کا پیغام دیا ہے اور مآل کار سر سید علیہ الرحمتہ کی ہدایت کے مطابق بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں فریاد کی ہے۔ ''مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق'' کا تذکرہ کرتے ہوئے پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے ایک بار علامہ کی خدمت میں عرض کیا کہ...... ''آپ کی ساری شاعری جسم ہے اور مثنوی پس چہ باید کرد اس کا دل'' ...... پروفیسر موصوف کا بیان ہے کہ

میری اس رائے پر علامہ اس انداز سے مسکرائے، جیسے کسی نے ان کے دل کی بات کہہ دی ہو"
سر شیخ عبدالقادر تحریر کرتے ہیں۔ "اس مختصر سی نظم میں مشرقی اقوام کی مغربی استحکام کے تحت کمزور حالت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کا مقصد اقوام کو جھنجھوڑ دینا تھا اور اس کی اہمیت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس نظم سے اقبال کی امتیازی وسعت نظر ظاہر ہوتی تھی، اسی وجہ سے اقبال کو شاعر مشرق کہا جاتا ہے۔"

بخوانندۂ کتاب

(کتاب پڑھنے والے سے)

سپاہ تازہ برانگیزم از ولایت عشق — کہ در حرم خطرے از بغاوتِ خرد است
زمانہ ہیچ نداند حقیقت اورا — جنوں قباست کہ موزوں بقامت خرد است
بآں مقام رسیدم چو در برش کردم — طوافِ بام و درمن سعادت خرد است
گماں مبر کہ خرد را حساب و میزاں نیست — نگاہِ بندۂ مومن قیامت خرد است

معانی......: سپاہ تازہ: نیا لشکر۔ برانگیزم: میں حرکت میں لاتا ہوں۔ عشق: عشق کا ملک، عشق کی مملکت۔ حرم: چار دیواری، حرم کعبہ، یہاں مراد امت مسلمہ۔ خرد: عقل، دانش

ترجمہ و تشریح......: میں عشق کے ملک سے ایک نیا لشکر حرکت میں لا رہا ہوں کیونکہ حرم (کعبہ) میں عقل کی بغاوت کا خطرہ ہے۔

معانی......: ہیچ نداند: کچھ نہیں جانتا، بے خبر۔ حقیقت: اصلیت، ماہیت۔ قبا: ایک قسم کا لباس۔ بقامت خرد: خرد کے جسم یا قد کیلئے۔

ترجمہ و تشریح......: زمانہ اس کی حقیقت کو بالکل نہیں جانتا ہے ورنہ جنوں یعنی عشق ایک ایسا لباس ہے جو عقل کے جسم کے لئے بالکل موزوں (مناسب) ہے۔

معانی......: بان مقام رسیدم: میں اس مقام پر پہنچ گیا۔ در برش کردم: میں نے اسے پہنا۔ طواف: کسی چیز کے گرد چکر کاٹنا، لگانا۔ بام: چھت، بالا خانہ، کوٹھا۔ سعادت: خوش نصیبی، خوش بختی، خرد: عقل

ترجمہ و تشریح......: جب میں نے وہ لباس (جنوں) پہنا تو میں ایسے مقام پر پہنچ گیا کہ جہاں عقل کے لئے میرے بام و در کا طواف کرنا خوش بختی کی علامت بن گیا۔

معانی......: گمان مبر: مت خیال کر، یہ مت سوچ۔ خرد: عقل۔ حساب: شمار، پرسش۔ میزبان: ترازو۔ نگاہ بندۂ مومن: بندۂ مومن کی نگاہ

ترجمہ و تشریح......: یہ مت خیال کر کہ عقل کے لئے کوئی حساب و میزان نہیں ہے۔ بندۂ مرد مومن کی نگاہ عقل کے لئے قیامت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

پیر رومی مرشد روشن ضمیر کاروان عشق و مستی را امیر

معانی......: پیرِ رومی: مراد مولانا جلال الدین رومی جن کی مثنوی معنوی کو بہت بڑا مقام حاصل ہے۔ 604/1207 کو ہوئی۔ قونیہ (ترکی) میں مدفون ہیں۔ حضرت علامہ نے انہیں اپنا مرشد تسلیم کیا ہے۔ مرشد: رشد و ہدایت کرنے والا، روشن ضمیر: جس کا دل اور باطن نورِ ہدایت سے منور ہو۔ مستی: محویت، انتہائی وابستگی۔ امیر: سردار، سالار، رہنما۔

ترجمہ و تشریح......: پیر رومی ایک روشن ضمیر مرشد ہیں اور عشق و مستی کے قافلہ سالار ہیں۔

منزلش برتر زماہ و آفتاب خیمہ را از کہکشاں سازد طناب

معانی......: منزلش: اس کا پڑاؤ، اس کا مقام۔ برتر: زیادہ بلند۔ زماہ و آفتاب: چاند اور سورج سے۔ خیمہ را: خیمے کے لئے (خیمہ + را: کو، کے لئے) از کہکشاں سازد طناب: کہکشاں کی رسی بناتا ہے۔ کہکشاں: ستاروں کا ایک جھرمٹ جو سڑک کی صورت میں آسمان پر ظاہر ہوتا ہے۔ طناب: رسی

ترجمہ و تشریح......: ان کا مقام چاند اور خورشید سے بھی بلند تر ہے۔ وہ کہکشاں اس کے خیمہ کی رسی ہے۔

نور قرآں درمیان سینہ اش جام جم شرمندہ از آئینہ اش

معانی......: نور: روشنی، یہاں مراد علم قرآن جس نے ان کے سینہ میں روشنی کی ہے۔ درمیان سینہ اش: ان کے سینے میں، ان کے دل میں۔ جام جم: ایران کے ایک قدیم بادشاہ جمشید کا جام۔ کہتے ہیں وہ اس قدر شفاف تھا کہ اس میں سے دنیا بھر کے حالات نظر آتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے از روئے نجوم تیار کیا گیا تھا جس کی وجہ سے آئندہ کا حال معلوم ہو جاتا تھا۔ اسے جام جہاں نما بھی کہا جاتا ہے۔ صوفیا کی اصطلاح میں ایسا دل جو ماسوا اللہ کی آلودگیوں سے پاک صاف ہو۔

ترجمہ و تشریح......: ان کا دل قرآن پاک کی روشنی سے منور ہے۔ ان کے صاف آئینہ (دل) سامنے جام جم بھی شرمندہ ہے۔

از نے آں نے نواز پاک زاد باز شورے در نہاد من فتاد

معانی......: آں نے نواز پاک زاد: اس پاک فطرت بانسری نواز کی بانسری۔ نے نواز: بانسری بجانے والا۔ پاک زاد: جو از روئے ولادت پاک ہو، مراد پاک فطرت۔ شورے: ہنگامہ، ولولہ۔ نہاد: فطرت، طبع افتادن: گرنا یہاں مراد برپا ہونا) یہاں نے کے لفظ سے مولانا کی مثنوی کے پہلے شعر کی طرف خیال جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: اس پاک فطرت نے نواز کے نغمہ نے میری طبیعت کے اندر دوبارہ ہنگامہ بپا کر دیا ہے۔

گفت جانہا محرم اسرار شد خاور از خواب گراں بیدار شد

معانی......: گفت: اس نے کہا۔ محرم اسرار شد: بھیدوں سے واقف ہو گئی ہیں۔ محرم: واقف حال، آگاہ۔ اسرار: سر کی جمع بمعنی

بھید۔ شدن: ہونا۔ خاور: مشرق یعنی سرزمین مشرق۔ خواب گراں: گہری نیند۔ گراں: بوجھل، گہری۔ بیدار شد: جاگ پڑا ہے۔

ترجمہ و تشریح...... (مولانا روم) نے مجھ سے فرمایا کہ (مشرق کے لوگوں کی) جانیں رازہائے حیات سے واقف ہو گئی ہیں۔ مشرق گہری نیند سے جاگ اٹھا ہے۔

جذبہ ہائے تازہ اورا دادہ اند　　　بند ہائے کہنہ را بکشادہ اند

معانی...... جذبہ ہا: جذبہ کی جمع مراد ولولہ و شوق۔ تازہ: نیا، نئے۔ دادہ اند: انہوں نے (یعنی قدرت نے) دیئے ہیں۔ بند ہائے کہنہ را: پرانی بیڑیوں کو، غلامی کی زنجیروں کو۔ بند ہا: بند کی جمع بمعنی بیڑیاں، زنجیریں۔ کہنہ: قدیم، پرانی۔ کشادہ اند: انہوں نے کھول دیئے ہیں۔

ترجمہ و تشریح...... قدرت نے اسے (مشرق کو) نئے ولولے عطا ہوئے ہیں اور اس کی پرانی غلامی کی بیڑیاں کھول دی گئی ہیں۔ (غلامی سے نجات پانے کا احساس پیدا کر دیا ہے)۔

جز تو اے دانائے اسرار فرنگ　　　کس نکو ننشست در نار فرنگ

معانی...... جز تو: تیرے سوا۔ دانا: جاننے والا، باخبر۔ اسرار: سر کی جمع بمعنی بھید، راز۔ فرنگ: مراد یورپ، اہل یورپ۔ نکو ننشست: اچھی طرح نہ بیٹھا۔ نار: آگ، آتش، اشارہ ہے قرآنی تلمیح کی طرف۔ حضرت ابراہیمؑ کو نمرود نے آگ میں ڈالا لیکن وہ آگ ان پر گلزار بن گئی۔

ترجمہ و تشریح...... تو کہ اہل یورپ کے احوال سے اچھی طرح باخبر ہے، تیرے علاوہ کوئی اور یورپی آگ میں ٹھیک طرح نہیں بیٹھا۔

باش مانند خلیل اللہ مست　　　ہر کہن تبخانہ را باید شکست

معانی...... باش: ٹھہر، رہ، قائم رہ۔ خلیل اللہ: اللہ کا دوست، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب۔ مست: بیخود۔ باید شکست: توڑ دینا یعنی گرا دینا۔

ترجمہ و تشریح...... تو (اقبال) حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح مست ہو کر قائم رہ۔ جو بھی پرانا بتخانہ نظر آتا ہے اسے گرا دینا ضروری ہے۔

امتاں را زندگی جذب دروں　　　کم نظر ایں جذب را گوید جنوں

معانی...... امتاں: امت کی جمع بمعنی قومیں۔ جذب: کشش، بیخودی۔ دروں: اندرونی، باطنی، دل کی۔ کم نظر: کمزور نظر والا، مراد عقل کا اندھا۔ گوید جنون: پاگل پن کہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح...... اقوام کے لئے باطنی کشش ہی سے زندگی کا سامان ملتا ہے۔ عقل کا اندھا اس کشش یعنی جذب کو پاگل پن کا نام دیتا ہے۔

ہیچ قومے زیر چرخ لاجورد　　　بے جنون ذو فنوں کارے نکرد

معانی...... ہیچ: کوئی، کوئی نہیں، کوئی بھی۔ قومے: ایک قوم، کوئی قوم۔ زیر: نیچے۔ چرخ: پہیا، مراد آسمان۔ لاجورد: چمکدار نیلا پتھر، مراد نیلا۔ بے جنون ذوفنون: زبردست عشق و وابستگی کے بغیر۔ بے: بغیر۔ جنون: عشق۔ ذو: والا، صاحب، مالک، اہل۔ فنون: فن کی جمع، مراد خوبیاں، ذوفنون یعنی سراپا خوبی، سراپا ہنر۔ کارے نکرد: کوئی کام نہیں کیا۔

ترجمہ و تشریح...... نیلے آسمان کی نیچے (اس دنیا میں) کوئی بھی قوم اس ذوفنون جنون کے بغیر ایک بھی کارنامہ سرانجام نہیں دے سکی۔

مومن از عزم و توکل قاہر است　　گر ندارد ایں دو جوہر کافر است

معانی...... عزم: ارادہ، توکل: بھروسا، خدا پر بھروسا، یہاں حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس حدیث مبارکہ کو پیش نظر رکھیں کہ پہلے اونٹ کے گھٹنے کو باندھو پھر اللہ کے بھروسے اسے چھوڑ دے۔ قاہر: غالب، صاحب جلال وعظمت۔ گرندارد: اگر وہ نہیں رکھتا ہے۔ جوہر: لیاقت، استعداد، کمال، ہنر، لب لباب۔

ترجمہ و تشریح...... مومن عزم اور توکل علی اللہ ہی سے صاحب قوت وجبروت ہے۔ اگر وہ یہ جوہر نہیں رکھتا ہے تو وہ (مومن نہیں ہے) کافر ہے۔

خیر را او باز مید اند زشر　　از نگاہش عالمے زیر و زبر

معانی...... باز مید اند: اچھی طرح جانتا ہے۔ از نگاہش: اس کی نگاہ سے۔ عالمے: ایک عالم، یہاں "ے" کا اضافہ تاکید کے لئے بھی ہے۔ زیر: نیچے، تہ۔ زبر: اوپر، بالا

ترجمہ و تشریح...... وہ خیر اور شر میں امتیاز کرنا جانتا ہے۔ اس کی نگاہ سے ایک دنیا درہم برہم ہو کے رہ جاتی ہے۔

کوہسار از ضربت او ریز ریز　　در گریبانش ہزاراں رستخیز

معانی...... ضربت: ضرب، چوٹ، حملہ۔ در گریبانش: اس کے سینے میں، اس کے دل میں۔ رستخیز: قیامت، ہنگامہ

ترجمہ و تشریح...... اسکی چوٹ یا ٹھوکر سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ اسکے گریبان میں سے ہزاروں ہنگامے برپا رہتے ہیں۔

تا ے از میخانہ من خوردہ　　کہنگی را از تماشا بردہ

معانی...... از میخانہ من: میرے شرابخانے سے۔ خوردہ: تو نے پی ہے۔ کہنگی: پرانا پن، قدامت۔ تماشا: سیر کرنا، باہم چلنا، کس چیز کی طرف دیکھنا، یہاں مراد منظر، نظر، سامنے، ہنگامہ۔ بردہ: تو لے گیا ہے۔

ترجمہ و تشریح...... چونکہ تو نے میرے میخانے سے شراب پی ہے اور قدامت (پرانے اقتدار) کو منظر سے ہٹا دیا ہے۔

در چمن زی مثل بو مستور و فاش　　درمیان رنگ، پاک از رنگ باش

معانی...... زی: زیستن: جینا، زندگی بسر کرنا۔ پاک از رنگ: رنگ سے پاک رہ۔

ترجمہ و تشریح...... (اس لئے) چمن میں خوشبو کی مانند زندگی اس طرح بسر کر کہ تو مخفی بھی رہے اور اپنے وجود کا اظہار بھی کرتا رہے، اسی طرح رنگوں میں رہتے ہوئے بھی اپنے آپ کو رنگ سے پاک رکھ۔

عصر تو از رمز جاں آگاہ نیست　　دین او جز حب غیر اللہ نیست

معانی...... رمز: اشارہ، بھید۔ جان: روح۔ حب: محبت۔ غیر اللہ: اللہ کے سوا۔

ترجمہ و تشریح...... تیرا یہ دور روح کی رمز سے آگاہ نہیں ہے۔ اس کا دین تو صرف غیر اللہ کی محبت یعنی مادیت کے چنگل میں اسیری ہے اور بس۔

فلسفی ایں رمز کم فہمیدہ است　　فکر او بر آب و گل پیچیدہ است

معانی...... این رمز: یہ بھید۔ کم: تھوڑا، ترک۔ فہمیدہ: سمجھ جانا، پا جانا۔ آب وگل: خمیر، سرشت، طبیعت۔ آب: پانی۔ گل: مٹی۔ پیچیدہ است) لپٹا ہوا ہے۔

ترجمہ و تشریح...... فلسفی اس رمز کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے کہ اس کی ساری سوچ آب وگل (مادی اشیاء) کے گرد گھومتی ہے۔

(پیچ کھاتی ہے)۔

دیدہ از قندیل دل روشن نکرد پس ندید الاکبود و سرخ و زرد

معانی...... قندیل: ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ جلا کر لٹکاتے ہیں۔ دل: یہاں مراد روح یا باطن۔ روشن نکرد: منور نہیں کیا۔ پس ندید: سو اس نے نہ دیکھا۔

ترجمہ و تشریح...... اس (فلسفی) نے اپنی آنکھ کو دل کے چراغ سے روشن نہیں کیا۔ اس لئے اس نے صرف نیلے، سرخ اور زرد (ظاہری) رنگ دیکھے ہیں۔ (وہ اللہ تعالیٰ کا رنگ نہ دیکھ سکا)

اے خوش آں مردے کہ دل باکس نداد بند غیر اللہ را از پا کشاد

معانی...... خوش آن مردے: وہ انسان مبارک ہے، خوش نصیب ہے۔ دل باکس نداد: دل کسی کو نہ دیا۔ بند غیر اللہ: غیر اللہ کی زنجیر، بیڑی۔ از پا کشاد: پاؤں پاؤں سے کھول دیا۔

ترجمہ و تشریح...... وہ انسان بڑا ہی مبارک (خوش بخش) ہے جس نے کسی کو دل نہیں دیا اور اپنے پاؤں سے غیر اللہ کی زنجیر کھول ڈالی۔ (آزاد رہا)

سر شیری رانہ فہمد گاو میش جز بہ شیراں کم بگو اسرار خویش

معانی...... سر: بھید، راز۔ شیری: شیر ہونا۔ نہ فہمد: نہیں سمجھتی۔ شیراں: شیر کی جمع مشہور درندہ

ترجمہ و تشریح...... شیر کے بھید بھیڑ اور بکری نہیں سمجھ سکتیں۔ شیروں کے سوا کم کسی پر اپنے احوال ظاہر کر (اپنے بھید کسی کو نہ بتا)۔

با حریف سفلہ نتواں خوردے گرچہ باشد پادشاہ روم درے

معانی...... حریف: ہم پیشہ، ہمکار، مد مقابل، ہم محفل۔ سفلہ: گھٹیا، پست فطرت۔ نتواں خوردے: شراب نہیں پی جا سکتی۔ بادشاہ روم ورے: روم۔ روم: ملک کا نام۔ رے: ایران کا ایک مشہور شہر۔

ترجمہ و تشریح...... کم ظرف ساتھی کے ساتھ شراب نہیں پی جا سکتی، خواہ وہ روم یا ملک رے کا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔

یوسف مارا اگر گرگے برد بہ کہ مردے ناکسے اورا خرد

معانی...... یوسف مارا: ہمارے یوسف کو (یوسف: یہاں قرآنی تلمیح سے فائدہ کیا گیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں کنوئیں میں پھینک دیا اور گھر آ کر والد کو بتایا کہ انہیں بھیڑیا اٹھا کر لے گیا ہے۔ گرگے برد: کوئی بھیڑیا لے جائے۔ ناکس: گھٹیا، فرومایہ، پست۔ خرد: اسے خرید لے۔

ترجمہ و تشریح...... اگر ہمارے یوسف کو کوئی بھیڑیا اٹھا لے جائے تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ اسکو کوئی گھٹیا آدمی اسے خرید لے۔

اہل دنیا بے تخیل، بے قیاس بوریا بافان اطلس ناشناس

معانی...... اہل دنیا: دنیا کے غلام۔ بے قیاس: قیاس سے عاری۔ بوریا: ٹاٹ، کھردرا اور معمولی کپڑا۔ بافان: باف کی جمع، بمعنی بننے والے، جولاہے۔ اطلس: ایک قیمتی کپڑا۔ ناشناس: نہ پہچاننے والا۔

ترجمہ و تشریح...... دنیا کے غلام تو نہ تخیل رکھتے ہیں اور نہ سوچ۔ وہ ٹاٹ بننے والے ہیں جنہیں اطلس کی پہچان ہی نہیں۔

اعجمی مردے چہ خوش شعرے سرود سوز دار از تاثیر او جاں در وجود

معانی...... اعجمی: یعنی عجم کا رہنے والا، غیر عرب، ایرانی وغیرہ۔ عجم کے لفظی معنی گونگے کے ہیں۔ عرب اپنی فصاحت و بلاغت کے

سبب غیر عرب باشندوں کو عجمی اور ایسے ملک کو عجم کہتے تھے۔سوزد: تڑپتی ہے، تڑپ اٹھی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: ایک عجمی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ اس کی تاثیر سے جسم میں روح تڑپ اٹھی ہے۔(وجود کے اندر جان جلنے لگی)

"نالہ عاشق بگوش مردم دنیا بانگ مسلمانی و دیار فرنگ است"

معانی......: نالہ عاشق: عاشق کی فریاد، عاشق کی نالہ و زاری۔بگوش مردم دنیا: دنیا والوں کے کان میں۔

ترجمہ و تشریح......: دنیا والوں کے کانوں میں ایک عاشق کی نالہ و زاری ایسی ہی ہے جیسے فرنگیوں کے ملک میں کوئی مسلمان اذان دے دے۔(نالہ عاشقکو دنیا پرست نہیں سمجھ سکتے)

معنی دین و سیاست بازگوے اہل حق رازیں دو حکمت بازگوے

معانی......: بازگفتن: پھر کہنا، دوبارہ کہنا۔زین دو حکمت: ان دو حکمتوں کے بارے، میں۔

ترجمہ و تشریح......: تو (اقبال) دین اور سیاست کے معانی پھر بیان کر، ان دو حکمتوں کے بارے میں (ان کی حقیقت) اہل حق کو دوبارہ بتادے۔(نئے سرے سے بتانے کی ضرورت ہے۔)

"غم خور و نان غم افزایاں مخور زانکہ عاقل غم خورد کودک شکر"

معانی......: نان غم افزایاں مخور: غم میں اضافہ کرنے والوں کی روٹی نہ کھا۔نان: روٹی۔افزایاں: افزا کی جمع، بڑھانے والے، اضافہ کرنے والے۔مخور: مت کھا۔عاقل: عقل والا، صاحب دانش۔خوردن: کھانا۔کودک: بچہ۔شکر: میٹھا۔

ترجمہ و تشریح......: غم کھالے لیکن غم بڑھانے والوں کی روٹی نہ کھا۔کیونکہ عقل مند تو غم کھاتا ہے اور بچے کی خوراک شکر ہے۔

خرقہ خود بار است بردوش فقیر چوں صبا جز بوے گل ساماں مگیر

معانی......: خود: آپ۔بار: بوجھ۔صبا: پچھلی رات کی ہوا۔ساماں مگیر: سامان نہ لے، اسباب اکٹھا نہ کر۔مگیر: مت لے۔

ترجمہ و تشریح......: فقیر کے کندھے پر تو گودڑی بھی بوجھ ہے۔باد صبح کی طرح سوائے پھول کی خوشبو کے اور کوئی سامان نہ لے۔

قلزمی؟ با دشت و در پیہم ستیز شبنمی؟ خود را بہ گلبرگے بریز

معانی......: قلزمی: تو ایک سمندر ہے؟ اگر تو ایک سمندر ہے۔با: ساتھ، سے۔دشت: جنگل، صحرا۔و: اور۔در: درہ، دو پہاڑوں کے درمیان راستہ۔پے ہم: آگے پیچھے، مسلسل، بے در پے۔ستیزیدن: جنگ کرنا، لڑنا، الجھنا، برسرپیکار ہونا۔شبنمی؟ تو ایک (قطرۂ) شبنم ہے؟ اگر تو ایک (قطرۂ) شبنم ہے۔بہ گلبرگے بریز: پھول کی پتی میں گرا، پھول کی پتی میں گر۔

ترجمہ و تشریح......: تو ایک سمندر ہے؟ تو پھر آبادی و ویرانہ سے مسلسل برسرپیکار رہ، تو ایک قطرۂ شبنم ہے؟ تو پھر خود کو پھول کی پتی پر گرا۔

سر حق بر مرد حق پوشیدہ نیست روح مومن ہیچ میدانی کہ چیست ؟

معانی......: ہیچ میدانی کہ: تجھے کچھ علم ہے کہ، کیا تو کچھ جانتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: حق کا بھید مرد حق پر پوشیدہ نہیں ہے۔کیا تو جانتا ہے کہ روح مومن کیا ہے؟ (حقیقت کیا ہے)

قطرہ شبنم کہ از ذوق نمود عقدہ خود را بدست خود کشود

معانی......: از: سے، یہاں بمعنی کی خاطر، کی بنا پر۔ذوق: حظ، یعنی شوق۔نمودن: آشکار ہونا، آشکار کرنا، خود کو ظاہر کرنا۔عقدہ: گرہ،

گتھی، معما، مشکل بات۔ خود: اپنی۔ را: کو۔ دست: ہاتھ۔ خود: اپنا۔ کشودن: کھولنا، حل کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: شبنم کے قطرے نے اپنی ذات کے اظہار کی خاطر اپنی گتھی اپنے ہی ہاتھوں سے سلجھائی (اپنی شکل اپنے ہاتھ سے حل کر لی)

از خودی اندر ضمیر خود نشست　　　رخت خویش از خلوت افلاک بست

معانی......: علاقہ کے اپنے انداز کے مطابق اس کا مفہوم محض احساس نفس یا تعین ذات ہے، دوسرے لفظوں میں فرد کا نفس مخلوق اور فانی ہوتے ہوئے بھی اپنا ایک الگ وجود رکھتا ہے جو عمل سے پائیدار اور لازوال بن جاتا ہے) رخت: سامان، بوریا بستر۔ خویش: اپنا۔ خلوت: تنہائی، خالی جگہ، علیحدگی۔ افلاک: فلک کی جمع، آسمان۔ بستن: باندھنا، سمیٹنا۔

ترجمہ و تشریح......: وہ (قطرۂ شبنم) خودی کی بنا پر اپنے ضمیر میں بیٹھ گیا۔ اس نے افلاک کی خلوت سے اپنا بستر سمیٹا (اور نیچے اتر آیا)

رخ سوے دریاے بے پایاں نکرد　　　خویشتن را در صدف پنہاں نکرد

معانی......: در: میں۔ صدف: سیپی۔ پنہاں: پوشیدہ۔ چھپا ہوا۔ کردن: کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: اس قطرے نے وسیع اور بیکراں سمندر کا رخ نہ کیا اور نہ خود کو سیپی ہی میں چھپایا۔ (اپنے وجود کے لئے کسی کا سہارا نہیں لیا)

اندر آغوش سحر یک دم تپید　　　تا بکام غنچہ نورس چکید

معانی......: یک: ایک۔ دم: لمحہ۔ تپیدن: تڑپنا، یہاں مراد قائم رہنا۔ کام: حلق، گلا۔ غنچہ: کلی۔ نو: نئی، تازہ تازہ، رسیدن: پہنچنا، پھل وغیرہ کا پکنا، نورس یعنی تازہ کھلا ہوا۔ چکیدن: ٹپکنا۔

ترجمہ و تشریح......: وہ ایک لمحے کیلئے سحر کی آغوش میں تڑپا، پھر تازہ کھلے غنچے کے حلق میں ٹپکا۔ (غنچے کے حق میں پہنچ گیا)

خطاب بہ مہر عالمتاب

(دنیا کو منور کرنے والے سورج سے خطاب)

معانی......: خطاب: روبرو ہو کر گفتگو کرنا، پکارنا۔ مہر: سورج۔ عالم: دنیا۔ تابیدن: روشن ہونا، چمکانا، روشن کرنا، چمکنا۔

ترجمہ و تشریح......: دنیا کو منور کرنے والے سورج سے خطاب۔

اے امیر خاور اے مہر منیر　　　می کنی ہر ذرہ را روشن ضمیر

معانی......: امیر: سردار، رہنما، سالار۔ خاور: مشرق۔

ترجمہ و تشریح......: اے سالار مشرق، اے تابناک خورشید! تو ہر ذرے کے باطن تک کو روشن کر دیتا ہے، چمکا دیتا ہے۔

از تو ایں سوز و سرور اندر وجود　　　از تو ہر پوشیدہ را ذوق نمود

معانی......: این: یہ۔ سوز: گرمی، تپش، و: اور، سرور: فرحت، مسرت، لطف۔ پوشیدہ: چھپی ہوئی، مخفی چیز۔ ذوق نمود: ظاہر ہونے کا شوق۔ ذوق: شوق، لطف، یہاں مراد لگن۔

ترجمہ و تشریح......: وجود میں یہ سوز اور یہ سرور تیرے ہی دم سے ہے اور تجھی سے ہر پوشیدہ شے میں اپنے اظہار کا ذوق ہے۔

می رود روشن تراز دست کلیم　　زورق زرین تو در جوے سیم

معانی......: می رود: رواں ہے، چل رہی، چلتی ہے۔ دست کلیم: کلیم کا ہاتھ، کلیم کے ید بیضا سے۔ کلیم: مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ جن کا ایک معجزہ ان کا ید بیضا تھا، بہت زیادہ روشن ہاتھ۔ زورق: چھوٹی کشتی۔ زریں: زر یعنی سونے والی مراد سنہری۔ جوے: ندی، سیم: چاندی۔

ترجمہ و تشریح......: تیری سنہری کشتی دست کلیم سے بھی کہیں زیادہ تابناکی کیساتھ چاندی ایسی شفاف ندی میں رواں ہے۔

پرتو تو ماہ را مہتاب داد　　لعل را اندر دل سنگ آب داد

معانی......: مہتاب: چاندنی۔ دادن: دینا۔ سنگ: پتھر۔ آب داد: چمک دی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: تیرے ہی پرتو نے چاند کو چاندنی عطا کی۔ اور پتھر کے اندر موجود لعل کو چمک اور آب وتاب بخشی۔

لالہ را سوز دروں از فیض تست　　در رگ او موج خوں از فیض تست

معانی......: سوز دروں: اندر کی تپش، باطن کا سوز، مراد وہ داغ جو لالہ کے اندر ہوتا ہے۔ فیض: بخشش، بھلائی، سلوک۔ تست: تیرا ہے۔ در: میں، اندر۔ رگ: پھول یا پتے کا ریشہ، جسم میں خون کی نالی۔

ترجمہ و تشریح......: تیرے فیض سے گل لالہ کو سوز دروں (داغ) ملا۔ اس کی رگوں میں خون کی لہر جاری ہوئی۔

نرگساں صد پردہ را برمی درد　　تا نصیبے از شعاع تو برد

معانی......: برمی درد: پھاڑ ڈالتا ہے، پھاڑ ڈالتے ہیں۔ نصیبے: کچھ یا ایک حصہ۔ بردن: لے جانا۔

ترجمہ و تشریح......: گل نرگس سینکڑوں پردے پھاڑ ڈالتا ہے تاکہ تیرے شعاع سے کسی حد تک بہرہ ور ہو سکے۔ (نور پا سکے)

خوش بیا صبح مرا آوردہ　　ہر شجر را نخل سینا کردہ

معانی......: خوش بیا: تیرا آنا مبارک، خوش آمدید۔ آوردہ: تو لایا ہے۔ نخل: کھجور کا درخت، اس کا واحد نخلہ ہے۔ سینا: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ کہ خدا کا جلوہ نظر آیا تھا۔ کردہ: تو نے کیا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: تو صبح مرا دلے کر آیا ہے۔ تو نے ہر درخت کو سینا کا نخل بنا دیا ہے۔

تو فروغ صبح و من پایان روز　　در ضمیر من چراغے برفروز

معانی......: پایان: اختتام، انجام، آخر، روز: دن۔ ضمیر: دل، باطن۔ من: میرا، میں۔ چراغے: ایک چراغ، کوئی چراغ۔ برافروختن: روشن کرنا، جلانا)

ترجمہ و تشریح......: تو صبح کی روشنی ہے جبکہ میں دن کا اختتام (شام) ہوں۔ میرے دل میں کوئی چراغ روشن کر دے۔

تیرہ خاکم را سراپا نور کن　　در تجلی ہاے خود مستور کن

معانی......: تیرہ: سیاہ، تاریک۔ خاکم: میری خاک۔ تجلی ہا: تجلیکی جمع جلوے، ظہور، روشنی، جھلک، پرتو۔ مستور کن: چھپا لے۔ مستور: ستر کیا گیا، چھپایا گیا)

ترجمہ و تشریح......: میری سیاہ خاک کو سراپا نور کر دے۔ اپنے جلووں میں مجھے چھپا لے۔

تا بروز آرم شب افکار شرق　　برفروزم سینہ احرار شرق

معانی......: بروز: دن میں، مراد دن کی صورت میں۔ آوردن: لانا۔ شب: رات، افکار: فکر کی جمع سوچ، احساسات وجذبات۔ شرق: مراد سرزمین مشرق۔ برفروزم: میں روشن کردوں۔ سینہ: دل، احرار: حر کی جمع، آزاد لوگ، شرفا، غلام کی ضد، مراد حریت پسند۔

ترجمہ و تشریح....... : تاکہ میں مشرق کے افکار کی رات کو دن میں تبدیل کر دوں اور مشرق کے حریت پسندوں کے سینے کو روشن کر دوں۔ (چمکا دوں)

از نوائے پختہ سازم خام را گردش دیگر دہم ایام را

معانی....... نوائے: ایک یا خاص نوا، افکار۔ پختہ سازم: میں پختہ بنا دوں۔ خام: کچا، اناڑی، ناتجربہ کار۔ دیگر: دوسری، ایک نئی (ایام کے دور کو بدل دوں)

ترجمہ و تشریح....... : اپنی نوا سے میں ہر خام کو پختہ بنا دوں۔ زمانے کو ایک نئی گردش سے آشنا کر دوں۔ (ایام کے دور کو بدل دوں)

فکر شرق آزاد گردد از فرنگ از سرود من بگیرد آب و رنگ

معانی....... : آزاد گردد: نجات پا جائے، آزاد ہو جائے۔ سرود: نغمہ، گانا

ترجمہ و تشریح....... : تاکہ مشرق کی فکر فرنگ سے آزاد ہو جائے، میرے نغمے سے اس میں آب و تاب آ جائے۔

زندگی از گرمی ذکر است و بس حریت از عفت فکر است و بس

معانی....... : گرمی: سوز، تپش۔ ذکر: پکانا، یاد کرنا۔ حریت: آزادی۔ عفت: پاک دامنی، پاکیزگی۔

ترجمہ و تشریح....... : زندگی کا (مزہ) صرف گرمی ذکر سے ہے۔ آزادی صرف فکر کی پاکیزگی کا نام ہے۔

چوں شود اندیشہ قومے خراب ناسرہ گردد بدستش سیم ناب

معانی....... : اندیشہ: قوت، فکر، سوچ۔ خراب: بگڑی ہوئی، بگاڑ والی۔ ناسرہ: کھوٹی۔ گردیدن: ہونا، گھومنا، گردش کرنا۔ سیم: چاندی۔ ناب: خالص)

ترجمہ و تشریح....... : جب کسی قوم کی فکر اور سوچ خراب ہو جاتی ہے تو اس کے ہاتھ میں خالص چاندی بھی کھوٹہ سکہ بن جاتی ہے۔ کھوٹی قرار پاتی ہے۔

میرد اندر سینہ اش قلب سلیم در نگاہ او کج آید مستقیم

معانی....... : میرد: مر جاتا ہے۔ قلب: دل۔ سلیم: سالم، درست، تندرست، زندہ۔ کج: ٹیڑھی۔ مستقیم: سیدھی۔

ترجمہ و تشریح....... : اس کا قلب سلیم اسکے سینے ہی میں مر جاتا ہے، اس کی نگاہ میں سیدھی چیز بھی ٹیڑھی ہی دکھائی دیتی ہے۔

برکراں از حرب و ضرب کائنات چشم او اندر سکوں بیند حیات

معانی....... : کراں: کنارہ۔ حرب: لڑائی، جنگ۔ ضرب: وار، حملہ، چوٹ۔

ترجمہ و تشریح....... : ایسی قوم کائنات کے ہنگاموں اور ولولوں سے دور رہتی ہے، اس کی نگاہ سکون ہی میں زندگی دیکھتی ہے۔

موج از دریاش کم گردد بلند گوہر او چوں خزف نا ارجمند

معانی....... : دریاش: اس کا سمندر، اس کا دریا۔ کم گردد بلند: کم ہی اٹھتی ہے، بلند نہیں ہوتی۔ چوں: مانند، طرح۔ خزف: کوڑی، ٹھیکری۔ نا ارجمند: جس کی کوئی قیمت نہ ہو۔ ارج: قیمت۔ مند: والا۔

ترجمہ و تشریح....... : اسکے دریائے حیات سے کم ہی کوئی لہر اٹھتی ہے۔ اس کا گوہر کوڑی کی مانند بے وقعت ہو کر رہ جاتا ہے۔

پس نخستیں بایدش تطہیر فکر بعد ازاں آساں شود تعمیر فکر

معانی....... : نخستیں: پہلے، اول، سب سے پہلے۔ بادیش: اسے ضروری ہے۔ تطہیر: پاک کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: اسلئے سب سے پہلے ایسی قوم کی فکر کی تطہیر کرنی چاہیے۔ اسکے بعد اسکی فکر کی تعمیر آسان ہو جائے گی۔

حکمت کلیمی

تا نبوت حکم حق جاری کند   پشت پا بر حکم سلطاں می زند

معانی......: حکم: فرمان۔ سلطان: مراد شاہی۔ پشت پا زدن: ٹھکرا دینا۔ می زند: مارتی ہے، لگاتی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: نبوت جب احکام الٰہی کا اجرا کرنے لگتی ہے تو شاہی احکام کو ٹھکرا دیتی ہے۔

در نگاہش قصر سلطاں کہنہ دیر   غیرت او بر نتابد حکم غیر

معانی......: در نگاہش: اس کی نگاہ میں۔ قصر سلطاں: شاہی محل، بادشاہ کا محل۔ کہنہ: پرانا۔ دیر: بتخانہ، مندر۔ بر نتابد: برداشت نہیں کرتی۔ حکم غیر: غیر کا حکم۔ غیر: مراد غیر اللہ مخلوق، انسان۔

ترجمہ و تشریح......: نبوت کی نگاہ میں شاہی محل کی حیثیت پرانے بتخانے سے بڑھ کر نہیں ہوتی اس کی غیرت کسی غیر اللہ مخلوق کے حکم کو برداشت نہیں کرتی۔

پختہ سازد صحبتش ہر خام را   تازہ غوغاے دہد ایام را

معانی......: پختہ سازد: پختہ، تجربہ کار، ماہر، مضبوط بنا دیتی/دیتا صحبتش: اس کا قرب، اس کی رفاقت۔ تازہ: نیا۔ غوغائے: ایک ہنگامہ، ایک جوش و ولولہ۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی ہر خام (شخصیت) کو پختہ بنا دیتی ہے۔ وہ زمانے کو ایک نیا جوش و ہنگامہ عطا کرتا ہے۔

درس او اللہ بس باقی ہوس   تا نیفتد مرد حق در بند کس

معانی......: نیفتد: نہ پڑے، نہ گرے، غیر اللہ۔ در بند کس: کس کی قید میں۔

ترجمہ و تشریح......: اس کا پیغام یعنی صرف اللہ ہی کی ذات کافی ہے۔ محض ہوس ہے۔ تا کہ مرد حق (اللہ کے بندے) کسی اور کے دام نہ پھنسیں۔

از نم او آتش اندر شاخ تاک   در کف خاک از دم او جان پاک

معانی......: نم: گیلا پن، تری۔ تاک: انگور کی شاخ، بیل۔ کف: ہتھیلی، مراد مٹھی۔ دم: نفس، پھونک، روح۔

ترجمہ و تشریح......: اس (نبوت) کی نمی سے انگور کی شاخ میں آگ بھر جاتی ہے، اس کے دم سے خاک کی مٹھی (بدن) میں پاکیزہ جان (روح) پیدا ہو جاتی ہے۔

معنی جبریل و قرآن است او   فطرۃ اللہ را نگہبان است او

معانی......: معنی: مطلب، تفسیر۔ جبریل: حضرت جبریل علیہ السلام۔ فطرۃ اللہ: دین اسلام۔ فطرہ: خلقت، پیدائش۔ نگہبان: مخفف ہے، نگاہ بان کا، بان بمعنی صاحب، رکھنے والا، کرنے والا۔ نگہبان، بمعنی دھیان رکھنے والا، محافظ

ترجمہ و تشریح......: وہ جبریل اور قرآن کی تفسیر یا عملی نمونہ ہے اور دین اسلام کا وہ محافظ ہے۔

حکمتش بر تر ز عقل ذو فنوں   از ضمیرش امتے آید بروں

معانی......: حکمتش: اسکی عقل، دانائی۔ عقل ذوفنوں: مکار عقل۔ ذوفنون: عیار، مکار، خوبیوں والا۔ آید بروں: جنم لیتی ہے، باہر آتی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: اسکی حکمت، مکار اور عیار عقل سے کہیں افضل و اعلیٰ ہے، اسکے ضمیر سے ایک نئی ملت وجود میں آتی ہے۔

حکمرانے بے نیاز از تخت و تاج ‏ ‏ ‏ ‏ بے کلاہ و بے سپاہ و بے خراج

معانی......: حکمرانے: ایک حکمران

ترجمہ و تشریح......: وہ ایسا حکمران ہے جو تخت اور تاج سے بے نیاز ہے، نہ وہ کلاہ رکھتا ہے، نہ سپاہ اور نہ کسی سے خراج وصول کرتا ہے۔

از نگاہش فرودیں خیزد زدے ‏ ‏ ‏ ‏ درد ہم خم تلخ تر گردد زمے

معانی......: نگاہش: اس کی نگاہ۔ فرودیں: فروردین کا مخفف، ایرانی سال کا پہلا مہینہ جو 21 مارچ سے شروع ہوتا ہے، مراد موسم بہار۔ خاستن: اٹھنا۔ دے: ایرانی سال کا دسواں مہینہ، سردیوں کا آغاز، خزاں۔ درد: تلچھٹ، شراب کی میل۔ خم: صراحی، مٹکا۔ تلخ تر: زیادہ کرخت، زیادہ تیز۔ گردیدن: ہوجانا، گھومنا، گردش کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی نگاہ خزاں کو بہار میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اس کی نگاہ (تعلیم) سے ہر خم کی تلچھٹ، شراب سے بھی زیادہ تلخ (نشہ آور) ہوجاتی ہے۔

اندر آہ صبحگاہ او حیات ‏ ‏ ‏ ‏ تازہ از صبح نمودش کائنات

معانی......: آہ: اللہ کے حضور کی جانے والی عاجزی اور فریاد۔ صبح گاہ: صبح کے وقت۔ صبح نمودش: اس کے ظہور کی صبح۔ نمود: ظہور، ظاہر ہونا، عیاں ہونا۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی آہ سحر گاہی میں نئی زندگی ہے۔ اس کی نمود کی صبح کائنات کو تازگی عطا کرتی ہے۔

بحر و بر از زور طوفانش خراب ‏ ‏ ‏ ‏ درنگاہ او پیام انقلاب

معانی......: طوفانش: اس کے طوفان۔ خراب: ویران، مراد تباہ و برباد زیر و زبر۔ نگاہ: نظر۔ پیام: پیغام۔ انقلاب: تغیر و تبدل ہو جانا، الٹ پلٹ ہوجانا۔

ترجمہ و تشریح......: اس کے طوفان کے زور سے بحر و بر تباہ و برباد ہوجاتے ہیں اس کی نظر میں انقلاب کا پیغام ہے۔

درس لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ می دہد ‏ ‏ ‏ ‏ تا دلے در سینۂ آدم نہد

معانی......: درس: سبق، پیغام۔ "لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ": اشارہ ہے ایک قرآنی آیت کی طرف، مراد یہ کہ مومن خوف اور غم سے پاک ہیں۔ می دہد: دیتی ہے۔ در سینۂ آدم: آدم کے سینے میں، انسان کے سینے میں۔ نہادن: رکھنا۔

ترجمہ و تشریح......: "لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ" کا درس دیتا ہے تاکہ آدم کے سینہ کے اندر دل مضبوط ہو۔

عزم و تسلیم و رضا آموزدش ‏ ‏ ‏ ‏ در جہاں مثل چراغ افروزدش

معانی......: عزم: ارادہ، قصد۔ تسلیم: یہاں مراد راضی برضائے الٰہی ہونا، خود سپردگی، بندگی۔ رضا: مرضی، یہاں مراد اللہ کی حاکمیت۔ آموزدش: اسے سکھاتی ہے، اسے درس دیتی ہے۔ افروزدش: اسے روشن کرتی ہے، اسے جلاتی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: وہ اسے (انسان کو) عزم، فرمانبرداری اور راضی برضا سکھا کر اسے دنیا میں چراغ کی مانند روشن کر دیتا ہے۔

من نمید انم چہ افسوں میکند ‏ ‏ ‏ ‏ روح را درتن دگرگوں میکند

معانی......: افسوں می کند: سحر پھونکتی ہے، جادو کرتی: کرتا ہے۔ افسوں: سحر، جادو، ٹونا۔ دگرگوں: رنگ بدلنا، الٹ پلٹ ہونا، یہاں مراد۔ دگر: دوسرا۔ گوں: رنگ۔

ترجمہ و تشریح......: میں نہیں جانتا کہ وہ کیا سحر پھونکتا ہے کہ جسم میں جو روح ہے، وہ کچھ اور ہو جاتی ہے یعنی اسکی کایا پلٹ جاتی ہے۔

صحبت او ہر خزف را در کند　　حکمت او ہر تہی را پر کند

معانی......: خزف: ٹھیکری، کوڑی۔ در: موتی، کردن: کرنا یہاں بمعنی بنانا۔ تہی: خالی۔

ترجمہ و تشریح......: اسکی رفاقت و قربت ہر سنگریزے یعنی کوڑی کو موتی بنا دیتی ہے۔ اسکی حکمت ہر خالی کا دامن بھر دیتی ہے۔

بندہ درماندہ را گوید کہ خیز　　ہر کہن معبود را کن ریز ریز

معانی......: بندہ: غلام، آدمی۔ درماندن: عاجز ہونا، ناتواں ہونا۔ خیز: بیدار ہو جا اٹھ۔ کہن: پرانا۔ معبود: جس کی عبادت کی جائے۔ ریز ریز: پاش پاش کردے، تباہ کردے۔

ترجمہ و تشریح......: وہ گرے ہوئے غلام سے کہتا ہے کہ اٹھو اور ہر پرانے معبود کو ریزہ ریزہ کر دو۔ (نام ونشان مٹا دو)

مرد حق! افسون ایں دیر کہن　　از دو حرف ربی الاعلیٰ شکن

معانی......: افسون: جادو، سحر، ٹونا ٹوٹکا، منتر۔ دیر: بتکدہ، مندر۔ کہن: پرانا، قدیم، فرسودہ۔ ربی الاعلیٰ: میرا رب سب سے بلند و افضل ہے۔ شکن: توڑ ڈال۔

ترجمہ و تشریح......: اے مرد حق! تو ربی الاعلیٰ کے دو لفظوں سے پرانے بت خانہ کا جادو توڑ دے۔

فقر خواہی؟ از تہیدستی منال　　عافیت در حال و نے در جاہ و مال

معانی......: فقر خواہی: تو فقر چاہتا ہے، تو فقر کا خواہاں ہے۔ تہی دستی: مفلسی سے، ناداری سے۔ تہی: خالی۔ دستی: ہاتھ سے متعلق۔ منال: مت نالاں ہو، غم نہ کر۔ عافیت: سلامتی، خیریت، نجات۔ حال: وجد، جاہ: شان وشوکت، دبدبہ۔ مال: دولت، پیسہ، زر و مال۔

ترجمہ و تشریح......: اگر تو فقر چاہتا ہے تو مفلسی کا غم نہ کر۔ عافیت حال میں ہے (سکون، قلب کی کیفیت پر منحصر ہے) جاہ و مال میں نہیں۔

ظدق و اخلاص و نیاز و سوز و درد　　نے زروسیم و قماش سرخ و زرد

معانی......: نیاز: عاجزی، انکسار۔ نے: نہیں، نہ۔ زر: سونا، مال۔ سیم: چاندی۔ قماش: ایک قسم کا ریشمی کپڑا۔ سرخ: لال۔ زرد: پیلا۔

ترجمہ و تشریح......: (اصل دولت تو) صدق اور اخلاص اور نیاز اور سوز و درد ہے، مال و زر اور سرخ و زرد ریشمی کپڑے نہیں۔

بگور از کاؤس و کے اے زندہ مرد　　طوف خود کن گرد ایوانے مگرد

معانی......: بگذر: گزر جا، بے نیاز ہو جا۔ کاؤس و کے: مراد دنیوی جاہ وجلال۔ کاؤس: ایران کا ایک قدیم بادشاہ۔ کے: شہنشاہ، ایران کے قدیم کیانی خاندان کا کوئی بھی حکمران۔ خود کن: اپنی ذات کی طرف توجہ دے، اپنی ذات کے گرد چکر کاٹ۔ طوف: طواف، کسی چیز کے گرد چکر کاٹنا۔ خود: اپنی ذات۔ گرد: آس پاس، ایوانے: ایک ایوان، ایک محل۔ مگرد: مت گھوم، مت چکر کاٹ۔

ترجمہ و تشریح......: اے زندہ مرد! کاؤس و کیقباد جیسے بادشاہوں کے محلات کا طواف کرنے کی بجائے اپنا طواف کرو۔ (اپنی ذات کی طرف توجہ دے)

از مقام خویش دور افتادہ　　کرگسی کم کن کہ شاہیں زادہ

معانی......: از مقام خویش: اپنے مقام سے۔ افتادن: گرنا۔ کرگسی: مردار کھانا، کرگس ہونا، گدھ ہونا (بدھ مردار خور پرندہ ہے) کم کن: مت کر، چھوڑ دے۔ شاہین زادہ: شاہین کی نسل سے۔ شاہین: مشہور پرندہ، باز کی ایک قسم۔ زادن: جننا، جنم دینا۔

ترجمه و تشریح......: تو اپنے صحیح مقام سے دور جا پڑا ہے۔ مردار خوری چھوڑ کر تو تو شاہین کی نسل سے ہے۔

مرغ اندر شاخسار بوستاں   بر مراد خویش بندد آشیاں

معانی......: مرغک: چھوٹا پرندہ۔ شاخسار: باغ کا درخت۔ ستان: خوشبو کی جگہ مراد باغ۔ بر مراد خویش: اپنی مرضی کے مطابق، اپنے حسب خواہش۔ مراد: آرزو، خواہش۔ خویش: اپنی۔

ترجمه و تشریح......: ایک چھوٹا سا پرندہ بھی باغ میں درخت کی ٹہنیوں پر اپنی مرضی کے مطابق گھونسلا بناتا ہے۔

تو کہ داری فکرت گردوں مسیر   خویش راز مرغکے کمتر مگیر

معانی......: تو کہ داری: تو کہ رکھتا ہے۔ فکرت: فکر، سوچ، احساس، جذبہ۔ گردوں: آسمان۔ مسیر: چلنے والی/ والا، مراد پرواز کرنے والی/ والا۔ مرغک: چھوٹا پرندہ۔ کمتر مگیر: کمتر مت سمجھ۔

ترجمه و تشریح......: تو کہ تیری فکر آسمانوں پر پرواز کرتی ہے، تو اپنے آپ کو اس چھوٹے سے پرندے سے تو کمتر نہ سمجھ۔

دیگر ایں نہ آسماں تعمیر کن   بر مراد خود جہاں تعمیر کن

معانی......: دیگر: پھر، پھر سے، نئے سرے سے۔ مراد: آرزو، خواہش۔ خود: اپنی۔ تعمیر کن: تعمیر کر۔

ترجمه و تشریح......: ان نو آسمانوں کی دوبارہ تعمیر کر۔ اس دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق بنا۔

چوں فنا اندر رضائے حق شود   بندہ مومن قضائے حق شود

معانی......: رضا: مشیت، مرضی، خواہش۔ حق: خدا، حقیقت۔ قضا: مشیت، حکم خداوندی۔ شود: شدن: ہونا، ہو جانا، بن جانا۔

ترجمه و تشریح......: جب فنا حق کی رضا کے مطابق ہو تو بندۂ مومن، قضائے الٰہی بن جاتا ہے۔

چار سوے باقضاے نیلگوں   از ضمیر پاک او آید بروں

معانی......: چار سوئے: چار اطراف، مشرق، مغرب، شمال، جنوب۔ فضا: زمین سے آسمان تک کی وسعت۔ نیل گوں: نیلے رنگ والی۔ از ضمیر پاک او: اس کے پاک باطن کے اندر سے۔ ضمیر: دل، باطن۔ آید بروں: باہر کو پھوٹتی ہیں، باہر کو آتی ہیں۔

ترجمه و تشریح......: یہ جہان نیلگوں فضا کے ساتھ چار اطراف اس (بندۂ مومن) کے پاک ضمیر کے اندر سے نئی صورت میں باہر آتا ہے۔

در رضائے حق فنا شو چوں سلف   گوہر خود را بروں آر از صدف

معانی......: فنا: فانی ہو جانا، گم ہونا، گم کرنا۔ شدن: ہونا۔ چون: طرح، مانند۔ سلف: پہلے زمانے والے، آباؤ اجداد۔ گوہر: موتی، اصل، کمال، اہلیت، وصف۔ صدف: سیپی۔

ترجمه و تشریح......: تو اپنے آباء کی طرح اللہ کی رضا میں فنا ہو جا۔ اپنے گوہر (موتی) کو سیپی سے باہر لا۔ (نکال)

در ظلام ایں جہان سنگ و خشت   چشم خود روشن کن از نور سرشت

معانی......: ظلام: تاریکی۔ سنگ: پتھر۔ خشت: اینٹ۔ نور: روشنی۔ سرشت: فطرت۔

ترجمه و تشریح......: اس جہان سنگ و خشت (مادیت پرست دنیا) کی تاریکی میں اپنی آنکھ کو اپنی پاک طینت کے نور سے روشن کر۔

تا نہ گیری از جلال حق نصیب   ہم نیابی از جمال حق نصیب

معانی......: جلال: صفت الٰہی میں سے ایک صفت۔ ہم نیابی: نیز نہ پائے گا۔ جمال: صفات الٰہی میں سے ایک [illegible]ت یعنی لطف و

رحمت ۔نصیب :بہرہ ،حصہ ۔

ترجمہ و تشریح...... : جب تک تو اللہ تعالیٰ کے جلال سے حصہ نہ پائے گا۔اس سے جمال سے بھی تجھے کچھ میسر نہ آئے گا۔

ابتدائے عشق و مستی قاہری است   انتہائے عشق و مستی دلبری است

معانی...... : قاہری است: قاہری ہے، جلال ہے، قہر و جبروت ہے۔ انتہا: انجام، آخری نقطہ۔ مستی: محویت، بیخودی۔ دلبری: محویت، یہاں مراد جمال خداوندی۔

ترجمہ و تشریح...... : عشق و مستی کی ابتدا قاہری (سختی) سے ہوتی ۔اور عشق و مستی کی انتہا دلبری (محبوبی) ہے۔

مرد مومن از کمالات وجود   او وجود و غیر او ہر شے نمود

معانی...... : کمالات: کمال کی جمع، انتہا کو پہنچنا کسی چیز یا صفت و خوبی وغیرہ کا۔ وجود: جسم، مادہ۔ غیر: سوا۔ شے: چیز۔ نمود: ظاہر، یہاں مراد۔ جس کا کوئی: حقیقی وجود نہ ہو، وہم و گماں)

ترجمہ و تشریح...... : مرد مومن وجود کے کمالات میں سے ہے۔ صرف وہی وجود (حقیقی) ہے، باقی ہر شے صرف (وجود) نظر آتی ہے۔ (محض وہم و گماں ہے)۔

گر بگیرد سوز و تاب از لا الہ   جز بکام او نہ گردد مہر و مہ

معانی...... : لا الہ: یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جز: سوائے، بغیر۔ بکام: آرزو سے۔ نہ گردد: نہیں گردش کریں گے۔

ترجمہ و تشریح...... : اگر وہ لا الہ سے سوز و تپش حاصل کر لے، تو سورج اور چاند اس کی خواہش کے بغیر گردش نہیں کر سکتے ہیں۔ (یہ کائنات اسی کے مقصد کی تکمیل کے لئے گردش کرتے ہیں)۔

حکمت فرعونی

(فرون کی تدبیر و دانش)

حکمت ارباب دیں کردم عیاں   حکمت ارباب کیں را ہم بداں

معانی...... : کردم: کرنا۔ عیاں: ظاہر، واضح۔ حکمت: دانش، درست کرداری، تدبیر۔ ارباب: رب کی جمع بمعنی اہل مالک۔ کیں: دشمنی، عداوت، بغض۔ راہم بداں: کو بھی جان، کو بھی سن لے۔

ترجمہ و تشریح...... : میں نے ارباب دیں (اہل ایمان) کی حکمت ظاہر کی ہے۔ اب ارباب کیں (کینہ دوز۔ فرعونیوں) کی حکمت بھی سن (سمجھ لے)۔

حکمت ارباب کیں مکر است و فن   مکر و فن ؟ تخریب جاں تعمیر تن!

معانی...... : مکر: فریب، جھوٹ، چالاکی۔ فن: ہنر، یہاں بمعنی چالبازی، فریب۔ تخریب: خراب کرنا، ویران کرنا، تباہ کرنا۔

ترجمہ و تشریح...... : ارباب کیں (فرعونیوں) کی حکمت (ڈپلومیسی) مکر و فن ہے۔ مکر و فن کیا ہے؟ یہ روح کو بگاڑتے اور تن (جسم) کو سنوارتے ہیں۔ (جسم کی تعمیر ہے)۔

حکمتے از بند دیں آزادۂ   از مقام شوق دور افتادہ

معانی...... : دور افتادہ: دور پڑی ہوئی، دور گری ہوئی۔

ترجمہ و تشریح......: یہ ایک ایسی حکمت ہے جو دین کے بندھنوں سے آزاد ہے، جو عشق کے مقام سے دور پڑی ہے۔

مکتب از تدبیر او گیرد نظام تابکام خواجہ اندیشد غلام!

معانی......: تدبیر: فکر، کوشش، منصوبہ۔ گیرد نظام: تنظیم پاتا ہے، ترتیب پاتا ہے، تشکیل پذیر ہوتا ہے، وجود میں آتا ہے۔ کام: آرزو، خواہش۔ خواجہ: آقا۔ اندیشیلن: سوچنا۔

ترجمہ و تشریح......: اس حکمت کے طفیل سے ایسا نظام تعلیم جاری کیا جاتا ہے جس سے غلام اپنے آقا کی مرضی کے مطابق سوچے اور چلے۔

شیخ ملت باحدیث دلنشیں بر مراد او کند تجدید دیں

معانی......: حدیث: بات، اصطلاح میں حضور نبی ﷺ کی بات۔ نشستن: بیٹھنا۔ مراد: آرزو، مرضی، خواہش۔ تجدید: نیا کرنا، نیا بنانا، یہاں مراد بدعت پیدا کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: شیخ ملت اپنی دلنشین باتوں سے اپنے آقاؤں کے مطابق دین کی تجدید کرتے ہیں۔

از دم او وحدت قومے دونیم کس حریفش نیست جز چوب کلیم

معانی......: وحدت: یکتائی، ایک ہونا۔ قومے: کسی قوم، ایک قوم۔ نیم: آدھا، مراد ٹکڑا۔ حریفش: اس کا مدمقابل۔ چوب: لکڑی یہاں مراد عصا ہے۔ کلیم: حضرت موسیٰ یہاں اشارہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ عصا کی طرف، مراد کسی ایسی ہی طاقت کی ضرورت ہے۔

ترجمہ و تشریح......: اس کے نفس سے قوم کی وحدت ٹکڑے ٹکڑے، ہو جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ کے عصا کے علاوہ کوئی بھی اس کا مدمقابل نہیں۔ (کوئی علاج نہیں)

وائے قومے کشتہ تدبیر غیر کار او تخریب خود، تعمیر غیر

معانی......: وائے: کلمہ افسوس ونفرین۔ قومے: وہ قوم جو۔ کشتن: مارنا، قتل کرنا، کشتہ سے مراد ماری گئی۔ تدبیر: حکمت۔ غیر: بیگانہ، مراد غالب یا فاتح قوم۔ تخریب خود: اپنی تباہی کرنا۔ تخریب: خراب کرنا، ویران کرنا، تباہ کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: وہ قوم بڑی ہی بدنصیب ہے جو دوسروں کی تدبیر کا شکار ہو۔ ایسی قوم (بے خبری) میں اپنے ہاتھوں اپنی تباہی اور دوسرے کی تعمیر کرتی ہے۔

می شود در علم و فن صاحب نظر از وجود خود نگردد باخبر!

معانی......: صاحب نظر: نظر رکھنے والی، دانا۔ درویش اندیش: از وجود خود: اپنی ذات سے۔ نگردد باخبر: باخبر نہیں ہو پاتی۔

ترجمہ و تشریح......: وہ علم وفن میں تو صاحب نظر بن جاتی ہے لیکن اپنی ذات سے باخبر نہیں ہوتی۔

نقش حق را از نگین خود سترد در ضمیرش آرزو ہا زاد و مرد

معانی......: نقش: نقشان، کسی چیز پر کندہ کئے ہوئے بیل بوٹے وغیرہ۔ حق: خدا۔ نگین: نگینہ، نگ، جواہر، یہاں مراد دل۔ ستردن، صاف کرنا، مٹا دینا، چھیل دینا۔ زادومرد: پیدا ہوئیں اور مر گئیں۔

ترجمہ و تشریح......: وہ (قوم) اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کا نقش مٹا دیتی ہے۔ اُس کے ضمیر میں آرزوئیں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن مر جاتی ہیں۔

بے نصیب آمد زاولاد غیور جاں بہ تن چو مردہ درخاک گور

معانی...... بے نصیب: محروم، بے بہرہ۔ آمدن: آنا، یہاں بمعنی رہنا۔ اولاد: ولد کی جمع، بال بچے۔ غیور: غیرت والی۔ چو: مانند، طرح۔ مردہ: ایک مرا ہوا۔ خاک: گور، قبر۔

ترجمہ و تشریح...... محکوم قوم غیور اولاد سے محروم رہتی ہے۔ اسکے جسم میں روح کی حالت قبر میں دفن مردے کی سی ہوتی ہے۔

از حیا بیگانہ پیران کہن نوجواناں چوں زناں مشغول تن

معانی...... حیا: شرم، حجاب، غیرت۔ بیگانہ: نا آشنا، ناواقف، محروم، عاری۔ پیران: پیر کی جمع بمعنی بوڑھے۔ کہن: پرانے، پرانا، کھوسٹ۔ مشغول تن: جسم میں مشغول، مراد جسم کی سجاوٹ، آرائش وغیرہ میں مصروف۔

ترجمہ و تشریح...... ایسی قوم کے بوڑھے حیا سے خالی اور نوجوان لڑکے عورتوں کی طرح اپنے بدن کی سجاوٹ میں مصروف رہتے ہیں۔

در دل شاں آرزو ہا بے ثبات مردہ زایند از بطون امہات

معانی...... مردہ زایند: مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ بطون بطن کی جمع، شکم، پیٹ۔ امہات: ام کی جمع، مائیں۔ ان کے دلوں میں آرزوئیں غیر مستقل رہتی ہیں۔

ترجمہ و تشریح...... وہ اپنی ماؤں کے شکموں ہی سے مردے پیدا ہوتے ہیں۔

دختران او بزلف خود اسیر شوخ چشم و خود نما و خردہ گیر

معانی...... بزلف خود: اپنی ہی زلفوں کی۔ اسیر: گرفتار۔ شوخ چشم: بے شرم، حیا سے عاری۔ خودنما: خود پسند، متکبر۔ خردہ گیر: دوسروں سے متاثر ہونا، عیب جوئی کرنے والی۔ گرفتن: پکڑنا، لینا۔

ترجمہ و تشریح...... ایسی قوم کی بیٹیاں آپ اپنی زلفوں کی اسیر ہوتی ہیں، حیا سے بیگانہ، خودنما اور دوسروں کی سوچ سے متاثر ہوتی ہیں۔

ساختہ، پرداختہ، دل باختہ ابرواں مثل دو تیغ آختہ

معانی...... ساختہ: مصدر ساختن: بنانا، مراد بنا ٹھنا، بناؤ سنگھار کرنا۔ پرداختن: آراستہ کرنا، مشغول ہونا، یہاں بمعنی بناؤ سنگھار کرنا۔ دل باختہ: دل ہاری ہوئی، دل پھینک۔ مثل: مانند، طرح۔ تیغ: تلوار۔ آختن: سونتنا۔

ترجمہ و تشریح...... وہ بڑی بنی ٹھنی، سنوری، سنواریں، دل پھینک اور ان کی بھویں دو سونتی ہوئی تلواروں کی مانند ہوتی ہیں۔

ساعد سیمین شاں عیش نظر سینہ ماہی بموج اندر نگر

معانی...... ساعد: کلائی۔ سیمین: چاندی کی، چاند ایسی گوری چٹی۔ شاں: ان کی۔ عیش: سکھ، آرام لطف، لطف اندوز ہونا۔ سینہ: چھاتی، ماہی: مچھلی۔ بہ: میں اندر۔ موج: لہر، یہاں بمعنی ابھار۔ نگریستن: دیکھنا۔

ترجمہ و تشریح...... ان کی چاندی ایسی شفاف کلائیاں نظروں کے لئے عیش کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ سینہ ماہی کو ذرا ابھار میں تو دیکھو ان کا سینہ دیکھو جو ایسا ہے جیسے لہروں اندر مچھلی کا سینہ ہو۔

ملتے خاکستر او بے شرر صبح او از شام او تاریک تر

معانی...... خاک: راکھ۔ بے شرر: مراد ایسی قوم جو جوش وولولہ سے عاری۔

ترجمہ و تشریح...... یہ ملت ایک ایسی راکھ ہے جس میں کوئی چنگاری باقی نہیں۔ اسکی صبح اسکی شام سے بھی زیادہ تاریک ہے۔

ہر زماں اندر تلاش ساز و برگ کار او فکر معاش و ترس مرگ

معانی...... تلاش: جستجو، کھوج۔ ساز: اسباب، سامان۔ برگ: سامان، اسباب۔ ترس: خوف، ڈر۔ مرگ: موت۔

ترجمہ و تشریح......: ایسی قوم ہر لحظہ بس سازوسامان (روپے پیسے) ہی کے چکر میں رہتی ہے۔اس کا کام روزی کی فکر اور موت سے ڈرنا ہے۔

منعمان او بخیل و عیش دوست   غافل از مغز اندو اندر بند پوست

معانی......: منعماں: منعم کی جمع نعمت والا، صاحب مال و دولت۔ بخیل: کنجوس۔ عیش: مزے اڑانا، رنگ رلیاں منا۔ دوست: بمعنی پسند کرنے والا۔ غافل: بے خبر، غفلت کرنے والا۔ مغز: گری، یہاں مراد روح اور باطن۔ بند: بیڑی، زنجیر، قید۔ پوست: چھلکا، کھال، یہاں مراد ظاہر۔

ترجمہ و تشریح......: اس قسم کے دولت مند کنجوس لیکن عیاش ہوتے ہیں۔وہ (رسوم) کے چھلکے میں گرفتار اور (حقیقت کے) مغز سے غافل ہوتے ہیں۔

قوت فرمانروا معبود او   در زیان دین و ایماں سود او

معانی......: قوت: طاقت۔ فرمان: حکم۔ روا: نافذ کرنے والا، چلانے والا۔ زیان: نقصان، کمی۔ سود: فائدہ، مفاد۔

ترجمہ و تشریح......: حکمران کی قوت ان کی معبود ہے وہ دین وایمان کے نقصان میں اپنا فائدہ دیکھتے ہیں۔(اپنا دین وایمان کرتے ہیں)۔

از حدا مروز خود بیروں نجست   روزگارش نقش یک فردا نہ بست

معانی......: امروز: آج۔ خود: اپنا۔ بیرون نجست: باہر نہ کودی، باہر نہ نکلی۔ نقش: نشان، صورت، شکل۔ فردا: آنے والا کل۔ نہ بست: نہ باندھا، تشکیل نہ دیا۔

ترجمہ و تشریح......: وہ اپنے امروز کی حد سے باہر نہیں نکلتی۔اس کی زندگی میں ایک ''کل'' کا نقش بھی ثبت نہیں ہوتا۔

از نیاگاں دفترے اندر بغل   الاماں از گفتہ ہائے بے عمل!

معانی......: نیاگان: نیا کی جمع، دادا پردادا، پچھلے بزرگ، اسلاف۔ ہا: گفتہ کی جمع بمعنی باتیں۔ بے عمل: عمل سے عاری۔

ترجمہ و تشریح......: وہ اپنے اسلاف (کے ناموں) کا دفتر بغل میں دبائے پھرتی ہے۔اس کی گفتار یعنی اس کے پاس باتیں ہی باتیں ہیں، عمل کوئی نہیں۔

دین او عہد وفابستن بغیر   یعنی از خشت حرم تعمیر دیر

معانی......: عہد: پیمان، قول، قرار، وعدہ۔ وفا: وفاداری، ساتھ نبھانا، دوستی رکھنا۔ بستن: باندھنا۔ بغیر: غیر سے، دوسروں سے۔ تعمیر: بنا۔ دیر: بتکدہ، مندر۔

ترجمہ و تشریح......: اسکا دین غیروں سے پیمان وفا باندھنا ہے۔وہ گویا حرم (کو گرا کر اس) کی اینٹ سے بتکدے کی تعمیر کرتا ہے۔

آہ قومے دل ز حق پرداختہ   مرد و مرگ خویش را نشناختہ

معانی......: پرداختن: ہارنا، کھیلنا، مشغول ہونا، یہاں مراد ہٹالینا۔

ترجمہ و تشریح......: افسوس ہے ایسی قوم پر جس نے حق سے دل ہٹالیا۔جو مر چکی ہے مگر اپنی اس موت کو پہچانتی نہیں۔

لا الٰہ الّا اللہ

(نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے)

نکتہ می گویم از مردان حال   امتاں را لا جلال الا جمال

معانی...... نکتہ: ایک گہری بات۔ مردان: مرد کی جمع۔ حال: کیفیت جذب، باطن۔ لا: نہیں، یعنی کوئی معبود نہیں۔ جلال: اللہ کی صفات میں سے ایک، بمعنی قہر و غضب الٰہی، قدرت و جبروت اور اقتدار۔ الا: مگر، سوائے، یعنی سوائے اللہ کے۔ جمال: اللہ کی صفت، بمعنی لطف و رحمت، کرم۔

ترجمہ و تشریح...... میں صاحب حال بزرگوں سے متعلق ایک نکتہ بیان کرتا ہوں۔ قوموں کے لئے "لا" جلال کی حیثیت اور "الا" جمال کی حیثیت رکھتا ہے۔

لا و الا احتساب کائنات   لا و الا فتح باب کائنات

معانی...... لا: نہیں، یعنی کوئی معبود نہیں۔ و: اور۔ الا: مگر، سوائے، یعنی سوائے اللہ کے۔ احتساب: ممنوع باتوں سے روکنا، نگرانی، شمار کرنا کائنات: موجودات، دنیا۔ فتح باب: کائنات کے دروازے کی کشائش ہے۔ فتح: کھلنا، باب: دروازہ۔

ترجمہ و تشریح...... "لا" اور "الا" سے اس کائنات کا احتساب ہے اور "لا" اور "الا" سے کائنات (کی برکتوں) کا دروازہ کھلتا ہے۔

ہر دو تقدیر جہان کاف و نون   حرکت از لا زاید از الا سکوں

معانی...... تقدیر: سرنوشت، نصیب۔ کاف و نون: یعنی کن بمعنی ہو جا۔ (ارشاد خداوندی جس سے یہ کائنات وجود میں آئی)۔ از لا زاید: لا سے پیدا۔

ترجمہ و تشریح...... ان دونوں (الفاظ) سے اس جہان کن کی تقدیر بنتی ہے۔ "لا" سے حرکت میں اضافہ ہوتا ہے اور "الا" سے سکون۔

تا نہ رمز لا الہ آید بدست   بند غیر اللہ را نتواں شکست

معانی...... رمز لا الہ: لا الہ کا بھید، لا الہ کے معنی۔ آید بدست: ہاتھ لگے، یعنی سمجھ آئے۔ بند: زنجیر، بیڑی، قید۔ غیر اللہ: اللہ کے سوا جو کچھ ہے۔ نتواں شکست: توڑا نہیں جا سکتا۔

ترجمہ و تشریح...... جب تک لا الہ کا نکتہ ہاتھ نہ آئے۔ غیر اللہ کے بند توڑے نہیں جا سکتے۔

در جہاں آغاز کار از حرف لاست   ایں نخستیں منزل مرد خداست

معانی...... از حرف لاست: لا کے حرف سے ہے۔ نخستیں: پہلی، پہلا منزل۔

ترجمہ و تشریح...... دنیا کا کام کا آغاز "لا" سے ہے۔ یہ مرد خدا کی پہلی منزل ہے۔

ملتے کز سوز او یک دم تپید   از گل خود خویش را باز آفرید

معانی...... سوز: تپش۔ کی دم تپید: ایک لمحہ کے لئے تڑپی۔ گل: مٹی، مراد خمیر۔ خود: اپنی۔ خویش را: خود کو، اپنے آپ کو۔ باز آفرید: نیا جنم دیا، پھر سے پیدا کیا۔

ترجمہ و تشریح...... : جو قوم اس کے سوز سے ایک لمحے کے لئے بھی تڑپی اس نے اپنی مٹی اپنے آپ کو (از سرنو) پیدا کر لیا۔

پیش غیر اللہ لا گفتن حیات　　　تازہ از ہنگامہ او کائنات

معانی...... : پیش: سامنے۔ غیر اللہ: اللہ کے سوا جو کچھ بھی ہے۔ حیات: زندگی۔ تازہ: نیا ہونا، مراد نئی زندگی۔ ہنگامہ: شور و غوغا۔

ترجمہ و تشریح...... : ماسوا اللہ کے سامنے "لا" کہنا ہی اصل زندگی ہے۔ اسی (لا) کے ہنگامہ سے کائنات میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔

از جنونش ہر گریباں چاک نیست　　　در خور این شعلہ ہر خاشاک نیست

معانی...... : از جنونش: اس کے جنون سے۔ چاک: پھٹا ہو۔ نیست: نہیں ہے۔ درخور: لائق، سزاوار۔ ہر خاشاک: ہر تنکا، ہر خس۔

ترجمہ و تشریح...... : اس کے جنون سے ہر (ایک کا) گریبان چاک نہیں۔ ہر خس اس شعلے کے لائق نہیں ہے۔

جذبہ او در دل یک زندہ مرد　　　می کند صد رہ نشیں را رہ نورد

معانی...... : جذبہ: جوش دل، ولولہ۔ زندہ مرد: یعنی مرد حق، مرد مومن۔ رہ نشین: راستے میں بیٹھنے والا۔ رہ نورد: راستہ چلنے والے۔

ترجمہ و تشریح...... : ایک زندہ مرد (مرد حق) کے دل میں اس کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ سینکڑوں راہ نشینوں کو راہرو بنا دیتا ہے۔ (منزل کی جانب گامزن کر دیتا ہے)

بندہ را با خواجہ خواہی در ستیز ؟　　　تخم لا در مشت خاک او بریز

معانی...... : بندہ: غلام۔ با خواجہ: آقا کے ساتھ۔ خواستن: چاہنا، خواہاں ہونا۔ در: میں۔ ستیز: لڑائی۔ تخم: بیج۔ لا: نہیں، یعنی نہیں کوئی معبود۔ مشت: مٹھی، خاک: بریز: ریختن: گرانا، یہاں مراد بونا۔

ترجمہ و تشریح...... : اگر تو غلام کو آقاہ کے خلاف لڑانا چاہتا ہے تو اس کی مشت خاک میں لا کا بیج بودے۔

ہر کرا ایں سوز باشد در جگر　　　ہولش از ہول قیامت بیشتر

معانی...... : ہر کرا: جس کسی کو، جس کسی کے۔ ہول: دہشت، ہیبت، خوف۔

ترجمہ و تشریح...... : جس کسی کے دل میں اس (لا) کا سوز ہوگا اس کی ہیبت قیامت کی ہیبت سے بھی بڑھ کر ہوگی۔

لا مقام ضرب ہائے پے بہ پے　　　ایں غور عد است نے آواز نے

معانی...... : مقام: جگہ۔ ضرب ہا: ضرب کی جمع، چوٹ، حملہ، وار۔ پے در پے: تابڑ توڑ، مسلسل، پیہم۔ غورعد: بجلی کی کڑک۔ نے: آواز، تان۔

ترجمہ و تشریح...... : پے بہ پے حملوں کا مقام ہے۔ یہ بجلی کی کڑک ہے کوئی بانسری کی آواز نہیں ہے۔

ضرب او ہر بود را سازد نبود　　　تا بروں آئی زگرداب وجود

معانی...... : ہر بود را: ہر موجود کو۔ سازد نبود: نابود کر دیتا ہے، مٹا دیتا ہے۔ بروں آئی: تو باہر آجائے۔ گرداب: بھنور۔ وجود: ہستی۔

ترجمہ و تشریح...... : اس کا وار ہر موجود کو مٹا دیتا ہے تا کہ تو وجود کے بھنور سے باہر نکل آجائے۔ (لاموجود الا اللہ)

با تو میگویم از ایام عرب　　　تا بدانی پختہ و خام عرب

معانی...... : ایام: یوم کی جمع، بمعنی دن، زمانہ۔ عرب: یعنی اسلام کے دور اول کے عرب مسلمان۔ پختہ و خام عرب: عرب کا کچا چٹھا، یعنی عرب کا صحیح صحیح حال۔

ترجمہ و تشریح...... : میں تجھے ایام عرب کے بارے میں بتاتا ہوں تا کہ تو عرب کے پختہ اور خام ایام سے آگاہ ہو جائے۔

ریز ریز از ضرب اولات منات   در جہات آزاد زبند جہات

معانی...... ریز ریز: ریزہ ریزہ، پاش پاش۔ لات: عرب کا ایک مشہور بت۔ منات: عرب کا ایک مشہور بت۔ جہات: جہت کی جمع، اطراف، حدود۔ بند: قید، زنجیر، بیڑی۔

ترجمہ و تشریح...... اس کی ضرب سے لات اور منات پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ اور وہ قوم حدود میں رہتے ہوئے بھی حدود کی بندشوں سے آزاد ہوتا ہے۔

ہر قبائے کہنہ چاک از دست او   قیصر و کسریٰ ہلاک از دست او

معانی...... ہر+قبا: ایک خاص لباس۔ کہنہ: پرانی۔ از دست: اس کے ہاتھ سے۔ قیصر: شہنشاہ، روم کے بادشاہوں کا لقب۔ کسرے: ایران ملک کا مشہور بادشاہ نوشیروان عادل۔ ہلاک: تباہ، فنا۔ دست: ہاتھ

ترجمہ و تشریح...... ہر پرانی قبا اس کے ہاتھوں پارہ پارہ ہوئی۔ قیصر و کسریٰ (جیسی عظیم سلطنتیں) اس کے ہاتھوں فنا ہو گئیں۔

گاہ دشت از برق و بارانش بدرد   گاہ بحر از زور طوفانس بدرد

معانی...... برق: آسمانی بجلی۔ باران: بارش۔ بدرد: درد میں ہے۔ زور: تندی، شدت۔ تیزی۔

ترجمہ و تشریح...... کبھی تو صحرا و جنگل اس کی برق و باراں سے بلبلا اٹھتے ہیں اور کبھی سمندر اس کے طوفان کی تندی سے لرز اٹھتے ہیں۔

عالمے در آتش او مثل خس   ایں ہمہ ہنگامہ لا بود و بس

معانی...... آتش او: اس کی آگ۔

ترجمہ و تشریح...... ایک دنیا اس کی آگ میں تنکے کی مانند (جل اٹھی) تھی۔ یہ سب ''لا'' ہی کا ہنگامہ تھا اور بس۔

اندریں دیر کہن پیہم تپید   تا جہانے تازہ آمد پدید

معانی...... تپید تپیدن: تڑپنا۔ آمد پدید: سامنے آئی، ظہور پذیر ہوئی۔

ترجمہ و تشریح...... وہ اس پرانے بت کدے میں مسلسل تڑپے۔ یہاں تک کہ ایک نئی دنیا (ایک نیا معاشرہ) ظہور پذیر ہوئی۔

بانگ حق از صبح خیز یہائے اوست   ہر چہ ہست از تخم ریز یہائے اوست

معانی...... بانگ: آواز، مراد غلغلہ۔ صبح خیز یہا: صبح خیزی کی جمع، آخر شب اٹھ کر حضور خداوندی گڑ گڑا کر اپنے عجز و انکسار اور بندگی کا اظہار کرنا۔ تخم ریز یہا: تخم ریزی کی جمع، بیج بونا، مراد جدو جہد، جہاد۔

ترجمہ و تشریح...... ان کی صبح خیزی سے بانگ حق بلند ہوئی۔ اب جو کچھ بھی ہے سب اسی کی بوئے ہوئے بیج ہیں۔

اینکہ شمع لالہ روشن کردہ اند   از کنار جوئے او آوردہ اند

معانی...... شمع لالہ: لالہ کی شمع، سرخ رنگ ہونے کے سبب لالہ کے پھول کو شمع سے تشبیہ دی ہے۔ روشن کردہ اند: انہوں نے روشن کی ہے، روشن کی گئی یا جلائی گئی ہے۔ آوردہ اند: لائی گئی ہے۔

ترجمہ و تشریح...... یہ جو گل لالہ کی شمع روشن کی گئی ہے تو یہ اسی کی ندی کے کنارے سے لائی گئی ہے۔

لوح دل از نقش غیر اللہ شست   از کف خاکش دو صد ہنگامہ رست

معانی...... نقش: نشان، صورت، عبارت۔ غیر اللہ: اللہ کے سوا جو کچھ بھی ہے۔ شست: مصدر۔ شستن: دھونا، کف خاکش: اس کی

مٹھی بھر خاک۔ دوصد ہنگامہ: دوسو ہنگامے، یعنی بیشمار، ہنگامے۔ رستن: اگنا، وجود میں آنا۔

ترجمہ و تشریح......: اس نے اپنے دل کی تختی پر سے ماسوا اللہ کا نشان دھو دیا، اس کی مٹھی بھر خاک سے سینکڑوں ہنگامے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ہم چناں بینی کہ در دور فرنگ　　بندگی با خواجگی آمد بجنگ

معانی......: ہم چناں: اسی طرح۔ بینی: تو دیکھتا ہے۔ دیدن: دیکھنا، یہاں بمعنی جاننا۔ دور: زمانہ، عہد حکومت۔ فرنگ: یورپ، بمعنی انگریز۔ بندگی: غلامی، غلام۔ باخواجگی: آقاؤں کے ساتھ۔ آمد بجنگ: الجھ گئی، برسرپیکار ہوئی۔

ترجمہ و تشریح......: اسی طرح تو دیکھتا ہے کہ انگریزوں کے دور میں بھی غلامی نے آقائی سے جنگ کی ہے۔

روس را قلب و جگر گردیدہ خوں　　از ضمیرش حرف لا آمد بروں

معانی......: گردیدہ خوں: خون ہوگئے۔ از ضمیرش: اس کے ضمیر سے۔ آمد بروں: باہر نکلا، باہر آیا۔

ترجمہ و تشریح......: جب روس کے قلب و جگر خون ہوگئے۔ تو اس کے ضمیر سے حرف لا باہر نکلا۔

آں نظام کہنہ را برہم زدست　　تیز نیشے برگ عالم زداست

معانی......: برہم: اوپر نیچے، تلپٹ، اوپر نیچے، زدن: مارنا۔ تیز نیشے: ایک تیز نشتر۔

ترجمہ و تشریح......: (اسی حرف لا سے) اس نے پرانے نظام کو درہم برہم کر کے رکھ دیا ہے۔ اس نے دنیا کی رگ پر تیز نشتر چلایا ہے۔

کردہ ام اندر مقاماتش نگہ　　لا سلاطیں، لا کلیسا، لا الہ

معانی......: مقاماتش: اس کے مقام۔ نگہ: نگاہ۔ لا سلاطین: سلاطین نہیں۔ لا کلیسا: کوئی کلیسا نہیں۔ لا الہ: کوئی معبود نہیں۔

ترجمہ و تشریح......: میں نے روس کے مقامات پر نظر ڈالی ہے۔ وہاں کوئی بادشاہ نہیں، کوئی مذہب نہیں اور کوئی معبود نہیں۔

فکر او در تند بادلا بماند　　مرکب خود را سوئے الا نراند

معانی......: فکر: سوچ، حکمت، تدبیر۔ تند باد: تیز ہوا، آندھی۔ لا: نہیں، کوئی نہیں۔ بماند: رہ گئی۔ مرکب: سواری، گھوڑا۔ سوے الا: الا کی طرف۔ نراند: نہ ہانکا۔ راندن: ہانکنا، چلانا۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی فکر و تدبیر لا کے تیز آندھی میں پھنس کے رہ گئی۔ اس نے اپنی سواری کا رخ الا کی طرف نہ موڑا۔

آیدش روزے کہ از زور جنوں　　خویش را زیں تند باد آرد بروں

معانی......: زور: طاقت، بل بوتا۔ جنون: پاگل پن۔ خویش را: خود کو۔ زیں تند باد: اس جھکڑ سے، اس طوفان سے۔ آرد بروں: باہر نکال لے گا۔

ترجمہ و تشریح......: ایک دن آئے گا جب وہ جنوں کے زور پر اپنے آپ کو اس تیز آندھی سے باہر نکال لے گا۔

در مقام لا نیاساید حیات　　سوے الا می خرامد کائنات

معانی......: نیاساید: آسائش پذیر نہیں۔ می خرامد: رواں دواں رہتی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: لا کے مقام پر زندگی آسودگی نہیں پاتی۔ کائنات خود بخود الا کی طرف چل نکلتی ہے۔

لا و الا ساز و برگ امتاں　　نفی بے اثبات مرگ امتاں

معانی:...... سازوبرگ: سامان، اسباب۔ امتاں: امت کی جمع قومیں۔ نفی بے اثبات: اثبات کے بغیر نفی۔ مرگ امتاں: اقوام کی موت۔

ترجمہ و تشریح:...... لا اور الا قوموں کا سامان ہیں۔ اثبات (الا) کے بغیر نفی (یعنی لا) میں قوموں کی موت ہے۔

در محبت پختہ کے گردد خلیل تانگردد لا سوے الا دلیل

معانی:...... پختہ: مضبوط، کامل۔ کے: کیونکر، کب۔ گردیدن: ہونا، گھومنا، گردش کرنا۔ خلیل: دوست، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔ نگردد لا: نہ ہو۔ دلیل: رہنما۔

ترجمہ و تشریح:...... خلیل محبت میں کیسے پختہ ہو سکتے ہیں جب تک لا اس کی رہنمائی الا کی طرف نہ کرے۔

اے کہ اندر حجرہ ہا سازی سخن نعرہ لا پیش نمودے بزن

معانی:...... اے کہ: تو جو۔ حجرہ ہا: حجرہ کی جمع، مسجد سے ملحق کوٹھڑی، عبادت کے لئے خلوت خانہ۔ سازی سخن: باتیں بناتا ہے۔ پیش: سامنے۔ نمرودے: کوئی نمرود، کسی نمرود، یعنی جابر و ظالم حاکم و فرمانروا۔ بزن: مارنا، لگانا۔

ترجمہ و تشریح:...... تو کہ حجروں میں بیٹھ کر باتیں بناتا ہے (ذرا باہر نکل اور) کسی نمرود کے سامنے لا کر نعرہ لگا یعنی بلند کر۔

ایں کہ می بینی نیرزد بادوجو از جلال لا الہ آگاہ شو

معانی:...... ایں کہ می بینی: یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے۔ نیرزد: قیمت نہیں پاتی / پاتا۔ بادوجو: دو جو کے ساتھ، یعنی ایک کوڑی کی بھی۔ جلال: صفات الوہیت میں سے ایک صفت، قوت و جبروت، قہر و جبروت، قہر و غضب۔ لا الہ: نہیں کوئی معبود، یعنی نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ آگاہ شو: آگاہ ہو، باخبر ہو جا، واقف ہو جا۔

ترجمہ و تشریح:...... یہ جو کچھ تو دیکھتا ہے اس کی قیمت دو جو کے برابر بھی نہیں۔ تو لا الہ کے جلال سے آگاہ ہو جا۔

ہر کہ اندر دست او شمشیر لاست
جملہ موجودات را فرمانرواست

معانی:...... ہر کہ: جو کوئی، جو کوئی بھی۔ اندر دست او: اس کے ہاتھ میں۔ شمشیر: تلوار۔ لا: نہیں، یعنی نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ جملہ: سب، تمام موجودات: موجودہ کی جمع بمعنی کائنات، مخلوقات۔ فرمانرواست: وہ حکمراں ہے۔

ترجمہ و تشریح:...... جس کسی کے بھی ہاتھ میں لا کی تلوار ہے وہ ساری موجودات کا فرمانروا ہے۔ (کائنات اسکے قبضہ میں ہے)۔

فقر

چیست فقر اے بندگان آب و گل یک نگاہ راہ بیں، یک زندہ دل

معانی:...... چیست: کیا ہے۔ فقر: لغوی معنی محتاجی، مفلسی، درویشی۔ اے بندگان آب و گل: اے دنیا کے غلامو۔ یک نگاہ راہ بیں: راستہ کو دیکھنے والی ایک نگاہ۔ یک زندہ دل: ایک بیدار دل۔

ترجمہ و تشریح:...... اے دنیا کے غلامو جانتے ہو کہ فقر کیا ہے۔ ایک نگاہ جو صحیح راستہ دیکھ لے۔ ایک دل جو اللہ کی محبت سے زندہ ہو۔

فقر کار خویش را سنجیدن است بردو حرف لا الہ پیچیدن است

معانی:...... کار: کام، معاملہ۔ خویش: اپنا، اپنی۔ سنجیدن است: جانچنا پرکھنا ہے، تولنا ہے۔ پیچیدن است: خود پر طاری کرنا ہے، خود کو اس سے وابستہ کر لینا ہے، پیچ و تاب کھانا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: فقر اپنے معاملے کو جانچنے پرکھنے (محاسبہ کرنے) اور لا الہ کے دو الفاظ کو خود پر طاری کرنے کا نام ہے۔

فقر خیبر گیر با نان شعیر بستہ فتراک او سلطان و میر

معانی......: خیبر گیر: خیبر کو فتح کرتا ہے۔ گرفتن: پکڑنا، لینا، یہاں مراد فتح کرنا، یہ اشارہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فتح خیبر کی طرف۔ نان: روٹی۔ شعیر: جو۔ بستہ: بندھے ہوئے۔ فتراک: زین کے ساتھ چمڑے کے تسمے جن کے ساتھ شکار وغیرہ باندھا جاتا ہے۔ سلطان: بادشاہ۔ میر: امیر، سردار۔

ترجمہ و تشریح......: جو کی روٹی کھا کر خیبر کو فتح کرتا ہے۔ سلطان اور امیر سب اسکے فتراک میں بندھے ہوئے (شکار) ہیں۔

فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضاست ما امینیم ایں متاع مصطفیٰ ست

معانی......: ذوق و شوق: مراد جوش ولولہ۔ تسلیم: خود سپردگی، اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور مرضی کے آگے جھک جانا۔ رضا: راضی ہونا، مرضی، اللہ کی رضا پر رہنا۔ امینیم: ہم امین ہیں۔ امین: امانت رکھنے والا، جس پر اعتماد کیا جائے، یہاں بمعنی محافظ۔ متاع: دولت، پونجی۔

ترجمہ و تشریح......: فقر، ذوق، شوق اور تسلیم و رضا کی کیفیت ہے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کی متاع ہے اور ہم اسکے نگہبان ہیں۔

فقر بر کروبیاں شبخوں زند برنوامیس جہاں شبخوں زند

معانی......: کروبیاں: کروبی کی جمع، مقرب فرشتے۔ نومیس: ناموں کی جمع بمعنی قدرت کی پوشیدہ قوتیں۔

ترجمہ و تشریح......: فقر نہ صرف فرشتوں پر شب خوں مارتا ہے بلکہ قدرت کی پوشیدہ قوتوں کو بھی اپنے شبخوں کی زد پر لاتا ہے۔

بر مقام دیگر اندازد ترا از زجاج الماس می سازد ترا

معانی......: اندازترا: تجھے لے جائے گا۔ زجاج: کانچ، شیشہ۔ می سازو ترا: تجھے بنادے گا، تجھے بنا دیتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: فقر تجھے ایک اور ہی مقام پر لے جائے گا اگر تو شیشہ ہے تو تجھے وہ الماس کی صورت دے دے گا۔

برگ و ساز اوز قرآن عظیم مرد درویشے نہ گنجد در گلیم

معانی......: برگ و ساز: ساز و سامان، اسباب، سرمایہ، سرمایہ حیات۔ نہ گنجد: نہیں سماتا۔ گلیم: گدڑی، یہاں مراد درویشوں کا ظاہری لباس۔

ترجمہ و تشریح......: فقر کا سامان قرآن عظمی ہے۔ مرد درویش گودڑی میں نہیں سماتا۔

گرچہ اندر بزم کم گوید سخن یک دم او گرمی صد انجمن

معانی......: کم گوید سخن: کم بات کرتا ہے۔ دم: سانس، نفس، پھونک۔ گرمی: یہاں بمعنی جوش، رونق، تپاک، حرارت۔ صد: سو، یعنی بہت سی۔ انجمن: محفل، بزم)

ترجمہ و تشریح......: اگر چہ صاحب فقر محفل میں کم بات کرتا ہے لیکن اس کی ایک سانس بھی سینکڑوں محفلوں کو گرما دیتی ہے۔

بے پراں را ذوق پروازے دہد پشہ را تمکین شہبازے دہد

معانی......: بے پراں: بے پر کی جمع، جن کے پر نہ ہوں، عمل، سوئی ہوئی قوم یا افراد۔ ذوق: لطف، یہاں یعنی شوق و ولولہ۔ پشہ: مچھر، یہاں مراد کمزور ترین اقوام یا افراد۔ تمکین: وقار، زور، طاقت۔ شاہبازے: ایک یا خاص شہباز، شہباز مشہور پرندہ اور علامہ کے یہاں مرد مومن اور مرد دلیری وغیرہ کی علامت۔

ترجمہ و تشریح......: وہ پروں سے عاری (بے عمل) لوگوں میں پرواز کا ذوق پیدا کر دیتا ہے، اور مچھر کو شاہباز کا سا وقار اور زور عطا کرتا ہے۔

باسلاطیں در فتد مرد فقیر از شکوہ بوریا لرزد سریر

معانی......: سلاطین: سلطان کی جمع، بادشاہ، ارباب سلطنت واقتدار۔ درفتد: الجھ پڑتا ہے، ٹکرا جاتا ہے۔ شکوہ: عظمت، شان، دبدبہ۔ بوریا: یہاں مراد مرد درویش کی چٹائی۔ لرزد سریر: تخت کانپ اٹھتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: فقیر، سلطانوں کے مقابلے میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ بوریے کی عظمت اور دبدبہ سے تو تخت لرز جاتا ہے۔

از جنوں می افگند ہوئے بہ شہر وار ہاند خلق را از جبر و قہر

معانی......: افگند: ڈالتا ہے، یہاں مراد برپا کرتا ہے۔ ہو: آواز، غلغلہ، فریاد۔ ہاندن: نجات دلانا۔

ترجمہ و تشریح......: وہ اپنے جنون سے شہر میں ہنگامہ کھڑا کر دیتا ہے۔ خلق خدا کو ظلم وستم سے نجات دلا دیتا ہے۔

می نگیرد جز بآں صحرا مقام کاندرو شاہیں گریزد از حمام

معانی......: می نگیرد: نہیں پکڑتا۔ صحرا: جنگل، بیابان۔ شاہین: باز کی ایک قسم۔ گریزد از حمام: کبوتر سے بھاگتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: وہ ایسے صحرا میں ٹھکانا بناتا ہے جہاں شاہین، کبوتر سے دور بھاگتا ہے۔

قلب اورا قوت از جذب و سلوک پیش سلطاں نعرہ اولا ملوک!

معانی......: قلب: دل۔ جذب: بیخودی، حق میں محویت۔ سلوک: لفظی معنی چلنا، کوئی راہ اختیار کرنا، یہاں بمعنی حق کی تلاش۔ لا: نہیں کوئی۔ ملوک: ملک کی جمع، بادشاہ۔

ترجمہ و تشریح......: اس کا دل جذب وسلوک سے قوت پاتا ہے۔ وہ سلطان کے سامنے "لاملوک" (کوئی بادشاہ نہیں) کا نعرہ بلند کرتا ہے۔

آتش ما سوز ناک از خاک او شعلہ ترسد از خس و خاشاک او

معانی......: سوزناک: گرمی والی، تپش والی۔ سوز: تپش، گرمی۔ ناک: بمعنی والا/والی، مالک۔ شعلہ ترسد: شعلہ ڈرتا ہے۔ خس و خاشاک: گھاس پھونس، سوکھی گھاس، کوڑا کرکٹ، خس بمعنی سوکھی گھاس۔ خاشاک: کوڑا کرکٹ۔

ترجمہ و تشریح......: ہماری آگ کی گرمی اس کی خاک سے ہے۔ اس کے خس وخاشاک سے شعلہ بھی ڈرتا ہے۔

بر نیفتد ملتے اندر نبرد تا درو باقیست یک درویش مرد

معانی......: برنیفتد: نہیں گرتی۔ اندر نبرد: لڑائی میں۔

ترجمہ و تشریح......: کوئی بھی ایسی قوم لڑائی میں کبھی مغلوب نہیں ہو سکتی جب تک اس میں ایک بھی مرد درویش موجود ہو۔

آبروئے ماز استغنائے اوست سوز ما از شوق بے پروائے اوست

معانی......: آبروئے ما: ہمارا وقار، ہماری عزت۔ استغنا: بے نیازی۔ بے پروا: بے نیاز، مستغنی۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی بے نیازی سے ہمارا وقار ہے۔ ہمارا سوز اس کے بے نیازانہ شوق کا مرہون منت ہے۔

خویشتن را اندر ایں آئینہ بیں تا ترا بخشند سلطان مبیں

معانی......: خویشتن: خود، اپنے آپ۔ بیں: دیکھ۔ بخشند: وہ بخشیں۔ سلطان: حاکم، بادشاہ قدرت وغلبہ، تسلط، دلیل۔ مبیں: آشکار کرنے والی، روشن، واضح، سلطان۔

ترجمہ و تشریح......: اپنے آپ کو اس آئینے میں دیکھ تاکہ تجھے واضح غلبہ عطا ہو۔ قرآن حکیم میں واضح آیا ہے۔

حکمت دیں دل نوازی ہائے فقر قوت دیں بے نیازی ہائے فقر

معانی...... دل نوازی ہا: دلنوازی کی جمع، دلجوئی۔ فقر۔ بے نیازی ہا: بے نیازی کی جمع، استغنا، یعنی دنیاوی مال وجاہ سے بے تعلق ہو جانا۔

ترجمہ و تشریح...... فقر کی دل نوازی حکمت دیں ہے۔ فقر کی بے نیازیوں کا نام قوت دیں ہے۔

مومناں را گفت آں سلطان دیںؐ مسجد من ایں ہمہ روے زمیں،

معانی...... سلطانؐ دیں: مراد حضور نبی کریم ﷺ۔ روے زمیں: زمین کے اوپر کا یعنی ارض، سطح زمین، حضور فخر موجودات ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ تمام روے زمین میری مسجد ہے۔

ترجمہ و تشریح...... اس سلطانؐ دیں (سرور کونین ﷺ) نے مسلمانوں سے فرمایا: تمام روے زمین میرےؐ لئے مسجد ہے۔

الاماں از گردش نہ آسماں مسجد مومن بدست دیگراں

معانی...... گردش نہ آسماں: آسمانوں کی گردش۔ بدست دیگراں: دوسروں کے ہاتھ میں یعنی غیروں کے قبضے میں۔

ترجمہ و تشریح...... نو آسمانوں کی گرش سے پناہ ہے، مسلمان کی مسجد اور غیروں کے قبضے میں؟

سخت کوشد بندہ پاکیزہ کیش تا بگیرد مسجد مولاے خویش

معانی...... سخت کوشد: زبردست جہاد کرتا ہے، سخت جدوجہد کرتا ہے۔ بندہ: غلام۔ پاکیزہ: صاف ستھری/ستھرا۔ کیش: مذہب، فطرت، مراد باطن۔ بگیرد: (گرفتن: لینا، یہاں مراد واپس لینا، قبضے سے چھڑانا)۔ مسجد: سجدہ گاہ۔ مولا: آقا، یہاں اشارہ ہے حضور سرور کائنات ﷺ کی طرف۔ خویش: اپنا۔

ترجمہ و تشریح...... پاک فطرت بندہ زبردست جہاد کرتا ہے تاکہ اپنے آقا کی مسجد غیروں کے قبضے سے چھڑا لے۔

اے کہ از ترک جہاں گوئی مگو ترک ایں دیر کہن تسخیر او

معانی...... ترک: چھوڑنا، تعلق ختم کر لینا۔ جہاں: دنیا۔ مگو: مت کہہ۔ دیر: بتخانہ، مندر۔ کہن: پرانا۔ تسخیر: مسخر کرنا، فتح کرنا، تصرف میں لانا، غلبہ پانا۔

ترجمہ و تشریح...... تو جو ترک دنیا کی بات کر رہا ہے تو ایسا نہ کہو اس پرانے بتکدے سے بے نیاز ہو جانا ہی گویا اس پر غلبہ پا لینا ہے۔

راکبش بودن ازو وارستن است از مقام آب و گل برجستن است

معانی...... راکب: سوار، غالب۔ بودن: ہونا۔ وارستن: نجات پانا، چھٹکارا حاصل کرنا۔ آب و گل: خمیر، مادہ، مراد فانی و مادی دنیا۔ برجستن: زمین سے اوپر کو اچھلنا، مراد بلند تر جانا۔

ترجمہ و تشریح...... اس پر سوار ہو جانا گویا اس سے چھٹکارا پانا ہے اور آب و گل کے مقام سے بلند تر جانا ہے۔

صید مومن ایں جہان آب و گل باز را گوئی کہ صید خود بہل؟

معانی...... باز: مشہور پرندہ، علامہ کے یہاں مرد مومن کی علامت۔ صید: شکار۔ بہل: چھوڑ دے۔

ترجمہ و تشریح...... آب و گل کی یہ دنیا تو مرد مومن کا شکار ہے اور کیا تو باز (مرد مومن) سے کہہ رہا ہے کہ وہ اپنا شکار چھوڑ دے؟

حل نشد ایں معنی مشکل مرا شاہیں از افلاک بگریزد چرا

معانی...... حل: آسانی، آسان ہونا، سمجھ میں آنا۔ شدن: ہونا۔ معنی: حقیقت، مطلب، بات۔ مشکل: دشوار، جلد سمجھ نہ آنے والی۔ بگریزد: گریختن: بھاگ اٹھنا، بھاگنا۔

ترجمہ و تشریح:...... میں یہ مشکل بات حل نہیں کر سکا کہ شاہیں افلاک سے گریزاں کیوں ہے۔

وائے آں شاہیں کہ شاہینی نکرد   مرغکے از چنگ او نامد بدرد

معانی:...... شاہینی: شاہین سے متعلق، مراد قوت و طاقت کا اظہار۔ مرغکے: چھوٹا پرندہ، معمولی سا پرندہ نامد: نہ آیا، نہ ہوا۔ بدرد: تکلیف میں، یعنی تڑپنا۔

ترجمہ و تشریح:...... اس شاہین پر افسوس ہے جو قوت و طاقت کے اظہار سے محروم رہا اور کوئی معمولی سا پرندہ بھی اس کے پنجوں میں نہ تڑپا۔

در کنامے ماند زار و سرنگوں   پر نہ زد اندر فضائے نیلگوں

معانی:...... کنام: شاہین کا آشیانہ۔ ماند: ماندن: رہنا، پڑے رہنا۔ زار: غم زدہ۔ سرنگوں: سر کے بل مراد الٹا سیدھا۔ پر نہ زد: وہ نہ اڑا۔

ترجمہ و تشریح:...... وہ (شاہین) آشیانے میں افسردہ سر جھکائے بیٹھا رہا، اس نے آسمانی فضا میں ذرا بھی پرواز نہ کی۔

فقر قرآں احتساب ہست و بود   نے رباب و مستی و رقص و سرود

معانی:...... احتساب: محاسبہ کرنا، ممنوع باتوں سے روکنا، نگرانی۔ ہست و بود: مراد کائنات، حیات و بقا، قیام و وجود، ہست بمعنی ہے اور بود بمعنی تھا۔ رقص: ناچ۔ سرود: نغمہ، گانا، دوسرے مصرعے میں نام نہاد صوفیا کے وجد و حال کی طرف اشارہ ہے)۔

ترجمہ و تشریح:...... قرآن کا فقر کائنات کا احتساب ہے، کوئی ساز و آواز، بدمستی اور رقص و سرود کا نام نہیں ہے۔

فقر مومن چیست؟ تسخیر جہات   بندہ از تاثیر او مولا صفات

معانی:...... تسخیر: تصرف میں لانا، فتح کرنا، مسخر کرنا، قبضے میں لانا۔ جہات: جہت کی جمع بمعنی حدود، مراد کائنات، مکاں۔ مولا: آقا۔ صفات: صفت کی جمع، خوبیاں۔

ترجمہ و تشریح:...... مومن کا فقر کیا ہے؟ وہ کائنات کو مسخر کرتا ہے اس کی تاثیر سے غلاموں میں بھی آقاؤں کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔

فقر کافر خلوت دشت و در است   فقر مومن لرزہ بحر و بر است!

معانی:...... خلوت: تنہائی، گوشہ نشینی۔ دشت: جنگل اور بیابان۔ در: درہ، دو پہاڑوں کے درمیان راستہ۔ لرزہ: کپکپی، خوف، ہیبت۔ بحر: سمندر۔ بر: خشکی۔

ترجمہ و تشریح:...... کافر کا فقر جنگل اور بیابان میں جا ڈیرہ جمانا (یعنی ترک دنیا) ہے جبکہ مومن کا فقر بحر و بر پر لرزہ طاری کر دیتا ہے۔

زندگی آں را سکون غار و کوہ   زندگی ایں را ز مرگ باشکوہ!

معانی:...... غار: کھوہ۔ کوہ: پہاڑ۔ سکون: آرام، راحت۔ مرگ: موت۔ شکوہ: عظمت و شان۔

ترجمہ و تشریح:...... اس (فقر کافر) کے لئے غاروں اور پہاڑوں کا سکون ہی زندگی ہے جبکہ اس (فقر مومن) کے لئے باشکوہ موت (شہادت) کا نام زندگی ہے۔

آں خدا را جستن از ترک بدن   ایں خودی را بر فسان حق زدن

معانی:...... جستن: تلاش کرنا، ڈھونڈنا۔ ترک: چھوڑ دینا، تعلق توڑ لینا۔ بدن: جسم، ترک بدن۔ تجرد۔ فسان: افسان بمعنی سان۔ زدن: لگانا، مارنا۔

ترجمہ و تشریح......: وہ (فقر کافر) تو ترک بدن کر کے خدا کو ڈھونڈتا ہے، جبکہ یہ (فقر مومن) اپنی خودی کو حق کی سان پر چڑھاتا ہے۔

آں خودی را کشتن و وا سوختن ایں خودی راچوں چراغ افروختن

معانی......: واسوختن: جلانا، جلا دینا۔ افروختن: روشن کرنا، جلانا۔

ترجمہ و تشریح......: وہ خودی کو مارتا اور جلاتا ہے سمجھتا ہے اور یہ خودی کو چراغ کی مانند روشن کرنا۔

فقر چوں عریاں شود زیر سپہر از نہیب او بلرزد ماہ و مہر

معانی......: عریاں: ننگا، مراد کھل کر اپنا اظہار کرنے والا۔ شدن: ہونا۔

ترجمہ و تشریح......: جب فقر آسمان کے نیچے عریاں ہو جاتا ہے تو اس کے رعب و ہیبت سے چاند سورج لرزتے ہیں۔

فقر عریاں گرمی بدر و حنین فقر عریاں بانگ تکبیر حسینؓ

معانی......: گرمی: تپش، جہاد مراد معرکہ۔ بدر: عرب میں ایک مقام، یہاں اشارہ ہے غزوہ بدر کی طرف جس میں 313 مسلمان مجاہدین نے شرکت کر کے فتح پائی، اس فتح نے قریش مکہ کی قوت ہمیشہ کے لئے ختم کر دی۔ حنین: عرب میں ایک مقام، یہاں اشارہ ہے حضور نبی کریم سمیت غزوہ حنین کی طرف جو 8ھ 629ء میں لڑا گیا۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد دس ہزار سے زیادہ تھی۔ اس میں بھی رسول اکرم ﷺ کو فتح و نصرت نصیب ہوئی۔ بانگ: آواز نعرہ۔ تکبیر: اللہ کی بڑائی بیان کرنا، اللہ اکبر۔ حسینؓ: مراد حضرت امام حسینؓ، اور اشارہ ہے واقعہ کربلا کی طرف)

ترجمہ و تشریح......: عریاں فقر بدر اور حنین کے معرکوں کی گرمی ہے۔ عریاں فقر (کربلا میں) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکبیر کی آواز ہے۔

فقر را تا ذوق عریانی نماند آں جلال اندر مسلمانی نماند

معانی......: ذوق عریانی: عریانی کا ذوق۔ ذوق: لطیف، یہاں یعنی ولولہ، شوق۔ نماند: نہیں رہا۔ جلال: ہیبت و دبدبہ زر۔ مسلمانی: مسلمان ہونا، مسلمان

ترجمہ و تشریح......: جب فقر میں عریانی کا ذوق باقی نہ رہا۔ تو مسلمانی کے اندر وہ جلال (دبدبہ) بھی باقی نہ رہا۔

وائے ما اے وائے ایں دیر کہن تیغ لا در کف نہ تو داری، نہ من

معانی......: وائے: افسوس۔ دیر: بتخانہ، بتکدہ۔ کہن: پرانا، مراد یہ دنیا۔ تیغ: تلوار۔ لا: نہیں، یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود و حاکم نہیں۔ کف: ہتھیلی، مراد ہاتھ۔ نہ تو داری: نہ تو رکھتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: افسوس ہے ہم پر، افسوس ہے اس پرانے بتکدے پر۔ لا کی تلوار نہ تیرے ہاتھوں میں رہی اور نہ میرے پاس ہے۔

دل زغیر اللہ بہ پرداز اے جواں ایں جہان کہنہ در باز اے جواں

معانی......: پرواز: ہٹالے۔ در باز: قطع تعلق کر کے، ہار دیدروازہ کھولنا۔

ترجمہ و تشریح......: اے نوجوان! غیر اللہ سے دل ہٹالے۔ اے نوجوان! اس قدیم دنیا سے قطع تعلق کر لے۔ (جہان کا دروازہ کھول)

تاکجا بے غیرت دیں زیستن اے مسلماں مردن است ایں زیستن

معانی...... : تا کجا: کب تک۔ غیرت دیں: دین کی حمیت۔ زیستن: جینا، زندگی بسر کرنا۔

ترجمہ و تشریح...... : تو کب تک دین کی غیرت کے بغیر زندگی بسر کرے گا؟ اے مسلمان یہ زندگی نہیں، یہ تو موت ہے۔

مرد حق باز آفریند خویش را　　جز بہ نور حق نہ بیند خویش را

معانی...... : باز آفریند: پھر پیدا کرتا ہے۔ خویش را: خود کو۔ نہ بیند: نہیں دیکھتا۔

ترجمہ و تشریح...... : مردِ حق خود کو پھر وجود میں لاتا ہے۔ وہ جب اپنے آپکو دیکھتا ہے تو صرف حق تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

بر عیارِ مصطفیٰؐ خود را زند　　تا جہانے دیگرے پیدا کند

معانی...... : بر عیار مصطفیٰؐ: حضور اکرم ﷺ کی کسوٹی پر، معیار پر۔ خود را زند: خود کو لگاتا ہے، خود کو پرکھتا ہے۔ دیگرے: دوسری، مراد نئی۔ پیدا کند: وجود میں لاتا ہے، پیدا کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح...... : پہلے وہ خود کو حضور اکرم ﷺ کی کسوٹی (معیار) پر پرکھتا ہے۔ اس طرح ایک نئی دنیا وجود میں لاتا ہے۔

آہ زاں قومے کہ از پا برفتاد　　میر و سلطاں زاد و درویشے نزاد

معانی...... : پا: پاؤں۔ برافتادن: گر پڑنا۔ میر و سلطان زاد: امیر اور سلطان کو جنم دیا۔ میر: امیر۔ سلطان: صاحب سلطنت، مراد دنیاوی جاہ و جلال کے مالک۔ زادن: پیدا کرنا، جنم دینا، وجود میں لانا۔ درویشے نزاد: کوئی درویش نہ جنا۔

ترجمہ و تشریح...... : افسوس ہے کہ اس قوم پر جو پستی کا شکار ہو گئی۔ اس نے امیر اور سلطان تو پیدا کیے، لیکن کوئی مرد درویش پیدا نہ کیا۔

داستان او مپرس از من کہ من　　چوں بگویم آنچہ ناید در سخن

معانی...... : مپرس: مت پوچھ۔ چوں بگویم: کیونکر کہوں۔ آنچہ: جو کچھ۔ ناید در سخن: بیان میں نہیں آتا۔

ترجمہ و تشریح...... : اس قوم کی داستان مجھ سے مت پوچھ، کیونکہ میں وہ بات کیسے کہہ سکتا ہوں جو بات بیان میں نہیں آسکتی۔

در گلویم گریہ ہا گردد گرہ　　ایں قیامت اندرون سینہ بہ

معانی...... : گلویم: میرا گلا۔ گرد گرہ: گرہ بن جاتی ہے۔ قیامت: یہاں مراد طوفان۔ بہ: اچھا، اچھا ہے۔

ترجمہ و تشریح...... : میرے گلے میں گریہ وزاری گرہ بن گئی ہے۔ میرا گلا تو گریہ وزاری سے بری طرح گھٹ رہا ہے۔ یہ قیامت سینے کے اندر رہے تو اچھا ہے۔

مسلم ایں کشور از خود ناامید　　عمر ہا شد باخدا مردے ندید

معانی...... : کشور: ملک۔ ناامید: امید سے عاری، مایوس۔ عمر ہا شد: ایک مدت ہو چکی ہے۔

ترجمہ و تشریح...... : اس ملک (برصغیر ملک وہ ہند) کا مسلمان اپنے آپ سے ناامید ہو چکا ہے۔ عمر گزر گئی، (مدتیں ہو چلی ہیں) اس نے کوئی باخدا مرد نہیں دیکھا۔

لاجرم از قوت دیں بدظن است　　کاروان خویش را خود رہزن است

معانی...... : لاجرم: ناچار، بالضرور، بے شک۔ بدظن: بدگماں۔ کاروان: قافلہ۔ رہزن: لوٹنے والا، ڈاکو، لٹیرا۔

ترجمہ و تشریح...... : لامحالہ وہ دین کی قوت سے بدگمان ہو چکا ہے۔ وہ خود ہی اپنے قافلے کا لٹیرا بنا ہوا ہے۔

از سہ قرن ایں امت خوار و زبوں　　زندہ بے سوز و سرور اندروں

معانی...... سہ: تین ۔قرن: صدی، سو سال کا دور۔ خوار: ذلیل، رسواء، بے اعتبار، سرگرداں۔ زبوں: عاجز، خوار۔ بے سوز: اندرونی سوز اور سرور کے بغیر۔ سرور: نشہ، نشاط، سرخوشی۔ اندرون۔ یعنی باطنی۔

ترجمہ و تشریح...... تین صدیوں سے یہ امت زبوں حال اور خوار ہے۔ یہ جذبے اور سوز دروں سے عاری زندگی بسر کر رہی ہے۔

پست فکر و دوں نہاد و کور ذوق　　مکتب و ملاے او محروم شوق

معانی...... پست: گھٹیا، ذلیل ۔فکر: سوچ، جذبہ۔ دوں: کمینہ، گھٹیا، پست، نہاد: فطرت، طبیعت، بنیاد۔ کور: اندھا، اندھی، محروم، عاری۔ مکتب: مدرسہ۔ ملا: مراد مذہبی پیشوا۔ محروم: روکا گیا، بے نصیب، عاری۔ شوق: عشق، جذبہ و ولولہ۔

ترجمہ و تشریح...... یہ قوم پست فکر، کم ہمت اور کور ذوق ہو چکی ہے۔ اس کے مکتب اور علماء سب محروم شوق ہیں۔

زشتی اندیشہ اورا خوار کرد　　افتراق او را از خود بیزار کرد

معانی...... زشتی: برائی، خرابی۔ اندیشہ: فکر، سوچ، جذبہ۔ خوار: پست، ذلیل، گھٹیا۔ بیزار: متنفر، ناخوش۔

ترجمہ و تشریح...... فکر کے زوال نیا سے ذلیل کر دیا ہے۔ باہمی اختلاف نے اسے اپنے آپ سے بیزار کر دیا ہے۔

تاند انداز مقام و منزلش　　مرد ذوق انقلاب اندر دلش

معانی...... نداند: نہیں جانتا، بے خبر ہے۔ منزل: پڑاؤ، یہاں مراد مقصد۔ اندر دلش: اس کے دل میں۔

ترجمہ و تشریح...... چونکہ وہ اپنے مقام اور منزل کو نہیں پہچانتا ہے اس لئے اس کے دل سے ذوق انقلاب ہی جاتا رہا ہے۔

طبع او بے صحبت مرد خبیر　　خستہ و افسردہ و حق ناپذیر

معانی...... طبع: طبیعت۔ صحبت: مصاحبت۔ خستہ: تھکی ہوئی، مضمحل، نڈھال، زخمی۔ افسردہ: بجھی بجھی سی۔ حق ناپذیر: حق کو قبول نہ کرنے والی۔

ترجمہ و تشریح...... ایک باخبر انسان (مرد حق) کی صحبت سے محرومی کے باعث اس کی طبیعت بیمار، افسردہ (بجھی بجھی) سی ہے اور حق کو قبول نہ کرنے والی بن گئی ہے۔

بندہ رد کردہ مولاست او　　مفلس و قلاش و بے پرواست او

معانی...... بندہ: ایسا غلام۔ رد کردہ: جو آقا کا ٹھکرایا ہوا ہو۔ مفلس و کنگال: غریب، کنگال اور حمیت سے عاری۔ بے پرواست او: وہ بے پرواہ ہے۔

ترجمہ و تشریح......وہ ایک ایسا غلام ہے جسے اس کے آقا نے ٹھکرا دیا ہو۔ وہ مفلس بھی ہے، قلاش بھی اور لاپرواہ بھی۔

نے بکف مالے کہ سلطانے برد　　نے بدل نورے کہ شیطانے برد

معانی...... کف: ہتھیلی، ہاتھ، مالے، کوئی مال، کوئی دولت۔ کہ سلطانے برد: کہ کوئی بادشاہ ہی ہتھیا لے۔ بدل: دل میں۔ نورے: کوئی نور، ایسا نور۔ شیطانے برد: کہ شیطان اسے لے جائے۔

ترجمہ و تشریح......اس کے ہاتھ میں کوئی مال نہیں کہ کوئی بادشاہ ہی چھین لے اور نہ ہی اس کے دل میں کوئی ایسا نور ہے کہ شیطان اسے لے جائے۔

شیخ او لرد فرنگی را مرید　　گوچہ گوید از مقام بایزید

معانی...... شیخ: بوڑھا، بزرگ۔ فرنگی: یورپی، انگریز۔ لرد: لارڈ کا مفرس، انگلستان کے اعلیٰ مرتبہ لوگوں کا لقب۔ مقام: مرتبہ۔

بایزید: مشہور صوفی حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جن کا تعلق ایران کے صوبہ خراسان سے تھا۔ ان کی وفات 234 / 849 میں ہوئی۔

ترجمہ و تشریح......: اس کے رہنما فرنگی لارڈ کے مرید ہیں، اگرچہ باتیں وہ حضرت بایزیدؒ ایسی عظیم ہستی کے مقام کی کرتے ہیں۔

گفت دیں را رونق از محکومی است　　زندگانی از خودی محرومی است

معانی......: رونق: یہاں مراد باعث رحمت۔ محرومی: محروم ہو جانا، یہاں مراد نفی کرنا، ترک کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: کہتے ہیں کہ دین کی رونق غلامی سے ہے۔ خودی کی محرومی کا نام زندگی ہے۔

دولت اغیار را رحمت شمرد　　رقص ہا گرد کلیسا کرد و مرد

معانی......: شمردن: سمجھنا، گننا، شمار کرنا۔ گرد: آس پاس، کلیسا: گرجا، عیسائیوں کی عبادت گاہ۔

ترجمہ و تشریح......: اس نے غیروں کی دولت کو رحمت شمار کیا۔ وہ گرجے کے گرد رقص کرتا رہا اور مر گیا۔

اے تہی از ذوق و شوق و سوز و درد　　می شناسی عصر ما با ما چہ کرد!

معانی......: می شناسی: تجھے علم ہے، تو جانتا ہے۔ باما: ہمارے ساتھ۔ چہ کرد: کیا کیا۔

ترجمہ و تشریح......: تو جو ذوق، شوق اور سوز و درد سے خالی ہے، تجھے کیا تو پہچانتا ہے کہ ہمارے دور نے ہمارے ساتھ کیا کیا۔

عصر ما ما را ز ما بیگانہ کرد　　از جمال مصطفیؐ بیگانہ کرد

معانی......: عصر ما: ہمارے زمانے (دور) نے۔ زما: ہم سے۔ بیگانہ کرد: بیگانہ کر دیا، مراد دور کر دیا۔ از جمال مصطفیؐ: حضور فخر موجودات ﷺ کے جمال سے۔

ترجمہ و تشریح......: ہمارے دور نے ہمیں خود سے دور کر دیا اسی عصر کے ہاتھوں ہم حضور مصطفیؐ کے جمال سے محروم ہو گئے۔

سوز او تا از میان سینہ رفت　　جوہر آئینہ از آئینہ رفت

معانی......: سوز: یہاں مراد عشق و وابستگی۔ از میان سینہ: سینے میں سے۔ جوہر آئینہ: آئینے کا جوہر۔ جوہر: چمک، آب و تاب، آئینہ یہاں مراد دل)

ترجمہ و تشریح......: جب حضور ﷺ کے عشق کا سوز سینے میں سے نکل گیا تو گویا آئینہ کا جوہر ہی آئینے سے جاتا رہا۔

باطن ایں عصر را نشناختی　　داد اول خویش را در باختی

معانی......: باطن ایں عصر را: اس زمانے کی روح کو، اس زمانے کے باطن کو۔ شنختی: تو نہ سمجھ سکا۔ داد اول: پہلے ہی داؤ میں۔ خود کو: در باختی: تو ہار گیا۔

ترجمہ و تشریح......: تو نے اس دور کے اندرون کو نہ پہچانا۔ پہلے ہی داؤ میں اپنے آپ کو ہار دیا۔

تا دماغ تو بہ پیچاکش فتاد　　آرزوے زندہ در دل نزاد

معانی......: پیچاک: یعنی پیچک، ایک زرد رنگ کی بیل جو جس درخت یا پودے پر چڑھ جائے وہ سوکھ جاتا ہے، عشق پیچاں۔ افتادن: گرنا، یہاں مراد الجھنا۔ نزاد: پیدائش ہوئی، جنم نہیں لیا۔ زادن: جننا پیدا ہونا، وجود میں لانا، جنم لینا۔

ترجمہ و تشریح......: جب سے تیرا دماغ اس کی عشق پیچاں میں الجھا ہے، تیرے دل میں کسی زندہ آرزو نے جنم ہی نہیں لیا۔

احتساب خویش کن از خود مرد　　یک دودم از غیر خود بیگانہ شو

معانی...... احتساب: گرفت، مراد جائزہ لینا۔ خویش: اپنا۔ کردن: کرنا۔ از: سے۔ خود: آپ یعنی اپنی ذات۔ مرو: مت جا، مراد مت نکل۔ رفتن: جانا۔ بیگانہ شو: ناواقف ہو جانا، غیر ہو جانا، یعنی بھول جا۔

ترجمہ و تشریح......: اپنا احتساب کر، اپنی ذات سے دور نہ ہو، ایک دو لمحے اپنے غیر سے بیگانہ ہو جا۔

تاکجا ایں خوف و وسواس و ہراس ــــ اندر ایں کشور مقام خود شناس

معانی......: خوف: ڈر۔ وسواس: وہم، برا خیال۔ ہراس: بیم، وحشت۔ ڈر: خوف۔ کشور: مقام۔ خودشناس: اپنا مقام پہچان۔

ترجمہ و تشریح......: یہ خوف، یہ ڈر اور ہراس کب تک؟ اس ملک میں اپنا مقام پہچان۔

ایں چمن دارد بسے شاخ بلند ــــ برنگوں شاخ آشیان خود مبند

معانی......: نگوں شاخ: الٹی شاخ یعنی جھکی ہوئی شاخ۔ آشیان خود مبند: اپنا آشیاں نہ بنا۔

ترجمہ و تشریح......: اس چمن میں کئی بلند شاخیں ہیں۔ تو (انہیں چھوڑ کر) جھکی ہوئی شاخ پر اپنا آشیان نہ بنا۔

نغمہ داری در گلو اے بے خبر ــــ جنس خود بشناس و باز اغاں مپر

معانی......: تو نغمہ داری: تو نغمہ رکھتا ہے۔ شناس شناختن: پہچاننا۔ باز اغاں: کووں کے ساتھ۔ مپر: مت اڑ۔

ترجمہ و تشریح......: اے بے خبر تیرے گلے میں نغمہ (توحید) ہے۔ اپنی ذات کو پہچان، کووں کے ساتھ پرواز نہ کر۔

خویشتن را تیزی شمشیر دہ ــــ باز خود را در کف تقدیر دہ

معانی......: دہ: دادن، دینا۔ در کف تقدیر دہ: تقدیر کے ہاتھ میں دے، تقدیر کے حوالے کر۔

ترجمہ و تشریح......: پہلے خود میں تلوار کی سی کاٹ پیدا کر، اپنے آپ کو تقدیر کے ہاتھ میں دے۔

اندرون تست سیل بے پناہ ــــ پیش او کوہ گراں مانند کاہ

معانی......: اندرون تست: تجھ میں ہے، تیرے اندر ہے۔ سیل: طوفان۔ بے پناہ: جس سے بچا نہ جا سکے، مراد زبردست۔ پیش او: اس کے آگے، اس طوفان کے آگے۔ پیش: آگے، سامنے۔ او: اس کے، طوفان کے، وہ۔

ترجمہ و تشریح......: تیرے اندر تو ایک زبردست طوفان ہے جس کے سامنے کوہ گراں کی بھی حیثیت تنکے کی ہے۔

سیل را تمکیں زنا آسودن است ــــ یک نفس آسودنش نابودن است

معانی......: تمکین: زور، طاقت، بہاؤ، وقار۔ زنا آسودن است: آرام نہ کرنے سے ہے، یعنی حرکت میں رہنے سے ہے۔ ز: از یعنی سے۔ نا: نہیں۔ آسودن: آرام کرنا، حرکت سے تھم جانا۔ نابودن: اس کا نابود ہو جانا، اس کا ختم ہو جانا۔

ترجمہ و تشریح......: سیلاب میں زور مسلسل حرکت سے قائم رہتا ہے۔ (سیلاب کی شان نہ رکنے میں ہے) اگر وہ ذرا بھی رک جائے تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔

من نہ ملا، نے فقیہہ نکتہ در ــــ نے مرا از فقر و درویشی خبر

معانی......: من نہ ملا: میں نہ ملا ہوں۔ نے فقیہہ نکتہ در: نہ نکتہ داں فقیہہ، نہ صاحب دانش و بینش فقیہہ۔ فقیہہ: علم دین کا جاننے والا۔ نکتہ: گہری بات، دانائی کی بات۔

ترجمہ و تشریح......: میں نہ ملا ہوں نہ کوئی نکتہ داں فقیہہ اور نہ مجھے فقر اور درویشی ہی کی کچھ خبر ہے۔

در رہ دیں تیز بین و سست گام ــــ پختہ من خام و کارم ناتمام

معانی......: تیز بین: باریک بین، کارم ناتمام: میرا کام ناتمام ہے، میرا معاملہ ادھورا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: دین کے راستے یا معاملے میں میری نگاہ دور رس اور میرے قدم سست ہیں۔ میری پختگی میں بھی خامی ہے اور میرا معاملہ بھی کچھ نامکمل ہی ہے۔

تا دل پر اضطرابم دادہ اند یک گرہ از صد گرہ بکشادہ اند

معانی......: اضطراب: بے چینی، بکشادہ اند: کھول دی گئی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: مجھے دل پر اضطراب دے کر سینکڑوں گرہوں میں سے ایک گرہ کھول دی گئی ہے۔

از تب و تابم نصیب خود بگیر بعد ازیں ناید چومن مرد فقیر،

معانی......: از تب وتابم: میرے سوز اور جذب سے۔ بگیر: گرفتن: لینا، حاصل کرنا۔ ناید: نہیں آئے گا۔ چومن: مجھ ایسا، میری طرح کا۔ مرد فقیر: مرد درویش، مرد قلندر۔

ترجمہ و تشریح......: تو بھی میری تب وتاب سے اپنا حصہ لے لے، اس کے بعد پھر مجھ جیسا مرد فقیر نہیں آئے گا۔

مرد حر

(آزاد مرد)

مرد حر محکم ز ورد لاتخف ما بمیداں سر بجیب، او سر بکف

معانی......: ورد: وظیفہ، کوئی لفظ بار بار دہرانا۔ لاتخف: مت ڈر، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جگہ جگہ اپنے خاص بندوں سے کہتا ہے کہ مت ڈریں، ملاحظہ ہو سورہ ھود، آیہ 70 سورہ طہ آیت 21 سورہ النمل آیت 10۔ مابمیدان سر بجیف: میدان میں سر نہوڑائے کھڑے ہیں۔ اور سر بکف: وہ یعنی سر ہتھیلی پر لئے۔

ترجمہ و تشریح......: مرد حر لاتخف کے ورد سے قوی ہے۔ ہم تو میدان میں سر جھکائے آتے ہیں۔ لیکن وہ موت سے بے خوف سر ہتھیلی پر رکھے نکلتا ہے۔

مرد حر از لا الہ روشن ضمیر می نہ گردد بندہ سلطان و میر

معانی......: روشن ضمیر: جسکا ضمیر یعنی دل روشن ہو۔ می نہ گردد: وہ نہیں بنتا، وہ نہیں ہوتا۔ بندہ: غلام۔ سلطان: بادشاہ، صاحب سلطنت۔

ترجمہ و تشریح......: مرد حر لا الہ سے روشن ضمیر ہے، وہ کسی سلطان اور امیر کا غلام نہیں ہوتا۔

مرد حر چواں اشتراں بارے برد مرد حر بارے برد خارے خورد

معانی......: چون: مانند، طرح۔ بارے بردہ: بوجھ اٹھاتا ہے، مراد ہے بے حد جفاکش اور سخت کوش ہے۔ خارے خورد: کانٹے کھاتا ہے، مراد شکم کا غلام نہیں صرف معمولی سی غذا کھاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: مرد حر اونٹوں کی مانند بوجھ اٹھاتا ہے اور کانٹے کھا کر گزارہ کرا ہے۔

پائے خود را آنچناں محکم نہد نبض رہ از سوز او برمی جہد

معانی......: پائے خودرا: اپنے پاؤں کو۔ آنچناں: اس طرح۔ محکم نہد: زور وقوت سے رکھتا ہے۔ سوز: گرمی، تپش۔ بری جہد: اچھلنے لگتی ہے یعنی تیز تیز چلنے لگتی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: وہ اپنا پاؤں اس مضبوطی سے رکھتا ہے کہ اس کی گرمی سے راستے کی نبض تیزی سے چلنے لگتی ہے۔

جان او پائندہ تر گردد زموت   بانگ تکبیرش بروں از حرف و صوت

معانی......: پائندہ تر گردد: ہمیشہ رہنے والی ہو جاتی ہے۔ تکبیرش: اس کی تکبیر کی آواز یعنی اس کا نعرہ تکبیر۔

ترجمہ و تشریح......: موت سے اس کی زندگی کو پائندگی ملتی ہے اس کا نعرہ تکبیر الفاظ اور آواز میں نہیں سماتا۔

ہر کہ سنگ راہ را داند زجاج   گیرد آں درویش از سلطاں خراج

معانی......: سنگ: پتھر، تکلیف، رکاوٹ۔ راہ: راستہ۔ داند: دانستن: سمجھنا، جاننا، گرداننا۔ زجاج: شیشہ، مراد راحت۔

ترجمہ و تشریح......: جو کوئی بھی راستے کی رکاوٹوں کو شیشہ کی طرح (کمزور) سمجھتا ہے۔ وہی درویش، سلطان سے خراج وصول کرتا ہے۔

گرمی طبع تو از صہبائے اوست   جوئے تو پروردہ دریائے اوست

معانی......: گرمی طبع تو: تیری طبع کا جوش، تیری طبع کی گرمی۔ صہبا: شراب۔ پروردہ دریائے: اس کے دریا کی پرورش کردہ ہے، اس کے دریا سے نکلی ہوئی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: تیری طبع کا جوش اس (درویش) کی شراب سے ہے، تیری ندی اس کے دریا سے پرورش پاتی ہے۔

پادشاہاں در قباہائے حریر   زرد رواز سہم آں عریاں فقیر

معانی......: در قباہائے حریر: قباہا جمع، خاص قسم کا لباس۔ حریر: ریشم، مراد ریشمی۔ زرد رو: پیلے چہرے والے۔ سہم: ہراس، خوف، ہیبت، تیر، حصہ۔ عریاں: لغوی معنی ننگا، یہاں مراد بالکل معمولی لباس والا۔ فقیر: یہاں مراد مردِ حر۔

ترجمہ و تشریح......: ریشمی قباؤں میں ملبوس بادشاہ ایسے عریاں فقیر کے ڈر سے پیلے (زرد) پڑ جاتے ہیں۔

سردیں ما را خبر، او را نظر   او درون خانہ، ما بیرون در

معانی......: سر: بھید۔ نظر: نگاہ، یہاں مراد کشف اور شہود کی علامت۔ درون خانہ: گھر کے اندر ہے۔ بیرون در: دروازے کے باہر۔

ترجمہ و تشریح......: دین کے راز ہمارے لئے خبر اور اس کے لئے نظر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ گویا وہ گھر کے اندر ہے اور ہم دروازے سے باہر ہیں۔

ما کلیسا دوست! ما مسجد فروش!   او ز دست مصطفیٰؐ پیمانہ نوش

معانی......: کلیا: گرجا، عیسائیوں کی عبادت گاہ۔ دوست: پسند کرنے والا/والے، مراد اسلام کی بجائے مغرب کے پیروکار۔ مسجد فروش: مسجد بیچنے والے۔ پیمانہ نوش: جام چڑھانے والا۔

ترجمہ و تشریح......: ہم کلیسا کے دوست اور مسجد فروش ہیں، جبکہ وہ (مردِ حر) حضور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک سے شراب (الست) پیتا ہے۔

نے مغاں را بندہ، نے ساغر بدست   ما تہی پیمانہ، او مست الست

معانی......: مغاں: آتش پرستوں کا مذہبی پیشوا، یہاں مراد ساقی۔ ساغر: جام۔ بدست: ہاتھ میں ہاتھوں میں۔ تہی پیمانہ: خالی جام والے۔ مست الست: مست ازل، الست بربکم کی طرف اشارہ ہے، روز میثاق، جب اللہ تعالیٰ نے خلقت عالم سے قبل روحوں سے اپنے رب ہونے کا اقرار لیا تھا۔

ترجمہ و تشریح......: وہ نہ تو پیر مغاں کا غلام ہے اور نہ اس کے ہاتھوں میں جام ہے ہمارا پیمانہ خالی ہے اور وہ شراب الست سے مست ہے۔

چہرہ گل ازنم او احمر است ‌‌ ‌‌ ز آتش ما دود او روشن تر است !

معانی......: نم: نمی۔ احمر: سرخ۔ آتش: آگ۔ دود: دھواں۔

ترجمہ و تشریح......: گلاب کا چہرہ اس کی نمی (اشکوں) سے سرخ ہے۔ اس کا دھواں ہماری آگ سے بھی زیادہ روشن ہے۔

دارد اندر سینہ تکبیر امم ‌‌ ‌‌ در جبین اوست تقدیر امم

معانی......: تکبیر امم: قوموں کی عظمت۔ تکبیر: بڑا گردانا، عظیم جاننا، خدا کی عظمت بیان کرنا۔ امم: امت کی جمع، قومیں، ملتیں۔ تقدیر امم: اقوام کی تقدیر۔

ترجمہ و تشریح......: اس کے سینے کے اندر قوموں کی عظمت ہے۔ اس کی پیشانی پر اقوام کی تقدیر لکھی ہے۔

قبلہ ما گہ کلیسا، گاہ دیر ‌‌ ‌‌ او نخواہد رزق خویش از دست غیر

معانی......: قبلہ: مراد مرکز توجہ۔ گہ: گاہ کا مخفف، کبھی۔ کلیسا: گرجا۔ دیر: بتخانہ۔ او نخواہد: وہ نہیں چاہتا، وہ پسند نہیں کرتا۔

ترجمہ و تشریح......: ہمارا قبلہ کبھی تو کلیسا ہے اور کبھی بتخانہ۔ مرد حر کبھی کسی غیر کے ہاتھوں سے اپنا رزق حاصل نہیں کرتا۔

ماہمہ عبد فرنگ او عبدہ ‌‌ ‌‌ او نہ گنجد در جہان رنگ و بو

معانی......: ماہمہ: ہم سب۔ عبد: غلام محتاج۔ فرنگ: انگریز، مغرب، یورپ۔ عبدہ: اس کا غلام، یعنی اللہ کا بندہ۔ نہ گنجد: نہیں سماتا۔ در جہان: رنگ و بو کی دنیا میں۔

ترجمہ و تشریح......: ہم سب فرنگ کے غلام ہیں جبکہ وہ اللہ کا بندہ ہے۔ وہ اس رنگ و بو کی دنیا میں نہیں سماتا۔

صبح و شام ما بہ فکر ساز و برگ ‌‌ ‌‌ آخر ما چیست ؟ تلخیہائے مرگ !

معانی......: فکر: پریشانی، توجہ۔ ساز و برگ: ساز و سامان۔ چیست: چہ است یعنی کیا ہے تلخیہائے مرگ: موت کی تلخیاں تلخی کی جمع، اذیتیں، تکلیفیں، موت۔

ترجمہ و تشریح......: ہماری صبح و شام رزق کے فکر میں گزر جاتی ہے۔ ہم ایسوں کا انجام کیا ہے؟ موت کی تلخیاں۔

در جہان بے ثبات اور اثبات ‌‌ ‌‌ مرگ او را از مقامات حیات !

معانی......: ثبات: جسے قرار نہ ہو، ناپائیدار، فانی۔ ثبات: بقا، قرار، پائیداری، ہمیشگی۔ مقامات حیات: زندگی کے مقام۔ مقامات: مقام کی جمع، قیام کی جگہیں۔

ترجمہ و تشریح......: فانی دنیا میں صرف مرد حر کو ثبات ہے موت اس کے لئے زندگی ہی کے مقامات میں سے ایک مقام ہے۔

اہل دل از صحبت ما مضمحل ‌‌ ‌‌ گل ز فیض صحبتش دارائے دل

معانی......: اہل دل: دل والے۔ مضمحل: ست، تھکا ہوا، یہاں مراد بیزار۔ فیض: فائدہ، مراد برکت، طفیل۔ صحبت: رفاقت، باہم مل کر۔ دارائے دل: اہل دل، دل والی۔

ترجمہ و تشریح......: اہل دل ہماری صحبت سے بیزار ہیں، جبکہ اس کے فیض صحبت سے مٹی بھی صاحب دل ہو جاتی ہے۔

کار ما وابستہ تخمین و ظن ‌‌ ‌‌ او ہمہ کردار و کم گوید سخن

معانی......: وابستہ: بندھا ہوا۔ متعلق۔ تخمین: انداز، قیاس۔ ظن: گمان، قیاس، شبہ، خیال۔ ہمہ کردار: سراپا کردار، مکمل کردار۔ ہمہ: سب، سراسر، پورا، مکمل۔ کردار: عمل۔ کم گوید سخن: کم باتیں کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: ہمارا کام صرف اندازوں اور تخمینوں ہی پر مبنی ہے، جبکہ مرد حر سراپا کردار ہے اور تھوڑی بات کرتا ہے۔

ما گدایاں کوچہ گردد فاقہ مست　　فقر اواز لا الہ تیغ بدست

معانی......: گدایان: گدا کی جمع، فقیر بھک منگے۔ کوچہ گرد: گلی گلی پھرنے والے۔ فاقہ مست: فاقے کے مارے ہوئے، فاقوں میں خوش رہنے والے۔ لا الہ: یعنی کوئی معبود (اور حاکم مطلق نہیں) سوائے اللہ کے) تیغ بدست: ہاتھ میں خاص یا ایک تلوار۔

ترجمہ و تشریح......: ہم تو گلی گلی گھومنے والے بھک منگے اور فاقوں میں مست رہنے والے لوگ ہیں لیکن اس کا فقر ہاتھوں میں لا الہ کی تلوار لئے ہوئے ہے۔

ما پر کاہے اسیر گرد باد　　ضربش از کوہ گراں جوئے کشاد

معانی......: پر: پتی، تنکا، پرندوں کے بازو، پنکھ۔ کاہ: سوکھی گھاس۔ اسیر گرد باد: بگولے کا/ کے قیدی، بگولے کے اندر ہی چکر کاٹنے والا۔ ضربش: اس کی چوٹ، اس کا وار۔ جوے: ندی، ایک ندی۔ کشادن: کھولنا، جاری کرنا، رواں کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: اس تنکے کی مانند ہیں جو بگولے کے اندر ہی گرفتار ہے جبکہ مرد حر کی ضرب کوہ گراں سے ندی نکال لیتی ہے۔

محرم او شو، زما بیگانہ شو　　خانہ ویراں باش و صاحب خانہ شو

معانی......: محرم: بہت قریبی، اچھی طرح جاننے والا۔ شور: ہو جا۔ خانہ ویراں باش: غیر آباد گھر والا بن۔

ترجمہ و تشریح......: اس کا محرم بن جا اور ہم سے دوری اختیار کر لے، خانہ ویراں ہو کر گھر کا مالک بن جا۔

شکوہ کم کن از سپہر گرد گرد　　زندہ شواز صحبت آں زندہ مرد

معانی......: کم کن: مت کر، تھوڑی کر۔ سپہر: آسمان۔ گرد گرد: سراپا غبار، غبار اور گرد کی مانند۔ زندہ شو: زندہ ہو جا۔ صحبت: رفاقت، قربت۔ زندہ مرد: مراد مرد حر۔

ترجمہ و تشریح......: اس غبار آسا آسمان کا شکوہ مت کر۔ اس زندہ مرد کی صحبت سے زندہ ہو جا۔ (زندگی حاصل کر)

صحبت از علم کتابی خوشتر است　　صحبت مردان حر آدم گراست

معانی......: علم کتابی: کتابی علم سے۔ خوشتر: بہت اچھی، بہتر، افضل۔ آدم گر: آدمی بنانے والی۔

ترجمہ و تشریح......: علم کتابی کی نسبت بنگاہ خدا کی صحبت کہیں بہتر ہے۔ مردان حر کی صحبت تو آدمی کو انسان بنا دیتی ہے۔

مرد حر دریائے ژرف و بیکراں　　آب گیر از بحر نے از ناوداں

معانی......: ژرف: گہرا، اتھاہ۔ بیکراں: جسکا کوئی کنارہ نہ ہو، لامحدود، بہت وسیع۔ گیر: حاصل کر، لے۔ از ناوداں: پرنالے سے۔

ترجمہ و تشریح......: مرد حر ایک گہرا اور بیکراں سمندر ہے۔ پانی اس کے سمندر سے لے پرنالے سے کیا پانی لینا۔

سینہ ایں مرد می جوشد چو دیگ　　پیش او کوہ گراں یک تودہ ریگ!

معانی......: می جوشد: جوش مارتا ہے، جوش مارتا رہتا ہے۔ جوشیدن: جوش مارنا، کھولنا، ابلنا۔ چو دیگ: دیگ کی طرح، اس کے سامنے۔ یک تودہ: ریت کا ایک ٹیلا، ڈھیر۔ ریگ: ریت۔

ترجمہ و تشریح......: اس مرد (مرد حر) کا سینہ دیگ کی طرح جوش مارتا ہے۔ اس کے سامنے کوہ گراں کی حیثیت ریت کے

ٹیلے کی سی ہے۔

روز صلح آں برگ و ساز انجمن　　　　ہم چو باد فرودیں اندر چمن

معانی...... برگ: محفل کا سازوسامان۔ برگ وساز: سامان، اسباب، لوازمات۔ انجمن: محفل۔ ہم چو: مانند۔ باد: ہوا۔ فرودیں: ایرانی شمسی سال کا پہلا مہینہ جو 21 مارچ سے شروع ہوتا ہے، مراد موسم بہار۔

ترجمہ و تشریح...... صلح کے دن (یا زمانہ امن میں) وہ جان (رونق) محفل ہوتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح موسم بہار کی ہوا چمن میں ہوتی ہے۔

روز کیں آں محرم تقدیر خویش　　　　گور خود می کند از شمشیر خویش

معانی...... روز: دن، وقت، زمانہ۔ کیں: دشمنی، لڑائی، جنگ۔ محرم: واقف حال، پوری طرح باخبر۔ تقدیر: سرنوشت۔ خویش: اپنی۔ گور خود: اپنی قبر میکند: کھودتا ہے۔ از شمشیر: مراد سر پر کفن باندھے ہر وقت شہادت کے۔ لیے تیار رہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح...... جنگ کے وقت وہ اپنی تقدیر سے پوری طرح باخبر ہوتا ہے، چنانچہ وہ اپنی تلوار سے خود ہی اپنی قبر کھودتا ہے (شہادت کا طالب رہتا ہے)۔

اے سرت گردم گریز از ما چو تیر　　　　دامن او گیر و بے تابانہ گیر

معانی...... سرت: تیرا سر، گردیدن: گھومنا محاورے میں "سرت گردم" بمعنی تیرے قربان جاؤں۔ گریز از ما: ہم سے بھاگ، ہم سے دور نکل جا۔ بے تابانہ گیر: بے تابانہ تھام، پکڑ۔

ترجمہ و تشریح...... میں تیرے قربان جاؤں تو ہم سے تیر کی طرح دور نکل جاؤ اور اس شخص کا دامن تھام لے اور بیتابانہ تھام لے۔

می نہ روید تخم دل از آب و گل　　　　بے نگاہے از خداوندان دل

معانی...... می نہ روید: نہیں اگتا، پھلتا پھولتا نہیں۔ آب وگل: فطرت، خمیر۔ آب: پانی۔ گل: گارا، مٹی، مراد مادہ یا مادیت۔ بے نگاہے: بغیر کسی نگاہ کے، کسی نظر کے بغیر۔ خداوندان: خداوند کی جمع۔

ترجمہ و تشریح...... آب وگل سے تخم دل نہیں پھلتا پھولتا، جب تک ارباب (صاحب) دل کی اس پر نظر نہ پڑے۔

اندر ایں عالم نیرزی با خسے
تا نیاویزی بد امان کسے!

معانی...... نیرزی: تو قیمت نہیں پاتا۔ با خسے: ایک خس کے ساتھ، مراد معمولی سی بھی۔ نیاویزی: نہ تھامے۔ بدامان کسے: کسی کے دامن سے۔

ترجمہ و تشریح...... اس دنیا میں تیری قیمت اس وقت تک خس کے برابر بھی نہیں جب تک تو کسی صاحب دل کا دامن نہیں تھام لیتا۔

در اسرار شریعت

(رموز شریعت کے بارے میں)

نکتہہا از پیر روم آموختم　　　　خویش را در حرف او واسوختم

معانی...... پیر روم: مشہور ایرانی شاعر مولانا جلال الدین رومی کی طرف، جن کی ولادت بلخ میں اور وفات قونیہ میں ہوئی۔ ان کا

مزار قونیہ (ترکی ہی میں ہے۔ ولادت 604 / 8۔ 1207 وفات 5 جمادی الآخر 672 / 1273) آموختم: آموختن: سیکھنا، سکھانا، یاد کرنا۔ واسوختن: جلا ڈالنا، جل جانا، یہاں مراد سوز پیدا کرنا۔

ترجمہ و تشریح...... میں نے پیر روم سے بہت کئی نکات سیکھے ہیں، اور ان کی باتوں سے اپنے آپ میں سوز پیدا کیا ہے۔ (استفادہ کیا ہے)

مال را گر بہر دیں باشی حمول نعم مال صالح گوید رسولؐ

معانی...... گر بہر دیں: اگر دین کی خاطر۔ باشی حمول: تو اٹھانے والا ہوگا، تو رکھے گا۔ نعم: اچھا ہے۔ مال: دولت۔ صالح: شایستہ، پاکیزہ۔ گوید رسولؐ: فرماتے ہیں۔ یہ اشارہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ کی طرف، جس کا مطلب ہے: اگر مال و دولت دینی امور پر خرچ کرنے کے لئے جمع کیا جائے تو وہ مال صالح ہے۔ اور یہ شعر مولانا روم کا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: اگر تو مال کو دین کی خاطر جمع کرتا ہے تو حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ایسا مال صالح ہے۔

گر نداری اندر ایں حکمت نظر تو غلام و خواجہ تو سیم و زر

معانی...... گر نداری: اگر تو نہیں رکھتا ہے۔ حکمت: دانائی کی بات، نکتہ۔ نظر: توجہ، غور، فکر۔ سیم و زر: چاندی اور سونا۔

ترجمہ و تشریح......: اگر اس حکمت پر تو غور نہیں کرتا تو پھر تو ایک غلام ہے اور دولت تیری آقا ہے۔

از تہی دستاں کشاد امتاں از چنیں منعم فساد امتاں

معانی...... تہی دستاں: تہی دست کی جمع، خالی ہاتھ لوگ، مفلس لوگ۔ کشاد: فراخی، وسعت، فراغ۔ امتاں: امت کی جمع، قومیں۔ از چنیں: اس قسم کے صاحب مال سے۔ منعم: نعمت، والا، مال دار۔ فساد: خرابی، بگاڑ۔ امتاں: امت کی جمع، قومیں، اقوام۔

ترجمہ و تشریح...... تہی دست افراد ہی سے قوموں کو فراغ و وقار ملا ہے جبکہ سیم و زر کے غلام دولت قوموں کے بگاڑ ہی کا سبب بنے ہیں۔

جدت اندر چشم او خوار است و بس کہنگی را او خریدار است و بس

معانی...... جدت: نیا پن۔ خوار: پست، رسوا، ذلیل، بے اعتبار۔ کہنگی: قدامت، پرانا پن، انقلاب کی ضد۔ خریدن: خریدنا، یہاں مراد پسند کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: (پیسے کے غلام منعم) کی نظر میں جدت محض ایک ذلت ہے، وہ تو صرف قدامت ہی کا خریدار ہے۔

در نگاہش ناصواب آمد صواب ترسد از ہنگامہ ہاے انقلاب

معانی...... در نگاہش: اس کی نگاہ میں۔ ناصواب: نادرست، غلط۔ آمد صواب: درست ہے، صحیح آتا ہے۔ ترسد: ڈرتا رہتا ہے، خوف زدہ رہتا ہے۔ ہنگامہ ہاے: ہنگاموں سے۔ انقلاب: کسی بھی نظام وغیرہ میں تبدیلی، الٹ پلٹ ہو جانا۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی نظر میں نادرستی ہی درستی ہے۔ وہ انقلاب کے ہنگاموں سے ڈرتا ہے۔

خواجہ نان بندہ مزدور خورد آبروے دختر مزدور برد

معانی......: خواجہ: آجر، مالک۔ نان: روٹی، مراد روزی۔ بندہ: غلام، مراد غریب، مفلس۔ آبرو: عزت، عصمت۔ دختر: بیٹی، لڑکی۔

ترجمہ و تشریح......: مالک، غریب مزدور کی نہ صرف روزی کھا گیا بلکہ اس کی بیٹی کی آبرو سے بھی کھیل گیا۔

در حضورش بندہ می نالد چو نے برلب او نالہ ہاے پے بہ پے

معانی...... درحضورش: اس کے حضور میں، مالک کے سامنے۔ نالیدن: رونا، فریاد کرنا۔ چونے: بانسری کی طرح۔ نالہ ہا: نالہ کی جمع، آہ وزاری، فریاد۔ پے بہ پے: مسلسل، پیہم۔

ترجمہ و تشریح......: اسکے حضور میں مزدور بانسری کی طرح فریاد کرتا ہے۔ اسکے ہونٹوں پر مسلسل فریاد رہتی ہے۔

نے بجامش بادہ و نے در سبوست　　　　کاخہا تعمیر کرد و خود بکوست

معانی...... بجامش: اس کے جام میں۔ سبوست: صراحی میں ہے۔ تعمیر کرد: ان کی تعمیر میں جان فشانی کی۔ بکوست: گلی میں ہے یعنی ذلت سے دوچار ہے، اس کے پاس اپنا کوئی ٹھکانہ نہیں۔

ترجمہ و تشریح......: نہ تو مزدور کے جام میں شراب ہے اور نہ صراحی میں۔ وہ (دوسروں کے لئے) محلات تعمیر کرتا ہے) لیکن خود گلی کوچے میں ذلت سے دوچار ہے (اس کا اپنا کوئی ٹھکانا نہیں)

اے خوش آں منعم کہ چوں درویش زیست　　　　در چنیں عصرے خدا اندیش زیست

معانی...... منعم: صاحب مال جو۔ زیستن: جینا، زندگی بسر کرنا۔ چنیں: ایسا، ایسے۔ عصرے: دور، زمانہ۔ خدا اندیش: خدا سے ڈرنے والا، خداترس۔

ترجمہ و تشریح......: وہ مال دار بڑا ہی نیک بخت ہے جس نے درویشوں کی سی زندگی بسر کی، اور اس دور میں بھی خداترس رہا۔ (خدا کو یاد رکھا)

تا ندانی نکتہ اکل حلال　　　　بر جماعت زیستن گردد وبال

معانی...... ندانی: تو نہیں جانے گا۔ نکتہ: حکمت، گہری اور باریک بات، دانائی کی بات۔ اکل: کھانا، رزق۔ حلال: جائز۔ بر جماعت: جماعت پر۔ گردیدن: ہو جانا، گھومنا، پھرنا۔ وبال: مصیبت عذاب اذیت۔

ترجمہ و تشریح......: جب تک تو حلال کمائی کا نکتہ نہ سمجھے، تیری زندگی معاشرے کے لئے وبال ہے۔

آہ یورپ زیں مقام آگاہ نیست　　　　چشم او ینظر بنور اللہ نیست

معانی...... زیں مقام: اس مقام سے۔ ینظر: اشارہ ہے حدیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف: مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ ینظر: دیکھتا ہے۔ بنور: نور سے، اللہ یعنی اللہ کے۔

ترجمہ و تشریح......: افسوس کہ یورپ اس مقام سے آگاہی نہیں رکھتا۔ اس کی آنکھ "اللہ کے نور سے دیکھنے والی" نہیں ہے۔

او ندانداز حلال و از حرام　　　　حکمتش خام است و کارش ناتمام

معانی...... اوندانداز: وہ نہیں جانتا۔ ناپختہ کارش ناتمام: اس کا معاملہ ادھورا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: اسے (یورپ کو) حلال اور حرام میں امتیاز نہیں کرتا، اس کی حکمت بھی خام اور اس کا کام بھی ناتمام ہے۔

امتے بر امتے دیگر چرد　　　　دانہ ایں می کارد، آں حاصل برد

معانی...... برامتے: دوسری قوم پر۔ امتے: ایک قوم۔ دیگر: دوسری۔ چریدن: چرنا جانوروں کا گھاس وغیرہ کھا۔ ایں می کارد: بو رہی ہے۔ حاصل برد: حاصل اٹھالی ہے۔ حاصل: پیداوار، نتیجہ، پھل۔ بردن: لے جانا۔

ترجمہ و تشریح......: ایک قوم دوسری قوم کو کھا رہی ہے۔ دانہ یہ کاشت کرتی ہے اور حاصل وہ لے جاتی ہے۔ حاصل وہ اٹھا رہی ہے۔

از ضعیفاں ناں ربودن حکمت است ازتن شاں جاں ربودن حکمت است

معانی...... ضیعفان: ضیعف کی جمع، کمزور، ناتواں۔ ناں ربودن: روزی چھین لینا، روٹی چھین لینا۔ حکمت است: دانائی ہے۔ ازتن شاں: ان کے جسم سے۔ جاں ربودن: جان کھینچ لینا، جان نکال لینا۔

ترجمہ و تشریح...... کمزوروں سے روٹی چھین لینا اوران کے بدن سے جان نکال لینے کا نام حکمت رکھا گیا ہے۔

شیوہ تہذیب نو آدم دری است پردہ آدم دری سوداگری است

معانی...... شیوہ: روش، انداز، طرز، دستور، عادات۔ تہذیب: معاشرے کے اصول اور رسم ورواج۔ آدم: آدمی، دریدن: پھاڑنا، پھاڑ کھانا۔ پردہ: آدم خوری کا پردہ، یعنی جس پردے میں آدم دری ہورہی ہے۔

ترجمہ و تشریح...... تہذیب نو کی روش (حقیقت میں) انسانوں کی چیر پھاڑ ہے اور یہ آدم خوری سوداگری کے پردے میں کی جارہی ہے۔

ایں بنوک، ایں فکر چالاک یہود نور حق از سینہ آدم ربود

معانی...... بنوک: بنک (Bnak) کی جمع۔ فکر: سوچ، چال، تدبیر۔ چالاک: ہوشیار، عیار، مکار۔ یہود: یعنی یہودی قوم۔ ازسینہ آدم: آدمی کے سینے سے۔ ربودن: چھین لینا، اچک کرلے جانا۔

ترجمہ و تشریح...... ان بنکوں نے جومکار یہودیوں کی سوچ کا نتیجہ ہیں۔ انسان کے سینے سے اللہ تعالیٰ کا نور نکال لیتے ہیں۔

تا تہ و بالانہ گردد ایں نظام دانش و تہذیب و دیں سودائے خام

معانی...... تہ وبالا: درہم برہم، اوپر نیچے، مٹ جانا۔ نگردد: نہیں ہوجاتا۔ سودا: خیال، فکر، چار خلطوں میں ایک خلط کا نام۔ خام: کچا، بیکار، غیر مفید۔

ترجمہ و تشریح...... جب تک یہ (سودی) نظام مٹ نہیں جاتا، دانش، تہذیب اور دین کی باتیں بے سود ہیں۔ (خیال خام ہیں)

آدمی اندر جہان خیر و شر کم شناسد نفع خود را از ضرر

معانی...... کم شناسد: نہیں پہچانتا۔ نفع خودرا: اپنے نفع کو۔

ترجمہ و تشریح...... اس جہان خیر وشر میں آدمی اپنے نفع ونقصان میں تمیز نہیں کرتا۔ (تمیز نہیں کرسکتا)

کس نہ اندزشت و خوب کار چیست جادہ ہموار و ناہموار چیست

معانی...... زشت: برا، برائی، بدی۔ خوب: اچھا، مفید، بہتر۔ کار: کام، معاملہ۔ جادہ: راستہ۔ ہموار: برابر، جس کی سطح یکساں ہو۔

ترجمہ و تشریح...... کوئی نہیں جانتا کہ اچھائی اور برائی کیا ہے۔ اور یہ کہ ہموار اور ناہموار راستے میں کیا فرق ہے۔

شرع برخیزد زاعماق حیات روشن ازنورش ظلام کائنات

معانی...... شرع: دین، قانون اسلام، وہ رستہ جس پر چلنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، لغوی معنی راستہ۔ برخیزد: پھوٹتی ہے، اٹھتی ہے۔ اعماق: عمق کی جمع، گہرائیاں۔ ازنورش: اس کے نور سے۔ ظلام: تاریکی، اندھیرا، برائی، ظلم وستم۔

ترجمہ و تشریح...... شرع تو زندگی کی گہرائیوں سے پھوٹتی (اٹھتی ہے) ہے۔ اسکے نور سے دنیا کی تاریکیاں دور ہوجاتی ہیں۔

گر جہاں داند حرامش را احرام تاقیامت پختہ ماند ایں نظام

معانی...... جہاں داند: دنیا جان لے۔ حرامش: اس کے حرم کو۔ پختہ ماند: مضبوط رہے گا۔

ترجمہ و تشریح......: اگر دنیا والے حرام کو حرام سمجھ لیں تو قیامت تک یہ نظام پختہ رہے گا۔

نیست ایں کار فقیہاں اے پسر — با نگاہے دیگرے او را نگر

معانی......: کار: کام۔فقیہاں: فقیہ کی جمع علم دین کے جاننے والے۔ با نگاہے: کسی دوسری نظر سے۔

ترجمہ و تشریح......: اے بیٹے (عزیزم!) یہ کام فقیہوں کے بس کا نہیں ہے۔ اسے تو کسی دوسری نگاہ سے دیکھ۔

حکمتش از عدل است و تسلیم و رضاست — بیخ او اندر ضمیر مصطفیٰ است

معانی......: حکمتش: اس کا حک، خدا کا فرمان۔ از عدل: عدل کے متعلق ہے۔ تسلیم: بندگی، رضائے الٰہی رہنا۔ رضا: اللہ کی خوشنودی چاہنا۔ بیخ او: اس کی جڑ۔ ضمیر مصطفیٰ: پسندیدہ ضمیر، برگزیدہ ضمیر، پاکیزہ ضمیر۔ مصطفیٰ: پسند کیا گیا، چنا، حضور نبی کریم ﷺ کا ایک لقب مبارک۔

ترجمہ و تشریح......: اس کا فرمان تو عدل وانصاف اور تسلیم ورضا اختیار کرنے کے بارے میں ہے۔ اس کی جڑ پاکیزہ و پسندیدہ ضمیر میں ہے ضمیر مصطفیٰؐ میں ہے۔ (حضور اکرمؐ کے قلب میں ہے)۔

از فراق است آرزو ہا سینہ تاب — تو نمانی چوں شود، او، بے حجاب

معانی......: آرزوہا: آرزو کی جمع، خواہشات، چاہتیں۔ تابیدن: تڑپانا، پیچ وتاب دینا، روشن کرنا، پرتو ڈالنا۔ تو نمانی: تو نہیں رہے گا۔ او بے حجاب: بے پردہ۔

ترجمہ و تشریح......: فراق کے سبب آرزوئیں سینے میں مچل رہی ہیں۔ اگر وہ کھل کر سامنے آگیا تو پھر تو باقی نہیں رہے گا۔

از جدائی گرچہ جاں آید بلب — وصل، او، کم جور، رضائے او، طلب

معانی......: جاں آید بلب: جان ہونٹوں پر آجاتی ہے، نزع کا عالم طاری ہوجاتا ہے۔ وصل او: اس کا قرب، اس کی ملامت۔ کم جو: مت تلاش کر۔ رضا طلبیدن: مانگنا، خواہاں ہونا۔

ترجمہ و تشریح......: اگرچہ جدائی سے جان لبوں تک آپہنچی ہے تاہم تو اسکے وصل کے درپے نہ ہو بلکہ اسکی رضا کا طالب بن۔

مصطفیٰؐ داد از رضائے، او، خبر — نیست در احکام دیں چیزے دگر

معانی......: احکام: حکم کی جمع، فرمان، ارشاد۔ چیزے دگر: کوئی اور چیز۔

ترجمہ و تشریح......: حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی رضا طلبی کی خبر دی ہے۔ احکام دیں میں اسکے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہے۔

تخت جم پوشیدہ زیر بوریا است — فقر و شاہی از مقامات رضاست

معانی......: تخت جم: حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت، تخت۔ جم: یہاں مراد سلیمان ہیں، جم سے پہلے تخت یا خاتم یا نگین وغیرہ ہو تو مراد حضرت سلیمانؑ اگر آئینہ یا آب حیواں ہو تو مراد سکندر اور اگر جام یا شراب یا بزم وغیرہ پہلے آئے تو مراد جمشید (ایرانی بادشاہ ہوگا) پوشیدن: چھپنا، چھپانا، لباس پہننا۔ زیر بوریاست: ٹاٹ کے نیچے ہے۔ مقامات: مقام کی جمع۔ رضا: رضائے الٰہی، اللہ کی خوشنودی۔

ترجمہ و تشریح......: تخت جم تو ٹاٹ کے نیچے چھپا پڑا ہے۔ فقر اور شاہی رضا ہی کے مقامات ہیں۔

حکم سلطاں گیرد از حکمش منال — روز میداں نیست روز قیل و قال

معانی......: حکم: فرمان۔ سلطان: صاحب سلطنت، مراد خدا۔ گرفتن: پکڑنا، مراد اطاعت کرنا۔ منال: مت نالاں ہو۔ نالیدن: رونا، فریاد کرنا، نالاں ہونا۔ روز میدان: میدان کا دن یعنی لڑائی کے وقت۔ روز: دن، وقت، موقع۔ قیل وقال: بحث وتکرار، بات چیت،

قیل بمعنی کہا گیا اور۔ قال: اس نے کہا۔

ترجمہ و تشریح......: سلطان کے حکم کی اطاعت کر اور اسکے حکم سے نالاں نہ ہو۔ جنگ کے وقت قیل وقال سے کام نہیں چلا کرتا۔

تاتوانی گردن از حکمش مپیچ   تانہ پیچید گردن از حکم تو ہیچ

معانی......: تاتوانی: جہاں تک تجھ سے ممکن ہے، جہاں تک تجھ سے ہوسکتا ہے۔ گردن: اس کے حکم سے سرتابی نہ کر، گردن۔ از: سے۔ حکم: فرمان۔ ش: اس کا/کے۔ پیچ: مت موڑ۔ پیچد گردن: گردن موڑے یعنی سرتابی کرے۔

ترجمہ و تشریح......: جہاں تک ہوسکے اس کے حکم سے سرتابی نہ کرتا کہ کوئی اور تیری نافرمانی نہ کر سکے۔

از شریعت احسن التقویم شو

وارث ایمان ابراہیم شو

معانی......: احسن: قرآنی تلمیح، مطلب یہ ہے کہ انسانی وجود کو بہت اچھے طریقے پر بنایا گیا ہے۔ شو: ہو جا یعنی عملی نمونہ بن۔ وارث: ترکہ پانے والا، سرپرست۔ ایمان: مراد دین، دین اسلام۔ ابراہیم: حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

ترجمہ و تشریح......: شریعت (پر عمل پیرا ہوکر) احسن التقویم کا عملی نمونہ بن جا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کا وارث بن۔

پس طریقت چیست اے والاصفات   شرع را دیدن بہ اعماق حیات

معانی......: شریعت: لغوی معنوی راستہ، مراد علم تصوف، تزکیہ باطن اے والا۔ صفات: اے بلند اوصاف والے، اے عمدہ خوبیوں والے۔ بہ اعماق حیات: زندگی کی گہرائیوں سے۔

ترجمہ و تشریح......: تو اے اعلیٰ خوبیوں کے مالک! طریقت کیا ہے؟ شرع کو زندگی کی گہرائیوں سے دیکھنا۔

فاش می خواہی اگر اسرار دیں   جز بہ اعماق ضمیر خود مبیں

معانی......: فاش: ظاہر، کھلا، روشن۔ می خواہی: اگر تو چاہتا ہے۔ اسرار دیں: دین کے بھید دین کے رموز۔ اعماق ضمیر: اپنے ضمیر کی گہرائیوں میں۔ مبیں: مت دیکھ

ترجمہ و تشریح......: اگر تو دین کے رموز کو واضح دیکھنا چاہتا ہے تو پھر صرف اپنے ضمیر کی گہرائیوں میں جھانک اور کہیں نہ دیکھ۔

گرنہ بینی، دین تو مجبوری است   ایں چنیں دیں از خدا مہجوری است

معانی......: گرنہ بینی: اگر تو نہیں دیکھتا۔ این چنیں: اس قسم کا، ایسا۔ مہجوری است: دوری ہے۔

ترجمہ و تشریح......: اگر تو اس طرح نہیں دیکھ سکتا تو تیرا دین مجبوری کا دین ہے اور ایسا دین تو الٹا خدا سے دور کرتا ہے۔

بندہ تاحق را نہ بیند آشکار   برنمی آید ز جبر و اختیار

معانی......: نبیند آشکار: ظاہر نہیں دیکھتا۔ برنمی آید: باہر نہیں نکلتا۔ جبر و اختیار: (جبر: انسان کا اس کائنات میں خود کو مجبور محض سمجھنا۔ اختیار: مراد انسان کا صاحب اختیار ہونا۔

ترجمہ و تشریح......: جب تک آدمی حق کو واضح نہیں دیکھ پاتا وہ جبر اور اختیار کے چکر ہی سے باہر نہیں نکل سکتا۔

تو یکے در فطرت خود غوطہ زن   مرد حق شو بر ظن و تخمین متن

معانی......: فطرت: سرشت، خلقت۔ غوطہ زن: غوطہ لگا۔ مرد حق شو: اللہ کا بندہ ہوجا۔ بر ظن و تخمین: وہم و قیاس پر۔ متن: مت تن۔ مت اکڑ۔

ترجمہ و تشریح.......: تو ذرا اپنی فطرت میں غوطہ زن ہو جا۔ وہم وگمان اور اندازہ وقیاس پر مت اترا۔ (مت تن) بلکہ مرد حق بن جا۔

تا نہ بینی زشت و خوب کار چیست   اندر ایں نہ پردہ اسرار چیست

معانی.......: بہ بنی: تو دیکھے۔ زشت: برا، برائی، بدی۔ خوب: اچھا، بہتر۔ کار: کام، معاملہ۔ نہ پردہ: اسرار کے نو پردے، مراد نو آسمان، یعنی کل کائنات۔ اسرار: سر کی جمع، بھید۔

ترجمہ و تشریح.......: پھر تو دیکھ لے گا کہ اعمال کی اچھائی و برائی کیا ہے۔ اور اس طرح تو یہ جان سکے کہ اسرار کے ان نو پردوں (آسمانوں) کے اندر کیا ہے؟)

ہر کہ از سر نبی گیرد نصیب   ہم بہ جبریل امیں گردد قریب

معانی.......: ہر کہ: جو کوئی از سر نبی، نبی کے بھید سے، نبی کی رمز سے۔ نبی: پیغمبر، اگر نون پر پیش ہو تو بمعنی قرآن) گیرد نصیب: بہرہ ور ہوتا ہے، حصہ حاصل کرتا ہے۔ گردد قریب: قریب ہو جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح.......: جو کوئی بھی نبی کریمؐ کے راز (شریعت) سے حصہ پاتا ہے۔ وہ جبرئیل امینؑ (جو حکمت کی علامت ہیں) کے بھی قریب آجاتا ہے۔

اے کہ می نازی بہ قرآن عظیم   تا کجا در حجرہ باشی مقیم

معانی.......: نازیدن: ناز کرنا۔ حجرہ: کوٹھڑی، عبادت کیلئے خلوتخانہ، مسجد سے ملحق کمرہ، اشارہ ہے ان کی طرف جو صرف مذہبی بحثوں میں الجھے رہتے ہیں اور عملی کام نہیں کرتے۔

ترجمہ و تشریح.......: تو جو قرآن کریم پر فخر کرتا ہے، کب تک حجرے کو اپنا ٹھکانا بنائے رکھے گا۔ (حجرہ نشین رہے گا)

در جہاں اسرار دیں را فاش کن   نکتہ شرع مبیں را فاش کن

معانی.......: فاش کن: فاش کر، ظاہر کر۔ نکتہ: گہری اور باریک بات، حکمت کی بات۔ شرع: راستہ، مراد دین، دین اسلام۔ مبین: واضح، روشن، آشکار، شرع مبین یعنی شریعت محمدیؐ

ترجمہ و تشریح.......: (باہر نکل اور) دنیا میں دین کا راز فاش کر دے۔ اور شرع مبیں کا نکتہ بھی فاش کر۔

کس نہ گردد در جہاں محتاج کس   نکتہ شرع مبیں این است و بس

معانی.......: کس نہ گردد: کوئی نہ ہو، کوئی بھی نہ ہو۔ محتاج: ضرورت مند۔

ترجمہ و تشریح.......: دنیا میں کوئی انسان کسی دوسرے انسان کا محتاج نہ رہے، شرع مبیں کا بس یہی نکتہ ہے۔

مکتب و ملا سخنہا ساختند   مومناں ایں نکتہ را نشناختند

معانی.......: مکتب و ملا: مدرسہ اور ملا۔ سخن ہا: سخن کی جمع، باتیں۔ نشناختند: انہوں نے نہ پہچانا یعنی نہ پا سکے۔

ترجمہ و تشریح.......: مکتب اور ملا محض باتیں بناتے ہیں۔ مسلمان اس نکتے کو نہ سمجھ سکے۔

زندہ قومے بود از تاویل مرد   آتش او در ضمیر او فسرد

معانی.......: تاویل: شرح، لوٹا دینا، تعبیر تفسیر، ظاہر سے پھیر کر دوسرے معنی پہنانا۔ افسردن، ٹھٹھر جانا، سرد ہو جانا، ٹھنڈا ہو جانا۔

ترجمہ و تشریح.......: (مسلمان) ایک زندہ قوم تھی، تاویلوں نے انہیں موت سے ہمکنار کر دیا۔ ان کے ضمیر کے اندر جو آگ تھی۔ (بجھ گئی)

صوفیان با صفا رادیدہ ام　　شیخ مکتب رانکو سنجیدہ ام

معانی:...... صوفیان: صوفی کی جمع، اہل طریقت۔ باصفا: پاکیزہ سرشت، پاکیزگی والے۔ دیدہ ام: میں نے دیکھا ہے۔ نکو: اچھی طرح میں نے پرکھا ہے۔

ترجمہ و تشریح:...... میں نے باصفا صوفیوں کو دیکھا ہے اور شیخ مکتب کو بھی خوب پرکھا ہے۔

عصر من پیغمبرے ہم آفرید　　آنکہ در قرآں بغیر از خود ندید

معانی:...... آفریدن: پیدا کرنا، جنم دینا۔ بغیر از خود: اپنے سوا، اپنی ذات کے علاوہ۔

ترجمہ و تشریح:...... میرے دور نے تو ایک پیغمبر (مرزا قادیان) کو بھی جنم دیا ہے۔ وہ جسے قرآن کریم میں اپنی ذات کے سوا اور کچھ نظر ہی نہیں آیا۔

ہر یکے دانائے قرآن و خبر　　در شریعت کم سواد و کم نظر

معانی:...... دانا: عالم، جاننے والا، دانستن جاننا۔ خبر: حدیث۔ کم سواد: کم علم۔ کم نظر: غور وفکر سے محروم۔

ترجمہ و تشریح:...... یوں تو ہر کوئی قرآن اور حدیث کا عالم بنا پھرتا ہے لیکن شریعت کے معاملے میں وہ کم علم اور کم نظر ہے۔

عق و نقل افتادہ در بند ہوس　　منبر شاں منبر کاک است و بس

معانی:...... عقل ونقل: مراد علوم عقلی اور علوم نقلی۔ افتادن: پڑنا، گرنا۔ بند: قید، زنجیر، بیڑی۔ ہوس: لالچ، حرص۔ منبر شاں: ان کا منبر۔ منبر کاک است: روٹی کا منبر ہے، روٹی کی تپائی ہے، یعنی روٹی کمانے کا ایک ذریعہ ہے۔ منبر: یہاں مراد لڑکی کی تپائی یا میز جس پر نان بائی روٹیاں رکھ کر بیچتا ہے۔ کاک: روٹی کی ایک قسم۔

ترجمہ و تشریح:...... انسانی عقل اور نقل دونوں ہوس کے بند میں بندھی ہوئی ہے۔ ان کے منبر کی حیثیت محض روٹی کی تپائی ہے۔ (وہ صرف پیٹ کے بندے ہیں)۔

زیں کلیماں نیست امید کشود　　آستیں ہا بے ید بیضا چہ سود ؟

معانی:...... کلیماں: کلیم کی جمع، کلام کرنے والا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب کلیم اللہ۔ امید: توقع۔ کشود: سلجھاؤ، مشکل کا حل۔ ید بیضا: روشن ہاتھ۔ ید: ہاتھ۔ بیضا: روشن، تلمیح قرآنی ہے۔ حضرت موسیٰ کا ایک معجزہ ہے۔ جب وہ ہاتھ جیب سے باہر نکالتے تو انتہائی روشن ہوتا۔

ترجمہ و تشریح:...... ان "کلیموں" سے کوئی امید رکھنا لاحاصل ہے کہ وہ قوم کے حالات درست کریں (کوئی توقع نہیں) جب ان کی آستینیں ہی ید بیضا سے محروم ہیں تو پھر کیا فائدہ؟

کار اقوام و ملل ناید درست
از عمل بنما کہ حق دردست تست

معانی:...... کار: کام، معاملہ، مسئلہ۔ اقوام: قوم کی جمع، قومیں۔ ملل: ملت کی جمع، قومیں، مذاہب۔ ناید درست: ٹھیک نہ ہوگا۔ از عمل بنما: تو عمل سے ظاہر کر، تو عمل کر کے دکھا۔

ترجمہ و تشریح:...... قوموں اور ملتوں کے کام اس طرح نہیں سنورتے، تو عمل کر کے دکھا کہ حق تیرے ہاتھ میں ہے۔ (سچائی تیرے پاس ہے)

اشکے چند بر افتراق ہندیاں

(ہندوستانیوں کے باہمی اختلافات پر چند آنسو)

معانی...... : افتراق: تفرقہ، باہمی اختلافات، ہندیاں، ہندی کی جمع، اہل ہند یعنی برصغیر کے لوگ۔

اے ہمالہ! اے اٹک! اے رود گنگ　　زیستن تا کے چناں بے آب و رنگ؟

معانی...... : اٹک: پاکستان کا مشہور دریائے اٹک۔ دریائے گنگا: برصغیر کا مشہور اور ہندوؤں کا پوتر دریا۔ زیستن: جینا، زندگی بسر کرنا۔ چناں: ویسا۔ بے آب و رنگ: بے رونق، بے کیف، زندگی کی حقیقی مسرتوں سے محروم۔ آب: چمک، تاب، پانی۔

ترجمہ و تشریح...... : اے ہمالیہ! اے اٹک! اے دریائے گنگا! اس قسم کی بے رونق زندگی کب تک؟

پیر مرداں از فراست بے نصیب　　نوجواناں از محبت بے نصیب

معانی...... : پیر مرداں: بوڑھے آدمی۔ فراست: تیز فہمی، شعور، دانائی۔

ترجمہ و تشریح...... : بوڑھوں میں فہم و فراست نہیں۔ نوجوان محبت سے خالی ہیں۔

شرق و غرب آزاد و ما نخچیر غیر　　خشت ما سرمایہ تعمیر غیر

معانی...... : نخچیر: شکار، مراد غلام۔ غیر: دوسری قوت۔ خشت: اینٹ، مراد ذرائع، وسائل اور دولت۔ سرمایہ: پونجی۔ تعمیر: آبادی، مراد خوشحالی۔ غیر: دوسری قوم۔

ترجمہ و تشریح...... : مشرق اور مغرب تو آزاد ہیں لیکن ہم غیروں کی غلامی کا شکار ہیں۔ (جس کے نتیجے میں) ہماری اینٹ غیر کی تعمیر کا سامان بن رہی ہے۔

زندگانی بر مراد دیگراں　　جاوداں مرگ است نے خواب گراں

معانی...... : بر: پر۔ مراد: آرزو، خواہش۔ دیگراں: دیگر کی جمع، دوسرے، مراد غالب قوم۔ خواب: نیند، سونا۔ گراں: بوجھل، وزنی، مراد گہری۔

ترجمہ و تشریح...... : دوسروں کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنا ہمیشہ کی موت ہے۔ یہ گہری نیند نہیں ہے۔

نیست ایں مرگے کہ آید ز آسماں　　تخم او می بالد از اعماق جاں

معانی...... : کہ آید: جو آتی ہے۔ تخم: بیج۔ می بالد: پھلتا پھولتا ہے، نشوونما پاتا ہے۔ اعماق: عمق، گہرائیاں، جان۔ روح

ترجمہ و تشریح...... : یہ وہ موت نہیں ہے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اس کا بیج تو روح کی گہرائیوں سے پھوٹتا ہے۔

صید او نے مردہ شو خواہد، نہ گور　　نے ہجوم دوستاں از نزد و دور

معانی...... : مردہ شو خواہد: غسال چاہتا ہے، غسال کی ضرورت ہے۔ ہجوم: بھیڑ، مراد ماتمی جلوس، دوستاں: دوست کی جمع مراد احباب اور عزیز و اقارب۔

ترجمہ و تشریح...... : اس موت کے شکار کو نہ تو غسال کی ضرورت ہے اور نہ قبر کی نہ ماتم کرنے والے احباب اور عزیز و اقارب کے ہجوم جو تعزیت کے لئے نزدیک و دور سے آتے ہیں۔

جامہ کس درغم او چاک نیست دوزخ او آں سوے افلاک نیست

معانی...... : جامہ: لباس۔ سو: طرف۔ افلاک: فلک کی جمع، آسمان۔

ترجمہ و تشریح...... : کسی کا بھی لباس اس کے ماتم میں چاک نہیں ہے۔ اس کا دوزخ، آسمانوں کے اس پار نہیں ہے۔ (بلکہ یہیں ہے)

در ہجوم روز حشر اورا مجو ہست در امروز او فردائے او

معانی...... : ہجوم: بھیڑ۔ روز: دن۔ اورا مجو: اسے مت تلاش کر۔ امروز: آج کا دن۔ فردا: آنے والا کل، مستقبل۔

ترجمہ و تشریح...... : اسے قیامت کے ہجوم میں مت تلاش کر۔ اس کا کل (قیامت) اس کے آج میں موجود ہے۔

ہر کہ ایں جا دانہ کشت، ایں جا درود پیش حق آں بندہ را بردن چہ سود

معانی...... : دانہ کشت: بیج بویا۔ درودن: کاٹنا فصل وغیرہ۔ بردن: لے جانا۔

ترجمہ و تشریح...... : جس نے یہاں دانہ بو کر یہیں فصل کاٹ لی، ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ کے سامنے لے جانے کی کیا ضرورت ہے؟

امتے کز آرزو نیشے نہ خورد نقش اورا فطرت از گیتی سترد

معانی...... : نیشے: کوئی ڈنک نہیں کھایا۔ نقش: تحریر، صورت، عبادت، وجود۔ گیتی: زمانہ۔ ستردن: کھرچ ڈالنا، چھیل ڈالنا، مٹا ڈالنا۔

ترجمہ و تشریح...... : جس قوم نے آرزو کا زخم نہ کھایا۔ فطرت نے اس کا نقش صفحہ گیتی (دنیا) ہی سے مٹا دیا۔

اعتبار تخت و تاج از ساحری است سخ چوں سنگ ایں زجاج از ساحری است

معانی...... : اعتبار: یقین، بھروسا، ساکھ۔ ساحری: جادوگری۔ سنگ: پتھر۔

ترجمہ و تشریح...... : تخت اور تاج کا بھرم جادوگری سے ہے۔ یہ شیشہ، پتھر کی طرح سخت ہے تو جادوگری ہی کے سبب ہے۔

در گزشت از حکم ایں سحر مبیں کافری از کفر و دینداری ز دیں

معانی...... : درگزشت: گزر گئی، مٹ گئی، جاتی رہی۔ حکم: فرمان، فتوئی، اجازت۔ سحر: جادو۔ مبیں: روشن، واضح، کھلا۔

ترجمہ و تشریح...... : اس کھلے جادو کے حکم سے کفر سے کافری جاتی رہی اور دین سے دینداری ختم ہوگئی۔

ہندیاں بایک دگر آویختند فتنہ ہائے کہنہ باز انگیختند

معانی...... : آویختن: الجھنا، لٹکنا، لڑنا۔ فتنہ ہا: پرانے فتنے۔ کہنہ: پرانے، پرانا۔ باز انگیختند: پھر ابھارا، پھر ہوا دی۔

ترجمہ و تشریح...... : ہندوستانی آپس ہی میں الجھتے رہے اور پرانے فتنوں کو پھر سے ہوا دیتے رہے۔

تا فرنگی قومے از مغرب زمیں ثالث آمد در نزاع کفر و دیں

معانی...... : فرنگی: انگریز قوم سرزمین مغرب سے۔ ثالث: لغوی معنی تیسرا، اصطلاح میں پنچ، دو فریقوں کے درمیان فیصلہ کرانے والا۔ آمدن: آنا یہاں مراد بننا، کردار ادا کرنا۔ نزاع: جھگڑا، تنازع، لڑائی۔

ترجمہ و تشریح...... : یہاں تک کہ یورپ سے فرنگی (انگریز) قوم کفر و دین کی ثالث بن کر آگئی۔

کس نداند جلوہ آب از سراب انقلاب! اے انقلاب! اے انقلاب!

معانی...... : نداند: نہیں جانتا۔ جلو: ظاہر ہونا، نمایاں ہونا۔ سراب: دھوپ میں چمکتی ہوئی ریت جس پر پانی کا دھوکا ہوتا ہے، دھوکا،

فریب۔اے انقلاب: دوسرے مصرع میں انقلاب کی تکرار سے اس کی آمد کی آرزو کا اظہار ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح...... : کوئی شخص بھی پانی کی شفافی اور سراب کی چمک میں امتیاز نہیں کرتا۔ ہاں اب انقلاب آنے میں کیا دیر ہے۔ انقلاب......

اے ترا ہر لحظہ فکر آب و گل — از حضور حق طلب یک زندہ دل

معانی...... : فکر: سوچ، پریشانی، غم۔ آب: پانی۔ گل: مٹی، گارا، مراد روزی، روٹی پانی اور دنیوی ضروریات، ضروریات زندگی۔ طلیدن: مانگا، یک زندہ دل: ایک دل زندہ۔

ترجمہ و تشریح...... : ارے تو ہر لحہ بس روٹی پانی ہی کے فکر میں ہے، تو اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ دل مانگ۔

آشیانش گرچہ در آب و گل است — نہ فلک سرگشتۂ ایں یک دل است

معانی...... : آشیاں: ٹھکانا، گھونسلہ۔ آب و گل: جسم۔ سرگشتہ: آوارہ، گھومنے والا، حیران پریشان۔

ترجمہ و تشریح...... : دل زندہ کا ٹھکانا ہر چند مادہ (جسم) میں ہے لیکن نو آسمان اس ایک دل کے گرد گھومتے ہیں۔

تا نہ پنداری کہ از خاک است او — از بلندی ہائے افلاک است او

معانی...... : تا نہ پنداری: کہیں یہ نہ سمجھ لینا۔ از خاک: خاک سے ہے یعنی مٹی کا بنا ہوا ہے۔ بلندی ہا: بلندی کی جمع۔ افلاک: فلک کی جمع، آسمان۔

ترجمہ و تشریح...... : کہیں یہ نہ سمجھ کہ دل زندہ خاکی بدن سے پیدا ہوتا ہے، وہ تو افلاک کی بلندیوں میں سے ہے۔

ایں جہاں اورا حریم کوے دوست — از قبائے لالہ گیر دبوے دوست

معانی...... : حریم: چاردیواری، کوچہ، گلی، دوست، محبوب، ذات خداوندی۔ گرفتن: حاصل کرنا، لینا۔ بوے دوست: دوست کی خوشبو۔

ترجمہ و تشریح...... : یہ دنیا اس کیلئے دوست کی گلی کی چاردیواری کی مانند ہے۔ وہ لالہ کی قبا سے دوست کی خوشبو پاتا ہے۔ (تخلیق اسے خالق کی طرف لے جاتی ہے)

ہر نفس با روزگار اندر ستیز — سنگ رہ از ضربت او ریز ریز

معانی...... : با روزگار: زمانے کے ساتھ۔ اندر ستیز: لڑائی میں۔

ترجمہ و تشریح...... : وہ (دل) ہر لحہ زمانے سے نبرد آزما رہتا ہے۔ اسکی ضرب سے راستے کا پتھر بھی ریزہ ریزہ ہو کے رہ جاتا ہے۔

آشنائے منبر و دار است او — آتش خود را نگہدار است او

معانی...... : آشنا: وقف، شناس۔ منبر: وعظ کہنے کا زینہ۔ دار: پھانسی۔ آتش خود را: اپنی آگ، نگہدار: رکھوالا۔

ترجمہ و تشریح...... : وہ منبر اور دار دونوں سے شناسا ہے۔ وہ اپنی آگ کا خود ہی رکھوالا ہے۔ (سنبھال کر رکھتا ہے)۔

آبجوے و بحر ہا دارد ببر — می دہد موجش ز طوفانے خبر

معانی...... : آبجوے: ایک ندی۔ بحرہا: بحر کی جمع، کئی سمندر، ببر: پہلو میں، اپنے اندر، موجش: اس کی موج۔

ترجمہ و تشریح...... : وہ ایک ندی ہے مگر کئی سمندر اس کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ اس کی لہر آنے والے طوفان کی خبر دیتی ہے۔

زندہ و پایندہ بے نان تنور — میرد آں ساعت کہ گردد بے حضور

معانی...... : پائیدن: پایندہ رہنا، ہمیشہ رہنا۔ نان تنور: تنور کی روٹی۔ کہ گردد: جب ہو جاتا ہے۔ بے حضور: حضوری سے محروم۔

ترجمہ و تشریح...... : وہ تنور کی روٹی کے بغیر ہی زندہ اور پایندہ ہے، ہاں اس کی موت اس وقت واقع ہوتی ہے جب وہ حضور سے محروم ہو جاتا ہے۔ (حضوری زندگی اور بے حضوری موت ہے)

چوں چراغ اندر شبستان بدن روشن ازوے خلوت وہم انجمن

معانی...... : چون چراغ: چراغ کی مانند۔ شبستان: شب، ستان، سونے کی جگہ، تنہائی کی جگہ، امرا وغیرہ کے سونے کی خاص جگہ۔

ترجمہ و تشریح...... : بدن کے محل میں اسکی حیثیت چراغ کی ہے۔ اسکی روشنی سے خلوت بھی منور ہے اور جلوت بھی درخشاں۔

ایں چنیں دل خود نگر، اللہ مست جز بہ درویشی نمی آید بدست

معانی...... : خودنگر: اپنی ذات میں جھانکنے والا، اللہ۔ مست: خدا کی ذات میں محو۔ نمی آید: نہیں آتا۔

ترجمہ و تشریح...... : اس قسم کا خودنگر اور اللہ مست دل درویش کے بغیر ہاتھ آنا ممکن نہیں۔

اے جواں داماں او محکم بگیر

در غلامی زاندہ، آزاد میر

معانی...... : داماں او: اس کا دامن۔ محکم بگیر: مضبوطی سے تھام لے۔ زادہ ای: تو پیدا ہوا ہے۔

ترجمہ و تشریح...... : اے جواں نسل ایسے صاحب دل کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔ تیری پیدائش غلامی میں ہوئی ہے، مر تو آزادی کی حالت میں (آزادی کی موت پالے)

سیاسیات حاضرہ

می کند بند غلاماں سخت تر حریت می خواند اورا بے بصر

معانی...... : بند: زنجیر، بندھن، قید۔ غلاماں: غلام کی جمع، دوسری قوم کے محکوم۔ خواندن: پڑھنا۔ بے بصر: بصیرت سے محروم۔

ترجمہ و تشریح...... : یہ غلاموں کی غلامی کے بندھن کو کچھ زیادہ ہی مضبوط کر دیتی ہے لیکن کم نظر شخص اسے حریت (آزادی) کا نام دیتا ہے۔

گرمی ہنگامہ جمہور دید پردہ بر روے ملوکیت کشید

معانی...... : بروی ملوکیت: ملوکیت کے چہرے پر، بادشاہت یعنی ایک فرد کی حکومت کے چہرے پر کشیدن: کھینچنا، ڈالنا۔

ترجمہ و تشریح...... : اس نے عوام کے ہنگامے کی گرمی دیکھی تو ملوکیت (بادشاہت) کے چہرے پر پردہ ڈال دیا۔

سلطنت را جامع اقوام گفت کار خود را پختہ کرد و خام گفت

معانی...... : سلطنت: حکومت۔ جامع: جمع کرنے والی۔ اقوام: جمع قوم۔ کار خورد: اپنے کام کو پختہ کرو: مضبوط کیا، پکا کیا۔

ترجمہ و تشریح...... : سلطنت کو اس نے جامع اقوام کا نام دیا۔ بات اس نے خام کی لیکن اپنے مطلب کا پکا رہا۔

در فضایش بال و پر نتواں کشود با کلیدش ہیچ در نتواں کشود

معانی...... : فضا: فراخی زمین، وسعت۔ بال: بازو اور پر، پرواز کے بازو۔ نتواں کشود: کھولے جا سکے یعنی جھاڑے نہیں جا سکتے۔ کلیدش: اس کی چابی۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی فضا میں بال و پر کھولے نہیں جاسکتے۔ اس کی چابی سے کوئی بھی دروازہ کھولا نہیں جا سکتا۔

گفت با مرغ قفس "اے درد مند   آشیاں در خانہ صیاد بند

معانی......: گفت: اس نے کہا، مرغ: پرندہ۔ قفس: پنجرہ۔ درد: تکلیف، دکھ، مصیبت۔ مند: والا، دردمند یعنی صاحب درد، دکھ میں مبتلا۔ صیاد: شکاری۔

ترجمہ و تشریح......: یہ مرغ قفس سے کہتا ہے کہ اے دردمند تو اپنا گھونسلہ صیاد (شکاری) کے گھر میں بنا۔

ہر کہ سازد آشیاں در دشت و مرغ   او نباشد ایمن از شاہین و چرغ"

معانی......: مرغ: خودرو سبزہ یہاں مراد مرغزار یعنی سبزہ زار۔ نباشد ایمن: محفوظ نہیں ہوتا، امن میں نہیں رہتا۔ چرغ: شکرے کی قسم کا ایک شکاری پرندہ۔

ترجمہ و تشریح......: جو کوئی اپنا گھونسلہ دشت اور سبزہ زار میں بناتا ہے وہ شاہین اور شکرے سے محفوظ نہیں رہتا۔

از فسونش مرغ زیرک دانہ مست   نالہ ہا اندر گلوے خود شکست

معانی......: از فسونش: اس کے جادو سے مرغک زیرک: چالاک پرندہ، ہوشیار پرندہ۔ دانہ مست: دانے میں مست ہو گیا۔ نالہ ہا: نالہ کی جمع، مراد، رونا یہاں بمعنی چھپانا۔ شکستن: توڑنا یہاں بمعنی بند کر لینا دفن کر لینا۔

ترجمہ و تشریح......: اس کے سحر سے سمجھدار پرندہ بھی دانے پر فریفتہ ہے۔ اس نے نالہ فریاد کو اپنے گلے ہی میں دفن کر لیا۔ (نالہ و فریاد بلند نہیں کرتا)۔

حریت خواہی بہ پیچاکش میفت   تشنہ میر و برنم تاکش میفت

معانی......: حریت خواہی: اگر تجھے آزادی کی خواہش ہے۔ پیچاک: عشق پیچہ یا عشق پیچاں، ایک زرد رنگ کی بیل جو جس درخت یا پودے پر چڑھ جائے اسے خشک کر دیتی ہے۔ میفت: مت گر۔ تشنہ میر: پیاسا مر جا۔ برنم: اسکی تاک کی نمی پر (تاک) انگوری کی بیل) مت گر۔

ترجمہ و تشریح......: اگر تو آزادی چاہتا ہے تو اس کی پیچاک سے دور رہ (قریب میں نہ آ) پیاسا مر جا لیکن اس کے انگور کے رس کا طالب نہ ہو۔

الحذر از گرمی گفتار او   الحذر از حرف پہلو دار او

معانی......: الحذر: بچ، دور رہ۔ گرمی: اس کی گرم گفتاری سے۔ حرف: مراد باتیں۔ پہلودار: ذو معنی کئی پہلو رکھنے والی، ایسی بات جس کے کئی مطلب نکلتے ہوں۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی گرم گفتاری سے خدا کی پناہ۔ اس کی پہلودار (ذو معنی) باتوں سے اللہ تعالیٰ بچائیں۔

چشم ہا از سرمہ اش بے نور تر   بندہ مجبور از و مجبور تر

معانی......: از سرمہ اش: اس کے سرمے سے، بے نور تر: زیادہ اندھی، پہلی روشنی سے بھی محروم۔ مجبور تر: بہت بے بس۔

ترجمہ و تشریح......: اس کا سرمہ آنکھوں کو اور زیادہ بے نور کر دیتا ہے۔ مجبور انسان اس کی وجہ سے زیادہ مجبور ہو جاتا ہے۔

از شراب ساتگینش الحذر   از قمار بد نشینش الحذر

معانی......: ساتگیں: پیالہ۔ قمار: جوا۔ بد نشیں: جس میں ہار ہو۔ بد: برا۔ نشستن: بیٹھنا۔

ترجمہ و تشریح......: اس کے پیالے کی شراب سے دور رہ۔ اس کی بدنیتی پر مبنی جواء سے بچ۔

از خودی غافل نہ گردد مرد حر — حفظ خود کن حب افیونش مخور

معانی...... حفظ خود کن: اپنی ذات کا تحفظ کر۔ حب افیونش مخور: اس کی افیون کی گولی مت کھا۔

ترجمہ و تشریح...... مرد آزاد اپنی خودی سے غافل نہیں رہتا۔ تو اپنی حفاظت کر۔ اس کی افیون کی گولی مت کھا۔

پیش فرعوناں بگو حرف کلیم — تا کند ضرب تو دریا را دونیم

معانی...... پیش: سامنے۔ فرعوناں: فرعون کی جمع، حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے زمانے کا بادشاہ جس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ اور ان کے پیروکاروں کو تنگ کیا۔ مراد فرعون صفت حکمران، غاصب حکمران۔ حرف: بات۔ کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ جنہوں نے فرعون کے سامنے نعرہ حق بلند کیا۔ ضرب تو: تیرا حملہ۔ دونیم: دو ٹکڑے، یعنی چیر دے، تلمیح قرآنی ہے۔ جب فرعونی فوجوں نے حضرت موسیٰ اور ان کے پیروکاروں کا تعاقب کیا تو حضرت موسیٰ نے اپنا عصا دریا میں مارا جس سے دریا میں خشکی کا راستہ بن گیا اور حضرت موسیٰ دریا پار کر گئے۔ پانی پھر اپنی جگہ پر آ گیا اور فرعون معہ اپنے لشکر کے اس میں غرق ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح...... وقت کے فرعونوں کے سامنے حضرت موسیٰؑ کے انداز میں بات کرتا کہ تری ضرب دریا (سمندر) کو دو ٹکڑے کر دے۔

داغم از رسوائی ایں کارواں — در میر او ندیدم نور جاں

معانی...... داغ: جلنا، بہت گرم۔ رسوائی: ذلت، پستی، بدنامی۔ کارواں: قافلہ یعنی امت مسلمہ۔ نور جاں: باطنی نور۔

ترجمہ و تشریح...... اس قافلے کی رسوائی سے میرا دل داغ داغ ہے۔ اس کے امیر (رہنما) کے قلب میں مجھے کوئی نور نہیں دکھائی دیتا۔

تن پرست و جاہ مست و کم نگہ — اندرونش بے نصیب از لا الہ

معانی...... جاہ مست: شان و شوکت کا متوالا۔ کم: تھوڑی، تھوڑا۔ نگہ: نگاہ کا مخفف، نظر وہ شخص جو دور اندیش اور دور بیں نہ ہو۔ اندرونش: اس کا اندر، اس کا باطن۔

ترجمہ و تشریح...... وہ جسم کا غلام، ظاہری نمود میں مست اور کوتاہ نظر ہے۔ اس کا سینہ لا الہ کے نور سے خالی ہے۔

در حرم زادو کلیسا را مرید ! — پردہ ناموس مارا بردرید

معانی...... حرم: چار دیواری، حرم کعبہ، مراد اسلام۔ زادن: پیدا ہونا، پیدا کرنا۔ کلیسا: گرجا، عیسائیوں کی عبادت گاہ۔ ناموس: عفت، آبرو، نیک۔ بردریدن: پھاڑ ڈالنا، دھجیاں اڑا دینا۔

ترجمہ و تشریح...... یہ شخص حرم میں پیدا ہوا تھا۔ لیکن وہ کلیسا کا مرید ہو گیا۔ اس نے ہماری غیرت ملی کا پردہ چاک کر دیا۔

دامن او را گرفتن ابلہی است — سینہ او از دل روشن تہی است

معانی...... گرفتن: پکڑنا، تھامنا۔ ابلہی: حماقت، بیوقوف۔ روشن: منور۔ تہی: خالی، محروم۔

ترجمہ و تشریح...... ایسے شخص کا دامن پکڑنا حماقت ہے، کیونکہ اس کا سینہ تو قلب منور سے خالی ہے۔

اندریں رہ تکیہ برخود کن کہ مرد — صید آہو باسگ کورے نکرد

معانی...... اندریں: اس راہ میں، اس ضمن میں، اس سلسلے میں۔ تکیہ: بھروسا، اعتماد، سہارا۔ برخود کن: اپنے اوپر کر۔ صید آہو: ہرن کا شکار۔ باسگ کورے: اندھے کتے کے ساتھ۔

ترجمہ و تشریح......: اس سلسلے میں تو اپنے آپ پر اعتماد کر کیونکہ کوئی شخص اندھے کتے کے ساتھ ہرن کا شکار نہیں کرسکتا۔

آہ از قومے کہ چشم از خویش بست　　　دل بہ غیر اللہ داد، از خود گسست

معانی......: چشم از خویش بست: اپنے آپ سے آنکھ بند کرلی۔ غیر اللہ، مراد ماسوا اللہ۔ دادن: دینا۔ خود: مراد اپنی ذات، اپنا تشخص۔ گستن: توڑنا، ٹوٹنا، کاٹنا۔

ترجمہ و تشریح......: افسوس ہے اس قوم جس نے اپنے آپ سے آنکھیں بند کرلیں، اور غیر اللہ کو دل دے دیا اور اپنی ذات کھو بیٹھی۔

تا خودی در سینہ ملت بمرد　　　کاہ کاہی کرد و باد اورا ببرد

معانی......: در سینہ ملت: ملت کے سینے میں۔ کوہ: پہاڑ، مراد مضبوط۔ کاہی: کاہ ہونا، خس وخاشاک ہونا، مراد بہت کمزور ہو جانا۔ کردن: کرنا۔ بردن: لے جانا۔

ترجمہ و تشریح......: جب قوم کے سینے سے خودی مرگئی تو اس کے کوہ نے کاہ کا انداز اختیار کرلیا اور اسے ہوا اڑا کر لے گئی۔

گرچہ دارد لا الہ اندر نہاد　　　از بطون او مسلمانے نزاد

معانی......: گرچہ: اگرچہ۔ داشتن: رکھنا۔ اندر نہاد: فطرت میں۔ بطون بطن کی جمع، شکم، پیٹ۔ زادن: پیدا ہونا، پیدا کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: اگرچہ اس (ملت) کی فطرت میں لا الہ ہے یعنی وہ کلمہ گو ہے، مگر کی ماؤں کے پیٹ سے کوئی مسلمان پیدا نہیں ہوا۔

آنکہ بخشد بے یقیناں را یقیں　　　آنکہ لرزد از سجود او زمیں

معانی......: آنکہ: وہ جو۔ بخشیدن: عطا کرنا، مراد مالا مال کرنا۔ بے یقیناں: بے یقین کی جمع، یقین سے محروم لوگ۔ یقین: خود اعتمادی، اپنی ذات پر بھروسا۔ لرزیدن: لرزنا، کانپنا۔ از سجود: اس کے سجدے سے۔

ترجمہ و تشریح......: (ایسا مسلمان پیدا نہ ہوا) جو بے یقینوں کو یقین بخشے۔ اور جس کے سجدے سے زمین لرز اٹھے۔

آنکہ زیر تیغ گوید لا الہ　　　آنکہ از خونش بروید لا الہ

معانی......: زیر تیغ: تلوار کے نیچے۔ گوید: کہتا ہے از خونش: اس کے خون سے۔ رستن: اگنا۔

ترجمہ و تشریح......: (ایسا مسلمان) جو تلوار کے نیچے بھی لا الہ کہے۔ جس کے خون سے لا الہ کی فصل اگے۔

آں سرور آں سوز مشتاقی نماند　　　در حرم صاحبدلے باقی نماند

معانی......: سرور: لذت، فرحت، نشہ۔ مشتاقی: عشق، چاہت، نماند: نہیں رہی / رہا۔ حرم: چار دیواری، حرم کعبہ، مراد ملت اسلامیہ۔ صاحبدلے: کوئی صاحبدل۔

ترجمہ و تشریح......: نہ وہ سرور باقی رہا اور نہ وہ شوق (محبت) کا سوز۔ حرم میں کوئی صاحب دل باقی نہ رہا۔

اے مسلماں اندریں دیر کہن　　　تا کجا باشی بہ بند اہرمن

معانی......: تا کجا باشی: کب تک رہے گا۔ بند: قید، زنجیر، بندھن۔ اہرمن یا اہریمن: زرتشتیوں کے نزدیک برائیوں کا خدا یعنی شیطان۔

ترجمہ و تشریح......: اے مسلمان تو اس پرانے بت خانے (دنیا) میں کب تک اہرمن (شیطان) کی قید میں رہے گا۔

جہد با توفیق و لذت در طلب　　　کس نیابد بے نیاز نیم شب

معانی......: جہد: کوشش۔ توفیق: اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور ہدایت۔ کس نیابد: کوئی بھی نہیں آتی۔ بے: بغیر۔ نیاز: حاجت، ضرورت۔ نیم: آدھی۔ شب: رات۔

ترجمہ و تشریح......: باتوفیق جہد اور لذت طلب دونوں گریۂ نیم شبی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتیں۔

زیستن تا کے بہ بحر اندر چوخس
سخت شو چوں کوہ از ضبط نفس

معانی......: چوخس: تنکے کی مانند۔ سخت شو: سخت ہوجا، مضبوط ہوجا۔ از: سے۔ ضبط: قابو میں رکھنا۔ نفس: ذات، غلط خواہش۔

ترجمہ و تشریح......: تو سمندر میں کب تک تنکے کی مانند زندگی بسر کرے گا۔ ضبط نفس سے تو پہاڑ کی طرح سخت ہوجا۔

گرچہ دانا حال دل باکس نگفت | از تو درد خویش نتوانم نہفت

معانی......: باکس: کسی سے نہ کہا۔ درد خویش: اپنا غم، اپنا دکھ۔ نتوانم نہفت: میں نہیں چھپا سکتا۔

ترجمہ و تشریح......: اگرچہ سمجھدار آدمی کبھی کسی کو اپنا حال دل نہیں بتاتا۔ مگر میں تجھ سے اپنا درد نہیں چھپا سکتا۔

تا غلامم در غلامی زادہ ام | ز آستان کعبہ دور افتادہ ام

معانی......: درغلامی: غلامی میں۔ زادن: پیدا ہونا، پیدا کرنا۔ آستان کعبہ: کعبہ کی چوکھٹ۔ دور افتادہ ام: میں دور ہوگیا ہوں۔

ترجمہ و تشریح......: چونکہ میں غلام ہوں، غلامی میں پیدا ہوا ہوں، اسلئے کعبہ کی چوکھٹ سے دور جا پڑا۔ (مرکز سے کٹ گیا ہوں)۔

چوں بنام مصطفیٰ خوانم درود | از خجالت آب میگردد وجود

معانی......: خوانم درود: میں درود پڑھتا ہوں۔ خجالت: ندامت، شرمندگی۔ آب می گردد: پانی ہوجاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: جب میں حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات پر درود بھیجتا ہوں تو میرا وجود شرم سے پانی پانی ہوجاتا ہے۔

عشق می گوید کہ "اے محکوم غیر | سینہ تو از بتاں مانند دیر

معانی......: محکوم: حکم کیا گیا، غلام، آزادی کی نعمت سے محروم۔ غیر: اجنبی کوئی دوسری قوم۔ بتاں: بت کی جمع۔ مانند: طرح۔

ترجمہ و تشریح......: عشق کہتا ہے کہ او غیر کے محکوم! تیرا سینہ تو بتوں کی وجہ سے بت خانہ بنا ہوا ہے۔

تا نداری از محمدؐ رنگ و بو | از درود خود میالا نام او"

معانی......: تا: جب تک۔ نداری: تو نہیں رکھتا۔ رنگ و بو: رنگ اور خوشبو۔ از درود خود: اپنے درود سے۔ میالا: مت آلودہ کر۔ آلودن: آلودہ کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: جب تک تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے (اخلاق عالیہ) کا رنگ و بو اختیار نہیں کرتا۔ اس وقت تک اپنے درود سے حضورؐ کے نام نامی کو آلودہ نہ کر۔

از قیام بے حضور من مپرس | از سجود بے سرور من مپرس

معانی......: قیام: عبادت میں کھڑے ہونا۔ بے حضور: جس میں حضوری نہ ہو۔ مپرس: مت پوچھ۔ سجود: سجدے۔ بے سرور: جس میں لذت نہ ہو۔

ترجمہ و تشریح......: میری نماز کے قیام بے حضور کا مت پوچھ، سرور سے عاری میرے سجدے کا نہ پوچھ۔

جلوہ حق گرچہ باشد یک نفس | قسمت مردان آزاد است و بس

معانی......: گرچہ باشد: اگرچہ ہوتا ہے اگرچہ ہے۔ قسمت: تقسیم، مراد مقدر، نصیب۔ مردان: مرد کی جمع بمعنی لوگ۔

ترجمہ و تشریح...... : اللہ تعالیٰ کا جلوہ اگرچہ ایک لحظہ کا ہوتا ہے تاہم ہے وہ آزاد مردوں ہی کے مقدر میں ہے اور بس۔

مردے آزادے چو آید در سجود　　در طوافش گرم رو چرخ کبود

معانی...... آید در سجود: سجدے میں جاتا ہے۔ طواف: کسی چیز کے گرد چکر لگانا۔ گرم رو: تیز چلنے والا۔ گرم: یہاں بمعنی تیز۔

ترجمہ و تشریح...... : جب کوئی آزاد مرد سجدے میں گرتا ہے تو یہ نیلا آسمان اس کے طواف میں گرم ہو جاتا ہے۔

ما غلاماں از جلالش بے خبر　　از جمال لازوالش بے خبر

معانی...... : جلال: خدا کے اوصاف میں سے ایک وصف، قہر و غضب خداوندی۔ جمال: خدا کی ایک صفت، لطف و کرم خداوندی۔ لازوال: جسے زوال نہ ہو۔

ترجمہ و تشریح...... : ہم غلام اس کے جلال سے ناواقف اور اس کے لازوال جمال سے بے خبر ہیں۔

از غلامے لذت ایماں مجو　　گرچہ باشد حافظ قرآں، مجو

معانی...... : مجو: مت تلاش کر۔ گرچہ باشد: اگرچہ وہ ہو۔

ترجمہ و تشریح...... : کسی غلام میں ایمان کی لذت تلاش نہ کر، اگرچہ وہ حافظ قرآن ہی کیوں نہ ہو، پھر بھی تلاش نہ کر۔

مومن است و پیشہ او آزری است　　دین و عرفانش سراپا کافری است

معانی...... : پیشہ: شغل، کام دھندا۔ آذری: مراد بت گری، صحیح املا ذال کی بجائے ز، سے ہے آزری یعنی آزر سے منسوب، جو حضرت ابراہیم کے والد اور بت تراش تھے۔ عرفان: معرفت الٰہی۔ سراپا: سر سے پاؤں تک، مکمل طور پر۔

ترجمہ و تشریح...... : بظاہر تو وہ صاحب ایمان ہے لیکن اس کا پیشہ بت گری ہے۔ اس کا دین اور عرفان سب محض کافری ہے۔

در بدن داری اگر سوز حیات　　ہست معراج مسلماں در صلوات

معانی...... : در بدن داری: تو بدن میں رکھتا ہے، تیرے سینے میں ہے۔ سوز: تڑپ، تپش۔ حیات: زندگی۔ معراج: عروج۔ مشاہدہ، یہاں اشارہ ہے اس حدیث رسول پاکؐ کی طرف: نماز مومن کے لئے معراج ہے۔

ترجمہ و تشریح...... : اگر تو اپنے اندر سوز حیات رکھتا ہے تو جان لے کہ نماز میں مسلمان کی معراج ہے۔

در نداری خون گرم اندر بدن　　سجدہ تو نیست جز رسم کہن

معانی...... : خون گرم: گرم خون مراد جوش و جذبہ۔ رسم: عادت، رواج، طریق، کہن: پرانی۔

ترجمہ و تشریح...... : اور اگر تو اپنے جسم میں خون گرم نہیں رکھتا تو پھر تیرا سجدہ محض ایک پرانی رسم کے اور کچھ نہیں۔

عید آزاداں شکوہ ملک و دیں
عید محکوماں ہجوم مومنیں!

معانی...... : عید: جشن، تہوار۔ آزاداں: آزاد کی جمع، آزاد قوم، آزاد لوگ۔ شکوہ: شان۔ محکوماں: محکوم کی جمع، غلام قوم یا لوگ۔ ہجوم: بھیڑ۔ مومنیں: مومن کی جمع، صاحبان ایمان۔

ترجمہ و تشریح...... : آزاد قوموں کی عید، ملک اور دین کی شان و عظمت ہے جبکہ غلاموں کی عید صرف مسلمانوں کا ہجوم ہے۔

حرفے چند با امت عربیہ

(امت عربیہ سے چند باتیں)

اے درو دشت تو باقی تا ابد نعرہ لا قیصر و کسریٰ کہ زد ؟

معانی...... در: دو پہاڑوں کے درمیان راستہ۔ دشت: صحرا، بیابان، جنگل۔ باقی: پیچھے رہنا، قائم رہنا۔ ابد: ہمیشگی، جس کی کوئی حد نہ ہو۔ نعرہ: للکار۔ لاقیصر: کوئی قیصر نہیں، کوئی حاکم نہیں سوائے اس حاکم مطلق کے۔ قیصر: روم کے بادشاہوں کا لقب، اشارہ ہے ایک حدیث پاک کی طرف: قیصر ہلاک ہو گیا، اب اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ کسریٰ: یہاں بھی مراد لاکسریٰ ہے یعنی کوئی بادشاہ یا حاکم نہیں سوائے ذات خداوندی کے۔ کسریٰ: خسرو، ایران کے ساسانی بادشاہوں کا لقب۔ کہ زد: کس نے لگایا۔

ترجمہ و تشریح...... خدا کرے تیرے دشت و صحرا اور درے ہمیشہ کے لئے قائم رہیں، لا قیصر و کسریٰ (قیصر و کسریٰ ختم ہوئے) کا نعرہ کس نے لگایا تھا۔

در جہان نزد و دور و دیر و زود اولیں خوانندہ قرآں کہ بود ؟

معانی...... جہان: دنیا۔ نزد: نزدیک۔ نزد و دور سے مراد مکان۔ زرورد: جلدی، دیر و زود سے مراد وقت یعنی زماں۔ خوانندہ: قرآن پڑھنے والا، قرآن کا قاری۔ کہ بود: کون تھا۔

ترجمہ و تشریح......: زمان و مکاں کی اس دنیا میں سب سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کون تھے؟

رمز الا اللہ کرا آموختند ؟ ایں چراغ اول کجا افروختند ؟

معانی...... رمز: الا۔ اللہ: سوائے اللہ کے یعنی کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔ رمز: بھید، اشارہ، حقیقت۔ کرا: کس کو۔ آموختن: سکھانا، سیکھنا۔ افروختن: جلانا، روشن کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: ''الا اللہ کی رمز کے سکھائی گئی تھی؟ یہ چراغ پہلے پہل کہاں روشن کیا گیا تھا۔ (جلایا گیا تھا)

علم و حکمت ریزہ از خوان کسیت ؟ آیہ فاصبحتم اندر شان کسیت ؟

معانی...... ریزہ: ٹکڑا۔ خوان: سینی، طشت، دستر، خوان۔ کیست: کس کا ہے۔ فاصبحتم: سورہ آل عمران، آیت 103 سو تم خدا تعالیٰ کی نعمت سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

ترجمہ و تشریح...... علم و حکمت کس کے دستر خوان کا ریزہ ہے؟ فاصبحتم کی آیت (تم ان کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے) کس کی شان میں نازل ہوئی؟

از دم سیراب آں امی لقب لالہ رست از ریگ صحرائے عرب

معانی...... دم سیراب: اس امی لقب کا سیراب کرنے والا دم۔ دم: پھونک، سانس، لحہ۔ سیراب: پانی سے بھرا ہوا۔ امی لقب: جس کا لقب امی ہو۔ امی: ناخواندہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب۔ لالہ: لالہ کا پھول۔ رستن: اگنا، پھوٹنا۔ ریگ: ریت۔ صحرا: ریگستان، بیابان۔

ترجمہ و تشریح......: اس امی لقب ذات گرامی کے زندگی بخش پھونک سے عرب کے صحرا کی ریت میں گل لالہ کھل اٹھے۔

حریت پروردہ آغوش اوست یعنی امروز امم از دوش اوست

معانی: پروردن: پالنا، پرورش کرنا۔ آغوش: گود۔ امروز: آج۔ امم: امت کی جمع، اقوام۔ دوش: کل رات، گزرا ہوا کل۔

ترجمہ و تشریح: حریت (آزادی) نے اسی عالی مقام ہستی کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔ یعنی اقوام کو جو مقام آج حاصل ہے وہ حضورؐ کے طفیل سے ہوا ہے۔

او دلے در پیکر آدم نہاد او نقاب از طلعت آدم کشاد

معانی: دلے: ایک یا خاص دل۔ کشادن: کھولنا یعنی اٹھانا۔

ترجمہ و تشریح: آپؐ نے آدم کے جسد میں دل رکھا۔ آپ نے آدم کے چہرہ روشن سے نقاب اٹھائی۔

ہر خداوند کہن را او شکست ہر کہن شاخ ازنم او غنچہ بست

معانی: ہر: سب، خداوند: آقا، بت۔ کہن: پرانا۔ شکست: توڑا۔ نم: نمی مراد فیض۔ غنچہ: کلی۔ بستن: باندھنا، مراد پھوٹ نکلی یا پھوٹ نکلیں۔

ترجمہ و تشریح: آپؐ (حضورؐ) نے ہر پرانا بت توڑ ڈالا۔ اور ہر پرانی شاخ سے حضور اکرمؐ کے نم سے کلیاں پھوٹ نکلیں۔

گرمی ہنگامہ بدروحنین حیدرؓ و صدیقؓ و فاروقؓ و حسینؓ

معانی: گرمی: جوش، تیزی۔ ہنگامہ: مراد لڑائی، کارزار۔ بدر: عرب میں ایک مقام کا نام جہاں مشہور غزوہ لڑا گیا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ حنین: عرب میں ایک مقام جہاں 8ھ 629 / 630 میں حضور اکرمؐ نے دس ہزار سے زیادہ مسلمانوں کے لشکر سے کفار کو شکست فاش دی۔

ترجمہ و تشریح: بدر اور حنین کا ہنگامہ ہو یا حضرت حیدر کرارؓ ہوں، یا حضرت ابوبکر صدیقؓ ہوں یا حضرت عمر فاروقؓ ہوں یا حضرت امام حسینؓ (آپ ہی کی تربیت یافتہ)

سطوت بانگ صلوٰت اندر نبرد قرأت الصفت اندر نبرد

معانی: سطوت: رعب، دبدبہ، ہیبت۔ بانگ: آواز، یعنی اذان۔ صلوات: نماز۔ نبرد: لڑائی، جنگ۔ قرات: پھائی، پڑھنا۔ الصفت: قرآن کریم کی ایک سورت کا نام، اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے: قسم ہے ان جماعتوں کی جو صف بستہ رہتی ہیں۔

ترجمہ و تشریح: میدان کارزار میں اذان نماز کی ہیبت و دبدبہ ہو یا جنگ دوران الصفت کی قرات ہو۔ (جس میں نمازیوں کی صف بندی اور یلغار کا ذکر ہے)

تیغ ایوبی نگاہ بایزید گنجہائے ہر دو عالم را کلید

معانی: تیغ: تلوار۔ ایوبی: اشارہ ہے، سلطان صلاح الدین ایوب کی طرف، مشہور جلیل القدر صاحب شجاعت حکمران جو اصلاً کرد تھے۔ بچپن برس کی عمر میں فروری 1193ء میں فوت ہوئے۔ نگاہ: نظر، توجہ، بایزید: حضرت بایزید بسطامی، مشہور صوفی جنہوں نے 234 / 49-848 میں وفات پائی۔ خراسان کے رہنے والے تھے۔ گنجہائے: دونوں جہانوں کے خزانوں کے لئے۔ کلید: کنجی۔

ترجمہ و تشریح: ایوبی تلوار ہو یا بایزید کی نگاہ کہ دونوں جہانوں کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔

عقل و دل راستی ازیک جام مے اختلاط ذکر و فکر روم و رے

معانی: عقل: مراد حکمت و فلسفہ، یہاں اشارہ ہے امام فخر الدین رازی کی طرف۔ دل: مراد، عشق و عرفان، یہاں اشارہ ہے مولانا روم کی طرف۔ مستی: بیخودی۔ اختلاط: ملاپ، آمیزش۔ ذکر: یاد کرنا مراد عشق اور روحانیت۔ فکر: مراد عقل و خرد، حکمت و فلسفہ۔

روم: یعنی مولانا روم مشہور صوفی شاعر اور مثنوی معنوی کے مولف۔ رےیں: تہران کا پرانا نام، آج کل یہ تہران کے مضافات میں سے ہے، یہاں اشارہ ہے امام فخر الدین رازی کی طرف جو بہت بڑے مفکر و فلسفی تھے۔ ان کا تعلق چھٹی اور ساتویں صدی ہجری / بارھویں اور تیرھویں صدی عیسوی سے ہے۔

ترجمہ و تشریح......: ایک جام وے سے عقل و دل دونوں کو سرمست کر دینا۔ روم و رے کے ذکر و فکر کا اختلاط۔ گویا مولانا رومی کے ذکر اور امام فخر الدین رازی کے فکر کا اختلاط۔

علم و حکمت، شرع و دیں، نظم امور   اندرون سینہ دل ہا نا صبور

معانی......: نظم: بندوبست، تنظیم۔ امور: امر کی جمع مراد معاملات۔ اندرون سینہ: سینے کے اندر۔ دل ہا: دل کی جمع۔ ناصبور: بے صبر، بے قرار، مضطرب۔

ترجمہ و تشریح......: نیز علم اور حکمت، شرع اور دین، معاملات کا انتظام اور سینے کے اندر دلوں کی ناصبوری ہے۔

حسن عالم سوز الحمر او تاج   آنکہ از قدوسیاں گیرد خراج

معانی......: حسن: خوبصورتی۔ عالم سوز: دنیا کو جلانے والی۔ الحمر: قصر الحمرا (سرخ محل) ہسپانیہ کے مشہور شہر غرناطہ کے قریب واقع ہے۔ تیرھویں صدی عیسوی میں تعمیر ہوا۔ حسن تعمیر اور تزئین وغیرہ کے لحاظ سے دنیا کی ایک حسین ترین عمارت ہے۔ تاج: یعنی تاج محل جو آگرہ میں ہے اور جسے مغلیہ بادشاہوں شاہ جہان نے اپنی محبوب ملکہ ممتاز محل ارجمند بانو بیگم کے لئے مقبرے کے طور پر بنوایا۔ یہ بھی اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے عجوبہ روزگار ہے۔) آنکہ: وہ جو (یعنی دونوں عمارتیں۔ قدسیاں: قدسی کی جمع، فرشتے: گیرد: خراج وصول کرتی ہیں۔ مراد خراج تحسین۔

ترجمہ و تشریح......: الحمرا اور تاج محل کی عالم سوز خوبصورتی جو فرشتوں سے بھی خراج (تحسین) وصول کرتی ہے۔

ایں ہمہ یک لحظہ از اوقات اوست   یک تجلی از تجلیات اوست

معانی......: ایں ہمہ: یہ سب۔ یک: ایک۔ لحظہ: پل۔ اوقات: وقت کی جمع۔ تجلی: جلوہ، روشنی، پرتو۔ تجلیات: تجلی کی جمع، جلوے، پرتو، تجلیاں۔

ترجمہ و تشریح......: یہ سب کچھ حضورؐ ہی کے اوقات میں سے ایک لمحہ اور حضور اکرمؐ کی تجلیات میں سے ایک تجلی ہے۔

ظاہرش ایں جلوہ ہائے دلفروز   باطنش از عارفاں پنہاں ہنوز

معانی......: ظاہرش: حضور اکرمؐ کا ظاہر۔ جلوہ ہا: جلوہ کی جمع، تجلیاں، پرتو۔ افروختن: روشن کرنا۔ باطنش: حضور اکرمؐ کا باطن مبارک۔ عارفاں: عارف کی جمع، خداشناس، صاحبان عرفان۔ پنہاں: پوشیدہ، مخفی، چھپا ہوا۔ ہنوز: ابھی تک۔

ترجمہ و تشریح......: حضورؐ کا ظاہر تو ان دلفروز جلوؤں کی صورت میں نمایاں ہے جبکہ حضور کا باطن ابھی عارفوں سے بھی مخفی (پوشیدہ) ہے۔

حمد بیحد مر رسولؐ پاک را   آں کہ ایماں داد مشت خاک را

(خواجہ عطار بہ تغیر لفظی)

معانی......: حمد: تعریف، ستائش۔ بے حد: بہت زیادہ، جس کی کوئی حد نہ ہو۔ مر: زاید حرف ہے جو زینت کلام یا تاکید کے لئے مستعمل ہے، کہیں یہ حرف ربط بن جاتا ہے اور برائے، کے معنی دیتا ہے۔ ایمان داد: ایمان دیا۔ مشت: مٹھی۔ خاک: مراد انسان یہ شعر

مشہور ایرانی شاعر فرید الدین عطار کا ہے جس میں علامہ نے لفظی تبدیلی کی ہے اصل شعر یوں ہے آفریں جاں آفریں پاک را۔ آنکہ جاں بخشید وایماں خاک را (مثنوی منطق الطیر کا پہلا شعر)

ترجمہ و تشریح......: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیحد تعریف وستائش کے مستحق ہیں۔ جن کی ذات گرامی نے مشت خاک (انسان) کو ایمان کی دولت سے نوازا۔ (خواجہ عطار بہ تغیر لفظی)

حق ترا براں تراز شمشیر کرد سارباں را راکب تقدیر کرد

معانی......: براں تر: زیادہ کاٹ دار۔ بریدن: کاٹنا۔ ساربان: اونٹ چلانے والا شتربان۔ راکب: سوار، غالب۔ تقدیر: سرنوشت، مقدر، نصیب۔

ترجمہ و تشریح......: خدا نے تجھے تلوار سے بھی زیادہ کاٹ دار بنایا ہے۔ اس نے سارباں کو تقدیر پر سوار کیا۔

بانگ تکبیر و صلوٰت و حرب و ضرب اندراں غوغا کشاد شرق و غرب

معانی......: بانگ: آواز، مراد اعلان۔ تکبیر: بڑائی کرنا، عظمت بیان کرنا۔ حرب: لڑائی، قتال۔ ضرب: چوٹ، وار، حملہ، لڑائی۔ غوغا: شور، ہنگامہ۔ کشاد: حل، فراخی، وسعت، کامیابی۔ شرق: یعنی سرزمین مشرق۔ غرب: یعنی سرزمین مغرب۔

ترجمہ و تشریح......: نعرہ تکبیر اور نماز اور جہاد وقتال ہی کے غوغا سے مشرق و مغرب کے معاملات سلجھے۔

اے خوش آں مجذوبی و دل بردگی آہ زیں دل گیری و افسردگی

معانی......: خوش: خوب، اچھی۔ مجذوبی: جذب یا محویت کی کیفیت۔ دل بردگی: دل لیجانا، دل ربائی، دل۔ بردن: لے جانا۔ دل گیری: دل گرفتگی، غمگینی، غم زدگی، دل۔ گرفتن: پکڑنا۔ افسردگی: مرجھانا، اداسی، بجھا بجھا ہونا۔

ترجمہ و تشریح......: کیا مبارک تھی تمہاری وہ مجذوبی اور دلبری اور کتنی افسوس ناک ہے تمہاری یہ افسردگی اور دلگیری۔

کار خود را امتاں بردند پیش تو ندانی قیمت صحرائے خویش

معانی......: کار خود: اپنے معاملے۔ بردن: لے جانا۔ پیش: آگے۔ تو ندانی: تو نہیں جانتا۔ صحرا: دشت، بیاباں

ترجمہ و تشریح......: دوسری اقوام نے اپنے کام کو آگے بڑھایا اور تجھے اپنے صحرا کی قیمت ہی کی خبر نہیں ہے۔

امتے بودی، امم گردیدہ بزم خود را خود زہم پاشیدہ

معانی......: امتے: ایک امت، ایک ملت۔ بودی: تو تھا۔ امم: امت کی جمع، قومیں، فرقے۔ گردیدن: ہو جانا، پھرنا، گھومنا۔ بزم: محفل، جماعت۔ خود زہم: آپ ہی پارہ پارہ کر دیا ہے، خود ہی منتشر کر کے رکھ دیا ہے۔ ازہم پاشیدن: ایک دوسرے کو الگ الگ کر دینا۔ ہم: باہم، ایک دوسرے کو۔ پاشیدن: چھڑکنا، گرانا۔

ترجمہ و تشریح......: تم ایک امت تھے۔ مگر اب مختلف قومیتوں میں منقسم ہو گئے اور اس طرح تو نے اپنی جماعت کو خود ہی منتشر کر کے رکھ دیا ہے۔

ہر کہ از بند خودی وارست، مرد ہر کہ با بیگانگاں پیوست، مرد

معانی......: بند خودی: خودی کے بندھن۔ وارستن: رہائی پانا، آزادی ہونا۔ بیگانگاں: بیگانہ کی جمع، غیر غیر اقوام، کفار وغیرہ۔ پیوستن: مل جانا، مردن، مرنا۔

ترجمہ و تشریح......: جو کوئی بھی خودی کا بند توڑ کر نکل گیا موت سے ہمکنار ہوا، جو کوئی غیروں سے مل گیا اپنی شناخت کھو بیٹھا۔

آنچہ تو با خویش کردی، کس نکرد روح پاک مصطفیٰ آمد بدرد !

معانی...... آنچہ: جو کچھ تو نے۔ با خویش کردی: اپنے ساتھ کیا۔ کس نکرد: کسی نے نہ کیا۔ مصطفیٰؐ: حضور اکرم کا ایک لقب، برگزیدہ، پسندیدہ۔ آمدن: آنا۔ بہ: میں، درد، دکھ، تکلیف۔

ترجمہ و تشریح...... جو کچھ تم نے اپنے آپ کے ساتھ کیا وہ کسی نے نہیں کیا ہوگا۔ تمہارے اس طرز عمل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو تکلیف دی۔

اے ز افسون فرنگی بے خبر فتنہ ہا در آستین او نگر

معانی...... افسون: جادو، سحر، طلسم۔ فرنگی: انگریز۔ فتنہ ہا: فتنہ کی جمع، فتنے، فساد، خرابیاں، تباہیاں۔ آستین: قمیض وغیرہ کا بازو۔ نگریستن: دیکھنا۔

ترجمہ و تشریح...... تو جو فرنگی کے سحر سے بے خبر ہے۔ اس کی آستین کے اندر جو فتنے پوشیدہ ہیں انہیں دیکھنے کی کوشش کر۔

از فریب او اگر خواہی اماں اشترانش راز حوض خود بران

معانی...... فریب: چال، مکر، دھوکہ۔ خواہی اماں: تو پناہ چاہتا ہے۔ اشتراں: اشتر کی جمع، اونٹ، مراد استحصالی قوت۔ حوض خود: اپنے حوض سے۔ راندن: ہانکنا، بھگانا۔

ترجمہ و تشریح...... اگر تو اس کے فریب سے بچنا چاہتا ہے تو اپنے حوض سے اس کے اونٹوں کو بھگا دے۔

حکمتش ہر قوم را بے چارہ کرد وحدت اعرابیاں صد پارہ کرد

معانی...... حکمت: تدبیر، چال، دانش۔ بے چارہ: جس کا کوئی علاج نہ ہو، بے بس۔ کردن: کرنا۔ وحدت: یکتائی، اتحاد، ایک ہونا۔ اعرابیاں: اعرابی کی جمع، بدو عرب، عرب کے صحرانشین، مراد عرب قوم۔ صد: سو۔ پارہ: ٹکڑا۔ کردن: کرنا۔

ترجمہ و تشریح...... اس کی تدبیر اور چالوں نے ہر قوم کو لاچار کر کے رکھ دیا اسی نے عربوں کی وحدت کو سو ٹکڑوں میں منقسم کر دیا۔

تا عرب در حلقۂ دامش فتاد آسماں یک دم اماں او را نداد

معانی...... حلقہ: بند۔ دام: جال۔ افتادن: گرنا، مراد پھنسنا۔

ترجمہ و تشریح...... جب عرب اسکے حلقہ دام میں گرفتار ہوئے ہیں تو آسماں نے انہیں ایک لحہ کی بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیا۔

عصر خود را بنگر اے صاحب نظر در بدن باز آفریں روح عمرؓ

معانی...... عصر: زمانہ، دور، وقت، یعنی حالات زمانہ۔ خود: اپنا۔ نگریستن: دیکھنا، غور کرنا۔ اے صاحب نظر: اے نظر والے، اے دور اندیش۔ باز آفریں: پھر پیدا کر۔ باز: پھر، دوبارہ، آفریدن: پیدا کرنا۔ روح عمرؓ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کی سی روح، حضرت عمرؓ کا سا جذبہ وولولہ۔

ترجمہ و تشریح...... اے صاحب نظر! اپنے دور پر نظر کر اور سمجھ۔ اپنے بدن میں پھر سے روح عمرؓ پیدا کر۔

قوت از جمعیت دین مبیں دیں ہمہ عزم است و اخلاص و یقیں

معانی...... جمعیت: مراد اتحاد، یگانگت۔ مبین: روشن، روشن کرنے والا۔ ہمہ: سراسر، مکمل طور پر۔ عزم: ارادہ۔ اخلاص: پاکیزگی قلب، خلوص، مکر و فریب سے دوری۔ یقین: اعتماد، اعتبار، بھروسا، یعنی اللہ پر بھروسا۔

ترجمہ و تشریح...... : قوت، دین مبیں کی جمعیت ہی سے حاصل ہوتی ہے، دین سراسر عزم اور اخلاص و یقیں پر مبنی ہے۔

تا ضمیرش راز دان فطرت است　　مرد صحرا پاسبان فطرت است

معانی...... : ضمیر: دل، باطن۔ رازداں: بھید جاننے والا۔ فطرت: قدرت Nature۔ مردِ صحرا: صحرانشیں، بدو، صحرا کا آدمی۔ پاسبان: پاس، بان، مراد دھیان رکھنے والا، نگہبان، محافظ، چوکیدار۔

ترجمہ و تشریح...... : جب تک اس کا ضمیر فطرت کا رازداں ہے وہ مردِ صحرا فطرت کا پاسبان ہے۔

سادہ و طبعش عیار زشت و خوب　　از طلوعش صد ہزار انجم غروب

معانی...... : طبعش: اس کی فطرت۔ عیار: کسوٹی، پرکھ۔ زشت: برا، برائی، بدی۔ خوب: اچھا، نیک، خوبی۔ طلوع: نکلنا، اظہر ہونا۔ صد ہزار: لاکھوں۔ انجم غروب: ستارے ڈوب گئے ستارے ڈوب جاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح...... : وہ سادہ ہے اور اس کی طبع نیکی اور بدی کی کسوٹی ہے۔ اس کے طلوع ہونے سے ہزاروں ستارے ڈوب جاتے ہیں۔

بگذر از دشت و درد کوہ و دمن　　خیمہ را اندر وجود خویش زن

معانی...... : بگذر: گزر جا، چھوڑ دے۔ دشت: بیابان، صحرا۔ در: درہ، دو پہاڑوں کے درمیان راستہ۔ کوہ: پہاڑ۔ دمن: دامن کا مخفف، وادی، ٹیلا، کوڑے کا ڈھیر۔ وجود: ہستی، بدن، ذات۔ خویش: اپنے، اپنا۔ زدن: مارنا، یہاں بمعنی لگانا۔

ترجمہ و تشریح...... : دشت و درہ اور کوہ و وادی سے گزر جا اپنے وجود کے اندر خیمہ لگا (اپنے من میں ڈوب جا)

طبع از باد بیاباں کردہ تیز　　ناقہ را سردہ بمیدان ستیز

معانی...... : ازباد: صحرا کی ہوا سے کردہ تیز: تیز کر کے۔ ناقہ: اونٹنی۔ سردادن: آگے بھیجنا، چھوڑ دینا۔ بمیدان: میدان میں۔ ستیز: لڑائی، جنگ۔

ترجمہ و تشریح...... : طبیعت میں بیاباں کی ہوا سے تیزی پیدا کر کے اونٹنی کو میدان جنگ میں ڈال دے۔

عصر حاضر زادہ ایام تست　　مستی او از مے گلفام تست

معانی...... : زادن: جننا، پیدا ہونا۔ ایام: یوم کی جمع دن، مراد زمانہ، دور، عہد۔ تست: تیرا ہے۔ مستی: بے خودی، نشہ۔ مے: شراب۔ گل فام: گلاب کے رنگ والی یعنی سرخ۔

ترجمہ و تشریح...... : جدید دور تیرے ایام (گزشتہ) سے پیدا ہوا ہے۔ اس کی مستی تیری ہی سرخ شراب کی وجہ سے ہے۔

شارح اسرار او تو بودہ　　اولیں معمار او تو بودہ

معانی...... : شارح: تشریح اور وضاحت کرنے والا۔ اسرار: سر کی جمع، بھید، رمز۔ تو بودہ: تو رہا ہے۔ معمار: تعمیر کرنے والا۔

ترجمہ و تشریح...... : اس کے بھیدوں کی تشریح کرنے والا تو ہی تھا۔ اس کا پہلا معمار تو ہی تھا۔

تا بہ فرزندی گرفت او را فرنگ　　شاہدے گردید بے ناموس و ننگ

معانی...... : فرزندی: بیٹا ہونا، اولاد ہونا، اولاد۔ گرفتن: لینا، پکڑنا۔ شاہد گردید: ایک حسین بن گیا، حسینہ کا روپ۔ شاہدے: ایک شاہد، ایک حسینہ، گردیدن: ہو جانا، گھومنا۔ ناموس: عفت، حیا، عصمت۔ ننگ: عار، شرم آبرو۔

ترجمہ و تشریح...... : جب سے فرنگ نے اسے اپنی فرزندگی میں لے لیا تو یہ ننگ و ناموس سے عاری ایک حسینہ بن گئی۔

گرچہ شیریں است و نوشیں است او　　کج خرام و شوخ و بے دیں است او

معانی...... شیریں: میٹھا، خوشگوار۔ نوشیں: خوش گوار، شہد کی مانند۔ کج: ٹیڑھا، ٹیڑھی، یہاں مراد ادا سے، ناز سے اٹھکیلیاں کرتے ہوئے۔ خرامیدن: ٹہلنا، چلنا۔ شوخ: چنچل۔

ترجمہ و تشریح......: اگرچہ وہ (محبوب) شیریں ہے اور اس میں شہد کی سی صفات ہیں۔ مگر اب اس میں کج خرامی، شوخی اور بے دینی بھی آ گئی۔

مرد صحرا! پختہ تر کن خام را　　بر عیار خود بزن ایام را

معانی......: پختہ تر: بہت زیادہ پختہ۔ خام: کچا، کوتاہی، خامی۔ عیار: کسوٹی، معیار۔ زدن: مارنا۔ ایام: یوم، بمعنی دن، زمانہ۔

ترجمہ و تشریح......: اے صحرانشین (یعنی عرب قوم) اپنی کوتاہیوں کو دور کر کے خود کو پختہ تر کر اور موجودہ دور کو اپنی کسوٹی پر پرکھ۔ (اپنے معیار کے مطابق لا۔)

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق

(تو پھر اے مشرقی اقوام اب کیا کرنا چاہیے)

آدمیت زار نالید از فرنگ　　زندگی ہنگامہ برچید از فرنگ

معانی......: آدمیت: آدمی ہونا، انسانیت۔ زار نالید: بہت روئی۔ زار نالیدن: بہت رونا، گریہ وزاری کرنا۔ ہنگامہ: جوش و جذبہ۔ برچیدن: چن لینا، مٹا دینا، ختم کر دینا۔ از فرنگ: فرنگ کے ہاتھوں۔

ترجمہ و تشریح......: نوع انسان فرنگیوں کے ہاتھوں بڑی ہی نالاں ہے۔ (سخت فریاد کر رہی ہے)۔ زندگی نے اہل فرنگ سے کئی ہنگامے پائے ہیں۔

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق؟　　باز روشن می شود ایام شرق

معانی......: روشن می شود: روشن ہو رہا ہے۔ ایام: یوم کی جمع دن مراد زمانہ، دور، عہد۔ شرق: مشرق، سرزمین مشرق۔

ترجمہ و تشریح......: تو پھر اے مشرقی اقوام اب کیا ہونا چاہیے؟ تاکہ مشرق کا دور پھر سے روشن ہو جائے۔

در ضمیرش انقلاب آمد پدید　　شب گزشت و آفتاب آمد پدید

معانی......: پدید آمدن: ظاہر ہونا، سامنے آنا۔ شب گزشت: رات گزر گئی۔ آفتاب آمد: سورج طلوع ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح......: اسکے ضمیر میں انقلاب رونما ہو چکا ہے۔ رات گزر گئی اور سورج طلوع ہو چکا ہے۔ (بھلے دن آ رہے ہیں)

یورپ از شمشیر خود بسمل فتاد　　زیر گردوں رسم لادینی نہاد

معانی......: بسمل: گھائل، زخمی۔ افتادن: گرنا بمعنی ہونا۔ زیر: نیچے۔ گردوں: آسماں۔ رسم: دستور، طریقہ، عادت۔ لادینی: دین کا نہ ہونا یعنی دین سے بے تعلقی۔ نہاد: رکھنا۔

ترجمہ و تشریح......: یورپ تو اپنی تلوار ہی سے گھائل ہو چکا ہے۔ اس نے دنیا میں لادینی کی رسم کی بنیاد رکھ دی ہے۔

گرگے اندر پوستین برہ　　ہر زماں اندر کمین برہ

معانی...... گرگے: ایک بھیڑیا۔ پوستین: کھال، بھیس۔ کمین: گھات۔ برہ: ایک برہ، بکری کا بچہ، میمنا۔

ترجمہ و تشریح...... وہ تو میمنے کی کھال میں ایک ایسا بھیڑیا ہے جو ہر لحظہ میمنے ہی کی گھات میں ہے۔

مشکلات حضرت انساں ازو است　　　آدمیت را غم پنہاں ازوست

معانی...... مشکلات: مشکل کی جمع، مراد تکلیفیں اور مصیبتیں۔ غم: روگ۔ پنہاں: چھوپا ہوا، اندر۔

ترجمہ و تشریح...... نوع انسان کی ساری مشکلات اس کی وجہ سے ہیں۔ اور آدمیت کے لئے وہ اندر کا روگ بنا ہوا ہے۔

درنگاہش آدمی آب و گل است　　　کاروان زندگی بے منزل است

معانی...... آب: پانی۔ گل: گارا، آب وگل مراد خمیر، مادہ، جسم، وجود۔ کاروان: قافلہ۔

ترجمہ و تشریح...... اس کی نگاہ میں آدمی محض مٹی کا پتلا ہے اور زندگی کا قافلہ بس یونہی اور بے مقصد رواں ہے۔

ہرچہ می بینی ز انوار حق است　　　حکمت اشیاز اسرار حق است

معانی...... ہرچہ می بینی: جو کچھ تو دیکھتا ہے۔ انوار: نور کی جمع، روشنیاں۔ تجلیات۔ حق: خدا۔ حکمت اشیاز: اشیاء کا فہم۔ اشیا: چیزیں۔ اسرار: سر کی جمع، بھید، رمزیں۔

ترجمہ و تشریح...... جو کچھ تو دیکھتا ہے وہ سب حق تعالیٰ کے انوار سے ہے۔ اشیاء کی حکمت، حق کے اسرار میں سے ہے۔

ہر کہ آیات خدا بیند حر است　　　اصل ایں حکمت زحکم انظر است

معانی...... آیات: آیت کی جمع، نشانیاں۔ دیدن: دیکھنا۔ اصل: بنیاد۔ زحکم: انظر، انظر کے حکم پر ہے۔ زحکم: فرمان۔ انظر: قرآنی تلمیح ہے، مطلب یہ کہ انسان کو چاہئے کہ وہ نظام فطرت کا بغور مطالعہ کرے۔

ترجمہ و تشریح...... جو کوئی خدا کی نشانیاں دیکھ لے وہ مرد حر ہے۔ اس حکمت کی بنیاد حکم "انظر" ہے۔

بندہ مومن ازو بہروز تر　　　ہم بہ حال دیگراں دل سوز تر

معانی...... روز: اچھے دن والا، خوش بخت۔ دیگراں: دیگر کی جمع، دوسرے۔ دل سوز تر: زیادہ دل سوز ہے، زیادہ خیر خواہ، زیادہ ہمدرد ہے۔

ترجمہ و تشریح...... مرد مومن نے اس حکمت سے وافر حصہ پایا ہے اور دوسروں کے معاملے میں بھی بے حد خیر خواہ اور ہمدرد ہے۔

علم چوں روشن کند آب و گلش　　　ازخدا ترسندہ تر گردد دلش

معانی...... روشن کند: منور کرتا ہے، روشن کرتا ہے۔ آب وگلش: اس کے آب وگل کو یعنی اس کے وجود کو۔ ترسندہ تر: زیادہ ڈرنے والا۔ گردد دلش: اس کا دل ہو جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح...... جب علم اس کے وجود کو منور کرتا ہے تو اس کے قلب میں اور زیادہ خوف خدا جاگزیں ہوتا ہے۔

علم اشیا خاک مارا کیمیا ست　　　آہ! درا فرنگ تاثیرش جداست

معانی...... خاک: وجود۔ کیمیا: اکسیر۔ درا فرنگ: یورپ میں۔ تاثیرش: اس کا اثر۔ جداست: الگ ہے۔

ترجمہ و تشریح...... اشیا کا علم ہماری خاک کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے، لیکن افسوس کہ یورپ میں اس کی تاثیر مختلف انداز میں ظاہر ہوئی۔

عقل و فکرش بے عیار خوب و زشت　　　چشم او بے نم، دل او سنگ و خشت

معانی...... عقل وفکرش: اس کی عقل اور فکر۔ بے: بغیر۔ عیار: کسوٹی، پرکھ، پہچان۔ خوب: نیکی، اچھائی۔ زشت: بدی، برائی۔ بے نم: نمی کے بغیر، جس میں آنسو نہ ہوں۔ سنگ: پتھر۔ خشت: اینٹ۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی عقل اور فکر نے، نیکی و بدی کا امتیاز چھوڑ دیا اس کی آنکھ بے نم ہوگئی اور اس کا دل پتھر اور اینٹ کی طرح سخت ہوگیا۔

علم از ور سواست اندر شہر و دشت   جبرئیل از صحبتش ابلیس گشت

معانی...... رسواست: ذلیل ہے۔ جبرئیل: بظاہر حضرت جبرائیل علیہ السلام لیکن مراد انتہائی اعلیٰ انسان۔ صحبتش: اس کی رفاقت سے، اس کے قرب سے۔ ابلیس گشت: ابلیس شیطان بن گیا، بے حد برا بن گیا۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی وجہ سے علم آبادی و بیابان میں رسوا ہو گیا ہے۔ اس کی صحبت میں رہ کر جبرئیل پر بھی ابلیسیت کی چھاپ لگ گئی ہے۔

دانش افرنگیاں تیغے بدوش   در ہلاک نوع انساں سخت کوش

معانی...... تیغے بدوش: کندھے پر تلوار۔ در ہلاک: ہلاک میں۔ کوشیدن: کوشش کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: اہل مغرب کی دانش تو ایسے ہی ہے جیسے کندھے پر تلوار ہو۔ یہ بنی نوع انساں کی ہلاکت کے در پے ہے۔

باخساں اندر جہان خیر و شر   درنسازد مستی علم و ہنر

معانی...... باخساں: گھٹیا یا کمینہ لوگوں کے ساتھ۔ درنساز: موافقت نہیں کرتی۔

ترجمہ و تشریح......: اس نیکی اور بدی کی دنیا میں علم و ہنر کی مستی گھٹیا لوگوں یا قوموں کے لئے سازگار نہیں۔

آہ از افرنگ و از آئین او   آہ از اندیشہ لادین او

معانی...... از آئین او: اس کے دستور پر۔ اندیشہ: سوچ، فکر۔ لادین: دین سے عاری۔

ترجمہ و تشریح......: افسوس ہے اہل مغرب پر اور ان کے آئین پر، اور افسوس ہے اس کے لادین فکر پر۔

علم حق را ساحری آموختند   ساحری نے کافری آموختند !

معانی...... ساحری آموختند: ساحری سکھادی یعنی جادو ٹونا بنادیا۔ ساحری نے: ساحری نہیں کافری۔ آموختند: کافری سکھادی۔

ترجمہ و تشریح......: انہوں نے تو علم حق کو بھی جادو بنادیا۔ جادو ٹونا بھی نہیں بلکہ کافری سکھادی ہے۔

ہر طرف صد فتنہ می آرد نفیر   تیغ را از پنجہ رہزن بگیر

معانی...... می آرد: ہجوم کر رہے ہیں یعنی سر اٹھا رہے ہیں۔ نفیر آوردن: ہجوم کرنا، بھیڑ کرنا، یہاں بمعنی سر اٹھانا۔ پنجہ: مراد ہاتھ۔ رہ زن: راستہ مارنے والا یعنی لٹیرا۔ بگیر: چھین لے۔

ترجمہ و تشریح......: اس کے ہر طرف سینکڑوں فتنے کھڑے کر دیئے ہیں۔ اس لٹیرے کے ہاتھ سے تلوار چھین لینی چاہیے۔

اے کہ جاں را بازمی دانی زتن   سحر ایں تہذیب لادینے شکن

معانی...... بازمی دانی: تو جانتا ہے۔ تن: جسم، مادہ۔ سحر: جادو، طلسم۔ شکن: توڑ ڈال۔

ترجمہ و تشریح......: تو کہ روح کو جسم سے الگ سمجھتا ہے، اس لادین تہذیب کے جادو کو توڑ دے۔

روح شرق اندر تنش باید دمید   تا بگردد قفل معنی را کلید

معانی......: اندرتنش :اس کے جسم میں ۔باید دمید: پھونکنی چاہیے، پھونکنے کی ضرورت ہے۔تا بگردد: تا کہ وہ ہو جائے یعنی بن جائے۔کلید: چابی۔قفل معنی را: معنی یا حقیقت کے تالے کی۔

ترجمہ و تشریح......:اس کے بدن میں مشرقی روح پھونکنی چاہئے تا کہ وہ حقیقت کے قفل کی چابی بن جائے۔

عقل اندر حکم دل یزدانی است
چوں زدل آزاد شد شیطانی است

معانی......: یزدانی: یزداں سے متعلق، خدائی، الٰہی۔آزاد شد: آزاد ہوگئی، اس نے قطع تعلق کر لیا۔شیطانی است: وہ دانش برہانی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: عقل اگر دل کے حکم کے اندر رہے تو وہ خدائی قوت ہے اور اگر دل سے آزاد ہو جائے تو شیطانی قوت بن جاتی ہے۔

زندگانی ہر زماں درکش مکش عبرت آموز است احوال حبش

معانی......: درکشمکش: کھینچا تانی میں۔کش: کھینچ فکش: مت کھینچ۔کشیدن: کھینچنا۔مراد الجھاؤ، پریشانی۔عبرت: نصیحت، تنبیہ، نصیحت جو دوسروں کے احوال دیکھنے پر ہو۔آموختن: سیکھانا، سیکھنا۔احوال: حال کی جمع، حالات۔حبش: مراد افریقہ یا افریقی ممالک۔

ترجمہ و تشریح......: زندگی ہر لحہ کش مکش میں ہے۔حبشہ کے حالات عبرت آموز ہیں۔(مسولینی نے حبشہ پر حملہ کیا تو اقوام یورپ خاموش رہیں)

شرع یورپ بے نزاع قیل و قال برہ را کرد است برگر گاں حلال

معانی......: نزاع: جھگڑا، مقدمہ۔قیل وقال: بحث، تکرار۔برہ را: میمنے کو۔گرگاں: گرگ کی جمع، بھیڑیئے۔حلال: جائز، شرع کے مطابق، مباح۔

ترجمہ و تشریح......: یورپ کی شرع نے کسی مقدمے اور دلیل کے بغیر میمنے کو بھیڑیوں کے لئے حلال قرار دیا ہے۔

نقش نو اندر جہاں باید نہاد از کفن دزداں، چہ امید کشاد ؟

معانی......: نقش نو: نیا نقش، نئی بات۔باید نہاد: ڈالنی چاہیے۔دزداں: دزد کی جمع چور۔ذرداں: چرانا۔امید: توقع۔کشاد: خیر، بھلائی، فلاح۔

ترجمہ و تشریح......: دنیا میں نیا قانون جاری کرنا چاہیے۔کیونکہ ان کفن چوروں سے بہتری کی کوئی امید نہیں۔

در جنیوا چیست غیر از مکر و فن صید تو ایں میش و آں نخچیر من !

معانی......: در: جنیوا میں۔جنیوا: اشارہ ہے انجمن اقوام یا جمعیت اقوام کی طرف جو 1920ء میں جنیوا کے مقام پر معرض وجود میں آئی۔مکر: چالاکی، دھوکا، فریب۔فن: دھوکا۔میش: بھیڑ، مینڈھے کی مادہ۔نچیر: شکار۔

ترجمہ و تشریح......: جنیوا میں (جمعیت اقوام کا مرکز) میں مکروفریب کے سوا اور کیا ہے؟ یہی نا کہ اس کو تو شکار کر لے اور اسے میں کر لوں۔

نکتہ ہا کو می نہ گنجد در سخن یک جہاں آشوب و یک گیتی فتن !

معانی......: می نگنجد: نہیں سماتے، مراد نہیں سما سکتے۔ایک جہاں: دنیا بھر کا۔آشوب: پریشانی، فساد، غدر۔یک: ایک۔گیتی: دنیا، جہاں۔فتن: فتنہ کی جمع، فساد، خرابیاں۔

ترجمہ و تشریح......: ایسے نکتے ہیں جو الفاظ میں نہیں سما سکتے۔ بس دنیا بھر کے فساد اور جہان بھر کے فتنے ہیں۔

اے اسیر رنگ پاک از رنگ شو مومن خود، کافر افرنگ شو

معانی......: اسیر: قیدی، شکار۔ رنگ: مراد نسل، کالی نسل سفید نسل۔ پاک: صاف، مراد آزاد۔ مومن خود: اپنا مومن ہو جانا، اپنی ذات پر ایمان لے آ۔ کافر افرنگ شو: یورپ کا منکر ہو جا۔ کافر: انکار کرنے والا، منکر۔ افرنگ: یورپ، مغرب، اہل مغرب۔ شدن: ہونا۔

ترجمہ و تشریح......: تو جو رنگ اور نسل کا غلام ہے، اس سے (رنگ اور نسل کے چکر سے) آزاد ہو جا۔ اپنی تعلیمات پر ایمان لے آ اور یورپ کا منکر بن جا۔

رشتہ سود و زیاں در دست تست آبروئے خاوراں در دست تست

معانی......: رشتہ: دھاگا، مراد معاملہ۔ سود: نفع، بہتری۔ زیاں: نقصان، خرابی۔ در دست تست: تیرے ہاتھ میں۔ آبرو: نیک نامی، عزت، ناموس۔ خاوراں: سرزمین مشرق۔

ترجمہ و تشریح......: نفع اور نقصان کا معاملہ تیرے اپنے ہاتھ میں ہے۔ مشرق کی آبرو کی تیرے ہاتھ میں ہے۔

ایں کہن اقوام را شیرازہ بند رایت صدق و صفا را کن بلند

معانی......: کہن: پرانی۔ اقوام: قوم کی جمع، قومیں۔ شیرازہ بند: شیرازہ بند کر یعنی ایک جگہ اکٹھا کر۔ رایت: پرچم، علم، جھنڈا۔ صدق: سچائی، خلوص۔ صفا: پاکیزگی۔

ترجمہ و تشریح......: ان پرانی اقوام کو پھر اکٹھا کر اور صدق و صفا کا جھنڈا بلند کر۔

اہل حق را زندگی از قوت است قوت ہر ملت از جمیعت است

معانی......: اہل حق: حق والے، خدا والے۔ از جمیعت است: متحد رہنے سے ہے۔

ترجمہ و تشریح......: اہل حق کی زندگی کا دارومدار قوت پر ہے۔ ہر ملت کی قوت اس کی جمیعت پر موجود ہے۔

رائے بے قوت ہمہ مکر و فسوں قوت بے رائے جہل است و جنوں

معانی......: رائے: تدبیر، عقل، عقیدہ۔ مکر: فریب، چال، عیاری۔ فسوں: جادو ٹونا، طلسم، سحر۔ جہل: نادانی، جہالت۔ جنون: دیوانگی، پاگل پن۔

ترجمہ و تشریح......: قوت نہ ہو تو رائے محض مکر اور فسوں ہے اور بغیر رائے کے قوت، جہالت و پاگل پن ہے۔

سوز و ساز و درد و داغ از آسیاست ہم شراب و ہم ایاغ از آسیاست

معانی......: آسیاست: ایشیا سے ہے، یعنی ایشیا ہی ان کا سرچشمہ ہے۔ ہم شراب: شراب بھی۔ ہم ایاغ: پیالہ بھی۔

ترجمہ و تشریح......: سوز اور ساز اور درد و داغ ایشیاء سے ہے۔ شراب بھی انہی (ایشیا والوں) کی ہے اور پیالہ بھی انہی کا۔ (سارے انبیاء ایشیا میں پیدا ہوئے۔

عشق را ما دلبری آموختیم شیوہ آدم گری آموختیم

معانی......: دلبری: یعنی دل اڑانا، ناز و ادا، محبوبی۔ آموختن: سیکھانا، سیکھنا۔ شیوہ: ڈھنگ، طریقہ انداز، دستور۔ آدم گری: انسانیت سکھانا، شخصیت سازی۔

ترجمہ و تشریح......: ہم نے عشق کو دلبری (ایشیا والوں) نے سکھائی ہے۔ آدم گری (شخصیت سازی) کا انداز بھی ہمارا ہی

سکھایا ہوا ہے۔

ہم ہنر ہم دیں زخاک خاور است　　رشک گردوں خاک پاک خاور است

معانی......: زخاک شاور: مشرق کی خاک سے ہے یعنی مشرق کی سرزمین ہے۔ رشک: غیرت۔ گردوں: آسماں۔

ترجمہ و تشریح......: ہنر بھی اور دین بھی مشرق ہی کی سرزمین سے پیدا ہوئے۔ مشرق کی خاک پاک پر آسمان بھی رشک کرتا ہے۔

وا نمودیم آنچہ بود اندر حجاب　　آفتاب از ما و ما از آفتاب

معانی......: وانمودیم: ہم نے ظاہر کردیا۔ آنچہ بود: جو کچھ تھا۔ از ما: ہمارا ہے۔ ما از: ہم ہیں۔

ترجمہ و تشریح......: جو کچھ مخفی (پوشیدہ) تھا اسے ہم نے باہر نکال کے رکھ دیا۔ سورج ہم سے ہے اور ہم سورج سے ہیں۔

ہر صدف را گوہر از نیسان ماست　　شوکت ہر بحر از طوفان ماست

معانی......: صدف: سیپی۔ گوہر: موتی۔ نیساں: رومیوں کے ساتویں مہینے کا نام، موسم بہار کی بارش کا نام، اس کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس بارش کے قطرات سے سیپی میں موتی بنتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح......: ہر صدف کے اندر کا موتی ہماری ہی بارش کے قطرے سے پیدا ہوا۔ ہر سمندر کی شان و شوکت ہمارے ہی طوفان سے ہے۔

روح خود در سوز بلبل دیدہ ایم　　خون آدم در رگ گل دیدہ ایم

معانی......: دیدہ ایم: ہم نے دیکھی ہے۔ دررگ گل: پھول کی رگ میں۔

ترجمہ و تشریح......: ہم نے اپنی روح بلبل کے سوز میں (بولتی) دیکھی ہے پھول کے رگ و ریشہ میں ہم نے آدم کا خون (دوڑتا) دیکھا ہے۔

فکر ما جویاے اسرار وجود　　زد نخستیں زخمہ برتار وجود

معانی......: جویا: تلاش کرنے والی، ڈھونڈنے والی۔ اسرار: سر کی جمع، بھید، رموز۔ وجود: ہستی، حیات، جسم۔ زدن: مارنا، لگانا۔ نخستیں: پہلی۔ زخمہ: مضراب، ستار وغیرہ بجانے کا آلہ۔

ترجمہ و تشریح......: ہماری فکر وجود کے اسرار کی جویا تھی۔ ہماری ہی فکر نے وجود کے تار پر پہلے پہل ضرب لگائی تھی۔

داشتیم اندر میان سینہ داغ　　برسر راہے نہادیم ایں چراغ

معانی......: داشتیم: ہم رکھتے تھے۔ برسر: راستے کے کنارے پر، مراد برسرعام۔ نہادن: رکھنا۔ این چراغ: یہ چراغ۔

ترجمہ و تشریح......: ہمارے سینے میں داغ (محبت) تھا جسے ہم نے چراغ کی صورت سرراہے رکھ دیا۔ (تاکہ سب اس سے مستفید ہوں)۔

اے امین دولت تہذیب و دیں　　آں ید بیضا برآر از آستیں

معانی......: امین: امانتدار، محافظ۔ دولت: سرمایہ۔ تہذیب: اخلاق و شائستگی۔ آں ید بیضا: وہ روشن ہاتھ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ، جب وہ آستین سے ہاتھ باہر نکالتے تو وہ بہت زیادہ روشن ہوتا۔ برآوردن: باہر نکالنا۔

ترجمہ و تشریح......: (اے ایشیاء) تو جو تہذیب اور دین کی دولت کا امین ہے (پھروہی) ید بیضا اپنی آستین سے باہر نکال۔

خیز و از کار امم بکشا گرہ　　نشہ افرنگ را از سر بنہ

معانی...... خیز: اٹھ۔ کار: کام، معاملہ۔ امم: امت کی جمع، قومیں۔ بکشا گرہ: گرہ کھول۔ نشۂ افرنگ: افرنگ کے نشے کو۔

ترجمہ و تشریح...... اٹھ اور قوموں کے معاملات کو سلجھا اور مغرب کا نشہ سر سے اتار پھینک۔ (نکال دے)

نقشے از جمعیت خاور فگن
واستاں خود را از دست اہرمن

معانی...... نقشے: کوئی یا ایک نقش۔ جمعیت: جماعت ہونا، اکٹھے ہونا۔ خاور: مشرق۔ واستدن یا بازستاندن: واپس لے لینا، چھڑا لینا۔ زدست: پنجے سے۔ اہرمن: شیطان، مراد انگریز، یورپ۔

ترجمہ و تشریح...... اتحاد مشرق کی کوئی بنیاد ڈال۔ اپنے آپ کو اہرمن (شیطان) کے پنجے سے چھڑا لے۔ (آزاد کرا لے)۔

دانی از افرنگ و از کار فرنگ تا کجا در قید زنار فرنگ ؟

معانی...... دانی از: تو، جانتا ہے۔ کار: کام، یہاں بمعنی کارستانی۔ در قید: قید میں۔ زنار: جنیو اہندوؤں کا ایک مقدس دھاگہ جو وہ گلے میں ڈالے رکھتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح...... تو فرنگیوں کو بھی سمجھتا ہے اور ان کے کام کو بھی تو پھر کب تک ان کی زنار کی قید میں رہے گا؟

زخم ازو، نشتر ازو، سوزن ازو ما وجوے خون و امید رفو !

معانی...... زخم ازو: زخم اس سے ہے۔ نشتر: فصد کھولنے یا زخم چیرنے کا نوک دار اوزار۔ سوزن ازو: سوئی بھی اس کی ہے۔ جوے خون: خون کی ندی۔ امید: توقع۔ رفو: پھٹے کپڑوں کو دھاگوں سے بھرنا، یہاں مراد زخم سینا۔

ترجمہ و تشریح...... زخم لگانے والا بھی وہ (یورپ) ہے، نشتر بھی اسی کا اور سوئی بھی اس کی ہے (ادھر) ہم ہیں اور خون کی ندی ہے اور اسی سے زخموں کے سینے کی امید رکھے ہوئے۔

خود بدانی بادشاہی قاہری است قاہری در عصر ما سوداگری است

معانی...... خود بدانی: تجھے خود علم ہے، تو تو خود جانتا ہے۔ قاہری: استبداد، ظلم، قہر کی حکمرانی، چیرہ دستی۔

ترجمہ و تشریح...... تو خود جانتا ہے کہ بادشاہی قاہری ہے، اور یہ قاہری ہمارے دور میں سوداگری ہے۔

تختہ دکاں شریک تخت و تاج از تجارت نفع و از شاہی خراج

معانی...... شریک: حصے دار، شرکت کرنے والا۔ تخت، تاج: دونوں بادشاہت کی علامت ہیں۔ از شاہی: بادشاہت سے

ترجمہ و تشریح...... آج کل دکانداری تخت و تاج کی شریک بن گئی ہے۔ تجارت سے نفع حاصل کرتے ہیں اور بادشاہت خراج وصول کر رہی ہے۔

آں جہاں بانے کہ ہم سوداگر است بر زبانش خیر و اندر دل شر است

معانی...... آں: وہ۔ جہان بان: جہان کو چلانے والا یعنی حکمران۔ بر زبانش خیر: اس کی زبان پر خیر۔ شر: برائی، بدی، شرارت۔

ترجمہ و تشریح...... وہ حکمران جو سوداگر بھی ہے، اس کی زبان پر بھلائی کی باتیں ہیں۔ مگر دل کے اندر شر ہے۔

گر تو میدانی حسابش را درست از حریرش نرم تر کرپاس تست

معانی...... گر تو میدانی: اگر تو جانتا ہے۔ حساب: لین دین، معاملہ طور، طریقہ، ڈھنگ۔ درست: ٹھیک سے، صحیح طور پر۔ حریر: ریشم۔ نرم تر: زیادہ ملائم۔ کرپاس تست: تیرا اپنا سوتی کپڑا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: اگر تو اس کے معاملے کو اچھی طرح جان لے (تو تجھے معلوم ہوگا کہ) اس کے ریشم سے تیرا اپنا سوتی کپڑا (کھدر) کہیں زیادہ ملائم ہے۔

بے نیاز از کارگاہ اوگزر در زمستاں پوستین او مخر

معانی......: بے نیاز: توجہ کئے بغیر۔ کارگاہ: کارخانہ، فیکٹری۔ زمستاں: سردیوں کا موسم۔ پوستین: کھال، کھال کا کوٹ جو بہت گرم ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: نوں کی طرف توجہ نہ دے۔ بے اعتنا ہوجا۔ سردیوں میں اس کی پوستین (گرم کپڑے) بھی نہ خرید۔ (مت خرید)۔

کشتن بے حرب و ضرب آئین اوست مرگ ہا در گردش ماشین او ست

معانی......: کشتن: مارنا۔ بے: بغیر۔ حرب: لڑائی، قتال۔ ضرب: چوٹ، وار، حملہ لڑائی۔ آئین: دستور، قانون، طریقہ۔ گہا: مرگ کی جمع، اموات۔ گردش: چکر۔ ماشین Machine: مشین، مشینری۔

ترجمہ و تشریح......: بغیر کسی جدال و قتال کے مار ڈالنا اس کا دستور ہے۔ اس کی مشینری کی گردش میں کئی اموات پوشیدہ ہیں۔

بوریائے خود بہ قالینش مدہ بیذق خود را بہ فرزینش مدہ

معانی......: بوریا: چٹائی۔ بہ قالینش: اس کے قالین کو۔ مدہ: مت دے۔ بندق: شطرنج کی اصطلاح، پیادہ۔ بہ فرزینش مدہ: اس کے وزیر کے بدلے میں مت دے۔ فرزین: شطرنج کی اصطلاح۔

ترجمہ و تشریح......: اپنا بوریا اس کے قالین کے عوض مت دے۔ اپنے پیادے کو اس کے وزیر کے بدلے میں نہ دے۔

گوہرش تف دار و در لعلش رگ است مشک ایں سوداگر از ناف سگ است

معانی......: تف دار: عیب دار۔ لعل: قیمتی پتھر۔ رگ: باریک سی لکیر، بال۔ مشک: ہرن کے نافہ سے نکلنے والی خوشبو، کستوری۔ سوداگر: تاجر۔ سگ: کتا۔

ترجمہ و تشریح......: اس کا موتی عیب دار اور اس کا لعل نقص والا (لکیر دار) ہے۔ یہ سوداگر جو اپنی کستوری (مشک) بیچ رہا ہے وہ (ہرن کی بجائے) کتے کی ناف سے حاصل کرتا ہے۔

رہزن چشم تو خواب مخملش رہزن تو رنگ و آب مخملش

معانی......: رہزن: راہ مار، لٹیرا۔ خواب: نیند۔ مخمل: ایک ملائم اور قیمتی کپڑا۔ رہزن تو: تجھے لوٹنے والا ہے۔ آب: چمک، پانی۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی مخملیں بستر پر سونے سے آنکھ کی بینائی چلی جاتی ہے۔ اس کی مخمل کی چمک اور اس کا رنگ تجھے لبھا کر لوٹ لینے والا ہے۔

صد گرہ افگندہ درکار خویش از قماش او مکن دستار خویش

معانی......: صد گرہ: تو نے سو گرہیں ڈال لی ہیں، تو نے سو مشکلیں پیدا کر لی ہیں۔ صد: سو۔ گرہ: الجھن، مشکل۔ افگندن: ڈالنا، گرانا۔ درکار: اپنے کام میں۔ قماش: ایک ریشمی کپڑا۔ مکن: مت کر، مت بنا۔

ترجمہ و تشریح......: تو نے تو اپنے کام میں سو الجھنیں ڈال لی ہیں۔ اس کی قماش سے اپنی پگڑی مت بنا۔

ہوشمندے از خم او مے نخورد ہر کہ خورد اندر ہمیں میخانہ مرد

معانی...... ہوشمندے: کسی صاحب ہوش، علقمند، دانا۔ از خم او: اس کی صراحی سے۔ مے نخورد: شراب نہیں پی۔ ہر کہ خورد: جس کسی نے پی لی۔ مرد: مر گیا۔

ترجمہ و تشریح...... کوئی سمجھدار اس کی صراحی سے شراب نہیں پیتا۔ اور جس کسی نے پی لی وہ بس اسی شراب خانے کے اندر مرجاتا ہے۔

وقت سودا خند خند و کم خروش ماچو طفلا نیم و او شکر فروش

معانی...... وقت سودا: کاروبار کرتے وقت۔ وقت: موقع۔ سودا: یعنی کاروبار۔ خند: ہنس ہنس کر۔ کم خروش: نہ چیخنے والا، کم چیخنے والا۔ چو: کی مانند، کی طرح۔ طفلان: طفل کی جمع، بچے۔ شکر فروش: مٹھائی فروش۔

ترجمہ و تشریح...... کاروبار کرتے وقت ہنس ہنس کر باتیں کرتا ہے اور ذرا بھی چیختا چلاتا نہیں۔ ہم تو اس کے سامنے بچوں کی طرح ہیں جبکہ وہ مٹھائی بیچنے والے کی مانند۔

محرم از قلب و نگاہ مشتری است یا رب ایں سحر است یا سوداگری است

معانی...... محرم: جاننے والا، واقف۔ از قلب: گاہک کے دل اور نگاہ سے۔ ایں سحر است: یہ جادو۔

ترجمہ و تشریح......وہ گاہک کے دل و نگاہ کو پوری طرح پڑھنا جانتا ہے۔ خدایا، یہ سوداگری ہے یا جادوگری۔

تاجران رنگ و بو بردند سود ما خریداراں ہمہ کور و کبود

معانی...... تاجران: تاجر کی جمع، سوداگر۔ بردند سود: نفع کما گئے، نفع لے گئے۔ ہمہ: سب، پوری طرح۔ کور: نابینا، اندھے۔ کبود: نیلا۔ بنے رہے: سب بیوقوف۔

ترجمہ و تشریح......رنگ و بو (ظاہری چمک دمک) کے سوداگر تو نفع کما کر لے گئے اور ہم خریدار اندھے کے اندھے ہی رہ گئے۔

آنچہ از خاک تو رست اے مرد حر آں فروش و آں بپوش و آں بخور

معانی...... خاک: مٹی، مراد زمین۔ اے مرد حر: اے شریف آدمی۔ آں فروش: وہ بیچ یعنی اسی کو بیچ۔ آں بپوش: وہ پہن۔ بخور: وہ کھا۔

ترجمہ و تشریح......اے مرد حر! جو کچھ تیری زمین سے پیدا ہوتا ہے اسے بیچ، وہی کچھ پہن اور وہی کچھ کھا۔

آں نکو بیناں کہ خود را دیدہ اند خود گلیم خویش را بافیدہ اند

معانی...... نکو بیناں: نکو بیں کی جمع، اچھا دیکھنے والے، مراد دور بیں اور دور اندیش۔ گلیم خویش: اپنی لوئی کو اپنے کمبل کو۔ گلیم: لوئی، کمبل، دھسا۔ بافتن یا بافیدن: بننا۔

ترجمہ و تشریح......وہ جو سمجھدار لوگ جو اپنے آپ کو پہچانتے ہیں۔ وہ اپنی لوئی (گودڑی) کو خود بنتے ہیں۔

اے ز کار عصر حاضر بے خبر چرب دستیہائے یورپ را نگر

معانی...... زکا: موجودہ دور کے معاملے۔ چرب دستیہا: چرب دستی کی جمع، کاریگری، عیاری، چالاکی۔ نگریستن: دیکھنا، سمجھنا۔

ترجمہ و تشریح......تو جو اس دور کے معاملے سے بے خبر ہے ذرا یورپ کی کاریگریوں کو سمجھ۔

قالی از ابریشم تو ساختند باز اورا پیش تو انداختند

معانی...... ابریشم: ریشم، یہاں مراد اون، پشم۔ تو: تیری، مراد، تیرے ملک کی۔ ساختن: بنانا، تیار کرنا۔ انداختن: ڈالنا۔

ترجمہ و تشریح...... وہ تیرے ریشم سے قالین بنتا ہے پھر تیرے ہی سامنے اسے فروخت کے لئے پیش کر دیتا ہے۔ تیرے

یہاں ہی لا کر ڈال دیا۔ (فروخت کر دیا)۔

چشم تو از ظاہرش افسوں خورد　　رنگ و آب او ترا از جا برد

معانی...... چشم تو: تیری آنکھ۔ ظاہرش: اس کے ظاہر سے۔ افسوں: جادو، سحر، دھوکا، فریب۔ خوردن: کھانا۔ رنگ: اس کی چمک دمک۔ از: سے۔ جا: جگہ۔ بردن: لے جانا، مراد بدحواس کر دینا۔

ترجمہ و تشریح...... تیری نگاہیں اس کے ظاہر سے دھوکا کھا رہی ہیں، اس کی ظاہری چمک دمک نے تجھے اپنے مقام سے گرا دیا ہے۔ (بوکھلا دیا ہے)۔

وائے آں دریا کہ موجش کم تپید　　گوہر خود را از غواصاں خرید!

معانی...... وائے: افسوس۔ دریا: سمندر، دریا۔ موجش: اس کی موج۔ کم: تھوڑا، نہیں۔ تپیدان: تڑپنا۔ گوہر: موتی۔ غواصاں: غواص کی جمع، غوطہ خور، جو موتی کی تلاش میں دریا کی تہ تک جاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح......: افسوس ہے اس سمندر پر جس کی موجوں میں جوش و خروش نہ رہا۔ جس نے اپنے ہی موتی کو غوطہ خوروں سے خریدا۔

در حضور رسالت مآبؐ

(بحضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

شب ۳ اپریل ۱۹۳۶ء کہ در دار اقبال بھوپال بودم سید احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ
را در خواب دیدم فرمودند کہ از علالت خویش در حضور رسالت مآبؐ عرض کن'

(3 اپریل 1936ء کی شب، جب میں بھوپال کے دار الاقبال میں فروکش تھا، میں نے اسید احمد خاںؒ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اپنی بیماری کے بارے میں حضورؐ نبی مکرم کی خدمت اقدس میں عرض کر۔)

اے تو ما بیچارگاں را ساز و برگ　　وارہاں ایں قوم را از ترس مرگ

معانی...... بیچارگاں: بیچارہ کی جمع، بے چارے، جن کا کوئی علاج نہ ہو، یہاں مراد جن کا کوئی نہ ہو، بیکس، عاجز۔ ساز و برگ: ساز و سامان، مراد سرمایہ، پونجی۔ وارہانیدن: نجات دلانا، آزاد کرانا۔ ترس: خوف۔ ترسیدن: ڈرنا۔ مرگ: موت۔

ترجمہ و تشریح......: حضور اکرمؐ آپ ہم بے چارہ لوگوں کا بہت بڑا سرمایہ ہیں، اس قوم کو موت کے خوف سے رہائی دلایئے۔

سوختی لات و منات کہنہ را　　تازہ کردی کائنات کہنہ را

معانی...... سوختن: جلانا، یہاں مراد پاش پاش کرنا۔ لات: دور جاہلیت کے عرب کا ایک مشہور بت۔ منات: عرب کے دور جاہلیت کا ایک مشہور بت، ان سے مراد غلط قسم کے تصورات و نظریات اور رسوم وغیرہ۔ کہنہ: پرانے۔ تازہ: نئی، سرسبز۔ کردن: کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: حضورؐ! آپ نے پرانے بت لات و منات جلا دیئے۔ آپؐ نے قدیم دنیا کو نئی زندگی عطا فرمائی۔

در جہان ذکر و فکر انس و جاں　　تو صلوٰت صبح، تو بانگ اذاں

معانی......: جہان: دنیا۔ ذکر: یاد کرنا مراد عشق و عرفان۔ فکر: سوچ۔ انس: انسان۔ جان: جن کی جمع (ن پر شد کی صورت میں، روح۔ صلوات: نماز۔ بانگ: آواز، اذان۔

ترجمہ و تشریح......: انسانوں اور جنوں کے جہان ذکر و فکر میں حضورؐ صبح کی نماز ہیں اور حضور ہی اذان کی آواز ہیں۔

لذت سوز و سرور از لا الہ   در شب اندیشہ نور از لا الہ

معانی...... سوز: یہاں مراد گداز۔ سرور: نشہ، سرخوشی، مراد وہ خاص جذب وکیف جو ایک عارف کو دوران عبادت میسر آتا ہے۔ لذت: لطف، مزہ۔ لا الہ: یعنی کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔ شب: رات، مراد تاریکی۔ اندیشہ: خوف، ڈر، سوچ فکر۔ نور: روشنی۔

ترجمہ و تشریح......: سوز و سرور کی لذت لا الہ سے ہے۔ اندیشے کی تاریک رات کو لا الہ کا نور روشن کرتا ہے۔

نے خدایا ساختیم از گاؤ خر   نے حضور کاہناں افگندہ سر

معانی...... نے خدایا: نہ ہم نے کوئی خدا بنائے۔ خدایا: خدا کی جمع، معبود۔ ساختن: بنانا۔ از گاو و خر: گائے اور گدھے۔ کاہناں: کاہن کی جمع، غیب کی باتیں بتانے والے، قدیم مصریوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے روحانی پیشوا۔ افگندہ سر: سر جھکایا۔ افگندن: گرانا، مراد جھکانا۔

ترجمہ و تشریح......: حضورؐ! ہم نے نہ تو کسی گائے، گدھے کو اپنا معبود بنایا اور نہ کاہنوں کے آگے اپنا سر جھکایا۔

نے سجودے پیش معبود ان پیر   نے طواف کوشک سلطان و میر

معانی...... نے سجودے: نہ کوئی سجدہ کیا۔ معبودان: معبود کی جمع، عبادت کیے گئے۔ پیر: بوڑھا، بوڑھے۔ طواف: چکر کاٹنا، کسی چیز کے اردگرد پھرنا۔ کوشک: محل۔ سلطان: بادشاہ، حکمران، صاحب اقتدار۔ میر: امیر، مراد صاحب اقتدار۔

ترجمہ و تشریح......: نہ پرانے خداؤں کو سجدہ کیا نہ بادشاہوں اور امراء کے محلات کا طواف کیا۔

ایں ہمہ از لطف بے پایان تست   فکر ما پروردہ احسان تست

معانی...... ایں ہمہ: یہ سب۔ لطف: مہربانی، کرم۔ بے پایاں: جس کی کوئی انتہا نہ ہو، بے حد بے پناہ۔ تست: حضور کا ہے۔ پروردن: پالنا، پرورش کرنا۔ احسان: عنایت۔ لطف و کرم، تست: حضورؐ کا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: یہ سب (ہمارا سجدہ وغیرہ نہ کرنا) حضورؐ ہی کے بے حد لطف و کرم کے طفیل ہے۔ ہماری فکر حضورؐ ہی کے احسان کی پروردہ ہے۔

ذکر تو سرمایہ ذوق و سرور   قوم را دارد بہ فقیر اندر غیور

معانی...... ذکر: یاد، یاد کرنا۔ سرمایہ: دولت، پونجی۔ ذوق: مراد وجد، سرور: سرخوشی۔ امت را دار: امت کو رکھتی ہے۔ فقر: مفلسی، تنگ دستی۔ غیور: صاحب غیرت۔

ترجمہ و تشریح......: حضور کا ذکر ذوق و سرور (روحانیت) کا سرمایہ ہے۔ اسی سے قوم فقر میں غیور ہے۔

اے مقام و منزل ہر راہرو   جذب تو اندر دل ہر راہرد

معانی...... مقام: ٹھہرنے کی جگہ۔ منزل: پڑاؤ۔ راہرو: راستہ چلنے والا، مسافر، سالک۔ جذب: کشش، مراد محبت و وابستگی۔

ترجمہ و تشریح......: حضورؐ! آپ ہر مسافر (سالک) کے لئے مقام و منزل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر سالک کے دل میں حضورؐ ہی کا جذب ہے۔ (جو اسے کشاں کشاں لئے جا رہا ہے)

سازما بے صوت گردید آنچناں   زخمہ برر گہاے او آید گراں

معانی...... بے صوت: بے آواز ہو گیا۔ گردین: ہو جانا، گھومنا، پھرنا۔ آنچناں: اس طرح۔ زخمہ: مضرب۔ آید گراں: گراں آتی ہے یعنی گراں گزرتی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: حضورؐ! ہمارا ساز کچھ ایسا بے آواز ہو گیا ہے کہ اب تو مضراب بھی اس کے تاروں پر گراں گزرتی ہے۔

در عجم گردیدم و ہم در عرب مصطفیؐ نایاب و ارزاں بولہب

معانی......: عجم: بلفظی معنی گونگا، عرب اپنی فصاحت و بلاغت کے مقابلے میں غیر عربوں کو گونگا کہتے تھے، مراد غیر عرب ممالک ایران وغیرہ۔ نایاب: جو نہ ملے، عنقا۔ ارزاں: سستا، جو فراوانی سے دستیاب ہو۔ بولہب: حضور اکرم کا چچا، جو حضورؐ کا مخالف تھا۔

ترجمہ و تشریح......: میں عجم میں بھی پھرا ہوں اور عرب میں بھی، ہر جگہ حضورؐ کے رنگ میں رنگے ہوئے لوگ نایاب ہیں۔ بولہب زیادہ ہیں۔

ایں مسلماں زادہ روشن دماغ ظلمت آباد ضمیرش بے چراغ

معانی......: مسلماں زادہ: مسلمان نسل۔ روشن دماغ: جس کا دماغ روشن ہو۔ ظلمت: تاریکی۔ آباد: بسا ہوا، شہر، جگہ۔ ظلمت آباد: ایسی جگہ جہاں تاریکی ہی تاریکی ہو۔ ضمیر: باطن، دل۔

ترجمہ و تشریح......: اس روشن دماغ نسل مسلم کی حالت یہ ہے کہ اس کے ضمیر کی اندھیر نگری چراغ کے بغیر ہے۔

در جوانی نرم و نازک چوں حریر آرزو در سینہ او زود میر

معانی......: نرم: نرم اور نازک، چوں حریر: ریشم کی طرح، زود میر: جلد مر جاتی ہے، جلد ہی اس کا دم گھٹ جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: جوانی میں ریشم کی طرح نرم و نازک ہے، اس کے دل میں پیدا ہونے والی آرزو کا جلد ہی دم گھٹ جاتا ہے۔ (مر جاتی ہے)

ایں غلام ابن غلام ابن غلام حریت اندیشہ اورا حرام

معانی......: ایں غلام: یہ غلام۔ ابن غلام: غلام کا بیٹا۔ اندیشہ: فکر۔

ترجمہ و تشریح......: یہ نسل در نسل غلام ہے اس کے لئے آزادی کے بارے میں سوچنا حرام ہے۔

مکتب از وے جذبہ دین در ربود از وجودش ایں قدر دانم کہ بود

معانی......: از وے: اس سے در ربودن: اچک کر لے جانا، چھین کر لے جانا۔ از وجودش: اس کے وجود کے بارے میں۔ ایں قدر دانم: اس قدر جانتا ہوں۔ کہ بود: کہ تھا یعنی کبھی تھا۔

ترجمہ و تشریح......: مکتب نے اس سے دین کا جذبہ چھین لیا ہے اسکے وجود کے متعلق ہیں صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ کبھی تھا۔

ایں زخود بیگانہ، ایں مست فرنگ نان جوین خواہد از دست فرنگ

معانی......: زخود بیگانہ: اپنی ذات سے بیگانہ ہے۔ ایں مست فرنگ: یہ فرنگ کا مست ہے یعنی مغرب زدگی کا شکار ہو گیا ہے۔ نان جویں: جو کی روٹی۔ خواستن: چاہنا، طالب ہونا۔

ترجمہ و تشریح......: اپنے آپ سے نا آشنا ہے اور افکار فرنگ میں مست ہے۔ وہ صرف اتنا چاہتا ہے کہ فرنگیوں کے ہاتھ سے اسے جو کی روٹی مل جائے۔

ناں خرید ایں فاقہ کش باجان پاک داد مارا نالہ ہائے سوز ناک

معانی......: فاقہ: بھوک۔ کشیدن: کھینچنا، مراد کرنا۔ فاقہ کش: بھوکوں رہنے والا۔ باجان: جان پاک: جان پاک کے ساتھ یعنی اپنی پاک جان دے کر۔ داد مارا: اس نے ہمیں دیئے۔ نالہ ہا: نالہ کی جمع، آہیں، گریہ، فریادیں۔ سوزناک: جلا دینے والا۔

ترجمہ و تشریح......: اس کنگال بھوکے نے اپنی پاک جان دے کر روٹی خریدی۔ اس نے ہمیں جلا دینے والے نالے دیئے۔

دانہ چیں مانند مرغان سر است　　از فضائے نیلگوں نا آشناست

معانی......: چیدن: چننا، چگنا۔ مانند: کی طرح۔ مرغان: مرغ کی جمع، پرندے۔ سرا: گھر، مرغان سرا یعنی دست آموز یا پالتو پرندے۔ فضا: مراد وسعت۔ نیل گوں: نیلے رنگ کی، یعنی آسمانی۔

ترجمہ و تشریح......: وہ پالتو پرندوں کی طرح دانہ ہی چگ سکتا ہے اور آسمان کی وسعتوں سے نا آشنا ہے۔

آتش افرنگیاں بگداختش　　یعنی ایں دوزخ دگرگوں ساختش

معانی......: شیخ: مراد استاد۔ مکتب: مدرسہ، کالج۔ کم سواد: کم علم۔ سواد: پڑھنے لکھنے کا ملکہ، مراد علم۔ کم نظر: نظر نہ رکھنے والا۔ مقام: مرتبہ، منزل۔ نداد: نہ دی۔

ترجمہ و تشریح......: شیخ مکتب کم علم اور کم نظر ہے اس نے اس نئی نسل مسلماں کو اس کے مقام سے آگاہ ہی نہیں کیا۔

شیخ مکتب کم سواد و کم نظر　　از مقام او نداد اور اخبر

معانی......: بگداختش: اس کو پگھلا دیا۔ گداختن: پگھلانا، پگھلنا۔ دگرگوں: الٹ پلٹ، تلپٹ۔ ساختن: بنانا یہاں مراد کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: افرنگیوں کی آگ نے اس کو پگھلا کے رکھ دیا ہے، یعنی اس دوزخ نے اس کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔

مومن و از رمز مرگ آگاہ نیست　　در دلش لا غالب الا اللہ نیست!

معانی......: رمز: بھید، اشارہ، مخفی بات، مراد حقیقت۔ مرگ: موت۔ آگاہ نیست: آگاہ نہیں ہے۔ لا غالب: اللہ کے سوا کوئی غالب نہیں۔ لا: نہیں۔ غالب: صاحب غلبہ، غلبہ رکھنے والا۔ الا: سوائے، مگر، اللہ۔

ترجمہ و تشریح......: وہ ہے تو صاحب ایمان لیکن موت کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہے۔ اس کے دل کا ''لا غالب الا اللہ'' پر جیسے ایمان ہی نہیں۔

تا دل او در میان سینہ مرد　　می نیندیشد مگر از خواب و خورد

معانی......: می نیندیشد: وہ نہیں سوچتا۔ مگر: سوائے۔ خوابیدن: یا خفتن بمعنی سونا۔ خوردن: کھانا۔

ترجمہ و تشریح......: چونکہ اس کا دل سینے میں مر چکا ہے اس لئے اسے کھانے پینے اور سونے کے علاوہ اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔

بہر یک ناں نشتر لا و نعم　　منت صد کس برائے یک شکم

معانی......: نشتر: لا اور نعم کا نشتر، مراد لا اور نعم کے نشتر کی اذیت اٹھانا پڑتی ہے۔ لا: نہیں، انکار۔ نعم: ہاں۔ احسان یعنی سینکڑوں کا احسان اٹھانا پڑتا ہے۔ منت: احسان۔ صد: سو۔ کس: آدمی۔

ترجمہ و تشریح......: ایک روٹی کی خاطر لا اور نعم کے نشتر کے زخم کھاتا ہے اور ایک پیٹ کے لئے سینکڑوں کا احسان اٹھانا پڑتا ہے۔ (خوشامد کرتا ہے)

از فرنگی می خرد لات و منات　　مومن و اندیشہ او سومنات

معانی......: خریدن: خریدنا۔ لات: عرب کا ایک مشہور بت۔ منات: عرب دور جاہلیت کا ایک مشہور بت۔ اندیشہ: سوچ، فکر۔ سومنات: گجرات کاٹھیاوار (ہندوستان) کے ایک مشہور مندر کا نام ہے جو شیو سے منسوب ہے۔

ترجمہ و تشریح......: وہ فرنگی سے لات و منات خریدتا ہے (افسوس کہ) وہ صاحب ایمان ہوتے ہوئے بھی سومناتی سوچ کا حامل ہے۔

قم باذنی گوے و او را زندہ کن　　در دلش اللہ ھو را زندہ کن

معانی......: قم: اٹھ۔ باذنی: میرے اذن یعنی حکم سے۔ گوے: فرمائیں۔ زندہ کن: زندہ فرما دیجئے، اس میں پھر سے ایک نئی روح پھونک دیجئے۔ زندہ کردن: کرنا، مراد نئی روح پھونکنا۔ اللہ ہو: اللہ ہو کو۔ اللہ ہو: یعنی اللہ ہی اللہ ہے، مراد اللہ ہو کی گونج۔

ترجمہ و تشریح......: حضورؐ قم باذنی فرمائیں "اٹھ میرے حکم" سے فرما کر اسے زندہ کر دیں اسکے دل کو اللہ ہو سے زندگی عطا کر دیں۔

ماہمہ افسونی تہذیب غرب کشتہ افرنگیاں بے حرب و ضرب

معانی......: ماہمہ: ہم سب۔ افسونی: جس پر جادو ٹونا کیا گیا ہو، طلسم کا شکار۔ کشتن: مارنا۔ افرنگیاں: افرنی کی جمع۔ بے حرب: کسی جدال اور قتال کے بغیر۔

ترجمہ و تشریح......: ہم سب تہذیب مغرب کے سحر زدہ ہیں۔ ہمیں فرنگیوں نے بغیر جدال وقتال کے قتل کر دیا ہے۔

تو ازاں قومے کہ جام او شکست و انما یک بندہ اللہ مست

معانی......: جام: پیالہ۔ شکستن: ٹوٹنا، توڑنا۔ وانما: دکھایئے باہر لایئے فرما دیجئے۔ یک: ایک۔ بندہ: غلام، انسان۔ مراد درویش: اللہ مست: خدا مست یعنی جو غیر اللہ سے کٹ کر صرف اللہ ہوی کا ہو کر رہے۔

ترجمہ و تشریح......: حضورؐ! آپ اس قوم میں سے، جس کا جام ٹوٹ چکا ہے، کسی درویش خدا مست کو ظاہر فرما دیجئے۔

"تا مسلماں باز بیند خویش را از جہانے برگزیند خویش را"

معانی......: باز بیند: پھر دیکھ لے، پھر پالے۔ خویش را: اپنے آپ کو، خود کو۔ برگزیندہ: چن لے، برگزیدہ بنا لے، اپنا منفرد مقام بنا لے۔ برگزیدن: چننا، منتخب کرنا۔ پسند کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: تاکہ مسلمان پھر اپنے آپ کو پالے اور اس طرح خود کو دنیا میں برگزیدہ بنا لے۔

شہسوارا! یک نفس در کش عناں حرف من آساں نیاید بر زباں

معانی......: یک نفس: کچھ دیر کے لئے۔ درکش: مہار روک لیں۔ درکشیدن: کھنچنا۔ عنان: مہار، لگام۔ حرف من: میری بات۔ نیاید: نہ آئے گی۔

ترجمہ و تشریح......: اے شہسوار میرے ایک لمحے کے لئے اپنے گھوڑے کو روکیے۔ مہار روک لیں میری بات تو اتنی جلدی اور آسان سے زبان پر نہ آسکے گی۔

آرزو آید کہ ناید تا بہ لب؟ می نہ گردد شوق محکوم ادب

معانی......: آید کہ ناید: خدا معلوم آئے یا نہ آئے۔ تا بہ لب: ہونٹوں تک۔ محکوم: حکم کیا گیا۔ مراد پابند۔ ادب: حفظ مراتب۔

ترجمہ و تشریح......: میری آرزو (خدا معلوم) ہونٹوں تک آتی بھی ہے یا نہیں؟ عشق تو ادب کا پابند نہ ہوگا۔

آں بگوید لب کشا اے درد مند ایں بگوید چشم بکشا لب بہ بند

معانی......: آں بگوید: وہ (یعنی آرزو) کہتی ہے۔ لب کشا: ہونٹ کھول۔ دردمند: درد والا، صاحب درد، یہ کہتا ہے یعنی عشق کہتا ہے آنکھ یعنی آنکھیں کھول، مراد محبوب کا نظارہ۔ لب بہ بند: ہونٹ بند کر لے۔

ترجمہ و تشریح......: آرزو کہتی ہے کہ اے صاحب درد تو لب تو کھول اور عشق کا کہنا ہے کہ ہونٹ بند رکھ اور آنکھیں کھول (تاکہ نظارہ کر سکے)

گرد تو گردد حریم کائنات از تو خواہم یک نگاہ التفات

معانی......: گرد: پاس، چاروں طرف۔ گردیدن: گھومنا۔ حریم: چاردیواری۔ خواہم: میں چاہتا ہوں۔ یک نگاہ: ایک مہربانی کی نگاہ۔ التفات: مہربانی، عنایت، لطف و کرم۔

ترجمہ و تشریح......: حضورؐ پوری کائنات آپ کے گرد گھوم رہی ہے میں حضورؐ سے ایک نگاہ التفات کی التجا کرتا ہوں۔

ذکر و فکر و علم و عرفانم توئی　　کشتی و دریا و طوفانم توئی

معانی......: ذکر: یاد کرنا، مراد عشق و عرفان۔ فکر: سوچ یعنی علم و عقل، حکمت۔ علم: مراد فکر۔ عرفانم: میری معرفت، مراد میرا ذکر۔ توئی: یعنی حضور ہی ہیں۔ طوفانم: میرا طوفان۔ توئی: یعنی حضور ہی ہیں۔

ترجمہ و تشریح......: میرا ذکر اور فکر اور علم و عرفان حضور ہی ہیں۔ میری کشتی، میرا سمندر اور میرا طوفان سبھی کچھ حضور ہی ہیں۔

آہوئے زار و زبون و ناتواں　　کس بہ فتراکم نہ بست اندر جہاں

معانی......: آہوے: ایک ہرن۔ زار: ناتواں۔ زبوں: تباہ حال، کمزور۔ ناتواں: کمزور، نحیف۔ بہ فتراکم: مجھے فتراک میں نہ باندھا۔

ترجمہ و تشریح......: میں تو ایک نحیف و نزار لاغر اور دردمند ہرن ہوں، دنیا میں مجھے کسی نے بھی اپنے فتراک میں نہیں باندھا۔

اے پناہ من حریم کوے تو　　من بامیدے رمیدم سوے تو

معانی......: پناہ: مراد پناہ گاہ۔ حریم: چار دیواری۔ کوے: کوچہ۔ بامیدے: ایک امید پر ایک امید لئے۔ رمیدن: رم کرنا، وحشی جانور کا ڈر کر بھاگ جانا، یہاں مراد رجوع کرنا، خدمت میں حاضر ہونا۔ سوے تو: حضور کی جانب۔

ترجمہ و تشریح......: حضورؐ! آپ کا مبارک کوچہ میری پناہ گاہ ہے۔ میں ایک امید پر آپ کی طرف دوڑتا چلا آرہا ہوں۔

آں نوا در سینہ پروردن کجا　　وزدمے صد غنچہ وا کردن کجا

معانی......: درسینہ: سینے میں۔ پروردن: پرورش کرنا، پالنا۔ دمے: ایک پھونک، ایک دم۔ صد غنچہ: سینکڑوں کلیاں۔ واکردن: کھولنا، یعنی کھلانا۔

ترجمہ و تشریح......: حضور کا وہ فیض جو سینے میں نوا کی پرورش کرتا ہے کہاں ہے، اور آپ کی وہ ایک پھونک جس سے سینکڑوں غنچے کھل اٹھتے ہیں کہاں ہے؟

نغمہ من در گلوے من شکست　　شعلہ از سینہ ام بیروں نجست

معانی......: نغمہ من: میرا نغمہ۔ درگلوے من: میرے گلے ہی میں۔ شکستن: ٹوٹنا، توڑنا، مراد گھٹ کے رہ جانا۔ جستن: کودنا، لپکنا۔

ترجمہ و تشریح......: میرا نغمہ تو میرے گلے ہی میں ٹوٹ گیا ہے۔ میرے سینے سے ایک بھی شعلہ باہر نہیں لپکا۔

در نفس سوز جگر باقی نماند　　لطف قرآں سحر باقی نماند

معانی......: درنفس: سانس میں۔ باقی نماند: باقی نہ رہا۔ ماندن: رہنا۔ لطف: مزہ، لذت، خوشی۔ سحر: صبح۔

ترجمہ و تشریح......: میرے سانس میں جگر کا سوز باقی نہیں رہا۔ صبح کے وقت تلاوت قرآن کا لطف بھی جاتا رہا۔

نالہ کو می نہ گنجد در ضمیر　　تاکجا درسینہ ام ماند اسیر

معانی......: می نہ گنجد: نہیں سماتا، نہیں سماسکتا۔ سینہ: دل۔ ماند اسیر: مجبوس رہے، مجبوس رہے گا۔ ماندن: رہنا۔ اسیر: قیدی، مجبوس، مقید۔

ترجمہ و تشریح......: وہ نالہ جو میرے ضمیر میں نہیں سماسکتا کب تک میرے سینے میں مقید رہے گا۔

یک فضائے بے کراں می بایدش　　وسعت نہ آسماں می بایدش

معانی......: فضا: مراد وسعت، آسمان سے زمین تک کا خلا۔ بیکراں: جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، بہت وسیع۔ می بایدش: اسے چاہئے اسے درکار ہے۔

ترجمہ و تشریح......: اس کے لئے تو ایک بے کراں وسعت درکار ہے بلکہ اسے تو نو آسمانوں کی وسعت چاہئے۔

آہ زاں دردے کہ در جان و تن است　　گوشہ چشم تو داروے من است

معانی...... آہ: افسوس۔ دردے: وہ درد، ایک دکھ۔ گوشہ: حضورؐ کی نظر التفات، مراد عنایت و مہربانی کی نظر۔ دار وے: میرا علاج ہے، میرے اس دکھ کا مداوا کر سکتی ہے۔

ترجمہ و تشریح...... افسوس کہ جان وتن کو ایک دکھ لگ گیا ہے۔ اس کا علاج صرف آپ کا گوشہ چشم (نظر التفات) ہے۔

در نسازد بادوا ہا جان زار   تلخ و بولیش برمشامم ناگوار

معانی...... در نسازد: موافقت نہیں کرتی، گریزاں ہے۔ جان زار: ناتواں جان، کمزور جان۔ تلخ: تلخی، کڑواہٹ۔ بولیش: اس کی بو، اس کی ناپسندیدہ بو۔ مشام: میرا دماغ۔ ناگوار: ناپسند، تکلیف دہ، بدمزہ۔

ترجمہ و تشریح...... میری ناتواں جان ان دواؤں کو پسند نہیں کرتی۔ دوا کی کڑواہٹ اور بو میرے دماغ کیلئے گویا اذیت ہے۔

کار ایں بیمار نتواں برد پیش   من چو طفلاں نالم از دار وے خویش

معانی...... بردن: لے جانا، یہاں مراد بڑھانا۔ پیش: آگے۔ چو: مانند، طرح۔ طفلاں: طفل کی جمع، بچے۔ نالیدن: رونا۔ از دار وے: اپنی دوا سے۔

ترجمہ و تشریح...... مجھ بیمار کی بات آگے نہیں بڑھائی جاسکتی کیونکہ میں تو اپنی دوا دیکھ کر بچوں کی طرح رونے لگتا ہوں۔

تلخی اور افریبم از شکر   خندہ ہا در لب بدوزد چارہ گر

معانی...... تلخی: کڑواہٹ۔ فریبم: میں فریب دیتا ہوں۔ خندہ ہا: خندہ کی جمع ہنسی۔ در لب: ہونٹوں میں سی لیتا ہے۔ دوختن: سینا۔ چارہ گر: معالج۔

ترجمہ و تشریح...... دوا کی کڑواہٹ کو چینی ملا کر فریب دیتا ہوں۔ جس پر میرا معالج اپنی ہنسی بمشکل ہی روک پاتا ہے۔ (مسکراہٹ کو چھپاتا ہے)

چوں بصیری از توی خواہم کشود   تا بمن باز آید آں روزے کہ بود

معانی...... چوں: مانند، طرح۔ بصیری: شیخ شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید بن حماد بصیری یا بوصیری (بوصیر، مصر کا ایک قریہ ہے) قصیدہ بردہ کے مصنف مذکورہ قصیدہ حضورؐ کی نعت میں ہے۔ شاعر نے فالج سے نجات پانے کے لئے یہ قصیدہ تحریر کیا۔ روایت ہے کہ یہ قصیدہ بارگاہ نبوی میں قبول ہوا اور بصیری کو فالج سے نجات مل گئی۔ می خواہم: میں بھی چاہتا ہوں۔ کشادن یا کشودن: کھولنا، حل کرنا۔

ترجمہ و تشریح...... بصیری کی طرح میں بھی آپؐ سے شفا کا خواہاں ہوں۔ تاکہ میں پھر سے اپنی پہلی سی حالت صحت پر آ جاؤں۔ (گزشتہ دن واپس آجائیں)۔

مہر تو بر عاصیاں افزوں تر است   در خطا بخشی چو مہر مادر است

معانی...... مہر: محبت۔ بر عاصیاں: عاصی کی جمع، خطاکار، گنہگار۔ افزوں تر: بہت زیادہ۔ خطا: غلطی، کوتاہی، گناہ۔ بخشیدن یا بخشودن: معاف کرنا، بخش دینا، عطا کرنا۔ مہر: محبت۔

ترجمہ و تشریح...... حضورؐ کی شفقت گنہگاروں پر زیادہ ہوتی ہے، اور یہ محبت خطا سے درگزر کرنے کے معاملے میں ماں کی شفقت کی مانند ہے۔

با پرستاران شب دارم ستیز   باز روغن در چراغ من بریز

معانی...... پرستاران: پرستار کی جمع، عبادت کرنے والے۔ دارم ستیز: میں الجھتا یا لڑتا رہتا ہوں، میں الجھتا رہتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح...... میں تاریکی کے پرستاروں (یعنی باطل قوتوں کے پجاریوں) سے الجھتا ہوں حضورؐ میرے چراغ میں اور تیل ڈال دیجئے۔

اے وجود تو جہاں را نو بہار پرتو خود را دریغ از من مدار

معانی...... پرتو: روشنی، فروغ، شعاع، عکس۔ دریغ داشتن: کسی چیز کو روک رکھنا۔

ترجمہ و تشریح...... حضورؐ کا وجود مبارک تمام کائنات کے لئے نو بہار ہے۔ مجھ سے اپنے پرتو مبارک کو دور نہ رکھیے۔

"خود بدانی قدرتن از جاں بود قدر جاں از پرتو جاناں بود"

معانی...... خود بدانی: آپ کو تو علم ہی ہے (یہ شعر مولانا روم کا ہے اسے اس موقع پر تضمین کر کے اس کا رخ حضور سرور کائنات کی ذات والا صفات کی طرف موڑنے سے اس شعر کی تاثیر دو رہو گئی ہے۔ بدن کی وقعت: بدن کی قیمت۔ قدر: توقیر، منزلت، عزت۔ تن: بدن، جسم۔ پرتو جاناں یا محبوب کے، پرتو۔ پرتو: روشنی، شعاع، عکس۔ جاناں: محبوب، پیارا۔

ترجمہ و تشریح...... آپ جانتے ہیں کہ جسم کی وقعت واہمیت روح سے ہے اور روح کی قدر و وقعت محبوب کے پرتو سے ہے۔

تاز غیر اللہ ندارم ہیچ امید یا مرا شمشیر گرداں یا کلید

معانی...... ندارم: میں کوئی امید نہیں رکھتا۔ ہیچ: کوئی، کوئی بھی۔ امید: توقع۔

ترجمہ و تشریح...... چونکہ مجھے کسی غیر اللہ سے کوئی امید نہیں ہے، اس لئے حضورؐ یا آپ مجھے تلوار بنا دیجئے یا پھر کلید۔

فکر من در فہم دیں چالاک و چست تخم کردار ز خاک من نہ رست

معانی...... فہم: سمجھ، ادراک۔ فہمیدن: سمجھنا، ادراک کرنا۔ چالاک: پھرتیلا ذہن۔ تخم: بیج۔ نہ رست: نہ اگا، مراد مجھ سے کوئی عمل نہ ہو سکا۔ رستن: اگنا۔

ترجمہ و تشریح...... میری عقل ودانش، دین کے فہم میں بڑی تیز ہے (لیکن افسوس کہ) میری خاک بدن سے عمل کا کوئی بیج نہیں چھوٹا۔

تیشہ ام را تیز تر گرداں کہ من محنتے دارم فزوں از کوہکن

معانی...... تیشہ: کلہاڑی۔ گردانیدن: گھومانا، یہاں بمعنی کرنا۔ محنتے: ایک محنت، تکلیف، آزار، کٹھن کام۔ داشتن: رکھنا، یہاں مراد در پیش ہونا۔ کوہ کن: لقب ہے فرہاد کا جس نے اپنی محبوبہ شیریں کے لئے پہاڑ کھود کر ندی جاری کی تھی۔ کندن: کھودنا۔

ترجمہ و تشریح...... میری کلہاڑی کو اور تیز کر دیجئے کیونکہ مجھے فرہاد سے بھی زیادہ محنت در پیش ہے۔

مومنم، از خویشتن کافر نیم فرسانم زن کہ بدگو ہر نیم

معانی...... از خویشن: خود سے، اپنی ذات سے، اپنی ذات کا۔ از: سے۔ خویشتن: اپنے آپ، اپنی ذات۔ کافر: منکر۔ بر: مجھے۔ بر: پر۔ فسان: سان، وہ پتھر جس پر ہتھیار اور اوزار وغیرہ تیز کئے جاتے ہیں۔ زدن: مارنا، مراد لگانا، یا چڑھانا۔ نیم: میں نہیں ہوں۔

ترجمہ و تشریح...... میں صاحب ایمان ہوں، اپنی ذات کا منکر نہیں ہوں (کافر نہیں ہوں)۔ مجھے سان پر لگائیے کیونکہ میں برا لوہا نہیں ہوں۔

گرچہ کشت عمر من بے حاصل است چیز کے دارم کہ نام او دل است

معانی...... کشت: کھیتی۔ بے حاصل: جس میں کوئی پیداوار نہ ہو، پیداوار کے بغیر۔ چیز کے: ایک حقیری چیز۔ داشتن: رکھنا۔

ترجمہ و تشریح...... اگرچہ میری زندگی کی کھیتی بے حاصل ہے تاہم میرے پاس ایک حقیری چیز ہے جس کا نام دل ہے۔

دارمش پوشیدہ از چشم جہاں کز سم شبدیز تو دارد نشاں!

معانی...... دارمش: میں رکھتا ہوں اس کو۔ پوشیدہ چھپا کر۔ سم: کھر۔ شبدیز: خسرو پرویز کے گھوڑے کا نام جس کا رنگ کالا تھا، مراد گھوڑا، رات کی طرح سیاہ۔

ترجمہ و تشریح......: میں نے اسے دنیا کی نظروں سے چھپا کر رکھا ہے کیونکہ اس (دل) پر حضورؐ کے گھوڑے کے سم کا نشان ہے۔

بندہ را کو نخواہد ساز و برگ   زندگانی بے حضور خواجہ مرگ!

معانی......: ساز: ساز و سامان، مراد مال و دولت۔ بے حضور: آقا کی موجودگی کے بغیر۔ خواجہ: آقا، مراد حضور اکرمؐ۔

ترجمہ و تشریح......: ایسے غلام کے لئے، جو مال و دولت کا خواہاں نہیں۔ آقا کے قرب کے بغیر زندگی، موت کے برابر ہے۔

اے کہ دادی کرد را سوز عرب   بندہ خود را حضور خود طلب

معانی......: دادن: دینا، عطا کرنا، نوازنا۔ کرد: اشارہ ہے شیخ حسام الحق ضیاء الدین کی طرف، جن کا یہ قول علامہ نے مثنوی اسرار و رموز میں ایک جگہ نقل کیا ہے۔ امسیت کردیا: اصبحت عربیا۔ (میں شام کو کرد تھا صبح کو عربی ہو گیا) طلبیدن: طلب کرنا، بلانا۔

ترجمہ و تشریح......: حضورؐ آپ نے ایک کرد کو سوز عرب سے نوازا۔ اپنے اس غلام کو بھی اپنی خدمت اقدس میں طلب فرمائیے۔

بندہ چوں لالہ داغے در جگر   دوستانش از غم او بے خبر

معانی......: بندہ: ایک ایسا غلام، مراد اقبال۔ چون لالہ: لالہ کے پھول کی طرح۔ داغے: جگہ میں داغ، یعنی جگر میں داغ رکھتا ہے۔ دوستانش: اس کے احباب۔

ترجمہ و تشریح......: ایک ایسا غلام (اقبال) جس کے جگر میں لالہ کی طرح داغ ہے اور اسکے دوست اسکے غم سے بے خبر ہیں۔

بندہ اندر جہاں نالاں چوں نے   تفتہ جاں از نغمہ ہائے پے بہ پے

معانی......: نالاں: روتا ہے، فریاد کرتا ہے۔ نالیدن: رونا، فریاد کرنا۔ چونے: بانسری کی مانند، تفتہ جاں: پگھلی ہوئی جان والا۔ نغمہ ہائے: نغمہ کی جمع آوازیں، سریلی آوازیں، یہاں مراد فریاد۔ پے بہ پے: مسلسل، لگاتار۔

ترجمہ و تشریح......: ایسا غلام جو دنیا میں نے کی مانند نالاں ہے اور پے بہ پے نغموں (فریاد) نے جس کی روح کو پگھلا (جلا) کے رکھ دیا ہے۔

در بیاباں مثل چوب نیم سوز   کارواں بگزشت و من سوزم ہنوز!

معانی......: مثل: مانند، کی طرح۔ چوب: لکڑی۔ نیم سوز: آدھی جلی ہوئی، ادھ جلی۔ کارواں: قافلہ۔ گزشتن: گزرنا۔ من سوزم: میں ابھی تک سلگ رہا ہوں یعنی وہ لکڑی (مراد اقبال) ابھی تک سلگ رہی ہو۔

ترجمہ و تشریح......: میری حالت اس ادھ جلی لکڑی کی مانند ہے جسے قافلہ والے جنگل ہی میں چھوڑ کر خود آگے نکل گئے ہوں اور وہ ابھی سلگ رہی ہو۔

اندریں دشت و درے پہنا ورے   بو کہ آید کاروانے دیگرے

معانی......: پہناور: وسیع مراد دینا۔ بود: بود اور باشد کا مخفف مراد ممکن ہے۔

ترجمہ و تشریح......: اس وسیع دشت اور درے میں پڑا جل رہا ہوں۔ ممکن ہے پھر کوئی قافلہ ادھر آ نکلے۔

جاں ز مہجوری بنالد در بدن
نالہ من وائے من! اے وائے من

معانی......: مہجوری: ہجر، فراق، دوری۔ بنالد: بدن میں فریاد کر رہی ہے۔ نالیدن: رونا، فریاد۔ وائے من: افسوس ہے مجھ پر۔

ترجمہ و تشریح......: روح، حضورؐ سے دوری کے باعث جسم میں تڑپ رہی اور فریاد کر رہی ہے۔ میری یہ فریاد، میری یہ آہ و فغاں سب بے اثر ہے، حضور افسوس سب بے اثر ہے۔

مسافر مثنوی

یعنے

(سیاحت چندروزہ افغانستان ......اکتوبر۳۳ء)

اقبالؔ

نادر افغاں شہ درویش خو	رحمت حق بر روان پاک او
کار ملت محکم از تدبیر او	حافظ دیں مبیش شمشیر او
چوں ابو ذر خود گراز اندر نماز	ضربتش ہنگام کیں خارا گراز !
عہد صدیقؓ از جمالش تازہ شد !	عہد فاروقؓ از جلالش تازہ شد !
از غم دیں دردلش چوں لالہ داغ	در شب خاور وجود او چراغ !
درنگاہش مستی ارباب ذوق	جو ہر جانش سراپا جذب و شوق

معانی......: افغان: افغانستان کا باشندہ۔ نادر: بادشاہ کا نام۔ روان پاک: پاکیزہ روح۔ کارملت: مسلم قوم کا کام یا معاملہ۔ حافظ دیں: دین اسلام کی حفاظت کرنے والا۔ حافظ: حفاظت کرنے والا۔ مبیں: روشن، واضح، آشکار، سچا۔ ابوذر: مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ)، اصل نام جندب تھا، ابوذر کنیف۔ حضور اکرمؐ نے انکے بارے میں فرمایا تھا کہ ان کا زہد عیسیٰ ابن مریم کے زہد کی طرح ہے۔ اسی بنا پر انہیں "مسیح الاسلام" کا لقب ملا۔ اسلام لانے والوں میں وہ پانچویں شخص ہیں۔ 31ھ/2-651ء میں مکہ کے قریب ایک گاؤں ربذہ میں فوت ہوئے۔ خود گداز: اپنی ذات میں پگھلنے والا، خود کو پگھلانے والا۔ نماز: عبادت۔ ضربتش: اس کی چوٹ، اس کا حملہ۔ ہنگام: وقت، موقع۔ کین: کینہ، دشمنی، لڑائی۔ خارا گداز: سخت پتھر کو پھگلانے والی، والا۔ خارا: ایک خاص قسم کا سخت پتھر۔ عہد صدیقؓ: حضرت ابوبکر صدیقؓ کا زمانہ۔ از جمالش: اس کے جمال سے، اس کے حسن سے۔ تازہ شد: تازہ ہوگیا، پھر سے آگیا۔ جلالش: اس کا جلال اس کا رعب اور دبدبہ۔ غم دیں: دین کا غم، دین کا احساس۔ شب خاور: مشرق کی رات، مراد ہے عالم مشرق کی تاریکی یعنی بدنصیبی وغیرہ۔ ارباب ذوق: ذوق رکھنے والے لوگ۔ ارباب: جمع رب بمعنی مالک، صاحب۔ ذوق: لطف، کسی چیز سے لطف اندوز ہونے یا سمجھنے سمجھانے کا صحیح ملکہ۔ جوہر: اصل، خوبی، کمال، حقیقت۔ جانش: اس کی روح۔ جذب: کشش، کھینچاؤ، بے خودی، ایک خاص کیفیت جو اللہ کے خاص بندوں پر طاری ہوتی ہے۔ شوق: آرزو، خواہش۔ خسرو شمشیر: شاہانہ تلوار یعنی شاہانہ تلوار والا۔ خسروی: خسرو، ایک بادشاہ کا نام، مراد عام بادشاہ۔ درویشی نگہ: درویشوں کی سی نگاہ رکھنے والا۔ درویش صفت۔ محیط: احاطہ کرنے والا، یہاں مراد سمندر۔ فقر: لفظی معنی محتاجی، اصطلاح میں خدا پرستی، دنیا کی آلائشوں سے دوری اور بے نیازی۔ واردات: جمع واردہ بمعنی وہ حالت جو انسان کے دل پر گزرے۔

ترجمہ و تشریح......: 1- افغانستان کے بادشاہ نادر شاہ ایک درویش صفت انسان تھا، اس کی پاک روح پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

2-اس کی تدبیر سے امت مسلمہ کے معاملات کو استحکام حاصل ہوا اور اس کی تلوار نے دین مبین کی حفاظت کی۔

3-وہ نماز میں حضرت ابوذرؓ غفاری کی طرح خود کو پگھلا دینے والے تھے اور کفار سے لڑائی کیموقع پر (بوقت جہاد) ان کا وار سخت پتھر کو بھی ختم کر کے رکھ دیتا تھا۔

4-ان کے جمال سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد کی یاد تازہ ہوئی۔اور ان کے جلال سے عہد فاروقؓ کی۔

5-ان کے دل میں گل لالہ کی طرح دین اسلام سے محبت کا داغ موجود تھا۔عالم مشرق کی تاریک رات دن میں اس (نادر شاہ) کا وجود آزادی کے چراغ کی حیثیت رکھتا ہے۔

6-ان کی نگاہوں میں ارباب ذوق کی سی مستی تھی۔جذب وشوق ان کی جان کا جوہر تھا۔

خسروی شمشیر و درویشی نگہ — ہر دو گہر از محیط لا الہ!

فقر و شاہی واردات مصطفیٰ ست — ایں تجلیہاے ذات مصطفیٰ ست!

معانی......: ان کی تلوار تو شاہانہ ہے لیکن نگاہ درویشانہ تھی۔یہ دونوں موتی انہیں لا الہ (کلمہ طیبہ) کے سمندر سے ملے تھے۔

ترجمہ و تشریح......: فقر اور بادشاہی دونوں یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص حالت کی غماز ہیں،اور یہ حضور کی ذات بابرکات کی تجلیات سے قائم ہیں۔

ایں دو قوت از وجود مومن است — ایں قیام و آں سجود مومن است

فقر سوز و درد و داغ و آرزو ست — فقر را درخوں تپیدن آبروست

فقر نادر آخر اندر خوں تپید — آفریں بر فقر آں مرد شہید!

اے صبا اے رہ نورد تیزگام — در طواف مرقدش نرمک خرام

شاہ در خواب است، پا آہستہ نہ — غنچہ را آہستہ تر بکشا گرہ

از حضور او مرا فرماں رسید — آنکہ جان تازہ در خاکم دمید

"سوختیم از گرمی آواز تو — اے خوش آں قومے کہ داند راز تو

معانی......: وجود: ہستی،ذات،بدن،ظاہر ہونا۔مومن: ایمان رکھنے والا،ایمان لانے والا۔قیام: ٹھہرنا نماز میں،کھڑے ہونا۔ آرزو: تمنا،خواہش۔تپیدن: تڑپنا۔آبروست: آبرو ہے،عزت ہے،وقار ہے۔رہ نورد: تیز چلنے والا مسافر،جلدی جلدی قدم اٹھانے والا راہی۔رہ: راہ کا مخفف،راستہ۔نور: نوردین مصدر سے،لپٹنا،طے کرنا۔تیز: جلدی،جلدی۔گام: قدم یعنی تیز قدموں والا،تیز رفتار سے چلنے والا۔طواف: کسی چیز کے گرد چکر لگانا،کسی مقدس مقام کے گرد پھرنا۔مرقد: آرام کرنے کی جگہ،آخری آرام گاہ،قبر،مزار۔نرم خرام: نرمی سے ٹہل (خرامیدن مصدر سے فعل امر، ٹہلنا)۔خواب: نیند،سوئے ہونا۔آہستہ: نرمی سے۔بکشا گرہ: گرہ کھول۔گرہ: گانٹھ،بندھن، حبیب،یہاں مراد پھول کھلانا۔حضور: دربار،مجلس،حاضری،جناب۔رسید: پہنچا،ملا۔در خاکم: میری خاک میں،میرے جسم میں۔درمید: پھونکا،پھونکی۔دمیدن مصدر: پھونکنا۔سوختیم: ہم جل گئے۔گرمی: تپاک،سوز،جوش،ولولہ۔آواز: پکار،صدا،یہاں مراد گفتار۔آن قومے: وہ قوم جو۔داند: جانتی ہے،جانتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: 9-یہ دو قوتیں مومن ہی کے وجود سے قائم ہیں،یہ شاہی مومن کا قیام ہے تو وہ (فقر) اس کا سجدہ ہے۔

10-فقر سوز و درد اور داغ و آرزو کا نام ہے۔اور فقر کے لئے خون میں تڑپنا اسکی آبرو ہے۔

11- نادر شاہ کا فقر آخر کار خون میں تڑپا۔اس شہید مرد کے فقر پر آفرین ہے۔
12- اے صبا! تو تیز چلنے والی مسافر ہے، جب تو اس (نادر شاہ) کی قبر کے گرد چکر لگائے تو ذرا آہستہ چکر لگانا۔(چلنا)
13- نادر شاہ سو گیا ہے۔(باد صبا) پاؤں آہستہ رکھ، اور کلی (غنچوں) کی گرہ بھی آہستہ سے کھول (چٹک کی آواز پیدا نہ ہو)۔
14- ان کی طرف سے مجھے فرمان پہنچا ہے،جس نے میرے بدن میں نئی روح پھونک دی ہے۔
15- ہم تیری آواز کے سوز سے جل اٹھے، وہ قوم کیسی ہی خوش قسمت ہے جس نے تیرا راز پالیا۔(راز کو سمجھ لیا)

از غم تو ملت ما آشناست ۔ می شناسیم ایں نواہا از کجاست
اے باغوش سحاب ماچو برق روشن و تابندہ از نور تو شرق
یک زماں در کوہسار ما درخش عشق را باز آں تبو تابے بہ بخش
تاکجا در بند ہا باشی اسیر تو کلیمی راہ سینائے بگیر !"
طے نمودم باغ و راغ و دشت و در چوں صبا بگذشتم از کوہ و کمر

معانی......: ملت ما: ہماری قوم، مراد اہل افغانستان۔ می شناسم: ہم پہچانتے ہیں، ہم جانتے ہیں۔ می شناسیم: فعل حال۔ از کجاست: کہاں سے، کس مقام سے، کس جگہ سے۔ باغوش سحاب ما: ہمارے بادل کی گود یا پہلو میں۔ چو: مانند۔ تابندہ: چمکنے والا، چمکنے والی۔ کوہسار: پہاڑ، وہ جگہ جہاں بہت سے پہاڑ ہوں۔ درخش: چمک۔ باز: پھر، دوبارہ، ایک مرتبہ پھر۔ تب: بخار، سوز، گرمی۔ تاب: طاقت، ولولہ، جوش۔ بخش: عطا کر، دے۔ بندہا: بیڑیاں، قید، دنیاوی مصروفیات۔ باشی اسیر: تو گرفتار رہے گا، تو قید رہے گا۔ تو کلیمی: تو کلیم ہے، تو باتیں کرنے والا ہے، یہاں اشارہ حضرت موسیٰ کی طرف ہے جن کا لقب کلیم اللہ تھا یعنی اللہ سے باتیں کرنے والا۔ راہ: کسی پہاڑ کا راستہ۔ سینا: وہ پہاڑ جس پر حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تھے۔ بگیر: پکڑ، لے۔ طے نمودم: میں نے طے کیا، میں نے طے کئے، میں راستوں سے گزرا۔ راغ: مرغزار، پہاڑ کا سبز دامن یا وادی جو کسی بیابان وغیرہ دو پہاڑوں کے درمیان راستہ سے ملا ہوا ہو، سبزہ زار۔ دشت و در: جنگل، بیابان اور درہ۔ دشت: جنگل، بیابان۔ در: درہ۔ بگذشتم: میں گزرا۔ کمر: پہاڑ کا وسطی حصہ، تنگنا یعنی پہاڑ کے درمیان تنگ جگہ کو بھی کہتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح......: 16- تیرے غم سے ہماری (افغان) قوم آگاہ ہے، ہم جانتے ہیں کہ یہ نغمے کہاں سے اٹھ رہے ہیں۔
17- تو ہمارے بادل کی آغوش میں بجلی کی مانند ہے، تیری روشنی سے دنیائے مشرق روشن اور فروزاں ہے۔
18- کچھ عرصہ کے لئے ہماری پہاڑوں کی سرزمین پر بھی چمک، عشق کو دوبارہ پھر وہی ولولہ و شوق (تب و تاب) عطا کر۔
19- کب تک تو بیڑیوں میں مقید رہے گا، تو تو کلیم ہے سینا پہاڑ کا راستہ پکڑ۔
20- چنانچہ میں دشت و درہ اور باغ اور مرغزاروں میں سے گزرا، صبا کی رح میں نے پہاڑ اور وادیوں کا راستہ طے کیا۔

خیبر از مردان حق بیگانہ نیست در دل او صد ہزار افسانہ ایست !
جادہ کم دیدم ازو پیچیدہ تر یادہ گردد درخم و پیچش نظر
سبزہ درد دامان کہسارش مجوے از ضمیرش برنیاید رنگ و بوے
سرزمینے کبک او شاہیں مزاج آہوے او گیرد از شیراں خراج !
در فضائش جرہ بازاں تیز چنگ لرزہ برتن از نہیب شاں پلنگ !

لیکن از بے مرکزی آشفتہ روز ‌ ‌ بے نظام و ناتمام و نیم سوز!
فربا زاں نیست در پرواز شاں ‌ ‌ از تدرواں پست تر پرواز شاں!
آہ قومے بے تب و تاب حیات ‌ ‌ روزگارش بے نصیبی از واردات!
آں یکے اندر سجود، ایں در قیام ‌ ‌ کاروبارش چوں صلوٰت بے امام!
ریز ریز از سنگ او مینائے او ‌ ‌ آہ! از امروز بے فردائے او!

معانی...... خیبر: درہ خیبر جو صوبہ سرحد میں واقع ہے۔ مردان: جمع مرد، آدمی، دلیر۔ حق: حقیقت، سچائی خدا۔ صد ہزار: سینکڑوں ہزاروں، بہت زیادہ، لاکھوں۔ جادہ: راستہ۔ کم دیدم: میں نے کم ہی دیکھا۔ پیچیدہ تر: زیادہ پیچ وخم والا، جس میں زیادہ موڑ ہوں۔ یاوہ گردد: بیہودہ ہو جاتی ہے، کھو جاتی ہے، الجھ کے رہ جاتی ہے۔ یاوہ: بیہودہ، الٹی، سیدھی بات وغیرہ۔ گردد: مصدر گردیدن، گھومنا، چکر کاٹنا، ہو جانا، محاورے میں آئے تو ہو جانا کے معنی دیتا ہے۔ درخم: اس کے پیچ وخم میں، اس کے موڑوں میں۔ پیچش: پیچ۔ ش: اس کا پیچ یعنی اس کے موڑ یا موڑوں والے راستے۔ داماں: دامن، وادی۔ کہسارش: کوہ، سار۔ ش: وہ جگہ جہاں بہت سے پہاڑ ہوں۔ ش: اس کا، اس کے۔ مجوے: مت تلاش کر، مت ڈھونڈ۔ از ضمیرش: اس کے ضمیر سے، اس کے اندر۔ بر نیاید: باہر نہیں آتا، نہیں اگتا، پیدا نہیں ہوتا۔ سرزمینے: ایک ایسی جگہ، ایک مقام۔ کبک: چکور، تیتر کی ایک قسم۔ شاہیں مزاج: شاہین کی سی عادت وخصلت والا۔ آہوئے: ایک ہرن، کوئی ہرن، ہر ہرن۔ خراج: وہ ٹیکس یا باج جو کوئی ماتحت قوم کسی غالب قوم کو ادا کرتی ہے۔ در: اس کی فضا میں، اس کی ہواؤں میں۔ جرہ بازاں: بہت سے نر باز، بہت سے شکرے۔ جرہ: نر۔ بازاں: باز کی جمع۔ تیر چنگ: تیز پنجے والے۔ لرزہ: کپکپی، کپکپاہٹ، کانپنا۔ نہیب: خوف، ڈر۔ شاں: ان کے، وہ جمع۔ پلنگ: چیتا۔ بے مرکزی: مرکز کا نہ ہونا۔ طوائف الملوکی ہونا۔ آشفتہ: پریشان، منتشر۔ روز: دن مراد حال، زمانہ۔ نیم سوز: آدھ جلا۔ فربازاں: بازوں کی سی شان وشوکت، بازوں کا سا دبدبہ۔ فر: شان، شوکت، دبدبہ۔ تدرواں: تدرو ایک خاص قسم کا پرندہ، اسے تذرو بھی کہتے ہیں، تدرواں جمع۔ بے تب: زندگی کے جوش وخروش کے بغیر۔ روزگارش: اس کا زمانہ، اس کی حالت۔ بے نصیب: بغیر حصے کے، جسے کسی چیز سے کوئی حصہ حاصل نہ ہو۔ در قیام: قیام میں، قیام کی حالت میں۔ کاروبارش: اس کا کاروبار، اس کا معاملہ۔ صلوٰت بے امام: ایسی نماز جس میں کوئی امام نہ ہو۔ ریز ریز: ٹکڑے ٹکڑے، پرزے پرزے۔ مینائے او: اس کی صراحی۔ امروز: آج۔ فردا: کل۔

ترجمہ وتشریح...... 21- درہ خیبر اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں سے ناآشنا نہیں ہے، اس کے دل میں لاکھوں ہی افسانے (محفوظ) ہیں۔

22- میں نے اس سے زیادہ دشوار گزار راستہ نہیں دیکھا۔ اس کے پیچ وخم میں نظر الجھ کے رہ جاتی ہے۔

23- اس کے پہاڑوں کی وادیوں میں سبزہ نہ ڈھونڈ۔ اس کے ضمیر کے اندر سے رنگ وبو پیدا نہیں ہوتا۔ (پھل پھول نہیں اگتے)

24- وہ ایک ایسی سرزمین ہے جہاں کا کمزور پرندہ چکور بھی شاہین کا مزاج رکھتا ہے، جبکہ وہاں کا ہرن، شیروں سے باج (خراج) وصول کرتا ہے۔

25- اس کی فضا میں تیز پنجوں والے ایسے نر باز ہیں جن کی ہیبت سے چیتے کے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔

26- لیکن کوئی مرکز نہ ہونے کی وجہ سے یہ سرزمین انتشار کا شکار ہے، کوئی ان کا نظام نہیں اور ناکمل اور نیم سوز ہے۔ (جذبہ ناتمام رکھتے ہیں)

27-ان کی پرواز میں بازوں کی سی شان نہیں، بلکہ ان کی پرواز چکوروں سے بھی پست تر ہے۔
28-افسوس ہے ایسی قوم پر جس میں زندگی کا جوش وجذبہ نہ ہو اور جس کی حالت وکیفیت واردات سے خالی ہو۔
29-ان میں سے کوئی تو سجدے میں پڑا ہے اور کوئی قیام میں کھڑا ہے، اس قوم کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسے بغیر امام کے نماز ہو۔
30-اس کے پتھر سے اس کی صراحی چکنا چور ہے، افسوس کہ اس کا آج آنے والے کل سے محروم ہے۔ (کوئی مستقبل نہیں)

خطاب بہ اقوام سرحد

(اقوام سرحد سے خطاب)

اے زخود پوشیدہ خود را بازیاب ——— در مسلمانی حرام است ایں حجاب !
رمز دین مصطفیؐ دانی کہ چیست ——— فاش دیدن خویش را شاہنشہی است !
چیست دیں ؟ دریافتن اسرار خویش ——— زندگی مرگ است بے دیدار خویش
آں مسلمانے کہ بیند خویش را ——— از جہانے برگزیند خویش را
از ضمیر کائنات آگاہ اوست ——— تیغ لا موجود الا اللہ اوست
درمکان و لامکاں غوغاے او ——— نہ سپہر آوارہ در پہناے او
تاولش سرے زاسرار خد است ——— حیف اگر از خویشتن نا آشناست
بندہ حق وارث پیغمبراں ——— او نگنجد در جہان دیگراں
تاجہانے دیگرے پیدا کند ——— ایں جہان کہنہ را بر ہم زند
زندہ مرد از غیر حق دارد فراغ ——— از خودی اندر وجود او چراغ !

معانی......: خود: آپ، اپنی ذات۔ پوشیدہ: مصدر پوشیدن سے بمعنی چھپنا، چھپانا، ڈھانپنا، ڈھکے ہونا۔ بازیاب: پالے، پھر سے پالے۔ فاش دیدن: کھل کر دیکھنا، واضح طور پر دیکھنا۔ دریافتن: پالینا، پاجانا۔ بے: بغیر۔ دیدار: جلوہ، دیکھنا۔ برگزیند: چن لیتا ہے، منتخب کر لیتا ہے۔ غوغاے او: اس کا شور اس کی شہرت، اس کا چرچا۔ نہ سپہر: نو آسمان۔ آوارہ: بے مقصد پھرنے والا، کھو جانے والا۔ اسرار: سر کی جمع، بمعنی بھید، راز۔ حیف: افسوس، افسوس ہے۔ نگنجد: نہیں سماتا۔ جہانے: ایک جہان، کوئی دنیا۔ دیگرے: دیگر، دوسرا، کوئی اور، نیا۔ برہم زند: درہم برہم کرے۔ تہ و بالا کردے، الٹ پلٹ کردے۔ برہم: ایک دوسرے کے اوپر۔ زند: مصدر زدن بمعنی مارنا، محاورے میں بمعنی کرنا۔ غیر حق: اللہ کے سوا، ماسوا اللہ۔ دارد: رکھے، وہ رکھے، رکھتا ہے۔ فراغ: فراغت، آسودگی، نجات۔

ترجمہ و تشریح......: 31-اے وہ شخص تو جو اپنی ذات ہی سے ناواقف اور چھپا ہوا ہے، اپنے آپ کو دوبارہ پالے؟ مسلمانی میں ایسا پردہ حرام ہے۔
32-کیا تو جانتا ہے کہ سرور کونینؐ کے دین کا کیا بھید (راز) ہے۔ (وہ یہ) کہ اپنے آپ کو آشکارا (برملا) دیکھنا بادشاہی ہے۔
33-دین کیا ہے؟ اپنے بھیدوں کو پالینا ہے، اپنے دیدار کے بغیر زندگی موت ہے۔
34-وہ مسلمان جو اپنے آپ کو دیکھ لیتا ہے (خود کو پالیتا ہے) وہ اپنے آپکو اس دنیا میں برگزیدہ بنالیتا ہے۔ (سارے جہان سے برتر ہے)۔

35-وہ کائنات کے باطن سے واقف ہوتا ہے، وہ ''لاموجود الا اللہ'' کی تلوار۔
36-مکاں اور لامکاں میں اس کا چرچا ہوتا ہے اور نو آسمان اس کی وسعت میں کھو جاتے (پھرتے) ہیں۔
37-چونکہ اس کا دل خدا کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے اس لئے ایسے مسلمان پر افسوس ہے اگر وہ اپنی ذات سے ناآشنا ہو۔
38-بندہ حق، پیغمبروں کا وارث ہے، وہ دوسروں کی دنیا میں نہیں سماتا۔ (وہ اپنا جہان خود پیدا کرتا ہے)
39-تا کہ وہ ایک نئی دنیا پیدا کرے اور اس قدیم دنیا کو درہم برہم کر کے رکھ دے۔
40-خدا کا خاص بندہ اللہ کے سوا باقی تمام کائنات سے خود کو دور رکھتا ہے۔ اس کے وجود کے اندر خودی کا چراغ روشن ہوتا ہے۔

پائے او محکم برزم خیر و شر ذکر او شمیر و فکر او سپر
شخش از بانگے کہ برخیز دز جاں نے زنور آفتاب خاوراں!
فطرت او بے جہات اندر جہات او حریم و در طوافش کائنات
ذرہ از گرد راہش آفتاب شاہد آمد بر عروج او کتاب
فطرت او را کشاد از ملت است! چشم او روشن سواد از ملت است!
اندکے گم شو بقرآن و خبر باز اے ناداں بخویش اندر نگر
در جہاں آوارہ بیچارہ وحدتے گم کردہ، صد پارہ
بند غیر اللہ اندر پائے تست داغم ازداغے کہ در سیمائے تست
میر خیل! از مکر پنہانی بترس از ضیاع روح افغانی بترس!
زآتش مردان حق می سوزمت نکتہ از پیرو روم آموزمت

معانی........: بہ: میں۔ رزم: لڑائی، چپقلش۔ ذکر: یاد، بیان، خدا کا نام لینا۔ سپر: ڈھال۔ بانگے: ایک بانگ، ایک آواز، خاص آواز، اذان ہے۔ برخیزد: اٹھتی ہے، اٹھتا ہے۔ مصدر برخاستن: اٹھنا۔ فطرت او: اس کی طبیعت، اس کا ضمیر۔ بے: بغیر۔ جہات: جمع جہت بمعنی طرف، جانب۔ طرفوں میں، مراد دنیا میں۔ حریم: چاردیواری، خانہ کعبہ کا گرداگرد۔ شاہد آمد: گواہ ٹھہرا ہے، ٹھہری ہے۔ شاہد: گواہ، معشوق۔ آمد: مصدر آمدن بمعنی آنا، محاورہ میں گواہ بنا ہے یا ٹھہرا ہے کہ معنی دے گا۔ عروج: بلندی، عظمت، مرتبہ۔ کشاد: فراخی، کھلنا، کھلنا۔ مصدر کشادن: کھولنا۔ روشن: چمک والا، چمک والی۔ سواد: سیاہی، دل کا سیاہ نقطہ، آس پاس نشان۔ اندکے: کچھ، تھوڑا، تھوڑی دیر کے لئے۔ گم شو: گم ہو جا، چھپ جا، غائب ہو جا۔ ناداں: نہ جاننے والا، ناواقف۔ آوارہ: کھویا ہوا ہے، تو بے مقصد پھر رہا ہے۔ بیچارہ: جس کا علاج نہ ہو، لاعلاج، عاجز، بدنصیب۔ گم کردہ: تو نے کھودی ہے، تو نے بھلا دی ہے۔ صد پارہ: تو سینکڑوں ٹکڑے ہے، تو سینکڑوں گرہوں میں بٹا ہوا ہے۔ داغم: میں داغ ہوں، میں جلا ہوا ہوں۔ در: میں۔ سیما: پیشانی۔ تست: تیری ہے۔ میر: امیر کا مخفف۔ سردار، قائد۔ خیل: گروہ، دستہ، قوم۔ مکر پنہانی: چھپا ہوا فریب، دھوکا۔ بترس: ڈر، خوف کھا۔ ضیاع: نقصان، ضائع ہونا۔ می سوزمت: میں تجھے جلاتا ہوں، تجھ میں ولولہ و جوش پیدا کرتا ہوں۔ نکتہ: ایک نکتہ، ایک گہری بات، ایک اہم بات۔ پیرروم: ساتویں صدی/ تیرھویں صدی کے مشہور ایرانی صوفی شاعر اور مثنوی معنوی کے مصنف مولانا جلال الدین رومی جن کا مزار قونیہ (ترکی) میں ہے۔ حضرت علامہ نے انہیں اپنا مرشد روحانی قرار دیا ہے۔ آموزمت: میں تجھے سکھاتا ہوں، میں تجھے یاد کراتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح........: 41-نیکی اور بدی کی جنگ میں وہ بڑا ثابت قدم رہتا ہے، اس کا ذکر وورد اس کی تلوار ہے، اور اس کی فکر

اس کے لئے ڈھال ہے۔

42-اس کی صبح کا آغاز اس اذان سے ہوتا ہے، جو اس کی روح کے اندر سے پیدا ہوتی ہے اس سورج کی روشنی سے (اس کی صبح) طلوع نہیں ہوتی جو مشرق سے نکلتا ہے۔

43-اس کی فطرت جہات میں رہتے ہوئے بھی جہات سے آزاد ہوتی ہے۔ وہ حریم ہے جس کے گرد کائنات چکر کاٹتی ہے۔ کائنات کے طواف کرتی ہے۔

44-اس کے راستے کے غبار کا ایک ذرہ بھی سورج کے برابر ہے، اس کے عروج پر کتاب اللہ گواہ ہے۔

45-اس کی فطرت کو ملت ہی سے وسعت حاصل ہوتی ہے۔ اس کی آنکھ کی روشنی ملت ہی سے بڑھتی ہے۔

46-کچھ دیر کے لئے قرآن کریم اور حدیث کے اندر گم ہو جا۔ پھر اے نادان اپنی ذات میں بغور جھانک۔ (اپنی طرف نگاہ ڈال)

47-تو دنیا میں آوارہ اور بیچارہ ہے، اپنی وحدت گم کر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔

48-تیرے پاؤں میں غیر اللہ کی بیڑیاں پڑی ہیں، تیری پیشانی پر غیر اللہ کی غلامی کا جو داغ ہے، اس سے میرا دل داغ داغ ہے۔ (یہ داغ ظاہری عبادت سے بھی پیشانی پر پڑ سکتا ہے)

49-اے قوم کے سردار! تو اس بات سے ڈر کہ کس روح افغانی جاتی نہ رہے۔

50-میں تجھے مردان حق کی آگ سے گرماتا ہوں، میں تجھے پیر روم کا ایک نقطہ بیان کرتا ہوں۔

"رزق از حق جو، مجواز زید و عمر — مستی از حق، جو، مجواز بنگ و خمر
گل مخر، گل را مخور گل را مجو — زانکہ گل خوار است دائم زر درد
دل بجو تا جاوداں باشی جواں — از تجلی چہرہ ات چوں ارغواں
بندہ باش و بزمیں روچوں سمند — چوں جنازہ نے برگردن بزند !"
شکوہ کم کن از سپہر لاجورد — جز بگرد آفتاب خود مگرد
از مقام ذوق و شوق آگاہ شو — ذرہ ؟ صیاد مہر و ماہ شو !
عالم موجود را اندازہ کن — در جہاں خود را بلند آوازہ کن
برگ و ساز کائنات از وحدت است — اندریں عالم حیات از وحدت است
در گزر از رنگ و بوہاے کہن — پاک شو از آرزو ہاے کہن
ایں کہن ساماں نیر زد بادو جو — نقشبند آرزوے تازہ شو

معانی......: جو: مانگ، تلاش کر۔ مجو: مت مانگ، مت ڈھونڈ۔ بنگ: بھنگ۔ مخر: مت خرید۔ مخور: مت کھا۔ مجو: مت تلاش کر۔ گل خوار: مٹی کھانے والا۔ زردرو: پیلے چہرے والا۔ بجو: تلاش کر، مانگ۔ جاوداں: ہمیشہ، ابدی۔ باشی: تو رہے، تو ہو۔ ارغواں: سرخ، سرخ رنگ کا خوشنما بنفشی پھول۔ بندہ باش: غلام بن، غلام ہو جا۔ رو: چل۔ رفتن: چلنا۔ سمند: گھوڑا۔ برگردوں: کندھوں پر اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ سپہر لاجورد: نیلے آسمان کا۔ مگرد: مت پھر۔ مقام: جگہ، مرتبہ۔ ذوق وشوق: عشق و مستی، جوش وجذبہ، ولولہ۔ ذرہ: کیا تو ایک ذرہ ہے؟ اندازہ کن: جانچ، پرکھ، آزما۔ بلند آوازہ: بہت زیادہ دھوم شہرت والا۔ درگزر: گزر جا، آگے نکل جا۔ کہن: پرانی، پرانا۔ آرزوھا: آرزوئیں، خواہشیں۔ کہن ساماں: پرانے سامان اسباب والی۔ نیرزد: قیمت نہیں پاتی۔ دوجو: دو جو، معمولی سی قیمت۔ نقشبند: نقاش،

مصور، نقش یا تصویر بنانے والا۔ نقش: تصویر۔ بستن: باندھنا۔

ترجمہ و تشریح......: 51-رزق خدا سے مانگ ارے غیرے سے نہ مانگ، مستی خدا سے مانگ، بھنگ اور شراب سے نہ مانگ۔

52-مٹی مت خرید، مٹی مت کھا، مٹی مت تلاش کر، کیونکہ مٹی کھانے والے کا چہرہ ہمیشہ زرد ہی رہتا ہے۔ (اسکا طلب گار ہمیشہ ذلیل رہتا ہے)

53-دل تلاش کرتا کہ تو ہمیشہ جوان رہے، حق تعالیٰ کی تجلی سے تیرا چہرہ ارغواں کی طرح (سرخ) رہ۔

54-حق تعالیٰ کا بندہ بن۔ اور زمین پر گھوڑے کی طرح چل، جنازے کی طرح نہ بن کہ لوگ تجھے اپنی گردن پر اٹھائے پھریں۔

55-نیلے آسمان کی گردش کا شکوہ مت کر، اپنے آفتاب کے علاوہ کسی اور (آفتاب) کے گرد چکر نہ لگا۔

56-ذوق و شوق کے مقام سے آگاہی حاصل کر۔ ذرہ ہے تو؟ سورج اور چاند کا شکاری بن۔

57-اس مادی دنیا کا جائزہ لے، دنیا میں خود کو بلند آوازہ کر۔ اہمیت قائم کر۔

58-توحید ی کائنات کی متاع ہے۔ اسی سے جہان میں زندگی ہے۔

59-پرانے رنگ و بو (روایات) کو چھوڑ۔ فرسودہ آرزوؤں سے پاک ہو جا۔ (صرف اللہ تعالیٰ ہی کی آرزو رکھ)

60-اس پرانے ساز و سامان کی قیمت تو دو کے برابر بھی نہیں، تو نئی آرزوؤں کا نقاش بن۔

زندگی بر آرزو دارد اساس　　　　خویش را از آرزوے خود شناس

معانی......: دارد اساس: بنیاد رکھتی ہے۔ شناس: پہچان، جان۔

ترجمہ و تشریح......: زندگی کی بنیاد آرزو پر ہے اپنے آپ کو اپنی آرزو سے پہچان۔

چشم و گوش و ہوش تیز از آرزو　　　　مشت خاکے لالہ خیز آزاد زد

معانی......: مشت خاکے: مٹھی بھر خاک، مٹی کی مٹھی۔ لالہ خیز: لالہ کے پھول اگنے والی۔

ترجمہ و تشریح......: آنکھ اور سماعت اور عقل میں تیزی آرزو سے آتی ہے، مٹھی بھر خاک آرزو سے لالہ اگانے والی بنتی ہے۔

ہر کہ تخم آرزو در دل نہ کشت　　　　پائمال دیگراں چوں سنگ و خشت!

معانی......: نہ کشت: نہیں بویا۔ پائمال: دوسروں کے پاؤں تلے روندا گیا۔ مالیدن: ملنا، روندنا۔ دیگراں: جمع دیگر، دوسرے۔

ترجمہ و تشریح......: جس کسی نے آرزو کا بیج دل میں نہ بویا وہ پتھر اور اینٹ کی طرح دوسروں کے قدموں تلے روندا جاتا ہے۔

آرزو سرمایہ سلطان و میر　　　　آرزو جام جہاں بین فقیر

معانی......: سرمایہ: پونجی، مال و دولت۔ جام جہاں بیں: دنیا کو دیکھنے والا جام، کہا جاتا ہے کہ ایران کے بادشاہ جمشید نے ایک ایسا جام بنوایا تھا جس میں سے دنیا نظر آتی تھی۔ دنیاوی آلائشوں سے پاک قلب کو بھی جام جہاں بیں کہتے ہیں کہ اس پر تجلیات الٰہی کا عکس پڑتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: آرزو بادشاہ اور امیر کی دولت ہے۔ آرزو درویش کا وہ جام ہے جس میں سے دنیا نظر آتی ہے۔

آب و گل را آرزو آدم کند　　　　آرزو مارا از خود محرم کند

معانی......: آدم کند: انسان بناتی ہے، انسان، آدمی۔ کردن: کرنا، یہاں مراد بنانا۔ خود: آپ، اپنی ذات۔ محرم: واقف، جاننے والا۔

ترجمہ و تشریح......: آرزو ہی پانی اور مٹی کو آدم کی (صورت) بناتی ہے، آرزو ہمیں اپنے آپ سے آگاہ کرتی ہے۔

چوں شرر از خاک مابرمی جہد　　　　ذرہ را پہنائے گردوں می دہد!

معانی......: برمی جہد: پھوٹتی ہے، اچھل کر باہر نکلتی ہے۔ پہنا: وسعت، پھیلاؤ۔ گردن: آسمان۔

ترجمہ و تشریح......: جب ہماری خاک سے چنگاری پھوٹتی ہے تو وہ ذرے کو آسمان کی وسعت دے دیتی ہے۔

پور آزر کعبہ را تعمیر کرد   از نگاہے خاک را اکسیر کرد

معانی......: پور آذر: آزر کا بیٹا۔ پور: بیٹا، آزر۔ صحیح "ز" سے ہے: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا جو بت تراش تھے، بعض کے نزدیک حضرت ابراہیم کے والد۔ اکسیر: کیمیا، پارس، وہ دوا جو تانبے وغیرہ کو سونا بنادے، شفا دینے والی دوا، زبردست چیز۔

ترجمہ و تشریح......: آذر کے بیٹے (خلیل اللہ) نے کعبہ تعمیر کیا۔ اور ایک نگاہ سے خاک کو اکسیر بنادیا۔

تو خودی اندر بدن تعمیر کن
مشت خاک خویش را اکسیر کن

معانی......: تعمیر کن: تعمیر کر، پیدا کر۔ مشت خاک: مٹھی بھر خاک کو۔

ترجمہ و تشریح......: تو بدن میں خودی کی تعمیر کر، اپنی خاک کو مٹھی کو اکسیر بنا۔

مسافر وارد می شود بہ شہر کابل و حاضر می شود

بحضور اعلیٰحضرت شہیدؒ

معانی......: مسافر: مراد خود حضرت علامہ اقبال ہیں۔ وارد: داخل ہوتا ہے۔ بحضور: اعلیٰ حضرت شہید کے حضور۔

ترجمہ و تشریح......: مسافر (اقبال) کابل شہر میں داخل ہوتا ہے اور اعلیٰ حضرت شہیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔

شہر کابل ! خطہ جنت نظیر   آب حیواں ازرگ تاکش بگیر !

معانی......: آب حیواں: آب حیات۔ آب: پانی۔ حیواں: حیات، زندگی، وہ پانی جسے پی کر انسان ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ رگ: نس، پھول یا پتے، شاخ۔ تاک: انگور کی بیل۔

ترجمہ و تشریح......: کابل کا شہر جنت کی مانند علاقہ ہے۔ اس کی انگور کی بیل سے آب حیات حاصل کر۔

چشم صائب از سوادش سرمہ چیں،   روشن و پائندہ باد آں سرزمیں

معانی......: چشم صائب: صائب کی آنکھ۔ صائب: فارسی کا ایک مشہور شاعر محمد علی، تخلص صائب، تبریز کا رہنے والا تھا، برصغیر پاک و ہند میں اکبر جہانگیر اور شاہ جہان کے درباروں سے وابستہ رہا۔ سوادش: اس کی سیاہی۔ سرمہ چیں: سرمہ لینے والی۔ چیں: چننے والا، لینے والا۔ پائندہ باد: ہمیشہ رہے۔

ترجمہ و تشریح......: صائب کی آنکھیں اس (کابل) کی سیاہی سے سرمہ حاصل کرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سرزمین کو روشن و پائندہ رکھیں۔ رہتی دنیا تک قائم رہے۔

در ظلام شب سمن زارش نگر   بر بساط سبزہ می غلطد سحر !

معانی......: ظلام شب: رات کی تاریکی۔ سمن زارش: اس کا چنبیلی کا باغ۔ نگر: دیکھ۔ بساط سبزہ: سبزہ کی چٹائی۔ بساط: بستر، بچھونا، چٹائی۔ می غلطد: لڑھکتی ہے، لیٹتی ہے۔ لوٹ پوٹ۔

ترجمہ و تشریح...... : رات کی تاریکی میں اس کے چنبیلی کے باغ دیکھ۔ (یوں معلوم ہوتا ہے جیسے) سبزے کی چٹائی پر صبح لوٹ پوٹ ہو رہی ہے۔

آں دیار خوش سوا دآں پاک بوم باد او خوشتر زباد شام و روم

معانی...... : دیار: ملک، شہر۔ خوش: اچھا، دل کو لبھانے والا۔ سواد: آس پاس، نشان، فصیل، سیاہی۔ بوم: جگہ، مقام، سرزمین۔

ترجمہ و تشریح...... : وہ ایک اچھے ماحول والا علاقہ (خوش منظر) اور صاف ستھری سرزمین ہے۔ اس کی ہوا شام اور روم سے کہیں بہتر ہے۔

آب او براق و خاکش تابناک زندہ از موج نسیمش مردہ خاک

معانی...... : براق: شفاف، روشن، چمکیلا۔ خاکش: اس کی خاک۔ تابناک: چمکدار، روشن۔ تاب: چمک، روشنی۔ ناک: والی، والا۔

ترجمہ و تشریح...... : اس کا پانی شفاف اور خاک چمکدار ہے۔ اسکی صبح کی ہوا کی لہر سے مردہ خاک پھر سے زندہ ہو جاتی ہے۔

ناید اندر حرف و صوت اسرار او آفتاباں خفتہ در کہسار او

معانی...... : ناید: نہیں آتے۔ حرف وصوت: الفاظ اور آواز۔ اسرار: بھید۔ آفتاباں: آفتاب کی جمع بہت سے سورج۔ خفتہ: سوئے ہوئے۔

ترجمہ و تشریح...... : اسکے بھید نہ تو الفاظ میں سما سکتے ہیں اور نہ آواز میں، اسکے پہاڑوں میں کئی سورج سوئے ہوئے ہیں۔

ساکنانش سیر چشم و خوش گہر مثل تیغ، از جوہر خود بے خبر !

معانی...... : ساکنانش: باشندے۔ سیر چشم: جس کی آنکھیں حرص اور لالچ سے پاک ہوں۔ خوش: اچھی، اچھا۔ گہر: گوہر کا مخفف بمعنی اصل، ذات، شخصیت۔ جوہر خود: اپنی اصل، اپنی ذات، اپنی خوبی۔ جوہر: اصل۔

ترجمہ و تشریح...... : اس کے باشندے سیر چشم اور شریف النفس ہیں، لیکن تلوار کی طرح اپنے جوہر سے بے خبر ہیں۔

قصر سلطانی کہ نامش دلکشاست زائراں را گرد راہش کیمیاست

معانی...... : دلکشا: دل کو مسرت بخشنے والا۔ زائراں: زیارت کرنے والے، زائر کی جمع۔ گرد راہش: اس کے راستے کی گرد۔

ترجمہ و تشریح...... : شاہی محل جس کا نام دلکشا ہے، اس کے راستے کی گرد دیکھنے والوں کے لئے کیمیا ہے۔

شاہ را دیدم دراں کاخ بلند پیش سلطانے، فقیرے درد مند

معانی...... : دیدم: میں نے دیکھا۔ کاخ: بلند محل۔

ترجمہ و تشریح...... : میں نے اس عالی شان محل میں بادشاہ سے ملاقات کی۔ (یہ ملاقات) ایک سلطان سے ایک دردمند فقیر کی تھی۔

خلق او اقلیم دلہا را کشود رسم و آئین ملوک آنجا نہ بود

معانی...... : اقلیم دلہا: دلوں کی سلطنت۔ اقلیم: پرانے جغرافیہ دانوں نے اس دنیا کو سات حصوں میں تقسیم کیا ہے ہر حصہ اقلیم کہلاتا ہے۔ اسی لئے دنیا کو ہفت اقلیم کہتے ہیں۔ کشود: کھلنا، کامیابی، رہائی۔

ترجمہ و تشریح...... : اس کا خلق دلوں کی سلطنتوں کو فتح کرنے والا تھا۔ وہاں بادشاہوں کے رسوم و آداب نہ تھے۔

من حضور آں شہ والا گہر بے نوا مردے بدربار عمرؓ

معانی...... : والا: بڑی شان والا، عالی مرتبہ۔ گہر: مخفف گوہر بمعنی اصل، ذات شخصیت۔ بے نوا: مفلس۔ بے: بغیر۔ نوا: سامان۔

ترجمہ و تشریح...... : میں اس بلند شخصیت والے بادشاہ کے سامنے (ایسا ہی تھا جیسے) حضرت عمر فاروقؓ کے دربار میں کوئی

بے نوا شخص ہو۔

جانم از سوز کلامش در گداز　　دست او بوسیدم از راہ نیاز

معانی...... سوز: گرمی۔ کلامش: اس کی باتیں۔ درگداز: پگھل اٹھی، بے حد متاثر ہوئی۔ بوسیدم: میں نے چوما۔ از راہ: ارادتمندی یا عقیدت کے طور پر۔

ترجمہ و تشریح...... میری روح اس کی باتوں کی گرمی سے پگھل اٹھی۔ میں نے نیازمندی کے طور پر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

پادشاہے خوش کلام و سادہ پوش　　سخت کوش و نرم خوے و گرم جوش

معانی...... بادشاہے خوش کلام: اچھی باتیں کرنے والا ایک بادشاہ۔ سخت کوش: بڑی محنت کرنے والا۔ گرم جوش: تپاک سے ملنے والا۔

ترجمہ و تشریح...... وہ ایک اچھی باتیں کرنے والا، سادہ لباس پہننے والا، جفاکش، نرم طبع اور تپاک سے ملنے والا بادشاہ (تھا)۔

صدق و اخلاص از نگاہش آشکار　　دین و دولت از وجودش استوار

معانی...... صدق: خلوص، سچائی۔ آشکار: روشن، واضح، نمایاں۔ استوار: مضبوط، مستحکم، پائیدار۔

ترجمہ و تشریح...... اس کی نگاہ سچائی اور خلوص دکھائی دیتے تھے۔ اس کا وجود دین اور سلطنت کے استحکام کا باعث تھا۔ اس کے وجود سے استحکام ملا۔

خاکی و از نوریاں پاکیزہ تر　　از مقام فقر و شاہی باخبر

معانی...... خاکی: خاک کا، مٹی کا بنا ہوا۔ نوریاں: جمع نوری، نور والے، فرشتے۔ پاکیزہ تر: زیادہ پاکیزہ۔

ترجمہ و تشریح...... (تھا تو) وہ خاک کا پتلا مگر فرشتوں سے بھی زیادہ پاکیزہ فطرت تھا۔ وہ فقر اور سلطنت کے مقام و مرتبہ سے باخبر تھا۔

در نگاہش روزگار شرق و غرب　　حکمت او راز دار شرق و غرب

معانی...... روزگار: تمام دنیا کے حالات۔ حکمت او: دانائی۔ رازدار: معاملات کا علم رکھنے والا۔

ترجمہ و تشریح...... اس کی نگاہوں میں مشرق اور مغرب کا زمانہ تھا۔ اس کی دانائی مشرق اور مغرب دونوں کی (سیاست) کے راز جانتی تھی۔

شہریارے چوں حکیماں نکتہ داں　　راز دان مد و جزر امتاں

معانی...... شہریارے: ایک بادشاہ، شہر۔ یار: دوست، مددگار، حاکم۔ حاکم شہر: نکتہ داں: باریک اور گہری باتیں جاننے والا۔ راز دان: بھید جاننے والا۔ مد: سمندر کے پانی کا چڑھاؤ۔ جزر: پانی کا اتار۔ امتاں: امت کی جمع، قومیں۔

ترجمہ و تشریح...... وہ ایک ایسا بادشاہ تھا جو داناؤں کی طرح نکتہ داں تھا اور قوموں کے عروج و زوال کے (اسباب) سے پوری طرح باخبر تھا۔

پردہ ہا از طلعت معنی کشود　　نکتہ ہاے ملک و دیں او وا نمود

معانی...... طلعت: چہرہ۔ معنی: حقیقت، اصلیت، مضمون، مطلب۔ کشود: کھولا۔ نکتہ ہائے: نکتے۔ وانمود: دکھایا۔

ترجمہ و تشریح...... اس نے معنی کے چہرے سے پردے اٹھا دیئے۔ ملک اور دین کے نکتے دکھا دیئے۔

گفت از آں آتش کہ داری در بدن　　من ترا دانم عزیز خویشتن

معانی......: داری: تو رکھتا ہے۔ دانم: میں جانتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح......: اس نے (مجھ سے) کہا کہ تو اپنے بدن میں جو آگ رکھتا ہے اسکی وجہ سے میں تجھے اپنا عزیز سمجھتا ہوں۔

ہر کہ اورا از محبت رنگ و بوست　　در نگاہم ہاشم و محمود اوست

معانی......: بو: خوشبو۔ در نگاہم: میری نگاہ میں۔ ہاشم: نادر شاہ والی افغانستان کے بھائی جنہیں فنون جنگ میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ محمود: شاہ محمود خان جو نادر شاہ کے وزیر جنگ تھے۔

ترجمہ و تشریح......: جس کسی میں (بھی) محبت کا رنگ و بو ہے، میری نگاہ میں وہ ہاشم اور محمود (نادر شاہ کے بھائی) ہے۔

در حضور آں مسلمان کریم　　ہدیہ آوردم ز قرآن عظیم

معانی......: حضور آں: اس نیک فطرت مسلمان کی خدمت۔ آوردم: میں لایا۔

ترجمہ و تشریح......: میں نے اس معزز مسلمان (بادشاہ) کی خدمت میں میں نے قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا۔

گفتم ایں سرمایہ اہل حق است　　در ضمیر او حیات مطلق است

معانی......: سرمایہ: پونجی، دولت۔ اہل: لوگ۔ حق: حقیقت، خدا۔ حیات مطلق: مکمل زندگی۔

ترجمہ و تشریح......: میں نے کہا: یہ (کتاب) اہل حق کا سرمایہ ہے، اسکے اندر حیات مطلق (اسباب و وسائل سے بے نیاز) ہے۔

اندر و ہر ابتدا را انتہا است　　حیدرؓ از نیر وے او خیبر کشا است

معانی......: انتہا: انجام۔ نیرو: طاقت، زور، قدرت۔ خیبر کشا: خیبر کو کھولنے والی/ والا، فتح۔ خیبر: مدینے سے کوئی دو سو میل کے فاصلے پر شمال میں یہودیوں کی ایک اہم بستی تھی، جہاں ان کے مضبوط قلعے تھے۔ جنگ خیبر میں حضرت علیؓ نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھاتے ہوئے، یہودیوں کو شکست دی۔

ترجمہ و تشریح......: اس کے اندر ہر ابتدا کی انتہا ہے۔ حضرت علیؓ حیدر کرار اسی (قرآن) کی قوت سے فاتح خیبر ہوئے۔

نشہ حرفم بخون او دوید　　دانہ دانہ اشک از چشمش چکید

معانی......: نشہ: سرور، مستی۔ حرفم: میرا حرف، میری باتیں۔ دوید: دوڑا۔ دانہ: مراد ہے قطرہ قطرہ آنسو۔ چکید: ٹپکا۔

ترجمہ و تشریح......: میرے الفاظ کا نشہ اس کے خون میں دوڑ گیا۔ اس کی آنکھ سے قطرہ قطرہ آنسو ٹپکنے لگے۔

گفت "نادر در جہاں بے چارہ بود　　از غم دین و وطن آوارہ بود

معانی......: بے چارہ: عاجز، بدنصیب۔ آوارہ: گیا گزرا، بے مقصد کھومنے والا۔

ترجمہ و تشریح......: اس نے کہا "نادر دنیا میں بے یار و مددگار ہے۔ دین اور وطن کے غم میں مضطرب ہی رہا۔"

کوہ و دشت از اضطرابم بے خبر　　از غمان بے حسابم بے خبر

معانی......: اضطرابم: میری بے قراری۔ غمان: جمع غم، دکھ۔ بے حساب: جس کا کوئی شمار نہ ہو۔

ترجمہ و تشریح......: پہاڑ اور جنگل میرے اضطراب سے بے خبر ہیں۔ میرے بے حساب غموں کی انہیں خبر ہی نہیں۔

نالہ با بانگ ہزار آمیختم　　اشک با جوے بہار آمیختم

معانی......: بانگ: آواز، نغمہ، چہچہا۔ ہزار: ہزار داستان یعنی بلبل۔ آمیختم: میں نے ملایا۔ جو: ندی۔ بہار: موسم بہار۔

ترجمہ و تشریح......: میں نے بلبل کے نغمے کے ساتھ اپنی فریاد کو ملایا۔ بہار کی ندی کے ساتھ میں نے اپنے آنسو ملا لئے۔

غیر قرآں غمگسار من نہ بود　　قوتش ہر باب رابر من کشود

معانی...... غمگسار: غم کھانے والا، ہمدرد۔ ہر باب را: مراد تمام رکاوٹوں یا مسائل کو۔ کشود: کھول دیا۔

ترجمہ و تشریح...... سوائے قرآن کریم کے کوئی اور میرا غمگسار نہ تھا۔ اس کی طاقت نے مجھ پر (کامیابی کے) تمام دروازے کھول دیئے۔

گفتگوے خسرو والا نژاد　　باز بامن جذبہ سرشار داد

معانی...... خسرو: بادشاہ، ایران کے ایک قدیم بادشاہ کا نام۔ والا: اعلیٰ عظمت والا۔ نژاد: نسل، خاندان۔ جذبہ سرشار: بے خود اور مست بنانے والا جذبہ۔

ترجمہ و تشریح...... اس اعلیٰ خاندان والے بادشاہ کی باتوں نے ایک مرتبہ پھر مجھے بے خود بنا دینے والا جذبہ عطا کیا۔ (دوبارہ جذبے سے سرشار کردیا)۔

وقت عصر آمد صداے الصلوٰت　　آں کہ مومن راکند پاک از جہات

معانی...... صدا: آواز، اذان۔ الصلوات: نماز۔ جہات: جہت کی جمع، طرف، حد، مطلب یہ کہ اس (نماز) میں ادنیٰ و اعلیٰ اور غلام و آقا میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔

ترجمہ و تشریح...... سہ پہر کے وقت اذان کی آواز سنائی دی (وہ آواز) جو مومن (اور سچے مسلمان کو) حدود سے بے نیاز کردیتی ہے۔

انتہاے عاشقاں سوز و گداز　　کردم اندر اقتداے او نماز

معانی...... انتہا: انجام، حد، یہاں مراد مقصد اعلیٰ دوسرا مطلب عشق کی آخری حد۔ عاشقاں: عاشق کی جمع۔ اقتدار: پیروی، کسی کے پیچھے چلنا۔

ترجمہ و تشریح...... عاشقوں کی انتہا سوز و گداز ہے۔ میں نے اس (نادر شاہ) کی امامت میں نماز ادا کی۔

راز ہاے آں قیام و آں سجود　　جزم بزم محرماں نتواں کشود!

معانی...... راز ہا: راز کی جمع۔ قیام: نماز میں کھڑے ہونا۔ سجود: سجدہ۔ بزم: واقفوں کی محفل میں۔ بہ: میں۔ بزم: محفل۔ محرماں: جمع محرم، واقف حال، شناسا۔ نتواں کشود: نہیں کھل سکتے۔

ترجمہ و تشریح...... (نماز کے) قیام اور سجدے کے راز سوائے اپنے (ہم مزاج) واقف کاروں کی محفل کے اور کہیں نہیں (کھل پاتے) بیان کئے جاسکتے۔

برمزارشہنشاہ بابر خلد آشیانی

(جنت میں مقام رکھنے والے شہنشاہ بابر کے مزار پر)

معانی...... مزار: آرام گاہ۔ شہنشاہ: مخفف شاہان شاہ، شاہ شاہاں، بادشاہوں کا بادشاہ، بہت بڑا بادشاہ۔ بابر: برصغیر پاکستان و ہند میں مغلیہ خاندان کی حکومت کا بانی، ظہیر الدین بابر، تاریخ ولادت 1482ء وفات 1530ء فرغانہ (ترکستان) اس کا مولد ہے 1562ء میں پانی پت کی پہلی لڑائی کے بعد اس نے سلطنت قائم کی اور مغلیہ سلطنت کا آغاز ہوا۔ خلد: بہشت۔ آشیانی: آشیانے یعنی ٹھکانے والا، وہ شخص جس کا ٹھکانا بہشت میں ہو۔ خلد آشیانی، مرنے کے بعد کا لقب۔

بیا کہ ساز فرنگ از نوا بر افتاد است درون پردہ او نغمہ نیست، فریاد است !

معانی:...... بیا: آ۔ ساز: فرنگ کا ساز، ساز سے مراد یہاں اقتدار ہے۔ نوا: آواز، لے، نغمہ۔ برافتادن: گر پڑنا، یہاں مراد بے سری ہونا، بے تال ہونا، مفہوم یہ ہے کہ انگریز کا) اقتدار اب ڈانواڈول ہے۔ پردہ: موسیقی کی اصطلاح میں سرتال، لے، آہنگ، حجاب، اوٹ۔

ترجمہ و تشریح:...... آ کہ انگریز کے ساز کی آواز بے سری ہوگئی ہے۔ (بغیر نغموں کے پڑا ہے) اس کے سرتال میں نغمہ نہیں (بلکہ) فریاد ہے۔

زمانہ کہنہ بتاں را ہزار بار آراست من از حرم نگزشتم کہ پختہ نیاد است

معانی:...... کہنہ: پرانے۔ حرم: بلفظی معنی چاردیواری، یہاں مراد حرم کعبہ، دوسرا مطلب مذہب اسلام۔ نگذشتم: میں نہیں گزرا۔ پختہ: مضبوط۔

ترجمہ و تشریح:...... دنیا نے ہزاروں بار پرانے بتوں کو سجایا ہے (لیکن) میں حرم سے باہر نہیں نکلا میں نے حرم کو نہیں چھوڑا کیونکہ اس کی بنیاد مضبوط ہے۔

درفش ملت عثمانیاں دوبارہ بلند چہ گوئمت کہ بہ تیموریاں چہ افتاد است !

معانی:...... درفش: پرچم، جھنڈا۔ عثمانیاں: جمع عثمانی، مراد ترک۔ گوییمت: تجھے کہوں۔ تیموریاں: جمع تیموری مراد مغلیہ خاندان۔ افتاداست: مصیبت پڑی ہے۔

ترجمہ و تشریح:...... عثمانیوں (ترک قوم) کا پرچم دوبارہ بلند ہوا۔ تجھے میں کیا بتاؤں کہ تیموریوں پر کیا مصیبت پڑی۔

خوشا نصیب کہ خاک تو آمید انیجا کہ ایں زمیں ز طلسم فرنگ آزاد است !

معانی:...... خوشا نصیب: بہت اچھا نصیب ہے۔ آرمید: آرام کیا۔ طلسم: جادو، یہاں مراد غلبہ، حکومت، اقتدار۔ فرنگ: انگریز۔

ترجمہ و تشریح:...... تو کیسا خوش نصیب ہے کہ تیرا جسد خاکی اس سرزمین میں آرام کر رہا ہے کیونکہ یہ سرزمین (کابل) انگریز کے طلسم سے محفوظ ہے۔ (اس پر انگریزوں کا قبضہ نہیں ہے، آزاد ہے)

ہزار مرتبہ کابل نکوتر از دلی است 'کہ آں عجوزہ عروس ہزار داماد است'

معانی:...... نکوتر: اچھا، بہتر۔ دلی: دلی شہر، جس پر انگریزوں کا قبضہ تھا۔ عجوزہ: بڑھیا کھوسٹ بڑھیا۔ عروس: ہزار شوہر والی دلہن۔ اس شعر کا دوسرا مصرعہ حافظ کے اس شعر سے لیا گیا ہے، جس میں اس نے دنیا کی بے بتائی کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس دنیا میں آج کوئی اقتدار و عروج پر ہے تو کل کوئی بالکل اسی طرح جیسے ایک عورت آج ایک شوہر کرے اور کل اسے چھوڑ کر کوئی اور کر لے۔

ترجمہ و تشریح:...... کابل دلی سے ہزار بار بہتر ہے کیونکہ یہ بڑھیا (دلی) ہزاروں شوہروں والی دلہن ہے۔

درون دیدہ نگہ دارم اشک خونیں را کہ من فقیرم و ایں دولت خداداد است !

معانی:...... دیدہ: نگاہ، آنکھ۔ نگہ دارم: میں سنبھال رہا ہوں، حفاظت کر رہا ہوں۔ اشک: آنسو۔ خونین: خون والے۔ من فقیرم: میں فقیر ہوں، درویش ہوں۔

ترجمہ و تشریح:...... میں (اپنے) خون کے آنسو (اپنی) آنکھوں ہی میں سنبھالے ہوئے ہوں۔ کیونکہ میں مفلس ہوں اور یہ دولت (آنسو) خدا کی عطا کردہ دولت ہے۔

اگرچہ پیر حرم ورد لاالہ وارد کجا نگاہ کہ برند تر ز پولاد است !

معانی......: بوڑھا: بزرگ۔ پیر: بوڑھا۔ حرم: حرم کعبہ، چاردیواری۔ ورد: کلمہ طیبہ بار بار پڑھنا جس کا مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر چہ ورد تو توحید کا کر رہے ہیں لیکن ڈر غیر اللہ سے رہے ہیں۔ وارد: رکھتا ہے۔ کجا: کہاں، مراد نہیں ہے۔ برندہ تر: زیادہ کاٹ کرنے والی۔

ترجمہ و تشریح......: اگر چہ پیر حرم لا الہ کا ورد کر رہا ہے مگر اس میں وہ نگاہ کہاں جو فولاد سے بھی زیادہ کاٹ کرنے والی ہو۔ (جو تلوار سے تیز تر ہو)

سفر بہ غزنی و زیارت مزار حکیم سنائیؒ

(غزنی کا سفر اور حکیم سنائی کے مزار کی زیارت)

از نواز شہائے سلطان شہید　　صبح و شام، صبح و شام روز عید

معانی......: حکیم: حکیم سنائی کی آخری آرام گاہ، قبر۔ حکیم سنائی: ایران کے مشہور صوفی شاعر 545ھ/1150 پورا نام ابوالمجد مجدد بن آدم، سنائی تخلص۔ اس شاعر کے کلام سے مولانا روم نے فیض حاصل کرنے کا اعتراف کیا ہے۔

معانی......: نوازشہا: جمع نوازش، مہربانی، لطف وعنایت، توجہ۔ سلطان شہید: سلطان نادر شاہ۔

ترجمہ و تشریح......: سلطان شہید کی مہربانیوں کی وجہ سے میری صبح اور شام ایسے ہی تھی جیسے عید کے دن کی صبح اور شام ہو۔

نکتہ سنج خاوراں ہندی فقیر　　میہمانِ خسرو کیواں سریر !

معانی......: نکتہ: گہری بات، باریک بات۔ سنجیدن: تولنا محاورے میں مراد کہنا۔ خاوراں: مشرق، سرزمین مشرق۔ میہمان: مہمان۔ خسرو: بادشاہ، یہاں مراد نادر شاہ افغان۔ کیواں: بہت بلند ستارہ زحل۔ سریر: تخت۔

ترجمہ و تشریح......: مشرق (کی سرزمین) کا نکتہ سنج اور ہندی فقیر (یعنی اقبال) کیواں کی سی بلندی رکھنے والے (بلند مرتبت) تخت کے بادشاہ کا مہمان تھا۔

تاز شہر خسروی کردم سفر　　شد سفر بر من سبک تراز حضر

معانی......: شد: ہوا، ہوگیا۔ سبک تر: بہت ہلکا، بہت آسان، بہت آرام دہ۔ حضر: سفر کی ضد، کسی ایک جگہ مقیم رہنا۔

ترجمہ و تشریح......: جب میں نے دارالحکومت (کابل) سے سفر کیا تو یہ سفر میرے لئے قیام سے زیادہ آسان تھا۔

سینہ بکشادم بآں بادے کہ پار　　لالہ رست از فیض او در کوہسار

معانی......: بکشادم: میں نے کھولا۔ بادے کہ: ہوا جو۔ پار: گزشتہ سال۔ رست: اگا۔ فیض: فائدہ، بھلائی۔

ترجمہ و تشریح......: میں نے اس ہوا سے (اپنے سینے کو کھولا جس (ہوا) سے گزشتہ برس پہاڑوں پر لالہ کے پھول آگے تھے۔

آہ غزنی آں حریم علم و فن　　مرغزار شیر مردان کہن

معانی......: حریم: چاردیواری، گھر۔ مرغ: سبزہ خودرو۔ زار: لاحقہ بمعنی جگہ یعنی سبزہ زار۔ شیر مرداں: شیر مرد کی جمع بمعنی بہت بہادر، بہت دلیر۔ کہن: پرانا، قدیم۔

ترجمہ و تشریح......: افسوس وہ غزنی (جو کبھی) علم وفن کا گہوارہ (اور) پرانے شیر مردوں کا مرغزار تھا۔

دولت محمود را زیبا عروس　　از حنا بندان او دانائے طوس !

معانی......: دولت محمود: محمود کی سلطنت، مراد ہے محمود غزنوی، مشہور مسلمان بادشاہ جس نے اس برصغیر پر کئی حملے کئے۔ 388/998 میں تخت نشین ہوا اور 412/1030 میں وفات پائی۔ زیبا: حسین، خوبصورت۔ عروس: دلہن۔ حنا: مہندی۔ بنداں: بند کی جمع بمعنی لگانے والا۔ دانائے طوس: طوس کا دانشمند۔ دانا: عاقل، دانشمند، حکیم۔ طوس: ایران کا ایک شہر، یہاں مراد مشہور ایرانی شاعر فردوسی طوسی ہے۔ جس نے ساٹھ ہزار اشعار پر مشتمل شاہنامہ لکھا ولادت 323 اور 340 کے درمیان، وفات 411ھ 4161ھ۔

ترجمہ و تشریح......: جو محمود غزنوی کی سلطنت کے لئے حسین دلہن (دارالخلافہ) تھی جس (دلہن) کے ہاتھوں پر مہندی لگانے والوں میں سے ایک دانا طوس (فردوسی طوسی) بھی تھا۔ (فردوسی اس کی زیب و زینت میں اضافہ کا باعث بنا۔)

خفتہ در خاکش حکیم غزنوی   از نوائے او دل مرداں قوی

معانی......: خاکش: اس کی خاک، اس کی سرزمین۔ حکیم: حکیم غزنوی سے مراد مشہور شاعر سنائی غزنوی ہیں۔ نوائے او: اس کا ترانہ، اس کا نغمہ یعنی شاعری۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی خاک میں حکیم غزنوی جیسا بلند مرتبہ سویا پڑا ہے۔ (ایسی شخصیت) جس کے ترانے سے بہادروں کے دل (اور بھی) قوی ہوتے ہیں۔

آں، حکیم غیب، آں صاحب مقام   ترک جوش، رومی از ذکرش تمام

معانی......: حکیم غیب: غیب کا جاننے والا (سنائی)۔ صاحب مقام: مقام والا، مرتبہ و عظمت والا، مولانا روم کی نیم پختگی۔ ترک جوش: یخنی یا ایسی خوراک جس میں گوشت نیم پختہ ہو۔ رومی: مولانا روم، مراد یہ کہ مولانا روم کی فکر میں پختگی حکیم سنائی کے شعر و فکر کے مطالعہ کے آئی۔ ذکرش: اس کا ذکر۔

ترجمہ و تشریح......: وہ حکیم غیب (اور) وہ بلند مرتبہ شخصیت (ایسی ہے) جس کے ذکر سے مولانا روم جیسی ہستی کی نیم پختگی کمال کو پہنچی۔

من ز پیدا، او ز، پنہاں، در سرور   ہر دو را سرمایہ از ذوق حضور

معانی......: سرور: مستی۔ ذوق: لطف، یہاں مراد جذبہ۔ حضور: حاضری، موجودگی، مجلس، دربار۔

ترجمہ و تشریح......: میں ظاہر کی بات کرتا ہوں اور وہ (سنائی) پوشیدہ سے سرور میں ہے، ہم دونوں کا سرمایہ ذوق حضور سے ہے۔

او نقاب از چہرہ ایماں کشود   فکر من تقدیر مومن وانمود

معانی......: کشود: کھولا۔ وانمود: دکھایا، ظاہر کیا۔

ترجمہ و تشریح......: اس (سنائی) نے ایمان کے چہرے سے نقاب اٹھایا۔ میری فکر نے مومن کی تقدیر کو ظاہر کر دیا۔

ہر دو از حکمت قرآں سبق   او ز حق گوید من از مردان حق

معانی......: مردان: جمع مرد، لوگ۔ حق: حقیقت، خدا، یعنی اللہ کے خاص بندے۔

ترجمہ و تشریح......: (ہم) دونوں نے قرآن کریم کی حکمت سے سبق لیا ہے۔ وہ (سنائی) حق کے بارے میں کہتا ہے اور میں مردان حق کے متعلق بات کرتا ہوں۔

در فضائے مرقد او سوختم   تا متاع نالہ اندوختم

معانی......: فضا: کھلی جگہ، میدان۔ مرقد: قبر، مزار۔ سوختم: میں جل گیا، مجھ میں سوز و گداز پیدا ہوا۔ متاع: دولت، کمائی۔ نالہ: نالہ و

درد۔اندوختم: میں نے کمائی، میں نے حاصل کی۔

ترجمہ و تشریح...... میں اسکے مزار کی فضا میں جل اٹھا، جب کہیں جا کر میں نے ایک نالہ کی کمائی حاصل کی۔ (متاع جمع کی)

گفتم اے بینندہ اسرار جاں		برتو روشن ایں جہان و آں جہاں

معانی...... بینندہ: دیکھنے والا۔ اسرار: جمع سر، بمعنی بھید، پوشیدہ بات۔ جاں: روح تصوف کی اصطلاح میں باطنی احوال کو بھی کہتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح...... میں نے (اس سے) کہا کہ اے روح کے بھیدوں کو دیکھنے والے، تجھ پر یہ دنیا (بھی) اور وہ دنیا (آخرت) بھی روشن ہے۔

عصر ماوا رفتہ آب و گل است		اہل حق را مشکل اندر مشکل است

معانی...... عصرما: ہمارا زمانہ، جدید۔ وارفتہ: عاشق ہونا، فریفتہ ہونا۔ آب وگل: پانی اور مٹی یا کیچڑ یعنی مادیت، دوسرے لفظوں میں جدید مادیت پرست۔

ترجمہ و تشریح...... ہمارا زمانہ آب وگل (مادیت) پر فریفتہ ہے اہل حق مشکل در مشکل میں پڑے ہیں۔

مومن از افرنگیاں دید آنچہ دید		فتنہ ہا اندر حرم آمد پدید

معانی...... دید: دیکھا۔ آنچہ: جو کچھ۔ دیدن: دیکھنا۔ آمد پدید: ظاہر ہوئے، سامنے آئے۔

ترجمہ و تشریح...... مومن نے انگریزوں سے جو کچھ دیکھا سو دیکھا۔ ان کی وجہ سے حرم کے اندر فتنے اٹھ کھڑے ہوئے۔

تا نگاہ و ادب از دل نخورد		چشم اور اجلوہ افرنگ برد

معانی...... خورد: کھایا۔ جلوہ: ظاہر ہونا، نمودار ہونا، نظارہ۔ افرنگ: انگریز۔ برد: لے گیا، لے گئی۔

ترجمہ و تشریح...... چونکہ اس (مومن) کی نگاہ نے ادب دل سے حاصل نہیں کیا، اس لئے اس کی آنکھ جلوہ افرنگ سے چندھیا گئی۔

اے حکیم، غیب، امام عارفاں		پختہ از فیض تو خام عارفاں

معانی...... پختہ: مہارت، مضبوطی استحکام۔ خام: عارفوں کی خامی/کوتاہی۔

ترجمہ و تشریح...... اے غیب کے جاننے والے، عارفوں کے سردار، (سنائی) تیرے فیض سے خام عارفوں نے پختگی پائی۔

آنچہ اندر پردہ غیب است گوے
بوکہ آب رفتہ باز آید بجوے

معانی...... بوکہ: ممکن ہے کہ/شاید کہ۔ آب رفتہ: گیا ہوا یا گزرا ہوا پانی۔

ترجمہ و تشریح...... جو کچھ غیب کے پردے میں ہے وہ بیان کر، ممکن ہے (اس طرح) آگے گزرا ہوا پانی پھر ندی میں واپس آ جائے۔ (اسلام کے دور رفتہ کی طرف اشارہ ہے)۔

روح حکیم سنائیؒ از بہشت بریں جواب می دہد

(حکیم سنائی کی روح بہشت بریں سے جواب دیتی ہے)

راز دان خیر و شر گشتم زفقر　　زندہ و صاحب نظر گشتم زفقر

معانی...... رازدان: پوری طرح آگاہ۔ گشتم: میں ہوگیا، میں بن گیا۔ فقر: مراد دنیا کا غلام ہونے کی بجائے خدائے وحدہ، لا شریک کی بندگی اختیار کرنا۔ صاحب: والا۔

ترجمہ و تشریح...... فقر مجھے خیر اور شر کا راز داں بنا دیا، فقر ہی کی بدولت مجھے زندہ و صاحب نظر کر دیا۔

یعنی آں فقرے کہ داند راہ را　　بیند از نور خودی اللہ را

معانی...... راہ: راہ حقیقت۔ نور: روشنی۔ خودی: علامہ کے بقول خودی کا مفہوم محض احساس نفس یا تعین ذات ہے۔

ترجمہ و تشریح...... وہ فقر جو راہ سے باخبر ہے جو خودی کے نور سے اللہ کا دیدار کرتا ہے۔ (دیکھتا ہے)

اندرون خویش جوید لا الہ　　در تہ شمشیر گوید لا الہ

معانی...... اندرون: اپنا باطن۔ جوید: تلاش کرتا ہے۔ در تہ شمشیر: تلوار کے نیچے۔

ترجمہ و تشریح...... وہ (فقر) اپنے باطن میں لا الہ کو تلاش کرتا ہے (اور) تلوار تلے (آ کر بھی) وہ لا الہ کا ورد کرتا ہے۔

فکر جاں کن چوں زناں برتن متن　　ہمچو مرداں گوے درمیداں فگن

معانی...... زناں: زن کی جمع بمعنی عورتیں۔ بر: پر۔ تن: جسم، ظاہر۔ متن: مت اکڑ، مت بن۔ گوے: ایک گیند۔ فگن: مخفف افگن۔ پھینکنا، ڈالنا رکھنا۔

ترجمہ و تشریح...... تو روح (باطن) کی طرف توجہ کر، عورتوں کی طرح جسم یعنی ظاہر (کی خوبصورتی) پر مت اکڑ بلکہ مردوں کی طرح میدان میں آ کر بازی لگا۔ (مرد میدان بن)

سلطنت اندر جہان آب و گل　　قیمت او قطرہ از خون دل

معانی...... قطرہ: ایک قطرہ۔ از خود دل: دل کے خون کا۔

ترجمہ و تشریح...... اس مادی دنیا میں سلطنت کی قیمت صرف خون دل کا ایک قطرہ ہے۔

مومناں زیر سپہر لاجورد　　زندہ از عشق اند نے از خواب و خورد

معانی...... زیر سپہر: نیلے آسمان کے نیچے، اس دنیا میں۔ از خواب و خورد: سونے اور کھانے پینے سے۔

ترجمہ و تشریح...... مومن نیلے آسمان کے نیچے عشق سے زندہ ہیں، سونے اور کھانے پینے سے نہیں۔

می ندانی عشق و مستی از کجاست؟　　ایں شعاع آفتاب مصطفیٰ ست

معانی...... می ندانی: تو نہیں جانتا تجھے علم نہیں ہے۔ از کجاست: کہاں سے ہے، کہاں سے آتی ہے/آتے ہیں۔ آفتاب کی شعاع: سورج کی کرن۔

ترجمہ و تشریح...... کیا تو نہیں جانتا کہ عشق اور مستی کہاں سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ (عشق و مستی) حضور سرور کونین صلی اللہ

علیہ وسلم کے آفتاب کی شعاع ہے۔

زندہ تا سوز او درجان تست　　ایں نگہ دارندہ ایمان تست

معانی...... در: میں۔ جان: روح۔ تست: تو است کا مخفف بمعنی تیری ہے/ تیرا ہے۔ نگہ دارندہ: نگہبان، محافظ۔ نگاہ داشتن: حفاظت کرنا، سنبھال کر رکھنا۔

ترجمہ و تشریح...... تو اس وقت تک زندہ ہے جب تک اس (آفتاب) کی تپش تیری روح میں ہے۔ یہ تپش تیرے ایمان کی محافظ ہے۔

باخبر شو از رموز آب و گل　　پس بزن بر آب و گل اکسیر دل

معانی...... رموز: بھید۔ بزن: مار، لگا۔

ترجمہ و تشریح...... مادیت کے اسرار سے باخبر ہو جا پھر دل کی کیمیا اس آب وگل (مادیت) پر لگا۔

دل ز دیں سرچشمہ ہر قوت است　　دیں ہم از معجزات صحبت است

معانی...... معجزات: جمع معجزہ، وہ خرق عادت جو کسی پیغمبر سے ظاہر ہو۔ صحبت: رفاقت، ربط ضبط، گفتگو، قربت۔

ترجمہ و تشریح...... دین ہی سے دل ہر قوت کا سرچشمہ ہے۔ دین سراسر صحبت کے معجزوں میں سے ہے۔

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر　　علم و حکمت از کتب، دیں از نظر

معانی...... دین مجو: دین مت تلاش کر۔ دیں از نظر: دین نظر سے مکمل۔

ترجمہ و تشریح...... اے بے خبر کتابوں میں دین مت تلاش کر۔ عقل و دانش کی باتیں کتابوں سے حاصل ہوتی ہیں، لیکن دین کا تعلق نظر سے ہے۔

بو علی دانندہ آب و گل است　　بے خبر از خستگیہائے دل است

معانی...... بوعلی: مشہور ایرانی فلسفی و مفکر، طبیب (ولادت 370 / 981 کے لگ بھگ، وفات 428 / 1037) یہاں ایک فلسفی کی علامت کے طور پر آیا ہے۔ دانندہ: جاننے والا۔ آب وگل: مراد مادی دنیا۔ خستگیہائے: جمع خستگی بمعنی زخم یعنی سوز و گداز۔ خستن: زخمی کرنا، زخمی ہونا۔

ترجمہ و تشریح...... بوعلی آب وگل سے باخبر ہے لیکن دل کے سوز و تپش سے وہ واقف نہیں۔

نیش و نوش بو علی سینا بہل　　چارہ ساز یہائے دل از اہل دل

معانی...... نیش: ڈنک، زہر۔ نوش: شہد، مشروب۔ بوعلی سینا: مشہور ایرانی فلسفی اور مفکر و طبیب۔ بہل: چھوڑ۔ چارہ: علاج۔

ترجمہ و تشریح...... بوعلی سینا کے نشتر اور دوایاں کو چھوڑ۔ دل کی چارہ گری تو اہل دل کے پاس ہے۔

مصطفیٰ بحر است و موج او بلند　　خیز و ایں دریا بجوے خویش بند

معانی...... خیز: اٹھ۔ بجوے خویش: اپنی ندی میں۔ بند: سمو لے، بند کر لے۔

ترجمہ و تشریح...... حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمندر ہیں اور اس سمندر کی موجیں بلند ہیں تو اٹھ اور اس دریا کو اپنی ندی میں سمیٹ لے۔

مدتے　برساحلش　پیچیدہ　لطمہ ہائے موج او نادیدہ

معانی...... : برساحلش: اس کے کنارے پر۔ پیچیدہ: تو نے پیچ و تاب کھایا ہے۔ لطمہ ہا: جمع لطمہ، تھپیڑے۔ موج: لہر۔ نادیدہ: تو نے نہیں دیکھے ہیں، تو نے نہیں کھائے ہیں۔

ترجمہ و تشریح...... : تو ایک مدت تک اس بحر کے کنارے گھومتا رہا ہے (یا آرام پذیر رہا ہے)، تو نے اس بحر کی موجوں کے تھپیڑے کھائے ہی نہیں۔

یک زماں خود را بدریا در فگن تا روان رفتہ باز آید بہ تن

معانی...... : در فگن: پھینک ڈال، کود جا۔ روان: روح۔ رفتہ: گئی ہوئی، یہاں مراد نکلی ہوئی۔ رفتن: جانا۔ باز آید: پھر آئے، لوٹ آئے۔

ترجمہ و تشریح...... : کچھ دیر کے لئے اس دریا میں کود جا تاکہ تیری گئی ہوئی جان دوبارہ تیرے بدن میں واپس آ جائے۔

اے مسلماں جز براہ حق مرد نا امید از رحمت عامے مشو

معانی...... : مرد: مت چل۔ رفتن: جانا، چلنا۔ مشو: مت ہو۔

ترجمہ و تشریح...... : اے مسلمان راہ حق کے سوا کسی دوسری راہ پر مت چل، (اللہ کی) رحمت عام سے مایوس نہ ہو۔

پردہ بگذار آشکارائی گزیں تا بہ لرزد از سجود تو زمیں

معانی...... : پردہ: حجاب، پوشیدگی، چھپ کر رہنا۔ بگذار: چھوڑ۔ آشکارائی: آشکار ہونا، ظاہر ہونا۔ بہ لرزد: کانپ اٹھے، لرز اٹھے۔

ترجمہ و تشریح...... : پردہ چھوڑ اور باہر نکل، آشکارائی اختیار کر تاکہ تیرے سجدے سے زمین کانپ اٹھے۔

دوش دیدم فطرت بیتاب را روح آں ہنگامہ اسباب را

معانی...... : دوش: کل رات، گزری ہوئی۔ فطرت: نیچر، قدرت۔ بے تاب: جس میں طاقت نہ ہو، مراد بے چین، بے قرار۔ ہنگامہ، رونق، مجمع، انبوہ، غوغا، شورش۔ اسباب: جمع سبب بمعنی وجود، کسی کام کو کرنے یا ہونے کی وجود، واحد ہو تو بمعنی سامان۔

ترجمہ و تشریح...... : کل رات میں نے بے قرار فطرت کو دیکھا یعنی اس ہنگامہ اسباب کی روح کو دیکھا۔

چشم او بر زشت و خوب کائنات در نگاہ او غیوب کائنات

معانی...... : زشت: برائی، برا، بدی۔ خوب: اچھائی، اچھا، نیکی۔ غیوب: غیب کی جمع، بمعنی پوشیدہ، چھپی ہوئی۔

ترجمہ و تشریح...... : اس کی آنکھ کائنات کے خوب و ناخوب پر ہے۔ کائنات کی پوشیدہ اشیاء بھی اس کی نگاہ میں ہیں۔

دست او با آب و خاک اندر ستیز آں بہم پیوستہ و ایں ریز ریز

معانی...... : اندر ستیز: بر سر پیکار، کشمکش میں، یہاں مراد بے حد مصروف۔ آن: وہ، یعنی مٹی۔ بہم پیوستہ: باہم مل گئے تھے، یک جان ہو گئے تھے، باہم گندھ گئے تھے۔

ترجمہ و تشریح...... : اس کے ہاتھ مٹی اور پانی میں غلطاں تھے۔ وہ تو دونوں (مٹی اور پانی) باہم گندھ گئے تھے اور وہ (فطرت) تھک کر چور ہو گئی تھی۔

گفتمش در جستجوے کیستی ؟ در تلاش تار و پوے کیستی ؟

معانی...... : گفتمش: میں نے اس (فطرت) سے کہا۔ جستجو: تلاش۔ کیستی: کس کی ہے تو، تو کون ہے۔ تلاش: جستجو، کھوج۔ تار: تانا، وہ تار یا دھاگا جو کسی کپڑے کی بنت میں لمبائی میں ہو۔ پو: مخفف ہے پود کا بمعنی بانا جو کپڑے کی چوڑائی میں آتا ہے (تانا بانا)۔

ترجمہ و تشریح...... : میں نے پوچھا: تو کس کی تلاش میں ہے اور کس کا تانا بانا تو تلاش کر رہی ہے؟

گفت از حکم خدائے ذو المنن آدمے نو سازم از خاک کہن

معانی...... ذو: صاحب، والا، مالک۔ منن: منت کی جمع، بمعنی احسان، مہربانیاں۔ آدم نو: ایک نیا آدم بنا رہی ہوں، ایک نیا آدم بناؤں گی۔

ترجمہ و تشریح......اس نے کہا: میں خدائے مہربان کے حکم سے پرانی خاک سے ایک نیا آدم بنا رہی ہوں۔

مشت خاکے را بصد رنگ آزمود پے بہ پے تابید و سنجید و فزود

معانی...... بصد رنگ: سو طرح سے۔ سو انداز سے آزمود: آزمایا، پرکھا، جانچا۔ پے بہ پے: مسلسل۔ پے بہ پے: لفظی معنی پاؤں پر پاؤں۔ تابید: التاسیدھا کی۔ سنجید: تولا، وزن کیا، مراد جانچا پرکھا۔ فزود: اضافہ کیا، بڑھایا۔

ترجمہ و تشریح...... چنانچہ اس (فطرت) نے مٹھی بھر خاک کو سو انداز سے جانچا پرکھا، اسے مسلسل التاسیدھا کیا، تولا جانچا اور اس میں (کچھ) اضافہ کیا۔

آخر اورا آب و رنگ لالہ داد لا الہ اندر ضمیر او نہاد

معانی...... نہاد: رکھا یہاں مراد پھونکا۔ نہادن: رکھنا۔

ترجمہ و تشریح...... تب کہیں جا کر اس (خمیر آب و خاک) کو اس نے لالہ کے سے رنگ اور چمک سے نوازا، پھر اس کے ضمیر میں لا الہ رکھ دیا۔

باش تا بینی بہار دیگرے از بہار پاستاں رنگیں ترے

معانی...... باش: رک، رک جا، ٹھہر جا۔ بنی: تو دیکھ لے، تو دیکھے۔ بہار دیگرے: ایک نئی بہار، ایک اور بہار، ایک دوسری بہار۔ پاستان یا باستان: قدیم، پرانی، گزشتہ۔ رنگین: زیادہ رنگین، جو زیادہ رنگوں کی حامل ہو۔

ترجمہ و تشریح...... ذرا رک جا تا کہ تو ایک دوسری بہار دیکھ لے جو قدیم کی بہار سے کہیں زیادہ رنگین ہو۔

ہر زماں تدبیر ہا دارد رقیب تا نگیری از بہار خود نصیب

معانی...... تدبیر ہا: تدبیر کی جمع، بمعنی منصوبے، حیلے: دارد رکھتا ہے۔ رقیب: لفظی معنی نگہبان، محافظ یہاں مراد شیطان ابلیس۔ نگیری: تو نہ لے سکے، تو حاصل نہ کرے یا حاصل نہ کر سکے۔

ترجمہ و تشریح...... ہر لحہ رقیب تدبیروں میں لگا رہتا ہے تا کہ تو اپنی بہار سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔

بر درون شاخ گل دارم نظر غنچہ ہا را دیدہ ام اندر سفر!

معانی...... درون: اندر، میں۔ شاخ: ٹہنی۔ دارم نظر: میں نظر رکھتا ہوں، میں دیکھتا ہوں، میں دیکھتی ہوں۔ دیدہ ام: میں نے دیکھا ہے۔ دیدن: دیکھنا۔

ترجمہ و تشریح......میری نظریں پھول کی شاخ کے اندر جھانک لیتی ہیں۔ میں نے کلی کے پھول بننے تک کے سفر کو دیکھا ہے۔

لالہ را در وادی و کوہ و دمن از دمیدن باز نتواں داشتن

معانی...... از دمیدن: اگنے سے، پھوٹنے سے۔ نتواں: نہیں۔ باز داشتن: باز رکھنا۔

ترجمہ و تشریح......لالہ کو وادی، پہاڑ اور دامن میں اگنے سے روکا نہیں جا سکتا۔

بشنود مردے کہ صاحب جستجو است نغمہ را کو ہنوز اندر گلو است!

معانی......: بشنود: سن لیتا ہے، سنتا ہے۔ صاحب: مالک، والا۔ جستجو: تلاش۔ نغمہ را: ایسے نغمے۔ اندر گلو: گلے میں۔

ترجمہ و تشریح......: صاحب جستجو انسان ایسا نغمہ بھی سن لیتا ہے جو ابھی گلے ہی میں ہے۔

بر مزار سلطان محمود علیہ الرحمۃ

(سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر)

خیزد از دل نالہ ہا بے اختیار آہ! آں شہرے کہ اینجا بود پار!

معانی......: خیزد: اٹھتا ہے، اٹھتی ہے، نکلتا ہے۔ آں: وہ۔ شہرے: ایک شہر، خاص شہر۔ پار: ماضی میں، لفظی معنی پچھلے برس۔

ترجمہ و تشریح......: دل سے بے اختیار نالے سر اٹھانے لگتے ہیں کہ افسوس وہ شہر جو یہاں کل (قدیم میں) آباد تھا (کہاں گیا)

آں دیار و کاخ و کو ویرانہ ایست آں شکوہ و فال و فر افسانہ ایست

معانی......: دیار: رہنے کی جگہ، شہر، ملک۔ کاخ: محل۔ کو: کوچہ۔ ویرانہ: ویران جگہ۔ شکوہ: شان، دبدبہ۔ فال: نشانہ، علامت یہاں مراد عظمت۔ فر: شوکت، بھڑک۔ افسانہ: قصہ کہانی۔

ترجمہ و تشریح......: وہ شہر اور محل اور کوچے سب ویرانے بن گئے ہیں۔ وہ شان و شوکت اب قصہ کہانی بن گئی ہے۔

گنبدے! در طوف او چرخ بریں تربت سلطان محمود است ایں!

معانی......: طوف او: اس کے گرد چکر کاٹنے، طواف کرنے۔

ترجمہ و تشریح......: ایک گنبد ہے جس کا طواف آسمان کر رہا ہے یہ سلطان محمود کی قبر (مزار) ہے۔

آنکہ چوں کودک لب از کوثر بشست گفت در گہوارہ نام او نخست!

معانی......: کودک: بچہ۔ کوثر: یہاں مراد، دودھ ہے۔ لب: ہونٹ۔ کوثر: بہشت کی ایک ندی کا نام۔ بشت: دھویا۔ گہوارہ: جھولا۔ نخست: نوٹ: یہ شعر فردوسی کے اس شعر سے ماخوذ ہے: چو کودک لب از شیر مادر بشست بگہوارہ محمود گوید نخست۔

ترجمہ و تشریح......: وہ (محمود کہ) جب کوئی بچہ دودھ سے اپنے ہونٹ دھوتا تو جھولے میں سب سے پہلے اس (محمود) کا نام لیتا۔

برق سوزاں تیغ بے زنہار او دشت و در لرزندہ از یلغار او

معانی......: برق: بجلی۔ سوزاں: جلا دینے والی۔ بے زنہار: جس سے پناہ نہ مل سکے، جس کی کاٹ سے بچا نہ جا سکے۔ در: درہ، دو پہاڑوں کے درمیان راستہ۔ زادہ: لرزنے والا کانپنے والا۔ یلغار او: اس کا حملہ۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی شمشیر بے پناہ جلا دینے والی بجلی تھی اور اس کی یلغار سے دشت اور درے پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔

زیر گردوں آیت اللہ رایتش قدسیاں قرآں سرا برتر بتش

معانی......: آیت اللہ: اللہ کی نشانی۔ رایتش: اس کا پرچم۔

ترجمہ و تشریح......: آسمان کے نیچے اس کا پرچم اللہ کی نشانی تھا۔ اس کی قبر پر فرشتے قرآن خوانی کرتے ہیں۔

شوخی فکرم مرا از من ربود تا نبودم در جہان دیر و زود

معانی......: شوخی فکرم: میرے فکر کی شوخی، شوخی، تیز، بے باکی۔ فکرم: میرا تخیل، میرا فکر۔ از من ربود: مجھ سے چھین کر لے گئی، میں

تخیل کی دنیا میں کھو گیا۔تا نبودم: یہاں تک کہ میں نہ تھا۔جہان: جلد اور دیر کی دنیا۔زود: جلدی، دیر کی ضد۔

ترجمہ و تشریح......: میں اپنے تخیلات کی دنیا میں کچھ ایسا کھو گیا (اپنے آپ میں نہ رہا) کہ پھر مجھے اس دنیائے دیر وزود کی خبر ہی نہ رہی۔(ماوراء چلا گیا)

رخ نمود از سینہ ام آں آفتاب پر دگیہا از فروغش بے حجاب

معانی......: رخ: چہرہ۔نمود: دکھایا۔سینہ ام: میرا سینہ۔پر دگیہا: پردگی کی جمع، وہ اشیاء وغیرہ جو پوشیدہ ہوں۔از فروغش: اس کی روشنی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: میرے سینے (دل) سے ایک وہ آفتاب نمودار ہوا جس کی روشنی سے سارے پردے بے نقاب ہو گئے۔

مہر گردوں از جلالش در رکوع از شعاعش دوش می گردد طلوع !

معانی......: مہر گردوں: آسمان کا سورج۔از جلالش: اس کے دبدبے سے۔در رکوع: رکوع میں، مراد سرنگوں۔دوش: گزری ہوئی کل رات، مراد ماضی، قدیم زمانہ۔

ترجمہ و تشریح......: آسمان کا سورج اسکے جلال کے سامنے رکوع میں جھک گیا۔اسکی شعاع سے گزرا ہوا زمانہ سامنے آ گیا۔

وار ہیدم از جہان چشم و گوش فاش چوں امروز دیدم صبح دوش

معانی......: وار ہیدن: آزاد ہونا، رہا ہونا۔جہان: مادی دنیا، یہ دنیا۔چشم: آنکھ۔گوش: کان۔دوش: گزشتہ رات، کل، ماضی۔

ترجمہ و تشریح......: میں اس حواس کی دنیا سے بہت دور نکل گیا جہاں میں نے ماضی کی صبح کو حال کی مانند (اپنے سامنے) دیکھا۔

شہر غزنیں ! یک بہشت رنگ و بو آبجو ہا نغمہ خواں درکاخ و کو

معانی......: رنگ و بو: رنگ اور خوشبو، رنگ برنگے اور خوشبودار پھول۔نغمہ خواں: نغمہ خوانی کرنے والی، پانی کے گرنے اور بہنے کی آواز کو نغمہ سے تشبیہ دی۔

ترجمہ و تشریح......: غزنین کا شہر رنگ اور خوشبو کی ایک بہشت ہے جس کے گلی کوچوں اور محلات میں ندیاں نغمہ خواں ہیں۔

قصر ہائے او قطار اندر قطار آسماں با قبہ ہالیش ہم کنار

معانی......: قبہ ہا: قبہ کی جمع بمعنی کلس، برج، گنبد، باقبہ ہالیش: ہم پہلو، بغلگیر، ہم آغوش، مراد بلندی میں آسمان کے برابر۔

ترجمہ و تشریح......: اس کے محل قطار اندر قطار تھے۔اس کے برج (گنبد) بلندی میں آسمان سے باتیں کرتے تھے۔

نکتہ سنج طوس را دیدم بیزم لشکر محمود را دیدم برزم

معانی......: نکتہ سنج: گہری باتیں کہنے والا، دانشور، فلسفی۔طوس: ایران کا ایک شہر، نکتہ سنج طوس مراد فردوسی طوسی جو اپنے شاہنامہ کی وجہ سے مشہور ہے۔دیدم: میں نے دیکھا۔بیزم: محفل میں۔برزم: جنگ میں

ترجمہ و تشریح......: میں نے محفل میں طوس کے شاعر (فردوسی طوسی) کو دیکھا میں نے محمود کے لشکر کو جنگ میں دیکھا۔

روح سیر عالم اسرار کرد تا مرا شوریدہ بیدار کرد

معانی......: سیر: گردش۔عالم: دنیا۔اسرار: سر کی جمع بمعنی بھید، راز، خفیہ اور پوشیدہ بات یا چیز۔شوریدہ: ایک دیوانہ۔

ترجمہ و تشریح......: (میری) روح نے عالم اسرار کی سیر کی یہاں تک کہ مجھے ایک دیوانے نے جگاہ دیا۔

آں ہمہ مشتاقی و سوز و سرور در سخن چوں رند بے پروا جسور

معانی......: مشتاق: آرزومندی۔ سوز: تڑپ، گداز۔ سرور: نشہ، مستی۔ رند: بےفکر رند، لاابالی رند۔ رند: لفظی معنی ایسا شخص جو شریعت کی باتوں کو جانتے ہوئے بھی ان پر عمل پیرا نہ ہو، بے باک، لاابالی۔ بے پروا: جسے کسی چیز کا خیال نہ ہو، بے توجہ، غافل۔ جسور: جسارت کرنے والا، بے باک، نڈر، دلیر۔

ترجمہ و تشریح......: وہ دیوانہ سراپا سوز و مستی اور عشق تھا۔ باتوں میں وہ ایک لاابالی رند کی طرح دلیر تھا۔

تخم اشکے اندراں ویرانہ کاشت　　گفتگو ہا باخدائے خویش داشت

معانی......: کاشت: بہائے، بوئے۔ داشت: رکھیں۔

ترجمہ و تشریح......: وہ اس ویرانے میں اپنے آنسوؤں کے دانے بوتا تھا۔ (آنسو بہائے) (اور) اپنے خدا سے باتیں کیں۔

تا نبودم بے خبر از راز او
سوختم از گرمی آواز او

معانی......: نبودم: میں نہ تھا۔ سوختم: میں تڑپ اٹھا، میں جل اٹھا۔ گرمی: سوز، تپش۔

ترجمہ و تشریح......: چونکہ میں اس کے راز سے بے خبر نہ تھا اس لئے اس کی آواز کی گرمی نے مجھے جلا دیا۔

مناجات مرد شوریدہ در ویرانہ غزنی

(دیوانے آدمی کی غزنی کے ویرانے میں خدا کے حضور مناجات)

مناجات: فریاد، دعا، خدا سے، کوئی التجا کرنا۔ مرد: آدمی۔ شوریدہ: دیوانہ۔

لالہ بر یک شعاع آفتاب　　دارد اندر شاخ چندیں پیچ و تاب

معانی......: شعاع آفتاب: سورج کی ایک کرن۔ دارد: رکھتا ہے۔ پیچ و تاب: بہت زیادہ اضطراب۔ پیچ: بل۔ پیچیدن: بل کھانا۔ تاب: بل۔ تابیدن: بل کھانا، بل دینا۔

ترجمہ و تشریح......: لالہ سورج کی صرف ایک کرن کی خاطر خود کو شاخ میں بہت بے قرار اور مضطرب رکھتا ہے۔

چوں بہار اورا کند عریان و فاش　　گویدش جز یک نفس اینجا مباش!

معانی......: عریاں: ننگا۔ گویدش: اس کو کہتا ہے۔ مباش: مت رک، مت ٹھہر۔

ترجمہ و تشریح......: جب بہار اسے ظاہر کر دیتی ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ یہاں ایک لمحہ سے زیادہ مت ٹھہر۔

ہر دو آمد یک دگر را ساز و برگ　　من ندانم زندگی خوشتر کہ مرگ!

معانی......: ہر دو آمد: دونوں آئی ہیں۔ یک دگر را: ایک دوسرے کے لئے ساز: ساز و سامان، یہاں مراد ربط و ضبط۔ من ندانم: میں نہیں جانتا۔

ترجمہ و تشریح......: یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے ساز و سامان ہیں میں نہیں جانتا کہ زندگی بہتر ہے یا موت۔

زندگی پیہم مصاف نیش و نوش　　رنگ و نم امروز را از خون دوش!

معانی......: پیہم: مسلسل، لگاتار۔ مصاف: جنگ، مراد بدی اور نیکی جنگ۔ مصارف: مصنف کی جمع، صف باندھنے کی جگہیں،

میدان جنگ۔ نیش: ڈنک، زہر، بدی۔ نوش: شہد تریاق، نیکی، خوشی۔ رنگ ونم: چمک دمک، آب وتاب۔ دوش: کل رات، گزرا ہوا کل۔

ترجمہ و تشریح......: زندگی نیکی اور بدی کی ایک مسلسل کشمکش کا میدان ہے۔ آج کی ساری چمک دمک کل کے خون سے ہے۔

الاماں از مکر ایام الاماں الاماں از صبح و از شام الاماں

معانی......: مکر: زمانے کے فریب۔

ترجمہ و تشریح......: پناہ ہے زمانے کی حیلہ سازیوں سے، ایام کے صبح اور شام سے پناہ ہے، پناہ ہے۔

اے خدا اے نقشبند جان و تن باتو ایں شوریدہ دارد یک سخن

معانی......: نقشبند: نقش باندھنے والا، نقاش، صورت گر، خالق۔ شوریدہ: دیوانہ۔ دارد: رکھتا ہے، کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: اے جسم وجان کے صورت گر، یہ دیوانہ تجھ سے ایک بات کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔

فتنہ ہا بینم دریں دیر کہن فتنہ ! در خلوت و در انجمن

معانی......: فتنہ ہا: فتنہ کی جمع، ہنگامے، جھگڑے، فساد۔ دریں: اس پرانی دنیا میں، اس دنیا میں۔ دیر: مندر، کفار کی عبادت گاہ۔ کہن: پرانی، پرانا۔ درخلوت: تنہائی میں۔ انجمن: محفل میں۔

ترجمہ و تشریح......: میں اس پرانے بت کدہ (دنیا) میں کئی فتنے دیکھ رہا ہوں، خلوت وانجمن میں بھی کئی فتنے دیکھتا ہوں۔

عالم از تقدیر تو آمد پدید یا خدائے دیگر او را آفرید !

معانی......: تقدیر: قدرت، اندازہ۔ آمد پدید: ظاہر ہوئی، معرض وجود میں آئی۔ آفرید: پیدا کیا۔

ترجمہ و تشریح......: یہ دنیا تیری قدرت سے معرض وجود میں آئی یا کسی دوسرے خدا نے اسے پیدا کیا ہے؟

ظاہرش صلح و صفا، باطن ستیز اہل دل را شیشہ دل ریز ریز !

معانی......: صلح وصفا: صلح وصفائی۔ صفا: پاکیزگی۔

ترجمہ و تشریح......: اس کا ظاہر تو امن واخلاص ہے لیکن باطن میں عداوت ہے جس سے اہل دل کا شیشہ دل چور چور ہے۔

صدق و اخلاص و صفا باقی نماند "آں قدح بشکست و آں ساقی نماند"

معانی......: صدق: سچائی۔ اخلاص: خلوص۔ باقی نماندہ: باقی نہیں رہی، ختم ہوگئی۔ آن قدح: وہ پیالہ، وہ جام۔ شکست: ٹوٹ گیا۔ دوسرا مصرع کے اس شعر سے ماخوذ ہے: آں قدح بشکست وآن ساقی نماند۔

ترجمہ و تشریح......: صدق اور اخلاص اور صفا (جیسی خوبیاں) باقی نہیں ہیں۔ ختم ہو کے رہ گئی ہیں، وہ جام (پیالہ) ٹوٹ چکا ہے اور ساقی باقی نہیں ہے۔

چشم تو برلالہ رویان فرنگ آدم از افسون شاں بے آب و رنگ

معانی......: بر: پر۔ لالہ رویان: لالہ کی جمع، ایسا انسان جس کا چہرہ لالہ کے پھول کی طرح سرخ ہو، یہاں مراد حسینائیں۔ فرنگ: انگریز، مراد یورپ۔ افسوں: سحر، جادو، کشش۔ شاں: ان کا۔ بے آب: جس میں کوئی چمک دمک نہ ہو، جس کے چہرے پر رونق نہ ہو۔

ترجمہ و تشریح......: تیری نظر تو فرنگیوں کے سرخ چہروں پر، جن کے فریب سے انسان بے رونق سا ہو کر رہ گیا ہے۔

ار کہ گیرد ربط و ضبط ایں کائنات ؟ اے شہید عشوہ لات و منات !

معانی......: گیرد: حاصل کرتا ہے، لیتا ہے۔ شہید: دیکھنے والا، اللہ کا ایک نام، گواہ شاہد۔ لات: عرب میں دور جاہلیت کے ایک

بت کا نام جو خاص طور پر طائف کا بت تھا۔ اور منات: یہ بھی ایک بت کا نام ہے جس کا تعلق ہذیل اور خزاعہ کے قبیلوں سے تھا۔ تاہم علامہ نے ان سے مصور کے نقوش مراد لئے ہیں جن سے نئی زندگی کا سراغ ملتا۔

ترجمہ و تشریح...... : اے لات و منات کے نا دادا کے شہید، اس کائنات کا نظم و نسق کس کے ہاتھ میں ہے۔

مرد حق آں بندہ روشن نفس　　　نائب تو در جہاں او بود و بس

معانی...... : نائب: تیرا خلیفہ۔

ترجمہ و تشریح...... : وہ مرد حق جو کبھی روشن ضمیر بندہ تھا صرف وہی اس دنیا میں تیرا خلیفہ تھا۔

او بہ بند نقرہ و فرزند و زن　　　گرتوانی سومنات او شکن

معانی...... : بہ بند: گرفتار، جال۔ نقرہ: چاندی یعنی مال و دولت۔ فرزند: بیٹا۔ زن: بیوی۔ گرتوانی: اگر تو کر سکے۔ سومنات: ایک مشہور مندر جو گجرات کاٹھیاوار میں اور شیو سے منسوب ہے سوم کے لفظی معنی چاند کے ہیں اور نات بمعنی آقا ہے۔ شکن: توڑ، گرا۔

ترجمہ و تشریح...... : (اب وہ) مال و دولت اور اولاد و ازواج کے بندھن میں گرفتار ہے، اگر تجھ سے ہو سکے تو اس کا سومنات گرا۔ (توڑ دے)

ایں مسلماں از پرستاران کیست ؟　　　در گریبانش یکے ہنگامہ نیست !

معانی...... : پرستاران: پرستار کی جمع بمعنی پرستش کرنے والے، خدمت گزار، غلام، باندی، نرس۔ کیست: کس کا ہے، کون ہے۔ ہنگامہ: شور، یہاں مراد جوش، جذبہ۔

ترجمہ و تشریح...... : یہ مسلمان کس کے پرستاروں میں سے ہیں کہ ان کے دل میں تو ایک بھی ہنگامہ (ولولہ) نہیں ہے۔

سینہ اش بے سوز و جانش بے خروش　　　او سرافیل است و صور او خموش !

معانی...... : جانش: اس کی روح۔ سرافیل: ایک فرشتے کا نام جو قیامت کے دن صور پھونکے گا۔ صور: ناقوس، ہنکو، بگل۔

ترجمہ و تشریح...... : اس کا سینہ بے سوز ہے اور اس کی روح میں کوئی جوش و جذبہ نہیں ہے۔ وہ اسرافیل ہے لیکن اس کا صور خاموش ہے۔

قلب او نامحکم و جانش نژند　　　در جہاں کالائے اونا ارجمند

معانی...... : نامحکم: کمزور۔ جانش: اس کی روح۔ نژند: افسردہ، پژمردہ، غمگین۔ کالائے او: اس کا مال و متاع، اس کا مال تجارت۔ ناارجمند: بے وقعت، قیمت کے بغیر۔

ترجمہ و تشریح...... : اس کا دل ایمان کی پختگی سے خالی ہے اور اس کی جان پژمردہ ہے۔ اس دنیا میں اس کا ساز و سامان بے قیمت ہے۔

در مصاف زندگانی بے ثبات　　　دارد اندر آستیں لات و منات

معانی...... : مصاف: مصف کی جمع بمعنی صف باندھنے کی جگہیں، میدان جنگ، یہاں مراد جد و جہد، تگ و دو، کشمکش۔ لات و منات: مشہور بت۔

ترجمہ و تشریح...... : زندگی کے میدان جنگ میں اس کے پاؤں ڈگمگاتے ہیں۔ وہ اپنی آستین کے اندر لات و منات رکھے ہوئے ہیں۔

مرگ راچوں کافراں داند ہلاک　　آتش او کم بہا مانند خاک !

معانی......: داند: جانتا ہے۔ ہلاک: ہلاکت، موت۔ آتش: آگ، جذبہ و ولولہ۔ کم بہا: جس کی کوئی قیمت نہ ہو۔

ترجمہ و تشریح......: موت کو وہ کافروں کی طرح زندگی کو ختم کر دینے والی سمجھتا ہے۔ اس کی آگ، خاک کی مانند تپش سے خالی (بے قیمت) ہے۔

شعلہ از خاک او باز آفریں　　آں طلب، آں جستجو باز آفریں

معانی......: باز آفریں: پھر پیدا کر۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی خاک سے دوبارہ شعلہ پیدا کیجئے۔ اس کی وہ طلب اور جستجو واپس لایئے۔

باز جذب اندروں او رابدہ　　آں جنون ذو فنوں او رابدہ

معانی......: جذب: کشش، یہاں مراد جذبہ۔ اورابدہ: اس کو دے، اس کو عطا کر۔ جنون: لفظی معنی دیوانگی، ارفع و اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے بے حد تگ و دو، جد و جہد۔ ذو فنون: بہت سے ہنروں والا، بہت سے فن جاننے والا۔ ذو: والا، صاحب، مالک۔ فنون: فن کی جمع۔

ترجمہ و تشریح......: پھر اسے (پہلے والا) جذب اندرون و جنون ذو فنون عطا فرمایئے۔

شرق را کن از وجودش استوار　　صبح فردا از گریبانش برآر !

معانی......: شرق: سرزمین مشرق۔ استوار: محکم، مضبوط، قوی۔ صبح فردا: آنے والے کل کی صبح، مستقبل، آئندہ دور۔ برآر: طلوع کر، باہر لا۔

ترجمہ و تشریح......: مشرق کو اس کے وجود سے استحکام و قوت دیجئے۔ آنے والے کل کی صبح اس کے گریبان سے طلوع کر۔

بحر احمر را بچوب او شگاف　　از شکوہش لرزہ افگن بہ قاف !

معانی......: بحر احمر: بحیرہ احمر مراد ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ سے متعلق ایک قرآنی تلمیح ہے۔ حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لے کر جب سمندر پار کرنے لگے تو انہوں نے اپنا عصا اس میں مارا جس سے ان کے لئے راستہ بن گیا اور فرعون جو تعاقب کر رہا تھا وہیں غرق ہو گیا۔ بچوب او: اس کے عصا سے۔ افگن: برپا کر دے، ڈال دے۔ قاف: مراد البرز کے پہاڑ یہ ایک سلسلہ کوہ ہے جو کوہ قفقاز کے پہاڑوں کے ساتھ متصل ہے۔

ترجمہ و تشریح......: بحر احمر کو اس کے عصا سے پھاڑ ڈالئے۔ اس کے دبدبے سے کوہ قاف میں زلزلہ طاری کیجئے۔

قندھار و زیارت خرقہ مبارک

(قندھار اور خرقہ مبارک کی زیارت)

معانی......: قندھار: ایران کا مشہور اور قدیم شہر جسے، مورخین کے خیال کے مطابق اسکندر نے آباد کیا تھا اس کا پہلا نام سکندریہ تھا لیکن بعد میں اسے گندھار یا قندھار کا نام دیا گیا۔ خرقہ: گدڑی مبارک، مراد حضور اکرم کا خرقہ۔ برکت والی۔ زیارت: دیدار

قندہار آں کشور مینو سواد　　اہل دل را خاک او خاک مراد

معانی......: کشور: ملک، سلطنت، علاقہ۔ مینو: بہشت۔ سواد: سیاہی، شہر کی سیاہی جو دور سے نظر آتی ہے۔ خاک مراد: مراد یا مقصد

پورا ہونے کی سرزمین۔

ترجمہ و تشریح......: قندھار بہشت صورت علاقہ ہے اس کی خاک اہل دل کے لئے خاک مراد کا درجہ رکھتی ہے۔

رنگ ہا بوہا ہوا ہا آب ہا　　آب ہا تابندہ چوں سیماب ہا

معانی......: بوہا: بو کی جمع، خوشبوئیں خوشبودار، پھولوں کی کثرت۔ ہواہا: ہوا کی جمع، پہاڑی علاقہ ہونے کے سبب ہر وقت ہوائیں چلتی رہتی ہیں۔ آبہا: آب کی جمع بمعنی پانی چشموں کی کثرت۔ تابندہ: چمکتا ہوا شفاف۔ تابیدن: چمکنا۔ سیماب سیم: چاندی۔ آب: پانی یعنی آب سیم کی جمع، بمعنی پارا۔

ترجمہ و تشریح......: اس علاقہ میں رنگوں، خوشبوؤں، ہواؤں اور چشموں کی فراوانی ہے اس کا پانی پارے کی طرح چمکتا ہے۔

لالہ ہا در خلوت کہسار ہا　　نارہا یخ بستہ اندر نارہا

معانی......: نارہا: انار کی جمع، مراد پھل انار ہے۔ یخ: برف۔ بستہ: بندھے ہوئے، لپٹے ہوئے۔ اندر: نارہا: انار کی جمع، یہاں انار کے درخت مراد ہیں۔

ترجمہ و تشریح......: لالہ کے پھول اس کے پہاڑوں کی خلوت میں کثرت سے کھلے ہوئے ہیں۔ انار کے دانے ایسے سرخ ہیں گویا وہ یخ بستہ آگ ہوں۔

کوے آں شہر است مارا کوے دوست !　　سارباں بربند محمل سوے دوست

معانی......: کوے: گلی۔ بربندہ محمل: محمل باندھ۔ محمل: کجاوہ، ہودہ۔

ترجمہ و تشریح......: اس شہر کا کوچہ ہمارے لئے محبوب کا کوچہ ہے۔ اے ساربان محبوب کی طرف چلنے کیلئے اونٹ پر محمل باندھ۔

می سرایم دیگر ازیاران نجد　　از نواے ناقہ را آرم بوجد !

معانی......: می سرایم: میں گاتا ہوں۔ یاراں: یار کی جمع یا دوست، احباب۔ نجد: ایک شہر کا نام، مجنوں کا وطن۔ آرام: وجد میں لاتا ہوں، رقص میں لاتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح......: میں پھر یاران نجد کے نغمے گاتا ہوں اور ان نغموں سے اونٹنی کو وجد میں لاتا ہوں۔

غزل

از دیر مغاں آیم بے گردش صہبا مست !　　در منزل لا بودم از بادہ الا مست !

معانی......: مغاں: مغ کی جمع، آتش پرستوں کا روحانی پیشوا، یہاں مراد میخانہ معرفت کا ساقی، مرشد۔ در: میں لا کی منزل میں تھا۔ لا: نہیں، کلمہ طیبہ کا ایک جز، بمعنی غیر اللہ کی نفی۔ بودم: میں تھا۔ الا کی شراب سے مست۔ الا: طیبہ کا ایک جز، مراد صرف اللہ ہی معبود ہے۔ مست: بے خود۔

ترجمہ و تشریح......: میں پیر مغاں کے دیر (میخانے) سے شراب پئے بغیر ہی بحالت مستی آرہا ہوں۔ میں ''لا'' کی منزل میں ''الا'' کی شراب سے مست رہا۔

دانم کہ نگاہ او ظرف ہمہ کس بیند　　کرداست مرا ساقی از عشوہ وایما مست !

معانی......: دانم: میں جانتا ہوں ظرف: اہلیت، برتن، ہمہ: سب۔ کس: کوئی۔ از عشوہ: ناز و ادا اور اشاروں سے۔

ترجمہ و تشریح......: مجھے معلوم ہے کہ اس کی نگاہ ہر ایک کا ظرف دیکھ لیتی ہے۔ (چنانچہ) ساقی نے مجھے اپنے ناز و ادا ہی سے مست کر دیا ہے۔

وقت است کہ بکشائم میخانہ رومی باز پیران حرم دیدم در صحن کلیسا مست !

معانی......: وقت است: اب وقت آ گیا ہے۔ بکشائم: میں کھول دوں۔ رومی: مولانا روم، جنہیں حضرت علامہ نے اپنا مرشد کہا ہے۔ پیران: حرم کے پیروں کو۔ کلیسا: گرجا۔

ترجمہ و تشریح......: اب وقت آ گیا ہے کہ میں مولانا روم کا میخانہ پھر سے کھول دوں۔ میں نے پیران حرم کو کلیسا کے صحن میں مست دیکھا ہے۔

ایں کار حکیمے نیست، دامان کلیمے گیر صد بندہ ساحل مست، یک بندہ دریا مست

معانی......: داماں: دامن۔ کلیمے: ایک یا خاص کلیم، لفظی معنی باتیں کرنے والا، حضرت موسیٰ کا لقب کلیم اللہ، یہاں مراد مرد درویش، احوال و اسرار باطن سے پوری طرح آگاہ، اللہ کا خاص بندہ۔ گیر: پکڑ، تھام۔ ساحل مست: جو ساحل پر عالم کیف میں ہو،

ترجمہ و تشریح......: یہ کسی فلسفی (دانش مند) کا کام نہیں ہے اس کے لئے کسی کلیم کا دامن تھام۔ (کیونکہ) ساحل پر عالم کیف میں ڈوبے ہوئے سو مستوں کے مقابلے میں ایک دریا مست کہیں افضل ہے۔ (بہتر ہے جو ساحل پر مگن بیٹھے)

دل را بچمن بردم از بادِ چمن افسرد میرد بہ خیابانہا ایں لالہ صحرا مست !

معانی......: بردم: میں لے گیا۔ افسردہ: مرجھا گیا، وہ بجھ گیا۔ میرد: مرتا ہے، مرجھا جاتا ہے، بجھ جاتا ہے۔ خیابانہا: خیابان کی جمع، بمعنی کیاری، پھلواڑی۔ صحرا مست لالہ: وہ گل لالہ جو صحرا میں مگن ہو۔

ترجمہ و تشریح......: میں اپنے دل کو چمن میں لے گیا (وہ کھلنے کی بجائے) الٹا باغ کی ہوا سے افسردہ ہو گیا۔ صحرا میں مست رہنے والا یہ لالہ (میرا دل) پھلواڑیوں میں مرجھا کے رہ جاتا ہے۔

از حرف دل آویزش اسرار حرم پیدا دی کافر کے دیدم در وادی بطحا مست !

معانی......: حرف: بات۔ دل آویز: لفظی معنی دل سے لٹکنے والی، مراد دل کو اپنی طرف متوجہ کرنے والی، دلچسپ۔ اسرار: سر کی جمع، بھید۔ حرم: چار دیواری، حرم کعبہ، مراد اسلام۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی دل آویز آواز سے حرم کے اسرار ظاہر ہو رہے تھے۔ کل میں نے بطحا کی وادی میں ایک کافر کو بے خودی کے عالم میں دیکھا (اپنے متعلق کہہ رہے ہیں)

سینا است کہ فاران است؟ یا رب چہ مقام است ایں؟ ہر ذرہ خاک من چشمے است تماشا مست !

معانی......: سینا: وہ پہاڑ جس پر حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے خدا سے اپنا جلوہ دکھانے کی عرض کی تھی۔ فاران: مسلمانوں کے نزدیک مکہ معظمہ کا پہاڑی علاقہ، تورات میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ فاران کے مقام سے تجلی کا ظہور ہو گا۔ علاقے کے بارے میں عیسائی مورخین کو مسلمانوں سے اختلاف ہے۔

ترجمہ و تشریح......: یہ وادی سینا ہے یا فاران کی وادی، یا رب یہ کونسی جگہ ہے کہ میری خاک بدن کا ہر ذرہ آنکھ بن کر مست تماشا ہے۔

خرقہ آں "برزخ لا یبغیان" دیدمش در نکتہ "لی خرقتان"

معانی: برزخ: ان دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے یہ تجاوز نہیں کر سکتے۔ (برزخ لایبغیان سورۃ رحمٰن (20155: کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے: بینھما برزخ لا یبغیان ترجمہ پہلے دے دیا ہے)۔ ''لی خرقتان'' اشارہ ہے اس حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف: لی خرقتان الفقر والجہاد یعنی میرے دو لباس ہیں فقر اور جہاد۔

ترجمہ و تشریح: وہ جو برزخ لایبغیان کی گدڑی ہے اسے میں نے لی خرقتاں کے نکتہ (عمل صورت) میں دیکھا۔ (میں نے آئینہ شریف ''دو ملے ہوئے دریا جو الگ الگ رستے میں'' کی تشریح دیکھی ہے۔

دین و آئین او تفسیر کل در جبین او خط تقدیر کل

معانی: آئین: دستور، ضابطہ حیات۔ تفسیر کل: کل کی تفسیر۔ کل: تمام۔ جبین: پیشانی۔

ترجمہ و تشریح: حضور کا دین حضور کا آئین ہر چیز کی تفسیر و تشریح ہے اور حضور کی پیشانی پر پوری تقدیر کی لکیر موجود ہے۔

عقل را او صاحب اسرار کرد عشق را او تیغ جوہر دار کرد

معانی: صاحب: مالک، والا۔ اسرار: سر کی جمع بمعنی بھید، راز مراد صاحب عشق۔ تیغ: تلوار۔ جوہر دار: آب و تاب والی، کاٹ دار۔

ترجمہ و تشریح: حضورؐ نے عقل کو صاحب اسرار بنا دیا۔ عشق کو حضورؐ نے زبردست کاٹ والی تلوار بنا دیا۔

کاروان شوق را او منزل است ماہمہ یک مشت خاکیم او دل است

معانی: منزل: پڑاؤ ہے۔ ماہمہ: ہم سب۔ یک مشت: خاک کی ایک مٹھی ہیں۔

ترجمہ و تشریح: عشق کے قافلے کے لئے حضور کی ذات گرامی ایک منزل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہم سب ایک مٹھی خاک ہیں۔ اور آپ حضورؐ دل ہیں۔

آشکار ادیدنش، اسراے، ماست در ضمیرش مسجد اقصاے ماست

معانی: آشکارا: ظاہر، صاف۔ دیدن: دیکھنا۔ اسراری: اشارہ ہے سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کی طرف: وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمدؐ) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک، جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں، لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلائیں بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں۔ مسجد اقصیٰ۔ مسجد اقصا: یروشلم میں واقع ہے جس کی تعمیر 690ء میں اختتام کو پہنچی، غالباً علامہ کی اس سے مراد معراج کے سلسلے میں بیت المقدس ہے کیونکہ اس جگہ میں تو معراج کے واقعے کے بعد تعمیر ہوئی ہیں۔

ترجمہ و تشریح: حضور کو آشکارا دیکھنا (زیارت) ہماری معراج ہے۔ آپؐ ہی کے ضمیر میں ہماری مسجد اقصیٰ ہے۔ (مسجد اقصیٰ ہی سے معراج کا سفر شروع ہوا تھا)

آمد از پیراہن او بوے او داد مارا نعرہ اللہ ہو

معانی: پیراہن: قمیض، لباس۔ بوے او: حضور کی خوشبو۔ بو: خوشبو۔ نعرہ: اللہ ہو کا نعرہ، اللہ ہی اللہ ہے۔

ترجمہ و تشریح: حضورؐ کے لباس سے حضور کی خوشبو آتی ہے۔ حضورؐ نے ہمیں اللہ ہو کا نعرہ عطا کیا۔

بادل من شوق بے پروا چہ کرد! بادہ پر زور با مینا چہ کرد!

معانی: شوق: عشق۔ بے پروا: جسے کسی کی پرواہ نہ ہو، بے نیاز۔ چہ کرد: کیا کیا۔ بادہ: شراب۔ پر زور: تند تلخ ایسی شراب جس میں نشہ زیادہ ہو۔ بامینا: یہاں شوق بے پروا کو تند شراب سے اور دل کو صراحی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: بے پرواعشق نے میرے دل کے ساتھ کیا کیا۔ تلخ (تیز) شراب نے صراحی کا کیا حال کیا۔

رقص اندر سینہ از زور جنوں تاز راہ دیدہ می آید بروں!

معانی......: زراہ: آنکھوں کے راستے سے۔ آید: باہر آتا ہے، باہر آئے۔

ترجمہ و تشریح......: (میرا دل) سینے میں جنون کی شدت سے رقص کرنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ آنکھوں کے راستے باہر آنے لگا (آنسو بن کر ٹپکنے لگا)

گفت من جبریلم و نور مبیں، پیش ازیں اور اندیدم ایں چنیں!

معانی......: جبریلم: جبرئیل ہوں، جبرائیل چار مقرب فرشتوں میں سے ایک جو حضور اکرمؐ پر وحی لاتے تھے انہیں روح الامین بھی کہا جاتا ہے۔ ندیدم: میں نے نہیں دیکھا۔ این چنیں: اس طرح، اس صورت یا حالت میں۔

ترجمہ و تشریح......: اس (دل) نے کہا میں جبرئیل ہوں اور نور مبین (آشکار انور) ہوں۔ میں نے اس سے پہلے اسے اس حالت میں نہیں دیکھا تھا۔

شعر رومی خواند و خندید و گریست یا رب ایں دیوانہ فرزانہ کسیت!

معانی......: رومی: مولانا روم۔ خواندن: پڑھنا۔ خندید: رو پڑا۔ فرزانہ: صاحب عقل وخرد، ہوشمند۔ کیست: کون ہے۔

ترجمہ و تشریح......: اس نے رومی کا شعر پڑھا پھر وہ پہلے ہنس دیا اور (بعد میں) رو پڑا۔ یا الٰہی یہ ہوش مند دیوانہ کون ہے!

در حرم بامن سخن رندانہ گفت از مے و مغ زادہ و پیمانہ گفت!

معانی......: سخن رندانہ: اس نے رندانہ باتیں کیں، رندوں کی سی باتیں کیں۔ سخن: بات، باتیں۔ رندانہ: لا ابالی انداز۔ گفت: اس نے کیں۔ مے: شراب۔ مغ زادہ: مغ بچہ وہ خوبصورت لڑکا جو شراب خانے میں شراب پلاتا ہے، کم سن ساقی۔

ترجمہ و تشریح......: حرم میں اس نے مجھ سے رندانہ باتیں کیں۔ اس نے شراب خوبصورت بچہ اور پیمانے کے بارے میں باتیں کیں۔

گفتمش ایں حرف بیباکانہ چیست لب فرو بند ایں مقام خامشی است

معانی......: گفتمش: میں نے اس سے کہا۔ بیباکانہ: بلا جھجک۔ جس میں بے خوفی ہو، آزادی اور دلیری ہو۔ چیست: کیسی ہیں، کیا ہے۔ لب: ہونٹ۔ فرو بستن: بند کر لینا۔ مقام: جگہ، محل۔

ترجمہ و تشریح......: میں نے اس سے کہا کہ یہ کیسی بیباکانہ باتیں ہیں۔ ہونٹ بند کر لے، یہ تو خاموشی کا مقام ہے۔

من زخون خویش پروردم ترا صاحب آہ سحر کردم ترا

معانی......: پروردم: میں نے پالا۔ پروردن: پالنا، پرورش کرنا۔ صاحب: مالک، اہل۔ آہ: مراد عاجزی اور فریاد۔ سحر: صبح، مراد پچھلی رات۔

ترجمہ و تشریح......: میں نے تجھے اپنے خون سے پالا ہے، تجھے صاحب آہ سحر بنایا ہے۔

بازیاب ایں نکتہ را اے نکتہ رس عشق مرداں ضبط احوال است و بس

معانی......: بازیاب: پالے، سمجھ لے۔ مرداں: مرد کی جمع، دلیر، شجاع، مراد اللہ والے۔ ضبط: قابو، قابو میں رکھنا، ظاہر نہ ہونے دینا۔ احوال: حال کی جمع، مراد واردات قلبی۔

ترجمہ و تشریح......: اے دانا اس گہری بات کو پھر سے سمجھ لے کہ مردوں کا عشق ضبط احوال ہی کا نام ہے اور بس۔

گفت عقل و ہوش آزار دل است ! مستی دوا رفتگی کار دل است !

معانی......: آزار: تکلیف، اذیت۔ مستی: بے خودی اور شیفتگی۔ وارفتگی: بے خودی، شیفتگی، اپنے آپ میں نہ رہنا۔ مراد عشق و جنون۔

ترجمہ و تشریح......: اس نے کہا: عقل و ہوش تو دل کے لئے مصیبت ہیں جبکہ دل کا کام تو مستی دو وارفتگی ہے۔

نعرہ ہا زد تا فتاد اندر سجود

شعلہ آواز او بود، او نبود !

معانی......: زد: لگائے، مارے۔ فتاد گر گیا۔ شعلہ: آواز کی تپش۔

ترجمہ و تشریح......: اس نے نعرے لگائے، پھر سجدے میں گر گیا اس کی آواز کا شعلہ تھا، وہ خود نہیں تھا۔

بر مزار حضرت احمد شاہ بابا علیہ الرحمۃ موسّس ملت افغانیہ

تربت آں خسرو روشن ضمیر از ضمیرش ملتے صورت پذیر

معانی......: تربت: قبر۔ خسرو: بادشاہ، ایک ایرانی بادشاہ کا نام۔ روشن ضمیر: صاحب بصیرت، جس کا دل روشن ہو۔ ملتے: ایک نئی قوم، ایک خاص قوم۔ صورت: شکل تشکیل پائی، وجود میں آئی۔

ترجمہ و تشریح......: یہ روشن دل بادشاہ کی قبر ہے۔ اس کے ضمیر سے ایک نئی قوم نے تشکیل پائی۔

گنبد او را حرم داند سپہر با فروغ از طوف او سیمائے مہر

معانی......: حرم: حرم کعبہ، مراد احترام۔ دانستن: جاننا۔ سپہر: آسمان۔ با فروغ: روشن، منور سیمائے مہر: سورج کی پیشانی۔

ترجمہ و تشریح......: آسمان اس کے مزار کے گنبد کو آسمان حرم سمجھتا ہے (حد درجہ احترام کرتا ہے) اس کے گرد چکر لگانے ہی سے خورشید کی پیشانی منور ہے۔

مثل فاتح آں امیر صف شکن سکہ زد ہم با قلیم سخن

معانی......: مثل: مانند، طرح۔ فاتح: مراد ترکی کے سلطان محمد ثانی فاتح جنہوں نے 1451ء تا 1481ء حکومت کی۔ 1453ء میں انہوں نے قسطنطنیہ فتح کیا۔ اور مشرقی روم کی سلطنت ختم ہو گئی۔ امیر: سردار، بادشاہ، سلطان۔ صف شکن: صفیں چیرنے والا، صفیں توڑنے والا۔ سکہ زد: ایک سکہ ڈھالا مراد اپنا سکہ بٹھایا، اپنا لوہا منوایا۔ اقلیم: سلطنت، دنیا، پرانے جغرافیہ دانوں نے دنیا کو سات اقلیموں میں تقسیم کیا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: (فاتح قسطنطنیہ) سلطان محمد فاتح کی طرح اس صف شکن نے شاعری کی دنیا میں اپنا سکہ جمایا۔

ملتے را داد ذوق جستجو قدسیاں تسبیح خواں برخاک او

معانی......: داد: اس نے پیدا کیا، دیا۔ ذوق: حظ، لطف مراد ایک خاص کیفیت، لگن۔ جستجو: تلاش۔ خاک: قبر، تربت۔

ترجمہ و تشریح......: اس نے ایک قوم میں طلب و جستجو کا ذوق پیدا کیا۔ فرشتے اس کی خاک مزار یعنی تربت پر تسبیح خواں ہیں۔

از دل و دست گہر ریزے کہ داشت سلطنت ہا بردو بے پروا گزاشت

معانی......: دست گہر ریز: موتی گرانے یا لٹانے والا ہاتھ۔ سلطنت ہا: سلطنت کی جمع۔ بردن: لے جانا، فتح کرنا۔ بے پروا: بے نیاز۔

ترجمہ و تشریح......: اپنے دل اور اپنے موتی لٹانے والے ہاتھوں سے اس نے دل کی سلطنتوں کو فتح کیا اور خود بے نیازی کی

زندگی بسر کی۔

نکتہ سنج و عارف و شمشیر زن روح پاکش بامن آمد درسخن

معانی...... نکتہ سنج: گہری باتیں کرنے والا، کہنے والا، فہم و فراست کا مالک۔ شمشیر زن: تلوار چلانے والا، جنگجو، دلیر۔ آمد درسخن: باتیں کرنے لگی، مخاطب ہوئی۔

ترجمہ و تشریح...... وہ فہم و فراست کا مالک، ایک عارف اور جنگجو تھا اس کی پاک روح نے میرے ساتھ گفتگو کی۔

گفت می دانم مقام تو کجاست نغمہ تو خاکیاں را کیمیاست

معانی...... گفت: اس نے کہا۔ می دانم: میں جانتی جانتا ہوں۔ مقام: مرتبہ۔ کجاست: کہاں ہے۔ نغمہ: گانا، مراد شعر۔ خاکیاں: خاکی کی جمع، بمعنی انسان۔

ترجمہ و تشریح...... اس نے کہا: کہ میں جانتا ہوں کہ تیرا مقام کیا ہے۔ تیرے اشعار انسانوں کیلئے کیمیا کا (اکسیر) ہیں۔

خشت و سنگ از فیض تو دار اے دل روشن از گفتار تو سینائے دل

معانی...... خشت: اینٹ۔ سنگ: پتھر۔ دارائے: دل رکھنے والا، اہل دل، صاحب دل۔ گفتار: بات، شعر۔ سینا: مشہور پہاڑ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے اپنا جلوہ دکھانے کی درخواست کی تھی۔

ترجمہ و تشریح...... وہ انسان جو اینٹ پتھر کی مانند تھے (ذوق جستجو سے عاری لوگ) تیرے فیض سے اہل دل بن گئے۔ تیری گفتار (اشعار) سے دلوں کا سینا روشن ہے۔

پیش ما اے آشنائے کوئے دوست یک نفس بنشیں کہ داری بوئے دوست

معانی...... آشنائے کوئے: کوچے کے واقف۔ یک نفس: ایک لمحہ۔ داری: تو رکھتا ہے۔

ترجمہ و تشریح...... اے دوست کے کوچے کے آشنا تھوڑی دیر (چند لمحے) کے لئے ہمارے پاس بیٹھ کہ تجھ سے دوست کی خوشبو آتی ہے۔

اے خوش آں کہ از خودی آئینہ ساخت وندراں آئینہ عالم را شناخت

معانی...... خوش: اچھا، خوش نصیب۔ ساختن: بنانا، تیار کرنا۔ وندر: اور اس میں۔ شناختن: پہچاننا۔

ترجمہ و تشریح...... خوش قسمت ہے وہ شخص جس نے خودی کا آئینہ تیار کیا اور اس آئینے میں اس نے دنیا کو دیکھا اور پہچانا۔

پیر گردید ایں زمین و ایں سپہر ماہ کور از کور چشمیہائے مہر

معانی...... پیر گردید: بوڑھا ہو گیا، بوڑھی ہو گئی۔ آسماں۔ کور: اندھا، تاریک۔ کور چشمیہا: کور چشمی کی جمع، بمعنی اندھا پن۔ مہر: سورج۔

ترجمہ و تشریح...... یہ زمین اور یہ آسماں بوڑھے ہو چکے ہیں، چاند، سورج کے اندھے پن سے تاریک ہو گیا ہے۔ (اندھا ہو چکا ہے)

گرمی ہنگامہ می بایدش تانخستیں رنگ و بو باز آیدش

معانی...... گرمی: شدت، تپش، تیزی، ہنگامہ جوش و ولولہ۔ می بایدش: اسے چاہئے۔ نخستیں: پہلا سا، پہلی سی۔ رنگ و بو: چمک دمک، رونق، آب و تاب۔ باز یدآیدش: اسے پھر مل جائے، اس کے پاس لوٹ آئے۔

ترجمہ و تشریح...... اسے اب بے حد جوش ولولہ کی ضرورت ہے تاکہ اس (دنیا) میں وہ پہلی سی رونق اور آب و تاب پھر واپس آئے۔

بندہ مومن سرافیلی کند بانگ او ہر کہنہ را برہم زند

معانی...... : بندہ مومن: مرد مومن، انسان کامل ہے۔ اسرافیلی: حضرت اسرافیل کا کام وہ حضرت اسرافیل قیامت کے روز صور پھونک کر قیامت کا اعلان کریں گے اس سے پوری کائنات درہم برہم ہو کر رہ جائے گی۔ بانگ: آواز۔ ہر کہنہ: ہر قدیم شے۔ برہم: اوپر نیچے، تہ و بالا، درہم برہم۔ زدن: مارنا، کرنا۔

ترجمہ و تشریح...... : بندہ مومن حضرت اسرافیل کی طرح صور پھونکتا ہے جسکی آواز ہر قدیم چیز کو درہم برہم کر کے رکھ دیتی ہے۔

اے ترا حق داد جان ناشکیب   تو ز سر ملک و دیں داری نصیب

معانی...... : جان: روح۔ ناشکیب: جس میں صبر نہ ہو مضطرب، بے قرار، بے چین۔ داری: تجھے حصہ حاصل ہے۔ نصیب: حصہ، قسمت تقدیر۔

ترجمہ و تشریح...... : اے وہ شخص (اقبال) کے تجھے اللہ نے ایک جان بے قرار عطا کی ہے اور تجھے ملک اور دین کی بھید سے باخبر کیا ہے۔

فاش گو با پور نادر فاش گوے   باطن خود را بہ ظاہر فاش گوے

معانی...... : فاش گو: صاف کہہ دے، کھل کر کہہ۔ پور: بیٹا۔ نادر: سلطان نادر شاہ، فرماں روائے افغانستان جن کی شہادت کے بعد ان کا بیٹا ظاہر شاہ 1922ء میں تخت نشین ہوا۔

ترجمہ و تشریح...... : تو نادر شاہ کے بیٹے کو کھل کر بتا، ہاں کھل کر بات کر اور اپنے دل کی بات کو ظاہر (شاہ) پر فاش کر دے۔

خطاب بہ پادشاہ اسلام اعلیٰحضرت ظاہر شاہ

ایدہ اللہ بنصرہ

(بادشاہ اسلام اعلیٰ حضرت ظاہر شاہ سے خطاب
اللہ تعالیٰ اپنی نصرت سے اسے تقویت پہنچائے)

اے قبائے پادشاہی برتو راست   سایہ تو خاک مارا کیمیاست

معانی...... : قبا: شاہی لباس۔ پادشاہی: سلطنت۔ راست: سیدھی ٹھیک۔

ترجمہ و تشریح...... : اے (ظاہر شاہ) شاہی لباس تجھ پر ٹھیک آیا ہے، تیرا سایہ ہماری خاک کے لئے اکسیر کا اثر رکھتا ہے۔

خسروی را از وجود تو عیار   سطوت تو ملک و دولت را حصار

معانی...... : خسروی: خسرو ہونا، مراد بادشاہت، سلطنت۔ عیار: کسوٹی، کھرا ہونا، مراد یہ کہ سلطنت کو تیری وجہ سے عظمت ملی۔ سطوت جاہ و جلال، دبدبہ۔ حصار: قلعہ مراد استحکام، مضبوطی۔

ترجمہ و تشریح...... : بادشاہت کی تیرے وجود سے قدر و قیمت ہے، تیرا دبدبہ ملک اور سلطنت کیلئے قلعہ ہے۔ (استحکام کا باعث ہے)

از تو اے سرمایہ فتح و ظفر   تخت احمدؒ شاہ را شانے دگر

معانی...... : سرمایہ: پونجی۔ ظفر: فتح، کامیابی، جیت۔ شانے دگر: ایک اور شان، شان میں اضافہ۔

ترجمہ و تشریح...... : تو کہ فتح و ظفر کا سرمایہ ہے، تجھ سے احمد شاہ (ابدالی) کے تخت کی شان اور ہوگئی ہے۔

سینہ ہا بے مہر تو ویرانہ بہ   از دل و از آرزو بیگانہ بہ

معانی...... : بے مہر تو: تیری محبت کے بغیر، ویرانہ بہ: ویرانہ، اجاڑ اچھے۔ آرزو: خواہش۔ بیگانہ بہ: ناواقف اچھا۔

ترجمہ و تشریح...... : جن سینوں میں تیری محبت نہیں ان کا ویران ہو جانا ہی اچھا ہے (بلکہ ان کا) دل اور آرزو سے ناآشنا ہو جانا ہی بہتر ہے۔

آبگوں تیغے کہ داری در کمر   نیم شب از تاب او گردد سحر

معانی...... : آبگوں: وہ چمکدار تلوار جو۔ آب گوں: پانی کے رنگ کی بہت شفاف، چمکدار، نیلا، آسمانی۔ داری: تیری کمر سے لٹکی ہوئی ہے۔ داشتن: رکھنا، مراد لٹکنا۔ تاب او: اس کی چمک۔ گردد سحر: دن ہو جاتی ہے، بہت روشن۔

ترجمہ و تشریح...... : یہ جو چمکدار تلوار تیری کمر سے بندھی ہے اس کی چمک سے نصف شب صبح میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

نیک می دانم کہ تیغ نادر است   من چہ گویم باطن او ظاہر است

معانی...... : نیک می دانم: میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ تیغ نادر: یہاں حضرت علامہ نے ایہام سے کام لیا ہے، نادر سے مراد نادر شاہ بھی ہے اور نادر بمعنی عجیب اور انوکھی بھی ہے، چونکہ تلوار وراثت میں ملی ہے اس لئے نادر کی تلوار ہے اور چونکہ وہ عمدہ اور انوکھی بھی ہے اس لئے نادر ہے۔ یہی ایہام لفظ ظاہر میں ہے۔ من چہ گویم: میں کیا کہوں۔ باطن: سیرت، مراد کاٹ ظاہر: ظاہر شاہ، ظاہر، واضح، روشن۔

ترجمہ و تشریح...... : میں یہ اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ یہ نادر شاہ کی تلوار ہے۔ کہوں، کہ اس کا باطن ہی ظاہر ہے۔

حرف شوق آوردہ ام ازمن پذیر   از فقیرے رمز سلطانی بگیر

معانی...... : حرف شوق: عشق کی بات۔ آوارہ ام: میں لایا ہوں۔ ازمن پذیر: مجھ سے قبول کر۔ رمز سلطانی: بادشاہت کا بھید۔ بگیر: حاصل کر۔

ترجمہ و تشریح...... : میں تیرے لئے عشق کی باتیں لایا ہوں، مجھ سے سن لے۔ ایک مرد درویش سے بادشاہت کے راز سیکھ۔

اے نگاہ تو ز شاہیں تیز تر   گرد ایں ملک خداداد نگر

معانی...... : شاہین: باز کی ایک قسم، علامہ کا ایک محبوب پرندہ۔ تیز تر: زیادہ تیز۔ خداداد: خدا کا دیا ہوا، عطیہ خداوندی۔

ترجمہ و تشریح...... : تیری نگاہ شاہین (کی نگاہ) سے زیادہ تیز ہے۔ اس خداداد سلطنت کے اردگرد بھی دیکھ (نظر ڈال)۔

ایں کہ می بینیم از تقدیر کیست ؟   چیست آں چیزے کہ می بایست و نیست؟

معانی...... : می بینیم: ہم دیکھ رہے ہیں۔ می بایست و نیست: چاہیے تھی اور نہیں ہے، جو ضروری تھی اور نہیں ہے۔

ترجمہ و تشریح...... : یہ جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں، کس کی تقدیر میں کیا ہے؟ وہ کونسی شے ہے جو ہونی چاہئے اور وہ نہیں ہے؟

روز و شب آئینہ تدبیر ماست   روز و شب آئینہ تقدیر ماست

معانی...... : روز و شب: دن اور رات، مراد گردش زمانہ۔

ترجمہ و تشریح...... : دن اور رات ہماری تدبیر اور تقدیر کے آئینہ دار ہیں۔

با تو گویم اے جوان سخت کوش   چیست فردا ؟ دختر امروز و دوش !

معانی...... : با تو می گویم: میں تجھے بتاتا ہوں، میں تجھ سے کہتا ہوں۔ جوان سخت کوش: جفاکش جوان، سخت جدوجہد کرنے والا جوان۔

ترجمہ و تشریح...... : اے جفاکش نوجوان! میں تجھ سے کہتا ہوں کہ مستقبل کیا ہے؟ وہ آج اور کل (ماضی اور حال) کی بیٹی ہے۔

ہر کہ خود را صاحب امروز کرد گرد او گردد سپہر گرد گرد

معانی: صاحب امروز: آج پر حاوی، آج کا مالک۔ گرد او: اس کے گرد گھومتا ہے۔ سپہر گرد گرد: گرد گرد آسمان، سراپا غبار آسمان۔ سپہر: آسمان۔ گرد گرد: یہاں تکرار لفظی سے اس کا سراسر غبار ہونا مراد لیا ہے، گرد بمعنی غبار: آسمان دور سے غبار کی شکل میں نظر آتا ہے۔ اس لئے اس گرد گرد کہا۔ گردیدن: گھومنا، چکر کاٹنا بھی ہو سکتا ہے۔

ترجمہ و تشریح: یہ سراپا غبار آسمان اس کے گرد گردش کرتا ہے۔ (تقدیر اس کے مطابق بن جاتی ہے)۔

او جہان رنگ و بو را آبروست دوش ازو، امروز ازو، فردا ازوست!

معانی: آبرو: عزت، نیک نامی، وقار۔ دوش: کل، گزرا ہوا، گزشتہ رات اس کی ہے۔ امروز: آج۔ فردا: آنے والا کل۔

ترجمہ و تشریح: اس کا وجود اس دنیا کے لئے باعث عزت ہے۔ ماضی بھی اس کا ہے، حال بھی اسی کا اور آنے والا کل (مستقبل) بھی اسی کا ہوگا۔

مرد حق سرمایہ روز و شب است زاں کہ او تقدیر خود را کوکب است

معانی: مرد حق: انسان کامل۔ حق: خدا، حقیقت۔

ترجمہ و تشریح: مرد حق روز و شب کا سرمایہ ہے۔ کیونکہ وہ خود اپنی تقدیر کا ستارہ ہے۔

بندہ صاحب نظر پیر امم چشم او بینائے تقدیر امم

معانی: بندہ: صاحب بصیرت انسان، یہاں مراد مرد حق ہے۔ بندہ: غلام، انسان۔ صاحب: والا، اہل، مالک نظر یعنی نظر رکھنے والا، صاحب بصیرت۔ بینا: دیکھنے والی۔ تقدیر: سرنوشت۔ امم: امت کی جمع، قومیں۔

ترجمہ و تشریح: صاحب نظر انسان امتوں کا قائد و رہنما ہے۔ اس کی نگاہ قوموں کی تقدیر کو دیکھ لیتی ہے۔

از نگاہش تیز تر شمشیر نیست ماہمہ نخچیر! او نخچیر نیست!

معانی: ماہمہ: ہم سبھی۔ نخچیر: شکار۔

ترجمہ و تشریح: تلوار کی تیزی اس کی نگاہ سے زیادہ تیز نہیں ہے۔ ہم سب شکار ہیں، لیکن وہ شکار نہیں ہے۔

لرزد از اندیشہ آں پختہ کار حادثات اندر بطون روزگار!

معانی: لرزد: لرزتا ہے، کانپ اٹھتا ہے، لرز اٹھتے ہیں۔ اندیشہ: فکر، افکار، خیال کرنا، ڈرنا، خوف کھانا۔ پختہ کار: منجھا ہوا، تجربہ کار۔ حادثات: حادثہ کی جمع، بمعنی مراد نئی چیز جو پہلے نہ ہو، واقعہ۔ بطون: باطن کی جمع، مراد شکم۔ روزگار: زمانہ۔

ترجمہ و تشریح: اس پختہ کار کے افکار سے وہ حادثات جو ابھی زمانے کے شکموں میں ہیں لرزتے ہیں۔

چوں پدر اہل ہنر را دوست دار بندہ صاحب نظر را دوست دار

معانی: چون پدر: باپ کی طرح۔ اہل: لوگ، والے۔ ہنر: خوبی، فن، کمال۔ دوست دار: عزیز رکھ، ان سے محبت کر۔ بندہ: غلام، انسان۔ صاحب نظر: بصیرت والا۔

ترجمہ و تشریح: اپنے باپ کی مانند اہل ہنر سے دوستی رکھ، صاحب بصیرت انسان کو اپنا دوست بنا۔

ہمچوں آں خلد آشیاں بیدار زی سخت کوش و پردم و کرار زی

معانی: خلد: بہشت۔ آشیاں: آشیانہ، گھونسلا۔ خلد آشیان: وہ شخص جس کا ٹھکانہ بہشت میں ہو، مرنے کے بعد کا لقب۔ بیدار

زی: بیدار زندگی بسر کر، ہر چیز پر پوری نظر رکھ۔ بیدار: جاگتا ہوا، ہوشیار، چوکنا۔ زیستن: زندگی کرنا۔ سخت کوش: زبردست محنت کرنے والا، سخت جدوجہد کرنے والا۔ کوشیدن: کوشش کرنا، سعی کرنا، جدوجہد کرنا۔ پردم: ان تھک، جس کی سانس نہ پھولے۔ کرار: کراری کی زندگی بسر کر، کراری کی حالت میں جی۔ کرار: بار بار حملہ کرنے والا، بہت دلیر، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک لقب۔

ترجمہ و تشریح......: اپنے خلد آشیان باپ کی مانند بیداری کی زندگی بسر کر زبردست جدوجہد کر اور ان تھک اور کراری کی زندگی بسر کر۔

می شناسی معنی کرار چیست ؟ — ایں مقامے از مقاماتِ علیؓ است

معانی......: می شناسی: تجھے علم ہے، تو جانتا ہے۔ معنی کرار: کرار کا مطلب: چیست: کیا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: کیا تو سمجھتا ہے کہ کرار کے معنی کیا ہیں۔ یہ حضرت علیؓ کے مرات میں سے ایک مرتبہ ہے۔

امتاں را در جہان بے ثبات — نیست ممکن جز بکراری حیات

معانی......: جہان: فانی دنیا۔ بے ثبات: جسے ثبات حاصل نہ ہو، فنا ہو جانے والا، فانی۔ جز: کے بغیر۔

ترجمہ و تشریح......: اس فانی دنیا میں قوموں کے لئے کراری (پے بہ پے ضرب لگانے) کے بغیر زندہ رہنا ممکن نہیں۔

سرگزشت آل عثمان رانگر — از فریب غربیاں خونیں جگر

معانی......: آل عثمان: ترکی کا فرمان روا خاندان اس کا مورث عثمان 656 میں پیدا ہوا انیسویں صدی میں آل عثمان کا زوال شروع ہو گیا یورپی اقوام پہلی جنگ عظیم کے بعد ترکی کو بالکل ختم کرنا چاہتی تھی لیکن مصطفیٰ کمال اور دوسرے محب وطن سیاست دانوں اور سرفروشوں نے ترکی کو قائم رکھا۔ فریب: دھوکا، مکر، حیلہ۔ غربیاں: غربی کی جمع، بمعنی مغرب والے یعنی اہل یورپ۔ خونیں جگر: جن کا جگر خون ہو چکا ہو، مصیبت میں مبتلا، اذیت میں گرفتار۔

ترجمہ و تشریح......: آل عثمان (ترکوں) کی سرگزشت پر نظر ڈال، وہ مغربیوں (اہل یورپ) کے مکر و فریب سے لگائے ہوئے زخم سے خونیں جگر ہیں (اذیت میں مبتلا ہیں)

تاز کراری نصیبے داشتند — در جہاں دیگر علم افراشتند

معانی......: کراری: دلیری۔ نصیبے: انہیں حصہ حاصل تھا، وہ بہرہ ور تھے۔ دیگر: دوسرا، پھر۔ علم افراشتند: انہوں نے پرچم لہرائے، وہ پرچم لہراتے رہے۔

ترجمہ و تشریح......: جب تک وہ (آل عثمان) کراری سے بہرہ ور رہے۔ انہوں نے دنیا میں اور انداز کا جھنڈا اگاڑا۔ (پرچم لہراتا رہا)

مسلم ہندی چرا میداں گزاشت ؟ — ہمت او بوے کراری نداشت !

معانی......: مسلم ہندی: برصغیر کا مسلمان۔ میدان: مراد میدان سیاست، آزادی کی جدوجہد۔ گزاشتن: چھوڑنا، چھوڑ جانا۔ ہمت: جرأت، قصد۔ بوے: خوشبو، دلیری کی خوشبو۔

ترجمہ و تشریح......: برصغیر کا مسلمان میدان سے کیوں پیچھے ہٹ گیا (میدان چھوڑ گیا) اس لئے کہ اس کی ہمت کراری کی خوشبو یا خوبی نہ رکھتی تھی۔

مشت خاکش آنچناں گردیدہ سرد — گرمی آواز من کارے نکرد !

معانی...... مشت: مشت خاک۔ آنچناں: اس طرح۔ گردیدہ سرد: سرد پڑ گئی، ٹھنڈی پڑ گئی۔ کارے: کوئی کام۔

ترجمہ و تشریح......: اس کی مشت خاک، کچھ اس قدر سرد ہوگئی کہ میری آواز کی گرمی نے اس پر کچھ اثر نہ کیا۔ (گرما نہ سکی)

ذکر و فکر نادری در خون تست　　　قاہری با دلبری در خون تست

معانی......: ذکر و فکر: یہاں مراد نادر شاہ کا سا قول و عمل۔ خون: یہاں مراد فطرت، طبیعت۔ قاہری: جلال، دبدبہ، ہیبت۔ با: ساتھ۔ دلبری: جمال، محبت ورحمت، حسن و خوبی۔

ترجمہ و تشریح......: نادر شاہ کا ذکر و فکر اور دلبری کے ساتھ قاہری تیرے خون میں ہے۔ جلال کے ساتھ ساتھ تیری فطرت میں جمالی کیفیت بھی ہے۔

اے فروغ دیدہ برناؤ پیر　　　سرکار از ہاشم و محمود گیر

معانی......: فروغ: روشنی۔ دیدہ: آنکھ۔ برنا: جوان۔ پیر: بوڑھا۔ سرکار: کام کا بھید، مراد حکومت کے اسرار و رموز۔ کار: کام، معاملہ۔ گیر: سیکھ، حاصل کر۔

ترجمہ و تشریح......: تو جوانوں اور بوڑھوں کی آنکھ کی روشنی ہے، رموز سلطنت ہاشم اور محمود سے سیکھ۔

ہم ازاں مردے کہ اندر کوہ و دشت　　　حق زتیغ او بلند آوازہ گشت

معانی......: بلند آوازہ: اس کا شہرہ، ناموری شہریت۔ گشتن: پھرنا، ہونا، گھومنا۔

ترجمہ و تشریح......: اس آدمی (شاہ ولی خاں) سے بھی (رموز سلطنت سیکھ) جسکی تلوار نے کوہ و دشت میں حق کا آواز بلند کیا۔

روزہا شب ہاتپیدن میتواں　　　عصر دیگر آفریدن میتواں

معانی......: تپیدن: تڑپنا۔ توانستن: سکنا، کسی کام کے کرنے کی قدرت رکھنا۔ عصر دیگر: دوسرا زمانہ۔ آفریدن: پیدا کرنا، وجود میں لانا۔

ترجمہ و تشریح......: دنوں اور راتوں کے دوران تڑپا جا سکتا ہے، اور ایک نیا زمانہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔

صد جہاں باقی است در قرآں ہنوز　　　اندر آیاتش یکے خود را بسوز

معانی......: صد جہاں: سینکڑوں جہاں۔ آیات: آیت کی جمع، نشانی، نشانیاں۔ یکے: کچھ، تھوڑی دیر کے لئے۔ خود را بسوز: خود کو جلا، اس کی تپش خود میں پیدا کر یعنی قرآن کو خود پر وارد کر کے دیکھ۔

ترجمہ و تشریح......: قرآن کریم میں ابھی سینکڑوں جہان باقی ہیں۔ تو ذرا اس (قرآن) کی آیات کے سوز سے گرمی حاصل کر (خود کو جلا تو سہی)

باز افغاں را ازاں سوزے بدہ　　　عصر او را صبح نو روزے بدہ

معانی......: ازاں: اس سے۔ عصر او را: اس (ملت افغان) کے زمانے کو۔ صبح: تڑکا، اجالا۔ نوروزے: ایک نوروز، ایک نیا دن، نو روز، آتش پرستوں کا اور ایرانیوں کا بھی، ایک تہوار جوان کے سال کے پہلے دن سے شروع ہو کر چند دن تک چلتا ہے، اس سال کی 21 مارچ کو ہوتی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: پھر اس سوز کا کچھ حصہ افغانیوں کو دے۔ اس کے زمانے کو ایک نئے دن کا اجالا دے۔

ملتے گم گشتہ کوہ و کمر　　　از جنبش دیدہ ام چیزے دگر

معانی......: گشتہ: کھوئی ہوئی، منتشر۔ دیدہ ام: میں نے دیکھی ہے چیزے: کچھ اور ہی چیز،

ترجمہ و تشریح......: پہاڑوں اور وادیوں میں منتشر اس ملت افغان کی پیشانی پر مجھے کچھ اور ہی (زبردست) چیز نظر آئی ہے۔

زانکہ بود اندر دل من سوز درد　　حق زتقدیرش مرا آگاہ کرد

معانی......: سوز و درد: سوز اور درد۔ تقدیر: مقسوم، وہ اندازہ قدرت جو خدا نے روز ازل سے ہر چیز یا انسان کیلئے مقرر کر رکھا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: چونکہ میرے دل میں سوز اور درد تھا اس لئے خدا نے مجھے ان (افغانیوں) کی تقدیر سے آگاہ کر دیا ہے۔

کاروبارش رانکو سنجیدہ ام　　آنچہ پنہان است پیدا دیدہ ام

معانی......: کاروبار: کام، کاج، تجارت، معاملہ۔ نکو: اچھی طرح، بخوبی میں نے دیکھا پرکھا ہے۔ پنہانست: پوشیدہ یا مخفی ہے۔

ترجمہ و تشریح......: میں نے ان کے معاملات کو اچھی طرح دیکھا جانچا ہے۔ میں نے وہ بھی دیکھا ہے جو دوسروں کی نظر سے پنہاں (پوشیدہ) ہے۔

مرد میداں زندہ از اللہ ہو ست　　زیر پائے او جہان چار سو ست !

معانی......: مرد میداں: میدان کا مرد، دلیر۔ زیر پائے او: اس کے پاؤں کے نیچے۔

ترجمہ و تشریح......: مرد میدان اللہ ہو سے زندہ جاوید ہوتا ہے (اسی کی بدولت) یہ محدود دنیا اس کے پاؤں کے نیچے ہے۔ (محکوم و مغلوب ہو جاتی ہے)

بندہ کو دل بہ غیر اللہ نہ بست　　می تواں سنگ از زجاج او شکست

معانی......: میتواں: ممکن ہے، کیا جا سکتا ہے۔ شکست: توڑا۔

ترجمہ و تشریح......: وہ بندہ جو غیر اللہ سے دل نہیں لگاتا اس کا شیشہ بھی پتھر کو توڑ سکتا ہے۔

او نگنجد در جہان چون و چند　　تہمت ساحل بایں دریا مبند

معانی......: نگنجد: نہیں سماتا۔ چون: کیا، کیف، جب، چونکہ۔ چند: کتنا، کتنی کے۔ تہمت ساحل: کنارے کا بہتان۔ دریا: فارسی میں سمندر کو دریا کہتے ہیں۔ مبند: مت لگا، مت باندھ۔ بستن: باندھنا، مراد لگانا۔

ترجمہ و تشریح......: وہ اس جہان چون و چند (اسباب) یعنی (محدود) دنیا میں نہیں سماتا۔ وہ ایسا وسیع سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ (اس پر ساحل کی تہمت نہیں لگائی جا سکتی)

چوں زروے خویش برگیرد حجاب　　او حساب است او ثواب است، او عذاب!

معانی......: زروے: اپنے چہرے سے۔ برگیرد: اٹھالیتا ہے۔ حجاب: نقاب، پردہ۔ حساب: قیامت کے روز اعمال سے متعلق ہونے والی باز پرس، یعنی مرد حق ایسے مقام پر ہوتا ہے جہاں وہ حساب، ثواب اور عذاب وغیرہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح......: جب وہ (مرد حق) اپنے چہرے سے پردہ اٹھا دیتا ہے تو وہ خود ہی حشر و حساب ہے، خود ہی ثواب اور خود ہی عذاب ہوتا ہے۔ (وہ قیامت بن جاتا ہے)

برگ و ساز ما کتاب و حکمت است　　ایں دو قوت اعتبار ملت است

معانی......: برگ و ساز: ہمارا ساز و سامان، ہماری پونجی یا سرمایہ، زندگی کا اثاثہ۔ کتاب: مراد قرآن کریم۔ حکمت: عدل، علم، دانش۔ ایں دو قوت: یہ دو قوتیں یعنی کتاب اور حکمت۔ اعتبار: ساکھ، بھرم، وقار۔ ملت: مراد ملت اسلامیہ۔

ترجمہ و تشریح......: ہمارا اثاثہ حیات قرآن کریم اور حکمت ہے۔ انہی دو قوتوں سے ملت اسلامیہ کا وقار اور بھرم ہے۔

(دارومدار ہے)۔

آں فتوحات جہان ذوق و شوق　　　ایں فتوحات جہان تحت و فوق

معانی......: فتوحات: فتوح کی جمع اور فتح کی جمع الجمع۔ ذوق: مراد وجد مستی۔ شوق: عشق۔ تحت وفوق: نیچے اور اوپر۔

ترجمہ و تشریح......: اس (قرآن) سے تو دنیائے ذوق وشوق کی فتوحات ملتی ہیں۔ اور اس (حکمت) سے اس محدود کائنات پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ (مادی دنیا کی تسخیر ہے)

ہر دو انعام خدائے لایزال　　　مومناں را آں جمال است، ایں جلال!

معانی......: انعام: عطیہ بخشش، تحفہ۔ لایزال: جسے زوال نہیں، غیر فانی۔ جمال: حسن وخوبی۔ جلال: عظمت، قدرت، رعب ودبدبہ۔

ترجمہ و تشریح......: دونوں چیزیں (کتاب وحکمت) اس خدائے قیوم کی نعمتیں ہیں۔ مردان حق کے لئے ایک جمال ہے اور دوسرا جلال ہے۔

حکمت اشیا فرنگی زاد نیست　　　اصل او جز لذت ایجاد نیست

معانی......: فرنگی زاد: فرنگی یعنی انگریز کی پیدا کردہ نہیں ہے۔ زادن جننا، پیدا کرنا، وجود میں لانا۔ اصل او: اس کی بنیاد، اس کی اساس۔ لذت: ذوق، چسکا، لطف۔ ایجاد: وجود میں لانا، کوئی نئی چیز پیدا کرنا، دریافت کرنا۔

ترجمہ و تشریح......: اشیاء کی ماہیت جاننے کا آغاز فرنگیوں سے نہیں ہوا۔ اس کی بنیاد صرف نئی دریافت کی لذت ہے۔ اس کی اصل واساس تو نت نئی چیز کو وجود میں لانے اور دریافت کرنے کی لذت کے سوا اور کچھ نہیں۔

نیک اگر بینی مسلماں زادہ است　　　ایں گہر از دست ما افتادہ است

معانی......: نیک: اچھی۔ این گہر: یہ موتی علم وحکمت۔ افتادہ است: گرا ہے۔ افتادن: گرنا۔

ترجمہ و تشریح......: اگر تو غور سے دیکھے تو یہ (علم وہنر، دانش وحکمت) مسلمانوں کی پیدا کردہ ہے۔ یہ موتی ہمارے ہی ہاتھ سے گرا ہے۔

چوں عرب اندر اروپا پر کشاد　　　علم و حکمت را بناد دیگر نہاد

معانی......: اندر اروپا: یورپ میں۔ پرکشاد: پر کھولے، مراد پاؤں جمائے۔ بنا: بنیاد، اساس۔ دیگر: دوسری، نئی۔ نہادن: رکھنا۔

ترجمہ و تشریح......: جب عربوں نے یورپ میں بھی اپنے جھنڈے گاڑ دیئے تو انہوں نے وہاں نئے انداز سے علم وحکمت کی بنیاد رکھی۔

دانہ آں صحرا نشیناں کاشتند　　　حاصلش افرنگیاں برداشتند

معانی......: صحرانشیناں: صحرانشین کی جمع صحرا میں رہنے والے لوگ، مراد عرب۔ کاشتن یا کشتن یا کاریدن: بونا۔ حاصلش: اس کا حاصل، اس کی فصل۔ برداشتند: انہوں نے اٹھائی، انہوں نے حاصل کی۔

ترجمہ و تشریح......: یہ بیج (علم وحکمت) تو عرب صحرانشینوں نے بویا تھا لیکن اسکا حاصل اہل یورپ نے اٹھالیا۔ (اکٹھا کیا)

ایں پری از شیشہ اسلاف ماست　　　بازصیدش کن کہ او از قاف ماست

معانی......: پری: ایک خیالی حسین عورت، پری شیشے میں اتارنا محاورہ ہے، یعنی قابو میں لانا، یہاں مراد علم وحکمت ہے۔ اسلاف: سلف کی جمع، گزرے ہوئے لوگ، آباؤ اجداد، بزرگ۔ صید: شکار۔ قاف: کوہ قاف مشہور ہے کہ پریاں کوہ قاف پر رہتی ہیں۔

ترجمہ و تشریح:۔۔۔۔۔ یہ پری (علم وحکمت) ہمارے ہی آباؤ اجداد کے شیشے سے باہر آئی ہے، تو اسے دوبارہ شکار کر کیونکہ یہ ہمارے ہی کوہ قاف کی پری ہے۔

لیکن از تہذیب لادینے گریز　　زاں کہ او با اہل حق دارد ستیز

معانی:۔۔۔۔۔ گریز: بھاگ، دور رہ۔ دارد ستیز: لڑائی رکھتی ہے، برسر پیکار رہتی ہے، الجھتی رہتی ہے۔

ترجمہ و تشریح:۔۔۔۔۔ البتہ لادینی تہذیب سے بچ کیونکہ وہ اہل حق کے ساتھ دشمنی رکھتی ہے۔ (الجھی رہی ہے)

فتنہ ہا ایں فتنہ پرداز آورد　　لات و عزیٰ در حرم باز آورد

معانی:۔۔۔۔۔ فتنہ پرداز: فتنوں کو ہوا دینے والا، والی یہ فتنے اٹھانے والا والی، جھگڑالو۔ آورد: لاتی ہے۔ لات: عرب کا دور جاہلیت کا ایک مشہور بت۔ عزیٰ: یہ بھی ایسے ہی ایک بت کا نام تھا۔ حرم: حرم کعبہ، چاردیواری۔ باز آورد: پھر لاتی ہے، پھر لا بٹھاتی ہے۔

ترجمہ و تشریح:۔۔۔۔۔ اس فتنہ پرور نے کئی فتنے اٹھائے ہیں۔ یہ حرم میں لات اور عزیٰ کو دوبارہ لے آئی ہے۔

از فسونش دیدہ دل نابصیر　　روح از بے آبی او تشنہ میر!

معانی:۔۔۔۔۔ از فسونش: اس کے جادو سے۔ نابصیر: بصیرت سے عاری۔ بے آبی: پانی کا نہ ہونا۔ تشنہ: پیاسا، پیاسی۔ مردن: مرنا۔

ترجمہ و تشریح:۔۔۔۔۔ اس کے جادو سے دل کی آنکھیں اندھی ہوجاتی ہیں اور اس کی بے آبی سے روح پیاسی مرجاتی ہے۔

لذت بیتابی از دل می برد　　بلکہ دل زیں پیکر گل می برد

معانی:۔۔۔۔۔ بیتابی: اضطراب، بے قراری۔ می برد: لے جاتی ہے۔ پیکر: جسم۔ گل: مٹی، کیچڑ۔ بردن: لے جانا۔

ترجمہ و تشریح:۔۔۔۔۔ یہ دل سے بیتابی کی لذت چھین لیتی ہے۔ (یہی نہیں) بلکہ مٹی کے اس بدن سے دل کو نکال لیتی ہے۔

کہنہ دزدے غارت او برملاست　　لالہ می نالد کہ داغ من کجاست!

معانی:۔۔۔۔۔ کہنہ دزد: پرانا چور، عادی چور۔ غارت: لوٹ مار، لوٹ کھسوٹ۔ برملا: کھلم کھلا ہے۔ لالہ: لالہ کا پھول۔ نالیدن: رونا، فریاد کرنا۔ داغ: پھول کے اندر ایک خاص دھبا۔

ترجمہ و تشریح:۔۔۔۔۔ یہ ایک کہنہ مشق چور ہے جو برملا لوٹ مار کرتا ہے۔ لالہ بھی اس (کی لوٹ) سے نہیں بچا، وہ بھی اپنا داغ ڈھونڈتا پھرتا ہے کہ کدھر غائب ہوگیا۔

حق نصیب تو کند ذوق حضور　　باز گویم آنچہ گفتم در زبور

معانی:۔۔۔۔۔ ذوق: حظ۔ حضور: صوفیا کی اصطلاح میں ولی اللہ سے اس طرح لگاتا کہ اس کے غیبی احکام بھی آنکھوں کے سامنے آجائیں، علامہ نے اس سے تجلی خداوندی کا مشاہدہ مراد لیا ہے، جو صوفیا کی اصطلاح کے قریب ہے۔ باز گویم: میں پھر کہتا ہوں۔ آنچہ گفتم: جو کچھ میں نے کہا۔ زبور: مراد ہے علامہ کی مثنوی زبور عجم۔

ترجمہ و تشریح:۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ تجھے ذوق حضور نصیب فرمائے۔ میں یہاں دوبارہ کہتا ہوں جو کچھ میں نے زبور عجم میں کہا ہے۔

"مردن و ہم زیستن اے نکتہ رس　　ایں ہم از اعتبارات است و بس

معانی:۔۔۔۔۔ اے نکتہ رس: اے گہری بات کی تہ تک پہنچنے والے، اے دانا، ذہین و فطین۔ نکتہ: باریک بات، گہری بات۔ رس: پہنچنے والا۔ (رسیدن: پہنچنا۔ اعتبارات: اعتبار کی جمع بمعنی غیر حقیقی، وہمی، فرضی۔

ترجمہ و تشریح:۔۔۔۔۔ اے مرد دانا: یہ مرنا بھی اور جینا بھی محض اعتبارات سے ہے۔ (ان کی حیثیت اضافی ہے)

مرد کر سوز نوا را مردہ　　لذت صوت و صدا را مردہ

معانی...... سوزنوا: آواز کے سونے کے لئے۔ مردہ: ایک مردہ یعنی بے بہرہ ہے۔ صوت: آواز۔

ترجمہ و تشریح...... نغمے کے سوز سے بڑا آدمی بے بہرہ ہے۔ آواز اور نغمے کی لذت کے اعتبار سے مردہ ہے۔

پیش چنگے ہست و مسرور است کور　　پیش رنگے زندہ درگور است کور

معانی...... چنگے: ایک چنگ یعنی ساز۔ پیش رنگے: رنگ کے سامنے۔ درگور: قبر میں یعنی مردہ۔

ترجمہ و تشریح...... ایک اندھا انسان ساز و آواز سے تو لطف اندوز ہو لیتا ہے لیکن رنگ کے سامنے وہ باوجود زندہ ہونے کے مردہ ہے۔ (وہ بالکل بے بس ہے)

روح باحق زندہ پایندہ است　　ورنہ ایں را مردہ آں را زندہ است

معانی...... باحق: حق یعنی خدا کے ساتھ۔ پائندہ پائیدن: پائیدار رہنا، ہمیشہ اور جاوید رہنا۔

ترجمہ و تشریح...... روح، حق کے ساتھ رہ کر ہی زندہ جاوید ہو سکتی ہے، ورنہ کفار کی روح مردہ اور صاحب ایمان کی زندہ ہے۔

آنکہ حی لا یموت آمد حق است　　زیستن باحق حیات مطلق است

معانی...... حی: ایسا زندہ جسے موت نہیں ہے، غیر فانی، ابدی ہے۔ حی، لا یموت سورہ فرقان کی آیت 85 کی طرف اشارہ ہے: اے نبی تم اس زندہ (خدا) پر بھروسا کرو جو (کبھی) نہ مرے اور اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرو۔ زیستن: جینا۔ حیات: مکمل زندگی ہے، یعنی صحیح مقام پانے والی زندگی ہے۔

ترجمہ و تشریح...... وہ جو باقی و قائم ہے، جسے موت نہیں ہے وہ حق ہی ہے۔ حق کے ساتھ زندہ رہنا ہی حیات مطلق پالینا ہے۔

ہر کہ بے حق زیست جز مردار نیست　　گرچہ کس در ماتم اوزار نیست''

معانی...... بے حق: حق کے بغیر جیا۔ زار: رونے والا۔ زاریدن: رونا، نالہ کرنا۔

ترجمہ و تشریح...... جس کسی نے حق کے بغیر زندگی بسر کی وہ گویا مردار کے علاوہ اور کچھ نہیں، اگرچہ (اس قسم کا مردہ ہونے کے سبب) کوئی بھی اس کا ماتم نہیں کرتا۔

برخور از قرآں اگر خواہی ثبات　　در ضمیرش دیدہ ام آب حیات

معانی...... بر: پھل، میوہ۔ خوردن: کھانا۔ خواستن: چاہنا، خواہش رکھنا۔ در ضمیرش: اس کے باطن میں، اس کے اندر۔ دیدہ ام: میں نے دیکھا ہے۔ آب حیات: زندگی کا پانی، ایسا پانی جسے پی کر حیات ابدی مل جاتی ہے۔

ترجمہ و تشریح...... اگر تو حیات ابدی کی خواہش رکھتا ہے تو قرآن کریم سے استفادہ کر میں نے اس کے اندر آب حیات دیکھا ہے۔

می دھد مارا پیام لا تخف　　می رساند برمقام لا تخف

معانی...... می دہد: وہ (قرآن) دیتا ہے۔ پیام: پیغام۔ لا تخف: مت ڈر۔ می رساند: پہنچاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح...... وہ (قرآن) ہمیں ''لا تخف'' (نہ ڈر) کا درس دیتا ہے وہی ''لا تخف'' کے مقام و مرتبہ پر پہنچاتا ہے۔

قوت سلطان و میر از لا الہ　　ہیبت مرد فقیر از لا الہ

معانی...... قوت: دبدبہ۔ ہیبت: دبدبہ، رعب۔ مرد فقیر: وہ آدمی جس نے اللہ ہی کو معبود و حاکم مطلق سمجھا اور دنیا کے حاکموں وغیرہ

سے بے خوف اور بے نیاز ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح...... سلطان اور سردار کی قوت بھی ''لا الہ'' ہی سے ہے مرد درویش کی ہیبت بھی اسی ''لا الہ'' سے ہے۔

تا دو تیغ لا و الا داشتیم ماسوا اللہ را نشاں نگذاشتیم!

معانی...... دو تیغ: لا اور الا کی دو تلواریں۔ لا: نہیں، یعنی نہیں کوئی معبود۔ الا: سوائے، مگر یعنی سوائے اللہ کے۔ داشتیم: ہم رکھتے تھے۔ نشاں نگذاشتیم: ہم نے نشان نہ چھوڑا۔

ترجمہ و تشریح...... جب تک ہمارے پاس ''لا'' اور ''الا'' کی دو تلواریں رہیں ہم نے غیر اللہ کا نشان تک مٹا دیا۔

خاوراں از شعلہ من روشن است اے خنک مردے کہ در عصر من است

معانی...... خاوراں: مشرق یعنی سرزمین مشرق۔ شعلے: مراد میرے افکار۔ خنک: سرد، خوش، مبارک، خوش نصیب۔ مردے: وہ آدمی۔ درعصر من: میرے زمانے میں ہے، میرے دور میں پیدا ہوا ہے۔

ترجمہ و تشریح...... مشرق میرے شعلے (افکار) سے روشن ہے۔ وہ آدمی مبارک ہے جو میرے دور میں (زندہ) ہے۔ (دور میں پیدا ہوا۔

از تب و تابم نصیب خود بگیر بعد ازیں ناید چو من مرد فقیر!

معانی...... از تب: میری بے قراری سے، میرے نصیب سوز اور درد سے۔ تب: تپش، سوز۔ تابم: میرا اضطراب، تاب بمعنی روشنی، چمک، گرمی، طاقت، رنج و غم۔ نصیب: حصہ لے۔ بعد ازیں: اس کے بعد۔ نامید: نہیں آئے گا۔ چومن فقیر: میری طرح کا مرد فقیر (مرد قلندر یا مرد درویش)

ترجمہ و تشریح...... میرے سوز و درد سے اپنا حصہ حاصل کر اس کے بعد مجھے جیسا مرد قلندر کوئی نہیں آئے گا۔

گہر دریائے قرآں سفتہ ام شرح رمز صبغۃ اللہ گفتہ ام

معانی...... گوہر: موتی۔ سفتہ ام: میں نے چھیدا ہے، میں نے پرویا ہے۔ سفتن: سوراخ کرنا، چھیدنا۔ شرح: تفسیر۔ صبغۃ اللہ: اللہ کا رنگ، اشارہ ہے دوسری صورت کی 138 ویں آیت کی طرف: (کہو کہ ہم) اللہ کے رنگ میں رنگے گئے اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ اچھا ہے۔ (سورہ بقرہ)۔ گفتہ ام: میں نے بیان کی ہے۔

ترجمہ و تشریح...... میں نے قرآن پاک کے سمندر سے موتی نکال کر اپنے کلام میں پرویا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے رنگ کے راز کی تفسیر بیان کی ہے۔

با مسلماناں غمے بخشیدہ ام کہنہ شاخے را نمے بخشیدہ ام

معانی...... غمے: ایک یا خاص غم۔ بخشیدن: بخشنا، دینا، عطا کرنا۔ کہنہ: پرانی۔ نمے: میں نے نمی عطا کی ہے میں نے تازگی بخشی ہے۔

ترجمہ و تشریح...... میں نے مسلمانوں کو ایک خاص غم (سوز و درد) بخشا ہے۔ پرانی شاخ کو میں نے (نمی) تازگی دی ہے۔

عشق من از زندگی دارد سراغ عقل از صہبائے من روشن ایاغ

معانی...... دارد: رکھتا ہے۔ از صہبائے: میری شراب سے یعنی میرے افکار۔ روشن ایاغ: جس کا پیالہ یا ساغر روشن ہو، یعنی بھرا ہو۔

ترجمہ و تشریح...... میرا عشق زندگی (حیات ابدی) کے معانی بیان کرتا ہے۔ عقل کا پیالہ میری شراب (افکار) سے روشن ہے۔ (میری شراب سے عقل کا جام روشن ہے)

نکتہ ہائے خاطر افروزے کہ گفت ؟ با مسلماں حرف پر سوزے کہ گفت ؟

معانی...... نکتہ ہائے: باریک باتیں، گہری باتیں۔ افروز: منور کرنے والی۔ افروختن: روشن کرنا، منور کرنا۔ کہ گفت: کس نے کہیں، یہاں کس کا اشارہ حضرت علامہ کی اپنی ذات سے ہے۔

ترجمہ و تشریح...... دل کو جلا بخشنے والی گہری باتیں کس نے کہیں؟ مسلمان سے پرسوز بات کس نے کی؟

ہمچو نے نالیدم اندر کوہ و دشت تا مقام خویش بر من فاش گشت

معانی...... نالیدم: میں رویا۔ مقام خویش: اپنا مقام۔ فاش گشت: روشن ہوا، ظاہر ہوا، کھلا۔ فاش: ظاہر، روشن۔ گشتن: گھومنا، ہونا۔

ترجمہ و تشریح...... میں بانسری کی طرح پہاڑوں اور جنگلوں میں روتا رہا ہوں تب کہیں جا کر مجھ پر میرا مقام واضح ہوا۔

حرف شوق آموختم و اسوختم آتش افسردہ باز افروختم !

معانی...... آموختم: میں نے سیکھی، میں نے یاد کی۔ واسوختم: میں جل اٹھا، میں جل گیا، مجھ میں زبردست تڑپ پیدا ہوئی۔ آتش افسردہ: سرد آگ، بجھی ہوئی آگ، ٹھنڈی آگ۔ باز افروختم: میں نے پھر سے روشن کر دی۔ (سوئی ہوئی ملت کو پھر سے بیدار کر دیا)

ترجمہ و تشریح...... میں نے عشق کی بات سیکھی، میں جل اٹھا (اس طرح) میں نے سرد آگ کو دوبارہ روشن کر دیا۔

با من آہ صبحگاہے دادہ اند سطوت کوہے بکاہے دادہ اند

معانی...... آہ صبحگاہے: صبح کے وقت کی آہ، آہ سحری۔ دادہ اند: انہوں نے دی ہے، مراد قدرت نے عطا کی ہے۔ سطوت: دبدبہ، وقار، عظمت۔ کوہے: ایک پہاڑ۔ بکاہے: ایک تنکے کو۔ کاہے: ایک تنکا۔

ترجمہ و تشریح...... مجھے قدرت کی طرف سے آہ صبح گاہی عطا ہوئی ہے گویا ایک تنکے کو پہاڑ کے سے دبدبہ اور وقار سے نوازا گیا ہے۔ (''گاہ'' کو ''کوہ'' کی سطوت دی گئی ہے)

دارم اندر سینہ نور لا الہ در شراب من سرور لا الہ

معانی...... دارم: میں رکھتا ہوں۔ داشتن: رکھنا۔ سرور: نشہ، لطف

ترجمہ و تشریح...... میں اپنے سینے میں لا الہ کا نور رکھتا ہوں۔ میری شراب یعنی افکار میں لا الہ کا کیف و سرور ہے۔

فکر من گردوں سیر از فیض اوست جوے ساحل ناپذیر از فیض اوست

معانی...... گردوں: آسمان۔ میسر: چلنا، راستہ، سیر کی جگہ۔ فیض: برکت۔ جوے ساحل ناپذیر: کنارے کو قبول نہ کرنے والی ندی۔

ترجمہ و تشریح...... اسکے فیض سے میری فکر آسمان پر پرواز کر رہی ہے۔ اسی (لا الہ) کے فیض سے (میری) ندی بے کنار ہے۔

پس بگیر از بادہ من یک دو جام تا درخشی مثل تیغ بے نیام !

معانی...... پس بگیر: سو لے لے، لہذا کڑ لے، مراد چڑھا لے۔ از بادہ من: میری شراب سے، مراد میرے افکار کو اپنا کر آگے بڑھ۔ درخشی: تو چمکے۔ درخشیدن: چمکنا، منور ہونا۔ مثل تیغ بے نیام: غلاف کے بغیر تلوار کی مانند، ننگی تلوار کی طرح۔ بے نیام: جس پر غلاف نہ ہو، ننگی۔

ترجمہ و تشریح...... سو تو میری شراب کے دو ایک جام لے لے تا کہ تو ننگی تلوار کی طرح چمک اٹھے۔

☆☆☆

کلیات اقبال

(فارسی)

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

فرہنگ و ترجمہ

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

مکتبہ دانیال لاہور

email:maktabahdaneyal@hotmail.com

Tel : 042 - 7660736 Mobile : 0333 - 4276640

نام کتاب .... کلیات اقبال

تالیف .... علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

مترجم .... پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

طابع .... محمد ابوبکر صدیق

ناشر .... مکتبہ دانیال

کمپیوٹر کمپوزنگ ...... کامران ہاشمی

تعداد 500

قیمت ....

پیپر بیک .... -/450

ندیم یونس پرنٹرز

مکتبہ دانیال لاہور

email:maktabahdaneyal@hotmail.com

ارمغانِ حجاز

فارسی

(فرہنگ، ترجمہ و تشریح)

اقبال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارمغانِ حجاز (دیباچہ)

یہ علامہ اقبال کی آخری کتاب ہے۔ جس کا کچھ حصہ اردو میں ہے اور باقی فارسی میں۔ یہ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں لکھی مگر ان کے انتقال کے بعد نومبر ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی۔ حج پاک کا جذبہ اس تصنیف کا محرک بنا۔ علامہ چاہتے تھے کہ وہ حج کے دوران حضورؐ پاک کے روضۂ مبارک پر حاضر ہوا سے خود پیش کریں لیکن افسوس قضا نے ان کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دی اور دل کی دل میں رہ گئی۔ اس کتاب میں علامہ کے تمام نظریات اور خیالات کا جوہر موجود ہے۔ جس میں انتہائی پختہ کاری موجود ہے اور ایک کوزہ ہے جس میں دریائے معانی بند ہے۔ یہ پانچ موضوعات پر مشتمل ہے۔

۱۔ حضورِ حق ۲۔ حضورِ رسالت ۳۔ حضورِ ملّت

۴۔ حضورِ عالم انسانی ۵۔ بہ یارانِ طریق

اس میں کئی رباعیات ایسی بھی موجود ہیں جن میں علامہ کی توحید پرستی کی بہترین مثالیں موجود ہیں۔ شاعر کے کلام میں دل کا سوز اور تڑپ صفحہ پر نمایاں ہے۔ یوں لگتا ہے کہ وہ مدینہ جانے کے لئے بہت بے قرار ہیں۔ اکثر قطعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر اپنے عالم تصور میں حجاز کا سفر کر رہا ہے۔ فکر کی گہرائی اور عشق کی شدت ان قطعات کی خصوصیت ہے۔ عنوان کا مطلب ''حجاز کا تحفہ'' اور ''حجاز کیلئے تحفہ'' دونوں ہی ہو سکتے ہیں۔ آخر الذکر اس طرح درست ہے کہ اقبال مزارِ نبویؐ کی دلی خواہش رکھتے تھے۔ یہ کتاب وہ ''تحفہ'' تھا جو شاعر حجاز کو پیش کرنا چاہتا تھا' پہلے معنی یوں ٹھیک معلوم ہوتے ہیں کہ ماضی کے مذہب کی طرف رجحانات اور حجاز کو مذہب کا ماخذ سمجھ کر اس کے متعلق احساسات اس کتاب میں خصوصیت سے قلم بند کیے گئے ہیں۔

شیخ عبدالقادر ''ارمغانِ حجاز'' کی وجہ تصنیف یوں بیان کرتے ہیں:......

جب ''ارمغانِ حجاز'' کے اشعار لکھے جا رہے تھے تو مغربی تہذیب سے ان کی مخالفت بہت بڑھ گئی تھی' وہ سمجھتے تھے کہ عہدِ حاضر نے لوگوں کو پھانسنے کے لئے طرح طرح کے جال بچھا رکھے ہیں' جن سے نکلنے کی کوشش ہونی چاہئے...... اپنے آخری دور میں اقبال اپنے مسلمان بھائیوں کو بالخصوص اور سب اہلِ مشرق کو بالعموم یہ سکھاتا ہے کہ وہ مغرب کے اثر میں آ کر خدا کو نہ بھول جائیں اور جب اپنی قوت کو ترقی دے کر اور خدائی قانون کے تابع ہو کر وہ کام کریں گے تو وہ دوسروں سے کم تر نہیں رہیں گے بلکہ بہتر ہو جائیں گے' اس زمانے میں اقبال اپنی آنکھوں کے سامنے ایک نیا جہاں دیکھ رہا تھا جو موجودہ جہاں سے بہتر ہوگا اور وہ بیتابانہ اس نئے جہاں کو عالم وجود میں پانے کا خواہش مند تھا'' (نذرِ اقبال ص ۶۱۔۶۲) ''ارمغانِ حجاز'' کے جزوی اور کلی طور پر مختلف زبانوں میں ترجم ہو چکے ہیں......

حضورِ حق

(خدا کی بارگاہ میں)

خوش آں راہی کہ سامانے نگیرد
دل او پندِ یاراں کم پذیرد
بہ آہے سوز ناکش سینہ بکشاے
زیک آہش غمِ صد سالہ میرد!

معانی :......راہی: مسافر بمعنی سالک یعنی عاشق' خوش: خوش نصیب' پند: نصیحت' سامانے نگیرد: سامان نہیں رکھتا' کم پذیرد: کم قبول کرتا ہے۔

ترجمہ :......وہ مسافر خوش قسمت یا کامیاب ہے جو کوئی (دنیاوی) سامان نہیں رکھتا۔ دنیاوی دلفریبیوں سے دل نہیں لگاتا۔ اس کا دل دوستوں کی نصیحت کم مانتا ہے۔ (قبول نہیں کرتا)۔

معانی :......سوز: جلنا' بکشا' کھول دے' کھلا کر۔ میرد: مرجانا یعنی ختم ہو جانا۔ آہے سوز ناکش: اس کی دل کو جلانے والی آہ' دل میں سوز پیدا کرنے والی آہ۔

ترجمہ :......اس کی پرسوز آہ سے سینے کو کھول دے کہ اس کی ایک آہ سے سو سال کا غم مرجاتا ہے یعنی (علامہ اقبال اپنی طرف اشارہ کر رہے ہیں) ختم ہو جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضورِ حق

(1)

دلِ ما بیدلاں بردند و رفتند　　مثالِ شعلہ افسرد ندو رفتند
بیا یک لحظہ با عاماں در آمیز　　کہ خاصاں بادہ ہا خورد ندو رفتند

معانی :...... بیدلاں: بیدل کی جمع' مراد عاشق' افسردند: بجھ گئے یعنی دنیا سے چلے گئے۔

ترجمہ :...... ہمارے دل کو عاشق لے گئے اور چلے گئے' وہ شعلے کی طرح بجھ گئے اور (دنیا سے) چلے گئے۔

معانی :...... بیا: آ' عاماں: عام لوگ' خاصاں: خاص لوگ' در آمیز: گھل مل جا' بادہ: شراب۔

ترجمہ :...... آ' ایک لمحے کے لئے (اپنے) عام بندوں سے ملاقات کر (گھل مل) کہ (تیرے) خاص بندوں نے شرابیں پیں اور چلے گئے۔ (تیرے خاص بندے تو شراب پی کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے)۔

سخن ہا رفت از بود و نبودم　　من از خجلت لبِ خود کم کشودم
سجودِ زندہ مرداں می شناسی　　عیارِ کارِ من گیر از سجودم!

معانی :...... سخن: گفتگو' بود و نبودم: میری ہستی اور نیستی' میرا وجود' خجلت: شرمندگی' لب: ہونٹ' کشود: کھولے۔

ترجمہ :...... میرے موجود ہونے یا نہ ہونے پر بہت سی باتیں ہوئیں میں نے شرمندگی کی وجہ سے لب نہیں کھولے۔ (خاموش رہا)

معانی :...... سجود: جمع سجدہ' مرداں: مرد کی جمع مراد اللہ کے خاص بندے' عیار: کسوٹی' پرکھ۔

ترجمہ :...... تو زندہ بندوں (اللہ کی عبادت صحیح معنوں میں کرنے والے) کے سجدوں کو پہچانتا ہے' میرے عمل کے معیار کا اندازہ میرے سجدوں سے کر۔

دلِ من در کشادِ چون و چند است　　نگاہش از مہ و پرویں بلند است
بدہ ویرانۂ در دوزخ اُو را　　کہ ایں کافر بے خلوت پسند است !

معانی :...... کشاد: فراخ' کھولنا' مسئلے حل کرنا۔ چون و چند: کیسا اور کتنا مراد مسائل ہستی مہ: چاند پرویں' ثریا۔

ترجمہ :...... میرا دل "کیسے اور کتنا" کے حل میں ہے یعنی زندگی اور کائنات کی حقیقت کو جاننا چاہتا ہے۔ اس کی نظر چاند اور ثریا

سے بھی بلند ہے۔

معانی :......بدہ: دینا' دے' عطا کر۔ خلوت: تنہائی' کافر: انکار کرنے والا' علامہ نے خود کو کہا ہے۔

ترجمہ :...... اس کو دوزخ میں کوئی ویرانہ دے کہ یہ کافر تنہائی (دنیا سے بے نیازی) کو زیادہ پسند کرنے والا ہے۔

چہ شور است ایں کہ در آب و گل افتاد زیک دل عشق را صد مشکل افتاد

قرار یک نفس بر من حرام است بمن رحمے کہ کارم بادل افتاد!

معانی :......آب و گل: پانی اور مٹی یعنی انسانی جسم' افتاد: برپا ہونا۔

ترجمہ :...... یہ کیا شور ہے جو پانی اور مٹی یعنی جسم انسانی میں برپا ہے' ایک دل سے عشق کو سو مصیبتوں کا سامنا ہے۔

معانی :......نفس: سانس۔ قرارِ یک نفس: ایک پل کا سکون۔

ترجمہ :...... ایک لمحے کا سکون مجھ پر حرام ہے مجھ پر رحم کر کہ میرا کام دل سے آپڑا ہے۔

جہاں از خود بروں آوردۂ کیست؟ جمالش جلوہ بے پردہ کیست؟

مرا گوئی کہ از شیطاں حذر کن بگو بامن کہ او پروردہ کیست؟

معانی :......جہاں: دنیا' بروں آوردہ: باہر نکالا ہوا' جسے وجود ملا ہو۔

ترجمہ :...... دنیا کو اپنے آپ سے کس نے الگ کیا ہے' اس کا جمال کس کا روشن جلوہ ہے۔

معانی :......حذر: پرہیز کرنا' بچنا' پروردہ: پرورش کیا ہوا' پالا ہوا۔

ترجمہ :...... تو مجھ سے کہتا ہے کہ شیطان سے بچ' مجھ سے کہہ کہ وہ کس کا پالا ہوا ہے۔

......(۲)......

دلِ بے قید من در پیچ و تابیست نصیب من عتابے یا خطابیست؟

دلِ ابلیس ہم نتوانم آزرد گناہ گاہ گاہ من صوابیست

معانی :......بے قید: آزاد' عتاب: غصہ' سزا' خطاب: جزا' جنت' خطاب سے مراد روبرو جواب طلبی کے بھی ہیں۔

ترجمہ :...... میرا آزاد دل بے چینی و بے قراری کی حالت میں ہے (اسے نہیں معلوم) کہ میری قسمت میں سزا ہے یا جزا۔

معانی :......ابلیس: شیطان' آزرد: دکھ / تکلیف' گاہ گاہ: کبھی کبھار' صواب: درست' صحیح۔

ترجمہ :...... میں تو شیطان کے دل کو بھی نہیں تکلیف دے سکتا' میرا کبھی کبھار کا گناہ بھی درست ہے۔

صَبَنْتِ الْكَاسَ عَنَّا اُمَّ عَمْرٍو وَكَانَ الْكَاسُ مَجْرَاهَا الْيَمِيْنَا

اگر این است رسم دوستداری بدیوار حرم زن جام و مینا

معانی :......الکاس: شراب' مجراہا: بیٹھنے والے۔

ترجمہ :...... شاعر اپنی معشوقہ ام عمرو کی ناانصافی کی شکایت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تو نے ہمیں پیالہ شراب سے محروم کر دیا حالانکہ باری دائیں طرف بیٹھنے والوں کی تھی۔

نوٹ :...... یہ شعر عربی زبان کے شاعر عمرو ابن کلثوم کا ہے جس کا تعلق زمانہ جاہلیت سے تھا۔

معانی :......حرم: کعبہ' جام: پیالہ' مینا: صراحی۔

ترجمہ :...... اگر یہ دوستی نبھانے کی رسم ہے تو پیالے اور صراحی کو کعبے کی دیوار سے دے مار۔

بخود پیچیدگاں در دل اسیرند ہمہ درد اندو درماں ناپذیرند
سجود از ماچہ میخواہی کہ شاہاں خراج از دہ ویراں نہ گیرند

معانی :......پیچیدگاں: لپیٹنا' لپٹنا' اسیر: قیدی' درماں: علاج' درمان ناپذیر: جن کا علاج ممکن نہیں' جو علاج نہیں چاہتے۔

ترجمہ :...... اپنے آپ سے لپٹے ہوئے لوگ دل کی قید میں ہیں یعنی اپنی معرفت اور خودی میں گم ہیں۔ درد میں ڈوبے ہوئے ہیں (اور) ناقابلِ علاج ہیں یا علاج کے خواہاں نہیں۔

معانی :......شاہاں: بادشاہ' خراج: زمین کا ٹیکس۔

ترجمہ :...... تو ہم سے سجدے کس لئے چاہتا ہے بادشاہ ویران (برباد) گاؤں سے کوئی خراج نہیں لیتے۔

روم راہے کہ اورا منزلے نیست ازاں تخمے کہ ریزم حاصلے نیست
من از غم ہانمی ترسم ولیکن مدہ آں غم کہ شایان دلے نیست

معانی :......تخم: بیج' ریز: انڈیلنا/ گرانا' حاصل: پیداوار۔

ترجمہ :...... میں اس راستے پر جارہا ہوں جس کی کوئی منزل نہیں ہے کہ میں جو بیج بوتا ہوں' اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

معانی :......ترس: ڈر' خوف' مدہ: نہ دے' مت دے' شایاں: مناسب' لائق۔

ترجمہ :...... میں غموں سے نہیں ڈرتا لیکن مجھے وہ غم نہ دے جو میرے دل کے شایانِ شان نہ ہو۔

مے من از تنک جاماں نگہ دار شراب پختہ از خاماں نگہ دار
شرر از نیستانے دُور تر بہ بخاصاں بخش و از عاماں نگہ دار!

معانی :......تنک: تھوڑا' کم' نگہ: نگاہ' خاماں: خام کی جمع' کچے' کمزور یعنی نااہل لوگ۔

ترجمہ :...... میری شراب کو تھوڑے پیالے پینے والوں (کم ظرفوں) سے بچا کر رکھ' پختہ شراب کو خام یعنی نااہل لوگوں سے بچا کر رکھ۔ شراب سے مراد شاعری میں دیا گیا پیغام ہے۔

معانی :......شرر: چنگاری' نیستان: نرسل اگنے کی جگہ۔

ترجمہ :...... چنگاری کا نرسل (یا بانس) کے جنگل سے زیادہ دور رہنا ہی بہتر ہے۔ (میری شراب) خاص لوگوں کو عطا کر اور عام لوگوں سے بچا کر رکھ۔

ترا ایں کشمکش اندر طلب نیست ترا ایں درد و داغ و تاب و تب نیست
ازاں از لامکاں بگریختم من کہ آں جا نالہ ہائے نیم شب نیست

معانی :......کشمکش: کھینچا تانی' طلب: خواہش' تاب: چمک' تب: گرمی و حرارت' تب و تاب: بے قراری۔

ترجمہ :...... تمہاری طلب میں وہ کشمکش نہیں ہے' (جو میری طلب میں ہے) تمہارے اندر وہ درد' جلن' تڑپ اور بے چینی نہیں ہے۔

معانی :......لامکاں: وہ جہاں جس میں زماں و مکاں کی حد نہیں ہے' آسمان سے اوپر جہاں حضرت آدمؑ کا ٹھکانہ تھا' گریختن: بھاگنا' نیم شب: آدھی رات۔

ترجمہ :...... میں لامکاں سے اس لئے بھاگا تھا کہ وہاں آدھی رات کی گریہ زاری نہیں ہے۔

زمن ہنگامہ دہ ایں جہاں را	دگر گوں کن زمین و آسماں را
زخاک ما دگر آدم برانگیز	بکش ایں بندہ سود وزیاں را

معانی :......دگرگوں کن: اُلٹ پلٹ کردے' بدل ڈال۔

ترجمہ :...... مجھ سے اس جہاں میں ہنگامہ پیدا کر (اور) زمین وآسمان کو انقلاب سے دوچار کردے۔

معانی :......سود: فائدہ' زیاں: نقصان' بکش: مار ڈال۔

ترجمہ :...... ہماری مٹی سے ایک نیا انسان آدم پیدا کر' اور اس (آدمی) کو قتل کردے جو فائدے اور نقصان کا غلام ہے۔ (طالب دنیا کو ختم کردے)۔

جہانے تیرہ تر با آفتابے	صواب او سراپا نا صوابے
ندانم تا کجا ویرانۂ را	وہی از خون آدم رنگ و آبے

معانی :......تیرہ تر: زیادہ تاریک' آفتاب: سورج مراد عروج اور ترقی' ناصواب: غلط' نادرست۔

ترجمہ :...... یہ جہان سورج سے روشن ہونے کی بجائے اور تاریک ہو گیا ہے۔ اس کی خوبیاں بھی سرتاپا برائیاں ہیں۔

معانی :......کجا: کہاں' کب' آب: چمک' رنگ وآب: چمک دمک۔

ترجمہ :...... میں نہیں جانتا کہ تو کب تک ایک ویرانے کو آدمی کے خون سے ظاہری چمک دمک دیتا رہے گا۔

غلام جز رضائے تو نجویم	جز آں راہے کہ فرمودی نہ پویم
ولیکن گر بہ ایں ناداں بگوئی	خرے را اسب تازی گو، نہ گویم !

معانی :......رضا: خوشنودی' مرضی' نجویم: میں نہیں تلاش کرتا' نہیں چاہتا فرمودی: تو نے حکم دیا' نہ پویم: میں نہیں چلتا۔

ترجمہ :...... میں غلام ہوں اور تیری خوشنودی کے سوا کچھ تلاش نہیں کرتا (راضی برضا ہوں)' میں اس راہ کے سوا نہیں چلتا جس پر چلنے کا تو نے حکم دیا۔

معانی :......ناداں: ناسمجھ' خر: گدھا' اسپ تازی: عربی گھوڑا جو اصیل ہوتا ہے۔

ترجمہ :...... اور لیکن اگر تو اس ناسمجھ کو یہ کہے کہ گدھے کو عربی گھوڑا کہہ تو میں نہیں کہوں گا۔

دلے در سینہ دارم بے سرورے	نہ سوزے در کف خاکم، نہ نورے
بگیر از من کہ برمن بار دوش است	ثواب ایں نماز بے حضورے !

معانی :......بے سرور: جس میں لطف نہ ہو' کف: مٹھی' کف خاکم: میری مٹی کی مٹھی مراد میرا جسم۔

ترجمہ :...... میں اپنے سینے میں بے سرور و کیف دل رکھتا ہوں' میرے جسم میں نہ (عشق کی) تڑپ ہے نہ نور ہے۔

معانی :......دوش: کندھا' بار: بوجھ' بے حضور نماز: مراد جس نماز میں خشوع وخضوع نہ ہو۔

ترجمہ :...... مجھ سے واپس لے لے کہ اس بے حضور نماز کا ثواب' یہ میرے کندھے پر بوجھ ہے۔

چہ گویم قصہ دین و وطن را	کہ نتواں فاش گفتن ایں سخن را
مرنج از من کہ از بے مہری تو	بنا کردم ہماں دیر کہن را

معانی :......فاش: کھلا' سخن: بات' کلام' شاعری۔

ترجمہ :...... میں دین اور وطن کی کیا بات بیان کروں کہ اس بات کو کھل کر (علانیہ) بیان نہیں کیا جا سکتا۔

معانی :......مرنج: وہ شخص جو ہر حالت میں خوش رہے' بنا کردم: میں نے تعمیر کرلیا' دیر: بت کدہ' کہن: پرانا۔

ترجمہ :...... مجھ سے خفا نہ ہو کہ تیری نامہربانی کی وجہ سے میں نے پھر پرانے بت کدے کی بنیاد رکھ دی ہے۔

مسلمانے کہ در بند فرنگ است دلش دردست او آساں نیاید
زسیمائے کہ سودم بر در غیر سجودے بوذرؓ و سلمانؓ نیاید

معانی :......در بند: قید' غلامی' فرنگ: یورپ' انگریز دست: ہاتھ۔

ترجمہ :...... وہ مسلمان جو یورپ والوں کی قید میں ہے (بندھن میں گرفتار ہے) اسکا دل آسانی سے اسکے ہاتھ نہیں آ سکتا۔

معانی :......سیما: پیشانی' سودم: میں نے رگڑی' بوذرؓ و سلمانؓ: حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ مشہور صحابہ کرام۔

ترجمہ :...... اس پیشانی سے جسے میں (اللہ کے سوا) غیر کے دروازے پر رگڑتا ہوں' حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کے سجدے ادا نہیں کئے جا سکتے۔

نخواہم ایں جہان و آں جہاں را مرا ایں بس کہ دانم رمز جاں را
سجودے دہ کہ از سوز و سرورش بوجد آرم زمین و آسماں را

معانی :......رمز: پوشیدہ بات یعنی حقیقت' رمز جاں: روح کی حقیقت یعنی حقیقت عشق۔

ترجمہ :...... میں اس دنیا اور اس دنیا (آخرت) کو نہیں چاہتا میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ روح کی حقیقت کو جان لوں۔

معانی :......وجد: شوق' وہ خاص کیفیت جو یادِ الٰہی سے طاری ہوتی ہے۔

ترجمہ :...... مجھے وہ سجدے عطا کر کہ جس کے سوز اور سرور سے میں زمین و آسمان کو وجد میں لے آؤں۔

چہ میخواہیِ ازیں مرد تن آسائے بہر بادے کہ آمد رفتم از جائے
سحر جاوید در سجدہ دیدم بہ صبحش چہرہ شامم بیار ائے

معانی :......مرد تن آسا: ست الوجود آدمی' آرام طلب' باد: ہوا۔

ترجمہ :...... تو کیا چاہتا ہے اس آرام طلب انسان سے جس کے پاؤں ہر ہوا کے جھونکے کے ساتھ جگہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ (اکھڑ جاتے ہیں)

معانی :......جاوید: اقبال کے بیٹے کا نام' چہرۂ شام: میرا تاریک چہرہ' بڑھاپا' بیارائے: سجادے' آراستہ کردے۔

ترجمہ :...... میں نے صبح (اپنے بیٹے) جاوید کو سجدے میں دیکھا اس کی صبح سے میری شام کے چہرے کو خوبصورتی دے۔ (اس کی جوانی میرے بڑھاپے کے لئے باعث فخر ہو)۔

......(۴)......

بہ آں قوم از تو می خواہم کشادے فقیہش بے یقینے، کم سوادے

بسے نادیدنی را دیدہ ام من مرا اے کاشکے مادر نہ زادے

معانی :......کشاد: کشادگی' بامرادی' فقیہہ: مسائل دین بیان کرنے والے' کم سواد: کم نظر' بے بصیرت۔

ترجمہ :...... میں تجھ سے اس قوم کی بھلائی چاہتا ہوں جس کے فقیہہ بے یقین اور کم نظر ہیں۔

معانی :......نادیدنی: نہ دیکھنے کے لائق صورت حال' زاد: پیدائش۔

ترجمہ :...... میں نے بہت سی ناقابل دید باتیں دیکھی ہیں۔ کاش کہ میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا۔ (یہ خراب حالات دیکھنے کے لئے میں دنیا میں نہ آتا)۔ (دوسرا مصرع شیخ سعدی شیرازیؒ کا ہے)

نگاہ تو عتاب آلود تاچند بتان حاضر و موجود تاچند

دریں بتخانہ اولاد براہیم نمک پوردہ نمرود تا چند

معانی :......عتاب: غصے سے بھری' غضب ناک۔

ترجمہ :...... کب تک آپ کی نگاہ غضب آلود رہے گی۔ کب تک حاضر اور موجود کے بت موجود رہیں گے۔

معانی :......اولادِ ابراہیمؑ: حضرت ابراہیمؑ کی اولاد' ملت اسلامیہ' نمک پروردہ: غلام' نمک خوار: کسی کے رزق پر پلا ہوا' نمرود: مراد لادین حکمران۔

ترجمہ :...... (دنیا کے) اس بت کدہ میں کب تک حضرت ابراہیمؑ کی اولاد نمرود (نمک خوار) کی غلامی کرتی رہے گی۔

سرود رفتہ باز آید کہ ناید ؟ نسیمے از حجاز آید کہ ناید ؟

سر آمد روز گار ایں فقیرے دگر دانائے راز آید کہ ناید ؟

معانی :......سرود: خوشی کا نغمہ' گیت' نسیم: نرم اور ٹھنڈی ہوا' ناید: نہ آید' نہیں آتا ہے۔

ترجمہ :...... جو سرود چلا گیا پھر آتا ہے یا نہیں آتا۔ عرب کے خطہ حجاز مقدس سے پھر ٹھنڈی ہوا آتی ہے یا نہیں آتی؟

معانی :......سرآمد: ختم ہوگیا' ہوگئی' روزگار: وقت' زمانہ' زندگی' دانائے راز: حقیقت سے واقف' مراد قوم کا مصلح۔

ترجمہ :...... اس فقیر کا آخری وقت آ گیا ہے (زندگی ختم ہوئی) کوئی دوسرا (میرے علاوہ) راز کو سمجھنے والا آتا ہے یا نہیں آتا۔

نوٹ: سرور: ''ارمغانِ حجاز'' کے پہلے ایڈیشن میں سرور بمعنی مسرت وشادمانی اور وجد ہے جبکہ بعد کے نسخوں میں ''سرود'' (دال کے ساتھ) بمعنی گیت ہے۔

اگرمی آید آں دانائے رازے بدہ او را نوائے دل گرازے

ضمیرِ اُمتاں رامی کند پاک کلیمے یا حکیمے نے نوازے

معانی :......دانائے راز: راز کا جاننے والا' نوا: صدا' نغمہ' گداز: پگھلانے والا۔

ترجمہ :...... اگر وہ پوشیدہ باتوں کو جاننے والا آ جائے تو اسے دل کو پگھلانے والا نغمہ عطا کر۔

معانی :......نے نواز: بنسری بجانے والا' کلیمے: مراد حضرت موسیٰؑ' حکیمے: مولانا رومیؒ کی طرف اشارہ ہے۔ ان کی مثنوی کا پہلا شعر یوں ہے۔

بشنو از نے چوں حکایت می کند وز جدایہا شکایت می کند

ترجمہ :...... کوئی کلیم (اللہ سے کلام کرنے والا) یا کوئی بانسری بجانے والا صاحب حکمت (مولانا رومؒ کی طرف اشارہ ہے)

امتوں کے ضمیر کو پاک کرتا ہے۔

متاع من دل درد آشنائے است　　نصیب من فغاں نارسائے است
بخاک مرقد من لالہ خوشتر　　کہ ہم خاموش و ہم خونیں نوائے است

معانی :......متاع: سرمایہ' ساماں' دولت' فغان نارسا: بے اثر آہ وفغاں۔

ترجمہ :...... میرا سرمایہ میرا دردآشنا دل ہے میری قسمت میں نہ پہنچنے والی آہ وفریاد ہے۔

معانی :......مرقد: قبر' خوشتر: بہت اچھا' بہت مناسب' خونیں نوا: لالہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے' اس لئے خونیں نوا کہا گیا ہے۔

ترجمہ :...... میری قبر کی مٹی سے لالے کا پھول (میرا عشق) زیادہ اچھا ہے کہ میری طرح خاموش بھی ہے اور خون سے بھری نوا بھی پیدا کرتے ہے۔

......(۵)......

دل از دست کسے بردن نداند　　غم اندر سینہ پروردن نداند
دم خود را دمیدی اندراں خاک　　کہ غیر از خوردن و مردن نداند!

معانی :......بردن: چھین لینا' پروردن: پرورش کرنا' پالنا۔

ترجمہ :...... (آج کا مسلمان) دل کو کسی کے ہاتھ سے چھین لینا نہیں جانتا۔ غم (عشق) کی سینے میں پرورش کرنا نہیں جانتا۔

معانی :......دم: سانس' پھونک' دمیدی: تونے پھونکی' خوردن: کھانا' مردن: مرنا۔

ترجمہ :...... اپنی سانس (زندگی اور شاعری) کو تونے اس مٹی (مسلمان کا جسم) میں پھونکا جو کھانے اور مر جانے کے سوا کچھ نہیں جانتا۔

دل ما از کنار ما رمیدہ　　بصورت ماندہ و معنی ندیدہ
زما آں راندہ درگاہ خوشتر　　حق اورا دیدہ و مارا شنیدہ

معانی :......کنار: پہلو' رمیدہ: وحشت زدہ' نکلا ہوا' بھاگ گیا' بصورت ماندہ: ظاہری طور پر رہ گیا' معنی ندیدہ: صحیح معنوں میں نہ رہا۔

ترجمہ :...... میرا دل میرے پہلو سے نکل گیا ہے بظاہر موجود ہے اور اپنی حقیقت نہیں جانتا۔

معانی :......راندہ: نکالا ہوا' ملعون و مردود' راندۂ درگاہ: بارگاہِ خداوندی سے دھتکارہ ہوا یعنی ابلیس۔

ترجمہ :...... ہم سے تو خدا کے دربار سے نکالا ہوا وہ (شیطان) زیادہ اچھا ہے اس نے خدا کو دیکھا ہوا اور ہم نے سنا ہوا ہے۔

نداند جبرئیل ایں ہائے وہو را　　کہ نشناسد مقام جستجو را!
بپرس از بندہ بیچارہ خویش　　کہ داند نیش و نوش آرزو را!

معانی :......ہائے: آہ وفغان' ہو: حق ہو کا نعرہ' ہائے وہو: سوز و گداز کے باعث یا جذب و مستی کی حالت میں نعرہ زنی' نشاند: نہیں پہچانتا۔

ترجمہ :...... جبرائیل علیہ السلام اس آہ وفغاں اور حق ہو کو نہیں جانتا کیونکہ وہ (خدا کی) تلاش کے مقام کو نہیں پہچانتا۔

معانی :.......پرس: پوچھنا' نیش: ڈنگ' زہر' مراد دکھ' نوش: مراد شہد۔

ترجمہ :....... اپنے عاجز بندے سے پوچھ کیونکہ وہ خواہش کے پانے کی لذت اور دکھ کو جانتا ہے۔

شب ایں انجمن آراستم من چومہ از گردش خود کاستم من
حکایت از تغافل ہائے تو رفت ولیکن از میاں برخاستم من

معانی :.......آراستہ: سجانا' کاستن: کم ہونا' گھٹ جانا۔

ترجمہ :....... میں نے اس (دنیا کی) محفل کی رات کو سجایا ہے۔ میں چاند کی طرح اپنی گردش (عمر) سے کم ہوگیا' (میری عمر صرف ہوگئی)۔

معانی :.......برخاست: اٹھ جانا' میاں: درمیان۔

ترجمہ :....... تیری (اپنے بندوں سے) غفلت برتنے کی باتیں ہوئیں لیکن میں درمیان سے اُٹھ آیا۔

چنیں دور آسماں کم دیدہ باشد کہ جبریل امیں رادل خراشد
چہ خوش دیرے بنا کردند آنجا پرستد مومن و کافر تراشد

معانی :.......دل خراش: دل چھیلنا' زخمی۔

ترجمہ :....... آسمان نے ایسا زمانہ (عہد حاضر) کم ہی دیکھا ہوگا جو جبرائیل امین کے دل کو خراب کر رہا ہو' (دل دکھ رہا ہے)۔

معانی :.......دیر: مندر' بت کدہ' بنا کردند: انہوں نے تعمیر کیا' پرستد: پوجتا ہے' تراشد: تراشنا' چھیلتا یعنی بناتا ہے۔

ترجمہ :....... انہوں نے (عہد حاضر کے لوگ) کیا خوب مندر (عقائد و نظریات) بنایا ہے (جہاں) مومن (بتوں) پوجا کرتا ہے اور کافر (بت) تراشتا ہے۔

.......(۶).......

عطا کن شور رومی، سوز خسرو عطا کن صدق و اخلاص سنائی
چناں با بندگی در ساختم من نہ گیرم گرمرا بخشی خدائی

معانی :.......شور: جنوں عشق' رومی: مولانا جلال الدین رومیؒ سنائی: مشہور ایرانی صوفی اور فارسی شاعر' زہد و پارسائی میں بے مثل۔

ترجمہ :....... مجھے مولانا رومیؒ کا جنون عشق اور امیر خسروؒ کا سوز عشق عطا کر' مجھے حکیم سنائی کا صدق اور اخلاص عطا کر۔

معانی :.......ساختن: بنانا' چناں: اس طرح۔

ترجمہ :....... میں نے اس طرح تیری بندگی سے تعلق پیدا کیا ہے کہ اگر تو مجھے خدائی عطا کرے (بندگی کی بجائے) تو میں (ہرگز) قبول نہ کروں گا۔

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزومندی
مقامِ بندگی دیکر نہ لوں شانِ خداوندی
(اقبالؒ)

......(۷)......

مسلماں فاقہ مست و ژندہ پوش است　　زکارش جبرئیل اندر خروش است
بیا نقش دگر ملت بہ ریزیم　　کہ ایں ملت جہاں را بار دوش است

معانی :......ژندہ پوش: گدڑی پہننے والا' خروش: شور و غوغا' واویلا۔

ترجمہ :...... (عہد حاضر کا) مسلمان بھوکا اور پھٹے پرانے کپڑے پہننے والا ہے اس کے اعمال دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام (کے دل میں) میں شور وغل برپا ہے۔

معانی :......ملت: مسلمان قوم' بار: بوجھ' نقش بریزیم: ہم نقش بنایں' تعمیر کریں' وجود میں لائیں۔

ترجمہ :...... آؤ! ہم ایک نئی قوم کا نقش بنائیں کیونکہ یہ قوم دنیا کے کندھوں کا بوجھ ہے۔

دگر ملت کہ کارے پیش گیرد　　دگر ملت کہ نوش از نیش گیرد
نگردد با یکے عالم رضا مند　　دو عالم را بہ دوش خویش گیرد

معانی :......نیش: تکلیف (زندگی کا) کارے پیش گیرد: کوئی کام یا انقلاب برپا کرے۔

ترجمہ :...... دوسری قوم جس کے سامنے کوئی مقصد ہو۔ (وہ) دوسری قوم جو (مقصد کی خاطر) تکلیفوں سے خوشی حاصل کرے۔

معانی :......رضامند: راضی' خوش۔

ترجمہ :...... (وہ قوم) جو ایک جہاں سے خوش نہ ہو (بلکہ) دونوں جہان (کا بوجھ کامیابی کے لئے) اپنے کندھوں پر اُٹھائے۔ (دونوں جہانوں میں کامیابی سے ہمکنار ہونے والی زندگی گزارے)۔

دگر قومے کہ ذکر لا الٰہش　　بر آرد از دل شب صبح گاہش
شناسد منزلش را آفتابے　　کہ ریگ کہکشاں روبد ز راہش !

معانی :......لا الٰہش: (لا الٰہ + ش) اپنے لا الٰہ کا ذکر یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' صبح گاہی: صبح کا وقت۔

ترجمہ :...... دوسری مسلمان قوم جو اپنے لا الٰہ کے ذکر سے رات کے دل سے اس کے صبح کے وقت پر روشنی لے آئے۔ یعنی رات اور دنیا کی تاریکی دور کر دے۔

معانی :......ریگ: ریت' روبد: صاف کرنا' جھاڑ دینا۔

ترجمہ :...... (وہ قوم) جس کی منزل کو سورج پہچانتا ہے کیونکہ کہکشاں کی ریت اس کے راستے سے صاف ہو جاتی ہے۔ یعنی راستے کی رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں۔

......(۸)......

جہان تست در دست خسے چند　　کسان او بہ بندنا کسے چند
ہنر در درمیان کار گاہاں　　کشد خود را بہ عیش کرگسے چند

معانی :......خس: کمینہ' رذیل' ناکس: نااہل۔

ترجمہ :...... تیرا جہاں چند کمینوں کے ہاتھ میں ہے اس کے کسان (دولت و زمین) چند نا اہل لوگوں (وہ صاحب اقتدار جو اصولوں سے نابلد ہیں) کی قید میں ہیں۔

معانی :......کارگاہ: کارخانہ، فیکٹری، کرگس: گدھ، کشد: مارنا۔

ترجمہ :...... کاریگر لوگ کارخانوں میں ہیں (اور) کچھ گدھوں (سرمایہ داروں) کے لئے خود کو مار رہے ہیں۔

مریدے فاقہ مستے گفت باشیخ — کہ یزداں راز حال ماخبر نیست
بہ ما نزدیک تر از شہ رگ ماست — ولیکن از شکم نزدیک تر نیست!

معانی :......فاقہ مستے: ایک فاقوں کا مارا ہوا، شیخ: بزرگ، پیرومرشد۔ یزداں: خدا۔

ترجمہ :...... ایک بھوکے مرید نے پیرومرشد کو کہا کہ خدا کو ہمارے حال سے واقفیت نہیں رکھتا۔ یعنی ہمارے حال کی خبر نہیں۔ (پیرومرشد سے مراد وہ جعلساز پیر ہیں جو خود تو عیش میں ہیں لیکن رعایا غربت کا شکار ہے)۔

معانی :......شکم: پیٹ۔ **نحن اقرب من حبل الورید** (سورہ ق)

ترجمہ :...... (خدا تو) ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے لیکن کیا وہ پیٹ سے زیادہ نزدیک نہیں ہے۔

......(۹)......

دگر گوں کشور ہندوستان است — دگرگوں آں زمین و آسمان است
مجو از ما نمازِ پنجگانہ — غلاماں را صف آرائی گران است

معانی :......کشور: سلطنت، دگرگوں: تبدیلی، اُلٹ پلٹ۔

ترجمہ :...... ہندوستان کی سلطنت رنگ بدل چکی ہے۔ اسکی زمین اور آسمان تبدیل ہو چکا ہے۔ یعنی انگریزی دور حکومت آ چکا ہے۔

معانی :......مجو: مت تلاش کر، مت مانگ، صف آراء: صفوں کو ترتیب دینے والا، گراں: بھاری۔

ترجمہ :...... ہم سے پانچ وقت کی نماز نہ مانگ (کیونکہ) غلاموں کو صف آراء ہونا بھاری ہوتا ہے۔ (کیونکہ وہ ذریعہ معاش کی تلاش میں فکرمند رہتے ہیں)۔

زمحکومی مسلماں خود فروش است — گرفتار طلسم چشم و گوش است
زمحکومی رگاں درتن چناں ست — کہ ما را شرع و آئیں باردوش است

معانی :......فروش: بیچنے والا، طلسم: جادو، چشم گوش: آنکھ اور کان۔

ترجمہ :...... مسلمان غلامی کی وجہ سے خود کو (اپنے ضمیر کو) بیچتا ہے (وہ) آنکھ اور کان کے جادو (عیش کوشی) میں مصروف ہے۔

معانی :......آئین: اللہ کا قانون، چناں: اس طرح۔

ترجمہ :...... محکومی کی وجہ سے رگیں جسم میں اس طرح سست ہو چکی ہیں کہ ہمیں شریعت اور اللہ کا قانون کندھوں کا بوجھ معلوم ہوتے ہیں۔ (اسلامی آئین حیات سے بیزار ہو چکے ہیں)

(۱۰)

یکے اندازہ کن سود و زیاں را　　چو جنت جاودانی کن جہاں را !
نمی بینی کہ ماخاکی نہاداں　　چو خوش آراستیم ایں خاکداں را !

معانی :......سود: نفع' زیاں: نقصان' جاودانی: ہمیشہ کی زندگی۔
ترجمہ :...... ایک مرتبہ نفع اور نقصان کا اندازہ کر' اس جہاں کو جنت کی طرح ہمیشہ کی زندگی عطا کر۔
معانی :......خاکداں: مٹی کا جہاں مراد دنیا' نہاد: سرشت' آفرینش' خاکی نہاداں: خاکی نہاد کی جمع' مراد انسان۔
ترجمہ :...... تو نہیں دیکھا کہ ہم مٹی کی آفرینش والوں نے اس دنیا کو کس خوبصورتی سے سجایا سنوارا ہے۔

تومی دانی حیات جاوداں چیست　　نمی دانی کہ مرگ ناگہاں چیست !
ز اوقات تو یک دم کم نہ گردد　　اگر من جاوداں باشم، زیاں چیست ؟

معانی :......مرگ ناگہانی: اچانک موت' چیست: کیا ہے۔
ترجمہ :...... تو یہ جانتا ہے کہ ہمیشہ کی زندگی کیا ہے؟ تو یہ نہیں جانتا کہ اچانک موت کیا ہوتی ہے؟
معانی :......دم: لحہ' زیاں: نقصان' کمی۔
ترجمہ :...... تیرے لحوں سے ایک لحہ کم نہیں ہوگا اگر مجھے ہمیشہ کی زندگی مل جائے تو تیرا کیا نقصان ہے؟

(۱۱)

بہ پایاں چوں رسد ایں عالم پیر　　شود بے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر
مکن رسوا حضورِ خواجہ مارا　　حساب من ز چشم او نہاں گیر

معانی :......پایاں: انجام' آخر' اختتام' پیر: بوڑھا' پوشیدہ: چھپی ہوئی۔
ترجمہ :...... جب یہ بوڑھا جہاں (دنیا) بے پایاں انتہا (قیامت) کو پہنچ جائے تو ہر چھپی ہوئی تقدیر (پوشیدہ اعمال) ظاہر ہو جائے۔
معانی :......خواجہ: بزرگ' پیرو مرشد۔ حضور خواجہ: حضور اکرمؐ کی مقدس بارگاہ میں' حساب: روزِ قیامت میں اچھے برے اعمال کی پوچھ گچھ۔
ترجمہ :...... مجھے پیرو مرشد حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے رسوانہ کر میرا حساب ان کی آنکھوں سے چھپالینا۔ (تاکہ امت محمدیؐ سے بے دخل نہ کر دیا جاؤں)۔

بدن واماند و جانم در تگ و پوست　　سوے شہرے کہ بطحا در رہ اوست
تو باش ایں جا و با خاصاں بیامیز　　کہ من دارم ہواے منزل دوست

معانی :......وا ماندہ: تھکا ہوا' تگ و پو: بھاگ دوڑ' بطحا: وادی مکہ معظمہ
ترجمہ :...... میرا جسم تھکا ہوا ہے اور میری جاں اس شہر کی طرف جانے کیلئے تگ و دو میں ہے جسکے راستے میں مکہ معظمہ آتا ہے۔
معانی :......تو باش: تو ٹھہر' تو رک جا' بیامیز: مل' ملاپ کر' ہوا: آرزو' خواہش' منزل دوست: محبوب کی منزل مراد مدینہ منورہ۔
ترجمہ :...... تو اس جگہ (مکہ میں) خاص بندوں کے ساتھ مل کر رہ کیونکہ میں تو محبوب کی منزل پر جانے کی خواہش رکھتا ہوں۔

حضورِ رسالتؐ

ادب گاہسیت زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ اینجا

عزت بخاری

معانی :......ادب گاہسیت: احترام وادب کی جگہ' نفس: سانس' نفس گم کردہ: سانس گم کر کے سانس روک کرتا کہ بے ادبی نہ ہو جائے' جنید: ابوالقاسم بن محمد بن جنید' تیسری صدی ہجری کے بہت بڑے صوفی' بایزید بسطامی: دوسری اور تیسری صدی ہجری کے مشہور صوفی۔

ترجمہ :...... زیر آسماں (حضرت محمدؐ کا شہر) ایک ایسی ادب گاہ ہے (جہاں) حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ (جیسے عظیم الشان ولی) بھی سانس روک کر آتے ہیں۔ یعنی ادب سے اونچا سانس نہیں لیتے۔ (یہ شعر فارسی شاعر عزت بخاری کا ہے)۔

حضورِ رسالتؐ

...... (۱) ......

"الایا خیمگی خیمہ فروہل
کہ پیش آہنگ بیروں شدز منزل
خرد از راندان محمل فروماند
زمام خویش دادم در کف دل !

معانی :......خیمگی: خیمہ نشین، پیش آہنگ: آگے چلنے والا، رہنمائی کرنے والا، الا: خبردار۔

ترجمہ :...... خبردار اے خیمہ میں بیٹھنے والے خیمہ چھوڑ دے کیونکہ قافلے کی رہنمائی کرنے والا منزل سے آگے نکل چکا ہے۔ (یہ شعر فارسی شاعر منوچہری کا شعر ہے)۔

معانی :......محمل: کجاوہ مراد جسم، زمام: مہار، راندن: ہانکنا۔

ترجمہ :...... عقل کجاوے یعنی جسم کو ہانکنے (سفر کے لئے) سے عاجز آ چکی ہے۔ میں نے اس کی مہار دل کی ہتھیلی میں تھما دی ہے۔

نگاہے داشتم بر جوہرِ دل
تپیدم آرمیدم در بر دل
رمیدم از ہوائے قریہ و شہر
بباد دشت و اکردم در دل !

معانی :......تپیدم: میں تڑپا، آرمیدم: میں نے آرام کیا، در بر دلی: دل کے پہلو میں۔

ترجمہ :...... میں نے دل کے جوہر (جذبۂ عشق) پر نظر رکھی۔ میں (عشق کی آگ میں) تڑپا اور میں نے دل کے پہلو میں ہی آرام کیا۔

معانی :......رمیدم: میں بھاگ گیا، قریہ: گاؤں، دشت: صحرا، بیابان، وا: کھول دینا، بباد دشت: صحرا کی فضا میں یعنی صحرائے عرب میں۔

ترجمہ :...... میں شہر اور گاؤں کی ہوا سے باہر آ گیا۔ میں نے دل کے دروازے کو صحرا کی ہوا (شہر مدینہ کی روانگی) کیلئے کھول دیا۔

ندانم دل شہید جلوہ کیست
نصیب او قرار یک نفس نیست
بصرا بردمش افسردہ تر گشت
کنار آبجوے زار بگریست

معانی :......شہید : گواہی دینے والا، قرار یک نفس: ایک پل کا چین۔

ترجمہ :...... میں نہیں جانتا کہ میرا دل کس کے جلوے کی گواہی دیتا ہے کہ اس کی قسمت میں ایک پل کا سکون نہیں ہے۔

معانی :......بردمش: میں اسے لے گیا، آب جو : ندی، نہر، افسردہ تر: زیادہ مرجھا گیا (ولولہ نہ رہا) زار بگریست: بہت رویا۔

ترجمہ :...... میں (دل کو) صحرا میں لے گیا وہ زیادہ افسردہ ہوا۔ میں (اسے) نہر کے کنارے لے آیا یہاں بھی وہ بہت زیادہ رویا ہے۔ (یعنی جلوہ محبوب کے سوا کہیں قرار نہیں)۔

مپرس از کاروان جلوہ مستاں
زاسباب جہاں برکندہ دستاں
بجاں شاں زآواز جرس شور
چو از موج نسیمے در نیستاں !

معانی :......مپرس: مت پوچھا' جلوہ مستاں: جلوت مست کی جمع' محبوب کے جلوے میں مست ہونے والے' برکندہ دستاں: برکندہ دست کی جمع' ہاتھ ہٹائے ہوئے' بے نیاز لوگ' برکندن: چھینا۔

ترجمہ :...... قافلے سے نہ پوچھو وہ (محبوب کے) جلوے میں مست ہیں (وہ لوگ ہیں) جو دنیا کے اسباب سے ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہیں۔

معانی :......جرس : قافلے کی گھنٹی' نسیم: صبح کی نرم وخوشگوار ہوا' نیستاں: نرکل یا نے کا جنگل۔

ترجمہ :...... قافلے کی گھنٹی کی آواز سے ان کی جاں میں شدت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے نسیم کے جھونکے سے نرکل یا بانسوں کے جنگل میں شور پیدا ہو جاتا ہے۔

باایں پیری رہ یثرب گرفتم نواخواں از سرور عاشقانہ
چو آں مرغے کہ در صحرا سرشام کشاید پر بہ فکر آشیانہ

معانی :......پیری: بڑھاپا' نواخواں: نغمہ الاپتے ہوئے' گیت گاتے ہوئے۔

ترجمہ :...... میں نے اس بڑھاپے میں عاشقانہ نغمے کی نوجوانی سے مدینہ منورہ کا راستہ اختیار کیا۔

معانی :......مرغ: پرندہ' آشیانہ: گھونسلا۔

ترجمہ :...... اس پرندے کی طرح جو صحرا میں شام کے وقت اپنے گھونسلے میں جانے کی فکر میں پرواز کے لئے پر کھولتا ہے۔

...... (۲) ......

گناہ عشق و مستی عام کردند دلیل پختگاں را خام کردند
بآہنگ حجازی می سرایم نخستیں بادہ کاندر جام کردند،

معانی :......دلیل : ثبوت' پختگاں: پختہ کی جمع' مراد فلسفی جو عقل و دلیل کے قائل ہیں' خام : باطل' ناپختہ۔

ترجمہ :...... عشق و مستی کے گناہ کو عام کردیا۔ پختہ دلیلوں (فلسفیوں کے طریقہ کار کو) جھٹلا دیا گیا۔

معانی :......آہنگ حجازی: حجازی لَے یا سُر' می سرایم: میں گا رہا ہوں' نخستین : پہلے' اولین' کاندر: کہ اندر۔

ترجمہ :...... میں حجازی سر کے ساتھ گا رہا ہوں۔ سب سے پہلے جو شراب پیالے میں ڈالی گئی' وہ ساقی کی مست آنکھ سے ادھار لی گئی۔

(اس شعر کا دوسرا مصرع فارسی شاعر فخر الدین عراقی کی ایک غزل کا مصرع ہے پورا شعر کچھ اس طرح کا مفہوم رکھتا ہے کہ سب سے پہلے جو شراب پیالے میں ڈالی گئی وہ ساقی کی مست آنکھ سے ادھار لی گئی۔ یعنی کائنات میں سب سے پہلے نور محمدیؐ تخلیق کیا گیا اور باقی کائنات اس کا پرتو ہے۔)

واضح ہو کہ یہ عراقی کی مشہور غزل کے مطلع کا پہلا مصرعہ ہے اس غزل کا مطلع اور مقطع درج کیا جاتا ہے۔

نخستیں بادہ کاندر جام کردند زچشم مست ساقی وام کردند
چو خود کردند رازِ خویشتن فاش عراقی را چرا بدنام کردند

عراقی کا نام فخر الدین ابراہیم تھا۔ ہمدان میں ولادت ہوئی۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے بھانجے اور شاگرد تھے۔ جوانی میں قلندروں کی ایک جماعت کے ساتھ وطن سے نکل کر ملتان پہنچے۔ حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ کے مرید ہو گئے اور شیخ کی خانقاہ میں رہ

کرسلوک کی منزلیں طے کیں۔ شیخ نے ان کو اپنا داماد بنا لیا۔ اس کے بعد مصر و شام کا سفر کیا۔ دمشق میں مستقل سکونت اختیار کی اور یہیں ۶۸۸ ھ میں وفات پائی۔ ان کی زندگی میں عشق و مستی کا رنگ بہت نمایاں ہے۔

چہ پرسی از مقامات نوایم ندیمان کم شناسند از کجایم
کشادم رخت خود را اندریں دشت کہ اندر خلوتش تنہا سرایم

معانی :......نوایم: میری نوا' میرا گیت' یمان : یمانی مراد دوست۔
ترجمہ :...... میری شاعری کے مقامات کے بارے میں کیا پوچھ گچھ کرتا ہے' میرے دوست نہیں پہچانتے کہ میں کہاں سے ہوں؟
معانی :......کشادم: میں نے کھول دیا' دشت :صحرا' رخت: سفر کا سامان' سرایم: میں گاؤں۔
ترجمہ :...... میں نے اپنے مال و اسباب کو صحرا میں کھول دیا تا کہ میں اس کی تنہائی میں اکیلا ہی گیت گاتا رہوں۔

...... (۳) ......

سحر با ناقہ گفتم نرم تر رو کہ راکب خستہ و بیمار و پیر است
قدم مستانہ زد چنداں کہ گوئی بپایش ریگ ایں صحرا حریر است !

معانی :......ناقہ : اونٹنی' نرم تر رو: آہستہ چل' راکب: سوار' خستہ: تھکا ہوا۔
ترجمہ :...... صبح کے وقت میں نے اونٹنی سے کہا کہ آہستگی سے چل کیونکہ (تیرا) سوار کمزور' بیمار اور بوڑھا ہے۔
معانی :......زد : مارا' اٹھانا' چنداں: اس قدر بہت' حریر: ریشمی کپڑا' ریشم۔
ترجمہ :...... میں نے اسے جتنا کہا اس نے اس کے خلاف مستی بھرے قدم اٹھائے (جیسے) اس کے پاؤں اس صحرا کی ریت پر نہیں ریشمی کپڑے پر ہوں۔

مہار اے سارباں او را نشاید کہ جان او چو جان ما بصیر است
من از موج خرامش می شناسم چو من اندر طلسم دل اسیر است

معانی:......ساربان: اونٹنی کی مہار پکڑنے والا' ہانکنے والا' مہار: نکیل' لگام' نشاید: نہیں چاہئے مناسب نہیں' بصیر: دیکھنے والی۔
ترجمہ :...... اے ساربان! اس کو نکیل نہیں چاہئے کیونکہ ان کی جان ہی میری جاں کی طرح (جلوہ محبوب) دیکھنے والی ہے۔
معانی :......خرامش : اس کی رفتار' مستانہ چال۔
ترجمہ :...... میں (اسے) اس کی رفتار کی موج سے پہچان رہا ہوں۔ کہ میری طرح (وہ بھی) دل کے جادو کی قیدی ہے۔

نم اشک است در چشم سیاہش دلم سوزد ز آہ صبح گاہش
ہماں مے کو ضمیرم را برافروخت پیاپے ریزد از موج نگاہش !

معانی :......اشک: آنسو' دلم سوزد: میرا دل جلتا ہے۔
ترجمہ :...... اس کی (اونٹنی) کی سیاہ روشن آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی ہے۔ میرا دل اس کی صبح کے وقت کی آہ سے جلتا ہے۔ (کیونکہ اس کے دل میں بھی عشقِ رسولؐ موجزن ہے۔)
معانی :......ریزد: گرا' ہماں: وہی' برافروخت: بہت زیادہ غصہ میں' روشن' پیاپے: لگاتار۔
ترجمہ :...... وہی شراب (عشق رسولؐ کی شراب) جس سے میرا ضمیر روشن ہے۔ اس (اونٹنی) کی نگاہ کی موج سے مسلسل گر رہی ہے۔

...... (۴) ......

چہ خوش صحرا کہ دروے کارواں ہا	درودے خواند و محمل براند
بہ ریگ گرم او آور سجودے	جبیں را سوز، تا داغے بماند !

معانی :...... چہ خوش: کیا ہی اچھا ہے' کارواں: قافلے' محمل: کجاوہ' براند: ہانکتے ہیں۔
ترجمہ :...... کیا اچھا صحرا ہے جس میں قافلے (والے) درود پڑھتے جاتے ہیں اور کجاوے ہانکتے جاتے ہیں۔
معانی :...... بماند: رہ جا' ریگ: ریت' آور سجودے: سجدہ کر۔
ترجمہ :...... اس (صحرا) کی گرم ریت پر سجدے بجالا۔ پیشانی کو جلا تا کہ نشان رہ جائے۔

چہ خوش صحرا کہ شامش صبح خند است	شبش کو تاہ و روز او بلند است
قدم اے راہرو آہستہ ترنہ	چو ما ہر ذرہ او درد مند است

معانی :...... صبح خند: مسکراتی صبح' صبح کی طرح روشن' کوتاہ : چھوٹی' لمبا' طویل۔
ترجمہ :...... صحرا کتنا اچھا ہے کیونکہ اس کی شام صبح کی طرح مسکراتی ہے اس کی رات چھوٹی اور اس کا دن بڑا ہے۔
معانی :...... راہرو: راستے پر چلنے والا یعنی راہی' نہ: رکھ۔
ترجمہ :...... اے راہی! بڑی نرمی سے قدم رکھ کیونکہ اس کا (صحرا کا) ہر ذرّہ میری طرح دردمند (عاشق) ہے۔

امیر کارواں ! آں اعجمی کیست	سرود او بآہنگ عرب نیست
زند آں نغمہ کز سیرابی او	خنک دل در بیابانے تواں زیست

معانی :...... امیر کارواں: قافلے کا سردار' عجمی: غیر عرب' آہنگ: لَے' سُر۔
ترجمہ :...... اے قافلے کے سردار! وہ عجمی کون ہے اس کے نغمے کی لے عرب کے نغمے سے الگ ہے۔
معانی :...... زیست : زندگی' خنک : ٹھنڈک' خنک دل: راحت وسکون کے ساتھ۔
ترجمہ :...... وہ ایسا نغمہ گا رہا ہے جس کی سیرابی سے اس کے دل میں ٹھنڈک محسوس ہو رہی ہے' وہ (شاعر خود) اس بیابان میں زندگی بسر کر سکتا ہے۔

مقام عشق و مستی منزل اوست	چہ آتش ہا کہ در آب و گل اوست
نوائے او بہ ہر دل سازگار است	کہ در ہر سینہ قاشے از دل اوست

ترجمہ :...... عشق و مستی کا مقام اس (عجمی) کی منزل ہے اس کی مٹی اور پانی میں کیسی آگ پائی جاتی ہے۔
معانی :...... قاش : ٹکڑا' پھانک۔
ترجمہ :...... اس کے نغمے کی صدا ہر دل کے لئے سازگار ہے' کیونکہ ہر سینے میں اس کے دل سے ایک قاش لگی ہوئی ہے۔

...... (۵) ......

غم پنہاں کہ بے گفتن عیان است	چو آید بر زباں یک داستان است
رہے پر پیچ و راہی خستہ و زار	چراغش مردہ و شب درمیان است

معانی :......عیان : ظاہر' پنہاں : چھپا ہوا۔

ترجمہ :...... (میرا) چھپا ہوا غم بغیر کہے (تمام لوگوں پر) ظاہر ہے۔ جب زبان پر آتا ہے تو ایک داستان بن جاتا ہے۔

معانی :......پرپیچ : پیچیدہ' زار: ناتواں' بیمار' چراغش مردہ: اس کا چراغ بجھا ہوا ہے۔

ترجمہ :......دشوار گزار راستے اور خستہ حال اور کمزور و ناتواں سفر کرنیوالا گویا چراغ بجھ گیا ہو اور رات درمیان میں (آدھی رات) ہو۔

به راغاں لالہ رست از نو بہاراں — بصحرا خیمہ گستردند یاراں
مرا تنہا نشستن خوشتر آید — کنار آبجوے کوہساراں

معانی :......راغ : سبزہ زار ' رُست : اگا ہوا ' گستردند : بچھالئے' انہوں نے گاڑ دیا' نصب کر دیا۔

ترجمہ :...... سبزہ زار میں نئی بہار کے آنے سے لالے کے پھول کھل گئے (اور) دوستوں نے صحرا میں خیمے لگالیے۔

معانی :......کوہسار : پہاڑی سلسلہ۔

ترجمہ :...... مجھے پہاڑوں کے سلسلے میں نہر کے کنارے اکیلے بیٹھنا (محبوب کی یادوں میں) زیادہ اچھا لگتا ہے۔

...... (۷) ......

گہے شعر عراقی را بخوانم — گہے جامی زند آتش بجانم
ندانم گرچہ آہنگ عرب را — شریک نغمہ ہاے ساربانم

معانی :......گہے : کبھی ' عراقی : مشہور فارسی شاعر فخرالدین عراقی' جامی : مشہور فارسی شاعر مولانا عبدالرحمٰن جامی۔

ترجمہ :...... اقبال فارسی شعراء فخرالدین عراقی اور عبدالرحمٰن جامی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کبھی میں عراقی کے شعر پڑھتا ہوں' کبھی جامی (کے شعر) میری جان میں آگ لگاتا ہے۔

ترجمہ :......اگرچہ میں عرب کے گیتوں کی لے نہیں جانتا لیکن ساربان (اونٹنی کی مہار پکڑ کر چلنے والے) کے نغموں میں شریک ہوتا ہوں۔

غم راہی نشاط آمیز ترکن — فغانش را جنوں انگیز ترکن
بگیر اے سارباں راہ درازے — مرا سوز جدائی تیز ترکن

معانی :......نشاط : خوشی ' جنون انگیز: انتہائے عشق کی کیفیت۔

ترجمہ :...... راہی کے غم (عشق) کو زیادہ خوشی عطا کر' اس کی فریاد کو زیادہ جنون عطا کر۔

معانی :......راہِ دراز : لمبا راستہ۔

ترجمہ :...... اے اونٹنی کی مہار پکڑ کر چلنے والے (مدینہ منورہ پہنچنے کے لئے) لمبا راستہ اختیار کر' میری جدائی کی تپش کو مزید بڑھا دے' (تیز کر دے)۔

...... (۸) ......

بیا اے ہم نفس باہم بنالیم — من و تو کشتہ شان جمالیم
دو حرفے برمراد دل بگوئیم — بپاے خواجہ چشماں را بمالیم !

معانی :......بنالیم: روئیں' گریہ زاری کریں' ہم نفس : ہمدم' دوست' کشتہ : کشتن مصدر سے (مارنا)' شانِ جمال:

حضور اکرمؐ کے حسن و جمال کی شان۔

ترجمہ:......اے میرے دوست آ! ہم اکٹھے ملکر روئیں (کیونکہ) ہم دونوں جلوہ محبوب (رسول اکرمؐ) کے مارے ہوئے ہیں۔

معانی :......چشماں: آنکھیں۔

ترجمہ :...... اپنے دل کی آرزو سے متعلق کچھ نہیں (اور) خواجہ (رسول اکرمؐ) کے پاؤں سے اپنی آنکھیں ملیں۔

حکیماں را بہا کمتر نہادند بناداں جلوہ مستانہ دادند
چہ خوش بختے، چہ خرم روزگارے در سلطاں بہ درویشے کشادند !

معانی :......حکیماں: حکیم کی جمع' دانا' عقل و دانش والے' نہادن: رکھنا' بہا: قیمت' ناداناں: نادان کی جمع' کم عقل۔

ترجمہ :...... یہاں (مدینہ میں) عقلمندوں کو کم قیمت پہ رکھا جاتا ہے۔ (اور) نادانوں کو مست جلوے عطا کئے جاتے ہیں۔

معانی :......در: دروازہ' درویشے: ایک درویش' مراد خود علامہ اقبال۔

ترجمہ :...... کیا خوش قسمتی ہے اور کیا خوش و خرم زندگی ہے کہ (میری طرح کے) درویش کے لئے سلطان (رسول اکرمؐ) کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ (روضہ رسولؐ کی زیارت سے نوازا گیا ہے)۔

جہان چار سو اندر بر من ہوائے لامکاں اندر سر من
چو بگذشتم ازیں بام بلندے چو گرد افتاد پرواز از پر من

معانی :......بر من: میرا پہلو' لامکان: عالم خدائی جو مکان اور اطراف و جہات سے مبرا ہے۔

ترجمہ :...... چاروں اطراف والا جہاں میرے پہلو میں سما گیا ہے (اب) میرے سر میں لامکان کی آرزو پیدا ہو گئی ہے۔ (روضہ رسولؐ کی زیارت کے بعد)۔

معانی :......بام: چھت ' افتاد: گرا' پڑی' جھڑ گئی۔

ترجمہ :...... جب میں اس بلند مقام (لامکان) سے گزر گیا تو میرے پروں سے پرواز (کی طاقت) گرد کی طرح جھڑ گئی (گویا ساری کائنات میرے اندر سما گئی)۔

دریں وادی زمانی جاودانی زخاکش بے صور روید معانی !
حکیماں با کلیماں دوش بردوش کہ ایں جا کس نگوید، لن ترانی !

معانی :......زمانی: مراد انسان فانی' جاودانی: زندہ جاوید انسان' صور: صورت کی جمع' صورتیں مراد الفاظ' روید: اگتے ہیں' ظاہر ہوتے ہیں۔

ترجمہ :...... وادی زمانی (مدینہ منورہ) میں ہمیشگی حاصل کرتا ہے اس کی خاک سے بغیر صورت کے معانی پیدا ہوتے ہیں۔ (مراد روضۃ الرسولؐ کی زیارت سے ایسا فیضان ملتا ہے جس کی لذت ہمیشہ سرور عطا کرتی ہے)۔

معانی :......کلیم: اللہ سے کلام کرنے والا' دوش بہ دوش: کندھے سے کندھا ملانے والے (برابر) مراد یکساں' لن ترانی: تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔

ترجمہ:......یہاں با حکمت لوگ (فلاسفر) اور اللہ سے کلام کرنیوالے برابر ہیں کیونکہ اس جگہ کسی کو "لن ترانی" نہیں کہا جاتا۔ اس شعر میں حضرت موسیٰؑ کی نبوت کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرتے ہوئے کہا

تھا کہ "رب ارنی" اے میرے رب مجھے اپنا دیدار کرا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ "لن ترانی" تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ اسطرح حضرت موسیٰؑ اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ کر سکے۔ شاعر کا مطلب یہ ہے کہ روضۃ الرسولؐ ایسی جگہ ہے جہاں دیدار کے آرزومند کو محروم نہیں رکھا جاتا۔

...... (۹) ......

مسلماں آں فقیر کج کلاہے　　رمید از سینہ او سوز آہے
دلش نالد ! چرا نالد؟ نداند　　نگاہے یا رسولؐ اللہ نگاہے !

معانی :...... فقیر کج کلاہ: ٹیڑھی ٹوپی والا درویش، کج کلاہ مراد بادشاہ، گویا فقیری میں بھی وہ بادشاہ ہے۔ بمعنی درویش، رمید: دوڑ گیا، نکل گیا۔

ترجمہ :...... وہ مسلمان جو فقیری میں بھی بادشاہ ہے یعنی فقیری میں بھی اللہ کے سوا ہر ایک سے بے نیاز ہوتا ہے۔ اس کے سینے سے آہ (دین اسلام کی محبت) کا سوز مٹ گیا ہے۔

معانی :......نالد: آہ و فریاد (نالہ وزاری) کرتا ہے، نگاہے: ایک نگاہ یعنی توجہ فرمایئے۔

ترجمہ :...... اس کا دل آہ و فریاد کر رہا ہے، وہ نہیں جانتا کہ (اس کا دل) کیوں آہ و فریاد کر رہا ہے۔ اے رسولؐ ایک نگاہِ کرم کر کے اس کی تقدیر بدل دیجئے۔

تب و تاب دل از سوز غم تست　　نوائے من زتاثیر دم تست
بنالم زانکہ اندر کشور ہند　　ندیدم بندہ کو محرم تست

معانی :......تست: تیرا ہے، تاثیر: اثر۔

ترجمہ :...... (میرے) دل کی حرارت اور سوز تیرے غم کی تڑپ (عشق) سے ہے۔ میری نوا (شاعری، پیغام) میں اثر تیرے دم (عشق) سے ہی ہے۔

معانی :......بنالم: میں روتا ہوں، محرم: راز جاننے والا، حقیقتوں سے واقف، آگاہ۔

ترجمہ:...... میں رو رہا ہوں کیونکہ ہندوستان کی سلطنت میں، میں نے کسی کو تجھ (تیری ذات کی حقیقت کو پہچاننے والا (مومن) نہیں دیکھا۔

شب ہندی غلاماں را سحر نیست　　بایں خاک آفتابے را گزر نیست
بما کن گوشہ چشمے کہ در شرق　　مسلمانے زما بیچارہ تر نیست !

معانی :......سحر: صبح، آفتاب: سورج۔

ترجمہ :...... ہندوستان کے غلاموں کی رات کی صبح نہیں ہے۔ اس مٹی میں سورج (کی روشنی کے گزارنے) کا راستہ نہیں ہے یعنی مسلسل تاریکی چھائی ہوئی ہے۔

معانی :......گوشہ چشمے: آنکھ کا کونا، مراد نظر عنایت، شرق: مشرق۔

ترجمہ :...... ہماری جانب نظر کرم کر کیونکہ مشرق میں ہم (غلام مسلمان) سے زیادہ کوئی مسلمان بے بس نہیں ہے۔

چہ گویم زاں فقیرے درد مندے　　مسلمانے بگوہر ارجمندے
خدا ایں سخت جاں را یار بادا　　کہ افتاد است از بام بلندے !

معانی :......گوہرار جمند: قیمتی موتی۔

ترجمہ :...... میں اس دردر کھنے والے فقیر (مسلمان) کے بارے میں کیا کہوں اس مسلمان کی ذات کا گوہر بڑا قیمتی ہے۔ (مذہب کے لحاظ سے ذیشان ہے)۔

معانی :......بادا: دعائیہ کلمہ' بام: چھت' افتاد: گرنا۔

ترجمہ :...... خدا اس سخت جاں کا مددگار ہو جو بہت بلند چھت (عروج) سے (پستی) میں گرا ہے۔

چساں احوال او رابر لب آرم   تومی بینی نہان و آشکارم
زرو داد دو صد سالش ہمیں بس   کہ دل چوں کندہ قصاب دارم !

معانی :......چساں: کس طرح' کیونکر' برلب آرم: میں بیان کروں' نہاں: باطن' آشکار: ظاہر۔

ترجمہ :...... میں اس کے احوال کو کس طرح زباں پر لاؤں کہ تو میرے چھپی ہوئی اور ظاہری (باتوں) کو جانتا ہے۔

معانی :......روداد: حال / کہانی' کندہ: موٹی لکڑی کا ٹکڑا جس پر قصاب قیمہ کوٹتے ہیں۔

ترجمہ :...... میں اس کی دوسو سالہ زندگی کے حال سے بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میں اپنا دل قصاب کے لکڑی کے اس موٹے ٹکڑے کی طرح رکھتا ہوں جس پر وہ قیمہ کوٹتا ہے۔

ہنوز ایں چرخ نیلی کج خرام است   ہنوز ایں کارواں دور از مقام است
زکار بے نظام او چہ گویم   تومی دانی کہ ملت بے امام است

معانی :......ہنوز: ابھی تک' کج خرام: ٹیڑھی چال والا۔

ترجمہ :...... ابھی تک آسمان ٹیڑھی چال چل رہا ہے۔ ابھی تک یہ قافلہ (مسلمانوں کا) اپنے اصل مقام سے دور ہے۔

معانی :......کارِ بےنظام: بدنظمی' امام: رہنمائی کرنے والا۔

ترجمہ :...... میں اس کی زندگی کے بے ترتیب کام سے متعلق کیا کہوں تو جانتا ہے کہ ملت اسلامیہ کا کوئی رہنما نہیں ہے۔

نماند آں تاب و تب در خون نابش   نروید لالہ از کشت خرابش
نیام او تہی چوں کیسہ او   بطاق خانہ ویراں کتابش

معانی :......خونِ نابش: اس کا خالص خون' نروید: نہیں اگتا' کشت خرابش: اس کا ویران کھیت۔

ترجمہ :...... اس کے (دورِ حاضر کے مسلمان) کے خون میں پہلے والی طاقت' توانائی اور جذبہ نہیں (اسی لئے) ان کے ویران کھیت میں کوئی گل لالہ نہیں اُگتا۔

معانی :......نیام: تلوار رکھنے کا خول' کیسہ: تھیلا / جیب' طاق: محراب نما ڈاٹ' کتابش: اسکی کتاب یعنی قرآن کریم۔

ترجمہ :...... اس (آج کا مسلمان) کی نیام اس کی جیب کی طرح خالی ہے۔ یعنی نہ اس کی جیب میں پیسہ ہے اور نہ اس کی نیام میں تلوار ہے۔ (اور) اس کی کتاب (قرآن) ویران گھر کے طاق میں رکھا ہوا ہے۔

دل خود را اسیر رنگ و بو کرد   تہی از ذوق و شوق و آرزو کرد
صفیر شاہبازاں کم شناسد   کہ گوشش باطنین پشہ خوکرد

معانی :......اسیر: قیدی' رنگ و بو: مراد دنیاوی لذتیں' فائدے' تہی: خالی۔

ترجمہ :...... (دورِ حاضر کے مسلمان نے) اپنے دل کو رنگ و بو کا قیدی بنالیا ہے (اور اس کا دل) ذوق و شوق اور خواہشات سے خالی ہو گیا ہے۔

معانی :......صفیر: پرندوں کی آواز' چہچہاہٹ' پشہ: مچھر' طنین: بھنبھناہٹ۔

ترجمہ :...... وہ شاہبازوں کی آواز کو نہیں پہچانتا کیونکہ اس نے اپنے کانوں کو مچھر کی بھنبھناہٹ کا عادی کر لیا ہے۔ مراد دین سے کنارہ کشی اختیار کر کے دنیا میں کھو گیا ہے۔

بروے او در دل ناکشادہ خودی اندر کف خاکش نزادہ
ضمیر او تہی از بانگ تکبیر حریم ذکر او از پا فتادہ

معانی :......ناکشادہ: نہ کھلا ہوا' بند' کف خاکش: مراد اس کا جسم۔

ترجمہ :......اس کے سامنے دل کا دروازہ نہیں کھلا ہوا۔ اس کی مٹی کی مٹھی (جسم) میں خودی پیدا نہیں ہوئی۔ مراد اپنی ذات کے جوہر اور اپنی حقیقت کو ناآشنا ہے۔

معانی :...... حریم: گھر کی دیواریں' چاردیواری' عمارت' از پا فتادہ: گر پڑی ہے۔

ترجمہ :......اس کا ضمیر اللہ اکبر کی آواز سے خالی ہے۔ اس کے ذکر کا حریم (یعنی دل سے اللہ کا ذکر) ختم ہو چکا ہے۔

گریباں چاک و بے فکر رفو زیست نمید انم چساں بے آرزو زیست
نصیب اوست مرگ ناتمامے مسلمانے کہ بے اللہ ہو زیست!

معانی :......گریباں چاک' پھٹے ہوئے گریباں والا' تباہ حال' زیست: زندگی' وہ جیا' زندگی بسر کی۔

ترجمہ :...... اس کا گریباں پھٹ چکا ہے اور اسے رفو کرنے کی پرواہ کئے بغیر زندہ ہے میں نہیں جانتا کہ وہ خواہشات (غلامی سے آزادی کی خواہشات) کے بغیر کیسے زندگی بسر کر رہا ہے۔

معانی :......مرگِ ناتمامے: ایسی موت جو پوری موت نہ ہو۔

ترجمہ :...... اس کی قسمت میں نامکمل موت لکھی ہوئی ہے وہ مسلمان جو اللہ ہو کے بغیر زندگی گزار رہا ہے۔ یعنی نہ وہ زندہ لوگوں میں شمار ہوتا اور مردوں میں گویا غیر اللہ کی غلامی کر رہا ہے۔

حق آں دہ کہ مسکین و اسیر ، است فقیر و غیرت او دیر میر است
بروے او در میخانہ بستند دریں کشور مسلماں تشنہ میر است

معانی :......دیر میر: دیر سے مرنے والی یعنی سخت جان۔

ترجمہ :...... اس کا حق عطا کر کیونکہ وہ مفلس بھی ہے اور قیدی بھی (انگریز کا غلام) وہ فقیر ہے (البتہ) اس کی غیرت دیر سے مرنے والی ہے۔

معانی :......تشنہ میر: پیاسا مرنے والا' شراب عشق سے محروم' در میخانہ بستند: میخانہ کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

ترجمہ :...... اس کے لئے شراب خانے کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس سلطنت (ہندوستان) میں مسلمان پیاسا مر رہا ہے۔

دگر پاکیزہ کن آب و گل او جہانے آفریں اندر دل او
ہوا تیز و بدا مانش دو صد چاک بیندیش از چراغ بسمل او

معانی :......شرق آب وگل او: اس کی فطرت' اس کا ضمیر' آفرین: پیدا کر۔
ترجمہ :...... اس کی پانی اور مٹی (جسم) کو دوبارہ پاک کر۔ اس کے دل میں ایک (نئی) دنیا آباد کر۔
معانی :......بسمل: نیم جان ہونا' بیندیش: سوچ' سوچیے' توجہ فرمائیے۔
ترجمہ :...... ہوا تیز ہے اور اس کا دامن دو سو چاک سے بھر چکا ہے۔ اس کو غور سے دیکھ اس کا دیا بجھنے کے قریب ہے۔ مراد یہ کہ مسلمان نیست و نابود ہو رہے ہیں ان پر توجہ دینی چاہئے تا کہ اسلام زندہ رہ سکے۔

...... (۱۰) ......

عروس زندگی در خلوتش غیر ۔۔۔ کہ دارد در مقام نیستی سیر
کنہگاریست پیش از مرگ در قبر ۔۔۔ نکیرش از کلیسا، منکر از دیر!

معانی :......عروس: دلہن' مقام نیستی: جدوجہد سے عاری زندگی۔
ترجمہ :...... زندگی کی دلہن ان غیروں (غیر مسلم) کی خلوت میں ہے۔ کیونکہ مسلمان مقام نیستی کی سیر کر رہا ہے مراد یہ کہ زندگی کی آسائشوں سے محروم ہو کر بے عملی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔
معانی :......منکر نکیر: قبر میں سوال کرنے والے دو فرشتے' کلیسا: عیسائیوں کا گرجا' دیر: بتخانہ۔
ترجمہ :...... وہ ایسا گنہگار ہے جو موت سے پہلے قبر میں جا چکا ہے۔ اس سے منکر (ہندو جو اس کو ختم کرنے کے درپہ ہیں) اور نکیر (یورپی اقوام جو اس پر غالب ہیں) حساب کتاب لے رہے ہیں۔

بچشم او نہ نور و نے سرور است ۔۔۔ نہ دل در سینہ او ناصبور است
خدا آں امتے را یار بادا ۔۔۔ کہ مرگ او ز جان بے حضور است

معانی :......سرور: مسرت' ناصبور: صبر نہ کرنے والا۔
ترجمہ :...... اس کی آنکھ میں نہ نور ہے اور نہ سرور (اور) نہ ہی اس کے سینے میں بے قرار (عاشق) دل ہے۔
ترجمہ :...... خدا ہی اس امت کا مددگار ہے کیونکہ اس کی موت بے حضور زندگی سے ہے۔ یعنی مسلمان کی زندگی کا زوال اللہ کی بے حضوری کی وجہ سے ہے۔

مسلماں زادہ و نامحرم مرگ! ۔۔۔ ز بیم مرگ لرزاں تا دم مرگ!
دلے در سینہ چاکش ندیدم ۔۔۔ دم بگستہ بود و غم مرگ!

معانی :......نامحرم: ناواقف' بے خبر' بیم: خوف و ڈر' لرزاں: کانپتا ہے۔
ترجمہ :...... مسلمان ہو کر موت کی حقیقت سے ناآشنا ہے (کیونکہ وہ) موت تک موت کے خوف سے کانپتا رہتا ہے۔
معانی :......دم بگستہ: بزدلی اور گھبراہٹ والا سانس' ٹوٹا ہوا سانس۔
ترجمہ :...... میں نے اس کے (مصائب اور غموں سے) چاک سینے میں دل نہیں دیکھا (البتہ زندگی کی حقیقت سے ناواقف) بزدلی اور گھبراہٹ والا سانس اور موت کا غم موجود ہے۔

ملوکیت سراپا شیشہ بازی است
ازو ایمن نہ رومی، نے حجازی است
حضور تو غم یاراں بگویم
بامیدے کہ وقت دل نوازی است !

معانی :......ملکیت: بادشاہت' شیشہ بازی: دھوکا' فریب' شعبدہ بازی' رومی: روم کا باشندہ۔

ترجمہ :...... نظام ملوکیت سراسر دھوکا دہی اور دکھاوا ہے۔اس سے نہ کوئی رومی اور نہ حجازی بچ سکتا ہے۔

ترجمہ :...... میں آپ کے آگے دوستوں کا غم بیان کر رہا ہوں اس امید پر کہ یہ دلوں کو تسلی دینے کا وقت ہے۔

تن مرد مسلماں پایدار است
بنائے پیکر او استوار است
طبیب نکتہ رس دید از نگاہش
خودی اندر وجودش رعشہ دار است !

ترجمہ :...... مسلمان مرد کا جسم مضبوط ہے اس کے بدن کی بنیاد مستحکم ہے۔یعنی آج کا مسلمان جسم کی پرورش کر رہا ہے۔

معانی :......نکتہ رس: بات کی گہرائی جاننے والا' رعشہ دار: کپکپی طاری ہونا' مراد کمزور۔

ترجمہ :...... اس پر بات کی تہ تک پہنچنے والے طبیب نے نظر ڈالی۔تو معلوم ہوا کہ اس کے وجود میں خودی کپکپا رہی ہے۔یعنی معرفت حق کی پہچان نہیں رکھتا۔

مسلماں شرمسار از بے کلاہی است
کہ دینش مرد و فقرش خانقاہی است
تو دانی در جہاں میراث ما چیست
گلیمے از قماش پادشاہی است !

معانی :......بے کلاہی: مراد غلامی۔

ترجمہ :......مسلمان (دنیا میں) اپنی بے وقعتی کی وجہ سے شرمندہ ہے۔کیونکہ اس کا دین مردہ ہے اور اس کا فقر خانقاہی بے عمل ہے۔

معانی :......گلیم: گدڑی' قماش: دولت۔

ترجمہ :...... تو جانتا ہے کہ دنیا میں ہماری میراث (مسلمانوں کا ورثہ) کیا ہے؟ (ہمارا ورثہ) ایک گدڑی ہے جو اسلاف کے مال ومتاع سے حاصل کیا گیا ہے۔

مپرس از من کہ احوالش چسان است
زمینش بد گہر چوں آسمان است
برآں مرغے کہ پروردی بانجیر
تلاش دانہ در صحرا گران است

معانی :......مپرس: مت پوچھ' بدگہر: بداصل۔

ترجمہ :...... مجھ سے مت پوچھ کہ مسلمان کا حال کیسا ہے؟ (کیونکہ) اس کی زمین آسمان کی طرح (اس کے لئے) ناموافق ہے۔(وہ ذلت کی زندگی بسر کر رہا ہے)۔

ترجمہ :...... اس پرندے پر جس کی انجیر سے پرورش کی ہے (اس کیلئے) صحرا میں دانہ تلاش کرنا بھاری ہے۔

بچشمش وا نمودم زندگی را
کشودم نکتہ فردا ودی را
تواں اسرار جاں را فاش تر گفت
بدہ نطق عرب ایں اعجمی را !

معانی :......وانمودم: میں نے دکھایا' دی: گزرا ہوا کل' فردا: آنے والا کل' کشودم: میں نے کھول دیا' واضح کر دیا۔

ترجمہ :...... میں نے اس کی (مسلمان کی) آنکھوں کے سامنے زندگی (کی حقیقت) رکھی۔میں نے ماضی اور مستقبل کے راز کھولے۔

معانی :......نطق عرب: عرب کی زبان (جو فصیح و بلیغ ہے)' اسرارِ جان: روح کے بھید یعنی خودی کی حقیقت۔

ترجمہ :...... میں زندگی کے رازوں کو کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں تو مجھ عجمی (غیر عرب) کو عرب کی زبان عطا کر۔ کیونکہ یہ نبی کریمؐ اور قرآن کریم کی زبان ہے۔

مسلماں گرچہ بے خیل و سپاہے است ۔۔۔ ضمیر او ضمیر پادشاہے است
اگر اورا مقامش باز بخشند ۔۔۔ جمال او جلال بے پناہے است !

معانی :......بے خیل و سپاہے: فوج اور لشکر کے بغیر۔

ترجمہ:...... مسلمان اگرچہ لشکری گھوڑے اور سپاہی (عروج اور قوت) نہیں رکھتا۔ اس کا ضمیر بادشاہوں کے ضمیر جیسا ہے۔

معانی :......باز بخشند: قدرت پھر عطا کرے' جمال: حسن و خوبی' جلال: رعب' دبدبہ' شان۔

ترجمہ :...... اگر اس کو اس کا کھویا مقام واپس بخش دیا جائے تو اس کا جمال (اسلام کا حقیقی حسن) بہت زیادہ رعب و دبدبہ (حاکمیت) رکھتا ہے۔

متاعِ شیخ اساطیرِ کہن بود ۔۔۔ حدیث او ہمہ تخمین و ظن بود
ہنوز اسلام او زنار دار است ۔۔۔ حرم چوں دیر بود، او برہمن بود !

معانی :......اساطیر: داستانیں' تخمین و ظن: اندازہ اور گمان' حدیث: بات' باتیں۔

ترجمہ :...... شیخ (روحانی و مذہبی امام) کا سارا علم پرانی داستانیں کہنے تک ہے۔ اس کی ساری باتیں اندازے اور گمان پر مبنی ہیں یعنی وہ خود بھی حقیقی معنوں میں اسلام کی روح تک پہنچنے سے قاصر ہے۔

معانی :......زنار: ہندوؤں کا مقدس دھاگا۔

ترجمہ :...... ابھی تک اس کا اسلام زنار دار (ہندوانہ رسوم و روایات) ہے۔ (اس کیلئے) کعبہ مندر کی طرح ہے اس کا امام برہمن ہے۔

دگرگوں کرد لادینی جہاں را ۔۔۔ ز آثار بدن گفتند جاں را
ازاں فقرے کہ با صدیق دادی ۔۔۔ بشورے آور ایں آسودہ جاں را

معانی :......دگرگوں: تہ و بالا' لادینی: دہریت مذہب سے دور' آثار: جمع اثر مراد حصہ۔

ترجمہ :...... (آج) لادینیت نے دنیا کو تہ و بالا کر دیا ہے۔ روح کو بھی جسم کے نشانات میں سے (مادی چیز) کہا جاتا ہے۔

معانی :......صدیق: حضرت ابوبکر صدیقؓ' بشورے آور: مراد جوش و جذبہ پیدا کریں' آسودہ جاں: آرام طلب۔

ترجمہ :...... اس درویشی سے جو حضرت صدیقؓ کو دی گئی اس مطمئن اور بے عمل (مسلمان) میں (اسلام کو اپنانے کے لئے) جوش پیدا کریں۔

حرم از دیر گیرد رنگ و بوئے ۔۔۔ بت ما پیرک ژولیدہ موئے
نیابی در بر ما تیرہ بختاں ۔۔۔ دلے روشن زنور آرزوئے !

معانی :......رنگ و بوئے: طور طریقے' بت ما: ہمارا معبود' ژولیدہ مو: بکھرے ہوئے بال۔

ترجمہ :...... کعبہ (اسلام) مندر سے خوبصورتی حاصل کر رہا ہے۔ ہمارا بت بکھرے ہوئے بالوں والا مذہبی اور روحانی پیشوا ہے۔ یعنی ہمارے امام کے ظاہر و باطن میں بھی فرق ہے۔

معانی :...... تیرہ بختاں: تیرہ بخت کی جمع' سیاہ بخت' بدقسمت' نور آرزوئے: اعلیٰ مقصد کی روشنی۔

ترجمہ :...... ہم بری قسمت والوں کے پہلو میں آرزو کے نور سے روشن دل نہیں ملیں گے۔

فقیراں تا بمسجد صف کشید ند گریبان شہنشاہاں درید ند
چو آں آتش درون سینہ افسرد مسلماناں بدرگاہاں خزید ند !

معانی :...... تا: جب تک' دریدن: پھاڑنا۔

ترجمہ :...... جب تک فقیری رہی مسجد میں صفیں بناتے رہے یعنی باعمل اور شریعت کے پابند رہے اور بادشاہوں کے گریبانوں کو پھاڑنے والے ہوگئے۔ یعنی جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہتے رہے۔

معانی :...... افسردن: بجھنا' خزیدن: رینگنا' گھس جانا۔

ترجمہ :...... جب وہ (فقر کی) آگ سینوں (مسلمانوں کے) میں بجھ گئی (اور وہ) خانقاہی فقر (دنیا کی تگ و دو سے کنارہ کش فقر) کی طرف جانے والے ہوگئے۔

مسلماناں بخویشاں در ستیزند بجز نقش دوئی بردل نہ ریزند
بنالندار کسے خشتے بگیرد ازاں مسجد کہ خود از وے گریزند !

معانی :...... ستیزند: لڑ رہے ہیں' اُلجھ رہے ہیں' دوئی: دورنگی' کفر' شرک۔

ترجمہ :...... (آج کا) مسلمان اپنوں سے لڑنے والا ہے (وہ) اپنے دل پر دوئی (فرقہ پرستی) کے نقش کے سوا کچھ نہیں بنا رہا ہے۔

معانی :...... بنالند: روتے ہیں' خشت: کچی اینٹ' گریزند: بھاگتے ہیں' دور رہتے ہیں۔

ترجمہ :...... (ان کی حالت یہ ہے کہ) اگر کوئی شخص (غیر مسلم) ان کی بنیاد (مسجد) کی کچی اینٹ بھی اکھاڑتا ہے (تو اسے) پکڑ لیتے ہیں باوجودیکہ وہ خود اس مسجد سے بھاگنے والے ہیں۔ یعنی ان میں محبت اسلام ابھی بھی باقی ہے۔

جبیں را پیش غیر اللہ سودیم چو گبراں در حضور او سرودیم
ننالم از کسے، می نالم از خویش کہ ماشایان شان تو نبودیم

معانی :...... سودن: رگڑنا' گھسنا' گبر: آتش پرست' شایان شان تو: آپ کی شان کے لائق۔

ترجمہ :...... ہم نے پیشانی کو غیر اللہ کے سامنے گھسایا۔ اس کے سامنے آتش پرستوں کی طرح نغمے گائے۔

ترجمہ :...... میں کسی سے نالاں نہیں ہوں' میں خود سے نالاں ہوں کیونکہ ہم تیری (آپؐ) کی شان کے قابل نہیں ہیں۔

بدست میکشاں خالی ایاغ است کہ ساقی رابہ بزم من فراغ است
نگہ دارم درون سینہ آہے کہ اصل اوز دو داں چراغ است

معانی :...... میکشاں: مے کش کی جمع' شراب پینے والے' ایاغ: پیالہ' فراغ: اطمینان' سکون' آسودگی' ساقی: شراب پلانے والا۔

ترجمہ :...... شراب پینے والوں کے ہاتھ میں خالی پیالے ہیں کہ ساقی کو میری محفل میں فراغت ہے۔ یعنی ہدایت دینے والے مدرسے میں موجود نہیں ہیں۔ (پینے والا ہی کوئی نہیں)۔

معانی :......دود: دھواں ۔

ترجمہ :...... میں اپنے سینے میں آہ (عشق کی نعمت) پر نظر رکھے ہوئے ہوں۔ کیونکہ اس کی اصل اس چراغ (نبی اکرمؐ کا عشق یا نبی اکرمؐ کی ذات) کے دھوئیں سے ہے۔

سبوے خانقاہاں خالی ازمے کند مکتب رہ طے کردہ راطے
زبزم شاعراں افسردہ رفتم نواہا مردہ بیروں افتد از نے!

معانی :......سبو: مٹکا، صراحی، مکتب: مدرسہ۔

ترجمہ :...... خانقاہوں کے مٹکے (معرفت حق کی) شراب سے خالی ہیں۔ دینی مدارس اس راہ کو طے کر رہے ہیں جو پہلے طے کی جا چکی ہے۔ یعنی جدید علوم کی بجائے قدیم علوم پڑھا رہے ہیں۔ زمانے کی رفتار کے مطابق تحقیق وتنقید کی کوئی بات نہیں کی جاتی۔

معانی :......بزم: مجلس، محفل، نے: بنسری، افسردہ: غمگین۔

ترجمہ :...... (دورِ حاضر کا مسلمان) مجلس شعراء میں گیا اور افسردہ واپس آیا۔ (کیونکہ) ان کی بنسری سے پیدا ہونے والی صدائیں مردہ ہیں۔

مسلمانم غریب ہر دیارم کہ با ایں خاکداں کارے ندارم
بایں بے طاقتی در پیچ و تابم کہ من دیگر بغیر اللہ دچارم

معانی :......غریب: اجنبی، دیار: شہر، خاکدان: دنیا، مٹی کی جگہ، کارے ندارم: مجھے کوئی واسطہ یا تعلق نہیں، دچارم: مجھے سامنا ہے۔

ترجمہ :...... میں مسلمان ہوں۔ مجھے ہر شہر میں اجنبی سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ میرا اس دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔

ترجمہ :......میں اپنی اس بے طاقتی پر بے چین و بے قرار ہوں کیونکہ میں ایک مرتبہ پھر غیر اللہ سے واسطہ ہے۔ غیر اللہ سے مراد انگریز جو نمرود، فرعون اور شاد کے نمائندے ہیں۔

بآں بالے کہ بخشیدی پریدم بسوز نغمہ ہاے خود تپیدم
مسلمانے کہ مرگ ازوے بلرزد جہاں گردیدم و اورا ندیدم!

معانی :......بالے کہ: وہ بڑا پر، پریدم: میں اُڑا، تپیدم: میں تڑپا، نغمہ ہائے خود: مراد اپنی شاعری۔

ترجمہ :...... میں تیرے عطا کئے ہوئے ان پروں سے اڑا۔ میں خود اپنے نغموں کے سوز وحرارت میں تڑپا۔ یعنی اللہ اور رسولؐ کے احکامات کی پیروی کی۔

معانی :......بلرزد: کانپتی ہے، گردیدم: میں گھوما پھرا۔

ترجمہ :...... مسلمان جس سے موت کانپتی ہے میں دنیا میں پھرا ہوں میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ یعنی سچے مسلمان کا وجود نہیں رہا۔

شبے پیش خدا بگریستم زار مسلماناں چرا زارند و خوارند
ندا آمد، نمیدانی کہ ایں قوم دلے دارند و محبوبے ندارند!

معانی :......خوارند: ذلیل ہونا، بگریستم: میں زار زار رویا۔

ترجمہ :...... میں ایک رات خدا کے سامنے زار وزار رویا۔ مسلمان دکھ اور تکلیف میں کیوں ہیں اور ذلالت اٹھا رہے ہیں۔

ترجمہ :...... آواز آئی، کیا تو نہیں جانتا کہ یہ قوم دل تو رکھتی ہے لیکن محبوب (حضرت محمدؐ) نہیں رکھتی۔

نگویم از فرو فالے کہ بگوشت — چہ سود از شرح احوالے کہ بگوشت
چراغے داشتم در سینہ خویش — فرد اندر دو صد سالے کہ بگوشت !

معانی :......فروفالے: شان وشوکت، سود: فائدہ۔

ترجمہ :...... میں کچھ نہیں کہتا مسلمانوں کی شان وشوکت سے متعلق جو گزر گئی ہے۔اس احوال کی وضاحت کرنے کا کیا فائدہ جو گزر گیا ہے۔

ترجمہ :......میں اپنے دل میں ایک چراغ رکھتا تھا۔ان دوسوسالوں میں (مسلمانوں کی غلامی کا دور) بجھ گیا ہے جو گزر چکے ہیں۔

نگہبان حرم معمار دیر است — یقینش مردہ و چشمش بغیر است
زانداز نگاہ او تواں دید — کہ نومید از ہمہ اسباب خیر است

معانی :......نگہبان: محافظ، معمار: تعمیر کرنے والا، چشمش: اس کی نگاہیں۔

ترجمہ :...... کعبہ کا محافظ بت خانہ بنا رہا ہے اس کا یقین مردہ اور اس کی آنکھ غیروں پر ہے یعنی اسلام سے بدظن ہو کر مغربیت پر فریفتہ ہے۔

معانی :......تواں دید: دیکھا جاسکتا ہے۔

ترجمہ :...... اس کی نگاہ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیکی کے تمام اسباب سے نا اُمید ہے۔

زسوز ایں فقیر رہ نشینے — بدہ او را ضمیر آتشینے !
دلش را روشن و پایندہ گرداں — زامیدے کہ زاید از یقینے !

ترجمہ :...... راستے میں بیٹھنے والے اس فقیر کے سوز (میری شاعری) سے اس (آج کا مسلمان) کو آگ کی سی حرارت والا ضمیر دے۔

ترجمہ :...... اس کے دل کو روشنی اور ہمیشہ کی زندگی عطا کر۔اس امید سے جو (اس میں) یقین سے پیدا ہوتی ہے۔

گہے افتم، گہے مستانہ خیزم — چہ خوں بے تیغ و شمشیرے بریزم
نگاہ التفاتے بر سر بام — کہ من باعصر خویش اندر ستیزم !

معانی :......گہہ: کبھی، افتم: میں گرتا ہوں، خیزم: میں اُٹھتا ہوں، بریزم: میں گراتا ہوں۔

ترجمہ :...... کبھی میں گرتا ہوں، کبھی مست حال اٹھتا ہوں۔کیا خون ہے جو میں تلوار اور تیغ کے بغیر بہا رہا ہوں۔یعنی زمانے کے خلاف لڑ رہا ہوں۔

معانی :......التفات: مہربانی، بام: چھت، عصر: زمانہ، ستیز: لڑائی، جنگ۔

ترجمہ :...... چھت کے کنارے سے مہربانی کی نگاہ کر کیونکہ میں اپنے زمانے سے لڑ رہا ہوں۔

...... (11) ......

مرا تنہائی و آہ و فغاں بہ — سوے یثرب سفر بے کارواں بہ
کجا مکتب، کجا میخانہ شوق ! — تو خود فرما مرا ایں بہ، کہ آں بہ ؟

معانی :...... میخانہ شوق: عشق کا میخانہ' مرادمکتب عشق' سوئے یثرب: مدینے کی طرف۔

ترجمہ :...... میرے لئے تنہائی اور گریہ وزاری بہتر ہے۔ (میرے لئے) بغیر قافلے کے مدینے کی طرف سفر کرنا بہتر ہے۔

ترجمہ :...... کہاں مدرسہ' کہاں شوق کا شراب خانہ (عشق) تو خود ہی بتا کہ میرے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ؟ یعنی عشق پردے سے باہر نکالتا ہے۔

پریدم در فضائے دلپذیرش ۔۔۔ پرم تر گشت از ابر مطیرش
حرم تا در ضمیر من فرو رفت ۔۔۔ سرودم آنچہ بود اندر ضمیرش !

معانی :...... پریدن: اڑنا' دلپذیر: دل کو لبھانے والی' مطیرش: اس کی برسنے والی۔

ترجمہ :...... میں اس کی پسندیدہ دل کو لبھانے والی' فضا میں اُڑا۔ میرے پر اس کی برسنے والی بارش سے بھیگ گئے۔

معانی :...... فرورفت: نیچے چلا گیا' سما گیا' سرودم: میں نے گایا' یعنی میری شاعری۔

ترجمہ :...... جب کعبہ (اسلام) میرے ضمیر میں آبسا تو میں نے وہ نغمہ گایا جو میرے اس ضمیر میں تھا۔ یعنی شاعری کے ذریعے اسلام کا پیغام سنایا۔

باں رازے کہ گفتم، پے نبردند ۔۔۔ زشاخ نخل من خرما نخوردند
من اے میر امم' داد از تو خواہم ۔۔۔ مرا یاراں غزلخوانے شمردند

معانی :...... پے نبردند: انہوں نے حقیقت نہ جانی' خرما: کھجور' نخل: کھجور کا درخت۔

ترجمہ :...... وہ راز جو میں نے ظاہر کردیا (مسلمان) اس پر نہ چلے۔ انہوں نے میرے درخت (شاعری) کی شاخ سے کھجور نہیں کھائی (استفادہ نہیں کیا)۔

معانی :...... میرِ اُمم: امتوں کے سردار یعنی حضورؐ اکرمؐ داد: انصاف' غزل خواں: شاعر' شمردن: گننا۔

ترجمہ :...... اے امتوں کے امام (حضرت محمدؐ) میں تجھ سے داد وصول کرنا چاہتا ہوں۔ لوگوں نے تو مجھے غزل کہنے والوں میں شمار کیا ہے۔

نہ شعر است اینکہ بروے دل نہادم ۔۔۔ گرہ از رشتہ معنی کشادم
بامیدے کہ اکسیرے زند عشق ۔۔۔ مس ایں مفلساں را تاب دادم

معانی :...... گرہ: گانٹھ' بل' رشتہ معنی: حقیقت کا دھاگہ' حقیقت۔

ترجمہ :...... یہ (محض) شعر نہیں ہے جس میں' میں نے دل لگا رکھا ہے (بلکہ) میں معنی کی گرہیں (شعر کے ذریعے) کھول رہا ہوں۔

معانی :...... اکسیر: نہایت مفید (وہ شے جس کے لگانے سے تانبا سونا اور قلعی چاندی بن جاتی ہے)' مس: تانبا' تاب: چمک۔

ترجمہ :...... اس امید پر کہ عشق اکسیر (نہایت پختہ) بن کر لگے۔ میں ان غریبوں کے تانبے کو (آگ کی) چمک دے رہا ہوں۔ یعنی اسلام کی روشنی کو اپنی شاعری کے ذریعے ان کے دلوں تک پہنچا رہا ہوں۔

تو گفتی از حیات جاوداں گوے ۔۔۔ بگوش مردہ پیغام جاں گوے
ولے گویند ایں ناحق شناساں ۔۔۔ کہ تاریخ وفات این و آں گوے !

ترجمہ :...... تو نے کہا کہ ہمیشہ کی زندگی کی بات کر۔ مردہ دلوں کے کان کو زندگی کا پیغام سنا۔

معانی :......ولے: لیکن' ناحق شناساں: حقیقت کو نہ جاننے والے۔

ترجمہ :...... لیکن یہ حق کو نہ پہچاننے والے (مسلمان) کہتے ہیں کہ اس کی اور اس کی تاریخ وفات کہہ۔

رخم از درد پنہاں زعفرانی تر او دخوں زچشم ارغوانی
سخن اندر گلوے من گرہ بست تو احوال مرا ناگفتہ دانی!

معانی :......رخم: میرا چہرہ' زعفرانی: زرد رنگ' ارغوانی: سرخ رنگ۔

ترجمہ :...... میرا چہرہ چھپے ہوئے غم کی وجہ سے زرد ہے۔ میری سرخ آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے۔ (امت مسلمہ کی حالت زار دیکھ کر شاعری کا دل اور آنکھ خون کے آنسو رو رہا ہے)۔

معانی :......گلو: حلق' گرہ بست: بندھ کے رہ گئی ہے۔

ترجمہ :...... میری بات نے میرے حلق میں گرہ لگا دی ہے۔ تو میرا حال احوال میرے بغیر کہے ہی جانتا ہے۔

زبان ماغریباں از نگا ہیست حدیث دردمنداں اشک و آہیست!
کشادم چشم و بربستم لب خویش سخن اندر طریق ما گناہیست!

ترجمہ :...... ہم غریبوں کی زبان سے نگاہ کو جان لے۔ دردمندوں کی گفتگو آنسو اور آہ میں (چھپی ہوئی) ہے۔

ترجمہ :...... میں نے آنکھ کھولی اور ہونٹ بند کیے ہوئے ہیں۔ میرے طریق (مذہب) میں بات کرنا گناہ ہے۔

خودی دادم زخودنا محرمے را کشادم در گل او زمرے را
بدہ آں نالہ گرمے کہ ازوے بسوزم جز غم دیں ہر غمے را!

معانی :......زمرے: آب زم زم' بسوزم: میں جلا دوں' ختم کر دوں۔

ترجمہ :...... میں نے خود (اپنی پہچان کے راز) سے ناواقف (مسلمان) کو خودی (کی دولت) عطا کی۔ میں نے اس کی مٹی میں آب زم زم (اسلامی طرز زندگی کے حقائق) کو ملایا۔

ترجمہ :...... (مجھے) وہ آہ و زاری عطا کر کہ جس سے میں دین کے غم کے سوا ہر غم کو جلا دوں۔

درون ما بجز دود نفس نیست بجز دست تو مارا دسترس نیست
دگر افسانہ غم باکہ گویم کہ اندر سینہ ہا غیر از تو کس نیست

معانی :......دود: دھواں' دسترس: پہنچ' رسائی۔

ترجمہ :...... ہمارے سینے میں سانس کے دھوئیں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تیرے ہاتھ کے سوا ہماری کچھ پہنچ (رسائی) نہیں ہے۔

ترجمہ :...... پھر میں (اپنے) غم کا افسانہ کس سے بیان کروں کیونکہ میرے سینے میں سوائے تمہارے کوئی (اور بسا) نہیں ہے۔

غریبے، دردمندے، نے نوازے زسوز نغمہ خود در گرازے
تو می دانی چہ می جوید، چہ خواہد، دلے از ہر دو عالم بے نیازے

معانی :......غریب: اجنبی' گداز: پگھلنے والا' نرم و ملائم۔

ترجمہ :...... ایک دردمند اور بانسری بجانے والا اجنبی (شاعر) جو اپنے نغمے (شاعری) کی حرارت سے (پگھل کر) نرم و ملائم

ہو چکا ہے۔

معانی :......جوید: تلاش' بے نیاز: بے پرواہ۔

ترجمہ :...... تو جانتا ہے کہ وہ کیا تلاش کرتا ہے' کیا چاہتا ہے اس کا دل دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے۔ یعنی آج کا وہ مسلمان جو دین و مذہب اور عشق سے ناواقف ہے۔ وہ میرے شاعرانہ پیغام کو مذاق سمجھتا ہے۔

نم و رنگ از دم بادے نجویم　　زفیض آفتاب تو بروییم
نگاہم ازمہ و پرویں بلند است　　سخن را بر مزاج کس نگویم

معانی :......نم: تازگی' دم بادے: کیسی ہوا کی پھونک' بروییم: میں اگا ہوں' یا اگوں' میں نشوونما پاؤں' نم و رنگ: تازگی اور چمک۔

ترجمہ :...... میں ترو تازگی اور رنگ ہوا کے جھونکے میں نہیں تلاش کرتا (کیونکہ) میں تیرے سورج کے فیض سے اگا ہوں۔

معانی :......مہ و پروین: ستاروں کا ایک جھرمٹ۔

ترجمہ :...... میری نگاہ مہ و پروین سے بھی بلند ہے۔ میں کسی (ایک کے) مزاج کے مطابق بات نہیں کہتا۔

در آں دریا کہ اورا ساحلے نیست　　دلیل عاشقاں غیر از دلے نیست
تو فرمودی رہ بطحا گرفتیم　　وگرنہ جز تو مارا منزلے نیست

ترجمہ :...... اس دریا میں جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ عاشقوں کی دلیل دل (جذبات کی سچائی) کے سوا کچھ نہیں ہے۔

معانی :......بطحا: مکہ معظمہ۔

ترجمہ :...... تو (آپ) نے کہا تو ہم نے مکہ معظمہ کا راستہ اختیار کیا۔ وگرنہ تیرے سوا (آپ کی ذات) ہماری کوئی منزل نہیں ہے۔

مراں از در کہ مشتاق حضوریم　　ازاں دردے کہ دادی ناصبوریم
بفر ما چہ می خواہی بجز صبر　　کہ ما از وے دوصد فرسنگ دوریم!

معانی :......مراں: مت دھتکار' مت نکال' ناصبور: بے چین' مشتاق: آرزومند۔

ترجمہ :...... مجھے (اپنے) دروازے سے دور نہ کر کیونکہ میں آپ کا آرزومند ہوں۔ میں اس درد سے بے چین و بے قرار ہوں جو آپ نے مجھے دیا۔

معانی :......فرسنگ: ساڑھے تین میل۔

ترجمہ :...... ماسوائے صبر کے تو ہمیں جو کچھ چاہتا ہے عطا کر کیونکہ ہم اس سے دو سو میل کے فاصلے پر ہیں۔ (عشق اور صبر دو متضاد چیزیں ہیں)۔

بہ افرنگی بتاں دل باختم من　　زتاب دیریاں بگداختم من
چناں از خویشتن بیگانہ بودم　　چو دیدم خویش را نشناختم من!

معانی :......دیریاں: بت پرست' بگداختم من: میں پگھل گیا ہوں' نشاختم: میں نے نہ پہچانا۔

ترجمہ :...... میں فرنگی بتوں سے دل ہار گیا۔ میں بت پرستوں کی حرارت سے پگھل گیا۔ یعنی ہندوؤں اور انگریزوں کے طور طریقوں سے متاثر ہو گیا ہوں۔

ترجمہ :...... میں خود سے اس قدر بیگانہ ہو گیا جب میں نے خود کو دیکھا تو نہ پہچان سکا۔

مے از میخانۂ مغرب چشیدم — بجان من کہ درد سر خریدم
نشستم بانکویان فرنگی — ازاں بے سود تر روزے ندیدم!

معانی :......چشیدم: میں نے چکھی' بجان من: مجھے میری جان کی قسم' نکویاں: نکو کی جمع' اچھے لوگ۔

ترجمہ :...... میں نے مغرب کے شراب خانہ سے شراب پی۔ مجھے (اپنی) جان کی قسم میں نے سر کا درد خرید لیا۔

ترجمہ :...... میں یورپ کے نیک لوگوں (فلسفی اور دانشور) کے ساتھ بیٹھا (مگر) اس سے زیادہ بیکار دن میں نے نہیں دیکھا۔

فقیرم از تو خواہم ہر چہ خواہم — دل کوہے خراش از برگ کاہم
مرا درس حکیماں درد سر داد — کہ من پروردہ فیض نگاہم!

معانی :......خراش: چھیل' چھیلیئے' توڑ دیجئے' برگ کاہم: میری گھاس کی پتی' درس: سبق' تعلیم' پروردہ: پالا ہوا۔

ترجمہ :...... میں فقیر ہوں تجھ سے طلب کرتا ہوں جو کچھ بھی چاہتا ہوں (اس لئے تو) میرے گھاس کے تنکے (کمزور وجود) سے پہاڑ کے دل میں خراش پیدا کر۔

ترجمہ :...... مجھے عقلمندوں کے (پڑھائے ہوئے) سبق سے درد سر دیا۔ کیونکہ میں آپؐ کی نگاہ کے فیض سے پرورش پاتا ہوں۔

نہ با ملانہ با صوفی نشینم — تو میدانی کہ من آنم، نہ اینم
نویس ، اللہ، برلوح دل من — کہ ہم خود راہم اورا فاش بینم

ترجمہ :...... میں صوفی اور ملا کے ساتھ نہیں بیٹھتا ہوں۔ تو جانتا ہے کہ میں یہ ہوں' نہ وہ ہوں۔

معانی :......نویس: لکھنے والا' فاش: ظاہر۔

ترجمہ :...... میرے دل کی تختی پر اللہ لکھ تا کہ میں اپنے آپ کو اور اس کو (اللہ) کو ظاہر میں دیکھوں۔ (خود کو پہچان کر خدا کو پہچان لوں)۔

دل ملا گرفتار غمے نیست — نگاہے ہست در چشمش، غمے نیست
ازاں بگریختم از مکتب او — کہ در ریگ حجازش زمزمے نیست!

ترجمہ :...... ملا کا دل غم (عشق کا غم) کا قیدی نہیں ہے۔ (وہ دیکھنے والی) نگاہ رکھتا ہے (لیکن) اس کی آنکھ میں غم نہیں ہے۔

معانی :......ریگ: ریت۔

ترجمہ :...... میں اس لئے اس کے مدرسے سے بھاگا کیونکہ اس کی حجازی ریت (دینی باتوں میں) آب زمزمے (لطافت) نہیں ہے۔ (وہ دین کی باتیں تو ضرور کرتا ہے لیکن اس میں خلوص اور سوز نہیں ہوتا)۔

سر منبر کلامش نیشدار است — کہ اورا صد کتاب اندر کنار است
حضور تو من از خجلت نگفتم — زخود پنہان و برما آشکار است

معانی :......کلامش: اس کا کلام' نیشدار: چبھنے والا' کنار: پہلو۔

ترجمہ :...... منبر پر اس کا کلام چبھنے والا ہے کیونکہ اس کے پہلو میں سو کتاب ہے۔

معانی :......خجلت: شرمندگی' پنہاں: چھپا ہوا' آشکار: ظاہر' روشن' واضح۔

ترجمہ :...... میں نے آپؐ کے حضور شرمندگی کی وجہ سے نہیں بیان کیا۔ وہ خود سے (اپنی حقیقت سے) چھپا ہوا ہے اور ہم پر ظاہر ہے۔

دل صاحبدلاں او بردیا من؟ پیام شوق او آورد یا من ؟
من و ملا ز کیش دین دو تیریم بفرما بر ہدف او خورد یا من ؟

معانی :......برد: لے جانا' آورد: لایا۔

ترجمہ :...... وہ (ملا) دل والوں کا دل لے گیا یا میں؟ وہ عشق کا پیغام لے کر آیا یا میں؟

معانی :......کیش: تیردان' ہدف: نشانہ۔

ترجمہ :...... میں اور ملا دین کے تیردان کے دو تیر ہیں۔ مجھے بتا کہ نشانے پر وہ لگا یا میں؟ یعنی اس کے تیر (طور طریقوں) کا اثر کسی پر ہوا ہے یا میرے تیر کا۔

غریبم درمیان محفل خویش تو خود گوبا کہ گویم مشکل خویش ؟
ازاں ترسم کہ پنہانم شود فاش غم خود را نگویم بادل خویش !

ترجمہ :...... میں اپنی ہی محفل میں اجنبی ہوں تو ہی بتا کہ میں اپنی مشکل کس سے کہوں؟

معانی :......ترسم: میں ڈرتا ہوں۔

ترجمہ :...... میں اپنے راز کے ظاہر ہونے سے ڈرتا ہوں۔ (اسی لئے) میں اپنے غم کو اپنے دل سے بھی نہیں کہتا۔

دل خود را بدست کس ندادم گرہ ازروے کار خود کشادم
بر غیر اللہ کردم تکیہ یکبار دو صد بار از مقام خود فتادم

معانی :......روئے کار: کام کا چہرہ۔

ترجمہ :...... میں نے اپنے دل کو کسی کے ہاتھ (اختیار) میں نہیں دیا۔ میں نے اپنے کام کے چہرے سے خود گانٹھ کھول دی ہے۔

معانی :......تکیہ: بھروسہ۔

ترجمہ :...... میں نے ایک مرتبہ اللہ کے سوا کسی دوسرے پر بھروسہ کیا تھا۔ میں (اس کی سزا کے طور پر) دو سو بار خود اس میں (اپنے مقام سے) گرا ہوں۔

ہماں سوز جنوں اندر سر من ہماں ہنگامہ ہا اندر بر من
ہنوز از جوش طوفانے کہ بگوشت نیا سود است موج گوہر من

معانی :......ہماں: اسی طرح' جنوں: دیوانگی۔

ترجمہ :...... اسی طرح میرے سر میں دیوانگی کا سوز موجود ہے۔ اسی طرح میرے پہلو میں جوش و ولولہ ہے۔

معانی :......سود: فائدہ۔

ترجمہ :...... ابھی تک اس پر جوش طوفان سے گزر چکا ہے۔ میرے گوہر کی موج کا کوئی فائدہ نہیں یعنی میرے دل یا عشق کی موج میں سکون نہیں وہ مسلسل بے قراری میں ہے۔

ہنوز ایں خاک دارائے شرر ہست ہنوز ایں سینہ را آہ سحر ہست
تجلی ریز برچشم کہ بینی بایں پیری مرا تاب نظر ہست !

معانی :......شرر: شعلہ، چنگاری، تابِ نظر: دیکھنے کی قوت، برداشت۔

ترجمہ :...... ابھی تک اس مٹی (جسم) میں (عشق کی) چنگاری موجود ہے۔ ابھی تک اس سینے کو صبح کی نالہ وفریاد یاد ہے۔

معانی :......پیری: بڑھاپا۔

ترجمہ :...... میری آنکھوں میں اپنا نور ظاہر کر کیونکہ اس بڑھاپے میں بھی میری (آنکھوں میں) نظر کی چمک موجود ہے۔

نگاہم زانچہ بینم بے نیاز است دل از سوز درونم در گراز است
من و ایں عصرِ بے اخلاص و بے سوز! بگو با من کہ آخر ایں چہ راز است؟

معانی :......زانچہ: از آں چہ، اس سے جو، سوزِ درونم: میرا اندرونی سوز (عشق کا درد)

ترجمہ :...... میری نگاہ جو کچھ بھی دیکھتی ہے میں اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ (کیونکہ) میرے اندرونی سوز سے دل پگھلا ہوا (نرم و ملائم) ہے یعنی ظاہر سے ہٹ کر اندرونی دکھ درد محسوس کرتا ہے۔

ترجمہ :...... میں اور یہ سوز و اخلاص سے عاری زمانہ ہیں مجھ سے کہہ کہ آخر یہ کیا راز ہے؟ یعنی میرا اس زمانے میں ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ اس زمانے کی برائیوں کا خاتمہ کر دوں۔

مرا در عصرِ بے سوز آفریدند بخاکم جان پر شورے دمیدند
چو نخ در گردن من زندگانی تو گوئی برسر دارم کشیدند!

معانی :......آفریدند: پیدا کیا، دمیدند: چونکنا، پھونکی گئی۔

ترجمہ :...... مجھے اس بے درد زمانے میں پیدا کیا (اور) میری مٹی (جسم) میں پرشور (عاشق مزاج) روح پھونکی۔

معانی :......چونخ: ریشم کا پھندا، کیشدند: کھینچا، چڑھا دیا گیا، لٹا دیا گیا۔

ترجمہ :...... زندگی میری گردن میں ریشم کے پھندے کی مانند ہے جیسے کہ تو کہے مجھے پھانسی کے پھندے پر چڑھایا گیا ہے۔

نگیرد لالہ و گل رنگ و بویم درون سینہ ام مرد آرزویم
غم پنہاں بحرف اندر نگنجد اگر گنجد چہ گویم با کہ گویم!

معانی :......لالہ و گل: یہاں مسلم قوم کے نوجوان ہیں، نگنجد: نہیں سماتا، با کہ: کس سے۔

ترجمہ :...... میرے رنگ و بو (شاعرانہ پیغام) کو لالہ و گل قبول نہیں کرتے میرے سینے میں میری خواہش مر گئی ہے۔

ترجمہ :...... میرا چھپا ہوا (اپنی قوم کے لئے) غم حروف میں نہیں (بیان) ہو سکتا اگر ایسا ہو سکتا ہو تو کیا کہوں اور کس سے کہوں؟

من اندر مشرق و مغرب غریبم کہ از یاران محرم بے نصیبم
غم خود را بگویم با دل خویش چہ معصومانہ غربت را فریبم!

معانی :......بے نصیب: محروم۔

ترجمہ :...... میں مشرق اور مغرب میں اجنبی (تنہا) ہوں کیونکہ میں اپنے ہم راز دوستوں سے محروم ہوں۔

معانی :......فریبم: میں نے دھوکا دیا، غربت: اجنبیت، اجنبی ہونا، فریبم: میں دھوکا دیتا ہوں۔

ترجمہ :...... میں اپنا غم اپنے دل سے ہی کہتا ہوں۔ کس معصومیت سے اپنی اجنبیت کو دھوکا دیتا ہوں۔

طلسم علم حاضر را شکستم ربودم دانہ و دامش گستم

خدا داند کہ مانند براہیم
بہ نارا وچہ بے پروا نشستم !

معانی :......ربودن: چھین کر لے جانا' ربودم دانہ: میں نے دانہ اُڑا لیا' گسستم: میں نے توڑ دیا۔

ترجمہ :...... میں نے دورِ حاضر کے علم کے جادو کو توڑ دیا۔ میں نے اس کے دامن یا جال سے دانہ چھین لیا اور دامن چاک کر دیا۔ یعنی دھوکا دہی کو ختم کر دیا۔

معانی :......نار: آگ' نشستم: میں بیٹھا۔

ترجمہ :...... خدا جانتا ہے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اس کی آگ سے کس طرح لاپرواہ ہو کر بیٹھا۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح وقت کے غرور کی جھوٹی بادشاہت کا راز فاش کر رہا ہوں۔

بچشم من نگہ آوردہ تست
فروغ لا الہ آوردہ تست

دو چارم کن بہ صبح من رآنی
شبم را تاب مہ آوردہ تست !

معانی :......آوردہ: لایا ہوا' فروغ: چمک' نور' روشنی۔

ترجمہ :...... میری آنکھ میں جو (مومنانہ بصیرت) کی روشنی ہے وہ آپؐ کی لائی ہوئی یعنی عطا کی ہوئی ہے لا الہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کا نور (بھی) آپ کا عطا کیا ہوا ہے۔

معانی :......من رآنی: اپنا دیدار' حدیث رسولؐ اکرم' جس نے مجھے دیکھا' اس نے خدا کو دیکھ لیا۔

ترجمہ :...... مجھے دیدار کی صبح سے دوچار کر۔ میری رات کو چاند کی چمک آپؐ کی عطا کردہ ہے۔

چو خود را درکنار خود کشیدم
بہ نور تو مقام خویش دیدم !

دریں دیر از نوا ے صبحگاہی
جہان عشق و مستی آفریدم !

ترجمہ :...... جب میں نے خود کو اپنے دامن میں کھینچ لیا تو میں نے آپ کے نور سے اپنے مقام کو دیکھ لیا۔

معانی :......صبحگاہی: صبح کا وقت' دیر: جہان۔

ترجمہ :...... میں نے اس زمانے میں صبح کی نوا سے عشق و مستی کا جہاں پیدا کیا۔

دریں عالم بہشت خرے ہست
بشاخ اوز اشک من نمے ہست

نصیب او ہنوز آں ہاو ہو نیست
کہ او در انتظار آدمے ہست

معانی :......خرے: کھجور کا درخت یہاں تروتازگی مراد ہے۔

ترجمہ :...... اس دنیا میں ایک تروتازہ (توحید اور اسلام کی) جنت ہے میرے آنسوؤں کی نمی سے اس کی شاخ (تر) ہے۔

معانی :......ہاو ہو: آہ و فریاد کرنا' آدم: کسی آدمی یعنی انسان کامل مراد نائب خدا۔

ترجمہ :...... ابھی اس کی قسمت میں وہ آہ و بکا نہیں ہے کیونکہ اسے ایک آدم یعنی خلیفۃ اللہ کی ضرورت ہے۔

بدہ اورا جوان پاکبازے
سرورش از شراب خانہ سازے

قوی بازوے او مانند حیدرؓ
دل او از دوگیتی بے نیازے

معانی :......سرورش: اس کا سرور۔

ترجمہ :...... اس کو (اسلام کو) ایک پاکباز جوان دے۔ اس کا سرور شراب خانے کے ساز سے ہو۔ یعنی بادۂ اسلام سے سرشار ہو۔

معانی :......قوی: مضبوط' گیتی' جہاں/دنیا' دونوں جہان' حیدر: حضرت علیؓ کا لقب۔

ترجمہ :...... اسکے بازو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے بازوؤں کی طرح مضبوط ہوں۔ (اور) اس کا دل دونوں عالم سے بے پرواہ ہو۔

بیا ساقی بگرداں جام مے را　　زے سوزندہ ترکن سوز نے را
دگر آں دل بنہ در سینۂ من　　کہ پیچم پنجہ کاؤس وکے را!

معانی :......بگرداں: گردش میں لا' ساقی: شراب پلانے والا' بیا: آ' سو: زیادہ' سوزندہ تر: زیادہ جلانے والا۔

ترجمہ :...... اے ساقی! آ (اور عشق کی) شراب کے پیالے کو (محفل میں) گردش میں لا۔ شراب سے بنسری کی صدا (میری شاعری کے ذریعے دیے جانے والے پیغام کی صدا) کو مزید تیز کر۔

معانی :......بنہ: رکھ' کاؤس: مراد کیکاؤس (رستم کی فوج کا جرنیل)' کے: مراد کیخسرو (ایران کا بادشاہ)

ترجمہ :...... پھر سے میرے سینے میں اس دل کی بنیاد رکھ (تا کہ) میں کیکاؤس اور کیخسرو کے پنجوں کو مروڑوں۔ یعنی اپنی بہادری سے باطلی قوتوں کو کھوکھلا کر سکوں۔

جہاں از عشق و عشق از سینۂ تست　　سرورش از مے دیرینۂ تست
جز ایں چیزے نمید انم زجبریل　　کہ او یک جوہر از آئینۂ تست!

معانی :......دیرینہ: پرانا۔

ترجمہ :...... دنیا عشق سے ہے اور تیرے (آپؐ) سینے سے (اس کا تعلق) ہے اس کا لطف تیری (آپؐ) کی پرانی شراب (اسلام کی روح) سے ہے۔

معانی :......جبریل: مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام جو وحی الٰہی لے کر آئے۔ جوہر: چمکیلی لہریں۔

ترجمہ :...... میں اس بات کے علاوہ جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں نہیں جانتا کہ وہ آپؐ کے آئینے کا ایک جوہر ہے۔ یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وجود آپؐ کے ہونے سے ہے۔

مرا ایں سوز از فیض دم تست　　بتاکم موج مے از زمزم تست
خجل ملک جم از درویشی من　　کہ دل در سینۂ من محرم تست!

معانی :......بتاکم: میری انگور کی بیل میں' میری ذات میں۔

ترجمہ :......میری (عشق کی) یہ حرارت آپؐ کے دم کے فیض سے ہے۔ میری شراب (عشق کی شراب) کی ترنگ آپؐ کے آب زمزم (توحید کا پانی) سے ہے۔ یعنی آپؐ ہی کے فیض کی بدولت ہے۔

معانی :......خجل: شرمندگی' جم: مراد جمشید (ایران کا بادشاہ)۔

ترجمہ :...... میری درویشانہ طبیعت سے جمشید کا ملک (ایران) شرمندہ ہے کیونکہ میری سینے میں موجود دل آپؐ (کی محبت) سے آشنا ہے۔

دریں بتخانہ دل باکس نہ بستم　　ولیکن از مقام خود گسستم
زمن امروز می خواہد سجودے　　خداوندے کہ دی اور اشکستم!

معانی :...... گستم (گستن + م): میں جدا ہوا' میں ٹوٹ گیا' بستن: وابستہ ہونا۔

ترجمہ :...... میں نے اس بت خانے (دنیا) میں کسی سے دل نہیں لگایا۔ اور لیکن میں اپنے مقام سے ہٹ گیا (اس بت خانے میں کھو گیا)۔

معانی :......امروز: آج۔ خداوندے: وہ آقا' وہ بت۔ دی: دیروز' گزرا ہوا کل' ماضی۔ شکستم: میں نے توڑا۔

ترجمہ :...... مجھ سے آج (میرا) خدا سجدہ کرانا چاہتا ہے کیونکہ (کل) اس کو میں نے توڑا تھا یعنی اللہ کے حکم سے روگردانی کی تھی۔

دمید آں لالہ از مشت غبارم — کہ خونش می ترا و داز کنارم
قبولش کن زراہ دل نوازی — کہ من غیر از دلے چیزے ندارم !

معانی :......مشت: مٹھی' تراود: ٹپکتا ہے' دمید: اُگا پھوٹا۔

ترجمہ :...... میری گرد سے اٹی ہوئی مٹھی (جسم) سے وہ لالہ پیدا کر جس کا خون میرے پہلو (دل) سے قطرہ قطرہ گر رہا ہے۔

ترجمہ :...... دل کو خوش کرنے کے طریقے سے اسے قبول کر کیونکہ میں اس دل (عاشق دل) کے سوا کچھ نہیں رکھتا۔

حضور ملت بیضا تپیدم — نوائے دلگدازے آفریدم
ادب گوید سخن را مختصر گوے — تپیدم ، آفریدم، آرمیدم !

معانی :......بیضا : سفید/روشن۔ تپیدم: میں تڑپا' آفریدم: میں نے پیدا کیا' تخلیق کی۔

ترجمہ :...... میں روشن قوم (مسلمان) کے سامنے تڑپا ہوں میں نے (اس کے) دل کو خوش کرنے والی صدا (شاعری) پیدا کی۔

معانی :......آرمیدم: میں نے سکون پایا' آرام کیا۔

ترجمہ :...... ادب بات کو مختصر کر کے بیان کرنے کو کہتا ہے۔ میں تڑپا (قوم کی حالت دیکھ کر)' میں نے (اپنے کلام کے ذریعے جوش) پیدا کیا' میں نے سکون پالیا۔

بصدق فطرت رندانہ من — بسوز آہ بیتابانہ من
بدہ آں خاک را ابر بہارے — کہ در آغوش گیرد دانہ من

معانی :......بصدق: سچائی کے طفیل۔ رندانہ: آزادانہ۔

ترجمہ :...... میری آزادانہ فطرت کے صدقے میں' میری بے قرار آہ کے سوز سے۔

معانی :......ابر: بادل' آغوش: گود۔

ترجمہ :...... اس مٹی (مسلمان قوم) کو بہار کا بادل (زرخیزی کیلئے) دے تاکہ میرے دانے (شاعرانہ پیغام) کو گود میں لے لے۔

دلے برکف نہادم، دلبرے نیست — متاعے داشتم، غارتگرے نیست
درون سینہ من منزلے گیر — مسلمانے زمن تنہا ترے نیست !

معانی :......متاع: مال و دولت' غارتگرے: لوٹنے والا۔ منزلے گیر: قیام فرمایئے

ترجمہ :...... میں نے ہتھیلی پر (اپنے) دل کو رکھا' اس کو کسی نے نہیں لیا۔ میں مال و دولت رکھتا تھا' اس کو کسی نے نہیں لوٹا۔

ترجمہ :...... میرے سینے میں اپنی جگہ بنائیں مجھ سے زیادہ تنہا کوئی مسلمان نہیں ہے یعنی دل میں عشق رسولؐ کو جگہ مل جائے۔

چو رومی در حرم دادم اذاں من — ازو آموختم اسرار جاں من
بہ دور فتنہ عصر کہن، او — بہ دور فتنہ عصر رواں، من

معانی :......رومی: مراد مولانا جلال الدین رومیؒ۔ آموختم: میں نے سیکھے۔

ترجمہ :...... میں نے مولانا رومی کی طرح کعبہ میں اذان دی تو میں نے اس سے زندگی کے راز سیکھ لئے۔

معانی :......کہن: پرانا۔ عصر کہن: پرانا دور یا زمانہ۔

ترجمہ :...... وہ (مولانا رومی) پرانے فتنہ فساد والے زمانے میں تھے اور اس دورِ حاضر کے فتنے میں، میں ہوں۔ (مولانا رومی اور اقبال معاشرے کی اصلاح چاہتے تھے)۔

گلستانے زخاک من برانگیز نم چشم بخون لالہ آمیز
اگر شایان نیم تیغ علیؓ را نگاہے دہ چو شمشیر علیؓ تیز !

معانی :......برانگیز: ابھاریئے، اگایئے۔ آمیز: ملا دیجئے۔ نیم: میں نہیں ہوں۔ شایان: لائق۔

ترجمہ :...... میری مٹی سے (عشق کے سوز سے) گلستان پیدا کر۔ میری آنکھ کی نمی سے لالہ کے خون میں آمیزش کر۔

ترجمہ :...... اگر میں حضرت علیؓ کی تلوار کے شایانِ شان نہیں۔ تو حضرت علیؓ کی تلوار کی طرح تیز نگاہ عطا کر۔ (قوت فقر عطا کر دیں)۔

مسلماں تابساحل آرمید است خجل از بحر و از خود ناامید است
جز ایں مرد فقیرے درد مندے جراحت ہاے پنہانش کہ دید است ؟

معانی :......آرمیدست: آرام کر رہا ہے۔ جراحت ہائے پنہانش: اس کے اندرونی یعنی دل کے زخم، ساحل: سمندر کا کنارہ۔

ترجمہ :...... جب سے مسلمان (علم کے) سمندر کے کنارے آرام کرنے لگا ہے (بے عملی کا شکار ہے)، وہ سمندر سے شرمندہ اور خود سے ناامید ہے یعنی اپنی طاقت پر بھروسہ نہیں رہا۔

معانی :......جراحت: علاج۔

ترجمہ :...... اس دردمند مرد فقیر کے سوا (میرے سوا) کس نے اس کے چھپے ہوئے (زخموں) کے علاج کو دیکھا ہے یا محسوس کیا ہے۔ یعنی میرے سوا اس قوم کا درد اور اس کا علاج کوئی نہیں جانتا۔

کہ گفت اورا کہ آید بوے یارے ؟ کہ داد اورا امید نو بہارے ؟
چوآں سوز کہن رفت ازدم او کہ زد برنیستان او شرارے ؟

معانی :......بوئے: خوشبو۔ سوز کہن: پرانا سوز، دم: سانس۔

ترجمہ :...... اس (مسلمان) کو کس نے کہا کہ دوست کی خوشبو آ رہی ہے کس نے اس کو نئی بہار کی امید بخشی۔

ترجمہ :...... جب وہ پرانا سوز اس کے سانس سے چلا گیا تو کس نے اس کے بانسوں کے جنگل میں چنگاری سے حملہ کیا۔ (تاکہ جنگل راکھ کا ڈھیر ہو جاتا)۔

زبحر خود بجوے من گہردہ متاع من بکوہ و دشت و دردہ
دلم نکشود ازاں طوفاں کہ دادی مرا شورے زطوفانے دگر دہ !

معانی :......گہردہ: موتی دیجئے۔ کوہ: پہاڑ، در: پہاڑی درہ۔ متاع من: میرا سرمایہ / دولت، نکشود: نہیں کھلا۔

ترجمہ :...... میری نہر کو اپنے سمندر سے گوہر عطا کر۔ میری دولت (شاعری) کو پہاڑوں، بیابانوں اور دروں میں پھیلا دے۔

ترجمہ :...... میرا دل طوفان سے نہیں کھلا جو تو نے عطا کیا، مجھے کسی اور طوفان کا شور عطا کر یعنی ایسا طوفان جو دل میں عشق کا سوز جگا سکے۔

بجلوت نے نوازی ہائے من بیں بخلوت خود گزاری ہائے من بیں
گرفتم نکتہ فقر از نیاگاں زسلطاں بے نیازی ہائے من بیں !

معانی :......جلوت: محفل' خلوت: تنہائی' خودگزاری: اپنے آپ پر بیتی ہوئی داستان۔

ترجمہ :...... محفل میں میری بنسری بجانے (شاعرانہ پیغام) کو دیکھ اور تنہائی میں مجھ پر بیتی ہوئی بپتا (سوزِ عشق کا احوال) دیکھ

معانی :......نیاگاں: بزرگ' فقر: درویش' اسلاف۔

ترجمہ :...... میں نے بزرگوں سے فقر کا باریک راز حاصل کر لیا (اب) بادشاہوں کے آگے میری لاپرواہی کو دیکھ۔

بہر حالے کہ بدم خوش سرودم نقاب از روے ہر معنی کشودم
مپرس از اضطراب من کہ بادوست دمے بودم، دمے دیگر نبودم !

معانی :......روئے: چہرہ' کشودم: میں نے اُٹھایا' پردہ ہٹایا' حقیقت ظاہر کی۔

ترجمہ :...... بہر حال میں جیسا بھی تھا میں نے خوشی کے گیت گائے۔ میں نے ہر بات کے چہرے سے پردہ ہٹایا۔ یعنی امید کا پیغام دے کر مسائل کا حل سمجھا دیا۔

معانی :......دمے: ایک لحہ' کسی لمحے۔

ترجمہ :...... میری بے چینی و بے قراری کا حال نہ پوچھ کیونکہ دوست کے ساتھ میں ایک لمحے کے لئے تھا تو دوسرے لمحے نہیں تھا۔ یعنی سربلندی اسلام کے لئے متفکر تھا۔

شریک درد و سوز لالہ بودم ضمیر زندگی را وا نمودم
ندانم باکہ گفتم نکتہ شوق کہ تنہا بودم و تنہا سرودم

معانی :......وا: کھولنا' ظاہر کرنا۔

ترجمہ :...... میں لالے کے سرخ پھول کے درد اور سوز میں شامل تھا۔ زندگی کے ضمیر کو میں نے ظاہر کیا۔ (اپنی شاعری میں)

معانی :......نکتہ شوق: عشق کی بات۔

ترجمہ :...... میں نہیں جانتا کہ میں نے عشق کا راز کس سے بیان کیا۔ جب میں تنہا تھا اور میں تنہا گیت گاتا تھا۔ (شاعری کا پیغام)

بنور تو بر افروزم نگہ را کہ بینم اندرون مہر و مہ را
چو میگویم مسلمانم، بلرزم کہ دانم مشکلات لا الہ را

معانی :......افروز: روشن کرنے والا۔

ترجمہ :...... میں اپنی نگاہ کو تمہارے نور سے روشن کر رہا ہوں کیونکہ میں سورج اور چاند کے باطن کو دیکھ رہا ہوں۔

معانی :......بلرزم: سے میں کانپ اٹھتا ہوں۔

ترجمہ :...... جب میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو میں کانپ جاتا ہوں کیونکہ میں لاالہٰ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں) کی ذمہ داریاں جانتا ہوں۔

بکوے تو گداز یک نوا بس مرا ایں ابتدا ایں انتہا بس
خراب جرأت آں رند پاکم خدا را گفت مارا مصطفیٰؐ بس !

معانی :......بکوئے: کوچے میں۔

ترجمہ :...... تیری گلی میں ایک صدا (عاشقانہ نغمے کی صدا) کا گداز کافی ہے۔ میرے لئے یہی ابتداء اور یہی انتہاء کافی ہے۔

معانی :......رند پا کم: رند پاک (شریعت کے مطابق عمل کرنے والا۔ خراب: مراد دیوانہ' فریفتہ' بس: کافی ہے۔

ترجمہ :...... میں اس رند پاک کا حیران کیا ہوا ہوں جس نے خدا کو کہا کہ میرے لئے حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کافی ہیں۔

...... (۱۲) ......

زشوق آموختم آں ہاؤ ہوے   کہ از سنگے کشاید آبجوے
ہمیں یک آرزو دارم کہ جاوید   زعشق تو بگیرد رنگ و بوے

معانی :......کشاید: نکالنا' کھولتا یا جاری کرتا ہے۔ آبجوئے: (آب + جوئے) پانی کی نہر۔

ترجمہ :...... میں نے عشق سے وہ آہ و فریاد سیکھی جو ایک پتھر سے پانی کی نہر نکال سکتی ہے۔

معانی :......ہمیں: یہی۔

ترجمہ :...... میں صرف یہی ایک خواہش رکھتا ہو کہ (میرا بیٹا) جاوید تیرے عشق سے رنگ و بو حاصل کرے۔ یعنی اپنی زندگی کا راز پا سکے۔

یکے بنگر فرنگی کج کلاہاں   تو گوئی آفتا بانند دماہاں
جوان سادہ من گرم خون است   نگہدارش ازیں کافر نگاہاں

معانی :......فرنگی: یورپی' کج کلاہاں: ٹیڑھی ٹوپی والے' ٹیڑھا پن کنایتاً معشوق' آفتابانند: وہ سورج ہیں' ماہاں: ماہ کی جمع' چاند' نگہدارش: اسے حفاظت میں رکھئے۔ اسے بچایئے۔

ترجمہ :...... ایک مرتبہ ان یورپی معشوقوں (حسینوں) کو دیکھ تو (انہیں) آفتاب و ماہتاب (سورج اور چاند) کہے گا یعنی اپنے حسن میں بے مثل و یکتا ہیں۔

ترجمہ :...... میرے سادہ جوان (مسلمان) کا خون گرم ہے۔ کافر نگاہوں سے اس کی نگاہ کو بچا۔

بدہ دستے زپا افتادگاں را   بہ غیر اللہ دل نادادگاں را
ازاں آتش کہ جان من برافروخت   نصیبے دہ مسلماں زادگاں را

معانی :......بدہ دستے: مدد کیجئے۔ پا افتادگاں: پاؤں کا مصیبت میں پھنس جانا' دل نادادگاں: دل نہ دینا۔

ترجمہ :...... تو اُن کو سہارا دے جو اپنے بوجھ کو پاؤں پر اٹھانے سے قاصر ہیں۔ اور اُن مسلمانوں کی مدد کر جو خدا سے دور نہیں۔ انہوں نے الاخدا کسی کو اپنا دل نہیں دیا۔

معانی :......افروخت: بھڑکانا۔ روشن کرنا' مسلمان زادگاں: مسلمان زاد۔

ترجمہ :...... اس آگ سے جس نے میری روح کو روشن کیا۔ مسلمان زادوں کی قسمت میں بھی کر۔

...... (۱۳) ......

تو ہم آں مے بگیراز ساغر دوست　　که باشی تا ابد اندر بر دوست
سجودے نیست اے عبدالعزیز ایں　　بروبم از مژہ خاک در دوست

معانی :......ساغر: شراب کا پیالہ' باشی: تو رہے۔

ترجمہ :...... (شاہ سعودی عرب سے مخاطب ہو کر) تو دوست کے پیالے سے وہ شراب حاصل کر (پی) کہ جس سے تو ہمیشہ کے لئے دوست کی صحبت میں رہے۔

اس بند کے درج ذیل اشعار میں شاعر سعودی عرب کے حاکم عبدالعزیز ابن سعود سے مخاطب ہیں۔ شاہ عبدالعزیز دنیاوی جاہ وجلال کا مالک تھا۔ اوراس کا دل عشقِ رسولؐ سے خالی تھا۔ عبدالعزیز کے عہد حکومت میں روضہ رسولؐ کی حاضری کے موقع پر زائرین پر کچھ پابندیاں عائد کی گئیں جو پہلے نہ تھیں۔ شاعر اسی پس منظر کو سامنے رکھ کر شاہ عبدالعزیز کو عشقِ رسولؐ اور امت مسلمہ کی بھلائی کا درس دیتے ہیں۔

معانی :......مژہ: پلکیں۔

ترجمہ :...... اے عبدالعزیز! میں یہ سجدہ نہیں کر رہا ہوں بلکہ دوست (آپؐ) کی چوکھٹ کی مٹی پلکوں سے صاف کر رہا ہوں۔ (تو مجھے اس سے منع نہ کر)

تو سلطان حجازی، من فقیرم　　ولے در کشور معنی امیرم
جہانے کو ز تخم لا الہ رست　　بیا، بنگر باغوش ضمیرم

معانی :......کشور معنی: حقیقت کی مملکت' رست: اُگا ہوا' ظاہر ہوا۔

ترجمہ :...... (اے عبدالعزیز) تو حجاز (مکہ) کا بادشاہ ہے اور میں فقیر ہوں لیکن میں باتوں کی سلطنت (شاعری) کا بادشاہ ہوں۔ یعنی شاعری سے وہ حقائق بیان کر سکتا ہوں جنہیں تو نہیں جانتا۔

معانی :......تخم: بیج' رست: اگا ہوا' طاقتور۔

ترجمہ :...... دنیا لاالہٰ (کلمہ طیبہ) کے بیج سے طاقتور ہوئی ہے آ' اے میرے ضمیر کے پہلو میں دیکھ یعنی میرے دل سے توحید کا راز پوچھ۔

سراپا درد درماں ناپذیرم　　نہ پنداری زبون و زار و پیرم
ہنوزم در کمانے میتواں راند　　زکیش ملتے افتادہ تیرم!

معانی :......درماں: علاج' زبوں: کمزور' خستہ حال' نہ پندری: کہیں تو یہ نہ سمجھ لے۔

ترجمہ :...... میں سر سے پاؤں تک درد (میں ڈوبا ہوا) ہوں (عاشق ہوں) (میں اس کا) علاج نہیں چاہتا تو یہ نہ سمجھ کہ میں خستہ حال' کمزور اور بوڑھا ہوں۔

معانی :......کیش: ترکش جس میں تیر رکھے جاتے ہیں' افتادہ: گرا ہوا۔

ترجمہ :...... میں ابھی تک کمان سے (نکال کر) چلایا جا سکتا ہوں۔ (اگر چہ) میں ملت کے ترکش سے گرا ہوا تیر ہوں۔

بیا، باہم در آویزیم در قصیم　　زگیتی دل برانگیزیم در قصیم
یکے اندر حریم کوچہ دوست　　زچشماں اشک خوں ریزیم در قصیم

معانی :......آمیز: گھلنا ملنا' گیتی: دنیا۔

ترجمہ :...... آ' ہم اکٹھے ہو جائیں اور رقص کریں دنیا سے دل ہٹالیں اور رقص کریں۔ یعنی ابن سعود کے پاس ظاہری قوت اور اقبال کے پاس معنوی حسن ہے اقبال کی خواہش یہ ہے کہ دونوں کو اکٹھا کر کے امت مسلم کو یکجا کر دیں۔

معانی :......اشکِ خون: خون کے آنسو' حریم کوچہ: مکہ مکرمہ کی گلی۔ حریم: چار دیواری' یکے: کچھ دیر۔

ترجمہ :...... ایک مرتبہ اپنے محبوب (حضرت محمدؐ) کے شہر مکہ کی گلی میں اپنی آنکھوں سے خون کے آنسو بہائیں اور رقص کریں۔ یعنی عشقِ رسولؐ اپنا کر دین اسلام کو تقویت دیں۔

ترا اندر بیابانے مقام است — کہ شامش چوں سحر آئینہ فام است

بہر جاے کہ خواہی خیمہ گستر — طناب از دیگراں جستن حرام است

ترجمہ :...... تیرا مقام صحرائے عرب میں ہے۔ جس کی شام صبح کے آئینہ کی طرح شفاف ہے۔

معانی :......جائے: جگہ' طناب: خیمے کی رسی۔ جستن: تلاش کرنا' مانگنا۔

ترجمہ :...... (صحرائے عرب میں) تو جس جگہ چاہے خیمہ لگا۔ لیکن (خیمے کو مضبوط کرنے کے لئے) دوسروں (طاقتور قومیں) سے رسی نہ مانگ۔ (دوسری طاقتور قوموں سے مدد نہ لینا)۔

مسلمانیم و آزاد از مکانیم — بروں از حلقہ نہ آسمانیم

بما آموختند آں سجدہ، کزوے — بہاے ہر خداوندے بدانیم

معانی :......بروں: باہر۔

ترجمہ :...... ہم مسلمان ہیں اور ہم زماں و مکاں سے آزاد ہیں۔ (اسی طرح) ہم نو آسمانوں کے حلقہ سے باہر ہیں۔ یعنی تمام عالم اسلام بحیثیت قوم ایک ہیں۔

معانی :......آموختند: انہوں نے سکھایا' بما: ٹھہرنا مراد ادائے نماز' بہا: قیمت' مول' اہمیت' مکان: جغرافیائی حد بندی۔

ترجمہ :...... نماز سے وہ سجدہ سیکھا جو ہمیں ہر بادشاہ کا مول سمجھا دیتا ہے۔ یعنی بادشاہوں کے فریب میں نہیں آتے۔

ز افرنگی صنم بیگانہ تر شو — کہ پیمانش نمی ارزد بیک جو

نگاہے وام کن از چشم فاروق — قدم بیباک نہ در عالم نو!

معانی :......ارزد: زیادہ حیثیت' پیمائش: اس کی شراب کا پیالہ۔

ترجمہ :...... (اے ابن سعود) یورپی بت سے زیادہ دور رہ کیونکہ اس کی شراب کا پیالہ (تہذیب و تمدن) ایک جو سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

معانی :......بیباک: نڈر' بے خوف' وام: قرض' ادھار۔ عالم نو: نئی دنیا۔

ترجمہ :...... اگر تجھے حرمین شریفین کے خادم ہونے کا دعویٰ ہے تو یورپ اور امریکہ کی طرف دیکھنے کی بجائے حضرت عمر فاروقؓ جیسے داعی اسلام سے ایک نگاہ ادھار لے (پھر) نئی دنیا میں بے خوف و خطر ہو کر قدم رکھ۔

حضور ملت

مجو از من کلام عارفانہ
کہ من دارم سرشت عاشقانہ
سرشک لالہ گوں را اندریں باغ
بیفشانم چو شبنم دانہ دانہ !

معانی :......مجو: مت تلاش کر، توقع نہ رکھ، کلامِ عارفانہ: صوفیوں کا کلام یا شاعری، سرشت: فطرت۔
ترجمہ :...... مجھ سے عارفانہ شاعری کی خواہش نہ رکھ (تلاش نہ کر) کیونکہ میں عاشقانہ فطرت رکھتا ہوں۔
معانی :......سرشک: آنسو۔قطرہ، بیفشانم: میں بکھیر رہا ہوں۔
ترجمہ :...... میں اس (ملت کے) باغ میں لالہ کے پھول کے سرخ آنسو شبنم کی طرح دانہ دانہ کر کے بکھیر رہا ہوں۔یعنی اپنی شاعری کے ایک ایک لفظ کو ملت کے افراد کے ذہن و قلب میں سمو رہا ہوں۔

حضورِ ملّت

......(۱)......

بحق دل بند و راہِ مصطفیٰؐ رو

ترجمہ :...... اللہ کے ساتھ دل لگاؤ اور مصطفیٰؐ کے راستے (شریعت اسنت) پر چلو۔

بمنزل کوش مانند مہ نو دریں نیلی فضا ہر دم فزوں شو
مقام خویش اگر خواہی دریں دیر بحق دل بند و راہ مصطفیٰؐ رو !

معانی :......فزوں: بڑھا ہوا' کوش: کوشش۔

ترجمہ :...... نئے چاند کی طرح منزل (کو پانے) کی کوشش کرتے رہو۔ اس نیلی فضا (آسمان) میں ہر لحہ بڑھتے رہو۔

معانی :......دل بند: دل لگانا' خواہی: تو چاہتا ہے' دیر: زمانہ۔

ترجمہ :...... اگر تو اس جہاں میں اپنا مقام پانا چاہتا ہے (تو) اللہ سے دل لگا اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کے راستے پر چلو۔ (ان کی شریعت' سنت اور اسوۂ حسنہ کو اختیار کریں)۔

چو موج از بحر خود بالیدہ ام من بخود مثل گہر پیچیدہ ام من
ازاں نمرود بامن سرگران است بہ تعمیر حرم کوشیدہ ام من

معانی :......بالیدہ: ابھرنا' پیچیدہ: الجھاؤ۔

ترجمہ :...... میں اپنے سمندر سے لہر کی طرح اُبھرتا ہوں۔ میں موتی کی طرح اپنے آپ سے الجھتا ہوں۔

معانی :......نمرود: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں خدائی کا دعویٰ کرنے والا' سر سرگرداں: خفا ہونا۔

ترجمہ :...... (دورِ حاضر کا) نمرود (انگریز) اس لئے مجھ سے ناراض ہے (کیونکہ) میں نے کعبہ کی تعمیر کی کوشش کی ہے۔ یعنی اپنے کلام کے ذریعے مسلمانوں میں از سر نو اسلام کی روشنی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

بیا ساقی بگرداں ساتگیں را بیفشاں بردو گیتی آستیں را
حقیقت را بہ رندے فاش کردند کہ ملا کم شناسد رمز دیں را

معانی :......بگرداں: گردش میں لا۔ ساتگین: شراب پینے کا بڑا پیالہ' ساقی: شراب' پلانے والا۔ (یہاں ساقی سے مراد روحانی رہنمائی کرنے والا ہے)۔ بیفشاں: جھاڑ دے۔

ترجمہ :...... اے ساقی آ اور شراب کے بڑے پیالے کو گردش میں لا۔ (اپنی) آستیں کو دونوں جہانوں سے بے نیاز کر دے۔

معانی :......رند: شراب پینے والا' (یہاں رند سے مراد شاعر بذاتِ خود ہے)' رمز: علامت' اشارہ' کم شناسد: نہیں پہچانتا' نہیں جانتا۔

ترجمہ :...... (کارکنانِ قضاو قدر نے) حقیقت کو ایک رند پر ظاہر کر دیا۔ ملا دین کی باتوں کو نہیں پہچانتا۔

بیا ساقی نقاب از رخ برافگن چکید از چشم من خون دل من

بہ آں لحنے کہ نے شرقی، نہ غربی است نو اے از مقام لا تخف زن

معانی :......افگن: ہٹادے' اٹھادے' گرانے یا مارنے والا' چکید: ٹپکا ہے۔

ترجمہ :...... اے ساقی آ' میرے چہرے سے چہرہ اٹھادے یعنی حجاب اٹھادے۔ میری آنکھ سے میرے دل کا خون ٹپک رہا ہے۔

معانی :......لحن: زبان' لاتخف: مت ڈر (اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے مقابلے کے لئے تیار کیا تو کہا۔ اِقبال بھی اسی پس منظر میں وقت کے فرعونوں سے مقابلہ کیلیے تیار کرتے ہیں)۔ لاتخف، تلمیح بآیہ قرآنی، لاتخف انک انت الاعلیٰ۔

ترجمہ :...... اسی زبان (قرآن کی زبان) سے جو نہ مشرقی ہے اور نہ مغربی۔ لاتخف کے مقام سے صدا پیدا کر۔ مراد کہ قرآن کی روشنی سے استفادہ کرتے ہوئے وقت کے فرعونوں سے جہاد کر۔

بروں از سینہ کش تکبیر خود را بخاک خویش زن اکسیر خود را

خودی را گیر و محکم گیر و خوش زی مدہ در دست کس تقدیر خود را

معانی :......کش: کھینچ' باہر نکال' تکبیر: اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے)' اکسیر: جس سے تانبا سونا اور قلعی چاندی بن جاتی ہے۔ خوش زی: مزے کی زندگی بسر کر' مدہ: مت دے۔

ترجمہ :...... اپنے سینے سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر۔ اپنی مٹی میں اکسیر کا سا عمل پیدا کر (توحید کے ذریعے)۔

معانی :......خودی: پہچان' زی: تو زندہ رہ' مدہ: نہ دے۔

ترجمہ :...... (اپنے اندر) خودی پیدا کر' پھر اسے مضبوط بنا اور تو خوشی سے زندگی گزار۔ اپنی تقدیر کو کسی کے ہاتھ میں نہ دے۔

مسلماں از خودی مرد تمام است - بخاکش تا خودی میرد، غلام است

اگر خود را متاع خویش دانی نگہ راجز بخود بستن حرام است

معانی :......میرد: مرجاتی ہے' ختم ہو جاتی ہے۔

ترجمہ :...... خودی کی وجہ سے مسلمان ایک مکمل مرد ہے۔ جب اس کی مٹی (جسم) سے خودی مرجاتی ہے تو غلام بن جاتا ہے۔ مراد نفس کا غلام بن جاتا ہے۔

ترجمہ :...... اگر تو خود کو سرمایہ جانتا / سمجھتا ہے تو اپنے سوا کسی دوسرے پر نظر رکھنا حرام ہے۔

مسلماناں کہ خود را فاش دیدند بہر دریا چو گوہر آرمیدند

اگر از خود رمیدند اندریں دیر بجان تو کہ مرگ خود خریدند

ترجمہ :...... وہ مسلمان جنہوں نے اپنے آپ کو پوری طرح دیکھ لیا۔ وہ جس دریا میں اترے (جن حالات سے دوچار ہوئے) وہ اس میں موتی کی طرح پرسکون رہے۔

اگر وہ اس بت خانۂ دنیا میں اپنے آپ سے دور اور بیگانہ رہے' تو تیری جان کی قسم! انہوں نے (اپنے ہاتھوں) اپنی موت خریدی۔

کشودم پردہ را از روے تقدیر　　　مشو نو میدو راہ مصطفیٰ گیر
اگر باور نداری آنچہ گفتم　　　زدیں بگریز و مرگ کافرے میر!

معانی :......کشودم: میں نے ہٹایا' میں نے کھولا' نومید: ناامید/مایوس' مشو: مت ہو۔

ترجمہ :...... میں نے تقدیر کے چہرے سے نقاب ہٹایا ہے۔ (اے مسلمان) مایوس نہ ہو اور مصطفیٰ کا راستہ/طریقہ کار (سنت نبویؐ) اختیار کرو۔

معانی :......باور نداری: تو یقین نہ رکھتا' آنچہ: جو کچھ بھی' بگریز: سے بھاگنا۔

ترجمہ :...... اگر تو (اس پر) یقین نہیں رکھتا جو کچھ بھی میں نے کہا تو (اے مسلم) دین (اسلام) سے بھاگ اور کافر کی موت مر۔

بہ ترکاں بستہ در ہا را کشادند　　　بنائے مصریاں محکم نہادند
تو ہم دستے بد امان خودی زن　　　کہ بے او ملک و دیں کس را ندادند!

معانی :......ترکاں: اہل ترک' درہا: دروازے' مصریاں: اہل مصر۔

ترجمہ :...... اہل ترک پر (ترقی کے) بند دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ اہل مصر کی بنیاد کو بھی مضبوط اور مستحکم کر دیا گیا ہے۔

ترجمہ :......تو بھی اپنے ہاتھ سے خودی کے دامن کو پکڑ لے کیونکہ اس کے بغیر ملک و دین کسی کو نہیں دیا گیا۔

ہر آں قومے کہ می ریزد بہارش　　　نسازد جزبہ لوہاے رمیدہ
زخاکش لالہ می روید و لیکن　　　قباے دارد از رنگ پریدہ

معانی :......می ریزد: گرتی ہے' ختم ہو جاتی ہے' نسازد: موافقت نہیں کرتی' رمیدہ: اُڑی ہوئی خوشبوئیں۔

ترجمہ :...... ہر وہ قوم جس کے باغ کی بہار جا چکی ہے یعنی جو زوال کا شکار ہو چکی ہے۔ وہ سوائے اڑ جانے یا ختم ہو جانے والی خوشبوؤں کے کسی سے موافقت نہیں رکھتی۔

معانی :......می روید: اگتے ہیں' رنگ پریدن: اُڑا ہوا رنگ' عارضی ہوتی ہے۔

ترجمہ :...... اس کی خاک سے لالہ اگتا ہے لیکن اس کی قبا (لالے کا سرخ لباس) کا رنگ اڑنے والا ہے۔ یعنی اس کی خوبصورتی عارضی ہے۔

خدا آں ملتے را سروری داد　　　کہ تقدیرش بدست خویش بنوشت
بہ آں ملت سروکارے ندارد　　　کہ دہقانش براے دیگراں کشت

معانی :......سروری: بلند مقام' حاکمیت' بنوشت: لکھی۔

ترجمہ :...... خدا نے اس قوم کو حاکمیت ودیعت کی ہے' جس نے اپنی تقدیر اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔

معانی :......سروکار: تعلق' واسطہ' دہقانش: اس کے کسان' کشت: بویا ہوا کھیت۔

ترجمہ :...... وہ (خدا) اس قوم سے کوئی تعلق نہیں رکھتا جس کے کسان دوسروں کے لئے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔

زرازی حکمت قرآں بیا موز　　　چراغے از چراغ او برا افروز
ولے ایں نکتہ را از من فرا گیر　　　کہ نتواں زیستن بے مستی و سوز

معانی :......رازی: امام فخر الدین رازی (جنہوں نے کئی جلدوں میں قرآن کی تفسیر لکھی)۔ بیاموز: سیکھ، حاصل کر/ برافروز: جلا روشن کر۔

ترجمہ :...... (اے مسلمان) رازی سے قرآن کی حکمت سیکھ اس کے (علم کے) چراغ سے (اپنا) چراغ روشن کرنا۔

معانی :......فراگیر: سمجھ لے، حاصل کر، نتواں زیستن: زندگی نہیں گزاری جا سکتی۔

ترجمہ :...... لیکن اس (بات کی) باریکی کو مجھ سے سمجھ۔ کیونکہ (عشق کی) مستی اور حرارت کے بغیر زندگی نہیں گزاری جا سکتی۔

...... (۲) ......

خودی

(اپنی معرفت یا پہچان)

کسے کہ برخودی زد لا الہ را — زخاک مردہ رویاند نگہ را

مدہ از دست داماں چنیں مرد — کہ دیدم در کمندش مہر و مہ را

معانی :......خودی: اپنی معرفت / پہچان، رویاند: اگاتا ہے، پیدا کرتا ہے۔

ترجمہ :...... جو شخص لا الہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کو خودی کی زد (کسوٹی) پر لگا لیتا ہے۔ مردہ مٹی (خودی کے بغیر ظاہری جسم) سے (خودی والی) نگاہ حاصل کر لیتا ہے۔

معانی :......مدہ: نہ دے، چنیں: اس طرح۔ در کمندش: اس کی کمان میں، اس کے اختیار میں۔

ترجمہ :...... تو اپنے ہاتھ سے اس طرح کے مرد (جو خودی سے آشنا ہو) کا دامن نہ چھوڑنا کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ چاند اور سورج پر کمند ڈالتا ہے۔ (وہ باذن اللہ زمانے کی گردش پلٹ سکتا ہے۔ تقدیر بدل سکتا ہے)۔

تو اے ناداں دل آگاہ دریاب — بخود مثل نیاگاں راہ دریاب

چساں مومن کند پوشیدہ را فاش — زلا موجود الا اللہ دریاب

معانی :......دریاب: پاٹ / کھلا برتن، بنالے، پالے، نیاگاں: بزرگ۔

ترجمہ :...... اے بے وقوف انسان تو آگاہی رکھنے والا بڑا دل پیدا کر۔ بزرگوں کی طرح خود کو بڑے راستے سے آشنا کر۔

معانی :......چساں: کس طرح، کیسے۔

ترجمہ :...... ایک مومن کس طرح چھپی ہوئی صلاحیتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں سے حقیقت سے آشنائی کر۔

دل تو داغ پنہانے ندارد — تب و تاب مسلمانے ندارد

خیابان خودی را دادہ آب — ازاں دریا کہ طوفانے ندارد

معانی :......داغ پنہانے: چھپے ہوئے داغ، مراد عشق کا غم۔

ترجمہ :...... تیرا دل (عشق کے) چھپے ہوئے داغ یا اسرار نہیں رکھتا، (اور) (تیرا دل) مسلمان کی چمک دمک (اضطرابی کیفیت) نہیں رکھتا۔

معانی :......خیابان: باغ کی روشیں۔ کیاری۔

ترجمہ :...... خودی کے باغ کی روشوں کو اس دریا سے پانی دے جو (عشق کا) کوئی طوفان نہیں رکھتا۔

...... (۳) ......

انا الحق

(میں حق ہوں)

انا الحق جز مقام کبریا نیست　　سزاے او چلیپا ہست مانیست ؟
اگرز فردے بگوید سرزنش بہ　　اگر قومے بگوید نارِوا نیست !

تعارف :......مشہور صوفی حسین ابن منصور حلاج کا قول ہے جس کے معانی ہیں میں حق ہوں یا میں خدا ہوں۔ منصور حلاج حضرت جنید بغدادیؒ کے مرید تھے جنہوں نے مستی و جذب کے عالم میں ان الحق کا نعرہ بلند کیا۔اس کی پاداش میں علماء کے فتوٰی پر 309 ہجری میں انہیں پھانسی دے دی گئی۔اس کے صحیح یا غلط سے متعلق دو آراء ہیں۔

معانی :...... مقام کبریا: خدا کی صفت' خدا کا مقام' چلیپا: پھانسی' سُولی۔

ترجمہ :...... انا الحق کہنا خدا کی بڑائی کے سوا (کسی کے لئے) نہیں ہے۔اس کی سزا پھانسی ہے یا نہیں ہے۔

معانی :......سرزنش: اس کی سزا' نارِوا: ناجائز۔

ترجمہ :...... اگر ایک فرد (انا الحق) کہے اس کی سزا ہے اگر ایک قوم کہے تو ناجائز ہے۔

بہ آں ملت انا الحق سازگار است　　کہ از خونش نم ہر شاخسار است
نہاں اندر جلال او جمالے　　کہ اورا نہ سپہر آئینہ دار است !

معانی :......سازگار: موافق / مناسب' شاخسار: بہت ٹہنیوں والا۔

ترجمہ :...... اس قوم کیلئے انا الحق (میں حق ہوں) کہنا موافق ہے کیونکہ (اسکی ملت کے درخت کی) ہر شاخ اسکے خون سے تر ہے۔

معانی :......جلال: رعب' جمال: خوبصورتی' سپہر: آسمان۔

ترجمہ :...... (وہ ملت) جس کے اقتدار اور رعب میں (فکر و خیال یعنی ایمان) کی خوبصورتی چھپی ہوئی ہے۔اس کو یہ تو آسمان آئینے کی مانند ہیں (جن میں ہر چیز کا عکس واضح اور روشن نظر آتا ہے)۔

میان امتاں والا مقام است　　کہ آں امت دو گیتی را امام است
نیا ساید زکار آفرینش　　کہ خواب، وخستگی، بروے حرام است !

معانی :......میان: درمیان' والا مقام: بلند مقام یا مرتبہ۔

ترجمہ :...... (ایسی ملت) امتوں میں بلند مقام رکھتی ہے کیونکہ یہ امت دونوں جہانوں کی پیشوا ہے۔

معانی :......نیا ساید: آرام نہیں کرتی' کار آفرینش: تخلیقات / انکشافات کا کام' خواب: نیند' خستگی: کاہلی و سستی' تھکاوٹ۔

ترجمہ :...... (ایسی ملت) نئے انکشافات و تخلیقات کرنے سے تھکتی نہیں۔اس لئے نیند اور کاہلی و سستی اس پر حرام ہے۔

وجودش شعلہ از سوز درون است | چو خس اورا جہان چند و چون است
کند شرح انا الحق ہمت او | پے ہر کن کہ می گوید یکون است

معانی :......خس: تنکا' چند و چون: کیسا اور کتنا (تخمین وظن)۔

ترجمہ :...... اس (قوم) کا وجود اندرونی سوز (عشق کی حرارت) سے شعلہ بن گیا ہے۔ (اس لئے) اس کو یہ تخمین وظن (کیسا اور کتنا) کا جہاں خس وخاشاک کی مانند ہے۔

معانی :......کن: ہو جا' فیکون: ہو جاتا ہے۔ پس وہ ہو گیا۔

ترجمہ :...... اس (قوم کا) حوصلہ انا الحق کی تشریح کرتا ہے تو اس کے کن (ہو جا) کہنے پر فیکون (اس کا ہو جاتا ہے) ہو جاتا ہے۔ یعنی ایسی قوم ایسے مقام پر فائز ہو جاتی ہے کہ اس کی زبان و دل نکلا ہوا ہر حرف پورا ہو جاتا ہے۔

پرد در وسعت گردوں یگانہ | نگاہ او بہ شاخ آشیانہ
مہ و انجم گرفتار کمندش | بدست اوست تقدیر زمانہ

معانی :......پرد: اڑتی ہے' گردوں: آسماں' آشیانہ: گھونسلا' یگانہ: بے مثل' دوسروں سے الگ۔

ترجمہ :...... (وہ قوم) آسمانوں کی وسعتوں میں دوسروں سے الگ پرواز کرتی ہے (اور) اس کی نگاہ گھونسلے کی شاخ پر ہوتی ہے۔ (ترقی کی منازل طے کرنے کے باوجود اپنی اقدار' روایات اور قومی تشخص کو نہیں جھولتا)۔

ترجمہ :......چاند اور ستارے اس (انا الحق کے مقام پر موجود قوم) کی کمند کے اسیر ہوتے ہیں (گویا) زمانے کی تقدیر اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

بباغاں عندلیبے خوش صفیرے | براغاں جرہ بازے زود گیرے
امیر او بسلطانی فقیرے | فقیر او بہ درویشی امیرے

معانی :......عندلیب: بلبل' صفیر: پرندوں کی آواز' زود گیرے: سختی سے پکڑنا' جرہ: ایک شکاری پرندہ۔

ترجمہ :...... (ایسی قوم) باغوں میں خوش آواز بلبل کی مانند ہوتی ہے یعنی دنیا میں امن وسکون کی علامت ہوتی ہے۔ بیابانوں میں (پرندوں پر) جھپٹ کر حملہ کرنے والے شکاری باز کی طرح ہوتی ہے یعنی جنگ کے میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہے۔

ترجمہ :...... اس کے بادشاہ بادشاہی میں بھی فقیر اور اس کے فقیر درویشی میں بھی امیر (سخاوت کرنے والے) ہوتے ہیں۔

بجام نو کہن مے از سبو ریز | فروغ خویش را بر کاخ و کو ریز
اگر خواہی ثمر از شاخ منصور | بہ دل لا غالب الا اللہ فرو ریز

معانی :......بجام نو: نئے جام میں' کہن: پرانا' کاخ: محل' بلند عمارت' کو: گلی' فرو ریز: ڈال دے۔

ترجمہ :...... اپنے نئے پیالے سے پرانی شراب کو میرے نئے پیالے میں ڈال اپنی روشنی سے بلند عمارات اور گلی کوچوں کو فیض یاب کر یعنی اپنی پرانی روایات کو از سر نو اپنا اور ایمان کی روشنی سے نئی نسل کو متعارف کروا۔

معانی :......ثمر: پھل' لا غالب الا اللہ: اللہ کے سوا کوئی غالب نہیں۔

ترجمہ :...... اگر تو منصور حلاج کی شاخ سے پھل (فائدہ) چاہتا ہے تو دل سے لا غالب الا اللہ کا قائل ہو جا۔

...... (۴) ......

صوفی و مُلاّ

صوفی: طریقت کا نمائندہ اور مُلاّ: شریعت کا نمائندہ

گرفتم حضرتِ مُلاّ ترش روست نگاہش مغز راانشنا سد از پوست
اگر باایں مسلمانی کہ دارم مرا از کعبہ می راند حق اوست

معانی :......گرفتم: میں نے پکڑا' ترش روست: سخت طبیعت ہونا' پوست: کھال' چھلکا مراد ظاہر' مغز: مراد باطن۔

ترجمہ :...... میں مانتا ہوں کہ حضرت مُلاّ سخت مزاج ہے۔(اور) اس کی نگاہ چھلکے کو تو پہچانتی ہے مغز کو نہیں۔یعنی ملا کی نگاہ ظاہر پر ہے۔باطن سے اسے کوئی سروکار نہیں۔اسی لئے عہد حاضر کی ترقی کو برا بھلا کہتا ہے۔

معانی :......می راند: نکالتا ہے۔

ترجمہ :...... اگر وہ یعنی ملا اس مسلمانی سے ہے جو ہم رکھتے ہیں تو اس کا حق ہے کہ وہ ہمیں کعبہ (اسلام) سے خارج کرتا ہے۔ (کیونکہ آج کل کا مسلمان کافر سے بھی گیا گزرا ہے)۔

فرنگی صیدبست از کعبہ و دیر صدا از خانقاہاں رفت، لاغیر،
حکایت پیش ملاز باز گفتم دعا فرمود یا رب عاقبت خیر، !

معانی :......صیدبست: شکار باندھنا۔ لاغیر: غیر نہیں ہے' اپنا ہی ہے۔

ترجمہ :...... فرنگی (اہلِ یورپ) نے کعبہ اور مندر سے شکار باندھے۔یہاں تک کہ خانقاہوں سے آواز آئی کہ (فرنگی) غیر تو نہیں۔یعنی فرنگی نے اس طرح مسلمان اور ہندو کے ذہن پر اپنی تہذیب وثقافت کا رنگ چڑھایا کہ سجادہ نشین بھی انہیں اپنانے لگے۔

معانی :......فرمود: فرمایا' حکایت: صورت حال' یارب عاقبت خیر: اے خدایا انجام اچھا کر (اچھا ہو)۔

ترجمہ :...... میں صورت حال ملا کے سامنے بیان کی۔اس نے دعا کی یا اللہ انجام اچھا کر۔

بہ بند صوفی و ملا اسیری حیات از حکمت قرآں نگیری
بآیاتش ترا کارے جز ایں نیست کہ از یٰسین، او آساں بمیری

معانی :......اسیری: تو قیدی (ہے) گرفتار ہے۔

ترجمہ :...... (اے مسلمان) تو صوفی وملا کی زنجیروں میں قید ہے۔قرآن کی حکمت سے زندگی حاصل نہیں کرتا۔

معانی :......بآیاتش: اس کی آیتوں سے' آساں بمیری: تو آسانی سے مر۔

ترجمہ :...... تجھے اس کی آیتوں سے اس کے سوا کوئی سروکار نہیں کہ اس کی سورۃ یٰسین سے تو آسانی مر سکے۔

زقرآں پیش خود آئینہ آویز دگر گوں گشتہ ! از خویش بگرز
ترازوے بنہ کردار خودرا قیامت ہاے پیشیں را برانگیز

معانی :......آویز: لٹکا' گشتہ: بدلا ہوا۔ خویش بگریز: اپنے آپ سے بھاگ۔

ترجمہ :...... قرآن کا آئینہ لٹکا کر خود کو سامنے کر اور خود سے بھاگ کیونکہ (تیرا چہرہ) بدلا ہوا ہے۔یعنی تیرے چہرے سے مسلمانیت کا رنگ بدل چکا ہے۔

معانی :......بنہ: بنیاد۔ ترازوے بند: ترازو رکھ' جائزہ لے' قیامت ہائے پیشیں: پہلی قیامتیں' برانگیز' اٹھا' برپا کر۔

ترجمہ :...... اپنے کردار کی بنیاد کو (قرآن کے) ترازو میں ڈال (اور) پہلے والی (جو اسلاف نے کی تھیں) قیامتیں برپا کر۔

زمن بر صوفی و ملا سلامے
که پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویل شاں در حیرت انداخت
خدا و جبرئیل و مصطفیؐ را !

ترجمہ :...... میں صوفی اور ملا کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے ہمیں خدا (کی واحدانیت) کا پیغام دیا۔

معانی :......تاویل: کسی بات سے متعلق ہیر پھیر کر کے تشریح بیان کرنا۔ انداخت: ڈال دیا۔

ترجمہ :...... لیکن (ملا اور صوفی نے اپنے پیغام کی) جو دل پسند تاویلیں پیش کی ہیں (اس نے) خدا اور جبرائیل علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیؐ کو حیرت زدہ کر دیا ہے۔

زدوزخ واعظ کافر گرے گفت
حدیثے خوشتر از وے کافرے گفت
ندا ند آں غلام احوال خودرا
که دوزخ را مقام دیگرے گفت !

معانی :......واعظ: وعظ یا نصیحت کرنے والا' حدیث خوشتر: زیادہ اچھی بات۔

ترجمہ :...... لوگوں کو کافر بنانے والا واعظ نے دوزخ سے متعلق بات کی (کافروں کو دوزخ سے ڈرایا) (یہ سن کر) ایک کافر نے اس سے بہت اچھی بات کہی۔

معانی :......نداند: نہیں دیکھتا۔ آں غلام: وہ غلام۔

ترجمہ :...... وہ غلام اپنے احوال کو نہیں دیکھتا جس نے دوزخ کو دوسروں کا ٹھکانا یا مقام کہا ہے۔

مریدے خود شناسے ، پختہ کارے
بہ پیرے گفت حرف نیش دارے
بمرگ ناتمامے جاں سپردن
گرفتن روزی از خاک مزارے !

معانی :......خودشناسے: اپنی ذات یا خودی سے آگاہ' نیش دارے: چبھنے والی' خودشناس: اپنی قدر و قیمت' پختہ کار: زیرک' ہوشیار۔

ترجمہ :...... ایک مرید جو خودشناس اور پختہ کار تھا۔ (پیر کی اندھی تقلید نہیں کرتا تھا)۔ پیر سے ایک سخت چبھنے والی بات کہی۔

معانی :......سپردن: حوالے کرنا۔

ترجمہ :...... نامکمل جان کو موت کے حوالے کرتا ہے (اس کے لئے جو) کسی مزار کی مٹی سے روزی حاصل کرتا ہے۔

پسرو را گفت پیرے خرقہ بازے
ترا ایں نکتہ باید حرزجاں کرد
بہ نمرود ان ایں دور آشنا باش
زفیض شاں براہیمی تواں کرد

معانی :......پسر: بیٹا' خرقہ: درویشانہ لباس' حرزِ جاں: جان کا تعویذ' خرقہ بازے: درویشی سے ناآشنا۔

ترجمہ :...... ایک درویشی سے ناآشنا پیر نے بیٹے کو کہا کہ تجھے اس باریک بات کو جان کا تعویذ بنا لینا چاہئے۔

ترجمہ :...... اس عہد کے نمرودوں سے واقفیت رکھ' کیونکہ ان کے فیض کی برکت سے ابراہیمی کی جا سکتی ہے۔

...... (۵) ......

رومیؒ

تعارف :...... برصغیر میں رومی سے مراد مولانا جلال الدین رومی لئے جاتے ہیں۔ ان کا نام محمد اور لقب جلال الدین رومی تھا۔ اپنے زمانے کے عظیم علماء اور واعظین میں شمار ہوتے تھے۔ آپ فارسی زبان کی مشہور و معروف مثنوی معنوی کے خالق ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کا دیوان شمس تبریزی کے نام سے بھی ہے۔ علامہ اقبال آپ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔

بکام خود دگر آں کہنہ مے ریز　　که باجامش نیرزد ملک پرویز
ز اشعار جلال الدین رومی　　به دیوار حریم دل بیاویز

معانی :......بکام خود: اپنے حلق میں، پرویز: ایران کا بادشاہ، ریز: بہانا، نیرزد: کوئی قیمت نہیں رکھتا، حریم دل: دل کی چاردیواری، بیاویز: لٹکا۔

ترجمہ :...... ایک مرتبہ پھر اپنے حلق میں اس پرانی ایرانی شراب (اسلام کی شراب) کو اُنڈیل۔ کیونکہ اس کے ایک پیالے کے سامنے پرویز کا ملک کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

ترجمہ :...... جلال الدین رومیؒ کے اشعار کو اپنے دل کی دیوار کے ساتھ لٹکا۔ مراد یہ ہے کہ تیرا دل ان اشعار کی تاثیر سے فیض حاصل کرے۔

بگیر از ساغرش آں لالہ رنگے　　که تاثیرش دہد لعلے بہ سنگے
غزالے را دل شیرے بہ بخشد　　بشوید داغ از پشت پلنگے!

معانی :......از ساغرش: اس کے ساغر (شاعری) سے۔ بشوید: دھوتی ہے۔

ترجمہ :...... اس کے پیالے سے لالہ کے رنگ کی وہ شراب حاصل کر جو کہ اپنی تاثیر سے ایک پتھر کو لعل بنا دیتی ہے۔

معانی :......غزال: ہرن، بخشد: بخشنا، بشوید: دھوتی ہے، پلنگ: چیتا۔

ترجمہ :...... (وہ شراب) ہرن کو شیر کا دل بخشتی ہے (اور) چیتے کی پیٹھ سے داغ دھوتی ہے یعنی اشعار رومی انسان پر اصلیت ظاہر کر دیتی ہے۔

نصیبے بردم از تاب و تب او　　شبم مانند روز از کوکب او
غزالے در بیابان حرم بیں　　که ریزد خندہ شیراز لب او

معانی :......شبم: میری رات، کوکب: ستارے، تاب وتب: عشق کی حرارت۔

ترجمہ :...... میں نے اس (رومی) کے عشق کی حرارت سے اپنا نصیب پایا۔ میری رات اس کے ستارے (کلام) سے دن کی طرح (روشن) ہوگئی ہے۔

معانی :......خندہ: ہنسی۔

ترجمہ :...... ہرن کو صحرا میں دیکھ کیونکہ اسکے لب سے ہنسی ٹپک رہی ہے۔(مولانا رومی کے کلام سے مسلمان میں جان پڑ رہی ہے۔)

سراپا درد و سوز آشنائی وصال او زبان دان جدائی
جمال عشق گیر داز نے او نصیبے از جلال کبریائی

معانی :......سوزِ آشنائی: محبت کی تپش' محبت کا درد' وصال: ملاپ/ملاقات۔

ترجمہ :...... (رومی کی شاعری) سراسر درد اور سوزِ عشق ہے۔اس کا تصورِ وصال جدائی کی زبان بھی جانتا ہے۔

معانی :......جلالِ کبریائی: اللہ کی صفات' نصیبے: ایک حصہ' نے او: اس کی بانسری۔

ترجمہ :...... عشق کا حسن اس کی بانسری سے جلال کبریائی کا ایک حصہ رکھتا ہے۔یعنی رومی کے عشق میں جمال اور جلال دونوں خوبیاں موجود ہیں۔

گرہ از کار ایں ناکارہ وا کرد غبار رہگور را کیمیا کرد
نئے آں نے نوازے پاکبازے مرا با عشق و مستی آشنا کرد

معانی :......گرہ: گانٹھ' وا: کھول دینا۔ کیمیا: چاندی یا تانبے کو سونا بنانے کا نسخہ۔

ترجمہ :...... (رومی نے) اس فضول کام سے گانٹھ کھول دی ہے (اور) راستے کی گرد کو سونا بنا دیا۔یعنی مجھ آوارہ کو صحیح راستے پر گامزن کر دیا ہے۔

ترجمہ :...... اس (رومی) پاکباز بانسری بجانے والے کی بانسری نے (روحانی رہنمائی دے) مجھ کو عشق و مستی سے متعارف کروا دیا ہے۔

بروے من دردل باز کردند زخاک من جہانے ساز کردند
زفیض او گرفتم اعتبارے کہ با من ماہ و انجم ساز کردند

معانی :...... جہاں ساز کردند: قضا و قدر نے ایک نیا جہان تعمیر کیا' گرفتم اعتبارے: مجھے وقعت ملی' ماہ و انجم ساز کردند: چاند اور ستاروں نے موافقت کی۔

ترجمہ :...... (رومی کے شاعرانہ کلام نے) مجھ پر دل کے دروازے وا کر دیئے اور میری مٹی سے ایک جہاں پیدا کر دیا۔یعنی میرے اندر نئی اور حقیقی دنیا کو پیدا کر دیا۔

ترجمہ :...... میں نے اس کے فیض سے اعتبار حاصل کیا کہ چاند اور ستارے بھی مجھ سے آشنا ہو گئے۔یعنی دنیا کے علاوہ فطرت خداوندی کے نزدیک بھی میری وقعت و اہمیت میں اضافہ ہو گیا۔

خیالش با مہ و انجم نشیند نگاہش آں سوے پرویں بہ بیند
دل لیتاب خود را پیش او نہ دم او رعشہ از سیماب چیند

معانی :......نشیند: جانشین/موافقت کرنا' سوئے: کی طرف' پروین: چھ ستاروں کا جھرمٹ۔

ترجمہ :...... اس کا خیال چاند اور ستاروں کا جانشین ہے یعنی بلند خیال کا مالک ہے۔اس کی نگاہ بلند ستاروں کے جھرمٹ سے اس طرف (لامکاں تک) دیکھتی ہے۔

معانی :......رعشہ: کپکپی' سیماب: پارہ' چیند: چھین لینا۔

ترجمہ :...... اپنے بے چین ومضطرب دل کو اس کے سامنے رکھ۔اس کا دم پارے سے کپکپی یا بے قراری چھین لیتا ہے۔یعنی رومی کے کلام سے سکون حاصل ہوتا ہے۔

زرومی گیر اسرار فقیری   کہ آں فقر است محسود امیری
حذر زاں فقر و درویشی کہ ازوے   رسیدی برمقام سر بزیری

معانی :......اسرار:راز'بھید' فقر:درویشی' محسود:حسد کیا گیا۔

ترجمہ :...... رومی سے فقیری کے بھید سیکھ کیونکہ (اس کا) فقر امیری سے حسد کرتا ہے۔

معانی :......حذر:پرہیز' بچ' دوررہ' سر بزیری:سر نیچا کرنا۔

ترجمہ :...... اس فقراور درویشی سے احتیاط کر جس سے تو سر نیچا کرنے کے مقام پر پہنچ جائے۔

خودی تا گشت مہجور خدائی   بہ فقر آموخت آداب گدائی
زچشم مست رومی وام کردم   سرورے از مقام کبریائی

معانی :......مہجور:ہجر زدہ' چھوڑا گیا' آموخت:سکھایا۔

ترجمہ :...... جب (مسلمان کی) خودی خدائی صفات کو چھوڑ چکی تھی اور (اس کے) فقر نے فقیری (محتاجی) کے طور طریقے سیکھ لئے۔

معانی :......وام:قرض'ادھار' مقام کبریائی:مرتبہ اور حاکمیت وسطوت کا مقام۔

ترجمہ :...... میں نے رومی کی (عشق والی) مست آنکھ سے اور مقام کبریائی سے سرور ادھار لیا۔

مے روشن زتاک من فرو ریخت   خوشا مردے کہ در دامانم آویخت
نصیب از آتشے دارم کہ اول   سنائی از دل رومی برانگیخت

معانی :......مے روشن:چمکتی شراب' تاک:انگور کی بیل' فرو ریخت:سرایت کرنا' خوشا:خوش نصیب'آویخت:لٹک گیا۔

ترجمہ :...... (رومی نے) میری انگور کی بیل (عمل اور زندگی) کو اپنی روشن شراب (روحانی رہنمائی کی قوت) سے سرایت کیا۔ خوش قسمت وہ شخص ہے جس نے میرے دامن کو پکڑا۔

معانی :......انگیخت:اشتعال'جوش'بھڑکائی۔

ترجمہ :...... میں (عشق کی) آگ کا ایک بہت بڑا حصہ رکھتا ہوں۔جس سے پہلے حکیم سنائی نے مولانا رومی کے دل میں جوش پیدا کیا تھا۔

......(۶)......

پیام فاروقؓ

تو اے باد بیاباں از عرب خیز   زنیل مصریاں موجے برانگیز
بگو فاروقؓ را پیغام فاروقؓ   کہ خود در فقر و سلطانی بیامیز !

معانی :......باد: ہوا' خیز: اٹھ' چل۔ برانگیز: اٹھا' ابھار۔

ترجمہ :...... اے صحرا کی ہوا تو عرب سے اٹھ (اور) اہل مصر کے دریائے نیل میں لہر پیدا کر۔ یعنی مسلمانوں کو اہل فرنگ سے نجات دلا کر اسلام کی حقیقی روح سے آشنا کر۔

معانی :......فاروق: مصر کے بادشاہ کا نام۔ بیامیز: ملا' اکٹھا کر' اختیار کر۔

ترجمہ :...... حضرت عمر فاروقؓ کے پیغام کو (مصر کے بادشاہ) فاروق سے کہہ کہ اپنے آپ میں فقر اور بادشاہی (ایک ساتھ) پیدا کرے۔ یعنی بادشاہی میں درویشانہ انداز اختیار کرے۔

خلافت، فقر با تاج و سریر است زہے دولت کہ پایاں ناپذیر است
جواں بختا! مدہ ازدست ایں فقر کہ بے او پادشاہی زود میراست!

معانی :......سریر: تخت شاہی' زہے: شاباش' بہت اچھی۔ پایاں ناپذیر: جو کبھی ختم نہ ہو' جاودانی۔

ترجمہ :...... فقر ہی سے خلافت کا تاج اور تخت شاہی ہے کتنی اچھی دولت (فقر کی دولت) ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی ہے۔

معانی :......جواں بختا: اے خوش بخت' زود: جلد۔

ترجمہ :...... اے خوش قسمت! اس فقر کو ہاتھ سے مت جانے دے۔ کیونکہ اس کے بغیر بادشاہی جلد مر جاتی (ختم ہو جاتی) ہے۔

جواں مردے کہ خود را فاش بیند جہان کہنہ را باز آفریند
ہزاراں انجمن اندر طوافش کہ او باخویشتن خلوت گزیند

معانی :......فاش بیند: واضح دیکھتا ہے' باز آفریند: پھر تخلیق یا تعمیر کرتا ہے' جہان کہنہ: پرانا جہاں یا برباد جہاں۔

ترجمہ :...... (اے مسلمان) جواں آدمی جو خود کو ظاہر دیکھ لیتا ہے۔ خودی سے آشنا ہو جاتا ہے)۔ پرانے جہاں کو پھر سے تعمیر کر لیتا ہے۔

معانی :......خلوت: تنہائی۔

ترجمہ :...... اس (دنیا) کا طواف ہزاروں انجمنیں کرتی ہیں۔ کیونکہ اس (دنیا) نے خود تنہائی اختیار کی ہوئی ہے۔ یعنی خودی کو پالیا ہے۔

بہ روے عقل و دل بکشاے ہر در بگیر از پیر ہر میخانہ ساغر
دراں کوش از نیاز سینہ پرور کہ دامن پاک داری آستیں تر،

معانی :...... در: دروازہ' پیر: مے کدہ کا مالک۔ بگیر: لے' حاصل کر۔

ترجمہ :...... عقل اور دل پر ہر دروازہ کھول دے (اور) ہر مے خانہ کے مالک سے شراب کا پیالہ حاصل کر۔ یعنی علم و معرفت کی دولت جہاں سے حاصل ہو سکے اسے پانے کی کوشش کر۔

معانی :......نیاز سینہ پرور: خلوص دل سے' کوش: کوشش' جدوجہد۔ آستیں تر: آستین گیلی ہو' آنسوؤں سے بھیگی ہوئی آستین۔

ترجمہ :...... خلوص دل سے کوشش کر کہ تیرا دامن پاک اور آستیں تر رہے۔ یعنی دوسروں کو فائدہ پہنچانے والا ہو۔

نوٹ: یہ شعر حضرت امیر خسروؒ کا شعر ہے۔

خنک آں ملتے برخود رسیدہ ز درد جستجو نا آرمیدہ
درخش اوتہ ایں نیلگوں چرخ چو تیغ ازمیاں بیروں کشیدہ

معانی :...... آرمیدہ: آرام کیا ہوا' خنک: مبارک' خوش نصیب' برخوردرسیدہ: جو اپنے مقام کو پاچکی ہو۔

ترجمہ :...... خوش نصیب ہے وہ قوم جو اپنے اصل مقام تک پہنچ چکی ہے۔(کیونکہ وہ) تلاش وجستجو کی تکلیف سے آرام نہیں کرتی۔یعنی وہ اپنی بقاء کا راز پاچکی ہے۔اور مسلسل آگے بڑھنے کی جدوجہد میں کوشاں ہے۔

معانی :...... درخش: روشنی' چمک دمک۔ نیلگون چرخ: نیلا آسمان' تیغ: تلوار۔

ترجمہ :...... اس کا نور (چمک دمک) اس نیلے آسمان کے نیچے یعنی دنیا میں میان سے باہر نکالی ہوئی تلوار کی طرح ہے۔مراد یہ کہ دوسرے اس رعب وجلال کی وجہ سے اس سے خوف کھاتے ہیں۔

چہ خوش زد ترک ملاحے سرودے　　رخ او احرے ، چشمش کبودے
بدریا گر گرہ افتد بہ کارم　　بجز طوفاں نمیخوا ہم کشودے

معانی :...... چہ خوش: کیا عمدہ' احمر: سرخ' کبود: نیلا' آسمانی۔

ترجمہ :...... ایک ترک ملاح نے کیا سریلا نغمہ گایا۔جس کا (ترک کا) چہرہ سرخ اور آنکھیں آسمانی (نیلی) ہیں۔

معانی :...... بدریا: سمندر میں' افتد: مصیبت۔گرہ: الجھن۔ کشودے: کوئی حل۔

ترجمہ :...... اگر مجھے سمندر میں کوئی مصیبت آن پڑے تو میں سوائے طوفان کے کوئی خواہش نہیں کروں گا۔یعنی مشکلات و مصائب سے گھبراتا نہیں بلکہ مردانہ وار مقابلہ کرتا ہوں۔

جہانگیری بخاک ما سرشتند　　امامت در جبین مانوشتند
درون خویش بنگر آں جہاں را　　کہ تخمش دردل فاروقؓ کشتند

معانی :...... جہانگیری: بادشاہی' سرشتند: فطرت میں' جبین: پیشانی' نوشتند: لکھی ہوئی۔

ترجمہ :...... ہماری (مسلمان قوم) مٹی کی فطرت میں بادشاہی اور ہماری پیشانی میں امامت لکھی ہوئی ہے۔

معانی :...... تخمش: اس کا بیج' کشتند: بویا ہوا۔

ترجمہ :...... (اس کے ثبوت کے لئے اے مسلمان) اپنے اندر اس جہان کو دیکھ جو حضرت عمر فاروقؓ کے دل میں بویا تھا۔ یعنی فاروقؓ کی طرح کا طرز حیات اپناؤ۔

کسے کو داند اسرار یقیں را　　یکے بیں می کند چشم دو بیں را
بیامیزند چوں نورد و قندیل　　میندیش افتراق ملک و دیں را

معانی :...... یکے بیں: ایک یعنی وحدت۔ چشم دوبیں: دوکو دیکھنے والی آنکھ۔

ترجمہ :...... جو یقین کے رازوں کو جانتا ہے۔وہ دوکو دیکھنے والی آنکھ کو ایک کو دیکھنے والی کردیتا ہے۔

معانی :...... بیامیزند: ملاتے ہیں۔ قندیل: شمع' افتراق: جدائی۔ میندیش: مت سوچ۔

ترجمہ :...... جیسے دوشمعوں کی روشنی مل کر ایک ہوجاتی ہے اسی طرح وہ بھی دین اور دنیا میں جدائی نہیں ڈال سکتا۔

مسلمانے کہ خود را امتحاں کرد　　غبار راہ خود را آسماں کرد
شرار شوق اگر داری، نگہدار　　کہ باوے آفتابی مستواں کرد

ترجمہ :...... جو مسلمان اپنا احتساب خود کرتا ہے وہ اپنے راستے کی گرد کو آسمان کردیتا ہے۔یعنی پستی سے خود کو بلندی عطا کرتا ہے۔

معانی :......شرار: شعلہ' نگہدار: حفاظت کر۔

ترجمہ :...... اگر تو (اپنے اندر) عشق کا شعلہ رکھتا ہے تو اس کی حفاظت بھی کر۔ کیونکہ اس سے سورج (بلند و سرفرازی) کا کام لیا جاسکتا ہے۔

...... (۷) ......

شعرائے عرب

بگو از من نواخوان عرب را　　بہاے کم نہادم لعل لب را

ازاں نورے کہ از قرآں گرفتم　　سحر کردم صدوسی سالہ شب را

معانی :......نواخوان: صدا بلند کرنے والے مراد شاعر۔ بہائے کم: تھوڑی قیمت' کوئی قیمت نہیں۔ سحر کردم: میں نے صبح کر دی۔ یعنی نیا انداز دیا۔ صدوسی سے مراد طویل مدت ہے۔

ترجمہ :...... میری طرف سے عرب کے شاعروں سے کہہ کہ میں نے ہونٹوں کے لعل کی بہت کم قیمت ڈالی ہے۔ یعنی اپنی شاعری میں عورتوں کے لب و لعل کو کم بیان کیا ہے۔

ترجمہ :...... اس نور سے جو میں نے قرآن سے اخذ کیا۔ میں نے ایک سوتیس سال کی رات کو صبح کر دیا۔

بجانہا آفریدم ہاے وہورا　　کف خاکے شمردم کاخ و کورا

شود روزے حریف بحر پر شور　　ز آشوبے کہ دادم آبجورا!

معانی :...... آفریدم: میں نے پیدا کیا اکئے۔ ہائے وہو: عشق کا اضطرابی پن۔ کف خاکے شمردم: میں نے مٹی کی مٹھی سمجھا۔ کوئی اہمیت و وقعت نہیں دی۔ بحر پرشور: طوفانی سمندر۔ آبجو: ندی مراد کمزور قوم۔

ترجمہ :...... میں نے (شاعری کے ذریعے) لوگوں کی جانوں میں ہائے وہو پیدا کی۔ میں نے محلوں اور گلیوں کو مٹی کی مٹھی (بے قدر و قیمت) سمجھا۔

معانی :......آشوبے: طوفان' دکھ درد' حریف: مدمقابل' آبجو: ندی۔

ترجمہ :...... ایک روز وہ زوردار طوفانوں سے سمندر کے مدمقابل آجائے گی جسے میں نے ندی سے طوفان عطا کیا۔ یہاں وہ سے مراد مسلمان ہے جسے اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے کوشش وسعی' عمل اور عشق کا پیغام دیا۔

تو ہم بگذار آں صورت نگاری　　مجو غیر از ضمیر خویش یاری

بباغ ما بر آوردی پر و بال　　مسلماں رابدہ سوزے کہ داری!

معانی :...... بگذار: چھوڑ دے' مجو: تلاش نہ کر۔ مت چاہ۔ برآوردی: نکالے ہیں۔ بباغ ما: ہمارے باغ میں۔

ترجمہ :...... (اے شاعرِ عرب) تو بھی میری طرح اس صورت نگاری (شاعری میں محبوب کی تصویر کشی کرنا) چھوڑ دے اور اپنے ضمیر کی دوستی سے غیر کی آواز کو تلاش کر۔ یعنی دل کی آواز پر غور کر جو مسلمانوں کی حالت زار پر دکھی ہے۔

ترجمہ :...... تو نے ہمارے باغ (اسلام) میں بال و پر (نشوونما پا کر اصل مقام حاصل کیا۔ (تجھے چاہئے کہ) مسلمان کو وہ سوز عطا کرے جو تو (اسلام کی وجہ سے) رکھتا ہے۔

بخاک ما دلے، در دل غمے ہست هنوز ایں کہنہ شاخے را نمے ہست
بہ افسون ہنر آں چشمہ بکشاے درون ہر مسلماں زمزمے ہست !

ترجمہ :...... ہماری خاک (جسم) میں دل ہے (اور) دل میں غم (عشق) ہے۔ابھی تک اس پرانی شاخ میں نمی موجود ہے۔

معانی :......افسون ہنر: فن کا جادو۔شاعری کا فن' درون: باطن۔

ترجمہ :...... اس شاعری کے ہنر سے آب زم زم کے چشمے کو کھول جو ہر مسلمان کے باطن میں بند ہے۔

مسلماں بندہ مولا صفات است دل او سرے از اسرار ذات است
جمالش جز بہ نور حق نہ بینی کہ اصلش در ضمیر کائنات است !

معانی :......سرے: ایک راز۔ مولا صفات: جس میں خدا کی سی صفات ہوں۔

ترجمہ :...... مسلمان بندہ ہے (لیکن) خدا کی صفات رکھتا ہے۔اس کا دل ذات خداوندی کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے۔

معانی :......اصلش: (اصل + ش) اس کی اصل' جڑ۔

ترجمہ :...... اس کا حسن ماسوائے حق کے نور سے آشنا (باطنی آنکھ) ہی دیکھ سکتی ہے کہ اس کی (نور حق کی) جڑ کائنات کے ضمیر میں ہے۔یعنی اللہ کا نور کائنات کے ذرّے ذرّے میں موجود ہے اور مسلمان اس نور سے خالی نہیں ہے۔

بدہ باخاک اوآں سوز و تابے کہ زاید از شب او آفتابے
نوا آں زن کہ از فیض تو اورا دگر بخشند ذوق انقلابے !

معانی :......زاید: پیدا ہو' نمودار ہو۔بخشند: وہ عطا کریں۔

ترجمہ :...... اس کی (مسلمان کی) مٹی (جسم) کو وہ (عشق کی) حرارت اور نور عطا کر جس سے اس کی رات سے سورج پیدا ہو سکے۔یعنی اس میں عشق کی حرارت سے خودی پیدا کر کے اس کی رات کی تاریکی کو ختم کر۔

ترجمہ :...... تو ایسی نوا (شاعری) پیدا کر کہ تیرے فیض سے اس (مسلمان) میں دوبارہ انقلاب کا شوق پیدا ہو جائے۔

مسلمانی غم دل در خریدن چو سیماب از تپ یاراں تپیدن
حضور ملت از خود در گزشتن دگر بانگ انا الملت کشیدن

معانی :...... سیماب: پارہ۔تپ یاراں: دوستوں کی بے تابی و بے قراری۔ تپیدن: تڑپنا' بے قرار ہونا۔

ترجمہ :...... مسلمانی دل کا غم (عشق) خریدنا ہے (اسی طرح) دوستوں کی بے قراری میں پارے کی طرح تڑپنا (مسلمانی) ہے۔

معانی :......گزشتن: پس پشت ڈالنا۔بانگ: نعرہ' اعلان' اَنَا الْمِلّت: بے شک میں ملت ہوں۔ کشیدن: کھینچنا' مراد لگانا۔

ترجمہ :...... (مسلمانی یہ ہے کہ) وہ اپنی قوم (کے مفادات) کے لئے اپنے آپ سے گزر جائے۔(اسی طرح) ایک بار پھر اَنَا الْمِلّت کا نعرہ بلند کرنے کا نام مسلمانی ہے۔

کسے کو فاش دید اسرار جاں را نہ بیند جز بچشم خود جہاں را
نو اے آفریں در سینہ خویش بہارے میتواں کردن خزاں را

معانی :......فاش دید: واضح طور پر دیکھا۔ نوائے آفرین: ایسا نغمہ تخلیق کر۔

ترجمہ :...... وہ شخص (مسلمان) جس نے روح کے رازوں کو دیکھ (جان) لیا ہے وہ دنیا کو اپنی آنکھ کے سوا نہیں دیکھتا۔ یعنی اس کی آنکھ میں نورِ حق ہے۔

ترجمہ :...... (اے شاعرِ عرب) اپنے سینے (دل) میں ایسی (شاعری کی) نوا پیدا کر جس سے (امت مسلمہ کی) خزاں (زوال) کو بہار (بلندی) میں تبدیل کیا جا سکے۔

نگہدار آں چہ در آب و گل تست   سرور و سوز و مستی حاصل تست
تہی دیدم سبوے این و آں را   مے باقی بہ مینائے دل تست

معانی :......نگہدار: حفاظت کر۔ آب و گل: جسم۔ حاصل: نتیجہ۔

ترجمہ :...... اس کی (غم عشق کی) کیا حفاظت کرتا ہے جو تیری پانی اور مٹی (جسم خاکی) میں موجود ہے جس کا حاصل سرور، سوز اور مستی ہے۔

معانی :......تہی: خالی۔ این و آں: یہ اور وہ۔ مراد ہر کسی کو۔

ترجمہ :...... میں نے اِس اور اُس کے شراب کے پیالے (فلاح انسانی کے پیغام کی شراب) خالی دیکھے۔ (صرف) تیرے دل کے پیالے میں شراب باقی ہے۔

شب ایں کوہ و دشت سینہ تابے   نہ در وے مرغکے نے موج آبے
نگردد روشن از قندیل رہباں   تو میدانی کہ باید آفتابے

معانی :......کوہ: پہاڑ۔ دشت: صحرا۔ مرغکے: کوئی پرندہ۔ سینہ تاب: دل کو پیچ و تاب دینے والی۔

ترجمہ :...... اس کی رات جس کے سینے کی بے قراری میں پہاڑ اور صحرا ہیں (اب ان میں) نہ کوئی پرندہ ہے نہ پانی ہے۔

معانی :......رہباں: دنیا ترک کرنے والے۔ میدانی: تو جانتا ہے۔

ترجمہ :...... دنیا ترک کرنے والے (کی دنیا) صوفی حضرات کی شمع سے روشن نہیں ہو سکتی۔ تو جانتا ہے کہ اسے سورج کی ضرورت ہے۔

نکو میخواں خط سیمائے خود را   بدست آور رگ فردائے خود را
چو من پا در بیابان حرم نہ   کہ بینی اندر و پہنائے خود را

معانی :...... نکو خواں: غور سے پڑھ۔ فردا: آنیوالا زمانہ، مستقبل۔ خط سیمائے: پیشانی کی لکیر۔ حقیقت سے آگاہی۔ رگ فردا: مستقبل کی رگ۔

ترجمہ :...... تو (اے عرب کے شاعر) اپنی پیشانی کی لکیر کو اچھی طرح سے پڑھ لے۔ یعنی اپنے ماتھے پر مسلمانیت کا رنگ دیکھ۔ اور خود سے آنے والے زمانے کی رگ کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ یعنی اپنی جدوجہد سے مستقبل کو فتح کر۔

معانی :......پا: پاؤں، قدم۔ پہنائے: اختیار کرنا، پانا۔ نہ: رکھ۔

ترجمہ :...... میری طرح تو بھی حرم کے بیابان میں پاؤں رکھ۔ تاکہ تو بذاتِ خود ان وسعتوں اور بلندیوں کو پا سکے۔ یعنی میری طرح اپنی شاعری میں اسلامی رنگ اختیار کرتا کہ تو اور دیگر مسلمان بلند مقام حاصل کر سکیں۔

...... (۸) ......

اے فرزند صحرا

سحر گاہاں کہ روشن شد دو دشت | صدا زد مرغے از شاخ نخیلے
فروہل خیمہ اے فرزند صحرا | کہ نتواں زیست بے ذوق رحیلے

معانی :......نخیل: کھجور کا درخت' سحر گاہ: صبح کا وقت' در: رستہ۔

ترجمہ :...... صبح کے وقت جب رستے اور صحرا روشن ہو گئے تو کھجور کی شاخ پر بیٹھے ہوئے ایک مرغ نے آواز بلند کی۔

معانی :......فروہل: چھوڑ دے' رحیل: کوچ کرنا' سفر کرنا' روانگی۔

ترجمہ :...... اے صحرا کے رہنے والے شخص (اے صحرا کے بیٹے) خیمہ چھوڑ دے کیونکہ سفر کا لطف لئے بغیر زندگی گزاری نہیں جاسکتی۔

عرب را حق دلیل کارواں کرد | کہ او با فقر خود را امتحاں کرد
اگر فقر تہی دستان غیور است | جہانے را تہ و بالا تواں کرد

معانی :......دلیل: راہنمائی کرنے والا۔ امتحان کرد: احتساب کیا' آزمائش کی۔

ترجمہ :...... عرب لوگوں کو اللہ نے قافلے کی رہنمائی کرنے والا بنایا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا احتساب (آزمائش) فقر کے ذریعے کیا ہے۔

معانی :......تہی دستاں: خالی ہاتھ' غیور: غیرت والا' تہ و بالا: زیر و زبر کرنا۔ نیچے اور اوپر۔

ترجمہ :...... اگر بے سروساماں لوگوں میں غیرت والا فقر پیدا ہو جائے تو (اس سے) ایک جہاں کو تہ و بالا کیا جاسکتا ہے۔

دراں شب ہا خروش صبح فرد است | کہ روشن از تجلی ہائے سینا ست
تن و جاں محکم از باد درو دشت | طلوع امتاں از کوہ و صحر است !

معانی :......خروش: شوروغل' دراں: وہاں' سینا: وادی سینا (جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام انوار الٰہی کے جلوہ سے سرفراز ہوئے تھے)۔

ترجمہ :...... وہاں کی راتوں میں آنے والی کل کا شوروغل (جوش و خروش) پایا جاتا ہے کیونکہ وہ وادی سینا کی تجلیوں سے روشن ہیں۔ (سینا کی وہ تجلی جو حضرت موسیٰؑ پر پڑی تھی)۔

معانی :......طلوع امتاں: امتوں یا قوموں کا ابھرنا۔ تن و جاں: جسم اور روح' طلوع: نکلنا۔

ترجمہ :...... صحرا اور بستیوں سے (وہاں کے مکینوں کے) جسم اور روح دونوں مضبوط ہوتے ہیں۔ (دنیا میں آگے نکلنے والی قومیں پہاڑ اور صحرا سے ہی نکلتی ہیں۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مرد کوہستانی

(اقبالؔ)

...... (۹) ......

تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

تو کیا جانتا ہے کہ (ہو سکتا ہے) اس اڑتی ہوئی گرد میں کوئی سوار ہو۔

دگر آئین تسلیم و رضا گیر طریق صدق و اخلاص و وفا گیر
مگر شعرم چنین است و چناں نیست جنون زیرکے از من فرا گیر

معانی :...... تسلیم ورضا: خدا کی اطاعت وفرمانبرداری' صدق: سچائی۔ گیر: اختیار کر۔

ترجمہ :...... (اے مسلمان) ایک مرتبہ پھر تسلیم ورضا کو اپنا شعار بنا۔ (اور) سچائی' محبت وخلوص اور وفا کے طریقے کو اپنا۔

معانی :...... مگو: نہ کہہ' چنیں: اس طرح' چناں: اس طرح' چنیں وچناں: تنقید وتبصرہ' زیرک: دانائی۔

ترجمہ :...... یہ نہ کہہ کہ میرا شعر اس طرح اور اس طرح ہے یعنی تنقید نہ کر اور نہ ہی بے جا تحسین سے کام لے (بلکہ) میرے اس جنوں سے دانائی یا حکمت عملی حاصل کر۔

چمن ہا زاں جنوں ویرانہ گردد کہ از ہنگامہ ہا بیگانہ گردد
ازاں ہوے کہ افگندم دریں شہر جنوں ماند ولے فرزانہ گردد

معانی :...... چمن ہا: باغات' بیگانہ: اجنبی۔

ترجمہ :...... اس جنوں (عشق) سے باغات بھی ویران ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ (زندگی کو) ہنگاموں سے اجنبی بنا دیتا ہے۔

معانی :...... افگندم: میں گرانے والا ہوں' میں نے ڈالا۔ پیدا کیا۔ فرزانہ: دانشمند' دانا۔

ترجمہ :...... میں اس آہ ونالہ سے (عشق ومستی کو) اس شہر میں بھیجنے والا ہوں۔ لیکن یہ جنوں سمجھداری رکھنے والا ہے۔ یعنی ناکارہ انسان کا کارآمد انسان بنا دینے والا ہے۔

نخستیں لالہ صبح بہارم پیاپے سوزم از داغے کہ دارم
بچشم کم مبیں تنہائیم را کہ من صد کارواں گل در کنارم

معانی :...... نخستیں: پہلے' پیاپے: مسلسل' لگاتار۔ سوزم: میں جلتا ہوں۔

ترجمہ :...... میں صبح بہار کا پہلا لالے کا پھول (شاعر) ہوں جو اس داغ (عشق کا داغ) سے جو میں رکھتا ہوں مسلسل تڑپ رہا ہوں۔

معانی :...... مبیں: نہ دیکھ۔ صد کارواں گل: یعنی بے شمار پھول' انسان

ترجمہ :...... میری تنہائی کو تنگ نظری سے نہ دیکھ کیونکہ میرے پہلو میں سینکڑوں گلاب کے پھولوں کے قافلے موجود ہیں۔ یعنی بہت سے لوگ میرے ہم خیال ہیں۔

پریشانم چو گرد رہ گزارے کہ بردوش ہوا گیرد قرارے
خوشا بختے و خرم روزگارے کہ بیروں آید از من شہسوار اے !

معانی :...... پریشانم: میں منتشر یا بکھرا ہوا ہوں۔ دوش: کندھا' راہ گزار: راستہ۔

ترجمہ :...... میں راستے کی گرد کی طرح پریشان (بکھرا ہوا) ہوں۔ (وہ حالت) جو ہوا کے کندھوں پر سوار ہو۔ یعنی بہت زیادہ بکھری ہوئی ہو۔

معانی :...... خرم: تروتازہ' شاداب' روزگار: زمانہ۔ شہسوار: ماہر سوار' عظیم انسان۔

ترجمہ :...... وہ زمانہ کتنا خوش نصیب اور شاداب ہوگا جس میں مجھ (گردوغبار) سے کوئی شہ سوار (مومن) پیدا ہوگا۔

خوش آں قومے پریشاں روزگارے | کہ زاید از ضمیرش پختہ کارے
نمودش سرے از اسرار غیب است | زہر گردے بروں ناید سوارے

معانی :...... پریشاں روزگارے: ایسا دور جس میں انتشار ہی انتشار ہو۔ پختہ کارے: کوئی مرد کامل' زاید: پیدا ہونا۔

ترجمہ :...... وہ قوم جو زمانے کے مصائب (کا شکار ہے) خوش بخت ہے۔ کیونکہ اس کے ضمیر سے مرد کامل پیدا ہونے والا ہے۔

معانی :...... غیب: مخفی' پوشیدہ۔ نمودش: اس کا ظاہر ہونا' اس کا ظہور' بروں ناید: باہر نہیں آتا۔

ترجمہ :...... اس (مرد کامل) کا ظاہر ہونا پوشیدہ رازوں میں سے ایک راز ہے۔ کیونکہ ہر اُڑتی ہوئی گرد وغبار سے کوئی سوار ظاہر نہیں ہوتا۔

بہ بحر خویش چوں موجے تپیدم | تپیدم تا بطوفانے رسیدم
دگر رنگے ازیں خوشتر ندیدم | بخون خویش تصویرش کشیدم!

معانی :...... تپیدم: میں تڑپا' بے قرار ہوا۔ رسیدم: میں پہنچا۔ تا بطوفانے: ایک طوفان تک۔

ترجمہ :...... میں اپنے سمندر (خودی کی تلاش) میں لہر کی طرح تڑپا ہوں۔ میں تڑپنے کی وجہ سے طوفان (خدائے واحد) سے آشنا ہو گیا۔

معانی :...... خوشتر: بہتر' اچھا۔ کشیدم: کھینچ لی یا بنالی۔

ترجمہ :...... میں نے اس سے بہتر (زندگی کا) دوسرا کوئی رنگ نہیں دیکھا۔ میں نے اس کی تصویر اپنے خون سے بنائی ہے۔ یعنی خودی کی بدولت معرفت حق حاصل کرنا نہایت تگ ودو والا کام ہے۔

نگاہش پر کند خالی سبوہا | دواند مے بتاک آرزوہا
زطوفانے کہ بخشد رائیگانی | حریف بحر گردد آبجوہا!

معانی :...... پرکند: بھر دیتی ہے' دے گی' نگاہش: اس کی نگاہ۔ دواند: دوڑاتی یا گردش میں لاتی ہے' لائے گی۔

ترجمہ :...... اس (مرد کامل) کی نگاہ شراب کے خالی پیالوں کو بھر دے گی۔ ان کی خواہشات کی انگور کی بیل میں شراب (کی لہر) دوڑا دے گی۔

معانی :...... رائیگانی: رائیگاں' بلا معاوضہ' مفت میں۔

ترجمہ :...... اس طوفان سے (مسلمانوں کو اللہ کی طرف انعام کی دولت) بلا معاوضہ ہی مل جائے گا۔ نہریں (کمزور مسلمان) سمندر کا مقابلہ کرنے کی اہل ہو جائیں گی۔

چو برگیرد زمام کارواں را | دھد ذوق تجلی ہر نہاں را
کند افلاکیاں را آنچناں فاش | تہ پائی کشد نہ آسماں را

معانی :...... برگیرد: پکڑ لیتا ہے، لے گا۔ زمام: باگ ڈور، نکیل ۔ ہر نہاں: ہر چھپی ہوئی چیز۔ افلا کیاں: افلاک کی جمع، اہل آسمان۔ آسمانی قوتیں۔

ترجمہ :...... جب (مرد کامل) قافلہ کی باگ دوڑ پکڑے گا یا رہنمائی کرے گا تو ہر پوشیدہ (صلاحیتیں) کو تجلی کا ذوق وشوق عطا کر دے گا۔ یعنی چھپی ہوئی صلاحیتیں ظاہر ہو جائیں گی۔

ترجمہ :...... (مرد کامل کی رہنمائی میں مسلمان) آسمانوں کے راز اس طرح ظاہر کرتا ہے (جیسے) پاؤں کے نیچے تو آسمانوں کو کھینچا جاتا ہے۔

مبارکباد کن آں پاک جاں را　　　　که زاید آں امیر کارواں را
زآغوش چنیں فرخنده مادر　　　　خجالت می دہم حور جناں را !

معانی :...... پاک جاں: پاکیزہ فطرت۔ امیر کارواں: قافلے کے سالار، مسلمان قوم کے رہنما۔ زاید: جنتی ہے، پیدا کرتی ہے۔

ترجمہ :...... اس پاکیزہ روح (خاتون) کو مبارکباد دینا جس نے اس کارواں کے سردار کو پیدا کرے گی۔

معانی :...... فرخندہ: خوش بخت، خجالت: شرمندگی۔

ترجمہ :...... ایسی خوش بخت ماں کی گود سے جنت کی حوروں کو شرمندگی عطا کر رہا ہوں۔

دل اندر سینه گوید دلبرے ہست　　　　متاعے آفریں غارتگرے ہست
بگوشم آمد از گردوں درم مرگ　　　　شگوفه چوں فرو ریزد برے ہست،

معانی :...... دلبر: مراد مرد کامل، غارتگر: تباہ کرنے والا۔ متاع آفریں: دولت پیدا کر یا جمع کر۔ غارت گرے: لوٹنے والا۔

ترجمہ :...... میرے سینے میں میرا دل کہہ رہا ہے کہ کوئی مرد کامل (ضرور) ہے دولت (جتنی چاہے) پیدا کر (اس کو) تباہ کرنے کے لئے کوئی (ضرور) ہے۔

معانی :...... گردوں: آسمان، شگوفہ: کلی، بر: پھل، فروریز: نیچے گرتا ہے۔

ترجمہ :...... میری موت کے وقت آسمان سے مجھے آواز آئی کہ جب کلی (پودے سے) گرتی ہے تو پھل پیدا ہوتا ہے۔ یعنی میرے بعد کوئی رہنما ضرور آئے گا۔

نوٹ: یہ مصرع فارسی شاعر لطف اللہ آذر کا ہے۔

...... (۱۰) ......

خلافت وملوکیت

خلافت: اسلامی طرزِ حکومت۔ ملوکیت: غیر اسلامی طرزِ حکومت یعنی بادشاہت

عرب خود را به نور مصطفیٰؐ سوخت　　　　چراغ مرده مشرق بر افروخت
ولیکن آں خلافت راه گم کرد　　　　که اول مومناں را شاہی آموخت !

معانی :...... سوخت: جلنا، منور کرنا۔ افروخت: روشن کیا۔ آموخت: سیکھا۔ سکھایا۔

خلافت بر مقام ما گواہی است　　حرام است آنچہ برما پادشاہی است
ملوکیت ہمہ مکر است و نیرنگ　　خلافت حفظ ناموس الٰہی است !

معانی :...... مقام ما: ہمارا مرتبہ‘ ہمارا منصب۔ پادشاہی: غیر اسلامی طرزِ حکومت یا فردِ واحد کی حکومت۔ نیرنگ: شعبدہ بازی‘ فریب‘ حیلہ‘ جادوگری‘ جادو۔ ناموس: عزت۔ ناموسِ الٰہی: قوانین خدائی کی عزت۔ حفظ: حفاظت۔

در افتد باملوکیت کلیمے　　فقیرے، بے کلاہے، بے گلیمے
گہے باشد کہ بازی ہائے تقدیر　　بگیرد کار صرصر از نسیمے !

معانی :......در افتد: الجھ پڑتا ہے‘ ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے۔ بے گلیمے: گدڑی کے بغیر۔ بے کلاہے: کلاہ (جو بادشاہی کی علامت ہے) کے بغیر یعنی بے سروسامانی کی حالت۔ گہے باشد: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ صرصر: طوفان‘ آندھی‘ بہت تیز ہوا۔ نسیمے: ایک نرم ہوا‘ مراد کمزور قوم۔

ہنوز اندر جہاں آدم غلام است　　نظامش خام و کارش ناتمام است
غلام فقر آں گیتی پناہم　　کہ در دینش ملوکیت حرام است

معانی :......نظامش: اس کا نظام‘ نظامِ حیات۔ خام: کچا‘ کمزور۔ گیتی پناہ: مراد رسول کریمؐ جن کی پناہ میں دونوں جہان ہیں۔

محبت از نگاہش پایدار است　　سلوکش عشق و مستی را عیار است
مقامش عبدہٗ، آمد و لیکن　　جہانِ شوق را پروردگار است

معانی :......از نگاہش: ان کی (حضور اکرمؐ کی) نگاہِ مبارک سے۔ سلوکش: آپؐ کا بتایا ہوا راستہ۔ عیار: معیار‘ کسوٹی‘ پرکھ۔ عبدہٗ: اس یعنی خدا کا بندہ۔ پروردگار: پالنے‘ پرورش کرنے والے‘ خالق۔

...... (۱۱) ......

ترکِ عثمانی

بملک خویش عثمانی امیر است　　دلش آگاہ و چشم او بصیر است
نہ پنداری کہ رست از بندِ افرنگ　　ہنوز اندر طلسم او اسیر است

معانی :......عثمانی: عثمانی ترک (ترکی کے اس وقت کے حکمران) امیر: سردار‘ حکمران۔ آگاہ: واقف۔ بصیر: گہری نظر رکھنے والی۔ نہ پنداری: کہیں یہ نہ سمجھ لینا۔ رست: آزاد ہو گیا۔ بندِ افرنگ: انگریزوں کی قید۔ طلسم: جادو۔

خنک مرداں کہ سحرِ او شکستند　　بہ پیمانِ فرنگی دل نہ بستند
مشو نومید و باخود آشنا باش　　کہ مرداں پیش ازیں بودند و ہستند

معانی :......خنک مرداں: مبارک یا‘ خوش قسمت‘ خوش بخت لوگ ہیں‘ قومیں۔ سحرِ او: اس کی غلامی کا جادو۔ شکستند: انہوں نے توڑ دیا۔ پیمان: عہد‘ وعدہ۔ دل نہ بستند: دل نہ لگایا‘ اعتماد نہ کیا۔ مشو: مت ہو۔

بہ ترکاں آرزوے تازہ دادند بنائے کارشاں دیگر نہادند
ولیکن کو مسلمانے کہ بیند نقاب ازروے تقدیرے کشادند

معانی :......آرزوئے تازہ: نئی آرزو، تازہ جذبے۔ بنائے کارِشاں: ان کے کام کی بنیاد۔ دیگر: پھر، نئی۔ کو: کہاں ہے، کہاں ہیں۔ کشادند: کھول دیا۔

...... (۱۲) ......

دختران ملت (ملت اسلامیہ کی بیٹیاں)

بہل اے دخترک ایں دلبری ہا مسلماں را نہ زیبد کافری ہا
منہ دل برجمال غازہ پرورد بیاموز از نگہ غارت گری ہا

معانی :......بہل: چھوڑ، چھوڑ دے۔ دخترک: چھوٹی بیٹی، لڑکی۔ دلبری ہا: ناز و ادا، نخرہ۔ نہ زیبد: زیب نہیں دیتیں، اچھی نہیں لگتیں۔ کافری ہا: ظاہری حسن کی آرائش و نمائش۔ منہ: مت رکھ، مت لگا۔ جمال غازہ پرور: وہ حسن جسے سرخی نے پالا ہو، مراد سرخی پاؤڈر والا ظاہری حسن۔ بیاموز: سیکھ۔ غارت گری: لوٹ مار۔

نگاہ تست شمشیر خدا داد بزخمش جان مارا حق بما داد
دل کامل عیار آں پاک جاں برد کہ تیغ خویش را آب از حیا داد

معانی :......نگاہ تست: تیری نگاہ ہے۔ شمشیر خداداد: قدرتی تلوار، خدا کی عطا کردہ تلوار۔ دل کامل عیار: کسوٹی پر پورا اترنے والا دل۔ آں پاک جاں: وہ پاکیزہ روح والی عورت۔ آب: چمک، دمک، رونق۔

ضمیر عصر حاضر بے نقاب است کشادش در نمود رنگ و آب است
جہانتابی زنور حق بیاموز کہ او باصد تجلی در حجاب است !

معانی :......کشادش: اس کا ظہور، اس کی نمود۔ ضمیر: دل کا اصل ارادہ، مراد ذہنیت۔ بے نقاب: بغیر پردہ کے، بالکل واضح۔ نمودِ رنگ و آب: ظاہری چمک دمک کا اظہار۔ جہانتابی: دنیا کو روشن کرنا۔ بیاموز: سیکھ۔

جہاں را محکمی از امہات است نہاد شاں امین ممکنات است
اگر ایں نکتہ را قومے نداند نظام کاروبارش بے ثبات است

معانی :......محکمی: مضبوطی۔ امہات: امہ کی جمع، مائیں، عورتیں۔ نہادِشاں: ان کی اصل یا ان کا وجود۔ ممکنات: مراد آئندہ آنے والی یا نئی نسلیں۔ بے ثبات: کمزور، ناپائیدار۔ نظام کاروبارش: زندگی کا کاروبار، نظام زندگی۔

مرا داد ایں خرد پرور جنونے نگاہ مادر پاک اندرونے
زمکتب چشم و دل نتواں گرفتن کہ مکتب نیست جز سحر و فسونے !

معانی :...... خرد پرور جنونے: وہ جنون جس میں دانائی ہو۔ مادرِ پاک اندرونے: پاک باطن والدہ۔ مکتب: مدرسہ، سکول، تعلیمی ادارہ۔ چشم و دل نتواں گرفتن: حق کو پہچاننے والی آنکھ اور دل پرنور حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

خنک آں ملتے کز وارد اتش   قیامت ہا بہ بیند کائناتش
چہ پیش آید، چہ پیش افتاد اورا   تواں دید از جبین امہاتش

معانی :......وارداتش: اس کی وارداتیں۔ قیامت ہا: قیامتیں، عظیم جوش وخروش یا انقلابات۔ چہ پیش آید: کیا پیش آتا ہے۔ چہ افتاد: کیا گزری۔ تواں دید: دیکھا جاسکتا ہے۔ جبین امہاتش: اس قوم کی ماؤں کی پیشانی۔

اگر پندے زدرویشے پذیری   ہزار امت بمیرد، تو نہ میری
بتولے باش و پنہاں شوازیں عصر   کہ در آغوش شبیرؓ بگیری

معانی :......پندے: ایک نصیحت۔ درویشے: ایک درویش (علامہ اقبال) پذیری: قبول کرے۔ تو نہ میری: تو نہ مرے گی۔ امت: مراد ماں۔ بتولے باش: تو ایک بتول بن جا (حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا لقب بتولؓ تھا)۔ پنہاں شو: چھپ جا۔ شبیرےؓ: ایک شبیرؓ (حضرت امام حسینؓ)

زشام ما بروں آور سحر را   بہ قرآں باز خواں اہل نظر را
تو میدانی کہ سوز قرأت تو   دگر گوں کرد تقدیر عمرؓ را

معانی :......بروں آور سحر: دن نکال یعنی حالات بہتر پیدا کر۔ شام: خراب یا برے حالات۔ باز خواں: پھر بلا، پھر لا۔ سوز قرات: قرآن کریم پڑھنے کا پرسوز انداز۔ دگرگوں کرد: بدل ڈالی۔ عمرؓ: حضرت عمرؓ فاروق جو پہلے اسلام کے سخت مخالف تھے۔ بعد میں اپنی بہن سے قرآن کریم سن کر اسلام قبول کیا۔

...... (۱۳) ......

عصر حاضر

چہ عصر است ایں کہ دیں فریادی اوست   ہزاراں بند در آزادی اوست
زروے آدمیت رنگ و نم برد   غلط نقشے کہ از بہزادی اوست

معانی :......چہ: کیسا۔ فریادی: فریاد کرنے والا۔ آدمیت: انسانیت۔ رنگ ونم برد: چمک دمک اور نمی لے گیا۔ بہزادی: نقاشی، بہزاد قدیم ایران کا مشہور مصور تھا اسی نسبت سے نقاشی کے لئے ''بہزادی'' استعمال کیا گیا ہے۔

نگاہش نقشبند کافری ہا   کمال صنعت او آزری ہا
حذر از حلقہ بازار گانش   قمار است ایں ہمہ سوداگری ہا !

معانی :...... نقشبند کافری ہا: کافرانہ نقش بنانے والی۔ آزری ہا: مراد بت تراشیاں، آزر، حضرت ابراہیمؑ کے دور کا ایک بہت بڑا بت تراش جو بت بھی بناتا تھا اور لوگوں کو انہیں سجدہ کرنے کو بھی کہتا تھا۔

جواناں رابد آموز است ایں عصر   شب ابلیس را روز است ایں عصر
بدا مانش مثال شعلہ پیچم   کہ بے نور استو بے سوز است ایں عصر

معانی :......بدآموز: برائیاں یا بری باتیں سکھانیوالا۔ پیچم: میں الجھتا ہوں۔ عصر: زمانہ، دور، دن کا آخری حصہ، انگور کا نچوڑ۔

مسلماں فقر و سلطانی بہم کرد ضمیرش باقی و فانی بہم کرد
ولیکن الاماں از عصر حاضر کہ سلطانی بہ شیطانی بہم کرد

معانی :......بہم کرد: باہم ملا دیا۔ باقی: جسے بقا حاصل ہو۔ فانی: جسے فنا ہے۔ الاماں: خدا کی پناہ۔

چہ گویم رقص تو چون است و چوں نیست حشیش است! ایں نشاط اندروں نیست
بہ تقلید فرنگی پاے کوبی بہ رگہاے تو آں طغیان خوں نیست!

معانی :......چہ گویم: میں کیا کہوں۔ چون است: کیسا ہے؟ حشیش: بھنگ۔ رقص: ناچ۔ نشاطِ اندروں: باطنی خوشی / مسرت یعنی روحانی نشہ۔ تقلید: پیروی۔ پائے کوبی: تو پاؤں کوٹتا ہے یعنی پاؤں زمین پر مار کر ناچتا ہے۔ طغیانِ خون: خون کا طوفان۔

...... (۱۴) ......

برہمن

در صدفتنہ را بر خود کشادی دو گامے رفتی واز پا فتادی
برہمن از بتاں طاق خود آراست تو قرآں راسر طاقے نہادی!

معانی :......برہمن: ہندوؤں کا مذہبی پیشوا۔ کشادی: تو نے کھولا۔ دو گامے: کوئی دو قدم۔ از پا فتادی: تو گر پڑا، پاؤں لڑکھڑا کر گر پڑا۔ طاق: محراب کی طرح ڈاٹ جو دیوار میں بنائی جاتی ہے۔ آراست: سجایا۔ نہادی: تو نے رکھ دیا۔

برہمن را نگویم ہیچ کارہ کند سنگ گراں را پارہ پارہ
نیاید جز بہ زور دست و بازو خدا ے را تراشیدن زخارہ!

معانی :......ہیچ کارہ: نکما، کوئی کام نہ کرنے والا۔ گراں: بھاری، بوجھل۔ پارہ پارہ: ٹکڑے ٹکڑے۔ تراشیدن: چھیلنا، تراشنا، بنانا۔ خارہ: سخت پتھر۔

نگہ دارد برہمن کار خودرا نمی گوید بہ کس اسرار خود را
بمن گوید کہ از تسبیح بگور بدوش خود برد زنار خود را!

معانی :......نگہدارد: حفاظت کرتا ہے۔ از تسبیح بگذر: تسبیح پڑھنا چھوڑ۔ زنار: جنیؤ وہ موٹا دھاگہ جو ہندوؤں کے لئے متبرک ہے اور وہ اسے گلے میں ڈالے رکھتے ہیں۔

برہمن گفت برخیز از درغیر زیاران وطن ناید بہ جز خیر!
بیک مسجد دو ملامی نہ گنجد زافسون بتاں گنجد بیک دیر!

معانی :......برخیز: اٹھ کھڑا ہو۔ غیر: جو اپنا نہ ہو۔ ناید: نہ آید، نہیں آتی۔ می نہ گنجد: نہیں سماتے۔ دیر: بتخانہ۔

...... (۱۵) ......

تعلیم

تب و تابے کہ باشد جاودانہ سمند زندگی را تازیانہ
بہ فرزنداں بیاموز ایں تب وتاب کتاب و مکتب افسون و فسانہ !

معانی :......مکتب:مدرسہ،سکول۔ تب وتاب:اضطراب،بیقراری۔ سمند:گھوڑا۔ تازیانہ:چابک۔ بیاموز:سکھا۔

زعلم چارہ سازے بے گدازے بسے خوشتر نگاہ پاک بازے
نکوتر از نگاہ پاک بازے دلے از ہر دو عالم بے نیازے

معانی :......چارہ ساز:کام بنانے والا، کام آنے والا۔ بے گدازے:جس میں سوز وگداز یا جوش وولولہ نہ ہو۔ بسے:بہت۔ خوشتر:زیادہ اچھی بہتر۔ نگاہ پاک بازے:کسی پاک فطرت وسیرت کی نگاہ۔ نکوتر:زیادہ اچھا۔

بہ آں مومن خدا کارے ندارد کہ در تن جان بیدارے ندارد
ازاں از مکتب یاراں گریزم جوانے خود نگہدارے ندارد

معانی :......کارے ندارد:کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ جانِ بیدار:زندہ جان،مراد سوز وگداز والا دل۔ گریزم:میں بھاگتا ہوں، خودنگہدارے:اپنی حفاظت کرنے والا۔

ز من گیر ایں کہ مردے کور چشمے زبینائے غلط بینے نکوتر
ز من گیر ایں کہ نادانے نکوکیش ز دانشمند بے دینے نکوتر !

معانی :......ز من گیر:تو مجھ سے یہ بات سمجھ لے۔ کورچشم:نابینا،اندھا۔ بینائے غلط بینے:غلط دیکھنے والا کوئی انسان۔ نکوکیش:اچھی فطرت والا،نیک زندگی بسر کرنے والا۔

ازاں فکر فلک پیما چہ حاصل ؟ کہ گرد ثابت و سیارہ گردد
مثال پارہ ابرے کہ ازباد بہ پہنائے فضا آوارہ گردد

معانی :......فکر فلک پیما:آسمان ناپنے والی فکر،بلند فکر۔ چہ حاصل:کیا فائدہ،کیا حاصل ہے۔ ثابت:وہ ستارہ جو گردش نہ کرے۔ سیارہ:گردش کرنے والا ستارہ۔ گردد:گھومے،گردش کرے۔ پہنائے فضا:فضا یا آسمان کی وسعت۔ آوارہ گردد: بیکار پھرتا ہے۔

ادب، پیرایہ نادان و دانا ست خوش آں کہ از ادب خود رابیار است
ندام آں مسلماں زادہ ر ادوست کہ درد انش فزود و در ادب کاست !

معانی :......ادب:بڑوں کی عزت کرنا۔ پیرایہ:لباس،زیور،زینت۔ کو:کہ او،کہ وہ،کہ جس نے۔ بیاراست:آراستہ کیا۔ مسلمان زادہ:مسلمان کی اولاد،مسلمان نوجوان۔ ندارم......دوست:میں پسند نہیں کرتا۔ فزود:اضافہ کیا،بڑھایا۔ کاست:کمی کی۔

ترا نومیدی از طفلاں روا نیست چہ پروا گر دماغ شاں رسا نیست
بگو اے شیخ مکتب گر بدانی کہ دل در سینہ شاں ہست یا نیست!

معانی :......طفلاں: طفل کی جمع، بچے۔ روانیست: مناسب نہیں ہے۔ رسا: بات یا حقیقت کی تہ تک پہنچنے والا۔ شیخ مکتب: استاد۔

بہ پور خویش دین و دانش آموز کہ تابد چوں مہ و انجم نگینش
بدست او اگر دادی ہنر را ید بیضا است اندر آستینش!

معانی :......پور خویش: اپنی اولاد۔ آموز: سکھا۔ تابد: چمکے۔ دانش: عقل، دانائی، مراد دنیاوی علوم۔ نگینش: اس کا نگینہ۔ ید بیضا: روشن ہاتھ، حضرت موسیٰؑ کا ایک معجزہ۔

نوا از سینہ مرغ چمن برد زخون لالہ آں سوز کہن برد
بایں مکتب، بایں دانش چہ نازی کہ ناں در کف نداد و جاں ز تن برد

معانی :......برد: لے گیا۔ مرغ چمن: چمن کا پرندہ، مراد مسلمان نوجوان۔ سوز کہن: پرانا سوز۔ ناں: روٹی، مراد روزی۔ چہ نازی: کیا فخر کرتا ہے۔

خدایا وقت آں درویش خوش باد کہ دلہا از دمش چوں غنچہ بکشاد
بہ طفل مکتب ما ایں دعا گفت پے نانے بہ بند کس میفتاد!

معانی :......خوش باد: اچھا رہے۔ از دمش: اس کی پھونک سے۔ پے نانے: ایک روٹی یا روزی کیلئے۔ بکشاد: کھل اٹھے۔ نہ افتاد: نہ پڑے۔

کسے کو لا الہ را در گرہ بست زبند مکتب و ملا بروں جست
باں دین و بہ آں دانش میرداز کہ از ما می برد چشم و دل و دست

معانی :......در گرہ بست: گرہ میں باندھ لیا۔ بروں جست: باہر اچھل گیا، باہر ہو گیا۔ میرداز: مت مصروف ہو، کوشش نہ کر۔

چومی بینی کہ رہزن کارواں کشت چہ پرسی کاروانے را چساں کشت
مباش ایمن ازاں علمے کہ خوانی کہ ازوے روح قومے میتواں کشت

معانی :......کشت: مار ڈالا، لوٹ لیا۔ چہ پرسی: کیا پوچھتا ہے۔ چساں: کس طرح۔ مباش ایمن: امن میں مت ہو (سمجھ)

جوانے خوش گلے رنگیں کلا ہے نگاہ او چو شیراں بے پنا ہے
بہ مکتب علم میشی را بیا موخت میسر نایدش برگ کیا ہے!

معانی :......خوش گلے: خوبصورت۔ رنگین کلا ہے: رنگین ٹوپی والا۔ علم میشی: بھیڑوں کا سا بزدلانہ طرز۔ بے پنا ہے: مراد تند و تیز، دلیر۔ بیا موخت: سکھا، سیکھ لیا۔ میسر نایدش: اسے میسر نہیں آتا۔

شتر را بچہ او گفت در دشت نمی بینم خداے چار سوار
پدر گفت اے پسر چوں پا بہ لغزد شتر ہم خویش را بیند، ہم اورا

معانی :......خدائے چار سو: چاروں طرف (کائنات) کا خدا۔ پا بلغزد: پاؤں پھسلتا ہے (گرتا ہے)۔

...... (۱۶) ......

تلاش رزق

پریدن از سر بامے ببامے
نہ بخشد جرہ بازاں را مقامے
زنخچیرے کہ جز مشت پرے نیست
ہماں بہتر کہ میری در کنامے

معانی :......پریدن: اڑنا۔ نہ بخشد: نہیں دیتا۔ جرہ بازاں: جرہ باز کی جمع' شہباز' شاہین۔ نخچیر: شکار۔ کنامے: ایک یا کوئی گھونسلا۔

نگر خود را بچشم محرمانہ
نگاہ ماست مارا تازیانہ
تلاش رزق ازاں دادند مارا
کہ باشد پرکشودن را بہانہ

معانی :......بچشم محرمانہ: خود کو پہچاننے والی آنکھ سے۔ تازیانہ: چابک' کوڑا۔ پرکشودن: پر کھولنا' اڑنا۔

...... (۱۷) ......

نہنگ با بچہ خویش

(ایک مگرمچھ اپنے بچے سے یا ایک مگرمچھ کا اپنے بچے سے خطاب)

نہنگے بچہ خود راچہ خوش گفت
بہ دین ماحرام آمد کرانہ
بہ موج آویز و از ساحل بہ پرہیز
ہمہ دریا ست مارا آشیانہ

معانی :......کرانہ: کنارہ' ساحل۔ آویز: الجھ' الجھ جا' لٹکا ہوا۔ بہ پرہیز: بچ' دور رہ۔

تو در دریانہ او در برتست
بہ طوفاں در فتادن جوہر تست
ہمیں دریاے تو غارتگر تست !

معانی :......در برتست: تیرے پہلو میں ہے۔ درفتادن: در افتادن' الجھنا۔ جوہر: گوہر کا معرب' موتی' روح' نچوڑ' اصل صفت۔ بیاسود: اس (سمندر) نے آرام کیا۔ (طوفان نہیں تھا) غارت گر: تباہ کرنے والا' لوٹنے والا' برباد کرنے والا۔

...... (۱۸) ......

خاتمہ

نہ ازساقی نہ از پیمانہ گفتم   حدیث عشق بیباکانہ گفتم
شنیدم آنچہ از پاکان امت   ترابا شوخی رندانہ گفتم

معانی :......حدیث: بات۔ بیباکانہ: بے خوف ہوکر' نڈر۔ شنیدم: میں نے سنا۔ پاکانِ امت: امت مسلمہ کے پاک لوگ' نیک انسان۔ شوخی رندانہ: رندوں کی سی یا آزاد لوگوں کی سی شوخی۔

بخود باز آو دامان دلے گیر   درون سینہ خود منزلے گیر
بدہ ایں کشت را خونابہ خویش   فشاندم دانہ من تو حاصلے گیر!

معانی :......بخود باز آ: اپنی طرف لوٹ آ' اپنی خودی سے واقف ہو۔ منزلے گیر: پڑاؤ ڈال۔ کشت: فصل' کھیت۔ خونابہ: خالص خون۔ فشاندم: میں نے بکھیرا یا بویا ہے۔

حرم جز قبلہ قلب و نظر نیست   طواف او طواف بام و در نیست
میان ماو بیت اللہ رمزیست   کہ جبریل امین راہم خبر نیست !

معانی :......طواف: چکر کاٹنا' لگانا۔ رمزیست: ایک راز یا پوشیدہ تعلق۔ بام و در: مراد عمارت۔ بیت اللہ: خدا کا گھر' خانہ کعبہ۔

حضور عالم انسانی

آدمیت احترام آدمی
با خبر شو از مقام آدمی

جاوید نامہ

حضور عالم انسانی

تمہید

(ابتدائی باتیں)

...... (۱) ......

بیا ساقی بیار آں کہنہ مے را جوان فرودیں کن پیر دے را
نوائے دہ کہ از فیض دم خویش چو مشعل برفروزم چوب نے را

معانی :...... بیار: لا۔ کہنہ مے: پرانی شراب۔ ساقی: شراب پلانے والا' مراد خدا تعالیٰ۔ جوانِ فرودیں: موسم بہار کا جوان۔ پیر دے: خزاں کا بوڑھا۔ برفروزم: میں روشن کروں۔ چوب نے: بانسری کی لکڑی۔

یکے از حجرہ خلوت بروں آئے بباد صبحگاہ سینہ بکشائے
خروش ایں مقام رنگ و بورا بقدر نالہ مرغے بیفزائے

معانی :...... یکے: ذرا' تھوڑی دیر کیلئے۔ سینہ بکشای: سینہ کھول یا کھلا کر۔ خروش: شور' غل۔ مقام رنگ و بو: چمک اور خوشبو کا مقام' یہ دنیا۔ بیفزای: بڑھا۔

...... (۲) ......

زمانہ فتنہ ہا آورد و بگذشت خساں را در بغل پرورد و بگذشت
دو صد بغداد را چنگیزی او چو گور تیرہ بختاں کرد و بگذشت !

معانی :...... آورد: لایا' پیدا کیے۔ بگذشت: گذر گیا۔ خساں: خس کی جمع' گھٹیا' نا اہل' نالائق۔ دو صد بغداد: دو سو بغداد' مراد بہت سے شہر یا علاقے۔ چنگیزی: چنگیز کی طرح ظالم' چنگیز نے ساتویں صدی ہجری اتیرھویں صدی عیسوی میں بغداد پر حملہ کر کے اس کو تباہ و برباد کیا تھا۔ گور: قبر۔ تیرہ بختاں: تیرہ بخت کی جمع' بدقسمت لوگ۔

بسا کس اندہ فردا کشید ند کہ دی مردند و فردا را ندید ند !
خنک مرداں کہ در دامان امروز ہزاراں تازہ تر ہنگامہ چید ند !

معانی :...... بسا کس: بہت سے لوگ۔ اندہ: اندوہ کا مخفف' غم' دکھ' تکلیف۔ فردا: آنے والا کل' مستقبل۔ دی: گزرا ہوا کل' ماضی۔ خنک مرداں: مبارک مرد۔ چید ند: چنے' رکھے (پہلا شعر امیر خسرو دہلوی کا ہے)۔

...... (۳) ......

چو بلبل نالۂ زارے نداری / کہ در تن جان بیدارے نداری
دریں گلشن کہ گلچینی حلال است / تو زخمے از سر خارے نداری!

معانی :......گل چینی: پھول توڑنا۔ گلشن: باغ مراد دنیا۔ نالہ زار: پھوٹ پھوٹ کر رونا۔

بیابر خویش پیچیدن بیا موز / بناخن سینہ کاویدن بیا موز
اگر خواہی خدرا فاش بینی / خود را فاش تر دیدن بیا موز

معانی :......برخویش پیچیدن: اپنے آپ سے الجھنا۔ بیاموز: سیکھ۔ سینہ کاویدن: سینہ چھلنا' سینے میں ڈالنا یا لانا۔ فاش بینی: تو واضح طور پر یا ظاہر دیکھے۔

گلہ از سختی ایام بگوار / کہ سختی ناکشیدہ کم عیار است
نمی دانی کہ آب جویباراں / اگر برسنگ غلطد خوشگوار است

معانی :......سختی ایام: زمانے کی سختیاں' مصیبتیں' تکالیف۔ سختی ناکشیدہ: جس نے کوئی مصیبت نہ دیکھی ہو۔ کم عیار: خام' ناقص' گھٹیا۔ غلطد: لڑھکے۔

کبوتر بچہ خود راچہ خوش گفت / کہ نتواں زیست باخوے حریری
اگر یاہو، زنی از مستی شوق / کلہ را از سر شاہیں بگیری

معانی :......خوئے حریری: ریشم کی سی عادت' مراد نرم طبیعت۔ نتواں زیست: زندگی گزاری نہیں جا سکتی۔ یاھو: اے وہ' یعنی اے اللہ صرف تو ہی معبود ہے۔ زنی: یعنی نعرہ لگائے۔ کلہ: ٹوپی' مراد کلغی۔

فتادی از مقام کبریائی / حضور دوں نہاداں چہرہ سائی
تو شاہینی ولیکن خویشتن را / نگیری تا بہ دام خود نیائی!

معانی :......فتادی: افتادی' تو گر پڑا۔ مقام کبریائی: بڑائی کا مقام۔ دوں نہاداں: دوں نہاد کی جمع' گھٹیا یا کمینہ فطرت۔ چہرہ سائی: چہرہ رگڑ رہا ہے۔ نگیری: تو نہیں پکڑے' تو نہیں پا سکتا۔

خوشا روزے کہ خود را باز گیری / ہمیں فقر است کو بخشد امیری
حیات جاوداں اندر یقین است / رہ تخمین و ظن گیری، بمیری!

معانی :......باز گیری: تو پھر پکڑ لے۔ کو: کہ او' کہ جو۔ رہ تخمین وظن: شک اور گمان کا راستہ۔

تو ہم مثل من از خود درحجابی / خنک روزے کہ خود را بازیابی
مرا کافر کند اندیشۂ رزق / ترا کافر کند علم کتابی

معانی :......درحجابی: تو پردے میں ہے' (اپنے آپ سے آگاہ نہیں ہے)۔ بازیابی: تو پھر پالے' مراد اپنے آپ سے آگاہ ہو جائے۔

چہ خوش گفت اشترے باکرہ خویش | خنک آں کس کہ داند کار خود را
بگیر ازما کہن صحرا نورداں | بہ پشت خویش بردن بار خودرا

معانی :.......کرہ:اونٹ کا بچہ۔ کہن صحرانورداں:صحراؤں میں پرانے پھرنے والے۔ بردن:لے جانا'اٹھا کر لے جانا۔ بار:بوجھ۔

.... (۴) ....

مرا یاد است ازدِ دانائے افرنگ | بسا رازے کہ از بود و عدم گفت
ولیکن باتو گویم ایں دو حرفے | کہ بامن پیر مردے از عجم گفت

معانی :.......دانائے افرنگ:ایک یورپی دانشمند۔ بودوعدم:ہستی اورنیستی'مرادوجود میں ہونا اورنہ ہونا۔ عجم:غیرعرب'مشرق۔

الا اے کشتہ نامحرے چند | خریدی از پے یک دل غمے چند
زتاویلات ملایاں نکوتر | نشستن باخود آگاہے دمے چند

معانی :....... الا:خبردار'ہوشیار۔ کشتہ:مارا ہوا۔ نامحرے چند:چند ناواقف لوگ۔ تاویلات:تاویل کی جمع'اپنے مطلب کے معنی لینا۔ باخودآگاہے:اپنی خودی اورخدا کی معرفت سے آگاہ کسی شخص کے ساتھ۔

.... (۵) ....

وجود است ایں کہ بینی یا نمود است | حکیم ماچہ مشکلہا کشود است
کتابے برفن غواص بنوشت | ولیکن در دل دریا نبود است

معانی :.......نمود:ظاہر۔ حکیم:فلسفی'دانا۔ کشوداست:کھولی ہیں'حل کی ہیں۔ غواص:دریا میں غوطہ زنی۔

بہ ضرب تیشہ بشکن بیستوں را | کہ فرصت اندک وگردوں دورنگ است
حکیماں را دریں اندیشہ بگذار | شرر از تیشہ خیز دیا زسنگ است!

معانی :.......بیستوں:بے ستون'جس کا کوئی ستون نہ ہو'ایران کے اس پہاڑ کا نام جو فرہاد نے خسرو پرویز کے حکم پر کھودا تھا کہ وہاں سے پانی کی نہر نکالے۔ اندک:تھوڑی'کم۔ دورنگ:دوچالوں والا'منافق۔ اندیشہ:سوچ'فکر۔ بگذار:چھوڑ دے'رہنے دے۔

منہ از کف چراغ آرزو را | بدست آور مقام ہاؤ ہورا
مشو رجا رسوے ایں جہاں گم | بخود باز آوبشکن چار سورا

معانی :.......منہ ازکف:ہاتھ سے مت رکھ۔ ہاوہو:واویلا کرنا'مرادعشق کی بے چینی۔ مشو:مت ہو۔ بشکن:توڑ ڈال۔

دل دریا سکوں بیگانہ از تست | بہ جنبش گوہر یک دانہ از تست
تو اے موج اضطراب خود نگہدار | کہ دریار امتاع خانہ از تست

معانی :.......سکوں بیگانہ:سکون سے محروم۔ گوہریک دانہ:قیمتی موتی۔ متاع خانہ:گھر کی دولت'سامان۔ موج:لہر۔

دو گیتی رابہ خود باید کشیدن | نباید از حضور خود رمیدن
بہ نور دوش بیں! مروز خود را | زدوش امروز رانتواں ربودن

معانی :......باید کشیدن: کھینچنا چاہیے۔ رمیدن: دوڑ جانا' بھاگ جانا۔ دوش: گذرا ہوا' کل یا رات' ماضی۔ نتواں ربودن: اڑایا یا چھینا نہیں جا سکتا۔

بما اے لالہ خود را وا نمودی نقاب از چہرہ زیبا کشودی
ترا چوں برمدیدی لالہ گفتند بشاخ اندر چساں بودی ؟ چہ بودی ؟

معانی :......وانمودی: تو نے ظاہر کیا' دکھلایا۔ کشودی: تو نے کھولا' ہٹایا۔ بردمیدی: تو پھوٹا' کھلا۔ چساں: کیسے' کس حال میں۔

...... (۶) ......

نگرید مرد از رنج و غم و درد زدوراں کم نشیند بردلش گرد
قیاس او ر امکن از گریہ خویش کہ ہست از سوز و مستی گریہ مرد !

معانی :......نگرید: نہیں روتا۔ دوراں: زمانہ۔ کم نشیند: نہیں بیٹھتی۔

نہ پنداری کہ مرد امتحاں مرد نمیرد گرچہ زیر آسماں مرد
تراشایاں چنیں مرگ است ورنہ زہر مرگے کہ خواہی می تواں مرد !

معانی :......نہ پنداری: تو نہ سمجھ لے۔ مردِ امتحاں: آزمائشوں یا مشکلات پر پورا اترنے والا۔ نمیرد: نہیں مرتا۔ شایاں: مناسب' لائق' قابل۔

اگر خاک تو از جاں محرمے نیست بشاخ تو ہم از نیساں نمے نیست
زغم آزاد شو' دم رانگہ دار کہ اندر سینہ پردم غمے نیست

معانی :......خاک: مٹی مراد جسم۔ نیساں: موسم بہار کی بارش جس سے سمندروں میں موتی پیدا ہوتے ہیں۔ سینہ پردم: سانسوں سے بھرا ہوا سینہ' ذکرِ خدا سے آباد سینہ۔

پریشاں ہر دم ما ازغمے چند شریک ہر غمے نامحرمے چند
ولیکن طرح فرد اے تواں ریخت اگر دانی بہاے ایں دمے چند !

معانی :......شریک: ساتھی' دوست۔ طرح......تواں ریخت: بنیاد ڈالی جا سکتی ہے۔ بہا: قیمت' اہمیت۔

جوانمردے کہ دل باخویشتن بست رود در بحر و دریا ایمن از شست
نگہ را جلوہ مستی ہا حلال است ولے باید نگہ داری دل و دست !

معانی :......باخویشتن بست: اپنے آپ سے لگایا' خودی کو پالیا۔ شست: مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ جلوہ مستی ہا: فطرت کے نظاروں کو دیکھنا اور لطف اٹھانا۔ نگہ داری: تو حفاظت کرے۔

ازاں غم ہادل مادرد مند است کہ اصل او ازیں خاک نژند است
من و توزاں غم شیریں ندانیم کہ اصل وازافکار بلند است

معانی :......اصل: بنیاد' جڑ۔ خاک نژند: گھٹیا قسم کی مٹی' مراد جسم یا دنیا۔ زاں از آں' اُس سے' اُس کے بارے میں۔

مگو با من خدائے ماچنیں کرد کہ شستن میتواں ازدامنش گرد
تہ و بالا کن ایں عالم کہ درو ے قمارے می برد نامراز مرد!

معانی: ......چنیں کرد: ایسا کیا۔ شستن: دھونا۔ تہ و بالا کن: نیچے اوپر کردے۔ قمارے می برد: بازی جیت جاتا ہے۔ نامراد: مراد گھٹیا انسان۔

بروں کن کینہ را از سینہ خویش کہ دو دخانہ از روزن بروں بہ
زکشت دل مدہ کس را خراجے مشو اے دہ خدا غارت گردہ

معانی: ......کینہ: دشمنی، بغض، حسد۔ دود: دھواں۔ بروں بہ: باہر اچھا ہے۔ کشت دل: دل کی کھیتی۔ مدہ: مت دے۔ مشو: مت ہو۔ دہ خدا: گاؤں کا چودھری، نمبردار۔

سحر ہا در گریبان شب اوست دو گیتی را فروغ از کوکب اوست
نشان مرد حق دیگر چہ گویم چو مرگ آید تبسم برلب اوست!

معانی: ......فروغ: چمک، روشنی۔ کوکب: ستارہ۔ چہ گویم: کیا کہوں۔ مرد حق: خدا کا بندہ، بندہ مومن۔

...... (۷) ......

بباد صبحدم شبنم بنالید کہ دارم از تو امید نگاہے
دلم افسردہ سد از صحبت گل چناں بگور کہ ریزم بر گیاہے!

معانی: ......بنالید: روئی۔ امید نگاہے: مہربانی کی امید۔ افسردہ شد: بجھ گیا ہے۔ صحبت گل: پھول کا قرب۔ چناں: اس طرح۔ ریزم: میں گروں۔

...... (۸) ......

دل

دل آں بحر است کو ساحل نہ ورزد نہنگ از ہیبت موجش بلرزد
ازاں سیلے کہ صد ہاموں بگیرد فلک بایک حباب او نیرزد

معانی: ......نہ ورزد: اختیار نہیں کرتا۔ نہنگ: مگرمچھ۔ ہیبت: خوف، دہشت۔ بلرزد: کانپتا ہے۔ صد ہاموں: سینکڑوں ہاموں یعنی بیابان۔ حباب: بلبلا۔ نیرزد: لائق یا سزاوار نہیں ہے۔

دل ما آتش و تن موج دودش تپید دمبدم ساز وجودش
بذکر نیم شب جمعیت او چو سیمابے کہ بند د چوب عودش

معانی: ......دودش: اس کا دھواں۔ تپید دمبدم: ہر لحہ کی یا مسلسل لگا تار تڑپ۔ جمعیت او: اس کا قرار و اطمینان۔ سیمابے: وہ پارہ۔ چوب عود: ایک سیاہ قسم کی لکڑی جلنے پر۔

زمانہ کار او را می برد پیش | کہ مرد خود نگہدار است درویش
ہمیں فقر است و سلطانی کہ دل را | نگہ داری چو دریا گوہر خویش!

معانی :......می برد پیش: آگے لے جاتا یا بڑھاتا ہے۔ مرد خود نگہدار: اپنی حفاظت کرنے والا آدمی۔ گوہر: کسی شے کی اصل، جوہر، خوبی، موتی، دانائی۔

نہ نیروے خودی را آزمودے | نہ بند از دست و پاے خود کشودے
خرد زنجیر بودے آدمی را | اگر در سینہ او دل نبودے

معانی :......نیرو: طاقت۔ آزمودے: آزماتا۔ بند: زنجیر۔ کشودے: کھولتا۔

تو می گوئی کہ دل از خاک و خون است | گرفتار طلسم کاف و نون است
دل ما گرچہ اندر سینہ ماست | ولیکن از جہان ما برون است

معانی :...... طلسم: جادو، سحر۔ کاف و نون: ''کن''، یعنی ہو جا یا ہو، اللہ تعالیٰ کسی چیز کو وجود میں لانے کیلئے کن (ہو جا فرماتا) اور وہ ''فیکون''، یعنی ہو جاتی ہے۔

جہان مہر و مہ زناری اوست | کشاد ہر گرہ از زاری اوست!
بپاے دہ زمن ہندوستاں را | غلام آزاد از بیداری اوست!

معانی :......زناری: پرستار۔ کشاد: کھلنا۔ گرہ: گانٹھ، رکاوٹ۔

من و تو کشت یزداں، اصل است ایں | عروس زندگی را محمل است ایں
غبار راہ شد دانائے اسرار | نپنداری کہ عقل است ایں، دل است ایں

معانی :......کشت: کھیتی۔ یزداں: قدیم ایرانی نظریے کے مطابق نیکیوں کا خدا، مراد خدا تعالیٰ۔ حاصل: پیداوار، فصل۔ عروس: دلہن۔ محمل: کجاوہ۔ دانائے اسرار: بھیدوں سے آگاہ انسان۔ نہ پنداری: تو یہ نہ سمجھنا۔

گہے جویندہ حسن غریبے | خطیبے! منبر او از صلیبے!
گہے سلطان با خیل و سپاہے | ولے از دولت خود بے نصیبے!

معانی :...... گہے: کبھی۔ جویندہ: تلاش کرنے والا۔ حسن غریبے: ایک ان جانا حسن یعنی حسن ازلی، صلیبے: ایک سولی، پھانسی۔ خیل: گھڑ سواروں کا گروہ۔

جہان دل جہان رنگ و بو نیست | در و پست و بلند و کاخ و کو نیست
زمین و آسمان و چار سو نیست | دریں عالم بجز اللہ ہو نیست!

معانی :......جہانِ رنگ و بو: مراد یہ کائنات یا دنیا۔ درو: در او، اس میں۔ کاخ و کو: محل اور گلی۔ چار سو: چار طرفیں، مراد زمان و مکاں۔ بجز: سوائے۔

نگہ دید و خرد پیمانہ آورد | کہ پیماید جہان چار سو را
مے آشامے کہ دل کردند نامش | بخویش اندر کشید ایں رنگ و بو را

معانی :......آورد: لے آئی۔ پیمانہ: ناپنے کا آلہ۔ پیماید: ناپے۔ مے آشام: شراب پینے والا۔ کشید: کھینچ لیا۔

محبت چسیت ؟ تاثیر نگا ہیست — چہ شیریں زخمے از تیرنگا ہیست
بصید دل روی؟ ترکش بینداز — کہ ایں نخچیر نخچیر نگاہ ہیست

معانی :......چیست: کیا ہے۔ بصید دل: دل کا شکار کرنے کو۔ ترکش بینداز: تیر دان رکھ دے' پھینک دے۔ نخچیر: شکار۔ تاثیر: اثر ہونا۔

...... (۹) ......

خودی

خودی روشن زنور کبریائی است — رسائی ہاے او ازنا رسائی است
جدائی از مقامات و صالش — وصالش از مقامات جدائی است

معانی :......رسائی: پہنچ۔ نارسائی: منزل پر نہ پہنچنا۔ خودی: اپنی معرفت یا پہچان' خود شناسی۔

چوقوے در گزشت از گفتگو ہا — زخاک او بروید آرزو ہا
خودی از آرزو شمشیر گردد — دم اورنگ ہا برد زبوہا !

معانی :......درگذشت: گذر گئی۔ بروید: اگتی ہیں۔ دم: دھار۔ برد: کاٹ دیتی ہے۔

خودی را از وجود حق وجودے — خودی را از نمود حق نمودے
نمید انم کہ ایں تابندہ گوہر — کجا بودے اگر دریا نبودے

معانی :......نمودِ حق: خدا کا ظہور۔ تابندہ گوہر: چمکتا ہوا موتی۔

دلے چوں صحبت گل می پذیرد — ہما ندم لذت خوابش بگیرد
شود بیدار چوں، من، آفریند — چو، من، محکوم تن گردد بمیرد

معانی :......صحبت گل: مٹی یعنی اس عالم کی صحبت۔ می پذیرد: قبول کرتا ہے۔ من: میں یعنی انا' خودی۔ محکوم تن: جسم کا ہر حکم ماننے والا۔

وصال ما وصال اندر فراق است — کشود ایں گرہ غیر از نظر نیست
گہر گم گشتہ آغوش دریا است — ولیکن آب بحر آب گہر نیست !

معانی :......کشود: کھلنا' حل۔ گم گشتہ: گم شدہ۔ آب گہر: موتی کی چمک۔

کف خاکے کہ دارم از در اوست — گل وریحانم زا ابر تر اوست
نہ ،من، رامی شناسم من نہ اورا — ولے دانم کہ من اندر بر اوست

معانی :......کف خاکے: وہ جسم جو۔ در: دروازہ۔ گل وریحانم: میرا گلاب کا پھول اور ناز بو صفتیں۔ اندر بر اوست: اس کے پہلو میں۔

...... (۱۰) ......

جبر واختیار

(یہ نظریہ کہ انسان مجبورِ محض ہے جبکہ خدا تعالیٰ کو ہر کام کا اختیار ہے' وہ مختارِ کل ہے)

یقیں دانم کہ روزے حضرت او — تر ازوے نہد ایں کاخ و کورا
ازاں ترسم کہ فردائے قیامت — نہ مارا سازگار آید، نہ اورا !

معانی :......یقیں دانم: مجھے یقین ہے۔ حضرتِ او: اس کی جناب۔ نہد: رکھے' رکھے گی۔ ترسم: میں ڈرتا ہوں۔ سازگار آید: موافق ہوگا۔

بہ روما گفت بامن راہب پیر — کہ دارم نکتہ ازمن فراگیر
کند ہر قوم پیدا مرگ خود را — ترا تقدیر و مارا کشت تدبیر !

معانی :......بہ روما: اٹلی کے دارالحکومت روم میں۔ راہب پیر: عیسائیوں کا بوڑھا یا بڑا پادری' بڑا۔ فراگیر: حاصل کرلے۔ کشت: مارڈالا۔ مرگ: موت۔

...... (۱۱) ......

موت

شنیدم مرگ بایزداں چنیں گفت — چہ بے نم چشم آں کز گل بزاید
چو جاں اوبگیرم شرمسارم — ولے او را زمرد عار ناید !

معانی :......شنیدم: میں نے سنا۔ چہ بے نم: کس قدر نمی کے بغیر ہے' یعنی آنسو نہیں ہیں۔ کز گل بزاید: جو مٹی سے پیدا ہوتا ہے۔ عار ناید: شرمندہ نہیں ہوتا۔

شاباش دہ کہ میر شش جہات است — بدست او زمام کائنات است !
نگردد شرمسار از خواری مرگ — کہ نامحرم زناموس حیات است !

معانی :......شاباش دہ: اسے دوام عطا کر۔ شش جہات: چھ طرفیں (دائیں بائیں' آگے پیچھے اور نیچے) مراد یہ کائنات۔ ناموس حیات: زندگی کی عزت۔

...... (۱۲) ......

بگو ابلیس را

(ابلیس یا شیطان سے کہو)

بگو ابلیس را ازمن پیامے — تپیدن تاکجا در زیرد امے

مرا ایں خاکدانے خوش نیاید　　کہ صبحش نیست جز تمہید شامے

معانی :......تپیدن: تڑپنا۔ ایں خاکدانے: یہ خاکدان مراد یہ دنیا۔ خوش نیاید: اچھا نہیں لگتا۔ تمہید: ابتداء' آغاز۔

جہاں تا از عدم بیروں کشید ند　　ضمیرش سرد و بے ہنگامہ دیدند
بغیر از جان ماسوزے کجا بود　　ترا از آتش ما آفرید ند

معانی :...... عدم: نیستی' وجود کا نہ ہونا۔ ضمیرش: اس کا باطن یا دل۔ آفریدند: قدرت نے یا انہوں نے پیدا کیا۔

جدائی شوق را روشن بصر کرد　　جدائی شوق را جوینده تر کرد
نمید انم کہ احوال توچوں است　　مرا ایں آب و گل ازمن خبر کرد

معانی :......روشن بصر: تیز بینائی والا۔ جوینده تر: زیادہ تلاش کرنے والا۔ ایں آب وگل: یہ پانی اور مٹی' مراد اس خاکی جسم نے۔

ترا از آستان خود بر اندند　　رجیم و کافر و طاغوت خواندند
من از صبح ازل در پیچ و تابم　　ازاں خارے کہ اندر دل نشاندند

معانی :...... براندند: دھتکار دیا یا بھگا دیا۔ رجیم: راندۂ درگاہ۔ طاغوت: حد سے بڑھنے والا۔ نشاندند: ڈال دیا۔
صبح ازل: وہ زمانہ جس کا آغاز معلوم نہیں۔

تومی دانی صواب و ناصوابم　　نروید دانہ از کشت خرابم
نکردی سجدہ و از درد مندی　　بخود گیری گناہ بحسابم !

معانی :......صواب: درستی' اچھائی۔ ناصواب: برائی۔ نروید: نہیں اگتا۔ بخود گیری: تو اپنے ذمے لیا ہے۔

بیا تا نردرا شاہانہ بازیم　　جہان چار سو را در گرازیم
بافسون ہنراز برگ کاہش　　بہشتے ایں سوے گردوں بسازیم

معانی :......نرد: شطرنج' جوا۔ درگدازیم: ہم پگھلا دیں۔

...... (۱۳) ......

ابلیس خاکی وابلیس ناری

(مٹی کا شیطان یعنی شیطانی خصلتوں والا انسان' ناری' آگ کا شیطان' اصل شیطان جو آگ سے تخلیق ہوا)

فساد عصر حاضر آشکار است　　سپہر از زشتی او شرمسار است
اگر پیدا کنی ذوق نگاہے　　دو صد شیطاں ترا خدمتگار است !

معانی :......فساد: بگاڑ' لڑائی۔ آشکار: واضح۔ زشتی: برائی۔

بہ ہر کو رہزنان چشم و گوش اند　　کہ در تاراج دل ہا سخت کوش اند
گراں قیمت گناہے بالشیرے !　　کہ ایں سوداگراں ارزاق فروش اند !

معانی :......رہزنان: رہزن کی جمع' لٹیرے' ڈاکو۔ تاراج: لوٹ۔ سخت کوش: بہت کوشش کرنے والا۔ با پشیزے: کوڑیوں کے مول۔ ارزاں فروش: سستا بیچنے والے۔

چہ شیطانے ! خرامش واژ گونے کند چشم ترا کو راز فسونے
من اورا مردہ شیطانے شمارم کہ گیرد چوں تو نخچیر زبونے !

معانی :......خرامش: اس کا ٹہلنا' اس کی چال۔ واژگوں: الٹی' ٹیڑھی۔ کور: اندھی۔ شمارم: سمجھتا ہوں۔ نخچیر بونے: ایک گھٹیا ذلیل شکار۔

چہ زہرابے کہ در پیمانہ اوست کشد جاں را اوتن بیگانہ اوست
تو بینی حلقہ دامے کہ پید است نہ آں دامے کہ اندر دانہ اوست !

معانی :......زہرابے: زہریلی شراب۔ کشد: مارتی یا ہلاک کرتی ہے۔ پیداست: ظاہر ہے۔

بشر تا از مقام خود فتاد است بقدر محکمی اور اکشاد است
گنہ ہم می شود بے لذت و سرد اگر ابلیس تو خاکی نہاد است

معانی :......فتاداست: گر پڑا ہے۔ خاکی نہاد: مٹی کی اصل والا یعنی انسان۔

مشو نخچیر ابلیسان ایں عصر خساں را غمزہ شاں سازگار است
اصیلاں راہماں ابلیس خوشتر کہ یزداں دیدہ و کامل عیار است !

معانی :......مشو: مت ہو۔ خساں: خس کی جمع' گھٹیا۔ اصیلاں: اصل کی جمع' شریف۔ کامل عیار: اپنے فن میں کامل۔

حریف ضرب او مرد تمام است کہ آں آتش نسب والا مقام است
نہ ہر خاکی سزا وارنخ اوست کہ صید لاغرے بروے حرام است

معانی :......حریف: مد مقابل' دشمن' شریک۔ مرد تمام: مرد کامل۔ آتش نسب: آگ کی نسل والا' ابلیس۔ والا مقام: بلند مرتبہ۔ صید: شکار کرنا' وہ جانور جس کو شکار کیا گیا ہو۔

زفہم دوں نہاداں گرچہ دور است ولے ایں نکتہ را گفتن ضرور است
بہ ایں نوزادہ ابلیساں نسازد گنہگارے کہ طبع او غیور است

معانی :......دوں نہاداں: کمینہ فطرت لوگ۔ نوزادہ: نئے نئے پیدا ہونے والے۔ غیور: غیرت مند' خوددار۔

بہ یاران طریق

(ہم خیال لوگ، ہم نوا، ایک جیسی سوچ رکھنے والے)

بیاتا کار ایں امت بسازیم چناں نالیم اندر مسجد شہر!
کہ دل در سینہ ملا گرازیم !

معانی :...... بسازیم: بنائیں، سنواریں۔ قمار: جوا۔ مردانہ بازیم: دلیرانہ انداز میں کھیلیں۔ نالیم: ہم نالہ وزاری کریں، ہم روئیں۔ گدازیم: ہم پگھلا دیں۔

بہ یاران طریق

...... (1) ......

قلندر جرہ باز آسمانہا بہ بال او سبک گردد گرانہا
فضائے نیلگوں نخچیر گاہش نمیگرد دبگرد آشیانہا !

معانی :...... جرہ باز: نر باز۔ بال: بڑے پر۔ سبک: ہلکا۔ گراں ہا: بھاری اور بوجھل چیزیں۔ نخچیر گاہش: اس کی شکار گاہ۔ نمی گردد: نہیں گھومتا، نہیں پھرتا۔

زجانم نغمہ اللہ ہو ریخت چو گرد از رخت ہستی چار سو ریخت
بگیر از دست من سازے کہ تارش زسوز زخمہ چوں اشکم فرو ریخت !

معانی :...... اللہ ہو: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ریخت: گرا، نکلا۔ رخت ہستی: زندگی کا لباس۔ زخمہ: مضراب، وہ آلہ جس سے ستار بجاتے ہیں۔ فرو ریخت: نیچے گر گیا۔

چو اشک اندر دل فطرت تپیدم تپیدم تا بچشم او رسیدم
درخش من زمژگانش تواں دید کہ من بر برگ کاہے کم چکیدم

معانی :......تپیدم: میں تڑپا۔ درخش من: میری چمک چمک۔ کم چکیدم: میں نہیں ٹپکا۔

مرا از منطق آید بوئے خامی دلیل او دلیل ناتمامی !
بروبم بستہ در ہارا کشاید دو بیت از پیر رومی یا زجامی !

معانی :......منطق: وہ علم جس میں کسی بات یا مسئلہ کو دلیلوں سے ثابت کیا جاتا ہے۔ بوئے خامی: کچے پن کی بو، نقص کی بو۔ ناتمامی: نامکمل۔ بروبم: مجھ پر۔ کشاید: کھولتے ہیں۔ پیر رومی: مراد مولانا جلال الدین رومیؒ۔ جامی: فارسی کے مشہور شاعر مولانا عبدالرحمٰن جامی۔

بیا ازمن بگیر آں دیر سالہ کہ بخشد روح باخاک پیالہ !
اگر آبش دہی از شیشہ من قد آدم بروید شاخ لالہ !

معانی :......دیر سالہ: مراد پرانی شراب۔ شیشہ: صراحی۔ قدِ آدم: آدمی کے قد کے برابر۔ بروید: اُگے گی۔

بدست من ہماں دیرینہ چنگ است درونش نالہ ہائے رنگ رنگ است
ولے بنوازمش باناخن شیر کہ اورا تارازرگ ہائے سنگ است !

معانی :......دیرینہ چنگ: پرانا باجا، ساز۔ درونش: اس کا اندر، اس میں۔ بنوازمش: میں اسے بجاتا ہوں۔

بگو ازمن بہ پرویز ان ایں عصر نہ فرہادم کہ گیرم تیشہ دردست
زخارے کو خلد درسینہ من دل صد بیستوں رامی تواں خست

معانی :......پرویزان ایں عصر: جدید دور کے حکمران یا با اختیار لوگ۔ فرہاد: شیریں کا عاشق، ایران کے قدیم بادشاہ پرویز نے فرہاد کی محبوبہ شیریں اس سے چھین لی اور اسے فریب دے کر کہا کہ تم کوہ بیستون سے ندی نکالو تو تمہیں شیریں سے ملا دیا جائے گا۔ جب فرہاد نے یہ کام کر لیا تو پرویز نے یہ جھوٹی خبر اُڑا دی کہ شیریں تو مر گئی ہے۔ فرہاد نے جب یہ سُنا تو اس نے اسی تیشے سے خود کو ہلاک کر لیا جس سے اس نے نہر کھودی تھی۔ خلد: چبھتا ہے۔ می تواں خست: توڑا جا سکتا ہے۔

فقیرم ساز و سامانم نگاہیست بچشمم کوہ یاراں برگ کاہیست !
زمن گیر ایں کہ زاغ دخمہ بہتر ازاں بازے کہ دست آموز شاہیست !

معانی :......ساز و سامانم: میرا مال و اسباب۔ کوہ یاراں: دوستوں کا پہاڑ یعنی دوستوں کا مال اسباب۔ زاغ دخمہ: دخمہ کا کوا، دخمہ پارسیوں کا قبرستان جہاں وہ اپنے مردوں کو اونچی جگہ پر رکھ دیتے ہیں اور ان لاشوں کو چیلیں اور کوے وغیرہ کھا جاتے ہیں۔ دست آموز: سدھایا ہوا۔

در دل رابروئے کس نہ بستم نہ از خویشاں نہ ازیاراں گسستم
نشیمن ساختم در سینہ خویش تہ ایں چرخ گرداں خوش نشستم

معانی :......بستم: میں نے بند نہیں کیا۔ خویشاں: خویش کی جمع، اپنے مراد عزیز و اقارب، رشتہ دار۔ نہ گسستم: میں نے

تعلقات نہ توڑے۔ نشیمن ساختم: میں نے آشیانہ بنایا۔

دریں گلشن ندارم آب و جاہے — نصیبم نے قبائے نے کلاہے
مرا گلچیں بد آموز چمن خواند — کہ دادم چشم نرگس را نگاہے !

معانی :......آب و جاہے: کوئی شان اور مرتبہ۔ گلچیں: پھول توڑنے والا۔ بدآموز: برا سکھانے والا۔

دو صد دانا دریں محفل سخن گفت — سخن نازک تراز برگ سمن گفت
ولے بامن بگو آں دیدہ ور کیست — کہ خارے دید و احوال چمن گفت !

معانی :......برگ سمن: چنبیلی کی پتی۔ دیدہ ور: گہری نظر رکھنے والا' دانا بینا۔ کیست: کون ہے۔ خار: کانٹا۔

نداتم نکتہ ہائے علم و فن را — مقامے دیگرے دادم سخن را
میان کارواں سوز و سرورم — سبک پے کرد پیران کہن را !

معانی :......سبک پے کرد: تیز رفتار کر دیا۔ پیران کہن: کمزور اور بوڑھے آدمی۔

نہ پنداری کہ مرغ صبح خوانم — بجز آہ و فغاں چیزے ندانم
مدہ ازدست دامانم کہ یابی — کلید باغ را در آشیانم !

معانی :......پنداری: تو یہ نہ سمجھ لینا۔ مرغ صبح خوانم: میں صبح کے وقت چہچہانے والا پرندہ ہوں۔ مدہ: مت دے۔ کلید: چابی' کنجی۔

بچشم من جہاں جز رہگذر نیست — ہزاراں رہرو ویک ہمسفر نیست !
گزشتم از ہجوم خویش و پیوند — کہ از خویشاں کسے بیگانہ تر نیست !

معانی :......رہرو: مسافر' راستہ چلنے والے۔ گذشتم: میں گزر گیا۔ خویش و پیوند: رشتہ دار' دوست احباب۔ بیگانہ تر: زیادہ غیر' اجنبی۔

بایں نابود مندی بودن آموز — بہائے خویش را افزودن آموز
بیفت اندر محیط نغمہ من — بطوفانم چو در آسودن آموز

معانی :......نابود مندی: حالت زار و ناتوانی۔ بودن: ہونا۔ افزون: بڑھانا۔ بیفت: تو گر' تو غوطہ لگا۔ نغمہ من: میرا گیت' مراد میری شاعری۔ دُر: موتی۔ آسودن: آرام کرنا' سکون سے رہنا۔ آموز: سیکھ۔

کہن پروردہ ایں خاک دانم — ولے از منزل خود دل گرانم
دمیدم گرچہ از فیض نم او — زمیں را آسمان خود ندانم !

معانی :......کہن: پرانا' قدیم۔ پروردہ: پالا ہوا' پرورش کیا ہو۔ خاک دان: دنیا۔ دل گرانم: میں بوجھل دل والا ہوں' افسردہ ہوں۔ دمیدم: میں اُگا ہوں۔

ندانی تانہ باشی محرم مرد — کہ دلہا زندہ گردد از دم مرد
نگہدارد زآہ و نالہ خود را — کہ خود دار است چوں مرداں غم مرد !

معانی :......تا نباشی: جب تک تو نہ ہو۔ دم مرد: مرد مومن کی پھونک۔ نگہدارد: حفاظت کرتا ہے۔

نگاہے آفریں، جاں در بدن بیں بشاخاں نادمیدہ یاسمن بیں
وگرنہ مشل تیرے در کمانے ہدف را با نگاہ تیر زن بیں

معانی :......آفریں: پیدا کر۔ نادمیدہ: نہ اُگی ہوئی' نہ پھوٹی ہوئی۔ ہدف: نشانہ۔ تیرزن: تیر چلانے والا۔

خرد بیگانہ ذوق یقین است قمار علم و حکمت بدنشین است !
دو صد بو حامد و رازی نیرزد بنادانے کہ چشمش راہ بین است !

معانی :......بدنشین: برے ساتھی یا دوست۔ بو حامد: امام غزالی۔ رازی: امام رازی۔ نیرزد: برابر نہیں ہیں۔ راہ بیں: راستہ دیکھنے والی۔

قماش و نقرہ و لعل و گہر چیست ؟ غلام خوش گل و زریں کمر چیست ؟
چو یزداں از دو گیتی بے نیازند دگر سرمایہ اہل ہنر چیست ؟

معانی :......قماش: ریشمی کپڑا۔ نقرہ: چاندی۔ خوش گل: خوبصورت۔ زریں کمر: سونے کی پیٹی باندھنے والا۔ اہل ہنر: ہنر جاننے والے۔ چیست: کیا ہے۔

خودی را نشہ من عین ہوش است ازاں میخانہ من کم خروش است
مے من گرچہ ناصاف است درکش کہ ایں تہ جرعہ خمہاے دوش است !

معانی :......نشہ من: میرا نشہ' مراد میری شاعری کی تاثیر۔ عین ہوش: ہوش میں۔ کم خروش: جس میں شور نہ ہو۔ درکش: چڑھا جا' پی جا۔ تہ جرعہ: یعنی تلچھٹ کا گھونٹ۔ خمہاے دوش: گذشتہ کل کی صراحیاں۔

ترا با خرقہ و عمامہ کارے من از خود یافتم بوے نگارے
ہمیں یک چوب نے سرمایہ من نہ چوب منبرے نے چوب دارے

معانی :......خرقہ: پیوند لگا لباس' گدڑی (صوفیوں کا لباس)۔ عمامہ: پگڑی' عالموں یا ملاؤں کی پگڑی۔ کارے: ایک کام۔ بوے نگارے: ایک محبوب کی خوشبو۔ چوب نے: بانسری کی لکڑی۔ چوب دارے: کسی سولی کی لکڑی' منصور حلاج کو ''انا الحق'' کہنے پر سولی پر لٹکایا گیا تھا۔

چو دیدم جوہر آئینہ خویش گرفتم خلوت اندر سینہ خویش
ازیں دانشوران کور و بے ذوق رمیدم با غم دیرینہ خویش

معانی :......جوہر آئینہ: آئینے کی بنیادی صفت جس کی وجہ سے اس میں عکس نظر آتا ہے۔ دانشوران کور و بے ذوق: وہ صاحبان عقل و خرد جو خدا کی معرفت کے لحاظ سے اندھے ہیں۔ رمیدم: میں بھاگ گیا۔ غم دیرینہ: پرانا غم۔

چو رخت خویش بربستم ازیں خاک ہمہ گفتند با ما آشنا بود !
ولیکن کس ندانست ایں مسافر چہ گفت و با کہ گفت و از کجا بود !

معانی :......رخت...... بربستم: میں نے سامان باندھ لیا۔ ندانست: نہ جانا' با کہ۔ گفت: کس سے کہا۔

...... (۲) ......

اگر دانا دل و صافی ضمیر است — فقیرے با تہی دستی امیر است

بدوش منعم بے دین و دانش — قبائے نیست، پالان حریر است!

معانی :......تہی دستی: خالی ہاتھ ہونا' مفلس ہونا۔ منعم: امیر آدمی۔ پالانِ حریر: ریشمی۔ جھول (جھول وہ کپڑا جو گدھے کی پیٹھ پر رکھا جاتا ہے)۔ قبا: قیمتی اور امیرانہ ٹھاٹھ کا چغہ یا لباس۔

...... (۳) ......

سجودے آوری دارا و جم را — مکن اے بے خبر رسوا حرم را

مبر پیش فرنگی حاجت خویش — ز طاق دل فرو ریز ایں صنم را

معانی :......سجودے آوری: تو سجدے کرتا ہے۔ دارا و جم: قدیم ایران کے دو مشہور بادشاہ' دارا اور جمشید۔ مبر: مت لے جا۔ حاجت: ضرورت۔ فروریز: نیچے گرادے۔ ایں صنم: یہ بت۔ حرم: چاردیواری' مراد اسلام۔

شنیدم بیتکے از مرد پیرے — کہن فرزانہ روشن ضمیرے

اگر خود را بناداری نگہ داشت — دو گیتی را بگیرد آں فقیرے!

معانی :......بیتکے: ایک شعر۔ کہن فرزانہ: پرانا یا تجربہ کار دانا۔ بناداری: مفلسی میں' غربت میں۔ بگیرد: پکڑے گا' فتح کرلے گا۔

نہاں اندر دو حرفے سرکار است — مقام عشق منبر نیست، دار است

براہیماں ز نمروداں نترسند — کہ عود خام را آتش عیار است!

معانی :......سرکار: کام کا بھید' کام کی بات۔ دار: سولی' منصور حلاج کے حوالے سے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ براہیماں: براہیم یعنی ابراہیمؑ کی جمع۔ ابراہیمؑ نے حاکم وقت اور خدائی کا دعویٰ کرنے والے نمرود سے ٹکر لی تھی۔ نمروداں: نمرود کی جمع' مراد خود کو حاکم مطلق سمجھنے والے۔ نترسند: نہیں ڈرتے۔ عودخام: کچی خوشبودار لکڑی۔ عیار: کسوٹی' پرکھ۔

مجو اے لالہ از کس غمگساری — چو من خواہ از درون خویش یاری

بہر بادے کہ آید سینہ بکشاے — نگہ دار آں کہن داغے کہ داری

معانی :......مجو: مت تلاش کر۔ لالہ: سرخ پھول۔ غم گساری: دکھوں تکلیفوں میں مدد یا ہمدردی۔ سینہ بکشاے: سینہ کھول دے۔ کہن داغ: پرانا داغ۔

ز پیرے یاد دارم ایں دو اندرز — نباید جز بجان خویشتن زیست

گریز از پیش آں مرد فرودست — کہ جان خود گرو کرد و بہ تن زیست!

معانی :......اندرز: نصیحت۔ نباید زیست: نہیں جینا چاہیے۔ گریز: بھاگ جا' دوڑ جا' دور ہو جا۔ مرد فرودست: گھٹیا فطرت آدمی۔

بساحل گفت موج بیقرارے	بفرعونے کنم خود را عیارے
گہے برخویش می پیچم چو مارے	گہے رقصم بہ ذوق انتظارے !

معانی :......بفرعونے: ایک فرعون سے' فرعون' حضرت موسیٰ کے دور کا بادشاہ اور خدائی کا دعویدار' اس کا مقابلہ حضرت موسیٰ سے ہوا تھا اور جو حضرت موسیٰ کے تعاقب میں بحرِ احمر میں غرق ہو کر مر گیا۔ می پیچم: میں پیچ و تاب کھاتی ہوں۔ رقصم: میں ناچتی ہوں۔

اگر ایں آب و جاہے از فرنگ است	جبیں خود منہ جز برد راو
سریں را ہم بہ چوبش دہ کہ آخر	حقے دارو بہ خر پالاں گراو !

معانی :......آب و جاہے: شان و شوکت۔ فرنگ: انگریز۔ منہ: مت رکھ۔ سریں: چوتڑ۔ بہ چوبش دہ: اس کی لکڑی یا ڈنڈے کے آگے رکھ' ڈنڈے کھا۔ پالاں گر: مراد گدھے کا مالک۔

فرنگی را دلے زیر نگیں نیست	متاع او ہمہ ملک است، دیں نیست
خداوندے کہ در طوف حریمش	صد ابلیس است و یک روح الامیں نیست

معانی :......زیر نگیں: نگین کے نیچے۔ متاع: سرمایہ' دولت۔ خداوندے: ایک ایسا مالک یا خدا۔ روح الامین: حضرت جبریل۔

...... (۴) ......

من و تو از دل و دیں ناامیدیم	چو بوے گل ز اصل خود رمیدیم !
دل ما مرد و دیں از مردنش مرد	دو تا مرگے بیک سود اخریدیم !

معانی :......رمیدیم: ہم بھاگ گئے۔ مرد: مر گیا۔ مردنش: اس کا مرنا۔

مسلمانے کہ داند رمز دیں را	نساید پیش غیر اللہ جبیں را
اگر گردوں بہ کام او نہ گردد	بکام خود بہ گرداند زمیں را !

معانی :......رمز: حقیقت' بھید۔ نساید: نہیں گھساتا' سجدہ نہیں کرتا۔ گردوں: آسمان۔ کام: آرزو' خواہش۔ نہ گردد: نہیں گھومتا۔ بگرداند: گھماتا یا چکر لگواتا ہے۔

دل بیگانہ خوزیں خاکداں نیست	شب و روزش ز دور آسماں نیست
تو خود وقت قیام خویش دریاب	نماز عشق و مستی را اذاں نیست

معانی :......بیگانہ خو: بیگانگی یا غیریت اختیار کرنے والا۔ وقت قیام: نماز میں کھڑا ہونے کا وقت۔ دریاب: پا لے۔

مقام شوق بے صدق و یقیں نیست	یقیں بے صحبت روح الامیں نیست
گراز صدق و یقیں داری نصیبے	قدم بیباک نہ، کس در کمیں نیست !

معانی :......صدق: سچائی' حق۔ یقین: مراد پکا ایمان۔ نصیبے: ایک یا کچھ حصہ۔ بیباک: بلا خوف و خطر' دلیری سے۔ نہ: رکھ۔ کمین: گھات۔

مسلماں را ہمیں عرفان و ادراک | کہ درخود فاش بیند رمز بولاک

خدا اندر قیاس مانہ گنجد | شناس آں راکہ گوید ماعرفناک

معانی :......ادراک: حاصل کرنا' پانا' دریافت کرنا' عقل سے کسی شئے کا علم حاصل کرنا۔ فاش بیند: واضح طور دیکھتا ہے۔ لولاک: حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے۔ اگر تو (محمدؐ) نہ ہوتا تو میں (خدا) یہ کائنات پیدا نہ کرتا۔ عرفان: دل کے ذریعے حقیقت سے آشنا ہونا۔ نہ گنجد: نہیں سماتا۔ شناس: پہچان۔ ماعرفناک: حضور اکرمؐ کی حدیث مبارکہ کی طرف اشارہ ہے' جتنا تجھے یعنی خدا کو پہچاننے کا حق ہے' اتنا ہم نے تجھے نہیں پہچانا۔

بہ افرنگی بتاں خود را سپردی | چہ نامردانہ در تبخانہ مردی

خرد بیگانہ دل، سینہ بے نور | کہ ازتاک نیاگاں مے نخوردی

معانی :......افرنگی بتاں: انگریز بت' مراد انگریز حکمران۔ نامردانہ: بزدلی کی حالت میں۔ تاکِ نیاگاں: اسلاف کی انگور کی بیل' مراد اسلاف کے نقش قدم۔

نہ ہر کس خود گروہم خود گراز است | نہ ہر کس مست ناز اندر نیاز است

قبائے لا الہ خونیں قبائے است | کہ بربالائے نامرداں دراز است !

معانی :......خودگر: اپنی ہستی کو بنانے والا۔ خودگداز: خود کو پگھلانے والا' عشق میں خود کو فنا کرنے والا۔ مست ناز اندر نیاز: خدا کے حضور عاجزی اختیار کرنے پر ناز کرنے میں محو انسان۔ بالا: اونچا' بلندی' دراز قد۔ دراز: لمبی' قد کے ناپ سے بڑھ کر۔

بسوز دمومن از سوز وجودش | کشود ہرچہ بستند از کشودش

جلال کبریائی در قیامش | جمال بندگی اندر سجودش

معانی :......کشود: گرہ۔ بستند: باندھی یا لگائی گئی۔ جلال کبریائی: خدائی ہیبت اور شوکت۔ درقیامش: اس کا عبادت میں کھڑا ہونا۔

چہ پرسی از نماز عاشقانہ | رکوعش چوں سجودش محرمانہ

تب و تاب یکے اللہ اکبر | نہ گنجد در نماز پنجگانہ !

معانی :......چہ پرسی: تو کیا پوچھتا ہے۔ نہ گنجد: نہیں سماتی۔ تب وتاب: تڑپ۔

دو گیتی را صلا از قرأت اوست | مسلماں لا یموت از رکعت اوست

نداند کشتہ ایں عصر بے سوز | قیامت ہاکہ در قد قامت اوست

معانی :......صلا: دعوت۔ قرات: قرآن یا آیات قرآنی پڑھنا۔ لایموت: نہیں مرتا۔ قد قامت: یعنی ''قد قامت الصلوٰۃ'' نماز کھڑی ہوگئی۔

...... (۵) ......

فرنگ آین رزاقی بداند | بایں بخشد، ازو وامی ستاند

بہ شیطاں آنچناں روزی رساند | کہ یزداں اندر آں حیراں بماند

معانی :......آئین رزاقی: دوسروں کورزق دینے کا قانون یا طریقہ۔ بایں بخشد: اسے یعنی ایک کو دیتا ہے۔ وامی ستاند: اس سے واپس لے لیتا ہے۔ روزی رساند: روزی پہنچاتا ہے۔

چہ حاجت طول دادن داستان را بحرفے گویم اسرار نہاں را
جہان خویش با سودا گراں داد چہ داند لامکاں قدر مکاں را !

معانی :......اسرار نہاں: پوشیدہ حقیقتیں۔ قدر مکاں: مراد اس دنیا کی قدر جس میں زمان و مکاں ہیں۔

بہشتے بہر پاکان حرم ہست بہشتے بہر ارباب ہمم ہست
بگو ہندی مسلماں را کہ خوش باش بہشتے فی سبیل اللہ ہم ہست !

معانی :......پاکانِ حرم: مراد مردانِ مومن جن کو کعبہ سے یعنی صرف اللہ سے تعلق ہے۔ اربابِ ہمم: ہمتوں والے لوگ۔ فی سبیل اللہ: اللہ کی راہ میں یعنی مفت میں۔

...... (۶) ......

قلندر میل تقریرے ندارد بجز ایں نکتہ اکسیرے ندارد
ازاں کشت خرابے حاصلے نیست کہ آب از خون شبیرے ندارد !

معانی :......میل: رغبت۔ بجز: سوائے اس کے۔ اکسیرے: کوئی اکسیر، یعنی وہ چیز جو مٹی یا تانبے کو سونا بنا دیتی ہے۔ کشت خراب: ویران یا بنجر کھیت۔ خون شبیرے: حضرت امام حسینؓ (شبیرؓ) کا خون، واقعہ کربلا کی طرف اشارہ ہے۔ قلندر: خود علامہ اقبال۔

☆ ارمغان حجاز